بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن الکریم

مع ترجمہ

کنز الایمان

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر نور العرفان

مفسر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن الکریم

مع ترجمہ

کنز الایمان

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



تفسیر

نور العرفان

مفسر: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات۔ پاکستان

۱ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۵

سورہ فاتحہ مکی ہے ۱ـــ

اٰیَاتُهَا ۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رُكُوْعُهَا ۱

اس میں سات آیتیں ۲ـــ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۳ـــ اور ایک رکوع ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو ۴ـــ جو مالک سارے جہان والوں کا ۵ـــ بہت مہربان

الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ

رحمت والا روز جزا کا مالک ہم تجھی

نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا

کو پوجیں ۶ـــ اور تجھی سے مدد چاہیں ۷ـــ ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

سیدھا راستہ چلا ۸ـــ راستہ اُن کا

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

جن پر تو نے احسان کیا نہ اُن کا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

جن پر غضب ہوا ۹ـــ اور نہ بہکے ہوؤں کا

منزل ۱

۱ سورہ فاتحہ مکیہ بھی ہے مدنیہ بھی، اس سورۃ میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چالیس حروف ہیں۔ ۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جو بسم اللہ ہر سورت کے اول میں ہے، یہ پوری آیت ہے اور جو سورۃ نمل میں ہے وہ آیت کا جزو، خیال رہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے اول نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ نازل ہوئی پھر وہ مکرر کردی گئی تاکہ سورتوں میں فاصلہ ہو جائے اسی لئے بسم اللہ سورۃ کے اوپر امتیازی شان میں لکھی جاتی ہے آیات کی طرح ملا کر نہیں لکھتے۔ نیز امام جہری نمازوں میں بسم اللہ آواز سے نہیں پڑھتا، نیز حضرت جبریل جو پہلی وحی لائے، وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (علق:۱) تھی اس میں بسم اللہ نہ تھی تراویح میں حافظ امام کو چاہئے کہ کسی سورۃ کے اول میں بسم آواز سے پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو خط لکھا تو اول بسم اللہ لکھی اس کی برکت سے انہیں ملکہ یمن اور ملک یمن عطا ہوئے، ہمارے حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کی تحریر بسم اللہ سے شروع کی تو آپ کو فتح مکہ عطا ہوئی مگر ذبح پر صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہے، کیونکہ قہر کے کام پر رب کی رحمت کا ذکر نہ کرے اسی لئے حضور کا نام ذبح پر نہیں لیا جاتا۔ ۳ بسم اللہ کی ''ب'' استعانت کی ہے اور اس سے پہلے فعل پوشیدہ ہے اس کے معنی ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کی مدد سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سے بھی مدد لینا جائز ہے تو اللہ کے رسول اور اس کے نیک بندوں سے بھی جائز ہے کہ وہ بھی اسم اللہ کی طرح اللہ کی ذات پر دلالت اور رہبری کرتے ہیں اس لئے قرآن نے حضور کو ذکر اللہ فرمایا۔ ۴ اگر الحمد میں ''الف لام'' استغراقی ہو تو معنی وہ ہیں جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا یعنی بلا واسطہ اور بالواسطہ ہر حمد رب کی ہی ہے کیونکہ بندے کی تعریف درحقیقت اس کے بنانے والے کی تعریف ہے اور اگر لام عہدی ہو تو معنی یہ ہوں گے حمد مقبول وہ حمد ہے جو محمد ﷺ کی تعلیم سے کی جاوے لہٰذا مشرکین و کفار خدا کی کیسی ہی حمد کریں نامقبول ہے کیونکہ وہ حضور کی تعلیم کے ماتحت نہیں۔ (روح البیان) ۵ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہی ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہئے لہٰذا یہ نہ کہا جائے اے ابوجہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب۔ ۶ نَعْبُدُ کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہئے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہو ۷ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً مدد اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے حقیقتاً حمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلا واسطہ خیال رہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہے مدد لینا حقیقتاً اللہ سے مجازاً اس کے بندوں سے اس فرق کی وجہ سے ان دو چیزوں کو علیحدہ جملوں میں ارشاد فرمایا، خیال رہے کہ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے، رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (مائدہ:۵۵) اور فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ:۲) لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جاسکتی نہ حقیقتاً نہ حکماً، کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر ان کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح

بقیہ برصفحہ ۷۲۹

۲ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۸۷

سورہ بقرہ مدنی ہے ف۱

اٰيَاتُهَا ۲۸۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رُكُوْعَاتُهَا ۴۰

اس میں دوسوچھیاسی آیتیں اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا اور چالیس رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں ف۲ اس میں

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ہدایت ہے ڈر والوں کو ف۳ وہ جو بے دیکھے ایمان

بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

لائیں ف۴ اور نماز قائم رکھیں ف۵ اور ہماری دی

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ہوئی روزی میں سے ف۶ ہماری راہ میں اُٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا ف۷

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٤ؕ

اور آخرت پر یقین رکھیں ف۸

❶ سورہ بقر مدنیہ ہے اس میں دوسو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں (خزائن) ❷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن میں شک وتردد کی گنجائش نہیں اگر کسی کو شک ہے تو اس کو اپنی کم سمجھی کی وجہ سے ہے اسی لئے رب نے فرمایا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ (بقرہ:۲۳) اگر تم شک میں ہو قرآن میں شک ہونے کی نفی اور لوگوں کے دلوں میں شک ہونے کا ثبوت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، دوسرے یہ کہ قرآن میں شک نہ ہونا اس وقت درست ہوگا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور صحابہ میں شک نہ ہو، کیونکہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے حضور جبریل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے، اگر ان تین جگہ میں کہیں شک ہو جاوے تو قرآن مشکوک ہوگا، تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکتا کیونکہ پھر شبہ ہوگا کہ شاید صحابی نے قرآن میں خیانت کر لی ہو، لہٰذا صحابہ کا متقی ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا حضرت جبریل یا حضور کو ماننا، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے پاک مانا جائے ورنہ قرآن کا صدق یقینی نہ ہوگا ❸ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد برے اعمال سے بچنے والے، تقویٰ دو طرح کا ہے جسمانی اور قلبی، جسمانی تقویٰ گناہوں سے بچنے نیکیاں کرنے کا نام ہے قلبی تقویٰ اللہ کے پیاروں کی تعظیم کا نام ہے، رب فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج:۳۲) یہاں لِلْمُتَّقِيْنَ سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی یہ جو متقی تم کو نظر آرہے ہیں وہ اسی قرآن کی ہدایت سے متقی بنے ہیں سمجھ لو کہ قرآن کیسا ہے (تفسیر عزیزی) صحابہ کا تقویٰ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں، اس لئے حضور نزول قرآن سے پہلے عارف وعابد تھے نیز شب معراج عرش پر پہنچ کر نماز ملی مگر بیت المقدس میں انبیاء کو نماز پڑھا کر گئے آیات نماز ہجرت سے پہلے آئیں اور آیات وضو ہجرت کے بعد سورہ مائدہ میں آئیں مگر اس دراز زمانے میں حضور نے وضو کر کے نمازیں پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں ❹ غیب وہ ہے جو حواس سے اور بداہتہً عقل سے وراء ہو، غیب دو قسم کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو اسے علم غیب ذاتی بھی کہتے ہیں، دوسرا وہ جس پر دلائل قائم ہوں اسے عطائی بھی کہتے ہیں پہلی قسم کا غیب جس پر کوئی بھی دلیل قائم نہ ہو رب تعالیٰ سے خاص ہے کسی کو مطلقاً حاصل نہیں ہوسکتا، دوسری قسم کے غیب بندوں کو عطا ہوتے ہیں، پہلی قسم کے لئے یہ آیت ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (انعام:۵۹) دوسری قسم کے غیب کے لئے بہت سی آیات ہیں رب فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن:۲۶) یہاں غیب سے یہی دوسری قسم کا غیب مراد ہے یعنی رب کی ذات وصفات، نبوت وقیامت وغیرہ، اس سے معلوم ہوا کہ بغیر غیب جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ایمان نام ہے ان مذکورہ چیزوں کے ماننے کا اور ماننا جاننے کے بعد ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کی جان ہے نبی پر اعتماد کرنا لہٰذا قیامت وغیرہ کو دیکھ

بقیہ صفحہ ۷۲۹

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۱ اور وہی مراد کو پہنچنے والے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے ۲ انہیں برابر ہے ۳ چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ

لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ

وہ ایمان لانے کے نہیں ۴ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ

ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے۔ ۵ اور ان کے لیے بڑا عذاب اور کچھ لوگ

مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨

کہتے ہیں ۶ کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں ۷

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا

فریب دیا چاہتے ہیں ۸ اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور

يَشْعُرُونَ ۝٩ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ

انہیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝١٠ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا

دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا ۹ اور جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ

فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝١١ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ

کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں ۱۰ سنتا ہے وہی

الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝١٢ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا

فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے

آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ

اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی

السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝١٣ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

احمق ہیں مگر جانتے نہیں ۱۱ اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں

منزل ۱

۱ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت رب کے فضل سے حاصل ہوتی ہے محض اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے رب ہدایت فرمادے وہ انشاء اللہ اس پر قائم رہے گا، عارضی ہدایت والا بہک سکتا ہے، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی عزت و مال مل جانا کامیابی نہیں ہدایت ملنا اور نیک اعمال کی توفیق ملنا بڑی کامیابی ہے، رب فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی۔ الخ (الاعلیٰ: ۱۴) ۲ اس سے معلوم ہوا کہ کَفَرُوْا سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافروں کی فہرست میں آچکے، انہیں تبلیغ فائدہ نہیں دے سکتی، کیونکہ کوئلہ دھونے سے سفید نہیں ہوسکتا "نجس العین" کو پانی پاک نہیں کرسکتا ۳ عَلَیْھِمْ سے معلوم ہوا کہ ڈرانا نہ ڈرانا انہیں برابر ہے تمہیں برابر نہیں وہ تبلیغ سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے مگر آپ کو تبلیغ کا ثواب بہر حال ملے گا۔ اسی لئے عَلَیْکَ نہ فرمایا جس کے ایمان سے ناامید ہو اسے بھی تبلیغ کی جاوے، اجر ملے گا ۴ یہ آیت کریمہ ابوجہل ابولہب وغیرہ ان کفار کے متعلق اتری جن کے مقدر میں ایمان سے محرومی تھی۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو لوگوں کے خاتمہ، سعادت وشقاوت کی خبر دی ہے۔ حضور ہر ایک کا انجام جانتے ہیں کیونکہ شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر الفاظ عام ہیں، الفاظ کا ہی اعتبار ہے ۵ یعنی ان کی بدکاریوں کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی جیسے بکری کے گلے پر چھری چلنے کی وجہ سے رب نے موت دے دی، لہٰذا اس میں وہ کفار نہ بے قصور ہیں نہ مجبور ۶ تین قسم کے لوگ ہیں۔ مومن، کافر، منافق۔ مومن وہ جس کے دل و زبان میں ایمان ہو۔ کافر وہ جس کے دل و زبان پر کفر ہو۔ منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کرکے زبان پر اسلام ظاہر کرے۔ سب میں بدتر منافق ہے۔ پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (اعراف: ۲۱) دو جماعتوں کا ذکر کرکے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ چوتھی قسم اور بھی ہے "ساتر" جس کے دل میں ایمان ہو مگر زبان سے ظاہر نہ کرے یہ سخت ضرورت کے وقت بقدر ضرورت جائز ہے، بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر زبان سے کفر بھی بول دے جب بھی پکڑ نہیں رب فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ (النحل: ۱۰۶) لیکن اس جگہ سے ہجرت کر جانا ضروری ہے جہاں اپنا ایمان ظاہر نہ کرسکے ۷ یا تو اس لئے یہ مومن نہیں کہ دل سے نہیں کہہ رہے ہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے یا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور قیامت کا نام تو لیا۔ رسول کا نام نہ لیا جو رسول کو چھوڑ کر باقی ساری چیزوں کو مان لے وہ کافر ہی ہے جیسے ابلیس کہ سارے ایمانیات کا معتقد تھا مگر کافر ہے کیوں؟ اس لئے کہ رسالت کا منکر ہے اس سے نبی کے دشمنوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ۸ اس طرح کہ اس کے رسول کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حضور کو دھوکا دینا رب کو دھوکا دینا ہے کیونکہ حضور رب کے خلیفہ ہیں (تفسیر خازن) ۹ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ بدترین عیب ہے اس پر سخت سزا ہے۔ جس دین کی بنیاد تقیہ پر ہو وہ باطل ہے اور تقیہ باز سخت دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ ۱۰ اس طرح بقیہ بر صفحہ ۷۲۹

2

أٰمَنَّا ۖۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَٰطِينِهِمْ ۙ قَالُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ

ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ؂۱ تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی

مُسْتَهْزِءُونَ ﴿١٤﴾ ٱللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى طُغْيَٰنِهِمْ

کرتے ہیں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ؂۲ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی

يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا

میں بھٹکتے رہیں ؂۳ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ؂۴ تو ان کا

رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ ٱلَّذِى

سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے

ٱسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ

آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں

فِى ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾

میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا ؂۵ بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں ؂۶

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

یا جیسے آسمان سے اُترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں ؂۷ اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں

أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ ٱلصَّوَٰعِقِ حَذَرَ ٱلْمَوْتِ ۚ وَٱللَّهُ

انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ

مُحِيطٌۢ بِٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ ٱلْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ كُلَّمَآ

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ؂۸ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب

أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا۟ فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا۟ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ

کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا اُن پر تو کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ چاہتا تو

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ

ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ؂۹ بے شک اللہ سب کچھ کر

قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ

سکتا ہے ؂۱۰ اے لوگو! اپنے رب کو پوجو ؂۱۱ جس نے تمہیں اور تم سے

۱ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار و منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں۔ لہٰذا جو ان کی خوشامد میں تعظیم کرے، وہ شیاطین کی تعظیم کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی مجلسوں میں مسلمانوں سے چھپ کر تبرا کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ شریعت یا شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے ۲ یعنی اس مذاق اڑانے کی سزا دیتا ہے، سزائے جرم کو جرم کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا فصاحت و بلاغت کے طور پر ۳ کہ مسلمانوں کا حال دیکھ کر سمجھیں کہ اسلام حق ہے اور کافروں کا مال دیکھ کر سمجھیں کہ کفر حق ہے، تذبذب میں رہیں فیصلہ نہ کر سکیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کی محبت منافقت کی جڑ ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مومن کو سکون قلبی بخشتا ہے۔ منافق کو حیرانی و پریشانی مومن کی زندگی حیوٰۃ طیبہ ہوتی ہے ۴ اس طرح کہ کفر بھی ان کے سامنے تھا اور اسلام بھی انہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا یہ گویا خرید و فروخت ہوئی۔ ۵ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین نے ظاہری اسلام سے دنیاوی نفع تو حاصل کر لیا کہ ان کی جان و مال غازیان اسلام سے محفوظ رہے مگر اخروی نفع حاصل نہ کر سکے۔ وہاں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے ۶ معلوم ہوا کہ جس آنکھ سے اللہ کی آیات نہ دیکھی جائیں۔ وہ اندھی ہے جن کانوں سے رب کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرے ہیں۔ جس زبان سے حمد الٰہی، نعت مصطفیٰ ﷺ ادا نہ ہو وہ گونگی ہے، کیونکہ ان اعضاء نے اپنا حق پیدائش ادا نہ کیا اسی لئے رب نے زندہ کافروں کو مردہ اور مقتول شہداء کو زندہ فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دشمنوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔ رب نے خبر دے دی کہ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ ۷ خیال رہے کہ بادل و بارش سایہ والوں کے لئے رحمت اور بے سایہ یعنی جنگل کے مسافروں کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ حضور آسمان نبوت ہیں۔ قرآن اس کا

ع ۲ / ۲

بادل احکام قرآنی بارش، آیات عذاب گرج، آیات حدود کڑک ہے۔ سایہ والے صحابہ کے لئے یہ سب کچھ رحمت ہے۔ کیونکہ وہ بے سایہ والے نبی کے سایہ میں ہیں اور بے سایہ منافقین کے لئے عذاب ہے۔ سبحان اللہ کیسی نفیس مثال ہے ۸ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن تو روحانی بارش ہے اس کے دلائل بجلی کی کوند ہیں، رب کے عذاب کا ذکر ان کی گرج ہے ان کے کفر کے بیان ان کے لئے اندھیریاں۔ جیسے اندھیری رات میں جنگل میں پھنسا ہوا مسافر بجلی کی چمک سے کچھ راستہ چل لیتا ہے اور گرج سے گھبراتا ہے بجلی کی روشنی ختم ہونے پر کھڑا رہ جاتا ہے ایسے ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ اسلام کا غلبہ دیکھ کر منافق کچھ مائل باسلام ہوتے ہیں اور کسی مشقت کے درپیش آنے پر کفر کی تاریکی میں حیران و پریشان کھڑے رہ جاتے ہیں ۹ یعنی منافقوں کی اس بدعملی کی سزا تو یہ ہے کہ انہیں اندھا بہرا کر دیا جائے مگر رب نے انہیں اندھا بہرا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا اثر رب کے ارادے پر موقوف ہے ۱۰ یہاں شے سے مراد ہر ممکن چیز ہے جو مشیت الٰہی میں آ سکے واجبات اور محالات اس میں سے نہیں۔ لہٰذا نہ تو رب تعالیٰ خود عیب سے متصف ہو سکتا ہے کہ یہ ناممکن ہے اور نہ واجب اپنی ذات کو فنا کر سکتا ہے کہ وہ واجب ہے، اس آیت سے خدا بقیہ بر صفحہ ۷۲۹

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

اگلوں کو پیدا کیا ف۱ یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ف۲ وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو

فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا ف۳ تو اس سے کچھ

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت

مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

تو لے آؤ ف۴ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو ف۵ اگر تم

صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ

سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ بَشِّرِ

جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ف۶ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے ف۷ اور خوش خبری دے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ

انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۸ کہ ان کے لیے باغ ہیں، جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا

نہریں رواں جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (صورت دیکھ کر) کہیں

هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ

یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ف۹ اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لیے ان

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ

باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں ف۱۰ اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ

اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ف۱۱ تو وہ جو ایمان لائے

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے باپ دادوں پر احسان اپنے پر احسان ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ہم سے پہلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ لہٰذا رب نے جو درجے اور مرتبے ہمارے نبی کو بخشے ان کا ہم سب پر احسان ہے۔ الحمد للہ ہمارے لئے ایسے محبوب نبی کی امت میں ہونا فخر ہے جو کسی امت کو حاصل نہ ہوا۔ (۲) یہ امید بندے کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے اعمال پر یقین نہ کرے کہ قبول ہی ہوں گے بلکہ امید بھی رکھے اور خوف بھی، یہی اصل ایمان ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اعمال پرہیزگاری نہیں بلکہ پرہیزگاری کا ذریعہ ہیں، اصل پرہیزگاری دل کا تقویٰ ہے جو کبھی نیک اعمال سے اور اکثر کسی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے (۳) آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمان کے اسباب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر سے بخارات اٹھے اور اوپر زمہریر میں پہنچ کر جم گئے پھر ٹپک پڑے لہٰذا بارش آسمان سے ہی ہوتی ہے۔ خیال رہے اس سے پہلی آیت میں ایجاد کا ذکر تھا اس آیت میں بقاء کے ذریعہ کا ذکر ہے جو نعمت پر نعمت ہے (۴) معلوم ہوا کہ انسانی مصنوع اور رب کی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل بندہ بنا سکے انسانی مصنوع ہے اور جس کی مثل بندے سے نہ بنے وہ ربانی مصنوع ہے۔ گیس اور انجن انسانی مصنوع ہیں کہ اس کے ہزاروں کارخانے ہیں جگنو اور چیونٹی ربانی مصنوع ہے کہ انسان سے نہیں بنتے۔ اسی قاعدے سے یہاں گفتگو فرمائی گئی۔ (۵) قرآن کریم میں اکثر مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خدا کے دشمنوں اور مردودین بارگاہ الٰہی کے لئے بولا جاتا ہے لہٰذا ان حمائیتیوں سے مراد بت اور بت پرستوں کے حمایتی اور علماء یہود اور عیسائیوں کے پادری ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام اور عبداللہ ابن سلام یا کعب احبار وغیرہ کو بلا لو جیسے رب فرماتا ہے اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ (انبیاء:۹۸)۔ یہاں بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد

مردودین بارگاہ ہیں، نہ عیسیٰ علیہ السلام وعزیر علیہ السلام، اگرچہ ان کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ (۶) وہ پتھر جن کی کفار پوجا کرتے ہیں یعنی بت، اس سے معلوم ہوا کہ وہ درخت، چاند، سورج، تارے وغیرہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے اس سے سنگ اسود اور مقام ابراہیم وغیرہ خارج ہیں اگر کبھی کفار ان کی پوجا بھی کر لیں مگر یہ جنتی پتھر ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وعزیر علیہ السلام اگرچہ عیسائی اور یہودی ان کی پوجا کرتے ہیں مگر وہ جنتی ہیں لہٰذا اَلْحِجَارَةُ میں الف لام عہدی ہے (۷) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ پہلے سے ہی پیدا ہو چکی ہے کیونکہ اُعِدَّتْ ماضی ہے، دوسرے یہ کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہ ہوگی کافر کبھی وہاں سے نکلے گا نہیں (۸) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے کہ پہلے ایمان ہے پھر اعمال، دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اعمال ضرور کرے، تیسرے یہ کہ اعمال بقدر طاقت ضروری ہیں، جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جاوے یا مسلمانوں کی چھوٹی اولاد جو بچپن میں ہی فوت ہو جاوے انہیں صرف ایمان کافی ہے۔ خیال رہے کہ دخول جنت نور ایمان بقیہ برصفحہ ۲۹۷

فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ

وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ف۱ رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ

کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ف۲ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا

كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ

دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد ف۳ اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے

اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾

کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں ف۴

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہوگے حالانکہ تم مردہ تھے ف۵ اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ

پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا

مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ

جو کچھ زمین میں ہے ف۶ پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات

سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

آسمان بنائے ف۷ اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا

اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد

فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ

پھیلائے گا ف۸ اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی

لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ

بولتے ہیں ف۹ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالٰے نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے ف۱۰ پھر

❶ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا۔ اس سے گمراہی بھی ملتی ہے۔ جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو اس کے لئے قرآن ہدایت کا باعث ہے اور جس کو ان محبوب سے الفت نہ ہو۔ اسے قرآن سے گمراہی ملے گی۔ قرآن تو بارش کی مثل ہے اگر سینہ میں تخم اچھا ہے تو درخت اچھا نکالے گا۔ اسی لئے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر اور حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں کفار سے پوچھا کہ مجھے پہچانو۔ میں تم میں کیسا ہوں۔ حضور علیہ السلام کی معرفت سب سے مقدم ہے، اس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔ ❷ اس عہد سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ نے حضور پر ایمان لانے کے متعلق لیا تھا یعنی جنہوں نے حضور پر ایمان اختیار نہ کیا انہیں قرآن سے گمراہی ملتی ہے ❸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے، گمراہی بھی۔ مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے گمراہی نہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (شوریٰ: ۵۲) دوسرے یہ کہ قرآن سے گمراہی اسے ملتی ہے، جو صاحب قرآن سے رشتہ غلامی توڑ دے اور ہدایت سے ملتی ہے جس نے ان سرکار سے رشتہ غلامی جوڑا ہاتھ میں قرآن اور دل میں قرآن والا تشریف لایا۔ ❹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب نے بعض سے تعلق توڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض سے تعلق جوڑنے کا۔ نبی سے رشتہ غلامی جوڑو، کفار سے تعلق توڑو دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی غلامی میں عزت ہے ان سے رشتہ توڑنے میں سراسر نقصان ہے، ❺ یہاں مردہ سے مراد بے جان ہے، نہ وہ جو زندگی کے بعد مردہ کیا جائے رب فرماتا ہے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الروم: ۱۹) یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے پھر تمہیں جان بخشی پھر تمہیں مردہ کرے گا پھر دائمی زندگی بخشے گا خیال رہے کہ اگلی زندگی کا مدار اس زندگی کے اعمال پر ہے اگر اچھے اعمال کئے تو اگلی زندگی اچھی ہوگی اگر اعمال خراب کئے تو اگلی زندگی وبال ہوگی ❻ اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابل نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ و رسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔ حرام چیزوں میں بھی ہمارا نفع ہے کہ ان سے بچیں اور ثواب حاصل کریں۔ سور سے اس لئے بچنا کہ وہ حرام ہے ثواب کا باعث ہے ❼ یہ ثم ذکری ترتیب کے لئے ہے نہ کہ واقعی ترتیب کے لئے کیونکہ واقع میں زمین کا پھیلاؤ اور زمین کی چیزوں کا پیدا فرمانا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے۔ رب فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النازعات: ۳۰) چونکہ زمین آسمان سے افضل تھی اور زمین ہی پیدائش عالم میں اصل مقصود تھی کہ زمین انبیاء کرام کا مسکن تھی۔ اس لئے زمین کا ذکر پہلے کیا ❽ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو غیب بتایا گیا کہ انہوں نے انسانوں کی حرکتوں کو وقت سے پہلے بتایا، یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور مشورہ میں ہر ایک کو حق ہوتا ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض غیر معین کی غیبت جائز ہے کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا آدم علیہ السلام کی غیبت تھی

بقیہ برصفحہ ۳۰۷

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ

سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا و۱ سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

و۲ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا و۳ بے شک تو ہی

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ

علم و حکمت والا ہے و۴ فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب (اشیاء کے) نام و۵ جب اس نے

اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ

(یعنی آدم نے) انہیں سب کے نام بتا دیئے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو و۶ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور

اسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

غرور کیا اور کافر ہو گیا و۷ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا

اور تیری بیوی جنت میں رہو و۸ اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

پاس نہ جانا و۹ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے و۱۰ تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دی و۱۱

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو و۱۲ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ

اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے و۱۳ پھر سیکھ لیے آدم نے

مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی و۱۴ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان و۱۵

۱ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے تمام چیزیں دکھا کر نام بتائے تھے ورنہ پیش کرنے کے کیا معنی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ معدوم کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ چیزیں معدوم تھیں مگر آدم علیہ السلام کو دکھا دی گئیں ۲ یہ حکم شرعی تکلیفی نہیں بلکہ تعجیزی ہے یعنی فرشتوں کا عجز ظاہر فرمانے کے لئے حکم دیا گیا۔ کفار عرب سے فرمایا گیا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (بقرہ: ۲۳) اگر تم اپنے کو خلافت کا حق دار خیال کرنے میں سچے ہو تو نام بتاؤ ۳ یہ عجز کا کلام سارے فرشتوں کا ہے شیطان کا نہیں، وہ تو حاسد بن چکا تھا، خاموش رہا۔ خیال رہے کہ شیطان بھی چیزوں کے نام نہ بتا سکا۔ اس لئے وہ بھی سجدے کے حکم میں داخل تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کا علم حضرت آدم سے بھی کہیں کم تھا جو کہے کہ حضور کے علم سے اس کا علم زیادہ ہے وہ بے ایمان ہے ۴ یعنی اے مولیٰ ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ تجھ پر اعتراض کے ارادے سے عرض نہ کیا تھا بلکہ رائے دیتے ہوئے یا حکمت پوچھنے کے لئے عرض کیا تھا ۵ اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو نام سکھائے نہیں بلکہ صرف بتائے جیسے واعظ ایک مجلس میں پچاس مسئلے لوگوں کو سنا دے اس سے وہ لوگ عالم نہیں بن جاتے لہٰذا فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ناموں کے عالم نہ بن سکے وہاں عَلَّمَ فرمایا تھا یہاں اَنْبَاَ ۶ یہ سجدہ حکم شرعی نہ تھا۔ کیونکہ شریعت نبی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہے۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ نیز صرف یہی سجدہ فرشتوں پر فرض کیا گیا، آئندہ پھر حکم سجدہ نہ رہا۔ لہٰذا دین آدم علیہ السلام میں سجدہ تعظیمی کا جائز ہونا اس آیت سے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس حکم کے وقت حضرت آدم کا دین انسانوں میں جاری نہ ہوا تھا۔ لہٰذا حدیث سے قرآن منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ حدیث منسوخ ہوئی اس کی پوری بحث سورہ یوسف میں دیکھو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم عمل سے افضل ہے کیونکہ عابد فرشتے آدم علیہ السلام کے آگے جھکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں کیونکہ یہ ناموں کا علم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فوقیت کا ثبوت ہوا۔ فرعون کے جادوگر جادو کے علم کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت پہچان گئے۔ ۷ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عابد عالم بنا کر مارا۔ اونچے سے گرایا تا کہ تا قیامت علماء صوفیاء سمجھ لیں کہ نبی کی توہین بڑے بڑوں کا بیڑا غرق کر دیتی ہے۔ بارگاہ نبوت بہت نازک ہے ۸ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت پیدا ہو چکی ہے وہاں کے پھل فروٹ بھی بن چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں یہ قیام جزا کے لئے نہ تھا بلکہ تربیت کے لئے تھا کہ جنت کی آبادی دیکھ کر دنیا کو اس کی مثل آباد کریں۔ تیسرے یہ کہ اس وقت آپ کی بیوی صرف حوا تھیں حوریں نہ تھیں۔ چوتھے یہ کہ آپ کا یہ قیام عارضی تھا نہ کہ دائمی کیونکہ آپ تو زمین کی خلافت کے لئے پیدا کئے گئے تھے، ابھی جنت میں مستقل رہنا کیسا، اسی لئے آپ وہاں حکم شرعی کے مکلف ہوئے اور بعد میں باہر بھیجے گئے ۹ خیال رہے کہ حکم، ارادہ، رضا مختلف چیزیں ہیں یہاں حکم نہ تو کھانے کا تھا مگر ارادۂ الٰہی کھانے کا تھا رضا بھی کھانے میں تھی کہ یہ گندم کھانا زمین پر آنے، خلافت الٰہیہ حاصل ہونے کا ذریعہ تھا۔ بقیہ برصفحہ ۷۳۰

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اُتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو

تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

میری ہدایت کا پیرو ہوا انہیں نہ کوئی اندیشہ اور نہ کچھ غم ف۱ اور وہ جو

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ف۲

يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے یعقوب کی اولاد یاد کرو ف۳ میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد

بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ

پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو اور ایمان لاؤ اس پر

اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا

جو میں نے اُتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے ف۴ اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو ف۵ اور میری آیتوں کے

بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

بدلے تھوڑے دام نہ لو ف۶ اور مجھی سے ڈرو اور حق سے باطل کو

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ ف۷ اور نماز قائم رکھو ف۸

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ف۹ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو ف۱۰

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا

اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو ف۱۱ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں اور صبر اور نماز

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ

سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں جنہیں

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِیْٓ

یقین ہے ف۱۲ کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا ف۱۳ اے اولاد

(۱) یعنی وہ حضرات قیامت کے دن خوف و غم سے آزاد ہوں گے، رب فرماتا ہے کہ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (الانبیاء: ۱۰۳) دنیا میں انہیں کسی چیز کی ہیبت کا خوف اور دنیا کا غم نہیں ہاں کسی کی ایذا کا خوف اور اللہ کا خوف ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو پہلی بار عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا مگر یہ ایذا کا خوف تھا (۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفصل ایمان اور اعمال اس پر واجب ہے جسے نبی کی تبلیغ پہنچے اور وہی دوزخ کا مستحق ہوگا جو نبی کی مخالفت کرے، جسے نبی کی تبلیغ نہ پہنچے اس کے لئے صرف توحید کا قائل ہونا کافی ہے کیونکہ رب نے ان دونوں چیزوں کو فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى سے شروع فرمایا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مغفور ہیں، بے گناہ ہیں۔ کیونکہ انہیں کسی نبی کی تبلیغ نہیں پہنچی اور وہ موحد ہیں ان کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف باعث برکت ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی یاد ہے (۴) یعنی قرآن نے تمہاری کتابوں کو سچا کر دیا کہ ان کتب نے قرآن کے تشریف لانے کی خبر دی تھی، اس کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں، یا قرآن نے تمہاری کتابوں کو دنیا بھر سے سچا کہلوا لیا کہ ہر قرآن کا ماننے والا توریت و انجیل کو سچا مانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی آسمانی کتاب، کیونکہ یہ صرف تصدیق فرمانے والا ہے کسی کی بشارت نہیں دیتا۔ تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے اور بشارت آئندہ کی (۵) معلوم ہوا کہ ہر کافر سردار اپنے ماتحتوں کے لحاظ سے پہلا کافر ہے، اس میں ماں باپ، عالم، شیخ، بادشاہ سب داخل ہیں (۶) اس سے مراد ہے روپیہ لے کر شرعی حکم بدلنا جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے، قرآن چھاپ کر بیچنا یا تعلیم قرآن یا امامت یا دم تعویذ یا وعظ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض چیزیں بعض وقت منع ہیں۔ مگر وہ دوسری وجہ سے نہ اس لئے کہ آیات قرآنی کا فروخت کرنا ہے، اس کو اگلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ ولا تلبسوا الخ۔ (۷) یہاں حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو توریت شریف میں تھے جنہیں علماء یہود چھپاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بھی حق۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائے وہ بھی حق (۸) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو جانی، مالی ہر قسم کی نیکی کرنی چاہئے۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔ جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہو جائے تو سب کی قبول ہو جاتی ہے (۱۰) بعض مسلمانوں نے اپنے رشتہ دار علماء یہود سے اسلام کے متعلق پوچھا کہ یہ دین سچا ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ اسلام سچا دین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہی رسول برحق ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اے علماء یہود تم لوگوں کو تو اسلام پر قائم رہنے

بقیہ برصفحہ ۷۳۰

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ

یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا ۱ اور یہ کہ اس سارے زمانہ

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا

پر تمہیں بڑائی دی ۲ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ

اور نہ (کافر کے لیے) کوئی سفارش مانی جائے ۳ اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

مدد ہو اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ۴ کہ وہ تم پر برا عذاب

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۵ اور اس میں تمہارے

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

رب کی طرف سے بڑی بلا تھی (یا بڑا انعام) ۶ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى

اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

رات کا وعدہ فرمایا ۷ پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے ۸

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ

پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو اور جب

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ ۹ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا

سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ۱۰ تو اپنے پیدا کرنے

اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ

والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ۱۱ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو

۱ کہ تمہیں نبیوں کی اولاد بنایا اور تمہیں بادشاہت بخشی یعنی دین و دنیا کی سرداری سے نوازا اور جس پر احسان زیادہ ہوں اسے شکر بھی زیادہ کرنا چاہئے ۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے، لہٰذا عید میلاد، عید معراج منانا عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا سرداری کا باعث ہے۔ بنی اسرائیل اسی لئے اس زمانہ میں عالمین سے افضل ہوئے کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ لہٰذا سید افضل ہیں ۳ فدیہ نہ ہونا، شفاعت نہ ہونا یہ تمام عذاب کافروں کے لئے ہیں۔ مومنوں کی شفاعت بھی ہوگی۔ اللہ کے حکم سے نیک لوگ ان کی مدد بھی کریں گے اور کافر مومن کا فدیہ بن کر دوزخ میں جائیں گے۔ ان کی دوزخ کی جگہ سنبھالیں گے، لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں شفاعت وغیرہ کا ثبوت ہے۔ ۴ تبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے کیونکہ فرعون لاولد تھا، بنی اسرائیل کو اس کے سپاہی ستاتے تھے جن سے رب نے انہیں نجات دی۔ لہٰذا حضور ﷺ کی ساری امت اس معنی سے حضور ﷺ کی آل ہے۔ ۵ کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ اٹھی جس نے بنی اسرائیل کو تو چھوڑ دیا مگر قبطیوں کے گھر جلا دیئے اسے کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تجھے اور تیری قوم قبطیوں کو ہلاک کر دے گا۔ فرعون نے یہ عمل شروع کیا کہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا اور لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لئے باقی رکھتا تھا۔ ستر ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے۔ قبطیوں نے شکایت کی کہ اس طرح سارے اسرائیلی ختم ہو جائیں گے۔ پھر ہماری خدمت کون کرے گا۔ تو اس بیوقوف نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کرائے جائیں۔ اور ایک سال باقی رکھے جائیں۔ ہارون علیہ السلام باقی رہنے والے سال میں اور موسیٰ علیہ السلام قتل کے سال میں پیدا ہوئے ۶ یعنی فرعون کا یہ ظلم بلا تھی یا ہمارا نجات دینا بڑا انعام تھا ۷ اس سے صوفیائے کرام کے چلوں کا ثبوت ہوا کہ فیض ربانی کے لئے چالیس دن اعتکاف، روزہ وغیرہ رکھنا سنت پیغمبر ہے۔ ہمارے حضور ﷺ نے بھی وحی شروع ہونے سے پہلے چلے کئے ۸ بت بنانے کی حرمت معلوم ہوئی۔ خواہ مٹی کے بنائے یا دھات کے یا فوٹو کی شکل میں ہوں۔ کیونکہ رب نے گائے کا بچہ بنانے کو ظلم فرمایا۔ ۹ یہاں ہدایت سے مراد اعمال کی ہدایت ہے کیونکہ بنی اسرائیل ایمان تو پہلے ہی لا چکے تھے نیز ایمان کی ہدایت نبی سے ہے اور اعمال کی ہدایت کتاب سے بواسطہ نبی ملتی ہے۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں پھر اسے قرآن پڑھاتے ہیں ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے والا، گناہ کرانے والا، راضی ہونے والا گنہگار ہیں۔ کیونکہ بچھڑا صرف سامری نے بنایا تھا۔ مگر سارے لوگوں کو بنانے والا اقرار دیا گیا کہ فرمایا بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (بقرہ: ۵۴) کیونکہ ان میں سے بعض بنوانے میں مددگار تھے اور بعض راضی تھے ۱۱ معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ رب مرتدین کے بارے میں فرماتا ہے تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ (فتح ۱۶) یہاں فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ سے خودکشی مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دو۔

عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٤﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ

اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا

لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٥﴾

یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں ف۱ تو تمہیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَظَلَّلْنَا

پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو ف۲ اور ہم نے ابر

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا

کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلویٰ اتارا ف۳ کھاؤ

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا

ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور انھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا

اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے ف۴ اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ ف۵ پھر اس

حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ف۶ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ

خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں تو ظالموں نے اور بات بدل دی ف۷

الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا ف۸

ع ٦ ١٢ ٦ كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

بدلہ ان کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو

الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ف۹ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ

مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ

پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں

۱ خدا کے دیدار کی تمنا اچھی چیز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کی تھی۔ مگر نبی پر اعتماد نہ کرنا کفر اور عذاب کا باعث ہے اسی لئے ان پر عذاب آیا کہ کڑک سے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کے بعد حکم الٰہی ہوا کہ اے موسیٰ ستر آدمیوں کو عذر خواہی کے طور پر لاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام لے گئے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر یہ کہا کہ ہم آپ کی نہ مانیں گے۔ خود رب ہم سے بالمشافہ کلام فرمائے۔ یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔ ۲ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولیٰ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا مجھے الزام لگائیں گے کہ تم نے ان ستر کو مار دیا۔ تب رب نے انہیں زندہ فرما دیا اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا بڑی چیز ہے کہ مردہ زندہ کر دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی دعا سے دوبارہ عمر ملتی ہے کیونکہ وہ لوگ اپنی عمر پوری کر کے ہلاک ہوئے تھے۔ موت عمر ختم ہونے کے بعد آتی ہے آپ کی دعا سے عمر دیئے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۳ موسیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر بنی اسرائیل کو حکم الٰہی سنایا کہ مصر سے نکلو۔ شام میں جاؤ۔ قوم عمالقہ سے جہاد کرو۔ وہاں ہی آباد ہو جاؤ۔ یہ لوگ چارو ناچار بادل نخواستہ نکلے۔ راہ میں ایسے جنگل میں پہنچے۔ جہاں نہ سایہ تھا نہ کھانے پینے کی چیز موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو رب نے سفید ابر سایہ کے لئے، من و سلویٰ کھانے کے لئے، رات کو نوری ستون روشنی کے لئے بھیجا۔ یہاں کے زمانہ قیام میں ان کے کپڑے نہ میلے ہوئے نہ پھٹے، نہ بال ناخن بڑھے۔ یہاں چالیس سال تک مقید رہے اس جنگل کو تیہ کہتے ہیں یعنی حیرانی کا میدان ۴ اس طرح کہ انہیں من و سلویٰ جمع کرنے کی ممانعت تھی۔ انہوں نے ذخیرے جمع کئے وہ سڑ گئے اس سے پہلے چیزیں سڑا نہ کرتی تھیں۔ من ایک قسم کا میٹھا حلوہ تھا ترنجبین کی طرح سلویٰ نمکین گوشت۔

۵ تیہ سے آزاد ہونے کے بعد انہیں بیت المقدس یا اریحا جانے کا حکم ہوا جس میں قوم عمالقہ آباد تھی اور اسے خالی کر گئی تھی۔ وہاں باغات میوے بہت کثرت سے تھے۔ ۶ معلوم ہوا کہ متبرک مقامات کی تعظیم کرنی چاہئے رب فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج: ۳۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر متبرک ہوتے ہیں کیونکہ بیت المقدس انبیاء کا مقام ہے رب فرماتا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (بقرہ: ۱۵۸) یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور نیکیاں قبول ہوتی ہیں بلکہ ان کے قرب کی برکت سے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسی خطا ویسی توبہ۔ یعنی علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ۔ خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کی رحمت اگرچہ ہر جگہ ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہے۔ اولیاء اللہ کے آستانے رحمت ربانی کے اسٹیشن ہیں۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ وظیفہ اور درود کے الفاظ نہ بدلے جائیں شیخ سے جو ملا ہو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے حطۃ کی بجائے حنطۃ کہا تھا۔ نون بڑھا دیا تھا۔ اس بدلنے کو ظلم فرمایا گیا اور عذاب کو مستحق قرار دیا گیا۔ ۸ یعنی طاعون

بقیہ برصفحہ ۳۰۷

مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ
فساد اٹھاتے نہ پھرو ف۱ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ف۲ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا ف۳ تو آپ
لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا
اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی
وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ
اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے
اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ
بدلے مانگتے ہو ف۴ اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا
وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ
اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری ف۵ اور خدا کے غضب میں لوٹے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ
یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو
بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
ناحق شہید کرتے ف۶ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بے شک ایمان والے
وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ
نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان
الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا
لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے ف۷ اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ
هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ
کچھ غم اور جب ہم نے تم سے عہد لیا ف۸ اور تم پر طور اونچا کیا ف۹ لو جو کچھ
اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ
ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضمون کو یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ف۱۰ پھر اس کے بعد تم
بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ
پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے

ع ۲

۱ یا یہ واقعہ مقام تیہ میں ہی پیش آیا جہاں من وسلویٰ اتارا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے رب سے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی۔ تب یہ حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رحمت الٰہی کے ملنے کا وسیلہ ہیں کہ رب نے بنی اسرائیل کو پانی تو دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کا معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ اعلیٰ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری کئے اور ہمارے حضور ﷺ نے انگلیوں سے چشمے بہائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لاٹھی ساتھ رکھنا سنت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ کی دعا سنت انبیاء ہے اور گناہ و فساد سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ ۲ معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانی چاہئے اور بزرگوں کے پاس اپنے دکھ درد بیان کرنا جائز ہیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل جب کچھ رب سے مانگنا چاہتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتے تھے۔ ۳ یہ واقعہ بھی مقام تیہ کا ہے جب بنی اسرائیل من و سلویٰ کھاتے کھاتے تھک گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہوس کا نتیجہ خراب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز رب سے مانگنی چاہئے۔ ۴ کیونکہ جو روزی بغیر مشقت مل جائے اور خالص حلال ہو حرام کا اس میں احتمال نہ ہو وہ اعلیٰ نعمت ہے اس سے جس کے حاصل کرنے میں مشقت کرنا پڑے اور حرمت کا بھی احتمال ہو۔ ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہوں کی وجہ سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کی توہین سے ذلت وخواری دنیا و آخرت میں آتی ہے اور نبی کی تعظیم سے عزت وعظمت ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ "ان" سے مراد وہی یہودی ہیں۔ جو ان مذکورہ جرموں کے مرتکب ہوئے تھے کہ نہ انہیں عزت ملی نہ مال۔ اگر بعد والے یہودیوں کو مال مل جاوے یا کبھی ان کی حکومت قائم ہو جاوے تو اس آیت کے خلاف نہیں، جیسا کہ آج فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ۶ یعنی خود ان کے عقیدے میں بھی قتل ناحق تھا ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ وہی نبی ان کے ہاتھوں قتل ہوئے جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ جیسے زکریا، یحییٰ اور شعیب علیہم السلام۔ ورنہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا۔ نیز انبیاء کی یہ شہادت تبلیغ کی تکمیل کا ذریعہ بنی۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الروم:۴۷) یا فرمایا گیا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ (مجادلہ:۲۱) ۷ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کافر جب ایمان لے آئے تو اسے کفر کے زمانہ کے صدقہ وخیرات وغیرہ کا ثواب بھی ملے گا۔ اسلام پچھلے گناہ مٹاتا ہے پچھلی نیکیاں نہیں مٹاتا۔ ہاں اگر زمانہ کفر میں حج کیا تھا تو وہ حج اسلام نہ ہوا۔ اب حج اسلام ادا کرنا پڑے گا کہ صحت حج کے لئے اسلام شرط ہے ایمان باللہ یہی ہے کہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے اللہ پر ایمان لائے ورنہ عیسائی یہودی پہلے بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ پھر اٰمَنَ بِاللّٰهِ کی قید لگی۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ (آل عمران:۸۵)۔ ۸ یہ واقعہ میدان تیہ سے پہلے کا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی تو آپ نے ان ستر آدمیوں سے جو آپ کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ یا سارے بنی اسرائیلیوں سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا،

بقیہ برصفحہ ۷۳۰

الْخٰسِرِیْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا

والوں میں ہو جاتے ف۱ اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں سے وہ جنھوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ف۲ تو ہم

لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا

نے اُن سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر ف۳ دھتکارے ہوئے تو ہم نے (اس بستی کا) یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے

خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ

لیے عبرت کر دیا اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ف۴ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا ف۵ خدا

یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ

تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ف۶ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ف۷ فرمایا خدا کی

بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا

پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے

مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ

گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں

بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ

کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے ف۸ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتا دے

لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی

تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ

دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کر دے ف۹ وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں

تَشٰبَهَ عَلَیْنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ

میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے ف۱۰ کہا وہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ

کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے

لَّا شِیَةَ فِیْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا

جس میں کوئی داغ نہیں ف۱۱ بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم

۱ اللہ کا فضل یا توبہ کی توفیق ملنا ہے یا عذاب میں تاخیر ہونا یا حضور علیہ السلام کی تشریف آوری۔ یعنی اگر یہ سرکار نہ آجاتے اور تم ان کے دامن میں پناہ نہ لے لیتے تو تم ہلاک ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام مخلوق پر اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔ ۲ یعنی ایلہ والوں نے جو مدینہ اور شام کے درمیان بحر قلزم کے کنارے واقع ہے یہ عذاب داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر ہفتہ کے دن شکار حرام تھا۔ انہوں نے اس حیلہ سے مچھلیوں کا شکار کیا کہ دریا کے کنارے غار کھودے تاکہ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان میں آجاویں اور اتوار کو شکار کر لیں۔ ستر سال تک یہ کام کرتے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ ۳ یعنی صرف صورت بندر کی سی باقی روح وہ انسانی ہی رہے لہٰذا آریوں کا مسئلہ تناسخ اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روح کی تبدیلی کے قائل ہیں ۴ اس سے معلوم ہوا شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے۔ ہماری امت پر حلال ہیں کیونکہ یہود نے شکار کا حیلہ یہ کیا تھا کہ شنبہ کے دن دریا کے کنارے گڑھوں میں مچھلیاں قید کر لیتے تھے اور اتوار کو شکار کرتے تھے۔ اس پر عذاب آیا۔ ۵ جب کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے عزیز نے خفیہ طور پر قتل کر کے دوسرے محلہ میں ڈال دیا تاکہ اس کی میراث بھی لے اور خون بہا بھی، اور پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جاوے۔ قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ۶ معلوم ہوا کہ گائے کا ذبیحہ اور قربانی گزشتہ پیغمبروں کے دین میں بھی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے بھی بچھڑا ہی رکھا تھا۔ ۷ یعنی آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جسے ہمارے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ کہاں قاتل کا پتہ لگانا اور کہاں گائے ذبح کرنا۔ اس کو تعلق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان پر بے دھڑک عمل کرنا چاہئے۔ عقلی ڈھکوسلے بنانا بے ادبوں کا کام ہے، عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ! یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر جھوٹ، دل لگی، کسی کا مذاق اڑانا ان سے پاک ہیں۔ خوش طبعی ایک محمود صفت ہے، مگر مذاق اڑانا عیب ۸ یعنی زیادہ تحقیق میں نہ پڑو۔ جو کہا جاتا ہے کر گزرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عملیات میں زیادہ پوچھ گچھ کر کے قیدیں نہ لگونا چاہئیں۔ جیسے اپنے شیخ سے پہنچے عمل کرے ۹ خیال رہے کہ پہلا ماھی حقیقت صنفیہ پوچھنے کے لئے ہے اور یہ ماھی حقیقت شخصیہ پوچھنے کے لئے یعنی پہلے ماھی کے معنی یہ تھے کہ وہ گائے پہاڑی ہے یا دریائی آبادی کی ہے یا صحرائی یعنی نیل گائے۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ پالتو گائے میں سے کونسی گائے ذبح کی جائے۔ لہٰذا سوال میں تکرار نہیں۔ ۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر آئندہ بات پر انشاء اللہ کہنی چاہئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر یہ لوگ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی شافی بیان نہ پاتے۔ دوسرے یہ کہ اچھی بات پر انشاء اللہ کہو۔ بری بات نہیں۔ کہ انشاء اللہ چوری کروں گا وغیرہ۔ ف ۵ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہئے۔ چنانچہ ان صفات کی گائے صرف ایک شخص کے پاس ملی۔ جس کا باپ بچپن میں فوت ہو گیا تھا اور یہ اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے قیمت یہ طے

بقیہ بر صفحہ ۳۰۷

يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ
نہ ہوتے تھے ف۱ اور جب تم نے ایک خون کیا ف۲ تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم

تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْىِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى
چھپاتے تھے تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی مردے زندہ کرے گا

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو ف۳ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے ف۴

ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ
تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کرّے اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں

مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا
جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں

لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٤﴾
جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں ف۵ اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ف۶

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ
تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ (یہودی) تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں ایک گروہ وہ تھا کہ

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾
اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے ف۷

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى
اور جب مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں

بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ
تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تم ہی پر

رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ
حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں ف۸ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ
اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ف۹ اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا

ع ۸

❶ کیونکہ اس گائے کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اور صرف ایک ہی شخص کے پاس ایسی گائے تھی جو اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی اچھے جانور کی کرنی چاہئے۔ ❷ اگرچہ قاتل تو ایک ہی تھا مگر قتل کی سازش میں اور بھی شریک تھے اس لئے جمع کا صیغہ ارشاد ہوا اور حضور علیہ السلام کے زمانہ کے یہودی ان یہودیوں کی اولاد تھے۔ اس لئے ان سے یہ خطاب فرمایا گیا جیسے ہم ہندوؤں سے کہیں کہ ہم نے تم پر آٹھ سو برس حکومت کی یعنی ہمارے باپ دادوں نے تمہارے آباؤ اجداد پر ایسے ہی یہاں ہے ❸ معلوم ہوا کہ رب کی قدرتیں ہماری عقل و وہم سے بالا ہیں کہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردے کو مارا گیا اور وہ رب کی قدرت سے کچھ دیر کے لئے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا کر پھر مردہ ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ قربانی اور خون دینا حل مشکلات کے لئے اکیسر ہے، عالم غیب سے فیض لینے کے لئے قربانی کرنا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ جس کا ثبوت معجزہ ہو وہاں گواہی وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہاں صرف ایک مقتول کے کہنے پر قتل کا ثبوت ہوگیا۔ کیونکہ یہ کہنا بطور معجزہ تھا جیسے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا ثبوت صرف ایک بچہ کی گواہی سے ہوگیا۔ کیونکہ وہ بچہ کا بولنا بطور معجزہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصمت صرف قرآنی آیات سے ثابت ہوگئی کہ قرآن ہمارے حضور علیہ السلام کا معجزہ ہے اور رب کی گواہی سب سے اعلیٰ ہے ❹ اس میں موجودہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور ثم رتبی تاخیر کے لئے ہے یعنی اس قدر معجزات دیکھ کر سن کر تمہارے دل نرم نہیں پڑتے ❺ خیال رہے کہ معرفت الٰہی پتھروں کو بھی حاصل ہے۔ خوف خدا انہیں بھی ہے۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کی معرفت اور محبت لکڑیوں اور پتھروں کو بھی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام پتھروں کے دل کی بات بھی جانتے ہیں تو انہیں انسانوں کے دلوں کی باتیں کیوں نہ معلوم ہوں گی، اور جس دل میں حضور علیہ السلام کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بدتر ہے ❻ معلوم ہوا کہ انسانی دل اگر درست رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے اور اگر بگڑے تو جانوروں، پتھروں سے بدتر ہو جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پتھروں کی تاثیریں مختلف ہیں۔ ❼ توریت و انجیل میں نبی کریم علیہ السلام کا حلیہ شریف اور آپ کے اوصاف مذکور تھے۔ ان کے علماء نے دیدہ دانستہ وہ بدل دیئے، اس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ یعنی جب یہ لوگ توریت شریف کی تعلیم سے اثر پذیر نہ ہوئے۔ بلکہ اسے تبدیل کرنے لگے۔ تو ان کے حالات تمہاری صحبت سے کیا بدلیں گے۔ یہ بدنصیب تو تمہیں بدلنے کی کوشش کریں گے۔ ❽ شان نزول۔ منافق یہود مسلمان سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے کیونکہ ہماری کتابوں توریت وغیرہ میں ان کے اوصاف موجود ہیں۔ جب ان کے علماء پادری ان سے ملتے تو انہیں ڈانٹتے کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو کہ اپنا بھید مسلمانوں کو بتاتے ہو، توریت کی ان آیات کی مسلمانوں کو خبر نہ دو۔ ورنہ وہ تم کو قیامت میں پکڑیں بقیہ بر صفحہ ۷۳۰

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ

یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں ف۱ تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب

بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا

اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے ف۲ کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل

قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

کریں ف۳ تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس

يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ

کمائی سے ف۴ اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ف۵ تم فرمادو

اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا ف۶ یا

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ

خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ف۷ ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے

خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْنَ

گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے ف۸ انھیں ہمیشہ اس میں رہنا ف۹ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع

ایمان لائے اور اچھے کام کیے ف۱۰ وہ جنت والے ہیں انھیں ہمیشہ اس میں رہنا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ف۱۱ کہ کسی کو نہ پوجو اللہ کے سوا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ف۱۲ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے ف۱۳

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ

اور لوگوں سے اچھی بات کہو ف۱۴ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ف۱۵ پھر

تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

تم پھر گئے ف۱۶ مگر تم میں سے تھوڑے اور تم روگرداں ہو اور جب ہم نے تم سے

النصف

ع ۱۱ / ۹

❶ معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے، نیز عقائد میں تقلید نہیں تحقیق چاہئے ❷ چونکہ توریت شریف قرآن کریم کی طرح عام مروج نہ تھی اور نہ اس کی تلاوت کا رواج تھا اس لئے وہ علماء یہود تک محدود ہو کر رہ گئی تھی وہ پادری جو چاہتے من مانی کارروائی کرلیتے۔ جب کوئی امیر آدمی کوئی ایسا جرم کرتا جس کی سزا ازروئے توریت سخت ہوتی تو یہ پادری اس سے رشوت لے کر سخت سزا کی بجائے نرم سزا تجویز کرتے اور توریت کے نسخے میں وہ ہی لکھ دیتے، جیسے زنا کی سزا بجائے سنگسار کرنے کے صرف منہ کالا کرنا رکھ دی۔ اس آیت کریمہ میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے۔ الحمد للہ کہ قرآن مجید تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ ❸ خیال رہے کہ کتاب کے احکام یا عبارت رشوت لے کر تحریف کرنا یہ آیات کا بیچنا ہے۔ خود قرآن چھاپ کر کمائی کرنا یا امامت، تعلیم قرآن، تعویذ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کی تبدیلی نہیں بلکہ عمل کی اجرت ہے، خلفاء راشدین نے خلافت پر اجرت لی تھی ❹ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حرام کام کی کمائی بھی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ گمراہ کن کتابیں لکھنا چھاپنا شائع کرنا سب حرام ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن میں تفسیری عبارتیں رکوع وغیرہ کے نشانات ایسے ممتاز طریقہ سے لکھنا چاہئیں کہ ان میں اور قرآن میں فرق رہے۔ اللہ کے کلام سے بندے کی چیز مخلوط نہ ہو جائے۔ اسی لئے رکوع، نصف، ربع وغیرہ کی علامتیں حاشیہ پر اور سورتوں کے نام بسم اللہ ممتاز کر کے لکھی جاتی ہیں۔ ❺ اس سے پتہ لگا کہ اپنے نسب پر فخر کرنا اور اعمال سے بے پرواہ ہونا طریقہ کفار ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل اپنے کو نبیوں کی اولاد سمجھ کر اعمال سے مستغنی جانتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی سب کو ضرورت ہے۔ جب خود پیغمبر علیہ السلام تقویٰ اور طہارت سے بے نیاز نہ ہوئے تو ہمارا تمہارا کیا پوچھنا۔ ❻ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ، وعدہ خلافی، عیوب سے پاک ہے، جو ان چیزوں کا امکان بھی مانے وہ ایمان سے خارج ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ نقلی چیز کے لئے عقلی دلائل کافی نہیں۔ نقل پیش کرنا چاہئے قرآن یا حدیث سے ❼ جب ان تحریف کرنے والوں کو اس سے ڈرایا جاتا تھا تو کہہ دیتے کہ ہم کچھ بھی کریں، ہم کو عذاب صرف چالیس دن ہوگا۔ جتنے روز ہمارے باپ داداؤں نے بچھڑا پرستی کی تھی۔ اس آیت میں ان کی بکواس کی تردید ہے۔ ❽ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے شیر خوار بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے گناہ نہیں کئے۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ اور دوزخ میں جانا گناہ کرنے پر معلق فرمایا گیا۔ ❾ مومن گنہگار دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ کیونکہ اسے گناہوں نے گھیرا نہیں۔ اس کا دل برے عقائد سے پاک ہے۔ گناہ گھیر لینے کی صورت یہ ہے کہ دل بھی گندے عقیدے سے گھر جائے۔ ❿ جتنے نیک کام کرنے کا موقع ملے اتنے کرے۔ اگر کسی کو بالکل نیک عمل کا موقعہ نہ ملا تو اس کے جنتی ہونے کے لئے صرف ایمان ہی کافی ہے، جیسے وہ شخص جو اسلام لاتے ہی فوت یا شہید ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کے لئے ان کے ماں باپ کا ایمان لانا کافی ہے۔

بقیہ برصفحہ ۷۳۰

مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ
عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ
دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝٨٤ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ
نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو ١ پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے
اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ
اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ
ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو
وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ
اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے ٢ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو
وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
اور کچھ سے انکار کرتے ہو ٣ تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ
میں رسوا ہو ٤ اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝٨٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ
اور اللہ تمہارے کوتکوں (کرتوتوں) سے بے خبر نہیں ٥ یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٨٦ ع
دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے ٦
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَ
اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ٧ اور
اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ
ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے ٨ اس کی مدد کی
اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ
تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ (حکم) لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تو تکبر کرتے ہو ٩

ع ١٠

(١) رب تعالیٰ نے توریت میں بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کوئی قبیلہ دوسرے کو دیس نکالا نہ دے اور اگر کوئی اسرائیلی دوسرے کی قید میں ہو تو اسے مالی فدیہ دے کر چھڑا لیں۔ لیکن وہ اس پر قائم نہ رہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ایک دوسرے کو موقعہ پا کر جلاوطن کر دیتے تھے۔ مگر کسی اسرائیلی کو قید میں دیکھتے تو اسے چھڑا لیتے، اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ (٢) یعنی تم پر از روئے توریت شریف ایک دوسرے کو جلاوطن کرنا تو حرام ہے اور قیدیوں کو چھڑانا لازم۔ تم جلاوطن بھی کرتے ہو اور قیدیوں کو چھڑاتے بھی ہو، یہ دورنگی کیوں ہے پوری کتاب پر عمل کرو۔ (٣) شریعت کے سارے مسئلوں پر سب کو عمل کرنا چاہئے کوئی شخص کسی وقت بھی شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر کسی کو کسی وجہ سے شریعت ہی آزاد کر دے وہ دوسری بات ہے جیسے فقیر کو زکوٰۃ سے، حائضہ کو نماز سے۔ (٤) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآنی خبریں بالکل برحق ہیں کہ قرآن کی خبر کے مطابق بنی قریظہ تو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بنی نضیر جلاوطن، یہ دنیاوی رسوائی ہوئی۔ دوسرے یہ کہ کبھی گناہوں کی شامت سے دنیاوی آفات بھی آ جاتی ہیں تیسرے یہ کہ کفار پر دنیاوی آفات ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی۔ آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ بخلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی مصیبتیں بھی رب کی رحمتیں بن جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے معصیت یکساں ہے مگر نتیجہ میں فرق ہے۔ (٥) اس میں مومن وکافر دونوں سے خطاب ہے کہ اللہ نیک کاروں کی نیکی، بدوں کی بدی سے بے خبر نہیں۔ لہٰذا یہ آیت عتاب وثواب کی ہے۔ (٦) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا۔ اگرچہ بعض ماتحت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابوطالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت کی۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں مدد کسی کی نہ ہونا کفار کے لئے ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت مددگار مقرر فرما دے گا جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ در پردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ (٧) موسیٰ علیہ السلام کے بعد چار ہزار پیغمبر تشریف لائے جو شریعت موسوی کے محافظ اور توریت کے احکام کو جاری کرتے تھے، چونکہ ہمارے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حفاظت کا یہ کام علماء اسلام کے سپرد ہوا اور الحمد للہ کہ علماء نے کامل طور پر یہ فریضہ ادا کیا اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ (٨) روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ وہ روحانی ہیں اور انبیاء پر وحی لاتے ہیں اور وحی روح ایمان ہے اور آپ ہر عیب سے پاک ہیں، حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد شرک نہیں، رب نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبریل کے ذریعہ فرمائی۔ جب جبریل مدد کر سکتے ہیں تو حضور ﷺ بھی مدد فرما سکتے ہیں۔ (٩) خیال رہے کہ کفار کے مقابلہ میں تکبر کرنا ثواب ہے مومنوں کے مقابلہ میں تکبر کرنا گناہ، نبی کی بارگاہ میں تکبر کرنا کفر ہے وہاں ادب ونیاز چاہئے۔

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ

تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو ف۱ اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں

لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ

بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب

عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

(قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے ف۲ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ

کافروں پر فتح مانگتے تھے ف۳ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا ف۴ اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا

منکروں پر ف۵ کس برے مولوں انھوں نے اپنی جانوں کو خریدا ف۶ کہ اللہ کے اتارے

اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

سے منکر ہوں اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جن بندوں پر چاہے وحی

مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

اتارے ف۷ تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے ف۸ اور کافروں کے لیے ذلت کا

مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ

عذاب ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ ف۹ تو کہتے ہیں وہ جو

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا

ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں ف۱۰ اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق

مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ

فرماتا ہوا ف۱۱ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

ایمان تھا ف۱۲ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

کو معبود بنا لیا ف۱۳ اور تم ظالم تھے ف۱۴ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو

(1) کوئی پیغمبر جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے وہی نبی شہید ہوئے جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. (الروم: ٤٧) یا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ. (مجادلہ: ٢١)۔ (2) تصدیق فرمانے کے یہ معنی ہیں کہ قرآن نے ان تمام کتابوں توریت انجیل وغیرہ کو سچا کردیا۔ کیونکہ ان کتب نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی۔ قرآن کے آنے سے وہ خبریں سچی ہوگئیں، یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو سچا کہا یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو دنیا سے سچا کہلوایا۔ اگر قرآن ان کتب کی تصدیق نہ کرتا تو کوئی انہیں جانتا بھی نہیں، دیکھو جن نبیوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا ان کے نام گم ہو گئے۔ (3) شان نزول جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعاء نصرت کرتے تھے کہ خدایا اس نبی آخر الزمان کے طفیل ہمیں فتح دے، رب انہیں فتح دیتا تھا کیونکہ گزشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلغلہ عالم میں پھیلا دیا تھا اس آیت میں وہ واقعات یاد دلائے جارہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے، اب جب وہ محبوب تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے، اور ان کے وسیلے کا منکر یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے پہلے ہی خلق کو حاجت روائی ہوتی تھی۔ (4) اس ما سے مراد نبی علیہ السلام ہیں، کیونکہ جب کسی ذات کو صفات سے بیان کریں۔ تو وہاں ما بول دیتے ہیں، رب فرماتا ہے لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ (النساء: ٢٢) ظاہر بھی یہی ہے کہ اگلے کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہوں گے نہ کہ قرآن کے وسیلہ سے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان میں مشہور تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف: ٦) (5) رب نے ان کے توسل کو برا نہ فرمایا وہ تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی، اس لئے علیہم نہ فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی۔ (6) یعنی ان لوگوں کے کفر کو اپنی قسمت قرار دیا۔ خیال رہے کہ ہر شخص تاجر ہے، زندگی اس کی دوکان، زندگی میں ساعتیں اس کے سودے ہیں جو ہر وقت گھٹ رہے ہیں یہ ساعتیں خرچ کر کے اعمال کے سودے خرید رہا ہے، جو ہر وقت بڑھ رہے ہیں، جو نیک اعمال کمائے وہ نفع والا بیوپاری ہے جو کفر و گناہ کمائے وہ خسارہ میں جا رہا ہے (7) بنی اسرائیل کو یہ حسد ہوا کہ ختم نبوت کی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ملی کسی اسرائیلی کو ملنا چاہئے تھی۔ اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوا کہ حسد کبھی ایمان سے بھی روک دیتا ہے۔ (8) یعنی طرح طرح کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ (9) اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتابوں پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایک کا بھی انکار کفر ہے یہی انبیاء کرام کا حال ہے بلکہ یہی اہل بیت عظام اور صحابہ کبار کا حال ہے، کہ سب پر ایمان لانا سب کی تعظیم کرنا لازم ہے۔ (10) جن پیغمبروں یا جن کتابوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا۔ وہ گم ہو کر رہ گئے کوئی انہیں جانتا بھی نہیں۔ (11) معلوم ہوا کہ پیغمبر کو قتل کرنا یا ان کی اہانت کرنا کفر ہے، انبیاء بقیہ برصفحہ ٧٣١

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا

تمہارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا

وَ عَصَیْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا

اور نہ مانا ف ١ اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب ف ٢ تم فرمادو کیا برا

یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ

حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو ف ٣ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

نزدیک خالص تمہارے لیے ہو نہ اوروں کے لیے ف ٤ تو بھلا موت کی

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

آرزو تو کرو اگر سچے ہو ف ٥ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو

اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ

آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے

عَلٰى حَیٰوةٍ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ

زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں ف ٦ اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے ف ٧

سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ

اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے

بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى ع ١١

کوتک دیکھ رہا ہے ف ٨ تم فرمادو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو ف ٩ تو اس (جبریل) نے تو

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى

تمہارے دل پر ف ١٠ اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ

مسلمانوں کو ف ١١ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل ف ١٢

وَ مِیْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ اٰیٰتٍ

اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ف ١٣ اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن

① اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ کسی مومن کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی یا وہ ایمان پر رہے ورنہ ہلاک کیا جائے۔ کیونکہ بنی اسرائیل توریت کے احکام دیکھ کر مرتد ہونا چاہتے تھے۔ جس پر موت ان کے سامنے کر دی گئی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے دل پر نہیں۔ بنی اسرائیل نے منہ سے سمعنا کہا، طور ہٹا لیا گیا۔ اگرچہ دل میں عصینا کہا تھا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی خوف سے ایمان لانا نجات کا باعث نہیں۔ ② معلوم ہوا کہ بری چیزوں کی دل میں محبت ہونا بے ایمانی کی علامت ہے کہ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی طرف میلان ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔ لہٰذا اچھوں اور اچھی چیزوں سے طبعی محبت ایمان کی علامت ہے۔ ہر شخص اپنی ایمانی قوت کو اپنے طبعی میلان سے معلوم کرے۔ ③ اس میں بنی اسرائیل پر طنز ہے یعنی اگر ایمان وہ حرکتیں کراتا ہے جو تم کر رہے ہو تو ایسا ایمان بڑا برا ہے۔ ④ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ ہم خواہ کچھ کریں آخرت کی بھلائی صرف ہمارے لئے ہے، ہم دوزخی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم اولاد انبیاء ہیں اور مسلمان خواہ کتنی ہی نیکیاں کریں جنتی نہیں ہو سکتے۔ ان کی اس بکواس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ واقعہ اگر تم جنتی ہو تو جنت میں جانے کے لئے موت کی تمنا کرو، کیونکہ موت وہاں جانے کا ذریعہ ہے۔ ⑤ خیال رہے کہ اللہ کی بخشش اور حضور کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا بالکل جائز ہے، دنیاوی مصیبت سے تنگ آکر موت کی دعا مانگنا حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں، یہ تو موت کی تمنا کا ذکر تھا۔ خودکشی کرنا حرام ہے، خواہ کسی نیت سے ہو۔ ⑥ اس میں غیب کی خبر ہے جو قیامت تک دیکھی جا رہی ہے۔ کفار دنیاوی زندگی پر بہت حریص ہوتے ہیں اور موت سے بہت بھاگتے ہیں۔ مومن اگر زندگی چاہتا ہے تو صرف اس لئے کہ زیادہ نیکیاں کرے آخرت کا توشہ جمع کرے۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا، دنیا کی چیزوں اور دنیا کی زندگی کی ہوس کرنا کفار کا کام ہے، مومن خدا کے فضل سے اس زندگی پر حریص نہیں ہوتا، توشہ آخرت جمع کرنے کے لئے زندگی چاہنا اچھا ہے کہ یہ زندگی کی ہوس نہیں بلکہ آخرت کی تیاری ہے۔ ⑧ معلوم ہوا کہ لمبی عمر یا زیادہ مال ملنا خدا کی رضا کی علامت نہیں، جب تک اس سے نیکی نہ کمائی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے سلام و جواب سے اسلامی سلام و جواب افضل ہے کیونکہ ان کے سلاموں میں صرف دنیا کی دعائیں ہیں، اسلامی سلام میں سلامتی کی دعا ہے جو دنیا و آخرت کو شامل ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بھگوڑے مجرم کی سزا سخت ہے۔ ⑨ شان نزول۔ ابن صوریا یہودی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ چونکہ قرآن حضرت جبریل لاتے ہیں لہٰذا ہم قرآن کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ لاتا ہوتا تو مان لیتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان پر، اور اسرار قرآن حضور کے دل پر رب کی طرف سے اترے، رب فرماتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ (القیامۃ: ١٩) لہٰذا حضور کے برابر کسی کو قرآن کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور کو خود رب نے سکھایا۔ ⑪ یعنی قرآن نیک اعمال کی ہدایت اور جنت کی خوش

بقیہ بر صفحہ ١٣١٧

بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا
آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ ف۱ اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان
نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
میں سے ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتیروں کو ایمان نہیں اور جب ان کے پاس تشریف
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ
لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ف۲ ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا
نے ف۳ اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ف۴ گویا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ
وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے ف۵ اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں ف۶
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ
اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے ف۷ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں
وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا
اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا ف۸ اور وہ دونوں کسی کو
يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ
کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو ف۹
فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ
تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں ف۱۰ مرد اور اس کی عورت میں اور اس
بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ
سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان دے گا
وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ
اور نفع نہ دے گا ف۱۱ اور بے شک ضرور انھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا
خَلَاقٍ ۟ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ
کچھ حصہ نہیں ف۱۲ اور بے شک کیا بُری چیز ہے وہ جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انھیں علم ہوتا اور اگر

❶ فاسق اعتقادی یعنی کفار و منافقین یہ فسق کفر ہے۔ ❷ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے رب کے قرب خاص میں حاضر تھے۔ وہاں سے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہم لوگ دنیا میں آئے ہیں اور حضور بھیجے گئے ہیں۔ اسی لئے ہم رسول نہیں۔ حضور رسول ہیں ہم اپنے ذمہ پر آئے۔ حضور رب کی ذمہ داری پر۔ ❸ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت کے حقوق ادا کرنے والا جو بعد میں حضور پر بھی ایمان لائے۔ دوسرا وہ جو اعلانیہ توریت کی حدود توڑ کر سرکش ہوا۔ نَبَذَہٗ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ (بقرہ:۱۰۰) میں ان کا ذکر ہے۔ تیسرا وہ جس نے جہالت سے عہد شکنی عملاً کی۔ اس کا اعلان نہ کیا۔ ان کے لئے کَاَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (بقرہ:۱۰۱)، چوتھے وہ جس نے بظاہر عہد مانے بباطن عناد کرتے رہے۔ یہ جاہل بنتے تھے ان کے لئے بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (بقرہ:۱۰۰) ہے۔ ❹ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیٹھ پیچھے ڈالنا ہے اگرچہ اسے روز پڑھے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے۔ جیسا کہ یہود توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے، مگر حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو اس پر عمل نہ کیا گیا۔ گویا اسے پس پشت ڈال دیا۔ ❺ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بے رخی اور بے توجہی کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ بے عمل عالم جاہل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ ❻ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے پھیلا۔ دوسرے یہ کہ اس کے پھیلانے والے شیاطین تھے۔ اس کی ابتدا فرشتوں سے نہیں۔ ❼ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبروں سے دشمنوں کے الزام دور کرنا رب تعالیٰ کی سنت ہے کہ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی تہمت لگائی تو رب نے اس آیت میں اسے دفع فرمایا، دوسرے یہ کہ جادو کرنا کفر بھی ہوتا ہے جب اس میں کفر یہ الفاظ ہوں۔ ❽ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی و حاکم بنا کر بھیجے گئے ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اس کے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے، ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ پتہ لگا کہ نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں تو ان میں کھانے پینے بلکہ جماع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں، موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ (اعراف:۱۱۷) لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں مگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ کبھی نورانیت کا ظہور ہوتا تو کھانے پینے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے معراج میں اور روزہ وصال میں، عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان اور اصحاب کہف غار میں ہزاروں سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں، یہ ہے نورانیت کا ظہور۔ ❾ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کے موجد شیاطین ہیں۔ فرشتے نہیں۔ یہ حضرات تو جادو میں پھنسنے کے بعد لوگوں کو اس سے بچانے کے لئے آئے تھے۔ دوسرے یہ بقیہ برصفحہ ۱۳۷

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۠ ﴿۱۰۳﴾

وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے ف۱ کسی طرح انہیں علم ہوتا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ

اے ایمان والو راعنا نہ کہو ف۲ اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں ف۳ اور پہلے ہی سے بغور سنو ف۴

وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو کافر ہیں

الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْؕ

کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے ف۵

وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۰۵﴾

اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَاؕ اَلَمْ تَعْلَمْ

جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلادیں ف۶ تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے ف۷ کیا تجھے خبر نہیں

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۸ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ف۹ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی اور نہ

نَصِیْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــٴَـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىٕلَ مُوْسٰى

مددگار ف۱۰ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے

مِنْ قَبْلُؕ وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

ہوا تھا ف۱۱ اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ سے

السَّبِیْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

بہک گیا ف۱۲ بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد

اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًاۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ

کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے ف۱۳ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر

ع ۱۲/۷

❶ آخرت کی تھوڑی سی نعمت دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ❷ حضور علیہ السلام کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو، اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے، نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے لئے استعمال نہ کئے جائیں تاکہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے، اللہ تعالیٰ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک بھی ہیں اور خاوند بھی۔ لہٰذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ ❸ پتہ لگا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا گیا وَلِلْكٰفِرِیْنَ الخ۔ ❹ بعض دفعہ صحابہ حضور علیہ السلام کے وعظ میں عرض کرتے تھے راعنا یارسول اللہ۔ یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرما دیں۔ یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھا۔ انہوں نے بری نیت سے یہی لفظ کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہود سے کہا کہ اگر تم نے آئندہ یہ لفظ بولا تو تمہاری گردن ماردوں گا کیونکہ آپ یہود کی زبان سے واقف تھے۔ یہود بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے منع کردیا گیا۔ ❺ معلوم ہوا کہ کوئی کافر مشرک کبھی مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا جو انہیں خیرخواہ سمجھے گا وہ دھوکا کھائے گا ❻ شان نزول۔ کچھ کفار قرآن کریم کے بعض احکام منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے، بعض لوگ کہتے تھے کہ توریت وانجیل منسوخ نہیں ہوسکتی ان کے جواب میں یہ آیات اتریں۔ خیال رہے نسخ تین طرح کا ہے۔ نسخ تلاوت، نسخ حکم یا دونوں ❼ جیسے قرآن کہ توریت وانجیل سے بہتر ہے یا قرآن کی بعض ناسخ آیات بمقابلہ بعض منسوخ آیات سے افضل اور نافع ہیں۔ ❽ بعض موجودہ آیات دوسری بعض سے افضل ہیں۔ جیسے تین بار قل ھو اللّٰہ کا ثواب پورے قرآن کے برابر ہے اور تین سو بار تبت یدا کا ثواب اتنا نہیں، حالانکہ دونوں رب کا کلام ہیں۔ ❾ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات تلاوۃً یا حکماً منسوخ ہیں اور یہ نسخ مخلوق کے لئے تبدیل ہے مگر رب کے نزدیک ایک حکم کی مدت کی انتہا کا بیان ہے، جیسے طبیب بیمار کی حالت کے مطابق نسخہ میں تبدیلی کرتا ہے یہ ہی مطلب ہے بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا کا ❿ لہٰذا رب کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جب تک چاہے جو چاہے جب چاہے قانون جاری کرے، جب تکوینی قانون میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ دن جاتا ہے رات آتی ہے عالم میں ہر طرح تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو تشریعی قانون میں بھی تبدیلی ہوسکتی ہے یہ تبدیلی مخلوق کی مصلحت کی وجہ سے ہے۔ ⓫ جو خدا کے عذاب سے تمہیں بچا سکے۔ اولیاء انبیاء کی امداد درحقیقت رب ہی کی امداد ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ (مائدہ: ۵۵) ان جیسی آیات میں رب تعالیٰ کے مقابلہ میں مدد کرنا مراد ہے کہ رب تو مدد کرنا نہ چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کرکے مدد کردیں یہ ناممکن ہے خیال رہے کہ وَلِیٍّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہیں اور ولی اللہ اور۔ ولی اللہ، اللہ

بقیہ بر صفحہ ۱۳۷

لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ
ہو چکا ہے تو تم چھوڑو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے ف۱ بے شک
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ف۲
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے ف۳ بے شک اللہ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ
تمہارے کام دیکھ رہا ہے ف۴ اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ
كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ
جو یہودی یا نصرانی ہو ف۵ یہ ان کی خیال بندیاں ہیں ف۶ تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل
كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰی ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
اگر سچے ہو ف۷ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکوکار ہے ف۸
فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ
تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ف۹ اور
قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی
یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں ف۱۰ اور نصرانی بولے
لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ
یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں ف۱۱ اسی طرح
قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ
جاہلوں نے ان کی سی بات کہی تو اللہ قیامت کے
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
دن اُن میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں ف۱۲ اور اس سے بڑھ کر ظالم
مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ
کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیے جانے سے ف۱۳ اور ان کی ویرانی میں

۱ اس سے معلوم ہوا کہ درگزر کرنے کا حکم جہاد کی آیات سے منسوخ ہے، نرمی کی تمام آیات کا یہی حکم ہے کہ وہ جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہیں۔ ۲ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ نماز زکوٰۃ سے بہتر ہے کہ نماز کو زکوٰۃ پر مقدم کیا گیا۔ تمام شرعی احکام زمین پر ہی بھیجے گئے مگر نماز معراج میں حضور علیہ السلام کو عرش پر بلا کر عطا ہوئی، یہ رب کا پیارا تحفہ ہے۔ ۳ یا ان اعمال کا ثواب پاؤ گے یا بعینہٖ اعمال وہاں پاؤ گے، حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی صورت میں عامل کے سامنے آئیں گے۔ ۴ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اس نیکی کی جزا ملے گی جو زندگی میں کر لی جائے، بعد موت بعض اللہ کے بندے ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر اس پر جزا نہیں۔ ہاں صدقہ جاریہ کا بدلہ بعد موت ملتا رہتا ہے کیونکہ یہ زندگی میں ہی کر لیا گیا تھا اور اس کا نفع دائم ہے۔ اس سے ایصال ثواب کا مسئلہ حل ہو گیا کہ اگرچہ صالح مومن قبر میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، مگر زندوں کا ذکر اللہ جس پر ثواب ملے گا اسی کا ایصال ثواب ہو سکتا ہے۔ ۵ شان نزول۔ مسلمانوں سے یہود مدینہ کہتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور عیسائی کہتے تھے کہ جنت میں صرف عیسائی جائیں گے، یہ گفتگو مسلمانوں کو بہکانے کے لئے تھی، ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان کی یہ بکواس ان کی اپنی رائے سے ہے۔ توریت و انجیل میں یہ نہ فرمایا گیا۔ ۶ معلوم ہوا کہ نجات کا مدار نسب پر نہیں اور بے دلیل کسی قوم میں ہدایت کا منحصر ماننا طریقہ کفار ہے۔ ۷ معلوم ہوا کہ جو نفی کا دعویٰ کرے وہ بھی دلیل لائے کوئی دعویٰ بغیر دلیل قابل سماع نہیں خواہ ثبوت کا ہو یا نفی کا۔ دیکھو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں نفی و ثبوت دونوں کا دعویٰ ہے اور دونوں کی دلیل ضروری ہے۔ لہٰذا جو کہے کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں وہ بھی دلیل لائے ۸ معلوم ہوا کہ بغیر اسلام قبول کئے نیکی قبول نہیں۔ جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے، اسلام جڑ ہے نیکیاں پانی۔ ۹ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خوش عقیدہ نیک اعمال اخلاص سے کرنے والا اللہ کا ولی ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی یہی فرمایا گیا اور یہاں ان لوگوں کے لئے بھی، دوسرے یہ کہ اب ہدایت صرف اسلام پر منحصر ہے کہ جیسا کہ وَهُوَ مُحْسِنٌ سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا الخ (آل عمران: ۸۵) اور فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹) اگر ہر دین میں رہ کر نیکی سے فائدہ ہو جایا کرتا تو سرکار علیہ السلام اسلام کی دعوت نہ دیتے بلکہ فرماتے کہ اپنے اپنے دین پر قائم رہو۔ اچھے کام کئے جاؤ۔ اسلام لانا ضروری ہے۔ ۱۰ شان نزول۔ ایک بار نجران کے عیسائیوں اور مدینہ کے یہودیوں میں بارگاہ مصطفوی علیہ السلام میں مناظرہ ہوا۔ دوران مناظرہ انہوں نے خوب شور مچایا۔ یہود کہتے تھے کہ عیسائی کچھ نہیں، عیسائی کہتے تھے کہ یہودی کچھ نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱ یہود توریت عیسائی انجیل پڑھتے ہیں، ان دونوں میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق ہے، پھر ایک دوسرے کا انکار کرتے ہیں، اس کی یہاں تردید ہو رہی ہے۔ ۱۲ خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ نے ایک

بقیہ بر صفحہ ۷۳۱

خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ

کوشش کرے ف۱ ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں ف۲ مگر ڈرتے ہوئے

لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ف۳

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور پورب و پچھم سب اللہ ہی کا ہے ف۴ تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے ف۵ بے شک اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِى

وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی ملک ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۶ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور

الْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ

زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۷ اور جاہل

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ

بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ف۸ یا ہمیں کوئی نشانی ملے ان سے

قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ

اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ف۹ ان کے ان کے دل ایک جیسے ہیں

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ

بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور

نَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ

ڈر سناتا ف۱۰ اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ف۱۱ اور ہرگز تم سے

الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ

یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو ف۱۲ تم فرما دو اللہ ہی کی

هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ

ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے

منزل ۱

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے منع ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش کرنا ہے۔ (۲) یہ آیت ان مشرکوں کے متعلق نازل ہوئی، جو مسلمانوں کو کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور صلح حدیبیہ میں بھی اس کا شان نزول منقول ہے۔ (۳) اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ قرآن کی غیبی خبریں برحق ہیں کہ رب نے خبر دی تھی کہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ کفار خود حرم شریف میں نہ آسکیں گے۔ مگر ڈرتے ہوئے اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے یہ کہ مسجد میں نعت خوانی، تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف سے روکنے والا بھی اس وعید میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ کا ذکر ہیں بشرطیکہ ان سے جماعت اولیٰ میں حرج نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ مسجد میں چراغاں، قلعی، جھاڑ وغیرہ سب مسجد کی آبادی کا ذریعہ ہیں، ان سے روکنے والا بھی اس وعید میں شامل ہے۔ (۴) شان نزول، صحابہ کرام کی ایک جماعت جو اندھیری رات میں سفر کر رہی تھی نماز عشاء پڑھنے لگی۔ اندھیرے کی وجہ سے کسی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ جس طرح جس کا دل جما اس طرف نماز پڑھ لی، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ ایسی حالت میں جس طرف دل جمے ادھر ہی قبلہ ہے، یا یہ آیت مسافر کے سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق ہے (خزائن وغیرہ) (۵) یا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (بقرہ: ۱۴۴) یا مسافر جب سواری پر نفل پڑھے یا خائف جب بھاگتے ہوئے نماز پڑھے تب اس آیت پر عمل ہوگا۔ (۶) معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ملک نہیں بن سکتا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ جیسا کہ بل سے پتہ لگا کہ چونکہ آسمان زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں لہٰذا اس کی اولاد نہیں بن سکتے۔ (۷) اس آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے اور فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اسی طرح خَلَقَكُمْ مِنْ نُطْفَةٍ وغیرہ آیات میں قانون کا ذکر ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، یعنی رب اس پر قادر ہے کہ کُنْ سے ہر چیز پیدا کر دے مگر قانون یہ ہے کہ بچہ کو نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ وغیرہ سے بنائے یا امر سے مراد عالم امر ہے جیسے ارواح وغیرہ کہ وہ صرف کُنْ سے پیدا ہوئیں، چنانچہ رب فرماتا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ (الاسراء: ۸۵) اور یہ عالم اجسام ہے اس کے لئے وہ آیات ہیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ (۸) افراد کے لئے رب سے ہم کلامی یا دیدار کی تمنا کرنا کفر ہے۔ محبت وشوق میں یہ تمنا عین ایمان ہے۔ کفار کا منشا یہ تھا کہ ہم نبی کی بات نہ مانیں گے ہم سے خود رب تعالیٰ براہ راست کلام فرما دے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (بقرہ: ۵۵) تو بے ایمان ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِىْ (اعراف: ۱۴۳) یہ محبوبیت کی شان تھی۔ (۹) بغیر وسیلہ پیغمبر رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے، جب رب ہم تک بغیر وسیلہ نبی نہیں پہنچتا حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں، حالانکہ ہم محتاج ہیں۔ (۱۰) یعنی جنت کی خوشخبری دینے والا۔ دوزخ سے ڈرانے والا۔ کیونکہ یہاں بشارت تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوئی بلکہ ڈرانے کے ساتھ۔

بقیہ بر صفحہ ۷۳۲

الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ

علم آ چکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ۱ؔ جنہیں

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

ہم نے کتاب دی ہے ۲ؔ وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں

وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں اے اولاد یعقوب

اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

یاد کرو میرا احسان ۳ؔ جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ

تمہیں بڑائی دی ۴ؔ اور ڈرو ۵ؔ اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی ۶ؔ اور

لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو ۷ؔ

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا ۸ؔ تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمہیں

لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی

لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ۹ؔ عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ

پہنچتا ۱۰ؔ اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا ۱۱ؔ اور

اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۱۲ؔ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور

اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ

اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو ۱۳ؔ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ

سجود والوں کے لیے ۱۴ؔ اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے ۱۵ؔ اور

۱ؔ خیال رہے کہ ولی اور مددگار نہ ہونا رب کا عذاب ہے مومن کے لئے اللہ نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے، رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ (مائدہ:۵۵)۔ ۲ؔ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت کتاب اس کو ملتی ہے جسے اس پر عمل کی توفیق ملے اور ہدایت حاصل ہو فقط اہل کتاب ہو جانا اور کتاب کو غلط طریقہ سے پڑھ لینا کافی نہیں، کتاب اللہ کو جو صحیح معنی میں پڑھے گا وہ یقینا مومن ہوگا۔ کیونکہ توریت و انجیل میں حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اب جو حضور ﷺ پر ایمان لایا وہ اس کتاب پر عامل ہے اور جو ایمان نہ لایا وہ عامل نہیں۔ ۳ؔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا باعث عزت ہے اور رب کی رحمت ہے۔ دوسرے یہ کہ رب کی نعمتوں کا چرچا کرنا، ذکر کرنا شکر کی قسم ہے اس سے محفل میلاد کا ثبوت ہوا۔ ۴ؔ یعنی اس زمانہ میں بنی اسرائیل تمام انسانوں، فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل تھے۔ کیونکہ یہ نبیوں کی اولاد تھے اور ان میں صالحین بہت تھے اب حضور ﷺ کا انکار کر کے اور سرکشی کر کے ذلیل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ عزت حضور ﷺ کے قدم سے وابستہ ہے۔ جو ان کا ہو گیا عزت پا گیا۔ جو ان سے پھر گیا ذلیل ہو گیا۔ ۵ؔ خیال رہے کہ اگر تقویٰ کے بعد آگ وغیرہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بچنا۔ جیسے واتقوا النار اور اگر اس کے بعد قیامت یا اللہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ڈرنا جیسے اتقوا اللہ لہٰذا یہاں ڈرنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ سے یا قیامت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۶ؔ یہاں پہلے نفس سے مراد ہر جان ہے اور دوسرے نفس سے مراد کفار ہے۔ یعنی کافر کا بدلہ کوئی نہ بنے گا۔ مومن کا ذکر دوسری آیت میں ہے، یہ تمام عذاب کفار کے ہیں۔ ۷ؔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کا

منزل ۱

فدیہ کفار ہیں اور ان کے لئے شفاعت و مدد بھی ہے، جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے: اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (انبیاء:۱۰۵)۔ ۸ؔ یا کچھ شرعی احکام بھیجے جیسے مونچھ ترشوانا، ناک میں پانی کا استعمال، مسواک، ناخن ترشوانا، بغل، زیر ناف کے بال کی صفائی، ختنہ، پانی سے استنجا کہ یہ چیزیں آپ پر فرض تھیں، یا آزمائش جیسے فرزند کا ذبح بیوی بچہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑنا وغیرہ۔ ۹ؔ یہاں امامت سے مراد نبوت نہیں۔ کیونکہ نبوت تو پہلے ہی مل چکی تھی۔ تب ہی تو آپ کا امتحان لیا گیا بلکہ اس امامت سے مراد وہ خصوصی صفات ہیں جو آپ کو عطا ہوئے جیسے خلیل اللہ ہونا تمام انبیاء کا آپ کی اولاد میں ہونا۔ تمام دینوں میں ذکر۔ ۱۰ؔ ظالم و فاسق کو بھی کہتے ہیں کافر کو بھی اور خطار کار کو بھی، یہاں تیسرے معنی ہرگز مراد نہیں، اگر عہد سے مراد نبوت ہو تو ظالم سے مراد فاسق ہوگا اور اگر عہد سے مراد دینی پیشوائی ہو تو ظالم سے مراد کافر ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دعا خیر کرنا سنت انبیاء ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا دینی پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کی

بقیہ برصفحہ ۴۳۲

اَرْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى

لائیں فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا ف۱ پھر اسے عذاب دوزخ

عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۲۶ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ

کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں

مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

اور اسمٰعیل ف۲ یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا

الْعَلِيْمُ ۝۱۲۷ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً

جانتا ف۳ اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت

مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

تیری فرمانبردار ف۴ اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۱۲۸ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا

بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں انہی میں سے ف۵ کہ

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ

ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے ف۶ اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے ف۷ اور انہیں خوب ستھرا فرما

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۲۹ؑ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

دے ف۸ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ

سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۳۰ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ

اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ف۹ جب کہ اس سے اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۳۱ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا۔ اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو

❶ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کبھی انبیاء کرام کی دعا کچھ ترمیم سے قبول کرتا ہے کہ پچھلی دعا میں تخصیص اور اس دعا میں تعمیم فرما کر قبول فرمائی، یہ دعا کا رد نہیں بلکہ ترمیم قبولیت ہے ❷ بعض بزرگ مسجد کی تعمیر نیک مسلمانوں سے کراتے ہیں اور باوضو بناتے ہیں، یہ آیت ان کی دلیل ہے کہ کعبہ خلیل اللہ نے بنایا اور یہ دعا پڑھتے ہوئے بنایا۔ ❸ بلداً فرمانے سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ شہر تھا اور ہمیشہ رہے گا کبھی گاؤں نہ بنے گا۔ نیز یہاں اگرچہ پیداوار نہ ہو مگر یہاں کے لوگوں کو رزق ملے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی زبان کن کی کنجی ہوتی ہے، رب کی وہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے ❹ معلوم ہوا کہ سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اولاد ابراہیم ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مقبول دعا مانگی۔ ❺ یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزمان کو بھیج۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی دعا کی۔ حضور ﷺ دعاء ابراہیم و بشارت مسیح ہیں۔ ❻ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور کے آباؤ اجداد مؤحد مومن تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے آپ کے والدین بلکہ تمام آباؤ اجداد کو شرک، کفر اور زنا سے پاک وصاف رکھا۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھئے جہاں (حضرت آمنہ و عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے) ایمان کی مفصل بحث ہے۔ ❼ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے متعلق بہت سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔ حضور ﷺ مومن جماعت میں پیدا ہوں۔ حضور ﷺ مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوں۔ حضور ﷺ صاحب کتاب رسول مرسل ہوں۔ حضور ﷺ کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہو۔ یعنی حدیث۔ حضور ﷺ تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں۔ وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں۔

ع ۱۵/۸/۱۵

حضور ﷺ کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں۔ کوئی فاسق وفاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق وفاجر کہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے۔ جس خوش نصیب جماعت کو حضور ﷺ جیسا مزکی اور پاک وصاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہوگی، یہ بھی معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہ بھی علم ہوا کہ ہر نیک کام کر کے قبولیت کی دعا کرنی چاہئے۔ ❽ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآن آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور ﷺ نہ بھیجے جاتے، دوسرے یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے، اسی طرف والحکمۃ میں اشارہ ہے تیسرے یہ کہ اعمال سے طہارت نصیب نہیں ہوتی، طہارت نفسانی روحانی نگاہ پاک مصطفیٰ ﷺ سے نصیب ہوتی ہے، جیسا یُزَكِّيْهِمْ سے معلوم ہوا۔ ❾ اس سے معلوم ہوا کہ سچے دین کی پہچان ہے کہ وہ سلف صالحین کا دین ہو، یہ حضرات ہدایت کی دلیل ہیں، رب نے حقانیت اسلام کی دلیل یہاں دی کہ وہ ملت ابراہیمی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہم خود اچھے نہیں، تو کسی اچھے کے ساتھ ہو جاویں۔ انجن کے پیچھے مال کا ڈبہ بھی کھنچ جاتا ہے، تسبیح کے دانوں کے ساتھ دھاگا بھی بک جاتا ہے۔

وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ

اور یعقوب نے کہا اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لیے چن لیا تو نہ مرنا

اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

مگر مسلمان ؂ بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوبؑ کو

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا

موت آئی ؂ جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و

اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ

اسحاق کا ؂ ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں یہ ایک امت

قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ

ہے کہ گزر چکی ان کے لیے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

سے پرسش نہ ہو گی ؂ اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ

تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

راہ پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیمؑ کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے ؂ اور

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ

مشرکوں سے نہ تھے ؂ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو

اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

اُتارا گیا ؂ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاق و یعقوبؑ ؂ اور

الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ

ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء ؂

مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ؂ اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں

❶ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا کمال نہیں۔ بلکہ مسلمان مرنا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر موت نصیب فرمائے۔ آمین، اس آیت میں مسلمان سے مراد دین ابراہیمی کا پیروکار ہے۔ ❷ شان نزول یہود کہتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت فرمائی تھی ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وصیت یعقوبی سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو سنبھالنا بہت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین بڑی اہم چیز ہے۔ اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر پیغمبر زادہ ہونا بے کار ہے۔ ❸ معلوم ہوا کہ رب وہ ہے جو ان انبیاء کرام کا رب ہے، یہ حضرات رب کی معرفت کی دلیل ہیں اس طرح سچا دین وہ جو صالحین کا دین ہو، رب وہ ہے جسے نبیوں ولیوں نے رب مانا۔ ❹ شان نزول۔ جب یہود دلائل میں عاجز ہو جاتے تو آخر کار کہہ دیتے تھے کہ اگر ہمارے عقائد و اعمال غلط بھی ہوئے تو ہمارے باپ داداؤں حضرت یعقوب علیہ السلام کے اعمال ہمارے کام آ جائیں گے اور ان سے ہماری نجات ہو جائے گی، ان کی تردید میں یہ آیت آئی (روح البیان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اپنا کسب کام آئے گا نہ کہ محض نسب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا، جیسا کسبت سے ظاہر ہے، مالی عبادت میں نیابت جائز ہے اور اعمال کا ثواب بخشا جا سکتا ہے ❺ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام خالص مومن تھے دین خالص وہ ہے جس میں کسی دین کا خلط ملط نہ ہو۔ یہی طریقہ ابراہیمی ہے۔ جیسے خالص سونے اور خالص دودھ کی قدر ہے ایسے ہی خالص ایمان کی منزلت ہے، پکا سنی وہ جس میں رفض، خوارج، وہابیت وغیرہ کا شائبہ بھی نہ ہو۔ اللہ نصیب کرے۔ ❻ اس میں یہود و نصاریٰ سب کا رد ہے کہ یہ لوگ اپنے کو ابراہیمی بھی کہتے ہیں اور شرک بھی کرتے تھے فرمایا گیا کہ ابراہیمی وہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو، وہ مشرک نہ تھے تم مشرک ہو، ابراہیمی کیسے ہو گئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب نے وہ مقبولیت عامہ بخشی ہے کہ ہر دین والا ان کی نسبت پر فخر کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ صرف بڑوں کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ جب تک بڑوں سے کام نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اختلاف مٹانے کے لئے ان بزرگوں کی طرف رجوع کیا جانا چاہئے جو فریقین کے مانے ہوئے ہوں، جیسے فقہاء کے اختلاف کے موقع پر صحابہ کرام اور حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی عظمت دکھانے کے لئے بانی دین کی عظمت دکھانا ضروری ہے کہ رب نے ملت ابراہیمی کی عظمت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت بیان کر کے ظاہر فرمائی۔ محفل میلاد شریف کا مقصود بھی یہی ہے ❼ حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام پر علیحدہ علیحدہ صحیفے نہ اترتے تھے بلکہ وہ ابراہیمی صحیفوں کے پیرو تھے اسی لئے ان کے لئے علیحدہ انزل نہ فرمایا گیا ❽ بعض علماء اس آیت سے اس پر دلیل پکڑتے ہیں کہ ساری اولاد یعقوب نبی تھی، برادران حضرت یوسف علیہ السلام بھی، کیونکہ رب تعالیٰ نے ان سب کو سلسلہ

بقیہ برصفحہ ۷۳۲

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے ف۱ جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ

منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا ف۲ اور وہی ہے

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ

سنتا جانتا ف۳ ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی

صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ

رینی؟ (رنگائی) ف۴ اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو ف۵

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ

حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی اور ہماری کرنی (ہمارے اعمال) ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے (اعمال) تمہارے

نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ

ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں ف۶ بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ ف۷ ابراہیم و اسمٰعیل

وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ

و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ

تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو ف۸ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس کے پاس

شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے ف۹ اور خدا تمہارے کوتکوں (برے اعمال)

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

سے بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لیے ان کی کمائی

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا

اور تمہارے لیے تمہاری کمائی ف۱۰ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

ہو گی

۱ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو۔ جو ان کے خلاف ہو کافر ہے، وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں ۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام دینی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ایک کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسا کہ ساری باتوں کا انکار کفر ہے۔ (نوٹ) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب مصریوں نے شہید کیا تو پہلے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری۔ آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ اسی آیت پر خون گرا۔ آپ قرآن کو صاف کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے خدا کی قسم پہلے اس ہاتھ نے قرآن لکھا ہے، عرصہ تک اس قرآن کی زیارت لوگ کرتے رہے۔ خون کے نشان اس جگہ موجود تھے ۳ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اگرچہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان ہیں اور کفار زیادہ اور ساز و سامان والے۔ مگر آخر فتح مسلمانوں کی ہوگی اور بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ مدینہ کے یہود کچھ قتل کیے گئے اور کچھ جلاوطن۔ اور قیامت تک مسلمان اگر مسلمان بن کر رہیں تو تھوڑے مسلمان بہت سے کافروں پر فتح پائیں گے۔ رب کا وعدہ ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران: ۱۳۹) ۴ شان نزول۔ عیسائی اپنے بچوں اور اپنے دین میں داخل ہونے والوں کو معمودیہ پانی میں رنگتے تھے جیسے آج کل ہولی میں ہندو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ہم کو ان رنگوں کی ضرورت نہیں، ہمارے دل و جان ایمانی رنگ میں رنگے ہیں جو کبھی اترنے والا نہیں ۵ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ اگر نبی کریم سچے نبی ہوتے تو بنی اسرائیل میں سے ہوتے، اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ‌السلام کے بارے میں جھگڑنا رب کے بارے میں جھگڑنا ہے۔ ۶ نرے اللہ کے لئے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے رسول کا ہو جائے، جو رسول کا ہو گیا وہ اللہ کا ہو گیا۔ رب فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰) یہ معنی نہیں کہ رسول کو بھی چھوڑ دے۔ جیسا کہ آج کل وہابیہ نے سمجھا۔ ۷ شان نزول، یہود کہتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے عیسائی کہتے تھے کہ عیسائی تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری کہ یہودیت وعیسائیت تو ان کے بعد دنیا میں آئیں وہ کیسے اس دین پر ہوئے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے مخالفین کے اعتراضات دور کرنا اور نبیوں کی حمایت کرنا سنت الٰہیہ ہے اور پیغمبروں پر الزام لگانا کفار کا طریقہ، جو انہیں الزام لگائے ان میں عیب نکالے، وہ شیطانی سنت پر عمل کر رہا ہے، جو ان کی حمایت کرے، وہ سنت رحمانی پر عامل ہے۔ ۹ دینی گواہی چھپانا کفر ہے، جو یہود کرتے تھے۔ عبادات کی گواہی چھپانا حرام ہے، جیسے رمضان کے چاند کی گواہیاں چھپانا۔ بعض گواہیاں چھپانا ثواب بھی ہیں جس سے چھپے حال مسلمان کی پردہ پوشی ہوتی ہو اور اگر گواہی چھپانے سے کسی کا حق مارا جاتا ہو تو بھی گواہی چھپانا حرام ہے۔ یہاں پہلی قسم کا چھپانا مراد ہے کہ یہود کے پاس حضور علیہ‌السلام کی نبوت کی گواہیاں موجود تھیں، یعنی توریت کی آیات جو انہوں نے چھپائیں بلکہ بدلیں۔ اس لئے انہیں بڑا ظالم کہا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اپنے عقائد اور کلمہ طیبہ کا اعلان کرنا چاہئے، ہمارا موذن علانیہ اذان میں کہتا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس میں تقیہ کیسا۔ بقیہ برصفحہ ۷۳۲

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ
اب کہیں گے ف۱ بیوقوف لوگ ف۲ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے
كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
جس پر تھے ف۳ تم فرمادو کہ پورب پچھم (مشرق و مغرب) سب اللہ ہی کا ہے ف۴ جسے چاہے
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
سیدھی راہ چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل ف۵ کہ تم
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا
لوگوں پر گواہ ف۶ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ف۷ اور اے محبوب
جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے
مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى
اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ
جنہیں اللہ نے ہدایت کی ف۸ اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے ف۹ بے شک
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي
اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے ف۱۰ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا ف۱۱ آسمان کی طرف منہ کرنا ف۱۲
السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ف۱۳ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد
الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ
حرام کی طرف ف۱۴ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ف۱۵ اور وہ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا
جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ف۱۶ اور
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اللہ ان کے کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ف۱۷

(۱) شان نزول۔ یہ آیت یہود یا مشرکین یا منافقین کے متعلق اتری جو تبدیلی قبلہ پر اعتراضات کرنے والے تھے۔ کیونکہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے گزشتہ کتابوں میں حضور ﷺ کو نبی قبلتین فرمایا گیا یہ تبدیلی قبلہ حضور کی نبوت کی دلیل تھی۔ مگر بد باطن یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کو جھٹلایا۔ (۲) خیال رہے کہ حج ہمیشہ کعبہ ہی کا ہوا۔ بیت المقدس کا حج کبھی نہیں ہوا۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کعبہ، قبلہ رہا۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ رہا شروع اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا۔ ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ کے بعد پچیسویں رمضان ۲ھ پیر کے دن مسجد قبلتین میں نماز ظہر کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا واقعہ ہوا۔ رب نے آئندہ ہونے والے اعتراض کو معہ جواب پہلے ہی ذکر فرمادیا۔ (۳) یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اب کعبہ کی طرف کیوں پھر گئے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص دینی مسائل کی حکمتیں نہ سمجھ سکے اور بے جا اعتراض کرے وہ احمق بیوقوف ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنا ہی چالاک ہو (۴) یعنی ہم مشرق و مغرب کے پجاری نہیں۔ کہ سمتوں پر اڑے رہیں۔ ہم تو رب کے عابد ہیں وہ جدھر منہ کرنے کا ہم کو حکم دے ہم ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں (۵) حضور ﷺ کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور درجہ کے لحاظ سے درمیانی، یعنی افضل جیسے دائرے میں مرکز یا پہیہ میں دھرا۔ یا تاروں میں سورج یا ہار کے بیچ میں بڑا پھول یا مسجد کا محراب نیز اس دین میں نہ دین موسوی کی طرح سختی ہے اور نہ دین عیسوی کی طرح نرمی۔ ہر چیز درمیانی ہے۔ (۶) اس سے بہت مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کو مسلمان ولی کہیں وہ ولی ہے دوسرے یہ کہ مسلمان جس چیز کو بہتر اور مستحب جانیں وہ مستحب ہے لہٰذا حضور غوث پاک کی ولایت حق ہے۔ محفل میلاد وغیرہ مستحب ہے کہ اس پر مسلمانوں کی گواہی قائم ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع شرعی دلیل ہے چوتھے یہ کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے کیونکہ مسلمانوں نے اسے حق جانا اور ان کی خلافتوں پر مسلمان متفق ہوئے۔

(۷) قیامت میں نبی ﷺ اپنی امت کے تقویٰ و طہارت کی بھی گواہی دیں گے کہ یہ لوگ گواہی کے لائق ہیں فاسق نہیں اسی لئے علیکم فرمایا اور حضور ﷺ کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سنی گواہی تو مومنین دے چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جنتی ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ خیال رہے، کہ قیامت میں دیگر انبیاء کی قومیں ان بزرگوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی تو حضور ﷺ کی امت ان انبیاء کے حق میں گواہی دے گی اور حضور ﷺ اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں سن کر بھی گواہی دی جاسکتی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی امت حضور سے سن کر ہی یہ گواہی دے گی۔ شہید کے معنی گواہ بھی ہیں

بقیہ برصفحہ ۲۳۷

بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ
ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ف۱ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ف۲ اور وہ آپس میں بھی

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا
ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ف۳ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستم گار ہوگا ف۴ جنہیں ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ
عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے ف۵ اور بے شک ان میں ایک گروہ

لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا
جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں ف۶ (اے سننے والے) یہ حق ہے ف۷ تیرے رب کی طرف سے (یا حق

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا
وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو اس میں شک نہ کرنا اور ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے ف۸ تو یہ

الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں ف۹ تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا ف۱۰ بے شک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ف۱۱ اپنا منہ مسجد حرام کی

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف ف۱۲ سے حق ہے اور اللہ تمہارے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
کاموں سے غافل نہیں اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ
طرف کرو ف۱۳ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۚ
کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ف۱۴ مگر جو ان میں ناانصافی کریں ف۱۵

وقف لازم — وقف منزل — ع ۱۷ — وقف غفران

۱ یعنی اب تم کو بیت المقدس کی طرف نہ پھیرا جاوے گا۔ بلکہ کعبہ تمہارا قبلہ ہمیشہ رہے گا لہٰذا یہ آیت ان محکمات سے ہے جس کا نسخ نہیں ہوسکتا۔ ۲ یہود و نصاریٰ دونوں بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں مگر یہود صخرہ کو اور عیسائی اس کے مشرقی مکان کو جہاں حضرت مریم حاملہ ہوئیں ۳ اس طرح کہ نہ تو یہود عیسائیوں کے قبلہ کو مانیں نہ عیسائی یہود کے قبلہ کی طرف رخ کریں۔ وہ آپس میں بھی متفق نہیں۔ ۴ معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک ہے اور عالم کا جہلاء کی خوشامد کرنا ان کا تابع بن جانا تباہی کا باعث ہے کیونکہ یہاں علم کی قید لگائی گئی۔ علم بڑی چیز ہے۔ ۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ایمان نہیں بلکہ حضور کا ماننا ایمان ہے، جاننے اور ماننے میں بڑا فرق ہے، یہاں حضور کی پہچان کو بیٹے کی پہچان سے تشبیہ دی گئی حالانکہ حضور تو باپ کی مثل ہیں، اس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو دلائل سے جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو محض سن کر، دوسرے یہ کہ باپ اپنے بیٹے کی پیدائش سے پہلے ہی جانتا ہے مگر بیٹا اپنے باپ کو ہوش سنبھالنے کے بعد جانتا ہے، یہ کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدائش سے پہلے ہی دلائل سے پہنچانتے تھے۔ ۶ علماء یہود کا وہی حاسد گروہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو چھپاتا تھا اور حق پسند علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا گناہ عوام کے گناہ سے سخت تر ہے۔ ۷ یعنی قرآن شریف یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے احکام و فرمان یا تبدیلی یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کا کھانا پینا چلنا پھرنا سونا جاگنا ہر حال میں حق ہے اور رب کی طرف سے ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل شریف پر اعتراض کفر ہے۔ خود فرماتے ہیں۔ اُكْتُبُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا الْحَقُّ (میری ہر بات لکھو کیونکہ اس منہ سے حق ہی نکلتا ہے) سبحان اللہ۔ ۸ یعنی جسم کا قبلہ کعبہ ہے دل کا قبلہ رخ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نفس کا قبلہ ابلیس اور دنیا یا ہر قوم کا قبلہ علیحدہ ہے۔ جس کی طرف وہ عبادت میں رخ کرتا ہے ۹ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اچھی چیز ہے، نیکیوں میں حرص محمود ہے دنیا میں حرص مذموم۔ مسئلہ جو صف اول میں بیٹھا ہو۔ اور پیچھے آنے والے کو اپنی جگہ دے دے تو اگر دینی لحاظ سے یہ احترام ہے۔ تو جائز ہے ورنہ نہیں ۱۰ یا اس طرح کہ قیامت میں اول اول سب مومن و کافر ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں گے اسی لئے اسے حشر کہتے ہیں یا اس طرح کہ قیامت میں آخر وقت ہر شخص اپنی جماعت کے ساتھ ہوگا۔ کافر کفار کے ساتھ، مومن مومنین کے ساتھ اسی لئے قیامت کو یوم الفصل کہتے ہیں، رب فرمائے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹) ۱۱ یعنی شہر کے کسی گلی کوچہ میں ہو نماز میں منہ کعبہ کی طرف کرے یا جس جگہ بھی سفر یا حضر میں تم ہو منہ کعبہ ہی کو کرو۔ ۱۲ کیونکہ گزشتہ آسمانی کتب میں نبی آخر الزمان کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ نبی الحرمین امام القبلتین ہوں گے تو جیسے آپ کا ہجرت فرمانا ضروری تھا ویسے ہی آپ کے لئے تبدیلی قبلہ لازم تھی تاکہ وہ خبر پوری ہو جائے، چاہئے تو یہ تھا

بقیہ برصفحہ ۳۳۷

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۙ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح

تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا
تم ہدایت پاؤ ۱ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ۲ کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے

وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا
اور تمہیں پاک کرتا ۳ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾
علم نہ تھا ۴ تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا ۵ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو ۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو ۷ بے شک اللہ

الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ
صابروں کے ساتھ ہے ۸ اور جو خدا کی راہ میں ۹ مارے جائیں ۱۰ انہیں مردہ نہ کہو ۱۱ بلکہ

اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ
وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں ۱۲ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور

الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ
بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ۱۳ اور خوشخبری سنائیے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ
ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ
اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ۱۴ اور یہی لوگ

هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ
راہ پر ہیں بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں ۱۵ تو جو

الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ
اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں ۱۶ کہ ان دونوں کے پھیرے کرے ۱۷ اور جو کوئی بھلی بات اپنی

① یعنی تبدیلی قبلہ اس لئے ہوئی کہ تم پر نعمت پوری ہو کہ تمام امتیں تو ایک قبلہ کو رخ کرتی رہیں تمہارے قبلہ دو ہو جائیں ② اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری رب العالمین کی اعلیٰ نعمت ہے۔ رب نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (آل عمران: ۱۶۴)۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ سارے جہان کے نبی ہیں کیونکہ رسول میں کوئی قید نہیں کہ کس کے، رب فرماتا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (فرقان: ۱)۔ تیسرے یہ کہ نوع انسان کی عزت حضور ﷺ کے ان میں تشریف لانے کی وجہ سے بڑھ گئی انسان تمام مخلوق سے افضل ہے حضور ﷺ کے باعث جیسا کہ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ قرآن کی تلاوت، قرآن کے اسرار و احکام، قرآن کے فیوض و برکات سب حضور سے ملتے ہیں جیسا کہ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوا۔ جس نے حضور ﷺ کو چھوڑا اس نے قرآن کو قطعاً چھوڑ دیا۔ پانچویں یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اسی لئے کتاب کے بعد حکمت یعنی حدیث کا ذکر فرمایا۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ پاکی صرف اعمال سے نہیں ملتی بلکہ نظر پاک مصطفوی سے ملتی ہے رب فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبہ: ۱۰۳) ④ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو تمام امور غیبیہ بتا دیے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے، کسی کو یاد رہے کسی کو نہ رہے، یا حضور ﷺ نے تمام مسائل شرعیہ سے واقف کر دیا مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ مسائل شرعیہ تو کتاب و حکمت کی تعلیم میں آ گئے۔ اس سے علوم غیبیہ ہی مراد ہونے چاہئیں ⑤ یعنی مجھے زبان سے دل سے، اعضاء سے یاد کرو۔ لہٰذا اس میں تمام عبادات آ گئیں پھر تم مجھے اپنی زندگی میں یاد کرو میں تمہیں بعد موت یاد کروں گا کہ دنیا تم پر فدا ہو گی۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کی قبور پر رونق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، یا تم مجھے گناہ کر کے توبہ سے یاد کرو میں تمہیں مغفرت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے خلوت یا جلوت میں یاد کرو میں تمہیں اسی طرح یاد کروں گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے ⑥ جب کفر شکر کے مقابل ہو تو اس کے معنی ناشکری ہیں اور جب اسلام یا ایمان کے مقابل ہو تو اس کے معنی بے ایمانی ہے یہاں ناشکری مراد ہے ⑦ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر نماز فرض نہیں اسی لئے نومسلم پر کفر کے زمانہ کی نمازیں قضا کرنا واجب نہیں ہوتیں۔ دوسرے یہ کہ خاص مصیبت میں خاص نماز پڑھنا بہتر ہے ⑧ اس سے معلوم ہوا کہ صابر مومن شاکر سے افضل ہے کیونکہ شاکر کے لئے زیادتی نعمت کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہوا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۷) مگر صابر کے ساتھ رب ہے صبر کی بہت سی قسمیں ہیں مصیبت پر صبر، اللہ کی اطاعت پر صبر یعنی استقامت وغیرہ ⑨ شان نزول یہ آیت کریمہ شہداء کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض لوگ ان کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ لوگ شہید ہو کر نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ انہوں نے فانی زندگی اللہ کی راہ میں قربان کر کے دائمی زندگی حاصل کر لی ⑩ جو مسلمان ظلماً قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

بقیہ برصفحہ ۳۳

خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ

طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے ف۱ بے شک وہ جو ف۲ ہماری اتاری ہوئی

الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰٓئِكَ

روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ف۳ بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ف۴ ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا

اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں

وَبَيَّنُوْا فَأُولٰٓئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا ف۵ اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر ف۶ لعنت ہے اللہ اور فرشتوں

وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

اور آدمیوں سب کی ف۷ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو ف۸

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

اور نہ انہیں مہلت دی جائے ف۹ اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

مہربان ف۱۰ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا

بدلتے آنا ف۱۱ اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے ف۱۲ اور وہ

أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

جو اللہ نے آسمان سے ف۱۳ پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا ف۱۴

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ

اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل

بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ

کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ف۱۵ ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں ف۱۶ اور کچھ لوگ

۱ یعنی جو نفلی عمرہ یا نفلی حج یا نفلی طواف کرے، تو رب اس کو ثواب دے گا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفل ادا کرنے پر ثواب ہے نہ کرنے پر عذاب نہیں، دوسرے یہ کہ اللہ کے شکر کے معنی ہیں اپنے شاکر بندوں کے شکر کی جزا عطا فرمانا۔ جیسے اللہ کی توبہ کے معنی ہیں توبہ قبول فرمانا۔ اسی لئے اسے تواب کہا جاتا ۲ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے متعلق نازل ہوئی جو توریت شریف کے احکام اور نعت مصطفوی کی آیتیں چھپاتے تھے۔ ۳ دینی مسائل کا چھپانا گناہ ہے خواہ اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتائے نہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں۔ یہ دونوں گناہ علماء یہود کرتے تھے کہ حضور ﷺ کی نعت بتاتے نہ تھے اور زنا کی سزا بدل دیتے تھے کہ بجائے رجم کے منہ کالا کراتے تھے۔ ۴ خیال رہے کہ شریعت کا چھپانا گناہ ہے اور طریقت کا نااہل لوگوں پر ظاہر کرنا برا ہے کیونکہ شریعت عام لوگوں کے لئے بیان کی گئی اور طریقت خاص لوگوں کے لئے توبہ کے لئے گناہ کا کفارہ کرنا ضروری ہے کیونکہ آیات چھپانے والوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ گزشتہ پر نادم ہوں آئندہ اپنا حال درست کریں اور چھپائی ہوئی آیتیں ظاہر کردیں، تب ان کی توبہ قبول ہوگی صرف توبہ توبہ کہہ لینا کافی نہیں ۵ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر گناہ سے ہر وقت توبہ ہوسکتی ہے کیونکہ تابوا میں گناہ یا وقت کی قید نہیں، ہاں نزع کی حالت میں عذاب الٰہی دیکھ کر کفر سے توبہ قبول نہیں، رب نے فرعون سے فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ (یونس:۹۱) اور فرمایا وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ (النساء:۱۸) ۶ مسئلہ:۔ جس کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے نیز فاسق کا نام لے کر لعنت جائز نہیں ہاں وصف کے ساتھ لعنت کر سکتے ہیں، رب فرماتا ہے لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ (آل عمران:۶۱) ۷ یا تو ناس سے مراد مسلمان ہیں یا اس میں آخرت کا ذکر ہے کہ قیامت میں خود کافر بھی کفار پر لعنت کریں گے دوست دشمن ہو جائیں گے ۸ معلوم ہوا کہ کافر کو دوزخ میں جتنی تکلیف اول مرتبہ ہوگی اتنی ہی ہمیشہ رہے گی گنہگار مومن کا یہ حال نہ ہوگا اس کا عذاب ہلکا ہو جائے گا ۹ یعنی کفار کو کبھی عذاب سے چھٹی نہ ملا کرے گی یا پھر انہیں نیک اعمال کی یا توبہ کی مہلت نہ دی جائے گی۔ خیال رہے کہ یہ عام کفار کا حال ہے جو دوزخ میں پہنچے ہوں گے، بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ابولہب کو پیر کے دن کا عذاب ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس دن حضور ﷺ کی ولادت کی خبر پا کر اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اور ثویبہ نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ یہ حکم خصوصی ہے ۱۰ چونکہ رب کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ اس لئے ایسے مواقع میں رحمت ہی کا ذکر فرماتا ہے۔ عمومی رحمت کے لحاظ سے وہ رحمان اور خصوصی رحمت کی وجہ سے وہ رحیم ہے کہ کبھی چھوٹی کبھی بڑی کبھی ٹھنڈی کبھی گرم کبھی اندھیری کبھی چاندنی کبھی آرام کبھی تکلیف ۱۱ شان نزول۔ کفار نے نبی ﷺ سے توحید الٰہی کے دلائل پوچھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲ یعنی کشتیاں تجارتی سامان اور خود تاجروں کو اور ان کے بوجھل اسباب کو لے کر دریا سے پار ہو جاتی ہیں ڈوبتی نہیں۔ حالانکہ پانی میں بوجھل چیز ڈوب جانی چاہئے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جیسے لکڑی کے سہارے لوہا تیرتا ہے

ع ۱۹

بقیہ برصفحہ ۷۳۳

مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ
اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں ۱ اور ایمان
اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ
والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں ۲ اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کی سامنے آئے گا
اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ
اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں
الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ
گے پیشوا اپنے پیروؤں سے ۳ اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی
بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ
ان کی سب ڈوریں ۴ اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) ۵ تو ہم ان سے
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ
توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں
عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا ع
ہو کر ۶ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ۷ اے لوگو کھاؤ جو کچھ
فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ
زمین میں ۸ حلال پاکیزہ ہے ۹ اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ
تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ ۱۰
تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ
اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں ۱۱ اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ
اتارے پر چلو تو کہیں گے بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ
اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ
ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت ۱۲ اور کافروں کی کہاوت

منزل ۱

۱ اس طرح کہ ان سے الوہیت کی طرح محبت کرتے ہیں جیسی محبت رب سے ہونی چاہئے وہ ان سے کرتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ مانتے ہیں۔ مومن بندوں سے الوہیت کی محبت نہیں کرتا ۲ محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب میں قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے۔ نبی سے نبوت کی محبت ولی سے ولایت کی محبت، باپ سے ابوت کی محبت، یہ سب اللہ کی محبت کے بعد ہیں ۳ مرنے کے بعد برزخ میں یا قیامت میں، یعنی اگر کفار اس عذاب کا خیال رکھیں تو کفر نہ کریں اور یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشواؤں کا تابعین سے بیزار ہونا کفار کا عذاب ہے، نبی اپنے گنہگار امتی سے انشاء اللہ بیزار نہ ہوں گے بلکہ شفاعت کریں گے وہ جو حدیث میں آیا کہ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کی شفاعت نہ کروں گا اس سے مراد منکر زکوٰۃ ہے، یا یہ کلام ڈرانے کے لئے ہے ورنہ سرکار خود فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والوں کے لئے بھی ہوگی اور وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ تارک سنت شفاعت سے محروم ہے اس سے مراد بلندی درجات کی شفاعت ہے نہ کہ گناہ کی معافی والی شفاعت، لہٰذا آیات واحادیث میں تعارض نہیں ۴ قیامت میں کفار کے رشتے اور نسب کام نہ آئیں گے مسلمانوں کے کام آئیں گے قرآن کریم فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (طور: ۲۱) اس لئے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں ہوں گے اپنے ماں باپ کے ساتھ کیونکہ اسباب کا منقطع ہو جانا کافروں کے عذاب میں ذکر ہوا ۵ مومن مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر آنے کی تمنا کبھی نہ کرے گا وہ تو دنیاوی تکالیف سے چھوٹ گیا۔ یہ تمنا کفار کے لئے خاص ہے کیونکہ جو بات کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہو مومن کو اس سے واسطہ نہیں ۶ یعنی قیامت میں تابع کفار اپنے سرداروں کی بیزاری دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش اب ہم اور یہ دنیا میں پھر واپس جائیں تو ان سے اس بیزاری کا بدلہ لیں کہ کبھی ان کی پیروی نہ کریں ۷ مومن کے اعمال انشاء اللہ قیامت میں اس کے لئے باعث حسرت نہ ہوں گے بلکہ باعث مسرت ہوں گے، اس طرح کہ ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی اور اکثر کے گناہ مغفور ہوں گے اگرچہ گنہگار حسرت کریں گے مگر کفار جیسی حسرت نہ ہوگی کافر کی نیکیاں بھی حسرت کا باعث ہوں گی کہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہیں۔ ۸ یہ آیت ان مشرکین کے متعلق آئی جو بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں بحیرہ سائبہ وغیرہ کا کھانا حرام سمجھتے تھے مقصد یہ ہے کہ ان جانوروں کا کھانا حرام نہ سمجھو اور مسلمان ہو جاؤ، حلال وطیب چیزیں کھاؤ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کھانا بھی حکم خداوندی ہے جو بھوکا رہ کر جان دے دے وہ گنہگار ہے۔ لہٰذا بھوک ہڑتال کرنا یا مرن برت رکھنا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ حلال روزی کھانا ضروری ہے حرام کھانا منع ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے سعد خوراک پاک کرو مقبول الدعاء بن جاؤ۔ تیسرے یہ کہ ولایت یہ نہیں کہ انسان حلال چیزوں کو اپنے پر حرام کرے بلکہ حرام سے بچنے کا نام ولایت ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے نام پر

بقیہ بر صفحہ ۳۳

كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ
اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے
بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ
گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں اے ایمان والو کھاؤ
طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾
ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ۱ اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ۲
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ
اس نے یہی ۳ تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت ۴ اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے
لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ
کر ذبح کیا گیا ۵ تو جو ناچار ہو ۶ نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ۷
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۸ وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اُتاری کتاب ۹ اور اس
الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ
کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ۱۰ وہ اپنے پیٹ میں
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۚۖ
آگ ہی بھرتے ہیں ۱۱ اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۱۲ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ۱۳ گمراہی مول لی
وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے یہ اس لیے کہ
اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ
اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری ۱۴ اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے
لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ
وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں ۱۵ کہ منہ مشرق

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادت کی طرح بوقت ضرورت کھانا پینا بھی اہم فرض ہے کیونکہ اس پر تمام فرائض کی ادا موقوف ہے دوسرے یہ کہ ہمیشہ پاک اور حلال چیزیں کھانا چاہئے تقویٰ کے یہ معنی نہیں کہ اچھے کھانے چھوڑے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ حرام چیزیں چھوڑ دے ۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نعمت کا شکریہ ادا کرنا دیگر عبادات کی طرح ضروری ہے کیونکہ یہاں بھی امر کا صیغہ ارشاد ہوا اور ہر نعمت کا شکریہ اس نعمت کی طرح ہوگا۔ دوسرے یہ کہ یہ تمام احکام مومنوں کے لئے ہیں اسی لئے اس مضمون کو الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے شروع فرمایا کافر کچھ کھاتا پھرے ہمیں اس سے تعلق نہیں اسلامی سلطان اسے زبردستی نہ روکے گا ۳ یہاں انما کا حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے، جیسے بحیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں۔ حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرما دیئے۔ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا، بلا حلال ہو جائے۔ حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا رب کے حرام کئے ہوئے کی طرح ہے۔ ۴ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (انعام: ۱۴۵) اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہی ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزاء میرے حبیب حرام فرمائیں۔ جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا۔ باقی کتا، بلا وغیرہ اس کے حبیب نے۔ ۵ اور جس پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے، جیسے بحیرہ اور سائبہ جانور یا جیسے زید کی گائے اور عمرو کا بکرا۔ جب گنگا کا پانی حرام نہیں اور خود گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف ان کی طرف نسبت کیسے حرام کردے گی ۶ اس ناچاری کی کئی صورتیں ہیں۔ بھوک سے جان جاتی ہے اور سوا حرام کے کوئی حلال غذا موجود نہ ہو۔ کوئی شخص اسے حرام کھانے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی سخت بیمار ہے طبیب حاذق یہ کہتا ہے کہ حرام ہی میں تیری شفا ہے۔ اس کے سوا کسی چیز سے تجھے آرام نہ ہوگا ایسی صورتوں میں حرام کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ کھائے اور مر جائے تو حرام موت مرے گا۔ اگر بلا قصد ضرورت سے کچھ زیادہ کھا گیا تو اللہ معاف فرمائے گا ۷ اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں دوسرے یہ کہ بقدر ضرورت ہی حلال ہوں گی زیادہ نہیں اگر چھٹانک سے کام نکل سکتا ہو تو آدھ پاؤ نہ کھاؤ ۸ معلوم ہوا کہ اگر ایسا مجبور اندازہ صحیح نہ کر سکے اور ضرورت سے زیادہ کچھ کھا جائے تو اللہ بخش دے گا وہ بڑا غفور اور رحیم ہے ۹ کتاب چھپانے کی کئی صورتیں ہیں۔ اصلی آیات ہی ظاہر نہ کی جاویں۔ آیات کے مطالب ظاہر نہ کئے جائیں۔ آیتوں کے غلط مطلب لوگوں کو بتائے جائیں۔ اللہ کے احکام بدلے جائیں ۱۰ شان نزول، یہود مدینہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سمجھے ہوئے تھے کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں ہوں گے اس امید پر حضور علیہ السلام کے اوصاف جو توریت میں تھے لوگوں کو سناتے تھے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری پر اپنی ریاست و آمدنی جاتے رہنے کے خوف سے در پردہ حضور علیہ السلام سے حسد کرنے لگے اور حضور کی نعت کی آیات بقیہ بر صفحہ ۳۴۷

ع ۲۱ ۹ ۵

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے ف۱ اللہ اور قیامت

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي

اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ف۲ اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے ف۳ رشتہ داروں

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ

اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر ف۴ اور سائلوں کو ف۵

وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے ف۶ اور زکوٰۃ دے ف۷ اور اپنا قول پورا کرنے والے

اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ

جب عہد کریں ف۸ اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت ف۹

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں ف۱۰ اے ایمان

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

والو ف۱۱ تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے

بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ

بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ف۱۲ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ف۱۳

فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ

تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا

رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾

بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت ف۱۴ تو اس کے بعد جو زیادتی کرے ف۱۵ اس کے لیے دردناک عذاب ہے

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے ف۱۶ اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ اِلْوَصِيَّةُ

تم پر فرض ہوا ف۱۷ کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے ف۱۸ تو وصیت کر جائے

۱ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے، پہلے ایمان لاؤ، پھر نیک عمل کرو کیونکہ جڑ شاخوں سے پہلے ہوتی ہے۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال شاخیں، ایمان میں سب سے اول رب پر ایمان ہے ۲ ایمان مفصل جو بچوں کو سکھایا جاتا ہے، اس کی اصل یہ آیت بھی ہے اور دوسری آیات بھی ۳ اس سے معلوم ہوا کہ پیارا مال راہ خدا میں دے اور زندگی و تندرستی میں دے جب خود اسے بھی مال کی ضرورت ہو۔ رب فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: ۹۲) اہل قرابت کو مقدم کرے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر گھر میں مالدار ہو۔ لیکن سفر میں حاجت مند ہو گیا ہو تو صدقات، زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر اس آیت سے غریب مسافر مراد ہوتا تو وہ اَلْمَسٰكِيْنَ میں آچکا تھا۔ خیال رہے کہ ابن السبیل اس راہ گیر کو کہتے ہیں جو سفر کر رہا ہو اور جو کسی جگہ مقیم ہو گیا وہ ابن السبیل نہیں ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگرچہ سوال کرنا اکثر ممنوع ہے مگر سائل کو دینا جائز اِلَّا السَّآئِلَ فِي الْمَسْجِدِ دوسرے یہ کہ بھکاری کی تحقیقات کرنا ضروری نہیں۔ اگر واقعۃً وہ غنی تھا اور تم نے اسے فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی پھر پتہ چلا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی ۶ نماز پڑھنا کمال ہے۔ ہمیشہ پڑھنا۔ صحیح پڑھنا۔ دل لگا کر پڑھنا یہ قائم کرنا ہے۔ ۷ اٰتَى الْمَالَ، میں زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے خرچ مراد ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا ذکر علیحدہ ہو رہا ہے۔ ۸ اس آیت سے سارے جائز وعدے مراد ہیں خواہ رب سے کئے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یا شیخ سے یا نکاح کے وقت بیوی سے یا کسی اور سے بشرطیکہ جائز وعدے ہوں، ناجائز وعدوں کو پورا کرنا حرام ہے ۹ باس کے معنی مطلق جنگ ہیں۔ مگر یہاں کفار سے جنگ مراد ہے یعنی جہاد کہ اس میں استقامت ثواب ہے اور مسلمانوں سے جنگ ختم کرنا ثواب ۱۰ یعنی ایمان وہ قول کا سچا وہ ہے جس کے عمل اچھے ہوں ۱۱ اس حکم میں نبی کریم داخل نہیں نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (حجرات: ۲) اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (حجرات: ۱) میں حضور داخل نہیں

۱۲ یعنی قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت لہٰذا اگر مرد کو عورت نے قتل کر دیا تو قاتلہ عورت ہی کو قتل کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اگر مومن ذمی کافر کو قتل کر دے تو اس مومن قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذمیوں کے بارے میں فرماتے ہیں فَدِمَاءُ هُمْ كَدِمَاءِ نَا ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ مومن کو کافر کے عوض قتل نہ کرو اس سے حربی کفار مراد ہیں لہٰذا آیت وحدیث صاف ہے ۱۳ جو قصاص بندے کا حق ہے بندے کے معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے خیال رہے کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ یوں ہی مولیٰ غلام کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ نیز پیغمبر پر امتی کا قصاص نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیماً تھا۔ ۱۴ اس طرح کہ قتل میں مقتول کے اولیاء کو معافی کا حق دیا قاتل کا قتل ہی واجب نہ فرمایا ۱۵ اس طرح کہ غیر قاتل کو قتل کر دیا جائے یا قاتل کو قصاص میں ناجائز ایذا دی جائے۔ جیسے ہاتھ پاؤں کاٹنا یا شکل بگاڑنا بقیہ برصفحہ ۴۷

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْ

اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر ۱ تو جو

بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ

وصیت کو سن سنا کر بدل دے اس کا گناہ انہی بدلنے والوں پر ہے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا

بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ۲ پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا

فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

تو اس نے ان میں صلح کرادی ۳ اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایمان والو تم پر روزے ۴ فرض کیے گئے ۵ جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ

کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے ۶ گنتی کے دن ہیں ۷ تو تم میں جو

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى

کوئی بیمار ۸ یا سفر میں ہو ۹ تو اتنے روزے اور دنوں میں ۱۰ اور

الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ۱۱ وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ۱۲ پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

تو وہ اس کے لیے بہتر ہے ۱۳ اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو ۱۴

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ

رمضان کا مہینہ ۱۵ جس میں قرآن اترا ۱۶ لوگوں کے لیے ہدایت اور

بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ

راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں ۱۷ تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے

فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

ضرور اس کے روزے رکھے ۱۸ اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں ۱۹

۱ اب وارث کے لئے وصیت نہیں ہوسکتی۔ غیر وارث کے لئے ہوسکتی ہے، معلوم ہوا کہ قرآنی آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے کیونکہ وارث کے لئے وصیت قرآن سے ثابت ہے اور اس کا نسخ حدیث سے لَا وَصِيَّةَ لِلْوَارِثِ۔ ۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک جائز وصیت میں تبدیلی کرنا گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ بدلنے والا خواہ مفتی ہو خواہ قاضی یا گواہ یا کوئی اور سب گنہگار ہیں ۳ یعنی جو عالم، حاکم، وصی، پنچ وغیرہ یہ معلوم کرے کہ مرنے والا وصیت میں کسی پر زیادتی کر رہا ہے، یا شرعی احکام کی پابندی نہیں کرتا، تو مرنے والے کو سمجھا بجھا کر درست کر دے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس میں حق کی حمایت ہے نہ کہ حق کی مخالفت۔ ۴ ماہ رمضان شریف کے، خیال رہے کہ اسلام میں اولاً صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ یعنی سال میں ایک پھر ہر مہینہ میں تین روزے فرض ہوئے۔ تیرہویں، چودہویں، پندرہویں چاند کی، پھر ماہ رمضان کے روزے، اس آیت سے فرض ہوئے اور ان روزوں کی فرضیت منسوخ ہوگئی یہ آیت ان روزوں کی ناسخ ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث قرآن شریف سے منسوخ ہوتی ہے۔ دیکھو اول روزوں کی فرضیت حدیث سے ثابت تھی۔ ان کے لئے کوئی آیت نہ آئی اور اس کی فرضیت نسخ قرآن سے ثابت روزہ بعد ہجرت ۲ھ میں فرض ہوا۔ ۵ معلوم ہوا کہ شرعی عبادات کے مکلف کفار نہیں اسی لئے مسلمان ہونے کے بعد وہ زمانہ کفر کی عبادتیں قضا نہیں کرتے ۶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ روزہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ گزشتہ دینوں میں بھی تھا، دوسرے یہ کہ روزہ تقویٰ کا ذریعہ ہے، کیونکہ گناہ نفس امارہ کراتا ہے اور روزہ سے نفس کمزور پڑتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے، بلکہ رب کا فضل مانگتا رہے اس لئے یہاں لعل فرمایا گیا ہے۔ یہ امید ہمارے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ

ع ۲۲ / ۶

سے۔ ۷ انتیس یا تیس دن۔ اس لئے گھبرانہ جانا جس رب نے تم کو گیارہ ماہ کھلایا پلایا اگر ایک ماہ صرف دن میں کھانے پینے سے منع فرمادے تو ضرور اس کی اطاعت کرو۔ ۸ یعنی ایسا بیمار ہو کہ روزہ اسے نقصان دے اور جس بیمار کو روزہ مفید ہو نقصان نہ دے تو قضا کرنے کی اجازت نہیں ۹ یعنی وہ سفر جس پر شرعی احکام مرتب ہوں، ۵۷ میل کی مسافت پر گھر سے باہر جائے اور کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے ۱۰ معلوم ہوا کہ مسافر پر خواہ مخواہ روزہ قضا کر دینا فرض نہیں اسے اجازت ہے کہ خواہ روزہ سفر میں رکھ لے یا قضا کر دے۔ بخلاف نماز قصر کے کہ وہ مسافر پر لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ۱۱ یہاں باب افعال مادہ کے سلب کے لئے ہے یا لا پوشیدہ ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں، بلکہ محکم ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس میں اب بھی روزہ کی طاقت نہ ہو اور آئندہ آنے کی امید نہ ہو، جیسے بہت ضعیف، بوڑھا یا مرض موت اور اگر کفارہ دینے کے بعد طاقت آگئی۔ تو پھر روزہ قضا کرنا ہوگا۔ ۱۲ یا دو وقتہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دے یا ایک مسکین کو فطرہ کی بقدر گندم دے دے یعنی قریباً سوا دو سیر ۱۳ معلوم ہوا کہ فدیہ میں زیادتی کر سکتے ہیں کمی نہیں کر سکتے تطوع سے یہی مراد ہے۔

بقیہ برصفحہ ۳۴۷

أُخَرَ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾

گنتی پوری کرو ۱ اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو ۲

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ۳ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی

إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾

جب مجھے پکارے ۴ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں ۵ اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا ۶ وہ تمہارے لباس ہیں

وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے ۷

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا

تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ۸ تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ

اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو ۹ اور کھاؤ اور پیو ۱۰ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے

الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ

سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے

إِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ

پورے کرو ۱۱ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ۱۲ یہ

حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ

کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ۱۳ اور

منزل ۱

۱ یعنی رمضان کے انتیس یا تیس دن پورے کرو۔ خیال رہے کہ چاند کے ثبوت میں دیکھنے یا گواہی کا اعتبار ہے۔ حساب، جنتری، نجومیوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے ہی تار، اخبار یا ریڈیو کی افواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۲ اس سے نماز عید، اس کی خوشی میں اس دن تکبیریں کہنا۔ عبادت کرنا رمضان کی توفیق کی خوشی منانا سب کچھ ثابت ہوا۔ مگر یہ خوشی رمضان جانے کی نہیں۔ بلکہ اس میں توفیق خیر ملنے کی ہے۔ ۳ شان نزول۔ بعض لوگوں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف :۵۶) اس میں اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمہارے پاس آکر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں اور جو تم سے دور رہے تو میں بھی اس سے دور ہوں۔ رب فرماتا ہے جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء: ۶۴) ۴ یعنی بندے کی پکار پر لبیک فرماتا ہوں اور یہ لبیک پیغمبر کی معرفت سے ہم تک پہنچ جاتی ہے، رہا بندے کا سوال پورا کرنا وہ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں، بندہ کبھی بری چیز بھی مانگ لیتا ہے ۵ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمہاری مانے تو تم رب کی مانو، اس کی نہ مان کر اپنی بات منوانا خام خیال ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی بات سننا عمل کرنا رب ہی کی اطاعت ہے ۶ یہ حلت قطعی ہے جس کا انکار کفر ہے۔ کبھی مباح یا مستحب کا انکار بھی کفر ہوتا ہے ۷ شان نزول، اسلام میں اولاً رمضان کی راتوں میں بھی اپنی بیوی سے صحبت حرام تھی۔ حضرت عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ فعل واقع ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خطا چھوٹوں کے لئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے، عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کے صدقہ سے ہے۔ ہماری اطاعتوں سے ان کی خطائیں افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں خیانت سے مراد غلطی، لغزش، خطا ہے نہ وہ جو گناہ کبیرہ ہے، جیسے انبیاء کرام کی خطا کو قرآن میں ظلم فرمایا گیا ہے ۸ اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب نے صحابہ کی گزشتہ غلطی کو معاف فرمادیا کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں فرمایا یہ ان کی خصوصیت ہے دوسرے یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے وہ سخت مجرم ہے، رب معافی کا اعلان کر چکا تو تم بگڑنے والے کون ۹ یعنی طلب اولاد کے لئے صحبت کرو نہ کہ محض شہوت پوری کرنے کو لہٰذا متعہ ناجائز ہے کہ اس میں صرف پیاس بجھانا مقصود ہوتی ہے، یا یہ معنی ہیں کہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ لہٰذا عورت کے ساتھ لواطت یا بغل یا ران میں صحبت کرنا حرام ہے یا یہ مطلب ہے کہ رمضان کی راتوں میں عبادت زیادہ کرو۔ ان کاموں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ عبادت سے غافل ہو جاؤ ۱۰ شان نزول، اسلام میں اولاً حکم یہ تھا کہ روزہ افطار کر کے سونے سے پہلے جو کھا لیا کھا لیا سوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا حضرت صرمہ ابن قیس ایک محنت مشقت کرنے والے آدمی تھے ایک دفعہ رمضان میں روزہ افطار کر کے سو گئے

بقیہ بر صفحہ ۳۴ پر

تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ
نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ ۱؎ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو
بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ
جان بوجھ کر ۲؎ تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں ۳؎ تم فرمادو وہ
مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ
وقت کی علامتیں ہیں ۴؎ لوگوں اور حج کے لیے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت
مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا
(پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ۵؎ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ ۶؎
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے
يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ
جو تم سے لڑتے ہیں ۷؎ اور حد سے نہ بڑھو اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو ۸؎ اور
اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ
کافروں کو جہاں پاؤ مارو ۹؎ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۱۰؎
وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو ۱۱؎
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ
جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو
جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَ
کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں ۱۲؎ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ
ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے ۱۳؎ اور ایک اللہ کی پوجا ہو ۱۴؎ پھر اگر
انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ۱۵؎ ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام ۱۶؎

منزل ۱

۱؎ یعنی ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھانا بھی حرام ہے اور ان کا ناجائز ذریعوں پر حکام کی مدد لینا بھی جرم ہے ۲؎ معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی، جھوٹی وکالت، جھوٹے فتوے، جھوٹے مقدمہ کی پیروی و کوشش کی اجرتیں حرام ہیں ہاں اگر غلطی سے اسے سچا سمجھا تو حرام نہیں۔ اس لئے فرمایا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۳؎ یعنی یہ کہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے۔ سورج کی طرح ہمیشہ یکساں کیوں نہیں نکلتا اس کے جواب میں اس کا فائدہ بتایا گیا نہ کہ گھٹنے بڑھنے کی وجہ۔ کیونکہ یہ جواب زیادہ مفید تھا۔ ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے کاروبار چاند کی تاریخوں سے ہونے چاہئیں کہ رب نے چاند کو وقت کی علامت بنایا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ قمری مہینے شمسی مہینوں سے افضل ہیں کہ قمری مہینوں کی جنتری آسمان پر ہے، چاند سے ہی تاریخ کا کچھ نہ کچھ پتہ لگ جاتا ہے اور شمسی مہینوں کی جنتری صرف زمین پر ہے ۵؎ شان نزول، کفار عرب احرام کی حالت میں گھر میں دروازے سے جانا گناہ سمجھتے تھے۔ پچھیت یا چھت کے راستہ سے آتے جاتے تھے۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جہلاء کا کام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبث اور لغو کاموں کو ثواب کا ذریعہ جاننا بھی احمقوں کا کام ہے۔ ثواب ہر اس جائز خیر کام پر ہے جو خیر نیت سے کیا جاوے۔ ۶؎ یہ امر اباحت کے لئے ہے یعنی احرام وغیرہ احرام ہر حال میں دروازے سے آنا جائز ہے لہٰذا اس کے معنی یہ نہیں کہ ضرورۃً بھی چھت سے آنا منع ہے ۷؎ فی الحال لڑتے ہوں یا آئندہ جنگ کی تیاری کرتے ہوں۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ کفار کے چھوٹے بچے، بوڑھے آدمی، گوشہ نشین، عابد گھر میں رہنے والی عورتیں جنہیں جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو انہیں قتل نہ کیا جائے گا ۸؎ حد سے بڑھنے کی کئی صورتیں ہیں، جن کو قتل کرنا منع ہے انہیں قتل کرنا۔ معاہدے کے خلاف جنگ کرنا جنہیں دعوت اسلام نہ پہنچی ہو ان کے ساتھ بغیر دعوت دیئے جنگ کرنا۔ جو کفار جزیہ پر راضی ہو جائیں انہیں قتل کرنا وغیرہ یہ سب منع ہے ۹؎ معلوم ہوا کہ ذاتی دشمن کو معاف کرنا اچھا ہے مگر قومی اور دینی دشمنوں سے بدلہ لینا ضروری ہے کیونکہ انہیں معاف کرنا قوم یا دین کو برباد کرنا ہے، ذاتی معاملات میں معافی بہتر ہے ۱۰؎ چنانچہ فتح مکہ کے دن جو لوگ اسلام لائے وہ مکہ میں رہے، جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ یا تو قتل ہوئے جیسے ابن خطل وغیرہ یا بھاگ گئے جیسے حضرت عکرمہ جو بعد میں واپس آکر ایمان لائے، اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کفار کو رہنے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو حجاز میں صرف مومن رہیں ۱۱؎ مسجد حرام سے مراد کعبہ معظمہ ہے۔ یا وہ مسجد جس میں کعبہ واقع ہے اور عند سے مراد حرم شریف کے حدود ہیں جو مکہ معظمہ سے کئی کئی میل چوطرفہ ہیں حدود حرم کا یہ ادب دکھایا گیا کہ وہاں جنگ کی ابتداء نہ کی جائے۔ اسی لئے وہاں اس مجرم کو سزا نہیں دیتے جو باہر سے جرم کر کے وہاں پناہ لے لے۔ ۱۲؎ یعنی کفر و شرک سے کیونکہ کافر کی مغفرت نہیں ہوتی مقصد یہ ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ ایمان لے آئیں تو ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ بقیہ بر صفحہ ۳۴۷

4

اَلْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا
اور ادب کے بدلے ادب ہے جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو
عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ
اتنی ہی جتنی اس نے کی ۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ
اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا
اللہ ڈروالوں کے ساتھ ہے ۲ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۳ اور اپنے
بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ۴ اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ
کے محبوب ہیں اور حج ۵ اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ۶ پھر اگر تم روکے جاؤ ۷
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى
تو قربانی بھیجو جو میسر آئے ۸ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک
يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى
قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ۹ پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ
مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ
تکلیف ہے ۱۰ تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی ۱۱ پھر جب
اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
تم اطمینان سے ہو ۱۲ تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے ۱۳ تو اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے
الْهَدْىِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے ۱۴ اور سات
اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ
جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم ۱۵ اس کے لیے ہے جو
حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا

۱ زیادتی کے بدلے کو زیادتی فرمانا ایسا ہی ہے جیسے برائی کی سزا کو برائی فرمانا ورنہ زیادتی کرنے کی سزا زیادتی نہیں وہ تو عین انصاف ہے، مشاکلت کی وجہ سے اسے زیادتی کہہ دیا گیا۔ رب فرماتا ہے سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (شوریٰ:۴۰) ۲ یعنی رحمت و کرم کے ساتھ اس کی تفسیر یہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف:۵۶) اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ کافروں فاسقوں سے بے خبر ہے۔ رب فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (حدید:۴) ۳ جہاد میں اور علم دین میں اور ان تمام جگہوں میں جہاں خرچ کرنے سے اللہ و رسول راضی ہوں۔ ۴ کیونکہ صدقات اور خیرات کو بند کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا فرض ہے۔ جیسے خودکشی کرنا بھوک ہڑتال کر کے اپنے آپ کو ہلاک کرنا۔ زہر کھانا، طاعون کی جگہ جانا وغیرہ ۵ حج و عمرہ میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ حج میں وقوف عرفات بھی ہے عمرہ میں نہیں اس میں صرف طواف و سعی ہے دوسرے یہ کہ عمرہ عمر بھر ہو سکتا ہے مگر حج مخصوص تاریخوں میں ہی ہوتا ہے کبھی عمرے کو حج اصغر اور حج کو حج اکبر کہہ دیتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ قران افضل ہے یعنی ایک ساتھ حج و عمرے کا احرام باندھنا ۶ اس سے معلوم ہوا کہ غیر واجب عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نفلی حج یا نفلی عمرہ کا احرام باندھ لے تو اس کا پورا کرنا اس آیت سے ضروری ہو گیا۔ اسی طرح جو نفلی نماز یا روزہ شروع کر دے اسے پورا کرے ۷ اس طرح کہ احرام باندھنے کے بعد بیماری یا دشمنی کی وجہ سے حج ادا نہ کر سکے۔ ۸ یعنی جو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے مگر کسی مجبوری کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ حرم شریف میں ذبح کے لئے جانور بھیج دے اور لے جانے والے سے ذبح کی تاریخ مقرر کرے اس تاریخ پر وہ تو حرم میں جانور ذبح کر دے ادھر یہ سر منڈا کر احرام کھول دے۔ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ احصار کا جانور صرف حرم میں ہی ذبح ہو سکتا ہے۔ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں داخل ہے جہاں حضور علیہ السلام نے صلح حدیبیہ کے وقت ذبح فرمایا۔ ۱۰ سر کی تکلیف سے ہر وہ تکلیف مراد ہے جس کی وجہ سے محرم سر منڈانے پر مجبور ہو جائے، جیسے سرسام یا سر کا سخت درد، کہ طبیب حاذق سر منڈانے کا حکم دے، ایسے ہی جوئیں لیکھیں اور دوسری تکلیف دہ چیزیں ان سب کو شامل ہیں ۱۱ یعنی جو محرم مجبوری کی وجہ سے سر منڈائے، تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے فی مسکین سوا دو سیر گندم یا جانور ذبح کرے، خیال رہے کہ نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر حج کا واجب چھوٹ جائے تو قربانی واجب۔ ۱۲ یا اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ ہی نہ پیدا ہو یا رکاوٹ پیدا تو ہوئی تھی مگر دور ہو گئی اور ابھی اتنا وقت باقی تھا کہ حج پالے۔ لہٰذا اَمِنْتُمْ دونوں صورتوں کو شامل ہے تو اسے اب حج کرنا یا عمرہ کرنا لازم ہو گیا۔ (نوٹ ضروری) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے عثمان غنی مکہ معظمہ گئے کفار نے کہا کہ آپ عمرہ کر لو۔ جواب دیا کہ کعبہ دل اور قبلہ ایمان، رسول اللہ بقیہ برصفحہ ۴۳۷

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ

عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے ۱ تو جو ان میں حج کی

فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ

نیت کرے ۲ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ

تک ۳ اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو ۴ کہ سب سے بہتر توشہ پرہیز

التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

گاری ہے ۵ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ۶ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ

تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا

اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۷ تو جب عرفات سے پلٹو ۸ تو اللہ کی یاد کرو

اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ

مشعر حرام کے پاس ۹ اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی ۱۰ اور بے شک اس

مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ

سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے ۱۱ پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ

سے لوگ پلٹتے ہیں ۱۲ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب اپنے حج کے

مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ

کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے ۱۳ بلکہ اس سے زیادہ

ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا

اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور

لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۱۴ اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ۱۵

منزل ۱

۱ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے بارہویں تک ادا ہوتے ہیں مگر شوال، ذی قعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور اس احرام سے تمتع یا قران ہوسکتا ہے ۲ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احرام شوال سے پہلے نہ باندھے۔ حج کے مہینے پورا شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں، جھگڑے سے مراد دنیاوی جھگڑے ہیں، دینی مناظرے جائز ہیں ۳ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات میں جیسے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ویسے ہی گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہو جاتا ہے، مکہ معظمہ میں نیکی کا ثواب اگر ایک لاکھ ہے تو گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ فسق و فجور تو ہر جگہ ہی گناہ ہے مگر حج میں مکہ معظمہ میں زیادہ گناہ ہے اس لئے فی الحج کی قید لگائی گئی اس کے معنی یہ نہیں کہ حج کے بعد بے خوف فسق و فجور لڑائی جھگڑے کیا کرو ۴ معلوم ہوا کہ اسباب سفر ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ ضروری ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کے لئے بھیک مانگنا قرض لینا جائز نہیں، جب مال ہو تو حج کرے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ فقیری ہزار گناہوں کا سبب ہے۔ فقیر، چور، ڈاکو، بھکاری بن جاتا ہے فرمایا گیا کہ حج میں توشہ ساتھ رکھو تاکہ متقی رہو، چوری اور بھیک سے بچو ۶ معلوم ہوا کہ عقل وہی ہے جو اللہ سے خوف پیدا کرے۔ جس عقل سے دنیا بنے دین نہ بنے وہ بے عقلی ہے عقل نہیں۔ ابوجہل بے عقل تھا اور حضرت بلال عقلمند تھے ۷ معلوم ہوا کہ حج میں تجارت کرنا کرایہ پر اونٹ لے جانا جائز ہے اس سے حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بشرطیکہ ارکان حج ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا اجرت پر نماز پڑھانا۔ اجرت پر مسجد کی خدمت کرنا نماز کو خراب نہیں کرے گا۔ عرس بزرگان میں دکانیں لے جانا وہاں جائز کاروبار کرنے کی بھی دلیل یہ آیت ہے، حج میں دکانیں بازار کاروبار سب ہوتے ہیں، یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں نازل ہوئی جو حج میں تجارتی کاروبار کو برا سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ عبادت میں دنیا کو شامل نہ کرو۔ ۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حج میں عرفات جانا فرض ہے کیونکہ عرفات سے لوٹنا جب ہی ہوسکتا ہے جب پہلے وہاں پہنچ جاوے، دوسرے یہ کہ امیر و فقیر ارکان حج میں سب برابر ہیں اسلام سے پہلے امیر لوگ مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے غریب لوگ عرفات جاتے تھے۔ رب نے سب سے خطاب کیا کہ تم سب عرفات سے چلو۔ عرفات عرف سے بنا۔ جس کے معنی ہیں پہچاننا اور اعتراف و اقرار کرنا۔ حضرت آدم بی بی حوا سے اس جگہ ملے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ نیز اسی جگہ پر حاجی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں لہٰذا اس جگہ کو عرفات اور اس دن کو عرفہ کہا گیا ۹ حج میں مزدلفہ میں قیام واجب ہے اور مشعر حرام پہاڑ کے پاس ٹھہرنا افضل ہے وہاں اللہ کا ذکر زیادہ چاہئے ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر وہ دعائیں پڑھی جائیں اور وہ ذکر کئے جائیں جو حضور ﷺ سے منقول ہوں کہ رب نے اسی کو ہدایت فرمائی تاکہ ذکر کے اثر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہو جائے اور بہت مفید ہو ۱۱ کہ تم عقائد، اعمال، عبادات،

بقیہ برصفحہ ۵۳۷

أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَ

ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ (خوش نصیبی) ہے ف۱ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ف۲ اور

اذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ

اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں ف۳ تو جو جلدی کرکے دو دن میں چلا جائے

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ

اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے ف۴ اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي

اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾

بھلی لگے ف۵ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے ف۶ اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے ف۷

وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ

اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے

وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ

اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو

أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ۚ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ وَ

تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ف۸ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے اور

مِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَ

کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور

اللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ

اللہ بندوں پر مہربان ہے ف۹ اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ف۱۰

كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾

اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو ف۱۱ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ف۱۲

فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

اور اگر اس کے بعد بھی بچلو (پھسلو) کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو جان لو کہ اللہ

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا بھی کسب اور عمل ہے دوسرے یہ کہ ہر نیک عمل کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے، اس لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی جاتی ہے کہ نماز جنازہ بھی نیک عمل ہے (۲) یعنی عنقریب حساب لے گا۔ نیکیوں میں جلدی کرو یا تمام خلقت کا حساب چند ساعتوں میں لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور علیہ السلام کی عزت افزائی نعت خوانی اور اظہار عظمت میں صرف ہوگا۔ کیونکہ یہی قیامت کا اصل مقصود ہے۔ رب فرماتا ہے عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (الاسراء:۷۹) (۳) یعنی ایام تشریق میں منیٰ میں ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی عبادت، تکبیر کہنا مراد ہے کیونکہ حج کا تلبیہ تو دسویں ذی الحجہ جمرہ عقبہ پر کنکر مارتے ہی ختم ہوگیا۔ (۴) معلوم ہوا کہ منیٰ سے بارہ ذی الحجہ کو بھی واپس آسکتے ہیں اور تیرہ کو بھی، تیرہ کو واپس آنا افضل ہے اور تیرہویں تاریخ کو رمی جمار زوال سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے، مگر تیرہویں کا قیام تقویٰ کے لئے ہو۔ اپنے نام ونمود کے لئے نہ ہو (۵) شان نزول، یہ آیت اخنس ابن شریق منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور علیہ السلام کی مجلس شریف میں بہت چکنی چپڑی باتیں بناتا تھا اور حضور علیہ السلام کی محبت کا دم بھرتا تھا اور غائبانہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتا اور ان کے مال مویشی ہلاک کرتا اور ان کے مال میں آگ لگاتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عمل دعویٰ محبت منافقوں کا طریقہ ہے۔ (۶) معلوم ہوا کہ جھوٹ پر اللہ کا گواہ لانا یا اس کی قسم کھانا جرم پر جرم ہے بلکہ حرام چیز پر اللہ کا ذکر کرنا حرام ہے شراب پینے یا جوا کھیلنے یا رشوت لینے پر بسم اللہ نہ پڑھے کہ اس سے رب کے نام کی توہین ہے (۷) معلوم ہوا کہ زیادہ چکنی چپڑی باتیں کرنے والے اکثر دل کے چور ہوتے ہیں۔ دیکھو اخنس ابن شریق زبان کا بہت میٹھا تھا مگر عمل کا خراب تھا۔ اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ انسان کو معاملات سے آزماؤ نہ کہ زبان سے۔ ہر چمکنے والا سونا نہیں (۸) یعنی وہ منع کرنے پر اور زیادہ گناہ وفساد کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ عالم کی بات ماننا میری عزت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ ہے (۹) شان نزول۔ یہ آیت حضرت صہیب ابن سنان رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں مشرکین کے گھیرے میں آ گئے اور اپنے سارے مال کا پتہ مشرکوں کو دے کر ان سے چھوٹے اور مدینہ منورہ پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا کہ ان کی نیکیوں کی قبولیت قرآن میں آگئی۔ دوسروں کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے (۱۰) شان نزول۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام یہود کے سردار تھے اور ان کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا اسلام لانے کے بعد آپ نے اونٹ کے گوشت سے اس لئے پرہیز کیا کہ اسلام میں اس کا کھانا فرض نہیں اور یہودیت میں حرام ہے لہٰذا اس کے نہ کھانے سے ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں بتایا گیا کہ اسلام میں دوسرے دینوں کی رعایت کرنا ٹھیک نہیں۔ پکے مسلمان بنو۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانا، مشرکوں کا سا لباس پہننا ایمانی کمزوری کی علامت ہے جب مسلمان ہوگئے

بقیہ برصفحہ ۷۳۵

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٠٩﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ

زبردست حکمت والا ہے ف۱ کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے ف۲ چھائے ہوئے

مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٢١٠﴾

بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ

بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں ف۳ اور جو اللہ کی آئی ہوئی

نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾

نعمت کو بدل دے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ف۴

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ

کافروں کی نگاہ میں دُنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ف۵ اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں ف۶

اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ف۷ اور خدا جسے

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ

چاہے بے گنتی دے ف۸ لوگ ایک دین پر تھے ف۹ پھر

اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

اللہ نے انبیاء بھیجے ف۱۰ خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اُتاری ف۱۱

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ

کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کردے اور کتاب میں اختلاف

فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ

اُنہی نے ڈالا جن کو وہ دی گئی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے ف۱۲ آپس کی

بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ

سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سجھادی جس میں جھگڑ رہے تھے ف۱۳

الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾

اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے ف۱۴

ع ۲۵ ۱۴ ۹

وقف لازم

۱ اس سے معلوم ہوا کہ ناواقفی کے گناہ کا اور حکم ہے اور واقف ہونے کے بعد گناہ کا کچھ اور حکم ہے، واقف کا گناہ سخت ہے ۲ اللہ آنے جانے سے پاک ہے، وہ مکان اور مکانیات سے مبرا ہے لہٰذا یہاں اس کے عذاب یا رحمت کا آنا مراد ہے۔ نیکوں پر رحمت، بروں پر عذاب آتا ہے لہٰذا یہاں عذاب پوشیدہ ہے۔ مضاف الیہ اس کا قائم مقام ہے۔ ۳ یہ پوچھنا انہیں قائل کرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے ہے اور ان کی اپنی نافرمانیوں اللہ کی مہربانیوں کا اقرار کرانے کے لئے ہے ۴ یہود نے توریت کی ان آیات میں خصوصیت سے تحریف وتبدیلی کی۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور تھے ان کے متعلق یہ ارشاد ہوا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آیات اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔ ان میں لفظی یا معنوی تحریف کرنا بڑے عذاب کا باعث ہے۔ اس سے غلط مفسرین کو عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ ۵ دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں صرف ہو اور جو توشہ آخرت جمع کرنے میں خرچ ہو وہ بفضلہٖ تعالیٰ دینی زندگی ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہیں جو آخرت سے غافل ہیں ۶ معلوم ہوا کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑانا کسی مومن کو ذلیل یا کمینہ جاننا کافروں کا طریقہ ہے۔ فاسق و کافر اگرچہ مالدار ہے، ذلیل ہے۔ مومن اگرچہ غریب ہو کسی قوم سے ہو عزت والا ہے بشرطیکہ متقی ہو۔ ۷ خیال رہے کہ قیامت کے دن متقیوں کی عزت کا ظہور ہوگا۔ یہ جنت میں ہوں گے اور کفار دوزخ میں، ورنہ حقیقتاً آج بھی متقی فاسقوں سے اوپر ہیں۔ رب فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) ۸ یعنی دنیا میں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مال کی زیادتی محبوبیت کی علامت نہیں۔ بہت دفعہ کافر مالدار ہو جاتے ہیں مومن غریب، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ یزیدیوں کی بظاہر فتح ہوئی۔ محبوبیت کی علامت توفیق خیر ہے۔ ۹

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی گزرا ہے جب نور نبوت دنیا سے غائب ہو چکا تھا اور لوگ سب کافر ہو گئے تھے۔ تب اللہ نے پیغمبر بھیجے (تفسیر کبیر) یا یہ مطلب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک لوگ مومن رہے پھر ان میں اختلاف نمودار ہوا۔ بعض مومن بعض کافر ہوئے پھر رب نے پیغمبر بھیجے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اتفاق واتحاد توڑنے کے لائق ہیں، اگر لوگ فسق و فجور، کفر وشرک میں اتفاق کرلیں تو اسے توڑ دینا چاہئے۔ یہ تنظیم اچھی نہیں، تنظیم خیر پر اچھی ہے۔ ۱۱ مَعَهُمْ فرمایا۔ عَلَيْهِمْ نہ فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو کہ ہر نبی پر علیحدہ نئی کتاب نہ اتری۔ بعض پر نئی آئی اور بعض پہلی کتاب کی تبلیغ فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ کتابیں کل چار اتریں اور صحیفے ایک سو دس حضرت آدم علیہ السلام پر تیس، حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس، حضرت ادریس علیہ السلام پر دس، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس۔ ۱۲ یعنی بے پڑھے لوگوں نے تو انبیاء کی اطاعت کی اور پڑھے لکھوں کا بیڑا غرق ہوا۔ صرف اس لئے کہ کہیں ہماری آمدنی یا عزت میں فرق نہ آجائے۔ یہ اہل علم انبیاء کے مخالف ہوتے رہے، اس میں حضور کو تسلی ہے۔

بقیہ برصفحہ ۷۳۵

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد (حالت)

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ

نہ آئی ۱ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک

يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ

کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد ۲ سن لو بے شک

نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ

اللہ کی مدد قریب ہے ۳ تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں

مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَ

خرچ کرو ۴ تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں ۵ اور یتیموں اور محتاجوں اور

ابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾

راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو ۶ بے شک اللہ اسے جانتا ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے ۷ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری

شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ ۗ وَ

لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور

اللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ

اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۸ تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں

قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَ

لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے ۹ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور

كُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ

اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک

اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ

یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد ۱۰ قتل سے سخت تر ہے ۱۱ اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

۱ شان نزول۔ احزاب کے دن مسلمانوں کو سخت بھوک، سردی، خوف پہنچے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں ۲ یہ کلمہ انتہائی شدت کے وقت ان حضرات کے منہ سے نکلا۔ نہ کسی شبہ کی بنا پر نکلا، نہ رب پر ناراضگی کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا کہ بے قرار کا یہ کہنا کہ خدایا! تو کب ہماری مدد کرے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ دعا کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ۳ یعنی انبیاء کرام اور مومنین سے کہا گیا کہ مت گھبراؤ نصرت الٰہی قریب ہے۔ یا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام! اللہ کی مدد قریب ہے ۴ اس سے اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ راہ خدا میں حلال مال خرچ کرے۔ جیسا کہ خیر سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: ۹۲) شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اس سے مستنبط ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں خیرات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ اَنْفَقْتُمْ سے معلوم ہوا ۵ معلوم ہوا کہ صدقہ اور خیرات پہلے قرابت داروں کو دو، پھر دوسروں کو۔ البتہ زکوٰۃ ماں باپ اور اپنی اولاد یا اپنی بیوی یا خاوند کو نہ دے۔ باقی کو دے سکتا ہے ۶ اس سے دو مسئلے معلوم

۲۶ ع ۱۰

ہوئے ایک یہ کہ صرف مالی عبادت پر قناعت نہ کرے بلکہ ہر قسم کی عبادت کرے کیونکہ مَا اَنْفَقْتُمْ کے بعد مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہر عبادت میں صرف فرائض پر کفایت نہ کرے۔ نوافل بھی ادا کرے، جیسا کہ مِنْ خَيْرٍ سے معلوم ہوا۔ فرائض روحانی غذائیں اور نوافل روحانی میوے ہیں، پھل فروٹ وغیرہ۔ ۷ یعنی نفس پر بھاری نہ کہ ناپسند۔ اس لئے صحابہ کرام رب کے حکم کو ناپسند نہ کرتے تھے۔ ناپسندیدگی تو کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مگر جب کہ اس کے شرائط پائے جاویں یہ کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے کبھی فرض عین۔ یہ بھی خیال رہے کہ فرض کے اسباب جمع کرنا بھی فرض ہوتے ہیں لہٰذا جب جہاد فرض ہو تو جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ رب فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (انفال: ۶۰) ۸ انسان دنیاوی مصائب اور دعا قبول نہ ہونے پر رب سے ناراض نہ ہو۔ بلکہ سمجھے کہ اس میں میری ہی کوئی بہتری ہوگی۔ مریض میٹھی دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب کڑوی پلاتا ہے۔ ۹ شان نزول۔ شروع اسلام میں سال میں چار ماہ جنگ حرام تھی۔ رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم، مشرکین عرب بھی اس حرمت کے ہمیشہ سے قائل تھے۔ ایک بار عبداللہ بن جحش نے یکم رجب کو تیسویں جمادی الاخر سمجھ کر مشرکین سے جہاد کیا۔ اس پر بہت اعتراضات ہوئے تب یہ آیت کریمہ اتری۔ خیال رہے کہ رب نے صحابہ کے اس جہاد کو کبیر نہ فرمایا بلکہ عام حکم دیا۔ کیونکہ ان کا یہ جہاد غلطی سے تھا اور کبیر لغوی معنی میں ہے نہ کہ بمعنی گناہ کبیرہ۔ کیونکہ اس وقت بھی ان مہینوں میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ نہ تھا۔ ۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مسجد میں عبادت کرنے سے بلاوجہ روکنا اور مسلمانوں کو ان کے وطن سے نکالنا سخت جرم اور بڑا گناہ ہے، دوسرے یہ کہ ایک مجرم دوسرے قصوروار کو طعنہ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ تاوقتیکہ اپنے گناہوں سے باز نہ آجائے۔ کیونکہ رب نے کفار سے فرمایا

بقیہ بر صفحہ ۷۳۵

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ
یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۱ اور تم میں جو کوئی اپنے
عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی
دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا ۲
الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾
دنیا میں اور آخرت میں ۳ اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ
وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے ۴
اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْــٴَـلُوْنَكَ
وہ رحمت الٰہی کے امید وار ہیں ۵ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۶ تم سے شراب
عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ
اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں ۷ تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی ۸ اور
اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ
ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے ۹ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ
الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی
جو فاضل بچے ۱۰ اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور
الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ يَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ
آخرت کے کام سوچ کر کرو ۱۱ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ۱۲ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے ۱۳
خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ
اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں ۱۴ اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے
الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَ لَا
والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور
تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ۱۵ اور بے شک مسلمان لونڈی

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کبھی مومن کا دوست نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کرام پر بفضلہ تعالیٰ کافروں کا داؤ نہیں چل سکتا۔ ان کے ایمان محفوظ ہیں جیسا کہ اِنِ اسْتَطَاعُوْا سے معلوم ہوا۔ ۲ معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں لہٰذا اگر کوئی حاجی مرتد ہو جائے۔ پھر ایمان لائے تو وہ دوبارہ حج کرے۔ پہلا حج ختم ہو چکا۔ اس طرح زمانہ ارتداد میں جو نیکیاں کیں وہ قبول نہیں۔ کافر اصلی کی نیکیاں بعد قبول اسلام قابل ثواب ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد کی توبہ قبول ہے۔ اگرچہ وہ اصل کافر سے سخت تر ہے ۳ مرتد کے اعمال دنیا میں تو اس طرح برباد ہوتے ہیں کہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ وہ اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہیں پاتا۔ اس کا مال غنیمت بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے قتل کا حکم ہے، اس کے ساتھ محبت کے سارے تعلقات حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کی کسی طرح کی مدد کرنا جائز نہیں اور آخرت میں اس طرح برباد ہوتے ہیں کہ ان کی کوئی جزا نہیں۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ ۴ خیال رہے کہ رب نے مختلف مقامات پر مختلف اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ کبھی صرف نماز و روزہ، کبھی زکوٰۃ کا۔ کبھی ہجرت کا، کبھی جہاد کا بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیات مختلف موقعوں پر اتریں۔ جب صرف نماز و زکوٰۃ ہی فرض ہوئی تھی تب صرف ان ہی کا ذکر فرمایا گیا اور جب روزہ یا ہجرت و جہاد بھی فرض ہو گئے تو ان کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ لہٰذا آیات میں کسی قسم کا تعارض نہیں ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کبھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ امید رکھتا ہے جس میں خوف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اصلی بخشش صرف رحمت الٰہی سے ہو گی نہ کہ نیک اعمال سے، تیسرے یہ کہ سچی امید وہ ہے جو اعمال کرنے کے بعد ہو۔ اعمال چھوڑ کر پھر امید کرنا مذاق ہے امید نہیں ۶ مجاہدین اسلام جو عبداللہ ابن جحش کی سرکردگی میں جہاد کو گئے اور غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے اور پچھلی آیت میں ان کی معافی کا اعلان ہوا تو بعض نے سمجھا کہ اچھا اس جنگ میں گناہ تو نہ ہوا مگر ثواب بھی نہ ملے گا اس پر یہ آیت اتری جس میں اعلان ہوا کہ یہ حضرات ثواب کے مستحق ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مجتہد اگر غلطی کرے تب بھی ثواب کا مستحق ہے دوسرے یہ کہ غلطی سے نماز خلاف قبلہ کی طرف ہو جائے یا بے خبری میں روزہ ان دنوں میں رکھ لیا جائے جن میں روزہ منع ہے پھر پتہ لگے تو یہ عبادتیں درست ہیں اور ثواب کا باعث ہیں ۷ جوئے کو میسر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہارنے والے کا مال آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز میں مال کا جانا آنا شرط غیر معلوم پر موقوف ہو تو وہ جوا ہے لہٰذا اس زمانے کی معمہ بازی خالص جوا ہے اسی طرح سٹہ اور وہ تجارتیں جن میں مالی ہار جیت ہے سب حرام ہیں ایسے ہی تاش شطرنج وغیرہ ۸ کہ کفار ان کے ذریعے سے کچھ روپے کما لیتے ہیں ۹ اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ یہ آیت شراب کے حرام ہونے کے بعد نازل ہوئی، ورنہ اسے گناہ نہ کہا جاتا۔ دوسرے یہ کہ شراب نوشی کا کبیرہ گناہ ہونا اضافی ہے یعنی نفع سے گناہ زیادہ۔ ورنہ شراب نوشی و جوا گناہ صغیرہ ہیں

بقیہ برصفحہ ۷۳۵

مُشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ

مشرکہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ف۱

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ

اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف

اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ

بلاتے ہیں ف۲ اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے ف۳ اور اپنی آیتیں

اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ

لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ

تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو ف۴ حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو

حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ

جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں ف۵ تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ف۶

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ

بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو تمہاری عورتیں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ

تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو ف۷ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ف۸ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا

اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور

تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو ف۹ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ

کرنے کی قسم کر لو ف۱۰ اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو

فِىْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

بے ارادہ زبان سے نکل جائے ف۱۱ ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کیے ف۱۲ اور اللہ

۱ یہاں مشرک سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ مومنہ عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے جائز نہیں۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء:۴۸) میں شرک سے مراد کفر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر مشرک ہے اگرچہ خدا کو ایک مانے۔ جیسے شیطان ۲ تو ممکن ہے کہ اگر مومنہ عورت کافر کے نکاح میں جاوے تو وہ اسے کافر بنائے۔ اس میں دینی خطرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کے ساتھ بھی مومنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جیسے

ع ۲۷/۵ ۱۱ شیعہ، مرزائی، قادیانی، چکڑالوی وغیرہ۔ اس کے تجربے ہو بھی چکے ہیں، کہ ایسے نکاح کامیاب نہیں ہوتے۔ ۳ اس پوری آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مومن و کافر کفو نہیں اگرچہ رشتہ دار ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر مشرکہ عورت اہل کتاب بن جاوے تو اس سے مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ مشرک مرد اگر عیسائی ہو جائے تو اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں۔ چوتھے یہ کہ کفار کی صحبت مسلمان کو جائز نہیں، کیونکہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہزارہا حکمت پر مبنی ہیں، اگرچہ ہمیں اس کی خبر نہ ہو، وہ ہمیں جنت کی طرف بلاتا ہے، ۴ اس سے معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے۔ کیونکہ حیض کی حالت میں بالکل علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ اگر یہ حلال ہوتی۔ تو اس کا استثناء فرما دیا جاتا۔ نیز جیسے حیض گندگی ہے۔ ویسے ہی لواطت گندگی ہے علت ایک رہے تو حکم بھی ایک۔ ۵ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو تو غسل کے بعد یا بقدر غسل دیر سے، اور اگر دس دن پر بند ہو، تو فوراً صحبت کر سکتے ہو، اس لئے یَطْهُرْنَ شد کے بغیر اور تَطَهَّرْنَ شد کے ساتھ ارشاد ہوا تطہرن کے معنی ہیں کہ خوب پاک ہو جائیں یعنی غسل بھی کر لیں۔ ۶ معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے۔ کیونکہ صحبت کرنے میں قید لگائی گئی مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ کی،

اور اللہ کا حکم ادھر نہیں ۷ لیٹ کر، بیٹھ کر، کھڑے کھڑے، بشرطیکہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ کیونکہ یہ ہی راستہ کھیتی ہے، جس سے اولاد ہوتی ہے غرضیکہ یہاں اَنّٰى کیفیت کے عموم کے لئے ہے۔ نہ کہ محل صحبت کے عموم کے لئے۔ لڑکے سے لواطت کی حرمت کی صریح آیت موجود ہے۔ ۸ یعنی بیویوں میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یا صحبت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ تا کہ اولاد نیک ہو۔ بغیر بسم اللہ کے صحبت میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے۔ ۹ عبداللہ ابن رواحہ نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بہنوئی ابن بشیر سے نہ کلام کروں گا نہ ان کے گھر جاؤں گا اور ان کے مخالفین سے ان کی صلح نہ کراؤں گا۔ اس پر یہ آیت اتری، اس سے دو مسئلے ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا برا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اچھے کام نہ کرنے کے لئے قسم کھائی جائے تو قسم توڑ دے، پھر کفارہ دے۔ ۱۰ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا منع ہے زیادہ قسموں سے رزق گھٹتا ہے دوسرے یہ کہ قسموں کو گناہ کرنے یا نیکی نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہئے کہ ہم نماز کیسے پڑھیں ہم تو نہ پڑھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں صلح کرانی بہترین عبادت ہے، جیسے ان میں فساد پھیلانا

بقیہ برصفحہ ۷۳۵

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ

بخشنے والا حلم والا ہے اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی ف۱ انہیں چار مہینے کی مہلت ہے

اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَاِنْ عَزَمُوا

پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور اگر چھوڑ دینے کا

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ

ارادہ پکا کر لیا ف۳ تو اللہ سنتا جانتا ہے اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے

بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ

رہیں تین حیض تک ف۴ اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان

اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَ

کے پیٹ میں پیدا کیا ف۵ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور

بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَ

ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے ف۶ اگر ملاپ چاہیں اور

لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق ف۷ اور مردوں کو ان پر

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ ع اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ

فضیلت ہے ف۸ اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق دو بار تک ہے ف۹ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا

یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ف۱۰ اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا

مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ

اس میں سے کچھ واپس لو ف۱۱ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

پھر اگر تمہیں خوف ہو ف۱۲ کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو

افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

بدلہ دے کر عورت چھٹی لے ف۱۳ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں

۱ اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء صرف منکوحہ بیوی سے ہو سکتا ہے لونڈی سے نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ خالص زنا ہے کیونکہ ممتوعہ عورت بیوی نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذہب شیعہ میں اس سے ایلاء نہیں ہو سکتا لہٰذا متعہ حرام ہے ۲ یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار ماہ تک صحبت نہ کروں گا اسے ایلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرے، یا منہ سے کہہ دے یا صحبت کا وعدہ کرے۔ تب تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ ورنہ چارہ ماہ کے بعد عورت کو طلاق بائنہ پڑ جائے گی اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایلاء میں چار ماہ تک رجوع نہ کرے تو طلاق واقعی ہوگی نکاح فسخ نہ ہوگا۔ لہٰذا اس کے بعد دوسری طلاق بھی پڑ سکتی ہے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ بالغہ عورت اپنے نفس کی خود مختار ہے۔ کسی ولی کو اس پر جبر کا حق نہیں کیونکہ یہاں نکاح سے روکے رکھنے کا خود عورتوں کو حکم دیا گیا۔ یہ نہ فرمایا گیا کہ اے ولیو، تم انہیں روکے رہو۔ مسئلہ:۔ طلاق میں اس عورت پر عدت واجب ہوگی جس کے ساتھ خلوت صحیحہ یا صحبت ہو چکی ہو۔ ورنہ نہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ع ۲۸ ۷ ۱۲ ہے۔ ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت والی عورت کو چاہئے کہ اپنا حمل یا حیض نہ چھپائے نہ اس میں غلط بیانی کرے ورنہ اگر غلط بیان کی وجہ سے رجعت یا نکاح ثانی میں غلطی ہوئی۔ تو وہ گنہگار ہوگی۔ دوسرے یہ کہ عدت اور حمل وغیرہ میں صرف عورت ہی کا قول معتبر ہے، اگر خاوند کہتا ہے کہ ابھی عدت نہیں گزری وہ کہتی ہے کہ گزر گئی ہے اور مدت بھی اتنی گزر چکی ہے کہ جس میں عدت پوری ہو سکتی ہے تو عورت ہی کی بات مانی جائے گی ۶ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ صرف رجوع کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں عورت کی مرضی ضروری نہیں۔ صرف مرد کا رجوع کافی ہے، ہاں ظلم کے لئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔ بلکہ نبھانے کے لئے رجوع کرنا چاہئے۔ ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت پر مرد کا حق خدمت ہے اور مرد پر عورت کا حق پرورش۔ دوسرے یہ کہ اپنی لونڈی سے نکاح جائز نہیں کیونکہ بیوی کا خاوند پر قانونی حق ہوتا ہے اور لونڈی کا مولیٰ پر کوئی حق نہیں۔ لہٰذا زوجیت اور امومیت کا اجتماع نہیں ہو سکتا ۸ اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ شوہر و بیوی کے حقوق برابر ہیں وہ جھوٹا ہے مرد عورت سے افضل ہے۔ اس کے حقوق زیادہ ہیں کیونکہ عورت کا خرچہ اور مہر مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے حقوق بھی زیادہ ہوں گے، انصاف کا یہی تقاضا ہے ۹ یعنی طلاق رجعی جس میں عدت کے اندر مرد کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ وہ دو طلاقیں ہیں۔ اَلطَّلَاقُ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ طلاق رجعی صریح ہوتی ہے اور طلاق کنایہ اکثر بائنہ ہوتی ہے۔ جس میں دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے ۱۰ بھلائی سے روکنا یہ ہے کہ عدت میں رجوع کرے مگر آباد کرنے کے لئے نہ کہ برباد کرنے کے لئے اور نکوئی سے چھوڑنا یہ ہے کہ تیسری اور دے کر مغلظہ کر دے۔ جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ یا عدت گزر جانے دے رجوع نہ کرے کہ وہ طلاق بائنہ بن جاوے۔ ۱۱ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین ایک دوسرے سے دیا بقیہ برصفحہ ۳۶۷

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی ۱ تو

لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ۲ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ۳ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٠﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

ان کی میعاد آلگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو ۴

بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو ۵ اور جو ایسا کرے

ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّ

وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۶ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو ۷ اور

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ

یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ۸ اور وہ جو تم پر کتاب اور

الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

حکمت ۹ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ۱۰

عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو

اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ

انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں ۱۱ جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں ۱۲ یہ

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ

نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ

ع ۲۹ ۱۲

۱ یعنی دو طلاقوں کے بعد خواہ بغیر مال کے دی جائیں یا مال لے کر یعنی خلع کی شکل میں اس سے معلوم ہوا۔ کہ خلع کے بعد بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ اور خلع طلاق ہے۔ فسخ نکاح نہیں ورنہ اس کے بعد یہ طلاق نہ ہوتی ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حلالہ میں صرف دوسرا نکاح کافی نہیں، بلکہ دوسرے خاوند کی صحبت ضروری ہے، کیونکہ تنکح کے معنی ہیں صحبت اور لفظ زوجا سے نکاح ثابت ہوا۔ ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تین طلاقوں میں حلالہ کے بعد پھر پہلے خاوند سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، دوسرے یہ کہ اگر اب دوبارہ نکاح ہو تو اس میں مرد عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے یتراجعا اور ظنا تثنیہ کے صیغے ارشاد ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حلالے کے بعد جو نکاح ہوگا، اس میں پھر خاوند تین طلاقوں کا مالک ہوگا۔ کیونکہ یہاں یَتَرَاجَعَا فرمایا گیا ہے۔ رجوع کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف واپس ہونا، اور پہلی حالت میں تین طلاق کی ملکیت تھی۔ لہٰذا اب بھی یہی ہوگی۔ ۴ یا اس طرح کہ تیسری طلاق اور دے دو یا اس طرح کہ عدت گزر جانے دو۔ رجوع نہ کرو ۵ اس طرح کہ عورت کو رکھنے کی نیت نہ ہو۔ اس کی عدت بڑھانے یا اس سے کچھ لینے، یا اسے پریشان کرنے کی نیت سے رجوع کرو۔ یہ سخت ظلم اور جرم ہے ۶ شان نزول۔ یہ آیت ثابت ابن یسار انصاری کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور جب عدت ختم ہونے لگی، تو محض عدت بڑھانے اور عورت کو پریشان کرنے کے لئے رجوع کر لیا۔ کئی بار ایسا کیا۔ ۷ یعنی احکام الٰہی کو مذاق نہ سمجھو اور ظلم کے لئے نکاح یا طلاق کو استعمال نہ کرو۔ ورنہ عورت سے زیادہ تم کو نقصان پہنچے گا۔ کہ اللہ کے مجرم بنو گے۔ ۸ کہ تمہیں اپنے حبیب کی امت میں بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں خدا کی بڑی نعمت

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ: ۱۱) ۹ معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف ۱۰ جو یہ خیال رکھے کہ میرے ہر کام کو رب جانتا ہے وہ ان شاء اللہ کبھی گناہ کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ دھیان تقویٰ کی اصل ہے۔ جاننا ماننا اور ہے خیال رکھنا کچھ اور۔ یہاں وَاعْلَمُوْا سے خیال رکھنا مراد ہے۔ ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ ولی کی اجازت لازم نہیں کیونکہ یہاں نکاح کو عورت کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ ہاں غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی، جس میں عورت کے میکے والوں کو شرم و عار ہو ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں کوئی ناجائز بات پر رضامندی کی نہ جائے، اگر کی بھی گئی تو وہ معتبر نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر نکاح میں شراب یا خنزیر مہر مقرر کیا گیا تو یہ معتبر نہ ہوگا۔ مہر مثل وغیرہ دینا ہوگا۔ اس لئے بالمعروف کی قید لگائی

اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ

تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے ف۱ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۲ اور مائیں دودھ

يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ

پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس ف۳ اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی

الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

چاہے ف۴ اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور ف۵

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا

کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ

مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا

اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو ف۶ اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے

فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ

اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے ف۷ پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں ف۸

اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ

اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں ف۹ جب کہ جو

مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

دینا ٹھہرا تھا ف۱۰ بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ

دیکھ رہا ہے اور تم میں جو مریں ف۱۱ اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

اپنے آپ کو روکے رہیں ف۱۲ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

والیو تم پر مواخذہ نہیں ف۱۳ اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں ف۱۴ اور اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ

کاموں کی خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر

❶ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کو بلا وجہ اس کی پسندیدہ جگہ نکاح کرنے سے روکنا ہزار ہا خرابیوں کا باعث ہے۔ ہمیشہ اولاد کی پسندیدہ جگہ پر نکاح کراؤ۔ یا انہیں خود کرنے دو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ مسلمانوں پر جاری ہیں نہ کہ کفار پر۔ کیونکہ یہاں اعلان فرما دیا گیا۔ کہ یہ نصیحت مومنوں کو دی جا رہی ہے۔ ❷ شان نزول۔ یہ مذکورہ آیت معقل ابن یسار کے حق میں نازل ہوئی جس کی بہن عاصم ابن عدی کے نکاح میں تھیں، انہوں نے طلاق دے دی۔ عدت کے بعد پھر عاصم نے انہیں سے دوبارہ نکاح پڑھنا چاہا۔ مگر معقل راضی نہ ہوئے۔ تب یہ آیت اتری ❸ دو سال سے پہلے بھی دودھ چھڑا سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ اس میں مصلحت دیکھیں۔ ہاں دو برس کے بعد دودھ نہیں پلا سکتے ❹ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بچہ باپ کا ہے پرورش کا خرچہ اس پر ہے، دوسرے یہ کہ بعد طلاق اگر ماں دودھ پلانا چاہے۔ تو باپ دوسری عورت کو بچہ نہیں دے سکتا۔ تیسرے یہ کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت بعد طلاق کے لے سکتی ہے، چوتھے یہ کہ دودھ کی اجرت روٹی کپڑا بھی ہو سکتا ہے اگرچہ اس میں خبر نہیں ہوتی کہ کتنا کھائے گی اور کتنا پہنے گی ❺ اس سے بھی معلوم ہوا کہ بچہ باپ کا ہے کیونکہ باپ کو رب نے مولودلہ فرمایا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ نسب باپ سے ہے ماں سے نہیں، اگر باپ سید ہے اور ماں غیر سید تو بچہ سید ہے۔ خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا نہ کہ ماں کے ذمہ، دودھ اور تعلیم باپ پر ہے نہ کہ ماں پر۔ دائی کی تنخواہ باپ دے گا نہ کہ ماں ❻ اس طرح کہ مطلقہ ماں کو بغیر اجرت دودھ پلانے پر مجبور کیا جاوے اور باپ کا نقصان یہ ہے کہ بچہ کی مطلقہ ماں زیادہ اجرت مانگتی ہو۔ دوسری عورت کم، تو باپ کو اس پر مجبور کیا جاوے کہ اس کی ماں ہی سے دودھ پلوائے۔ یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی۔ ❼ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم بچہ کے ولی بچہ کی پرورش کریں اور جو ذمہ داریاں باپ پر تھیں وہ اب اس ولی پر ہوں گی۔ بچہ کے ولی وہ عصبات ہیں جو میراث کے مستحق ہوں پھر دیگر لوگ ❽ اس سے معلوم ہوا کہ دو برس سے پہلے بھی بچہ کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ جب بچہ کا اس میں فائدہ ہو۔ یعنی دو برس سے زیادہ دودھ نہ پلایا جائے کم پلایا جا سکتا ہے ❾ معلوم ہوا کہ ماں باپ چاہیں تو کسی دوسری دائی سے بھی بچہ کو دودھ پلوا سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ دائی سے طے ہوا ہو وہ بخوشی دے دیں ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت شفاء بنت عبداللہ، حضرت ثویبہ اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہن نے دودھ پلایا۔ ❿ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کا خرچہ تنخواہ وغیرہ باپ پر واجب ہے، ماں وغیرہ پر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خود ماں دودھ پلانا چاہے تو باپ جبراً دائی سے نہ پلوائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بچہ دائی یا بکری کے دودھ سے پلا ہو۔ تو ماں کا حق مادری کم نہ ہو جائے گا۔ یوں ہی اگر بعد طلاق ماں بچہ کے باپ سے تنخواہ لے کر دودھ پلائے تو بھی حق مادری وہ ہی رہے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے فرعون سے تنخواہ لے کر آپ کی پرورش کی تو اس سے حق مادری میں فرق نہ آیا ⓫ وفات میں بہر حال عدت واجب ہے خلوت ہوئی ہو یا نہ مگر طلاق میں بغیر خلوت عدت نہیں۔ رب فرماتا ہے: ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ بقیہ بر صفحہ ۲۳۶

خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ

تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو ف۱ یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم

سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا

ان کی یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ

شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو ف۲ جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد

اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ

کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے ف۳ تو اس سے ڈرو ف۴ اور

اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ

جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو ف۵ یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو ف۶ اور ان کو کچھ برتنے کو دو ف۷

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز

حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

یہ واجب ہے بھلائی والوں پر ف۸ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی ف۹ اور ان کے

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ

لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ

اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا

عورتیں کچھ چھوڑ دیں ف۱۰ یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے ف۱۱ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے ف۱۲ اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو ف۱۳ بے شک اللہ تمہارے کام

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

دیکھ رہا ہے نگہبانی کرو سب نمازوں کی ف۱۴ اور بیچ کی نماز کی ف۱۵ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور

ع ۱۴

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت کے زمانے میں نکاح کا پیغام صراحۃً دینا منع ہے دوسرے یہ کہ کنایۃً پیغام دینا جائز ہے۔ مثلاً اس کی عدت کا خرچہ یہ شخص خود برداشت کرے جو نکاح کرنا چاہتا ہے، یا کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے یا کہے کہ تجھے رب تکلیف نہ ہونے دے گا ۲ یعنی نکاح کرنا تو کیا معنی نکاح کا ارادہ بھی نہ کرو۔ مسئلہ: عدت کے اندر نکاح باطل ہے اور اگر غلطی سے یہ سمجھتے ہوئے نکاح ہو جاوے کہ عدت گزر گئی حالانکہ نہیں گزری تھی تو نکاح فاسد ہے۔ نکاح فاسد اور باطل کا فرق ہمارے فتاویٰ نعیمیہ میں ملاحظہ کرو۔ ۳ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ ارادہ گناہ پر پکڑ ہوگی۔ گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے، خیال گناہ، گناہ نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ عدت میں نکاح کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں فرمایا گیا وَلَا تَعْزِمُوْا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ ارادہ دانستہ چیز کا ہوتا ہے۔ ۴ اَنْفُسِكُمْ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام مسلمانوں پر جاری ہیں کفار پر نہیں، کفار پر ان کے مذہب کے مطابق ہمارا حاکم فیصلہ کرے گا۔ ان کو دینی آزادی حاصل ہوگی، ہاں سیاسی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے لہٰذا ان میں سے جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ کٹے گا۔ ۵ ہاتھ لگانے سے مراد صحبت کرنا ہے اور خلوت صحیحہ صحبت کے حکم میں ہے خلوت صحیحہ خاوند بیوی کا تنہائی میں جمع ہونا اور صحبت کا مانع عورت کی طرف سے نہ ہونا ہے۔ بعض صورتوں میں مرد کے مانع کا بھی اعتبار ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ مہر مثل آدھا واجب نہیں ہوتا۔ یا کل ہوتا ہے یا بالکل نہیں۔ یعنی اگر عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا تو اگر خلوت کے بعد طلاق دے دی تو کل مہر مثل لازم آئے گا اور اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو بالکل مہر واجب نہیں۔ صرف ایک جوڑا دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح بغیر مہر کے جائز ہے۔ مہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر یہ بھی کہہ کر نکاح کیا ہو کہ مہر بالکل نہ دوں تب بھی نکاح ہو جائے گا اور اگر بعد خلوت طلاق دی تو مہر مثل واجب ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق میں زوج مستقل ہے۔ یعنی جیسے نکاح عورت، مرد، دونوں کی رضا سے ہوتا ہے، ایسے ہی طلاق میں قید نہیں۔ صرف خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ عورت قبول کرے یا نہ کرے ۷ اگر کسی عورت سے بغیر مہر مقرر کئے نکاح کیا اور صحبت و خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو اسے صرف جوڑا دیا جاوے۔ یہ جوڑا بقدر وسعت ہوگا۔ امیر پر قیمتی کپڑے کا جوڑا غریب پر معمولی۔ اگر مہر مقرر ہو پھر قبل خلوت طلاق ہو تو مقررہ مہر کا نصف ملے گا ۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا ہو۔ پھر بغیر خلوت طلاق دے دی ہو تو اسے جوڑا یعنی کرتہ، پاجامہ، دوپٹہ دینا واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ جوڑا خاوند کی حیثیت کا ہوگا۔ یہ دونوں مسئلے لفظ علی اور لفظ قدرہ سے معلوم ہوئے ۹ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر بغیر خلوت ہوئے خاوند مر جائے تو عورت کو پورا مہر مقررہ ملے گا۔ مہر کا آدھا ہونا طلاق قبل خلوت میں ہے ۱۰ عورت کی معافی یہ ہے کہ نصف سے بھی کم مہر وصول کرے باقی معاف کر دے، اور مرد کی معافی یہ ہے کہ نصف سے زیادہ یا پورا مہر مقرر کردہ دے دے ۱۱ معلوم ہوا کہ

بقیہ برصفحہ ۷۳۶

قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا

ادب سے ۱ پھر اگر خوف میں ہو ۲ تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو

اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے ۳ اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ۴ سال بھر تک نان نفقہ دینے کی

اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

بے نکالے ۵ پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں ۶ جو انہوں نے اپنے معاملہ میں

مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

مناسب طور پر کیا ۷ اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان ونفقہ ہے

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر ۸ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ ع ۳۱ ۱۵

سمجھ ہو ۹ اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے ۱۰ اور وہ ہزاروں تھے

حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

موت کے ڈر سے ۱۱ تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ ۱۲ پھر انہیں زندہ فرمادیا بے شک اللہ

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَ

لوگوں پر فضل کرنے والا ہے ۱۳ مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں اور

قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ

لڑو اللہ کی راہ میں ۱۴ اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو

يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ

اللہ کو قرض ۱۵ حسن دے ۱۶ تو اللہ اس کے لیے ۱۷ بہت گنا بڑھادے ۱۸ اور اللہ

يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

تنگی اور کشائش کرتا ہے ۱۹ اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا ہے اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی

۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ قُوْمُوْا امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہئے قوموا جمع ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ قٰنِتِيْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور امام کے پیچھے قرات کرنا وَاَنْصِتُوْا سے منسوخ ہے۔ ۲ یعنی اتنا خوف بڑھ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہو جائے اور اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو اس کے لئے وہ طریقہ ہے، جو اس آیت میں مذکور ہے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ (النساء:۱۰۲)۔ ۳ یعنی زیادہ خوف کی حالت میں تو پیدل وسوار نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے، مگر اطمینان کی حالت میں نماز کے تمام ارکان قیام وقعود وغیرہ ادا کرنا لازم ہے۔ آج کل بلاضرورت جو مسافر ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر وقت جا رہا ہو اور گاڑی ٹھہرتی نہ ہو، تو جیسے بن پڑے پڑھ لے۔ مگر بعد میں اس کا اعادہ کرے ۴ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے اب بعد وفات عورت کو خرچہ نہ ملے گا بلکہ میراث ملے گی، لہٰذا یہ آیت دوسری طرح منسوخ ہوئی، نان ونفقہ دینے میں اور ایک سال کی مدت کے بارے میں ۵ یہ آیت سب کے نزدیک عدت کی آیت سے منسوخ ہے کیونکہ اب وفات کی عدت یا وضع حمل ہے یا چار ماہ دس دن ہیں، اور یہاں ایک سال کا ذکر ہے۔ ۶ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد ایک سال تک خاوند کے گھر رہنے کا بھی حق تھا اور کھانے پینے کا بھی، لیکن یہ عورت کا اپنا حق تھا اگر چاہے رہے چاہے نہ رہے۔ مگر ایک سال تک نکاح نہ کر سکتی تھی۔ اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ۷ یعنی جائز زینت اور خوشبو لگانا سوگ چھوڑ دینا، دوسرے نکاح کی تیاری کرنا، اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی عورت پر ایک سال کی عدت واجب نہ تھی بلکہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ پہلے خاوند کے حق میں بیٹھنا چاہے تو ایک سال تک اسے خاوند کے مال سے نان ونفقہ دینا پڑتا تھا۔ یعنی عورت خود مختار تھی اور مرد کے ورثاء پابند تھے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ عدت طلاق میں نان ونفقہ طلاق دینے والے خاوند پر ہے۔ وفات میں عورت کو چونکہ میراث ملتی ہے لہٰذا عدت کا خرچہ خاوند کے مال سے نہیں ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شرعی احکام فقط عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ورنہ ان کے لئے آیات اتارنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کے سارے احکام ایسے نہیں جن کی حکمت عقل نہ معلوم کر سکے۔ بہت سے وہ احکام ہیں جن کی حکمتیں عقل سے معلوم ہو جاتی ہیں، مسائل کی حکمتیں ہماری کتاب اسرار الاحکام (رسائل نعیمیہ) میں ملاحظہ کرو۔ ۱۰ یہ واقعہ شہر واسط علاقہ داوردان کا ہے، وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لئے بھاگے تھے اور مر گئے پھر عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے ۱۱ موت کا ڈر اچھا بھی ہے اور برا بھی، اگر اس ڈر سے انسان گناہوں سے توبہ کرے تو اچھا ہے اور اگر اس کی وجہ سے انسان نیک اعمال چھوڑ دے یا گناہ پر راغب ہو جائے تو برا ہے، جیسے بعض لوگ موت کے خوف سے حج وجہاد سے گھبراتے ہیں۔ داوردان والوں کا یہ خوف دوسری قسم کا تھا۔

بقیہ برصفحہ ۷۳۶

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا

اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ف ۱ جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کردو

نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ

ایک بادشاہ ف ۲ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں

الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو ف ۳ بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں

وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ

حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے ف ۴ تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ف ۵

تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

منہ پھیر گئے مگر ان میں سے تھوڑے ف ۶ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ

بے شک اللہ نے طالوت ف ۷ کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی ف ۸

عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں ف ۹ اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ

فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ف ۱۰ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ف ۱۱

وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ

اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور ان سے ان کے

نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ

نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت ف ۱۲ جس میں تمہارے رب کی طرف سے

رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ

دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی ف ۱۳ اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ

بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو ف ۱۴ پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے

(۱) یہ واقعہ حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانہ کا ہے۔ جب بنی اسرائیل جالوت بادشاہ کے مقابل جنگ کرنے بھیجے گئے تھے۔ جالوت قوم عمالقہ کا بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ جیسے ایک زمانہ میں فرعون (۲) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دروازے سے بادشاہت بھی ملتی ہے۔ وہ قاسم نعمت الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اب بھی حضور کے دروازے سے سلطنت، حکومت تقسیم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں نبوت اور سلطنت جمع نہیں ہوتی تھی ورنہ حضرت شموئیل علیہ السلام خود ہی بادشاہ ہوتے۔ طالوت کو مقرر نہ فرماتے حضرت داؤد، سلیمان و یوسف علیہم السلام میں نبوت و سلطنت جمع ہوئیں۔ غرضیکہ نبوت اور سلطنت دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ (۳) یعنی پھر تم پر دو گناہ ہوں گے، ایک جہاد نہ کرنے کا۔ دوسرے اللہ کے مقرر کئے ہوئے بادشاہ کی نافرمانی کا۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے بدلہ لینے کی نیت سے جہاد کرنا بھی درست ہے، یہ جہاد بھی جہاد فی سبیل اللہ کی ہی ایک شق ہے، جالوت نے بنی اسرائیل کے شاہی خاندان کے چار سو چالیس آدمیوں کو گرفتار کیا تھا (۵) اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سنت انبیاء ہے، پہلے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر فرض تھا (۶) یعنی ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ۔ یہی تعداد اصحاب بدر کی ہے، جنہوں نے نہر کا پانی ایک چلو پیا تھا وہی جہاد کر سکے اور جنہوں نے زیادہ پیا وہ بزدل ہو گئے (۷) طالوت حضرت بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ دراز قد تھے، اس لئے طالوت کہلاتے تھے۔ حضرت شموئیل کو حکم الٰہی آیا تھا۔ کہ جس کا قد آپ کے اس عصا کے برابر ہو وہ بادشاہ ہے، طالوت برابر ہوئے۔ لہٰذا سلطنت کے لئے مقرر ہوئے حضرت شموئیل خود بادشاہ ہوئے کہ اس وقت نبوت اور سلطنت کا اجتماع نہ تھا (۸) یہ ان کی پہلی نافرمانی ہوئی کہ رب کے حکم کے مقابلہ میں اپنا قیاس اور کج بحثی کی۔ حالانکہ رب کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی کام ہے (۹) یعنی وہ غریب ہیں اور سلطنت کے کاروبار کے لئے مال و دولت کی بڑی ضرورت رہتی ہے۔ لہٰذا وہ سلطنت کے لائق نہیں۔ (۱۰) معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے کہ عابد کے لئے گوشہ مسجد ہے اور عالم کے لئے تخت خلافت، یہ بھی معلوم ہوا، کہ مال سے علم افضل ہے۔ خلافتِ الٰہیہ علم سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ مال سے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ عالم اور تندرست ہونا چاہئے۔ جس سے مملکت کے کام بخوبی انجام پا جائیں۔ آج کل حکومت کا مدار صرف مال اور کثرت رائے پر ہے۔ یہ غلط ہے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت نسب اور مال پر نہیں ہونی چاہئے بلکہ علم اور شجاعت و بہادری پر ہونی چاہئے۔ علم سے مراد دینی سیاست کا علم ہے اس سے یہ دلیل پکڑنا کہ صرف سیاستدان ہی خلیفہ ہونا چاہئیں غلط ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں زیادہ عالم تھے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنی وفات شریف کے وقت انہیں نماز کا امام بنایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاست آج تک مثال بنی ہوئی ہے۔ (۱۲) یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا۔

بقیہ صفحہ ۷۳۶

بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
جدا ہوا بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے ۱ تو جو اس کا پانی پیے وہ میرا

مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ
نہیں ۲ اور جو نہ پیے وہ میرا ہے ۳ مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے ۴

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ۵ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان

مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ
نہر کے پار گئے ۶ بولے ہم میں آج طاقت نہیں ۷ جالوت اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ
اللہ سے ملنے کا یقین تھا ۸ کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر

بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ
اللہ کے حکم سے ۹ اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۱۰ پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى
لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ
کافر لوگوں پر ہماری مدد کر ۱۱ تو انہوں نے ان کو بھگا دیا ۱۲ اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا
اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی ۱۳ اور اسے جو چاہا سکھایا ۱۴ اور اگر

دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ
اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے ۱۵ تو ضرور زمین تباہ ہو جائے ۱۶

لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾
کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو ۱۷

۱ بنی اسرائیل کا یہ سفر جہاد سخت گرمی میں تھا موسم کی گرمی جنگل کی تپش، دھوپ کی سخت حرارت سے ان مجاہدین کو سخت پیاس لگی۔ تب طالوت نے انہیں خبر دی کہ عنقریب ایک نہر آوے گی مگر یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے پانی نہ پینا، طالوت یہ سب کچھ حضرت شموئیل علیہ السلام کی وحی سے کہہ رہے تھے ۲ یعنی میری جماعت کا نہیں اور وہ میرے ساتھ جہاد میں نہ جا سکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ ہر گناہ کفر نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا یعنی اس کا زیادہ پینا دل میں نفاق پیدا کرے گا یا یہ علامت کفر ہو گی ۳ یعنی وہ میری جماعت کا ہے یا میرے دین کا یا میرے ساتھ مجاہد ہے، کیونکہ جو وقتی طور پر پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکا وہ آئندہ جہاد کی سختیاں بھی نہ جھیل سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدوں کو سختی برداشت کرنے کا عادی بنانا اور اس میں ان کا امتحان لینا سنت انبیاء ہے، آج کل پریڈ اور بھاگ دوڑ وغیرہ اسی وجہ سے کرائی جاتی ہے، ان سب کا ماخذ یہ آیت ہے اس وقت یہ پانی نہ پینا اشد واجب تھا بلکہ پانی پینا ذریعہ کفر بن گیا جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے ۴ یعنی شدت کی گرمی، سفر کا حال، پیاس کی شدت اور رب کا یہ حکم صبر کا پورا امتحان تھا کہ اگر یہ لوگ یہاں صبر کر گئے تو آئندہ بھی جہاد کی مشقتوں پر صبر کر سکیں گے اور اگر یہاں گھبرا گئے تو آئندہ بھی جہاد نہ کریں گے ۵ معلوم ہوا کہ ہمیشہ مخلص بندے تھوڑے ہوتے ہیں کہ ہزاروں میں سے صرف ۳۱۳ مخلص نکلے۔ رب فرماتا ہے قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا: ۱۳) ۶ معلوم ہوا کہ نہر پر رہ جانے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اس لئے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا ہر حکم واجب العمل ہے۔ اگرچہ وہ کسی مصلحت کی بنا پر ہی ہو۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ پانی پینے والے نہر پر ہی رہ گئے تھے جب صابر لوگ اس کنارے پر پہنچ گئے تو اس طرف سے ان بے صبروں نے پکار کر کہا کیونکہ یہ

لوگ نہر سے آگے گئے ہی نہ تھے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت بہادری پیدا کرتی ہے اور نبی کی مخالفت بزدلی لاتی ہے، سچے نبی خود بہادر ہوتے ہیں۔ جھوٹے نبی بزدل، دیکھو قادیانی نے ڈر کی وجہ سے حج نہ کیا ۸ کبھی ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے۔ ان مومنوں کو رب سے ملنے کا کامل یقین تھا۔ یقین کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے: لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور: ۱۲) یہاں بھی ظن بمعنی یقین ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت پر یقین ضروری ہے۔ ۹ فتح و نصرت زیادتی اسباب اور زیادتی جماعت پر موقوف نہیں، یہ اللہ کے فضل و کرم پر موقوف ہے، اگر وہ کرم کر دے تو ابابیل فیل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو رب پر کامل توکل چاہئے۔ ہاں اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں رب فرماتا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (انفال: ۶۰) ۱۰ یعنی اللہ مدد اور رحمت سے صابروں کے ساتھ ہے غضب و قہر سے بے صبروں کیساتھ اور علم و قدرت سے سب کے ساتھ ہے۔ ۱۱ جہاد کے موقعہ پر مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے اور ایسی حالت میں بزرگوں کا ساتھ اچھا ہے ۱۲ یعنی طالوت بادشاہ کی اس چھوٹی

بقیہ برصفحہ ۷۳۷

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۱ ان میں کسی سے

اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اللہ نے کلام فرمایا ۲ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا ۳ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ ۴ کو کھلی نشانیاں دیں

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ

اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی ۵ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں

بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ

نہ لڑتے ۶ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں

مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ

کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر

اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۲۵۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

اللہ جو چاہے کرے ۷ اے ایمان والو ۸ اللہ کی راہ میں ہمارے دیے میں سے خرچ کرو ۹

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ

وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت ۱۰ اور

الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۵۴ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

کافر خود ہی ظالم ہیں ۱۱ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا ۱۲

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم کے ۱۳ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور جو کچھ ان کے پیچھے ۱۴ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے ۱۵

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ

اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ۱۶ اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور

ع ۳۲ ۵

(۱) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارے انبیاء نبوت میں برابر ہیں کوئی اصلی اور کوئی نقلی نہیں ہے۔ سب کو اللہ نے رسل فرمایا دوسرے یہ کہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل میں انبیاء کے درجے مختلف ہیں بعض بعض سے اعلیٰ اور ہمارے حضور علیہ السلام سب سے اعلیٰ ہیں تیسرے یہ کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں۔ اس میں ان کی توہین ہے، جیسا کہ فَضَّلْنَا سے معلوم ہوا (۲) یعنی زمین پر بے واسطہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ رب نے ہمارے حضور علیہ السلام سے معراج میں جو بے پردہ کلام فرمایا وہ زمین پر نہ تھا (۳) بَعْضَهُمْ سے حضور علیہ السلام مراد ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں دوسرے یہ کہ ان کی افضلیت ہمارے خیال و گمان وہم سے باہر ہے، کیونکہ درجات کی حد بیان نہ فرمائی گئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں۔ مراتب میں مختلف ہیں (۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے اگر ان کا کوئی والد ہوتا تو انہیں ماں کی طرف نسبت نہ کی جاتی رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب:۵) نیز قرآن نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا (۵) روح القدس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے مدد کرتے ہیں اور غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ حضرت جبریل خدا کے بندے ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار رہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کی مدد درحقیقت رب ہی کی مدد ہے کہ رب نے جبریل کو مدد کو اپنی مدد فرمایا۔ (۶) یعنی ان انبیاء کرام کے بعد ان کی امتیں آپس میں لڑتی رہیں۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ آپ کی امت میں بھی آپ کے بعد جنگیں ہوں گی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر نے مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی فرمائی۔ حضرت علی و معاویہ میں جنگ ہوئی۔ (۷) یعنی گزشتہ امتوں میں جو جنگیں ہو چکیں یا آپ کی امت میں جو خانہ جنگیاں ہوں گی وہ سب اللہ کے ارادہ و مشیت سے ہیں۔ اس ارادہ میں ہزارہا حکمتیں ہیں، اس میں مسئلہ تقدیر کی طرف اشارہ ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ (۸) معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادات اہل ایمان پر ہیں کافروں پر نہیں اور بغیر ایمان کوئی عبادت درست نہیں (۹) اس سے معلوم ہوا کہ رب کی ہر نعمت میں سے خیرات کرنی چاہئے۔ علم، مال، تندرستی، اولاد، وقت سب میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ (۱۰) کافروں کے لئے نہ دوستی کام آئے نہ کسی کی شفاعت اس لئے آگے فرمایا وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ مسلمانوں کے لئے دونوں چیزیں باذن الٰہی مفید ہوں گی، رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (زخرف:۶۷) (۱۱) ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز ناحق برتنا۔ مالک کی چیز برتنے کا حق فرمانبردار غلام کو ہے نہ کہ نافرمان کو، کافر نافرمان ہے اس کا رب کی چیز برتنا ظلم ہے۔ نیز برات کی دعوت وہ کھاتے ہیں جو دولہا کے متعلقین میں سے ہوں۔ بے تعلق آدمی چور بن کر کھاتا ہے۔ حضور علیہ السلام عالم کے دولہا ہیں۔

بقیہ برصفحہ ۷۴۳

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙۗ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ
وہی ہے بلند بڑائی والا کچھ زبردستی نہیں دین میں ف۱ بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ
مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ
گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ف۲ اس نے
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں ف۳ اور اللہ سنتا
عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے ف۴
النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ
اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں ف۵ وہ انہیں نور سے ف۶ اندھیریوں کی
النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع
طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں ف۷ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ
اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا ف۸ اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی
اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ
جب کہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے بولا میں جلاتا اور
اُمِيْتُ ۗ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
مارتا ہوں ف۹ ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آ ف۱۰ تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ
ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر ف۱۱ اور وہ ڈھئی (مسمار ہوئی) پڑی تھی
عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ
اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا ف۱۲ اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا

(۱) خیال رہے کہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے لہٰذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، یا تو وہ اسلام لائے، یا قتل کیا جاوے لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ رب نے مرتدین بنی اسرائیل سے فرمایا تھا فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (بقرہ: ۵۴) اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کر دو۔ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا (۲) یہاں کفر لغوی معنی میں ہے یعنی انکار کرنا معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اللہ کا ماننا اور شیطانی عقائد سے بچنا (۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جب ہی قبول ہے کہ اس کے دشمنوں سے بیزاری ہو کیونکہ شیطان کے انکار کو رب نے ایمان سے پہلے بیان فرمایا اس کی طرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اشارہ ہے (۴) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتا ہے جو بے دینوں کی صحبت، ان کی الفت ان کی کتابیں دیکھنے ان کے وعظ سے دور رہے کیونکہ اسی مضبوطی کو شیطان کے انکار پر موقوف رکھا گیا سانپ اور چور سے اس لئے بچو کہ وہ جان و مال کے دشمن ہیں، بے دین کی صحبت سے اس لئے بچو کہ وہ ایمان کے دشمن ہیں رب فرماتا ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (انعام: ٦٨) (۵) نو مسلموں کو کفر سے نکال کر گمراہی سے توبہ کرنے والوں کو گمراہی سے نکال کر دائمی صالحین کو کفر و گمراہی سے بچا کر، لہٰذا یہ آیت سب کو عام ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں، اللہ کا والی ہونا اس طرح ہے کہ وہ خود مومنوں کا والی ہے اور اس کے انبیاء و اولیاء بھی ان کے والی، رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (مائدہ: ۵۵) لہٰذا اس آیت سے نبی ولی کی مدد کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتا ہے لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم: ۱) تاکہ لوگوں کو آپ نکالیں تاریکی سے روشنی کی طرف (۶) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بعض کفار کے مددگار ہیں، لیکن آخرت میں مددگار نہ رہیں گے، لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (بقرہ: ۲۷۰) بخلاف مومن کے کہ اللہ رسول اور نیک بندے ان کے دنیا و آخرت میں والی وارث ہیں کہ یہ حضرات مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ بخشے گا (۷) یہاں نور سے مراد وہ دینی فطرت ہے جس پر ہر بچہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کافر پہلے مومن تھا ہی نہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شیطان نے اسے اسلام سے نکال کر کفر میں داخل کر دیا یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ والا ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گناہگار ہو مگر وہ دوزخ والا نہیں گھر والا اور ہے مہمان اور۔ (۹) اس سے مراد نمرود ابن کنعان بادشاہ ہے جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں تھا، آپ نے اسے توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی تب اس نے یہ کج بحثی کی اور غالباً یہ بحث آگ میں ڈالنے کے بعد کی ہے واللہ اعلم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء ہے (۱۰) یہ کہہ کر اس نے دو قیدی بلائے ایک کو قتل کر دیا۔ دوسرے کو چھوڑ دیا اور بولا کہ اسے میں نے زندہ کر دیا۔ اسے مار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقابل کی کج بحثی پر ملول نہ ہونا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقابل ایک دلیل سے نہ سمجھے تو دوسری دلیل پیش کی جاوے (۱۱) یہ حکم اس بقیہ بر صفحہ ۷۴۳

5

اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا

سو برس ف۱ پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا

اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

یا کچھ کم فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے ف۲ اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں ف۳ اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ

اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا ف۴

لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

بولا میں خوب جانتا ہوں ف۵ کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۶ اور جب عرض کی ابراہیم نے ف۷

رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ

اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر

لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ

یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے ف۸ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے ف۹

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ

پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا ف۱۰ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے

سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

پاؤں سے دوڑتے ف۱۱ اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ف۱۲ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی

اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۱۳ اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ف۱۴

فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے ف۱۵ اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا

وسعت والا علم والا ہے وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۱۶ پھر دیے پیچھے نہ

۱ یہ اس لئے فرمایا کہ رب نے ان کی توجہ اس حالت میں دنیا سے ہٹا دی تھی۔ ورنہ انبیاء کرام اور صالحین بعد وفات دنیا سے خبردار رہتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں، اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور سارے نبی معراج کی رات حضور ﷺ کے مقتدی بنے۔ قبرستان میں سلام کیا جاتا ہے ۲ حضرت عزیر علیہ السلام کو اس موقعہ پر وفات کی حالت میں اس دنیا سے ایسے بے توجہ کر دیا گیا جیسے کہ تعریس کی رات میں اللہ نے حضور ﷺ کو بے توجہ فرما دیا اور نماز فجر قضا ہو گئی۔ ورنہ آپ کو نیند میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ اسی لئے نیند سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا ۳ یعنی کھانا پانی جلد خراب ہونے والی چیز ہے وہ تو خراب نہ ہوئی اور مردے کا جسم جو کچھ دیر میں بگڑتا ہے وہ خراب ہو گیا اور ہڈیاں بھی سفید پڑ گئیں۔ ۴ اس طرح کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے گدھے کے سارے اجزاء جمع ہو گئے جسم پر کھال بال چڑھے اور زندہ ہو کر رینکنے لگا پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لے گئے، اندازے سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آواز دی کہا، عزیر کا یہی گھر ہے، ایک بوڑھی اندھی اپاہج عورت وہاں تھی آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے وہ تو سو برس سے لاپتہ ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ہی عزیر ہوں، سو سال مردہ رہ کر زندہ ہوا ہوں اس نے عرض کی کہ میری روشنی نگاہ کے لئے دعا فرمائیں، آپ نے دعا فرمائی آنکھیں کھل گئیں اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ رب کے حکم سے۔ اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا۔ پھر وہ عورت اس جگہ پہنچی جہاں لوگوں کا اجتماع تھا۔ اس مجمع میں آپ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس تھی اور پوتا بھی۔ بڑھیا نے لوگوں سے کہا کہ عزیر زندہ ہو کر آ گئے ہیں، دیکھو میں ان کی دعا سے تندرست ہو گئی ہوں تب لوگوں نے یقین کیا اور آپ کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہود خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۵ یعنی اب خوب جانتا ہوں کیونکہ پہلے یقین تھا اور اب عین الیقین ہو گیا، یعنی پہلے سن کر جانا تھا اب دیکھ کر معلوم کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا ایمان کبھی بالشہادۃ بھی ہوتا ہے لہٰذا وہ امتی سے زیادہ یقین والے ہوتے ہیں، ہمارے حضور ﷺ نے معراج میں رب اور جنت دوزخ سب ہی غیبی چیزوں کا مشاہدہ فرما لیا آپ کا ایمان بالشہادہ ہوا ۶ لطیفہ۔ قرآنی معمہ بتاؤ وہ کون بزرگ ہیں جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس کا اور پوتا نوے برس کا وہ حضرت عزیر علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات یافتہ رہے، جب فوت ہوئے تو چالیس سال کے تھے جب اٹھے تو آپ کی عمر وہی تھی۔ سبحان اللہ ۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارہ سے گزرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے، جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت مچھلیاں کھاتی ہیں، جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کوے کھاتے ہیں یہ ملاحظہ فرما کر آپ کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں، تب آپ نے رب سے عرض کی ۸ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے میں عین الیقین حاصل کر لوں یعنی کمال سے اعلیٰ کمال کی طرف منتقل ہو جاؤں ۹ تا کہ تمہیں ان کی پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم بقیہ بر صفحہ ۳۷۷

ع

يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ

احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ف۱ ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ

انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم ف۲ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ف۳

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا

اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا حلم والا ہے ف۴ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ

ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر ف۵ اس کی طرح

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ

جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے ف۶ اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ

اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے ف۷ اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا

صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

پتھر کر چھوڑا ف۸ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے ف۹ اور اللہ کافروں کو راہ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ

نہیں دیتا ف۱۰ اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں ف۱۱ خرچ کرتے ہیں

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ

اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے ف۱۲ جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو اس پر

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ

زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو

فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ

اوس کافی ہے ف۱۳ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ف۱۴ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا

لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ

کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ف۱۵ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے

۱ احسان رکھنا یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کریں اور فقیر کو رسوا کریں اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اسے طعنہ دیں۔ ان سے صدقات کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو ایذاء دینے کا عذاب لازم ہو جاتا ہے ۲ یا اس سے روز قیامت کا رنج و غم مراد ہے کہ مومنین اس سے آزاد ہوں گے۔ رب فرماتا ہے: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء: ۱۰۳) یا دنیا میں وہ رنج و غم مراد ہیں جو رب سے حجاب بن جائیں ورنہ خدا کا خوف عین ایمان ہے نیز سانپ بچھو دشمن سے اندیشہ اس کے خلاف نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا اور فرعون کے متعلق جناب باری میں عرض کیا۔ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (طٰہٰ: ۴۵) اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن ولی اللہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی صفات اولیاء کے قرآن نے بیان فرمائے ہیں۔ ۳ یعنی فقیر کو نرمی سے منع کر دینا اور اگر وہ اس منع کرنے پر نازیبا الفاظ کہے تو اس کو درگزر کر دینا اس دینے سے بہتر ہے جس کے بعد فقیر کو ستایا جاوے یا بدنام کیا جاوے۔ کیونکہ مال دینے میں فقیر کے قالب کو راحت دینا ہے اور قول معروف سے اس کے دل کی پرورش ہے، ۴ یعنی رب تعالیٰ غنی ہو کر بھی حلیم ہے کہ بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ تو تم بھی فقراء اور اپنے ماتحتوں کی خطاؤں سے درگزر کیا کرو۔ حلم سنت الٰہیہ ہے۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق کی کیسی نفیس تعلیم ہے ۵ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صدقہ ظاہر کرنے سے فقیر کی بدنامی ہو تو صدقہ اسے چھپا کر دو کہ کسی کو خبر نہ ہو ایسی صورت میں صدقہ کو ظاہر کرنا اذٰی میں داخل ہے ۶ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو علم دین سکھایا تو اس کے جزا کی بھی بندے سے امید نہ رکھے نہ اسے طعنے دے کیونکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے ۷ یہ منافقوں کے صدقات کا حال ہے کہ وہ رب کے لئے نہیں بلکہ دکھلاوے کے لئے خیرات کرتے ہیں، پھر طعنے وغیرہ دے کر سب ضائع کر لیتے ہیں خیال رہے کہ علانیہ صدقہ دینا اگر ریا کے لئے ہے تو برا ہے اگر لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ہے تو اچھا ہے رب فرماتا ہے، اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ (بقرہ: ۲۷۱) ۸ منافق کا دل گویا پتھر کی چٹان ہے۔ اس کی عبادات خصوصاً صدقات و ریا کی خیراتیں گویا وہ گرد و غبار ہیں جو چٹان پر پڑ گئیں۔ جن میں تخم کی کاشت نہیں ہو سکتی، رب تعالیٰ کا ان سب کو رد فرما دینا گویا وہ پانی ہے جو سب مٹی بہا کر لے گیا۔ پتھر کو ویسا ہی کر گیا لہٰذا یہ مثال بہت موزوں ہے۔ ۹ معلوم ہوا کہ ظاہر عبادات کی پائیداری اخلاص اور نیت کی درستی سے ہے۔ جس قدر اخلاص زیادہ اس قدر عمل کا پھل اور اس کی مضبوطی زیادہ ۱۰ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں ملتی کیونکہ یہ نیکی ایمان سے قبول ہوتی ہے اگر اسے نیکی کی راہ ملتی تو کفر سے توبہ کر کے نیکی کرتا۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر رہیں گے انہیں ایمان کی توفیق نہیں ملے گی ورنہ لاکھوں کافر ایمان لے آئے اور ان کا ایمان قبول ہوا۔ ۱۱ اموال جمع فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اپنے ہر مال میں سے ہر کار خیر میں خرچ کرے صرف زکوٰۃ پر ہی قناعت نہ کرے۔ کپڑا، کھانا، پیسہ، بلکہ زمین جائیداد میں سے اللہ کی راہ میں دے، اس انفاق میں محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان بھی داخل ہے۔ کہ یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ اور اعمال کا ثواب نیت اور اخلاص کے بقیہ برصفحہ ۳۸۷

فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ
اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتوان بچے ہیں ف۱
فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ
آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ف۲ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ف۳
طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا
اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ف۴ اور خاص ناقص کا
الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ
ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو ف۵
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ
اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور
يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَ
حکم دیتا ہے بے حیائی کا ف۶ اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور
اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ ښ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ
اللہ وسعت والا علم والا ہے ف۷ اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے ف۸ اور جسے حکمت ملی
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
اسے بہت بھلائی ملی ف۹ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو
مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
یا منت مانو ف۱۰ اللہ کو اس کی خبر ہے اور ظالموں کا
مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا
کوئی مددگار نہیں ف۱۱ اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے ف۱۲ اور اگر چھپا کر
وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ
فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے ف۱۳

ع ٣٦ ٤

(۱) یعنی اسے مال کی ضرورت زیادہ اور کمانے کی طاقت نہ رہے ایسے ہی قیامت میں نیک اعمال کے ثواب کی ضرورت ہوگی، اور اب نیکیاں کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ مومن قبر میں بھی نماز اور تلاوت قرآن کرتا ہے مگر ان پر ثواب نہیں ملتا۔ ثواب زندگی کے اعمال کا ہے۔ اسی لئے زندہ لوگ مردوں کو ثواب بخشتے ہیں کہ اب مردے ثواب کے کام خود نہیں کر سکتے (۲) اس مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ اولاً تو نیکی ریا کے لئے نہ کرو۔ پھر نیکی کے بعد اب کوئی گناہ ایسا نہ کرو جس سے نیکی برباد ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ایسے پچھتاؤ گے۔ جیسے یہ باغ والا ایسے نازک وقت میں باغ جل جانے سے پچھتاتا ہے، خیال رہے کہ جیسے بعض نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض گناہوں سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، رب فرماتا ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (حجرات: ۲) (۳) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسب کرنا تجارت نوکری اور تمام حلال پیشے کرنا چاہئیں۔ بے کار رہنا برا ہے، دوسرے یہ کہ اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ جو اپنا پسندیدہ مال ہو اس میں سے خیرات کرے، چوتھے یہ کہ مال حلال سے خیرات دے۔ پانچویں یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کے لئے بھی رکھے۔ جیسا کہ مما سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ صرف زکوٰۃ دینے پر ہی قناعت نہ کرے بلکہ اور صدقہ نفلی بھی دیتا رہے۔ جیسا کہ انفقوا کے اطلاق سے معلوم ہوا۔ (۴) یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا پھل سال بھر تک رہے یا نہ رہے کیونکہ یہاں ما عام ہے، اس کی تائید ان روایات سے ہے، جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جس کو کنوئیں سے سیراب کیا گیا اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے، جس روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں۔ اس سے مراد تجارتی زکوٰۃ ہے نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق چالیس درہم کا تھا تو پانچ وسق دو سو درہم کے ہوئے اور یہ ہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے (۵) شان نزول۔ بعض لوگ اللہ کے نام پر ردی کھجوریں صدقہ دیتے تھے ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ یعنی جب تم رب سے جزاء اچھی چاہتے ہو تو اس کی راہ میں مال بھی اعلیٰ درجے کا اپنا پسندیدہ خرچ کرو (۶) اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام میں خرچ کرنے میں فقیری کا خوف اور برے کاموں میں دلیری سے خرچ کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ رب محفوظ رکھے جو لوگ شادی بیاہ میں برے مراسم میں پیسہ خرچ کرنے کا مشورہ دیں۔ اور صدقات سے روکیں وہ شیطان ہیں۔ ان کے مشورہ سے کوسوں دور بھاگنا چاہئے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہٖ تعالیٰ خیرات سے کبھی مال نہیں گھٹتا بلکہ بڑھتا ہے۔ آفات بھی دور ہوتے ہیں۔ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ میں اسی طرف اشارہ ہے (۸) حکمت سے مراد علم دینی ہے۔ یعنی کتاب و سنت کا علم۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مال کے صدقہ سے علم کا صدقہ افضل ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین فقط کتابیں پڑھنے سے نہیں آتا بلکہ رب کے فضل سے آتا ہے محض قرآن وحدیث پڑھنے سے ہدایت نہیں ملتی جب تک کہ رب کی مہربانی نہ ہو۔ جیسے ریڈیو کی پیٹی سے وہاں کی

بقیہ بر صفحہ ۷۳۸

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ف١

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا

ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے ف٢ اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے ف٣ اور

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ

تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے ف٤ اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا

اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ

اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ف٥ ان فقیروں کے لیے ف٦ جو راہ خدا میں روکے گئے

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

ف٧ زمین میں چل نہیں سکتے ف٨ نادان انہیں تو نگر سمجھے بچنے کے

اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ

سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ف٩ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ

اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾ ع اَلَّذِيْنَ

گڑگڑانا پڑے ف١٠ اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے وہ جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ف١١ ان کے لیے ان کا نیگ (انعام) ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾ اَلَّذِيْنَ

ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم ف١٢ وہ جو

يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

سود کھاتے ہیں ف١٣ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر ف١٤

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

مخبوط بنادیا ہو ف١٥ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے ف١٦

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود ف١٧ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی

وقف منزل

وقف لازم

❶ یعنی آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں اور نہ آپ سے یہ سوال ہوگا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے، اس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غنی ہمارے ایمان لانے سے حضور کی شان بڑھتی نہیں۔ کافر رہنے سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا جیسے سورج کہ اسے کوئی نور مانے یا نہ مانے وہ روشن ہے ❷ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی مشیت سے ملتی ہے صرف محبت سے نہیں ملتی کیونکہ اللہ کو ہر بندے سے ربوبیت کی محبت ہے ورنہ اس کے لئے روزی نہ اتارتا۔ ان میں نبی نہ بھیجتا، مگر اس محبت سے سب کو ایمان و ہدایت نہ ملی، معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ❸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز دے جیسا کہ مـــن خیـــر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیرات اپنے لئے دی ہے ❹ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے ثواب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہٰذا گیارہویں شریف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں ❺ یعنی تمہارے نیک اعمال کی جزاء میں کمی نہیں کی جاوے گی پوری جزاء ضرور ملے گی لہٰذا اس آیت میں زیادتی کی نفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ (بقرہ:٢٦١) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❻ واجب صدقہ فقیر کو ہی دیں گے نہ کہ امیر کو۔ نفلی صدقہ فقیر کو دینا بہتر ہے صدقہ جاریہ میں سب برابر ہیں، جیسے کنوئیں کا پانی قبرستان مسجد وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ بھکاری کے اس فقیر کو دینا افضل ہے جو مانگنے سے شرمائے۔ ❼ اس میں غریب طلباء علماء بھی داخل ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں کما نہیں سکتے ❽ چل نہ سکنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ طلب معاش کے لئے سفر میں رہیں تو دینی خدمات بند ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے طلباء علماء جنہوں نے اپنے آپ کو خدمت دینی کے لئے وقف کر دیا ہو ان کا خرچہ مسلمانوں کے ذمے ہیں جیسے اصحاب صفہ تھے کہ اگر یہ لوگ کمائی میں لگ جائیں تو دینی کام بند ہو جائیں، اس ہی لئے امامت، تعلیم علم دین پر اجرت لینا جائز ہے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا تمام خلفاء راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی۔ حالانکہ خلافت بھی دینی خدمت ہے۔ ❾ یعنی ان کے اترے ہوئے چہرے، پھٹے لباس، رنگ زرد ان کے فقر و فاقہ کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ چیزیں ان کے اختیار میں نہیں بے اختیار ظاہر ہوتی ہیں ❿ یہ ترجمہ نہایت ہی نفیس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سوال ہی کی نفی ہے نہ کہ گڑگڑانے کی۔ جیسا کہ اوپر والی آیت سے ظاہر ہوا۔ ⓫ شان نزول۔ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ چھپا کر بھی کرے اور علانیہ بھی بلکہ صدقہ فرض علانیہ کرے اور صدقہ نفل چھپا کر جیسے پنجگانہ اور جمعہ، عیدین کی نماز علانیہ پڑھے۔ تہجد خفیہ ادا کرے، خیال رہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس ہزار اشرفیاں چار طرح خیرات کیں۔ دس ہزار دن میں اور اتنی ہی رات میں اتنی ہی چھپا کر اتنی ہی علانیہ

بقیہ برصفحہ ۳۸٧

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ

اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ف۱ اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے ف۲ اور جو اب ایسی حرکت

اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷۵) یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی

کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے ف۳ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ف۴ اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ (۲۷۶) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

خیرات کو ف۵ اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار ف۶ بے شک وہ جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

اچھے کام کئے اور نماز قائم کی ف۷ اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (انعام)

عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۷۷) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ف۸ اے

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۷۸)

ایمان والو اللہ سے ڈرو ف۹ اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود ف۱۰ اگر مسلمان ہو ف۱۱

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۚ وَاِنْ تُبْتُمْ

پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ف۱۲ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۹) وَاِنْ كَانَ

اصل مال لے لو ف۱۳ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرضدار

ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ

تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک ف۱۴ اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۸۰) وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ﳜ ثُمَّ

جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے ف۱۵

تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (۲۸۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۱۶ اے ایمان

اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُؕ وَلْیَكْتُبْ

والو جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو ف۱۷ تو اسے لکھ لو ف۱۸ اور چاہیے کہ تمہارے

(۱) اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو شخص حرمت سود کے بعد بھی سود لیتا رہا وہ گزشتہ لئے ہوئے سود کا بھی مجرم ہوگا۔ حلت سود کے زمانے کا سود اس کے لئے قابل معافی ہوگا جو اب سود سے باز آ جاوے۔ (۲) جب چاہے جو چاہے جس پر چاہے حرام فرما دے اس پر اعتراض نہیں ہاں اس کے احکام کی حکمتیں سوچنا منع نہیں بلکہ ثواب ہے (۳) اگر سود کو حلال جان کر لیا تو کافر ہوا۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اور اگر حرام جان کر لیا تو فاسق ہوا۔ بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہٰذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دے کر دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔ سود مٹانے کی یہ بھی ایک صورت ہے (۵) دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ دنیا میں برکت دے کر آخرت میں ایک کا سات سو یا اس سے بھی زیادہ عطا فرما کر (۶) معلوم ہوا کہ حرام کا مرتکب ناشکرا بھی ہے۔ گنہگار بھی اطاعت شکر ہے اور مطیع شکر گزار ہے۔ (۷) معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے، نماز ہمیشہ پڑھنا، درست پڑھنا، دل لگا کر پڑھنا، نماز قائم کرنا ہے۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ مومن پرہیزگار ولی اللہ ہے، کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی فرمایا گیا اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس: ۶۲) اور یہاں اس مومن کے لئے بھی یہی فرمایا گیا۔ ولایت عمل سے بھی حاصل ہوتی ہے (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر مومن کو تقویٰ پرہیزگاری ضروری ہے، دوسرے یہ کہ تقویٰ ایمان کے بعد ہے، ایمان تقویٰ کے لئے ایسی شرط ہے جیسے وضو نماز کے لئے (۱۰) یعنی اگر سود حرام ہونے سے پہلے مقروض پر سود لازم ہو گیا تھا کچھ لے لیا تھا کچھ باقی تھا کہ یہ آیت سود کی حرمت کی نازل ہوگئی تو جو سود اس سے پہلے لے لیا تھا وہ واپس نہ کیا جاوے گیا اور بقایا سود نہ لیا جائے گا۔ یہی حکم اس کافر کا بھی ہوگا۔ جس کا لوگوں پر سودی قرض تھا۔ اور اب وہ مسلمان ہوگیا۔ اس ہی طرح جو کافر مسلمان ہوا اور اس کے نکاح میں چھ سات بیویاں ہوں تو اب اسلام لا کر چار سے زیادہ کو علیحدہ کرنا پڑے گا اس آیت سے اس کے قسم کے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کفار کی علامت ہے مومن کی شان نہیں۔ کفار کی علامت اختیار کرنا حرام ہے اور کفر کی علامت اختیار کرنا کفر ہے جیسے زنار باندھنا۔ سر پر چوٹی رکھانا، صلیب کو سجدہ کرنا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دھوتی، لنگوٹی، ہیٹ وغیرہ مسلمانوں کو جائز نہیں۔ کہ فی زمانہ یہ کفار یا فساق کی علامت ہیں (۱۲) خیال رہے کہ دو گناہوں پر اعلان جنگ دیا گیا ہے، ایک سود لینے پر دوسرے ولی اللہ سے عداوت رکھنے پر، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ معلوم ہوا کہ سود لینا سود دینے سے زیادہ سخت جرم ہے کہ سود دینے والے کو اعلان جنگ نہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ دونوں برابر ہیں وہاں اصل گناہ میں برابری مراد ہے نہ کہ مقدار گناہ میں یہ بھی خیال رہے کہ کافر مومن سے سود نہیں لے سکتا اور اگر کافر، کافر سے سود لے تو حاکم اسے نہ روکے کہ کفار کو دینی آزادی ہے (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہونے سے پہلے جو سود لیا گیا وہ حلال تھا وہ رقم اصل قرض سے نہ کٹے گی بقیہ بر صفحہ ۷۳۸

ع ۳۸ ۸ ۶

بَيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے ف۱ جیسا کہ اُسے اللہ نے سکھایا

اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ
ہے ف۲ تو اسے لکھ دینا چاہیے اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے ف۳ اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے ف۴

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا
اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل

اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ
یا ناتواں ہو ف۵ یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ
سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے ف۶ پھر اگر دو مرد نہ ہوں

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ
تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو ف۷ کہ کہیں ان میں ایک

اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ
عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے ف۸ اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ف۹

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ
اور اسے بھاری نہ جانو کہ دَین چھوٹا ہو یا بڑا ف۱۰ اس کی میعاد تک لکھت کر لو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف

اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست

حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ
کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں ف۱۱ اور جب خرید و

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬ وَاِنْ
فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ف۱۲ اور جو

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ
تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا ف۱۳ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ

❶ یعنی ضرور لکھ دے خواہ معاوضہ لے کر یا بغیر معاوضہ کہ کاتب کو دستاویز لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے۔ رب فرماتا ہے: وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ (بقرہ: ۲۸۲) فتویٰ لکھنے پر اجرت بھی اسی میں داخل ہے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کے علم کا شکریہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے علم سے فیض پہنچاوے، ہر نعمت کا شکریہ علیحدہ ہے، جسے لکھنا آتا ہے وہ اپنی تحریر سے لوگوں کی حاجت نکالے ❸ اس سے معلوم ہوا کہ بیع نامہ بائع لکھے کہ میں نے فروخت کر دیا۔ قرض میں مدیون لکھے کہ میں نے اتنا قرض لیا۔ کرایہ نامہ کرایہ دار لکھے کہ میں نے فلاں مکان اتنے کرایہ پر لیا۔ خریدار یا قرض دینے والا یا اجرت پر دینے والا نہ لکھے۔ جس پر حق ہو اسی کی طرف سے تحریر ہونی چاہئے ❹ یعنی تحریر میں صحیح واقعہ لکھوائے، قیمت یا مبیع اس طرح قرض وغیرہ کی تحریر میں زیادتی کمی نہ کرے اس کا بیان اگلے جملہ میں ہے وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا یہ حکم کاتب کو بھی ہے اور املاء بولنے والے کو بھی۔ سب کو خوف خدا چاہئے۔ ❺ یہاں بے عقل سے مراد دیوانہ اور ناتواں سے مراد بچہ اور زیادہ بوڑھا ہے اور لا یستطیع سے مراد گونگا یا وہ شخص جس کی زبان اور ہو اور جہاں کتابت ہو رہی ہو وہاں کی زبان کچھ اور ہو۔ ان تینوں صورتوں میں دوسرا آدمی املاء بولے۔ ❻ اس اضافہ میں یہ بتایا گیا کہ مسلمان کے گواہ مسلمان ہوں۔ ہاں کافر کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں ❼ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گواہ مسلمان بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ متقی مسلمان گواہ ہوں فاسق نہ ہو، تیسرے یہ کہ صرف عورتیں گواہ نہیں بن سکتیں۔ مگر ان چیزوں میں جن کی اطلاع عورتوں کو ہی ہو سکتی ہے، جیسے بچہ جننا، باکرہ ہونا وغیرہ، چوتھے یہ کہ معاملات میں یا دو مرد گواہ ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ زنا میں چار مرد ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ اس سے کم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو گواہی میں جب شامل کرنا چاہئے جبکہ نرے مرد نہ ملتے ہوں ❽ کیونکہ قدرتی طور پر عورتوں کا حافظہ مردوں سے کم ہے، قوت ادا بھی ان کی کمزور ہے۔ اسی لئے امامت و بادشاہت، قضا، نبوت مردوں سے خاص ہیں۔ شرعاً عورت نماز کی امام نہیں ہو سکتی، اسی طرح عورت قاضی نہیں بن سکتی کہ اس پر پردہ ضروری ہے اور یہ کام پردہ میں نہیں ہو سکتے۔ بلقیس کا بادشاہ زمانہ ہونا زمانہ کفر تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی ماتحت رہی ❾ معلوم ہوا کہ حقوق کی گواہی دینا فرض ہے اس کو چھپانا حرام ہے۔ خیال رہے کہ گواہ کا خرچ مدعی کے ذمہ ہے رب فرماتا ہے: وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ (بقرہ: ۲۸۲) لہٰذا سفر خرچ مدعی ادا کرے گواہ گواہی پر اجرت نہیں لے سکتا کہ یہ فرض ہے ❿ یہ امر بھی استحبابی ہے اس لئے یہ حکم دیا کہ جھگڑے نہ واقع ہوں اور اگر وجوب کے لئے ہے تو منسوخ ہے۔ ⓫ اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ ادھار کے کاروبار نہ لکھنا گناہ ہے کیونکہ مفہوم مخالف سے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوا کرتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں جناح سے مراد حرج اور مضائقہ ہو۔ یعنی نقدی لین دین میں چونکہ جھگڑے کا احتمال نہیں اس لئے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ⓬ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ دیا جاوے اس طرح کہ لکھنے والے کی اجرت یا گواہ کا آمد و رفت کا کرایہ وغیرہ نہ دیا جاوے۔ ان کا وقت برباد کیا جاوے خیال رہے کہ کاتب کتابت کی اجرت لے سکتا ہے لہٰذا عالم دین

بقیہ بر صفحہ ۳۸۷

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا

سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ۱ اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى

ہو قبضہ میں دیا ہوا ۲ اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو ۳ تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا

اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ

اپنی امانت ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ۴ اور جو

يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ لِلّٰهِ مَا فِى

گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ۵ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۶ اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا

تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا ۷ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا ۸

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر

رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا

اترا اور ایمان والے ۹ سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ

نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ

کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ۱۰ اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا

ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر ۱۱ اس کا فائدہ ہے جو

كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ

اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی ۱۲ اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا

اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

چوکیں اے رب ہمارے ۱۳ اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا ۱۴

۱ خواہ اس طرح کہ راستہ طے کر رہے ہو یا اس طرح کہ کسی جگہ عارضی طور پر ٹھہر گئے ہو اور وہاں قرض کی ضرورت درپیش آ جاوے اور وہاں لکھنے والا نہیں جو دستاویز نویسی جانتا ہو تو کچھ گروی رکھ دو ۲ اس سے معلوم ہوا کہ گروی میں مرتہن کا قبضہ ضروری ہے اور ادائے قرض تک وہ چیز مرتہن کے قبضہ میں رہے گی۔ گروی رکھنے کا حکم بھی استحبابی ہے اور سفر کی قید اتفاقی ہے، خود وطن میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی

ع ۳۹ ۷ سے بیس صاع جو قرض لئے اور اپنی زرہ اس کو گروی دی۔ رہن میں ملک مقروض کی ہوگی اور قبضہ قرض خواہ کا ۳ یعنی اطمینان کی وجہ سے بغیر لکھت پڑھت اور بغیر گرو رکھے قرضہ دے دیا۔ لہٰذا امانت سے مراد دینی قرض ہے جس کی یہ صفت ہو۔ ۴ یعنی حقوق العباد کی گواہی جس سے کسی بندے کا حق وابستہ ہو چھپانا حرام ہے، اسی طرح حقوق شرعی کی گواہی جیسے ماہ رمضان عیدین کے چاند کی گواہی چھپانا حرام ہے ۵ یعنی ایسی گواہی چھپانا بڑا گناہ ہے جو دل پر اثر کرتی ہے جیسے کہ متبرک چیزوں کی تعظیم بڑی پرہیزگاری ہے۔ جس سے دل ستھرا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج: ۳۲) معلوم ہوا کہ گناہوں کے مختلف درجات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوق العباد ضائع کرنا بڑا گناہ ہے۔ ۶ یعنی عالم اجسام میں ہر چھوٹی بڑی چیز کا حقیقتاً رب مالک ہے۔ چونکہ ہماری نگاہ کے سامنے یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا ورنہ رب تعالیٰ اپنے ماسوا کا مالک ہے اس سے معلوم ہوا کہ عارضی طور پر بندے کا مالک ہو جانا رب کی ملکیت کے منافی نہیں۔ چنانچہ ہم اپنے گھر بار کے، بادشاہ ملک کا، حضور ﷺ تمام عالم کے بہ عطا الٰہی مالک ہیں۔ ۷ وسوسہ اور برے خیالات جو بغیر اختیار دل میں پیدا ہوں وہ معاف ہیں ان کا حساب نہیں اور برے ارادے جس میں انسان عمل کرنے کا قصد بھی کرے مگر کسی مجبوری سے نہ کر سکے اس پر پکڑ ہے۔ کفر کا ارادہ کفر ہے گناہ کا ارادہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس

معنی سے یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ۸ یعنی جس گنہگار کو چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے، یہ معنی نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے سزا دے بغیر جرم جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا ۹ یعنی ساری وحی پر خواہ قرآن ہو یا حدیث حضور ﷺ بھی ایمان لائے اور سارے صحابہ کرام بھی، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کا ایمان ہم سب کے ایمان پر مقدم ہے کہ حضور کے ذریعہ ہمیں ایمان ملا اسی لئے رسول کا ذکر پہلے فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ ایمان میں ہمارے مثل نہیں۔ اور نہ لفظ مومن میں حضور ﷺ کا شمار ہے اسی لئے خصوصیت سے آپ کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ ہم محض مومن ہیں حضور ﷺ ہمارے ایمان ہیں، ہمارا ایمان محض بالغیب اور حصولی ہے حضور ﷺ کا ایمان بالشہادۃ اور حضوری بھی کہ حضور کو اپنی نبوت کا علم حضوری رب اور جنت دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سارے صحابہ سچے پکے مومن ہیں کہ رب نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی چوتھے یہ کہ نبی اور مومن کے ایمان کی نوعیت میں فرق ہے اگر دونوں کا ایمان یکساں ہوتا تو سب کے ایمان کا ذکر ایک ہی لفظ سے کیا جاتا۔ حضور ﷺ کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اگر ہم یہ کہیں تو بے ایمان ہو جاویں۔ پانچویں یہ کہ مومنین کے لفظ میں نبی داخل نہیں ہوتے

بقیہ برصفحہ ۷۳۹

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟

اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو ۱؎ اور ہمیں معاف فرما دے

وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾

اور بخش دے اور ہم پر مہر کر ۲؎ تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ ۳ مَدَنِیَّةٌ ۸۹ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۲۰۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲۰

سورہ آل عمران مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں ۳؎

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا ۴؎ اس نے تم پر یہ سچی کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ﴿۳﴾

اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ۵؎ اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا ۶؎ بے شک وہ جو اللہ

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ

کی آیتوں سے منکر ہوئے ۷؎ ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے بے شک

اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِیْ

اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں ۸؎ وہی ہے

یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶﴾

کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۹؎ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں ۱۰؎

وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا

اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۱۱؎ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔۚ وَ مَا یَعْلَمُ

کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ۱۲؎ اور اس کا ٹھیک

۱؎ یعنی ایسی چیزیں ہم پر واجب نہ فرما جن کے ادا کرنے میں ہم کو بہت دشواری ہو۔ خیال رہے کہ ناممکن چیز کی تکلیف نہیں دی جاتی لہٰذا یہاں وہ مراد نہیں ہے۔ رب فرماتا ہے لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یا ہم پر ایسی بیماری وغیرہ نہ ڈال جسے ہم سہار نہ سکیں۔ یہ آیت دین دنیا کی تمام آفات کو شامل ہے (ربع ۸) ۲؎ چھوٹے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا، وَاعْفُ عَنَّا میں۔ بڑے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا، وَاغْفِرْ لَنَا میں آئندہ گناہوں سے بچنے نیک کام کرنے کی توفیق کا ذکر ہوا، وَارْحَمْنَا میں اور بھی اس کی توجیہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳؎ اس کو سورت آل عمران کہنے سے معلوم ہوا کہ بیوی اور بیٹی آل ہیں۔ کیونکہ عمران کے کوئی بیٹا نہ تھا صرف بیوی حنا تھیں اور بیٹی مریم۔ لہٰذا حضور ﷺ کی ازواج اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ساری اولاد حضور ﷺ کی آل ہے۔ اس میں روافض و خوارج دونوں کا رد ہے۔ یہ سورت ہجرت کے بعد اتری لہٰذا مدنی ہے اور اس میں تین ہزار چار سو اسی کلمے چودہ ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ لہٰذا یہ سورت ان بڑی سورتوں میں سے ہے جنہیں مئین کہتے ہیں ۴؎ شان نزول ایک بار نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کو اس لئے نہیں مانتے کہ اسلام عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بندہ کہتا ہے خدا کا بیٹا نہیں مانتا، اگر وہ رب کے بیٹے نہیں تو بتائیے ان کا باپ کون ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیٹا اپنے باپ کا ہم جنس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حی، قیوم، ازلی، ابدی، بذات خود عالم الغیب والشہادۃ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں یہ صفات نہیں پھر وہ خدا کے بیٹے اور الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں اس پر وہ خاموش ہو گئے حضور ﷺ کے کلام کی تصدیق میں سورۃ آل عمران کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ضروری نوٹ) اس وفد نے مسجد نبوی شریف میں اپنی عبادت اس وقت شروع کر دی جب مسلمان نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ مسلمانوں نے بعد نماز ان کو ان کی عبادت سے نہ روکا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ اب ہم مشرکوں کو اپنی مسجدوں میں پوجا پاٹ کرنے کی اجازت دیں۔ ان کو نہ روکنا ایسا تھا جیسے ایک بدوی نے مسجد نبوی شریف میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ اس سے مسجدوں میں پیشاب پاخانہ کی اجازت نہ ہوگی۔ ۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آنے والی نہیں نہ کوئی نیا نبی تشریف لانے والا ہے کیونکہ قرآن کا کام صرف اگلی کتابوں کی تصدیق ہے کسی کتاب کی یا نبی کی بشارت دینا نہیں تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے بشارت آئندہ کی۔ نیز قرآن سے ان کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے تو قرآن کریم نے ان کتابوں کو سچا کر دیا اور ان کا نام دنیا میں روشن کیا کہ قرآن کے آنے سے وہ تمام کتابیں سچی ہو گئیں، کیونکہ ان کتابوں نے قرآن کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی تھی، اگر قرآن نہ آتا تو ان کی یہ پیش گوئی سچی کیسے ہوتی ۶؎ یعنی توریت و انجیل میں وہ آیات اتاریں جو حق و باطل میں فیصلہ کر دیں۔ یا آپ پر قرآن اتارا۔ یعنی ماہ رمضان، شب قدر میں لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف، کیونکہ انزال کے معنی ایک دم اتارنا ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:۱) لہٰذا اس

بقیہ برصفحہ ۴۳۹

تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ

پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے ف۱ اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا لَا

سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ف۲ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ف۳ اے رب

تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر ف۴ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر

إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ

بے شک تو ہے بڑا دینے والا ف۵ اے رب ہمارے بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ف۶ اس دن کے لیے

فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ

جس میں کوئی شبہ نہیں بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ف۷ بے شک وہ جو کافر ہوئے

تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ

ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے ف۸ اور وہی

هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا طریقہ

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ

انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ف۹ تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور اللہ کا

الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ

عذاب سخت فرمادو کافروں سے ف۱۰ کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے ف۱۱ اور دوزخ کی طرف ہانکے

جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ

جاؤ گے اور وہ بہت ہی برا بچھونا بے شک تمہارے لیے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ف۱۲

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ

ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر ف۱۳ کہ انہیں آنکھوں دیکھا

مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ

اپنے سے دو گنا سمجھیں ف۱۴ اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے شک

❶ اور اس نے اپنے نبی کو بتایا رب فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور ظاہر ہے کہ رب نے حضور علیہ السلام کو سارا قرآن سکھایا اور سارے قرآن میں متشابہات بھی داخل ہیں نیز اگر متشابہات کا علم حضور علیہ السلام کو بھی نہ دیا گیا ہوتا تو ان کا نازل فرمانا عبث ہوتا جیسے اردو جاننے والے سے عربی میں گفتگو کرنا جسے وہ سمجھ نہ سکے۔ حق یہ ہے کہ متشابہات رب محبوب کے درمیان اسرار ہیں اور حضور علیہ السلام کے طفیل بعض اولیاء اللہ وعلماء کو ان کا علم دیا گیا ❷ اس سے معلوم ہوا کہ پختہ عالم کی شان یہ ہے کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے جاننے کا دعویٰ نہ کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اجمالاً ایمان جائز ہے جیسے سارے انبیاء پر ایمان لانا خبر نہیں وہ کتنے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی وجہیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں، ایمان و عمل واجب ہے۔ دوا بہرحال فائدہ کرتی ہے اس کے اجزاء ترکیبیہ ہمیں معلوم ہوں یا نہ ہوں ایسے ہی عوام مومن جو عربی نہیں جانتے انہیں بغیر ترجمہ سمجھے بھی قرآن مفید ہے اگر ترجمہ سمجھنا ضروری ہوتا تو متشابہات آیات نہ اتاری جاتیں ❸ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ بے علم رہنا اور اس کے علم کی کوشش نہ کرنا بھی عبادت و ثواب ہے، جس چیز سے رب راضی ہو وہی عبادت ہے۔ متشابہات کے متعلق بے علمی ظاہر کرنے سے ہی رب راضی ہے لہٰذا یہی ثواب و عبادت ہے ❹ اس طرح کہ ہم ہدایت کا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کریں، جیسے ہدایت ملنا اللہ کی رحمت ہے، ایسے ہی ہمارا ہدایت پر رہنا بھی اس کی بڑی نعمت ہے ❺ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا مومن بھی اپنے خاتمے سے خوف کرتا ہے۔ دل رب کے قبضہ میں ہے۔ جن سے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے ان کا یہ آیت پڑھنا ہمیں تعلیم دینے کے لئے۔ ❻ اس طرح کہ قیامت کے دن سارے اولین و آخرین ایک وقت میں ایک جگہ ایسے جمع ہوں گے کہ ان کی زبانیں بھی ایک ہی ہوں گی۔ سب سے عربی زبان میں حساب کتاب ہوگا اگرچہ دیگر مخلوقات بھی اس جگہ جمع ہوگی لیکن چونکہ انسانوں کا جمع فرمانا اصل مقصود تھا اس لئے خصوصیت سے انسانوں کا ذکر فرمایا گیا لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں تعارض نہیں۔ ❼ معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی یعنی جھوٹ، الٰہ برحق ہونے کے منافی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن مانتے ہیں وہ گویا اس ذات کریم سے الوہیت کا سلب ممکن مانتے ہیں ❽ معلوم ہوا کہ مومن کی اولاد و مال مومن کو عذاب سے بچائیں گے صالح اولاد اور خیرات وصدقات سے عذاب دفع ہوگا۔ یہ کام نہ آنا کفار کے لئے عذاب کے طور پر بیان ہوا جس سے مسلمان محفوظ ہیں بفضلہ تعالیٰ ❾ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کے عذاب سے سلطنت اور فوج و خزانہ بھی نہیں بچا سکتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ نبی کے جھٹلانے پر ہی عذاب آتا ہے۔ فرعون نے چار سو برس دعویٰ خدائی کیا اور بے گناہ بچے ذبح کرائے ہلاک نہ ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا مارا گیا۔ رب فرماتا ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) تیسرے یہ کہ کفار کو گناہوں پر بھی عذاب ہوگا۔ وہ لوگ شرعاً احکام کے مکلف نہیں مگر عنداللہ عذاب کے حق میں مکلف ہیں، اسی لئے ارشاد ہوا بِذُنُوْبِهِمْ ❿ شان نزول۔ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں سے یہود مدینہ نے کہا تھا کہ مکہ والے طریقہ جنگ سے ناواقف تھے تو ہار گئے بقیہ برصفحہ ۷۳۹

فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
اس میں عقل مندوں کے لیے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے ۱ لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان
الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ
خواہشوں کی محبت ۲ عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ
چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾
یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے ۳ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ۴
قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ
تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتادوں پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ
جنتیں ہیں ۵ جن کے نیچے نہریں رواں ۶ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں ۷
مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ
اور اللہ کی خوشنودی ۸ اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾
کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ۹ تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے
اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ
صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور
الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے ۱۰ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۱
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اور فرشتوں نے اور عالموں نے ۱۲ انصاف سے قائم ہوکر ۱۳ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا
عزت والا حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ۱۴ اور

النصف

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ اور تقویٰ مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ رب فرماتا ہے: فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (انفال: ۴۵) یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح نصرت محض زیادہ تعداد یا سامان پر موقوف نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ (۲) یعنی کافروں کے لئے شیطان نے یہ چیزیں ایسی مرغوب کردیں کہ وہ آخرت سے غافل ہوگئے ان میں پھنس گئے۔ مومن ان چیزوں سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔ (۳) یہ تمام چیزیں اگر دنیا کے لئے رکھی جائیں تو دنیا ہیں۔ اگر خدمت دین کے لئے رکھی جائیں تو دین بن جاتی ہیں جیسے نمازی کا گھوڑا جوڑا وغیرہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر بیوی بچوں کی پرورش کرنا۔ دنیا مثل صفر کے ہے۔ صفر اکیلا ہو تو بے کار ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جاوے تو اسے دس گنا کردیتا ہے۔ دنیا اگر دین سے ملے تو اسے دس گنا بناتی ہے جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال (۴) یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں، لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ دنیا میں پھنس کر اس سے محروم نہ ہوجائے۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے جیسا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا کے لام اور اس کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا (۶) دوسرے یہ کہ ایک متقی کو چند جنتیں ملیں کچھ اپنی کچھ کفار کی وارثت جیسے کہ جنات کی جمع سے معلوم ہوا (۷) یعنی دودھ، شہد، شراب طہور اور پانی کی نہریں خیال رہے کہ وہاں نہریں ہوں گی دریا نہ ہوں گے۔ کیونکہ نہر میں وہ حسن ہوتا ہے جو دریا میں نہیں ہوتا۔ نیز دریا غیر اختیاری ہوتا ہے اور نہر اختیاری، نیز دریا مفید بھی ہوتا ہ اور نقصان دہ بھی نہر صرف فائدہ مند ہے نقصان دہ نہیں، شاہی قلعہ وغیرہ میں نہریں ہی لائی جاتی ہیں دریا نہیں لائے جاتے۔ اس لئے وہاں جنتی کے مکانات میں نہریں ہوں گی۔ (۸) جنتی کو تین طرح کی بیویاں ملیں گی ایک تو اپنی دنیا کی بیوی جو اپنے نکاح میں فوت ہوئی۔ دوسرے کفار کی مومن بیویاں جو خود جنت میں آگئیں اور ان کے خاوند دوزخ میں گئے یا جو کنواری لڑکیاں مومنہ فوت ہوئیں۔ تیسری جنتی حوریں چنانچہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ عطا ہوں گی، یہ تمام بیویاں حیض، گھناؤنی چیزوں وغیرہ اور گندے اخلاق سے پاک ہوں گی جیسا کہ مُطَهَّرَةٌ سے معلوم ہوا (۹) اس طرح کہ رب ان سے راضی ہوگا۔ اس کے ناراض ہونے کا خطرہ نہ ہوگا یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہوگی (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو گنہگار کہنا جائز ہے مگر اپنے آپ کو بے ایمان کہنا کفر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہئے۔ انسان اپنے ضعیف الاعتقاد ہونے کا بھی اعلان یا اقرار نہ کرے، یہ نہ کہے کہ میں بہت ضعیف الاعتقاد ہوں۔ مومن اپنے نیک اعمال دکے وسیلہ سے بھی دعا کرے کہ خدایا اگر تو نے میرا فلاں کام قبول کیا ہو تو میری یہ دعا قبول فرما جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا اور استغفار زیادہ اچھے ہیں کیونکہ اس وقت ساری مخلوق ذکر الٰہی کرتی ہے سوا کتے کے۔ اگر ایک کا بھی ذکر قبول ہوا تو انشاء اللہ سب کا قبول ہوگا۔ آخری نصف شب سے آفتاب نکلنے تک کو سحر کہتے ہیں۔ سنت فجر پڑھ کر فرضوں سے پہلے ستر بار استغفار پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں اس سے رزق میں برکت اور گھر میں اتفاق و اتحاد ہوتا ہے

بقیہ برصفحہ ۷۳۹

اِخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

پھوٹ میں نہ پڑے کتابی ف١ مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا ف٢ اپنے

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

دلوں کی جلن سے ف٣ اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد

الْحِسَابِ ۝۱۹ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ

حساب لینے والا ہے ف٤ پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرمادو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں ف٥ اور

مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ

جو میرے پیرو ہوئے ف٦ اور کتابیوں اور اَن پڑھوں سے فرماؤ ف٧

ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پاگئے ف٨ اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

یہی حکم پہنچا دینا ہے ف٩ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ

ہوتے ہیں ف١٠ اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم

يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۱

کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں ف١١ انہیں خوشخبری دو درد ناک عذاب کی

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَ

یہ ہیں وہ جن کے اعمال اکارت گئے دنیا و آخرت میں اور

مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۲ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

اُن کا کوئی مددگار نہیں ف١٢ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا

مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں ف١٣ کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں سے

يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

ایک گروہ اس سے روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے یہ جرأت انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ

(١) پھوٹ میں پڑنے والا وہ ہوگا جو صحیح راستہ چھوڑ کر غلط اختیار کرے اور جو صحیح دین پر قائم ہے وہ نہ پھوٹ میں پڑتا ہے نہ پھوٹ ڈالتا ہے اگر کبھی ڈاکوؤں اور پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہیں پولیس برحق اگرچہ لڑتے دونوں ہیں (٢) یہاں کتابوں سے مراد علماء اہل کتاب ہیں اور علم آچکنے سے یہ مراد ہے کہ انہیں نبی آخر الزمان کی وہ تمام علامات معلوم ہیں جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ وہ سب علامتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں (٣) ان بدنصیبوں کو دو طرح جلن اور حسد ہوا ایک یہ کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے، بنی اسماعیل سے کیوں ہوئے، دوسرے یہ کہ خود ہم یا ہماری اولاد کیوں نبی نہ ہوئے ہم تو مالدار بھی ہیں اور جتھے والے بھی، اس سے معلوم ہوا کہ حسد بری بلا ہے، سب کو شیطان نے گمراہ کیا اور شیطان کو حسد نے (٤) یعنی حاسد کا خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت جلد حساب دینا ہے، یہ خیال ان کے دلوں سے حسد نکال دے گا (٥) یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو بلکہ اپنے اسلام و ایمان کا اعلان فرما کر انہیں تبلیغ فرماؤ اور پھر ان سے اعراض فرماؤ (٦) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پختگی ایمان ایسی یقینی ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کی گواہی دی اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلوائی، جو ان کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے (٧) ان پڑھوں سے مراد یا تو مشرکین عرب ہیں اور یا اہل کتاب کے عوام، جاہل لوگ پہلی صورت میں، اوتوا الکتاب سے مراد سارے یہود و نصاریٰ ہیں اور دوسری صورت میں ان کے علماء (٨) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی یہودی نصرانی مسلم نہیں۔ مسلم صرف وہ ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ گردن رکھنے سے مراد اسلام قبول کرنا ہے۔ (٩) یعنی ان کے کفر کا آپ سے سوال نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے رب اپنی ربوبیت میں بندوں کے ماننے سے بے نیاز ہے ایسے ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نبوت میں دنیا والوں سے غنی ہیں کسی کے انکار سے سورج کا نور گھٹ نہیں جاتا اگر تمام عالم حضور کا انکاری

ع ۲ ۱۱/۱۰

ہو جائے تو ان کے مرتبہ میں کمی نہیں آتی (١٠) یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں، یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات، کفار پر آیات قرآنیہ پر ایمان لانا فرض ہے اور ایمان لانے کے بعد عمل کرنا ضروری، دوسری بات زیادہ قوی ہے (١١) گزشتہ واقعات کو حال سے تعبیر فرمایا۔ ذہن میں نقشہ قائم فرمانے کے لئے اور ان کفار کے باپ دادا کے کام خود ان کی طرف نسبت کئے، کیونکہ یہ ان سے راضی تھے، بنی اسرائیل نے ایک دن میں صبح کے وقت تینتالیس پیغمبروں کو قتل کیا اور اسی شام کو ایک سو بارہ عالموں، عابدوں کو تہہ تیغ کیا۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے سچے راستے کی ہدایت کی تھی۔ (١٢) یعنی ان مجرموں کی دو سزائیں ہیں۔ دنیا و آخرت میں نیکیاں برباد ہونا کہ نہ تو نیکیوں کی برکت سے ان سے دنیاوی مصیبتیں دفع ہوں نہ آخرت میں ثواب ملے۔ دوسرے یہ کہ آخرت میں ان کا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ مومنوں کی نیکیاں ہر جگہ کام آئیں گی اور ان کے مددگار بھی ہیں۔ (١٣) شان نزول۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار یہود کے بیت راس میں جا کر انہیں دعوت اسلام دی یہود بولے کہ آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا دین ابراہیم علیہ السلام پر وہ بولے ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا توریت لاؤ۔ فیصلہ ہو جائے گا وہ اس پر راضی نہ ہوئے

بقیہ برصفحہ ۷۳۹

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ

کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ؎۱ اور ان کے دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ

نے جو باندھتے تھے ؎۲ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک نہیں

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ

اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر (بالکل پوری) دی جائے گی ؎۳ اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض

اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

کر ؎۴ اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے ؎۵ اور جس سے چاہے

مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ

سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے ؎۶ اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی

الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

ہاتھ ہے ؎۷ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ؎۸ تو دن کا حصہ رات میں ڈالے

وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

اور رات کا حصہ دن میں ڈالے ؎۹ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا

سے مردہ نکالے ؎۱۰ اور جسے چاہے بے گنتی دے ؎۱۱

يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں ؎۱۲ مسلمانوں کے سوا

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ

اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ تعلق نہ رہا مگر یہ کہ

تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

تم ان سے کچھ ڈرو ؎۱۳ اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے ؎۱۴ اور اللہ ہی کی طرف

الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے

؎۱ یعنی خواہ ہم کتنے ہی گناہ کریں شرک کریں کفر کریں۔ ہم کو صرف اتنی ہی مدت عذاب ہوگا جتنی مدت ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پوجا تھا کیونکہ ہم رب کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے، ہمارے سارے قصور معاف ہیں ؎۲ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ پر امن کفار کا کام ہے اس سے ڈر اور امید دونوں چاہئے، امن سے گناہ پر دلیری ہوتی ہے امید سے ڈر پیدا ہوتا ہے ؎۳ اس طرح کہ کسی کی نیکی کا بدلہ کم یا گناہ کا بدلہ زیادہ نہ دیا جاوے گا۔ ہاں نیکیاں بڑھا دینا یا گناہ گھٹا دینا ضرور واقع ہوگا کہ یہ اللہ کا فضل ہے لہٰذا یہ آیت معافی کے خلاف نہیں ؎۴ شان نزول۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو فارس و روم کی فتح کی خبر دی تو منافقین اور یہود نے مذاق اڑایا کہ کہاں وہ محفوظ ملک اور کہاں یہ مسلمان، اس پر آیت اتری، دعاؤں کے اول قُل فرمانے میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے محبوب! الفاظ دعا تو ہمارے ہوں اور زبان تمہاری یا اس کی جسے تم اجازت دو۔ وظیفوں کی اجازت کی یہ آیت اصل ہے، ؎۵ عالم اجسام کا نام ملک اور عالم ارواح یا عالم انوار کا نام ملکوت ہے، اجسام پر ظاہری سلطنت بندوں کو عطا ہو جاتی ہے مگر عالم ارواح پر رب تعالیٰ کی سلطنت ہے یا ظاہری قوانین دیگر سلاطین بھی جاری کرتے ہیں مگر تکوینی قانون جیسے موت و حیات، خوش نصیبی، بدنصیبی، یہ رب تعالیٰ کے ہی ہیں، رب فرماتا ہے: بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (مؤمنون: ۸۸) جن اولیاء انبیاء کا تکوین امور میں تصرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے، وہ باذن پروردگار ہے یہ حضرات نائب کبریا ہوتے ہیں ؎۶ اس طرح کہ عزت والے کام کی توفیق بخشتے کہ وہ بندے تیری توفیق سے ایمان و نیک اعمال اختیار کریں، یہ مطلب نہیں کہ بندہ ذلت کے کام کرے اور اسے عزت دے دی جائے، رب فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) یہ ہی ذلت کا حال ہے ؎۷ ادب کے لئے صرف خیر کا ذکر فرمایا ورنہ درحقیقت ہر خیر و شر رب کے قبضہ میں ہے مگر ادب یہ ہے کہ صرف خیر کو اس کی طرف نسبت دی جاوے ؎۸ یعنی ہر ممکن چیز پر تو قدرت رکھتا ہے خیال رہے کہ ناممکن اور واجب چیزیں شی نہیں اور نہ وہ رب تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں، لہٰذا اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کا امکان ماننا نادانی ہے۔ اس کی پوری تفسیر ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو ؎۹ اس طرح کہ سردی کے موسم میں دن کا کچھ حصہ رات میں داخل فرما دیتا ہے۔ جس سے رات لمبی ہو جاتی ہے اور گرمیوں میں رات کے کچھ حصہ کو دن میں داخل فرما کر رات کو دن بنا دیتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک پر کفار کو سلطنت دینا گویا رات کو دن میں داخل کرنا ہے اور کفار کے ملک پر مسلمانوں کا راج قائم کرنا گویا رات میں دن کو داخل فرمانا ہے ؎۱۰ کافر سے مومن اور مومن سے کافر پیدا فرماتا ہے۔ بدبخت سے نیک بخت اور نیک بخت سے بدبخت ظاہر کرتا ہے انسان سے نطفہ اور نطفے سے انسان بناتا ہے۔ انڈے سے چڑیا اور چڑیا سے انڈا۔ ؎۱۱ حساب بمعنی گمان بھی آتا ہے اور بمعنی شمار بھی یعنی جسے چاہے بغیر اس کے خیال و گمان کے عطا فرماتا ہے، رب فرماتا ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق: ۳) جسے تو چاہے اتنا دے کہ وہ گنتی نہ کر سکے ؎۱۲ شان نزول۔ یہ آیت غزوہ احزاب کے موقعہ پر نازل ہوئی جب عبادہ ابن صامت نے عرض کی تھی کہ پانچ سو یہودی

بقیہ بر صفحہ ۴۰۷

اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

اللہ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ف۱ اور ہر چیز پر اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

کا قابو ہے جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا

مُّحْضَرًا ښ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ښ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ

حاضر پائے گی اور جو برا کام کیا ف۲ امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور

اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۳۰

اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ

اے محبوب تم فرمادو ف۳ کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ ف۴ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ف۶

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر بے شک اللہ نے چن لیا

اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ذُرِّيَّةًۢ

آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے ف۷ یہ ایک نسل ہے

بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ

ایک دوسرے سے ف۸ اور اللہ سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی ف۹ نے عرض

عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ

کی اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے ف۱۰

مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۵ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

تو تو مجھ سے قبول کرلے بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے پھر جب اسے جنا بولی اے رب میرے یہ

رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ

تو میں نے لڑکی جنی ف۱۱ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس

معانقہ ۲

ع ۳ / ۱۱

منزل ۱

❶ رب تعالیٰ ہمارے اعمال سے ازلی و ابدی خبردار ہے یہ نہیں کہ جب ہم کام کر لیں تو اسے خبر ہو کیونکہ ہم اور ہمارے اعمال زمینی چیزیں ہیں اور جہاں فرمایا کہ یعلمہ اللہ تاکہ اللہ جان لے اس سے مراد علم ظہور ہے جسے علم انفعالی کہا جا سکتا ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❷ اس طرح کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی شکل میں اور برے اعمال بری شکل میں عامل کے سامنے ہوں گے چنانچہ بے زکوٰۃ کا مال گنجے سانپ کی شکل میں نمودار ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ❸ قل کہیں تو دوسروں سے کہلوانے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور کہیں دوسروں کو روکنے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یہاں قل، دوسروں کے روکنے کے لئے ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا رب تک نہیں پہنچا سکتا اور کسی کی اتباع مطلقاً جائز نہیں ہر ولی شیخ وغیرہ حضور علیہ السلام تک پہنچا سکتے ہیں حضور علیہ السلام رب تک، تانگے والا کراچی تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ ریل تک پہنچا دے گا اور ریل کراچی تک اور نیز ہر ایک کی اتباع جائز کاموں میں ہوگی۔ حضور علیہ السلام جس چیز کا حکم دیں وہ اس کے لئے جائز بلکہ واجب ہو جائے گا۔ رب تعالیٰ کی اطاعت لازم مگر اس کی اتباع ناممکن ہے، مطلق اتباع صرف حضور علیہ السلام ہی کی ہو سکتی ہے، اس لئے رب نے اپنی اتباع کا حکم نہیں دیا بلکہ اطاعت کا۔ حضور علیہ السلام کی اطاعت و اتباع دونوں لازم ❹ اس سے پتہ لگا کہ حضور کی اتباع محبت والی چاہئے نہ کہ محض ظاہری یا خوف و لالچ والی، ایسی اتباع تو منافق بھی کرتے تھے اس لئے اس مضمون کو محبت سے شروع کیا گیا اور محبت ہی پر ختم کیا گیا۔ یہ بھی پتہ لگا کہ ایمان اور ہماری عبادات اصلی بھی ہیں اور نقلی بھی۔ حضور علیہ السلام کی ذات کریم اصلی اور نقلی ایمان کی کسوٹی ہے، پھر حضور علیہ السلام کی جس درجہ کی کامل اطاعت ہوگی۔ اس درجہ کی محبوبیت حاصل ہوگی دینے والا ایک ہے مگر لینے والے مختلف، جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر جس قوت کا قمقمہ ہو اسی قدر پاور حاصل کرتا ہے ❺ شان نزول۔ ایک بار نبی کریم علیہ السلام نے مشرکین مکہ سے بت پرستی کی وجہ دریافت کی تو وہ بولے کہ ہم اللہ کی محبت میں ان کی پوجا کرتے ہیں تب یہ آیت اتری (خزائن العرفان) یا یہود مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی اتباع کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ تب یہ آیت اتری۔ یہ ہی قوی ہے کیونکہ سورۃ آل عمران مدنی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو حضور علیہ السلام کی اتباع ضروری ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو حضور علیہ السلام کی اتباع کرتے (حدیث) یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ بھائی بن کر حضور علیہ السلام کے برابر آؤ۔ نہ باوا بن کر آگے بڑھو۔ بلکہ غلام بن کر پیچھے رہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اللہ کے محبوب اکبر ہیں کہ ان کا مطیع غلام بھی اللہ کا محبوب ہے۔ ❻ خیال رہے کہ بعض وسیلے منزل مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں جیسے ریل، بعض وسیلے کبھی چھوٹ نہیں سکتے، جیسے روشنی کے لئے چراغ حضور علیہ السلام دوسری قسم کے وسیلہ ہیں کہ کوئی شخص خدا تک پہنچ کر حضور علیہ السلام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لیے رب نے اپنے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام سے سرتابی کرنے والا کافر ہے اسی لئے آگے فرمایا: لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ❼ معلوم ہوا بقیہ برصفحہ ۷۴۰

الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ

نے مانگا اس لڑکی سا نہیں ۱ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ۲ اور میں اسے اور اس کی اولاد

ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے ۳ تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا ۴

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا

اور اسے اچھا پروان چڑھایا ۵ اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا ۶ جب زکریا اس کے پاس اس کی

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ

نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی

حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ

دے ۷ یہاں پکارا زکریا نے اپنے رب کو ۸ بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس

لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ

سے دے ستھری اولاد ۹ بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا تو فرشتوں نے اسے آواز دی

وَهُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰى

اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحیٰی کا ۱۰

مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ

جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا ۱۱ اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا ۱۲ اور نبی ہمارے خاصوں

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ

میں سے بولا اے میرے رب میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا

وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ

اور میری عورت بانجھ ۱۳ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو چاہے ۱۴ عرض کی

رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ

اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی کر دے ۱۵ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے

۱ یعنی کوئی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل روح اللہ علیہ السلام کی ماں ہوں گی، یہ رب کی خاص عطا ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت مریم اس وقت تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں، اب حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ، فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن تمام اولین و آخرین بیویوں سے افضل ہیں معلوم ہوا کہ بعض عورتیں بعض مردوں سے افضل ہیں، اگرچہ مطلقاً مرد، مطلقاً عورت سے افضل، رب فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۳۴) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۲ قرآن کریم میں حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ آیا، رمضان کے سوا کسی مہینہ کا اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہ آیا، اس سے معلوم ہوا کہ ماں بھی بچہ کا نام رکھ سکتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کے نام اچھے رکھے جاویں کیونکہ مریم کے معنی ہیں خادمہ، آپ بیت المقدس کی خدمتگار تھیں، لہٰذا یہ نام بہت عمدہ اور کام کے مطابق تھا ۳ رب نے ان کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام شیطان سے بالکل محفوظ رہے۔ کہ ان سے کبھی کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریم کی والدہ حنہ کو یہ معلوم تھا کہ یہ بچی زندہ رہے گی اور صاحب اولاد ہوگی، لہٰذا اس میں کرامت ولیہ کا ثبوت ہے کیونکہ آپ نے حضرت مریم کی زندگی کی دعا نہ مانگی بلکہ یہ فرمایا ۴ اس طرح کہ باوجود لڑکی ہونے کے خدمت بیت المقدس کے لئے منظور فرما لیا ورنہ لڑکے ہی وہاں ہوتے تھے ۵ چنانچہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں ۶ بیت المقدس کے خدام جنہیں احبار کہا جاتا تھا۔ جن کی تعداد ۲۷ تھی۔ یہ لوگ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد تھے، ان کے سردار حضرت زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو تھے۔ حضرت عمران ان سب سے بڑے اور ان سب کے امام تھے تو ہر شخص کی تمنا یہ تھی کہ مریم کی پرورش میں کروں مگر حضرت زکریا علیہ السلام اس کام کے لئے منتخب ہوئے، آپ بہت محبت سے حضرت مریم کی پرورش فرمانے میں مشغول ہو گئے۔ ۷ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت ولی برحق ہے، کیونکہ حضرت مریم کو بے موسم غیبی پھل ملنا ان کی کرامت تھی دوسرے یہ کہ بعض بندے مادرزاد ولی ہوتے ہیں ولایت عمل پر موقوف نہیں دیکھو حضرت مریم لڑکپن میں ولیہ تھیں، تیسرے یہ کہ ولی کو اللہ تعالیٰ علم لدنی اور عقل کامل عطا فرماتا ہے کہ حضرت مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے سوال کا جواب ایسا ایمان افروز دیا کہ سبحان اللہ چوتھے یہ کہ بعض اللہ والوں کے لئے جنتی میوے آئے ہیں۔ حضرت مریم کو یہ پھل جنت سے ملتے تھے۔ پانچویں یہ کہ حضرت مریم کی پرورش جنتی میووں سے ہوئی نہ کہ ماں کے دودھ، یا دنیاوی غذاؤں سے (خزائن العرفان) کیونکہ والدہ محترمہ تو ان کے پیدا ہوتے ہی احبار کے سپرد کر گئی تھیں، اور ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے لئے کوئی دائی مقرر کی گئی ہو ۸ یعنی حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بیٹے کی دعا کی، اس سے معلوم ہوا کہ ولی کے پاس دعا مانگنا سنت نبی ہے اور وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، خواہ زندہ ولی کے پاس دعا کرے یا قبروں کے پاس، رب فرماتا ہے: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا الخ (بقرہ: ۵۸) اسی سے یہ بھی مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس شہر میں قبور صالحین ہوں، اس شہر کا احترام کرے

بقیہ بر صفحہ ۴۰۷

إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٤١﴾ وَإِذْ

مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر ۱ اور کچھ دن رہے (شام) اور تڑکے (صبح) اس کی پاکی بول ۲ اور جب

قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَ

فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ۳ اور خوب ستھرا کیا اور

اصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ﴿٤٢﴾ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ

آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ۴ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو

وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ

اور اس کے لیے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر ۵ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ

نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ

ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ

يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾ إِذْ قَالَتِ

مریم کس کی پرورش میں رہے اور تم ان کے پاس نہ تھے ۶ جب وہ جھگڑ رہے تھے ۷ اور یاد کرو جب

الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک ۸ کلمہ کی جس کا نام ہے

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ۹ رودار (باعزت) ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ

اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں ۱۰ اور خاصوں میں ہوگا ۱۱ بولی

رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ

اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا فرمایا اللہ یوں ہی

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾

پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا

اور اللہ سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا

ع ۱۱ ۱۲

۱ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے، ایک یہ کہ صالح فرزند ملنے پر رب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ عقیقہ، صدقہ، خیرات، نوافل سب اسی نعمت کا شکریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کے معجزات ان کی پیدائش سے پہلے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان شریف میں دنیاوی کلام کی طاقت نہ رہنا۔ ذکر اللہ کی طاقت رہنا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ جو ان کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعد وفات بھی معجزات کا ظہور ہوتا ہے ۲ اگرچہ ہر وقت تسبیح و تہلیل بہتر ہے لیکن صبح شام خصوصیت سے زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (الاسراء: ۷۸) نیز اس وقت خصوصیت سے ساری مخلوق اللہ کی یاد کرتی ہے۔ ۳ چنانچہ حضرت مریم اس زمانہ میں تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں، پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما۔ حضور ﷺ کی ازواج تمام عورتوں سے افضل ہیں رب نے فرمایا: يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (احزاب: ۳۲) حضرت مریم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں بیت المقدس کی خادمہ گناہ سے پاک۔ رب کی عابدہ تھیں، خیال رہے کہ فرشتوں کا یہ کلام وحی تبلیغ نہ تھی کیونکہ یہ وحی نبی سے خاص ہے اور عورت نبی نہیں ہوتی ۴ اس طرح کہ تم کو بزرگوں کی اولاد میں سے کیا اور باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے منظور فرمالیا۔ حالانکہ یہ خدمت صرف مرد کر سکتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام کو تمہارا کفیل بنایا جنتی میووں سے تم کو پرورش کیا اور آگے چل کر روح اللہ کی ماں بننے کا شرف تمہارے مقدر میں لکھا۔ تمہارا چرچا بہت عام کیا ۵ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اس امت کی نمازوں میں رکوع تھا دوسرے یہ کہ عورتیں مردوں کی جماعت میں پردے کے ساتھ علیحدہ رہ کر نماز پڑھ سکتی ہیں، تیسرے یہ کہ عورت خود جماعت نہیں کرا سکتی اس طرح کہ عورت امام بنے کیونکہ راکعین جمع مذکر فرمایا

گیا چوتھے یہ کہ واو ترتیب نہیں چاہتا کیونکہ رکوع سجدے سے پہلے ہوتا ہے مگر یہاں سجدے کا ذکر پہلے ہے رب فرماتا ہے يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران: ۵۵) حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا پہلے ہے اور وفات بعد میں ۶ یعنی اس جسم شریف کے ساتھ اور پھر آپ کفار کو یہ خبریں سنا رہے ہیں۔ تو یہ علم آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے مشاہدہ میں تمام گزشتہ اور آئندہ حالات ہیں رب فرماتا ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (فتح: ۸) اور فرماتا ہے أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (الفیل: ۱) خیال رہے کہ نبی ﷺ نور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شے سے خبردار گزشتہ واقعات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں (تفسیر صاوی شریف) ۷ اس لئے کہ خدام بیت المقدس میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ مریم میری پرورش میں رہیں کیونکہ آپ ان کے سردار عمران کی صاحبزادی تھیں تو قلموں کو دریا میں ڈالا گیا کہ جس کا قلم نہ بہے وہ مریم کو لے یہ قرعہ اندازی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں کی اولاد کی خدمت کرنا سعادت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ قرعہ ڈالنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے ۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے جسم شریف کی پیدائش کلمہ کُن سے ہوئی

بقیہ بر صفحہ ۷۴۰

اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ

بنی اسرائیل کی طرف ف۱ یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں ف۲ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس ف۳ میں پھونک مارتا ہوں ف۴ تو وہ فوراً پرند ہوجاتی ہے

طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى

اللہ کے حکم سے ف۵ اور میں شفا دیتا ہوں ف۶ مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو ف۷ اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ

اللہ کے حکم سے ف۸ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو ف۹

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں

بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ

اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾

تھیں ف۱۰ اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ

بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو ف۱۱ یہ ہے سیدھا راستہ پھر جب

اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ

عیسیٰ نے ان سے کفر پایا ف۱۲ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ف۱۳ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہوجائیں کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا

مسلمان ہیں اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

دینے والوں میں لکھ لے ف۱۴ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی ف۱۵ اور اللہ سب سے بہتر

۱ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے لہٰذا ہمارے حضور ﷺ کے والدین کریمین، قریش مکہ اسلام سے پہلے عیسائی نہ تھے کیونکہ یہ لوگ بنی اسماعیل تھے حضور ﷺ کے والدین دین ابراہیمی پر تھے ۲ یہاں آیت سے مراد جنس معجزہ ہے، جس سے نبی کی نبوت ثابت ہوتی ہو۔ اسی لئے آپ نے آیت کی تفسیر میں اپنے چند معجزے بیان فرمائے جو آگے آرہے ہیں ۳ ہماری شریعت میں کاغذی تصویر یا مٹی کی صورت جاندار کی بنانا حرام ہے اس سے پہلے شریعتوں میں جائز تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ صورتیں اظہار معجزے کے لئے بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تصویریں بنوائی تھیں، اظہار کمال کے لئے رب فرماتا ہے: يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ (سبا: ۱۳) ۴ اس میں اولیاء کے دم و درود کا ثبوت ہے، ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا حالانکہ یہ وہ چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے زندگی اور وفات کا اختیار دیا۔ میں نے آخرت کو اختیار فرمایا ۵ چنانچہ آپ نے لوگوں کو عرض پر چمگادڑ کی شکل بنا کر اس میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگی۔ چمگادڑ عجیب پرندہ ہے اس کے دانت ہیں پستان سے دودھ نکلتا ہے بغیر پروں کے اڑتی ہے ہنستی ہے انڈے نہیں دیتی، بچے جنتی ہے ۶ معلوم ہوا کہ ربانی کام صالحین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں کیونکہ شفا دینا رب کا کام ہے لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ دفع بلا ہیں اولاد دیتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں، لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں، میں غیبی خبریں دیتا ہوں، حالانکہ یہ تمام کام رب کے ہیں ۷ رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کا بہت زور تھا۔ جالینوس حکیم آپ ہی کے زمانہ میں تھا اور اطباء کے نزدیک تین چیزیں ناممکن ہیں۔ مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اچھے کرنا، تمام بدن کے کوڑھی کو تندرست کرنا۔ آپ نے یہ تین کام کر کے دکھا دیئے معلوم ہوا کہ نبی کو وہ معجزے دیئے جاتے ہیں جن کا اس زمانہ میں چرچا ہو اگر قادیانی نبی ہوتا تو چاہیے تھا کہ وہ سائنسی ایجادات کی قسم کا معجزہ دکھاتا۔ جس سے سائنس فیل ہوجاتی ۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے جلائے، عاذر جو آپ کا دوست تھا موت سے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصے تک زندہ رہے، اس کے اولاد بھی ہوئی، ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا آپ نے زندہ فرمایا وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا، عرصہ تک زندہ رہا اولاد ہوئی، ایک چنگی کے محصول والے کی لڑکی، سام ابن نوح علیہ السلام جنہیں وفات پائے ہزار ہا سال ہو چکے تھے۔ آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اس دولہا کی قبر گجرات پنجاب میں ہے اس کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی ۹ خیال رہے کہ تَاْكُلُوْنَ اور تَدَّخِرُوْنَ مضارع ہے جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے

بقیہ برصفحہ ۴۰۷

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

چھپی تدبیر والا ہے یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ف۱ اور تجھے اپنی طرف

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اٹھالوں گا ف۲ اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا ف۳ اور تیرے پیروؤں کو ف۴ قیامت تک تیرے

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا

منکروں پر غلبہ دوں گا ف۵ پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرمادوں گا

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں

شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۵۶ وَاَمَّا

دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کروں گا ف۶ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ف۷ اور وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ف۸ اللہ ان کا نیگ (انعام) انہیں بھرپور دے گا ف۹ اور

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۷ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ

ظالم اللہ کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں ف۱۰ کچھ آیتیں اور حکمت والی

الْحَكِيْمِ ۝۵۸ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ

نصیحت عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ف۱۱ اسے مٹی سے بنایا

تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ

پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ف۱۲ اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک

مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ

والوں میں نہ ہونا ف۱۳ پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَ

تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں ف۱۴ اور

نِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ

تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں ف۱۵ پھر مباہلہ کریں ف۱۶ تو جھوٹوں پر

(۱) واؤ ترتیب نہیں چاہتا۔ کبھی خلاف ترتیب بھی ذکر ہوجاتا ہے رب فرماتا ہے: وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ (آل عمران: ۴۳) کیونکہ آپ کا آسمان پر اٹھنا پہلے ہے اور وفات بعد میں۔ مگر بیان میں اس کے برعکس ہے جیسے رکوع سجدے سے پہلے ہے (۲) یعنی آسمان پر جہاں فرشتے رہتے ہیں کوئی بے دین نہیں، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا، اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ (صافات: ۹۹) اپنے رب کے پاس جارہا ہوں یعنی شام کی سرزمین میں جہاں نور اسلام درخشاں ہے۔ آج بھی مسجد میں جانے والا، کعبہ کو جانے والا کہتا ہے کہ میں رب کے پاس جارہا ہوں۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے، آپ قریب قیامت اتریں گے اور دین اسلام کی اشاعت کریں گے نکاح کریں گی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضہ خضرا میں دفن ہوں گے (حدیث شریف) چالیس سال زندہ رہیں گے (۳) اس طرح کہ کفار کے نرغے سے تمہیں بچا لوں گا وہ تمہیں سولی نہ دے سکیں گے (۴) خواہ وہ اس زمانہ کے صحیح عیسائی ہوں یا مسلمان کیونکہ ہر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، ان کی پیروی کرتا ہے کیونکہ قرآن کا ماننا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی ہے وہ اس کا حکم دے گئے ہیں۔ مسلمان ہر نبی کا پیرو ہے کیونکہ ہر نبی نے قرآن کا حکم دیا ہے (۵) منکروں سے مراد یا سارے کفار ہیں یا یہود اور غلبہ سے مراد یا سلطنت کا غلبہ ہے یا دینی غلبہ یا دلائل کا غلبہ، لہٰذا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک تو مسلمان یہود پر غالب رہیں اور قیامت کے بعد یہود غالب آ جائیں کیونکہ اس غلبہ کی انتہا قیامت ہے، قیامت کے بعد دوسری قسم کا غلبہ مسلمانوں کو ملے گا جس کا ذکر ثم کے بعد آرہا ہے (۶) دنیا میں عذاب، قتل، قید، جزیہ قائم ہونا ہے، آخرت کا عذاب دوزخ ہے (۷) اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار پر عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار بنا دے گا۔ جو کہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں میرا مددگار کوئی نہیں وہ در پردہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔ رب فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ (مائدہ: ۵۵) (۸) معلوم ہوا کہ ہر مومن کو نیک اعمال کی ضرورت ہے کوئی شخص کسی درجہ میں پہنچ کر اعمال سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اعمال بقدر طاقت کرنے لازم ہیں (۹) کسی کو برابر کسی کو دوگنا، کسی کو سات سو گنا کسی کو بے حساب، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اجر پورا ملے گا۔ انعام علاوہ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام قرار پاتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم تلاوت کرتے ہیں ایسے ہی کبھی اللہ کا پیارا رب کے کام کو کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زندہ کرتا ہوں حضرت جبریل نے بی بی مریم سے فرمایا کہ میں تمہیں ستھرا بیٹا دوں گا (قرآن) (۱۱) کہ جیسے آدم علیہ السلام بغیر نطفہ کے بنے ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جب حضرت آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے کیسے ہوسکتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے (۱۲) یعنی اس کی قدرت یہ ہے کہ اگرچہ قانون یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے نطفہ سے ہو لہٰذا تم رب کے قانون اور قدرت دونوں کو مانو (۱۳) یعنی نہ تو اس میں شک کرو کہ

بقیہ برصفحہ ۱۴۷

اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا
اللہ کی لعنت ڈالیں ۱ یہی بے شک سچا بیان ہے ۲ اور
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۳ اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا پھر اگر وہ منہ پھیریں ۴
فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا
تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف
اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ
آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے ۵ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک
بِهٖ شَیْــٴًـا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنا لے ۶ اللہ کے سوا
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ
پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں ۷ اے کتاب والو
لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ
ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو ۸ توریت اور انجیل تو نہ اتری
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا
مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں ۹ سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا
لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ
تمہیں علم تھا ۱۰ تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ
یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا
جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ
نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۶۷﴾
نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے ۱۱ اور مشرکوں سے نہ تھے
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ
بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے ۱۲ اور یہ نبی

ع ۶ ۹ ۱۴

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بڑا عالم چھوٹے عالم سے مناظرہ بھی کرے اور مباہلہ بھی جب وہ چھوٹا دنیا میں فساد پھیلا رہا ہو، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اَعْلَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ہیں مگر آپ نے یہود کے نجرانی پادریوں سے مناظرہ بلکہ مباہلہ فرمایا۔ دوسری جگہ رب نے فرمایا قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (نمل: ۶۴) یہاں جھوٹے سے عقیدے کا جھوٹا یعنی کافر مراد ہے خیال رہے کہ کافر پر لعنت جائز ہے مرے ہوئے کافر کو نام لے کر لعنت نہ کرے جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم نہ ہو، فاسق پر نام لے کر لعنت نہیں کر سکتے وصف فسق سے لعنت کر سکتے ہیں یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے چور پر لعنت، یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں پر جو جھوٹا ہے لعنت، لعنت کے معنی ہیں رحمت الٰہی سے دوری (۲) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لئے علی مرتضٰی، فاطمۃ الزہرا، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان مباہلہ میں پہنچ گئے، یہود نجران نے ان کی نورانی چمکتی صورتیں دیکھ کر مباہلہ کرنے کی ہمت نہ کی اور صلح کر لی اگر وہ مباہلہ کرتے، تو ہلاک ہو جاتے (حدیث شریف) (۳) معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ہم جنس ہوتا ہے، اس طرح بیوی خاوند کی ہم جنس، تو اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام خدا کے بیٹے یا مریم خدا کی بیوی ہوتیں تو وہ بھی الٰہ اور خدا ہوتیں۔ حالانکہ رب کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محبوبیت، مملوکیت، ہم جنس ہونے کا تقاضا نہیں کرتیں۔ یہ غیر جنس سے بھی ہو جاتی ہے، انسان کا مملوک جانور اور اس کا محبوب فرشتہ وغیرہ ہو جاتے ہیں (۴) یعنی توحید قبول کرنے سے یا عیسٰی علیہ السلام کو عبد اللہ ماننے سے یا مباہلہ کرنے سے۔ پہلے دو احتمال زیادہ ظاہر ہیں۔ (۵) یعنی توریت وانجیل و قرآن سب میں اس کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں تمام شریعتیں برابر ہیں، اعمال میں فرق ہے (۶) یعنی امتی نبی کو اللہ نہ سمجھیں کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصارٰی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا۔ یا جاہل عالم کو رب نہ جانے کہ ان عالموں کو حرام وحلال کا مالک سمجھے اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کرے لہٰذا یہ جملہ، کلمۃ سواء کا بیان ہے، خیال رہے کہ نبی اور امتی میں کلمۃ سواء، کے یہی معنی ہیں جو بیان ہوئے۔ ورنہ امتی نبی کے برابر کسی شی میں نہیں ہو سکتا، امتی مومن ہے، نبی ایمان ہے نبی کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اگر ہم اس طرح کہیں تو کافر ہو جائیں (۷) یعنی تم مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ مسلمان صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہود اور عیسائی اپنے راہبوں پادریوں کو سجدے کرتے، ان سے اپنے گناہ معاف کرواتے تھے یہ ان کا اپنے پادریوں کو رب بنانا تھا (۸) شان نزول۔ نجرانی یہودی اور عیسائیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مناظرہ ہوا۔ یہودی کہتے تھے کہ آپ یہودی تھے لہٰذا ہمارا دین بڑا ہے۔ عیسائی کہتے تھے کہ آپ عیسائی تھے آخر کار ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حاکم بنایا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری جن میں ان بیوقوفوں کی انتہائی جہالت ظاہر فرمائی گئی، کہ یہودیت حضرت موسٰی علیہ السلام اور نصرانیت حضرت عیسٰی علیہ السلام سے جاری ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں بزرگوں سے صدہا سال پہلے ہوئے ہیں تو وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں (۹) اس سے پتہ لگا کہ بزرگوں سے لوگوں کے الزام دفع کرنا سنت الٰہیہ ہے، ان کی عظمت کی حمایت کرنا محبوب چیز ہے رب

بقیہ بر صفحہ ۷۴۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ

اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے ف۱ کتابیوں کا ایک گروہ

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کردیں ف۲ اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

اور انہیں شعور نہیں ف۳ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو ف۴ حالانکہ

اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

تم خود گواہ ہو اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو ف۵

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ ع وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ

اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے ف۶ اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا

اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ

وہ جو ایمان والوں پر اُترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور

النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ ج وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا

شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں ف۷ اور یقین نہ لاؤ مگر

لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى

اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہو ف۸ تم فرمادو کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (یقین کا ہے کا نہ لاؤ) اس

اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

کا کہ کسی کو ملے جیسا تمہیں ملا ف۹ یا کوئی تم پر حجت لا سکے تمہارے رب کے پاس تم فرمادو کہ

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ ج

فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے ف۱۰ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے ف۱۱ اور اللہ بڑے فضل والا ہے

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ

اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کردے گا ف۱۲

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کی نسبت رب کی اعلیٰ نعمت ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اچھوں کی نسبت سے بروں پر فضل فرماتا ہے کیونکہ مومن کا ولی رب اس لئے ہے کہ وہ اس کے محبوب کے غلام ہیں۔ اگرچہ گنہگار ہوں، مسلمان بدنصیب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ محبوب کا امتی ہے۔ (۲) شان نزول۔ یہ آیت ان یہود کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت معاذ ابن جبل حذیفہ ابن یمان، عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کو یہودی بنانے کی کوشش کرتے تھے اور ان پر داؤ چلانے کی ہوس خام میں پھنسے ہوئے تھے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے ایمان کی رب تعالیٰ نے گارنٹی دے

ع ٨ ١٥

دی کہ انہیں کوئی گمراہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ رب کی امان میں ہیں لہٰذا کوئی بھی صحابہ کی طرح مومن نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ایک کا ایمان خطرے میں ہے سوائے صحابہ کے۔ رب فرماتا ہے: وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ (فتح:٢٦) اور فرماتا ہے كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (حجرات:٧) رب نے حضور علیہ السلام کے بارے میں یہی فرمایا ہے کہ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ (النساء: ١١٣) (۴) معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا انکار رب کی ساری آیتوں کا انکار ہے لہٰذا آپ کا ماننا سب کا ماننا ہے کیونکہ اہل کتاب نے حضور علیہ السلام کا انکار کیا، رب نے اس انکار کو آیات الٰہیہ کا انکار قرار دیا۔ (۵) یہاں حق سے مراد توریت و انجیل کی اصل آیات ہیں جو رب کی طرف سے نازل ہوئیں اور باطل سے مراد یہود کی تحریفات یا اپنی طرف سے ملائی ہوئی عبارتیں ہیں۔ مفسرین تفسیر میں اس طرح ممتاز کر کے عبارتیں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید علیحدہ معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ اس آیت میں داخل نہیں (۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام اللہ کو انسانی کلام سے خلط ملط کرنا جس سے امتیاز نہ رہے حرام ہے اس لئے سورتوں کے نام ممتاز کر کے لکھے جاتے ہیں، رکوع، نصف وغیرہ کے اشارے حاشیہ پر تفسیری عبارت آیت سے فرق کر کے لکھی جاتی ہے دوسرے یہ غلط مسئلہ بتانا حق چھپانا حرام ہے خصوصاً عقائد میں (۷) مسلمانوں کو مرتد کرنے کی یہ چال یہود خیبر کے بارہ راہبوں نے سوچی تھی کہ صبح کو یہود کی ایک جماعت ایمان لائے شام کو مرتد ہو جائے یہ کہہ کر کہ اسلام میں کوئی خوبی نہیں اور نہ نبی اسلام وہ نبی ہیں جن کی خبر ہماری کتب میں تھی، پہلے سے قرآن نے ان کی اس سازش کی خبر دے کر انہیں ناکام کردیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار اسلام مٹانے کے لئے وہ تدبیریں سوچتے ہیں جو شیطان کو بھی نہ سوجھیں دوسرے یہ کہ مرتد کی سزا قتل اس لئے رکھی گئی ہے کہ ارتداد سے اصلی مسلمانوں کے بہکنے کا خطرہ ہے اور مرتد حکومت الٰہیہ کا باغی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچھڑے کے پجاری یہود کو قتل کرایا گیا ارشاد ہوا فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (بقرہ:٥٤) (۸) یعنی نبوت بنی اسرائیل کو ملی ہے، ان کے سوا کسی اور قبیلہ کو نہ ملی اور نبی علیہ السلام بنی اسماعیل میں سے ہیں لہٰذا وہ نبی نہیں سارے یہود صرف اس بہانہ سے لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے، ان علماء یہود کا یہی مقولہ ہے یعنی تم زبان سے اسلام کی حقانیت کا اقرار کرلینا مگر دل سے نہ کرنا۔ اسلام کو باطل جاننا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ یہود کی تعلیم ہے اور تقیہ باز در پردہ یہودی ہے تقیہ کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں مطالعہ بقیہ برصفحہ ١٤٧

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ
اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو
عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ
اس کے سر پر کھڑا رہے ف۱ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اَن پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر
سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى
کوئی مواخذہ نہیں ف۲ اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ف۳ ہاں کیوں نہیں
مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ
جس نے اپنا عہد پورا کیا ف۴ اور پرہیزگاری کی اور بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں جو
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ
اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ف۵
لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ
آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے ف۶
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ
قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے ف۷ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ف۸ اور ان میں
لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ
کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل (ملاوٹ) کرتے ہیں ف۹ کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے ف۱۰ اور
مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ
وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا
پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ف۱۱ کسی
كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ
آدمی کا یہ حق نہیں ف۱۲ کہ اللہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر
يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ف۱۳ ہاں یہ کہے گا کہ

منزل ۱

(۱) یعنی بار بار تقاضا کرتا رہے اور لوگوں کے سامنے اسے یاد دلاتا رہے، جس کی وجہ سے انکار نہ کر سکے، یعنی اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ انسانوں کے خوف سے وہ ادا کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے ڈر، آدمیوں کے خوف سے نیکی کرنا قابل تعریف نہیں (۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا مال مارنا، امانت میں خیانت کرنا حرام ہے، اگرچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو، قرض، امانت سب کا ادا کرنا لازم ہے، بددیانتی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ان کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں جو مجھے اس وقت قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تم یہ امانتیں ادا کر کے مدینہ آ جانا۔ سبحان اللہ! (۳) یعنی کہتے ہیں کہ توریت میں رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے دین والوں کے علاوہ کی امانتیں کھا جایا کرو۔ معاذ اللہ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو کسی سے وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے خواہ رب سے کیا ہو یا عام انسانوں سے، یا نبی سے یا اپنے پیر سے یا بوقت نکاح بیوی سے یا کسی اور عزیز سے اس آیت سے عہد کے متعلق بہت مسائل نکلتے ہیں (۵) اس وعید میں جھوٹی قسم کھا کر مال لے لینے والے رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے والے یا جھوٹے فیصلے کرنے والے، دام لے کر جھوٹے فتوے دینے والے، محنتانہ لے کر جھوٹوں کی جھوٹی وکالت کرنے والے سب ہی داخل ہیں، اللہ محفوظ رکھے (۶) علماء فرماتے ہیں کہ رب ان سے محبت کا کلام اور رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔ غضب کا کلام فرمائے گا۔ صوفیاء کے نزدیک دوزخ میں رب ان سے بالکل کلام نہ فرمائے گا اور یہ کلام نہ فرمانا ان پر انتہائی عذاب ہوگا۔ کیونکہ وہاں بندے کے دل میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک گئی ہوگی پھر اس محبوب کا حجاب فرمانا، یقینی عذاب ہوگا۔ رب فرماتا ہے: كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (مطففین:۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو رب سے ہم کلامی اور اس کا دیدار ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْمَوْتَ عَلَى الْاِيْمَانِ (۷) معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی نہ ہونا کفار کے لئے بطریق عذاب ہوگا مومن کے لئے گناہوں کی ضرور معافی ہوگی۔ خواہ تمام کی خواہ بعض پر کچھ سزا مل جاوے اور بعض کی معافی ہو جائے (۸) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ احسان جتانے والا ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکانے والا جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنے والا۔ اور یہ ہی آیت تلاوت فرمائی (۹) یعنی اپنی ملاوٹی عبارتوں کو توریت کی طرح پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو تجوید قرآنی اور قرآنی لہجے میں نہ پڑھا جائے۔ اس پر آیات ورکوع وغیرہ نہ لگائے۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر وغیرہ کی احزاب میں یہ بات نہیں ہے۔ وہاں صرف حزب مقرر کیے گئے ہیں۔ قرآن کو ئی چیز نہ کی گئی (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو اس طرح پڑھنا یا لکھنا جس سے اس کا قرآن ہونے کا شبہ ہو، منع ہے۔ اس لئے عربی تفاسیر میں قرآنی آیت اور عربی تفسیری عبارت میں فرق کر کے لکھتے ہیں۔ بلکہ جلد ساز بھی قرآن اور دوسری کتابوں کی جلدوں میں فرق رکھتے ہیں تاکہ شبہ واقع نہ ہو۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ سخت ہے اس لئے قرآن کریم نے اکثر جگہ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ فرمایا (۱۲) یہ نجران کے عیسائیوں کے اس قول کا رد ہے کہ ہم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بقیہ برصفحہ ۲۴۷

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾
اللہ والے ہو جاؤ ؎۱ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو ؎۲ اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ
اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھیرا لو ؎۳ کیا تمہیں
بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ
کفر کا حکم دے گا بعد اس کے تم مسلمان ہولیے ؎۴ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا ؎۵
النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ
جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس ؎۶ وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ
تصدیق فرمائے ؎۷ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا ؎۸ اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا ؎۹ فرمایا کیوں تم نے
وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ
اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا ؎۱۰ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ
اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
اور میں آپ (خود) تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ
ہیں ؎۱۱ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں ؎۱۲ اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ
آسمانوں اور زمین میں ہیں ؎۱۳ خوشی سے اور مجبوری سے ؎۱۴ اور اسی کی طرف پھیریں گے یوں کہو
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُترا ابراہیم اور اسمٰعیل
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَ
اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر ؎۱۵ اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور
النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ
انبیاء کو ان کے رب سے ؎۱۶ ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ؎۱۷ اور ہم اسی کے حضور

❶ یعنی انبیاء کرام عالم ربانی بننے کا حکم دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عالم ربانی رحمت ہے اور عالم نفسانی یا عالم شیطانی ہونا عذاب ہے اللہ محفوظ رکھے ❷ اس سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنے اور سکھانے کا مقصد ہے، اللہ والا بننا۔ جس عالم کو یہ نصیب نہ ہوا اس کو علم کا مقصد میسر نہ ہوا۔ عالم کو چاہئے کہ نیک عمل اختیار کرے۔ ❸ قرآن شریف میں رب بمعنی معبود و خالق بھی آیا ہے بمعنی مربی اور پرورش کرنے والا بھی، یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے بندے کو بھی قرآن نے رب فرمایا۔ ارشاد ہوتا ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ ہے: (یوسف: ۵۰) اور ارشاد ہے ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (الاسراء: ۲۴) پہلے معنی سے کسی کو رب سمجھنا شرک ہے اور پیغمبر شرک کی تعلیم نہیں دیتے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ شان نزول، ابورافع یہودی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مانیں اور آپ کی عبادت کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معاذ اللہ میں غیر خدا کی عبادت کا حکم نہیں دیتا۔ نہ اس لئے بھیجا گیا ہوں، نیز نجران کے عیسائیوں نے کہا تھا کہ ہم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکم دے گئے ہیں کہ انہیں رب مانیں ان کی تردید میں یہ آیت اتری ❹ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی عبادت کرنا کفر ہے مگر نبی کی اطاعت اور تعظیم ایمان ہے۔ رب فرماتا ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (النساء: ٦۵) انہیں عبداللہ مان کر ان کی فرمانبرداری اطاعت رب ہے ❺ از حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے یہ عہد لیا گیا اور اسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد ہو گیا کیونکہ امت پیغمبر کے تابع ہوتی ہے، امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے ❻ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی ہیں، آپ کو رب نے عالمین کی رحمت، نذیر، بشیر اور نبی بنایا اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں۔

ع ۸ ۹ ۱۶

اس لئے سارے نبیوں نے شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے پیچھے نماز پڑھی، اور نماز بھی نماز محمدی پڑھی، نماز عیسوی یا موسوی نہ پڑھی ❼ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی کر سکتا ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، دوسرے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آسکتی، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں، تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی ❽ اگرچہ سارے نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر وہ ایمان فطری تھا ایمان شرعی دنیا میں آکر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے، جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جاوے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے۔ یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے ❾ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا۔ حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں، اس طرح اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم بقیہ برصفحہ ۲۴۷

مُسْلِمُوْنَ ۝۸۴ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

گردن جھکائے ہیں ۱ اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا ۲

وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵ كَيْفَ يَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا

اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے کیونکر ۳ اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے ۴ جو

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

ایمان لا کر کافر ہو گئے ۵ اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آ

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ

چکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۶ ان کا بدلہ یہ ہے

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ

کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ۷ ہمیشہ اس

فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا

میں رہیں ۸ نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو ۹ اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور آپا سنبھالا ۱۰ تو ضرور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝۸۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا

مہربان ہے ۱۱ بے شک وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ۱۲

لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيْنَ

ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی ۱۳ اور وہی ہیں بہکے ہوئے وہ جو

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ۱۴ ان میں کسی سے زمین بھر سونا ہرگز

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے ان کے لیے درد ناک

اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱

عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں ۱۵

۱ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایمان کا اپنے قول وعمل وصورت وسیرت سے اعلان کرے، تقیہ کر کے دین کو نہ چھپائے اور اپنی صورت و اخلاق کافروں کی طرح نہ بنائے ۲ اس طرح کہ آخرت میں اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی اور کوئی گناہ معاف نہ ہوگا ۳ شان نزول، یہ آیت ان علماء یہود ونصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے لوگوں کو خوشخبریاں دیتے تھے، حضور علیہ السلام کی طفیل سے دعائیں کرتے تھے، مگر تشریف آوری کے بعد حضور علیہ السلام کے مخالف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جس بدنصیب کو پیغمبر سے عناد ہو اسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی انہی کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا: ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْن ۴ اس سے وہ عیسائی اور یہودی مراد ہیں، جو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور آپ کے طفیل دعائیں کرتے تھے، لوگوں کو آپ کی بشارت دیتے تھے، مگر آپ کے تشریف لانے پر آپ کے انکاری ہو گئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایسے لوگ مرتد نہیں کہے جاویں گے کیونکہ اس ایمان کا اعتبار شرعاً نہیں، دوسرے یہ کہ حاسد کو ہدایت بہت مشکل سے ملتی ہے، جو غلطی سے اسلام نہ لائے اس کی ہدایت آسان ہے۔ جیسا کہ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰهُ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۵ خیال رہے کہ یہاں ایمان سے مراد شرعی ایمان نہیں ہے، ورنہ وہ لوگ مرتد مانے جاتے بلکہ ایمان غیر شرعی مراد ہے جو انہیں توریت وانجیل کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر اعتقاد نصیب ہوا تھا یہ ایمان فطری کی طرح تھا ۶ جب تک وہ ظالم رہے، اگر ظلم سے توبہ کرے تو ہدایت مل جاتی ہے یہاں ظالم سے مراد حسد کا کافر ہے ۷ یعنی قیامت میں سارے لوگ انہیں لعنت کریں گے مسلمان بھی اور ان کی اپنی جماعت بھی ناس سے مراد مسلمان ہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸ یعنی لعنت میں، اس طرح کہ ان پر ہمیشہ لعنت پڑتی رہے گی اس سے معلوم ہوا کہ نام لے کر لعنت صرف کافر ہی پر ہو سکتی ہے

ع ۹ ۱۷

منزل۱

فاسق مومن پر نہیں ۹ یعنی جیسی سختی اول وقت ہوگی ویسی ہی ہمیشہ رہے گی اور یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کافروں کو اول سے ہی عذاب ہلکا ہو جیسے ابوطالب وغیرہ، اس لئے دوزخ کے کئی طبقے ہیں جن کے عذاب مختلف ہیں۔ بعض کے عذاب نرم ہیں یا یہ مطلب ہے کہ حسد کے کافروں پر عذاب سخت ہوگا۔ دیگر کافر پر عذاب نرم ہوگا۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی دو شرطیں ہیں، ایک تو گزشتہ پر ندامت، دوسرے آئندہ کے لئے اپنے حال کی اصلاح۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ ہر گناہ کی ہوتی ہے حتیٰ کہ کفر کی، مگر ہر گناہ کی توبہ کی نوعیت علیحدہ ہے ۱۱ شان نزول۔ حارث ابن سوید انصاری مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے۔ پھر شرمندہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرا بھیجا کہ کیا میری توبہ قبول ہے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ پھر وہ حاضر بارگاہ ہو کر تائب ہوئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے۔ البتہ بعض مرتدین کی توبہ پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے، جیسے بار بار مرتد ہونے والا حضور علیہ السلام کا گستاخ کہ وہ توبہ کے بعد بھی قتل ہوگا ۱۲ معلوم ہوا کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ کیفیت کی زیادتی کمی ہے نہ کہ مقدار میں، رب فرماتا ہے: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا (التوبہ: ۹۷)

بقیہ برصفحہ ۷۷

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے ف۱ جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ف۲ اور تم جو کچھ خرچ کرو
شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ
اللہ کو معلوم ہے ف۳ سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے ف۴
اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ
مگر وہ جو یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ف۵ توریت
تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ
اُترنے سے پہلے تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر
صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
سچے ہو تو اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے
فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ
تو وہی ظالم ہیں ف۶ تم فرماؤ اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے دین پر چلو
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ
جو ہر باطل سے جدا تھے ف۷ اور شرک والوں میں نہ تھے بے شک سب میں پہلا گھر
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ
جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ف۸ برکت والا اور سارے جہان کا راہنما ف۹ اس میں
اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ
کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ف۱۰ اور جو اس میں آئے امان میں ہو ف۱۱ اور اللہ
عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ
کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے ف۱۲ جو اس تک چل سکے ف۱۳ اور جو
كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ف۱۴ تم فرماؤ اے کتابیو
تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ
اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے ف۱۵ اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں تم فرماؤ

① بھلائی سے مراد تقویٰ اور اطاعت الٰہی ہے یا اس سے مراد جنت اور اس کی نعمتیں ہیں تو پانے سے مراد اولاً پانا ہے ② اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے۔ کچھ خیرات کرے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھے۔ اس لئے مِمَّا فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ہر مال میں سے خرچ کرے اس لئے مَا کو عام رکھا گیا۔ تیسرے یہ کہ صرف فرض پر کفایت نہ کرے بلکہ صدقۂ نفلی بھی دیا کرے۔ اس لئے تُنفِقُوْنَ کو عام رکھا گیا۔ چوتھے یہ کہ اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر خیرات کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان بوریوں کی قیمت ہی کیوں نہ خیرات فرما دیں۔ تو فرمایا کہ مجھے شکر مرغوب ہے اور یہی آیت کریمہ تلاوت کی۔ پانچویں یہ کہ خیرات کی قبولیت اخلاص پر موقوف ہے۔ زیادتی و کمی پر موقوف نہیں ③ یعنی رب یہ بھی جانتا ہے کہ تم نے کیا مال خرچ کیا اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس نیت سے خرچ کیا۔ لہٰذا اخلاص سے خیرات کرو۔ اچھے مال کا ذکر تو پہلے فرمایا، اچھی نیت کا ذکر یہاں ہوا ④ شان نزول۔ مدینہ کے یہودیوں نے حضور علیہ السلام پر طعن کیا کہ آپ اپنے کو ابراہیمی فرماتے ہیں اور اونٹ کا گوشت دودھ حلال جان کر استعمال فرماتے ہیں۔ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں حرام تھے ہم اصلی ابراہیمی ہیں کہ دونوں کو حرام جانتے ہیں۔ ان کی تردید میں آپ نے فرمایا کہ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں حلال تھیں۔ تو وہ بولے کہ یہ تو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے حرام ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا توریت لاؤ تمہیں اس میں دکھا دیں گے کہ دین ابراہیمی میں یہ حلال تھیں۔ وہ لوگ اپنی رسوائی کے خوف سے توریت نہ لائے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسخ ہمیشہ سے ہوتا رہا۔ لہٰذا قرآن کی بعض آیات کے منسوخ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم شریف لدنی ہے کہ آپ توریت و انجیل سے خبردار ہیں۔ غیبی علوم اللہ نے عطا فرمائے ہیں ⑤ اگلی شریعتوں میں حلال کو حرام کر لینے کی بھی منت ہوتی تھی۔ اس قاعدے کی بناء پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیماری میں منت مانی کہ اپنے پر اونٹ کا دودھ، گوشت حرام فرما لیا تھا ⑥ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ یہود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تہمت باندھی کہ ان کے ہاں اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر رب نے فرمایا کہ انہوں نے رب پر افتراء باندھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ سخت برا ہے۔ ⑦ یعنی دین محمدی کی پیروی کرو کہ اس کی پیروی ملت ابراہیمی کی پیروی ہے۔ کیونکہ یہ ملت اس ملت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ ہر بے دین سے علیحدہ رہے۔ صلح کل ہونا ملت ابراہیمی کے خلاف ہے خالص گھی اور خالص سونے کی قیمت ہے۔ ایسے ہی بازار قیامت میں خالص مومن کی قدر ہوگی ⑧ شان نزول۔ یہود نے کہا تھا کہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس سے افضل ہے اور کعبہ پرانا ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا یہ آیت تبدیلی کعبہ کے بعد اتری۔ خیال رہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہے بالکل اس کے مقابل کعبہ شریف ہے۔ ان آیات میں کعبہ معظمہ کی بہت سی

بقیہ برصفحہ ۷۴۲

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو اسے جو ایمان لائے ف۱
تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾
اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود اس پر گواہ ہو ف۲ اور اللہ تمہارے کوتکوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں ف۳
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
اے ایمان والو ف۴ اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ
الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ
تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے ف۵ اور تم کیونکر کفر کرو گے
وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ
تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف فرما ہے ف۶ اور جس نے اللہ کا
بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
سہارا لیا ف۷ تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا ف۸ اے ایمان والو اللہ سے
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ف۹ اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ف۱۰
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ
اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ف۱۱ سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا) ف۱۲
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ف۱۳ جب تم میں بیر تھا (دشمنی تھی) اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم
بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
آپس میں بھائی ہو گئے ف۱۴ اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ
اس سے بچا دیا ف۱۵ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم
مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں ف۱۶ اور

ف۱ یعنی جن ضعفاء مومنین کے دل میں ابھی ایمان مضبوط نہیں ہوا تم انہیں یہ کہہ کر کیوں بہکاتے ہو کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی خبر توریت و انجیل میں ہے۔ اس سے مراد اکابر صحابہ نہیں ف۲ گواہ وہ جو واردات سے واقف ہو اور اس کو دیکھا ہو اسے جانتا ہو خود گواہی دے یا نہ دے۔ لہٰذا معنی یہ ہوئے کہ تم نے توریت کی وہ آیات دیکھی ہیں جن میں اسلام کی حقانیت مذکور ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ف۳ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے کا گناہ گمراہ ہونے والے کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ جس کی سزا سخت ہے۔ ف۴ شان نزول۔ شاس ابن قیس یہودی مسلمانوں کی مجلس پر گزرا جس میں انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج نہایت محبت سے باتیں کر رہے تھے۔ اسلام سے پہلے ان کی آپس میں بہت جنگ تھی اسے ان کا اتفاق بہت شاق گزرا۔ ایک نوجوان یہودی سے کہا کہ تو انہیں ان کی گزشتہ جنگیں یاد دلا کر انہیں لڑا دے۔ اس نے کچھ قصیدے لکھے جن میں ان کی گزشتہ جنگوں کا ذکر تھا۔ ان قصائد کو سن کر ان انصار کو اپنی گزشتہ جنگیں یاد آ گئیں اور پھر لڑ پڑے۔ قریب تھا کہ خون ریزی ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً موقعہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا جاہلیت کی باتیں کرتے ہو۔ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح و خزائن) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہاں کفر سے عملی کفر مراد ہے یعنی نفسانی جنگ جو کافروں کا کام ہے مسلمانوں کی شان سے دور ہے۔ دوسرے یہ کہ لڑتے ہوؤں کو ملا دینا سنت رسول ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا یہود کا کام ہے ف۵ معلوم ہوا کہ کافر کی بات بغیر سوچے سمجھے نہ ماننی چاہئے اگرچہ وہ بظاہر اچھی بات ہی کہہ رہا ہو کیونکہ اس میں اس کی کوئی چال ضرور ہوتی ہے۔ ف۶ یعنی اے جماعت صحابہ تم کافروں کی طرح آپس میں کیسے لڑ سکتے ہو، تم صحبت یافتہ رسول ہو۔ تم نے قرآن مجید صاحب قرآن کی زبان مبارک سے سنا ہے، تم کفر و اعتقادی و عملی سے محفوظ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ میں جو جنگیں ہوئیں وہ نفسانی نہ تھیں جو کفار میں ہوا کرتی ہیں بلکہ اختلاف اجتہادی کی بناء پر تھیں جو ان کی جنگوں کو نفسانی مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ف۷ اس طرح کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا پکڑے، اس لئے اس سے پہلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ ف۸ صراط مستقیم جیسے اچھے عقیدوں کو کہا جاتا ہے ایسے ہی اچھے اعمال کو۔ یہاں میل جول سے رہنے کو صراط مستقیم فرمایا گیا۔ ف۹ یعنی بقدر طاقت، اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اِتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اس آیت کا بیان ہے نہ کہ ناسخ) ف۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر خاتمہ ہونے کا اعتبار ہے اگر عمر بھر مومن رہے، مرتے وقت کافر ہو جائے تو وہ اصلی کافر کی طرح ہے۔ اللہ اچھا خاتمہ نصیب فرمائے۔ ف۱۱ بعض مفسرین نے فرمایا کہ، حبل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے لہٰذا آل رسول کی غلامی ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک، حبل اللہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے کنوئیں میں گرا ہوا آدمی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں ف۱۲ معلوم ہوا کہ اتفاق وہ اچھا ہے جو اللہ رسول کی اطاعت

بقیہ برصفحہ ۲۴۷

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ف۱ اور اُن جیسے نہ ہونا
كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ
جو آپس میں پھٹ گئے اور اُن میں پھوٹ پڑ گئی ف۲ بعد اس کے کہ روشن نشانیاں اُنہیں آ چکی تھیں
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ
اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ف۳ جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ
وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ
کالے تو وہ جن کے منہ کالے ف۴ ہوئے کیا تم ایمان لا کر ف۵ کافر ہوئے
اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے
ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾
منہ اونجالے (روشن) ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ف۶
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا
یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
چاہتا ف۷ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
سب کاموں کی رجوع ہے تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو ف۸ لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ
کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو ف۹ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر
اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ
کافر ف۱۰ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا عالم بہت کامیاب ہے تبلیغ دین بہترین جہاد ہے بلکہ تلوار کا جہاد بھی تبلیغ دین کے لئے ہے تلوار قرآن کا راستہ صاف کرتی ہے اور قرآن تلوار کی حفاظت کرتا ہے کہ غلط نہ چلے (۲) خیال رہے کہ نااتفاقی اور پھوٹ کا مجرم وہ شخص ہوگا جو مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر نئی راہ نکالے۔ جو اسلام کی راہ پر قائم ہے وہ مجرم نہیں۔ رب فرماتا ہے: وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (النساء: ۱۱۵) لہٰذا جماعت اہل سنت حق پر ہے اور باقی سب فرقے پھوٹ ڈالنے والے ہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک بھی ہے اور کبھی سخت عذاب کا باعث بھی۔ ایک عالم کی غلطی پورے عالم کو گمراہ کر سکتی ہے۔ اس لئے یہاں ارشاد ہوا: مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر و مومن کی پہچان چہرے ہی سے ہو جائے گی کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ لہٰذا مرتدین کو حوض کوثر پر حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ میرے صحابہ ہیں، طعنہ کے طور پر ہوگا نہ کہ ناواقفی کی بناء پر جیسے دوزخی سے رب فرمائے گا: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ یہ بطور طعن ہے۔ ایسے ہی سرکار کا یہ قول ہے۔ (۵) یعنی میثاق کے دن ایمان لا کر یا زبان سے ایمان لا کر دل سے کافر ہو جائے یا واقعتاً مومن ہو کر
ع ۱۱ ۸ ۲ کافر ہوئے لہٰذا یہ یا تو سارے کافروں سے خطاب ہے یا منافقوں سے یا مرتدین سے (۶) اس سے کالے منہ والوں کا بھی حال معلوم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو مگر انشاء اللہ قیامت میں اس کا منہ کالا نہ ہوگا۔ چہرے کی سیاہی کفار کے لئے ہے۔ ہاں گنہگاروں کے چہروں پر داغ دھبے اور غبار وغیرہ ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ انسان کا چہرہ رب تعالیٰ کی چلتی پھرتی کتاب ہوگی جیسے آج دنیا میں بہت سی اندرونی بیماریاں چہرے سے پہچانی جاتی ہیں ایسے ہی قیامت میں کفر و ایمان تقویٰ و طغیان چہرے سے معلوم ہوگا۔ علماء اولیاء سب کے چہرے خصوصی پہچان رکھیں گے (۷) اس طرح کہ کسی کو بغیر جرم عذاب نہیں دیتا ہے اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں فرماتا۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو فوت ہو گئے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنتی ہوں گے۔ (۸) خیال رہے کہ حضور ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ بنی اسرائیل کا عالمین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا۔ مگر حضور ﷺ کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے جیسا کہ کنتم سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت تمام عالم کی استاذ ہے (۹) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مبلغ ہونا چاہئے۔ جو مسئلہ معلوم ہو دوسرے کو بتائے اور خود اس کی اپنے عمل سے تبلیغ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا ماننا اللہ کا ماننا ہے حضور کا منکر رب کا منکر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر در حقیقت رب کا منکر ہے۔ حضور ﷺ کو ماننا رب کو ماننا ہے۔ دیکھو رب نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اہل کتاب کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ ایمان لاتے حالانکہ تمام اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے کوئی اللہ کا منکر نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کافر کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ جب یہ لفظ ایمان کے مقابل بولا جائے تو وہاں اس سے کفر ہی مراد ہوتا ہے۔ اسے علم کلام والے فسق جحودی کہتے ہیں۔

الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا

پھیر جائیں گے پھران کی مدد نہ ہوگی ؀۱ ان پر جمادی گئی خواری (ذلت) ؀۲ جہاں ہوں

ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

اماں نہ پائیں ؀۳ مگر اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے ؀۴ اور غضب

مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

الٰہی کے سزاوار ہوئے اور اُن پر جمادی گئی محتاجی ؀۵ یہ اس لیے کہ وہ

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ؀۶ یہ اس لیے کہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ

نافرماں بردار اور سرکش تھے سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر

قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ

قائم ہیں ؀۷ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں اور ؀۸ سجدہ کرتے ہیں اللہ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں ؀۹ اور بھلائی کا حکم دیتے اور بُرائی سے منع کرتے ہیں

الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں ؀۱۰ اور یہ لوگ لائق ہیں

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا ؀۱۱ اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

وہ جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچالیں گے ؀۱۲ اور وہ جہنمی ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا

کہاوت اُس کی جو اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ؀۱۳ اس ہوا کی سی ہے جس میں

① اس میں غیبی خبر ہے کہ صحابہ کرام کو یہود و نصاریٰ کے مقابل فتح ہوگی۔ یہ وعدہ پورا ہوا کہ پچاس ہزار مسلمانوں کو سات لاکھ عیسائیوں پر فتح بخشی۔ جنگ یرموک و قادسیہ اس آیت کی زندۂ جاوید تفسیر ہیں۔ ② یعنی ان اہل کتاب پر جو حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے اور انہوں نے حضور کی اطاعت نہ کی اور ہوسکتا ہے کہ اس سے سارے یہود مراد ہوں کہ ان کی عادات اور خصلتیں ذلیلوں کی سی ہوں گی اور ہمیشہ دوسروں کی رعایا بن کر رہیں گے۔ اور اگر کبھی انہیں حکومت مل بھی جاوے، تو وہ عارضی ہوگی اور انشاء اللہ ان کی یہ حکومت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہوگی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی بڑے مضبوط پہلوان کے مقابلہ میں اکھاڑے میں اتار دیا جائے تاکہ خوب ذلیل ہو۔ آج جو فلسطین میں یہود کی عارضی حکومت قائم ہوگئی ہے انشاء اللہ کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے ③ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور خواری کا لازم ہونا صرف ان یہود پر تھا جنہوں نے رب تعالیٰ کی یہ نافرمانیاں کیں جو یہاں مذکور ہیں۔ لہٰذا اگر کسی وقت یہود کی سلطنت قائم ہو جاوے، جیسا کہ آج فلسطین میں ہوگئی تو اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ حدیث شریف میں تو خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ ہوگی۔ یہود مارے جائیں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی پتھر کی آڑ لے گا تو پتھر پکارے گا کہ یہ یہودی ہے اسے مارو۔ اگر ان کی سلطنت قائم ہونے والی نہ تھی تو اس خبر کے کیا معنیٰ ④ یعنی دوسری قوموں کی امن میں رہیں گے۔ مسلمانوں کی پناہ میں رہیں یا عیسائیوں کی۔ آج فلسطین میں یہودیوں کی سلطنت امریکہ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ⑤ چنانچہ یہود بڑے مال دار ہوکر بھی دلی غنی نہیں ہوتے، محتاجوں فقیروں کی طرح رہتے ہیں جیسے پرانے ہندو بنئے کہ اگرچہ لکھ پتی ہوں مگر نہ انہیں چین کا ٹکڑا نہ اچھا کپڑا نصیب۔ حسرت کی زندگی گزارتے ہیں ⑥ یعنی ان کے عقیدہ میں بھی وہ قتل ناحق تھا کہ وہ اس کی کوئی وجہ بیان نہ کرسکتے تھے ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے ⑦ جب سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھ والے حضور ﷺ پر ایمان لائے تو یہود نے کہا کہ یہ بدترین لوگ ہیں۔ اگر بدتر نہ ہوتے تو اسلام میں داخل نہ ہوتے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ یہ بہترین جماعت ہوگی۔ ⑧ یعنی اسلام لاکر نماز تہجد کے پابند ہیں اور قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں سجدہ بہت افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی عبادت و نماز و تلاوت دن کی ان عبادات سے بہتر ہے کیونکہ جو دل کی یکسوئی رات کو میسر ہوتی ہے، دن کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیال رہے کہ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ کا واؤ حالیہ نہیں کیونکہ نماز کے سجدہ میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات نماز پڑھنا بہتر نہیں کچھ سونا چاہئے، اسی لئے اٰنَآءَ الَّيْلِ فرمایا گیا۔ جن بزرگوں سے تمام رات نماز پڑھنا ثابت ہے اس میں چند راز تھے ⑨ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں حضور ﷺ پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو بغیر مانے اللہ کا ماننا ایمان باللہ نہیں۔ ⑩ یعنی نیکی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یا نیک کام میں بلاوجہ دیر نہیں لگاتے۔ خیال رہے کہ نماز عشاء دیر سے پڑھنا یسارعون کے خلاف

بقیہ برصفحہ ۷۴۳

صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ

پالا (ٹھنڈک) ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی بُرا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی اور اللہ

اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ف۱ اے ایمان والو ف۲ غیروں

تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا

کو اپنا راز دار نہ بناؤ ف۳ وہ تمہاری بُرائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی

عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ

ایذا تمہیں پہنچے بیر (دشمنی) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا ف۴ اور وہ جو

صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ

ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ

جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ف۵ اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ف۶

وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڻ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ

اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ف۷ اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں

الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾

غصہ سے تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن (قلبی جلن) میں ف۸ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا

تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُرا لگے اور تم کو بُرائی پہنچے تو اس پر خوش

بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

ہوں ف۹ اور اگر صبر اور پرہیزگاری کیے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بے شک ان کے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں (اور یاد کرو) اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے ف۱۰ مسلمانوں

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ

کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا جانتا ہے ف۱۱ جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ

ف۱ یعنی ان کے صدقات کا باطل ہونا خود ان کے اپنے بے ایمان ہونے کی وجہ سے ہے، اور یہ بے ایمانی ان کے اپنے اختیار سے ہے لہٰذا وہ ظالم ہوئے ف۲ شانِ نزول، بعض مسلمان اپنے قرابت دار اور رشتہ دار یہودیوں وغیرہ سے قرابت یا پڑوس کی بناء پر دوستی و میل جول رکھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستانہ تعلقات، دعوت، ہدیہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں اور تجربہ نے بتایا کہ مسلمان کو ان کی دوستی سے نقصان پہنچا ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بادشاہ کافروں، مرتدوں کو کلیدی جگہ پر نہ لگائے جیسے وزارت عظمٰی، وزارت خارجہ جس سے یہ لوگ غداری کرنے کا موقعہ پائیں۔ اسی طرح کفار کو اپنا راز دار بنانا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر مسلمان کے نکاح میں عیسائی یا یہودی عورت ہو تو اسے بھی اپنے خصوصی راز پر اطلاع نہ دے ورنہ دھوکہ کھائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ ف۴ یعنی یہ کفار بہ تکلف تم سے دوستی ظاہر کرتے ہیں مگر پھر بھی ان کے منہ سے بے اختیار ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی دلی دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو عداوت کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک رہی ہے وہ تو کہیں زیادہ ہے۔ جسے رب فرما دے اکبر سمجھ لو وہ کیسی آگ ہوگی۔ رب تعالیٰ خالق ہے۔ خالق کو اپنی مخلوق کا حال زیادہ معلوم ہے تمام کافروں کا یہ ہی حال ہے جیسا کہ مِنْ دُوْنِكُمْ سے معلوم ہوا۔ ف۵ یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو کفار سے قرابت داری کی بناء پر طبعی طور پر ان سے محبت رکھتے تھے۔ یہ محبت قریباً غیر اختیاری ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کے دلوں میں کفار سے وہ محبت تھی جو علامت نفاق ہے ف۶ یعنی تم توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ جب وہ اپنے کفر میں اتنے پختہ ہیں تو تم اپنے ایمان میں پختہ کیوں نہیں ہوتے ف۷ یہ تمام اہل کتاب کا حال نہیں بلکہ ان میں سے منافقین کا حال ہے، اس کی تفسیر پہلے پارہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔ ف۸ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان بدنصیبوں کے جلنے سے مسلمانوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔ ان کا سورج یوں ہی چڑھا رہے گا۔ یہ چمگادڑوں کی طرح جلتے رہیں گے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا بلکہ تا قیامت ان شاء اللہ دین اسلام غالب رہے گا۔ کفار اگرچہ جلتے رہیں۔ مسلمان خواہ مغلوب ہوں یا غالب۔ ف۹ یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر تمہاری مصیبت پر غم خواری کی باتیں کر دیں۔ لیکن در پردہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی کافر سلطنت کسی مصیبت میں مسلمانوں کی مدد کرتی ہے تو اپنی خود غرضی کے ماتحت، نہ کہ مسلمانوں کی محبت میں، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہونا کفار کا طریقہ ہے ف۱۰ اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہل بیت رسول اللہ ہونا معلوم ہوا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے ہی تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اہل فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا الخ (طٰہٰ: ۱۰) وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہیں۔ ف۱۱ ان آیات میں جنگ احد کی طرف اشارہ ہے جو ۳ھ میں مدینہ منورہ سے تین میل دور احد پہاڑ کے دامن میں واقع ہوئی۔ کفار مکہ جنگ بدر میں شکست کھا کر غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ بقیہ بر صفحہ ۴۳ے

اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

نامردی کر جائیں ۱ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ

اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ۲ تو اللہ سے ڈرو کہیں

تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ

تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ

رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ

تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اُتار کر ۳ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و

تَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ

تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں ۴ تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار

مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ

فرشتے نشان والے بھیجے گا ۵ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لیے

وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ

اور اسی لیے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۶ اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس

الۡحَكِيۡمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا

سے اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے ۷ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر (لوٹ)

خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ

جائیں ۸ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں ۹ یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا

يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں ۱۰ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الۡاَرۡضِ ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

زمین میں ہے ۱۱ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً

مہربان ہے ۱۲ اے ایمان والو سود دونا دون (دگنا) نہ کھاؤ ۱۳

ع ۱۳ / ۹

۱ خزرج میں سے بنی سلمہ اور اوس میں سے بنی حارث، دونوں انصاری تھے انہوں نے میدان جہاد سے بھاگ جانے کا قصد کیا یہ سمجھ کر اس وقت مصلحت اسی میں ہے انہوں نے اجتہادی غلطی کی معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بلکہ گناہ سے انسان اللہ کی رحمت یا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاد سے بزدل ہونے کا ارادہ گناہ کبیرہ کا ارادہ ہے مگر اس کے باوجود ارشاد ہوا: اَللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مومن ہی کا ولی ہے نہ کہ کافر کا۔ اب جو انہیں برا کہے بے ایمان ہے ۲ جنگ بدر ۱۷ یا ۲۱ رمضان ۲ ھ میں جمعہ کے دن ہوئی مسلمان ۳۱۳ تھے، کفار قریباً ایک ہزار۔ مسلمان بے سروسامان تھے۔ کفار سامان سے لیس تھے۔ بدر ایک کنواں ہے جو ایک شخص مسمی بدر ابن عامر نے کھودا تھا۔ اب وہاں چھوٹی سی بستی ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے، اب مدینہ پاک کے راستے میں آتا ہے ۳ یعنی اولاً تین ہزار فرشتے اترے پھر دو ہزار اور اترے جن سے مل کر پانچ ہزار ہو گئے لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت میں کوئی تعارض نہیں ۴ یا تو یہ رب کا کلام ہے جو اس نے اپنے حبیب کی تصدیق کے لئے فرمایا۔ یا حضور ہی کا کلام ہے جو رب نے نقل فرمایا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو بدر میں آنے والی مدد کی خبر تھی کیونکہ یہ آیات تائید میں آئیں جن میں حضور علیہ السلام کی غیبی خبروں کی تائید کی گئی۔ ۵ اس سے معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مہاجرین و انصار صابر اور متقی ہیں۔ ان کے صبر اور تقویٰ پر قرآن گواہ ہے۔ کیونکہ ان کی مدد کے لئے فرشتے بدر میں اترے جنہیں بعض صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں کہ رب نے ان پر خاص نشان لگا دیئے ہیں جن سے وہ دوسروں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اور غازیان اسلام کی خدمت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہ خدام فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کے صحابہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں کہ وہ حضرات وہ خوش نصیب ہیں جنہیں حضور علیہ السلام کی خدمت نصیب ہوئی ۶ یعنی بدر میں یہ فرشتے کافروں کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے ورنہ ایک فرشتہ ہی کافی تھا جیسا کہ قوم لوط وغیرہ کا حال ہوا۔ بلکہ وہ صرف تمہاری جماعت بڑھانے، اور تمہاری مدد کرنے آئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اللہ کے پیارے ہیں کہ ان کی خدمت کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ ۷ یعنی بدر میں کافر تین طرح کے ہو گئے ایک وہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ دوسرے وہ جو گرفتار ہو گئے تیسرے وہ جو نامراد ہو کر بھاگ گئے حالانکہ انہیں اپنی فتح کا یقین تھا۔ یہ ذلت انتہائی ہے ۸ یعنی بدر میں آنے والے کافروں کے دو حصے کئے جائیں گے۔ ایک وہ جو تمہارے ہاتھوں قتل ہوں گے جیسے ابوجہل، ابولہب، امیہ وغیرہ دوسرے وہ جو ناکام واپس ہوں گے جیسے ابوسفیان وغیرہ۔ اس دوسرے گروہ میں سے اکثر لوگ بعد میں ایمان لے آئے ۹ شان نزول۔ حضور علیہ السلام نے بیئر معونہ والے کفار کے لئے بددعا کی جنہوں نے دھوکہ سے صحابہ کرام کو ساتھ لے جا کر شہید کیا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری اور حضور علیہ السلام کو بددعا سے روک دیا گیا۔ حضور علیہ السلام نماز فجر کی دوسری رکعت میں بعد رکوع ان کافروں پر بددعا بقیہ برصفحہ ۷۴۳

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾
اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے ۱ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ
اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو ۲ اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ اور دوڑو ۳ اپنے رب کی بخشش

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں ۴ پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے ۵

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ۶ اور غصہ پینے والے

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ
اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ۷ اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ۸ اور وہ کہ

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں ۹ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی

لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا
معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے اللہ کے سوا ۱۰ اور اپنے کیے پر جان

فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
بوجھ کر اڑ نہ جائیں ۱۱ ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش

وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ
اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیگ (انعام،

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
حصہ) ہے تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں ۱۲ تو زمین میں چل کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ
دیکھو ۱۲ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۱۳ یہ لوگوں کو بتانا اور

ھُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ
راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی

۱ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ قبولیت کی امید رکھے اور رد ہونے سے ڈرتا رہے کہ اس دریا میں بہت جہاز ڈوب چکے ہیں۔ شیطان کے واقعہ سے عبرت پکڑے ۲ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم یکساں ہے کہ دونوں تقویٰ کے لئے ضروری ہیں اور بلا تامل و چون و چرا دونوں اطاعتیں لازم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا سنت الٰہیہ ہے شرک نہیں۔ ۳ اس طرح کہ توبہ اور اداء عبادات میں جلدی کرو اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری وقت سمجھ کر اللہ کی عبادت کرے ۴ یعنی جب جنت کی چوڑائی کا یہ حال ہے تو اس کی لمبائی کتنی ہوگی عموماً لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہوتی ہے ۵ معلوم ہوا کہ جنت بنی تو پرہیزگاروں کے لئے ہے، ان کی طفیل بعض بے عمل یا بدعمل بھی وہاں پہنچ جائیں گے جیسے مسلمانوں کے ناسمجھ فوت شدہ بچے اور وہ گنہگار جو حضور ﷺ کی شفاعت سے بخشے جاویں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ۶ شادی بیاہ کے موقعہ پر شکریہ میں صدقہ و خیرات کرنا، اسی طرح نعمتیں ملنے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، نفقہ سراء میں داخل ہے اور موت وغیرہ کے موقعہ پر میت کو ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا۔ دیگر مصیبتوں میں مصیبت ٹالنے کے لئے خیرات کرنا رنج کا خرچ ہے۔ بہرحال اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی ہے ۷ خیال رہے کہ معافی اور درگزر اپنے حقوق میں کی جاسکتی ہے۔ اللہ رسول کے مجرم کو معاف نہیں کیا جاسکتا مرتد کو قتل کیا جائے گا اور چور کے ضرور ہاتھ کٹیں گے۔ اس آیت کا یہی مقصد ہے ۸ فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں کہ احسان کے عوض احسان کرنا بدلہ ہے اور برائی کے عوض برائی کرنا مجازات اور سزا ہے۔ برائی کے عوض بھلائی کرنا کرم اور جود ہے اور بھلائی کے عوض برائی کرنا خباثت ہے۔ اسے آیت میں کرم و جود کا ذکر ہے انہیں محسن فرمایا گیا ہے ۹ فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کی شریعت میں سزا ہے، جیسے زنا، چوری اور ظلموں سے وہ گناہ مراد ہیں۔ جن کی سزا مقرر نہیں جیسے نماز چھوڑنا۔ اور ہر جرم کی توبہ علیحدہ قسم کی ہے یا فاحشہ سے مراد گناہ کبیرہ اور ظلم سے مراد صغیرہ یا فاحشہ سے مراد وہ گناہ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو اور ظلم سے مراد وہ گناہ جو ایسا نہ ہو ۱۰ اس میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت عامہ ہے کہ نیک تو اس کے ہیں، گنہگار کس کے ہیں۔ وہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ خیال رہے کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ ذنب کی معافی صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ بڑے سے بڑا قابل معافی ہے رب سے ناامید نہ ہو ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے اصرار مضر ہے کہ توبہ بھی کرتا جاوے اور گناہ بھی بلکہ قبول توبہ کے لئے گزشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے ترک کا حتمی ارادہ ضروری ہے۔ شان نزول تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرما خریدنے آئی اس نے کہا وہ خرمے اچھے نہیں ہیں۔ بہترین خرمے گھر میں ہیں۔ اسے اندر لے گئے اور وہاں جا کر اس کا بوسہ لے لیا۔ چمٹالیا۔ اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر۔ یہ سنتے ہی اسے چھوڑ دیا اور شرمندہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل بقیہ برصفحہ ۳۴۷

الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ

غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو ف۱ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی

الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ

ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں ف۲ اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں ف۳ اور اس

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے ف۴ اور اللہ دوست نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾

رکھتا ظالموں کو ف۵ اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے ف۶

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا

کیا اس گمان میں ہو ف۷ کہ جنت میں چلے جاؤ گے ف۸ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ

مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ

صبر والوں کی آزمائش کی ف۹ اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے

قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ ع وَمَا مُحَمَّدٌ

اس کے ملنے سے پہلے ف۱۰ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے اور محمد تو

اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

ایک رسول ہیں ف۱۱ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ف۱۲ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں

انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ

تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے ف۱۳ اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا ف۱۴ اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ف۱۵ اور کوئی جان

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

بے حکم خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے ف۱۶ اور دنیا کا انعام چاہے ف۱۷

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى

ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اُسے دیں ف۱۸ اور قریب ہے

منزل ۱

(١) اللہ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے ہم نا اہلوں نے شرط پوری نہ کی جس کی وجہ سے پست ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین اور مخلص مومن تھے کیونکہ رب نے ایمان کی شرط پر سر بلندی کا وعدہ فرمایا، اور انہیں سر بلندی خلافت اور حکومت سب کچھ بخشی معلوم ہوا کہ ان میں وہ شرط موجود تھی (٢) یعنی اے مسلمانو! اگر تمہیں جنگ احد میں تکلیف پہنچی تو کفار کو بھی جنگ بدر میں ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی۔ مگر وہ بددل نہ ہوئے تو تم بددل کیوں ہوتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم قوم کو کفار کے حالات سنا کر غیرت اور جوش دلانا اچھا ہے (٣) یعنی دنیا کی سر بلندی اور پستی باری باری سے قوموں کو ملا کرتی ہے کسی ایک قوم کا اس پر اجارہ نہیں۔ درخت کبھی ننگا ہوتا ہے کبھی سرسبز۔ چاند کبھی چھوٹا کبھی بڑا (٤) اس سے معلوم ہوا کہ شکست بھی مسلمانوں کے لئے ترقی درجات کا باعث ہے، مار آئے تو غازی مر گئے تو شہید، نیز شکست کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہے (٥) قرآن کریم میں ظالم کافر کو بھی کہا گیا ہے اور گنہگار کو بھی۔ یہاں کافر مراد ہے کیونکہ مومن کے مقابلہ میں بولا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنے ہی نیک کام کرے خدا کا پیارا نہیں کیونکہ وہ رب کا باغی ہے (٦) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا قتل اس کے گناہوں سے نکھر جانے کا ذریعہ ہے اور کافر کا قتل، اس کے مٹانے کا ذریعہ، قتل ایک ہے مگر انجام میں فرق ہے (٧) یہ سوال کی شکل میں نہی ہے یعنی بدگمانی نہ کرو۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کو یہ گمان یا ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کیونکہ وہ حضرات غلط عقیدوں سے محفوظ تھے (٨) جزاء کے لئے، آدم علیہ السلام کا جنت میں رہنا تعلیم کے لئے تھا کہ دنیا کو جا کر اس طرح بسائیں اور ہمارے حضور علیہ ﷺ کا معراج میں جنت میں جانا گواہی کے لئے تھا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں جنت عملی کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کو عطا کے طور پر جنت ملے گی جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو اپنے ماں باپ کے طفیل جنت میں جائیں گے۔ یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ رؤف و رحیم مولا علیہ ﷺ کے صدقہ جنت میں پہنچیں گے۔ رب فرماتا ہے: اَتْبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ (طور: ٢١) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (٩) حضرت مترجم قدس سرہ نے یہاں علم کے معنی آزمائش فرمائے تا کہ معلوم ہو کہ اس علم سے علم ظہور مراد ہے جو آزمائش کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی قدیم ہے۔ لہٰذا آیت بے غبار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد میں بھاگ جانے والے عتاب کے مستحق ہیں۔ لیکن ان کی معافی کا اعلان ہو چکا ہے۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ قرآن کا منکر ہے۔ (١٠) یعنی جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے انہیں اس پر ندامت تھی۔ اور آئندہ جہاد میں شرکت کی تمنا۔ مگر احد میں ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کی تمنا نہ کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے (١١) یہ حصر اضافی ہے۔ یعنی وہ صرف رسول ہیں رب نہیں اور ہمیشہ رہنا رب کی صفت ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور علیہ ﷺ میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہ ہو۔ حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ صفات بخشے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہیں (١٢) خواہ وفات پا چکے ہوں یا زندہ موجود ہوں مگر ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو اور وہ دنیا والوں کی ظاہر آنکھوں سے چھپ چکے ہوں۔ جیسے ادریس

بقیہ بر صفحہ ۷۴۳

ع ۱۴ ۵

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا

کہ ہم شکروالوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا ف۱ ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے ف۲ تو نہ

وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ

سست پڑے اُن مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ف۳

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا

اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں ف۴ اور وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے ف۵ سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جمادے ف۶ اور ہمیں

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

ان کافرلوگوں پر مدد دے ف۷ تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا ف۸ اور آخرت کے ثواب

الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

کی خوبی اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں ف۹ اے ایمان والو اگر تم

تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

کافروں کے کہے پر چلے ف۱۰ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے ف۱۱

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ

بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ف۱۲ کوئی دم جاتا ہے ف۱۳ کہ ہم کافروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ

کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اُتاری

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ

اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بُرا ٹھکانا ناانصافوں کا اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ

اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

کر دکھایا ف۱۴ اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور

فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ

حکم میں جھگڑا ڈالا ف۱۵ اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات ف۱۶ تم میں کوئی

۱ جہاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے جہاد فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی نبی نے جہاد نہ کیا تھا۔ آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں کی شریعت میں جہاد تھا ۲ علماء، مشائخ متقی لوگ جو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ والے ہیں جو اس کے رسول والے ہو جائیں۔ رب فرماتا ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰) اور فرماتا ہے: فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ (آل عمران: ۳۱) ۳ یعنی تمہارے نبی ان تمام نبیوں کے سردار ہیں اور تم تمام ان امتوں سے افضل ہو تو چاہئے کہ تمہاری بہادری اور استقامت ان سے زیادہ ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کو افضل نیکیاں کرنی چاہئیں۔ وہ تمام ماتحتوں سے عمل میں بڑھ کر ہو۔ سیدوں، عالموں، مشائخ کو دوسروں سے زیادہ نیک ہونا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے اعمال دکھا کر سنا کر کسی کو جوش دلانا سنت الٰہیہ ہے بلکہ تاریخی حالات کا بھی اس نیت سے جاننا بہتر ہے ۴ اطاعت پر قائم رہنے والا بھی صابر ہے اور گناہوں سے بچنے والے بھی۔ مصیبتوں میں نہ گھبرانے والے بھی۔ صبر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں جیسے کہ موقع اور محل سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۵ یعنی رسولوں کے ساتھی کیونکہ رسول گناہ اور اسراف سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان متقیوں کا اپنے کو گنہگار کہنا تواضعاً اور انکساراً تھا۔ لطف جب ہے کہ بندہ اپنے کو گنہگار کہے اور رب اسے ابرار فرمائے۔ ۶ تاکہ ہم کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ خیال رہے کہ جہاد میں ثابت قدمی رب تعالیٰ کی خاص عطا سے میسر ہوتی ہے۔ یہ اسباب اور تعداد پر موقوف نہیں ۷ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد کے وقت دعا مانگنی چاہئے۔ کیونکہ جہاد بھی نماز روزے کی طرح عبادت ہے جس کے ساتھ دعا بہتر ہے دوسرے یہ کہ دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے جیسے حمد الٰہی اور درود شریف پڑھنا کہ یہ سب دعا کے آداب ہیں، تیسرے

ع ۱۵

یہ کہ جہاد میں اپنے سامان اور فوج کی تعداد پر بھروسہ نہ کرے رب کے کرم پر کرے۔ چوتھے یہ کہ کوئی نیک کار اپنی نیکی پر پھول نہ جائے۔ رب کو بھول نہ جائے۔ ۸ دنیا کا ثواب فتح و ظفر ہے اور آخرت کا ثواب جنت اور گناہوں کی معافی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا ثواب دنیا کے انعام سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی لئے وہاں لفظ حسنہ زیادہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کرنے والے کو دنیا بھی ملتی ہے ۹ کیا لطف کی بات ہے کہ وہ اپنے کو مذنبین کہتے ہیں اور رب انہیں محسنین فرماتا ہے۔ گویا اپنی عجز و گنہگاری کا اقرار اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے ۱۰ اس آیت سے وہ اطاعت خارج ہے جو کافر بادشاہ کی مسلمان رعایا کرتی ہے کہ وہ دینی اطاعت نہیں اور دنیاوی اطاعت بھی خوشی سے نہیں مجبوراً ہے۔ خیال رہے کہ کافروں سے سارے کافر مراد ہیں خواہ مشرکین ہوں یا یہود و نصاریٰ خواہ ان کے خوشامدی منافق ۱۱ یہ آیت بہت عبرتناک ہے۔ وہ صحابہ کرام جو تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں، جب انہیں یہ فرمایا گیا کہ تو ہم کس شمار میں ہیں۔ کوئی شخص اپنے ایمان کو لازوال سمجھ کر کفار کی صحبت اختیار نہ کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے اور جنت جیسے محفوظ مقام میں رہتے تھے۔ جب ابلیس نے انہیں بھی دھوکا دے دیا تو ہم معصوم نہیں اور دنیا جگہ محفوظ نہیں۔ بقیہ بر صفحہ ۴۴۷

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
دُنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا ۱ پھر تمہارا منہ ان سے
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى
پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا ۲ اور اللہ مسلمانوں پر فضل
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ
کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے ۳ اور دوسری جماعت
يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا
میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے ۴ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ۵ اور معافی اس لیے سنائی کہ جو ہاتھ
فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
سے گیا ۶ اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۷ پھر تم پر غم کے بعد
مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ
چین کی نیند اتاری ۸ کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی ۹ اور ایک گروہ کو اپنی جان
اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۗ
کی پڑی تھی اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ۱۰ جاہلیت کے سے گمان
يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَىْءٍ ۗ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ
کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے ۱۱ تم فرما دو کہ اختیار تو سارا
لِلّٰهِ ۗ يُخْفُوْنَ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۗ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ
اللہ کا ہے اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے ۱۲ کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا
لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۗ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ
تو ہم یہاں نہ مارے جاتے ۱۳ تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِىَ
جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے ۱۴ اور اس لیے کہ
اللّٰهُ مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
اللہ تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۱۵ اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی

منزل ۱

۱ یعنی جو مرکز چھوڑ کر غنیمت لینے چلے گئے۔ وہ طالب دنیا تھے جیسے عبداللہ ابن جبیر کے ساتھی جو درہ احد پر ناکہ روکے کھڑے کیے گئے تھے اور جو مرکز سے نہ ہٹے اور اپنے امیر ابن جبیر کے ساتھ ڈٹے رہے اور شہید ہو گئے وہ طالب آخرت تھے۔ خیال ہے کہ یہاں دنیا سے مراد وہ دنیا نہیں جو دین کے مقابل ہو وہ مذموم ہے بلکہ اگر غنیمت حاصل کرنا غلط طریقہ سے ہو تو وہ دنیا ہے۔ اور قانونی طور پر ہو تو دین ہے جہاد کار کن رہے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ احد کی جنگ میں جن مومنوں کے قدم اکھڑ گئے ان کی معافی ہو گئی اب جو ان کے اس واقعہ کو ان کی توہین کی نیت سے بیان کرے وہ بے ایمان ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی گندم کھالینا معاف ہو چکا۔ اب جو ان پر طعن کرے وہ کافر ہے بلکہ جس قصور کی معافی کا رب اعلان فرما دے وہ ہماری اطاعتوں سے بہتر ہے جن کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں ۳ جنگ احد میں جب کفار پیچھے سے آپڑے تو مسلمان گھبرا کر بھاگ پڑے مگر حضور ﷺ، اور کچھ صحابہ کرام اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس جماعت سے آوازیں دی جا رہی تھیں کہ اللہ کے بندو ادھر آؤ مگر گھبراہٹ اور شور میں یہ لوگ یہ نہ سن سکے۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ احد میں حقیقتاً مسلمانوں کو شکست نہیں ہوئی کیونکہ سردار کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا شکست مانا جاتا ہے ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کا فعل حضور ﷺ کا فعل ہے کہ پکارنے والے صحابہ تھے مگر فرمایا گیا کہ تم کو رسول پکار رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ جن آیتوں میں فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ورنہ مصیبت کے وقت کسی بندے کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے کہ اس آفت میں مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا گیا ۵ یعنی تم نے جو ہمارے نبی کو غم پہنچایا اس کے بدلے میں تم کو ہزیمت کا غم دیا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی بعض لوگوں کی غلطی سب کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ درہ چھوڑنے والے صحابہ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سب کو یہ ہزیمت ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ اپنے پیاروں کی معمولی سی خطا پر پکڑ فرما لیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی معمولی سی خطا پر عتاب آ گیا۔ تیسرے یہ کہ عتاب اور دنیاوی تکلیف ان کی خطا کفارہ بن جاتا ہے۔ آخرت میں ان کا معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے ۶ یعنی اس معافی کے اعلان نے تمہارے دل کے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیا کہ تم اسی خوشی میں شہید ہوئے، زخمی ہوئے وغیرہ کے تمام غم بھول گئے ۷ یعنی تمہارے عملوں اور نیتوں کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہٹ جانے والوں کی نیت خراب نہ تھی غلط فہمی ہوئی ۸ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہوا کہ جنگ احد میں اس قدر پریشانی کے باوجود صحابہ پر نیند ایسی غالب تھی، کہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار گر جاتے تھے۔ یہ سکینہ کا نزول تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبت کے وقت قدرتی سکون وچین عطا فرماتا ہے۔ اب بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہے ۹ اس دن نیند مومن اور منافق میں فارق تھی۔ جو اونگھ رہے تھے وہ مومن تھے کیونکہ ان کے دل اللہ کے فضل سے مطمئن تھے اور جو پریشان تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان پر سکینہ کا نزول نہ ہوا تھا ۱۰ کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے اور اب دین اسلام ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا ۱۱ یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہم مجبوراً جنگ احد میں

بقیہ برصفحہ ۷۴۴

7

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

بات جانتا ہے ۱ بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے ۲ جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ۳

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ

انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ۴ ان کے بعض اعمال کے باعث ۵ اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا ۶

عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ۷ اے ایمان والو ان

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى

کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا ۸ جب وہ سفر

الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ

یا جہاد کو گئے کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے ۹ اور نہ مارے جاتے

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ

اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا افسوس رکھے ۱۰ اور اللہ (زندہ رکھتا) جلاتا اور مارتا ہے ۱۱

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

میں مارے جاؤ یا مر جاؤ ۱۲ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے ۱۳

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ

اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے ۱۴ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے

مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا

کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور

مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى

تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ ۱۵ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں

الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ان سے مشورہ کرو ۱۶ اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو جنگ میں شکست یا دوسری مصیبتیں کھرے کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آتی ہیں کہ مخلص کون ہے اور منافق کون۔ دوسرے یہ کہ یہ فرق اللہ کے علم کے لئے نہیں ہوتا، وہ تو ہر ایک کے دل کی حالت جانتا ہے، بلکہ مخلوق کے علم کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا مصیبت میں بھی حکمت ہے ۲ جنگ احد میں چودہ اصحاب کے سوا جن میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے باقی تمام اصحاب کے قدم اکھڑ گئے تھے (خزائن العرفان) ۳ اس آیت میں جنگ احد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضور انور علیہ السلام نے بیس صحابہ کو احد کے درہ پر مقرر فرمایا جن کا سردار عبداللہ ابن جبیر کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جب تک ہم نہ کہیں یہاں سے نہ ہٹنا۔ پہلے حملے ہی کفار کے قدم اکھڑ گئے مسلمان غالب آئے۔ تب ان درہ والوں نے کہا کہ چلو ہم بھی غنیمت لوٹیں۔ عبداللہ ابن جبیر نے منع فرمایا مگر یہ لوگ سمجھے کہ فتح ہو چکی اب ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔ درہ چھوڑ دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار نے درہ کو خالی دیکھا تو پلٹ کر درہ کی راہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کرام کا جنگ احد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا کیونکہ رب نے اسے لغزش و خطا فرمایا جو بغیر ارادہ واقع ہو جائے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا: فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ (بقرہ: ۳۶) وہی یہاں فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے: اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) مگر دھوکا انہیں بھی دے سکتا ہے۔ لغزش ان سے بھی کرا سکتا ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوئی لہٰذا یہ آیت اِنَّ عِبَادِىْ الخ کے خلاف نہیں ۵ یعنی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر احد کا درہ جو مرکزی مقام تھا۔ خالی چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی غلطی بڑی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے ۶ سبحان اللہ، کیا پیارا اعلان ہے ان بزرگوں کی اس لغزش پر ہماری طاعت قربان۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمارے گناہوں کو معافی دے (احمد یار) یعنی ان کی لغزش کی بھی معافی دے دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جو ان صحابہ پر اس لغزش کا طعن دے وہ بے ایمان ہے ۷ خیال رہے کہ احد کا درہ چھوڑنے والوں سے تو یہ خطا ہوئی کہ درہ چھوڑ دیا اور بھاگنے والوں سے یہ خطا ہوئی کہ وہ ثابت قدم نہ رہے۔ پہلی خطا کا ذکر بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا میں ہوا اور دوسری خطا کا ذکر تَوَلَّوْا مِنْكُمْ میں اور وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ میں، دونوں خطاؤں کی معافی کا اعلان ہوا۔ ان کے طفیل اللہ مجھ گنہگار کو بھی معافی دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی کی خطا کا اثر دوسروں پر پڑ جاتا ہے کہ پہلوں کی خطا دوسروں کی خطا کا ذریعہ بن گئی ۸ یہاں كَفَرُوْا سے مراد کھلے کافر ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد منافقین ہیں۔ جو منافقین مجبوراً جہاد میں چلے جاتے تھے اور وہاں مرجاتے یا مارے جاتے تھے ان پر کفار کف افسوس مل کر یہ کہتے تھے یا كَفَرُوْا سے مراد منافقین ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد وہ مخلص مومن ہیں جو رشتہ میں ان منافقوں کے بھائی برادر تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق اور کھلے کافر ایک ہی تھیلی کے

بقیہ بر صفحہ ۴۴۷

الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ

اللہ کو پیارے ہیں ف۱ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا ف۲ اور اگر

يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ

وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے ف۳ اور مسلمانوں ف۴ کو اللہ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۗ وَمَنْ يَّغْلُلْ

ہی پر بھروسہ چاہیے ف۵ اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے ف۶ اور جو چھپا

يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ

رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائے گی ف۷ اور

هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ

ان پر ظلم نہ ہوگا ف۸ تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا ف۹ وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب

مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

اوڑھا (حقدار بنا) ف۱۰ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بُری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں

اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

درجہ درجہ ہیں ف۱۱ اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ف۱۲ مسلمانوں پر

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ

کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ف۱۳ جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور

يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ

انہیں پاک کرتا ہے ف۱۴ اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے ف۱۵ اور وہ ضرور اس سے

قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ

پہلے کھلی گمراہی میں تھے کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے

اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۗ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۗ

دُونی تم پہنچا چکے ہو ف۱۶ تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی تم فرمادو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۱۷ اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں

❶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں اسباب پر عمل اور مشورہ کر لینا سنت ہے دوسرے یہ کہ مشورہ اور اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں۔ مومن کا اعتماد رب ہی پر ہوتا ہے۔ ان سب پر عمل بھی رب کے حکم سے ہے ❷ یعنی اگر رب کی مدد چاہتے ہو تو رب پر بھروسہ کرو۔ جب وہ مدد کرے تو سب ایک طرف اور رب ایک طرف۔ ❸ یعنی اس کے رسوا کر دینے اور چھوڑ دینے کے بعد نہ کہ خود رب تعالیٰ کے بعد ❹ صوفیاء فرماتے ہیں کہ توکل کی تین علامتیں ہیں: ۱۔ بندہ غیر خدا کو اپنا مددگار نہ جانے، ۲۔ خدا کے سوا کسی کو اپنے رزق کا خازن نہ سمجھے، ۳۔ خدا کے سوا کسی کو اپنے عمل کا مقصود نہ جانے۔ یہ توکل وہ ہے جو بے حساب جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ❺ اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کرم کرے تو اس کے بندے مدد کرتے ہیں۔ بندوں کی مدد رب کی مدد۔ یہ آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے: وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ الخ (بقرہ:۱۰۷) ❻ غلول اس خیانت کو کہتے ہیں جو مال غنیمت میں کی جائے۔ شان نزول، ایک جنگ میں مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی۔ بعض منافقوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے رکھ لی ہوگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقسیم غنیمت کے بغیر ناجائز طریقہ پر کچھ لینا سخت جرم ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی گناہوں سے معصوم ہیں۔ گناہ اور نبوت میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں ہے تیسرے یہ کہ نبی پر بدگمانی منافقوں کا کام ہے، کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی رب کے ایسے پیارے ہیں کہ رب ان پر سے لوگوں کے اتہام اٹھاتا ہے۔ ان کی صفائی دیتا ہے ❼ یعنی نبی تو گرفتاروں کو چھڑوانے والے ہیں اور اگر وہ خود ہی گرفتار ہوں تو انہیں کون چھڑاوے لہٰذا یہ ناممکن ہے ❽ اس طرح کہ نہ ان کی نیکیوں کی جزا میں کمی ہو اور نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی کی جاوے۔ نہ بغیر گناہ کئے کسی کو سزا دی جاوے ❾ جیسے مہاجرین و انصار اور تمام صالح مومنین کہ انہوں نے اپنے عقائد و اعمال درست کرکے رب کو راضی کرلیا۔ ❿ جیسے کفار اور منافقین جنہوں نے رب کو ناراض کرلیا۔ یہ جماعتیں برابر نہیں۔ مومن، کافر، منافق مخلص ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ⓫ یعنی ہر ایک کی منزلیں اور مقامات جداگانہ ہیں۔ بروں کے الگ مقام اور اچھوں کے الگ۔ ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے کہ لفظ مَنّ قرآن شریف میں اور نعمتوں پر ارشاد نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ تمام نعمتیں فانی ہیں اور ایمان باقی، یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور تمام نعمتوں کو نعمت بنانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر ان نعمتوں سے گناہ کئے جائیں تو وہ عذاب بن جاتی ہیں۔ نیز ہاتھ پاؤں وغیرہ رب کے آگے شکایت بھی کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔ لہٰذا حضور نعمت مطلقہ ہیں ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے کسی قوم، کسی ملک، کسی وقت سے خاص نہیں۔ کیونکہ یہاں رسول بغیر قید کے مذکور ہوا۔ بعض قرأت میں انفَس کے ف کو زبر ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بہترین نسب شریف میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریشی، ہاشمی، مطلبی ہیں جو تمام نسبوں سے اعلیٰ نسب ہے آپ عربی ہیں جو تمام سے افضل ہیں ⓮ معلوم ہوا کہ پاکی صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں۔ پاکی نگاہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ برصفحہ ۷۴۵

الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

فوجیں ف۱ ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی ف۲ اور اس لیے کہ پہچان کرادے ایمان والوں کی اور اس لیے

نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

کہ پہچان کرادے ان کی جو منافق ہوئے ف۳ اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ ف۴

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ

بولے اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی

مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ

بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں ف۵ اپنے منہ سے کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ف۶

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا

اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا ف۷ اور آپ بیٹھ رہے

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ

کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے تم فرمادو تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سچے ہو ف۸ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ف۹

اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ

ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا ف۱۰ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ف۱۱ شاد ہیں اس پر جو

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ

اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو

مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ

ابھی اُن سے نہ ملے ف۱۲ کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم ف۱۳ خوشیاں مناتے ہیں

بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ف۱۴

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ف۱۵

۱ یعنی احد کے دن جو تمہیں بظاہر شکست ہوئی یہ اللہ کے ارادے سے ہوئی۔ اس میں مصلحت تھی۔ بزرگوں کی خطا بھی رب کے اذن سے ہوتی ہے اور اس میں رب کی حکمت ہوتی ہے۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین بارگاہ الٰہی کی خطا بھی رب کی طرف سے ہوتی اور اس میں ہزار ہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ تمام دنیا کا ظہور حضرت آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کا نتیجہ ہے۔ ان کی لغزشیں بھی ہماری اطاعتوں سے افضل ہیں صحابہ کرام کا احد پہاڑ کے درہ سے ہٹ جانا غلطی تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہمارے اذن سے تھا۔ اس میں وہ مصلحتیں تھیں جو آگے مذکور ہیں ۳ یعنی یہ احد کی شکست مومن و منافق کی کسوٹی ہے جو صابر رہے وہ مومن جنہوں نے زبان طعن دراز کی وہ منافق ہیں۔ سبحان اللہ! صحابہ کی خطا بھی مومن کافر کی کسوٹی ہے۔ اب جو بد بخت ان پر زبان طعن دراز کرے وہ منافق ہے اور جس کے دل میں ان کا احترام ہو وہ مومن ہے غرضیکہ یہ شکست تا قیامت مومن اور منافق کی کسوٹی ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ میدان جہاد میں جا کر لڑنا بھی عبادت ہے اور دشمن کے مقابل ڈٹنا تا کہ وہ حملہ آور نہ ہو سکے یہ بھی عبادت ہے اور بلا عذر باوجود ضرورت کے جہاد سے باز رہنا منافقوں کی علامت ہے نیز جھوٹے بہانے بنانا کہ ہم فن جنگ کے ماہر نہیں وغیرہ، سب منافقوں کی علامات ہیں۔ مسلمان کو اس سے پرہیز چاہئے ۵ یعنی ایمان تو ان کا زبانی ہے کفر دلی ہے اور زبان سے دل زیادہ قوی ہے۔ بدن سے وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابوجہل دور رہا اور اویس قرنی قریب ۶ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں تباہ ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ ہی مسلمانوں میں رہے اور رہیں گے ۷ یہاں بھائیوں سے مراد نسبی قرابت دار ہیں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مخلص مومن تھے اور یہ لوگ منافق، اور ان منافقوں کی یہ بکواس افسوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعنہ کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۸ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ جس دن ابن ابی نے یہ کہا اس دن ستر منافق مرے ۹ یہاں شہداء کی پانچ صفات بیان ہوئیں۔ وہ کامل زندگی والے ہیں وہ اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں روزی ملتی رہتی ہے۔ وہ دنیا اور دنیا والوں کے انجام سے باخبر ہیں۔ جوان، تندرست، آزاد کی زندگی کامل ہے۔ پیٹ کے بچے، نومولود، سوتے ہوئے اور بیمار، قیدی کی زندگی ناقص ہے۔ شہداء کی تمام قوتیں اعلیٰ ہیں اور کامل زندہ ہیں۔ احیاء کی تنوین تعظیمی ہے۔ شہید کی روح زندگی میں مقید ہے مگر بعد شہادت ایک قدم میں مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے ۱۰ اگرچہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں اتری مگر تا قیامت تمام شہداء کی زندگی ثابت فرما رہی ہے۔ کیونکہ آیت کی عبارت عام ہے اس میں کوئی قید نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے جسم و روح دونوں ہی زندہ ہیں اسی لئے اس ان کے اجسام قبر میں گلنے سے محفوظ رہتے ہیں جس کا بکثرت مشاہدہ ہوا۔ البتہ ان کی حیات ہماری حس سے بالاتر ہے اس لئے ان پر موت کے بعض احکام جاری ہو جاتے ہیں۔

بقیہ برصفحہ ۷۴۵

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ الَّذِينَ قَالَ
ان کے نکوکاروں ف۱ اور پرہیز گاروں کے لیے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے
لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان
إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوا
اورزائد ہوا ف۲ اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز ف۳ تو پلٹے
بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا
اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی ف۴ اور اللہ کی خوشی
رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ
پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہ تو
الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ
شیطان ہی ہے ف۵ کہ اپنے دوستوں سے دھمکاتا ہے تو ان سے نہ ڈرو ف۶ اور مجھ سے ڈرو اگر
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ
ایمان رکھتے ہو اور اے محبوب تم ان کا کچھ غم نہ کرو جو کفر پر دوڑتے ہیں ف۷
إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا
وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے ف۸ اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان
فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ
کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ف۹ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر
بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا
مول لیا ف۱۰ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ہر گز
يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا
کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے
نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿١٧٨﴾ مَا كَانَ
انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں ف۱۱ اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے ف۱۲

(۱) اس آیت میں من بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں۔ کیونکہ وہ سب صحابہ نیکوکار پرہیزگار ہیں۔ ہاں یہ بتایا گیا کہ اجر کا سبب ان کی پرہیزگاری ہے (۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی و کمی ہو سکتی ہے مگر مقدار کی نہیں بلکہ کیفیت کی۔ کیونکہ مقدار جسم میں ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈر اور خوف مومن کا ایمان بڑھاتے ہیں گھٹاتے نہیں اور دنیاوی آفتیں مسلمان کے لئے رحمتیں ہیں (۳) شان نزول۔ یہ واقعہ بدر صغریٰ کا ہے جو جنگ احد سے ایک سال بعد ۴ھ مقام بدر میں واقع ہوا کہ ابوسفیان نے احد میں کہہ دیا تھا کہ یارسول اللہ آئندہ بدر میں پھر ہماری آپ کی جنگ ہو گی۔ مسلمان وہاں پہنچ گئے مگر ابوسفیان مرعوب ہو کر وہاں نہ پہنچے بلکہ ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی سے کہا کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کو بھی بدر میں آنے سے روک دے۔ نعیم نے مدینہ آ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو کہا تم وہاں نہ جاؤ ابوسفیان بہت لشکر لے کر آئے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ہر شدت کی وقت پڑھنی چاہئے۔ (۴) جب صحابہ کرام بدر صغریٰ کے موقعہ پر میدان جنگ میں پہنچے تو وہاں کوئی مقابل نہ پایا۔ اتفاقاً اس کے قریب ہی میں سوق بن کنانہ کا میلہ لگا ہوا تھا جو آٹھ دن رہتا تھا۔ ان حضرات کے پاس جو سامان تھا وہ وہاں لے گئے اور خوب نفع سے فروخت کیا۔ صحیح سلامت اور خوب نفع کما کر مدینہ منورہ واپس ہوئے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے خوشی میں کہا کہ یہ حضرات ستو کھا کر نفع کما لائے۔ رب کو راضی کر آئے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ دینی سفر میں دنیاوی کاروبار کر لینا ممنوع نہیں۔ لہٰذا حاجی سفر حج میں تجارت کر سکتا ہے۔ رب نے اسے، نعمت اللہ اور فضل فرمایا۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ جو شیطان کی پیروی کرے وہ بھی شیطان ہے اور جو اس کی بات مانے وہ شیطان کا دوست ہے۔ شیطان جن وانس دونوں سے بچو۔ (۶) اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کی ہمت افزائی ہے کہ تمام کفار و منافقین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اگر ان کے دل میں اللہ کا خوف ہوا جس کے دل میں رب کا خوب ہو اس سے دنیا ڈرتی ہے وہ دنیا سے نہیں ڈرتا۔ (۷) اس میں غیب کی خبر ہے کہ اے پیارے حبیب! اگرچہ یہ کفار، منافقین، مرتدین، یہود، عیسائی جمع ہو جاویں لشکر اور پیسہ جمع کریں لیکن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ آپ کو فتح و نصرت دے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں چالیس ہزار مسلمانوں کے مقابل سات لاکھ عیسائی یہودی تھے۔ مگر فتح مسلمانوں کی ہوئی (۸) یعنی رسول اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ بہت جگہ قرآن کریم رب کا ذکر فرماتا ہے اور اس سے مراد رسول ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ اور مراد ہیں رسول اللہ ﷺ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مخالفت میں ہمارا اپنا نقصان ہے ان کا نقصان نہیں۔ ہم ان کے حاجت مند ہیں۔ وہ ہم سے بے نیاز ہیں (۱۰) اس طرح کہ پہلے مسلمان تھا۔ پھر مرتد و کافر ہو گیا۔ یا جو ایمان پر قدرت رکھتے ہوئے مسلمان نہ ہوئے کافر رہے۔ پہلی صورت میں یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے دوسری صورت میں منافقین اور کھلے کفار کے متعلق ہے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ لمبی عمر جب اچھی ہے کہ نیک اعمال میں گزرے ورنہ عذاب ہے۔ لہٰذا مومن و متقی کی لمبی عمر نعمت ہے۔ کافر فاجر کی لمبی عمر عذاب کیونکہ

بقیہ برصفحہ ۵۴۷

اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ
اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو ۱؎ جب تک جدا نہ کردے گندے کو
مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ
ستھرے سے ۲؎ اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ۳؎ ہاں
اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ
اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۴؎ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر
وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے ۵؎ اور جو بخل
يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ
کرتے ہیں ۶؎ اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ۷؎ ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ
شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ
ان کے لیے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۸؎ اور اللہ ہی وارث ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ
آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۹؎ بے شک اللہ
اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ
نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۱۰؎
سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ
اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۱۱؎ اور فرمائیں گے
ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ
کہ چکھو آگ کا عذاب یہ بدلا ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور
اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۲؎ وہ جو کہتے ہیں اللہ
عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ
نے ہم سے اقرار کرلیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے

۱؎ یعنی اے صحابہ! یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق و مومن ملے جلے رہیں بلکہ عنقریب اللہ کے رسول منافقوں کو چھانٹ کر دکھادیں گے باذن الٰہی۔ اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ چھپے ہوئے منافق تھے جو حضور ﷺ کے بعد خلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور ﷺ نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کرکے دکھادیئے تھے ۲؎ اس طرح کہ نبی ﷺ کو ان منافقوں کے رسوا فرمانے کی اجازت دے دے گا۔ پھر حضور ﷺ ان کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر مومن و منافق کو پہچانتے تھے۔ پھر حضور ﷺ کی پہچان کا کیا پوچھنا۔ اب جو کہے کہ حضور ﷺ کو مخلص و منافق کی پہچان نہ تھی وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس آیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بہ نام پکار کر نکال دیا تھا جس سے ان کا نفاق خوب کھل گیا ۳؎ اس غیب سے وہ غیب مراد ہے جو دلائل سے بھی معلوم نہ
ع ۱۸ ۹ ہو سکے جیسے آئندہ واقعات اور ان چیزوں کا علم جو اللہ کا اپنا غیب ہے۔ اس کی تفسیر اس آیت سے ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن:۲۶) ورنہ جو غیب دلائل سے معلوم ہو سکے جیسے اللہ کی ذات و صفات پر تو ایمان ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے: يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (بقرہ:۳) اور بغیر علم ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴؎ شانِ نزول۔ ایک بار نبی ﷺ نے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری امت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ منافقوں نے اس وعظ شریف کا مذاق اڑایا اور بولے کہ ہم در پردہ کافر ہیں مگر حضور ہم کو مومن سمجھے ہوئے ہیں اور دعویٰ یہ کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے آپ مومن و کافر کو پہچانتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں۔ اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔

عبداللہ ابن حذافہ سہمی نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ، پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ کے نبی ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے کیا باز رہو گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قیامت تک کے ہر واقعہ کی خبر دی اور اپنے خاص غیب پر مطلع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کے علم پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے تیسرے یہ کہ حضور ﷺ کو ایسی پوشیدہ باتوں کی بھی خبر ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ حذافہ کا عبداللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشیدہ خبر ہے جس کی خبر سوا ان کی ماں کے کسی کو نہیں مگر آپ اسے بھی جانتے ہیں ۵؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کرکے حضور پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا قابل قبول نہیں۔ حضور ﷺ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے تمام اوصاف حمیدہ کو مانے۔ کیونکہ ان منافقوں نے حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا تو ارشاد ہوا کہ اللہ رسول پر ایمان لاؤ تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی

بقیہ برصفحہ ۷۴۵

النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ

آگ کھائے ۱ تم فرما دو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں ۲ اور یہ حکم لے کر آئے

قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۱۸۳) فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

جو تم کہتے ۳ ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو ۴ تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ

تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ۵ جو صاف نشانیاں اور صحیفے اور

الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ (۱۸۴) كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

چمکتی کتاب ۶ لے کر آئے تھے ہر جان کو موت چکھنی ہے ۷ اور تمہارے بدلے تو

اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ

قیامت ہی کو پورے ملیں گے ۸ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ

فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱۸۵) لَتُبْلَوُنَّ

مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۹ بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی

فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں ۱۰ اور بے شک ضرور

مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا

تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے ۱۱ اور اگر تم صبر کرو

وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۱۸۶) وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ

اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے ۱۲ اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫

ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی ۱۳ کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَبِئْسَ

تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے ۱۴

مَا یَشْتَرُوْنَ (۱۸۷) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ

تو کتنی بری خریداری ہے ۱۵ ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں

۱ شان نزول۔ یہود کہتے ہیں کہ توریت شریف میں ہم کو یہ حکم ہے کہ اس نبی پر ایمان لاویں جو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک جانور ذبح کرے اور اس کا گوشت غیبی آگ آسمان سے اتر کر جلا جاوے چونکہ آپ یہ معجزہ نہ لائے اس لئے ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری ۲ یعنی سارے رسول معجزات لائے قربانی کے سوا کیونکہ قربانی کا ذکر تو آگے آرہا ہے ۳ یعنی ان میں سے بعض نے قربانی کا معجزہ بھی دکھا دیا۔ جیسے حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔ انہیں یہود نے قتل کیا۔ ۴ یعنی اے یہودیو! اگر تم ان انبیاء پر ضرور ایمان لاتے ہو جو قربانی پیش کرکے دکھاویں تو تم نے قربانی دکھانے والے نبیوں حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام وغیرہ کو قتل کیوں کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تم صرف بہانے بناتے ہو۔ خیال رہے کہ اگرچہ ان گزشتہ نبیوں کو پچھلے یہود نے شہید کیا تھا مگر چونکہ یہ موجودہ یہودی ان کے حمایتی تھے اس لئے ان کے قتل کا ذمہ دار انہیں بھی بنایا گیا۔ ۵ تو جیسے ان حضرات نے ان کے جھٹلانے پر صبر فرمایا آپ بھی صبر فرمائیں خیال رہے کہ حضور ﷺ کے صبر کی مثال ملنا غیر ممکن ہے۔ کفار مکہ کے ہاتھوں عمر بھر ایذائیں پہنچیں مگر فتح مکہ میں سب کو معافی دے دی ۶ خیال رہے کہ صحیفہ مثل رسالہ کے ہوتا تھا جو رب کی طرف سے آتا تھا۔ اس میں عبادات کا طریقہ اور کچھ احکام ہوتے تھے۔ کتاب باقاعدہ پوری کتاب۔ ربانی کل صحیفے کل سو (۱۰۰) اترے۔ کتابیں کل چار اتریں یہاں کتاب سے مراد توریت و انجیل ہے ۷ یعنی انسان ہوں یا جن یا فرشتہ۔ غرضیکہ اللہ کے سوا ہر زندہ کو موت آنی ہے اور ہر چیز فانی ہے ۸ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بعض گناہوں پر عذاب اور بعض نیکیوں پر رب کی رحمت آجاتی ہے یہ اس کا حقیقی بدلہ نہیں یہاں مجرم کو سزا ایسی ہے جیسے مقدمہ سے پہلے ملزم کو حوالات اور نیک کار کو رحمت ایسی ہے جیسے ملازم سرکار کو بھتہ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو دنیا کے جھگڑوں میں گزار دی جائے۔ وہ نرا دھوکا ہے اولیاء صالحین کی زندگی دنیاوی ہوتی ہی نہیں۔ وہ آخرت کمانے میں خرچ ہوتی ہے لہٰذا وہ دھوکا نہیں، نہ اسے فنا ہے وہ ابد الآباد تک باقی ہے ۱۰ جیسے زکوٰۃ و جہاد کا فرض ہونا اور دنیا میں آفات جان و مال پر آنا پہلے سے اس لئے اطلاع دے دی گئی تاکہ یہ چیزیں آسان ہو جاویں ۱۱ جیسے بے جا طعن و تشنیع اور بہتان لگانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے کافر مسلمان کے دشمن ہیں۔ ۱۲ اگر اس کے یہ معنی ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو صبر سے ان کی ایذائیں برداشت کرتے رہو تو یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ تم بدلہ میں اہل کتاب کے پیغمبروں کو برا نہ کہو، بلکہ ان کا احترام ہی کرو تو یہ آیت محکم ہے۔ کسی کافر کا بدلہ لینے کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کی جائے کیونکہ وہ پیغمبر ہمارے بھی رسول ہیں۔ ہمارا ان پر ایمان ہے۔ ۱۳ اہل کتاب کے علماء سے یہ خصوصی عہد لیا گیا تھا یا تو میثاق کے دن یا توریت میں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عہد میثاق کے دن ہی لیا گیا ۱۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دین بیچ کر جتنی دولت بھی وصول کی جاوے وہ تھوڑی ہے وہ خالص دنیا ہے اور دنیا کتنی بھی زیادہ ہو قلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ روپیہ لے کر احکام شرعی چھپانا، بدلنا یہ آیات الٰہی کو بیچنا ہے۔ قرآن چھاپ کر فروخت کرنا، تعلیم قرآن پر اجرت لینا، امامت مدرسی پر تنخواہ لینا یہ اس میں داخل نہیں ورنہ

بقیہ برصفحہ ۷۴۵

اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ

کہ بے کیئے ان کی تعریف ہو ۱ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ

اوران کے لیے دردناک عذاب ہے ۲ اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ۳ اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہر چیز پر قادر ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش ۴

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ ع ۱۹ / ۱۰

اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں ۵ عقل مندوں کے لیے جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ

اللہ کی یاد کرتے ہیں ۶ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ۷ اور آسمانوں

فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ

اورزمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تونے یہ بیکار نہ بنایا

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ

پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ۸ اے رب ہمارے بے شک جسے تودوزخ میں لے جائے

فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

اسے ضرورتونے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ۹ اے رب ہمارے ہم نے ایک

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا

منادی کوسُنا ۱۰ کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے ۱۱ اے رب ہمارے

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محوفرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر ۱۲

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ

اے رب ہمارے اورہمیں دے وہ جس کا تونے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت ۱۳ اورہمیں قیامت کے دن

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ

رسوانہ کربے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا ۱۴ توان کی دعا سن لی ان کے رب نے ۱۵ کہ میں

۱ معلوم ہوا کہ بزدلوں کو خان بہادر کا، اور جاہلوں کو شمس العلماء کا خطاب دینا اور ان خطاب یافتہ لوگوں کا اس پرخوش ہونا طریقہ کفار ہے۔ اسی طرح بے علم لوگوں کا مولوی عالم، مولوی فاضل بن جانا اور اس کی ڈگری پرخوش ہونا طریقہ جہال ہے۔ کیونکہ آج کل بعض جاہل تدبیر کر کے مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں۔ ۲ یہ وعید ان کفار کے لئے ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے یا گمراہ رکھنے پرخوش ہوتے ہیں اور اپنی تعریف چاہتے ہیں ۳ یہ حصر حقیقی ملکیت کے لحاظ سے ہے یعنی حقیقی مالک، بادشاہ رب ہی ہے دوسرے اس کی عطا سے مجازی طور پر بادشاہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب، مدد حسیب ہونے کے متعلق جو حصر کی آیات آئی ہیں ان سے بھی حقیقی معنی ہی مراد ہیں جیسے لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہف: ۲۶) یا كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (النساء: ۶) اور كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء: ۱۳۲) ۴ حضور علیہ السلام تہجد کے وقت بیدار ہوکر آسمان پر نظر فرما کر یہ آیت کریمہ میعاد تک پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس پر افسوس ہے جو یہ آیات پڑھے اور آسمان و زمین کی حکمتوں پر غور نہ کرے۔ لہٰذا علم جغرافیہ و سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے بشرطیکہ یہ علوم اسلامی عقائد کے مؤید ہوں۔ ۵ کہ ان کو دیکھ کر رب کی وحدانیت اس کے علم وقدرت معلوم کریں اور یقین کریں کہ قوموں کا بھی یہی حال ہے کبھی کوئی قوم عروج پر اور کبھی دوسری۔ اس عروج پر فخر نہ کریں ۶ اس سے معلوم ہوا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی زندگی اللہ کی یاد میں گزارے اگرچہ دنیا زیادہ نہ کمائے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں چاہئے۔ اسی لئے ذکر اللہ کے لئے وضو وغیرہ کی قید بھی نہیں لگائی۔ کیونکہ مرتے وقت کس کا وضو ہوتا ہے مگر کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے رب کی حمد کرنا اور اللہ کو رَبَّنَا کہہ کر پکارنا اور بار بار رَبَّنَا يَا سُبْحٰنَكَ عرض کرنا بفضلہ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے ۹ اس سے پتہ لگا کہ جو ظالم یعنی کافر نہ ہو اس کے مددگار اللہ کی طرف سے بہت ہیں۔ چنانچہ رب فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (مائدہ: ۵۵) مددگار نہ ہونا کافر کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہے۔ کافر بے یار و مددگار ہے۔ مسلمان کے مددگار اللہ، رسول، صالح مومنین، اولیاء، ملائکہ سب ہیں۔ ماشاء اللہ اور فرماتا ہے: وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (تحریم: ۴) یعنی اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں ۱۰ یعنی نبی کریم علیہ السلام کی ندا کو۔ معلوم ہوا کہ دین کے علماء کی تبلیغ ان کی آوازیں بالواسطہ حضور علیہ السلام ہی کی تبلیغ اور حضور ہی کی ندا ہے کہ ان کی بات سننا حضور علیہ السلام کی سننا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم سب کا ایمان حضور علیہ السلام کی ندا کی برکت سے ہے ۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مسلمان اپنے کو گنہگار سمجھے مگر کافر نہ سمجھے۔ اپنے کفر کا اقرار بھی کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہئے۔ جب اپنے ایمان کا وسیلہ بنانا درست ہے تو نبی کریم علیہ السلام کا وسیلہ پکڑنا بھی بالکل صحیح ہے ۱۲ یعنی ہم مرتے وقت نیکوں کے زمرہ میں ہوں۔ نیکی کرتے کرتے مریں۔ یا جب دنیا سے نیک اٹھ جاویں، بدہی رہ جاویں تو ہمیں بھی موت عطا فرما دے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ آخر زمانہ میں مومنین اٹھ جائیں گے ۱۳ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا وعدہ درحقیقت رب کا وعدہ ہے

بقیہ برصفحہ ۷۴۵

اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ

تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا ف۱ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ف۲ تو وہ جنہوں نے

بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا

ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے

فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا ف۳

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ

اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس

عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ

کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے ف۴ اے سننے والے

تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ

کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے ف۵ تھوڑا برتنا ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ

دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا ف۶ لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ

جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی ف۷ اور جو

اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا ف۸ اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ

لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

اللہ پر ایمان لاتے ہیں ف۹ اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ان کے

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے ف۱۰ یہ وہ ہیں

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا

جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ف۱۱ اے

(۱) یعنی مسلمانوں کے عمل ضائع نہیں فرماتا۔ اس لئے یہاں مِنْكُمْ فرمایا گیا کافروں کے عمل نیک برباد ہیں۔ برے عمل برقرار ہوں گے۔ ہاں بعض گناہ ایسے بھی ہیں جن سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ مگر اس صورت میں رب نے برباد نہ فرمائیں بلکہ بندے نے خود برباد کرلیں (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ احکام کی آیتوں میں خطاب مردوں سے ہے مگر عورتیں بھی ان میں شامل ہیں کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ تم مرد عورتیں آپس میں ایک ہو۔ لہٰذا احکام اور ان کی جزا ثواب تم سب کو شامل ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس عرض پر نازل ہوئی کہ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر نہیں سنتی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ جہاد یا شہادت گناہوں کا کفارہ ہیں کیونکہ سَیِّـٰاتِ گناہ صغائر کو کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ہود: ۱۱۴) اور فرماتا ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء: ۳۱) خیال رہے کہ فِيْ سَبِيْلِيْ کا تعلق گزشتہ تین چیزوں سے ہے۔ یعنی ہجرت کرنا، گھر سے نکالا جانا، ایذاء دیا جانا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہو تب یہ وعدہ ہے (۴) اس میں فرمایا گیا کہ رب کی عطا تمہارے اعمال کے لائق نہ ہوگی بلکہ ہماری شان کریمہ کے مطابق ہوگی لہٰذا وہ ثواب تمہارے خیال و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ (۵) یعنی تم کافروں کی آزادی اور مال داری سے یہ نہ سمجھو کہ کافر اللہ کے مقبول ہیں ورنہ انہیں دنیا کی نعمتیں کیوں ملیں۔ دولہا کی نچھاور عالم لوگ لوٹتے ہیں۔ مومن دولہا ہے۔ یہ دنیا اس کی نچھاور ہے جسے کفار برت رہے ہیں۔ اس لئے جب مومن نہ رہیں گے تو قیامت آجاوے گی۔ (۶) شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مسلمانوں کی اس عرض کرنے پر نازل ہوئی کہ کفار عیش میں ہیں، اور ہم تنگی میں۔ انہیں بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش مٹھائی میں زہر ہے۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ (۷) اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنتیوں کی ہمیشہ ایسی خاطر تواضع کی جاوے گی جیسی مہمان کی ہوتی ہے کہ میزبان اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ہم بھی تمہاری خاطر میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنتی اپنی جنت کے مالک نہ ہوں گے صرف مہمان کی حیثیت رکھیں گے، لَهُمْ جَنّٰتٌ کے لام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مالک ہوں گے۔ لام ملکیت کا ہے۔ (۸) یعنی آخرت کی نعمتیں جو نیکیوں کو ملیں گی وہ دنیا کی نعمتوں سے کہیں بہتر ہیں کہ وہ باقی ہیں اور یہ فانی۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیکوں کی نیکیاں جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاویں وہ تمام دنیا سے افضل ہیں۔ خیال رہے کہ مقبول اعمال اللہ کے پاس رہتے ہیں۔ مردود اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً اللہ پر ایمان لانے والا وہی ہے جو حضور علیہ السلام پر ایمان لاوے۔ کیونکہ سارے اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے مگر فرمایا کہ ان میں سے بعض اللہ کو مانتے ہیں ان سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے۔ (۱۰) شان نزول۔ بادشاہ حبشہ نجاشی یعنی اصحمہ کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ حضور علیہ السلام نے ان کی وفات کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ چلو ان پر نماز پڑھیں۔ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ حبشہ کی زمین اور نجاشی کی میت آپ کے سامنے تھیں۔ حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی۔ بقیہ برصفحہ ۶۴۷

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ایمان والوصبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو ف۱ اور اللہ سے

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۲۰۰ ع

ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو

سُوْرَةُ النِّسَآءِ ۴ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۷۶ رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورہ نساء مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ف۲ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ

اور اسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا ف۳ اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے ف۴ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو ف۵ اور رشتوں کا لحاظ رکھو ف۶ بے شک اللہ

عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۱ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور یتیموں کو اُن کے مال دو ف۷ اور ستھرے

بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا

کے بدلے گندا نہ لو ف۸ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ ف۹ بے شک یہ بڑا

كَبِيْرًا ۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ

گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے ف۱۰ تو نکاح میں لاؤ جو

لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار ف۱۱ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۳ؕ وَ

تو ایک ہی کرو ف۱۲ یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو ف۱۳ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور

اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ

عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو ف۱۴ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں

ع ۱۱

❶ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی سرحد پر رہنا بھی عبادت ہے کیونکہ وہاں کفار کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے اس لئے وہاں ہر شخص جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ تو تیاری جہاد، جہاد کی طرح عبادت ہے۔ ❷ اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن گناہ چھوڑ کر نیکی اختیار کریں۔ تقویٰ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ناس میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ جنات سے خطاب نہیں۔ ❸ یعنی سارے انسانوں کو حضرت آدم وحوا سے بطور نسل و ولادت پیدا فرمایا۔ مگر حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا۔ دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ جیسے گھر کے ایک خاندان کی انتہا ایک شخص پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی سارے انسانوں کی انتہا ایک انسان پر ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ❹ اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ ہر انسان دوسرے کی خیر خواہی کرے کیونکہ یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھل پھول۔ نیز کوئی مسلمان نسل اور قومی فخر نہ کرے۔ کیونکہ سب قوموں کی اصل ایک ہے ❺ ایک دوسرے سے رب کے نام پر مانگتے ہو کہ کہتے ہو اللہ کے واسطے مجھ یہ دو جس کا نام کریم ہے۔ کہ تمہاری کارسازی کرتا ہے تو بتاؤ کہ نام والا خود کیسا ہے۔ ❻ کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو رشتے قطع نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو رزق کی کشائش اور عمر میں برکت چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے ❼ شان نزول۔ ایک شخص کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا تو اس نے چچا سے اپنا مال مانگا۔ چچا نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس شخص نے یہ آیت سن کر فوراً مال بھتیجے کے حوالے کیا۔ اور کہا اللہ رسول کی اطاعت سب سے بہتر ہے ہم اس کے مطیع ہیں۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ اس بالغ کو یتیم فرمانا گزشتہ کے لحاظ سے ہے ورنہ بالغ ہو کر بچہ یتیم نہیں رہتا۔ انسان کا وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ جانور کا وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مر جائے موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہوا اسے در یتیم کہتے ہیں۔ بڑا قیمتی ہوتا ہے ❽ یعنی اپنا مال جو حلال ہے وہ یتیم کے مال میں رکھ کر اس کا مال اس کے عوض نہ لو کیونکہ وہ حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس سے ظلم مقصود ہو ❾ جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر رکھنا حرام ہوا تو علیحدہ طور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو ہبہ دے سکتے ہیں مگر اس کا ہبہ لے نہیں سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز، فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔ اولاً مال تقسیم کرو۔ پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔ ❿ شان نزول۔ بعض لوگ اپنے زیر پرورش یتیمہ لڑکی سے محض اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے تھے ان سے رغبت نہ رکھتے تھے اس لئے ان کی زوجیت کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اس سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں ⓫ اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ آپ کو جس قدر چاہیں بیویاں حلال تھیں۔ خیال رہے کہ ایک مرد کو چند بیویاں کرنے کا اس لئے اختیار دیا گیا کہ عورتیں مردوں سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں اور مرد جنگ و جہاد میں مارے جاتے ہیں۔ بقیہ برصفحہ ۷۴۶

مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ④ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ

کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا ۱ اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو

الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ

جو تمہارے پاس ہیں ۲ جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے ۳ اور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا

اور ان سے اچھی بات کہو ۴ اور یتیموں کو آزماتے رہو ۵ یہاں تک کہ جب وہ

النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کردو ۶

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا

اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں ۷ اور جسے حاجت نہ ہو

فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا

وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے ۸ پھر جب

دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

تم ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کرلو ۹ اور اللہ کافی ہے

حَسِيْبًا ⑥ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

حساب لینے کو مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ۱۰

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ

اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو

مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ⑦ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا

یا بہت حصہ ہے ۱۱ اندازہ باندھا ہوا ۱۲ پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ

اور یتیم اور مسکین ۱۳ آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو ۱۴ اور ان سے

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑧ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اچھی بات کہو اور ڈریں وہ لوگ ۱۵ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے

❶ بعض علماء اس آیت سے فرماتے ہیں کہ عورت کا مہر بڑی برکت والی چیز ہے اگر کسی کے بچہ کو شفا نہ ہوتی ہو تو وہ اپنے مہر سے اس کا علاج کرے۔ اور درود شریف ہماری پہلی ماں حضرت حوا کا مہر ہے لہٰذا ہمارے لئے شفا ہے مگر یہ جب ہے کہ عورت بخوشی دے جبراً لینا یا دیا ہوا مہر واپس لینا حرام ہے رب فرماتا ہے: فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا (النساء: ۲۰) لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ❷ اس ترجمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اَمْوَالَكُمْ میں اموال کی نسبت کم کی طرف قبضہ کی نسبت ہے نہ کہ ملکیت کی اور ان مالوں سے یتیم کے وہ ذاتی مال مراد ہیں جو ان کے ولیوں کے پاس اَمَانَۃً محفوظ ہیں۔ یعنی ناسمجھ یتیموں کو مال نہ دو ورنہ وہ ضائع کردیں گے۔ ❸ اس سے معلوم ہوا کہ مال سنبھالنا بھی عبادت ہے کیونکہ دین و دنیا کے ہزاروں کام اس سے انجام پاتے ہیں اور فرائض کے شرائط بھی فرض ہوتے ہیں۔ جیسے نماز کے لئے وضو ❹ اچھی بات میں، انہیں تعلیم دلانا انہیں اچھے اخلاق سکھانا انہیں ان کے مال دیئے جانے کی تسلی دینا سب ہی داخل ہیں۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے بچوں کا پالنا کس اعلیٰ طریقہ سے سکھایا۔ بچوں سے ابے تبے کرکے نہ بولو آپ، جناب سے بولو تاکہ وہ بھی ایسا بولنے کے عادی ہوں۔ ❺ اس طرح کہ انہیں کچھ پیسے خرچ کرنے کو دو کچھ سودا سلف ان سے منگواؤ تاکہ پتہ لگے کہ ان میں سمجھ سوچ پیدا ہوئی کہ نہیں اور آئندہ مال کو سنبھال سکیں گے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ مال کمانا کمال نہیں مال خرچ کرنا کمال ہے۔ کمانا سب جانتے ہیں۔ خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کے ساتھ دنیا بھی بچوں کو سکھانا ضروری ہے ❻ اس آیت میں صاحبین کی دلیل ہے کہ اگر بچہ بالغ ہو کر بھی مال نہ سنبھال سکے تو اس کا مال کبھی اس کے سپرد نہ کیا جائے امام صاحب کے نزدیک پچیس سال کی عمر میں سپرد کردیا جائے۔ اٹھارہ برس بلوغ کی انتہائی مدت ہے۔ سات سال اور انتظار دیکھو (روح) دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ بہرحال اس آیت سے معلوم ہوا کہ مال کی حفاظت بہت اہم ہے کہ اس پر دین و دنیا کے بہت سے کام موقوف ہیں۔ ❼ بعض اولیاء یتیم کی شادی ان کے مال سے بہت دھوم سے کرتے ہیں۔ جن میں بہت ناجائز خرچ کرڈالتے ہیں وہ ان یتیموں کے دشمن ہیں اور اسی آیت میں داخل ہیں اور جو غریب اولیاء یتیم کے مال سے حق پرورش حق سے زیادہ لیں وہ بھی اس میں داخل ہیں ❽ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت دینی خدمت پر بھی اجرت لینا جائز ہے۔ دیکھو یتیم کا پالنا دینی کام ہے مگر فقیر وارث کو حق ہے کہ یتیم کے مال سے اس کی اجرت لے اسی لئے خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی۔ سوا حضرت عثمان غنی کے۔ رضی اللہ عنہم۔ لہٰذا امامت، دینی مدرسی پر اجرت لے سکتے ہیں۔ ❾ یہ امر استحبابی ہے۔ ہر مالی معاملہ جس میں جھگڑے کا اندیشہ ہو اس میں گواہ بنانا بہت اچھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ کبھی وجوب کے علاوہ اور معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ❿ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے پوتا اور بیٹی کے ہوتے نواسا میراث نہیں پاسکتا کیونکہ پوتے سے بیٹا اور نواسے سے بیٹی قریب تر ہے ⓫ شان نزول، اوس ابن صامت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ایک بیوی ام کجہ اور تین بیٹیاں دو چچا سوید، عرفطہ چھوڑے۔ ان دونوں چچاؤں نے حضرت اوس کے سارے مال پر قبضہ کرلیا۔ ان کی بیوی بقیہ برصفحہ ۷۴۶

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ⑨
تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں ۱
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ
وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری
فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ
آگ بھرتے ہیں ۲ اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے ۳ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۴
اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً
تمہاری اولاد کے بارے میں ۵ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے ۶ پھر اگر نری لڑکیاں ہوں
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً
اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی ۷ اور اگر ایک لڑکی
فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا
ہو تو اُس کا آدھا ۸ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ
تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ
سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو ۹ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو ۱۰ اور ماں باپ چھوڑے
فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ
تو ماں کا تہائی ۱۱ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں ۱۲ تو ماں کا چھٹا
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا
بعد اس وصیت کے جو کر گیا ۱۳ اور دَین کے ۱۴ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے
تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا ۱۵ یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ
كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ
علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں ۱۶ اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر
لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا
ان کی اولاد نہ ہو ۱۷ پھر اگر ان کی اولاد ہو ۱۸ تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے

۱ یعنی مرنے والے کے پاس بیٹھنے والے سیدھی بات کریں کہ اسے صدقہ اور اچھی وصیت کا مشورہ دیں اور اولاد کے لئے ترکہ چھوڑ جانے کے فضائل اسے بتائیں جان کنی کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کریں۔ یتیموں سے سیدھی بات یہ ہے کہ یتیم کا ولی یا وصی اس سے اچھا برتاؤ کرے اچھی تعلیم دے۔ کھانا سکھائے۔ غرضیکہ اس سے وہ
ع ۱۲ معاملہ کرے جو اپنی اولاد سے کرتا ہے۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ جب میت کے یتیم یا غائب وارث ہوں تو مال مشترک میں سے اس کی فاتحہ تیجہ وغیرہ حرام ہے کہ اس میں یتیم کا حق شامل ہے۔ بلکہ پہلے تقسیم کرو۔ پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ سارے کام کرے ورنہ جو بھی وہ کھائے گا دوزخ کی آگ کھائے گا۔ قیامت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا ۳ حدیث شریف میں ہے کہ یتیم کا مال ظلماً کھانے والے قیامت میں اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے منہ، کان اور ناک سے بلکہ ان کی قبروں سے دھواں اٹھتا ہوگا جس سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے ہیں ۴ اولاد کی میراث کے متعلق رب تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے خیال رہے کہ اہل عرب وصیت کو بہت اہتمام سے پورا کرتے تھے اس لئے ہر تاکیدی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے ۵ یہاں اولاد سے مراد بلاواسطہ اولاد ہے یعنی بیٹے بیٹیاں، پوتے اور نواسے اس سے خارج ہیں کیونکہ وہ بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے وَالْاَقْرَبُوْنَ سے معلوم ہو چکا۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے یا نواسے کو میراث دلوانا صراحتاً قانون اسلامی مخالفت ہے۔ اس جگہ اولاد کو عام سمجھنا اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے یتیم نواسہ کو میراث دلوانا بڑی جہالت ہے۔ آج تک کسی مسلمان نے اس کی جرأت نہ کی۔ ۶ معلوم ہوا کہ بیٹا ذی فرض نہیں ہے عصبہ ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے بیٹی بھی عصبہ بن جاتی ہے کیونکہ قرآن کریم نے ان کا حصہ مقرر نہ فرمایا۔ آدھا یا تہائی بلکہ اگر کوئی ذمہ فرض نہ ہو تو سارے مال کو بیٹا بیٹی اس طرح بانٹ لیں اور اگر ہو تو اس سے بچے ہوئے کو ۷ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی ذی فرض ہے اگر بیٹا نہ ہو اور عصبہ ہے اگر ساتھ بیٹا بھی چھوڑا ہو کیونکہ بیٹے کے ساتھ تو بیٹی کا حصہ مقرر نہ فرمایا اور صرف بیٹی کے لئے حصہ مقرر فرمایا گیا ۸ حضرت استاذی مرشدی مراد آبادی قدس سرہ نے اس سے ثابت فرمایا کہ اگر صرف ایک بیٹا چھوڑا ہو تو اسے کل مال ملے گا۔ کیونکہ جب ایک بیٹی آدھا لیتی ہے اور بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہوتا ہے تو لڑکے کو کل مال ملنا چاہئے۔ (سبحان اللہ) ۹ یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی۔ کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ہو تو ماں کو ۱/۶ ملے گا۔ ۱۰ اور نہ خاوند یا بیوی ہو کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے ماں کو بیوی یا خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا تہائی ملے گا نہ کہ کل کا ۱۱ مردہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں ذی فرض ہے، اور باپ عصبہ۔ کیونکہ یہاں ماں کا حصہ تو قرآن شریف نے مقرر فرمایا مگر باپ کا ذکر نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ باپ کو باقی بچا ہوا یعنی ۲/۳ ملے گا۔ کیونکہ پہلے فرما دیا ہے۔ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ (النساء:۱۱) ۱۲ اخوۃ کی جمع سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بہن یا بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ۱۳ یعنی جائز وصیت جو تہائی سے زیادہ نہ ہو اور کسی وارث کو نہ کی گئی بقیہ برصفحہ ۴۲۶ پر

تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ

جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں

مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ

کا چوتھائی ہے ۱ اگر تمہارے اولاد نہ ہو ۲ پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے

الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

آٹھواں ۳ جو وصیت تم کر جاؤ ۴ اور دین نکال کر ۵

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ

اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ

تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا ۶ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں ۷

فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ

میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو ۸

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ

یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا ۹ اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ

نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی ۱۰ اور جو اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪

رسول کی نافرمانی کرے ۱۱ اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا ۱۲

وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِیْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ۱۳

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو ۱۴ پھر اگر وہ گواہی دے دیں

ع ۱۳

منزل ۱

۱ بیوی خواہ ایک ہی ہو یا چند ان کا یہ ہی ہوگا یعنی ۱/۴ یا ۱/۸ ۲ میت کی صلبی اولاد بیوی کا حصہ آٹھواں کر دیتی ہے جو اس عورت یا خاوند سے ہو یا دوسرے سے۔ لہٰذا اس میں روافض کی دلیل نہیں بن سکتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ازواج حضور کے بعد وراثت کی مستحق نہ تھیں۔ کیونکہ کسی سے اولاد نہ تھی۔ کیونکہ قرآن کی اس آیت میں یہ قید نہیں کہ وہ اولاد تم سے ہو ورنہ منکم فرمایا جاتا۔ خیال رہے کہ ولد میں پوتا پوتی بھی داخل ہے۔ ۳ ما کے عموم سے معلوم ہوا کہ منقولی اور غیر منقولی ہر قسم کے مال میں حصے ہوں گے ۴ خیال رہے کہ وارث کو وصیت جائز نہیں اور تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ اگر زیادہ کی وصیت کر گیا ہو تو تہائی میں ہی جاری ہوگی زیادہ میں نہیں ۵ اس قرض میں عورت کا مہر بھی داخل ہے لہٰذا مردہ خاوند کے مال سے پہلے اس کی بیوی کا مہر دیا جاوے گا پھر میراث جاری ہوگی۔ آج کل جو مہر کا اعتبار نہیں کرتے محض غلط ہے ۶ اس سے میراث کے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کے اصول و فروع نہ ہوں۔ نہ ماں باپ وغیرہ نہ اولاد۔ دوسرے یہ کہ اخیافی بھائی بہن یعنی ماں شریکے ذی فرض ہو سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اخیافی اولاد کے حصے میں لڑکا لڑکی برابر کے حصے دار ہیں یہاں لڑکا لڑکی سے دگنا نہ پاوے گا ۷ چونکہ اخیافی بھائی بہن ماں کے رشتہ سے میراث پاتے ہیں اور ماں کو تہائی سے زیادہ کسی صورت میں بھی میراث نہیں ملتی اس لئے اس کی اولاد کو بھی اس سے زیادہ نہ ملے گی (خزائن) خیال رہے کہ جماعت کی نماز اور میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت کے حکم میں ہیں کہ بہت سوں کو وہی حق ملتا ہے جو دو کو۔ اور دو مقتدیوں سے بھی امام آگے کھڑا ہوگا جیسے زیادہ کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ دو اور زیادہ جماعت ہیں۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصوں پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وارث کی وصیت کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی کو تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے تو تہائی سے درست ہوگی اور باقی غیر درست۔ تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوحہ والیوں کو اتنا دینا۔ فلاں مندر یا گرجے میں اتنا دینا کہ مسلمان کے لئے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہوگی ۹ اس سے معلوم ہوا کہ میراث میں حدیث پاک ایسے قبول ہوگی جیسے قرآن کریم کی یہ آیت۔ کیونکہ میراث کے کچھ احکام یہاں مذکور ہوئے اور پھر فرما دیا گیا کہ جو حکم مانے اللہ رسول کا یعنی باقی احکام رسول اللہ سے پوچھ لو وہ بتا دیں گے۔ چنانچہ بحکم حدیث پاک پوتی پڑپوتی وغیرہ، اگر میت کی اولاد نہیں تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت کی ایک بیٹی بھی ہے تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ اور اگر میت کے بیٹا بھی ہے" تو پوتی محروم۔ اور اگر میت کے دو لڑکیاں ہیں تو بھی پوتی محروم۔ لیکن اسی صورت میں اگر پوتا بھی ساتھ ہے تو وہ مع پوتے کے عصبہ ہوگی۔" میراث کی پوری تفصیل کے لئے ہماری کتاب علم المیراث کا مطالعہ فرماؤ جو مختصر مگر نہایت جامع ہے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم میراث میں ظلم کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ اور انصاف کرنا رحمت کا موجب ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو اپنی لڑکیوں کو محروم کر دیتے ہیں ۱۱ میراث کے

بقیہ بر صفحہ ۲۴۷

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ
توان عورتوں کو گھر میں بند رکھو ۱ یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے ۲ یا
اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝۱۵ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ
اللہ اُن کی کچھ راہ نکالے ۳ اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ۴ پھر اگر
تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝۱۶
وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں ۵ تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۶
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر
يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ
تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ۷ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۷ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ
اللہ علم و حکمت والا ہے ۸ اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں ۹
حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا
یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ
الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
ان کی جو کافر مریں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا
اَلِيْمًا ۝۱۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ
ہے ۱۰ اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ
كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ
زبردستی ۱۱ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو ۱۲ مگر
اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ
اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں ۱۳ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر
كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ
وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت

۱ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ۱: زنا کے گواہ چار ہوں گے۔ ۲: چاروں مرد ہوں کوئی عورت نہ ہوں۔ ۳: چاروں متقی آزاد ہوں جیسا کہ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا۔ ۴: جب خاوند اپنی بیوی کے زنا پر چار گواہ بنائے تو پھر لعان نہ ہوگا بلکہ عورت پر زنا کی سزا یعنی رجم ہوگی۔ اگر گواہ کوئی خاوند کے پاس نہ ہو تو لعان ہے۔ ۵: فاسقہ عورت کو طلاق دے دینا واجب نہیں بلکہ فسق سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فَاَمْسِكُوْهُنَّ سے معلوم ہوا۔ ۲ یعنی اپنی زانیہ بیویوں کو گھروں میں ایسا قید کرو کہ باہر نہ نکل سکیں۔ یہاں تک کہ ان کی زندگی ختم ہو جاوے یا زنا کی سزا نازل ہو۔ ۳ یہ آیت حدود اور سزاؤں کی آیت سے منسوخ ہے۔ اور نسخ کی طرف اسی آیت میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ انہیں موت آنے یا سزا کا قانون بننے تک قید میں رکھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات اور احکام میں نسخ جائز بلکہ واقع ہے۔ ۴ یعنی زبانی ایذاء جیسے جھڑکنا، شرم دلانا اور بدنی ایذاء مار پیٹ، یہ آیت بھی حد زنا کی آیت سے منسوخ ہے۔ خیال رہے کہ پہلی آیت میں مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فرمایا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ وہاں شادی شدہ عورتیں مراد ہیں۔ یہاں فرمایا گیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا جس سے معلوم ہوا کہ اس سے کنوارا اور کنواری مراد ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلی آیت میں فاحشہ سے مراد خود عورت کا عورت سے بذریعہ سحق زنا کرنا ہے اور وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا سے مراد مرد کا مرد سے لواطت کرنا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اب اس سے یہ معلوم ہوا کہ لواطت اور سحق میں حد مقرر نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ یعنی قاضی جو سزا چاہے دے۔ یہ وہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ (خزائن العرفان) اسی لئے لوطی کی سزائیں صحابہ کرام نے مختلف دیں اگر اس میں حد ہوتی تو ایک سزا دی جاتی اختلاف نہ ہوتا۔ ۵ یعنی گزشتہ پر نادم ہو جائیں اور آئندہ کے لئے نیک بن جانے کے آثار ان پر ظاہر ہو جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعزیر والا مجرم اگر تعزیر سے پہلے صحیح معنی میں توبہ کرے تو اس پر خواہ مخواہ تعزیر لگانا ضروری نہیں ۶ کہ بڑے سے بڑا گنہگار مجرم بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو توبہ کرے۔ خیال رہے کہ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ لوٹنا۔ اگر یہ بندے کی صفت ہو تو معنی ہوں گے گناہ یا ارادہ گناہ سے رجوع کرنا اور اگر رب تعالیٰ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے ارادہ سزا سے رجوع فرمانا۔ یا بندے کی توبہ قبول فرمانا ۷ موت سے پہلے کا وقت قریب ہی میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ کفر سے توبہ نزع کے وقت بلکہ موت دیکھ کر قبول نہیں اور گناہ سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے۔ جہالت سے مراد حماقت ہے۔ نادانی، بیوقوفی ہے۔ عالم جب گناہ کرے تو وہ عملاً جاہل ہے ۸ لہٰذا اسلام میں توبہ کا قانون بنانا عین حکمت و علم پر مبنی ہے۔ جن دینوں میں توبہ نہیں اس کے پیروکار گناہ پر زیادہ دلیر ہوتے ہیں کیونکہ مایوسی جرم پر دلیر کر دیتی ہے۔ معافی کی امید توبہ کراتی ہے۔ پھانسی والے مجرم کو علیحدہ کوٹھڑی میں بند کرتے ہیں کہ کوئی اور خون نہ کر دے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔ ۹ یعنی دلی گناہ فساد عقیدہ اور جسمانی گناہ فساد اعمال سب کچھ کرتے رہے۔ کیونکہ کفر ہی وہ گناہ ہے جس کی توبہ موت کے وقت قبول نہیں یا سیئات سے گناہ ظاہری مراد لئے جاویں تو لزوم قبول کی نفی ہے نہ کہ قبول کی جیسا کہ عَلَى اللّٰهِ سے معلوم ہوا ۱۰ لہٰذا ایسوں بقیہ بر صفحہ ۷۴۶

خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿١٩﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ
بھلائی رکھے ف۱ اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو ف۲ اور
اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ
اُسے ڈھیروں مال دے چکے ہو ف۳ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو ف۴ کیا اسے واپس لو گے
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى
جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے ف۵ اور کیوں کر اُسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک
بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿٢١﴾ وَلَا
دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا ف۶ اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں ف۷ اور
تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ
باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو ف۸ مگر جو ہو گزرا ف۹ وہ بے شک
كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ
بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں ف۱۰
وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ
اور بیٹیاں ف۱۱ اور بہنیں ف۱۲ اور پھوپھیاں اور خالائیں ف۱۳ اور بھتیجیاں اور
الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
بھانجیاں ف۱۴ اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ف۱۵ اور دودھ کی بہنیں ف۱۶
وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ
اور عورتوں کی مائیں ف۱۷ اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ف۱۸ ان بیبیوں سے جن سے
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫
تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا
اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں ف۱۹ اور دو بہنیں اکٹھی کرنا ف۲۰
بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٣﴾
مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ع ۸/۱۴

ف۱ یعنی بدخلق یا بدصورت بیوی کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرو ممکن ہے کہ رب تعالیٰ اسی بیوی سے تمہیں ایسی لائق اولاد دے جس میں تمہارے لئے بہت خیر ہو جائے ف۲ اس طرح کہ اسے چھوڑو، دوسری سے نکاح کرو ف۳ عطیہ یا مہر۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خاوند، بی بی سے ہبہ واپس نہیں لے سکتا۔ زوجیت مانع رجوع ہے۔ دوسرے یہ کہ زیادہ مہر باندھنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں جو ممانعت ہے وہ تنزیہی ہے۔ ف۴ اس لئے کہ یہاں جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مرد اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے طلاق دینا چاہے تو اسے خلع کرنا منع ہے ف۵ اہل عرب جب اپنی بیوی کو ناپسند کرتے اور طلاق دینا چاہتے تو اسے جھوٹی تہمت لگاتے تھے تا کہ عورت پریشان ہو کر اپنا مہر وغیرہ واپس کر کے طلاق لے۔ اس آیت میں اس سے منع فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاک عورت کو بہتان لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے متعلق ادنیٰ شک کرنا کفر ہے کہ ان کی گواہی رب دے چکا ہے۔ ان کی عصمت ایسی یقینی ہے۔ جیسی اللہ تعالیٰ کی توحید۔ ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ خلوت صحیحہ ہو جانے سے پورا مہر دینا پڑتا ہے اور اگر خاوند نے پورا مہر دے دیا تھا پھر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا واپس لے سکتا ہے ف۷ نکاح کے وقت دولہا کو کلمہ وغیرہ پڑھا کر نکاح کیا جاوے تا کہ نکاح کا عہد و پیمان مضبوط ہو جائے۔ وعدہ کی مضبوطی کے لئے بھی کلمہ پڑھایا جاتا ہے۔ یہ آیت کلمہ پڑھانے کی دلیل ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں رواج ہے کہ عورت اور مرد دونوں کے کلمے پڑھا کر نکاح کرتے ہیں ف۸ اگر نکاح سے مراد عقد نکاح ہے تو معلوم ہوا کہ سوتیلی ماں سے نکاح حرم ہے اگرچہ باپ نے خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی ہو۔ اور اگر نکاح سے مراد صحبت ہے تو معلوم ہوا کہ جس عورت سے اپنا باپ صحبت کرے حرام یا حلال بیوی بنا کر یا لونڈی بنا کر سب عورتیں بیٹے پر حرام ہیں کیونکہ یہ عورتیں بیٹے کی ماں کی طرح ہیں ف۹ یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مر بھی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے مسئلہ، اگر مجوسی اسلام لائے اور اس کے نکاح میں اپنی ماں یا بہن ہے تو اسے چھوڑ دینا فرض ہے لیکن اس نے زمانہ کفر میں جو نکاح کئے ہوں، ان سے جو اولاد ہو چکی ہو وہ اولاد حلالی ہوگی۔ کیونکہ کفار پر شرعی احکام جاری نہیں ف۱۰ جن کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے اس میں نانی، دادی وغیرہ بھی داخل ہیں۔ سوتیلی ماؤں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا ف۱۱ اس میں پوتیاں، نواسیاں بلکہ ان کی اولاد بھی داخل ہے کہ ان سب سے نکاح حرام ہے ف۱۲ اس میں بھانجیاں، بھتیجیاں اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی اصول حرام ہیں۔ ماں باپ کی ساری اولاد حرام۔ اس کی تصریح خود اسی آیت میں آگے آ رہی ہے ف۱۳ صرف یہ حرام ہیں ان کی اولاد حلال کیونکہ یہ اصول بعید یعنی دادا نانا کی اولاد ہیں۔ ان کا یہی حکم ہے کہ خالہ زاد پھوپھی زاد لڑکی حلال ہے۔ ف۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی رشتہ سے سات عورتیں حرام ہیں جن کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے سارے فروع حرام اپنے سارے اصول حرام اصول قریبہ کے سارے فروع حرام اور اصول بعیدہ کے قریبہ فروع حرام، فروغ بعیدہ حلال۔ بقیہ برصفحہ ۷۴۷

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں ف۱ مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں ف۲ یہ اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

نوشتہ ہے تم پر ف۳ اور اُن کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں ف۴ کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو ف۵

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

قید میں لاتے نہ پانی گراتے ف۶ تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ف۷ ان کے بندھے

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ

ہوئے مہر انہیں دو ف۸ اور قرار داد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جاوے

بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

تو اس میں گناہ نہیں ف۹ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تم میں بے مقدوری

مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ

کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو اُن سے نکاح کرے جو

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ

تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں ف۱۰ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں

مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

ایک دوسرے سے ہے تو اُن سے نکاح کرو ف۱۱ ان کے مالکوں کی اجازت سے ف۱۲

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ف۱۳ قید میں آتیاں نہ مستی نکالتی اور نہ یار بناتی ف۱۴

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى

جب وہ قید میں آجائیں پھر بُرا کام کریں تو ان پر اُس سزا کی آدھی ہے ف۱۵

الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ

جو آزاد عورتوں پر ہے ف۱۶ یہ اس کے لیے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے

وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ

اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے ف۱۷ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ چاہتا ہے

ربع

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ گم شدہ خاوند کی عورت اس وقت تک دوسرے پر حرام ہے جب تک کہ اس کی موت کا ظن غالب جو قریب یقین ہے، نہ ہو جاوے۔ ایسے ہی جن عورتوں کے نکاح ناجائز طور پر حکام وقت توڑ دیں، وہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ خاوند والی عورتیں ہیں (۲) معلوم ہوا کہ کافر کا نکاح اختلاف ملک کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کہ مرد تو دارالحرب میں رہے اور عورت گرفتار ہو کر دارالسلام میں آ جائے۔ مومن کے لئے حکم نہیں (۳) جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جو ان میں سے کسی کی حرمت کا انکار کرے وہ کافر ہے (۴) خیال رہے کہ عورت کی حرمت چار وجہیں ہیں۔ نمبر۱ کفر۔ نمبر۲ سسرالی رشتہ۔ نمبر۳ دودھ۔ نمبر۴ نسب۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حرام ہونے کے لئے دلیل درکار ہے۔ حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ فرمایا کہ اس کے سوا سب حلال ہیں۔ اس کی پوری بحث ہمارے فتاویٰ میں دیکھو (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی جیسے خاوند کی خدمت یا قرآن شریف پڑھا دینا۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو پیغام دیا جائے نہ کہ اس کا برعکس کیونکہ یہاں مردوں سے خطاب ہوا کہ تم تلاش کرو (۶) اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ اس سے صرف شہوت رانی مقصود ہوتی ہے نہ کہ اولاد کا حاصل کرنا اور یہ زنا کی قسم ہے۔ ابتداء اسلام میں یہ اسی طرح حلال تھا جیسے شراب۔ (۷) یا یہ مطلب ہے کہ جس منکوحہ بی بی سے تم نفع یعنی صحبت کر لو اسے پورا مہر دو۔ اس متعہ سے مراد شیعہ فرقہ کا متعہ نہیں کیونکہ یہ متعہ تو غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ سے نکل گیا اس متعہ سے صرف شہوت پوری کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ اولاد حاصل کرنا۔ نکاح دائمی کا مقصود صرف شہوت رانی نہیں۔ رب فرماتا ہے: فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (مومنون: ۷) (۸) اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا مہر ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اور قرضوں کا ادا کرنا۔ لہٰذا مہر اتنا باندھنا چاہئے جتنا ادا ہو سکے۔ (۹) اس طرح کہ یا تو عورت کچھ کم کر دے یا بالکل معاف کر دے یا خاوند مہر بڑھا دے یا عطیہ دے (۱۰) اس سے مراد اپنی لونڈی نہیں کیونکہ اپنی لونڈی سے نکاح نہیں ہوتا۔ بغیر نکاح ہی صحبت حلال ہے۔ مومنہ کی قید استحبابی ہے کیونکہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حلال ہے۔ رب فرماتا ہے: وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء: ۲۴) مسئلہ:۔ جو آزاد عورتوں سے نکاح کر سکے وہ لونڈی سے نکاح نہ کرے یہ حکم استحبابی ہے ہاں جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا (۱۱) یعنی لونڈی سے نکاح کرنے میں شرم و عار نہ کرو۔ کیا خبر ایمان میں کون افضل ہو، آزاد عورت یا لونڈی۔ بزرگی ایمان و تقویٰ سے ہے نہ کہ محض آزاد ہونے سے (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسی کی لونڈی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ خود اپنی لونڈی سے مولیٰ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بغیر نکاح صحبت حلال ہے نیز نکاح میں زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں مگر لونڈی کا حق مالک پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نکاح میں اور لونڈی ہونے میں ضد ہے (۱۳) اس طرح کہ ان کے مالکوں کو ادا کرو کیونکہ ان

ع ٤

بقیہ برصفحہ ۲۴۷

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ

کہ اپنے احکام تمہارے لیے بیان کر دے ف۱ اور تمہیں اگلوں کی روشیں بتا دے ف۲ اور تم پر اپنی رحمت

عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ

سے رجوع فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے ف۳ اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے ف۴

وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾

اور جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ ف۵

يُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی کمزور بنایا گیا ف۶

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ف۷ مگر

أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ

یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضا مندی کا ہو ف۸ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو ف۹

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا

بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا

فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِن

تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے ف۱۰ اور یہ اللہ کو آسان ہے اگر

تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور

نُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ

تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے ف۱۱ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں

بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ

ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ف۱۲ مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے ف۱۳ اور عورتوں کے لیے

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ان کی کمائی سے حصہ ف۱۴ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو ف۱۵ بے شک اللہ

منزل ۱

(۱) حرام و حلال عورتیں اور نکاح کی مصلحتیں چونکہ جانور و انسان کی پیداوار میں فرق صرف نکاح سے ہے اس لئے رب نے اس کے احکام قدرے تفصیل سے بیان فرمائے اور نبی ﷺ نے بالکل واضح فرما دیئے (۲) اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کے جو شرعی مسائل قرآن یا حدیث میں بغیر تردید نقل ہوئے وہ ہمارے لئے بھی لائق عمل ہیں جیسے رب فرماتا ہے کہ زبور میں ہم نے حکم دیا تھا: اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ (مائدہ: ۴۵) مگر جو تردید کے ساتھ نقل ہوئے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں جیسے کہ رب فرماتا ہے: فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (النساء: ۱۶۰) (۳) لہٰذا اس کا ہر حکم بلا تامل قبول کرلو۔ کیونکہ اس کا ہر حکم کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی ہے (۴) کہ تم دنیاوی کاروبار کرتے ہوئے بھی رب کی طرف متوجہ رہو۔ اس لئے رب نے ہمارے تمام مشاغل پر پابندیاں لگا دیں (۵) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان میں شہوت رانی، تن پروری، خواہش نفسانی کی پیروی ہے۔ (۶) مرد عورت کے بغیر اور عورت مرد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا نکاح کے مسائل بہت تفصیل سے بیان فرما دیئے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت حرام ہے کہ وہ باطل ذریعہ سے حاصل ہوئی۔ لہٰذا گانا، جھوٹ، وکالت، ڈاڑھی مونڈنے، تصویر سازی کی اجرتیں حرام ہیں کہ یہ حرام ذریعوں سے حاصل ہوئیں۔ اس سے ہزارہا مسائل معلوم ہوئے۔ جوا، شراب کی قیمت، خیانت، سود، سب حرام ہیں (۸) اس سے معلوم ہوا کہ جبری بیع درست نہیں۔ لہٰذا حکومت کے ضبط کئے ہوئے مالوں کا نیلام خریدنا حرام ہے کہ یہ بیع رضا سے نہیں، کیونکہ وہاں مالک راضی نہیں ہوتا اور حاکم مالک نہیں۔ دیوالئے کے مال کا نیلام کچھ شرائط کے تحت جائز ہے۔ یوں ہی کسی کی دکان، زمین پر جبراً قبضہ کر لینا اور تھوڑا کرایہ مالک کی مرضی کے خلاف دینا بھی حرام ہے کیونکہ معاملات میں رضائے فریقین شرط ہے (۹) اگر حلال سمجھ کر خودکشی کرے تو کفر ہوا اور دائمی عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اگر حرام جانتے ہوئے کی تو جہنم کا داخلہ عارضی ہوگا۔ لہٰذا خودکشی، بھوک ہڑتال سے مرنا حرام ہے۔ (۱۰) ظلماً کی قید اس لئے لگائی گئی کہ جن صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے، اس صورت میں قتل کرنا جرم نہیں جیسے قاتل زانی کو حکومت کے حکم سے ہلاک کرنا یا ڈاکو کو مار ڈالنا (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ سے بچنا، صغیرہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے، کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر نص میں کوئی دنیاوی یا اخروی سزا مقرر فرمائی ہو جیسے شرک، ظلماً قتل، زنا و چوری وغیرہ اور گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا کبیرہ ہے۔ رب فرماتا ہے: وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا (آل عمران: ۱۳۵) (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ حسد حرام ہے بلکہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مارا گیا۔ حسد کے معنی ہیں جلنا یعنی دوسرے سے نعمت کا زوال چاہنا اور اپنے لئے اس کا حصول، رہا غبطہ یہ دنیاوی نعمتوں میں حرام ہے۔ دینی چیزوں میں جائز ہے۔ غبطہ کے معنی ہیں اپنے لئے بھی نعمت چاہنا جس کا ترجمہ ہے رشک (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ نیک خاوند کی بیوی اور نیک بیوی کا خاوند اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو نیک عمل کی ضرورت ہے۔ (۱۴) شان نزول۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم مرد ہوتے تو جہاد کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ تم اپنے

بقیہ برصفحہ ۲۴۷

8

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

سب کچھ جانتا ہے ۱ اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنا دیے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ ۲

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۚ

اور قرابت والے ۳ اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ۴ انہیں ان کا حصہ دو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ

بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ۵ مرد افسر ہیں ۶

عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا

عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ۷ اور اس لیے کہ مردوں

مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ

نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے ۸ تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں

اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا ۹ اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ ۱۰ اور ان

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ

سے الگ سوؤ ۱۱ اور انہیں مارو ۱۲ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی

سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ

کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے ۱۳ اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا

بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ

خوف ہو ۱۴ تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں

يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا

خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

خبردار ہے ۱۵ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے

اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي

بھلائی کرو ۱۶ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے

ع ۵ ۸ ۲

۱ جس کو جو دیا اپنے علم و حکمت سے دیا۔ لہٰذا کسی پر حسد کرنا درپردہ رب تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے ۲ خیال رہے کہ والدین صرف سگے ماں باپ کو کہتے ہیں۔ اس میں نہ سوتیلے ماں باپ داخل نہ دادا دادی، نانا نانی وغیرہ۔ رب فرماتا ہے: وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (بقرہ: ۲۳۳) دیکھو بچے کو دودھ پلانا سگی ماں پر ہے نہ سوتیلی ماں پر نہ دادی، نانی پر۔ اور فرماتا ہے: اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ (مجادلہ: ۲) دادا دادی اَقْرَبُوْنَ میں داخل ہیں نہ کہ والدان میں۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا محروم، ام اور اب میں یہ سب داخل ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب: ۶) اور فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (النساء: ۲۳) اور فرماتا ہے: اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ (بقرہ: ۱۳۳) ۳ اس سے معلوم ہوا کہ نزدیکی قرابت والے کے ہوتے دور والا محروم ہوگا۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا، پوتی، نواسا، نواسی محروم کیونکہ اقرب تفضیل کا صیغہ ہے۔ ۴ یعنی اگر کوئی مجہول النسب کسی سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے اگر تو پہلے مرجاوے تو میں تیرا وارث اور اگر میں تجھ سے پہلے مرجاؤں تو تو میرا وارث یا وصی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب المیراث میں ملاحظہ فرماؤ۔ ۵ لہٰذا اپنی قسمیں پوری کرو اور جس سے جو جائز معاہدہ کیا ہو اسے نبھاؤ۔ ۶ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے حقوق برابر نہیں۔ مرد کے حق زیادہ ہیں اور یہ عین انصاف ہے کیونکہ مرد پر عورت کا خرچہ اور مہر واجب ہے۔ عورت پر مرد کا کوئی مالی حق نہیں لہٰذا مرد کا رتبہ زیادہ ہونا چاہیے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرد عورت سے افضل ہے اسی لئے نبوت، امامت، قضاء، اذان، خطبہ وغیرہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ عورت پر پردہ فرض ہے اور یہ کام پردہ میں رہ کر نہیں ہو سکتے۔ نیز نسائی عوارض بھی ان کاموں میں حارج ہیں ۸ یعنی مرد کو عورت پر دو وجہ سے بزرگی ہے۔ ایک ذاتی، دوسری عارضی، ذاتی فضیلت مرد ہونا ہے۔ عارضی فضیلت عورت کو خرچہ دینا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مرد کسی وجہ سے عورت کو خرچہ نہ دے یا نہ دے سکے، جب بھی عورت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ جنس مرد جنس سے افضل ہے نہ کہ مرد کی ہر فرد عورت کی ہر فرد سے افضل۔ ہم جیسے لاکھوں مرد حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمہ الزاہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نعلین کے برابر بھی نہیں۔ جنس اور چیز ہے فرد کچھ اور۔ ۹ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عورت کا خرچ مرد پر واجب ہے دوسرے یہ کہ مرد کے گھر بار کی حفاظت عورت کے ذمہ ہے۔ تیسرے یہ کہ عورت پر خاوند کا ادب و احترام لازم ہے۔ لہٰذا عورت مرد کو نام لے کہ نہ پکارے۔ مرد سے اپنی خدمات نہ لے، چوتھے یہ کہ مال کمانا مرد کا، مال خرچ کرنا عورت کا، برکت کا باعث ہے۔ مرد چرخہ نہ کاتیں۔ عورت بی اے، بی ٹی ہو کر نوکری کرنے نہ نکلے۔ اگر عورت کو بھی کمائی کرنا لازم ہوتی تو مرد پر عورت کا خرچہ نہ ہوتا۔ ۱۰ یعنی عورتوں کو خاوندوں کی نافرمانی کے برے نتائج بتاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو چاہیے کہ خود بھی شرعی احکام سے واقف ہو اور بیوی کو بھی سکھائے ۱۱ ان سے صحبت نہ کرو۔ بات چیت ترک کر کے مکمل ترک موالات اور اس کا بائیکاٹ کر دو کہ اس سے بہتر

بقیہ بر صفحہ ۷۴۷

الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

ہمسائے اور دور کے ہمسائے ۱ اور کروٹ کے ساتھی ۲ اور راہ گیر ۳

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

اور اپنی باندی غلام سے ۴ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی

فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

مارنے والا جو آپ بخل کریں ۵ اور اوروں سے بخل کے لیے کہیں اور

يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں ۶ اور کافروں کے لیے ہم نے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ

ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۷ اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں ۸ اور

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ

ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا

لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

تو کتنا برا مصاحب ہے ۹ اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

قیامت پر اور اللہ کے دیے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ۱۰ اور اللہ ان کو جانتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا ۱۱ اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا

وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ

اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے ۱۲ تو کیسی ہوگی جب ہم ہر

اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۫﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ

امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں ۱۳ اس دن تمنا کریں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا

وہ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی ۱۴ کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے ۱۵ اور

① یعنی جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور جو محلّہ دار تو ہو اس کا گھر تم سے ملا ہوا نہ ہو یا جو تمہارا پڑوسی بھی ہو اور رشتہ دار بھی۔ اور وہ جو صرف پڑوسی ہو، رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑوسی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑوسی ہو مسلمان نہ ہو، غرضیکہ پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ کی بہت سی تفسیریں ہیں (روح) ② یعنی بیوی یا سفر کا ساتھی یا اپنا ہم سبق یا پیر بھائی یا مسجد میں برابر بیٹھنے والا۔ غرضیکہ کروٹ کے ساتھ کی بہت سی تفسیریں ہیں۔ (خزائن العرفان) ③ اس میں مہمان بھی شامل ہے اور مسافر بھی۔ مہمان کی خاطر تواضع مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے۔ مہمان وہ جو ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے بلانے پر یا بغیر بلائے باہر سے آئے۔ جو اپنے کام کے لئے آیا وہ مہمان نہیں۔ جسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مستفتی ④ اس طرح کہ غلاموں باندیوں سے طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ ان سے سخت کلامی نہ کرو۔ انہیں بقدر ضرورت کھانا کپڑا دو۔ خیال رہے کہ لونڈی غلاموں کے یہ حقوق مولیٰ پر ہیں۔ اگر ان میں کوتاہی کی تو رب پکڑ فرماوے گا۔ لیکن وہ ان حقوق کا مطالبہ حکومت سے نہیں کر سکتے۔ لہٰذا فقہاء کا فرمان قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ⑤ حقوق ادا نہ کرنا بخل ہے۔ زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ، بیوی بچوں وغیرہ کا ضروری نفقہ نہ دینا بخل ہے۔ اسی طرح علم کا چھپانا علمی بخل ہے۔ مال و حال دونوں کے سخی بنو۔ ⑥ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمت کا ظاہر کرنا شکر میں داخل ہے اور فخر اور شیخی مارنا جرم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخر ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ حضور ﷺ کے فضائل بیان نہ کرنا یا ان میں تبدیلی کرنا کفر ہے۔ شانِ نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور ﷺ کے وہ اوصاف حمیدہ چھپاتے تھے جو توریت میں مذکور ہیں۔ اس سے موجودہ زمانے کے علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو حضور ﷺ کی نعت خود بھی نہیں کہتے اور کہنے والوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے — پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

⑧ بخل کا ذکر ہو چکا۔ اب فضول خرچی کا ذکر ہے۔ اس میں دکھاوے کے لئے خیرات، نام نمود کے لئے شادی بیاہ کی بے جا رسموں میں خرچ وغیرہ سب ہی اسراف یعنی فضول خرچی میں داخل ہیں ⑨ دنیا میں تو اس طرح کہ جو شیطان کو خوش کرے شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا صحبت کرتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ ہر جائز کام کو بسم اللہ سے شروع کرے اور آخرت میں اس طرح کہ وہ شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں بندھا ہوگا ⑩ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی ہر نعمت میں سے کچھ خیرات کرے اسی لئے مما ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بعض کرے جیسے کہ مِن تبعیضیہ سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حلال روزی سے خیرات کرے۔ اسی لئے اس رزق کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ ⑪ کہ کسی کے اعمال خیر بلا سبب برباد فرما کر جزا نہ دے یا مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دے، یہ ناممکن ہے۔ ⑫ معلوم ہوا بقیہ برصفحہ ۷۴۷

يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس
وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ
نہ جاؤ ف۱ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں ف۲
سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ
بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو ف۳ یا سفر میں ف۴ یا
جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا ف۵ اور پانی نہ
مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ
پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو ف۶ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو ف۷
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٤٣﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ف۸ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو
مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا
کتاب سے ایک حصہ ملا ف۹ گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ
السَّبِيْلَ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى
سے بہک جاؤ ف۱۰ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو ف۱۱ اور اللہ کافی ہے والی اور
بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
اللہ کافی ہے مددگار ف۱۲ کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں ف۱۳
مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ
اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیے آپ سنائے نہ جائیں اور
وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا
راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر ف۱۴ اور دین میں طعنہ کے لیے ف۱۵ اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَ
اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں ف۱۶ تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا ف۱۷

ع ۶ ۹ ۴

❶ شان نزول۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ امام نشہ میں تھے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور ہر جگہ لَا چھوڑ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی، جنون، نیند کی حالت میں جب ایسی ہو کہ پتہ نہ لگے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس حالت میں نماز نہ پڑھے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کے نزول پر نماز کے اوقات میں شراب پینا حرام ہوا پھر مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ نشہ یا بے ہوشی میں کفریہ بات منہ سے نکلنے سے کافر نہ ہوگا ❷ اس کا تعلق حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا سے ہے یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے نماز کے قریب نہ جاؤ لیکن اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ مسافر کی قید اس لئے ہے کہ پانی نہ ملنا اکثر سفر ہی میں ہوتا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آ رہی ہے ❸ ایسی بیماری جس میں پانی کا استعمال مضر ہوتا ہے یا تو تجربہ سے یا طبیب حاذق کے بتانے سے ❹ یعنی شہر سے باہر جہاں پانی موجود نہ ہو۔ لہٰذا سفر سے مراد شرعی سفر نہیں ❺ اس سے معلوم ہوا کہ فقط عورت کو چھونے یا ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا کیونکہ یہاں جیسے پاخانہ سے آنے سے مراد پاخانہ پھر کر آنا ہے ایسے ہی عورت کو چھونے سے مراد یا صحبت کرنا ہے چمٹنا، برہنہ ہو کر صحبت کرنے سے غسل فرض ہوتا ہے اور ننگا چمٹنے سے وضو۔ غرضیکہ صرف ہاتھ لگانا مراد نہیں ❻ مٹی کی جنس بھی مٹی میں سے ہی ہے جنس مٹی ہر وہ چیز ہے جو زمین سے پیدا ہو اور آگ میں نہ گلے نہ راکھ بنے۔ جیسے کان کوئلہ اور پہاڑ کا نمک پتھر وغیرہ۔ ان سب سے تیمم جائز ہے پانی کا نمک اگرچہ گلتا جلتا نہیں مگر پانی سے بنتا ہے۔ لہٰذا تیمم کے لائق نہیں ❼ شان نزول۔ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش کے لئے حضور ﷺ اور تمام لشکر وہاں جنگل میں ٹھہر گئے۔ نماز کا وقت آیا پانی نہ تھا تب یہ آیت اور تیمم کا حکم آیا۔ حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئی ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کا پتہ لگا ❽ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کا تیمم ایک ہی طرح ہوگا کیونکہ رب نے دونوں نجاستوں حدث اصغر اور اکبر کا ذکر فرما کر طریقہ تیمم ایک ہی بیان فرمایا ❾ کہ توریت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور دوسرے حصہ کے منکر ہو گئے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانا حضور ﷺ کا انکار کیا ❿ یعنی خود تو ایمان لاتے نہیں الٹا تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ انسان شیطان سے زیادہ خطرناک ہے کہ خاص اولیاء اللہ کو گمراہ کرنے سے شیطان مایوس ہو چکا مگر یہ لوگ مایوس نہ ہوئے کوشش میں لگے ہوئے ہیں ⓫ لہٰذا رب نے جس کے متعلق فرما دیا کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسے دشمن جانو اگرچہ وہ تمہارا ظاہری دوست یا اولاد یا بیوی ہو۔ رب فرماتا ہے: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (تغابن: ۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ بے دین، اگرچہ عزیز اور قریبی رشتہ دار ہو مگر مومن کا دشمن ہے اور مومن اگرچہ اجنبی ہو مومن کا بقیہ بر صفحہ ۷۴۷

لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶ يٰۤاَيُّهَا

لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا ف۱ اے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ

کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اُتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا ف۲

قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو ف۳ تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف ف۴ یا انہیں لعنت کریں

لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷ اِنَّ اللّٰهَ لَا

جیسی لعنت کی ہفتہ والوں پر ف۵ اور خدا کا حکم ہو کر رہے بے شک اللہ

يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ

اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے ف۶ اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے ف۷ اور جس نے

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا ف۸ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو

يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں ف۹ بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے

فَتِيْلًا ۝۴۹ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ

ڈورے برابر دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ف۱۰ اور یہ کافی ہے

اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۵۰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

صریح گناہ کیا تم نے وہ نہ دیکھے ف۱۱ جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا ف۱۲

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان لاتے ہیں بُت اور شیطان ف۱۳ پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ

هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝۵۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ پر ہیں یہ ہیں جن

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝۵۲ اَمْ لَهُمْ

پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا ف۱۴ کیا

(۱) اس طرح کہ صرف خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں نبی کے منکر اور صرف خدا کو ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ صرف خدا کو تو شیطان بھی مانتا ہے یا وہ صرف اپنے نبیوں کو مانتے ہیں۔ آپ کے منکر ہیں۔ یہ بھی ایمان کے لئے کافی نہیں (۲) یعنی قرآن تمہاری کتابوں کو سچا کہتا ہے یا سچا کرتا ہے کہ انہوں نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی۔ اگر قرآن نہ آتا تو وہ تمام کتب جھوٹی ہو جاتیں یا سچا کہلواتا ہے کہ صرف وہی کتب اور صحیفے اور وہی نبی دنیا میں چمکے جن کو قرآن نے چمکایا۔ باقی کو دنیا بھول گئی۔ (۳) معلوم ہوا کہ مسخ وغیرہ عذاب خصوصی طور پر قیامت تک آتے رہیں گے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر عام مسخ ختم ہو گیا (۴) یعنی جیسے سر کا پچھلا حصہ یکساں ہے ایسے ہی اسے بھی کر دیں کہ اس میں نہ آنکھیں رہیں نہ ناک منہ وغیرہ (۵) جن یہودیوں نے ممانعت کے باوجود ہفتہ کو بہانہ سے مچھلی کا شکار کیا وہ بندر بنا دیئے گئے یہ مسخ قیامت کے قریب واقع ہوگا۔ دنیا میں ہی یا قیامت میں واقع ہو گا۔ اس میں فرق نہیں ہوسکتا۔ (۶) یہاں شرک بمعنی کفر ہے لہٰذا حضور ﷺ کا ہر منکر مشرک ہے خواہ رب کو ایک مانے یا چند۔ رب فرماتا ہے: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا (بقرہ:۲۲۱) جو کفر پر مر جاوے اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس لئے کافر کو مرحوم وغیرہ کہنا منع ہے۔ قرآن میں شرک بمعنی کفر آتا ہے۔ (۷) مقصد یہ ہے کہ جو کفر پر مرے گا اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ بڑے سے بڑا گناہ بخشش کے قابل ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حق العبد ہو یا حق اللہ مگر بخشش کی نوعیتوں میں فرق ہے اللہ کے حق کی بخشش اور طرح ہوگی، بندے کے حق کی بخشش اور طرح۔ حق العبد بندے سے معاف کرا دیئے جاویں گے، باقی حقوق کچھ شفاعت سے کچھ دوزخ میں عارضی طور پر داخل کر کے۔ (۸) یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ ہر کافر بڑا طوفان باندھنے والا ہے۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں حضرت وحشی (قاتل امیر حمزہ) کے حق میں آئیں جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں کہلوا بھیجا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر یہ آیت مجھے اسلام سے روکتی ہے: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الـخ (فرقان:۶۸) میں تو مشرک بھی ہوں اور مومن کا قاتل بھی۔ اس پر یہ آیت اور چند دوسری آیات اتریں (۹) معلوم ہوا کہ اپنے نام کے ساتھ صاحب یا القاب خود لکھنا منع ہے کہ یہ اپنی ستھرائی بیان کرنے میں داخل ہے۔ ایسے ہی اپنی تعریف اپنے منہ سے بیان کرنا درست نہیں۔ ہاں رب کی نعمت کے اظہار کے لئے جائز ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (۱۰) یعنی جو کفار اپنے کو بڑا اور مومنوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں وہ رب پر افتراء کرتے ہیں کیونکہ رب نے مومنوں کو بڑا اور کافروں کو ذلیل فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برائی کرنا غضب الٰہی کا باعث ہے۔ (۱۱) شان نزول۔ کعب ابن اشرف اور اس کے ساتھی ستر یہودی مشرکین مکہ کے پاس پہنچے اور انہیں حضور ﷺ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ قریش بولے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ تم بھی کتابی ہو، ان سے قریب تر ہو۔ اگر ہم نے ان سے جنگ کی اور تم ان سے مل گئے تو ہم کیا کریں گے۔ اگر ہمیں اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو۔ ان بدنصیبوں نے سجدہ کر لیا۔ ابوسفیان بولے کہ بتاؤ

ع ۸ / ۴

بقیہ برصفحہ ۷۴۸

نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ﴿۵۳﴾

ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے (۱) ایسا ہو تو لوگوں کو تل بھر نہ دیں

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ

یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں (۲) اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (۳) تو

آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿۵۴﴾

ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی (۴) اور انہیں بڑا ملک دیا (۵)

فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ

توان میں کوئی اس پر ایمان لایا (۶) اور کسی نے اس سے منہ پھیرا (۷) اور دوزخ کافی ہے

سَعِيرًا ﴿۵۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا

آگ بھڑکتی جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے (۸) جب بھی

نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ

ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے (۹) کہ عذاب کا مزہ لیں

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے (۱۰) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں (۱۱) ان میں ہمیشہ

أَبَدًا ۖ لَّهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿۵۷﴾

رہیں گے ان کے لیے وہاں ستھری بیبیاں ہیں (۱۲) اور ہم وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا (۱۳)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہی سپرد کرو (۱۴) اور یہ کہ جب

بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ

تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو (۱۵) بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۵۸﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے (۱۶) اے ایمان والو حکم مانو

(۱) شان نزول، یہود کہتے تھے کہ نبوت اور حکومت کے ہم ہی حقدار ہیں کیونکہ ہم بنی اسرائیل ہیں تو حضور ﷺ کی اتباع اور عرب کی اطاعت کیسے کریں۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری (۲) نبی ﷺ اور مسلمانوں سے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان، تقویٰ۔ نبوت اللہ کا فضل ہے اس میں کسی کی شیخی نہیں (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبوت اور علم دین اللہ کی بڑی ہی نعمت ہیں کہ رب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل میں اس کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں خاص کر دی گئی کہ کوئی غیر ابراہیمی نبی نہ ہوا لہٰذا مرزا قادیانی نبی نہیں کیونکہ وہ سید نہیں بلکہ مغل تھا تیسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا اور اعلیٰ خاندان سے ہونا بھی خدا کی نعمت ہے۔ دیکھو حضور ﷺ کے بعد خلافت قریش سے مخصوص کر دی گئی کہ فرمایا: اَلْخِلَافَةُ فِی الْقُرَیْشِ بلکہ صواعق محرقہ میں ہے کہ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہوگا حضرت امام مہدی سیدوں میں سے ہوں گے (۵) دنیاوی سلطنت جیسے حضرت یوسف وداؤد وسلیمان علیہم السلام۔ کہ اللہ نے انہیں نبوت اور سلطنت دونوں بخشیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے اپنے محبوب کو نبوت و سلطنت بخشی تو تم کو کیوں برا لگا (۶) یعنی نبی ﷺ پر ایمان لاتا۔ جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۷) کہ ایمان سے محروم رہا۔ جیسے کعب بن اشرف وغیرہ۔ اس سے پتہ لگا کہ علم جب ہی مفید ہے جب رب کا فضل شامل حال ہو۔ عبداللہ بن سلام بھی توریت کے عالم تھے اور کعب بن اشرف بھی۔ مگر وہ ایمان لائے یہ کافر رہا (۸) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا انکار رب کی تمام آیتوں کا انکار ہے اور انکار کا انجام نار ہے۔ (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ دوزخ کی آگ کافر کے ہر عضو پر پہنچے گی مگر صرف کھال جلے گی۔ رب فرماتا ہے: تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (الھمزہ: ۷) دوسرے یہ کہ اتنی سخت آگ میں رہنے کے باوجود انہیں موت نہ آوے گی۔ بلکہ ہر بار کھال پکنے کے بعد دوسری کھال ایسے بن جاوے گی جیسے چھالے کے نیچے نئی کھال تیار ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کا عذاب کافروں کو ہوگا مومن گنہگار کے عذاب کی نوعیت یہ نہ ہوگی۔ (۱۰) کہ وہ ہر قسم کے عذاب دینے پر قادر ہے اور ہر عذاب میں اس کی حکمت ہے، وہ اس پر قادر ہے کہ ایسی سخت آگ میں رہ کر بھی کافر کو موت نہ آئے۔ دیکھو کہ زمین میں لوہے بلکہ فولاد کو دفن کر دو تو اسے گلا کر فنا کر دیتی ہے مگر دانہ کو فنا نہیں کرتی۔ یہ اس کی قدرت ہے (۱۱) کہ ہر جنتی کو کئی جنتیں دی جاویں گی۔ مختلف اعمال کی مختلف جنتیں پھر کفار کے حصے کی جنت کے بھی یہ ہی وارث ہوں گے جیسے نہریں بہت ایسے ہی ہر جنتی کی جنتیں بہت۔ (۱۲) ہر جنتی کو کئی کئی بیویاں عطا ہوں گی۔ اپنی دنیا کی مومنہ بیوی، حورعین اور دنیا کی وہ مومنہ عورتیں جن کے خاوند دوزخ میں گئے کہ یہ تمام بیویاں حیض، نفاس، تھوک، رینٹ، میل، کج خلقی وغیرہ تمام جسمانی وقلبی گندگیوں سے پاک ہو صاف ہوں گی (۱۳) اس طرح کہ وہاں دھوپ ہوگی ہی نہیں کیونکہ سورج نہ ہوگا۔ رب کے نور کی تجلی ہوگی یہ مطلب نہیں دھوپ ہو پھر درخت سایہ کرے (۱۴) امانت خواہ مال کی ہو یا اعمال کی یا علم کی یا اسرار الٰہی کی۔ جو اس کے اہل ہوں انہیں سپرد کی بقیہ برصفحہ ۲۴۸

اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں ۱ پھر اگر تم میں

فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

کسی بات کا جھگڑا اٹھے ۲ تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو ۳ اگر اللہ اور قیامت پر

وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ

ایمان رکھتے ہو ۴ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ۵ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا

یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا

پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں ۶ اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً

بِهٖؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ

نہ مانیں ۷ اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا

لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ

جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق

یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا

تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں ۸ کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ اس کا

قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ﳓ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ

جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۹ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود

اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْۗ

تو بھلائی اور میل ہی تھا ۱۰ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِیْغًا ﴿۶۳﴾

چشم پوشی کرو ۱۱ اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا بات کہو

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ۱۲ اور اگر جب

(۱) خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مرشد کامل فقیہ، مجتہد یا دنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام۔ لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی حکام پر بھی واجب ہوگی۔ مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے نص کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے اگرچہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی حکم دیں۔ اس کے حق میں وہی نص ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہونا۔ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک گواہی دو کے برابر ہونا اسی میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کو اولی الامر سے علیحدہ بیان فرمایا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ کرو۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے (۲) تم میں اور حاکموں میں کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو جاوے (روح البیان) تو اسے نص سے سلجھاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاکموں کے حاکم، سلطانوں کے سلطان ہیں (۳) فقہاء کی طرف رجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فقہاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حکم سناتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالم دین کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔ یوں ہی سلطان اسلام کی اطاعت بھی ضروری ہے (۴) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دعویٰ ہے اور عمل اس کی دلیل ہے۔ جو منہ سے کہے کہ میں اللہ رسول کو مانتا ہوں اور عمل کرے کفار کے سے قانون لے امریکہ وانگلستان کے اس کا دعویٰ ناقص و بے دلیل ہے (۵) یعنی اگرچہ شریعت کے بعض احکام نفس پر گراں ہیں جیسے زکوٰۃ، جہاد کا فرض ہونا، سود کا حرام ہونا لیکن انجام ان کا اچھا ہے مسلم قوم سود لے کر فنا ہوگی زکوٰۃ دے کر زندہ رہے گی۔ (۶) شان نزول۔ بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرائیں۔

ع ۸ ۹ ۵

منافق بولا کہ چلو کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں۔ یہودی نے کعب ابن اشرف کو پنچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ پھر یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ لائے۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو فیصلہ مصطفوی سے راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی اپیل کہیں نہیں ہو سکتی۔ آپ کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی نہ ہونا کفر ہے اور وہ شخص مرتد واجب القتل ہے۔ کیونکہ یہ شخص بظاہر مسلمان تھا آج شرعاً مرتد ہوا اور قتل کیا گیا۔ چوتھے یہ کہ عدل میں اپنے پرائے کا خیال نہ چاہئے منافق گو ظاہری مسلمان تھا مگر فیصلہ یہودی کے لئے ہوا، پانچویں یہ کہ سرداران کفر طاغوت یعنی انسانی شیطانی ہیں کہ کعب ابن اشرف یہودی کو طاغوت فرمایا گیا۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ بخوشی کفار کو حکم یا حاکم بنانا بقیہ برصفحہ ۸۴۷

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں ۱ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۲ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے ۳

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ۴ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس

مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ
سے رکاوٹ نہ پائیں ۵ اور جی سے مان لیں ۶ اور اگر ہم ان پر فرض کرتے ۷ کہ

اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ
اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ ۸ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے ۹

مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ
اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر

تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ
خوب جمنا ۱۰ اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور ہم ان کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
سیدھی راہ کی ہدایت کرتے ۱۱ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے ۱۲ تو اسے ان کا ساتھ ملے گا

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء ۱۳ اور صدیق اور شہید

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اور نیک لوگ ۹ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ۱۴ یہ اللہ کا فضل ہے

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ
اور اللہ کافی ہے جاننے والا ۱۵ اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ
پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو ۱۶ اور تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ۱۷

۱ اس آیت میں ظلم، ظالم، زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے تمہارے آستانہ پر آجاوے اور جاءُوْکَ میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا کوئی آنے والا ہو۔ خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کا آنا اور ہمارا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا کچھ اور۔ سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر چمک جائے ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا کر اس کی دھوپ میں آجائیں۔ لہٰذا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اور جَآءُوْكَ میں فرق ہے۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تَوَّابٌ اور رَحِيْمٌ اس کے لئے ہے جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور حضور اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ وہ قہار و جبار ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو آپ کے دروازہ پر آجاوے وہ رب کو پاوے گا مگر صفت رحمت میں۔ گویا حضور ﷺ رب کا پتہ ہے اسی پتے پر اللہ ملتا ہے۔ ۳ یعنی ایسوں کو اصل ایمان ہی نصیب نہ ہو گا۔ آیت میں ایمان کی نفی ہے نہ کہ کمال ایمان کی۔ مومن اگرچہ گناہ کرے مگر وہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو ناحق نہیں سمجھتا حق جانتا ہے اپنے کو ناحق، ظالم، گنہگار جانتا ہے لہٰذا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے اور عیسائی مشرکوں کے قانونوں کو اچھا جانے وہ اسلام سے خارج۔ اس آیت کے حکم میں داخل ہے ۴ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدا کے سوا کوئی حاکم بنانا جائز ہے خصوصاً حضور ﷺ تو نائب جناب کبریاء ہیں۔ حضور ﷺ کو حاکم ماننا رب ہی کو حاکم ماننا ہے۔ لہٰذا یہ اس کے خلاف نہیں اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام: ۵۷) کیونکہ وہاں تکوینی احکام یا حقیقی حکم مراد ہے دوسرے یہ کہ اب حضور ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد علماء دین کو حاکم ماننا حضور ہی کو حاکم ماننا ہے کیونکہ یہ حضرات حضور ﷺ کے نوکر چاکر اور اس آستانے کے کارندے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور ﷺ کے احکام قبول کر لینا اور دل سے ان پر راضی نہ ہونا کفار کا طریقہ ہے ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کے سارے فیصلے ہمارے لئے برحق واجب العمل ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کے فیصلہ پر زبان اعتراض دراز کرنا یا نہ ماننا کفر و ارتداد ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی مجبوراً حضور ﷺ کا فیصلہ مان تو لے مگر دل سے راضی نہ ہو وہ بھی کافر ہے چوتھے یہ کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے ۶ اس پوری آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مدینہ پہاڑی پانی سے اپنے کھیت سیراب کرتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے کھیت ملے ہوئے تھے۔ ان دونوں کا اس پانی کے متعلق جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون اپنے کھیت کو پانی دے۔ یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پانی دیں پھر انصاری کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کھیت اوپر کی جانب تھا۔ یہ فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا۔ اس کے بقیہ بر صفحہ ۷۴۸

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ

پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے

مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ

ساتھ حاضر نہ تھا ١ اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے ٢ تو ضرور کہے

كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ

گویا تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا ٣

فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

تو بڑی مراد پاتا تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے ٤

يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں ٥ اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ

جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے ٦ اور تمہیں کیا ہوا

لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ٧ اور کمزور مردوں اور عورتوں

وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ

اور بچوں کے واسطے ٨ جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال

الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚۙ وَّ

جس کے لوگ ظالم ہیں ٩ اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور

اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے ١٠ ایمان والے اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں ١١ تو

فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ع ٩

شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے

منزل ١

(١) معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے علیحدہ رہنا اور اس پر خوش ہونا کفر ہے، اعمال میں، عقائد میں عام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔ جو بکری ریوڑ میں رہے وہ بھیڑیئے سے محفوظ رہتی ہے (٢) دشمن پر فتح اور مال غنیمت، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنی فتح کو رب تعالیٰ کا فضل جانیں محض اپنی بہادری کا نتیجہ نہ سمجھیں (٣) اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہنا یا ساتھ رہنے کی تمنا کرنا ایمان نہیں۔ یہ تو خود غرضی اور منافقوں کا طریقہ ہے، دین و دنیا میں ہر طرح ان کے ساتھ رہو (٤) تاکہ اسلام بلند ہو اور کفر کا زور ٹوٹے۔ مسلمانوں کو رب کی عبادت میں کوئی آڑ نہ ہو۔ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے (٥) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد میں اپنے نفس کے نفع کا بالکل خیال نہ ہو۔ ملک گیری صرف دین کی خدمت کے لئے ہو۔ دوسرے یہ کہ مجاہد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جائے۔ یہ سمجھ لے کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں جیسا کہ یَشْرُوْنَ سے ظاہر ہے۔ اگر یہ دو وصف مومن میں جمع ہو جاویں تو اللہ اس کو فتح دیتا ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ١٣٩) (٦) فتح مند کو دنیا میں غنیمت دے کر اور آخرت میں جنت دے کر، شہید یا شکست خوردہ کو آخرت میں بڑا اجر عطا فرما کر۔ بہر حال یہ ایسا سودا ہے جس میں گھاٹا کوئی نہیں (٧) اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے۔ بلاوجہ نہ کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہوگا جیسے نماز چھوڑنے والا۔ خیال رہے کہ جہاد کی فرضیت کچھ شرائط پر موقوف ہے جب وہ پائی جاویں تو فرض ہے کبھی فرض عین کبھی فرض کفایہ۔ (٨) اس سے پتہ لگا کہ عبادت الٰہی میں اللہ کی رضا کے ساتھ مسلمانوں کی خدمت کی نیت کرنا شرک نہیں ہے جائز ہے۔ دیکھو جہاد عبادت ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مسلمانوں کے لئے جہاد کرو۔ کمزور مرد و عورت وہ مسلمان تھے جو مکہ شریف سے ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوئے مجبوراً وہاں رہے۔ (٩) اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقام پر رہ کر اگر اللہ کی عبادت پر قدرت نہ ہو تو وہاں سے نکل جانا یا نکلنے کی دعا کرنا ضروری ہے۔ مکہ کے ضعیف مومن جو ہجرت نہ کر سکے وہ مکہ سے نکلنے کی دعائیں مانگتے تھے کیونکہ وہاں آزادی سے عبادت نہ کر سکتے تھے حالانکہ اب مکہ شریف میں رہنا باعث برکت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ اسلام کے خلاف ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ظالم نہ تھے۔ ورنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر مدینہ سے ہجرت کرنا واجب ہو جاتی۔ اور خلفاء ثلاثہ کے زمانے میں مدینہ میں بلاسخت مجبوری رہنا حرام ہوتا۔ رب فرماتا ہے: اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (النساء: ٩٧) یہاں ظالم سے مراد جابر کفار ہیں جو مسلمانوں کو ستائیں اور دین پر انہیں قائم نہ رہنے دیں کسی ملک میں کفار کا صرف موجود ہونا ہجرت کو لازم نہیں کرتا۔ (١٠) معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لئے مددگار مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے مددگار بنانے کی دعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ غازیان اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ ان کمزوروں کو ظالموں سے بقیہ برصفحہ ٧٤٩

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
کیاتم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو ۱ اور نماز قائم رکھو
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ۲ تو ان میں بعض
يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا
لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے ۳ جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد ۴ اور بولے اے رب ہمارے
لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ
تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا ۵ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا تم فرمادو
مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ
کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ
فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ
ہوگا ۶ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں
مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
ہو ۷ اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ
اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی ۸ تم فرمادو سب اللہ
عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾
کی طرف سے ہے ۹ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ
اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے ۱۰ اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف
فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾
سے ہے ۱۱ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا ۱۲ اور اللہ کافی ہے گواہ
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں

۱ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے جب کفار نے مسلمانوں کو بہت ستایا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ ہم کفار کو ترکی بہ ترکی جواب دیں، ان سے جنگ کریں۔ سرکار نے منع فرمایا اور فرمایا کہ نمازیں قائم کرو زکوٰۃ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد نماز و زکوٰۃ کے بعد فرض ہوا۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ۲ھ میں فرض ہوئی اور جہاد ۲ھ، روزے بھی ۲ھ میں تحویل قبلہ کے بعد زکوٰۃ کے بعد فرض ہوئے ۲ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے پر مکہ مکرمہ میں صرف نماز فرض ہوئی تھی جو معراج کی رات ملی۔ چونکہ مکہ معظمہ میں جہاد کی کوئی صورت ہی نہ تھی اس لئے رب تعالیٰ نے وہاں اسے فرض ہی نہ فرمایا ۳ اگر اس فریق سے مراد منافقین ہیں تب یہ خوف ضعف ایمان کی وجہ سے تھا اور اس سوال سے مقصود رب پر اعتراض کرنا اور حکم شرعی سے ناراضگی ہے اور اگر اس فریق سے مراد مومنین ہیں تو خوف سے خوف طبعی غیر اختیاری مراد ہے جو انسانیت کے عوارض میں سے ہے مگر اس خوف سے وہ خدا کی اطاعت کو نہیں چھوڑتا اور سوال سے مقصود حکمت دریافت کرنا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا احتمال قوی ہے ۴ صحابہ کرام کو یہ خوف طبعی بشری کی بنا پر تھا یہ خلاف ایمان نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون و ہامان سے خوف ہوا تھا۔ رب فرماتا ہے: قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (طٰہٰ: ۴۵) یہ خوف ایذاء ہے اور لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ میں خوف اطاعت مراد ہے۔ وہ کسی مومن کو غیر اللہ سے نہیں ہوتا غرض خوف بہت قسم کے ہیں۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مرزا کو مخلوق کے خوف نے جہاد اور حج سے محروم رکھا۔ یہ خوف خلاف ایمان ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا مومن بھی نہیں کیونکہ مخلوق سے ڈرنا اور جہاد سے گھبرانا مومن کی شان نہیں۔ مرزا انسان سے اتنا ڈرتا تھا کہ اس ڈر سے حج کو نہ گیا۔ اور جہاد سے اتنا گھبراتا تھا کہ جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قوت ایمانی کے دو نتیجے ہوتے ہیں۔ خالق کا خوف، مخلوق سے بے خوفی، جیسا کہ صحابہ کرام اور اللہ کے مقبول بندوں کو نصیب ہوا ۶ اس طرح کہ نیکی کا ثواب کم ملے یا نہ ملے یا بلا قصور عذاب دیا جاوے۔ لہٰذا خوشی سے جہاد کر و اجر پاؤ گے۔ ۷ لہٰذا بستر پر برسوں یا مہینوں بیمار رہ کر ایڑیاں رگڑ کر مرنے سے میدان جہاد میں شہید ہو کر مرنا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہید کو موت کی تکلیف ایسی ہوتی ہے جیسے چیونٹی کا کاٹنا۔ ۸ کہ جب سے آپ مدینہ میں آئے ہیں تب سے یہ آفتیں آ رہی ہیں۔ معاذ اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یثرب مدینہ شریف بن گیا۔ وبا کی جگہ شفا کا مقام ہو گیا وہاں کی خاک، خاک شفا ہو گئی ۹ اس سے معلوم ہوا کہ ہر راحت و مصیبت اللہ کے ارادے سے آتی ہے ہاں ہم اس کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں۔ نیکی راحت کا ذریعہ ہے، گناہ مصیبت کا سبب۔ لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت فمن نفسک میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں آیتیں اپنے اپنے مقام پر درست ہیں ۱۰ یعنی نیک اعمال کی توفیق ملنا رب کا فضل ہے اور نیک اعمال پر اللہ کی رحمتیں آنا اس کی عنایت ہے۔ ہمارے اعمال خیر کی علت نہیں بلکہ ظاہری سبب ہیں ۱۱ اس میں خطاب عام لوگوں سے ہے بقیہ بر صفحہ ۷۴۹

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ

ان کے بچانے کو نہ بھیجا ١ اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں

بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا ہے ٢ اور اللہ لکھ رکھتا ہے ٣ ان کے رات کے منصوبے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا

تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو ٤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو تو کیا

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

غور نہیں کرتے قرآن میں ٥ اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ

پاتے ٦ اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے

اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ

اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں ٧ اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے ٨

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ٩ اور اگر تم پر اللہ کا فضل

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑے ١٠ تو اے محبوب اللہ کی راہ

اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ

میں لڑو ١١ تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو ١٢ قریب ہے کہ اللہ

اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾

کافروں کی سختی روک دے ١٣ اور اللہ کی آنچ (جنگی طاقت) سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب سے کڑا (زبردست)

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ

جو اچھی سفارش کرے اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ١٤ اور جو بری

شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

سفارش کرے اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ١٥ اور اللہ ہر چیز پر

منزل ۱

١ شان نزول۔ ایک بار سرکار نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے رب کی اطاعت کی۔ اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں۔ ان کی تردید اور حضور ﷺ کی تائید کیلئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت بہرحال لازم ہے قول میں فعل میں خصوصیات میں، ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو ایسا حکم دیں جو بظاہر حکم قرآن کے خلاف ہو تو اس پر اطاعت لازم۔ اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس کے لئے ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ دیکھو۔ اکیلے خزیمہ انصاری کی گواہی دو کی طرح بنا دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام فرمادیا حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہنا دیئے ٢ یہ آیت منافقین کے بارے میں آئی جو حضور ﷺ کے سامنے کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر اس کے خلاف کرتے تھے ٣ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندوں کے کام خود رب کے کام ہیں۔ نامہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ رب نے فرمایا، اللہ لکھتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کے کام کو اس کے خاص بندے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں باذن اللہ مردے زندہ، بیمار اچھے کرتا ہوں حضرت جبریل نے فرمایا کہ اے مریم میں تمہیں بیٹا بخشوں گا حالانکہ یہ کام رب کے ہیں ٤ یعنی ان منافقوں کو منہ نہ لگاؤ یا انہیں قتل نہ کرو کیونکہ قتل کا حکم کفر کے ظاہر ہونے پر جاری ہوتا ہے۔ ان کا کفر چھپا ہوا ہے جس کی اطلاع ہم نے آپ کو دی۔ شریعت ظاہر پر ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ٥ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایک آیت سمجھ کر پڑھنا بغیر سمجھے ہزار آیات پڑھنے سے افضل ہے۔ ذکر قرآن، نظر قرآن، فکر قرآن سب عبادت ہے۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کو قرآن کے مسائل پر غور کرنے کی اجازت نہیں ورنہ دین برباد ہو جاوے گا۔ اگر جاہل علم طب میں خود غور کر کے علاج کرے تو جان لے گا اور اگر قرآن میں غور کر کے مسائل نکالے تو ایمان لے گا۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کا غور علیحدہ ہے۔ مجتہدین قرآن میں غور کر کے شرعی مسائل نکالیں۔ صوفیاء اس میں غور کر کے اسرار معلوم کریں۔ علماء اس میں غور کر کے احکام کی حکمتیں معلوم کریں۔ عوام اس میں غور کر کے ایمان تازہ کریں۔ ہر شخص سمندر میں نہ کودے۔ ٦ اس طرح کہ اس کی خبریں سچی نہ ہوتیں یا بعض آیات فصیح و بلیغ ہوتیں اور بعض اس کے خلاف۔ نیز آیات میں تعارض ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آیات آپس میں متعارض نہیں۔ اگر کہیں تعارض معلوم ہو تو یہ ہمارے علم و فہم کا قصور ہے ٧ یعنی ضعیف مسلمانوں کے پاس جن میں ابھی سمجھ بوجھ کامل نہیں، سیدھے سادھے اور نیک ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ کونسی خبر اشاعت کرنے کے قابل ہے اور کونسی نہیں۔ ہر بات سن کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر خبر پھیلا دینا بھی فساد کا سبب بن جاتا ہے ٨ ان سے مراد اہل علم صحابہ ہیں جیسے خلفاء راشدین اور عبداللہ ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم جو علم کے ساتھ سمجھ بھی رکھتے تھے ٩ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو مجتہدین پر پیش کرو اور ان سے سمجھ کر عمل کرو۔ بقیہ بر صفحہ ۷۴۹

مُقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قادر اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو ف۱ بے شک اللہ

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

ہر چیز پر حساب لینے والا ہے ف۲ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع فَمَا لَكُمْ فِی

قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ف۳ تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے

الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا

میں دو فریق ہوگئے ف۴ اور اللہ نے انہیں اوندھا کردیا ان کے کوتکوں (کرتوتوں) کے سبب ف۵ کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ

جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز تو اس کے لیے راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں

تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے ف۶ تو تم سب ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو

اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

اپنا دوست نہ بناؤ ف۷ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں ف۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا

اور جہاں پاؤ قتل کرو ف۹ اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ

نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

مددگار ف۱۰ مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں ف۱۱ کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے ف۱۲

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا

یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں یا اپنی

قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ

قوم سے لڑیں اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے ف۱۳ پھر اگر

اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ

وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں ف۱۴ تو اللہ نے تمہیں ان پر

---

❶ معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ لطیفہ:۔ بعض سنتوں کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ سلام سنت ہے اور جواب سلام فرض ہے۔ مگر ثواب سلام کرنے کا زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جاتا ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع۔ جیسے سونے والا یا استنجا کرنے والا وغیرہ۔ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ کہنا بہتر جواب ہے اور صرف وعلیکم السلام کہنا رد سلام ہے۔ پہلا، باحسن منھا سے مراد ہے اور دوسرا اَوْرُدُّوھا سے مراد۔ اچھا جواب دینا بہتر ہے۔ رد سلام فرض لہٰذا فحیوا امر استحبابی اور رُدُّوْھَا امر وجوب کے لئے۔ ❷ سلام کے مسائل فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔ یہاں چند مسائل عرض کئے جاتے ہیں۔ کافر مرتد، مشرک کو سلام کرنا حرام ہے کہ وہ بددعا کے مستحق ہیں اور سلام میں دعا، جو سلام نہ سنے یا جواب نہ دے سکے، اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سونے والا یا نماز پڑھنے والا یا استنجا کرنے والا۔ جو مسلمان فسق وفجور کر رہا ہو اسے سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جوگا بجا رہا ہوتا، شطرنج کھیل رہا ہو۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام کرو۔ سنت یہ ہے کہ کھڑا بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے خالی گھر میں جاؤ تو یوں سلام کرو۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور ہر امتی کے گھر میں جلوہ گر ہوتی ہے (حاضر و ناظر) اجنبی جوان عورتوں کو سلام نہ کرو کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے ❸ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممتنع بالذات ہے کیونکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر اور رب تعالیٰ تمام سے زیادہ سچا تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے ورنہ اللہ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا ❹ جو منافق مسلمانوں کے ساتھ

النصف

ع ۱۱ ۸

جہادوں میں شریک نہ ہوئے بلکہ ان کے خلاف کفار سے ساز باز کی اور ان کی یہ حرکت مسلمانوں پر کھل گئی تو وہ شریعت کے مرتد اور ملت کے باغی ملک کے غدار، بہرحال قتل کے سزاوار ہیں۔ ان کے متعلق صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہوگئیں۔ بعض ان کی ظاہری کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان کے قتل کے مخالف تھے اور بعض ان کے اس ارتداد، غداری کو دیکھ کر ان کے قتل کے حامی تھے۔ رب نے دوسری جماعت کی حمایت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل کفار سے ساز باز کرنے والا قتل کا مستحق ہے اگرچہ کلمہ ہی پڑھتا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض ظاہری ایمان کے بعد کفر کا ظہور ارتداد ہے۔ منافق پہلے سے ہی جھوٹے تھے مگر بظاہر مسلمان تھے۔ اس غداری سے مرتد ہوئے ❺ شان نزول۔ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری جن کو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی۔ اور وہ جنگ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے اور مشرکین سے مل گئے ان کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ لوگ منافق ہیں یا مجاہر کافر ہیں اور بوقت موقعہ انہیں قتل کیا جائے یا نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (روح) معلوم ہوا بقیہ برصفحہ ۷۴۹

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
کوئی راہ نہ رکھی ف۱ اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی
يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا
امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں ف۲ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے
فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ
تو اس پر اوندھے گرتے ہیں ف۳ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں ف۴ اور صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا
روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو ف۵ اور یہ ہیں
لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ
جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا ف۶ اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے
مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
مگر ہاتھ بہک کر ف۷ اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ
اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں ف۸ پھر اگر وہ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ
اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے ف۹ تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر
كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى
وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے ف۱۰ تو اس کے
اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
لوگوں کو خون بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا ف۱۱ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے وہ لگاتار
مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَ
دو مہینے کے روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے ف۱۲ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور
مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ
جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے ف۱۳ تو اس کا بدلہ جہنم ہے ف۱۴ کہ مدتوں اس میں رہے ف۱۵ اور

(۱) یعنی ان سے جنگ کی اجازت نہیں، صلح قبول کر لو۔ یہ آیت منسوخ ہے اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے اور اسلامی سلطان کو صلح کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے (۲) یعنی ان کا کلمہ پڑھنا ایمان کی نیت سے نہیں بلکہ تمہاری تلوار سے بچنے کے لئے ہے۔ زبان سے تمہارے ساتھ ہیں۔ اور دل سے کفار کے ساتھ جیسے بنی اسد اور غطفان کے منافقین (۳) اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو برے ارادے سے ہم سے صلح کریں۔ بظاہر صلح کرتے ہیں اور جب موقع ملے تو کفار سے مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں۔

خزائن العرفان میں فرمایا کہ یہ آیت مدینہ منورہ کے دو قبیلوں اسد اور غطفان کے متعلق
ع ۱۲ ۹
نازل ہوئی۔ یہ لوگ منافق تھے جو مسلمانوں کو کلمہ پڑھ کر اور اپنی قوم کو ان سے خفیہ سازش کر کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر قوم کو خوش رکھنا۔ دو طرفہ ملنا منافقت ہے دوسرے یہ کہ اگر منافق پر کفر کی علامت پائی جائے جیسے جہاد میں کفار کو مدد دینا تو اس کو قتل کرنا جائز ہے (۴) اس طرح کہ نہ تم سے جنگ کریں اور نہ تمہارے مقابل کفار کو مدد دیں یہ مطلب نہیں کہ تم سے علیحدہ ہو کر کفار سے مل جاویں (۵) اس آیت نے ان تمام آیات کو منسوخ فرما دیا جن میں کفار سے نرمی کرنے، اعراض کرنے کا حکم تھا۔ ایسے ہی محترم مہینوں، رجب، شوال ذیقعدہ، ذی الحجہ میں جہاد حرام ہونا بھی اس آیت سے منسوخ ہوا۔ اب ہر وقت ہر جگہ ہر حربی کافر کو قتل کرنا مجاہدین کو حلال ہے۔ یہ آیت محکم ہے قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی۔ اس کو منسوخ ماننے والا اسلام سے خارج ہے جیسے قادیانی جو جہاد کو منسوخ کہتے ہیں (۶) خلاصہ یہ ہے کہ کفار چند قسم کے ہیں ذمی جو مسلمانوں کی رعایا ہوں مستامن جو ہمارے ملک میں امن لے کر آ دیں۔ وہ حربی جو ان دونوں میں سے تو نہ ہوں مگر ان سے کچھ مدت کے لئے ہماری صلح ہو گئی ہو، وہ حربی جن سے کوئی مصالحت نہیں۔ آخری قسم کے کفار کا قتل جائز اور پہلے قسموں کے کفار کا قتل حرام

ہے (۷) قتل خطا کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شکار کو مار رہا تھا مگر گولی مسلمان کو لگ گئی دوسرے یہ کہ مسلمان کو ہی کافر حربی سمجھ کر مارا، اور بعد قتل اس کا مومن ہونا معلوم ہوا۔ شان نزول:۔ یہ آیت عیاش ابن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حارث ابن زید کے قتل کی قسم کھائی تھی۔ حارث ابن زید مسلمان ہو گئے عیاش کو ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی اور انہوں نے حارث کو قتل کر دیا۔ بعد میں پتہ لگا کہ یہ مسلمان ہو چکے تھے۔ اسے قرآن نے قتل خطا قرار دیا (۸) معلوم ہوا کہ ظلماً قتل میں حق اللہ بھی ہے اور حق عبد بھی۔ کفارہ حق اللہ کا اثر ہے دیت حق عبد۔ لہٰذا مقتول کا وارث کفارہ معاف نہیں کر سکتا، دیت معاف کر سکتا ہے۔ حق العبد وہ ہوتا ہے جسے بندہ معاف کر سکے۔ حق اللہ کو بندہ معاف نہیں کر سکتا۔ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا کا تعلق دیت سے ہے۔ نہ کہ غلام آزاد کرنے سے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطاً قتل کر دے تو اس کی جزاء ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا یعنی سو اونٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ورثاء خون بہا معاف کر دیں تو ان کی مرضی خون بہا کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ (۹) یعنی اگر کوئی کافر حربی ایمان لے آیا اور اس کے ایمان کی مسلمان کو خبر نہ ہوئی اس لئے مسلمان نے اسے قتل بقیہ برصفحہ ۷۴۹

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا
اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی ۱؎ اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا
ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں
لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ
سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ۲؎ تم جیتی دنیا کا اسباب
الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾
پھر اللہ نے تم پر احسان کیا ۳؎ تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے ۴؎ بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے
لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ
برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں ۵؎ اور
الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ
وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں ۶؎ اللہ نے
اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ
اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا ۷؎
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى
اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ۸؎ اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے
الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ
ثواب سے فضیلت دی ہے ۹؎ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ۱۰؎
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ
ظَالِمِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ
اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۱۱؎ ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور

۱؎ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ فاسق کو بغیر تعین کئے ہوئے لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے کہا جاوے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ۲؎ شان نزول۔ یہ آیت مرداس بن نہیک کے متعلق نازل ہوئی جو فدک کے رہنے والے تھے ساری قوم کافر تھی خود اکیلے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے اسلام کی مسلمانوں کو خبر نہ تھی جب لشکر اسلام فدک کی طرف روانہ ہوا تو اہل فدک سب بھاگ گئے۔ یہ اکیلے قائم رہے لشکر اسلام کو دیکھ کر انہوں نے السلام علیکم کہا۔ اسامہ بن زید سمجھے کہ یہ اپنی بکریاں بچانے کے لئے سلام کر رہے ہیں۔ انہیں قتل کر دیا اور بکریاں غنیمت بنالیں۔ معلوم ہوا کہ جس میں مومن کی علامت ہو اور کفر کی کوئی نشانی نہ ہو اسے کافر نہ کہو۔ یہ مطلب نہیں کہ جو سلام کرے وہ مومن ہے اگرچہ ہزاروں کفر کرے۔ منافق سلام بھی کرتے نمازیں بھی پڑھتے تھے مگر انہیں بے ایمان کہا گیا۔ اس زمانہ میں سارے قادیانی وہابی وغیرہ سلام کرتے ہیں۔ صرف سلام کرنا اسلام نہیں ایسے ہی اپنے کو مسلمان کہنا ایمان نہیں جب تک کہ عقائد بھی ٹھیک نہ ہوں۔ رب فرماتا ہے: وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (منافقون:۱) ۳؎ یعنی جب تم مسلمان ہوئے تو صرف تمہارا زبانی کلمہ سن کر تمہیں مسلمان مانا گیا تھا اور تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اگر دل کی گہرائی تلاش کی جاتی تو تم کو اس وقت مسلمان کیسے مانا جاتا۔ جو تمہارے ساتھ ہوا وہی تم دوسرے نومسلموں سے برتاؤ کرو۔ رب کا تم پر احسان کہ تمہارا مسلمان ہونا مشہور فرما دیا۔ اب کوئی تمہارے اسلام میں تردد نہیں کرتا۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر خطاء اجتہادی
ع ۱۳
۱۰
سے مومن کا قتل واقع ہو جاوے تو نہ قتل پر قصاص ہے نہ دیت نہ وہ خود کافر ہو نہ گنہگار۔ دیکھو اسامہ ابن زید کو قرآن کریم نے مومن فرمایا۔ ان پر قصاص یا فدیہ یا دیت واجب نہ فرمائی۔ ۴؎ یعنی غنیمت حاصل کرنے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافروں میں رہتا ہو اس کے ایمان کی مسلمانوں کو خبر نہ ہو تو اس کے قتل سے نہ کفارہ واجب ہوگا نہ دیت۔ پچھلی آیت میں وہ صورت مذکور ہوئی جہاں مسلمان کا اسلام سب کو معلوم ہو مگر اندھیرے وغیرہ کی وجہ سے پتہ نہ لگے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جاوے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵؎ جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو۔ اگر فرض عین نہیں ہوگا تو بلا عذر بیٹھے رہنے والا سخت گنہگار ہوگا اور فرض ہونے کی صورت میں بیمار وغیرہ معذور سمجھے جاویں گے۔ ۶؎ معلوم ہوا کہ جہاد جان کا بھی ہوتا ہے مال کا بھی بلکہ قلم کا بھی، زبان کا بھی جیسا موقعہ ہو ویسا جہاد ہوگا ۷؎ شان نزول۔ جب اس آیت کا اگلا حصہ نازل ہوا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں جہاد میں کیونکر جاؤں اس پر آیت غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ (النساء:۹۵) نازل ہوئی ۸؎ معلوم ہوا کہ سارے صحابہ عادل ہیں ان میں فاسق کوئی نہیں کیونکہ فاسق سے جنت کا وعدہ نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن سچا ہے ۹؎ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد غازی کو جنت میں سو درجے عطا فرما دے گا۔ ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ۱۰؎ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے ایسے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں جو دیگر نیکیوں سے معاف نہیں ہوتے بقیہ برصفحہ ۷۵۰

فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا

تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے ۱

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بُری جگہ پلٹنے کی مگر وہ جو دبا لیے گئے

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا

مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے ۲ اور نہ

يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ

راستہ جانیں ۳ تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور

كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ

اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا ۴ وہ

فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا

زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا ۵ اور جو اپنے گھر سے نکلا

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا ۶ پھر اسے موت نے آ لیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا ۷

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ ع ۱۴ ۱۱

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب تم زمین میں سفر کرو تو

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ

تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو ۸ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ

ایذا دیں گے ۹ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم

فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا

اُن میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو ۱۰ تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ۱۱

اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ

اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں ۱۲ پھر جب وہ سجدہ کر لیں ۱۳ تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں ۱۴ اور اب دوسری جماعت آئے

۱ معلوم ہوا کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنے کو ہجرت سے معذور سمجھتے تھے لیکن واقعہ میں معذور نہ تھے۔ واقعی معذوروں سے یہ باز پرس نہیں جیسا کہ دیگر آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی کیونکہ مسلمان کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ کافروں میں اپنا ایمان چھپا کر زندگی گزار دے اور ان کی خوشامد کرتا رہے۔ بلکہ دارالکفر سے ہجرت کرنا واجب قرار دیا گیا۔ اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافتیں حق نہ ہوتیں اور ان کے زمانہ میں حرمین طیبین دارالکفر بن گئے ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یا ان سے جہاد کرتے یا وہاں سے ہجرت کر جاتے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ سے بغاوت کی بنا پر اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یزید سے اس کے فسق کی وجہ سے جنگ کر سکتے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خلفاء ثلاثہ سے ضرور جنگ کرتے۔ ۲ یعنی جو واقعی معذور ہیں، ہجرت پر قادر نہیں، جیسے سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں کفار کے ساتھ جبراً آئے اس لئے حضور ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ بخوشی ہمارے مقابل نہیں آئے مجبوراً لائے گئے ہیں ۳ ان وجوہ سے وہ ہجرت نہ کر سکے لہٰذا وہ معذور ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو سفر نہ کر سکے یا جسے دارالاسلام کا راستہ معلوم نہ ہو وہ سب معذور ہیں ۴ مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت انہی مہاجرین سے تھا۔ اب اگر کسی مہاجر کو ہجرت کے بعد اچھی جگہ نہ ملے تو اس آیت کے خلاف نہیں وہ اس آیت کا منکر نہ ہو جاوے۔ رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا ۵ یعنی ہم ان مکہ کے مہاجروں کو مدینہ منورہ میں بہت گنجائش دیں گے۔ یہ وعدہ رب نے پورا فرمایا۔ تاقیامت مہاجروں سے یہ وعدہ نہیں ۶ معلوم ہوا کہ رب کی عبادت میں حضور ﷺ کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔ شرک نہیں۔ ہجرت عبادت ہے جس میں الی اللہ ورسولہ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے: وَمَنْ كَانَ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۷ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت جندع ابن ضمیرہ لیثی کے حق میں آئی۔ جو بہت ہی بوڑھے تھے۔ جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں۔ معذورین میں داخل نہیں ہوں۔ اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ مقام تنعیم میں پہنچ کر ان پر آثار موت نمودار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرا اور تیرے رسول کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔ یہ کہہ کر وفات پا گئے مشرکین تو خوب ہنسے کہ یہ مدینہ پہنچ نہ گئے؟ صحابہ مہاجرین کو خبر لگی تو بہت غمگین ہوئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر کر نہ سکے۔ وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے، حج، زیارت مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑنا۔ یہ اللہ کی طرف ہجرت ہے تیسرے یہ کہ ایسے نازک موقعہ پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ جو حافظ یا طالب علم حفظ یا طالب علم کے دوران

بقیہ برصفحہ ۷۵۰

أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ

جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں ف۱ اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں ف۲

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ

کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو

عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى

ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں ف۳ اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینھ (بارش)

مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ

کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو ف۴

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے ف۵ پھر جب تم نماز پڑھ چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ

تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ف۶ پھر جب مطمئن ہو جاؤ

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا

تو حسب دستور نماز قائم کرو ف۷ بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض

مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ

ہے ف۸ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو ف۹ اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ

يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ

پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ

اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری کہ تم

بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ لا

لوگوں میں فیصلے کرو ف۱۰ جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ف۱۱ اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو ف۱۲

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ

اور اللہ سے معافی چاہو ف۱۳ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو

۱ معلوم ہوا کہ نماز کی جماعت ایسی ضروری ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی پر جماعت معاف نہ کی گئی۔ افسوس ان پر جو بلا وجہ جماعت چھوڑ دیتے ہیں ۲ پھر آپ تو اے محبوب دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیں اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قرأت کے ادا کرے کیونکہ وہ لاحق ہے اور اس کے بعد کی جماعت قرأت کے ساتھ پہلی رکعت ادا کرے کیونکہ وہ مسبوق ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف میں درمیان نماز میں چلنا پھرنا، کعبہ سے سینہ پھر جانا سب کچھ معاف ہے۔ وہ شخص نماز ہی میں رہے گا جیسا کہ اگر نماز کا درمیان نماز وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرنے جانا پڑتا ہے اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ ۴ شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس جنگ میں بہت سخت زخمی تھے انہیں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا بہت گراں تھا ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس آیت سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ نماز خوف میں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب ہے ۵ شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ غزوہ بنی انمار میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم بخشی۔ کوئی کافر مقابل نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سے دور قضا حاجت کے لئے جنگل تشریف لے گئے حویرث ابن حارث محاربی کو پتہ چلا تو وہ فوراً تلوار سونتے ہوئے سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا کہ

ع ۱۵ ۱۲ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ جب اس نے وار کرنے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ تلوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائی اور فرمایا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ بولا کوئی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمہ پڑھ لے تو تجھے امان ہے۔ وہ بولا میں کلمہ تو نہیں پڑھتا۔ البتہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو آپ سے لڑوں گا نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی ایسے مقام پر جس کام کے لئے جاؤ احتیاط سے جاؤ۔ ۶ یعنی نماز کے علاوہ پھر ہر طرح ذکر اللہ کرتے رہو۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جہاد میں غازی کی یہ شان چاہئے کہ ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو۔ دوسرے یہ کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے بعد نماز بلند آواز سے ذکر کی بہت سی احادیث ہیں ۷ تمام شرائط وغیرہ ادا کر کے یعنی یہ چلنے پھرنے کی اجازت نماز خوف میں تھی۔ اس کے بعد نہیں ہے۔ ۸ معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر نماز کے لئے اس کا وقت قرآن سے ثابت ہے۔ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے۔ یعنی پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں ادا کی ۹ شان نزول۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کفار کا پیچھا کرو تا کہ وہ پھر پلٹ کر نہ آ جاویں تو صحابہ نے سخت زخمی ہونے کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی جب کفار اتنی ہمت کر جاتے ہیں کہ زخم کھا کر تمہارا پیچھا کرتے ہیں تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس سے بقیہ بر صفحہ ۷۵۰

الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا
جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ۱ بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز
اَثِیْمًا (۱۰۷) یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ
گنہگار کو آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے ۲ اور اللہ ان کے پاس ہے ۳
مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ
جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے ۴ اور اللہ ان کے کاموں کو
مُحِیْطًا (۱۰۸) هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَمَنْ یُّجَادِلُ
گھیرے ہوئے ہے ۵ سنتے ہو یہ جو تم ہو دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی طرف سے
اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا (۱۰۹) وَ مَنْ یَّعْمَلْ
کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن ۶ یا کون ان کا وکیل ہوگا اور جو کوئی
سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۱۱۰)
برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ۷
وَ مَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا
اور جو گناہ کمائے تو اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے ۸ اور اللہ علم و
حَكِیْمًا (۱۱۱) وَ مَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓــٴَـةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓــٴًـا فَقَدِ
حکمت والا ہے اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے ۹ پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور
احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (۱۱۲) وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَ
بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و
رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا یُضِلُّوْنَ
رحمت تم پر نہ ہوتا ۱۰ تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ
اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ
اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ۱۱ اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر
الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ
کتاب اور حکمت اُتاری ۱۲ اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے ۱۳ اور اللہ کا

۱ معلوم ہوا کہ جھوٹوں کی وکالت جائز نہیں کیونکہ گنہگار کی گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے اور اس وکالت کی اجرت حرام ہے۔ کیونکہ حرام ذریعہ سے حاصل ہوئی۔ ۲ یہ آیت تقویٰ وطہارت کی جڑ ہے۔ اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ رسول سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ۳ یعنی اللہ اپنے علم وقدرت کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے اس سے شرم وحیا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے تو گناہ کی ہمت نہ کرے۔ اسی طرح جو نبی ﷺ کو اپنے پاس حاضر وناظر جانے کبھی گناہ نہ کرے۔ اس آیت میں اشارۃً پتہ لگا کہ کوئی بھی حضور ﷺ کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ کیونکہ یہاں یہ فرمایا کہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ یہ نہ فرمایا کہ آپ سے چھپتے ہیں اور لَا یَسْتَخْفُوْنَ میں رب نے اپنے حبیب کو اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی مجھ سے اور میرے حبیب سے نہیں چھپ سکتے۔ رب فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (احزاب:۴۵) اللہ مومنوں کے ساتھ ہے کرم سے، نبیوں ولیوں کے ساتھ ہے عنایت اور مہربانی سے کفار کے ساتھ ہے قہر وغضب سے سب کے ساتھ ہے علم وقدرت سے۔ ۴ یعنی طعمہ کی قوم طعمہ کی طرفداری کے لئے خفیہ طور پر تدبیریں سوچتی تھی کہ جیسے ہو سکے طعمہ کو بری کرایا جاوے تاکہ اپنی قوم بدنام نہ ہو ۵ یعنی اللہ کا علم وقدرت انہیں گھیرے ہے کیونکہ اللہ کی ذات محیط ہے نہ محاط۔ وہ جگہ اور جگہ میں ہونے سے پاک ہے ۶ خیال رہے کہ دھوکہ دینے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں جھگڑنا ناممکن ہے۔ محبوبوں کی شفاعت اور چھوٹے بچوں کا اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے رب سے جھگڑنا آیات واحادیث سے ثابت ہے رب فرماتا ہے: مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (بقرہ:۲۵۵) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچا بچہ رب سے اپنے والدین کی بخشش کے لئے ایسا جھگڑے گا جیسے قرض خواہ مقروض سے، اس سے فرمایا جاوے گا: اَیُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ مگر یہ جھگڑا ناز کا ہوگا نہ کہ مقابلہ کا۔ لہٰذا اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں۔ ۷ معلوم ہوا کہ ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے اور حقوق العباد کی توبہ اداء حقوق ہے ترک نماز کی توبہ ان کی قضا ہے۔ پھر سب کے احکام جدا ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری یا قتل کر کے، جوا کھیل کر صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ لینا کافی ہے۔ ۸ یعنی ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہ نہ ہوگا کہ کرے یہ اور بھرے کوئی اور۔ ہاں گناہ کرانے والا بھی اس مجرم کے ساتھ گرفتار ہوگا۔ ۹ یہاں گناہ سے مراد کبیرہ اور خطا سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔ بے گناہ کو تہمت لگانا سخت جرم ہے۔ وہ بے گناہ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ طعمہ نے یہودی کافر کو بہتان لگایا تھا۔ ۱۰ یعنی اگر رب تعالیٰ نے آپ کو معصوم نہ بنایا ہوتا اور آپ پر تمام علوم ظاہر نہ کر دیئے ہوتے تو یہ آپ کو بہکا دیتے۔ بہکانے سے مراد دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرا لینا ہے۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت رب فرماتا ہے۔ کوئی آپ کو بہکا نہیں سکتا۔ نیز صحابہ کرام کے لئے بھی یہی فرماتا ہے: وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ (آل عمران:۶۹) پتہ لگا کہ حضور ﷺ کی تجلی حضور کے صحابہ پر بھی پڑی کہ ان کا ایمان قطعی ہو گیا۔ اس میں غیب کی خبر ہے بقیہ برصفحہ ۱۵۷

9

اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ

تم پر بڑا فضل ہے ف۱ ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے

بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ

خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا ف۲ اور جو اللہ کی رضا

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ

چاہنے کو ایسا کرے ف۳ تو اُسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے اور جو

يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ

رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ف۴ اور مسلمانوں کی راہ

سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ

سے جدا راہ چلے ف۵ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ

ع ۱۴ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

پلٹنے کی اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے ف۶ اور اس سے نیچے جو کچھ ہے

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ف۷ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا

یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو ف۸ اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان

مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا

کو ف۹ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا

مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

حصّہ لوں گا ف۱۰ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ف۱۱ اور ضرور انہیں کہوں گا

اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ

کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے ف۱۲ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ف۱۳ اور

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے ف۱۴ وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا

❶ رب نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء: ۷۷) اور یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا حضور ﷺ کے ملک کا ایک ادنیٰ حصہ ہے۔ ورنہ آپ پر فضل عظیم کیسے ہوگا۔ ❷ اس میں تمام مشورے داخل ہیں۔ حکومتوں کی کانفرنسیں، اسمبلی کے اجلاس، قومی پنچائتیں، خانگی امور میں مشورے اگر اچھی بات کے لئے ہیں تو مبارک ہیں ورنہ برے۔ ❸ یعنی خاوند، بیوی، باپ، بیٹے، دوست، احباب، محلے والے، شہر والے اسلامی حکومتیں جب لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دینا بڑی عبادت ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ناس سے مراد مسلمان ہوں اور اگر ناس سے عام انسان مراد ہوں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کافروں کی رغبت اسلام دے کر مسلمان بنایا جائے تا کہ مسلمانوں سے ان کی صلح ہو جاوے یا اگر کافر و مسلم حکومتوں میں جنگ کے آثار ہوں اور مسلمانوں کے لئے صلح بہتر ہو تو بیچ میں پڑ کر صلح کرائے جنگ روک دے وہ بھی اس ثواب کا مستحق ہے، کفار سے صلح جائز ہے۔ رب فرماتا ہے: وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (انفال: ۶۱) ❹ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس پر احکام شرعیہ لازم نہیں، صرف عقیدہ توحید کافی ہے کیونکہ اس نے رسول کی مخالفت نہ کی نیز جو بے علمی میں گناہ کر بیٹھے اس پر مخالفتِ رسول کا گناہ نہ ہوگا۔ مخالفت رسول جب ہے کہ دیدہ دانستہ حضور ﷺ کی نافرمانی کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ مخالفت رسول فی العقیدہ کفر ہے اور فی العمل فسق۔ ❺ معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم فاتحہ، محفل میلاد، عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (بقرہ: ۱۴۳) اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اور فرمایا: مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ❻ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا (بقرہ: ۲۲۱) اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مر جاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے ❼ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گمراہی جو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہوگا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرا دے گا۔ دوسرے یہ کہ خلف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل خلف ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرأت پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ❽ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہند گنگا، کالی وغیرہ بقیہ برصفحہ ۷۵۱

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ

شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ف۱

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے ف۲ اور جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اچھے کام کیے ف۳ کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا سچا وعدہ ف۴ اور اللہ سے زیادہ کس کی

قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ

بات سچی کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر ف۵ جو برائی

سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

کرے گا اس کا بدلہ پائے گا ف۶ اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار ف۷

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان

فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ

تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا ف۸ اور اس سے بہتر

دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لیے جھکا دیا ف۹ اور وہ نیکی والا ہے ف۱۰ اور ابراہیم کے دین پر

حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جو ہر باطل سے جدا تھا ف۱۱ اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا ف۱۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ

اور جو کچھ زمین میں ف۱۳ اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے اور تم سے عورتوں کے

فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي

بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ف۱۴ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے ف۱۵ اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے

۱ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں، کوٹھیاں، وزارتیں، عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۲ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کے لئے خاص ہے۔ ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے (۱) یہ کہ ایمان، اعمال سے مقدم ہے کہ بغیر ایمان اعمال قبول نہیں۔ (۲) یہ کہ نجات کے لئے نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ کوئی مومن کسی درجہ کا ہو نیک اعمال سے مستغنی نہیں۔ (۳) یہ کہ اعمال نہ عین ایمان ہیں نہ جزو ایمان اس لئے کہ معطوف معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ (۴) یہ کہ قیامت بہت ہی قریب ہے اگرچہ ہم کو دور معلوم ہو۔ ۴ لہٰذا نیک اعمال کرنے والے کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ اب جو شخص صدیق اکبر اور تمام ان صحابہ کے جنتی ہونے میں شک کرے جن کے متعلق قرآن کریم نے وعدہ فرما لیا وہ کافر ہے کیونکہ وہ رب کو جھوٹا جانتا ہے۔ ۵ شان نزول، یہود کہتے تھے کہ ہم کو صرف چالیس روز عذاب ہوگا بقدر مدت بچھڑے کی پوجا کے۔ عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی کھا گئے وہ ہمارا کفارہ ہو گیا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ہمارے بت ہم کو عذاب نہ پہنچنے دیں گے۔ ان سب کی تردید کے لیے یہ آیت اتری ۶ یعنی اے یہودیو، عیسائیو، مشرکو! تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ تمہیں کوئی گناہ مضر نہیں۔ تم میں سے جو بھی گناہ کرے گا سزا پائے گا۔ اس سے معلوم

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵ ہوا کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف ہیں عذاب اخروی کے لحاظ سے لہٰذا انہیں کفر کی بھی سزا ملے گی اور گناہوں کی بھی ۷ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے مددگار بنا دے گا۔ رب فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الـــخ (مائدہ: ۵۵) ۸ نہ اس طرح کہ اس کی

نیکیاں کم کر دی جائیں اور نہ اس طرح کہ گناہوں میں اضافہ کر دیا جاوے۔ اگر نیکیوں کی ضبطی ہوگی تو خود اس کے اپنے قصور سے ہوگی ۹ وجہ، کے لفظی معنی چہرہ کے ہیں مگر یہاں مراد ذات ہے۔ کیونکہ کسی کے آگے سر جھکا دینا گویا اپنی ذات کو اس کے سپرد کر دینا ہے ۱۰ یعنی اعمال بھی نیک کرے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان کے بعد انسان نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ حتی المقدور نیکی کرنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ ایمان اعمال سے پہلے ہے۔ اس لئے محسن کو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ کے بعد بیان کیا ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کے لئے دین ابراہیمی کی پیروی لازم ہے جو اب دین محمدی میں پائی جاتی ہے۔ اس سے منہ موڑ کر صدقہ و خیرات وغیرہ سب برباد ہے۔ جب جڑ کٹ گئی ہو تو شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ ۱۲ خُلّت کے معنی ہیں غیر سے منقطع ہو جانا۔ اب اس گہری دوستی کو کہا جاتا ہے۔ جس میں دوست کے غیر سے انقطاع ہو جاوے۔ خلیل وہ ہے کہ اللہ کی رضا چاہے۔ محبوب و حبیب وہ ہے جس کی خود رب تعالیٰ رضا چاہے۔ ہمارے حضور ﷺ اللہ کے خلیل بھی ہیں حبیب بھی ہیں۔ رب فرماتا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ: ۵) ۱۳ اس کے معنی یہ نہیں کہ صرف زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔ بقیہ برصفحہ ۷۵۱

الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے ف۱ اور

تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِۙ وَ

انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو ف۲ اور کمزور بچوں کے بارے میں اور

اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰى بِالْقِسْطِؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ

یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو ف۳ اور تم جو بھلائی کرو تو

اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا

اللہ کو اس کی خبر ہے ف۴ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی

اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًاؕ وَ

یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے ف۵ تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں ف۶ اور

الصُّلْحُ خَیْرٌؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ

صلح خوب ہے ف۷ اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں ف۸ اور اگر تم نیکی اور

تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا

پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ف۹ اور تم سے ہرگز نہ ہوسکے گا

اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ

کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو ف۱۰ تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ ف۱۱

فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو ف۱۲ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖؕ وَ كَانَ

بخشنے والا مہربان ہے ف۱۳ اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز

اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ

کردے گا ف۱۴ اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے ف۱۵ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ

میں ف۱۶ اور بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور تم کو کہ

(۱) ان آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم اب تک ایسا کرتے رہے اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ کفار کی میراث ان کے دین کے مطابق دی جاوے گی۔ حاکم اسلام اسی پر فیصلہ کرے۔ (۲) یعنی ان یتیم لڑکیوں کی بدصورتی اور غربت کی وجہ سے ان سے نکاح نہیں کرتے (۳) اس میں بہت صورتیں داخل ہیں یتیموں کی وراثت کا حصہ پورا دینا ان کا مال کسی بہانہ سے ناحق نہ کھانا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دینا۔ غرضیکہ ان سے وہ سلوک کرنا جو اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ (۴) یعنی واجب حق کے سوا اور بھلائی جو تم یتیموں سے کرو گے اللہ سے ثواب پاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ ان کے حق سے زیادہ سلوک کرنا چاہئے۔ (۵) خاوند کی زیادتی یہ ہے کہ اسے کھانے پینے کو نہ دے یا کم دے، مارے پیٹے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ ہے کہ بیوی سے دل سے محبت نہ کرے۔ بول چال ترک کردے (۶) اس طرح کہ عورت اگر اس خاوند کے پاس رہنا ہی چاہے تو اپنے کچھ حقوق کا بوجھ خاوند سے کم کردے یا مرد کچھ مشقت برداشت کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بہ تکلف کرے۔ (۷) یعنی جدائی اور طلاق سے صلح بہتر ہے۔ کیونکہ طلاق اگرچہ جائز ہے مگر بری چیز ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ فطرت انسانی میں لالچ داخل ہے۔ ہر شخص اپنے آرام و آسائش کو بہت مقدم رکھتا ہے۔ اپنے پر مشقت گوارا کرکے دوسروں کے آرام کی کوشش نہیں کرتا۔ الا ماشاء اللہ۔ (۹) یعنی اے خاوندو! اگر تم اس کے باوجود کہ تم کو اپنی موجودہ بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس سے اچھی طرح نبھاؤ اور یہ سمجھو کہ عورت تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے تو ہم بھی تم پر فضل و کرم فرمائیں گے۔ (۱۰) کیونکہ متقی انسان اگرچہ برتاوے میں برابری کرے اور اپنی ساری بیویوں سے عدل و انصاف کرے مگر دلی میلان قدرتی طور پر ان میں سے ایک کی طرف یقیناً زیادہ ہوگا۔ لیکن اس پر پکڑ نہیں۔ ہاں اگر برتاوے میں ظلم ہوا تو پکڑے جاؤ گے۔ (۱۱) کہ عملی طور پر عدل و انصاف نہ کرو (۱۲) اس طرح کہ نہ اسے طلاق دو، نہ اسے آباد کرو اور اس کا اچھا برتاؤ، نان و نفقہ، صحبت ترک کردو۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ خاوند اور بیوی میں صلح کرانا بڑا ثواب ہے۔ (۱۴) یعنی اگر زوجین میں صلح نہ ہوسکے اور طلاق واقع ہو جائے تو دونوں اللہ پر توکل کریں۔ اللہ عورت کو اچھا خاوند اور مرد کو اچھی بیوی عطا فرمادے گا اور وسعت بھی بخشے گا۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ کبھی عورت کو طلاق دے دینا کشائش رزق کا سبب بن جاتا ہے مرد و عورت دونوں کے لئے جیسے کبھی نکاح وسعت رزق کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ عورت بالکل مرد کی محتاج ہے اور نہ مرد بالکل عورت کا حاجت مند۔ سب رب کے حاجت مند ہیں۔ ایک کا دوسرے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ (۱۶) یعنی ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ ہے۔ اپنے فضل سے جس کو جس چیز کا چاہے عارضی طور پر مالک بنادے۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ کسی کی عارضی ملکیت کے منافی نہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی حصر کی آیات میں ذاتی حصر ہے جیسے اسی کے پاس ہے قیامت کا علم وغیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ

اللہ سے ڈرتے رہو ۱؎ اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۲؎

وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ۳؎ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاْتِ

اور اللہ کافی ہے کارساز اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ۴؎ اور اَوروں

بِاٰخَرِیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ

کو لے آئے اور اللہ کو اس کی قدرت ہے جو دنیا کا انعام

ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے ۵؎ اور اللہ ہی

سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۱۳۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ

سُنتا دیکھتا ہے اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ ۶؎ اللہ

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ

کے لیے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو

یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی

وہ غنی ہو یا فقیر ہو بہرحال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے ۷؎ تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ

اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کہ حق سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر کرو ۸؎ یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی

خَبِیْرًا ﴿۱۳۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ

خبر ہے اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر ۹؎ اور اس کتاب پر

الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ

جو اپنے اِس رسول پر اُتاری ۱۰؎ اور اُس کتاب پر جو پہلے اُتاری ۱۱؎

وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ۱۲؎

۱؎ معلوم ہوا کہ تقویٰ وطہارت کا حکم دائمی ہے۔ ہر دین میں اس کا حکم تھا۔ لہٰذا یہ سنت متوارثہ ہے بلکہ روزہ، اعتکاف، نکاح وغیرہ، عبادات بھی قدیمی عبادتیں ہیں ۲؎ یعنی اگر تم سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ سارا عالم اس کی ملک ہے اس کے ہاں تمہاری اطاعتوں کی حاجت نہیں۔ محتاج تم ہو نہ کہ وہ ۳؎ کہ عالم کا ہر ذرہ اس کی حمد کرتا ہے۔ رب سارے عالم کا محمود ہے۔ ۴؎ یا اس طرح کہ تمہیں موت دے کر دوسری قوم کو یہاں آباد کرے۔ جیسے فرعون کے ملک، کا بنی اسرائیل کو مالک بنا دیا۔ یا اس طرح کہ تمہاری حکومت ختم فرما کر تمہارا ملک دوسروں کو دے دے اور تم کو ان کی رعایا بنا دے۔ رب فرماتا ہے: تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (آل عمران:۲۶) یا اس طرح کہ تم اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اور تمہارے

ع ۱۹ ۸ ۱۶

گھر بار دوسرے لوگ آباد کریں۔ جیسے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہود مدینہ سے سلوک ہوا کہ بنی قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر جلا وطن ہوئے۔ غرضیکہ وہ قادر مطلق ہے۔ ۵؎ یعنی جب رب کے پاس دنیا و آخرت سب کچھ ہے تو اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو۔ مانگنے والے میں ہمت چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو دنیا کو اپنا اصل مقصود بنایا جائے کہ آخرت کو فراموش کر دے اور نہ بالکل ترک دنیا ہی کر دینی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عبادات میں ثواب آخرت کی بھی نیت ہو اور دنیاوی آفات کے دفعیہ اور دنیاوی رحمت کے حصول کی بھی نیت ہو تو جائز ہے۔ چنانچہ نماز استسقاء بارش کے لئے اور نماز کسوف وخسوف گہن دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ ۶؎ اس میں حاکموں، گواہوں، عالموں اور درویشوں اور بادشاہوں سب سے خطاب ہے۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق انصاف کرے، قَوّٰمِیْنَ مبالغہ فرما کر یہ بتایا گیا کہ مسلمان کی ہر بات، ہر عمل، زندگی کا ہر شعبہ انصاف پر مبنی ہو، اپنے گناہوں کا اقرار، نیکیوں میں قصور کا اعتراف غرضیکہ ہزارہا چیزیں انصاف میں داخل ہیں۔ ۷؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ماں باپ کی خدمت، قرابت داروں سے سلوک اچھی چیز ہے مگر ذاتی معاملہ میں۔ دینی، قومی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں، دوسرے یہ کہ غنی کا رعب، فقیر پر رحم، انصاف کے لئے آڑ ہیں۔ اس آڑ کو ہٹانا لازم ہے۔ تیسرے یہ کہ رحم سے عدل افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ ۸؎ یعنی تاویلیں کر کے انصاف کا خون کرو اور ظلم کو انصاف کے رنگ میں دکھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے وکیل کا عدالت میں کج بحثی کر کے مجرم کو ناحق چھڑانے کی کوشش کرنا، حاکم کا غلط فیصلہ کرنا اور اسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرنا، عالم کا غلط تاویلوں سے غلط مسئلہ کا درست ثابت کرنا، لیڈروں کا ناحق ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ سب ظلم میں داخل ہے اور سخت جرم ہے۔ قرآن کی صحیح تاویل بوقت ضرورت شرعیہ عین عبادت ہے اور غلط تاویل، تحریف وکفر ہے۔ ۹؎ یعنی اے زبانی ایمان لانے والو، دل سے ایمان لاؤ۔ یا اے دل سے ایمان لانے والو، ہمیشہ ایمان پر قائم رہو۔ لہٰذا آیت میں تحصیل حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان وہی قابل قدر ہے۔ جو دنیا سے اپنے ساتھ جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر ایمان کا وہی درجہ ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کا درجہ ہے۔ بقیہ برصفحہ ۷۵۱

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا ١ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ٢ اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿١٣٨﴾

انہیں راہ دکھائے ٣ خوش خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ٤

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ

کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے ٥ اور بے شک

نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ

اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے ٦ تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول

غَيْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

نہ ہوں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہوے ٧ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں

فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿١٤٠﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ

سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا ٨ وہ جو تمہاری حالت تکا (دیکھا) کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف

فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ

سے تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ٩ اور اگر کافروں کا حصہ ہو

نَصِيْبٌ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا ١٠

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

تو اللہ تم سب میں قیامت کے دن فیصلہ کردے گا ١١ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی

(١) یعنی ایسی گمراہی میں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔ خیال رہے کہ گمراہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے تبرائی رافضی، بے ادب گستاخ، وہابی، قادیانی، دوسری وہ گمراہی جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ جیسے تفضیلی رفض یا غیر مقلدیت۔ پہلی قسم کی گمراہی کا نام گمراہی بعید ہے۔ اور دوسری کا نام گمراہی قریب ہے۔ یہاں پر پہلی گمراہی کا ذکر ہے۔ (٢) کفر میں بڑھنا یہ ہے کہ کفر پر ہی موت ہو جاوے اللہ بچائے اور اگر ایمان پر موت ہوئی تو خواہ ہزار دفعہ کفر ہو معافی ہو جاوے گی اگرچہ بعض صورتوں میں شرعاً ایمان معتبر نہ ہو۔ (٣) اس سے معلوم ہوا کہ بار بار مرتد ہونے والے کا ایمان شرعاً معتبر نہیں (ردالمختار) خصوصاً بحالت جنگ بلکہ بعض دفعہ عین جنگ کی حالت میں ایمان لانا بھی معتبر نہیں ہوتا جیسا کہ رب فرماتا ہے: قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (سجدہ:٢٩) جبکہ ظاہری علامات بتا رہے ہیں کہ یہ دھوکا دینے کے لیے ایمان لا رہا ہے۔ جیسا کہ پاکستان بنتے وقت دیکھا گیا (٤) معلوم ہوا کہ کافروں سے محبت، دوستی رکھنا منافقوں کی علامت ہے خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں (٥) اس سے معلوم ہوا کہ دینی قومی غدار نہ اپنی قوم میں عزت پائے نہ دوسری قوموں میں۔ عزت دین پر قائم رہنے میں ہے۔ اسی طرح صلح کل عالم کہیں عزت نہیں پاتا۔ عزت اللہ کی ہے اس کی عطا ہے اس کے رسول کی اور ان کے صدقہ سے سچے مسلمانوں کی (٦) یعنی جہاں دین کا مذاق ہو رہا ہو وہاں بادل نخواستہ بھی نہ جاؤ اور اگر تم وہاں پہلے سے تھے کہ یہ جرم شروع ہو گئے تو وہاں سے ہٹ جاؤ اور اگر روک دینے کی طاقت ہو تو زورِ بازو سے یا زورِ زبان سے روک دو۔ (٧) اس سے معلوم ہوا کہ کفر کرنا کفر کرانا کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے اور سب درجہ میں برابر ہیں۔ بلکہ کفر کی مجلس میں جانا بھی حرام ہے شرکت کی غرض سے۔ لہٰذا بد مذہبوں کے جلسوں، ماتم کی مجلسوں، نوحہ، تبرا کی محفلوں میں شریک ہونا حرام اگرچہ خود نہ کرے ہاں تردید کے لئے جانا اس سے خارج ہے (٨) یعنی منافق و کافر سب دوزخ میں ہوں گے اگرچہ ان کے مقامات علیحدہ ہوں رب فرماتا ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء:١٤٥) یا یہ لوگ کبھی اکٹھے بھی کئے جایا کریں گے۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں (٩) یعنی تمہارے ساتھ تھے، کہ کلمہ نماز وغیرہ میں تمہارے ساتھ رہتے تھے یا جنگ میں تمہارے ساتھ چلے گئے تھے لہٰذا ہمیں بھی غنیمت کا حصہ دو۔ غرضیکہ زبان سے تمہارے ساتھ اور دل سے کافروں کے ساتھ رہ کر دو گھر کے مہمان بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دو گھر کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی، جسمانی ہمراہی بے کار ہے۔ جب دل سے دور ہو۔ (١٠) یعنی اے کافرو! تمہاری فتح کا بڑا سبب ہم ہیں۔ اولاً تو اس لئے کہ ہم اگرچہ جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ میدان میں آ گئے مگر تم سے لڑے نہیں اس لئے مسلمانوں کا حملہ ہلکا رہا۔ دوسرے ہم تمہارا کام کرنے جہاد میں آئے تھے کہ مسلمانوں کے جنگی راز سے تمہیں باخبر رکھتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کافروں کی خفیہ پولیس بننا اور مسلمانوں کے راز انہیں بتانا منافقوں کا طریقہ ہے جس میں آج بہت مسلمان گرفتار ہیں بقیہ برصفحہ ١٥٧

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ

راہ نہ دے گا ۱ بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں ۲ اور

هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ

وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی (دل) سے ۳

النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ

لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں

لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے ۴ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راہ

سَبِيْلًا ۝۱۴۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

نہ پائے گا اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ ۵

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۴۴ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

صریح حجت کر لو ۶ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝۱۴۵ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا ۷ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے ۸ اور اللہ کی رسی

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۹

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۴۶ مَا يَفْعَلُ

اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا ۱۰ اور

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہے

شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝۱۴۷

صلہ دینے والا جاننے والا ۱۱

ع

۱ اس سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے کافر و منافق متفق ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں مٹا سکتے۔ مسلمان جہاں کہیں نقصان اٹھاتے ہیں اپنی غداری اور شامت اعمال کی وجہ سے اٹھاتے ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح حلال نہیں۔ کسی کافر کو مسلمان غلام خریدنے کا حق نہیں۔ کافر مسلمان کا وارث اور مورث نہیں۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا دراصل رب کو دھوکا دینے کی کوشش ہے۔ کیونکہ منافق رسول اور مسلمانوں کو فریب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ ۳ معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہیں۔ بلا وجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا۔ جماعت سے بلا وجہ نماز نہ پڑھنا۔ پیچھے مسجد میں پہنچنا، بغیر کرتے کے یا بغیر ٹوپی کے سستی کے طور پر نماز پڑھنا۔ ارکان نماز درست نہ کرنا۔ ان سب سے بچنا چاہیے۔ ۴ یعنی ان کا شمار نہ کافروں میں ہے نہ مسلمانوں میں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کفر و اسلام کے درمیان کوئی اور وجہ بھی ہے جس میں منافق ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ منافق کافر نہیں۔ وہ پکے کافر ہیں۔ مگر ان کا شمار کافروں میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بے دین فرقے مذہباً کافر اور قومی لحاظ سے مسلمانوں میں ان کا شمار ہے۔ نہ بالکل ادھر نہ بالکل ادھر بلکہ بیچ کے ادھر میں ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۵ یعنی کافروں سے دوستی کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تم اس سے بچو۔ خیال رہے کہ مومن کافر کا رشتہ دار ہو سکتا ہے۔ مگر دوست نہیں ہو سکتا۔ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال اس کے باوجود ان سے دوستی حرام۔ رشتہ اور ہے دوستی اور۔ دل کا میلان کچھ اور۔ ۶ کہ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ تمہیں کفار کی وجہ سے دوزخ میں بھیجے کیونکہ وہاں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ ۷ اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کا عذاب سخت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے پیپ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچتے ہیں۔ جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔ تیسری یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں، مومنوں کے مددگار رب نے بہت مقرر فرما دیے ہیں جو کہتا ہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ ۸ یعنی منافقت سے توبہ کریں اور آئندہ اپنے حالات بدل دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد سے بدتر کافر کی بھی توبہ قبول ہے اگر درست ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کی صحت کی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنا گزشتہ حال بدل دے۔ اگر منہ سے توبہ کرتا رہے مگر کام وہی کیے جاوے تو وہ توبہ نہیں مذاق کرتا ہے۔ ۹ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں کا ساتھ بڑی اعلیٰ نعمت ہے کہ رب نے بطور انعام یہاں اس کا ذکر فرمایا ۱۰ جو تمہارے خیال و گمان اور وہم سے بھی ماوراء ہے غرضیکہ رب کی عطا اپنی شان کے لائق ہوگی نہ کہ تمہارے استحقاق کے لائق۔ ۱۱ خیال رہے کہ دنیا کے بادشاہ تین وجہ سے سزا دیتے ہیں۔ اپنے نقصان کے اندیشہ سے، نفسانی غصہ کی آگ بجھانے کے لئے۔ مجرم کے جرم کی وجہ سے۔ تیسری وجہ کی معافی بقیہ بر صفحہ ۷۵۱

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ
اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا ۱ مگر مظلوم سے ۲ اور
اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ
اللہ سنتا جانتا ہے ۳ اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو ۴
سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ
تو بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور اس کے
بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ
رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں ۵ اور
يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا
کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے
بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی ہیں ٹھیک کافر ۶ اور ہم نے کافروں کے لیے
عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۷ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا ۸ انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا ۹ اور اللہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا
بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب اہل کتاب تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر
مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا
آسمان سے ایک کتاب اُتار دو ۱۰ تو وہ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے کہ بولے
اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
ہمیں اللہ کو علانیہ دکھا دو تو انہیں کڑک نے آ لیا ان کے گناہوں پر ۱۱ پھر بچھڑا لے بیٹھے
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا
بعد اس کے کہ روشن آیتیں ان کے پاس آ چکیں ۱۲ تو ہم نے یہ معاف فرما دیا ۱۳ اور ہم نے

۱ اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ کرنا یا جو گناہ خفیہ ہو گیا ہو اس کا اعلان کرنا گناہ ہے۔ اس میں جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی بکنا، کسی کے یا اپنے چھپے عیب ظاہر کرنا شامل ہیں۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم حاکم سے بلکہ اور لوگوں سے بھی ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ حدیث کے راویوں کا فسق وغیرہ بیان کرنا چور یا غاصب کی شکایت کرنا ملک کے غداروں کی حکومت کو اطلاع دینا سب جائز ہے۔ ۳ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک شخص آپ کی شان میں زبان درازی کر رہا تھا۔ آپ نے بہت صبر کیا مگر وہ باز نہ آیا تب آپ نے بھی اسے جواب دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اب تک ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے خود جواب دیا تو وہ چلا گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) یعنی مظلوم کا بدلہ لینا جائز مگر درگزر کرنا بہتر۔ لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں علانیہ کی جائیں اور بعض خفیہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں۔ حج اور اداء زکوٰۃ اعلانیہ چاہئیں مگر تہجد کی نماز صدقہ نفلی چھپا کر افضل۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ذاتی مجرموں سے درگزر کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ سے معلوم ہوا۔ مگر دینی، قومی، ملکی مجرموں کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ۵ اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کو ملانا ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ اور اللہ سے رسول کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیمپ کی بتی کا نور چمنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے۔ ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے، رب نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام ملایا کہ اول جز میں اللہ آخر میں آیا اور دوسرے جز میں محمد اول۔ تا کہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔ غرضیکہ نبی کو اللہ سے ملانا ایمان۔ ۶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایک پیغمبر کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے۔ جیسے سارے پیغمبروں کا انکار، یہی حال قرآن کی آیتوں کا ہے۔ کہ ایک آیت کا انکار اور سارے قرآن کا انکار یکساں کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی۔ کہ آدھا یا چوتھائی کافر ہو۔ ہاں کیفیت کفر میں فرق ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی سخت کافر ہو کوئی نرم ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض مومن گنہگاروں کو عذاب ہوگا۔ لیکن انہیں محشر میں ذلیل نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ذلت وہاں کافروں کے لئے خاص ہوگی ۸ یہ آیت یہود و نصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی۔ جو حضور ﷺ کی نبوت کے منکر تھے۔ اور بعض رسولوں کو مانتے تھے بعض کے دشمن۔ اسی طرح حضور ﷺ کے تمام صحابہ و اہل بیت کو ماننا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہود کی سی بے ایمانی ہے۔ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی جزا ملنا ایمان پر موقوف ہے۔ ۱۰ شان نزول۔ کعب ابن اشرف یہودی نے ایک بار حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے پاس

بقیہ برصفحہ ۷۵۱

مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ

موسیٰ کو روشن غلبہ دیا ف۱ پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو ف۲

وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي

اور ان سے فرمایا کہ دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ف۳ اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے نہ

السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

بڑھو ف۴ اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا تو ان کی کیسی بدعہدیوں کے

مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لیے کہ وہ آیات الٰہی کے منکر ہوئے ف۵ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ف۶

وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ف۷ تو

يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا

ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے اور اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا ف۸ اور مریم پر بڑا

عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

بہتان اٹھایا ف۹ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا ف۱۰

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ

اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا ف۱۱ اور وہ جو اس کے بارہ

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں ف۱۲

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ

مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ف۱۳

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا

اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے ف۱۴ اور قیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہو گا ف۱۵

(۱) کہ فرعونیوں کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی ایسی ہیبت قائم ہوئی کہ آپ کے فرمان پر سخت سے سخت حکم بھی مان لیتے تھے۔ بچھڑے کے پجاریوں نے آپ ہی کی ہیبت سے اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دیا۔ (۲) یعنی توریت شریف پر عمل کرنے کا عہد۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر توریت شریف کے سارے بھاری احکام ایک دم آن پڑے۔ وہ گھبرا گئے۔ اور بولے کہ سن تو لیا مگر ہم سے عمل نہ ہو سکے گا۔ تب طور پہاڑ اکھیڑ کر ان پر مسلط کیا گیا کہ مانو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا آہستہ آہستہ آنا اللہ کی رحمت تھا (۳) معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر کی تعظیم چاہیے۔ کیونکہ یہ شہر اریحا کا دروازہ تھا جس میں انبیاء کرام کے مزارات تھے۔ بعض لوگ قرآن شریف یا بزرگوں کی قبروں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کبھی مدینہ منورہ میں سواری پر نہ بیٹھے۔ ان سب بزرگوں کی دلیل یہ آیت ہے رب نے موسیٰ علیہ السلام سے طویٰ جنگل کا ادب کرایا کہ فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ (طٰہٰ : ۱۲) یعنی جوتے اتار دو۔ (۴) یعنی ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں جیسے جمعہ پڑھنے والے مسلمانوں پر نماز جمعہ کے وقت دنیاوی کاروبار کرنا حرام ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں پر ہفتہ کے سارے دن میں شکار کھیلنا حرام تھا۔ (۵) یعنی پیغمبروں کے معجزات معلوم ہوا کہ پیغمبر کا انکار سارے کفروں سے بدتر کفر ہے (۶) یعنی خود ان یہودیوں کے خیال میں بھی ان پیغمبروں کا شہید کرنا ناحق تھا' ورنہ واقع میں تو پیغمبر کا قتل حق ہو سکتا ہی نہیں (۷) اس سے معلوم ہوا کہ کفر اور بدکاریاں دل پر مہر لگ جانے کا باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (۸) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ (۹) کہ ان کی عصمت پر داغ لگایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکدامن مومنہ بی بی کو تہمت لگانا بدترین گناہ ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بی بی خاص عظمت کی مالک ہو لہٰذا آج حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والے سخت مجرم اور یہودیوں کی طرح عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی عصمت سے زیادہ اہم ہے کہ بی بی مریم کی گواہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دلوائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی خود رب نے دی کہ اس بارے میں ۱۸' آیتیں اتاریں (۱۰) یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ اور عیسائیوں نے ان کی تصدیق کی۔ دونوں جھوٹے اور رب نے دونوں کی تکذیب فرمائی (۱۱) اس طرح کہ جو منافق عیسیٰ علیہ السلام کا یہودیوں کو پتہ دینے کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل ہو گیا۔ اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہودیوں نے اسی منافق کو عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکے میں سولی دے دی لیکن پھر خود بھی حیران تھے کہ ہمارا آدمی کہاں گیا۔ نیز اس کا چہرہ عیسیٰ علیہ السلام کا سا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں اپنے سے۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہو رہا ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے' جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی۔ (۱۳) یہاں اٹھانے سے مراد جسمانی اٹھانا ہے نہ کہ بقیہ بر صفحہ ۱۵۷

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لیے حلال تھیں ١ ان پر حرام فرما دیں

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ

اور اس لیے کہ انہوں نے بہتوں (زیادہ) کو اللہ کی راہ سے روکا ٢ اور اس لیے کہ وہ سود لیتے حالانکہ

نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا

وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ٣ اور ان میں جو

لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

کافر ہوئے ٤ ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ہاں جو ان میں علم میں پکے ٥

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ

اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا ٦ اور

قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

جو تم سے پہلے اترا ٧ اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ اِنَّاۤ

اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے ٨ بیشک

اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ

اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ٩ جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ١٠ اور

اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں ١١

وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو

زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ

زبور عطا فرمائی اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو جن

نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

کا ذکر تم سے نہ فرمایا ١٢ اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا ١٣ رسول خوشخبری دیتے

① اس کا تفصیلی ذکر سورہ انعام کی اس آیت میں ہے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا۔ الخ (انعام: ١٤٦) ② اس سے معلوم ہوا کہ پچھلی امتوں پر عذاب الٰہی اس طرح بھی آتا تھا کہ ان پر شرعی احکام سخت کر دیئے جاتے تھے اب اس سے امن ہے ہماری شریعت بہت آسان ہے۔ ③ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حرام کمائیوں میں سود بدتر ہے۔ اسی لئے رب نے اسے علیحدہ ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سود' رشوت' چوری' ناچ گانے کی مزدوری۔ یہ تمام چیزیں پہلی شریعتوں میں بھی حرام تھیں۔ کیونکہ یہ ظلم ہیں اور ظلم ہمیشہ حرام رہا ④ یعنی اپنے کفر پر اڑے رہے اور جو توبہ کر گئے انہیں معافی دے دی گئی۔ ⑤ راسخ فی العلم وہ عالم ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو جیسے مضبوط درخت وہ ہے جس کی جڑیں زمین میں جگہ پکڑ چکی ہوں اس سے مراد خوش عقیدہ اور باعمل علماء ہیں جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود کے علماء تھے اور حضور علیہ السلام کے صحابی ہوئے ⑥ خواہ وحی جلی سے جیسے قرآن شریف یا وحی خفی سے جیسے حدیث شریف لہٰذا قرآن و حدیث سب پر ہی ایمان چاہئے۔ ⑦ خیال رہے کہ پچھلی کتابوں پر ہمارا صرف اجمالی ایمان ہے اور قرآن کریم پر تفصیلی ایمان بھی ہے او عمل بھی' اسی فرق کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اترنے کا الگ الگ ذکر فرمایا ⑧ اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ باعمل عالم دوسروں کو بھی نیک بنا دیتا ہے۔ چاہئے کہ عالم کامل سنت نبوی کا نمونہ ہو اور اس کی ہر ادا تبلیغ کرے اس سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دین۔ یا بے عمل' عالم کا عذاب بھی دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس کی بدعملی دوسروں کو بھی بدعمل بنا دے گی ⑨ یہاں تشبیہ صرف وحی بھیجنے میں ہے اگرچہ وحی کی نوعیت میں فرق ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام پر جہاد کی وحی نہ ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا

ع ٢٠ ٢

کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں جو ان کی نبوت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جیسے آج کل کے بعض کلمہ گو ⑩ خیال رہے کہ کفار کو تبلیغ فرمانے والے پہلے نبی نوح علیہ السلام ہیں۔ نیز آپ ہی سب سے پہلے شرعی احکام لانے والے ہیں۔ نیز حضرت نوح علیہ السلام پر کتاب الٰہی یکدم نہ آئی۔ یہود مدینہ کہتے تھے کہ چونکہ آپ پر قرآن ایک دم نہ آیا۔ لہٰذا ہم ایمان نہ لائیں گے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ آئی جس میں فرمایا گیا ان پیغمبروں پر بھی کتب اور صحیفہ ایک دم نہ آئے تھے۔ تم ایمان ان پر لائے ہوا ایسے ہی حضور ﷺ پر ایمان لے آؤ ⑪ بعض علماء نے اس آیت کی بناء پر فرمایا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں' ان صاحبوں سے جو خطائیں سرزد ہوئیں۔ وہ عطا نبوت سے پہلے تھیں' دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے اسرائیلی نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔ اس صورت میں آئندہ عبارت والاسباط کی تفصیل یا تفسیر ہے۔ ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ⑫ اس آیت میں بقیہ برصفحہ ٧٥٢

وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ

اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے و۱

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے و۲ جو اس نے تمہاری طرف اُتارا

اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾

وہ اس نے اپنے علم سے اُتارا ہے و۳ اور فرشتے گواہ ہیں و۴ اور اللہ کی گواہی کافی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ

وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا بے شک وہ دور کی گمراہی

بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

میں پڑے و۵ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھے و۶ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے و۷ مگر جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ

اور یہ اللہ کو آسان ہے اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

کے ساتھ و۹ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے ہیں تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو و۱۰

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو و۱۱ اور اللہ پر نہ کہو مگر

الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ

سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا و۱۲ اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ و۱۳

اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا

کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ

۱ اور یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم پرہیزگار ہوتے اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجنے سے پہلے کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نبی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ محض عقل سے ۲ اللہ کی گواہی یہ ہے کہ اس نے گزشتہ کتابوں میں حضور ﷺ کی خبر دی اور حضور کو معجزات عطا فرمائے جیسے وزیر یا حاکم کا شاہی تمغہ بادشاہ کی گواہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ایسے شاندار نبی ہیں کہ رب ان کی نبوت کا گواہ ہے ۳ یعنی آپ خاص علوم غیبیہ اس قرآن میں ودیعت رکھے تاکہ قرآن کے ذریعہ سے اپنے محبوب کو وہ علم عطا فرمائے۔ رب فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن: ۲۷) اور فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل: ۸۹) اس صورت میں بِعِلْمِهٖ کی ب تلبس کی ہے یا یہ معنی ہے کہ یہ عظیم الشان کتاب جس شاندار بندے پر اتاری جان کر ہی اتاری۔ انہیں ہی اس کتاب کے لائق پایا۔ مصرعہ۔ خدا نے خدائی میں تجھ سا نہ پایا رب فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام: ۱۲۴) اس بے مشکل کتاب کے لئے ایسا بے نظیر ہی نبی چاہئے تھا (روح البیان) ۴ معلوم ہوا کہ فرشتے بھی ہمارے رسول کا کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔ بلکہ قیامت میں سارے رسول ہمارے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھیں گے۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ ہمارے حضور کی نماز تھی نہ کہ ان کے اپنے دینوں کی ۵ اس سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ کافر کے کافر گر زیادہ برا ہے مومن سے مومن گر زیادہ اچھا۔ اس سے علماء سوء اور علماء دین کے مراتب کا حال معلوم ہوا۔ ۶ اس طرح کہ توریت پر ظلم کیا کہ اسے بدل دیا۔ لوگوں پر ظلم کیا کہ انہیں ایمان سے روکا۔ اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ شرک کیا ۷ جب تک وہ کافر ہیں یا اگر کفر پر مریں ۸ دنیا میں نیک اعمال کی اور آخرت میں جنت کی حدیث شریف میں ہے۔ کہ مومن جنت میں اپنے ٹھکانے پر ایسے بے تکلف پہنچ جائے گا۔ جیسے ہمیشہ کا آنے جانے والا تھا ۹ معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ خود بھی حق ہیں اور ان کا ہر قول ہر فعل ہر ادا حق ہے وہاں باطل کا گزر نہیں جیسے آم کے درخت سے انگور نہیں حاصل ہوتے ایسے ہی حضور ﷺ سے جھوٹ یا باطل یا گناہ سرزد نہیں ہوتے ۱۰ معلوم ہوا کہ دنیا میں ہمارا آنا اور ہے۔ حضور کا آنا اور ہم اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں۔ اور حضور رب کی ذمہ داری پر بھیجے گئے ہیں۔ جیسے ملک میں سیاح کا جانا اور وزیر اعظم کا دورہ۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ غیر فرض کو فرض سمجھ لینا یا غیر حرام کو حرام مان لینا یا نبیوں میں خدا کے اوصاف ماننا یہ سب دین میں زیادتی ہے اور یہود کا طریقہ۔ ۱۲ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد پیدا ہوئے ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب: ۵) اسی لئے قرآن کریم نے مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہ لیا۔ اور آپ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بغیر نطفہ محض ربانی فیضان سے پیدا ہوئے جیسے بیت اللہ اور کلمۃ اللہ میں نسبتیں ہیں۔ ایسی ہی روح اللہ میں ہے ۱۳ کہ انہیں فقط کن سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ
کہو ۱ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اُسے اس سے کہ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى
اس کے کوئی بچہ ہو ۲ اُسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۳ اور اللہ کافی
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ
کار ساز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا ۴ اور
لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ
نہ مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے ۵ تو کوئی دم جاتا
يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا تو وہ جو ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ
اچھے کام کیے اُن کی مزدوری انہیں بھرپور دے کر اپنے فضل سے اُنہیں اور زیادہ دے گا ۶
وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ
اور وہ جنھوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں درد ناک سزا دے گا
وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا
اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ۷ اے
النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا
لوگو ۸ بے شک تمہارے پاس ۹ اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ۱۰ اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور
مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ
اُتارا ۱۱ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رسی مضبوط تھامی تو ۱۲ عنقریب اللہ
فِىْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾
انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا
يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ
اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں ۱۳ تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے ۱۴ اگر کسی مرد کا انتقال ہو

ربع
ع ۲۳

۱ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہیں کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے واحد میں دوسرے کی اور لہ ولد میں تیسرے کی ۲ کیونکہ بچہ اختیار کرنا مجبوری اور مغلوبی سے ہوتا ہے۔ موت کا خطرہ دشمنوں کا ڈر، شہوت کی مغلوبیت بچہ کا باعث ہے، رب ان سب سے پاک ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کا غلام نہیں بن سکتا۔ ملکیت اور بنوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنی ملکیت عامہ کو اس پر دلیل بنایا کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے نہیں ورنہ وہ اس کے بندے نہ ہوتے ۴ شان نزول، نجران کے عیسائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیب لگاتے ہیں کہ انہیں اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کا بندہ ہونا باعث فخر ہے۔ نہ کہ باعث نفرت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے تو سب ہیں مگر پیغمبر خصوصی بندے ہیں۔ جن کی بندگی سے رب کی ربوبیت اور الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ کی سب لوگ رعایا ہیں مگر وزیر اعظم خصوصی شان والا ہے، ان کی بندگی پر دست قدرت کو بھی ناز ہے کہ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ۔ (التوبہ: ۳۳) ۵ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت سے تکبر کرنا ناحق ہے اور سخت جرم ہے تو یہ جرم معاذ اللہ انبیاء کرام سے کیسے صادر ہو سکتا ہے۔ یہ عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتہام ہے کہ وہ اپنے کو رب کا بیٹا بتاتے تھے، اور عبدیت کے منکر تھے۔ ۶ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو نیک اعمال کی صرف جزا ہی نہ ملے گی۔ بلکہ رب کا وہ عطیہ جو رب کی شان کے لائق ہے وہ بھی ملے گا چنانچہ رب کا دیدار، جزا کا اضافہ، اور رب کا ہمیشہ راضی رہنا۔ یہ محض اس کے فضل سے ملے گا۔ ۷ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار رہنا کفار کا عذاب ہے۔ رب نے مومن کے لئے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں ۸ اس ناس میں سارے انسانوں سے خطاب ہے کہیں ہوں یا کبھی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی زمانہ کسی جگہ اور کسی قوم سے خاص نہیں جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں خدا کی خدائی میں حضور کی مصطفائی اور بادشاہی ہے ۹ یعنی اے تمام لوگو تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو سرتاپا اللہ کی معرفت کی دلیل ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام اللہ کا نور بھی ہیں، اللہ کی دلیل بھی ہیں حق بھی ہیں۔ حضور کے یہ تمام القاب قرآن میں ہیں ۱۰ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں، دلیل کی تائید دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اور دلیل پر اعتراض دعویٰ پر چوٹ ہے۔ نیز حضور از سرتاپائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ کا ہر عضو ایک معجزہ نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کا سرمہ، عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش، کھاری کنویں کو میٹھا کرنے والا، جابر رضی اللہ عنہ کے تھوڑے آٹے میں پڑکر بے بہا برکت دینے والا ہے۔ غرض کہ آپ خود سراپا معجزہ اور رب کی دلیل یعنی قرآن ہیں۔ اس کی تفصیل بقیہ برصفحہ ۷۵۲

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ

جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ

اگر بہن کی اولاد نہ ہو ۱ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی ۲

مِمَّا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی ۳ تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے

الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

برابر ۴ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ ۵ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ ۵ مدنیۃ ۱۱۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتہا ۱۲۰ رکوعاتہا ۱۶

سورہ مائدہ مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اور اس میں ایک سو بیس ۱۲۰ آیات اور سولہ رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ڛ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو ۶ تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ

مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو ۷ لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو ۸

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان ۹

اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ

اور نہ ادب والے مہینے ۱۰ اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ۱۱

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَ

اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں ۱۲ اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور

اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَـنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو ۱۳ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى

انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے ۱۴ اور نیکی اور پرہیزگاری پر

منزل ۲

۱ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ اگر بیٹی ہے تو عصبۂ بہن کو ملے گا وہ ذی فرض نہ ہوگی اور اگر بیٹا موجود ہے تو بھائی بہن سب محروم ایسے ہی باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔ ۲ خیال رہے کہ میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت ہے یعنی جو حق دو بہنوں یا بیٹیوں کا ہے وہی بہت سوں کا۔ اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ دو اور زائد جماعت ہیں ۳ پہلے صرف بہنوں کا ذکر تھا اور اب بھائی بہن دونوں کا۔ یعنی اگر بے اولاد نے بھائی بھی چھوڑے اور بہنیں بھی ۴ یعنی بھائی کے ساتھ بہن عصبہ بن جائے گی ذی فرض نہ رہے گی اور بھائی سے آدھا حصہ پائے گی' خیال رہے کہ یہاں اخیافی بہن کے سوا یعنی حقیقی اور علاتی بھائی بہن مراد ہیں۔ اخیافی کے احکام پہلے گزر چکے ہیں لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۵ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل انکی فرمائی اتنی اور کی نہ فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ نے میراث کے علم کو آدھا علم فرمایا۔ یعنی آدھے میں سارے علوم اور آدھے میں یہ اکیلا۔ ۶ ایمان والوں سے یا اہل کتاب کے مومن مراد ہیں تو عقود سے وہ عہد مراد ہوں گے جو رب تعالیٰ نے گزشتہ کتابوں میں ان سے لئے تھے توریت و انجیل کی حضور کی نعت والی آیتیں علانیہ بیان کرو اس سے عام مسلمان مراد ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ رب سے یا نبی سے یا پیر سے یا بیوی اور خاوند سے یا ایک دوسرے سے کئے ہوئے وعدے پورے کرو۔ مگر اس میں جائز وعدے داخل ہوں گے۔ نہ کہ حرام وعدے' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن روزہ کی منت ماننے والا اپنی منت پوری کرے کہ اور دن روزہ رکھے ان کی دلیل یہ آیت بھی ہے۔ ۷ اس میں ان کفار کا رد ہے جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور بحیرہ' سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام صرف وہ ہے جسے اللہ رسول حرام فرمادیں۔ حلال کے لئے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ کسی چیز کا حرام نہ ہونا ہی حلال ہونے کی دلیل ہے۔ ۸ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے دریائی شکار جائز خیال رہے کہ محرم کا شکار کیا ہوا نہ محرم کو حلال ہے نہ غیر کو (کتب فقہ) احرام خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا ۹ معلوم ہوا کہ دینی عظمت والی چیزوں کا احترام کرنا بہت ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (حج: ۳۲) اس شعائر اللہ میں خانہ کعبہ۔ بزرگوں کے مزارات۔ قرآن شریف وغیرہ سب ہی داخل ہیں' بلکہ جس چیز کو اللہ کے مقبول بندوں سے نسبت ہو جائے وہ بھی شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ دیکھو حضرت ہاجرہ کے قدم صفا و مروہ پہاڑ پر پڑے تو وہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ (بقرہ: ۱۵۸) ۱۰ محترم مہینے چار ہیں' رجب' ذیقعد' ذوالحجہ اور محرم' کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفار ان کا ادب کرتے تھے' اسلام نے بھی ان کا احترام باقی رکھا۔ اولاً اسلام میں ان مہینوں میں جنگ حرام تھی' اب ہر وقت جہاد ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کا احترام بدستور باقی ہے ۱۱ عرب والے قربانیوں کے گلوں میں کچھ نشان ڈال دیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ قربانی ہے اور انہیں نہ

بقیہ برصفحہ ۷۵۲

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا

ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو ف۱ اور اللہ سے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ

ڈرتے رہو ف۲ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے ف۳ مردار اور

الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ

خون اور سور کا گوشت ف۴ اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے ف۵ اور

الْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا

بے دھار کی چیز سے مارا ہوا ف۶ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم

ذَكَّيْتُمْ ۠ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ

ذبح کر لو ف۷ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ف۸ اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا ف۹

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا

یہ گناہ کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی ف۱۰ تو ان

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ف۱۱ اور تم پر

نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ

اپنی نعمت پوری کر دی ف۱۲ اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ف۱۳ تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ

ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے ف۱۴ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۵ اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں

اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا ف۱۶ تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں ف۱۷ اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے ف۱۸

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ

انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

لیے رہنے دیں ف۱۹ اور اس پر اللہ کا نام لو ف۲۰ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو

منزل ۲

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ غیر خدا سے مدد لینا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ امداد باہمی اچھی چیز ہے۔ مالی ہو یا جسمانی یا روحانی بشرطیکہ جائز چیز پر ہو (۲) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی مدد کرنا بھی گناہ ہے چوری کرنا' چوری کرانا' چوری کا مال گھر میں رکھنا سب جرم ہیں' ایسے ہی نیکی کرنا اور کرانا نیکی پر مدد کرنا سب میں ثواب ہے (۳) یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر فرمایا۔ مردار وہ جانور ہے۔ جس کا ذبح کرنا فرض ہو۔ اور بغیر ذبح مر جائے۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ دیگر بعض منافع جائز ہیں۔ مثلاً اس کی کھال پکا کر جوتے وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ خون' سے بہتا ہوا خون مراد ہے۔ لہٰذا تلی اور کلیجی جائز ہے۔ (۴) چونکہ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا۔ باقی اجزا کے کھانے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے آیت میں لحم کی قید لگائی۔ یہ قید اتفاقی ہے ورنہ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں بلکہ سور کی کوئی چیز کھانے کے سوا اور طرح بھی استعمال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سور کو رب نے نجس العین فرمایا فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (انعام : ۱۴۵) سور کا گوشت قرآن مجید نے حرام کیا۔ اس کے باقی اجزاء حدیث شریف نے (۵) یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔ جیسے کفار عرب کا دستور تھا کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ جانور کی زندگی میں اس پر غیر خدا کا نام لینا حرام نہیں کر دیتا۔ دیکھو بحیرہ اور سائبہ بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے۔ مگر حلال تھے۔ مسلمان انہیں ذبح کریں اور کھائیں' جب خود گنگا کا پانی اور مشرکین کی پوجا کی گائے کا پینا کھانا جائز اور مندر کے پتھر اور پیپل کے درخت کا استعمال جائز تو ان کے نام پر چھوڑا ہوا جانور کیوں حرام ہوگا (۶) خواہ لاٹھی سے مارا ہو۔ یا گولی سے یا غلہ سے حرام ہے (۷) معلوم ہوا کہ بلی سے چھڑائی ہوئی مرغی۔ بھیڑیئے وغیرہ سے چھڑائی ہوئی بکری اگر زندگی میں ذبح کر لی جائے تو حلال ہے۔ (۸) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کسی تھان پر بھینٹ اور اس کی عبادت کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ حرام ہے' اگرچہ اللہ کے نام پر ہی ذبح ہو۔ مسئلہ اگر کافر بھینٹ کا جانور تھان پر لے جا کر مسلمان سے ذبح کراوے اور مسلمان بسم اللہ سے ذبح کرے۔ وہ حلال ہے (عالمگیری) کیونکہ یہاں ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ کی نہیں۔ اور ذبح کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ما اهل الخ اور ما ذبح الخ میں تکرار نہیں (۹) اس سے معلوم ہوا کہ فال کھولنا نمبر ۲ بدفالی لینا نمبر ۳ پانسے ڈالنا سب حرام ہے۔ ہاں اچھی بات یا اچھے آدمی کی ملاقات سے نیک فال لینا جائز ہے (۱۰) یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جو جمعہ کا دن تھا عصر کے بعد نازل ہوئی' یعنی کافر تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے یا تمہیں کافر بنا سکنے سے مایوس ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی صحابہ کو کافر مانے وہ کفار سے بدتر ہے (۱۱) یعنی عقائد کا بیان احکام کی آیات کا نزول' اجتہاد کے قوانین آج سب مکمل ہو چکے اس کے بعد حکم کی آیت کوئی نہ آئے گی اور تمہارا دین منسوخ بھی نہ ہوگا۔ (۱۲) یعنی تمہیں فتح مکہ نصیب فرمائی۔ ظاہری اور باطنی امن عطا کی' کفر کی علامتیں مٹا دیں۔ خیال رہے کہ ذات کی تکمیل کا نام اکمال ہے اور صفات کی تکمیل کا بقیہ برصفحہ ۷۵۲

الْحِسَابِ ﴿٤﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
حساب کرتے دیر نہیں لگتی ف۱ آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال ہوئیں ف۲ اور کتابیوں کا کھانا

الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ
تمہارے لیے حلال ہے ف۳ اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پارسا عورتیں

الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی

اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا
جب تم انہیں ان کے مہر دو ف۴ قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے ف۵ اور نہ

مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫
آشنا بناتے ف۶ اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا ف۷

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے اے ایمان والو جب

ع ۵

قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ
نماز کو کھڑے ہونا چاہو ف۸ تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ

وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا
اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ ف۹ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت

فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ
ہو تو خوب ستھرے ہولو ف۱۰ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ف۱۱ اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا ف۱۲ تو پاک

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
مٹی سے تیمم کرو ف۱۳ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت

۱ کہ چند گھنٹوں میں ساری مخلوق کا حساب لے لے گا۔ قیامت کا باقی وقت شان مصطفی ﷺ کے اظہار میں گزرے گا ۲ یعنی اہل کتاب پر ان گناہوں کی وجہ سے بعض پاک چیزیں بھی حرام کر دی گئی تھیں۔ اب آج سے وہ سب تم پر حلال ہیں ۳ یعنی اہل کتاب کا ذبیحہ اور ان کی عورتیں مسلمانوں کو حلال ہیں بشرطیکہ وہ اہل کتاب رہیں۔ موجودہ عام انگریز' دہریہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں۔ لہٰذا نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے نہ عورتیں بلکہ اب تو عام انگریز ذبح کرتے بھی نہیں۔ نیز مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے حرام ہے۔ ۴ اس طرح کہ ان کا مہر ان کے حوالے کر دو۔ یا اس کا وعدہ کر لو۔ خیال رہے کہ مہر کی تاکید کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ورنہ نکاح بغیر مہر کے ذکر سے بھی ہو جاتا ہے۔ ۵ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے۔ کیونکہ متعہ میں صرف شہوت پوری کرنی ہوتی ہے نہ اولاد حاصل کرنا اور نہ عورت کو نکاح کی قید میں رکھنا۔ اسی لئے ممنوعہ عورت کو نہ طلاق ہو سکتی ہے۔ نہ خلع نہ ظہار نہ میراث' یہ مسائل کتب شیعہ میں بھی تفصیل وار موجود ہیں' ابتدائے اسلام میں متعہ ایسے ہی عارضی طور پر حلال ہوا تھا جیسے شراب ۶ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ بھی حرام ہے اور خانگی عورتوں سے خفیہ زنا بھی حرام اور کسی لونڈی سے علانیہ زنا بھی سخت جرم۔ پہلی دو چیزیں تو غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ سے حرام ہوئیں اور تیسری چیز مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ سے لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۷ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی ساری عبادات برباد ہو جاتی ہیں لیکن وہ اگر دوبارہ اسلام لائے تو اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ نمازوں وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں (کتب اصول) یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد اصلی کافر سے بدتر ہے ۸ خیال رہے کہ یہاں قیام سے مراد وہ نہیں جو نماز میں فرض ہے کیونکہ وہ تو وضو سے پیچھے ہے' بلکہ نماز کے لئے اٹھنا اور چلنا مراد ہے اسی لئے یہاں الی الصلوٰۃ فرمایا فی الصلوٰۃ نہ فرمایا ۹ معلوم ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں سنت ہے کیونکہ یہاں ان اعضا کے دھونے کو مطلق رکھا گیا۔ نیز وضو میں کلی اور ناک میں پانی لینا فرض نہیں' کیونکہ قرآن کریم نے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ حدیث کی وجہ سے سنت ہے نیز پاؤں پر مسح نہ ہوگا بلکہ اسے دھویا جائے گا ۱۰ اِطَّهَّرُوْا باب اِفَّعُّل سے ہے یعنی خوب پاک اور صاف ہوؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ غسل میں ان اعضا کا دھونا بھی فرض ہے۔ جو بعض لحاظ سے ظاہر بدن ہیں۔ لہٰذا کلی اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے وضو میں نہیں' کیونکہ وضو میں مبالغہ کا صیغہ ارشاد نہیں ہوا ۱۱ اگر عورت سے ننگا ہو کر چمٹا۔ تو وضو گیا اور اگر صحبت کر لی تو غسل گیا۔ ان دونوں صورتوں میں پانی نہ ملنے پر تیمم کیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل دونوں کا تیمم یکساں ہے ۱۲ پانی نہ ملنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پانی وہاں موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ پانی تو ہو۔ لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو' یا بیماری سے' یا دشمن یا موذی جانور کی رکاوٹ کی وجہ سے' دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں تیمم سے نمازیں پڑھیں حالانکہ دریائے فرات سامنے تھا۔ کیونکہ آپ وہاں پہنچنے پر قادر نہ تھے ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ مٹی اور مٹی کی جنس سے تیمم جائز ہے۔ جنس مٹی وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو۔ اور آگ میں نہ راکھ ہو نہ گلے۔ لہٰذا پہاڑی نمک اور کان کے کوئلے سے تیمم جائز ہے۔

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ف١
وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَ
اور وہ عہد جو اُس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا ف٢ اور
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ف٣ اے ایمان والو
اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ف٤ اور تم کو کسی قوم کی
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَ
عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے ف٥ اور
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ایمان والے نیکو کاروں سے
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ
اللہ کا وعدہ ہے ف٦ کہ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ف٧ اور وہ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں ف٨ اے ایمان والو
اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ
اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ف٩ جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں
اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
تو اُس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیے ف١٠ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ۧ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا
بھروسہ چاہیے ف١١ اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ف١٢ اور ہم نے
مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ
اُن میں بارہ سردار قائم کیے ف١٣ اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم

(١) کہ تمہیں مسلمان بنایا اور تمہارے لئے آسان احکام بھیجے' ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنایا (٢) اس آیت میں بیعت عقبہ یا بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ انسان ہر نیکی رب کی توفیق سے کرتا ہے اس پر فخر نہ کرے بلکہ رب کا شکر ادا کرے۔ دوسرے یہ کہ بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ رب کے پیارے مقبول بندے ہیں۔ جنہیں رب نے اس بیعت کا شرف بخشا اسی بیعت کو یہاں نعمت اللہ فرمایا گیا۔ تیسرے یہ کہ ان سارے صحابہ نے ان بیعتوں کے سارے وعدے پورے کئے۔ وہ وعدے کے سچے تھے کیونکہ رب نے یہاں ان کے وعدے بغیر تردید ذکر فرمائے (٣) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اخلاص و نیاز مندی سے مطلع ہے' تمہیں اس کی بھی جزا دے گا۔ خیال رہے کہ دل کے برے خیالات کی معافی ہے۔ مگر نیک ارادوں' اچھی نیتوں پر ثواب ہے۔' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق کا بدلہ دیدار الٰہی ہے' (٤) قَوّٰمِیْنَ مبالغہ کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے نفس اپنے اہل قرابت اور اہل عداوت غرض سب ہی سے انصاف کرے' اپنے گناہوں کا اقرار' قرابت داروں کے حق کا ادا کرنا۔ نبی کی اطاعت' رب کی عبادت سب اسی انصاف کی قسمیں ہیں (٥) معلوم ہوا کہ عدل و انصاف میں اپنے پرائے۔ مسلمان کافر۔ سب یکساں رکھے جائیں گے' اس آیت کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طے فرمائے ہوئے وہ مقدمے ہیں جن میں حضور نے مسلمانوں کے خلاف
ع ٦
اور کافر کے حق میں فیصلے دیئے (٦) اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے کہ ایمان کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ پھل وہی کھا سکتا ہے جو جڑ اور شاخوں کی حفاظت کرے (٧) اس سے معلوم ہوا کہ ہر متقی مسلمان سے اللہ نے مغفرت اور ثواب کا

وعدہ فرمالیا۔ رب کے وعدے سچے ہیں' لیکن اعتبار خاتمہ کا ہے۔ ایمان سے نکل جانے والا خود اس وعدے سے نکل گیا۔ اللہ سچا ہے بندے جھوٹے ہو جاتے ہیں (٨) اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشگی صرف کافروں کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے آیتوں کو جھٹلایا نہیں۔ (٩) ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے دوران سفر میں ایک جنگل میں قیام فرما تھے' دوپہر کا وقت تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف درختوں کے نیچے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ حضور نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی تھی' ایک بدوی نے موقعہ پا کر اس تلوار پر قبضہ کر لیا اور حضور سے کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ' جبریل علیہ السلام نے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گرا دی' حضور نے اٹھالی اور فرمایا کہ بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں' تفسیر ابوالسعود میں ہے کہ وہ بدوی مسلمان ہو گیا' (واللہ اعلم) اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے' چونکہ وہ بدوی اپنی ساری قوم کی طرف سے آیا تھا اس لئے اِذْ هَمَّ قَوْمٌ فرمایا گیا (١٠) معلوم ہوا کہ اللہ بقیہ بر صفحہ ٧٥٢

الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ
نماز قائم رکھو ۱ اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو ۲ اور
اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
اللہ کو قرض حسن دو ۳ بے شک میں تمہارے گناہ اُتار دوں گا ۴
وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا ۵ جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم
ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا ۶ تو اُن کی کیسی بدعہدیوں
لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ
پر ۷ ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے ۸ اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں ۹
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ
اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
سوا تھوڑوں کے تو انہیں معاف کردو اور ان سے درگزرو ۱۰ بے شک احسان
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنھوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ۱۱ ہم نے ان سے عہد لیا
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ
تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے اُن کے آپس میں
الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا
قیامت کے دن تک بیر (دشمنی) اور بغض ڈال دیا ۱۲ اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ
يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ
کرتے تھے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم
كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۭ قَدْ
پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ۱۳ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بنی اسرائیل پر نماز و زکوٰۃ فرض تھیں۔ اگرچہ وہ ہماری نماز و زکوٰۃ سے مختلف تھیں، چنانچہ ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم مال زکوٰۃ تھی۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار تقویٰ اور نیک اعمال ہیں کسی وقت خصوصاً جہاد میں ان سے غافل نہیں رہنا چاہئے، رب فرماتا ہے اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (انفال: ۴۵) ۲ معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں، لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً حرام نہ ہو وہ کی جائے انہیں سجدہ نہ کرو، انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو باقی جس قدر تعظیم ممکن ہو کرو ہر تعظیم ثواب ہے، اس میں نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔ ۳ مساکین پر خیرات گویا اللہ کو قرض دینا ہے جیسے کسی کی اولاد کے ساتھ سلوک پر صاحب اولاد پر قرض ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حقوق کی معافی نہیں ہوتی لہٰذا نو مسلم کو زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا پڑے گا، نیز نیک اعمال کی برکت سے گناہ صغیرہ کی معافی ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ (النساء: ۳۱) ۵ عالم برزخ سے گزرنے اور محشر کے میدان سے فارغ ہونے کے بعد ۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ نقیبوں کو قوم جبارین کے حالات کی تفتیش کے لئے بھیجا۔ جب کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر ان سے جنگ کرنے جا رہے تھے اور نقیبوں سے فرمادیا کہ تم جو کچھ دیکھ کر آؤ ہم سے کہنا اعلان نہ کرنا، ان لوگوں نے واپس آ کر علانیہ لوگوں سے کہا کہ جبارین نہایت قوی الجثہ اور جنگجو بہادر ہیں، سوائے حضرت کالب ابن یوقنا اور یوشع ابن نون کے سب نقیبوں نے عہد توڑ دیا۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے، اس صورت میں کفر سے مراد وہ بدعہدی ہے جو ان نقیبوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کی ۷ کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبروں کا انکار کیا۔ بلکہ ان سے دشمنی کی۔ حضور کے اوصاف چھپائے جو توریت میں مذکور ہیں ۸ معلوم ہوا کہ گناہوں کا نتیجہ سختی دل ہے، ایسے ہی نیکیوں سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں لفظی تحریف بھی جرم ہے۔ خواہ وہ تحریف ذاتی ہو یا وصفی لہٰذا قرآنی حروف کو دیدہ و دانستہ صحیح مخارج سے ادا نہ کرنا 'ق' کو 'ک' اور 'ض' کو 'ظ' پڑھنا سخت گناہ ہے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی کافر جب تک جزیہ دیتا رہے، اس وقت تک اس کی معمولی بدعہدی سے درگزر کیا جائے، ہاں بعض بدعہدیاں وہ ہیں جن سے ذمہ ٹوٹ جاتا ہے بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس قوم کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے پہلے نبی کریم ﷺ سے عہد کیا تھا پھر توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی عہد شکنی سے مطلع فرما دیا اور درگزر کرنے کا حکم دیا (خزائن) ۱۱ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ موجودہ عیسائی صرف نام کے نصاریٰ رہ گئے ہیں کام کے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی مدد کرنا چھوڑ دی اور آپ سے کئے عہدوں کو توڑ دیا ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے بہت سے فرقے رہیں گے۔ جن میں ہمیشہ جنگ اور عداوت رہے گی اب بھی انگلستان جرمنی وغیرہ کا حال دیکھ لو کہ بقیہ بر صفحہ ۷۵۳

10

جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب ۱ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے ۲

اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں اندھیریوں سے ۳ روشنی کی طرف لے جاتا ہے

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے ۴ بے شک کافر ہوئے وہ

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ

جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ۵ تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی کیا

اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَ

کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور

مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تمام زمین والوں کو ۶ اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ

اور ان کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور

قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ۷ تم فرما دو پھر

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے ۸ بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے جسے چاہے بخشتا ہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ

اور جسے چاہے سزا دیتا ہے ۹ اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ

اور اسی کی طرف پھرنا ہے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ

لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ

تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا ۱۰ کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی

۱ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ہی ہیں' حضور اکرم ﷺ مظہر صفات مظہر ذات مظہر احکام و اخبار ہیں۔ لہٰذا یہ عطف تفسیری بھی ہو سکتا ہے حضور اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ آپ ذات باری سے پہلے فیض پانے والے اور آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگ فیض لینے والے ہیں یہ بھی پتہ لگا کہ کوئی نور محمدی کو بجھا نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہیں جیسے چاند سورج نیز اس کی کوئی پیائش نہیں کر سکتا جیسے سمندر کا پانی اور ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بغیر قرآن کی سمجھ ناممکن ہے کیونکہ بغیر نور کتاب نہیں پڑھی جا سکتی قرآن کے نقوش چھونے کے لئے ضروری ہے کہ پانی سے جسم کا غسل کیا جائے اور قرآن کے اسرار چھونے کے لئے ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ کے پانی سے دل کا غسل کیا جائے ۲ معلوم ہوا کہ اللہ جس کسی کو ہدایت دیتا ہے یا دے گا وہ حضور ہی کے ذریعہ سے ہے کوئی شخص حضور سے مستغنی نہیں ہو سکتا اسی لئے فرمایا يَهْدِيْ بِهٖ ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر بے شمار ہیں' ایمان صرف ایک' اسی لئے ظلمت کو جمع اور نور یعنی ایمان کو واحد فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ ہر کفر سے بچا جائے' تیسرے یہ کہ ایمان و کفر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' کیونکہ رب نے ایمان کو روشنی اور کفر کو تاریکی فرمایا۔ جیسے یہ دونوں ضدین ہیں ایسے ہی ایمان و کفر' لہٰذا کافر و مومن میں اتحاد و اتفاق ناممکن ہے۔ ۴ یعنی مومنوں کو نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ کیونکہ عقائد کی ہدایت تو پہلے مذکور ہو چکی ۵ خیال رہے کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض تین معبودوں میں سے ایک' چنانچہ یعقوبیہ اور ملکانیہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں ایسا حلول کیا ہے جیسے پھول میں خوشبو اور آگ میں گرمی نے' اس لئے وہ خدا ہیں نجران کے عیسائیوں نے حضور کی بارگاہ میں یہی عرض کیا تھا انہی کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۶ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی کئی طرح تردید ہے۔ ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت آ سکتی ہے' دوسرے یہ کہ آپ ماں کے شکم سے پیدا ہوئے جس میں یہ صفات ہوں وہ اللہ نہیں ہو سکتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا مالک ہے اور ہر چیز رب کا بندہ ہے اگر کسی میں رب نے حلول کیا ہوتا تو وہ اللہ کا بندہ نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خالق ہے۔ اگر آپ میں الوہیت ہوتی تو آپ بھی خالق اور قادر ہوتے قدیر تک ان چاروں چیزوں کا بیان ہے ۷ شان نزول۔ حضور کی خدمت میں اہل کتاب کی ایک جماعت آئی حضور نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی اور رب کے عذاب سے ڈرایا وہ بولے کہ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں' ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کو ایسے پیارے ہیں جیسے بیٹا باپ کو۔ کہ بیٹا کتنا ہی برا ہو مگر باپ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی ہم ہیں۔ یہاں بیٹے سے مراد اولاد نہیں' کیونکہ وہ لوگ اپنے کو اس معنی میں خدا کا بیٹا نہ کہتے تھے' اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے اعمال سے مستغنی جاننا عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ آج کل بعض محبت اہل بیت کے مدعی حضرات اور بقیہ بر صفحہ ۷۵۳

وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيرٌ وَّنَذِيرٌ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ڈرسنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈرسنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں ف۱ اور اللہ کو

قَدِيرٌ ﴿١٩﴾ وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ

سب قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ

کہ تم میں سے پیغمبر کیے ف۲ اور تمہیں بادشاہ کیا ف۳ اور تمہیں وہ دیا جو آج

يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ

سارے جہاں میں کسی کو نہ دیا ف۴ اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو ف۵

الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا

جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر

خٰسِرِينَ ﴿٢١﴾ قَالُوا يٰمُوسٰٓى اِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ۖ وَاِنَّا لَنْ

پلٹو گے بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں ف۶ اور ہم اس میں ہرگز داخل

نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُونَ ﴿٢٢﴾

نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ف۷ ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا

دو مرد کہ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے اللہ نے انہیں نوازا ف۸ بولے کہ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُونَ ۬ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے ف۹ اور اللہ ہی پر

فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾ قَالُوا يٰمُوسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ

بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے ف۱۰ بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں

اَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا

گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ف۱۱ ہم یہاں

قٰعِدُونَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّي لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِي وَاَخِي فَافْرُقْ

بیٹھے ہیں ف۱۲ موسیٰ نے عرض کی کہ اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا ف۱۳

ع ۳ ۸

(۱) خیال رہے کہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ جمع فرمایا نہ کہ تصدیق کے ساتھ' یعنی حضور کو بشیر ونذیر تو فرمایا۔ مصدق اور مبشر نہ فرمایا۔ کیونکہ حضور عذاب سے ڈرانے والے اور ثواب کی بشارت دینے والے ہیں۔ آپ کسی پیغمبر کے بشیر نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ نے انبیاء کی تصدیق ہی کی ہے۔ بشارت کسی کی نہیں دی۔ (۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد میں ہونا اور پیغمبر کی قوم سے ہونا شرافت کا سبب ہے' خدا کی نعمت ہے جبکہ ایمان کے ساتھ ہو' لہٰذا سید حضرات دیگر قوموں سے اشرف ہیں' کیونکہ وہ حضور کی اولاد ہیں اس سے پہلے بنی اسرائیل اسی لئے تمام جہان سے افضل تھے۔ کہ وہ اولاد انبیاء تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بنی اسرائیل میں بعض وہ پیغمبر ہیں جو نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' جیسے حضرت یوسف وحضرت داؤد علیہما السلام (۴) اس طرح کہ تم میں اولیاء اللہ پیدا فرمائے۔ تم پر من و سلویٰ اتارا' تمہارے دشمن فرعون کو بحر قلزم میں ڈبویا۔ تمہارے لئے دریا کو چیرا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا اچھا ہے گیارہویں شریف' بارہویں شریف' عرس بزرگان کا یہی منشا ہے (۵) ارض مقدس سے مراد شام کا علاقہ ہے اس پر قوم جبار قابض تھی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس پر جہاد اور اس زمین پر راج کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں بزرگان دین کے مزارات ہوں وہ شہر اور تمام علاقہ مقدس اور پاک ہو جاتا ہے' کیونکہ رب نے شام کو اسی لئے مقدس فرمایا کہ وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں لہٰذا بغداد۔ اجمیر و سرہند کو شریف کہنا۔ مکہ کو معظمہ اور مدینہ کو منورہ کہنا بہت بہتر ہے' اس کا ماخذ یہی آیت ہے کہا جاتا ہے کہ مزاج شریف یا اسم شریف (۶) اس قوم جبارین کی جسامت کا یہ عالم تھا کہ ان کے جوتے میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی آجاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حالات دیکھنے کے لئے بارہ نقیب بھیجے تھے۔ ان میں سے دس نے یہ حالات لوگوں کو بتا دیئے تب بنی اسرائیل گھبرا گئے اور یہ بولے (روح البیان) (۷) اس سے معلوم ہوا کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ ادخلوا فرمانے سے بنی اسرائیل پر اس مخالفت کی وجہ سے مختلف عذاب آئے (۸) یہ دونوں حضرات کالب ابن یوقنا موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی یعنی مریم بن عمران کے خاوند اور یوشع ابن نون ابن فراثیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے پہلے بھی قوم جبار کی خبر شائع نہ کی تھی (۹) اس میں غیب کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے کیونکہ یہ دونوں حضرات اس وقت ولی تھے۔ (۱۰) معلوم ہوا کہ فتح و نصرت کثرت پر موقوف نہیں اگر رب چاہے تو ابابیل سے فیل مروادے۔ (۱۱) آج کل وہابی بھی کہتے ہیں کہ اگر اولیاء میں کچھ قدرت ہے تو دشمن کے مقابلہ میں فوجیں نہ بھیجو ایک ولی کو بھیج دو انہوں نے یہ یہاں سے سیکھا ہے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے صحابہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں سے کہیں افضل ہیں' کیونکہ ان حضرات نے کسی سخت موقع پر بھی بقیہ برصفحہ ۷۵۳

بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ

تو تو ہم کو ان بے حکموں سے جدا رکھ ؎۱ فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے

اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ

چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں ؎۲ تو تم ان بے حکموں کا

الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا

افسوس نہ کھاؤ ؎۳ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر ؎۴ جب دونوں نے

قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ

ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی ؎۵ اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم

لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ لَىٕنْۢ

ہے میں تجھے قتل کردوں گا ؎۶ کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے ؎۷ بے شک

بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ

اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا

لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ

کہ تجھے قتل کروں ؎۸ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک ہے سارے جہاں کا ؎۹ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ

تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ

میرا ؎۱۰ اور تیرا گناہ ؎۱۱ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے تو تو دوزخی ہو جائے ؎۱۲ اور

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ

بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا تو اسے قتل کر دیا ؎۱۳

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی

تو رہ گیا نقصان میں ؎۱۴ تو اللہ نے ایک کوا بھیجا زمین

الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی

کریدتا کہ اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے ؎۱۵ بولا ہائے خرابی میں

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ

اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا

۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بروں سے علیحدگی اچھی چیز ہے جس کی موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی' دوسرے یہ کہ بدوں کی بدکاری سے نیک کاروں پر بھی سختی آجاتی ہے' ان نافرمانوں کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو بھی مقام تیہ میں قیام فرمانا پڑا۔ تیسرے یہ کہ اچھوں کی صحبت سے برے بھی فیض حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو مقام تیہ میں من وسلویٰ ملا۔ پتھر سے پانی کے بارہ چشمے ملے وہ لباس عطا ہوا جو اتنے عرصہ تک نہ گلا نہ میلا ہوا ۲ اس جنگل کا نام تیہ ہوا' یعنی بھٹکتے پھرنے کی جگہ' یہ میدان نو کوس مربعہ میں تھا۔ اس تنگ جنگل میں چھ لاکھ اسرائیلی اس طرح قید ہوئے وہ دن بھر چلتے مگر شام کو وہاں ہی ہوتے یہ ایک حیران کن معجزہ تھا' یہاں ہی ان لوگوں پر من وسلویٰ اتارا گیا اور اسی میدان میں حضرت ہارون وموسیٰ علیہما السلام کی وفات ہوئی' پھر یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ اور چالیس سال قید کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے ساتھ قوم جبارین پر جہاد کیا اور شام فتح فرمایا ۳ خیال رہے کہ تیہ والے بنی اسرائیلیوں میں جن کی عمر قید کے وقت بیس سال سے زائد تھی وہ سب اس مدت میں یہیں فوت ہو گئے اور جن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا' ان میں سے کوئی بھی وہاں داخل نہ ہو سکا ۴ یعنی ہابیل وقابیل کا واقعہ کہ حضرت حوا کے شکم سے ہابیل کے ساتھ لیوا پیدا ہوئی تھی اور قابیل کے ساتھ اقلیمہ' لہٰذا اس شریعت کی رو سے اقلیمہ قابیل پر حرام تھی اس پر لیوا حلال تھی مگر اقلیمہ زیادہ خوبصورت تھی قابیل نے اس سے ہی نکاح کرنا چاہا۔ آدم علیہ السلام نے منع فرمایا تو قابیل بولا کہ یہ آپ کی رائے ہے رب کا حکم نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی کو آگ جلا جائے وہ سچا ہے چنانچہ قابیل نے گندم کا ڈھیر اور ہابیل نے اونٹ یا بکری ذبح کر کے پہاڑ پر رکھی' غیبی آگ آئی اور گوشت جلا گئی گندم چھوڑ گئی' اس پر قابیل کو حسد ہوا۔ اور اس نے ہابیل کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قربانی بڑی پرانی عبادت ہے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے دی' دوسرے یہ کہ پچھلی امتوں میں قربانی کا گوشت کھانا جائز نہ تھا' ان کی مقبول قربانی کو قدرتی آگ جلا جاتی تھی اور مردود قربانی ویسے ہی پڑی رہتی تھی' قربانی کا گوشت کھانا ہماری امت کی خصوصیت ہے ۶ جب آدم علیہ السلام حج کے لئے گئے تو قابیل نے ہابیل کو اپنے اس ارادہ سے مطلع کیا اور دھمکایا ۷ یعنی تیری قربانی قبول نہ ہونے میں تیرا اپنا قصور ہے کہ تو متقی نہیں ۸ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مظلوم اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ظالم کا وار روکے یا اسے قتل کر دے تو فتویٰ یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں' مگر تقویٰ یہ ہے کہ اس سے بچنا اور خود قتل ہو جانا بہتر' دیکھو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اور شہید ہو گئے۔ آپ کے اس تقویٰ کا ماخذ یہ آیت ہے ۹ ہابیل قابیل سے زیادہ قوی تھے اگر آپ ہاتھ اٹھاتے تو قابیل مارا جاتا۔ اگرچہ آپ کا یہ فعل جائز ہوتا۔ لیکن شاید کچھ زیادتی سرزد ہو جاتی اس لئے اس سے باز رہے۔

بقیہ بر صفحہ ۷۵۳

ع ۷ | ۸ رکوع

الخمس

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى
تو پچھتاتا رہ گیا ف۱ اس سبب سے ف۲ ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا
بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي
کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے ف۳
الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا
تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا ف۴ اور جس نے ایک جان کو جلایا (زندہ کردیا) ف۵ اس نے
اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ
گویا سب لوگوں کو جلایا اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے پھر
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا
بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں ف۶ وہ کہ اللہ
الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ
اور اس کے رسول سے لڑتے ف۷ اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے
فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور
مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا
دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کردیے جائیں ف۸ یہ دنیا میں اُن کی رُسوائی ہے
وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ
اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب مگر وہ جنھوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے
اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰۤاَيُّهَا
کہ تم ان پر قابو پاؤ ف۹ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۰ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا
ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو ف۱۱ اور اس
فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ
کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ف۱۲ بے شک وہ جو کافر ہوئے ف۱۳ جو کچھ

ع ۵ / ۹

ف۱ یہ پچھتانا توبہ کا نہ تھا، بلکہ دفن نہ کر سکنے کا تھا یا اس زمانہ میں فقط ندامت توبہ کے لئے کافی نہ تھی واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی ظلماً قتل بہت سے گناہوں کا باعث ہے کہ اسی قتل کی وجہ سے قابیل نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہوا اور بنی اسرائیل نے بہت ناحق قتل کئے۔ انبیاء کرام کو شہید کیا۔ لہٰذا ہم نے یہ حکم دیا ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایجاد کرنا زبردست گناہ ہے۔ اور نیکی کا ایجاد کرنا زبردست نیکی ہے، اس سے اشارۃً بدعت سیئہ اور حسنہ کی تقسیم معلوم ہوئی، کیونکہ موجد قتل کو تمام جہان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ایسے ہی جو ایک جان کو بچائے اور پھر لوگ اس کی دیکھا دیکھی جانیں بچانا شروع کردیں تو ان سب کی نیکیوں میں اس موجد کا بھی حصہ ہوگا لہٰذا ہر نیک و بد کام کے ایجاد کا یہی حال ہے، خیال رہے کہ یہاں فساد سے وہ جرم مراد ہے، جس سے مجرم قتل کا مستحق ہو جائے، جیسے ڈکیتی یا ارتداد ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ جو سزا ایک قتل کی ہے وہ بہت سے قتلوں کی، یعنی قصاص اور جو گناہ ایک قتل کا ہے وہی بہت سے قتلوں کا، یعنی دوزخ اور غضب الٰہی اگرچہ گناہ اور عذاب کی کیفیتوں میں فرق ہے ف۵ یعنی موت سے بچا لیا، اور اس کی بہت صورتیں ہیں، کوئی بھوک پیاس سے مر رہا تھا، اسے کھلا پلا دیا، یا کوئی ظلماً قتل ہو رہا تھا، اسے چھڑا لیا، لہٰذا یہاں جلانے کی نسبت سبب کی طرف ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ عزت، دولت، ایمان، اولاد، جنت دیتے ہیں، دوزخ سے بچاتے ہیں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ رب کی تمام نعمتوں کا سبب ہیں۔ ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں کی اولاد کا گناہ دوسروں کے گناہوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ یہاں بنی اسرائیل پر خصوصیت سے عتاب ہوا۔ ف۷ شان نزول۔ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے، مگر بیمار ہوگئے سرکار نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پیو، انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہوگئے۔ مگر ایسی پھٹکار پڑی کہ پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ انہیں پکڑ لائیں، مگر ان بدنصیبوں نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹ کر شہید کر دیا۔ پھر یہ سب گرفتار کر کے لائے گئے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور سے جنگ رب سے جنگ ہے دوسرے یہ کہ ولی اللہ سے دشمنی اللہ رسول سے جنگ ہے۔ کیونکہ عرینہ والوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی اسے اللہ رسول ﷺ سے جنگ قرار دیا گیا۔ ف۸ ڈاکو تین قسم کے ہیں لہٰذا ان کی سزائیں تین طرح کی ہوئیں ایک وہ جو صرف راستہ روکیں، دوسرے وہ جو مال بھی لوٹیں تیسرے وہ جو مال کے ساتھ کسی کو قتل بھی کر دیں، پہلوں کی سزا صرف شہر بدر کرنا۔ دوسروں کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا اور تیسرے گروہ کی سزا سولی ہے ف۹ یعنی اگر ڈاکو گرفتاری سے پہلے سچی توبہ کرلیں۔ پھر پکڑے جائیں۔ تو تم انہیں ڈکیتی کی سزا نہ دو۔ ف۱۰ اس توبہ سے وہ آخرت کے عذاب اور ڈکیتی کی سزا سے تو بچ جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص باقی رہے گا۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ پکڑے جانے سے بقیہ برصفحہ ۷۵۳

مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ

زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے

یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۳۶﴾ یُرِیْدُوْنَ

اپنی جان چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا ف۱ اور ان کے لیے دکھ کا عذاب ہے دوزخ سے

اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ

نکلنا چاہیں گے اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور اُن کو

مُّقِیْمٌ ﴿۳۷﴾ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا

دوامی سزا ہے ف۲ اور جو مرد یا عورت چور ہو ف۳ تو ان کا ہاتھ کاٹو ف۴ ان کے کیے

كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ

کا بدلہ ف۵ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے ظلم کے بعد

بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے گا بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

مہربان ہے ف۶ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے ف۷ اور اللہ سب کچھ

قَدِیْرٌ ﴿۴۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی

کرسکتا ہے ف۸ اے رسول ف۹ تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر

الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ

دوڑتے ہیں جو کچھ وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اُن کے دل مسلمان نہیں ف۱۰

وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ

اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں ف۱۱

اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ

جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں

۱ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مال کا فدیہ قبول نہ ہو سکنا کافروں کا عذاب ہے مومن کے صدقہ و خیرات قبول ہوں گے اور اس کی برکت سے انہیں عذاب سے رہائی ہوگی۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشگی اور عذاب کا ہلکا نہ ہونا یکساں رہنا کفار کے لئے خاص ہے مومن کے لئے دوزخ میں ہمیشگی نہیں نیز اس کا عذاب ہلکا بھی کیا جاوے گا بلکہ بعض کی جان نکال لی جائے گی پھر دوزخ سے نکلنے پر ڈال دی جائے گی ہاں بعض کفار کو اول ہی سے عذاب ہلکا ہوگا اور بعض کو سخت اور بعض کے لئے شروع سے ہی کچھ دنوں میں ہلکا عذاب ہوا کرے گا ابوطالب ہلکے عذاب میں ہیں اور ابولہب پر پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے ۳ چور وہ جو محفوظ مال محفوظ جگہ سے چھپ کر لے لہٰذا کافر حربی کا مال چھپ کر لینا چوری نہیں کیونکہ وہ مال محفوظ نہیں اور کھلی مسجد میں سے اٹھا لینا چوری نہیں کیونکہ مال اگرچہ محفوظ ہے لیکن جگہ محفوظ نہیں، راستہ باغ کھیت وغیرہ کا یہی حکم ہے اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں یعنی ان سے ہاتھ نہ کٹیں گے ۴ خیال رہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے گئے مگر زانی کا عضو تناسل نہ کاٹا گیا تا کہ نسل منقطع نہ ہو جائے، نیز زنا سارے جسم سے ہوتا ہے مگر چوری صرف ہاتھ سے لہٰذا زانی کے سارے جسم کو سزا دی گئی، خیال رہے کہ زنا شہوت سے ہوتا ہے اور شہوت عورت میں زیادہ ہے لہٰذا وہاں عورت کا ذکر پہلے فرمایا گیا اور چوری میں قوت کو دخل ہے اور قوت مرد میں زیادہ ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ چور سے چوری کے ضائع شدہ مال کا ضمان نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ رب نے ہاتھ کاٹنے کو چور کے سارے جرم کا بدلہ قرار دیا جیسا کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا۔ ہاں اگر اس کے پاس مسروقہ مال موجود ہے تو وہ مالک کو واپس کرا دیا جائے گا ۶ معلوم ہوا کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور سے توبہ بھی کرائی جائے کہ اس نے حق اللہ بھی ضائع کیا ہے خیال رہے کہ چوری کی سزا میں شرط یہ ہے کہ مسروقہ مال پونے تین روپیہ سے کم کا نہ ہو یعنی دس درہم، حاکم کے پاس مقدمہ پہنچ جائے چوری کا ثبوت چور کے اقرار یا دو گواہوں سے ہو جائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ چوری حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے حق العبد ہے جسے مالک معاف کر سکتا ہے لیکن اس کے بعد حق اللہ بن جاتی ہے کہ مالک معاف نہیں کر سکتا ۷ یعنی اگر چور توبہ کرے تو عذاب آخرت سے بچ جائے گا نہ کہ دنیا کی سزا سے اس مغفرت سے یہی مراد ہے ۸ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے سزا دے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو نام لے کر یا معمولی الفاظ سے پکارنا نہ چاہئے اللہ تعالیٰ نے سارے پیغمبروں کو نام لے کر پکارا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے القاب سے ہی پکارا۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کے اثر نہ لینے سے عالم کو غمگین نہ ہونا چاہئے بارش سے ہر زمین فائدہ نہیں اٹھاتی۔ ۱۰ یعنی وہ پہلے سے منافق تھے اب تو انہوں نے صرف اظہار کفر کیا ہے لہٰذا فِی الْكُفْرِ سے مراد اظہار کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر منافق بھی کفر ظاہر کرے تو وہ شریعت میں مرتد ہوگا ۱۱ یعنی یہود سچ نہیں سنتے جھوٹ سنتے ہیں۔ تمہاری نہیں سنتے اپنے ان سرداروں کی سنتے ہیں جو تمہارے دربار میں حاضر نہیں ہوتے

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا
کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو ف١
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ
اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا ف٢ وہ
الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۖۚ
ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا ف٣ انہیں دنیا میں رسوائی ہے
وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ
اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے
لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ
حرام خور ف٤ تو اگر تمہارے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور
اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ
اگر تم ان سے منہ پھیر لوگے ف٥ تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے ف٦ اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ
تو انصاف سے فیصلہ کرو ف٧ بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے
وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ
حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے بایں ہمہ اسی سے منہ پھیرتے ہیں
وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى
اور وہ ایمان لانے والے نہیں ف٨ بے شک ہم نے توریت اُتاری اس میں ہدایت
وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا
اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرماں بردار نبی ف٩ اور عالم
وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا
اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی ف١٠ اور وہ
عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا
اس پر گواہ تھے تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے

١ یہود خیبر کے ایک شریف گھرانے میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کرلیا توریت میں زنا کی سزا سنگساری تھی' انہوں نے یہ مقدمہ حضور کی خدمت میں مدینہ پاک بھیجا۔ لیکن مقدمہ لے جانے والوں کو تاکید کر دی کہ اگر حضور اکرم ﷺ رجم کا حکم دیں تو ہرگز نہ ماننا۔ اور اگر کچھ اور حکم دیں تو مان لینا جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے یہاں کے علماء یہود کعب ابن اشرف وغیرہم کو سفارش کے لئے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ مقدمہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو حضور نے رجم کا حکم دیا' انہوں نے ماننے سے انکار کردیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے فدک کے پادری ابن صوریا کو مانتے ہو وہ بولے کہ ہمارا بڑا عالم وہی ہے' فرمایا اسے بلاؤ وہ حاضر ہوا اور اس نے سخت مجبوری کی حالت میں اقرار کیا تو زانی کو حضور اکرم ﷺ کے حکم سے سنگسار کیا گیا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ رجم بطور تعزیر ہوگا' نہ کہ بطور حد' کیونکہ حد رجم میں احصان شرط ہے' اور احصان میں اسلام شرط ہے اور وہ کافر تھے' نیز کفار پر ان کے سیاسی احکام جاری نہیں ہوتے۔ ٢ اس آیت کریمہ نے ان تمام آیتوں اور احادیث کی تفسیر فرمادی جن میں یہ ہے کہ آپ کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب کے مقابلہ میں کسی کو کچھ اختیار نہیں' مگر رب کی عطا سے بعض بندے مختار بھی ہوتے ہیں ٣ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں' جو ان کے پاس اپنے کو خالی سمجھ کر ان سے کچھ حاصل کرنے کے لئے جائیں' جو پہلے سے ہی کوئی خاص رائے لے کر حاضر ہوں وہ کیسے فیض لیں' خالی ڈول کنوئیں سے پانی لاتا ہے' سفید کپڑے کا رنگنا آسان ہے جو پہلے ہی سے پختہ سیاہ ہو اس پر اور رنگ کیسے چڑھے ٤ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کی غیبت یعنی انہیں پس پشت برا کہنا جائز ہے' دوسرے یہ کہ رشوت اور

ع ٩ ١٠

سود وغیرہ حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جن کی آمدنی حرام وحلال سے مخلوط ہو ان کے ہدیہ قبول کرنا' ان سے تجارتی لین دین کرنا جائز ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے مقوقس شاہ اسکندریہ کا ہدیہ قبول فرمایا اور صحابہ کرام نے انہیں یہودیوں سے قرض اور تجارتی لین دین کئے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ حرام خور ہیں ٥ خیال رہے کہ حاکم کو اپنی رعایا کے مقدمات طے کرنا لازم ہیں مگر پنچ کو کسی کا پنچ بننا ضروری نہیں اختیاری ہے' یہاں دوسری صورت مراد ہے' کیونکہ اس وقت خیبر کے یہودی حضور کی رعایا نہ تھے بلکہ حضور کو پنچ بنا کر مقدمہ طے کرانا چاہتے تھے' اور آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ (مائدہ: ٤٩) میں حکومت کا فیصلہ مراد ہے لہٰذا یہ آیت اس سے منسوخ نہیں' خیال رہے' کہ فتویٰ اور چیز ہے اور پنچ کا فیصلہ کچھ اور مفتی کو فتویٰ دینا لازم ہے مگر پنچ کو پنچایت لازم نہیں ٦ کیونکہ رب تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے ٧ سیاسی امور میں اسلام کے مطابق اور میراث اور عبادات میں ان کے دین کے مطابق۔ ٨ آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہودی آپ کے پاس فیصلہ کرانے نہیں آئے ہیں بلکہ آسانی چاہنے آئے ہیں ورنہ اس کا فیصلہ توریت ہی کے اندر موجود تھا۔ یعنی رجم' توریت کو تو یہ مانتے ہیں آپ کو تو مانتے ہی نہیں بقیہ برصفحہ ٧٥٣

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

بدلے ذلیل قیمت نہ لو ۱ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۲ وہی

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

لوگ کافر ہیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا ۳ کہ جان کے بدلے جان ۴

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ

اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور

السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ

دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے ۵ پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرا دے تو وہ

كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۵

اس کا گناہ اُتار دے گا ۶ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۷ تو وہی لوگ ظالم ہیں ۸

وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

اور ہم اُن نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے ۹ تصدیق کرتا ہوا

يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ

توریت کی جو اس سے پہلے تھی ۱۰ اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے پہلی تھی ۱۱ اور ہدایت اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۶ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ

پرہیزگاروں کو اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اُتارا ۱۲ اور

مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴۷ وَ

جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں ۱۳ اور

اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق

الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا

فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ ۱۴ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اُتارے ہوئے سے ۱۵ اور

۱ یعنی اللہ کے احکام بدلنا خواہ لوگوں کے خوف سے ہو یا اپنے نفع کے لالچ سے، حرام اور سخت جرم ہے، رہا قرآن مجید چھاپ کر فروخت کرنا یا تعویذ و تعلیم قرآن یا وعظ پر اجرت لینا یہ آیات الٰہی کا فروخت کرنا نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے، ایک صحابی نے سانپ کاٹے ہوئے پر تیس بکریاں اجرت مقرر کر کے سورہ فاتحہ دم کر دی جس سے مریض شفایاب ہوا۔ اور ان سب نمازیوں نے وہ بکریاں وصول کر کے کھائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ پہنچ کر واقعہ عرض کیا گیا تو سرکار نے اس کا گوشت طلب فرما کر کھایا ۲ اس طرح کہ رب کے احکام کو غلط سمجھے اور دنیاوی قوانین کو صحیح، یا شاہی قوانین کو قانون الٰہی بتائے جیسا علماء یہود کرتے تھے۔ لہٰذا اب انگریزوں کے ملازم حکام انگریزی قوانین پر احکام جاری کرنا اس آیت میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ حکام مجبوراً ایسا کرتے ہیں اور ان مروجہ احکام کو شرعی حکم نہیں سمجھتے ۳ یعنی اے مسلمانو! تم بھی ایسا کیا کرو، رب تعالیٰ نے توریت کا یہ قانون قرآن شریف میں بیان کیا مگر ہم کو منع نہ فرمایا۔ ۴ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قصاص میں زخم و قتل وغیرہ میں برابری ہے، نوعیت قتل و زخم میں برابری ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کا سر کچل کر ہلاک کرے تو قاتل کو تلوار سے قتل کیا جائے گا نہ کہ سر کچل کر جیسے کہ کوئی شخص چھوٹی بچی کو زنا سے ہلاک کرے، بہرحال نوعیت قتل میں برابری ضروری نہیں ۵ یعنی اگر مظلوم ظالم کو معاف کر دے نہ تو قصاص لے نہ مالی معاوضہ تو مظلوم کی یہ معافی ظالم کے ظلم کا بدلہ ہو گی اور وہ اب اس کی پاداش سے بری ہو گا، آخرت کے وبال سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے، حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے، حق العبد کی یہی پہچان ہے، حق اللہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا ۷ اس طرح کہ احکام اسلامی کو غلط سمجھے مروجہ قانون کو حق جانے وہ کافر ہے ۸ یہاں ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے، رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے، ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں، ان کے تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے اسی لئے انہیں مصدق کہا گیا ۱۰ انجیل توریت شریف کی ناسخ بھی ہے، اور تصدیق فرمانے والی بھی، کیونکہ انجیل نے توریت کو سچا کہا، ہاں اس کے احکام ختم کر دیئے، لہٰذا نسخ تصدیق کے خلاف نہیں، دیکھو ہمارا قرآن شریف تمام کتابوں کا ناسخ بھی ہے، اور مصدق بھی ۱۱ یعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی توریت شریف کی تصدیق فرماتے تھے، اور انجیل شریف بھی، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لا کر توریت کو سچا کر دیا۔ کیونکہ اس میں آپ کی آمد کی خبر تھی۔ ۱۲ اس حکم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے، ورنہ اب انجیل کے باقی احکام کے مکلف عیسائی بھی نہیں۔ کیونکہ انجیل منسوخ ہو چکی مسلمان حاکم بھی ان پر اسلامی سزائیں جاری کرے گا، نہ کہ ان کے دین کی، ہاں عبادات میں ان کو مذہبی آزادی ہو گی ۱۳ یہاں فاسق سے مراد فاسق اعتقادی یعنی کافر ہے جیسا کہ پچھلی آیت سے معلوم ہوا۔ لہٰذا آیات میں بقیہ برصفحہ ۷۵۳

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ

اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ف۱ ہم نے تم سب کے لیے

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ

ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ف۲ اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا ف۳

لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ

مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے ف۴ تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٨ وَ

تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے اور

اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ

یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اُتارے پر حکم کر ف۵ اور ان کی خواہشوں پر نہ چل اور

احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ

ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں ف۶ کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی سزا ان کو

ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝٤٩ اَفَحُكْمَ

پہنچایا چاہتا ہے ف۷ اور بے شک بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا

الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں ف۸ اور اللہ سے بہتر کس کا حکم

يُّوْقِنُوْنَ ۝٥٠ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى

یقین والوں کے لیے اے ایمان والو یہود و نصاریٰ

اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ

کو دوست نہ بناؤ ف۹ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ف۱۰ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے

مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥١ فَتَرَى الَّذِيْنَ

گا تو وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا ف۱۱ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے

❶ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت لے کر یا مروت یا رعایت یا نفسانی خواہش کی بنا پر عالم کا غلط فتویٰ دینا یا حاکم کا غلط حکم دینا سخت جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے سارے احکام حق اور عدل ہیں اس کے مقابل سارے احکام باطل اور ظلم ہیں۔ خیال رہے کہ اس میں خطاب ہر مسلمان سے ہے' اسی لئے اگلی آیت میں ارشاد ہوا۔ لَجَعَلَکُمْ ❷ یعنی گزشتہ انبیاء کرام عقائد میں متفق اور شرعی فرعی اعمال میں مختلف تھے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی ہر قوم کے لئے جداگانہ احکام ہیں' کیونکہ اب سارے انسانوں کے لئے قرآنی احکام ماننا لازم ہیں اور سب اس کے مکلف ہیں ❸ اس طرح کہ اول سے آخر تک ایک ہی نبی اور ان کے شرعی احکام رہتے کوئی دین منسوخ نہ ہوتا اور سب کو اس کے ماننے کی توفیق مل جاتی مگر ایسا نہ ہوا ❹ یعنی مختلف انبیاء پر مختلف شریعتیں نازل ہونا بھی حکمت پر مبنی ہے کہ مقبول بندے اس پر سر جھکا دیتے ہیں' اور مردودین اس نسخ اور اختلاف کو نہیں مانتے' بلکہ اس میں کج بحثی کرتے ہیں' نیز ہر زمانے میں اس وقت کے لحاظ سے احکام بھیجے گئے' قابل طبیب مریض کے حالات کے مطابق دوائیں اور غذائیں مختلف تجویز کرتا ہے ❺ خیال رہے کہ قرآن' حدیث' اجماع اور قیاس سب مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ میں داخل ہیں' قرآن وحی جلی ہے' حدیث وحی خفی' اجماع امت پر عمل کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے۔ قیاس قرآن و حدیث کا مظہر ہے ❻ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے کو کفار کے فریب اور شیطان کے مکر سے محفوظ نہ جانے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی احتیاط کا حکم دیا گیا۔ تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ❼ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے نفس کا شریعت مطہرہ کے خلاف چاہنا اس پر عذاب الٰہی آنے کی علامت ہے۔ شعر

ع ۱۱

ہر کہ سیمائے راستاں دارد

سر خدمت بر آستاں دارد

❽ شان نزول۔ مدینہ منورہ میں یہود کے دو قبیلے تھے بنی نضیر اور بنی قریظہ جن میں آپس میں کشت و خون ہوتا رہتا تھا۔ مگر بنی نضیر اپنے مقتول کا بدلہ بنی قریظہ سے دگنا لیتے تھے اور ان کے مقتول کا بدلہ آدھا دیتے تھے۔ بنی قریظہ نے حضور سے اس ظلم کی فریاد کی حضور نے فرمایا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک کا خون برابر ہے۔ سب کا بدلہ یکساں ہونا چاہئے۔ اس پر بنی نضیر راضی نہ ہوئے' تب یہ آیت کریمہ اتری اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی پر راضی نہ ہونا اور اپنے نفس کی پیروی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ ❾ شان نزول' یہ آیت کریمہ حضرت عبادہ ابن صامت صحابی اور عبداللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بڑے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں' لیکن اب میں اللہ رسول کے سوا تمام کی دوستیوں سے بیزار ہوں' عبداللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہیں' مجھے ان سے محبت ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس منافق سے فرمایا کہ یہود کی دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی و محبت اور بلا سخت ضرورت کے ان کی بقیہ بر صفحہ ۷۵۴

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ
دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ
تُصِیْبَنَا دَآىٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ
ہم پر کوئی گردش آجائے ؂۱ تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے
عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَاۤ اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ۝۵۲ وَ
کوئی حکم ؂۲ پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں ؂۳ اور
یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنھوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے
اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ۝۵۳
حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا ؂۴ تو رہ گئے نقصان میں
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ
اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ؂۵ تو عنقریب
یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
اللہ ایسے لوگ لائے گا ؂۶ کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم
اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا
اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی
یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ
ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ؂۷ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے
وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝۵۴ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ
اور اللہ وسعت والا علم والا ہے تمہارے دوست نہیں ؂۸ مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان
اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ
والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ
رٰكِعُوْنَ ۝۵۵ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ
کے حضور جھکے ہوئے ہیں ؂۹ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک

(۱) اس کا یا تو یہ مطلب ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ہم کو دنیاوی مصیبتیں آجانے کا خوف ہے۔ کیونکہ ہمارے سارے کاروبار ان کے ساتھ ہیں وہ سب بند ہو جائیں گے یا یہ مطلب ہے کہ اے مسلمانو اگر ہم تم سے ملیں اور اہل کتاب سے بگاڑ لیں تو کسی آفت ناگہانی کے موقع پر ہم تباہ ہو جائیں گے' کیونکہ تم تھوڑے اور غریب ہو اور وہ لوگ زیادہ مالدار ہیں' ہمارے کام وہ آئیں گے نہ کہ تم' (۲) یہاں فتح سے مراد عام فتوحات ہیں' یا فتح مکہ' اور حکم سے مراد کفار و مشرکین سے حجاز کا خالی کرالینا۔ یا مدینہ منورہ سے یہود کا نکالنا ہے' خیال رہے کہ یہاں اذ صنع خلو کے لئے ہے اللہ نے دونوں خبریں سچی کر دیں (۳) منافقین کی شرمندگی کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ دو گھر کے مہمان ہیں' دلی کافر اور زبانی مسلمان کفار فنا ہو جائیں گے' اور مدینہ پاک میں صرف مسلمان رہ جائیں گے تو منافق شرمندہ ہوں گے' معلوم ہوا کہ صلح کلی کا انجام ندامت ہے۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ اور منافقت نیکیاں برباد ہو جانے کا باعث ہیں اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ ان منافقوں کے ظاہری نیک اعمال نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ نہ شرعاً درست ہیں' نہ آخرت میں ان کا کوئی ثواب' آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اولاً ان کے اعمال درست تھے اب باطل ہوئے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں سے صورت و سیرت میں اختلاف چاہئے نہ ان کی سی شکل بناؤ' نہ ان کے سے اخلاق بناؤ (۵) اس آیت کریمہ میں ایک غیبی خبر دی گئی کہ بعض کلمہ پڑھنے والے مرتد ہو جائیں گے' چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ لوگ زکوٰۃ کا انکار کر کے اور کچھ مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے۔ (۶) یہاں قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر ہے' اور انہیں لانے سے مراد ان حضرات کا برسر اقتدار فرمانا ہے ورنہ وہ حضرات اس وقت بھی موجود تھے۔ (۷) اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت صاف طور پر مذکور ہے کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے جہاد کافروں سے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جنگیں صرف باغیوں سے ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا جو اس آیت میں مذکور ہے' خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں مرتدین پر جہاد نہیں ہوا ہاں قتل کئے گئے (۸) یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ آیت خلافت مرتضوی کے لئے مخصوص ہو سکتی ہے۔ چند وجوہ سے ایک یہ کہ اللہ رسول کسی کے خلیفہ نہیں اور یہاں انہیں بھی ولی فرمایا گیا۔ اور ایک لفظ بیک وقت چند معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا' دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے' اگر آیت میں حضور کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو آپ کی خلافت بلافصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین خلفاء کے بعد بھی بعد کا ہی زمانہ ہے' تیسرے یہ کہ اِنَّمَا حصر کے لئے ہے۔ اگر خلافت علی مرتضیٰ میں منحصر ہو جائے تو بقیہ گیارہ اماموں کی خلافت باطل' بہرحال یہاں ولی کے معنی یا دوست ہیں یا مددگار (۹) شان نزول' یہ آیت کریمہ بقیہ بر صفحہ ۲۵۴

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝٥٦ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا

اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ۱ اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

ہنسی کھیل بنالیا ہے اور وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ۲ اور کافر

مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧

ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اور جب تم نماز کے لیے اذان دو ۴ تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لیے کہ وہ

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ

نرے بےعقل لوگ ہیں ۵ تم فرماؤ اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا یہی نہ

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ

کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور یہ

اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ

کہ تم میں اکثر بےحکم ہیں ۶ تم فرماؤ کیا میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں

اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

ہیں ۷ وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیے بندر اور سور اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ

شیطان کے پجاری ۸ ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے اور یہ سیدھی

السَّبِيْلِ ۝٦٠ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ

راہ سے زیادہ بہکے اور جب تمہارے پاس آئیں ۹ تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ آتے وقت بھی

قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝٦١ وَتَرٰى كَثِيْرًا

کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر ۱۰ اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں ۱۱ اور ان

مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ

میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی ۱۲ اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں بے شک بہت ہی برے

ع ۹ ۱۲

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے ان سے محبت اللہ سے محبت ہے اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ مسلمان کو اپنی قوم میں رہنے سے عزت وغلبہ ملے گا۔ اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے ملنا ذلت کا باعث ہے' وہی شاخ ہری رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ ہو۔ ۲ شان نزول رفاعہ ابن زید اور سوید ابن حارث زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے دل میں کافر تھے' یعنی منافق بعض مسلمان ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (روح وخزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دل کی تصدیق کے بغیر کلمہ پڑھنا اسلام کا مذاق اڑانا ہے دوسرے یہ کہ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں اور نہ اس سے دوستی جائز ۳ اگر یہاں کافروں سے سارے کافر مراد ہیں۔ تو یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے' کیونکہ اہل کتاب اور منافقین بھی کافر تھے۔ اور اگر اس سے مشرکین یا کھلے کافر مراد ہیں تو مطلب ظاہر ہے ۴ امام سدی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی رہتا تھا۔ جب موذن کہتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو یہ کہا کرتا تھا' جل جائے جھوٹا۔ اللہ کی شان کہ اس کا خادم ایک رات آگ بجھانا بھول گیا۔ گھر والے سب سو گئے۔ آگ میں سے ایک شعلہ اٹھا اور وہ نصرانی اور اس کے تمام گھر والے جل گئے ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز پنج گانہ کے لئے اذان ہونی چاہئے' اذان کا ثبوت اس آیت سے ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے خواب شرعاً معتبر ہیں بلکہ اس پر شریعت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ کیونکہ اذان خواب میں دیکھی گئی تھی۔ جس کا قرآن نے اعتبار فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دین کی کسی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے' دیکھو رب نے اذان کے مذاق اڑانے والوں کو کافر قرار دیا۔ ایسے ہی عالم' مسجد' خانہ کعبہ' نماز کہ ان میں سے کسی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ ۶ یعنی اے کتابیو' ہم تمہارے تمام پیغمبروں اور تمہاری تمام کتب کو حق مانتے ہیں۔ پھر تم ہم سے کیوں چڑتے ہو۔ صرف اسی لئے کہ ہم حضور اکرم ﷺ پر بھی ایمان لائے ہیں' تم خود سوچ لو کہ ظالم ہم ہیں یا تم۔ خیال رہے کہ یہاں اکثر اس واسطے فرمایا گیا کہ ان میں سے بعض مومن تھے جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ شان نزول۔ تفسیر خازن میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ یہودی ایمان لانے کے لئے آئے اور پوچھا۔ کہ آپ نبیوں میں کس کس کو مانتے ہیں' ان کا منشا یہ تھا کہ اگر آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہوں تو ہم ایمان نہ لائیں' جب انہیں پتہ لگا کہ حضور سارے نبیوں کو مانتے ہیں تو وہ پھر گئے اس پر یہ آیت اتری ۷ یعنی انبیاء کرام کو ماننے والے اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور ان میں سے ایک کا انکار کرنے والا اللہ کے غضب اور لعنت میں ہوگا ۸ یعنی اے یہود یو تم اپنے گزشتہ اور موجودہ حالات دیکھ کر خود فیصلہ کرلو۔ کہ تم اللہ کے محبوب ہو یا مردود پچھلے زمانہ میں صورتیں تمہاری مسخ ہوئیں۔ سور بندر تم بنائے گئے بچھڑے تم نے پوجے۔ اب بھی بت پرستی تم کر رہے ہو' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کا نسب اور اشرف جگہ رہنا کام نہیں آتا۔ یہود اپنے اولاد انبیاء ہونے پر گھمنڈ کرتے تھے

بقیہ برصفحہ ۷۵۴

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ

کام کرتے ہیں انہیں کیوں نہیں منع کرتے و۱ ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات

الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

کہنے اور حرام کھانے سے بےشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں اور یہودی بولے

ربع
يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ

اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے و۲ ان کے ہاتھ باندھے جائیں و۳ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ

مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

اس کے ہاتھ کشادہ ہیں و۴ عطا فرماتا ہے جسے چاہے و۵ اور اے محبوب یہ جو تمہاری طرف

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ

تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی و۶ اور ان میں ہم نے

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا و۷ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے و۸

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾

اور زمین میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے و۹ اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور

لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ

ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے و۱۰ اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور

الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ

انجیل و۱۱ اور جو کچھ اُن کی طرف ان کے رب کی طرف سے اُترا تو انہیں رزق ملتا

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے و۱۲ ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے اور ان

ع ۱۳
سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں و۱۳ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے

❶ معلوم ہوا کہ عالم دین کی اس پر بھی پکڑ ہوگی کہ وہ گناہ ہوتے ہوئے دیکھیں اور باوجود قدرت کے منع نہ کریں۔ عالم پر واجب ہے کہ خود بھی سنبھلے اور دوسروں کو بھی سنبھالے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء پر تبلیغ فرض ہے قلمی ہو یا زبانی یا عملی۔ ❷ شان نزول' یہود مدینہ پہلے بڑے مالدار تھے' حضور اکرم ﷺ کے عناد اور دشمنی کی وجہ سے ان پر تنگدستی آ گئی تو فنحاص یہودی بولا کہ اللہ کے ہاتھ بندھ گئے' یعنی وہ بخیل ہو گیا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ گناہوں سے روزی گھٹتی ہے اور نیکیوں سے رزق میں برکت ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ قوم میں سے ایک کا قول سب کا قول ہے اگر قوم منع نہ کرے۔ دیکھو یہ بکواس صرف فنحاص نے کی تھی مگر رب نے فرمایا ان سب نے کہا ❸ یعنی دنیا میں یا آخرت میں۔ دنیا میں اس طرح کہ وہ بخیل و کنجوس ہو جائیں اور آخرت میں اس طرح' کہ زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہوگا' یہود سے بڑھ کر کوئی قوم کنجوس نہیں ❹ ہاتھ کشادہ ہونے سے مراد ہے بے حد کرم اور مہربانی کہ دوستوں کو بھی نوازے اور دشمنوں کو بھی محروم نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ ہاتھ اور ہاتھ کے کھلنے سے پاک ہے ❺ یعنی کسی کو امیر اور کسی کو غریب کرتا ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کے خزانے میں کچھ کمی یا کرم میں کچھ نقصان ہے بلکہ بندوں کے حالات کا تقاضا ہی یہ ہے اور اس میں ہزار ہا مصلحتیں ہیں ❻ یعنی یہ قرآن ان بدنصیبوں کے کفر و سرکشی بڑھنے کا سبب ہے' جس قدر قرآن اترتا جائے گا ان کا انکار بڑھتا جائے گا مقوی غذا کمزور معدے والے کو بیمار کر دیتی ہے' اس میں غذا کا قصور نہیں' ایسے ہی سورج کی روشنی چمگادڑ کو اندھا کر دیتی ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کے دل میں حضور کی عظمت نہ ہو۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کفر کی زیادتی کا سبب ہیں' جیسے آج بے دین مولویوں کو دیکھا جا رہا ہے' دین کی عظمت دین لانے والے محبوب کی عظمت سے ہے' دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ زیادتی کی کیفیت میں ہے مقدار میں نہیں۔ کوئی آدھا یا پاؤ کافر نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کے لئے قرآن۔ ایمان و عرفان کی زیادتی کا ذریعہ ہے' رب فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا۔ (التوبہ: ۱۲۴) ❼ اس میں ان کی آپس کی اصلی دشمنی کا ذکر ہے۔ ان کا اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے مل جانا۔ یا کسی مصلحت سے دوستی کر لینا عارضی ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ (انفال: ۷۳) ❽ یعنی یہ یہود کوشش کرتے ہیں کہ سارے کفار کو جمع کر کے مسلمانوں سے لڑا دیں۔ لیکن اکثر تو اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اور اگر کبھی جنگ ہو بھی جائے تو مسلمانوں کو فتح عظیم اور کفار کو شکست فاش ملتی ہے۔ غزوہ احزاب اور خلافت فاروقی کی جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیریں ہیں۔ ❾ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے ساری کتابوں اور نبیوں کو مان لینا ایمان نہیں۔ حضور کی ذات گرامی ایمان' کا مدار ہے' ان کو ماننا سب کو ماننا' ان سے پھرا سب سے پھرا دیکھو اہل کتاب حضور اکرم ﷺ کے منکر تھے۔ بقیہ برصفحہ ۲۵۴

رَبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ

رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا ١ اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا

مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ

لوگوں سے ٢ بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ٣ تم فرمادو اے

الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ

کتابیو تم کچھ بھی نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل ٤ اور

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا ٥ اور بے شک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ

کے پاس سے اُترا ٦ اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی ٧ تو تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ

وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ٨ اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے ٩ اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے

وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ

اور نہ کچھ غم ١٠ بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور

اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُهُمْ ۙ

ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی

فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہیں ١١ اور اس گمان میں ہیں کہ کوئی سزا نہ ہوگی

فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ

تو اندھے اور بہرے ہوگئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی ١٢ پھر ان میں بہتیرے اندھے اور بہرے

مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ

ہوگئے ١٣ اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ

منزل ٢

١ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی تبلیغی حکم چھپایا نہیں، لہٰذا وقت وفات دوات اور قلم طلب فرمانا اور پھر کچھ نہ لکھنا کسی حکم تبلیغی کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ گزشتہ بیان کئے ہوئے حکموں میں سے کوئی حکم تحریر فرمانا مقصود تھا ورنہ اس آیت کے خلاف ہوگا۔ ٢ یعنی کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکے گا۔ اس آیت سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہرا دیا کرتے تھے، اس آیت کے نزول کے بعد وہ پہرا اٹھا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا دیکھو سارے کفر حضور کے دشمن اور حضور اکیلے، مگر سب پر حضور اکرم ﷺ غالب آئے اور کسی کا داؤ آپ پر نہ چل سکا۔ جنگ احد میں حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچنا اس آیت کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے جو پیغمبر شہید کئے گئے ان پر جہاد فرض نہ تھا۔ ٣ یعنی کفار جن وانس کو آپ پر قابو نہ ملے گا۔ دیگر مخلوق تو پہلے ہی آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہے کہ شجر و حجر آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور چاند سورج اشارے پر کام کرتے ہیں۔ ٤ اس طرح کہ حضور پر ایمان لے آؤ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی توریت اور انجیل کے سارے احکام پر عمل کرو۔ کیونکہ وہ کتب منسوخ بھی ہیں۔ اور تحریف شدہ بھی ٥ اب یعنی قرآن کریم خلاصہ یہ کہ تمہارے نسب و اعمال سب بیکار ہیں۔ جب تک کہ تم قرآن کریم کو اپنا دستور العمل نہ بناؤ۔ شعر

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

٦ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر کتاب اترنا سب پر اترنا ہے۔ کیونکہ نبی اصل مقصود ہیں اور ساری امت ان کے تابع، اسی لئے ارشاد ہوا الیکم ٧ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث مثل بارش کے ہیں۔ بارش بوئے ہوئے بیج کو اگا تو سکتی ہے مگر اسے بدل نہیں سکتی، جن کے دلوں میں شقاوت ازلی کا تخم ہے ان کے لئے قرآن وحدیث اس کی زیادتی کا باعث ہوں گے اور جن کے دل میں ایمان اور عرفان کا بیج ہے ان کا ایمان و عرفان بڑھے گا اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں، پھر قرآن وغیرہ پڑھاتے ہیں تاکہ کلمہ سے ایمان کا تخم بو کر قرآن وحدیث کا پانی دیا جائے ٨ یعنی جو زبانی کلمہ پڑھ کر قومی مسلمان بن گئے مگر دینی مومن نہ بنے جیسے منافقین، اس لئے آگے ارشاد ہو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی۔ چکڑالوی وغیرہ قومی مسلمان ہیں دینی مومن نہیں ٩ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی، یہودی، صابئی وغیرہ مومن نہیں۔ اگرچہ تمام اگلی آسمانی کتابوں کو مانیں ورنہ آگے مَنْ اٰمَنَ نہ فرمایا جاتا۔ ١٠ اس سے معلوم ہوا ہر صالح مسلمان ولی ہے کیونکہ یہی درجات اولیاء اللہ کے بیان ہوئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف دنیا کی بے خوفی کا ذریعہ ہے، ١١ جھٹلانے میں یہودی و نصاریٰ سب شریک تھے، مگر انبیاء کرام کو شہید کرنے والے صرف یہود ہیں کہ ان کے ہاتھوں بہت سے نبی شہید ہوئے۔ جن میں حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام بھی ہیں۔ خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کافروں کے ہاتھوں سے شہید نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف کے نہیں جن میں انبیاء کی فتح و نصرت کا وعدہ ہے، رب نے فرمایا۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (مجادلہ: ٢١) ١٢ اس طرح بقیہ برصفحہ ٧٥٤

اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے ف۱ اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ
اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ف۲ اور تمہارا رب بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے ف۳ تو اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾
نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ف۴ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ف۵
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ
بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں سے تیسرا ہے ف۶ اور خدا تو نہیں مگر
اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ
ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ
گے ف۷ ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور
يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
اس سے بخشش مانگتے ف۸ اور اللہ بخشنے والا مہربان مسیح بن مریم نہیں
اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
مگر ایک رسول ف۹ اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے ف۱۰
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ
دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لیے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو
اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ
تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا ف۱۱ اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے تم فرماؤ اے
الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ
کتاب والو اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو ف۱۲ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو

(۱) عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکانیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا تھا۔ یہ لوگ حلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ و بو' اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتا ہے' ان کا مطلب بھی یہی ہے۔ (۲) یعنی ان عیسائیوں کی یہ بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے کہ وہ تو اپنے کو رب کا بندہ کہتے تھے اور یہ انہیں رب کہنے لگے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ رب کے لئے اولاد ماننا شرک ہے اور وہ عیسائی جن کا یہ عقیدہ ہو مشرک ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں اہل کتاب اس لئے کہا جاتا ہے' کہ وہ آسمانی کتاب انجیل کے قائل ہیں۔ جو مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں مانتے تھے' وہ اسے لئے مشرک کہلائے کہ کسی کتاب کو نہ مانتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو مان لینا کبھی شرک و کفر کو بھی ہلکا کر دیتا ہے اور کبھی اس سے کفر سخت بھی ہو جاتا ہے جیسے اسلام کے مرتد فرقے (۴) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کوئی کافر اعراف میں نہ رہے گا' نیز اعراف دائمی مقام نہ ہوگا۔ بلکہ عارضی جن پر جنت حرام ہے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے' نہ کہ اعراف (۵) معلوم ہوا کہ رب نے مسلمانوں کے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہیں (۶) عیسائیوں میں فرقہ مرقوسیہ اور نسطوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اِلٰہ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس' اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا اور حضرت جبریل علیہ السلام کو روح القدس کہتے ہیں۔ بعض عیسائی حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے خدا مانتے ہیں۔ تثلیث کا یہی مطلب ہے۔ (۷) یعنی یہ سب کافر ہیں' لیکن جو مرتے وقت تک کافر رہیں گے وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے' کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے' لہٰذا چاہئے کہ جلد توبہ کریں۔ اسی لئے آگے توبہ کا ذکر آرہا ہے۔ (۸) یہاں توبہ سے مراد شرک سے باز آجانا ہے اور استغفار سے مراد توحید کا اقرار کرنا۔ یا توبہ سے مراد برے عقیدوں سے توبہ کرنا اور استغفار سے مراد برے اعمال سے توبہ کرنا۔ یا گزشتہ کفر پر ندامت توبہ ہے اور آئندہ توحید پر قائم رہنے کا اقرار استغفار ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں (۹) یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے یعنی وہ اللہ نہیں اللہ کے بیٹے نہیں' صرف بندے اور رسول ہیں' یہ مطلب نہیں کہ ان میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہیں' وہ کلمۃ اللہ بھی ہیں۔ روح اللہ بھی ہیں اور مسیح بھی' اسی طرح قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (کہف: ۱۱۰) میں حصر کا یہی مطلب ہے (۱۰) صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے سچ بولے' اور صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قوم بزرگوں کی شان میں زیادتی کرے تو تم ان بزرگوں کو گالیاں مت دو بلکہ ان کا احترام قائم رکھتے ہوئے اس قوم کی تردید کرو' دیکھو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو خدا کہہ دیا' تو رب نے ان بزرگوں کا ذکر عزت ہی سے فرمایا۔ خیال رہے کہ یہاں کھانے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کھانا بندگی کی بڑی دلیل ہے کھانے والا کھانے سے پہلے رزق حاصل کرنے میں کھاتے وقت اعضاء کی طاقت میں اور کھانے کے بعد ہضم وغیرہ میں رب کا حاجت مند ہوتا ہے تمام کاروبار بقیہ بر صفحہ ۷۵۴

قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ
جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ
السَّبِيْلِ ۝٧٧ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ
سے بہک گئے ۱ لعنت کیے گئے وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد
دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨
اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ۲ یہ بدلہ ان کی نا فرمانی اور سرکشی کا ۳
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩
جو بُری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ۴ ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے
تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ
ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز
لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝٨٠
اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا ۵ اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے
وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ
اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے
اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨١ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ
دوستی نہ کرتے ۶ مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ
عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ
کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے ۷ اور ضرور تم
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ
مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں ۸
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ
یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٨٢
غرور نہیں کرتے ۹

۱ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں' گمراہوں کی پیروی بری ہے مقبولوں' ہادیوں کی پیروی اچھی' رب فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (انعام: ۹۰) اور فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: ۱۱۹) ۲ اس طرح کہ ایلہ والوں نے ہفتہ کے دن شکار کیا۔ حالانکہ یہ ان کے دین میں حرام تھا' تو وہ داؤد علیہ السلام کی بددعا سے بندر او رسور بنا دیئے گئے اور مائدہ والوں نے خوان کی نعمتیں کھا کر بھی کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے پانچ ہزار آدمی بندر او رسور بن گئے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بددعا بڑی خطرناک ہے۔ اور ہمیشہ عذاب الٰہی اللہ والوں کی بد دعا سے آیا۔ ۳ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کی سرکشی سے ملول نہ ہوں' یہ تو عادی مجرم اور پرانے سرکش ہیں' جس کی سزا میں بندر اور سور بن چکے ہیں' اب ان کا امن میں رہنا صرف اس وجہ سے ہے' کہ تم رحمت عالم ہو۔ تمہاری موجودگی میں عذاب نہ آئے گا۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا اچھائی کا حکم کرنا واجب ہے تبلیغ بند ہونے پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے' کبھی حرام ہے اور کبھی کفر ۶ معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی ان کی سی شکل وصورت بنانا۔ ان کے طور طریقہ اختیار کرنا' منافقوں کی علامت ہے' اللہ رسول کی محبت اور ان کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں' روشنی اور تاریکی کا اجتماع ناممکن ہے۔ ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر عداوت کافر محبت سے سخت تر ہے' دیکھو عیسائی کافر محبت ہے اور یہود اور مشرکین کافر عداوت' مگر ان دونوں کو اشد فرمایا گیا' جیسے شیعہ او روہابی کہ شیعہ محبت میں گمراہ اور وہابی عداوت میں ۸ اس آیت میں بادشاہ حبشہ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف ہے' جو پہلے عیسائی تھے پھر حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے' قرآن سن کر روئے جو مہاجر مسلمان حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے' انہیں امن دیا' اور ان کی خدمتیں کیں' حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تحفہ اور اخلاص کے پیغام بھیجے' خیال رہے کہ مکہ معظمہ سے گیارہ مرد چار عورتیں جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں' نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ پھر جب انہیں وہاں امن ملا تو لگاتار مسلمان وہاں جانے لگے' یہاں تک کہ وہاں بیاسی مرد جمع ہو گئے' عورتیں اس کے علاوہ' نجاشی بادشاہ نے ہی حضور کا نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے کر دیا' چار ہزار دینار مہر بھی خود ادا کیا' حالانکہ حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے اور ام حبیبہ حبشہ میں' اسی پر آیت کریمہ اتری تھی۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ الخ (ممتحنۃ: ۷) اور یہ نکاح ہی ابوسفیان کے نرم پڑ جانے کا باعث ہوا (روح البیان وغیرہ) ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قوم میں علماء اور درویشوں کا رہنا خدا کی رحمت ہے' دوسرے یہ کہ تکبر وغرور بڑی بُری چیزیں ہیں۔

ع ۱۱ / ۱۴

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اُترا تو ان کی ؎۱ آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

رہی ہیں ؎۲ اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا

تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ؎۳ اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اُس

مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے ؎۴

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے ؎۵ انہیں باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہمیشہ اُن میں رہیں گے یہ بدلہ ہے نیکوں کا اور وہ جنھوں نے

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے ؎۶ اے ایمان والو

لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں ؎۷ اور حد سے نہ بڑھو بے شک

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّ

حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں ؎۸ اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ ؎۹ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے ؎۱۰ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ؎۱۱ ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنھیں تم نے مضبوط کیا ؎۱۲

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے

① ہجرت سے پہلے حضور پرنور کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عورتوں میں حضرت رقیہ اور ام سلمہ بھی تھیں۔ پھر حضرت جعفر طیار اور دوسرے لوگ بھی حبشہ پہنچ گئے اس کا نام ہجرت اولیٰ ہے۔ ان مہاجرین کا پہلا قافلہ گیارہ مرد اور چار عورتوں کا ماہ رجب نبوت کے ظہور کے پانچویں سال حبشہ داخل ہوا تھا۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں امان مل گئی تو وہ بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کے شاکی ہوئے کہ یہ لوگ فسادی ہیں، آپ کے ملک میں فساد پھیلائیں گے۔ نجاشی نے کہا کہ ہم ان مہاجرین سے بات کر کے غور کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں بلایا گیا۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ حضرت جعفر نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع فرما دی۔ تمام دربار کے نصرانی علماء اور خود نجاشی رونے لگے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم سب کو میرے ملک میں بالکل امن ہے نجاشی ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ پھر حبشہ کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ۷۰ آدمی تھے۔ حضور نے سورۃ یٰسین سنائی جس پر وہ لوگ بھی زار و قطار رونے لگے ② اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے وقت عشق و محبت میں رونا اعلیٰ عبادت ہے۔ اسی طرح عذاب الٰہی کے خوف و رحمت الٰہی کی امید میں رونا عبادت ہے۔ نیز ہل ہل کر جنبش کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا سنت ہے کیونکہ یہ جنبش عاشقوں کی وجدانی حالت ہے جیسے بادِ نسیم سے نرم شاخیں حرکت کرتی ہیں۔ تلاوت کرنے والا نسیم رحمت الٰہی سے ہلتا ہے۔ ③ یعنی وہ پرانے مومن صحابہ کرام جو پہلے سے کلمہ توحید کی شہادت دے چکے ہیں۔ ہمیں بھی اس گروہ میں شامل فرما اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان اور نیا مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ حشر سب کا ایک ساتھ ہوگا ④ حبشہ کے اس وفد کو جو مومن ہو کر حبشہ واپس آیا۔ یہود حبشہ نے ملامت کی کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اور انہوں نے یہ جواب دیا جو رب نے نقل فرمایا ⑤ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ اگر ایک لفظ قبول فرما لے تو سارے گناہ معاف فرما دے۔ ان وفد والوں کو صرف اس جواب پر بخش دیا۔ ان کے صدقہ سے اللہ ہمارے گناہ بھی بخش دے ⑥ اس آیت میں ان یہود پر عتاب ہے جنہوں نے اس وفد کو ایمان لانے پر طعن دیا تھا ⑦ لہٰذا فاتحہ کی چیز کو حرام نہ جانو۔ کسی حلال کو قسم کھا کر حرام نہ کرلو۔ جو چیز رب نے حرام نہ کی ہو اسے حرام نہ سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ حرمت کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہوگی۔ حرمت کے لئے دلیل چاہئے اور حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ⑧ شان نزول۔ یہ آیت ان صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضور کے وعظ سے متاثر ہو کر عثمان ابن مظعون کے گھر میں بیٹھ کر ترک دنیا کا عہد کیا کہ ہم ٹاٹ پہنیں گے۔ ہمیشہ روزہ رکھیں گے۔ رات بھر عبادت کیا کریں گے۔ گوشت نہ کھائیں گے۔ نرم بستر پر نہ سوئیں گے۔ ان کے بقیہ بر صفحہ ۷۵۴

أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

اوسط میں سے یا انھیں کپڑے دینا یا ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۚ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ

پائے تو تین دن کے روزے ف۱ یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو ف۲

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

شراب اور جوا اور بت ف۳ اور پانسے ناپاک ہی ہیں

عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ

شیطانی کام ف۴ تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ ف۵ شیطان یہی

الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ

چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور

الْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

جوئے میں ف۶ اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے ف۷ تو کیا تم

مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ

باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ف۸ اور ہوشیار رہو پھر اگر تم

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى

پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے ف۹ جو ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا

لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں ف۱۰ جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ

اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا

ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں

وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور نیک رہیں ف۱۱ اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے اے ایمان والو

ع ۱۲/۲

(۱) خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہوگا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں۔ قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہوسکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ (۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے' کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہوسکتا۔ (حنفی) (۳) انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں' نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہر حال حرام' اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا' بت بنانا' بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ (۴) یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسرں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیۃ سے وہ آیات منسوخ ہوگئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہئے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو (۶) اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں کبھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے قتل تک نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں (۷) اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے' وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔ (۸) اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہے۔ رسول کی اطاعت قولی احکام میں بھی ہے اور عملی سنتوں میں بھی۔ کہ جس کا حکم دیں وہ فرض یا واجب ہے۔ جو ہمیشہ عمل کریں وہ سنت موکدہ۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے نہ ماننے سے حضور پر نور پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سورج کے انکار سے اس کی روشنی میں کمی نہیں آجاتی۔ کیونکہ ان پر تبلیغ لازم تھی جو انہوں نے بدرجہ اتم فرمادی۔ ہم ہی ان کے حاجت مند ہیں وہ ہمارے حاجت مند نہیں (۱۰) اس سے پتہ لگا کہ شرعی حکم آنے سے پہلے انسان پر گناہ کی پکڑ نہیں کیونکہ ابھی وہ کام گناہ نہیں ہوا تھا سوا شرک کے' کہ اگر کسی کو نبوت کے احکام نہ بھی پہنچیں' تب بھی اسے توحید کا اقرار کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ہر ذرہ اس کی توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ آیت ان بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام ہونے سے پہلے وفات پاچکے تھے اور شراب استعمال فرماتے رہے تھے (۱۱) یہاں تقویٰ تین جگہ مذکور ہوا ہے۔ پہلے سے مراد برے عقیدوں سے بچنا ہے۔ دوسرے سے شراب' جوئے سے بچنا۔ تیسرے سے تمام بری باتوں سے بچنا مراد ہے۔ (خزائن العرفان)

11

لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ
ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں ف۱
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
کہ اللہ پہچان کرادے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۹۴ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ
اس کے لیے دردناک عذاب ہے ف۲ اے ایمان والو شکار نہ مارو
وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا
جب تم احرام میں ہو ف۳ اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے ف۴ تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا
قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ
ہی جانور مویشی سے دے ف۵ تم میں کے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی
اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ
یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے ف۶ کہ اپنے کام کا
وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ
وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اللہ اُس سے
مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۹۵ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ
بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ف۷ حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار ف۸ اور اس کا کھانا
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ
تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو ف۹
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۹۶ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ
اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو
الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَ
لوگوں کے قیام کا باعث کیا ف۱۰ اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت
الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
آویزاں جانوروں کو ف۱۱ یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

(۱) یہ آیت ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا مسلمان احرام باندھے ہوئے تھے۔ احرام میں شکار حرام ہے۔ مگر رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش فرمائی کہ پرندے، چرندے، شکاری جانور ان کی سواریوں پر اس طرح چھا گئے کہ مسلمان اگر چاہتے تو ہاتھوں سے یا نیزوں سے شکار کر لیتے۔ تمام صحابہ کرام اول نمبر اس امتحان میں پاس ہوئے (۲) اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو طرح کا خاص کرم فرمایا۔ ایک یہ کہ پہلے سے اس امتحان کی خبر دے دی کہ مسلمان آمادہ ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھا ورنہ طالوت کے ساتھی اسرائیلی نہر کے امتحان میں بہت سے فیل ہو گئے تھے۔ ہمارے حضور پر نور نے قبر کے امتحان کے سارے پرچے اور ان کے جوابات اپنی امت کو بتا دیئے۔ حالانکہ امتحان کے سوالات چھپائے جاتے ہیں۔ یہ اس امت پر رب کا احسان ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ بحالت احرام خشکی کا شکار حرام ہے البتہ دیوانہ کتا، بھیڑیا، خونخوار درندے، چیل، کوا، چوہا مارنا حلال ہے۔ ایسے ہی مچھر، چیونٹی، کھٹمل مارنا معاف ہے۔ (خزائن العرفان) (۴) محرم جان بوجھ کر خشکی کا شکار کرے یا خطا سے، بہر حال جزا واجب ہے، جان بوجھ کا ذکر تو اس آیت میں ہے اور خطا کا ذکر حدیث شریف میں ہے (۵) من النعم امام اعظم کے نزدیک مــا کا بیان ہے اور امام محمد و شافعی کے نزدیک مثل کا بیان ہے لہٰذا امام اعظم کے نزدیک مثل سے معنوی مثل مراد ہے۔ یعنی قیمت، اور امام شافعی کے ہاں مثل سے جانور مراد ہے، لہٰذا امام اعظم کے نزدیک شکار کی قیمت واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک اس کا ہم شکل پالتو جانور اور قیمت وہاں کی جائے گی جہاں شکار کیا گیا۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ شکار کے کفارہ میں تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی قیمت کا جانور حرم شریف میں لے جا کر قربانی کر دے۔ دوسرے یہ کہ اس قیمت کی گندم خرید کر ہر مسکین کو فطرے کے بقدر یعنی سوا دو سیر دے دے۔ تیسرے یہ کہ ہر سوا دو سیر کے عوض ایک روزہ رکھ لے (۷) اس آیت سے بحالت احرام شکار کرنے کی حرمت معلوم ہوئی۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شکاری کو مدد دینا، اس کی طرف اشارہ کرنا بھی محرم کے لئے حرام ہے اور محرم کا ذبیحہ شکار مردار ہوگا۔ کہ نہ خود محرم کھا سکے نہ کوئی دوسرا آدمی حاجی ہو یا غیر حاجی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر محرم چند شکار کرے تو اس پر فی شکار ایک کفارہ واجب ہے۔ (۸) محرم کو دریائی شکار حلال ہے۔ دریائی شکار وہ جو دریا میں پیدا ہو اور خشکی کا وہ جو خشکی میں پیدا ہوا۔ رہنا سہنا خواہ کہیں ہو۔ (۹) خیال رہے کہ دو شکار حرام ہیں۔ محرم کا اور حرم کا۔ حرم شریف میں رہنے والے شکاری جانور کو نہ حلال آدمی شکار کر سکتا ہے، نہ محرم۔ وہ اللہ کی امان میں ہیں۔ یہاں احرام کے شکار کی حرمت کا ذکر ہے جو احرام ختم ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر حرم کا شکار ہمیشہ ہر شخص کے لئے حرام ہے خواہ وہ شخص حلال ہو یا محرم۔ بلکہ حرم کے شکار کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے (۱۰) یعنی کعبہ معظمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے دینی و دنیاوی امور قائم ہیں کہ وہاں خائف کو امن ملتی ہے۔ اس کعبہ سے اہل حجاز کا رزق وابستہ ہے۔ اس کعبہ سے نمازیں، حج، عمرہ قائم ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کی بڑی نعمت بقیہ بر صفحہ ۷۵۴

فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ اللہ کا

شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ

عذاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ رسول پر نہیں مگر حکم

اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

پہنچانا ف۲ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو تم فرما دو کہ

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

گندہ اور ستھرا برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے ف۳ تو اللہ

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

سے ڈرتے رہو اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ اے ایمان والو

تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ

ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں ف۴ اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ

يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ

قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی اللہ انہیں معاف کرچکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ف۵ تم

سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ

سے اگلی ایک قوم نے انہیں پوچھا پھر ان سے منکر ہو بیٹھے ف۶ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے ف۷

مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ

کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ف۸ ہاں کافر

كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَ

لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں ف۹ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں اور

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا

جب ان سے کہا جائے آؤ اس طرف جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف ف۱۰ کہیں ہمیں وہ بہت ہے

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ

جس پر ہم نے اپنے باپ داد کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور

① اس لئے اللہ سے امید بھی رکھو اور اس کا خوف بھی۔ اس خوف و امید سے ایمان قائم ہے۔ ② اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے کہ وہ تمہارے حاجت مند نہیں تم ان کے محتاج ہو۔ اگر کوئی بھی ان کی اطاعت نہ کرے تو ان کا کچھ نہ بگڑے کیونکہ وہ تبلیغ فرما چکے۔ سورج سے اگر کوئی نور نہ لے تو سورج کا نقصان نہیں۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی تعداد اور کثرت رائے دینی امور میں معتبر نہیں۔ ایک مسلمان سواد اعظم ہے' لاکھوں کفار یا بے دین سواد اعظم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کافر' صالح' فاسق حلال' حرام' خبیث طیب برابر نہیں ہوسکتے۔ جو کہے کہ ہندو او رمسلمان آپس میں برابر اور بھائی بھائی ہیں۔ وہ اس آیت کے خلاف کہتا ہے۔ رب فرماتا ہے لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (حشر: ۲۰) بلکہ عالم و جاہل برابر نہیں۔ ④ شان نزول بعض لوگ حضور پر نور سے اکثر بے فائدہ باتیں پوچھا کرتے تھے۔ حضور میرا اونٹ گم ہوگیا ہے۔ وہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ناگوار خاطر مبارک ہوتا تھا ایک روز ارشاد فرمایا کہ اچھا جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ ہم ہر بات کا جواب دیں گے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضور! میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا جہنم۔ دوسرے نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا صداقہ یعنی تو حرامی ہے۔ اپنے باپ کے نطفے سے نہیں کیونکہ اس کی ماں کا خاوند کوئی اور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب سے اپنے راز فاش نہ کراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو ازل سے ابد تک سب کچھ روشن ہے۔ کس کا بیٹا ابتدا ہے۔ جہنم یا دوزخ میں جانا انتہا۔ مگر دونوں کی حضور کو خبر ہے اگرچہ ظاہر نہ فرمائیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور پرنور نے فرمایا کہ حج فرض ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال۔ حضور نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے کئی بار یہ سوال کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہوجاتا اور پھر تم نہ کر سکتے۔ جو میں بیان نہ کروں تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے مالک احکام بنایا ہے۔ آپ کی ہاں اور نہ شرعی احکام ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر چیز مباح ہے جب تک شریعت حرام نہ کرے جیسا کہ' عفا اللہ عنہا سے معلوم ہوا ⑤ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ وظیفہ وغیرہ میں پابندیاں مت لگواؤ۔ جیسے پہنچے بلا قید ادا کرلو۔ یہ صراحۃً معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ جسے اللہ حلال کرے۔ حرام وہ جسے اللہ نے حرام فرمایا۔ اور جس سے خاموشی رہی وہ معاف ہے لہٰذا محفل میلاد شریف' عرس وغیرہ کو چونکہ اللہ رسول نے حرام نہ فرمایا لہٰذا حلال ہے۔ ⑥ یعنی اگلی امتوں نے نبیوں سے سوالات کر کر کے احکام سخت کرا لئے پھر انہیں نباہ نہ سکے۔ ⑦ یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہوگیا بلکہ حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرا دیتا۔ ہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کردے گا۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (بقرہ: ۱۷۳) اگر یہ جانور حرام ہوتے تو پھر کافر سچے تھے۔ ⑧ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے بقیہ برصفحہ ۷۵۴

ع ۱۳
۲

لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ
نہ راہ پر ہوں ۱؎ اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو ۲؎ تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا
مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ
جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو ۳؎ تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ
جو تم کرتے تھے ۴؎ اے ایمان والو ۵؎ تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ
کسی کو موت آئے ۶؎ وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں یا غیروں
مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ
میں کے دو ۷؎ جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ
الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ
پہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد روکو ۸؎ وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ
ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ
شک پڑے ۹؎ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۱۰؎ اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں
اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا
گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے ۱۱؎ تو ان
فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ
کی جگہ دو اور کھڑے ہوں ۱۲؎ ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا جو
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ
میت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہ بڑھے ۱۳؎
اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى
ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں ۱۴؎ یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی جیسی چاہیے ادا کریں
وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں ان کی قسموں کے بعد ۱۵؎ اور اللہ سے ڈرو اور

۱ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسم اختیار کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ صالحین کی اتباع ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: ۱۱۹) اس لئے یہاں لَا يَعْلَمُوْنَ اور لَا يَهْتَدُوْنَ کی قید لگائی گئی ۲ دوسروں کی فکر میں اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ پہلے خود درست ہو پھر بعد میں دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرو ۳ عقائد درست کر کے اور اعمال کر کے ان میں تبلیغ بھی شامل ہے۔ جو باوجود قدرت کے تبلیغ نہ کرے اور وہ راہ پر ہی نہیں ۴ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ یہ خبر دینا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا ہم خبر دیں گے ۵ شان نزول۔ حضرت بدیل جو عمرو ابن عاص کے غلام تھے دو نصرانیوں تمیم بن اوس اور عدی بن بداء کے ساتھ شام کی طرف بغرض تجارت گئے۔ شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے چپکے سے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور جب مرنے لگے تو تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا یہ تمام مال مدینہ منورہ پہنچ کر میرے گھر والوں کو دیدیں۔ بدیل کی وفات کے بعد ان دونوں نصرانیوں نے بدیل کا سامان دیکھا تو اس میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی پھرا تھا وہ بھی تھا۔ ان دونوں نے وہ پیالہ تو غائب کر دیا اور باقی سامان بدیل کے گھر والوں تک پہنچا دیا۔ گھر والوں نے جب اس فہرست کو دیکھا تو پیالہ نہ پایا۔ انہوں نے دونوں نصرانیوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ ہم نے تو جیسا مال پایا ویسا ہی تم تک پہنچا دیا۔ یہ مقدمہ حضور پرنور کی کچہری میں پیش ہوا۔ یہ دونوں وہاں بھی انکاری ہو گئے۔ پھر وہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔ جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تمیم و عدی سے خریدا ہے۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان۔ تفسیر خازن۔ ترمذی شریف) ۶ یعنی علامات موت نمودار ہو جائیں اور بچنے کی امید نہ رہے کہ اکثر وصیت ایسی ہی حالت میں کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس پر بھی یہی احکام جاری ہیں۔ وصیت کی حقیقت ہے کسی کو بغیر عوض اپنے مال کا مالک بنانا موت پر معلق کر کے ۷ اس غیر سے مراد مدعی علیہ ہے نہ کہ کفار کیونکہ کافروں کی گواہی مسلمان پر درست نہیں۔ یعنی دوسرے قبیلہ کے مسلمان اس لئے ساتھ میں سفر کا ذکر فرمایا ۸ عصر کی نماز کے بعد کیونکہ اس وقت لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ نیز اہل عرب اس وقت جھوٹ بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت یا جس جگہ کو لوگ معظم جانتے ہوں وہاں لے جا کر قسم لی جاوے۔ چنانچہ حضور پرنور نے اپنے منبر کے پاس کھڑا کر کے ان سے قسمیں لیں۔ آج بھی اگر کسی ایسے شخص کو جو بزرگوں کے مزار کا بہت ادب کرتا ہو، مزار شریف پر لے جا کر قسم لی جاوے یا مسجد میں یا خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر قسم لی جاوے تو بہتر ہے۔ ۹ ان کی امانتداری اور دینداری میں۔ (خزائن العرفان) ۱۰ یعنی مال کی خاطر جھوٹی قسم نہ کھائیں گے ۱۱ جیسے کہ یہاں تمیم اور عدی کا جھوٹ ثابت ہوا کہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔ ۱۲ یعنی میت کے وارثوں میں سے دو آدمی قسم کھائیں کہ یہ دونوں امین جھوٹے ہیں۔ اس سے بقیہ برصفحہ ۷۵۵

اسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ

حکم سنو اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا ف۱ جس دن اللہ جمع فرمائے گا

الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا ف۲ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں ف۳ بے شک تو ہی ہے سب

الْغُيُوْبِ ﴿١٠٩﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ

غیبوں کا جاننے والا جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر

وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي

اور اپنی ماں پر ف۴ جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی ف۵ تو لوگوں سے باتیں کرتا

الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

پالنے میں اور پکی عمر ہوکر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل ف۶

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم

طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ

سے اڑنے لگتی ف۷ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا ف۸ اور جب تو مردوں کو

الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

میرے حکم سے زندہ نکالتا ف۹ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا ف۱۰ جب تو ان کے پاس روشن

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ

نشانیاں لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ف۱۱ اور جب میں نے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا

حواریوں کے دل میں ڈالا ف۱۲ کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿١١١﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ

مسلمان ہیں ف۱۳ جب حواریوں نے کہا ف۱۴ اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ

رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے ف۱۵ کہا اللہ سے ڈرو اگر

① یعنی کافروں کو جوابات، قبر وحشر کی یا قیامت کے بعد جنت کی راہ نہ ملے گی۔ مومن بفضلہٖ تعالیٰ قبر و حشر میں صحیح جواب دیگا۔ اور جنت میں اپنے گھر بلا تکلف ایسے پہنچے گا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا ہے۔ یا دنیا میں کفار کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اعمال کا نیک ہونا درستی عقائد پر موقوف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں کافروں کو ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ حضور نے کافروں ہی کو مسلمان بنایا۔ اب بھی ہزارہا کافر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ سوال ہر جگہ سائل کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا کچھ اور مقصد سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں رب کا یہ پوچھنا کفار پر نبی سے مخالف دعویٰ کرانے کے لئے ہے ③ یہ جواب اول قیامت میں ادب دربار کے لئے ہوگا یا ان کفار سے بیزاری اور شفاعت کے انکار کے لئے۔ پھر دوسرے وقت یہی نبی اپنی قوم کی شکایت فرمائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: ۳۰) لہٰذا اس آیت سے انبیاء کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی، نہ ان کا کذب لازم آتا ہے۔ نیز آیات میں کسی قسم کا تعارض بھی نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ انبیاء کرام اپنی قوم کی تکالیف اور ان کی تکذیب کو بھول جاویں۔ قیامت میں تو ہر شخص کو دنیا کے کام یاد آجائیں گے۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى (النازعات: ۳۵) ④ آپ پر یہ احسان کہ آپ کو کلمۃ اللہ روح اللہ بنایا۔ حضرت جبریل کو آپ کا خادم بنایا۔ والدہ پر یہ احسان کہ انہیں تمام جہان کی عورتوں سے افضل کیا۔ کلمۃ اللہ کی والدہ بنایا۔ یہود کے الزام دفع کرنے کے لئے شیر خوار بچے کی گواہی دلوائی وغیرہ وغیرہ ⑤ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد برحق ہے۔ اور رب کی نعمت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام ملائکہ سے افضل ہیں۔ کہ حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص اور مؤید ہیں۔ ⑥ یہ عطف، تفسیری ہے یعنی کتاب وحکمت سے مراد توریت انجیل ہے یا کتاب وحکمت سے تورات وانجیل کے اسرار ہیں اور توریت وانجیل سے مراد ان کتب کے الفاظ ہیں یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف، حضرت مسیح نے پہلی بار زمین پر رہ کر تورات وانجیل پر عمل کرایا۔ قریب قیامت زمین پر آکر لوگوں سے قرآن وحدیث پر عمل کرائیں گے۔ نہ کسی سے قرآن وحدیث سیکھیں گے نہ کسی کی تقلید کریں گے چونکہ قرآن توریت وانجیل سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب بلا واسطہ سکھاتا ہے۔ ⑦ یہ آیت مشائخ کے دم ودرود کی دلیل ہے۔ ہمیشہ فیض دیتے وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک ہی ماری تھی۔ حضرت اسرافیل پھونک مار کر ہی صور کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا، کہ پھونک میں اثر ہے۔ رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی تھی۔ اب بھی صوفیاء کرام دم کرتے ہیں ⑧ معلوم ہوا کہ نبی بحکم پروردگار دافع البلاء مشکل کشا ہوتے ہیں کیونکہ اندھا یا کوڑھی ہونا بلا ہے جو حضرت مسیح کے دم سے دفع ہوتی تھی۔ مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے۔ آب زمزم جو

بقیہ برصفحہ ۷۵۵

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ

ایمان رکھتے ہو ۱ بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں ۲ اور

نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ۳ عیسیٰ بن

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی ۴ اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ

سے بہتر روزی دینے والا ہے ۵ اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر

ع ۱۵ ۵ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

کرے گا ۶ تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا ۷

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا ۸ کہ مجھے

وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ

اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے روا (جائز) نہیں

اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ

کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی ۹ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی

مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے ۱۰ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ

میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا ۱۱ کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب ۱۲

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ

اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو

۱ معجزات کا مطالبہ کرنا مومنوں کا کام نہیں۔ جو معجزہ مطالبہ کر کے دیکھا جاوے اس کے نہ ماننے پر عذاب آجاتا ہے ۲ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین حاصل کریں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ (بقرہ: ۲۶۰) اور پھر فرمایا تھا وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ (بقرہ: ۲۶۰) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے درجے مختلف ہیں۔ اور کوئی شخص نبی کی طرح مومن نہیں ہوسکتا۔ ۳ یعنی ہم آپ کی نبوت کے عینی گواہ بن جائیں اور بعد والے ہماری اس عینی گواہی سے فائدہ حاصل کریں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ان سے فراغت حاصل ہونے پر ان سے بھی دعا کرائی اور خود بھی وہ دعا کی جو یہاں مذکور ہے۔ خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں دستر خوان سے کھانے غذاءً یا دواءً کھانا مقصود نہ تھا بلکہ تبرکاً کھانا مقصود تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہو۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے اور صَدَقْتَنَا کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو ہم کو مقبول الدعاء بندہ بنایا ہے ہمیں اس کا یقین اور آپ کی تصدیق ہو جائے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور کی ولادت کے دن کو عید میلاد منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے کیونکہ حضور پر نور کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبی ہے۔ تقرر اور تعین بھی سنت ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن اسی کی یادگار ہے۔ ۵ رازق کے تین معنی ہیں ۱۔ رزق دینے والا ۲۔ رزق پیدا کرنے والا ۳۔ اور روزی پہنچانے والا۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ جو دوسروں کے لئے ظاہری طور پر رزق مہیا کرتے ہیں اور سبب رزق ہیں جیسے امیر فقیر کے لئے اور حاکم رعایا کے لئے' کہ وہ رزق کے ظاہری اسباب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حقیقی رازق مسبب الاسباب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت برآری کے لئے بزرگوں سے دعا کرانا بہتر ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مائدہ اتارنے کی خود دعا نہ کی بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرائی۔ دعا کے لئے الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی بھی تاثیر چاہئے۔ کارتوس کے اثر کے لئے رائفل کی طاقت بھی درکار ہے۔ ۶ یہ خطاب تمام سے تھا نہ کہ صرف حواریوں سے یعنی جو یہ معجزہ دیکھ کر اس کا انکاری ہوگا وہ سخت سزا پائے گا۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اگر معجزہ مانگا جاوے پھر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آجاتا ہے۔ ابوجہل نے بارہا معجزے طلب کئے اور دکھائے گئے پھر بھی ایمان نہ لایا۔ اور عذاب بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ رب فرما چکا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳) ۸ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم اگرچہ علیم ہو مگر تحقیق کے لئے اس قسم کے سوالات کرسکتا ہے۔ مقدمات کا فیصلہ تفتیش کے بعد ہونا عدل و انصاف ہے۔ ۹ یعنی کفر کی رغبت دینا میرا حق ہی نہیں کیونکہ میں تبلیغ ایمان کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جیسے آم کے درخت سے سنگترہ نہیں پیدا ہوسکتا ایسے ہی نبی کی زبان سے ناحق بات نہیں نکل سکتی۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ نفس کے معنی دل بھی ہیں اور ذات بھی۔ چونکہ صفات الٰہی غیر ذات نہیں اس لئے یہاں نفس بقیہ برصفحہ ۷۵۵

أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ إِنْ

تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا ف۱ اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے ف۲ اگر تو

تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ

انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں ف۳ اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب

الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ

حکمت والا ف۴ اللہ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ف۵

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ

ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ف۶ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

اُن سے راضی ف۷ اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی ف۸ اللہ ہی کے لیے ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت ف۹ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱۰

سُوْرَةُ الْأَنْعَامِ ۶ مَكِّيَّةٌ ۵۵ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۶۵ رُكُوْعَاتُهَا ۲۰

سورہ انعام مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے ف۱۱ اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی ف۱۲

وَالنُّوْرَ ۚ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ف۱۳ وہی ہے جس نے تمہیں

مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى أَجَلًا ۚ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ أَنْتُمْ

مٹی سے پیدا کیا ف۱۴ پھر ایک میعاد کا حکم رکھا ف۱۵ اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے ف۱۶ پھر تم لوگ

تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ ۚ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

شک کرتے ہو اور وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا ف۱۷ اسے تمہارا چھپا

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے کام جانتا ہے ف۱۸ اور ان کے پاس کوئی بھی نشانی

۱ اس کے معنی یہ نہیں کہ میری زندگی میں تو ان سے بے خبر تھا میں خبردار تھا۔ اور میری وفات کے بعد میں بے خبر تو خبردار ہوگیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں، میں ان کا ذمہ دار تھا کہ انہیں تبلیغ کروں بعد وفات میری ذمہ داری تبلیغ کی ختم ہوگئی اور ان کا معاملہ تیرے سپرد ہوگیا ۲ شہید شہادت سے ہے جس کے معنی گواہی حاضری ہیں۔ شہید بمعنی گواہ اور حاضر۔ اللہ تعالیٰ مکانی حضور سے پاک ہے۔ تمام چیزیں اس کے حضور حاضر ہیں اور اس کا علم وقدرت ہر جگہ حاضر ہے۔ ۳ کوئی تجھے عذاب دینے سے روک نہیں سکتا۔ اور تو ان کے عذاب میں ظالم نہیں۔ کیونکہ تو مالک ہے۔ وہ تیرے بندے اور مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام کو جرم پر سزا دے۔ لہٰذا کسے جرأت ہے کہ تجھ پر اعتراض کرے۔ ۴ معلوم ہوا کہ کافر کی شفاعت جائز نہیں۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نے صراحۃً شفاعت نہ فرمائی اور رب نے بھی سچائی کو نجات کا مدار بتایا۔ ۵ یعنی جو دنیا میں سچے عقیدے سچے اعمال پر رہے وہ آج نفع میں ہیں اور جو جھوٹے عقیدے جھوٹے اعمال پر رہے وہ آج نقصان میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کی بخشش نہیں اگرچہ بزرگوں کی اولاد ہو۔ اور کوئی شخص اعمال سے بے نیاز نہیں۔ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ ۶ لَهُمْ سے معلوم ہوا کہ جنت کے باغات جنت والوں کی ملک ہوں گے اور ہر جنتی کو چند قسم کے باغ عطا ہوں گے۔ اور ہر جنتی کے باغوں میں ایک نہر ہی نہ ہوگی بلکہ دودھ، شہد، پانی وغیرہ کی متعدد نہریں ہوں گی ۷ اس طرح کہ اللہ ان کے تھوڑے اعمال پر خوش یہ لوگ اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہیں۔ رب ان کے گناہ بخشے گا۔ یہ لوگ اس کی بھیجی مصیبت پر رب سے ناراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر سچے متقی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ الفاظ صحابہ سے خاص نہیں ۸ رب کو راضی کر لینا ہی بڑی کامیابی ہے بادشاہ بن جانا کمال نہیں نیک بندہ بن جانا کمال ہے۔ ۹ ظاہر پر ملکیت کا نام ملک ہے اور باطن پر قبضہ کا نام ملکوت۔ ملک تو بعطاءِ الٰہی بندوں کو بھی دیا جاتا ہے مگر ملکوت رب کا ہی ہے۔ بادشاہ پھانسی، جیل بھیج سکتا ہے۔ مگر مردے زندہ، خوبرو کو بدصورت نہیں کرسکتا۔ یعنی جسم پر بادشاہ کا راج ہوسکتا ہے روح پر نہیں اولیاء اللہ انبیاء کرام کے نائب ودست قدرت ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر ملکوتی تصرف ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱۰ خیال رہے کہ ناممکن اور واجب اس اصطلاح میں شئی نہیں کہلاتے وہ رب کی قدرت سے خارج ہیں۔ اس آیت سے رب کا جھوٹ بولنے پر قادر ماننا حماقت ہے کہ یہ ناممکن بالذات ہے ۱۱ اگرچہ آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات، لیکن آسمان ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں اور زمین کے طبقے آپس میں چمٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے چھلکے۔ نیز ہر آسمان کی حقیقت مختلف ہے۔ مگر ہر زمین کی حقیقت مٹی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہر جگہ آسمان کو جمع اور زمین کو واحد فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآنی آیات میں تعارض نہیں۔ ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ تاریکیاں زیادہ ہیں اور روشنی صرف ایک جسمانی تاریکیوں کا بھی یہ ہی حال ہے اور روحانی تاریکیاں کفر وفسق کا بھی یہی ہی وطیرہ ہے۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ شرک میں یہ ضروری ہے کہ بندے کو رب بقیہ برصفحہ ۷۵۵

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں تو بے شک انھوں نے حق کو جھٹلایا ۱

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

جب ان کے پاس آیا تو اب انھیں خبر ہوا چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے ۲ کیا انھوں نے نہ دیکھا ۳

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں انھیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا جو تم کو

لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ

نہ دیا ۴ اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور اُن کے نیچے نہریں بہائیں ۵

مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

تو انھیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ان کے بعد اور سنگت

اٰخَرِيْنَ ۝۶ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ

اٹھائی ۶ اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اُتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو ۷ اور بولے ان پر

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸ وَلَوْ

کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا ۸ اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا ۹ پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی اور

جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ

اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے ۱۰ اور ان پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں ۱۱ اور

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا

ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا (مذاق) کیا گیا تو وہ جو ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ

انہی کو لے بیٹھی ۱۲ تم فرما دو زمین میں سیر کرو ۱۳ پھر دیکھو کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ۱۴ تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۱۵

---

(۱) قرآن کریم کو، یا حضور کو یا حضور کے معجزات کو یا رب تعالیٰ کے احکام خصوصی کو (۲) یا دنیا ہی میں یہ عذاب آجائیں گے جیسے بدر وغیرہ کی شکست فاش یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں۔ یہ سب چیزیں بہت ہی نزدیک ہیں (۳) یہاں یا تو دیکھنے سے جاننا مراد ہے یا ان قوموں کی اجڑی بستیاں، ویران مکانات کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ واقعات ان لوگوں سے پہلے ہو چکے تھے مگر یہ لوگ اپنے سفروں میں ان کی بستیوں سے گزرتے تھے (۴) یعنی بدنی قوت، مالی طاقت، ظاہری ساز و سامان انہیں تم سے زیادہ عطا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طاقت رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتی۔ (۵) اور یہ تاریخی واقعات اہل مکہ کو معلوم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ مبارک ہے۔ اور تاریخی واقعات اگر نصوص کے خلاف نہ ہوں تو معتبر ہیں۔ (۶) اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ دوسری قوموں کو ان بستیوں میں بسا دیا۔ جیسے فرعون اور فرعونی لوگ بعض جگہ ایسا بھی ہوا کہ وہ بستیاں پھر کبھی آباد ہوئی ہی نہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی بستیاں۔ اس آیت میں قانون کلی کا ذکر نہیں (۷) شان نزول۔ نضر ابن حارث، عبداللہ ابن امیہ، نوفل ابن خویلد وغیرہ نے کہا تھا کہ ہم حضور پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک حضور ہمارے پاس اللہ کی کتاب تحریری شکل میں نہ لائیں اور فرشتے ہمارے سامنے آ کر آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں کہ یہ کتاب اللہ کی ہے اور حضور رب کے رسول ہیں تب یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب یہ بکواس کر رہے ہیں۔ اگر یہ چیزیں بھی آپ انہیں دکھا دیں، تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے، جادو ہی بتائیں گے۔ انہوں نے چاند پھٹتے دیکھا۔ کنکروں، پتھروں کو کلمہ پڑھتے سن لیا۔ تو بھی یہ جادو ہی کہا۔ کیونکہ خوئے بدرا بہانہ بسیار (۸) جسے ہم دیکھتے ورنہ حضور پر ایک کیا بہت سے فرشتے نازل ہوتے تھے اور بسا اوقات انسانی شکل میں حاضر ہوتے تھے جنہیں صحابہ بھی دیکھتے تھے۔

ع

ان کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور ہم اسے اسی صورت میں دیکھیں۔ (۹) یعنی ہلاک کر دیئے جاتے یا اس لئے کہ یہ فرشتے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ دیکھتے تو مر جاتے۔ یا اس لئے کہ اگر معجزہ مانگ کر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آجاتا ہے۔ پہلی وجہ زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ ابوجہل نے منہ مانگے معجزے دیکھے۔ ہلاک نہ ہوا۔ (۱۰) تاکہ لوگ اس کا کلام سن سکیں۔ اور اس سے فیض لے سکیں جو نبی کی بعثت کا اصل منشاء ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (یوسف: ۱۰۹) (۱۱) یعنی فرشتے بھی شکل انسانی میں آتے تو پھر انہیں وہ ہی شبہ ہوتا (۱۲) اس میں حضور کو تسکین ہے کہ آپ ان کے مذاق سے ملول نہ ہوں، یہ تو کفار کا دائمی طریقہ ہے۔ (۱۳) یہاں زمین سے مراد وہ زمین ہے جہاں پچھلی قوموں پر عذاب آیا۔ اور اب تک وہاں اجڑی بستیوں کے آثار موجود ہیں اور یہ امر ترغیب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ خوف الٰہی پیدا کرنے کے لئے عذاب والی جگہ جا کر (سفر کر کے) دیکھنا بہتر ہے۔ لہٰذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے آستانے جہاں رب کی رحمتیں برستی ہیں، جا کر سفر کر کے

بقیہ بر صفحہ ۷۵۵

قُلْ لِّلّٰهِ ۚ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

تم فرماؤ اللہ کا ہے اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ف۱ بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا

لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا

اس میں کچھ شک نہیں وہ جنھوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ایمان نہیں لاتے ف۲ اور اسی کا ہے

سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ

جو بستا ہے رات اور دن میں ف۳ اور وہی ہے سنتا جانتا تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی

اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ

اور کو والی بناؤں ف۴ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ف۵ تم فرماؤ

اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾

مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ف۶ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا ف۷

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ

تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ف۸ اُس دن

يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ

جس سے عذاب پھیر دیا جائے ضرور اس پر اللہ کی مہر ہوئی ف۹ اور یہی کھلی کامیابی ہے اور اگر

يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ

تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں ف۱۰ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے

فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ

تو وہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۱۱ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر ف۱۲ اور وہی

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۚ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ

ہے حکمت والا خبردار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ف۱۳ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ

مجھ میں اور تم میں ف۱۴ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ف۱۵ اور جن جن کو پہنچے ف۱۶

بَلَغَ ۚ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۚ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ

تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا

(۱) دنیا میں رحمت عامہ' رزق دینا' عذاب میں جلدی نہ فرمانا انبیاء کا بھیجنا اور آخرت میں رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے ۔ (۲) اس سے وہ کفار مراد ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا۔ جیسے ابولہب وغیرہ۔ ورنہ لاکھوں کافر حضور پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ضدی کافر کو ہدایت نہیں ملتی۔ جو غلط فہمی سے کافر ہوا اس کی ہدایت آسان ہے۔ (۳) یعنی سارا عالم کیونکہ رات و دن تمام مخلوق پر ہی آتے ہیں (۴) شان نزول۔ کفار عرب نے حضور ﷺ کو رغبت دی کہ حضور اپنے باپ دادوں اور ملک والوں کے دین کی طرف لوٹ جاویں اور توحید کا ذکر چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ (۵) یعنی وہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے حاجت مند ہیں۔ چاند سورج وغیرہ اگرچہ کھاتے نہیں مگر کھلاتے بھی نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز نہیں۔ رب کے محتاج ہیں (۶) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ اول مخلوق ہے اور رب کے پہلے عابد حضور ہی ہیں۔ اس صورت میں اُمِـرْتُ میں اول پیدائش کے وقت کے حکم کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے نیز اس امت میں حضور سب سے پہلے رب کے عابد ہیں کیونکہ نبی امت سے پہلے عابد و مطیع ہوتے ہیں ۔ (۷) یہ نہ فرمایا کہ شرک نہ کرو کیونکہ یہ عبارت زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی شرک کرنا تو بہت دور ہے مشرکین میں سے بھی نہ ہوؤ۔ شکل وصورت' سیرت' اعمال' افعال سب میں مشرکین کے مخالف رہو۔ (۸) خیال رہے کہ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضور کا رب کی نافرمانی کرنا غیر ممکن ہے اور حضور کو قیامت میں عذاب ہونا بھی محال بالذات ہے۔ ان کی طفیل تو اوروں کے عذاب دور ہوں گے۔ اس کی مثال یہ آیت ہے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (زخرف: ۸۱) (۹) معلوم ہوا کہ قیامت میں عذاب سے بچنا اللہ کے رحم و کرم سے ہوگا صرف اپنے اعمال اس کے لئے کافی نہیں اعمال تو سبب ہیں۔ (۱۰) یعنی اس کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں دفع کرسکتا۔ نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے جو عذاب اٹھ جاتا ہے اسے رب ہی اٹھاتا ہے' اپنے فضل و کرم سے ان اسباب کے وسیلہ سے (۱۱) لہٰذا اس رب کی عبادت کرو۔ اس کے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہیں۔ کیونکہ معبود وہ جو قدرت کاملہ رکھتا ہو۔ کسی کا حاجت مند نہ ہو (۱۲) اس میں ملک وملکوت کے سارے بندے مراد ہیں۔ کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔ بعض نیک بندے جو رب سے ضد کر کے اپنی بات منوا لیتے ہیں یہ محبوبیت کی وجہ سے فضل و کرم سے ہوتا ہے نہ کہ غلبہ سے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں (۱۳) شان نزول اہل مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ اپنی نبوت پر گواہ پیش کریں۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اللہ میرا گواہ ہے اور سب سے بڑا گواہ وہی ہے (۱۴) اللہ تعالیٰ نے حضور کی گواہی چند طرح دی۔ ایک یہ کہ اپنے خاص بندوں سے گواہی دلوادی۔ دوسرے یہ کہ آپ پر جو کلام اتارا' اس میں آپ کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تیسرے یہ کہ آپ پر بہت سے بقیہ بر صفحہ ۷۵۶

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ

تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ۱ اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو جن کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ۲ ہیں جنھوں نے

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اپنی جان نقصان میں ڈالی ۳ تو وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

پر جھوٹ باندھے ۴ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے اور جس دن ہم سب

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

کو اٹھائیں گے ۵ پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا

دعویٰ کرتے تھے ۶ پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ بولے ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم

مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

مشرک نہ تھے ۷ دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر اور گم گئیں ان سے جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

باتیں بناتے تھے ۸ اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے ۹ اور ہم نے ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

غلاف کر دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں ۱۰ اور ان کے کان میں ٹینٹ (روئی) اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ

يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

لائیں گے ۱۱ یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ

یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور

عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ

بھاگتے ہیں ۱۲ اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں اور کبھی تم دیکھو جب

وقف لازم — وقف لازم — ربع ۸

۱ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان کا اعلان کر دے اور تمام بے دینوں سے دور رہے۔ کفر و شرک و گناہ سے بیزار رہے۔ لہٰذا تقیہ کرنا مومن کی شان نہیں وہ تو منافقوں کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہئے کہ اپنی صورت، سیرت رفتار و گفتار سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔ ۲ جیسے باپ بیٹے کو دلائل سے اس کی ولادت سے پہلے ہی سے جانتا ہے، ایسے ہی یہ لوگ حضور کو پہچانتے ہیں۔ بیٹا باپ کو صرف سن کر اور ہوش سنبھالنے کے بعد پہچانتا ہے۔ لہٰذا بیٹے کی پہچان زیادہ قوی ہے اس لئے اس ہی معرفت سے تشبیہ دی گئی ورنہ حضور تو مثل والد کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو جاننا پہچاننا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔ ۳ اس طرح کہ وہ حسد کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور ان کا نام ان لوگوں کی فہرست میں ہے۔ جو کفر پر مرنے والے ہیں۔ خیال رہے کہ شیطان کا کفر حسد کا تھا۔ نبی ولی صحابی سے حسد، بغض رکھنے والا مشکل سے ہی ایمان لا سکتا ہے۔ وہ شیطان کے قدم پر ہے۔ ۴ اس طرح کہ جو رب نے فرمایا ہو اسے رب کی طرف نسبت کرے۔ اس میں وہ علماء بھی داخل ہیں جو دیدہ دانستہ قرآن کی غلط تفسیریں کریں کہ یہ بھی رب پر جھوٹ ہے ۵ معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار کفار کے ساتھ ہوں گے اور مومن مومن کے ساتھ۔ رب فرماتا ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹) غرضیکہ قیامت میں معیت ایمان سے ہوگی۔ اللہ اچھوں کے ساتھ ہمیں اٹھائے۔ آمین ۶ ان کے بتوں کو شرکاء فرمانا انہیں ذلیل کرنے کے لئے ہوگا۔ جیسے رب دوزخی سے فرمائے گا۔ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان: ۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ مرتدین کو حضور کا حوض کوثر پر اصحابی فرمانا بے علمی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کو ہوگا۔ ورنہ ان کا منہ کالا ہونا۔ ہاتھ بندھا ہوا ہونا۔ ملائکہ کا روکنا ان کے کفر کی خاص علامت ہوگی ۷ اولاً یہ لوگ اپنے جرموں کا انکار کریں گے پھر دوسرے وقت اقرار لہٰذا آیات میں تعارض نہیں نیز ان مشرکین کا یہ انکار دانستہ ہوگا ورنہ ہر شخص اپنے ہر عمل سے اس دن خبردار ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى (النازعات: ۳۵) اسی لئے فرمایا گیا۔ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (انعام: ۲۴) یعنی دیدہ دانستہ جھوٹ باندھا۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے۔ ۸ یعنی ان کے بت اور پادری جوگی کوئی کام نہ آئے جنہیں یہ لوگ افتراءً خدا کا شریک مانتے تھے۔ ۹ شان نزول۔ ایک دفعہ ابوسفیان، ابوجہل، ولید، نضر وغیرہم کفار نے اتفاقاً حضور کی تلاوت قرآن سنی۔ لوگوں نے نضر سے پوچھا کہ حضور کیا کہتے ہیں وہ بولا کہ زبان ہلاتے ہیں اور کہانیاں سناتے ہیں میری طرح۔ ابوسفیان بولے کہ مجھے تو ان کی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوجہل بولا۔ کہ اس کا اقرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۱۰ یہ آیت اگرچہ ولید، نضر، ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی لیکن اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ان مردودوں کی طرح ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہی درست سمجھے گا جس کے دل میں صاحب

بقیہ بر صفحہ ۷۵۶

وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ

وہ آگ پر کھڑے کئے جائیں گے ۱ تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں

نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ

اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے چھپاتے تھے ۲

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْا اِنْ هِيَ

اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں ۳ اور بولے

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى

وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں ۴ اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور

رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا

کھڑے کیے جائیں گے ۵ فرمائے گا کیا یہ حق نہیں ۶ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ

تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا ۷ بے شک ہار میں رہے وہ جنھوں نے اپنے رب سے ملنے کا انکار کیا

حَتّٰۗى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا

یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ گئی ۸ بولے ہائے افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی ۹ اور

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا

وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں ۱۰ ارے کتنا برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں ۱۱ اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۗ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود ۱۲ اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں ۱۳

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ

تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ

تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے ۱۴ بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ۱۵ اور تم

كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۗى

سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ

۱ کنارہ جہنم پر اس میں ڈالے جانے سے پہلے کافر اکٹھے کر کے کھڑے کیے جائیں گے تاکہ علیحدہ علیحدہ طبقوں میں جانے سے پہلے سب مل کر اپنی گزشتہ بد اعمالیوں پر کف افسوس تو مل لیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اپنے سارے کرتوت یاد آئیں گے۔ ۲ قیامت میں مشرکین سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں تو وہ اپنے شرک کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسم کھا جائیں گے۔ کہ ہم مشرک نہ تھے۔ تب ان کے اعضاء ان کی بت پرستی کی گواہی دیں گے جس پر انہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے (خزائن العرفان) پھر وہ عرض کریں گے کہ اچھا ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دے اب کفر نہ کریں گے اس کا جواب آگے آ رہا ہے۔ ۳ معلوم ہوا کہ عادی مجرم کے لئے دنیا میں عمر قید ہے اور آخرت میں دائمی جہنم۔ کیونکہ دنیا کی عمر موت پر ختم ہو جاتی ہے اور آخرت کی عمر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ع ۹
مجرم عادی وہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جب چھوٹے تب جرم کرے۔ اور بار بار جرم کرنے کا عادی ہو چکا ہو۔ لہٰذا یہ سزا بالکل برحق ہے۔ جرم سے زیادہ سزا نہیں۔ ۴ ہندوستان کے موجودہ مشرکین جو آواگون کے قائل ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سزا جزا تو ہوگی مگر اسی دنیا میں ہوگی کہ مجرم کتا بلا وغیرہ بن کر آویں گے اور اسی دنیا میں رہ کر جزا و سزا پائیں گے۔ دوسری دنیا اور قیامت کے منکر ہیں۔ مگر یہ عقلاً بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب کتا بلی بننے کے بعد کوئی تکلیف ہی محسوس نہ ہو تو پھر وہ سزا کیا ہوئی۔ نیز دنیا کی کوئی زندگی آرام و تکالیف سے خالی نہیں۔ رب کی سزا آرام سے اور جزا تکلیف سے خالی چاہئے۔ ۵ مگر رب سے حجاب میں رہ کر۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا دیدار اہل جنت کے لئے ہی خاص ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (مطففین: ۱۵) ۶ یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے نہ کہ پوچھنے والے کی بے علمی کی وجہ سے۔ ۷ خیال رہے کہ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہوگا جسے رب کی طرف منسوب فرمایا گیا کیونکہ رب کے خاص بندوں کا کام اور کلام رب تعالیٰ کا کام و کلام قرار پاتا ہے۔ یا براہ راست رب تعالیٰ ہی ان نابکاروں سے کلام فرماوے گا۔ جس آیت میں یہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کفار سے کلام نہ کرے گا اس سے رحمت کا کلام مراد ہے اور یہ غضب کا کلام ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸ قیامت سے پہلے علامات بہت ہوں گی۔ مگر خود قیامت کا آنا بے خبری میں اچانک ہوگا۔ ۹ اس طرح کہ قیامت کا انکار کیا اور اس کی تیاری نہ کی۔ غرضیکہ یہاں تقصیر سے عقیدے کی کوتاہی مراد ہے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر اس کے برے اعمال سوار ہوں گے اور مومن اپنے بعض نیک اعمال پر سوار ہوگا۔ قربانی سواری بنے گی۔ کافر کی نیکیاں ہلکی اور گناہ بھاری ہوں گے۔ مومن کی نیکی وزنی اور گناہ ہلکے ہوں گے۔ معدہ خراب ہو تو کھانا بوجھ ہو کر ہم پر سوار ہوتا ہے۔ معدہ اچھا ہو تو کھانا ہلکا ہو کر خود سواری بن جاتا ہے۔ لہٰذا عقلی طور پر بھی یہ درست ہے ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اعمال جسمانی شکل میں ہوں گے۔ ان میں بوجھ بھی ہوگا۔ اس لئے ان کا وزن بھی کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ گناہوں میں گردن پر تو بہت بوجھ ہوگا اور کافروں کی گردن اتنی لمبی کر بقیہ برصفحہ ۷۵۶

اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی
انھیں ہماری مدد آئی ۱ اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں

الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ
آہی چکیں ہیں اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ۲ تو اگر تم سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ
تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا آسمان میں زینہ پھر ان کے لیے نشانی لے آؤ ۳

النصف
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۵﴾
اور اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا ۴ تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن ۵

وقف غفران
اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ؔؕ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ
مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۶ اور ان مردہ دلوں کو اللہ اٹھائے گا ۷ پھر اس کی طرف

وقف منزل
یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ
ہانکے جائیں گے اور بولے ان پر کوئی نشانی کیوں نہ اتری ۸ ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ

قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ
کہ اللہ قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت نرے (بلکل) جاہل ہیں ۹ اور نہیں کوئی

دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓىِٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا
زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندکہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ۱۰

فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ
ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ۱۱ پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے اور جنھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ
ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ۱۲ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے

وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ
اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے ۱۳ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ
تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر

۱ یہ دوسری طرح حضور کی تسلی ہے کہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو جھوٹا کہا گیا۔ انہوں نے صبر کیا تو کفار کی ایذا پر صبر کرنا سنت انبیاء ہے۔ اس میں آپ کا ثواب بڑھے گا۔ ۲ شان نزول۔ حضور چاہتے تھے کہ سارے ہی کافر ایمان لے آویں۔ اس پر یہ آیت آئی۔ آپ کی یہ خواہش اس بنا پر نہ تھی کہ آپ کو ان کے کفر پر مرنے کی خبر نہ تھی بلکہ رحمت عالم کی رحمت کا تقاضا بے اختیاری ہوتا ہے جیسے مہربان طبیب آخر دم تک علاج کرتا ہے۔ اگرچہ جانتا ہے کہ یہ مریض اب بچے گا نہیں مگر اس کی رحمت و کرم کا یہ تقاضا ہے۔ ایسے ہی یہاں ہے۔ یہ آیت تسکین کی ہے۔ ۳ یہ عبارت انتہائی محبوبیت بتا رہی ہے۔ جیسے کوئی استاد نہایت محنتی شاگرد پر اس لئے ناراض ہو کہ وہ محنت زیادہ کیوں کرتا ہے۔ یہ ناراضگی شاگرد کی سعادت مندی اور استاد کی انتہائی مہربانی کی دلیل ہوگی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ حضور سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی تھی۔ ہدایت کی خواہش اچھی ہے۔ ۴ اللہ تعالٰی کو یہ پسند ہے کہ سب ایمان لے آویں۔ مگر ارادہ یہ نہیں، ارادہ اور محبت میں فرق ہے۔ حضور کو بھی پسند یہی ہے کہ سب مومن ہو جاویں اور کوشش بھی اسی کی ہے۔ مگر ارادہ نہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (قصص:۵۶) پہلے اَحْبَبْتَ فرمایا اور بعد میں مَنْ یَّشَآءُ ارشاد ہوا۔ ۵ یہ خطاب اور توبیخ حضور کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور مخلوق کی ہدایت پر بہت حریص تھے اور رب نے دوسرے مقام پر اس حرص کی تعریف فرمائی۔ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ (التوبہ:۱۲۸) یہ حرص تو بہت محمود اور عتاب محمود پر نہیں ہوا کرتا لہٰذا آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے مسلمان! اللہ پر اعتراض نہ کر کہ اس نے سب کو ہدایت کیوں نہ دے دی۔ ۶ یعنی قبولیت کا سننا جس میں یہ وصف ہو وہ زندہ ہے ورنہ مردہ۔ اس لئے آگے مردہ دل کفار کا ذکر فرمایا گیا۔ ۷ قیامت میں سزا کے لئے مطلب یہ کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ ۸ ان نشانیوں میں سے جو ہم مانگتے ہیں جیسے دنیا میں عذاب آ جانا۔ پتھر برسنا۔ وہ کہتے تھے۔ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (انفال:۳۲) ورنہ حضور نے ہزارہا معجزے دکھائے اور بہت سے ان کے منہ مانگے معجزے بھی ظاہر فرمائے۔ ان بدنصیبوں نے ان معجزات کو معجزہ ہی نہ مانا جیسے آج ضدی مناظر کہتا ہے کہ آپ نے کوئی دلیل نہ دی ۹ کہ اپنی موت خود اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں۔ ان معجزات کا نہ اتارنا بھی حضور کی رحمت کی وجہ سے ہے ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ ہم حضور کو اپنی مثل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ رب نے جانوروں کو ہماری مثل یہاں فرمایا۔ مگر پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جانور ہماری طرح ہیں تو ہم حضور کی طرح کیسے ہو گئے۔ رب فرماتا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ (النور:۳۵) تو خدا کے نور کو چراغ کی طرح نہ کہہ سکتے ۱۱ کتاب سے مراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے (جمل) یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کر دیئے کچھ بچا نہ رکھا۔ کیونکہ حضور سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لئے وہ علوم اٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور کا علم غیب کلی ثابت ہوا۔ کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ

بقیہ برصفحہ ۷۵۶

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ
سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے جس پر اُسے پکارتے ہو
اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ
اسے اٹھالے ف۱ اور شریکوں کو بھول جاؤ گے ف۲ اور بے شک ہم نے تم سے
مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾
پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو انھیں سختی اور تکلیف سے پکڑا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ف۳
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ
تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے ف۴ لیکن ان کے دل تو سخت ہو گئے اور
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا
شیطان نے ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ف۵ پھر جب انھوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں
عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ
ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ف۶ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انھیں ملا ف۷ تو
بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ
ہم نے اچانک انھیں پکڑ لیا ف۸ اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے ف۹ تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی ف۱۰
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ
اور سب خوبیاں سراہا اللہ رب سارے جہاں کا ف۱۱ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان
وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ
آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے ف۱۲ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا دے ف۱۳
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا کھلم کھلا تو کون تباہ ہوگا سوا
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ
ظالموں کے ف۱۴ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے ف۱۵

❶ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ ❷ کفار مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں نہ کہ بتوں کو۔ اب بھی مشرکین ہند بیماریوں میں نمازیوں سے دم کراتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں بھی خدا کو یاد نہ کرے وہ مشرکین سے زیادہ سخت دل ہے۔ ❸ معلوم ہوا کہ دنیا میں تکالیف اور مصیبتیں رب کی رحمتیں ہیں کہ بندوں کو رب کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور صالحین عاقلین کے درجات بلند کرتی ہیں۔ ❹ تاکہ عذاب دفع ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آنا۔ توبہ کرنا دفع عذاب کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے کیا تھا۔ البتہ عذاب آ جانے پر توبہ اور ایمان مفید نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرعون کا حال ہوا حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ الخ (یونس:۹۰) ❺ معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے۔ جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے۔ ❻ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں۔ یہ کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کار پر تکلیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ❼ رب کی نعمت پر خوش ہونا اگر فخر، تکبر اور شیخی کے طور پر ہو تو برا ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر شکر کے لئے ہو تو بہتر ہے۔ طریقہ صالحین ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:۱۱) اور فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس:۵۸) یہاں پہلی صورت مراد ہے ❽ مومن کی موت کے تین نام ہیں (۱) وفات یعنی اپنا کام پورا کر دینے کا وقت۔ آگے آرام و انعام کا وقت۔ (۲) وصال یعنی یار سے ملنے کا ذریعہ (۳) شہادت یعنی رب کی بارگاہ میں حاضری کا ذریعہ۔ کافر کی موت کے بھی تین نام ہیں۔ ع ۱۱

منزل ۲

تدمیر (تباہی) دَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ہلاکت اَهْلَكْنٰهُمْ اور اخذ اَخَذْنٰهُمْ یونہی مومن کی زندگی کا نام حیات طیبہ ہے، کافر کی زندگی کا نام مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ:۱۲۴) ❾ اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچانک موت بری ہے کہ اس میں توبہ کا وقت نہیں ملتا۔ مگر غافل کے لئے یہ عذاب ہے۔ مومن متقی کے لئے رحمت کہ بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان و موسیٰ و عزیر علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی۔ غافل بیمار ہو کر مرے تب بھی اچانک، مومن اچانک مرے تب بھی تیاری کر کے مرتا ہے ❿ اس سے معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب آتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ جو لوگ مسخ ہوئے وہ ہلاک کر دیئے گئے لہٰذا موجودہ بندر کتے ان کی نسل نہیں۔ ⓫ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت اللہ کی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر کرنا چاہئے۔ ابو جہل کے قتل پر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزے کا حکم دیا کہ اس دن فرعون ہلاک ہوا۔ لہٰذا مومن کے مرنے پر اِنَّا لِلّٰهِ پڑھے اور موذی کافر کی موت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھے۔ ⓬ اس طرح کہ اس پر ناصح کی نصیحت اثر نہ کرے اور آنکھوں سے اللہ کی آیتیں دیکھ نہ سکے اور کانوں سے رب کا کلام سن نہ سکے اور ممکن ہے کہ اس آیت کے ظاہری معنی ہی بقیہ برصفحہ ۷۵۶

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ

تو جو ایمان لائے اور سنورے ان کو نہ کچھ اندیشہ نہ کچھ غم اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انھیں عذاب پہنچے گا بدلہ ان کی بے حکمی کا ف۱

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ

تم فرمادو ف۲ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ف۳ اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ

اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے ف۴ تم فرماؤ کیا برابر ہو

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

جائیں گے اندھے اور انکھیارے (دیکھنے والے) تو کیا تم غور نہیں کرتے ف۵ اور اس قرآن سے انھیں ڈراؤ جنھیں خوف

اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی ف۶

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں اور دور نہ کرو ف۷ انھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور شام اس کی رضا چاہتے ف۸ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں ف۹ پھر انھیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ

سے بعید ہے ف۱۰ اور یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لیے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے ف۱۱ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو ف۱۲

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں ف۱۳ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ ف۱۴ تم پر سلام تمہارے رب

(۱) یہاں بے حکمی سے مراد کفر ہے۔ اور عذاب سے مراد دوزخ کا دائمی عذاب ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے فوت شدہ بچوں کو آخرت میں عذاب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ عذاب کفر و فسق کا نتیجہ ہے اور ان بچوں سے یہ صادر نہ ہوا۔ (۲) شان نزول۔ کفار عرب حضور سے عرض کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے۔ پہاڑوں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاؤ بتا دیجئے۔ ان کے جواب میں یہ آیات آئیں جن میں فرمایا گیا کہ میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعویٰ۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو نکاح کیوں فرماتے ہیں۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ نکاح نہ کرنا فرشتوں کے لئے ضروری ہے نہ کہ نبی کے لئے (۳) اس میں دعویٰ کی نفی ہے' خزانہ پاس ہونے کی نفی نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ رب نے فرمایا۔ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:۱) اسی طرح علم غیب کے دعویٰ کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔ اسی لئے مقولہ تین اور اقول دو ہیں۔ اِنِّیْ مَلَكٌ میں قول مقولہ دونوں کی نفی اور اس سے پہلے قول کی نفی اور مقولے کا ثبوت ہے۔ یعنی نہ میں فرشتہ ہوں نہ فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ باقی دو میں صرف قول کی نفی کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور مجھے رب نے علوم غیبیہ بخشے میں میں یہ دعویٰ نہیں کرتا (۴) یعنی میں تم کو وہی دوں گا اور وہ بتاؤں گا جس کی مجھے رب کی طرف سے اجازت ہوگی۔ چنانچہ حضور نے باذن الٰہی قیامت تک کے سارے حالات صحابہ کرام کو ایک مجلس میں بتا دیئے اور لوگوں کو غنی کر دیا۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ:۷۴) اس سے حضور کی ملکیت اور علم عطائی کا ثبوت ہوا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرمائی۔ دیکھو مسلم شریف۔ (۵) معجزات میں غور کرنا اور نبی کی شان معلوم کرنا مومن کا کام ہے۔ اس میں اندھا رہنا کافر کا کام۔ (۶) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ مددگار اور شفیع سب ہی بنادے گا۔ کیونکہ مددگار شفیع کا نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ در پردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ کفار کا ہی حال ہے۔ (۷) اس میں صالحین کو خوشخبری ہے کہ وہ حضور کے دروازہ سے درکارے نہ جائیں گے' نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ لہٰذا جو حضور سے قرب چاہتا ہے وہ رب کی یاد کیا کرے یہ حکم تاقیامت جاری ہے۔ (۸) لفظ مرید یہاں سے حاصل کیا گیا کہ یعنی مرید وہ جو رب کی رضا جوئی کے لیے شیخ کی بیعت کرے (۹) شان نزول۔ کفار کے سردار ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے اردگرد غرباء اور مساکین کا ہجوم ہے۔ بولے کہ ہم کو ان مساکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے۔ اگر آپ انہیں اپنی مجلس شریف سے نکال دیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ حضور نے منظور نہ فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ آپ ان کفار کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ نہ آپ سے اس کا سوال ہوگا۔ لہٰذا آپ ان کی ہدایت کی امید میں غرباء کو رد نہ کریں (۱۰) خیال رہے کہ یہاں ظلم سے مراد نہ کفر ہے نہ کسی کو ستانا۔ کیونکہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دینا کسی طرح جرم نہیں۔ لہٰذا یہ معنی نہایت ہی موزوں ہیں کہ یہ کام

بقیہ بر صفحہ ۷۵۶

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ

نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے ف۱ کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

پھر اس کے بعد توبہ کرے ف۲ اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ اور اسی طرح ہم آیتوں کو

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ

مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے ف۴ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے ف۵ کہ

اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ

انھیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ف۶

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ

یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ

روشن دلیل پر ہوں ف۷ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ف۸ حکم نہیں

اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ

مگر اللہ کا ف۹ وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ف۱۰ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ

ستم گاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے ف۱۱ اور جانتا ہے

مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ

جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں

ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَ

زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ف۱۲ جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو ف۱۳ اور

هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ

وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے ف۱۴ اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی غلامی کی برکت سے اللہ کی رحمت، گناہوں کی معافی سب کچھ نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے کرم پر لازم فرمائیں نہ کہ کسی دوسرے نے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۲) خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ جداگانہ ہے اگر حقوق مارے ہیں تو اس کی توبہ کے لئے ضروری ہے کہ حق ادا کرے پھر زبان سے توبہ کرے۔ اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں تو توبہ یہ ہے کہ ان کی قضا کرے۔ اس کے بغیر توبہ کیسی۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے دو رکن ہیں ایک تو گزشتہ پر ندامت اور دوسرے آئندہ کی اصلاح۔ اگر ایک جز کی بھی کمی رہ گئی تو توبہ قبول نہیں۔ ثُمَّ فرمانے سے معلوم ہوا کہ بہت عرصہ کے بعد بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے مرتے مرتے توبہ کر لے۔ (۴) مومن کو چاہئے کہ ایمانیات بھی سیکھے اور کفریات بھی۔ ایمانیات تو اختیار کرنے کے لئے سیکھے اور کفریات بچنے کے لئے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے کفار کے اقوال و اعمال قرآن کریم میں بیان فرمائے تاکہ لوگ اس سے بچیں اور راہ حق ظاہر ہو جائے (۵) یعنی نزول قرآن سے پہلے فطری طور پر اور نزول قرآن کے بعد شرعی طور پر رب نے مجھے بت پرستی سے منع فرما دیا ہے۔ اس لئے حضور نے کبھی بت پرستی نہ کی۔ کوئی گناہ نہ کیا۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور نہ کھایا۔ حضور کی اطاعت و عبادت، تقویٰ، پرہیزگاری، نزول قرآن پر موقوف نہ تھی۔ آپ پیدائشی عابد و متقی ہیں۔ گویا آپ بولتا ہوا قرآن ہیں (۶) نہ اب اور نہ ظہور نبوت سے پہلے۔ کیونکہ رب نے مجھے گمراہی، بدعقیدگی سے محفوظ رکھا۔ (۷) روشن دلیل سے نور نبوت، نور قرآن، معرفت الٰہی مراد ہے۔ حضور ہمیشہ سے اس نور پر تھے اور دوسروں کے لئے حضور خود دلیل ہیں اسی لئے رب نے انہیں برہان و نور کہا۔ فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء: ۱۷۴) رب کی برہان حضور ﷺ ہی تو ہیں (۸) یعنی عذاب الٰہی میرے پاس اور مستقل طور پر میرے قبضے میں نہیں ورنہ اب تک تم پر عذاب آ گیا ہوتا کیونکہ میں خدا کے مجرموں کو مہلت نہ دیتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کی بددعا سے بھی عذاب نہیں آتا۔ وہ بعطاء الٰہی رب کی جنت و دوزخ کے مختار ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ حضور نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ جو بیر رومہ خرید کر وقف کر دے اسے کوثر دوں گا۔ یا یہ مقصد ہے کہ تم مجھ سے عذاب مانگتے ہو مگر میرے پاس صرف رحمت ہی رحمت ہے عذاب نہیں۔ میں رحمت والا نبی ہوں۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۰۷) (۹) یعنی حقیقی حکم رب کا ہی ہے بادشاہ حاکم، قاضی، ولی، پیغمبر کے احکام رب کی عطا سے ہیں۔ اس میں عطا کی نفی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹) اگر خدا کے سوا کسی کا حکم نہ ہوتا تو نبی کی، عالم کی، بادشاہ کی اطاعت کیسے واجب ہوتی ہے۔ (۱۰) اس طرح کہ تمہارے ناپاک وجود سے زمین پاک کرا دی گئی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ دشمنان خدا سے عداوت رکھنا انہیں ہلاک کرنا عین عبادت ہے اور یہ ہی اخلاق نبوی ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (فتح: ۲۹) (۱۱) اس میں اعلام یعنی بتانے کی نفی نہیں بتانے کا بقیہ بر صفحہ ۷۵۶

ع ۶ ۱۲

فِيهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف پھرنا ہے پھر وہ بتا دے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۶۰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ

کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے و۱

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝۶۱

یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں و۲ اور وہ قصور نہیں کرتے و۳

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ

پھر پھیرے جاتے ہیں و۴ اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد

الْحٰسِبِيْنَ ۝۶۲ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

حساب کرنے والا و۵ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے جسے پکارتے

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۳

ہو گڑگڑا کر اور آہستہ و۶ کہ اگر وہ ہمیں اس سے بچاوے تو ہم ضرور احسان مانیں گے

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝۶۴ قُلْ

تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو و۷ تم فرماؤ

هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے (نیچے) سے یا تمہیں

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ

بھڑا (لڑا) دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے و۸

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ

دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ ہو و۹ اور اسے جھٹلایا تمہاری قوم نے

وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶۶ ۭ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ

اور یہی حق ہے تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا (حاکم اعلیٰ) نہیں و۱۰ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور

تَعْلَمُوْنَ ۝۶۷ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ

عنقریب جان جاؤ گے اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ

ع ۱۴

① یعنی فرشتے جن میں سے بعض ہمارے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور بعض ہمارے اجسام کی۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اگرچہ قادر ہے کہ ہماری حفاظت براہ راست خود فرمائے گا مگر اسباب سے کرتا ہے۔ قدرت اور ہے، قانون کچھ اور دونوں کو ماننا ایمان ہے ② اس کے یہ معنی نہیں کہ علاقے بٹے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ بعض فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور بعض جگہ دوسرے۔ بلکہ ملک الموت اور ان کے خدام فرشتے ساری دنیا کی روح قبض کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر جگہ ناظر۔ کہ اس کے بغیر یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ ساری دنیا ان کے سامنے ایسی ہے۔ جیسے ہمارے سامنے ہتھیلی ③ ان فرشتوں سے جان قبض کرنے میں سستی کوتاہی واقع نہیں ہوتی۔ وقت مقررہ سے ایک آن آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو ہر ایک کی موت کا وقت اور موت کی جگہ موت کی کیفیت معلوم ہے۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ جب ان فرشتوں کے علم کا یہ حال ہے تو جو تمام خلق سے زیادہ اعلم ہیں مدینہ والے سلطان ﷺ۔ ان کے علوم کا کیا پوچھنا۔ ④ یعنی مرتے ہی ان کی روحیں بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر پھر قبر میں واپس لائی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے ⑤ چنانچہ قیامت میں سارے عالم کا سارا حساب دنیا کے چھوٹے دن کے آدھے کی بقدر ہوگا۔ یعنی ۶ گھنٹہ میں۔ باقی اتنا بڑا دن حضور کی نعت گوئی اور اظہار شان میں صرف ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (الاسراء: ۷۹) ⑥ کفار جب جنگل یا سمندر میں پھنس جاتے تو یہ دعائیں کرتے تھے پھر نجات پا کر کفر پر ہی قائم رہتے تھے۔ یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں بلکہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے پر اظہار غضب ہے۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں کہ کفار جو مصیبت میں پھنس کر نجات کی دعا کرتے تھے، رب انہیں نجات دے دیتا تھا۔ شیطان نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوئی۔ ⑧ معلوم ہوا کہ قوم کی جنگ وجدال خانہ جنگی رب کا عذاب ہے۔ جس میں آج مسلمان گرفتار ہیں۔ اپنے بداعمال کی وجہ سے ⑨ اس سے مراد یا کفار ہیں کہ ان آیتوں سے کفار کو سمجھ ہو اور وہ ایمان لے آویں یا عام مسلمان ہیں کہ ان قدرتوں کو دیکھ کر یہ لوگ اپنی غفلت چھوڑ دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اس آیت کا یہ جملہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے تو حضور نے فرمایا کہ مولیٰ تیری پناہ اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا تیری پناہ۔ اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہیں بھڑا دے تو فرمایا یہ آسان ہے۔ (بخاری شریف) مسلم شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ میں نے رب سے تین دعائیں کیں، ان میں سے دو قبول ہوئیں۔ ایک یہ کہ میری امت عام قحط سالی سے ہلاک نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انہیں غرق سے بالکل تباہ نہ کیا جائے۔ یہ دونوں قبول ہوئیں۔ تیسری یہ کہ ان میں آپس میں جنگ وجدال نہ ہو۔ یہ قبول نہ ہوئی (خزائن العرفان) ⑩ یعنی تمہاری ہدایت کا میں ذمہ دار نہیں کہ اگر تم ہدایت نہ پاؤ تو مجھ سے باز پرس ہو۔ جیسا کہ عام وکلاء سے برتاوا ہوتا ہے تم میرے حاجت مند ہو میں تم سے بے نیاز ہوں۔

عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے ۳ پھیرلے ۱ جب تک اور بات میں پڑیں ۲

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ۴ اور پرہیز گاروں پر

يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۶۹

ان کے حساب سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں ۵

وَ ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اور چھوڑ دے ان کو جنھوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا ۶ اور انھیں دنیا کی زندگانی نے فریب دیا

وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

اور قرآن سے نصیحت دو ۷ کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے

اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ

اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی ۸ اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ

یہ ہیں وہ جو اپنے کئے پر پکڑے گئے ۹ انھیں پینے کا کھولتا پانی اور

عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا ۱۰ تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں

مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی ۱۱

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ

اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی حیران ہے اس کے رفیق اسے

يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ ۱۲ تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے

وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ وَ

اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور

۱ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی مجلس جس میں دین کا احترام نہ ہوتا ہو، وہاں مسلمانوں کو جانا وہاں بیٹھنا حرام ہے، کفار کے جلسے، جلوس جن میں دین کے خلاف تقریریں کی جاتی ہیں، مسلمانوں کو سننے کے لئے جانا حرام ہے۔ ان کی تردید کے لئے جانے کا دوسرا حکم ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو فرعونی دربار میں بھیجا گیا۔ اس کی باتیں سننے کے لئے نہیں بلکہ اس کی تردید کرنے کے لئے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی کاروبار کے لیے کفار کے پاس جانا۔ ان کے پاس نشست و برخاست جائز ہے۔ تبلیغ کے لئے بھی ان کے پاس جانا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ۳ یعنی اگر بھول کر تم کفار کے جلسوں میں چلے جاؤ تو یاد آتے ہی وہاں سے ہٹ جاؤ۔ پھر نہ ٹھہرو ۴ اس سے معلوم ہوا کہ بری صحبت سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ برا یار برے سانپ سے بدتر ہے۔ کہ برا سانپ جان لیتا ہے اور برا یار ایمان برباد کرتا ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ دین کرنے یا مناظرہ کرنے، تردید کرنے کے لئے کفار کے جلسوں میں جانا منع نہیں۔ نشست برخاست اور چیز ہے اور مناظرہ و تبلیغ کچھ اور ہے ۶ اس سے معلوم کہ بے دینوں سے تعلقات توڑ دینا ضروری ہیں۔ دنیاوی، دینی تمام رشتے توڑنے ضروری ہیں۔ ان سے نکاح، بیاہ، لین، دین، کلام و سلام، نماز جنازہ و دفن، میراث سب مراسم ختم کرنے لازم ہیں۔ یہ بے دینی کے احکام ہیں۔ مسلمان گنہگار کو تبلیغ و نصیحت کی جاوے مگر ان سے ترک تعلق بلا وجہ نہ کیا جاوے۔ ہاں اگر ترک تعلق سے ان کی اصلاح ہوتی ہو تو عارضی طور پر یہ بھی کر دیا جاوے۔ ۷ یعنی کفار کو تبلیغ کرتے رہو اگرچہ ان کے ایمان سے مایوسی ہو۔ وہ کفار جن کے متعلق قرآن نے خبر دے دی کہ یہ ایمان نہ لائیں گے انہیں بھی آخر تک تبلیغ کی گئی ۸ اس آیت میں کفار کے لئے شفاعت کی نفی ہے۔ جیسا کہ اول آیت اور آخر آیت سے ظاہر ہے یا بتوں کی شفاعت کی نفی ہے یا دھونس کی شفاعت کا انکار ہے۔ مومنین کے لئے محبوبین کی شفاعت ثابت ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (بقرہ: ۲۵۵) نماز جنازہ شفاعت ہی پر مبنی ہے۔ رب نے فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ (النساء: ۶۴) یہ آیت شفاعت کی چمکتی ہوئی دلیل ہے ۹ فدیہ قبول نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ مومن کے لئے خود کفار فدیہ بنیں گے۔ نیک اعمال، قربانی، کفارۂ گناہ کا فدیہ ہوں گے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ درد ناک عذاب کفار کے لئے خاص ہے مومن گنہگار کو انشاء اللہ عذاب ہلکا ہوگا ۱۱ اس میں ان کفار کا رد ہے جو مومنین کو بلکہ خود نبی کریم ﷺ کو اپنے دین کی طرف لوٹ جانے کی دعوت دیتے تھے۔ اور طرح طرح کے لالچ دے کر بہکانے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈراتے دھمکاتے بھی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد سخت جرم ہے۔ اور جاہل و ناواقف کے گناہ سے واقف کار عالم کا جرم بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے اصلی کافر کو جزیہ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر مرتد کے لئے قتل ہے یا دوبارہ اسلام۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا ۱۲ اس آیت میں ہدایت والے اور گمراہ کی مثال اس مسافر سے دی گئی ہے۔ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر میں جاوے۔ جنگل میں پہنچ کر شیطان بقیہ بر صفحہ ۷۵۷

12

هُوَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٧٢ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے ف۱ اور وہی ہے جس نے آسمان و

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ
زمین ٹھیک بنائے ف۲ اور جس دن فنا ہوئی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی ف۳ اس کی بات سچی ہے اور

الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ
اسی کی سلطنت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا ف۴ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور وہی ہے

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝٧٣ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا
حکمت والا خبردار اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ ف۵ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا

اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٧٤ وَكَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ
بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ف۶ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝٧٥ فَلَمَّا جَنَّ
ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ف۷ اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے ف۸ پھر جب

عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ
ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ف۹ ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں

الْاٰفِلِيْنَ ۝٧٦ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ
آتے ڈوبنے والے ف۱۰ پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر

لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝٧٧ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ
مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہی گمراہوں میں ہوتا ف۱۱ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ
بولے اسے میرا رب کہتے ہو ف۱۲ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝٧٨ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ف۱۳ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٧٩ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ
اور زمین بنائے ایک اُسی کا ہو کر ف۱۴ اور میں مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی کہا

الربع

(۱) اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ نماز وغیرہ ریاکاری کے لئے نہ پڑھ بلکہ رب کے خوف سے۔ اس لئے کہ تمہیں اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر جواب دہی کرنا ہے (۲) یہاں حق سے مراد حکمت ہے یا درستی۔ یعنی آسمان کی ہر چیز حکمت سے ہے اور بالکل درست ہے۔ کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ (۳) یعنی دنیا میں تو لوگوں کی پیدائش بہت آہستگی سے ہوئی۔ کوئی کبھی پیدا ہوا کوئی کبھی۔ پھر ہر شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان پھر بوڑھا۔ لیکن قیامت میں صرف کلمہ کُــــنْ سے تمام مخلوق دوبارہ پیدا ہو جاوے گی۔ خیال رہے کہ یہاں کُــنْ فرمانے سے کاف نون اور صیغہ امر مراد نہیں بلکہ تعلقِ ارادہ مراد ہے۔ یعنی پیدا فرمانا چاہے گا تو پیدا ہو جاوے گی۔ لہٰذا آیت پر نہ تو یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ ہو جا کس سے کی جاوے گی اور سننے والا کون ہوگا۔ اور نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر صور پھونکنا بیکار ہوگا۔ اور نہ اس آیت کا دوسری آیت سے تعارض ہوگا۔ غرضیکہ یہ آیت صاف ہے۔ (۴) پہلی بار یا دوسری بار اولاً صور پھونکنے سے عالم فنا ہوگا اور دوسری بار پھونکنے سے دوبارہ پیدا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت میں کسی کی ظاہری بادشاہت بھی نہ ہوگی (۵) یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ وہ موحد مومن تھے۔ چچا کا نام آزر تھا۔ یہ مشرک تھا (از قاموس ومسالک الحنفا لعلامہ سیوطی از خزائن العرفان) عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن کریم نے بھی چچا کو باپ بہت جگہ فرمایا ہے۔ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (بقرہ: ۱۳۳) حضور نے حضرت عباس کو اپنا باپ فرمایا (مفردات راغب و تفسیر کبیر وغیرہ از خزائن العرفان) مگر لفظ والد صرف باپ کو کہا جاتا ہے۔ یونہی لفظ ام ماں' نانی' دادی سب کو کہتے ہیں مگر والدہ صرف ماں کو' جناب ابراہیم نے بڑھاپے میں دعا یوں کی رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (ابراہیم: ۴۱) وہاں تارخ اور ان کی بیوی مراد ہیں وہ دونوں مومن ہیں۔ (۶) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی تبلیغ میں کسی قرابت دار یا چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں۔ حضرت ابراہیم نے چچا کو فرما دیا کہ تم گمراہ ہو۔ یہ ہی اخلاق انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ تقیہ سنت انبیاء کے صریحی خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ بدعقیدہ کو نبی کی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔ اہل مکہ کو یہی سنایا جا رہا ہے کہ اولاد ابراہیم ہونے پر فخر نہ کرو۔ ایمان قبول کرو۔ (۷) یعنی جیسے ہم نے ابراہیم کو دینی بصیرت بخشی کہ وہ دار الکفر میں پیدا ہونے کے باوجود مومن بلکہ مومن گر ہوئے ایسے ہی ہم نے ان کو دنیا کی چیزوں کی بصیرت بھی بخشی کہ انہیں عالم دکھایا (۸) یعنی ان کو عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا۔ اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم' غرضیکہ تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب کچھ دکھا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو۔ دیکھا تو زمین تحت الثریٰ تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھائی گئیں۔ مگر ہمارے حضور کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھائی گئیں (۹) چونکہ نمرود نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لئے بقیہ بر صفحہ ۷۵۷

اَتُحَآجُّوْٓنِّىْ فِى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ

کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھے راہ بتا چکا ف۱ اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو ف۲ ہاں

اَنْ يَّشَآءَ رَبِّىْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّىْ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾

جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے ف۳ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا

اور میں تمہارے شریکوں سے کیونکر ڈروں ف۴ اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو

لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ

ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے ف۵ اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ

تم جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی ف۶ انہی

لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى

کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں ف۷ اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم

قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

پر عطا فرمائی ف۸ ہم جسے چاہیں ف۹ درجوں بلند کریں ف۱۰ بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے اور ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَ

اس کی اولاد میں سے ف۱۱ داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو ف۱۲ اور

كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ

ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو ف۱۳ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو

كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا

یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو

فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَ

اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی ف۱۴ اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ف۱۵ اور

وقف لازم ع ۹/۱۲/۱۵

❶ ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت فطری تھی کہ آپ بچپن شریف سے ہی عارف باللہ تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی شرک' کفر کوئی گناہ نہ کیا۔ یہی حال سارے پیغمبروں کا ہے۔ کہ وہ رب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ❷ کسی کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفع نقصان مخلوق سے پہنچ جاتا ہے۔ مگر رب کے ارادے سے مخلوق سبب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے خطرناک موقع پر بھی تقیہ نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا اعلان فرما دیا۔ ❸ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں آتی جو انہیں ادائے فرائض سے روک دے۔ ❹ ابراہیم علیہ السلام نے یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے اس وقت فرمائی جب انہوں نے کہا کہ ہمارے بتوں سے خوف کرو۔ وہ تم کو نقصان پہنچا دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ جس قوی و قادر رب سے ڈرنا چاہئے اس سے تم ڈرتے نہیں اور جن مجبور لکڑی' پتھروں سے نہ ڈرنا چاہئے ان سے مجھے ڈراتے ہو ❺ یعنی میں امن کا مستحق ہوں اور تم عذاب کے سزاوار ❻ اس آیت میں ایمان سے مراد لغوی ایمان ہے یعنی اللہ کو ماننا اور ظلم سے مراد ہے شرک' کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے ساتھ میں بتوں کو بھی اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرک توحید کی تکمیل ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری۔ اسے گنہگار مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۱۳) ❼ یعنی ایسے مخلص مومن کے لئے دنیا میں' قبر میں' آخرت میں امن ہے کہ وہ دنیا میں شرک سے قبر و حشر میں عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ کبھی دنیاوی مصیبت آ جاوے۔ ❽ معلوم ہوا کہ انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر غیر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔ کفار کی غلامی میں اور لوگوں کے چند دن پر گزارہ نہ کرتا۔ اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے حج نہ چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا سورج وغیرہ کو هٰذَا رَبِّىْ فرمانا شرک نہ تھا بلکہ رب کی بتائی ہوئی دلیل حجت ہے۔ اسی لئے رب نے اسے حُجَّتُنَا فرمایا۔ ❾ محض اپنے فضل و کرم سے ❿ معلوم ہوا کہ بلندی درجات نہ قابلیت پر موقوف ہے نہ اپنے عمل پر یہ فضل ربانی ہے۔ لاکھوں برس کے ان عابد فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھکا دیا۔ جنہوں نے ابھی ایک سجدہ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی ساری مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہوتے ہیں۔ کوئی ان کی مثل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہماری مثل ہوں تو اس آیت کے خلاف ہوگا۔ ⓫ یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد میں یہ سارے نبی ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد والے تمام نبی آپ کی اولاد میں ہیں۔ رب فرماتا ہے وَجَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت: ۲۷) اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا ⓬ یہاں راہ دکھانے سے مراد فطری ہدایت ہے جو انبیاء کرام کو رب تعالیٰ پیدائش سے پہلے ہی اپنی ذات و صفات' حق و باطل میں فرق کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کا رسول ہوں۔ برکت والا ہوں۔ ⓭ یعنی اچھی اولاد بھی بقیہ بر صفحہ ۲۵۷

اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ

ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی ف۱ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ

يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اپنے بندوں میں جسے چاہے دے ف۲ اوراگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ

اکارت جاتا ف۳ یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب ف۴ اور حکم اور نبوت عطا کی ف۵ تو اگر

يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ

یہ لوگ اس سے منکر ہوں ف۶ تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں ف۷ یہ ہیں

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ

جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو ف۸ تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا ف۹

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا ع ۸ ۱۶

وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو ف۱۰ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی جب بولے

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ

اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا ف۱۱ تم فرماؤ کس نے اُتاری وہ کتاب جو

جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا

موسیٰ لائے تھے ف۱۲ روشنی اور لوگوں کے لیے ہدایت ف۱۳ جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لیے ف۱۴ ظاہر کرتے ہو

وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

اور بہت سے چھپا لیتے ہو ف۱۵ اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو ف۱۶ اللہ کہو ف۱۷

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ

پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگی میں انہیں کھیلتا ف۱۸ اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری تصدیق فرماتی

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہاں میں اس کے گرد ہیں ف۱۹

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

اور جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ف۲۰ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

۱ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی گمراہی غیر ممکن ہے کہ رب کی دی ہوئی ہدایت کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ جیسے سورج و چاند کوئی بجھا نہیں سکتا۔ لہٰذا نہ ان پر شیطان کا داؤ چلے نہ کسی اور طاغوت کا۔ رب نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) ۲ معلوم ہوا کہ ہدایت نبوت خاص کرم ہے جو خاص بندوں کو ملتا ہے۔ کوئی عمر بھر عبادت سے نبی تو کیا صحابی نہیں بن سکتا۔ یہ ہدایت کسبی نہیں محض وہبی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا۔ اللہ جسے چاہے دے ۳ یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر نبیوں نے کفر کیا ہوتا تو ان کے نیک اعمال برباد ہو جاتے کہ نہ ان کے نام رہتے نہ فیضان لیکن ان کے نام فیضان بلکہ کام تا ابد باقی ہیں چنانچہ جناب ابراہیم کا کعبہ صفا مروہ قربانی سب موجود ہیں۔ لہٰذا وہ حضرات مومن تھے۔ یونہی اگر صحابہ حضور کے بعد کافر ہو گئے ہوتے تو ان کا نام، کام، فیضان باقی نہ رہتے۔ مگر حضرت صدیق کی مسجد نبوی، عمر فاروق کی نماز تراویح۔ فتوحات اسلامیہ، جناب عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن سب موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن ہیں۔ ۴ یعنی آسمانی کتاب خواہ صحیفے کی شکل میں ہو یا نبی کے واسطے سے۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو مستقل طور پر علیحدہ کتاب عطا ہوئی ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی اور حضرت ہارون اور داؤد سے پہلے کے تمام نبی اسی توریت کے مبلغ ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو صحیفے عطا ہوئے۔ ان کے بعد بہت سے رسول ان صحیفوں کے مبلغ ہوئے ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی پیغمبر علم و حکمت سے خالی نہیں کیونکہ یہاں حکمت سے مراد کتاب الٰہی کی فہم اور ان کی خاص تعلیم ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نبی اصل نبوت میں کسی دوسرے نبی کا تابع نہیں۔ تمام انبیاء مستقل اور ذاتی نبی ہیں۔ ہاں کتاب میں بعض نبی بعض کے تابع ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو علیحدہ طور پر بیان فرمایا لہٰذا قادیانی کا بروزی، ظلی، مراقی، مذاقی، افیونی، بھنگی، چرسی نبی ہونا باطل محض ہے۔ ۶ کفار مکہ یا سرداران قریش یا وہ تمام کفار جو آخر دم تک ایمان لانے والے نہ تھے۔ ۷ اس میں غیبی خبر ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا خواہ یہ کفار مدد کریں یا نہ کریں اور اس مددگار قوم سے مراد مہاجرین و انصار یا سارے صحابہ یا قیامت تک کے سارے وہ مومن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ علماء اولیاء سلاطین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کی توفیق ملنا خاص عطیہ ربانی ہے کسی کی شیخی نہیں۔ ۸ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام سارے پیغمبروں کی صفات سے موصوف ہیں کیونکہ یہاں اقتداء سے مراد اطاعت نہیں اس لئے کہ ہمارے رسول کسی نبی کے مطیع نہیں بلکہ سب ہمارے رسول کے متبع ہیں۔ لہٰذا حضور سارے نبیوں کے سردار ہیں۔ یعنی جو کمالات ان پیغمبروں نے دکھائے تم سب ظاہر فرماؤ اور تمام صفات کے جامع ہو جاؤ سبحان اللہ ۹ کیونکہ میں تم کو دینے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔ بڑوں کو بڑے ہی اجرت دے سکتے ہیں۔ حضور کو اجرت رب ہی دے گا۔ تمام مخلوق تو ان کے در کی بھکاری ہے۔ نیز حضور مظہر ذات کبریا ہیں۔ رب بلا معاوضہ دیتا ہے۔ حضور بھی بلا معاوضہ عطا کرتے ہیں۔ نیز ہماری بقیہ برصفحہ ۷۵۷

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ

جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی ف۲

شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ

اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا ف۳ اور کبھی تم دیکھو جس وقت

الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا

ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اپنی جانیں ف۴ آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ

غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٩٣ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی

لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے ف۵ اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے

كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰی

جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا ف۶ اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا ف۷ اور ہم

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ

تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے میں ساجھا (شریک) بتاتے تھے ف۸ بے شک تمہارے

بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٩٤ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ

آپس کی ڈور کٹ گئی ف۹ اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے ف۱۰ بیشک اللہ دانے اور گٹھلی کو

النَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ

چیرنے والا ہے ف۱۱ زندہ کو مردہ سے نکالنے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ف۱۲ یہ ہے

اللّٰهُ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۝٩٥ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّ

اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا ف۱۳ اور اس نے رات کو چین بنایا اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝٩٦ وَهُوَ الَّذِیْ

سورج اور چاند کو حساب ف۱۴ یہ سادھا ہے (سدھایا ہوا) زبردست جاننے والے کا ف۱۵ اور وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ

جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ف۱۶ بے شک

❶ اس طرح کہ غلط دعویٰ نبوت کرے یعنی کہے میں نبی ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو ❷ شان نزول۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے متعلق اتری جو یمن میں قبیلہ بنی حنیفہ میں پیدا ہوا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضور کے زمانہ میں تھا اور صدیق اکبر کے زمانہ میں حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس جنگ میں خولہ بنت جعفر حنفیہ گرفتار ہو کر آئیں جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہوئیں انہیں کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے جن کی اولاد علوی کہلاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جھوٹوں میں بڑا جھوٹا وہ ہے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اسی لئے قانون قدرت ہے کہ دنیا پر اس کا جھوٹ ظاہر فرما دے۔ غلام احمد قادیانی نے جو بھی دعویٰ کیا اس میں جھوٹا ہوا۔ محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آسکی۔ ثناء اللہ اس کی زندگی میں نہ مرے بلکہ وہ خود ثناء اللہ کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوا۔ ❸ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی سرح کے متعلق نازل ہوئی جو کاتب وحی تھا پھر مرتد ہوا اور کہنے لگا کہ قرآن کی طرح میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اور میں اور حضور مل کر آیات قرآنیہ بنایا کرتے تھے

ع ١٧

وجہ اس کی یہ تھی کہ ایک بار وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (مؤمنون: ١٢) نازل ہوئی۔ حضور نے لکھوانا شرع کی۔ جب آخر آیت تک پہنچے تو اس کے منہ سے نکلا۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (مؤمنون: ١٤) حضور نے فرمایا کہ آیت کا آخر یہی ہے لکھ لو۔ اس پر وہ مرتد ہو گیا۔ پھر فتح مکہ سے پہلے وہ ایمان لے آیا۔ (خزائن العرفان و روح البیان) مرقات میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی لاش کو زمین نے نکال پھینکا۔ واللہ اعلم ❹ فرشتوں کا یہ کلام اظہار غضب کے لئے ہے ورنہ جان نکالنا خود فرشتوں کا کام ہے نہ کہ کفار کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر کو سختی موت زیادہ ہوتی ہے۔ جان کنی کی شدت کے ساتھ عذاب اور دنیا کے چھوٹ جانے کا صدمہ ہوتا ہے ❺ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو عذاب مرتے وقت ہی شروع ہو جاتا ہے کہ اس کی موت بھی عذاب قبر میں بھی عذاب اور آخرت میں بھی عذاب۔ دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بری عادت ہے اور ہر کافر متکبر ہے تکبر کی وجہ سے ہی نبی کی اطاعت نہیں کرتا ❻ چونکہ کافر مال و اولاد کی محبت میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ رب کی یاد نہیں کرتا اور اپنے بتوں وغیرہ کے متعلق یہ غلط عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مجھے خدا کے عذاب سے بچالیں گے۔ اس لئے اس سے عتاب کے طور پر یہ فرمایا جائے گا۔ ❼ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مومن کے ساتھ اس کے صدقات خیرات زندوں کی دعائیں۔ حضور کی شفاعت سب کچھ ہوں گے۔ کافر اکیلا رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ مومن اپنی جماعت کے ساتھ ❽ اپنی ذات میں اس طرح کہ تم کہا کرتے تھے کہ ہمارا خالق تو رب ہے مگر اس رب کے مددگار یہ بت ہیں کہ اگر ان کی مدد رب کے شامل حال نہ ہو تو وہ دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا۔ یا تم اپنی عبادتوں میں رب کے ساتھ انہیں بھی شریک کرتے تھے ❾ یہ تمام باتیں کفار کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ مومنوں کی ڈوریں سلامت رہیں گی۔ ان کی رشتہ داریاں محبتیں کام آویں گی۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (مائدہ: ٥٥)

بقیہ بر صفحہ ٧٥٨

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کے لیے ف۱ اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ف۲

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا ف۳ بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ

يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ

والوں کے لیے ف۴ اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ف۵ تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی

كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ

چیز نکالی ف۶ تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ

ہوئے ف۷ اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ

وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى

اور زیتون اور انار ف۸ کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ ف۹ اس کا پھل دیکھو

ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾

جب پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے ف۱۰

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ

اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ف۱۱ حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ (بنا) لیں جہالت

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

سے ف۱۲ پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ

کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ف۱۳ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ف۱۴ اور

هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ

وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی

كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ

بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ف۱۵ آنکھیں اُسے

(۱) یعنی تمام چیزیں علم والوں کی رہبری کرتی ہیں یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو۔ اس سے جو خالی ہو وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ حضرت حوا بھی آدم سے ہی پیدا ہوئی ہیں اس لئے انسانوں کے اصل اصول صرف آدم ہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد عورت سے افضل ہے کہ اس کی اصل اصول ہے۔ اسی لئے قرآن شریف کے اکثر احکام میں مردوں سے خطاب ہے۔ عورتیں ان کی تابع ہو کر داخل ہیں (۳) مستقر سے مراد زندگی میں زمین پر رہنا ہے اور مستودع سے مراد بعد موت زمین کے اندر رہنا یا پہلے سے مراد ماں کے پیٹ میں رہنا ہے اور دوسرے سے مراد باپ کی پشت میں ٹھہرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا قیام اور ہمارا یہاں رہنا عارضی ہے۔ اصلی مقام آخرت ہے۔ اس لئے دنیا کو دار الفرار یعنی بھاگ جانے کی جگہ اور آخرت کو دار القرار مستقل ٹھہرنے کی جگہ کہتے ہیں (۴) جنہیں دنیا کی سمجھ ہو۔ جو دنیا کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگا لیں۔ ایسی سمجھ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مگر ہر ایک کو نہیں ملتی۔ (۵) یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑا۔ پھر زمہریر کی ٹھنڈک سے بادل بنا پھر بارش بن کر ٹپکا۔ ورنہ بارش آسمان سے نہیں آتی بلکہ بادل سے آتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پانی اور تمام چیزوں کا خزانہ آسمان ہے۔ سمندر اور کنوئیں وغیرہ میں وہاں سے پانی آرہا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات) (۶) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح دانہ بغیر پانی کی مدد کے اگ نہیں سکتا ایسے ہی ہمارے اعمال بغیر کسی کی نظر عنایت کے بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہو سکتے۔ شیطان کے پاس اعمال کا تخم کافی تھا۔ مگر اسے نبوت کا پانی نہ ملا۔ لہٰذا قبولیت کا پھل نہ لگا۔ (۷) جیسے گندم، جو وغیرہ کی بالیوں میں دیکھا جاتا ہے (۸) جیسے رب تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے، طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں (۹) کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں، پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ، یہ تمام چیزیں قدرت الٰہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی، کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء، انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔ (۱۰) یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزار ہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت، قطبیت، غوثیت، علم، عمل و حکمت سب اس

بقیہ بر صفحہ ۷۵۸

ع ۱۲ / ۱۸

الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَآءَكُمْ

احاطہ نہیں کرتیں ف۱ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ف۲ اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار تمہارے پاس

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ

آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف سے ف۳ تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

اور میں تم پر نگہبان نہیں ف۴ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لیے کہ کافر بول اٹھیں

وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ

کہ تم تو پڑھے ہو ف۵ اور اس لیے کہ اُسے علم والوں پر واضح کردیں اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے ف۶

اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ف۷ اور اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے ف۸ اور

مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا

ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں کیا اور تم ان پر کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) نہیں ف۹ اور انہیں گالی نہ دو

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے ف۱۰

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ

یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کردیے ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ

بتادے گا جو کرتے تھے اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی ف۱۱ اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس

اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ

کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ

اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا

جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے ف۱۲ اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو

لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع

جیسا وہ پہلی بار ایمان نہ لائے تھے ف۱۳ اور انھیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں

❶ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى (النجم: ۱۳) بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ: ۲۲) ❷ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کے لئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کرسکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ❸ یعنی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء: ۱۷۴) ❹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم میں ہدایت اور ایمان کو بصارت اور کفر و ضلالت کو اندھا پن فرمایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر کسی کے ذمہ دار نہیں۔ اگر تمام جہان گمراہ رہے تو نبی کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام جہان ایمان لے آوے تو ان کی نبوت میں زیادتی نہیں ہوتی سورج کے انکار سے اس کا نور گھٹ نہیں جاتا۔ اور اقرار سے بڑھ نہیں جاتا۔ لہٰذا ہم حضور کے محتاج ہیں۔ حضور اپنے رب کے سوا کسی کے حاجت مند نہیں۔ ❺ یعنی قرآنی آیات کے نزول کی دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ سعید لوگ اس سے ہدایت پائیں۔ دوسرے یہ کہ بد نصیب یہ کہیں کہ آپ قرآن کسی سے سیکھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ چنانچہ کفار عرب کہتے تھے کہ نبی جبیر و یسار سے پڑھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ خیال

ع ۱۳ ۱۰ ۱۹

رہے کہ لِيَقُوْلُوْا میں لام عاقبت کا ہے نہ کہ تعلیلیہ، یعنی ان آیات کے نزول کا انجام یہ ہوگا (تفسیر خازن و بیضاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کفار کی گمراہی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں۔ جیسے بارش سے بعض درخت سوکھ جاتے ہیں۔ ❻ خواہ وحی جلی ہو جیسے قرآن یا وحی خفی جیسے حدیث شریف۔ کیونکہ حدیث و قرآن دونوں ہی وحی ہیں۔ لہٰذا یہ آیت چکڑالویوں کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ❼ یعنی فی الحال مشرکین سے روگردانی فرمالیں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ جب جہاد کی آیات آویں تب جہاد فرمانا۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (خازن و بیضاوی) یا یہ معنی ہیں کہ آپ مشرکوں کی بات نہ مانیں۔ لہٰذا یہ آیت محکم ہے ❽ معلوم ہوا کہ کفار کا کفر رب کے ارادے سے ہے ہاں اس کی رضا سے نہیں۔ ارادہ اور رضا میں بڑا فرق ہے۔ ❾ یعنی آپ ان کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے کفر کا آپ سے سوال ہو کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے ❿ مسلمان کافروں کے بتوں کی برائیاں کرتے تھے۔ وہ بے وقوف شان الٰہی میں بکواس کرنے لگے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بت پرستوں کے سامنے ان معبودوں کو برا نہ کہو ابن انباری فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیات جہاد سے منسوخ ہے جب مسلمانوں میں طاقت آگئی کہ کفار کو رب کی شان میں گستاخی سے روک سکیں تو نہیں اس کی اجازت مل گئی۔ (خازن۔ خزائن العرفان) اس لئے خود قرآن کریم میں شیطان اور بتوں اور بقیہ برصفحہ ۷۵۸

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا
اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اُتارتے ؂۱ اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر
عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ
چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے ؂۲ مگر یہ کہ خدا چاہتا ؂۳
لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا
لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں ؂۴ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں
شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان ؂۵ کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی
الْقَوْلِ غُرُوْرًاؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
بات دھوکے کو ؂۶ اور تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو ؂۷
وَ لِتَصْغٰۤى اِلَیْهِ اَفْـٕدَةُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِیَرْضَوْهُ
اور اس لیے کہ اس کی طرف ان کے دل جھکیں ؂۸ جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں
وَ لِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ
اور گناہ کمائیں جو انہیں کمانا ہے ؂۹ تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں ؂۱۰ اور وہی ہے
الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًاؕ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اُتاری ؂۱۱ اور جن کو ہم نے کتاب دی ؂۱۲
یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾
وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اُترا ہے تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو ؂۱۳
وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًاؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖۚ وَ هُوَ
اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں ؂۱۴ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ؂۱۵ اور وہی ہے
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ
سنتا جانتا اور اے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
سے بہکا دیں ؂۱۶ وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں اور نری اٹکلیں (فضول اندازے) ؂۱۷ دوڑاتے ہیں ؂۱۸

(۱) اس طرح کہ یہ کفار ان فرشتوں کو ان کی شکل میں ظاہر طور پر دیکھیں ورنہ فرشتوں کو انسانی شکل میں صحابہ نے بارہا دیکھا (۲) شان نزول۔ کفار قریش مذاق میں حضور سے کہا کرتے تھے کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے پرانے مردے زندہ کر کے لائیے جو آپ کی حقانیت کی گواہی دیں۔ یا فرشتے لائیے جو ہم سے آپ کی صداقت کے متعلق گفتگو کریں۔ ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اگر ان کے یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جائیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ان معجزات کو جادو کہہ کر ٹال دیں گے ورنہ حضور کی گواہی تو کنکریوں لکڑیوں نے دی تھی جسے کفار نے سنا تھا مگر وہ ایمان نہ لائے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ اور معجزات وغیرہ مستقل ہادی نہیں۔ ہدایت رب کے کرم سے ملتی ہے۔ یہ چیزیں ہدایت کا سبب مرض کے دفعیہ کے لئے دوائیں' کہ دوا ضرور کرنی چاہئے مگر بھروسہ رب پر چاہئے (۴) جب کفار نے مذکورہ معجزات مانگے تھے تو بعض مسلمانوں نے بھی عرض کیا تھا کہ حضور انہیں معجزات دکھا ہی دیئے جائیں تاکہ شاید ایمان لے آئیں۔ رب نے ان مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایمان صرف معجزوں سے نہیں ملتا بلکہ رب کے کرم سے ملتا ہے۔ دیکھو حضور نے کنکروں' پتھروں' لکڑیوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ سورج کو لوٹایا' چاند کو چیر دیا۔ پھر بھی ان میں سے بہت لوگ ایمان نہ لائے تو اب تم ان کے ایمان کی حرص کیوں کرتے ہو۔ اکثر اس لئے فرمایا کہ بعض کفار غلط فہمی میں مبتلا تھے جو بعد میں ایمان لے آئے۔ (۵) اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جن و انس کے سوا تمام مخلوق الٰہی حضور کی مطیع و فرمانبردار' رب کی عبادت گزار ہے۔ کوئی کافر نہیں اور کوئی نبی کا دشمن نہیں۔ حضور کا فرمانا کہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے وہاں عیر پہاڑ سے مراد وہاں کے یہود باشندے ہیں نہ کہ وہاں کے پتھر (۶) اس سے معلوم ہوا کہ جو گمراہ کن شخص کسی کو شرع کے خلاف کام کی رغبت دے وہ انسانی شیطان ہے اگرچہ وہ اپنے عزیزوں میں سے ہو یا عالم کے لباس میں ہو (۷) اس سے معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے دشمن ضرور ہوئے ایسے ہی علماء و اولیاء کے دشمن ہونا ضروری ہیں۔ جس عالم کا کوئی بے دین دشمن نہ ہو وہ عالم خود بے دین ہے کہ بے دینوں کی مروت کرتا ہے۔ اس دشمنی میں حکمت الٰہیہ یہ ہے کہ جب تک کوئی مقابل نہ ہو' قوت کا پتہ نہیں لگتا۔ اگر تاریکی نہ ہوتی تو سورج کی قدر نہ ہوتی۔ اگر پیاس نہ ہوتو پانی کی قدر نہیں (۸) یعنی ان کفار کے اس مطالبہ کی طرف انہیں کے دل مائل ہوں گے جن کے ایمان ناقص ہیں وہ ان کی حمایت کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا دل اپنے ہم جنس کی طرف جھکتا ہے۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی حمایت بھی گناہ ہے۔ چوری کا مال چھپانا' اسے فروخت کرنا سب جرم ہے (۱۰) معلوم ہوا کہ شرعی احکام میں نہ کسی کا مشورہ لیا جائے نہ کسی کو پنچ بنایا جائے۔ مشورہ اور پنچایت کی ضرورت ان چیزوں میں ہے جن میں شریعت کا فیصلہ وارد نہ ہو۔ اولاد کی شادی کے لئے مشورہ کرو مگر نماز و روزہ کے لئے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں (۱۱) شان نزول۔ کفار مکہ نے عرض کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پوپ پادریوں کو ہم آپ اپنا پنچ بنالیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں بقیہ برصفحہ ٧٥٨

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

تیرا رب خوب جانتا ہے ف۱ کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ف۲ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو ف۳ اور تمہیں

لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا

کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ ف۴ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا ف۵ جو کچھ تم پر

حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ

حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو ف۶ اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ

بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا

کرتے ہیں بے جانے ف۷ بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ف۸ اور چھوڑ دو

ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ

کھلا اور چھپا گناہ ف۹ وہ جو گناہ کماتے ہیں عنقریب اپنی کمائی

بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

کی سزا پائیں گے ف۱۰ اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ف۱۱

وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ

اور وہ بے شک حکم عدولی ہے ف۱۲ اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں ف۱۳

وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ ع أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ

اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو ف۱۴ اور کیا وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا ف۱۵

وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ

اور اس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ف۱۶

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾

ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کر دیے گئے ہیں ف۱۷

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ

اور اُسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤں کھیلیں ف۱۸

۱ اور رب کے بتانے سے اس کے بعض بندے بھی یہ امور غیبیہ جانتے ہیں جیسے شہداء کے لئے قرآن فرماتا ہے۔ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا (آلِ عمران: ۱۷۰) یا حدیث پاک میں ہے کہ حور پکارتی ہے کہ یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یا حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر جنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنتی حور اور خود نبی ﷺ لوگوں کے انجام کو جانتے ہیں ۲ ذبح کے وقت اس طرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب اگر مشرک مرتد بسم اللہ سے ذبح کرے جب بھی ذبیحہ حلال نہیں ۳ شانِ نزول۔ مشرکین کہتے تھے کہ مسلمان اپنا مارا تو حلال کہتے ہیں یعنی ذبح کیا ہوا۔ اور خدا کا مارا یعنی مردار کو حرام کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حلال ہے جو اس کے نام پر ذبح نہ ہوا وہ حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کو حرام سمجھنا بے ایمانی ہے ۴ معلوم ہوا کہ بحیرہ اور سائبہ اگر خدا کے نام پر ذبح ہو جاویں تو حلال ہیں ایسے ہی ہندوؤں کے بچھڑے جو بتوں کے نام پر چھوٹے ہوتے ہیں۔ لہٰذا گیارھویں شریف کی گائے بھی حلال اور متبرک ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتی ہے۔ ۵ اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے۔ اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا الخ (انعام: ۱۴۵) ۶ معلوم ہوا کہ جان جانے کے خطرے پر بقدر ضرورت مردار وغیرہ کھا لینا جائز ہے۔ ۷ اس طرح کہ بحیرہ سائبہ بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں کو تو حرام جانتے ہیں اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوں یا خود مرجاویں انہیں حلال جانتے ہیں۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ان جاہلوں کی بات نہ مانو ۸ اس میں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔ جو بغیر علم محض اپنی رائے سے حرام و حلال کا غلط فتویٰ دیتے ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل کے شربت کو حرام لکھا۔ مگر ہندوؤں کی دیوالی ہولی کی کھچوری کو جائز قرار دیا۔ اس قسم کے علماء سوء کے لئے یہ آیت ہے۔ ۹ یعنی نہ علانیہ گناہ کرو نہ خفیہ ہر حال میں رب سے ڈرو یا نہ بدن کے گناہ کرو نہ دل کے نہ نیت اور ارادہ کے ۱۰ بدر کے میدان میں یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں ۱۱ معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جاوے تو جانور حلال ہے کیونکہ یہاں لَمْ يُذْكَرْ فرمایا گیا جس کے معنی ہیں دیدہ دانستہ نہ ذکر کرنا یا غیر خدا کے نام پر ذبح کر دینا یہ دونوں حرام ہیں ۱۲ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا نافرمانی ہے یا رب کے نام پر ذبح کئے کو حرام جاننا فسق ہے اور شیطان کی اطاعت ہے جو شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ بغیر علم دینی مسائل میں جھگڑنا یا محض جھگڑے کی نیت سے مناظرہ کرنا شیطان یا شیطانی لوگوں کا کام ہے۔ لیکن تحقیق حق کے لئے مناظرہ کرنا عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل: ۱۲۵) ۱۴ وشرک کرے وہ مشرک جو مشرکوں سے دینی محبت کرے وہ مشرک ہے۔ جو مسلمانوں سے مذہبی نفرت رکھے وہ بھی مشرک و کافر ہے ۱۵ معلوم ہوا کہ ایمان زندگی ہے اور کفر بقیہ بر صفحہ ۷۵۹

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ
اور داؤں نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر اور انہیں شعور نہیں ؎۱ اور جب ان کے پاس کوئی
اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ
نشانی آئے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا ؎۲
اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے ؎۳ عنقریب مجرموں کو
صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ
اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا ؎۴ اور جسے
يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ
اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے ؎۵ اور جسے گمراہ
يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ
کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے ؎۶ اللہ
كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَ
یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو ؎۷ اور
هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾
یہ ؎۶ تمہارے رب کی سیدھی راہ ہے ؎۸ ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں نصیحت ماننے والوں کے لیے
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾ وَ
ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے ؎۹ اور
يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ
جس دن ان سب کو اٹھائے گا ؎۱۰ اور فرمائے گا اے جن کے گروہ ؎۱۱ تم نے بہت آدمی
الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا
گھیر لیے اور ان کے دوست آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا ؎۱۲
بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ
اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی ؎۱۳ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے

۱ کفار مکہ نے مکہ چاروں راستوں پر آدمی بٹھا دیئے تھے کہ کوئی آنے جانے والا حضور کے پاس نہ پہنچے اسے سمجھا دیا جائے۔ مگر ان کے سمجھانے سے بے خبر لوگوں کو بھی حضور ﷺ کی خبر ہو جاتی تھی وہ شوق میں آ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے کہ یہ فریب تو کرتے ہیں حضور ﷺ سے لوگوں کو روکنے کے لئے مگر اس سے اور بھی اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ انہیں شعور نہیں۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے چناؤ رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ اعمال یا قومیت یا مال سے نہیں ملتی۔ جیسے موتی کے لئے ڈبہ خاص ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کے لئے سینے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی دعا یا تمنا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ ناممکن کی دعا نہ چاہئے۔ اب کسی کا نبی بننا ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسے خدا کا شریک ہونا۔ قصر نبوت کی آخری اینٹ لگ چکی ۳ شان نزول۔ ولید ابن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہے تو اس کا مستحق میں ہوں۔ کیونکہ عمر و مال میں حضور سے زیادہ ہوں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری اور ما اوتی سے مراد وحی الٰہی، معجزات ہیں یعنی نبوت ۴ معلوم ہوا کہ جو نبی کے خلاف تدبیریں کرے وہ خود ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ وہابیہ کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے اسی طرح دین کی خدمت دونوں جہان میں عزت کا باعث ہے۔ ۵ حدیث شریف میں ہے کہ سینہ کھلنے سے مراد وہ نور ہے جو مومن کے سینہ میں ڈالا جاتا ہے جس سے وہ سینہ ایمان کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس کی تین علامتیں ہیں۔ دنیا سے نفرت، آخرت کی طرف رغبت اور موت سے پہلے اس کی تیاری (اللہ نصیب فرماوے) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان رب کی توفیق سے ملتا ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام بھاری معلوم ہونا۔ دنیاوی کام آسان محسوس ہونا، تنگی سینہ کی علامت ہے اور تنگی سینہ یہ ہے کہ

منزل۲

اسباب کفر جمع ہو جاویں اور اسلام کے اسباب نہ مہیا ہو سکیں۔ اللہ بچائے۔ بعض پر ایمان بھاری ہوتا ہے۔ بعض پر نیک اعمال بھاری۔ بعض پر عشق، وجدان بھاری ہے۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ کفر کرنے پر مجبور ہے بلکہ وہ جو کفر و طغیان کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اس کی بدکرداریوں سے دل میں یہ حال پیدا ہوتا ہے۔ جیسے لوہا زنگ لگ کر بیکار ہو جاتا ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کی تختی عذاب الٰہی ہے جو خود اپنے بداعمال کا نتیجہ ہے عذاب آخرت اس عذاب کا نتیجہ ہوگا۔ ۸ یعنی قرآن کریم یا حضور ﷺ کی تعلیم وہ راستہ ہے جو بلا تکلف رب تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسے سیدھا راستہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اس لئے اسے شریعت کہتے ہیں یعنی وسیع اور سیدھا راستہ جس پر ہر شخص آسانی سے چل سکے۔ طریقت بھی رب کا راستہ ہے مگر وہ ایسا تنگ اور پیچ دار ہے جس پر صرف واقف آدمی ہی چل سکتا ہے۔ شریعت جرنیلی سڑک ہے طریقت گلی کوچے۔ کہ شریعت دیر سے اور طریقت جلد مقصود پر پہنچاتی ہے۔ مگر شریعت عام لوگوں کو طریقت خاص کو ۹ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنتی لوگ اپنی اپنی جنت کے مالک ہیں نہ کہ صرف مہمان جیسا کہ لھم کے لام سے معلوم ہوا۔ بقیہ بر صفحہ ۷۵۹

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَ
ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا چاہے ۱؎ اے محبوب بے شک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے اور
كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع
یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کیئے کا ۲؎
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے ۳؎ تم پر
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا
میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے کہیں گے ہم نے
عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ
اپنی جانوں پر گواہی دی ۴؎ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى
وہ کافر تھے یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا ۵؎
بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ
کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں ۶؎ اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں سے درجے ہیں ۷؎ اور تیرا
بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ
رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا اے لوگو وہ چاہے
يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ
تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لادے جیسے تمہیں اوروں کی اولاد
ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنْتُمْ
سے پیدا کیا ۸؎ بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۹؎ ضرور آنے والی ہے
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ
اور تم تھکا نہیں سکتے تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ ۱۰؎ میں اپنا کام کرتا ہوں
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر ۱۱؎ بے شک ظالم فلاح

ع ۱۵ ۸ ۲

۱؎ یعنی وہ کفار جن کا ایمان مشیت الٰہی میں آچکا وہ جہنم میں نہ جائیں گے کیونکہ وہ مومن ہو کر مریں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ بعض کفار دوزخ میں جا کر نکالے جائیں گے۔ ۲؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ظالم حاکم کا مسلط ہونا اللہ کا عذاب ہے یزید امام حسین پر مسلط نہ ہوا بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس مردود پر مسلط ہوئے۔ اس کی سلطنت کے ٹکڑے اڑا دیئے جیسے حضرت موسیٰ فرعون پر اور ابراہیم علیہ السلام نمرود پر۔ دوسرے یہ کہ ظالم حاکم ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر اچھے حاکم چاہتے ہو تو اچھے اعمال کرو ۳؎ رسول صرف انسان ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ (یوسف: ۱۰۹) چونکہ یہاں جن و انس دونوں سے خطاب ہے لہٰذا مِنْکُمْ فرمایا گیا یا تَغْلِیْبًا یہ ارشاد ہوا جیسے رب فرماتا ہے۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمٰن: ۲۲) حالانکہ موتی اور مونگا صرف کھاری سمندر سے نکلتا ہے۔ بہرحال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنات میں نبی آئے' ہاں جنات کے لئے نبی آئے مگر انسان' اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے نبی جنات کے بھی نبی ہوتے تھے۔ مگر ہمارے نبی سارے جنات کے نبی ہیں۔ ۴؎ کفار اولاً تو انبیاء کرام کی تبلیغ کا انکار کریں گے مگر ہاتھ پاؤں وغیرہ کی گواہی کے بعد اقرار کرلیں گے۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۵؎ یعنی قیامت میں حساب کتاب سوال جواب رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ جیسے دنیا میں بے خبروں پر عذاب نہیں ایسے ہی آخرت میں بھی بلکہ مجرموں کو بتا کر قائل کر کے عذاب دیا جاوے گا۔ ۶؎ اس آیت میں دو مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ بغیر بدعملی کے عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی تبلیغ پہنچے کسی کو بدعملیوں کی سزا نہیں مل سکتی۔ لہٰذا مشرکین کے فوت شدہ بچے دوزخی نہیں۔ نیز حضور کے والدین اور زمانہ فترت کے موحد لوگ دوزخی نہیں۔ یہ قانون دنیاوی عذاب کے لئے بھی ہے اور اخروی عذاب کے لئے بھی۔ بچوں اور نیک کاروں کو تکلیف' عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے ۷؎ یعنی جنتیوں کو جنت میں اعمال کے مطابق درجے دیئے جائیں گے ایسے ہی دوزخیوں کو دوزخ میں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیک اعمال کے درجے مختلف ہیں۔ ایک ہی عمل ایک شخص کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہے دوسرے کے لئے کم اجر کا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا بدلہ عقل کے بقدر ملے گا۔ لہٰذا اس آیت سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ عمل کے بدلے' جگہ' وقت' موقعہ ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جہاں مسجدیں بہت ہوں کنوئیں کم وہاں مسجد سے کنواں بنوانا زیادہ اچھا۔ ۸؎ اس طرح کہ تم کو عذاب بھیج کر تباہ کر دے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری زمین کا مالک کر دے۔ دیکھو ابوجہل ہلاک ہوا۔ اس کے مال ومتاع دوسروں کے قبضے میں پہنچے۔ یا اس طرح کہ تم اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو جاؤ۔ تمہاری اولاد تمہاری جانشین ہو۔ خلاصہ یہ کہ دنیا اور اس کے مال ومتاع قابل اعتماد نہیں ۹؎ موت یا قیامت یا وہ عذاب جس کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہ سب چیزیں ضرور آئیں گی مگر اپنے وقت پر دیر سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ اس سے بچنے

بقیہ بر صفحہ ۷۵۹

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا

نہیں پاتے اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیئے ان میں اُسے ایک

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ

حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ۱ تو وہ جو ان کے

فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ ؕ

شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا ۲ اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے

سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ

کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں ۳ اور یوں ہی بہت مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل

قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِیُرْدُوْهُمْ وَلِیَلْبِسُوْا عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ ؕ

بھلا کر دکھایا ہے ۴ کہ انہیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں ۵

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ

اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے ۶ تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افتراء اور بولے ۷ یہ مویشی

اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖۗ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ

اور کھیتی روکی ہوئی ۸ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے خیال سے ۹ اور کچھ مویشی

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً

ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ۱۰ اور کچھ مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر

عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ

جھوٹ باندھنا ہے ۱۱ عنقریب وہ انہیں بدلہ دے گا اُن کے افتراؤں کا اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ

ہے وہ نِرا (خالص) ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا

یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ

نکلے تو وہ سب اس میں شریک ہیں ۱۲ قریب ہے کہ اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا بے شک وہ حکمت و

عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ

علم والا ہے بے شک تباہ ہوئے ۱۳ وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں ۱۴ احمقانہ جہالت سے اور

(۱) اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا بتوں کے نام پر کچھ وقف کرنا باطل ہے اور ان کی شرائط وقف غیر معتبر۔ اس لئے کہ ان سب کو قرآن نے بِزَعْمِهِمْ فرما کر باطل فرمایا (۲) یہاں کفار کی بدعملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنی پیداوار کی خیرات کے دو حصے کرنا' ایک اللہ کے لئے' ایک بتوں کے لئے' دوسرے یہ کہ اگر بتوں کے حصہ میں گر جاوے تو نہ اٹھادیں۔ کفار عرب اللہ کا حصہ تو مہمانوں او رفقیروں پر خرچ کرتے تھے اور بتوں کا حصہ اپنے پر اور اپنے خدام پر' یہ خیرات کفر اور یہ تقسیم حماقت تھی۔ خیال رہے کہ اپنے مال سے گیارھویں یا ختم وغیرہ کے لئے پیسے نکالنا اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ سب اللہ کے لئے خیرات ہے۔ ثواب ان کی روح کو ہے اس کا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہے رب فرماتا ہے وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ (التوبہ: ۹۹) حضرت سعد نے اپنی ماں کے نام پر کنواں کھدوایا اس کا نام بیرام سعد رکھا۔ بت کے نام پر مال نکالنا شرک ہے کہ اس میں رب سے برابری ہے۔ بزرگوں کے نام پر نکالنا درست کہ اللہ کے نام کی خیرات ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار عرب اللہ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود سمجھ کر دونوں کی پوجا کرتے تھے۔ بدنی بھی اور مالی بھی۔ مالی پوجا کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ کہ اپنی پیداوار میں سے کچھ رب کی عبادت کی نیت سے نکالتے ہیں اور کچھ بتوں کی عبادت کے نام پر نامزد کر دی جاوے وہ حرام نہ ہو جاوے گی حرام تو صرف وہ جانور ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جاوے اس لئے صحابہ کرام جہاد میں کفار کا ہر قسم کا مال غنیمت بنالیتے تھے۔ یہ تحقیق نہ کرتے تھے کہ یہ کس کے نام کا ہے (۳) یہاں رب نے ان کے اس کام پر عتاب فرمایا مگر ان چیزوں کو حرام نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ جو حصہ کفار بتوں کے نام پر نکالتے تھے وہ حرام نہ ہوگیا بلکہ ان کا یہ کام شرک ہے مگر چیز حلال ہے جیسے بحیرہ سائبہ جانور چھوڑنا شرک لیکن وہ جانور حلال۔ اللہ کے نام ذبح کر دو اور کھاؤ۔ (۴) یعنی انہوں نے اولاد میں بھی ایسی ہی تقسیم کر رکھی ہے کہ لڑکے کو زندہ رکھتے ہیں لڑکی کو ہلاک کر دیتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے سرداروں کے بہکانے سے ہے۔ نیز یہ لوگ بعض اولاد کے ذبح کرنے کی منت مان لیتے تھے جیسے عبدالمطلب نے منت مانی تھی حضرت عبداللہ کے ذبح کرنے کی (۵) اس طرح کہ یہ لوگ پہلے دین اسماعیلی پر تھے پھر شیطان نے اس سے بہکا دیا اور شرک میں گرفتار کر دیا۔ وہ سمجھے کہ دین اسماعیلی یہی ہے۔ (۶) یہاں چاہنا بمعنی ارادہ کرنا ہے نہ کہ بمعنی پسند کرنا۔ پسند کرنے کو رضا کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے ارادے سے ہو رہا ہے مگر اللہ صرف نیکیوں سے راضی ہے نہ کہ برائیوں سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۷) اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم انہیں تبلیغ نہ کرو تبلیغ تو آخر دم تک کی جاوے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و شرک پر غم نہ کرو۔ اپنے دل کو صدمہ نہ پہنچاؤ یا تم ایسے کام نہ کرو۔ تو اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہوگا۔ کیونکہ حضور تو ان سے پہلے ہی بیزار تھے (۸) معلوم ہوا کہ کفار کو ایسے کہہ دینے سے وہ کھیتیاں حرام نہ ہوگئیں بلکہ جو بتوں کے نام پر کی گئیں وہ بھی حلال ہی رہیں ورنہ اس آیت میں ان پر اس وجہ سے عتاب نہ ہوتا (۹) چنانچہ وہ بتوں بقیہ برصفحہ ۷۵۹

حَرَّمُوۡا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افۡتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا كَانُوۡا
حرام ٹھہراتے ہیں ۱ وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو ۲ بے شک وہ بہکے اور
مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَ جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ وَّغَيۡرَ
راہ نہ پائی ۳ اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ کچھ زمین پر چھئے (چھائے) ہوئے ۴ اور کچھ
مَعۡرُوۡشٰتٍ وَّالنَّخۡلَ وَالزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ
بے چھئے (پھیلے) اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی
مُتَشَابِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَاٰتُوۡا حَقَّهٗ
بات میں ملتے اور کسی میں الگ کھاؤ اس کا پھل ۵ جب پھل لائے اور اس کا حق دو
يَوۡمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسۡرِفُوۡا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ
جس دن کٹے ۶ اور بے جا نہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں ۷ اور
الۡاَنۡعَامِ حَمُوۡلَةً وَّفَرۡشًا ؕ كُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوۡا
مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ۸ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی
خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ ۚ مِنَ
اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو ۹ بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ۱۰
الضَّاۡنِ اثۡنَيۡنِ وَمِنَ الۡمَعۡزِ اثۡنَيۡنِ ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ
ایک جوڑا بھیڑ کا اور ایک جوڑا بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کیے
الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ نَبِّئُوۡنِىۡ بِعِلۡمٍ
یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ ۱۱ پیٹ میں لیے ہیں کسی علم سے بتاؤ ۱۲
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۙ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الۡاِبِلِ اثۡنَيۡنِ وَمِنَ الۡبَقَرِ اثۡنَيۡنِ ؕ
اگر تم سچے ہو ۱۳ اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا
قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ
تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں
الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنۡ
لیے ہیں ۱۴ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ۱۵ تو اس سے بڑھ

رکوع ۱۱ ۶

۱ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے کیونکہ اللہ نے ہر چیز ہمارے رزق کے لئے پیدا فرمائی ان میں سے جسے حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جسے حلال فرمایا یا سکوت فرمایا وہ حلال ہے۔ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا (بقرہ: ۲۹) ۲ معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں یا کھیت کو حرام سمجھنا جھوٹ ہے اللہ پر بہتان ہے۔ وہ حلال ہیں کیونکہ رب نے ان کے اس حرام سمجھنے کو افتراء علی اللہ فرمایا۔ ۳ یعنی جو بے دین اپنے گناہوں کو خدا کی رضا کا سبب سمجھے اور کفر و شرک کو نجات کا ذریعہ جانے وہ کیسے ہدایت پر آوے ہدایت تو رب کے خوف سے ملتی ہے۔ انہیں ان کاموں میں بجائے خوف کے نجات کی امید ہے ۴ یعنی بعض بیل بوٹے ہیں اور بعض درخت جیسے خربوزے، تربوز وغیرہ اور جیسے آم سنگترہ وغیرہ۔ ان میں بعض بعض سے رنگ و بو میں مشابہ ہوتے ہیں جیسے انار، زیتون اور بعض مشابہ نہیں ہوتے ۵ یعنی ان کے پھلوں کو اپنی حماقت سے حرام نہ سمجھ لو، حلال ہیں۔ یا تقویٰ اس کا نام نہیں کہ اپنے پر مزے دار حلال چیزیں حرام کر لو۔ بلکہ تقویٰ اس کا نام ہے کہ حرام سے بچ جاؤ۔ ۶ یہ آیت امام صاحب کی قوی دلیل ہے کہ ہر پیداوار میں زکوٰۃ ہے کم ہو یا زیادہ۔ اس کے پھل سال تک رہیں یا نہ رہیں کیونکہ رب نے بغیر قید سب پر فرمایا وَاٰتُوۡا حَقَّهٗ يَوۡمَ حَصَادِهٖ (انعام: ۱۴۱) فرما کر بتایا کہ سونے چاندی کی طرح پیداوار کی زکوٰۃ میں سال بھر تک مالک کے پاس رہنا ضروری نہیں۔ کاٹتے ہی زکوٰۃ دینا واجب ہے خیال رہے کہ کھیت کے دانے سال بھر تک ٹھہر جاتے ہیں مگر باغوں کے پھل نہیں ٹھہرتے لیکن ان سب کے متعلق فرمایا کہ ان کی پیداوار کی زکوٰۃ دو ۷ ناجائز جگہ خرچ کرنا بھی بیجا خرچ ہے اور سارا مال خیرات کر کے بال بچوں کو فقیر بنا دینا بھی بیجا خرچ ہے ضرورت سے زیادہ خرچ بھی بیجا خرچ ہے۔ اسی لئے اعضاء وضو کو چار بار دھونا اسراف مانا گیا ہے ۸ بیل تو بوجھ لادتے ہیں بکری، مرغی زمین پر بچھے ہیں۔ دونوں حلال ہیں۔ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جانوروں کو بلا دلیل حرام مان لینا شیطان کا اتباع ہے۔ جسے اللہ نے حرام نہ کیا وہ حلال ہی ہے۔ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور یا کھیت اگر مسلمان کے قبضہ میں جائز طریقہ سے آجاویں تو ان کا کھانا حلال ہے جب خود گنگا کا پانی اور گائے کا گوشت حرام نہیں جو مشرکوں کے بت ہیں تو ان کی نسبت حرمت کیسے پیدا کر دے گی ۱۰ یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے جوڑے آیا ان کے صرف نر حرام ہیں یا صرف مادہ یا نر و مادہ دونوں جس کو حرام کہتے ہو اس کی دلیل لاؤ۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیڑ، بکری کے نہ تو نر بچے حرام کئے نہ مادہ تم کبھی نر کبھی مادہ کو حرام کر لیتے ہو۔ یہ تمہاری افتراء ہے ۱۲ یہاں علم سے مراد یقینی علم ہے ظن و گمان کا مقابل۔ معلوم ہوا کہ حرمت میں گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے۔ ۱۳ یعنی اگر ان جانوروں کو حرام مانتے ہو۔ تم سچے ہو تو اس حرمت کی قطعی یقینی دلیل لاؤ۔ معلوم ہوا کہ حلت کے مدعی سے دلیل نہ مانگی جاوے گی بلکہ حرمت کے مدعی پر دلیل لانا لازم ہے۔ آج کل وہابی ہم سے ہر چیز کی حلت بقیہ بر صفحہ ۶۷۰

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ
کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا
بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ف۱ تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں

أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ
جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام ف۲ مگر یہ کہ مردار ہو ف۳ یا رگوں کا بہتا خون یا ف۴

دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ
بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے ف۵ یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ف۶

اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ
تو جو ناچار ہوا نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ
مہربان ہے ف۷ اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور ف۸ اور

الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا
گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی ف۹ مگر جو ان کی پیٹھ میں لگی ہو

أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا
یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا ف۱۰ اور بے شک

لَصَادِقُونَ ﴿۱۴۶﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ
ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے ف۱۱

وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ
اور اس کا عذاب مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا اب کہیں گے

أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ
مشرک کہ اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے ف۱۲ نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام

شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ
ٹھہراتے ف۱۳ ایسا ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا ف۱۴

۱ یعنی جب تک ظالم ظالم رہے' اسے اللہ راہ نہیں دکھاتا اور جب راہ دکھانے کا وقت آتا ہے تو بندہ ظالم نہیں رہتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ کافر کو درست اعمال کرنے کی راہ نہیں ملتی۔ اعمال کی راہ ایمان کے بعد ملتی ہے۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت شریعت میں نہ ملے وہ حلال ہے حلال ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل بنایا گیا کہ چونکہ وحی الٰہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہٰذا حرام نہیں۔ ۳ یہ حصر اضافی ہے یعنی تمہارے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام نہیں۔ اسلام میں صرف یہ جانور حرام ہیں اور بتوں والا جانور ان کے سوا ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا وغیرہ حلال ہو جاوے ۴ معلوم ہوا کہ جما ہوا خون یعنی تلی' کلیجی حلال ہے کیونکہ یہ بہتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بہتا ہوا خون نکل کر جم جاوے وہ بھی حرام ہے کہ وہ بہتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا۔ ۵ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر نجس چیز حرام ہے۔ مگر ہر حرام چیز نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ سور کی ہر چیز کھال وغیرہ سب حرام ہے کیونکہ وہ کل نجس عین ہے۔ تیسرے یہ کہ سور کی کوئی چیز ذبح یا پکانے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ جیسے پاخانہ۔ ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کے نام پکارنے کا اعتبار نہیں بوقت ذبح کا اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں دعٰی نہ فرمایا اُھِلَّ فرمایا دوسرے یہ کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنا فسق اعتقادی یعنی کفر ہے اس لئے یہاں فسقا ارشاد ہوا۔ ۷ اس طرح کہ اس کے لئے اس مجبوری میں یہ چیزیں حلال ہوں گی یا اگر اندازے میں غلطی کر کے ضرورت سے زیادہ ایک آدھ لقمہ کھالے تو پکڑ نہ ہوگی ۸ یہاں ناخن سے مراد انگلی ہے خواہ انگلیاں بیچ سے پھٹی ہوں جیسے کتا اور درندے یا نہ پھٹی ہوں بلکہ کھر کی صورت میں ہوں جیسے اونٹ' اور بطخ' شتر مرغ وغیرہ' ہماری شریعت میں شتر مرغ اونٹ وغیرہ حلال ہیں ۹ یعنی یہود پر ان کی سرکشی کے باعث گائے' بکری کا گوشت وغیرہ حلال تھے مگر چربی حرام تھی۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ گزشتہ شریعتوں کے وہ احکام جو بطور سزا جاری کئے گئے تھے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں اگرچہ نص میں مذکور ہو جاویں کیونکہ یہ امت مرحومہ ہے پچھلی امتوں کے سخت احکام ہم پر جاری نہیں۔ دیکھو یہود کو حق تعالیٰ نے ان کی سرکشی کے باعث ان طیب چیزوں سے محروم کر دیا تھا اونٹ شتر مرغ بطخ اور گائے بکری کی چربی۔ مگر یہ سب چیزیں ہمارے دین میں حلال ہیں اس پر ساری امت کا اجماع ہے ۱۱ یعنی نبی کو جھوٹا کہنا عذاب کا باعث ہے لیکن پھر تم پر عذاب جلد نہ آنا اس لئے ہے کہ یہ نبی رحمت والے ہیں رب رحیم ہے اس کے حلم سے دھوکا نہ کھاؤ ۱۲ اس میں غیبی خبر ہے کہ مشرک جو آئندہ کہنے والے تھے' اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا ۱۳ اس آیت میں مشیت سے مراد رضا مندی ہے اسی لئے ان کی تردید کی گئی ورنہ دنیا کی ہر خیر وشر رب کے ارادے سے ہے۔ وہ کفار یہ کہتے تھے کہ رب ہمارے کفر سے راضی ہے لہٰذا جھوٹے تھے۔ کفار مشیت اور رضا میں فرق نہ کر سکے۔ حالانکہ مشیت اور ہے رضا کچھ اور' دنیا کی ہر چیز اور ہمارا ہر کام اللہ کے ارادے اور اس بقیہ بر صفحہ ۲۶۰

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا
تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے ف۱ کہ اسے ہمارے لیے نکالو ف۲ تم تو نرے گمان (خام خیال) کے
الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ
پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو ف۳ تم فرماؤ تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے ف۴
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
تو وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا ف۵ تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو
يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ
گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ف۶ پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تو اے سننے والے
مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا
ان کے ساتھ گواہی نہ دینا ف۷ اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں ف۸ اور جو آخرت
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ
پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ف۹ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ
مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ
سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ف۱۰ یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ف۱۱
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا
اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ف۱۲ ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے ف۱۳ اور
تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ف۱۴ اور جس جان کی
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾
اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ف۱۵ یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی
اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا
کو پہنچے ف۱۶ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ف۱۷ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے

ف۱ خیال رہے کہ رب کی مرضی وہی ہے جو پیغمبر کے ذریعہ معلوم ہو۔ مشیت ظاہر فرمانے کے لئے پیغمبر نہیں بھیجے جاتے۔ اگر خدا ان سے راضی ہوتا تو نبی کے ذریعے اس کا اعلان فرما دیتا۔ مشیت اور ہے مرضی کچھ اور ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا جھوٹے نبی سے معجزہ مانگنا تاکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو' نجومی سے غیبی خبر پوچھنا تاکہ وہ رسوا ہو جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں اگر تصدیق یا شبہ کی بنا پر ہو تو کفر ہے لہٰذا قرآن کریم کی یہ آیت بالکل ظاہر ہے اور فقہاء کا فتویٰ اس کے خلاف نہیں۔ ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تخمینے قیاس' اٹکل کافی نہیں۔ اس کے لئے یقین شرعی درکار ہے ف۴ جو رسولوں کی معرفت دنیا میں بھیجی گئی اس کے مقابل ظن' قیاس گمان' سب
ع ۱۸ / ۵
بیکار ہیں۔ انکا ماننا کفر ہے ف۵ اس طرح کہ تم سب کو ایمان کی توفیق بخشتا۔ یہاں ہدایت سے مراد راہ دکھانا نہیں ہے کہ وہ تو سب کو دی گئی ہے۔ ف۶ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیات یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں نہ کہ خود ان کی بکواس۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کی تصدیق کرنا' اس کی وکالت کرنا۔ اس کے کام پر بے شک کہنا یا خوشی کا اظہار کرنا یا تصدیق کے لئے سر ہلانا سب حرام ہے کہ یہ ان کے ساتھ گواہی دینا ہے۔ گناہ کی امداد کرنا بھی گناہ ہے۔ ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنا سردار و پیشوا بنانا' ان کی اطاعت کرنا حرام ہے اِلَّا بِالضَّرُوْرَۃ ایسے ہی ان کے برے قانون پر عمل کرنا منع ہے اِلَّا بِالْعُذْر اور جو قانون خلاف اسلام ہوں' انہیں درست سمجھنا کفر ہے اسلامی قانون۔ ہے چور کے ہاتھ کاٹنا۔ کفار کا قانون ہے چور کو قید کرنا۔ جو قید کو اچھا سمجھے' ہاتھ کاٹنے کو برا وہ کافر ہے۔ ف۹ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی خواہشات نفسانی میں ان کی پیروی حرام ہے۔ نبی کی خواہش رحمانی ہے اس کی پیروی جائز' کبھی مستحب کبھی واجب ہوتی ہے اور اسے اھواء نہیں کہہ سکتے۔ رب فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم: ۳) ف۱۰ توریت و انجیل میں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام رب کی تعلیم سے پچھلی کتابیں جانتے ہیں۔ یا قرآن میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عقائد کے اور بعض اعمال کے مکلف ہیں۔ لہٰذا انہیں بچوں کو قتل کرنے عورت کو ستی ہونے' زنا جوئے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ف۱۱ معلوم ہوا کہ ماں باپ اگرچہ کافر ہوں ان کا حق مادری پدری ادا کرنا ضروری ہے۔ اس احسان میں تمام قسم کے اچھے سلوک داخل ہیں۔ ان کا ادب لحاظ' ان پر ضرورت کے وقت مال خرچ کرنا بعد وفات ان کی فاتحہ و ختم سب ہی داخل ہیں ف۱۲ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جو مالدار صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا مِنْ اِمْلَاقٍ کی قید بیان واقعہ کے لئے ہے احترازی نہیں ف۱۳ یعنی تم اور تمہاری اولاد ہمارے بندے ہیں ان کا رزق ہمارے ذمہ کرم پر ہے تم کیوں انہیں قتل کرتے ہو۔ ف۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں نیک رہنا' چھپ کر گناہ کرنا تقویٰ نہیں بلکہ ریاکاری بقیہ بر صفحہ ۲۶۰

اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

ذمہ ہے ۱ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۲ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ

وہ تمہیں بتادے گا جس میں اختلاف کرتے تھے ۳ اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں

الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ

نائب کیا ۴ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی ۵ کہ تمہیں آزمائے اس چیز

اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

میں جو تمہیں عطا کی بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی ۶ اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ ۷ مَكِّيَّةٌ ۳۹ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۰۶ رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورہ اعراف مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے اس میں دوسو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

اے محبوب! ایک کتاب تمہاری طرف اُتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رُکے ۷ اس لیے

لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت ۸ اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے

رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ

رب کے پاس سے اُترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ ۹ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا

ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا ۱۰ یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے ۱۱ تو ان

كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾

کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے ۱۲

فَلَنَسْــَٔـلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔـلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾

تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے ۱۳

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ

تو ضرور ہم ان کو بتادیں گے اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے ۱۴ اور اس دن تول ضرور

13

ع ۱۱

(۱) معلوم ہوا کہ گناہ کر کے دوسرے کو اس کا عذاب بخشنا ناجائز ہے۔ اسے نیکی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ نیک اعمال کا ثواب بخشنا جائز بلکہ سنت ہے۔ (۲) اس طرح کہ مجرم بالکل بری ہو جاوے۔ ورنہ جرم کرانے والا ضرور مجرم کے ساتھ مجرم ہوگا۔ رب فرماتا ہے وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت: ۱۳) مگر وہ بوجھ اس کا اپنا ہوگا جرم کرانے کا نہ کہ دوسرے کا۔ اسی طرح جرم کا موجد تمام مجرموں کے برابر سزا پاوے گا۔ مگر وہ سزا بھی اپنے ایجاد جرم کی ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ اٹھانے پر بخوشی تیار نہ ہوگا۔ رب کی طرف سے اس پر ڈال دیا جاوے گا۔ لہٰذا آیات کا آپس میں اور آیات و حدیث میں کوئی تعارض نہیں (۳) رب کا عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے (۴) اس طرح کہ تم ساری امتوں کے پیچھے آئے اور تم آخر الامم ہوئے۔ تم سب کے خلیفہ ہو۔ تمہارا خلیفہ کوئی امت نہ ہوگی (۵) معلوم ہوا کہ دین دنیا دونوں لحاظ سے انسان یکساں نہیں آپس میں فرق ہے۔ نبیوں میں ولیوں میں مسلمانوں میں فرق مراتب۔ انہیں مراتب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ: ۲۵۳) (۶) یہ اس کی قدرت کا بیان ہے اور دیر لگنا اور عذاب نہ آنا گناہوں کے باوجود اس کی رحمت ہے۔ قدرت اور ہے رحمت کچھ اور۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳) (۷) یعنی اس کی تبلیغ فرمانے میں تردد نہ کریں اور ان کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ یہ خطاب بھی بظاہر حضور ﷺ سے ہے مگر درحقیقت امت کے تمام مبلغین سے ہے۔ ورنہ سرکار کو کبھی کسی کی پرواہ نہ ہوئی۔ ان کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس پر ان کا کرم ہو جاوے وہ دنیا سے بے نیاز او رلا پرواہ ہو جاوے۔ (۸) یعنی قرآن اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کو فرماتا ہے۔ کفار اس کے مکلف نہیں یا اس کی نصیحت سے صرف مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ہدایت سارے عالم کے لئے ہے (۹) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــهُمُ الطَّاغُوْتُ (بقرہ: ۲۵۷) یعنی شیطان ولی من دون اللہ ہے۔ اس کو ولی بنانا کفر ہے۔ اولیاء اللہ کو ولی نہ بنانا بے دینی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ دوسری جگہ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (اعراف: ۲۷) بہرحال شیطان کافروں کا ولی من دون اللہ ہے۔ اکثر جگہ من دون اللہ سے یہی مراد ہے۔ تیسری جگہ ہے اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اعراف: ۳۰) (۱۰) رات کے آخری حصہ میں صبح کے قریب جب سب لوگ خواب راحت میں مست ہوتے ہیں تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری حصہ ذاکروں کے لئے نزول رحمت کا وقت ہے، غافلوں کے لئے نزول عذاب کا۔ اسی لئے اس وقت تہجد کی نماز بہتر ہے کہ غضب الٰہی کی آگ ٹھنڈی ہو جاوے (۱۱) غرضیکہ ان پر ایسے وقت عذاب آیا جب انہیں اس کے آنے کا وہم بھی نہ تھا اکثر پر رات کے آخری حصہ میں اور بقیہ برصفحہ ۲۶۰

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٨ وَمَنْ

ہونی ہے ف۱ تو جن کے پلے بھاری ہوئے ف۲ وہی مراد کو پہنچے اور جن

خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا

کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنھوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی ف۳ ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری

بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝٩ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ

آیتوں پر کرتے تھے ف۴ اور بے شک ہم نے تمھیں زمین میں جماؤ (ٹھکانا) دیا ف۵ اور تمہارے لیے اس میں

فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ۝١٠ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ

زندگی کے اسباب بنائے ف۶ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور بے شک ہم نے تمھیں پیدا کیا پھر تمہارے

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ

نقشے بنائے ف۷ پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ف۸ تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ

يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝١١ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ

سجدہ والوں میں نہ ہوا ف۹ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝١٢

بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اُسے مٹی سے بنایا ف۱۰

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ

فرمایا تو یہاں سے اُتر جا ف۱۱ تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے نکل ف۱۲ تو ہے ذلت

مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝١٣ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝١٤ قَالَ إِنَّكَ

والوں میں ف۱۳ بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں ف۱۴ فرمایا تجھے

مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝١٥ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ

مہلت ہے ف۱۵ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ف۱۶ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک

الْمُسْتَقِيمَ ۝١٦ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

میں بیٹھوں گا ف۱۷ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے

وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝١٧

اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ف۱۸ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ف۱۹

ف۱ نیک و بد اعمال کا وزن ہوگا۔ یہ اعمال وہاں جوہر اور جسم ہوں گے یا اعمال کے دفتروں کا وزن ہوگا۔ بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عشق الٰہی اور محبت مصطفویٰ کا وزن نہ ہوگا کہ یہ عمل نہیں قلبی کیفیت ہے۔ ایسے ہی حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کیونکہ کوئی ترازو حضور کے اعمال تول نہیں سکتی۔ جیسے دنیا کی ترازو سمندر کا پانی اور ہوائیں نہیں تول سکتی۔ حضور کے نام میں اتنا وزن ہوگا کہ مجھ جیسے لاکھوں گنہگاروں کے دفتر ان شاء اللہ اس کے مقابل ہلکے ہو جائیں گے۔ ف۲ قیامت میں پلہ اونچا ہونا وزنی ہونے کی علامت ہوگی اور نیچا ہونا ہلکے ہونے کی علامت کیونکہ مادی چیز نیچے کی طرف گرتی ہے اور نورانی چیز اوپر چڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر: ۱۰) ف۳ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وزن اعمال صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس نیکیاں بھی ہوں اور گناہ بھی۔ وہاں وزن اعمال کا اعمال سے ہوگا۔ لہٰذا کفار کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (کہف: ۱۰۵) ایسے ہی انبیاء کرام اور خاص صالحین کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (مومن: ۴۰) کیونکہ کفار کے پاس نیکیاں نہیں اور ان بزرگوں کے پاس گناہ نہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ کفار کے گناہ تولے جائیں گے۔ یہ آیت ان کی دلیل ہے۔ لہٰذا کفار کے نیکی کے پلے میں ان کے صدقہ و خیرات رکھے جائیں گے مگر ان میں وزن نہ ہوگا۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ ف۴ یعنی ان کا انکار کرتے تھے ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی جائے سکونت زمین ہے۔ کچھ دیر کے لئے اس کا ہوا میں اڑنا یا حضور ﷺ کا معراج میں آسمان پر تشریف لے جانا یا عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر رہنا یہ عارضی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں قیام ایسا ہی عارضی ہے جیسے انسان کچھ دنوں سمندر میں یا ہوائی جہاز میں رہ لیتا ہے۔ ف۶ غذا، پانی، ہوا، سورج کی روشنی سب یہاں ہی بھیجی کہ تمھیں ان کے لئے آسمان پر یا سمندر میں جانے کی حاجت نہیں ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ وہ ہمارا کام ہے اور اگر یہاں حضرت آدم علیہ السلام مراد ہوں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے تو یہ کام بلاواسطہ رب کا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو خود رب نے دست قدرت سے بنایا۔ اس ہی لئے انہیں بشر فرمایا۔ مباشرت سے یعنی دست قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق ف۸ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا اور آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو اِلٰی آدم فرمایا جاتا۔ لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں۔ ہاں اب حرام ہے ف۹ یعنی سجدہ کرنے والوں کی جماعت میں ہی داخل نہ ہوا اس لئے کہ سجدہ کو واجب ہی نہ سمجھا۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے سے انسان جماعت مسلمین سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں نماز کے انکار سے مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ف۱۰ یعنی آگ مٹی سے افضل ہے اور جو افضل سے پیدا ہو وہ افضل یہ دونوں بقیہ بر صفحہ ۲۶۱ ۷

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ ہوا ف۱ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَ

میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا ف۲ اور اے آدم تو اور

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ

تیرا جوڑا جنت میں رہو ف۳ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ف۴ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا ف۵

الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ

کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ف۶ پھر شیطان نے ان کے جی (دل) میں خطرہ ڈالا ف۷

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا

کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں ف۸ اور بولا تمہیں

رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا

تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ

مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾

یا ہمیشہ جینے والے ف۹ اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ف۱۰

فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا

تو اُتار لایا انہیں فریب سے ف۱۱ پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں ف۱۲

وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا

اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے ف۱۳ اور انہیں ان کے رب نے فرمایا

أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا

کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا ف۱۴ اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ

کھلا دشمن ہے ف۱۵ دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور

تَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے ف۱۶ فرمایا اُترو ف۱۷ تم میں ایک

❶ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہئے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفه ❸ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تاکہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ❹ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ❺ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ❻ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ❼ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤ مار دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بدعقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❽ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔ ❾ یعنی اس درخت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا یا موت سے بچ جاتا ہے اور جب تم پیدا ہوئے تھے تب تم اس پھل کھانے کے قابل نہ تھے لہٰذا اس وقت تمہیں اس سے منع کر دیا تھا۔ وہ ممانعت وقتی طور پر عارضی تھی اب باقی نہیں۔ اب تم اسے ہضم کر سکتے ہو۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت آدم نے رب پر بدگمانی کی ہو کہ بلاوجہ اچھی چیز سے روک دیا۔ ❿ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا کہ دل میں آدم علیہ السلام سے دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی۔ ⓫ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے گناہ نہ کیا۔ گناہ میں ارادہ ضروری ہے۔ جو کچھ ہوا خطاءً ہوا۔ اس لئے اس کا ذمہ دار ابلیس کو بنایا۔ جو آدم علیہ السلام کو گنہگار مانے وہ گمراہ ہے۔ ⓬ آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ آپ نے گندم وغیرہ کھایا نہیں فقط چکھا تھا کہ جنتی لباس اتار لیا گیا ⓭ اس سے پہلے ان کے تمام جسم پر ناخن کا لباس تھا۔ اس خطا کے بعد وہ ناخن تمام جگہ سے سکڑ کر صرف انگلیوں کی نوکوں پر رہ گیا۔ (تفسیر روح البیان) اور ان بزرگوں نے انجیر کے پتے جسم شریف پر لپیٹے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ستر کھولنا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی معیوب ہے۔ عقل انسانی اسے برا سمجھتی ہے۔ ورنہ ان پر ستر کے شرعی احکام اس وقت تک نہ آئے تھے۔ اب جو ننگا ہونا پسند کرتے ہیں وہ فطرت انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ فرشتوں سے پردہ نہیں

بقیہ برصفحہ ۲۶۱

لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمۡ فِي الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۲۴﴾
دوسرے کا دشمن ہے ف۱ اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے ف۲
قَالَ فِيۡهَا تَحۡيَوۡنَ وَفِيۡهَا تَمُوۡتُوۡنَ وَمِنۡهَا تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيۡۤ
فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مروگے اوراسی میں اٹھائے جاؤگے ف۳ اے
اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِيۡ سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًا ؕ وَ
آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری
لِبَاسُ التَّقۡوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيۡرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمۡ
آرائش ہو ف۴ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا ف۵ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں
يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ كَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ
وہ نصیحت مانیں اے آدم کی اولاد ف۶ خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ
مِّنَ الۡجَنَّةِ يَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ
کو بہشت سے نکالا اُتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں ف۷ بے شک
يَرٰٮكُمۡ هُوَ وَقَبِيۡلُهٗ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا
وہ اوراس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں ف۸ کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے
الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً
شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے ف۹ جو ایمان نہیں لاتے ف۱۰ اور جب کوئی بے حیائی کریں ف۱۱
قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَيۡهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ
تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا ف۱۲ اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ف۱۳ تو فرماؤ بے شک اللہ بے
بِالۡفَحۡشَآءِ ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اَمَرَ رَبِّيۡ
حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب
بِالۡقِسۡطِ ۚ وَاَقِيۡمُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ وَّادۡعُوۡهُ
نے انصاف کا حکم دیا ہے ف۱۴ اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو
مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيۡقًا هَدٰى
نرے (خالص) اس کے بندے ہوکر ف۱۵ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ف۱۶ ایک فرقے کو راہ دکھائی

۱ یطان انسان اور انسان شیطان کا یا بعض انسان بعض کے کافر مومن کے مومن کافر کے دشمن ہیں ۲ یعنی انسان اور شیاطین کا مقام زمین ہے مگر عارضی۔ پھر بعد موت شیاطین اور ان کے ساتھیوں کا اصل مقام دوزخ ہو گا۔ مومنوں کا دائمی مقام جنت ہوگا۔ ۳ قیامت کے دن یہ رب کا قانون ہے مگر قدرت یہ بھی ہے کہ بعض کو قیامت میں زمین سے نہ اٹھائے جیسے حضرت ادریس علیہ السلام کو وہ یہاں سے وفات پاکر جنت میں پہنچ چکے اور اب مع جسم وہاں زندہ ہیں۔ وہاں سے نہ نکلیں گے۔ رب فرماتا ہے وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم: ۵۷) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رہنا عارضی ہے۔ پھر آپ زمین پر تشریف لائیں گے یہاں ہی وفات پائیں گے۔ یہاں سے ہی اٹھیں گے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ لباس صرف انسانوں کے لئے بنایا گیا۔ فرشتے اور دیگر مخلوق اس سے علیحدہ ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی طفیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور لباس زینت پہننا مستحب۔ ۵ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان و تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اترے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۶ اس میں مومن، کافر، ولی، عالم، پرہیزگار سب سے خطاب ہے۔ کوئی اپنے کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے ۷ یعنی حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر پڑے بے پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۸ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہوگئی فوراً بہکایا۔ جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو نبی کریم ﷺ جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم ونظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۹ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آئی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۱۰ یعنی شیطان بظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان درحقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ۱۱ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہوکر طواف کرنا اور بے پردگی ودیگر بے غیرتی کے کام ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل بقیہ برصفحہ ۷۶۱

ع ۲ / ۱۵ / ۹

وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِينَ أَوْلِيَآءَ

اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی ف۱ انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو

مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيٓ اٰدَمَ

والی بنا یا ف۲ اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی اولاد

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ

اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ف۳ اورکھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو ف۴

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيٓ أَخْرَجَ

بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے

لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا فِي

اپنے بندوں کے لیے نکالی ف۵ اور پاک رزق ف۶ تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے ف۷

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہی کی ہے ف۸ ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُونَ ﴿۳۲﴾ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

علم والوں کے لیے تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں ف۹ جو ان میں کھلی ہیں

وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا

اور جو چھپی ف۱۰ اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس

لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطٰنًا وَّأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

کی اس نے سند نہ اُتاری ف۱۱ اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے ف۱۲

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ف۱۳ تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے

وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيٓ اٰدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

ہو نہ آگے ف۱۴ اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِي ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

آئیں ف۱۵ میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے ف۱۶ اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف

(۱) یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے متعلق علم الٰہی میں آچکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔ (۲) یہ آیت اولیاء من دون اللہ کی تقسیم ہے۔ اکثر جگہ من دون اللہ میں یہی مراد ہے اولیاء اللہ و اولیاء من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اولیاء اللہ برحق ہیں اور اولیاء من دون اللہ باطل۔ نیز اولیاء اللہ کو خدا کا بیٹا وغیرہ ماننا بھی اولیاء من دون اللہ میں داخل ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ نماز جہاں تک ہو سکے اچھے لباس میں پڑھے اور مسجد میں اچھی حالت میں آوے۔ بدبودار کپڑے بدبودار منہ لے کر مسجد میں نہ آوے۔ ایسے ہی ننگا مسجد میں داخل نہ ہو۔

ع ۴ ۱۰

(۴) کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت چھوڑ دیتے تھے اور غذا بھی نہایت معمولی اور بہت کم کھاتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی اس کی اجازت چاہی' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ ترک دنیا عبادت نہیں ترک گناہ عبادت ہے۔ لَا تُسْرِفُوْا میں بہت چیزیں داخل ہیں بھوک سے زیادہ کھانا' بلا وجہ مال خرچ کرنا' کسی جائز چیز کو حرام سمجھ لینا یہ سب اسراف ہے (روح البیان و خزائن العرفان) (۵) اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے حلت کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں (۶) اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ حلال چیزیں چھوڑ دے۔ بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے۔ حلال نعمتیں خوب کھاؤ پیؤ محرمات سے بچو (۷) معلوم ہوا کہ اچھی نعمتیں رب نے مومنوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں کفار ان کی طفیل کھا رہے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی کہے کہ فقیری اس میں ہے کہ اچھا نہ کھائے' اچھا نہ پہنے' وہ جھوٹا ہے' اچھا کھاؤ' اچھا پہنو' اچھے کام کرو۔ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (۸) یعنی دنیا میں اگرچہ کفار مسلمانوں کے طفیل نعمتیں کھا لیتے ہیں مگر قیامت میں کسی کافر کو کسی نوعیت سے نعمتیں نہ ملیں گی (۹) اس میں بھی خطاب ان مشرکین عرب سے ہے۔ جو ننگے ہو کر طواف کعبہ کرتے تھے اور اللہ کی نعمتوں کو اپنے پر حرام کر لیتے تھے (۱۰) فواحش فاحشہ کی جمع ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے اور اس کی برائی حد سے زیادہ ہو جیسے شرک و کفر یا زنا وغیرہ۔ ان کا علانیہ کرنا ظاہری فاحشہ ہے۔ جیسے کفار کا کفر۔ اور چھپ کر کرنا باطن فاحشہ جیسے زنا۔ ان کے علاوہ دوسری ممنوع چیزیں اثم میں داخل ہیں خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۱) اللہ نے کسی شرک کے جواز کی دلیل نہ اتاری۔ لہٰذا سارے شرک و کفر اس میں داخل ہیں۔ یہ قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ کی ہے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر علم مسئلہ بتانا۔ وعظ کہنا۔ کوئی عقیدہ اختیار کرنا سخت ممنوع ہے کہ یہ اللہ پر بہتان ہے یہ آیت سب کو شامل ہے۔ (۱۳) ان کے عذاب کا یا ان کی مہلت کا۔ اس سے پہلے وہ ہلاک نہیں ہوتے لہٰذا کفار مکہ کی ہلاکت کا ایک وقت ہے۔ (۱۴) اس آیت میں قانون کا ذکر ہے۔ اور تقدیر کی تبدیلی والی آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ أُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد: ۳۹) اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد کی عمر چالیس سال زیادہ ہوگئی۔ لہٰذا یہ واقعات اس آیت کے

بقیہ برصفحہ ۷۶۱

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

اور نہ کچھ غم اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ۱

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ

اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں انھیں ان کے نصیب

مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ

کا لکھا پہنچے گا ۲ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں ۳ تو

مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے ۴ کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے اور اپنی

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ

جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے ۵ اللہ اُن سے فرماتا ہے کہ تم سے

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ

پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں انھی میں جاؤ ۶ جب ایک گروہ داخل ہوتا

اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ

ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے ۷ یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو

لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ

کہیں گے ۸ اے رب ہمارے انھوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انھیں آگ کا دونا عذاب دے ۹ فرمائے گا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ

سب کو دونا (دگنا) ہے ۱۰ مگر تمھیں خبر نہیں ۱۱ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے

فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے ۱۲ تو چکھو عذاب بدلہ اپنے

تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا

کئے کا ۱۳ وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا

ع ۸ ۱۱

(۱) خیال رہے کہ کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان کے مقابل تکبر حرام ہے۔ نبی کے مقابل تکبر کفر ہے۔ یہاں تیسرا تکبر مراد ہے۔ یہی تکبر شیطان نے کیا۔ اس کا انجام معلوم ہے۔ اس لئے انہیں اصحاب النار اور خالدون فرمایا کہ یہ دونوں حال کافروں کے ہیں (۲) یعنی لوح محفوظ یا ان کے نوشتہ تقدیر میں ان کا جو رزق یا عمر لکھا ہے وہ تو انہیں ملے ہی گا۔ پھر عذاب آوے گا۔ اس سے اصلی رزق و عمر مراد ہے۔ ورنہ بدعملی سے رزق و عمر گھٹ جاتے ہیں۔ جیسے نیکی سے عمر و رزق میں برکت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں (۳) اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جان نکالنے صرف ملک الملکوت علیہ السلام نہیں آتے بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماتحت فرشتے اور بھی آتے ہیں۔ ملک الموت کا آنا اس آیت میں مذکور ہے۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (السجدہ: ۱۱) اور ماتحتوں کا آنا اس آیت سے معلوم ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ یہ جان نکالنے والے فرشتے بیک وقت ہر جگہ پہنچ کر مرنے والوں کی جان نکال لیتے ہیں تو ایک وقت میں چند جگہ موجود ہو جانا اللہ والوں کے نزدیک باذن الٰہی مشکل نہیں۔ ایسے ہی قبر میں سوال کرنے والے ماں کے پیٹ میں بچہ بنانے والے فرشتے یہ طاقت رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔ (۴) یہ سوال مشرکین سے ان کے بتوں کے متعلق ہوگا۔ مومن کی مدد موت کے وقت ضرور ہوتی ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا گیا۔ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ مسلمانوں کو حکم ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھیں۔ تا کہ اسے کلمہ یاد آوے۔ یہ مومنوں کی مدد ہے لہٰذا اس آیت کو مومنین یا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ بہرحال موت یا اس کے بعد کسی کی مدد نہ پہنچنا کفار کا عذاب ہے۔ (۵) یہ اقرار اور وقت ہوگا اور اپنے کفر کا انکار دوسرے وقت ہوگا۔ لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام: ۲۳) میں کوئی تعارض نہیں۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک اس ہی کے ساتھ ہوگا جس سے دل کا تعلق ہوگا۔ زمانہ اور جگہ ایک ہو یا مختلف (۷) یعنی ہر قسم کا کافر اپنی قسم کے کافر کو لعنت کرے گا۔ ہندو ہندو کو عیسائی عیسائی کو' یہودی یہودی کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لعنت کے عذاب سے مسلمان محفوظ ہوں گے ان کا پردہ رہے گا۔ (۸) یعنی اولاد اپنے باپ دادوں کو یا تابعین اپنے پیشواؤں کو اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذابوں سے ایک عذاب وہاں آپس کی نااتفاقی بھی ہے جیسے جنت کے ثوابوں میں سے ایک ثواب وہاں کا اتفاق و محبت ہے۔ دنیا میں جس مومن کے گھر میں صلح ہے وہ جنتی گھر ہے (۹) کیونکہ ہم نے صرف ایک گناہ کیا یعنی کافر ہونا۔ انہوں نے دو گناہ کئے خود گمراہ ہونا۔ ہم کو گمراہ کرنا۔ اور یہ دگنا عذاب ایسا ہو کہ ہم بھی دیکھیں (۱۰) کیونکہ تم سب گمراہ اور گمراہ کن ہو۔ ہر شخص گمراہ ہو کر اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو گمراہ کرتا ہے۔ لہٰذا جتنا عذاب تم اوروں کے لئے چاہتے ہو اتنا ہی تم کو بھی ہے (۱۱) کہ کس کو کتنا عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہر دوزخی اپنے حال میں ایسا گرفتار ہوگا کہ سمجھے گا سب سے بڑھ کر میں ہی تکلیف میں ہوں۔ (۱۲) یعنی دنیا میں کیونکہ اگر ہم میں کفر اور تکفیر اور تضلیل بقیہ بر صفحہ ۲۶۷

تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ

ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے ۱ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے

الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ

ناکے میں اونٹ داخل نہ ہو ۲ اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں انھیں

مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی

آگ ہی بچھونا اور اوپر سے آگ ہی اوڑھنا ۳ اور ظالموں کو ہم ایسا ہی

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ

بدلہ دیتے ہیں ۴ اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کیے ۵ ہم کسی پر طاقت

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ٘ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾

سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے ۶ وہ جنت والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے ۷ ان کے نیچے نہریں بہیں گی

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ

اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی ۸ اور ہم راہ نہ پاتے

لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا

اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے ۹ اور ندا ہوئی

اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ

کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی ۱۰ صلہ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے

الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ

دوزخ والوں کو پکارا ۱۱ کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا تو کیا

وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ

تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا ۱۲ بولے ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ

کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر ۱۳ جو اللہ کی راہ سے

۱ اس طرح کہ زندگی میں ان کی نیکیاں بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچتیں کیونکہ غیر مقبول ہیں۔ مرتے وقت ان کی روح کے لئے دروازہ آسمان نہیں کھلتا۔ مومن کی زندگی میں اس کے اعمال کے لئے اور موت کے بعد روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲ اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں اجتماع ضدین ہے اور ناممکن پر جو موقوف ہو وہ بھی ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ اونٹ بڑا ہے۔ اور سوئی کا ناکہ چھوٹا۔ اونٹ بڑا رہے اور ناکہ چھوٹا رہے تو اونٹ کا اس میں داخل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر ناکہ بڑا کردیا جائے یا اونٹ چھوٹا تو دوسری بات ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳ صرف اوپر نیچے کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ دایاں بایاں خود ہی سمجھ میں آگیا۔ یعنی ہر طرف سے انہیں آگ گھیرے ہوگی ۴ معلوم ہوا کہ دوزخ میں آگ کا ہر طرف سے گھیر لینا کفار کے لئے ہے گنہگار مسلمان کو اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رکھا جائے گا مگر دوزخ اسے گھیرے گی نہیں۔ ابو طالب بھی اس سے مستثنٰی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے۔ پہلے مومن بنو۔ بعد میں نیک کام کرو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص نیک اعمال سے بے نیاز نہیں خواہ کسی طبقہ اور کسی جماعت کا ہو۔ ۶ یعنی ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق نیک اعمال کرلے۔ جنت کا مستحق ہے۔ امیر صدقہ دے کر فقیر مومن صالح صدقہ لے کر جنتی ہیں اور کوئی بھی جنت میں پہنچ کر وہاں سے نہ نکلے گا۔ جیسا کہ خالدون سے پتہ لگا۔ ۷ شان نزول۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رب نے ان کے سینے میں کسی کی طرف سے کینہ نہ چھوڑا۔ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں ہے۔ میں اور عثمان اور طلحہ اس میں شامل ہیں۔ بہر حال اس میں رفض کی جڑ کٹ گئی۔ ۸ یعنی رب نے ہم کو دنیا میں ایسے عقائد و اعمال کی توفیق دی جس کی برکت سے ہم یہاں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا شکر اس کی حمد جنت میں بھی ہوگی۔ باقی عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وہاں ختم ہوچکی ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی۔ رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ ۹ دنیا میں انہوں نے نبیوں کی تصدیق سن کر کی تھی۔ اور جنت کا مشاہدہ کر کے عینی تصدیق کریں گے۔ ۱۰ جنت کو دو وجہ سے میراث فرمایا گیا۔ ایک یہ کہ کفار کے حصہ کی جنت بھی وہ ہی لیں گے جیسے کفار ان کے حصہ کی دوزخ لیں گے۔ دوسرے یہ کہ جنت کا ملنا، اللہ کے فضل و کرم سے ہے نہ کہ اپنے کمال سے جیسے میراث میں دوسرے کا مال محض قرابت سے ملتا ہے نیک اعمال تو اس فضل کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔ ۱۱ یہاں دوزخ والوں سے مراد کفار جہنمی ہیں نہ کہ گنہگار مومن، کیونکہ جنتی مسلمان ان گنہگاروں کو طعن نہ دیں گے بلکہ ان کی شفاعت کر کے وہاں سے نکالیں گے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ ۱۲ یعنی ہمارے تمہارے رب نے نیکی پر جنت کا وعدہ فرمایا تھا اور سرکشی پر دوزخ سے ڈرایا تھا۔ بقیہ برصفحہ ۷۶۲

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
روکتے ہیں اور اُسے کجی (ٹیڑھا) چاہتے ہیں ف۱ اور آخرت کا انکار رکھتے ہیں ف۲ اور

بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ
جنت ودوزخ کے بیچ میں ایک پردہ ہے ف۳ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے ف۴ کہ دونوں فریق کو ان کی پیشانیوں سے

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ
پہچانیں گے ف۵ اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام تم پر یہ ف۶ جنت میں نہ گئے اور اس

يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ
کی طمع رکھتے ہیں ف۷ اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی

قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ ع ۵/۱۲
کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر ف۸ اور اعراف والے کچھ

الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ
مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں ف۹ کہیں گے تمہیں کیا کام آیا

جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ
تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے کیا یہ ہیں وہ لوگ ف۱۰ جن پر تم قسمیں کھاتے

لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ
تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا ف۱۱ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ

اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ
نہ کچھ غم ف۱۲ اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ
ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو ف۱۳ یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے

اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا
بے شک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے ف۱۴ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل

وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا
تماشا بنالیا ف۱۵ اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا ف۱۶ تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے

ف۱ اگرچہ روکنا دنیا میں ہی ہو چکا تھا لیکن چونکہ اس کا نتیجہ آج ظاہر ہو رہا ہے' اس لئے حال سے تعبیر فرمایا گیا گویا وہ قیامت میں روک رہے ہیں۔ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفر وعناد اور بدعملی کی وجہ قیامت کا انکار ہے۔ اگر بندے کے دل میں قیامت کا خوف ہو تو جرم کرنے کی ہمت ہی نہ کرے ف۳ تاکہ دوزخ کا اثر جنت میں اور جنت کا اثر دوزخ میں نہ آسکے اور حق یہ ہے کہ یہ پردہ اعراف ہی ہے چونکہ یہ پردہ بہت اونچا ہوگا اس لئے اسے اعراف کہا جاتا ہے۔ اس پر صرف انسان ہوں گے اور صرف بالغ مرد جیسا کہ رجال سے معلوم ہوا۔ ف۴ ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اعراف والے حضرت عباس' حمزہ' جعفر وعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو اپنے محبین کو چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے۔ (صواعق) بعض نے فرمایا کہ وہ انبیاء کرام ہوں گے بعض نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں گناہ برابر تھے۔ اور بھی اس میں چند قول ہیں ف۵ یعنی جنت دوزخ میں داخلے سے پہلے ہی وہ ہر ایک کو پہچانیں گے لہٰذا حضور بھی ہر سعید وشقی کو ضرور پہچانیں گے۔ ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ نورانی مخلوق لاکھوں کوس کی معمولی آواز سن لیتی ہے۔ کیونکہ جنت آسمانوں سے بھی زیادہ اونچی ہے۔ اور دوزخ نہایت ہی گہری۔ مگر پھر بھی جنتی لوگ دوزخیوں کو چیخ وپکار سن لیں گے تو دنیا میں بھی نورانی لوگ دور والوں کی فریاد سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے دور سے چیونٹی کی باتیں سن لیں رب فرماتا ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (نمل:۱۹) اسی طرح اصحاب اعراف دور کے لوگوں کا حال دیکھیں گے اور کلام سنیں گے ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ اعراف کے لوگ جنتی لوگوں سے کم درجے والے ہوں گے ورنہ طمع کے کیا معنی لہٰذا یہ قول قوی ہے کہ اعراف والے وہ ہیں جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں ف۸ یعنی ہم کو دوزخ والوں میں سے نہ کر۔ یہ دعا محض برکت کے لئے ہوگی ورنہ وہ جگہ دعا کرنے کی نہیں۔ دعا وعبادت دنیا میں ہے۔ ف۹ اس سے معلوم ہوا کہ کفار ومجرم نشانی سے پہچانے جائیں گے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور کو قیامت میں مومن ومنافق کی پہچان نہ ہو ف۱۰ یہ سوال عتاب کے طور پر ہوگا نہ کہ پوچھنے کے لئے ف۱۱ یعنی دنیا میں ان جنتیوں کی غریبی فقیری دیکھ کر تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ انہیں آخرت میں بھی اللہ کی رحمت نہ ملے گی۔ دیکھو آج یہ کیسے مزے میں ہیں اور تم کیسی مصیبت میں ہو۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مومن کی فقیری یا کافر کی امیری سے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ ف۱۲ یعنی جنت میں نہ آئندہ کا خوف ہوگا نہ گزشتہ کا غم۔ نہ بیماری ہے نہ آزاری' نہ کوئی اندیشہ نہ نااتفاقی۔ نہ عداوت نہ آپس کے بغض۔ اس ایک جملہ میں تمام تکلیف دہ چیزوں کی نفی ہو گئی۔ ف۱۳ جب اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ عرض کریں گے کہ خدایا ہمارے کچھ عزیز واقارب جنت میں ہیں ہم کو اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے کچھ بات چیت کریں انہیں اجازت دی جاوے گی۔ دوزخی تو اہل جنت کو پہچان لیں گے مگر جنتی دوزخ والوں کو نہ پہچان

بقیہ بر صفحہ ۶۲۷

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ

اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا ف۱ اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ف۲ اور بے شک

جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے ف۳ جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا ف۴ ہدایت و رحمت

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

ایمان والوں کے لیے ف۵ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں ف۶ مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام واقع

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ

ہوگا ف۷ بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے کہ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے ف۸

فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ

تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں ف۹ یا ہم واپس بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف

كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

کام کریں ف۱۰ بے شک انھوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں ف۱۱ اور ان سے کھوئے گئے جو بہتان اٹھاتے تھے ف۱۲

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے ف۱۳

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ

پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے ف۱۴ کہ جلد

حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا

اس کے پیچھے لگا آتا ف۱۵ ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اُس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے

لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ

ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ف۱۶ بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا ف۱۷ اپنے رب سے دعا

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ ج وَلَا تُفْسِدُوْا فِي

کرو گڑگڑاتے اور آہستہ ف۱۸ بے شک حد سے بڑھنے والے ف۱۹ اُسے پسند نہیں ف۲۰ اور زمین میں فساد نہ

الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

پھیلاؤ ف۲۱ اس کے سنورنے کے بعد ف۲۲ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے ف۲۳ بے شک اللہ کی رحمت

۱ یعنی دوزخ یا عذاب میں یا ہم رحم نہ کریں گے۔ مطلق چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ وہ رب کی پکڑ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس سے کبھی نہ چھوٹیں گے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں نسیان اپنے معنی میں نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے۔ ۲ یعنی دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کیا لہٰذا یہاں نسیان سے مراد بھول نہیں بلکہ بھول کے لازمی معنی ہیں۔ کیونکہ وہ عمداً قیامت کے منکر تھے۔ ۳ یعنی قرآن شریف جو ان کی زبان' ان کے ملک میں نازل ہوا جس سے انہیں بہت عزت ملی کہ تمام جہان ان کا دست نگر ہوگیا معلوم ہوا کہ قرآن کریم سب کے لئے عموماً اور اہل عرب کے لئے خصوصاً بڑی نعمت ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں ہر۔ علم تفصیل وار مذکور ہے۔ جسے رب قوت قدسیہ دے وہ اس سے ہر علم حاصل کر سکتا ہے۔ ۵ حضور ﷺ اور قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا میں ظاہری عذاب آنے بند ہوگئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر رحمت خاصہ اور ہدایت صرف مومنوں کے لئے ہے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ رب حضور کے بارے میں فرماتا ہے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرماتا ہے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۱۲۸) ۶ اس سے معلوم ہوا کہ جسے حضور سے ایمان نہ ملے اسے اور کسی ذریعہ سے ایمان نہیں مل سکتا۔ حضور ﷺ ہدایت کا آخری ذریعہ ہیں۔ اور اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ ۷ اس دن سے مراد یا تو ان کی موت کا دن ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر یہ کہیں گے یا قیامت کا دن مگر دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے اور آئندہ مضمون کے مناسب ۸ حضور کا تشریف لانا گویا تمام رسولوں کا تشریف لانا ہے۔ دیکھو عرب میں حضور کے سوا کوئی رسول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وقت سے تشریف نہ لائے مگر یہاں جمع فرمایا گیا ۹ قیامت میں کفار دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی شفاعت نبیوں ولیوں علماء چھوٹے بچوں ماہ رمضان خانہ کعبہ وغیرہ نے کی تب کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہیں گے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی شفاعت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ کفار کی شفاعت نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے اسی لئے وہ شفعاء جمع کے صیغے سے کہیں گے۔ لیکن اول قیامت بے کسی کے وقت حضور ﷺ کے سوا شفاعت کوئی نہ کرے گا۔ اسی لئے شفیع المذنبین حضور ہی کا لقب ہے۔ شفاعت کبریٰ حضور ہی کریں گے۔ دروازہ شفاعت آپ کے ہی ہاتھ پر کھلے گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰ اس طرح کہ ایمان اور نیک اعمال اختیار کریں۔ کفر اور گناہوں سے بچیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان بھی عمل میں سے ہے یعنی عمل قلب' جہاں ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر ہو وہاں جسم کے عمل مراد ہوتے ہیں ۱۱ اس طرح کہ ایمان و عمل کا وقت ضائع کر بیٹھے اور بعد میں پچھتائے ۱۲ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود ان کا ساتھ چھوڑیں گے محبوبین خدا ہم گنہگاروں کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ بھی ساتھ چھوڑ دیں تو فرق کیا رہے۔ ۱۳ تاکہ بندے بھی اپنے کام میں جلدی نہ کیا کریں آہستگی سے کریں۔ چھ دن سے مراد چھ دن کی مقدار کا وقت ہے ورنہ اس وقت دن رات نہ تھے۔ سورج پیدا نہ ہوا تھا بقیہ برصفحہ ۷۶۲

اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ
نیکوں سے قریب ہے ف۱ اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے ف۲ اس

بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی یہاں تک کہ جب اٹھالائیں بھاری بادل ف۳ ہم نے

سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ
اسے کسی مُردہ شہر کی طرف چلایا ف۴ پھر اس سے پانی اُتارا پھر اس سے طرح طرح کے

الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ
پھل نکالے ف۵ اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے ف۶ کہیں تم نصیحت مانو اور جو

الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ
اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا

اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ
مگر تھوڑا بمشکل ف۷ ہم یونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں ان کے لیے جو احسان مانیں ف۸ بیشک

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ف۹ تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ف۱۰

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ
اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں ف۱۱ کہا اے

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾
میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں ف۱۲ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں ف۱۳

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾
تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے ف۱۴

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ
اور کیا تمہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت ف۱۵

ف۱ حضور علیہ السلام اللہ کی رحمت ہیں لہٰذا محسنین سے قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء:۱۰۷) ف۲ قرآن میں رحمت کی ہوا کو ریاح عذاب کی ہوا کو ریح فرمایا جاتا ہے۔ ف۳ سمندر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود ہوا بادل نہیں بن جاتی بلکہ سمندر کا پانی بھاپ بن کر طبقہ زمہریر پر پہنچتا ہے۔ پھر ہواؤں کے ذریعہ دوسری جگہ منتقل ہوجاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھاپ میں بوجھ ہوتا ہے کیونکہ بادل جمی ہوئی بھاپ ہی کا نام ہے۔ اسے قرآن کریم نے بھاری فرمایا ف۴ جہاں عرصے سے بارش نہ ہوئی تھی اور زمین خشک پڑی تھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کی موت علیحدہ ہے۔ ف۵ کیونکہ بارش کے پانی کے بغیر بھی پھل پھول نہیں ہوتے۔ کنوئیں دریا کے پانی بارش کی جگہ کام نہیں دیتے ف۶ جیسے بارش کی برکت سے خشک لکڑیوں کو ہرا بھرا کر کے پھولوں سے لاد دیتے ہیں ایسے ہی صور کی آواز سے مردوں کو زندہ فرمادیں گے۔ ف۷ یعنی بارش زمین یا زمین میں بوئے ہوئے تخم کو نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی قرآن کریم فطرت نہیں بدلتا۔ اس سے کوئی صدیق بن جاتا ہے کوئی زندیق۔ ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے نااہل گمراہ بھی بن جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا (بقرہ:۲۶) غافل لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے قرآن روحانی بارش ہے ف۹ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر یا عبدالغفار ابن لمک ابن متوشلخ ابن اخنوخ ہے۔ اخنوخ ادریس علیہ السلام کا نام شریف ہے۔ آپ کی عمر قریباً پندرہ سو برس ہوئی۔ چونکہ آپ خوف الٰہی میں گریہ و نوحہ بہت کرتے رہے اس لئے آپ کا لقب نوح علیہ السلام ہوا۔ آپ کے زمانے میں بہن سے نکاح حرام ہوا ف۱۰ ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو کیونکہ کافر پر عبادت فرض نہیں ہوتی۔ ف۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام کے مطیع اکثر غریب و مسکین ہوتے ہیں۔ امیر اور سرداران کے مخالف۔ مگر مرزا قادیانی کے مطیع اکثر امراء اور وجاہت والے ہوئے غرباء علیحدہ رہے دوسرے یہ کہ نبی کو گمراہ کہنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ ف۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور گمراہی جمع نہیں ہوسکتیں اور کوئی نبی ایک آن کے لئے بھی گمراہ نہیں ہوسکتے کیونکہ لکن کا بعد لکن سے پہلے کے ساتھ جمع نہیں ہوا کرتا۔ اگر نبی گمراہ ہوں تو انہیں ہدایت کون کرے۔ ف۱۳ کیونکہ جب دنیاوی بادشاہ نااہل بے علم' ناسمجھ کو اپنا وزیر یا حاکم نہیں بناتے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ رب العالمین کم عقل یا گمراہ یا کم علم کو نبوت جیسا عہدہ عطا فرمادے۔ اس میں رب کی توہین ہے کہ اس کا انتخاب غلط ہو۔ ف۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی شان پوسٹ مین کی طرح صرف احکام پہنچا دینا نہیں بلکہ وہ احکام پہنچاتے بھی ہیں انہیں لوگوں میں جاری بھی کرتے ہیں اور قبول بھی کراتے ہیں۔ یہ ان کی نصیحت ہے اور رب کی طرف سے خصوصی علم بھی لے کر آتے ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں ملتے۔ رسالات کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات عقائد' اعمال' تصوف یعنی شریعت و طریقت کے تمام مسائل پہنچاتے ہیں ف۱۵ معلوم ہوا کہ نبوت مردوں سے خاص ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ بقیہ برصفحہ ۶۷۲

وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ

کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو ف۱ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اُسے اور

مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا ف۲ بے شک وہ

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

ع ۸/۱۵

اندھا گروہ تھا ف۳ اور عاد کی طرف ف۴ ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ

اللہ کی بندگی کرو ف۵ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں اس کی قوم کے سردار

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ

بولے بے شک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں ف۶ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ

کرتے ہیں کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ میں تو

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ

پروردگار عالم کا رسول ہوں ف۷ تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ

اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

ہوں ف۸ اور کیا تمہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ

سے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو ف۹ جب اس نے تمہیں قوم

نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ

نوح کا جانشین کیا اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا ف۱۰ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں

تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ

تمہارا بھلا ہو ف۱۱ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو ف۱۲ کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں ف۱۳ تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو ف۱۴

(۱) معلوم ہوا کہ نبیوں کا انسانوں میں آنا اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر خاص رحمت ہے کہ اس سے انسانیت ہمیشہ فخر کرے گی۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے دشمنوں پر اس وقت تک دنیاوی عذاب نہیں آتا جب تک وہ پیغمبر کی نافرمانی نہ کریں رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۱۵) آپ کی کشتی میں چالیس مرد چالیس عورتیں تھیں مگر آپ کی اولاد کے سوا کسی کی نسل نہ چلی۔ اس لئے آپ کو آدم ثانی کہتے ہیں (۳) یعنی ان کے پاس نبوت کی شان دیکھنے والی آنکھ نہ تھی۔ ان کے دل اندھے تھے اگرچہ آنکھیں کھلی تھیں۔ اس لئے بہت سے نابینا صحابی بن گئے۔ اور بہت سے انکھیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے باوجود صحابی تو کیا مومن بھی نہ بنے۔ (۴) قوم عاد دو ہیں عاد اولیٰ جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام ہیں جو یمن میں آباد تھے، عاد ثانیہ جنہیں ثمود کہتے ہیں ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام ہیں۔ ان دونوں میں سو برس کا فاصلہ ہے۔ پہلے عاد ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت ہود کا نسب یہ ہے۔ ہود ابن عبداللہ ابن رباح ابن خلود ابن عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام (روح البیان) (۵) بندگی سے مراد ایمان لانا ہے کہ یہ تمام بندگیوں کی اصل ہے۔ (۶) جو کوئی نبی کی عقل یا علم کسی سے کم مانے وہ بے دین ہے۔ وہ حضرات علم و عقل کے انتہائی درجہ میں ہوتے ہیں۔ اس قوم کا کفر یہ بیان ہوا کہ انہوں نے اپنے کو ہود علیہ السلام سے زیادہ عقلمند سمجھا۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور سفاہت جمع نہیں ہوسکتی نبی کامل عقل والے ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ ایک آن کے لئے بھی رب سے غافل نہیں ہوتے ورنہ لکن کے معنی درست نہیں ہوسکتے خیال رہے کہ تمام جہان کی عقل نبی کی عقل کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ اور تمام رسولوں کی عقل حضور کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ (۸) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جاہلوں کی بدتمیزی پر تحمل کرنا سنت انبیاء ہے۔ دیکھو ہود علیہ السلام نے ان کی سخت اور بدتمیز گفتگو کا جواب سختی سے نہ دیا بلکہ نرمی سے دیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے فضائل بیان کرنا تبلیغ کے لئے یا خدا کے شکر کے لئے سنت انبیاء ہے فخر کے لئے نہیں (۹) اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ صحیح ہو۔ اور گزشتہ قوموں کے حالات سے سبق لینا ضروری ہے۔ نیز اللہ کی نعمتوں میں غور کرنا عبادت ہے کہ اس سے بہت عبرت ہوتی ہے (۱۰) اللہ نے انہیں سلطنت اور قوت بدنی عطا فرمائی تھی چنانچہ شداد ابن عاد جیسا بڑا بادشاہ انہیں میں ہوا۔ ان میں پست قد آدمی ساٹھ ہاتھ اور لمبا آدمی سو ہاتھ کا تھا۔ بڑے قوت والے اور شہ زور تھے انکا سر خیمہ کے برابر آنکھیں پرندوں کے گھونسلوں کی طرح تھیں (۱۱) معلوم ہوا کہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا عبادت۔ اس میں محفل میلاد شریف بھی داخل ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا چرچا ہے اور ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ (۱۲) ہود علیہ السلام بستی سے دور عبادت خانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب کوئی وحی تبلیغی آتی تو بستی میں آکر لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ تب قوم یہ بقیہ برصفحہ ۷۶۲

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ
کہا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا ف۱
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا
کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ف۲
نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اُتاری ف۳ تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ
دیکھتا ہوں ف۴ تو ہم نے اُسے اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی ف۵
قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾
اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی ف۶ اور وہ ایمان والے نہ تھے ف۷
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
اور ثمود کی طرف ف۸ ان کی برادری سے صالح کو بھیجا ف۹ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ
کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی یہ اللہ کا ناقہ
اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا
ہے ف۱۰ تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے
بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
ہاتھ نہ لگاؤ ف۱۱ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا اور یاد کرو جب تم کو عاد
مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
کا جانشین کیا ف۱۲ اور ملک میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو ف۱۳
قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا
اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو ف۱۶ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو ف۱۷ اور
تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ف۱۴ اس کی قوم کے تکبر والے ف۱۵

ع ۹ ۸/۱۶ وقف لازم

❶ قرآن کریم میں آئندہ یقینی واقعات کو ماضی سے تعبیر فرما دیتے ہیں۔ چونکہ عذاب آنا یقینی تھا لہٰذا فرمایا گیا کہ سمجھو عذاب آ ہی گیا۔ ❷ جن کی حقیقت کچھ نہیں صرف فرضی نام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مشرکوں نے جن بتوں کو گھڑ رکھا ہے۔ مہادیو، گنیش، ہنومان وغیرہ یہ سب فرضی نام ہیں۔ نہ یہ مخلوق کبھی تھی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ہنومان کے چوتڑوں پر دم، گنیش کے منہ پر سونڈ، کسی کے سر پر سینگ ایسے انسان کبھی ہوئے نہیں صرف فرضی قصے ہیں۔ اب بعض جاہل مسلمانوں کا ان کو ولی یا نبی کہنا نری حماقت ہے۔ ان کی انسانیت بلکہ ان کی ہستی ہی ثابت نہیں پھر ولایت ونبوت کیسی ❸ کہ کسی نبی نے اس مخلوق کا ذکر نہ فرمایا ایسے ہی ہندوؤں کے بتوں کرشن، رام چندر وغیرہ کی کسی نبی کسی رسول نے خبر نہ دی لہٰذا ان کا ثبوت نہیں ❹ اپنی ہلاکت وعذاب کے تم بھی منتظر رہو میں بھی انتظار کرتا ہوں ❺ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی ولی اور کوئی مومن اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں سب اس کی رحمت کے حاجت مند ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رسول کی طفیل اور ان کی ہمراہی کی برکت سے رحمت ملتی ہے۔ اسی لئے فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ جس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ہمراہی نجات کا سبب ہے۔ ❻ اس طرح کہ ان کا ایک فرد باقی نہ بچا اور نسل بھی ختم کر دی گئی۔ آئندہ کوئی ان کا نام لیوا نہ رہا ❼ چنانچہ پہلے ان پر تین سال قحط آیا۔ بارش بند ہو گئی۔ ان کی ایک جماعت دعا کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئی۔ دعا کی۔ واپس آنے پر ان پر دو قسم کے بادل بھیجے گئے۔ کالے اور سفید اور فرمایا گیا کہ ان میں کون سا بادل پسند کرتے ہو۔ وہ بولے کالا۔ کالا بادل آیا اور بجائے بارش کے ان پر ایسی آندھی آئی کہ سارے کافر ہلاک کر دیئے گئے۔ ہود علیہ السلام بمعہ باقی مسلمانوں کے مکہ معظمہ میں تشریف لا کر مقیم رہے اور یہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور مطاف میں دفن ہوئے۔ ❽ ثمود بھی عرب کا قبیلہ ہی تھا یہ لوگ ثمود ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے ان کا مقابلہ حجر میں تھا جو حجاز و شام کے درمیان واقع ہے۔ ❾ آپ کا نام صالح ابن عبید ابن آصف ابن فالح ابن عبید ابن حاذر ابن ثمود ہے۔ چونکہ آپ قوم ثمود میں سے ہی تھے، اس لئے آپ کو اس قوم کا بھائی فرمایا گیا ورنہ نبی امت کے بھائی نہیں ہوتے وہ تو باپ سے زیادہ عظمت رکھتے ہیں اسی لئے نبی کی بیویاں امت کی بھاوجیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی مائیں ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب:۶) قوم ثمود قوم عاد کے بعد ہوئی اور صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہیں (روح) ❿ جو اللہ کی قدرت سے بغیر ماں باپ پیدا ہو۔ یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوار ہونے کا ناقہ ہے۔ جیسا کہ دیانند سرسوتی نے اپنی بیوقوفی سے سمجھا۔ قوم ثمود کے سردار جندع ابن عمرو نے صالح علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو پہاڑ کے اس پتھر سے ایسی صفات کی اونٹنی پیدا کریں۔ اگر ہم نے یہ معجزہ دیکھ لیا تو آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے ایمان کا وعدہ لے کر رب سے دعا کی۔ سب کے سامنے وہ پتھر پھٹا اور اسی شکل وصورت کی پوری جوان اونٹنی نمودار ہوئی بقیہ برصفحہ ۲۶۷

مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ

سردار کمزور مسلمانوں سے بولے کیا تم جانتے ہو ۱

اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں ۲ بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ۳

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے ۴

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا

پس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ۵ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ

بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو تو انہیں زلزلہ نے آ لیا ۶

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح نے ان سے منہ پھیرا ۷ اور کہا

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں ۸ اور لوط کو بھیجا ۹ جب اس نے اپنی قوم سے کہا

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

کیا وہ بے حیائی کرتے ہو ۱۰ جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی ۱۱

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ

تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر ۱۲ بلکہ

اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ

تم لوگ حد سے گزر گئے اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ

قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ان کو اپنی بستی سے نکال دو ۱۳ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں

(۱) معلوم ہوا کہ آپ کی قوم کے کچھ کمزور اور غریب لوگ تو آپ پر ایمان لائے مگر سردار مالدار ایمان نہ لائے۔ ہمیشہ نبیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا کہ ان کی پیروی غرباء و مساکین نے کی۔ (۲) ان بدنصیبوں کا یہ سوال مذاق اور ٹھٹھے کے طور پر تھا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اس سوال کو ان کے کفریات میں ذکر فرمایا (۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی قبول ہے۔ جیسے کہ ہم تمام نبیوں پر اجمالی ایمان لائے ہیں۔ خبر نہیں کہ نبی کتنے ہیں۔ ایسے ہی حضور کے تمام احکام پر اجمالی ایمان لائے خبر نہیں کتنے ہیں۔ (۴) یہاں عجیب لطف ہے کہ مومنین نے اپنا ایمان رسالت پر مبنی فرمایا اور کہا کہ جو کچھ لے کر وہ بھیجے گئے ہم اس پر ایمان لے آئے اور کفار نے اپنا کفران کے ایمان پر مبنی کیا کہ جس پر تمہارا ایمان ہے ہم اس کے انکاری ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ایمان عام مسلمانوں کا سا چاہیئے (۵) اگرچہ اونٹنی کی کوچیں ایک شخص قیدار نے کاٹی تھیں لیکن چونکہ سب کے مشورے سے کاٹی تھیں لہٰذا یہ کام سب کی طرف منسوب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کی رائے دینا بھی کفر ہے۔ انہوں نے بدھ کے دن کوچیں کاٹیں۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تین دن کے بعد ہلاک ہو جاؤ گے۔ پہلے دن تمہارے چہرے زرد' دوسرے دن سرخ' تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ اتوار کے دن دوپہر کے قریب اولاً ہولناک آواز میں گرفتار ہوئے جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے۔ پھر سخت زلزلہ قائم کیا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قوم ثمود میں ایک عورت تھی صدوق' جو نہایت حسینہ جمیلہ مالدار تھی۔ اس کی لڑکیاں بھی بہت خوبصورت تھیں۔ چونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے اس کے جانوروں کو دشوار ہوتی تھی اس لئے اس نے مصدع ابن دہر کو بلا کر کہا کہ اگر تو اونٹنی کو ذبح کر دے تو میری جس لڑکی سے چاہے نکاح کر لینا۔ یہ دونوں اونٹنی کی تلاش میں نکلے اور دونوں نے اسے ذبح کیا۔ مگر قیدار نے ذبح کیا اور مصدع نے ذبح پر مدد کی۔ (۶) اس طرح اولاً حضرت جبریل نے چیخ ماری جس سے سخت زلزلہ پیدا ہوا اور وہ ہلاک ہو گئے لہٰذا چیخ کی آیت اور زلزلہ کی آیت میں تعارض نہیں۔ (۷) ان کی ہلاکت کے بعد اولاً حضرت صالح علیہ السلام مع مومنوں کے اس بستی سے نکل کر جنگل میں چلے گئے۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد وہاں سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت ان کی لاشوں پر گزرے تو ان لاشوں سے خطاب کر کے بولے۔ (۸) اس سے پتہ لگا کہ مردے سنتے ہیں کیونکہ صالح علیہ السلام نے ان کی موت کے بعد یہ کلام اور خطاب فرمایا اور اللہ کے خاص بندے تو بعد وفات دور سے بھی سن لیتے ہیں۔ اسی لئے ہر نمازی حضور ﷺ کو التحیات میں سلام کرتا ہے۔ حالانکہ جو سلام نہ سن سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سویا ہوا یا بے ہوش۔ ایسے ہی جو سلام کا جواب نہ دے سکے اسے بھی سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نماز میں یا قضائے حاجت میں مشغول (۹) لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ سدوم کے نبی تھے اور ابراہیم علیہ السلام شام اور فلسطین کے پیغمبر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے شام میں آئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی بہت خدمت بقیہ برصفحہ ۲۶۳

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ﳲ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(۸۳) وَ
تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہوئی ۲ اور
اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًاؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ(۸۴)
ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا ۳ تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا ۴
وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًاؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا ۵ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل
فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ
آئی تو ناپ اور تول پوری کرو ۶ اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو
وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ
اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ ۷ یہ تمہارا بھلا ہے
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۸۵) وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ
اگر ایمان لاؤ ۸ اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو ۹ کہ راہ گیروں
تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ
کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو جو اس پر ایمان لائے اور اس میں
تَبْغُوْنَهَا عِوَجًاۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ۪ وَ انْظُرُوْا
کجی چاہو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا ۱۰ اور دیکھو
كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ(۸۶) وَ اِنْ كَانَ طَآىٕفَةٌ مِّنْكُمْ
فسادیوں کا کیسا انجام ہوا ۱۱ اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں لے کر
اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآىٕفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا
بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا ۱۲ تو ٹھہرے رہو
حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَاۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ(۸۷)
یہاں تک کہ اللہ ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ۱۳

ع ۱۱ / ۱۱

۱ اس سے معلوم ہوا کہ بال بچے بیوی سب نبی کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ لہٰذا حضور کی ازواج اور اولاد سب آل رسول اور اہل بیت نبی ہیں۔ ۲ اس عورت کا نام واہلہ تھا۔ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ اپنی قوم کی جاسوسی کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی کی بیوی کافرہ ہوسکتی ہے۔ زانیہ نہیں ہوسکتی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ (النور: ۲۶) آپ کی دو لڑکیاں تھیں۔ رعوذ اور رینا۔ یہ دونوں اور سارے مسلمان بچا لئے گئے۔ باقی لوگ ہلاک کر دیئے گئے ۳ اس طرح کہ پہلے تو زمین کا تختہ لوٹایا گیا کہ حضرت جبریل نے اس پورے طبقہ کو آسمان تک اٹھایا پھر الٹا کر کے گرا دیا۔ پھر اس الٹے ہوئے پر ایسے پتھر برسے جو گندھک اور آگ سے مرکب تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہاں کے باشندے زمین میں دھنسائے گئے اور جو سفر میں تھے وہ بارش سے ہلاک ہوئے ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ بدکاری تمام جرموں سے بڑا جرم ہے کہ قوم لوط پر ایسا عذاب آیا جو دوسری معذب قوموں پر نہ آیا تھا۔ اب بھی اسلام میں زانی کی سزا وہ ہے جو قاتل کی بھی نہیں۔ یعنی سنگسار کرنا۔ دوسرے یہ کہ مجرموں کے تاریخی حالات پڑھنا۔ ان میں غور کرنا بھی عبادت ہے تاکہ اپنے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو۔ اسی طرح محبوب قوموں کے حالات میں غور کرنا محبوب ہے تاکہ اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ ۵ یعنی شعیب ابن میکیل ابن یشجر ابن مدین۔ مدین نے لوط علیہ السلام کی بیٹی ریتا سے نکاح کیا جس سے بہت اولاد ہوئی کہ ان سے یہ بستی بس گئی اور اس بستی کا نام مدین رکھا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام وجیہہ و خوبصورت تھے آپ کی بیٹی صفورا موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ ۶ معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی کافر قوم کو ناپ تول درست کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ماننے پر عذاب الٰہی آگیا۔ بلکہ قیامت میں کافروں کو نماز چھوڑنے پر بھی عذاب ہوگا۔ رب فرماتا ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (مدثر: ۴۳) البتہ عبادات کفار پر شرعاً واجب نہیں ۷ یعنی یہاں نبی تشریف لے آئے۔ نبوت کے احکام جاری فرما دیئے اس سے بستی کی اصلاح ہوگئی۔ اب تم کفر و گناہ سے فساد برپا نہ کرو۔ ۸ یعنی اگر تم ایمان لا کر ناپ تول درست کرو اور فساد سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب پاؤ گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ سچا تاجر قیامت میں نبیوں کے ساتھ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو صفائی معاملات کا اجر آخرت میں نہ ملے گا۔ آخرت کا اجر مومن کے لئے ہے۔ ۹ یہ لوگ مدین کے راستوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ ہر راہ گیر سے کہتے کہ مدین شہر میں ایک جادوگر ہے اس کے پاس نہ جانا۔ ان کا نام شعیب علیہ السلام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بعض لوگ مسافروں پر ڈکیتی کرتے تھے۔ ۱۰ یعنی تم تھوڑے تھے تمہیں بہت کر دیا۔ غریب تھے امیر کر دیا۔ کمزور تھے قوی کر دیا۔ ان نعمتوں کا تقاضا ہے کہ تم اس کا شکر یہ ادا کرو کہ مجھ پر ایمان لاؤ ۱۱ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی شعیب علیہ السلام کا ہے۔ آپ اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اپنے سے پہلی امتوں کے تاریخی حالات میں غور کر کے عبرت پکڑو ہوسکتا ہے کہ اہل عرب سے بقیہ بر صفحہ ۶۳۷

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

اس کی قوم کے متکبر سردار بولے ؁۱ اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

ساتھ والے مسلمانوں کو ؁۲ اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ؕ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ

کہا کیا اگرچہ ہم بیزار ہوں ؁۳ ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر

عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ

تمہارے دین میں آ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے ؁۴ اور ہم مسلمانوں میں کسی کا

اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ

کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے ؁۵ جو ہمارا رب ہے ہمارے رب کا علم ہر چیز

عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

کو محیط ہے ؁۶ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر دے

وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے ؁۷ اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ

لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور تم نقصان میں رہو گے ؁۸ تو انہیں زلزلہ نے آلیا تو

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ۚۖ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ

صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ؁۹ شعیب کو جھٹلانے والے گویا ان

لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے ہی تباہی میں پڑے

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ

تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا ؁۱۰ اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور

نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ؑ وَمَآ اَرْسَلْنَا

تمہارے بھلے کو نصیحت کی ؁۱۱ تو کیونکر غم کروں کافروں کا ؁۱۲ اور نہ بھیجا ہم نے

❶ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے سردار ہی قوم کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں اگر یہ درست ہو جائیں تو قوم کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ قوم شعیب کے سردار اسی بے ادبی سے ہلاک ہوئے۔ ❷ یعنی اصل مقصود تو تمہارا نکالنا ہے۔ تمہاری وجہ سے تمہارے ساتھی مومنوں کو بھی نکال لیں گے معلوم ہوا کہ کفار بھی جانتے تھے کہ نبی اور عام مومنوں میں فرق ہے۔ لفظ مومن میں نبی داخل نہیں ہوتے خیال رہے کہ مـعـک کا تعلق نکالنے سے ہے۔ یعنی انہیں بھی تمہارے ساتھ نکال دیں گے۔ ایمان میں مومن نبی کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ نبی ایمان میں مقدم ہوتے ہیں ❸ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم دل سے تمہارے دین سے بیزار ہوں اور تقیہ کر کے زبان سے اس کا اقرار کر لیں۔ معلوم ہوا کہ تقیہ بری چیز ہے۔ ❹ اس طرح کہ مجھے اول ہی سے کفر سے دور رکھا، اور میرے ساتھیوں کو کفر سے نکال لیا۔ ایمان کی توفیق دے دی۔ کیونکہ نبی کسی وقت بھی گنہگار نہیں ہو سکتے، چہ جائیکہ ان سے کفر صادر ہو ❺ کسی مسلمان کا گمراہ کرنا، اس سے نبی خارج ہیں کیونکہ وہ معصوم قطعی ہوتے ہیں، وہ گمراہ نہیں ہو سکتے۔ نیز گمراہی یا تو نفس امارہ سے آتی ہے۔ یا شیطان کے اغوا سے۔ انبیاء کرام کے نفس امارہ ہوتے ہی نہیں بلکہ مطمئنہ۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ (یوسف: ۵۳) اور شیطان انہیں گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کافر کا کفر اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے مگر اس کی رضا سے نہیں۔ ❻ یہ آیت ان آیات کی تفسیر ہے جن میں فرمایا گیا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی اللہ کا علم اس کی قدرت گھیرے ہوئے ہے۔ رب گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے توکل سے خبردار ہے۔ امید ہے کہ

اب وہ ہم سب کو کفر کی طرف لوٹنے سے بچائے گا۔ ❼ یعنی فیصلہ ظاہر فرما دے۔ اس طرح کہ کفار کو ہلاک فرما دے اور مومنوں کو نجات دے دے، ورنہ قولی فیصلہ تو نبی کی زبان سے ہی ہو چکا تھا ❽ یعنی اگرچہ دنیاوی حکام سلطان وغیرہ بھی فیصلے کرتے رہتے ہیں، مگر تیرا فیصلہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ❾ اس طرح کہ تم کو تجارتی لین دین میں پورا تولنا پڑے گا جس سے تمہیں تجارتوں میں بجائے نفع کے نقصان ہوگا۔ سرداران کفر کا یہ قول ان لوگوں سے تھا جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین دنیاوی نقصان دکھا کر دین سے روکتے ہیں ❿ اس طرح کہ پہلے تو ان پر ایک چیخ آئی۔ پھر زلزلہ۔ کیونکہ سورۂ ہود میں ہے وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (ہود: ۶۷) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان پر دوزخ کا دروازہ کھولا گیا۔ جس سے سخت گرمی ہوگئی۔ وہ تہہ خانوں میں بھاگے۔ وہاں بھی گرمی تھی۔ وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے، وہاں ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ سب وہاں جمع ہو گئے۔ وہ بادل آگ بن کر بھڑک اٹھا اور تمام لوگ جل کر فنا ہو گئے۔ لہٰذا دار سے مراد ان کی بستی ہے، نہ کہ ان کے گھر۔ کیونکہ وہ گھروں سے نکل کر جنگل میں فنا ہوئے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (شعراء: ۱۸۹) ⓫ یعنی بقیہ برصفحہ ۶۳۷

فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِىٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا ف۱ کہ وہ کسی طرح

يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا

زاری کریں ف۲ پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی ف۳ یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے

وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ

اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو رنج و راحت پہنچے تھے تو ہم نے انہیں اچانک ان کی

هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

غفلت میں پکڑ لیا ف۴ اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر

عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے ف۵ مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے

بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا

کیے پر گرفتار کیا ف۶ کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات

بَیَاتًا وَّ هُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ

کو آئے جب وہ سوتے ہوں ف۷ یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب

بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا یَاْمَنُ

دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ف۸ کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ

مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَ لَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ

کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ف۹ اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

اس کے وارث ہوئے انہیں اتنی ہدایت نہ ملی ف۱۰ کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر آفت پہنچائیں

وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى

اور ہم ان کے دلوں پر مہر کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سنتے ف۱۱ یہ بستیاں ہیں جن

نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَاۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِۚ

کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں ف۱۲ اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں

(۱) یہاں لوگوں سے مراد کفار ہیں۔ اور سختی سے مراد فقیری اور دوسرے بیرونی مصائب ہیں۔ اور تکلیف سے مراد بیماری آزاری وغیرہ داخلی مصیبت ہیں۔ یعنی آخر کار ان پر تکالیف بھیجیں تا کہ ایمان لاویں (۲) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مصیبت و آرام امتحان ہیں۔ مصیبت میں صابر' آرام میں شاکر رہنا چاہئے۔ گناہوں کے باوجود عیش ملنا سخت عذاب ہے اور نیک کاروں پر تکلیف آنا رب کی رحمت ہے۔ اگر صبر کی توفیق ملے (۳) یا اس لئے کہ ان نعمتوں کے شکریہ میں ایمان قبول کر لیں یا اس لئے کہ غافل ہو کر اور زیادہ گناہ کر لیں پہلی صورت میں یہ نعمتیں رحمت تھیں' دوسری صورت میں عذاب تھیں۔ (۴) معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب کی طرف رجوع نہ کرنا' اس کو اتفاقیات میں سے ماننا غافل قوم کی علامت ہے۔ صحابہ کرام ہر بیماری میں سوچتے تھے کہ کس غلطی کی وجہ سے یہ تکلیف آئی اور ہر نعمت پر خوف کرتے تھے کہ کہیں یہ نعمت رب کا عذاب نہ ہو۔ بیدار دل کی یہی علامت ہوتی ہے۔ اللہ نصیب کرے (۵) اس سے معلوم ہوا کہ تقوئی رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق: ۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی مصائب رفع کرنے کے لئے نیک اعمال کرنے جائز ہیں۔ اسی لئے بارش کے لئے نماز استسقاء اور گرہن میں نماز کسوف پڑھتے ہیں (۶) یعنی عاقل بالغ کافروں کو تو ان کی بدعملیوں کی وجہ سے قسم قسم کے عذاب میں پکڑ لیا۔ اور ان کے بچوں اور جانوروں وغیرہ کو ان کے تابع ہو کر۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں۔ (۷) یہاں بستیوں والوں سے مراد مکہ مکرمہ اور آس پاس کی بستیوں والے ہیں اور نہ ڈرنے سے مراد بے خوفی کا نہ ڈرنا ہے جو کفر ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ (انفال: ۳۳) یعنی آپ کے ہوتے ہوئے

۱۲ ع ۲

ان پر عذاب نہ آئے گا رب کی ہیبت اس کا خوف ایمان کی دلیل ہے۔ حضور ﷺ بادل دیکھ کر بھی خوف کرتے تھے اور رب کی وعدہ خلافی کا خوف کفر ہے۔ نیز رب کی ہیبت کا دل سے نکل جانا کفر کی دلیل ہے وہی اس جگہ مراد ہے۔ (۸) کیونکہ عذاب الٰہی اکثر غفلت کے وقت آتا ہے اور غفلت زیادہ تر رات کے آخری حصہ میں یا دوپہر کے وقت ہوتی ہے۔ (۹) معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی ہیبت کا دل سے نکل جانا سخت نقصان کا ذریعہ ہے۔ رب کی ڈھیل یا اس کا کسی بندہ کو گناہ پر نہ پکڑنا خفیہ تدبیر ہے۔ (۱۰) یعنی انہیں غور کرنا چاہئے کہ جیسے ان کے مورثوں کے پاس یہ دنیا نہ رہی' وہ مر گئے یہ ان کی جائیدادوں کے مالک ہو گئے' ایسے ہی ان کے پاس نہ رہے گی۔ ان کے بعد دوسروں کو ملے گی۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر کبھی ظاہری عذاب نہ آیا یعنی مسخ خسف وغیرہ۔ اصحاب فیل پر عذاب آیا۔ مگر وہ مکہ والے نہ تھے اور جن بستیوں میں عذاب ظاہری آیا۔ وہاں رہنا وہاں کا پانی پینا بلکہ وہاں ٹھہرنا بھی ناجائز ہے۔ لہٰذا اس آیت کی یہ تفسیر قوی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہاں مورثوں کی موت مراد ہے۔ جس کے بعد اس کے وارث اس کا مال سنبھال لیتے ہیں (۱۱) معلوم ہوا کہ دوسروں کی موت سے نصیحت نہ لینا' برا بر گنا ہوں

بقیہ برصفحہ ۷۶۳

14

فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ

لے کر آئے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ وہ اس پر ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ۱؎ اللہ یونہی

عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ

چھاپ (مہر) لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر ۲؎ اور ان میں اکثر کو ہم نے قول کا سچا نہ پایا ۳؎

وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور ضرور ان میں اکثر کو بے حکم ہی پایا پھر ان کے بعد ہم نے

مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ

موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو ۴؎ انھوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی

كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ

تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کا اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں

اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِیْقٌ عَلٰۤی اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ

پروردگار عالم کا رسول ہوں ۵؎ مجھے سزاوار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں

عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ

مگر سچی بات ۶؎ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو بنی اسرائیل کو

مَعِیَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ

میرے ساتھ چھوڑ دے ۷؎ بولا اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ

بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ

اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر

ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

اژدھا ہو گیا ۸؎ اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ۹؎

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیْدُ

قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے ۱۰؎ تمہیں

اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ

تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے بولے انھیں اور ان کے

۱ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی توہین یا عداوت دل پر مہر ہو جانے کا سبب ہے۔ رب اس سے بچائے۔ یہ مہر ایسی ہوتی ہے جیسے لوہے کا زنگ سے گل جانا۔ ۲ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے جس سے اس میں ہدایت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رہتی۔ اب جن کو حضور سے تعلق نہیں انہیں قرآن کی سمجھ بھی الٹی ہی آتی ہے نعوذ باللہ منہا ۳ کفار عرب مصیبت میں گرفتار ہو کر وعدہ کرتے تھے کہ اگر اب نجات مل گئی تو ہم ایمان لے آئیں گے اور نجات ملنے پر ایمان نہ لاتے تھے۔ یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۴ یعنی موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی گزرے۔ ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں بہت پایہ کے نبی ہیں۔ پہلے صاحب کتاب ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ورنہ تمام نبیوں میں آپ بھی آ گئے تھے۔ اور آیات سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں نہ کہ توراۃ کی آیتیں۔ کیونکہ توراۃ شریف ہلاکت فرعون کے بعد عطا ہوئی تھی نیز کفار کتاب ماننے کے مکلف نہیں ہوتے وہ نبی کو ماننے کے مکلف ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ اس سے پہلے اسے عزیز مصر کہتے تھے اور اب خدیو مصر کہلاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا نام مصعب بن ریان تھا۔ آپ تمام مصر والوں کے نبی تھے خواہ وہ قبطی ہوں یا سبطی یا اسرائیلی ۵ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی پہچان فرض ہوتی ہے۔ پھر دوسری چیزوں کی۔ اسی لئے ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں فرمایا کہ مجھے پہچانو' میں کیسا ہوں۔ ۶ معلوم ہوا کہ نبی جھوٹ سے معصوم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمانا۔ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا (انبیاء: ۶۳) تبلیغ تھی جھوٹ نہ تھا۔ اسی طرح آپ کا اپنی بیوی کو بہن فرمانا توریہ تھا جھوٹ نہ تھا۔ نبوت اور جھوٹ میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں۔

ع ۱۳ / ۹ / ۲

ان کا کذب محال ہے اور رب کا جھوٹ محال بالذات ۷ یعنی انہیں اپنی غلامی سے آزاد کر دے تا کہ وہ میرے ساتھ ملک شام چلے جائیں ۸ یعنی موٹائی میں اژدہا تھا' تیز رفتاری میں پتلے سانپ کی طرح تھا۔ زرد رنگ کا۔ ایک میل اونچا کھڑا ہو گیا۔ نچلا جبڑا زمین پر' اونچا فرعونی محل کی چوٹی پر تھا۔ جب فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون تخت سے اتر کر گوز مارتا بھاگا۔ اور درباری ایسے بھاگے کہ بہت سے کچل کر مر گئے۔ فرعون چیخا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور اسے پکڑ لو اور تمہارے ساتھ میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ ۹ اس سے پتہ لگا کہ نبی کو معجزات اس قسم کے ضرور دیئے جاتے ہیں جس کا اس وقت زور ہو۔ چونکہ اس زمانے میں جادو کا زور تھا لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزات عطا ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا لہٰذا انہیں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشنا' مردے زندہ کرنے کے معجزے عطا ہوئے اگر قادیانی نبی ہوتا تو اسے سائنس کی ایجادات کی قسم کے معجزے ملتے کیونکہ آج کل اسی کا زور ہے ۱۰ چونکہ آپ مصر سے عرصہ تک لاپتہ رہے تھے اس لئے فرعونی سمجھے کہ آپ جادو سیکھنے گئے تھے اور کسی ماہر استاد جادوگر کی شاگردی کر کے جادو میں ماہر ہو گئے ہیں۔ اسی لئے

بقیہ بر صفحہ ۲۶۳

اَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾
بھائی کو ٹھہرا اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے کہ ہر علم والے جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ف۱
وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾
اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر ہم غالب آئیں
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ
بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہوجاؤ گے ف۲ بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں
وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا
یا ہم ڈالنے والے ہوں کہا تم ہی ڈالو ف۳ جب انھوں نے ڈالا
اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ
لوگوں کی نگاہوں پر جادو کردیا ف۴ اور انھیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے ف۵ اور ہم نے
اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا ف۶
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ
تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا ف۷ تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور
انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
ذلیل ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے میں گرادیے گئے ف۸ بولے ہم ایمان لائے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا ف۹ فرعون بولا تم اس پر ایمان لے
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ
آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ف۱۰ یہ تو بڑا جعل (فریب) ہے جو تم سب نے شہر میں
لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
پھیلایا ہے ف۱۱ کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو تو اب جان جاؤ گے قسم ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ
ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی دوں گا ف۱۲ بولے ہم

(۱) تا کہ ان کا مقابلہ ہو جائے اور موسیٰ علیہ السلام کو شکست ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے سچی بات نکلوا دی کہ وہ جادوگر مومن ہو کر غالب آئے اور اللہ کے مقرب بن گئے۔ یہ جادوگر کل ستر ہزار تھے جن میں چار سردار تھے۔ شابور، عادور، حطط، شمعون۔ جب انہیں پتہ لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے سونے کے حال میں بھی سانپ بن کر پہرہ دیتا ہے تو ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ یہ جادو نہیں کیونکہ جادو، خود جادوگر کی بیداری میں کام کرسکتا ہے۔ نیند میں نہیں کر سکتا۔ (روح) (۳) معلوم ہوا کہ کفر یا گناہ کو باطل کرنے کے لئے اس کی اجازت دینا منع نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جادو کرنے کی اجازت دی مگر باطل کرنے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم کرنے سے ایمان مل جاتا ہے۔ اسی ادب کی وجہ سے ان جادوگروں کو ایمان اور شہادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اجازت حاصل کر کے جادو کیا۔ (۴) معلوم ہوا کہ اکثر جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی صرف لوگوں کی نگاہ کچھ کا کچھ دیکھ لیتی ہے۔ مگر معجزے میں جو نظر آتا ہے، ویسا ہی واقعہ میں ہوتا ہے۔ یہ ہی کرامت کا حال ہے۔ رب فرماتا ہے سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (طٰہٰ: ۲۱) (۵) یعنی تین سو اونٹ بھر کر لاٹھیاں لائے تھے جنہیں سانپوں کی شکلوں میں دکھا دیا گیا۔ تمام میدان سانپوں سے بھر گیا۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز کسی اور شکل میں ہو جاوے تو اس کی بعض خصوصیات بھی اس میں آ جاتی ہیں۔ عصا لاٹھی تھی۔ لاٹھی کھایا پیا نہیں کرتی۔ مگر جب سانپ کی شکل میں ہوئی تو کھانے پینے لگی۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ حضرت جبریل کا انسانی شکل میں آنا تو لباس پہننا حضرت ملک الموت کی موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے سے آنکھ کا نکل جانا۔ وغیرہ یہ سب اسی شکل کے احکام کے ہیں جو اس وقت ان کی تھی۔ حضور اللہ کا نور ہیں۔ مگر جب انسانی شکل میں ہیں تو کھاتے پیتے بھی ہیں۔ نکاح بھی کرتے ہیں۔

وصال کے روزے میں تکلیف نہ ہونا، نورانیت کی جلوہ گری ہے (۷) معلوم ہوا کہ معجزہ کے مقابل جادو نہیں ٹھہرتا۔ حضور پر جو جادو ہوا وہاں معجزے سے مقابلہ نہ تھا خفیہ کیا گیا۔ جیسے بعض انبیاء کرام کو شہید کر دیا گیا۔ جادو کا نبی پر اثر کرنا ایسا ہے جیسا تلوار کا ان کے اجسام پر اثر کرنا۔ (۸) یعنی وہ خود سجدے میں نہ گرے، بلکہ توفیق خداوندی نے دستگیری کی اور رب کی طرف سے گرائے گئے۔ شعر

مری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

(۹) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی دلیل اور پہچان ہیں۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جسے یہ دونوں پیغمبر رب فرما دیں نہ کہ فرعون۔ اور رب تعالیٰ کی درست و مقبول معرفت وہی ہے جو نبی کے ذریعہ حاصل ہو۔ (۱۰) یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی بغیر میری اجازت تم ایمان کیوں لے آئے، جیسے قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ (کہف: ۱۰۹) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے ماں، باپ، بادشاہ کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ فرائض نماز و حج ماں، باپ بادشاہ کی اجازت کے بغیر بھی ادا کرنے لازم ہیں۔ (۱۱) یعنی تم سب شاگرد ہو۔ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاد ہیں۔ تم نے خفیہ ساز باز کر کے یہ مقابلہ کیا اور تم جان بوجھ بقیہ برصفحہ ۶۳ پر

اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا

اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں ف۱ اور تجھے ہمارا کیا برا لگا یہی نا کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے

لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ

جب وہ ہمارے پاس آئیں ف۲ اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا ف۳ اور قوم

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی

فرعون کے سردار بولے ف۴ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لیے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور موسیٰ

الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْیٖ

تجھے اور تیرے ٹھہرائے ہوئے معبودوں کو چھوڑ دے ف۵ بولا اب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی

نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا

بیٹیاں زندہ رکھیں گے ف۶ اور ہم بے شک ف۷ ان پر غالب ہیں ف۸ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو

بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

اور صبر کرو ف۹ بے شک زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث بنائے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْۢ

اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے ف۱۰ بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے اور آپ

بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ

کے تشریف لانے کے بعد ف۱۱ کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور

یَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ

اس کی جگہ زمین کا مالک تمہیں بنائے ف۱۲ پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو اور بے شک ہم نے

فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

فرعون والوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کے گھٹانے سے پکڑا ف۱۳ کہ کہیں وہ نصیحت مانیں ف۱۴

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ

تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور

یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَاطٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے ف۱۵ سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے

ع ۱۴ ۱۸ ۴

ع ۱۵ ۵

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں خوف غیر اللہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی نبی کی صحبت کی برکت سے آن کی آن میں ولی ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج ہی یہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور آج ہی انہیں یہ قوت قلبی نصیب ہوگئی۔ کہ سولی کا بھی انہیں خوف نہیں۔ (۲) معلوم ہوا کہ مومن کامل کی پہچان یہ ہے کہ کفار اس سے ناخوش ہوں۔ کفار کی ناخوشی قوت ایمانی کی دلیل ہے جس سے کافر بھی خوش ہوں اور مسلمان بھی وہ منافق ہے۔ آج تک صحابہ کرام پر کفار تبرے کر رہے ہیں (۳) معلوم ہوا کہ صحبت موسیٰ علیہ السلام نے ان پرانے کافروں کو ایک دن میں ایمان' صحابیت' شہادت' تمام مدارج طے کرا دیئے' صحبت کا فیض سب سے زیادہ ہے۔ (۴) کیونکہ جادوگروں کے سجدہ میں گر جانے سے چھ لاکھ آدمی ایمان لے آئے' تو یہ سردار گھبرا کر کہنے لگے' موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیوں نہیں کرتا (۵) فرعون کے دربار میں آنے والے' خود فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ اور دور رہنے والوں کے لئے فرعون کے نام پر پتھر' لکڑی وغیرہ کے بت بنوا دیئے گئے تھے' جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ الھتک سے یہی مراد ہے۔ (۶) نساء عربی میں جوان لڑکی پر بولا جاتا ہے مگر یہاں چھوٹی لڑکیوں پر نساء بولا گیا کیونکہ وہ آئیندہ نساء بننے والی تھیں' مجازاً انہیں نساء بولا گیا۔ جیسے طالب علم کو عالم کہہ دیتے ہیں (۷) یعنی ہماری برتری اور بنی اسرائیل سے بہتر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ یہ محض منہ سے کہتے تھے' مگر ان کے دل دھڑکتے تھے (۸) اس سے پتہ لگا کہ فرعون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب چھا گیا تھا۔ اسی لئے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ آپ کی قوم کے بچوں پر ظلم ڈھاتا رہا۔ (۹) جب بنی اسرائیل کو پتہ چلا کہ اب بھی ہمارے لڑکے ذبح کئے جائیں گے تو وہ پریشان ہوئے۔ خیال رہے کہ اب فرعون کی یہ حرکت صرف اپنا بھرم باقی رکھنے کے لئے تھی ورنہ جن کی روک تھام کے لئے پہلے بچوں کو ذبح کراتا تھا وہ تو پیدا ہو چکے تھے۔ تب آپ نے بنی اسرائیل کو صبر کی تلقین فرمائی۔ (۱۰) اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ تم پرہیزگار بن کر رہو۔ انشاء اللہ ملک مصر کے تم ہی مالک ہوؤ گے۔ خیال رہے کہ فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں تین سو بیس سال ایسے آرام سے گزارے کہ کبھی اس کا سر بھی نہ دکھا۔ بعد میں اس پر عذاب آئے۔ (۱۱) یعنی ہم کو تو امید تھی' کہ آپ کے ظہور کے بعد ہمارے بچوں کا قتل بند ہو جاوے گا' کیونکہ قتل کی وجہ جاتی رہی۔ لیکن اب بھی ہم کو وہ مصیبت درپیش ہے۔ کب ہماری مدد ہوگی (۱۲) معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو غیب کا علم دیا تھا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعات بلا کم و کاست بیان فرما دیئے اور جیسا آپ نے فرمایا' ویسا ہی ہوا' کہ فرعون مع اپنی قوم کے ہلاک کیا گیا۔ اور بنی اسرائیل ملک کے مالک ہوئے۔ (۱۳) فرعون نے تین سو بیس سال تو نہایت آرام سے گزارے اور پھر اس پر قحط ڈالا گیا۔ کیونکہ وہ بھوک کی تکلیف سے بے خبر تھا' تا کہ اس تکلیف سے ایمان لے آئے۔ مگر نہ لایا معلوم ہوا کہ دنیاوی تکالیف رب کے وارنٹ ہیں۔ (۱۴) یعنی فرعونی دیہاتیوں کی کھیتیاں اور شہری لوگوں کے باغات بے برگ و بار کر دیئے۔ کھیتوں

بقیہ برصفحہ ۲۶۳ ۷

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ

لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں ف۱ اور بولے تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے

لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ

جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں ف۲ تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان ف۳

وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور ٹڈی ف۴ اور گھن (یا کلنی یا جوئیں) ف۵ اور مینڈک ف۶ اور خون ف۷ جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى

اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ

دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے ف۸ بے شک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے ف۹ تو ہم ضرور تم

لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ

پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے ف۱۰ پھر جب ہم اُن سے عذاب اٹھا لیتے ف۱۱

اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے ف۱۲ جبھی وہ پھر جاتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ف۱۳ تو انہیں

فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا

دریا میں ڈبو دیا ف۱۴ اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے بے خبر تھے ف۱۵ اور ہم نے اس

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

قوم کو جو دبا لی گئی تھی اس زمین کے پورب (مشرق) پچھم (مغرب) کا وارث کیا ف۱۶

الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ڏ

جس میں ہم نے برکت رکھی ف۱۷ اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا ف۱۸

بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا

بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے (تعمیر

يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ

کرتے) تھے ف۱۹ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اُتارا ف۲۰ تو ان کا گزر ایک ایسی قوم

① یہاں اکثر فرمایا گیا' کیونکہ بعض قبطی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ اگرچہ وہ تھوڑے تھے' ② تب موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے لئے بددعا فرمائی کہ مولا اب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا فرما۔ چنانچہ ان پر وہ پانچ چھ عذاب آئے جن کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ③ اتنی کثرت سے بارش ہوئی کہ فرعونیوں کے گھروں میں پانی گلے گلے کھڑا ہو گیا۔ جو بیٹھا وہ ڈوب گیا۔ جو کھڑا رہا اس کے گلے گلے پانی رہا۔ بنی اسرائیل اس سے محفوظ رہے۔ سنیچر سے سنیچر تک سات دن یہ عذاب رہا۔ تب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ ④ طوفان ختم ہونے پر وہ ایمان نہ لائے تو صرف ایک ماہ کے بعد قبطیوں پر ٹڈی کا عذاب آیا جو قبطیوں کے کھیت' گھروں کی چھتیں' سامان کیلیں تک کھا گئیں۔ پھر یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور ایمان کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب دفع ہوا اس عذاب میں بھی ایک ہفتہ یعنی شنبہ سے شنبہ تک گرفتار رہے۔ ⑤ ایک مہینہ آرام سے گزارا۔ ایمان نہ لائے تو ان پر گھن یا جوں کا عذاب آیا یہ کیڑے فرعونیوں کے جسم تک چاٹ گئے۔ دس بوری چکی پر جاتیں تو بمشکل تین سیر آٹا آتا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس نادم ہو کر آئے۔ یہ عذاب بھی ایک ہفتہ رہا شنبہ سے شنبہ تک ⑥ جوں کے عذاب کے بعد یہ لوگ وعدہ سے پھر گئے۔ ایک ماہ آرام سے گزرا۔ پھر ان پر مینڈک کا عذاب آیا کہ جہاں فرعونی بیٹھتے وہاں مینڈک ہی مینڈک ہو جاتے۔ کھانوں میں' پانی میں' چولہوں میں' چکی میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ یہ عذاب بھی ان پر ایک ہفتہ رہا۔ آخر تنگ آ کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں روتے ہوئے آئے اور ایمان کا وعدہ کیا۔ تب عذاب دفع ہوا۔ ⑦ مینڈک کا عذاب ختم ہونے پر یہ لوگ عہد سے پھر گئے۔ تب ان پر خون کا عذاب آیا کہ کنوئیں' چشمے' سالن' روٹی' سب میں تازہ خون ہو گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبطی اسرائیلی کے ساتھ ایک برتن میں کھائیں تو اسرائیلی کی طرف شوربا اور اس کی طرف خون ہوتا۔ اگر اسرائیلی کے برتن سے پانی قبطیوں کے برتن میں ڈالتے تو آتے ہی خون ہو جاتا۔ حتیٰ کہ قبطیوں نے اسرائیلیوں سے اپنے منہ میں کلیاں کرائیں تو اسرائیلی کے منہ میں پانی ہوتا تھا۔ اور قبطی کے منہ میں پہنچ کر خون بن جاتا تھا۔ ⑧ کہ رب نے تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا معلوم ہوتا ہے کہ فرعون دل سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا قائل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبول دعا کے لئے بزرگوں کے آستانہ پر جانا انسان کا فطری تقاضا ہے جو اس سے روکے وہ درحقیقت فطرت سے روکتا ہے' کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ دیکھو فرعون کافر تھا۔ مگر مصیبت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ یہ فطری تقاضا تھا ⑨ معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا گیا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا اور یہ نہ فرمایا کہ چونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد رسی کی درخواست کی لہٰذا وہ مشرک ہو گیا ⑩ معلوم ہوا کہ نبی کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا۔ جو اس وسیلہ کا منکر

بقیہ بر صفحہ ۶۳ے

يَعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا

پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے (جم کر بیٹھے) تھے ۱ بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنا دے ۲ جیسا

لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ

ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو ۳ یہ حال تو بربادی کا ہے جس میں یہ

فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ

لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں نرا باطل ہے ۴ کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں ۵ حالانکہ

هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

اس نے تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی ۶ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں ۷ فرعون والوں

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ

سے نجات بخشی کہ تمہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں باقی رکھتے ۸

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ

اور اس میں ۹ رب کا بڑا فضل ہوا اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ

لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ

فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں ۱۰ تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا ۱۱ اور

مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ

موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا ۱۲ اور فسادیوں

سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ

کی راہ کو دخل نہ دینا ۱۳ اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا

قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۗ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى

عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا ۱۴ کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ۱۵ ہاں اس

الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ

پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ

لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ

پر اپنا نور چمکایا ۱۶ اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش ۱۷ پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے

۱ یہ لوگ کنعان کی اولاد اور قبیلہ عمالقہ سے تھے۔ الٰہی سے جنگ کرنے کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ بت گائے کی شکل کے تھے یہاں بنی اسرائیل کے دل میں بچھڑا پوجنے کا شوق پیدا ہوا جس کا نتیجہ بعد میں گائے پرستی کی شکل میں نمودار ہوا ۲ یہ عرض سارے بنی اسرائیل نے نہ کی تھی۔ کیونکہ ان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین اولیاء اللہ بھی تھے۔ بلکہ ان عوام نے کی تھی جو ابھی تک راسخ الایمان نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کا وہم و خیال کفر نہیں' ارادہ کفر' کفر ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کہنے والوں کو مرتد قرار نہ دیا ورنہ ان کو سزا دی جاتی۔ یا کم از کم کفر سے توبہ کا حکم دیا جاتا۔ ۳ کہ تم اتنے معجزات دیکھ کر بھی نہ سمجھ سکے کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں معلوم ہوا کہ
ع ۱۶ انسان بہت بھولنے والا ہے۔ ۴ یعنی عنقریب یہ بت پرست اور ان کے بت ہمارے ہاتھوں ہلاک کئے جائیں گے۔ تم بت پرست نہیں بلکہ بت شکن ہو۔ اس میں غیب کی خبر ہے اور بعد میں وہی ہوا جو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ۵ یعنی وہ خدا نہیں جو تلاش کر کے بنا لیا جائے بلکہ وہ خدا ہے جس نے تم کو اتنی بزرگی دے دی' جو اتنے احسانات کرنے پر قادر ہے وہ لائق عبادت ہے۔ ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا اور نبی کی قوم ہونا فضیلت کا باعث ہے۔ بنی اسرائیل کی فضیلت کی وجہ یہ تھی کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ اسی طرح اب سید حضرات افضل ہیں بشرطیکہ مومن ہوں۔ ایمان چھوڑنے کے بعد تو سید ہی نہیں رہتا۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل اس وقت تمام جہانوں سے افضل تھے۔ دوسرے یہ کہ خیال کفر کفر نہیں ورنہ یہ لوگ افضل نہ رہتے ۷ یا تو حضور ﷺ کے زمانہ شریف میں موجود یہود سے خطاب ہے' یا اس وقت کے یہود سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت یہ خطاب ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے کیونکہ فرعونی پولیس یہ عذاب دیتی تھی نہ کہ فرعون کی اولاد ۸ یعنی فرعون تمہاری لڑکیوں کو اس لئے زندہ چھوڑتا تھا کہ بڑی ہونے پر ان سے اپنی خدمت لے ۹ اس نجات دینے میں یا اس مصیبت میں تم پر اللہ کا فضل یا اس کی آزمائش ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ طور پر آ کر ایک ماہ روزے رکھو تب تم کو توراۃ دی جاوے گی۔ آپ نے ذیقعدہ کا سارا مہینہ روزے رکھے۔ پھر مسواک کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے حکم ہوا کہ تمہارے منہ سے روزے کی خوشبو نہیں آتی۔ اچھا اب دس روزے اور رکھو تاکہ پھر وہی خوشبو تمہارے منہ میں پیدا ہو۔ ایسا ہی کیا اور دسویں ذی الحجہ کو توراۃ دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس کا عدد فیضان الٰہی کے لئے بہت موزوں ہے۔ خیال رہے کہ روزے میں مسواک بالکل ممنوع ہونا اور مسواک کر لینے پر دس روزے اور رکھنا موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ اس سے ہم مسواک کو منع نہیں کر سکتے اور نہ مسواک روزہ توڑتی ہے۔ ۱۰ اس سے صوفیاء کے چلے کا ثبوت ہوا۔ ہمارے حضور نے بھی اولاً چھ ماہ غار حرا میں چلے کئے پھر حضور پر وحی آنی شروع ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دن رات وہاں رہے مگر ذکر رات ہی کا ہوا بقیہ بر صفحہ ۶۴۷

تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ

میں تیری طرف رجوع لایا ۱ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲ فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں

عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ

سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے ۳ تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور

الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَ

شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی

تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا

تفصیل ۴ اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار

بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٤٥﴾ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ

کریں ۵ عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر ۶ اور میں اپنی آیتوں سے انہیں

الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ

پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں ۷ اور اگر سب نشانیاں

آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا

دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں اس میں چلنا پسند نہ کریں ۸

وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا

اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ انھوں نے ہماری آیتیں

بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ

جھٹلائیں اور ان سے بے خبر بنے ۹ اور جنھوں نے ہماری آیتیں اور آخرت

الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾

کے دربار کو جھٹلایا ان کا سب کیا دھرا اکارت گیا ۱۰ انھیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو کرتے تھے

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ

اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی ۱۱ بے جان کا دھڑ

خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ

گائے کی طرح آواز کرتا ۱۲ کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے ۱۳ اور نہ انھیں کچھ راہ بتائے ۱۴ اسے لیا

۱ یعنی آئندہ ایسی آرزو نہ کروں گا۔ یہ توبہ گناہ یا خطا سے نہ تھی بلکہ اس جرات سے تھی۔ عارفوں کی توبہ اور ہے۔ عاشقوں کی توبہ کچھ اور ۲ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے پیاروں کی ضد پوری کرتا ہے۔ اگرچہ وہ کسی ایسی چیز کی ضد کریں جو نہ ہو سکے موسیٰ علیہ السلام نے ان آنکھوں سے دیدار الٰہی کی تمنا کی جو مشکل ہے۔ رب فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (انعام: ۱۰۳) مگر رب نے ان کی ضد پوری فرمائی اور ان سے خود اقرار کرا لیا کہ آئندہ ایسی آرزو نہ کروں گا یہ حضرات رب کی مانتے ہیں' رب ان کی مانتا ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ آپ اپنی قوم میں اول مومن ہیں ۳ یعنی موجودہ لوگوں میں نبوت شریعت اور ہم کلامی رب صرف آپ کو عطا ہوئی حضرت ہارون علیہ السلام تشریعی نبی اور صاحب کتاب نہ تھے یا یہ معنی ہیں کہ نبوت اور دنیا میں بلاواسطہ رب سے ہمکلامی آپ ہی کو دی گئی۔ ہمارے حضور نے دوسری دنیا میں جا کر رب کا دیدار اور اس سے کلام کیا۔ ۴ توارت شریف زبرجد کی تختیوں میں تھی جس میں احکام شرعیہ اور علوم غیبیہ سب درج تھے۔ مگر جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے تختیاں گر گئیں تو احکام باقی رہے اور علوم غیبیہ اٹھا لئے گئے۔ رب فرماتا ہے وَأَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ (اعراف: ۱۵۴) وہاں تفصیل کا ذکر نہیں۔ ۵ یعنی توارت کی ساری باتیں قبول کریں کیونکہ وہ سب اچھی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب سے ہدایت نبی کی معرفت ملتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ وَأْمُرْ قَوْمَكَ ۶ یعنی اب تم مصر میں جا کر فرعون کے مکانات اور منزلیں دیکھو گے' یا سفروں میں عاد و ثمود کی اجڑی ہوئی بستیوں کا نظارہ کرو گے۔ ۷ بڑائی حق بھی ہوتی ہے اور ناحق بھی۔ جہاد میں کفار کے مقابل اپنی شان بتانا اور دکھانا حق والی بڑائی ہے۔ جو عبادت ہے۔ مسلمانوں کے مقابل شیخی

مارنا ناحق بڑائی ہے جو حرام ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء کرام کے مقابل بڑائی کفر ہے۔ اور شیطان کا طریقہ' یہاں بھی تیسری بڑائی مراد ہے۔ ۸ معلوم ہوا کہ غرور وہ آگ ہے جو دل کی تمام قابلیتوں کو جلا کر برباد کر دیتی ہے خصوصاً جب کہ اللہ کے مقبولوں کے مقابل تکبر ہو۔ اللہ کی پناہ' قرآن و حدیث سے ہر کوئی ہدایت نہیں لے سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (بقرہ: ۲۶) تکبر ہی نے ابلیس میں حسد کی آگ بھڑکائی' اور اس کی تمام عبادات برباد کر کے رکھ دیں ۹ یہاں آیات سے مراد انبیاء کرام اور ان کے معجزات ہیں۔ لہٰذا آیت میں دور لازم نہیں آتا۔ یعنی چونکہ انہوں نے ہمارے نبی اور ان کے معجزات کو جھٹلایا' لہٰذا وہ کتاب اللہ کی آیات سے فائدہ حاصل نہ کر سکے اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں' قرآن پڑھا کر مسلمان نہیں کرتے۔ پہلے دل میں صاحب قرآن جلوہ گر ہوتے ہیں' پھر ہاتھ میں قرآن آتا ہے۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ کفر سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں' گناہ قائم رہتے ہیں۔ جیسے ایمان لانے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور نیکیاں قائم رہتی ہیں۔ ۱۱ چونکہ سامری نے ساری قوم کے مشورہ اور ان کی مدد سے بچھڑا بنایا تھا۔ لہٰذا ساری قوم کو بنانے والا اقرار دیا گیا اور چونکہ زیور بنی اسرائیل بقیہ بر صفحہ ۲۶۷

وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا

اور وہ ظالم تھے ۱ اور جب پچھتائے ۲ اور سمجھے کہ ہم بہکے بولے

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾

اگر ہمارا رب ہم پر مہر نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہم تباہ ہوئے

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ

اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا جھنجلایا ہوا ۳ کہا تم نے کیا بری میری جانشینی

مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ

کی میرے بعد ۴ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں ۵ اور اپنے

اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا

بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ۶ کہا اے میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور سمجھا

يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ

اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں ۷ تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ

ملا عرض کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے ۸ اور ہمیں اپنی رحمت کے

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ

اندر لے لے اور تو سب مہر (رحم) والوں سے بڑھ کر مہر (رحم) والا ۹ بیشک وہ جو بچھڑا لے بیٹھے عنقریب انہیں ان کے رب

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

کا غضب اور ذلت پہنچنا ہے دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں

الْمُفْتَرِيْنَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ

بہتان بایوں (باندھنے والوں) کو ۱۰ اور جنھوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور

اٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ

ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے اور جب

مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ښ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ

موسیٰ کا غصہ تھما (رکا) تختیاں اٹھا لیں ۱۱ اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے

۱ کیونکہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا کی' بچھڑے کے سامنے ناچتے گاتے تھے۔ تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ ناچنا گانا بجانا' ان بچھڑے کے پجاریوں کی سنت ہے صوفیاء کرام کا وجد بے اختیاری ہوتا ہے۔ جو اختیار سے یار یا کے لئے وجد کرے وہ اسی سنت اسرائیل کا عامل ہے۔ ۲ ہاتھوں کے بل گرنا کنایہ ہے شرمندہ اور نادم ہونے سے۔ یہ ہی توبہ کی حقیقت ہے کہ گزشتہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے عہد ہو۔ ۳ آپ کو جھنجھلاہٹ اور غصہ سامری پر تھا' نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام پر' کیونکہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ انہیں سامری نے گمراہ کیا ہے۔ لہٰذا اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ ۴ یہ خطاب حضرت ہارون علیہ السلام اور تمام مومنین سے ہے جو بچھڑے کی عبادت سے محفوظ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اپنے کو درست کر لینا کافی نہیں' دوسروں کو بھی ہدایت دینا ضروری ہے ۵ اس ڈالنے سے تختیوں کی بے حرمتی مقصود نہ تھی' بلکہ جوش غضب میں یہ ہوا۔ جیسے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لینا اور انہیں مارنا۔ ورنہ کتاب اللہ کی بے حرمتی اور نبی کی اہانت کفر ہے۔ اور آپ کا یہ غضب رب کے لئے تھا نہ کہ نفس کے لئے' اس سے معلوم ہوا کہ ایسی غضب کی حالت میں انسان معذور ہوتا ہے۔ بے خود پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ مصری عورتوں نے بے خودی میں خود اپنے کو زخمی کرلیا اور کوئی گرفت نہ ہوئی۔ ۶ معلوم ہوا کہ رب کے لئے غصہ کرنا سنت انبیاء ہے اور اس غصہ میں بڑے چھوٹے کا فرق اٹھ جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام رتبہ میں حضرت ہارون علیہ السلام سے بڑے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں آپ سے بڑے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے ان کی داڑھی پکڑ لی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ انہوں نے تبلیغ میں کوتاہی فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طیش میں جب انسان

ع ۱۸/۸

بے خود ہو جائے تو اس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بڑے بھائی کی توہین کرنا جو نبی تھے' توراۃ کی تختیوں کو پٹک دینا۔ چونکہ یہ سب کچھ بے خودی میں ہوا لہٰذا اس پر کوئی گرفت نہ ہوئی۔ اس سے مجذوب فقراء کے متعلق بہت سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں ۷ اس سے معلوم ہوا کہ جب حالات نازک ہوں' اور خطرہ جان کا ہو تو تبلیغ نہ کرنا بھی جائز ہے۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام نے جب حالات بگڑتے دیکھے۔ تو گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رعب و دبدبہ رب کی طرف سے ہے جو کسی کسی کو ملتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم مرعوب ہوئی۔ حضرت ہارون علیہ السلام سے نہ ہوئی۔ ۸ یہ دعا مغفرت امت کی تعلیم کے لئے ہے' ورنہ انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں' اس لئے اپنے بھائی کو اس میں شامل فرمایا۔ حالانکہ بظاہر ان سے کچھ کوتاہی سرزد نہ ہوئی تھی۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر استاد یا پیر' شاگرد یا مرید کو بلاوجہ بھی مار دے تو اس پر قصاص نہیں ۹ یعنی ماں' باپ' بھائی' برادر سب سے بڑھ کر تو مہربان ہے۔ یہ دعا آپ نے اس لئے مانگی کہ دوسرے لوگ یہ سن کر خوش نہ ہوں کہ بھائیوں میں چل گئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کا غم غلط ہو جائے ۱۰ چنانچہ بقیہ برصفحہ ۷۶۴

لِلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ

ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ف۱ اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد

رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

ہمارے وعدہ کے لئے چنے ف۲ پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا ف۳ موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے تو چاہتا

اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِیَّایَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ

تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کردیتا ف۴ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا ف۵

اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ

وہ نہیں مگر تیرا آزمانا ف۶ تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور راہ دکھائے جسے چاہے ف۷

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَ اكْتُبْ

تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور

لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ

ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ ف۸ اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف رجوع لائے ف۹ فرمایا

عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ

میرا عذاب میں جسے چاہے دوں ف۱۰ اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے ف۱۱

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا

تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر

یُؤْمِنُوْنَ ۚ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ

ایمان لاتے ہیں ف۱۲ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے

یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘ یَاْمُرُهُمْ

لکھا ہوا پائیں گے ف۱۳ اپنے پاس توریت اور انجیل میں ف۱۴ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا

بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ

اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا ف۱۵ اور گندی چیزیں ان پر حرام

عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ

کرے گا ف۱۶ اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو

(۱) معلوم ہوا کہ اب اس ڈالنے کے بعد جو آپ نے تورات کو اٹھایا' تو اس میں تفصیل کل شئی باقی نہ رہی' اٹھالی گئی۔ صرف ہدایت اور رحمت باقی رہ گئی' ورنہ جب آپ کو تورات طور پر دی گئی تھی تو اس میں تفصیل کل شئی بھی تھی جیسا کہ پچھلے صفحہ میں گزرا۔ معلوم ہوا کہ قرآن تفصیل کل شئی کے لئے آیا بھی تھا اور باقی بھی رہا' اور تورات اولاً تفصیل تھی مگر باقی نہ رہی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۲) موسیٰ علیہ السلام پہلی بار رب سے مناجات کرنے اور تورات لینے تشریف لے گئے تھے۔ اور اس بار مجرم اور گائے کے پجاری قوم کے نمائندے بن کر معذرت فرمانے کے لئے ستر آدمیوں کو لے کر تشریف لے گئے' کیونکہ بنی اسرائیل بارہ گروہ تھے۔ ہر گروہ میں سے ٦ آدمی چنے' ٢ بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ستر آدمی لانے کا حکم ہوا ہے' تم بہتر ہو گئے۔ دو صاحب یہاں ہی رہ جائیں گے مگر رہ جانے کے لئے کوئی راضی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ رہ جانے والے کو جانے والے کی طرح ہی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر کالب اور یوشع علیہما السلام رہ گئے اور کل ستر آدمی آپ کے ہمراہ گئے۔ (روح) (۳) کوہ طور پر پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام تو رب تعالیٰ سے ہمکلامی میں مشغول ہوئے اور ان ستر آدمیوں پر ایسا زلزلہ آیا کہ سب فوت ہو گئے۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ زلزلہ اس لئے آیا تھا کہ انہوں نے رب تعالیٰ کے دیکھنے کی آرزو کی تھی۔ خازن نے فرمایا کہ چونکہ یہ مومنین گائے کے پجاریوں سے علیحدہ نہ ہوئے تھے' ان کے ساتھ رہے تھے' اس لئے یہ زلزلہ میں گرفتار ہوئے۔ یہ ہی سیدنا ابن عباس کا قول ہے (۴) یعنی یہاں آنے سے پہلے بنی اسرائیل کے سامنے' تاکہ اس وقت مجھ پر ان کے قتل کی تہمت نہ لگتی۔ اب جو میں اکیلا واپس جاؤں گا تو بنی اسرائیل کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کو مروا آئے ہیں۔ اے مولا! میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے (۵) اس میں رب تعالیٰ پر اعتراض نہیں' بلکہ اس کی بارگاہ میں دعا کرنا مقصود ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر آدمی بے ہوش نہ ہوئے تھے۔ بلکہ فوت ہی ہو گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قصور کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا' وہ ان سب سے صادر نہ ہوا تھا' بعض سے صادر ہوا تھا۔ یعنی دیدار الٰہی کی تمنا کرنا یا گائے کے پجاریوں کے ساتھ رہنا (۶) یعنی ان لوگوں کو اپنا کلام سنانا' یا ان کا پجاریوں کے پاس رہنا۔ یا ان کا یہاں فوت ہو جانا تیرا امتحان ہے۔ یعنی تیرے امتحان میں سب پاس نہیں ہوتے۔ جسے تو چاہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ (۷) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بعض کے قصور کی وجہ سے کبھی بے قصوروں پر عتاب یا بلا آجاتی ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شفاعت نبی برحق ہے۔ جس سے دنیا و دین کی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کی یہ شفاعت فرمائی۔ جو ان کے کام آئی (۸) ہماری تقدیر میں دین و دنیا کی بھلائی لکھ دے یا فرشتوں کے صحیفوں میں اور کتاب لازوال میں آپ نے لکھنے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ تحریر پختہ مانی جاتی ہے۔ دنیا کی بھلائی سے توفیق خیر اور مخلوق میں اچھا ذکر اور تمام قوموں سے اشرف بنانا مراد ہے اور آخرت کی خیر سے قیامت میں مغفرت اور اظہار شان مراد ہے۔ (۹) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اس سب جماعت یا بقیہ برصفحہ ۲۶۴

عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ

ان پر تھے اُتارے گا ف۱ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں ف۲ اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی

الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

کریں جو اس کے ساتھ اُترا ف۳ وہی بامراد ہوئے ف۴ تم فرماؤ اے لوگو ف۵ میں تم

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں ف۶ کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ف۷ اسی کی ہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے (زندہ کرے) اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے ف۸ غیب بتانے والے

الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ وَ

پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں ف۹ اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ اور

مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾ وَ

موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا ف۱۰ اور

قَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

ہم نے انہیں بانٹ دیا بارہ ۱۲ قبیلے گروہ گروہ ف۱۱ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو

إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ

جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا ف۱۲ کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ ۱۲ چشمے پھوٹ

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا

نکلے ف۱۳ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے

عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۚ كُلُوا مِنْ

ان پر ابر سائبان کیا اور ان پر من و سلویٰ اتارا ف۱۴ کھاؤ ہماری دی ہوئی

طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾

پاک چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا بُرا کرتے تھے ف۱۵

وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اور یاد کرو جب اُن سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو ف۱۶ اور اس میں جو چاہو کھاؤ ف۱۷

(۱) یعنی تورات کے سخت احکام کو نرم فرمائیں گے۔ جیسے توبہ کے لئے قتل ہونا' اور گندے کپڑے کو جلانا' گندے جسم کو کاٹ ڈالنا (۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تعظیم قولاً عملاً ہر طرح لازم ہے
ع ۱۹ / ۹ بلکہ رکن ایمان ہے اور جو تعظیم حرام نہ ہو' وہ کی جائے' ثبوت کی ضرورت نہیں۔ سجدہ نہ کرو' باقی ہر طرح کی تعظیم کرو۔ (۳) یعنی قرآن و حدیث' کیونکہ حدیث بھی وحی الٰہی ہے' اس کی اتباع بھی ایسی ہی لازم ہے جیسی قرآن کی' اس لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی میراث تقسیم نہ کی کہ حدیث نے یہ ہی فرمایا تھا (۴) اس سے پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دینے کی دعا اپنی امت کے لئے فرمائی۔ تو رب نے فرمایا کہ یہ شان امت محمدی کی ہے۔ تمہاری امت کو نہیں مل سکتی۔ سبحان اللہ! اور ساتھ ہی حضور کے فضائل اور امت مرحومہ کے مناقب انہیں سنا دیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت پہلے بھی عالم میں مشہور تھی مگر اس امت کی نیکیاں شائع کر دی گئی تھیں اور ان کے گناہوں کا ذکر نہ کیا تھا بلکہ صحابہ کرام بھی مشہور کر دیئے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ (فتح:۲۹) (۵) اگرچہ حضور تمام مخلوق کے نبی ہیں مگر چونکہ انسان سب سے اشرف ہے باقی اس کے تابع' اس لئے صرف انسانوں کا ذکر فرمایا۔ رب فرماتا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (فرقان:۱) (۶) اس سے خطاب میں اس وقت کے موجودہ انسان اور قیامت تک ہونے والے سب داخل ہیں۔ سب پر آپ کی اطاعت واجب ہے۔ بلکہ اگر گزشتہ تمام انسان بھی داخل ہوں' تو مضائقہ نہیں کیونکہ حضور پر ایمان لانا سب پر لازم تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت زمان و مکان سے مقید نہیں۔ اس لئے رب نے حضور کی رسالت کا عہد انبیاء کرام سے لیا تھا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ (آل عمران:۸۱) خیال رہے کہ یہاں صرف انسانوں سے خطاب ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (فرقان:۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا رب اللہ ہے' اس کے نبی حضور ہیں (۷) یعنی اللہ کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے' ایسے ہی میری نبوت زمین و آسمان میں ہے وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے (۸) یہاں ماں کے پیٹ سے عالم بغیر کسی سے پڑھے ہوئے' جہان کے معلم' امی کے معنی ہیں ماں والے' یعنی ماں کے شکم سے عالم پیدا ہونے والے' صلی اللہ علیہ وسلم (۹) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب پر ایمان لائے اور تم ان کے وسیلہ اور ان کے توسط سے ایمان لاؤ۔ معلوم ہوا کہ نفس ایمان میں ہم اور حضور میں فرق ہے۔ حضور کی اتباع کے معنی ہیں بے سوچے سمجھے ان کی اطاعت کرنی' اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں ایسے دے دینا جیسا مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔ (۱۰) یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی بہت سی امت گمراہ ہو گئی۔ مگر ایک جماعت حق پر بھی قائم رہی۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حق پرست قوم خفیہ طور پر ان نافرمانوں سے علیحدہ ہو کر چین کے ماوراء میں آباد ہو گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں ان سے ملاقات کی اور انہوں نے حضور کو موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا حضور پر ایمان لائے (روح البیان) (۱۱) یہ دوسرا واقعہ ہے بقیہ برصفحہ ۶۵۷

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ

اور کہو گناہ اُترے اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے ف۱

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ

عنقریب نیکوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی ف۲ اس کے خلاف

الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

جس کا انھیں حکم تھا تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا ف۳ بدلہ

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ

ان کے ظلم کا اور ان سے حال پوچھو اس بستی کا ف۴ کہ دریا کنارے تھی

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا

جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھتے ف۵ جب ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں

وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح ہم انھیں آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب ف۶

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ

اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا ف۷ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انھیں

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا

سخت عذاب دینے والا ف۸ بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انھیں ڈر ہو پھر جب

نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا

بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے ف۹ اور

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا

ظالموں کو بُرے عذاب میں پکڑا ف۱۰ بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب

عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ

انھوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے اُن سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے ف۱۱ اور جب

رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ

تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور قیامت کے دن تک ان ف۱۲ پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا جو انھیں بُری مار

● معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر کی تعظیم چاہئے اور بزرگوں کے قرب سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ گناہ بخشوانے کے لئے بزرگوں کے شہر میں جانا چاہیے یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ اور عبادت بزرگوں کے شہر میں زیادہ قبول ہوتی ہے کیونکہ ان سے فرمایا گیا کہ وہاں جا کر یہ کہو حِطَّةٌ یہ بنی اسرائیل بجائے حِطَّةٌ کے حِنْطَةٌ کہتے ہوئے شہر میں گئے جس کے معنی ہیں گندم دے۔ مغفرت مانگنے کا حکم تھا۔ گندم مانگتے گئے۔ ❷ معلوم ہوا کہ وظیفے کے الفاظ نہ بدلے جائیں۔ ورنہ اثر نہ ہوگا۔ جس طرح شیخ سے وظیفہ پہنچے۔ اسی طرح پڑھا جائے۔ ❸ وہ عذاب طاعون کی وبا تھی جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار اسرائیلی فوت ہوگئے۔ اب یہ طاعون مسلمانوں کے لئے رحمت ہے جو کوئی صابر ہو کر اس سے مرے وہ شہید ہے' جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر تمہاری جگہ پر طاعون آ جائے تو نہ بھاگو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ❹ وہ بستی شہر ایلہ تھی جو مدین اور طور کے درمیان دریا کے کنارے پر واقع تھی۔ یا طبریہ شام یا خود مدین تھی۔ بہر حال یہ بڑا شہر تھا۔ عرب میں شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ ان کا گزارہ مچھلیوں پر تھا اور ہفتہ کے دن شکار کرنا ان پر حرام تھا۔ قدرت خدا ہفتہ کو مچھلیاں بہت نمودار ہوتیں۔ آگے پیچھے بہت کم۔ ان سے صبر نہ ہو سکا اور بہت سے آدمی ہفتہ کو شکار کر بیٹھے جس سے ان پر عذاب آ گیا۔ ❺ جیسے اسلام میں جمعہ عظمت والا دن ہے ایسے ہی یہودیوں کے نزدیک ہفتہ معظم دن تھا۔ اس دن ان پر شکار اور دنیاوی کاروبار حرام تھے۔ اسلام میں صرف جمعہ کی اذان سے نماز تک فقط ان لوگوں پر کاروبار حرام ہے جن پر نماز فرض ہے۔ مسلمانوں پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ❻ ایلہ والے تین گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے ہفتہ کو شکار کر لیا۔ دوسرے وہ جو ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اور انہیں بہت منع کیا یہاں تک کہ علیحدہ محلہ میں چلے گئے اور درمیان میں دیوار بنالی۔ تیسرے وہ جنہوں نے خاموشی اختیار کی۔ نہ شکار کیا نہ کرنے والوں کو منع کیا۔ ❼ یہ تیسرے گروہ کا ذکر ہے جنہوں نے خاموشی اختیار کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس پر بالکل راضی نہ تھے بلکہ ان سے مایوس تھے اس لئے غالب یہ ہے کہ یہ لوگ بھی نجات پا گئے کیونکہ کفر سے راضی ہونا کفر ہے۔ ❽ معلوم ہوا کہ جس کے ایمان کی امید نہ رہے اسے تبلیغ نہ کرنا' اس سے کنارہ کشی کر لینا بھی جرم نہیں ہے لیکن تبلیغ کرنا بہتر ہے۔ ❾ تیسری جماعت یعنی کنارہ کشی کرنے والوں کا ذکر نہ ہوا۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی نجات پا گئے کیونکہ پکڑ صرف ظالموں کی ہوئی اور وہ ظالموں سے نہ تھے اور نہ ظالموں سے راضی ❿ اس طرح کہ داؤد علیہ السلام نے انہیں بددعا دی اور وہ رات کو اپنے گھروں میں گئے اور تمام بندر بن گئے۔ صبح کو جب نکلے تو مومنین تحقیقات کے لئے دیوار پر چڑھے۔ دیکھا وہاں بندر بھرے ہیں۔ اس طرف کودے وہ بندر ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ہر ایک کو پہچانتے اور روتے تھے مگر بات نہ کر سکتے تھے۔ تیسرے دن سب ہلاک ہو گئے۔ یہ موجودہ بندر ان کی نسل سے نہیں کیونکہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں چلتی ⓫ اس طرح کہ ان کی شکلیں تو بندروں کی بقیہ برصفحہ ۷۶۵

الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَ

چکھائے ف۱ بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے ف۲ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے اور

قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ

انہیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ ف۳ ان میں کچھ نیک ہیں اور کچھ اور طرح کے ف۴

ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ

اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا ف۵ کہ کہیں وہ رجوع لائیں پھر ان کی

مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى

جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے ف۶ کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں ف۷

وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ

اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی ف۸ اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں ف۹

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر

الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ

حق ف۱۰ اور انہوں نے اسے پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ

تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۱ اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں ف۱۲ اور انہوں نے نماز قائم رکھی

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ

ہم نیکوں کا نیگ (اجر) نہیں گنواتے اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا ف۱۳ گویا

ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا

وہ سائبان ہے اور سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا ف۱۴ تو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے اور یاد کرو

مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ

جو اس میں ہے کہ کہیں تم پرہیزگار ہو ف۱۵ اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم

ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ

کی پشت سے ان کی نسل نکالی ف۱۶ اور انہیں خود ان پر گواہ کیا ف۱۷ کیا میں تمہارا رب نہیں

۱ یعنی وقتاً فوقتاً یہود پر قیامت تک سختی کرنے والے بادشاہ اور حکام مقرر ہوتے رہیں گے جو انہیں ایذائیں پہنچاتے رہیں گے اس سے پتہ لگا کہ کبھی آباؤ اجداد کے گناہ کا نتیجہ اولاد کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ خصوصاً جب یہ اولاد ان کی ایسی حرکات سے راضی ہو۔ کیونکہ شکار تو خاص جماعت نے کیا تھا اور تا قیامت ان کی اولاد پر یہ عذاب آتا رہے گا ۲ یعنی یہود پر رب تعالیٰ کا عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ ۳ یعنی انہیں دنیا میں یکجا نہ رکھا بلکہ انہیں بکھیر دیا۔ یہ بھی خدا کا عذاب تھا' کیونکہ قوم کا بکھر جانا اس کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔ نیز ان کی جماعتیں متفرق کر دیں کہ ہمیشہ ان کا آپس میں دھول جوتا ہوتا رہا۔ ۴ یعنی اے محبوب! موجودہ یہودیوں میں کچھ نیک بھی ہیں جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ جو آپ پر ایمان لائے اور کچھ خراب ہیں۔ جو برابر دین بدلنے پر ڈٹے ہوئے جیسے موجودہ عام یہودی ۵ اس طرح کہ کبھی ان پر ارزانی' تندرستی' عزت دنیاوی کے دروازے کھول دیئے اور کبھی ان پر قحط' بیماریاں' مصیبتوں' ذلتوں کو مسلط کر دیا۔ کیونکہ بعض تو مصیبت میں رب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض راحتوں میں۔ ۶ یعنی حضور ﷺ کے زمانے میں موجود یہودی (مدارک) جنہوں نے تورات کا علم حاصل کر کے غلط استعمال کیا۔ ۷ یعنی رشوت لے کر شریعت کا حکم بدل دیتے تھے' جھوٹے فتویٰ دیتے تھے۔ لہٰذا' قرآن چھاپ کر فروخت کرنا۔ تعلیم قرآن پر اجرت لینا' اس سے علیحدہ ہے ۸ معلوم ہوا کہ رب پر امن کفر ہے۔ اس سے امید ایمان ہے۔ یہ رب
ع ۲۱/۹ ۱۱ پر امن تھی امید میں انسان گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔ امن میں اور زیادہ گناہ کرتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ سمجھ کر گناہ کرنا کہ کل توبہ کر لیں گے' یہ بھی رب پر امن کی ایک قسم ہے۔ ۹ یہود میں کوئی قاضی ایسا نہ تھا جو رشوت نہ لیتا تھا' دوسرے اسے ملامت کرتے تھے۔ مگر جب وہ قاضی مر جاتا اور یہ ملامت کرنے والے خود قاضی

مقرر ہوتے تو یہ بھی رشوت لینی شروع کر دیتے ۱۰ یعنی تورات میں ان بدنصیبوں نے پڑھا ہے کہ گناہ پر قائم رہنے والے کو نہ بخشا جائے گا یہ جانتے ہوئے وہ رشوت خوری پر قائم ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ گناہ بھی بخش دیا جائے گا۔ یہ دیدہ دانستہ رب پر تہمت ہے۔ خیال رہے کہ ہر صغیرہ گناہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا (آل عمران: ۱۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ بمقابلہ جاہل کے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اکثر عالم گناہ کر کے اسے جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز عالم کے پیروکار اس گناہ میں بھی عالم کی پیروی کرتے ہیں ۱۱ معلوم ہوا کہ موت' قبر' حشر' پل صراط اور تمام آئندہ حالات نیک کاروں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں اور بدکاروں کے لئے رب کا عذاب۔ ۱۲ شان نزول۔ یہ آیت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے تورات کو نہ بدلا نہ چھپایا۔ اس کی بدولت وہ حضور پر ایمان لائے۔ اور جلیل القدر صحابی ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ۱۳ جبریل علیہ السلام نے وہ پہاڑ اکھیڑ کر ان پر سائبان کی طرح لا کھڑا کیا۔ مگر چونکہ رب تعالیٰ کے محبوب بندوں کا کام رب کا کام ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ ہم نے بقیہ برصفحہ ۷۶۵

قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا

سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے ف۱ کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

خبر نہ تھی ف۲ یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ

تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا ف۳ اور ہم اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ

آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں ف۴ اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ

الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ف۵ تو وہ ان سے صاف نکل گیا ف۶ تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى

گمراہوں میں ہوگیا ف۷ اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اُسے اٹھا لیتے ف۸ مگر وہ تو زمین

الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ

پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا ف۹ تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے

يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۗ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے ف۱۰ یہ حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا

تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں ف۱۱ کیا بری کہاوت ہے

الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ

اُن کی جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا برا کرتے تھے جسے

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے ف۱۲

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا

اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیے بہت جن ف۱۳ اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں

۱ یہ عہد و میثاق عام روحوں سے لیا گیا۔ جن میں انبیاء، اولیاء، مومنین، کفار، منافقین سب ہی تھے۔ سب سے پہلے بلیٰ ہمارے حضور کی روح انور نے کہا۔ حضور سے سن کر تمام نبیوں کی روحوں نے بلیٰ کہا۔ انبیاء سے سن کر دیگر مخلوق نے، مگر کفار نے مجبوراً کہا، مومنین نے خوشی سے ۲ یعنی توحید اور دلائل توحید کی، رب نے یہاں اقرار لے لیا۔ پھر انبیاء کے ذریعے تمہیں اس اقرار کی خبر دی جاوے گی۔ جیسے ماں اپنے بچے کو اس کے لڑکپن کی بھولی ہوئی باتیں سناتی ہے تو بچہ مان لیتا ہے۔ ایسے ہی پیغمبر نے ہم کو ہمارا بھولا ہوا عہد یاد دلایا۔ ماننا چاہئے لہٰذا تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ یہ اقرار منہ بند کرنے کو ہے ۳ یعنی اس عہد و اقرار کے بعد تم اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کفر و شرک میں اس لیے بے قصور ہیں کہ ہمارے باپ دادا مشرک تھے، ہم ان کی وجہ سے مشرک ہوئے۔ قصور اس میں ان کا ہے نہ کہ ہمارا اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام میں بے علمی معتبر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض تقلید سے دین اختیار نہ کرنا چاہئے۔ ۴ یعنی چونکہ قرآن کریم تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ڈر سے، بعض لالچ سے بعض دلائل سے مانتے ہیں۔ لہٰذا اس قرآن کریم میں ہر طرح کی آیات مذکور ہیں۔ کہ جو جس چیز سے مان سکے مان لے ۵ یعنی بلعم بن باعورا جو بنی اسرائیل کا بڑا عالم و عابد تھا، معلوم ہوا کہ علم سے ایمان نہیں ملتا۔ ایمان رب کے فضل سے ملتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کا ماننا اور ہے اور ایمان کا سنبھالنا کچھ اور۔ اللہ ایمان پر قائم رکھے۔ آمین! ۶ معلوم ہوا کہ جو نبی کی غلامی سے نکل جاوے وہ اللہ کی کتاب، اللہ کی رحمت، اللہ کے فضل، ایمان و عرفان غرضیکہ سب سے نکل جاتا ہے۔ بلعم نے یوشع علیہ السلام پر بددعا کرنی چاہی تو تمام چیزوں سے نکال دیا گیا۔ ۷ بلعم بن باعورا بنی اسرائیل کا بڑا عالم و عابد تھا اسم اعظم جانتا تھا، مقبول الدعاء تھا، جبارین کی بستی میں رہتا تھا۔ جب یوشع علیہ السلام نے اس بستی پر حملہ کیا تو قوم جبارین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اور بولی کہ ہم تیرے پڑوسی ہیں۔ ہمارے لئے دعا اور یوشع علیہ السلام کے لئے بددعا کر۔ اولاً تو اس نے انکار کیا مگر قوم کے تحفے اور بیوی کی ضد کی وجہ سے پہاڑ پر جا کر بددعا کرنے لگا۔ تو اس کے منہ سے بددعا میں بجائے یوشع علیہ السلام کے اپنی قوم کا نام نکلتا تھا۔ پھر اس کی زبان نکل پڑی، سینے تک آ گئی اور وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا۔ اسی حالت میں ہلاک ہوگیا ۸ معلوم ہوا کہ محض قرآن جاننے، قرآن پڑھنے سے بلندی نہیں ملتی۔ یہ تو اللہ کے فضل و کرم سے ملتی ہے۔ منافقین بھی قرآن کریم پڑھتے تھے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو تورات شریف کی آیتوں کی وجہ سے اس کو بلندی بخشتے۔ ۹ علماء کو نفسانی خواہش کا تابع نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ربانی عالم بنائے، شیطانی یا نفسانی عالم نہ بنائے کہ حضور سے عداوت رکھ کر لوگوں کو قرآن سناتا پھرے۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا گستاخ عالم کتے کی مثل ہے رب کے نزدیک کہ نہ دنیا میں عزت نصیب ہو، نہ آخرت میں۔ کیونکہ بلعم بن باعورا رب کا منکر نہ ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کا مخالف ہوگیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتا بنا بقیہ برصفحہ ۷۶۵

يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا

جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

سُنتے نہیں ف۱ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ف۲ وہی غفلت

الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا

میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام ف۳ تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں ف۴ وہ جلد اپنا کیا پائیں گے ف۵

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ

اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں ف۶ اور جنھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ

ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں

لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ

ڈھیل دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ف۷ کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ

جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ

علاقہ نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں ف۸ کیا انھوں نے نگاہ نہ کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى

آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں ف۹ اور جو جو چیز اللہ نے بنائی ف۱۰ اور یہ کہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اُن کا وعدہ نزدیک آگیا ہو ف۱۱ تو اس کے بعد اور کونسی بات پر یقین لائیں گے ف۱۲

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

جسے اللہ گمراہ کرے ف۱۳ اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں

يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا

بھٹکا کریں ف۱۴ تم سے قیامت کو (کے بارے) پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے ف۱۵ تم فرماؤ اس

❶ معلوم ہوا کہ جو زبان حمد الٰہی و نعت پیغمبر نہ بولے وہ گونگی ہے۔ جو کان اللہ کا کلام نہ سنیں۔ وہ بہرے ہیں۔ جو آنکھ اس کی دلیلیں نہ دیکھے وہ اندھی ہے کیونکہ اپنے مقصود پیدائش کو ادا نہیں کرتی یہ بھی معلوم ہوا کہ جن و انس میں ہدایت پر کم ہیں اور گمراہ زیادہ۔ اسی لئے قیامت میں آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے فی ہزار ایک جنت کا حصہ نکالو اور ۹۹۹ دوزخ کا حصہ ❷ معلوم ہوا کہ انسان اگر ٹھیک رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے۔ اور اگر الٹا چلے تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاوے کہ جانور تو اپنے برے بھلے کو جانتا ہے۔ یہ نہیں جانتا۔ کتا سونگھ کر منہ ڈالتا ہے مگر یہ انسان بغیر تحقیق ہی

ع ۲۲/۱۲ حرام حلال سب کھا جاتا ہے۔ ❸ شان نزول۔ ابو جہل کہتا تھا محمد ﷺ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور وہ اللہ اور رحمٰن دو کو پکارتے ہیں۔ اسکے جواب میں یہ آیت اتری۔ حدیث شریف میں ہے' کہ اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے انہیں یاد کر لیا' جنتی ہو گیا۔ خیال رہے کہ رب کے نام اور حضور کے نام ایک ہزار ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے' کہ ان ناموں کو یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ مطلب نہیں' کہ اس کے صرف ننانوے نام ہیں ❹ خیال رہے کہ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے بلکہ مالک کا ترجمہ ہے۔ گویا اس کا ایک وصف ہے۔ لہٰذا اسے خدا تو کہہ سکتے ہیں مگر رام یا پربھو نہیں کہہ سکتے۔ جیسے ستار کا ترجمہ پردہ پوش کر لیا جاوے۔ ❺ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو ایسے ناموں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں' یا جن کے ایک معنی تو اچھے ہوں' دوسرے برے' ناجائز ہے۔ اسے میاں نہ کہو' رام' کرشن' وغیرہ ناموں سے نہ پکارو' حق یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے نام توفیقی ہیں۔ یعنی شریعت سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں ❻ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انشاء اللہ ہمیشہ حق پرستوں کی جماعت دنیا میں رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اہل حق جس مسئلہ پر اجماع کر لیں' وہ حق اور یقیناً درست ہے۔ تیسرے یہ کہ اہل حق کو اہل باطل انشاء اللہ نقصان نہ پہنچا سکیں گے' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ❼ معلوم ہوا کہ بدکار کو دنیا کی نعمتیں ملنا رب کی ڈھیل ہے جس سے اس کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے۔ ❽ معلوم ہوا کہ نبی مجنون' گونگے بہرے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ حضرات تبلیغ کرنے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ عیوب تبلیغ میں حارج ہیں موسیٰ علیہ السلام پر دیدار جمال الٰہی سے عارضی غشی ایسی طاری ہوئی تھی جیسے رات کو نیند' قادیانی مرزا نے خود لکھا ہے کہ مجھے مراق ہے مراق جنون کی ایک قسم ہے لہٰذا وہ اپنی تحریر سے خود ہی دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے ❾ یہاں نظر سے مراد یا تو بصارت سے دیکھنا ہے یا بصیرت سے غور کرنا ہے اور ملکوت اس تکوینی ملکیت کو کہتے ہیں جو اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں' اس لئے دنیاوی بادشاہوں کو ملک کا مالک کہہ دیتے ہیں۔ مگر ملکوت کا مالک نہیں کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ہئیت و سائنس پڑھنا ثواب ہے۔ اگر اس کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا جائے' یہ بھی پتہ لگا کہ جیسے نماز و روزہ وغیرہ عبادات ادا کرنے چاہئیں ایسے ہی عالم کی چیزوں میں غور و فکر بھی کرنا چاہئے کہ اس سے معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے اس کا جگہ جگہ قرآن کریم میں حکم دیا۔ بقیہ بر صفحہ ۷۶۵

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؕ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ
کا علم تو میرے رب کے پاس ہے ف۱ اُسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا ف۲ بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ
اور زمین میں ف۳ تم پر نہ آئے گی مگر اچانک ف۴ تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اُسے خوب تحقیق کر رکھا ہے ف۵
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۷ قُلْ
تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے ف۶ پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں ف۷ تم فرماؤ
لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ
میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں ف۸ مگر جو اللہ چاہے ف۹ اور اگر میں غیب جان لیا
الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا
کرتا ف۱۰ تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی ف۱۱ اور مجھے کوئی بُرائی نہ پہنچی ف۱۲ میں تو یہی
اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۸ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں ف۱۳ وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا
کیا ف۱۴ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے پھر جب مرد اس پر چھایا اُسے
حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا
ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لئے پھرا کی پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے ف۱۵ اپنے رب سے دعا
لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۸۹ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا
کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیئے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکر گزار ہوں گے ف۱۶ پھر جب اس نے انھیں جیسا چاہیے
جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۹۰
بچہ عطا فرمایا انھوں نے اس کی عطا میں اس کے ساجھی (شریک) ٹھہرائے ف۱۷ تو اللہ کو برتری ہے اُن کے شرک سے ف۱۸
اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۱۹۱ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں ف۱۹ اور نہ
لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۲ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰی
وہ ان کو کوئی مدد پہونچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں ف۲۰ اور اگر تم انھیں راہ کی طرف بلاؤ

وقف منزل — وقف لازم — معانقہ — ع ۲۳/۱۴

منزل ۲

۱ اس آیت میں قیامت کا علم حضور کو دینے کا انکار نہیں۔ بلکہ اس سے سکوت مراد ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں اور فرمایا کہ قیامت جمعہ کو ہوگی۔ ہزارہا نشانیاں قیامت کی ارشاد فرمائیں۔ اسی لئے رب نے یہاں فرمایا۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ نہ فرمایا کہ تم نہیں جانتے ۲ لہٰذا قیامت آنے سے پہلے اس کا ظاہر فرما دینا میرے واسطے منع ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور کو قیامت کا علم تو ہے' اظہار کی اجازت نہیں ۳ یعنی قیامت آسمانوں زمینوں والوں پر بھاری ہے کہ تمام فرشتے اور ایماندر' جن و انس اور تمام جانور اس کے خوف سے لرز رہے ہیں۔ ۴ یعنی ارادہ الٰہی یہ ہے کہ قیامت اچانک آئے۔ اگر میں اس کا وقت بتا دوں تو اچانک نہ رہے گی لہٰذا اس کی خبر دینا ارادہ الٰہی کے خلاف ہے۔ اس میں خبر دینے کی نفی ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت تم پر اچانک آوے گی۔ نہ کہ مجھ پر مجھے تو خبر ہے اور خطاب نوعِ انسان سے ہے۔ ۵ یعنی تمہیں قیامت کا علم تحقیقی و استدلالی نہیں دیا گیا بلکہ علم لدنی روحانی بخشا گیا۔ علوم عقلیہ کی مطلقاً اشاعت کی جا سکتی ہے لیکن علم لدنی کا اظہار ضروری نہیں۔ شریعت کو ظاہر کرو' اسرار کو چھپاؤ۔ اس لئے یہاں حفیّ فرمایا علیم نہ فرمایا۔ تفسیر صادی میں اس جگہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو تمام علوم غیبیہ عطا فرمائے لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا ۶ کسی کو انکل' قیاس' اندازے اور علوم عقلیہ سے معلوم نہیں ہو سکتی جسے رب بتائے اس کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ۷ کہ قیامت کا علم اسرار الٰہیہ میں سے ہے اسے پوچھنا نہ چاہئے۔ اس لئے تم سے پوچھتے ہیں۔ ۸ شان نزول غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راستہ میں ہوا تیز چلی۔ جس سے غازیوں کے اونٹ گھوڑے بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ کا انتقال ہوگیا۔ اور پھر فرمایا کہ دیکھو ہمارا ناقہ کہاں ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق بولا۔ کہ حضور کا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والوں کی خبر دے رہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں۔ حضور پر اس کی یہ بکواس بھی چھپی نہ رہی۔ اور فرمایا کہ بعض منافق ہمارے علم پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اچھا ہماری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے۔ اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر کبیر وخزائن العرفان) ۹ یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع' نقصان کا مالک ہوں نہ کہ اس کے بغیر چاہے' چنانچہ ہمارے حضور تمام خدائی کے رب کی عطا سے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) نیز خود فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخش دی گئیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی جو انہیں عطا ہوئی۔ ۱۰ یعنی اگر میں ذاتی طور پر غیب جان لیا کرتا جس کے لئے قدرت لازم ہے۔ تو ہر چیز جمع کر لیتا۔ اس آیت میں منکرین غیب کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بقیہ بر صفحہ ۶۶۷

لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

تو تمہارے پیچھے نہ آئیں تم پر ایک سا ہے چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو ؁

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں ؂ تو انہیں پکارو

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ

پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو ؃ کیا ان کے پاؤں ہیں جن

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ

سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ

دیکھیں ؄ یا ان کے کان ہیں جن سنیں تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو

ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور مجھ پر داؤں چلاؤ اور مجھے مہلت نہ دو ؅ بے شک میرا والی اللہ ہے ؆ جس نے

نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ

کتاب اُتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے اور جنہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ

اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی

يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَ

مدد کریں ؇ اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں

تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ

دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا ؈ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ

اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو ؉ اور اے سننے والے

مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (کسی بُرے کام پر اکسائے) ؊ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے

① یعنی نہ ان میں چلنے پھرنے کی طاقت ہے نہ سننے سمجھنے کی قوت۔ پھر وہ عبادت کے لائق کیسے ہو گئے۔ خیال رہے کہ رب قوی و قادر ہے۔ اس کی قدرت عالم کے ذریعہ ہم کو محسوس و معلوم ہوئی۔ اگرچہ بلاواسطہ اسے دیکھا نہیں گیا۔ ② یعنی محض بندہ ہونے میں تمہاری مثل ہیں، ورنہ بعض ان معبودوں سے انسان افضل ہیں جیسے چاند تارے وغیرہ یا لات، منات پتھر وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم نبی کو مثل نہیں کہہ سکتے اگرچہ انہیں بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمایا گیا جیسے کہ ہم انسانوں کو پتھروں کی مثل نہیں کہہ سکتے حالانکہ انہیں بھی مثلکم فرمایا گیا۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نبی کی طرح ہیں یہ نہیں کہتے کہ ہم ابوجہل، ابولہب کی طرح ہیں۔ یہ دورخی کیسی جب تم ایمان کی وجہ سے ابوجہل کی مثل نہیں تو نبی بھی نبوت کی وجہ سے تمہاری مثل نہیں ③ اس میں کہ وہ تمہاری سنتے اور حاجت روائی کرتے ہیں لہٰذا عبادت کے لائق ہیں اور ایسا تو ہے نہیں ④ اس آیت کا یہ منشا نہیں کہ جو چل پھر سکے، سن سکے، پکڑ سکے۔ وہ معبود بن سکتا ہے، ورنہ بندر اور گائے میں یہ قوتیں ہیں بلکہ منشا یہ ہے کہ ان پتھروں، درختوں میں تو وہ قوت و طاقت بھی نہیں جو تم میں ہے۔ پھر تم ان کی پوجا کیسے کرتے ہو۔ لہٰذا یہ آیت بالکل صاف ہے۔ اس پر کچھ غبار نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ بت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ ان میں کوئی طاقت نہیں ⑤ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو رب تعالیٰ بے حد جرأت عطا فرماتا ہے کہ اکیلے ہونے کے باوجود اس طرح اپنے مقابلے کے لئے سب کو پکارتے ہیں۔ اگر مرزا نبی ہوتا تو اس میں بھی ایسی جرأت ہونی چاہئے تھی۔ مگر وہ لوگوں کے خوف سے حج بھی نہ کر سکا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے حضور کو اپنے بتوں سے ڈرایا تھا۔ ⑥ خیال رہے کہ حقیقی والی و ناصر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے خاص بندے اس کے مظہر ہیں۔ وہ بھی مجازی طور پر والی و ناصر ہیں رب فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (مائدہ: ۵۵) جیسے حقیقی شافی، حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن بعض دواؤں کو دافع بخار، قبض کشا، شربت فریادرس کہہ دیتے ہیں اور بادشاہ کو ملک کا مالک، اپنے گھر بار کا مالک کہا جاتا ہے۔ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ نبی، ولی کو حاجت روا، مشکلکشا ماننا شرک ہے۔ پیاسے کا کنوئیں پر جانا شرک نہیں، تو گنہگار کا حضور کے دروازے پر جانا شرک کیوں ہوگا۔ ⑦ اس طرح کہ اگر کتا ان کا چڑھاوا لے جاوے تو وہ چھین نہیں سکتے، اگر ان پر مکھیاں بھنک رہی ہوں تو انہیں اڑا نہیں سکتے۔ ⑧ یعنی ان بتوں کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر پتھر کی آنکھیں کیا دیکھیں۔ دیکھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھتے نہیں صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کفار نبی کو دیکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والی نگاہ ان کے پاس نہیں۔ وہ صرف ان کی بشریت کو دیکھتے ہیں۔ انہیں نبوت نظر نہیں آتی۔ بصیرت سے حضور کو دیکھنے والا صحابی ہوجاتا ہے۔ اور صرف بصر سے دیکھنے والا صحابی نہیں۔ بعض حضرات نابینا تھے اور صحابی تھے کہ وہ بصیرت رکھتے تھے ایک بزرگ نے فرمایا کہ جو مجھے دیکھ لے وہ جنتی ہو جاوے۔ کسی نے کہا کہ ابوجہل نے حضور کو دیکھا۔ وہ جنتی نہ ہوا تو تمہارے بقیہ برصفحہ ۲۶۷

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت

فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝۲۰۱ وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ

ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ف۱ اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے

ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۝۲۰۲ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِـَٔايَةٍ قَالُوا لَوْلَا

ہیں پھر کمی نہیں کرتے اور اے محبوب جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں ف۲

اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا

تم نے دل سے کیوں نہ بنائی تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے یہ

بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۲۰۳

تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لئے ف۳

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو ف۴ کہ تم پر

تُرْحَمُونَ ۝۲۰۴ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَ

رحم ہو ف۵ اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (گڑگڑانے) اور ڈر سے اور

دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْـَٔاصَالِ وَلَا تَكُن

بے آواز ف۶ نکلے زبان سے صبح اور شام ف۷ اور غافلوں

مِّنَ الْغَٰفِلِينَ ۝۲۰۵ إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

میں نہ ہونا بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں ف۸ اس کی عبادت سے تکبر

عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسْجُدُونَ ۩ ۝۲۰۶

نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

سُورَةُ الْأَنفَالِ ۸ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتہا ۷۵ رکوعاتہا ۱۰

سورہ انفال مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں پچھتر ۷۵ آیتیں اور دس ۱۰ رکوع ہیں

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ ۖ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۖ

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو (کے بارے) پوچھتے ہیں ف۹ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں ف۱۰

ف۱ معلوم ہوا کہ جس گناہ سے توبہ نصیب ہو جاوے وہ اس نیکی سے افضل ہے۔ جس سے غرور، تکبر پیدا ہو۔ شیطان کی عبادات سے آدم علیہ السلام کا گندم خطاءً کھانا افضل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر فوراً نادم ہونا چاہئے۔ توبہ میں دیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ رب نے یہاں یہ صفت اپنے مقبول بندوں کی بیان فرمائی۔ ف۲ یہاں آیت سے مراد قرآنی آیت ہے۔ جب کبھی وحی کچھ روز کے لئے بند ہو جاتی تو کفار بطور مذاق یہ کہتے تھے۔ نیز کفار کبھی مذاقاً کہتے کہ فلاں قسم کی آیت قرآن میں آنی چاہئے جس میں ایسے احکام ہوں۔ اور جب نہ آتی تو مذاق اڑاتے۔ ف۳ کیونکہ اس سے سارے نفع صرف مسلمان اٹھاتے ہیں۔ قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے۔ یعنی دنیا میں ہدایت دینا اور دنیا میں عذاب سے امن لیکن رحمت خاصہ ہدایت ایمان وغیرہ اور آخرت کی رحمت صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ ہی حال قرآن والے محبوب کا ہے، آپ رحمۃ اللعالمین بھی ہیں اور مومنوں پر بھی رحیم ف۴ اس آیت سے ذکر بالجہر کا ثبوت ہے، کیونکہ سننا اور خاموش رہنا جب ہوگا جب کہ تلاوت قرآن بلند آواز سے ہو۔ خیال رہے کہ قرأت قرآن کا حکم اور ہے، تعلیم قرآن کا حکم کچھ اور، بہت سے بچے مل کر قرآن یاد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آواز اونچی ہو کہ وہ تعلیم قرآن ہے قرأت قرآن نہیں۔ چند آدمیوں کا مل کر بلند آواز سے قرآن پڑھنا منع ہے۔ بلکہ خاموش رہ کر سننا ضروری ہے۔ بعض لوگ ختم شریف میں مل کر زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے ف۵ اس آیت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مقتدی کو منع ہے، خواہ امام جہری قرأت کرے یا آہستہ مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ جمہور صحابہ کا مذہب یہی ہے۔ یہ آیت مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکنے کے لئے ہے۔ کیونکہ نماز میں بات چیت کرنا اس آیت سے منسوخ ہوا وَقُومُوا لِلَّهِ قَٰنِتِينَ (بقرہ: ۲۳۸)

۲۴ ۱۸ ۱۴

ف۶ معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ذکر خفی ذکر جہری سے افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کا احتمال نہیں ہوتا۔ نیز قرآن سنتے وقت اگر ذکر الٰہی کرنا ہو تو آواز سے نہ کرو، بلکہ خاموشی سے کرو۔ اس لئے یہ حکم گزشتہ آیت سے بعد دیا گیا۔ جب یہ عوارض نہ ہوں، تو ذکر بالجہر افضل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ (بقرہ: ۲۰۰) ف۷ کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نوافل منع ہیں، لہٰذا ان وقتوں میں ذکر اللہ کی ترغیب دی گئی تاکہ مومن کا کوئی وقت غفلت میں نہ گزرے۔ ف۸ یعنی مقرب فرشتے یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں بلکہ رتبہ کا قرب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کے مقرب فرشتے عبادت اور سجدے کرتے ہیں تو تم بھی کرو ف۹ انفال نفل کی جمع ہے بمعنی زیادتی۔ چونکہ غنیمت کا مال غازی کے ثواب پر زیادہ ہے اور یہ مال صرف مسلمانوں کے لئے حلال ہوا۔ پچھلی امتوں پر حرام تھا اس لیے اسے انفال کہا گیا۔ قربانی کا گوشت اور مال غنیمت کی حلت اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب تقسیم غنیمت میں بقیہ بر صفحہ ۷۶۶

15

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ

تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو ف۱ اور اللہ اور رسول کا

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ

حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو ف۲ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد

اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں ف۳ اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی

اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

پائے ف۴ اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں ف۵ وہ جو نماز قائم رکھیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں ف۶ یہی سچے مسلمان ہیں ف۷ ان کے لئے درجے ہیں

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤ كَمَآ

ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی جس طرح

اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ

اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا ف۸ اور بے شک

الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا ف۹ سچی بات میں تم سے جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں ف۱۰ اور یاد کرو جب

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں ف۱۱ میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

کانٹے کا کھٹکا نہیں (کوئی نقصان نہ ہو) ف۱۲ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

اور کافروں کی جڑ کاٹ دے ف۱۳ کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا

منزل ۲

۱ یعنی غنیمت کی تقسیم میں لڑائی جھگڑا نہ کرو جیسے حضور تقسیم فرما دیں راضی ہو جاؤ ۲ خیال رہے کہ اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہوگی اور حضور کی اطاعت حکم میں بھی ہوگی اور ان کے افعال طیبہ میں بھی جسے اتباع کہتے ہیں۔ اسی لئے اطاعت کے ساتھ اللہ رسول کا ذکر ہے اور اتباع میں صرف رسول کا ذکر فرمایا گیا 'فاتبعونی' اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت تقاضائے ایمان ہے۔ ۳ ذات و صفات کی آیات سے تو ہیبت الٰہی پیدا ہوا اور آیات عذاب سے خوف آیات رحمت سے شوق و ذوق پیدا ہو' آنکھوں سے آنسو جاری ہوں' اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں عشق کی جلوہ گری نہ ہوں' وہ کامل مومن نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن خضوع وخشوع اور حضور قلبی سے پڑھنا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کا اس جہان میں رب سے ڈرنا آئندہ بے خوفی کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان میں کیفیت کی زیادتی ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اعمال کمال ایمان کا ذریعہ ہے۔ ۵ توکل دو قسم کا ہے' اسباب والا اور ترک اسباب والا۔ یہاں دونوں توکل مراد ہیں۔ عوام کا توکل اسباب والا ہے خواص کا ترک اسباب والا۔ ۶ یہ آیت بہت سے مسائل کی جامع ہے نماز ہمیشہ پڑھنی چاہئے صحیح وقت پر صحیح طریقے سے دل لگا کر پڑھنی چاہئے۔ ہر واجب و فرض نماز پڑھنی چاہئے۔ یہ تمام مسائل وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ سے معلوم ہوئے۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے حلال مال خرچ کرے بعض مال خیرات کرے۔ بعض مال بچوں کے لئے رکھے۔ ہر کار خیر میں خرچ کرے۔ صرف زکوٰۃ پر کفایت نہ کرے اپنے بال بچوں' اہل قرابت پر بھی خرچ کرے۔ ہمیشہ خرچ کرتا رہے ایک بار خرچ کر کے بس نہ کر دے۔ یہ تمام مسائل مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سے ثابت ہوئے اس کی مزید تفسیر ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۷ یہ تمام صفات سارے صحابہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا وہ قرآن کی گواہی سے مومن برحق ہیں جو ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا انکار کر رہا ہے ۸ اس میں حضور کا مدینہ طیبہ سے میدان بدر کی طرف صحابہ کرام کو لے کر تشریف لے جانا مراد ہے جبکہ ابوسفیان شام سے تجارتی قافلہ لے کر مکہ معظمہ واپس جا رہے تھے۔ تو حضور صحابہ کی جماعت لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے ادھر مکہ والوں کو جب خبر لگی کہ ہمارا قافلہ راستہ میں روکا جانے والا ہے تو ابوجہل کفار کی بڑی بھاری جماعت اور بہت ساز و سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اور بدر کے میدان میں کفر و اسلام کا مقابلہ ہوگیا۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ کفار قریباً ایک ہزار تھے۔ مسلمان نہتے بے سروسامان اور کفار ہتھیار بند اور بہت بڑے سامان کے ساتھ تھے ادھر ابوسفیان بدر کے راستہ سے کترا کر دوسرے راستہ سے بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے ادھر بعض مسلمانوں نے حضور سے عرض کیا کہ ہم تو قافلہ روکنے کے لئے آئے تھے۔ اس عظیم الشان جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔ حضور کو یہ عرض ناگوار خاطر ہوئی۔ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ہم کسی طرح بھی مرضی مبارک کے خلاف کرنے والے بقیہ بر صفحہ ۲۶۶

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ
پڑے برا مانیں مجرم ۱؎ جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری
لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا
سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ۲؎ ہزاروں فرشتوں کی قطار سے ۳؎ اور یہ
جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ
تو الله نے کیا مگر تمہاری خوشی کو ۴؎ اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ
مگر الله کی طرف سے ۵؎ بے شک الله غالب حکمت والا ہے جب اُس نے تمہیں
النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً
اُونگھ سے گھیر دیا تو اُس کی طرف سے چین (تسکین) تھی ۶؎ اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا
لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ
کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے ۷؎ اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے ۸؎ اور تمہارے دلوں
عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝١١ اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى
کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے ۹؎ جب اے محبوب تمہارا رب
الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ
فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا ۱۰؎ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو ۱۱؎ عنقریب
الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا
میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا ۱۲؎ تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک
مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝١٢ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ
پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ ۱۳؎ یہ اس لئے کہ انھوں نے الله اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۱۴؎
وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝١٣
اور جو الله اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک الله کا عذاب سخت ہے
ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝١٤ يٰٓاَيُّهَا
یہ تو چکھو ۱۵؎ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے اے

ع ۱۵/۱۰

(۱) مجرمین سے مراد مشرکین ہیں یعنی کفار کو مسلمانوں کی یہ فتح بہت بھاری پڑی اور غلبہ حق ناگوار ہو۔ (۲) میدان بدر میں حضور نے مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت ملاحظہ فرما کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور عرض کیا کہ اگر تو نے اس ٹوٹی پھوٹی مسلمانوں کی جماعت کو ہلاک کردیا تو دنیا میں کوئی تیرا نام لیوا نہ رہے گا۔ رب نے حضور کی دعا قبول فرمائی۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی دعا ساری امت کی دعا ہے کہ دعا صرف حضور نے کی مگر رب نے فرمایا تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ جمع' مذکر' تم سب مدد مانگتے تھے۔ (۳) چنانچہ جنگ بدر میں اولاً ایک ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار۔ پھر پانچ ہزار۔ صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے آگے کافر بھاگا جارہا ہے۔ اچانک کوڑے کی آواز آئی اور کافر خود بخود قتل ہوگیا۔ (۴) معلوم ہوا کہ یہ فرشتے کفار کی ہلاکت کے لئے نہ آئے تھے ورنہ ایک ہی فرشتہ کافی تھا۔ صرف مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے تھے۔ (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اصحاب بدر ایسے عظمت والے ہیں کہ ان کے دوش بدوش ملائکہ کفار سے لڑے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شان والے ہیں کہ فرشتوں نے حضور کے ماتحت اسلام کی خدمت کی۔ کیونکہ اس جنگ میں حضور سپہ سالار اعظم تھے اور یہ تمام فرشتے خدام بارگاہ (۶) جنگ بدر میں مسلمان قدرتی طور پر اونگھ رہے تھے اور منافق پریشان تھے۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں' مناظرہ میں اونگھ الله کی رحمت ہے کہ یہ اطمینان قلب اور کفار سے بے خوفی کی علامت ہے۔ نماز میں اونگھ شیطانی اثر ہے۔ (۷) کہ تم اس پانی سے وضو اور غسل کرسکو کیونکہ مسلمان جس جانب بدر میں تھے' اس طرف پانی کی بہت تنگی تھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ طہارت سے مراد بے وضوئی ہے اور رجز شیطان سے مراد بے غسلی یعنی احتلام ہے کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ (روح) (۸) اس ناپاکی سے وسوسہ مراد ہے نہ کہ بدعقیدگی کیونکہ صحابہ بدعقیدہ نہیں ہوسکتے۔ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لئے سکینہ تابوت آیا تھا اور ان مومنوں کے لئے فرشتے (۹) بدر کے دن مشرکین نے پانی والے میدان پر قبضہ کرلیا۔ اور مسلمان ریتلے حصہ میں اترے۔ جس سے ان کے پاؤں دھنستے تھے۔ بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی حاجت ہوئی اور تمام غازیوں کو سخت پیاس تھی۔ شیطان نے بعض کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تم یہاں ایسی مشکلات میں کیوں پھنستے اور مشرکین ایسے آرام کی جانب کیوں ٹھہرتے۔ آئندہ تم کو فتح پانے کی کیا امید ہے۔ رب تعالیٰ نے بارش بھیجی جس سے یہ ریت جم کر زمین چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی۔ غسل اور وضو ہوگئے۔ پانی برتنوں میں بھر لئے اور پیاس بجھالی گئی۔ مسلمانوں کے دل مطمئن ہوئے اور یہ بارش آئندہ فتحیابی کی نیک فال ہوئی۔ شیطانی وسوسے دور ہوئے' صحابہ کے دل بہت خوش ہوئے۔ اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے (۱۰) یہاں وحی سے مراد الہام اور دل میں ڈالنا ہے اور فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو مسلمانوں کی مدد کے لئے بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس کلام کا مقصد یہ نہیں کہ فرشتوں کو ڈر تھا جو رب نے دور فرمایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مقصد یہ ہے کہ اے

بقیہ بر صفحہ ۲۶۷

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ
ایمان والو جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انھیں
الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
پیٹھ نہ دو ف۱ اور جو اس دن انھیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے
اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ
یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ ف۲ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور
جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی ف۳ تو تم نے انھیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے
قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ
انھیں قتل کیا ف۴ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی ف۵ اور اس لئے ف۶
الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ
کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے ف۷ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے یہ تو لو ف۸
وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ
اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا داؤں سست کرنے والا ہے اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو
جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
یہ فیصلہ تم پر آ چکا ف۹ اور اگر باز آؤ تو تمہارا بھلا ہے ف۱۰ اور اگر تم
تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ
پھر شرارت کرو تو ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی
كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
بہت ہو ف۱۱ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے ف۱۲ اے ایمان والو
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ف۱۳ اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو ف۱۴
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾
اور ان جیسے نہ ہونا جنھوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے ف۱۵

(۱) لام اردو زبان میں بڑی بھاری فوج کو کہتے ہیں کافروں میں مشرکین، یہود، عیسائی سب داخل ہیں۔ یہ حکم کفار سے جنگ کا ہے مسلمانوں کی دنیاوی جنگ میں جو پیٹھ دکھائے اور صلح کرے، وہ ثواب کا مستحق ہے، بلکہ صلح کرانا بھی ثواب ہے (۲) یعنی بھاگنا تو بڑا گناہ ہے بھاگنے کے ارادے سے ان کی طرف پیٹھ بھی نہ پھیرو اگرچہ کفار زیادہ ہوں اور مسلمان تھوڑے، پھر بھی یہ حکم ہے آخری چیز، قتل ہے جو مومن کے لئے شہادت ہے (۳) جہاد میں پیٹھ پھیرنے کی یہاں تین نوعیتیں بیان ہوئیں۔ جنگی چال کہ اولاً بھاگنا پھر اچانک پلٹ کر حملہ کرنا۔ مسلمان غازی اپنی فوج سے کٹ کر کافروں میں گھر گیا تھا، بھاگ کر اپنی فوج میں جا پہنچے، فرار ہو کر میدان جنگ چھوڑ دینا۔ پہلے دو محمود ہیں۔ تیسرا مردود۔ معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ اگر یہ بھاگنا سخت معذوری کی وجہ سے ہو تو اس کا اور حکم ہے۔ جنگ احد اور جنگ حنین میں جن صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے، ان کی عام معافی کا اعلان ہو چکا رب نے فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (آل عمران: ۱۵۵) اب جو کوئی ان پر اس وجہ سے زبان طعن دراز کرے وہ بے دین ہے۔ آدم علیہ السلام کی خطا کی معافی کا اعلان ہوا، اب ان پر طعن کرنا بے ایمانی ہے۔ گناہ کبیرہ قریباً ستر ہیں۔ ان میں سے جہاد سے بھاگ جانا بھی ہے (روح البیان) (۴) شان نزول۔ جب جنگ بدر

ع ۲/۹/۱۶ سے مسلمان واپس ہوئے تو کوئی کہتا تھا میں نے فلاں کافر کو مارا۔ کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ تم اس فتح و نصرت کو اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھو رب کی طرف سے جانو اور اس کا شکر کرو، مومن کی یہ ہی شان چاہئے (۵) اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کا فعل رب کا فعل ہوتا ہے اور مومن خدائی طاقت سے کام کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں رب کی طاقت ہوتی ہے۔ (۶) یہاں نبی اور صحابہ کے کاموں میں فرق یہ ہے کہ صحابہ سے قتل کی بالکل نفی فرما دی مگر حضور کے مٹھی بھر خاک پھینکنے کی بالکل نفی نہ فرمائی۔ بلکہ اِذْ رَمَيْتَ فرما کر ثابت بھی رکھا۔ جنگ بدر میں حضور نے ایک مٹھی خاک شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فرما کر کفار کی طرف پھینکی جو تمام کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ یہی واقعہ اس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ (۷) یعنی بدر کے تمام واقعات اس لئے ہوئے کہ مسلمانوں کو غنیمت، فتح مندی کا انعام دیا جائے۔ یہاں بلاء بمعنی انعام ہے۔ انعام بھی بڑا بھاری۔ کیونکہ جیسے مصیبت آزمائش ہے، ایسے ہی انعام بھی سخت آزمائش ہے۔ (۸) سبحان اللہ! کیا پیارا خطاب ہے کہ اے محبوب کے غلامو! یہ فتح مندی اور غنیمت تو فی الحال لے لو۔ ابھی دنیا اور آخرت میں اور بہت کچھ ملے گا۔ عطا بھی ہے اور عزت افزائی بھی (۹) کفار مکہ جب جنگ کے لئے بدر کی طرف چلے تو انہوں نے غلاف کعبہ سے لپٹ کر دعا مانگی کہ اے اللہ! ہم میں سے جو حق پر ہو اس کی فتح ہو اور فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے، جس سے اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی۔ (۱۰) یعنی اگر تم اپنے کفر اور مسلمانوں سے لڑنے سے باز آ جاؤ تو تمہارا ہی بھلا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری نیکی خود ہمارے ہی لئے فائدہ مند ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۲۶۷

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو

يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ط وَلَوْ

عقل نہیں ف۱ اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سُنا دیتا ف۲ اور اگر

اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے ف۳ اے ایمان والو

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج

اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو ف۴ جب رسول تمہیں ف۵ اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی ف۶

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ

اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہوجاتا ہے ف۷ اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف

تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اٹھنا ہے اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ

مِنْكُمْ خَآصَّةً ج وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَ

پہنچے گا ف۸ اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور

اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک میں دبے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ

تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں ف۹ جگہ دی اور اپنی مدد سے زور دیا اور ستھری

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

چیزیں تمہیں روزی دیں ف۱۰ کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو اللہ

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں ف۱۱ دانستہ خیانت ف۱۲

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ لا وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے ف۱۳ اور اللہ کے

۱ شان نزول۔ یہ آیت بنی عبدالدار بن قصیٰ کے متعلق اتری جو کہتے تھے کہ جو کچھ حضور لائے۔ ہم اس سے بہرے اندھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی سے فائدہ نہ اٹھائے وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ دیکھو نوح علیہ السلام کو حکم تھا کہ کشتی میں جانوروں کو سوار کرلو مگر کافر کو نہ بٹھانا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس زبان' آنکھ' کان عقل سے حضور کی معرفت نصیب نہ ہو وہ گونگی' اندھی' بہری ہے اور وہ عقل بے عقلی ہے۔ سارے بنی عبدالدار جنگ احد میں مارے گئے۔ ان میں صرف دو شخص ایمان لائے۔ مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ (خزائن العرفان) ۲ یعنی اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا تو انہیں حق سننے اور اس پر عمل کی توفیق ملتی۔ ایمان سب پر مقدم ہے۔ ۳ یعنی اگر یہ کفار حضور کی محبت و عظمت کے بغیر کچھ سن بھی لیں' تب بھی اس پر قائم نہ رہیں گے' بدنصیب ایمان لانے کے بعد بھی مرتد ہوجاتا ہے ۴ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا بلانا اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے۔ کیونکہ بلاواسطہ رب کسی کو نہیں بلاتا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی ہو حضور کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاوے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز حضور کے بلانے پر حاضر ہو اور جس کام کو سرکار بھیجیں وہ کر بھی آئے' جب بھی نماز ہی میں ہوگا جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ حضور کو سلام کرنا نماز فاسد نہیں کرتا۔ ۵ خیال رہے کہ اللہ بھی حضور کے واسطے بلاتا ہے۔ قرآن و حدیث ایک ہی زبان سے ادا ہوتی ہیں یعنی حضور کی زبان سے جس کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ یہ قرآن ہے ہم نے اسے قرآن مان لیا اور جس کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ہے' ہم نے اسے حدیث مان لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی نوعیتیں دو ہیں۔ لہٰذا بلانے والے تو حضور ہی ہوں گے۔ کہیں اپنا نام لے کر کہیں رب کا نام لے کر' کہیں رب کا حکم سنا کر۔

اس لیے دعاکم میں دعا صیغہ واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنا اتنا ہی لازم ہے جتنا قرآن پر ۶ اس سے مراد کلمہ طیبہ یا حضور کا وعظ یا جہاد یا قرآن کریم ہے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ چونکہ وہ تمہیں ہمیشہ ایسی چیز کے لئے بلاتے ہیں جو تمہاری زندگی کا باعث ہے لہٰذا ان کے بلانے پر فوراً حاضر ہوا کرو۔ یہ قید احترازی نہیں' بلکہ بیان واقعہ ہے۔ ۷ کبھی اس طرح کہ اچانک موت آجاتی ہے' کبھی ارادہ خیر دل میں پیدا ہوکر رہ جاتا ہے' غرضیکہ ہزار رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں لہٰذا حضور کی اطاعت میں جلدی کیا کرو۔ ۸ جب گناہ زیادہ ہوجاویں اور پیشوایان قوم اچھی باتوں کا حکم دینا بری باتوں سے روکنا چھوڑ دیں تو عذاب عام نازل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا علماء کو یہ خیال نہ چاہئے کہ لوگ گمراہ ہوتے ہوں تو ہوں ہم کو کیا ہم تو نیکی کررہے ہیں اگر کشتی میں ایک سوراخ کردے تو عام سواریاں ہلاک ہوں گی۔ ۹ اس میں خطاب مہاجرین مومنین سے ہے' ان کو وہ حال یاد دلایا جارہا ہے جو ہجرت سے پہلے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرنا اور اپنا گزرا ہوا وقت یاد رکھنا اعلیٰ عبادت ہے۔ کہ اس سے اللہ کے شکر کی توفیق ملتی ہے۔ یعنی تم ڈرتے تھے کہ کفار ہم کو ہلاک کردیں یا تم کو مکہ معظمہ سے نکال بقیہ برصفحہ ۶۷۷

عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ

پاس بڑا ثواب ہے ف۱ اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو ف۲ اور تمہاری برائیاں اُتار دے گا ف۳ اور تمہیں بخش دے گا

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ

تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا ف۴ نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

خفیہ تدبیر فرماتا تھا ف۵ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں

قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ

تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے ف۶ یہ تو نہیں مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا

اگلوں کے قصے اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن)

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا ف۷

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ

یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم

اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

ان میں تشریف فرما ہو ف۸ اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں ف۹

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

ہیں ف۱۰ اور وہ اس کے اہل نہیں اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں ف۱۱

ع ۹ ۱۷

❶ اس کی اطاعت کرنے والوں کے لئے یا یہ مطلب ہے کہ اولاد و مال تمہارے لئے آزمائش تو ہیں لیکن اگر تم عاقل ہو تو یہی چیزیں تمہارے لئے بڑے ثواب کا ذریعہ بن جاویں۔ لہٰذا حضور کا مال و اولاد حضور کے لئے اجر عظیم ہیں۔ ایسے ہی ان کے مطیع لوگوں کے لئے ❷ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ایسی فراست بخشتا ہے کہ وہ مخلص اور منافق کو پہچان لیتا ہے۔ پھر کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ حضور کو منافقین کی پہچان نہ ہو' ایسے ہی مومن نور ایمان سے حق و باطل میں فرق کرلیتا ہے۔ مومن کا دل قدرتی طور پر باطل سے نفرت کرتا ہے اور حق پر راغب ہوتا ہے۔ ❸ کیونکہ نیکیوں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴) تقویٰ بڑی چیز ہے۔ ❹ کفار قریش اپنے کمیٹی گھر یعنی دارالندوہ میں جمع ہوکر حضور ﷺ کی ایذا رسانی کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ شیطان ایک بڈھے آدمی کی شکل میں آیا اور بولا کہ میں شیخ نجدی ہوں تمہیں مفید مشورہ دینے آیا ہوں۔ کفار نے اسے بھی شامل کرلیا۔ ابوالبختری بولا کہ حضور کو مضبوط مکان میں قید کردینا چاہئے تاکہ لوگ ان سے مل نہ سکیں اور آپ وہاں ہلاک ہوجائیں۔ شیخ نجدی نے کہا کہ ان کے یارومددگار انہیں وہاں سے نکال لیں گے۔ ہشام بن عمرو بولا کہ حضور کو جلاوطن کردیا جائے۔ شیخ نجدی بولا کہ پھر وہ دوسری جگہ جاکر اپنا دین پھیلائیں گے اور بڑی جماعت تیار کرکے تم پر چڑھائی کردیں گے۔ ابوجہل بولا کہ ہر خاندان کے کچھ لوگ تیز تلواریں لے کر کھڑے ہوجاویں جو حضور پر یکبارگی حملہ سے شہید کردیں' بنی ہاشم سب قبیلوں کا مقابلہ نہ کرسکیں گے اور ہم سے خون بہا لے لیں گے۔ شیخ نجدی نے یہ رائے پسند کی اور سب کفار کا اس پر اتفاق ہوگیا۔ جبریل امین نے اس مشورہ کی حضور کو خبر کردی اور عرض کیا کہ سرکار آج شب اپنی آرام گاہ میں قیام نہ فرمائیں اور اب مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔ حضور ﷺ نے اپنی خوابگاہ پر اپنی چادر اوڑھا کر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو سلا دیا اور فرمایا کہ بے فکر رہو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور خود دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ کفار نے چوطرف سے دروازہ گھیرا ہوا ہے۔ حضور نے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا الخ (یٰس: ۸) ایک مشت خاک پر دم فرمائی اور محاصرہ کرنے والوں کی طرف وہ خاک پھینک دی سب ایسے اندھے ہوگئے کہ حضور ان کے درمیان سے گزر گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ حضور ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو انہی کفار کی امانتیں عطا فرما گئے کہ تم ان کی امانتیں دے کر مدینہ منورہ آجانا۔ مشرکین تمام رات حضور کا دروازہ گھیرے کھڑے رہے۔ جب صبح کو حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو بستر شریف پر بجائے حضور کے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو پایا۔ پریشان ہوکر حضور کی تلاش کرنے نکلے اللہ تعالیٰ نے غار ثور کے منہ پر مکڑی کو مسلط فرمادیا جس نے جالا تن دیا۔ کفار وہاں پہنچے مگر مکڑی کا جالا دیکھ کر اس غار کی تحقیق نہ کی۔ سرکار تین دن تک اس غار میں رہے پھر مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔ اس آیت میں یہی واقعہ مذکور ہے معلوم ہوا کہ بقیہ برصفحہ ۷۶۷

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ
مگر ان میں اکثر کو علم نہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز
الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
نہیں مگر سیٹی اور تالی ؎۱ تو اب عذاب چکھو ؎۲ بدلہ اپنے
تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا
کفر کا بے شک کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں ؎۳ کہ اللہ کی راہ سے
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
روکیں تو اب انہیں خرچ کریں گے پھر وہ ان پر
حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ
پچھتاوا ہوں گے ؎۴ پھر مغلوب کردیے جائیں گے ؎۵ اور کافروں کا حشر جہنم
يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ
کی طرف ہوگا ؎۶ اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے ؎۷ اور
الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ
نجاستوں کو تلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے ؎۸
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ ع ۹ ۱۸
وہی نقصان پانے والے ہیں تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف
لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾
فرمادیا جائے گا ؎۹ اور اگر پھر وہی کریں تو اگلوں کا دستور گزر چکا ہے
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ
اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے ؎۱۰ اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے ؎۱۱
فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا
اگر پھر وہ باز رہیں تو اللہ اُن کے کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھریں
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾
تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ؎۱۲

(۱) شان نزول۔ قریش مکہ بیت اللہ میں آکر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور اسے عبادت جانتے تھے۔ جب حضور نماز پڑھتے تو یہ لوگ یہ حرکتیں کرتے اور خوش ہوتے کہ ہم بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ تالیاں' سیٹیاں بجانا کفار کا طریقہ ہے آج بھی عیسائی اپنی مجلسوں میں خوشی سے تالیاں بجاتے ہیں۔ مسلمان ان کی نقل کرتے ہیں۔ یہ نہ چاہیے کفار کی نقل بھی بری ہے۔ (۲) یعنی جنگ بدر کی شکست' قتل اور رقید کا عذاب چکھو۔ معلوم ہوا کہ ہزیمت کفار کے لئے عذاب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعملی اور کفر کی سزا کچھ دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر اس سے آخرت کی سزا کم نہیں ہوتی۔ (۳) جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کے لشکر پر' شان نزول۔ یہ آیت ان بارہ قریشیوں کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے موقعہ پر تمام لشکر کفار کا خرچہ اپنے ذمہ لیا تھا۔ چنانچہ روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے تھے رب نے ان کے اس خرچ کو اسلام کے مقابلہ میں خرچ کرنا قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینی پھیلانے کے لئے رسالے' مدرسے وغیرہ پر خرچ کرنا' سب اس میں داخل ہیں۔ (۴) اس لئے کہ مال خرچ ہوگا اور کچھ کام نہ بنے گا۔ گویا خود یہ مال ہی ان کے لئے حسرت ہوگا۔ یہ کلام مبالغۃً فرمایا گیا۔ (۵) اس میں غیبی خبر ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو شکست ہوگی۔ یا اگرچہ کبھی ظاہری فتح کفار کو دے دی جاوے مگر انجام کار فتح مسلمانوں کی ہوگی۔ اور ایسا ہی ہوا (۶) معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گئے بھی تو ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ جمع ہو کر نہ جائیں گے۔ تاکہ رسوائی نہ ہو۔ جہنم کی طرف حشر اور اجتماع کفار کا عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بچائے گا۔ (۷) مسلمانوں کی کامیابی' کفر و اسلام' مومن و کافر میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلے میں کفار ایک ہیں عیسائی یہودی' ہندو اسلام کے مٹانے کے لئے ایک ہو جاتے ہیں۔ کفر نجاست ہے' ایمان طہارت ہے کفر تاریکی ہے۔ اسلام نور ہے۔ ہر کفر جھوٹ ہے' اسلام سچ ہے۔ لہٰذا وہ سب آپس میں مل سکتے ہیں۔ لیکن اسلام سے نہیں مل سکتے مگر اس کے باوجود انشاء اللہ غلبہ اسلام کو ہے۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے کافر کا کفر اور زمانہ کفر کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ حقوق العباد میں جو شرعی حق یا حق اللہ ضائع ہوا' وہ بھی معاف ہو جاتا ہے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ اگر مشرک کسی کا قرض مار کر مسلمان ہو جاوے تو قرض معاف نہ ہوگا۔ (۱۰) معلوم ہوا کہ جہاد کا یہ مقصد نہیں کہ کفار کو جبراً مسلمان بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفر کا زور توڑ دیا جائے تاکہ اسلام کا راستہ صاف ہو جائے (۱۱) خیال رہے کہ یہاں فتنہ سے مراد خود کفر نہیں بلکہ کفر کا زور توڑنے کے لئے ہوتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبہ: ۲۹) اس میں یہ ہی بتایا گیا ہے کیونکہ جب کفار نے جزیہ دینا منظور کر لیا تو ان کا زور ٹوٹ گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہاں حتیٰ کے معنی ہیں تاکہ' یعنی مجھے حکم دیا گیا کہ کفار سے جنگ کروں بقیہ بر صفحہ ۲۶۸

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو ف۱ تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ ف۲ اور

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

رسول و قرابت والوں ف۳ اور یتیموں اور محتاجوں ف۴ اور مسافروں کا ہے ف۵

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ

اگر تم ایمان لائے ہو ف۶ اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا ف۷ جس دن

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱ اِذْ اَنْتُمْ

دونوں فوجیں ملیں تھیں اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۸ جب تم نالے

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

کے کنارے تھے اور کافر پرلے کنارے اور قافلہ تم سے ترائی

مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ

میں ف۹ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے ف۱۰ لیکن یہ اس لئے کہ

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ

اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ف۱۱ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور

يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ اِذْ

جو جیے دلیل سے جیے ف۱۲ اور بے شک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے ف۱۳ جب

يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ

کہ اے محبوب اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا ف۱۴ اور اے مسلمانو اگر وہ تمہیں بہت کر کے

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے ف۱۵ اور معاملہ میں جھگڑا ڈالتے ف۱۶ مگر اللہ نے بچالیا ف۱۷ بے شک وہ دلوں

الصُّدُوْرِ ۝۴۳ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ

کی بات جانتا ہے اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور

يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى

تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا ف۱۸ کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ف۱۹ اور

❶ جہاد میں جو مال کفار سے جبراً لیا جاوے وہ غنیمت ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت' مال غنیمت کے کل پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے چار چار حصے مجاہدین کے ہیں۔ اور ایک حصے کے پھر پانچ حصے ہوتے ہیں۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا حصہ اللہ ہی کا حصہ ہے۔ اگر اللہ کے حصے سے مراد اور کوئی حصہ ہوتا جو علاوہ حضور کے حصے کے ہے تو چھ حصے بن جاتے ہیں پانچ نہ رہتے۔ غرضیکہ اس حصے کا اللہ کی طرف نسبت کرنا برکت کے لئے ہے۔ اور حضور کی طرف نسبت کرنا استحقاق کے لئے۔ اس سے حضور کا قرب الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ ❸ یعنی نبی ﷺ کے قرابت دار حضور کی زندگی میں تو قرابت کی وجہ سے اور حضور کی وفات کے بعد فقر اور مسکنت کی وجہ سے لیں گے۔ یعنی اس خمس میں بنی مطلب' بنی ہاشم وغیرہم مساکین کو دیا جاوے گا اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں اس خمس کے پھر پانچ حصے کئے جاتے تھے جن میں سے ایک حصہ یعنی کل غنیمت کا پچیسواں حصہ حضور کو اور ایک حصہ حضور کے اہل قرابت اور تین حصے فقراء و مساکین کے ہوتے تھے۔ حضور کی وفات کے بعد اہل قرابت کا حصہ فقراء و مساکین پر صرف ہوگا۔ اب وہ حصہ سادات فقراء کو ملے گا۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہی فرمان ہے۔ ❹ خیال رہے کہ حضور' محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہیں۔ عبدالمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم' مطلب' عبدشمس' نوفل' حضرت عثمان عبدالشمس کی اولاد میں تھے اور جبیر ابن مطعم نوفل کی اولاد میں۔ حضور نے خیبر کی غنیمت میں ان دونوں بزرگوں کو خمس میں سے کچھ نہ دیا تو ان صاحبوں نے وجہ پوچھی تو سرکار نے فرمایا کہ ہاشم و مطلب کی اولاد نے اسلام میں بڑا تعاون کیا۔ معلوم ہوا کہ محض قرابتداری استحقاق کا سبب نہیں نصرت سبب ہے۔ جو حضور کی وفات سے ختم ہو چکی ❺ مسافر اگرچہ اپنے گھر میں غنی ہو' مگر جب سفر میں اسے حاجت پڑ جاوے تو اسے بھی دیا جائے وہ مسافر خواہ اولاد رسول ہو یا اور مسلمان۔ خیال رہے کہ حضور کے ذی قربیٰ بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔ عبدالشمس اور نوفل کی اولاد اگرچہ قریشی ہیں مگر اس خمس کے مستحق نہیں ❻ یہاں اِنْ شک وتردد کے لئے نہیں بلکہ اس سے کلام کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے۔ جیسے کوئی باپ اپنے فرمانبردار فرزند سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو ہمیشہ فرمانبرداری کرنا۔ کیونکہ صحابہ سچے مومن متقی بلکہ مومنوں کے سردار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ (فصلت: ۵۲) ❼ یہاں یوم الفرقان سے مراد جنگ بدر کا دن ہے اور دو جماعتوں سے مراد مومن و کافر ہیں۔ بدر کا واقعہ سترہ رمضان ۲ھ میں ہوا۔ ❽ چنانچہ اس قدرت والے نے تم تھوڑوں اور کمزوروں کو بڑی جماعت کفار پر فتح دے دی۔ یہ اس کی قدرت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ ❾ یعنی بدر میں تم تو اس میدان کے قریبی کنارہ پر تھے جو مدینہ کی طرف ہے اور کفار دوسری جانب جو مکہ کی طرف ہے اور ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے مسلمانوں سے تین میل کے فاصلے سے نکل گیا۔ گویا رب نے اس آیت میں جنگ کا نقشہ بتایا کہ اس طرح صف آرائی ہوئی۔ ❿ یعنی تم اور کفار اگر اول سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو تم ان کی زیادتی اور بقیہ برصفحہ ۲۶۸

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً

اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے ۱ے اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ۲ے ثابت

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو ۳ے کہ تم مراد کو پہونچو ۴ے اور اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا

رسول کا حکم مانو ۵ے اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی ۶ے اور صبر کرو

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے ۷ے اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور لوگوں کے دکھانے کو ۸ے اور اللہ کی راہ سے روکتے ۹ے

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں ۱۰ے اور جب کہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے ۱۱ے

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا

اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں ۱۲ے اور تم میری پناہ میں ہو تو جب

تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ

دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں ۱۳ے

اِنِّيْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ۚ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾

میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں ۱۴ے اور اللہ کا عذاب سخت ہے

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ

جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے ۱۵ے کہ یہ مسلمان اپنے دین پر

دِيْنُهُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ

مغرور ہیں ۱۶ے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ۱۷ے اور کبھی

تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں ۱۸ے مار رہے ہیں ان کے منہ پر

۱ فتح و نصرت اس کی مدد سے ہے۔ لہٰذا آئندہ مسلمانو محض اسباب پر نظر نہ کرو۔ خالق اسباب پر توکل کرو۔ ۲ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنگ کی دعا نہ کرو اور جب آ پڑے تو بھاگو نہیں اور دشمن کو حقیر نہ جانو پوری تیاری کرو ۳ معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ زیادہ چاہئے ہاتھ میں تلوار ہو۔ منہ میں قرآن ہو۔ اسی طرح اس وقت اللہ رسول کی فرمانبرداری اشد ضروری ہے اور آپس کا اتفاق لازم ہے ۴ معلوم ہوا کہ جہاد میں مومن کی فتح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ ثابت قدمی' رب کی یاد کی کثرت اور دل کا اخلاص' کہ ملک گیری کی نیت سے جہاد نہ ہو بلکہ محض اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔ جہاد میں نماز تو کیا جماعت نماز بھی حتی الامکان نہ چھوڑے۔ ایسے موقعہ کے لئے نماز خوف کی قرآن نے تعلیم دی ۵ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد چونکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اس لئے اس میں نام و نمود کا دخل نہ ہو' صرف دین اسلام کی حفاظت کی نیت ہو اور فخر و تکبر نہ ہو۔ ہاں کفار کے سامنے بہادری کی باتیں کرنا فخر نہیں۔ بلکہ بہتر ہے۔ ۶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آپس کے جھگڑے کمزوری کا سبب ہیں۔ دوسرے یہ کہ نااتفاقی دور کرنے کے لئے اللہ رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اس سے اتفاق نصیب ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ میں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی ہوا بھیجتا ہے۔ یعنی صبا۔ اگر ان ہدایتوں پر عمل نہ ہو تو وہ ہوا نہ آئے گی۔ (روح البیان) یا ہوا جانے سے مراد ہے اپنی ہیبت کا اٹھ جانا ۷ اس سے معلوم ہوا کہ یوں تو ہر حال میں اللہ رسول کی فرمانبرداری ضروری ہے لیکن جہاد میں زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کی برکت سے فتح نصیب ہو۔ اس لئے عین جنگ میں خطرے کے وقت بھی جماعت معاف نہیں بلکہ وہاں نماز خوف پڑھی جاوے جس کا ذکر قرآن شریف میں گزر چکا۔ ان پر افسوس ہے جو بلاوجہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۸ شان نزول۔ یہ آیت ان کفار قریش کے متعلق آئی جو گھمنڈ و غرور کرتے ہوئے بدر میں آئے یہاں تک کہ ابوسفیان نے ابوجہل کو کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ بخیریت پہنچ گیا اب واپس آ جاؤ مگر وہ نہ مانا آخرکار یہ سب جنگ میں مارے گئے۔ اے مسلمانو! اس سے عبرت پکڑو اور جہاد میں فخر نہ کرو ۹ یعنی کفار تو اللہ رسول سے روکنے کے لئے جنگ کو آتے ہیں' تم اللہ رسول کا نام بلند کرتے ہوئے جہاد میں شرکت کرو تاکہ تمہاری اور ان کی جنگ کی نوعیت میں فرق ہو۔ ۱۰ لہٰذا کفار کو ان کے ہر عمل بد کی سزا دی جاوے گی۔ کسی کو دنیا میں بھی اور سب کو آخرت میں۔ خیال رہے کہ کفار شرعی احکام کے دنیا میں مکلف نہیں۔ مگر آخرت میں عذاب کے متعلق مکلف ہیں۔ ۱۱ اس طرح کہ کفار عرب نے حضور کی مخالفت میں جو حرکتیں کیں شیطان نے شکل انسانی میں آ کر ان سب کی بہت تعریف کی اور اس پر انہیں قائم رہنے کی رغبت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ہمارے عیبوں کی تعریف کرے یا ہم کو گناہوں کی رغبت دے وہ شیطان ہے۔ اگرچہ شکل انسانی میں ہو ۱۲ جنگ بدر کے دن ابلیس سراقہ بن مالک سردار بنی کنانہ کی شکل میں شیاطین کی جماعت لئے ہوئے کفار عرب کے پاس آیا اور کہا کہ تم بے فکر رہو بنی کنانہ سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ میں

بقیہ بر صفحہ ۶۸۷

وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اوران کی پیٹھ پر ف۱ اور چکھو آگ کا عذاب ف۲ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ

ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ف۳ جیسے فرعون والوں ف۴

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ

اوران سے اگلوں کا دستور وہ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا ف۵

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ

بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ

جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ بدل جائیں ف۶ اور

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ

بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ف۷ جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور ف۸ انھوں

قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ

نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے اُن کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے

اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ

فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے ف۹ بے شک سب جانوروں میں بدتر

اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ

اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے ف۱۰ وہ جن سے تم نے

مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں ف۱۱

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ ف۱۲ اس امید پر کہ شاید

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

انہیں عبرت ہو اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو

۱ معلوم ہوا کہ مرتے وقت ملائکہ کی مار کفار کے لئے بطور عذاب ہے۔ مومن اس سے محفوظ ہے مومن کا اس وقت فرشتے احترام بھی کرتے ہیں اور نرمی بھی ۲ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے۔ مگر دوزخ میں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا۔ لہٰذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہو سکتا ہے اور بھی کئی آیتوں سے اس کا ثبوت ہے۔ ۳ یعنی عذاب قبر تمہارے بدعملوں کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والا چغل خور اس عذاب میں گرفتار ہوگا۔ ایسے ہی مسجد میں روشنی کرنے سے قبر میں نور ہوتا ہے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ متبعین کو بھی آل کہتے ہیں۔ فرعون لاولد تھا۔ اور اپنی پولیس اور فوج سے ظلم کراتا تھا۔ اس فوج کو آل فرعون کہا گیا۔ لہٰذا اس معنی سے حضور کے سارے صحابہ بلکہ ساری امت آل رسول ہے۔ آل کے یہ معنی ایسے عام ہیں کہ اس میں اہل بیت، صحابہ اور ساری امت شامل ہے۔ ۵ دنیا میں عذاب بھیج کر، قبر میں اور حشر میں سخت عذاب میں گرفتار کر کے۔ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار کے انکار سے ملول نہ ہوں۔ ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ ۶ کفار مکہ کو اللہ نے امن، گھر بیٹھے روزی، عزت عطا فرمائی۔ آخر میں نبی آخر الزمان کو ان میں بھیجا۔ جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ انہوں نے ان نعمتوں کی ناقدری ہی کی، بت پرستی، بدعملی، حضور کی مخالفت کی تو رب نے ان سے امن، روزی سب کچھ چھین لیا۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ ناشکری سے عذاب آتا ہے۔ ۷ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:۱۱) اس آیت کا بھی منشا یہ ہے کہ رب تعالیٰ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمتیں نہیں چھینتا تا وقتیکہ وہ قوم اپنا حال خود نہ بدل لے کہ فرمانبرداری چھوڑ کر نافرمانی کرنے لگے۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی قوم کو بغیر اس کے نیک اعمال کے نعمت نہیں دیتا۔ اس کا کرم ہماری قابلیت پر

موقوف نہیں، بلکہ اس کا عذاب ہماری بدکاریوں کی بنا پر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت دادِ اوست مکہ معظمہ والوں کو صد ہا نعمتوں سے نوازا۔ پہلے سے وہ کونسی نیکیاں کرتے تھے۔ حضرت مریم کو پیدائشی ولی، حضرت آدم کو پیدائشی نبی و مسجود ملائکہ بنا دیا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸ فرعون سے اگلی تو میں قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے بے بہا نعمتیں بخشی تھیں مگر ناشکری کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کے تاریخی حالات پڑھنا عبرت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح قصص اولیاء کا مطالعہ کرنا تاکہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو بہت اچھا ہے۔ رب تعالیٰ نے اسی لئے ہر طرح کے قصے قرآن شریف میں بیان کئے ۹ اگرچہ فرعونی لوگ سخت ظالم تھے اور اس کے ماتحت اس سے کم، مگر عذاب سب پر آیا ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ کفار جانور ہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کوئی جانور کفر نہیں کرتا۔ کوئی بت پرستی نہیں کرتا حالانکہ وہ بے عقل ہے اور یہ عاقل ہو کر رب کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے کافر انسان کو عذاب ہوگا۔ جانوروں کو نہیں ہوگا ۱۱ شان نزول۔ یہ آیات یہود مدینہ بنی قریظہ کے متعلق نازل بقیہ بر صفحہ ۲۶۸

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَ لَا یَحْسَبَنَّ

برابری پر ف۱ بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ

رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ف۲ بے شک وہ عاجز نہیں کرتے اور ان کے لئے تیار رکھو

مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ

جو قوت تمہیں بن پڑے ف۳ اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ

عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ

جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں ف۴ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے ف۵

اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ

اللہ انہیں جانتا ہے ف۶ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا

اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے ف۷ اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو

وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾ وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ

اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی ہے سنتا جانتا ف۸ اور اگر وہ تمہیں فریب

یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ

دیا چاہیں تو بے شک اللہ تمہیں کافی ہے ف۹ وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور

بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ

مسلمانوں کا ف۱۰ اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو کچھ

جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ

ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے ف۱۱ لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے ف۱۲

اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ

بے شک وہی ہے غالب حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى

تمہارے پیرو ہوئے ف۱۳ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی

(۱) یعنی اگر تم نے کسی کافر قوم سے معاہدہ کیا تھا۔ مگر علامات اور قرینوں سے پتہ لگا کہ یہ لوگ عہد شکنی کریں گے۔ تو اولاً انہیں اطلاع دے دو کہ فلاں تاریخ ہم تم پر حملہ کریں گے پھر حملہ کر دو۔ غرضیکہ سانپ کے کاٹنے سے پہلے اس کا سر کچل دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں بغیر اطلاع دیئے حملہ کر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ بد عہدی ہے۔ (۲) یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے وہ اپنے کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں۔ ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔ جو بیمار اچھا ہو جائے جو مصیبت زدہ آفت سے نکل جائے۔ وہ اپنے کو اللہ کی پکڑ سے باہر نہ جانے۔ اس آیت سے عبرت ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسب موقع فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کے اسباب عبادت ہیں اور گناہ کے اسباب جمع کرنا گناہ۔ حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض۔ چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ تیاری جہاد کرنے والا مجاہد کی طرح حساب قبر سے محفوظ ہو گا اور قیامت میں ان شاء اللہ مجاہدین کے ساتھ اٹھے گا۔ بلکہ جہاد کی صحیح تمنا بھی عبادت ہے۔ (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ غازی اپنی سفید ڈاڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے۔ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کے لئے ویسے سیاہ خضاب منع ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے پیارے بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ کفار اللہ کو تو اپنا رب مانتے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے۔ رب نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا۔ (۵) پھر صحابہ کرام بھی حضور کے بتا دینے سے منافقین کو پہچان گئے تھے حتی کہ آج تک عبداللہ ابن ابی وغیرہ منافقت میں مشہور ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہارے دو دشمن ہیں۔ ایک کھلے یعنی کفار اور دوسرے چھپے ہوئے یعنی منافقین جنہیں تم اب تک نہیں پہچانتے۔ دونوں سے محتاط رہو۔ (۶) یعنی تمہاری آستینوں کے سانپ منافقین کہ کفار پر سختی کرنے سے ان پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس سے مراد کافر جنات بھی ہیں کیونکہ غازی کے گھوڑے کی آواز سے ان جنات کو خوف آتا ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے (۷) یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرنا برباد نہ ہو گا۔ بلکہ اصل مع نفع واپس ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو جہادوں کی برکت سے غنی کر دیا۔ آخرت کا ثواب علاوہ ہے۔ (۸) یعنی ان سے صلح قبول کر لو۔ یہ حکم تب ہے جبکہ صلح میں مسلمانوں کا فائدہ ہو جیسا کہ قرائن سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار سے صلح اور جزیہ لینا جائز ہے۔ مگر مرتدین سے صرف جنگ یا اسلام نہ ان سے صلح جائز نہ جزیہ۔ رب فرماتا ہے۔ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ (الفتح:۱۶) (۹) یعنی اگر کفار فریب دینے کے لئے صلح کی پیش کش کریں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے فریب سے بچائے گا کہ تمہیں کسی طریقہ سے خبر دے دے گا (۱۰) بدر میں اللہ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کی مدد وہ تھی جو مہاجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے اور یہ اِیَّاكَ بقیہ برصفحہ ۲۶۸

الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

ترغیب دو ۱ اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے دوسو پر غالب ہوں گے ۲

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ

اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ۳ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور

عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو ۴ تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں

يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ

دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ

اللہ کے حکم سے ۵ اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے کسی نبی کو لائق نہیں ۶ کہ

يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ

کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے ۷ تم لوگ دنیا کا مال چاہتے

الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ

ہو ۸ اور اللہ آخرت چاہتا ہے ۹ اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے

مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا

ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا ۱۰ تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ

مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ ع

جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ ۱۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو ۱۲ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دل

اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ

میں بھلائی جانی ۱۴ تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد بہت اعلیٰ عبادت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور کو حکم دیا گیا۔ جو جہاد سے روکے وہ شیطان ہے جیسے مرزا قادیانی۔ دوسرے یہ کہ جہاد کی ہر جائز طریقہ سے رغبت دینا جائز ہے۔ غازی کی تنخواہ مقرر کرنا‘ اس کے بیوی بچوں کی پرورش کرنا‘ بہادروں کی قدر دانی کرنا سب اس میں داخل ہیں۔ ۲ اس میں بشارت بھی ہے اور خاص حکم بھی۔ بشارت تو یہ ہے کہ غازی رب کے فضل سے اپنے سے دس گنا کفار پر فتح حاصل کیا کریں گے اور رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے بلکہ ڈٹ جاوے۔ پھر یہ حکم اگلی آیت اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ (انفال:۶۶) سے منسوخ ہوگیا۔ لہٰذا نسخ خبر نہیں ہوا بلکہ نسخ حکم ہوا۔ ۳ کیونکہ وہ اللہ کے لئے نہیں بلکہ نفسانی خواہشوں کے لئے ایسے لڑتے ہیں۔ جیسے جانور آپس میں لڑتے بھڑتے تھے۔ لہٰذا وہ ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے جو خاص اللہ کے لئے لڑیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملک کے لئے یا قوم کے لئے لڑنا جہالت ہے۔ مومن صرف اللہ رسول کے لئے لڑتا ہے ۴ کمزوری ایمان نہیں بلکہ کمزوری ابدان مراد ہے۔ یعنی پہلے تو سو کے مقابلہ میں دس مسلمانوں کو ڈٹ جانا فرض تھا اب سو کافروں کے مقابلہ میں پچاس کو ڈٹ جانا فرض رہ گیا۔ ۵ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے نہ کہ محض ہماری بہادری سے جب وہ چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دیتا ہے۔ ۶ صحابہ کی آرزو تھی کہ بغیر جنگ ابوسفیان کے قافلے سے مال چھین لیا جائے مگر جنگ کی شکل بن گئی۔ اس پر رب نے جنگ کی حکمت کا ذکر فرمایا کہ بغیر جنگ کفار کو قید کرنا نبی کی شان نہیں جنگ میں نبی کی بہادری ہے ۷ شان نزول۔ جنگ بدر میں ۷۰ کفار گرفتار ہوئے نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا کہ شاید یہ لوگ آئندہ مسلمان ہو جائیں۔ اور فی الحال مسلمانوں کو فدیہ کے مال سے قوت حاصل ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب کے قتل کا مشورہ پیش کیا کہ یہ لوگ اصل کفر ہیں اور کفار کی جڑیں ہیں۔ ان کے قتل سے کفر کمزور اور اسلام قوی ہوگا۔ نبی ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۸ یہاں خطاب عام مسلمانوں سے ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ سے اور مال سے مراد فدیہ کا مال ہے۔ یعنی تمہاری نظر فدیہ کے مال پر ہے اور ہم تم کو آخرت کا بڑا ثواب دینا چاہتے ہیں خیال رہے کہ یہ مال چاہنا بھی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ جنہوں نے فدیہ کی رائے دی وہ قوت جہاد حاصل کرنے کے لئے دی اس لئے رب نے اس کو جرم قرار نہ دیا۔ ۹ کہ تمہیں آخرت میں بڑا ثواب عطا فرمائے۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ فی کس چالیس اوقیہ سونا تھا جس کے سولہ سو درہم یا پانچ سو روپیہ مروجہ ہو ۱۰ کہ اجتہادی غلطی کرنے والوں پر عذاب نہ کرے گا یا اصحاب بدر کو عذاب نہ دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب بدر پر عذاب نہیں ہوسکتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد کی خطا معاف ہے

بقیہ برصفحہ ۷۶۹

لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ

بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱؎ اور اے محبوب اگر وہ تم سے دغا چاہیں گے تو اس

خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں ۲؎ جس پر اس نے اتنے تمہارے قابو میں دے دیئے ۳؎ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے ۴؎ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ

سے لڑے اور وہ جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

وارث ہیں ۵؎ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی ۶؎ تمہیں ان کا

وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ

ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم

فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں

مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

معاہدہ ہے ۷؎ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ

دوسرے کے وارث ہیں ۸؎ ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ

وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ

اور بڑا فساد ہوگا ۹؎ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

لڑے اور جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ۱۰؎

حَقًّا ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ

ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۱؎ اور جو بعد کو ایمان

(۱) رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ چنانچہ جب حضور کے پاس بحرین سے اسی ہزار روپیہ آیا تو حضور نے ظہر کا وضو فرما کر نماز سے پہلے پہلے تمام تقسیم فرمایا اور حضرت عباس کو اتنا عطا فرمایا جو ان سے اٹھ نہ سکا۔ حضرت عباس فرماتے تھے کہ جو مجھ سے فدیہ لیا گیا تھا اس سے بہتر تو مل گیا۔ دوسرے وعدے یعنی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ (۲) یعنی جو قیدی اب اسلام لا کر آئندہ اس سے پھر جائیں تو آپ رنج نہ کریں کیونکہ یہ لوگ میثاق کے دن مجھ سے وعدے کر کے دنیا میں پہنچ کر پھر گئے ایسوں کا پھرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو رب کا عہد پورا نہ کرے اس کے کسی عہد و پیمان کا اعتبار نہیں۔ وہ بندوں کے عہد سے پھر سکتا ہے۔ (۳) یعنی جیسے رب نے اتنے کفار کو بدر کے دن تمہارے قابو میں دے دیا کہ وہ مارے بھی گئے اور قیدی بھی ہوئے۔ اسی طرح ہی اگر آئندہ یہ قیدی مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ پھر ان پر تمہیں قابو دے دے گا وہ قادر ہے (۴) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ شریعت میں مہاجر وہ ہے جو اللہ رسول اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے کسی اور مقصد کے لئے گھر بار چھوڑنے والا مہاجر نہیں۔ یہ ہی جہاد کا حکم ہے کہ کفار سے محض اللہ و رسول کے لئے لڑنے والا مجاہد ہے اور کسی وجہ سے لڑنے والا مجاہد نہیں۔ اور جہاد جیسے جان سے ہوتا ہے ویسے ہی مال سے ہوتا ہے (۵) یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہوگئی۔ مہاجر و انصار ایک دوسرے کے وارث تھے۔ اگر چہ ان میں قرابتداری بالکل نہ ہو۔ اور غیر مہاجر باپ مہاجر بیٹے کا وارث نہ تھا۔ اب یہ حکم نہیں۔ اب وراثت قرابت نسبی سے ملے گی بشرطیکہ اختلاف دین نہ ہو (۶) اس سے معلوم ہوا ابتداءً میراث ملنے کی دو شرطیں تھیں۔ اتحاد فی الدین اور ہجرت۔ اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (انفال ۷۵) خیال رہے کہ یہ نسخ فتح مکہ سے ہوا جبکہ ہجرت فرض نہ رہی (روح) (۷) اس میں تین مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ غیر مہاجر مومن اگر کسی کافر قوم سے دینی وجہ سے جنگ کریں اور وہ تم سے مدد مانگیں تو مدد دو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی دینی جنگ میں مدد کرے۔ دوسرے یہ کہ مدد دینا جہاد میں ضروری ہے نہ کہ محض دنیاوی جھگڑوں میں۔ تیسرے یہ کہ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی ایسی کافر قوم سے ہے جن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو ہم اب ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں بدعہدی ہے بلکہ اب یہ کوشش کی جائے کہ ان کفار اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے اگر صلح ناممکن ہے۔ تو ہم غیر جانبدار ہیں۔ سبحان اللہ کیسی نفیس تعلیم ہے۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر میں توارث نہیں۔ کافر کافر کا وارث ہے۔ نیز مشرک عیسائی کا، عیسائی مشرک کا وارث نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان میں بھی اختلاف دین ہوگا۔ بلکہ کفار میں اختلاف دار بھی محرومی کا باعث ہے۔ یعنی ایک ملک کا کافر دوسرے ملک کے کافر کا وارث نہیں (۹) یعنی اگر مسلمانوں نے ایک دوسرے کی مدد نہ کی بلکہ ایک کو پٹتا ہوا دیکھ کر دوسرا خاموش رہا تو بڑا فتنہ فساد ہوگا مسلمانوں کو جینا مشکل ہوگا۔ (۱۰) یعنی وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر، مال و متاع میں برابر کا شریک کر لیا اور ان کی

بقیہ برصفحہ ۲۶۹

بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا

لائے ولے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں وا بے شک

اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۷۵

اللہ سب کچھ جانتا ہے

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ ۹ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ — اٰیاتها ۱۲۹ رکوعاتها ۱۶

سورۂ توبہ مدنیہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو انتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ

الْمُشْرِكِیْنَ ۱ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْۤا

قائم نہ رہے ۳ تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ

اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ۲ وَ

تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ۴ اور

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن ۵

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو تو

خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ

تمہارا بھلا ہے ۶ اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے ۷ اور

بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۳ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی ۸ مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ

الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ

تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی ۹

۱ مہاجرین کے چند طبقے ہیں ایک وہ جنہوں نے پہلی بار ہی مدینہ پاک کو ہجرت کی جنہیں مہاجرین اولین کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جنہوں نے حبشہ کو پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی انہیں صاحب ہجرتین کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ انہیں ہجرت ثانیہ والے کہتے ہیں۔ یہاں مہاجرین اولین مراد ہیں ۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سے وراثت منسوخ ہو چکی۔ دوسرے یہ کہ اب وارثت کا دارو مدار نسبی قرابتداری پر ہے جنہیں اولوالارحام بتارہا ہے کیونکہ دودھ کے رشتے سے کوئی وارث نہیں۔ سسرالی رشتہ میں صرف بیوی' خاوند ایک دوسرے کے وارث ہیں' تیسرے یہ کہ ذوی الارحام ماموں خالہ وغیرہ بھی وارث ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مذہب ہے ۳ چونکہ اس سورۃ میں حضرت کعب ابن مالک وغیرہ صحابہ کرام کی توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے سورۃ توبہ کہا گیا۔ سوہ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھی گئی کیونکہ حضرت جبرئیل نے اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہ دیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ امان اٹھانے کے لئے آئی لہٰذا یہاں بسم اللہ نہ لکھی گئی۔ حضرات براء فرماتے ہیں کہ سورتوں میں آخری سورۃ یہی ہے (خزائن العرفان وروح البیان) ۴ مسلمانوں اور عرب مشرکین کے درمیان عہد و معاہدے تھے۔ لیکن بنی حمزہ اور بنی کنانہ کے سوا سب کافروں نے وہ عہد توڑ دیئے۔ تب مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم کفار کو چار مہینوں کا نوٹس دے دو کہ اس عرصہ میں وہ خوب سوچ بچار کرلیں یا اپنی احتیاط کرلیں۔ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورۃ فتح مکہ کے ایک سال بعد ۹ ھ میں نازل ہوئی۔ اسی ۹ ھ کے حج میں حضور نے ابوبکر صدیق او علی مرتضیٰ کو اس سورۃ کا اعلان فرمانے کے لئے مکہ معظمہ بھیجا اور حکم دیا کہ سال آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ کوئی ننگا طواف نہ کرے اور چار ماہ گزرنے کے بعد اس عہد کی مدت ختم ہوجائے گی۔ پھر یا اسلام قبول ہوگا یا قتل معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ ان کے لئے یا اسلام ہے یا قتل ۵ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر حج جمعہ کا ہو تو حج اکبر ہے کیونکہ جمعہ کے ایک حج کا ثواب ستر حج کے برابر ہے۔ حضور کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کو ہوا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا کام اللہ کا کام ہے کیونکہ حج اکبر کے دن اعلان تو حضور کی طرف سے ہوا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ رسول کی طرف سے اعلان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ رسول کا ذکر بغیر ف' وغیرہ فاصلہ کے سنت الٰہیہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول دیتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے حضور بیزار ہوجاویں اس سے اللہ بھی بیزار ہے۔ لہٰذا جس سے حضور راضی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔ ۶ نہ کہ حضور ﷺ کا' تم ان کے دین و دنیا میں محتاج ہو وہ تمہارے حاجت مند نہیں سورج سے اگر ہم روشنی لیں تو ہمارا ہی بھلا نہ کہ سورج کا ۷ یعنی اے مشرکین عرب اور اے عہد توڑنے والے کافرو! اگر تم اب کفر سے توبہ کر کے ایمان نہ لائے تو تم اللہ و رسول کو عاجز نہ کرسکو بقیہ بر صفحہ ۷۶۹

اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ ④ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

دوست رکھتا ہے پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں ف۱ تو مشرکوں کو مارو ف۲

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ

جہاں پاؤ ف۳ اور انہیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو ف۴

كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ

تو ان کی راہ چھوڑ دو ف۵ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۶ اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ

الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

مانگے ف۷ تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا

مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ ع كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ

دو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں مشرکوں کے لئے

عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہو گا ف۸ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے

الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

پاس ہوا ف۹ تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو ف۱۰ بے شک پرہیزگار اللہ کو

الْمُتَّقِيْنَ ⑦ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا

خوش آتے ہیں ف۱۱ بھلا کیونکر ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں ف۱۲ نہ

وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ

عہد کا اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر

فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

بے حکم ہیں ف۱۳ اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے ف۱۴ تو اس کی راہ سے روکا

منزل۲

❶ روح البیان نے فرمایا کہ یہاں حرمت والے مہینوں سے مراد ان کفار کی امان کے مہینے ہیں جو مسلسل چار تھے لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں اور جن مہینوں میں جنگ اول اسلام میں حرام تھی۔ وہ رجب، ذیقعد، ذی الحجہ، محرم ہیں اب ان میں جہاد جائز ہے چونکہ ان امان کے مہینوں میں ان کفار سے جنگ حرام تھی اس لئے انہیں اشھر حرم فرمایا گیا۔ ❷ چنانچہ بنی حمزہ کے معاہدہ کے نو ماہ باقی تھے ان کی یہ مدت پوری فرمائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ صرف ان کفار کے لئے تھے۔ جنہوں نے خود عہد شکنی کی تھی۔ ❸ حل میں یا حرم میں نہ زمان انہیں امن دے گا نہ مکان (روح وخزائن العرفان) ❹ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر وہ شے استعمال کرنا جائز ہے جو شرعاً منع نہ ہو کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ ہر طرح ان کی تاک میں بیٹھو یعنی ہر طرح ان کو شکست دو ❺ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکرہ یعنی مجبور کا ایمان معتبر ہے جیسا کہ فَاِنْ تَابُوْا سے معلوم ہوا۔ یعنی اگر کفار جنگ کی حالت میں کفر سے توبہ کرلیں یہ توبہ قبول ہے۔ خوشی ہو یا ڈر کر۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ مسلمان ہو جانے اور کفر سے سچی توبہ کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں تمام نیکیوں کی جڑ ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو کافر قیدی ایمان تو لے آوے مگر نماز نہ پڑھے وہ رہائی کا مستحق نہیں کیونکہ فَخَلُّوْا کو نماز قائم کرنے پر موقوف رکھا ❻ یعنی توبہ اور نماز و زکوٰۃ کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانے کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مسئلہ اگر کسی کو جبراً مسلمان کیا گیا ہو، پھر وہ مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جاوے گا بلکہ دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کیا جاوے گا۔ جیسے مرتدہ عورت (روح) ❼ یعنی ان چار ماہ گزرنے کے بعد ان مشرکین سے جنہیں قتل کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی مشرک امان مانگے تو اسے کچھ عرصے کے لئے امن دے دو۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافر مستامن ذمی کی طرح دار الاسلام میں محفوظ ہے۔ کہ نہ اسے قتل کیا جاوے نہ اس کا مال چھینا جاوے۔ دوسرے یہ کہ مستامن کو ہمیشہ دار الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔ تیسرے یہ کہ مدت امن گزر جانے کے بعد اسے سلامتی سے دار الاسلام سے نکال دیا جائے اگر وہ مومن یا ذمی نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ مستامن کو اسلام کی تبلیغ کی جائے شاید وہ ایمان لے آوے ❽ یعنی نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بار بار عہد توڑ چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عہد شکنی کرے، اس کے عہد کے ہم بھی پابند نہیں ❾ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر بنی حمزہ قبیلہ سے آپ نے معاہدہ فرمایا اور انہوں نے کوئی عہد شکنی نہ کی۔ ان کے معاہدہ کی مدت پوری کرو ❿ یعنی مدت معاہدہ کے اندر جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی قائم رہو۔ اگر وہ اس دوران میں عہد توڑ دیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو ⓫ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافر سے بدعہدی کرے وہ بھی متقی نہیں۔ اس پر افسوس ہے، جو مومن کے ساتھ دھوکہ بازی بدعہدی سے باز نہ آئے عبادات و معاملات کی درستی تقوٰی کے دو پر ہیں جیسے پرندہ دو پروں کا حاجت مند ہے، ایسے ہی متقی کو یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ ⓬ کفار کا یہ حال ہمیشہ رہا اور رہے گا کہ وہ مسلمان کے مقابلہ میں نہ قرابتداری کا لحاظ کریں نہ کسی عہد و پیمان کا۔ بقیہ برصفحہ ۲۶۹

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا

بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ

ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

عہد کا اور وہی سرکش ہیں ف۱ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں ف۲

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ف۳ اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں جاننے

يَّعْلَمُوْنَ ۝١١ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا

والوں کے لئے ف۴ اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر

فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ

منہ آئیں طعن کریں ف۵ تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ

يَنْتَهُوْنَ ۝١٢ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ

باز آئیں ف۶ کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے

الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ

کا ارادہ کیا ف۷ حالانکہ انھیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے ف۸ کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ

اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٣ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ف۹ تو ان سے لڑو اللہ انھیں عذاب دے گا

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

تمہارے ہاتھوں اور انھیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا ف۱۰ اور ایمان والوں کا

مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٤ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ

جی ٹھنڈا کرے گا ف۱۱ اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٥ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ

فرمائے ف۱۲ اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی

اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

اللہ نے پہچان نہ کرائی ف۱۳ ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے

۱ یعنی یہ کفار تھوڑے پیسوں پر آیاتِ الٰہیہ کو بدل دیتے ہیں۔ لوگوں کو اچھے راستے سے روکتے رہتے ہیں۔ مومنوں کی قرابتداریوں وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ انہیں ستاتے ہیں۔ یہ لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو گمراہ کرنا یا کسی کی گمراہی کا سبب بننا' یونہی کسی کو نیک اعمال سے روکنا یا کسی کو گناہ کا مشورہ دینا سب جرم ہے اور اسی آیت کے ماتحت داخل ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف ختم بزرگان اور دوسرے نیک اعمال سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی راہ سے روکنا ہے۔ کیونکہ یہ سارے کام اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ ۲ یعنی نماز و زکوٰۃ کو فرض سمجھیں یا اسے پابندی سے ادا کریں۔ یعنی اعتقاد یا عمل میں نماز قائم کریں (روح البیان) ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اخوت اسلامی عالمگیر اخوت ہے۔ ملکی قومیں اخوتیں عارضی اور محدود ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ کہ نبی کا بھائی جیسے اخوانکم سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ مسلمان کا خون حرام ہے کیونکہ وہ بھائی ہے۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم وہ جس کی نظر تفصیل آیات پر ہو۔ اس کے بغیر عالم نہیں اگرچہ دوسرے علوم میں ماہر ہو۔ دوسرے یہ کہ قرآن و حدیث عالم کے لئے ہیں عوام کے لئے علماء کی اطاعت لازم ہے اگر جہلاء قرآن و حدیث سے استنباط شروع کر دیں تو دین ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ تم کو موتی جوہری کی دکان سے ملیں گے نہ کہ سمندر سے ۵ معلوم ہوا کہ اگر ذمی کافر نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا منہ کھولے تو اس کا عہد اور ذمہ ٹوٹ جائے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ذمی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام ضروری ہے ۶ یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا فنا کرنا یا انہیں جبراً مسلمان بنانا نہیں بلکہ ان کا زور توڑ دینا ہے۔ ۷ یعنی مدینہ کے یہود جنہوں نے حضور کے معاہدہ کو توڑا اور مدینہ منورہ سے نبی ﷺ کو نکل جانے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ احزاب میں یا مکہ کے مشرکین جنہوں نے صلح حدیبیہ کے عہد کو توڑا اور اس سے پہلے وہ حضور کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر چکے تھے (روح البیان) ۸ خیال رہے کہ جن کفار سے ہماری صلح ہو چکی ہو' ان سے جنگ میں پہل کرنی حرام ہے۔ کہ یہ عہد شکنی ہے۔ دوسرے کافروں پر مسلمان بخوشی ابتدائی حملہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں قادیانیوں کی دلیل نہیں ۹ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ ایک خوف وہ ہے جو اطاعت کا جذبہ پیدا کرے۔ دوسرا خوف وہ ہے جو نفرت پیدا کر دے جیسے بادشاہ کا خوف' سانپ کا خوف' مومن کو مخلوق کا پہلا خوف نہیں ہوتا کہ وہ ڈر کی وجہ سے ایمان یا اطاعت الٰہی چھوڑ دے۔ دوسرا خوف ہو سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو سانپ سے خوف ہوا تھا۔ ۱۰ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وعدے پورے فرمائے جس کی تاریخ شاہد ہے۔ یہ آیات حضور کے معجزہ ہیں ۱۱ معلوم ہوا کہ کفار سے اپنا بدلہ لینا جس سے مسلمانوں کے دلوں کی بھڑاس نکلے جائز ہے مگر ظلم و زیادتی نہ ہو۔ بلکہ بعض وقت

بقیہ بر صفحہ ۷۶۹

لَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف١

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى

مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں ف٢ خود اپنے کفر کی گواہی

اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ

دے کر ف٣ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے ف٤ اور وہ ہمیشہ آگ میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں ف٥ جو اللہ اور قیامت پر ایمان

الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى

لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ

کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں ف٦ تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی ف٧ جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا ف٨ اور

جٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ

نہیں دیتا ف٩ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

سے اللہ کی راہ میں لڑے ف١٠ اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ف١١

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ

اور وہی مراد کو پہنچے ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے ف١٢ اپنی رحمت اور

رِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ

اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

ع ٢ / ٨

❶ یعنی اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر جہاد فرض نہ ہو۔ یہ نہ ہوگا۔ جہاد تو مخلص اور منافق میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ مومن خوشی سے جانبازی کرتے ہیں منافق ایسے موقعہ پر کفار کی جاسوسی ❷ معلوم ہوا کہ کفار کو نہ تو مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز کی اجازت ہے نہ ان سے مسجدوں میں چندہ لیا جاوے۔ کیونکہ مسجد بنانا اور وہاں نماز پڑھنا یہ سب مسجد کے آباد کرنے میں داخل ہے جس کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ اسی طرح مسجد کی خدمت کے لئے مسلمان مقرر ہوں۔ حضور نے جو یہودی لڑکے کو مسجد میں جھاڑو کی اجازت دی تھی اس کی بنا ایمان کی امید پر تھی۔ نیز نجران کے عیسائیوں نے جو مسجد نبوی میں اپنی عبادت کی وہ حضور کی اجازت سے نہ تھی انہوں نے خود شروع کر دی۔ ہاں شروع کر دینے کے بعد ان کی نماز تڑوائی نہ گئی۔ جیسے ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو اس کا پیشاب روکا نہ گیا بلکہ فراغت کے بعد مسجد دھلوا دی گئی ❸ یعنی بت پرستی اور مسجد کی آبادی جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہ حکم تمام کفار کا ہے خواہ وہ مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوں جیسے مرزائی وغیرہ یا نہ شمار ہوتے ہوں جیسے یہودی وغیرہ ❹ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں

وقف لازم

جیسے مساجد کی خدمت' مسافر خانہ' کنویں وغیرہ بنانا سب برباد ہے کسی پر کوئی ثواب نہیں۔ ہاں بعض کفار کو بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جاوے گی۔ جیسے ابو طالب وغیرہ جو ہلکے عذاب میں ہیں ❺ اس سے مراد مسجدوں کی تعمیر وہاں جھاڑو و صفائی وہاں چراغاں روشنی وغیرہ۔ وہاں اعلیٰ فرش بچھانا سب ہی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسجدیں بنانے' انہیں آباد کرنے وغیرہ کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ کفار کی بنائی ہوئی مسجد' مسجد نہیں جیسے مسجد ضرار۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی آبادی کا شوق ایمان کی علامت ہے۔ اسی طرح مسجدوں سے نفرت یا مسجدیں برباد کرنے کا جذبہ کفر کی علامت

ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح میں ختم رمضان کے وقت مسجد میں چراغاں کرنا بہت کار ثواب ہے کہ یہ بھی آبادی مسجد میں داخل ہے۔ حضرت سلیمان بیت المقدس میں ایسے روشنی فرماتے تھے کہ کوسوں تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی مسجد نبوی میں چراغاں کرتے تھے (روح وغیرہ) ❻ مسجد نبوی میں سب سے پہلے اعلیٰ فرش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالے۔ اس سے پہلے صرف بجری تھی۔ اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قندیلیں تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان کی تراویح کے موقعہ پر آپ نے چراغاں کیا اور حضرت علی نے عمر فاروق کو نور قبر کی دعا دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ مربع میل ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ فرمایا (روح البیان) یہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے۔ ❼ شان نزول۔ مشرکین مکہ مہاجر مسلمانوں کو طعن دیتے تھے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ چھوڑ کر چلے گئے اور فخر کرتے تھے کہ ہم خدام کعبہ ہیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی ایسی طرفداری بقیہ برصفحہ ۷۷۰

16

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا

بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱ اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے

اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ

بھائیوں کو دوست نہ سمجھو ف۲ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں

وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہے ف۳ تم فرماؤ اگر

كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں ف۴ اور تمہارا کنبہ ف۵

وَ اَمْوَالُ ﰳاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ

اور تمہاری کمائی کے مال ف۶ اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور

تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ

تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں ف۷ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں ف۸ تو

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ

راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ

الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾ؑ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ

نہیں دیتا بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی ف۹ اور حنین

حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ ضَاقَتْ

کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور

عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ

زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہوگئی ف۱۰ پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے ف۱۱ پھر اللہ نے

اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا

اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر ف۱۲ اور وہ لشکر اتارے

لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾

جو تم نے نہ دیکھے ف۱۳ اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے

(۱) یہ آیت کریمہ بظاہر مہاجرین صحابہ کے لئے ہے۔ ان بزرگوں کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ ان میں سے بعض کا تو نام لے کر جنتی ہونے کا اعلان فرمادیا گیا جیسے حضرات عشرہ مبشرہ وغیرہم۔ جو ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ رسول کا حق ہے۔ اس کے مقابل نہ ماں ماں ہے نہ باپ باپ نہ بھائی بھائی۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر بے خبری سے کفر میں گرفتار ہے اس کا یہ حکم نہیں۔ اسے محبت کے ساتھ سمجھا بجھا کر مسلمان بناؤ۔ جو کفر پر مصر ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ کافرہ بیوی اور کافر ماں باپ وغیرہ اہل قرابت کے حقوق شرعیہ ادا کرنا جائز ہے۔ مگر ان سے دلی محبت کرنا حرام ہے۔ دل کا میلان اللہ رسول کے دشمنوں کی طرف نہ ہونا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خالق و مخلوق کے حقوق کا مقابلہ ہو جائے۔ تو خالق کا حق مقدم ہے (۵) عشیرہ میں سارے سسرال، نسبی قرابتدار اور قومی بھائی داخل ہیں۔ (۶) مال میں کمائی کا

ع ۸/۹

ذکر اس لئے فرمایا کہ اپنی کمال کا مال میراث وغیرہ سے زیادہ پیارا ہوتا ہے کیونکہ محنت سے ملتا ہے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی چیزوں سے محبت کرنا حرام نہیں۔ ہاں اللہ رسول کے مقابلہ میں ان سے محبت کرنی حرام حرام ہے۔ ناجائز محبتیں بھی حرام ہیں۔ (۸) اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ فرمایا حضور نے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے طبعی محبت چاہئے نہ کہ محض عقلی کیونکہ انسان کو اولاد وغیرہ سے طبعی محبت ہوتی ہے۔ یہاں اس سے مقابلہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ سے محبت اس قسم کی چاہئے۔ جس قسم کی محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ یعنی عظمت و اطاعت والی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا رکن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ اس پر عذاب کی وعید ہو رہی ہے۔ (۹) جیسے جنگ بدر، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور بنی قریظہ و نضیر میں۔ (۱۰) حنین و طائف و مکہ معظمہ کے درمیان ایک جنگل ہے جہاں فتح مکہ کے بعد مسلمانوں اور قبیلہ ہوازن و قبیلہ ثقیف میں جنگ عظیم ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمان بارہ ہزار تھے۔ اور کفار چار ہزار بعض مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم ضرور غالب آئیں گے کیونکہ ہم کفار سے تین گنا ہیں، اللہ کی شان کہ پہلے مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ مسلمان غنیمت میں مصروف ہو گئے۔ کفار بھاگے ہوئے لوٹ پڑے۔ تیر اندازی بہت سخت کی جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ یہاں تک کہ حضور کے ہمراہ سوائے حضرت عباس اور ابوسفیان کے کوئی نہ رہا۔ اس دن حضور کی شجاعت کا ظہور ہوا کہ تمام کفار نے آپ کا خچر گھیر لیا تھا۔ مگر جب آپ تلوار لے کر خچر سے نیچے اترے تو سب کائی کی طرح پھٹ گئے۔ (۱۱) یہ زمین تنگ ہونے کا بیان ہے کہ وہ وسیع میدان باوجود اس قدر وسعت کے تم پر ایسا تنگ ہوا کہ تم وہاں ٹھہر نہ سکے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جنگ حنین میں بھاگ جانے والے مسلمان مومن ہی بقیہ برصفحہ ۷۷۰

ثُمَّ يَتُوۡبُ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا ۱ اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيۡمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ فَلَا

مہربان ہے اے ایمان والو مشرک نرے ناپاک ہیں ۲ تو

يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَـرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا ۚ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ

اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں ۳ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب

عَيۡلَةً فَسَوۡفَ يُغۡنِيۡكُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖۤ اِنۡ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے ۴ بے شک اللہ

عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ

علم و حکمت والا ہے ۵ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر ۶

الۡاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَلَا يَدِيۡنُوۡنَ

اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے ۷ اور

دِيۡنَ الۡحَـقِّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ

سچے دین کے تابع نہیں ہوتے ۸ یعنی وہ جو کتاب دیے گئے ۹ جب تک اپنے ہاتھ سے

عَنۡ يَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ عُزَيۡرُ ۨابۡنُ اللّٰهِ

جزیہ نہ دیں ۱۰ ذلیل ہو کر ۱۱ اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے ۱۲

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوۡلُهُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ ۚ

اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں ۱۳

يُضَاهِـُٔوۡنَ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى

اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں ۱۴ اللہ انہیں مارے ۱۵ کہاں اوندھے جاتے ہیں

يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ

انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ۱۶

اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

اور مسیح بن مریم کو ۱۷ اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں ۱۸

(۱) چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو اللہ نے اسلام کی توفیق دی جو حضور کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ حضور نے ان کے قیدی چھوڑ دیئے کیونکہ یہ لوگ جناب حلیمہ کے ہم قوم تھے اس لئے ان کی یہ رعایت کی گئی (۲) خیال رہے کہ یہاں مشرکین سے مراد سارے غیر مسلم ہیں اور' نجس جیم کے زبر سے ہے یعنی سخت گندے اور گھنونے۔ گندگی سے مراد عقیدوں کی گندگی ہے یا جسم کی۔ کیونکہ کفار جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ نجاسات کو پاک جانتے ہیں جیسے مشرکین ہند کہ گائے کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کو مسلمانوں کی مسجدوں میں عبادت الٰہی کرنے کا حق نہیں کیونکہ یہاں قریب نہ ہونے سے عبادت کے لئے قریب نہ ہونا مراد ہے۔ اور تمام مسجدیں احترام میں مسجد حرام کی طرح ہیں (۴) یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی۔ اللہ مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہل مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جا رہا ہے۔ اگر چاہے' اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کا توکل اللہ پر رہے نہ کہ آنے والے حاجیوں پر۔ (۵) لہٰذا اس نے جو کفار کو حج وغیرہ سے روکنے کا حکم دیا' اس میں اس کی ہزار ہا حکمتیں ہیں جو تمہیں بعد کو ظاہر ہو جائیں گی (۶) معلوم ہوا کہ جو مسلمان نہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں اگرچہ دعویٰ کرے۔ کیونکہ رب کی معرفت کا ذریعہ صرف حضور کی معرفت ہے۔ عیسائی' یہودی مشرک کوئی بھی رب کو نہیں مانتے۔ ان سب سے جہاد کیا جاوے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد' نماز' زکوٰۃ کی طرح تاقیامت جاری رہے گا۔ جو اسے منسوخ مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے قادیانی کیونکہ اس آیت میں جہاد کا حکم مطلقاً دیا گیا کسی وقت سے مقید نہ کیا گیا۔ (۷) جو چیزیں قرآن میں حرام کی گئیں وہ اللہ کی حرام فرمائی ہوئی ہیں۔ جیسے سور مردار وغیرہ اور

ع ۵ ۱۰

جو چیزیں حدیث پاک میں حرام فرمائی گئیں' وہ رسول اللہ نے حرام فرمائیں جیسے کتا' بلا وغیرہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے حرام فرمانے کا اختیار دیا ہے (۸) یہاں حق سے مراد یا سچا دین ہے یا غیر منسوخ اور باقی دین یا حق تعالیٰ کا نام ہے یعنی سچا دین یا ہمیشہ رہنے والا۔ منسوخ نہ ہونے والا دین یا اللہ تعالیٰ کا دین۔ پہلی صورتوں میں حق دین کی صفت ہے اور آخر صورت میں دین کا مضاف الیہ (روح) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق سے مراد حضور کی ذات مبارک ہو یعنی محمد رسول اللہ کا دین (۹) مِنۡ بیانیہ ہے اور یہ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ کا بیان ہے۔ یعنی بے ایمان اہل کتاب کفار سے لڑو' جہاد کرو۔ (۱۰) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفار عرب میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا۔ مشرکین عرب کے لئے یا قتل ہے یا اسلام۔ دوسرے یہ کہ جزیہ نقد وصول کیا جائے گا ادھار نہیں۔ تیسرے یہ کہ کافر اپنا جزیہ خود لے کر حاضر ہونا ضروری ہوگا۔ نوکر وغیرہ کے ذریعے نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ عَنۡ يَّدٍ فرمایا۔ چوتھے یہ کہ کافر پیادہ قاضی کے پاس آئے گا جیسے کہ وَهُمۡ صٰغِرُوۡنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ حنفیہ کے نزدیک عجم کے مشرکین اہل کتاب کی طرح جزیہ دیں گے۔ شوافع کے نزدیک نہیں۔ کوئی مشرک بقیہ بر صفحہ ۷۷

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِــُٔوۡا

اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے ول چاہتے ہیں کہ

نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ

اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں

الۡـكٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ

کافر و۲ وہی ہے جس نے اپنا رسول و۳ ہدایت اور سچے دین کے ساتھ

لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

بھیجا و۴ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے و۵ پڑے برا مانیں مشرک و۶ اے ایمان والو

اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ

بے شک بہت پادری اور جوگی و۷ لوگوں کا مال ناحق کھا

النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيۡنَ

جاتے ہیں و۸ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ کہ

يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ

جوڑ کر رکھتے ہیں سونا و۹ اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ

انھیں خوش خبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں و۱۰

فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ

پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں و۱۱ یہ ہے وہ جو تم نے

لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ

اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا و۱۲ اب چکھو مزا اس جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی

عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں و۱۳ اللہ کی کتاب میں و۱۴ جب سے اس نے آسمان

وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا

اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں و۱۵ یہ سیدھا دین ہے

(۱) معلوم ہوا کہ یہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں اگر چہ ان کے احکام جداگانہ ہیں (۲) اس جگہ نور سے مراد حضور بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگلی آیت میں حضور کا ذکر ہے۔ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ یہاں نور بجھانے سے مراد حضور کا دین مٹانا ہے۔ یا قرآن کو شائع نہ ہونے دینا یا حضور کا ذکر روکنا' حضور کے فضائل سے چڑ جانا کہ ان کی ان حرکتوں سے حضور کی شان میں فرق نہیں آتا۔ (۳) معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی شان کے مظہر ہیں۔ اگر رب کو پہچاننا ہو تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ کو رسول بنا کر بھیجا۔ لہٰذا حضور ذات و صفات کے مظہر ہیں (۴) معلوم ہوا کہ سچا دین اور ہدایت حضور کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں جیسے آفتاب کے ساتھ روشنی۔ کہ حضور کو چھوڑ کر نہ ہدایت ملتی ہے نہ سچا دین کیونکہ یہاں الصاق کی 'ب' ارشاد ہوئی۔ اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو حضور کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضور کبھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے کیونکہ یہ دونوں حضور کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے وہ بے دین ہے۔ (۵) اس طرح کہ آپ کے دین سے تمام انسانی دین منسوخ فرما دے۔ آپ کے دین کو دوسرے دینوں پر دینی غلبہ رہے۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر' مسجدیں تمام دینی عبادت گاہوں پر' حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جا رہا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری پر تمام دنیا میں صرف اسلام رہے گا۔ باقی تمام دین مٹ جائیں گے۔ (۶) معلوم ہوا کہ جو حضور کی عظمت و عزت کو ناپسند کرے وہ مشرک ہے (۷) احبار علمائے یہود کا اور رہبان ان کے جوگیوں کا لقب تھا۔ اس آیت میں مسلمانوں کے مولوی پیر داخل نہیں۔ جیسا کہ آج کل بعض وہابیوں نے سمجھا۔ کیونکہ یہ آیت صحابہ کے زمانے میں اتری۔ وہ حضرات کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاتے تھے اور نہ کسی کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے (۸) معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت اور جو کام خود اپنے پر فرض ہے اس کی اجرت باطل ہے۔ گا بجا کر پیسے لینا یا غلط وکالت کی کمائی۔ نماز فرض کی اجرت' تبلیغ دین جو اپنے پر فرض ہو اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ (ردالمختار وغیرہ) جائز کام کی اجرت جائز ہے۔ جیسے تعلیم قرآن' امامت' کہیں جا کر وعظ کہنے کی اجرت جائز ہے۔ جب اور لوگ بھی یہ کام کرنے والے موجود ہوں۔ کیونکہ اس وقت یہ امور اس پر فرض نہیں (۹) یعنی ناجائز طور پر اس طرح کہ اس میں سے زکوٰۃ و صدقات واجبہ ادا نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال جمع کرنا جائز ہے جبکہ حقوق مالیہ ادا کئے جاویں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے واجب ہوتی۔ زکوٰۃ تو سال بھر تک مال جمع رہنے پر واجب ہوتی ہے۔ نیز حضرت عثمان اور زبیر ابن عوام وغیرہ صحابہ کرام غنی کیونکر ہوتے۔ اسی لئے مال میں فضول خرچی حرام فرما دی گئی۔ تاکہ اس سے مال برباد نہ ہو۔ (۱۰) اتنا گرم کیا جاوے گا کہ سفید پڑ جاوے گا (خزائن) (۱۱) کیونکہ دنیا میں کنجوس مالدار فقیر کو دیکھ کر منہ بگاڑتا تھا۔ پھر بقیہ بر صفحہ ۷۰۷

تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا

توان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو ف۱ اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے

يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ

ہر وقت لڑتے ہیں ف۲ اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ف۳ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ

مگر اور کفر میں بڑھنا ف۴ اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ف۵ ایک برس اسے ف۶ حلال ٹھہراتے ہیں اور

يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ

دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں ف۷ کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی ف۸ اور

اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾

اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کرلیں ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں ف۹ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ف۱۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا ف۱۱ جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو

اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ

تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو ف۱۲ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند

الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾

کرلی اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا ف۱۳

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۬ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا ف۱۴ اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا ف۱۵

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو ف۱۶ تو

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا

بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے ف۱۷ انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے ف۱۸ جب وہ

فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ

دونوں غار میں تھے ف۱۹ جب اپنے یار سے ف۲۰ فرماتے تھے ف۲۱ غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے ف۲۲ تو اللہ نے

(۱) یعنی خصوصیت سے ان چار مہینوں میں گناہ نہ کرو کہ ان میں گناہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ یا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو (۲) یعنی ہر وقت ہر جگہ ہر اس کافر سے لڑو جو تم سے لڑے یعنی حربی۔ اس سے حرام مہینوں میں جنگ کی ممانعت منسوخ ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور مستامن کافر سے جنگ کرنی حرام ہے۔ ان کے خون ہمارے خون ہیں (۳) لہٰذا جہاد کے وقت تقویٰ وطہارت اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہترین ہتھیار ہے۔ (۴) کفار عرب محترم مہینوں یعنی رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم کی حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دوران جنگ میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں ناگوار گزرتا اس لئے محرم کو صفر اور بجائے اس کے صفر کو محرم بنا لیتے یا جب کبھی حرمت کے ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ اس طرح تحریم کے مہینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ اس تبدیلی کا نام نسئی ہے۔ جس کی برائی یہاں بیان ہوئی ہے۔ چونکہ مہینوں دنوں کا تقرر رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس میں تبدیلی کرنی سخت جرم ہے اگر آج کوئی دوشنبہ کو جمعہ بنا کر اس دن جمعہ کی نماز پڑھے یا ربیع الاول کو بقرعید بنا کر اس میں قربانی وحج کرے وہ ایسے ہی کافر ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ یا حضور کا منکر کافر ہے کہ اس میں احکام اسلامی کا انکار اور رب تعالیٰ کے تقرر کا مٹانا ہے۔ (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہینوں اور وقتوں میں تبدیلی کفار کا طریقہ ہے' دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کم ہوسکتی ہے۔ بعض کافر بعض سے سخت تر ہیں۔ مگر یہ زیادتی کیفیت کفر میں ہے نہ کہ مقدار کفر میں (۶) اب بھی مشرکین ہند کچھ سال کے بعد لوند کا مہینہ لگاتے ہیں۔ حضرت آمنہ کا حاملہ ہونا ماہ رجب میں تھا مگر اس سال کفار نے اسے ذی الحجہ بنا کر حج کیا تھا۔ اسلئے روایات میں آتا ہے کہ حمل شریف کا استقرار

ع ٥ ٨ ١١

منیٰ میں رمی جمرہ کے بعد ہوا۔ یہ ہی اس کا مطلب ہے ورنہ حمل شریف کے ۹ ماہ نہیں بنتے۔ (۷) کیونکہ جس سال کفار محرم کو صفر بنا کر اس میں جنگ کریں تو گویا اس سال انہوں نے حرام جنگ کو حلال بنا لیا (۸) یعنی وہ کفار ہر سال چار مہینے ہی حرام بناتے ہیں اور ان چار کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تخصیص وتعین میں فرق کرلیتے ہیں (۹) یعنی مہینوں میں تبدیلی گناہ ہے مگر شیطان نے انہیں سمجھا دیا کہ نیکی ہے۔ اب وہ یہ کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں۔ (۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا یا جب تک وہ کافر ہیں انہیں اپنے تک پہنچنے کی راہ نہیں دکھاتا یا قیامت میں کفار کو جنت کی راہ نہ دکھائے گا۔ بہر حال آیت پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ ہزارہا کفار کو ہدایت مل جاتی ہے اور وہ مسلمان ہوجاتے ہیں (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہوجاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں سستی کرنے والوں کو مومن فرمایا حالانکہ جہاد میں سستی کرنا گناہ ہے۔ (۱۲) شان نزول۔ یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دینے کے لئے نازل ہوئی۔ یہ غزوہ ماہ رجب ۹ ھ میں غزوہ طائف کے بعد واقع ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ سے ۱۴ منزل کے فاصلہ پر شام کی جانب واقع ہے۔ سرکار دو بقیہ برصفحہ ۷۷۰

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
اس پر اپنا سکینہ اتارا ف۱ اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں ف۲
الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
اور کافروں کی بات نیچے ڈالی ف۳ اللہ ہی کا بول بالا ہے ف۴ اور اللہ غالب
حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
حکمت والا ہے کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ف۵ اور اللہ کی راہ میں
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ
لڑو اپنے مال اور جان سے ف۶ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو اگر کوئی
عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ
قریب مال یا متوسط سفر ہوتا ف۷ تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے ف۸ مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور
الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
پڑ گیا ف۹ اب اللہ کی قسم کھائیں گے ف۱۰ کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ
ہلاک کرتے ہیں ف۱۱ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف کرے ف۱۲ تم
اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾
نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے ف۱۳ تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے ف۱۴
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا
اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ف۱۵ تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ
اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ
اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ف۱۶ اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں ف۱۷
فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ
تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں انہیں نکلنا منظور ہوتا تو اس کا سامان کرتے ف۱۸

ع ۵ ۱۲

(۱) معلوم ہوا کہ سکینہ کا نزول صدیق اکبر پر ہوا کیونکہ اس وقت بے چینی انہی کو تھی۔ حضور کا قلب مبارک تو پہلے سے ہی چین میں تھا۔ نیز اس سے قریب میں صدیق اکبر کا ہی ذکر ہوا۔ لِصَاحِبِهٖ اور ضمیر حتیٰ الامکان قریب کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ حضرت صدیق کا خیال تھا کہ کافر غار کے منہ پر آ گئے۔ اگر حضور پر مطلع ہو گئے تو حضور کو دکھ دیں گے۔ (۲) غزوہ بدر و حنین و احزاب وغیرہ میں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کی ہجرت میں بھی مدد فرمائی اور ان غزوات میں بھی اور یہ حضور پر بلاواسطہ تھی اور سارے مسلمانوں پر حضور کے واسطہ سے یا ہجرت میں فرشتوں سے حضور کی مدد کی فرشتوں نے ان کفار کا منہ پھیر دیا۔ غار کے منہ پر ٹھہرنے یا غور نہ کرنے دیا۔ نیز صدیق اکبر اور حضور کی آواز نہ سننے دی (۳) اس طرح کہ حضور اور صدیق اکبر تین دن تک غار ثور میں رہے۔ عبداللہ ابن ابی بکر رات کو غار میں آ کر دن بھر کے کفار کے حالات بتا جاتے تھے اور صدیق اکبر کے غلام مالک بن فہیرہ صدیق کی بکریوں کا دودھ غار میں پہنچاتے رہے کفار مکہ نے مایوس ہو کر اعلان کیا کہ جو ان دونوں حضرات کو قتل یا قید کرے اسے سو اونٹ انعام ملے گا سراقہ بن مالک حضور تک پہنچ گئے مگر بجائے قید کرنے کے خود ان کی زلف کے قیدی ہو کر ایمان سے مشرف ہو گئے جس کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ کفار کی تمام کوششیں ناکام ہو کر رہ گئیں (۴) یعنی ہمیشہ سے ہمیشہ تک اللہ کا بول بالا ہے اس کی بات اونچی ہے لہٰذا اس کے محبوبوں کا بھی بول بالا تھا اور ہے اور رہے گا۔ انہیں دائمی عزت ہے (۵) یعنی جوان ہو یا بوڑھے' غریب ہو یا امیر' سوار ہو یا پیادے' بیمار ہو یا تندرست' تمہارا دل چاہے یا نہ چاہے' فارغ ہو یا کاروبار میں پھنسے ہوئے' اکیلے ہو یا گھر بار میں گرفتار بہرحال ہلکے اور بھاری میں بہت احتمال ہیں۔ ہر صورت میں تمہیں تبوک کی طرف یا حضور کے ہمراہ جہاد میں جانا ہوگا۔ اس صورت میں یہ آیت اس سے منسوخ ہے لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى (التوبہ:۹۱) (ابن عباس عن روح البیان) (۶) معلوم ہوا کہ جہاد کئی طرح کا ہے۔ جان سے' مال سے' قلم سے' زبان سے جیسا موقعہ اور ضرورت ویسا جہاد۔ مبارک ہے وہ جسے ہر طرح کا جہاد نصیب ہو۔ (۷) یعنی تبوک کا میدان اگر قریب ہوتا اور غنیمت آرام سے مل جانے کی امید ہوتی تو یہ بہانے بنانے والے منافق ضرور جہاد میں شریک ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں مشقت سے گھبرانا آسان کام کر لینا منافقوں کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں منافقین بھی جاتے تھے مگر نہ اللہ کے لئے بلکہ مال غنیمت کے لالچ میں (۸) معلوم ہوا کہ حضور کی اتباع وہ چاہئے جو محبت قلبی کے ساتھ ہو۔ دنیاوی لالچ یا جوتا کے خوف سے تو منافق بھی اتباع کر لیتے تھے۔ اس لئے رب نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تب میں تم کو محبوب بنا لوں گا اور تمہارے سارے گناہ بخش دوں گا۔ اللہ یہ اتباع نصیب کرے۔ آمین (۹) معلوم ہوا کہ عشق ہر مشکل آسان کر دیتا ہے۔ منافق عشق رسول سے خالی تھے۔ انہیں تبوک کا جہاد دور کا راستہ بھاری پڑ گیا۔ (۱۰) معلوم ہوا جھوٹی قسمیں اور زیادہ قسمیں کھانا منافقوں کی علامت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ زیادہ بقیہ برصفحہ ۱۷۷

عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ

مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا ف۱ کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں

الْقٰعِدِيْنَ ۝٤٦ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا

کے ساتھ ف۲ اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا ف۳ اور تم میں فتنہ ڈالنے کو

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

تمہارے بیچ میں غرابیں دوڑاتے (فساد ڈالتے) اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں ف۴ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ

ظالموں کو بے شک انھوں نے پہلے ہی فتنہ چاہا تھا ف۵ اور اے محبوب تمہارے لئے

الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَاۗءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝٤٨ وَ

تدبیریں الٹی پلٹیں ف۶ یہاں تک کہ حق آیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انھیں ناگوار تھا ف۷ اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے ف۸ سن لو وہ فتنہ ہی

سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝٤٩ اِنْ تُصِبْكَ

میں پڑے ف۹ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اگر تمہیں بھلائی

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ

پہنچے تو انھیں برا لگے ف۱۰ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ف۱۱ تو کہیں ہم نے

اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝٥٠ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کرلیا تھا ف۱۲ اور خوشیاں مناتے پھر جائیں تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ف۱۳ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝٥١ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ

بھروسہ چاہیے تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا ف۱۴

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ

اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے ف۱۵

۱ یعنی ان کے بال بچوں یا ساتھیوں نے یا شیطان نے انہیں مشورہ دیا یا اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر ان کے دل میں ڈالا۔ پہلی صورت میں قول سے مراد ظاہر طور پر کہنا ہے اور دوسری صورت میں دل میں ڈالنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ آخری معنی زیادہ قوی ہیں کہ روش کلام کے مطابق ہیں اس لئے ترجمہ میں 'فرمایا گیا' کہا ۲ عورتوں' بوڑھوں' بچوں' بیماروں کے ساتھ ۳ اس طرح کہ تمہیں کافروں سے ڈراتے' آپس میں لڑاتے' تمہارے سامنے کافروں کی تعریفیں اور مسلمانوں کی برائیاں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیکی بھی بری نیت سے کرتا ہے۔ مسجد میں جوتی چرانے جاتا ہے۔ ۴ تمہاری باتیں اس لئے سنتے ہیں کہ کفار تک پہنچائیں وہ منافق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کلمہ گو کا کفار کا جاسوس بننا نفاق کی علامت ہے۔ اس صورت میں لھم کی ضمیر کفار کی طرف ہے یا یہ معنی ہیں کہ اے مسلمانو تم میں بعض نو مسلم ایسے بھولے بھالے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ موجود ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور ان کے بھڑکانے سے بھڑک جاتے ہیں۔ ۵ غزوہ تبوک سے پہلے جنگ احد میں کہ عبداللہ بن ابی منافق تمہیں بزدل بنانے کے لئے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر احد سے لوٹ گیا جبکہ مسلمانوں پر شدت کا وقت تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے پہلے دھوکا ہو چکا ہو' اس سے آئندہ احتیاط لازم ہے۔ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا۔ ۶ یعنی منافقین کی تدبیریں رب کے فضل سے آپ کے حق میں الٹی ہوئیں کہ انہوں نے احد۔ تبوک وغیرہ میں مسلمانوں کو مغلوب کرنے کفار کو فاتح بنانے کی بہت کوششیں کی۔ مگر رب کے کرم سے اس کا اثر الٹا ہوا کہ احد میں کفار کا منشا پورا نہ ہوا اور تبوک میں کفار صلح وغیرہ پر تیار ہو گئے۔ اگر مسلمان پختہ مومن بنیں تو انشاء اللہ ان کے خلاف کفار کی تدبیریں ہمیشہ الٹی پڑیں گی ۷ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین ہماری خوشی پر بظاہر خوش ہو جاتے ہیں۔ مبارکباد دیتے ہیں مگر ان کے دل جلتے ہیں ۸ شان نزول۔ حضور ﷺ نے جد ابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ کہ ان کی حسین عورتیں دیکھ کر ان پر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے جائیے۔ فتنہ میں واقع نہ فرمائیے۔ تب یہ آیت اتری ۹ کیونکہ جہاد میں نہ جانا۔ حضور کا حکم نہ ماننا' مذاق اڑانا۔ بڑا بھاری فتنہ ہے ۱۰ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کی مصیبت پر خوش ہونا کافروں کا کام ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی خوشی پر غم کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ مسلمان ہمیشہ اپنی قوم کے رنج و خوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ ایک عضو کے بیمار ہونے پر سارے اعضاء بے قرار ہوتے ہیں جسے قرار ہو وہ بیکار رہتا ہے یعنی سوکھا ہوا ۱۱ مصیبت سے مراد قتل یا زخم یا ہزیمت ہے اور بظاہر خطاب حضور سے ہے۔ لیکن در حقیقت تمام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ حضور ﷺ نے کسی جنگ میں پشت نہ دی۔ جو یہ کہے۔ توبہ کا حکم دیا جائے گا حضور اشجع الاجعین ہیں۔ آپ جیسا بہادر کوئی نہ ہوا۔ ۱۲ اس طرح کہ جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ خدا میں بقیہ بر صفحہ ۱۷۷

أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنفِقُوا
یا ہمارے ہاتھوں تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں تم فرماؤ کہ دل
طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا
سے خرچ کرو یا نا گواری سے تم سے ہرگز قبول نہ ہو گا بے شک تم بے حکم
فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ
لوگ ہو ۱ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ
كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ
وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے ۲ اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے ۳
وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَ
اور خرچ نہیں کرتے مگر نا گواری سے ۴ تو تمہیں ان کے مال اور
لَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ
ان کی اولاد کا تعجب نہ آئے ۵ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں
الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ
سے ان پر وبال ڈالے ۶ اور اگر کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۷ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں
إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ
کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں ۸ ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں اگر
يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ
پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں
يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۚ فَإِنْ
گے ۹ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے ۱۰ تو اگر
أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾
ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں ۱۱
وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا ۱۲ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے ۱۳

۱ جد ابن قیس منافق نے غزوہ تبوک میں جانے سے معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا ہاں خرچ جہاد کے لئے مال دوں گا۔ اس پر یہ آیت آئی خیال رہے کہ یہاں انفقوا امر وجوب کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جملہ خبریہ کے معنی میں ہے اور قبول نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ قبول نہ فرمائیں گے۔ یا رب تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ روح البیان نے فرمایا کہ پھر جد ابن قیس مخلص مسلمان ہو گیا اور خلافت عثمانی میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ ۲ معلوم ہوا کہ کفار کی عبادت قبول نہیں۔ اسی شاخ میں پھل لگتا ہے جو جڑ سے وابستہ ہو۔ اعمال کے قبول ہونے کی شرط حضور کی غلامی ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ سستی سے نماز پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بہت سے مسائل فقہیہ نکالے جا سکتے ہیں۔ تنگ وقت میں نماز پڑھنا۔ بغیر جماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو جانا۔ ننگے سر نماز پڑھنا۔ کھلے بٹن یا آستین چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ یہ کاہلی کی علامات ہیں۔ ۴ کیونکہ منافق اس خیرات کے ثواب کے قائل نہیں صرف اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے خیرات کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چندہ کسی کی رورعایت یا طعن سے بچنے یا فخر کے طور پر دیا جائے اس پر ثواب نہیں ۵ اس میں مسلمانوں کو خطاب ہے کہ تم ان منافقوں کی مالداری پر حیرت نہ کرو کہ جب یہ مردود ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں ملا ورنہ حضور کی نگاہ میں ان کے مال کی مچھر کے پر برابر بھی عزت نہ تھی ۶ اس طرح کہ محنت سے جمع کریں۔ مشقت سے اس کی حفاظت کریں اور حسرت سے چھوڑ کر مریں۔ ۷ معلوم ہوا کہ جو مال، اولاد رب سے غافل کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مالدار کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اور اسے دگنی تکلیف ہوتی ہے۔ دنیا سے جانے اور مال چھوڑنے کی مومن کی جان آسانی سے نکلتی ہے کہ وہ اسے حضور سے ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کی موت کے دن کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی اور دولہا سے ملاقات کا دن۔ موت ایک ریل ہے جو مجرم کو پھانسی کی جگہ اور دولہا کو برات کی جگہ پہنچاتی ہے۔ مومن کے لئے موت ملنے کا دن ہے کافر کے لئے چھوٹنے کا دن ۸ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے، مومن کا کام نہیں، دوسرے یہ کہ قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دینا منافق کی علامت ہے۔ مومن کو اس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسے لوگ ویسے ہی مومن سمجھتے ہیں۔ یہ علامات آج بھی دیکھی جا رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ چوتھے یہ کہ مسلمان دو طرح کے ہیں۔ دینی مسلمان اور قومی مسلمان۔ منافقین قومی مسلمان تھے دینی نہ تھے۔ اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مومن نہ تھے مَا هُمْ مِنْكُمْ کے یہ ہی معنی ہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے تہتر فرقے قومی مسلمان ہیں۔ مگر ہر فرقہ دینی مسلمان نہیں۔ ہاں ان کا شمار مسلم قوم میں ہے۔ ۹ یعنی تمہارے پاس سے بھاگ جاویں تاکہ تمہاری شکل تک بقیہ برصفحہ ۲۷۷

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ف۱ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

زکوٰۃ تو انہی لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں ف۲

وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ

اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے ف۳ اور گردنیں چھوڑانے میں ف۴ اور قرضداروں کو اور

اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

اللہ کی راہ میں ف۵ اور مسافر کو ف۶ یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا ف۷ اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ

اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں ف۸ تم فرماؤ

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ

تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں ف۹ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ف۱۰ اور

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ

جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں ف۱۱ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ف۱۲ ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ

دردناک عذاب ہے ف۱۳ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں ف۱۴ اور اللہ

وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾

و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے ف۱۵ اگر ایمان رکھتے تھے

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا ف۱۶ تو اس کے لئے

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا ف۱۷ یہی بڑی رسوائی ہے

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا

منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان کے دلوں کی

ع ۱۳ ۱۴

(۱) معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی (۲) عامل وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بادشاہ اسلام کی طرف سے مقرر ہوں۔ ان کی تنخواہ زکوٰۃ سے دی جاوے اگرچہ وہ غنی ہوں بشرطیکہ سید ہاشمی نہ ہوں۔ سید حضرات اگر عامل ہوں تو انہیں دوسرے مال سے تنخواہ دو، زکوٰۃ سے نہ دو۔ خیال رہے کہ ظاہر مال، جانور یا پیداوار کی زکوٰۃ سلطان اسلام وصول کرتے تھے۔ باطنی مال سونے چاندی کی زکوٰۃ خود مالدار دیتے تھے۔ لیکن اب دونوں زکوٰتیں خود مالدار دے کیونکہ سلاطین کے عدل کی امید نہیں (۳) یعنی وہ کفار جن کے ایمان کی امید ہو یا وہ نومسلم جن کے دلوں میں ابھی ایمان جا گزیں نہیں ہوا ہو یا وہ سخت کافر جس کے فتنے کا اندیشہ ہو پہلی اور تیسری قسمیں خارج ہو چکیں، دوسری قسم اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے (۴) اس طرح کہ مکاتب غلام کو زکوٰۃ سے مال دو کہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔ مکاتب وہ غلام ہے جسے مولا نے کہہ دیا ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد ہے۔ (۵) یعنی بے سامان غازی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں کو دی جاوے جو یہاں مذکور ہوئے۔ انہیں مالک کیا جاوے۔ لہٰذا مسجد، خانقاہ، مردے کے کفن میں نہ دی جاوے کیونکہ یہ ان آٹھ کے علاوہ ہیں نیز ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا (۶) اگرچہ مسافر اپنے وطن میں غنی ہو مگر سفر میں تنگدست ہو گیا ہو تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (۷) یعنی یہ احکام طے شدہ ہیں لہٰذا ان کی پابندی کی جاوے (مسئلہ) زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خود ان میں سے ایک ہی کو زکوٰۃ دے یا سب مصارف میں خرچ کرے۔ (۸) جو کوئی کچھ کہہ دے بغیر تحقیق کے مان لیتے ہیں (شان نزول) منافقین اپنی مجلسوں میں حضور کی شان میں بکواس بکا کرتے تھے۔ بعض بولے کہ اگر ہماری باتوں کی خبر حضور کو پہنچ گئی تو غضب ہو جاوے گا تو جلاس بن سوید بولا کہ کوئی حرج نہیں ہم حضور کے سامنے انکاری ہو جائیں گے اور قسم کھا جائیں گے وہ تو نرے کان ہیں ہر ایک بات مان لیتے ہیں ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری (۹) یعنی اے منافقو! ان کا ہر بات کی تحقیق نہ فرمانا تمہارے لئے بھلا ہے۔ اگر وہ راز فاش فرمانے کے عادی ہوتے تو تمہاری خیر نہ ہوتی۔ وہ تو پردہ پوش ہیں (۱۰) یعنی وہ اگرچہ ہر ایک کی بات پر خاموش ہو جاتے ہیں مگر یقین صرف مومن کی بات پر کرتے ہیں ان کی خاموشی بھی رحمت و خیر ہے (۱۱) حضور کی رحمت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے اور رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت رحمۃ للعالمین ہونے کے خلاف نہیں (۱۲) اپنے قول یا فعل یا کسی حرکت سے (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور کو ایذا ہو وہ حرام ہے، اگر کسی کی نماز سے حضور کو ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی وقت نماز قضا کرنے سے حضور راضی ہوں تو قضا کرنی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور کو ایذا دینا اور ہے اور کسی کے کسی کام سے ایذا پہنچ جانا کچھ اور۔ ایذا دینا کفر ہے۔ ورنہ ہمارے گناہوں سے بھی حضور کو ایذا پہنچتی ہے مگر اس

بقیہ بر صفحہ ۲۷۷

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾

چھپی جتادے ف۱ تم فرماؤ ہنسے جاؤ ف۲ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے ف۳

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ف۴ کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ

اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا

کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ

تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر ف۵ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں ف۶ تو

نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾ ع اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ

اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے منافق مرد اور

ع ۸ ۱۴

الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ

منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ف۷ برائی کا حکم دیں اور

وقف لازم

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ

بھلائی سے منع کریں ف۸ اور اپنی مٹھی بند رکھیں ف۹ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے

فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بے شک منافق وہی پکے بے حکم ہیں ف۱۰ اللہ نے

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ

هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ

انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے ف۱۱ جیسے وہ جو

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ

تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال اور

اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

اولاد تم سے زیادہ ف۱۲ تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا

(۱) خیال رہے کہ عَلَيْهِمْ تُنَبِّئُهُمْ کی ضمیریں مسلمانوں کی طرف اور قُلُوْبِهِمْ کی ضمیر منافقوں کی طرف لوٹتی ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا حضور پر اترنا گویا امت پر اترنا ہے کیونکہ قرآن سے امت کی ہدایت مقصود ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تو منافقوں کو پہلے ہی سے جانتے ہیں منافقوں کی آیات اترنے سے مسلمان انہیں پہچان جائیں گے۔ اس لئے تُنَبِّئُهُمْ میں ضمیر جمع لائی گئی۔ تیسرے یہ کہ حضور پردہ پوش ہیں۔ منافقوں کو حتی الامکان رسوا نہیں فرماتے۔ قرآن ان بدنصیبوں کے راز فاش فرماتا ہے۔

(۲) اسلامی احکام پر یا اللہ رسول پر، اس سے مقصود منافقوں کو جھڑکنا ہے نہ کہ انہیں ہنسنے کی اجازت دینا (۳) رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ آخر کار منافق بالکل رسوا کر دیئے گئے (۴) شان نزول۔ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ تیسرا خاموش تھا، مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔ حضور نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے۔ اس پر آیت اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا کہ جو تنہائی میں باتیں کی جاویں حضور کو ان کی خبر ہے دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے حضور کی توہین کی تھی مگر فرمایا اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ یعنی حضور کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ لہٰذا حضور کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر قرار دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا گستاخ مرتد ہے (۶) اس میں غیبی خبر ہے کہ ان تین میں سے ایک خاموش رہنے والے کو توبہ نصیب ہوگی اور اس کو معافی ہو جائے گی اور باقی دو کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور وہ گرفتار عذاب ہوں گے۔ چنانچہ اس تیسرے نے سچی توبہ کی۔ ان کا نام یحییٰ ابن حمیر اشجعی تھا۔ یہ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی نعش کا پتہ نہ لگا۔ انہوں نے توبہ کر کے دعا کی تھی کہ مولا مجھے اپنی راہ میں ایسی شہادت نصیب کر کہ نہ مجھے غسل و کفن دینے والا کوئی ہو نہ دفن کرنے والا (خزائن العرفان) مولا اس کے طفیل مجھ گنہگار کو بھی بخش دے مجھ بدکار کو توبہ کی توفیق دے۔ (۷) یعنی اصل نفاق میں سب یکساں ہیں اگرچہ بعض سردار ہیں اور بعض ماتحت لیکن ان میں سے مومن کوئی نہیں (۸) معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اس سے وہابیہ کو عبرت چاہئے کہ وہ ہمیشہ کار خیر سے ہی روکتے ہیں۔ رب فرماتا ہے مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ (القلم: ۱۲) وہابی کھیل تماشے روکنے پر زور نہیں دیتے جب روکتے ہیں تو اللہ رسول کے ذکر سے یا اچھی مجلسوں سے، اللہ سمجھ دے (۹) اس طرح کہ راہ خدا میں مال خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بزرگان دین کی فاتحہ وغیرہ سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ بقیہ بر صفحہ ۲۷۷

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے

كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل اکارت گئے ف۱ دنیا اور

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ

آخرت میں ف۲ اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں کیا انہیں اپنے سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَقَوْمِ

اگلوں کی خبر نہ آئی ف۳ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

کی قوم ف۴ اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ف۵ ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ف۶ بلکہ وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ

اپنی جانوں پر ظالم تھے ف۷ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

رفیق ہیں ف۸ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ

اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا ف۹ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ف۱۰

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے ف۱۱ جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ

نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا ف۱۲ بسنے کے باغوں

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضبطی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیاں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہوگا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کر دینا۔ رب فرماتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲) (۲) کہ اعمال کا دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے مصیبتوں سے نجات، رزق میں وسعت ہر طرح کی عزت۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۳) اور آخرت میں بھی۔ یعنی رب کی بخشش وغیرہ۔ کافر کی نیکیوں کا نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے دم درود دعائیں تعویذ فائدہ مند نہیں ہوتے، برباد ہیں۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ پڑھنا تاکہ عبرت اور سبق حاصل ہو بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ قرآن پاک میں بزرگوں اور کفار کے صحیح حالات اسی لئے بیان ہیں۔ عرس بزرگان دین اور میلاد شریف کے جاری کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کریمہ اور بزرگان دین کے صحیح حالات کا پتہ لگتا رہے۔ جس سے ان کے عقیدے اعمال درست ہوں۔ (۴) یعنی نمرود اور اس کے متبعین جو باوجود اتنی قوت کے ایک مچھر سے ہلاک کر دیئے گئے وہ رب ابابیل سے فیل کو ہلاک کر سکتا ہے۔ (۵) یعنی قوم لوط کی پانچ بستیاں سدوم اور اس کے ارد گرد کے گاؤں جو ایسے الٹے گئے کہ اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر۔ رب فرماتا ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (ھود: ۸۲) یہ قوم عاد و ثمود و لوط کی بستیاں اہل عرب کے سفروں میں راستہ میں پڑتی تھیں جن کے اجڑے ہوئے کھنڈر اس وقت تک موجود تھے جنہیں وہ دن رات دیکھتے تھے مگر غور نہ کرتے تھے انہیں غور کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۶) اس طرح کہ بغیر جرم سزا دے یا جرم سے زیادہ عذاب بھیجے۔ خیال رہے کہ ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی چیز اس کی اجازت بغیر استعمال کرنی۔ یہ معنی رب تعالیٰ کے لئے بنتے ہی نہیں کیونکہ ہر چیز اس کی اپنی ملک ہے۔ لہٰذا رب کے متعلق ظلم کے یہ ہی معنی ہیں اور وہ اس سے پاک ہے (۷) ہر کافر ظالم کیونکہ وہ رب کی ملک میں ناجائز تصرف کرتا ہے وہ خود اور ان کے مال و اولاد اللہ کی ملک ہیں (۸) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ولی ہیں اور وہ جو فرمایا گیا کہ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (التوبہ: ۱۱۶) وہاں مراد ہے اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست و مددگار نہیں غرضیکہ وَلِيٌّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہے اور ولی اللہ کچھ اور۔ یہ بھی خیال رہے کہ مومنوں کی یہ ولایت موت سے ٹوٹ نہیں جاتی بلکہ باقی رہتی ہے اس لئے بعد موت زندہ مومن مردوں کے لئے دعائیں اور ایصال ثواب کرتے ہیں رب فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (الحشر: ۱۰) حضرت علی ہمیشہ حضور کی طرف سے قربانی کرتے تھے جو اس سے روکے وہ ایمانی کام نہیں کرتا (۹) اس طرح کہ دنیا میں انہیں شیطان سے بچاتا بقیہ بر صفحہ ۲۷۷

عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع ۹ ۱۵

میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ف۱ یہی ہے بڑی مراد پانی ف۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) ف۳ جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو ف۴

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ف۵ اللہ کی قسم کھاتے ہیں

مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

کہ انھوں نے نہ کہا ف۶ اور بے شک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی ف۷ اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ

اور وہ چاہا تھا جو انھیں نہ ملا ف۸ اور انھیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ

فضل سے غنی کردیا ف۹ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انھیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور

الْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَ

آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار ف۱۰ اور

مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے

وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا

بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا

اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے ف۱۱ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان

فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا

کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے ف۱۲ بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ سے

① یعنی جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ جنتیوں سے راضی ہوگا۔ کبھی ان پر ناراض نہ ہوگا۔ محبوب کی رضا عاشق کے لئے بڑی نعمت ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کی رضا اور اللہ کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہوگا یہ خاص عطیہ رب ہوگا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے نیک بندے راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب رب کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ اور تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے بزرگان دین کی طرف دلوں کا مائل ہونا ان کے محبوب الٰہی ہونے کی علامت ہے ② یعنی اللہ کی تھوڑی رضا مندی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ اپنے کرم سے نصیب فرمائے ③ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو نام لے کر نہ پکارے اچھے القاب سے پکارے جب رب تعالیٰ ان کو نام لے کر نہیں پکارتا تو ہم کس شمار میں ہیں' رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳) ④ یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے عطا فرماتے ہیں کہ اس آیت سے تمام نرمی کرنے کی آیات منسوخ ہو گئیں (روح) ⑤ اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں ⑥ شان نزول۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر نبی ﷺ نے منافقین کے برے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا کہ اگر حضور سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہوئے۔ عامر ابن قیس نے یہ خبر حضور کے گوش گزار کردی۔ حضور نے جلاس سے پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرما دے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ اتری۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کرلی اور مخلص مومن بن گیا (خزائن العرفان) ⑦ کہ حضور کی خبر میں شک کیا اور اسے اگر مگر سے بیان کیا ⑧ یعنی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہوگئے کیونکہ منافقین درحقیقت تو پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کرسکا ⑨ ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ رسول قریب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں جو انہیں فقیر کہے وہ بے ادب اور بدنصیب ہے اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى (الضحیٰ: ۸) رب انہیں غنی کرچکا۔ دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ رسول پر کچھ حق نہیں۔ انہوں نے جسے جو دیا اپنے فضل سے دیا رب کی مخلوق ان کے در کی بھکاری ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ بے ایمان اللہ رسول کی نعمتیں پاکر سرکش ہو جاتے ہیں ⑩ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار رہنا کفار، منافقین کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ نے مومن کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں فرمایا بقیہ صفحہ ۲۷۷

وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

وعدہ جھوٹا کیا ف۱ اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ

يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ

ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے ف۲ اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے وہ جو

يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ

عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں ف۳ اور

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ

ان کو جو نہیں پاتے ف۴ مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں ف۵ اللہ ان کی ہنسی کی

اللّٰهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۶ تم ان کی معافی چاہو یا نہ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے ف۷ تو

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا ف۸ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے ف۹

وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ

اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ف۱۰ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا

کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے ف۱۱ اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ ف۱۲ اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا

مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گرمی میں نہ

فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

نکلو ف۱۳ تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے ف۱۴ کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا

تو انہیں چاہیے تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں ف۱۵ بدلہ اس کا

ع ۸ ۱۶

۱ معلوم ہوا کہ کبھی بعض گناہ بدعقیدگی تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ غریبی میں خدا کو یاد کرنا اور امیری میں بھول جانا اپنی نذر اور وعدے پورے نہ کرنے میں منافقت کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا بڑا عذاب یہ ہے کہ ایمان و تقویٰ سے محروم ہو جاوے دنیاوی تکالیف تو کبھی اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے وعدہ کرنا اللہ سے وعدہ کرنا ہے کیونکہ اس نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ ۲ معلوم ہوا کہ حضور کے دروازے کا نکالا ہوا کہیں امن نہیں پاتا۔ ۳ ایک دفعہ حضور نے مسلمانوں کو صدقے کی رغبت دی بعض صحابہ بہت مال لائے۔ انہیں منافقوں نے ریاکار کہا۔ بعض تھوڑا مال لائے انہیں کہا خدا کو اتنے مال کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۴ اس آیت سے موجودہ روافض کو عبرت پکڑنی چاہئے جو صحابہ کرام کی ہر عبادت کو نفاق یا دکھلاوے پر محمول کرتے ہیں صحابہ پر طعن کرنا منافق کا کام ہے ۵ چنانچہ ابوعقیل انصاری اس موقعہ پر صرف ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات تمام شب میں نے پانی کھینچ کر دو صاع کھجوریں حاصل کیں۔ ایک صاع گھر رکھ آیا ہوں اور ایک صاع حضور کی بارگاہ میں لایا ہوں حضور نے نہایت خوشی سے قبول فرمائیں معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ دلوں کا خلوص دیکھا جاتا ہے ۶ معلوم ہوا کہ صالح بندوں کا مذاق اڑانا' انہیں اتہام لگانا' رب سے مقابلہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔ ۷ اس وقت تک منافقوں کے لئے دعا مغفرت کرنی ممنوع نہ تھی۔ پھر منع فرما دیا گیا۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (التوبہ: ۸۴) یہاں ستر سے عدد مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ مراد ہے۔ ۸ اس نہ بخشنے کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے کہ وہ اللہ رسول کے منکر ہیں اور جو ان کا منکر ہو اور نبی ﷺ اس کے لئے اپنی رحمت عامہ کی بنا پر دعا بھی کر دیں' تب بھی رب نہیں بخشتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ رسول کے دشمن جنت میں جائیں۔ اس نہ بخشنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے۔ محبوب کا حسن بے اختیاری ہے مگر محب کی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے دشمن نہ بخشے جاویں نیز دعا کرانے میں اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو کسی کی دعائے مغفرت فائدہ نہیں دیتی۔ اس کی بخشش ناممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے صحابہ کا انکار' ان کا مذاق اڑانا' حضور کا انکار ہے اور حضور کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ ان منافقوں نے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا جس کو رب نے كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قرار دیا۔ ۱۰ پھر اس کے بعد منافقین نے حضور سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرما دیں تب یہ پوری آیت اتری۔ علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کی توبہ عند القاضی قبول نہیں (درمختار) ممکن ہے کہ یہ آیت اس مسئلے کی اشارۃً دلیل بن جاوے ۱۱ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے بہانے بنا کر بیٹھ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر فخر کرنا کفر ہے اور حضور کے ساتھ ان کی راحت و تکلیف میں شریک نہ ہونا مومن کی شان سے بعید ہے جیسے کہ حضور کی خوشی پر خوشی منانا ایمان کا رکن

بقیہ برصفحہ ۲۷۷

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ

جو کماتے تھے پھر اے محبوب اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ

جائے اور وہ تم سے جہاد کی نکلنے کی اجازت مانگے ف۱ تو تم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور

لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ

ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو ف۲ تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا

مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ

پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ف۳ اور ان میں سے کسی کی میت پر

مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کبھی نماز نہ پڑھنا ف۴ اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے

وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ

اور فسق ہی میں مرگئے ف۵ اور ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے ف۶ اور کفر ہی پر

اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا

ان کا دم نکل جائے ف۷ اور جب کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ

لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو ف۸ تو ان کے مقدور والے تم سے رخصت مانگتے ہیں ف۹

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِیْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ

اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہولیں ف۱۰ انھیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ

عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ف۱۱ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے لیکن رسول

الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے ف۱۲ انھوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا

(۱) یعنی اب جو آپ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو منافقین دھوکہ دہی کے لئے کہیں گے کہ حضور ہم کو اجازت دیں کہ آئندہ جہاد میں آپ کے ہمراہ چلیں۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ وہ ایسا کہیں گے لیکن اگر مگر سے بیان فرمایا گیا (۲) یہ خبر بمعنی ممانعت ہے یعنی اب تم کو آئندہ جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بے دینوں سے علیحدہ رہنا چاہئے اگرچہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہیں۔ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں، منافق کلمہ گو تھے مگر انہیں جہاد میں شرکت سے روک دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ بے دینوں کو مسلمان اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں جیسے کہ منافقوں کو جہاد سے روک دیا گیا حالانکہ نماز کی طرح جہاد بھی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی منافقین پر ظاہری کفار کے احکام بھی جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ ان منافقوں کو زمانہ نبوی میں مسجدوں سے نہ روکنا ظاہری اسلام کا حکم تھا اور انہیں جہاد سے روکنا ان کے باطنی کفر کا حکم (۳) یعنی چونکہ تم نے غزوہ تبوک سے بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب ہمیشہ بیٹھے ہی رہو۔ تمہیں کسی جہاد میں جانے کی اجازت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب حضور ﷺ کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا چمگاڈر سورج سے نور نہیں لے سکتا اور فیض اٹھانے والے بقدر وسعت ظرف فیض لیتے ہیں بجلی کی پاور یکساں ہی آتی ہے مگر قمقمے اتنا ہی نور لیتے ہیں جتنا ان کا اپنا ظرف ہوتا ہے حضور کی صحبت یکساں تھی مگر صدیق و فاروق وغیرہما رضی اللہ عنہم کے ظرف مختلف تھے (۴) اس آیت سے نماز جنازہ کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ کافروں کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آمنہ خاتون کی قبر کی اجازت دی گئی۔ لہٰذا وہ مومنہ تھیں۔ ہاں ان کی مغفرت کی دعا سے روکا کیونکہ وہ بے گناہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے (۵) شان نزول۔ عبداللہ ابن ابی منافق جب مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص اس کو عطا فرما دیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر گیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا۔ نیز حضور کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمر نے اس کے خلاف رائے دی مگر حضور نے اس کی میت کو اپنی قمیص بھی دے دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے برکت چاہتا ہے، ایمان لے آئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے تبرکات قمیص، لعاب شریف وغیرہ قبر میں بھی مومن کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کافر منافق کو کوئی تبرک آخرت میں فائدہ نہیں دے گا۔ تیسرے یہ کہ مردے کے کفن میں یا قبر میں متبرک چیزیں رکھنا تاکہ قبر کا عذاب دفع ہو جائز بلکہ سنت ہے چوتھے یہ کہ اس خوف سے کہ یہ متبرک چیزیں مردے کی آلائش سے خراب ہوں گی چیزیں رکھنا نہ چھوڑے۔ آب زم زم پیتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت و حدیث سے مردے کو کفنی دینا اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت بقیہ بر صفحہ ۳۷۷

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ

اور انہی کے لئے بھلائیاں ہیں ف۱ اور یہی مراد کو پہنچے

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

یہی بڑی مراد ملنی ہے ف۲ اور بہانے بنانے والے گنوار آئے ف۳

لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ

کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا ف۴ جلد

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۰﴾ لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ

ان میں کے کافروں کو ف۵ دردناک عذاب پہونچے گا ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں ف۶

وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ

اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جنھیں خرچ کا مقدور نہ ہو ف۷

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ

جب کہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ رہیں ف۸ نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں

سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ

عطا فرماؤ ف۹ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں ف۱۰ اس پر یوں واپس جائیں

تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِیْلُ

کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا ف۱۱ مواخذہ تو ان سے

عَلَی الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا

ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ دولت مند ہیں ف۱۲ انھیں پسند آیا کہ

مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں ف۱۳ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے

ع ۱۱/۱۷

(۱) دنیا کی بھلائیاں، قبر کی بھلائیاں، آخرت کی بھلائیاں سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے مال و اعمال میں برکت ہوتی ہے اور قبر کے حساب و عذاب و وحشت اور نزع کی شدت سے امن ملتا ہے اور آخرت میں درجات نصیب ہوتے ہیں۔ سیدنا زبیر ابن عوام کے مال کی برکت کا یہ حال تھا کہ ان کی شہادت کے بعد ان کے تہائی مال سے وصیت پوری کی گئی۔ پھر آٹھواں حصہ ان کی چار بیویوں میں تقسیم ہوا تو ہر ایک کو دو دو لاکھ ملے (۲) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت کی اور وہاں کی تمام نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تمام اپنے مستحقین کے نام پر لگائی جا چکی ہیں۔ اس لیے حضور نے معراج میں جنت کی سیر فرمائی اور اپنے غلاموں کے مکانات، باغات دیکھے۔ پھر بعض کو ان کی خبر دی۔ تیسرے یہ کہ جنتی اپنی اپنی جنت کے پورے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح غیر مالک نہ ہوں گے۔ ہاں مہمانوں کی سی خاطر ہو گی۔ (۳) یعنی عامر ابن طفیل اور اس کی جماعت کے لوگ جو غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں گئے تو قبیلہ بنی طے کے لوگ ہمارے گھربار لوٹ لیں گے۔ سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا اور مجھے میرے رب نے تمہارے حال کی خبر دی ہے۔ ان لوگوں نے یہ جھوٹ بولا تھا۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جھوٹ بولنا اللہ سے جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ان بدنصیبوں نے حضور سے جھوٹ بولا۔ رب نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹ بولا۔ (۵) یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافر بن جاویں، انہیں دنیا میں قتل و غارت کا عذاب ہو گا یا ان منافقوں میں سے جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں، انہیں آخرت کا دردناک عذاب ہو گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے منافق باطنی طور پر کافر تھے (۶) جھوٹے عذر داروں کے بعد صحیح معذوروں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں بڈھے بیمار اور وہ تنگدست جن کے پاس سامان جہاد نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں پر وہ سفر والا جہاد فرض نہ تھا (۷) بعض نادار صحابہ نے حضور سے درخواست کی تھی کہ ہم کو سواریاں عنایت ہو جاویں تاکہ ہم بھی جہاد میں شرکت کر سکیں۔ سرکار کے پاس فالتو سواریاں نہ تھیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی ضرورت پوری کرنے کو مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا نادار طالب علم بقدر ضرورت مانگ سکتا ہے۔ جہاد کی طرح علم دین سیکھنا بھی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خیرات کرنا چاہئے کیونکہ صحابہ کے پاس خود اپنے جہاد میں جانے کے لئے سواریاں تھیں جوان فقراء کو نہ دیں۔ تیسرے یہ کہ جس جہاد میں سفر کرنا پڑے اس کے فرض ہونے کے لئے سواری شرط ہے جیسے حج کہ ہر مکہ والے پر فرض ہے مگر باہر والے صرف مالداروں پر فرض ہے غریبوں پر نہیں (۸) معلوم ہوا کہ حضور کی خیر خواہی رب تعالٰی کی خیر خواہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیکی نہ کر سکے مگر نیکوں کا دل سے خیر خواہ رہے تب بھی انشاء اللہ نیکوں میں شمار ہو گا۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ مجبور بقیہ برصفحہ ۲۷۳

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قُلْ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ

تم سے بہانے بنائیں گے ۱ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۲ تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز

نُّؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَـبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ‌ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ

تمہارا یقین نہ کریں گے ۳ اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام

وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ

دیکھیں گے ۴ پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۵ جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا

بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (۹۴) سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ

جو کچھ تم کرتے تھے ۶ اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ

اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّ

کر جاؤ گے ۷ اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ۸ تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو ۹ وہ تو نرے پلید

مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ (۹۵) يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ

ہیں ۱۰ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے ۱۱ تمہارے آگے قسمیں

لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ

کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ ۱۲ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو

الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ (۹۶) اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ

فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا ۱۳ گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ۱۴ اور اسی

اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ

قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل رہیں ۱۵ اور اللہ علم و حکمت

حَكِيۡمٌ (۹۷) وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّ

والا ہے اور کچھ گنوار ۱۶ وہ ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھیں ۱۷ اور

يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ‌ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ

تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں رہیں انہی پر ہے بری گردش ۱۸ اور اللہ سنتا

عَلِيۡمٌ (۹۸) وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ

جانتا ہے اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو ۱۹ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ۲۰

(۱) یعنی اے مسلمانو جب تم غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچو گے تو غزوہ سے رہ جانے والے منافقین جھوٹے بہانے بنا کر تم کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں غیبی خبر ہے جو ہو بہو درست ہوئی۔ یہ پیچھے رہ جانے والے ۸۰ مردوں سے کچھ زیادہ تھے (روح) (۲) یہاں یہ نہ فرمایا کہ جب تم مدینہ لوٹ کر جاؤ گے کیونکہ بعض منافقین مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے بہانہ بنانے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے تھے (روح) (۳) پتہ لگا کہ بارگاہ رسالت میں اپنے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت ہی نہیں، وہاں شیخی کام نہیں آتی۔ انہیں ہر شخص کی حقیقت کا پتہ ہے، وہاں شیخی نہ مارو، معافی چاہو، عذر نہ کرو، توبہ کرو، اللہ توفیق دے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کے پاس جا کر توبہ کرنی اچھی ہے۔ یہاں اس پر عتاب نہ ہوا۔ بلکہ جھوٹے بہانے پر عتاب فرمایا گیا۔ (۴) اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ عملی گناہ کی توبہ اچھے عمل سے ہو گی۔ صرف زبانی توبہ کافی نہیں۔ کیونکہ یہاں ارشاد ہوا، کہ آئندہ دیکھا جائے گا کہ غزوات میں شرکت کرتے ہو یا نہیں۔ جہاد سے رہ جانے کی توبہ آئندہ جہادوں میں شرکت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ و رسول کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرنے ریا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا رب کی رضا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ظاہر و باطن اعمال دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں فرمایا گیا کہ تمہارے سب چھپے کھلے کام اللہ رسول دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہو گا۔ اللہ رسول نے ہم کو ایمان دیا۔ دولت بخشی (۵) قیامت میں، لہٰذا نیکی بھی کرو اور نیت بھی ٹھیک رکھو کیونکہ وہ غیب و شہادت سب کچھ جانتا ہے۔ (۶) پھر جتانے کے بعد سزا دے گا کافروں کی بدیاں علانیہ ظاہر فرما دے گا اور مومن کی نیکیاں، جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ منافق و گمراہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ الحمد للہ مومنوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی (۸) انہیں برا بھلا نہ کہو۔ ان کا نفاق آشکارا نہ کرو (۹) یعنی منافقوں کے ساتھ کلام، سلام، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا میل ملاپ سب چھوڑ دو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منافقین کے ساتھ تعلق رکھنے سے منع فرما دیا، کیونکہ اب ان کی اصلاح کی امید نہ رہی تھی۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ یہ اعراض رضامندی کا نہیں بلکہ ناراضگی اور تحقیر کا اعراض ہے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ مرتد بے دینوں سے کامل علیحدگی اختیار کرنی چاہئے (۱۰) کہ کسی پانی سے پاک نہیں ہو سکتے جو نگاہ مصطفوی سے پاک نہ ہوا تو اب کس سے پاک ہو گا، عارضی ناپاکی دور ہو جاتی ہے، نجاست عین کیسے جائے (۱۱) شان نزول۔ یہ آیت جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی جن کے بائیکاٹ کا حکم دیا گیا تھا، یا عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ آئندہ جہادوں میں جایا کروں گا (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیک کام بھی مخلوق کو راضی کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں، وہ رضاء الٰہی کے لئے سب کام کرتا ہے ریا نفاق عملی ہے

بقیہ بر صفحہ ۳۷۷

وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِؕ
اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ف۱

اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ
ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا ف۲ بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۠ ﴿۹۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ
بخشنے والا مہربان ہے اور سب میں اگلے (پہلے) مہاجر اور

الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
انصار ف۳ اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے ف۴ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے

وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
راضی ف۵ اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ

فِيْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ
ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے ف۶ اور تمہارے آس پاس کے کچھ گنوار

مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ۫ لَا
منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ف۷ ان کی خو ہوگئی ہے نفاق ف۸ تم انھیں نہیں جانتے

تَعْلَمُهُمْؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى
ہم انھیں جانتے ہیں ف۹ جلد ہم انھیں دوبارہ عذاب کریں گے ف۱۰ پھر بڑے عذاب کی

عَذَابٍ عَظِيْمٍۚ ﴿۱۰۱﴾ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا
طرف پھیرے جائیں گے اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے اور ملایا ایک

صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًاؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ
کام اچھا اور دوسرا بُرا ف۱۱ قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے ف۱۲ بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ
بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو ف۱۳ جس سے تم انھیں ستھرا اور

تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْؕ وَ اللّٰهُ
پاکیزہ کردو ف۱۴ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ف۱۵ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے ف۱۶ اور اللہ

۱ اسے معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور ﷺ کی خوشنودی کی نیت کرنی شرک نہیں بلکہ قبولیت کی دلیل ہے رب فرماتا ہے اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ: ۶۲) صحابہ صدقات میں حضور ﷺ کی رضا کی نیت کرتے تھے۔ اس میں ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت ہے یعنی نیک عمل پر عرض کرنی کہ حضور ﷺ ان کے متعلق دعا فرمائیں کہ مولیٰ قبول فرما کر ان لوگوں کو ثواب دے۔ فاتحہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ اس صدقے وغیرہ کا ثواب فلاں کو دے۔ اب بھی چاہئے کہ صدقہ لینے والا دینے والے کو دعا خیر دے۔ ۲ اس آیت میں ان کے صدقات کی قبولیت کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی نیکیوں کی رسید عرش اعظم سے آچکی ہماری کسی نیکی کی قبولیت کی خبر نہیں۔ ۳ سابقین اولین یا وہ حضرات صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ یا اہل بدر یا بیعت رضوان والے سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ، اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان ہونا بھی اچھی صفت ہے اور آڑے وقت میں حضور ﷺ کی خدمت کرنی بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ۴ یعنی قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو مہاجرین و انصار کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں یا باقی صحابہ کرام، ان سب سے اللہ راضی ہے مگر اگلے امام ہیں اور پچھلے مقتدی ۵ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین و انصار صحابہ کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا روافض و خوارج باطل پر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ صرف صحابہ کے لئے خاص نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب رب تعالیٰ صحابہ کے غلاموں سے راضی ہے تو خود صحابہ سے کتنا راضی ہوگا ۶ اس سے چند مسائل ثابت ہوئے ایک یہ کہ سارے صحابہ عادل ہیں، جنتی ہیں ان میں کوئی گنہگار فاسق نہیں، دوسرے یہ کہ کوئی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ ان کے جنتی ہونے کا وعدہ الٰہی ہو چکا۔ تیسرے یہ کہ جو تاریخی واقعہ یا روایت ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے، وہ مردود ہے کہ اس آیت کے خلاف ہے۔ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں مگر کل کے لئے یہ آیت ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام۔ ۷ اگرچہ مدینہ ہر شہر کو کہتے ہیں مگر یہاں مدینہ منورہ مراد ہے کہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو یہ شہر ہی مراد ہوتا ہے۔ اس مبارک شہر کے بہت سے نام ہیں مدینہ، طیبہ، طابہ، بطحیٰ اسے یثرب کہنا منع ہے ۸ یعنی مدینہ منورہ کی آس پاس کی بستیوں میں منافق بستے تھے جیسے قبیلہ جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع، غفار کے منافقین (روح) ۹ اس میں حضور ﷺ کے علم کی نفی نہیں بلکہ اظہار غضب ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کے متعلق اپنے دوست سے کہے کہ اس خبیث کو تم نہیں جانتے اسے تو میں ہی جانتا ہوں یا یہ آیت منافقین کا علم دینے سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ (محمد: ۳۰) ۱۰ دنیا میں اور قبر میں عذاب دیں گے، بقیہ برصفحہ ۴۷۷

ع ۲/۱۰ ۱
ربع · وقف منزل

17

سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ

سنتا جانتا ہے کیا انھیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا

عِبَادِهٖ وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٠٤﴾

اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے ف۱ اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۲

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ

اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان ف۳

وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ

اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا

جتا دے گا اور کچھ موقوف رکھے گئے ف۴ اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے ف۵ یا ان کی

يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا

توبہ قبول کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنھوں نے مسجد بنائی

ضِرَارًا وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًاۢ بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ

نقصان پہنچانے کو ف۶ اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ف۷ اور اس کے انتظار

اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰى ؕ وَ

میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے ف۸ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور

اللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ

اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں ف۹ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ف۱۰ بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن

عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ فِيۡهِ رِجَالٌ

سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے ف۱۱ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں

يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنۡ اَسَّسَ

کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں ف۱۲ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں ف۱۳ تو کیا جس نے

بُنۡيَانَهٗ عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ

اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر ف۱۴ وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی

① لہٰذا کسی بندے کو رب تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ خیال رہے کہ مختلف جرموں کی توبہ بھی مختلف ہے۔ کفر سے توبہ یہ کہ ایمان لے آوے۔ حقوق العباد مارے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ ادا کرے یا صاحب حق سے معافی حاصل کرے۔ حقوق شرعیہ رہ گئے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ گزشتہ کا بدلہ کرے' اگر شرائط توبہ جمع ہوں تو توبہ ضرور قبول ہوگی۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کے آستانہ پر حاضری دے کر توبہ کرنی زیادہ قبولیت کا باعث ہے دوسرے یہ کہ جو صدقہ حضور ﷺ کے ہاتھ سے خیرات کرایا جاوے وہ بہت محبوب ہے صحابہ کا اس پر عمل تھا ② فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے گستاخ کی توبہ قبول نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ قاضی اسلام اسے معافی نہیں دے سکتا۔ وہ سزا اور حد شرعی کے اعتبار سے قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں عند اللہ توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے' جیسے بار بار مرتد ہو جانے والے کی توبہ کا حکم ہے ③ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بند کوٹھڑی میں عمل کرے' رب تعالیٰ اسے فاش کر دیتا ہے۔ (روح البیان) اسی لئے بعض اولیاء کے نیک اعمال آج تک مشہور ہیں اور لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں اگرچہ انہیں پردہ فرمائے صدیاں گزر چکیں۔ اس کے بعد بدکاروں کا حال ہے۔ ④ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے کچھ لوگ وہ ہیں الخ۔ خیال رہے کہ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین گروہ تھے۔ ایک بہانہ خور منافقین دوسرے وہ مخلصین مومنین جنہوں نے فوراً توبہ کرلی۔ تیسرے وہ جنہوں نے دیر سے توبہ کی اس آیت میں تیسری جماعت مراد ہے ⑤ کہ ان کی توبہ قبول نہ فرماوے' اس طرح کہ انہیں مقبول توبہ کی توفیق نہ دے اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی طرح کبھی توبہ بھی دیر سے قبول ہوتی ہے اور اس دیر میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ حضرت کعب بن مالک وغیرہ کی توبہ بہت روز بعد قبول ہوئی ⑥ مدینہ منورہ کے بعض منافقوں نے مسجد قبا شریف کے قریب اس نیت سے ایک مسجد بنائی تھی کہ مسجد قبا کی جماعت گھٹ جائے۔ نیز ان کی نیت یہ تھی کہ ابو عامر راہب فاسق جب کبھی مدینہ منورہ میں خفیہ طور پر آیا کرے تو مسلمانوں کے خلاف یہاں سازشیں کی جایا کریں اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم نے بوڑھوں بیماروں کے لئے یہ مسجد بنوائی ہے اور درخواست کی کہ آپ وہاں ایک نماز برکت کے لئے پڑھ لیں۔ حضور ﷺ کو اس سے منع فرما دیا گیا اور حضور ﷺ نے وہ مسجد ڈھانے کا حکم دیا۔ حسب الحکم ڈھا کر جلا دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز مسجدوں میں نماز نہ پڑھنی چاہئے ⑦ تاکہ مسجد قبا میں جمع ہو کر نماز پڑھنے والے نمازی متفرق ہو جائیں۔ کچھ اس مسجد میں آ جایا کریں اور وہاں کی جماعت گھٹ جائے ⑧ اس طرح کہ اس مسجد میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف تدبیریں سوچا کریں۔ گویا دن کو یہ مسجد ہو اور رات کو کمیٹی گھر ⑨ اس سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ ایک مسجد کے قریب بلاوجہ شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے کہ پہلی مسجد ویران ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سازشیں کرنے کے ارادہ سے مسجد نہ بنائی جائے کہ یہ بھی مسجد بقیہ بر صفحہ ٢٤٧

بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ

ایک گراؤ (ٹوٹے ہوئے کناروں والے) گڑھے کے کنارے ف١ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا ف٢ اور

لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا

اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ف٣ وہ تعمیر جو چنی (کی) ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی

رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿١١٠﴾ ع

رہے گی ف٤ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ف٥ اور اللہ علم و حکمت والا ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں ف٦ اس بدلے پر کہ

لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ ۟

ان کے لئے جنت ہے ف٧ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں

وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی

اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ف٨ اور اللہ سے

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ

زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ ف٩ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

یہی بڑی کامیابی ہے ف١٠ توبہ والے ف١١ عبادت والے سراہنے والے

السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور

النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ

برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ف١٢ اور خوشی سناؤ

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا

مسلمانوں کو نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش

لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ

چاہیں ف١٣ اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ف١٤ جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ

(١) اپنے اقرار ایمان کی یا اپنے ظاہری نماز روزے کی یا اس مسجد ضرار کی۔ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ (٢) سبحان اللہ کیسی پیاری تشبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسجد ضرار اور منافقین کے سارے اعمال اس عمارت کی طرح ہیں جو دریا کے نیچے سے کاٹی ہوئی زمین پر بنادی جاوے۔ وہ زمین مع اس عمارت کے دریا میں گر جائے۔ ایسے ہی منافقین کی مسجدیں ہیں کہ ان کی مسجد بھی دوزخ میں ہے اور وہ خود بھی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ وہ مسجد حضور ﷺ کے حکم سے گرادی گئی اور میں نے اس سے دوزخ کا دھواں نکلتے ہوئے دیکھا (روح البیان) (٣) اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کی میٹھی باتوں اور ظاہری نیکیوں کو دیکھ کر اس کے نیک ہونے کا یقین نہ کر لینا چاہئے۔ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی (٤) یعنی ان منافقوں کو اس مسجد کے ڈھائے جانے کا صدمہ موت تک رہے گا۔ خواہ اپنی موت مریں یا قتل ہو کر ہلاک ہوں (٥) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان منافقوں کو اس وقت تک مسجد گرائے جانے کا صدمہ رہے گا جب تک کہ ان کے دل نفاق سے شرمندہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ اور یہ لوگ مخلص مسلمان نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ کفر و نفاق کا علاج ایمان و اخلاص ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلی بدبختی نبی کی صحبت سے بھی دور نہیں ہوتی۔ پھر اور کس چیز سے دور ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بناء فساد کو مٹا دینا چاہئے اگرچہ وہ اچھی شکل میں ہو۔ منافقین کی یہ عمارت اگرچہ مسجد کی شکل میں تھی مگر فساد کی جڑ تھی لہٰذا گرا دی گئی لیکن اگر کسی اعلیٰ مقام میں فساد ڈال دیا گیا ہو تو وہاں سے فساد مٹاؤ اس متبرک چیز کو نہ گراؤ (٦) اس سے معلوم ہوا کہ مولیٰ و غلام کی بیع جائز ہے کہ رب نے اپنے بندوں سے سودا فرمایا۔ شان نزول بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ جو چاہیں اللہ کے لئے اور اپنے لئے شرط لگالیں ہم اس پر کاربند رہیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میرے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہ کرو وہ میرے لئے بھی پسند نہ کرو تو انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کے پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا تو فرمایا جنت۔ تو عرض کیا۔ یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح البیان) (٧) لہٰذا ہر مومن کو جہاد پر آمادہ رہنا چاہئے تاکہ جنت کا مستحق ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن مجاہد آج بھی جنت کا مالک ہے قیامت کے بعد اس پر قبضہ کرے گا (٨) اس سے معلوم ہوا کہ دین موسوی اور دین عیسوی میں بھی جہاد کا حکم تھا اور تمام مجاہدین سے یہ وعدہ کیا گیا تھا (٩) اور اگر جہاد کا موقعہ مل جائے تو خوشی خوشی ایسے جاؤ جیسے دولہا اپنی برات میں جاتا ہے۔ حضرت ضرار بن ازور بغیر زرہ پہنے شوق شہادت میں جہاد کرتے تھے۔ اب بھی بعض مسلمان غسل کر کے کپڑے بدل کر عطر مل کر عید کی سی خوشیاں مناتے ہوئے جہاد میں جاتے ہیں۔ یہ اس ہی آیت پر عمل ہے (١٠) اس سے بڑھ کر کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ رب ہمارا خریدار بن جائے اور ہم سے وہ جان خریدے جو اس کی ہی دی ہوئی ہے خود ہی عطا فرماوے خود ہی خریدے معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر خوشی منانا بقیہ برصفحہ ٢٤٧

ع ١٣ / ١١ / ٢

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ

دوزخی ہیں ف۱ اورابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب ف۲

مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ

جواس سے کر چکا تھا ف۳ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے ف۴ اس سے تنکا توڑ دیا (لاتعلق ہو گیا) ف۵

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ

بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے ف۶ اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ

هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

فرمائے ف۷ جب تک انھیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انھیں بچنا ہے ف۸ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۹

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ

بے شک اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار ف۱۰ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان

النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اوران مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ف۱۱

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ

بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں ف۱۲ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا ف۱۳ بے شک وہ

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے ف۱۴ اوران تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ف۱۵ یہاں تک کہ جب

ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی ف۱۶ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے ف۱۷

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ

اور انھیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

❶ اس طرح کہ وہ کفر پر مر گئے خیال رہے کہ کسی مشرک کا مرتے وقت تک مسلمان نہ ہونا اس کی علامت ہے کہ وہ کافر مرا۔ لہٰذا اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے اگرچہ حقیقت حال کی خبر رب کو ہے جیسے کسی کا مرتے وقت تک مسلمان رہنا اس کے اسلام پر مرنے کی علامت ہے۔ اگرچہ اس کے خاتمہ کا حال ہمیں معلوم نہیں یہی آیت کریمہ کا مقصد ہے ❷ شان نزول۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے مشرک ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے' آپ نے اسے منع فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے مشرک چچا کے لئے بخشش کی دعا کی تھی۔ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ (مریم ۴۷) حضرت علی مرتضٰی نے یہ واقعہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) ❸ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے دعائے مغفرت کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ وعدہ اس کی ممانعت سے پہلے ہو چکا تھا۔ بعد میں مشرکین کے لئے دعائے مغفرت سے منع فرمایا گیا۔ یا ان کے چچا نے ایمان کا وعدہ کیا تو آپ نے دعا کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ آپ نے پورا فرمایا۔ ❹ یا اس طرح کہ آپ پر وحی آ گئی کہ آزر کا خاتمہ کفر پر ہوگا یا اس طرح کہ وہ کفر پر فوت ہو گیا۔ تو آپ نے اس کے لئے دعائے مغفرت فرمانی بند کر دی ❺ اس طرح کہ دعائے مغفرت ترک فرما دی اور دل سے متنفر ہو گئے معلوم ہوا کہ کافر سے نفرت چاہئے اگرچہ وہ اپنا قریبی رشتہ دار ہو۔ ❻ معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام مظہر جمال ہیں کہ دشمن پر بھی سختی نہیں فرماتے۔ حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام مظہر جلال ہیں۔ ❼ اس طرح کہ انہیں گمراہوں میں داخل فرما کر سزا دے' اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے گزرے ان کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی تھا جیسے حضور ﷺ کے والدین ❽ اس سے معلوم ہوا کہ

ع ۱۴ ۸ ۲

دیوانہ یا بے سمجھ بچے شرعی احکام کے مکلّف نہیں' عاقل آدمی بھی ان احکام کے مکلّف نہیں جنہیں عقل دریافت نہیں کر سکتی جب تک کہ ان کو شریعت کی تبلیغ نہ پہنچے 'فترت والے لوگ شرک کے سوا جو کچھ جرم کریں' انہیں گمراہ نہیں کہا جائے گا' نہ اس پر ان کی پکڑ ہو (روح) شریعت نے جس کو حرام نہ کیا ہو وہ حلال ہے' اس کے کرنے پر پکڑ نہیں (خزائن) ❾ شان نزول۔ جب مسلمانوں کو مشرکین کے لئے دعائے مغفرت سے روکا گیا تو انہیں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہماری ان دعاؤں پر پکڑ نہ ہو جائے جو ہم ان کے لئے پہلے کر چکے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی ❿ یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی آسمان و زمین کا حقیقی مالک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی حقیقی مددگار ہے' مجازی طور پر بعض بندے مالک بھی ہیں اور رب کی عطا سے مددگار بھی۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (مائدہ: ۵۵) ⓫ مشکل گھڑی سے مراد غزوہ تبوک ہے جسے غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس جہاد میں تنگی کا یہ حال تھا کہ ایک اونٹ پر دس صحابی باری باری سے سوار ہوتے تھے ایک کھجور پر کئی آدمی دن بھر گزارا دیتے تھے۔ مگر وہ حضرات حضور ﷺ کے دل و جان سے ساتھ رہے' ابوبکر صدیق نے بقیہ برصفحہ ۷۷۵

وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ
اور سچوں کے ساتھ ہو ۱ مدینہ والوں ۲ اور ان
حَوْلَهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ وَلَا
کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا ۳ کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں ۴ اور نہ یہ
يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ
کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں ۵ یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا
یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے ۶ اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں
يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ
جس سے کافروں کو غیظ آئے ۷ اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ۸ اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا
عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ
جاتا ہے ۹ بے شک اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا ۱۰ اور جو کچھ خرچ
نَفَقَةً صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
کرتے ہیں چھوٹا ۱۱ یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں ۱۲ سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ
تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں
لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا
سکتا کہ سب کے سب نکلیں ۱۳ تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے ۱۴ کہ
فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۱۲۲﴾
دین کی سمجھ حاصل کریں ۱۵ اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ۱۶ اس امید پر کہ وہ بچیں
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا
اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں ۱۷ اور چاہیے
فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۳﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ
کہ وہ تم میں سختی پائیں ۱۸ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۱۹ اور جب کوئی سورت اتری

۱ معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے۔ اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو' وہ فرقہ صرف اہلسنت والجماعت ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل میں ہزار ہا اولیاء پیدا ہوئے مگر جب سے ان کا دین منسوخ ہو گیا' ولایت بند ہو گئی۔ لہٰذا ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو اور اس فرقے میں رہو جس میں سچے لوگ ہوں ۲ مدینہ والوں سے مراد وہ تمام حضرات ہیں جو مدینہ منورہ میں رہتے ہوں خواہ مہاجر ہوں یا انصار' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی مدینہ والوں ہی میں شمار فرماتا ہے۔ جو وہاں ایمان واخلاص کے ساتھ باہر سے پہنچ جاویں دوسرے یہ کہ غریب آدمی حج اسلام کرے تو ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچ جانے والا مسلمان وہاں کا باشندہ مانا جاتا ہے اور مکہ والے پر حج فرض ہونے کے لئے غنا شرط نہیں ۳ یعنی غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ کے تمام باشندوں مہاجر انصار پر فرض تھا کہ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر کریں ۴ بغیر شرعی مجبوری کے۔ یہ مجبوری یا تو بڑھاپا۔ بیماری' لڑکپن ہے یا خود حضور انور ﷺ کا حکم کہ تم مدینہ ہی میں ہماری نیابت میں رہو جیسے جنگ بدر سے حضرت عثمان کی غیر حاضری اور غزوہ تبوک سے علی مرتضیٰ کی غیر حاضری اس قید کو اس آیت کے اگلے جزو میں بیان فرمایا جا رہا ہے ۵ بلکہ ان پر فرض تھا کہ حضور ﷺ پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ جیسے پروانہ شمع پر ۶ جہاد' روزہ' حج' سفر طلب علم سب ہی اللہ کی راہ میں داخل ہیں مگر یہاں جہاد مراد ہے جیسا کہ موقعہ سے معلوم ہو رہا ہے ۷ یعنی کفار کی زمین میں فاتحانہ قدم رکھیں جس سے ان کے دل جلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اللہ کے دوستوں کو راضی کرنا عبادت ہے ایسے ہی اللہ کے دشمنوں کو جلانا بھی عبادت ہے۔ ۸ اس میں کفار کو قتل کرنا' انہیں زخمی کرنا انہیں قید کرنا۔ ان کے مال غنیمت میں لینا سب شامل ہیں اور یہ سب عبادت ہیں ۹ معلوم ہوا کہ مجاہد غازی کا ہر کام عبادت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے' اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ سفر حج اور سفر طلب علم کو بھی یہ درجات عطا کرے کیونکہ یہ سارے سفر فی سبیل اللہ ہیں۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بڑی نیکی ہے' اور جہاد کرنے والا محسن خیال رہے کہ جہاد مومن کے لئے بھی بھلائی ہے اور کافر کے لئے بھی۔ ۱۱ چھوٹا خرچ حضرت علی کا تھا کہ آپ نے کچھ کھجوریں غزوہ تبوک میں خیرات فرمائیں اور بڑا خرچ حضرت عثمان کا تھا کہ آپ نے نو سو اونٹ اس غزوہ میں خیرات دیئے۔ ۱۲ خواہ اپنے ملک میں یا دشمن کے ملک میں۔ یعنی غازی کا پورا سفر عبادت ہے بلکہ اس کی ہر جنبش عبادت الٰہی میں داخل ہے ۱۳ اس طرح کہ تمام مسلمان جہاد یا طلب علم کے سفر میں چلے جاویں اور وطن خالی چھوڑ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عموماً جہاد اور مکمل علم دین سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ ۱۴ اور ایک جماعت گھر میں رہے معلوم ہوا کہ اگر بستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہو گیا۔ ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ علوم دینیہ میں علم فقہ سب سے افضل ہے۔ آج کل لوگوں نے اس سے لاپرواہی کر دی ہے اور قرآن کے سچے بقیہ بر صفحہ ۲۷۵

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی ف۱ تو وہ جو
اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ
ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی ف۲ اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں ف۳ اور جن کے
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ
دلوں میں آزار ہے ف۴ انھیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی ف۵ اور وہ کفر ہی پر
كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ
مر گئے ف۶ کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے
مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ
جاتے ہیں ف۷ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی سورت اترتی
سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ
ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ف۸ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر
انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ
پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ف۹ بے شک
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول ف۱۰ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے ف۱۱ تمہاری بھلائی
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ
کے نہایت چاہنے والے ف۱۲ مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے
اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾
اللہ کافی ہے ف۱۳ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے ف۱۴

سُوْرَةُ يُوْنُسَ ۱۰ مکیۃ ۵۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتها ۱۰۹ رکوعاتها ۱۱

سورۂ یونس مکہ میں نازل ہوئی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ
یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ف۱۵ کیا لوگوں کو اس کا اچنبا (تعجب) ہوا ف۱۶ کہ ہم نے

ف۱ یعنی منافقین میں سے بعض بعض سے بطور دل لگی یہ سوال کرتے ہیں۔ ان کا مقصود اس آیت کا مذاق اڑانا ہے وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (انفال: ۲) ف۲ یا تو اس زیادتی سے زیادتی کیفیت مراد ہے یا مومن کی زیادتی کہ جو سورۃ اتری جاتی ہے وہ لوگ اس پر ایمان لاتے جاتے ہیں۔ یہ فرق ایمان تفصیلی میں ہے۔ ایمان اجمالی سب کا یکساں ہے۔ ف۳ یعنی آیات قرآنیہ کے اترنے پر خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ ان میں بشارت وغیرہ پاتے ہیں' ہمارے ہاں بچہ سورہ اقرأ شروع کرتا ہے تو خوب خیرات کرتے ہیں۔ یہ بھی آیات پر خوشی منانے کی ایک قسم ہے۔ ف۴ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور ﷺ سے محبت نہ ہو اس میں قرآن وحدیث سے کفر ہی پیدا ہوگا۔ قرآن رحمت کا پانی ہے۔ پانی سے اندرونی بیج ہی اگتا ہے۔ پانی بیج کو بدل نہیں سکتا۔ نیز بارش کا پانی پڑنے سے گندی نالی کی گندگی اور زیادہ دور ہو جاتی ہے۔ ف۵ اس طرح کہ پہلے تو ان آیات کے منکر تھے جو اس وقت تک نازل ہو چکی تھیں' اس آیت کے اترنے پر اس کے بھی منکر ہوئے روح البیان نے فرمایا کہ رجس اور نجس میں فرق یہ ہے کہ اکثر نجس طبعی نجاست پر بولا جاتا ہے اور رجس عقلی خباثت پر' لہٰذا بعض چیزیں رجس بھی ہیں نجس بھی اور بعض رجس ہیں نجس نہیں اور بعض اس کے برعکس ف۶ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں نبی سے عداوت ہوا سے توبہ کی توفیق بہت کم ملتی ہے' اکثر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ محفوظ رکھے ف۷ بیماریوں اور قحط سالیوں اور مصیبتوں سے' اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا ہے' کافر کی نگاہ صرف موسم کی خرابیوں اور دنیاوی اسباب پر ہوتی ہے ف۸ یعنی آنکھوں اور نگاہوں سے اس سورت کا انکار کرتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے' یا اس مجلس سے نکل بھاگنے کے راستے اور موقعہ کی تلاش کے لئے اشارے بازیاں کرتا ہے' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ مجلس ذکر سے بھاگنے کی کوشش کرنی ان مجالس سے نفرت کرنی منافقوں کا طریقہ ہے۔ ف۹ معلوم ہوا کہ جو حضور ﷺ کے آستانے سے نکلا وہ رب کے دروازے سے نکالا گیا۔ اس کے برعکس جو حضور کا ہوا وہ اللہ کا ہوا ف۱۰ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بعض سخی بلا کر دیتے ہیں بعض آکر جیسے کنواں اور بادل' حضور ﷺ آکر دینے والے داتا ہیں جیسا کہ جآء سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں جیسا کہ کم جمع سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حضور ﷺ سارے انسانوں کے نبی ہیں جیسے کہ رسول کے اطلاق سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ حضور ﷺ نہایت شاندار نبی ہیں جیسے کہ رَسُوْلٌ کی تنوین سے معلوم ہوا۔ پانچویں یہ کہ حضور ﷺ کو اپنی امت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ اَنْفُسِكُمْ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے آگے ارشاد ہوا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ چھٹے یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف اور اس کے مظہر ہیں کیونکہ اللہ بھی بقیہ برصفحہ ۲۷۵

اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ
ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ ف۱ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے
قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے ف۲ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا
مُّبِیْنٌ ۝۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ
جادوگر ہے ف۳ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان ف۴ اور زمین چھ دن
سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ
میں بنائے ف۵ پھر عرش پر استوا فرمایا ف۶ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) کام کی تدبیر فرماتا ہے ف۷ کوئی سفارشی نہیں
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳
مگر اس کی اجازت کے بعد ف۸ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف۹
اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ ف۱۰ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر
یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ
فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا کہ ان کو جو ایمان لائے ف۱۱ اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے ف۱۲
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا
اور کافروں کے لئے پینے کو کھولتا پانی ف۱۳ اور دردناک عذاب بدلہ ان
كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ
کے کفر کا ف۱۴ وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا ف۱۵
نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا
اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں ف۱۶ کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو ف۱۷
خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۵
اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق ف۱۸ نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لئے ف۱۹
اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ
بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا ف۲۰ اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کا ڈرانا عام انسانوں کو ہے مگر بشارت صرف مومنوں کو ہے‘ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ تمام اولین و آخرین کے نبی ہیں (۲) قدم سے مراد قدم کی جگہ ہے یعنی مقام مطلب یہ ہے کہ قیامت میں سب ہی رب کے حضور کھڑے ہوں گے مگر کافر و مومن کے مقام میں فرق ہوگا قدم صدق سے مراد یا اللہ کی رحمت ہے یا حضور ﷺ کی شفاعت‘ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر شفاعت سے فرمائی ہے (روح) مومن کو یہ دونوں چیزیں نصیب ہوں گی (۳) کفار کے اس قول میں ان کے اپنے عجز اور حضور ﷺ کی عظمت کا اقرار ہے وہ حضور ﷺ سے مافوق العادت چیزیں دیکھتے تھے یعنی معجزات‘ تو اسے جادو کہتے تھے (۴) یعنی تعجب ہے کہ تم بشر کے نبی ہونے کا تو انکار کرتے ہو‘ مگر لکڑی‘ پتھر کو خدا مان لیتے ہو‘ حالانکہ خدا وہ ہے جو سب کا خالق ہو‘ سب سے پہلے ہو اور یہ چیزیں مخلوق ہیں۔ تمہارے بس میں ہیں السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے مراد عالم اجسام یعنی ملک ہے (۵) یہاں یوم سے مراد وقت ہے جیسے كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ (رحمٰن: ۲۹) میں کیونکہ دن رات صبح وشام تو سورج سے حاصل ہوتے ہیں مگر وقت اس پر موقوف نہیں‘ زمانہ اگرچہ حادث ہے‘ مگر سورج وغیرہ سے پہلے ہے۔ رب نے چھ وقتوں میں اس لئے آسمان زمین بنائے تاکہ بندوں کو تعلیم ہو کہ کاموں میں جلدی نہ کیا کریں۔ توبہ‘ ادائے قرض‘ لڑکی کا نکاح‘ میت کا دفن‘ ان میں جلدی چاہئے باقی کام اطمینان سے کرنے چاہئیں۔ نیز یہاں وقت پیدائش کا ذکر ہے اور فیکون میں طریقہ پیدائش کا۔ یعنی رب نے چھ دن میں بنائے مگر کن فرما کر اسے ڈھالنے کوٹنے پیٹنے کی ضرورت نہیں (۶) یعنی عرش میں احکام تکوینیہ نافذ فرمائے کہ وہاں سے عالم پر احکام جاری ہوتے ہیں جیسے دارالخلافہ سے قوانین بن کر ملک میں جاری ہوتے ہیں (۷) یہاں تدبیر امر رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور دوسری جگہ فرشتوں کے متعلق ارشاد ہوا۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (النازعات: ۵) لیکن ان آیتوں میں تعارض نہیں‘ رب تعالیٰ احکام نافذ کرتا ہے‘ اور فرشتے ان احکام کو جاری کرتے ہیں۔ لہٰذا حقیقۃً مدبر امر رب تعالیٰ ہے اور اس کی عطاء سے فرشتے (۸) اس میں بتوں کی شفاعت کا انکار ہے‘ اور انبیاء و اولیاء علماء‘ صالحین کی شفاعت کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں حضور ﷺ کو شفاعت کا اذن دے چکا ہے‘ فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ: ۱۰۳) قیامت میں حضور ﷺ کا سجدہ فرمانا عرض معروض کرنے کی اجازت کے لئے ہوگا۔ نہ کہ شفاعت کا استحقاق حاصل کرنے کو (۹) یعنی رب تو وہ شان والا ہے‘ جس کی بارگاہ میں اس کی اجازت سے انبیاء و اولیاء شفیع ہیں۔ رب کی عظمت شفاعت کرنیوالوں کی عظمت سے معلوم کرو۔ (۱۰) چونکہ قیامت کا اصل مقصود نیکیوں کی جزا دینا ہے‘ اس لئے اس کو وعدے سے تعبیر کیا۔ خطرناک چیز سے ڈرانے کا نام وعید ہے (۱۱) خیال رہے کہ عدل تو کافر و مومن سب کے ساتھ ہوگا۔ مگر مومن کو عدل کے علاوہ فضل بھی ملے گا۔ جنت کا داخلہ‘ وہاں کی نعمتیں عدل سے ہیں مگر دیدار الٰہی محض فضل سے۔ نیز مومن کے عدل میں بھی فضل شامل ہے (۱۲) یعنی بقیہ برصفحہ ۲۷۷

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے ف۱ بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں

لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ
رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے ف۲ اور وہ جو ہماری آیتوں

عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨
سے غفلت کرتے ہیں ف۳ ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے ف۴ بدلہ ان کی کمائی کا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ
بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ف۵ ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ف۶

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا
ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ف۷ نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی ف۸ کہ

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ
اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے ف۹ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا ف۱۰ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
کرتے ہیں ف۱۱ تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ف۱۲ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١١ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ف۱۳ اور جب آدمی کو ف۱۴ تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے

لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ
لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں ف۱۵ چل دیتا ہے گویا کبھی

يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا
کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا ف۱۶ یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ان کے

يَعْمَلُوْنَ ۝١٢ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ
کام ف۱۷ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے ف۱۸ اور

① چونکہ ان چیزوں میں غور کر کے ایمان و عرفان میں صرف خوف خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے اس لئے انہی کا ذکر فرمایا۔ کافر یہ چیزیں دیکھ کر زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں۔ آج اکثر سائنس دانوں نے سائنس میں ترقی کر کے رب کا انکار کر دیا۔ ② کہ دنیا کو اپنا دارالقرار سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ دارالفرار یعنی بھاگنے کی جگہ ہے ③ آیات سے مراد حضور ﷺ کی ذات آپ کے معجزات' آپ کی صفات اور قرآن شریف کی آیات ہیں۔ غفلت سے مراد ان کا انکار کرنا' یہ کفر ہے۔ اس کی وہ جزا ہے جو آگے مذکور ہے۔ ④ جہاں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان اگرچہ بعض صورتوں میں دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کی منزل ہو گی نہ کہ ٹھکانہ ⑤ یعنی بقدر موقعہ اور بقدر طاقت لہٰذا جو کافر مومن ہوتے ہی مر جاوے ایسے ہی مسلمانوں کے ناسمجھ بچے جنتی ہیں کہ انہیں کسی عمل کا وقت ہی نہ ملا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ایسے ہی جو صحابہ اس وقت وفات پا گئے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے تھے یا بہت کم آئے تھے جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ورقہ بن نوفل وغیرہ۔ یہ تمام جنتی ہیں ⑥ معلوم ہوا کہ جنتی اپنے گھر بار کو خود پہچان لے گا۔ کسی رہبر کی ضرورت نہ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ ایمان کی وجہ سے اور وہاں کی نعمتیں اور درجات اعمال کی وجہ سے ہوں گے۔ یا محض رحمت الٰہی سے' مگر رب تعالیٰ کا دیدار اور حضور ﷺ کی معیت یہ خاص فضل پروردگار ہوگا۔ ⑦ یعنی جنتی لوگوں کے محلات کے نیچے دودھ' شہد' شراب طہور' خالص پانی کے دریا نہ بہیں گے بلکہ نہریں بہیں گی۔ نہر اور بحر میں فرق ہم پہلے بتا چکے ہیں ⑧ یعنی جب رب تعالیٰ سے کچھ عرض و معروض کریں گے تو پہلے اس کی حمد و ثنا کریں گے جیسا کہ شاہی دربار کا قاعدہ ہے۔ آج بھی نمازی پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھتا ہے۔ گویا وہ نماز کی حالت میں جنت میں ہوتا ہے ⑨ کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو سلام کریں گے۔ یا فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا اور بوقت رخصت حمد الٰہی کرنا جنتی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو تحیت ہوا کرے گی۔ ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گی مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہو گی۔ حضور ﷺ کی نعت بھی بالواسطہ رب کی حمد ہی ہے۔ ⑪ کافر کبھی شر کو ایسی جلدی چاہتا ہے جیسے خیر کو' کہ کہتا ہے' یا اللہ مجھے آج ہی ہلاک کر دے' ہم پر فوراً عذاب نازل فرمادے وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری تمام دعائیں قبول نہ ہونا بھی رحمت ہے کہ ہم کبھی برائی کو بھلائی سمجھ لیتے ہیں' جیسے نادان بیمار طبیب سے میٹھی اور خوشنما دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصہ میں اپنے کو یا اپنے بال بچوں کو کوسنا نہ چاہیے ہر وقت رب تعالیٰ سے خیر ہی مانگے۔ نہ معلوم کون ساعت قبولیت کی ہو ⑫ شان نزول۔ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ خدایا اگر اسلام سچا دین ہے اور ہم اسے قبول نہیں کرتے تو ہم پر پتھر برسا دے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ بندہ جوش میں اپنے اور اپنے مال وعیال کے لئے بد دعائیں کر لیتا ہے مگر رب

بقیہ بر صفحہ ٢٧٦

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی
ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے ف۱ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ
الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ
دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا ف۲ کہ دیکھیں
بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا
تم کیسے کام کرتے ہو ف۳ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی
بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ
جاتی ہیں ف۴ تو وہ کہنے لگتے ہیں جنھیں ہم سے ملنے کی امید نہیں کہ اس کے سوا اور قرآن لے آیئے ف۵
اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ
یا اسی کو بدل دیجئے تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے ف۶ بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ
جو میری طرف وحی ہوتی ہے ف۷ میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ٘
کا ڈر ہے ف۸ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا ف۹
فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ
تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۰ تو اس سے
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ
بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱۱ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک مجرموں کا
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا
بھلا نہ ہوگا ف۱۲ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ نقصان کرے ف۱۳ اور نہ
یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ
بھلا کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں ف۱۴ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ
اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی
بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ف۱۵ اسے پاکی اور برتری ہے

(۱) روشن دلیلوں سے مراد گزشتہ انبیاء کرام کے مختلف معجزات ہیں جو زمانوں کے لحاظ سے انہیں عطا ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا۔ تو آپ کو اس کے مطابق معجزے ملے۔ جیسے مردے زندہ کرنا' اندھے' کوڑھی اچھے کرنا وغیرہ۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا شور تھا' تو آپ کو اس زمانے کے مطابق معجزے ملے۔ لاٹھی کا سانپ بننا' ہاتھ کا سورج کی طرح چمکنا (۲) یہاں زمین سے مراد مطلق زمین ہے نہ کہ عرب شریف کی زمین' کیونکہ عرب کی زمین میں ان سے پہلے کوئی نبی نہ آئے جن کو جھٹلانے سے وہاں عذاب آیا ہو۔ (۳) یعنی تم لوگ گزشتہ لوگوں کی زمین میں آباد ہو تمہارے بعد دوسری قومیں اسی زمین میں آباد ہوں گی۔ جیسے یہ زمین ان سے تم تک پہنچی' ایسے ہی تم سے دوسروں تک پہنچے گی۔ لہٰذا اچھے اعمال کرو تا کہ اجر بھی پاؤ اور آئندہ نسلیں تمہیں اچھائی سے یاد کریں (۴) شان نزول۔ کفار مکہ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں' تو آپ کوئی دوسرا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو' اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو۔ اور اگر دوسرا قرآن اسطرح کا نازل نہ ہو سکے تو آپ خود ہی بنا لیں یا اس قرآن میں ہماری مرضی کے مطابق ترمیم کر دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ان کفار کی یہ بکواس یا تمسخر کے لیے تھی یا امتحان کے طور پر' کچھ بھی ہو' وہ اپنے ارادے میں خائب و خاسر رہے (۵) یعنی ایسا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو۔ یا اس قرآن میں سے اس قسم کی آیات نکال دیں یا ان میں تبدیلی کر دیں (۶) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے تو نہیں بدل سکتا۔ ہاں رب تعالیٰ سے عرض کر کے بدلوا سکتا ہوں۔ جیسا کہ تحویل قبلہ وغیرہ واقعات میں ہوا کہ حضور ﷺ کی مرضی کے مطابق آیات اتریں۔ بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کی برکت سے رمضان شریف کی شب میں بیوی سے صحبت جائز ہوئی۔ لہٰذا وہابی اس آیت سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ اور حضور ﷺ کو بالکل غیر مختار ثابت نہیں کر سکتے حضور ﷺ کے اختیارات رب کی عطا سے ہیں۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عبارت' اعراب' طریقہ تحریر سب رب کی طرف سے ہے۔ تلاوت کا طریقہ بھی' ان میں سے کسی میں تبدیلی جائز نہیں (۸) اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بالفرض میں بھی رب کا گناہ کروں اور قرآن کریم میں تبدیلی کروں تو مجھے بھی عذاب کا خطرہ ہوگا جیسے رب کا فرمان' کہ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسے پوجتا اور نہ حضور ﷺ کا گناہ ممکن ہے نہ یہ خوف' خیال رہے کہ انبیاء کرام کو رب کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے مگر عذاب کا خوف نہ ہے نہ ہوگا وہ تو لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ کے مصداق ہیں بلکہ انہیں ہیبت الٰہی ہوتی ہے (۹) کیونکہ نہ میں نے کسی سے کچھ پڑھا نہ سیکھا۔ رب تعالیٰ نے مجھے سکھایا اور تمہیں تعلیم دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا میرا قرآن پڑھنا' اس کے اسرار بیان کرنا' اس کے حکم سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ہر کام رب کے حکم سے ہے (۱۰) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ظہور نبوت سے پہلے احکام قرآنی سے بقیہ بر صفحہ ۷۷۶

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝١٨ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا

ان کے شرک سے ف۱ اور لوگ ایک ہی امت تھے ف۲ پھر مختلف ہوئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝١٩

اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ف۳ تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ

اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ف۴ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے

فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ۝٢٠ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں ف۵ اور جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ

رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ

دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی ف۶ جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤں چلتے ہیں ف۷ تم فرمادو

اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝٢١ هُوَ الَّذِي

اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں ف۸ وہی ہے کہ

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ

تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ

بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ

اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے ف۹ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف

الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ

لہروں نے انہیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں ف۱۰

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ

نرے اس کے بندے ہو کر ف۱۱ کہ اگر تو اس سے ہمیں بچا لے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں

الشَّاكِرِينَ ۝٢٢ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

گے پھر اللہ جب انہیں بچا لیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے

الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ

ہیں ف۱۲ اے لوگو تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے ف۱۳ دنیا کے جیتے جی

ف۱ خیال رہے کہ مشرکین کا ان بتوں کو شفیع مان کر پوجنا شرک تھا، یا دھونس و برابری کی شفاعت ماننا شرک تھا اس لئے یہاں یُشْرِکُوْنَ فرمایا گیا انبیاء و اولیاء کی شفاعت برحق ہے۔ وہ شفاعت وجاہت کی، محبت کی، اذن کی ہو گی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہٰذا یہ آیت وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی ف۲ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہابیل تک سارے لوگ مومن تھے یا طوفان نوح کے بعد زمین پر سب مومن رہ گئے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے سارے عرب مومن تھے پھر عمر بن لحی نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ اس صورت میں لوگوں سے مراد خاص اہل عرب ہیں، یا اول فطرت میں سب لوگ مومن تھے کہ ہر بچہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں آکر کچھ ایمان پر رہتے ہیں کچھ کافر ہو جاتے ہیں (خزائن و روح) ف۳ یعنی یہ فیصلہ کہ عذاب قیامت، قیامت کے بعد ہو گا۔ یا ہر امت کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ف۴ جو ہم چاہتے ہیں، جیسے صفا پہاڑ کو سونا بنا دینا، یا صالح علیہ السلام کی طرح پتھر سے اونٹ وغیرہ نکال دینا، گویا ان لوگوں نے حضور ﷺ کے بے شمار معجزات کا اعتبار ہی نہ کیا۔ ف۵ تاویلات نجمیہ میں فرمایا کہ اس آیت میں غیب سے مراد عالم ملکوت ہے، جو ہم لوگوں سے پوشیدہ ہے، جہاں سے آیات قرآنیہ اور انبیاء کرام کے معجزات اترتے ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ تمہارے مطلوبہ معجزات ظاہر کرنے پر میں بذاتِ خود قادر نہیں، اللہ کے ارادے سے ظاہر فرماتا ہوں۔ اب جو انہیں نہ مان کر دوسرے معجزات مانگے وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے، لہٰذا اب تم عذاب کا انتظار کرو ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ رحمتوں کو اس کی طرف نسبت کرو اور آفات کو نہ کرو۔ کیونکہ رحمت کے لئے ارشاد ہوا اَذَقْنَا النَّاسَ (الروم: ۳۶) ہم مزا چکھا دیتے ہیں۔ اور تکلیف کے لئے فرمایا مَسَّتْهُمْ رب کی طرف نسبت نہ فرمایا۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (شعراء: ۸۰) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے ف۷ کفار مکہ پر سات سال تک قحط سالی مسلط رہی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں۔ پھر جب ان پر بارش ہوئی تو بجائے شکر کے اللہ کے دین کو برباد کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ غافلوں کا یہی حال ہے۔ وہ شکر نہیں کرتے ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ کاتبین اعمال کفار پر بھی مقرر ہیں جو ان کے ہر قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ البتہ گناہ لکھنے والا فرشتہ تو لکھتا رہتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس پر گواہ رہتا ہے۔ وہ کچھ نہیں لکھتا کیونکہ ان کی نیکی نیکی نہیں۔ جیسے اللہ کے خاص مقبولوں کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ گواہ ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان) ف۹ معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر تکبر کرنا اترانا برا ہے۔ شکر کی خوشی کرنا محبوب ہے۔ اگر یہ خوشی خدا کے شکر کی کرتے تو اس کے فرمانبردار بن جاتے ف۱۰ یعنی کفار آرام میں اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور مصیبت میں بتوں کو۔ خیال رہے کہ بوقت مصیبت اللہ کے مقبول بندوں کو مدد کے لئے پکارنا کفر نہیں۔ قیامت کی آفت میں سب شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق اور علم القرآن میں دیکھو۔ یہ آیت بت پرستوں کے متعلق ہے۔ ف۱۱ یعنی صرف اللہ کو پکارتے ہیں، بتوں کو نہیں پکارتے، اس سے دو مسئلے معلوم بقیہ بر صفحہ ۲۷۶

الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ إِنَّمَا

برت لو (فائدہ اٹھالو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے و۱ اس وقت ہم تمہیں جتا دیں گے جو تمہارے کوتک (کرتوت) تھے دنیا کی

مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے و۲ جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے

نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتّٰٓى إِذَآ أَخَذَتِ

اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین

الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ

نے اپنا سنگار لے لیا و۳ اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی

أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ

ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں و۴ تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں و۵

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلٰى

ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے و۶ اور اللہ سلامتی کے گھر کی

دَارِ السَّلٰمِ ۚ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

طرف پکارتا ہے و۷ اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے و۸ بھلائی والوں و۹

أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۚ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۚ

کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد و۱۰ اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری و۱۱

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا

وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے و۱۲ اور جنہوں نے برائیاں

السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کمائیں و۱۳ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی و۱۴ انہیں اللہ

مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ

سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا و۱۵ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے ہیں و۱۶

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے و۱۷ اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے و۱۸

۱ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سامان کافر کے لئے بعد موت کام نہیں آتا، لیکن مومن کو اس کی دنیا بعد موت بلکہ قیامت میں بھی کام آئے گی، وہ دنیا میں صدقہ جاریہ کر کے جاتا ہے بلکہ خود بھی دنیا کو اللہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جس پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے ۲ خیال رہے، کہ کافر کی زندگی حیات دنیا ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے، کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام: ۱۶۲) لہٰذا یہاں کفار کی زندگی کی یہ مثال بیان ہو رہی ہے مومن کی زندگی دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے، اللہ نصیب فرمادے۔ ۳ دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے، اولاً یہ کہ کنوئیں، تالاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں، دوسرے یہ کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آجاتی ہے، کبھی کم، کبھی بالکل نہیں، ایسے ہی دنیا کا حال ہے۔ تیسرے یہ کہ بارش آنے کا وقت معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا ہے چوتھے یہ کہ اگر بارش نہ ہو تو مصیبت، اگر زیادہ ہو تو آفت، ایسے ہی دنیا نہ ہو، تو تکلیف زیادہ ہو تو آفت ہے ۴ ایسے ہی کافر بہت مشقت سے دنیا جمع کرتا ہے، جب جمع ہو جاتی ہے، تو سمجھتا ہے، کہ اب یہ میری ہو چکی، ہر طرح اس پر تصرف کروں گا کہ اچانک یا تو مر جاتا ہے یا دنیا اس سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے، کہ کف افسوس ملتا رہ جاتا ہے، خیال رکھو کہ بارش کا پانی باغ میں پڑ کر پھول اگاتا ہے۔ اور خار میں پہنچ کر کانٹے، دنیا کافر کے پاس پہنچ کر کفر بڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جا کر ایمان میں برکت دیتی ہے، ابوجہل نے مال سے دوزخ خرید لیا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مال سے جنت، بلکہ وہاں کا کوثر خرید لیا، یہ تشبیہ مرکب ہے اور نہایت اعلیٰ ۵ ایسے ہی دنیا اکثر ایسے وقت دھوکا دے جاتی ہے۔ جب اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب اس کے قبضہ میں آجانے کی امید قوی ہو چکتی ہے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لہٰذا اس پر کبھی گھمنڈ نہ کرنا چاہئے۔ ۶ یعنی دنیا کی ناپائیداری اور یہاں مصیبتوں کا اچانک آجانا بھی عقلمند کو درس عبرت دیتا ہے۔ اس سے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بہت سے غافل دنیا کھو کر اپنی آنکھیں کھول لیتے ہیں رب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۷ دارالسلام سے مراد جنت ہے جہاں موت اور تمام امراض سے سلامتی اور امن ہے۔ جنت کا اول عطا درمیان رضا، آخر بقا ہے۔ یا دارالسلام حضور ﷺ کا اور مقبول بندوں کا دل ہے، جو سلام یعنی رب تعالیٰ کا گھر ہے اور نفسانی عیوب، حسد، کینہ وغیرہ سے پاک ہے ۸ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول کا بلانا اللہ کا ہی بلانا ہے۔ کیونکہ انہیں حضور ﷺ بلاتے تھے مگر رب نے فرمایا کہ اللہ بلاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جنت سلامتی کا گھر ہے کہ وہاں نہ فنا ہے نہ کوئی آفت، نہ مصیبت تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے مگر اس کی ہدایت خاص ہے۔ بلایا سب کو جا رہا ہے مگر ہدایت کسی کسی کو ملتی ہے۔ سیدھی راہ سے مراد اسلام ہے جو جنت کا سیدھا راستہ ہے۔ ۹ بھلائی و احسان سے مراد ایمان و تقویٰ ہے کہ ایمان دل کی بھلائی ہے اور تقویٰ جسم کی بھلائی۔ یا احسان سے مراد اخلاص فی العبادت ہے بقیہ برصفحہ ۲۷۷

ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک ف۱ تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا

بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢٨ فَكَفٰى بِاللّٰهِ

کردیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم ہمیں کب پوجتے تھے ف۲ تو اللہ گواہ

شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝٢٩ هُنَالِكَ

کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی ف۳ یہاں ہر

تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ

جان جانچ لے گی جو آگے بھیجا ف۴ اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے ف۵ جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٣٠ؑ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم ہوجائیں گی ف۶ تم فرماؤ ف۷ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان

وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ

اور زمین سے ف۸ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ف۹ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے

مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے ف۱۰ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٣١ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ

تو اب کہیں گے کہ اللہ ف۱۱ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ف۱۲ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٣٢ كَذٰلِكَ حَقَّتْ

پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ف۱۳ پھر کہاں پھرے جاتے ہو یونہی ثابت ہوچکی ہے

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٣٣ قُلْ هَلْ

تیرے رب کی بات فاسقوں پر ف۱۴ تو وہ ایمان نہیں لائیں گے ف۱۵ تم فرماؤ تمہارے شریکوں

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا

میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے ف۱۶ تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝٣٤ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا ف۱۷ تو کہاں اوندھے جاتے ہو تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے

ع ۳ / ۸ (الحصۃ)

(١) یعنی لات و منات و عزیٰ وغیرہ بت اس میں وہ انبیاء کرام داخل نہیں جن کو ان کی قوم نے پوجا' جیسا کہ بعض کا گمان فاسد ہے۔ (٢) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی دے گا۔ وہ اپنے پجاریوں کی مخالفت کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد فرشتے اور انبیاء نہیں کیونکہ یہ حضرات تو مشرکین کے کرتوت سے خبردار تھے۔ پھر وہ کیسے انکار کرسکتے ہیں۔ نیز یہ آیت مکی ہے اس میں مشرکین مکہ سے خطاب ہے اور مشرکین مکہ انبیاء کو نہ مانتے تھے (٣) کیونکہ ہم بے جان' بے شعور لکڑی' پتھر تھے' یا ہم تم سے پہلے مر کر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو چکے تھے۔ تمہاری خبر کیا رکھتے۔ یہ کلام یا تو لکڑی' پتھروں کا ہوگا جن کی پوجا کی جاتی تھی' یا ان کا جن کے نام پر یہ بت تراشے گئے جیسے لات' منات وغیرہ۔ لہٰذا آیت بالکل ظاہر ہے۔ (٤) یعنی جنت و دوزخ میں جانے سے پہلے میدان میں قیامت ہی میں ہر ایک کو اپنے اعمال کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہوجائے گی (٥) رب تعالیٰ کی سزا و جزا کی طرف' یعنی دوزخ و جنت' مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے اعمال کو خود جانچتے رہتے ہیں۔ حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود لے لو (٦) یعنی یہ بت وغیرہ ان کے کام نہ آئیں گے باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گے۔ ورنہ حقیقۃً گم نہ ہوں گے بلکہ انہیں ایذا دینے کے لئے دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے حتیٰ کہ سورج و چاند بھی وہاں ہوں گے (٧) ان کافروں سے پوچھو' بطور سرزنش' معلوم ہوا کہ ہر پوچھنا' پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا۔ یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے (٨) آسمانوں سے بارش برسا کر' اور زمین سے سبزہ اگا کر لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات: ٢٢) سب کا معدن آسمان ہے مگر زمین بعض کا خزانہ ہے (٩) تمہارے کان' آنکھیں اور ان کی قوتیں کس کے قبضہ میں ہیں کہ جب چاہے تمہیں دے دے اور جب چاہے تم سے چھین لے معلوم ہوا کہ اپنی بے بسی سے رب کی قدرت' یعنی محتاجی سے رب کی غنا معلوم ہوتی ہے صوفیاء فرماتے ہیں جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔ (١٠) انسان کو نطفہ سے اور نطفہ انسان سے' مومن کافر سے اور کافر مومن سے' جاہل عالم سے اور عالم جاہل سے (١١) یعنی کفار رب تعالیٰ کو مالک' خالق اور مدبر امر مانتے ہیں' پھر اپنے بتوں کو رب کی مثل مانتے ہیں کہ رب کو ان کا حاجت مند مانتے ہیں' لہٰذا وہ مشرک ہیں' رب فرماتا ہے کہ کفار بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء: ٩٨) اور بعض کفار تو اپنے بتوں کو مستقل خالق وغیرہ مانتے تھے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ وہ حضور ﷺ کا انکار کر کے رب کی ان تمام صفات کے اقراری تھے لہٰذا مشرک ہی رہے۔ سچا موحد وہ ہے جو حضور ﷺ کے توسط سے رب کو مانے خیال رہے کہ حقیقی مدبر امر رب تعالیٰ ہے مگر اس کے بنائے اس کے بعض بندے بھی مدبر امر ہیں۔ رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (النازعات: ٥) ایسے ہی بعض تکوینی اولیاء عالم کی تدبیر اور انتظام کرنے پر مامور ہیں جنہیں غوث و قطب وغیرہ کہا جاتا ہے (١٢) یعنی کیوں نہیں ڈرتے اللہ سے یا کیوں نہ بچتے دوزخ بقیہ بر صفحہ ٧٧٧

مَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ

کہ حق کی راہ دکھائے ف۱ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا

راہ دکھائے ف۲ اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ف۳ تو

لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر ف۴ بے شک گمان

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ مَا كَانَ

حق کا کچھ کام نہیں دیتا ف۵ بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے ف۶ اور اس

هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ

قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ف۷ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

ہے ف۸ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے ف۹ سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ف۱۰ پروردگار عالم کی طرف

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا

سے ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنالیا ہے ف۱۱ تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا

لے آؤ ف۱۲ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ ف۱۳ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا

بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

جس کے علم پر قابو نہ پایا ف۱۴ اور ابھی انھوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ف۱۵ ایسے ہی ان سے اگلوں

مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

نے جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا ف۱۶ اور ان میں کوئی

يُّؤْمِنُ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا ہے ف۱۷ اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے ف۱۸

وَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو فرمادو کہ میرے لئے میری کرنی ف۱۹ اور تمہارے لئے تمہاری کرنی (اعمال) تمہیں میرے

(۱) اس طرح کہ دنیا میں رسول بھیجے۔ ان پر معجزات اور کتابیں اتاریں اور دنیا والوں کے سامنے دلائل قدرت قائم فرمائے (۲) حواس و عقل بخشے، پیغمبر بھیجے، ان پر وحی نازل فرمائے۔ یہ سب تمہاری ہدایت کے لئے ہے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے (۳) اس طرح کہ بتوں کو جب تک تم خود اٹھا کر دوسری جگہ نہ رکھو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد ان کے بے جان بت ہیں نہ کہ انبیاء کرام کیونکہ وہ حضرات تو ہدایت دینے ہی کے لئے بھیجے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (شوریٰ: ۵۲) (۴) یعنی بت پرستوں کے پاس اپنی بت پرستی کے درست ہونے کی کوئی دلیل نہیں صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادے کرتے چلے آئے۔ معلوم ہوا کہ بے دین کو خود اپنے مذہب پر یقین نہیں ہوتا۔ یہاں اکثر اس لئے فرمایا گیا کہ بعض بت پرست وہ بھی تھے جن کو اپنے جھوٹے ہونے اور اسلام کے سچے ہونے کا یقین کامل تھا۔ محض اپنی آمدنی اور عزت قائم رکھنے کے لئے ڈٹے ہوئے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں اپنے قیاس و گمان گمراہی کا سبب ہیں اور شریعت کے مطابق قیاس و گمان ہدایت کا موجب ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور: ۱۲) (۶) کہ وہ عقاید میں محض گمانوں پر کاربند ہیں حالانکہ مسائل عقیدہ یقینی چاہئیں جن کا ماخذ وحی الٰہی ہے نہ کہ ان کے اٹکل پچو قیاس و گمان (۷) کفار کہتے تھے کہ حضور ﷺ خود قرآنی آیات بنا لیتے ہیں اور پھر رب کی طرف منسوب فرما دیتے ہیں (نعوذ باللہ) اس آیت میں ان کی بلیغ تردید ہے کہ قرآن کی ایک آیت تم سارے فصحاء و بلغاء سے نہ بن سکی تو حضور ﷺ تنہا سارا قرآن کیسے بنا لیتے ہیں۔ جس کی مثل پر انسان قادر نہ ہو وہ خدائی چیز ہے جیسے سورج، چاند تارے وغیرہ۔ تو اس ہی دلیل سے تم نے قرآن کا کلام اللہ ہونا جان لیا ہوتا۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب آنے والی نہیں کیونکہ قرآن صرف تصدیق کرتا ہے کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا۔ پچھلوں کی تصدیق ہوتی ہے اور آئندہ کی بشارت (۹) معلوم ہوا کہ قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے اور لوح محفوظ میں سارے علوم ہیں اور سارا قرآن حضور ﷺ کے علم میں، لہٰذا حضور ﷺ کو رب نے سارے علوم بخشے (۱۰) اب جو اس آیت میں شک کرے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اور جو اس میں شک کرے کہ حضور ﷺ کو قرآن کا پورا علم ہے وہ اس آیت کا منکر ہے اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۱) قرآن پاک کی عبارت، اس کی ترتیب، اعراب، سب کچھ رب کی طرف سے ہیں۔ جو ترتیب سے انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ (۱۱) کفار مکہ قرآن کریم کے متعلق بھی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے خود بنا لیا کبھی کہتے کہ انہیں کوئی سکھا جاتا ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ شعر ہے۔ کبھی کہتے جادو ہے۔ مختلف آیات میں ان کی مختلف بکواس کی تردید کی گئی ہے۔ یہاں ان کے پہلے اتہام کی تردید ہے۔ (۱۲) یعنی چھوٹی سی سورت جو قُلْ هُوَ اللّٰهُ بقیہ برصفحہ ۷۷۷

ع ۹

أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ

کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں ف۱ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ف۲

أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ

تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو ف۳ اور ان میں کوئی تمہاری

إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا

طرف تکتا ہے ف۴ کیا تم اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں ف۵ بے شک اللہ

يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ

لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ف۶ ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ف۷ اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ

انہیں اٹھائے گا گویا دنیا میں نہ رہے تھے ف۸ مگر اس دن کی ایک گھڑی ف۹ آپس میں پہچان کریں گے ف۱۰

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا

کہ پورے گھاٹے میں رہے وہ جنھوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ف۱۱ اور اگر ہم

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

تمہیں دکھا دیں کچھ ف۱۲ اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں ف۱۳

ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ

بہر حال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے ف۱۴ پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں پر اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ف۱۵

رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا ف۱۶ اور ان پر ظلم نہیں ہوتا اور کہتے ہیں یہ

هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا

وعدہ کب آئے گا ف۱۷ اگر تم سچے ہو ف۱۸ تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی)

نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ

اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے ف۱۹ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ف۲۰ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک

سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا

گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ف۲۱ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر رات کو آئے

(۱) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ مسلمان سے بری نہیں بلکہ انشاء اللہ اس کی نیکیاں قبول کرانے گناہ بخشوانے کے ذمہ دار ہیں رب فرماتا ہے۔ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ: ۱۲۸) تمہارے گناہ ان کے ذمہ ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی یہ بھی ایک قراۃ بیان فرمائی اور یہ معنی کئے دیکھو روح البیان زیر آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (التوبہ: ۱۲۸) یا یہ مطلب ہے کہ اے کافرو! میرے اعمال سے تم کو فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال سے مجھے نقصان نہیں۔ مسلمان حضور ﷺ کے اعمال سے فائدہ اٹھائیں گے (۲) یعنی تمہارا کلام خوب غور سے سنتے ہیں مگر قبول کرنے کے لئے نہیں بلکہ عیب نکالنے کی نیت سے اور مذاق اڑانے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ وہی سننا فائدہ مند ہوتا ہے جو ماننے کی نیت سے سنا جائے حضور ﷺ کو دیکھنا صحابی بنا دیتا ہے مگر ہر دیکھنا نہیں، جو محبت و ایمان سے ہو ماں باپ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے مگر وہ دیکھنا جو محبت سے ہو (۳) اس آخری عبارت سے معلوم ہوا کہ یہاں بہروں سے مراد دل کے بہرے ہیں یعنی کفار، ورنہ کان کے بہرے کبھی عاقل بھی ہوتے ہیں۔ (۴) یعنی صرف دماغ والی آنکھوں سے، دل کی آنکھوں سے نہیں جس سے صحابی بن جائے۔ جو حضور ﷺ کو محمد بن عبداللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ محروم ازلی ہے اور جو محمد رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ جنتی ہے اس لئے ان دیکھنے والوں کو اللہ نے اندھا فرمایا یعنی دل کے اندھے جنہیں ہدایت نہ نصیب ہو سکے۔ (۵) معلوم ہوا کہ جمال مصطفوی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہوتی ہے جس سے یہ اندھے ہیں وہی نگاہ انسان کو صحابی بناتی ہے، ورنہ ابوجہل نے حضور ﷺ کو دیکھا مگر صحابی نہ بنا کیونکہ اس نے اس نگاہ سے نہ دیکھا جو نبی کو دیکھنے کی ہے، ہم ماں کو اور نظر سے دیکھتے ہیں، بہن کو اور نظر سے، بیوی کو اور نظر سے، ایسے ہی حضور ﷺ کو اور نظر سے دیکھو (۶) اس لئے اس نے ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے اور ان پر وحی اتاری تاکہ جسمانی پرورش کی طرح روحانی پرورش بھی فرما دے۔ (۷) کہ کفر کر کے اپنے نفس کو دوزخ کا مستحق کر لیتے ہیں، اپنے پر ظلم کرنے والا، دوسروں پر ظلم کرنے والوں سے زیادہ ظالم ہے کیونکہ اپنے نفس کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے (۸) اس ترجمہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس ٹھہرنے سے دنیا میں ٹھہرنا مراد ہے نہ کہ قبر میں رہنا۔ لہٰذا معتزلہ اس سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی ہے (۹) نہ کہ رات کی ایک گھڑی، کیونکہ دن کی گھڑیاں ہر شخص کو محسوس ہوتی ہیں، رات کی گھڑیاں محسوس نہیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی دنیاوی زندگی کا اندازہ صحیح کرے گا۔ مومن ہوش میں ہو گا کافر عقل و حواس کھو چکے ہوں گے (۱۰) قیامت کے حالات مختلف ہوں گے۔ ایک وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں گے دوسرے وقت نہ پہچانیں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ کفار قبور سے اٹھتے وقت ایک دوسرے کو پہچانیں گے، پھر دہشت قیامت میں نہ پہچان سکیں گے (۱۱) کافر اپنی تجارت میں بڑے گھاٹے میں رہا کہ اس نے ایمان بیچ کر کفر اور آخرت بیچ کر دنیا اختیار کی۔ (۱۲) خیال رہے کہ یہاں دکھانے سے مراد اس حیات ظاہری شریف میں دکھانا ہے ورنہ نبی

بقیہ بر صفحہ ۲۷۷

اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۵۰ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ

یا دن کو وا تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے و۲ تو کیا جب ہو پڑے گا

اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۵۱ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ

اس وقت اس کا یقین کرو گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے و۳ پھر ظالموں سے کہا

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۵۲

جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو و۴ تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے و۵

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِىْ وَرَبِّىْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ

اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ حق ہے و۶ تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے و۷ اور تم کچھ

بِمُعْجِزِيْنَ ۵۳ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ

تھکا نہ سکو گے و۸ اور اگر ہر ظالم جان و۹ زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھوڑانے

بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

میں دیتی اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے و۱۰ جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۵۴ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ

گیا و۱۱ اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں و۱۲

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۵۵ هُوَ يُحْىٖ وَ

سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں و۱۳ وہ جلاتا اور

يُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۵۶ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ

مارتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے و۱۴ اے لوگو و۱۵ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۵۷

نصیحت آئی اور دلوں کی صحت و۱۶ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے و۱۷

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت و۱۸ اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں و۱۹ وہ ان کے سب دھن دولت

يَجْمَعُوْنَ ۵۸ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

سے بہتر ہے و۲۰ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے

ع ۱۲

۱ یعنی تمہاری غفلت کی حالت میں، کیونکہ رات کو کفار نیند میں اور دن کو طلب معاش میں ایسے غافل ہوتے ہیں کہ انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی ۲ یعنی کفار تو عذاب کا مذاق اڑاتے اور غفلت میں رہتے ہیں اور مومن عذاب سے خوف او راس سے بچنے کی تدبیروں میں کوشش کرتے ہیں۔ ۳ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ہوتا۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آئی تھی اس لئے ان کی توبہ قبول ہوگئی اور فرعون کی نہ ہوئی ۴ کفار سے یہ فرمایا جانا حشر میں ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ قبر کا عذاب دائمی نہیں اس لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ لہٰذا اس آیت سے یہ دلیل پکڑنی کہ عذاب قبر کی کوئی حقیقت نہیں غلط ہے ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو قیامت میں نیکیاں نہ کرنے اور گناہ کرنے کا بھی عذاب ہوگا جیسا کہ تَكْسِبُوْنَ سے معلوم ہوا کیونکہ کفار عذاب کے لحاظ سے اعمال کے مکلف ہیں، رب فرماتا ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر: ۴۳) دوسرے یہ کہ کفار کے چھوٹے بچوں کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ الا سے معلوم ہوا کہ عذاب صرف بد عملی یا کفر سے ہوگا ۶ یعنی عذاب دنیا یا عذاب آخرت جس کا آپ ہم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ یہ سوال مذاق کے طور پر تھا ۷ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں سے مذاق کے طور پر باتیں پوچھنا کفار کا طریقہ ہے کیونکہ ان کفار کا یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایسے بے ہودہ سوالات کے جوابات دینا بھی سنت نبی ہے کیونکہ یہ بھی تبلیغ ہی ہے۔ تیسرے یہ کہ جواب سوال سے زیادہ دینا بہتر ہے جبکہ اس میں نفع ہو۔ ۸ رب کے عذاب سے بچنے کی تدبیر صرف اس کی اطاعت ہے، وہاں زور و زر کام نہیں آتا، زاری کام آتی ہے۔ ۹ ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۰ یہ ایک وقت ہوگا اور دوسرے وقت وہ لوگ اپنی پشیمانی ظاہر کردیں گے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (الفرقان: ۲۷) ۱۱ خیال رہے کہ قانون کے مطابق فیصلہ فرمانا انصاف ہے، کفر و شرک کی سزا دائمی عذاب قانون ربانی کے مطابق ہے لہٰذا یہ عین انصاف ہوا۔ اس لئے آیت پر اعتراض نہیں کہ چند سال کے کفر کی سزا دائمی عذاب ظلم ہے، معاذ اللہ ۱۲ لہٰذا کافر کسی چیز کا مالک نہ ہوگا دنیا میں بھی ان کی ملکیت ظاہری ہے۔ رب کی چیزوں کے مالک اس کے پیارے بندے ہیں اور ہوں گے۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ رب کے وعدوں میں جھوٹ کا امکان بھی ماننا جاہلوں کا کام ہے۔ رب کے سارے وعدے یقیناً سچے ہیں جن کا خلاف ہونا محال بالذات ہے ۱۴ اے کافرو بعد موت جبراً رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ مومن تو دنیا میں بھی رب کی طرف راغب تھا۔ نیز مومن جبراً لے جایا نہیں جاتا وہ تو خوشی خوشی یہ کہتا ہوا جاتا ہے ع یار خنداں رود بجانب یار ۱۵ ہر زمانے کے اور ہر زمین کے لوگو! کیونکہ قرآن کریم تمام کے لئے آیا جیسے سورج کی روشنی پہلی کتابیں چراغ تھیں قرآن کریم سورج ہے ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن دلی بیماریوں بقیہ برصفحہ ۲۷۸

مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾
اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرالیا ف۱ تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ف۲
وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ
اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا ف۳ بے شک
اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا
اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے ف۴ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ف۵ اور تم
تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ
کسی کام میں ہو ف۶ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام
عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ
کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو ف۷ اور تمہارے رب
عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ
سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی ف۸
اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ
اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ف۹ سن لو بے شک
اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
اللہ کے ولیوں پر ف۱۰ نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ف۱۱ وہ جو ایمان لائے اور
يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا
پرہیزگاری کرتے ہیں ف۱۲ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں ف۱۳ اور آخرت میں ف۱۴
تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں ف۱۵ یہی بڑی کامیابی ہے ف۱۶ اور تم ان کی باتوں کا غم
قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ
نہ کرو ف۱۷ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنتا جانتا ہے سن لو بے شک اللہ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
ہی کے ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ف۱۸ اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں ف۱۹ وہ جو

ربع ۱۱

نصف الربع

❶ اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام سمجھنا بھی گمراہی ہے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا بھی گمراہی ہے۔لہٰذا محفل میلاد شریف و بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلا دلیل شرعی حرام سمجھ لینا بے دینی ہے۔اس قسم کے لوگوں کو اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ❷ کفار' بحیرہ' سائبہ' وصیلہ وغیرہ بتوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتاب فرمانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ جانور حلال ہیں' انہیں حرام جاننا اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ غیر خدا کے نام پر پالا ہوا یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جاوے اور ذابح مسلمان ہو تو حلال ہے۔دوسرے یہ کہ محفل میلاد شریف' گیارھویں شریف اور ایصال ثواب کے کھانے حرام نہیں۔انہیں حرام کہنے والے اللہ پر افترا باندھتے ہیں۔اللہ کے نام کی برکت سے حلال چیز حرام نہیں ہوجاتی۔تیسرے یہ کہ بھوک ہڑتال کرنی حرام ہے کہ اس میں اللہ کے حلال رزق کو اپنے پر حرام کر لینا ہے اور اگر اس سے مر گیا تو حرام موت مرے گا۔چوتھے یہ کہ کھیل کود' تماشہ' سود' فوٹو وغیرہ کو حلال کرنے کی کوشش کرنے والے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں' جسے رب نے حرام کر دیا۔ہم حلال کرنے والے کون ہیں۔❸ اس سے موجودہ وہابی عبرت پکڑیں جو جوئے' شراب' سینما پر ناراض نہیں ہوتے۔اگر ناراض ہوتے ہیں تو حضور ﷺ کے ذکر خیر یا ایصال ثواب پر ❹ کہ ان میں انبیاء کرام۔اولیاء اللہ علماء پیدا فرما کر انہیں حلال و حرام سے واقف فرما دیا۔❺ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ایک یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ احسان اللہ نے انسانوں پر فرمایا کہ انہیں عقل بخشی۔ان میں اولیاء' انبیاء بھیجے دوسرے یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ ناشکرا انسان ہے کہ انسان کے سوا کوئی مخلوق کافر نہیں کسی مخلوق میں بدعملی نہیں بجز جنات۔تیسرے یہ کہ ہمیشہ شاکرین تھوڑے اور ناشکرے زیادہ ہوتے ہیں ❻ اے محبوب ﷺ' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر آن' ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم میں ہیں' رب فرماتا ہے۔فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (طور: ۴۸) اور فرماتا ہے الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (شعراء: ۲۱۸) ❼ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بہتر عمل ہے کیونکہ اسے خصوصیت سے بیان فرمایا ورنہ عمل میں تو یہ بھی آ گیا تھا۔یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خیال رکھے کہ مجھے رب دیکھ رہا ہے تو بھی گناہ کی ہمت نہ کرے ❽ تین آیات یاد رکھو۔ایک یہ کہ ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں ہے' دوسرے یہ کہ ساری لوح محفوظ تفصیل وار قرآن شریف میں ہے' رب فرماتا ہے تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (یونس: ۳۷) تیسرے یہ کہ سارا قرآن اور قرآنی علوم حضور ﷺ کے علم میں ہیں' رب فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۱) لہٰذا سارے علوم حضور ﷺ کو حاصل ہیں ❾ تمام علوم لوح محفوظ میں اس لئے لکھ دیئے گئے کہ لوح محفوظ ملاحظہ فرمانے والوں کو ان سب کی اطلاع ہو۔ورنہ رب کو اپنے بھولنے کا اندیشہ نہ تھا۔اسی لئے لوح کو مبین فرمایا گیا۔یعنی رب کے مقبول بندوں پر یا ان پر علوم غیبیہ ظاہر کرنے والی۔❿ اللہ کے بقیہ بر صفحہ ۲۷۸

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا

اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے ف۱ اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں

یَخْرُصُوْنَ ۝۶۶ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ

دوڑاتے ف۲ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی ف۳ کہ اس میں چین پاؤ ف۴ اور دن بنایا

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۝۶۷ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

تمہاری آنکھیں کھولتا بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے ف۵ بولے اللہ نے اپنے

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ

لئے اولاد بنائی ف۶ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے ف۷ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۸

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۸

تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ف۹

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝۶۹ مَتَاعٌ

تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ف۱۰ دنیا میں

فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا

کچھ برت لینا (فائدہ اٹھانا) ہے پھر انہیں ہماری طرف آنا پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ

بدلہ ان کے کفر کا ف۱۱ اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ ف۱۲ جب اس نے اپنی قوم سے کہا ف۱۳ اے میری قوم

اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ

اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا ف۱۴ تو میں نے اللہ ہی پر

تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ

بھروسہ کیا ف۱۵ تو مل کر کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کرلو تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک (الجھن) نہ

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۷۱ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ

رہے ف۱۶ پھر جو ہو سکے میرا کرلو اور مجھے مہلت نہ دو ف۱۷ پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے کچھ

مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

اجرت نہیں مانگتا ف۱۸ میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں

منزل ۳

(۱) ان کے پنڈت وغیرہ اپنے گمان کی اور ان کے ماننے والے اپنے بڑوں کے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و قیاس کافی نہیں، کتاب و سنت درکار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وحی کے مقابل قیاس کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ اس قسم کا قیاس کرنے والا سب سے پہلا شیطان ہے کہ اس نے رب کے حکم کے مقابل قیاس کیا (۳) اس سے معلوم ہوا کہ رات دن کی پیدائش انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق انسان کی طفیل ان سے فائدہ اٹھا رہی ہے بلکہ سارا عالم انسان کی خاطر بنا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (بقرہ: ۲۹) انسانوں میں بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اصلی مقصود عالم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرنا چاہئے۔ رات کو بلا وجہ جاگنا ٹھیک نہیں (۴) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رات کو بلا ضرورت نہ جاگو۔ اول رات میں سو جاؤ، آخر رات میں تہجد کے لئے جاگنا سنت ہے۔ جسم کا آرام سونے میں ہے۔ تہجد میں روح کا چین لِتَسْكُنُوْا دونوں کو شامل ہے (۵) معلوم ہوا کہ وہ کان سننے والے ہیں جو رب کی آیات سنیں۔ جو کان آیات الٰہیہ نہ سنیں، اور چیزیں سنیں، وہ درحقیقت بہرے ہیں کہ اپنے مقصود کو پورا نہیں کرتے (۶) اس طرح کہ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اولاد باپ کی مثل ہوتی ہے۔ خدا کی مثل اور برابر کسی کو ماننا شرک ہے خیال رہے کہ یہودی و نصاریٰ اور مشرکین شرکیہ عقیدے میں قریباً یکساں ہیں۔ مگر چونکہ یہود و نصاریٰ کسی پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس کی برکت سے ان کے احکام مشرکین سے ہلکے ہو گئے کہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہوا اور اہل کتاب کا ان کو لقب ملا (۷) نہ اسے فنا ہے نہ کسی کا خوف اور اولاد یا تو نسل قائم رکھنے کے لئے ہوتی ہے یا مخالف کے مقابل میں قوت بازو بننے کے لئے۔ (۸) اس آیت میں کفار کی اس بکواس کے تین رد فرمائے گئے پہلا سبحانہ، سے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے، اس کے لیے اولاد بھی عیب ہے کیونکہ وہ فنا سے پاک ہے دوسرے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ الخ سے کہ وہ ہر ماسوا کا مالک ہے اور باپ اولاد کا مالک نہیں ہو سکتا۔ تیسرے ان عندکم الخ سے کہ تمہارے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل نہیں (۹) اللہ تعالیٰ کی وہ صفات مانو جو پیغمبر کے ذریعے معلوم ہوں کہ وہاں عقل کی رسائی نہیں (۱۰) معلوم ہوا کہ جھوٹا نبی کبھی کامیاب نہیں ہوتا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس زمانہ کے دجال قادیانی کا حال ہوا۔ خیال رہے کہ اولاً تو جھوٹے نبی کے ہاتھ پر کوئی عجیب شے صادر نہیں ہوتی۔ اگر ہو تو اس کے دعویٰ کے خلاف ہوتی ہے جس سے اس کا جھوٹا ہونا اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اس آیت کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور جھوٹا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں سچا نبی نہ ہوتا تو میں کامیاب نہ ہوتا مگر میری کامیابی اور سچے معجزے تم رات دن دیکھ رہے ہو۔ (۱۱) اس آیت میں اس اعتراض کا جواب ہے کہ بہت سے جھوٹے دنیا میں آرام سے دیکھے جاتے ہیں فرمایا گیا کہ یہ عارضی آرام ہے، اس کا اعتبار کوئی نہیں، انجام خراب ہی ہے (۱۲) اس سے دو مسئلے بقیہ بر صفحہ ۲۷۹

ع ۱۲

18

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ

سے ہوں ف۱ تو انھوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ ف۲ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور

خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انھیں ہم نے نائب کیا ف۳ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ف۴ ڈرائے ہوؤں

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

کا انجام کیسا ہوا پھر اس کے بعد اور رسول ف۵ ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ

روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ف۶ ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں

عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ

سرکشوں کے دلوں پر ف۷ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور

هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا ف۸ تو انھوں نے تکبر کیا ف۹ اور وہ

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا

مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا بولے یہ تو

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ

ضرور کھلا جادو ہے ف۱۰ موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو

هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

ہے اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے ف۱۱ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا

سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ف۱۲ اور زمین میں تم ہی دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ

لانے کے نہیں ف۱۳ اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لے آؤ ف۱۴ پھر جب

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ

جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ف۱۵ پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ نے

(۱) یہاں مسلمان لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ کے مطیع، رب فرماتا ہے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (صافات: ۱۰۳) اصطلاحی مسلمان نبی کے امتی کو کہا جاتا ہے خصوصاً سید الانبیاء کی امت کو اس معنی سے نبی کو مسلمان نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی کے امتی نہیں ہوتے جیسے اللہ تعالیٰ لغوی معنی سے مومن ہے مگر اصطلاحی معنی سے اسے مومن کہنا درست نہیں (۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ان مومنوں کو کشتی نے نہ بچایا بلکہ نوح علیہ السلام کی ہمراہی نے بچایا۔ کشتی تو اس ہمراہی کا ظرف تھی۔ خیال رہے کہ نبی کی ہمراہی عقائد، اعمال میں ہونی ضروری ہے (۳) یعنی کشتی والوں کو کفار کی ہلاکت کے بعد زمین کا مالک بنایا اور ہلاک شدگان کا وارث قرار دیا، یا نوح علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور ان کے بعد مومنوں کو ان کا خلیفہ بنایا (۴) اس کے ظاہری معنی سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ گزشتہ اور آئندہ چیزیں ملاحظہ کر لیتی ہے کہ گزشتہ امتوں کا عذاب گزر چکا تھا مگر فرمایا گیا کہ دیکھو، کہیں فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (فجر: ٦) جس سے پتہ لگا کہ آپ نے قوم عاد کا عذاب دیکھا۔ اس طرح حضور ﷺ نے معراج میں جنتی، دوزخی لوگوں کو ملاحظہ فرمایا، حالانکہ ان کا وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا۔ غرضیکہ نبی کی نظر موجود، معدوم، چھپی، غائب، چیزوں کو مشاہدہ فرما لیتی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ وہ وقت ہی ہے جب علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا۔ حالانکہ یہ وقت قریب قیامت آئے گا۔ مگر فرمایا یہ، معلوم ہوا کہ دیکھ رہے ہیں (۵) نوح علیہ السلام کے زمانہ میں صرف مومن بچے تھے۔ کافر سب ہلاک ہوگئے تھے۔ مگر ان باقی ماندگان کی اولاد میں شیطانی اغوا سے کفر و شرک پھیل گیا۔ تو ان میں صالح و ہود و ابراہیم علیہم السلام اپنے اپنے وقتوں میں بھیجے گئے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام ساتویں نبی ہیں۔ اس طرح کہ اولاً حضرت آدم، پھر شیث، پھر ادریس، پھر نوح، پھر صالح، پھر ہود علیہم السلام تشریف لائے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام آپ کے بعد سارے پیغمبر آپ ہی کی اولاد ہیں اور ابراہیمی کہلائے (۶) یعنی شریعت کے احکام اور پیغمبروں کے ارشادات یعنی جب انہوں نے ایک پیغمبر کا انکار کیا تو پھر بعد میں اور رسولوں کا بھی انکار کرتے ہی رہے۔ کسی کو نہ مانا۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا دل نبی کی محبت سے خالی ہو تو اس میں کوئی ہدایت اثر نہیں کرتی، اس پر مہر لگ جاتی ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصریوں کے نبی تھے۔ خواہ وہ اسرائیلی ہوں یا قبطی، لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں، اس فرعون کا نام مصعب بن قابوس بن ریان تھا اور اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اسے عزیز کہتے تھے اور اب خدیو مصر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سلطان اور حضرت ہارون وزیر تھے (۹) یعنی چھوٹا تھا مگر بڑا بنا۔ اِسْتِكْبَار کے یہ ہی معنی ہیں اور فرعون و فرعونی پہلے ہی سے عادی مجرم تھے۔ عقائد میں، کافر اعمال میں بڑے ظالم تھے۔ (۱۰) کیونکہ آپ کا معجزہ اس زمانہ کے جادو سے ملتا جلتا نظر آیا۔ وہ جادوگر بھی بانس کو اژدہا بنا کر دکھا دیتے تھے۔ ہر زمانے میں نبی کو اس قسم کا معجزہ ملا۔ جس بقیہ بر صفحہ ۲۷۷

مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ف۱ اب اللہ اسے باطل کر دے گا ف۲ اللہ مفسدوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ۝۸۱ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸۲ فَمَآ اٰمَنَ

کام نہیں بناتا ف۳ اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے ف۴ پڑے بُرا مانیں مجرم تو موسیٰ پر

لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ

ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ ف۵ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں

يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۸۳

انہیں ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں ف۶ اور بے شک فرعون زمین پر سر اٹھانے والا تھا ف۷ اور بے شک وہ حد سے گزر گیا ف۸

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ

اور موسیٰ نے کہا ف۹ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو اگر

كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝۸۴ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تم اسلام رکھتے ہو ف۱۰ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ف۱۱ الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶

لئے آزمائش نہ بنا ف۱۲ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ف۱۳

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور

اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۷ وَ

اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو ف۱۴ اور نماز قائم رکھو ف۱۵ اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ ف۱۶ اور

قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا

موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ

زندگی میں دیئے ف۱۷ اے رب ہمارے اس لئے کہ تیری راہ سے بہکا دیں ف۱۸ اے رب ہمارے ان

عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا

کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے ف۱۹ کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر جادو اور معجزہ مشتبہ نہیں ہوتا۔ وہ معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ محض نظر بندی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو معجزے کے مقابل میں بالکل بیکار ہوتا ہے ہاں جادو کا اثر نبی پر ہو سکتا ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جادو سے خوف نہ ہوا' شبہ پڑ جانے کا خوف ہوا تھا (۲) میرے معجزے کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب بخشا تھا کہ آپ نے اگلے آنے والے واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ (۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کرنا فساد ہے اور جادوگر مفسد' دوسرے یہ کہ فساد کے لئے بقا نہیں۔ خیال رہے کہ جادو محض دھوکہ نہیں بلکہ اس کی کچھ حقیقت ہے۔ یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ (۴) یعنی اس وعدے کی بنا پر جو اس نے مجھ سے کیا ہے' یا فقط کن فرمانے سے ہی حق غالب اور باطل مغلوب ہو جاتا ہے (۵) یعنی اولاً صرف تھوڑے اسرائیلی ہی ایمان لائے' فرعون کی ہیبت کی وجہ سے ہزارہا جادوگروں اور باقی اسرائیلی لوگوں کا ایمان لانا بعد میں ہوا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون کی قوم کے تھوڑے آدمی ایمان لائے' یا یہ مطلب ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ بچے جوان کی ماؤں نے قتل کے ڈر سے فرعونی عورتوں کے سپرد کر دیئے تھے' جو تھوڑے تھے وہی ایمان لائے۔ یعنی وہ تھے تو اسرائیلی مگر ان کا شمار فرعونیوں میں تھا۔ (خزائن العرفان) (۶) اس طرح کہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جانے پر مجبور کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے کلمہ پڑھنا شرط ہے۔ صرف دل میں ایمان رکھنا' زبان سے خاموش رہنا مومن ہونے کے لئے کافی نہیں' دیکھو جو لوگ فرعون کے خوف سے ایمان کا اعلان نہ کر سکے ان کے متعلق رب نے فرمایا ما امن یہ لوگ ایمان نہ لائے (۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش کے لئے سربلند ہونا طریقہ کفار ہے اور دینی سربلندی کی کوشش کرنا سنت انبیاء ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ (یوسف: ۵۵) پہلی سربلندی سرکشی ہے اور دوسری سربلندی تبلیغ دین۔ (۸) کہ بندہ ہو کر بندگی کی حد سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا اور الوہیت کا مدعی ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حد میں رہنا اللہ کی بڑی نعمت ہے' پانی حد سے بڑھ کر طوفان بن جاتا ہے' آدمی حد سے بڑھ کر شیطان (۹) آپ کا یہ فرمانا ان لوگوں سے ہے جو ایمان لا چکے تھے' اس میں اشارۃً اگلی پیش آنے والی مصیبتوں کی خبر ہے کہ تم پر مصائب آئیں گے۔ صبر کرنا (۱۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و اسلام ایک ہی ہے دوسرے یہ کہ کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رب پر پورا توکل رکھے۔ خیال رہے کہ یہاں توکل سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی سے خوف نہ کیا جائے (۱۱) اب ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے اخلاص کا اعلان کرنا خصوصاً نبی کی بارگاہ میں ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ کمال ہے۔ (۱۲) یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے جس سے وہ سمجھیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر' اس دھوکہ سے وہ باطل پر اور زیادہ جم جائیں (۱۳) اس طرح کہ ہم ان کے ظلم سے' ان کے فریب سے' ان کا منہ دیکھنے سے بقیہ برصفحہ ۹۷۷

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا

عذاب نہ دیکھ لیں ۱ فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی ۲ تو ثابت قدم رہو ۳

تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور نادانوں کی راہ نہ چلو ۴ اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار

الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ

لے گئے ۵ تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا ۶ سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے

الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا

ڈوبنے نے آلیا ۷ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی

اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ

اسرائیل ایمان لائے ۸ اور میں مسلمان ہوں ۹ کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا

وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ

اور تو فسادی تھا ۱۰ آج ہم تیری لاش کو اُترا دیں (باقی رکھیں) گے تو اپنے پچھلوں

لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾

کے لئے نشانی ہو ۱۱ اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ۱۲

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی ۱۳ اور انہیں ستھری روزی

الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

عطا کی ۱۴ تو اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد ۱۵ بے شک تمہارا رب قیامت

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۶ اور اے سننے والے

شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ

اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا ۱۷ تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب

قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

پڑھنے والے ہیں ۱۸ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا ۱۹ تو تو ہرگز شک

۱ چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ فرعونیوں کے درہم، دینار، پھل اور کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں۔ انہیں ایمان کی توفیق نہ ملی اور ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی زبان 'کن' کی کنجی ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے کافر رہنے کی دعا کرنا کفر نہیں ۲ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کرنی بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (اعراف: ۵۵) اسی لئے نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہئے۔ اس دعا کے چالیس برس بعد فرعون کے مال برباد ہوئے اور وہ ہلاک ہوا ۳ یعنی تبلیغ کئے جاؤ مومنوں کو احکام کی اور فرعونیوں کو ایمان کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کافر کے ایمان کی امید نہ ہو اسے بھی تبلیغ کی جائے۔ ۴ جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرتے ہیں، دیر کی حکمت نہیں جانتے، کبھی تاخیر دعا سے دعا مانگنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں ۵ دریا سے مراد بحر قلزم ہے اور اس نکالنے میں حکمت یہ تھی کہ خاص مصر شہر پر عذاب نہ آئے کہ پیغمبر کی بستی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام لے گئے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لے گئے اس لئے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے۔ ۶ اس طرح کہ جب فرعونی لوگ صبح کو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اسرائیلی ان کی خدمت کے لئے نہ آیا پھر اسرائیلیوں کا محلہ دیکھا تو خالی پایا کیونکہ یہ سب حضرات راتوں رات مصر سے جا چکے تھے تو فرعونی تیز سواریوں پر سوار ہو کر بنی اسرائیلیوں کے نشانات پر چل پڑے۔ بظاہر یہ پکڑنے جا رہے تھے مگر حقیقۃً رب کی پکڑ میں جا رہے تھے ۷ اس طرح کہ پانی ان کے منہ تک آ گیا اور لگام کی طرح لگ گیا (روح البیان) ۸ اس سے معلوم ہوا کہ دین وہ اختیار کرو جو نیک بندوں کا ہو، توحید وہی

ع ۹ / ۱۴

معتبر ہے جو صالحین کی مانی اور بتائی ہوئی ہو۔ یہ حضرات دلیل توحید اور راہ حق کی پہچان ہیں۔ ۹ فرعون نے تین طرح اپنے ایمان کا اقرار و اعلان کیا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ سے اٰمَنَتْ بِهٖ الخ سے وَاَنَا الخ مگر قبول نہ ہوا۔ کیونکہ عذاب یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ۱۰ اس طرح کہ نہ خود ایمان لایا نہ دوسرے کو لانے دیا۔ عصیت میں اس کے ایمان نہ لانے کا ذکر ہے اور مفسدین میں ایمان نہ لانے دینے کا۔ خزائن العرفان میں ہے کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس تحریری سوال لائے کہ تیرا کیا حکم ہے اس غلام کے بارے میں جو اپنے مولا کی نعمتوں میں پرورش پائے، پھر اس سے سرتابی کر کے خود مولا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے جواب لکھا کہ میرا حکم ہے کہ اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ جب خود ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے وہی تحریر دکھا دی اور فرمایا کہ شور نہ مچا تو خود ہی یہ سزا تجویز کر چکا ہے۔ ۱۱ روح البیان نے فرمایا کہ یہ کلام حضرت جبریل کا ہے جو فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے نبی نے ابوجہل وغیرہ سے ان کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا۔ حضرت صالح و شعیب علیہما السلام نے اپنی عذاب یافتہ قوم کی لاشوں بقیہ برصفحہ ۷۷۹

الْمُمْتَرِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ
والوں میں نہ ہو ۱ اور ہرگز ان میں نہ ہونا ۲ جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں

فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ
کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا بے شک وہ جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ

كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ
چکی ہے ۳ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ
دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۴ تو ہوئی نہ کوئی بستی ۵ کہ ایمان لاتی

فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا
تو اس کا ایمان کام آتا ہاں یونس کی قوم ۶ جب ایمان لائے ہم نے ان سے

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ
رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا ۷ اور ایک وقت تک انھیں

إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ
برتنے دیا ۸ اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان

كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾
لے آتے ۹ تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ۱۰

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ
اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۱۱ اور عذاب

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا
ان پر ڈالتا ہے جنھیں عقل نہیں تم فرماؤ دیکھو

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ
آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے ۱۲ اور آیتیں اور رسول انھیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب

قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ
میں ایمان نہیں تو انھیں کا ہے کا انتظار ہے ۱۳ مگر انہی لوگوں کے سے دنوں کا

۱ یعنی شک کرنا تو بہت دور ہے شک والی جماعت سے بھی نہ ہونا یعنی اپنی شکل وصورت اور طریقہ گفتگو بھی کفار کی سی نہ بناؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی شکل وصورت سے بھی انسان کو نفرت چاہئے ۲ نہ عقیدۃً نہ جماعۃً یعنی نہ تو اللہ کی آیتیں جھٹلاؤ نہ جھٹلانے والوں کی حمایت کرو نہ ان کی مجلس میں جاؤ نہ ان کے وعظ سنو نہ ان کی کتابیں شوق سے دیکھو غرض کہ کسی طرح ان کے سے نہ بنو ورنہ عذاب میں گرفتار ہو گے ۳ جن کے متعلق لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ یہ کفر پر مریں گے یا اس وقت ایمان لائیں گے جبکہ ایمان فائدہ نہ دے گا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر میں مجبور ہو جاویں ۴ یا نزع کا عذاب یا قبر کا یا حشر کا اس وقت یہ ایمان لائیں گے۔ مگر وہ ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ وقت کے بعد ہے۔ ۵ ان بستیوں میں سے جو ہلاک کی گئیں ۶ آپ یونس بن متی ہیں متی آپ کی والدہ کا نام ہے۔ آپ کی قوم مقام نینوا میں دجلہ کے کنارے موصل کے قریب آباد تھی۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے انہیں تبلیغ کی وہ ایمان نہ لائے آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ حکم الٰہی آیا انہیں اطلاع دے دو کہ تین دن بعد عذاب آئے گا۔ آپ انہیں یہ خبر دے کر خود پہاڑوں میں جا چھپے۔ جب عذاب کی علامت سیاہ بادل نمودار ہوئے تو یہ سب لوگ آپ کی تلاش میں نکلے نہ پانے پر بارگاہ الٰہی میں عاجزی کی۔ مرد عورتیں جنگلوں میں نکل گئے۔ سچی توبہ کی اور ایک دوسرے کے دبائے ہوئے مال واپس کئے ان کی دعا قبول ہوئی اور عذاب دفع ہوا۔ تلاش نبی نے انہیں بچا لیا۔ ۷ قوم یونس سے عذاب دور ہونا یا تو ان کی خصوصیات میں سے ہے معلوم ہوا کہ قانون کچھ اور ہے قدرت کچھ اور۔ یا اس لئے تھا کہ وہ لوگ عذاب کی علامات دیکھ کر نزول عذاب سے پہلے ہی ایمان لے آئے ۸ یعنی جو عمریں ان کی تھیں اتنا انہیں زندہ رکھا۔ اس واقعہ سے پتہ لگا کہ عمریں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں اور تقدیر میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دیکھو اس قوم کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کرنے والا عذاب نمودار ہو گیا۔ قریب تھا کہ زندگی ختم ہو جائے اور پھر توبہ کی وجہ سے عذاب دور ہو گیا اور عرصہ تک یہ لوگ زندہ رہے ۹ یعنی آپ چاہتے ہیں کہ سب ہی ایمان لے آویں مگر یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ کفار رب کی صفت اضلال کے مظہر ہیں۔ دوزخ بھی بھرنا ضروری ہے۔ خیال رہے کہ مشیت یعنی ارادہ اور محبت میں بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کا کفر چاہتا ہے مگر اسے پسند نہیں کرتا۔ کفر سے راضی ہونا برا ہے مگر کافر کے کفر کا ارادہ کرنا حکمت ہے۔ کافر اور کفر صدہا عبادات کا ذریعہ ہیں۔ اگر کفر نہ ہو تو جہاد شہادت، غنیمت، تبلیغ سب کچھ بند ہو جاویں ۱۰ معلوم ہوا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا درست نہیں رب فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (بقرہ: ۲۵۶) حضور علیہ السلام نے چاند چیر دیا۔ ڈوبا سورج واپس کر لیا مگر ابوجہل کا دل چیر کر اس میں ایمان نہ بھرا کیونکہ اضطراری ایمان قبول نہیں ۱۱ جب اللہ چاہتا ہے تو بندہ اپنے اختیار سے ایمان قبول کرتا ہے۔ اپنے چاہنے کی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب اللہ ہدایت کا ارادہ نہ کرے تو بندہ اپنی رغبت سے کفر پر رہتا ہے اس رغبت کا عذاب پاتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ بندہ کی رغبت بھی بقیہ برصفحہ ۷۸۰

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ (١٠٢)

جو ان سے پہلے ہو گزرے ف۱ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ

پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِیْنَ (١٠٣) قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ

نجات دینا ف۲ تم فرماؤ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ

مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۳

وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ ایمان

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (١٠٤) وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَ لَا

والوں میں ہوں ف۴ اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر اور ہرگز

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (١٠٥) وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

شرک والوں میں نہ ہونا ف۵ اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر

لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ بُرا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں

الظّٰلِمِیْنَ (١٠٦) وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا

سے ہو گا ف۶ اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس

هُوَ ۚ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ

کے سوا ف۷ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں ف۸ اسے پہنچاتا ہے اپنے

مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (١٠٧) قُلْ

بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا ف۹ تو جو راہ پر آیا

ربع

۱ ایام سے مراد عذاب کا زمانہ ہے اور پہلوں سے مراد قوم نوح، قوم لوط وثمود وغیرہ ہیں۔ اس سے قیاس کا ثبوت ہوتا ہے کہ چونکہ ان کی بدمعاشیاں ان قوموں کی طرح ہیں، لہٰذا ان کی طرح ہی عذاب کے مستحق ہیں۔ ۲ اس لئے کہ جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو وہاں سے پیغمبر اور ان کے ساتھی نکال لئے جاتے ہیں جیسے لوط وصالح و ہود علیہم السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ کر لیا گیا۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ مومنوں کو شر کفار سے بچائے گا یا انہیں فتح دے کر یا موت عطا فرما کر۔ موت مومن کا تحفہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنا دین چھپانا نہیں چاہئے۔ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔ سب سے پہلے تقیہ ابلیس نے کیا، کہ آدم علیہ السلام کے پاس دوست بن کر پہنچا حالانکہ دشمن تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ (اعراف: ۲۱) رب نے اپنے محبوب اور ان کے غلاموں کو حکم دیا کہ اپنے عقائد کا پوری طرح اعلان کر دو۔ بلکہ چاہئے یہ کہ مومن کا ایمان اس کے چہرے، لباس سے ظاہر ہو، کفار کی سی شکل بنانا بھی گویا عملی تقیہ ہے تقیہ کے تین رکن ہیں۔ ایمان چھپانا کفر ظاہر کرنا، دھوکہ کے لیے کرنا سخت ضرورت کے وقت جان بچانے کے لئے کفر بول دینا ایسا ہی ہے جیسے ضرورت پر مردار کھا لینا۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کے پیاروں کے کام اللہ کے کام ہوتے ہیں، جان نکالنا ملک الموت کا کام ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ موت دیتا ہے، دوسرے یہ کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے کو مومنوں کی جماعت میں رکھے، عقائد و اعمال میں ان کے خلاف راہ اختیار نہ کرے، اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا پھاڑتا ہے۔ ۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ تمام بدعقیدگیوں سے پاک وصاف ہو، دوسرے یہ کہ شرک کرنا تو کیا اپنے کو مشرکین میں سے نہ بنائے شکل وصورت اعمال ولباس میں ان سے الگ ہو ۶ اس آیت میں پوجنے کی ممانعت ہے، نہ کہ پکارنے یا مدد لینے سے کیونکہ دوسری آیات میں پکارنے کا بھی حکم ہے۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ (احزاب: ۵) اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (الصف: ۱۴) اگرچہ پتھروں لکڑیوں میں نفع و نقصان ہیں مگر وہ نفع ونقصان جو الوہیت کا مدار ہے، وہ کسی مخلوق میں نہیں یعنی بالذات مشکلیں حل کرنا، فریاد سننا وغیرہ۔ اسی کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۷ لہٰذا بیماروں کا طبیبوں کے پاس جانا، مظلوموں کا حاکموں کی کچہری میں پہنچنا، اس خیال سے نہیں کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیں گے۔ بلکہ اس خیال سے ہوتا ہے کہ ان کے سبب و ذریعہ سے اللہ مصیبت ٹال دے گا جیسا کہ پیاسے کا کنویں پر جانا، بھوکے کا مالداروں کے پاس جانا، اس طرح گنہگار کا نبی ولی کے دروازوں پر حاضری دینا ہے کہ مغفرت کا ذریعہ ہے نہ شرک ہے، نہ کفر ۸ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ الٰہی کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہاں نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے خود رب تعالیٰ تبدیل فرما دیتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تواب ہے یعنی توبہ کرنے والے سے ارادہ عذاب سے رجوع فرمانے والا۔ آدم علیہ السلام کی دعا سے بقیہ بر صفحہ ۲۸۰

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا ف۱ اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا ف۲

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ

اور کچھ میں تم پر کڑوڑا (حاکم اعلےٰ) نہیں ف۳ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے ف۴ اور صبر کرو

حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے ف۵ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے

سُوْرَةُ هُوْدٍ ۱۱ مَكِّيَّةٌ ۵۲ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۲۳ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورۃ ہود مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ایک سوتیئس آیات اور دس رکوع ہیں ف۶

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ف۷ پھر تفصیل کی گئیں ف۸ حکمت والے خبردار کی طرف سے ف۹

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ

کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں ف۱۰ اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو ف۱۱ تمہیں بہت اچھا برتنا (فائدہ اٹھانا) دے گا ایک ٹھہرائے

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ

وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا ف۱۲ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ

بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں ف۱۳ تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے ف۱۴ اور وہ ہر شے پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا

قادر ہے ف۱۵ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں کہ اللہ سے پردہ

مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

کریں ف۱۶ سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے ف۱۷ بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

عـ ۱۱ ۹ ۱۶

❶ کہ ہدایت کا فائدہ اسے ضرور پہنچے گا۔ اگرچہ اولاد کی ہدایت سے ماں باپ کو بھی ثواب ملتا ہے لیکن خود وہ محروم نہیں ہوتا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری ہدایت نہ قبول کرنے سے ہمارے محبوب کا کوئی نقصان نہیں' ہدایت قبول کرنے نہ کرنے کا نفع ونقصان خود تمہارے لئے ہے ❷ کیونکہ گمراہی کی سزا گمراہ کو ضرور ملتی ہے' اگرچہ گمراہ کرنے والے اور لاپرواہ ماں باپ پر بھی وبال پڑتا ہے' رب فرماتا ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: ۶) ❸ اس سے معلوم ہوا کہ لوگ گمراہ رہیں تو حضور ﷺ پر اس کی ذمہ داری نہیں' نہ حضور ﷺ سے اس بارے میں سوال ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (بقرہ: ۱۱۹) لہٰذا ہم حضور ﷺ کے حاجت مند ہیں' حضور ﷺ کو ہماری حاجت' ضرورت نہیں لہٰذا یہ آیت کریمہ حضور ﷺ کی نعت شریف ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی بے نیازی کا ذکر ہے ❹ خواہ وحی حقیقی جیسے قرآن وحدیث یا وحی حکمی جیسے حضور ﷺ کے اجتہادات۔ اس لئے حضور ﷺ نے اجتہاد پر خود بھی عمل فرمایا اور مجتہدین کو اس کا حکم دیا' اجتہاد کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ لہٰذا اس آیت سے نہ غیر مقلد وہابی دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ نہ چکڑالوی ❺ مشرکین سے جہاد کرنے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا (خزائن العرفان) خیال رہے کہ مشرکین عرب سے کسی امام کے نزدیک جزیہ نہیں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جاوے گا۔ مشرکین عجم میں اختلاف ہے ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان سے جزیہ لیا جاوے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے لئے صرف اسلام یا جنگ ہے۔ ❻ سورۃ ہود مکیہ ہے سوائے اَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ (ھود: ۱۱۴) اور، فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ (ھود: ۱۲) اور اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (ھود: ۱۷) اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴) کے' اس میں دس رکوع' ایک سوتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو سرسٹھ حروف ہیں (خزائن العرفان) ❼ سبحان اللہ نہایت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی حکمت' حکم بمعنی مضبوط سے مشتق نہیں' بلکہ حکمت سے مشتق ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمام آیات اس وقت محکم نہ تھیں۔ بعض منسوخ ہونے والی تھیں مگر ساری آیتیں حکمت سے بھری تھیں۔ جو منسوخ ہوئیں۔ ان کے نسخ میں حکمت ہے اور جو باقی رہیں ان کی بقا میں حکمت ❽ یہاں ثم' رتبہ کی ترتیب کے لئے ہے نہ کہ زمانے کی۔ یعنی آیات قرآنیہ میں' عقائد' اعمال' قصص وغیرہ تفصیل وار مذکور ہیں ❾ یعنی جب کلام والا' علیم' حکیم' خبیر ہے تو کلام میں بھی علم وحکمت غیبی خبریں ہیں کیونکہ کلام کا حال کلام والے کی صفات سے معلوم ہوتا ہے ❿ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں نہ کہ کسی نبی کی آمد کی' اس لیے اسے نذیر کے ساتھ بیان فرمایا ⓫ گزشتہ سے معافی مانگنا استغفار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ کبھی دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ واستغفار سے دنیاوی بلائیں ٹلتی ہیں اور راحتیں ملتی ہیں۔ رب فرماتا ہے' فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (نوح: ۱۰) ⓬ یعنی جنت میں بقیہ برصفحہ ۷۸۰

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ف۱ جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو ف۲ اور جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا ف۳ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے ف۴ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى

آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا ف۵ اور اس کا عرش پانی پر تھا

الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ

کہ تمہیں آزمائے تم میں کس کا کام اچھا ہے ف۶ اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم

مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ

تو نہیں مگر کھلا جادو ف۷ اور اگر ہم ان سے عذاب کچھ گنتی کی مدت تک ہٹا

أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ

دیں ف۸ تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا ہے سن لو جس دن ان پر آئے گا ان سے

مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ ع

پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیرے گا وہی عذاب جس کی ہنسی اڑاتے تھے اور اگر ہم

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ

آدمی کو ف۹ اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا

لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ

ناامید ناشکرا ہے اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِينَ

تو ضرور کہے گا کہ برائیاں مجھ سے دور ہوئیں ف۱۰ بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ف۱۱ مگر جنھوں

صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾

نے صبر کیا ف۱۲ اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

۱ زمین پر چلنے والے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ہم کو انہیں کا مشاہدہ ہوتا ہے، ورنہ جنات، ملائکہ وغیرہ سب کو رب روزی دیتا ہے۔ اس کی رزاقیت صرف حیوانوں میں منحصر نہیں، پھر جو جس روزی کے لائق ہے اس کو وہی ملتی ہے بچہ کو ماں کے پیٹ میں اور قسم کی روزی ملتی ہے، اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کی، بڑے ہو کر اور طرح کی، غرضیکہ دابۃ میں بھی عموم ہے اور رزق میں بھی ۲ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ بہت بیوقوف ہے، جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ کرے، کیونکہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ (بقرہ: ۲۸۴) فکر اپنی نجات کی چاہئے اللہ نصیب کرے۔ ۳ یعنی زندگی میں کہاں رہے گا۔ اور بعد موت کہاں دفن ہوگا۔ یا کس باپ کی پشت میں اور کس ماں کے رحم میں، کس طرح اور کب تک رہے گا۔ یا عالم ارواح میں کس صف میں تھا۔ اور آئندہ قیامت میں کس صف میں ہوگا۔ خیال رہے کہ میثاق کے دن ارواح کی چار صفیں تھیں، پہلی صف میں انبیاء، دوسری میں اولیاء اللہ تیسری میں تمام مومنین چوتھی میں کفار منافقین کی ارواح تھیں (روح البیان وغیرہ) ۴ خیال رہے کہ ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھا جانا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا اس لئے لکھ لیا۔ بلکہ اس لئے ہے کہ لوح محفوظ دیکھنے والے بندے اس پر اطلاع پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں بھی ہر ایک کے مستقر اور مستودع کی خبر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں تحریر ہے اور لوح محفوظ ان کے علم میں ہے، لوح محفوظ کو مبین اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاص بندوں پر علوم غیبیہ بیان کر دیتی ہے ۵ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات، لیکن آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں۔ کوئی تانبہ کا، کوئی چاندی کا کوئی سونے کا۔ اور تمام زمینوں کی حقیقت صرف مٹی ہے، نیز آسمانوں میں فاصلہ ہے اور زمین کے طبقات میں فاصلہ نہیں ایک دوسرے سے ایسی چمٹی ہیں جیسے پیاز کے چھلکے کہ دیکھنے میں ایک معلوم ہوتی ہے، اس لئے آسمان جمع فرمایا جاتا ہے اور زمین واحد بولی جاتی ہے۔ خیال رہے کہ آسمانوں کی پیدائش دو دن میں۔ زمین کی پیدائش دو دن میں اور حیوانات، درخت وغیرہ کی پیدائش دو دن میں ہوئی، دن سے مراد اتنا وقت ہے، ورنہ اس وقت دن نہ تھا دن تو سورج سے ہوتا ہے اور اس وقت سورج نہ تھا ۶ یعنی یہ تمام مخلوقات تمہاری خاطر بنائی۔ تاکہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ رب نے سب کچھ تمہارے لئے بنایا۔ کچھ تم بھی اس کے لئے کرو ۷ یعنی جیسے جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی مگر اثر کرتا ہے، ایسے ہی معاذ اللہ آپ کا کلام باطل ہے مگر دلنشین اور دلکش ہے کہ جس پر اثر کر جاتا ہے وہ آپ ہی کا ہو جاتا ہے ۸ اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے عذاب دفع نہیں ہوتا، ہاں مؤخر ہوتا ہے کافر اس تاخیر سے دھوکا کھا جاتا ہے اور طغیان میں زیادتی کرتا ہے، چنانچہ ان کا حضور سے یہ سوال کرنا مذاق کے طور پر تھا نہ کہ خوف کی بنا پر ۹ آدمی سے مراد یا کافر انسان ہے یا غافل، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے ناامیدی کفار کا کام ہے، رحمتوں کا آنا شکر کے لئے ہوتا ہے اور جانا صبر کے لئے۔ بقیہ بر صفحہ ۲۸۰

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ
تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم چھوڑ دو گے ف۱ اور اس پر دل تنگ ہوگے ف۲
اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ
اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا ف۳ تم تو ڈر
نَذِيْرٌؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُؕ قُلْ
سنانے والے ہو ف۴ اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے ف۵ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے
فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
بنا لیا ف۶ تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ف۷ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ
سب کو بلا لو ف۸ اگر تم سچے ہو تو اے مسلمانو! اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں ف۹
فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے ف۱۰ اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ
مانو گے جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل
اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ
دے دیں گے ف۱۱ اور اس میں کمی نہ دیں گے یہ ہیں وہ جن
لَيْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ
کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ ف۱۲ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے
مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
جو ان کے عمل تھے ف۱۳ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ف۱۴ اور اس پر
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةًؕ اُولٰٓىِٕكَ
اللہ کی طرف سے گواہ آئے ف۱۵ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗۚ
پر ایمان لاتے ہیں ف۱۶ اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے

۱ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے ساری وحی کی تبلیغ فرما دی کوئی چھپائی نہیں، لہٰذا وفات کے وقت جو کاغذ و قلم طلب فرمایا اور کچھ لکھنے کا ارادہ فرمایا، وہ ان ہی تبلیغ کئے ہوئے احکام میں سے کچھ تھا جو یہ کہے کہ آپ نے کچھ احکام نہیں پہنچائے وہ اس آیت کا منکر ہے ۲ (شان نزول) عبداللہ بن امیہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانے کیوں نہ اتارے، یا آپ کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ مقرر فرمایا، جو آپ کی رسالت کا گواہ ہوتا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۳ یعنی جو ہم دیکھتے، ورنہ حضور کے پاس خزانے ہیں اور حضور پر فرشتے بھی اترتے ہیں خود فرماتے ہیں اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں، مگر چونکہ وہ کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں اس لئے انہوں نے یہ کہا، خیال رہے کہ حضور پر فرشتے آتے بعض صحابہ نے بھی دیکھے، بارہا حضرت جبریل کو دیکھا۔ بدر میں فرشتوں کا معائنہ کیا ۴ یعنی اے محبوب تم اس مذاق اور تمسخر کی پرواہ نہ کرو، آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں، آپ تبلیغ فرمائیں، وہ مانیں یا نہ مانیں ۵ حضور کی حقانیت کی روشن دلیل یہ ہے کہ باوجودیکہ آپ کے پاس ظاہری سامان کوئی نہیں، پھر بھی آپ کا دین اور آپ کا نام دنیا میں پھیلا ۶ یہ سوال اقراری ہے یعنی کفار مکہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن خود دل سے گھڑ لیا ہے ۷ کیونکہ دنیاوی چیزوں کی پہچان یہی ہے کہ دنیا والے اس کی مثل بنا سکیں اور خدائی چیزوں کی علامت یہ ہے کہ بندوں کی طاقت سے ان کا بنانا باہر ہو، ہم اس قاعدے سے چیونٹی اور جگنوں کو رب کی مصنوع کہتے ہیں اور ریل و گیس کو مخلوق کی صنعت، خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اولاً کفار سے فرمایا کہ قرآن کی مثل لاؤ، پھر فرمایا۔ اچھا دس سورتیں ہی اس جیسی لے آؤ۔ پھر فرمایا کہ اچھا ایک ہی سورت ایسی لے آؤ۔ بہرحال آیات میں تعارض نہیں ۸ یہاں من

دون اللہ سے مراد اللہ کے دشمن بت یا کفار ہیں، نہ کہ اولیاء انبیاء، یہ مطلب نہیں کہ اے عیسائیو! تم عیسیٰ و عزیر و موسیٰ علیہم السلام کو قرآن کے مقابلے کے واسطے لے آؤ۔ یا عبداللہ بن سلام و کعب احبار سے مدد لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا جائز ہے ۹ یہ شک اور تردد سننے والوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ وہ سب مل کر بھی قیامت تک قرآن کی مثل ایک سورت بھی نہ بنا سکیں گے ۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن یہ جان کر اتارا ہے کہ اس کے لائق صرف حضور ﷺ ہیں یا قرآن اللہ تعالیٰ کے علم پر مشتمل ہے، لہٰذا حضور کو اللہ نے اپنا علم دیا۔ کیونکہ انہیں قرآن دیا اور قرآن میں اللہ کا علم ہے۔ ۱۱ اس طرح کہ دنیا کی نعمتوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے، یہ مطلب نہیں کہ جو مانگیں وہ انہیں دے دیا جائے، یعنی دنیا میں جو کچھ رزق وغیرہ انہیں ملے گا وہ ان کی نیکیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔ مومن خواہ کتنے ہی آرام سے رہے اس کی نیکیوں کا عوض آخرت میں ہے ۱۲ ان آیات میں یا تو وہ مشرکین مراد ہیں جو صدقہ و خیرات، صلہ رحمی وغیرہ کرتے ہیں، رب انہیں وسعت رزق دے کر یہاں ہی بدلہ کر دیتا ہے، یا وہ منافقین مراد ہیں جو صرف مال غنیمت کے لئے جہاد میں جاتے تھے، ان کی جزا وہی مال ہو گیا بقیہ بر صفحہ ۷۸۰

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
تو اے سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے ۱ تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۲ وہ اپنے
كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ
رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے ۳ یہ ہیں
الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ
جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ۴ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت جو
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں ۵ اور وہی آخرت کے
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا
منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں ۶ اور نہ
كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ
اللہ سے جدا ان کے کوئی حمایتی ۷ ۸ انھیں عذاب پر عذاب ہو گا ۹
مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
وہ نہ سن سکتے تھے ۱۰ اور نہ دیکھتے وہی ہیں جنھوں
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ
نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے ۱۱ خواہ نخواہ (ضرور) وہی آخرت
فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں ۱۲ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے
وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾
اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں ۱۳ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے
مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ
دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ۱۴ کیا ان دونوں

۱ یعنی یہ قرآن کریم حق ہے یا آپ کے مخالفوں کا جہنمی ہونا برحق ہے' یا آپ کے غلاموں کا جنتی ہونا یقینی چیز ہے کہ قرآن پر کبھی باطل نہیں آ سکتا لہٰذا کافر جنتی اور مومن دائمی دوزخی نہیں ہو سکتا (روح) اس آیت سے صدہا ایمانی اور فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں' صحابہ کا جنتی ہونا ابوجہل کا دوزخی ہونا یقینی ہے ۲ اس طرح کہ اس کی طرف اولاد یا شرک کو نسبت کرے' یا اس کی کتاب میں ملاوٹ کرے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ ہے' حضور پر جھوٹ باندھنا بھی رب پر جھوٹ باندھنا ہے ۳ معلوم ہوا کہ کسی مقدمہ میں گواہی لینا حاکم کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب بھی گواہی لے کر قیامت میں فیصلہ فرمائے گا' لہٰذا حضور کا حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت کے وقت گواہی وغیرہ طلب فرمانا' تحقیقات کرنا بے علمی کی بنا پر نہ تھا' بلکہ امت کو مقدمہ کی تحقیقات کرنے کی تعلیم دینا مقصود تھا۔ اس آیت میں گواہ سے مراد انبیاء اور فرشتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور فرشتے ہمارے اعمال سے خبردار ہیں ورنہ گواہی کیسے دیتے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کو قیامت میں رسوا کیا جائے گا اور ان کی بدکاریاں بے ایمانیاں اعلانیہ بیان ہوں گی۔ بلکہ کفار کے چہرے مہرے ان کی بے ایمانی کی نشاندہی کریں گے۔ مسئلہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کی پردہ پوشی فرماوے گا۔ کہ ان کے نیک اعمال کا اعلان ہوگا' برے اعمال صیغہ راز میں رکھے جائیں گے' دیکھو گزشتہ امتوں کی بدکاریاں قرآن کریم میں مذکور ہوئیں' جس سے وہ رسوا ہوئیں' قرآن کے بعد کوئی کتاب اترے گی نہیں' ہماری بدنامی بھی نہ ہوگی۔ گزشتہ کتابوں میں امت محمدیہ کی نیکیاں مذکور تھیں' بدیاں مذکور نہ تھیں۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ۔ (فتح: ۲۹) ۵ اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر والا ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کبار اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا تو یہ جرأت نہ کرتے ۶ یعنی وہ دنیا میں بھی ہمارے قابو میں ہیں ہم جب چاہیں' ان کو عذاب میں گرفتار کر دیں۔ اور آخرت میں تو ہوں گے ہی ۷ دون کا ترجمہ جدا نہایت نفیس ہے کیونکہ دون کے معنی قصر ہیں (مفردات راغب) قصر کے معنی علیحدگی اور جدائی نہایت موزوں ہے' رب فرماتا ہے' اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (النساء: ۱۰۱) اور فرماتا ہے۔ وَمُقَصِّرِيْنَ (فتح: ۲۷) رب سے جدا ہو کر بندہ محض بیکار ہے۔ رب سے واصل ہو کر ہر طاقت کا مالک ہے جیسے بجلی کا تار کنکشن کٹنے پر بے کار ہے۔ کنکشن ہو جانے پر سبحان اللہ۔ ۸ معلوم ہوا کہ مومن کے لئے رب نے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا یہاں کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔ اگر مومن کے بھی مددگار نہ ہوتے تو پھر یہ عذاب مومن کو بھی ہو جاتا مومن کے مددگار رسول اللہ' اولیاء اللہ' نیک اعمال خانہ کعبہ وغیرہ ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مائدہ: ۵۵) ۹ معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۷۸۰

يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ

کا حال ایک سا ہے ۱ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور بے شک ہم نے نوح کو ۲ اس کی قوم کی طرف بھیجا

اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کہ میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں ۳ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو ۴ بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن

عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا

کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے

نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا

ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں ۵ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ۶

بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ

سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں

كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

جھوٹا خیال کرتے ہیں ۷ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں

وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ

اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ۸ تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چپیٹ (چپکا)

اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ

دیں اور تم بیزار ہو ۹ اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر مال نہیں مانگتا ۱۰ میرا اجر تو

اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ۱۱ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں

وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْـهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ

لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں ۱۲ اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بچالے گا اگر

اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ

میں انہیں دور کروں گا ۱۳ تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے

اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

خزانے ہیں ۱۴ اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں ۱۵ اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۱۶ اور میں انہیں نہیں کہتا جن

منزل ۳

ع ۲

① اگرچہ ظاہری شکل و شباہت میں گونگا اور بولنے والا، ایسے ہی بہرہ اور سننے والا یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ مگر معنوی فرق ہے، ایسے ہی نبی اور غیر نبی یکساں نہیں، اگرچہ شکل و شباہت میں ظاہری مشابہت ہے۔ ② نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے۔ آپ آدم علیہ السلام کے زمین پر تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو بیالیس سال بعد ہوئے دمشق میں قیام تھا۔ کوفہ میں آپ دفن ہیں۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی۔ ڈیڑھ ہزار سال عمر ہوئی (روح) میں نے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی ہے الحمدللہ! بعض روایات میں ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر میں نبی ہوئے اور ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ واللہ اعلم ③ چونکہ اس وقت قوم کافر تھی لہٰذا آپ نے بشارت کا ذکر نہ فرمایا ④ یعنی ایمان لا کر صرف اللہ کی عبادت کرو۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⑤ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنا جیسا بشر کہنا کفر کی جڑ اور گمراہی کی سیڑھی ہے۔ شیطان کی گمراہی کا سبب یہی ہوا۔ کہ اس نے آدم علیہ السلام کو صرف بشر جانا۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کو یا تو رب نے بشر فرمایا یا خود انہوں نے، یا کفار نے، چوتھے کسی نے بشر نہ پکارا۔ اب جو حضور کو بشر کہہ کر پکارے سمجھ لے کہ وہ کون ہے ⑥ معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کو برا کہنا نظر حقارت سے دیکھنا کافروں کا کام ہے، تمام صحابہ کی عظمت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابہ رسول کا احترام نہ ہوگا اسے ایمان نصیب نہ ہوگا۔ بے ادب بے نصیب، بلکہ صحابہ کی طرف ہر منسوب چیز کا احترام چاہئے۔ ⑦ یا تو کم میں خطاب صرف نوح علیہ السلام سے ہے۔ عربی زبان میں کبھی واحد کو جمع سے تعبیر کر دیتے ہیں یا خطاب آپ سے اور آپ کے متبعین سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ اے نوح علیہ السلام آپ علم و مال میں ہم سے زیادہ نہیں پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ آپ پر ایمان لانے والے عموماً کپڑا بنانے والے، جوتا سینے والے لوگ تھے۔ جنہیں یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ⑧ معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی، رب کی خاص رحمت ہے، ہاں یہ رحمت کبھی نبی کی دعا سے بھی ملی ہے جیسے حضرت ہارون و حضرت لوط کی نبوت ⑨ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ معجزے دکھانے کا مقصود صرف اپنی حقانیت ظاہر فرمانا ہوتی ہے نہ کہ قوم سے جبراً کلمہ پڑھوانا۔ ورنہ جب حضور کنکریوں سے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں۔ تو ابوجہل سے کلمہ کیوں نہ پڑھوالیا۔ کیونکہ جبری ایمان پر ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح جہاد کا مقصود کفر کا زور توڑنا ہے نہ کہ جبراً مسلمان بنانا۔ دوسرے یہ کہ ایمان اس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمانی چیزوں اور انبیاء سے نفرت نہ ہو، کراہت اور ایمان جمع نہیں ہوتے ⑩ معلوم ہوا کہ تبلیغ پر اجرت لینا حرام ہے، نہ پیغمبروں نے اجرت لی، نہ علماء کو حلال۔ تعلیم دین وغیرہ کا اور حکم ہے ⑪ قوم نے مطالبہ کیا کہ آپ غریب مومنوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔ تاکہ ہم کو آپ کے پاس آنے میں شرم نہ آئے۔ تب آپ نے یہ فرمایا ⑫ یعنی تم میں اتنا غرور کہ غریب مسلمانوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہیں کرتے جہالت کی وجہ سے ہے۔ جہالت سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ علم

بقیہ بر صفحہ ۲۸۱

تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ

کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انھیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا ف۱ اللہ خوب جانتا ہے جو

اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

ان کے دلوں میں ہے ایسا کروں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں ف۲ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے

فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور بہت ہی جھگڑے ف۳ تو لے آؤ جس کا ہمیں وعدے دے رہے ہو اگر تم سچے ہو

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا

بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے ف۴ اور تم تھکا نہ سکو گے اور تمہیں

يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ

میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے ف۵

اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ف۶ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے جی سے بنا

قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

لیا تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں ف۷ اور

اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لا چکے ف۸

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۚۖ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ

تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں ف۹ اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے ف۱۰ اور

وَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا ف۱۱ وہ ضرور ڈبائے جائیں گے ف۱۲ اور

يَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ

نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے ف۱۳

قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ؕ فَسَوْفَ

بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے ف۱۴ جیسا تم ہنستے ہو تو اب

ع ۴/۱۱

(۱) اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ ان فقراء مومنین کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی خیر و بہتری دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ دنیا میں تو کفار ہلاک ہوئے اور یہ مومن ان کی جائیدادوں کے مالک بنے' اور آخرت میں جنت وغیرہ کے حقدار ہوئے' اللہ کے بندوں کے منہ سے جو نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے (۲) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا دلیل منافق یا کافر کہنے والا ظالم ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے (۳) یعنی ساڑھے نو سو برس تک ہم سے جھگڑتے رہے نبی کی تبلیغ یا علماء کے وعظ کو جھگڑا فساد کہنا کافروں کا کام ہے (۴) اس سے معلوم ہوا کہ کفر یا بدعملی پر عذاب آنا ضروری نہیں' بلکہ یہ اللہ کے ارادے پر موقوف ہے (روح) (۵) معلوم ہوا کہ بغیر مرضی الٰہی پیغمبر کی تعلیم اثر نہیں کر سکتی۔ تعلیم رسول ہدایت کا تخم ہے اور رب کی مہربانی رحمت کی بارش کی طرح ہے (۶) اس سے معلوم ہوا کہ نبی مشرکوں اور ان کے گناہوں سے بیزار ہیں۔ مومنوں اور ان کے گناہوں سے بیزار نہیں۔ ہاں گنہگار سے ناراض ہیں۔ مگر بیزار نہیں' ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ اگر ہم سے حضور الگ اور بیزار ہو جاویں تو ہمارا بیڑا غرق ہو جاوے۔ اس قل' میں خطاب یا نوح علیہ السلام سے ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (۷) یعنی میں رب کا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ تمہیں گمراہ رکھنا چاہے اور میں تمہیں ہدایت دے دوں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (یونس: ۴۹) ان جیسی نفی ملک کی آیات میں رب کے مقابل ملکیت کی نفی ہوتی ہے۔ (۸) آپ پر تقریباً اسی آدمی ایمان لائے آٹھ اپنے گھر کے۔ بہتر (۷۲) قوم کے (۹) یعنی یہ کفار جو کفر و شرک یا سرکشی یا آپ کو ایذا رسانی کر رہے ہیں' اس پر آپ ملول نہ ہوں۔ کچھ دن انہیں رنگ رلیاں کر لینے دو۔ اب ہلاک ہوا چاہتے ہیں' جیسے پھانسی کا ملزم حاکم پولیس کو گالیاں دیتا ہے تو کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے کفر سے بیزار یا ناراض نہ ہوں' کفر سے بیزاری و ناراضی کمال ایمان ہے (۱۰) چنانچہ آپ نے ساگوان کی لکڑی سے بارہ سو گز لمبی چھ سو گز چوڑی' تین سو گز اونچی کشتی بنائی۔ جس میں تین طبقے رکھے ایک چرندے جانوروں کے لئے۔ دوسرا انسانوں کے لئے تیسرا پرندوں کے لئے (۱۱) یعنی یہ کفار جن کے کفر پر مرنے اور ہلاک ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی سفارش و شفاعت نہ کرنا کہ ان کی ہلاکت قضا مبرم ہو چکی جو ٹل نہیں سکتی اور آپ کی بات خالی جائے یہ مناسب نہیں اس ممانعت شفاعت میں ان حضرات کی انتہائی عظمت شان ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جن کفار کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کے لئے دعاء نجات کرنا منع ہے اور جو کافر ہو کر مر چکے ان کے لئے دعاء مغفرت حرام' رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى (التوبہ: ۱۱۳) (۱۳) اور کہتے تھے کہ اب تک تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے مگر دیوانے بڑھئی ہو کر بلا ضرورت خشکی میں کشتی بنا رہے ہو۔ خشکی کے لئے تو گاڑی بنائی ہوتی۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوش ہونا۔ ان کے کفر کا مذاق بقیہ برصفحہ ۲۸۱

تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝۳۹
جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ
یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور ابلا ف۱ ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کرلے ہر جنس میں سے

زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ
ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ف۲ ان کے سوا اپنے گھر والوں ف۳ اور باقی مسلمانوں کو

وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝۴۰ وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے اور بولا اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس

وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۴۱ وَ هِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ
کا ٹھہرنا ف۴ بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور وہی انہیں لئے جارہی ہے ایسی موجوں میں

كَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰى نُوْحُ اِۨبْنَهٗ وَ كَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ
جیسے پہاڑ ف۵ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا ف۶ اور وہ اس سے کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے ساتھ

مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ
سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ف۷ بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا

مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ
لے گا ف۸ کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور

حَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝۴۳ وَ قِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ
ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ف۹ اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین

مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَ غِیْضَ الْمَآءُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ
اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کردیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی

عَلَى الْجُوْدِیِّ وَ قِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۴۴ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ
کوہ جودی پر ٹھہری ف۱۰ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا

فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ
عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے ف۱۱ اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب

(۱) حفص بنقل الجو دامالۃ الراء ۱۲

❶ ظاہر یہ ہے کہ تنور سے روٹی پکانے کا تنور مراد ہے یہ تنور کوفہ کی جامع مسجد کے دروازہ کی داہنی جانب واقع تھا۔ اب بھی وہاں کچھ آثار موجود ہیں۔ طوفان آنے کی یہ علامت فرمادی گئی تھی کہ جب اس تنور سے قدرتی طور پر پانی جوش مارے تو سمجھ لو کہ عذاب آگیا۔ فوراً کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ تنور کے متعلق اور بھی کئی قول ہیں' یہ تنور آدم علیہ السلام کے زمانہ کا تھا اور پتھر کا تھا۔ میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے' اب وہاں تنور نہیں ہے۔ پانی اب بھی رہتا ہے۔ ❷ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلے سے بھی زیادہ برا ہے' کیونکہ کتوں بلوں کو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت تھی۔ کفار کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی ❸ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اور بیویاں سب اہل میں داخل ہیں۔ ❹ چنانچہ جب آپ کشتی چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے چل پڑتی۔ اور جب اسے ٹھہرانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے ٹھہر جاتی۔ اب بھی جو شخص دریائی سواری میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو انشاء اللہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام پر بسم اللہ پڑھنا بڑی پرانی سنت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے ساتھ موقع کے مطابق الفاظ ملادینا چاہئے' چنانچہ دوا پیتے وقت بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی پڑھے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے دم کرتے وقت بسم اللہ اَرْقِیْکَ کہے۔ ❺ کیونکہ کئی دن تک مسلسل بارش موسلا دھار ہوتی رہی۔ زمین نے بجائے پانی چوسنے کے پانی اگلنا شروع کر دیا ❻ حضرت علی کی قرات میں ہے اِبْنَهَا یعنی آپ کی کافرہ بیوی واعلہ کا بیٹا۔ بعض علماء نے اس بناء پر فرمایا کہ کنعان آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ آپ کا سگا بیٹا تھا ❼ یعنی ایمان لا کر کشتی پر سوار ہو جا۔ کیونکہ کشتی میں سوار ہونے کی صرف مومنوں کو اجازت تھی اس سے معلوم ہوا کہ یہ طغیانی ایک نوعیت سے عذاب تھی لہٰذا کنعان کا اس وقت ایمان لانا معتبر ہو جاتا۔ نیز اگر یہ پانی ہر طرح عذاب ہوتا تو پھر کسی مسلمان کو اس حصہ زمین پر آباد ہونا درست نہ ہوتا جہاں یہ طغیانی آئی۔ کیونکہ عذاب کی بستی میں ٹھہرنا منع ہے ❽ یہ گفتگو پہاڑوں کے پانی میں غرق ہو جانے سے پہلے کی ہے' آخر میں تمام پہاڑ بھی غرق ہو گئے تھے ❾ کنعان کا ڈوبنا بھی نوح علیہ السلام کی دعا سے ہی ہوا تھا کیونکہ آپ نے دعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا (نوح:۲۶) اس دعا میں کسی کافر کا استثناء نہیں فرمایا گیا۔ نہ کنعان کا نہ کسی اور اپنے گھر والے کافر کا۔ لہٰذا اس میں آپ کی دعا کا رد نہیں۔ بلکہ پچھلی دعا کی قبولیت کی تکمیل ہوئی ❿ جودی پہاڑ موصل کے علاقہ میں واقع ہے۔ نوح علیہ السلام دسویں رجب کشتی پر سوار ہوئے اور دسویں محرم کو جمعہ کے دن جودی پہاڑ پر اترے اور شکریہ کا روزہ رکھا۔ شام کو مختلف غلے جمع کر کے پکا کر ملاحظہ فرمائے۔ (خزائن وغیرہ) دسویں محرم کو نجات موسیٰ علیہ السلام ملاقات یعقوب و یوسف علیہما السلام۔ نجات یونس علیہ السلام ہوئی ⓫ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نوح علیہ السلام رب کے کلام کا مطلب نہ سمجھ سکے کہ اهلك سے مراد مومن اہل بیت ہیں۔ بلکہ یہ متکلم کے کلام کو رحمت پر محمول کرنا ہے' جیسے قائل کا قول۔ وَمِثْلُكَ الْاَمِیْرُ یُحْمَلُ عَلَى الْاَدْهَمِ یہ غایت رحمت کی دلیل ہے۔ اهلی میں لغوی معنی مراد ہیں اور لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں مقصودی معنی مراد ہیں

الْحٰكِمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ

سے بڑھ کر حکم والا ۱ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ۲ بے شک اس کے کام

صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ

بڑے نالائق ہیں ۳ تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں ۴ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ

نادان نہ بن ۵ عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں

لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾

جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں ۶

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ

فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ ۷ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے ۸ کچھ گروہوں پر

مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ

اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے ۹ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا یہ

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ ع ۴ وَاِلٰى عَادٍ

سے پہلے ۱۰ تو صبر کرو بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا ۱۱ اور عاد کی طرف

اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

ان کے ہم قوم ہود کو ۱۲ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۱۳ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ

تو نرے مفتری (بالکل جھوٹے الزام عائد کرنے والے) ہو اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی

اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا

کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ۱۴ تو کیا تمہیں عقل نہیں اور اے میری قوم اپنے رب سے

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ

معافی چاہو ۱۵ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے

۱ اس عرض میں کنعان کے بچنے کی دعا نہیں' کیونکہ وہ تو ڈوب چکا تھا اب بچنے کے کیا معنی مقصد یہ ہے اب میری قوم کہے گی کہ کنعان تو تمہارا گھر والا تھا وہ کیوں ڈوب گیا۔ میں اسے کیا جواب دوں ۲ یعنی تمہارا گھر والا وہ ہے جو تمہارے دین پر ہو ۳ یہاں عمل غیر صالح سے مراد بدعقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے اور کفار کی صحبت بھی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص شیعہ وہابی یا مرزائی ہو جاوے وہ سید نہیں۔ اگرچہ حضرت علی کی اولاد سے ہو۔ کیونکہ سید ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے۔ دیکھو کافر بیٹا مومن باپ کی میراث نہیں پاتا۔ قرابت نسبی اگرچہ دینی قرابت سے قوی ہے' لیکن بغیر قرابت دینی کے نسبی قرابت بیکار ہے۔ ۴ یعنی اتنی ظاہر بات ہم سے نہ پوچھو۔ اس کا جواب تم خود ہی قوم کو دے دو۔ جیسے کوئی بڑا شاگرد استاد سے معمولی سوال کرے تو استاد کہے کہ نادان نہ بنو۔ یہ سوال تمہاری شان کے خلاف ہے۔ ۵ خیال رہے کہ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے علم کی نفی مقصود نہیں' کیونکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کنعان میرا بیٹا ہے اور واقعی وہ بیٹا تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر کی بخشش نہیں' کہ یہ عقاید کا مسئلہ ہے' اس میں اظہار غضب ہے رب منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (التوبہ:۱۰۱) اے محبوب ان بے ایمانوں کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ یعنی ان کی شفاعت نہ کرو ۶ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے جیسے رب تعالیٰ کا یہ فرمان اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ (زخرف:۸۱) ورنہ نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ نبی کی بخشش نہ فرمائے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نقصان والوں سے ہوں۔ ان کے صدقہ سے ہزارہا گنہگار مومن بخشے جائیں گے ۷ برکتوں سے مراد زیادہ اولاد ہے اور اولاد میں انبیاء و اولیاء ہیں' کیونکہ بعد کی تمام دنیا نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے' اور سارے پیغمبروں کے آپ جد امجد ہیں ۸ یا تو کشتی کے ساتھی مراد ہیں یا قیامت تک ایمان کے ساتھی۔ یعنی مومنین ۹ اس سے آپ کی اولاد کے کفار مراد ہیں' کیونکہ دنیاوی سامان انہیں بھی ملے گا ۱۰ اس میں یہ نہ فرمایا کہ کتنے پہلے' قوم تو اس خبر دینے سے پہلے بالکل نہ جانتی تھی' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رب کے بتانے سے پہلے نہ جانتے تھے۔ مگر بتایا کب' اس کے لئے خود سرکار فرماتے ہیں۔ کہ اس نے دست رحمت میرے سینے پر رکھا۔ تو تمام چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں ۱۱ یعنی اگرچہ بعض دفعہ متقیوں پر آزمائش آ جاتی ہے مگر انجام کار غلبہ انہیں کا ہوتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ دنیا تو متقی و فاسق سب کو مل جاتی ہے' مگر آخرت کی بھلائی صرف متقیوں کے لئے ہے' خیال رہے کہ متقی کی بہت قسمیں ہیں' ایسے ہی آخرت کی بھلائی کی بھی بہت صورتیں ہیں' جس درجہ کا متقی ہوگا اسی درجہ کی بھلائی ملے گی۔ صحابہ کرام کی بھلائی اور درجہ کی ہے اولیاء اللہ کی بھلائی کچھ اور بلکہ ہر مومن بھی مومن اور متقی ہے وہ بھی وہاں کی بھلائی کا مستحق ہے ۱۲ یہاں بھائی نسبی اعتبار سے فرمایا گیا' کہ ہود علیہ السلام اس قوم کے ہم نسب تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی ۱۳ خیال رہے

بقیہ بر صفحہ ۲۸۱

قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا
اس سے اور زیادہ دے گا ۱ اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر

بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
ہمارے پاس نہ آئے ۲ اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ
پر یقین لائیں ۳ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ (پکڑ) پہنچی ۴ کہا میں

اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ
اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ ۵ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر

فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ
میرا برا چاہو ۶ پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ۷ جو میرا رب ہے اور تمہارا

وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
رب کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَ
راستہ پر ملتا ہے ۸ پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا ۹ اور

يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى
میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا ۱۰ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بے شک میرا رب

كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہر شے پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ
اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۱۱ اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی ۱۲ اور یہ عاد ہیں کہ

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی ۱۳ اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے

عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ
کہنے پر چلے اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت ۱۴ اور قیامت کے دن سن لو بے شک

۱ جب ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہ مانی، تو تین سال تک ان پر بارش نہ آئی۔ ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں، سخت قحط پڑ گیا تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں معذرت کرتے ہوئے حاضر ہوئے، تب آپ نے یہ جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے مال میں اولاد میں برکت ہوتی ہے، بارشیں آتی ہیں، یہ قرآنی عمل ہے اور استغفار پڑھنے کا بہترین وقت بعد سنت فجر ہے ۲ ہمیشہ ضدی اور جھوٹے لوگ یہ ہی کہتے ہیں، ہزار ہا قوی دلائل سن کر بھی کہتے ہیں کہ تم نے کوئی دلیل دی ہی نہیں ۳ یعنی ہم صرف تمہاری باتوں سے ایمان نہ لائیں گے کوئی قوی دلیل لاؤ۔ یہ ہے مقولہ کفار مومن کے لئے نبی کا فرمان ہزار دلائل سے بڑھ کر دلیل ہے۔ نبی کی نبوت کی دلیل ان کا معجزہ ہے جب معجزے سے ان کی نبوت مان لی تو پھر وہ خود توحید، ایمان، اعمال کی دلیل ہو گئے۔ مصرع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ۴ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین نبی کی عقل پر غالب نہیں آسکتے۔ اور نہ انہیں دیوانہ کرسکتے ہیں۔ نظر بد اور جادو کا نبی پر اثر ہو جانا ایسا ہے جیسا تلوار اور زہر کا اثر ہو جانا مگر شیطان کا ان پر اثر نہیں ہوسکتا۔ رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) اس لئے رب نے اسے مقولہ کفار فرمایا ۵ یہاں بطور استہزاء اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ شرعی گواہی اس سے مراد نہیں۔ کیونکہ مومن کا گواہ کافر نہیں ہوتا۔ نیز دشمن دشمن کا اپنی مخالفت پر گواہ نہیں ہوا کرتا ۶ یہ ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے معنی کا ظہور جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دل میں رب کے مقابل کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا ۷ آپ نے توکل کی اعلیٰ قسم پیش فرمائی۔ یعنی اسباب چھوڑنا، خالق اسباب پر نظر رکھنا ۸ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کے سیدھے راستہ پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو انہیں چاہے وہ سیدھا راستہ اختیار کرے۔ وہ تب ملیں گے۔ ورنہ راستہ پر تو وہ ہوتا ہے جو منزل پر نہ پہنچا ہو۔ جیسے کہا جاوے کہ لاہور سیدھے راستہ پر ہے، رب نے حضور سے فرمایا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (یٰس: ۴) ۹ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی اپنی امت تک سارے شرعی احکام اپنی حیات شریف میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے، لہٰذا بوقت وفات حضور کا فرمانا کہ قلم دوات لاؤ میں کچھ لکھ دوں، نئے حکم کی تحریر کے لئے نہ تھا۔ بلکہ انہی بتائی ہوئی باتوں میں سے بعض باتیں لکھنا مقصود تھیں، اسی لئے بعد میں حضور نے تحریر بھی نہ فرمایا۔ ضروری باتیں تو حیات شریف ہی میں پہنچا دی تھیں ۱۰ یہ قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی قوم دین کی خدمت نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کر کے دوسری قوم اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے، ابوجہل وغیرہ نے سرکشی کی تو انہیں ہلاک فرما کر مدینہ طیبہ کے انصار سے دین کی خدمت لے لی۔ ہم اس کے حاجت مند ہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ مومن نبی کے ساتھ ہوتے ہیں اور نبی کی ہمراہی عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے ۱۲ آپ پر کل چار ہزار آدمی ایمان لائے جو عذاب سے محفوظ رہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان و نیک اعمال نجات کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ درحقیقت بقیہ برصفحہ ۷۸۱

عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

عاد اپنے رب سے منکر ہوئے ف۱ ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم ف۲ اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ

صالح کو ف۳ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے

اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا

تمہیں زمین سے پیدا کیا ف۴ اور اس میں تمہیں بسایا ف۵ تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا

رجوع لاؤ ف۶ بے شک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا ف۷ بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم

قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

ہوتے تھے ف۸ کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں ف۹ اور بے شک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے

تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ

ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ف۱۰ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن

مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

دلیل پر ہوں ف۱۱ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں

عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

اس کی نافرمانی کروں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے

لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو ف۱۲ کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا ف۱۳

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ

کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹیں ف۱۴ تو صالح نے کہا اپنے گھروں

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

میں تین دن اور برت لو (فائدہ اٹھا لو) ف۱۵ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ

اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ف۱۶ اور اس دن کی رسوائی سے بے شک

ع ۵ / ۱۲ وقف لازم

(۱) اس طرح کہ اس کے پیغمبر کا انکار کیا اور پیغمبر کا انکار رب کا انکار ہے۔ (۲) قوم عاد دو ہیں عاد ہود جنہیں عاد اول اور عاد قدیمہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرے عاد ارم جنہیں عاد حدثیہ یا عاد جدیدہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عاد کے ساتھ فرمایا گیا قوم ہود (۳) ان انبیاء کو اخاھم فرما کر یہ بتایا گیا کہ وہ حضرات اسی قوم سے تھے' ابراہیم و لوط علیہما السلام کی طرح دوسری قوموں یا دوسری جگہ سے تشریف نہ لائے تھے' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قوم کو اجازت تھی کہ وہ ان پیغمبروں کو بھیا کہہ کر پکارے' رب فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور: ۶۳) (۴) اس طرح کہ تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو زمین سے بنایا۔ ان کا زمین سے بنانا تم سب کا اس سے بنانا ہے' اسی لئے انہیں آدم اور تمہیں آدمی کہا جاتا ہے یعنی مٹی والا (۵) اِسْتَعْمَرَ یا تو عمران سے بنا ہے یا عمر سے عمران بمعنی آبادی یعنی زمین کو تم سے آباد کیا یا تمہیں لمبی عمریں بخشیں' چنانچہ قوم ثمود کی عمریں تین سو برس سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھیں۔ لیکن انہوں نے اس لمبی عمر سے لمبے گناہ کئے (۶) یہاں استغفار سے مراد زبانی توبہ ہے اور توبہ سے مراد عملی توبہ' زبانی توبہ عملی توبہ سے پہلے ہونی چاہئے۔ اسی لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ یا استغفار گزشتہ گناہوں سے معافی مانگنا ہے اور توبہ آئندہ گناہوں سے کنارہ کش ہو جانے کا معاہدہ کرنا یا استغفار بدعقیدگیوں سے علیحدگی کا نام ہے اور توبہ بدعملیوں سے دور رہنے کا نام بہر حال آیت میں تکرار نہیں ہے' اس سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بڑی پرانی سنت ہے آدم علیہ السلام نے سب سے پہلی عبادت توبہ ہی کی (۷) یعنی اس کی رحمت توبہ کرنے والوں سے قریب ہے' اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف: ۵۶) (۸) یعنی ہم کو تم سے یہ امید تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے' یہ اس لئے کہا کہ آپ ظہور نبوت سے پہلے ہی اعلیٰ صفات کے مالک تھے' مہمان نوازی' غریبوں کی مدد' حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام ظہور نبوت سے پہلے ہی اعلیٰ صفات کے مالک ہوتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کا یہ حال نہیں اس کی ابتدائی زندگی بہت خراب ہے (۹) اس سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام نے کبھی بت پرستی نہ کی ورنہ وہ کہتے کہ جن کی پوجا کل تک تم خود کرتے تھے آج ہمیں اس سے روکتے ہو بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے باپ دادوں نے بھی بت پرستی نہ کی' ورنہ وہ کہتے کہ جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اس سے' ہمیں روکتے ہو۔ اٰبَآؤُنَا سے ان کی کمال توحید معلوم ہوئی۔ خیال رہے کہ يَعْبُدُ مضارع بمعنی ماضی ہے' جیسا کہ روح البیان وغیرہ میں ہے (۱۰) یہاں شک سے مراد انکار ہے نہ کہ تردد' وہ تو صالح علیہ السلام کو بالکل سچا نہ مانتے تھے۔ جیسا کہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱۱) یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے ہے واجب پر تعلیق تاکید کے لئے ہوتی ہے (۱۲) بعض لوگ بعض اولیاء کے جنگل میں شکار نہیں کرتے' وہاں کی لکڑی نہیں جلاتے ان کی دلیل یہ آیت ہے' کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا گوشت شرعاً حرام نہ تھا اونٹ حلال ہے' مگر نقصان دہ تھا' اس سے عذاب بقیہ بر صفحہ ۲۸۱

رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

تمہارا رب قوی عزت والا ہے — اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا ف۱

فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے — گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے سن لو بے شک

ثَمُودَا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِثَمُودَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا

ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ف۲ ارے لعنت ہو ثمود پر اور بے شک ہمارے فرشتے

إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ

ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام ف۳ کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا

بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ

بھنا لے آئے ف۴ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (اجنبی) سمجھا اور جی

مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَأَتُهُ

ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا ف۵ بولے ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی

قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾

کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی ف۶ تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی ف۷

قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ

بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا ف۸ اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بے شک یہ تو

عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

اچنبھے کی بات ہے ف۹ فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

تم پر اس گھر والو ف۱۰ بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا ف۱۱

الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

اور اسے خوش خبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ف۱۲ بے شک ابراہیم تحمل

لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ

والا بہت آہیں کرنے والا رجوع کرنے والا ہے ف۱۳ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بے شک

منزل ۳

ف۱ یہ آواز حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز تھی، جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے آج بھی بجلی کی کڑک اور بم کی آواز سے موت واقع ہو جاتی ہے دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (اعراف: ۷۸) انہیں زلزلے نے پکڑ لیا ہوسکتا ہے کہ اس آواز سے زمین میں زلزلہ بھی پیدا ہو گیا ہو جیسا آج دھماکے سے زمین ہل جاتی ہے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ف۲ کیونکہ وہ نبی کے انکاری ہوئے، اور نبی کا انکار رب کا انکار ہے۔ ف۳ جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں یہ خوشخبری دینے آئے کہ حضرت سارہ کے شکم سے اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری بہت شاندار ہوتی ہے کہ ان کی بشارتیں پہلے دی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو رب نے علم غیب بخشا ہے جس سے وہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں تیسرے یہ کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ملائکہ اور سنت انبیاء ہے، چوتھے یہ کہ سنت یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا، مہمانوں کو کھلانا سنت ابراہیمی ہے، اور مہمان کی تواضع کھانے سے کرنا، اگرچہ واقفیت نہ ہو سنت ہے ف۵ کیونکہ اس زمانے میں نو وارد کا میزبان کے گھر سے کچھ نہ کھانا جنگ کی علامت تھی۔ کہ یہ لڑنے آیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کا خوف توکل اور نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فرشتہ کسی اور کام کے لئے آئے تو ہوسکتا ہے کہ پیغمبر اسے نہ پہچانے۔ مگر جب شرعی وحی لے کر آئے گا تو پیغمبر کا پہچاننا لازم ہے ف۶ خوشی کی وجہ سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوشی منانا اچھا ہے ف۷ یعنی اے سارہ تم یعقوب علیہ السلام کو بھی اپنی گود میں کھلاؤ گی۔ تمہاری عمر اتنی دراز ہوگی کہ پوتے کی بہاریں دیکھو گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہے۔ خوشخبری فرشتوں نے دی، رب نے فرمایا ہم نے دی ف۸ یا تو یہ کلام تعجب کے طور پر ہے یا کیفیت ولادت کے بارے میں سوال ہے کہ آیا ہم دونوں دوبارہ جوان کئے جاویں گے، پھر بچہ ملے گا یا اسی طرح بوڑھے ہونے کی حالت میں، یہ کلام افسوس کا نہیں، خوشی کا ہے ف۹ کہ ایک سو بیس برس کے بوڑھے اور ننانوے برس کی بوڑھی بانجھ بی بی کے اولاد ہو۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے، خصوصاً ایسا صالح فرزند۔ ف۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے۔ یہاں حضرت سارہ کو، علیکم سے اس لئے خطاب فرمایا۔ کہ انہیں اہل بیت کہا گیا ہے جو مذکور ہے۔ ف۱۱ یہ معلوم ہو کر کہ یہ لوگ فرشتے ہیں۔ اس لئے نہیں کھاتے آپ کا خطرہ دور ہو گیا۔ ف۱۲ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے اللہ پر ناز فرماتے ہوئے اس سے جھگڑتے بھی ہیں، اور اس پر ضد بھی کرتے ہیں، ان کی یہ ضد رب کو پسند ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کے پیاروں سے جھگڑنا رب سے جھگڑنا ہے، کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے جھگڑتے تھے، رب نے فرمایا ہم سے جھگڑے خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر قوم لوط کی شفاعت نہ کی بلکہ ضمناً تاخیر عذاب کی کوشش کی۔ ف۱۳ یعنی آپ بہت رقیق القلب تھے، کفار کی ہلاکت نہ چاہتے تھے، چاہتے تھے کہ قوم لوط کو کچھ اور تامل اور غور کا موقع مل جائے، شاید وہ ایمان لے آویں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں، مومنوں کے لئے شفاعت ہے

ع ۸

19

أَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

تیرے رب کا حکم آ چکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا ف١ اور جب لوط کے پاس ہمارے

لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾

فرشتے آئے اسے ان کا غم ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا ف٢ اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی ف٣ اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت

السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

پڑی تھی کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں ف٤ یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور

لَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ

مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو ف٥ کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں ف٦ بولے تمہیں

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ

معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ف٧ اور تم ضرور جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے بولے

لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا

اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا ف٨ فرشتے بولے اے لوط ہم

رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ

تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ف٩ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ

اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے ف١٠ سوائے تمہاری عورت کے ف١١ اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا ف١٢

إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا

بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے ف١٣ کیا صبح قریب نہیں ف١٤ پھر جب ہمارا حکم آیا

جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ

ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا ف١٥ اور اس پر کنکر کے پتھر لگا تار

مَنْضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾

برسائے ف١٦ جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں ف١٧

منزل ٣

١ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقدیر مبرم کسی صورت میں نہیں ٹل سکتی دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی رب کی بارگاہ میں وہ عزت ہے کہ رب ان کو تقدیر مبرم کے خلاف دعا کرنے سے روک دیتا ہے تاکہ ان کی زبان خالی نہ جاوے ٢ آپ مہمانوں کی آمد سے تنگ دل نہ ہوئے بلکہ اپنی قوم کی بدعملی سے کیونکہ یہ فرشتے نہایت حسین لڑکوں کی شکل میں تھے مہمانوں سے تنگ دل ہونا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے یہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو کر بستی سدوم میں پہنچے ٣ کیونکہ انہیں لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نے خبر دے دی تھی کہ ہمارے گھر نہایت حسین لڑکے آئے ہیں ٤ تمہاری بیویاں جو میری قومی بیٹیاں ہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ (شعراء: ١٦٦) اس سے پتہ لگا کہ آپ اس مردود قوم کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں فرما رہے ہیں جیسے بزرگ اپنے چھوٹوں کو بیٹا یا بیٹی کہہ دیا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانوں کی خدمت اور ان کی حفاظت سنت انبیاء ہے۔ اگر چہ ان کو پہچانتا بھی نہ ہو ٥ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول اپنے مہمانوں کو ستانے والوں پر ناراض اور ان کی خدمت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں اسی لئے اہل مدینہ اب بھی زائرین کی خدمت کرتے ہیں کہ یہ لوگ صاحب عرس کے مہمان ہیں۔ ان کی خدمت سے صاحب عرس خوش ہوں گے ان سب کی اصل یہ آیت ہے ٦ یعنی اگر تم ضد سے میری بات نہیں مانتے تو تم میں اگر کوئی عقلمند ہو جو تمہیں ان حرکتوں سے روکے اس کی مان لو یہ کلام آپ نے نہایت پریشانی کی حالت میں کیا ٧ یعنی ہم کو ان کی طرف رغبت نہیں یا ہم عورت کے قابل نہیں رہے کیونکہ اغلام کرنے والا عورت پر قادر نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ وہ ان کی بیویاں تھیں ٨ معلوم ہوا کہ قوم کی یا ظاہری طاقت کی پناہ لینا شرک نہیں۔ نبی کا فعل ہے آپ نے اس پر افسوس کیا کہ میری قوم میں میرا مددگار کوئی نہیں ٩ اس قوم پر عذاب لائے ہیں۔ نہ کہ آپ پر وحی کیونکہ وحی لانے والے فرشتے کو نبی ضرور پہچانتے ہیں ورنہ وہ وحی یقینی نہ رہے خیال رہے کہ فرشتوں کا خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آنا گویا مجرموں کو موقع واردات پر پکڑنے کے لئے تھا۔ جیسے پولیس مجرم کے پاس سادہ وردی میں پہنچ کر جرم کرتے ہوئے مجرم موقعہ پر پکڑتی ہے۔ جس سے مقدمہ کا ثبوت قوی ہو جاتا ہے۔ ١٠ نہ اپنے گھر بار کو نہ مال و متاع کو نہ قوم کے لوگوں کو۔ ١١ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر غم کرنا بھی گناہ اور ہلاکت کا سبب ہے کیونکہ آپ کی یہ بیوی اسی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ کہ اس نے آپ کے ساتھ جاتے ہوئے قوم کی ہلاکت محسوس کر کے کہا ہائے میری قوم یہ کہتے ہی ایک پتھر اس کی کھوپڑی پر بھی پڑا۔ وہاں ہی ڈھیر ہو گئی یہ پتھر پکی ہوئی مٹی کے تھے ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا تھا۔ ان پتھروں نے بم کا کام دیا۔ ہر پتھر اپنے نام والے پر پڑا ١٢ معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو باعلام الٰہی معلوم تھا کہ کون کافر مرے گا اور کون مومن ہو کر اور یہ لوگ کب اور کہاں ہلاک ہوں گے یہ تینوں باتیں علوم خمسہ میں سے ہیں حضور کا علم تمام فرشتوں سے زیادہ ہے ان پر یہ کیسے مخفی رہے۔ ١٣ معلوم ہوا کہ صبح بقیہ بر صفحہ ۲۸۱

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ

اور مدین کی طرف ف۱ ان کے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا

مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِكۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ اِنِّیۡۤ اَرٰىكُمۡ

کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو ف۲ بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں

بِخَیۡرٍ وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡكُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ مُّحِیۡطٍ ﴿۸۴﴾ وَیٰقَوۡمِ اَوۡفُوا

اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ف۳ اور اے میری قوم

الۡمِكۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ

ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو ف۴

وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۸۵﴾ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ف۵ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے

كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۚ۬ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡكُمۡ بِحَفِیۡظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ

اگر تمہیں یقین ہو ف۶ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں ف۷ بولے اے شعیب

اَصَلٰوتُكَ تَاۡمُرُكَ اَنۡ نَّتۡرُكَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ

کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا

فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ

اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقل مند نیک چلن ہو ف۸ کہا اے میری قوم

اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَرَزَقَنِیۡ مِنۡهُ رِزۡقًا

بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں ف۹ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی

حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡهٰىكُمۡ عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ

دی ف۱۰ اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں ف۱۱

اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ

میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی

وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾ وَیٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَكُمۡ

طرف رجوع ہوتا ہوں ف۱۲ اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کمواد ے کہ تم پر پڑے

❶ قوم مدین یا شہر مدین کی طرف' مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام تھا۔ ان کی اولاد کو قبیلہ مدین اور ان کی بستی کو قریہ مدین کہا گیا ❷ اس قوم نے پیمانے چھوٹے بڑے اور ترازو کے باٹ کم زیادہ رکھے ہوئے تھے' چھوٹے پیمانوں اور ہلکے باٹوں سے دیتے تھے۔ اور بڑے پیمانے اور بھاری باٹوں سے لیتے تھے ❸ ایسا عام عذاب جس سے کوئی بچ نہ سکے' خیال رہے کہ جب گناہ عام ہو جاوے تو عذاب آتا ہے جس میں بے گناہ جانور اور بچے بھی گرفتار ہو جاتے ہیں' اس کو عذاب محیط کہا جاتا ہے ❹ معلوم ہوا کہ کفار بھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگرچہ عبادات شرعاً ان پر واجب نہیں' لہٰذا کافر پر نماز فرض نہیں۔ مگر ٹھیک تولنا اس پر بھی لازم ہے' چوری کرنا اس پر بھی حرام ہے لہٰذا کافر کو مسلمان سے سود لینے سے حکومت اسلامیہ روکے گی۔ معاملات کی خرابی سے کفار پر دنیا و آخرت میں عذاب ہوا اور ہوگا۔ رب فرماتا ہے وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۪ۙ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ (تکویر: ۹) جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر ماں باپ پر عذاب ہوگا۔ ❺ ڈکیتی و چوری کرتے ہوئے ❻ اس سے معلوم ہوا کہ حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی۔ بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہے اور کتیا دس بارہ۔ اور بکریاں ہزاروں ذبح ہوتی ہیں کتا کوئی ذبح نہیں ہوتا۔ مگر ریوڑ بکریوں کے دیکھے جاتے ہیں نہ کہ کتوں کے حلال کی تھوڑی روزی حرام کی بہت روزی سے بہتر ہے ❼ شعیب علیہ السلام کے دین میں جہاد نہ تھا صرف زبانی تبلیغ کا حکم تھا آپ تمام دن وعظ فرماتے' او رتمام رات نماز پڑھتے تھے ❽ معلوم ہوا کہ نبی کی توہین کی نیت سے تعریف کے الفاظ بولنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ یہ تعریف نہیں بلکہ مذاق اور دل لگی ہے' خیال رہے کہ نعت گو اور نعت خواں نعت میں اپنی اپنی نیت درست کریں۔ کفار نے اپنے نبی کو حلیم اور رشید کہا۔ لفظ اچھے تھے مگر نیت گندی تھی ❾ روشن دلیل سے مراد نبوت اور وحی ہے۔ اگر فرمانا قوم کی حالت کی بنا پر ہے ورنہ آپ کی نبوت اور وحی ایسی حق الیقین تھی کہ جس میں شک کی گنجائش نہ تھی ❿ روحانی روزی یعنی ہدایت' نبوت اور وحی جس سے دائمی زندگی وابستہ ہے یا جسمانی حلال روزی' جس میں حرام کا شائبہ بھی نہ ہو۔ حضرت شعیب علیہ السلام بہت بڑے مالدار تھے۔ جائیداد جانور وغیرہ بہت تھے' (روح البیان) ⓫ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرانا یا نفس امارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ انبیاء کرام کا نفس امارہ نہیں ہوتا رب فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ (یوسف: ۵۳) اور شیطان ان پر مسلط نہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَكَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ (حجر: ۴۲) اس آیت میں بتایا گیا میں ممنوع کام کرنا تو کیا معنی اس کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ جب انبیاء کرام ارادہ گناہ سے محفوظ ہیں تو گناہ کیا معنی جو انہیں گنہگار مانے وہ شیطان سے بدتر ہے۔ کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں خاص بندوں پر غلبہ نہ پاسکوں گا اور یہ بدنصیب انہیں گنہگار یا گمراہ مانتا ہے ⓬ آپ کے اس کلام شریف میں اس جانب اشارہ ہے کہ کوئی شخص بغیر رب تعالیٰ کی دستگیری کے محض اپنی عقل سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ بقیہ برصفحہ ۷۸۲

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍؕ وَمَا قَوْمُ

جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم

لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِؕ اِنَّ رَبِّیْ

تو کچھ تم سے دور نہیں ف۱ اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب

رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا

مہربان محبت والا ہے ف۲ بولے اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں ف۳ اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں

لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًاۚ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ٘ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا

کمزور دیکھتے ہیں ف۴ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا ف۵ تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں

بِعَزِیْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ

تمہیں عزت نہیں ف۶ کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّاؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۹۲﴾ وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ف۷ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی

مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ

جگہ اپنا کام کئے جاؤ ف۸ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌؕ وَارْتَقِبُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں ف۹ اور جب ہمارا حکم آیا ف۱۰

نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ

ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ف۱۱ اور ظالموں کو چنگھاڑ نے

ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ

آلیا ف۱۲ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی وہاں بسے

یَغْنَوْا فِیْهَاؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے ثمود ف۱۳ اور بے شک ہم

مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا

نے موسیٰ کو اپنی آیتوں ف۱۴ اور صریح غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا ف۱۵ تو وہ

(۱) یعنی قوم لوط کی ہلاکت بمقابلہ قوم نوح وقوم ہود کے قریب ہے، ورنہ قوم لوط کو ہلاک ہوئے بھی ہزاروں سال گزر چکے تھے۔ کیونکہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ تھے۔ اور شعیب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں۔ (۲) بہت سے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو توبہ، استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ علیحدہ ہے، کفر کی توبہ ایمان لانا ہے حقوق العباد کی توبہ انہیں ادا کر دینا ہے، علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ہے (۳) معلوم ہوا کہ نبی کا کلام ایمانی عقل سے سمجھ میں آتا ہے۔ ظاہری عقل اس کے لئے کافی نہیں بلکہ ان کے دیکھنے کے لئے بھی ایمانی نگاہ درکار ہے (۴) اس سے معلوم ہوا کہ نبی ولی کی طاقتوں کا انکار کرنا انہیں کمزور سمجھنا کفار کا کام ہے، رب تعالیٰ نے انہیں وہ طاقت بخشی ہے کہ ان کے مقابل کوئی طاقت کام نہیں کرتی (۵) یعنی تمہارے وہ عزیز، قرابتدار جو ہمارے دین میں ہیں اگر ہم تمہیں دکھ پہنچائیں تو انہیں قرابت داری کا پاس ہوگا۔ تمہاری حمایت میں وہ ہم سے لڑ پڑیں گے، اس لیے ہم تم سے کچھ نہیں کہتے، جیسے کفار مکہ ابو طالب کے لحاظ سے حضور کی رعایت کرتے تھے اور ایذا رسانی سے ڈرتے تھے (۶) معلوم ہوا کہ جو خود ذلیل ہو وہ نبی کی عزت کیا جانے، یہ ہی موجودہ زمانے میں اسماعیل کی ذریت کے قول ہیں، ان سب کا ماخذ قوم شعیب کی یہ بکواس ہے۔ (۷) معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کو پیٹھ دینا درحقیقت رب کے فرمان کو پیٹھ دینا ہے اور ان کی فرمانبرداری رب کی اطاعت ہے (۸) اس

ع ۸ ۱۲ ۸

میں ان کفار کو شرک و بت پرستی کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ اظہار غضب مقصود ہے جیسے رب نے فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ (کہف: ۲۹) اور موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تھا اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (یونس: ۸۰) (۹) یعنی تم تو میری ہلاکت کا انتظار کرو کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے بت شعیب علیہ السلام اور مومنوں کو تباہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ زمانہ خود بتا دے گا کہ تباہ کون ہوا، میں یا تم، یہ کلام بھی اظہار غضب کے لئے ہے۔ (۱۰) یہاں امر سے مراد شرعی امر نہیں بلکہ تکوینی امر ہے یعنی ان کی ہلاکت کا حکم، جو فرشتوں کو سنا دیا گیا تھا (۱۱) کہ انہیں وہاں سے نکال دیا کیونکہ نبی کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ (انفال: ۳۳) نیز صالحین کی موجودگی عذاب روکتی ہے۔ (۱۲) اس طرح کہ حضرت جبریل نے ہیبت ناک آواز سے کہا مُوْتُوْا جَمِیْعًا سب مرجاؤ (خزائن العرفان) سورہ اعراف میں ہے کہ انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا۔ حق یہ ہے کہ دونوں ہی عذاب آئے چیخ سے زلزلہ پیدا ہوا۔ (۱۳) قوم ثمود اور قوم عاد دونوں ایک ہی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوئیں، لیکن قوم صالح یعنی ثمود کو نیچے سے چیخ نے پکڑا، اور قوم شعیب کو اوپر سے، اولاً یہ لوگ سخت گرمی میں گرفتار ہوئے پھر ایک بادل نمودار ہوا، جہاں ٹھنڈی ہوا تھی یہ سب وہاں جمع ہو گئے کہ اچانک وہاں چیخ آئی جس سے زمین میں زلزلہ پیدا ہوا، اور تمام علاقہ آگ سے بھڑک گیا، یہ سب ہلاک ہو گئے۔ (۱۴) موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطاء ہوئے، عصا، ید بیضا، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی، بقیہ برصفحہ ۲۸۷

أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ

فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا ۱ اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت

الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا

کے دن تو انھیں دوزخ میں لا اتارے گا ۲ اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا اور ان کے پیچھے پڑی

فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذَٰلِكَ

اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن ۳ کیا ہی برا انعام جو انھیں ملا یہ بستیوں

مِنْ أَنبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ ۖ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَ

کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی ۴ اور

مَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ۖ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ

ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انھوں نے اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنھیں

الَّتِي يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ

اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے ۵ جب تمہارے رب کا حکم آیا

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ

اور ان سے انھیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا ۶ اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے

وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ

ان کے ظلم پر ۷ بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے بے شک اس میں نشانی ہے اس کے

خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ

لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے ۸ وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ

يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَأْتِ

دن حاضری کا ہے ۹ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے جب وہ دن آئے

لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا ۱۰ تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب ۱۱ تو وہ جو

شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ خَالِدِينَ فِيهَا مَا

بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے ۱۲ وہ اس میں رہیں گے

(۱) یعنی فرعون کی گمراہی بالکل ظاہر تھی۔ کہ بندہ ہو کر دعویٰ خدائی کرتا تھا۔ پھر بھی وہ لوگ اس کے کہنے پر چلے (۲) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہوگا۔ اور ان شاءاللہ ہر مومن اپنے سردار اور اپنے امام کے ساتھ ہوگا' لہٰذا کسی کی بیعت ضروری ہے' کیونکہ فرعونی صرف شیطان کے ساتھ نہ ہوں گے بلکہ فرعون کے ذریعے شیطان کے ہمراہ ہوں گے' ایسے ہی مومن براہ راست حضور کے ہمراہ نہ ہوں گے' بلکہ اپنے مشائخ کے ذریعہ سے حضور تک پہنچیں گے' اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہیں' اس کا مرشد شیطان ہے۔ (۳) دنیا میں قیامت تک ہر آنے والی نسل انہیں برائی سے یاد کرے گی' اور آخرت میں تمام اولین و آخرین ان پر لعنت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رسوائی اور نیک لوگوں کا ہمیشہ کسی پر لعنت کرنا خدا کا عذاب ہے اور ذکر خیر اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے۔ (۴) یعنی عذاب والی بستیوں میں سے بعض کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں' اور بعض کے نشان بھی مٹ گئے جیسے قوم نوح کی بستیاں جن کے فقط قصے رہ گئے ان کا نام و نشان نہیں رہا (۵) یعنی جھوٹے معبودوں کی عبادت انہیں کام نہ آئی۔ یہاں یَدْعُوْنَ پوجنے کے معنی میں ہے۔ خیال رہے کہ بتوں کی عبادت تو بہرحال جھوٹی ہے' کیونکہ خود معبود جھوٹے ہیں۔ رب کی عبادت اگر نبی کی تعلیم سے کی جاوے تو سچی' جو نبی کی مخالفت کے ساتھ کی جائے تو جھوٹی' یعنی معبود سچا مگر یہ عابد اور ان کی عبادت جھوٹی۔ یہ دونوں عبادتیں کار آمد نہ ہوں گی۔ کفار مکہ کعبہ معظمہ کا حج کرتے تھے۔ گزشتہ کافر قومیں رب کی عبادت بھی کرتی تھیں' مگر سب بے کار بلکہ نقصان دہ تھیں (۶) ان آیات سے معلوم ہوا کہ بے ایمانوں کی صحبت اور ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے' جیسے ایمانداروں کی صحبت اور ان کی اطاعت رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ (۷) معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی وجہ سے دیگر حیوانات بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں' جیسے جانوروں کی برکت سے کبھی انسانوں پر رحمت کی بارش وغیرہ ہو جاتی ہے (۸) آیت سے مراد عبرت اور نصیحت ہے' مقصد یہ ہے کہ ان واقعات کو سنیں گے سب' مگر عبرت صرف وہ لوگ حاصل کریں گے' جن کے دل میں خوف خدا ہو بے خوف کسی چیز سے عبرت نہیں لیتا (۹) بعض علماء نے شاہد و مشہود میں شاہد سے مراد حضور کی ذات پاک اور مشہود سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے اور رب کا وہ فرمان بھی يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (احزاب: ۴۵) غرض کہ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو خود قرآن کرے (۱۰) یعنی نفع مند کلام' معذرت یا شفاعت' یا سوال کا درست جواب' اذن الٰہی کے بغیر نہ ہو سکے گا ان کے علاوہ اور کلام بھی ہوں گے' جیسے کفار کا جھوٹ بولنا کہ وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (انعام: ۲۳) رب کی قسم ہم تو مشرک نہ تھے وغیرہ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں (۱۱) یعنی آج دنیا میں بعض لوگ خوش نصیب ہیں' بعض بدنصیب' دل کی نرمی' زیادہ رونا' دنیا سے نفرت' شرم و حیا خوش نصیب ہونے کی علامات ہیں اور دل کی سختی' آنکھوں کی خشکی' دنیا کی رغبت' بے حیائی لمبی امیدیں بدبختی کی نشانیاں ہیں۔ (خزائن العرفان) بقیہ برصفحہ ۷۸۲

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ

جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ۱ بے شک تمہارا رب جب جو

لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے ۲ وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ

جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے کبھی

مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ

ختم نہ ہوگی ۳ تو اے سننے والے دھوکا میں نہ پڑ اس سے جسے یہ کافر پوجتے ہیں ۴ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں

اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ

جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بے شک ہم ان کا حصہ انہیں پورا بھر دیں گے جس میں

مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا

کمی نہ ہوگی ۵ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ۶ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی اگر تمہارے رب کی

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ

ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ۷ اور بے شک وہ اس کی طرف سے دھوکہ ڈالنے والے

مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

شک میں ہیں اور بے شک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل پورا بھر دے گا ۸ اسے ان کے کاموں کی

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ

خبر ہے تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے ۹ اور اے لوگو سرکشی نہ کرو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ

بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ۱۰ کہ تمہیں آگ چھوئے

النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے ۱۱

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں ۱۲ بے شک نیکیاں

۱ یعنی ہمیشہ' کیونکہ رب کی مشیت کی کبھی حد ہی نہ آوے گی۔ یعنی آسمان و زمین کی بقا کے برابر وہ دوزخ میں رہیں گے اور اس کے علاوہ جب تک ہم اور رکھنا چاہیں' اس اور رکھنے کی حد کوئی نہیں رب فرماتا ہے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ کو فنا ہے۔ اس آیت کے اخیر میں ہے عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ یہ عطیے کبھی ختم نہ ہوں گے ۲ خواہ اپنے آپ جیسے نیک کار مسلمان' یا دوسروں کے طفیل' جیسے مسلمانوں کی چھوٹی اولاد یا مجھ جیسے گنہگار جو حضور کی طفیل انشاء اللہ سعید ہوں گے' یہ سب جنتی ہیں۔ ۳ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتوں کو فنا نہیں' دائمی ہیں۔ لہٰذا اس آیت کے وہ ہی معنی کرو جو ہم نے کئے۔ ۴ یعنی اے قرآن پڑھنے والے مسلمان گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سن کر شک نہ کرنا کہ شاید بت پرستی حق ہو۔ لہٰذا اسے حضور سے تعلق نہیں' اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سرداران کفر پر تمام پیروی کرنے والوں کا عذاب ہوگا مگر اس سے ان کے تابع کافروں کا عذاب کم نہ ہوگا۔ جیسے کہ ایمان والوں کے پیشواؤں کو سب کے برابر ثواب ملے گا مگر نیکی کرنے والے کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کر دینے سے عامل کا ثواب نہیں گھٹتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے موجودہ کافروں کو گزشتہ کافروں پر قیاس فرمایا کفر اور بدعملی کے مشترک ہونے کی وجہ سے ۶ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب پیغمبر ہیں اور توریت شریف پہلی آسمانی کتاب ہے' آپ کی امت میں آپ کی وفات کے بعد اصل کتاب میں جھگڑے پڑ گئے' کسی کے پاس اصل توریت رہی اور کسی کے پاس تحریف شدہ۔ الحمد للہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں میں یہ اختلاف نہ ہوا' نہ ہوگا' تحریف

ع ۹ ۱۴ ۹

سے یہ محفوظ رہے گا ۷ یعنی ہمارا فیصلہ ہو چکا کہ ان پر عذاب اور حساب قیامت میں ہوگا' اس لئے ابھی انہیں نہیں پکڑتے ۸ اس طرح کہ مومن کی نیکیوں میں کمی اور کافر کے گناہوں میں زیادتی نہ فرمائے گا۔ مومن کی نیکیوں میں زیادتی' گنہگار کے گناہوں کی معافی اس کے خلاف نہیں' لہٰذا اس آیت سے اللہ کی رحمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ۹ صوفیاء کرام فرماتے ہیں' کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے' استقامت یہ ہے' کہ بندہ رنج و غم' مصیبت و راحت میں اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑے ہر حال میں راضی برضا رہے' استقامت ہی ولایت کی جڑ ہے' جس سے حضور کی ہمراہی ملتی ہے ۱۰ یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں' اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا' ان کی خوشامد کرنا' سب ہی ہے' کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جاوے ۱۱ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب مددگار مقرر فرما دیتا ہے کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی طرف دلی میلان کفر ہے کہ رب نے اس کی یہ سزا ارشاد فرمائی' یعنی عذاب آنا اور مددگار نہ ہونا ۱۲ اس آیت سے اشارۃً پانچ وقت بقیہ برصفحہ ۲۸۲

يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ
برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۱؎ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو ۲؎ اور صبر کرو کہ اللہ

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ
نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا ۳؎ تو کیوں نہ ہوئے تم میں سے اگلی سنگتوں

قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا
(قوموں) میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا ۴؎ کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں تھوڑے

مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا
تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا ۵؎ اور

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
وہ گنہگار تھے ۶؎ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کردے اور ان کے لوگ

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ
اچھے ہوں ۷؎ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ

لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ
ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ۸؎ مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لئے بنائے ہیں ۹؎

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ
ملا کر ۱۰؎ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں ۱۱؎ جس سے تمہارا

بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى
دل ٹھہرائیں ۱۲؎ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ ۭ
نصیحت ۱۳؎ اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۱۴؎

اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
ہم اپنا کام کرتے ہیں اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں سے برائیاں معاف ہو جاتی ہیں، اور نیکیوں کے طفیل بروں کو معافی ملتی ہے، حسنات اور سیئات عام ہیں (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص نے غلطی سے اجنبی عورت کو نظر بد سے دیکھ لیا، اور کوئی خفیف سی حرکت کی۔ پھر نادم ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری، اس نے پوچھا کہ کیا یہ میرے لئے خاص ہے فرمایا نہیں۔ میری ساری امت کے لئے ہے، گناہ صغیرہ نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ۲؎ یعنی قرآن اگرچہ سب ہی کے لئے نصیحت ہے، مگر اس کی نصیحت سے فائدہ صرف ماننے والے اٹھائیں گے جیسے رب کا فرمان هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ دیکھو حضور ﷺ رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور رحمۃ للمؤمنین بھی۔ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سب کے لئے نصیحت نہیں۔ ۳؎ اگرچہ کبھی اجر دیر سے ملتا ہے غرضیکہ اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ۴؎ اُولُوْا بَقِيَّةٍ سے مراد علماء ربانی ہیں، یعنی علم وفضل والوں سے باقی لوگ مقصد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی عام گمراہی کا باعث یہ ہوا کہ ان میں علماء ربانی نہ رہے، اگر وہ رہتے تو اس طرح گمراہی نہ پھیلتی، حضور نے فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ وہ اہل سنت والجماعت اور ان کے علماء ہی ہیں۔ ۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ علماء حق کی پیروی نجات کا ذریعہ ہے اور مالداروں کی اطاعت گمراہی کا ۶؎ عوام اس لئے مجرم تھے کہ بدکاریاں کرتے تھے اور علماء اس لئے مجرم تھے کہ انہیں منع نہ کرتے تھے۔ ۷؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، ظلم الوہیت کے منافی ہے، دوسرے یہ کہ جہاں نیک لوگ ہوں، وہاں عذاب نہیں آتا۔ ان کا وجود امن کا تعویذ ہے ۸؎ چنانچہ دیکھ لو کہ انسان اپنی بولی، غذا طریق زندگانی اور دین وملت میں مختلف ہیں، یکساں نہیں، رب کا یہ فرمان بالکل حق ہے۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ جانوروں میں کوئی کافر مشرک

نہیں، یہ بیماری صرف انسان یا جنات میں ہے ۹؎ یعنی اس اختلاف کے لئے جیسا کہ رب نے فرمایا وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (بقرہ:۳۶) یا رحمت فرمانے کے لئے، اسی لئے اس کا نام ارحم الراحمین ہے، خیال رہے کہ انسان کی پیدائش کی حکمت عبادت ہے یعنی اس کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۶) مگر انسان کی پیدائش کا نتیجہ اختلاف ہے، جیسا یہاں ارشاد ہوا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰؎ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ بدکار جنات بدکار انسانوں کی طرح دوزخ میں جائیں گے مگر سورۂ احقاف وسورۂ جن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن جن صرف دوزخ سے نجات پا جائیں گے یعنی ان کے لئے جنت نہیں، لہٰذا صحیح یہ ہی ہے کہ جنت صرف مومن انسانوں کے لئے ہے، خیال رہے کہ چاند سورج، بت وغیرہ بھی دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (بقرہ:۲۴) ۱۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سارے رسولوں کے قصے سنا دیئے اور بتا دیئے کچھ قرآن کریم میں اور کچھ راز داری کے ساتھ حضور سب رسولوں سے خبردار بقیہ بر صفحہ ۲۸۷

وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

اور زمین کے غیب ف۱ اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر

عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۱۲ ۵۳ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۱۱ رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورۂ یوسف ف۲ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ف۳ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا ف۴

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ

کہ تم سمجھو ف۵ ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں ف۶ اس لئے کہ ہم

اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖۗ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی ف۷

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے ف۸ اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

سورج اور چاند دیکھے انھیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا ف۹ کہا اے میرے بچے اپنا خواب

رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ف۱۰ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے ف۱۱ بے شک شیطان آدمی کا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

کھلا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا ف۱۲ اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا

الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا

سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر ف۱۳ جس طرح

عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ

تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحق پر پوری کی بے شک تیرا رب علم

ف۱ وہ جس کو چاہے اس پر اطلاع دے جیسے رب فرماتا ہے۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (بقرہ:۲۵۵) آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے اب وہ جسے چاہے سلطنت بخشے۔ لہٰذا اس آیت سے انبیاء اولیاء کے علوم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی ورنہ یہ آیت منکرین کے بھی خلاف ہوگی کیونکہ انبیاء کو بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں ف۲ (شان نزول) سورۃ یوسف کا شان نزول یہ ہے کہ یہود کے علماء نے عرب کے سرداروں کو سکھلایا کہ تم حضور ﷺ سے دریافت کرو کہ اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام ملک شام سے مصر میں کیسے پہنچی اور ان کے مصر میں آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے اس پر یہ سورۃ شریف اتری یہ سورت مکیہ ہے اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار چھ سو کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حروف ہیں ف۳ قرآن کو مبین یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام اولین و آخرین کی باتیں ظاہر فرماتا ہے یا اس لئے کہ احکام شرعیہ حلال و حرام کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے لئے یہ ہی عربی عبارت ضروری ہے اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ انہیں نماز میں پڑھ سکیں نہ ان کی تلاوت کا ثواب۔ ف۵ اے عرب والو اور تمہارے ذریعے دوسرے لوگ سمجھیں۔ گویا حضور کا عرب میں اور قرآن کا عربی میں آنا تم لوگوں پر رب کا بڑا احسان ہے اس سے تمام دنیا تمہاری حاجتمند ہوگئی۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا عربی زبان میں آنا تم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے وہ تو ہر زبان سمجھتے ہیں وہ تو جانوروں پتھروں کی بولیاں بھی جانتے ہیں کیوں نہ جانیں کہ تمام دنیا کے نبی ہیں اور نبی اپنی قوم کی زبان جانتا ہے آج حضور کے آستانہ پر ہر زبان میں عرض و معروض کی جاتی ہے۔ حضور سب کی سنتے سمجھتے ہیں کوئی فرشتہ ترجمہ کر کے بتانے پر مقرر نہیں۔ ف۶ یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا گیا۔ کہ اس میں عجیب حکمتیں اور عبرتیں ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کے احوال۔ عورتوں کی عادات دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر دشمن پر قابو پا کر اسے معاف کر دینا جوانی میں پاک دامنی اور دنیا کی بے ثباتی انبیاء کرام کا علم غیب تبرکات کا دافع امراض ہونا نبی کے دور کے حالات سے خبردار ہونا۔ غرضیکہ یہ قصہ ایمانی و اعمالی ہے اور بے شمار حکمتوں پر مشتمل ہے۔ ف۷ یعنی نزول قرآن سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ حضور نزول قرآن کے بعد بے خبر اور غافل نہیں عالم کے اگلے پچھلے واقعات سے خبردار ہیں۔ ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام مومن صالح اور صحابی ہیں کیونکہ انہیں یوسف علیہ السلام نے تاروں کی شکل میں دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ ف۹ جب یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تب آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی جمعہ کی شب لیلۃ القدر میں یہ خواب دیکھا اس سے پہلے آپ ایک اور خواب دیکھ چکے تھے کہ گیارہ لاٹھیاں دائرہ کی شکل میں زمین پر گڑھی ہیں اور ایک چھوٹی لاٹھی ان سب پر گھوم رہی ہے یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کے متعلق بھی کہہ دیا تھا کہ اپنے بھائیوں کو نہ سنانا خیال رہے کہ سجدہ کے معنی ہیں بقیہ برصفحہ ۲۸۷

ع ۱۰

حَكِيمٌ ﴿۶﴾ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ﴿۷﴾ إِذْ

وحکمت والا ہے ف۱ بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ف۲ جب

قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ

بولے کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی ف۳ ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں ف۴ بے شک

أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۸﴾ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا

ہمارے باپ صراحتًا ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں ف۵ یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ ف۶

يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ﴿۹﴾

کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے ف۷ اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ

ان میں ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں اور اسے اندھے کنویں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۱۰﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا

کہ کوئی چلتا اسے آکر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے بولے اے ہمارے باپ

لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ﴿۱۱﴾ أَرْسِلْهُ مَعَنَا

آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں ف۹ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج

غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۲﴾ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي

دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے ف۱۰ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں بولا بے شک مجھے رنج دے گا

أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ﴿۱۳﴾

کہ اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے ف۱۱ اور تم اس سے بے خبر رہو

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا

بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں ف۱۲ پھر جب

ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ

اسے لے گئے ف۱۳ اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں ف۱۴ اور ہم نے اسے وحی بھیجی ف۱۵

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۵﴾ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ

کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتادے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے ف۱۶ اور رات ہوئے اپنے باپ

❶ لہٰذا اس نے جسے نبوت کے لئے چنا' بالکل حق چنا۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یارب علیم وحکیم ہے' اس نے مجھے علم وحکمت بخشی ہیں جو کچھ خبر دے رہا ہوں' اس کی عطا سے دے رہا ہوں اس میں خطا نہیں ہو سکتی ❷ یہاں پوچھنے والوں سے وہ یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوسف علیہ السلام کا حال' اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے کنعان سے مصر کی طرف جانے کی وجہ پوچھی تھی۔ جب حضور نے مکمل واقعہ بیان فرمایا۔ اور انہوں نے تورات و انجیل کے مطابق پایا' تو انہیں تعجب ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی سے پڑھا نہ آپ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو ایسے مخفی واقعہ کو بالکل ٹھیک کیسے بیان فرمادیا (خزائن) اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے' ❸ خیال رہے کہ یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں' لایا اور راحیل' اور دو لونڈیاں تھیں' زلفہ اور بلہبہ' ان چاروں کے بطن سے بارہ بیٹے اور کچھ بیٹیاں تھیں چنانچہ لایا کے شکم سے ایک بیٹی دنیہ اور چھ بیٹے تھے' روبیل' شمعون' لادی' یہودا' یشجر' زیالون' راحیل کے شکم سے دو فرزند ہوئے۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین' زلفہ لونڈی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے' جاد اور آشر بلہبہ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے' دان اور نفتالی' راحیل پہلے بانجھ تھیں ان کی اولاد بڑھاپے میں ہوئی' یہ بنیامین کی ولادت کے سال میں وفات پا گئیں۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر دو برس تھی' ان سب میں یوسف علیہ السلام والد کو بہت پیارے تھے ❹ یعنی یعقوب علیہ السلام کی ضرورت کے وقت ہم زیادہ کام آسکتے ہیں' کیونکہ ہم پوری جماعت ہیں اور جوان و تندرست ہیں' وہ یہ نہ سمجھے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ بچپن میں فوت ہو چکی ہیں والد کو ان پر زیادہ مہربان ہونا چاہئے کیونکہ وہ بے ماں کے بچے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض اولاد سے زیادہ محبت ہونا برا نہیں' کمزور اور چھوٹا بچہ عموماً زیادہ پیارا ہوتا ہے' ہاں اولاد میں انصاف نہ کرنا منع ہے ❺ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی رائے کی مخالفت کفر نہیں۔ کیونکہ برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو جو کہ نبی تھے ایذا دی اور ان کی رائے کو غلط قرار دیا۔ لیکن قرآن کریم نے اسے کفر قرار نہ دیا نہ بعد ملاقات یوسف علیہ السلام نے ان سے توبہ کرا کر انہیں دوبارہ مسلمان کیا۔ لہٰذا امیر معاویہ کو محض علی مرتضٰی کی مخالفت کی وجہ سے فاسق وغیرہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہاں ضلال سے مراد گمراہی نہیں کیونکہ نبی کو گمراہ جاننا کفر ہے بلکہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا مراد ہے۔ ❻ تاکہ انہیں بھیڑیا کھا جائے یا کوئی آدمی اٹھا کر لے جاوے۔ جن علماء نے ان تمام بھائیوں کو نبی مانا ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کفر و شرک سے تو ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں' لیکن گناہ سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں نہ کہ پہلے اور یہ حضرات اس وقت نبی نہ تھے بعد میں بنے کیونکہ یہ ارادہ سخت گناہ ہے ❼ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی یہ ساری حرکات صرف یعقوب علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے تھیں' نفس کی خاطر نہ تھیں' اسی لئے ان کو سچی توبہ نصیب ہوگئی' اور قابیل کی حرکات نفس امارہ کے لئے تھیں اسے توبہ نصیب نہ ہوئی' پتہ لگا کہ پیغمبر کی محبت میں گناہ کر لینے کا بھی انجام اچھا ہوتا ہے اور توبہ نصیب ہو جاتی ہے' یہاں نیک بن بقیہ برصفحہ ۴۸۲

عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

کے پاس روتے ہوئے آئے ؎۱ بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا ؎۲ اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم

صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ

سچے ہوں اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے ؎۳ کہا بلکہ تمہارے دلوں

لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا

نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے ؎۴ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا

تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ

رہے ہو اور ایک قافلہ آیا ؎۵ انھوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ؎۶

قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا

بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا ؎۷ اور اللہ جانتا ہے جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا

کرتے ہیں اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا ؎۸ اور انہیں

فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

اس میں کچھ رغبت نہ تھی ؎۹ اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا ؎۱۰

لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ

وہ اپنی عورت سے بولا ؎۱۱ انھیں عزت سے رکھو ؎۱۲ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں ؎۱۳ اور

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ (رہنے کا ٹھکانا) دیا ؎۱۴ اور اس لئے کہ اسے باتوں کا

الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

انجام سکھائیں ؎۱۵ اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ

جانتے ؎۱۶ اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا ؎۱۷ ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم

(۱) معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا' کبھی ظالم اور جھوٹا بھی رویا کرتا ہے' اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہئے (۲) یعنی ہم تو تیراندازی یا دوڑ کرتے ہوئے دور نکل گئے انہیں اپنے کپڑوں وغیرہ کے پاس چھوڑ گئے معلوم ہوا کہ دوڑ اور تیر اندازی بڑا پرانا مشغلہ ہے اس سے پہلے بھی رائج تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ملزم کو دلیل کی تلقین نہ کرے' ان لوگوں کو بھیڑیئے کا بہانہ بنانا یعقوب علیہ السلام کے قول سے معلوم ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ (یوسف: ۱۳) (۳) اس طرح کہ ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں قمیص رنگ لی' یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو منہ پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ عجیب سمجھ دار بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو کھا لیا اور قمیص نہ پھاڑی' یہ لوگ قمیص پھاڑنا بھول گئے تھے' یہ معنی ہیں کذب کے' یعنی ان کا جھوٹ ظاہر تھا' (۴) اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹے ہونے کا یقین فرمایا کیونکہ پیغمبر کے جسم کو تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی' بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کی نبوت ان کے خواب سے آپ معلوم کر چکے تھے' اسی لئے فرمایا کہ تم نے بناوٹ کی ہے اور آپ تلاش کے لئے جنگل نہ گئے' اسرار الٰہی جانتے تھے مگر ظاہر نہ فرماتے تھے (۵) یہ قافلہ مدین سے آ رہا تھا مصر جا رہا تھا مگر راستہ بھول کر اس جنگل میں پہنچا' اس کنوئیں سے کچھ فاصلہ پر ڈیرا ڈالا' پہلے اس کنوئیں کا پانی کھاری تھا۔ یوسف علیہ السلام کی برکت سے میٹھا ہو گیا' جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے ہوا' (۶) اس شخص کا نام مالک ابن ذعر خزاعی تھا۔ یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا' جب اس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا' تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا اور لٹک گئے' اس کے کھینچنے سے باہر تشریف لائے' وہ آپ کا حسن خداداد دیکھ کر حیران رہ گیا (۷) یعنی اس ڈول والے' اور اس کے خاص ساتھیوں نے یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا' تاکہ قافلہ والے شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔ بھائی روزانہ بکریاں چرانے اس کنوئیں کے پاس آیا کرتے تھے اور خبر لیتے رہتے تھے' آج یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ دیکھ کر قافلہ میں پہنچے تلاش کے بعد آپ کو پایا' تو قافلہ والوں سے بولے' کہ یہ ہمارا بھگوڑا غلام ہے' اگر تم چاہو' تو ہم سستے داموں تمہارے ہاتھ فروخت کر دیں' یوسف علیہ السلام بوجہ خوف کے تردید سے خاموش رہے (۸) بخس سے مراد کھوٹے درہم ہیں یا حرام۔ کیونکہ جو حرام ذریعہ سے حاصل ہو' وہ حرام ہے' یا بے برکت وہ درہم چالیس سے کم تھے کیونکہ چالیس درہم اس زمانہ میں تولے جاتے تھے' اس سے کم گنے جاتے تھے' بیس یا بائیس' (۹) یہ بیچنے والے بھائی یا خریدنے والے اہل قافلہ' ان کی بے رغبتی کی وجہ یہ تھی کہ ان سے کہا گیا تھا یہ بھگوڑے غلام ہیں اور بھگوڑا ہونا عیب ہے' (۱۰) اس وقت مصر کا بادشاہ ریان بن ولید عمالقی تھا' اور اس کا وزیر اعظم قطفیر مصری تھا' اسے عزیز مصر کہتے تھے' اس نے آپ کو اس طرح خریدا کہ آپ کے وزن کے برابر سونا' اور اتنی ہی چاندی' اتنا ہی تاتاری مشک' اتنے ہی موتی' اتنا ہی ریشمی کپڑا دیا' اس وقت آپ کا وزن چار سو رطل یعنی قریباً پانچ من تھا' عمر شریف بارہ برس' خیال رہے کہ بقیہ برصفحہ ۲۸۷

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ
ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ف۱ اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا ف۲ اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے
وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ
اور دروازے سب بند کر دیئے ف۳ اور بولی آؤ تم ہی سے کہتی ہوں کہا اللہ کی پناہ
رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ
وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے ف۴ اس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا اور بے
بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ف۵ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے
وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ
برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ف۶ بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے اور دونوں دروازے کی طرف
وَقَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ
دوڑے ف۷ اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا ف۸ بولی کیا
مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾
سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی ف۹ مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار ف۱۰
قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ
کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں ف۱۱ اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی
كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۶﴾
دی ف۱۲ اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے ف۱۳ اور انہوں نے غلط کہا
وَاِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۷﴾
اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے
فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ ؕ اِنَّ
پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا بولا بے شک یہ تم عورتوں کا چرتر (فریب) ہے بے شک
كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِیْ
تمہارا چرتر (فریب) بڑا ہے ف۱۴ اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو ف۱۵ اور اے عورت تو

منزل ۳

① اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو علم لدنی بخشا کہ بلا واسطہ استاد، علم و فقہ، علم صالح عنایت کیا انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے، خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (کہف: ۶۵) اور ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء: ۱۱۳) اور فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۱) لہٰذا دنیا کا کوئی علم والا نبی کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ دنیاوی استادوں کے شاگرد ہوتے ہیں اور نبی رب کے شاگرد ② یعنی عزیز مصر کی بیوی، زلیخا، یہ جوان خوبصورت بادشاہ مغرب کی بیٹی تھی، یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئی تھی، اسے خواب سے ہی پتہ چلا تھا کہ آپ سے ملاقات مصر میں ہو سکے گی، اسی لئے اس نے اپنا نکاح عزیز مصر سے کیا تھا (روح البیان وغیرہ) اس کے باپ کا نام طیموس تھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یوسف علیہ السلام کی انتہائی پاکدامنی بیان فرمائی کہ باوجود یہ کہ آپ اس کے گھر میں رہتے تھے، جوان تھے حسین تھے اور رغبت بھی عورت کی طرف سے تھی پھر بھی بالکل محفوظ رہے ③ یعنی اکیلے مکان میں جس کے سات دروازے تھے آپ کے پاس پہنچی اور ہر دروازہ کو قفل لگا دیا، اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں زلیخا کے ساتھ یا اس کے پیچھے پیچھے پہنچے بلکہ سب کام زلیخا نے کئے، اسی لئے ان سب کا فاعل زلیخا کو قرار دیا گیا۔ ④ ظاہر یہ ہے کہ اِنَّهٗ کی ضمیر عزیز مصر کی طرف لوٹتی ہے اور رب بمعنی مربی ہے، قرآن کریم نے پرورش کرنے والوں کو کئی جگہ رب فرمایا ہے كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (الاسراء: ۲۴) اور فرماتا ہے اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ (یوسف: ۵۰) ⑤ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ بھی نہ کیا ورنہ قرآن کریم دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ ارشاد فرما دیتا۔ علیحدہ علیحدہ صیغہ فرما کر اتنی دراز عبادت نہ لائی جاتی ⑥ یوسف علیہ السلام نے اس نازک موقعہ پر دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں۔

اور دانت میں انگلی دبا کر اشارہ فرما رہے ہیں کہ نبی کے بیٹے ہو، ایسا نہ ہو کہ چٹی چادر پر دھبہ لگ جائے (خزائن العرفان) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے، دوسرے یہ کہ اللہ کے بندے دور سے بند کوٹھڑی کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضرات دور سے مدد کرتے ہیں اور جہاں کسی کی مدد نہ پہنچے وہاں ان کی مدد پہنچتی ہے، چوتھے یہ کہ یہ حضرات حاضر و ناظر ہوتے ہیں، کہ آپ کنعان میں رہتے ہوئے مصر میں بھی پہنچ گئے، جیسے فرشتے ایک وقت میں چند جگہ میں پہنچ کر کام کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام آنکھ سے دیکھا برھان ربہ سے معلوم کہ یعقوب علیہ السلام کو دیکھا، قرآن مجید نے نبی کو برہان رب فرمایا ہے قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء: ۱۷۴) کہ وہاں حضور کو برہان فرمایا۔ پانچویں یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ سے بھی محفوظ رہے، کیونکہ رب نے فرمایا کہ برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، یعنی دور رکھیں، اور ارادہ کرنا برائی ہے اور خود زنا بے حیائی، رب نے انہیں دونوں چیزوں سے بچایا ⑦ یوسف علیہ السلام بھاگنے کے لئے دوڑے، اور زلیخا آپ کو پکڑنے کے لئے، اس وقت یہ آپ کی کرامت ظاہر ہوئی، کہ بقیہ بر صفحہ ۲۸۷

لِذَنۡۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِئِيۡنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسۡوَةٌ فِى الۡمَدِيۡنَةِ

اپنے گناہ کی معافی مانگ ف۱ بے شک تو خطاواروں میں ہے ف۲ اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں ف۳

امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ تُرَاوِدُ فَتٰٮهَا عَنۡ نَّـفۡسِهٖ ۚ قَدۡ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا

کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی (سما گئی) ہے ہم تو

لَنَرٰٮهَا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ

اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں ف۴ تو جب زلیخا نے ان کا چرچا سنا ف۵ تو ان عورتوں کو بلا

اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَـاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ

بھیجا اور ان کے لئے مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک

سِكِّيۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ

چھری دی ف۶ اور یوسف سے کہا ان پر نکل آؤ ف۷ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں

اَيۡدِيَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ

اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے ف۸ اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز

كَرِيۡمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدْتُّهٗ

فرشتہ ف۹ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بے شک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا

عَنۡ نَّـفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ وَلَئِنۡ لَّمۡ يَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسۡجَنَنَّ

تو انھوں نے اپنے آپ کو بچا لیا ف۱۰ اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے

وَلَيَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِيۡنَ‏ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا

اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے ف۱۱ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے

يَدۡعُوۡنَنِىۡۤ اِلَيۡهِ ۚ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّىۡ كَيۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَيۡهِنَّ وَ

جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں ف۱۲ اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا ف۱۳ اور

اَكُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِيۡنَ‏ ﴿۳۳﴾ فَاسۡتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنۡهُ كَيۡدَهُنَّ ؕ

نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا ف۱۴

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ‏ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا رَاَوُا الۡاٰيٰتِ

بے شک وہی سنتا جانتا ہے پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پچھلی مت انھیں یہی آئی ف۱۵ کہ ضرور

(۱) یعنی مجھ سے معافی مانگ' یا یوسف علیہ
ع ۹/۱۳ السلام سے یا اللہ تعالیٰ سے (۲) یعنی تجھ سے
''ارادہ گناہ صادر ہو'' اور بے گناہ یوسف علیہ
السلام کو تہمت لگانا' اس سے معلوم ہوا کہ زلیخا
پہلے سے بدکردار نہ تھی' صرف ارادہ گناہ اس سے
صادر ہوا' وہ بھی عشق کی بے خودی میں جیسے زنان
مصر نے بےخودی عشق میں ہاتھ کاٹ لئے پھر بعد
میں زلیخا نے توبہ کر لی۔ جس کا ذکر آگے آ رہا
ہے' لہٰذا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں زلیخا یوسف
علیہ السلام کے نکاح میں آئیں' اور یہ بھی صحیح ہے کہ
نبی کی بیوی بدکاری سے محفوظ رہتی ہے' اسی لئے
رب نے زلیخا کے لئے ہلکا لفظ ارشاد فرمایا۔ خطا
کار (۳) اگرچہ عزیز مصر نے اس واقعہ کو چھپانے کی
بہت کوشش کی مگر پھر بھی بعض خاص لوگوں میں پھیل
ہی گیا۔ یہاں عورتوں سے یا تو تمام عورتیں مراد
ہیں' یا پانچ عورتیں' باورچی' ساقی۔ منتظم
اصطبل' داروغہ جیل اور دربان کی بیویاں (روح)
چونکہ عام طور پر اس قسم کے چرچے عورتیں زیادہ
کرتی ہیں' اس لئے انہیں کے درمیان چہ میگوئیاں
ہوئیں (۴) کہ زلیخا کو اپنی عزت کا بھی پاس نہیں' جو
اپنے زرخرید سے دل لگا بیٹھی' خود ابھی تک جمال
یوسف کی نادیدہ تھیں (۵) مکر کے معنی ہیں خفیہ تدبیر
چونکہ ان کا یہ کلام بھی خفیہ ملاقات کے طور پر تھا' لہٰذا
اسے مکر فرمایا گیا۔ (۶) تاکہ اس چھری سے گوشت
یا میوے کاٹ کر کھائیں' اسلام میں تکیہ لگا کر یا
چھری کانٹے سے کھانا منع ہے' اس وقت اس کا
رواج تھا (۷) اس وقت پردہ فرض نہ تھا اور زلیخا کو
آپ کی تشریف آوری پر اصرار تھا۔ اگر آپ
تشریف نہ لاتے' تو اس سے سخت اندیشہ تھا' اس
عذر و مجبوری کی وجہ سے ایک جائز کام کیا' نیز امید
تھی کہ جمال یوسفی دیکھ کر شاید ان میں سے کوئی
ایمان لے آوے اور آپ کا حسن آپ کا معجزہ تھا۔
معجزہ دکھانا تبلیغ میں داخل ہے' لہٰذا آپ کو اس پر بھی
اجر ملے گا۔ کیونکہ تبلیغ پر ثواب ملتا ہے۔ (۸) اس سے
معلوم ہوا کہ بےخودی کی حالت میں انسان مکلف
نہیں رہتا' اپنے کو زخمی کرنا سخت جرم ہے' مگر ان عورتوں کو اس پر ملامت نہ ہوئی' لہٰذا مستان دیدار الٰہی جو مجذوب ہوں' ان پر کوئی حکم شرع جاری نہیں' یوں ہی اب
زلیخا کو برا نہ کہا جاوے ان سے جو ارادہ گناہ صادر ہوا وہ بےخودی عشق میں' بعد میں ان کی توبہ بھی قرآن کریم نے بیان فرمائی اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ (یوسف:۵۱)
وہ بدچلن نہ تھیں' نبی کی زوجہ بننے والی تھیں' اللہ تعالیٰ نبی کی بیوی کو بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے' اس ارادے کے سوا ان کی بدکاری ثابت نہیں' اس سے بھی رب نے بچا
لیا (۹) فرشتے خوبصورت اور پاکدامنی میں مشہور ہیں' ان عورتوں نے اس قدر حسن کے ساتھ انتہائی پاکدامنی' حیاء وغیرت کو دیکھ کر یہ کہا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ
انہوں نے فرشتے دیکھے ہیں' یوسف علیہ السلام کے رخساروں کا عکس در و دیوار پر ایسا پڑتا تھا جیسے سورج کی دھوپ (روح) (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا' اگر آپ سے ارادہ گناہ سرزد ہوتا تو زلیخا یہ اقرار کبھی نہ کرتی' رب بغیر تردید اس کا یہ قول نقل نہ فرماتا۔ (۱۱) یعنی انہیں جیل
میں چوروں' ڈاکوؤں کے ساتھ رہنا پڑے گا جس میں ان کی ذلت ہوگی (۱۲) معلوم ہوا کہ مقبول بندے مصیبت پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں'

بقیہ بر صفحہ ۷۸۳

لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ

ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ف۱ ان

اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ

میں ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں ف۲ اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا

فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم

مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا

آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں ف۳ یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ

بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ

میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا ف۴ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے ف۵

مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ

بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا ف۶ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں ف۷ اور میں نے

مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ

اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کیا ف۸ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز

بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ

کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر ف۹ اور لوگوں پر ف۱۰

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ

مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا

مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ف۱۱ تم اس کے سوا نہیں پوجتے

دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا

مگر نرے نام (فرضی نام) جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں ف۱۲ اللہ نے ان کی

مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ

کوئی سند نہ اتاری ف۱۳ حکم نہیں مگر اللہ کا ف۱۴ اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ف۱۵ یہ

ع ۵ ۱۴

۱ ایک باورچی خانہ کا داروغہ دوسرا بادشاہ کا ساقی' ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دیا ہے' اس الزام میں یہ بھی قید میں ڈالے گئے ۲ ساقی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور کے باغ میں ہوں' وہاں انگور پکے ہوئے خوشہ لگے ہیں' جسے میں نچوڑ رہا ہوں' باورچی کی خواب آگے آرہی ہے ۳ کہ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں' رات کو نماز میں مشغول رہتے ہیں' قیدیوں کی مصیبت میں کام آتے ہیں' ایسے بزرگ کی تعبیر نہایت درست ہوتی ہے ۴ اس میں اپنے علم غیب کا ذکر ہے کہ مجھے رب نے غیب کا علم دیا کہ تمہیں کھانے کے متعلق تمام باتیں پہلے ہی بتا سکتا ہوں کہ تم کب اور کیا کھاؤ گے' اور اس کھانے کا اثر کیا ہوگا' اور کھانا کہاں سے آئے گا' یہ فقط مثال کے طور پر فرمایا تھا' ورنہ آپ علوم غیبیہ سے پورے پورے واقف تھے ۵ یعنی میرا یہ علم لدنی ہے۔ کسی استاد سے حاصل کیا ہوا نہیں' بلاواسطہ رب نے مجھے یہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے برابر کوئی عالم نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ رب کے شاگرد ہیں۔ ۶ یعنی باوجودیکہ میں اپنے گھر میں بہت کم رہا' ان بزرگوں کی صحبت کم میسر ہوئی' اب تک زندگی کا اکثر حصہ مصر میں گزرا' جہاں لوگ بے دین ہیں' اس کے باوجود میں نے ان کا دین قبول نہ کیا' اپنے باپ دادوں کے دین پر رہا۔ یہاں ترک کے معنی چھوڑنا نہیں بلکہ قبول نہ کرنا ہے' جیسا کہ مترجم قدس سرہ نے فرمایا۔ کیونکہ چھوڑنے کے معنی ہوتے ہیں قبول کر کے چھوڑ دینا' ہمارے حضور کفار مکہ میں رہے' مگر کفر تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ رہے' یہ ہے انبیاء کرام کی عصمت وعفت ۷ معلوم ہوا کہ پیغمبر کسی حال میں بھی مشرک وکافر یا بدمذہب نہیں ہوتے' سب اپنے ماں باپ سے دین لیتے ہیں' اور یہ لوگ ماں باپ وغیرہم کو دین دیتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا دین چھپانا نہ چاہئے' اس کا اعلان ضروری ہے' آپ کافروں کے ملک میں تھے مگر ایمان نہ چھپایا ۸

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن باپ دادوں کے دین کی پیروی کرنی چاہئے جہاں باپ دادوں کی پیروی کی برائی آتی ہے' وہاں کافر باپ دادے مراد ہیں' دوسرے یہ کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا دین ہو جس دین میں انبیاء واولیاء نہیں وہ گمراہی ہے' تیسرے یہ کہ نبی زادہ ولی زادہ ہونا شرافت کا باعث ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اس بیان میں اپنا نبی زادہ ہونا بھی ظاہر فرمایا۔ یہ رب کی اس نعمت کا شکریہ ہے ۹ یعنی گروہ انبیاء پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ وہ ہم کو ہر عقیدے اور عمل کی برائی سے بچاتا ہے' معلوم ہوا کہ نبی نبوت سے پہلے اور بعد بدعقیدگی' اور گندے اعمال سے محفوظ رہتے ہیں' جو انہیں کسی وقت بدعقیدہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے شرک سے مراد ہر بدعقیدگی ہے ۱۰ یعنی انبیاء کرام کی عصمت' ان پر بھی اللہ کا کرم ہے اور لوگوں پر بھی کہ ان کی عصمت کے طفیل لوگ گناہ سے بچتے ہیں' کپتان کی سلامتی پورے جہاز کی سلامتی ہے۔ ۱۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کافر کو اپنا ساتھی' قوم وغیرہ کہنا' جائز ہے' اس طرح اگر باپ یا بھائی کافر ہوں تو انہیں اس رشتہ کے لحاظ سے ابا یا بھیا کہہ کر پکارنا درست ہے' قوم کفار کو بھائی کہہ کر پکارنا حرام ہے' جیسے ہندو بھائی وغیرہ' رب فرماتا بقیہ برصفحہ ۸۴۷

الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ

سیدھا دین ہے ۱ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو

أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ

تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۲ رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو

الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ

پرندے اس کا سر کھائیں گے ۳ حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے ۴ اور یوسف

لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ

نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا ۵ تو شیطان نے اسے بھلا دیا ۶

ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي

کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہا ۷ اور بادشاہ نے کہا میں نے

أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ

خواب میں دیکھیں سات گائیں فربہ کہ انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ

بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی ۸ اے درباریو میری خواب کا جواب دو اگر تمہیں

لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ

خواب کی تعبیر آتی ہو ۹ بولے پریشان خوابیں ہیں اور ہم خواب کی

الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ

تعبیر نہیں جانتے ۱۰ اور بولا وہ جو ان دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا

أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا

میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو ۱۱ اے یوسف اے صدیق ۱۲ ہمیں تعبیر دیجئے

فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ

سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾

شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ۱۳

(۱) جس پر انبیاء کرام ہیں اور رب تک پہنچتا ہے (۲) یعنی ساقی تو پھر اپنے عہدے پر بحال ہو جاوے گا تین دن جیل میں رہ کر آزاد ہو جاوے گا' انگور کے تین خوشوں سے یہ تین دن مراد ہیں۔ (۳) یعنی باورچی کو تین دن بعد سولی دی جاوے گی' اس کی نعش سولی پر سوکھے گی' اور چیل' کوے اس کا گوشت کھائیں گے روٹیوں کے تین ٹوکروں سے تین دن مراد ہیں' اس پر وہ دونوں بولے کہ ہم ہنسی کر رہے تھے' خواب کچھ نہیں تھا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ اب جو میرے منہ سے نکل چکا وہ اٹل ہے ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دنیا میں سب سے پہلے اس کو سولی دی گئی (روح) (۴) اس سے

ع ۱۵

معلوم ہوا کہ جو پیغمبر کے منہ سے نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے یعنی تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ' اب جو میں نے کہہ دیا وہ ٹل نہیں سکتا (۵) اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں یعنی مربی' اور پرورش کرنے والا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت بندوں سے مدد حاصل کرنا شرک نہیں' بلکہ جائز ہے۔ سنت پیغمبر ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنی خلاصی کے لئے اس قیدی کا وسیلہ اختیار فرمایا (۶) بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یوسف علیہ السلام نے ماسوا اللہ سے فریاد کی اس لیے ساقی آپ کا ذکر بادشاہ سے بھول گیا مگر یہ غلط ہے۔ ورنہ پھر فرمایا جاتا کہ ساقی کو اللہ نے بھلا دیا بھلانے کو شیطان کی طرف نسبت نہ فرمایا جاتا نیز بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ (الصف: ۱۴) ذوالقرنین نے فرمایا تھا فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ (کہف: ۹۵) یعقوب علیہ السلام نے گندم لینے اپنے بیٹوں کو مصر میں بھیجا اگر یہ برا تھا تو معاذ اللہ ان سب بزرگوں پر عتاب ہونا چاہئے تھا بات صرف یہ تھی کہ جو مقدر میں ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے (۷) یعنی سات برس' مگر یہ مدت اس تعبیر دینے کے بعد کی ہے' اس سے پہلے آپ پانچ سال رہ چکے تھے کل بارہ برس جیل میں رہے

اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ کے حرف بھی بارہ ہیں۔ (۸) یعنی سات موٹی گایوں کو دبلی گایوں نے کھالیا اور سبز بالیوں کو خشک نے چوس لیا' اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز قدرتی شکل وصورت ہے قحط وارزانی' سبز وخشک بالیوں کی شکل میں خواب میں دکھائی گئیں' ایسے ہی قیامت میں اعمال کی مختلف شکلیں ہوں گی جو عمل کرنے والا دیکھے گا (۹) تو خود تعبیر دو۔ ورنہ تعبیر جاننے والے سے پوچھ کر بتاؤ (۱۰) خواب چند طرح کی ہوتی ہے' رب کی طرف سے' شیطانی وسوسہ سے' نفسانی خیالات جو دن بھر انسان کو رہتے ہیں۔ پہلی خواب رؤیا صادقہ ہے اور باقی احلام' انہیں اضغاث اس لئے کہتے ہیں کہ ضغث کے معنی ہیں۔ مختلف تنکوں کا مجموعہ' یعنی جھاڑو' یہ بھی مختلف خیالات فاسدہ کا مجموعہ ہوتی ہے' (۱۱) مجھے جیل خانے بھیجو' وہاں ایک بڑے عالم ہیں' جو علم تعبیر میں بڑے ماہر ہیں' کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مہارت تعبیر آنکھوں سے دیکھ چکا تھا (۱۲) صادق وہ جو قول کا سچا ہو۔ صدیق وہ جو قول وفعل وعقیدے کا سچا ہو۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے' صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے' صادق وہ جس کا کلام واقعہ کے مطابق ہو۔ صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کلام کے مطابق ہو۔ جیسا وہ کہے ویسا ہی ہو جاوے' جیسا کہ یہ باورچی آزمائش کر

بقیہ برصفحہ ۴۸۷

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار ۱؎ تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں

سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ

رہنے دو ۲؎ مگر تھوڑا جتنا کھالو ۳؎ پھر اس کے بعد سات برس کرّے (سخت تنگی والے)

شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝۴۸

آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو بچالو ۴؎

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ

پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں رس

يَعْصِرُوْنَ ۝۴۹ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ

نچوڑیں گے ۵؎ اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ ۶؎ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا ۷؎

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــَٔـلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ

کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے

اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝۵۰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ

اپنے ہاتھ کاٹے تھے بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ۸؎ بادشاہ نے کہا اے عورتو

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا

تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا ۹؎ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم

عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

نے ان میں کوئی بدی نہیں پائی ۱۰؎ عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات

الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱

کھل گئی ۱۱؎ میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تھا ۱۲؎ اور وہ بے شک سچے ہیں ۱۳؎

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا

یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ

يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲

دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا ۱۴؎

(۱) اتزرعون لفظًا خبر اور معنی امر ہے۔ یعنی پہلے سات سال بارشیں وقت پر ہوں گی' ان میں خوب کھیتیاں کر لو۔ لگا تار تخم کی بجائی کرو۔ کیونکہ ان برسوں کے بعد سات سال خشک ہوں گے' جن میں پیداوار بالکل نہ ہوگی تب تمام دنیا کو یہ جمع شدہ غلہ کام آوے گا (۲) اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے کاشت کاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے' اس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے جو کھجور کی تلقیح سے منع فرما کر پھر اجازت دے دی' یہ بے خبری کی وجہ سے نہ تھا' بلکہ ان لوگوں کے جلدی کرنے پر تھا۔ اگر یہ لوگ جلدی نہ کرتے' تو بغیر تلقیح کامیاب ہوتے' اور اظہار ناراضگی کے لئے فرمایا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ پھر یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے فرمانا کہ مجھے خزانے سپرد کر دو' اور پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا ایسا انتظام فرمانا' اس سے پتہ چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر سیکھے ہوئے جانتے ہیں' ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا۔ ورنہ پھر مولوی میں اور نبی میں فرق کیا ہے۔ (۳) یعنی بقدر ضرورت کھانے بھر کا گندم بھوسے سے نکال لو' کیونکہ گندم بھوسہ سے نکل کر ایک سال سے زیادہ نہیں ٹھہرتا' بالی اور بھوسے میں عرصہ نکل جاتا ہے۔ اس میں اشارۃً ارشاد فرمایا کہ ابھی سے تم لوگ کم کھانے کی عادات ڈالو۔ سخت زمانہ آرہا ہے۔ (۴) یعنی ان خشک سالوں کا ذخیرہ کیا ہوا سارا گندم کھالو گے' البتہ اس قدر بچے گا' جسے تم بو سکو' یعنی بیج' اس سے معلوم ہوا کہ آئندہ کے لئے کچھ پس انداز کرنا توکل کے خلاف نہیں' بلکہ اس کا حکم ہے' رب فرماتا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (الاسراء: ۲۹) ہمیشہ انسان کو اپنی آمدنی سے کچھ بچانا چاہئے' نہ معلوم آئندہ کیسا وقت آئے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گندم کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو' ورنہ حرام ہے۔ جسے عربی میں احتکار کہتے ہیں' یعنی لوگ بھوکے مریں اور یہ گندم جمع کرے گرانی کے انتظار میں (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی کفار کے خواب بھی سچے ہو جاتے ہیں' کیونکہ بادشاہ مصر کافر تھا' دوسرے یہ کہ حالات اور مصائب وغیرہ کی شکلیں ہیں' جو خواب میں نظر آتی ہیں' جیسے قیامت میں اعمال کی شکلیں ہوں گی (۶) یعنی ساقی جب بادشاہ کے پاس پہنچا' اور اسے یہ تعبیر سنائی' تو بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی قوت علمی کا پتہ چلا اور وہ سمجھ گیا کہ ایسی علم و حکمت کا مالک قوت عملی میں بھی نہایت اعلیٰ ہوگا۔ لہٰذا یہ سب انتظام ان کے سپرد کرو۔ میں یہ انجام نہیں دے سکتا۔ (۷) یا وہی ساقی آیا تھا یا دوسرا خاص قاصد پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' اور اس نے آ کر آپ کو بادشاہ کا پیغام سنا کر جیل سے چلنے کی درخواست پیش کی آپ نے اس سے فرمایا (۸) معلوم ہوا کہ اپنے سے تہمت دور کرنا' اور اپنا معاملہ صاف کرنا سنت انبیاء ہے' کیونکہ یوسف علیہ السلام اس وقت تک جیل سے باہر تشریف نہ لائے' جب تک کہ اپنی پاکدامنی کا خود الزام لگانے والیوں سے اقرار نہ کرالیا (۹) کیا تم نے یوسف علیہ السلام سے کسی قسم کا کوئی قصور محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفتیش میں ان لوگوں سے تحقیق کی جاوے بقیہ بر صفحہ ۸۴۷

ع ۱۶

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا ف۱ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم

رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ

کرے ف۲ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ بولا انھیں میرے پاس لے آؤ کہ میں

اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ

انھیں خاص اپنے لئے چن لوں ف۳ پھر جب اس سے بات کی کہا ف۴ بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز

اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ

معتمد ہیں ف۵ یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا

عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ

علم والا ہوں ف۶ اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی ف۷ اس میں جہاں چاہے

یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

رہے ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیگ (اَجر) ضائع نہیں کرتے

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع وَجَآءَ اِخْوَةُ

اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ف۸ اور یوسف کے

یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

بھائی آئے ف۹ تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انھیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ

ان کا سامان مہیا کردیا ف۱۰ کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں

اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ

پورا ناپتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں ف۱۱ پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو

فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ

تمہارے لئے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے

وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ

اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی خورجیوں میں رکھ دو

❶ یوسف علیہ السلام نے بطور انکسار بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ بادشاہ مصر کے قاصد سے فرمایا کہ میرا پاکدامن رہنا، زلیخا کی طرف التفات نہ کرنا اپنا کمال نہیں میرے رب کا فضل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بندہ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو، رب کا شکر کرے اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انبیاء کے نفس پاک نہیں ہوتے وہ رب کے فضل سے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں ❷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفس انسانی امارہ ہے کوئی اپنے نفس پر مطمئن نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے نفس مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں داخل ہیں، امارہ نہیں، نیز شیطان کی ان تک رسائی نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) اسی لئے یوسف علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میرا نفس امارہ ہے ❸ شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کا حلم و علم، امانتداری، قیدیوں سے اچھا سلوک، صبر و شکر کا حال سنا تو اس کے دل میں آپ کا بڑا وقار پیدا ہو گیا، اور آپ کی ملاقات کے لئے بے چین ہو گیا (خزائن العرفان)، ❹ بادشاہ نے معزز لوگوں کی جماعت شاہانہ لباس اور سواریاں جیل خانے بھیجیں، ان لوگوں نے خلعت پیش کی اور بادشاہ کا پیغام عرض کیا، یوسف علیہ السلام نے قبول فرمایا، اور تمام قیدیوں کے حق میں دعا خیر فرمائی اور انہیں وداع کیا اور شاہانہ شان و شوکت سے روانہ ہوئے جب شاہی محل کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا حَسْبِیَ اللّٰهُ مجھے اللہ کافی ہے، بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا۔ اس نے ہر زبان میں آپ سے کلام کیا، آپ نے اسی زبان میں جواب دیا اور عربی و عبرانی زبان میں بھی کلام فرمایا تو بادشاہ ان زبانوں کو نہ سمجھ سکا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف کل تیس سال تھی، اس جواں سالی میں آپ کے یہ علوم دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا (خزائن العرفان و روح البیان) ❺ بادشاہ نے خود آپ کی زبان مبارک سے خواب کی تعبیر سنی، اور کہا کہ مجھ میں اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہیں، خود آپ یہ انتظام فرمائیں ❻ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جب دوسرے لوگ نااہل ہوں، تو اہل کو عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے حکومت چاہنا، عہدہ قضا کا حاصل کرنا جائز ہے، دوسرے یہ کہ اس عہدے کے لئے اپنا استحقاق، قابلیت کا اظہار درست ہے، تیسرے یہ کہ کافر بادشاہ کی ملازمت کرنا جائز ہے، چوتھے یہ کہ جن محکموں کی آمدن حرام و حلال سے مخلوط ہو، ان میں ملازمت کر کے تنخواہ لینا درست ہے پانچویں یہ کہ کفار کے ہدیے قبول کرنا جائز ہے، چھٹے یہ کہ کافر ظالم بادشاہ کی طرف سے قاضی وغیرہ بن کر عدل و انصاف کرنا جائز ہے، ساتویں یہ کہ اپنا دین چھپانا حرام ہے، اس کا اظہار ضروری ہے آٹھویں یہ کہ انبیاء کرام قدرتی طور پر تمام علوم دینیہ و دنیاویہ سے واقف ہوتے ہیں، دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس سے پہلے نہ تو بادشاہت کی تھی نہ کاشتکاری، مگر فرماتے ہیں اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یہ علم کسی مدرسہ میں نہ سیکھے تھے ❼ ایک سال بعد بادشاہ نے آپ کو بادشاہ بنا دیا اور عزیز کے مرنے کے بعد زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح کر دیا ❽ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دنیا میں جو کچھ انعام مل جاتے ہیں وہ آخرت کے انعامات میں وضع نہ

بقیہ برصفحہ ۷۸۴

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ اِذَا انْقَلَبُوٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا

شاید وہ اسے پہچانیں ف۱ جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید وہ واپس آئیں ف۲ پھر جب

رَجَعُوٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ

وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ف۳ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے ف۴ تو ہمارے بھائی کو

اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا

ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے ف۵ کہا کیا اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کرلوں

كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ

جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا ف۶ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ

ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ف۷ اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ

رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ

ان کو پھیر دی گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کردی گئی ف۸

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾

اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں ف۹ اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ف۱۰

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ

کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ف۱۱ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ کہ

اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾ وَ

تم گھر جاؤ ف۱۲ پھر جب انھوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں ف۱۳ اور

قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

کہا اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا ف۱۴ میں

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا ف۱۵ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے ف۱۶ میں نے

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ

اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں

ف۱ اس قیمت کو پہچان لیں اور سمجھ لیں کہ ہماری امداد کے لئے رقم واپس کی گئی یا نعمت کا حق پہچانیں اور مجھے اپنا محسن جانیں' اور دوبارہ بنیامین کو لے کر آئیں ف۲ یعنی یا تو اس مہربانی کو دیکھ کر دوبارہ پھر آویں' یا یہ رقم واپس کرنے کے لئے آویں اور سمجھیں کہ غلطی سے آگئی ہے' کیونکہ نبی زادے مشکوک چیز نہیں رکھتے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے' ف۳ تو سامان کھولنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام سے بادشاہ کی بہت تعریف کی' یہاں تک کہا کہ اگر ہمارا بھائی بھی ہوتا' تو اس سے زیادہ ہماری خاطر تواضع نہ کرتا ف۴ یعنی شاہ مصر نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم بنیامین کو نہ لے گئے تو غلہ نہ پائیں گے بنیامین جائیں تو ہم کو بھی غلے ملے گا۔ ان کا حصہ علاوہ ہوگا۔ اس لئے اب بنیامین کا جانا ضروری ہے ف۵ انہیں بخیریت واپس لائیں گے ہم ذمہ دار ہیں ف۶ معلوم ہوا کہ جس سے ایک بار دھوکہ ہو جاوے اس سے آئندہ احتیاط کرے' حدیث شریف میں ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا ف۷ یوسف علیہ السلام کو بھیجتے وقت آپ اللہ کا ذکر بھول گئے تھے' اس لئے جدائی ہوگئی' اب رب یاد آ گیا جس سے بچھڑے ہوئے بھی مل گئے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو معمولی لغزش پر فوراً مطلع کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر مصیبت دفع کرنے کے لئے اکسیر ہے۔ ف۸ یہ حضرات سمجھ گئے کہ دیدہ دانستہ بادشاہ نے یہ رقم واپس رکھ دی ہے' اپنی عنایت سے' اس کو استعمال کر لینا جائز ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کے متعلق حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں ف۹ تاکہ یہ حفاظت ہمارے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے' ایک بار تو ہم چوک گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت نہ کر سکے' اس بار اور آزما لیں' خیال رہے کہ اس دفعہ بنیامین کی حفاظت کا وعدہ نہایت اخلاص سے کر رہے ہیں' پہلے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا وعدہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت تھا۔

لہٰذا یہ وعدہ درست تھا۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام نے اگلا کلام ارشاد فرمایا ف۱۰ یعنی ہم اس بادشاہ کی کرم نوازی اور دریا دلی آزما چکے ہیں۔ اس کے نزدیک اتنا غلہ دے دینا کچھ مشکل نہیں' ہمیں زیادہ معلوم ہوتا ہے' اس کے نزدیک معمولی چیز ہے' چونکہ یوسف علیہ السلام اس غلبہ بلکہ تمام چیزوں کے مالک تھے۔ اس لئے آپ کو اختیار تھا کہ کسی سے قیمت لیں کسی سے نہ لیں' بعد میں تو آپ نے سب کی قیمتیں واپس کر دیں' لہٰذا آپ کے اس فعل شریف پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے بادشاہ کا غلہ اپنے بھائیوں کو بغیر قیمت کیوں دے دیا۔ ف۱۱ یعنی اللہ کی قسم کھاؤ اور یہ اس لئے فرمایا کہ پہلی بار دھوکہ دیا جا چکا تھا' اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت قسم کھانا اور قسم کھلانا دونوں جائز ہیں ف۱۲ معلوم ہوا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعہ اور بنیامین کے روکے لئے جانے سے خبردار ہیں' یعنی اگر بنیامین کا لانا تمہارے قبضہ سے باہر ہو جائے تو خیر ف۱۳ یعنی تمہارا قسم کھانے کے بعد بھی میرا بھروسہ اللہ پر ہے' نہ کہ کسی اور پر' اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ اسباب پر عمل کرے اور مسبب الاسباب پر نظر رکھے ف۱۴ یعنی شہر مصر میں اس وقت مصر کے چار دروازے تھے' یہ اس لئے فرمایا تاکہ نظر بد سے محفوظ رہیں' پہلی دفعہ اس لئے نہ فرمایا بقیہ برصفحہ ۷۸۴

20

حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا ف۱ وہ کچھ انھیں اللہ سے بچا نہ سکتا ف۲

اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی ف۳ جو اس نے پوری کرلی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ف۴ ہمارے سکھائے سے

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى

مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ف۵ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے

اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ف۶ کہا یقین جان میں ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ف۷

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ

پھر جب ان کا سامان مہیا کردیا پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ف۸ پھر ایک

اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ

منادی نے ندا کی اے قافلہ والو! بے شک تم چور ہو ف۹ بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے

مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ

تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا ف۱۰ اور جو اسے لائے گا اس کے لئے

حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا

ایک اونٹ کا بوجھ ہے ف۱۱ اور میں اس کا ضامن ہوں ف۱۲ بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم

لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ

زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور ہیں ف۱۳ بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر

كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ

تم جھوٹے ہو ف۱۴ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ

ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ف۱۵ تو اول ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خرجی

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا

سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ف۱۶ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی ف۱۷ بادشاہی قانون

---

❶ یعنی فرزندان یعقوب علیہ السلام اپنے والد کے حکم کے مطابق علیحدہ علیحدہ دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے' معلوم ہوا کہ باپ کی فرمانبرداری رب کو بڑی پیاری ہے کہ ان کی اس فرمانبرداری کا بہت محبت سے ذکر فرمایا ❷ یعنی تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی' ہاں بزرگوں کی دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں آدم علیہ السلام کی دعا سے' داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو برس ہوگئی' بلکہ دعا خود تقدیر ہے' قرآن فرما رہا ہے کہ شیطان کی دعا سے اس کو عمر دراز دی گئی ❸ یعنی بنیامین کا یوسف علیہ السلام سے ملا دینا آپ کی خواہش تھی جسے آپ نے اس تدبیر سے پورا کرلیا' یعقوب علیہ السلام بڑے علم والے ہیں' ❹ یعنی یوسف علیہ السلام کے گزشتہ اور آئندہ تمام حالات کا انہیں علم ہے اور کیوں نہ ہو حضرت یعقوب خود ہی یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر میں فرما چکے ہیں وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ الخ (یوسف:۶) ❺ یعنی اللہ کے پیاروں کے علوم کا اکثر لوگ انکار کرتے ہیں' وہ یہی کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام بے خبر تھے۔ ❻ ان حضرات نے یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ ہم بنیامین کو لے آئے' آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا' پھر ان سب بزرگوں کی شانداری مہمانی فرمائی۔ علیحدہ دستر خوان بچھائے۔ ہر دستر خوان پر دو صاحبوں کو بٹھایا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے تو رو پڑے دل میں سوچا کہ اگر آج یوسف علیہ السلام ہوتے تو میرے ہمراہ بیٹھتے' یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ تم اکیلے رہ گئے ہو آؤ میرے ساتھ دستر خوان پر بیٹھو ❼ یوسف علیہ السلام نے کھانا ملاحظہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمہارے بھائی کی جگہ ہو جاؤں تو کیسا' بنیامین نے عرض کیا کہ آپ جیسا بھائی کسے میسر ہوسکتا ہے' مگر یعقوب علیہ السلام کا نور نظر ہونا اور راحیل کا لخت جگر ہونا آپ کو کیسے حاصل ہوسکتا ہے' اس پر یوسف علیہ السلام رو پڑے اور چپکے سے فرمایا میں یوسف ہوں' مگر راز ظاہر نہ کرنا بنیامین سن کر بے خود ہوگئے اور عرض کیا کہ اب میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا' آپ نے فرمایا کہ تمہیں روکنے کی کوئی صورت نہیں' اس کے سوائے کہ کوئی ناپسندیدہ بات تمہاری طرف منسوب کی جائے۔ بنیامین نے عرض کیا کہ کوئی مضائقہ نہیں (خزائن العرفان) تب اگلا واقعہ پیش آیا' اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا' اس میں بنیامین کو ذلیل کرنا مقصود نہ تھا معاذ اللہ ❽ غلہ میں پیمانہ یا تو خود رکھ دیا' یا کسی سے رکھوا دیا۔ پھر محافظ سامان سے پیمانہ طلب فرمایا' اس نے ڈھونڈا مگر نہ پایا تو دوڑا ہوا اس قافلہ کی طرف گیا اور یہ کہا' وہ سمجھا کہ ابھی انہیں کو ناپ کر غلہ دیا ہے یہ ہی لوگ لے گئے ہوں گے ❾ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا نہیں' ورنہ جھوٹ ہوتا۔ بلکہ بلانے والے کا کلام ہے' وہ اصل واقعہ سے بے خبر تھا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ❿ بادشاہ کے پانی پینے کا تھا' جواہرات سے جڑا ہوا' اس وقت اس سے غلہ ناپ کر دیا جاتا تھا' یہ پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے راستہ پر چل پڑا ⓫ یعنی جو کوئی وہ پیالہ لاوے اسے ایک اونٹ غلہ انعام دیا جائے گا' آج کل گمشدہ چیز کی تلاش پر انعام کا اعلان کرتے ہیں' اس کا ماخذ یہ آیت ہے ⓬ معلوم ہوا بقیہ برصفحہ ۷۸۵

كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ

میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ف۱ مگر یہ کہ خدا چاہے ہم جسے چاہیں درجوں

دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ

بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے ف۲ بھائی بولے اگر یہ چوری کرے ف۳

فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ

تو بے شک اس سے پہلے اس کا بھائی چوری کر چکا ہے ف۴ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان

يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا

پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو ف۵ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو ف۶ بولے اے عزیز!

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ

اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے ف۷ تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم تمہارے

مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا

احسان دیکھ رہے ہیں ف۸ کہا خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا

ہمارا مال ملا جب تو ہم ظالم ہوں گے ف۹ پھر جب اس سے ناامید ہوئے ف۱۰ الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے ان کا بڑا

نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا

بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا

مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ

عہد لیا تھا ف۱۱ اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی ف۱۲ تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا

حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٠﴾

یہاں تک کہ میرے باپ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے ف۱۳ اور اس کا حکم سب سے بہتر

ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا

اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ف۱۴ اور ہم تو اتنی ہی بات

إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ﴿٨١﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي

کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے اور اس بستی سے پوچھ دیکھیے

۱ یعنی اگر یوسف علیہ السلام پہلے ہی بھائیوں سے یہ سزا طے نہ کر لیتے تو مصری قانون سے بنیامین کو نہ روک سکتے تھے۔ ان کا قانون چور کو غلام بنا لینے کا نہ تھا۔ ۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے سارے بھائی عالم دین تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سب سے زیادہ عالم تھے، دوسرے یہ کہ علم دین بلندی مرتبہ کا ذریعہ ہے عالم غیر عالم سے افضل ہے۔ ۳ یعنی اولاً تو بنیامین نے چوری نہیں کی غلطی سے پیالہ ان کے سامان میں پڑ گیا ہوگا۔ اور اگر واقعی چوری کی ہے تو ہم نے مشورہ نہیں دیا ہم اور ماں کے شکم سے ہیں، یہ دوسری ماں کے شکم سے، ان کے سگے بھائی یوسف علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی ۴ اس طرح کہ یوسف علیہ السلام نے بچپن شریف میں اپنے نانا کا بت چرایا تھا اور اسے توڑ کر نجاست میں ڈال دیا تھا۔ یہ درحقیقت بت پرستی سے روکنا تھا نہ کہ چوری، انہوں نے بطور طعن یہ کہا ۵ کہ یوسف علیہ السلام کے اس مبارک کام کو چوری کہتے ہو اور جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا اس پر شرمندہ نہیں ہوتے، خیال رہے کہ جو کوئی بت چرائے یا توڑ دے یا طبلہ، سارنگی وغیرہ چرائے یا توڑ ڈالے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے کفر یا فسق مٹانے کے لئے یہ کام کیا چوری کرنا مقصود نہ تھا۔ ۶ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ واقعہ وہ نہیں جو تم کہتے ہو، نہ یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی اور نہ بنیامین نے، وہ بت شکنی تھی اور یہ بنیامین کو روکنے کی تدبیر ۷ جو یوسف علیہ السلام کے فوت ہو جانے سے بہت غمگین رہتے ہیں اور بنیامین سے تسکین حاصل کرتے ہیں بنیامین کے یہاں رک جانے سے وہ بہت بے قرار ہو جائیں گے کیونکہ ان کا رہا سہا سہارا ابھی جاتا رہے گا ۸ کیونکہ قانون اور چیز ہے اور مہربانی کچھ اور مہربانی قانون سے اوپر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کے دین میں چور کی سزا حق العبد تھی نہ کہ حق اللہ ورنہ وہ اس معافی کی سفارش نہ کرتے ہماری شریعت میں بھی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے چوری حق العبد ہوتی ہے اور حاکم کے پاس پہنچ کر حق اللہ بن جاتی ہے کہ پھر بندہ معاف نہیں کر سکتا ۹ کیونکہ ہم کو رب کی طرف سے بنیامین کو روکنے کا حکم ہوا ہے، نیز ہم نے بنیامین سے ہی روک لینے کا وعدہ کیا ہے اب اگر ہم ان کو چلا جانے دیں اور تم کو رکھ لیں تو رب کے الہام کی مخالفت کریں گے اور بنیامین سے وعدہ خلافی کیونکہ اس وقت چوری کی سزا حق العبد تھی، جسے بندہ معاف کر سکتا ہے ۱۰ یہ وہ واقعہ ہے جس کی خبر یعقوب علیہ السلام نے چلتے وقت اشارۃً دے دی تھی کہ فرما دیا تھا إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ (یوسف:٦٦) مگر یہ کہ تم سب گھر جاؤ، دیکھو نبی کی نظر کہاں ہوتی ہے ۱۱ کہ بنیامین کی حفاظت کرنا اور بخیریت اپنے ساتھ لانا، ہم نے ان کی حفاظت نہ کی۔ ورنہ سامنے کھڑے ہو کر ان کی خورجی بھرواتے اور بند کرواتے، تا کہ پیالہ اس سے نہ نکلتا اور نہ وہ بنیامین کو روک سکتے، یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پہلے ہی بدعہدی کر چکے ہیں ۱۲ معلوم ہوا کہ جرم پر شرمندہ ہونا، توبہ کی اصل ہے، یہ لوگ گزشتہ واقعہ پر نادم ہوئے۔ اس لئے معافی مل گئی، توبہ کے لئے فقط توبہ توبہ بولنا ضروری نہیں، جو لفظ یہ معنی دے دے وہ توبہ ہے، بقیہ بر صفحہ ۷۸۵

كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ

جس میں ہم تھے ۱ اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بےشک سچے ہیں ۲ کہا

سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي

تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنادیا ۳ تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ ان سب کو

بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ

مجھ سے لا ملائے ۴ بےشک وہی علم و حکمت والا ہے اور ان سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس

عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا

یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا ۵ بولے

تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ

خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جالگیں یا جان سے

الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ

گزر جائیں ۶ کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ۷ اور مجھے اللہ کی وہ شانیں

مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ

معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۸ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ ۹

وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ

اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بےشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر

الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَ

لوگ ۱۰ پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ۱۱ اور

جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ

ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ۱۲ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے ۱۳ بےشک اللہ

يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ

خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۱۴ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا

وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا

کیا تھا ۱۵ جب تم نادان تھے ۱۶ بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں ۱۷ کہا میں

(۱) معلوم ہوا کہ عربی زبان میں قریہ شہر کو بھی کہتے ہیں، دیکھو انہوں نے مصر کو قریہ کہا۔ لہٰذا جہاں جمعہ کے لئے قریہ استعمال ہوا وہاں معنی شہر ہیں اور جمعہ گاؤں میں نہیں ہوسکتا۔ (۲) چونکہ ایک دفعہ پہلے یہ حضرات غلط بیانی سے کام لے چکے تھے اس لئے اب انہیں خیال تھا کہ ابا جان کو ہمارے سچ کا بھی اعتبار نہ ہوگا اس لئے کہا کہ مصر والوں سے پوچھ لیجئے، انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ سوچ کر بولے۔ (۳) اس اَنْفُسُكُمْ میں یوسف علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کرنے میں بھی میرے بیٹوں ہی نے حیلہ کیا تھا اور بنیامین کو بھی جدا کرنے میں میرے بیٹے یعنی یوسف علیہ السلام نے حیلہ کیا۔ ورنہ بنیامین بھلا کیسے چوری کرسکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے اور اَنْفُسُكُمْ جمع فرما کر یہ بتایا کہ نہ تم بادشاہ کو ہمارا قانون بتاتے، نہ بنیامین وہاں روکے جاتے، کیونکہ ان کے قانون میں چوری کی یہ سزا نہیں تھی (۴) اس سے پتہ لگا کہ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ بنیامین حضرت یوسف کے پاس مصر میں ہیں، کیونکہ بِهِمْ جمع کے لئے آتا ہے۔ جو کم از کم تین پر بولی جاتی ہے، اور وہاں یہودا ہی رہ گئے تھے لہٰذا تیسرے یوسف علیہ السلام ہی ہوئے آپ کو یہ بھی خبر تھی کہ عنقریب وہ سب مجھ سے ملیں گے یاتینی کے معنی یہ نہیں کہ وہ لوگ مجھ سے ملنے کنعان میں آئیں گے بلکہ معنی یہ ہے کہ مجھ سے ملنے آئیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر تشریف لے گئے تو یوسف علیہ اسلام اور بنیامین آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر تشریف لائے، (۵) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیاروں کے فراق میں رونا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی نابینا ہوسکتے ہیں، یعقوب علیہ السلام اسی برس تک لگاتار روتے رہے حتی کہ بینائی جاتی رہی، اور یوسف علیہ السلام کی قمیص ڈالنے پر آنکھیں روشن ہوئیں۔ رب فرماتا ہے فَارْتَدَّ

بَصِيرًا (یوسف:۹۶) جیسے شعیب علیہ السلام خوف الٰہی میں روتے روتے نابینا ہوگئے تھے (روح) تیسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ گریہ وزاری بظاہر یوسف علیہ السلام کے فراق میں تھی اور درپردہ عشق الٰہی میں تھا۔ یہ محبت اس حقیقی عشق کا ذریعہ بن گئی۔ (روح) ورنہ آپ یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے۔ خود فرما چکے تھے کہ اللہ مجھے ان سے ملائے گا، چوتھے یہ کہ جس رونے میں نوحہ نہ ہو، وہ منع نہیں، نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم کی وفات پر آنسوؤں سے روئے تھے (۶) یہ عرض و معروض آپ کے صاحبزادوں اور دیگر اہل قرابت نے کی یہ ملامت نہ تھی بلکہ آپ کے حال پر ترس کھا کر صبر دینے کی تھی (۷) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا صبر کے خلاف نہیں، ہاں بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنا، یا لوگوں سے شکوے کرنا، بے صبری ہے۔ یعقوب علیہ السلام اسی برس تک روئے مگر ایک بار بھی کوئی بے صبری کی بات منہ شریف سے نہ نکلی۔ (۸) مجھے خبر ہے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں، بخیریت ہیں اور مجھ سے ملیں گے، ایک بار آپ نے ملک الموت سے بھی پوچھا تھا کہ کیا تم نے میرے یوسف کی روح قبض کرلی ہے، انہوں نے کہا تھا نہیں، نیز جبریل امین سے بھی دریافت فرمایا تھا۔ بقیہ برصفحہ ۷۸۵

يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ط اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ

یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ف۱ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا ف۲ بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ

تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا ف۳ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو

اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط

ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے ف۴ کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا

اللہ تمہیں معاف کرے ف۵ اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے میرا یہ کرتا لے جاؤ ف۶ اسے

فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾

میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی ف۷ اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ

اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّآ

نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا ہے ف۸ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں ف۹ پھر

اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

جب خوشی سنانے والا آیا ف۱۰ اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں) ف۱۱ کہا

لَّكُمْ ج اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ف۱۲ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی

ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ هُوَ

معافی مانگیے بے شک ہم خطاوار ہیں ف۱۳ کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ

بخشنے والا مہربان ہے ف۱۴ پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے ف۱۵ اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی ف۱۶

وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ ط وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى

اور کہا مصر میں داخل ہو اللہ چاہے تو امان کے ساتھ ف۱۷ اور اپنے ماں باپ کو

❶ یعنی سگا بھائی' یا وہ بھائی جس پر اللہ نے احسان فرمایا ورنہ بھائی تو یہ بھی تھے ❷ ہم سے مراد خود اپنی ذات مبارک اور بنیامین ہیں۔ احسان سے مراد بچھڑوں کا بخیریت مل جانا اور زمانہ مصیبت میں صبر وشکر کرنا ہے' ورنہ تمام بھائیوں کو اللہ نے ایمان و تقویٰ طہارت بخشی غرضیکہ احسان خصوصی مراد ہے ❸ اس کا ثبوت ہمارا یہ واقعہ ہے کہ رب نے عزت کے ساتھ بچھڑوں کو ملا دیا ❹ یہ الفاظ ان بزرگوں کی توبہ کے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات نے جو کچھ کیا تھا یوسف علیہ السلام کی دشمنی میں نہ کیا تھا۔ بلکہ ان کی مخالفت میں کیا۔ کیونکہ نبی کی دشمنی کفر و ارتداد ہے اور مرتد سے تجدید ایمان کرائی جاتی ہے صرف معمولی توبہ نہیں کرائی جاتی' اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ حضرت علی کے دشمن نہ تھے۔ خون عثانی کی وجہ سے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے' اختلاف رائے نبی کی بھی کفر نہیں' اگر نبی کریم ﷺ کسی کو کچھ رائے دیں' تو اس پر عمل ضروری نہیں' ان کا حکم ماننا فرض ہے' خیال رہے کہ یہاں خطا سے مراد عمد کا مقابل نہیں' بلکہ خطا رائے مراد ہے۔ یعنی جو ہم نے رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔ ❺ برادران یوسف علیہ السلام کے ذمہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تھے۔ یوسف علیہ السلام نے حق العبد کو تو خود معاف فرما دیا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرما کر' اور حق اللہ کی معافی کے لئے دعا فرما دی کہ اللہ تمہیں معاف کرے' پیغمبر کی دعا قبول ہوتی ہے' رب تعالیٰ نے ان کی دعا کا بغیر تردید ذکر فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان سب بھائیوں کی مغفرت ہو گئی ❻ ظاہر یہ ہے کہ اس قمیص سے مراد وہی کرتہ ہے جو آپ اس وقت پہنے ہوئے تھے' اور اس اضافت سے معلوم ہوا کہ کرتے میں اس لئے شفا امراض کی تاثیر پیدا ہوئی' کہ اسے میرے جسم سے مس ہو گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو منتقل ہوتی ہوئی آپ تک پہنچی تھی ❼ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام روتے روتے نابینا ہو چکے تھے' ورنہ اب آنکھیں کھل جانے اور ان کے انکھیارا ہو جانے کی کیا وجہ۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات' ان کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا' دافع بلا مشکل کشا ہوتی ہیں' تو خود وہ حضرات یقیناً دافع بلا و مشکل کشا ہیں' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا تھا' اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (ص: ۴۲) اپنا پاؤں زمین پر رگڑو' اس سے پانی کا چشمہ پھوٹے گا' اسے پیو اور غسل کرو' شفا ہو گی' مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے کہ اسے حضور کے قدم سے مس نصیب ہوا ❽ یہ کلام آپ نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا' ورنہ تمام فرزند تو اس وقت مصر میں تھے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے جسم شریف میں کوئی خاص مہک اور خوشبو تھی دوسرے یہ کہ پیغمبر خدا کی طاقت سے دیکھتے' سنتے اور سونگھتے ہیں' سینکڑوں میل دور سے آپ یہ خوشبو سونگھ رہے تھے جو آپ کی قمیص میں بس گئی تھی جیسے ہمارے حضور کے پسینہ شریف میں گلاب کی خوشبو تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کی صفات کا اظہار ہر وقت نہیں ہوتا۔ بقیہ برصفحہ ۷۸۵

الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ

تخت پر بٹھایا اور سب وا اس کے لئے سجدے میں گرے و۲ اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے

مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي

خواب کی تعبیر ہے و۳ بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے

مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ

قید سے نکالا و۴ اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے

بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ

بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی و۵ بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم و

الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ

حکمت والا ہے و۶ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی و۷ اور مجھے کچھ باتوں کا انجام

الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَ

نکالنا سکھایا و۸ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے

الْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكَ مِنْ

مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں و۹ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں

أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ

جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انھوں نے اپنا کام پکا کیا تھا

وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

اور وہ داؤں چل رہے تھے و۱۰ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے اور تم اس پر ان سے کچھ

وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّن

اجرت نہیں مانگتے و۱۱ یہ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت اور کتنی

مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا

نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے

مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾

بے خبر رہتے ہیں اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے و۱۲

➊ یعنی والدین اور گیارہ بھائی' یہاں سجدہ سے مراد وہی عرفی سجدہ ہے' یعنی پیشانی زمین پر رکھنا۔ بلا دلیل قرآن کی آیات میں تاویل نہیں چاہئے اور یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کو تھا نہ کہ رب تعالیٰ کو' جیسا کہ لہ سے معلوم ہوتا ہے' جو مشائخ زمانہ اس آیت سے سجدہ تعظیمی کا جواز ثابت کرتے ہیں' انہیں چاہئے کہ وہ اپنے مریدوں کو سجدہ کیا کریں' مریدوں سے اپنے کو سجدہ نہ کرایا کریں' کیونکہ یہاں یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا ہے' یعنی باپ نے فرزند کو' یا پیر نے مرید کو' بہر حال یہ سجدہ تحیہ تھا نہ سجدہ عبادت نہ تعظیمی' دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اور ہاجرہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑا بحکم الٰہی' تو یہ حکم خصوصی تھا۔ ان کے دین کا شرعی مسئلہ نہ تھا۔ سجدہ تعظیمی کی کچھ بحث ہم پہلے پارہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کی آیت میں کر چکے ہیں ➋ اس سے یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ سجدہ تعظیمی دین یعقوبی میں جائز تھا کیونکہ ان صاحبوں نے صرف اس موقعہ پر یہ ہی ایک سجدہ کیا اور وہ بھی خواب پورا کرنے کو' جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب پورا کرنے کو ذبح فرزند فرمایا' نہ دین ابراہیمی میں ذبح فرزند حکم شرعی تھا نہ دین یعقوبی میں سجدہ تحیہ حکم شرعی کہا جا سکتا ہے' البتہ بعض احادیث سے ثابت ہے' کہ گزشتہ دینوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا جسے حضور نے منسوخ فرمایا۔

ع ۱۱
۵

لٰہذا حدیث سے حدیث کا نسخ ہوا ہے نہ کہ قرآن کا نسخ حدیث سے' نیز یہ سجدہ' سجدہ تحیہ تھا نہ کہ سجدہ تعظیمی' ورنہ یعقوب علیہ السلام سجدہ نہ کرتے بلکہ یوسف علیہ السلام کرتے' کیونکہ آپ فرزند تھے' ➌ جو آج اسی برس یا چالیس برس کے بعد ظاہر ہوئی۔ ➍ کنوئیں کا ذکر اس لئے نہ فرمایا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں' نیز کنوئیں سے نکلنے میں انسان کی وساطت تھی مگر جیل سے رب تعالیٰ نے براہ راست نکالا۔ کسی کا توسل درمیان نہ تھا' نیز کنوئیں میں حضرت جبریل کا ساتھ اور جیل میں کافروں' چوروں' ڈاکوؤں کا قرب' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی خطا معاف کر دینے کے بعد پھر اس کا ذکر بھی نہ کرنا چاہئے ➎ معلوم ہوا کہ بھائیوں کا اختلاف اگرچہ کسی حد تک پہنچ جاوے' بھائی چارہ کو منقطع نہیں کر دیتا' ایسے ہی امیر معاویہ و علی مرتضیٰ کا اختلاف خواہ بہت سخت تھا' مگر وہ اس کے باوجود بھائی بھائی تھے' اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم پر بغاوت کر بیٹھے' دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس قدر مخالفت کے باوجود انہیں بھائی فرمایا اور ناچاقی کا سبب شیطان کو قرار دیا ➏ زلیخا کے شکم سے یوسف علیہ السلام کے دو فرزند افراثیم اور نیشا اور ایک دختر رحمت پیدا ہوئیں' جو ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں' یہ سب حضرات یعقوب علیہ السلام کے سامنے حاضر ہو کر آداب بجالائے' آپ نے خوش ہو کر دعائیں دیں (روح البیان) ➐ یعقوب علیہ السلام نے مصر میں ۲۴ سال قیام فرمایا وہیں آپ کی وفات ہوئی' وصیت فرمائی کہ مجھے فلسطین میں اسحٰق علیہ السلام کے برابر دفن کیا جاوے' یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور خود فلسطین تشریف لے گئے' واپسی پر آپ ۲۳ سال زندہ رہے' یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف ۱۴۷ ہوئی اور یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک

بقیہ بر صفحہ ۷۸۶

أَفَأَمِنُوٓا أَن تَأۡتِيَهُمۡ غَٰشِيَةٞ مِّنۡ عَذَابِ ٱللَّهِ أَوۡ تَأۡتِيَهُمُ ٱلسَّاعَةُ

کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آ کر گھیر لے ۱ یا قیامت ان پر اچانک آ جائے

بَغۡتَةٗ وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُونَ ۝١٠٧ قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ

اور انہیں خبر نہ ہو تم فرماؤ یہ میری راہ ہے ۲ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں

عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِيۖ وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ

میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں ۳ اور اللہ کو پاکی ہے اور میں

ٱلۡمُشۡرِكِينَ ۝١٠٨ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِم

شرک کرنے والا نہیں ۴ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے ۵ جنہیں ہم وحی کرتے

مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡقُرَىٰٓۗ أَفَلَمۡ يَسِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَيَنظُرُواْ كَيۡفَ

اور سب شہر کے ساکن تھے تو کیا یہ لوگ زمین پر چلے نہیں تو دیکھتے

كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡۗ وَلَدَارُ ٱلۡأٓخِرَةِ خَيۡرٞ لِّلَّذِينَ

ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا ۶ اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے

ٱتَّقَوۡاْۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ۝١٠٩ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱسۡتَيۡـَٔسَ ٱلرُّسُلُ وَظَنُّوٓاْ

لئے بہتر ۷ تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ۸ اور لوگ

أَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُواْ جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَآءُۖ وَلَا يُرَدُّ

سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ۹ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا اور ہمارا

بَأۡسُنَا عَنِ ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡمُجۡرِمِينَ ۝١١٠ لَقَدۡ كَانَ فِي قَصَصِهِمۡ

عذاب مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی خبروں سے

عِبۡرَةٞ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِۗ مَا كَانَ حَدِيثٗا يُفۡتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصۡدِيقَ

عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں ۱۰ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے

ٱلَّذِي بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيلَ كُلِّ شَيۡءٖ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٗ

اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے

لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ۝١١١

لئے ہدایت اور رحمت ۱۱

۱ معلوم ہوا کہ امید اور امن میں بڑا فرق ہے' امید میں خوف رہتا ہے اور امن میں بے خوفی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ پر امن کفر ہے اور امید ایمان ہے' یہاں عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو اسباب کے ماتحت آوے' جیسے جنگوں میں قتل و قید یا جیسے قحط وغیرہ کیونکہ مافوق الاسباب کے متعلق رب نے وعدہ فرمایا دیا تھا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳) اور قیامت سے مراد موت ہے' موت ہر شخص کی چھوٹی قیامت ہے' خیال رہے کہ اچانک موت غافل کے لئے عذاب اور مومن عاقل کے لئے رب کی رحمت ہے کیونکہ کافر غافل موت کی تیاری پہلے سے نہیں کرتا اور مومن ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم' داؤد و سلیمان علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی' اچانک موت وہ نہیں جس سے پہلے بیماری نہ ہو بلکہ وہ ہے کہ اس سے پہلے تیاری نہ ہو ۲ یعنی اسلام' اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور اولیاء اللہ کا دین ہو جو ان کے خلاف ہو وہ دین حق نہیں آج اہلسنت کے سوا تمام دین اولیاء اللہ کا دین نہیں' لہٰذا وہ باطل ادیان ہیں ۳ ان سے مراد صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں' ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کی اتباع کرے رب فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمان: ۱۵) ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کسی وقت بھی مشرک نہیں ہوتے' نہ ظہور نبوت سے پہلے نہ بعد میں' رب فرماتا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم: ۲) دوسرے یہ کہ اپنا ایمان چھپانا درست نہیں' ایمان کو اس طرح ظاہر کرو' کہ تمہارے قول و فعل' صورت' سیرت سے تمہارا مومن ہونا ظاہر ہو' کفار کی شکل بنانا بھی اپنا ایمان چھپانا ہے ۵ شان نزول' کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے انسان کو نبی کیوں بنایا' فرشتے نبی بنا کر کیوں نہ بھیجے' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ اس پر کیا تعجب کرتے ہو' پہلے ہی سے انسان نبی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ' جن' عورت کبھی نبی نہ ہوئے' البتہ بعض انبیاء کو نبوت بچپن میں ہی عطا ہوئی' رب فرماتا ہے وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم: ۱۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت سے مرد افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت' قضاء' امامت مردوں کے لئے خاص فرمائیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی شہروں میں ہوتے ہیں' یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد گاؤں کے نہ تھے بلکہ اپنے مال مویشی کی وجہ سے وہاں عارضی قیام پذیر تھے ۶ اس میں سوال انکاری ہے کہ مکہ والے اپنے کاروبار تجارت کے سلسلہ میں قوم عاد و ثمود کے اجڑے ہوئے دیار پر گزرتے ہیں اور انہیں یہ بھی خبر ہے کہ وہ سب اپنے نبی کی مخالفت سے ہلاک ہوئے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں خواہ کتنا ہی عیش و آرام سے ہو مگر آخرت کا عیش یہاں سے کہیں زیادہ پائے گا اور کافر اگرچہ کتنا ہی مصیبت میں ہو مگر آخرت کا عذاب سخت تر پائے گا۔ لہٰذا مومن عیش میں بھی دنیا سے بیزار رہتا ہے کافر مصیبت میں بھی دنیا پر فریفتہ ہوتا ہے' اسی لئے فرمایا گیا کہ دنیا مومن کی جیل ہے کافر کی جنت' اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مومن دنیا میں یقیناً تکلیف میں رہے اور کافر راحت میں۔ ۸ معلوم ہوا کہ اسباب سے ناامیدی بری نہیں' بقیہ بر صفحہ ۷۸۶

سُوْرَةُ الرَّعْدِ ۱۳ مَدَنِيَّةٌ ۹۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۴۳ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورت رعد مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں ۱

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۲ اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ۳

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ

حق ہے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۴ اللہ ہے جس نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو ۵ پھر عرش پر استوا فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

ہے) ۶ اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ تک چلتا ہے ۷ اللہ کام کی تدبیر فرماتا ۸

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ

اور مفصل نشانیاں بتاتا ہے کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو اور وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

زمین کو پھیلایا ۹ اور اس میں لنگر ۱۰ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو

جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

دو طرح کے بنائے ۱۱ رات سے دن کو چھپالیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ

ہیں دھیان کرنے والوں کو ۱۲ اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس ۱۳ اور باغ

مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ

ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے (تھال) سے اگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے ۱۴

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

عقل مندوں کے لئے اور اگر تم تعجب کرو تو اچنبھا تو ان کے اس کہنے کا ہے ۱۵ کہ کیا ہم مٹی ہو کر

① سورہ رعد مکی ہے یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی سوائے دو آیتوں کے کہ وہ مدنی ہیں ایک وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ (الرعد: ۳۱) دوسرے یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا (الرعد: ۴۳) اس میں چھ رکوع اور ۴۳ آیات آٹھ سو پچیس کلمے تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں بعض علماء نے اس سورت کو مدنی فرمایا ② تلک میں گزشتہ اور آئندہ ساری آیات کی طرف اشارہ ہے یا سورہ رعد کی آیات کی طرف کتاب سے مراد قرآن ہے ③ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں ہی حق ہیں کیونکہ یہاں وَالَّذِیْ اُنْزِلَ فرمایا گیا حدیث بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے فرق صرف یہ ہے کہ قرآن میں لفظ بھی رب کے ہیں حدیث میں لفظ تو حضور کے ہیں اور مضمون رب کا اس لئے حدیث شریف کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی مگر احکام شرعیہ کے لئے قرآن و حدیث یکساں حکم رکھتے ہیں بلکہ وَالَّذِیْ سے حدیث شریف مراد ہو تو بہتر ہے کیونکہ کتاب کا ذکر تو پہلے ہو چکا اب وَالَّذِیْ میں کوئی اور چیز چاہئے معطوف ہمیشہ معطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے ④ اس طرح کہ کفار میں سے کوئی اسے شعر کہتا ہے کوئی جادو کوئی کہانت اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر کی تاثیر متاثر کی قابلیت پر موقوف ہے بارش شور زمین میں سبزہ نہیں اگا سکتی سورج چمگادڑ کو روشنی نہیں پہنچا سکتا ⑤ یعنی ایسے ستون نہیں جو تمہیں نظر آئیں ورنہ آسمانوں کے ستون ہیں اللہ کی قدرت عدل و انصاف اولیاء اللہ انبیاء کرام یہ اس کے ستون ہیں یا تم دیکھ رہے ہو کہ آسمان کے ستون نہیں یا ضمیر ھا کا مرجع آسمان ہیں یعنی تم آسمانوں کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون قائم ہیں خیال رہے کہ آسمان بذات خود نظر نہیں آتا۔ شفاف ہے ہاں اس کے چاند سورج تارے نظر آ رہے ہیں یہ بالواسطہ آسمان کا نظر آنا ہے۔ ⑥ اس سے معلوم ہوا کہ عرش آسمان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے علم ہیئت والوں کا قول غلط ہے کہ نویں آسمان کا نام عرش اور آٹھویں کا نام کرسی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے مگر اس پر استواء اور توجہ فرمانا آسمانوں کے بعد رب فرماتا ہے وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (ھود: ۷) تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہو گیا نہ یہ کہ عرش پر بیٹھ گیا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ عرش پر قبضہ فرمایا یا عرش کو اپنے احکام کا منبع بنایا اسے انوار کا تجلی گاہ قرار دیا جیسے کہا جاتا ہے اِسْتَوَی الْمَلِکُ عَلٰی سَرِیْرِہٖ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان بلکہ آسمان میں تارے ایسے گھوم رہے ہیں جیسے دریا کے پانی میں تیرنے والا رب فرماتا ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (الانبیاء: ۳۳) اس گردش سے لوگوں کے فائدے ہیں ⑧ حقیقۃً مدبر عالم رب تعالیٰ ہے اور مجازاً اس کے بندے مدبر ہیں رب تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (النازعات: ۵) بعض اولیاء اللہ تدبیر عالم کرتے ہیں جنہیں تکوینی اولیاء اللہ کہا جاتا ہے ⑨ پانی پر اس طرح کہ پانی میں گھل نہیں جاتی ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے نیز جنبش نہیں کرتی ورنہ پانی پر ہر چیز تیرا کرتی ہے اور تیرنے کو جنبش ضروری ہے ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ لنگر ڈالنے سے زمین کا روکنا اور جنبش سے محفوظ رکھنا مقصود ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ سائنس سیکھنا

بقیہ بر صفحہ ۷۸۶

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

پھر نئے بنیں گے ۱ وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے ۲ اور وہ ہیں

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٥

جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا ۳

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ۴ اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہو چکیں ۵

الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ

اور بے شک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے ۶ اور بے شک تمہارے

رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٦ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

رب کا عذاب سخت ہے اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کی طرف سے کوئی نشانی

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٧ اَللّٰهُ

کیوں نہیں اتری ۷ تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ۸ اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ

جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے بڑھتے ہیں ۹

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝٨ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ

اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۱۰ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ۱۱ سب سے بڑا

الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ

بلندی والا برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے ۱۲ اور جو رات میں چھپا

هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ

اس کے آگے اور پیچھے ۱۳ کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۴ بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی

مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا

نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ۱۵ اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے

(۱) انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کی ایجاد مشکل ہوتی ہے اور ایجاد کے بعد بنانا آسان ہے' جب رب نے ہر چیز کی ایجاد فرمائی' تو موت کے بعد اٹھانا کیا مشکل ہے' خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔ (۲) رب کے انکار کی چند صورتیں ہیں' اس کی ذات کا انکار' جیسے دہریوں کا عقیدہ' اس کی توحید کا انکار' جیسے مشرکین کا عقیدہ' اس کی صفات کا انکار جیسے جہمیہ کا عقیدہ' اس کے نبیوں کا انکار' جیسے عام کفار کا عقیدہ یا اس کے نبی کی عظمت کا انکار' جیسے نبی کی توہین کرنے والوں کا عقیدہ یہ سب رب ہی کے انکار کی صورتیں ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ (انعام: ۹۱) (۳) معلوم ہوا کہ گلے میں طوق وغیرہ کا ہونا کفار کے لئے ہوگا' گنہگار مومن اس ذلت و رسوائی سے محفوظ رہیں گے' کیونکہ یہ کفار کا عذاب ہے' کفر کا بدلہ' ایسے ہی ہمیشہ دوزخ میں رہنا یا رسوائی ہونا' یہ سب کفار کے لئے ہے' مومن کا انجام نجات ہے (۴) یہاں سیئہ سے مراد عذاب ہے اور حسنہ سے مراد امن و عافیت' استعجال سے مراد وقت سے پہلے مانگنا' یعنی کفار مکہ امن و عافیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' رب نے کچھ وقت ان کے امن کا رکھا ہے کچھ عذاب کا' جب امن کا وقت گزر جاوے گا تب عذاب آوے گا۔ مگر یہ اس سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' مذاق اور دل لگی کے طور پر' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ حسنہ سے مراد جنت یا مغفرت نہیں' نہ کفار اس کے مستحق ہیں (۵) کہ ہر قوم کو اس کے وقت پر عذاب آیا اور یہ عذاب پیغمبر کے انکار کی وجہ سے آیا' ان چیزوں سے انہیں عبرت پکڑنی چاہئے (۶) یہاں ظلمھم سے مراد کفر ہے اور مغفرت سے مراد عارضی معافی یعنی عذاب جلد نہ بھیجنا' لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء: ۱۱۶) کہ وہاں مغفرت سے مراد بخشش ہے' اسی لئے یہاں اس آیت میں عذاب کا ذکر ہے' یعنی یہ ڈھیل بھی کفار کے لئے عذاب ہے (۷) یعنی وہ معجزات حضور نے کیوں نہ دکھائے جو ہم مانگتے ہیں جیسے احد پہاڑ کو سونے کا بنا دینا مکہ معظمہ میں نہریں نکال دینا عصا موسوی دکھانا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام عام معجزات دکھاتے ہیں جن سے عام لوگ ان کی نبوت معلوم کریں ہر شخص کا مطلوبہ معجزہ دکھاتے رہنا تو ایک قسم کا کھیل ہے' اس لئے گزشتہ رسولوں نے عمومی معجزات ایک دو دکھائے' ہمارے حضور نے چھ ہزار سے زیادہ معجزات دکھائے (۸) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگلے پیغمبر خاص قوم کے خاص جگہ کے خاص وقت تک رسول ہوتے تھے ہمارے حضور کی نبوت ان تمام خصوصیتوں سے پاک ہے' جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں' دوسرے یہ کہ آپ کے معجزات بھی عام قوموں کے لئے آئے' چنانچہ قرآن کی ہر آیت معجزہ اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے معجزہ ہے' تمام پیغمبروں کے معجزوں کے قصے رہ گئے حضور کے معجزات موجود ہیں (۹) یعنی رب جانتا ہے کہ کس کے پیٹ میں نر ہے کس کے شکم میں مادہ' اور کون بچہ کم مدت میں پیدا ہوگا کون زیادہ میں' انسان کے حمل کی کم مدت چھ ماہ اور زیادہ مدت دو سال ہے جو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جائے وہ جیتا نہیں' وہ درحقیقت سقط بقیہ برصفحہ ۷۸۷

فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ

تو وہ پھر نہیں سکتی ف۱ اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ف۲ وہی ہے تمہیں بجلی دکھاتا

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ

ڈر کو اور امید کو ف۳ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے ف۴ اور گرج اسے سراہتی ہوئی

بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ

اس کی پاکی بولتی ہے ف۵ اور فرشتے اس کے ڈر سے ف۶ اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے

بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَ هُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ

اسی کا پکارنا سچا ہے ف۷ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں ف۸ وہ ان کی کچھ بھی

لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ

نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے ف۹ اور وہ

بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ

ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے ف۱۰ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں

مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے ف۱۱ اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح

وَ الْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ

و شام ف۱۲ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ تم فرماؤ

اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ

تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنا لئے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں ف۱۳

لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی

تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور انکھیارا (بینا) یا کیا برابر ہو جائیں گی

الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ

اندھیریاں اور اجالا ف۱۴ کیا اللہ کے لئے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنھوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انھیں ان کا اور

ف۱ یعنی کسی کافر قوم کو ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ بیماری کا علاج کرنا یا مصیبت میں دعائیں کرنا اس کے خلاف نہیں ف۲ معلوم ہوا کہ کافروں کا مددگار کوئی نہیں مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے والی وارث مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ حمایتی نہ ہونا کفار پر عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ف۳ چمکنے والی بجلی کو برق اور گرنے والی کو صاعقہ کہتے ہیں بادل کی گرج کو رعد کہا جاتا ہے برق دیکھ کر بارش کی امید ہوتی ہے اور صاعقہ کا خوف ایسے ہی برق سے مسافروں کو خوف ہوتا ہے اور گھر والوں کو بارش کی امید سے خوشی ف۴ اس طرح کہ لاکھوں من پانی اولا اور برف ہوا میں اڑتا پھرتا ہے۔ ف۵ ایک فرشتہ کا نام ہے جو رب کی تسبیح کرتا ہے یا بادل کی گرج سن کر لوگ تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ یا خود گرج رب کی سبوحیت کی دلیل ہے جو شخص بادل کی گرج کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ انشاء اللہ بجلی سے محفوظ رہے گا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ف۶ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو بھی خدا کا خوف ہے مگر یہ خوف عظمت بارگاہ اور ہیبت کا ہے یہی خوف انبیاء کرام کو ہوتا ہے ہم گنہگاروں کو اس کے عذاب کا ڈر ہے اللہ نصیب کرے شیطان کو خدا کا خوف ہے مگر نکتہ بدمعاشی کا اس نے خود کہا تھا اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (حشر: ۱۶) غرضیکہ ڈر مختلف قسم کے ہیں اور ہر قسم کا حکم علیحدہ ف۷ یعنی اللہ کی عبادت برحق ہے اور بتوں کی پوجا باطل یا امداد کے لئے اللہ کو پکارنا برحق ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ ف۸ یعنی پوجا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماسواء اللہ کو پکارنا مراد نہیں اس کا تو رب نے حکم دیا ہے۔ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب: ۵) اور فرمایا وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ (حدید: ۸) ہم نماز میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ ف۹ یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فقط پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور ہیں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (مائدہ: ۳۵) ف۱۰ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی بلکہ رد کر دی کیونکہ اس نے دوسرے نفخہ تک زندگی مانگی تھی یا یہ معنی ہیں کہ دوزخ میں پہنچ کر ان کی دعا قبول نہ ہوگی یا یہ معنی ہیں کہ وہ جو بتوں سے دعائیں مانگتے ہیں سب برباد ہیں یا یہ مشرکین جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ برباد ہے اس کا کچھ نفع نہیں بہرحال آیت پر کوئی اعتراض نہیں کفار کی بعض دعاؤں کا قبول ہو جانا اس کے خلاف نہیں۔ ف۱۱ مومن خوشی سے منافق مجبوراً اس سے معلوم ہوا کہ نماز سستی سے پڑھنا منافق کی علامت ہے ف۱۲ اس طرح کہ ہر ایک کی پرچھائیں صبح کو مغرب کی طرف بڑھتی ہے اور شام کو مشرق کی طرف۔ پرچھائیں کی یہ حرکتیں رب تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی پرچھائیں حقیقۃً

بقیہ بر صفحہ ۷۸۷

الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

اس کا بنانا ایک سا معلوم ہوا تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے ف۱ اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ

اس نے آسمان سے پانی اتارا ف۲ تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے ف۳ تو پانی کی رو اس پر

السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَمِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ

ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے ہیں ف۴ گہنا یا اور اسباب

حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ

بنانے کو ف۵ اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں اللہ بتاتا ہے کہ حق و باطل کی

الْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ

یہی مثال ہے ف۶ تو جھاگ تو پھک (جل) کر دور ہو جاتا ہے ف۷ اور وہ جو لوگوں کے کام آئے

فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِیْنَ

زمین میں رہتا ہے اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے ف۸ جن لوگوں نے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی ؕ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ

اپنے رب کا حکم مانا ف۹ انہی کے لئے بھلائی ہے ف۱۰ اور جنھوں نے اس کا حکم نہ مانا ف۱۱ اگر زمین میں

لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ

جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے ف۱۲

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

یہی ہیں جن کا برا حساب ہوگا ف۱۳ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا ف۱۴

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ

تو کیا وہ جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو

اَعْمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ

اندھا ہے ف۱۵ نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے ف۱۶ وہ جو اللہ کا عہد پورا

اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ

کرتے ہیں ف۱۷ اور قول باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ

منزل ۳

(۱) یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خلق پر قادر ہے نہ کہ کسب پر' وہ ہر برائی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال اور اچھی بری چیز کا خالق رب ہے' بری چیز کا پیدا کرنا برا نہیں (۲) یعنی آسمان کی طرف سے' یا آسمانی سبب سے' کیونکہ سورج کی گرمی وغیرہ سے سمندر کا پانی گرم ہو کر اوپر اڑتا ہے پھر اوپر کی ٹھنڈک سے بادل بن کر برستا ہے' ورنہ بارش خود آسمان سے نہیں آتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے۔ مگر سمندر میں پانی آسمان سے آتا ہے' پانی کا خزانہ سمندر ہے' مگر ٹکسال آسمان' رب فرماتا ہے۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (الذاریات: ۲۲) اسی لئے دعا میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیونکہ آسمان ہمارے رزق کا اصل خزانہ ہے نہ اس لئے کہ آسمان میں رب رہتا ہے' وہ تو جگہ سے پاک ہے (۳) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب کی دین بہت ہے مگر اس کا لینا اپنے برتن کے مطابق ہے ع جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں ایک چھٹانک کے قابل برتن میں ایک من کیسے سمائے۔ (۴) جیسے سونا چاندی وغیرہ دھاتیں جن کا زیور بنانے کے لئے انہیں آگ میں تپایا جاتا ہے (۵) متاع سے مراد زیور کے علاوہ دیگر استعمال کی چیزیں ہیں۔ جیسے برتن وغیرہ (۶) خلاصہ مثال یہ ہے کہ باطل اس جھاگ کی طرح ہوتا ہے' جو سیلاب پر یا سونا چاندی وغیرہ دھاتوں پر پگھلاتے وقت ہوتا ہے' اور حق اصل متاع یا سونے چاندی کی طرح ہے کہ جھاگ اوپر اور یہ چیزیں نیچے مگر جھاگ کے لئے بقا نہیں' ان چیزوں کے لئے بقا ہے' ایسے ہی کبھی باطل حق پر چھا جاتا ہے' مگر آخر کار باطل ہلاک ہوتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے۔ (۷) اس سے پتہ لگا کہ باطل کا شور زیادہ اور حق کا زور زیادہ۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہوگا کہ حق والوں پر کبھی مصیبت آئے ہی نہیں' آئے گی' اور ضرور آئے گی' لیکن آخر کار فتح ان کی ہوگی لیکن صبر چاہئے (۹) اس طرح کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کام میں اطاعت کی' ورنہ براہ راست رب تعالیٰ کسی کو حکم نہیں دیتا (۱۰) بھلائی سے مراد جنت ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کی بھلائی ہے خصوصاً رب کا دیدار نصیب ہوگا صوفیاء فرماتے ہیں' کہ جنت اس لئے محبوب ہے کہ وہ دیدار کی جگہ ہے' اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ جنت کے مالک ہوں گے کیونکہ لام ملکیت کا ہے (۱۱) اس طرح کہ ایمان قبول نہ کیا یہاں کفار مراد ہیں' جیسا کہ آئندہ مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گناہ گار مسلمان رب کے احکام کو مانتا تو ہے' مگر بدبختی سے عمل نہیں کرتا' نہ ماننا کچھ اور ہے' اور عمل نہ کرنا کچھ اور (۱۲) لیکن مومن دنیا میں ہی اپنا فدیہ دے چکا' زکوٰۃ' کفارے' قربانی فدیہ ہی تو ہے' لہٰذا یہ بھی کفار کے لئے ہے مومن کے لئے نہیں (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ مسلمانوں کا حساب آسان ہوگا بلکہ بعض کی صرف پیشی ہو کر معافی ہو جائے گی کیونکہ برا حساب کفار کے لئے ہے (۱۴) معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کا ٹھکانہ دوزخ نہیں اگر وہ دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر بھٹی کوئلہ کا ٹھکانا ہے' سونے کا نہیں' یہ اس کی ایک عارضی منزل ہے (۱۵) معلوم ہوا کہ جو حضور کو نہ پہچان سکے وہ اگرچہ آنکھوں والا ہو بقیہ بر صفحہ ۷۸۷

اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾

نے حکم دیا ف۱ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ف۲ اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں ف۳

وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا

اور وہ جنھوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو ف۴ اور نماز قائم رکھی ف۵ اور ہمارے دیئے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ

سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا ف۶ اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں ف۷

اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ

انہی کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق

صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ

ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں ف۸ اور فرشتے

یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے ف۹ سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ ف۱۰

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ

تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے

بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ

کے بعد توڑتے ف۱۱ اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے ف۱۲ اور

یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ف۱۳ ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ

اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اترا

الدُّنْیَا وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَ یَقُوْلُ

گئے (نازاں ہوئے) ف۱۴ اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا ف۱۵ اور کافر

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

کہتے ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری ف۱۶ تم فرماؤ بے شک اللہ

① رب نے بعض رشتے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے توڑنے کا‘ نبی ﷺ‘ مومنین سے رشتہ غلامی یا رشتہ محبت جوڑو‘ کفار سے رشتہ محبت توڑو‘ اسی طرح حضور کے اہل قرابت سے رشتہ محبت جوڑو‘ کافر ماں‘ باپ اور کافر اہل قرابت کے نسبی حقوق ادا کرو۔ مگر ان سے محبت نہ رکھو‘ یہ آیت بے شمار مسائل کا ماخذ ہے‘ ② یعنی نیکیاں کر کے بھی رب کی ہیبت و خوف ان کے دل میں ہوتا ہے‘ اپنے اعمال پر نازاں نہیں ہوتے‘ یہ مطلب نہیں کہ اس کی وعدہ خلافی سے ڈرتے ہیں کہ یہ خوف کفر ہے ③ اس طرح کہ قیامت اور قبر کے حساب سے پہلے روزانہ خود اپنا حساب کر لیتے ہیں‘ ④ معلوم ہوا کہ محض مجبوری کی بنا پر صبر کوئی کمال نہیں‘ یہ صبر تو کفار بھی کرتے ہیں‘ رضا الٰہی کے لئے صبر کرنا کمال ہے‘ اور یہی مومن کی خصوصیات سے ہے‘ اسی پر اجر ملے گا‘ قادر ہو کر معافی دینا رب کی رضا کے لئے محمود ہے۔ ⑤ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھی۔ صحیح وقت پر پڑھی‘ صحیح طریقہ سے پڑھی‘ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ⑥ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے‘ ایک یہ کہ بعض خرچ کرے کل خرچ کرنا فرض نہیں جیسا کہ من تبعیضیہ سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ صرف مال میں خیرات نہ کرے‘ ہر چیز میں سے کرے‘ جیسا کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ صرف ایک بار خرچ کرنے پر قناعت نہ کرے‘ بلکہ کرتا رہے‘ دوسری جگہ رب فرماتا ہے وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (بقرہ: ۳) چوتھے یہ کہ نہ ہمیشہ خفیہ خیرات کرے‘ نہ ہمیشہ علانیہ بلکہ دونوں طرح خیرات کرے۔ علانیہ اس لئے خیرات کرے کہ دوسرے بھی کریں اور خفیہ اس لئے کہ ریا نہ ہو۔ فرض صدقہ علانیہ دے‘ اور نفل صدقہ خفیہ دے ⑦ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں خطا پر عطا ظلم پر صبر سختی پر نرمی کرتے ہیں یا رب کی بارگاہ میں گناہ کو توبہ سے‘ کفر کو ایمان سے دفع کرتے ہیں جہالت کو علم سے

ع ۸ ۹

دفع کرتے ہیں ⑧ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ صالح اولاد کے مومن ماں باپ و قرابتدار اس صالح کے درجہ میں ہوں گے۔ تاکہ سب ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ حضور کے والدین کریمین اولاد و ازواج اور ان کے سچے غلام ان کے صدقہ میں ان کے ہی ساتھ رہیں گے‘ دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (طور: ۲۱) جس سے معلوم ہوا کہ صالح ماں باپ کی اولاد ان کے درجہ میں ہوگی اگرچہ ان کے برابر اعمال نہ کئے ہوں ⑨ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنت میں جایا کریں گے لیکن جزا کے لئے نہیں بلکہ جنتی لوگوں کی خدمت کے لئے‘ بعض فرشتے ہمیشہ جنت میں رہیں گے‘ اور بعض فرشتے آتے جاتے رہا کریں گے‘ مگر یہ رہنا اور آنا جانا صرف خدمت کے لئے ہوگا نہ کہ جزا کے لئے‘ جزا کے لئے صرف انسان ہی جنت میں جائیں گے‘ جنات یا فرشتوں کے لئے جنت نہیں‘ اس سے معلوم ہوا کہ ہر جنتی کے مکانوں کے چند دروازے ہوں گے‘ اور فرشتوں سے پردہ نہ ہوگا وہ سلام تحیۃ کیا کریں گے ⑩ رب کی اطاعت پر صبر‘ اس کی معصیت سے صبر‘ لوگوں کی تکلیف پر صبر‘ غرض تمام قسم کے صبر اس میں شامل ہیں‘ لہٰذا یہ آیت صرف شہداء یا مصیبت زدگان کے لئے خاص نہیں ⑪ کفر و شرک

بقیہ برصفحہ ۷۸

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۲۷ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے ۱ وہ جو ایمان لائے اور ان

وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۲۸

کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں ۲ دلوں کا چین ہے ۳

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۲۹

وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو خوشی ہے ۴ اور اچھا انجام

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟

اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں ۵ کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ ۶

عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ

جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں ۷ تم فرماؤ وہ

هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۳۰ وَلَوْ اَنَّ

میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے اور اگر کوئی

قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ

ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر

الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَا۟يْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

نہ مانتے ۸ بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے

اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ

کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا ۹ اور کافروں کو ہمیشہ کے لئے یہ سخت

كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

دھمک (ہلا دینے والی مصیبت) پہنچتی رہے گی ۱۰ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ۱۱

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۳۱ وَلَقَدِ

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے ۱۲ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا اور بے شک

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ

تم سے اگلے رسولوں سے بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر

---

(۱) یعنی ایمان محض معجزات دیکھنے سے نہیں ملتا' بلکہ فضل ربانی سے ملتا ہے ورنہ تم نے بہت معجزے دیکھے اور ایمان نہ لائے اگر تمہارے منہ مانگے معجزے دکھا بھی دیئے گئے تب بھی تمہیں ایمان نہ ملے گا۔ اگر اس وقت تم ایمان نہ لا کر ہلاک ہو جاؤ گے معجزہ مانگنے والوں کو ایمان نہیں ملتا بلکہ رجوع الی اللہ کرنے والوں کو ملتا ہے (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذکر اللہ سے مراد حضور ہوں' رب فرماتا ہے۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا (طلاق: ۱۰) اور فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیہ: ۲۱) تو معنی یہ ہوئے' کہ حضور ﷺ سے دلوں کا چین ہے' چونکہ حضور محبوب عالم اور اصل مخلوق ہیں' ہر شئی کو محبوب سے چین اور اصل پر پہنچ کر راحت ہوتی ہے (۳) یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہٰذا چین حاصل ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ اللہ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پردیسی کے ذکر سے چین ہوتا ہے۔ بہر حال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے' جیسے دوا سے مرض' پانی سے پیاس' روٹی سے بھوک' سورج سے رات چلی جاتی ہے ایسے ہی اللہ کے ذکر سے اور حضور کے چرچے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتے ہیں' حضور سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے' اگرچہ اللہ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (انفال: ۲) (۴) دنیا میں بھی مرتے وقت بھی آخرت میں بھی یا طوبیٰ سے مراد جنت ہے یا درخت طوبیٰ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں' اور آپ کی امت آخری امت' کیونکہ حضور کے بعد کسی اور امت کے آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے تمام دین منسوخ ہو گئے' جیسا کہ خَلَتْ سے معلوم ہوا۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی عبادت ہے اور حضور کی نعت بھی' یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے احکام قرآنی حضور سے لئے جائیں گے ایسے ہی تلاوت کا طریقہ' اس کے آداب بھی حضور سے لئے جاویں (۷) (شان نزول) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا گیا' تو اس میں لکھا گیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' کفار نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے' آپ پرانی بسم اللہ لکھوایئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اس پر یہ آیت اتری۔ (۸) شان نزول' کفار مکہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا تھا کہ آپ قرآن پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں' زمین کو کھیتی کے لئے میدان بنا دیں' زمین مکہ میں پانی کے چشمے' نہریں جاری کر دیں' اور ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لا دیں' تاکہ وہ آپ کی حقانیت کی گواہی دیں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' فرمایا گیا کہ اگر معجزات دکھا بھی دیئے گئے تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے چنانچہ حضور نے انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کئے اور پتھر' جانوروں سے کلمہ پڑھوایا۔ چاند پھاڑا' سورج واپس کیا مگر جو نہ ماننے والے تھے' نہ مانے۔ اس میں غیبی خبر بھی ہے جو سچی ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ ایمان معجزے دیکھنے سے نہیں ملتا یہ محض رب کے فضل و کرم سے ملتا ہے' ورنہ ابو جہل کبھی کافر نہ رہتا (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو ان کفار کے ایمان کی بقیہ برصفحہ ۷۸۷

ع ۵
۱۰

أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ

انہیں پکڑا ف۱ تو میرا عذاب کیسا تھا تو کیا وہ ہر جان پر اس کے اعمال کی

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ

نگہداشت رکھتا ہے اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں ف۲ تم فرماؤ ان کا نام تو لو یا اسے وہ بتاتے

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ

ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ف۳ یا یوں ہی اوپری بات بلکہ کافروں کی نگاہ میں

كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا

ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے ف۴ اور راہ سے روکے گئے ف۵ اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے

لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ف۶ انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا ف۷ اور بے شک آخرت کا عذاب

أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٣٤﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ

سب سے سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ف۸ احوال اس جنت کا کہ ڈر والوں کے

الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ

لئے جس کا وعدہ ہے ف۹ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ ف۱۰ اور اس کا سایہ ف۱۱

عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ

ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ ف۱۲ اور جن کو

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ۖ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

ہم نے کتاب دی ف۱۳ وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا ف۱۴ اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں کہ اس

مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ

کے بعض سے منکر ہیں ف۱۵ تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے ف۱۶ کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ

بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ

ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا ف۱۷

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا ف۱۸

(۱) معلوم ہوا کہ گناہوں پر ڈھیل ملنا سخت عذاب ہے اور گناہوں پر زیادہ نعمتیں ملنا تو خدا کی پناہ بہت ہی سخت عذاب ہے کہ یہ لڈو میں زہر ہے' اللہ محفوظ رکھے (۲) یعنی ایسے علیم و خبیر رب کی مثل وہ بت کیسے ہو سکتے ہیں جو اپنے سے بھی بے خبر ہیں پھر ان کی عبادت کیسی (۳) اور جس چیز کا علم رب کو نہ ہو وہ محض باطل اور جھوٹ ہی ہوگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے لہٰذا رب کے شریک کا کوئی وجود ہی نہیں' یہاں لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی کی گئی ہے (۴) یعنی سرداران کفر کی بکواس کفار کو بھلی معلوم ہوتی ہے' جیسے صفراوی بخار والے کو کڑوی چیز میٹھی محسوس ہوتی ہے۔ (۵) کہ نفس امارہ شیطان اور برے ساتھیوں نے انہیں ایمان سے روک دیا (۶) یعنی جس کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا یا جس کی بدعقیدگی اس کے اختیار سے اس کے دل میں مضبوط ہو چکی' اس کو ہدایت کی کوئی راہ نہیں' لہٰذا اس آیت میں بندے کا مجبور ہونا لازم نہیں' جسے ہم قتل کریں' اسے بھی موت اللہ ہی نے دی' مگر مجرم ہم بھی ہیں' ایسے ہی جو بت پرستی کر کے مشرک ہوا اسے بھی اللہ نے گمراہ کیا مگر مجرم وہ بھی ہے (۷) قتل' قید' قحط وغیرہ کہ کفار کے لئے یہ دنیاوی عذاب ہیں' اور مومن کے لئے ترقی درجات کا باعث' غیبی' عام عذاب آنا حضور کی برکت سے بند ہو چکا (۸) اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے اللہ تعالیٰ بچانے والا مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ عذاب سے بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہے (۹) جو خدا کے خوف سے شرک و گناہ چھوڑ دیں' یا صرف شرک و کفر چھوڑ دیں (۱۰) یعنی ان میووں کی نوع بھی ہمیشہ اور ان کے افراد بھی ہمیشہ کہ ایک خوشہ کھا بھی لیا جاوے گا اور پھر ویسا ہی رہے گا اس کے بہت دلائل ہیں آج سمندر کا پانی' ہوا' دھوپ' علم' استعمال سے کم نہیں ہوتے' ایسے ہی وہ بھی کم نہ ہوں گے (۱۱) وہ بھی ہمیشہ ہے' اس لئے کہ وہاں سورج نہیں جو سایہ دور کر دے (۱۲) یعنی دوزخ' اگرچہ وہاں کے بعض طبقے ٹھنڈے بھی ہیں' یہاں جز' سے کل مراد ہے۔ (۱۳) یعنی جنہیں توریت' انجیل کا علم دیا۔ جس کی برکت سے وہ ایمان لے آئے' اس سے تمام اہل کتاب مراد نہیں' بلکہ عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے بابرکت نورانی حضرات مراد ہیں' جو یہود کے بڑے عالم تھے اور حضور کے صحابہ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری یا قرآن کے نزول پر خوشیاں منانا رب کو محبوب ہے' لہٰذا شب قدر اور شب ولادت دونوں میں خوشیاں مناؤ' عبادتیں کرو کہ شب قدر قرآن کے آنے کی رات ہے' اور شب ولادت قرآن والے کے تشریف لانے کی شب ہے' ایسی خوشی منانا عبادت ہے (۱۵) یعنی جو اہل کتاب آپ سے دشمنی رکھتے ہیں' وہ قرآن کریم کی بعض چیزیں مانتے ہیں اور بعض کے انکاری' جو احکام ان کے موافق ہوں انہیں مان لیتے ہیں' اور جو ان کے خلاف ہوں ان کے انکاری ہو جاتے ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کے ایک کلمہ کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے' جیسا سارے قرآن کا انکار' دوسرے یہ کہ قرآن کو اپنے نفس کے مطابق بنانا کفر ہے بلکہ اپنے نفس و عقل کو قرآن کے مطابق اور اس کے تابع بناؤ (۱۶) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں حضور ﷺ اصل ہیں اور ہم سب حضور ﷺ کے تابع یہ بھی معلوم ہوا کہ بقیہ بر صفحہ ۷۸۸

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

اور ان کے لئے بیبیاں اور بچے کئے ۲ اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ

آئے مگر اللہ کے حکم سے ۳ ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے ۴ اللہ جو چاہے مٹاتا

وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے ۵ اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کوئی وعدہ جو

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾

انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں ۶ تو بہرحال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ

ذمہ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں ۷ اور اللہ حکم

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ

فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ۸ اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی ۹ اور ان سے اگلے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ

فریب کرچکے ہیں ۱۰ تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ۱۱ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان

كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُوْلُ

کمائے اور اب جانا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر ۱۲ اور کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ

کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے ۱۳ مجھ میں

وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾ ع

اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے ۱۴

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ ١٤ مَكِّيَّةٌ ٧٢ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٥٢ رُكُوْعَاتُهَا ٧

سورت ابراہیم مکی ہے ۱۵ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں باون آیات اور سات رکوع ہیں

ع ۵ / ۱۱

(۱) (شان نزول) بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ اگر حضور ﷺ سچے نبی ہوتے تو آپ نکاح نہ کرتے' بیوی بچے نہ رکھتے تارک الدنیا ہوتے' ان کے جواب میں یہ آیت اتری (۲) اس طرح کہ بغیر بیوی و اولاد صرف یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے عمر شریف گزاری' باقی تقریباً تمام انبیاء کرام نے نکاح فرمایا یعنی نکاح سنت انبیاء ہے۔ جسے فطرت کہتے ہیں' ایسے ہی زیادہ بیویاں رکھنا بھی نبوت کے خلاف نہیں' داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں' اور وہ نبی تھے ہندوؤں کے بعض اوتار کنھیا اور راجہ جسرت وغیرہ کی چند بیویاں تھیں۔ کنھیا کی بیویاں ایک ہزار تھیں (۳) یعنی تمام معجزے رب کے حکم سے ہوتے ہیں' مگر بعض معجزے نبی کی ذات کو لازم رہتے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے لئے حسن اور بعض معجزے نبی کے اپنے اختیار سے صادر ہوتے ہیں مگر باذن اللہ' جیسے عصا موسوی کا سانپ بن جانا' کہ جب آپ اسے اپنے اختیار سے چھوڑتے تھے' تو باذن اللہ سانپ بن جاتا۔ اور بعض میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا جیسے آیات قرانی کا نزول (۴) یہ کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ کلام الٰہی میں نسخ کیوں ہے فرمایا گیا کہ جیسے تکوینی احکام موت' زندگی وغیرہ کی مدت مقرر ہے' ایسے ہی شرعی احکام کی بھی ایک مدت معین ہے نسخ اس مدت کا بیان ہے لہٰذا اس پر کچھ اعتراض نہیں (۵) معلوم ہوا کہ بعض تقدیروں میں رد و بدل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں' پہلی کو محو و اثبات کہتے ہیں دوسری کو حتم مقضی' دعاؤں اور نیک اعمال سے پہلی تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ دوسری تقدیر میں رد و بدل ناممکن ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں بندوں کے معاف شدہ اور باقی رہنے والے گناہ مراد ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس میں منسوخ اور محکم آیات و احکام مراد ہیں' اور بھی اس میں چند قول ہیں (۶) یعنی کفار کے جن

ع ۶ / ۱۲

عذابوں کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے' ان میں سے بعض تو آپ کی ظاہری حیات شریف میں آجائیں گے جیسے بدر و حنین میں ان کی شکست اور بعض آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوں گے اگرچہ حضور وفات کے بعد بھی عالم کو دیکھتے سنتے ہیں مگر یہ دیکھنا اور نوعیت کا ہے' حیات شریف میں دیکھنا اور نوعیت کا ہے۔ اس لئے یہاں وفات کا مقابلہ معائنہ سے کیا گیا' لہٰذا اس آیت سے حضور کے نہ دیکھنے پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی' دیکھو ہر نمازی قیامت تک نماز میں حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ حالانکہ نہ سننے والے کو سلام کرنا منع ہے (۷) اس طرح کہ مجاہدین کفار کے علاقے برابر فتح فرما رہے ہیں جس سے دارالکفر کے حدود گھٹ رہے ہیں اور دارالسلام کے حدود بڑھ رہے ہیں' یہ آیت مدنی ہے اگرچہ سورۃ رعد مکیہ ہے کیونکہ مکی آیات میں جہاد کا ذکر نہیں ہوتا' اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ تمہارے سارے علاقے مسلمان فتح کرلیں گے اور ایسا ہی ہوا (۸) یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہیں' جن میں بندوں کا اختیار نہیں ہے' جیسے موت و حیات (۹) چنانچہ قیامت میں ساری مخلوقات کے مکمل حسابات دنیا کے آدھے دن کی مدت میں ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جلالین) قیامت کا باقی دن شفیع بقیہ برصفحہ ۷۸۸

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے
النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ
اجالے میں لاؤ ف۱ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے ف۲ اللہ کہ اسی کا ہے
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۳ اور کافروں کی خرابی ہے
عَذَابٍ شَدِيْدِ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى
ایک سخت عذاب سے جنہیں آخرت سے دنیا کی زندگی پیاری ہے ف۴
الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ
اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں ف۵
اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
وہ دور کی گمراہی میں ہیں ف۶ اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ف۷
قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
کہ وہ انہیں صاف بتائے ف۸ پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ
وہی عزت و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
اندھیریوں سے اجالے میں لا ف۹ اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا ف۱۰ بے شک اس میں نشانیاں ہیں
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو ف۱۱ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یاد کرو اپنے اوپر اللہ
عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
کا احسان ف۱۲ جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بری مار دیتے تھے ف۱۳
وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ
اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کا

(۱) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ باذن اللہ لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں' کوئی شخص صرف قرآن سے بغیر حضور کے واسطے ہدایت نہیں پا سکتا' (۲) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم لوگوں کو تاریکی سے نکالنے کے لئے آیا ہے' نہ کہ حضور کو' حضور تو اول ہی سے نور ہیں اور نزول قرآن سے پہلے آپ نمازی' عابد و زاہد تھے' دوسرے یہ کہ ہم لوگ نزول قرآن کے بعد بھی حضور کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم تخم ہے حضور رحمت کی بارش' جیسے تخم کو زمین میں بو دیئے جانے کے بعد بارش کی حاجت ہے۔ ایسے ہی ہم قرآن سن کر سیکھ کر حضور کی نگاہ کرم کے محتاج ہیں' بہت لوگوں کو بغیر قرآن صرف حضور سے ہدایت ملی ہے' جیسے حضرت ورقہ ابن نوفل بحیرہ راہب' یا وہ کفار جو عین حالت جنگ میں صرف کلمہ پڑھ کر حضور کی زیارت کر کے شہید ہو گئے۔ نہ قرآن سنا نہ کوئی عمل کیا۔ لیکن صرف قرآن سے بغیر حضور کی وساطت کسی کو ہدایت نہ ملی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر بغیر توریت صرف موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے مومن' صحابی' شہید' صابر سب کچھ بن گئے تیسرے یہ کہ حضور تا قیامت تمام انسانوں کے رہبر ہیں۔ جب جسے ہدایت و نور ملے گا' حضور سے ملے گا۔ کیونکہ رب نے 'الناس' بغیر کسی قید کے فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کی بعثت اصلاً تو انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق جنات وغیرہ انسانوں کے تابع ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے انسانوں کا ذکر ہوا' لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور جنات وغیرہ کو تاریکی سے نہ نکالیں (۳) یہ سب اللہ کی مخلوق درحقیقت اسی ہی کی مملوک ہیں' اگرچہ ظاہری طور پر اس کے بعض بندے بھی مالک ہوتے ہیں (۴) کفار عرب اسلام سے اس لئے محروم رہے کہ انہیں اپنی آمدنیاں بند ہو جانے اور اپنی ریاست جاتے رہنے کا اندیشہ تھا' لہٰذا کفار پر یہ آیت بخوبی چسپاں ہے (۵) یا اس طرح کہ لوگوں کو غلط راستے پر لگاتے ہیں' یا اس طرح کہ اسلام میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں' اس سے ان علماء کو عبرت پکڑنی چاہئے' جو نئے نئے مذہب نکالتے ہیں اور اپنے کو عالم دین کہتے ہیں (۶) یعنی چونکہ یہ لوگ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ گر بھی' لہٰذا ان کا عذاب بھی سخت ہے۔ (۷) اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو رب نے تمام زبانیں سکھائی ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی قوم مبعوث کی زبان جانتے ہیں اور دنیا کی ساری قومیں حضور کی امت اور حضور کی مبعوث الیہ قوم ہیں' لہٰذا حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں' احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ' ہرنی' چڑیاں' لکڑیاں حضور سے کلام کرتی تھیں اور حضور سمجھ لیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ سرکار تمام انبیاء سے زیادہ عالم ہیں' آدم علیہ السلام کو ہر زبان بتائی گئی۔ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم دیا گیا جو قرآن سے ثابت ہے' (۸) اپنی قوم کو بلا واسطہ اور دوسروں کو علماء کے ترجموں کے ذریعہ سے' چنانچہ آج تمام دنیا میں علماء تبلیغ فرما رہے ہیں' یہ حضور ہی کی تبلیغ ہے (۹) معلوم ہوا کہ نبی کفر سے نکال کر روشنی ایمان میں مخلوق کو داخل کرتے ہیں' ظلمات کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ کفر' ضلالت' بدعملی' ہر خرابی سے نکالنا پیغمبر ہی کا کام ہے' ان کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا (۱۰) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میلاد' معراج و شب قدر میں بقیہ بر صفحہ ۷۸۸

مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ۝۶ وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكُمۡ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

بڑا فضل ہوا ۱ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا ۲

وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوۡسٰۤى اِنۡ تَكۡفُرُوۡۤا

اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین

اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۝۸ اَلَمۡ

میں جتنے ہیں ۳ سب کافر ہو جاؤ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے کیا تمہیں

يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۬ وَ

ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھی ۴ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے ۵

الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ۛؕ لَا يَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ

انہیں اللہ ہی جانے ۶ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے ۷

بِالۡبَيِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ فِىۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ وَقَالُوۡۤا اِنَّا كَفَرۡنَا بِمَاۤ

تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے ۸ اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ

اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ وَاِنَّا لَفِىۡ شَكٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ ۝۹

بھیجا گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا ۹

قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے ۱۰ آسمان اور زمین کا بنانے والا

يَدۡعُوۡكُمۡ لِيَغۡفِرَ لَكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُؤَخِّرَكُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ

تمہیں بلاتا ہے ۱۱ کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے ۱۲ اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب

مُّسَمًّى ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا

کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو ۱۳ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو

عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۝۱۰ قَالَتۡ لَهُمۡ

جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ۱۴ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ۱۵ ان کے رسولوں

رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ

نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان ۱۶ مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے

۱ یعنی اس نجات دینے میں اللہ کا بڑا فضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر و ظالم کی ہلاکت' اس کی موت اللہ کی رحمت ہے جیسے علماء و صالحین کی وفات ہمارے لئے مصیبت ہے' ظالم کی موت پر خوشی کرنا اچھا ہے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر کرنا چاہئے اور نعمتیں تو مختلف ہیں لہٰذا ان کے شکر بھی مختلف' کفار معصیت سے شکر کرتے ہیں' مومن عبادت سے' دیکھ لو ہولی' دیوالی میں کیا ہوتا ہے۔ اور عید بقر' عید الفطر میں کیا ہوتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے اور صبر سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے' لہٰذا شکر سے صبر افضل ہے ۳ جن و انس' اس سے حضرات انبیاء کرام علیحدہ ہیں کیونکہ ان کا کفر محال ہے یا یہ ناممکن کو فرض کیا گیا جیسے لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ (الزمر: ۶۵) خلاصہ یہ ہے رب تعالیٰ تمہاری اطاعت سے بے نیاز ہے' اس میں تمہارا ہی نفع ہے' نافرمانی میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔ ۴ یعنی آچکی ہیں یا توراۃ میں' یا وہ لوگ تاریخ سے خبردار تھے' یا ان قوموں کی اجڑی ہوئی بستیوں پر گزرا کرتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تاریخ کا علم معتبر ہے' اگر نص کے خلاف نہ ہو' ایسے ہی کسی واقعہ کی شہرت اس کا ثبوت ہے ۵ جیسے ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور قوم شعیب و قوم لوط وغیرہم ۶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم ہم کو نہیں ملا' لہٰذا ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا چاہئے۔ کہ سارے نبی برحق ہیں' دوسرے یہ کہ کوئی شخص اپنا نسب آدم علیہ السلام تک نہ بیان کرے کہ کسی کو اس تفصیل کی خبر نہیں' تیسرے یہ کہ حضور کا نسب شریف عدنان تک تو معلوم ہوا ہے' آگے یقینی نہیں' عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے' انہیں سے عرب عدنان کا سلسلہ چلتا ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم دیا۔ معراج میں سارے نبیوں سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی' رب فرماتا ہے۔ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ (جن: ۲۶) الخ ۷ اللہ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے مگر جب ہم کو ہر پیغمبر کی تفصیل وار خبر نہیں' تو ان کے معجزوں کی تفصیل کیسے معلوم ہو سکتی' ہاں بغیر معجزہ کوئی پیغمبر نہ آئے' ایسے ہی ہر پیغمبر پر تبلیغ کی وحی آنی ضروری ہے ۸ حیرت یا غصہ ظاہر کرنے کے لئے یا پیغمبروں کے منہ پر ہاتھ رکھا' ان کی تبلیغ روکنے کے لئے یعنی ایسی بات نہ کہو' پہلی تفسیر قوی ہے کہ عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ ۹ یعنی معاذ اللہ تمہارے جھوٹے ہونے کا ہم کو یقین ہے اور توحید و ایمان کے برحق ہونے میں ہمیں شک ہے۔ کفر و انکار اور چیز کا ہے شک دوسری چیز کا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ نبی میں شک کرنا درحقیقت رب میں شک کرنا ہے' جیسے کہ نبی کا ماننا رب کا ماننا ہے' کیونکہ یہاں کفار نے نبی میں شک کیا تھا' جسے اللہ کے بارے میں شک کرنا قرار دیا گیا کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظہر ہیں' رب نے جسمانی تربیت کے لئے ظاہری غذائیں و دوائیں پیدا فرمائیں' روحانی پرورش کے لئے قرآن اور اسلام کے احکام بذریعہ نبی بھیجے' اب نبی کا انکار رب کی ربوبیت کا انکار ہے بقیہ بر صفحہ ۷۸۸

21

يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ

احسان فرماتا ہے ف۱ اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے

اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ

حکم سے ف۲ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ف۳ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ

عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ

کریں اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں اور تم جو ہمیں ستارہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ف۴ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰى

تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ ف۵ تو انھیں ان کے رب نے وحی بھیجی

اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ

کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم کو ان کے بعد زمین میں بسائیں گے ف۶

بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا

یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ

کرے اور انھوں نے فیصلہ مانگا ف۸ اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ف۹ جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا

مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ

پانی پلایا جائے گا ف۱۰ بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں ف۱۱ اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۣاشْتَدَّتْ بِهِ

اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں ف۱۲ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت

الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ

جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا ف۱۳

ع ۹ / ۱۴

۱ یعنی تم نے میری ظاہری شکل تو دیکھی، مگر اندرونی وصف اور رب کا فضل نہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہی ہوتی ہے جو انسان کو صحابی بنا دیتی ہے ۲ یا تو ہر دفعہ حکم آتا ہے، یا ایک بار دے دیا جاتا ہے، پھر وہ معجزات اپنے اختیار سے دکھاتے رہتے ہیں، جیسے ہم کو اجازت دے دی گئی ہے، پھر ہم اپنے اعضاء اپنے اختیار سے استعمال کرتے رہتے ہیں، تو ہماری ہر جنبش اور ہر حرکت رب کے حکم سے ہے مگر اس میں ہمارے اختیار کو بھی دخل ہے۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء کرام معجزات میں بالکل بے اختیار ہوتے ہیں، دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب بھی لاٹھی پھینکتے تھے، سانپ بن جاتی تھی، ہر دفعہ آپ رب سے باقاعدہ اجازت نہ چاہتے تھے، یوسف علیہ السلام کا حسن معجزہ تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ تھا، اس آیت کا مقصد یہ ہے، کہ جو معجزے تم مانگ رہے ہو، وہ ہم کو عطا نہیں ہوئے، اور ہم بغیر عطاء رب معجزات ظاہر نہیں کر سکتے، لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں ۳ یعنی مجھے تمہاری مخالفت کی کوئی پروا نہیں، کیونکہ جب میرے غلام مومن رب پر متوکل ہیں۔ تو میں نبی ہوں، مجھے اس پر توکل کیوں نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا وہ لوگوں کے خوف سے حج تک نہ کر سکا۔ پٹھانوں کے ڈر سے کابل تبلیغ کے لئے نہ گیا، یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں ۴ یہاں توکل سے مراد بھروسہ پر قائم رہنا ہے، تفسیر خزائن العرفان میں ہے، کہ توکل کی حقیقت بدن کو عبودیت میں ڈالنا، دل کو ربوبیت سے متعلق کرنا، عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرنا۔ جسے یہ چار باتیں حاصل ہوں وہ متوکل ہے ۵ خیال رہے کہ یہاں عود کے معنی لوٹنا اور واپس ہونا نہیں، کیونکہ انبیاء کرام کبھی ان مشرکین کے دین میں نہ تھے، پھر واپسی کیسی، نیز ان کفار کا اس ملک کو اپنی زمین سمجھنا اور پیغمبر سے کہنا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یہ بھی کفر ہے، زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسولوں کی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو کفر کی رغبت دینا کفر ہے، جو کوئی کسی عورت کو نکاح توڑنے کے لئے کفر کی رغبت دے وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ارتداد کی وجہ سے ۶ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے پڑوسی کو اس ظالم کے مکان کا مالک بنا دیتا ہے، خیال رہے کہ جس زمین پر عذاب آوے، وہاں مسلمانوں کو رہنا منع ہے، لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ جس جگہ ان پر عذاب آوے گا اسی جگہ تم کو بسایا جائے گا ۷ یعنی کفار کو ہلاک کر کے مومنوں کو ان کے ملک کا مالک بنانا، صرف ان پیغمبروں کی امتوں سے خاص نہ تھا۔ قیامت تک یہ قانون جاری ہے کہ بدکاروں کو ہلاک فرما کر نیک کاروں کو ان کی جگہ کا مالک بنایا جائے گا۔ ۸ یعنی پیغمبروں نے اپنے رب سے فتح و نصرت مانگی، یا ان کی امتوں نے اپنے نبی کے وسیلہ سے نصرت مانگی۔ تو اللہ نے مومنوں کو فتح دی اور کفار کو ہلاک فرمایا ۹ کہ مرتے ہی دوزخ کا عذاب، اور بعد قیامت دوزخ کا داخلہ ہوگا۔ خیال رہے کہ کافروں کو قبر میں دوزخ کا عذاب ہوگا کہ وہاں کی کھڑکی کھل جاوے گی۔ جس سے دوزخ کی گرمی اور بدبو آوے گی، گنہگار مسلمان کو قبر کی وحشت، تنگی و تاریکی کا عذاب تو ہوگا۔ مگر دوزخ کا عذاب نہ ہوگا ۱۰ یعنی دوسرے

بقیہ برصفحہ ۷۸۸

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

یہی ہے دور کی گمراہی ۱ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان اور

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾

زمین حق کے ساتھ بنائے ۲ اگر چاہے تو تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ

اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں ۳ اور سب اللہ کے حضور علانیہ حاضر ہوں گے تو

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

جو کمزور تھے بڑائی والوں سے کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہو سکتا ہے

مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو ۴ کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت کرتا

اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ

تو ہم تمہیں کرتے ۵ ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں

مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

پناہ نہیں ۶ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا ۷ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا ۸ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا ۹ مگر یہی

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے

اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ

اوپر الزام رکھو ۱۰ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک

اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَ

ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں ۱۱ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے ۱۲ اور

اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کیے جائیں گے

ع ۹ / ۱۵

۱ یعنی ایسی گمراہی جو ثواب سے دور رکھے، کہ خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرے، مگر ثواب نہ پائے، کمزور زمین پر عمارت گر جاتی ہے، کمزور عقائد پر نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں ۲ یہاں حضور سے خطاب ہے اور حق عبث کا مقابل ہے۔ یعنی اے محبوب تم نے تو دیکھا ہی ہے کہ اللہ تعالٰی نے آسمان و زمین میں ہزارہا حکمتیں رکھی ہیں، ان میں سے کچھ عبث و بے کار پیدا نہ فرمایا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سارے عالم سے پہلے پیدا ہوا۔ اور حضور نے ہر چیز کو پیدا ہوتے دیکھا۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین کی حکمتوں اور ہر چیز کو تاثیر سے واقف ہیں، جن کا پتہ آج تک سائنس والوں کو بھی نہ ملا ۳ اس میں کفار مکہ سے خطاب ہے، اور ایسا ہی ہوا کہ ابوجہل وغیرہ ہلاک کئے گئے اور وہاں مسلمان آباد ہوئے، ان سرداروں نے اکڑ دکھائی تو مدینہ منورہ کے مساکین سے دین کی خدمت لے لی گئی ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کے معاملات انہیں یاد ہوں گے کہ ہم فلاں کافر کی پیروی کرتے تھے، دوسرے یہ کہ مومنین صالحین اپنے پیروکاروں کی بلائیں باذن پروردگار ٹال دیں گے، شفاعت وغیرہ کے ذریعہ، یہ دیکھ کر ہی کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم بھی ہماری بلائیں ٹالو، جیسے گنہگار مسلمانوں کی آفات ان کے نیک کاروں کی شفاعت سے ٹل گئیں، تب ان کے سردار وہ جواب دیں گے جو آگے مذکور ہے، بہر حال یہاں کفار کی گفتگو کا ذکر ہے، یہ آیت مسلمانوں پر چسپاں کرنا گمراہی اور جہالت ہے ۵ ان کا یہ کلام بھی بے ادبی کا ہے کہ گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا اس آیت نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ گفتگو گمراہوں اور کافروں کی ہے، نہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی اپنے معتقدین سے، جیسے کہ آج جاہل وہابیوں نے سمجھا۔ ۶ یعنی دنیا میں آفتوں، مصیبتوں پر صبر بڑے اجر کا سبب تھا مگر اب دوزخ میں رہ کر صبر کریں یا بے صبری اب یہاں سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا دار العمل تھی۔ آخرت دار الجزاء ہے۔ ۷ اور کفار دوزخ میں پہنچ جاویں گے، اسے ملامت کریں گے، کہ تو ہم کو یہاں لایا۔ تیرے وعدے کیا تھے اور ہوا کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دوزخ میں سزا پائے گا۔ اور کفار اس سے ملاقات کریں گے اس کو پہچانیں گے، ظاہر یہ ہے کہ یہاں شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے ۸ اپنے ایجنٹ یعنی سرداران کفار کے ذریعہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، نہ سزا جزا ہے، بت پرستی اچھی چیز ہے معلوم ہوا کہ کفار کے پیشواؤں کا کلام در پردہ ابلیس کا کلام ہے۔ ابلیس نے ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود ابلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا ۹ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر، یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) وہاں بہکا سکنا مراد ہے ۱۰ کہ تم نے اس کے باوجود میری تابعداری کی رب نے تمہیں حکم دیا تھا کہ شیطان کے بہکانے میں نہ آنا تم نے رب کی نہ مانی۔ میری مانی بتاؤ تمہارا قصور ہے یا نہیں ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک بقیہ برصفحہ ۷۸۸

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے ف۱

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ

کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی ف۲ جیسے پاکیزہ درخت

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ف۳ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے

بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

رب کے حکم سے ف۴ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں

وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ۟ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ

اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندا پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ف۵

الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

اب اسے کوئی قیام نہیں ف۶ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات

الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۫

پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ف۷ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے ف۸

وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

اور اللہ جو چاہے کرے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل

كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ

دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا ف۹ وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری

الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا

ٹھہرنے کی جگہ ف۱۰ اور اللہ کے لئے برابر والے ٹھہرائے ف۱۱ کہ اس کی راہ سے بہکاویں تم فرماؤ کچھ برت لو کہ

فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا

تمہارا انجام آگ ہے میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

رکھیں ف۱۲ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی سلام جنت میں بھی ہوگا کہ فرشتے جنتیوں کو اور وہ خود ایک دوسرے کو یہی سلام کریں گے۔ اس سلام کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا (۲) کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں، جیسے قرآن، تسبیح، حمد الٰہی، نعت رسول، دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں، کہ جب دل میں جا گزیں ہو جاویں تو پھر نکلتے نہیں (۳) جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں، ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضا میں پھیلی ہوتی ہیں، کہ آنکھ، کان، ناک، وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے۔ (۴) کلمہ طیبہ بھی زندگی میں نیک اعمال، موت کے وقت حسن خاتمہ، قبر میں وحشت کا دفع، حشر میں، حساب میں کامیابی کے پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب کرے۔ (۵) جیسے ستیا ناسی، لہسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں۔ زمین پر ہی پھیلا ہوتا ہے اور جلد اکھیڑ دیا جاتا ہے، بے دین ایک بات پر نہیں ٹھہرتا، بات کا کچا، اور پھر جانے والا ہوتا ہے (۶) رب کا انکار حضور کی توہین وغیرہ کہ کافر مرتے وقت ہی اپنا دین بھول جاتا ہے، حتیٰ کہ قبر میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا فلاں دین تھا هَا، هَا، لَا اَدْرِی ہی پکارتا ہے۔ (۷) اس آیت میں عذاب قبر کا ثبوت ہے یعنی مومن دنیا میں بہر حال ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ یہاں کے رنج و خوشی اسے اسلام سے نہیں ہٹاتے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر گناہوں سے توبہ کر کے مرتا ہے حساب قبر پر اس کا دل مطمئن رہتا ہے، جس سے بہ آسانی جواب دے لیتا ہے مگر کافر دنیا میں تو رنج و غم، راحت و مصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ لہٰذا آخرت سے مراد قبر ہے کہ یہ بھی دنیا کی بعد کی زندگی ہے، (۸) کہ ان کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے، یعنی کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے، جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام ہے۔ (۹) اللہ کی نعمت نبی ﷺ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (آل عمران: ۱۶۴) اور نعمت بدلنے والے کفار مکہ، ان کا کفر اور سرکشی یہ نعمت بدلنا ہے یعنی ہم نے مکہ معظمہ کے باشندوں پر اتنا بڑا انعام کیا۔ کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔ مگر انہوں نے بجائے اطاعت کے ان کی نافرمانی کی۔ لہٰذا اگرچہ اس آیت میں ذکر تو کفار مکہ کا ہے، مگر اس میں سارے گستاخ داخل ہیں (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں جائیں گے، مگر دوزخ ان کا ٹھکانا نہ ہوگا، بلکہ ایک منزل کی طرح ہوگا کہ وہاں کچھ رہ کر پاک وصاف ہو کر جنت میں جائیں گے کیونکہ رب نے دوزخ کو کفار کا ٹھکانہ فرمایا (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی برابری پر ہے، اگر کسی کو اللہ کا بندہ ہی مان کر کسی وصف میں اس کا مقابل اور برابر مانا جاوے تو ماننے والا مشرک ہوگا۔ چنانچہ کفار اپنے بتوں سے قیامت میں یوں کہیں

ع ۱۶

بقیہ بر صفحہ ۷۸۹

يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ ف۱ اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا ف۲ تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے

رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ

کو پیدا کئے ف۳ اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے ف۴ اور تمہارے لئے ندیاں

لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ

مسخر کیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کیے ف۵ جو برابر چل رہے ہیں ف۶ اور تمہارے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا

لئے رات اور دن مسخر کیے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا ف۷ اور اگر اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ

نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے ف۸ بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے ف۹ اور یاد کرو

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ

جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا کردے ف۱۰ اور مجھے اور میرے

اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا ف۱۱ اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے ف۱۲

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے ف۱۳ اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے ف۱۴

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی ف۱۵ جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر

الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ

کے پاس ف۱۶ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ ف۱۷ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی

تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

طرف مائل کردے ف۱۸ اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے ف۱۹ شاید وہ احسان مانیں

منزل۳

(۱) کہ کسی کو کچھ دے کر نیک اعمال خرید لئے جائیں' یا کسی سے اعمال مانگ لئے جائیں۔ اپنے ہی عمل کام دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ کسی کی طرف سے بدنی فرائض ادا نہیں کرسکتا۔ نہ نماز پڑھ سکے' نہ روزہ رکھ سکے' مالی اعمال دوسرے کی طرف سے ہو سکتے ہیں' جیسے حج بدل' یا ادا زکوٰۃ یا قربانی کسی کی طرف سے جب وہ اپنا مختار کر دے' خیال رہے کہ اس دن سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ کنوؤں اور دریاؤں کا پانی بھی آسمان سے ہی آیا ہے' اس لئے اگر بارش نہ ہو تو سب خشک ہو جاتے ہیں (۳) جن میں سے بعض کو غذاءً اور بعض کو دواءً کھاتے ہو مقصد یہ ہے کہ عالم کی ساری چیزیں تمہاری خاطر بنائیں' ہم کو ان کی ضرورت نہیں تو انصاف یہ ہے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو' ہماری عبادت کیا کرو' اور وہ بھی حقیقۃً تمہارے ہی لئے ہے (۴) اور تم ان کیفیتوں سے فائدے اٹھاؤ۔ ورنہ پانی بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اس کا قوام پتلا ہے' پھر اس کشتی کے ذریعہ تمام بھاری چیزیں سمندر میں تیر جاتی ہیں ایسے ہی ہم تو دنیا میں غرق ہو جاتے لیکن انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے طفیل دونوں جہانوں میں تر جاتے ہیں (۵) لیکن کشتیوں اور چاند سورج کی تسخیر میں یہ فرق ہے کہ کشتیوں میں ہمارے ارادے کو دخل ہے' مگر چاند سورج میں اصلاً دخل نہیں' اس کے باوجود وہ سب ہماری ہی خاطر ہیں' رب کو ان سے کوئی نفع نہیں (۶) کہ نہ کبھی ٹوٹتے پھوٹتے ہیں' تاکہ مرمت کیلئے بھیجے جائیں' اور نہ کبھی آرام کے لئے چھٹی لیتے ہیں' لاکھوں برس سے مسلسل گھوم رہے ہیں تاکہ تم کام اور آرام کے لئے وقت مقرر کرو۔ اور لاکھوں قسم کے فائدے اٹھاؤ (۷) یہاں مِن تبعیضیہ ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی منہ مانگی مرادوں میں سے بعض عطا فرمائیں' یا کل تکثیر کے لئے ہے اور مِن بیانیہ۔ یعنی تمہیں بہت سی منہ مانگی مرادیں بخشیں' جیسے رب فرماتا ہے۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (انعام: ۴۴) مقصد یہ ہے کہ کروڑوں نعمتیں تمہارے بغیر مانگے تمہیں بخشیں' جن کا ذکر ہو چکا۔ اور بہت سی نعمتیں تمہیں منہ مانگی دیں ہم تمہاری طلب تم سے زیادہ جانتے ہیں' ہماری عطا تمہارا مانگنے پر موقوف نہیں (۸) کیونکہ تمہارے ہر رونگٹے پر کروڑوں نعمتیں ہیں اور جب تمہیں اپنے بالوں کا شمار نہیں تو ان نعمتوں کا شمار کیسے ہوسکتا ہے' تمہاری گنتی سنکھ پر ختم ہو جاتی ہے اور وہاں سنکھ سے ابتداء ہوتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص حضور کے فضائل نہیں گن سکتا کیونکہ دنیا کی نعمتیں قلیل ہیں' رب فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء: ۷۷) اور حضور کے فضائل عظیم ہیں رب فرماتا ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴) اور فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء: ۱۱۳) اور فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) جب ہم قلیل یعنی تھوڑی کو نہیں گن سکتے' تو عظیم یعنی بڑی کو کیسے شمار کر سکتے ہیں' (۹) یہاں آدمی سے مراد یا ابوجہل' ابولہب وغیرہ ہیں یا مطلقاً کافر و مشرک' جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے (۱۰) یعنی مکہ شریف ہمیشہ شہر رہے کبھی ویران نہ ہو اور یہاں کوڑھ' جذام' برص' دجال کے داخلہ' قتل و غارت سے امن رہے' (۱۱) ظاہر یہ ہے کہ بَنِيَّ سے صلبی اولاد مراد ہے۔ یعنی بیٹے اور وہ تمام حضرات شرک سے بقیہ برصفحہ ۷۸۹

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِيۡ وَمَا نُعۡلِنُ ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ

اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ف۱ اور اللہ پر کچھ چھپا

شَىۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۝۳۸ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ

نہیں ف۲ زمین میں اور نہ آسمان میں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے

لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۝۳۹

بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیئے ف۳ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے ف۴

رَبِّ اجۡعَلۡنِىۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور ہماری دعا

دُعَآءِ ۝۴۰ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ

سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ف۵ اور سب مسلمانوں کو جس دن

الۡحِسَابُ ۝۴۱ ع وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ

حساب قائم ہوگا ف۶ اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے ف۷

اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۝۴۲ مُهۡطِعِيۡنَ

انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ف۸ بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے ف۹

مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ۝۴۳

اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی نہیں اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی ف۱۰

وَاَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا

اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ ف۱۱ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے ف۱۲

رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَنَـتَّبِعِ

اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے ف۱۳ کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور

الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ

رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر

زَوَالٍ ۝۴۴ وَّسَكَنۡتُمۡ فِىۡ مَسٰكِنِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَ

جانا نہیں ف۱۴ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا برا کیا تھا ف۱۵ اور

ع ۶ ۱۸

۱ یعنی بعض دعائیں صراحۃً عرض کر دیں اور بعض تمنائیں دل میں ہیں جیسے حضرت سارہ کے بطن شریف سے بیٹا مانا' کیونکہ یہ دعا حضرت اسحٰق کی پیدائش سے پہلے تھی (روح البیان) مگر رب کو سب خبر ہے ۲ اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ السلام کی تائید فرمائی کہ واقعی انہوں نے ٹھیک فرمایا' رب تعالٰی ہر ظاہر چھپے کو جانتا ہے ۳ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی نعمت ہے خصوصاً جب کہ صالح یا ولی یا نبی ہو' کہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کامل ہو جاتی ہیں۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل و اسحٰق علیہما السلام کی پیدائش کو اللہ کی بڑی نعمتوں سے شمار کیا۔ لیکن لڑکیوں سے گھبرانا مومن کی شان نہیں' ۴ ابراہیم علیہ السلام فرزند کی دعا مانگ کر عرض کرتے تھے' اِسۡمَعۡ يَا اِيل اے اللہ سن لے یعنی آمین جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اس دعا کی یادگار میں ان کا نام اسماعیل رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت عمر شریف ۹۹ سال تھی اور اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر ایک سو بارہ برس تھی' حضرت اسماعیل' اسحٰق علیہ السلام سے تیرہ برس بڑے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی رب سے ناامید نہ ہو' دعا میں بار بار رَبَّنَا کہتا جاوے' دعا سے پہلے اور بعد رب تعالٰی کی حمد کرے' دعا کے بعد آمین کہے یا وَتَقَبَّلۡ دُعَاء کہے' ۵ یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے سگے والد تارخ اور آپ کی والدہ متلی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن تھے ان کے لئے آپ نے بڑھاپے میں دعا مغفرت کی یعنی حضرت اسماعیل و اسحٰق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا دور کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔ قرآن مجید میں اب اور ام ماں' باپ' دادا' دادی' چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے ۶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے

تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے' چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔ ۷ یعنی اے مظلوم صبر کر' اللہ ظالم سے غافل نہیں' ضرور بدلے لے گا۔ ۸ کافروں' مجرموں کو حقیقی سزا آخرت میں ملے گی۔ دنیاوی عذاب تو عارضی اور معمولی جھڑک ہیں' جس سے وہاں کی سزا کم نہ ہوگی' جیسے حوالات جیل کے مقابلہ میں ۹ اپنی قبروں سے اسرافیل علیہ السلام کی طرف جہاں وہ صور پھونک رہے ہوں گے ۱۰ یعنی پلک نہ جھپکائیں گے آنکھیں کھلی رہ جائیں گی' یا اس دن اپنے کو یا کسی اور کو نہ دیکھ سکیں گے اوپر ہی کو دیکھتے اور تکتے رہیں گے' دل کسی طرف متوجہ نہ ہوں گے سب ننگے اٹھیں گے مگر کوئی کسی کو نہ دیکھے گا ۱۱ یعنی سارے لوگوں کو خواہ مومن ہوں یا کافر' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سارے انسانوں کے نبی ہیں' تا قیامت آپ کی نبوت قائم ہے کیونکہ النّاس میں کوئی قید نہیں' تا قیامت علماء اولیاء حضور کی نیابت میں لوگوں کو ڈراتے رہیں گے ۱۲ ظالم سے مراد مشرک ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ (لقمان: ۱۳) کیونکہ جسے خدا بخش دے گا وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہ کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے

بقیہ بر صفحہ ۷۸۹

تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾

تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا ف۱ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے کر بتا دیا ف۲

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ

اور بے شک وہ اپنا سا داؤں (فریب) چلے اور ان کا داؤں اللہ کے قابو میں ہے اور ان کا داؤں

مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ

کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں ف۳ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے

مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ

رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا ف۴ بے شک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن بدل دی

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان ف۵ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ف۶ ایک اللہ کے سامنے

الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ف۷

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ

ان کے کرتے رال کے ہوں گے ف۸ اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لئے کہ

اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا

اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی ف۹ یہ

بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

لوگوں کو حکم پہنچانا ہے ف۱۰ اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لئے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے ف۱۱

وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

اور اس لئے کہ عقل والے نصیحت مانیں ف۱۲

سُوْرَةُ الْحِجْرِ ۱۵ مَكِّيَّةٌ ۵۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۹۹ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ حجر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ننانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی ف۱۳

❶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض چیزوں کے ثبوت کے لئے صرف شہرت کافی ہوتی ہے' جیسے نسب' نکاح' بستی کیونکہ ان زمینوں کا قوم عاد و ثمود کی بستیاں ہونا شہرت سے ہی ثابت تھا' دوسرے یہ کہ تاریخی واقعات بلا وجہ رد نہیں کئے جا سکتے' ہاں اگر نص کے خلاف ہوں تو رد کئے جائیں گے ❷ معلوم ہوا کہ قیاس شرعی حق ہے کیونکہ آیت کا منشاء یہ ہے کہ لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور کفر تو تم بھی کر رہے ہو' لہٰذا تم بھی ہلاک ہونے کے لائق ہو۔ علت کے اشتراک سے حکم مشترک ہوتا ہے' اسی کو فقہ میں قیاس کہتے ہیں ❸ حضرت مترجم قدس سرہ کے ترجمہ میں ان نافیہ اور جبال سے مراد آیات الٰہیہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے مکر ہوا کی طرح ہیں' جیسے ہوا پہاڑوں کو نہیں اڑا سکتی' ایسے ہی کفار کی خفیہ تدبیریں' احکام شرعیہ آیات الٰہیہ کو نہیں ہٹا سکتیں۔ اس آیت کے اور بھی معانی کئے گئے ہیں۔ مگر یہ معنی بہت اعلیٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ معنی کئے کہ اگرچہ ان کے مکر ایسے شدید سخت تھے کہ پہاڑ بھی ٹل جائیں' مگر آپ کا دین اور صحابہ کرام اپنے مرکز سے نہ ہٹے۔ یہ حضرات پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہیں۔ ❹ یعنی اے مسلمان' یا اے محبوب آئندہ کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا' کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے پورے نہ کرے' وہ ضرور ان کے دین کو غالب' کفار کو مغلوب کرے گا۔ کیونکہ وعدہ خلافی یا تو مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ عزیز و غالب ہے' مجبور نہیں یا بے غیرتی کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ذوانتقام ہے' اپنے محبوبوں کے بدلے دشمنوں سے ضرور لیتا ہے ❺ قیامت میں پہلے تو آسمان و زمین کے صفات و حالات بدل جائیں گے کہ زمین ایک میدان ہو جاوے گی' جہاں نہ غار ہوگا۔ نہ ٹیلہ' آسمان کے تارے جھڑ جائیں گے اور سرخ چمڑے اور کبھی تیل کی گاد کی طرح ہو جاوے گا جسے قرآن میں کَالْمُهْلِ اور دہان فرمایا گیا۔ یہ دوسرے نفخہ سے پہلے ہوگا پھر حساب و

ع ۱۱ / ۱۹

کتاب کے وقت زمین و آسمان کی ذات ہی بدل جاوے گی کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کا ہوگا۔ لہٰذا روایت میں تعارض نہیں ❻ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں حاضر ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ لوگ تو اب بھی اللہ کے سامنے ہی ہیں' اس سے چھپے ہوئے نہیں ❼ معلوم ہوا کہ محشر میں کفار اور مومن ظاہری علامات سے ہی پہچان لئے جائیں گے کافروں کے منہ کالے' ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے اور پاؤں بیڑیوں میں بندھے ہوئے' مومن اس کے برعکس ہوں گے رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (الرحمٰن: ۴۱) کسی مجرم سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی ہر مجرم اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ بندھا ہوگا اس کی اور بھی چند تفسیریں ہیں مگر یہ تفسیر بہتر ہے ہر انسان کے ساتھ شیطان پیدا ہوتا ہے ❽ یعنی ان کے جسم پر رال لپیٹ دی جائے گی' جو مثل قمیص کے ہوگی' رال میں بدبو' گرمی ہوتی ہے اور اسے آگ جلد لگتی ہے' سرابیل سربال کی جمع ہے۔ بمعنی قمیص' سراویل واؤ سے بمعنی پائجامہ اور آگ ان کے سارے جسموں کو جلائے گی حتیٰ کہ چہرے بھی' اسی کا ذکر آگے ہے وَتَغْشٰى وُجُوْهَهُمْ الخ (ابراھیم: ۵۰) ❾ کہ تین چار گھنٹہ میں تمام خلق کا حساب لے لے گا' قیامت کے باقی دراز بقیہ بر صفحہ ۷۸۹

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا
بہت آرزوئیں کریں گے کافر ف۱ کاش مسلمان ہوتے انہیں چھوڑو ف۲ کہ کھائیں ف۳
وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا
اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں ف۴ اور جو بستی ہم نے
مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا
ہلاک کی اس کا ایک جانا ہوا نوشتہ تھا ف۵ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے آگے نہ بڑھے
وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ
نہ پیچھے ہٹے ف۶ اور بولے کہ اے وہ جن پر قرآن اترا ف۷
اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
بے شک تم مجنون ہو ف۸ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا
سچے ہو ف۹ ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے اور وہ اتریں تو انہیں
مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ
مہلت نہ ملے ف۱۰ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن ف۱۱ اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ف۱۲ اور بیشک
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ
ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے ف۱۳ اور ان کے پاس کوئی
رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ
رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں
قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾
کے دلوں میں راہ دیتے ہیں ف۱۴ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی راہ پڑ چکی ہے
وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا
اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ دن کو اس میں چڑھتے جب بھی یہی کہتے
اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ
کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے ف۱۵ بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے ف۱۶ اور بے شک

ع ۱۵ / ۱

❶ مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر اور قبر میں پھر محشر میں مگر اس وقت یہ آرزو کرنا کام نہ دے گا' کافر سے ہر قسم کا کافر مراد ہے خواہ مشرک ہو یا یہود و نصاریٰ' یا مرزائی قادیانی وغیرہ ❷ یعنی ان پر غم نہ کرو یا ان کی پرواہ نہ کرو۔ یا جب تک وہ کافر ہیں' انہیں سور کھانے شراب پینے سے نہ روکو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں دین کی تبلیغ نہ کرو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ❸ اس سے اشارۃً یہ مسئلہ نکل سکتا ہے کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف نہیں جو چاہیں حرام' حلال کھائیں اور جو چاہیں حرام حلال چیزیں برتیں اسلام انہیں اس سے نہ روکے' معاملات دیگر چیزیں ہیں لہٰذا کافر کو چوری وغیرہ سے روکا جاوے گا ❹ مرتے وقت' اس سے معلوم ہوا کہ لذت طلبی اور لمبی امیدیں مومن کی شان نہیں' کافر کا غفلت سے کھانا برتنا جرم ہے اور مومن متقی کا سونا بھی عبادت ہے' ❺ یعنی ہر قوم کے عذاب کا وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے' تو جن بندوں کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے انہیں یہ سب معلوم ہے کیونکہ یہ تحریر رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ ان بندوں کو بتانے کے لئے ہے' چنانچہ عذاب کے فرشتے اس تحریر کو دیکھ کر ہی عذاب لاتے ہیں اور پیغمبر وہ تحریر ملاحظہ کر کے پہلے خبر دے دیتے ہیں ❻ یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے جس میں تبدیلی قطعی ناممکن ہے' یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا۔ مگر وہ ایمان لے آئی عذاب ٹل گیا۔ یہ ٹلنا تقدیر معلق کا تھا ابلیس نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوگئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو سال ہوگئی۔ یہ تمام تبدیلیاں قضاء معلق میں ہیں لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں' رب فرماتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ الخ (الرعد:۳۹) یا آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی قوم اپنے اختیار سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتی' اگر رب تعالیٰ ہٹانا چاہے تو وہ قادر مطلق ہے ❼ ان کا یہ کہنا قرآن کی تصدیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے لئے تھا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے خیال میں اور دعوے میں یہ قرآن اترا۔ ورنہ کفار تو قرآن اترنے کے منکر تھے' اس لئے آگے فرمایا۔ يَسْتَهْزِءُوْنَ ❽ حضور کو مجنون کہنے والا عبداللہ بن امیہ تھا' پھر اوروں نے اس کے اتباع میں کہا (روح) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر کبھی جنون نہیں آتا' وہ حضرات گونگا پن' بہرہ پن' دیوانگی سے محفوظ ہوتے ہیں' سب سے اعلیٰ عقل کے مالک ہوتے ہیں' ❾ جو ظاہر ظہور تمہاری مدد کریں اور تمہارے سچے ہونے کی گواہی دیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین عرب فرشتوں کے قائل تھے بلکہ انہیں خدا کی بیٹیاں مانتے تھے دوسرے یہ کہ انہوں نے کنکر' پتھروں کو کلمہ پڑھتے سنا تھا' اس لئے اب فرشتوں کا مطالبہ کیا۔ ورنہ وہ وہی مطالبہ کرتے کہ پتھروں سے کلمہ پڑھوا دو ❿ یعنی فرشتے اپنی اصل صورت میں یا کفار پر فرشتے عذاب ہی لے کر آتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر اور بعض مومنین پر رب کی رحمت لے کر آتے ہیں' جیسے بی بی مریم اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر فرشتوں کا خوشخبری لے کر آنا' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⓫ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عربی میں تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ واحد پر بولتے ہیں' دوسرے یہ کہ مقبول بقیہ برصفحہ ۷۸۹

جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ

ہم نے آسمان میں برج بنائے ۱ اور اسے دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا ۲ اور اسے ہم نے ہر شیطان

كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مردود سے محفوظ رکھا ۳ مگر جو چوری چھپے سننے جائے ۴ تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ ۵

مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا

اور ہم نے زمین پھیلائی ۶ اور اس میں لنگر ڈالے ۷ اور اس میں ہر

فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

چیز اندازے سے اگائی ۸ اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کردیں

وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ

اور وہ کردیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۹ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں ۱۰

وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں ۱۱

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا

تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا ۱۲ پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں اور بیشک

لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہم ہی جلائیں (زندہ کریں) اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں ۱۳ اور بے شک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ

جو تم میں آگے بڑھے ۱۴ اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے ۱۵ اور بے شک

رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے آدمی کو

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ

بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی ۱۶ اور جن کو اس سے پہلے بنایا

قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

بے دھوئیں کی آگ سے ۱۷ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو

ع ۲

۱ بارہ برج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں، برج یہ ہیں، حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت، ان کی تفصیل ہم پہلے بیان کرچکے ہیں ۲ اس طرح کہ آٹھویں آسمان کے حصے ہیں اور ستارے مختلف آسمانوں پر ہیں، مگر یہ تمام پہلے آسمان پر نظر آتے ہیں، لہٰذا دیکھنے والوں کی نگاہ میں پہلے آسمان کی زینت ہیں، شریعت میں آسمان سات ہیں، فلاسفہ کے نزدیک نو یعنی آٹھویں آسمان کا نام کرسی ہے، نویں کا نام عرش ۳ پہلے شیاطین آسمانوں پر جاکر فرشتوں کے کلام سنا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریف پر تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ہمارے حضور ﷺ کی ولادت شریف پر تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے (خزائن العرفان) ۴ بعض وقت شیاطین آسمان کے پہرہ دار فرشتوں سے چھپ کر کچھ وہاں کی باتیں سن لیتے ہیں کیونکہ رب سے چھپنا غیر ممکن ہے، اب وہ شیطان شعلہ سے مارا جاتا ہے، خیال رہے کہ شیطان کا فرشتے سے چھپ کر وہاں پہنچنا ایسا ہی ہے جیسا ابلیس کا آدم علیہ السلام کے پاس جنت میں پہنچ جانا ہوا۔ یہ سب رب کے ارادے کے ماتحت ہے اور اس ارادے میں لاکھوں حکمتیں ہیں ۵ اس سے معلوم ہوا کہ خود تارا نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ آگ کا شعلہ تارے سے نکلتا ہے جو شیطان کی گولی کی طرح لگتا ہے۔ ۶ زمین پھیلانے سے مراد ہے اس کا وسیع کرنا نہ کہ لمبا چوڑا کرنا۔ کیونکہ زمین گول ہے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی، بلکہ ٹھہری ہوئی ہے۔ کیونکہ لنگر کشتی روکنے کے لئے ڈالا جاتا ہے، اگر زمین میں حرکت و جنبش ہو تو پھر پہاڑ پیدا فرمانے کا کیا فائدہ، جب جہاز کو لنگر سے روک دیا جاتا ہے، تو پھر وہ بالکل جنبش نہیں کرتا ۸ اس طرح کہ جس چیز کی جس وقت اور جس ملک میں جس قدر ضرورت ہو وہاں اسی قدر وہ چیز پیدا فرماتا ہے، بنگال میں چاول زیادہ پیدا ہوتے ہیں، پنجاب میں گندم، پھر کہیں قحط کہیں فراخی، اس میں بھی ہزار ہا حکمتیں ہیں، یہ سب چیزیں اندازے میں داخل ہیں ۹ لونڈی باندیاں جانور، جو رزق تو ہمارا کھاتے ہیں، اور کام تمہارا کرتے ہیں ۱۰ یہاں خزانہ سے مراد تکوینی خزانے ہیں، یعنی ہم ہر چیز کے پیدا فرمانے پر قادر ہیں نہ کہ کسی جگہ میں چیزیں جمع کرکے رکھ لی ہیں، اسی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہوا قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (انعام: ۵۰) یعنی میں چیزیں پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں، خالق رب ہی ہے، پھر خود فرماتے ہیں۔ اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخشی گئیں۔ ۱۱ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور قہر کی ہوا کو ریح فرمایا جاتا ہے، جو ہوا بارش لانے والی ہے وہ بھی افضل ہے کہ رحمت کی پڑوسی ہے، اس لئے ان ہواؤں کے چلتے وقت دعا مانگنا بہتر ہے، اور غضب کی ہوا چلتے وقت رب کی پناہ مانگنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۲ بارش کا پانی جو آسمان کی طرف یا آسمانی اسباب گرمی وغیرہ سے آتا ہے، لہٰذا آیت پر فلاسفہ اعتراض نہیں کرسکتے اس بارش کی برکت سے کنوؤں، چشموں میں پانی بڑھتا ہے اور بعض جگہ وہی پانی پیا جاتا ہے ۱۳ اس طرح کہ سب فنا ہوجائیں گے اور ہم باقی رہیں گے یہ مطلب نہیں، کہ آج بقیہ برصفحہ ۷۹۰

بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ

بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے ف١ تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور

نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓىٕكَةُ

اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں ف٢ تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا ف٣ تو جتنے فرشتے تھے سب

كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿٣١﴾

کے سب سجدے میں گرے ف٤ سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ

فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا ف٥ بولا مجھے زیبا نہیں کہ

لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ

بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی ف٦ فرمایا

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿٣٤﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ

تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے ف٧ اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ف٨

الدِّیْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ

بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں ف٩ فرمایا تو ان میں

مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ

ہے جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے ف١٠ بولا اے رب میرے قسم

اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٣٩﴾

اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انھیں زمین میں بھلاوے دوں گا ف١١ اور ضرور میں ان سب کو بے راہ کر دوں گا

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿٤١﴾

مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ف١٢ فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے ف١٣

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں ف١٤ سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ

الْغٰوِیْنَ ﴿٤٢﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ

دیں ف١٥ اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے ف١٦ اس کے سات دروازے ہیں ف١٧

❶ یہ خبر رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں اور ابلیس کو دی تھی' چونکہ جماعت فرشتوں ہی کی تھی' ابلیس صرف ایک تھا اس لئے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ صرف فرشتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں آدم علیہ السلام کو بشر فرمانے میں آپ کی انتہائی نعت ہے۔ بشر مباشرت سے بنا یعنی رب نے اسے خود اپنے دست قدرت سے بلا واسطہ فرشتوں کے بنایا۔ فرماتا ہے۔ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ مطلب یہ ہے کہ میرے دست قدرت کی خاص صنعت' خیال رہے کہ آدم علیہ السلام اخیری مخلوق ہیں۔ جیسے ہمارے حضور آخر انبیاء ❷ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف جسم آدم کو نہ تھا بلکہ روح آدم کو تھا۔ چونکہ جسم اس کا تجلی گاہ تھا لہٰذا اسے بھی سجدہ ہوا ورنہ نفخ روح کی قید نہ ہوتی ❸ فرشتوں کا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ ابھی آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی' نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں' نہ کہ فرشتوں کے لئے' نیز صرف ایک بار ہی فرشتوں نے یہ سجدہ کیا' ہر دفعہ سجدہ نہ ہوا لہٰذا اس آیت سے سجدہ تعظیمی کے جواز پر دلیل پکڑنا جائز نہیں ❹ کلھم سے معلوم ہوا کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا' اور اجمعون سے معلوم ہوا کہ الگ الگ نہ کیا بلکہ ایک ساتھ کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی' بعض لوگوں نے بعض فرشتوں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے' روح البیان نے یہاں فرمایا کہ یہ سجدہ در حقیقت نور محمدی کو تھا۔ ❺ یہ سوال عتاب اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا' نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے معلوم ہوا کہ سوال کی وجوہ بہت سی ہو سکتی ہیں ❻ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے' اب جو کوئی نبی کی برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے' دوسرے یہ کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا' نور اور روح کو نہ دیکھا' تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہی ہو اس کا انجام شیطان کا سا ہوگا تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے فرمان کے مقابل اپنی رائے قائم کرنا ابلیسی کام ہے لہٰذا نص کے مقابل قیاس جائز نہیں ❼ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جاہل کی بکواس کا جواب نہ دینا سنت الٰہیہ ہے' دیکھو رب نے ابلیس کی بکواس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ نکال دیا' دوسرے یہ کہ ظہور فسق سے پہلے فسق کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ رب نے شیطان کو تب نکالا جب اس کی سرکشی ظاہر ہوئی' اگرچہ رب پہلے ہی جانتا تھا کہ شیطان کا انجام یہ ہوگا ❽ یعنی قیامت تک تجھ پر سب کی لعنت ہوگی' اور قیامت کے بعد دائمی عذاب لہٰذا قیامت کا دن اس لعنت کی انتہا ہے۔ ❾ شیطان نے قیامت کے اٹھنے کے وقت تک کی زندگی مانگی تھی' تاکہ موت سے بچ جائے۔ کیونکہ اٹھنے کے بعد موت کا وقت نکل چکا ہوگا۔ لیکن اس کی یہ عرض منظور نہ ہوئی اور اسے پہلے نفخہ تک کی زندگی دی گئی۔ لہٰذا پہلے نفخہ پر شیطان بھی سب کے ساتھ مر جائے گا چالیس سال تک مردہ رہے گا۔ پھر دوسرے نفخہ پر سب کے ساتھ اٹھے گا (روح) بہرحال اس کی بعض دعا قبول ہوئی اور بعض رد ❿ معلوم ہوا کہ کوئی دعا کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہے اور دعا سے عمر بڑھ جاتی ہے' تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے' کیونکہ شیطان کی یہ درازی عمر اس خبیث کی اس دعا ہی سے ہوئی' بقیہ بر صفحہ ٧٩٠

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ

ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے ف۱ بے شک ڈر والے باغوں اور

عُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

چشموں میں ہیں ف۲ ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں ف۳ اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ

کینے تھے سب کھینچ لئے ف۴ آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے ف۵ نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے

وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾

نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں ف۶ خبر دو میرے بندوں کو کہ بے شک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ

اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے ف۷ اور انہیں احوال سناؤ ابراہیم کے مہمانوں کا ف۸

اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ

جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام ف۹ کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم

وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ

ہوتا ہے ف۱۰ انھوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ف۱۱ کہا

اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا

کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کاہے پر بشارت دیتے ہو ف۱۲ کہا

بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ

ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں ف۱۳ کہا اپنے رب کی رحمت سے

مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا

کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے ف۱۴ کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

فرشتو! ف۱۵ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ف۱۶ مگر لوط کے گھر والے ف۱۷

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ

ان سب کو ہم بچالیں گے ف۱۸ مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے

منزل ۳

(۱) یعنی دوزخ کے سات طبقے ہیں، ایسے ہی شیطان کی اتباع کرنے والے بھی سات قسم کے لوگ ہیں ان میں سے ہر ایک جماعت کے لئے علیحدہ درجہ ہے، جیسا کافر ویسے ہی درجہ کا مستحق ہوگا (۲) یا اس طرح کہ ہر ایک متقی کو مختلف جنتیں عطا ہوں گی، یا متقی لوگ مختلف قسم کے ہیں ہر قسم کا جنتی علیحدہ طبقے میں ہوگا۔ متقی وہ جو بدعقیدگی اور فسق عمل سے محفوظ رہے (۳) یہ کلام فرشتوں کا ہوگا جو جنتی لوگوں سے جنت کے دروازے پر پہنچ جانے پر کریں گے، یعنی اب تمہیں نہ تو جنت سے نکالا جاوے گا نہ بیماری آزاری تم پر آوے گی، نہ موت چکھنی ہوگی (۴) یعنی جن جنتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے، وہ یہاں دور کر دیئے جاویں گے، جیسے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ حضرات (۵) عمل، اگر یہ آیت کسی حلوے وغیرہ شیرینی پر لکھ کر ان لوگوں کو کھلائی جاوے جن کا آپس میں بغض ہو تو انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہو جاوے گی (۶) معلوم ہوا کہ جب جنتی جزاء کے لئے جنت میں جاویں گے، تب نہ نکالے جائیں گے۔ حضرت آدم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج میں جنت میں داخلہ جزاء کے لئے نہ تھا۔ حضرت آدم کا وہاں رہنا تربیت کے لئے تھا تاکہ زمین میں اس طرح آبادی کریں، اور حضور کا داخلہ سیر کے لئے تاکہ مشاہدہ کی گواہی دیں، اس لئے وہاں سے باہر تشریف لے آئے رب فرماتا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۷) شان نزول۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ پر گزرے، جو آپس میں ہنس رہے تھے فرمایا کہ میں تم کو ہنستا ہوا کیوں دیکھتا ہوں، وہ حضرات اس عتابانہ کلام سے ڈر گئے، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح البیان) اس سے معلوم ہوا، کہ ایمان کا مدار خوف و امید پر ہے، اس کی رحمت سے امید، عذاب سے خوف لازم ہے (۸) حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کو اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دینے مہمانوں کی شکل میں آئے، جنہیں آپ پہچان نہ سکے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہمانی جان پہچان پر موقوف نہیں، اجنبی بھی ملنے آجاوے تو وہ مہمان ہے دوسرے یہ کہ جائز ہے کہ نبی کسی وقت فرشتے کو نہ پہچانیں، جب کہ وہ وحی الٰہی لے کر نہ آئے ہوں۔ وحی کی صورت میں نبی کا پہچاننا ضروری ہے، ورنہ وحی مشکوک ہوگی (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو ہم سے ملنے کے لئے آئے، وہ ہمارا مہمان ہے، خواہ سے بلایا ہو یا نہ، دوسرے یہ کہ آنے والے کو سلام کرنا سنت ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے کو (۱۰) کیونکہ وہ بے وقت آئے تھے اور کھانا بھی قبول نہ فرمایا۔ اس زمانہ میں یہ دشمنی کی علامت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے ڈرنا، نبوت کی شان کے خلاف نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے خوف فرمایا تھا۔ یہ خوف ایذاء ہے نہ کہ خوف اطاعت، انہیں خوف اطاعت غیر اللہ کا نہیں ہوتا لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو علوم خمسہ رب نے دیئے ہیں، کہ انہیں باعلام الٰہی معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہوگا۔ اور وہ نبی اور علیم ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے علم لازم ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے (۱۲) یعنی کیا ہم خاوند بیوی دوبارہ جوان بقیہ بر صفحہ ۷۹۰

الْغٰبِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

والوں میں ہے ۱ تو جب لوط کے گھر فرشتے آئے ۲ کہا تم تو کچھ بیگانہ

مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ

لوگ ہو ۳ کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے ۴ اور

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم بے شک سچے ہیں تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر

الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

جائیے ۵ اور آپ ان کے پیچھے چلئے ۶ اور تم میں کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے

تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ

جائیے ۷ اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ

مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾

جائے گی ۸ اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے ۹

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا

لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت (رسوا) نہ کرو ۱۰ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا

تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

نہ کرو ۱۱ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو ۱۲ کہا یہ قوم کی عورتیں میری

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾

بیٹیاں ہیں ۱۳ اور اگر تمہیں کرنا ہے اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں ۱۴

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے آلیا ۱۵ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا ۱۶ اور

اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾

ان پر کنکر کے پتھر برسائے ۱۷ بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَ

اور بے شک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو ۱۸ اور

ع ۱۴

① اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بختی' بد بختی کا علم رب نے فرشتوں کو دیا ہے' فرشتے جانتے ہیں کہ کون مومن مرے گا اور کون کافر' دوسرے یہ کہ رب کو بندے کے ساتھ ملا کر ایک صیغہ جمع کا بولا جا سکتا ہے۔ فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم ٹھہرا چکے ہیں یعنی ہم نے اور رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کرتے ہیں' اللہ رسول دین و دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں ② خوبصورت لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر مقام سدوم میں ③ معلوم ہوا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں' مگر اس وقت جب کہ وہ وحی لے کر نہ آئے ہوں' وحی کے وقت پہچان ضروری ہے' ورنہ کلام الٰہی مشتبہ ہو جائے گا آپ کا مطلب یہ تھا کہ نہ تو تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ نہ تم پر علامت سفر سے کوئی علامت ہے' آخر تم ہو کون مسافر یا مقیم ④ یعنی عذاب الٰہی جس سے آپ انہیں ڈراتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے یا شک بمعنی انکار ہے۔ کیونکہ قوم لوط عذاب کی انکاری تھی' چونکہ نبی کی خبر میں شک بھی کفر ہے اس لئے اسے شک سے تعبیر فرما دیا گیا ⑤ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط پر سوائے ان کے بعض گھر والوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا' ورنہ یہاں اس مومن کا بھی ذکر ہوتا' یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک صالحین کسی بستی میں رہیں' وہاں عذاب نہیں آتا۔ اس لئے عذاب سے پہلے یہ بندے وہاں سے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں ⑥ تاکہ آپ خبردار رہیں' کہ ان میں سے کوئی رہ تو نہیں گیا' اور ان سب کو رب کا حکم پہنچاتے رہیں' کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے' اس سے معلوم ہوا کہ محافظ کبھی پیچھے بھی رہتے ہیں' جو کوئی رجال غیب کی طرف پیٹھ کر کے جنگ یا مناظرہ میں جائے انشاء اللہ فتح پائے' اس پشت پناہی کا ماخذ یہ آیت ہو سکتی ہے' رجال غیب کے مقامات کی تاریخیں ہمارے رسالہ تصوف میں مذکور ہیں ⑦ یعنی ملک شام کی طرف جہاں جانے کا ان بزرگوں کو حکم تھا۔ ⑧ اس طرح کہ کفار کا بچہ بھی نہ بچے گا۔ جس سے ان کی نسل چلے' یہ تمام ہلاکت کے عذاب حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گئے ⑨ فاسد نیت اور برے ارادے سے' لیکن وہ یہ واقعہ اس گفتگو سے پہلے ہوا' جو اوپر مذکور ہوئی' جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے' کیونکہ لوط علیہ السلام اپنی قوم کے آنے کے وقت تک ان فرشتوں کو پہچان نہ سکے تھے' جیسا کہ آپ کے اس کلام شریف سے معلوم ہو رہا ہے' ورنہ ان فرشتوں کو مہمان فرمانا جھوٹ ہوتا اور جھوٹ نبی کے لئے غیر ممکن ہے۔ ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی عزت و احترام' خاطر تواضع سنت انبیاء ہے اگرچہ میزبان اس کے واقف بھی نہ ہو ⑪ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا باعث ہے' جیسے کہ مہمان کے احترام میں میزبان کی عزت ہوتی ہے ⑫ یعنی مسافروں کو پناہ نہ دیا کرو' یہ بد بخت مسافر کو پریشان کرتے تھے اور آپ بقدر طاقت ان مسافروں کی حمایت فرماتے تھے' جس سے وہ چڑتے تھے' ⑬ یعنی تمہاری بیویاں' جو میری قوم کی بیٹیاں اور گویا میری بیٹیاں ہیں اس کی تفسیر وہ آیت ہے' وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ (شعراء:۱۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ قوم کا بزرگ اپنے چھوٹوں کو اپنا بیٹا بیٹی کہہ سکتا ہے بقیہ برصفحہ ۷۹۰

إِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِينَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا

بے شک جھاڑی والے ضرور ظالم تھے ۱ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۲ اور بے شک دونوں بستیاں

لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۰﴾

کھلے راستہ پر پڑتی ہیں ۳ اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۴

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ

اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں ۵ تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے ۶ اور وہ پہاڑوں میں

الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِينَ ﴿۸۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿۸۳﴾ فَمَا

گھر تراشتے تھے بے خوف ۷ تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ نے آلیا ۸ تو

أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

ان کی کمائی کچھ ان کے کام نہ آئی ۹ اور ہم نے آسمان اور زمین اور

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا ۱۰ اور بے شک قیامت آنے والی ہے ۱۱ تو تم اچھی طرح درگزر

الْجَمِيلَ ﴿۸۵﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا

کرو ۱۲ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے اور بے شک ہم نے تم کو سات

مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا

آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن ۱۳ اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے

مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۱۴ اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى

میں لے لو ۱۵ اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بانٹنے

الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ

والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الٰہی کو تکے بوٹی کر لیا ۱۶ تو تمہارے رب کی قسم

لَنَسْئَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ۱۷ جو کچھ وہ کرتے تھے تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے ۱۸

ع ۱۹ ۵

۱ یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم، چونکہ ان کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب زمین کے گنجان باغوں میں تھیں، اس لئے انہیں جھاڑی والے فرمایا گیا ۲ اپنے رسول شعیب علیہ السلام کا بدلہ، کہ انہیں آگ کے عذاب سے ہلاک کیا ۳ امام کے معنی ہیں پیشوا، عام راستہ کو امام اس لئے کہتے ہیں کہ مسافر اس کی پیروی کرتا ہے، اسی طرح لوح محفوظ اور نامہ اعمال کو بھی قرآن کریم میں امام فرمایا۔ یعنی قوم لوط و قوم شعیب کی بستیاں مکہ والوں کے کھلے راہ پر واقع ہیں جن پر یہ لوگ اپنے سفروں میں گزرتے رہتے تھے، پھر عبرت کیوں نہ پکڑتے ۴ حجر مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے، جہاں قوم ثمود آبادی تھی، جس کے رسول حضرت صالح علیہ السلام تھے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک نبی کی مخالفت تمام رسولوں کی مخالفت ہے، کیونکہ قوم ثمود نے صرف صالح علیہ السلام کو جھٹلایا، مگر رب نے فرمایا کہ قوم ثمود نے تمام رسولوں کی تکذیب کی، ایسے ہی ایک صحابی کا انکار در پردہ تمام صحابہ اور اہل بیت کا انکار ہے، اس سے موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ۵ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا، تمام اونٹوں سے زیادہ بڑا ہونا۔ فوراً بچہ دینا۔ بہت دودھ دینا، کنوئیں کا سارا پانی پی لینا، غرضیکہ یہ ایک اونٹنی بہت سے معجزات کا مجموعہ تھی، اس لئے یہاں آیت جمع فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۶ کہ بجائے ایمان لانے کے اونٹنی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ تو دیکھا کہ اونٹنی ایک دن کا سارا پانی پی لیتی ہے، مگر یہ نہ دیکھا کہ دودھ اتنا دیتی ہے، جو ساری قوم کو کافی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ دیکھ کر اس کو ایمان ملتا ہے جس پر رب کرم فرمائے ۷ کہ نہ اس کے گر جانے کا اندیشہ، نہ چوروں کے نقب لگانے کا خطرہ، یا یہ معنی ہیں کہ وہ رب تعالیٰ سے بے خوف تھے، پہلی صورت میں یہ امن رب کی نعمت ہے، دوسری صورت میں رب کا عذاب ۸ اکثر عذاب الٰہی صبح کو آیا، اسی لئے نماز فجر و نماز تہجد رکھی گئی ہے کہ ان عابدوں کے طفیل عذاب لوٹ جائے ۹ یعنی ان کے مضبوط قلعے اور سارا مال و متاع عذاب الٰہی کو دفع نہ کر سکا۔ ان کی ہلاکت اتوار کی صبح کو ہوئی۔ تین دن پہلے علامات عذاب شروع ہو گئے تھے، چنانچہ پہلے دن ان کے منہ زرد پڑ گئے دوسرے دن سرخ ہو گئے، تیسرے دن سیاہ، چوتھے روز ہلاکت (روح البیان) صالح علیہ السلام اپنی مومن جماعت کے ساتھ وہاں سے فلسطین، پھر فلسطین سے مکہ معظمہ چلے گئے اور مکہ معظمہ میں بیس سال قیام فرما کر وہاں ہی انتقال فرمایا (روح) ۱۰ معلوم ہوا کہ طیب اور خبیث چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے، کفر برا ہے لیکن اس کا پیدا کرنا برا نہیں۔ شیطان خبیث ہے مگر اس کا پیدا کرنا حکمت سے خالی نہیں ۱۱ یعنی دنیاوی عذاب، ان کی سرکشی کا پورا بدلہ نہ ہوئے۔ اصل بدلہ قیامت میں دیا جاوے گا ۱۲ یعنی ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کوئی بدلہ نہ لو، یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے، اب کفار سے بقدر طاقت ضرور بدلہ لیا جاوے گا ۱۳ یعنی سورہ فاتحہ اور قرآن کریم، اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورہ فاتحہ سات آیات ہیں، اس پر تمام کا اجماع ہے، دوسرے یہ کہ سورہ فاتحہ بہترین سورۃ ہے،

بقیہ بر صفحہ ۷۹۱

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۹۴ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝۹۵

اور مشرکوں سے منہ پھیرلو بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ف۱

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۹۶ وَلَقَدْ

جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے ف۲ اور بے شک

نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝۹۷ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس

وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۹۸ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝۹۹

کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ف۳ اور مرتے دم تک ف۴ اپنے رب کی عبادت میں رہو ف۵

سُوْرَةُ النَّحْلِ ۱۶ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۱۲۸ رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

سورت نحل ف۶ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱

اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو ف۷ پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر ف۸ اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے ف۹

اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

کہ ڈر سناؤ ف۱۰ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو اس نے آسمان اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

زمین بجا بنائے وہ ان کے شرک سے برتر ہے (اس نے) آدمی کو ایک نتھری بوند

نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا

سے بنایا ف۱۱ تو جبھی کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس

دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو ف۱۲ اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ

شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو ف۱۳ اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف

۱ یہ آیت پانچ سرداران قریش کے بارے میں اتری' عاص بن وائل' اسود بن مطلب' اسود بن عبد یغوث' حارث بن قیس' ولید بن مغیرہ' یہ لوگ حضور کو ایذا دیتے اور مذاق اڑاتے تھے' یہ سب بری موت سے ہلاک کئے گئے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت و عظمت کا محافظ ہے' اور حضور کے بدگوؤں سے بدلہ لیتا ہے ۲ چنانچہ یہ پانچوں بدر سے پہلے برے حال میں مرے (روح البیان) اسود بن مطلب اپنا سر درخت سے ٹکرا ٹکرا کر مرا' اور کہتا تھا کہ نہ معلوم کون میرا سر ٹکرا رہا ہے' حارث نے مچھلی کھائی' شدت کی پیاس سے مرا وغیرہ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی رنج و غم دور کرنے کے لئے کافی ہے' رب فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: ۲۸) یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمنوں میں پھنسا ہو' اس کے لئے اللہ کا ذکر اور تقویٰ مضبوط قلعہ ہے' کیونکہ حضور ﷺ کو کفار کی ایذا سے ملال ہوتا تھا۔ اس ملال کو دفع فرمانے کے لئے ذکر الٰہی کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ ہمیشہ حق تعالیٰ ان کی دلجوئی فرماتا ہے۔ رنج و غم دور فرماتا ہے' ۴ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو جائے۔ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب حضور کو آخر دم تک عبادت کا حکم دیا گیا' تو ہم کیا چیز ہیں ۵ یہاں یقین سے مراد موت ہے' کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ شرعی تکلیفات کی انتہا موت پر کہ موت آتے ہی سارے شرعی احکام ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والے بعد موت بھی رب کی یاد کرتے ہیں۔ بعض صحابہ کو سنا گیا کہ وہ اپنی قبروں میں سورہ ملک پڑھتے تھے' ۶ سورہ نحل مکیہ ہے' مگر آیت فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ (النحل: ۱۲۶) سے آخر سورت تک کی آیتیں مدنیہ ہیں۔ اس سورت میں ۱۶ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے' اور سات ہزار سات سو حروف ہیں ۷ شان نزول۔ کفار مکہ فخریہ اور دل لگی کے طور پر کہا کرتے

ع ۶

تھے کہ وہ عذاب کب آوے گا جس سے آپ ہم کو ڈرایا کرتے ہیں' ان کے جواب میں یہ آیت اتری' اس میں اللہ کے حکم سے یا تو بدر کے دن کا عذاب مراد ہے جو کفار مکہ پر اترا یا قبر کا عذاب یا قیامت کا' کہ یہ چیزیں ہماری نگاہ میں دور ہیں مگر رب تعالیٰ کے نزدیک بالکل قریب ہیں ۸ وحی کو روح اس لئے کہا گیا۔ کہ اس سے جان زندہ ہوتی ہے' جان جسم کو زندہ کرتی ہے اور وحی جان کو' جو اس سے الگ رہا مردہ ہے' وحی لانے والے صرف جبریل ہیں مگر انہیں تعظیم کے لئے ملائکہ جمع فرمایا گیا یا بعض آیات کے نزول کے وقت حضرت جبریل کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوتے تھے' اس لئے جمع ارشاد ہوا۔ ۹ یہ یہود و نصاریٰ کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے' یا قریش کے اس طعن کا جواب ہے کہ نبوت کسی مالدار آدمی کو ملنی چاہیے تھی' اس سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ خود رب تعالیٰ نے ہی نبوت حضور پر ختم فرمادی۔ یہ ختم نبوت اسی کے مشیت و ارادہ سے ہوا ۱۰ اے نبی ﷺ یا اے مسلمانو! اے علماء اسلام' کیونکہ تبلیغ ہمیشہ رہے گی۔ ہر مسلمان بقدر طاقت تبلیغ کرے۔ ۱۱ انسان سے مراد اولاد آدم ہے اور ان میں سے بھی عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہیں' غرضیکہ انسان کو نطفے سے پیدا فرمانا بقیہ بر صفحہ ۷۹۱

تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ﴿۷﴾

کہ اس تک نہ پہونچتے مگر ادھ مرے ہوکر ف۱ بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ف۲

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے ف۳ اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ

خبر نہیں ف۴ اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے ف۵ اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے ف۶ اور چاہتا تو

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ

تم سب کو راہ پر لاتا ف۷ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ف۸ اس سے تمہارا

مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ

پینا ہے ف۹ اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ف۱۰ اس پانی سے تمہارے لئے

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل ف۱۱

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو ف۱۲ اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیے رات اور دن ف۱۳

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں ف۱۴ بے شک اس آیت میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ

عقل مندوں کو ف۱۵ اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا رنگ برنگ ف۱۶ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا

اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو ف۱۷ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا ف۱۸

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو ف۱۹ اور اس میں سے گہنا (زیور) نکالتے ہو جسے پہنتے ہو ف۲۰ اور تو

الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں ف۲۱ اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو ف۲۲

ع ۹/۷

(۱) یعنی اے عرب والو! اگر اونٹ خچر وغیرہ سواریاں پیدا نہ ہوتیں، تو تم لوگ دور دراز کے شہروں تک مشکل سے پہنچتے اور نہایت مصیبتوں سے اپنا تجارتی سامان پہنچاتے اب تم کو آسانی ہوگئی، اس کا شکر یہ ادا کرو (۲) یہ گھوڑے، خچر، اونٹ وغیرہ روزی تو رب کی کھاتے ہیں۔ اور کام تمہارا کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ کہ ان کے دلوں میں تمہارا رعب پیدا کر دیا اور انہیں تم سے الفت دے دی، ورنہ وحشی جانور تمہارے بس میں نہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا حرام ہے، کیونکہ رب تعالیٰ نے اسے گدھے اور خچر کے ساتھ ذکر کیا، اور اس کی پیدائش کی دو حکمتیں بیان فرمائیں سواری اور زینت معلوم ہوا کہ ان تینوں کا حکم ایک ہی ہے اور گدھا، خچر تو حرام ہے، لہٰذا یہ بھی حرام ہے (۴) اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی تمام سواریوں کا اجمالی ذکر ہے، موٹر، ہوائی جہاز، ریل وغیرہ، غرضیکہ قرآن کریم کی اس آیت نے بہت سے علوم غیبیہ ظاہر فرما دیئے، جن کا تعلق سواریوں سے ہے یا ان کے علاوہ ہے (۵) یعنی دین اسلام اور مذہب اہل سنت کیونکہ اسلام میں نہ دین موسوی جیسی سختی ہے، نہ دین عیسوی جیسی نرمی، اور مذہب اہل سنت میں نہ رفض و خروج کی طرح زیادتی ہے نہ دیگر مذہبوں کی طرح کمی لہٰذا درمیانی راستہ یہی ہے، یہ ہی رب تعالیٰ تک پہنچاتا ہے (۶) اس سے تمام قسم کے کفر مراد ہیں، جو ہمارے شمار سے باہر ہیں، یہ تمام ٹیڑھے راستے ہیں، جنہیں اختیار کر کے رب تک نہیں پہنچ سکتے، جیسے شرک یہودیت، نصرانیت، مرزائیت، وہابیت، رفض و خروج وغیرہ (۷) یہ ترجمہ نہایت اعلیٰ اور نفیس ہے، ہدایت کے معنی راہ دکھانا بھی ہے اور راہ پر لگانا بھی پہلی قسم کی ہدایت سب کو دی گئی۔ مگر دوسری قسم کی ہدایت مسلمانوں کو ہوئی، کفار کو نہ ہوئی، مگر اس سے بندہ مجبور نہیں، اپنے اختیار سے کفر اختیار کرتا ہے، اس لئے سزا جزا کا مستحق ہے، رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الدھر: ۳۰) معلوم ہوا کہ بندہ نہ تو پتھر کی طرح مجبور ہے۔ نہ رب کی طرح مستقل با اختیار، جبر میں قدر اور قدر میں جبر ہے۔ (۸) صوفیاء فرماتے ہیں کہ آسمان نبوت یعنی حضور کے ذریعہ قرآن، حدیث کا پانی اتارا جس سے تمہیں ایمان بھی ملا جو گویا تمہارے پینے میں کام آیا۔ اور اعمال کے درخت بھی اس سے اگے۔ ان اعمال کے درختوں سے تمہارے نفس بھی فائدہ اٹھاتے ہیں، جو تمہاری سواریاں ہیں۔ اور تمہارے جان و دل بھی، (۹) کیونکہ کنوؤں کا پانی بھی بارش کے فیض سے ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو کنوئیں وغیرہ خشک ہو جائیں لہٰذا یہ حکم سارے جہان کے لئے ہے (۱۰) اگر چہ بارش سے تمام سبزے پیدا ہوتے ہیں مگر چونکہ انسانوں کا عام نفع ان ہی درختوں سے ہے جس سے وہ خود کھائیں یا جانور کو چرائیں، اس لئے خصوصیت سے ان کا ہی ذکر فرمایا (۱۱) صوفیاء کے نزدیک شریعت ایمانی کھیتی ہے۔ جس سے ایمانی زندگی قائم ہے۔ شرعی اعمال اس کھیت کے غلے اور دانے ہیں، طریقت ایمانی باغ ہے اور طریقت کے اعمال چلے وغیرہ اس باغ کے لذیذ میوے، یہ سب کچھ قرآن شریف سے ہیں، جس کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہو وہ گمراہی ہے (۱۲) اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کھیت باغ سے افضل ہے اور کھیتی باڑی کرنا باغبانی بقیہ بر صفحہ ۹۱۷

وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے ۱ اور ندیاں اور رستے کہ
تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۱۶ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ
تم راہ پاؤ اور علامتیں ۲ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ۳ تو کیا جو بنائے
كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۷ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا
وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے ۴ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ۵ اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو
تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۸ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ
گے ۶ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۷ اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور
مَا تُعْلِنُوْنَ ۝۱۹ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ
ظاہر کرتے ہو ۸ اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے
شَیْــٴًـا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝۲۰ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ
اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں ۹ زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے
یُبْعَثُوْنَ ۝۲۱ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
جائیں گے ۱۰ تمہارا معبود ایک معبود ہے ۱۱ تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۲۲ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ
ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں ۱۲ فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو
مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝۲۳ وَ اِذَا
چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں ۱۳ بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا ۱۴ اور جب
قِیْلَ لَهُمْ مَّا ذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝۲۴ لِیَحْمِلُوْۤا
ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا ۱۵ کہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں ۱۶ کہ قیامت
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ
کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں ۱۷ اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ
بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝۲۵ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
کرتے ہیں ۱۸ سن لو کیا ہی برا بوجھ اٹھاتے ہیں ۱۹ بے شک ان سے اگلوں نے فریب کیا تھا ۲۰

۱ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی، کیونکہ لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں، اگر اب بھی زمین حرکت کرتی ہو، تو پہاڑوں کا لنگر ڈالنا بیکار ہوا۔ آسمان بھی حرکت نہیں کرتا صرف تارے ایسے گردش کر رہے ہیں، جیسے دریا میں تیرنے والا، رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (یٰس:۴۰) کل پہاڑ چھ سو تہتر ہیں، چھوٹی پہاڑیاں علاوہ (روح) ۲ یعنی دریا و خشکی میں ایسی علامتیں مقرر فرمائیں، جن کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہوتا ہے ۳ معلوم ہوا کہ تارے وقت اور سمت معلوم کرنے کی علامتیں ہیں، ان سے غیبی حال معلوم کرنا حرام ہے لہٰذا علم توقیت حق ہے اور علم نجوم باطل۔ ۴ کفار عرب اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے، اس کے باوجود انہیں خدا کی طرح جانتے تھے، اس لئے انہیں پوجتے تھے۔ اس آیت میں اس کی تردید فرمائی۔ یعنی مخلوق خالق کی طرح نہیں ہو سکتی، تو اس کی طرح معبود کیسے ہوگی ۵ خیال رہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس کے بعض خاص بندوں کی بھی، مگر عبادت صرف رب کی ہونی چاہئے، عبادت میں معبود کو رب یا رب کی مثل مان کر تعظیم کی جاتی ہے، نماز میں کعبہ کی تعظیم ہے، اور رب کی عبادت مگر مشرک کا سجدہ بھی بت کی طرف ہے اور عبادت بھی بت کی، لہٰذا وہ فعل شرک ہے، مومن کا آب زمزم کی تعظیم کرنا عین ایمان ہے مشرک کا گنگا جل کی تعظیم کرنا شرک ہے ۶ اللہ تعالیٰ نے کچھ نعمتیں داخلی ہم کو عطا فرمائیں اور کچھ خارجی، اور دونوں ہمارے شمار سے باہر ہیں، چہ جائیکہ ان کا شکریہ ادا ہو ۷ کہ باوجود بندوں کے کفر و سرکشی کے اپنی نعمتیں بند نہیں فرماتا۔ اور بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف فرما دیتا ہے۔ ۸ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو ازل سے جانتا ہے وہ علیم و قدیم ہے اور ہمارے کام کرنے کی حالت میں بھی ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے، یہ مشاہدہ فرمانا حادث ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا لِیَعْلَمَ اللّٰهُ (الحدید:

ع ۱۲ ۸

ع ۳ ۹

۲۵) تاکہ اللہ جان لے یا فرمایا گیا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا (التوبہ:۱۶) ابھی تک اللہ نے مجاہدوں کو نہ جانا، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۹ اس سے مشرکین عرب کے بت مراد ہیں، یعنی درخت، پتھر وغیرہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں، ان کے مراتب عالی کا دوسری آیات میں ذکر ہے، بلکہ فرشتے بھی اس آیت سے خارج ہیں، رب تعالیٰ شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (البقرۃ:۱۵۴) لہٰذا اس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۰ یعنی ان بے جان بتوں کو نہ تمہاری موجودہ عبادت کی خبر ہے، نہ انہیں تمہارے اگلے حالات کا علم ہے، کہ تم قبروں سے کب اٹھو گے، ایسی بے شعور چیز کی عبادت کرنا بالکل حماقت ہے ۱۱ اللہ تعالیٰ ذاتاً بھی ایک ہے اور صفاتاً بھی ایک، لہٰذا جو کوئی رب کو ایک مان کر کسی اور میں اس کی صفات مانے وہ بھی ایسا ہی مشرک ہے، جو رب کی ذات میں شریک کرے ۱۲ یعنی کفار میں دو عیب ہیں، انکار اور تکبر، اس لئے یہ لوگ نبی کے قول اور دلائل پر بھی ایمان نہیں لاتے، اس سے معلوم ہوا کہ تکبر مومن کی صفت نہیں۔ ۱۳ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ دل کی نیت و عقائد بھی ٹھیک کرو جو چھپے ہوئے ہیں اور

بقیہ بر صفحہ ۹۲۷

فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ
تو اللہ نے ان کی چنائی کو نیو سے (تعمیر کو بنیاد) سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت
فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ
گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی ف۱ پھر قیامت
الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ
کے دن انہیں رسوا کرے گا ف۲ اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں تم جھگڑتے تھے ف۳
فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَى
علم والے کہیں گے ف۴ آج ساری رسوائی اور برائی
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا
کافروں پر ہے وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں ف۵ اس حال پر کہ وہ اپنا برا کررہے تھے ف۶ اب صلح ڈالیں
السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ
گے کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے ف۷ ہاں کیوں نہیں بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک (برے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ
اعمال) تھے ف۸ اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو ف۹ تو کیا ہی برا ٹھکانا
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ
مغروروں کا ف۱۰ اور ڈروالوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے
قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ
خوبی ف۱۱ جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے ف۱۲ اور بے شک پچھلا گھر
الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
سب سے بہتر ف۱۳ اور ضرور کیا ہی اچھا گھر پرہیزگاروں کا بسنے کے باغ جن میں جائیں گے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ
ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں ف۱۴ اللہ ایسا ہی صلہ
يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ
دیتا ہے پرہیزگاروں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں ف۱۵

(۱) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نمرود جیسے سرکش بادشاہ کو مچھر جیسی کمزور چیز سے ہلاک کیا۔ اور فیل والوں کا ابابیل سے فنا کیا' قوم عاد جیسی بہادر قوم کو ہوا سے غارت کیا' اللہ کی فوج ہر جگہ ہر وقت موجود ہے اس سے ڈرنا چاہئے (۲) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا' وہ عذاب علیحدہ ہوگا' دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اگرچہ عذاب دے گا مگر اسے رسوا نہ فرمائے گا۔ رسوائی کفار کے لئے خاص ہے' گنہگار مومن کو عذاب ایسا چھپ کر ہوگا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوگی' (۳) رب کا یہ کلام کفار پر عتاب کے لئے ہوگا۔ اور ان کے بتوں کو اپنا شریک فرمانا ان پر غضب کے لئے یعنی جن بتوں کو تم میرا شریک کہتے تھے بتاؤ وہ کہاں ہیں' اس آیت میں انبیاء اولیاء داخل نہیں کہ کوئی مسلمان انہیں خدا کا شریک نہیں مانتا اور وہ اپنے غلاموں کی امداد رب کے حکم سے ضرور کریں گے۔ (۴) علم والوں سے مراد امتوں کے نبی' ان کے علماء' اولیاء اور امت رسول ﷺ کے علماء' اولیاء ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ دنیا میں بھی اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہوگا۔ کہ رب تعالیٰ نے ان ہی کا قول نقل فرمایا ہے۔ (۵) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں کیونکہ موت دینا رب کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں فرشتے وفات دیتے ہیں لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ عزت دیتے ہیں حضور جنت دیتے ہیں' دوسرے یہ کہ جان نکالنا حضرت عزرائیل کا کام ہے مگر ان کے ساتھ ان کے خدام فرشتے بھی ہوتے ہیں لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت میں تعارض نہیں قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ (السجدہ: ۱۱) جیسے رب فرماتا ہے۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ (النحل: ۲) دیکھو وحی لانا حضرت جبریل علیہ السلام کا کام ہے مگر ملائکہ جمع فرمایا گیا ہے' تیسرے یہ کہ خاتمہ کا اعتبار ہے جو کفر پر مرے وہ کافر ہے (۶) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان و کفر میں خاتمہ کا اعتبار ہے جو عمر بھر کافر رہے مگر مرتے وقت مومن ہو جاوے وہ مومن ہے' اور جو مومن رہے اور مرتے وقت کافر ہو جاوے وہ کافر ہے' جن آیات میں کفار کی برائی مذکور ہے ان سب میں یہی مراد ہے۔ (۷) ظاہر یہ ہے کہ کفار دیدہ دانستہ انکار کریں گے کہ ہم کافر بدکار نہ تھے' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دین و اعمال کو بھول جائیں' اس لئے انکار کریں' جیسے کہ قبر میں کافر کہے گا۔ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ مجھے نہیں خبر کہ میرا دین کیا ہے مگر مومن کو اپنے اعمال یاد بھی رہیں گے۔ اور وہ اقرار بھی کرے گا (۸) علیم و خبیر حاکم کے سامنے ملزم کا انکار مفید نہیں' اس کے باوجود خود کافر کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے گواہی دلوادی جائے گی مگر یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ مجرم کی زبان بندی کرنے کے لئے ہوگی (۹) معلوم ہوا کہ مومن خواہ کیسا ہی بڑا مجرم ہو' دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا' آخر کار وہاں سے نکلے گا (۱۰) معلوم ہوا کہ انسان کا تکبر جھوٹا ہے اس لئے جرم ہے یا جو غرور نبی کے مقابلہ میں ہو وہ جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی برحق ہے' لہٰذا اس کے لئے تکبر صفات کریمہ میں سے ہے (۱۱) عرب کے دیہاتی باشندے حج کے موقع پر مکہ معظمہ آکر نبی کریم ﷺ کے متعلق حالات کی تحقیقات کرتے تھے' جب کافروں سے پوچھتے بقیہ بر صفحہ ۷۹۲

22

يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ
یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر ۱؎ جنت میں جاؤ ۲؎ بدلہ اپنے کیے کا ۳؎ کا ہے

يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ
کے انتظار میں ہیں ۴؎ مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے رب کا عذاب آئے

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا
ان سے اگلوں نے ایسا ہی کیا ۵؎ اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ
اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۶؎ تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں ۷؎ اور انہیں گھیر لیا اس

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
نے جس پر ہنستے تھے اور مشرک بولے ۸؎ اللہ چاہتا تو اس کے سوا

مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
کچھ نہ پوجتے ۹؎ نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم

مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
کوئی چیز حرام ٹھہراتے ۱۰؎ ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ
تو رسولوں پر کیا ہے مگر صاف پہنچا دینا ۱۱؎ اور بے شک ہر امت میں ہم

اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ
نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو ۱۲؎ اور شیطان سے بچو تو ان

مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا
میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری ۱۳؎ تو زمین

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ
میں چل پھر کر دیکھو ۱۴؎ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۱۵؎ اگر

تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا
تم ان کی ہدایت کی حرص کرو ۱۶؎ تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے ۱۷؎ اور ان کا

۱ اس سے معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے مومن کو سلام کر کے آتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دے کر جان نکالتے ہیں' تاکہ نزع آسان ہو ۲ یا تو فی الحال روحانی طور پر کہ تمہاری روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کریں یا تمہاری قبر میں جنت کی ہوائیں آتی رہیں گی یا بعد قیامت میں جنت میں جانا کیونکہ جسمانی طور پر جنت کا داخلہ بعد قیامت ہوگا۔ ۳ خیال رہے کہ جنت کا حصول تین طرح ہوگا اپنے عمل سے متقیوں کے لئے' کسی دوسرے کے عمل کی برکت سے' جیسے مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے بغیر کسی عمل کے' جیسے وہ مخلوق جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی' یہاں خطاب پہلی قسم والوں سے ہو رہا ہے' رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الطور: ۲۱) لیکن چونکہ عام طور پر جنت اعمال کے عوض ملے گی' اس لئے قرآن کریم میں اس کا ذکر بہت زیادہ ہوتا ہے' علماء فرماتے ہیں کہ جنت کا داخلہ اللہ کے فضل سے ہوگا اور وہاں درجات اپنے اعمال سے (روح) ۴ یعنی جو آپ کو دیکھ کر آپ کا کلام سن کر بھی ایمان نہ لائے' وہ یا تو موت کا انتظار کر رہا ہے' یا دنیاوی عذاب کا' جیسے جنگ بدر و حنین کی شکست اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں' جسے آپ سے ہدایت نہ ملی' اسے کہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔ ۵ یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ بھی کفر پر اڑے رہے' عذاب دیکھ کر نبی کی سچائی محسوس کی مگر اس وقت کا ماننا بیکار ہے عذاب دفع نہیں ہوتا ۶ ظلم کے معنی ہیں غیر کی چیز اس کی بغیر اجازت استعمال کرنا' ہم رب کے ہیں اس کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ظلم ہے گنہگار مسلمان بھی ظالم ہے اور کافر بھی' البتہ کافر بڑا ظالم ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) ۷ یہاں سیّئات سے مراد کفر وگناہ کی سزائیں ہیں رب فرماتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ (الشوریٰ: ۴۰) برائی کا بدلہ برائی ہے ۸ یعنی مشرکین مکہ حضور سے مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے ۹ خیال رہے کہ یہاں مشیت سے مراد راضی ہونا ہے ان کا مطلب یہ تھا کہ رب شرک سے راضی ہے اس لئے ہم شرک کرتے ہیں' یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر مشیت ارادہ کے معنی میں ہو' تو مسئلہ نہایت درست ہے کیونکہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الدھر: ۳۰) ان بدنصیبوں نے ارادہ اور رضا میں فرق نہ کیا' اس لئے ان کا یہ قول بے ادبی اور کفر ہوا ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ و رسول نے حرام نہ کیا ہو انہیں حرام جاننا اور اس حرمت کو حکم شرعی سمجھنا کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے' کہ رب نے حرام فرمایا ہے' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا دلیل شرعی ہر چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں دلیر ہیں کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف حرام' میلاد شریف حرام وغیرہ ۱۱ یعنی پیغمبر کے ذمہ لوگوں کو ایمان پر مجبور کرنا نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سبحان اللہ ۱۲ یعنی ایمان لا کر' کہو کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے ورنہ مشرک ایمان سے پہلے عبادات کے مکلف نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے بے دینوں سے بقیہ برصفحہ ۴۹۲

ع ۹ ۱۰

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ

کوئی مددگار نہیں ف۱ اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ

اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اللہ مردے نہ اٹھائے گا ہاں کیوں نہیں سچا وعدہ اس کے ذمہ پر ف۲ لیکن اکثر لوگ نہیں

یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ

جانتے اس لئے کہ انھیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے

كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ

کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے ف۳ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں

نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

ع ۱۱

ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۴ اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے

مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

وقف لازم

مظلوم ہو کر ف۵ ضرور ہم انھیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے ف۶ اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے

كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ مَاۤ

کسی طرح لوگ جانتے ف۷ وہ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ف۸ اور

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ

ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد ف۹ جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ

اگر تمہیں علم نہیں ف۱۰ روشن دلیلیں اور کتابیں لے کر ف۱۱ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار

لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ

النصف

اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں ف۱۲ تو کیا جو

الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

لوگ برے مکر کرتے ہیں ف۱۳ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے ف۱۴ یا

یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ

انھیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انھیں خبر نہ ہو یا انھیں چلتے پھرتے

❶ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے مومنوں کے لئے رب بہت سے مددگار مقرر فرمائے گا' یہ آیت حضور کی انتہائی نعت ہے' جیسے لائق شاگرد سبق زیادہ لینا چاہے اور استاد کم پڑھائے اور کہے کہ تم کتنی بھی حرص کرو۔ تمہیں سبق اتنا ہی ملے گا۔ یہ استاد کا کرم ہے ❷ اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہیں' مگر یہ وجوب خود اس کے اپنے ذمہ واجب فرما لینے سے ہے نہ کہ دوسرے کے واجب کرنے سے ❸ یعنی قیامت کا اصل مقصود پیغمبروں کی حقانیت کا اظہار ہے۔ حساب و کتاب تو تبعاً ہو گا کیونکہ حساب و کتاب تو بہت جلد ہو جاوے گا مگر قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے باقی وقت میں کیا ہو گا' اظہار عزت رسول' کفار کی رسوائی' مومنین کی عزت افزائی ہو گی ❹ یعنی ہماری قدرت یہ ہے کہ' کن سے ہر چیز بنا دیں' مگر بعض مخلوق کو مٹی سے بعض کو کسی اور چیز سے بڑی مدت میں بنایا' وہ قدرت ہے یہ حکمت' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' قانون اور چیز ہے قدرت کچھ اور۔ عالم ارواح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام' کن سے ہی پیدا ہوئے یہ رب کی قدرت ہے ❺ یہ آیت ان سب مہاجرین صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین مکہ کے ظلموں سے تنگ آ کر حبشہ' پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے' اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت عبادت ہے جو نفس کی خاطر نہ ہو' رضا الٰہی کے لئے ہو' ہر عبادت کا یہی حال ہے ❻ یعنی مدینہ منورہ میں' چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ خیال رہے کہ یہ وعدہ صرف اولین مہاجرین صحابہ سے تھا جو پورا ہو چکا' ہمیشہ ہر مہاجر کے لئے یہ وعدہ نہیں' بہت مہاجر اچھی جگہ نہیں پاتے' بے کسی کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لحاظ سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے افضل ہوا۔ کیونکہ افضلیت تو حضور کے قدم سے وابستہ ہے ❼ یعنی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں آرام مل جانا آخرت کے ثواب کو کم نہ کرے گا' جیسے سرکاری حکام کا بھتہ یا سفر خرچ تنخواہ کم نہیں کر دیتا ❽ صبر اور توکل سلوک کا انتہائی مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے مہاجرین اولین ولایت کے انتہا درجے پر تھے جس کی گواہی رب دے رہا ہے' چونکہ یہ آیت مکی ہے اس لئے اس میں صرف مہاجرین اولین داخل ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ وطن چھوڑنے پر صبر کرنا بڑی فضیلت ہے حضور ﷺ نے بوقت ہجرت مکہ معظمہ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا' تو نہ نکلتا (روح) ❾ اس سے معلوم ہوا' کہ نبی ہمیشہ انسان مرد' بالغ ہوئے کوئی مخلوق انسان کے علاوہ نبی نہیں' عورت نبی نہیں' نابالغ بچے' دیوانہ نبی نہیں ہوئے۔ ہاں بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت ملی۔ مگر پھر بالغ ہو کر بھی نبی رہے ❿ یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو نبی نہیں بنا سکتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے۔ کیونکہ نہ جاننے والے پر ضروری ہے کہ وہ جاننے والے سے پوچھے' تقلید میں بھی یہی ہوتا ہے کہ غیر مجتہد اجتہادی مسائل اپنے امام سے پوچھتا ہے ⓫ بینات سے مراد معجزات ہیں' اور کتابوں سے مراد صحیفے اور آسمانی کتابیں سب ہیں' اس سے معلوم ہوا بقیہ بر صفحہ ۷۹۲

تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ
پکڑ لے ۱ کہ وہ تھکا نہیں سکتے یا انھیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے ۲ کہ بے شک

رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۴۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ
تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ۳ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے

يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿۴۸﴾
اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ۴ اللہ کو سجدہ کرتی ۵ اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں ۶

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَ
اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور

الْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ
فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے ۷ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ
اور وہی کرتے ہیں جو انھیں حکم ہو ۸ اور اللہ نے فرما دیا ۹ دو خدا نہ ٹھہراؤ

إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿۵۱﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو ۱۰ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ
اور زمین میں ہے ۱۱ اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے ۱۲ تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے اور تمہارے پاس جو

مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ
نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے ۱۳ پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو پھر

إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾
جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۱۴

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُونَ
کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو کہ عنقریب جان جاؤ گے اور انجانی چیزوں

لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
کے لئے ۱۵ ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں ۱۶ خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ

ع ۶ / ۱۲

۱ یعنی دریا اور خشکی کے سفروں میں انہیں ہلاک کر دے کہ گھر لوٹ کر نہ آ سکیں ۲ یہاں چار قسم کے عذابوں کا ذکر ہوا۔ زمین میں دھنس جانا۔ قارون کی طرح زمین پر رہتے ہوئے عذاب آ جانا۔ سفر میں عذاب آنا' یہ تینوں اچانک عذاب تھے' پہلے علامات عذاب آنا۔ پھر عذاب آنا' مقصود یہ ہے کہ اے کافرو تم ہر طرح ہمارے قبضہ میں ہو۔ پھر ہماری فرمانبرداری اور پیغمبر کی اطاعت کیوں نہیں کرتے ۳ اس لئے عذاب جلدی نہیں بھیجتا اور اگر تم اب بھی توبہ کر لو تو رحمت الٰہی آغوش میں لینے کو تیار ہے' یہ بھی خیال رکھو کہ حلیم اور رحیم کی پکڑ بہت سخت ہے' جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں' اس لئے عذاب کے ساتھ ان اسماء طیبہ کا ذکر ہوا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴ یعنی ہر چیز کا سایہ سورج کی حرکت کے مطابق حرکت کرتا ہے' جب سورج مشرق میں ہوتا ہے تو یہ مغرب میں۔ جب سورج جنوب میں تو یہ شمال میں' یہ اپنے سایہ کی حرکت بدلنے پر قادر نہیں' تو خود کیوں نہیں رب کی اطاعت کرتے ۵ یعنی ان کے سایہ رب کے مطیع ہیں' یہاں سجدہ سے مراد اطاعت ہے' نہ کہ اصطلاحی سجدہ' اور ہو سکتا ہے کہ یہی عرفی سجدہ مراد ہو' تو وہ سمجھ سے بالا ہے' ہر چیز رب کی بارگاہ میں ساجد ہے' اگرچہ ہم کو نظر نہ آوے ۶ یعنی مشرکین خود یا ان کے سایہ تابع فرمان ہیں' کہ تکوینی احکام میں مجبور محض ہیں' اس کے چلانے پر چلتے ہیں' مارنے پر مر جاتے ہیں سلانے پر سو جاتے ہیں' جگانے پر جاگ اٹھتے ہیں' تو چاہئے کہ تشریعی احکام میں بھی اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جن و انس کے سواء کوئی مخلوق مشرک یا کافر یا نافرمان نہیں' دوسرے یہ کہ انسان کے بعد تمام مخلوق میں فرشتے افضل ہیں' اسی لئے رب نے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے مکلف ہیں مگر ان کے احکام ان کے لائق ہیں' دوسرے یہ کہ وہ نافرمانی سے معصوم ہیں' ہاروت و ماروت کا جرم اس وقت ہوا جب ان سے ملکی قوت زائل کر کے بشری قوت انہیں بخشی گئی' لہٰذا وہ واقعہ عصمت ملائکہ کے خلاف نہیں' خیال رہے کہ اسلام میں صرف فرشتے اور پیغمبر معصوم ہیں' ان کے سوا کوئی نہیں ہاں بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں' ۹ ساری مخلوق کو جن و انس ہو' یا اور مخلوقات' توحید کا حکم ایسا عام ہے کہ اس میں کسی بندے کی خصوصیت نہیں' ہر مخلوق اس کی مکلف ہے ۱۰ الوہیت کا خوف اللہ کے سوا کسی کا نہیں چاہئے' ایذاء کا خوف اور دوسرے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے یا سانپ سے ڈرنا' ہمارا حاکم یا بادشاہ سے خوف کرنا' الوہیت نہیں' یہ ایذا کا خوف ہے یا ان کی عظمت کی ہیبت' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' ۱۱ مخلوق اور حقیقی مملوک اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں' ہاں مملوک کا کسی اور کا مالک ہو جانا' عطائی' عارضی' مجازی ہے بلکہ جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے تمام دنیا اس کی ملک بن جاتی ہے ۱۲ یعنی اس کے دین و اطاعت کو زوال نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ثابت و لازم ہے' دوسرے دین انسان مرتے ہی بھول جاتا ہے' آخرت میں کسی کی اطاعت نہ ہوگی رب کے سوا ۱۳ یعنی بلا واسطہ اور بعض واسطہ سے تم تک پہنچتی بقیہ بر صفحہ ۶۹۳

تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾

جھوٹ باندھتے تھے ف۱ اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں ف۲ پاکی ہے اس کو اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے ف۳

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾

اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے ف۴ اور وہ غصہ کھاتا ہے

یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ

لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب ف۵ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا ف۶

اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

یا اسے مٹی میں دبا دے گا ف۷ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں ف۸ جو آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۰﴾ ع ۱۴

لاتے انہی کا برا حال ہے ف۹ اور اللہ کی شان سب سے بلند ف۱۰ اور وہی عزت و حکمت والا ہے

وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا ف۱۱ تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا ف۱۲

لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ

لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا ف۱۳ نہ ایک

سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ وَ

گھڑی پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ف۱۴ اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے ف۱۵ اور

تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ

ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے ف۱۶ تو آپ ہی ہوا کہ ان کے لئے آگ ہے ف۱۷

النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ

اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو

قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الْیَوْمَ وَ لَهُمْ

شیطان نے ان کے کوتک (برے اعمال) ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ف۱۸ تو آج وہی ان کا رفیق ہے ف۱۹ اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ

دردناک عذاب ہے اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو ف۲۰

① اس سے دو مسئلہ نکل سکتے ہیں' ایک یہ کہ اپنی کمائی میں سے بتوں کا حصہ نکالنا گناہ ہے کہ ان کی الوہیت غیر معلوم ہے مگر اولیاء اللہ کے نام کا کچھ نکالنا حلال' کہ ان کی ولایت قرآن و حدیث سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کے نام کا حصہ نکالنا اگرچہ گناہ ہے مگر اس سے وہ حصہ حرام نہ ہو جائے گا۔ اگر مسلمان کے ہاتھ لگے' یا غنیمت میں آ جائے۔ تو کام میں لائے' بحیرہ سائبہ' جانور اگر مومن اللہ کے نام پر ذبح کر دے تو حلال ہیں کیونکہ یہاں رب نے کفار کے اس حصہ نکالنے کو حرام قرار دیا۔ مگر اس حصہ کو حرام نہ فرمایا' صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال استعمال کرتے تھے' اگرچہ بتوں کے نام کے ہوں ② بنی خزاعہ اور بنی کنانہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے' نیز اولاد باپ کے ملک نہیں ہو سکتی' تو اگر فرشتے رب کی لڑکیاں ہوتے تو خود رب ہوتے' رب کے بندے نہ ہوتے ③ یعنی بیٹے' مقصد یہ ہے کہ یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ اپنے لئے بیٹے چاہتے ہیں' اور رب کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں ④ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے' ہاں لڑکے کی تمنا کرنی دینی خدمت کے لئے سنت انبیاء ہے۔ ⑤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب والے اس کا مذاق اڑاتے تھے جس کے لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لڑکی کو جانور سے بدتر جانتے تھے' اونٹنی کے مادہ پیدا ہوتی تو کچھ طعن نہ کرتے لیکن عورت کے لڑکی ہوتی تو رنج و غم طعن و تشنیع کرتے ⑥ تاکہ اس لڑکی سے ذلت کے کام لے' جیسے گھر کے جانوروں کی خدمت کرنا' یا یہ مطلب ہے کہ خود قوم میں ذلیل ہو کر بیٹی کو زندہ رکھے ⑦ جیسا کہ کفار مضر' خزاعہ' تمیم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ⑧ کو لڑکی کو اتنا ذلیل جانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے لیے ہلکی چیزیں ثابت کرنا کفر ہے جیسے جھوٹ' موت وغیرہ ⑨ کہ دنیا میں ان کے عقیدے اور اعمال خراب' لڑکیوں کو زندہ گاڑنا' شراب خوری' چوری' بخل' مرتے وقت موت خراب' آخرت میں انجام خراب ⑩ ترجمہ نہایت ہی اعلیٰ ہے' یہاں مثل بمعنی کہاوت یا مثال نہیں' رب فرماتا ہے۔ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ:۱۱) بلکہ بمعنی شان ہے' یعنی رب کی شان اونچی ہے' وہ اولاد سے پاک اس کا کوئی شریک نہیں' ساری خوبیوں سے موصوف' تمام برائیوں سے منزہ ⑪ یعنی اگر رب تعالیٰ دنیا میں انسانوں کی ہر گناہ پر پکڑ فرماتا' ورنہ آخرت میں تو ہر گناہ کی گرفت ہو گی' اور دنیا میں بھی بعض گناہوں پر پکڑ ہو جاتی ہے' عذاب الٰہی آ جاتا ہے' لہٰذا یہاں ظلم سے مراد ہر بدعملی اور ہر بدعقیدگی ہے ⑫ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا کہ زمین پر رہنے والے سارے ہلاک کر دیئے گئے دریائی جانور زمین پر نہ تھے' پانی میں تھے' نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی بھی اس وقت زمین پر نہ تھے کشتی میں تھے' اس سے پتہ لگا کہ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے جانوروں پر بھی عذاب آ جاتا ہے' کیونکہ تمام جانور انسانوں کے تابع ہیں' گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (الروم:۴۱) ⑬ اس وعدے سے مراد یا تو مجرم کی عمر کا ختم

بقیہ بر صفحہ ۷۹۳

الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اللّٰهُ

جس بات میں اختلاف کریں ف۱ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے ف۲ اور اللہ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ

نے آسمان سے پانی اتارا ف۳ تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کے مرے پیچھے بے شک اس

ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں ف۴ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ف۵

نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے ف۶ گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ

سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے ف۷ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے

مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہو اور اچھا رزق ف۸ بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو

وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ف۹ کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور

الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ

درختوں میں اور چھتوں میں پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا ف۱۰ اور اپنے رب کی

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

راہیں چل ف۱۱ کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے ف۱۲ جس میں لوگوں کی

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ

تندرستی ہے ف۱۳ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو ف۱۴ اور

اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ

اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا ف۱۵ اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے

لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۷۰﴾ وَ اللّٰهُ

کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ف۱۶ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے سب کچھ کر سکتا ہے ف۱۷ اور اللہ نے

ع ۸ ۱۴

ع ۹ ۱۵

۱ دینی یا دنیاوی امور میں' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ہر اختلاف میں قرآن شریف کو حکم بنانا چاہئے' مگر حضور کے توسل سے علماء دین کے ذریعہ سے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی خاص رحمت مسلمانوں سے خاص ہے' رب فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ: ۱۲۸) اور عام رحمت تمام خلق کے لئے ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: ۱۰۷) عام رحمت دنیا میں عذاب الٰہی نہ آنا' رزق اولاد وغیرہ ملنا' کہ حضور کے صدقے سے سب کو یہ نعمتیں مل رہی ہیں' خاص رحمت ایمان' تقویٰ اور ولایت' قرب الٰہی کی یہ چیزیں صرف مومنوں کو ملتی ہیں۔ حضور کی عطا سے کافر ان سے محروم ہیں ۳ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمانی خزانہ سے یا آسمان کے اسباب سے' کیونکہ اگرچہ بارش سمندر سے آتی ہے' مگر گرمی آسمان سے آتی ہے' جو اس پانی کو بھاپ بنا کر اوپر اٹھاتی ہے' پھر پانی بنا کر نیچے گراتی ہے ۴ عقل والے بارش دیکھ کر دو نتیجے نکالتے ہیں' ایک یہ کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ صور کی آواز سے مردے زندہ فرما دے گا' دوسرے یہ کہ بزرگوں کے وعظ' نصیحت مردہ دلوں کو زندگی بخش ہیں' غافل دل خشک زمین ہے' کامل کی نگاہ بارش کا پانی جس کا سمندر مدینہ منورہ ہے ۵ کہ دودھ کے جانوروں کو دیکھ کر ایمان و ایمانیات کے بہت مسائل حل کر سکتے ہیں ۶ بھوسہ اور گھاس ان خشک چیزوں سے دودھ نکالنا قدرت کی بڑی دلیل ہے ۷ کہ خشک گھاس' چارے سے گوبر' خون' دودھ سب کچھ بنتا ہے' مگر دودھ میں گوبر و خون کا نہ رنگ ہوتا ہے نہ بو' نہ مزہ' کفار کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جسموں کے اجزاء بکھر جائیں گے' پھر ان میں فرق اور امتیاز کیسے ہو سکے گا اس شبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا' کہ دیکھو بھوسہ' چارہ میں سے خون' گوبر' دودھ نکالا جاتا ہے' اور ایک دوسرے میں خلط نہیں ہونے پاتا' ایسی صحیح چھانٹ ہوتی ہے

کہ سبحان اللہ! ایسا قدرت والا رب اس دن بھی اجزاء کی چھانٹ فرمانے پر قادر ہے' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے انسان جیسے رب نے تجھے خالص دودھ پلایا' جس میں گوبر' خون کی بالکل آمیزش نہیں تو بھی رب کی بارگاہ میں خالص عبادت پیش کر جس میں ریا وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ (خزائن العرفان' روح) ۸ جیسے چھوہارے' کشمش' منقی' رس' رُب' سرکہ وغیرہ' خیال رہے کہ سکر شراب کو بھی کہتے اور نبیذ یعنی شربت زلال کو بھی' اگر یہاں سکر سے شراب مراد ہے' تو یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے اسی لئے شراب کا مقابلہ اچھے رزق سے کیا گیا۔ تاکہ معلوم ہوا کہ شراب خبیث رزق ہے' اور اگر سکر سے مراد نبیذ ہو تو اس میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے کہ انگور یا کھجور کا نبیذ حلال ہے اگر نشہ نہ دے' اگرچہ دو تہائی جل جاوے' اور ایک تہائی باقی رہے (خزائن العرفان) ۹ یعنی قدرتی طور پر اس کے دل میں ڈالا بغیر ماں باپ کے سکھائے جیسے مچھلی کے بچہ کے دل میں تیرنا ڈالا۔ غرضیکہ یہاں وحی لغوی معنی میں ہے' معلوم ہوا کہ شہد کی مکھی بڑی عظمت والی ہے' خیال رہے کہ شہد حلال ہے' اور شہد کی مکھی کھانا حرام' اور اس کا قتل کرنا منع ہے' شہد کی مکھی کی بیع امام ابو حنیفہ بقیہ بر صفحہ ۷۹۳

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا
تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ف۱ تو جنہیں بڑائی دی ہے وہ اپنا رزق
بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ
اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ف۲
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
تو کیا اللہ کی نعمت سے مکرتے ہیں ف۳ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے
اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ
عورتیں بنائیں ف۴ اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے ف۵ اور تمہیں ستھری چیزوں
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
سے روزی دی ف۶ تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر
يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ
ہوتے ہیں ف۷ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو انہیں آسمان اور
رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا
زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ کر سکتے ہیں ف۸ تو
تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ
اللہ کے لئے مانند نہ ٹھہراؤ ف۹ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اللہ نے ایک
اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ
کہاوت بیان فرمائی ف۱۰ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ
اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر کیا وہ برابر ہو جائیں گے ف۱۱
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ
سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر کو خبر نہیں ف۱۲ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد
اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا
ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا ف۱۳ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے ف۱۴

۱ اس سے معلوم ہوا کہ امیری اپنی عقل وعلم سے میسر نہیں ہوتی، بڑے بڑے احمق، جاہل، مالدار ہیں، بڑے بڑے عاقل و دانا خوار، یہ بھی رب تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ہے ۲ جب تم اپنے غلاموں کو اپنے برابر نہیں کرتے تو میں اپنے بندوں کو اپنے برابر کیسے کروں، ہاں بعض غلاموں کو اپنے اختیار سے ہم بہت کچھ دے دیتے ہیں، ایسے ہی رب اپنے بعض مقبول بندوں کو اپنے فضل سے خدائی کا مالک بنا دیتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ رب کے برابر نہیں ہوتے، بلکہ اس کے بندے ہی رہتے ہیں، غرضیکہ اس آیت میں دینے کی نفی نہیں، بلکہ برابری کا انکار ہے، یہی مومن و کافر کا فرق ہے ۳ کہ رب کو چھوڑ کر اور کو پوجتے ہیں یا حضور کی نبوت کا انکار کرتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ رب تعالیٰ مالک ہے، جسے چاہے نعمت سے مالا مال کر دے، جب سارے انسان مال میں یکساں نہیں، تو احوال میں یکساں کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح صرف انسان عورت سے ہی ہو سکتا ہے، جن یا جانور سے نہیں ہو سکتا۔ جنت میں حوریں بیویاں ہوں گی، مگر وہ عالم دوسرا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کی اولاد انسان ہی ہوگی۔ لہٰذا اگر عورت کے سانپ پیدا ہو تو وہ خراب غذا ہے، لڑکا نہیں، اسی لئے اس سے عدت نہیں پوری ہو سکتی، اور اس کے بعد جو خون آوے گا وہ نفاس نہیں، اس پر مر جانے کے بعد نماز جنازہ نہیں، غرضیکہ بچہ کے احکام اس پر جاری نہیں ہو سکتے ۵ جن سے تمہاری نسل چلے، اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے خصوصاً مومن اولاد ۶ جسمانی روزی جیسے مختلف غلے دانے، پھل، میوے اور روحانی رزق، جیسے ایمان، تقویٰ، نیک زندگی، جو مختلف مشائخ کرام کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، اس کے باغ و کھیت، بارش نرالی ہے، اللہ نصیب کرے ۷ نہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمارے بتوں نے دی ہیں، حقیقی رازق کا ذکر نہیں کرتے، جھوٹے معبودوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ ۸ یعنی وہ بت نہ فی الحال مالک ہیں، نہ آئندہ مالک ہو سکتے ہیں، کیونکہ خود دوسروں کے بنائے ہوئے بے جان بے عقل ہیں، یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے، جن میں ماسوا اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے، وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ۹ یعنی کسی کو اللہ کی طرح نہ بناؤ، وہ بے مثل بے مثال ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۱۰ اپنی نہیں، کیونکہ اس کی مثال کوئی نہیں۔ بلکہ بت پرستوں کے شرک و کفر کی مثال، لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں، نہ کوئی اعتراض ۱۱ یہ سوال انکار کے لئے ہے، یعنی ہرگز نہیں، تو جب غلام اور آقا برابر نہیں، حالانکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بندہ کیسے برابر ہو سکتا ہے، اسی طرح نبی کے ساتھ امتی کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے، نبی تو مولیٰ کے مولیٰ ہیں، ۱۲ یعنی بعض کو خبر ہے، اور جنہیں خبر ہے وہ ایمان قبول کر لیتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ بعض جان کر ضد سے کافر ہیں۔ ۱۳ وہ غلام نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے، یہ کافر کی مثال ہے خیال رہے کہ، ابکم مادر زاد گونگے کو کہتے ہیں، عارضی گونگے کو اخرس کہا جاتا ہے، ابکم ناقابل علاج ہوتا ہے ۱۴ کیونکہ وہ مولیٰ کی خدمت تو کیا کرے گا، اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتا۔ مولیٰ ہی کو تکلیف دیتا ہے۔

يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے ف۱

وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۷۶ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ع ۱۰

اور وہ سیدھی راہ پر ہے اور اللہ ہی کے لئے ہیں ف۲ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ف۳

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي

اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب ف۴ بے شک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۷۷ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا

سب کچھ کرسکتا ہے ف۵ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ

تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ

نہ جانتے تھے ف۶ اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے ف۷

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۷۸ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ

کہ تم احسان مانو ف۸ کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی فضا

السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

میں انھیں کوئی نہیں روکتا سوا اللہ کے ف۹ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں

يُّؤْمِنُوْنَ ۷۹ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ

کو اور اللہ نے تمہیں گھر دیئے بسنے کو اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں

لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَ

سے کچھ گھر بنائے ف۱۰ جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی

يَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا

اون اور ببری (رونگٹوں) اور بالوں سے کچھ گرہستی (خانگی ضروریات) کا سامان ف۱۱

وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۸۰ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ

اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک ف۱۲ اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے ف۱۳ اور

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ

تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ف۱۴ اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے ف۱۵ کہ تمہیں گرمی سے

① یعنی وہ غلام عاقل بھی ہے، صحیح الاعضاء بھی، یہ مؤمن کی شان اور اس کی مثال ہے، اس مثال سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو زبان حق نہ بولے وہ گویا گونگی ہے اگرچہ بہت بولتی ہو، دوسرے یہ کہ مؤمن وہ اچھا جو خود بھی نیک ہو، دوسروں کو بھی نیک بنائے، تیسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک مؤمن و کافر برابر نہیں، تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ ② یہاں لِلّٰہ کا لام ملکیت ہے، یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کی ملک ہے، یا اس میں اللہ کے علم کا بیان ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، بہرحال یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ خَلَقَ لَكُمْ تمہارے لئے پیدا فرمائیں، کیونکہ وہاں لام نفع کا ہے۔ یعنی تمہارے نفع کے لئے، ہر چیز مخلوق تو اللہ کی ہے مگر نفع ہم اٹھاتے ہیں ③ یعنی آسمانوں و زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اللہ کی ملک اور اس کے علم میں ہیں کہ اس کے بغیر دیئے کوئی مالک نہیں اور اس کے بغیر بتائے کوئی عالم نہیں، اس آیت میں رب کی عطا اور بتانے کی نفی نہیں، جیسے رب فرماتا ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تمام آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں مگر اس کی عطا و دین سے بادشاہ ملک کے اور ہم اپنے گھربار کے مالک ہیں، جیسے یہ ملکیتیں رب کی ملکیت عامہ کے خلاف نہیں، ایسے ہی انبیاء اولیاء کے غیبی علوم رب کے علم کے خلاف نہیں ④ یا تو یہ مطلب ہے کہ قیامت میں سب کی فنا پلک جھپکتے ہو جاوے گی، یا دوسرے نفخہ کے وقت سب پلک جھپکتے زندہ ہو جاویں گے، علامات قیامت میں دیر لگے گی، نہ کہ قیام قیامت میں، یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا دن باوجود اتنا بڑا ہونے کے بعض صالحین کو پلک جھپکنے کی مقدار میں گزر جائے گا۔ ⑤ لہٰذا قیامت میں ساری مخلوق کو ایک آن میں فنا کر دینا، اور پھر آن واحد میں سب کو پیدا فرما دینا اس کے نزدیک کچھ مشکل نہیں، برسات میں بارش کے چند قطرے گرنے پر کروڑوں مینڈکیاں اور رات کو بے شمار پروانے پیدا ہو جاتے ہیں آناً فاناً ⑥ یہ عام انسانوں کا حال ہے، اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیحدہ ہیں، کیونکہ یہ حضرات سکھے سکھائے عارف باللہ پیدا ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ الخ (مریم: ۳۰) غرضیکہ یہ قانون ہے اور وہ قدرت، قانون کا قدرت سے مقابلہ نہ کرنا چاہئے، قانون کے ہم پابند ہیں، رب پابند نہیں ⑦ تاکہ تم ان کے ذریعہ اپنی جہالت دور کرو، خیال رہے کہ کان کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا۔ کہ اس سے وحی سنی جاتی ہے اس لئے بعض انبیاء کرام کبھی نابینا کر دیئے گئے مگر کوئی نبی گونگا بہرہ نہیں ہوا (روح) ⑧ اس طرح کہ ہر عضو کو اس کام میں استعمال کرو جس کے لئے وہ پیدا ہوا، ہر عضو کا شکریہ علیحدہ ہے ⑨ ورنہ چاہئے تو یہ تھا کہ پرندے فضا میں ٹھہر نہ سکیں گر جائیں کیونکہ بھاری چیز زمین کی طرف مائل ہوتی ہے، ہوا میں نہیں ٹھہرتی، حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ بعض مخلوق وہ بھی ہے۔ جو بالکل ہوا ہی میں رہتی ہے وہاں ہی انڈے دیتی ہے وہاں ہی پیدا ہو کر رہتی سہتی ہے۔ اور وہاں ہی مر جاتی ہے، جیسے پانی میں مچھلی (روح) چنانچہ اصحاب فیل پر جو ابابیل آئی وہ انہیں میں سے تھی۔ ⑩ خیمے اور راوٹی جو عام طور پر سفر میں کام آتی ہیں کبھی وطن میں بقیہ برصفحہ ۷۹۳

الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ

بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں ف۱ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے ف۲ کہ

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۸۲﴾

تم فرمان مانو ف۳ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے محبوب تم پر نہیں ف۴ مگر صاف پہنچا دینا ف۵

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۳﴾

اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ف۶ پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں ف۷

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ

اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ف۸ پھر کافروں کو نہ اجازت

كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

ہو ف۹ نہ وہ منائے جائیں ف۱۰ اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو نہ انہیں مہلت ملے ف۱۱ اور شرک کرنے والے جب

أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا

اپنے شریکوں کو دیکھیں گے ف۱۲ کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم

نَدْعُو مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۶﴾

تیرے سوا پوجتے تھے ف۱۳ تو وہ ان پر بات پھینکیں گے کہ تم بے شک جھوٹے ہو ف۱۴

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾

اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے ف۱۵ اور ان سے گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ف۱۶

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا

جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم نے عذاب پر عذاب

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ

بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا ف۱۷ اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک

أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ

گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے ف۱۸ اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر شاہد

(۱) یعنی لوہے کی زرہ وغیرہ' جو جنگ میں تیز تلوار کا وار روکتی تھی' (۲) اے انسانو تم پر' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے زیادہ انسان کو نعمتیں بخشیں' مگر انسان ایسی نافرمانیاں کرتا ہے جو کوئی نہیں کرتا (۳) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب رب نے اس فانی جسم کے لئے اتنے انتظامات فرمائے تو باقی رہنے والی روح کے لئے بہت زیادہ انتظامات فرمائے ہوں گے' اس کے لئے بھی کوئی امن کی جگہ' کچھ غذائیں' کچھ دوائیں' کچھ روحانی طبیب ضرور پیدا فرمائے ہوں گے' (۴) یعنی اے محبوب اگر یہ اب بھی ایمان نہ لائیں' تو آپ غم نہ کریں' کیونکہ آپ پر تبلیغ تھی' نہ کہ انہیں مسلمان بنانا۔ اور آپ تبلیغ پوری پوری کر چکے' (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور نے تمام شرعی احکام کی مکمل تبلیغ فرمادی۔ کچھ چھپایا نہیں' دوسرے یہ کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں (۶) بعض علماء نے فرمایا۔ کہ یہاں اللہ کی نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یعنی یہ کفار آپ کو پہچانتے ہوئے' ضد سے انکار کرتے ہیں (خزائن العرفان) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (بقرہ: ۱۴۶) یا وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں (۷) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں' کہ کفر پر ہی مریں گے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' کیونکہ فی الحال وہ سب منکر تھے اور ہر منکر کافر ہوتا ہے خیال رہے کہ یہ اکثریت اضافی نہیں (۸) ان کے پیغمبر یا علماء وصالحین' اول قول زیادہ قوی ہے' یہ حضرات ان کے کفر وعناد پر گواہی دیں گے (۹) دنیا میں واپس آنے کی یا عذر ومعذرت کرنے کی' مگر معذرت کرنے کی اجازت نہ ہونا دوزخ میں پہنچ کر ہوگا۔ کہ کفار سے فرمایا جاوے گا۔ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (مومنون: ۱۰۸) (۱۰) اس طرح کہ نہ وہ رب کو منا سکیں گے نہ رب تعالیٰ انہیں منائے گا۔ بخلاف مومنوں کے' (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ عذاب کبھی ہلکا نہ ہونا اور مہلت نہ ملنا۔ کافروں کے لئے خاص ہے' مومن گنہگار ان دونوں سے محفوظ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ (۱۲) یہاں شریکوں سے مراد کفار کے وہ سردار ہیں جو انہیں بہکاتے تھے' اور وہ بت جن کی یہ لوگ دنیا میں پوجا کرتے تھے' اسے انبیاء کرام واولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں' یہ پجاری اور بت سب دوزخ میں ہوں گے' بوقت ملاقات بارگاہ الٰہی میں پجاری یہ عرض کریں گے' وہاں دنیا کی دوستیاں دشمنی میں بدل جائیں گی (۱۳) معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا کے اعمال یاد ہوں گے' اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے' نہ پہچاننے کا وقت دوسرا ہوگا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۴) نہ ہم نے تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اور نہ ہم رب کے شریک ہیں' تم ہم کو شریک کہہ کر جھوٹ بول رہے ہو۔ (۱۵) تاکہ یہ گرنا دنیا کے کفر وشرک کا کفارہ ہو جائے اور رب تعالیٰ انہیں معافی دے دے' اس گرنے سے مراد رب کو راضی کرنے کی کوشش ہے' وہ سجدہ جو قیامت میں ساق دیکھ کر ہوگا' وہ سجدہ تو صرف مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ (۱۶) یعنی جن بتوں کو مشرکین اپنا مددگار سمجھتے تھے' وہ ان کی مدد نہ کریں گے' بلکہ ان کے خلاف گواہی دیں گے' اور پتھر' چاند سورج وغیرہ انہیں زیادہ عذاب کے باعث ہوں گے' گم ہونے سے یہی مراد ہے (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے بقیہ برصفحہ ۶۹۴

هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ

بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ۱؎ کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ۲؎ اور ہدایت اور

رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ۳؎ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور

الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ

نیکی ۴؎ اور رشتہ داروں کے دینے کا ۵؎ اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور

الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ

بری بات اور سرکشی سے ۶؎ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو اور اللہ کا عہد پورا کرو ۷؎

اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ

جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو ۸؎ اور تم اللہ کو

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو ۹؎ بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا ۱۰؎ اپنی

تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی

قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو ۱۱؎ اللہ تو

مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

اس سے تمہیں آزماتا ہے ۱۲؎ اور ضرور تم پر صاف ظاہر کر دے گا قیامت کے دن ۱۳؎

مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۴؎ اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا ۱۵؎ لیکن

وَّ لٰكِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے ۱۶؎ اور ضرور تم سے تمہارے کام پوچھے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ فَتَزِلَّ

جائیں گے ۱۷؎ اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنا لو ۱۸؎ کہ کہیں

---

۱ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر امت کے ہر فرد بشر کے ہر حال کا مشاہدہ فرما چکے ہیں' کیونکہ حضور کی یہ گواہی محض سنی سنائی نہ ہوگی' کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہے جو دیکھی ہوئی ہونی چاہئے۔ اس لئے حضور نے دو قبر

ع ۱۲ ۱۸

والوں کے متعلق خبر دی کہ ایک چغل خور تھا' دوسرا پیشاب سے بے احتیاطی کرنے والا۔ دیکھو بخاری' خیال رہے کہ مقدمہ کا دار و مدار گواہ پر ہوتا ہے' قیامت کے مقدمہ کا دار و مدار حضور کی گواہی پر ہوگا۔ اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو ۲ یعنی قرآن کریم دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان ہے' رب فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (انعام: ۳۸) ہم نے قرآن کریم میں کوئی چیز چھوڑ نہیں' اسی لئے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے پوچھا کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں تو فوراً فرمایا ہاں عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں معلوم ہوا کہ حضور زمین پر تو سارے امتیوں کے نیک اعمال کی گنتی جانتے ہیں اور آسمانوں کے تمام چھوٹے بڑے تاروں کے شمار سے واقف ہیں' برابری وہی بتا سکتا ہے جو دونوں کی تعداد جانے ۳ خیال رہے کہ قرآن کی رحمت عامہ' بشارت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے' مگر خاص رحمت اور خاص ہدایت مسلمانوں کے لئے ہی ہے' یہاں اس خاص رحمت و ہدایت وغیرہ کا ذکر ہے۔ ۴ ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سارے بندوں کو ہے مسلمان ہوں یا کافر' اسی لئے یہاں یامرکم نہ فرمایا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصاف توحید ہے اور مخلوق کی خیر خواہی نیکی ہے' بعض روایات میں ہے کہ اخلاص اور دل جمعی سے عبادت کرنا احسان ہے ۵ رشتہ داروں میں سارے دور و نزدیک کے رشتہ دار داخل ہیں اور دینے میں ہر قسم کا حق ادا کرنا شامل ہے' خواہ مالی حق ہو' یا بدنی یا ایمانی' رشتہ داروں کی مال سے' بدن سے خدمت کرو' انہیں ایمان اور نیک اعمال کی رغبت دو' اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کا حق غیروں سے زیادہ ہے ۶ ہر شرمناک کام بے حیائی ہے جیسے چوری' زنا' اور ہر ناجائز کام منکر ہے جیسے کفر و شرک وغیرہ اور ظلم و تکبر سرکشی ہے' خیال رہے کہ یہاں تین چیزوں کا حکم اور تین چیزوں سے ممانعت ہے' عدل کا مقابل فحشاء ہے' احسان کا مقابل منکر اور ایتائ ذی القربیٰ کا مقابل بغی ہے' یہ آیت کریمہ تمام اچھی بری باتوں کی جامع ہے' اس آیت کو سن کر عثمان بن مظعون ایمان لائے' اور ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے سخت کافروں نے بھی اقرار کیا کہ یہ تعلیم نہایت اعلیٰ ہے' اسی لئے ہر خطبہ کے آخر میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے (خزائن العرفان) ۷ خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہو یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے' یا کسی اور بندہ سے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہو' اس میں سارے وعدے داخل ہیں' لہٰذا اس میں وقت نکاح کی شرائط' مرشد کامل سے بیعت کے وعدے سب ہی داخل ہیں' اس ہی لئے نکاح کے وقت کلمے پڑھائے جاتے ہیں تاکہ معاہدہ مضبوط ہو جاوے ۸ یہاں قسموں سے مراد وہ چیزیں ہیں' جن پر قسم کھائی جاوے' اور اللہ کا ذکر کرنا اس کی مضبوطی ہے لہٰذا آیت میں مضمون کی تکرار نہیں ۹ اس طرح کہ اس کے نام کی قسم کھا کر دوسروں کو اطمینان بقیہ بر صفحہ ۷۹۴

قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ

کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے ف۱ اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ

اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا

سے روکتے تھے ف۲ اور تمہیں بڑا عذاب ہو ف۳ اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو ف۴

قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا

بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے ف۵ اگر تم جانتے ہو جو

عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا

تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے ف۶ اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو ف۷ جو اچھا کام کرے

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے ف۸

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور ضرور انہیں ان کا نیگ (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں ف۹

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے ف۱۰

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ

بھروسہ رکھتے ہیں ف۱۱ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں ف۱۲ اور

الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

اسے شریک ٹھہراتے ہیں ف۱۳ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں ف۱۴

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ف۱۵ کافر کہیں تم تو دل سے بنا لاتے ہو ف۱۶ بلکہ

(۱) یعنی اسلام لا چکنے کے بعد نیکیوں سے محروم ہو جاؤ۔ مسئلہ جو کوئی کسی اچھی بات سے رکنے یا گناہ کرنے پر قسم کھالے وہ قسم توڑ دے اس معنی پر اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے یا اے کافرو! اگر تمہارے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں تو قسموں کو ایمان سے رکنے کے لئے آڑ نہ بناؤ تو کفار سے خطاب ہے۔ اس صورت میں اگلا کلام بالکل صاف ہے (۲) لوگوں کو اے کافرو یا خود رکتے تھے نیک اعمال سے قسموں کا بہانہ بنا کر اے مسلمانو اس صورت میں السوء سے مراد دنیاوی عذاب ہیں (۳) آخرت میں کفر کا یا گناہ کرنے کا یا نیکی کرنے کا (۴) اس طرح کہ دنیا کے لالچ میں میثاق کے دن والے عہد کو توڑ دو اے مسلمانو! تم نے جو بیعت کے وقت حضور سے عہد کئے ہیں وہ عہد کفار مکہ سے کچھ دام لے کر نہ توڑ دو اور اسلام سے نہ پھرو (۵) دنیا میں فتح و نصرت غنیمت آخرت میں ثواب اور رب کی رضا۔ (۶) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو نیکی ریا کے لئے کی جاوے وہ تمہارے پاس رہے گی اور تمہاری طرح وہ بھی فنا ہو جائے گی اور جو نیکی رب کے لئے کرو گے وہ رب کے پاس رہے گی اور باقی ہوگی (۷) اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومنوں کو ثواب اپنی شان کے لائق دے گا نہ کہ مومن کے لائق لہٰذا وہ ثواب ہماری عقل و گمان سے باہر ہے (۸) اچھی زندگی میں مختلف قول ہیں بعض کے نزدیک قناعت رضا بالقضا اچھی زندگی ہے بعض کے نزدیک عبادات میں لذت آنا اچھی زندگی ہے مومن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے کہ ہوس والا ہے مومن قناعت والا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیکیوں کا اچھا نتیجہ کبھی دنیا میں بھی ملتا ہے آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے دوسرے یہ کہ طیب زندگی اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے (۹) اس سے پتہ لگا کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے (۱۰) اعوذ پڑھنا تو اس آیت سے معلوم ہوا اور بسم اللہ پڑھنا حضرت سلیمان کے

ع ۱۳ / ۱۱ / ۱۹

خط سے معلوم ہوا جو آپ نے بلقیس کو لکھا تھا وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (نمل: ۳۰) حضور نے بھی حدیبیہ میں صلح نامہ پر اولاً تحریر فرمائی قرآن کی ہر سورت کے اول بسم اللہ لکھی گئی لہٰذا اعوذ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہئیے۔ (۱۱) اس طرح کہ شیطان اولیاء کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ان سے گناہ کرا سکتا ہے اور جن عام مسلمانوں پر رب کا فضل ہے انہیں کافر، پیغمبروں اور بعض مرتد گمراہ نہیں کر سکتا رہا شیطان کا وسوسہ وہ بعض وقت انبیاء کو بھی ہو جاتا ہے۔ رب فرماتا۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ (اعراف: ۲۰) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۲) براہ راست دوست کافر بھی نہیں کرتے شیطانی کاموں سے رغبت شیطانی انسانوں سے محبت شیطان کی دوستی ہے یہی تمام گناہوں کی جڑ ہے (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندے جیسے انبیاء و اولیاء گناہوں سے معصوم یا محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ گناہ کرانے والا شیطان ہے اور اس کا علم پر قابو نہیں نہ انہیں گمراہ کر سکے نہ ان سے گناہ سرزد کرائے غلط فہمی اور لغزش دوسری چیز ہے آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی گناہ نہ ہوا (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآنی میں نسخ واقع ہوا۔ نسخ تلاوت بھی اور نسخ احکام بھی نسخ پر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت نہ سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اگر کلام الٰہی میں بقیہ برصفحہ ۴۹۷

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ
ان میں اکثر کو علم نہیں ١ؔ تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے اتارا
رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ
تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک ٢ؔ کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے ٣ؔ اور ہدایت اور بشارت
لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ
مسلمانوں کو ٤ؔ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی
بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا
سکھاتا ہے ٥ؔ جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
روشن عربی زبان ٦ؔ بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے
لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي
اللہ انھیں راہ نہیں دیتا ٧ؔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے جھوٹ بہتان وہی
الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ
باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی
هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا
جھوٹے ہیں ٨ؔ جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو ٩ؔ سوا اس کے
مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن
جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ١٠ؔ ہاں وہ جو دل
شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَ
کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ
ان کو بڑا عذاب ہے ١١ؔ یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی
الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
آخرت سے پیاری جانی ١٢ؔ اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ

❶ یعنی اکثر کافر لاعلمی کی وجہ سے نسخ پر اعتراض کرتے ہیں' انہیں نسخ کی حکمتیں معلوم نہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو نسخ کی حکمتیں جانتے ہوئے بھی اس پر اعتراض کرتے ہیں محض ہٹ دھرمی کی بنا پر' نسخ کی پوری بحث مع سوال و جواب ہماری تفسیر نعیمی کے تیسرے پارہ میں ملاحظہ کرو۔ ❷ حق سے مراد موقع و ضرورت کے مطابق بغیر کمی بیشی ہے حضرت جبریل کو روح القدس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خود بھی روح ہیں' اور روح بخشتے بھی ہیں۔عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جبریل بخش تھے قرآن فرماتا ہے۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم:۱۹) پھر وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک و منزہ ہیں' لہٰذا روح القدس ہیں ❸ اس طرح کہ مسلمان نسخ کی حکمتیں سوچیں' تو ان کے ایمان اور زیادہ پختہ ہو جائیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل مسلمانوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رب کا کام حضرت جبریل کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ ❹ اور کافروں کے لئے گمراہی اور ڈر ہے' قرآن کریم ایک ہے۔ مگر تاثیریں مختلف ہیں ❺ (شان نزول) عبید بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دو عجمی غلام تھے' یسار اور جبیر جو لوہے پر صیقل کرتے تھے نبی ﷺ کبھی ان سے گفتگو فرمایا کرتے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے' مشرکین مکہ نے الزام لگا دیا کہ حضور ان غلاموں سے سیکھ کر قرآن پڑھتے ہیں' ان کے رد میں یہ آیت اتری' یہاں بشر سے مراد وہ دونوں غلام ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی بات پر بھی قرار نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کبھی قرآن کریم کو جادو کہتے' کبھی شعر کبھی کچھ اور' انہیں اپنی بات پر خود اعتماد نہ تھا ❻ جس قرآن کی مثل بنانے سے عرب کے فصیح و بلیغ بھی عاجز ہیں۔ اسے عجمی غلام کیسے بنا سکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن لفظ و معنی دونوں کا نام ہے' لہٰذا قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ❼ کہ وہ ایمان قبول کرلیں' ورنہ قرآن کریم تمام عالم کو راہ دکھانے کے لئے ہی آیا ہے۔ ❽ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جھوٹ گناہ کبیرہ اور بدترین جرم ہے' دوسرے یہ کہ نبی جھوٹ سے بالکل معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کی زبان جھوٹ کے لئے نہیں بنی' اس کی پوری بحث ہماری کتاب عصمت انبیاء (جاء الحق) میں ملاحظہ کرو۔ لہٰذا تقیہ کرنا بدترین جرم ہے ❾ اس طرح کہ اللہ کے رسول کا یا اس کے احکام کا انکار کرے کہ یہ سب اللہ ہی کا انکار ہے ❿ (شان نزول) یہ ساری آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کہ کفار نے انہیں اور ان کے والد یاسر اور والدہ سمیہ کو پکڑ لیا' اور ان کے والدین کو نہایت ہی بے دردی سے قتل کر دیا کیونکہ انہیں مرتد ہونے کو کہا۔ ان بزرگوں نے نہ مانا' اسلام میں سب سے پہلے شہید یہ ہی دو بزرگ ہیں' حضرت عمار کمزور تھے۔ کفار کے عذاب کی طاقت نہ رکھتے تھے انہوں نے اپنے منہ سے وہی کہہ دیا۔ جو کفار نے کہلوایا' پھر روتے ہوئے حضور کے پاس آئے حضور نے ان کے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری مسئلہ جان کے خوف کے وقت کفریہ بات منہ سے نکال دینا جائز ہے' بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔ لیکن پھر وہاں ٹھہرے نہیں موقعہ پاکر فوراً وہاں سے نکل جاوے' اور اگر کفر نہ بکے اور قتل ہو جاوے تو شہید ہے' اور بڑے ثواب کا مستحق ہے بقیہ بر صفحہ ۶۹۴

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

نہیں دیتا ۱ یہ ہیں وہ جن کے دل اور کان

وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا

اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ۲ اور وہی غفلت میں پڑے ہیں آپ

جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں ۳ پھر بے شک تمہارا رب

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ

ان کے لئے جنھوں نے اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے ۴ پھر انھوں نے جہاد کیا اور

صَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ

ع ۱۴ / ۲۰

صابر رہے بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان ۵ جس دن

تَاْتِىْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ

ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۶ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا

ایک بستی کہ امان و اطمینان سے تھی ہر طرف سے اس کی

مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ

روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ

اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۷ بدلہ ان کے کئے کا ۸ اور بے شک

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو انھوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑا ۹

وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

اور وہ بے انصاف تھے ۱۰ تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ ۱۱

۱ یعنی کافر جب تک کافر ہے' اسے اعمال صالح کی ہدایت نہیں ملتی' یا جس کا کفر پر خاتمہ علم الٰہی میں آ چکا ہے' اسے ہدایت ایمان نہیں ملتی' یا جو کافر ہو کر مرا' اسے جوابات قبر اور قیامت کے دن صحیح جواب کی ہدایت نہ ملے گی لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں لاکھوں کافر ہدایت پا کر مسلمان ہو گئے' یہ اس آیت کے خلاف نہیں ۲ کہ ان کے گناہوں کے زیادتی کی وجہ سے اب ان کا یہ حال ہو گیا ہے کہ قرآنی آیتیں ان کے کان تک پہنچتی نہیں۔ دل میں اترتی نہیں آنکھیں معجزات دیکھتی نہیں لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ جب اللہ نے ان کے دل کان زبان پر مہر کر دی' تو ان کا کیا قصور' ان کے قصوروں کی وجہ سے تو مہر ہوئی' جیسے قتل کے بعد رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے ۳ معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بدنصیبی دل کی غفلت ہے اور سب سے بڑی خوش نصیبی دل کی بیداری ہے' ۴ (شان نزول) یہ آیت عمار بن یاسر حضرت بلال' حضرت صہیب' حضرت خباب جیسے بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی' جو مہاجر بھی ہیں' مجاہد بھی' صابر بھی مظلوم بھی ۵ کہ ان کے نیک اعمال کی برکت سے ان کے زمانہ کفر کے تمام گناہ اور لغزشیں معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد' غازی' مہاجر' کی تمام برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ ۶ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کافر کے جسم و روح میں جھگڑا ہوگا۔ جسم کہے گا کہ میں بے قصور ہوں۔ روح نے مجھ میں آ کر مجھ سے گناہ کرائے' روح کہے گی کہ میں بے دست پا تھی۔ تیرے ہاتھ تھے تو نے گناہ کئے' رب تعالیٰ مثال بیان فرمائے گا کہ اگر ایک اندھے کے کندھے پر لنگڑا سوار ہو کر چوری کرے تو دونوں مجرم ہیں' جسم اندھا ہے روح لنگڑی لہٰذا دونوں دوزخ میں جاؤ' اس آیت میں اسی کا ذکر ہے (خزائن العرفان) ۷ یہ آیت مکہ کے کافروں کی کہاوت بیان فرما رہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو امن بھی تھا۔ اور بغیر مشقت روزی بھی ملتی تھی' انہوں نے بجائے شکر کے حضور کا انکار کیا۔ اور رب تعالیٰ کی مخالفت' تو حضور کی بد دعاء سے ان پر ایسی سخت قحط سالی آئی کہ مردار کھانے پڑے اور پھر مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ کہ ہر وقت مسلمانوں کے حملہ کا ڈر رہنے لگا۔ ناشکروں کی بے قدری کا انجام یہی ہے۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے' پیداوار کے ملکوں میں بارہا قحط پڑے' لوگ ہلاک ہوئے' مگر اس بنجر زمین میں آج تک قحط سالی اور بھوک سے ہلاکت نہ سنی گئی' حضور کے زمانہ کا قحط تو ان کی اپنی بدعملی کا نتیجہ تھا۔ پھر ہر طرف سے وہاں رزق اس کثرت سے پہنچتا ہے کہ حج کے زمانہ میں لاکھوں باہر کے حجاج وہاں پہنچتے ہیں۔ سب کو نہایت فراخ روزی پھل انڈے بھی ملتے ہیں اور قربانی کے جانور ہمارے ہاں سے بھی سستے میسر ہو جاتے ہیں' اگر ہمارے ملکوں میں اتنا مجمع مہینوں رہے تو لوگوں کو روٹی نہ ملے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ خصوصاً ناشکری کا عذاب دنیا میں بھی آ جاتا ہے' مگر یہ پورا عذاب نہیں' پورا عذاب تو آخرت میں ہوگا' جیسے حوالات مجرم کی پوری سزا نہیں' وہ تو مقدمہ کے بعد ہوگی ۹ اس طرح کہ ان مکہ والوں پر قحط سالی اور مسلمانوں کا خوف مسلط کر دیئے گئے ۱۰ ان مکہ والوں نے بقیہ بر صفحہ ۶۹۷

طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اسے پوجتے ہو ۱ تم پر تو یہی حرام کیا ہے ۲ مردار اور خون ۳ اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت ۴ اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ۵ پھر جو لاچار ہو نہ خواہش کرتا اور نہ حد

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

سے بڑھتا ۶ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

حرام ہے ۷ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ۸ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا

دردناک عذاب اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

تمہیں ہم نے سنائیں ۹ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

ظلم کرتے تھے ۱۰ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں ۱۱

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں ۱۲ بے شک تمہارا رب اس کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

ضرور بخشنے والا مہربان ہے بے شک ابراہیم ایک امام تھا ۱۳ اللہ کا فرمانبردار

ع ۱۵ ۹ ۲۱

۱ رب کا شکر بھی کرو، عملی بھی اور قولی بھی کیونکہ آیت کریمہ میں مطلقاً شکر کا حکم دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اعتقادی شکر ہے' آپ کی اطاعت کرنا عملی شکر اور زبان سے حمد و نعت کہنا قولی شکر ہے ۲ یہ حصر اضافی ہے یعنی بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں بلکہ صرف یہی مذکورہ جانور حرام ہیں' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا وغیرہ حرام نہ ہوں' نیز جب خود بت گائے اور گنگا کا پانی حلال ہے تو ان کے نام کا جانور کیوں حرام ہو گیا' اس سے معلوم ہوا کہ حلت کے ثبوت کے لئے نص ضروری نہیں' حرمت کے لئے نص ضروری ہے' یعنی جس چیز کے حرام و حلال ہونے کا قرآن و حدیث میں بالکل ذکر نہ ہو وہ حرام نہ ہوگی حلال ہوگی۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ الخ (انعام: ۱۴۵) ۳ خیال رہے کہ جس جانور کا ذبح ضروری ہے اگر وہ بغیر ذبح مر جاوے تو حرام ہے' مچھلی اور ٹڈی کا ذبح واجب ہی نہیں لہٰذا یہ میتہ میں داخل نہیں' ایسے ہی بہتا ہوا خون حرام ہے' کلیجی' تلی بھی اگرچہ خون ہیں مگر بہتا ہوا نہیں اس لئے وہ حلال ہیں۔ ۴ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا' اس لئے اس کو حرام فرمایا گیا ورنہ سور کے ہر عضو کا استعمال مطلقاً حرام ہے' حتیٰ کہ اس کے بال کو بھی کسی کام میں نہیں لا سکتے' گوشت کا ذکر اتفاقی ہے احترازی نہیں ۵ اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا خواہ خدا کا نام بالکل نہ لیا گیا ہو یا خدا کا نام بھی لیا گیا ہو ۶ لاچاری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بھوک سے مر رہا ہو' حرام کے سوا کوئی چیز نہیں کہ کھائے' دوسرے یہ کہ سخت بیمار ہے اور مسلمان متقی حاذق طبیب کہہ دے کہ تیری شفا اس حرام کے سوائے کسی میں نہیں' ان دونوں صورتوں میں بقدر ضرورت حرام کھا لینا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ضرورۃً حلال کی جاوے وہ بقدر ضرورت ہی حلال ہوگی' اس سے زیادہ حرام رہے گی' اگر سور کی ایک بوٹی سے جان بچتی ہے تو دو کھانا حرام ہیں' اس سے بہت فقہی مسائل نکل سکتے ہیں۔ ۷ یعنی حرام و حلال اپنی طرف سے نہ بناؤ' رب کی ہر چیز حلال ہے۔ سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرما دیا۔ رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ (بقرہ: ۲۹) لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جب وہ رب کے نام پر ذبح ہوں تو حلال ہیں کہ رب نے انہیں حرام نہ کیا ۸ اس سے معلوم ہوا' کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شیرینی فاتحہ کے کھانے بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں' وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں' کیونکہ انہیں اللہ و رسول نے حرام نہ فرمایا' حضور فرماتے ہیں کہ حلال وہ جسے اللہ حلال فرمائے۔ حرام وہ جسے اللہ حرام فرما دے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے رب فرماتا ہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا (مائدہ: ۱۰۱) ۹ یعنی سورہ انعام شریف میں' ارشاد ہوا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ (انعام: ۱۴۶) ۱۰ یعنی یہودیوں کی بغاوت اور گناہوں کی وجہ سے ان پر بہت سی طیب چیزیں حرام فرما دی گئیں' اے مسلمانو! وہ تم پر حرام نہیں' رب فرماتا ہے' فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ (النساء ۱۶۰) یعنی یہود پر اولاً تو وہ طیبات حلال تھیں پھر حرام کر دی گئیں ۱۱ یعنی اسے حرام جانتے ہوئے کہہ بیٹھیں' جیسے بقیہ بر صفحہ ۶۹۴

حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ

اور سب سے جدا ف۱ اور مشرک نہ تھا ف۲ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا

وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

اللہ نے اسے چن لیا ف۳ اور اسے سیدھی راہ دکھائی ف۴ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی ف۵

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ

اور بے شک وہ آخرت میں شایان قرب ہے ف۶ پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ

اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا

دین ابراہیم کی پیروی کرو ف۷ جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا ف۸ ہفتہ

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں مختلف ہوگئے ف۹ اور بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ

میں فیصلہ کردے گا جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۱۰ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ ف۱۱

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ

پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے ف۱۲ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو ف۱۳

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا ف۱۴ اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ

راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی ف۱۵

وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا

اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ف۱۶ اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ

بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾

ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو ف۱۷

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں ف۱۸

ع ۱۶ ۹ ۲۲

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گھی، سونا وہی قیمتی ہے، جو خالص ہو۔ غیر کی اس میں ملاوٹ نہ ہو، ایسے ہی مومن وہ قیمتی ہے جس میں بے ایمانی کی ملاوٹ نہ ہو، بے ایمانوں سے محبت نہ ہو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر دین والے کو اپنا بھائی سمجھو (۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا، آپ کا چاند، سورج کو ھٰذا ربی فرمانا تردید کے لئے تھا یعنی کیا یہ میرے رب ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کی تائید فرماتے ہوئے فرمایا۔ حُجَّتُنَآ اٰتَیۡنٰهَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِهٖ (انعام: ۸۳) جو انہیں ایک آن کے لئے بھی مشرک مانے وہ خود بے دین ہے (۳) نبوت اور خلت اور نبیوں کے باپ ہونے کے لئے، خیال رہے کہ ان اعمال کی وجہ سے آپ کا یہ چناؤ نہیں بلکہ اس چناؤ کی وجہ سے آپ سے وہ اعمال ہوئے کیونکہ نبوت کسبی نہیں ہوتی محض عطائی ہوتی ہے، اسی لئے یہاں ف نہ آئی (۴) یعنی بچپن ہی سے رب نے انہیں ہدایت دی کہ کسی وقت بھی آپ سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا یہ معنی نہیں نعوذ باللہ پہلے آپ ہدایت پر نہ تھے پھر ہدایت دی کیونکہ پہلے ارشاد ہوا۔ وَلَمۡ یَکُ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (نحل: ۱۲۰) (۵) اس طرح کہ انہیں نبوت، بہت زیادہ مال، ہر دین میں ان کی تعظیم، درازی عمر، نیک اولاد عبادت کی توفیق بخشی، مکہ معظمہ میں ان کی بہت سی یادگاریں باقی رکھیں، حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا، درود ابراہیمی نمازوں میں لازم فرما دیا وغیرہ آپ کے ہاں پانچ ہزار کتے جانوروں کی حفاظت کے لیے تھے، جن کے گلے میں سونے کے طوق تھے۔ اور عیسائی یہودی مسلمان سب ان کی تعظیم کرتے ہیں، ہندو بھی انہیں کرشن مان کر احترام کرتے ہیں (۶) کہ ہمارے حضور کے بعد درجہ انہی کا ہوگا، سب سے پہلے آپ کو لباس پہنایا جاوے گا کیونکہ قبروں سے تمام لوگ ننگے اٹھیں گے تمام جنتیوں میں آپ کے چہرے پر داڑھی ہوگی تمام جنتی آپ کا ادب کریں گے۔ (۷) یہاں اتباع سے مراد موافقت ہے نہ کہ اصطلاحی تابعداری، کیونکہ حضور حضرت ابراہیم کے امتی نہیں، ہاں حضور کی شریعت ان کے موافق ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ ہمارے حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ اور اسلام کو ان کی شریعت کے موافق بنایا۔ جس سے تمام جہان میں ان کا چرچا ہوگیا۔ جن پیغمبروں کو حضور نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہوگئے۔ ورنہ ان کے نام بھی چھپ گئے اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے بھی دین ابراہیمی پر تھے، اور قدرتی طور پر رب تعالیٰ کے عابد و ساجد اور تمام محرمات سے بچنے والے تھے (روح) (۹) خیال رہے کہ سنیچر کا دن یہود کے ہاں معظم تھا۔ اور اتوار کا دن عیسائیوں کے ہاں، اور جمعہ ہمارے ہاں عظمت والے ہیں۔ مگر ان دنوں اور ہمارے دن میں تین طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان کے دن خود ان کے اپنے انتخاب سے تھے، ہمارا یہ دن رب کے انتخاب سے ہے، دوسرے یہ کہ ان پر ان کے پورے دن میں سخت پابندیاں تھیں، ہم پر جمعہ کے دن صرف نماز کے وقت نہایت ہلکی پابندیاں ہیں، اس لئے وہ نبھا نہ سکے، تیسرے یہ کہ ان سب پر ان دنوں کی پابندیاں لازم تھیں، مسلمانوں میں بقیہ برصفحہ ۷۹۴

سُوْرَۃُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۱۷ مَکِّیَّۃٌ ۵۰ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُھَا ۱۱۱ رُکُوْعَاتُھَا ۱۲

سورت بنی اسرائیل ف۱ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ایک سو گیارہ آیات اور بارہ رکوع ہیں

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاکی ہے اسے ف۲ جو اپنے بندے ف۳ کو راتوں رات لے گیا ف۴ مسجد حرام سے

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ

مسجد اقصٰی تک ف۵ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ف۶ کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں ف۷

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ

بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے ف۸ اور ہم نے موسٰی کو کتاب عطا فرمائی ف۹ اور اسے

ھُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝۲ؕ

بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا ف۱۰ کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ ف۱۱

ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۝۳ وَ

اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا ف۱۲ بے شک وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا ف۱۳ اور

قَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں وحی بھیجی ف۱۴ کہ ضرور تم زمین میں دوبارہ فساد

مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىھُمَا بَعَثْنَا

مچاؤ گے ف۱۵ اور ضرور بڑا غرور کرو گے پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا ہم نے

عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ

تم پر اپنے بندے بھیجے سخت لڑائی والے ف۱۶ تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کو گھسے ف۱۷ اور

کَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ

یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا پھر ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا ف۱۸ اور تم کو

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا جتھا بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا

لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ لِیَسُوْٓءٗا

کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا ف۱۹ پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا ف۲۰ کہ دشمن

منزل ۴

❶ قتادہ نے فرمایا کہ اس میں آٹھ آیات مدنی ہیں وَ اِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ سے نَصِیْرًا (الاسراء: ۸۰) تک اس کا نام سورہ اسراء اور سورہ سبحان بھی ہے ❷ ہر عیب اور نقصان سے پاک جو کوئی اس اسم الٰہی کا وظیفہ کرے یعنی سبحان' یا سبحان پڑھا کرے اللہ تعالٰی اسے گناہوں سے پاک فرمائے گا' ہر اسم الٰہی کی تجلی عامل پر پڑتی ہے جو یاغنی کا وظیفہ پڑھے خود غنی اور مالدار ہو جاوے ❸ اس آیت میں حضور کے جسمانی معراج کا ذکر ہے جو نبوت کے گیارھویں سال تقریباً ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب پیر کی آخر رات بیداری کی حالت میں ہوئی خواب کی معراجیں اس سے پہلے اور بعد بہت سی ہوئیں' اس جسمانی معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی کیونکہ عبد جسم اور روح دونوں کو کہتے ہیں' نیز فقط خواب کی معراج پر کفار اتنا شور نہ مچاتے نیز خواب کی معراج کو سبحان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا' یہ کلمہ بہت عجیب اور عظیم الشان چیز پر بولا جاتا ہے' خیال رہے کہ حضور دنیا میں شان رسالت سے تشریف لائے اور رب کی بارگاہ میں شان عبدیت سے حاضر ہوئے' اس لئے یہاں عبدہٖ فرمایا اور سورہ فتح میں ارشاد ہوا اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ الخ (فتح: ۲۸) ❹ یہاں مسجد حرام سے مراد حرم شریف اور مکہ معظمہ ہے کیونکہ یہ معراج حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر سے ہوئی رب فرماتا ہے۔ ھَدْیًا بٰلِغَ الْکَعْبَۃِ (مائدہ: ۹۵) یہاں کعبہ سے مراد حدود حرم ہیں اور فرمایا عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ: ۱۹۱) ایسے ہی یہاں ہے' لہٰذا اس آیت پر اعتراض نہیں' جاتا اور ہے جسے ذہاب کہتے ہیں' لیجانا اور (اذہاب) بلانا کچھ اور۔ یہاں لیجانا فرما کر یہ بتایا کہ معراج میں ہم محبوب کے ساتھ تھے ساتھ رہے ساتھ لے گئے ❺ یعنی بیت المقدس چونکہ یہ مسجد مکہ معظمہ سے بہت دور ایک ماہ کے راستے پر ہے اس لئے اسے مسجد اقصٰی کہتے اور اگر اقصٰی سے وہ دور والی مسجد مراد ہو جو زمین سے دور ساتویں آسمان پر ہے یعنی بیت المعمور تو اس لفظ سے آسمانی معراج کا ثبوت ہوگا' خیال رہے کہ بیت المقدس تک معراج قطعی یقینی ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانی معراج کا منکر گمراہ ہے اور اگر اس لئے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے کھلنے اور پھٹنے کو ناممکن جانتا ہے' تو کافر ہے کیونکہ فلاسفہ کے پھندے میں پھنسا ہے ❻ بیت المقدس کی زمین میں بہت برکتیں ہیں' سرسبز زمین بھی' پھلوں سے لدے ہوئے باغات' جاری نہریں اور شفاف چشمے بھی اور دینی برکتیں بھی ہیں' اکثر انبیاء کرام اسی سرزمین پر تشریف لائے' وہ ہی زمین انبیاء کرام کی آرام گاہ نزول وحی کی جگہ ہے ❼ یعنی اپنے حبیب کو آسمان اور لامکان میں بلا کر وہ آیتیں دکھائیں جو اور تمام رسولوں نے سنی تھیں' جیسے رب کی ذات' عرش و کرسی' لوح و قلم' جنت و دوزخ وغیرہ تمام آیات تاکہ اور انبیاء کرام کی گواہی سنی ہوئی ہو اور حضور کی گواہی دیکھی ہوئی' رب فرماتا ہے اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا (احزاب: ۴۵) دیکھنے والے گواہ کے بعد کسی گواہ کی ضرورت نہیں رہتی' اس لئے اب کوئی نبی نہیں بن سکتا' رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ: ۳) دین مکمل ہو گیا کیونکہ عینی گواہ تشریف لا چکا۔ خلیل کو ملکوت دکھائے حبیب کو اپنا جمال اور آیات' ❽ اس آیت میں بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ تک تو فرشی معراج بقیہ بر صفحہ ۷۹۵

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا

تمہارا منہ بگاڑ دیں ۱ اور مسجد میں داخل ہوں ۲ جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر

مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ

قابو پائیں تباہ کرکے برباد کردیں ۳ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے ۴ اور اگر تم پھر شرارت کرو

عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ

تو ہم پھر عذاب کریں گے ۵ اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے ۶ بے شک یہ قرآن

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے ۷ اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے ۸ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ۹

بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے ۱۰

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَ

جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے ۱۱ اور ہم نے رات اور

النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

دن کو دو نشانیاں بنایا ۱۲ تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی ۱۳ کہ اپنے رب

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ

کا فضل تلاش کرو ۱۴ اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو ۱۵

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ

اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادی ۱۶ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگادی ۱۷

فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ

فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (اعمال) پڑھ ۱۸ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے ۱۹ جو

منزل ۴

۱ یعنی وہ بادشاہ تمہیں اتنا ستائیں کہ تمہارے چہروں پر پریشانی کے آثار نمودار ہو جاویں' جیسا کہ ہردوس اور دوسرے بادشاہوں کے زمانوں میں ہو ۲ یعنی وہ ظالم بادشاہ بیت المقدس میں داخل ہوں' اور اس کی بے حرمتی کریں' اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہماری مسجدوں کی بے حرمتی کفار کے ہاتھوں سے ہوتی ہے ۳ اس طرح کہ تمہارے شہروں تمہارے مال و متاع کو برباد کردیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں' کہ زکوٰۃ نہ دینے سے قحط سالی اور زنا سے قتل و غارت' خونریزی پھیلتی ہے ۴ یعنی تم سے دوسرے فساد کے وقت کہا گیا تھا کہ اگر توبہ کرلو تو معاف کردیں گے' چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور معافی ہوئی' پروردگار کا امید دلانا یقین کے لئے ہوتا ہے' ۵ چنانچہ یہود نے ہمارے حضور کو جھٹلایا تو بنی قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر مدینہ پاک سے نکالے گئے (روح) ۶ معلوم ہوا کہ دنیا کے عذاب آخرت کے عذاب کے علاوہ ہیں' اور دنیاوی عذابوں سے آخرت کے عذاب گھٹتے نہیں۔ ۷ جنت تک یا خدا تک پہنچانے والی سیدھی راہ' توحید اور تمام رسولوں کو ماننا اور ان کی اطاعت ۸ جو مسلمان بقدر طاقت نیک اعمال کرے' اس کے لئے دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی ۹ اس طرح کہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں' جیسے مشرکین یا اسے مانتے تو ہیں مگر غلط طریقہ سے' جیسے بعض عیسائی' کہ جنت کے تو قائل ہیں مگر وہاں کی نعمتوں کے قائل نہیں' یا حضور کی شفاعت وغیرہ کو نہیں مانتے' یہ سب آخرت کے منکر ہیں۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کے لئے بددعا کرنی اچھی نہیں ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہئے۔ نہ معلوم کونسا وقت قبولیت کا ہو۔ ۱۱ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نضر ابن حارث کافر نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر اسلام سچا دین ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور قتل کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہیں بعض نے فرمایا کہ یہاں انسان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو غصے میں اپنے کو یا اپنے بچوں کو کوستا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول کرلیا کرے تو یہ لوگ ہلاک ہو جاویں۔ ۱۲ چونکہ رات دن سے پہلے ہوتی ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہوا۔ یعنی رات و دن کا آنا جانا' گھٹنا بڑھنا' ٹھنڈا گرم ہونا بتا رہا ہے' کہ زمانہ اثر نہیں کرتا جو اس زمانے کو بدل رہا ہے وہ مؤثر حقیقی ہے' ۱۳ یعنی رات اندھیری اور دن روشن بنایا' تا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرو خیال رہے کہ سونا جسم کا آرام ہے اور تہجد کی نماز روح کا آرام ہے ۱۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیکار رہنا کمائی نہ کرنا گناہ ہے اللہ نے ہاتھ پاؤں برتنے کو دیئے ہیں' انہیں بیکار نہ کرو' برتو' دن کمائی کے لئے روشن کیا گیا' دوسرے یہ کہ رزق اللہ کا فضل ہے' محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں' لہٰذا اپنے ہنر پر ناز نہ کرو اس کا فضل مانگو ۱۵ دن رات کے آنے جانے سے منٹ' گھنٹے' پہر' تاریخ' مہینے' سال صدیاں بنتی ہیں' جن سے عمر وغیرہ تمام چیزوں کے حساب درست ہوتے ہیں۔ ۱۶ یعنی دین و دنیا کی ہر چیز قرآن شریف میں یا لوح محفوظ میں تفصیل وار بیان فرمادی تو جن کی نظران پر ہے بقیہ بر صفحہ ۷۹۵

23

اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ
راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا ۱؎ اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو

عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ
بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۲؎ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں

حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا
جب تک رسول نہ بھیج لیں ۳؎ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر احکام بھیجتے ہیں ۴؎

مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾
پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں ۵؎ تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں ۶؎

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ
اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں (قومیں) نوح کے بعد ہلاک کر دیں ۷؎ اور تمہارا رب کافی ہے اپنے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا ۸؎ جو یہ جلدی والی چاہے ۹؎

عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ
ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۱۰؎ پھر اس کے لئے جہنم کر دیں

يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى
کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی

لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾
کوشش کرے ۱۱؎ اور ہو ایمان والا ۱۲؎ تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی ۱۳؎

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ
ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی ۱۴؎ تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا

رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
پر روک نہیں ۱۵؎ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ
اور بے شک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے اعلیٰ ہے ۱۶؎ اے سننے والے اللہ کے ساتھ

(۱) آیات کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا' یہ نہ ہوگا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے' خود یہ محروم رہے' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جاوے' لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (کہف: ۸۲) نیز کوئی شخص اپنے نیک اعمال کا دوسرے پر احسان نہ رکھے وہ اپنے لئے کرتا ہے (۲) اس طرح کہ دوسرا بالکل ہلکا ہو جاوے ورنہ گناہ کرانے والے پر گناہ کرنے والوں کا بوجھ ہوگا' رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت: ۱۳) اور فرماتا ہے۔ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ (النحل: ۲۵) بہر حال آیات کا آپس میں تعارض نہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی محض رب کی نافرمانی پر نہیں آتا بلکہ نبی کی نافرمانی پر آتا ہے' فرعون نے دعویٰ خدائی کیا' اسی ہزار بچے قتل کرائے' مگر اس پر عذاب اس ہی وقت آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا دی' مولانا فرماتے ہیں' شعر ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد۔ تا دلے صاحب دلے نہ آمد بدرد (۴) یا تو خصوصی احکام جو فقراء پر نہیں' جیسے زکوٰۃ' صدقات' یا عمومی احکام جیسے نماز روزہ مگر خصوصیت سے مالداروں کا اس لئے ذکر ہوا کہ فقراء' غرباء ان کے تابع ہوتے ہیں' یہ اطاعت کر لیں تو وہ بھی کر لیں (۵) اور ان کی وجہ سے ان کے ماتحت غریب لوگ بھی فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ سرداران قوم کو زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔ ان کے ساتھ دوسرے بھی ہیں۔ (۷) جیسے قوم عاد ثمود اور قوم لوط وغیرہ کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی مخالفت کی' لہٰذا مکہ والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اگلا گرے پچھلا ہوشیار (۸) نامہ اعمال فرشتوں سے لکھوانا گواہ شاہد مقرر کرنا' ہمارے اپنے علم کے لئے نہیں مجرم کے لئے ہے' (۹) طلب دنیا تب بری ہے جب کہ بندہ رب سے غافل ہو کر طلب کرے' یا حلال حرام کی پرواہ نہ کرے' یا آخرت پر ایمان نہ رکھے' صرف دنیا ہی کو اصل متاع سمجھے یا دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے جیسے کافر و فاسق اور ریاکار (۱۰) یعنی دنیا اتنی ہی ملے گی' جتنی نصیب میں ہے خواہ اسے فکر سے حاصل کرو یا فراغت سے لہٰذا بندے کو چاہئے کہ دنیا کے لئے آخرت برباد نہ کرے مومن کا دل دنیا میں رہتا ہے اس میں دنیا نہیں رہتی۔ اس میں دین رہتا ہے' پانی میں کشتی تیرتی ہے۔ کشتی میں پانی ہو تو ڈوبتی ہے (۱۱) اس قید سے معلوم ہوا کہ فقط زبان سے کہنا کہ ہم آخرت چاہتے ہیں کافی نہیں بلکہ اس کے لیے تیاری اور کوشش بھی ضروری ہے یعنی اچھے عقیدے اور اللہ رسول کی فرمانبرداری (۱۲) معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں۔ نیکیوں کے لیے ایمان ایسا ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو' یا بہترین غذا کے لئے زہر سے خالی ہونا۔ ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں (۱۳) معلوم ہوا کہ نیکی قبول ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایمان' نیت خیر' یعنی آخرت کمانے کی نیت اور کوشش' ان کے بغیر ہوس خام ہے (خزائن العرفان) (۱۴) یعنی دنیادار اور طالب آخرت سب کے لئے ہم نے دنیا میں اسباب جمع فرما دیئے ہیں' روزی سب کو مل رہی ہے' دنیا میں زہر بھی بقیہ بر صفحہ ۷۹۵

ع ۲
اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا
دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس ۱ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ
تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو ۲ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں
الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا
بڑھاپے کو پہنچ جائیں ۳ تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا ۴
وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
اور ان سے تعظیم کی بات کہنا ۵ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا
الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ
نرم دلی سے ۶ اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا ۷ تمہارا رب
اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ
خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بے شک وہ
لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ
توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے ۸ اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے ۹ اور مسکین اور
ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا
مسافر کو ۱۰ اور فضول نہ اڑا ۱۱ بے شک اڑانے والے شیطانوں
اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا
کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے ۱۲ اور اگر تو
تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ
ان سے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان
قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا
بات کہہ ۱۳ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ ۱۴ اور نہ
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ
پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ۱۵ ملامت کیا ہوا تھکا ہوا بے شک تمہارا رب

منزل ۴

۱ اس سے معلوم ہوا کہ بیکس اور بے یار و مددگار ہونا کفار و مشرکین کے لئے ہے' اللہ تعالیٰ مومن کے لئے بہت یار و مددگار مقرر فرمائے گا جیسے اولیاء ۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کی عبادت مخلوق کی اطاعت پر مقدم ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی اطاعت رب کی عبادت میں داخل ہے' دوسرے یہ کہ تمام رشتہ داروں میں ماں باپ کی فرماں برداری مقدم ہے کہ رب تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے ساتھ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ ماں باپ کافر بھی ہوں' جب بھی ان کے حقوق ادا کرے' کیونکہ رب نے والدین کو بغیر قید کے ارشاد فرمایا' چوتھے یہ کہ ماں باپ کی جسمانی خدمت بھی کرے اور مالی بھی' کیونکہ احسان بغیر کسی قید کے ذکر ہوا' پانچویں یہ کہ عبادت رب کے سوا کسی کی جائز نہیں۔ اطاعت اللہ کی بھی ہوگی' رسول کی بھی۔ ۳ یوں تو ہمیشہ ہی ماں باپ کی خدمت ضروری ہے مگر ضرورت کے وقت بہت ضروری۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلا ضرورت ان کی خدمت مستحب ہے او رضرورت کے وقت واجب ہے لہٰذا بیماری' لاچاری میں ان کی خدمت واجب ہے ۴ مسئلہ اولاد منہ سے ایسی بات نہ نکالے جس سے معلوم ہو کہ ان کی طرف سے طبیعت پر گرانی ہے' مسئلہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے ماں باپ سے نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرے بیٹا ماں باپ کو اپنا حقیر نوکر نہ رکھے ۵ کہ انہیں اچھے اور نرم الفاظ سے پکارے' ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کو یا ابت کہہ کر پکارا یعنی اے ابا جان' ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے کلام نہ کرے ان کی بڑھاپے کی بدخلقی برداشت کرے' کیونکہ بڑھاپے میں طبیعت چڑچڑی اور دل وہمی ہو جاتا ہے غصہ جلد آتا ہے ۶ یعنی عملی طور پر ان سے اچھا برتاؤ کر' اور ان پر خرچ کرنے میں تامل نہ کر' کیونکہ تیری مجبوری کے وقت انہوں نے تجھے پرورش کیا' اب ان کی مجبوری کے وقت تو ان کی خدمت کر ۷ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کے حقوق پورے ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان کے حق میں دعا خیر بھی کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا تیجا چالیسواں فاتحہ وغیرہ کرنی چاہئے کہ اس میں بھی ان کے لئے دعا خیر ہے' تیسرے یہ کہ کافر ماں باپ کے لئے ہدایت دعا کرے ۸ یعنی اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی خدمت کا شوق ہے لیکن اس کا موقعہ نہیں ملا تو رب تعالیٰ اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے ۹ ماں باپ کے ساتھ ان کی اولاد یعنی بھائی بہن اور ان کے قرابت داروں یعنی اپنے عزیزوں کی بھی خدمت کرو' بعض علماء نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے رشتہ دار قرابت داروں کے حقوق ادا کرے کیونکہ ماں باپ سے جان ملی اور حضور سے ایمان نصیب ہوا ۱۰ فقیر و مسافر مسلمان اگر چہ اپنے رشتہ دار نہ ہوں مگر زکوٰۃ' صدقات سے ان کی بھی مدد کرو کہ رب نے تم کو تمہاری ضرورت سے زیادہ مال اسی لئے دیا ہے' بھینس کو اس کے بچے کی ضرورت سے زیادہ دودھ اسی لئے دیا گیا ہے کہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں ۱۱ جائز مقام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں اور ناجائز خرچ کو تبذیر کہا جاتا ہے' تبذیر اسراف سے زیادہ بری ہے اس لئے تبذیر پر سخت

بقیہ برصفحہ ۷۹۶

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا
جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے (تنگی دیتا ہے) بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا

بَصِيْرًا ۝۳۰ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
دیکھتا ہے ۱ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انھیں بھی روزی دیں گے

وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى
اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے ۲ اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ ۳

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ۴ اور کوئی جان جس کی

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا
حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو ۵ اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳
وارث کو قابو دیا ہے ۶ تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ۷ ضرور اس کی مدد ہونی ہے ۸

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ ۹ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے ۱۰ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو

اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـــُٔوْلًا ۝۳۴ وَاَوْفُوا
پہنچے ۱۱ اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے ۱۲ اور ماپو

الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ
تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو ۱۳ یہ بہتر ہے

وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ
اور اس کا انجام اچھا اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۱۴ بے شک کان

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔــوْلًا ۝۳۶ وَلَا تَمْشِ
اور آنکھ اور دل ۱۵ ان سب سے سوال ہونا ہے ۱۶ اور زمین میں

فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
اتراتا نہ چل ۱۷ بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے

ع ۴

۱ لہٰذا اس نے جسے غریب کیا وہ بھی درست ہے اور جسے امیر کیا اس میں بھی حکمت ہے ۲ (شانِ نزول) اہلِ عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بنے اور ہماری مونچھ نیچی نہ ہو غریب و مفلس اس لئے کہ ہم انہیں شادی میں جہیز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے' ان غریبوں کو اس حرکت سے روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ اتری یہاں خطا سے مراد گناہ کبیرہ ہے' خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں' لہٰذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہوگی ۳ یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو' لہٰذا بدنظری' غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کے لئے نزلہ روکو' طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو' پردہ کی فرضیت' گانے بجانے کی حرمت' نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بدتر جرم ہے' کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے' کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی' اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی ۵ خیال رہے کہ حربی کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذمی یا معاہد کی جان لینا حرام' البتہ تین صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے' قتل کے بدلے میں' یا زنا' ڈکیتی کے عوض' حَرَّمَ اللّٰہ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور اِلَّا بِالْحَق سے یہ فوائد' لہٰذا یہ آیت بہت سے شرعی احکام کا ماخذ ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے' اگر ولی چاہے تو معاف کر دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی مقتول نہ تو مثلہ کرے نہ غیر قاتل کو قتل کرے' یہ واجب نہیں کہ طریقہ قتل یکساں ہوں۔ بلکہ قاتل کو تلوار سے قتل کیا جاوے' اگرچہ اس نے اور طرح قتل کیا ہو ۷ قتل میں حد سے بڑھنے کی چند صورتیں ہیں' ایک کے بدلے چند قتل کرنا۔ معاف کر کے پھر قتل کرنا' ناحق جیسے ہاتھ پاؤں کاٹ کر' قتل کے بعد ناک' کان وغیرہ اعضا کاٹنا یعنی مثلہ کرنا یہ سب حرام ہے' زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کیا کرتے تھے ۸ صواعق محرقہ میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ خون عثمان کے مطالبہ میں امیر معاویہ برحق ہیں' کیونکہ وہ عثمان غنی کے صحیح ولی ہیں' اگر تم نے قصاص میں سستی کی تو امیر معاویہ تمام ملک پر چھا جائیں گے' اور آپ نے اس آیت سے استدلال کیا ۹ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بعض ورثاء نابالغ ہوں' تو میت کے مال سے فاتحہ وغیرہ نہ کی جاوے' نہ وہ کھانا کسی کو حلال ہے بلکہ بالغ ورثاء اپنے حصے سے یہ کار خیر کریں' کیونکہ یتیم کا مال کھانا دوزخ کی آگ کھانا ہے' لوگ اس سے بہت غافل ہیں' بلکہ نابالغ یتیم سے پانی بھروا کر بھی نہ لیا جاوے کہ وہ پانی اس یتیم کا مال ہے ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے' جس سے اس کا مال بڑھے کہ یہ احسن میں داخل ہے' ایسے ہی اس کا روپیہ بنک وغیرہ میں اس کے نام پر رکھنا جائز ہے کہ یہ حفاظت کی قسم ہے ۱۱ بارہ برس سے اٹھارہ برس تک کی عمر جوانی کی ہے' یعنی کم از کم بارہ برس بڑھ کر اٹھارہ برس' لیکن اب فتویٰ قول صاحبین پر ہے' یعنی بڑھ کر پندرہ سال میں' اس سے معلوم ہوا کہ بالغ کو یتیم نہیں کہا جاتا ۱۲ خواہ اللہ سے عہد کیا ہوا یا رسول سے' بقیہ برصفحہ ۷۹۶

طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ

گا ۱؎ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان

مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں ۲؎ اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ

نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا ۳؎ کیا تمہارے رب نے تم کو

بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں ۴؎ بے شک تم بڑا بول بولتے

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا

ہو اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا کہ وہ سمجھیں ۵؎ اور اس

يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا

سے انہیں نہیں بڑھتی مگر نفرت ۶؎ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو

لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ۷؎ اسے پاکی اور برتری ان کی

يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ

باتوں سے بڑی برتری ۸؎ اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین

وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا

اور جو کوئی ان میں ہیں ۹؎ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی

تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ

تسبیح نہیں سمجھتے ۱۰؎ بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے اور اے محبوب تم نے

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ۱۱؎ ایک

حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ

چھپا ہوا پردہ کردیا ۱۲؎ اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں ۱۳؎ کہ اسے نہ سمجھیں اور ان

۱ یعنی شیخی میں فائدہ کوئی نہیں، گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑو، عجز، انکساری قبول کرو سربلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے، تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو، تربوز، وغیرہ متکبر آگ میں باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں ۲ یہاں حکمت سے وہ احکام مراد ہیں، جن کو عقل سلیم بھی درست مانے، حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور کو دیکھا کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا، حضرت عثمان فرماتے ہیں جب سے میں اسلام لایا کبھی جھوٹ نہ بولا۔ کوڑے کچرے والے مکان میں بادشاہ نہیں بیٹھتا، گنہگار دل و زبان میں نور ایمان کیسے جلوہ گر ہو (روح) ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن گنہگار کو طعنوں، دھکوں سے دوزخ میں محفوظ رکھے گا۔ اس کی رسوائی نہ فرمائے گا، کیونکہ یہ دونوں کفار کے عذاب ہیں۔ شعر

جو یہاں عیب کسی پہ نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

۴ (شان نزول) مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں بتاتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ بدنصیبو اپنے لئے لڑکیاں پسند نہیں کرتے اللہ کے لئے لڑکیاں ثابت کرتے ہو، کیا خدا نے اچھی چیز یعنی لڑکے تمہیں دیئے بری چیز اپنے لئے رکھی، اب بھی مشرکین ہند اکثر بتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بیماری مشرکین کی پرانی ہے، ہندو گورا، پاربتی، گنگا، جمنا، کالی وغیرہ کو عورت ہی مانتے ہیں ہندوستان کو بھارت ماتا کہتے ہیں ۵ دلیلوں سے مثالوں سے، حکمتوں سے عبرتوں سے، قصوں سے، اور ایک ہی مضمون کو چند جگہ مختلف پیرایوں میں سمجھایا۔ کیونکہ بعض لوگ دلائل سے مانتے ہیں بعض ڈر سے بعض مثالوں سے قرآن کریم سب کے لئے آیا ہے، تو سب کی سمجھ کا لحاظ ہے ۶ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور کی عظمت و محبت نہ ہو اسے قرآن کریم نفع نہیں دے گا بلکہ نقصان پہنچائے گا، بعض درختوں کو بارش جلا دیتی ہے، کمزور معدہ والوں کو اچھی غذا بیماری کر دیتی ہے اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر قرآن دیتے ہیں ۷ یعنی وہ معبود رب سے مقابلہ کرتے اور اس کے سارے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے، کیونکہ دوسرے کا دست نگر و محتاج ہونا عیب ہے اور ہر ایک اپنے عیب کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ معبودین بھی خود مختار ہونے کے لئے یہ کرتے اور اگر اپنے عجز و بے بسی پر راضی ہوتے تو وہ الٰہ نہ ہوتے، لہٰذا یہ دلیل برہان قطعی ہے، صرف قناعت کی نہیں ۸ یعنی رب کے لئے شریک ماننا اسے کمزور وضعیف ماننا ہے، دوسروں کی مدد کے لئے وہ شریک کرتا ہے جو خود کام نہ کر سکے۔ اللہ کی شان اس سے بلند ہے۔ ۹ یعنی فرشتے اور دیگر مخلوقات کیونکہ جن وانسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی مشرک و کافر نہیں۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز زبان قال سے رب کی تسبیح خوان ہے صرف زبان حال سے نہیں کیونکہ حال تو ہر غافل سمجھ جاتا ہے، ہاں ان کا قال سمجھ سے وراء ہے، بعض صالحین وہ قال بھی جانتے ہیں اور ان کی تسبیح سنتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے، ستون کے رونے کی آواز سنی، خیال رہے کہ اگرچہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے، لیکن ان تسبیحوں کی تاثیروں میں فرق ہے اس ہی

بقیہ برصفحہ ۷۹۶

فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًاؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا

کے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ف۱ اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ

عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ

پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے ف۲ ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں جب تمہاری طرف کان

اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

لگاتے ہیں ف۳ اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے

مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

جس پر جادو ہوا ف۴ دیکھو انھوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں ف۵ تو گمراہ ہوئے کہ

یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

راہ نہیں پا سکتے ف۶ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾

سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے ف۷ تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَاؕ

یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو ف۸ تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا ف۹

قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ

تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾ یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ

کہیں گے یہ کب ہے ف۱۰ تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو ف۱۱ جس دن وہ تمہیں بلائے گا ف۱۲

فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ

تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے ف۱۳ اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر تھوڑا ف۱۴ اور میرے

لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْؕ

بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو ف۱۵ بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے ف۱۶

اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْؕ

بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے

(۱) معلوم ہوا کہ جس دل کو حضور سے وابستگی نہ ہو وہ قرآن نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے قرآن کا فہم صاحب قرآن کے احترام سے ہے (۲) کیونکہ وہ شرک کے خوگر ہیں جب توحید کے مضامین سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب آدمی کہیں سے بھی ہدایت نہیں پا سکتا جسے حضور کے دروازے سے ہدایت نہ ملی اسے پھر کہاں ملے گی' تمام جگہ کے گناہ حضور کے دروازے پر معاف کراتے ہیں' حضور کے دروازے پر جو گناہ کئے کہاں معاف کرائیں گے (۳) یعنی کفار قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو مذاق کے لئے یہ سننا بھی گناہ ہے (۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے خود بدلہ لیتا ہے کہ کفار نے حضور کو مسحور کہا تو رب تعالیٰ نے انہیں ظالم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ جھوٹے کو ایک بات پر قرار نہیں ہوتا' چنانچہ کفار کبھی تو حضور کو ساحر یعنی دوسرں پر جادو کرنے والا کہتے تھے' اور کبھی خود ہی حضور کو مسحور یعنی جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ کبھی آپ کو مجنون کہتے جس میں بالکل عقل نہیں اور کبھی شاعر کہتے جس میں بہت عقل ہوتی ہے' معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی بات پر اعتماد نہ کرتے تھے (۵) اس آیت میں رب تعالیٰ نے کفار کا شکوہ اپنے حبیب سے فرمایا' لطف یہ ہے کہ حضور نے رب سے عرض نہ کیا۔ مولیٰ دیکھ تو یہ مجھے کیا کہہ رہے ہیں' بلکہ رب نے حضور سے شکوہ کیا اس میں حضور کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' جیسا کہ ذوق والوں سے پوشیدہ نہیں (۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے' ہلکی مثالیں دینا کفر ہے' دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی وعنادی دشمن کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ شیطان کو بھی عناد ہی کی بیماری تھی۔ (۷) کفار مکہ کا یہ سوال تعجب و انکار کے لئے تھا۔ یعنی مرنے اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر جسم کا بننا۔ اس میں روح پھونکا جانا غیر ممکن ہے' وہ اپنی ابتداء کو بھول گئے' معترض آنکھ بند کر کے اعتراض کرتا ہے۔ (۸) فولاد وغیرہ جسے زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو' جب بھی تمہیں زندہ کیا جائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں یا مٹی بن جانا کہ ان میں تو پہلے جان تھی' خیال رہے کہ کونوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ امر واجب کرنے کے لئے نہیں' بلکہ منکرین کو الزام دے کر خاموش کرنے کے لئے ہے' (۹) چونکہ یہ کفار اپنے موجد کو بھول چکے تھے' اس لئے اپنے لوٹانے والے کو بھول گئے (۱۰) کفار نے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق تین باتیں پوچھیں ...... کیسے زندہ کرے گا' کون زندہ کرے گا' کب زندہ کرے گا' تینوں سوالوں کے جوابات علیحدہ علیحدہ نہایت نفیس طریقہ سے دیئے گئے (۱۱) رب تعالیٰ کا عسیٰ فرمانا یقین پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت بہت قریب ہے' کیونکہ حضور کی تشریف آوری قیامت کی بڑی علامت ہے' حضور نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ہم اور قیامت ایسے ہیں جس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا ہے' (۱۲) صور کی آواز کے ذریعے اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ قبروں سے اٹھانا' میدان شام کی طرف بلانا' صور پھونکنا حضرات اسرافیل علیہ بقیہ بر صفحہ ۷۹۶

اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾
وہ چاہے تو تم پر رحم کرے ف۱ چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کڑوڑا (حاکم اعلیٰ) بنا کر نہ بھیجا ف۲

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ
اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک

النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ
کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو زبور عطا فرمائی ف۳ تم فرماؤ پکارو انھیں جن

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا
کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو ف۴ تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ

تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ
پھیر دینے کا ف۵ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ف۶ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے

اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗؕ اِنَّ عَذَابَ
ہیں ف۷ کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ف۸ بیشک

رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَ اِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا
تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روز قیامت سے

قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًاؕ كَانَ ذٰلِكَ
پہلے نیست کر دیں گے ف۹ یا اسے سخت عذاب دیں گے ف۱۰ یہ کتاب میں

فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ
لکھا ہوا ہے اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انھیں

كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا
اگلوں نے جھٹلایا ف۱۱ اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر ظلم

بِهَاؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ
کیا ف۱۲ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ف۱۳ اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ

اَحَاطَ بِالنَّاسِؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً
تمہارے رب کے قابو میں ہیں ف۱۴ اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی

❶ اے کافرو کہ اللہ تمہیں ایمان اور اعمال خیر کی توفیق دے' یا اے مسلمانو کہ تمہارے نیک اعمال قبول کرے لہٰذا کسی کافر کے کفر اور اپنے ایمان کے متعلق یقین نہ کرو کہ ہمیشہ باقی رہے گا' کافر کے ایمان کی امید ہے اور مومن کے بگڑ جانے کا خطرہ' رب کی پناہ مانگو ❷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کفار کے اعمال کے ذمہ دار نہیں' دوسرے یہ کہ حضور انشاء اللہ مومنوں کے ذمہ دار ہیں کہ شفاعت سے بخشوائیں۔ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ: ۱۲۸) ❸ جس میں حضور ﷺ کی آمد کی خوشخبری ہے' یاد داؤد علیہ السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' مگر نبوت بڑی نعمت تھی یا یہودی سمجھے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تشریف نہ لائے گا مگر حضرت داؤد تشریف لے آئے ایسے ہی ہمارے حبیب بھی نبی ہو گئے تو کیا حرج ہے' زبور میں ڈیڑھ سو سورتیں تھیں مگر ان میں دعائیں اور عملیات تھے (روح و خزائن) ❹ (شان نزول) کفار عرب ایک بار سخت قحط میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ کتے اور مردار کھا گئے' تو حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے اور حضور سے دعا کی التجا کی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ادعــــوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ طعنہ کے لئے ارشاد ہوا۔ اس میں کفار کو بت پرستی کی اجازت نہیں دی گئی' یعنی بتوں کو پکار کر دیکھ لو' وہ قحط سالی دور نہیں کر سکتے تو ایسے مجبوروں کو پوجتے کیوں ہو ❺ یعنی یہ معبود نہیں نہ تو اس پر قادر ہیں کہ تکلیف مٹا دیں' نہ اس پر کہ تم سے منتقل کر کے دوسرے پر ڈال دیں' کشف اور تحویل میں یہ ہی فرق ہے ❻ جیسے عیسیٰ علیہ السلام' عزیر علیہ السلام اور فرشتے اور مومن جنات' حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کفار عرب کے بارے میں آئی جو مومن جنات کو پوجتے تھے' حالانکہ وہ جن حضور پر ایمان لا چکے تھے ❼ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈنا لازم ہے' رب فرماتا ہے' وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (مائدہ: ۳۵) یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے بعض معبودین بھی وسیلہ چاہتے ہیں' جیسے مومن جنات اور فرشتے' کہ قیامت میں یہ سب ہمارے حضور کا وسیلہ پکڑیں گے ❽ پھر کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور فرشتے سب ہی رب سے خوف وامید رکھتے ہیں' کیوں نہ ہو کہ ایمان خوف وامید ہی پر قائم ہے ❾ صور کے پہلے نفخہ کے وقت' لہٰذا قیامت سے مراد یہاں اٹھنے کا وقت ہے جس سے پہلے سب کی ہلاکت ہو چکی ہو گی ❿ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس جگہ زنا اور سود کی کثرت ہو جائے' وہاں ہلاکت بھیجی جاتی ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ ہلاکت نیک بستیوں کے لئے ہے اور عذاب مجرم بستیوں کے لئے (روح) ⓫ (شان نزول) کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں' تو صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں' اور پہاڑوں کو مکہ معظمہ کی زمین سے ہٹا دیں' وحی الٰہی آئی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے یہ مطالبے پورے کر دیں' لیکن اگر پھر بھی ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو ان کو ابھی باقی رکھا جائے' اور ان کے یہ مطالبے پورے نہ کئے جائیں (خزائن العرفان) اس موقعہ پر یہ آیت اتری' لہٰذا یہاں نشانیوں سے ان کے منہ مانگے معجزات مراد ہیں ورنہ حضور نے اس سے کہیں بڑھ چڑھ

بقیہ برصفحہ ۷۹۷

لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا
آزمائش کو ۱ اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے ۲ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں
يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ
تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۳
فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ
تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ۴ بولا
أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ۵ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد
لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
کو پیس ڈالوں گا ۶ مگر تھوڑا ۷ فرمایا دور ہو ۸ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو
فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ
بے شک سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا ۹ اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر
مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
قدرت پائے اپنی آواز سے ۱۰ اور ان پر لام باندھ (فوج چڑھا) لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا
فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا
ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں ۱۱ اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر
غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ
فریب سے ۱۲ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ۱۳ اور تیرا رب کافی ہے کام
وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ
بنانے کو ۱۴ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل
فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ
تلاش کرو ۱۵ بے شک وہ تم پر مہربان ہے اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے
مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ
سوا جنہیں پوجتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں ۱۶ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو

ع ۶/۸

(۱) اس میں معراج آسمانی کا ثبوت ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے معراج میں آیات الٰہیہ بیداری میں لامکان پر جا کر دیکھیں، جس کا مشرکین نے انکار کیا اور فتنہ اٹھایا۔ اگر صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا نہ فتنہ یہاں دکھاوے سے مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور نے مکہ والوں کو دی تو کفار نے مذاق اڑایا، اور بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے، اور حضرت ابوبکر سن کر صدیق بن گئے، غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی صدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا (۲) یعنی تھور کا درخت جو جہنم کی تہہ میں اگے گا، اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں ہوں گی اور وہی دوزخیوں کی خوراک ہوگی، جب حضور نے یہ خبر کفار کو دی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ دوزخ کی آگ بھی عجیب ہے کہ انسانوں پتھروں کو جلا دے گی اور ہرے درخت کو نہ جلا سکے گی، غرضیکہ اس کا ذکر کفار کے لئے فتنہ بنا، ان اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ جو رب سمندل کیڑے کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے جس کے حکم سے شتر مرغ انگارے کھا لیتا ہے، ترک میں سمندل کی کھال کی تولیہ بنائی جاتی تھیں جو آگ میں نہیں جلتی تھیں، اگر اس کے حکم سے تھور کا درخت آگ میں نہ جلے تو کیا مشکل ہے، (۳) تعظیمی سجدہ، ان کے سامنے زمین پر پیشانی رکھ کر، یہ حکم شرعی نہ تھا کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کی شریعت نہیں آئی تھی، نیز شریعت کے احکام زمین پر انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے، نیز یہ سجدہ صرف ایک بار ہوا۔ اگر حکم شرعی ہوتا تو برابر ہوتا رہتا (۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کے حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑانا کفر اور شیطانی عمل ہے دوسرے یہ کہ نبی کے اندرونی نور کا احترام نہ کرنا صرف ظاہر کو دیکھ کر انہیں خاکی یا بشر کہے جانا شیطان کا کام ہے، تیسرے یہ کہ رب کے حکم پر عمل نہ کرنا فسق ہے اور اسے حق نہ جاننا کفر ہے (۵) کہ مجھے ساجد بنانا چاہا۔ اور آدم علیہ السلام کو مسجود حالانکہ میں لاکھوں برس کا عابد عالم صوفی ہوں۔ اور آدم علیہ السلام نے ابھی کوئی عبادت نہ کی (۶) ابلیس نے اولاد کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ جانتا تھا۔ کہ آدم علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کو میں گمراہ نہیں کر سکتا اور ان کی اولاد میں جو نبی یا خاص ولی ہوں گے ان پر میرا قابو نہ ہوگا، اسی لئے بولا اِلَّا قَلِیْلًا خیال رہے کہ شیطان ہمارے دادا کا بدلہ ہم سے لیتا ہے، ہم سب کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے (۷) معلوم ہوا کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی جھوٹ نہ بولا جو اسے کرنا تھا صاف کہہ دیا۔ تو جو رب سے جھوٹ بولے وہ شیطان سے بدتر ہے (۸) رحمت سے یا جنت سے یا ہماری بارگاہ سے تجھے قیامت کے پہلے نفخہ تک مہلت دی گئی، معلوم ہوا کہ کبھی کافر کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے بلکہ اس خبیث کی دعا سے عمر بڑھ گئی۔ تو بزرگوں کی دعا سے بھی تقدیریں بدل جاتی ہیں، عمریں بڑھ جاتی ہیں اگر پہلے ہی سے اس ابلیس کی عمر دراز ہوتی تو وہ دعا درازی عمر کے لئے نہ مانگتا، دوسرے مقام پر ہے فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (حجر: ۳۷) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درازی عمر اس کی دعا سے ہوئی (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابلیس کو بھی دوزخ میں ہی سزا دی جائے گی اور اسے آگ میں ایسی ہی تکلیف ہوگی، جیسے ہم کو مٹی بقیہ بر صفحہ ۷۹۷

الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ
اور انسان بڑا ناشکرا ہے کیا تم ف۱ اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے ف۲

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ
یا تم پر پتھراؤ بھیجے ف۳ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں

فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ
دوبارہ دریا میں لے جائے ف۴ پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي
سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے ف۵ اور بے شک ہم نے اولاد

آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ
آدم کو عزت دی ف۶ اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا ف۷ اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں ف۸ اور ان کو

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ
اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا ف۹ جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ف۱۰

فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ
تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے ف۱۱ اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا

فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَ
جائے گا اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور

أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
بھی زیادہ گمراہ ف۱۲ اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ف۱۳ ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی ف۱۴

لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَنْ
کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے اور اگر ہم تمہیں

ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ
ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے ف۱۵ اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو

ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾
دونی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے ف۱۶

۱ کہ نعمت الٰہی پا کر اسے راضی کرنے کی بجائے اس کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں۔ یہ عیب ہر غافل میں ہے اس لئے الانسان فرمایا' جو غافل مومن اور کافر کو شامل ہے ۲ جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے رب تعالیٰ تمہیں سمندر میں ڈبونے پر قادر ہے ایسے ہی خشکی میں بھی زمین پر دھنسانے پر قادر ہے' خشکی و تری سب اس کے فرمان میں ہیں' ہر جگہ اور ہر وقت تم لوگ اس کے قبضے میں ہو اور اس کی رحمت کے محتاج۔ پھر خشکی پر آ کر کفر کرنا کتنی بڑی بیوقوفی ہے' اس آیت میں اگرچہ کافروں کو خطاب ہے مگر ہم غافلوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہئے' رب کو دینا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی ۳ جیسے قوم لوط پر بھیجے تھے' ان آیتوں سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے' اس لئے کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد عام عذاب نہ بھیجنے کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہو مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ٣٣) خاص وقتوں میں خاص عذاب آ سکتا ہے بلکہ آئے گا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴ اس طرح کہ تمہیں پھر سمندر کا سفر درپیش آ جائے اور پھر وہاں پھنس جاؤ تم کس بوتے پر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو' جہاں جس کی موت لکھی ہے وہاں اسے ضروری ہی جانا پڑتا ہے اور وہاں پہنچ کر اسے موت آ جاتی ہے (خدا کرے میری موت مدینہ منورہ کی ہوا ایمان کے ساتھ (احمد یار) ۵ اس آیت میں کفار کے عقیدہ شفاعت کی نفی ہے' ان کا عقیدہ تھا کہ بتوں کی شفاعت دھونس والی ہے' رب تعالیٰ پر ان کا دباؤ ہے مومن ایسی شفاعت کے قائل نہ تھے' نہ ہیں' نہ ہو سکتے ہیں ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دیگر تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں' انسان ہی میں نبی ولی ہیں' انسان ہی کو اچھی صورت' تمام چیزوں پر غلبہ' دنیا و آخرت کی تدبیریں' عقل ورائے عطا فرمائیں' تمام چیزیں اس کے لئے پیدا فرمائیں' دوسرے یہ کہ فاسق و کافر کی انسانیت دیگر مخلوق سے افضل ہے' اگرچہ وہ خود جانوروں سے بھی بدتر ہے حقیقت انسان اور چیز ہے' اسی لئے کفار دوزخ میں شکل انسانی میں نہ جائیں گے ۷ خشکی میں جانوروں پر ریل میں' موٹر ہوائی جہاز وغیرہ اور دریا میں کشتیوں جہازوں وغیرہ میں یہ اس کی رحمت و قدرت ہے کہ تمام چیزیں انسان کے لئے مسخر اور تابع فرمائیں' انسان کو چاہئے کہ اللہ و رسول کے تابع رہے مصرع سب ہمارے واسطے ہیں ہم خدا کے واسطے ۸ حلال اور مزیدار جسمانی نعمتیں اور روحانی غذائیں' بیل کھیتی باڑی میں محنت زیادہ کرتا ہے مگر اسے گھاس و بھوسا ہی ملتا ہے انسان محنت کم کرتا ہے مگر دانہ پھل' دودھ گھی کھاتا ہے یہ رب کی مہربانی ہے ۹ یہاں اکثر سے مراد کل ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ (شعراء: ٢٢٣) یعنی سارے کافر جھوٹے ہیں یا فرماتا ہے۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا (یونس: ٣٦) یہ سارے کافر گمانوں کے پیرو ہیں' لہٰذا جنس انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے کیونکہ فرشتوں میں عقل ہے شہوت نہیں' جانوروں میں شہوت ہے عقل نہیں' انسانوں میں دونوں ہیں' اس لئے جنت صرف انسانوں کے لئے ہے' نبوت' ولایت صرف انسان میں (ماخوذ از خزائن العرفان) رب نے فرمایا۔ اَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ بقیہ برصفحہ ٧٩٧

ع

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا
اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈگا دیں ۱ کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ
يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۷۶ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ
تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا ۲ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول
رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝۷۷ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ
بھیجے ۳ اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے ۴ نماز قائم رکھو ۵ سورج ڈھلنے سے رات
اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝۷۸
کی اندھیری تک ۶ اور صبح کا قرآن ۷ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۸
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو ۹ یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے ۱۰ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ
جہاں سب تمہاری حمد کریں ۱۱ اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح
مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝۸۰ وَقُلْ
باہر لے جا ۱۲ اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے ۱۳ اور فرماؤ
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ وَنُنَزِّلُ
کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ۱۴ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا ۱۵ اور ہم قرآن میں
مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ
اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا ۱۶ اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی
اِلَّا خَسَارًا ۝۸۲ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ
بڑھتا ہے ۱۷ اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝۸۳ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ
جب اسے برائی پہنچے تو ناامید ہو جاتا ہے ۱۸ تم فرماؤ سب اپنے کینڈے (انداز) پر کام کرتے ہیں
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝۸۴ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ
تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ

۱ (شان نزول) عرب کے مشرکوں نے چاہا کہ سب مل کر حضور کو عرب سے باہر کر دیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے وہ اس پر قادر نہ ہوئے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۲ کیونکہ نبی کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الٰہی آ جاتا ہے' ایسے ہی مومنوں سے بستی کا خالی ہو جانا باعث عذاب ہے ۳ یعنی جس قوم نے اپنی بستیوں سے
ع ۸
اپنے رسول کو نکالا تو انہیں بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا' عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ۴ خیال رہے کہ رب کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنی قدرت دکھانے کو تبدیلی فرما دے تو ہو سکتا ہے' اہل مکہ نے حضور کو مکہ سے باہر کر دیا' مگر پھر بھی ان پر عذاب نہ آیا بلکہ اکثر کو ایمان کی توفیق مل گئی یہ رب کا فضل' حضور کی رحمت ہے ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا۔ حضرت اسمٰعیل کو چھری نے ذبح نہ کیا یہ سب قانون کی تبدیلیاں اللہ کی قدرت سے ہیں دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا ۵ یعنی ہمیشہ پڑھو درست پڑھو دل لگا کر پڑھو' خیال رہے کہ نماز پڑھنا کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنا کمال ہے' اسی لئے رب نے ہر جگہ نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا ۶ اس میں چار نمازیں آ گئیں۔ ظہر' عصر' مغرب' عشاء کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی جاتی ہیں ۷ یعنی فجر کی نماز' اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن کی تلاوت فرض ہے یہاں جز فرما کر کل مراد لیا گیا ۸ کہ فجر کے وقت رات کے محافظین و کاتبین فرشتے جانے نہیں پاتے کہ دن کے محافظین و کاتبین آ جاتے ہیں یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں شرکت کرتی ہیں محافظین فرشتے ساتھ ہیں۔ کاتبین دو ہر شخص کے ساتھ باسٹھ فرشتے رہتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ نماز اچھی
ع ۹
ہے اور جس قدر یہ نیک بندے زیادہ ہوں اسی قدر نماز کا ثواب زیادہ ہے ۹ یعنی نیند چھوڑ' ہجود نیند ہے اور تہجد نیند ترک کرنا اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد رات ہی میں ہی ہو گی' دوپہر کی نیند چھوڑ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے کہ من الیل فرمایا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے پہلے کچھ سونا شرط ہے۔ کہ بغیر سوئے تہجد نہیں بعد میں بھی کچھ سو لینا سنت ہے تہجد رات کے آخری چھٹے حصے میں پڑھنی بہتر ہے' جو بغیر نماز عشاء پڑھے ہوئے سو کر اٹھا تہجد نہیں پڑھ سکتا تہجد کم از کم دو رکعت ہے زائد سے زائد بارہ رکعتیں ہیں حضور اکثر آٹھ رکعت پڑھتے تھے ۱۰ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ پر نماز تہجد فرض تھی۔ حضور کی امت پر سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں ایک بھی پڑھ لے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب سنت کے تارک ہوئے ۱۱ خالق بھی اور ساری مخلوق بھی' یہ ہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے' یہ مقام حضور کے لئے خاص ہے' جس پر سب رشک کریں گے' اس سے معلوم ہوا کہ بڑے درجے والوں کو زیادہ عبادات کرنی چاہئے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا محمد ہونا مقام محمود پر ہی پورے طور پر ظاہر ہو گا کہ حضور اس دن خالق و مخلوق کے محمد ہوں گے ۱۲ یعنی جہاں میرا جانا ہو صدق سے ہو اور جہاں سے نکلنا ہو سچائی سے ہو۔ مکہ سے نکلنا مدینہ پاک میں داخل ہونا' قبر میں جانا قیامت میں قبر سے اٹھنا' عزت کے ساتھ ہو' بقیہ بر صفحہ ۷۹۷

الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۸۵ وَلَئِنْ

روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے ف۱ اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا ف۲ اور اگر ہم چاہتے تو

شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا

یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے ف۳ پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لئے ہمارے حضور

وَكِیْلًا ۸۶ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ۸۷ قُلْ

اس پر وکالت کرتا مگر تمہارے رب کی رحمت ف۴ بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے ف۵ تم فرماؤ

لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں

لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو ف۶ اور بے شک ہم

لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا

نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی ف۷ تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر

كُفُوْرًا ۸۹ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ

ناشکری کرنا اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی

یَنْۢبُوْعًا ۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

چشمہ بہادو ف۸ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی

خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ۹۱ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ

نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے ف۹ ٹکڑے ٹکڑے یا

تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ۹۲ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ

اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ ف۱۰ یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو

اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا

یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو

نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۹۳ وَمَا مَنَعَ

ہم پڑھیں ف۱۱ تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ف۱۲ اور کس بات

ع ۹ / ۱۰

۱ یعنی روح عالم امر کی مخلوق ہے اور تم عالم جسم کے تو تم اس کی حقیقت نہیں معلوم کر سکتے (تفسیر ابن عربی) کفار قریش علماء یہود کے پاس جا کر بولے کہ کوئی تدبیر بتاؤ' جس سے ہم حضور ﷺ کو جھوٹا کہہ سکیں' انہوں نے کہا کہ تم ان سے تین سوال کرو' اصحاب کہف کا واقعہ ذوالقرنین کا واقعہ' روح کی حقیقت' اگر وہ تینوں سوالوں کا جواب دے دیں تو بھی سچے نبی نہیں اگر تینوں کا جواب نہ دیں تب بھی سچے نبی نہیں ہیں' چنانچہ انہوں نے آ کر حضور سے یہ سوالات کئے' حضور نے پہلے دو کے جواب مفصل ارشاد فرمائے مگر روح کی حقیقت بیان نہ فرمائی ۲ یعنی اے پوچھنے والو! تم کو علم کم دیا گیا نہ کہ مجھے' مجھے تو رب نے بہت علم دیا' روح تو خود حضور کے نور سے ہی پیدا ہوئی ہے' اس کی خبر آپ کو کیسے نہ ہو' علم روح کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۳ اس طرح کہ قرآن کریم کو ورق اور سینوں سے مٹا دیتے جیسا کہ قرب قیامت میں ہوگا ۴ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے قیامت تک قرآن محفوظ فرمایا' قیامت کے قریب قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا علم و حفظ اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے ۵ اس طرح کہ رب نے آپ کو نبیوں کا سردار بنایا' آپ پر قرآن اتارا۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کو بخشا' آپ کے دین میں تا قیامت علماء' اولیاء پیدا فرمائے' کون ہے جو آپ کی عظمت کما حقہٗ جان سکے ۶ (شان نزول) مشرکین عرب نے کہا تھا کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل بنا لیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جب انسان چاند سورج کی مثل نہیں بنا سکتا' تو قرآن کی مثل کیسے بنا سکے گا' چنانچہ کفار عرب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر قرآن کریم کی ایک آیت کی مثل نہ بن سکی' خیال رہے کہ یہاں جن میں فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں (روح البیان) ۷ یہاں مثل سے مراد عجیب و غریب معانی ان کے دلائل' گزشتہ واقعات' ڈرانا' خوشخبریاں دینا' چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اور قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے آیا' لہٰذا اس میں سب چیزیں ہونی چاہئیں' امام جعفر ابن محمد صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی عبارت عوام کے لئے ہے اور اس کے اشارے خواص کے لئے اس کے لطائف اولیاء اللہ کے لئے اس کے حقائق انبیاء کرام کے لئے' مولانا فرماتے ہیں۔ ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست — کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی ست ۸ (شان نزول) سرداران قریش جب قرآن کریم کے مقابلے سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں حضور کو بلوایا اور بولے کہ آج ہم نے آپ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم ملک و دولت' اچھی بیوی' بادشاہت آپ کو دے دیں' اگر آپ کو کوئی دماغی بیماری ہے تو ہم آپ کا علاج کرا دیں' خرچہ ہم پر ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں صرف تم اللہ کو ایک اور مجھے اس کا سچا رسول مان لو اس میں ہی تمہاری خیر ہے' ورنہ میں تمہاری سختیوں پر صبر کروں گا' اور رب کے فیصلے کا انتظار' تب وہ بولے کہ اچھا اگر آپ سچے رسول ہیں' تو آپ مکہ معظمہ میں چار نہریں جاری فرما دیں' مکہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں' ہمارے بقیہ بر صفحہ ۷۹۸

النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ
نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا ف۱ جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو
بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ
رسول بنا کر بھیجا ف۲ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے ف۳
لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ
تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے ف۴ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے
بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ
تمہارے درمیان ف۵ بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے ف۶ اور جسے اللہ راہ
اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ
دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ف۷
وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ
اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ف۸ ان کا ٹھکانا
ربع
جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
جہنم ہے جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے ف۹ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انھوں نے ہماری آیتوں
بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا
سے انکار کیا ف۱۰ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے
جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
جائیں گے ف۱۱ اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ف۱۲
قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے ف۱۳ اور اس نے ان کے لئے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ
فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ
نہیں ف۱۴ تو ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کئے تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے
ع ۱۱
رَبِّىْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾
مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں ف۱۵ اور آدمی بڑا کنجوس ہے ف۱۶

۱ معلوم ہوا کہ انبیاء کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے جنہوں نے محمد ابن عبداللہ کو دیکھا وہ کافر رہے جیسے ابو جہل جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ صحابی ہو گئے جیسے رسول صدیق اکبر ۲ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ بشر کو رسول بنا کر بھیجے رسالت کے لئے کوئی فرشتہ یا کم از کم جن چاہئے ان بے وقوفوں کی حماقت تو دیکھو کہ انسان کے بشر ہونے پر تعجب کرتے تھے مگر لکڑی پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۳ خیال رہے کہ زمین پر بعض فرشتے رہتے تو ہیں مگر بستے نہیں ان کا اصل مقام عالم غیب ہے اس لئے يَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ فرمایا گیا ہے یہاں زمین پر فرشتے ایسے رہتے ہیں جیسے کسی جگہ حکام و پولیس انتظام کے لئے مقیم ہوں ان کا وطن اور جگہ ہو لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ زمین پر فرشتوں کا رہنا احادیث سے ثابت ہے ۴ یعنی اگر زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے بستے ہوتے تو نبی بھی فرشتہ ہی آتا کیونکہ نبی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ وہ ہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان اس کے طور طریقوں سے واقف ہو ان کے دکھ دردوں سے خبردار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی قوم کی جنس سے ہو۔ تعجب ہے کہ کفار فرشتوں کو انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہتے تھے کہ فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا حالانکہ انسان فرشتوں سے افضل ہے فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا نہ کہ انسان نے فرشتوں کو ۵ حضور کے معجزات سے بے جان چیزوں کا کلمہ پڑھنا آفتاب و چاند کا حضور کی اطاعت کرنا یہ سب رب کی گواہی ہے پھر تا قیامت اللہ کے مقبول بندوں کا مومن ہونا بھی رب کی گواہی کی بنا پر ہے ۶ کہ کون ہدایت پر ہے کون گمراہی پر اور کس کا انجام کس حال میں ہوگا آپ سے یہ مطالبے کرنے ان کے انجام خراب ہونے کی علامت ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے دنیا اور آخرت میں مددگار مقرر فرما دیئے ہیں

کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے وہی فیض لیتا ہے جس کے دل میں ہدایت کا تخم قدرت نے بویا ہو قرآن و حدیث رحمت کی بارش ہے ۸ معلوم ہوا کہ آخرت میں دل کا حال اعضاء پر ظاہر ہوگا۔ جس کا دل اندھا تھا وہاں اس کی آنکھ اندھی ہوگی اور جس کا دل بہرا تھا وہاں اس کے کان بہرے ہوں گے مگر یہ اول قیامت میں ہوگا پھر سب کو نہایت تیز آنکھیں اور کان دیئے جائیں گے رب فرماتا ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق: ۲۲) گویا قبر سے محشر تک اندھا بہرا جائے گا اور وہاں پہنچ کر انکھیارا ہوگا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مختلف آیتوں میں مختلف وقتوں کا ذکر ہے ۹ تاکہ کفار کو آس کے بعد یاس بہت تکلیف کا باعث ہو کیونکہ دوزخ کے ٹھنڈے ہونے سے انہیں امید ہوگی پھر بھڑک جانے سے ان کی آس ٹوٹ جائے گی ۱۰ معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں مومنوں کے عذاب کی نوعیت کچھ اور ہوگی اگرچہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو خیال رہے کہ ایک آیت کا انکار تمام آیتوں کا انکار ہے اور حضور کی ایک صفت کا انکار سارے قرآن بلکہ تمام کتابوں کا انکار ہے ۱۱ یعنی نئے طریقے سے بغیر نطفہ کے صرف مٹی سے اور اس بقیہ برصفحہ ۴۹۷

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ
اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں ۱ تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ
جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ
ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا ۲ کہا یقیناً تو خوب
لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىٕرَۚ
جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے ۳ دل کی آنکھیں کھولنے والیاں
وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے ۴ تو اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے
فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ
نکال دے ۵ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سب کو ڈبو دیا ۶ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا
اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَ بِالْحَقِّ
اس زمین میں بسو ۷ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو گھال میل (لپیٹ کر) لے آئیں گے ۸ اور ہم
اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ قُرْاٰنًا
نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اترا ۹ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا ۱۰ اور قرآن
فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا
ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ۱۱ تم فرماؤ
بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ۱۲ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ
جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ۱۳ اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے
رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾
رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ۱۴ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۱۵
قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى
تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر ۱۶ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۱۷

(۱) ان میں سے بعض تو معجزے تھے اور بعض فرعون پر عذاب جو بالواسطہ معجزے تھے، عصا، ید بیضا، زبان شریف کی لکنت جو جاتی رہی، دریا کا پھٹنا طوفان، ٹڈی، مینڈک، جوئیں، خون وغیرہ۔ (۲) یعنی اے اسرائیلیو! جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ دیا تو اگر تم آج نبی ﷺ کو جادوگر کہو تو کیا بعید ہے یہ کفار کی پرانی عادت ہے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کی نبوت دل سے جانتا تھا مگر زبان سے انکاری تھا، جیسے ابلیس آدم علیہ السلام کی نبوت، اور ابوجہل حضور کی رسالت کو جانتا تھا، فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے آپ کے بچپن شریف میں ہی دیکھے تھے (۴) یہاں ظن بمعنی یقین ہے معلوم ہوا کہ پیغمبر ہر شخص کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں کہ آپ نے فرعون سے پہلے ہی فرما دیا۔ کہ تو ہلاک ہوگا۔ تجھے ایمان کی توفیق نہ ملے گی اور ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ سعادت وشقاوت پر خاتمہ ہونا علوم خمسہ میں سے ہے جس کا علم انبیاء کرام کو رب دیتا ہے ہمارے حضور نے خبر دے دی کہ ابوبکر جنتی ہیں۔ حسین جنتی ہیں۔ فلاں دوزخی ہے وغیرہ (۵) یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل و ہلاک کر کے روئے زمین سے نکال دے، ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے چلے، تو انہیں پکڑنے کے لئے فرعون نے پیچھا کیا اگر مصر سے نکالنا چاہتا تو وہاں سے چلے گئے تھے (۶) جو کفر میں فرعون کے ساتھی تھے وہ ڈوبے، ورنہ بعض قبطی جو ایمان لا چکے وہ غرق نہ ہوئے، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے (۷) کہ جس زمین پر عذاب نہ آیا ہو وہاں رہنا جائز ہے، فرعون مصر سے نکال کر ڈبو دیا گیا، ورنہ جس سرزمین پر عذاب آیا وہاں ٹھہرنا بھی منع ہے چہ جائیکہ وہاں رہنا اس زمین سے مراد شام کی زمین ہے یا مصر و شام دونوں کی (۸) یعنی نیک و بد مومن و کافر ایک ساتھ محشر میں جمع ہونگے، پھر ان کی چھانٹ ہوگی، رب فرمائے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹) (۹) یعنی

السجدۃ

جیسا رب نے اتارا تھا ویسا ہی اترا، راستہ میں خلط ملط نہ ہوا۔ نیز جیسا اترا تھا ویسا ہی ہم تک پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل نبی ﷺ اور تمام صحابہ سچے امین ہیں، یہ آیت وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (الاسراء: ۱۰۵) ہر بیماری کا علاج ہے، بیماری کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ شفا ہوگی، محمد ابن سماک کو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دعا بتائی تھی (روح البیان) (۱۰) یعنی ان کی ہدایت تمہارے ذمہ نہیں، نہ تم سے قیامت میں ان کے متعلق یہ سوال ہو کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (بقرہ: ۱۱۹) لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کچھ اختیار نہ دیا گیا۔ حضور تو باذن پروردگار مختار ہیں (۱۱) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا آہستہ نزول لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے نبی ﷺ تو سارے قرآنی احکام کے پہلے ہی ماہر تھے، جیسا کہ علی الناس سے معلوم ہوا، اس سے حضور نبوت کے ظہور سے پہلے بھی قرآن پر عامل تھے، دوسرے یہ کہ قرآن کی قراءت میں حضور کی نقل چاہئے، اپنی طرف سے تجوید کے مسائل نہ گھڑو، تیسرے یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت آہستگی سے ٹھہر ٹھہر کر چاہئے، چوتھے یہ کہ جیسے قرآن کی قراءت حضور سے حاصل ہوگی ایسے ہی قرآن بقیہ برصفحہ ۷۹۸

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو ؎۱ نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي

اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا ؎۲ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾

نہیں ؎۳ اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں ؎۴ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ؎۵

ع ۱۲

سُورَةُ الْكَهْفِ ۱۸ مَكِّيَّةٌ ۶۹ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتها ۱۱۰ رکوعاتها ۱۲

سورۂ کہف مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں ایک سو دس آیات اور بارہ رکوع ہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ﴿۱﴾

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری ؎۶ اور اس میں اصلاً (بالکل ذرا بھی) کجی نہ رکھی ؎۷

قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ

عدل والی کتاب کہ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے ؎۸ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ﴿۳﴾ وَ

بشارت دے ؎۹ کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے ؎۱۰ اور

يُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا

ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ؎۱۱ اس بارے میں نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں نہ ان کے

لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾

باپ دادا ؎۱۲ کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے ؎۱۳ نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ

تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں غم سے ؎۱۴

أَسَفًا ﴿۶﴾ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ

بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے ؎۱۵ کہ انہیں آزمائیں ان میں کس کے کام بہتر

عَمَلًا ﴿۷﴾ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ﴿۸﴾ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ

ہیں ؎۱۶ اور بے شک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر میدان (سفید زمین) کر چھوڑیں گے ؎۱۷ کیا تمہیں معلوم

❶ لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے' کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے' اس ہی طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں تو زیادہ چیخ کر قراءت کرے (شان نزول) حضور ﷺ جب نماز میں بلند آواز سے قراءت فرماتے تھے' تو کفار رب کو گالیاں دیتے تھے' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' اس لئے اب بھی ظہر و عصر میں آہستہ قراءت کی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان اس زمانے کی اپنی مجبوری یاد رکھیں ❷ جیسا کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے۔ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں اور یہود عزیر علیہ السلام کو' اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے تھے ❸ جیسا کہ مشرکین عرب اور مشرکین ہند کا عقیدہ ہے' مجوسی کہتے ہیں کہ خیر کا خالق یزدان ہے اور شر کا خالق اہرمن' معتزلہ کہتے کہ بندہ خود اپنے اعمال کا خالق ہے یہ سب شریک فی الملک بنانے کی صورتیں ہیں ❹ اس میں ان مشرکین کی تردید ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ رب نے بعض بندوں کو اس لئے اپنا ولی بنایا ہے کہ وہ اکیلا سارے عالم کا انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کمزور ہے' اسلامی عقیدے کے اولیاء اور مشرکین کے عقیدے کے اولیاء میں یہ فرق ہوا کہ اسلام میں رب نے اعزازی طور پر بعض کو اپنا ولی بنایا' فرشتوں وغیرہ کے ذمہ انتظام عالم کیا نہ کہ کمزوری کی بنا پر ❺ نماز میں اور خارج نماز اللہ اکبر کہا کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چار کلمے بڑے پیارے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بعض قادری مشائخ ہر نماز کے بعد یہ آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سے آخر تک ایک بار بلند آواز سے پڑھ کر اونچی آواز سے تکبیر کہتے ہیں ❻ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر قرآن اتارنا رب تعالیٰ کے کمال شان کا مظہر ہے' اس لیے رب نے اپنی معرفت اس صفت سے کرائی' دوسرے یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد مطلق ہیں اور یہ عبدیت

منزل۴

مطلقہ حضور کی انتہائی نعت ہے' باقی تمام جہان رب کے عبد مقید ہیں (روح) اس لئے حضور اللہ تعالیٰ کے عبد حقیقی ہیں' تمام عالم حضور کا محتاج ہے' حضور صرف رب کے حاجت مند ہیں ❼ نہ تو اس قرآن کی عبادت میں خرابی ہے نہ معانی میں اختلاف' نہ خبریں جھوٹی' نہ مضامین میں تناقض۔ ❽ یا تو وہ کتاب' یا محمد مصطفیٰ ﷺ کفار یا غافلوں کو دنیاوی یا اخروی عذابوں سے ڈرائیں ❾ خیال رہے کہ قرآن کریم نیک مومنوں کو خوشخبری دینے والا ہے اور گنہگار مومنوں کی امید بندھانے والا کہ فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ لہٰذا نیک عمل کی قید درست ہے' صوفیاء کی اصطلاح میں نیک عمل وہ ہیں جو اللہ رسول کی رضا کے لئے کئے جائیں لہٰذا ریا کی نماز بدعملی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے کھانا پینا سونا جاگنا بھی نیکی ہے۔ ❿ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص جزا کے لئے جنت جا کر وہاں سے نہ نکلے گا ⓫ وہ عیسائی یہودی اور مشرکین عرب' میں اس آیت میں عام کے بعد خاص کا ذکر ہوا ⓬ یہاں علم کے معنی جاننا نہیں بلکہ حق چیز کا جاننا ہے غلط چیز کا جاننا جہالت مرکبہ کہلاتا ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⓭ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کا فانی ہونا' مجبور ہونا' محتاج ہونا' مخلوق کے مشابہ ہونا' شریک والا ہونا' سب کچھ

بقیہ بر صفحہ ۷۹۸

أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

جب ان نوجوانوں نے ف۱ ہماری ایک عجیب نشانی تھے پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہوا کہ

اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا

غار میں پناہ لی ف۲ پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے

رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ

راہ یابی کے سامان کر ف۳ تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا ف۴ پھر ہم

بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے ف۵ ہم ان کا ٹھیک

عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾

ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے ف۶ اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی ف۷ جب کھڑے ہوکر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے

لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَآءِ

ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ف۸ ایسا ہو تو ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی بات کہی ف۹ یہ جو

قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ

ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱۰ اور جب تم ان سے اور

يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ ف۱۱ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب ف۱۲ تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ

اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا ف۱۳ اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے ف۱۴ کہ جب نکلتا ہے تو ان کے

عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے ف۱۵

(1) رقیم' یا کتے کو کہتے ہیں رومی زبان میں' یا اصحاب کہف کے جنگل کا نام ہے یا ان کی بستی کا یا اس تختی کا جس پر اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے کہف کے دروازے پر لگائی گئی تھی (2) اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اصحاب کہف انسان ہیں دوسرے یہ کہ وہ سب مرد ہیں' تیسرے یہ کہ وہ سب جوان ہیں ان میں کوئی بچہ یا بڈھا نہیں جیسا کہ فِتْيَةٌ سے معلوم ہوا۔ قوی یہ ہے کہ ان کی تعداد سات ہے' یملیخا۔ مکسلمینا۔ مرطونس۔ بتیونس۔ ساری نونس۔ ذونوانس۔ کشفیط۔ طنونس۔ کتے کا نام قطمیر ہے۔ (خازن و خزائن) ان ناموں میں تاثیر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دروازہ پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے' مال پر رکھ دیئے جاویں تو چوری نہیں ہوتا۔ کشتی میں لگا دیئے جائیں تو ڈوبنے سے محفوظ رہتی ہے۔ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دیں تو آگ بجھ جاتی ہے' بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے' ان کا تعویذ بنا کر بازو پر باندھا جاوے تو قیدی آزاد ہو جائے' بے عقل' عقلمند ہو جائے۔ (جمل و خزائن) (3) اصحاب کہف کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عام لوگ بت پرست ہو گئے' شہر افسوس میں یہ سات حضرات ایمان پر قائم تھے' دقیانوس بادشاہ کا زمانہ تھا' جو ہر مومن کو قتل کرا دیتا تھا۔ یہ حضرات ایمان بچانے کے لئے بھاگے اور قریب کے ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے' وہاں سو گئے' کچھ نقدی سکہ اور ایک کتا ان کے ساتھ تھا' کتا دروازہ غار پر سو گیا' پہاڑ کا نام ینجلوس اور غار کا نام جیروم تھا۔ یہ حضرات رب کی قدرت سے تین سو سال تک سوتے رہے' ادھر دقیانوس ہلاک ہوا' کئی سلطنتیں گزریں' آخر کار ایک بادشاہ بیدروس نامی ہوا' جو مومن صالح تھا' ساٹھ سال اس نے سلطنت کی' اس کے زمانے میں لوگ قیامت کے منکر ہو گئے' اس نے دعا مانگی کہ مولا کوئی ایسی نشانی دکھا جو قیامت میں اٹھنے پر دلیل ہو۔ اصحاب کہف اس دوران میں بیدار ہوئے جن کے چہرے ہشاش بشاش تھے' انہوں نے یملیخا سے کہا کہ تم بازار جاؤ اور کچھ کھانا لاؤ مگر اپنا پتہ کسی کو نہ بتانا۔ یملیخا جو شہر میں آئے تو شہر کا نقشہ بدلا ہوا پایا۔ یہ بہرحال ایک نانبائی کی دکان پر گئے' روٹی خریدی' جب اسے پیسے دیئے تو وہ بولا کہ یہ سکہ تو آج سے تین سو سال پہلے دقیانوس کے زمانے کا ہے تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اس کو پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے حاکم بولا کہ شاید تمہیں کوئی خزانہ ہاتھ لگا ہے' بتاؤ وہ خزانہ کہاں ہے؟ یملیخا نے اپنا واقعہ اسے سنایا۔ تب بادشاہ اور دیگر حکام اور شہر والے انہیں دیکھنے غار پر پہنچے۔ بادشاہ بیدروس نے ان لوگوں سے مصافحہ کیا اور اپنی رعایا سے کہا کہ جو رب ان بزرگوں کو تین سو سال تک سلا کر اٹھا سکتا ہے وہ قیامت میں مردے بھی زندہ فرما سکتا ہے' یہ حضرات پھر اپنی جگہ پر جا کر سو گئے۔ بادشاہ نے وہاں غار کے دروازے پر مسجد بنانے کا حکم دیا۔ وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے (تفسیر خازن و خزائن وغیرہ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کا عرس منانا بڑی پرانی رسم ہے' جو مومنوں میں رائج ہے۔ (4) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت اولیاء برحق ہے' اصحاب کہف بقیہ برصفحہ ۷۹۹

ع ۲ / ۱۳

وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں ف۱ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے ف۲

الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷ وَتَحْسَبُهُمْ

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے ف۳ اور تم انہیں

اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَ

جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں ف۴ اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ف۵ اور

كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ

ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر ف۶ اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ

فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝۱۸ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ

پھیر کر بھاگے ف۷ اور ان سے ہیبت میں بھر جائے ف۸ اور یونہی ہم نے ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا

احوال پوچھیں ف۹ ان میں ایک کہنے والا بولا ف۱۰ تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم ف۱۱

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ف۱۲ تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو ف۱۳ پھر وہ غور

فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے ف۱۴ کہ تمہارے لئے اس میں سے کھانے کو لائے ف۱۵ اور چاہیے کہ نرمی کرے ف۱۶ اور ہرگز

بِكُمْ اَحَدًا ۝۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ

کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں

وَلَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝۲۰ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ

پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا ف۱۷ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚۗ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں ف۱۸ جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے تو

فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا

تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ف۱۹ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب

ع ۵ / ۱۴

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف [illegible] من النصف الاول [illegible]

❶ کہ ہر وقت انہیں تازہ ہوائیں پہنچتی رہتی ہیں یعنی وہ کھلے میدان میں ہونے کے باوجود دھوپ سے محفوظ ہیں' یا تو ان کی یہ کرامت ہے یا کچھ رخ ہی ایسا ہے اول بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اسے رب نے اپنی آیات فرمایا ❷ یعنی ہدایت والا اولیاء کی کرامات کا قائل ہوتا ہے گمراہ کرامات اولیاء کا منکر رہتا ہے وہ یا بحث کرتا ہے یا شرک کے فتوے دیتا ہے ❸ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد رہبر اور مومن کے لئے دونوں ہیں' آج جتنے بے پیرے بے نورے ہیں سب گمراہ بے دین ہیں ❹ معلوم ہوا کہ وہ اب بھی سو رہے ہیں زندہ ہیں فوت نہیں ہو گئے ان کی آنکھیں کھلی ہیں جس سے دیکھنے والا انہیں بیدار سمجھے' اگر وہ حضرات فوت ہو چکے ہوتے تو انہیں رقود نہ فرمایا جاتا کیونکہ میت کو سوتا ہوا نہیں کہا جاتا ❺ سال میں دو دفعہ یا ایک دفعہ عاشورہ کے دن' پہلا قول سیدنا ابوہریرہ کا ہے دوسرا قول سیدنا عبداللہ ابن عباس کا (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام کہلاتے ہیں کیونکہ یہ کروٹیں بدلوانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں ہم کروٹیں بدلواتے ہیں' دوسرے یہ کہ اصحاب کہف زندہ ہیں کیونکہ کروٹیں سوتا ہوا بدلتا ہے نہ کہ مرا ہوا' رب تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ وہ حضرات کروٹیں نہ بدلیں۔ پھر بھی مٹی نہ کھائے ❻ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ذکر عزت سے قرآن میں آیا اور اس کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے اس کو دائمی زندگی نصیب ہوئی۔ مٹی اسے نہیں کھاتی' تو جس انسان کو نبی کی صحبت نصیب ہو اس کا کیا پوچھنا یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات سے بڑھ کر اچھی صحبت اختیار کرنا ہے کہ اس کا فائدہ انسانوں پر محدود نہیں ❼ اس سے معلوم ہوا کہ کرامت ولی بے خبری میں بھی صادر ہو سکتی ہے کیونکہ اصحاب کہف کی یہ نیند اور رعب ان کی کرامت ہے ❽ یہ رعب و ہیبت اصحاب کہف کی حفاظت کے سبب ہیں حضرت امیر معاویہ جنگ روم کے موقعہ پر اس غار پر پہنچے تو آپ نے اس غار میں داخل ہونا چاہا۔ حضرت ابن عباس نے منع فرمایا اور یہ ہی آیت پڑھی' امیر معاویہ نے ایک جماعت اس غار میں بھیجی تو وہ سب وہاں جل گئے (خزائن) ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے' نہ کہ نبی کریم ﷺ سے کیونکہ حضور نے تو رب کو دیکھا اور نہ گھبرائے تو اصحاب کہف تو پھر بندے ہیں' رب فرماتا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (النجم:۱۷) میرے حبیب نے مجھے دیکھ کر پلک بھی نہ جھپکایا اور نہ وہ بہکے' نیز بعض روایت میں ہے' کہ حضور نے معراج میں اصحاب کہف کو ملاحظہ فرمایا وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم ❾ اس میں اصحاب کہف کے تین سو سال کے بعد جگانے کی حکمت کا ذکر ہے کہ دیکھنے والوں کو ایمان نصیب ہو اور خود اصحاب کہف کا ایمان قوی سے قوی تر ہو جائے۔ ❿ یعنی مکسلمینا جوان تمام میں بڑے اور ان سب کے سردار ہیں (خزائن) ⓫ چونکہ اولیاء اللہ کی کرامت لوگوں کو دکھانی منظور تھی' اس لئے رب نے انہیں سونے کی حالت میں اس جہان سے بے خبر بقیہ بر صفحہ ۷۹۹

عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ

رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے ف۱ اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ف۲

كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا (تیر تکا) بات ف۳ اور کچھ کہیں گے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬

سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ف۴ تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے ف۵

فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾

تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی ف۶ اور ان کے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو ف۷

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫

اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے ف۸

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ

اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے ف۹ اور یوں کہو کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر راستی کی راہ

هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾

دکھائے ف۱۰ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر ف۱۱

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَ

تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ف۱۲ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب وہ کیا ہی دیکھتا اور

اَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَ

کیا ہی سنتا ہے ف۱۳ اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں ف۱۴ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ف۱۵ اور

اتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۫ وَلَنْ

تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب تمہیں وحی ہوئی ف۱۶ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز

تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے ف۱۷ اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ

پکارتے ہیں ف۱۸ اس کی رضا چاہتے ہیں ف۱۹ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں ف۲۰ کیا

منزل۴

① اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنانی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے' اسی لئے حضور کی مسجد میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار ہے' کیوں قریب محبوب کی وجہ سے یہاں عَلَيْهِمْ سے مراد ان کے قریب ہے نہ کہ خاص ان کی آرام گاہ پر' یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اور ان کے مقامات کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے ان لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لئے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو ② یعنی اس زمانہ نبوی میں جو لوگ اصحاب کہف کا قصہ بیان کرتے ہیں ان میں آپس میں اختلاف ہے کوئی ان کی تعداد کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ اور ③ یعنی یہ دونوں اندازے غلط ہیں وہ نہ تین ہیں نہ پانچ ④ یعنی مسلمان' جو نبی کریم ﷺ سے معلوم کر کے کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ قول صحیح ہے اور اصحاب کہف کی تعداد سات ہے (روح و خزائن) ⑤ معلوم ہوا کہ تھوڑے بندوں کو اصحاب کہف کی تعداد کا علم دیا گیا ان میں ہمارے حضور بھی یقیناً داخل ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس اور علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے علماء میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی تعداد علم عطا فرمایا (روح و خزائن) روح البیان نے اس جگہ اصحاب کہف کے نام کچھ فرق سے بیان فرمائے ⑥ یعنی ان کی جہالت ظاہر فرمانے کے لئے ان سے اس معاملہ میں زیادہ بحث نہ فرماویں کہ ایسے مناظرے پاکیزہ اخلاق والوں کی شان کے خلاف ہیں۔ صرف اسی قدر گفتگو کریں جتنی تفصیل قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اصحاب کہف کے واقعہ کا بہت تفصیلی علم بخشا ہے لیکن اس کے اظہار سے منع فرمایا اغیار اظہار کے لائق نہیں ⑦ کیونکہ آپ کو تو رب نے بتادیا ہے پھر ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت۔ ⑧ (شان نزول) مکہ والوں نے حضور ﷺ سے اصحاب کہف کا حال

ع ۱۵

دریافت کیا تو حضور نے فرمایا پھر بتائیں گے اور انشاء اللہ فرمانا یاد نہ رہا تو کئی روز تک وحی نہ آئی اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔ ⑨ یعنی انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آوے کہہ لیں' روح البیان نے فرمایا کہ اس جملہ کے نزول کے وقت حضور نے انشاء اللہ فرمالیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نماز پڑھنی بھول جاوے تو یاد آنے پر پڑھ لے ⑩ یعنی مجھے ایسے معجزے عطا فرمائے جو ان معجزوں سے زیادہ قوی ہوں ابھی صرف اصحاب کہف کا واقعہ پوچھ کر ہی میرا امتحان کر رہے ہو ایک روز آوے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ⑪ یعنی شمسی مہینوں میں سے تین سو سال اور قمری مہینوں سے نو سال زیادہ۔ چونکہ اس وقت شمسی مہینے ہی مروج تھے اس لئے اس طرح ارشاد ہوا یعنی اہل عرب نے اہل کتاب کی مدت پر ۹ سال زیادہ کئے ⑫ نجران والے اس آیت کو سن کر بولے کہ تین سو سال تو ٹھیک ہے یہ نو سال کی زیادتی کیسی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری کہ تم قمری اور شمسی مہینوں کا فرق نہیں جانتے خیال رہے کہ چاند کے حساب سے ہر سال میں بقیہ بر صفحہ ۷۹۹

24

زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے ف۱ اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش
هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ
کے پیچھے چلا ف۲ اور اس کا کام حد سے گزر گیا اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے
وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ
اور جو چاہے کفر کرے ف۳ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی ف۴
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ
اور اگر پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی
وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ
طرح ہے ف۵ کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے ف۶ اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بے شک جو ایمان لائے اور
اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ
نیک کام کیے ہم ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں ف۷ ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ف۸
الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا
ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ف۹ اور سبز کپڑے ف۱۰ کریب اور
مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ
قناویز کے پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب
وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ۧ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا
اور جنت کی کیا ہی اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو ف۱۱ کہ ان میں ایک کو
جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ ؕ
ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی ف۱۲
كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ ۙ
دونوں باغ اپنے پھل لائے ف۱۳ اور اس میں کچھ کمی نہ دی ف۱۴ اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی ف۱۵
وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ
اور وہ پھل رکھتا تھا ف۱۶ تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ اس سے ردو بدل کرتا تھا ف۱۷ میں تجھ سے مال میں

منزل ۴

ع ۹ ۱۶

❶ یعنی نہیں چاہو گے' کیونکہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہاری فطرت بنائی ہے' ہم خوب جانتے ہیں کہ تمہارے دل میں ان کی طرف میلان نہیں یہ سوال انکاری ہے۔ ❷ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ غافلوں' متکبروں' ریاکاروں' مالداروں کی نہ مانا کریں' مخلص صالح غرباء و مساکین مسلمانوں کی اطاعت کیا کریں ان مالداروں کی بات ماننا دنیا و دین برباد کر دیتا ہے' اور ان غرباء کے ساتھ رہنا دونوں جہان درست کر دیتا ہے' اسی لئے اکثر انبیاء اولیاء غربا میں ہوئے۔ ❸ یعنی تمہاری وجہ سے فقراء صحابہ کو مجلس شریف سے علیحدہ نہ کیا جائے گا' تم اسلام لاؤ یا نہ لاؤ' لہٰذا یہ فرمان غضب کے اظہار کے لئے ہے یہ مطلب نہیں کہ اسلام قبول کرنے نہ کرنے کی رب نے اجازت دے دی' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقراء صحابہ کا بڑا درجہ ہے ❹ چونکہ تم کو غرباء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے اور جنت فقراء کی جگہ ہے لہٰذا تم کو دوزخ میں رکھا جائے گا' جہاں سردار ہی سردار ہوں گے ❺ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کھولتا پانی' اور یہ غذاء صرف کفار کے لئے ہوگی' گنہگار مومن کو اللہ اس سے بچائے گا۔ کیونکہ کفر کا عذاب مسلمان کو نہیں پہنچتا ❻ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ پانی گاڑھا ہوگا تیل کی تلچھٹ کی طرح جب وہ منہ کے قریب ہوگا۔ تو منہ کی کھال جل کر گر پڑے گی' بعض کا قول ہے' کہ وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے اللہ کی پناہ (خزائن) ❼ کہ نہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ کم دیا جاوے نہ بالکل برباد کر دیئے جائیں بشرطیکہ وہ خود اپنی نیکیاں برباد نہ کر گیا ہو۔ رب کسی کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ بندہ خود برباد کرے تو اس کی خوشی ❽ یعنی ہمیشہ بسنے کے کہ نہ وہاں سے نکالے جاویں' نہ کسی کو موت آوے اللہ نصیب کرے ❾ ہر جنتی کو تین کنگن پہنائے جائیں گے' ایک سونے کا' ایک چاندی کا' ایک موتیوں کا' جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک' دنیا میں مردوں کو زیور پہننا اس لئے حرام تھا کہ وہاں جہاد ہوتے تھے اگر ان کے ہاتھوں میں کنگن پڑ جاتے تو تلوار کیسے اٹھاتے' جنت میں جہاد ہوگا نہیں' اس لئے وہاں زیور جائز ہوگا ❿ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو سبز رنگ بہت پسند ہے' اسی لئے جنت کی زمین سبز' شہداء کی روحوں کا رنگ سبز' حضور کے روضہ کا رنگ سبز وغیرہ۔ ⓫ یعنی مومنوں اور کافروں کو یہ دو مثالیں سناؤ تاکہ ہر فریق عبرت پکڑے اور اپنا اپنا انجام سوچ لے' اس سے معلوم ہوا' کہ قیاس مجتہد برحق ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کو چاہئے' کہ مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیا کریں۔ ⓬ خیال رہے کہ آس پاس سبز باغ اور بیچ میں ہرا بھرا کھیت دیکھنے میں بہت ہی خوشنما ہوتا ہے' اس سے مالک تمام ضروریات پوری کرتا ہے' کھیت سے غذا اور باغ سے پھل حاصل ہوتے ہیں' ''کھجور'' اور ''انگور'' بہترین غذا اور میوہ ہے ⓭ یعنی کھجور اور انگور کے دونوں باغوں میں خوب بہار آئی پھل خوب لگے ⓮ یعنی نہ تو یہ ہوا' کہ پھل کم آئے اور نہ یہ کہ پھل لگ کر قبل از وقت جھڑ گئے' پورے پھل آئے اور پورے ہی تیار ہوئے ⓯ باغ کے بیچ میں نہر خوبصورتی زینت اور باغ کے تروتازہ رہنے کا باعث ہے ⓰ یعنی مالک باغ کے پاس بقیہ بر صفحہ ۸۰۰

نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ

زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں ف۱ اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا ف۲

هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ

مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو ف۳ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو ف۴ اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی ف۵ تو

لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ

ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ف۶ اس کے ساتھی نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۟

دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا ف۷ پھر نتھرے پانی کی بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا ف۸ لیکن میں

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ

تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں ف۹ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ

مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا ف۱۰ اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا ہے

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا

تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے ف۱۱ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں

مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ

اتارے ف۱۲ تو وہ پٹ پر میدان (سفید زمین) ہو کر رہ جائے ف۱۳ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ف۱۴ پھر تو

تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ

اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے اور اس کے پھل گھیر لئے گئے ف۱۵ تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا ف۱۶ اس لاگت پر جو

اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹیوں پر (اوندھے منہ) گرا ہوا تھا ف۱۷ اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

کسی کو شریک نہ کیا ہوتا ف۱۸ اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ۭ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ

بدلہ لینے کے قابل تھا ف۱۹ یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے ف۲۰ اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام

۱ اس سے معلوم ہوا کہ شیخی مارنا کفار کا کام ہے اور رب کی نعمت پر حمد الٰہی کرنا مومن کا کام' رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:۱۱) اسی طرح مومن کو ذلیل جاننا کفار کا کام ہے ۲ یعنی وہ کافر بھی تھا' ناشکرا بھی' متکبر بھی رب کی نعمت پا کر یہ عیب پڑ گئے' معلوم ہوا کہ دنیاوی دولت غافل کے لئے زیادہ جرم کرنے کا باعث ہوتی ہے' روح البیان نے فرمایا کہ اس کا نام قطروس تھا اور یہ قصہ صرف تمثیل کے لئے نہیں بلکہ واقعہ شدہ ہے ۳ یعنی میری عمر بھر' اس سے ابد الاباد مراد نہیں' کیونکہ بے وقوف کفار بھی مانتے ہیں کہ ایک باغ ہمیشہ نہیں رہ سکتا' اس لیے یہ ہی معنی ہونے چاہئیں ۴ یعنی مجھے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ قیامت قائم ہو' بلکہ یقین ہے کہ قیامت نہ آوے گی لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ کفار تو قیامت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں ۵ اس سے معلوم ہوا کہ برے اعمال کر کے جنت کی آس لگانی کافروں کا شیوہ ہے' جو بو کر گندم کاٹنے کی امید نہ رکھو ۶ یعنی اولاً تو قیامت ہوگی ہی نہیں اگر فرض کرو ہوئی بھی تو مجھے وہاں بھی باغ ہی ملیں گے' کیونکہ جیسے دنیا میں آرام و مال ملا ایسے وہاں بھی ملے گا۔ یہاں مال ملنا رب کی رضا کی علامت ہے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت وغیرہ اسلام عقائد کا انکار درحقیقت رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ وہ کافر رب کا منکر نہ تھا' اس نے کہا تھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے پھیرا گیا' لیکن چونکہ قیامت کو نہ مانتا تھا' لہٰذا مومن پڑوسی نے اس سے یہ خطاب کیا ۸ تو جو رب تعالیٰ تجھے مٹی اور نطفے سے انسان بنا سکتا ہے وہ بعد مرنے کے قیامت میں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے ۹ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اپنے ایمان کا اعلان کرنا چاہئے' اپنے نیک اعمال ظاہر کرنا' تاکہ دوسرے اس کی پیروی کریں' ثواب ہے یہ ریا میں داخل نہیں۔ ۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نظر بد حق ہے اور اس سے بچنے کے لئے یہ پڑھنا چاہئے' ماشاء اللہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ (القلم:۵۱) دوسرے یہ کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے' مومن نے جو کچھ خبر دی' وہ سچی ہوئی' واقعی اس باغ پر عذاب آ گیا ۱۱ یا تو دنیا میں یا آخرت میں مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں' کیونکہ اس کافر نے اس مومن کے دنیاوی باغ ہی کو کمتر اور حقیر تر جانا تھا۔ اگلا مضمون بھی دنیاوی عذاب کے متعلق ہے ۱۲ تیری زندگی ہی میں کہ تو اس باغ کو برباد ہوتا ہوا دیکھے اور کف افسوس ملے ۱۳ معلوم ہوا کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے اس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے کہ اس مومن نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا' یہ کرامت مومن یا فراست مومن ہے جب مومن کے الہام یا فراست کا یہ حال ہے تو ولی یا نبی کے علم و فراست کا کیا درجہ ہوگا۔ وہ ہمارے اندازے سے باہر ہے ۱۴ یعنی نہر اور کنوئیں کا پانی اس طرح خشک ہو جائے کہ نظر نہ آئے' یا اتنا نیچا ہو جاوے کہ حاصل نہ ہو سکے ۱۵ یعنی جیسا مومن نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ اس پھلوں سے لدے ہوئے باغ پر بجلی یا آفت آسمانی آئی' جس سے تمام باغ جل گیا' اس سے معلوم ہوا کہ ناشکری کی وجہ سے باغ و کھیت برباد ہوتے ہیں' ۱۶ حسرت اور ندامت کی وجہ سے' انسان ہاتھ ملتا ہے یا انگلی کاٹتا ہے یا ہتھیلی چباتا ہے یہاں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے ۱۷ یعنی بقیہ بر صفحہ ۸۰۰

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
سب سے بھلا اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا ف۱

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ
تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا پھر سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں ف۲ اور اللہ ہر

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
چیز پر قابو والا ہے ف۳ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے ف۴

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ
اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ف۵ ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن

نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ
ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ف۶ اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے ف۷ اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے

اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ
کسی کو نہ چھوڑیں گے ف۸ اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے بے شک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے

اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ
جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا ف۹ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے اور نامہ

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ
اعمال رکھا جائیگا ف۱۰ تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے ہائے خرابی

هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا
ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو ف۱۱ اور اپنا سب کیا

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
انھوں نے سامنے پایا ف۱۲ اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا ف۱۳ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
کہ آدم کو سجدہ کرو ف۱۴ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے قوم جن سے تھا ف۱۵ تو اپنے رب کے حکم

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ
سے نکل گیا ف۱۶ بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو ف۱۷ اور وہ تمہارے

ع ۵ ۱۳ ۱۷

۱ دنیا کو آسمانی پانی سے تشبیہ دی، نہ کہ کنوئیں کے پانی سے، اس لئے کہ آسمانی پانی اپنے قبضہ میں نہیں ہوتا۔ نیز اس کے آنے نہ آنے کی خبر نہیں ہوتی، نیز کبھی ضرورت سے زیادہ برس جاتا ہے اور کبھی ضرورت سے کم اور کبھی بالکل نہیں۔ یہ ہی حال دنیا کا ہے، اس آیت کی بہت نفیس تفسیر ہماری کتاب مواعظ نعیمیہ میں مطالعہ کرنی چاہئے۔ خیال رہے کہ جس دنیا کے ساتھ دین شامل ہو پھر وہ دنیا نہیں رہتی، اس کے لئے فنا نہیں وہ باقی رہتی ہے، رب فرماتا ہے، وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ (کہف: ۴۶) اور فرماتا ہے، وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (بقرہ: ۱۵۴) اور جو دنیا سے خالی ہو، وہ فانی بھی ہے حقیر بھی، تمام برائیاں اس دنیا کی ہیں جو دین سے خالی ہو۔ ۲ یعنی جیسے کھیت کا حال ہے کہ اس کی موجودہ سبزی قابل اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کب گرم ہوا چل جائے جو اسے برباد کر دے، ایسے ہی دنیا کے مال متاع، جوانی، حسن، طاقت کا بھروسہ نہیں کہ ذرا سی آفت میں سب فنا ہو جاتی ہیں، ہری ہری کھیتی، گابن گائے، تب جانو جب منہ تک آئے ۳ یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے اور فنا کرنے پر پوری طرح قادر ہے، دنیا کو سبزہ سے اس لئے تمثیل دی گئی کہ وہ سب کے سامنے تر و تازہ و شاداب ہو کر پھر فنا ہوتا ہے سب دیکھتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی سبزی، شگفتگی تو کیا، نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا کہ کبھی ہوا بھی تھا کہ

ع ۶ ۵ ۱۸

نہیں ۴ جب کہ انہیں دنیا کے لئے برتا جاوے اور اگر دونوں کو آخرت کا ذریعہ بنایا جاوے تو یہ باقیات الصالحات ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیک بیٹا صدقہ جاریہ ہے کہ مرے بعد بھی اس کا نفع قبر میں حشر میں پہنچتا رہتا ہے ۵ یعنی وہ نیکیاں جو دنیا میں برباد نہ ہو جاویں، بلکہ آخرت میں ہمارے ساتھ جاویں، اس میں عبادات، اچھے معاملات، صدقات جاریہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لڑکیاں ہیں، جن میں کوئی شخص مبتلا کر دیا جاوے کہ اس کی لڑکیاں بہت ہوں ۶ اس طرح کہ زمین سے اکھڑ کر بادل کی طرح پھرتے ہوں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷ اس طرح کہ زمین پر نہ پہاڑ رہے گا نہ غار، نہ درخت، نہ کوئی عمارت، ساری زمین چٹیل میدان ہوگی ۸ یعنی قبر میں کوئی نہ رہے گا۔ سب اٹھالئے جائیں گے، انسان بھی اور دوسری مخلوق بھی ۹ برہنہ بدن اور برہنہ پاؤں، بے ختنہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے، مجرم سزا کے لئے، مومن جزاء کے لئے، انبیاء و اولیاء گواہی کے لیے پیش ہوں گے ۱۰ ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں، مومن کا داہنے ہاتھ میں اور کافر کا بائیں ہاتھ میں ۱۱ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کافر کے تمام بڑے چھوٹے گناہ لکھے جاتے ہیں، صرف عقائد کفریہ کی ہی تحریر نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ کافر کی نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ کیونکہ نیکی کی درستی کی شرط ایمان ہے جو اس نے قبول نہیں کیا۔ یا اس کی دنیا کی راحتیں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ ہو چکیں، رب فرماتا ہے۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (فرقان: ۲۳) تیسرے یہ کہ ہر کافر ہر نیکی کرنے اور ہر گناہ سے بچنے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکلف ہے۔ یعنی اس پر فرض ہے بقیہ برصفحہ ۸۰۰

عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا ۱ نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انہیں سامنے

وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ

بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت ۲ اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو

عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

بناؤں ۳ اور جس دن فرمائے گا کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے ۴ تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں

فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ

جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے ۵ درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے ۶ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے

النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ

تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے ۷ اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور بے شک

صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی ۸ اور

الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا

آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ۹ اور آدمیوں کو کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے

اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ

جب ہدایت ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے معافی مانگتے ۱۰ مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا

الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ

دستور آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب آئے ۱۱ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے

اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ

مگر خوشی اور ڈر سنانے والے ۱۲ اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ۱۳ کہ

لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَ

اس سے حق کو مٹا دیں ۱۴ اور انہوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر انہیں سنائے گئے تھے ان

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا

کی ہنسی بنالی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے

(۱) یعنی جنت تمہارا گھر تھا، میں نے تمہارے گھر سے تمہارے دشمن کو تمہاری خاطر نکالا۔ تو تمہارا دل رب کا گھر ہے، تم میرے گھر سے شیطان کو کیوں نہیں نکالتے، تمہاری وجہ سے شیطان میرا دشمن ہوا پھر تم اس کو اپنا دوست بنائے بیٹھے ہو (۲) یعنی ہم نے شیطان اور اس کی ذریت کو آسمان و زمین کی پیدائش اور انسانوں کی پیدائش کے وقت نہ بلایا تھا، پھر وہ میرے شریک کیسے ہوگئے (۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ نے اپنی کمزوری کی بناء پر کسی کو اپنا قوت بازو نہ بنایا وہ اس سے پاک ہے۔ خود فرماتا ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء:۱۱۱) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اظہار محبوبیت کے لئے اپنے مقرب بندوں کے سپرد دنیاوی انتظامات فرمائے، جیسے فرشتے مدبرات امر اور انبیاء کرام، اولیاء اللہ لیکن مردود بندوں کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔ اسی لئے یہاں مضلین کا ذکر فرمایا (۴) یعنی اپنی مدد کے لئے اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارو، یہ ان کی بے کسی و مجبوری ظاہر فرمانے کے لئے ہوگا۔ (۵) یعنی ان کی مدد نہ کریں گے ورنہ وہ قولی جواب تو دیں گے کہ تم خود گمراہ تھے ہم نے تمہیں گمراہ نہ کیا۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ہے، (۶) موبق، یا تو دوزخ کا ایک طبقہ ہے یا اس سے مراد مطلقاً ہلاکت کی جگہ ہے (۷) کیونکہ ان کے سامنے اپنے دوزخی ہونے کی بہت سی علامات موجود ہوں گی (۸) کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں، کوئی دلیل سے مانتا ہے کوئی ڈر سے، کوئی لالچ سے اور قرآن سارے انسانوں کے لئے آیا۔ لہٰذا اس میں سب کچھ ہے (۹) یہاں انسان سے مراد نضر ابن حارث ہے جو آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہا اور ایمان نہ لایا۔ (۱۰) یہاں ہدیٰ سے مراد حضور ﷺ کی ذات، یا قرآن مجید ہے چونکہ حضور آخری ہدایت اور بڑے ہادی ہیں، اس لئے آپ کو مُطلقًا ھدیٰ نکرہ کرکے فرمایا گیا، یعنی ایسی ہدایت کاملہ آجانے پر بھی ان سرکشوں کا ایمان نہ لانا، بڑے عذاب آجانے کی تمہید ہے، جسے حضور سے ہدایت نہ ملے وہ کہیں سے ہدایت نہیں پاسکتا (۱۱) معلوم ہوا کہ جو دلائل اور سمجھانے سے نہ مانے وہ جوتے کھانا چاہتا ہے۔ ضد کا علاج صرف عذاب الٰہی ہے (۱۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی بے نیازی ظاہر فرمائی، کہ ان کے ذمہ صرف خوشخبری اور ڈرسنانا ہے، ہدایت ان پر لازم نہیں، لہٰذا اگر تمام جہان گمراہ رہے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ گمراہ خود تباہ ہوں گے، یہ حضرات رب تعالیٰ کی شان غناء کے مظہر ہوتے ہیں (۱۳) کیونکہ وہ انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں، برابری کا دعویٰ کرتے ان سے مناظرے کرتے ہیں (۱۴) یعنی اپنی پھونکوں سے سورج کا نور بجھانا چاہتے ہیں

قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ

اوراس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے ف۱ ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیئے ہیں ف۲ کہ قرآن نہ سمجھیں

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ

اور ان کے کانوں میں گرانی ف۳ اور اگر تم انھیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز

يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۵۷ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ

کبھی راہ نہ پائیں گے ف۴ اور تمہارا رب بخشنے والا مہر والا ہے اگر وہ

يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ

انھیں ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا ف۵ بلکہ ان کے لئے

مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝۵۸ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى

ایک وعدہ کا وقت ہے ف۶ جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر

اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝۵۹ ع وَاِذْ

دیں جب انھوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا ف۷ اور (یاد کرو)

قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

جب موسیٰ ف۸ نے اپنے خادم سے کہا ف۹ میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں ف۱۰

اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝۶۰ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا

یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں ف۱۱ پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی

فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝۶۱ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ

بھول گئے ف۱۲ اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی ف۱۳ پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے

اٰتِنَا غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝۶۲ قَالَ

کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ف۱۴ بولا بھلا

اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ

دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے

اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ڰ

شیطان ہی نے بھلا دیا ف۱۵ کہ میں اس کا مذکور کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی

۱ معلوم ہوا کہ گزشتہ گناہوں کو بھول جانا مردودوں کا طریقہ ہے۔ گناہ یاد رکھنا نیکی بھول جانا صالحین کا طریقہ ہے' اپنے گناہ اور دوسروں کی نیکی ضرور یاد رکھو ۲ اس غلاف وغیرہ کی نسبت رب کی طرف خلق کی نسبت ہے' یعنی ان کی ضد وعناد کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے' کانوں میں بوجھ ڈال دیئے جیسے کہا جائے' کہ مقتول کو اللہ نے موت دے دی یعنی موت پیدا کردی۔ ۳ اس لئے کہ ان کے دلوں میں تمہاری عظمت نہیں' قرآن وہاں پہنچتا ہے جہاں قرآن والے محبوب کی محبت پہنچ چکی ہو۔ اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن پڑھاتے ہیں' لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کفار بے قصور ہوں' اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کو قرآن کریم کی سچی سمجھ نصیب نہیں ہوتی' جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے ۴ اس سے وہ کفار مراد ہیں' جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا ہے' ورنہ لاکھوں کافر ایمان لائے ۵ یعنی اگر ہم ہر گناہ کی جلدی پکڑ کر لیا کرتے تو اب تک ان پر کبھی کا عذاب آچکا ہوتا' ہمارے ہاں جلدی نہیں کیونکہ جلدی وہ حاکم کرتا ہے جسے مجرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو' رب کا مجرم کہاں بھاگے گا' وہ تو ہر وقت گرفت میں ہے' سبحان اللہ سچا وہ بادشاہ جس کے قبضہ سے کوئی باہر نہیں ۶ وہ قیامت کا دن ہے یا مرنے کا' یا قبر میں دفن ہونے کا' مسلمانوں کے مقابل جنگوں میں شکست فاش پانے کا' ۷ یعنی پچھلے کفار پر بھی جلد عذاب نہ آیا تھا۔ بلکہ ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا' اس وقت وہ ہلاک ہوئے۔ ۸ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا' وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں' رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں' آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا' فرمایا مجمع بحرین میں رہتے ہیں' وہاں کی نشانی یہ بتائی' کہ جہاں بھنی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرنگ بن جائے' وہاں وہ ہیں' آپ مچھلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے' یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ۹ وہ خادم حضرت یوشع ابن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد' اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد' استاد کا خادم ہوتا ہے ۱۰ بحر فارس و بحر روم' جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۱۱ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے' طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے' استاد کے پاس جانا' اسے گھر نہ بلانا سنت ہے' علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے' سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے' سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے' استاد کا ادب کرنا ضروری ہے' استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہئے' طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے' دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہیں ہونا چاہئے' مگر یہ پیر کامل کے احکام ہیں' علم صرف کتاب سے نہیں آتا' استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے' بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے' ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی

بقیہ برصفحہ ۸۰۰

عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾
اچنبھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے ۱ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ
تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا ۲ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ
علم لدنی عطا کیا ۳ اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک
مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَ
بات جو تمہیں تعلیم ہوئی ۴ کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ۵ اور
كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ
اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۶ کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر
شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ
پاؤ گے ۷ اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا ۸ کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں
فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾
تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا ۹ جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۱۰ اب دونوں
فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے ۱۱ اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے
اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ
چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو ۱۲ بے شک یہ تم نے بری بات کی ۱۳ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر
مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ
سکیں گے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو ۱۴ اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ
اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ
ڈالو پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا ۱۵ تو اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا
اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾
کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی ۱۶ بے شک تم نے بہت بری بات کی ۱۷

(۱) کیونکہ اس بھنی ہوئی مچھلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا (۲) یعنی خضر علیہ السلام' آپ کا نام شریف بلیا ابن ملکان ابن فالخ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے' آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر' خا کا زبر اور ض کا زیر' آپ ان چار پیغمبروں میں سے ہیں جو قیامت تک زندہ رہیں گے' دو زمین پر حضرت خضر و الیاس دو آسمان پر حضرت ادریس و عیسیٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جاویں تو وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں (۳) یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے مادر زاد عالم اور اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔ (۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک شاگرد کا استاد کے ساتھ رہنا' دوسرے اس کی خدمت کرنا۔ تیسرے اس کا ادب کرنا۔ چوتھے نبی کا علم طریقت میں دوسرے کی شاگردی کرنا۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسی علم سے فرمایا کہ تم صبر نہ کر سکو گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا یہ فرمان اندازے اور تخمینے سے نہ تھا بلکہ علم یقین سے تھا (۶) معلوم ہوا کہ علم ظاہر کا نام شریعت ہے اور علم باطن کا نام طریقت' وہ اسرار ہیں موسیٰ علیہ السلام شریعت کے امام تھے مگر خضر علیہ السلام طریقت کے ماہر' اس لئے خضر علیہ السلام نے جو کام کئے بظاہر شریعت کے مخالف تھے' (۷) یعنی میں اپنے نفس پر قابو رکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنے علم خصوصی کی بنا پر تھا بلکہ اندازے اور تخمینے پر تھا' اس ہی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا اور خضر علیہ السلام نے انشاء اللہ نہ فرمایا۔ نیز موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ آپ مجھے صابر پائیں گے' یہ نہ فرمایا۔ کہ میں صبر کروں گا (۸) یعنی آپ مجھے جو حکم دیں گے اس پر عمل کروں گا' اس سے معلوم ہوا استاد حاکم ہوتا ہے شاگرد محکوم۔

ع ۱۱
۲۱

(۹) اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ خضر علیہ السلام پر ان کی شریعت کی اتباع لازم نہیں' اگر یہ معاملہ حضور سے پیش آتا تو ان کو حضور کے دین کی اتباع کرنی پڑتی (۱۰) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے' وہ علم شریعت نہ تھا بلکہ علم طریقت تھا' ورنہ رب تعالیٰ حضرت جبریل کے ذریعہ اس کی وحی فرما دیتا۔ حضرت خضر کے پاس نہ بھیجتا نیز حضرت خضر اشارات سے اس کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ عبارات سے فرماتے جیسا کہ علماء کا دستور ہے' دوسرے یہ کہ علم طریقت زبان سے نہیں' بلکہ صحبت اور نظر سے سکھایا جاتا ہے۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے ــــ توحید کی مے پیالوں سے نہیں' آنکھوں پلائی جاتی ہے

(۱۱) اور کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ سوار کر لیا' خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا احتیاج اور ضرورت کے طور پر نہ تھا' بلکہ اس مصلحت کی بنا پر تھا جسکا ذکر آگے آ رہا ہے' ورنہ حضرت خضر پانی میں ڈوبنے سے محفوظ ہیں (۱۲) کیونکہ آپ نے کشتی کا وہ تختہ توڑا تھا جو پانی میں رہتا ہے' لیکن پانی کشتی میں نہ بھرا' اس بقیہ بر صفحہ ۸۰۰

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ
کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا ف۱ کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہرسکیں گے ف۲ کہا
اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ
اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا ف۳ بے شک میری طرف
مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ
سے تمہارا عذر پورا ہو چکا ف۴ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ف۵
اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا
ان دہقانوں سے کھانا مانگا ف۶ انھوں نے انہیں دعوت دینی قبول نہ کی ف۷ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی
يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ
کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے اسے سیدھا کر دیا ف۸ موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ف۹
اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ
کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے ف۱۰ اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (بھید)
مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ
بتاؤں گا ف۱۱ جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ف۱۲ وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی ف۱۳
يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ
کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں ف۱۴ اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا
يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ف۱۵ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے
فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا
تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے ف۱۶ تو ہم نے چاہا ف۱۷ کہ ان دونوں
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ف۱۸ رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو
لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ
یتیم لڑکوں کی تھی ف۱۹ اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا اور

❶ یہاں لَکَ فرمایا گیا پہلے لَکَ نہ تھا تا کہ معلوم ہو کہ یہاں عتاب زیادہ ہے ❷ اس پورے واقعہ سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت پیغمبر دوسرے پیغمبر کے متبع ہو سکتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب ہیں مگر خضر علیہ السلام کی اتباع کے لئے ان کے پاس گئے۔ لہٰذا' اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر آکر دینِ محمدی کی پیروی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی نہیں کرسکتا۔ حالانکہ اب دین عیسوی منسوخ ہو چکا ہے' اس وقت دینِ موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے متبع ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی تھے مگر وہاں کی ان کی نبوت کا ظہور نہ تھا۔ یونہی قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور نہ ہو گا۔ حضور کے امتی ہوں گے ❸ اس طرح کہ مجھے اپنی صحبت سے علیحدہ کر دیں' نہ کہ آپ علیحدہ ہو جائیں' کہ یہ ادب کے خلاف ہے ❹ یعنی میری جانب سے تین دفعہ غلطی ہو جانے پر آپ مجھے علیحدہ فرمانے میں معذور ہوں گے۔ آپ پر وعدہ خلافی کا اعتراض نہیں ہو سکے گا ❺ وہ بستی انطا کیہ تھی بڑا شہر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانی جان پہچان پر موقوف نہیں جو ہم سے ملنے آئے وہ مہمان ہے' اس کا حق ہے ❻ یعنی مہمان کا حق' نہ وہ سوال جو شان انبیاء سے دور ہے۔ اسی لئے اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان اپنا حق مہمانی طلب کرسکتا ہے۔ ❼ روح البیان میں بحوالہ تفسیر کبیر ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر انطا کیہ والے حضور کی خدمت میں بہت سونا لائے اور عرض کیا کہ حضور یہ سونا قبول فرمالیں اور' ابوا کی ب کو ت بنا دیں تا کہ معنی یہ ہو جائیں کہ انطا کیہ والے مہمانی لائے اور ہماری بدنامی نہ ہو۔ قبول نہ ہوا۔ فرمایا گیا کہ یہ کلام اللہ کی تحریف ہے۔ ❽ وہ دیوار سو ہاتھ اونچی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارہ سے بطور کرامت اسے سیدھا کر دیا۔ یہ دیوار جھک گئی تھی۔ گرنے کے قریب تھی۔ اسی لئے رب نے اَقَامَ واحد کا صیغہ ارشاد فرمایا۔ اگر دونوں صاحبوں نے اینٹ گارے سے درست کیا ہوتا تو اَقَامَا تثنیہ فرمایا جاتا۔ ❾ کیونکہ بے مروتوں کے ساتھ سلوک نہ کرنا چاہئے۔ نیز ہم بھوکے ہیں مزدوری کے پیسے ہمارے کام آتے۔ ❿ یعنی یہ جدائی کا وقت ہے۔ آپ کا یہ اعتراض جدائی کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ مرید کے' استاد شاگردوں کے ایک دو قصوروں کی معافی دیا کرے۔ پہلے ہی قصور پر صحبت سے علیحدہ نہ کر دیا کرے۔ ⓫ یعنی ان کاموں کے راز اور حکمتیں بتاؤں گا تا کہ آپ مطمئن ہو کر جائیں ⓬ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنی چاہی لیکن کی نہیں۔ نہ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کہہ دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ⓭ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج کہا گیا ترحم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ غرض یہ کہ یہ آیت امام ابوحنیفہ کے خلاف نہیں ⓮ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہئے۔ اسی

بقیہ برصفحہ ۸۰۱

أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

ان کا باپ نیک آدمی تھا ف۱ تو آپ کے رب نے چاہا ف۲ کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ف۳ اور اپنا خزانہ

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ

نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے ف۴ اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ف۵ یہ

تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي

پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ف۶ اور تم سے ذوالقرنین کو (کے بارے) پوچھتے

الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي

ہیں ف۷ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں ف۸ بے شک ہم نے اسے زمین میں

الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا

قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا ف۹ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۰ یہاں تک

بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ

کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ ف۱۱ پہنچا اُسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ف۱۲ اور وہاں

عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ

ایک قوم ملی ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین یا تو تو انھیں عذاب دے ف۱۳ یا اُن کے ساتھ

تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ

بھلائی اختیار کر عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا اُسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے ف۱۴ پھر اپنے

إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

رب کی طرف پھیرا جائے گا وہ اسے بُری مار دے گا ف۱۵ اور جو ایمان لایا اور نیک کام کیا

فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے آسان کام کہیں گے ف۱۶ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۷

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ

یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اُسے ایسی قوم پر نکلتا پایا ف۱۸ جن کے لئے ہم نے

لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾

سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ف۱۹ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے ف۲۰

ع ۱۲ | ۱

(۱) معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا اور نبی امت کے مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گنہگاروں کے کام آئیں گی رب فرماتا ہے۔ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (المعارج:۲۵) تو نبی کی نیکیوں میں ہمارا بھی حصہ ہے خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا صواعق محرقہ میں ہے، روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتری کی اولاد ہیں جس نے ہجرت کی رات غار ثور پر انڈے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی برکت سے اس کی اولاد کا اتنا احترام فرمایا تو قیامت تک حضور ﷺ کی اولاد کا کتنا احترام ہوگا (۲) معلوم ہوا کہ اگر باغ فدک حضور کی میراث اور فاطمہ زہرا کا حق ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور بی بی فاطمہ کو دلواتا۔ اسے کوئی نہ لے سکتا جب اس نیک باپ کی میراث کی حفاظت کے لئے حضرت خضر کو بھیجا، دیوار بنوا کر اس کو محفوظ کر دیا، تو حضرت فاطمہ کی میراث یونہی ضائع کروادی یہ ناممکن ہے، معلوم ہوا کہ باغ فدک وغیرہ حضور کی میراث تھی ہی نہیں بلکہ وقف تھیں (۳) معلوم ہوا کہ یتیم صرف نابالغ کو کہتے ہیں، بالغ یتیم نہیں کہلاتا۔ (۴) جوان بچوں پر رب نے فرمائی ان کے باپ کے وسیلہ سے کہ ایک نبی کو ان کی ٹوٹی ہوئی دیوار ٹھیک کرنے کے لئے بھیجا۔ سبحان اللہ! وسیلہ بڑی اعلیٰ چیز ہے (۵) بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کی وحی سے کیا۔ خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ نبی ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ولی کا شاگرد بنانا بہت بعید سا ہے۔ جو لوگ اس آیت کی بنا پر ولی کو نبی سے افضل جانتے ہیں وہ کافر ہیں (مدارک) خضر و الیاس علیہما السلام زندہ ہیں (خازن) (۶) یہ کہہ کر خضر علیہ السلام نے حسب ذیل وصیتیں فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کیا۔ تم مخلوق کے نافع بنو۔ مضر نہ بنو، ہمیشہ ہشاش بشاش چہرہ رکھو، منہ چڑھائے نہ رہو، لوگوں کی خوشامد نہ کرو۔ بلاوجہ کہیں نہ جاؤ، زیادہ نہ ہنسو۔ کسی گنہگار کو اس کی توبہ کے بعد عار نہ دلاؤ۔ ہمیشہ اپنی خطا پر رویا کرو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ آخرت کی فکر رکھو۔ (روح) (۷) یہود نے بطور امتحان حضور سے پوچھا تھا کہ وہ کون بادشاہ ہے جس نے مشرق و مغرب کی سیر کی، اس پر یہ آیت اتری (۸) ذوالقرنین کا نام اسکندر بن فیلقوس یونانی تھا۔ ساری دنیا کے آپ بادشاہ ہوئے، خضر علیہ السلام آپ کے خالہ زاد بھائی اور وزیر تھے۔ بعض علماء نے آپ کو نبی مانا ہے۔ کل چار بادشاہ تمام دنیا کے مالک ہوئے۔ دو مومن حضرت سلیمان اور سکندر ذوالقرنین دو کافر، بخت نصر اور نمرود۔ ذوالقرنین کی عمر سولہ سو برس ہوئی۔ بیت المقدس کے قریب قریہ زور میں وفات پائی۔ آپ کو ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ نے سورج کے دونوں قرنوں یعنی مشرق و مغرب کی سیر فرمائی۔ (۹) یعنی ضروریات سلطنت میں سے ہر ضروری چیز ہم نے انہیں بخشی (۱۰) یعنی ایک خاص مقصد لے کر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں سبب سے مراد سبب سفر اور سامان سے مراد کوئی خاص مقصد سفر ہے یا سبب سے مراد راستہ ہے (۱۱) یعنی جانب مغرب میں آبادی ختم ہونے کی جگہ جس کے آگے آبادی نہ تھی نہ آبادی ہو سکتی تھی کیونکہ برف کی دلدل تھی۔ لہٰذا یہ بقیہ بر صفحہ ۸۰۱

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا

پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا ف۲ اُن سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے

قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ف۳ انھوں نے کہا ف۴ اے ذوالقرنین بے شک

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ

یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں ف۵ تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر

خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ

کردیں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنادیں ف۶ کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا

رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ

ہے بہتر ہے ف۷ تو میری مدد طاقت سے کرو ف۸ کہ میں تم میں اور اُن میں ایک مضبوط آڑ بنادوں ف۹ میرے پاس

زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ

لوہے کے تختے لاؤ ف۱۰ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی کہا دھونکو (پھونک مارو)

حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا

یہاں تک کہ جب اُسے آگ کردیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ اُنڈیل دوں ف۱۱ تو یاجوج وماجوج

اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ

اس پر نہ چڑھ سکیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں ف۱۲ کہا یہ میرے رب کی رحمت

رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ ؕ

ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اُسے پاش پاش کردے گا ف۱۳ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ف۱۴

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ

اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ اُن کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا ف۱۵ اور صور پھونکا جائے گا

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾

تو ہم سب کو اکٹھا کرلائیں گے ف۱۶ اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے ف۱۷

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا

وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات

(۱) مشرق ومغرب کے درمیان کا راستہ یعنی جانب شمال روانہ ہوئے۔ (۲) جہاں جانب شمال انسانی آبادی ختم ہو جاتی تھی وہاں دو بڑے عالیشان پہاڑ دیکھے جن کے اس طرف قوم یاجوج ماجوج آباد تھی۔ دو پہاڑوں کے بیچ کے راستہ سے اس طرف آکر قتل وغارت کیا کرتی تھی۔ یہ جگہ ترکستان کے مشرقی کنارہ پر واقعہ تھی (روح) (۳) کیونکہ ان کی بولی عجیب وغریب تھی' نہ وہ کسی کی سمجھتے تھے' نہ ان کی کوئی سمجھتا تھا۔ ان لوگوں نے اشاروں کنایوں سے کچھ کام چلایا۔ (۴) یا اشاروں سے سمجھایا' یا کوئی ترجمان ایسا مل گیا جو سکندر کی اور ان لوگوں کی زبان جانتا تھا۔ یا سکندر کو رب تعالیٰ نے تمام زبانوں کا علم بخشا تھا' انہیں کسی زبان کے سمجھنے بولنے میں دشواری نہ تھی (۵) یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بہت شہ زور اور بڑے فسادی تھے۔ اس طرف آکر ان لوگوں کے کھیت و باغات اجاڑ جاتے' خشک چیزیں لے جاتے اور سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے۔ انسانوں اور درندوں تک کو کھا لیتے تھے۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام' حام' یافث' عرب وروم' سام کی اولاد ہیں۔ حبشی اور قوم نوبہ حام کی اولاد' او رترک و یاجوج و ماجوج یافث کی اولاد۔ (روح) یاجوج ماجوج ایسے قد آور تھے کہ ان میں لمبے آدمی کا قد ایک سو بیس گز تھا (روح) تمام جسم بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ (۶) یعنی مال ہم سے لیں اور انتظام آپ کریں۔ ایسی دیوار بنادیں جس سے یاجوج ماجوج ادھر نہ آسکیں اور ہم امن میں ہو جائیں۔ (۷) یعنی مجھے رب تعالیٰ نے ہر قسم کا سامان اور دولت بخشی ہے' تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں (۸) اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مانگنا جائز ہے۔ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں۔ اللہ کے مقابل مددگار ڈھونڈنا شرک ہے۔ ذوالقرنین نے اس کام میں رعایا سے مدد مانگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنْ اَنْصَارِىْۤ اِلَى اللّٰهِ (الصف: ۱۴) (۹) یعنی مال و سامان ہم خرچ کریں گے جسمانی کام تم کرو۔ یا اجرت لے کر یا یونہی رضا کارانہ طور پر دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ وہ لوگ تو مال دینے پر بھی آمادہ تھے۔ (۱۰) چنانچہ پانی تک بنیاد کھدوائی۔ پگھلے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے۔ اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چنے جن کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھر دیئے' جن میں آگ لگا دی گئی' جس سے لوہا پگھل کر ایک جان ہو گیا' اس طرح وہ دیوار اونچی کر کے پہاڑ کے برابر کر دی گئی (۱۱) تاکہ یہ گلا ہوا تانبہ اس دیوار کا پلاستر بن جاوے۔ جیسے آج کل دیوار پر سیمنٹ (۱۲) یعنی دیوار اونچی اور چکنی ہونے کی وجہ سے وہ چڑھ نہ سکے اور سخت مضبوط ہونے کی وجہ سے سوراخ نہ کر سکے (۱۳) معلوم ہوا کہ ذوالقرنین کو رب تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا کہ قریب قیامت جو واقعہ ہونے والا تھا یعنی اس دیوار کا پاش پاش ہو جانا' یاجوج ماجوج کا نکلنا' آپ نے اسی وقت ارشاد فرما دیا۔ چنانچہ قریب قیامت ایسا ہی ہو گا (۱۴) حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں' جب قریب ٹوٹنے کے آتی ہے تو کہتے ہیں چلو باقی کل پھر کھودیں گے جب دوسرے دن آتے ہیں تو وہ دیوار پہلے سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے بحکم پروردگار' قریب قیامت میں وہ کہیں گے چلو کل توڑیں گے انشاء اللہ' بقیہ بر صفحہ ۸۰۱

يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي
سُن نہ سکتے تھے ف۱ تو کیا کافر ف۲ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو ف۳ میرے
مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ
سوا حمایتی بنالیں گے ف۴ بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے ف۵ تم فرماؤ کیا ہم
نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ
تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں
الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
گم گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ف۶ یہ لوگ جنھوں نے اپنے
كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ
رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ف۷ تو ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا ف۸ تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا
تول نہ قائم کریں گے ف۹ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس پر کہ اُنھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں
آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ
اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی ف۱۰ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے
لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا
فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ف۱۱ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ
حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ
چاہیں گے ف۱۲ تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور
أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا
میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی ف۱۳ اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں ف۱۴ تو فرماؤ ظاہر صورت
بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو
بشری میں ف۱۵ تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے ف۱۶ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب سے
لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾
ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے ف۱۷ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ف۱۸

الع ۱۱ ۱۹ ۲

① کیونکہ ان کے دلوں میں حضور کا بغض تھا جس دل میں قرآن والے محبوب سے الفت نہ ہو' وہاں قرآن کیسے پہنچے ② یہود ونصاریٰ یا تمام کفار ③ یعنی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو یا بتوں کو' کیونکہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں ④ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمُقَصِّرِينَ (فتح: ۲۷) لہٰذا من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی' اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔ وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا' یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِاِذْنِی یَا بِاِذْنِ اللّٰهِ نبی کو رب کا بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ (قصص: ۲۳) نیز فرماتا ہے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا (مریم: ۱۷) اور فرماتا ہے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (احزاب: ۵۰) اور فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ (رحمٰن: ۶۲) ان سب آیات میں دون بمعنی علیحدہ' جدا اور دور ہے۔ ⑤ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردودان بارگاہ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں' اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بقرہ: ۲۳) نیز فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانبیاء: ۹۸) ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔

ع ۱۲ ۹ ۲

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ (کہف: ۵۰) اور فرماتا ہے۔ اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ (بقرہ: ۲۵۷) یہاں دون سے مراد مقابل ہے' اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں' ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے' خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے' یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ⑥ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو محنت مشق اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے' وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں' اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے' کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر ضبطی اعمال ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (حجرات: ۲) ⑧ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیغمبر سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں بقیہ برصفحہ ۸۰۱

سُوْرَةُ مَرْيَمَ ١٩ مَكِّيَّةٌ ٤٤ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٩٨ رُكُوْعَاتُهَا ٦

سورہ مریم مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا — اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی ف۱ جب اُس نے اپنے

نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

رب کو آہستہ پکارا ف۲ عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی ف۳ اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا ف۴

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ

(شعلہ چمکا) اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا ف۵ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر

وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

ہے ف۶ اور میری عورت بانجھ ہے ف۷ تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے ف۸

يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو ف۹ اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر ف۱۰ اے زکریا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾

ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ف۱۱ ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا ف۱۲

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

عرض کی اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے ف۱۳ اور میں بڑھاپے

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّ

سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا فرمایا ایسا ہی ہے ف۱۴ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور

قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ

میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا ف۱۵ عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے

اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ

دے ف۱۶ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر ف۱۷ تو اپنی

عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ

قوم پر مسجد سے باہر آیا ف۱۸ تو اُنھیں اشارہ سے کہا کہ صبح و شام تسبیح کرتے

۱ زکریا علیہ السلام رحعیم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک وصالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۲ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (اعراف: ۵۵) اس دعا کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۳ یعنی میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بڑھاپے کی کمزوری حد کو پہنچ گئی۔ ۴ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۵ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعاء ہوتے ہیں' اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اپنی عجز و معذوری کا ذکر کرنا بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ مولیٰ تعالیٰ کے گزشتہ انعاموں کا ذکر بھی سنت انبیاء اور قبولیت دعاء کا ذریعہ ہے گویا اس صورت میں بندہ رب کے کرم کو کرم کا ذریعہ بناتا ہے ۶ کہ میرے چچازاد بھائی میرے بعد دین کو بگاڑ دیں گے' کیونکہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں بدترین لوگ تھے۔ (روح خزائن) غرضیکہ یہ دعا دین کے لئے ہے ۷ آپ کی زوجہ کا نام ایشاع بن فاقوذ ہے۔ آپ حضرت حنہ کی بہن ہیں اور حنہ حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ لہٰذا آپ حضرت مریم کی خالہ اور زکریا علیہ السلام بی بی مریم کے خالو ہوئے۔ اس وقت حضرت ایشاع کی عمر بھی ستر برس سے زیادہ تھی۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر اس لئے کہ وہ توشہ آخرت ہو۔

ہاں بیٹی پیدا ہونے پر غم کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ ۹ علم اور نبوت میں نہ کہ مال میں' کیونکہ انبیاء کا مال میراث نہیں۔ اسی لئے مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد یا نائب کرنے کی کوشش کرنا برا نہیں۔ لہٰذا امیر معاویہ کو اس وجہ سے طعن نہیں کر سکتے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد کیا۔ کیونکہ یزید کا فسق امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا۔ ۱۰ یعنی اسے نبوت سے سرفراز فرما۔ ۱۱ رب تعالیٰ نے بذریعہ فرشتوں کے حضرت زکریا سے یہ فرمایا۔ دوسری جگہ ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ (آل عمران: ۳۹) وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے ۱۲ یعنی جیسے ان کا نام بے مثال ہے ایسے ہی ان کے بعض کام بھی بے مثال ہوں گے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بے مثال تارک الدنیا اور عابد و زاہد تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ اپنے بچوں کا نام خود رکھتے ہیں مگر نبیوں کے نام رب تعالیٰ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نام و کام کا کفیل ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا تھا۔ اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف: ٦) ان کا اسم شریف احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ آیا ہم دونوں جوان کئے جاویں گے' یا اسی حالت میں بچہ دیا جائے گا۔ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ اس کا جواب ملاکہ

بقیہ برصفحہ ۸۰۲

عَشِيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّ

رہو ۱؎ اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام ۲؎ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی ۳؎ اور

حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝١٣ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ

اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا ۴؎ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا اور

جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

زبردست و نافرمان نہ تھا اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا ۵؎

حَيًّا ۝١٥ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ۶؎ جب اپنے گھر والوں سے پورب (مشرق) کی طرف ایک جگہ

شَرْقِيًّا ۝١٦ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا

الگ گئی ۷؎ تو ان سے اُدھر ایک پردہ کرلیا ۸؎ تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی (روح الامین) بھیجا ۹؎ وہ اس کے

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝١٧ قَالَتْ اِنِّىْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ

سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا ۱۰؎ بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں

اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝١٨ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

اگر تجھے خدا کا ڈر ہے ۱۱؎ بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا

زَكِيًّا ۝١٩ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ

دوں ۱۲؎ بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں

بَغِيًّا ۝٢٠ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً

بدکار ہوں کہا یونہی ہے ۱۳؎ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے

لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝٢١ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ

واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ۱۴؎ اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر

بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝٢٢ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

اسے لئے ہوئے ایک دُور جگہ چلی گئی ۱۵؎ پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا ۱۶؎

قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝٢٣ فَنَادٰىهَا

بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی ۱۷؎ تو اسے

۱ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر پیغمبر اشاروں سے بھی تبلیغ فرماتے ہیں' ان کا کوئی وقت تبلیغ سے خالی نہیں ہوتا ۲ یعنی یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں ہم نے ان سے' یہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں کسی انسان کے نہیں۔ کیوں کہ یہاں کتاب سے مراد توریت شریف ہے اور تھامنے سے مراد اس پر پورا عمل کرنا ہے' عمل بغیر علم ناممکن ہے ۳ معلوم ہوا کہ یحیٰی علیہ السلام ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں بچپن ہی سے نبوت ملی۔ اس میں زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ظہور ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ اسے پسندیدہ کر یعنی نبوت دے' رب نے ان کی ہر بات قبول فرمائی ۴ یعنی ہم نے یحیٰی علیہ السلام کو بغیر کسی واسطہ کے اپنی طرف سے علم' دل کی نرمی' پاکی وطہارت' تقویٰ و دیانت بخشی اور اپنے والدین کا خدمت گزار بنایا۔ چنانچہ آپ سے کبھی کوئی گناہ صادر نہ ہوا۔ یہ تمام صفات آپ کو تین سال کی عمر میں حاصل ہوئیں ۵ معلوم ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنی ولادت' زندگی' وفات' قبر' حشر' غرضیکہ ہر جگہ اللہ کی امان میں رہتے ہیں یحیٰی علیہ السلام کو بوقت ولادت شیطان نے نہ چھوا جیسا کہ عام بچوں کو چھوتا ہے (روح) ۶ یعنی ہم مریم کا واقعہ قرآن میں اتارتے ہیں' آپ ان لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تاکہ بی بی مریم کی عصمت و پاکدامنی کا ڈنکا دنیا کے گوشے گوشے میں بج جائے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ لیا۔ مریم کے معنی ہیں عابدہ' خادمہ آپ بچپن شریف سے بیت المقدس کی خادمہ اور وہاں کی عابدہ تھیں۔ ۷ اپنی خالہ ایشاع کے مکان سے بیت المقدس کی شرقی جانب غسل خانہ میں غسل کے لئے گئیں (روح البیان) یا بیت المقدس کے شرقی حصہ میں علیحدہ عبادت کرنے تشریف لے گئیں (خزائن) ۸ غسل کے لئے یا

عبادت کے لئے تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ یا بیس سال تھی۔ ۹ یعنی حضرت جبریل جن پر روحانیت کا غلبہ ہے یا جو روح اللہ کے ساتھی ہیں' یا جو روح یعنی وحی لانے پر مقرر ہیں' یا جو روح بخشتے ہیں کہ ان کے دم سے عیسیٰ علیہ السلام ہوئے اور ان کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک سے سامری کے بچھڑے میں جان پڑی۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبریل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی۔ جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں صورۃً نور ہیں۔ حقیقۃً' صورت اور حقیقت میں فرق ہے ۱۱ تو یہاں سے چلا جا کیونکہ میں غسل خانہ میں تنہا ہوں۔ آپ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہن چکی تھیں۔ اس کلام سے آپ کی انتہائی پاکدامنی اور تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے چیخ کر کسی اور کو آواز نہ دی بلکہ رب تعالیٰ کی پناہ پکڑی تاکہ اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو ۱۲ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الٰہی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی بارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بقیہ بر صفحہ ۸۰۲

مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّىْٓ

اس کے تلے سے پکارا ف۱ کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہادی ہے ف۲ اور کھجور کی

اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِىْ وَ

جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا ف۳ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی ف۴ تو کھا اور

اشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ

پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ف۵ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا ف۶ میں نے

نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا

آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے ف۷ تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ف۸ تو اُسے گود میں لے کر اپنی قوم

تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔـا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا

کے پاس آئی ف۹ بولے اے مریم! بے شک تو نے بہت بُری بات کی ف۱۰ اے ہارون کی بہن ف۱۱

كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ

تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا ف۱۲

قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ

وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے ف۱۳ بچے نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ

اٰتٰىنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ

اس نے مجھے کتاب دی ف۱۴ اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا ف۱۵ اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں ف۱۶

وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِىْ ۡ

اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ف۱۷ جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا ف۱۸

وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ

اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا ف۱۹ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن

اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں ف۲۰ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ف۲۱ سچی بات ف۲۲

الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ

جس میں شک کرتے ہیں ف۲۳ اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے

منزل۴

(۱) حضرت جبریل علیہ السلام نے جنگل کے نشیبی حصہ سے حضرت مریم کو پکار کر فرمایا (۲) جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایڑی یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر سے پیدا ہوئی۔ لہٰذا اس کا پانی شفا ہے جیسے آج آبِ زم زم۔ (۳) جہاں آپ دردِزہ کے وقت بیٹھیں تھیں۔ وہاں کھجور کا ایک گھنا ہوا درخت خشک ڈنڈ تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈ ہرا ہوگا ابھی بارآور ہوگا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھالینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تاکہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے ڈنڈ ہرے ہوجاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہوجائیں گے (۴) اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے' یا نبی کا ارہاص ہے کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھلائی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے' اب بھی دردِزہ میں چھوہارے دم کر کے عورت کو کھلائے جاتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے (۵) یعنی کھجوریں کھاؤ' پانی پیو اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت ہے (۶) یعنی اشارے سے' کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہوگیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ (۷) یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کردو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوا دیا گیا کہ نہ کچھ کھائیں' نہ کسی سے بولیں۔ لہٰذا اس آیت میں جھوٹ کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کا جواب خاموشی ہے (۸) اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے' اور قُوْلِىْ سے مراد اشارۃً کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا (۹) اس سے معلوم ہوا کہ بی بی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ رہیں ورنہ عورتیں بعد ولادت چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور آپ فوراً اپنی قوم کے پاس بچہ کو لے کر تشریف لے آئیں کیونکہ ان کھجوروں اور اس غیبی پانی نے شفا' صحت' قوت سب کچھ بخش دی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا اور قوت ملتی ہے۔ (۱۰) یہ واقعہ ظہر کے وقت ہوا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت رات کے وقت ہوئی' اس وقت آپ آدھے دن کے تھے' اس میں اور بھی چند قول ہیں (روح) (۱۱) ہارون سے مراد یا بنی اسرائیل کا ایک نیک آدمی ہے جو نیکی اور پرہیزگاری میں مشہور تھا' نام اس کا ہارون تھا' یعنی اے ہارون جیسی نیک بی بی' یا حضرت مریم کے علاقائی بھائی کا نام ہارون تھا جو نہایت نیک تھا۔ یا اس سے ہارون علیہ السلام مراد ہیں آپ چونکہ ان کی اولاد میں تھیں' تو انہیں ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسے عرب والے بنی تمیم کو اخا تمیم کہہ دیتے ہیں' ورنہ حضرت ہارون اور بی بی مریم میں ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۲) یعنی اس بچہ سے پوچھو۔ آپ نے گھبرا کر یہ اشارہ کر دیا اور اصل بات فرمانی بھول گئیں (۱۳) یعنی پالنے میں جھولنے کے لائق بچہ ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی والدہ کی گود میں تھے

بقیہ برصفحہ ۸۰۲

سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ﴿۳۵﴾ وَ اِنَّ

پاکی ہے اس کو جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اُس سے فرماتا ہے ہو جاؤ وہ فوراً ہو جاتا ہے ف۱ اور عیسیٰ نے

اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ

کہا بے شک اللہ رب ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے ف۲ پھر جماعتیں

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ

آپس میں مختلف ہو گئیں ف۳ تو خرابی ہے کافروں کے لئے ایک بڑے دن کی حاضری

عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ

سے ف۴ کتنا سُنیں گے اور کتنا دیکھیں گے ف۵ جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے مگر آج ظالم

الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ

کھلی گمراہی میں ہیں اور انھیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا ف۶ جب کام ہو چکے

الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

گا ف۷ اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے ف۸ بے شک زمین اور جو کچھ اس

الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَیْهَا وَ اِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ

پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ف۹ اور وہ ہماری طرف پھریں گے ف۱۰ اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ

بے شک وہ صدیق تھا ف۱۱ (نبی) غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ف۱۲ اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا

وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ﴿۴۲﴾ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ

ہے جو نہ سُنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ف۱۳ اے میرے باپ بے شک میرے پاس وہ علم

الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ﴿۴۳﴾ یٰۤاَبَتِ لَا

آیا جو تجھے نہ آیا ف۱۴ تو تُو میرے پیچھے چلا آ ف۱۵ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں اے میرے باپ

تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾ یٰۤاَبَتِ

شیطان کا بندہ نہ بن ف۱۶ بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے ف۱۷ اے میرے باپ

اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ

میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے ف۱۸ تو تُو شیطان کا

۱ اس کی قدرت کا یہ کمال ہے مگر قانون یہ ہے کہ تمام دنیاوی کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ آسمان چھ دن میں بنائے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۲ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان شریف ہے' درمیان میں رب تعالیٰ نے بطور جملہ معترضہ اپنا کلام ارشاد فرمایا ہے ۳ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے کئی فرقے بن گئے۔ یعقوبیہ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے جو خود زمین پر آیا تھا' اب آسمان پر چلا گیا۔ نسطوریہ کہنے لگے کہ آپ اللہ کے بیٹے ہیں۔ ملکانیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ فرقہ مومن تھا (تفسیر مدارک و خزائن) ۴ چونکہ عیسائیوں کا ایک فرقہ مومن بھی تھا اس لئے فرمایا گیا کہ کافروں کے لئے خرابی ہے' نہ کہ ہر عیسائی کے لئے ۵ یعنی اتنا عذاب سنیں گے اور دیکھیں گے جو تمہارے خیال میں نہیں آسکتا ۶ کہ قیامت میں ہر نیک کار اور بدکار حسرت کرے گا۔ بدکار تو اس لئے کہ اس نے گناہ کیوں کئے اور نیک کار اس لئے کہ میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں جیسا کہ روایات میں ہے اس لئے قیامت کا نام یوم الحسرت بھی ہے ۷ اس طرح کہ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچا کر موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا کہ اب ہر شخص ہمیشہ کے لئے اپنی جگہ رہے۔ کسی کو موت نہیں آئے گی ۸ یعنی یہ لوگ نہ قیامت کو مانتے ہیں' نہ اس کی تیاری کرتے ہیں ۹ قیامت میں رب کے سوا کوئی کسی چیز کا ظاہر ملک یا مالک نہ ہوگا۔ دنیا میں مجازی طور پر ظاہری بادشاہ بھی ہیں اور مالک بھی۔ یہاں وراثت سے یہی مراد ہے ورنہ وراثت کے حقیقی معنی سے رب تعالیٰ پاک و بے نیاز ہے۔ ۱۰ مومن خوشی سے اور کافر مجبوراً غرضیکہ جانا سب کو رب کی طرف ہے مگر جانے کی نوعیت علیحدہ ہے ۱۱ صدیق وہ جو کبھی جھوٹ نہ بول سکے۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے۔ حضرت ابراہیم نے جھوٹ نہ بولے وہ تین باتیں جو آپ نے توریہ سے فرمائی تھیں جھوٹ نہ تھیں۔ بالکل سچ تھا کہ اپنی بیوی سارہ کو اپنی دینی بہن فرمایا۔ وغیرہ خیال رہے کہ جھوٹ بذات خود برا نہیں کبھی جھوٹ عبادت ہوتا ہے جیسے بے گناہ شخص کہے کہ میں بڑا گنہگار ہوں ظالم ہوں۔ ۱۲ یہاں باپ سے مراد چچا آزر ہے نہ کہ حقیقی والد یعنی تارخ اور چچا کو عرف میں باپ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک حضور کے آباء و امہات میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (شعراء:۲۱۹) ہم آپ کے نور کی گردش کو پاک پشتوں اور پاک شکموں میں دیکھ رہے ہیں ۱۳ یعنی دین و دنیا میں تیری مشکل کشائی نہ کر سکے جو اللہ کی صفت ہے' ورنہ پتھر' لوہا دنیا میں بہت کام آتے ہیں' ان سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں' وہ ہمارے خادم ہیں نہ کہ ہمارے رب' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴ لہٰذا تو مجھ سے علم حاصل کرنے میں شرم و عار نہ کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل باپ' عالم بیٹے کی شاگردی کرنے اور عامی باپ' صوفی صافی' فرزند کے مرید ہونے میں نہ شرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے علم لدنی ہوتے ہیں اور وہ دنیا کو سکھانے آتے ہیں سیکھنے نہیں آتے ۱۵ معلوم ہوا کہ نبی کے والد اگرچہ ابوۃ کے لحاظ سے بڑے

بقیہ برصفحہ ۸۰۳

وَلِیًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

رفیق ہو جائے بولا کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا ف۱ تو میں تجھے پتھراؤ

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ

کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا کہا بس تجھے سلام ہے ف۲ قریب ہے ف۳ کہ میں تیرے لئے اپنے رب

رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

سے معافی مانگوں گا ف۴ بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک کنارے ہو جاؤں گا تم سے اور ان سب سے

اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا

جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۵ اور اپنے رب کو پوجوں گا قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ف۶ پھر جب

اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ

ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے کنارہ کر گیا ف۷ ہم نے اسے اسحٰق اور

یَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

یعقوب ف۸ عطا کئے اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا نبی کیا اور ہم نے انہیں اپنی رحمت عطا کی ف۹ اور ان

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى اِنَّهٗ كَانَ

ع ۶

کے لئے سچی بلند ناموری رکھی ف۱۰ اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو ف۱۱ بے شک وہ چنا

مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ

ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا ف۱۲ اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا (آواز) فرمائی ف۱۳ اور اسے اپنا

وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ﴿٥٣﴾ وَ

راز کہنے کو قریب کیا ف۱۴ اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ف۱۵ اور

اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ ۙ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا

کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو ف۱۶ بے شک وہ وعدے کا سچا تھا ف۱۷ اور رسول تھا غیب کی خبریں

نَّبِیًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ

بتاتا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ف۱۸ اور اپنے رب کو پسند

مَرْضِیًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ﴿٥٦﴾ وَّ

تھا ف۱۹ اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ف۲۰ بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور

(۱) میرے بتوں کو برا کہنے اور مجھے توحید کی تبلیغ کرنے سے (۲) یعنی تجھے دور سے ہی سلام ہے۔ مسئلہ کافر کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ سلام میں مغفرت یا جنتی ہونے کی دعا ہوتی ہے اور کافر کے لئے دعا مغفرت حرام ہے، رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰى (التوبہ: ۱۱۳) یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ متارکت تھا۔ اظہار ناراضگی کے لیے (۳) نماز تہجد کے وقت یا کسی اور قبولیت دعا کے موقعہ پر تیرے لئے دعا کروں گا۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کا باپ کے ساتھ بڑا سلوک یہ ہے کہ اس کو کوشش سے یا دعا سے ہدایت پر لائے۔ (۴) اس طرح کہ میرے مولیٰ میرے باپ کو ایمان کی توفیق دے تا کہ وہ مومن ہو کر مغفرت کا مستحق ہو جائے ورنہ کافر کے لئے یہ دعا منع ہے (۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اسلام میں تقیہ حرام ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا دین نہ چھپایا۔ دوسرے یہ کہ بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست منع ہے کہ حضرت ابراہیم کافر چچا سے علیحدہ ہو گئے (۶) یعنی بتوں کے پجاری بدبخت ہوتے ہیں، اللہ کا عابد خوش نصیب، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات الٰہی سے بدنصیبی دور ہوتی ہے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو بدبخت یا بدنصیب نہ کہے، اگر ہم بدنصیب ہوتے تو ہم کو حضور کا کلمہ نصیب نہ ہوتا۔

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

(۷) اس طرح کہ شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت فرما گئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ تقیہ بری چیز ہے کہ آپ تقیہ فرما کر بابل میں نہ رہے (۸) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب نے اتنی دراز عمر عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے پوتے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تیسرے یہ کہ ہجرت مقبول کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں بھی مہاجر کو عطا فرماتے ہیں خیال رہے کہ اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت اسحٰق بہت سے انبیاء کے والد ہیں، اس لئے انہیں خصوصیت سے بیان فرمایا (۹) بہت مالدار اور انبیاء کرام کا والد ہونا، خانہ کعبہ کی تعمیر کا شرف، حضور ﷺ کا آپ کی اولاد میں ہونا، غرض کہ بے شمار خصوصی رحمتیں (۱۰) کہ یہودی، عیسائی، داؤدی مسلمان سارے دین والے آپ کی تعریف کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض مشرکین بھی آپ علیہ السلام کرشن کہہ کر آپ علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ مجھ سے خود ایک مذہبی ہندو نے کہا کہ جنہیں تم ابراہیم کہتے ہو انہیں ہم کرشن جی کہتے ہیں اور حضرت اسماعیل کو ارجن (۱۱) موسیٰ علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اسی لئے ان کا ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے فرمایا تا کہ دادے، پوتے کے ذکر میں فاصلہ نہ ہو۔ ورنہ حضرت اسماعیل موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں (۱۲) رسول تو ہمارے اور نبی مخلوق کے، اس لئے رسول کو نبی پر مقدم فرمایا۔ خیال رہے کہ رسالت کا تعلق خالق سے اور نبوت کا خلق سے ہے (از روح البیان وغیرہ) (۱۳) طور، مصر و مدین کے راستہ میں بھی ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی بقیہ برصفحہ ۸۰۳

رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا ف١ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ف٢ غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد

مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

سے اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ف٣ اور ابراہیم ف٤ اور

اِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ

یعقوب کی اولاد سے ف٥ اور ان میں سے جنھیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں ف٦

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ ۩ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ف٧ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے ف٨ جنھوں نے نمازیں گنوائیں ف٩

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ

اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے ف١٠ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان

عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ ۙ جَنّٰتِ

لائے اور اچھے کام کئے ف١١ تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انھیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ف١٢ بسنے

عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ

کے باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے ف١٣ اپنے بندوں سے غیب میں کیا ف١٤ بے شک اس کا وعدہ آنے

مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً

والا ہے وہ اس میں کوئی بیکار بات نہ سنیں گے ف١٥ مگر سلام ف١٦ اور انھیں اس میں ان کا رزق ہے صبح و

وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾

شام ف١٧ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُسے کریں گے جو پرہیزگار ہے ف١٨ (اور جبریل نے محبوب

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ

سے عرض کی) ہم فرشتے نہیں اُترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو

ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

اس کے درمیان ہے ف١٩ اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

کا مالک تو اُسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو ف٢٠ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو ف٢١ اور آدمی کہتا ہے

❶ یعنی موت دے کر پھر زندہ فرما کر اسی جسم سے جنت میں پہنچادیا۔ خیال رہے کہ چار نبی زندہ ہیں۔ دو زمین پر خضر و الیاس علیہما السلام اور ایک آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک جنت میں حضرت ادریس علیہ السلام ❷ لہٰذا ان کے ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ❸ یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے پوتے' اور آپ کے اس فرزند کی اولاد میں سے ہیں جو کشتی میں سوار تھے' یعنی سام ❹ حضرت اسحٰق و اسماعیل ❺ موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ علیہم السلام۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد سے ماں' باپ کو شرف حاصل ہوتا ہے ❻ جو آیات کہ ان پیغمبروں کی کتب میں تھیں' جب وہ پڑھی جاتی تھیں تو ہدایت والے لوگ روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے تھے۔ لہٰذا اے مسلمانو تم بھی سجدہ کرو تاکہ ان کی نقل ہو اس لئے یہاں مسلمانوں پر سجدہ واجب ہے' معلوم ہوا کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے ❼ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرنی اور تلاوت کرا کر سننی گزشتہ پیغمبروں کی سنت ہے یعنی فطرت ہے' دوسرے یہ کہ تلاوت قرآن خشوع و خضوع سے کرنی محبوب ہے تیسرے یہ کہ آیات پڑھ کر یا سن کر' اللہ و رسول کے عشق' یا عذاب کے خوف' یا دل کے ذوق میں گریہ وزاری کرنی خدا کو بڑی پیاری ہے اور اکثر نبیوں کی سنت ہے ❽ یہود' عیسائی اور دیگران بزرگوں کے نام لیوا جو ان کے خلاف عمل کرتے تھے ❾ اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہیں' نماز نہ پڑھنا' بے وقت پڑھنا' بلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا' ہمیشہ نہ پڑھنا' ریاکاری سے پڑھنا وغیرہ' ❿ غی دوزخ کے ایک جنگل کا نام ہے جس کی گرمی سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ وہاں زانی' سود خوار' ماں باپ کے نافرمان' جھوٹی گواہیاں دینے والے رکھے جائیں گے (خزائن) ⓫ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے کفر سے بیزاری پھر ایمان لانا پھر نیک اعمال کرنا ضروری ہیں۔ ترتیب یہی ہے۔ ⓬ اس طرح کہ ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ کم کردی جائے۔ اگر کسی مسلمان کی نیکیاں ضبط یا کم کی جائیں گی تو اس کے اپنے قصور سے ⓭ رحمٰن فرمانے سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنت جس کو ملے گی رب کی رحمت سے ملے گی نہ کہ محض اپنی کوشش سے ⓮ یعنی اس حال میں کہ جنت مومنوں سے غائب تھی اور وہ جنت سے دور' پھر وہ اس وعدے پر ایمان لائے ⓯ یعنی جنت میں ناجائز اور بیکار بات نہ تو خود کریں گے نہ ان سے کوئی کرے گا۔ اس میں اشارۃً حکم ہے کہ دنیا میں لغو باتوں سے بچو' بے فائدہ کلام نہ کرو ⓰ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے یا فرشتے' یا رب کی طرف سے سلام سنیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں سلام جنت کا کلام ہے' وہاں بھی ملاقات اور رخصت کے وقت سلام ہوا کرے گا ⓱ یعنی ہمیشہ' کیونکہ وہاں صبح و شام نہ ہوگی۔ بعض نے فرمایا کہ جنتیوں پر اتنے وقفہ سے ملائکہ کھانا حاضر کیا کریں گے ان کے احترام کے طور پر' ورنہ خود جس وقت جتنا چاہیں گے کھائیں گے کوئی پابندی نہ ہوگی ⓲ یعنی وراثت کی جنت صرف پرہیزگاروں کو ملے گی کہ جنتی اپنے حصہ کے ساتھ بقیہ برصفحہ ۸۰۳

السجدۃ ٥

ع ٤

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ۝٦٦ اَوَلَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ
کیا جب میں مرجاؤں گا تو ضرور عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا ف۱ اور کیا آدمی کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے 25
مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْـًٔا ۝٦٧ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ
اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا ف۲ تو تمہارے رب کی قسم ف۳ ہم انہیں اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے ف۴ پھر
لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ۝٦٨ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ
انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل گرے پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے ف۵ جو ان
اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ۝٦٩ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ
میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا ف۶ پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے
اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا ۝٧٠ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا
زیادہ لائق ہیں ف۷ اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو ف۸ تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی
مَّقْضِیًّا ۝٧١ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ۝٧٢
بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے ف۹ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے ف۱۰
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں ف۱۱ کون
اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِیًّا ۝٧٣ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے ف۱۲ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں (قومیں
مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْیًا ۝٧٤ قُلْ مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ
ہلاک کردیں) کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود میں بہتر تھے ف۱۳ تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے
فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ
رحمٰن خوب ڈھیل دے ف۱۴ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۱۵ یا تو عذاب
وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ۝٧٥
یا قیامت تو اب جان لیں گے ف۱۶ کہ کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور
وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ
اور جنھوں نے ہدایت پائی اللہ انہیں اور ہدایت بڑھائے گا ف۱۷ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا تیرے رب

(۱) شان نزول یہ آیت ولید بن مغیرہ اور ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندگی کے منکر تھے (۲) یعنی اے ولید جب تجھے اللہ پہلی بار نیست سے ہست کر چکا۔ تو کچھ نہ تھا تجھے سب کچھ کر چکا تو تیرے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی بخشنا کیا مشکل ہے۔ ایجاد مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا آسان (۳) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ رب کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم فرماتا ہے حضور کی نسبت سے یعنی تمہارے رب کی قسم۔ (۴) معلوم ہوا کہ جس کو جس سے تعلق ہوگا اسی کے ساتھ حشر ہوگا شیطان والوں کا حشر شیطانوں کے ساتھ اولیاء اللہ کے غلاموں کا حشر اولیاء اللہ کے ساتھ اس لئے انسان کو چاہئے کہ اچھوں سے تعلق رکھے۔ قیامت میں ہر کافر اپنے اس شیطان کے ساتھ بندھا ہوگا جو دنیا میں اس کا قرین تھا (۵) یعنی قیامت کے بعد دوزخ میں جاتے ہوئے عوام کفار اپنے سرداروں کے ساتھ بندھے ہوں گے مگر بعد میں انہیں علیحدہ کردیا جائے گا تاکہ سرداران کفر کو علیحدہ درجہ میں رکھا جائے اور ماتحت لوگوں کو علیحدہ درجہ میں (۶) کفر اگرچہ یکساں ہے اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ مگر کفار مختلف قسم کے ہیں۔ ہر قسم کے کافر کو اس قسم کا عذاب ہوگا جس کا وہ مستحق ہے۔ ابو طالب اور ابو جہل عذاب میں برابر نہیں ہو سکتے کہ وہ حضور کے خادم تھے اور ابو جہل حضور کا دشمن سرداران کفر کو عام کفار سے اس لئے نکالا جائے گا کہ انہیں عذاب سخت ہوگا (۷) یعنی ہم جانتے ہیں کہ کون کافر کس طبقہ کے لائق ہے اسے وہاں ہی بھیجا جائے گا۔ اور کون پہلے پھینکا جائے گا اور کون بعد میں (۸) کیونکہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے۔ دوزخ پر پل صراط ہے سب وہاں سے گزریں گے۔ کفار پار نہ لگ سکیں گے۔ مومن پار لگ جائیں گے کوئی نور نظر کی طرح کوئی ہوا کی طرح، کوئی تیز گھوڑے کی طرح گزریں گے۔ (۹) یعنی مسلمانوں کو پل صراط پر بھی دوزخ کی گرمی نہ چھوئے گی بلکہ دوزخ کی آگ پکارے گی کہ اے

مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میری لپٹ بجھادی (۱۰) جو پل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گر جاویں گے کافر وہاں ہمیشہ رہیں گے اور بعض گنہگار مومن جو گر جائیں گے اپنی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے اور چھوڑ دینے سے مراد ہمیشہ وہاں رکھنا ہے۔ (۱۱) شان نزول مالدار کفار قریش خوب بناؤ سنگھار کر کے، اپنے بالوں میں تیل ڈال کر، اچھے کپڑے پہن کر، فخر و تکبر سے غریب مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) (۱۲) یعنی چونکہ دنیا میں ہم تم سے مزے میں ہیں کہ تم غریب ہو، ہم امیر، تو اگر بقول تمہارے قیامت ہوئی بھی تب بھی ہم وہاں تم سے اچھے ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ ہمارے کفر سے راضی ہے تمہارے اسلام سے ناراض۔ تب ہی تو ہم کفار تم مسلمانوں سے عیش میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل بنانا کفار کا طریقہ ہے یہ چیزیں کبھی آخرت کا وبال بھی بن جاتی ہیں (۱۳) جیسے فرعون، ہامان، قارون اور ان کے ساتھی۔ لہٰذا دنیا کی مالداری آخرت کی نجات کی دلیل نہیں (۱۴) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بندے کو گناہ، کفر، سرکشی کے باوجود مال، درازی عمر، دنیاوی آرام ملنا عذاب الٰہی کی بقیہ بر صفحہ ۸۰۳

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ
کے یہاں سب سے بہتر ثواب ف۱ اور سب سے بھلا انجام ف۲ تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور
قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ
کہتا ہے مجھے ضرور مال واولاد ملیں گے ف۳ کیا غیب کو جھانک آیا ہے یا رحمٰن کے پاس کوئی
الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ
قرار رکھا ہے ہرگز نہیں ف۴ اب ہم لکھ رکھیں گے ف۵ جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے ف۶
مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور جو چیزیں کہہ رہا ہے ان کے ہمیں وارث ہوں گے ف۷ اور ہمارے پاس اکیلا آئے گا ف۸ اور اللہ کے سوا اور خدا بنا
اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ
لئے کہ وہ انھیں زور دیں ہرگز نہیں کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں
عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے ف۹ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ف۱۰ کہ وہ انھیں خوب
تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ
اچھالتے ہیں ف۱۱ تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ف۱۲ جس دن ہم پرہیز
الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ
گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر ف۱۳ اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے ف۱۴
وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾
لوگ شفاعت کے مالک نہیں ف۱۵ مگر وہی جنھوں نے رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے ف۱۶
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ ؕ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد درجہ کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا
اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر (مسمار ہو کر) اس پر کہ انھوں نے
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ ؕ اِنْ
رحمٰن کے لئے اولاد بتائی ف۱۷ اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ف۱۸

(۱) ہر وہ نیکی جو دنیا میں برباد نہ ہو جائے وہ باقیات الصالحات میں داخل ہے۔ اخلاص سے ایمان لانا' اخلاص کی عبادات' سچے معاملات' یہ آیت سب کو شامل ہے' اللہ تعالیٰ نصیب کرے (۲) لہٰذا کافر کا مال آخرت کا وبال ہے۔ مومن کی غریبی بھی آخرت کے عیش کا باعث ہے تو کافر کی امیری سے مومن کی غریبی بہتر ہے۔ (۳) شان نزول' حضرت خباب کا عاص بن وائل سہمی پر کچھ قرض تھا۔ آپ اس کے پاس تقاضے کو گئے۔ عاص بولا کہ اسلام چھوڑ دو تو قرض ادا کر دوں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا۔ تو مر بھی جائے اور پھر مر کر اٹھے' تب بھی میں اسلام نہ چھوڑوں گا۔ عاص بولا۔ کیا میں مر کر پھر زندہ ہوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو وہ بولا کہ اچھا مر کر اٹھنے کے بعد مجھے مال و اولاد ملے گا' تب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا کفار کا طریقہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کر کے رحمت کے امیدوار رہنا' نیک اعمال نہ کرنا' کفار کا طریقہ ہے (۴) یعنی نہ اس نے رب سے اس کا اقرار کرا لیا ہے' نہ غیب جھانک آیا ہے۔ یا اسے ہرگز مال و اولاد نہ ملے گا۔ انشاء اللہ مسلمانوں کو ان کی مومن اولاد بھی ملے گی اور مال کا بدلہ بھی (۵) یعنی ہمارے فرشتے کراماً کاتبین۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ ایسے ہی رب کا کام ان بندوں کا کام ہے۔ (۶) جس کی کبھی انتہا نہیں' دائمی ہوگا۔ (۷) یعنی جن چیزوں کا یہ نام لے رہا ہے' مال اولاد وغیرہ' اس کی موت کے بعد ان کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اس کے کچھ کام نہ آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد بعد موت بھی کام آتے ہیں (۸) یعنی وہ مال و اولاد سے اکیلا آئے گا۔ اگرچہ شیطان کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ لہٰذا اس آیت کا ان آیات سے تعارض نہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہوگا وغیرہ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء مومنوں کی عبادات و طاعات کی گواہی دیں گے انکار نہ کریں گے (۱۰) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بد عملی کی وجہ سے انسان پر شیطان مسلط ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ برے ساتھی اللہ کا عذاب ہیں تیسرے یہ کہ بری باتوں کی رغبت دینا شیطان اور شیطانی لوگوں کا کام ہے (۱۱) یعنی شیطان اور شیطانی لوگ کفار کو شرک اور کفر اور گناہوں پر خوب رغبت دیتے ہیں اور گناہوں پر طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو الگ ہو جاتے ہیں۔ جیسے لوگ مسلمانوں کو زکوٰۃ سے ڈراتے اور سود پر امیدیں بندھاتے ہیں یا خیرات سے روکتے اور بیاہ شادی کی حرام رسموں میں خوب خرچ کراتے ہیں (۱۲) ان کے برے اعمال کی یا ان کے سانسوں کی' یا ان کی میعاد عذاب پوری ہونے کی مدت (۱۳) کہ قیامت میں کافروں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے مجرم کی حاضری حاکم کے سامنے اور مومنوں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے معزز مہمانوں کی حاضری مہربان میزبان کے سامنے۔ حاضری ایک ہے مگر نوعیت میں فرق (۱۴) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافروں کا دوزخ میں داخلہ نہایت ذلت اور رسوائی سے ہوگا اور مومنوں کا جنت میں داخلہ نہایت عزت و احترام سے دوسرے بقیہ برصفحہ ۸۰۳

كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ
آسمان اورزمین میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہوکر حاضر ہوں گے ۱ بے شک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ
ان کوایک ایک کر کے گن رکھا ہے اوران میں ہرایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ۲ بے شک
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا
وہ جو ایمان لائے ۳ اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا ۴ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری
يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ
زبان میں یونہی آسان فرمایا ۵ کہ تم اس سے ڈر والوں کوخوشخبری دواور جھگڑالو لوگوں کو اُس سے ڈرسناؤ ۶ اور ہم نے ان سے
اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾
پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں (قومیں ہلاک کیں) کیاتم ان میں کسی کو دیکھتے ہو یاان کی بھنک (ذرا بھی آواز) سنتے ہو ۷

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ٢٠ — ٤٥ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ١٣٥ رُكُوْعَاتُهَا ٨

سورۃ طٰہٰ مکی ہے ۸ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ۱۳۵ آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں
طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿٢﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾
اے محبوب ۹ ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو ۱۰ ہاں اُس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو ۱۱
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اس کا اُتارا ہوا جس نے زمین اوراونچے آسمان بنائے ۱۲ وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا ۱۳ جیسا اس کی شان
اسْتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ
کے لائق ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی
الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿٧﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
کے نیچے ہے اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اوراُسے جو اُس سے بھی زیادہ چھپا ہے ۱۴ اللہ کہ اس
اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿٨﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿٩﴾ اِذْ رَاٰ
کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام ۱۵ اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اُس نے ایک
نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ
آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو ۱۶ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں ۱۷

ع ۷ / ۹ — نصف الکل

۱ یعنی قیامت میں سب کی بندگی کا ظہور ہوگا۔ سارے چھوٹے بڑے بندے غلاموں کی طرح نیازمندی کرتے رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی بیٹا یا اولاد بن کر نہ آئے گا۔ ۲ یعنی اس کے ساتھ مال اولاد اور کوئی مددگار نہ ہوگا نہ شفیع' ہاں شیطان اور گمراہ کرنے والے پیشوا ہوں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی حاضری اولاد و مال اولیاء اللہ کے ساتھ ہوگی۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مریم: ۸۵) ۳ یعنی ہم اپنے پیارے بندوں کی محبت قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ لوگ بلا ظاہری وجہ کے ان سے الفت کرتے ہیں ۴ اس سے معلوم ہوا کہ ولی کی علامت یہ ہے کہ خلقت اس ولی کی ہے اور اس کی طرف قدرتی طور پر دل کھنچیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس: ۶۴) دیکھ لو۔ آج اولیاء قبور میں سو رہے ہیں اور لوگ ان کی طرف کھنچے جا رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ یہ ہے رب کی دی ہوئی محبوبیت۔ ہمارے حضور کی محبت میں لکڑیاں تک روئی ہیں۔ ۵ اس آیت کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔ تمہاری زبان میں آسان کیا' یعنی قرآن عربی زبان میں اتارا۔ تمہاری زبان پر آسان کیا یعنی قرآن رب نے تمہارے لئے اتنا آسان کیا کہ تمہیں کسی سے پڑھنے سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ قرآن کی قراۃ' تجوید' اس کے معانی' اس کے احکام اس کے اسرار سب رب نے تمہیں سکھائے۔ تمہاری زبان سے آسان کیا۔ یعنی دنیا والوں کو قرآن ملنا غیر ممکن تھا کہ وہ لوگ فرشی ہیں' قرآن کریم عرشی۔ لیکن تمہاری زبان پاک کی برکت سے دنیا کو قرآن میسر ہوا۔ سبحان اللہ قرآن کا ترجمہ تو ابوجہل اور ابولہب بھی جانتے تھے مگر حضور سے بے تعلق تھے کافر رہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی بشیر ونذیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ قرآن شریف

ڈر اور خوشخبری کا ذریعہ ہے۔ جو حضور سے جدا ہو کر صرف قرآن اختیار کرے' اس کے دل میں ڈر وامید جو ایمان کا رکن ہے' حاصل نہیں ہوسکتی۔ ۷ یعنی اے محبوب تم ان ہلاک شدہ قوموں کو دنیا میں نہیں دیکھتے نہ ان کے زمین پر چلنے پھرنے کی آواز سنتے ہو' سب نیست و نابود ہو گئے۔ ہاں اب جہاں قید ہیں وہاں انہیں حضور کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں حضور نے معراج میں ہر قسم کے مجرموں کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا اس آیت سے وہابی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۸ سورۃ طٰہٰ مکی ہے' اس میں آٹھ رکوع ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حرف ہیں (خزائن) ۹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ تمام رات نماز پڑھتے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار کے ایمان نہ لانے پر بہت زیادہ افسوس فرماتے تھے اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ پر قرآن کریم اس لئے نہیں اتارا کہ اس کی وجہ سے آپ جسمانی یا روحانی مشقت میں پڑ جاویں ۱۰ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی نعت ہے کہ دوسروں کو اعمال زیادہ کرنے کا حکم ہے مگر حضور کو اعمال کم کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ حضور پہلے ہی سے

بقیہ بر صفحہ ۸۰۴

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿١١﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ

یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا ف۱ ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں ف۲

فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿١٢﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ

تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے ف۳ اور میں نے تجھے پسند کیا ف۴ اب کان لگا کر

لِمَا یُوْحٰی ﴿١٣﴾ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

سُن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے

لِذِكْرِیْ ﴿١٤﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا

نماز قائم رکھ ف۵ بے شک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے چھپاؤں ف۶ کہ ہر جان اپنی کوشش کا

تَسْعٰی ﴿١٥﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ﴿١٦﴾

بدلہ پائے تو ہرگز تجھے اُس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا ف۷

وَ مَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی ﴿١٧﴾ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا

پھر تو ہلاک ہو جائے اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ ف۸ عرض کی یہ میرا عصا ہے ف۹ میں اس پر تکیہ (ٹیک) لگاتا

وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَ لِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا

ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں ف۱۰ فرمایا اسے ڈال دے

یٰمُوْسٰی ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ

اے موسیٰ تو موسیٰ نے ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا ف۱۱ فرمایا اسے اٹھا لے اور ڈر نہیں

سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ﴿٢١﴾ وَ اضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے ف۱۲ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا ف۱۳ خوب سپید

بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ﴿٢٢﴾ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی ﴿٢٣﴾

نکلے گا بے کسی مرض کے ایک اور نشانی کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿٢٥﴾ وَ

فرعون کے پاس جا ف۱۴ اس نے سر اٹھایا (سرکشی) عرض کی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے ف۱۵ اور

یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿٢٦﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿٢٧﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿٢٨﴾ وَ

میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے ف۱۶ کہ وہ میری بات سمجھیں ف۱۷ اور

❶ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ نے اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔ شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی' جنگل کا راستہ اختیار فرمایا۔ حضرت صفورہ حاملہ تھیں' رات کے وقت کوہ طور کے قریب پہنچ کر آپ کو دردزہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی' سخت سردی پڑ رہی تھی' آگ اور دائی کی ضرورت پیش آئی۔ موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے' وہاں عناب یا بنفشہ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک روشن تھا' مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق آیا نہ درخت کے سبز پانی سے آگ بجھی تھی۔ ❷ یہ آواز اس درخت سے آ رہی تھی' وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اس کے کلام کا مظہر تھا' جیسے ریڈیو کی پیٹی نہیں بولتی بلکہ بولنے والے کی آواز کا مظہر ہوتی ہے اسی طرح جن مجذوبوں نے جوش میں آ کر انا الحق' یا' سبحانی ما اعظم شانی کہد یا وہ خود نہ بول رہے تھے بلکہ اس درخت کی طرح کسی کے کلام کے مظہر تھے۔ لہٰذا حضرت منصور مومن تھے اور فرعون انا ربکم کہہ کر کافر ہوا کہ وہ انا رہ کر رب بنا۔ ❸ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہئے جیسے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ادب کے لئے جوتا اتارنا سنت نبوی ہے۔ لہٰذا مسجدوں میں جوتا اتارنا اچھا ہے اگرچہ جوتا میں نجاست نہ ہو' تیسرے یہ کہ حضور دنیٰ فتدلیٰ سے شب معراج میں مشرف ہوئے مگر کہیں ثبوت نہیں کہ حضور کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نعلین شریف عرش اعظم سے افضل ہیں جیسے حضور کی قبر انور۔ ❹ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام نے بغیر فرشتہ کے واسطہ کے سنا اور ہر رونگٹے سے سنا۔ اسی لئے آپ کو کلیم اللہ کہا جاتا ہے۔ ❺ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز رب کی یاد کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے' تیسرے یہ کہ نمازی بندہ کو رب بھی یاد فرماتا ہے کیونکہ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تو نماز قائم رکھ تاکہ میں تیری یاد کروں ❻ مگر نہ چھپایا بلکہ اس کی آمد' اور علامات اور حالات انبیاء کرام کے ذریعہ سب کو بتا دیئے تاکہ لوگ اس دن کی تیاری کریں۔ قیامت کے وقوع کا دن' تاریخ' مہینہ' حضور کو بتا دیا۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت جمعہ کو آوے گی یہ بھی روایت ہے کہ محرم کے مہینہ عاشورہ کے دن آوے گی۔ سنہ نہ ارشاد فرمایا تاکہ بالکل راز فاش نہ ہو جائے۔ اتنا بتا دیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح پڑوسی ہیں جیسے پڑوسی کو پڑوسی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہی ہم کو قیامت کی خبر ہے۔ ❼ یعنی اے مسلمان! کافروں کے کہنے میں نہ آ' قیامت کا انکار نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ ❽ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ سوال پوچھنے والے کی بے علمی کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ اس میں کچھ اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی موقعہ پر حضور کا کسی سے پوچھنا حضور کے بے خبر ہونے کی دلیل نہیں رب کو معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لاٹھی ہے مگر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ ❾ اس لاٹھی میں اوپر کی طرف بقیہ برصفحہ ۸۰۴

ع ۲۴ ۱۰

اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾

میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے وہ کون میرا بھائی ہارون اُس سے میری کمر مضبوط کر ۱

وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ

اور اُسے میرے کام میں شریک کر ۲ کہ ہم بکثرت تیری پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں ۳ بے شک تو

كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا

ہمیں دیکھ رہا ہے ۴ فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی اور بے شک ہم نے ۵

عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ

تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا ۶ جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا ۷ کہ اس بچے کو

فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ

صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے ۸ کہ اُسے وہ اٹھالے جو میرا

عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾

دشمن اور اس کا دشمن ۹ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی ۱۰ اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو ۱۱

اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ

تیری بہن چلی ۱۲ پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جو اس بچہ کی پرورش کریں ۱۳ تو ہم تجھے تیری ماں کے

اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ

پاس پھیر لائے کہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے ۱۴ اور تو نے ایک جان کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم

الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ

سے نجات دی ۱۵ اور تجھے خوب جانچ لیا تو تو کئی برس مدین والوں میں رہا ۱۶ پھر تو ایک ٹھہرائے

عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ

وعدہ پر حاضر ہوا اے موسیٰ ۱۷ اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا ۱۸ تو اور تیرا بھائی دونوں میری

بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا

نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ۱۹ دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سر اٹھایا تو اُس سے

لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ

نرم بات کہنا ۲۰ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے ۲۱ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب بے شک ہم

۱ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو دعا سے نبوت ملی تھی۔ یہ نبوت وہبی ہے جیسے بعض انبیاء کو وراثت میں نبوت ملی جیسے یحییٰ و سلیمان علیہما السلام۔ نیز اس سے دو مسئلے اور بھی معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ماسوا سے قوت و مدد حاصل کرنی توکل کے بھی خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے عزیز کو اپنا جانشین بنانا حرام نہیں لہٰذا امیر معاویہ کا یزید کو اپنا جانشین کرنا فسق نہیں۔ صدیق اکبر کا حضرت عمر کو خلیفہ بنانا گناہ نہیں۔ علی مرتضیٰ کا اپنے فرزند امام حسن کو اپنا جانشین کرنا جرم نہیں۔ ۲ نبوت اور تبلیغ میں تاکہ فرعون کے پاس میں اکیلا نہ جاؤں کوئی تائید کرنے والا ساتھ ہو ۳ یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبادت اور ذکر اللہ مراد اس کے دین کی تبلیغ ہے۔ یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اس کی یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر جماعت سے کرنا اور بزرگوں کے پاس بیٹھ کر کرنا بہت افضل ہے۔ ۴ کہ مجھے مددگار کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حضرت ہارون بہت موزوں ہیں۔ رب نے آپ کی یہ تمام دعائیں قبول فرمائیں ۵ یعنی تمہاری دعائیں قبول ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی لکنت زبان بالکل تو نہیں مگر بہت حد تک دور ہوگئی جس سے آپ تبلیغ پر قادر ہوگئے مگر پھر بھی کچھ اثر باقی رہا۔ اس لئے فرعون نے کہا تھا لَا يَكَادُ يُبِيْنُ (زخرف: ۵۲) جب پیغمبر کی دعا سے نبوت ملی ہے تو اولاد' سلطنت' شفا بھی ضرور ملے گی لہٰذا ان سے دعا کرانی بہتر ہے ۶ یہاں مَنّ' کے معنی احسان فرمانا ہے نہ کہ احسان جتانا۔ خیال رہے کہ اللہ رسول کا احسان جتانا شکر کی رغبت کا باعث ہے۔ دوسروں کا احسان جتانا تکلیف کا سبب ہے۔ اسی لئے ہمارے لئے احسان جتانا منع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے موسیٰ اب نبوت عطا فرمانا بھی ہمارا احسان ہے۔ اس سے پہلے فرعون سے تمہیں بچانا بھی ہمارا کرم تھا۔ ہم قدیم الاحسان ہیں ۷ خواب میں یا دل میں ڈال کر بطور الہام معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ولیہ تھیں کہ الہام ولایت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ۸ یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ حضرت یوحائذ کو یہ غیبی خبر دے دی گئی تھی کہ تمہارا بچہ دریائے نیل میں ہلاک نہ ہوگا بلکہ تمہیں صحیح و سالم فرعون کے گھر ملے گا۔ چنانچہ حضرت یوحائذ نے سانوم بڑھئی سے ایک تابوت بنوا کر اس کی درازیں قیر سے بند کر کے اندر روئی بچھا کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں لٹا کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محل کو جاتی تھی۔ یہ صندوق اس نہر میں پڑ کر فرعون کے محل میں پہنچا فرعون اس وقت اپنی بیوی حضرت آسیہ کے ساتھ نہر کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ صندوق نکلوایا۔ کھول کر آپ کو دیکھ کر یہ دونوں آپ پر ایسے عاشق ہوئے کہ سبحان اللہ غرضیکہ جن کی خاطر اسی ہزار اسرائیلی بچے قتل کرائے تھے انہیں خود اپنی گود میں پالا ۹ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا دشمن درحقیقت اللہ کا دشمن ہے کیونکہ فرعون بنی اسرائیل خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا رب نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔ ایسے ہی اللہ کے پیاروں کا بقیہ بر صفحہ ۸۰۴

عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾

ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے ف۱ یا شرارت سے پیش آئے فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ف۲

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا

تو اُس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ف۳ تو اولادِ یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ف۴ اور

تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ

انہیں تکلیف نہ دے بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں اور سلامتی اُسے

الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

جو ہدایت کی پیروی کرے ف۵ بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ف۶

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ

بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ ف۷ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اُس کے لائق صورت

خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ

دی ف۸ پھر راہ دکھائی ف۹ بولا اگلی سنگتوں (قوموں) کا کیا حال ہے ف۱۰ کہا ان کا علم میرے رب

رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

کے پاس ایک کتاب میں ہے ف۱۱ میرا رب نہ بہکے نہ بھولے ف۱۲ وہ جس نے تمہارے لئے

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ

زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لئے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اُتارا ف۱۳

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ

تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے ف۱۴ تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ ف۱۵ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ

اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے ف۱۶ اور

مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ

اُسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے اور بیشک ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھائیں ف۱۷ تو اس نے جھٹلایا اور

اَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ

نہ مانا ف۱۸ بولا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال دو اے موسیٰ ف۱۹

١ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اور موذی انسان اور موذی جانوروں سے خوف کرنا خلاف شان نبوت اور خلاف توکل نہیں۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ سے یا قیامت کا خوف مراد ہے' یا وہ خوف جو نقصان دہ ہو' کہ خالق سے ہٹا دے۔ خوف ایذا مخلوق سے ہو سکتا ہے۔ ٢ یعنی میری مدد' نصرت تمہارے ساتھ ہے' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے پاس رب ملتا ہے۔ پیغمبر رب کا پتہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ (النساء: ٦٤) ٣ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی معرفت سب سے مقدم ہے۔ پہلے نبی کو پہچانو' پھر ان کے ذریعہ خدا کو پہچانو۔ اس لئے پہلی تبلیغ میں حضور نے کفار کو اپنی پہچان کرائی کہ پوچھا۔ كَيْفَ اَنَا فِيْكُمْ تم نے مجھے کیسا پایا ٤ انہیں غلامی سے آزاد کر دے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم سب کو مصر سے باہر بھیج دے۔ آپ کو مصر رہنا تھا لہٰذا وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اس آیت کی تفسیر ہے ٥ اگر کفار کو سلام کرنا پڑ جائے تو انہی الفاظ سے کرے کیونکہ کافر کو سلامتی کی دعا دینا برا ہے' اسی طرح اسے مرحوم یا علیہ الرحمۃ کہنا برا ٦ ہماری اطاعت اور رب تعالیٰ کی عبادت سے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان قبول کر لے تو تجھے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ کبھی تیری سلطنت نہ جائے گی۔ کھانے پینے' نکاح کی لذتیں مرتے وقت تک پاتا رہے گا۔ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ فرعون ہدایت کی طرف مائل ہو گیا۔ مگر ہامان نے کہا۔ کیا تو خدائی کے بعد بندگی قبول کرتا ہے۔ اور معبود ہو کر عابد بنا جاتا ہے۔ تب وہ ایمان سے باز رہا (خزائن) ٧ فرعون نے صرف موسیٰ علیہ السلام سے اس لئے خطاب کیا کہ وہ جانتا تھا کہ آپ سلطان ہیں' ہارون علیہ السلام وزیر۔ ٨ یعنی ہر جانور کی وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب ہو۔ ہاتھی کو گردن چھوٹی دی تو سونڈ عنایت کی۔ اونٹ کو سونڈ نہ دی تو گردن لمبی کر دی۔ یا ہر عضو کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب تھی۔

ع ٢٠ ١١

پاؤں کی شکل اور ہے' ہاتھ کی اور ٩ دنیا کی راہ دکھائی عقل بخش کر آخرت کی راہ دکھائی انبیاء بھیج کر۔ ١٠ یعنی قوم عاد و ثمود کا۔ فرعون نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ سے پھیر کر پرانے قصے سنانے میں لگا دے تاکہ لوگ آپ کے کلام شریف سے اثر نہ لیں۔ اس لئے آپ نے سوال کا جواب نہ دیا بلکہ ٹال دیا اور پھر تبلیغ شروع کر دی۔ ١١ یعنی لوح محفوظ میں' اس نہ بتانے کی وجہ نہ یہ تھی کہ آپ کو ان قوموں کے حالات معلوم نہ تھے آپ فرعون سے خود فرما چکے اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ (مؤمن: ٣٠) بلکہ وجہ وہ تھی جو ابھی ہم نے عرض کی ١٢ اس سے معلوم ہوا کہ تمام احوال کا لوح محفوظ میں لکھنا' اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کے بھولنے بہکنے کا اندیشہ ہے بلکہ یہ تحریر اپنے ان محبوب بندوں کو اطلاع دینے کے لئے ہے۔ جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرما دیا تاکہ فرعون اس مغالطہ میں نہ آئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو ان قوموں کی خبر تو ہے مگر بتانا منظور نہیں ١٣ اس کے بعد رب تعالیٰ بطور جملہ معترضہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کی تائید فرماتے ہوئے مکہ والوں سے یوں خطاب فرماتا ہے ١٤ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گھاس وغیرہ میں نر و مادہ اور جوڑا ہے' رب بقیہ بر صفحہ ٨٠٥

بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ

تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے ۱ تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم

اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ

بدلہ لیں نہ تم ہموار جگہ ہو ۲ موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے ۳ اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے

ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

جائیں ۴ تو فرعون پھرا اور اپنے داؤں (فریب) اکٹھے کئے پھر آیا ۵ ان سے موسیٰ نے کہا

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ

تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ۶ کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کردے اور بے شک نامراد رہا

مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا

جس نے جھوٹ باندھا ۷ تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہوگئے ۸ اور چھپ کر مشاورت کی بولے بیشک

اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا

یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں

وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

اور تمہارا اچھا دین لے جائیں ۹ تو اپنا داؤں (فریب) پکا کرلو پھر پرا باندھ (صف باندھ) کر آؤ ۱۰

وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا ۱۱ بولے اے موسیٰ یا تو تم ڈالو یا ہم

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ

پہلے ڈالیں ۱۲ موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو ۱۳ جبھی اُن کی رسیاں اور

عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال ۱۴ میں دوڑتی معلوم ہوئیں ۱۵ تو اپنے جی میں موسیٰ

خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ

نے خوف پایا ۱۶ ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے ۱۷ اور ڈال تو دے جو

يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ

تیرے دہنے ہاتھ میں ہے اور ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا ۱۸ وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر

۱ یعنی لاٹھیوں رسیوں کو سانپ بنانا' کیونکہ جادوگر ایسے کرتب دکھایا کرتے تھے ۲ یہاں سوًی سے مراد یا تو ہموار اور وسیع میدان ہے جہاں لوگ کثرت سے جمع ہو کر بے تکلف بیٹھ سکیں' یا درمیان کی جگہ جو فرعون کے محل اور موسیٰ علیہ السلام کے گھر کے بیچ میں ہو۔ خیال رہے کہ فرعون نے لوگوں کو سمجھایا کہ موسیٰ علیہ السلام جو مصر سے اتنے روز غائب رہے' آپ جادو سیکھنے گئے ہوں گے حالانکہ آپ مدین گئے تھے شعیب علیہ السلام کے پاس' اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو اسی لئے مکہ میں رکھا کہ کفار مکہ یہ نہیں کہہ سکیں کہ آپ کہیں سے جادو سیکھ کر آئے ہیں ۳ اس میلے سے مراد فرعونیوں کا کوئی خاص میلہ ہے جہاں سب لوگ جمع ہوتے' آراستہ ہو کر خوشیاں مناتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت شرعی کے وقت مسلمان کو کفار کے میلہ میں جانا جائز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے کفار کے میلہ میں گئے' ابراہیم علیہ السلام بت شکنی کے لئے بت خانہ میں گئے ۴ یعنی اس مقابلہ کا تمام علاقہ میں اعلان کر دیا جائے اور مناظرہ کا وقت چاشت کا ہو تاکہ روشنی کافی ہو لوگوں کو اصل واقعہ دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو۔ خیال رہے کہ عربی زبان میں دن کے حصوں کے حسب ذیل نام ہیں۔ فجر' صباح' غداۃ' بکرۃ' ضحوہ' ظہیرہ' رواح' مساء' عصر' اصیل' عشاء اولیٰ عشاء آخرہ۔ (روح البیان وغیرہ) ۵ بہتر ہزار جادوگر اور ان کا سامان ۶ یعنی معجزوں کو جادو نہ بتاؤ کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو جھوٹ کی طرف نسبت کرنا رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ دیکھو اب تک فرعونی اور فرعون کفر و شرک کرتے تھے مگر ان پر عذاب نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اب عذاب آجائے گا کیونکہ تم مجھ سے سرتابی کرتے ہو۔ ۸ اس طرح کہ بعض جادوگر بولے کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرح ہی جادوگر ہیں اور بعض نے کہا نہیں وہ سچے نبی ہیں۔

جادوگروں کا کلام ایسا دلکش اور سچا نہیں ہوتا۔ یا مقابلہ کی نوعیت میں آپس میں جھگڑنے لگے کہ کس طرح ان کا مقابلہ کریں کہ ہماری فتح ظاہر ہو۔ ۹ اس طرح کہ تمہیں فرعون کی پوجا سے ہٹا کر رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول کر دیں' فرعون کی پرستش اس وقت ان کی نگاہ میں اچھی تھی ۱۰ تاکہ موسیٰ علیہ السلام پر تمہارے پرے اور صفیں دیکھ کر ہیبت طاری ہو۔ چنانچہ وہ بہتر صفیں بن کر سامنے آئے۔ ہر صف میں ایک ہزار جادوگر تھے (روح وغیرہ) ۱۱ کہ اگر ہم غالب آئے تو فرعون کے مقرب بن جاویں گے اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آئے تو فرعون کے دل میں ان کی عظمت قائم ہو جاوے گی۔ ۱۲ اللہ تعالیٰ کو ان جادوگروں کا یہ ادب بہت پسند آیا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر پیش قدمی نہ کی بلکہ ادب سے اجازت چاہی۔ اس ادب کی بدولت انہیں دولت ایمان نصیب ہوئی (روح۔ خزائن) ۱۳ اس حکم میں جادو کرنے کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ جادو کو باطل کرنا مقصود ہے کہ لوگ پہلے باطل کا زور دیکھ کر حق کا توڑ بھی دیکھیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے حرام کام کی اجازت کیوں دی۔ ۱۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو میں حقیقت نہیں بدلتی' بلکہ دیکھنے والے کے بقیہ بر صفحہ ۸۰۵

السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ
کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے تو سب جادوگر سجدے میں گرا لئے گئے ف۱ بولے ہم تو اُس پر ایمان لائے جو ہارون
هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ
اور موسیٰ کا رب ہے ف۲ فرعون بولا کیا تم اُس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ف۳ بیشک وہ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ
تمہارا بڑا ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف
مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ
کے پاؤں کاٹوں گا ف۴ اور تمہیں کھجور کے ڈھنڈ (تنے) پر سولی چڑھاؤں گا ف۵ اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس
اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
کا عذاب سخت اور دیر پا ہے ف۶ بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ف۷
وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک جو تجھے کرنا ہے ف۸ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو
الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ
کرے گا بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے ف۹ اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا
السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ
جادو پر ف۱۰ اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ف۱۱ بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آئے تو
جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ
ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے نہ جئے ف۱۲ اور جو اُس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ
الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ
اچھے کام کئے ہوں تو انہی کے درجے اونچے ف۱۳ بسنے کے باغ جن کے نیچے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ ع
نہریں بہیں ہمیشہ اُن میں رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا ف۱۴
وَلَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ
اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل ف۱۵ اور اُن کے لئے

(۱) یعنی خود نہ گرے بلکہ توفیق ربانی نے گرایا کہ انہوں اس کے کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے ادب سے ہدایت' ایمان سب کچھ ملتا ہے اور پیغمبر کی بے ادبی سے ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کا واقعہ۔ (۲) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی پہچان کا ذریعہ اور اس کی دلیل ہیں کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ یعنی رب وہ ہے جسے یہ حضرات رب کہیں نہ کہ فرعون' اگرچہ اسے سارے فرعونی رب کہیں۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ کا رب کہا حالانکہ وہ سب کا رب ہے (۳) یعنی میری اجازت کے بغیر' کیونکہ فرعون سے ایمان کی اجازت کی توقع ہی نہ تھی۔ یہ ایسے ہے جیسے لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ (کہف:۱۰۹) (۴) یہ ہے حق کی ہیبت' کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا' جو کہا جادوگروں سے کہا حالانکہ خود ہی کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاذ ہیں (۵) یا تو فی علیٰ کے معنی میں ہے یا مراد یہ ہے کہ تم کو سولی دے کر بہت عرصہ تک درخت کی شاخوں میں رکھوں گا کہ وہ درخت گویا تمہارا گھر بن جائے گا۔ (۶) میرا عذاب یا موسیٰ علیہ السلام کے رب کا۔ اس کے جواب میں جادوگروں نے کہا (۷) جادوگروں نے یہ غور کیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا بھی جادو سے تھا تو ہماری اتنی لاٹھیاں اور رسیاں کہاں گئیں کہ وہ عصا سب کو نگل گیا' اور اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم خواہ کوئی ہو اچھا ہے کہ اس سے کبھی ہدایت مل جاتی ہے۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت اپنے جادو کے فن سے جانی۔ اور ایمان لے آئے (۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک نگاہ فیض سے کافر جادوگر' مومن پھر صحابی پھر صابر پھر شہید ہوئے کہ یہ سب کچھ ایک دن کے اندر ہو گیا۔ اس مدرسہ و معلم کے قربان' یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں جرات ہوتی ہے کہ جادوگروں نے مومن ہو کر فرعون سے کہہ دیا کہ جو ہو سکے تو کر لے۔ مرزا قادیانی لوگوں کے خوف سے حج نہ کر سکا۔ (۹) یعنی اس ایمان کی برکت سے اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ معلوم ہوا کہ ایمان معافی سیئات کا ذریعہ ہے۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر راضی نہ تھے۔ فرعون کے مجبور کرنے پر مقابلہ میں آ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا مقابلہ تمام کفروں سے بدتر کفر ہے۔ کہ ان بزرگوں نے خطایا کے بعد اس جرم کا علیحدہ اور خصوصیت سے ذکر کیا ورنہ یہ بھی خطایا میں داخل تھا (۱۱) لہٰذا اللہ کا ثواب و عذاب بھی زیادہ باقی رہے گا۔ یہ کلام فرعون کے اس بکواس کا جواب تھا کہ تم دیکھ لو گے کہ کس کا عذاب زیادہ ٹھہرتا ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو ایمان لاتے ہی سارے عقاید اسلامیہ کا لدنی علم عطا فرما دیا کہ انہوں نے عقائد کے ایسے اعلیٰ مسائل بغیر کسی سے سیکھے ہوئے بیان کئے۔ (۱۳) کہ انشاء اللہ جنت میں داخلہ ایمان سے ہوگا' اور بلندی درجات نیک اعمال سے' اور یہ جنت کسی کے لئے ہے' کسی کے طفیل بھی جنت ملے گی اور درجات بلند ہوں گے' جیسے مومنوں کے بچے فوت شدہ اور دیوانے (۱۴) دل برے

ع ۲۲ ۱۲

بقیہ برصفحہ ۸۰۵

طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ

دریا میں سوکھا راستہ نکال دے ف١ تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ ف٢ توان کے پیچھے

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ

فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر ف٣ تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا اور فرعون

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ

نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ف٤ اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تم کو تمہارے دشمن

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ

سے نجات دی ف٥ اور تمہیں طور کی دہنی طرف کا وعدہ دیا ف٦ اور تم پر من اور

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا

سلویٰ اُتارا ف٧ کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ

فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ

کرو ف٨ کہ تم پر میرا غضب اُترے اور جس پر میرا غضب اُترا بے شک

هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

وہ گرا ف٩ اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جس نے توبہ کی ف١٠ اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر

اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ

ہدایت پر رہا ف١١ اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ ف١٢ عرض کی کہ وہ

اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا

یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو ف١٣ فرمایا تو ہم نے

قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ

تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا (فتنہ) میں ڈالا ف١٤ اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ف١٥ تو موسیٰ اپنی

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا افسوس کرتا ف١٦ کہا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ف١٧ کیا تم پر مدت لمبی گزری ف١٨ یا تم نے چاہا کہ تم

❶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قانون قدرت یہ ہے کہ رب کی قدرت اس کے پیاروں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو تا کہ رب کی قدرت کے ساتھ ان کی عظمت کا بھی یقین ہو رب کو اس دریا کا خشک کرنا مقصود تھا' مگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اسے ظاہر کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے عصا سے متضاد معجزے ظاہر ہوئے۔ اسی عصا سے پتھر سے پانی نکالا اور اسی سے دریا کا پانی خشک کیا۔ ❷ دریا میں ڈوب جانے کا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نویں محرم گزار کر عاشورہ کی اول شب میں چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر دریائے قلزم کی طرف روانہ ہوئے (روح) صبح فرعون کو پتہ لگا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں بہت جماعت لے کر نکلا' دوپہر کو بنی اسرائیل تک پہنچ گیا۔ ❸ جس کا مقدمۃ الجیش چھ لاکھ کی نفری تھی۔ ❹ معلوم ہوا کہ فرعون اور سارے فرعونی لوگ کفر پر مرے' فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا' معتبر نہ ہوا۔ جو فرعون کو مومن مانے وہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کا منکر ہے۔ ❺ عدو' واحد و جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس سے مراد فرعون اور سارے فرعونی ہیں ❻ یعنی جو مصر سے شام کو جاتا ہے' اس کی دائیں طرف کا پہاڑی حصہ' ورنہ پہاڑ کا دایاں بایاں نہیں ہوتا۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ کوہ طور کے دائیں حصہ میں حاضر ہو کر اعتکاف فرمائیں اور تورات شریف لے جائیں۔ چونکہ نبی سے وعدہ ساری امت سے وعدہ ہوتا ہے اس لئے وعدہ کو سب کی طرف نسبت فرمایا ❼ جب تم میدان تیہ میں مقید کر دیئے گئے وہاں تمہارے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ من میٹھا حلوہ تھا اور سلویٰ نمکین کباب جو قدرتی طور پر ان کو ملتا تھا۔ ❽ اس طرح کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھو۔ من و سلویٰ کھا کر گناہ نہ کرو' ایک دوسرے سے جنگ نہ کرو۔ ❾ دوزخ میں عذاب کے لئے' یا دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ یا قرب الٰہی کی بلندی سے دوری حق کے غار میں گرا۔ ❿ یعنی گناہ کے مطابق توبہ کی۔ کفر سے توبہ ایمان لا کر' گناہ سے توبہ معافی چاہ کر' حقوق العباد سے توبہ وہ حقوق ادا کر کے' اور صاحب حق سے دیر کی معذرت کر کے ⓫ حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ اب ہدایت اہل بیت کی محبت پر موقوف ہے۔ اسی طرح امام جعفر صادق سے منقول ہے (صواعق محرقہ) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ایمان و توبہ معتبر ہے جس پر خاتمہ نصیب ہو۔ کھیتی وہ کامیاب ہے' جو خیریت سے کٹے۔ ⓬ موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہونے کے لئے جب طور پر تشریف لے گئے۔ تو ستر بنی اسرائیل اپنے ہمراہ لے گئے تھے' قریب طور پہنچ کر شوق کلام الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ ان سب کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے۔ تب رب نے یہ سوال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ کسی سے کچھ پوچھنا سائل کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب سب کچھ جانتا ہے مگر پھر سوال فرماتا ہے۔ ⓭ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اظہار شوق اور جذبہ محبت اچھی چیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اجتہاد جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی نبی بھی اجتہاد کرتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا یہ اجتہاد تھا کہ جلدی چلو' اس سے رب راضی ہوگا۔ اور رب نے یہ حکم نہ دیا تھا ⓮ یعنی جو بنی اسرائیل آپ مصر چھوڑ آئے تھے حضرت ہارون کی سرکردگی میں' وہ آزمائش بقیہ برصفحہ ۸۰۵

يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا
پر تمہارے رب کا غضب اُترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا ١ بولے ہم نے

مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ
آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا ٢ لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے ٣ اس قوم کے گہنے

الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
کے ٤ تو ہم نے اُنھیں ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈالا ٥ تو اُس نے اُن کے لئے ایک بچھڑا

جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾
نکالا بے جان کا دھڑ گائے کی طرح بولتا ٦ تو بولے یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود تو بھول گئے ٧

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا
تو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اُنھیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور اُن کے کسی بُرے بھلے کا اختیار نہیں

نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم
رکھتا ٨ اور بے شک ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں

بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَن
پڑے اور بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے ٩ تو میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو ١٠ بولے ہم تو اس پر آسن مارے

نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا هَارُونُ
جمے (پوجا کے لئے بیٹھے) رہیں گے جب تک ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ١١ موسیٰ نے کہا اے

مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾
ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے اُنھیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا کہ میرے پیچھے آتے ١٢ تو کیا تم نے میرا حکم

قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَن
نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے نہ میری ڈاڑھی پکڑو ١٣ اور نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے

تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا
تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ١٤ اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا موسیٰ نے ١٥ کہا اب تیرا کیا حال ہے

خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ
اے سامری بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا ١٦ تو ایک مٹھی بھر لی

(١) اس طرح کہ تم نے مجھ سے دین پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر قائم نہ رہے (٢) بلکہ سامری کے بہکانے پر ہماری عقل ٹھکانے نہ رہی اور اس شرک میں مبتلا ہو گئے۔ (٣) اوزار جمع وزر کی ہے۔ وزر کے معنی ہیں بوجھ۔ وزیر کو اسی لئے وزیر کہتے ہیں کہ سلطنت کا اس پر بوجھ ہوتا ہے۔ (٤) اس سے معلوم ہوا کہ موذی' حربی' کافر کا مال اگر عاریۃً بھی اپنے پاس ہو تو اس پر قبضہ کر لیا جائے ان کی ہلاکت کے بعد۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو طلائی زیور فرعونیوں سے عاریۃً مانگا واپس نہ کیا کہ واپس کرنے میں راز فاش ہو جاتا۔ اب وہ اس زیور کے قابض ہوئے مگر چونکہ ان کی شریعت میں غنیمت کا مال خود کھانا جائز نہ تھا اس لئے اسے بچھڑا بنانے پر خرچ کیا۔ اس خبیث کے خبیث سونے نے بھی بنی اسرائیل میں فساد ہی ڈالا۔ بروں کا مال بھی برا ہوتا ہے۔ (٥) یعنی ہم نے اپنے پاس کے زیور آگ میں ڈالے گلانے کے لئے اور سامری نے اپنے قبضہ کا زیور ڈالا۔ سامری بنی اسرائیل کا ایک سنار اور قبیلہ سامرہ کا ایک عزت والا مرد تھا۔ (٦) اس بچھڑے کا بولنا حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک کے اثر سے تھا' نہ کہ کچھ سوراخوں کی وجہ سے جو اس کی ناک میں کئے گئے تھے۔ جس میں سے ہوا گزرتی اور سیٹی کی طرح آواز نکلتی کیونکہ یہ قرآن کریم کی اگلی آیت کے خلاف ہے (٧) اور رب کو ڈھونڈنے کوہ طور پر گئے۔ رب تو یہیں آ گیا۔ (٨) خیال رہے کہ یہاں رب تعالیٰ نے نفع ونقصان کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے' نہ کہ اس کے نافع وضار ہونے کی کیونکہ دنیا کی ہر چیز خصوصاً سونا نفع ضرور دیتا ہے۔ مگر نفع دینا اور ہے نفع کا مالک ہونا کچھ اور' الوہیت کا مدار دوسری چیز ہے نہ کہ پہلی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (٩) رحمٰن فرما کر یہ بتایا کہ اگر تم اب بھی توبہ کرو گے تو وہ قبول فرما لے گا کیونکہ رحمٰن ہے (١٠) معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے پیغمبر کی اطاعت ضروری ہے۔ نبی کی مخالفت کر کے توحید وغیرہ کام نہیں آتی۔ لطیفہ

ع ١٣
١٣

منزل۴

روافض کہتے ہیں کہ حضرت علی حضور کے بعد ایسے تھے جیسے حضرت ہارون' موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ' مگر پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کر لی۔ حالانکہ حضرت ہارون نے تقیہ نہ فرمایا' اور بت پرستوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے۔ تو بقول روافض حضرت علی' حضرت ہارون کی مثل نہ ہوئے۔ حضرت علی نے اس وقت نہ فرمایا کہ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي (طٰہٰ: ٩٠) (١١) یہ بہانہ بازی کے طور پر کہا تھا نہ کہ توبہ کے وعدے پر' اگر توبہ کا ارادہ ہوتا تو آج ہی کر لیتے۔ یہ سن کر حضرت ہارون بارہ ہزار مومن اسرائیلیوں کے ساتھ ان مرتدین سے علیحدہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپسی پر یہ بت پرستی ملاحظہ فرما کر طیش میں آ گئے اور اس حالت میں حضرت ہارون کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی شریف بائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمانے لگے (١٢) یعنی تم فوراً کوہ طور پر پہنچ کر مجھے ان کی حرکات کی خبر دیتے (١٣) اس سے پتہ چلا کہ داڑھی ایک مشت ہونی چاہئے یعنی چار انگل جو پکڑنے میں آ سکے۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے۔ حضور وضو میں داڑھی کا خلال فرماتے تھے اور داڑھی میں خلال جب ہی ہو سکتا ہے کہ بڑی ہو۔ (١٤) اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگ غلطی سے سزا دے دے تو قصاص نہیں۔ بقیہ برصفحہ ٨٠٥

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾
فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا ؎۱ اور میرے جی کو یہی بھلا لگا ؎۲
قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ
کہا تو چلتا بن کہ دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے چھو نہ جانا ؎۳ اور بے شک تیرے لئے
اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ
ایک وعدہ کا وقت ہے ؎۴ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن مارے (پوجا کے
عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَآ
لئے بیٹھا) رہا قسم ہے ہم ضرور اُسے جلائیں گے پھر ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہائیں گے ؎۵ تمہارا
اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾
معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ؎۶
كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں ؎۷ اور ہم نے تم کو اپنے پاس
مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
سے ایک ذکر عطا فرمایا ؎۸ جو اُس سے منہ پھیرے تو بے شک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ؎۹
وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ
وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے ؎۱۰ اور وہ قیامت کے دن اُن کے حق میں کیا ہی بُرا بوجھ ہوگا جس دن
يُّنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ
صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں ؎۱۱ آپس میں چپکے چپکے
بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ
کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ؎۱۲ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں
اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ
سب سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ؎۱۳
فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى
تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اُڑا دے گا ؎۱۴ تو زمین کو پٹ پر (چٹیل میدان) ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اُس

❶ جس سے بچھڑے میں جان پیدا ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک زندگی بخش ہے مگر چونکہ سونا فرعونیوں کا تھا اس لئے بچھڑے کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے' ہدایت پر نہ آئے۔ اسی طرح قرآن وحدیث جب بے دینوں کی زبان سے نکلے تو اس سے لوگ گمراہ ہوں گے' ہدایت پر نہ آئیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچھڑے کی ناک' منہ میں سوراخ نہ تھے جس سے بانسری کی طرح آواز نکلتی بلکہ حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک کی تاثیر تھی۔ جب حضرت جبریل کی گھوڑی کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کرسکتی ہے تو بزرگوں کے قدموں کی خاک مردہ دلوں کو زندہ کردیتی ہے۔ ❷ یعنی جو کچھ میں نے کیا اپنی نفسانی خواہش سے کیا نہ تو کسی نے مجھے کہا' نہ مجھے الہام ہوا۔ چونکہ سامری کے اس کلام میں ندامت وشرمندگی کی جھلک تھی۔ اس لئے آپ نے اسے قتل نہ فرمایا۔ ورنہ مرتد کی سزا قتل ہے ❸ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زبان' کن کی کنجی ہوتی ہے جو ان کے منہ سے نکل جائے وہ باذن اللہ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ سامری کے جسم میں یہ تاثیر پیدا ہوگئی کہ جو کوئی اسے چھو جاتا' اسے بھی بخار آجاتا اور خود سامری کو بھی۔ لہٰذا سامری لوگوں سے کہتا تھا کہ مجھے نہ چھونا۔ مجھ سے علیحدہ رہنا۔ اور جانوروں کی طرح سب سے علیحدہ رہتا تھا جیسا کلیم اللہ کے منہ سے نکلا ویسا ہو کر رہا ❹ یعنی عذاب آخرت اس کے علاوہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سامری نے توبہ نہ کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سامری کے انجام سے خبردار تھے' کہ
ع ١٥ ١٤
کافر مرے گا۔ عذاب ہوگا وغیرہ ❺ معلوم ہوا کہ بت یا لہو کے آلات توڑ دینے پر ضمان واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کسی شرابی کی شراب پھینک دے یا ڈھول پھاڑ دے تو اس پر قیمت واجب نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بچھڑے کی قیمت نہیں لی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا فنا کرنا تبلیغ ہے' مال برباد کرنا نہیں ❻ غالب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کا ہے' اور ممکن ہے کہ رب تعالیٰ کا کلام ہو' اہل عرب سے خطاب فرماتے ہوئے ❼ تمہارے علم کے لئے نہیں' بلکہ لوگوں کو سنانے کے لئے' ورنہ تم کو تو علم لدنی بخشا گیا جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہے۔ ❽ معلوم ہوا کہ حضور کو علم لدنی عطا ہوا جس سے آپ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے خبردار تھے' یہ قرآن اس علم کا بیان ہے اور لوگوں کی تعلیم کے لئے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء: ١١٣) اور حضور فرماتے ہیں فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ اور فرماتا ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل: ٨٩) ❾ اپنے کفر اور گناہوں کا۔ اور جسے گمراہ کیا ہے' ان کی گمراہی وگناہوں کا بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار تمام گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائیں گے۔ ان کے کل یا بعض گناہوں میں معافی بھی ہوجائے گی انشاء اللہ ❿ عذاب کی ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو' اسے ہمیشہ عذاب نہ ہوگا۔ ⓫ قیامت میں کفار کی چند کھلی علامتیں ہوں گی۔ منہ کالا' آنکھیں نیلی' ہاتھ بندھے ہوئے۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں' اور مومن کا حال اس کے برعکس ہوگا۔ لہٰذا قیامت میں کافر و مومن کی پہچان ہر شخص کو ہوگی جو کہے کہ حضور کافر و مومن کو نہ پہچان سکیں گے وہ بقیہ برصفحہ ٨٠٥

فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ
میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اُس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے ف۱ اُس میں کجی نہ ہوگی
وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ
اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہوکر رہ جائیں گی ف۲ تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز ف۳ اُس دن
لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾
کسی کی شفاعت کام نہ دے گی ف۴ مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے ف۵ اور اُس کی بات پسند فرمائی
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَ
وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ف۶ اور اُن کا علم اسے نہیں گھیر سکتا اور
عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَ
سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور ف۷ اور بے شک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا اور
مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا
جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان ف۸ تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا اور نہ
هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ
نقصان کا ف۹ اور یونہی ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا ف۱۰ اور اس میں طرح طرح سے عذاب کے
الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ
وعدے دیئے کہ کہیں انہیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے تو سب سے بلند ہے اللہ
الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ
سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو ف۱۱ جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے
وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ
اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے ف۱۲ اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا ف۱۳
قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ ۧ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا ف۱۴ اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ
تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس اُس نے نہ مانا ف۱۵ تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ تیرا اور

۱ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز جو بذریعہ صور نفخہء ثانیہ کے وقت ہوگی۔ اور تمام جگہ پہنچے گی۔ سب زندہ ہوکر دوڑیں گے۔ ۲ یعنی رب تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے تمام محشر میں خاموشی اور سناٹا ہوگا۔ یہ محشر کا پہلا حال ہوگا۔ عرض و معروض کرنا' آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کچھ بعد میں ہوگی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳ قدموں کی آہٹ' چلنے کی سرسراہٹ یا تو قبروں سے میدان محشر کی طرف' یا خود میدان محشر میں شفیع کی تلاش میں یا اور کسی وجہ سے ۴ یعنی کفار کے لئے شفاعت ہوگی ہی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے شفاعت تو ہو مگر نفع نہ ہو۔ کیونکہ سالبہ موضوع نہ ہونے سے بھی صادق آجاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت سے مراد عذاب سے نجات ملنے کی شفاعت ہے' ورنہ بعض کفار کو تخفیف عذاب کی شفاعت ہوگی۔ ابو طالب بہت ہلکے عذاب میں ہوں گے ۵ یعنی انہیں پہلے ہی سے شفاعت کی اجازت مل چکی ہے اور ان کا لقب شفیع المذنبین ہو چکا ہے' قیامت میں کلام کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشش کی شفاعت کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک شفیع کا محبوب ہونا' دوسرے مشفوع کا مومن ہونا۔ پہلے کا ذکر' من اذن میں ہے دوسرے کا ذکر' و رضی میں ۶ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے گزشتہ و آئندہ حالات جانتا ہے مگر مخلوق خدا کی ذات و صفات اور اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یا شفیع المذنبین مخلوق کے اگلے پچھلے حالات جانتے ہیں مگر مخلوق ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بغیر علم شفاعت ناممکن ہے۔ جیسے طبیب بغیر مرض پہچانے علاج نہیں کر سکتا۔ (روح البیان آیۃ الکرسی) ۷ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ عجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۸ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے' ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جواز میں فرق ہے۔ ۹ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہوگا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہوگا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور هَضْمًا سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۰ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں' ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔ ۱۱ شان نزول' جبریل علیہ السلام جب قرآن لے کر حاضر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور جلدی فرماتے تھے تاکہ قرآن کریم کے الفاظ بھول نہ جائیں۔ تب یہ آیت کریمہ' نازل ہوئی جس میں وعدہ فرمایا گیا کہ آپ بھولیں گے نہیں ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہئے۔ علم کی حرص اچھی ہے۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ: ۴) یعنی ہر آخر گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے ۱۳ کہ یہ ممنوعہ درخت کھانا تو درکنار اس کے قریب بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

ع ۱۱ ۱۵

لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا

تیری بی بی کا دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے ۱ بیشک تیرے

تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

لئے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اور نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ ۲

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا ۳ بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں ہمیشہ جینے کا پیڑ

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

(درخت) ۴ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ۵ تو ان دونوں نے اس میں سے کھا لیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ

ظاہر ہوئیں ۶ اور جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے ۷ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو

فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی ۸ پھر اسکے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قرب خاص کی راہ

مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ

دکھائی فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اترو تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے ۹ پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۱۰

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ

تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بہکے نہ بدبخت ہو ۱۱ اور جس نے میری یاد سے منہ

ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ

پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے ۱۲ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے ۱۳ کہے گا

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ

اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا (بینا) تھا فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں

اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ

آئی تھیں ۱۴ تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۱۵ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے

اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیرپا ہے ۱۶

۱ کہ دنیا میں جا کر تم کو روزی کمانی پڑے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی مشہور جنت میں رکھے گئے تھے جو بعد قیامت نیکوں کو عطا ہوگی۔ کوئی دنیاوی باغ نہ تھا۔ کیونکہ اس باغ میں تو دھوپ بھی ہوتی ہے اور وہاں بھوک بھی لگتی ہے۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ داخلہ جزاء و عمل کے لئے نہ تھا' بلکہ انہیں تربیت دینے کو تھا کہ جنت دیکھ کر آئیں اور دنیا کو اسی طرح آباد کریں اور بنائیں' جیسے اسکول میں طلباء کا رہنا۔ جب جزاء کے لئے داخلہ ہوگا نہ نکالا جائے گا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴ اس وقت تک شیطان کا جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا۔ کبھی کبھی چوروں کی طرح وہاں پہنچ جاتا تھا اس لئے آپ کے پاس پہنچ گیا ہمارے حضور ﷺ کے تشریف لانے پر وہ آسمانوں سے بھی روک دیا گیا ۵ یعنی یہ درخت شجر خلد ہے جس کی تاثیر یہ ہے کہ اس کا کھا لینے والا نہ مرتا ہے نہ اسے جنت سے نکالا جاتا ہے اور جب تمہیں رب نے اس سے منع فرمایا تھا تب تمہارا معدہ اسے ہضم کرنے کے لائق نہ تھا اب تم میں کافی طاقت آ چکی ہے اسے ہضم بھی کر سکو گے لہٰذا وہ ممانعت وقتی تھی جس کی میعاد ختم ہو چکی (از تفسیر عزیزی) اس صورت میں آدم علیہ السلام پر یہ اعتراض نہیں کہ انہیں رب کی ممانعت یاد تھی پھر کیوں کھا لیا۔ ۶ لَهُمَا سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم و حوا کے ستر جنات یا شیطان پر نہ کھلے صرف ایک دوسرے پر کھلے کیونکہ جنتی لباس ان سے اتار لیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی خاوند ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ رہا کریں کہ بے حیائی ہے ۷ انجیر کے پتے۔ معلوم ہوا کہ حیا' شرم اور ستر چھپانا انبیاء کرام کی سنت ہے ۸ یعنی جس مقصد کے لئے گندم کھائی تھی وہ حاصل نہ ہوا یعنی حیات دائمی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے عصیان کے معنی گناہ نہیں بلکہ لغزش و خطا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے وجہ اور ید کے معنی یہ ہاتھ پاؤں نہیں۔ کسی چیز کے معنی منسوب الیہ کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ آنکھ بیٹھ گئی۔ گلا بیٹھ گیا۔ دکان بیٹھ گئی۔ دل بیٹھ گیا۔ رعب بیٹھ گیا۔ ان میں بیٹھنے کے معنی الگ الگ ہیں۔ ۹ یعنی تمہاری اولاد بعض بعض کی دشمن ہوگی۔ مومن کافر کی سعید' شقی کے دشمن' نیز دنیاوی امور میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے ۱۰ یہ اگر رب تعالیٰ کے لئے شک کے واسطے نہیں بلکہ بندہ کے لئے ہے۔ کیونکہ بعض کو پیغمبر کی تعلیم پہنچے گی اور بعض کو نہیں۔ دیوانے' فترت والے لوگ اس تعلیم سے محروم رہیں گے ۱۱ معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت کرنے والا نہ دنیا میں بہکے' اور نہ آخرت میں بدنصیب ہو' ان کا دامن رحمت دنیا و دین میں جائے امن ہے۔ ۱۲ دنیا کی زندگی یا قبر کی یا آخرت کی' دنیا کی زندگی کی تنگی یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قناعت نصیب نہ ہو۔ حرص کی وجہ سے آرام نہ کر سکے ۱۳ یعنی قبر سے اٹھ کر میدان محشر تک اندھا ہوگا اور ٹھوکریں کھاتا ہوا یا سر کے بل وہاں پہنچے گا۔ پھر اس کی آنکھوں میں روشنی دی جائے گی دوسری جگہ فرماتا ہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق: ۲۲) لہٰذا ان دونوں آیتوں میں مخالفت نہیں علیحدہ علیحدہ وقت اور علیحدہ جگہ کا ذکر ہے۔ ۱۴ کتاب اللہ کی آیتیں یا رب تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور قوی بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ
تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک کر دیں کہ یہ ان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ ع وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
ہیں ف۱ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ف۲ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ف۳
لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ ؕ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
تو ضرور عذاب انہیں لپٹ جاتا اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا ف۴ تو اُن کی باتوں پر صبر کرو ف۵
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ
اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے ف۶ اور رات کی گھڑیوں میں
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
اس کی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو ف۷ اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا
بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَرِزْقُ
اسکی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہے ف۸ جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں
رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ
اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے ف۹ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ ف۱۰
رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَةٍ
کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے ف۱۱ اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لئے ف۱۲ اور کافر بولے یہ اپنے
مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ
رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ف۱۳ اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے ف۱۴ اور اگر ہم
اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا
انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ
رسول کیوں نہ بھیجا ف۱۵ کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے ف۱۶ تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں
فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾ ع
تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی ف۱۷

(۱) کفار مکہ تجارتی سفروں میں ان برباد شدہ قوموں کی بستیوں میں چلتے پھرتے تھے کیونکہ خاص مکہ معظمہ میں کسی قوم پر عذاب نہ آیا۔ اصحاب فیل پر مکہ معظمہ کے جنگل میں عذاب آیا جہاں عمارت نہ تھی (۲) معلوم ہوا کہ جس عقل کے ذریعہ عبرت حاصل نہ ہو وہ بے عقلی ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنی ہی تیز ہو (۳) وہ بات یہ کہ تمہاری امت دعوت پر دنیاوی عام عذاب نہ آئے گا۔ آخرت میں ہوگا جو بھی ہوگا (۴) قیامت کی آمد پر۔ (۵) یعنی صبر پر قائم رہو کیونکہ حضور ﷺ پہلے ہی سے صبر فرماتا تھا۔ یہ ایسا ہے جیسے رب فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا (النساء: ۱۳۶) یعنی اے ایمان والو! ایمان پر قائم رہو یا اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اگر آیت کا منشاء یہ ہے کہ کفار کی اذیتیں جھیلتے رہو۔ انہیں کچھ نہ کہو تو یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے۔ (۶) یہاں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔ جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ فقط تسبیح و تحمید بھی ان اوقات میں بہت افضل ہے اگرچہ جائز ہر وقت ہے۔ ان دونوں جملوں میں نماز فجر و عصر مراد ہے۔ اور رات کی گھڑیوں میں نماز عشاء اور دن کے کناروں سے فجر و مغرب مراد چونکہ نماز فجر زیادہ اہم ہے اس لئے اس کی طرف دو دفعہ اشارہ فرمایا (۷) اس میں نماز پنجگانہ کی طرف اشارہ ہے لَعَلَّكَ تَرْضٰى سے معلوم ہوا کہ ہماری نمازوں اور حضور کی نمازوں کے مقاصد میں فرق ہے۔ ہماری نمازیں گناہ کی معافی کے لئے ہیں۔ حضور کی نمازیں ترقی درجات کے لئے۔ کہ فرمایا لَعَلَّكَ تَرْضٰى آپ کے درجات یہاں تک بڑھیں کہ آپ خوش ہو جاویں (۸) یعنی کافروں کی دولت و اولاد وغیرہ کو لالچ و وقعت کی نظر سے نہ دیکھو۔ یہ رحمت کی شکل میں عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مال و دولت پر غبطہ و رشک کرنا جائز ہے۔ اگر رب تعالیٰ حضرت عثمان کے دسترخوان کا ریزہ ہم کو بھی دے تو ہم بھی صدقات و خیرات کریں۔ جیسا

ع ۷ / ۱۶

ع ۸ / ۱۷

کہ حدیث شریف میں ہے۔ (۹) جو دنیا و آخرت میں مومن کو ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا رزق دائمی ہے۔ وہ صدقہ و خیرات کر کے ہمیشہ نفع پاتا ہے۔ (۱۰) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گھر میں رہنے والے تمام لوگ انسان کے اہل کہلاتے ہیں' بیویاں' اولاد' بھائی برادر وغیرہ دوسرے یہ کہ نمازی کامل وہ نہیں جو صرف خود نماز پڑھ لیا کرے۔ بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو نمازی بنا دے۔ تیسرے یہ کہ حکم نماز کی نوعیتیں جداگانہ ہیں۔ چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار کر نماز پڑھائے۔ بھائی برادر کو زبانی حکم دے۔ (۱۱) یعنی تجھے تیری اور تیری اولاد کی روزی کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ اس کے کفیل ہم ہیں۔ اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انسان کمانا چھوڑ دے۔ کمائی کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں بہت جگہ آیا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ کمائی کی فکر میں آخرت سے غافل نہ ہو (۱۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے روزی غیب سے ملتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق: ۳) (۱۳) یعنی جن کا ہم مطالبہ کرتے ہیں جیسے سونے کا پہاڑ اور مکہ معظمہ کی زمین کا سبزہ زار ہو جانا۔ (۱۴) یعنی حضور کی تشریف آوری کی بشارت گزشتہ کتابوں میں ہونا اور بقیہ برصفحہ ۸۰۶

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ ٢١ مَكِّيَّةٌ ٧٣ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ١١٢ رُكُوْعَاتُهَا ٧

سورۂ انبیاء مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ ①

لوگوں کا حساب نزدیک ۱ اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں ۲

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ

جب اُن کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے ۳ تو اُسے نہیں سنتے مگر

يَلْعَبُوْنَ ۙ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ

کھیلتے ہوئے ۴ اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں ۵ اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③

کہ یہ کون ہیں ایک تمہی جیسے آدمی تو ہیں ۶ کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر ۷

قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④

نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر بات کو اور وہی ہے سنتا جانتا ۸

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا

بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے بلکہ یہ شاعر ہیں ۹ تو ہمارے

بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

پاس کوئی نشانی لائیں جیسے اگلے بھیجے گئے تھے ۱۰ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی جسے

اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ⑥ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا

ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے ۱۱ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد ۱۲ جنہیں ہم

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑦ وَمَا

وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو ۱۳ اور ہم نے

جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ⑧ ثُمَّ

انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں ۱۴ اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں ۱۵ پھر ہم نے

صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨

اپنا وعدہ انہیں سچا کر دکھایا ۱۶ تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی اور حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا

① لوگوں سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اور حساب سے مراد قبر یا حساب حشر ہے۔ چونکہ حضور آخری نبی ہیں لہٰذا اب قیامت ہی آوے گی۔ یا گزشتہ زمانہ کے لحاظ سے اب قیامت قریب ہے۔ یہ آیت منکرین قیامت کے جواب میں نازل ہوئی۔ اور یہاں کی ہر ساعت کو غنیمت جانے کہ دنیا کاشت کی جگہ ہے اور آخرت پھل کھانے کی جگہ ② اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول رہنا اور آخرت کی تیاری نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس زندگی کا توشہ بنائے۔ ③ کلام الٰہی قدیم ہے مگر اس کا ہمارے پاس آنا حادث ہے۔ یہاں آنے کے لحاظ سے محدث فرمایا گیا۔ ④ یعنی وہ کفار قرآن کو صحیح ارادے سے نہیں سنتے۔ مذاق اڑانے یا انکار کرنے کی نیت سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ لہٰذا استماع اور لعب میں تعارض نہیں ⑤ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت لہو ولعب کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اعراف: ۲۰۴) اس سے بہت سے فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ⑥ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی حضور کو علانیہ طور پر اپنے جیسا بشر کہتے ہوئے گھبراتے اور شرماتے تھے کیونکہ ہزارہا فرق وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے اس لئے خفیہ طور پر کہتے تھے۔ آج جو علانیہ طور پر حضور کو اپنے جیسا بشر کہے وہ ان کفار سے بدتر ہے۔ نیز نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا تمام کفریات کی جڑ ہے تمام کفر اس کی شاخیں ہیں ⑦ شکل و صورت، کھانا پینا، زندگی موت دیکھ کر پہچان لو کہ وہ تم جیسے بشر ہیں۔ ہاں وہ جانتے ہیں تم جادو نہیں جانتے۔ معاذ اللہ ⑧ لہٰذا ان کفار کو ان کے اس خفیہ قولوں کی سزا دے گا۔ اور مسلمانوں کو ان کی خفیہ عبادات و ایمان کی جزاء۔ ⑨ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کو خود اپنی بات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو ایک بات پر قرار نہیں وہ کفار حضور کے کلام کو کبھی جادو، کبھی پریشان خواب، کبھی گھڑی باتیں کبھی شعر و کہانت اسی لئے کہتے تھے۔ خیال رہے کہ یہاں شعر سے مراد کلام منظوم نہیں بلکہ جھوٹا مگر حسین و باریک کلام مراد ہے۔ ⑩ جیسے ید بیضا، عصاء موسوی۔ ناقہ صالح علیہ السلام۔ یا تو اہل کتاب کفار کا یہ قول ہے یا مشرکین کا، مگر پادریوں وغیرہم سے سن کر۔ ورنہ وہ مشرکین ان پیغمبروں کے قائل نہ تھے۔ ⑪ یعنی یہ ان کفار کے بہانے ہیں ورنہ جن قوموں کے پاس ان کے رسول وہی معجزات لائے جو یہ آپ سے مانگ رہے ہیں وہ بھی ان پر ایمان نہ لائے۔ معجزات کو جادو ہی کہتے رہے، ماننے کے لئے ایک معجزہ کافی ہے نہ ماننے والوں کے لئے ہزارہا معجزات بھی کافی نہیں ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان اور مرد ہی ہوئے کوئی عورت یا جن یا فرشتہ وغیرہ نبی نہیں۔ بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہمیشہ حسب نسب میں اونچے اور اعلیٰ خاندان میں ہوئے۔ رب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ابراہیم نبی ہمیشہ ابراہیمی ہوئے وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت: ۲۷) اور فرماتا ہے۔ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ الخ (بقرہ: ۱۲۴) جس سے معلوم ہوا کہ نبوت حضرت ابراہیم کی ذریت میں ہے۔ غرضیکہ ان آیات و

بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ
بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اُتاری جس میں تمہاری ناموری ہے ف۱ تو کیا تمہیں عقل نہیں اور

قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستم گار تھیں ف۲ اور اُن کے بعد اور قوم پیدا

اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ لَا
کی ف۳ تو جب اُنھوں نے ہمارا عذاب پایا جبھی وہ اس سے بھاگنے لگے ف۴ نہ

تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں ف۵ اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے

تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۱۴ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
پوچھنا ہو ف۶ بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ف۷ تو وہ یہی

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝۱۵ وَمَا خَلَقْنَا
پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اُنھیں کر دیا کاٹے ہوئے بجھے ہوئے ف۸ اور ہم نے

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝۱۶ لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ
آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے ف۹ اگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے

لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۱۷ بَلْ نَقْذِفُ
تو اپنے پاس سے اختیار کرتے ف۱۰ اگر ہمیں کرنا ہوتا بلکہ ہم حق کو باطل

بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ
پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ف۱۱ اور تمہاری خرابی ہے

مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ
ان باتوں سے جو بناتے ہو اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اور

عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝۱۹
اُس کے پاس والے ف۱۲ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ف۱۳ اور نہ تھکیں ف۱۴

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝۲۰ اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ
رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے ف۱۵ کیا انھوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنا لیے

ع ۱

[(۱) ذکر کے معنی نصیحت، بیان، تذکرہ اور ناموری ہیں۔ یہاں ہر معنی درست ہیں۔ یعنی اے عرب والو! قرآن میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا تمہاری ضروریات کا بیان ہے یا اس میں گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے یا تمہاری عزت و شہرت ہے کہ اس قرآن کی وجہ سے عربی زبان اور ملک عرب اور تمہاری قوم کی دنیا بھر میں ہمیشہ عزت ہوگی۔ (۲) یعنی کافر تھیں، کیونکہ کافر اپنے پر اور اپنے اہل قرابت پر ظلم کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) (۳) ایسا ہی تمہارا حال ہوگا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا۔ دیکھ لو سرداران قریش نے دین کی خدمت نہ کی تو رب نے انصار جیسی مسکین قوم سے دین کا کام لے لیا۔ ابوجہل وغیرہ کو بدر وغیرہ میں ہلاک کر دیا۔ (۴) خزائن العرفان میں ہے کہ یمن میں ایک بستی ہے حصور۔ وہاں کے لوگوں نے نبی کو جھٹلایا اور انہیں قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر ظالم بادشاہ کو مسلط فرما دیا جس نے ان کو قتل و قید کیا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے۔ اس پر فرشتوں نے بطور طنز یہ کہا۔ مگر یہ روایت اس صورت میں ہے کہ حضور سے پہلے عرب میں پیغمبر تشریف لائے ہوں۔ (۵) رب فرماتا ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ (بقرہ: ۲۳) یہ دونوں امر تعجیز کے لئے ہیں۔ (۶) کہ لوگ تم سے تمہاری مصیبتیں اور ان کی وجہ پوچھیں اور تم رو رو کران کو اپنا قصہ سناؤ اور اپنے کفر و شرک کا اقرار کرو۔ (۷) یہ الفاظ توبہ کے ہیں مگر عذاب دیکھ کر توبہ قبول نہیں بالکل بیکار ہے۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ عذاب آجانے پر توبہ یا اپنے جرم کا اقرار بے فائدہ ہے۔ وہی درخت پھل دیتا ہے جو وقت پر بویا جائے۔ بے وقت کی بوئی ہوئی کھیتی پھل نہیں دیتی۔ بے وقت کی توبہ عذاب دفع نہیں کرتی (۹) بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں ہیں تو تم کو بھی بے کار نہ بنایا حکمت سے بنایا۔ اگر فقط کھانے پینے کے لئے پیدا ہوئے ہوتے تو یہ کام تو جانور تم سے اچھا کر سکتے تھے معلوم

منزل ۴

ہوا کہ تم کو کسی بڑے کام کے لئے پیدا فرمایا۔ وہ کام معرفت الٰہی اور اطاعت پیغمبر ہے (۱۰) یعنی اگر ہمارے بال بچے ہوتے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو ہمارے پاس رہتے جیسا کہ عام طور پر دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بال بچوں کو اپنے پاس رکھتا ہے وہ تم میں رہتے (۱۱) معلوم ہوا کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے اور حق کا زور زیادہ۔ دیکھو قرآن کریم نہایت بے سروسامانی کی حالت میں حضور پر آیا مگر تمام کفر و شرک پر غالب آ گیا۔ عصاء موسوی تمام جادوؤں کو نگل گیا۔ آخر غلبہ حق کو ہوتا ہے اور ہوگا (۱۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی اور بیوی خاوند کی مملوک نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق میری ملک ہے پھر ان میں کوئی میرے زن و فرزند کیسے ہو سکتے ہیں۔ (۱۳) یعنی قرب حضوری رکھنے والے فرشتے جنہیں ملائکہ مقربین کہتے ہیں۔ جن فرشتوں کے ذمہ دنیا کا انتظام ہے انہیں مدبرات امر کہتے ہیں (۱۴) اللہ تعالیٰ بعض مقبول انسانوں کو بھی یہ طاقت و قوت دے دیتا ہے۔ وہ بشر صورت ملک سیرت رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ صوم وصال کے موقعہ پر کئی کئی دن کھانا پینا چھوڑے رہتے تھے مگر کوئی ضعف نہ ہوتا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تین سال پانی نہ پیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت صدر بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے ف۱

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا

تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو

يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ

وہ کرے اور اُن سب سے سوال ہوگا ف۲ کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ

اپنی دلیل لاؤ ف۳ یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے ف۴ اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ بلکہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

اُن میں اکثر حق کو نہیں جانتے تو وہ رو گرداں ہیں ف۵ اور ہم نے تم

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے ف۶ کہ میرے سوا کوئی معبود

فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ

نہیں تو مجھی کو پوجو ف۷ اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ بلکہ

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾

بندے ہیں عزت والے ف۸ بات میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں ف۹

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ

وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کے لیے

ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ

جسے وہ پسند فرمائے ف۱۰ اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں ف۱۱ اور ان میں ف۱۲ جو کوئی کہے کہ میں

اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ستم گاروں کو کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین

ع ۲

۱ اس لئے کہ اگر ایسے چند خدا مانے جائیں جیسے مشرکین مانتے ہیں تو یہ مجبور محض ہیں اور مجبور و بے خبر کی الوہیت سے عالم تباہ ہو جائے گا جیسے غافل بادشاہ کی سلطنت سے ملک برباد ہو جاتا ہے اور اگر حقیقی قدرت وعلم والے چند الٰہ ہوں تو یا اگر وہ دونوں متفق ہو کر عالم کا کام چلائیں تو ایک معلول کے لئے دو مستقل علتیں لازم آویں گی۔ یہ محال بالذات ہے اور اگر وہ دونوں الٰہ مختلف ہوں تو اجتماع ضدین بلکہ اجتماع نقیضین لازم آوے گا۔ یہ تمام چیزیں محال بالذات ہیں۔ (خزائن العرفان) ۲ یہاں پوچھنے سے مراد سرزنش اور حساب کا پوچھنا ہے یعنی کسی مخلوق کی جرأت نہیں کہ رب سے عتاب کی پوچھ گچھ کرے بلکہ رب تعالیٰ ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ رہا سوال یعنی بھیک مانگنا۔ اس میں معاملہ برعکس ہے کہ سب اس کے سوالی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الرحمٰن: ۲۹) فرشتوں نے رب تعالیٰ سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی تھی۔ وہ سوال ہی اور تھا۔ ۳ دلیل عقلی یا نقلی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے سے دلیل مانگنا ذلیل کرنے کے لئے جائز ہے اور شک کی بناء پر دلیل مانگنا جرم ہے ۴ ساتھ والوں سے مراد حضور کی ساری امت ہے یعنی قرآن کریم میں میری امت کی نیکیوں اور گناہوں کی سزا جزا کا ذکر ہے اور پچھلی امتوں کے حالات کا قرآن کریم نے بتایا کہ کسی امت میں شرک جائز نہ ہوا۔ لہٰذا یہ توحید کی دلیل نقلی ہے ۵ یہ کفار کے عوام کا حال ہے کہ بے شعوری اور بے علمی سے حق کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان کے علماء جان بوجھ کر عناداً منکر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور سے بے علمی جرم ہے ان کا سمجھنا فرض ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی پر وحی آتی تھی نبوت کے لئے وحی لازم وضروری ہے۔ یہاں رسول سے مراد نبی ہیں۔ کبھی نبی و رسول میں فرق ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں ۷ اس سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء عقائد میں متفق ہیں اعمال میں فرق ہے۔ کسی نبی کے دین میں شرک جائز نہیں ہوا لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں کیونکہ بعض انبیاء کے زمانے میں ہوا ہے ۸ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی تردید کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کرو بلکہ اس طرح تردید کرو کہ بزرگوں کی عظمت باقی رہے کفار نے فرشتوں یا بعض پیغمبروں کو خدا کی اولاد مان کر ان کی پوجا کی تو رب نے ان محبوبوں کو برا نہ کہا بلکہ انہیں مکرم فرمایا۔ اس سے خوارج اور وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہئے۔ یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوجتے تھے ۹ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے معصوم ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ (تحریم: ۶) ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومن گنہگار سے بھی راضی ہے ایمان کی بنا پر کیونکہ شفاعت گنہگاروں کی بھی ہو گی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ رب تعالیٰ کافر سے بالکل ناراض ہے اگر گنہگار مومن سے بالکل ناراض ہوتا تو انہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے پیارے خطاب سے نہ پکارتا۔ ۱۱ یعنی فرشتے باوجود معصوم ہونے کے ہیبت الٰہی سے کانپتے ہیں۔ خیال رہے کہ خشیت عظمت کے خوف کو کہتے ہیں اور اشفاق رب کی

بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا
بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا ۱ اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی ۲ تو کیا وہ

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَ
ایمان لائیں گے اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے ۳ کہ انہیں لے کر نہ کانپے اور

جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ
ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ
چھت بنایا نگاہ رکھی گئی ۴ اور وہ اس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں ۵ اور وہی ہے جس نے بنائے

خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ
رات اور دن ۶ اور سورج اور چاند ہر ایک ایک گھیرے میں

یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ
تیر رہا ہے ۷ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی ۸ تو کیا اگر

مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ
تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۹ اور ہم تمہاری آزمائش کرتے

بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ
ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے ۱۰ اور جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں

كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ
تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) ۱۱ کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو برا کہتے ہیں ۱۲

وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ
اور وہ رحمن ہی کی یاد سے منکر ہیں ۱۳ آدمی جلد باز بنایا گیا ۱۴

سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا ۱۵ مجھ سے جلدی نہ کرو ۱۶ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ
اگر تم سچے ہو ۱۷ کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے

۱ اس طرح کہ بارش نہ ہوتی تھی۔ پھر بارش ہوئی۔ یا اس طرح کہ پہلے سب آسمان چپٹے ہوئے تھے پھر ان میں فاصلہ فرمایا پہلی صورت میں رویت سے مراد ہے آنکھ سے دیکھنا۔ دوسری صورت میں دل سے دیکھنا یعنی غور کرنا ۲ معلوم ہوا کہ ہر حیوان پانی سے زندہ ہے یا نطفہ سے پیدا ہوا۔ سب کی اصل پانی ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان بھی پانی سے بنے۔ آسمان پانی کی بھاپ ہے اور زمین پانی کی جھاگ۔ ۳ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو لنگر فرمایا۔ لنگر ڈال دینے پر جہاز جنبش نہیں کرتا۔ ایسے ہی زمین اب جنبش نہیں کرتی۔ ۴ جو نہ گرے نہ گھسے حالانکہ نہ کسی ستون پر قائم ہے نہ کسی چیز میں لٹکا ہوا ہے صرف قدرت الٰہی سے قائم ہے۔ ۵ یعنی کفار ان نشانیوں میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم الافلاک اعلیٰ علوم ہیں جبکہ ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا جاوے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے اس ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو۔ ۶ تاکہ تم رات میں آرام اور دن میں کام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے اور دن بعد میں۔ یہ ہی اسلامی قانون ہے کہ غروب آفتاب سے تاریخ بدلتی ہے۔ عقل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ تاریکی نور سے پہلے ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین حرکت نہیں کرتے بلکہ مدار میں سب تارے ایسے تیر رہے ہیں جیسے پانی میں تیرنے والا۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا اور نیا فلسفہ یعنی سائنس بھی بکواس ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آسمان کا قوام پانی یا ہوا کی طرح رقیق و پتلا ہے جس میں تارے تیر رہے ہیں۔ ٹھوس اور سخت نہیں۔ لہٰذا روسی راکٹ آج آسمانوں میں داخل ہو گیا ہو تو اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اس آیت کا ثبوت اور معراج کا اثبات ہوگا۔ ۸ حضور کے دشمن حضور کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ کوئی موت سے دور نہیں جسے بالکل موت نہ آئے۔ خضر و عیسیٰ علیہما السلام بلکہ مردود ابلیس کو بھی موت ضرور آنی ہے۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا چکنا ثابت نہیں ہوتا جیسا قادیانیوں نے وہم کیا۔ غرضیکہ درازی عمر اور چیز ہے خلود کچھ اور۔ دنیا میں خلود کسی کے لئے نہیں ۹ عاشقوں کے لئے موت کا مزا لذیذ ہے اور غافلوں کے لئے سخت بدمزہ۔ موت ریل کی طرح کسی کو محبوب تک اور کسی کو جیل تک پہنچاتی ہے۔ ۱۰ کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوش۔ ۱۱ شان نزول۔ ابوجہل حضور کو دیکھ کر ہنسا کرتا تھا' مذاق کے لئے آوازیں کستا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲ یعنی نعوذ باللہ یہ نبی بہت معمولی حیثیت کے ہیں اور ہمارے بت بہت شاندار یہ اتنے معمولی ہو کر ایسے شانداروں کو برا کہتے ہیں ھذا الذی یہاں توہین کے لئے ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو معمولی حیثیت کا آدمی کہنا کفر ہے وہ حضرات عبدیت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس کے اوپر درجہ الوہیت ہی ہے ۱۳ یعنی جو آپ کو ہلکی نظر سے دیکھے وہ اللہ کا ذکر صحیح طور پر نہیں کر سکتا کیونکہ تم اللہ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہو بلکہ تم خود ذکر اللہ ہو۔ اس لئے یہاں انہیں ذکر کا منکر قرار دیا گیا۔ ۱۴ خیال رہے کہ چند چیزوں میں جلدی اچھی ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۰۶

عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾

اپنے مونہوں سے آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے ف۱ اور نہ ان کی مدد ہو ف۲

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

بلکہ وہ ان پر اچانک آپڑے گی تو انھیں بے حواس کردے گی ف۳ پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انھیں

يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

مہلت دی جائے گی اور بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ف۴ تو مسخرگی

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ قُلْ مَنْ

کرنے والوں کا ٹھٹھا انہیں کو لے بیٹھا ف۵ تم فرماؤ

يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ

شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے ف۶ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے

رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا

منہ پھیرے ہیں ف۷ کیا اُن کے کچھ خدا ہیں جو اُن کو ہم سے بچاتے ہیں وہ اپنی

يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾ بَلْ

ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے ف۸ اور نہ ہماری طرف سے ان کی یاری ہو ف۹ بلکہ ہم

مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ

نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا یہانتک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ف۱۰ تو کیا نہیں دیکھتے

اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾

کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں ف۱۱ تو کیا یہ غالب ہوں گے

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا

تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں ف۱۲ اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب

يُنْذَرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

ڈرائے جائیں ف۱۳ اور اگر انھیں تمہارے رب کے عذاب کی ہوا چھو جائے

لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ف۱۴ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے

ع ۳ ۱۲ ۳

❶ یعنی کفار کو قبر یا حشر میں ہر طرف سے آگ گھیرے گی تو وہ کسی تدبیر سے آگ دفع نہ کرسکیں گے۔ گنہگار مومن کو آگ پہنچے گی بھی تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ اس کے صدقات وخیرات کی برکت سے یا خوف خدا میں رونے کے آنسوؤں سے انشاء اللہ بجھ جاوے گی۔ نیز مومن کو آگ ہر طرف سے نہ پہنچے گی بلکہ اس کا دل' دماغ اور آثار سجود آگ سے محفوظ رہیں گے۔ ❷ معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے۔ رب نے مومنوں کے لئے بہت مددگار بنائے ہیں فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ (مائدہ: ۵۵) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ کافروں کے چہروں کو بھی جلادے گی لیکن گنہگار مومن کا چہرہ نہ جلائے گی۔ نشان سجدہ محفوظ رہے گا۔ مومن وہاں شکل انسانی میں ہوگا۔ کفار دوسری شکل میں ہوں گے۔ ❸ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کے حواس خراب نہ ہوں گے بعض کے حواس ٹھکانے رہیں گے جیسے رب تعالیٰ کے خاص بندے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء: ۱۰۳) اور فرماتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ❹ لہٰذا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کمینوں کی کمینگی پر دل تنگ نہ ہوں۔ ❺ یعنی گزشتہ کفار انبیاء کرام کے عذاب کی خبروں پر مذاق اڑاتے تھے۔ اچانک ان پر وہ عذاب آجاتے تھے۔ یہی حال' ان مذاق اڑانے والوں کا ہوگا ❻ اللہ کے سوا' یعنی رات دن ہم ہی تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور عذاب سے بچائے رکھتے ہیں ❼ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھے۔ جو کوئی رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اس کا سارا گھر چوری' آگ لگنے' آفات ناگہانی سے محفوظ رہے۔ نیز اللہ کے ذکر کی تری دوزخ کی آگ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گی۔ ❽ تو اپنے پجاریوں کو کیا بچائیں گے۔ لہٰذا ان کی پوجا مفید نہیں مضر ہے۔ ❾ جیسے مسلمانوں کی مدد اور یاری ہوتی ہے اور ہوگی۔ ❿ معلوم ہوا کہ لمبی عمر اور زیادتی مال' زیادہ آرام عذاب الٰہی ہے اگر گناہوں میں صرف ہو۔ اور رحمت الٰہی ہے اگر نیکیوں میں صرف ہو' شیطان کی لمبی عمر اس کے لئے زیادہ عذاب کا باعث ہے اور نوح علیہ السلام کی دراز عمر شریف عین رحمت پروردگار ہے۔ ⓫ اس طرح کہ کفار کے ملک پر مسلمان قابض ہوتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کی سرحدیں لمبی اور کفار کی سرحدیں چھوٹی ہوتی جارہی ہیں۔ اس سے عبرت پکڑیں۔ یہ آیت مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے تو مسلمانوں نے فتوحات کی ہی نہیں تھیں۔ ⓬ جن میں غلطی کا احتمال نہیں اپنے اندازے اور قیاس سے نہیں ڈراتا۔ جس میں غلطی کا امکان ہو ⓭ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر احکام سنا دینا لازم ہے۔ دل میں اتارنا لازم نہیں۔ یہ رب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعظ سے نفع حاصل نہ کرے' وہ بہرا ہے' اندھا ہے' مردہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس میں سب قوتیں موجود ہوں۔ ⓮ معلوم ہوا کہ کافر بہت بے صبرا ہوتا ہے۔ باتیں زیادہ کرتا ہے' وقت پر گھبرا بھی جلدی جاتا ہے۔

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
قیامت کے دن ۱ تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا ۲ اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ
مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا
کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو ۳ اور بے شک ہم
مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ
نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ۴ اور اُجالا اور پرہیزگاروں کو نصیحت وہ جو بے دیکھے
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ
اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۵ اور انہیں قیامت کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور
هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ
یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُتارا ۶ تو کیا تم اس کے منکر ہو اور بے شک ہم نے
اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ
ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی ۷ اور ہم اُس سے خبردار تھے ۸ جب اس نے اپنے باپ ۹
وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
اور قوم سے کہا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لئے بیٹھے) ہو ۱۰ بولے
وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ
ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ
کھلی گمراہی میں ہو ۱۱ بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی
اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِيْ
کھیلتے ہو ۱۲ کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے
فَطَرَهُنَّ ۖ٘ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ
انہیں پیدا کیا ۱۳ اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں ۱۴ اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں
اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا
تمہارے بتوں کا بُرا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر ۱۵ تو ان سب کو چورا کر دیا ۱۶ مگر

۱ یہ ترازو ان کے لئے ہوگی جن کے گناہ اور نیکیاں دونوں ہوں۔ کفار کے لئے وزن نہیں کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (کہف: ۱۰۵) اور خاص نیکو کاروں کے لئے بھی وزن نہیں کہ ان کے پاس گناہ نہیں۔ رب فرماتا ہے يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (مومن: ۴۰) یا ترازو تو سب کے لئے ہوگا مگر نیک اعمال کا وزن اخلاص سے ہوگا۔ ۲ یعنی قیامت کے دن ہم وزن اعمال کے لئے میزان قائم کریں گے جس میں ہر نیک و بد اعمال تولے جائیں گے یا خود اعمال ہی مختلف شکلوں میں نمودار ہوں گے اور ان کا وزن ہوگا۔ یا نامہ اعمال تولے جائیں گے میزان قیامت حق ہے اس کا انکار گمراہی ہے ۳ اگرچہ حساب و کتاب قیامت میں فرشتے لیں گے مگر ہماری مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کے لحاظ سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء: ۱۱۱) ۴ توریت شریف موسیٰ علیہ السلام کو تو بلا واسطہ دی گئی اور ان حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۵ معلوم ہوا کہ خوف خدا وہ مفید ہے جو بغیر دیکھے ہو۔ دیکھ کر تو شیطان بھی ڈر لیتا ہے۔ اس نے بدر میں عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کہا تھا۔ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (انفال: ۴۸) مگر یہ خوف اسے مفید نہ ہوا ۶ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا نام ذکر بھی ہے کیونکہ اس میں اگلے پچھلوں کا تذکرہ ہے نیز معاش و معاد کے احکام بھی۔ قرآن شریف کے بتیس نام ہیں۔ (تفسیر نعیمی) ۷ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانے سے پہلے (روح) یا حضرات ابراہیم کے بلوغ تک پہنچنے سے پہلے۔ یعنی آپ مادر زاد مومن متقی تھے۔ نبوت بہت عرصے کے بعد عطا ہوئی۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی غیر راہ نہ چلے' نہ عقائد میں نہ اعمال میں۔ جو انہیں کسی وقت بھی مشرک یا گنہگار مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ کیونکہ رب نے یہاں خبر دی کہ ہم نے انہیں بچپن ہی میں ہدایت دی تھی۔ ہم انہیں جانتے تھے کہ یہ اس کے اہل ہیں۔ جس کی دستگیری رب فرمائے وہ گمراہ کیسے ہوسکتا ہے ۹ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی والدہ مومنہ تھیں اسی لئے قرآن کریم میں ان کی والدہ کا ذکر ایسے موقعہ پر بھی نہ آیا۔ کسی نبی کی ماں مشرکہ نہ ہوئیں۔ یہاں باپ سے مراد چچا ہیں۔ آپ کے والد تارح اور چچا آزر تھے۔ آزر اس دن ہلاک ہوا جس دن آپ کو نمرود نے آگ میں ڈالا گیا۔ اسی آگ کے ایک شعلے نے اسے فنا کر دیا۔ آپ نے اس کی ہلاکت کے بعد کبھی اس کے لئے دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی جبکہ آپ صاحب اولاد ہو چکے تھے رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ اب باپ' دادا' چچا سب کو کہتے ہیں مگر والد صرف باپ (تفسیر نعیمی سورۃ انعام) ۱۰ خیال رہے کہ بابل کے لوگ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم چاند' سورج' تارے' نمرود اور نمرود کی ہم شکل مورتیوں کی پجاری تھی۔ نمرود اپنے کو بڑا خدا اور ان چیزوں کو چھوٹے خدا کہتا تھا۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۱۱ اس سے تین مسئلے معلوم بقیہ برصفحہ ۸۰۶

كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٥٨﴾ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا

ایک کو جو ان سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں ف۱ بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ

بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٩﴾ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ

کام کیا بے شک وہ ظالم ہے ان میں سے کچھ بولے ہم نے ایک جوان کو انھیں

يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

بُرا کہتے سُنا جسے ابراہیم کہتے ہیں ف۲ بولے تو اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ

يَشْهَدُونَ ﴿٦١﴾ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿٦٢﴾

گواہی دیں ف۳ بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ﴿٦٣﴾

فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا ف۴ تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا

تو اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بے شک تم ہی ستم گار ہو ف۵ پھر اپنے سروں

عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ

کے بل اوندھائے گئے ف۶ کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں کہا تو کیا اللہ

أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾

کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہونچائے ف۷

أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

تف ہے تم پر اور اُن بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۸

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَا نَارُ

بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے ف۹ ہم نے فرمایا اے آگ

كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر ف۱۰ اور انھوں نے اس کا بُرا چاہا تو ہم نے انھیں سب

الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا ف۱۱ اور ہم نے اُسے اور لوط کو نجات بخشی ف۱۲ اس زمین کی طرف جس میں ہم نے

(١) اس بڑے بت سے یا ابراہیم سے۔ (٢) یہ خبر نمرود اور اس کے درباریوں کو پہنچی تو وہ لوگ (٣) کہ ان لوگوں نے بتوں کو توڑتے دیکھا' یا بتوں کو برا کہتے سنا۔ معلوم ہوا کہ نمرود جیسا ظالم و جابر بادشاہ بھی گواہی شاہدی کے بعد مقدمہ کے فیصلہ کرتا تھا۔ آج جو حکام یک طرفہ بیان لے کر بغیر گواہی شاہدی کے فیصلہ کر دیتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔ مدعی' مدعا علیہ کے بیان لئے بغیر فیصلہ نہ ہونا چاہئے۔ (٤) کبیرھم' سے مراد رب تعالیٰ ہے کیونکہ وہ رب تعالیٰ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود کہتے تھے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا کام گویا رب کا کام تھا۔ لہٰذا اپنے اس فعل کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ یا وہ مطلب ہے جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ کلام استہزاء تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہوگا۔ جملہ شکیہ اور استہزاء میں کذب اور جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ رب کافروں سے فرمائے گا ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (الدخان: ٤٩) بہر حال آپ نے جھوٹ نہ بولا۔ (٥) کہ ایسی بے جان اور مجبور چیزوں کی پوجا کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں مگر اتنا سوچ لینا ایمان کے لئے کافی نہیں جب تک اقرار و اعتراف بھی نہ ہو' اس لئے وہ مشرک ہی رہے (٦) شیطان نے یا نفس امارہ نے انہیں پھر اوندھے کفر کی طرف لوٹایا مگر چونکہ ان کا پہلا سوچنا ایمان نہ تھا اس لئے اس لوٹنے کو ارتداد نہ قرار دیا گیا۔ (٧) یعنی ان کی عبادت نفع نہیں دیتی۔ اور انہیں توڑنا پھوڑنا نقصان نہیں دیتا۔ دیکھ لو میں نے توڑ دیا۔ مجھ سے یہ کچھ نہ بولے۔ ورنہ پتھر سے نفع بھی ہے' اور نقصان بھی۔ اس سے عمارات بنتی ہیں۔ کسی کو مارو تو سر پھٹ جاتا ہے۔ (٨) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں خلق کا خوف نہیں ہوتا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یہ بھی معلوم ہوا کہ خالق کی راہ میں خلق کی رعایت نہیں کر سکتے۔ نہ بادشاہ کی' نہ باپ دادا کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے تمام کفار سے اس دلیری اور جرات سے کلام فرما رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بعض وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنا بھی سنت ابراہیمی ہے۔ کہ آپ نے ان سے فرمایا۔ تف ہے تم پر' رب فرماتا ہے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ: ٧٣) جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا بھائی سمجھو' وہ اس سے عبرت پکڑیں (٩) چنانچہ نمرود اور اس کی قوم نے آپ کو قید کر دیا اور بستی کوثی میں ایک ماہ تک لکڑیاں جمع کرتے رہے پھر بہت بڑی آگ جلائی جس کی تیزی سے پرندے ہوا میں اڑ نہ سکتے تھے۔ پھر آپ کو گوپھن میں رکھ کر آگ کی طرف پھینکا۔ اس وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران: ١٧٣) راہ میں جبریل امین ملے۔ فرمانے لگے۔ کیا آپ کو کچھ حاجت ہے۔ فرمایا تم سے کچھ نہیں۔ عرض کیا کہ کیا رب سے ہے۔ فرمایا۔ وہ خود جانتا ہے۔ آپ نے سمجھا یہ تھا کہ امتحان کے وقت دعا کرنی بھی مناسب نہیں۔ شاید بے صبری میں شمار نہ ہو جائے ہد ہد اپنی چونچ میں پانی لا کر آگ پر ڈالتا تھا۔ گرگٹ دور سے پھونکیں مارتا تھا۔ نہ ہد ہد کے پانی ڈالنے سے آگ بجھ گئی' نہ گرگٹ کی پھونک سے آگ روشن ہو گئی۔ مگر دل کا پتہ لگ گیا۔ اسی لئے گرگٹ کو مارنے کا حکم ہے (١٠) یعنی گرمی سے ٹھنڈی ہو جا اور سردی سے سلامتی میں رہ۔ اگر سلاماً نہ فرمایا جاتا تو آگ زیادہ ٹھنڈی ہو کر تکلیف بقیہ برصفحہ ٨٠٧

لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا
جہاں والوں کے لئے برکت رکھی ۱ اور ہم نے اسے اسحاق عطا فرمایا اور یعقوب پوتا اور ہم نے ان
جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ
سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا ۲ اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ۳ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی
اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا
بھیجی اچھے کام کرنے ۴ اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی ۵ اور وہ ہماری
لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ
بندگی کرتے تھے اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا ۶ اور اسے اس بستی سے نجات
الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾
بخشی جو گندے کام کرتی تھی ۷ بے شک وہ بُرے لوگ بے حکم تھے
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع وَنُوْحًا اِذْ
اور ہم نے اسے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے اور نوح کو جب
نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے اور اس کے گھر والوں ۸ کو بڑی سختی سے
الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ
نجات دی ۹ اور ہم نے ان لوگوں پر اس کو مدد دی جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ۱۰ بے شک وہ
كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ
بُرے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ۱۱ اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو ۱۲ جب
يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ
کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم اُن کے حکم کے
شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّ
وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا ۱۳ اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ۱۴ اور
سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾
داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیے کہ تسبیح کرتے اور پرندے ۱۵ اور یہ ہمارے کام تھے

ع ۵

۱ یعنی زمین شام جہاں دینی و دنیاوی برکتیں ہیں، وہ جگہ انبیاء کرام کی آرام گاہ ہے اور وہاں کثرت سے پھل اور نہریں ہیں، وہاں آب و ہوا نہایت نفیس ہے۔ ۲ معلوم ہوا کہ نیک اولاد اللہ کی خاص رحمت ہے۔ نیک اولاد وہ اعلیٰ پھل ہے جو دارین میں کام آتا ہے۔ ۳ اس زمانے کے لوگوں کا، کہ ان سب پر آپ کی اطاعت لازم تھی۔ یا تمام جہان کا ہمیشہ کے لئے انہیں نبی بنایا کہ بذریعہ انبیاء ان پر ایمان لانا سب پر فرض کیا ہے ۴ اشارۃً معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اول ہی سے صالح اور نیکی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ۵ کہ لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم کریں۔ ورنہ پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یا زکوٰۃ سے مراد طہارت قلب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم: ۳۱) حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی زکوٰۃ نہ دی۔ مال ہی جمع نہ فرمایا۔ ۶ لوط علیہ السلام حضرت ہاران کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم کی دعا سے نبی ہوئے۔ ۷ یعنی لڑکوں سے بدفعلی۔ یہ سدوم اور آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار گو عبادات کے مکلف نہیں مگر درستی معاملات کے مکلف ہیں ۸ یعنی ان کی ایک بیوی کو اور مومن بچوں کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔ ۹ یعنی کافر قوم سے یا پانی کے طوفان سے، معلوم ہوا کہ کافروں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر خوش ہونا چاہئے۔ ۱۰ اولاد نوح علیہ السلام کو معجزے دے کر پھر اس قوم کو غرق کر کے، اس دوسری خبر کا ذکر آگے ہے ۱۱ اس طرح روئے کہ زمین میں کوئی کافر نہ بچا۔ یہ آپ کی اس دعا کا اثر تھا۔ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح: ۲۶) ۱۲ داؤد علیہ السلام اس وقت تخت سلطنت پر جلوہ گر تھے۔ نبی تھے اور حضرت سلیمان کمسن تھے۔ عمر شریف صرف گیارہ سال تھی۔ ایک مقدمہ داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ چرواہے کے

منزل ۴

بغیر قوم کی بکریاں رات کے وقت کسی کے کھیت میں پڑ گئیں۔ تمام کھیت خراب ہو گیا۔ ۱۳ یہ مقدمہ داؤد علیہ السلام نے اس طرح طے فرمایا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جاویں کیونکہ ان بکریوں کی قیمت کھائے ہوئے کھیت کے برابر تھی۔ مدعی مدعا علیہ جب وہاں سے رخصت ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے آسان صورت بھی ہو سکتی ہے۔ داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو قسم دے کر فرمایا کہ بیان کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھیت والے کو بکریاں عاریۃً دلوا دی جاویں اور بکریوں والے اس کا کھیت پھر کاشت کریں جب کھیت اس حالت میں پہنچ جاوے جس پر خراب ہوتے وقت تھا تو کھیت والا مالکوں کو بکریاں واپس کر دے اور اپنے اس کھیت پر قبضہ کر لے۔ اس مدت میں کھیت والا بکریوں کا دودھ وغیرہ استعمال کرے۔ داؤد علیہ السلام نے یہی حکم جاری فرمایا۔ ۱۴ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے کہ اجتہاد برحق ہے اور اہل اجتہاد کو اجتہاد کرنا چاہئے دوسرے یہ کہ نبی بھی اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہاد سے تھے نہ کہ وحی سے۔ تیسرے یہ کہ نبی کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے تو غیر نبی میں بدرجہ اولیٰ غلطی کا احتمال ہے۔ چوتھے یہ کہ

بقیہ برصفحہ ۸۰۷

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ
اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا ف۱ کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے) بچائے تو کیا
اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ
تم شکر کرو گے ف۲ اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کردی کہ اس کے حکم سے چلتی ف۳
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ
اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ف۴ اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور
مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
شیطانوں میں سے وہ جو اُس کے لئے غوطہ لگاتے ف۵ اور اس کے سوا اور کام
ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ۙ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ
کرتے ف۶ اور ہم انھیں روکے ہوئے تھے ف۷ اور ایوب کو (یاد کرو) ف۸ جب اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے
مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا
تکلیف پہونچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے ف۹ تو ہم نے اس کی دعا سُن لی تو ہم نے دور کردی
مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
جو تکلیف اُسے تھی اور ہم نے اُسے اس کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اَور عطا کئے ف۱۰ اپنے پاس
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ
سے رحمت فرما کر اور بندگی والوں کے لئے نصیحت اور اسماعیل اور ادریس ف۱۱ اور ذوالکفل کو (یاد کرو)
كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ۚۖ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ
وہ سب صبر والے تھے ف۱۲ اور انھیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قربِ خاص
الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ
کے سزاواروں میں ہیں اور ذوالنون کو (یاد کرو) ف۱۳ جب چلا غصہ میں بھرا ف۱۴ تو گمان کیا کہ ہم اس پر
نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ
تنگی نہ کریں گے ف۱۵ تو اندھیریوں میں پکارا ف۱۶ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو
اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ
بے شک مجھ سے بے جا ہوا ف۱۷ تو ہم نے اس کی پکار سُن لی اور اُسے غم سے نجات بخشی ف۱۸

(۱) یعنی زرہ بنانا۔ اس طرح کہ لوہا آپ کے ہاتھ شریف میں نرم ہو جاتا تھا۔ آپ جدھر چاہتے موڑ لیتے۔ اس سے آپ نے زرہ بنائیں جو جنگوں میں کام آتی ہیں۔ (۲) اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا۔ کہ تمہیں اس نے حضرت داؤد کے ذریعے زرہ بخشی۔ یا اے داؤد کی امت کہ اس نے تمہارے پیغمبر کو یہ نعمت بخشی۔ خیال رہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر فروخت فرماتے تھے۔ اس پر آپ کا گزارہ تھا۔ بیت المال سے کبھی کچھ نہ لیا (روح) آپ ہی زرہ کے موجد ہیں۔ (۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت سلیمان کی سلطنت عام تھی۔ آپ جنات اور ہوا پر بھی حاکم تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنا شرک نہیں کہ فلاں کے حکم سے یہ کام ہوتا ہے۔ دیکھو رب نے فرمایا کو حضرت سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے حکم سے چاند پھٹا' سورج واپس ہوا۔ حضور کے حکم سے بارشیں ہوئیں وغیرہ۔ یہ حکم عطاء خداوندی سے ہے (۴) کہ آپ اپنے پایہء تخت سے صبح و شام ہوا میں اڑتے ہوئے ایک ایک ماہ کی مسافت پر سیر فرما آتے تھے۔ یہاں زمین سے مراد زمین شام ہے (۵) موتی وغیرہ نکالنے کے لئے (۶) عمارتیں بنانا' عجیب وغریب مصنوعات تیار کرنا (۷) کہ آپ کے حکم سے سرکشی نہ کر سکتے تھے اور اپنا کیا ہوا کام بگاڑتے نہ تھے' جیسا کہ ان کا دستور ہے۔ یہ عموم سلطنت آپ کا معجزہ تھا۔ (۸) ایوب علیہ السلام' اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ حران یعنی دمشق کی ایک بستی کے نبی تھے آپ کی سات لڑکیاں اور سات لڑکے اور بیشمار جانور تھے اور مال تھے خود بہت حسین و جمیل تھے' رب نے آپ کا امتحان لیا کہ تمام اولاد فوت ہوگئی۔ مکانات گر گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ خود بیمار ہو گئے۔ تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور سارا جسم شریف زخموں سے بھر گیا۔ آپ کی بیوی کے سوا سب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ سات برس تک یہ آزمائش رہی۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت پیش کرنی بھی دعا ہے' اور رب کی حمد و ثنا بھی دعا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے وقت رب کی حمد ضرور کرنی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں رب کی ایسی حمد کرنی چاہئے۔ جو دعا کے موافق ہو۔ یہ نہ کہے کہ اے قہار مجھ پر رحم فرما۔ یا اے ارحم الراحمین کفار کو غارت کر' بلکہ مطابق دعا اسے اعلیٰ ناموں سے یاد کرے۔ (۱۰) اس طرح کہ آپ کے پاؤں کی رگڑ سے غیبی چشمہ پیدا ہوا۔ اس کا پانی پینے اور نہانے سے اندرونی بیرونی بیماریاں دفع ہوئیں اور آپ کی فوت شدہ اولاد زندہ کی گئی۔ بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی گئی اور بھی اولاد بخشی گئی۔ (۱۱) حضرت ادریس کا نام شریف اخنوق ابن بردا ابن مہلا ئیل ہے آپ نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ آپ جنت میں زندہ پہنچائے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم: ۵۷) (۱۲) اللہ کی عبادت' قوم کی تکلیف' قدرتی بلاؤں پر صابر تھے۔ (۱۳) آپ کا نام یونس ابن متی ہے' لقب ذوالنون یعنی مچھلی والے نبی۔ کیونکہ آپ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ آپ موصل کے علاقہ نینوائے بستی کے نبی تھے۔ (۱۴) نینوائے والوں سے ناراض ہو کر' کیونکہ انہوں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ ایمان نہ لائے (۱۵) یعنی عتاب نہ فرمائیں گے۔ بقیہ برصفحہ ۸۰۷

وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا
اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ف١ اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب
تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا
مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ف٢ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے
لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ
یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لئے اُس کی بی بی سنواری ف٣ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی
فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾
کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے ف٤
وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا
اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی ف٥ تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی ف٦ اور اُسے اور اس کے بیٹے کو
وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ
سارے جہاں کے لئے نشانی بنایا ف٧ بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ف٨ اور
اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا
میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو ف٩ اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے سب کو
رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ ع فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا
ہماری طرف پھرنا ہے ف١٠ تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش
كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ
کی بے قدری نہیں ف١١ اور ہم اسے لکھ رہے ہیں ف١٢ اور حرام ہے اس بستی پر جسے
اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ
ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں ف١٣ یہاں تک ف١٤ کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج
وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ
وماجوج ف١٥ اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور قریب آیا سچا
الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا
وعدہ تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی ف١٦ کہ ہائے ہماری خرابی

ع ٦ ١٨

منزل ٤

❶ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو اس دعا کا ورد کرے مصیبت کے وقت' تو اسے نجات نصیب ہوگی ❷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دین کی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا اور فرزند کی تمنا کرنا سنت نبی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسی دعا مانگے' اسی قسم کے نام سے رب کو یاد کرے۔ چونکہ ان کا فرزند ان کے کمال کا وارث ہونا تھا' لہٰذا رب کو وارث کی صفت سے یاد فرمایا ❸ اس طرح کہ وہ بانجھ تھیں انہیں قابل اولاد بنا دیا۔ نہ اس طرح کہ بوڑھی کو جوانی بخشی۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے پہلے وحی بھیجی تھی۔ قَالَ كَذٰلِكِ (مریم: ٢١) تمہارے بچہ ایسے ہی بڑھاپے کی حالت میں ہوگا ❹ اس سے پتہ لگا کہ جو مقبول الدعاء ہونا چاہے وہ یہ تین کام کرے نیکیوں میں دیر نہ لگائے' ہر وقت رب سے دعائیں مانگے اور رب کے حضور عاجزی اور انکساری کرے۔ ❺ یعنی بی بی مریم جو ہمیشہ کنواری رہیں اور نہایت پاکدامن۔ معلوم ہوا کہ عورت کے لئے پاکدامنی بہترین وصف ہے ❻ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فیض دینے کے لئے پھونک مارنا سنت ملائکہ ہے' دوسرے یہ کہ صالح بندے کے کام رب کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ پھونک اور سانس سے پاک ہے۔ حضرت جبریل نے پھونک ماری تھی مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پھونک ماری۔ اسی طرح فنا فی اللہ بندہ رب کے کاموں کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم: ١٩) ❼ عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا اور کنواری مریم سے بچہ ہونا' یہ دونوں رب کی نشانیاں ہیں۔ ❽ یعنی سارے نبیوں کا دین اسلام ہے۔ عقائد میں سب متفق ہیں۔ ❾ یعنی جو دین بذریعہ انبیاء بھیجا گیا وہ پاک ہے اور لائق قبول ہے اسے اختیار کرو۔ پھر میری عبادت کرو۔ کیونکہ عقائد اعمال پر مقدم ہیں۔ خیال رہے کہ امت گروہ و جماعت کو بھی کہتے ہیں اور گروہ کے حاکم یعنی امام کو بھی اور گروہ کے عقیدے یعنی دین کو بھی۔ یہاں تیسرے معنی میں ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ (النحل: ١٢٠) وہاں امت بمعنی امام ہے لہٰذا آیت صاف ہے۔ ❿ یعنی لوگوں نے آسمانی دین کو چھوڑ کر عقل سے مختلف دین گھڑ لئے۔ خود بھی بکھر گئے اور ان کے اعمال بھی جداگانہ ہو گئے۔ یہ سب سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کے دینی اعمال مختلف رہے مگر ان کا یہ اختلاف بحکم الٰہی تھا جس میں ہزارہا حکمتیں تھیں وہ اختلاف پکڑ کا باعث نہیں۔ ان کا خود ساختہ اختلاف عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ⓫ یعنی جو ایمان لا کر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کوئی نیکی قبول نہیں اور انشاء اللہ مومن کی نیکیاں برباد نہیں بلکہ اس کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا ہم لکھ رہے ہیں ⓭ یہاں حرام بمعنی ناممکن ہے۔ اور لَا يَرْجِعُوْنَ حرام کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار ہلاکت کے بعد دوبارہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لئے نہ آ سکیں گے ابھی اس زندگی میں جو نیکی ہو سکے کریں' ایمان لائیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

بقیہ بر صفحہ ٨٠٧

قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾ إِنَّكُمْ وَمَا

بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے ف١ بے شک تم اور

تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾

جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو ف٢ تمہیں اس میں جانا

لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ

اگر یہ خدا ہوتے جہنم میں نہ جاتے ف٣ اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ف٤ وہ

فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم

اس میں رینکیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف٥ بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی

مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ

کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں ف٦ وہ اس کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے

وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

اور وہ من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے ف٧ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب

الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ۖ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ

سے بڑی گھبراہٹ ف٨ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم

تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ

سے وعدہ تھا ف٩ جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے ف١٠

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا

جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کردیں گے ف١١ یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور

فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ

کرنا اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ف١٢ کہ اس

الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا

زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ف١٣ بے شک یہ قرآن کافی ہے

لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ

عبادت والوں کو ف١٤ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ف١٥ تم فرماؤ

١ یہ لوگ پہلے تو اپنے کو غافل کہیں گے پھر کہیں گے کہ نہیں ہم دیدہ دانستہ مشرک ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت کا اقرار گناہ کام نہ آئے گا۔ ٢ یعنی وہ بے جان چیزیں جو مشرکین کی معبود ہیں جہنم میں جائیں گی جیسے چاند، سورج، تارے، بعض درخت و پتھر جن کی پوجا ہوتی ہے۔ مگر یہ چیزیں عذاب پانے کو نہ جائیں گی بلکہ انہیں عذاب دینے کو کیونکہ قصور تو مشرکوں کا ہے نہ کہ ان بے جان چیزوں کا۔ لہٰذا جن انبیاء کی پوجا کی گئی ہے جیسے عیسیٰ و عزیر علیہما السلام، انہیں اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ما، غیر ذی عقل کے لئے آتا ہے۔ نیز ان نبیوں کی عبادت نہیں کی گئی بلکہ ان کے غلط فوٹوؤں اور صلیب وغیرہ کی پوجا کی گئی۔ واقعی وہ بھی دوزخ میں جائیں گی۔ ٣ ان معبود چیزوں کو دوزخ میں بھیجنے کے دو مقصد ہوں گے۔ ایک تو کفار کے عذاب میں زیادتی کہ وہاں کی بھی گرمی ہوا اور سورج کی بھی تپش۔ دوسرے ان کفار کو ان چیزوں کی بے کسی دکھا کر ان کی عبدیت و بندگی ظاہر کرنا۔ یہاں دوسرے مقصد کا ذکر ہے کہ اگر یہ چیزیں رب ہوتیں تو خود دوزخ میں کیوں آتیں ٤ یعنی معبودوں کو بھی اور ان کے پجاریوں کو بھی۔ پجاری عذاب پانے کے لئے اور جھوٹے معبود سورج وغیرہ عذاب دینے کو۔ ٥ یعنی ایک دوسرے کی چیخ وپکار نہ سنیں گے، یا تو دوزخ کی یا اپنی خطرناک آواز کی وجہ سے یا ہر کافر آگ کی پیٹی میں بند ہوگا۔ جس سے ایک دوسرے کی آواز نہ سن سکے گا۔ ٦ یعنی صالحین بندے، اگر کوئی ان کی پوجا بھی کرے، تب بھی انہیں جہنم سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ان معبودوں کو دوزخ میں جانا ہوگا جو یا تو بے جان ہیں یا خود کافر ہیں۔ یعنی سرداران کفر۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ٧ یعنی ان مقبولوں کا دوزخ میں جانا تو بہت دور رہے وہ تو دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے۔ خیال رہے کہ دوزخ کا جوش اور شور چالیس سال کی راہ سے سنا جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ یہ بھی نہ سنیں گے۔ ٨ معلوم ہوا کہ قیامت کی گھبراہٹ سب کو ہوگی مگر

صالحین اس سے محفوظ رہیں گے کیونکہ وہ دنیا میں رب کے خوف سے گھبرا چکے۔ ٩ شان نزول۔ جب آیت مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیاء ٩٨) نازل ہوئی تو ابن زبعری بولا۔ کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام اور عزیز و تمام فرشتے علیہم السلام دوزخی ہیں کیونکہ ان کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ تب یہ آیت آئی ١٠ نامہ اعمال لکھنے والا فرشتہ، انسان کے مرنے پر اس کا نامہ اعمال لپیٹ دیتا ہے۔ ١١ ننگا اور بے ختنہ یعنی قیامت میں ہر شخص ننگا اور بے ختنہ اٹھے گا۔ خیال رہے کہ اس سے ہمارے حضور ﷺ علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر میں ہے مگر ہیبت کی وجہ سے کوئی کسی کو نہ دیکھے گا۔ ١٢ یعنی داؤد علیہ السلام کی کتاب میں، پہلے ان کی امتوں کو نصیحتیں فرمائیں۔ پھر یہ پیش گوئی درج فرمائی۔ یا ذکر سے مراد توریت شریف ہے یعنی توریت کے بعد زبور نازل فرمائی جس میں یہ درج فرمایا۔ ١٣ یعنی جنت کی زمین۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ (الزمر: ٧٤) یہ شام کی زمین کہ نبی آخر الزماں کی امت فتح کرے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو زمین کا مالک ہو جاوے وہ صالح ہو۔ یہ عارضی ملکیت تو نمرود اور فرعون کو بھی مل گئی تھی۔ خیال رہے کہ جنتی مومن جنت میں بقیہ بر صفحہ ٨٠٧

إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝١٠٨

مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ ف۱ تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو فرمادو میں نے تمہیں لڑائی کا اعلان کر دیا برابری پر ف۲ اور میں کیا جانوں کہ پاس ہے

أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ۝١٠٩ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۳ بے شک اللہ جانتا ہے آواز کی بات اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝١١٠ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ف۴ اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہاری جانچ ہو ف۵ اور

مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝١١١ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ

ایک وقت تک برتوانا نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرما دے ف۶ اور ہمارے رب رحمٰن

الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝١١٢ ع ۷

ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

سورۃ الحج ۲۲ مدنیۃ ۱۰۳ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۷۸ رکوعاتہا ۱۰

سورۂ حج مدنی ہے ف۷ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اٹھہتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝١

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو ف۸ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے ف۹

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ

جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی ف۱۰ اور ہر گابھنی

ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ

اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے ف۱۱

وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝٢ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ

مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں ف۱۲

فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝٣ كُتِبَ عَلَيْهِ

بے جانے بوجھے ف۱۳ اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں جس پر لکھ دیا گیا ہے

منزل ۴

۱ یہاں انما کا حصر اضافی ہے۔ یعنی مجھے صرف توحید کی وحی ہوئی، شرک کی نہ ہوئی۔ یہ مطلب نہیں کہ توحید کے سوا کسی حکم کی وحی نہیں ہوئی ۲ یعنی پہلے سے تمہیں جنگ کی اطلاع دے دی۔ اچانک تم پر حملہ نہ کیا۔ تاکہ ہماری طرح تم بھی جنگ کی تیاری کرلو۔ یا تم سب کو یکساں تبلیغ فرمادی۔ تبلیغی حکم کسی سے چھپایا نہیں۔ لہٰذا اس میں فرق باطنیہ کا رد ہے ۳ یعنی بغیر وحی الٰہی صرف اٹکل و قیاس سے نہیں جانتا کہ عذاب الٰہی دور ہے یا نزدیک لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ (انبیاء: ۹۷) اور اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (انبیاء: ۱) حضور جانتے ہیں کہ قیامت قریب ہے خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت پہلی اور دوسری انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں ۴ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے علانیہ کفر اور دلوں کے بغض و حسد مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں کو جانتا ہے۔ سب کی سزا دے گا۔ ۵ یعنی تمہیں مہلت ملنا اور باوجود اس سرکشی کے تم پر عذاب نہ آنا، رحمت نہیں، بلکہ رب کا سخت عذاب ہے۔ ۶ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا خاص کا ذکر فرمایا اور اس دعا کے اثر کا ظہور جنگ بدر و حنین میں ہوا۔ کہ کفار کو باوجود زیادہ تعداد و سامان کے شکستیں ہوئیں۔ نہتے تھوڑے مسلمانوں کو فتوحات۔ یہ رب کا فیصلہ حق تھا ۷ سورۃ الحج مکیہ ہے سوا چھ آیتوں کے ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ (حج: ۱۹) یا مدنیہ ہے۔ اس میں دس رکوع، اٹھہتر آیتیں، ایک ہزار دو سو اکیانوے کلمات اور پانچ ہزار چھہتر حروف ہیں۔ ۸ اس طرح کہ کافر مومن بن جاویں۔ فاسق نیک و کار ہو جاویں اور نیک کار نیکی پر قائم رہیں۔ غرضیکہ ہر شخص کو رب کا خوف چاہئے ۹ اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہوگا۔ یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہوگا۔ یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے۔ ۱۰ یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضعہ عورتیں ہوتیں تو ان کے حمل گر جاتے اور بچوں کو بھول جاتیں ورنہ اس دن نہ کسی کو حمل ہوگا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہوگا۔ کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہوگی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے ۱۱ بلکہ ہیبت الٰہی سے ہوش اڑ چکے ہوں گے۔ اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام علیحدہ ہیں ۱۲ جیسے نضر ابن حارث جو فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں مانتا تھا اور اس پر مسلمانوں سے جھگڑتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں باطل والا آدمی جھگڑالو اور حق پرست برحق ہوتا ہے۔ دونوں کو جھگڑالو نہیں کہا جا سکتا یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔ ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی ذات و صفات میں بغیر علم بحث کرنی بری ہے اسے بغیر جھگڑے مانو۔ پیغمبر کے قول پر اعتماد کرو۔ لیکن علماء دین تحقیق کے لئے اس کی ذات و صفات میں بحث کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جھگڑا مقصود نہ ہو۔ صرف اعتراضات کا اٹھانا اور حق کی تحقیق کا قصد ہو۔ لہٰذا علم کلام برا نہیں، اچھا ہے

أَنَّهُۥ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُۥ يُضِلُّهُۥ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلسَّعِيرِ ④

کہ جو اس کی دوستی کرے گا ف۱ تو یہ ضرور اُسے گمراہ کردے گا اور اُسے عذاب دوزخ کی راہ بتائے گا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّنَ ٱلْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَٰكُم

اے لوگو! ف۲ اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا

مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ

مٹی سے ف۳ پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے ف۴ پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِى ٱلْأَرْحَامِ مَا

نقشہ بنی اور بے بنی ف۵ تاکہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ف۶ اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے

نَشَآءُ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا۟ أَشُدَّكُمْ

پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک ف۷ پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر ف۸ اس لئے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو ف۹

وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ لِكَيْلَا

اور تم میں کوئی پہلے ہی مرجاتا ہے ف۱۰ اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے ف۱۱ کہ

يَعْلَمَ مِنۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ وَتَرَى ٱلْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَآ

جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ف۱۲ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب

أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ

ہم نے اس پر پانی اُتارا ترو تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار

زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ⑤ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّهُۥ يُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ

جوڑا اُگا لائی ف۱۳ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مردے جلائے گا

وَأَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ⑥ وَأَنَّ ٱلسَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۱۴ اور اس لئے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ

فِيهَا وَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِى ٱلْقُبُورِ ⑦ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن

شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنھیں جو قبروں میں ہیں ف۱۵ اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ

يُجَٰدِلُ فِى ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَٰبٍ مُّنِيرٍ ⑧ ثَانِىَ

کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ کوئی دلیل ف۱۶ اور نہ کوئی روشن نوشتہ (تحریر) ف۱۷ حق

① اس طرح کہ برے عقیدے رکھے، یا برے اعمال کرے، یا برے لوگوں سے محبت کرے۔ غرضیکہ شیطانی چیزوں شیطانی لوگوں سے محبت شیطان سے محبت ہے۔ جیسے اللہ والوں سے محبت، اللہ سے محبت ہے۔ ② یعنی اے کافرو! اور قیامت کے منکرو! کیونکہ آئندہ مضامین اس کے مطابق ہیں ③ یعنی آدم علیہ السلام کو، کیونکہ والد کا پیدا کرنا بالواسطہ اولاد کو پیدا فرمانا ہے یا اس طرح کہ ہر انسان کی پیدائش نطفہ سے، اور نطفہ خون سے خون غذا سے اور غذا مٹی سے ہے۔ ④ اس آیت میں انسان کی پیدائش کا قانون بیان فرمایا گیا۔ اور حضرت آدم وعیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں قدرت کا اظہار ہے لہٰذا آیات میں کچھ تعارض نہیں۔ اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کا باپ سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قادیانی سمجھے ⑤ اس طرح کہ پہلے اس گوشت کی بوٹی کا کوئی نقشہ نہیں ہوتا۔ پھر نقشہ بنتا ہے۔ اس میں مخلقۃ سے یا غیر مخلقہ سے گرا ہوا حمل مراد نہیں کیونکہ اس سے کسی کی پیدائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا آیت صاف ہے ⑥ جن میں تم ہوش سنبھالنے کے بعد غور کرو کہ ہم پہلے کیا تھے اور اب کیا بن گئے۔ یہ انقلابات کیسے ہوئے ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ حمل میں بچہ ٹھہرنے کی میعاد ایک حد پر محدود نہیں، جسے رب جتنا چاہے حمل میں رکھے۔ بعض بچے چھ ماہ اور بعض دو سال تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا جارہا ہے کہ ماں کا پیٹ تمہارے لئے جائے قرار نہ تھا عارضی مقام تھا، ایسے ہی دنیا جائے قرار نہیں، جائے فرار ہے۔ بھاگ جانے کی جگہ ہے۔ تمہیں ماں کے پیٹ میں بدن کامل کرنے کو رکھا اور دنیا میں روح کامل کرنے کو ٹھہرایا۔ ⑧ بچے کو چھ سال کی عمر تک طفل، پھر صبی کہتے ہیں۔ (روح) ⑨ جوانی بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر تک ہے جس میں عقل کامل ہوتی ہے۔ ⑩ جوانی سے پہلے یا جوانی ختم ہونے سے پہلے۔ یعنی بعض بچپن میں اور بعض جوانی میں مرجاتے ہیں ⑪ یعنی بڑھاپے تک۔ خیال رہے کہ عمر کے معنی ہیں جسم کی آبادی ⑫ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو اس پر انشاء اللہ یہ حالت طاری نہ ہوگی۔ لہٰذا انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ اس قانون سے علیحدہ ہیں۔ اگر انبیاء کرام بھی بڑھاپے میں اس حال کو پہنچ جایا کرتے تو ان پر تبلیغ فرض نہ رہتی اور نبوت سلب کرلی جاتی، ورنہ تبلیغ میں غلطی کا احتمال ہوجاتا لیکن وہ حضرت آخر دم تک صاحب وحی نبی رہتے ہیں، لہٰذا وہ اس سے محفوظ ہیں۔ ⑬ یعنی زمین میں اگرچہ ہر طرح کا دانہ بویا جائے مگر بغیر پانی کے خشکی رہتی ہے، ایسے ہی انسان لاکھ عمل کرے مگر فیض نبوت کے بغیر بیکار۔ زمین پانی سے اور دل بزرگوں کے فیض سے ہرا ابھرا ہوتا ہے۔ ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں رہنا حرام تھا۔ ہجرت واجب تھی۔ کیونکہ کعبہ اگرچہ اللہ کا گھر تھا مگر نبوت کے نور سے منور نہ تھا ⑭ تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے بارش سے خشک زمین سرسبز ہوجاتی ہے ایسے ہی صور کی آواز سے بے جان جسموں میں جان پڑ جائے گی ⑮ قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے۔ نہ محض یہ غار جو مردوں کا مدفن ہو لہٰذا یہ جلنے والے ڈوبنے والے وغیرہ سب ہی اٹھائے جائیں گے۔ آیت

بقیہ برصفحہ ۸۰۷

عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ

سے اپنی گردن موڑے ہوئے ۱ تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے ۲ اور

نُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

قیامت کے دن ہم اُسے آگ کا عذاب چکھائیں گے یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں

یَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۰﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ

نے آگے بھیجا ۳ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۴ اور کچھ آدمی

یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ

اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں پھر اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچ گئی جب تو چین سے ہیں ۵ اور

اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ۫ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ

جب کوئی جانچ آکر پڑی منہ کے بل پلٹ گئے دنیا اور آخرت دونوں

الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

کا گھاٹا یہی ہے صریح نقصان ۶ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے

اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَ مَا لَا یَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ﴿۱۲﴾

ہیں جو ان کا برا بھلا کچھ نہ کرے ۷ یہی ہے دور کی گمراہی

یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰی

ایسے کو پوجتے ہیں جس کے نفع سے نقصان کی توقع زیادہ ہے ۸ بےشک کیا ہی برا مولیٰ

وَ لَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

اور بےشک کیا ہی برا رفیق بےشک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور بھلے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ

کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ۹ بےشک اللہ کرتا ہے جو

مَا یُرِیْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا

چاہے جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا دنیا

وَ الْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ

اور آخرت میں ۱۰ تو اُسے چاہئے کہ اوپر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے

۱ یعنی تکبر کرتا ہوا آپ کی مجلس سے نکل جاتا ہے کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو بہکا دے اور کفار کو ایمان نہ لانے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگوں کی مجلس سے بھاگے وہ ہدایت پر نہیں آسکتا۔ ۲ جنگ بدر میں قتل اور قیامت تک مسلمانوں کی لعنت۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے نا سمجھ بچے جو اس حال میں مر جائیں وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کفر یا بدعملی کا نتیجہ ہے ان سے کچھ بھی صادر نہ ہوا۔ نیز بغیر گناہ کے دوزخ میں بھیجنے کو رب نے یہاں ظلم فرمایا اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ ۴ یہ آیت ان بدوی نومسلموں کے متعلق نازل ہوئی جو ایمان لاتے۔ اگر ایمان کے بعد اولاد، دولت، تندرستی پاتے تو کہتے کہ اسلام سچا دین ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو کہتے کہ اسلام برا دین ہے۔ (معاذ اللہ) جب سے ہم مسلمان ہوئے تب سے مصیبت میں پڑ گئے ۵ یہاں خیر سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں اور چین سے مراد دل کا سکون۔ یعنی یہ لوگ دنیاوی راحتوں کو حقانیت کی دلیل سمجھے بیٹھے ہیں کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر اسلام سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں ۶ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی صالحین کو بھی تکالیف پہنچ جاتی ہیں، آزمائش کے طور پر رب فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الخ (بقرہ: ۱۵۵) اگرچہ تقویٰ و طہارت بلاؤں کو ٹالتا ہے اور رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق: ۳) ۷ یعنی انہیں پکارنا، پوجنا، دنیاوی نفع و نقصان سے خالی ہے۔ وہ معبود نہ تو پوجنے سے نفع دیں اور نہ نہ پوجنے سے نقصان، ورنہ آخرت میں ان کی پوجا سخت نقصان دے گی۔ اور خود یہ چاند، سورج، پتھر وغیرہ نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی، پتھر سے ہزاروں کام لیے جاتے ہیں۔ اگر مار دیا جائے تو زخمی کر دیتا ہے۔ اسی طرح سورج سے ہزاروں فوائد ہیں۔ اور کبھی

ع ۸

نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۸ اس آیت میں نقصان سے مراد واقعی نقصان ہے۔ یعنی دنیا میں قتل، آخرت میں دوزخ۔ اور نفع سے مراد ان کا موہومی نفع ہے۔ (بتوں کی شفاعت وغیرہ) یعنی یہ کفار بتوں سے جس نفع کی امید رکھتے ہیں وہ تو بہت دور ہے کہ ناممکن ہے اور ان کا نقصان عنقریب دیکھ لیں گے۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ یہ بت نہ نفع دیں گے نہ نقصان، اس آیت سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ بتوں کے نفع کی توقع تو ہے مگر کچھ دور۔ غرضیکہ بے غبار ہے۔ ۹ خیال رہے کہ ایمان جنت میں داخلے کا سبب ہے اور اعمال وہاں کی نعمتوں کا اور درجات کا باعث۔ یہ کسبی جنت کا ذکر ہے۔ عطائی جنت مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو اور مجھ جیسے گنہگار کو کسی نیک کار کے طفیل ملے گی۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور کی مدد دنیا میں بھی فرمائے گا اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس طرح کہ ان کے دین کو غلبہ دے گا اور ان کے غلاموں کو عزت۔ آخرت میں اس طرح کہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ انہیں مقام محمود دے گا۔

هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ
کہ اس کا یہ داؤں کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اُسے جلن ہے ۱؎ اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اُتارا روشن
بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
آیتیں اور یہ کہ اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے ۲؎ بے شک مسلمان
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَ
اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ۳؎ اور آتش پرست اور
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
مشرک ۴؎ بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کردے گا ۵؎
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ
بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ دیکھا ۶؎ کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَ
وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور
النُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ
تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی ۷؎
وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ۸؎ اور جسے اللہ ذلیل کرے ۹؎ اُسے کوئی عزت دینے والا
مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا
نہیں بے شک اللہ جو چاہے کرے یہ دو فریق ہیں کہ اپنے رب
فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ
میں جھگڑے ۱۰؎ تو جو کافر ہوئے اُن کے لئے آگ کے کپڑے بیونتے (کاٹے) گئے ہیں
يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
اور ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ
پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں ۱۱؎ جب گھٹن

❶ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جلے بھنے یا بکواس بکے حضور کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سورج کو برا کہے جاؤ وہ چمکتا ہی رہے گا۔ حضور کے نام لیوا دین و دنیا میں پھلے پھولیں گے۔ ❷ معلوم ہوا کہ ارادہ ہدایت سب کے لئے نہیں۔ رضا ہدایت سب کے لئے ہے۔ یعنی رب پسند کرتا ہے کہ سب ہدایت پر آجاویں مگر ارادہ یہ ہے کہ کچھ ہدایت پر آویں کچھ گمراہ رہیں۔ ارادہ اور محبت و رضا میں بہت فرق ہے۔ اسی لئے سب کو ہدایت کا حکم دیا مگر سب کو ہدایت نہ دی۔ بہت دفعہ حکم ارادہ کے خلاف دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیل کو ذبح فرزند کا حکم دیا مگر اس کا ارادہ نہ فرمایا ❸ اس سے معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ نہ مومن ہیں اور نہ مشرکوں مجوسیوں کی طرح کافر۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان سب کو علیحدہ بیان فرمایا اور ان سب کے شرعی احکام جداگانہ رکھے۔ کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز' ان کا ذبیحہ حلال فرمایا۔ مشرکوں کا یہ سب کچھ حرام' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو چھوڑ کر سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ دیکھو یہود' نصاریٰ' قیامت' فرشتے' جنت' دوزخ' باقی انبیاء کرام' رب کی ذات اور بہت سے صفات کو مانتے تھے۔ مگر انہیں مومن نہ فرمایا گیا۔ مدار ایمان حضور ہیں۔ ❹ یعنی پتھروں' درختوں کے پجاری' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں کہ مجوس و صابئ اگرچہ مشرک ہیں مگر پتھر پرست نہیں ❺ یعنی عملی فیصلہ کہ مومنوں کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرما دیا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ❻ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق حضور کی نظر میں ہے اور سب کی عبادات و اعمال حضور دیکھ رہے ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمہارے رکوع سجود' تمہارے خشوع و خضوع چھپے نہیں۔ یعنی قیامت تک کے ہر مومن کی ہر حرکت سے خبردار ہیں۔ حضور نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا کہ ایک چغلخور تھا' دوسرا چرواہا تھا جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا ❼ اس سے معلوم ہوا کہ جن وانسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی کافر نہیں۔ سب رب کے ساجد و عابد ہیں کیونکہ رب نے انسانوں کے لئے کثیر فرمایا۔ اوروں میں یہ قید نہ لگائی۔ اور یہاں کثرت اضافی نہیں تاکہ اس آیت کے خلاف ہو کہ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا: ۱۳) بلکہ کثرت حقیقیہ ہے۔ یعنی بہت سے مومن ہیں' بہت کافر۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں سجدہ سے مراد امور تکوینیہ کی پابندی نہیں کہ وہ تو کافر بھی کرتا ہے بلکہ سجدہ عبادت مراد ہے۔ ❽ چاہئے کہ اس آیت پر سجدہ کرے تاکہ پہلے کثیر میں شامل ہو نہ کہ دوسرے کثیر میں اللہ کرم فرمائے ❾ کہ اسے شقی ازلی بنائے' اس کی بدعملیوں کے باعث' خیال رہے کہ مومن اگرچہ غریب ہو' عزت والا ہے' کافر اگرچہ امیر ہو ذلیل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) ❿ یعنی یہ پانچویں قسم کے کافر اور مومن آپس میں دشمن ہیں۔ ان کی دشمنی کا تعلق رب کی ذات سے ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن کا کبھی حقیقی اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں رب نے خصم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے بارے میں جھگڑا درحقیقت رب کے بارے میں جھگڑا ہے' کیونکہ یہود و نصاریٰ رب کے بقیہ بر صفحہ ۸۰۷

اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا

کے سبب اس میں سے نکلنا چاہیں گے ۱ اور پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ چکھو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آگ کا عذاب بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا

کیے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں ۲ اس میں پہنائے جائیں

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۗ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَ

گے سونے کے کنگن ۳ اور موتی اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے اور

هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾

انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی ۴ اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی ۵

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ

بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ ۶ اور اس ادب والی

الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَ

مسجد سے ۷ جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا کہ اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور

الْبَادِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾

پردیسی کا ۸ اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ۹ ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے ۱۰

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتا دیا ۱۱ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر ۱۲ اور

طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ

میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے ۱۳ اور

اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے ۱۴ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے ۱۵ پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ

کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں ۱۶ تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں ۱۷ اور

۱ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔ دوزخی نکلنے کے لئے اس طرف بھاگیں گے جب مصیبت اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچیں گے تو دروازہ بند ہو جاوے گا۔ ایسا ہوا ہی کرے گا۔ ۲ چار نہریں۔ پانی کی، دودھ کی، شہد کی اور شراباً طہورا کی۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ان کا ذکر ہے۔ ۳ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک ہاتھوں میں کنگن پہنائے جائیں گے۔ یعنی کہنیوں تک ۴ معلوم ہوا کہ بری باتیں بندے خود کرتے ہیں اور اچھی باتیں رب کی توفیق سے نصیب ہوتی ہے۔ دنیا میں بھی، قبر میں بھی، آخرت میں بھی کیونکہ اچھی باتوں کے لئے فرمایا گیا۔ هُدُوْا انہیں اس کی ہدایت دی گئی۔ اس پاکیزہ بات میں کلمہ طیبہ تلاوت قرآن کریم، درود شریف اور نعت خوانی، نیچی اور اچھی ساری باتیں داخل ہیں۔ ۵ یہ وہی راستہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (فاتحہ:٦) اور فرماتا ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: ١١٩) اسی راستے پر چلنے سے رب ملتا ہے، رب تعالیٰ نصیب کرے اور قائم رکھے ۶ کافروں کو ایمان لانے سے اور مسلمانوں کو اللہ کی عبادت سے، یا عمرہ کرنے والے مومنوں کو عمرہ کرنے سے تیسری صورت میں یہ آیت ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اور آیت مدنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی کو مسجد حرام سے کبھی نہ روکے۔ اسی لئے حرم شریف کے دروازے رات کو بھی کھلے رہتے ہیں ۷ مسجد حرام خاص کعبہ کو بھی کہتے ہیں اور اس مسجد کو بھی جس میں کعبہ معظمہ واقع ہے اور پورے مکہ شریف کو بھی اور حدود حرم کو بھی حنفیوں کے نزدیک یہاں مکہ معظمہ مراد ہے اور شافعیوں کے نزدیک صرف مسجد مبارک۔ اسی لئے حنفیوں کے نزدیک مکہ معظمہ کے مکانات کی بیع و کرایہ ممنوع

ع ۹ ع ۱۰

ہے شوافع کے نزدیک جائز۔ ۸ کہ دیسی پردیسی ہر ایک کو وہاں طواف و نماز کا ہر وقت حق ہے (شوافع) یا دیسی پردیسی ہر ایک کو مکہ میں رہنے کا یکساں حق ہے (حنفی) ۹ شان نزول۔ نبی ﷺ نے عبداللہ ابن انیس کو ایک انصاری کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آپس میں اپنی خاندانی عظمتیں بیان کیں۔ عبداللہ ابن انیس کو غصہ آیا اور انصاری کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ ہے مسئلہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب اور ایک گناہ پر ایک لاکھ کا عذاب اور گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ۔ مدینہ منورہ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار اور گناہ کا عذاب ایک اور ارادہ گناہ پر پکڑ نہیں ۱۱ یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا کعبہ کی جگہ کے مقابل قائم فرما دیا۔ اور ہوا نے اتنی جگہ صاف کر دی جس سے آپ نے پہچان لیا کہ یہاں کعبہ بنانا چاہیے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام نے اولاً کعبہ بنایا جو طوفان نوح کے وقت غائب ہو گیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم ہوا اور اس طرح وہ جگہ بتائی گئی ۱۲ یعنی شرک نہ کرنے پر قائم رہو ورنہ انبیاء بقیہ بر صفحہ ۸۰۷

يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ
اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں ف۱ اس پر کہ انھیں روزی دی
بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾
بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ف۲
ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ
پھر اپنا میل کچیل اُتاریں ف۳ اور اپنی منتیں پوری کریں ف۴ اور اس آزاد گھر کا طواف
الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ
کریں ف۵ بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے ف۶ تو وہ اس کے لئے اُس کے رب کے
عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
یہاں بھلا ہے ف۷ اور تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے سوا اُن کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے ف۸
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾
تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے ف۹
حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا
ایک اللہ کے ہو کر اس کا ساجھی (شریک) کسی کو نہ کرو ف۱۰ اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا
خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ
گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے ہیں یا ہوا اُسے کسی دور جگہ
مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ
پھینکتی ہے ف۱۱ بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں
تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
کی پرہیزگاری سے ہے ف۱۲ تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر
مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
اُن کا پہنچنا ہے ف۱۳ اس آزاد گھر تک ف۱۴ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی ف۱۵
لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ
کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر

(۱) یعنی ذبح قربانی کے وقت دسویں سے بارھویں کی شام تک تکبیر یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھیں۔ یہاں اس ذکر سے مراد تلبیہ نہیں کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی پر ختم ہو جاتا ہے (۲) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قربانی ہدی، قرآن اور تمتع کا ذبیحہ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ کفارہ کا ذبیحہ خود نہیں کھا سکتے۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت سب نہ کھایا جائے۔ تیسرے یہ کہ یہ گوشت سارا خیرات نہ کرے بلکہ کچھ کھائے خیرات کرے۔ (۳) یعنی حجامت کریں، ناخن ترشوائیں۔ زیر ناف بال صاف کریں کہ احرام سے کھلتے وقت حجامت فرض ہے باقی تمام مذکورہ چیزیں مستحب (۴) منت پورا کرنا فرض ہے بشرطیکہ اللہ کے لئے ہو اور جنس واجب کی ہو۔ گیارھویں شریف وغیرہ کی منت منت شرعی نہیں بلکہ منت لغوی ہے۔ یعنی نذرانہ۔ اس کا پوران کرنا بہت اچھا ہے۔ (۵) یہاں طواف سے زیارت مراد ہے۔ جو احرام کھول دینے اور حجامت کے بعد ہوتا ہے۔ اس کا وقت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کی شام تک ہے۔ (۶) جن چیزوں کا احترام ہے ان کا ادب کرنا ضروری ہے اس میں خانہ کعبہ، قرآن شریف، ماہ رمضان، مسجد حرام، مدینہ منورہ کے در و دیوار کا ادب، حضور کی تمام سنتوں کی حرمت سب ہی داخل ہیں۔ ان کی تعظیم رب کی تعظیم ہے۔ (۷) معلوم ہوا کہ اللہ کی چیزوں کی تعظیم عبادت کی جڑ ہے۔ اگر دل میں تعظیم و محبت ہے تو عبادت قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ شیطان کی عبادات اسی لئے برباد ہوئیں کہ اس کے دل میں آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ تھی (۸) اس سے سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ (مائدہ: ۳) (۹) غلط عقیدوں، ناجائز مال، اور جھوٹ بولنے سے (۱۰) جیسے سونا اور دودھ وغیرہ خالص اچھا ہوتا ہے، ایسے ہی ایمان بھی خالص ہی قبول ہوتا ہے جس میں کسی کفر یا کافر کی آمیزش نہ ہو (۱۱) یہ تشبیہ مرکب ہے، ایمان بلندی ہے اور کفر گہرا غار، جو کفر میں گرا اُسے شیاطین، نفس امارہ تکہ بوٹی کر لیتے ہیں۔ ہر بری جگہ لئے پھرتے ہیں۔ اسے کہیں ٹھکانا نہیں ملتا۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ عبادات ظاہری تو ظاہر جسم کا تقویٰ ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقویٰ ہے۔ اللہ نصیب کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے، وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔ قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا مروہ پہاڑ کو کعبہ والی ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں (۱۳) یہاں ہدی کا ذکر ہے جو صرف حرم شریف میں ہی ذبح ہو سکتی ہے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔ قربانی جو مالداروں پر واجب ہے وہ ہر جگہ کی جائے گی۔ رب فرماتا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: ۲) نہ نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر ہر جگہ پڑھی جاوے گی، نہ قربانی کے لئے خاص جگہ کی پابندی، ہر جگہ ہوگی۔ حج کی قربانی اور ہے حرم حج کا ذبح اور، اور ہدی اور ہے۔ قربانی کچھ اور، حضور ہمیشہ مدینہ پاک میں قربانی کرتے تھے (۱۴) یعنی جو ہدی تم حرم شریف میں ذبح کے لئے لے جاؤ، تمہیں

ع ۴ / ۸ / ۱۱

بقیہ برصفحہ ۸۰۸

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ

تو تمہارا معبود ایک معبود ہے ف۱ تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ

اللہ کا ذکر ہوتا ہے ف۲ ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے

وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ

اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں ف۳ اور قربانی کے ڈیل دار جانور

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖۗ فَاذْكُرُوا

اونٹ اور گائے ف۴ ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کیے ف۵ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے ف۶ تو اُن پر

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا

اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے ف۷ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

اُن میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ف۸ ہم نے یونہی اُن کو تمہارے بس میں

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا

دے دیا ف۹ کہ تم احسان مانو اللہ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ اُن کے خون

وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ف۱۰ یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ

بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب خوش خبری سناؤ نیکی والوں کو بے شک اللہ بلائیں

عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

ٹالتا ہے مسلمانوں کی ف۱۱ بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ

پروانگی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا ف۱۲ اور بے شک اللہ

لَقَدِيْرُ ۙ ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ

اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ

(۱) تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو۔ مسئلہ اگر ذبح پر خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی لے دیا گیا تو جانور حرام ہے۔ اگر رب کا نام بھول گیا تو حلال ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو حرام۔ (۲) اس میں تلاوت قرآن، وعظ، ذکر کے حلقے، تنہائی میں اللہ کی یاد کرنا سب ہی داخل ہے۔ (۳) اس میں ہر کار خیر میں خرچ کرنا داخل ہے۔ زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی، مسجدیں بنانا، بلکہ اولاد کی پرورش، ماں باپ پر خرچ کرنا، قرابت داروں سے سلوک سب ہی داخل ہیں۔ مگر سب مال خیرات نہ کرے۔ بعض کرے جیسا کہ مِن سے معلوم ہوا۔ (۴) یعنی قربانی کے اونٹ و گائے اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گائے بھی قربانی کا جانور ہے کہ بُدن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ قربانی ہر جگہ دی جا سکتی ہے۔ صرف مکہ معظمہ میں ہی قربانی نہیں۔ تیسرے یہ کہ قربانی کی گائے، اونٹ سجانا، انہیں گھمانا سب جائز ہے کہ یہ شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ جو لوگ گائے کی قربانی کا انکار کرتے ہیں یا جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو کسی عظمت والی چیز سے نسبت کیا جاوے وہ شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ صفا مروہ حضرت ہاجرہ کے قدم شریف کی برکت سے، اور ہدی کا جانور کعبہ معظمہ کی نسبت سے شعائر اللہ ہو گئے۔

ع ۵ ۱۲

اور شعائر اللہ کی تعظیم ایمان کی اصل ہے۔ قربانی کی تعظیم یہ ہے کہ اسے خوب فربہ کرے۔ خوشی سے ذبح کرے۔ بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو۔ اس کا دودھ نہ پئے۔ بعد ذبح اس کا گوشت تبرکاً کھائے (۶) دنیا میں بھی دین بھی، قربانی کا گوشت کھانا کھال بال اون استعمال کرنا دنیاوی نفع ہے اور ثواب، اخروی اجر ہے (۷) اونٹ کی ذبح میں سنت یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں ران سے باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن لمبائی میں چیرے اسے نحر کہتے ہیں۔ گائے بکری میں یہ نہیں ہے۔ (۸) اگر چاہو، کیونکہ قربانی کا گوشت نہ خود کھانا واجب ہے نہ دوسروں کو کھلانا۔ دونوں مستحب ہیں۔ اگر کوئی نہ کھائے تب بھی جائز ہے۔ (۹) کہ یہ جانور باوجود بہت قوت رکھنے کے تمارے کہنے پر چلتے ہیں۔ تمہارا مقابلہ نہیں کرتے۔ دیکھو مکھی مچھر ہمارے بس میں نہیں اور اونٹ، گھوڑا، ہاتھی ہمارے بس میں ہیں۔ رب نے طاقت و جرات جمع نہیں فرمائیں۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ (۱۰) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے۔ ایصال ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً، نقلاً ہر طرح ثابت ہے۔ اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت قبول نہیں ہوتا (۱۱) نیک اعمال کی برکت سے یا محبوب بندوں کی طفیل اور محض اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بلائیں ٹالتا ہے اور آخرت میں بھی ٹالے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ اور قرآنی آیات سے ثابت ہے۔ (۱۲) مکہ معظمہ میں کفار صحابہ کرام پر بہت ظلم کرتے اور ستم ڈھاتے تھے۔ صحابہ روزانہ حضور کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر بقیہ برصفحہ ۸۰۸

يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ 27

اُنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ؎۱ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک دوسرے سے دفع نہ فرماتا

بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ

تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے ؎۲ اور مسجدیں

يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ

جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے ؎۳ اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا ؎۴

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں زمین میں قابو دیں ؎۵

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا

تو نماز برپا رکھیں ؎۶ اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی

عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ

سے روکیں ؎۷ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ؎۸ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ ۝۴۲ وَ قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

بے شک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَ قَوْمُ لُوْطٍ ۝۴۳ وَّ اَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ

اور لوط کی قوم اور مدین والے ؎۹ اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی ؎۱۰ تو میں نے

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۴۴ فَكَاَيِّنْ مِّنْ

کافروں کو ڈھیل دی پھر انھیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور کتنی ہی بستیاں ہم نے

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

کھپادیں (ہلاک کردیں) ؎۱۱ کہ وہ ستم گار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی (گری) پڑی ہیں ؎۱۲ اور کتنے

وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝۴۵ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کنوئیں بیکار پڑے اور کتنے محل گچ کئے ہوئے تو کیا زمین میں نہ چلے ؎۱۳ کہ

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ

اُن کے دل ہوں جن سے سمجھیں یا کان ہوں جن سے سنیں

(۱) یعنی مسلمانوں نے حق بات کہی اور کفار نے حق پر ناحق ظلم کیا۔ انہیں وطن سے نکالا۔ (۲) یہ اس زمانے کے لحاظ سے ہے جب دین عیسوی یا دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ گرجے اور کلیسے قابل احترام تھے اب ان کا احترام ہے نہ ان کا گرادینا ممنوع۔ اگر کہیں کے عیسائی مسلمان ہوجائیں تو اپنا گرجا گرا سکتے ہیں' اور وہاں مسجد بنا سکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو حق نہیں کہ دوسروں کے عبادت خانے گرائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر گزشتہ زمانہ میں جہاد نہ ہوئے ہوتے تو نہ یہودیوں کے عبادت خانے محفوظ رہتے اور نہ عیسائیوں کے۔ (۳) یعنی گزشتہ زمانوں میں بھی جہاد کی برکت سے کلیسے' گرجے' خانقاہیں وغیرہ کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اب بھی خانقاہیں مسجدیں جہاد ہی کے ذریعہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔ انسان کی حفاظت کے لئے سانپ بچھو کو قتل کردو۔ ایمان کی حفاظت کے لئے جہاد کرو۔ یار کے پتھر سے یار کا شیشہ توڑو۔ (۴) اولیاء اللہ کی مدد کرنا' نبی کی خدمت' علم دین پھیلانا' سب اللہ کے دین کی مدد ہے۔ (۵) کہ کفار پر فتح دے کر انہیں بادشاہت حکومت عطا فرمادیں۔ (۶) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی سلطنت نفسانی خواہش کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دین قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

لہٰذا جنگوں کی نوعیت مختلف ہے (۷) قوت و طاقت سے' کیونکہ حاکم قوت سے اور عالم زبان سے برائی روکیں۔ عوام دل سے برا جانیں لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اگر مسلمانوں کے پاس بادشاہت نہیں تو وہ تبلیغ ہی نہ کریں۔ اس آیت کی تفسیر دیکھنی ہو تو خلفاء راشدین کی خلافتیں ملاحظہ کرو۔ وہ اس کی زندہ جاوید تفسیر ہیں (۸) آیت کا مطلب ہے کہ ان مومن غازیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ جو سلطنت پا کر شہوات میں مشغول نہیں ہوتے۔ بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادات سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کرکے دین کی کیا خدمات انجام دیں۔ (۹) مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام ہے جسے مدین ابن ابراہیم نے بسایا (۱۰) کہ فرعونیوں نے آپ کو جھٹلایا نہ کہ بنی اسرائیل نے' اس لئے یہاں قوم نہ فرمایا گیا۔ یعنی کفار کا یہ پرانا دستور ہے لہٰذا اس سے آپ دل تنگ نہ ہوں۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاریوں سے دوسری مخلوق بھی ہلاک ہوجاتی ہے۔ کیونکہ جن بستیوں پر عذاب آئے وہاں حیوانات بھی تباہ ہوئے۔ رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم: ۴۱) کیونکہ مخلوق میں اصل مقصود انسان ہی ہیں۔ جب انہیں ہی تباہ کردینا ہے تو دیگر چیزوں کو باقی رکھ کر کیا ہوگا (۱۲) اسی حالت میں ابھی تک موجود ہیں جن کا یہ لوگ سفروں میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ (۱۳) یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی یہ لوگ ان اجڑی بستیوں پر گزرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری دینی چاہیے۔ تاکہ وہاں کی رونق دیکھ کر نیک اعمال کا شوق پیدا ہو۔ خوف پیدا کرنے کے لئے کفار کے عذاب کی جگہ جاؤ۔ امید حاصل کرنے کے لئے صالحین کی قبروں پر جاؤ۔ جہاں رحمتیں اتر رہی ہیں

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي
تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ف۱ بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں
الصُّدُوْرِ ۴۶ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ
میں ہیں ف۲ اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا ف۳
وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۴۷
اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس ف۴
وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ
اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں ف۵ پھر میں نے اُنھیں پکڑا ف۶
وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۴۸ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ
اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے تم فرمادو کہ اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سُنانے والا
مُّبِيْنٌ ۴۹ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
ہوں ف۷ تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۵۰ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ
اور عزت کی روزی ف۸ اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہار جیت کے ارادہ سے
اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۵۱ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ
وہ جہنمی ہیں ف۹ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ف۱۰
وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ
سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب اُنھوں نے پڑھا تو شیطان نے اُن کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف
اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
سے ملا دیا ف۱۱ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے ف۱۲ اور اللہ علم و حکمت
حَكِيْمٌ ۵۲ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ
والا ہے تا کہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کردے ف۱۳ اُن کے لئے جن کے
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ستم گار

۱ یعنی کفار کے پاس بصارت تو ہے مگر بصیرت نہیں۔ بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ بصیرت پر ہدایت کا مدار ہے۔ بصیرت کا سرمہ اللہ کا ذکر، بزرگوں کی صحبت، تلاوت قرآن، پیٹ کا خالی رکھنا۔ تہجد کی نماز صبح کا استغفار ہے۔ (روح) ۲ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ (نمل ۸۱) کہ وہاں اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں۔ ایسے ہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (الاسراء: ۷۲) لہٰذا کافر اگرچہ انکھیارا ہے۔ مگر اندھا ہے مومن اگرچہ نابینا ہو مگر انکھیارا ہے جیسے زندہ کافر مردہ اور مردہ شہید زندہ ہے۔ ۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عذاب مسلمانوں پر رحمت ہے۔ اسی لئے اسے وعدہ فرمایا گیا، وعید نہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لئے خلفِ وعید ممکن نہیں۔ جیسے مومن کے لئے خلفِ وعدہ ممکن نہیں۔ البتہ مومن کے لئے خلفِ وعید ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔ (روح) چنانچہ کفار پر عذاب کا وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ عذابِ آخرت علاوہ ہے ۴ خیال رہے کہ دنیا میں سردی کا دن چھوٹا اور گرمی کا دن بڑا ہے۔ ایسے ہی آخرت کا دن ایک ہزار سال کا ہے اور قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں پھر قیامت کا دن بعض کو چند منٹ محسوس ہوں گا۔ ۵ یعنی ان کے بسنے والے انسان ستم گار یعنی کافر تھے، چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے اور باقی اس کے تابع لہٰذا ان بستیوں کو ظالم فرمادیا گیا۔ اور عذاب آنے پر سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۶ لہٰذا تم اس دیر سے دھوکا نہ کھاؤ۔ غضب کی چکی دیر میں پیستی ہے مگر نہایت باریک پیستی ہے۔ ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سارے انسانوں کے رسول ہیں۔ کسی خاص قوم سے آپ کی نبوت خاص نہیں، دوسرے یہ کہ حضور کا ڈرانا عام ہے اور بشارت خاص۔ کسی کو عذاب نار سے کسی کو عذاب فراق یار سے ڈراتے ہیں ۸ دنیا میں نیک اعمال کی توفیق۔ لوگوں کی نگاہ میں عزت و آبرو۔ آخرت میں جنت کی نعمتیں، رب کا دیدار، حضور کی شفاعت۔ ۹ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو ضدی عالم جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے اور آیات قرآنیہ کو اس پر سند لائے، وہ دوزخی ہے اسی طرح مناظرہ محض اپنی جیت کے لئے کرنا جس میں احقاق حق اور دین کی خدمت مقصود نہ ہو، کافروں کا کام ہے۔ اظہار حق کے لئے مناظرہ سنت پیغمبر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل: ۱۲۵) اور فرماتا ہے حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ (بقرہ: ۲۵۸) ۱۰ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول تین سو تیرہ ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ شانِ نزول، جب سورہ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر بقیہ برصفحہ ۸۰۸

ع ۱۰ ۶ ۱۲

لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ

اُدھر کے (پرلے درجے کے) جھگڑالو ہیں ؎۱ اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ

مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ

تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اُس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لئے اُن کے دل ؎۲ اور بے شک اللہ

لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ

ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے ؎۳ اور کافر اُس

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ

سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر قیامت آجائے

بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ

اچانک ؎۴ یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کے لئے کچھ اچھا نہ ہو بادشاہی اُس دن اللہ ہی کی ہے ؎۵

یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ

وہ ان میں فیصلہ کردے گا تو جو ایمان لائے ؎۶ اور اچھے کام کئے وہ

جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓىِٕكَ

چین کے باغوں میں ہیں اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں اُن کے

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۵۷﴾ ع وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

لئے ذلت کا عذاب ہے ؎۷ اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے ؎۸

ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ اِنَّ

پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انھیں اچھی روزی دے گا اور بے شک

اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۵۸﴾ لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ؕ

اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے ؎۹ ضرور انھیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ

اور بے شک اللہ علم اور حلم والا ہے ؎۱۰ بات یہ ہے اور جو بدلہ لے جیسی تکلیف پہنچائی

مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے تو بے شک اللہ اُس کی مدد فرمائے گا بے شک اللہ معاف کرنے والا

(۱) یعنی وہ ایسے پکے دشمن ہیں کہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں راضی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ (۲) یعنی شیطان کی یہ حرکت مومنوں کے ایمان کی قوت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ شیطان نے پچھلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی برتاوا کیا تھا اور رب نے اس کے داؤ کو بیکار کر دیا تھا۔ یہ حقانیت قرآن کی دلیل ہے۔ (۳) یعنی آخرت میں جنت کی طرف یا دنیا میں نیکیوں کی طرف' ورنہ عقائد کی ہدایت تو انہیں مل چکی ہے۔ کہ وہ مومن ہو چکے اور تحصیل حاصل ناممکن ہے (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر ازلی کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں وہ ہمیشہ شک میں گرفتار رہے گا۔ دوسرے یہ کہ موت کے وقت' یا قیامت میں یا عذاب الٰہی دیکھ کر کفار ایمان قبول کر لیتے ہیں مگر وہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں (۵) اس طرح کہ اس دن کوئی شخص سلطنت کا دعویٰ بھی نہ کرے گا اور کسی بادشاہ کا قانون نہ ہوگا۔ سوائے رب تعالیٰ کے ورنہ حقیقی بادشاہت تو آج بھی اس کی ہی ہے (۶) اس طرح کہ ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا کیونکہ شریعت میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ جنت کا داخلہ ایمان سے ہے اور وہاں کے درجات اعمال سے۔ یہ جنت کسبی میں ہے ورنہ بعض لوگ بغیر عمل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض مسلمانوں کو دوزخ میں' اگرچہ عذاب دے گا مگر وہاں انہیں ذلیل نہ کرے گا۔ کیونکہ ذلت کفار کا عذاب ہے۔ انشاء اللہ گنہگار مومن کے عذاب کی کسی کو خبر بھی نہ ہوگی (۸) یہ فتح مکہ سے پہلے کے لحاظ سے ہے جب اہل مکہ پر ہجرت فرض تھی۔ یا اس وقت کے لحاظ سے ہوگی جب مسلمان دار الحرب میں گھر جاویں اور اپنی عبادت کی آزادی نہ پاویں۔ ورنہ جہاد کے لئے ہجرت شرط نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مومن ہجرت کر کے دار السلام میں آجاوے' پھر خواہ جہاد میں شہید ہو یا اپنی موت مرے' اللہ اسے اجر دے گا۔ معلوم ہوا کہ ہجرت اس وقت ضروری تھی کہ بلا عذر ہجرت نہ کرنے والا مجرم تھا۔ (۹) یہاں رازق کے معنی ہیں' رزق کا کفیل و ضامن۔ اس معنی سے بعض بندے بعض کے رزق کے کفیل ہیں۔ جیسے ماں باپ اولاد کے لئے آقا غلام کے لئے مگر رب کی ضمانت رزق سب سے اعلیٰ ہے کہ وہ بے حساب بغیر ملال ہمیشہ دیتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ رزاق یعنی خالق رزق بہت ہیں' اللہ ان سے اچھا ہے' کہ یہ معنی تو عین شرک ہیں (۱۰) شان نزول۔ بعض صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ جو جہادوں میں شہید ہو گئے وہ تو بڑے درجہ والے ہیں۔ ہم لوگ جہادوں میں حضور کے ساتھ رہتے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے لیکن اگر ہمیں بغیر شہادت موت آئی تو ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم فکر نہ کرو تم شہید ہو یا ویسے وفات پاؤ جنت اور اچھا رزق تمہارے لئے نامزد ہو چکا۔ رب تم سے راضی ہو چکا۔ اب تمہیں بھی وہ دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

ع ۹ ۱۴

غَفُوْرٌ ۞۶۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ
بخشنے والا ہے یہ ف۱ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۞۶۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
ہے رات کے حصہ میں اور اس لئے کہ اللہ سنتا دیکھتا ہے ف۲ یہ اس لئے کہ اللہ
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ
ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں وہی باطل ہے ف۳ اور
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۞۶۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ
اس لئے کہ اللہ ہی بلندی بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے
السَّمَآءِ مَآءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
پانی اتارا ف۴ تو صبح کو زمین ہریالی (سبز) ہوگئی ف۵ بے شک اللہ پاک
خَبِيْرٌ ۞۶۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ
خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ف۶ اور بے شک اللہ ہی
لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۞۶۴ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي
بے نیاز سب خوبیوں سراہا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا جو کچھ زمین
الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ
میں ہے ف۷ اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے اور وہ روکے ہوئے ہے
السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ
آسمان کو کہ زمین پر نہ گر پڑے ف۸ مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞۶۵ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
بڑی مہر والا مہربان ہے ف۹ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا ف۱۰ پھر تمہیں مارے گا
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۞۶۶ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا
پھر تمہیں جلائے گا بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے ف۱۱ ہر امت کے لئے ہم نے عبادت
مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى
کے قاعدے بنادیے کہ وہ ان پر چلے ف۱۲ تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے

ف۱ شان نزول۔ ایک دفعہ ماہ محرم کے آخر میں مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ چونکہ اس وقت محرم وغیرہ اشہر حرم میں جنگ ممنوع تھی اس لئے مسلمانوں نے لڑنا نہ چاہا مگر مشرکین نہ مانے اور انہوں نے جنگ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے مجبوراً مقابلہ کیا اور رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ وہ اس مقابلہ کرنے میں مجرم نہیں ف۲ اسمیں اشارۃً فرمایا گیا کہ جیسے کبھی دن بڑے کبھی رات ایسے ہی کبھی کفار کا غلبہ ہے کبھی مومنوں کا تسلط۔ اس سے دل تنگ نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے ف۳ یعنی جھوٹے معبود باطل ہیں اس آیت کو انبیاء اولیاء سے کوئی تعلق نہیں، وہ سب حق ہیں کیونکہ حق کے ہیں رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (یونس: ۱۰۸) حضور فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ چونکہ ما غیر عقلی چیزوں کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا اگر عیسیٰ وعزیر علیہما السلام کی کفار پوجا کرتے ہیں مگر اس سے یہ دونوں بزرگ باطل نہ کہے جائیں گے وہ حق ہیں ان کا ہر فعل حق ہے۔ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا غیر خدا کی پوجا کرنی باطل ہے اس صورت میں ما مصدریہ ہوگا یا یوں کہو کہ اہل کتاب درحقیقت نبیوں کو نہیں پوجتے بلکہ ان کے مجسموں تصویروں او رصلیب کو پوجتے ہیں۔ واقعی یہ چیزیں باطل ہیں ف۴ آسمان کی طرف سے یا آسمانی سبب سے بارش برسائی۔ ورنہ بارش خاص آسمان سے نہیں آتی بلکہ سورج کی گرمی سے سمندروں کا پانی بھاپ بن کر اڑتا ہے۔ اوپر جا کر ٹھنڈک سے جم کر بادل بن جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے ف۵ ایسے ہی قیامت میں مردے زندہ ہوں گے اور انشاء اللہ مسلمانوں کو کمزوری کے بعد طاقت ملے گی۔ جیسے خشک زمین کو بارش کے ذریعہ سرسبزی ملتی ہے خیال رہے کہ اگرچہ کنوؤں کے پانی سے بھی سبزی ہو جاتی ہے، مگر بارش کے پانی سے

ع ۸ ۱۵

عام سبزی اور مستقل ہوتی ہے۔ پھل بھی اسی سے لگتا ہے۔ ایسے ہی اگرچہ اپنی کوشش سے بھی عارضی عزت وقوت مل جاتی ہے مگر دائمی، حقیقی عظمت رب کے کرم سے حاصل ہوتی ہے ف۶ حقیقی اور دائمی ملک اسی کا ہے۔ اس کی عطا سے کچھ عارضی طور پر بعض بندوں کو عطا ہو جاتا ہے۔ ف۷ جانور، آگ، پانی، دھاتیں وغیرہ کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتی ہیں۔ ف۸ یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا (فاطر: ۴۱) یعنی آسمان حرکت مستقیمہ نہیں کر سکتا مگر قریب قیامت یہ حرکت کرے گا اور زمین پر گر پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان نہ کسی چیز پر رکھا ہے نہ کسی میں ٹانگا ہوا ہے۔ پھر بھی نہیں گرتا۔ اسے کون روکے ہے سوا ہمارے۔ ف۹ کہ انہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور آفتوں سے بچاتا ہے، اور دنیاوی راحتوں کے لئے عرشی نعمتیں بخشتا ہے۔ انبیاء کرام، اولیاء اللہ کے ذریعے ف۱۰ بے جان مٹی سے نطفہ بنا کر، پھر نطفے سے انسانی صورت بخش کر اعمال کرنے کے لئے زندگی بخشی پھر عمر ختم ہونے پر موت دے گا۔ پھر ثواب یا سزا کے لئے دائمی زندگی دے گا۔ ف۱۱ یہاں انسان سے مراد یا کفار ہیں، یا غافل مسلمان، یا جنس انسان، اس سے انبیاء کرام، اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ بقیہ برصفحہ ۴۰۸

رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ

رب کی طرف بلاؤ ۱ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو ۲ اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرمادو

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کوتک (تمہارے کرتوت) ۳ اللہ تم میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

جس بات میں اختلاف کر رہے ہو ۴ کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک یہ سب ایک کتاب میں ہے بے شک یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ

اللہ پر آسان ہے ۵ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جن کی

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

کوئی سند اس نے نہ اُتاری اور ایسوں کو جن کا خود انہیں کچھ علم نہیں ۶ اور ستم گاروں کا

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ

کوئی مددگار نہیں ۷ اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو تم ان کے چہروں پر

وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ

بگڑنے کے آثار دیکھو گے جنھوں نے کفر کیا ۸ قریب ہے کہ لپٹ پڑیں ان کو جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ

ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں تم فرمادو کیا میں تمہیں بتادوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے ۹

اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾

وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

اے لوگو! ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ۱۱ وہ جنھیں اللہ کے سوا

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے

---

۱ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء مخلوق کو رب کی صفات کی طرف بلاتے ہیں حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ اسی لئے رب نے آپ کو دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ (احزاب: ۴۶) فرمایا خیال رہے کہ حضور تاقیامت یہ دعوت دے رہے ہیں۔ تمام علماء صوفیاء کی تبلیغیں حضور کی دعوت ہے۔ ۲ یعنی جس راستے پر تم ہو وہ سیدھا ہے' تم راستہ کے سیدھا ہونے کی دلیل ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ھود: ۵۶) معلوم ہوا کہ حضور کی صورت' سیرت سیدھا راستہ ہے۔ یا اے محبوب! تم لوگوں کو سیدھے راستے پر ملتے ہو۔ جو تم سے ملنا چاہے وہ سیدھی راہ پر چلے ۳ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو' صرف عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔ معلوم ہوا کہ ہر باتونی' جھگڑالو سے مناظرہ نہ کرنا چاہئے۔ رب تعالیٰ نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ (حجر: ۳۴) ۴ اب دنیا میں' کیوں کہ مرتے وقت اور محشر میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ سب اسلام مان لیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ ہے جو حق کا انکار کرے۔ حق پر رہنے والا' جھگڑالو نہیں۔ پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو ڈاکو جھگڑالو ہیں نہ کہ پولیس ۵ کہ سارے غیبی واقعات ایک لوح محفوظ میں لکھ دیئے اور یہ تحریر اس لئے ہے کہ جو بندے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں اب غیوب پر اطلاع دی
۹ ع ۸ ۱۲
جائے' ورنہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ نہ تھا ۶ اس سے معلوم ہوا کہ جو علم واقعہ کے مطابق نہ ہو' وہ جہالت ہے جسے جہل مرکب کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دانست میں چند معبود جانتے تھے مگر ان کے اس جاننے کو نہ جاننا فرمایا گیا۔ ۷ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے مددگار بنائے ہیں۔ کیونکہ مددگار نہ ہونا کافروں پر عذاب ہے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ دل کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کے چہرے پر رب تعالیٰ کی حمد' حضور کی نعت شریف سن کر خوشی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کفار کے منہ بگڑ جاتے ہیں ۹ یعنی ابھی تم دوزخ وغیرہ کا ذکر سن کر جلتے بھنتے ہو' جب دوزخ دیکھو گے تو زیادہ بھنو گے۔ جنتی کا حال اس کے برعکس ہے کہ ابھی سن کر خوش ہوتا ہے پھر دیکھ کر زیادہ خوش ہوگا ۱۰ یہاں وعدہ بمعنی وعید ہے۔ رب تعالیٰ نے کفر پر مرنے والوں کو دوزخ کی یقینی خبر دی ہے۔ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب سے ڈرایا ہے مگر مغفرت کی امید بھی دلائی ہے کہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (النساء: ۴۸) لہٰذا یہ آیت صرف کفار پر چسپاں ہے۔ ۱۱ یعنی غور کرو۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا سننا کمال نہیں' بلکہ اس پر غور کرنا کمال ہے۔ رب فرماتا ہے فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اعراف: ۲۰۴)

لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ
ہوجائیں ۱ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں ۲

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا ۳ اللہ کی قدر نہ جانی جیسی

قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ
چاہیے تھی ۴ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے

رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ
رسول اور آدمیوں میں سے ۵ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو ان

اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰۤاَیُّهَا
کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ۶ اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا
ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو ۷ اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو ۸

الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ۚ۩ وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ
اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے ۹ جہاد کرنے کا

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ
اس نے تمہیں پسند کیا ۱۰ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۱۱ تمہارے

اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ
باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں ۱۲ اور اس

هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى
قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو ۱۳ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو

النَّاسِ ۖۚ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ
تو نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو ۱۴ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو

هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾
وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

۱ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی اور یہاں دعا سے مراد پوجنا ہے نہ کہ پکارنا' کیونکہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا درست ہے رب نے پہاڑوں' زمین کو پکارا ہے۔ ہم کو حکم دیا۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (احزاب: ۵) لہٰذا اس آیت کریمہ کو اولیاء یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا بے دینی ہے۔ ۲ چنانچہ بتوں پر' کفار زعفران شہد وغیرہ مل دیتے تھے اور ان پر کھیاں بھنکتی تھیں۔ تو ایسے مجبور کی پوجا کرنی حماقت ہے۔ پوجا تو قوی و قادر کی کی جاوے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم' خانہ کعبہ' سنگ اسود بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا۔ تعظیم کرتے ہیں لہٰذا یہ آیت وہاں چسپاں نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کی تعظیم اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج: ۳۲) وہابی اس آیت کو بزرگوں کے مزارات پر چسپاں کرتے ہیں مگر خود بھی خانہ کعبہ' قرآن کریم بلکہ مولوی اسماعیل کے بوسیدہ جھنڈے کی تعظیم کرتے اسے چومتے چاٹتے ہیں۔ وہاں یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں ۳ یعنی بت پرست اور بت یا مکھی اور شہد یا مکھی اور بت ۴ اس لئے وہ مان بیٹھے کہ اکیلا رب اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اسے مددگار شریکوں کی ضرورت ہے۔ معاذ اللہ۔ ان کفار نے دنیا کو تو دیکھا مگر رب کی شان میں غور نہ کیا۔ ان کی مثال اس دیہاتی کی سی ہے جو مال گاڑی کے ۲۷ ڈبوں کو دیکھ کر کہے کہ اسے ایک انجن نہیں کھینچ سکتا۔ اس نے ڈبے دیکھے مگر انجن کا زور نہ دیکھا۔ جنہوں نے رب کو پہچانا' وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے لاکھوں جہان بنا سکتا ہے اور چلا سکتا ہے۔ ۵ وحی کے لئے' کہ بعض فرشتے انبیاء کرام پر وحی لاتے اور انبیاء وحی لیتے ہیں کہ اللہ کے دین کی مدد کریں اور درجات حاصل کریں معلوم ہوا کہ جنات رسول نہیں ہوتے۔ ۶ یعنی یہ چناؤ اس کی عادت قدیمہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی چنتا رہے گا تاکہ آئندہ نبی آنے کی توقع ہو۔ جنہیں چنا تھا چن لیا اور جنہیں چن لیا وہ دائمی نبی ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی عظمت منسوخ نہیں ہوتی۔ شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے نبی ﷺ کی نہ عظمت منسوخ ہو نہ شریعت۔ جیسے اب کسی فرشتے کا چناؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی اب کسی انسان کا نبوت کے لئے چناؤ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قادیانی اس آیت سے اجراء نبوت پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۷ لہٰذا جس کو جو درجہ عطا فرمایا ہے' اہل کو عطا فرمایا ہے نا اہل کو نہیں نا اہل کو عطا کرنے والا خود نا اہل ہوتا ہے اور رب تعالیٰ اس سے پاک ہے نیز نا اہل کو عطا سے نقصان ہی ہوتا ہے اور عطا کی بربادی۔ ؎ اہل را صحبت نا اہل زیاں نہا دارد آب در کوزہ ناپختہ گل آلودہ شود
۷ خیال رہے کہ جہاں قرآن کریم میں سجدہ کا حکم رکوع کے ساتھ ہے وہاں نماز کا سجدہ مراد ہے۔ لہٰذا یہاں حنفیہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب نہیں ۸ اچھے اخلاق اور درست معاملات' لہٰذا عبادات اور خیر' علیحدہ علیحدہ ذکر فرمانے میں تکرار نہیں ۹ اپنے نفس سے' برے ساتھیوں' بری اولاد سے جہاد کرو کہ انہیں راہ راست پر لاؤ۔ اور کفار سے جہاد کرو اخلاص اور درستی نیت کے ساتھ' جس میں ریاکاری اور محض ملک گیری کی نیت نہ ہو ۱۰ جہاد اور اپنی عبادات کے لئے' بقیہ برصفحہ ۸۰۸

سورۃ المؤمنون ۲۳ مکیۃ ۷۴ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیاتہا ۱۱۸ رکوعاتہا ۶

سورۃ مومنون مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢
بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے ف۱ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں ف۲
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ
اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے ف۳ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام
فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰٓى
کرتے ہیں ف۴ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ف۵ مگر اپنی
اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦ فَمَنِ
بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں ف۶ کہ اُن پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو
ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧ وَالَّذِيْنَ هُمْ
کے سوا کچھ اَور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ف۷ اور وہ جو
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ
اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ف۸ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی
يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
کرتے ہیں ف۹ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے ف۱۰
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۱ اور بے شک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی (انتخاب کی) مٹی سے
طِيْنٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
بنایا ف۱۲ پھر اُسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ف۱۳ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی
عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا
پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن
الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
ہڈیوں پر گوشت پہنایا ف۱۴ پھر اسے اَور صورت میں اُٹھان دی ف۱۵ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

۱ اس طرح کی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہوئے۔ دیدار الٰہی کے حقدار بنے، یا دنیا میں مقبول الدعاء ہوئے اور ان کی زندگی کامیاب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور تقویٰ دونوں جہان کی کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے دعائیں قبول، آفات دور، مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الخ (طلاق: ۲) ۲ اس طرح کہ نماز کی حالت میں ان کے دلوں میں رب کا خوف، اعضا میں سکون ہوتا ہے، نظر اپنے مقام پر قائم ہوتی ہے، نماز میں کوئی عبث کام نہیں کرتے۔ دھیان نماز میں رہتا ہے، نماز قائم کرنے کے یہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ ۳ یعنی ایسا کام نہیں کرتے جس میں دینی یا دنیاوی نفع نہ ہو، خیال رہے کہ مضر کام باطل ہے اور بے فائدہ کام لغو، تقویٰ کے لئے ان دونوں سے بچے ۴ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اس طرح کہ زنا اور لوازم زنا سے بچتے ہیں حتیٰ کہ غیر کا ستر بھی دیکھتے نہیں۔ ۶ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی شرعی لونڈی سے صحبت کرسکتا ہے۔ مگر مولاۃ عورت اپنے غلام سے صحبت نہیں کرا سکتی۔ ۷ اس سے معلوم کہ متعہ حرام ہے، کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جاوے، وہ لونڈی تو ہے نہیں اور بیوی بھی نہیں، اس لئے اس پر طلاق، خلع، ظہار، ایلاء نہیں ہوتا۔ نہ وہ میراث کی مستحق ہے۔ جب وہ کچھ بھی نہ ہوئی تو اس کی طرف رخ کرنا اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ بعد ہجرت کچھ روز متعہ حلال فرمایا جانا عارضی تھا۔ جیسے شراب کی حلت عارضی تھی۔ نیز پتہ لگا کہ اغلام، جلق وغیرہ سب حرام ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ میں داخل ہے۔ شہوت پوری کرنے کے لئے صرف بیوی اور لونڈی ہے باقی تمام ذرائع حرام ہیں۔ مجبوری کی حالت میں روزے رکھے کہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جائے گا۔ جلق لگانے پر ایک امت پر عذاب الٰہی آچکا ہے۔ (از خزائن) ۸ اس طرح کہ مخلوق کی اور خالق کی امانت میں خیانت نہیں کرتے، خیال رہے کہ ہمارے اعضاء رب کی امانتیں ہیں، ان سے گناہ کرنا، امانت میں خیانت ہے۔ ایسے ہی اللہ سے، اس کے رسول سے اور دیگر مخلوق سے جو وعدے کئے سب پورے کرے ۹ نماز کی حفاظت کی تین صورتیں ہیں۔ ہمیشہ پڑھنا، صحیح وقت پر پڑھنا، صحیح طریقہ سے واجبات، سنن، مستحبات سے پڑھنا، نماز پڑھنی کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنی، اور اس کی حفاظت کرنی کمال ہے۔ صوفیاء کے مشرب میں نماز کی حفاظت یہ ہے کہ ایسے گناہوں سے بچے جن سے نیکی برباد ہو جاتی ہیں۔ مال کمانا بھی اچھا، اسے کما کر پھر اسے سنبھالنا بہت اچھا ہے، اللہ توفیق دے کہ مرتے وقت تک نماز، روزہ، حج وغیرہ کو سنبھالیں۔ خیریت سے یہ متاع منزل مقصود پر پہنچے ۱۰ اپنے دادا آدم علیہ السلام کی، لہٰذا جنت صرف انسانوں کے لئے ہے۔ یا مومن کافروں کا جنتی حصہ بھی لیں گے۔ خیال رہے کہ وراثت ملکیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے جو نہ فسخ ہو سکے نہ باطل ہو سکے نہ ٹوٹ سکے۔ اسی لئے یہ کلمہ ارشاد ہوا۔ ۱۱ اس طرح کہ نہ مریں نہ وہاں سے نکالے جاویں۔ ۱۲ اس طرح کہ مٹی سے غذا، غذا سے خون، خون سے نطفہ، اور نطفہ سے انسان بنایا ۱۳ یعنی نطفہ کو ماں کے رحم میں محفوظ رکھا وہاں بقیہ بر صفحہ ۸۰۸

الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ

بنانے والا ۱؎ پھر اُس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو ۲؎ پھر تم سب قیامت کے

الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا

دن اُٹھائے جاؤ گے ۳؎ اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں ۴؎ اور ہم

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ

خلق سے بے خبر نہیں ۵؎ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا ایک اندازہ پر ۶؎

فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾

پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا ۷؎ اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں ۸؎

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ

تو اُس سے ہم نے تمہارے باغ پیدا کیے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لیے اُن میں بہت سے

كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ

میوے ہیں ۹؎ اور اُن میں سے کھاتے ہو ۱۰؎ اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے ۱۱؎ لے کر اُگتا ہے

بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ

تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن ۱۲؎ اور بے شک تمہارے لیے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے ۱۳؎ اور تمہارے لیے اُن میں بہت فائدے ہیں ۱۴؎ اور ان سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

تمہاری خوراک ہے ۱۵؎ اور ان پر اور کشتی پر سوار کیے جاتے ہو ۱۶؎ اور بے شک ہم نے

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ

نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۱۷؎ تو اُس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۱۸؎ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ

کیا تمہیں ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

مگر تم جیسا آدمی ۱۹؎ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا

نصف الحزب

ع ۲

❶ یہاں خلق بمعنی صورت گھڑنا اور شکل بنانا ہے۔ رب فرماتا ہے وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا (عنکبوت: ۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ (آل عمران: ۴۹) اور اگر بمعنی پیدا کرنا ہے تو یہاں مقابلہ مقصود نہیں' عربی میں افضلیت بیان فرمانے کے لئے یہ صیغہ اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (جمعہ: ۱۱) اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ خالق بہت ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کہ یہ تو عین شرک ہے۔ محاورہ عرب کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ ❷ اپنی عمر پوری کر کے' عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ ابھی عمر پوری نہیں ہوئی تھی' لہٰذا ان کی وفات نہ ہوئی۔ عمر اس دنیا میں رہ کر پوری ہوتی ہے۔ اسی لئے ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ عمر میں شمار نہیں ہوتا ❸ اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف ثواب و عذاب کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت قبر میں اٹھنے' اور حساب قبر کے خلاف نہیں ❹ یعنی سات آسمان' جن میں فرشتوں کے آنے جانے کے راستے ہیں ❺ معلوم ہوا کہ بندہ رب سے غافل ہے۔ رب غافل نہیں۔ بندہ اس سے دور ہے' وہ دور نہیں بندہ اس تک نہ پہنچے مگر وہ بندے کے پاس ہے ❻ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پانی کا اصل کارخانہ آسمان میں ہے رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات: ۲۲) سمندر تو اس کا خزانہ ہے' جیسے خزانہ میں روپیہ رہتا ہے بنتا نہیں' بنتا ٹکسال میں ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ ہر ملک میں اس انداز سے بارش بھیجتا ہے۔ جتنی وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ اسی لئے بنگال میں پنجاب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر زمانے میں ضرورت اور وقت کے مطابق بارش آتی ہے۔ اور ضرورت کو رب تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ❼ اس طرح کہ نہ تو زمین کا پانی خشک ہو گیا نہ بگڑا بلکہ جمع رہا۔ جس سے تمہاری ضروریات پوری ہوئیں۔ بہت جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے۔ بلکہ کنوؤں میں پانی بارش کی وجہ سے ہی آتا ہے۔ ❽ اس طرح کہ پانی خشک کر دیں یا بگاڑ دیں کہ پینے کے قابل نہ رہے۔ لہٰذا اس کا شکر کرو ❾ بہت سی قسم کے میوے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ انگور اور کھجور محض میوہ نہیں کہ اس میں غذائیت بھی ہے لہٰذا جو کوئی میوہ نہ کھانے کی قسم کھائے وہ انگور یا کھجور کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان دونوں کو دیگر میووں سے علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ ❿ یعنی میوہ جات کا کچھ حصہ تم کھاتے ہو اور بعض تمہارے جانوروں کی غذا ہے۔ چھلکا' گٹھلی پھینک دیتے ہو۔ اشارۃً فرمایا گیا کہ مال میں سے کچھ زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ سارا مال کھانے کی کوشش نہ کرو۔ ⓫ یعنی درخت زیتون کہ یہ دوسرے درختوں سے زیادہ کارآمد ہے۔ یہ اگرچہ بہت جگہ پیدا ہوتا ہے مگر اس کی اصل جگہ کوہ طور ہے اس لئے اس درخت اور اس جگہ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ⓬ زیتون کا تیل چراغ میں جلتا ہے' دوا میں کام آتا ہے' سالن کی طرح کھایا جاتا ہے' یہ اس میں عجیب خوبیاں ہیں ⓭ اس طرح کہ خشک بھوسہ اور گھاس اس کے پیٹ میں پہنچ کر دودھ نکلتا ہے۔ وہی چارہ کوئی اور جانور کھائے تو دودھ نہیں بنتا۔ یہ ہماری قدرت ہے۔ بقیہ برصفحہ ۸۰۸

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ

تو فرشتے اُتارتا ۱ ہم نے تو یہ اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا ۲ وہ تو نہیں مگر

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

ایک دیوانہ مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو ۳ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ۴

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اُسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا ۵

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور اُبلے ۶ تو اس میں بٹھا لے ہر جوڑے میں

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ

سے دو اور اپنے گھر والے ۷ مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑچکی ۸ اور ان ظالموں کے

فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ

معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا ۹ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے ۱۰ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو اور

مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ

تیرے ساتھ والے ۱۱ تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی ۱۲

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

اور عرض کر کہ اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اُتار ۱۳ اور تو سب سے بہتر

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا

اُتارنے والا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ۱۴ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے پھر ان

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ

کے بعد ہم نے اور سنگت (قوم) پیدا کی ۱۵ تو اُن میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا ۱۶ کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ

اللہ کی بندگی کرو ۱۷ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں اور بولے اس قوم

مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ

کے سردار جنھوں نے کفر کیا ۱۸ اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے اُنھیں

منزل ۴

۱ اس سے معلوم ہوا کہ کفر سے عقل بھی ماری جاتی ہے کیونکہ مشرکین درختوں، پتھروں وغیرہ کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کا بوجھ انسان جیسی کمزور مخلوق نہیں اٹھا سکتی۔ یہ نہ سمجھے کہ نبی تبلیغ کے لئے آتے ہیں اور انسان کو تبلیغ انسان ہی کر سکتا ہے جو ان سے مل جل سکے۔ ۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام میں بہت دراز مدت کا فاصلہ ہے جس میں حضرت ادریس کی تعلیم گم ہو کر رہ گئی تھی ورنہ وہ لوگ یہ نہ کہتے ۳ جس میں انہیں اس جنون سے آرام ہو جائے۔ اور یہ ایسی بہکی باتیں کرنا چھوڑ دیں۔ ۴ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دے۔ خیال رہے کہ آپ نے ان کے ایمان کی دعا نہ کی، ہلاکت کی دعا کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں گے خود فرمایا تھا لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح: ۲۷) معلوم ہوا کہ نبی لوگوں کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں۔ ۵ یعنی ہماری تعلیم سے ہماری حفاظت و نگرانی میں کشتی بناؤ۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ آپ نے رب کی تعلیم سے کشتی بنائی تھی، نہ کہ کسی سے سیکھ کر ۶ کوفہ کی جامع مسجد کے پاس والا تنور جب اس میں سے قدرتی طور پر پانی ابلنے لگے تو فوراً کشتی میں سوار ہو جانا کہ یہ طوفان آنے کی علامت ہے ۷ بیوی، بچے، یا سارے مومنین، یہ ہی زیادہ ظاہر ہے۔ ۸ تمہارا بیٹا کنعان اور اس کی ماں واعلہ بھی انہیں ہلاک ہونے والے کفار سے ہے ۹ نوح علیہ السلام یا تو اس نہی کو بھول گئے یا ان سے خطاء اجتہادی ہوئی کہ
ع ۲
کنعان کو اپنا اہل سمجھے، اور اس سے مراد دوسرے لوگ سمجھے۔ اس لئے آپ نے وہ بات عرض کی تھی جو سورۂ ہود میں تفصیل سے مذکور ہوئی۔ ۱۰ یعنی اے نوح علیہ السلام۔ اب کسی کافر کے متعلق نجات کی سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ اب ان سب کی غرقابی کا فیصلہ ہو چکا ہے ۱۱ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلے سے بھی بدتر ہیں کہ کتوں، بلوں کو تو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت مل گئی، مگر کافروں کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ۱۲ معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب اور ان کی ہلاکت مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہئے۔ اسی لئے حضور نے ابو جہل کے قتل پر سجدۂ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزہ رکھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ ۱۳ جہاں رزق جسمانی و روحانی نصیب ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ رب نے فرمایا۔ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ (ہود: ۴۸) اور آپ کی نسل میں ایسی برکت ہوئی کہ تمام انسان آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔ ہر مسافر کو چاہئے کہ کسی منزل پر اترتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرے ۱۴ مومنوں کے لئے بھی اور کافروں کے لئے بھی۔ کافر سمجھ لیں کہ انبیاء کرام کی مخالفت کا انجام یہ ہوتا ہے۔ مومنین یقین کریں کہ نبی کی غلامی نجات کا باعث ہے، اور بری جگہ سے ہجرت ضروری ہے۔ اسی لئے اکثر نبی مہاجر ہوئے اور کافر اولاد باپ کی بزرگی سے فائدہ نہیں اٹھاتی، اور بہت سے فوائد ہیں۔ ۱۵ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد پھر بہت قومیں دنیا میں ہوئیں جن میں ان کے رسول تشریف لائے جن کی مخالفت کی وجہ سے وہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ ایسے ہی موجودہ کفار جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں

بقیہ برصفحہ ۸۰۸

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ

دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ف۱ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے

مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ

اور جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے ف۲ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو ف۳ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ

اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے ف۴ کتنی دُور ہے کتنی دُور ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۵ وہ تو نہیں

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ

مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں ف۶ اور ہمیں اٹھنا نہیں ف۷ وہ تو نہیں

هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ف۸ اور ہم اُسے ماننے کے نہیں ف۹

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ف۱۰ اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ف۱۱ اللہ نے فرمایا کہ کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے

نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا

پچھتاتے ہوئے ف۱۲ تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے ف۱۳ تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر دیا تو دُور ہوں

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا

ظالم لوگ ف۱۴ پھر ان کے بعد ہم نے اور سنگتیں (قومیں) پیدا کیں ف۱۵ کوئی

تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا

اُمت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے نہ پیچھے رہے پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے

تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ

ایک پیچھے دوسرا جب کسی اُمت کے پاس اس کا رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اگلوں سے پچھلے ملا دیئے ف۱۶ اور

جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

انہیں کہانیاں کر ڈالا ف۱۷ تو دُور ہوں ف۱۸ وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے پھر ہم نے موسیٰ اور اس

(۱) معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہر کھانے پینے کو دیکھنا، باطنی اسرار کو نہ دیکھنا، ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے۔ اولاً شیطان نے نبی کو بشر کہا، پھر ہمیشہ کفار نے کہا۔ قرآنی جزدان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزدان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابو جہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا کیونکہ ابو جہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور صدیق نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا (۲) یعنی اگر یہ نبی ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتداء دیکھی، انتہاء کا فرق نہ دیکھا۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے۔ انبیاء کرام کی خوراک نورانیت کی ازدیاد کا ذریعہ ہے (۳) ان بیوقوفوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور پتھروں کی عبادت میں کامیابی سمجھی۔ معلوم ہوا کہ کافر بڑا بے عقل ہوتا ہے۔ (۴) اپنی قبروں سے زندہ کر کے، معلوم ہوا کہ وہ کافر اپنے مردے دفن کرتے تھے، ہندوؤں کی طرح جلاتے نہ تھے۔ (۵) یعنی جس قیامت وغیرہ کا یہ نبی وعدہ کرتے ہیں وہ ہماری عقل سے بہت دور ہے یا وقوع سے بہت دور ہے کہ آنا تو درکنار آ سکتی بھی نہیں (۶) اس طرح کہ کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے، ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ کفار آواگون کے قائل نہ تھے (۷) نہ آخرت میں نہ دنیا میں پھر کتا بلا بن کر آنا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ روح کی بھی فنا مانتے تھے کہ روح مرنے پر فنا کر دی جاتی ہے (۸) کہ اپنے کو اللہ کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد اٹھنے کی خبر کو اللہ کی طرف نسبت کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، دہریہ نہ تھے (۹) معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ ان کفار نے یہ نہ کہا کہ ہم رب کو نہیں مانتے بلکہ کہا کہ ہم پیغمبر کو نہیں مانتے۔ عذاب آ گیا۔ شیطان نبی کے سوا اور سب کچھ مانتا ہے مگر کافر ہے (۱۰) اس طرح کہ انہیں ہلاک فرما کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ورنہ آپ ان کی ہدایت کی دعا فرماتے (۱۱) عذاب دیکھ کر اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت کی شرمندگی فائدہ مند نہ ہوگی۔ توبہ کا بھی ایک وقت ہے جس کے بعد قبول نہیں ہوتی (۱۲) حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انسان فرشتہ کی ایک چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے انسان مر جاتا ہے تو فرشتے کی چیخ تو بڑی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے، ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب تب ہی آتا تھا جبکہ وہ نبی کی بددعا لیتے تھے۔ اس سے پہلے اگرچہ کتنی ہی سرکشی کرتے مگر عذاب نہ آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) (۱۴) جیسے قوم شعیب وقوم لوط وغیرہ۔ ان کے قصے ہماری عبرت کے لئے بیان ہو رہے ہیں۔ (۱۵) یعنی ایک دوسرے کو ہلاکت میں ملا دیا، ورنہ کفار نہ دوزخ میں ملے ہوئے ہوں گے نہ برزخ میں۔ ہر قسم کے کافروں کا علیحدہ ٹھکانا ہوگا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۱۶) اس طرح کہ ان قوموں کا ایک فرد بشر نہ بچا۔ صرف ان کے قصے رہ گئے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ (۱۷) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیونکہ وہ انبیاء کی نظر کرم سے دور رہے

مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ

کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا و۱ فرعون اور اس کے

وَمَلَاۡئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

درباریوں کی طرف و۲ توانھوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے و۳ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں

لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا

اپنے جیسے دو آدمیوں پر و۴ اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے و۵ تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو

مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

ہلاک کئے ہوؤں میں ہو گئے و۶ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی کہ ان کو ہدایت و۷ ہووے

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰیَةً وَّاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ

اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا و۸ اور انھیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین و۹ جہاں بسنے کا مقام

وَّمَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾ یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ و۱۰ اور اچھا کام کرو و۱۱

اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ

میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں و۱۲ اور بے شک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے و۱۳ اور میں

اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ

تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو تو اُن کی امتوں نے اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا و۱۴ ہر گروہ جو اس کے

بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۵۴﴾

پاس ہے اس پر خوش ہے و۱۵ تو تم اُن کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں ایک وقت تک و۱۶

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ

کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے و۱۷ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں

فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ

دیتے ہیں بلکہ انھیں خبر نہیں و۱۸ بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ

سہمے ہوئے ہیں و۱۹ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں و۲۰ اور

ع ۳ ۱۸

(۱) یعنی معجزات یعنی عصا اور ید بیضا۔ خیال رہے کہ معجزے صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے مگر دونوں بزرگوں کی طرف منسوب ہوئے (۲) معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصر والوں کے نبی تھے۔ خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی یا جادوگر۔ اسی لئے دوسری جگہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر گناہوں کے باوجود دنیاوی نعمتیں ملتی ہوں تو خدا کا عذاب ہے۔ جیسے نیکیوں کے باوجود کبھی دنیاوی تکلیف کا آجانا رب کی خاص رحمت ہے۔ انبیاء کرام یا اولیاء اللہ پر مصائب آتے رہتے ہیں۔ (۴) کافر کی عقل ماری جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے جیسے بشر فرعون کو تو خدا مان لیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی کی عظمت آتی ہے۔ پھر رب کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ذلت کفار کی زیادہ گمراہی کا سبب ہے۔ کہ وہ اس سے اسلام کے باطل ہونے اور اپنے حق ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا کرنا چاہئے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (یونس: ۸۵) (۶) یعنی ان کی ہلاکت کا سبب ان دونوں بزرگوں کو جھٹلانا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے۔ رب کے منکر جب تک نبی کے انکاری نہ ہوئے عذاب نہ آیا۔ (۷) یعنی بنی اسرائیل کو نیک اعمال کی ہدایت نصیب ہو کیونکہ توریت شریف فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد عطاء ہوئی اور اس وقت سارے بنی اسرائیل ایمان لا چکے تھے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کیونکہ اگر ان کے والد ہوتے تو آپ کو ان کے والد کی طرف نسبت کیا جاتا۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب: ۵) اسی لئے قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہیں لیا (۹) جس کا نام ناصرہ ہے علاقہ ایلیا میں ہے۔ یہ دمشق کی بستیوں میں سے ایک مشہور بستی ہے۔ حضرت مریم نے یہود سے تنگ آکر یہاں بارہ برس قیام فرمایا مع عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ جگہ سطح سمندر سے بہت بلند ہے اسی لئے اسے ربوہ فرمایا گیا۔ یعنی بلند جگہ۔ (از روح وغیرہ) یہ سرسبز جگہ تھی۔ یہاں کثرت سے پانی کی نہریں تھیں۔ (۱۰) یعنی اے رسولو! خوب مزیدار حلال چیزیں شوق سے کھاؤ پیو' حلال چیزیں حرام کر لینا تقویٰ نہیں بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر نماز نہیں پڑھتے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے۔ یہ صوفی نہیں (۱۱) یعنی ہم نے ہر زمانے کے اس وقت کے رسول کو یہ حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ حلال اور پاکیزہ غذا حاصل کرنی بڑی عبادت ہے۔ اس سے عبادات میں لذت آتی ہے۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر بھی عبادات فرض ہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی درجہ کا ہو عبادت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ (۱۳) کیونکہ تمام آسمانی دین عقاید میں یکساں ہیں۔ اعمال میں فرق تھا۔ خیال رہے کہ دین عقاید کا نام ہے۔ اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے۔ تقویٰ کے معنی یہ نہیں کہ اچھے لذیذ کھانے چھوڑ دیئے جائیں' بلکہ حرام کاموں سے بچنا تقویٰ ہے (۱۴) اس طرح کہ عیسائی اور یہودی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسرے کو

بقیہ بر صفحہ ۸۰۸

الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ

وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے ١ اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى

اُن کے دل ڈر رہے ہیں ٢ یوں کہ اُن کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے ٣ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے

الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا

ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے ٤ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس

كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ غَمْرَةٍ

ایک کتاب ہے کہ حق بولتی ہے ٥ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ٦ بلکہ اُن کے دل اس سے غفلت

مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰٓى

میں ہیں ٧ اور اُن کے کام اُن کاموں سے جدا ہیں ٨ جنہیں وہ کررہے ہیں یہاں تک کہ

اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا

جب ہم نے ان کے امیروں کو عذاب میں پکڑا ٩ توجبھی وہ فریاد کرنے لگے آج فریاد نہ کرو

الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

ہماری طرف سے تمہاری مدد نہ ہوگی ١٠ بے شک میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی

فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

ایڑیوں کے بل اُلٹے پلٹتے تھے خدمت حرم پر بڑائی مارتے ہو رات کو وہاں بیہودہ کہانیاں بکتے

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾

حق کو چھوڑے ہوئے ١١ کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں یا اُن کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا ١٢

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ

یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا ١٣ تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں یا کہتے ہیں اُسے سودا ہے

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ

بلکہ وہ تو اُن کے پاس حق لائے اور اُن میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے ١٤ اور اگر حق اُن کی خواہشوں

اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

کی پیروی کرتا ١٥ تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہوجاتے ١٦ بلکہ ہم تو اُن کے پاس

(١) یعنی شرک اعتقادی (کفر) اور شرک عملی (ریاکاری) سے دور رہتے ہیں (٢) معلوم ہوا کہ نیکی کرنا اور ڈرنا، کمال ایمان کی علامت ہے۔ گناہ کر کے ڈرنا کمال نہیں شیطان نے بھی کہا تھا کہ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (حشر: ١٦) پھر گناہ پر ہی قائم رہا۔ ہاں گناہ کر کے ڈرنا' کہ گناہ چھوڑ دے' کمال ہے اور گناہ کر کے نہ ڈرنا سخت جرم ہے۔ (٣) نہ معلوم کہ ہمارا حساب کیا ہو اور یہ اعمال قبول ہوں یا نہ ہوں۔ اس خوف سے اپنے تقویٰ پر ناز نہیں کرتے (٤) اس آیت میں نیک لوگوں کے دو وصف بیان ہوئے۔ ایک تو نیکی میں جلدی کرنا' دوسرے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرنا' نیکیوں کی حرص و ہوس بھی اچھی ہے۔ (٥) اس کتاب سے مراد یا لوح محفوظ ہے' یا ہر شخص کا نامہء اعمال۔ خیال رہے کہ اس کا حق بولنا' رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ خود عامل کی دہن دوزی کے لئے ہوگا (٦) نہ اس طرح کہ انہیں بغیر گناہ سزا دے دی جاوے' نہ اس طرح کہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ نہ دی جاوے۔ خیال رہے کہ کسی کی نیکیوں کا قبول نہ ہونا خود اس کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہوگا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار کے نابالغ بچے دوزخی نہیں کہ انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا اور بغیر گناہ سزا دینے کو رب نے ظلم فرمایا (٧) یعنی قرآن کریم سے' یا اپنے اعمال نامہ سے (٨) یعنی بدکاروں کے کام نیک کاروں کے کاموں کے علاوہ ہیں۔ وہ ان سے ممتاز ہیں۔ (٩) ظاہر یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد دوزخ کا عذاب ہے۔ یعنی رب تعالیٰ اولاً کفار کے سرداروں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ان کے ماتحت دیکھتے ہوں گے اور خوشامدیں کرتے ہوں گے (١٠) معلوم ہوا کہ رب کی طرف سے مومنوں کی امداد ہوگی۔ صالحین اور چھوٹی اولاد کی شفاعت' نیز نیکیاں قبول ہونا یہ سب رب کی مدد سے ہوگا (١١) اس آیت میں کفار مکہ کے تین جرم بیان ہوئے ایک تو قرآن کریم کو بغور نہ سننا۔ دوسرے یہ کہنا کہ ہم حرم شریف کے رہنے والے ہیں' ہم کو عذاب الٰہی نہ پہنچے گا۔ تیسرے کعبہ کے اردگرد جمع ہو کر بجائے عبادت کرنے کے قصے کہانیاں بکنا اور قرآن کا مذاق اڑانا' اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر رہنا کفار کے لئے مفید نہیں۔ شیطان فرشتوں میں رہتا تھا مگر مارا گیا۔ (١٢) یعنی تم سے پہلے بھی دنیا میں نبی آئے اور ان کے دین لوگوں تک پہنچے۔ پھر تم کو حضور کے آنے پر تعجب کیوں ہے (١٣) معلوم ہوا کہ حضور کا وصف آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ اور آپ نور کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور یہ نور اور دلیل ہونا قیامت تک رہے گا۔ (١٤) یعنی ان کفار کا آپ کو دیوانہ یا کچھ اور کہنا اس وجہ سے ہے کہ انہیں حق پسند نہیں۔ اس لئے حق لانے والے بھی پسند نہیں۔ یہاں حق سے مراد یا اسلام ہے یا قرآن یا حضور کے سارے احکام' یا حضور کے سارے اوصاف' آپ خود حق ہیں۔ آپ کی ہر ادا حق' ہر کلام حق۔ (١٥) اس سے معلوم ہوا کہ حق انسانی خواہش کے تابع نہیں۔ ہاں بعض ایسے مقبولان بارگاہ بھی ہیں کہ ان کی رائے حق کے مطابق ہوتی ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ قریباً پندرہ احکام شرعی ان کی رائے کے مطابق آئے' جیسے عورتوں کا پردہ' شراب کی حرمت' مقام ابراہیم کا مصلے بنایا جانا بقیہ برصفحہ ٨٠٩

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ
وہ چیز لائے جس میں ان کی ناموری تھی ف۱ تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم اُن سے کچھ اجرت مانگتے ہو

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ
تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا ف۲ اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ف۳ اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ
کی طرف بلاتے ہو اور بے شک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے

لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي
کترائے ہوئے ہیں ف۴ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے ٹال دیں تو ضرور بھٹ پنا (احسان فراموشی)

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا
کریں گے اپنی سرکشی میں بہکتے ہوئے ف۵ اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے

لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ
رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں ف۶ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ ف۷

شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ
تو وہ اب اس میں نا اُمید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان

وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ
اور آنکھیں اور دل ف۸ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو ف۹ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین

فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ
میں پھیلایا ف۱۰ اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لئے ہیں ف۱۱

اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ
رات اور دن کی تبدیلیاں ف۱۲ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں بلکہ انھوں نے وہی کہی جو

الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾
اگلے کہتے تھے بولے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں کیا پھر نکالے جائیں گے ف۱۳

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ
بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا ف۱۴ یہ تو نہیں مگر وہی

منزل ۴

۱ یعنی قرآن مجید، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اس پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن جاتے اور دنیا والوں کے پیشوا ہو جاتے ۲ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ آپ ان سے ایمان پر کچھ اجرت مانگتے ہیں جو ان پر بھاری ہے، بلکہ سرکشی سے ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ کسی نبی نے تبلیغ پر اجرت نہ لی ۳ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رازق بہت ہیں، رب ان سے بہتر ہے، بلکہ عربی زبان میں مطلق کمال بیان کرنے کے لئے اس طرح کلام کرتے ہیں جیسے کہ رب نے فرمایا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (مؤمنون: ۱۴) اس کا مطلب بھی مقابلہ میں کمال بتانا نہیں، بلکہ رب کے کمال کا اظہار ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رزق ملنے کے اسباب و ذرائع میں سب سے اعلیٰ ذریعہ رب کی عبادت ہے، بادشاہوں اور امیروں کے ملازم ان کی خدمت کر کے رزق حاصل کرتے ہیں تو ان ملازموں کے لئے یہ امیر ذریعہ رزق ہوئے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ خوف قیامت انسان کو نیک بناتا ہے۔ قیامت سے بے خوفی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ ۵ حضور کی دعا سے مکہ معظمہ پر سات سال قحط سالی مسلط ہوئی یہاں تک کہ اہل مکہ نے درختوں کی چھالیں کھائیں۔ تب سرداران قریش نے ابوسفیان کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ ابوسفیان نے آ کر عرض کیا کہ آپ رحمت اللعالمین ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اور مکہ والے بھوک سے ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ قحط سالی دور فرمائے۔ حضور نے دعا فرمائی جس سے قحط سالی دور ہوگئی۔ یہ واقعہ اس آیت میں مذکور ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ لوگ وقتی طور پر چاپلوسی کر رہے ہیں مصیبت ٹل جانے پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ حضور کی دعا دافع بلا ہے۔ جو شخص اسلام کا دعویٰ کر کے حضور کی بارگاہ سے بھاگے، وہ ان کفار سے زیادہ بیوقوف ہے ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت کے موقعہ پر بھی رب تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنی بڑی بدبختی کی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت میں صرف دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے جانا خود غرضی ہے، تقویٰ نہیں، دیکھو ابوسفیان اس وقت حضور کی بارگاہ میں آئے مگر رب نے فرمایا وہ جھکے نہیں ۷ اس سخت عذاب سے یا نزع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار کے لئے عذاب ہیں۔ بہر حال آئندہ عذاب مراد ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آنے والے ہیں چونکہ یہ آیت مکیہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ بدر ہو جانے کے بعد یہ آیات اتریں ۸ تاکہ تم حق سنو، حق دیکھو، حق سمجھو۔ جس نے اپنی آنکھ کان اور دل سے یہ کام نہ لئے اس نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا ۹ مسلمان جتنا بھی رب کا شکر کریں وہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ تمام عمر کی ہماری عبادات ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس کا شکریہ نہیں بن سکتیں۔ کفار تو بالکل شکر کرتے ہی نہیں، ان کا ظاہری شکر بھی نہیں۔ ۱۰ اس طرح کہ دنیا میں انسانوں کو مختلف ملکوں میں آباد کیا اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق روزی بخشی، یا اس طرح کہ ایک آدمی سے اس کی نسل بڑھائی اور بقیہ بر صفحہ ۸۰۹

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾

اگلی داستانیں تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اب کہیں گے کہ اللہ کا ف۱ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ف۲ تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا

ڈرتے تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو ف۳ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے

يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى

خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو ف۴ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس

تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ

جادو کے فریب میں پڑے ہو ف۵ بلکہ ہم اُن کے پاس حق لائے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۶ اللہ نے

اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا

کوئی بچہ اختیار نہ کیا ف۷ اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے

خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ

جاتا ف۸ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلی چاہتا پاکی ہے اللہ کو اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں جاننے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ

والا ہر نہاں و عیاں کا تو اُسے بلندی ہے اُن کے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے

مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا

جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۹ تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ف۱۰ اور بے شک

عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

ہم قادر ہیں کہ تمہیں دکھادیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ف۱۱ سب سے اچھی بھلائی سے بُرائی کو دفع

السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ

کرو ف۱۲ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ف۱۳ اور تم عرض کرو ف۱۴ کہ اے میرے رب تیری پناہ

(۱) یعنی یہ کفار اللہ کے لئے ملک ملکوت خلق' ربوبیت سب کچھ مانتے ہیں اس لئے بے دھڑک اس کا اقرار کر لیتے ہیں مگر رب کی اطاعت نہیں کرتے (۲) اور رب پر ایمان کیوں نہیں لاتے' قیامت کو کیوں نہیں مانتے۔ معلوم ہوا کہ صرف رب کی ذات و صفات کا ماننا ایمان نہیں' نبوت کا قائل ہونا ضروری ہے۔ (۳) ملک اور ملکوت میں کئی طرح فرق ہے۔ جسم پر قبضہ ملک ہے روح پر قبضہ ملکوت ہے۔ ظاہری قبضہ ملک' باطنی قبضہ ملکوت ہے۔ مِلک کا قبضہ مُلک' خلق کا قبضہ ملکوت ہے۔ اسی لئے ملک تو مخلوق کے لئے بھی ثابت ہو جاتا ہے' مگر ملکوت صرف رب کے لئے ہے جیل' پھانسی پر قادر بادشاہ بھی ہے۔ مگر موت' حیات' بیماری شفا پر رب کے سوا کوئی قادر نہیں (۴) یعنی ان تمام باتوں کے اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہیں اس لئے کہ وہ رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے ہیں اسی لئے وہ قیامت میں اپنے بتوں سے یوں کلام کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء: ۹۸) نیز ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ بعض بندوں کی رب پر دھونس ہے۔ چونکہ رب تعالیٰ اکیلا دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا اس لئے اس نے بعض بندوں کو عالم کے انتظام میں شریک کر لیا ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید اس آیت میں ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء: ۱۱۱) اس لئے وہ مشرک ہوئے بعض کفار تو خدا کی اولاد بیوی مانتے ہیں۔ نیز جو نبی کا انکار کر کے رب کے تمام صفات مانے وہ ایسا ہی مشرک ہے۔ جیسے چند رب ماننے والا۔ کفار عرب ان باتوں کو مان کر اسی لئے کافر رہے کہ انہوں نے حضور کے بغیر وسیلہ چیزیں مانی تھیں۔ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رب کی ذات و صفات کو حضور کے ذریعے سے مانے۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى (فتح: ۲۸) (۵) کہ یہ سب کچھ مان کر بھی مومن نہیں بنتے۔ بت پرستی نہیں چھوڑتے' تمہارا حال ایسا ہے کہ جیسے کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ (۶) یعنی ان کے عقیدے' قول' اعمال سب جھوٹے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں' حرام کو حلال جانتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سچی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں' جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر جھوٹ بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک' رب اللہ ہے مگر جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں مانتے (۷) عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ (۸) معلوم ہوا کہ الٰہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا غنی نہ ہوتا۔ (۹) اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا (۱۰) اس طرح کہ مجھے کفار کے عقاید' اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا امت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں بقیہ بر صفحہ ۸۰۹

هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى

شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں ۱ یہاں تک کہ

اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا

جب اُن میں کسی کو موت آئے ۲ تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے ۳ شاید اب میں کچھ

فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى

بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ۴ ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے ۵ اور اُن

یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ

کے آگے ایک آڑ ہے اُس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے ۶ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے ۷

وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی مراد کو پہونچے ۸

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ

اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں ۹ وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۱۰ اُن کے منہ پر آگ لپٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے ۱۱

اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا

کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انھیں جھٹلاتے تھے ۱۲ کہیں گے اے ہمارے رب

غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں ۱۳ رب فرمائے گا دھتکارے (خائب وخاسر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو ۱۴

اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ

بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا ۱۵ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں

ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤى

بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ۱۶ تو تم نے انھیں ٹھٹا بنالیا ۱۷ یہاں تک کہ

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ (۲) یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈٹا رہتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرتا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (۳) یہاں جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہے جیسے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:۱) یا ندا رب کو ہے اور عرض فرشتوں سے ہے جو دنیا سے اسے یہاں لائے تھے (۴) اس سے مراد یا دنیا ہے یا مال یا اولاد یعنی دنیاوی زندگی یا مال یا اولاد میں جو کوتاہیاں کر آیا ان کا بدلہ کروں۔ (۵) مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد دنیا میں کوئی عمل کے لئے واپس نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ کو زندہ کرنا یا حضرت عزیر علیہ السلام کا وفات کے بعد زندہ ہونا اس سے خارج ہے۔ کیونکہ دنیا کی یہ واپسی مردہ کی اپنی تمنا سے عمل کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ رب نے خود اپنی قدرت کے اظہار کے لئے زندہ فرمایا (۶) موت سے لے کر قیامت میں اٹھنے تک کے وقت کا نام برزخ ہے۔ یعنی ایک آڑ ہے جو دنیا کی طرف لوٹنے نہ دے گی۔ (۷) اس سے حضور ﷺ کا نسب علیحدہ ہے۔ حضور ﷺ کا نسب مومن سادات کو کام آئے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے (ردالمحتار) بلکہ قیامت میں سکون ہونے پر مومن قرابت دار بھی شفاعت کریں گے۔ کچے بچے، صالح ماں باپ، شیخ، استاذ کی شفاعت ہوگی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (زخرف:۶۷) اور فرماتا

ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (طور:۲۱) (۸) یہ وہ نیک لوگ ہیں جن کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ (۹) یعنی کفار جن کے پاس نیک اعمال تھے ہی نہیں یا تھے مگر قبول نہ ہوئے جیسے کفار کے صدقات وغیرہ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار کے لئے وزن ہوگا۔ اور دوسری جگہ فرمایا گیا۔ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا (کہف: ۱۰۵) اس سے بعض دوسرے کفار مراد ہیں یا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کفار کی نیکیوں کا صدقہ وخیرات وغیرہ میں بوجھ نہ ہوگا۔ ہلکے ہوں گے۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان واخلاص سے ہوتا ہے۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ مومن کا منہ نہ بگاڑے گی۔ خصوصا سجدہ کی جگہ کو نہ جلا سکے گی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ یہاں منہ جھلسنا وغیرہ کافر کا عذاب فرمایا گیا۔ (۱۲) یعنی یہ منہ جھلسایا جانا تمہارے کفر وانکار کی سزا ہے (۱۳) دوزخی لوگ چالیس سال تک داروغۂ جہنم مالک کو پکاریں گے۔ اس کے بعد وہ فرمائے گا۔ دوزخ میں پڑے رہو، پھر دنیا کی عمر سے دگنی مدت تک رب کو پکاریں گے۔ تب انہیں وہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ دنیا کی عمر تین لاکھ ساٹھ برس ہے۔ (خزائن العرفان یہی مقام) (۱۴) یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہوسکتی ہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ بقیہ برصفحہ ۸۰۹

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِىْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ

انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے ۱؎ اور تم اُن سے ہنسا کرتے بے شک آج میں نے اُن کے

بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ

صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا ۲؎ کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا تم زمین میں کتنا ٹھہرے

عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾

برسوں کی گنتی سے ۳؎ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ ۴؎ تو گننے والوں سے دریافت فرما ۵؎

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا

فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر تمہیں علم ہوتا ۶؎ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ

تمہیں بیکار بنایا ۷؎ اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ۸؎ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا

الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ

بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک ۹؎ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ

خدا کو پوجے ۱۰؎ جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ۱۱؎ تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے ۱۲؎ بے شک

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

کافروں کا چھٹکارا نہیں اور تم عرض کرو اے میرے رب بخش دے ۱۳؎ اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا

سُوْرَةُ النُّوْرِ ۲۴ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۶۴ رُكُوْعَاتُهَا ۹

سورۃ نور مدنی ہے ۱۴؎ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے ۱۵؎ کہ ہم نے اُتاری اور ہم نے اُس کے احکام فرض کئے ۱۶؎ اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں

تَذَكَّرُوْنَ ﴿١﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

کہ تم دھیان کرو ۱۷؎ جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو ۱۸؎ سو

مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

کوڑے لگاؤ ۱۹؎ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم

۱ یعنی تم ان کی ہنسی اڑانے میں اتنے مشغول تھے کہ رب کو یاد نہ کر سکے۔ تو وہ لوگ تمہاری بد باطنی کی وجہ سے تمہارے لئے غفلت کا سبب بن گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، وہ حضرات تو اللہ کی یاد دلانے والے ہیں ۲ وہ بدلہ جو تمہارے وہم و گمان میں نہ آسکے۔ اسی لئے یہاں بدلہ کی تفصیل نہ فرمائی گئی ۳ اللہ تعالیٰ کفار سے یہ فرمائے گا خیال رہے کہ کفار کو عذر و معذرت کی گفتگو سے روکا گیا تھا۔ یہ گفتگو سرزنش اور عتاب کی ہے لہٰذا پچھلی آیت کے خلاف نہیں۔ ۴ کیونکہ آرام کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کفار کے آرام کی جگہ تھی۔ یا دوزخ کی زندگی کے مقابل دنیا کی زندگی بہت تھوڑی محسوس ہوگی ۵ یعنی ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہماری عمریں اور اعمال لکھنے پر مقرر تھے ۶ یعنی اگر تم دنیا میں یہ جانتے ہوتے کہ یہاں کی عمر آخرت کے مقابلے بہت تھوڑی ہے وہاں سے نیک اعمال کر کے آتے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی عبادت نہ کرنا، اپنے کو عبث سمجھنا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا اصلی مقصد رب کی عبادت ہے۔ ۸ یہ خطاب ان کفار سے ہوگا جو قیامت کے منکر تھے۔ جیسے عام مشرکین، یا ان کفار سے جو قیامت کو مانتے ہوئے اس کی تیاری نہ کرتے تھے۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ ۹ اگرچہ عالم کے ہر ذرہ کا اللہ تعالیٰ رب ہے، مگر ادب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت، اس کی اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کی جاوے، اسے کفار کا رب کہہ کر نہ پکارو۔ اسے حضور محمد مصطفیٰ کا رب کہہ کر پکارو ۱۰ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی غیر خدا کو خدا کہہ کر نہ پکارو اور ان کی عبادت نہ کرو، ورنہ رب نے خود اپنے بندوں کو پکارا ہے اور پکارنے کا حکم دیا ہے، محض پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے ۱۱ سند سے مراد نبی کا فرمان ہے یعنی نقلی دلیل کسی پیغمبر نے شرک کا حکم نہ دیا ورنہ کفار شرک پر عقلی بکواس تو بہت کرتے ہیں جسے وہ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ۱۲ یعنی مشرکوں کو شرک کی اصلی سزا تو بعد قیامت ملے گی۔ حساب و کتاب کے بعد دنیاوی اور قبر کی تکالیف شرک کی اصلی سزا نہیں۔ حوالات کی سختی، حساب میں نہیں لگتی۔ جیل کی مدت مقدمہ کے فیصلہ کے بعد شروع ہوتی ہے ۱۳ میری امت کو، یا سارے مومنوں کو، خواہ اولین ہوں یا آخرین، اس میں حضور کی شفاعت کا ثبوت ہے کہ حضور سب کے شفیع ہیں۔ ۱۴ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر بے پردہ نہ بٹھاؤ۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ انہیں چرخہ کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو (روح البیان وغیرہ) کیونکہ اس سورۃ میں پردہ، شرم و حیاء اور عصمت و عفت کے احکام ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے اس کے سکھانے کا حکم دیا گیا۔ ۱۵ آیات کا وہ مجموعہ جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو سورۃ کہلاتا ہے مکی سورۃ وہ جو ہجرت سے پہلے اتری۔ مدنی وہ جو ہجرت کے بعد آئی ۱۶ مسلمانوں پر، کیونکہ اس سورت کے اکثر احکام کفار پر نہیں ۱۷ یعنی اس صورت میں ضروری احکام کی روشن آیتیں نازل فرمائی گئیں ہیں۔ جن سے قریباً عالم کا نظام قائم ہے۔ یعنی زنا کرنے اور کسی بے قصور کو زنا کی تہمت لگانے کی سزائیں اور ان کے بقیہ احکام بقیہ بر صفحہ ۸۰۹

28

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ
ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر ۱ے اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا
حاضر ہو ۲ے بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے
يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَ
نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک ۳ے اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے ۴ے اور
الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ
تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ ۵ے اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ
وہی فاسق ہیں ۶ے مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور
اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ
سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۷ے اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں ۸ے
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار
شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ
گواہی دے ۹ے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی
اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی ۱۰ے
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ
کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے ۱۱ے اور پانچویں یوں
اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا فَضْلُ
کہ عورت پر غضب اللہ کا ۱۲ے اگر مرد سچا ہو ۱۳ے اور اگر اللہ کا فضل

۱ یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو۔ نہ کمزور پر ترس کھا کر اسے معاف کرو نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعوب ہوکر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزاؤں میں رعایت کرنی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جرم بڑھیں گے۔ اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔ ۲ یعنی مجرموں کو علانیہ سزا دو تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔ ۳ یہ آیت دو طرح منسوخ ہے۔ ایک اس طرح کہ ابتدا اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا۔ پھر اس آیت سے منسوخ ہوا۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ (النور: ۳۲) (روح وخزائن) دوسرے اس طرح کہ اب مومن کا نکاح مشرک سے نہیں ہوسکتا۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (بقرہ: ۲۲۱) ۴ شان نزول۔ بعض فقراء مہاجرین نے چاہا کہ مدینہ منورہ کی بدکار، مشرکہ، مالدار عورتوں سے نکاح کریں تاکہ ان کی دولت کام آوے اور وہ عورتیں ہمارے نکاح کی برکت سے فسق سے توبہ کرلیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں انہیں اس سے منع فرما دیا گیا (روح و خزائن) ۵ یعنی جو مسلمان پارسا عورت کے متعلق کہے کہ اس نے زنا کیا پھر اس کے ثبوت میں چار عینی گواہ پیش نہ کرسکے تو خود اس تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائیں جائیں گے۔ تہمت خواہ صراحۃً لگائے جیسے کہے کہ فلاں عورت نے زنا کرایا خواہ ضمناً۔ مثلاً کہے کہ فلاں عورت کا بچہ حرامی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تین آدمی کہیں کہ ہم نے فلاں کو زنا کرتے دیکھا تو بھی انہیں یہ سزا لگ جائے گی۔ کیونکہ چار گواہ نہیں۔ اور اگر دو ہزار آدمی بھی کہیں کہ فلاں عورت نے زنا کیا مگر چشم دید گواہ نہ ہو تو بھی سب کو سزا۔ ۶ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ زنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہوگا جو عینی گواہی دیں۔ دوسرے یہ کہ جو کسی پارسا عورت کو تہمت لگائے زنا کی اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ سزا اسی کوڑے ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایسی تہمت لگانے والے کی آئندہ کبھی گواہی قبول نہ ہوگی، وہ ہمیشہ کیلئے مردود الشہادت ہوگا۔ پانچویں یہ کہ ایسا شخص فاسق ہے۔ چھٹے یہ کہ زنا میں صرف مردوں کی گواہی قبول ہوگی۔ خیال رہے کہ یہ سارے احکام محصن عورت کو تہمت لگانے کے ہیں۔ محصنہ وہ عورت ہے جو بالغہ ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقلہ ہو، زنا سے پاک ہو۔ جس عورت میں اتنے اوصاف نہ ہوں اسے زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب نہیں۔ ۷ یعنی اگر تہمت لگانے والا سزا پا کر توبہ کرے تو وہ فاسق نہ رہے گا مگر اس کی گواہی اب بھی قبول نہ ہوگی۔ اِلَّا الَّذِيْنَ کا تعلق فاسقون سے ہے۔ اور گواہی سے متعلق ارشاد ہوچکا کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو یعنی نہ توبہ سے پہلے نہ توبہ کے بعد ۸ زنا کا، یا تو اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا کہے کہ اس کا یہ حمل میرا نہیں حرام کا ہے۔ ۹ یعنی چار بار اشهد باللّٰه کہے یہ کہنا گواہی کے قائم مقام ہوگا۔ ۱۰ یہاں عذاب سے مراد زنا کی سزا ہے۔ یعنی رجم اور شہادت سے مراد شرعی گواہی نہیں، بلکہ اپنی پاکدامنی اور عصمت پر چار قسمیں کھانا مراد ہے۔ آیت کریمہ کی طرز سے معلوم ہوا کہ عورتی کی یہ قسمیں صرف عورت بقیہ برصفحہ ۸۰۹

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی ف۱ اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا بے شک

جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ

وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں ف۲ تم ہی میں کی ایک جماعت ہے ف۳ اسے اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ

تمہارے لئے بہتر ہے ف۴ ان میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا ف۵ اور اُن میں وہ

تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

جس نے سب سے بڑا حصہ لیا ف۶ اس کے لئے بڑا عذاب ہے ف۷ کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ

کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ

کھلا بہتان ہے ف۸ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب

يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا

گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں ف۹ اور اگر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ

اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے

مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ

میں تم پڑے اُس پر تمہیں بڑا عذاب پہونچتا ف۱۰ جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سُن کر لاتے

تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ڰ

تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں ف۱۱ اور اسے سہل سمجھتے تھے

وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ

اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ف۱۲ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سُنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا

لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ڰ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ

کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے ف۱۳ اللہ تمہیں نصیحت

ف۱ تو تم مصیبت میں پڑ جاتے اور تم کو لعان وغیرہ کے احکام نہ معلوم ہوتے ف۲ یہاں بڑے بہتان سے مراد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا ہے۔ چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تہمت لگانا بیٹے کی انتہائی بدنصیبی ہے اسی لئے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ۵ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق واقعہ ہوا جس میں ام المومنین حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا۔ صبح صادق سے پہلے ام المومنین رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں آپ کی دیر لگی۔ ادھر قافلہ نے کوچ کر دیا۔ قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المومنین موجود نہیں ہیں۔ آپ قافلہ کی جگہ واپس آکر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے تاکہ وہ قافلہ کا گرا پڑا سامان اٹھالائیں جیسا کہ اس زمانے کا دستور تھا۔ جب حضرت صفوان یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھا ام المومنین پر غنودگی طاری تھی۔ اس آواز سے چونک پڑیں حضرت صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ لشکر تک پہنچا دیا۔ سیاہ دل بد باطن منافقوں نے تہمت لگادی اور بعض سادہ دل مسلمان بھی ان کے اس فریب میں آگئے۔ ام المومنین کو اس تہمت کا بالکل پتہ نہ چلا، آپ بیمار ہو گئیں ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس دوران میں ام مسطح کے ذریعے آپ کو پتہ چلا تو آپ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ اس موقعہ پر یہ آیات اتریں جن میں ام المومنین کی طہارت، عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور ﷺ کے دل ام المومنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے۔ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی بیوی کی پاکیزگی کا یقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اسی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن و روح) ف۳ یعنی کلمہ گویوں کی جو قومی لحاظ سے مسلمان مانے جاتے ہیں جیسے منافقین یا مذہبی لحاظ سے تمہاری جماعت میں ہیں جیسے وہ مسلمان جو منافقین کے جال میں پھنس گئے ف۴ کیونکہ تم کو اس واقعہ سے تہمت کے مسائل معلوم ہو گئے اور ام المومنین کے صدقہ تمام مسلم عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں۔ ف۵ یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کی بقدر سزا ملے گی، کسی نے بہتان لگایا، کوئی خاموش رہا شک کی بنا پر، کوئی سن کر ہنس دیا، غرضیکہ جیسا جرم بقیہ برصفحہ ۸۰۹

اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٧ وَيُبَيِّنُ

فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو ۱ اور اللہ تمہارے

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٨ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ

لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے ۲ اور اللہ علم و حکمت والا ہے وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ

اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى

مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ۳ ان کے لئے دردناک عذاب ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٩ وَلَوْلَا فَضْلُ

دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی ۴ اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے

اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو ۵ اور جو شیطان کے قدموں پر چلے

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا ۶ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر

رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ

نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا ۷ ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٢١ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ

چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ۸

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اور گنجائش والے ہیں ۹ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٢ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

اللہ تمہاری بخشش کرے ۱۰ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۱ بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں

ع ۲ ۸

۱ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو تہمت میں شریک ہو گئے دوسرے وہ جو گومگو اور تذبذب میں رہے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صراحۃً فرما دیا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے جیسے حضرت علی او ردیگر خلفاء راشدین پہلوں پر عذاب آیا' دوسروں پر عتاب ہوا۔ تیسروں پر رحمت الٰہی۔ اگر نبی کریم ﷺ کو بھی معاذ اللہ تذبذب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نعوذ باللہ آپ بھی تیسری جماعت میں داخل ہو جاتے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عائشہ کی عصمت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر خاموش رہے کیونکہ اپنی لخت جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا ان کی جناب میں تردد میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔ ۲ احکام شرعیہ کی آیتیں' یا حضرت ام المومنین کی سچائی کی نشانیاں یا علامات ۳ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا ۴ تو اے تہمت لگانے والو! تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا جو آج تک کسی پر نہ آیا کیونکہ تم نے بے نظیر نبی کی بے نظیر' طیبہ' طاہرہ' عفیفہ' محفوظہ' زوجہ کو بہتان لگایا ۵ یعنی شیطان کے سے کام نہ کرو کہ پاکدامنوں کی تہمت لگانا' اور ام المومنین جیسی طیبہ بی بی کے متعلق تردد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔ ۶ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ کی عظمت کا منکر شیطان کا متبع ہے' بے حیا ہے' بدکار ہے' اس سے بڑا بے حیا کون ہوگا کہ جو اپنی ماں کو تہمت لگائے۔ ۷ اس طرح کہ تہمت لگانے والوں اور تردد کرنے والوں کو بھی توبہ کی توفیق نہ ملتی' یا ان میں سے کسی کی توبہ قبول نہ ہوتی ۸ اس سے پتہ لگا کہ ابوبکر صدیق رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں اسی لئے نبی کریم ﷺ نے انہیں امامت کے لئے اپنے آخر وقت میں منتخب فرمایا۔ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق بعد انبیاء افضل الخلق ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں اولوالفضل مطلقاً فرمایا بغیر کسی قید کے' لہذا آپ مطلقاً بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ "منکم" میں خطاب تمام اہل بیت و صحابہ سے ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ تمام اہل بیت اور صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ وَالسَّعَةِ کے بعد مِنْكُمْ نہ آیا کیونکہ صدیق اکبر سب صحابہ سے مالدار نہ تھے ۹ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین و دنیا کی خوبیاں کامل طور پر بخشیں۔ شان نزول۔ یہ پوری آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے قسم کھالی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے کیونکہ یہ حضرت ام المومنین کے بہتان میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت مسطح فقیر' مہاجر اور حضرت ابوبکر صدیق کے عزیز تھے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وظیفہ پر گزارہ کرتے تھے مگر ام المومنین کو تہمت لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اسی کوڑے لگائے گئے۔ مگر حضرت صدیق سے فرمایا گیا کہ اے ابوبکر! تم تم ہی ہو اور وہ وہ ہی ہیں۔ تم مسطح کا وظیفہ بند نہ کرو۔ تم تو انہیں اللہ کے لئے دیتے ہو۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا گناہ بھی مسلمان کو اسلام

بقیہ برصفحہ ۸۱۰

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ

انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ

اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے ف۱ جس دن ان پر گواہی دیں گی اُن کی زبانیں ف۲ اور اُن

وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَىٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ

کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا ف۳

الْحَقَّ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِیْثٰتُ

اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے گندیاں

لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ

گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور

الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ

ستھرے ستھریوں کے لئے وہ ف۴ پاک ہیں اُن باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں ف۵ اُن کے

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا ع ۹

لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ف۶ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور

غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ

گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو ف۷ اور اُن کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لئے بہتر

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا

ہے کہ تم دھیان کرو ف۸ پھر اگر اُن میں کسی کو نہ پاؤ ف۹ جب بھی بے مالکوں کی اجازت

حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ

کے ان میں نہ جاؤ ف۱۰ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو ف۱۱ یہ تمہارے لئے بہت ستھرا

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا

ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی

غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

سکونت کے نہیں ف۱۲ اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے ف۱۳ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ف۱۴

ف۱ اس سے مراد یا تو حضور کی ازواج پاک ہیں یا تمام مسلمان پاکدامن عورتیں اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ ف۲ مہر لگائے جانے سے پہلے' پھر بعد میں مہر لگے گی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ف۳ جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ عربی میں دین سزا کو بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کو یوم الدین کہا جاتا ہے ف۴ یعنی خبیث عورتیں' خبیث خصلتیں' خبیث باتیں تہمت وغیرہ خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔ اچھے لوگ اس سے بچتے ہیں ف۵ آیت کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مہربان باپ اپنی اولاد کا نکاح بری عورت سے نہیں کرتا خوب دیکھ بھال کر تحقیقات کر کے نکاح کرتا ہے تو میں مہربان رب اپنے محبوب اطہر ﷺ کا نکاح کسی بری عورت سے کیسے کراتا۔ اچھوں کے لئے اچھی اور بروں کے لئے بری عورتیں موزوں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خبیث لوگ' خبیث خصلتیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں' تو مسلمانوں کی ماں اور سلطان انبیاء کی زوجہ' صدیق اکبر کی نور چشم حضرت صدیقہ کسی برے کام کا ارادہ بھی کیسے کر سکتی ہیں ف۶ اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بی بی مریم سے افضل ہیں کہ بی بی مریم کی گواہی عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ کی عصمت کی گواہی خود رب نے دی اور حضور ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی گواہی بچہ نے دی اور حضور کی زوجہ کی گواہی رب نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور کا رسول ہونا کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی خبر اس آیت نے صراحۃً سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) آپ حضور کو کنواری ملیں (۲) آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ' زاہدہ' مفسرہ قرآن تھیں (۳) جبریل امین آپ کی تصویر حریر پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا و آخرت میں حضور کی زوجہ ہیں (۴) آپ کے سینہ پر حضور کی وفات ہوئی (۵) آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے (۶) آپ کی عصمت کی رب نے گواہی دی (۷) آپ کے بستر پر حضور پر وحی آئی (۸) آپ کو جبریل امین سلام عرض کرتے تھے (۹) آپ پاک پیدا ہوئیں اور پاک رہیں۔ تا قیامت آپ کا حجرہ اقدس جن و انس و ملائکہ کی زیارت گاہ ہے۔ یہ حجرہ ہی حضور انور کا روضہ بنا (رضی اللہ عنہا) اللہ تعالیٰ اس طیبہ طاہرہ صدیقہ ماں کے طفیل ہم گنہگار اولاد پر رحم فرمادے۔ اچھے ماں باپ کے برے بچے بھی بخشے جاتے ہیں۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا الخ ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ غیر گھر میں بغیر اجازت نہ جاوے خواہ صراحۃً اجازت لے یا بلند آواز سے سلام یا الحمد للہ یا سبحان اللہ کہے' ملاقات ہونے پر پہلے سلام پھر کلام کرے ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت گھس جانا کسی کو جائز نہیں' نہ عام لوگوں کو نہ پولیس والوں کو' نہ بادشاہ کو' نہ پیر و فقیر کو' یہ حکم عام ہے اور حضور کے دولت خانہ میں بغیر اجازت حاضر ہونا فرشتوں کو بھی جائز نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ الخ (احزاب: ۵۳) اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ ف۹ جو تمہیں اندر جانے کی اجازت بقیہ بر صفحہ ۸۱۰

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں ف۱ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ف۲ یہ

اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

اُن کے لئے بہت ستھرا ہے ف۳ بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو ف۴ اپنی نگاہیں

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

کچھ نیچی رکھیں ف۵ اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں ف۶ اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

جتنا خود ہی ظاہر ہے ف۷ اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں ف۸ اور اپنا سنگار

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ

ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ ف۹ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

یا شوہروں کے بیٹے ف۱۰ یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے ف۱۱

اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ

یا اپنے دین کی عورتیں ف۱۲ یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں ف۱۳ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے

مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

مرد نہ ہوں ف۱۴ یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ف۱۵

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں ف۱۶ کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار ف۱۷ اور اللہ کی

اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى

طرف توبہ کرو اے مسلمانو! ف۱۸ سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ اور نکاح کر دو اپنوں میں

مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ

اُن کا جو بے نکاح ہوں ف۱۹ اور اپنے لائق بندوں ف۲۰ اور کنیزوں کا ف۲۱ اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اُنہیں غنی کر دے گا

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا

اپنے فضل کے سبب ف۲۲ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور چاہئے کہ بچے رہیں ف۲۳ وہ جو

۱ اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام البتہ طبیب مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو اسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے (مدارک و احمدی وغیرہ) ۲ اس طرح کہ زنا اور زنا کے اسباب سے بچیں کہ سوا اپنی زوجہ اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر ستر ظاہر نہ ہونے دیں ۳ یعنی نیچی نگاہ رکھنا' اسباب زنا سے بچنا تہمت کے مقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مومنہ عورتوں کے لئے ہیں۔ کافرہ عورت مردوں کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں تو فرمایا۔ **افعمیان انتما** کیا تم دونوں بھی نابینا ہو ۵ یعنی اگر ضرورتاً ان عورتوں کو باہر جانا پڑے تو ان پابندیوں کے ساتھ جائیں۔ ورنہ بلاضرورت گھروں سے نکلنا ہی ٹھیک نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (احزاب: ۳۳) جب پیغمبر کی بیویوں کو جو مسلمانوں کی مائیں ہیں گھروں میں رہنے کی تاکید ہے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔ ۶ کہ زنا اور اسباب زنا سے بچیں۔ حتیٰ کہ اپنی آواز بھی غیر محرم کو نہ سنائیں۔ آواز والا زیور نہ پہنیں جبکہ اجنبی سنتے ہوں اسی لئے عورت اذان نہیں کہہ سکتی۔ ۷ تفسیر احمدی اور خزائن عرفان میں فرمایا کہ یہ حکم نماز کا ہے یعنی نماز میں عورت چہرہ اور منہ کلائی سے نیچے ہاتھ' ٹخنے سے نیچے پاؤں ڈھکنے کی پابند نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اعضا اجنبی مردوں کو دکھائے' رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (احزاب: ۵۳) جب تم نبی کی ازواج سے کچھ سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تین عضو ستر عورت نہیں۔ ان کا چھپانا فرض نہیں مگر اجنبی کو دکھانا حرام ہے۔ خیال رہے کہ یہاں زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے جیسے سر جھومر کی جگہ ہے اور ہاتھ کنگن کی اور پاؤں پازیب اور چھانجن کی۔ ناک بلاق کی' کان بالی پہننے کی جگہ ہے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے صرف کرتا کافی نہیں بلکہ دوپٹہ بھی ضروری ہے تاکہ جسم کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ صرف سر پر ہی نہ ہو بلکہ اتنا بڑا ہو کہ سر و سینہ اور پیٹھ سب ڈھک دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ اتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چھپا نہ سکے۔ ۹ باپ سے مراد سارے اصول دادا' پڑدادا وغیرہ ہیں اور بیٹوں سے مراد سارے فروع پوتا' نواسا وغیرہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر اور محرموں سے پردہ نہیں۔ محرم وہ جس سے رشتہ کی بناء پر نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو' خواہ ذی رحم بھی ہو یا نہ ہو ۱۰ یعنی سوتیلے بیٹے کہ اب وہ بھی محرم ہو گئے۔ اگرچہ ذی رحم نہیں ۱۱ چچا' ماموں وغیرہ بھی اسی حکم میں ہیں کہ ان سے پردہ نہیں ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت کافرہ عورت سے پردہ کرے۔ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ کافرہ عورتیں' مومنہ عورتوں کے ساتھ حمام میں نہ جائیں۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ مالکہ اپنے غلام سے پردہ کرے کیونکہ "نا" سے مراد لونڈیاں ہیں۔ بقیہ بر صفحہ ۸۱۰

يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ

نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ مقدور والا کر دے اپنے فضل سے ف۱ اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندی

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ

غلاموں میں سے جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ دو ف۲ اگر ان میں کچھ بھلائی جانو ف۳

مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ

اور اس پر ان کی مدد کرو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ف۴ اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ بچنا

اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ

چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو ف۵ اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بے شک

اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ

اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر ہیں بخشنے والا مہربان ہے ف۶ اور بے شک ہم نے اُتاریں تمہاری طرف

مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع

روشن آیتیں ف۷ اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے ف۸ اور ڈر والوں کے لئے نصیحت

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

اللہ نور ہے ف۹ آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ف۱۰ جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

وہ چراغ ایک فانوس میں ہے ف۱۱ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ

پیڑ زیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھم (مغرب) کا ف۱۲ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ

لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

اُسے آگ نہ چھوئے ف۱۳ نور پر نور ہے ف۱۴ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے ف۱۵ جسے چاہتا ہے اور

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ۙ فِيْ بُيُوْتٍ

اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے ف۱۶ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں ف۱۷

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ

جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ف۱۸ اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور

۱ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ نادار کو صبر کو حکم دیا گیا۔ متعہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ کسی مجبوری میں بھی جائز نہیں جیسے کہ شراب و سور مخمصہ میں حلال ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ بی بی کے بغیر جان نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں روزے رکھے اس سے مودودی کا رد بخوبی ہو گیا کہ اس جاہل نے ایسی صورت میں متعہ کی اجازت دی ہے۔ نیز جلق و اغلام کی حرمت بھی معلوم ہوئی ۲ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی استحباب کے لئے بھی آتا ہے، گویا رب اپنے بندوں کو مشورہ دے رہا ہے کیونکہ مکاتب کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ ۳ شان نزول۔ صبیح غلام نے اپنے مولا حویطب بن عبد العزیٰ سے درخواست کی کہ مجھے مکاتب کر دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ اگر تم سمجھو کہ غلام مال ادا کر دے گا تو اسے مکاتب کر دو۔ اس میں حرج نہیں ۴ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَفِي الرِّقَابِ (بقرہ: ۱۷۷) ورنہ اپنے غلام کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یعنی مکاتب کو زکوٰۃ دو تاکہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے ۵ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی سلول کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی کنیزوں کو بدکاری کرنے پر مجبور کرتا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مالدار ہو جاوے۔ ان کنیزوں نے اس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی۔ خیال رہے کہ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا چاہیں تب تو انہیں اس پر مجبور نہ کرو اور اگر خود بدکاری کرنا چاہیں تو انہیں حرامکاری کی اجازت دے دو۔ ۶ یعنی جس کو زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا گنہگار ہو گا نہ کہ خود زنا کرنے والی۔ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جسے قتل کی دھمکی دے کر زنا کیا گیا۔ مرد کے لئے یہ حکم نہیں۔ اسی لئے اکراھھن فرمایا گیا۔ ۷ جس میں حرام و حلال احکام اور سزائیں تفصیل وار مذکور ہیں ۸ اس سے گزشتہ صالحین بھی مراد ہیں جن پر اللہ کی رحمتیں آئیں اور کافر قومیں بھی مراد ہیں جن پر عذاب نازل ہوئے تاکہ رب سے امید اور خوف ہو۔ ۹ یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا ان کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منور فرمانے والا ہے۔ یا نبی کے نور سے ان میں روشنی بخشنے والا ہے۔ ۱۰ اللہ کے نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ: ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے نور ہیں، یا یہ کہو کہ اللہ کا جمال نور ہے اور حضور اس کی چمنی۔ اگر لیمپ پر سبز چمنی ہو تو گھر کے ہر گوشہ میں جہاں لیمپ کا نور پہنچے گا وہاں چمنی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح تمام جہان میں نور اللہ کا ہے اور رنگ رسول اللہ کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی واضح ہوا کہ جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے۔ ۱۱ یعنی جیسے وہ محفوظ شمع جو طاق فانوس وغیرہ سے محفوظ ہو، ہوا سے بجھ نہیں سکتی، ایسے ہی نور محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا اور جیسے زیتون کے تیل کا چراغ بالکل دھواں نہیں ایسے ہی دین اسلام میں کوئی دھواں اور غبار نہیں۔ ۱۲ یعنی وہ درخت زیتون نہ سرد ملک میں واقع ہے نہ گرم ملک میں، بلکہ اس ملک بقیہ برصفحہ ۸۱۰

الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

شام ف۱ وہ مرد جنھیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا ف۲ اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد اور

اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ

نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ف۳ ڈرتے ہیں اس دن سے ف۴ جس میں الٹ جائیں گے دل

وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

اور آنکھیں ف۵ تاکہ اللہ انھیں بدلہ دے اُن کے سب سے بہتر کام کا ف۶ اور اپنے فضل سے انھیں انعام زیادہ دے ف۷

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی اور جو کافر ہوئے اُن کے کام ایسے ہیں

كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا

جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں ف۸ کہ پیاسا اسے پانی سمجھے ف۹ یہاں تک جب اُس کے پاس آیا تو اُسے کچھ نہ پایا

وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ ۙ اَوْ

اور اللہ کو اپنے قریب پایا ف۱۰ تو اُس نے اس کا حساب پورا بھر دیا ف۱۱ اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے یا

كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے (گہرائی والے) دریا میں اس کے اوپر موج موج کے اوپر اور موج اس کے اوپر

سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی (دکھائی) دیتا معلوم نہ ہو ف۱۲

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ

اور جسے اللہ نور نہ دے اُس کے لئے کہیں نور نہیں ف۱۳ کیا تم نے نہ دیکھا ف۱۴ کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ف۱۵ اور پرندے پر پھیلائے ف۱۶ سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز

وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور اپنی تسبیح ف۱۷ اور اللہ اُن کے کاموں کو جانتا ہے ف۱۸ اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ف۱۹

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ

اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو ف۲۰ پھر اُنھیں آپس میں ملاتا ہے

ع ۱۱

(۱) معلوم ہوا کہ صبح وشام اللہ کے ذکر کے لئے بہت اعلیٰ وقت ہیں کہ یہ زندگی کی دکان کھلنے اور بند ہونے کے اوقات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے وقت اور اچھی جگہ عبادت کرنی بہت اعلیٰ ہے (۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہئے اور مردوں کو مسجدوں میں اس لئے کہ یہاں مسجدوں میں ذکر کرتے وقت رجال فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (احزاب: ۳۳) اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دنیا کے مشاغل میں پھنسا ہوا اس کی عبادت رب کو بڑی محبوب ہے (۳) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان کو بیکار نہیں رہنا چاہئے کاروبار کرنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ تمام دنیاوی کاروبار میں تجارت افضل ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر دین سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ نہ تارک دنیا ہو نہ تارک دین۔ چوتھے یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل ہے کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا (۴) یعنی صالحین نیکیاں بھی کرتے ہیں اور رب تعالیٰ سے خوف بھی کرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہوں یا نہ ہوں۔ نیز وہ سمجھتے ہیں کہ رب کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا (۵) دل اپنی جگہ سے ہٹ کر گلے میں آ پھنسیں گے اور آنکھیں پھٹ جائیں گی (۶) یہ جملہ تسبیح کے متعلق ہے یعنی وہ لوگ دنیا کے دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ رب سے ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں (۷) خیال رہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں اور رب تعالیٰ کا دیدار اس کا انعام۔ یا ایک کا بدلہ سات سو تک عوض ہے اس سے زیادہ انعام یہ زیادتی ہمارے وہم وگمان سے باہر ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں مردود ہیں جیسے جڑ کٹی ہوئیں شاخوں کو پانی دینا بے سود ہے مگر خیال رہے کہ کافر کی نیکیاں برباد اور گناہ باقی ہوں گے جیسے مومنوں کے گناہ معاف اور نیکیاں قائم انشاء اللہ (۹) اسے سراب کہتے ہیں دوپہر میں ریتہ دور سے پانی معلوم ہوتا ہے۔ پیاسا اسے پانی سمجھ کر وہاں جاتا ہے مگر اسے ریتہ ملتا ہے تو سخت مایوس ہوتا ہے۔ ایسے ہی کفار کے صدقات وخیرات کا حال ہے کہ قیامت میں بیکار ثابت ہوں گے (۱۰) یعنی اللہ کے غضب کو یا اس کی سزا وعقاب کو (۱۱) اس طرح کہ کافر کے لئے دنیاوی راحت و آرام اس کی نیکیوں کا بدلہ اقرار دے کر اس کا حساب بے باک کر دیا گیا۔ (اللہ کی پناہ) (۱۲) یعنی جیسے اندھیری اور بادل والی رات میں سمندر کی تہہ میں چند اندھیریاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پانی موج شب اور بادل کی اندھیریاں ایسے ہی کافر پر بہت سی اندھیریاں جمع ہیں۔ کفر نفس امارہ برے ساتھی دنیا کی نعمتوں برے پیشواؤں کی تعلیم کی اندھیریاں ایسی جمع ہیں کہ اسے کچھ سوجھتا نہیں ان تمام اندھیریوں کو کاٹنے والا مدینے کا سچا سورج ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (۱۳) یعنی جسے حضور کی اطاعت کی توفیق نہ ملی اسے نیک اعمال کی بھی توفیق نہ ملے گی یا جو روز ازل نور کے چھینٹے سے محروم رہا وہ دنیا میں ایمان نہ لائے گا۔ یا جس کے ایمان کا رب نے ارادہ نہ فرمایا اسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا۔ (۱۴) اس میں حضور سے خطاب ہے اور یہ استفہام انکاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ بر صفحہ ۸۱۱

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

پھر اُنھیں تہہ پر تہہ کر دیتا ہے تو تُو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے ۱؎ اور اُتارتا ہے آسمان سے اس

مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ

میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے ۲؎ پھر ڈالتا ہے اُنھیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے اُنھیں

مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ

جس سے چاہے ۳؎ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھ لے جائے ۴؎ اللہ بدلی کرتا ہے رات

وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ

اور دن کی ۵؎ بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا

دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

پانی سے بنایا ۶؎ تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے ۷؎ اور اُن میں کوئی دو پاؤں پر

عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ

چلتا ہے ۸؎ اور اُن میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے ۹؎ اللہ بناتا ہے جو چاہے ۱۰؎ بے شک

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ

اللہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک ہم نے اُتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ

جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے ۱۱؎ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور

بِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ

رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ اُن میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں ۱۲؎ اور وہ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا

مسلمان نہیں ۱۳؎ اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف ۱۴؎ کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو جبھی

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس کی طرف آئیں

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ۭ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ

مانتے ہوئے ۱۵؎ کیا اُن کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں یا یہ ڈرتے ہیں کہ

۱ جیسے چھلنی سے پانی۔ اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بہت بارش کے بعد بھی بادل ویسا ہی رہتا ہے۔ جیسا آیا تھا اگر خود بادل پانی بن کر برستا ہوتا تو چاہئے تھا کہ بارش کے بعد بادل ختم ہو جاتا لہٰذا آیت نہایت صحیح ہے۔ فلسفہ کے ڈھکوسلے اعتبار کے قابل نہیں ۲ یعنی اولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برساتا ہے۔ یا جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں جن سے اولے برستے ہیں ۳ یعنی ان اولوں سے بعض کے کھیت، گھر، جانور یا جان کو تباہ کر دیتا ہے اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔ ۴ یعنی بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے گی۔ ۵ اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات و دن ٹھنڈے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا، کبھی اس کے برعکس یہ ہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو۔ اس سے عبرت پکڑو۔ ۶ اس قاعدے سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام خارج ہیں۔ حضرت آدم کے لئے رب فرماتا ہے۔ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (حجر: ۲۶) اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ (آل عمران: ۵۹) حضرت عیسیٰ کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالم کی اصل ہے تو استثنیٰ کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ آگ کا جلانا دینا قانون ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا رب کی قدرت ہے ایسے ہی سب کا نطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب کی قدرت ہے ۷ جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے۔ ۸ جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ۔ خیال رہے کہ جنات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچے دیتے ہیں ۹ جیسے گائے بھینس بکری اور اکثر چرندے، جانور، خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے، باقی انڈے دیتے ہیں، سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہے۔ ۱۰ چنانچہ رب کی بہت سی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتاب عجائب المخلوقات میں بہت سی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے ۱۱ یعنی انسان تین قسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن، ظاہر و باطن کافر، ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق۔ اللہ نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی باقی دو گروہ کافر ہے ۱۲ یہ آیت بشر منافق کے متعلق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا تھا۔ سب جانتے تھے کہ جناب مصطفیٰ ﷺ کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لئے یہودی نے حضور سے فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو اپنا حاکم نہ ماننا کفر ہے۔ کیونکہ رب نے بشر پر کفر کا فتویٰ اسی لئے دیا کہ اس نے حضور کو اپنا حاکم نہ مانا۔ دوسرے یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قومی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے

بقیہ بر صفحہ ۸۱۱

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۵۰ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ

اللہ ورسول اُن پر ظلم کریں گے ف۱ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں ف۲ مسلمانوں کی بات تو

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا

یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

سُنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ف۳ اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝۵۲ وَاَقْسَمُوْا

رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں ف۴ اور انہوں نے اللہ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم اُنہیں حکم دو گے تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے ف۵ تم فرماؤ قسمیں نہ کھاؤ موافق

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

شرع حکم برداری چاہیے ف۶ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ف۷

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ

پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اُس پر لازم کیا گیا ف۸ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا

اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۵۴ وَعَدَ

اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے ف۹ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ف۱۰ اللہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى

نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے ف۱۱ کہ ضرور اُنہیں زمین میں خلافت

الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

دے گا ف۱۲ جیسی اُن سے پہلوں کو دی ف۱۳ اور ضرور اُن کے لیے جما دے گا اُن کا

دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا ف۱۴

يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ

میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ

ع ۱۲

۱ معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا محال عقلی ہے ایسے ہی حضور کا ظلم کرنا محال عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنے اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ سچے' ان کا رب سچا ﷺ جو حضور پر بدگمانی کرے' وہ رب پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنت الٰہیہ ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ورسول بھلا کریں۔ اللہ ورسول نعمتیں دیتے ہیں ۲ یعنی ان منافقوں کو یہ خوف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظلم کا فیصلہ فرمائیں گے بلکہ انہیں اپنے متعلق یقین ہے کہ اس مقدمہ میں ہم ظالم ہیں۔ حضور کا فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا اس لیے حضور کی طرف نہیں آتے۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ حکم پیغمبر میں عقل کو دخل نہ دو کہ اگر عقل نہ مانے تو قبول نہ کرو۔ بلکہ جیسے بیمار اپنے کو حکیم کے سپرد کر دیتا ہے ایسے ہی تم اپنے کو ان کے سپرد کردو۔ مصرع ''عقل قربان کن بہ پیش مصطفےٰ''۔ اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دین و دنیا میں تم کامیاب ہو کیونکہ ہماری آنکھیں' عقل' جھوٹے ہو سکتے ہیں مگر وہ سچوں کا بادشاہ یقیناً سچا ہے (ﷺ) ۴ جیسے قابل طبیب کی دوا فائدہ کرتی ہے بیمار کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایسے ہی حضور کے احکام مفید ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں۔ افسوس ہے کہ ولایتی دوا پر تو ہم کو اعتقاد ہے کہ بغیر اجزاء معلوم کیے استعمال کرتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں تامل ہے ۵ منافقین قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اب جب بھی جہاد ہوگا ہم ضرور شرکت کریں گے۔ مگر وقت پر جھوٹے بہانے بنا کر رہ جاتے تھے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ بہت قسمیں کھا کر اپنا اعتبار جمانا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کو بفضلہ تعالیٰ قسموں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ۶ یعنی اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کر دکھاؤ قسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس بارگاہ میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔ ۷ یعنی اللہ ورسول کی مطلقاً اطاعت کرو۔ ان کا ہر حکم مانو۔ خیال رہے کہ حضور مطاع مطلق ہیں ان کا ہر حکم بہر حال ماننا ضروری ہے آپ کے سوا اور بندے کی اطاعت مطلقاً لازم نہیں بلکہ جائز حکم قابل اطاعت ہیں' ناجائز ناقابل اطاعت۔ یہ بھی خیال رہے کہ اطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی ہوگی رسول اللہ کی بھی اور حاکم و عالم کی مگر اتباع صرف حضور کی ہوگی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ہو نہ دوسرے بندے کی ہو۔ اطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا' اتباع کے معنی ہیں کسی کے سے اعمال کرنا۔ اس لیے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا۔ فَاتَّبِعُوْنِىْ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اتباع نہیں کر سکتے۔ وہ دن رات ہزاروں کو موت دیتا ہے اگر ہم ایک کو قتل کردیں تو مصیبت آ جاوے ۸ یعنی صرف تبلیغ' وہ تمہاری ہدایت کے ذمہ دار نہیں' اگر تم سب کافر ہو تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا ۹ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت حضور کی اطاعت پر منحصر ہے۔ صرف ان کی پیروی سے ہدایت مل سکتی ہے۔ ۱۰ یعنی ان کے ذمہ تمہاری ہدایت نہیں۔ اگر تم سب کافر ہو تو بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے ۱۱ شان نزول۔ حضور ﷺ نے اولاً تیرہ سال مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرمائی اور صحابہ کرام نے کفار کی ایذائیں برداشت کیں پھر جب

بقیہ برصفحہ ۸۱۱

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

بے حکم ہیں ف۱ اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو ف۲

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ

اس اُمید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں زمین میں ف۳

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۵۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ضرور کیا ہی بُرا انجام اے ایمان والو! چاہئے کہ تم سے اذن لیں تمہارے

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ

ہاتھ کے مال غلام ف۴ اور وہ جو تم میں ف۵ ابھی جوانی کو نہ پہونچے ف۶ تین

مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ

وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو دوپہر

الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ

کو ف۷ اور نماز عشاء کے بعد ف۸ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ف۹ ان تین

عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ

کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ اُن پر آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے

عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸

کے پاس ف۱۰ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے ف۱۱

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ

اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں ف۱۲ جیسے ان کے اگلوں نے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۹

اذن مانگا ف۱۳ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں ف۱۴ جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ

نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اُتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چمکائیں ف۱۵ اور

ع ۱۳

(۱) یعنی ان فتوحات و امن کے وعدے اس بناء پر ہیں کہ یہ لوگ عقاید و اعمال میں درست رہیں۔ چنانچہ ان بزرگوں نے استقامت فی الدین کی مثال قائم فرمادی۔ اور رب تعالیٰ نے اپنا وعدہ کما حقہ پورا فرمایا (۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حضور کی فرمانبرداری بھی لازم ہے۔ صرف ان اعمال پر بھروسہ کر کے حضور سے بے نیاز نہ ہو جاؤ دوسرے یہ کہ حضور کی اطاعت مطلقاً واجب ہے خواہ وہ حکم عقل و قرآن کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ اسی لئے حضرت علی کو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح ممنوع رہا۔ ابوخزیمہ کی گواہی دو کے برابر ہوئی (۳) یعنی ان کفار نابکار کا زمین میں امن سے رہنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ رب کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کی ڈھیل ہے (۴) شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام حضرت مدلج بن عمرو کو عمر فاروق کو بلانے بھیجا۔ یہ وقت دوپہر کا تھا حضرت فاروق اعظم اپنے دولت خانہ میں بے تکلف تشریف فرما تھے۔ حضرت مدلج بغیر اطلاع گھر میں چلے گئے۔ جس سے حضرت عمر کو خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لینے کا حکم ہو جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس آیت میں خطاب مومن مردوں سے بھی ہے اور عورتوں سے بھی (۵) یعنی تمہاری لونڈی غلام اور قریب بلوغ بچے ان تینوں وقتوں میں تو تمہاری اجازت سے تمہارے گھروں میں آئیں ان کے سوا اور وقتوں میں بغیر اجازت لئے آجا سکتے ہیں (۶) بلکہ ابھی قریب بلوغ نہیں۔ خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدت مذہب حنفی میں پندرہ برس ہے اور کم از کم لڑکی کے لئے نو برس اور لڑکے کے لئے بارہ برس ہے (۷) اس سے مراد بالکل ننگا ہونا نہیں کہ ننگا ہونا تنہائی میں بھی بلا ضرورت منع ہے، رب سے شرم چاہئے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں عموماً لوگ اپنے گھروں میں زیادہ پردے اور ستر کا لحاظ نہیں رکھا کرتے۔ عورتیں بغیر دوپٹہ کے مرد بغیر کرتہ کے رہتے ہیں۔ (۸) کیونکہ اس وقت عموماً بیداری کا لباس اتار دیا جاتا ہے اور نیند کا معمولی لباس بنیان و تہبند پہن لیا جاتا ہے۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ ان تین وقتوں کے علاوہ دیگر اوقات میں بچے اور اپنے غلام بغیر اجازت گھر میں آسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ کسی وقت بھی بغیر اجازت گھر میں نہیں آسکتے (۱۰) یعنی چونکہ ان لوگوں کو کام کاج اور خدمت کے لئے گھر میں آنا جانا پڑتا ہے، اگر ان پر اذن و اجازت کی پابندی لگائی گئی تو بڑا حرج واقعہ ہوگا۔ اس لئے ان پر اجازت لازم نہیں کی گئی۔ (۱۱) یعنی رب تعالیٰ کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا، یا بھائی، اپنی ماں یا بہن پر بغیر کھنگارے نہ جائے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے بے پردہ یا ننگی ہو (۱۳) یہ حکم آزاد مردوں کے لئے ہے غلام اگرچہ بالغ ہو، اپنی سیدہ کے پاس ان تینوں وقت کے علاوہ بے پردہ جا سکتا ہے۔ اسی لئے اطفال کے ساتھ منکم فرمایا۔ یعنی تم آزاد لوگوں میں سے، اس لئے معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں جوان بیٹی ماں وغیرہ ہوں تو خبر کر کے داخل ہو، ہاں اگر صرف بیوی ہو تو بلا اذن بھی داخل ہو سکتا ہے کہ بیوی سے کوئی حجاب نہیں۔ ماں بیٹی

بقیہ برصفحہ ۸۱۱

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى

اس سے بھی بچنا ان کے لئے اور بہتر ہے ف۱ اور اللہ سُنتا جانتا ہے نہ اندھے پر

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا

تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک ف۲ اور نہ تم

عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر ف۳ یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ

ماں کے گھر ف۴ یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر ف۵ یا اپنے چچاؤں کے یہاں

اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا

یا اپنی پھپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر ف۶ یا جہاں کی کنجیاں

مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

تمہارے قبضہ میں ہیں ف۷ یا اپنے دوست کے یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر

جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ

کھاؤ یا الگ الگ ف۸ پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ف۹

تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ ف۱۰ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کہ تمہیں سمجھ ہو ایمان والے تو وہی ہیں ف۱۱ جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی

وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ

ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں ف۱۲ جب تک اُن سے اجازت نہ لے لیں ف۱۳

الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ

وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں ف۱۴

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ

پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں ف۱۵ اپنے کسی کام کے لئے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو ف۱۶ اور

(۱) یعنی ایسی بوڑھیوں کو بھی بہتر یہی ہے کہ دوپٹہ وغیرہ اوڑھے رہیں۔ پہلا حکم فتویٰ تھا' یہ حکم تقویٰ ہے۔ (۲) شان نزول۔ صحابہ کرام حضور کے ساتھ جہاد کو جاتے تو معذور صحابہ کو جو بوجہ عذر جہاد میں شرکت نہ کر سکتے تھے' اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ ان کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور انہیں اجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں' وہ حضرات اس خرچ میں بہت حرج محسوس کرتے تھے' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے (۳) خیال رہے کہ اولاد کا گھر اپنا گھر ہے' اور ان کی کمائی اپنی کمائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ یہاں یہی مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو خود اپنے گھر اور اپنی کمائی سے کھانے میں تردد ہوتا ہی نہیں۔ اس کا بیان فرمانا زیادہ مفید نہ ہوتا۔ لہٰذا اپنے گھر سے مراد اپنی اولاد کا گھر ہونا چاہئے۔ ایسے ہی بیوی کے لئے خاوند کا گھر اور اولاد کے لئے مولا کا گھر اپنا گھر ہے (روح البیان وغیرہ) (۴) باپ و ماں میں' دادا نانا بھی شامل ہیں (۵) یعنی اگر بہن شادی کے بعد اپنے گھر آباد ہو اور بھائی ضرورۃً وہاں رہے یا بطور مہمان وہاں جائے تو اس کے گھر کھانا پینا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ عقلاً بعض نادان بہن یا بیٹی کے گھر کھانا عار سمجھتے ہیں۔ انہیں اس آیت پر نظر رکھنی چاہئے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے یعنی بیٹی یا بہن کے گھر کھانا معیوب سمجھنا۔ بلکہ اگر بیٹی یا بہن امیر ہو' باپ یا بھائی فقیر یا معذور ہوں تو ان امیر بہن و بیٹی پر ان معذوروں کا نفقہ واجب ہے مگر عورتیں یہ نفقہ اپنے مال سے دیں' خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہ دیں (۶) کہ عام طور پر ان گھروں سے کھانے پینے میں عار و شرم محسوس نہیں ہوا کرتی۔ (۷) اس میں وکیل' مختار عام اور گھر کے کارپرداز سب ہی شامل ہیں جن کے متعلق گھر کے انتظامات ہوتے ہیں۔ (۸) یعنی ان گھروں سے تمہیں کھانے پینے کی اجازت ہے'' خواہ گھر

ع ۸ ۱۴

والوں کے ساتھ کھاؤ یا ان کی غیر موجودگی میں بشرطیکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہارے اس کھانے پینے سے راضی ہیں۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ دوست' دوست کے گھر سے اس کی غیر موجودگی میں جو چاہتا لے لیتا' اور گھر والے کو جب خبر ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اب چونکہ یہ فیاضی نہیں رہی۔ لہٰذا اب بے اجازت کھانا درست نہیں (تفسیر خزائن العرفان و مدارک وجلالین) امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جو کوئی ذی رحم محرم کے گھر سے چوری کرلے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے۔ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو ان گھروں میں آنے جانے کی اجازت ہے تو جو مال گھر میں آزاد پڑا ہے وہ اس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔ (۹) یعنی گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو اگرچہ وہ تمہارے ماں' باپ' بہن' بھائی' اولاد' بیوی ہی ہوں۔ جبکہ وہ بدمذہب نہ ہوں۔ مسئلہ اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور کی روح جلوہ گر ہوتی ہے اس لیے وہاں حضور کو سلام کیا جاتا ہے (۱۰) تحیہ کے معنی ہیں حیات یعنی زندگی و سلامتی کی دعا بقیہ برصفحہ ۸۱۱

اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

اُن کے لئے اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ

بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ

ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ف۲ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی

لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ

آڑ لے کر ف۳ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ پہنچے ف۴

اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

یا اُن پر دردناک عذاب پڑے ف۵ سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا

بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ

عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

اُنھیں بتادے گا جو کچھ اُنھوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۶

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ ۲۵ مَكِّیَّةٌ ۴۲ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۷۷ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ فرقان مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ

بڑی برکت والا ہے وہ ف۷ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر ف۸ جو سارے جہاں کو ڈر سُنانے

نَذِیْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

والا ہو ف۹ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ف۱۰ اور اُس نے نہ اختیار فرمایا بچہ

وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ

اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی (شریک) نہیں ف۱۱ اُس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ

تَقْدِیْرًا ﴿۲﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ

پر رکھی ف۱۲ اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود

یُخْلَقُوْنَ وَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا

پیدا کئے گئے ہیں ف۱۳ اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں ف۱۴ اور نہ مرنے کا اختیار

۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی شفاعت برحق ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کو شفاعت کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور کی شفاعت مومنوں کے لئے ہے کفار اس سے محروم ہیں تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب کو ان کے لئے دعائے خیر کا حکم دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی کے لئے غفور رحیم ہے جس کی شفاعت حضور کر دیں اسی لئے حضور کے استغفار کے بعد اپنی مغفرت کا ذکر فرمایا۔ پانچویں یہ کہ ہر مومن حضور کی شفاعت کا محتاج ہے۔ دیکھو صحابہ کرام جو اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے متعلق شفاعت کا حکم دیا گیا تو اوروں کا کیا پوچھنا۔ ۲ یعنی حضور کی پکار اور حضور کی طلب کو۔ ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرو یا نہ کرو۔ بلکہ ان کی طلب پر فوراً حاضر ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں، رب فرماتا ہے

ع ۹ ۴ ۱۵

اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (انفال: ۲۴) یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو انہیں بھیا ابا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔ ۳ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازل ہوئی ۴ تکلیف، قتل، زلزلے، ظالم بادشاہوں کا تسلط ہولناک حادثے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۵ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ ''او'' منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۶ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہوگا ۷ برکت کے معنی ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۸ یعنی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے، عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۹ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران ۸۲) لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۱۰ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۱۱ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک بقیہ بر صفحہ ۸۱۱

وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨ

نہ جینے کا نہ اُٹھنے کا ۱ اور کافر بولے ۲ یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انھوں نے بنالیا

افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۴ وَ

ہے اور اس پر اور لوگوں نے انھیں مدد دی ہے ۳ بیشک وہ ظلم اور جھوٹ پر آئے ۴ اور

قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۵

بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انھوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں ۵

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

تم فرماؤ اُسے تو اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر بات جانتا ہے ۶ بےشک وہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ

بخشنے والا مہربان ہے اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے ۷ اور

يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۷

بازاروں میں چلتا ہے ۸ کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ اُن کے ساتھ ڈر سناتا ۹

اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

یا غیب سے اُنھیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے ۱۰ اور ظالم بولے

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی جس پر جادو ہوا ۱۱ اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ

تو گمراہ ہوئے ۱۲ کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے ۱۳ بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے

لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ

لئے بہت بہتر اس سے کردے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کرے گا

لَّكَ قُصُوْرًا ۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۟ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

تمہارے لئے اُونچے اُونچے محل ۱۴ بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں ۱۵ اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اُس کے لئے تیار کر

بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

رکھی ہے بھڑکتی ہوئی آگ جب وہ انھیں دُور جگہ سے دیکھے گی تو سُنیں گے اس کا جوش مارنا

۱ یعنی کسی کی زندگی اور موت اور بعد موت اٹھنا، ان بتوں کے قبضہ میں نہیں لہٰذا وہ الٰہ کیسے۔ ان چیزوں کے خود مشرکین بھی قائل ہیں۔ پھر بھی انہیں الٰہ مانتے ہیں ۲ جیسے نضر بن حارث، عبداللہ بن امیہ نوفل بن خویلد، اور ان کے اتباع کرنے والے لوگ جو کہتے تھے کہ قرآن کریم حضور کا بنایا ہوا ہے۔ ۳ یعنی عداس اور یسار وغیرہ یہود کہ انہوں نے حضور کو گزشتہ واقعات تورات وغیرہ سے بتائے ہیں اور حضور ان واقعات کو عربی عبارت میں بنا کر پیش کرتے ہیں اور اسے قرآن کہہ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ۴ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ کا بہتان لگانا ظلم بھی ہے اور بڑا جھوٹ بھی۔ تمام گناہوں سے بدترین یہ گناہ ہے ۵ یعنی یہی مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے رستم و اسفندیار کے قصے، کہانیاں عام کتابوں میں لکھے ملتے ہیں، ایسے ہی قرآن کریم میں کہانیاں قصے ہی ہیں جنہیں مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے۔ ۶ یعنی قرآن کریم میں غیبی خبریں بھی ہیں جہاں تک عقل انسانی کی رسائی نہیں۔ اس میں صرف گزشتہ تاریخی واقعات ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں غیبی خبروں کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی حضور کا علوم غیبیہ پر مطلع ہونا اور مطلع کرنا حضور کی نبوت کی دلیل ہے۔ جو حضور کے علم غیب کا انکار کرے وہ درحقیقت حضور کی نبوت کا منکر ہے۔ ۷ یعنی اگر یہ رسول ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے بازار جانے وغیرہ سے پاک ہوتے کیونکہ فرشتے رسول ہیں تو کھاتے پیتے نہیں یہ بھی اپنے کو رسول کہتے ہیں۔ تو کیوں کھاتے پیتے ہیں۔ بیوقوفوں کو یہ خبر نہ تھی کہ فرشتہ رسول بمعنی قاصد ہیں جو صرف پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ بھی نبی تک، یہ حضرات رسول بمعنی مبلغ ہیں جن کے ذمہ لوگوں کی اصلاح ہے اور اصلاح ہم جنس کر سکتا ہے ۸ کفار کی حماقت تو دیکھو کہ پتھروں، لکڑیوں کو الٰہ مان لیتے ہیں مگر نبوت کے ماننے کے لئے ایسے بہانے بناتے تھے اور نبی میں خدائی صفات دیکھنا چاہتے تھے کہ نبی نہ کھائے نہ پیئے نہ بازار جائے۔ ۹ یعنی حضور کے ساتھ ایسا فرشتہ چاہئے جسے ہم دیکھیں اور وہ ہم سے کہے کہ یہ رسول برحق ہیں۔ ورنہ حضور پر فرشتے نازل بھی ہوتے تھے اور صحابہ کرام بلکہ کفار نے بھی انہیں کئی بار انسانی شکل میں دیکھا اور محسوس کیا۔ ۱۰ ان کا منشاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کھانے پینے سے بے نیاز کیوں نہ کر دیا یا تو انہیں کھانا کھانے کی حاجت ہی نہ ہوتی، اگر ہوتی تو غیبی خزانے ان پر آ جاتے جس سے انہیں کمانے کی ضرورت نہ ہوتی، یہ بھی انہوں نے ظاہر کے لحاظ سے کہہ دیا، ورنہ حضور کے قبضہ میں غیبی خزانے بھی تھے اور حضور جنتی باغوں پر قابض تھے، خود فرماتے ہیں۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں، رب فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) ہم نے آپ کو کوثر بخش دیا۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس دیوار میں جنت دیکھی۔ اگر چاہتا تو ایک خوشہ توڑ لیتا مگر چونکہ ان چیزوں کا ظہور نہ تھا اس لئے کفار یہ کہا کرتے تھے ۱۱ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی بات پر قرار نہ تھا بقیہ برصفحہ ۸۱۲

وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ

اور چنگھاڑنا ف۱ اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت

ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ

مانگیں گے ف۲ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو ف۳ تم فرماؤ

اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ

کیا یہ بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ اور

جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ

انجام ہے ف۴ ان کے لئے وہاں من مانی مرادیں ہیں ف۵ جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ

وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وعدہ ہے مانگا ہوا ف۶ اور جس دن اکھٹا کرے گا اُنھیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ف۷

فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾

پھر ان معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کردیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے ف۸

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ

وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار (حق) نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں ف۹ لیکن تو نے

وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾

اُنھیں اور اُن کے باپ داداؤں کو برتنے دیا یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے ف۱۰ اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ

تو اب معبودوں نے تمہاری بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کرسکو ف۱۱ اور

مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

تم میں جو ظالم ہے ہم اُسے بڑا عذاب چکھائیں گے ف۱۲ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَ

رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے ف۱۳ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے ف۱۴ اور ہم

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع

نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے ف۱۵ اور اے لوگو کیا تم صبر کرو گے اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے

(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں عقل و حواس، دیکھنا، سننا، سب کچھ ہے، وہ مومن و کافر کو پہچانتی ہے اسی لئے کفار کو دیکھ کر غصہ اور غضب کرے گی، اور مسلمانوں کو دیکھ کر ان پر سرد ہو جائے گی۔ (۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کے کنارے سے نیچے دھکیلا جائے گا۔ وہ گرتا ہوا تہہ میں پہنچے گا۔ دوسرے یہ کہ کفار وہاں موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہ آئے گی۔ یہ دونوں عذاب انشاء اللہ مومن گنہگار کو نہ ہوں گے، نہ انہیں اوپر سے دھکا دینا، نہ ان کا تمنا موت کرنا بلکہ ان کی جان نکال دی جائے گی حدیث شریف میں ہے کہ گنہگار مومن دوزخ سے جلے ہوئے کوئلے کی شکل میں نکالے جائیں گے۔ پھر جنت کے پانی سے وہ ایسے اگیں گے جیسے کھیت میں سبزہ۔ خیال رہے کہ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوگا (۳) یعنی موت کی بہت دعائیں مانگو کیونکہ موت ایک سے زیادہ نہیں۔ یا یہ کلام تحکم کے طور پر ہے، یہ حکم وجوب کے لئے نہیں بلکہ غضب کے اظہار کے لئے ہے (۴) یعنی قانونی طور پر جنت نیک لوگوں کو بدلے کے طور پر ملے گی اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کا جنت میں جانا رب تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ہوگا۔ ایسے ہی بعض گنہگاروں کو معافی دے کر جنت کا ملنا۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ اپنے کفار قرابتداروں کی مغفرت چاہیں گے ہی نہیں نیز کسی بری چیز کی خواہش ہی ان کے دل میں پیدا نہ ہوگی۔ کیونکہ وہاں نفس امارہ نہ رہے گا اس لیے وہاں ان کی ہر بات مانی جائے گی۔ دنیا میں نفس امارہ کی وجہ سے بری خواہشیں بھی کر لیتے ہیں۔ جنت کی تمام خواہشیں پوری ہوں گی (۶) یعنی یہ جنت مانگنے کے لائق ہے، یا وہ جنت جسے دنیا میں مومن مانگا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کے سارے وعدے سچے ہیں شک تو اس میں ہے کہ ہم اس وعدے میں داخل ہیں یا نہیں۔ رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنی کہ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا

ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ (آل عمران: ۱۹۴) اسی بنا پر ہے کہ ہم کو اس وعدے میں اپنے داخل ہونے کا یقین نہیں (۷) اس سے مراد مشرکین کے بت ہیں پھر، لکڑی، چاند، سورج وغیرہ۔ اس میں حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام داخل نہیں کیونکہ یہاں "ما" فرمایا گیا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیاء: ۹۸) تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں۔ یہاں بھی یہ ہی مراد ہیں (۸) یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لئے ہوگا ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ ان پتھروں، چاند، سورج نے مشرکین کو اپنی عبادت کا حکم نہ دیا تھا۔ (۹) یعنی جب ہم نے خود تیرے سوا کسی کو معبود نہ مانا تو انہیں یہ حکم کیسے دے سکتے تھے (۱۰) اس سے حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ عرض کرنا کہ ان بدنصیبوں نے تیری ڈھیل سے غلط فائدہ اٹھایا کہ بجائے شکر کے کفر کیا (۱۱) یعنی اے کافرو! تم نے اپنے معبودوں کو الٰہ کہا اور انہوں نے تمہیں جھوٹا کر دیا اب یہ بت نہ تمہاری مدد کر سکیں گے نہ ہم کریں گے نہ تم ایک دوسرے کی مدد کر سکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمانوں کی مدد ہوگی (۱۲) یہاں ظالم سے مراد کافر و کا فرگر ہے، ورنہ ہر کافر ظالم ہوتا ہے (۱۳) یعنی موجودہ کفار جو کہتے ہیں کہ

بقیہ بر صفحہ ۸۱۲

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ
اور بولے وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ۱ ہم پر فرشتے کیوں نہ اُتارے ۲
اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ﴿۲۱﴾
یا ہم اپنے رب کو دیکھتے ۳ بے شک اپنے جی میں بہت ہی اُونچی کھینچی (سرکشی کی) اور بڑی سرکشی پر آئے ۴
یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ
جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے ۵ وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا ۶ اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں
حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَ قَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
کوئی آڑ کر دے رُکی ہوئی ۷ اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ۸ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ
کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا ۹ کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں ۱۰ جنت والوں کا اُس دن اچھا ٹھکانا اور حساب
مَقِیْلًا ﴿۲۴﴾ وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾
کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ ۱۱ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے ۱۲ اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح ۱۳
اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ کَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ
اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن کافروں پر
عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾ وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی
سخت ہے ۱۴ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا ۱۵ کہ ہائے کسی طرح سے
اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ
میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو
فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ
دوست نہ بنایا ہوتا ۱۶ بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور
کَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ
شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۱۷ اور رسول نے عرض کی ۱۸ کہ اے میرے رب!
اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا
میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا ۱۹ اور اسی طرح ہم نے

۱ یعنی قیامت کے منکر خواہ رب کے منکر ہوں یا نہ ہوں۔ دوسری بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۲ یعنی انسان نبی نہ ہونا چاہئے تھا بلکہ نبوت فرشتوں کو ملنی چاہئے تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے سامنے فرشتے کیوں نہ آئے جو حضور کی گواہی دیتے ۳ اس طرح کہ نبی کے واسطے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ بندے بلاواسطہ رب سے فیض پاتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کرنا کفار کا شیوہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کرنی اگر شوق و محبت میں ہو تو سنتِ کلیم اللہ ہے اور نبی کے انکار کی بنا پر ہو تو کفار کا طریقہ ہے۔ ۴ یعنی ان بے ہودوں نے اپنے کو اتنا بڑا سمجھ لیا کہ براہ راست فرشتوں یا اللہ تعالیٰ سے فیض لینے کے قابل اپنے کو سمجھ بیٹھے۔ نبی کے وسیلہ کے منکر ہو گئے ۵ اپنی موت کے وقت یا قیامت کے دن۔ کیونکہ حضور کی برکت سے فرشتے عذاب لے کر دنیا میں نہیں آئے۔ ۶ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے ان کی موت خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے صالحین کے موت کے دن کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی قیامت کا دن ان کے سرور و شادمانی کا دن ہوگا۔ ۷ یعنی عذاب کے فرشتوں کو ہم سے چھپا دے۔ کیونکہ ان کے ہیبت ناک چہرے دیکھنے سے ہم کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن رحمت کے فرشتے دیکھ کر خوش ہوں گے اور ان کا قرب چاہیں گے ۸ نیک اعمال جیسے صدقہ خیرات عزیزوں سے اچھا سلوک، یتیموں کی پرورش، کیونکہ کفار کے گناہ باقی رکھے جائیں گے صرف نیکیاں برباد ہوں گی۔ قبولیت نیکی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو ۹ اس کے عذاب کی میعاد ان نیکیوں سے نہ گھٹے گی۔ لیکن بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہوگا۔ جیسے ابوطالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے یا ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں انگلی سے پانی ملتا ہے۔ لہٰذا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں ۱۰ ھبا ان باریک ریزوں کو کہتے ہیں جو اندھیری کوٹھڑی میں کسی روزن کی دھوپ میں محسوس ہوتے ہیں۔ ذروں سے بھی باریک ہوتے، پکڑ میں نہیں آتے، مطلب یہ ہے کہ کفار کی نیکیاں ان بکھرے ہوئے ریزوں کی طرح برباد ہوں گی۔ ۱۱ یا تو مستقر سے مراد قبر ہے اور مقیل سے مراد جنت۔ مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے۔ اور اس کا دائمی مقام خود جنت ہے یا ان دونوں سے مراد جنت کے دو حصہ ہیں مستقر وہ حصہ جہاں جنتی اپنے دوستوں سے ملاقات کرے گا اور مقیل وہ جگہ جہاں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا۔ یا مستقر دنیا ہے اور مقیل آخرت۔ مومن مسجد میں، کافر بیت خانہ میں زندگی گزارتا ہے اور مسجد کہیں بہتر ہے۔ یا مستقر سے مراد حساب سے بعد کی جگہ ہے اور مقیل حساب کے دوران کی جگہ ۱۲ یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور وہ بادل نظر آنے لگے گا جو آسمانوں سے اوپر اور آسمانوں کی آڑ میں ہے (روح البیان) ۱۳ اس طرح کہ اولاً پہلے آسمان کے فرشتے اتریں گے جن کی تعداد تمام جن و انس سے زیادہ ہے۔ پھر دوسرے تیسرے آسمان پھٹیں گے اور وہاں کے فرشتے اترتے جائیں گے۔ ہر آسمان کے فرشتوں بقیہ بر صفحہ ۸۱۲

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ
ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیے تھے مجرم لوگ ف۱ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور
نَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
مدد دینے کو ف۲ اور کافر بولے قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ف۳
وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَ
ہم نے یونہی بتدریج اُسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں ف۴ اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ف۵ اور
لَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾
وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان لے آئیں گے ف۶
اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ
وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے
مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا
بُرا اور وہ سب سے گمراہ ف۷ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اس کے
مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
بھائی ہارون کو وزیر کیا ف۸ تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا
ہماری آیتیں جھٹلائیں ف۹ پھر ہم نے انھیں تباہ کرکے ہلاک کر دیا ف۱۰ اور نوح کی قوم کو جب انھوں نے رسولوں
الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ
کو جھٹلایا ف۱۱ ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انھیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا ف۱۲ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ
عذاب تیار کر رکھا ہے ف۱۳ اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو ف۱۴ اور ان کے بیچ میں
ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾
بہت سی سنگتیں (قومیں) اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں ف۱۵ اور سب کو تباہ کرکے مٹا دیا
وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ
اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر بُرا برساؤ برسا تھا ف۱۶ تو کیا یہ

۱ یعنی ہمیشہ سے کفار پیغمبروں کے دشمن رہے۔ ان کی دشمنی سے آپ تنگدل نہ ہوں۔ ہمیشہ اس کا چرچا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کے دشمن بہت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون۔ حضرت ابراہیم کے مقابل نمرود حضور کے مقابل ابوجہل وغیرہ اسی لئے پیدا کئے گئے کہ نبی کی طاقت کا پتہ لگے ۲ وہی آپ کی مدد فرمائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے۔ یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی بندے کی مدد نہ لی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ ۲) ۳ یعنی جیسے تورات و انجیل ایک دم نازل ہوئیں، ایسے ہی قرآن کریم ایک دم کیوں نہ اترا۔ یہ اعتراض نہایت حماقت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے آہستہ اترنے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ ہر آیت کے مقابلہ کرنے سے کفار کا عجز ظاہر ہو رہا ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا طریقہ نزول، تورات و انجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے۔ ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ۔ دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئی آئیں اور قرآن بولا ہوا۔ آہستہ آنے میں امت کو عمل کرنا نہایت آسان رہا۔ اور رب سے حضور کا سلسلہ کلام ہمیشہ قائم رہا۔ اور پڑھ کر اتارنے میں وہ معانی حاصل ہو سکتے ہیں جو لکھا ہوا دینے میں حاصل نہیں۔ کیونکہ بہت سے مفہوم گفتگو کے لب و لہجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند، سورج کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا رَبِّيْ یہ میرا رب ہے اگر یہ جملہ خبریہ ہو تو شرک ہے۔ اگر سوال کے لب و لہجہ میں ہو تو عین ایمان ۵ اس طرح کہ تیئس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پڑھا۔ اس میں اشارۃً بندوں کو ہدایت ہے کہ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (مزمل: ۴) لہٰذا سارا قرآن ایک دن میں جلدی جلدی نہ پڑھو کہ سوائے يَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کے اور کچھ سمجھ میں نہ آوے۔ ۶ یہاں مثل سے مراد اعتراض ہے اور حق سے مراد اس کا جواب یعنی کفار آپ پر جو بھی اعتراض کریں گے ہم اس کا نہایت نفیس جواب دیں گے معلوم ہوا کہ حضور کو بارگاہ الٰہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ اعتراض حضور پر ہو تو جواب رب دے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا کی طرح اپنے پاؤں پر بلا تکلف جنت کی طرف جائیں گے بلکہ بعض سواریوں پر ہوں گے۔ منہ کے بل راستہ طے کرنا کفار کے لئے ہوگا۔ کیونکہ جو چیزیں قرآن کریم میں کفار کے عذاب کے طور پر بیان ہوئیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا ۸ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تورات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی نہ کہ حضرت ہارون کو تورات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر یکساں درجہ والے نہیں۔ بعض سلطان ہیں۔ بعض ان کے وزیر تیسرے یہ کہ کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وزیر وہ جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا بوجھ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بقیہ بر صفحہ ۸۱۲

29

يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿۴۰﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن
اُسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی اُمید تھی ہی نہیں اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو
يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾ إِن
تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) ف۱ کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ف۲ قریب
كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ
تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے ف۳ اور اب جانا
يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ أَرَأَيْتَ
چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا ف۴ کیا تم نے اُسے دیکھا
مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ
جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا ف۵ تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لوگے ف۶ یا یہ سمجھتے ہو
أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ
کہ ان میں بہت کچھ سُنتے یا سمجھتے ہیں ف۷ وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ
هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۴﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ
اُن سے بھی بدتر گمراہ ف۸ اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا ف۹ کہ کیسا پھیلایا سایہ ف۱۰ اور اگر
شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ
چاہتا تو اُسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا ف۱۱ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا ف۱۲ پھر ہم
قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ
نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا ف۱۳ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کیا ف۱۴
لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
اور نیند کو آرام ف۱۵ اور دن بنایا اُٹھنے کے لئے ف۱۶ اور وہی ہے جس نے ہوائیں
الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿۴۸﴾
بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی ف۱۷ اور ہم نے آسمان سے ف۱۸ پانی اُتارا پاک کرنے والا ف۱۹
لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿۴۹﴾
تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مردہ شہر کو اور اُسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو ف۲۰

منزل ۴

۱ معلوم ہوا کہ نبی کا مذاق اڑانا یا ان کی کسی چیز کو نظر حقارت سے دیکھنا' کفار کا طریقہ ہے ۲ جن کے پاس نہ دنیاوی شان وشوکت ہے نہ مال و متاع۔ معلوم ہوا کہ نبوت بصارت سے نظر نہیں آتی۔ اس کے لئے بصیرت ایمان کی ضرورت ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا نے حضور کو پہچان لیا اور آنکھوں والا ابو جہل آپ کو نہ دیکھ سکا ۳ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات کے قوی اثر کا کفار کو بھی اقرار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم پورے ضدی نہ ہوتے تو آپ کے معجزات کی وجہ سے کفر سے کبھی کے ہٹ چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ضد کا علاج ناممکن ہے ۴ کفار یا مومنین۔ کفار نے بت پرستی کو ہدایت اور ایمان کو گمراہی کہا تھا۔ رب نے اس کا جواب انہیں کے قول کے مطابق فرمایا کہ وہ آئندہ خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ گمراہ کون ہے' اور ہدایت پر کون۔ ۵ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا رہتا تھا۔ پھر
ع ۴/۱۰ ۲
جب کبھی اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتا اور اسے پوجنے لگتا۔ نیز ہر ایک اپنی خواہش میں آزاد تھا۔ جو چاہتا کرتا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ آزادی اچھی چیز ہے مگر بے قیدی اور لاقانونی بری چیز۔ یہاں الٰہ کے معنی مطاع ہیں اور ھویٰ سے مراد وہ خواہش ہے جو نص کے خلاف ہو۔ رمضان میں بے روزہ رہ کر کھانا پینا ھویٰ ہے (زکوٰۃ نہ دنیاوی ہے) ۶ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔ کیونکہ نگہبان کا نہ ہونا کافروں کے لئے بیان ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ (مزمل: ۱۵) ۷ ہرگز نہیں' یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ (الروم: ۵۲) معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں بہرے' اندھے' مردے سے مراد کفار ہیں جن کے دل مردہ آنکھیں' کان اندھے' بہرے ہیں کہ حق نہیں دیکھتے' نہیں سنتے۔ ۸ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول کی پہچان نہ ہو وہ بے عقلی ہے۔ اصل مقصود وہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی پہچان محض عقل سے نہیں ہوتی بلکہ رب کے فضل سے ہوتی ہے۔ دیکھو حضور کو پتھروں' سوکھی لکڑیوں نے پہچان لیا۔ اور نہ مانا تو ابو جہل نے۔ یہ لوگ جانوروں سے بدتر اس لئے ہوئے کہ جانور رب کی تسبیح کرتے ہیں' چارہ دینے والے مالک کی پہچان واطاعت کرتے ہیں۔ نفع' نقصان کی چیزیں جانتے پہچانتے ہیں اپنا گھر پہچانتے ہیں مگر کفار یہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ۹ معلوم ہوا کہ حضور نے رب کو دیکھا اور تمام مخلوقات بنتی ہوئی ملاحظہ کی ہے۔ کیونکہ حضور اول الخلق ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے بنی' اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقع پر حضرت جبریل کو پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ بول رہا ہے وحی الٰہی ہے ورنہ اگر حضور کو جبریل کی پہچان نہ ہوتی تو آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ یقینی نہ رہتی ۱۰ خیال رہے کہ رات زمین کا سایہ ہے۔ یعنی ہم نے رات کے وقت عالم میں زمین کا سایہ وسیع کر دیا جس سے اندھیرا ہو گیا۔ ۱۱ اس طرح کہ سورج نکلتا ہی نہیں یا سورج تو نکلتا مگر اندھیرے کو دور نہ کرتا۔ رات نہ جاتی' دن نہ آتا۔ ۱۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یا رات کے آنے جانے پر' اس طرح کہ سورج کی رفتار سے پتہ

بقیہ برصفحہ ۸۱۲

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

اور بے شک ہم نے اُن میں پانی کے پھیرے رکھے ۱؎ کہ وہ دھیان کریں تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ

اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے ۲؎ تو کافروں کا کہا نہ مان اور

جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ

اس قرآن سے اُن پر جہاد کر بڑا جہاد ۳؎ اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت

فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ ۴؎

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ

اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی ۵؎ پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی ۶؎ اور تمہارا

رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا

رب قدرت والا ہے اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا بُرا کچھ نہ کریں ۷؎

یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے ۸؎ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی

وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ

اور ڈر سناتا ۹؎ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی

اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ

طرف راہ لے ۱۰؎ اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا ۱۱؎ اور اُسے سراہتے ہوئے

بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اس کی پاکی بولو اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار جس نے آسمان اور زمین اور جو

وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ

کچھ اُن کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے ۱۲؎ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے وہ

اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا

بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ ۱۳؎ اور جب اُن سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو ۱۴؎ کہتے ہیں

۱ کہ کبھی کہیں بارش ہوتی ہے اور کبھی کہیں۔ اور باری باری سے آتی ہے۔ ایسے قرآن کریم رحمت کی بارش ہے، ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ حصہ دیتا ہے ۲ لیکن ایسا نہ کیا، بلکہ سارے عالم کا ہادی صرف آپ کو بنایا۔ سب پیغمبر تارے تھے اور اے محبوب تم سورج ہو۔ اس لئے وہ بہت تھے اور تم خاتم النبیین ایک ہو ۳ جہاد کبیر کی چند صورتیں ہیں، زبانی تبلیغ کرنا، کفار اور ان کے معبودوں کی تردید کرنا۔ دل میں ان سے نفرت رکھنا۔ ان سب سے علیحدہ رہنا۔ ان سے دلی محبت نہ کرنا۔ کفار میں گھر کر دین پر قائم رہنا۔ خیال رہے کہ یہاں جہاد سے تلوار کا جہاد مراد نہیں کیونکہ سورہ فرقان مکیہ ہے جہاد مدینہ میں فرض ہوا۔ ۴ سمندر کا بعض حصہ کھاری کڑوا ہے اور بعض میٹھا۔ لیکن کھاری میٹھے میں اور میٹھا کھاری میں مخلوط نہیں ہوتا حالانکہ پانی فطری طور پر رل مل جاتا ہے۔ اس میں رب نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ۵ یعنی ماں باپ کے نطفہ سے کہ باپ کے نطفہ سے ہڈی اور ماں کے نطفہ سے گوشت بنتا ہے۔ اسی لئے نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے، اس قاعدے سے حضرت آدم، حوا، عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں قرآن ہی نے علیحدہ کیا ہے قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے ہم پابند ہیں رب نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (آل عمران: ۵۹) قانون یہ ہے، کہ آگ جلا دے۔ قدرت یہ ہے کہ حضرت خلیل کو نہ جلا سکے۔ رب کو قانون کا پابند جانو۔ ہمارا فرض ہے کہ قانون پر بھی ایمان لائیں اور قدرت پر بھی ۶ تاکہ تمہاری نسل چلے اور تم جانوروں سے ممتاز ہو جاؤ ۷ یعنی ان کی عبادت سے فائدہ نہیں اور ان کی عبادت نہ کرنے سے نقصان نہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ کہ ان کی پوجا نہ کرنے سے فائدہ ہے اور کرنے سے نقصان ہے، ورنہ پتھر، درخت، چاند سورج وغیرہ سے بہت فائدے پہنچتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ رب نے ان فائدہ مند چیزوں کو بے فائدہ کیوں فرمایا۔ ۸ معلوم ہوا کہ کفر و شرک کرنا، شیطان کو مدد دینا ہے اور رب کا مقابلہ کرنا ۹ حضور جنت کی بشارت جہنم سے ڈرساتے ہیں۔ آپ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ لہٰذا اس آیت سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ کہ تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضور کی تصدیق کا ذکر ہے، وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔ ۱۰ یعنی تمہارا ہدایت قبول کر لینا اور رب کا مطیع بن جانا ہی میرا اجر ہے کہ رب تعالیٰ مجھے اس پر اجر دے گا۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ (سبا: ۴۷) یعنی جو اجر میں تم سے چاہتا ہوں، وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ یعنی تمہارا ایمان قبول کر لینا۔ ۱۱ یہاں توکل سے مراد شرعی توکل ہے۔ یعنی اسباب پر عمل اور خالق پر نظر رکھنا۔ توکل طریقت کا ترک اسباب ہے ۱۲ یعنی چھ دن کے بقدر۔ ورنہ اس وقت سورج نہ تھا۔ دن رات سورج سے بنتے ہیں، اس مہلت میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کسی کام میں جلد بازی نہ کیا کریں۔ اطمینان سے کام اچھا ہوتا ہے۔ ۱۳ یعنی اے قرآن پڑھنے والے اللہ کی تعریف اور اس کی حمد رسول اللہ سے بقیہ برصفحہ ۸۱۳

وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ

رحمٰن کیا ہے کیا ہم سجدہ کرلیں جسے تم کہو اور اس حکم نے اُنھیں اور بدکنا بڑھایا ف۱ بڑی برکت والا ہے وہ

جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ

جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند ف۲ اور وہی

الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ

ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی ف۳ اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ

شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

کرے ف۴ اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں ف۵

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام ف۶ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے

سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ

لئے سجدے اور قیام میں ف۷ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ

بے شک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے ف۸ بے شک وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے ف۹ اور وہ کہ

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَ

جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں ف۱۰ اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں اور

الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ

وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے ف۱۱ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ۙ

رکھی ناحق نہیں مارتے ف۱۲ اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ

بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا ف۱۳ مگر جو

تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ

توبہ کرے ف۱۴ اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے ف۱۵ تو ایسوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ف۱۶

ع ۵ ۱۶ ۲

۱ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی تعلیم بدنصیب کے لئے زیادہ گمراہی کا باعث بن جاتی ہے۔ جیسے سورج سے چمگاڈر کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے ۲ سراج سے مراد آپ روشن' منیر سے مراد دوسرے روشن' سورج خود روشن ہے چاند سورج سے روشن' اس لئے رب نے سورج کو سراج فرمایا اور چاند کو منیر' خیال رہے کہ رب نے سورج کو بھی سراج فرمایا اور ہمارے حضور کو سراج منیر فرمایا' کہ فرمایا۔ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا (احزاب:۴۶) کیونکہ حضور سے سب چمکے حضور کسی مخلوق سے نہ چمکے۔ نیز حضور نے تشریف لاکر دن نکال دیا کہ کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔ خیال رہے کہ سورج چراغوں کو بجھاتا ہے مگر ذروں کو چمکاتا ہے۔ حضور نے انبیاء کرام کے دین منسوخ کیے مگر علماء واولیاء کو چمکا دیا۔ شعر۔

ذرہ بر روئے خاک افتادہ بود
آفتابے آمد و روشن نمود

خیال رہے کہ چاند سورج وغیرہ آسمان کے گھیرے میں ہیں نہ کہ آسمان کے جرم میں۔ ان سے آسمان بہت دور ہیں۔ ۳ اس طرح کہ رات دن کی اور دن رات کا خلیفہ ہے کہ رات میں اگر عبادت رہ جائے تو دن میں قضا کرلو اور دن کی رات میں (خزائن العرفان) دن رات کا آگے پیچھے آنا جانا قدرت کی دلیل ہے۔ ۴ یعنی عالم کی چیزوں سے پورا فائدہ مومن عاقل اٹھاتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے اسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ غافل ان میں تدبر کرنے سے بالکل کورا رہتا ہے۔ مومن کے لئے عالم کا ہر ذرہ معرفت الٰہی کی کتاب ہے ۵ یعنی مومن کی رفتار تواضع اور انکساری کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ چلنے میں نگاہ نیچے رکھتے ہیں' آہستہ قدم نرمی سے چلتے ہیں' جوتا کھٹکھٹاتے' زور سے پاؤں مارتے' اکڑتے اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔ ۶ اس سلام سے مراد متارکت کا سلام ہے نہ کہ تحیت کا' جیسے کہا جاتا ہے کہ تجھے دور ہی سے سلام ہے اور یہ نرم گفتگو اپنے نفس کے معاملہ میں ہے۔ اگر اللہ رسول کی عظمت کا معاملہ آپڑے تو پھر سختی کرنی لازم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (فتح:۲۹) ۷ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے دوسرے یہ کہ نماز میں سجدہ اور قیام بہت اعلیٰ رکن ہے۔ تیسرے یہ کہ تہجد میں کچھ دیر عبادت کرنی تمام رات کی عبادت کا ثواب ہے۔ ۸ یعنی مومن باوجود بہت عبادت اور ریاضت کے دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنی عبادت پر فخر و ناز نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر ایمان قوی' عبادات زیادہ' اسی قدر خوف الٰہی زیادہ ۹ یعنی دوزخ اس کے لئے عذاب کی جگہ ہے جس کا وہ ٹھکانہ' دوزخ میں رہنے والے فرشتے یا جنتی لوگ جو دوزخ سے گنہگار مومنوں کو نکالنے جائیں گے۔ ان کے لئے عذاب کی جگہ نہیں ۱۰ اسراف' یا تو ناجائز جگہ مال خرچ کرنا ہے۔ یا جائز جگہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حقوق میں کمی کرنی تنگی ہے ان دونوں سے بچنا چاہئے۔ خیال رہے کہ نیکی میں جتنا خرچ کرو' اسراف نہیں۔ کسی نے ایک بزرگ کو بہت خیرات کرتے دیکھ کر کہا۔ لَا خَيْرَ فِي السَّرَفِ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں۔ فوراً جواب دیا۔ لَا سَرَفَ فِي الْخَيْرِ بھلائی میں اسراف نہیں۔ ۱۱ یعنی کفر و شرک اور بدعقیدگی بقیہ برصفحہ ۸۱۳

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ

رجوع لایا جیسی چاہیے تھی ف۱ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے ف۲ اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے

مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا

گزر جاتے ہیں ف۳ اور وہ کہ جب کہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ف۴ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بی بیوں

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ

اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک ف۵ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ف۶ ان کو جنت کا سب سے

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اونچا بالاخانہ انعام ملے گا ف۷ بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ اُن کی پیشوائی ہوگی ف۸ ہمیشہ اس

حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا

میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ ف۹ تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں ف۱۰ میرے رب کے یہاں اگر

دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

تم اُسے نہ پوجو ف۱۱ تو تم نے جھٹلایا ف۱۲ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا ف۱۳

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ ٢٦ مَكِّيَّةٌ ٤٧ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٢٢٧ رُكُوْعَاتُهَا ١١

سورۂ شعرا ف۱۴ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ف۱۵ کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں

اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً

کہ وہ ایمان نہیں لائے ف۱۶ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اُتاریں کہ ان

فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

کے اونچے اونچے اُس کے حضور جھکے رہ جائیں ف۱۷ اور نہیں آتی اُن کے پاس رحمٰن کی طرف سے

ع ٦ ١٧

المنزل ٥

(۱) یعنی سچی توبہ اس کی ہے جو توبہ کے بعد اعمال بھی نیک کرے۔ کردار گفتار کے موافق ہو جائے (۲) اس طرح کہ جھوٹے بدکاروں کی مجلس سے دور رہتے ہیں۔ انہیں جھوٹوں کی گواہی دینے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ بد مذہبوں کے وعظ سننے نہ جاؤ۔ کافروں کے میلے ٹھیلے سے دور رہو کہ یہ تمام چیزیں زور ہیں۔ (۳) یعنی وہ بری مجلس میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ گزر میں برے مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ نہ وہاں کھڑے ہوں' نہ ان سے راضی ہوں (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآنی آیات میں یا تو خود غور و فکر کرنی لازم ہے اگر اس کی اہلیت رکھتا ہو' ورنہ غور و فکر کرنے والوں کی تقلید کرنی ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نحل: ۴۳) دوسرے یہ کہ قرآنی احکام سمجھنے میں عقل سے یا تقلید سے کام لو' اور صاحب قرآن ﷺ کی غلامی میں عقل کو ترک کرو۔ ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفٰی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (احزاب: ۳۶) (۵) یعنی ہم کو ایسی نیک و صالح اولاد اور بیوی عطا فرما جن کی نیکی دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔ خیال رہے کہ اولاد کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے مومن ماں' باپ کی قبر بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انہیں قبر میں جنت و راحت ملتی ہے کہ ایسی اولاد کی ہر نیکی سے درجے بلند ہوتے رہتے ہیں (۶) اس سے معلوم ہوا کہ دینی پیشوائی مانگنا محبوب ہے۔ دنیاوی سرداری بھی بوقت ضرورت مانگنی جائز ہے جبکہ نفس کے لئے نہ ہو' خدمت خلق کے لئے ہو۔ حضرت یوسف نے بادشاہ مصر سے فرمایا۔ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ (یوسف: ۵۵) حدیث شریف میں جو اس کی ممانعت آئی اس سے مراد اپنی نفسانی خواہش کے لئے سرداری مانگنا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (قصص: ۸۳) (۷) کیونکہ انہوں نے اعمال بھی سب سے اونچے کئے کہ خود بھی نیک بنے اور اپنی اولاد و بیویوں کو بھی نیک بنایا۔ (۸) کہ فرشتے ان کے مرتے وقت ان کی پیشوائی کریں گے' یا قبر میں یا جنت میں داخلے کے وقت ان کی موت کا وقت شادمانی' اور خوشی کا وقت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے۔ آمین' يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ ﷺ (۹) یعنی جنت سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جنہیں وہاں رہنے کی جگہ مل جائے۔ ورنہ کافر کو جنت میں قبر دکھا کر چھپا دی جائے گی' جس سے اس کی حسرت اور بڑھ جائے گی۔ (۱۰) یعنی جو رب کی عبادت نہ کرے اس کی بارگاہ الٰہی میں نہ قدر رہے نہ عزت اس سے نتیجہ نکلا کہ متقی و عابد مومن کی وہاں قدر بھی ہے عزت بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) پھر جیسا تقویٰ و عبادت ایسی ہی قدر و عزت ہے (۱۱) انسان مٹی یا پانی کا ڈھیر ہے۔ اس میں نور ایمان قابل قدر چیز ہے شعر۔ نور الٰہ اگر نہ ہو انسان میں جلوہ گر : کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے لہٰذا انسان کی قدر و عزت ایمان و عبادت سے ہے۔ (۱۲) نبی کریم ﷺ کو

بقیہ بر صفحہ ٨١٣

الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ
کوئی نئی نصیحت ف۱ مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ف۲ تو بے شک انھوں نے جھٹلایا تو اب
اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا
ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں ان کے ٹھٹے (مذاق) کی ف۳ کیا انھوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
کتنے عزت والے جوڑے اُگائے ف۴ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ف۵ اور اُن کے اکثر
مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ
ایمان لانے والے نہیں ف۶ اور بے شک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے ف۷ اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے
مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪
موسیٰ کو ندا فرمائی ف۸ کہ ظالم لوگوں کے پاس جا جو فرعون کی قوم ہے ف۹ کیا وہ نہ ڈریں گے
قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ⑫ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا
عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ف۱۰ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری
يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ
زبان نہیں چلتی ف۱۱ تو تو ہارون کو بھی رسول کر ف۱۲ اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے ف۱۳ تو میں ڈرتا ہوں
اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ⑭ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ⑮
کہیں مجھے قتل کر دیں ف۱۴ فرمایا یوں نہیں ف۱۵ تم دونوں میری آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سُنتے ہیں ف۱۶
فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا
تو فرعون کے پاس جاؤ ف۱۷ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہاں کا ف۱۸ کہ تو ہمارے ساتھ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ⑰ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ
بنی اسرائیل کو چھوڑ دے ف۱۹ بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی
عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ
عمر کے کئی برس گزارے ف۲۰ اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا ف۲۱ اور تم ناشکر
الْكٰفِرِيْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ⑳ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ
تھے ف۲۲ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی ف۲۳ تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا ف۲۴

① خیال رہے کہ نصیحت کا ان کے پاس آنا نیا ہے ورنہ قرآن کریم کلام اللہ قدیم ہے۔ ② یعنی کفار کے کافر رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کو بے توجہی سے سنتے ہیں۔ سر کے کان سے سنتے ہیں، دل کے کان سے نہیں سنتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو توجہ سے سننا چاہئے۔ تلاوت قرآن کے وقت بے رغبتی، بے توجہی کفار کا عمل ہے۔ جہاں مسلمان اپنے کاروبار میں لگے ہوں۔ قرآن کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے۔ ③ یعنی بدر کا یا موت کا یا قبر یا حشر کا عذاب عنقریب آیا چاہتا ہے ④ انسان کے جوڑے، نر مادہ سعید و شقی کالے گورے حیوانات کے جوڑے مفید مضر، حلال و حرام نباتات کے جوڑے، فائدہ مند نقصان دہ، یا ہر نبات میں نر و مادہ ہے۔ ان تمام جوڑوں میں اچھے بھی ہیں، برے بھی، ان سب کا خالق رب ہے مگر اچھوں کا ذکر فرمایا، ان کی عزت افزائی کے لیے ⑤ کہ پانی، زمین، سورج، ہوا ایک مگر ان سے پیدا ہونے والی چیزیں مختلف اس سے رب کی قدرت کاملہ معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ کیونکہ اے محبوب جو تم پر ایمان نہ لایا وہ کسی چیز کے ذریعہ رب کو صحیح طور پر نہیں پہچان سکتا۔ ان میں جو آپ کی مان لیں گے وہ تو رب کو پہچان لیں گے۔ اسی لئے اکثر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ اکثر اضافی نہیں کیونکہ اہل مکہ میں سے اکثر لوگ آخر کار ایمان لے آئے۔ تھوڑے لوگ کفر پر مرے۔ اکثر بمعنی بہتیرے ہے۔ ⑦ کہ بدکاروں کو سزا دینا رب کی عزت و عظمت کا ظہور ہے۔ نیک کاروں کو جزا دینا رب کی رحمت پر مبنی ہے۔ ⑧ وادی ایمن میں، مدین سے مصر کو جاتے ہوئے جب کہ انہیں نبوت عطا فرمائی گئی ⑨ قبطی قوم۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ بنی اسرائیل کے بھی نبی تھے مگر یہ خاص پیغام جو یہاں مذکور ہے، قبطیوں کے لئے ہی تھا، اس لئے انہیں کا ذکر فرمایا ⑩ یہ خوف بمعنی اندیشہ ہے۔ یعنی موذی کی ایذاء کا ڈر۔ یہ خوف نبوت کے خلاف نہیں اور لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ میں جو خوف اطاعت مراد ہے، یہ خوف نبی، ولی کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ⑪ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے تین وجوہ عرض کئے۔ فرعون کی ایذا کا ڈر۔ فرعون کے جھٹلانے کے موقعہ پر دل تنگی یعنی زیادہ جوش اور بہت رنج جس سے تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو۔ زبان شریف کی لکنت جس سے بات صاف نہ کہی جا سکے۔ تفسیر تنویر المقیاس میں فرمایا کہ دل کی تنگی سے مراد جرأت کی کمی ہے ⑫ جو میری مدد کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے۔ اسے حرام یا شرک کہنا سخت جہالت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بعض انبیاء کو دعا سے ملی جیسے حضرت ہارون اور حضرت لوط علیہما السلام۔ ⑬ قبطی کا قتل لھم سے معلوم ہوا کہ اس قبطی کا قتل شرعی جرم نہ تھا بلکہ فرعون کا قانونی جرم تھا۔ ⑭ خوف بہت قسم کا ہے۔ خوف اذیت اور خوف عظمت، نبی کے دل میں مخلوق کا خوف اذیت ہو سکتا ہے۔ خوف عظمت نہیں ہو سکتا۔ خوف اذیت نفرت کا باعث ہے، خوف عظمت اطاعت کا موجب ہے۔ ہم سانپ سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی اذیت کا خوف تھا نہ کہ عظمت کا ⑮ یعنی اب سے نہ تمہاری زبان میں لکنت رہے بقیہ برصفحہ ۸۱۳

لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِىْ رَبِّىْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ
جب کہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا اور مجھے پیغمبروں سے کیا ف۱ اور یہ
نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا
کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل ف۲ فرعون بولا اور سارے
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
جہان کا رب کیا ہے ف۳ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا ف۴ اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اگر تمہیں
مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
یقین ہو ف۵ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں ف۶ موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور
اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِىْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ
تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ف۷ بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل
لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
نہیں رکھتے ف۸ موسیٰ نے فرمایا رب پورب (مشرق) اور پچھم (مغرب) کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں
تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ
عقل ہو ف۹ بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں
الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَىْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ
قید کردوں گا ف۱۰ فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں ف۱۱ کہا تو لاؤ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾
اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ صریح اژدہا ہو گیا ف۱۲
وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ
اور اپنا ہاتھ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا ف۱۳ بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بے شک
هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
یہ دانا جادوگر ہیں ف۱۴ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا
تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾
کیا مشورہ ہے ف۱۵ وہ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو ف۱۶

منزل ۵

۱ مدین سے مصر آتے وقت طور شریف کے پاس ۲ یعنی تو مجھ پر اپنی پرورش کا احسان جتاتا ہے اور مجھے ایک قبطی کے مارنے پر الزام دیتا ہے اور خود تو نے میری ساری قوم بنی اسرائیل کو ناحق غلام بنا رکھا ہے اور ہزار ہا بے گناہ بچوں کے خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہیں ۳ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون رب تعالیٰ کا منکر تھا۔ خود اپنے آپ کو رب العالمین کہتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رب العالمین تو میں ہوں اور میں نے تم کو رسول بنایا نہیں۔ پھر تم رسول کیسے ہو گئے۔ یا یہ مقصد ہے کہ رب العالمین کی صفات بتاؤ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہئے۔ کیونکہ فرعون صرف عالم اجسام کو جانتا تھا۔ عالم انوار، عالم امر، عالم ارواح وغیرہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے صرف عالم اجسام کا ہی ذکر کیا۔ اور وہ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کا جو اسے محسوس تھا۔ ورنہ رب تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے، خواہ عالم اجسام ہوں یا کوئی اور ۵ یقین استدلالی علم پر بولا جاتا ہے، اسی لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اے فرعونیو! اگر تم میں آیات الٰہیہ میں غور کرنے کی اہلیت ہو تو ان سے رب کو پہچانو۔ ۶ اس وقت فرعون کے آس پاس پانچ سو خاص آدمی زیوروں سے آراستہ جڑاؤ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آسمان و زمین کا خالق فرعون ہے، یا وہ آسمان و زمین کو دائمی مانتے تھے۔ قدیم کو خالق کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے کوئی خالق نہ مانتے تھے ۷ یعنی اگر تم آسمان و زمین کو قدیم مانتے ہو تو تم اور تمہارے باپ دادا تو قدیم نہیں، یہ تو خالق کے حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ جس نے تمہیں انہیں پیدا فرمایا۔ اور پالا پرورش کیا۔ ۸ کیونکہ یہ میرے سوائے دوسرے نہ دیکھے ہوئے کو رب مان رہے ہیں۔ خیال رہے کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو رسول کہنا مذاق و دل لگی کے طور پر تھا اور رسولکم کہنے اس سے کا مطلب یہ تھا اگر یہ رسول ہوں بھی تو تمہارے ہوں گے نہ کہ میرے میں تو رب ہوں۔ معاذ اللہ! ۹ یعنی سورج کا پورب سے نکل کر پچھم میں ڈوبنا، اس سے موسموں فصلوں کا بدلنا بتا رہا ہے کہ یہ قدیم نہیں کسی قدرت والے کے قبضے میں ہیں، اور ظاہر ہے کہ تو ان کا رب نہیں کیونکہ یہ تجھ سے پہلے سے ہیں، تیرا ان پر کوئی اثر نہیں۔ لہٰذا ان کے حرکت دینے والے کو رب مان لے۔ سبحان اللہ ۱۰ اس کلام سے فرعون کی بے کسی اور بے بسی اور موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ ساتھ ہی قتل کا نام بھی نہ لیا بلکہ قید کرنے کو کہا، یہ بھی اپنے ساتھیوں میں اپنا رعب قائم رکھنے کو ۱۱ یعنی اپنے معجزے جو میری نبوت کی کھلی دلیل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تو مجھے بفضلہ تعالیٰ قید بھی نہیں کر سکتا۔ رب نے میری حفاظت فرمائی ہے اور مجھے ایسے معجزے بخشے ہیں جن کے سامنے تیری ساری قوتیں، ہیچ ہیں۔ ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات صرف نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کفار کو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ ورنہ عصا موسوی سانپ بن کر فرعون کو بھی نگل سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیر دیا مگر ابوجہل کا جگر شق کر کے اسے ہلاک نہ فرمایا۔ یہ بھی خیال رہے کہ نبوت کا بقیہ برصفحہ ۸۱۳

يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾

کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو ١ تو جمع کئے گئے جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر ٢

وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن

اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں ٣ اگر

كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

یہ غالب آئیں ٤ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی

إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ

اگر ہم غالب آئے بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے ٥ موسیٰ

لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَ

نے اُن سے فرمایا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ٦ تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور

قَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ

بولے فرعون کی عزت کی قسم بے شک ہماری ہی جیت ہے ٧ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا

فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا

جبھی وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا ٨ اب سجدہ میں گرے جادوگر ٩ بولے

آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٨﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ

ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ١٠ فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل

أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ

اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ١١ بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾

مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا ١٢

قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ١٣ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری

خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ ۞ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ

خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ١٤ اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے

ع ٣ ١٨

منزل ٥

١ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جادو کا بہت زور تھا۔ اسی لئے ایسا معجزہ آپ کو عطا ہوا۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ شریف میں طب کا زور تھا تو آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو اس کے زمانے میں سائنس کا زور تھا۔ چاہئے تھا کہ اس کو اسی قسم کا معجزہ ملتا ٢ فرعونیوں کے میلے کے دن چاشت کے وقت ٣ یعنی اگر جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ جائیں تو ہم جادوگروں کی پیروی کرتے ہوئے فرعون ہی کو رب مانے جائیں۔ وہ جادوگر فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ یہ ہی پیروی یہاں مراد ہے نہ کہ ان کو اپنا بادشاہ مان لینا اور اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آ جائیں تو ہم ان کی پیروی نہ کریں اور نہ فرعون کی عبادت چھوڑیں۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے غالب آ جانے کا ذکر نہ کیا۔ آج جو لوگ اس نیت سے مناظرہ دیکھیں کہ اگر ہمارا جھوٹا عالم غالب آ گیا تو ہم بخوشی قبول کر لیں گے۔ اور اگر دوسرا عالم غالب آیا خواہ وہ سچا ہو تو اسے نہ مانیں گے۔ اگر مناظرہ صرف سچے کو شرمندہ کرنے کو ہو تو وہ لوگ فرعونیوں کے اس طریقے پر ہیں ٤ اس کا مقصد یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے لوگوں کو روکیں نہ یہ کہ جادوگروں کا دین اختیار کریں۔ جادوگر تو خود فرعون کے دین پر تھے۔ اسے رب مانتے تھے۔ ٥ اس طرح کہ تمہیں فرعونی دربار میں خاص عزت ملے گی۔ تم سب سے پہلے دربار میں آیا کرو گے اور سب کے بعد جایا کرو گے۔ وزارت تمہاری جاگیر ہوگی۔ یہ اس کے ہاں انتہائی عزت تھی۔ مگر آخر کار جادوگر رب کے مقرب بن گئے موسیٰ علیہ السلام کے فیض سے ٦ اس سے معلوم ہوا کہ ذلیل کرنے کے لئے جادوگر کو جادو کی اجازت دینی یا جھوٹا کرنے کے لئے نجومی سے فال نکالنے کو کہنا جائز ہے کہ وہاں تبلیغ اسلام اور کفر کی کمزوری دکھانا مقصود ہے ورنہ جادو کرانا یا نجومی سے فال کھلوانا حرام تھی۔ یہاں پہلی صورت تھی کہ جادوگر پہل کی وجہ سے ہی مجبور ہوئے۔ ٧ کیونکہ ہم سارے ملک میں چوٹی کے جادوگر ہیں۔ آج ہم نے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی ہے۔ ٨ یعنی ان کی تمام رسیاں، لاٹھیاں، شہتیر جو سانپ کی شکل میں نظر آ رہے تھے سب کو نگل گیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو پھر ویسے ہی لاٹھی ہو گئی۔ نہ بڑھا، نہ وزن زیادہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل اختیار کرتی تھی۔ تو وہ بھی کھا پی لیتی تھی۔ یہ اس شکل کے احکام تھے۔ حضور خدا کا نور ہیں۔ آپ کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا اس بشریت کے ظاہری احکام ہیں ٩ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں۔ ان جادوگروں کو ایمان جادو کے علم کی بدولت ملا کہ انہوں نے معجزے اور جادو میں فرق کر لیا ہاں جادو کرنا گناہ ہے۔ فقہاء تو فرماتے ہیں، جہاں جادو کا زور ہو، وہاں جادو سیکھنا ضروری ہے جادو رد کرنے کو ١٠ معلوم ہوا کہ نبی رب کی پہچان ہیں۔ رب وہ ہے جسے حضرات انبیاء کرام وصالحین نے رب مانا۔ کیونکہ عقل تو کبھی چاند، سورج کو بھی رب مان لیتی ہے۔ جادوگروں نے کہا کہ رب العالمین وہ ہے جسے حضرت موسیٰ و ہارون رب مانتے ہیں۔ فرعون یا کوئی اور چیز رب نہیں ١١ یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کیوں لے آئے۔ یہ مطلب

بقیہ بر صفحہ ٨١٤

بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

بندوں کو لے نکل بے شک تمہارا پیچھا ہونا ہے ف۱ اب فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ف۲

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ

کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں ف۳ اور بے شک ہم سب کا دل جلاتے ہیں ف۴ اور بے شک

حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ

ہم سب چوکنے ہیں ف۵ تو ہم نے اُنھیں باہر نکالا ف۶ باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں

كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿٦٠﴾

سے ف۷ ہم نے ایسا ہی کیا اور اُن کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو ف۸ تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے ف۹

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ

پھر آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو اُنھوں نے آلیا ف۱۰ موسیٰ نے فرمایا

كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٦٢﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ

یوں نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے ف۱۱ وہ مجھے اب راہ دیتا ہے تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر

بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾ وَاَزْلَفْنَا

اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا ف۱۲ تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ ف۱۳ اور وہاں قریب

ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

لائے ہم دوسروں کو ف۱۴ اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو ف۱۵ پھر دوسروں کو ڈبو

الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ

دیا ف۱۶ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ف۱۷ اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے ف۱۸ اور بے شک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ

تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے اور اُن پر پڑھو خبر ابراہیم کی ف۱۹ جب اس نے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو ف۲۰ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے

عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ

رہتے ہیں فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا

ع ۸

۱ یعنی بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو جاؤ، تمہارے پیچھے فرعون آئے گا اور غرق ہوگا۔ ۲ جو فرعونی لشکر کو جمع کریں۔ یہ لشکر بنی اسرائیل کا پیچھا کریں اور گرفتار کریں اگر گرفتاری میں جنگ کرنا پڑ جاوے تو یہ لشکر جنگ کر سکیں۔ اس کی اسکیم تو یہ تھی مگر رب کا منشاء یہ تھا کہ سب غرق کر دیئے جاویں ۳ بنی اسرائیل اس وقت چھ لاکھ ستر ہزار تھے مگر فرعونی لشکر بے شمار تھے۔ فرعون نے اپنے لشکر کے اعتبار سے بنی اسرائیل کو تھوڑا کہا۔ وہ سمجھا کہ آج اکثریت اقلیت کو دبا لے گی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ ۴ اس طرح کہ یہاں مصر میں رہے تو ہماری مخالفت کرتے رہے، اور پھر ہماری بغیر اجازت مصر سے نکل گئے۔ جاتے وقت ہمارا زیور بھی مانگ کر لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافر کو جلانا بھی عبادت ہے جیسے مومن کو خوش کرنا ثواب ہے ایسے ہی کافر کو ناراض کرنا عبادت ۵ ہتھیار بند اور مستعد ہیں اس سے غافل نہیں۔ لہٰذا وہ آج ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ۶ معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو وہاں عذاب الٰہی نہیں آ سکتا۔ مصر میں یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھیں۔ اسی لئے فرعون پر وہاں رہ کر عذاب نہ آیا بلکہ باہر نکال کر۔ دوسری قوموں پر ان کی بستیوں میں ہی عذاب آ گیا مصر محفوظ رہا ان بزرگوں کی برکت سے۔ ۷ یعنی بظاہر یہ فرعونی پکڑنے جا رہے تھے لیکن درحقیقت وہ پکڑ میں جا رہے تھے۔ ۸ چنانچہ غرق فرعون کے بعد فوراً یا حضرات داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں جا کر آباد ہوئے اور فرعونیوں کی تمام جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔ اگر عہد داؤدی میں یہ حضرات مصر پہنچے ہوں تو معنی یہ ہیں کہ بنی اسرائیل فرعونی مالوں کے مالک تو فوراً ہو گئے تھے لیکن قبضہ بعد میں کیا۔ چونکہ مصر میں عذاب نہ آیا تھا اس لئے وہاں رہنا جائز تھا ۹ چنانچہ فرعون نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ چھ لاکھ آگے، چھ لاکھ دائیں، چھ لاکھ بائیں، چھ لاکھ پیچھے اور بے شمار جماعت وسط میں تھی اور خود فرعون ان کے درمیان میں تھا۔ ۱۰ کہ آگے دریا ہے اور پیچھے فرعونی لشکر ۱۱ یعنی رب میرے ساتھ ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا رب تمہارے ساتھ بھی ہے، اور جس کے ساتھ رب ہو اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر رب کے ملنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں کہ ان کے بغیر رب نہیں ملتا۔ جو نبی کے ساتھ ہیں رب ان کے ساتھ ہے اور جو نبی سے علیحدہ ہیں، رب سے دور ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ رب نے فرمایا تھا۔ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ (طٰہٰ ۴۶) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ۱۲ اس طرح کہ دریا کے بارہ حصے ہو گئے۔ جس سے بارہ خشک راستے بن گئے یہ دریائے قلزم تھا جو بحر فارس کا ایک حصہ ہے۔ یہاں سے مصر تین دن کی راہ ہے۔ ۱۳ یعنی ان راستوں کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ سبحان اللہ ۱۴ فرعون اور اس کے لشکر کو اس طرح کہ بنی اسرائیل جب باہر نکلے تو فرعونی بیچ دریا کے پہنچے ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو موسیٰ علیہ السلام کو پار لگانا تھا۔ دوسروں کو اس لئے پار لگایا کہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ اس لئے ومن معه فرمایا گیا۔ لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ بزرگوں کی ہمراہی دین و دنیا بقیہ برصفحہ ۸۱۴

يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ
بُرا کرتے ہیں ۱ بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ۲ فرمایا تو
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ
کیا تم دیکھتے ہو یہ جنہیں پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا ۳ بے شک وہ
عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ
سب میرے دشمن ہیں ۴ مگر پروردگار عالم ۵ وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا ۶ اور
هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ
وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ۷ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے ۸ اور وہ مجھے
يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ
وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن
الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ
بخشے گا ۹ اے میرے رب مجھے حکم عطا کر ۱۰ اور مجھے اُن سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں ۱۱
لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾
اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں ۱۲ اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں ۱۳
وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾
اور میرے باپ کو بخش دے بے شک وہ گمراہ ہے ۱۴ اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اُٹھائے جائیں گے ۱۵
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾
جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے ۱۶ مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ۱۷
وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ
اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے ۱۸ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لئے ۱۹ اور اُن
لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے ۲۰ اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا
يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ
بدلہ لیں گے ۲۱ تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے لشکر

(۱) یعنی ان بتوں میں یہ کچھ نہیں، تو پھر ان کی پوجا سے کیا فائدہ ہے۔ (۲) یعنی ہم بت پرستی کچھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ باپ دادوں کی تقلید میں کرتے ہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نافرمان اگرچہ اپنے رشتہ دار ہی ہوں، اپنے دشمن ہیں، اور رب کے پیارے اگرچہ ہم سے اجنبی ہوں مگر ہماری آنکھوں کے تارے دل کے سہارے ہیں۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے کیونکہ اس قوم کے باپ دادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی آباؤ اجداد تھے۔ اور خود یہ لوگ بھی رشتہ دار تھے۔ مگر ان سب کو اپنا دشمن فرمایا (۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بت پرستوں کی ہر چیز سے نفرت چاہئے۔ ان کے بت اور بت خانے قابل نفرت ہیں دوسرے یہ کہ تقیہ کرنا انبیاء کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت ابراہیم اکیلے تھے۔ ساری قوم مخالف تھی۔ مگر آپ نے اپنا دین چھپایا نہیں، تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کو قدرتی طور پر قوت قلبی عطا ہوتی ہے۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو انسانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا۔ (۵) چونکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی بھی عبادت کرتے تھے اور بتوں کی بھی، اس لئے آپ نے یہ استثناء فرمایا کہ بت تو میرے دشمن ہیں۔ اور رب العالمین میرا رب ہے، یا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ بتوں کی عبادت چھوڑ کر رب العالمین کی عبادت کرو جس کی صفات یہ ہیں (۶) معلوم ہوا کہ نبی کا ہادی براہ راست رب تعالیٰ ہے۔ فرشتے یا کتاب کا واسطہ ان کے لئے نہیں ہوتا۔ رب نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی اے محبوب! تمہارے لئے نہیں۔ تم تو پہلے سے ہدایت پر ہو۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ انبیاء کرام بدعقیدگی اور برے عملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب عصمت انبیاء میں مطالعہ کرو۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہئے اور خوبی و بہتری کی نسبت رب کی طرف کیونکہ بیماری اپنی طرف اور شفاء کو رب کی طرف منسوب فرمایا۔ ورنہ مصیبت و راحت رب کی طرف سے ہیں۔ یہ آپ کا ادب تھا۔ (۹) حضرت ابراہیم کا یہ کلام دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر استغفار کرنا سیکھیں، ورنہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔ یا خطاء سے مراد وہ ہے جو پیغمبر کی شان کے لحاظ سے خطا ہو۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ اس کلام میں حضرت ابراہیم نے اشارۃً یہ فرمایا کہ کوئی شخص اگرچہ کتنا ہی پرہیزگار ہو اپنی مغفرت پر یقین نہ کرے، بلکہ رب سے امید و خوف رکھے۔ اسی لئے آپ نے اَطْمَعُ فرمایا۔ (۱۰) حکم سے مراد علم و حکمت یا نبوت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ تمام کلام عطاء نبوت سے پہلے ہے۔ (۱۱) یہ عرض بھی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاص خدام بھی صالحین یعنی قرب خاص کے سزاوار ہیں۔ یوسف و موسیٰ علیہما السلام نے اس الحاق کی دعائیں مانگی ہیں۔ یہ دعا مانگنا سنت انبیاء ہے (۱۲) اس طرح کہ آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے اور میری اولاد میں انبیاء و اولیاء ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں نیک نامی اور اچھا ذکر رب کی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دعا کی اور آپ بقیہ برصفحہ ۸۱۴

أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

سارے ف۱ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے ف۲ خدا کی قسم بے شک ہم کھلی

ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا

گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے ف۳ اور ہمیں نہ بہکایا مگر

الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ

مجرموں نے ف۴ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ف۵ اور نہ کوئی غم خوار دوست ف۶ تو کسی

أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ف۷ کہ مسلمان ہو جاتے بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ

میں بہت ایمان والے نہ تھے ف۸ اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے نوح کی

قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي

قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا ف۹ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ف۱۰ بے شک میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

تمہارے لئے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں ف۱۱ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ف۱۲ اور میں اس پر تم سے کچھ

مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾

اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ف۱۳ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا

بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں ف۱۴ فرمایا مجھے کیا خبر ان کے کام کیا

يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ

ہیں ف۱۵ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس (شعور) ہو ف۱۶ اور میں مسلمانوں کو دور

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ

کرنے والا نہیں ف۱۷ میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے ف۱۸

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ

تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ف۱۹ تو مجھ میں

ع ۵ — النصف

۱ یعنی تمام بت اور بت پرست، شیطان اور اس کی ذریت، سب دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ تاکہ ایک دوسرے سے لڑیں جھگڑیں ۲ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں پہنچ کر دوزخی ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ملامت کریں گے۔ نہ پہچاننا اول قیامت میں ہوگا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳ معلوم ہوا کہ کفار خدا کو عالم کا خالق، مالک، مدبر مان کر اور بتوں کو اس کے بندے مان کر اس لئے مشرک ہوئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے تھے۔ کسی کو خدا کی اولاد، کسی کو خدا کا شریک، نیز چونکہ وہ پیغمبروں کا انکار کر کے رب کو مانتے تھے لہٰذا مشرک ہی رہے ۴ سرداران کفر جنہوں نے ہم کو شرک و کفر کی دعوت دی اور ہم نے ان کے کہنے سے بت پرستی کی ۵ جیسے مسلمانوں کے بہت شفیع ہیں، انبیاء، اولیاء، چھوٹی اولاد، خانہ کعبہ، ماہ رمضان، شفاعت کا پورا مسئلہ ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۶ معلوم ہوا کہ شفیع نہ ہونا، دوستوں کا کام نہ آنا کفار کے لئے ہے۔ مومنوں کی دوستیاں کام آئیں گی اور ان کے بہت شفیع بھی ہوں گے۔ ۷ دنیا میں اعمال صالح کرنے کے لئے، تو اب ہم وہاں جا کر مومن متقی بن جاویں۔ ۸ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں بہت ہی تھوڑے آپ پر ایمان لائے۔ اکثر بے ایمان رہے۔ چنانچہ بابل والوں میں سے صرف حضرت لوط اور نمرود کی بیٹی آپ پر ایمان لائے (روح) حضرت سارہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ ۹ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے، آپ چوتھے نبی ہیں۔ تمام انسانوں کے نبی تھے۔ سب سے زیادہ عمر آپ کی ہوئی۔ ایک ہزار برس سے زیادہ آپ نے تبلیغ کی، مگر بہتر آدمی باہر کے اور آٹھ آدمی گھر کے آپ پر ایمان لائے۔ چونکہ ایک نبی کا جھٹلانا تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے اس لئے مرسلین جمع لایا گیا۔ ۱۰ اللہ سے یا نبی سے، یا کفر و شرک اور میری نافرمانی سے ۱۱ آپ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس قوم میں مانے ہوئے سچے اور امین تھے۔ نیز آپ اللہ کی وحی اور رسالت پر امین تھے۔ خیال رہے کہ نبی کا صادق الوعد اور امانتدار ہونا ضروری ہے ۱۲ خیال رہے کہ یہاں تقویٰ سے مراد ایمان ہے اور اطاعت سے مراد پرہیزگاری ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ یعنی اولاً پھر اعمال میں میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ نبی مطلق مطاع ہوتے ہیں۔ ان کے ہر حکم کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ اطاعت کو مطلق رکھا گیا۔ اس میں کوئی قید نہیں ۱۳ خیال رہے کہ انبیاء کرام نے نبوت کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایا۔ ہمیشہ اعلان فرمایا کہ ہمیں تبلیغ پر اجرت نہیں چاہئے۔ ہمارے حضور نے بھی بارہا اس کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نبوت دنیا کمانے کا بہانہ ہے۔ یہ ایک پیشہ ہے بلکہ حضور نے تو تا قیامت اپنی اولاد کے لئے زکوٰۃ لینا حرام فرمایا۔ یعنی ان کے امیروں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ مگر ان کے غریبوں پر لینا حرام تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ زکوٰۃ اولاد کی پرورش کے لئے بنائی گئی ہے مگر مرزا قادیانی نے نبوت کے بہانے ہمیشہ کھایا کمایا اور مرنے کے بعد قادیان کی قبریں فروخت کر کے ہمیشہ کے لئے دین سے اولاد کی روزی کا انتظام کیا۔ ۱۴ یعنی غرباء و مساکین جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس سے دو مسئلے

بقیہ بر صفحہ ۸۱۴

بَيْنِىْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِىْ وَمَنْ مَّعِىَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

اور اُن میں پورا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے ف۱ تو ہم نے

وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ

بچالیا اُسے اور اس کے ساتھ والوں کو ف۲ بھری ہوئی کشتی میں ف۳ پھر اس کے بعد ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا ف۴ بے شک

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے ف۵ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا

مہربان ہے عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ف۶ جب کہ اُن سے اُن کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ

تم ڈرتے نہیں ف۷ بے شک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ف۸ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ف۹ اور

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ

میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا ف۱۰ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ف۱۱ کیا ہر بلندی

بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو ف۱۲ اور مضبوط محل چنتے ہو اس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ف۱۳

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا

اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو ف۱۴ تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ف۱۵ اور اس سے ڈرو

الَّذِىْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ

جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں اور باغوں

وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ

اور چشموں سے ف۱۶ بے شک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا ف۱۷ بولے ہمیں برابر

عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو ف۱۸ یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِىْ

کی ریت ف۱۹ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں ف۲۰ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا ف۲۱ بیشک

۱ ان کفار کی شامت اعمال سے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی مگر ساتھیوں کو اس لئے نجات دی گئی کہ وہ پیغمبر کے ساتھ تھے۔ اسی لئے من معہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کے ساتھ ہونا دنیا وآخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہونا خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ۳ جو مومن انسانوں، تمام حیوانات اور ان کی ضروریات سے بھری ہوئی تھی غرضیکہ رب تعالیٰ نے ساری دنیا اس کشتی میں جمع فرما دی تھی۔ ۴

ع ۱۸ ۱۰ کافر انسانوں کو اور تمام ان حیوانات کو جو کشتی میں پناہ نہ لے سکے۔ خیال رہے کہ مجرم انسان کی وجہ سے بے قصور جانور بھی ہلاک ہو جاتے ہیں، رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ (الروم: ۴۱) ۵ یعنی قوم نوح میں بہت تھوڑے ایمان لائے جو کشتی میں سوار کئے گئے۔ باقی سب کافر رہے جو ڈبو دیئے گئے اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ہمیشہ تھوڑے لوگ ہی ایمان و ہدایت قبول کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّكُوْرُ (سبا: ۱۳) ۶ قوم عاد کے نبی کا نام شریف حضرت ہود علیہ السلام ہے۔ عاد وثمود کی ہلاکتوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے ۷ یہاں نبی کو بھائی بتا کر صرف یہ بتایا کہ وہ ان کے ہم قوم تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی۔ نبی کو اچھے القاب سے پکارنا لازم ہے ۸ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام قوم کو پہلے اپنی پہچان کراتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور تمام دینی امور کی۔ ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں یہ ہی پوچھا کہ بتاؤ میں کیسا ہوں کیونکہ نبی کی پہچان پر ایمان موقوف ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے لئے امین اور سچا ہونا ضروری ہے کہ وہ اللہ کی امانت کو صحیح طور پر پہنچا سکیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ کا شکر کرنے اور لوگوں کو اپنے مراتب سے واقف کرنے کے لئے اپنی تعریف وثنا اپنے منہ سے کرنا جائز بلکہ واجب ہے۔ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت ہی کا نام تقویٰ ہے، یہ عطف تفسیری ہے ان کی اطاعت کے بغیر کیسے ہی اعلیٰ کام کئے جائیں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا ۱۰ یعنی تبلیغ دین پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ لہٰذا پیغمبر اگر کسی اور کام پر اجرت قبول فرمائیں تو اس کے خلاف نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو کام بندے پر فرض ہو اس کی اجرت لینی حرام ہے، اس پر بہت سے شرعی احکام مرتب ہیں۔ عالم کے لئے تعلیم دین، امامت پر اجرت جائز ہے کیونکہ وہ پابندیاں فرض نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ مطلقاً مسئلہ بتانے پر اجرت نہیں لے سکتے ۱۱ کیونکہ اس نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ وہی مجھے اجر دے گا۔ ۱۲ قوم عاد نے سرراہ بلند عمارتیں بنائیں تھیں تاکہ ان میں بیٹھ کر مسافروں، راہ گیروں سے ہنسی کریں اور انہیں پریشان کریں۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے فرمایا کہ عبث اور بیکار عمارتیں بنانا منع ہے، وہ حضرات اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ تم لوگ بلا فائدہ عبث ہر جگہ عمارتیں بناتے ہو جن کی تم کو حاجت نہیں (روح البیان) ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ مضبوط عمارتیں بنانا منع نہیں بلکہ ان عمارات کی وجہ سے غافل ہو کر رب کو بھول جانا منع ہے یعنی تم ان قلعوں کی تعمیر میں ایسے مشغول ہو کہ گویا تم کو مرنا ہی نہیں ۱۴ یعنی اگر تم کسی کے بقیہ بر صفحہ ۸۱۴

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۗ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۱ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ

مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۲ جب کہ اُن سے ان کے ہم قوم صالح نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾

فرمایا کیا ڈرتے نہیں ۳ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانت دار رسول ہوں ۴ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے ۵ جو سارے جہان کا رب ہے ۶

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ

کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیے جاؤ گے ۷ باغوں اور چشموں ۸ اور کھیتوں اور

نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک ۹ اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے ۱۰

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو ۱۱ وہ جو زمین

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

میں فساد پھیلاتے ہیں ۱۲ اور بناؤ نہیں کرتے بولے تم پر تو

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ

جادو ہوا ہے ۱۳ تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو ۱۴ تو کوئی نشانی لاؤ ۱۵ اگر سچے

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾

ہو فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اُس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری ۱۶

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا

اور اسے بُرائی کے ساتھ نہ چھوؤ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آلے گا ۱۷ اس پر انھوں نے اس کی کونچیں

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۗ وَ

کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے تو انہیں عذاب نے آلیا ۱۸ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور

منزل ۵

۱ یعنی قوم عاد کے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچا لئے گئے۔ بہت زیادہ کافر ہی رہے جو ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو ہلاک ہوئے ان میں تھوڑے مسلمان تھے۔ کیونکہ سارے مومن عذاب سے بچا لئے گئے تھے۔ ۲ یہ لوگ ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ۳ یعنی صالح علیہ السلام خود اس قوم اور اس ملک کے رہنے والے تھے باہر سے نہ آئے تھے ۴ معلوم ہوا کہ انبیاء حضرات اسرار الٰہیہ اور لوگوں کی عزت، مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں ہمارے حضور کو اہل مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور بچپن شریف سے آپ کے پاس امانتیں رکھتے۔ اور اپنے فیصلے حضور سے کرواتے تھے ۵ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر مطیعوں کے اجر و ثواب دینا لازم ہے واجب ہے۔ مگر یہ لزوم و وجوب اس رب کریم کے وعدہ کرم کی بنا پر ہے جو اس نے اپنے فضل سے نیکوں سے کیا ہے نہ کہ دوسرے کے لازم کرنے سے۔ ۶ اور چونکہ وہ رب العالمین ہے اس لئے اس کا اجر یقینی اور کامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو اجرت رب ہی دے سکتا ہے۔ دوسروں کے پاس ہے ہی کیا جو ان حضرات کو اجر دیں۔ بڑوں کا اجر دینا بھی بڑوں ہی کا کام ہے۔ ۷ اس طرح کہ تم ان نعمتوں میں ہمیشہ رہو۔ یا یہ نعمتیں تمہارے پاس ہمیشہ رہیں۔ ایسا نہ ہوگا ۸ چشموں سے مراد کنوئیں اور نہریں ہیں کیونکہ قوم ثمود سردیوں میں کنوؤں اور گرمیوں میں نہروں سے پانی حاصل کرتے تھے (روح البیان) ۹ یعنی عمدہ قسم کی کھجوریں جیسے برنی کھجوریں۔ برنی اصل میں برنیک ہے۔ جس کے معنی ہیں اچھا پھل (روح) ۱۰ فخر کرتے ہوئے کیونکہ یہ لوگ عماراتی کام میں بڑے استاد تھے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مضبوط عمارتیں بنانا غفلت کے طور پر جرم ہے۔ ۱۱ مشرکین و کفار کی اطاعت نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہونے کے لئے نبی کی اطاعت کے ساتھ بے دینوں سے علیحدگی اور ان سے نفرت لازم ہے خالص چیز کی قدر ہے۔ خالص مومن کی عزت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ۱۲ خود بھی گناہ کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی رغبت گناہ دیتے ہیں جس سے زمین پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے یا وہ چوری ڈکیتی وغیرہ سے فساد پھیلاتے ہیں۔ ۱۳ صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار جادو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ اسی لئے انہوں نے مسحور نہ کہا۔ بلکہ مسحر کہا۔ خیال رہے کہ نبی کے عقل و حواس پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ انہیں جادو سے دیوانگی نہیں آسکتی ۱۴ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر مساوات کے لئے کہنا کفر ہے کہ رب نے اس قوم کے کفریات میں اس کو بھی بیان فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر یا رب نے فرمایا یا خود پیغمبر نے یا کفار نے۔ اب جو انہیں بشر کہے وہ رب تو ہے نہیں، نہ رسول لہٰذا کافر ہی ہوگا ۱۵ یعنی ایسا معجزہ دکھاؤ جس سے آپ کی سچائی ظاہر ہو ۱۶ یہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی دعا سے بطور معجزہ ایک پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس کا سینہ ساٹھ گز تھا۔ کنوئیں کے پانی کی باری مقرر کر دی گئی تھی کہ ایک دن یہ لوگ پانی پیئیں، دوسرے دن اونٹنی بقیہ بر صفحہ ۸۱۵

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ

ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۱ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے لوط کی

قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ

قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۲ جب کہ اُن سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا ۳ کیا تم نہیں ڈرتے ۴ بے شک میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

تمہارے لئے اللہ کا امانت دار رسول ہوں ۵ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت

اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ

نہیں مانگتا ۶ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعلی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

کرتے ہو ۷ اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے تمہارے رب نے جوروئیں بنائیں ۸ بلکہ تم لوگ حد

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾

سے بڑھنے والے ہو ۹ بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیے جاؤ گے ۱۰

قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾

فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں ۱۱ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا ۱۲

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

تو ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی ۱۳ پھر ہم نے

الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ

دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے اُن پر ایک برساؤ برسایا ۱۴ تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے گئیوں کا ۱۵ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۱۶ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ

مہربان ہے بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۷ جب اُن سے شعیب نے فرمایا

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَ

کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانت دار رسول ہوں ۱۸ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۹ اور

ع ۹ ۱۹ ۱۲

۱ یعنی صالح علیہ السلام کی انتہائی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے ایمان لائے' تو اے محبوب اگر آپ پر سارے عرب ایمان نہ لائیں تو آپ غم نہ فرمائیں' اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بدنصیب ہیں ۲ یہاں قوم سے مراد نسبی قوم نہیں بلکہ لوط علیہ السلام کی امت دعوت مراد ہے جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا کیونکہ لوط علیہ السلام کا وطن اور نسب دوسرا تھا اس قوم سے مراد سدوم اور اس کے آس پاس کی بستیاں ہیں ۳ یہاں اخوت سے مراد شفقت و مہربانی ہے' ورنہ حضرت لوط' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ یعنی ہاران کے بیٹے۔ آپ بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ۴ اللہ سے اور اس کے عذاب سے یا کیوں نہیں بچتے کفر و بے ایمانی اور میری مخالفت سے کیونکہ تقویٰ کے معنی ڈرنا بھی ہے اور بچنا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (بقرہ: ۲۴) ۵ معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت و رسالت صرف سدوم والوں کے لئے تھی اسی لئے لکم فرمایا گیا۔ ہمارے حضور کی نبوت سارے جہان کے لئے ہے۔ جس کا خدا' رب اس کے حضور رسول ہیں ۶ میرا اجر صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ جس سے مجھے آخرت میں ثواب ملے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اغلام قوم لوط کی ایجاد ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ اسی لئے اس کام کو لواطت بھی کہا' جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خبیث کام کوئی جانور بھی نہیں کرتا

ع ۹ ۱۶ ۱۲

جیسا کہ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ سے معلوم ہوا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کے احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ یہ معاملات ہیں' کفار صرف عبادت سے مستثنیٰ ہیں' اور بعض معاملات سے۔ ۸ یہ آیت کریمہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ فرمایا۔ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (الحجر: ۷۱) معلوم ہوا کہ بناتی سے قوم کی بیٹیاں یعنی ان کی بیویاں مراد ہیں ۹ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ' عورتوں سے اغلام' لواطت' جلق وغیرہ تمام حرام ہیں کیونکہ یہ خدا کی حدود سے آگے بڑھنا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (مؤمنون: ۷) ۱۰ اس شہر سے۔ معلوم ہوا کہ خوش نصیب لوگ بزرگوں کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا وجود رحمت الٰہی کا باعث ہے اور بدنصیب لوگ انہیں اپنے لئے مصیبت جانتے ہیں' ان سے دوری چاہتے ہیں۔ گویا وہ خود اپنی موت اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں ۱۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا سنت انبیاء کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بڑی ہمت و جرأت بخشتا ہے۔ کہ وہ تمام قوم کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے۔ تیسرے یہ کہ بروں سے بیزاری سنت انبیاء ہے۔ ۱۲ یعنی ان کی شامت اعمال سے مجھے بچا لے۔ یہ دعا دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو گناہ اور گناہ کے شر سے بچاتا ہے۔ گھر والوں سے مراد مومن گھر والے ہیں۔ آپ کی کافرہ بیوی اس دعا میں داخل نہیں وہ تو اس عذاب میں گرفتار ہوگئی ۱۳ کیونکہ وہ اپنی قوم کی بدکاری سے راضی تھی' بلکہ ان کی مددگار تھی اگرچہ آپ کی بیوی تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بقیہ برصفحہ 815

مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا

میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا ف۱ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ف۲ ناپ

الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ۚ

پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو ف۳ اور سیدھی ترازو سے تولو ف۴

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ۚ

اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو ف۵ اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ف۶

وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ؕ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو ف۷ بولے تم پر

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ۙ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ۚ

جادو ہوا ہے ف۸ تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی ف۹ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں ف۱۰

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ؕ قَالَ

تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو ف۱۱ فرمایا میرا

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِؕ

رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک (کرتوت) ہیں ف۱۲ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو اُنھیں شامیانے والے دن کے

اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةًؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

عذاب نے آلیا ف۱۳ بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں بہت

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ؑ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ

مسلمان نہ تھے ف۱۴ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ؕ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ۙ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ

اُتارا ہوا ہے ف۱۵ اُسے روح الامین لے کر اُترا ف۱۶ تمہارے دل پر ف۱۷ کہ تم

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ۙ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ؕ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾

ڈر سناؤ روشن عربی زبان میں ف۱۸ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے ف۱۹

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ؕ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ

اور کیا یہ اُن کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم ف۲۰ اور اگر ہم اُسے

ع ۱۰ ۱۶/۱۴

❶ خیال رہے کہ کسی نبی نے نبوت پر اجرت لے کر گزارہ نہ کیا۔ ہر پیغمبر نے کوئی نہ کوئی ہنر اور پیشہ اختیار کیا جس سے گزر اوقات فرمائی۔ سوائے مرزا قادیانی کے کہ اس نے نبوت کا ڈھونگ صرف پیسہ اور انگریزوں کی خوشامد کے لئے رچایا۔ کس نبی نے کیا پیشہ اختیار کیا' یہ ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو۔ ❷ خیال رہے کہ نبی کا تقرر رب کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کی اجرت مخلوق کے ذمہ نہیں خلیفہ کا تقرر قوم کے انتخاب سے ہے' اسی لئے قوم کے ذمہ ان کی مالی خدمت ہے۔ خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی سوائے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے۔ اگرچہ وہ حضرات خلیفہ نبی تھے مگر اجرت کے حقدار تھے۔ ❸ معلوم ہوا کہ معاملات کے کافر بھی مکلف ہیں اگرچہ ان پر عبادتیں شرعاً فرض نہیں لہٰذا ڈکیتی' چوری' کم تولنا ان پر بھی حرام ہے۔ حاکم انہیں اس پر سزا دے سکتا ہے۔ ❹ یعنی نہ ناپ تول میں ڈنڈی مارو اور نہ پاسنگ والی ترازو سے وزن کرو کہ اونچے پلڑے میں باٹ نہ رکھو اور نیچے پلڑے میں سامان۔ لہٰذا دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ❺ اس طرح کہ تمہارے باٹ کم ہوں غرضیکہ آپ نے اس قوم کو تین حکم دیئے۔ صحیح تولو' کم نہ تولو' ترازو درست ہو۔ پاسنگ والی نہ ہو۔ باٹ پورے ہوں' کم نہ ہوں۔ لہٰذا آیتوں میں تکرار نہیں ❻ کہ ڈکیتی' چوری نہ کرو' لوگوں کی کھیتیاں برباد نہ کرو۔ ان لوگوں میں یہ تمام عیوب تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی صرف عبادات ہی سکھانے نہیں آتے۔ بلکہ اعلیٰ اخلاق' سیاسیات' معاملات کی درستی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اللہ ہم کو بھی توفیق عمل دے۔ ❼ جب ماں باپ کا تم پر حق ہے کہ تم ان کی مخالفت نہیں کرتے حالانکہ ماں باپ خالق نہیں بلکہ سبب خلق ہیں تو خود خالق اور رب تعالیٰ کی اطاعت کس درجہ لازم ہونی چاہئے جس نے تم کو پیدا بھی کیا اور پالتا بھی ہے۔ ❽ کیونکہ تم ہم کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکتے ہو۔ ایسی باتیں دیوانے اور کم عقل ہی کیا

کرتے ہیں۔ مال ہمارا ہے' جیسے چاہیں تصرف کریں۔ ❾ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنی مثل بشر کہنا کافروں کا کام ہے۔ قرآن کریم میں یہ مقولہ جہاں بھی نقل ہوا کفار ہی کا ہے۔ ❿ یہاں ظن بدگمانی کے معنی میں ہے۔ انبیاء پر بدگمانی کفر ہے بعض ظن گناہ بعض کفر' بعض ثواب۔ بعض ظن فرض ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور: ۱۲) ⓫ نبوت کے دعوے میں یا اس خبر میں کہ ہم پر عذاب آنے والا ہے۔ بدنصیب اپنے منہ سے اپنی موت مانگا کرتے ہیں۔ ⓬ یعنی میں عذاب لانے کے لئے نہیں آیا میں تو رحمت لانے کو آیا ہوں۔ تمہاری بداعمالیاں خود عذاب لے آویں گی۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام رب کی رحمت لاتے ہیں لوگ اسے عذاب بنالیں تو ان کی مرضی ⓭ اس طرح کہ ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا۔ گرمی سے کہیں امن نہ ملتا تھا۔ آٹھویں دن ایک سیاہ بادل شامیانے کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اس سے آگ برسی اور تمام جل کر راکھ ہو گئے ⓮ یعنی اس قوم کے اکثر لوگ کافر ہے جو ہلاک کر دیئے گئے بہت تھوڑے ایمان لائے جو بچا لئے گئے ⓯ جو تئیس سال میں آہستہ آہستہ آیا بقیہ برصفحہ ۸۱۵

عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾

کسی غیر عربی شخص پر اتارتے ف۱ کہ وہ انھیں پڑھ سناتا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے ف۲

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا

ہم نے یونہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں کے دلوں میں ف۳ وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا

درد ناک عذاب ف۴ تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انھیں خبر نہ ہو گی تو کہیں گے

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ

کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی ف۵ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ف۶ بھلا دیکھو تو اگر کچھ

مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

برس ہم انھیں برتنے دیں پھر آئے اُن پر جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا اُن

مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾

کے وہ جو برتتے تھے ف۷ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں ف۸

ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ

نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے ف۹ اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اُترے ف۱۰ اور وہ اس قابل

لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ

نہیں ف۱۱ اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہ سے دُور کر دیے گئے ہیں ف۱۲ تُو تو اللہ کے سوا

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

دوسرا خدا نہ پوج ف۱۳ کہ تجھ پر عذاب ہو گا ف۱۴ اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں

الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾

کو ڈراؤ ف۱۵ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ ف۱۶ اپنے پیرو (تابع) مسلمانوں کے لئے ف۱۷

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ

تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں ف۱۸ تو فرما دو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا

الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

مہر والا ہے ف۱۹ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو ف۲۰ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو ف۲۱

(١) خیال رہے کہ پانچ صوبوں کے مجموعہ کا نام عرب ہے۔ باقی تمام روئے زمین عجم ہے۔ حجاز' عراق' نجد' بحرین' یمن' (٢) آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ امی ہیں کسی سے علم سیکھا نہیں پھر ایسے فصیح و بلیغ کلام سناتے ہیں کہ تمام عرب کے فصحاء اس کی ایک آیت کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ یہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ کفار ایسے ضدی ہیں کہ اگر ہم کسی غیر عربی پر قرآن اتارتے جو عربی بالکل نہ جانتا ہوتا اور وہ انہیں ایسا فصیح کلام سناتا' پھر بھی یہ نہ مانتے' جادو ہی کہتے (٣) یعنی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں میں ضد اور عناد پیدا فرما دیا۔ خیال رہے کہ یہ ضد پیدا کرنا ایسا ہے جیسے قتل کے بعد مقتول میں موت پیدا کی جاتی ہے' ایسے ہی یہاں یہ لوگ مجرم ہیں۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں (٤) مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب معتبر ہے (٥) تاکہ ہم اب ایمان قبول کریں' اور نیک کام کریں مگر پھر مہلت نہ ملے گی۔ کیونکہ انہوں نے فرصت کو غنیمت نہ جانا۔ (٦) اس طرح کہ وقت سے پہلے عذاب کی دعائیں کرتے ہیں۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (انفال: ٣٢) (٧) یعنی کفار کے لئے لمبی عمریں اور زیادہ مال فائدہ مند نہیں۔ اس سے عذاب دفع یا ہلکا نہ ہو سکے گا۔ خیال رہے کہ مومن صالح کی لمبی عمر و مال مفید ہے کہ وہ ان کے ذریعہ نیکیاں زیادہ کرتا ہے۔ اور کافر و فاجر کے لئے یہ دونوں عذاب ہیں کہ ان سے وہ برائیوں کا ذخیرہ زیادہ کر لیتے ہیں (٨) کسی بستی میں ایک ڈرانے والا کسی میں دو یا زیادہ کیونکہ اس زمانہ میں ایک ایک بستی میں چند نبی بھی ہوتے تھے۔ دیکھو ایک مصر میں موسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے اور ہارون علیہ السلام بھی۔ (٩) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر نبوت کا نور آئے کسی پر عذاب نہیں آتا۔ عذاب آنے کی صرف یہی صورت ہے' کہ قوم نبی کی مخالفت کرے۔ دوسرے یہ کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو مر جاویں اور زمانہ فترت کے موحد لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں کیونکہ ان تک نبی کی تعلیم پہنچی ہی نہیں۔ لہٰذا حضور کے والدین موحد مومن اور جنتی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رب نے انہیں اپنے نور کی امانت کے لئے چنا (١٠) کفار مکہ کہتے تھے کہ جیسے کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں اور آسمانی خبریں لاتے ہیں' ایسے ہی نعوذ باللہ حضور پر شیاطین یہ کلام لاتے ہیں۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری (١١) کہ حضور کی بارگاہ تک پہنچیں یا قرآن لائیں۔ حضور کی تو بڑی شان ہے حضور کے خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ (١٢) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی وحی کو اس طرح محفوظ فرما دیا ہے کہ جب تک فرشتہ بارگاہ رسالت تک پہنچا نہ دے شیاطین اس کو سن بھی نہیں سکتے (خزائن) (١٣) یہ آیت کریمہ ان آیات کی تفسیر ہے کہ جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا یعنی کسی کو اللہ کہہ کر نہ پکارو یا نہ پوجو۔ لہٰذا بزرگوں کو مدد کے لئے یا متوجہ کرنے کے لئے پکارنا حرام نہیں (١٤) اس آیت میں عام لوگوں سے خطاب ہے نہ کہ نبی اکرم ﷺ سے (١٥) معلوم ہوا کہ مبلغ کو چاہئے کہ پہلے اپنے عزیزوں کو تبلیغ کرے پھر دیگر لوگوں کو ورنہ تبلیغ اثر نہ کرے گی اسی لئے حضور ﷺ نے پہلے خاص اپنے عزیزوں کو بقیہ برصفحہ ٨١٥

إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ ٱلشَّيَٰطِينُ ﴿٢٢١﴾

بے شک وہی سُنتا جانتا ہے کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اُترتے ہیں شیطان

تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ ٱلسَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَٰذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾

اُترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر ف۱ شیطان اپنی سنی ہوئی اُن پر ڈالتے ہیں اور اُن میں اکثر

وَٱلشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ ٱلْغَاوُۥنَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِى كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾

جھوٹے ہیں ف۲ اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں ف۳ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ف۴

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ

اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۵ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۶

وَذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱنتَصَرُوا۟ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۟ ۗ وَسَيَعْلَمُ

اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ اُن پر ظلم ہوا ف۷ اور اب جانا

ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ أَىَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾ ع

چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ف۸

سُورَةُ النَّمْلِ ۲۷ ۔ ۴۸ بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ آیاتہا ۹۳ رکوعاتہا ۷

سورۂ نمل مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

طسٓ ۚ تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْقُرْءَانِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَبُشْرَىٰ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ف۹ ہدایت اور خوش خبری ایمان

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُم

والوں کو ف۱۰ وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں ف۱۱ اور زکوٰۃ دیتے ہیں ف۱۲ اور وہ

بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ

آخرت پر یقین رکھتے ہیں ف۱۳ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک (برے اعمال) اُن کی نگاہ

أَعْمَٰلَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَهُمْ سُوٓءُ ٱلْعَذَابِ وَ

میں بھلے کر دکھائے ہیں ف۱۴ تو وہ بھٹک رہے ہیں ف۱۵ یہ وہ ہیں جن کے لئے بُرا عذاب ہے ف۱۶ اور

هُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ هُمُ ٱلْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى ٱلْقُرْءَانَ مِن لَّدُنْ

یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ف۱۷ اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو

(1) یعنی جن کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں ان کے حالات نہایت خراب ہوتے ہیں۔ وہ لوگ گندے پلید' جھوٹے' فریبی' گناہوں کے عادی ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الطاہرین ہیں۔ پاک نفس' پاکباز ہیں' ایسوں پر شیاطین نہیں آتے۔ (2) شیطان فرشتوں سے کچھ سن کر بھاگتے ہیں اور ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر کاہن کو بتاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے (3) اس میں کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔ فرمایا گیا کہ شعراء کے جھوٹے کلام کو رواج دینے والے ان جیسے آوارہ اور جھوٹے لوگ ہوتے ہیں اور حضور کی اتباع کرنے والے ابوبکر صدیق' عمر فاروق جیسے پاک نفس اور پاکباز لوگ ہیں ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضور کی حقانیت کا پتہ لگا لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پاکبازی حضور کی حقانیت کی دلیل ہے۔ (4) ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شعر گوئی کرتے ہیں کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی' گالی گلوچ یعنی طعن جھوٹے دعوے' تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے جیسے شعراء عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔ (5) کسی شاعر نے عبدالملک بن مروان کو اپنا فحش کلام سنایا۔ عبدالملک نے کہا کہ تجھے زنا کی سزا ملنی چاہئے کیونکہ تو خود اپنے زنا کا اقراری ہے۔ وہ بولا کہ قرآن کہتا ہے کہ میں سزا کے لائق نہیں اور یہ آیت پڑھی شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں (6) اس سے پتہ لگا کہ نعت گوئی اور حمد کے قصیدے' علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی وہ جھوٹے اشعار ہیں اور کفار کی ہجو کے اشعار پہلی قسم میں شمار ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجو کے بدلہ میں ہجو کرنا برا نہیں کہ یہ بھی انتقام کی ایک صورت ہے (7) ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعرا کو پچھلے حکم سے علیحدہ کیا گیا۔ حمد الٰہی' نعت رسول لکھنے والے شرعی مسائل اشعار میں لکھنے

ع ۱۱ ۔ ۱۵

والے۔ کفار کے بدلہ میں ان کی ہجو اور برائی کرنے والے غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جب نعتیہ اشعار لکھ کر حضور کو سنانے لاتے تو سرکار ان کے لئے مسجد میں منبر بچھواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ نعت خوانی کرتے تھے (8) اس میں غیبی خبر ہے کہ حضور کی ہجو کرنے والے عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ (9) کتاب مبین قرآن کی تفسیر ہے' یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ قرآنی آیتیں پہلے لوح محفوظ ہی میں تھیں (10) یہاں ہدایت سے مراد نیک اعمال جنت کے راستہ کی ہدایت ہے جو صرف مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کی ہدایت سب کے لئے ہے۔ (11) اس طرح کہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں' درست پڑھتے ہیں۔ صحیح وقت پر عجز و انکساری سے ادا کرتے ہیں (12) نہایت خوش دلی سے' یہ سمجھتے ہوئے کہ رب تعالیٰ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے قابل کیا' لینے کے قابل نہ کیا۔ اس کا شکر ہے۔ (13) آخرت پر یقین رکھنے سے مراد تمام ایمانیات کا ماننا ہے۔ جز فرما کر کل مراد لیا ہے ورنہ فقط آخرت کو تو عیسائی یہودی اور بہت سے کفار بھی مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی درستی کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ (14) معلوم ہوا کہ برائی کو بھلائی سمجھنا یا اپنی نیکیوں پر بقیہ بر صفحہ ۸۱۵

30

حَكِيۡمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۶﴾ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِاَهۡلِهٖۤ اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيۡكُمۡ

حکمت والے علم والے کی طرف سے ۱؎ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا ۲؎ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے ۳؎ عنقریب میں تمہارے

مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِيۡكُمۡ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا

پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو ۴؎ پھر جب آگ کے پاس آیا

نُوۡدِىَ اَنۡۢ بُوۡرِكَ مَنۡ فِى النَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

ندا کی گئی ۵؎ کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے ۶؎ اور پاکی ہے

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸﴾ يٰمُوۡسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۹﴾ وَاَلۡقِ عَصَاكَ ؕ

اللہ کو جو رب ہے سارے جہاں کا ۷؎ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا ۸؎ اور اپنا عصا ڈال دے

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدۡبِرًا وَّلَمۡ يُعَقِّبۡ ؕ يٰمُوۡسٰى لَا

پھر موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے ۹؎ پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا ۱۰؎ اے موسیٰ

تَخَفۡ اِنِّىۡ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

ڈر نہیں بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا ۱۱؎ ہاں جو کوئی زیادتی کرے ۱۲؎ پھر برائی

حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ فَاِنِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدۡخِلۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ

کے بعد بھلائی سے بدلے تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۳؎ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال

تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ فِىۡ تِسۡعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَقَوۡمِهٖ ؕ

نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱۴؎ نو نشانیوں میں ۱۵؎ فرعون اور اس کی قوم کی طرف ۱۶؎

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا هٰذَا

بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی اُن کے پاس آئیں ۱۷؎ بولے یہ

سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَـتۡهَاۤ اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ؕ

تو صریح جادو ہے ۱۸؎ اور اُن کے منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے ۱۹؎

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا ۲۰؎ اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا

عِلۡمًا ۚ وَقَالَا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّنۡ عِبَادِهِ

فرمایا ۲۱؎ اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر

۱ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل حضور ﷺ کے استاد نہیں۔ حضور رب کے بلا واسطہ تلمیذ اکبر ہیں۔ حضرت جبریل خادم اور قاصد ہیں۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضور کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضور نے خالق سے سیکھا ۲ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے۔ ۳ یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے مدین سے مصر جانے کا ہے کہ راستے میں ایک رات سخت سردی اور اندھیرا تھا۔ آپ راستہ بھول گئے تھے بیوی صاحبہ حضرت صفورہ کو دردزہ شروع ہو گیا۔ اس حال میں موسیٰ علیہ السلام نے دور سے روشنی ملاحظہ فرمائی' تو بیوی صاحبہ سے یہ فرمایا ۴ یعنی اگر آگ کے پاس کوئی آدمی ہوا تو راستہ بھی اس سے پوچھ لوں گا اور آگ بھی لاؤں گا اور اگر وہاں کوئی آدمی نہ ملا تو آگ تو کم از کم ضرور لاؤں گا۔ معلوم ہوا کہ آگ کی چنگاری' تھوڑا پانی معمولی چیز ہے اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی ضرورت کے وقت لے سکتے ہیں تصطلون کا جمع فرمانا' یا اس وجہ سے ہے کہ بیوی صاحبہ کے ساتھ خدام بھی تھے' یا فقط عظمت کے لئے۔ جیسے ایک آدمی کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ حضرت صفورہ تو نبی زادی تھیں' ۵ وادی طور کے عناب یا کسی اور درخت سے یہ آواز آئی جو آپ نے سنی ۶ یعنی اے موسیٰ! تم کو بھی مبارک کیا گیا اور تمہارے ارد گرد فرشتوں کو بھی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندے مبارک ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اچھے مقام کے رہنے والے مومن بھی مبارک ہیں۔ ہم سے مدینہ منورہ کے مسلمان مبارک ہیں۔ ۷ جو نار و نور شجر طور میں ظاہر ہو کر تجلی فرماتا ہے۔ ۸ موسیٰ علیہ السلام یہ ندا درخت سے سن رہے تھے وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اللہ کی ندا کا مظہر تھا ایسے ہی جن بزرگوں نے جوش میں انا الحق کہہ دیا وہ کسی اور کے کلام کے مظہر تھے۔ ۹ یعنی وہ سانپ جسامت میں موٹا اژدہا تھا مگر تیز رفتاری

ع ۱۴ ۱۶

میں پتلے سانپ کی طرح لہریں کھاتا تھا۔ یعنی وہ گویا پتلا سانپ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عصا سانپ نہ بنا تھا فقط سانپ جیسا دکھائی دیتا تھا ۱۰ معلوم ہوا کہ موذی کی ایذا سے خوف کرنا شان نبوت کے خلاف نہیں ہاں ان کے قلب میں کسی کی عظمت کی ہیبت نہیں آ سکتی۔ ایذا کی ہیبت' نفرت اور عظمت کی ہیبت اطاعت کا باعث ہے۔ ۱۱ کیونکہ نبی میرے امن میں ہوتے ہیں۔ جسے میں امن دوں' اسے کسی کا کیا ڈر۔ ۱۲ یہ استثناء منقطع ہے۔ اس سے انبیاء کرام کے علاوہ دوسرے بندے مراد ہیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں۔ ۱۳ یعنی ڈر تو ان کے لئے ہے جو نیک و بد مخلوط اعمال کریں کہ انہیں برے اعمال کی سزا کا خوف ہوتا ہے۔ عفو کی امید تم رسول برحق ہو۔ گناہوں سے معصوم۔ تمہیں نہ عذاب کا خوف ہے نہ پکڑ کا۔ اس سے بہت مسئلے حل ہو گئے۔ ۱۴ یعنی آپ کے ہاتھ شریف کی سفیدی کسی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہو گی بلکہ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے۔ ۱۵ کہ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے۔ عصا' ید بیضا' دریا چیرنا' من وسلویٰ اترنا۔ فرعونیوں پر جوئیں مینڈک' خون' طوفان وغیرہ کے عذابات آنا وغیرہ۔ ہمارے حضور کے چھ ہزار معجزات تو روایت میں آئے۔ باقی کی خبر نہیں۔ بقیہ برصفحہ ۸۱۶

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
فضیلت بخشی وا اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا وا اور کہا اے لوگو! ہمیں
مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾
پرندوں کی بولی سکھائی گئی وا اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا وا بے شک یہی ظاہر فضل ہے وا
وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے وا
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے وا ایک چیونٹی بولی وا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی
مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾
جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کے لشکر بے خبری میں وا
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا وا اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان
الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے وا اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے وا
وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ
اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں وا اور پرندوں کا جائزہ لیا
فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ﳲ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىٕبِیْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ
تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا وا یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اُسے
عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاۡاَذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾
سخت عذاب کروں گا وا یا ذبح کردوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے وا
فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ
تو ہُد ہُد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا وا اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی وا اور میں شہر سبا سے
سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ
حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے وا اور اُسے ہر چیز

۱ یہاں عباد مومنین سے مراد حضرات انبیاء کرام ہیں۔ کثیر اس لئے فرمایا کہ بعض رسول ان دونوں بزرگوں سے افضل ہیں۔ جیسے ہمارے حضور ﷺ۔ یہاں عام مومنین مراد نہیں کیونکہ نبی سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں نہ کہ اکثر سے۔ اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ علمنا الخ لہٰذا روافض کی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی ۲ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے مگر صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علم و نبوت عطا ہوئی۔ یہاں وراثت مال مراد نہیں بلکہ وراثت نبوت و علم مراد ہے یعنی وراثت حال و کمال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۳ اس طرح کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہماری گفتگو پرندے سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے حضور کو تمام جانور بلکہ درختوں۔ پتھروں کی بولیوں کا علم دیا۔ حضور سے چڑیوں' اونٹ' لکڑیوں نے فریادیں کیں اور پتھروں نے سلام عرض کئے۔ ۴ یہاں کل بمعنی اکثر ہے۔ شئی سے مراد دین و دنیا کی نعمتیں ہیں۔ یعنی ملک' نبوت' کتاب کا علم' ہواؤں جنات کی تسخیر پرندوں کی بولیوں کا علم' بیشمار خزانے عطا ہوئے ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا یعنی ماسوی اللہ کا مالک بنا۔ جس کا رب خالق' اس کے حضور بعطاء الٰہی مالک ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۵ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام فخریہ نہ فرمایا۔ شکریہ کے طور پر فرمایا۔ آپ تمام روئے زمین کے سلطان رہے۔ انس و جن' پرندے' چرندے سب پر آپ کی حکومت تھی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ آپ نے سات سو برس حکمرانی کی۔ ۶ یعنی آپ کا لشکر اتنا زیادہ تھا کہ ان کے انتظام کے لئے اگلوں کو روکا جاتا کہ پچھلے مل جائیں منتشر نہ ہو جائیں ۷ یہ وادی نمل طائف شریف سے بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسے اب بھی وادی نمل ہی کہا جاتا ہے۔ میں اس جنگل کے قریب تک تو پہنچا مگر وہاں نہ پہنچ سکا ۸ یہ چیونٹی تمام چیونٹیوں کی سردار تھی۔ اس کا نام منذرہ یا طاحیہ تھا۔ ۹ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اگر وہ چیونٹیوں کو کچلیں گے تو بے خبری میں۔ لہٰذا شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ کم عقل ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی جانوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد رسی کرتے تھے۔ درختوں کی شاخوں نے حضور سے کلام کیا۔ حضرت سلیمان نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی۔ اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تاکہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں۔ ۱۰ خیال رہے کہ آج کل خورد بین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں۔ مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہو سکا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جا سکے۔ یہ آواز سننا حضرت سلیمان کا معجزہ ہے' جہاں عقل عاجز ہے ۱۱ نبوت و ملک بخشا اور جانوروں کے دلوں میں ڈال دیا کہ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ خلقت میں بقیہ بر صفحہ ۸۱۶

كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

میں سے ملا ہے ف١ اور اس کا بڑا تخت ہے ف٢ میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ

لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ف٣ ان کو سیدھی راہ

عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ

سے روک دیا ف٤ تو وہ راہ نہیں پاتے ف٥ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا

نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ف٦ اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر

تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ

کرتے ہو اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے ف٧ سلیمان نے فرمایا

سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ

اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تُو جھوٹوں میں ہے ف٨ میرا یہ فرمان لے جاکر

هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ

ان پر ڈال پھر اُن سے الگ ہٹ کر دیکھ ف٩ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ف١٠ وہ عورت بولی

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ

اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ف١١ بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور

اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ع

بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ف١٢ یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو ف١٣

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا

بولی اے سردارو! میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی

حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ

جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو ف١٤ وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں ف١٥

وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے ف١٦ بولی بے شک بادشاہ جب

❶ یعنی سلطنت کی تمام چیزیں اس کے پاس ہیں ❷ جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز ہے۔ اگلا حصہ سونے کا' پچھلا حصہ چاندی اور زبر جد کا' جواہرات سے جڑاؤ ہے۔ بڑا قیمتی ہے اس کے چاروں پائے سرخ یاقوت کے ہیں (روح) ❸ یعنی ان کے عقاید بھی خراب ہیں' اعمال بھی شیطانی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا ہدہد عقائد واعمال سے خبردار تھا پیغمبر کی صحبت کی برکت ہے جو حضور کے صحابہ کو ایمان پر نہ مانے وہ حضور کا فیض حضرت سلیمان سے بھی کم مانتا ہے کہ حضرت سلیمان کا صحبت یافتہ جانور بھی مومن تھا اور حضور کے صحبت یافتہ انسان بھی مومن نہ ہوں معاذ اللہ۔ ❹ یعنی چونکہ ان لوگوں کو نبی کا فیض نہ پہنچا اس لئے انہیں اپنی بے ایمانیاں تو ایمان معلوم ہوتی ہیں اور گناہ نیکی معلوم ہوا کہ عقل انسانی خیر وشر نیک و بد میں فرق کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے نبوت کا فیض چاہئے۔ جیسے ہماری نگاہ کھوٹے کھرے سونے کو پہچان نہیں سکتی۔ اس کے لئے کسوٹی چاہئے۔ ❺ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ایمان اور ایمانیات اور کفر و شرک سے واقف ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔ دیکھو بلقیس کو ایمان حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ ملا ❻ جیسے بارش اور کھیتیاں وغیرہ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام ہدہد کا ہی ہے۔ جس کی رب تعالیٰ نے تائید فرماتے ہوئے نقل فرمایا ❼ یہ بھی ہدہد کا کلام ہے یعنی رب وہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ پیدا کرنا' تمام غیوب کا جاننا عرش عظیم اور تمام کائنات کا رب ہونا۔ خیال رہے کہ انبیاء واولیاء کا علم رب کے علم کے سامنے سمندر میں قطرہ ہے۔ ❽ معلوم ہوا کہ حاکم کا فیصلہ تحقیقات پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے کشف اور علم لدنی پر۔ رب تعالیٰ بھی قیامت میں گواہی وغیرہ کے ذریعہ تحقیقات فرما کر فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان بلقیس سے بے خبر تھے ❾ یعنی خط ڈال کر فوراً واپس نہ آجا۔ بلکہ علیحدہ ہٹ کر ان کی گفتگو سن' حالات کا جائزہ لے کر مجھے خبر دے۔ سبحان اللہ نبی کی صحبت سے جانوروں میں اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد انسانوں کی بولی سمجھنے لگا تھا۔ ❿ چنانچہ ہدہد وہ نامہ عالیہ لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت وہ اپنے وزراء امراء کے مجمع میں تھی۔ اس کی گود میں یہ خط ڈال دیا۔ اس پر حضرت سلیمان کی مہر تھی وہ آپ کی مہر اور جانوروں کا تابع ہونا دیکھ کر کانپ گئیں اور بطور مشورہ ⓫ چونکہ اس خط کو بسم اللہ سے شروع کیا گیا تھا اور آخر میں حضرت سلیمان کی مہر تھی اس لئے اسے عزت والا کہا ⓬ معلوم ہوا کہ ہر اچھا کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ بسم اللہ کی حدیث اس آیت سے قوت پاتی ہے۔ حضور نے بھی صلح حدیبیہ میں صلح نامہ کے اول بسم اللہ تحریر فرمائی۔ بسم اللہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے کہ حضرت سلیمان کو اس کی برکت سے بلقیس جیسی بیوی عطا ہوئی ⓭ اس طرح کہ میرے حضور سر نیاز جھکا کر میری تعظیم کرتے ہوئے حاضر ہو۔ یا رب تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے' مومن ہو کر حاضر ہو۔ پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دروازہ تکبر کی جگہ نہیں بلکہ عجز و

بقیہ بر صفحہ ٨١٦

دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ
کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں ۱ اسے تباہ کردیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ
کرتے ہیں ۲ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں ۳ پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ
لے کر پلٹے ۴ پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے
اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾
اللہ نے دیا ۵ وہ بہتر ہے اُس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو ۶
اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ
پلٹ جا اِن کی طرف ۷ تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم اُن کو اس شہر سے ذلیل کر
مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ
کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے ۸ سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت
بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ
میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ۹ ایک بڑا خبیث جن بولا ۱۰
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
کہ وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں ۱۱ اور میں بے شک اس پر قوت والا
اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ
امانت دار ہوں ۱۲ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا ۱۳ کہ میں اُسے حضور میں حاضر کردوں گا
قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ
ایک پل مارنے سے پہلے ۱۴ پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا
هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ
یہ میرے رب کے فضل سے ہے ۱۵ تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ۱۶ اور جو شکر کرے
فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ
تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا

۱ جنگ کرتے ہوئے فاتحانہ حالت میں ۲ یعنی آباد بستیوں کو اجاڑ دیتے ہیں اور وزراء امراء کو قتل کردیتے ہیں۔ یا ذلت کے ساتھ قیدی بنا لیتے ہیں لہٰذا جنگ کسی طرح مناسب نہیں ۳ پانچ سو غلام' پانچ سو باندیاں' زریں لباس سے آراستہ پیراستہ پانچ سو اینٹیں سونے کی جواہرات سے جڑواؤ تاج' بہت مشک عنبر (روح) ۴ یعنی اگر سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہیں تو میرا ہدیہ بخوشی منظور فرما کر نرم پڑ جائیں گے اور نبی ہیں تو یہ ہدیہ قبول نہ فرمائیں گے ہم سے اسلام لانے کا مطالبہ کریں گے اب دیکھتی ہوں کہ میرے یہ تحفے لے جانے والے قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ ۵ یعنی میرے پاس تم سے زیادہ مال ہے۔ چنانچہ آپ نے ان تحفے لانے والے قاصدوں کے پہنچنے سے پہلے نونو کوس مربع زمین میں سونے کی اینٹوں کا فرش لگوا دیا۔ اس فرش کے اردگرد سونے چاندی کی دیوار قائم کرا دی اور دریائی و خشکی کے خوبصورت جانوروں کو دست بستہ کھڑا ہو جانے کا حکم دیا ۶ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے دل میں دنیاوی مال و متاع کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ نہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس فانی چیز کے آنے پر کیا خوشی اور جانے پر کیا غم۔ اللہ تعالیٰ دائمی خوشی نصیب فرمائے آمین ۷ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے صلح نہ کرنی ہو اس کا ہدیہ قبول نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ ہدیہ قبول کرنا سنت انبیاء ہے آپ نے قاصدوں کو حکم دیا کہ ہدیہ واپس لے جاؤ ۸ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مومن کے دل میں رب کے فضل سے کفار کی ہیبت نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ایمانی اخلاق یہی ہے کہ کافروں سے سخت گفتگو کی جائے۔ کفار کی چاپلوسی ان کی خوشامد سنت انبیاء کے خلاف ہے۔ مومن کے لئے نرم' کافر پر سخت ہونا اخلاق نبوی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (فتح:۲۹) مطلب یہ ہے کہ اگر بلقیس اور اس کے تمام متبعین مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا یہ انجام کیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن کی جنگ مال کے لئے نہیں ہوتی' رب کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ قاصدوں نے جا کر بلقیس کو اپنے چشم دید حالات سنائے اور آپ کا جلالت والا پیغام دیا اور کہا کہ ہم میں ان سے جنگ کی طاقت نہیں۔ چنانچہ بلقیس اپنے تخت کو سات محلوں کے آخری محل میں محفوظ و مقفل کر کے ایک بھاری لشکر لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب بلقیس آپ کے تخت سے صرف ایک کوس فاصلے پر رہ گئی تو آپ نے درباریوں سے فرمایا۔ ۹ تا کہ بلقیس کی عقل و دانائی کا امتحان لیا جا سکے کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا نہیں نیز بلقیس پر آپ کے معجزہ اور نبوت کی دلیل ظاہر ہو جاوے جس سے اس کا ایمان اور بھی زیادہ پختہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی چیز اسی کی اجازت کے بغیر منگا لینا جائز ہے' جب اسے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ رب کی شان دکھانی مطلب ہو۔ ۱۰ اس جن کا نام ذکوان تھا۔ اس کا ایک قدم حد نگاہ تک پڑتا تھا (روح) پہاڑ جیسا جسم تھا ۱۱ یعنی دوپہر سے پہلے۔ کیونکہ آپ کا اجلاس دوپہر تک ہوتا تھا ۱۲ یعنی اس تخت کے جواہرات' لعل و یاقوت چوری نہ کروں گا۔ امین ہوں چور نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا مقصد اس تخت پر قبضہ کرنا نہ تھا ۱۳ یہ آصف بن برخیا تھے۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے یا بقیہ بر صفحہ ۸۱۶

نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا
عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں ہوتی ہے جو
يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ
ناواقف رہے ۱ پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے ۲
وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ
اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے ۳ اور اُسے روکا اُس چیز نے
تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا
جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی ۴ اُس سے کہا گیا
ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ
صحن میں آ ۵ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھولیں ۶
قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ
سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں سے جڑا عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر
نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ
ظلم کیا ۷ اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں ۸ جو رب سارے جہان کا اور بے شک
أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ
ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو ۹ تو جبھی وہ دو (۲) گروہ ہوگئے ۱۰
فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ
جھگڑا کرتے صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں بُرائی کی جلدی کرتے ہو
قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا
بھلائی سے پہلے ۱۱ اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے ۱۲ شاید تم پر رحم ہو بولے
اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ ۚ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ
ہم نے بُرا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے ۱۳ فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے ۱۴ بلکہ تم لوگ
قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ
فتنے میں پڑے ہو ۱۵ اور شہر میں نو شخص تھے ۱۶ کہ زمین میں فساد کرتے

۱ معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو اس کی عقل، سمجھ دانائی کی تحقیق کرنی بہتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امتحان لینا سنت انبیاء ہے۔ حضور نے بھی اپنے صحابہ کی عقل و دانائی کا امتحان لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی چیز میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا مقصود نیک ہو۔ فساد کی نیت نہ ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے چونکہ یہ تخت آپ کی ملک میں آنے والا تھا اس لئے آپ نے یہ تصرف فرمایا۔ ۲ یعنی چیز وہی رنگ و روغن میں کچھ فرق ہے اسی لئے گویا کہا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہی ہے۔ یہ بھی کہ وہ نہیں۔ بہت جامع گفتگو کی۔ سبحان اللہ ۳ یعنی ہم کو آپ کی نبوت کی خبر پہلے سے مل چکی ہے اور ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر وہاں سے چلے ہیں۔ اب پھر کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطیع اور رب کے مومن بندے ہیں۔ ۴ یعنی بلقیس کے دل میں ایمان تو پہلے ہی آ چکا تھا مگر اس کا اظہار آج یہاں پہنچ کر کیا گیا، کیونکہ اسے اپنی قوم سے خطرہ تھا کہ میرا ایمان دیکھ کر مجھ سے بگڑ جائے گی اور گزشتہ بت پرستی کی وجہ سے اس کے دل میں سب کی مخالفت کی ہمت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پناہ میں آ کر ہمت و جرأت نصیب ہوئی اور ایمان کا اظہار کیا۔ سبحان اللہ! ۵ یہ صحن شیشے کا تھا۔ جس کے نیچے شفاف و صاف پانی تھا۔ شیشہ اتنا صاف تھا کہ نظر نہ آتا تھا۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی لئے ملکہ بلقیس نے پانی عبور کرنے کے ارادے سے اپنے پائنچے سمیٹے جس سے اس کی پنڈلی کھل گئی ۶ چونکہ حضرت سلیمان کو بلقیس سے نکاح کرنا تھا اور منسوبہ کو دیکھ لینا ممنوع نہیں، کسی نے کہا تھا کہ اس کی ساق پر بال ہیں۔ آپ نے تحقیق کے لئے چاہا کہ اس طرح ساق کا مشاہدہ ہو جاوے اور اسے محسوس بھی نہ ہو اور مسئلہ بھی واضح ہو جاوے اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو، اسے حیلہ سے دیکھ لینا کہ اسے محسوس نہ ہو، سنت انبیاء ہے۔ ہمارے اسلام میں بھی اس کی

ع ۱۳ / ۱۸

اجازت ہے مگر خیال رہے کہ صرف بہانہ سے دیکھنا چاہئے۔ ۷ یہاں ظلم سے مراد شرک و کفر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) مشرک شرک کی وجہ سے اپنے کو دوزخ کا مستحق بنا لیتا ہے اس لئے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ ۸ یعنی تیری بارگاہ میں بغیر وسیلہ نہیں آئی۔ حضرت سلیمان پیغمبر کے ساتھ آ رہی ہوں اگر میں قابل قبولیت نہ ہوں تو اس ساتھ والے کے صدقہ سے قبول فرما لے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان کی سلطنت دیکھ کر رب کی قدرت کا پتہ لگا لیا۔ مجاز حقیقت کا زینہ ہے۔ بلقیس مسلمان ہو کر حضرت سلیمان کے نکاح میں آئی۔ اس کے شکم سے داؤد بن سلیمان پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کی زندگی شریف میں وفات پا گئے حضرت سلیمان ۱۳ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے اور ۵۳ برس کی عمر شریف میں وفات پائی۔ چالیس سال سلطنت کی۔ آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۷۵ برس بعد ہوئی، اور آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد بلقیس نے وفات پائی (روح البیان) ۹ دل سے اور جسم سے، دل سے ایمان لا کر اور جسم سے نیک اعمال، عبادات کر کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰ ایک گروہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا۔ ہر ایک اپنے بقیہ برصفحہ ۸۱۶

فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ
اور سنوار نہ چاہتے ف۱ آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح
وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا
اور اس کے گھر والوں پر ف۲ پھر اس کے وارث سے کہیں گے ف۳ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بے شک
لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾
ہم سچے ہیں ف۴ اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے ف۵
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾
تو دیکھو کیسا انجام ہوا اُن کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں ف۶ اور ان کی ساری قوم کو ف۷
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھے پڑے بدلہ اُن کے ظلم کا ف۸ بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں
يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ
کے لئے اور ہم نے اُن کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے ف۹ اور لوط کو جب
قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ
اس نے اپنی قوم سے کہا ف۱۰ کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوجھ (دیکھ) رہے ہو کیا تم
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾
مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر ف۱۱ بلکہ تم جاہل لوگ ہو
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ
تو اُس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا
یہ لوگ تو ستھرا پن چاہتے ہیں ف۱۲ تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ
کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ف۱۳ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا تم کہو
لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ ؕ
سب خوبیاں اللہ کو ف۱۴ اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر ف۱۵ کیا اللہ بہتر یا اُن کے ساختہ شریک

(۱) یعنی یہ لوگ خالص فسادی تھے۔ کوئی اچھا کام نہ کرتے تھے۔ اس لئے فساد کے بعد اصلاح نہ کرنے کا ذکر فرمایا۔ (۲) یعنی رات میں صالح علیہ السلام کو مع ان کے اہل و عیال و متبعین کے شب خون مار کر ہلاک کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے منکر نہ تھے' خدا کو مان کر شرک کرتے تھے ورنہ اللہ کی قسم نہ کھاتے (۳) یعنی صالح علیہ السلام کے وارث سے جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہو۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں قصاص اور خون بہا وغیرہ کا بھی دستور تھا (۴) معلوم ہوا کہ ہر جرم کی جڑ جھوٹ ہے۔ مجرم اولاً جھوٹ بولنے کا ارادہ کر لیتا ہے' پھر جرم کرتا ہے جھوٹ جیسے جرموں کی جڑ کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا بڑی ہی بے دینی ہے (۵) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے' انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔ (۶) اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کے گھر کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار بند ہو کر وہاں پہنچے تو فرشتوں نے ہلاک کر دیا۔ خیال رہے کہ ان بدنصیبوں کی یہ سازش اونٹنی کے قتل کے بعد ہوئی تھی جب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تین دن کے بعد ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم تو بعد میں ہلاک ہوں گے۔ پہلے صالح علیہ السلام کو ہلاک کر دیں (روح و خزائن) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ساری قوم صالح تو عذاب سے ہلاک ہوئی۔ یہ نو آدمی اس طرح (۷) تمام قوم کو دہشت ناک آواز سے اور ان نو شخصوں کو فرشتوں نے' صالح علیہ السلام کے دروازے پر ان نو شخصوں کے مرنے میں اور روایات بھی ہیں۔ کہ یہ لوگ ایک بڑے پتھر کے نیچے برے ارادے سے چھپے۔ وہی پتھر ان پر گر گیا (۸) معلوم ہوا کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے' اس کے لئے کوئی نص یا عینی گواہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ان اجڑی بستیوں کا ہلاک شدہ قوم کی بستیاں ہونا صرف مشہور

ع ۱۴ / ۱۹

تھا۔ رب نے اس شہرت کا اعتبار فرمایا۔ آیات میں یہ نہ بتایا کہ کون قوم کہاں آباد تھی لہٰذا اب یادگاروں اور تبرکات' نسب وغیرہ میں شہرت کافی ہوگی علیحدہ نص کی ضرورت نہیں (۹) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی کے سارے صحابہ مومن و متقی ہوتے ہیں کیونکہ رب نے ان سب مومنوں کو بخش دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب مومن متقی تھے ان کی تعداد کل چار ہزار تھی (۱۰) جس قوم کے آپ نبی تھے۔ یعنی سدوم بستی کے باشندے۔ نسبی قوم مراد نہیں۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کوفہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے (۱۱) یعنی لواطت سے مرد عورت کے کام کا نہیں رہتا۔ لہٰذا اسے عورتیں چھوڑنی پڑ جاتی ہیں' یا کہ تم ان کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے رغبت نہ کرنا۔ اسے معلقہ رکھ چھوڑنا حرام ہے۔ اس سے تعلق رکھنا چاہئے۔ کم از کم چار ماہ میں ایک بار ضرورت صحبت کرے اگر عذر نہ ہو۔ بلکہ خاوند نامرد ہو کہ عورت کے قابل نہ ہو تو عورت قاضی کے ہاں دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ (۱۲) اس طرح کہ ہم کو اس گندے کام سے منع کرتے ہیں۔ (۱۳) کیونکہ وہ کافروں کی دوست تھی' ان سے محبت کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی دوستی سے عذاب آتا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ اہل بیت نبوت کو ایمان کی سخت ضرورت بقیہ بر صفحہ ۸۱۶

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے ۱ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا ۲

مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ

تو ہم نے اُس سے باغ اُگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ اُن

تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝۶۰ اَمَّنْ

کے پیڑ اُگاتے ۳ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں ۴ یا وہ

جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

جس نے زمین بسنے کو بنائی ۵ اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اُس کے لئے لنگر بنائے ۶

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی ۷ کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بلکہ اُن میں اکثر جاہل

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۱ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ

ہیں ۸ یا وہ جو لاچار کی سُنتا ہے ۹ جب اُسے پکارے اور دُور کردیتا ہے

السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا

بُرائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے ۱۰ کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان

تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ

کرتے ہو یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے اندھیریوں میں خشکی اور تری کی ۱۱ اور وہ کہ

يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى

ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی ۱۲ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے

اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۳ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ

اللہ اُن کے شرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۱۳ اور

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا

وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے ۱۴ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ کہ اپنی

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶۴ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ۱۵ تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں

۱ زمین و آسمان، ظاہری کائنات کی اصل اور بہت منافع کا مرکز ہیں، اسی لئے اکثر انہیں کا ذکر فرمایا جاتا ہے ۲ یعنی یہ سارے انتظامات رب نے تمہارے لئے کئے ہیں اپنے واسطے نہیں کئے ہیں، ان کا نفع تم کو ہے۔ تم کو بھی چاہئے کہ رب کو راضی کرنے کے لئے کچھ کام کیا کرو ۳ کیونکہ صرف کنوؤں کے پانی سے کھیت و باغ کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ بارش نہ ہو یہ سرسبز نہیں رہ سکتے، نیز کنوؤں کا پانی بھی آسمان ہی سے آتا ہے، اگر بارش نہ ہو تو کنوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ ۴ کہ توحید الٰہی کے اتنے دلائل ہوتے ہوئے پھر بغیر دلیل شرک اختیار کرتے ہیں معلوم ہوا کہ دلائل توحید میں غور نہ کرنا بڑی ہی محرومی ہے، عقل وہی ہے جس سے رب تعالیٰ کی قدرت کے نظارے کر کے رب کو پہچانا جاوے۔ ۵ اس طرح کہ تم سب کا قرار زمین پر ہے یا زمین کو قرار ہے جنبش نہیں، ورنہ تم اس میں ٹھہر نہ سکتے زلزلے میں تمام انتظام درہم برہم ہو جاتے ہیں ۶ یعنی زمین پانی پر ایسی تھی، جیسے دریا پر کشتی اس لئے اس میں جنبش و حرکت ہوتی، لہٰذا اس پر پہاڑ رکھے تاکہ پہاڑوں کے وزن سے زمین حرکت نہ کر سکے، ان آیات سے معلوم ہوا، کہ زمین حرکت نہیں کرتی۔ ساکن ہے۔ جہاز میں لنگر ڈالنے سے جہاز ٹھہر جاتا ہے۔ ۷ اس طرح کہ بعض سمندر میٹھے ہیں اور بعض کھاری، لیکن نہ میٹھا پانی کھاری سے مخلوط ہوتا ہے نہ کھاری میٹھے سے ان میں قدرتی آڑ رکھی گئی ہے ۸ کہ رب تعالیٰ کی صنعتوں میں غور نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ جو علم رب کی ذات و صفات کی طرف رہبری نہ کرے وہ جہالت ہے اور اگر علم ریاضی و جغرافیہ سے صحیح نتیجے نکالیں جائیں تو یہ علوم معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ بن جائیں ۹ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بے قرار کی دعا بہت قبول کرتا ہے، دعا کی قبولیت کے شرائط میں سے بے قراری بھی ایک شرط ہے، اسی لئے حکم ہے کہ بے قراروں سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ مسافروں، بیماروں، مظلوموں، مقروضوں کی دعا قریب قبول ہوتی ہے ۱۰ اس طرح کہ اپنے اگلوں کی زمینوں کے تم مالک ہوئے اور تمہارے پچھلے تمہاری زمینوں کے وارث ہوں گے، پاک ہے وہ جس کی مِلک کو زوال نہیں ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ جب رب نے دنیاوی سفروں کے لئے ہدایت کے سامان، تارے وغیرہ پیدا کئے تو آخرت کے سفر کے لئے ہادی انبیاء کرام، اولیاء، علماء کیوں نہ پیدا فرماتا۔ اس آیت میں آئندہ ایجادات کی خبر بھی ہے، کہ ہدایت کے لئے قطب نما وغیرہ بنیں گے، جس سے مسافر رات کی تاریکیوں میں راہ پالیا کریں گے جیسا کہ آج ہو رہا ہے ۱۲ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔ اور ہواؤں سے مراد مون سون وغیرہ وہ ہوائیں جو بارش لاتی ہیں۔ جن کے چلنے سے لوگ بارش کے امیدوار ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ریاح رحمت کی ہوا کو، اور ریح عذاب کی ہوا کو فرمایا جاتا ہے۔ ۱۳ کفار قریش ابتداء خلق کے تو قائل تھے اور رب تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک مانتے تھے، مگر آئندہ، اٹھنے کے قائل نہ تھے۔ لیکن چونکہ دلائل سے اس اعادہ کا ثبوت ہو چکا۔ اس لئے یہ استفہام انکاری فرمانا درست ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴ یعنی آسمان سے بارش اور سورج، چاند تاروں بقیہ برصفحہ ۸۱۷

وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾
اور زمین میں ہیں ف۱ مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے ف۲
بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ
کیا اُن کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہونچ گیا ف۳ کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ
هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ
وہ اس سے اندھے ہیں ف۴ اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی
اٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا
ہوجائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے ف۵ بے شک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے
مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى
ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ف۶ تم فرماؤ زمین میں
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ
چل کر دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا ف۷ اور تم ان پر غم نہ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
کھاؤ ف۸ اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو ف۹ اور کہتے ہیں کب آئے گا
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ
یہ وعدہ ف۱۰ اگر تم سچے ہو تم فرماؤ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے
رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
آ لگی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ف۱۱ اور بے شک تیرا رب فضل والا ہے
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ
آدمیوں پر ف۱۲ لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے ف۱۳ اور بے شک
رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ
تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ف۱۴ اور جتنے غیب
غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا
ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں ف۱۵ بے شک یہ

(۱) ظاہری معنی سے یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حضور کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں، لہٰذا آیت کے معنی یہ ہی ہیں کہ حقیقی طور پر غیب صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے، پھر جسے وہ بتا دے اس کے بتانے سے وہ بھی جانتا ہے، جیسے کہ رب فرماتا ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام: ۵۷) یعنی حقیقی حاکم صرف رب ہے، اس کی عطا سے دوسرے بھی حاکم ہیں، اس سے اگلے رکوع میں ہے۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (نمل: ۷۵) تمام غیب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں اور وہ کتاب مبین ہے یعنی محبوبوں پر وہ سارے غیوب ظاہر کرنے والی، اسی سے انبیاء و اولیاء کا علم ثابت ہے۔ (۲) یہ ساری آیت مشرکین کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ بتائیے قیامت کب ہوگی وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ جمع فرما کر اس جانب اشارہ ہے کہ یہ علم عوام کو دینے کا نہیں (۳) یعنی کیا یہ لوگ قیامت کے قائل ہوگئے، جو اس کی آمد کی تاریخ و وقت پوچھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ سوال محض مذاق اور ہنسی کے لئے ہے تحقیق مقصود نہیں (۴) معلوم ہوا کہ جو قیامت یا موت کی تیاری نہ کرے وہ قیامت سے اندھا ہے، مردہ ہونے کی بہت صورتیں ہیں، ان چیزوں کے دلائل بہت قائم ہیں جن میں غور کرنا چاہئے (۵) اپنی قبروں سے حساب و عذاب کے لئے، خیال رہے، کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے نہ کہ قبر والے، کیونکہ جو لوگ دفن نہ ہوں، وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھیں گے (۶) یعنی گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اب تک قیامت نہ آئی، یہ ان کی انتہائی حماقت تھی، جیسے کوئی درخت کے متعلق کہے کہ آج بوتے ہی اس میں پھل کیوں نہیں لگتے۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے۔ قیامت بھی وقت پر آوے گی۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیوں کو دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے، اسی طرح اللہ والوں کے پر رونق آستانوں کی زیارت کرنے کے لئے سفر کرنا تاکہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو اور امید بڑھے، بہتر ہے وہ جو حدیث ﷺ میں وارد ہے کہ سوا تین مسجدوں کے اور جگہ کا سفر نہ کرو اس سے مراد یہ ہے کہ اور کسی مسجد کو سفر کر کے نہ جاؤ۔ یہ سمجھ کر وہاں ثواب زیادہ ہے لہٰذا حدیث و قرآن میں مخالفت نہیں (۸) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب پر غم نہ کھانا چاہئے بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ یہ مسلمانوں کے دشمن ہیں، سانپ کو مار کر خوش ہونا اچھا ہے۔ (۹) یعنی کفار جو اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے تدبیریں کرتے رہتے ہیں آپ اس سے غم نہ کریں، کیونکہ یہ لوگ ان تدبیروں میں کامیاب نہ ہوں گے، سورج تمہارا ہی چڑھا رہے گا اور ایسا ہی ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ کافر کا شور زیادہ اور زور کم ہوتا ہے، ان کے مقابلہ کی تیاری ضروری کرنی چاہئے، ہمت نہ ہارنی چاہئے (۱۰) مومنوں کی فتح و نصرت کا، یا کافروں پر دنیاوی یا اخروی عذاب کا، پہلی صورت میں وعدہ اپنے معنی میں ہے دوسری صورت میں بمعنی وعید ہے، خیال رہے کہ کفار کا یہ سوال محض مذاق و دل لگی کے طور پر تھا، اس نیت سے ایسے سوال کرنا بھی کفر ہے (۱۱) بعض اس لئے فرمایا، کہ کفار پر دنیاوی عذاب تو جلد آنے والے تھے، اور قبر و حشر کے عذاب ان کے بعد

بقیہ برصفحہ ۸۱۷

الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ
اختلاف کرتے ہیں و۱ اور بے شک وہ ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے و۲ بے شک تمہارا رب
يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
اُن کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا علم والا تو تم اللہ پر بھروسہ کرو
اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ
بے شک تم روشن حق پر ہو و۳ بے شک تمہارے سُنائے نہیں سُنتے مردے و۴ اور نہ تمہارے
الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ
سُنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر اور اندھوں کو گمراہی سے تم
عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾
ہدایت کرنے والے نہیں و۵ تمہارے سُنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں و۶
وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ
اور جب بات اُن پر آپڑے گی و۷ ہم زمین سے ان کے لئے ایک چوپایہ نکالیں گے و۸
تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ
جو لوگوں سے کلام کرے گا و۹ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے اور جس دن اٹھائیں گے ہم
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى
ہر گروہ میں سے ایک فوج و۱۰ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو اُن کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں یہاں تک کہ
اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ
جب سب حاضر ہولیں گے و۱۱ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم اُن تک نہ پہنچتا تھا و۱۲ یا کیا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾
کام کرتے تھے و۱۳ اور بات پڑ چکی ان پر اُن کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے و۱۴
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ
کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں و۱۵ اور دن کو بنایا سوجھانے والا بے شک

❶ گزشتہ واقعات اور دینی احکام چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت' اصحاب کہف کا واقعہ' یوسف علیہ السلام کے واقعات میں اہل کتاب کا اختلاف تھا۔ قرآن کریم نے حق کا اظہار فرما کر جھگڑے کو ختم کر دیا' ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاریٰ لڑتے تھے' یہود ان کی طیبہ و طاہرہ ماں کو عیب لگاتے تھے' عیسائی انہیں خدا یا خدا کا بیٹا مانتے تھے قرآن کریم نے اصل حقیقت ظاہر فرما دی ❷ خیال رہے کہ قرآن کی خاص ہدایت و رحمت مومنوں سے خاص ہے اور ہدایت عام' ہر مومن و کافر کے لئے ہے' جیسے نبی کریم ﷺ رحمت عالم بھی ہیں' اور مومنوں کے لئے بھی خاص رحمت' رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۰۷) اور فرماتا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۱۲۸) ❸ یعنی تمہارا حق پر ہونا ایسا ظاہر ہے جیسے دوپہر کا سورج' اندھا ہی آپ کا انکار کرے گا۔ حق مبین کو مطلق فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضور کے عقائد' سارے اعمال سارے اقوال حق' وہاں تک باطل کی پہنچ نہیں' حضور حقانیت کی کان ہیں۔ سونے کی کان سے لوہا نہیں نکلتا۔ حضور سے باطل سرزد نہیں ہوتا۔ ❹ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے ہیں' یعنی کفار' اور اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں' ورنہ ان کا مقابلہ ایمان سے نہ کیا جاتا' مردوں کا سننا قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہے' اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (حج: ۴۶) اسی لئے قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرنا سنت ہے حضور کو التحیات میں سلام کرنا واجب ہے حالانکہ جو سلام سنتا نہ ہو' یا سنتا تو ہو مگر جواب نہ دے سکتا ہو' اسے سلام کرنا منع ہے۔ ❺ دل کے اندھے' یا وہ آنکھوں کے اندھے جن کی آنکھیں بظاہر دیکھتی ہیں مگر تمہارے معجزات نہیں دیکھتیں' ورنہ حضور نے بہت نابینا لوگوں کو نور ایمان بخشا ❻ یعنی جو علم الٰہی میں مومن و مسلم ہیں اور جن کی تقدیر میں' ایمان لانا لکھا ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان میں فرق ہے کیونکہ ف کے آگے اور پیچھے مضمون میں فرق ہوتا ہے ❼ اس طرح کہ لوگ دینی تبلیغ کرنی اس لئے چھوڑ دیں گے کہ انہیں کفار کی اصلاح کی کوئی امید نہ رہے گی' یہ وقت قریب قیامت آئے گا اس وقت مومن بھی دنیا میں ہوں گے مگر کفار کا غلبہ ہوگا ❽ اس جانور کا نام جساسہ ہے یہ پیدا ہو چکا ہے۔ بعض صحابہ نے اسے دیکھا بھی تھا' وہاں جہاں دجال قید ہے' اسی لئے یہاں اَخْرَجْنَا فرمایا گیا' یعنی ابھی وہ قید ہے' اس وقت اسے آزاد کر دیا جائے گا اس جانور کا نکلنا آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ہوگا (روح البیان) اس کے پاس عصا موسیٰ اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہوگی' مومن کی پیشانی کو عصاء سے مس کرے گا جس سے نوری خط نمودار ہوگا' اور یہ اس کے ایمان پر خاتمہ کی علامت ہوگی' اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی مس کرے گا۔ جس سے ایک سیاہ داغ نمودار ہوگا۔ یہ اس کے کفر پر مرنے کی پہچان ہوگی ❾ اس سے معلوم ہوا کہ قرب قیامت دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا حق ہے اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ عجیب قسم کا جانور ہوگا۔ کوہ صفا سے نمودار ہوگا' بقیہ برصفحہ ۸۱۷

ع ۶ ۱۶ ۲

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ
اس میں ضرور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے کہ ایمان رکھتے ہیں ۱ اور جس دن پھونکا جائے گا صور ۲ تو گھبرائے
مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ
جائیں گے ۳ جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے ۴ اور سب اس
اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ
کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے ۵ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے
مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ
بادل کی چال ۶ یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بےشک اُسے خبر ہے
بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ
تمہارے کاموں کی جو نیکی لائے ۷ اس کے لئے اس سے بہتر صلہ ہے ۸ اور ان کو
فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ
اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے ۹ اور جو بدی لائے تو اُن کے منہ اوندھائے گئے
فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ
آگ میں ۱۰ تمہیں کیا بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو کرتے تھے ۱۱ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ
اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ ۫ وَّ
پوجوں اس شہر کے رب کو ۱۲ جس نے اسے حرمت والا کیا ہے ۱۳ اور سب کچھ اسی کا ہے اور
اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ
مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں ۱۴ اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں ۱۵ تو جس
اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا
نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی ۱۶ اور جو بہکے تو فرما دو کہ میں تو یہی
مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
ڈر سنانے والا ہوں ۱۷ اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا
فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱
تو اُنہیں پہچان لو گے ۱۸ اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے

۱ مومن سمجھتے ہیں کہ جیسے سونے کے بعد جاگنا ہوتا ہے ایسے ہی مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہوگا' اور جیسے رات کے بعد سویرا ہے ایسے ہی موت کے بعد زندگی ہے اور جیسے رات کے لئے آرام ہے' ایسے ہی دن کام کے لئے مگر رب کی رضا کے لئے اور جیسے دن رات عبث نہ بنے' ان میں حکمتیں ہیں ایسے ہی ہم اور ہمارے اعمال عبث نہ بنے' اس میں بھی کچھ حکمتیں ہونی چاہئیں' خیال رہے کہ بعض کی نیند جاگنے سے افضل ہے' ان کا مرنا جینے سے افضل' اور بعض کا جاگنا' سونے سے افضل' اور ان کا جینا مرنے سے بہتر ہے۔ ۲ پہلی بار سب کو فنا کرنے کے لئے یا دوسری بار سب کو جلانے کے لئے ۳ اگر پہلا نفخہ مراد ہے تو گھبراہٹ سے مراد موت کی گھبراہٹ ہے' یعنی گھبرا کر مر جائیں گے اور اگر دوسرا پھونکنا مراد ہے' تو گھبراہٹ سے مراد قیامت کی وحشت ہے جو کہ خاص مقبولوں کے سوا سب کو ہوگی۔ خیال رہے کہ پہلی پھونک سے سب مر جائیں گے' سوائے صور اور حضرت اسرافیل اور کچھ اور فرشتوں کے' کہ ان کی موت اس کے بعد حکم الٰہی سے ہوگی ایسے ہی زندہ ہونا' اولاً حضرت اسرافیل اور صور اور کچھ فرشتے حکم الٰہی سے اٹھیں گے' پھر باقی لوگ صور کی آواز سے' اسی لئے آگے ارشاد ہوا اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ لہٰذا دیانند سرسوتی کا یہ اعتراض غلط ہے کہ اگر سب صور سے فنا ہوں گے تو خود صور کس سے فنا ہوگا ۴ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو قیامت کی گھبراہٹ نہ ہوگی لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء: ۱۰۳) شہداء بھی انہیں میں داخل ہیں۔ نیز فرماتا ہے۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (نمل: ۸۹) ۵ یعنی سب رب کے حضور حاضر ہوں گے مگر کوئی سزا پانے کو کوئی انعام لینے کو' کوئی بخشے جانے کو' کوئی گنہگاروں کو بخشوانے کو ۶ جیسے آج چاند' سورج ہم کو ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ بہت تیز دوڑ رہے ہیں' بڑے جسموں کی حرکت جلد محسوس نہیں ہوا کرتی ۷ یعنی جو مومن کوئی نیک عمل لائے یا جو کوئی

ایمان لے کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہو' لہٰذا حسنہ سے مراد نیک اعمال ہیں' یا اچھے عقیدے' آیت کا مطلب یہ نہیں کہ کافروں کو بھی ان کے نیک اعمال کا ثواب ملے گا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے' یہ عقیدہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ ۸ یعنی ہم نیک کاروں کو ان کے اعمال سے زیادہ عوض دیں گے' ہماری عطا اپنی شان کے لائق ہوگی نہ کہ بندے کے عمل کے لائق ۹ یعنی عذاب کی گھبراہٹ سے جو دوزخ کو دیکھ کر ہوگی' ورنہ قیامت کی ہیبت اور وحشت تو نیک کار مسلمانوں کو بھی ہوگی' سوا خاص الخاص بندوں کے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں خیال رہے کہ دوزخ و جنت میں داخلے کا وقت بھی قیامت کے دن میں ہی شمار ہوگا' لہٰذا اس گھبراہٹ کے متعلق يَوْمَئِذٍ فرمانا بالکل درست ہے ۱۰ یعنی اس کا خاتمہ کفر پر ہو جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے کیونکہ اوندھے منہ دوزخ میں گرایا جانا صرف کافروں کے لئے ہوگا اگر کوئی گنہگار مسلمان سزا کے لئے دوزخ میں جائے گا تو اور طریقہ سے ۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ میں کفار کی سزائیں مختلف ہوں گی کیونکہ دنیا میں ان کے اعمال مختلف تھے سخت کافر سخت عذاب میں' نرم کافر نرم عذاب میں' دوسرے یہ کہ کافروں کے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے

بقیہ برصفحہ ۸۱۷

سُوْرَةُ الْقَصَصِ ۲۸ مکیۃ ۴۹ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتها ۸۸ رکوعاتها ۹

سورۃ قصص ۱ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۲ ہم تم پر پڑھیں

مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا

موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر ۳ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں ۴ بے شک فرعون نے زمین

فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ

میں غلبہ پایا تھا ۵ اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع بنایا ان میں ایک گروہ کو ۶ کمزور دیکھتا

يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا ۷ اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا ۸ بے شک وہ فسادی تھا

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ

اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں ۹ اور

نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ

ان کو پیشوا بنائیں ۱۰ اور ان کے ملک و مال کا انھیں کو وارث بنائیں ۱۱ اور انھیں زمین میں قبضہ دیں ۱۲

وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥

اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا اُنھیں ان کی طرف سے خطرہ ہے ۱۳

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا ۱۴ کہ اُسے دودھ پلا ۱۵ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو ۱۶ تو اُسے

فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ

دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر ۱۷ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول

الْمُرْسَلِیْنَ ⑦ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ

بنائیں گے ۱۸ تو اُسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے ۱۹ کہ وہ ان کا دشمن اور اُن پر غم ہو

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕیْنَ ⑧ وَ قَالَتِ

بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے ۲۰ اور فرعون کی بی بی

(۱) خیال رہے کہ اس سورت میں آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ الخ (قصص: ۸۵) ہجرت کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے راستہ میں اتری اور اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (قصص: ۵۲) چار آیات مدینہ منورہ میں لہٰذا یہ چار آیتیں مدنیہ ہیں (۲) یعنی قرآن کریم کی خیال رہے کہ لوح محفوظ کو بھی کتاب مبین فرمایا جاتا ہے اور قرآن کریم کو بھی مگر فرق یہ ہے کہ لوح محفوظ اللہ کے خاص مقبول بندوں کے لئے مبین ہے اور قرآن شریف ہر مومن کے لیے مبین ہے۔ یعنی روشن ہے (۳) چونکہ عرب میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے بہت مشہور تھے حتیٰ کہ خاص و عام کے زبان زد تھے اور ان قصوں میں بنی اسرائیل نے بہت خلط ملط کر دیا تھا اس لئے رب تعالیٰ نے یہ قصے قرآن میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے بیان کئے اس میں حضور کی نبوت کی دلیل بھی تھی کہ آپ بغیر پڑھے اور بغیر تاریخ دانوں کے پاس بیٹھے ایسے سچے قصے بیان کر رہے ہیں واقعی سچے نبی ہیں جو وحی سے فرما رہے ہیں (۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود ان قصوں سے پہلے ہی خبردار ہیں۔ ان کا قرآن میں نازل فرمانا مومنوں کے خبردار کرنے کے لیے ہے اس لئے لِقَوْمٍ الخ فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان قصوں سے فائدہ صرف مسلمان اٹھائیں گے نہ کہ کفار یہ بھی معلوم ہوا کہ سچے تاریخی واقعات سننا۔ سنانا عبادت ہے کہ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے (۵) عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ قرآن میں اس غلبہ کو کہا جاتا ہے جو نفس کے لئے ہو اور اس کا نتیجہ ظلم و ستم ہو۔ یہی اس آیت میں مراد ہے۔ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ دین کے لئے غلبہ حاصل کرنا تو بڑی عبادت ہے یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا تھا کہ مجھے خزائن کا انتظام سونپ دے یہاں الارض سے مراد زمین مصر ہے (۶) یعنی مصر کے باشندوں میں سے ایک گروہ کو۔ کہ وہ بنی اسرائیل تھے۔ (۷) چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے اسی ۸۰ بلکہ نوے ہزار بچے بے قصور ذبح کر دیے (روح) (۸) تاکہ یہ لڑکیاں بڑی ہو کر اس کی خدمت کریں۔ نیز اسے لڑکیوں سے خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ کاہنوں نے اسے خبر یہ دی تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک لڑکا اس کی سلطنت کا خاتمہ کرے گا۔ یہاں نساء سے مراد چھوٹی بچیاں ہیں۔ کیونکہ وہ آئندہ نساء بننے والی تھیں۔ (۹) معلوم ہوا کہ نبوت سلطنت اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے بڑے احسان ہیں (۱۰) دینی بھی دنیاوی بھی اس طرح کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے ہدایت حاصل کریں دوسرے لوگ بنی اسرائیل سے (۱۱) یہاں وراثت سے مراد شرعی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ نیز قبطیوں اور اسرائیلیوں میں نسبی رشتہ نہ تھا بلکہ لغوی وراثت مراد ہے یعنی بعد موت اس کے ملک کا وارث ہونا (۱۲) ارض سے مراد زمین مصر ہے تو یہ وراثت کی تفسیر ہے یا زمین سے مراد شام و مصر وغیرہ کی زمینیں ہیں۔ (۱۳) بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھوں اس کی سلطنت کا زوال اور اس کی اپنی ہلاکت معلوم ہوا کہ تدبیر سے تقدیر نہیں ٹلتی (۱۴) خواب یا فرشتہ کے ذریعہ یا ان کے دل میں ڈال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام میں بہت اختلاف ہے قول قوی یہ ہے کہ ان کا نام یوحائذ ہے۔ آپ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں (خزائن و روح)۔ (۱۵) چند دن تک بقیہ بر صفحہ ۸۱۷

امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ
نے کہا ف۱ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ف۲ اسے قتل نہ کرو شاید یہ
يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ
ہمیں نفع دے ف۳ یا ہم اسے بیٹا بنالیں ف۴ اور وہ بے خبر تھے اور صبح کو موسیٰ کی
اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى
ماں کا دل بے صبر ہوگیا ف۵ ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی ف۶ اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے ف۷ اس
قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫
کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا ف۸ اُس کے پیچھے چلی جا
فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ
تو وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی ف۹ اور ہم نے پہلے ہی سب
الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ
دائیاں اس پر حرام کردی تھیں ف۱۰ تو بولی کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کہ تمہارے
يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝۱۲ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ
اس بچہ کو پال دیں ف۱۱ اور وہ اس کے خیرخواہ ہیں تو ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف پھیرا ف۱۲ کہ
تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ
ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۳ لیکن اکثر
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ ع وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ
لوگ نہیں جانتے ف۱۴ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے
حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴ وَدَخَلَ
حکم اور علم عطا فرمایا ف۱۵ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ف۱۶ اور شہر میں
الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا
داخل ہوا ف۱۷ جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے ف۱۸ تو اس میں دو مرد
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ
لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اُس کے دشمنوں سے ف۱۹

منزل ۵

۱ معلوم ہوا خدمتِ پیغمبر سے ڈوبے ہوئے بیڑے تر جاتے ہیں حضرت آسیہ کو یہ عظمت اس لئے نصیب ہوئی' کہ انہوں نے کلیم اللہ کی جان بچائی اور ان کی خدمت کی' حضرت آسیہ لا ولد تھیں' موسیٰ علیہ السلام کو ہر دیکھنے والا آپ پر عاشق ہوجاتا تھا ۲ یعنی اسے دیکھ کر مجھے محبت آرہی ہے۔ اور تجھے بھی' فرعون کی بیوی کا نام شریف حضرت آسیہ بن مزاحم بن عبید بن ریان بن ولید ہے۔ یہ ریان بن ولید وہی ہے جو یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہ مصر تھا (روح) ۳ روح البیان شریف میں ہے کہ حضرت آسیہ کے ایک لڑکی تھی برص والی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کا لعاب اپنے برص پر لگایا اسے آرام ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اس بچے سے ہم کو بہت برکتیں حاصل ہوں گی۔ واللہ اعلم۔ مگر مشہور یہ ہے کہ آپ بالکل لا ولد تھیں' ممکن ہے یہ لڑکی لے پالک ہو' دوسرے کی لے کر پال لی گئی ہو ۴ کیونکہ ہمارے بیٹا کوئی نہیں' اس لئے ہمارے گھر میں چراغ جلے گا۔ ۵ جب انہوں نے سنا کہ میرا نورِ نظر فرعون کے ہاں پہنچ گیا' مگر یہ بے صبری فطری تھی' بے خبری کی نہ تھی' کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ فرزند میرے پاس پھر بخیریت تمام پہنچے گا' جیسا کہ اوپر گزرا ۶ اس طرح کہ جوش محبت میں ہائے میرا بچہ ان کے منہ سے نکل جاتا ۷ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی' لولا کا جواب خود لولا سے پہلے بھی آجاتا ہے

ع ۱۲

لہٰذا سورت یوسف کی یہ آیت وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (یوسف: ۲۴) میں لولا شرط مؤخر ہے۔ اور هم بها جزاء مقدم اور معنی یہ ہیں کہ اگر یوسف علیہ السلام رب کی برہان نہ دیکھتے تو زلیخا کا قصد کر لیتے ۸ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران ہے اور ان کے خاوند کا نام غالب بن یوشا ہے۔ (روح) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہے مگر یہ عمران اور ہیں' وہ عمران دوسرے' ان دونوں عمرانوں میں تقریباً دو ہزار برس کا فاصلہ ہے ۹ کہ یہ اس فرزند کی بہن ہے تحقیق حال کے لئے آئی ہے ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے معجزے کبھی بچپن شریف میں بھی ظاہر ہوتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ماں کے سوا کسی دائی کا دودھ نہ پینا آپ کا معجزہ ہوا' اسے ارہاص کہا جاتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرمانا ۱۱ یعنی تم سے اجرت لے کر اس کی پرورش کریں۔ جیسے دائیاں کیا کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے فرعون سے اجرت لے کر پرورش کیا تاکہ راز فاش نہ ہو ۱۲ اس طرح کہ حضرت مریم اپنی والدہ یوحانذ کو فرعون کے کہنے پر بلا لائیں' موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی گود میں آتے ہی دودھ قبول فرمالیا' اور چین سے سو گئے' اس سے پہلے فرعون آپ کو گود میں لئے ہوئے بہت بہلاتا تھا۔ مگر آپ دودھ کے لئے روتے تھے' اور بے قرار تھے جس سے فرعون کو بھی بے قراری تھی' فرعون نے حضرت یوحانذ سے پوچھا کہ تمہارا دودھ بچہ نے کیوں قبول کرلیا تم اس کی کون ہو' تو آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کے مزاج میں بہت نفاست معلوم ہوتی ہے۔ میں پاک رہا کرتی ہوں' چنانچہ فرعون نے حضرت یوحانذ کی تنخواہ مقرر کی' کھانے پینے کا اپنی طرف سے انتظام کیا' اور آپ سے کہا کہ اس بچے کو اپنے گھر لے بقیہ برصفحہ ۸۱۸

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ
تو وہ جو اُس کے گروہ سے تھا اُس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا
فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ
تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا ف۱ تو اس کا کام تمام کر دیا ف۲ کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ف۳
اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ
بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا ف۴ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ف۵
فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ
تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۶ عرض کی اے میرے رب
بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ
جیسا تو نے مجھے پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا ف۷ تو صبح کی اس
فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ
شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے ف۸ جبھی دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی
یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ
فریاد کر رہا ہے ف۹ موسیٰ نے اس سے فرمایا بے شک تو کھلا گمراہ ہے ف۱۰ تو جب موسیٰ
اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ
نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے ف۱۱ وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی
اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ
قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ
تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں
الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ٚ
چاہتے ف۱۲ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا ف۱۳
قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ
کہا اے موسیٰ! بے شک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے ف۱۴

۱ پہلے موسیٰ علیہ السلام نے فا تون قبطی کو سمجھایا' کہ ظلم نہ کر۔ جب وہ نہ مانا تو اسے ایک گھونسہ رسید کیا۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو روحانی طاقت کے ساتھ جسمانی طاقت بھی کامل عطا فرماتا ہے کہ قبطی آپ کے ایک گھونسہ کی تاب نہ لا سکا' بلکہ ان کی قوت فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کے تھپڑ کی تاب حضرت عزرائیل نہ لا سکے۔ خیال رہے کہ کافر ظالم کو مار ڈالنا کوئی جرم نہیں۔ نیز آپ کا ارادہ اسے قتل کرنا نہ تھا ۳ یعنی قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا شیطانی کام تھا' نہ کہ اسے قتل کرنا' کیونکہ کافر ظالم کو سزا دینا اچھا ہے۔ نیز نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے بھی اور بعد نبوت بھی (خزائن العرفان) ۴ یعنی شیطان قبطیوں کو گمراہ کر رہا ہے ۵ آپ کا یہ کلام انکسار اور تواضع کی بنا پر ہے۔ ہمارے حضور ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ اس سے دوسروں کو تعلیم دینا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ قبطی کو قتل کرنا ظلم ہے۔ کیونکہ حربی کافر کا قتل عبادت ہے ان لوگوں نے ہزارہا بنی اسرائیلی بچے قتل کر دیئے تھے۔ نیز اگر یہ قتل ظلم ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام پر قصاص یا دیت یا اس مقتول کے ولی سے معافی چاہنا لازم ہوتا۔ بلکہ آپ خود اپنے کو فرعون کے سامنے قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔ صرف توبہ کے الفاظ منہ سے ادا کرنے پر معافی نہ ہوتی کیونکہ یہ حق العبد تھا ۶ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ گناہ یعنی قتل قبطی معاف فرما دیا ہے۔ یہ قتل گناہ تھا ہی نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا نیز جرم قتل بغیر قصاص یا دیت یا معافی مانگے نہیں بخشا جاتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں مغفور و معصوم بنایا جیسے رب فرماتا ہے۔ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ الخ (فتح: ۲) انبیاء کرام کی مغفرت کے معنی ہیں ان کا بے گناہ ہونا ۷ یعنی مجھے فرعون کے ہاں رہنے سے بچائے کہ ان کے پاس بیٹھنا بھی گویا ان کی ایک قسم کی مدد ہے جیسے آج اگر عالم کسی ظالم کے پاس بیٹھے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ظالم اس عالم کا صحبت یافتہ ہے جو کر رہا ہے ٹھیک ہوگا ۸ معلوم ہوا کہ موذی کی ایذاء سے ڈرنا نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ آپ سانپ سے ڈرے تھے۔ ہیبت کا خوف نبی کے دل میں کسی مخلوق کا نہیں ہوتا۔ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۹ اس طرح کہ آج پھر وہی اسرائیلی دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے بلا رہا ہے ۱۰ اے اسرائیلی' کیونکہ تو روز کسی نہ کسی سے لڑتا ہے ۱۱ یعنی آپ نے چاہا کہ قبطی کو پکڑ کر اسرائیلی سے علیحدہ کر دیں تو اسرائیلی سمجھا کہ آج آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں تو وہ چیخا اور بولا۔ خیال رہے کہ اس قبطی کو دونوں کا دشمن فرمایا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کا اور اس لڑنے والے کا۔ کیونکہ کافر ہر مومن کا دشمن ہوتا ہے۔ ۱۲ یعنی اے موسیٰ! تم زبان سے صلح نہیں کراتے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہو تم نے ایک قبطی کو کل مار ڈالا' آج مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات اس قبطی نے سن لی اور جا کر فرعون کو مخبری کر دی۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا اور فرعونی پولیس آپ کی تلاش میں آ گئی ۱۳ اس شخص کا نام خربیل تھا۔ یہ ہی قبطیوں میں سے موسیٰ علیہ السلام پر خفیہ طور پر ایمان لا چکا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں بہت جگہ

بقیہ بر صفحہ ۸۱۸

إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
میں آپ کا خیر خواہ ہوں تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا ف١ اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ
عرض کی اے میرے رب مجھے ستم گاروں سے بچا لے ف٢ اور جب مدین کی طرف متوجہ

مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿٢٢﴾ وَ
ہوا ف٣ کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے ف٤ اور

لَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ
جب مدین کے پانی پر آیا ف٥ وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں

وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ
اور اُن سے اس طرف ف٦ دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں ف٧ موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿٢٣﴾
وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں ف٨ اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ف٩

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ
تو موسیٰ نے اُن دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا ف١٠ پھر سایہ کی طرف پھرا عرض کی اے میرے رب

إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ
میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اُتارے محتاج ہوں ف١١ تو اُن دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی ف١٢

قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا
بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے ف١٣ جب

جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ
موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں ف١٤ اس نے کہا ڈریے نہیں آپ بچ گئے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ
ظالموں سے ف١٥ ان میں کی ایک بولی ف١٦ اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو ف١٧ بے شک

خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ
بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہو ف١٨ کہا میں چاہتا ہوں

ع ۸ ۵

❶ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اسباب پر عمل اور تدبیر توکل کے خلاف نہیں تیسرے یہ کہ موذی کی ایذا کا خوف شان نبوت کے خلاف نہیں۔ ہاں اطاعت والا خوف' انبیاء' اولیاء کو کبھی کسی سے نہیں ہوتا بجز پروردگار' لہٰذا یہ آیت لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے خلاف نہیں۔ چوتھے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام اس قبطی کے قتل میں حق بجانب تھے ورنہ آپ خود اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور قاتل کا قصاص سے بھاگنا گناہ ہے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ فرعونی لوگ اس ارادہ قتل میں ظالم تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر شرعاً قصاص واجب نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بظاہر فرعون سے بھاگ رہے تھے مگر درحقیقت رب کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کہ آپ کا یہ سفر بہت ظفر و فتح کا پیش خیمہ ہوا۔ حضرت شعیب کی صحبت اور نیک بی بی اور نبوت کا عطاء سب اسی سفر میں آپ کو مرحمت ہوا۔ ❸ محض حق تعالیٰ کی رہبری سے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نہ مدین سے خبردار تھے نہ اس کے راستے سے۔ خیال رہے کہ مدین وہی جگہ ہے جہاں حضرت شعیب نبی کا قیام تھا۔ یہ مصر سے آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے چونکہ اسے مدین بن ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا تھا اسی لئے مدین کہلاتا تھا۔ یہ جگہ فرعون کی قلمرو سے باہر تھی آپ بے توشہ اور بے رہبر بے یار و مددگار درختوں کے پتے کھاتے چلے جا رہے تھے خبر نہ تھی کہ کہاں جا رہے ہیں ❹ معلوم ہوا کہ آپ کا منہ تو مدین کی طرف تھا مگر دل خالق مدین کی طرف ❺ وہ کنواں جو شہر سے باہر تھا۔ لوگ وقت مقررہ پر اس سے پانی لیتے تھے پھر وزنی پتھر سے اس کا منہ ڈھک کر چلے جاتے تھے' تاکہ کوئی کھول نہ سکے ❻ یعنی مردوں سے دور اس طرف جدھر کچھ فاصلہ پر موسیٰ علیہ السلام تھے ❼ ان کی شریعت میں پردہ فرض نہ تھا۔ جیسے شروع اسلام میں ہمارے ہاں بھی فرض نہ تھا۔ یا ضرورت کی وجہ سے وہ صاحبزادیاں باپردہ کنوئیں سے پانی بھرنے آتی تھیں۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر عورت ضرورۃً باہر جاوے تو مردوں سے علیحدہ رہے۔ بھیڑ میں داخل نہ ہو۔ ان میں سے ایک کا نام صفورہ' دوسری کا نام لیا تھا۔ حضرت شعیب کی لڑکیاں تھیں۔ ❽ کیونکہ یہ لوگ بہت شہ زور ہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تب ہماری باری ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اجنبی مرد اجنبی عورتوں سے بقدر ضرورت کلام کر سکتا ہے۔ نیز پیغمبر' ارادہ بد سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں اور نبی کی صاحبزادیاں بھی ❾ لہٰذا وہ خود اندر باہر کا کام کاج اپنے دست مبارک سے نہیں کر سکتے اور ہمارے کوئی بھائی بھی نہیں جو یہ کام انجام دے اس لئے خود ہمیں یہ کام انجام دینا پڑتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت مجبوری کی حالت میں کمائی کرنے یا کام کاج کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ (کتب فقہ) ❿ اس طرح کہ قریب میں جو دوسرا کنواں تھا' جو وزنی پتھر سے ڈھکا ہوا تھا جس سے قوم کل پانی بھرتی' آپ نے اکیلے اس پتھر کو سرکا کر پانی پلا دیا۔ ان کنوؤں میں دو دن میں پانی بقیہ بر صفحہ ۸۱۸

اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ
کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس پر کہ تم آٹھ برس میری
حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ
ملازمت کرو ف۱ پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے ف۲ اور میں تمہیں مشقت میں
اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾
ڈالنا نہیں چاہتا ف۳ قریب ہے انشاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے ف۴
قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا
موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کردوں تو مجھ پر
عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع فَلَمَّا قَضٰى
کوئی مطالبہ نہیں ف۵ اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے ف۶ پھر جب موسیٰ نے اپنی
مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ
میعاد پوری کردی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا ف۷ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی ف۸
قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا
اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے ف۹ شاید میں وہاں سے کچھ
بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا
خبر لاؤں ف۱۰ یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو ف۱۱ پھر جب آگ کے پاس حاضر
نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ
ہوا ف۱۲ ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں
الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ
پیڑ سے ف۱۳ کہ اے موسیٰ بے شک میں ہی ہوں اللہ ف۱۴ رب سارے جہان کا ف۱۵ اور یہ کہ
اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ
ڈال دے اپنا عصا پھر جب موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے ف۱۶ پیٹھ پھیر کر چلا اور مُڑ
يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
کر نہ دیکھا ف۱۷ اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے امان ہے ف۱۸

ع۳ ۶

۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغام نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ دوسرے یہ کہ منگنی مروجہ کی یہ آیت اصل ہے کیونکہ منگنی میں وعدہ نکاح ہوتا ہے نہ کہ نکاح۔ تیسرے یہ کہ نکاح میں لڑکے لڑکی کا تقرر ضروری ہے مگر منگنی میں تعین لازم نہیں۔ چوتھے یہ کہ لڑکی کے لئے دیندار لڑکے کی تلاش کریں۔ مالدار کی زیادہ طلب نہیں کریں۔ موسیٰ علیہ السلام مسافر تھے مالدار نہ تھے۔ مگر دین ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب نے لڑکی سے نکاح کر دیا۔ پانچویں یہ کہ نکاح بالشرط جائز ہے کیونکہ یہ آٹھ سال کی ملازمت مہر نہ تھی بلکہ نکاح کی شرط تھی۔ اس لئے فرمایا۔ تَاْجُرَنِيْ میری ملازمت کرو۔ مہر عورت کا ہوتا ہے نہ کہ عورت کے والد کی ملک، مہر صرف مال ہو سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ (النساء: ۲۴) اور فرماتا ہے۔ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء: ۴) خود عورتوں کو ان کا مہر دو۔ ۲ یعنی تمہاری مہربانی ہوگی میری طرف سے یہ شرط نہیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر موسیٰ علیہ السلام سے بکریاں چرواتا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبت پاک میں رکھ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرتا تھا ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

لہٰذا یہ آیت صوفیاء کرام کے چلوں اور شیخ کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی قوی دلیل ہے ۳ تا کہ تم پر دس سال واجب کر دوں (علماء کا قول) تمہیں اپنے گھر رکھ کر تم پر بوجھ ڈالنا مقصود نہیں بلکہ تمہیں کچھ بنانا ہے۔ یہ بکریوں کا بہانہ ہے (صوفیاء کا قول) ۴ لہٰذا جو تم سے عہد کرتا ہوں پورا کروں گا (علماء) یا لہٰذا تم میرے پاس رہ کر صالح یعنی کلیم اللہ بن جانے کے لائق ہو جاؤ گے۔ صالح کی صحبت صالح کر دیتی ہے۔

چراغ زندہ می خواہی درشب زندہ داراں زن
کہ بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا جائز ہے۔ نیز اپنے مقائل میں اپنے پر بھروسہ نہ کرے۔ رب پر نظر رکھے۔ اسی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا۔ ۵ یعنی میں آٹھ سال کے لئے تو حسب وعدہ پابند ہوں مگر بقیہ دو سال کا پابند نہیں وہ میری خوشی پر ہیں ۶ لہٰذا ہم میں سے کوئی بھی اپنے عہد و پیان سے نہ ہٹے گا۔ کیونکہ ہم نے رب کی ضمانت دی ہے پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ حجرے میں جا کر دیکھو وہاں بہت سی لاٹھیاں رکھی ہیں۔ ایک لاٹھی تم لے لو۔ بکریاں چرانے کے لئے آپ کے ہاتھ میں وہ عصا آیا جو آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے اور شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا (روح وخزائن) پھر اس قریب وقت میں شعیب علیہ السلام نے آپ کا نکاح اپنی بڑی صاحبزادی صفورا سے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی میعاد پوری فرمائی اور آپ کو اپنی والدہ، بھائی، بہن سے ملنے کا شوق ہوا، خیال تھا کہ اب فرعونی وہ قتل قبطی کا واقعہ بھول چکے ہوں گے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس وقت بقیہ برصفحہ ۸۱۸

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ

اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱؎ اور

اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ

اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو ۲؎ تو یہ دو (۲) حجتیں ہیں

رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

تیرے رب کی ۳؎ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں ۴؎ عرض کی

رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ

اے میرے رب میں نے اُن میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں ۵؎ اور میرا بھائی

هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ

ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے ۶؎ تو اسے میری مدد کے لئے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ

مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ۸؎ فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے ۹؎

نصف

وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَ

اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے ۱۰؎ تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے ہماری نشانیوں کے ۱۱؎ سبب تم دونوں اور

مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے ۱۲؎ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لایا

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو ۱۳؎ اور ہم نے اپنے اگلے باپ داداؤں میں ایسا نہ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

سنا ۱۴؎ اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

لایا ۱۵؎ اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہو گا بے شک ظالم مراد کو

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ

نہیں پہنچتے ۱۶؎ اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی

۱ یعنی ہاتھ کی یہ سفیدی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ بطور معجزہ ظاہر ہوگی۔ خیال رہے کہ آپ کا ہاتھ صرف سفید نہ ہوتا تھا بلکہ سورج کی طرح چمکتا دمکتا تھا۔ اسی لئے ابیض نہ فرمایا۔ بیضاء فرمایا۔ نیز یہ معجزہ داہنے ہاتھ میں تھا۔ دونوں ہاتھوں میں نہ تھا۔ اسی لئے یدک واحد فرمایا۔ ۲ یعنی آئندہ جب کبھی آپ کو خوف طاری ہوا کرے تو اپنا ہاتھ سینے پر رکھ لینا۔ یہ عمل اب بھی مجرب ہے۔ یا اس وقت سانپ کا خوف رفع کرنے کو سینے پر ہاتھ رکھ لیجئے۔ یا آپ اس چمکتے ہوئے ہاتھ کو سینہ پر رکھ لیں تاکہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آ جائے۔ اور جو خوف آپ کے دل پر ہاتھ کی روشنی سے پیدا ہوا ہے وہ دور ہو جاوے۔ مگر پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ فی الحال تو صرف یہ دو معجزے عطاء ہوئے بعد کو سات معجزے اور دیئے گئے یعنی فرعون پر خون، جوئیں، مینڈک وغیرہ کا عذاب آنا۔ لہٰذا اس آیت میں اور نو معجزے والی آیت میں تعارض نہیں۔ ۴ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ فرعونی اور بنی اسرائیلی سب کے ہی نبی تھے۔ مگر بنی اسرائیل فرعون کے قبضے میں تھے کہ اس کے سنبھل جانے سے وہ بھی سنبھل جاتے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر ہوا۔ نیز اگلا مضمون بھی فرعونیوں پر ہی چسپاں ہے یعنی ظالم و فاسق ہونا۔ ۵ خیال رہے کہ نبی اور ولی کو ماسوا اللہ کا خوف اطاعت نہیں ہوتا۔ مگر خوف ضرر جس سے نفرت پیدا ہو وہ ہوسکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے یہ خوف نقصان کا خوف تھا نہ کہ اس کی اطاعت کا موجب لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف میں لکنت تھی کیونکہ آپ نے بچپن میں فرعون کے ہاں انگارہ منہ میں رکھ لیا تھا ۷ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا سنت انبیاء ہے شرک نہیں دوسرے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت مل سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی۔ دیکھو حضرت ہارون کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہے نبوت کسی نیک عمل سے نہیں مل سکتی۔ تیسرے یہ کہ خدا کے کاموں میں بندوں کی مدد لینا جائز ہے رب فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ:۲) چوتھے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے بعض کو نبوت عطا ہوئی۔ لہٰذا اب بھی دعا سے ولایت، علم، اولاد، سلطنت مل سکتی ہے۔ نیز اس سے ہمارے نبی کی شان ظاہر ہوئی، کہ حضور سارے عالم کے پیغمبر ہیں مگر نہ کوئی بھائی ہے نہ کسی اور قوت کی مدد کا آسرا ہے۔ ۸ اور مجھے ان سے مناظرہ کرنا پڑے گا تو میری زبان یاری نہ کرے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ طاقت لسانی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اگر تقویٰ کے ساتھ ہو۔ بغیر تقویٰ عذاب ہے، اس کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے۔ ۹ معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اور عزیزوں کے لیے نبوت وخلافت وغیرہ کی کوشش یا دعا کرنی ممنوع نہیں۔ لہٰذا جو بزرگ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرتے ہیں وہ گنہگار نہیں جیسے امیر معاویہ اور عام مشائخ وسلاطین ۱۰ کفار کے دل میں ہیبت، مومنوں کے دل میں محبت یا نبوت کے ساتھ سلطنت وخلافت ۱۱ یعنی اس عصا اور ید بیضاء کی وجہ سے وہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ اسباب کو ساتھ رکھنا

بقیہ برصفحہ ۸۱۹

31

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ

خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لئے گارا پکا کر ایک محل بنا ف۱

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ

کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں ف۲ اور بے شک میرے گمان میں تو وہ

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

جھوٹا ہے ف۳ اور اس نے اور اُس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی ف۴

وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

اور سمجھے کہ اُنھیں ہماری طرف پھرنا نہیں ف۵ تو ہم نے اُسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں

فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

پھینک دیا ف۶ تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستم گاروں کا ف۷ اور انہیں ہم نے دوزخیوں

يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ

کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں ف۸ اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ

ان کے پیچھے لعنت لگائی ف۹ اور قیامت کے دن ان کا بُرا حال ہے ف۱۰ اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں ف۱۱

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں ف۱۲

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا

اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے ف۱۳ جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اُس

كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ

وقت تم حاضر نہ تھے ف۱۴ مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز

الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ

گزرا ف۱۵ اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے

(۱) معلوم ہوا کہ پختہ اینٹ فرعون نے ایجاد کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی ایجاد سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ آج دنیا پختہ اینٹوں اور ریل' تار وغیرہ سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر خدا کو کبھی نہیں پہچان سکتا۔ چونکہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام سے عناد تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کو اپنی طرح مکان میں سمجھا۔ (۳) فرعون سمجھا یہ کہ شاید موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کو آسمان میں مانتے ہیں تو اونچی عمارت بنا کر اس نے آسمان تک ایسے ہی پہنچنا چاہا جیسے آج سائنس والے چاند یا سورج تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ مگر اس کے پاس سامان کم تھا' آج ان کے پاس سامان زیادہ (۴) معلوم ہوا کہ علو سے مراد یہی ہے جو اس آیت میں ذکر ہوا۔ یعنی ناحق بڑائی چاہنا جسے اللہ بڑائی دے وہ سچی بڑائی ہے۔ خود رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) (۵) کیونکہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے۔ جب رب ہی کو نہیں مانتے تھے تو قیامت کو کیا مانتے (۶) یعنی فرعونی اس قدرت کثرت وشوکت کے باوجود ہمارے نزدیک کنکر پتھر کی طرح تھے۔ جنہیں نہایت بے قدری سے بحیرہ قلزم میں ڈال دیا گیا۔

ع ۱۴

معلوم ہوا کہ انسان میں ایمان نہ ہو تو اس کی کوئی عزت نہیں (۷) یعنی اے قرآن پڑھنے والے غور کر کہ ان بے دینوں کا انجام کیا ہوا۔ لہٰذا انظر سے مراد غور وفکر ہے۔ یعنی دل کی عقل کی نظر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے کفر وعذاب میں غور کرنا حکم الٰہی ہے' عبادت ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اے محبوب آپ ملاحظہ کریں کہ ان بدکاروں کا انجام کیا ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ گزشتہ آئندہ' موجودہ' معدوم سب کو دیکھ لیتی ہے۔ حضور نے معراج کی رات ان لوگوں کو دوزخ میں عذاب پاتے دیکھا جو حضور کی وفات ﷺ کے صدہا سال بعد پیدا ہوں گے اور بعد قیامت عذاب پائیں گے حضرت جبریل عرض کرتے تھے کہ یہ آپ کی امت کے سود خوار ہیں۔ یہ علماء بے عمل ہیں وغیرہ۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ (۸) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار و مومنین اپنے اپنے مریدوں کو جہنم و جنت میں لے جائیں گے رب فرماتا ہے يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (الاسراء: ۷۱) یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومنوں کی مدد نہ ہوگی کہ کفار کی۔ (۹) معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی کا برا چرچا' اللہ کی لعنت ہے۔ اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے۔ جیسا کہ انبیاء' اولیاء' صالحین کا ہو رہا ہے اور شیطان کی بری شہرت اس کے لئے لعنت ہے حتیٰ کہ کفار بھی شیطان کی بدنامی سے واقف ہیں کیونکہ اگر انہیں کوئی شیطان کہہ دے تو اسے گالی سمجھتے ہیں۔ (۱۰) اس طرح کہ وہ قیامت میں ہر خیر سے دور اور ہر شر سے قریب ہوں گے۔ لہٰذا مومن بفضلہٖ ہر خیر سے نزدیک اور ہر شر سے دور ہوں گے (۱۱) جیسے قوم نوح وقوم عاد وثمود وغیرہم' یعنی موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ان قوموں کی ہلاکت کے بعد ہوا۔ اور آپ کو توراۃ کا ملنا فرعونیوں کی ہلاکت کے پیچھے (۱۲) یعنی بنی اسرائیل کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل ہی کے نبی تھے۔ توراۃ شریف صرف انہیں کے عمل کے لئے آئی۔ (۱۳) جہاں موسیٰ علیہ السلام سے رب نے کلام فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ جو ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے راز و نیاز کی باتیں کیں وہ سب تمہیں معلوم ہیں تمہیں دکھا دیں' بقیہ برصفحہ ۸۱۹

وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا

ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے ف۱ اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ف۲

وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

ہاں تمہارے رب کی مہر ہے کہ تمہیں غیب کے علم دیئے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ

سنانے والا نہ آیا ف۳ یہ اُمید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

اس کے سبب جواُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ف۴ تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے ف۵ اور ایمان لاتے ف۶ پھر جب ان کے پاس حق آیا ف۷

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا

ہماری طرف سے بولے انھیں کیوں نہ دیا گیا ف۸ جو موسیٰ کو دیا گیا ف۹ کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے

بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ

جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا ف۱۰ بولے دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی (امداد پر) اور بولے ہم ان دونوں

كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ

کے منکر ہیں ف۱۱ تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو ف۱۲ میں اس کی

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ

پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو ف۱۳ پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ

اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں ف۱۴ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا ف۱۵ بے شک اللہ

لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ ع وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو اور بے شک ہم نے اُن کے لئے بات مسلسل اُتاری ف۱۶

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ

کہ وہ دھیان کریں جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر

❶ اس لئے آپ کو یہ علوم غیبیہ بخشے۔ معلوم ہوا کہ رسول کو علوم غیبیہ دیئے جاتے ہیں اور یہ علم ان کی نبوت کی دلیل ہوتے ہیں ❷ کہ اس کی ندا کی خبر سوا ہمارے اور موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہ تھی مگر تمہیں خبر دے دی کیونکہ وہ کلیم تھے تم حبیب ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم ❸ اس سے معلوم ہوا کہ حجاز عرب میں حضور سے پہلے کوئی نبی سوا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نہ آیا۔ جس آسمان پر سورج ہوتا ہے وہاں کوئی تارا نہیں ہوتا۔ حضور سے پہلے وہاں کے لوگوں کا دین ابراہیمی تھا۔ پھر وہ تعلیم بھی مٹ گئی تب صرف عقیدہ توحید ان لوگوں کے لئے کافی رہا۔ جیسا کہ فترت والوں کا حال ہوتا ہے۔ اس توحید اور کچھ بقیہ تعلیم ابراہیمی پر ہمارے حضور کے والدین کریمین تھے۔ وہ حضرات مشرک نہ تھے' موحد تھے۔ اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول دیکھو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب' ان واقعات کے رونما ہوتے وقت تم وہاں اس جسم شریف سے موجود نہ تھے۔ ان واقعات کی وحی آپ کو کی گئی تا کہ یہ علوم غیبیہ آپ کی نبوت کی دلیل ہوں۔ جن سے لوگ آپ پر ایمان لائیں اور نصیحت حاصل کریں۔ ان خبروں کی وحی آپ کی ہدایت کے لئے نہیں بلکہ آپ کی قوم کی ہدایت کے لئے ہے۔ ❹ یعنی اگر یہ نہ ہوتا کہ جب کفار مکہ کو عذاب آخرت دیا جائے ان کے شرک و کفر کی وجہ سے تو وہ کہہ دیتے کہ ہمارے پاس کوئی رسول آیا ہی نہیں تو ہم آپ کو ان میں رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی تشریف آوری کافروں کا منہ بند کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ ❺ اب آپ کی تشریف آوری کے بعد ان لوگوں کو یہ بہانا بنانے کا موقعہ نہ ملے گا ❻ یہاں ف ترتیب ذکری کے لئے ہے نہ کہ ترتیب زمانی کے لئے کیونکہ رسول کی تشریف آوری تو ہو چکی اور عذاب آئندہ ہوگا ❼ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا اسم شریف حق بھی ہے۔ کیونکہ آپ کی ہر ادا حق ہے گزشتہ اور آئندہ آیت یہ ہی بتا رہی ہے کہ حق سے مراد حضور ہیں ❽ کفار مکہ محض عناد اور سرکشی کی بنا پر' ورنہ رب نے آپ کو ایسے معجزات عطا کئے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی شک کی گنجائش نہ تھی ❾ عصا اور ید بیضا' یا ایک دم قرآن کریم کا عطا ہونا' جیسے موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ ایک دم عطا ہوئی۔ ❿ اس میں توجہ کلام ان علماء یہود کی طرف ہے۔ جو قریش کو سکھاتے تھے کہ فلاں اعتراض کرو اسی سلسلہ میں انہوں نے سکھایا کہ حضور سے یہ عرض کرو کہ قرآن شریف توراۃ کی طرح ایک دم کیوں نہ آیا۔ تو فرمایا گیا کہ ان سکھانے والوں کے بڑوں نے توراۃ کو بھی کب قبول کیا تھا لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اہل مکہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نہیں جھٹلایا تھا۔ ⓫ کفار قریش نے مدینہ منورہ کے علماء یہود سے حضور کے متعلق دریافت کیا کہ ان کی خبر توراۃ میں دی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اس پر کفار مکہ بولے کہ نہ ہم قرآن کو مانیں نہ توراۃ کو (خزائن العرفان) اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے۔ ⓬ یعنی اصلی غیر محرف توراۃ اور اس قرآن کے مقابلہ میں۔ خیال رہے کہ اصلی توراۃ اب بھی ہادی ہے جو حضور پر ایمان لانے کی ہدایت دے رہی ہے۔ اس کے باقی احکام شرعیہ منسوخ ہو چکے' اب وہ احکام کی ہدایت نہیں ⓭ معلوم

بقیہ بر صفحہ ۸۱۹

يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ وَإِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
ایمان لاتے ہیں ۱ اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بے شک یہی حق ہے ہمارے
رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝۵۳ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ
رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے ۲ ان کو ان کا اجر دوبالا دیا
مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا
جائے گا ۳ بدلہ اُن کے صبر کا ۴ اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں ۵ اور ہمارے دیئے
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۵۴ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ
سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اُس سے تغافل کرتے ہیں ۶ اور
قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي
کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل ۷ بس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی (چاہنے
الْجٰهِلِيْنَ ۝۵۵ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
والے) نہیں ۸ بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ۹ ہاں اللہ ہدایت
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ وَقَالُوْٓا اِنْ
فرماتا ہے جسے چاہے ۱۰ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو ۱۱ اور کہتے ہیں اگر
نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ
ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اُچک لے جائیں گے ۱۲ کیا ہم نے انہیں
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ
جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی
لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ
لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ۱۳ اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیے
بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ
جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے ۱۴ تو یہ ہیں اُن کے مکان ۱۵ کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی
اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى
مگر کم ۱۶ اور ہم ہی وارث ہیں ۱۷ اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا

۱ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس حضرات حبشہ سے مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور پر ایمان لائے۔ یہ دین مسیحی کے علماء تھے۔ جب ان حضرات نے مسلمانوں کی تنگی دیکھی تو حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اپنے وطن میں بہت مال ہے اجازت دیں کہ ہم وہ سب مال لے آئیں جس سے مسلمانوں کی خدمت کریں۔ حضور نے اجازت دی' وہ لائے اور اس سے مسلمانوں کی بہت خدمات کیں۔ ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیات سیدنا عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئیں (خزائن العرفان) ۲ یعنی اے سید انبیاء ﷺ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ توراۃ و انجیل میں دیکھ کر ۳ کیونکہ ان کا عمل بھی دگنا ہے۔ ایک تو اپنی کتاب پر ایمان لانا' دوسرے قرآن شریف پر ایمان لانا ۴ اپنے دین کو چھوڑنے اور مسلمان ہو جانے کے بعد مشرکین کی ایذا پر صبر کیا۔ ۵ اطاعت سے گناہ کو دفع کرتے ہیں' یا ایمان سے کفر کو یا حلم سے کفار کی ایذا کو' یا علم سے جہالت کو' یا توحید سے شرک کو' یا نور سے اندھیرے کو (یہ آیات مدنیہ ہیں) ۶ مشرکین عرب اور اہل کتاب مومنوں کو گالیاں دیا کرتے تھے یہ حضرات گالیاں سن کر ایسے چشم پوشی کرتے تھے جیسے انہوں نے سنا ہی نہیں۔ یعنی سنے کو ان سنا بنا دیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت ہے ۷ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہارے عمل تمہارے لئے مفید ہیں۔ کیونکہ کفر و شرک فائدہ مند نہیں ہوتا۔ ہمیشہ نقصان دہ ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہماری ملک ہمارے عمل ہیں' تمہاری ملک تمہارے عمل۔ ہر ایک کو اپنے عمل کی جزا سزا دیکھنی پڑے گی ۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جاہل سے مناظرہ نہیں کرنا چاہئے۔ انہیں دور ہی سے متارکت کا سلام کر دینا چاہئے۔ دیکھو رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ فرمایا۔ اخرج منھا دوسرے یہ کہ کافروں کو محبت کا سلام نہ کرے۔ کیونکہ ان کا یہ سلام محبت یا تحیت کا نہیں بلکہ بیزاری و نفرت کا ہے جیسے کہا جاتا ہے تمہیں دور ہی سے سلام ۹ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی۔ ان کی وفات کے وقت نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ چچا کلمہ پڑھ لو تاکہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہو جاؤں۔ انہوں نے جواب میں یہ دو شعر پڑھے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ☆ مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ ☆ لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنًا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ دین محمدی سب دینوں سے بہتر ہے۔ اگر ملامت اور گالیوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس دین کو قبول کر لیتا۔ یہ کہہ کر ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابوطالب دل سے حضور کی حقانیت کو جانتے مانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضور کی بہت شاندار نعتیں فرمائیں۔ مگر چونکہ بوقت مطالبہ زبان سے اقرار نہ کیا اس لئے ان کا ایمان شرعاً معتبر نہ ہوا۔ اور حضور ﷺ نے سنت کے مطابق ان کا کفن دفن نہ فرمایا۔ بغیر ایمان کوئی نیکی

بقیہ برصفحہ ۸۱۹

حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا
جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے ف۱ جو اُن پر ہماری آیتیں پڑھے ف۲ اور ہم شہروں
مُهْلِكِی الْقُرٰۤی اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ
کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں ف۳ اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے
فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ؕ
وہ دنیوی زندگی کا برتاوا اور اس کا سنگار ہے ف۴ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ
تو کیا تمہیں عقل نہیں تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا
مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۶۱﴾
ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا ف۵ پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا ف۶
وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ
اور جس دن انھیں ندا کرے گا ف۷ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک ف۸ جنھیں تم
تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ
گمان کرتے تھے کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی ف۹ اے ہمارے رب یہ ہیں
الَّذِیْنَ اَغْوَیْنَا ۚ اَغْوَیْنٰهُمْ كَمَا غَوَیْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَیْكَ ۫ مَا كَانُوْۤا
وہ جنھیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انھیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ف۱۰ ہم اُن سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع
اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ قِیْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ
لاتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے ف۱۱ اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو ف۱۲ تو وہ پکاریں گے تو
یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا یَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ
وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے اور
یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَا ذَاۤ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِیَتْ
جس دن اُنھیں ندا کرے گا تو فرمائے گا تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا ف۱۳ تو اُس دن
عَلَیْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ یَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ
ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی ف۱۴ تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے ف۱۵ تو وہ جس نے توبہ کی

ع ۹

❶ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ پیغمبر کی بددعا کے بغیر عذاب نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ ہر بستی میں پیغمبر کا آنا ضروری نہیں ایک بڑی بستی میں پیغمبر کا تشریف لانا آس پاس کی تمام بستیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ❷ تبلیغ کے لئے' یہاں آیتوں سے مراد نئی یا پرانی کتاب کی آیات ہیں یا ہر رسول کی اپنی وحی کیونکہ ہر رسول کے پاس نئی کتاب نہیں آئی ❸ کافر' اور پیغمبر کے انکاری ہوں ❹ اس میں کفار سے خطاب ہے کہ تمہاری تمام متاع فانی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ مومن' متاع دنیا نہیں' متاع آخرت ہے۔ مومن کی حیات' حیات اخروی ہے۔ ❺ نہیں' بلکہ جو فرق دنیا و آخرت میں ہے وہ فرق دنیا دار اور دیندار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں جن کے دم کی یہ ساری بہار ہے ❻ عذاب کے لئے' خیال رہے کہ بارگاہ الٰہی میں سب ہی پیش ہوں گے۔ مگر مومن خود خوشی سے حاضر ہوں گے اور کفار جبراً حاضر کیے جائیں گے جیسے پھانسی کے مجرم حاکم کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ❼ اللہ تعالیٰ یا تو بذریعہ فرشتوں کے یا خود بلاواسطہ فرمائے گا۔ یہ کلام غضب کا ہوگا نہ کہ رحمت کا۔ لہٰذا یہ اس آیت کے خلاف نہیں لَا یُكَلِّمُهُمُ (بقرہ: ۱۷۴) کیونکہ وہاں رحمت کے کلام کی نفی ہے۔ ❽ ان بتوں کو اپنا شریک فرمانا بطور غضب ہوگا۔ جیسے حضور حوض پر آنے والے مرتدین کے بارے میں فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں۔ نہ یہاں بے خبری ہے نہ وہاں بے خبری ہوگی۔ جیسے ہم غصہ میں دشمن کو کہتے ہیں کہ میرا بڑا دوست ہے۔ خیال رہے کہ دیوبند کے فضلاء اس جیسی تمام آیات کو اولیاء اللہ' مشائخ عظام پر چسپاں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے مریدوں سے کہا جاوے گا کہ اپنے پیروں کو بلالو۔ حالانکہ یہ آیت بتوں اور مشرکوں کے متعلق ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے یہ لوگ بھی خوارج ہی ہیں۔ ❾ یعنی سرداران کفر' ان کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ ان ہمارے ساتھیوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ نہ یہ ہماری ہر بات میں اطاعت و فرمانبرداری کرتے' نہ ہم کو یہ سردار مانتے۔ نہ ہم میں یہ تکبر و غرور پیدا ہوتا ❿ یہ ان سرداروں کی دوسری معذرت ہے۔ یعنی جیسے ہم اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے' ایسے ہی یہ لوگ اپنی خوشی و اختیار سے گمراہ ہوئے۔ ہم نے انہیں مجبور کر کے گمراہ نہیں کیا۔ لہٰذا ہم پر یہ الزام نہیں ⓫ بلکہ اپنے نفس کے پجاری تھے اور اپنی خواہشوں کے متبع۔ ⓬ معلوم ہوا کہ کسی کو محض پکارنا یا بلانا اگرچہ مدد کے لئے ہو' شرک نہیں' ورنہ رب اس کا حکم نہ دیتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بقرہ: ۲۳) یعنی قرآن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے مددگاروں کو مدد کے لئے بلالو' پکارلو۔ جو پکارنا شرک ہے' وہ عبادت کے طور پر پکارنا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شرکاء سے مراد وہ بت ہیں جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے جیسے چاند' سورج' سارے' درخت' پتھر یا مہادیو وغیرہ جن کے نام کے بت بنائے گئے تھے۔ اس آیت کو انبیاء اولیاء سے کچھ تعلق نہیں جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے ⓭ یہ رب تعالیٰ کا دوسرا سوال ہے جس کا تعلق نبی کی رسالت سے ہے۔ پہلے سوال کا تعلق توحید سے تھا معلوم ہوا کہ کفار بقیہ بر صفحہ ۸۲۰

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾
اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ
اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ف۱ ان کا کچھ اختیار نہیں ف۲ پاکی

اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ
اور برتری ہے اللہ کو اُن کے شرک سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى
اور جو ظاہر کرتے ہیں ف۳ اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اُس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا

وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
اور آخرت میں ف۴ اور اسی کا حکم ہے ف۵ اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۶ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ
اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے ف۷ تو اللہ کے سوا

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے ف۸ تو کیا تم سُنتے نہیں ف۹ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ
اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے ف۱۰ تو اللہ کے سوا

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ
کون خدا ہے جو تمہیں رات لادے جس میں آرام کرو تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ف۱۱ اور

مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ
اس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے ف۱۲ کہ رات میں آرام کرو اور

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
دن میں اس کا فضل ڈھونڈو ف۱۳ اور اس لئے کہ تم حق مانو اور جس دن انہیں ندا کرے گا

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا
تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم بکتے تھے ف۱۴ اور ہر گروہ

(۱) ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے نبی کریم ﷺ کو ہی کیوں چنا۔ یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے مالدار آدمی پر اترا ہوتا۔ یعنی مجھ پر یا عروہ بن مسعود ثقفی پر۔ اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) جس میں ارشاد ہوا کہ پیدا فرمانے، رسول منتخب میں ہم کو اختیار ہے، کسی کو اعتراض کا کیا حق ہے جیسے کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ مجھے مرد یا کالا، گورا، غریب یا امیر کیوں بنایا۔ یا مجھے اتنی لڑکیاں، اتنے لڑکے کیوں دیئے۔ کم و بیش کیوں نہ دیئے اس طرح یہ بھی اعتراض نہیں۔ کہ فلاں کو نبی کیوں بنایا (۲) یعنی انتخاب نبی میں کسی کو اعتراض نہیں کہ جسے چاہیں ووٹ دے کر نبی بنالیں۔ ہاں یہ تو ہوا ہے کہ نبوت کے لئے کسی نبی نے کسی کو منتخب کر کے دعا کی اور رب نے ان کے انتخاب کو برقرار رکھا اور اپنے فضل سے اسے نبی بنا دیا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو منتخب کر کے دعا کی اور آپ کی دعا سے وہ نبی بنائے گئے خیال رہے کہ نبوت نیابت الٰہیہ سے ہے جس کا انتخاب صرف رب فرماتا ہے اور خلافت نیابت رسول ہے اس کا انتخاب رسول فرمائیں یا رسول کی امت کثرت رائے سے۔ اگر خلیفہ بھی رب کے انتخاب سے ہوا کرے تو نبی اور خلیفہ میں فرق نہ رہے گا۔ (۳) یعنی ان کفار کے دل میں محبوب سے حسد ہے، زبان میں نبوت پر طعن ہے۔ ہم دونوں کو جانتے ہیں، ورنہ دل ان کے بھی مانتے ہیں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اہلیت بخشی ہے، جو خدا کے انتخاب پر انکار کرے وہ کافر ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی کسی چیز پر طعن کفر ہے۔ کیونکہ حضور کا ہر کام ہر وصف رب تعالیٰ کے انتخاب سے ہے۔ اب اس پر اعتراض رب کے انتخاب پر اعتراض ہے۔ اسی لئے جب لوگوں نے حضور کے نکاح پر اعتراض کیا تو رب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب: ۳۷) حضرت زینب سے تمہارا نکاح ہم نے کرایا ہے، کہو مجھ پر کیا اعتراض ہے۔ (۴) کہ دنیا میں انبیاء اولیاء علماء مومنین اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں ساری مخلوق اس کی حمد کرے گی (۵) تکوینی حکم یا نیکوں کے لئے مغفرت کا، گنہگاروں کے لئے شفاعت صالحین (۶) نیک لوگ خوشی سے اور بدکار جبراً یعنی چار و ناچار جانا اس کی بارگاہ میں ہے مبارک ہے وہ بندہ جو خوش خوش دنیا میں بھی اس کی طرف رجوع کرے (۷) اس طرح کہ آفتاب کو ٹھہرا دے یا اسے بے نور کر دے جس کے طلوع سے دن ہی نہ نکلے، یا آفتاب کو کنارہ آسمان کے نیچے ہی حرکت دے، یا آفتاب کو بالکل ہی فنا کر دے۔ کس کا ہاتھ وہاں پہنچتا ہے جو دن نکال سکے؟ (۸) یعنی اے مشرکو! تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے ان جھوٹے معبودوں میں یہ تصرف کرنے کی قدرت نہیں۔ پھر تم انہیں کیوں پوجتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ نے ڈوبا ہوا سورج لوٹایا ہے لیکن بارگاہ الٰہی میں دعا کر کے، یہ واقعہ اس کے خلاف نہیں ہے (۹) دل کے کان جو ایمان کا باعث ہوں (۱۰) اس طرح کہ بیچ آسمان پر سورج کو روک دے، یا کنارے آسمان کے اوپر ہی سورج کو حرکت دے (۱۱) اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورج کا رک جانا، بے نور ہو جانا، نہ ڈوبنا، مٹ جانا سب ممکن ہے فلاسفہ کا یہ قول کہ حرکت آسمان کے لئے لازم ہے، کفر و الحاد ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۲۰

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ
میں سے ہم ایک گواہ نکال کر فرمائیں گے ف۱ اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ

الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ قَارُوْنَ
حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ف۲ بے شک قارون

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ
موسیٰ کی قوم سے تھا ف۳ پھر اس نے ان پر زیادتی کی ف۴ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے

مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ
جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں ف۵ جب اُس سے اس کی قوم

قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ
نے کہا اترا نہیں ف۶ بے شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے

اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا
اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر ف۷ اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول ف۸

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ
اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ف۹ اور زمین میں فساد نہ چاہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ
بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا ف۱۰ بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے

عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ
پاس ہے ف۱۱ اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں ف۱۲

الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ
جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ ف۱۳ اور مجرموں

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ
سے اُن کے گناہوں کی پوچھ نہیں ف۱۴ تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں ف۱۵

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ
بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں ف۱۶ کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا

ع ۱۵ / ۱۰

❶ یعنی امت کے نیک و بد اعمال پر ان کے رسول گواہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امتوں کے علانیہ وخفیہ اعمال سے خبردار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی گواہی معتبر ہے۔ ❷ صفائی کے گواہ' یعنی اپنے جھوٹے معبودوں' برے یاروں کو بلاؤ جو تمہاری صفائی پیش کریں ❸ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصبر کا بیٹا تھا' تورات کا بڑا عالم تھا۔ بہت حسین' متواضع' خوش خلق تھا۔ مال ملنے پر منافق ہوگیا۔ سامری کی طرح۔ اس کا نسب یہ ہے۔ قارون بن یصبر بن فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے۔ موسیٰ بن عمر بن فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام (روح) قارون کا لقب منور تھا۔ اس کے حسن کی وجہ سے' اس لئے قارون کو موسیٰ علیہ السلام کا ہم قوم بتایا گیا۔ ورنہ کافر مومن کا ہم قوم نہیں ہوتا۔ یہاں نسبی قومیت مراد ہے ❹ اس طرح کہ مومنوں پر اپنی سربلندی چاہی' اور حضرت ہارون کا منصب اپنے لئے چاہا یعنی ناظم قربانی ہونا کہ تمام بنی اسرائیل کی قربانیاں بارگاہ الٰہی میں پیش کیا کرے ❺ کیونکہ اس کی چابیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں اور ہر چابی ایک پورے خزانہ کی تھی (روح) ❻ اس سے معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی حرام ہے۔ یعنی اترانا۔ لیکن شکر کی خوشی عبادت ہے' رب فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس: ۵۸) قارون کی خوشی شیخی کی تھی۔ اسی طرح جرم کر کے خوش ہونا حرام ہے۔ عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔ اسی طرح ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے' جیسے خوشی سے ناچنا۔ جائز طور سے خوشی منانا اچھی ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ ❼ اس طرح کہ رب کا شکر کر اور فقراء پر صدقہ و خیرات کر تا کہ یہ مال تیرے ساتھ جاوے ❽ عبادت کا' کیونکہ انسان جو عبادت کرے' رب کے نام پر دے لے وہ اپنا حصہ ہے' باقی غیروں کا ہے۔ چاہئے کہ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو' موت سے پہلے زندگی کو' بیماری سے پہلے تندرستی کو' مشغولیت سے پہلے فراغت کو غنیمت جانے۔ ❾ اللہ کے بندوں پر کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکریہ ہے ❿ یعنی اپنا مال اور اپنی زندگی گناہوں میں خرچ نہ کر کہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ گناہ فساد کا باعث ہیں۔ رب فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم: ۴۱) ⓫ اس علم سے مراد یا علم تورات یا علم کیمیا ہے جو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا۔ رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنالیتا تھا۔ یا علم تجارت' یا کاشتکاری کا علم یا دوسرے پیشوں کا علم مراد ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کا کیا احسان ہے۔ یہ مال تو میں نے اپنے علم کے زور سے حاصل کیا ہے۔ ⓬ قارون کا خیال تھا کہ چونکہ میرے پاس علم' زر' زور' جتھا' جماعت بہت کافی ہے اس لئے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ مجھ پر عذاب الٰہی آ سکتا ہے۔ اس کے اس خیال کی تردید اس آیت میں فرمائی گئی' کہ تجھ سے پہلے کے کفار تجھ سے زیادہ ہنرمند' زور آور' جتھے والے تھے۔ مگر مخالفت نبی کی وجہ سے جو عذاب آیا تو اسے کوئی دفع نہ کرسکا۔ ⓭ 'جمع' سے مراد جمع مال یا بڑی جماعتیں ہیں' اور قوت سے مراد جسمانی قوت و تندرستی ہے۔ یعنی قوم عاد و ثمود بقیہ برصفحہ ۸۲۰

أُوتِيَ قَارُونُ ۙ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

قارون کو ملا بے شک اس کا بڑا نصیب ہے ۱ اور بولے وہ جنہیں

الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

علم دیا گیا ۲ خرابی ہو تمہاری ۳ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے

وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ

اور یہ انہی کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۴ تو ہم نے اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا

فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا

تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی ۵ اور نہ وہ

كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ

بدلہ لے سکا اور کل ۶ جنہوں نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی

بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ

صبح کہنے لگے ۷ عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے

مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ

لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ۸ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا

وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا

اے عجب کافروں کا بھلا نہیں ۹ یہ آخرت کا گھر ۱۰ ہم اُن کے لئے

لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ

کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد ۱۱ اور عاقبت

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن جَاءَ

پرہیزگاروں ہی کی ہے ۱۲ جو نیکی لائے اس کے لئے اس سے بہتر ہے ۱۳ اور جو بدی

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا

لائے تو بدکام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا

يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ

کیا تھا ۱۴ بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا ۱۵ وہ تمہیں پھیر لے جائے گا

۱ معلوم ہوا کہ دنیا داروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور ان کی دنیا کی تمنا کرنی غافلوں کا کام ہے۔ دنیا میں اوپر سے نیچے کو دیکھے دین میں اپنے سے اوپر پر نظر کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲ یعنی علماء بنی اسرائیل جنہیں علم با عمل نصیب کیا گیا ۳ تم یہ آرزو نہ کرو کیونکہ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ ثواب کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں درکار ہیں۔ ایمان نیک عمل او رصبر و شکر۔ ۵ قارون کے زمین میں دھنسنے کا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل پر زکوٰۃ کا حکم آیا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ میں چوتھائی مال زکوٰۃ نہیں دے سکتا' ہاں اگر آپ فرماؤ تو ہزارواں حصہ نکال سکتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اتنا ہی لا۔ جب گھر جا کر ہزارویں حصہ کا حساب لگایا تو یہ بھی بہت زیادہ ہوا۔ اس کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ آخر کار اپنے دوستوں کو جمع کر کے بولا کہ اب موسیٰ علیہ السلام تمہارے مالوں پر قبضہ کر کے تم کو فقیر بنا دینا چاہتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کا وقار بنی اسرائیل کے دلوں سے جاتا رہے۔ آخر تدبیر یہ سوچی کہ موسیٰ علیہ

ع ۸ ۱۱

السلام کو بھرے مجمع میں زنا کا الزام لگایا جائے۔ ایک حسینہ جمیلہ عورت کو ہزار اشرفیاں نقد دے کے اور بہت سے وعدے کر کے تہمت لگانے پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کو وعظ کے بہانے سے بلایا۔ آپ نے مجمع کے سامنے وعظ فرمایا' جس میں جرموں کی سزاؤں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ زانی اگر کنوارا ہوگا تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اگر شادی شدہ ہوگا تو سنگسار کیا جائے گا۔ اس پر قارون بولا کہ یہ حکم اوروں کے لئے یا آپ کے لئے بھی۔ فرمایا سب کے لئے۔ وہ بولا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے معاذ اللہ فلاں عورت سے...... آپ نے فرمایا۔ کہ اس عورت کو بلاؤ۔ وہ آئی کلیم اللہ کی ہیبت دل پر چھا گئی او ربولی کہ مجھے قارون نے ہزار اشرفیاں دے کر کہا تھا کہ میں آپ پر بہتان لگا دوں۔ مگر آپ سچے ہیں اور بے عیب ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سجدہ میں گر کر رب کی بارگاہ میں قارون کے لئے بد دعا کی حکم الٰہی پہنچا کہ زمین آپ کے قبضہ میں ہے آپ جو حکم کریں گے وہ کرے گی۔ آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ جو قارون کے ساتھ ہو وہ اس کے پاس بیٹھا رہے جو اس سے بیزار ہو علیحدہ ہو جائے یہ سن کر قارون کے سارے دوست اس سے علیحدہ ہو گئے سوائے دو کے اس کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زمین انہیں پکڑ لے وہ گھٹنوں تک دھنس گئے پھر فرمایا پکڑ لے۔ وہ کمر تک دھنس گئے پھر فرمایا۔ پکڑ لے۔ وہ گلے گلے دھنس گئے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ قارون کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ اے زمین تو قارون کے خزانے' مکانات کو بھی پکڑ لے چنانچہ وہ سب زمین میں دھنس گئے اور زمین ان پر برابر ہو گئی ۶ کل سے مراد گزشتہ قریبی زمانہ ہے۔ ۷ یعنی آج ہماری آنکھیں کھل گئیں کہ زیادہ مال مل جانا رب تعالیٰ کی رضا مندی کی دلیل نہیں' اللہ ایمان نصیب کرے۔ ۸ معلوم ہوا کہ فرض کا انکار' نبی کو الزام لگانا کفر ہے کہ قارون کو رب نے کافرین کے زمرے میں داخل فرمایا۔ ۹ یعنی جنت ان مومنوں بقیہ برصفحہ ۸۲۰

مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ
جہاں پھرنا چاہتے ہو ۱ تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ
گمراہی میں ہے ۲ اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ۳

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا
ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی (مدد) نہ کرنا ۴ اور ہرگز

یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰی
وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اُتاری گئیں ۵ اور اپنے

رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
رب کی طرف بلاؤ ۶ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا ۷ اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا

اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ
کو نہ پوج ۸ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اُس کی ذات کے ۹

لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾
اسی کا حکم ہے ۱۰ اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ۱۱

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ ۲۹ مَكِّيَّةٌ ۸۵ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۶۹ رُكُوْعَاتُهَا ۷
سورۃ عنکبوت مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ
کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے ۱۲ اور اُن کی

لَا یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ
آزمائش نہ ہوگی ۱۳ اور بے شک ہم نے اُن سے اگلوں کو جانچا ۱۴ تو ضرور اللہ

اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ
سچوں کو دیکھے گا ۱۵ اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا ۱۶ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾
وہ جو برے کام کرتے ہیں ۱۷ کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے ۱۸ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں

ع ۹/۱۲

۱ جو کوئی سفر کو جاتے وقت یہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلے گا انشاء اللہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ لوٹے گا۔ جیسا کہ آقائے دو جہان ﷺ پھر مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ ۲ کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ آپ کھلی گمراہی میں ہیں (نعوذ باللہ) اُن کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ تم اس کا پتہ نہیں لگا سکتے کہ گمراہی میں کون ہے اور ہدایت پر کون، رب تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور کو بھی خبر نہیں کہ میں ہدایت پر ہوں یا نہیں اور کفار گمراہ ہیں یا نہیں۔ رب نے قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا کہ اے محبوب تم سیدھے راستے پر ہو، تم رسول ہو۔ حضور کو تمام انسانوں کی خبر ہے کس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کس کا کفر پر اس کی تفصیل ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو ۳ یعنی ظاہری اسباب کے لحاظ سے آپ کو نبوت کی امید نہ تھی۔ صرف خدا کی رحمت سے امید تو کیا یقین تھا کیونکہ آپ کی نبوت نہ تو حضرت ہارون کی طرح کسی کی دعا سے حاصل ہوئی نہ حضرت یحییٰ و سلیمان علیہم السلام کی طرح بطور میراث ملی بلکہ صرف اللہ کی رحمت سے ملی۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اپنی نبوت سے بیخبر تھے۔ آپ کو تو بچپن ہی سے شجر و حجر سلام کرتے تھے اور رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ بحیرہ راہب نے بچپن شریف میں ہی آپ کی نبوت کی خبر دے دی تھی۔ خود فرماتے ہیں۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ ۴ بظاہر اس میں خطاب حضور کو ہے مگر درحقیقت مسلمانوں کو ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی مدد عموماً اور مسلمانوں کے مقابلہ میں خصوصاً سخت جرم ہے، ہاں اگر اس مدد سے ان کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو تو یہ مدد نہیں ۵ یعنی کفار کی بکواس کی طرف ایسا التفات نہ کرو جس سے رب کے ذکر میں فرق آئے ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور تمام خلق کے دائمی رسول ہیں کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ فلاں وقت تک فلاں قوم کو بلاؤ۔ یعنی ہمیشہ ساری مخلوق کو بلاؤ۔ آج بھی حضور سب کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ علماء، صوفیاء، مشائخ انہیں کے دروازے کے چاکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی ان کا چاکر بنائے دوسرے یہ کہ اور انبیاء کرام رب کی صفات کی طرف مخلوق کو دعوت دیتے تھے۔ حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ رب نے فرمایا۔ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ (احزاب: ۴۶) ۷ نہ عقائد میں نہ اعمال میں نہ صورت میں نہ سیرت میں۔ ۸ یہ آیت تمام ان آیات کی تفسیر ہے جن میں ماسوی اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ اس آیت نے بتا دیا کہ کسی کو الٰہ کہہ کر پکارنا منع ہے نہ کہ فقط پکارنا ۹ یعنی خدا کے سوا ہر چیز فانی بالذات ہے اگرچہ بعض پر فنا طاری نہ ہو۔ جو فانی اللہ ہوں انہیں بھی رب تعالیٰ بقاء عطا فرماتا ہے۔ ۱۰ حکم تکوینی صرف رب کا ہے فرشتے، اولیاء، انبیاء اس کے زیر فرمان ہیں۔ باقی احکام حقیقۃً اللہ کے ہیں اگرچہ مجازاً بادشاہ، حکام وغیرہ بھی حاکم ہیں ۱۱ یعنی ابھی کدھر ہی بھاگ دوڑ لو مگر آخر کار تمہیں رب کی طرف لوٹنا اور رجوع کرنا ہے۔ مومن بفضلہ تعالیٰ دنیا ہی میں رجوع الی اللہ کر لیتے ہیں ۱۲ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں

بقیہ برصفحہ ۸۲۰

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ

جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو ف۱ تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے ف۲ اور وہی سنتا

الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

جانتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے ف۳ بے شک اللہ بے پرواہ ہے

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

سارے جہان سے اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ضرور اُن کی

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

بُرائیاں اُتار دیں گے ف۴ اور ضرور انھیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا ف۵

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی ف۶ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی ف۷ اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک

بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں ف۸ تو تو ان کا کہنا نہ مان ف۹ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتادوں گا تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو تم کرتے تھے ف۱۰ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

ضرور ہم اُنھیں نیکوں میں شامل کریں گے ف۱۱ اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ

پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں اُنھیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب

اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ

کے برابر سمجھتے ہیں ف۱۲ اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے ف۱۳ تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے ف۱۴

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ

کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے ف۱۵ اور ضرور اللہ ظاہر کر

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ

دے گا ایمان والوں کو ف۱۶ اور ضرور ظاہر کردے گا منافقوں کو اور کافر

❶ یہاں امید بمعنی یقین ہے' یا امید سے رب تعالیٰ کی رحمت کی امید مراد ہے۔ یعنی جسے امید ہو کہ میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گا۔ اور وہ میرے گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ امید حق ہے واقعی وہ غفور رحیم ہے۔ ❷ اللہ کی میعاد سے مراد قیامت ہے' یا ہر شخص کی موت' یعنی انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے۔ صرف زبان سے قیامت کا اقرار کر لینا اور تیاری نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ ❸ اس کوشش میں تمام بدنی' مالی عبادات داخل ہیں۔ یعنی تمہاری عبادات کا بدلہ تم ہی کو ملے گا۔ رب تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے آگے رب کی بے پروائی کا ذکر ہوا۔ ❹ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں بعض گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں جیسے بعض گناہ نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (حجرات: ۲) اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴) ❺ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و عمل سے دو فائدے ہوں گے ایک گناہوں کی معافی دوسرے اجر کا ملنا۔ دوسرے یہ کہ کسی کو ثواب بقدر عمل نہ ملے گا بلکہ بہت زیادہ ملے گا۔ رب ہم کو دیکھ کر اجر نہ دے گا بلکہ اپنی شان کے مطابق دے گا۔ ❻ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ جب ایمان لائے تو ان کی ماں نے کہا کہ اسلام چھوڑ دو ورنہ میں کھاؤں گی' نہ پیوں گی' نہ سایہ میں بیٹھوں گی' سوکھ کر مر جاؤں گی اور میرے خون کا وبال تجھ پر ہوگا۔ یہ کہہ کر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا دھوپ میں بیٹھ گئی' چوبیس گھنٹے اسی حال میں رہی اور بہت ضعیف ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ اماں اگر تیری سو (۱۰۰) جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب قربان ہو جائیں تو بھی میں ایمان نہ چھوڑوں گا۔ جب ماں مایوس ہوگئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا' اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) ❼ معلوم ہوا کہ ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حق فرزندی ہر قوم میں مانا گیا ہے۔ اسی لئے وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ فرمایا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعی کے مقابلہ میں کسی قرابتدار کا کوئی حق نہیں جیسا کہ آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام نماز وغیرہ نہ چھوڑے ❽ شرک سے مراد مطلقاً کفر ہے۔ یعنی ماں باپ کے کہنے سے کفر نہ کرو۔ جب کفر میں ماں باپ کی بھی اطاعت نہیں' تو کسی دوسرے کا ذکر کیا ہے ❾ ماں باپ کے کہنے سے ایمان نہ چھوڑے نہ فرض عبادت۔ نفل عبادت ماں کے منع پر چھوڑے حج نفل کے لئے سفر بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں تقلید جائز نہیں۔ ❿ یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ چونکہ تمہیں رب کی طرف ہی رجوع کرنا ہے لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ کسی کو راضی کرنے کے لئے اسے ناراض نہ کر لو۔ ⓫ یعنی نیک کاروں کا حشر انشاء اللہ انبیاء' صدیقین' شہداء کے ساتھ ہوگا۔ یہاں صالحین سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں۔ اور عملوا الصالحات سے مراد عام مومنین ہیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جو خود صالح و نیک بقیہ بر صفحہ ۸۲۱

كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ

مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو ۱ اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے

وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۱۲

حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے ۲ بے شک وہ جھوٹے ہیں

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ

اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ ۳ اور ضرور قیامت کے

الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے ۴ اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۵

فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ

تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا ۶ تو اُنہیں

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۱۴ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَ

طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے تو ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو بچا لیا ۷ اور

جَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۱۵ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا

اس کشتی کو سارے جہاں کے لئے نشانی کیا ۸ اور ابراہیم کو ۹ جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو ۱۰

اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۶ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ

اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے تم تو اللہ کے سوا

مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ

بتوں کو پوجتے ہو ۱۱ اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو ۱۲ بے شک وہ جنھیں

تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں ۱۳ تو اللہ

عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۱۷

کے پاس رزق ڈھونڈو ۱۴ اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو ۱۵ تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے

وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ

اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں ۱۶ اور رسول کے ذمہ نہیں

۱ کفار مکہ نے عام مسلمانوں سے کہا تھا کہ تم اپنے باپ دادا کے دین کی طرف لوٹ آؤ۔ اگر اس پر تمہاری کچھ پکڑ ہوئی تو ہم بھگت لیں گے۔ تم کو سزا نہ ہونے دیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ان کی اس بکواس کی نہایت نفیس تردید فرمائی گئی۔ ۲ یعنی اپنی خوشی سے نہ اٹھائیں گے۔ ہاں ان پر ان کے ماتحتوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ جس کا ذکر وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ الخ (عنکبوت: ۱۳) میں ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس طرح دوسروں کا بوجھ نہ اٹھائیں گے' کہ اصلی مجرم بالکل ہلکے ہو جائیں ۳ یعنی ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو موجد قیامت تک کے عاملین کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا اور خود عاملین کے گناہ ہلکے نہ ہوں گے۔ ۴ یعنی اس بکواس کی بھی انہیں سزا ملے گی جو انہوں نے کہا تھا کہ ہم تمہارے بوجھ اٹھائیں گے کیونکہ یہ اللہ پر جھوٹ ہے جو کفر ہے' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے پوچھنا عتاب کے لئے ہوگا نہ کہ اپنی بے علمی کی بنا پر ۵ نوح علیہ السلام کا نام شریف عبدالغفار یا شکر یا شاکر ہے۔ خوف الٰہی میں زیادہ رونے اور نوحہ کرنے کی وجہ سے نوح آپ کا لقب ہوا۔ آپ کی ولادت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے کے سولہ سو بیس برس کے بعد سواد عراق میں ہوئی۔ چالیس سال کی عمر شریف میں نبوت عطاء ہوئی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی۔ کفار کی ہلاکت کے بعد کئی سو سال حیات رہے۔ آپ کی قبر شریف مقام کرک علاقہ شام میں ہے فقیر نے زیارت کی ہے (روح) آپ اس وقت کے تمام زمین والے انسانوں کے نبی تھے۔ ۶ کہ ساڑھے نو سو برس آپ کی تبلیغ کی مدت ہے' نہ کہ آپ کی عمر شریف کی۔ آپ کی کل عمر چودہ سو برس ہے۔ ۷ جن کی تعداد اسی ۸۰ تھی مع آپ کے اہل وعیال کے۔ اس میں حضور کو تسکین دی گئی کہ آپ اہل مکہ کی سرکشی پر ملول نہ ہوں۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کی اتنی مدت کی تبلیغ میں تھوڑے سے ہی لوگ ایمان لائے۔ ۸ اس طرح کہ نوح علیہ السلام کی کشتی حضور ﷺ کے زمانہ شریف تک جودی پہاڑ پر رہی حالانکہ آپ میں اور ہمارے حضور میں تین ہزار نو سو چوہتر سال کا فاصلہ ہے (روح) خیال رہے کہ باقی تمام کشتی والے بے اولاد وفات پا گئے۔ نسل صرف آپ ہی کی چلی۔ اسی لئے آپ کا لقب آدم ثانی ہے اور شیخ المرسلین ہے کیونکہ آپ کی عمر شریف بہت دراز ہے ۹ لوگوں کو یاد دلاؤ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے واقعات پڑھنے سننے یاد کرنے عبادت ہے جیسے نماز روزہ کیونکہ یہ تقویٰ کے حصول کا سبب ہے۔ ۱۰ آپ کی قوم بابل کے لوگ تھے۔ جن میں نمرود بھی داخل ہے اور پوجنے سے مراد یا تو ایمان لانا ہے' یا ایمان لا کر عبادت کرنا کیونکہ کافر پر عبادات فرض نہیں ۱۱ یہ قوم نمرود کو اور اس کی تصویروں' اس کے نام کے بنائے بتوں' ستاروں' چاند وسورج کو پوجتی تھی۔ خیال رہے کہ صنم وہ بت ہے جو انسانی شکل میں لکڑی پتھر' یا سونے' چاندی لوہے وغیرہ دھاتوں کا بنایا جاوے۔ اور وثن اس سے عام ہے خواہ انسانی شکل کا ہو' یا اور کسی شکل کا' خواہ صرف فوٹو ہو یا مجسمہ (روح) ۱۲ کہ اپنے بنائے

بقیہ بر صفحہ ۸۲۱

إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ
مگر صاف پہنچا دینا ؎۱ اور کیا اُنھوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے ؎۲
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي
پھر اُسے دوبارہ بنائے گا بے شک یہ اللہ کو آسان ہے ؎۳ تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے
الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
دیکھو ؎۴ اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے پھر اللہ دوسری اُٹھان
الْاٰخِرَةَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
اُٹھاتا ہے ؎۵ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے عذاب دیتا ہے جسے چاہے ؎۶
وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور نہ تم زمین میں
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں ؎۷ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی کام
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ
بنانے والا اور نہ مددگار ؎۸ اور وہ جنھوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا ؎۹ وہ ہیں
يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ
جنھیں میری رحمت کی آس نہیں اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ؎۱۰ تو اس کی
جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ
قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے اُنھیں قتل کر دو یا جلا دو ؎۱۱ تو اللہ نے اُسے
اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ
آگ سے بچا لیا ؎۱۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ؎۱۳ اور
قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ
ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بُت بنا لئے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ
کی زندگی تک ہے ؎۱۴ پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا ؎۱۵

❶ اور میں یہ فرض انجام دے چکا۔ تمہاری ہدایت میرے ذمہ نہیں لہٰذا میرے نفع کے لئے نہیں بلکہ اپنے بھلے کو ایمان لاؤ ❷ کہ پہلے دانے کو زمین میں گلا کر بگاڑتا ہے، پھر اس میں سے پیڑ اگاتا ہے۔ ایسے ہی تم کو زمین میں بگاڑ کر آخرت میں اٹھائے گا۔ ایسے ہی نطفہ کو جما ہوا خون پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسے شکل وصورت بخشتا ہے۔ ❸ یہ پہلے کلام کا نتیجہ ہے یعنی اس سے نتیجہ یہ نہ نکالو۔ ورنہ آئندہ یہ دوبارہ پیدا ہونا ابھی کسی نے نہیں دیکھا' یا یہ کہو کہ دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے' نہ کہ آنکھوں سے دیکھنا پھر معنی بالکل ظاہر ہیں ❹ معلوم ہوا کہ رب کی قدرت کے نظارے دیکھنے کے لئے دریاؤں' پہاڑوں اور زمین کے عجائب' مقامات کی سیر بھی عبادت ہے کہ یہ رب کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ ❺ یعنی جب تم نے جان لیا کہ ہر چیز کا ایجاد فرمانے والا رب ہے تو یہ بھی یقین سے مان لو کہ دوبارہ زندگی دینے والا بھی وہی ہے کیونکہ اعادہ

ع ۲ / ۹ / ۱۴ ایجاد سے آسان ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ❻ یعنی جس گنہگار مومن کو چاہے عذاب دے اور جسے چاہے رحم سے بخش دے' اس میں انبیاء کرام اور جن کی مغفرت کے وعدہ ہو چکا ہے وہ داخل نہیں۔ ایسے ہی کفار بھی اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ ان بزرگوں کا عذاب اور کفار کی مغفرت ناممکن قطعی ہے۔ لہٰذا اس آیت کو امکان کذب کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہاں امکان کا ذکر نہیں' وقوع کا ذکر ہے اس سے کذب باری تعالیٰ کا وقوع لازم آجاوے گا۔ (نعوذ باللہ) اگلی آیت میں اس کی تائید فرما دی ہے۔ ❼ یعنی اگر تم بفرض محال آسمان پر پہنچ جاؤ پھر بھی اس سے نہیں بچ سکتے' یا یہ مطلب ہے کہ آسمان وزمین والے اس کے قبضہ سے باہر نہیں۔ ❽ ان جیسی آیتوں میں خطاب کفار سے ہے کہ تمہارے لئے مددگار کوئی نہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (بقرہ: ۲۷۰) یا یہ مراد ہے کہ اللہ کے مقابل ہو کر تمہارا مددگار کوئی نہیں مومنوں کے لئے اللہ کی طرف سے بہت مددگار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (مائدہ: ۵۵) دنیا میں کوئی کام بغیر مددگار نہیں ہوتا۔ یہ ہی آخرت میں ہوگا۔ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ ❾ اس طرح کہ قرآن شریف اور قیامت کے انکاری ہو گئے ❿ یعنی کفار' منکرین قیامت اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں وہ اپنے کسی نیک عمل کی جزاء وثواب کے قائل نہیں کیونکہ جب وہ قیامت اور جنت کے ہی منکر ہیں تو رحمت الٰہی اور جزاء کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کفار کے متعلق ہے جو موت کے وقت جسم وروح دونوں کو فنا مانتے ہیں اور ثواب وغیرہ کے بالکل قائل نہیں مشرکین ہند ثواب کے قائل ہیں مگر اور لوگوں کے ذریعہ اسی دنیا میں۔ معلوم ہوا کہ رب سے ناامیدی کفر ہے اور ناامید کافر ہے۔ اس ناامیدی پر سخت عذاب ہوگا۔ ⓫ اس طرح کہ زندہ آگ میں ڈال دو' خیال رہے کہ اسلام میں کسی جاندار کو زندہ جلانا منع ہے۔ اس قوم کے سرداروں نے ماتحتوں سے یہ کہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہارنے والا لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہے' جواب نہیں دیتا۔ یہ عجز کی دلیل ہے ⓬ یہاں تھوڑی سی عبارت پوشیدہ ہے۔ یعنی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔ ہم نے اس آگ کو گلزار بنا دیا اور انہیں بقیہ برصفحہ ۸۲۱

وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡوَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا ف۱ اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے ف۲ اور تمہارا کوئی

نّٰصِرِيْنَ ۝ۙ۲۵ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ

مددگار نہیں ف۳ تو لوط اس پر ایمان لایا ف۴ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں ف۵

اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۶ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

بے شک وہی عزت وحکمت والا ہے ف۶ اور ہم نے اُسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے ف۷ اور

جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي

ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی ف۸ اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷ وَلُوْطًا اِذْ

عطا فرمایا ف۹ اور بے شک آخرت میں وہ ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ہے ف۱۰ اور لوط کو نجات دی جب

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا

اُس نے اپنی قوم سے فرمایا ف۱۱ تم بے شک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا

مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ

بھر میں کسی نے نہ کیا ف۱۲ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور

تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ

راہ مارتے ہو ف۱۳ اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے ہو ف۱۴ تو اس

جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ

کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ

سچے ہو ف۱۵ عرض کی اے میرے رب میری مدد کر ان فسادی

الْمُفْسِدِيْنَ ۝ؑ۳۰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ

لوگوں پر ف۱۶ اور جب ہمارے فرشتے ف۱۷ ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے ف۱۸

قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا

بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے ف۱۹ بے شک اس کے بسنے والے

ع ۸ ۱۵

❶ یعنی بت پجاریوں پر، اور پجاری بتوں پر، یا بعض بت پرست بعض پر ❷ بتوں کا بھی پجاریوں کا بھی، بت عذاب دینے کے لئے اور پجاری عذاب پانے کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔ ❸ نہ یہ بت، نہ تمہارے سردار، کیونکہ وہ خود گرفتار ہوں گے۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے سلامت نکل آئے تو یہ معجزہ دیکھ کر۔ ❹ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے یا بھانجے تھے (روح) ہاران کے فرزند تھے۔ حضرت ابراہیم پر سب سے پہلے لوط علیہ السلام ایمان لائے۔ یعنی ایمان شرعی، ورنہ تبلیغ سے پہلے اصل تصدیق تو آپ کی والدہ کو حاصل ہوئی۔ جیسے ہمارے حضور پر عطاءِ نبوت کے بعد اصل تصدیق حضرت خدیجہ کو پہلے حاصل ہوئی اور تبلیغ کے بعد ایمان شرعی پہلے ابوبکر صدیق کو ملا ❺ چنانچہ آپ نے حضرت لوط اور بی بی سارہ کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سنت انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی جگہ چلا جانا جہاں رب کی عبادت میں روک ٹوک نہ ہو، دراصل رب کی طرف جانا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں رب نہیں ہے، جہاں جا رہا ہوں وہاں رب ہے ❻ لہٰذا اس ہجرت کے حکم میں ہزارہا حکمتیں ہیں ❼ حضرت سارہ کے شکم سے اسحٰق علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کی صلب سے یعقوب علیہ السلام۔ چونکہ ان دونوں بزرگوں کی پیدائش آپ کی نہایت ضعیف العمری، سن ایاس کے زمانہ میں ہوئی، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ آپ کے فرزند حضرت اسماعیل، مدین و مدائن بھی ہیں۔ ❽ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد، نبوت ان کی اولاد سے خاص کر دی گئی۔ لہٰذا مرزا نبی نہیں کیونکہ اولاد ابراہیم سے نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی رب کی نعمت ہے جب کہ ایمان کے ساتھ ہو۔ صواعق محرقہ میں ابن حجر نے فرمایا کہ قیامت تک قطب الاقطاب سید ہوگا۔ یہ درجہ رب نے حضور کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا۔ حضور غوث پاک حسنی حسینی سید ہیں ❾ اس طرح کہ انہیں پاک اولاد بخشی۔ نبوت ان کی اولاد سے خاص فرمادی۔ قیامت تک ہر دین میں ان کا ذکر خیر رکھا ان کی سنتیں قائم فرمائیں۔ ہمارے حضور کے ساتھ ان کا نام بھی درود ابراہیمی میں رکھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ مراسم حج میں ان کی یادگاریں قائم رکھیں ❿ اولوالعزم پیغمبروں سے ہوں گے ⓫ یعنی جس قوم کے آپ نبی تھے ان سے فرمایا، ورنہ لوط علیہ السلام نہ اس قوم کے خاندان سے تھے نہ وطن والوں سے۔ آپ عراق سے تشریف لائے تھے، یہ لوگ شام کے علاقہ کے تھے۔ قوم کے بہت معنی آتے ہیں۔ ⓬ معلوم ہوا کہ لواطت قوم لوط سے پہلے کسی نے نہ کی اور کوئی جانور بھی یہ کام نہیں کرتا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بدتر ہے۔ اسے فاحشہ اس لئے فرمایا کہ اس فعل کی برائی ہر عقلمند جانتا مانتا ہے۔ ⓭ اس طرح کہ مسافروں کے مال لوٹ لیتے ہو، یا مسافروں کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو، اس وجہ سے مسافروں نے اس طرف سے گزرنا چھوڑ دیا۔ یا اپنی نسل ختم کرتے ہو۔ کیونکہ لوطی آدمی آخر کار عورت کے قابل نہیں رہتا (روح) ⓮ گالیاں بکنا، بقیہ بر صفحہ ۸۲۱

ظٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ
ستم گار ہیں ف۱ کہا اس میں تو لوط ہے ف۲ فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے ف۳ جو کچھ اس
فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۤ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٣٢﴾
میں ہے ضرور ہم اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے ف۴ مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے ف۵
وَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ
اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے ف۶ ان کا آنا اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل
ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
تنگ ہوا ف۷ اور انھوں نے کہا نہ ڈریئے اور نہ غم کیجئے ف۸ بے شک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓي اَهْلِ
نجات دیں گے ف۹ مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے ف۱۰ بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان
هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ
سے عذاب اُتارنے والے ہیں ف۱۱ بدلہ ان کی نافرمانیوں کا اور بے شک
تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ
ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لئے ف۱۲ مدین کی طرف اُن کے ہم قوم
شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا
شعیب کو بھیجا ف۱۳ تو اس نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی اُمید رکھو ف۱۴
تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ
اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ف۱۵ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا ف۱۶ تو اُنھیں زلزلے
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟
نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ف۱۷ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا
وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ف۱۸ اور شیطان نے اُن کے کوتک (کرتوت) اُن کی نگاہ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿٣٨﴾
میں بھلے کر دکھائے ف۱۹ اور اُنھیں راہ سے روکا اور انھیں سوجھتا تھا ف۲۰

(۱) معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاری کی وجہ سے اس بستی میں دوسری مخلوق جانور وغیرہ پر بھی عذاب آجاتا ہے (۲) پیغمبر کے ہوتے ہوئے کفار پر عذاب نہیں آتا۔ اسی لئے آپ نے تعجب سے پوچھا کہ وہاں تو نبی رہتے ہیں وہاں عذاب کیونکر آوے گا۔ جواب ملا کہ انہیں پہلے وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے گا' غرضیکہ آپ نے کفار کی شفاعت نہیں کی (۳) یہ بہت اچھا ترجمہ ہے کیونکہ یہاں اَعْلَمُ کے معنی یہ نہیں کہ ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں فرشتوں کا علم نبی کے علم سے زیادہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ اعلم حضرت ابراہیم کے مقابلہ میں تفضیل نہیں (۴) معلوم ہوا کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جا سکتے ہیں۔ دیکھو نجات دینا اللہ کا کام ہے مگر فرشتوں نے نے کہا ہم نجات دیں گے۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ سے نجات دیتے ہیں۔ حضور جنت دیتے ہیں حضور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو لوگوں کے انجام کی خبر ہے' کہ کون مومن مرے گا کون کافر' کون کس طرح ہلاک ہوگا۔ کہاں ہلاک ہوگا۔ پھر انبیاء کرام' اولیاء اللہ کو یہ علم ماننا شرک نہیں ہوسکتا (۶) خوبصورت لڑکوں کے صورت میں وہاں پہنچے تا کہ مجرموں کو موقعہء جرم پر پکڑا جاوے۔ (۷) مہمانوں کی آمد سے نہیں بلکہ اپنی قوم کی خباثت کا خیال فرماتے ہوئے کہ اب میں ان مہمانوں کی حفاظت کیسے کروں گا۔ معلوم ہوا کہ مہمان کی حفاظت و توقیر میزبان کے ذمہ ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی پیغمبر فرشتہ کو نہیں بھی پہچانتے مگر جب نزول وحی کے وقت فرشتہ حاضر ہوگا تو نبی کا پہچاننا لازم ہے' ورنہ وحی قطعی نہ رہے گی۔ (۸) یعنی قوم سے ڈریں نہیں' ہمارا غم کریں نہیں کیونکہ ہم انسان نہیں ہیں' فرشتے ہیں (۹) نجات دینی رب کا کام ہے مگر فرشتوں نے عرض کیا۔ ہم نجات دیں گے (۱۰) یعنی آپ کی بیوی اس بستی میں رہ جائے گی اور کافر قوم کے ساتھ ہلاک ہوگی۔ کفر پر مرے گی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب دیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کون' کیسے' کہاں اور کب مرے گا۔ دوسرے یہ کہ کافر کو نبی کی صحبت سے فیض نہیں پہنچتا۔ اور کافرہ کے لئے نبی کی بیوی ہونا بیکار ہے۔ تیسرے یہ کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کے ساتھ ہوگا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو کفار سے محبت تھی' انہیں کے ساتھ ہلاک ہوئی (۱۱) عذاب اتارنا رب کا کام ہے۔ مگر فرشتوں کی طرف نسبت کیا گیا (۱۲) چنانچہ اس جگہ سیاہ پانی کے چشمے بہنے لگے جن کی سخت بو دور سے محسوس ہوتی تھی جو پتھر ان پر برسے تھے' ان پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے وہ عرصہ تک باقی رہے۔ حضور کے صحابہ نے دیکھے (روح) ان کے ویران مکان باقی نہ رہے کیونکہ اس زمین کا طبقہ لوٹ دیا گیا تھا۔ چونکہ ان نشانیوں سے دینی عقل والے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ عقل سے مراد دینی عقل ہے جو حق کی طرف رہبری کرے' جو ایمان بنائے۔ نہ وہ عقل جو توپ و تفنگ و ہوائی جہاز بنائے۔ (۱۳) یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آکر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم اس نسب' اس ملک سے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو بقیہ بر صفحہ ۸۲۱

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
اور قارون اور فرعون ۱ اور ہامان کو ۲ اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا

فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا
تو اُنھوں نے زمین میں تکبر کیا ۳ اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے ۴ تو ان میں ہر ایک کو ہم

بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
نے اُس کے گناہ پر پکڑا ۵ تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور اُن میں کسی کو

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ
چنگھاڑ نے آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور

مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
ان میں کسی کو ڈبو دیا ۶ اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جانوں پر ظلم کرتے تھے ۷ ان کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ
ہیں مکڑی کی طرح ہے ۸ اس نے جالے کا گھر بنایا ۹ اور بے شک سب گھروں

لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ۱۰ کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ۱۱ اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾
کے سوا پوجا کرتے ہیں ۱۲ اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۱۳

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾
اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں ۱۴ اور اُنھیں نہیں سمجھتے مگر علم والے

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے ۱۵ بے شک اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
نشانی ہے مسلمانوں کے لئے ۱۶

۱ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا' ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر۔ کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون و ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لئے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۲ یہاں قارون کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو' ایمان لاؤ۔ ۳ فرعون و ہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۵ یعنی کسی کو دوسرے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لئے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے علاقوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرم کی وجہ سے عذاب آجاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم تو بخشے جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی۔ ۶ چنانچہ قوم لوط پر پتھراؤ ہوا۔ قوم ثمود آواز سے ہلاک کی گئی۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا' قوم نوح غرق کی گئی۔ ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی

چاہئے ۷ یعنی یہ عذاب ہم نے ان پر بے قصور نہ بھیجے بلکہ انہوں نے خود بداعمالیاں کر کے منگائے جیسے کوئی خودکشی کر کے اپنی موت منگائے خیال رہے کہ کافر و بدکار دوسروں پر بھی ظلم کرتا ہے اور خود اپنے پر بھی۔ ظلم کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کی ملک میں ناجائز تصرف کرنا یا کسی کا حق نہ دینا۔ ہمارے نفوس اللہ کی ملک ہیں اور ان کا ہم پر حق ہے۔ تو مجرم جرم کر کے اللہ کی ملک میں بے اجازت تصرف کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کا حق مارتا ہے لہٰذا یقیناً ہر معنی سے ظالم ہے ۸ خدا کے دشمنوں کو دوست بنایا جو اولیاء من دون اللہ ہیں۔ اس کے دوست اولیاء اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ (بقرہ: ۲۵۷) انہیں ولی ماننا ایمان کا رکن ہے۔ یا یہاں اولیاء بمعنی حقیقی مالک اور معبود ہے ۹ یعنی جیسے مکڑی کا جالا گرمی۔ سردی دور نہیں کر سکتا۔ گرد و غبار کو روک نہیں سکتا دیکھنے میں بہت پھیلا ہوتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں کہ انگلی لگ جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی ان کفار کے دین کا حال ہے دکھلاوا بہت حقیقت کچھ نہیں ۱۰ کہ نہ اس کی بنیاد ہے نہ دیواریں' نہ چھت' نہ کوئی اور چیز کی پختگی ۱۱ کفار عرب آرام میں تو بتوں کی پرستش کرتے تھے مگر تکلیف میں صرف خدا کو پکارتے اور اس بقیہ بر صفحہ ۸۲۲

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَؕ اِنَّ
اے محبوب پڑھو ف۱ جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ ف۲ بےشک
الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ وَ
نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے ف۳ اور بےشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ف۴ اور
اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۴۵ وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا
اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ف۵ اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر
بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﳓ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا
بہتر طریقہ پر ف۶ مگر وہ جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا ف۷ اور کہو ہم ایمان لائے
بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ
اس پر جو ہماری طرف اُترا ف۸ اور جو تمہاری طرف اُترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم
نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۴۶ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَؕ فَالَّذِیْنَ
اس کے حضور گردن رکھے ہیں ف۹ اور اے محبوب یونہی تمہاری طرف کتاب اُتاری ف۱۰ تو وہ جنہیں
اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖؕ وَ مَا
ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں ف۱۱ اور کچھ اُن میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں ف۱۲ اور
یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۴۷ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ
ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر ف۱۳ اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے
كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۴۸ بَلْ هُوَ
تھے ف۱۴ اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے ف۱۵ بلکہ وہ
اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ
روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ف۱۶ اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۴۹ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖؕ قُلْ
مگر ظالم ف۱۷ اور بولے کیوں نہ اُتریں کچھ نشانیاں اُن پر ان کے رب کی طرف سے ف۱۸ تم فرماؤ
اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۵۰ اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ
نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں ف۱۹ اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں

(۱) خود پڑھو ثواب حاصل کرنے، اس کے معانی میں غور کرنے اور اپنے درجے بلند کرنے کے لئے یا دوسروں کو پڑھ کر سناؤ تا کہ لوگ تم سے سن کر قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیں۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن عبادت ہے۔ اس کی تبلیغ اہم، ضروری (۲) یعنی اے محبوب آپ اپنی امت کی نماز قائم اور درست فرماؤ کہ انہیں پڑھ کر دکھا دو تا کہ وہ تمہاری نقل کریں۔ خیال رہے کہ جہاز میں سواریاں اور کپتان سب ہی سوار ہوتے ہیں، مگر مسافر تو پار لگنے کے لئے اور کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کے جہاز میں مومن اور نبی سب سوار ہیں، مگر مومن پار لگنے کے لئے حضور پار لگانے کے لئے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اپنی بخشش کے لئے۔ حضور پڑھتے ہیں ہم کو سکھانے کے لئے۔ امت اور نبی سب پر نماز فرض ہے مگر نوعیت فرضیت میں فرق ہے (۳) جو چیز عقلاً بری ہو وہ فحش ہے جو صرف شرعاً ممنوع ہو منکر ہے، جیسے زنا اور بت پرستی۔ صحیح نماز جو پابندی اور حضور دل سے ادا کی جائے وہ ضرور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے۔ جو نمازی لوگ بری عادتوں سے نہیں ہٹتے دراصل وہ صحیح طور پر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ منافقین، آج کل کے مرزائی وغیرہ نماز کے بہت پابند ہیں، فحش و منکر سے نہیں بچتے کیونکہ نماز صحیح نہیں پڑھتے۔ عشاق کہتے ہیں کہ یہاں الصلوۃ میں الف لام عہدی ہے اور اس سے وہ نماز مراد ہے جو حضور کی قائم کی ہوئی ہو۔ یعنی وہ نماز فحش اور منکر سے بچاتی ہے، جو اے محبوب نمازی کے دل میں آپ نے قائم کی ہو۔ خود اپنی قائم کردہ نماز سے یہ فائدے نہیں ہوتے غرضیکہ آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۴) ذکر اللہ سے مراد یا نماز ہے یعنی تمام عبادات میں نماز افضل ہے یا عام ذکر اللہ۔ کیونکہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الٰہی کا بدلہ ذکر ہے، رب فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ (بقرہ: ۱۵۲) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یا حضور ﷺ ہیں یعنی حضور تمام مخلوق میں افضل ہیں، رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا (طلاق: ۱۰) (۵) اپنی زندگی میں نیک و بد اعمال اور قبر میں یا آخرت میں کرو گے (۶) مضبوط دلائل پیش کر کے اور اچھے اخلاق دکھا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں سخت کلامی گالی گلوچ ہنسی مذاق سے پرہیز چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ اچھی عبادت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ علم مناظرہ سیکھنا چاہئے (۷) جو مسلمانوں کو ستائیں یا حضور کی شان میں گستاخی کریں یا جزیہ ادا کرنے میں کوتاہی کریں ان پر ڈانٹ ڈپٹ بلکہ بوقت ضرورت جہاد کرو۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے (۸) اس ترتیب سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمارا ایمان قرآن کریم پر پہلے ہے دیگر آسمانی کتابوں پر بعد میں، بلکہ ان آسمانی کتابوں پر ایمان صرف اس لئے ہے کہ قرآن کریم نے اس کا حکم دیا دوسرے یہ کہ قرآن پر ایمان بھی ہے اور عمل بھی، ان کتابوں پر صرف ایمان ہے عمل نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم پر توریت وغیرہ کا کوئی مضمون بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے (۹) تو چونکہ قرآن کریم بھی رب تعالیٰ کی طرف سے ہے بقیہ برصفحہ ۸۲۲

أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً

کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری ف۱ جو ان پر پڑھی جاتی ہے ف۲ بے شک اس میں رحمت

وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے ف۳ تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے میرے اور تمہارے درمیان

شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا

گواہ ف۴ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۵ اور وہ جو

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں ف۶ اور تم سے عذاب کی

بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ

جلدی کرتے ہیں ف۷ اور اگر ایک ٹھہرائی مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ف۸ اور ضرور اُن پر

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ

اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے ف۹ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک

جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو ف۱۰ جس دن اُنھیں ڈھانپے گا عذاب اُن کے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾

اوپر اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا چکھو اپنے کیے کا مزہ ف۱۱

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے ف۱۲ تو میری ہی بندگی کرو ف۱۳

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ف۱۴ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے اور بے شک جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي

ایمان لائے اور اچھے کام کیے ضرور ہم اُنھیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾ الَّذِينَ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے ف۱۵ کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا ف۱۶ وہ جنھوں نے

ع ۵ / ۱

(۱) یعنی عام معجزات میں بڑا معجزہ تو قرآن ہے جب یہ ہی انہیں کافی نہ ہوا تو جو معجزات وہ مانگتے ہیں وہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہلاکت کے مستحق ہوں گے کیونکہ منہ مانگے معجزات پر ایمان نہ لانا عذاب کا سبب ہوتا ہے لہٰذا ان کے منہ مانگے معجزات ظاہر نہ فرمانا بھی حضور کی رحمت ہے (۲) آج بھی اور آئندہ قیامت تک۔ مقصد یہ ہے کہ انبیاء کرام کے معجزات قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاگتا معجزہ ہے جو ہمیشہ دیکھا جاتا رہے گا۔ اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بدنصیبی ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ قرآن صرف مومنوں کے لئے رحمت ہے یعنی رحمت خاص اور عام رحمت تو سارے جہان کے لئے۔ اسی طرح ہمارے حضور کی عام رحمت تمام جہانوں کے لئے، خاص رحمت صرف مومنوں کے لئے، رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۰۷) اور فرماتا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۱۲۸) (۴) سبحان اللہ! رب تعالیٰ کی توحید کے حضور گواہ اور حضور کی نبوت کا رب تعالیٰ گواہ۔ خیال رہے کہ تاقیامت علماء اور صالحین کی گواہی دینا یہ سب کی گواہی ہے اسی طرح معجزات کا حضور سے ظاہر ہونا رب تعالیٰ کی گواہی ہے جیسے کسی کے پاس یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ ہونا۔ اور محکموں کی وردی پیٹی، تمغے، بلے ان محکموں کی گواہی۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب نے ہمارے سامنے آکر گواہی نہ دی (۵) لہٰذا رب کی گواہی بہت مکمل اور اعلیٰ ہے۔ جس قدر علم کامل اسی قدر گواہی مکمل۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے برابر کوئی بندہ عالم نہیں کیونکہ حضور توحید الٰہی کے سب سے بڑے گواہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم (۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر رب تعالیٰ کا منکر ہے کیونکہ اہل عرب رب تعالیٰ کے منکر نہ تھے حضور کی نبوت کے انکاری تھے لیکن انہیں رب کا منکر قرار دیا گیا۔ (۷) شان نزول نضر ابن حارث وغیرہ کفار مذاق کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائے ہم پر پتھر کیوں نہ برسے، ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن وروح) (۸) اس مدت سے مراد یا قیامت ہے یا ان کی موت یا آئندہ وہ جنگ و جہاد جن میں کفار ذلت اور خواری سے مارے جاویں گے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اب وہ غیبی عذاب نہ آئیں گے جو اور انبیاء کے منکروں پر آئے کیونکہ آپ رحمت عالم ہیں (۹) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ غافل کی موت اچانک ہے اگرچہ بہت بیماری کے بعد ہو کیونکہ وہ وہاں کی تیاری نہیں کرتا۔ عاقل مومن کی موت مفاجات اچانک نہیں اگرچہ سوتے میں ہارٹ فیل ہو جائے کیونکہ وہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہتا ہے۔ (۱۰) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کفر وعناد اور بدکاریاں دنیا کا دوزخ ہیں جو غافل اور کافر کو یہاں گھیرے ہیں (روح) جیسے ایمان اور نیک اعمال مومن کے لئے دنیا کی جنت ہے۔ دوزخ و جنت میں یہ اعمال سزا و جزا کی شکل میں نمودار ہوں گے رب کا قہر یا فضل علاوہ ہوگا (۱۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاوے مگر اسے عذاب گھیرے گا نہیں۔ اس کی پیشانی، دل، سجدہ کے اعضاء محفوظ رہیں گے کیونکہ عذاب کا گھیرنا کافر کا عذاب ہے دوسرے یہ کہ کافروں کے فوت شدہ ناسمجھ بچے دوزخ

بقیہ برصفحہ ۸۲۲

32

صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ

صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۱ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی

رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ

ساتھ نہیں رکھتے ۲ اللہ روزی دیتا ہے اُنھیں اور تمھیں ۳ اور وہی سُنتا جانتا ہے ۴ اور اگر تم

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۵ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے ۶ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۷

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے ۸ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ

اکثر بے عقل ہیں ۹ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ۱۰ اور بے شک

الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا

آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے ۱۱ کیا اچھا تھا اگر جانتے پھر جب کشتی میں

فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ

سوار ہوتے ہیں ۱۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر ۱۳ پھر جب وہ اُنھیں خشکی کی طرف بچالاتا

اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫

ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۱۴ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی ۱۵ اور برتیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ

تو اب جانا چاہتے ہیں اور کیا اُنھوں نے ۱۶ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۷

۱ شانِ نزول: جب مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہم کہاں جائیں، کیسے جائیں، نہ کہیں ہمارا مکان نہ رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام۔ ہمیں کون کھلائے پلائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو توکل کی تعلیم دی گئی ۲ علماء فرماتے ہیں کہ صرف تین حیوان رزق جمع کرتے ہیں۔ چیونٹی، چوہا، انسان۔ یہ کھاتے کم ہیں فکر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی، گینڈا وغیرہ ۳ یعنی جتنا رزق تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں ۴ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔ ۵ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کرکے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید، صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔ ۶ یعنی جسے چاہتا ہے مالدار کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقیر کرتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب چاہے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے، دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے، کافر کی امیری قہر ہے مومن کی فقیری رحمت ہے ۷ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق، لہٰذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بناؤ۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے، ابوجہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۸ ان تمام اقراروں کے باوجود وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء: ۹۸) مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عیسائی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۹ کہ اس اقرار کے باوجود رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر ٹھہراتے تھے رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (انعام: ۱) ۱۰ لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے، لہٰذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد، اگر صفر علیحدہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہٰذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توشہ ۱۱ غافل کرنے والی چیز کو لہو کہتے ہیں اور بیکار و عبث کو لعب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فنا ہو نہ فساد نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا برزخ کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی، کیونکہ مومن فنافی اللہ بقیہ برصفحہ ۸۲۳

النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور اُنکے آس پاس والے لوگ اُچک لئے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

ناشکری کرتے ہیں ف۱ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۲ یا حق کو جھٹلائے ف۳

لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ

جب وہ اس کے پاس آئے ف۴ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ف۵ اور جنھوں نے

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے ف۶ اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ف۷

سُوْرَةُ الرُّوْمِ ۳۰ مَكِّيَّةٌ ۸۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۶۰ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۂ روم مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

رومی مغلوب ہوئے ف۸ پاس کی زمین میں ف۹ اور اپنی مغلوبی کے بعد

سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ

عنقریب غالب ہوں گے ف۱۰ چند برس میں ف۱۱ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور

بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ

پیچھے ف۱۲ اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے ف۱۳ اللہ کی مدد سے ف۱۴ وہ مدد کرتا ہے جس

يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف۱۵ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی

الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ

زندگی ف۱۶ اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں کیا انھوں نے

اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

اپنے جی میں نہ سوچا ف۱۷ کہ اللہ نے پیدا نہ کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر

۱ یہاں نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد بت ہیں۔ تمام نعمتوں میں حضور عظیم الشان نعمت ہیں کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں حضور' نعمت باقی ہیں' ایمان' عرفان' قرآن سب حضور کی طفیل ہیں۔ ۲ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی بہت صورتیں ہیں۔ کافر کا بت پرستی کر کے یہ کہنا کہ اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔ کتاب اللہ میں اپنی طرف سے خلط ملط کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ آپ کو اللہ نے نبی نہیں کیا (معاذ اللہ) جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ کا حکم ہے۔ وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جاوے تو بڑا گناہ ہے جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے سخت جرم ہے۔ ۳ حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل حق ہے آپ سراپا حق ہیں جو ان کے قدم سے وابستہ ہو جاوے وہ بھی حق ہے اگر عبادت کو ان سے بے تعلقی ہو جائے تو باطل ہے اگر ہمارے قصور کو ان کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو حق ہے ۴ یا ظاہری جسم شریف سے' جیسے کفار مکہ کے پاس حضور کا تشریف لانا یا نورانیت اور روحانیت سے جیسے ہم مہجوروں کے پاس حضور کا تشریف لانا۔ ۵ ہر کافر کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر جیسا کفر ویسا اس کا مقام ۶ یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی جو طلب علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی' جو اتباع سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی۔ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس' اس لئے سبل جمع فرمایا ۷ اللہ کی رحمت' مغفرت کرم نیک کاروں کے ساتھ ہے' اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف: ۵۶) ۸ رومی لوگ عیسائی تھے' فارسی لوگ آتش پرست مجوسی۔ اس لئے مسلمان رومیوں کی فتح چاہتے تھے اور مشرکین عرب فارسیوں کی۔ ایک بار رومیوں اور فارسیوں میں جنگ ہوئی اتفاقاً فارسی رومیوں پر غالب آ گئے جس سے مسلمانوں کو رنج ہوا اور کفار کو خوشی۔ کفار بولے کہ ہمارے بھائی فارسی تمہارے بھائی رومیوں پر غالب آ گئے اگر ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو تم پر ہم غالب آئیں گے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں خبر دی گئی کہ چند سال بعد پھر ان میں جنگ ہوگی اس میں رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے۔ اے کافرو! اس عارضی فتح سے تم خوش نہ ہو۔ خیال رہے کہ یہاں روم رومی کی جمع ہے رومی لوگ روم ابن عیصٰی ابن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں دوسرے قسم کے رومی اور بھی ہیں۔ جو روم ابن یونان ابن یافث ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ فارسی لوگ فارس ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں یہاں روم اول کی جنگ فارس سے ہوئی تھی ۹ جن کا علاقہ عرب کے قریب ہے کیونکہ یہ رومی دجلہ و فرات کے درمیان جزیرہ میں تھے اس وقت فارس کا بادشاہ پرویز ابن ہرمزا ابن نوشیرواں ابن قباد تھا۔ خیال رہے کہ جو شاہ فارس عہد فاروقی میں مارا گیا اس کا نام یزدگرد ابن شہریار ابن پرویز تھا اور بقیہ برصفحہ ۸۲۳

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ
حق ف۱ اور ایک مقرر میعاد سے ف۲ اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار
لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
رکھتے ہیں ف۳ اور کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا ف۴ کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا
انجام کیسا ہوا ف۵ وہ ان سے زیادہ زور آور تھے ف۶ اور زمین جوتی
الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ ف۷ اور ان کے رسول ان کے پاس روشن
بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ
نشانیاں لائے ف۸ تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر
يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى اَنْ
ظلم کرتے تھے ف۹ پھر جنھوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ
اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور اُن کے ساتھ تمسخر کرتے ف۱۰ اللہ پہلے بناتا ہے
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر دوبارہ بنائے گا ف۱۱ پھر اس کی طرف پھروگے ف۱۲ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا
ٹوٹ جائے گی ف۱۳ اور اُن کے شریک اُن کے سفارشی نہ ہوں گے ف۱۴ اور وہ
بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے ف۱۵ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے ف۱۶
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِىْ رَوْضَةٍ
تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی
يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ
خاطرداری ہوگی ف۱۷ اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور

① جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور تمام چیزوں کو بغیر حکمت کے پیدا نہ فرمایا تو ہم جو اشرف المخلوق ہیں عبث اور باطل پیدا نہ کئے گئے۔ ہماری پیدائش کا کچھ مقصد ضرور ہے اگر ہم نے اپنا زندگی کا مقصد پورا کر دیا تو ہم زندہ ہیں ورنہ مردوں سے بدتر۔ ② یعنی ہمیشہ کے لئے نہ بنایا۔ آخر فنا ہو جائے گا اس لئے کمزور پیدا کیا۔ جیسے مسافر راستہ پر عارضی جھونپڑے' ڈال لیتے ہیں جو کمزور ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اجسام عارضی جھونپڑے ہیں معلوم ہوا کہ فنا کے لئے بنے ہیں ③ یعنی ان دلائل کے باوجود لوگ قیامت اور حشر کے منکر ہیں جو بالکل عقل کے مطابق ہیں ④ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کی اجڑی بستیوں کو جا کر دیکھنا تا کہ خوف الٰہی پیدا ہو اور محبوبوں کے آباد مقاموں کو جا کر دیکھنا تا کہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کے لئے سفر مباح ہے۔ سفر عرس ثابت ہوا۔ حدیث شریف میں جو ارشاد ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں سفر نہ کیا جاوے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد میں سفر کر کے جانا' یہ سمجھ کر وہاں ثواب زیادہ ملے گا' ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار یہ غلط اور ناجائز ہے ⑤ کہ وہ تمام کفار اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اگر انہوں نے حضور کی مخالفت کی تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ قیاس حق ہے یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس میں جاری کرنا ⑥ چنانچہ قوم عاد و ثمود بڑے قد آور شہ زور تھے۔ عمریں بھی ان کی بہت دراز تھیں۔ عمارتیں بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ بہت شہر آباد کئے تھے ان مکہ والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے ⑦ کیونکہ ان کی زمین عرب کی طرح بنجر نہ تھی۔ کھیت و باغات کے لائق تھی۔ اور وہ قوم بھی نادان نہ تھی۔ ہوشیار تھی۔ کھیتی باڑی میں بہت ماہر تھی۔ اس لئے انہوں نے زمین خوب آباد کی تھی ⑧ چنانچہ ہر زمانہ میں نبی اپنی قوم کے سامنے اس قسم کا معجزہ لایا جس کا اس زمانہ میں زور تھا۔ طب کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ اور کوڑھی اچھے کئے۔ جادو کے زور کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھا دیا تا کہ اس فن کے استاد عاجز رہیں اور نبی کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج سائنس کے زمانے میں کوئی ایسی چیز دکھاتا جس سے سائنس والے مات کھا جاتے۔ ⑨ ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز میں بغیر مالک کی اجازت تصرف اور عملدرآمد کرنا۔ کافر کا کھانا' پینا' چلنا پھرنا ظلم ہے کہ رب کی بغاوت کر کے اس کی چیزوں کو استعمال کرتا ہے مومن کے یہ کام عبادت ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کا مطیع ہے ⑩ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو سنت کا تارک ہو گا وہ ایک دن فرض کا تارک بھی ہو جائے گا اور جو فرض کا چھوڑنے کا عادی ہو گا وہ آخر کار عقیدے بھی چھوڑ بیٹھے گا۔ چور پہلے پہلی دیوار توڑتا ہے وہاں کامیاب ہو کر دوسری دیواروں میں نقب لگاتا ہے۔ لہٰذا دین کی پہلی دیوار سنت ہے اس کی حفاظت کرو ورنہ باقی چیزوں کی خیر نہیں۔ دیکھو یہ کفار بدعملی سے بدعقیدگی میں پھنسے ⑪ کیونکہ ایجاد مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا آسان ہے جب تم مانتے ہو کہ خلق کا موجد اللہ تعالیٰ ہے تو قیامت میں خلقت کو دوبارہ پیدا فرمانے سے بقیہ برصفحہ ۸۲۳

الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لا دھرے (ڈال دیئے) جائیں گے ۱ تو اللہ کی پاکی بولو

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ
جب شام کرو ۲ اور جب صبح ہو ۳ اور اُسی کی تعریف ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ
اور زمین میں ۴ اور کچھ دن رہے ۵ اور جب تمہیں دوپہر ہو ۶ وہ زندہ کو نکالتا ہے

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَيُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے ۷ اور زمین کو جِلاتا (زندہ کرتا) ہے اس کے مرے

مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
پیچھے ۸ اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے ۹ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی

تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ
سے ۱۰ پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے ۱۱ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے ۱۲ کہ اُن سے آرام پاؤ ۱۳ اور تمہارے آپس میں

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ
محبت اور رحمت رکھی ۱۴ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لئے ۱۵ اور

مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ
اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ۱۶ اور تمہاری زبانوں

وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
اور رنگتوں کا اختلاف ۱۷ بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے اور اس کی نشانیوں میں ہے

مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ
رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا ۱۸ بے شک اس

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ
میں نشانیاں ہیں سُننے والوں کے لیے ۱۹ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے

منزل ۵

۱ ہمیشہ کے لئے' کہ عذاب نہ کبھی دور ہو نہ ہلکا۔ لہٰذا یہ آیت صرف کفار کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو اس کا عذاب ہمیشہ کا نہ ہوگا عارضی ہوگا جیسے بھٹی میں کوئلہ بھی جاتا ہے اور گندا سونا بھی۔ مگر سونا صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ وہاں رہنے کے لئے' نکلنے کے لئے نہیں۔ نکلے گا تو فقط سونا ہی' پاک صاف ہو کر ۲ یعنی اس کی تسبیح پڑھو' کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں' یا ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح و تحمید سب ہی کچھ ہے اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے لہٰذا چاہئے کہ ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ نماز پنجگانہ کے اوقات اور تعداد رکعات کے نکات ہماری کتاب اسرار احکام (رسائل نعیمیہ) میں ملاحظہ کرو ۳ شام میں مغرب و عشاء کی نمازیں آ گئیں اور نماز فجر' تین نمازیں یہ ہوئیں ۴ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تمام آسمان و زمین والے خصوصیت سے ان اوقات میں اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اے انسان! تم اشرف الخلق ہو تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان والوں پر رب کی حمد لازم ہے کہ وہ ان کا خالق و رازق ہے ۵ عَشِيًّا میں نماز عصر اور تُظْهِرُوْنَ میں نماز ظہر مراد ہے کیونکہ ظہر ظہیرہ سے بنا' یعنی دوپہر۔ خیال رہے کہ عربی میں صبح سے دوپہر تک غدا' دوپہر سے رات کے اول حصہ تک عشاء اور نصف رات کے بعد کو سحور کہتے ہیں۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز کی پابندی کرے وہ گویا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔ ۶ اس میں نماز پنجگانہ کی فرضیت اشارۃً مذکور ہے کیونکہ سبحان اللہ سے مراد نماز ہے جز سے کل مراد۔ باقی آیت میں اوقات کا ذکر ۷ اس طرح کہ جاندار سے بے جان نطفہ یا انڈا پیدا فرماتا ہے اور مومن سے کافر' متقی سے فاسق' عاقل سے غافل کو پیدا کرتا ہے اور نطفہ یا انڈے سے جاندار حیوان۔ کافر سے مومن' غافل سے عاقل' فاسق سے متقی بندے پیدا فرماتا ہے کیسی شان والا ہے۔ سبحان اللہ ۸ کہ خشک زمین پر بارش برسا کر وہاں سبزہ اگاتا ہے اور سیاہ دل پر فیض نبوت کی بارش برسا کر وہاں ایمان و تقویٰ کا سبزہ اگاتا ہے۔ ۹ قیامت میں اپنی قبروں سے' خیال رہے کہ موت کے بعد بندہ جہاں بھی رہے وہی اس کی قبر ہے۔ قبر عالم برزخ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ دفن نہ ہوں وہ کیسے اور کہاں سے اٹھیں گے۔ ۱۰ یا تو اس طرح کہ تمہارے دادا حضرت آدم کو مٹی سے بنایا' یا اس طرح کہ تم نطفہ سے بنے اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے ۱۱ خیال رہے کہ مٹی جمادات میں داخل ہے اور انسان حیوانات ہیں' جماد اور حیوان میں بہت فاصلہ ہے لہٰذا یہ پیدائش بہت عجیب ہے ۱۲ یعنی بیویاں' چونکہ عورت کی پیدائش مرد سے ہے یعنی حضرت حوا آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئیں اس لئے اس طرح خطاب ہوا۔ یعنی تم مردوں سے عورتیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا نکاح جانور' جن وغیرہ سے نہیں کیونکہ بیوی اپنی جنس کی چاہئے۔ حور اگرچہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد میں نہیں مگر جنت دوسری دنیا ہے وہاں کے احکام جداگانہ ہیں اس ہی لئے آدم علیہ السلام کی بیوی اس وقت جنت میں صرف حوا تھیں کسی حور سے اختلاط نہ تھا ۱۳ معلوم ہوا کہ بقیہ بر صفحہ ۸۲۳

خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ
ڈرانے اور امید دلاتی ۱ اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے تو اُس سے زمین کو زندہ کرتا ہے

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنْ
اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے ۲ اور اس کی

اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ
نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں ۳ پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا

دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ لَهٗ مَنْ فِی
فرمائے گا ۴ جبھی تم نکل پڑو گے ۵ اور اسی کے ہیں جو کوئی

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا
آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں ۶ اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر

الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی
اُسے دوبارہ بنائے گا ۷ اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے ۸ اور اُسی کے لئے ہے سب سے

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ
برتر شان آسمانوں اور زمین میں ۹ اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمہارے لئے ۱۰ ایک

مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ
کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے غلاموں میں سے کچھ شریک

شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ
ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو ۱۱ تم اُن سے ڈرو جیسے آپس میں ایک

اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ
دوسرے سے ڈرتے ہو ۱۲ ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لئے بلکہ ظالم

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ
اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے بے جانے ۱۳ تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ

اللّٰهُ ؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ
کیا ۱۴ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ۱۵ تو اپنا منہ سیدھا کرو ۱۶ اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر ۱۷

ع ۳

منزل ۵

۱ بجلی چمکنے پر بارش کی امید اور اس کے گرنے کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے لہٰذا یہ امید اور خوف دونوں کی جامع ہیں۔ ۲ معلوم ہوا کہ علم و عقل اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں مگر جب کہ ان سے ایمان اور ایمانیات کا پتہ لگایا جاوے ورنہ یہ علم و عقل ہلاک بھی کر دیتے ہیں رب فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (جاثیہ: ۲۳) دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ ان چیزوں سے علم والے عقل والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان علم و عقل کی وجہ سے دوسری مخلوق سے افضل ہے ۳ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت نہیں کرتے، دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں، صرف تارے متحرک ہیں، رب فرماتا ہے كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (انبیاء: ۳۳) کیونکہ حرکت قیام کے خلاف ہے۔ ۴ یعنی تم کو تمہاری قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ بلاتے وقت تم قبروں یعنی عالم برزخ میں ہو گے نہ کہ بلانے والا، جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو گھر سے بلایا یعنی زید کے گھر سے ۵ زندہ ہو کر قبروں سے نکل کر وہاں پہنچو گے جہاں قیامت ہوگی یعنی میدان شام میں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام اللہ کے کام مانے جاتے ہیں، اس وقت پکارنا، ندا فرمانا حضرت اسرافیل کا کام ہوگا رب نے فرمایا کہ اللہ پکارے گا۔ دوسرے یہ کہ سب زمین سے اٹھیں گے کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر یہاں دفن ہوں گے ۶ یعنی تکوینی حکموں میں سب زیر حکم ہوں گے اگرچہ تشریعی حکموں میں بعض نافرمان۔ دیکھو مرنے جینے، صحت بیماری خوبصورتی وغیرہ میں ہم کو کچھ اختیار نہیں، تابع فرمان الٰہی ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ میں رب نے ہم کو اختیار دیا ہے تو کوئی پڑھتا ہے کوئی نہیں ۷ حضرت اسرافیل کے صور پھونکنے پر کہ پہلے صور پر سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اور دوسرے پر سب کچھ پیدا ہوگا۔ غرضیکہ مخلوق کی ابتدا آہستگی سے مگر اعادہ اچانک ہوگا۔ ۸ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ ترجمہ ہے کیونکہ آیت کا منشا یہ نہیں کہ رب پر خلقت کی ابتدا مشکل تھی اعادہ آسان ہوگا۔ اس پر کوئی شے مشکل نہیں بلکہ یہ اس قانون کا بیان ہے جس کا مخلوق کو تجربہ ہے کہ مخلوق پر ایجاد مشکل ہے۔ اعادہ آسان۔ مگر تم اے بیوقوفو! یہ تو مانتے ہو کہ اللہ نے سب کچھ ایجاد کیا مگر اعادہ ناممکن سمجھتے ہو۔ کیسے بے عقل ہو ۹ اس طرح کہ اس کی ہر صفت ہر شان مخلوق کی صفات سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (شوریٰ: ۱۱) مثل اور مثل میں فرق ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ الخ (النور: ۳۵) میں رب کے نور کی تمثیل ہے تشبیہ نہیں ۱۰ اس میں مشرکین سے خطاب ہے جو اپنے جھوٹے معبودوں کو رب تعالیٰ کا بندہ مان کر اس کا شریک مانتے تھے یعنی بندگی اور شرکت جمع نہیں ہو سکتی ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دارومدار اس پر ہے کہ کسی بندے کو رب کے برابر مانا جاوے۔ اس طرح کہ اس کی اولاد یا رب کو اس کا حاجت مند مانا جاوے۔ بغیر برابری کے عقیدے کے شرک ناممکن ہے ۱۲ چنانچہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کی رب تعالیٰ پر دھونس اور زور مانتے تھے کہ

بقیہ بر صفحہ ۸۲۴

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ
اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا ۱ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ۲
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۙ
یہی سیدھا دین ہے ۳ مگر بہت لوگ نہیں جانتے
مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۴ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو ۵ اور
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ
مشرکوں سے نہ ہو ۶ ان میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ۷ اور ہو گئے گروہ گروہ
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ
ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے ۸ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے ۹
دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً
تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۱۰ پھر جب وہ انھیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے ۱۱
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ
جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۱۲ کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں
فَتَمَتَّعُوْا ۥ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو ۱۳ یا ہم نے ان پر کوئی سند اُتاری
فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
کہ وہ انھیں ہمارے شریک بتا رہی ہے ۱۴ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں
فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا
اس پر خوش ہوجاتے ہیں ۱۵ اور اگر انھیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے بھیجا جبھی
هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
وہ نااُمید ہوجاتے ہیں ۱۶ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے
وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى
اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ۱۷ تو رشتہ دار کو

(۱) چنانچہ ہر بچہ اس توحید اور دین پر پیدا ہوتا ہے جس کا اس نے میثاق کے دن عہد کیا تھا۔ (۲) اس طرح کہ کوئی بچہ کفر پر پیدا ہو جائے یہ ناممکن ہے ہاں ہوش سنبھال کر کوئی مومن رہتا ہے کوئی کافر ہو جاتا ہے (۳) جو رب تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ خیال رہے کہ یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ جس بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا وہ کافر پیدا ہوا تھا کیونکہ وہاں کافر پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی طبیعت پیدائشی طور پر مائل بہ کفر تھی (۴) یعنی فطری دین پر قناعت نہ کرو بلکہ اپنی زندگی کی ہر حالت میں رب کی طرف رجوع رکھو کیونکہ فطری ایمان کا اعتبار نہیں وہ ایمان بخشش کا مدار نہیں۔ اس لئے مشرک کے فوت شدہ بچے پر نہ نماز جنازہ ہوتی ہے نہ دفن و کفن وغیرہ۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ گناہ کر کے بھی رب کی طرف رجوع کرے اور نیکی کر کے اس سے آس رکھے اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے وہ قبول فرما لے تو بیڑا پار ہے (۵) اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھو ٹھیک پڑھو۔ دل لگا کر پڑھو' خوشدلی سے پڑھو۔ اسے بوجھ نہ سمجھو۔ یہ تمام باتیں قائم رکھنے میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز قائم کرنے کی توفیق دے (۶) معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنی عملی شرک ہے۔ بعض لوگ ترک نماز کو کفر فرماتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت اور وہ حدیث ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ مگر حق یہ ہے کہ گناہ کفر نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا آپس میں لڑنا بھڑنا گناہ کبیرہ ہے' مگر انہیں مومنین فرمایا گیا۔ اس حدیث اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنا مشرکوں کا کام ہے تم ان میں سے نہ بنو (۷) اپنے دین سے مراد ان کا شرک ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ سب ایک عقیدہ پر قائم نہیں۔ کوئی دو خدا مانتا ہے کوئی تین کوئی زیادہ۔ ایسے ہی ہر فرقہ نے دینی قوانین مختلف گھڑ لئے۔ خود ایک عقیدے اور ایک قانون پر متفق نہیں۔ (۸) یعنی وہ سب جھوٹے ہیں مگر ان میں سے ہر فرقہ اپنے جھوٹ کو سچ' باطل کو حق سمجھ کر خوش ہو رہا ہے اس آیت کا تعلق اسلامی فقہاء کے اختلاف سے کچھ نہیں۔ شافعی' مالکی' حنفی ہونا دین میں اختلاف نہیں' فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی تحقیق کی بنا پر ہے نہ کہ نفسانیت کی وجہ سے۔ اسی طرح اسے صحابہ کے اختلاف سے کچھ تعلق نہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کا اصلی دین ایک ہی تھا اعمال میں فرق تھا۔ لہٰذا یہ آیت انبیاء پر بھی چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس میں وہ اسلامی فرقے داخل ہیں جو حد کفر تک پہنچ چکے ہیں جیسے قادیانی چکڑالوی وغیرہ کہ انہوں نے دین کے ٹکڑے کر دیئے۔ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایک کے سوا سب دوزخی۔ (۹) یہاں لوگوں سے مراد کفار و مشرکین ہیں اور تکلیف سے مراد دنیاوی مصیبتیں ہیں جیسے بیماری' قحط سالی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے (۱۰) بہت دفعہ مصیبت کے وقت کفار مکہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے دعا کراتے تھے۔ فرعون بھی مصیبتوں میں موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ اب بھی بڑے سخت مشرک بیماریوں میں مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں یہ سب ان کا رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کافروں کو بھی اللہ کی بعض رحمتیں مل جاتی ہیں خواہ بقیہ برصفحہ ۸۲۴

حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اس کا حق دو ۱ اور مسکین اور مسافر کو ۲ یہ بہتر ہے اُن کے لئے
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۳۸ وَمَآ اٰتَيْتُمْ
جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہی کا کام بنا ۳ اور تم جو چیز
مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی ۴ اور جو
اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ۵ تو انہی کے
الْمُضْعِفُوْنَ ۳۹ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
دونے ہیں ۶ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی ۷ پھر تمہیں مارے گا
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ
پھر تمہیں جلائے (زندہ کرے) گا ۸ کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو اُن کاموں میں سے کچھ
شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۴۰ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي
کرے ۹ پاکی اور برتری ہے اُسے اُن کے شرک سے چمکی خرابی
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ
خشکی اور تری میں اُن برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں ۱۰ تاکہ اُنھیں ان کے بعض کوتکوں
الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۴۱ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
(بُرے کاموں) کا مزہ چکھائے ۱۱ کہیں وہ باز آئیں ۱۲ تم فرماؤ زمین میں چل کر
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ
دیکھو ۱۳ کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت
مُّشْرِكِيْنَ ۴۲ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
مشرک تھے ۱۴ تو اپنا منہ سیدھا کر ۱۵ عبادت کے لئے قبل اس کے کہ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۴۳ مَنْ
وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں ۱۶ اس دن الگ پھٹ جائیں گے ۱۷ جو

۱ یہ آیت کریمہ تمام قرابتداروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رشتہ دار کا حق ہے' کس کا کتنا' اس کی تفصیل فقہ میں ہے اس میں سسرال اور نسبی تمام قرابت دار شامل ہیں ۲ اس میں مہمان نوازی' فقراء پر مہربانی سب ہی شامل ہے۔ ۳ معلوم ہوا کہ قرابتداروں سے سلوک اور صدقہ وخیرات نام ونمود رسم کی پابندی سے نہ کرے۔ محض رب کی رضا کے لئے کرے تب ثواب کا مستحق ہے ۴ یہاں رِبوا شرعی معنی میں نہیں یعنی سود بلکہ لغوی معنی میں ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کو ہدیہ وتحفہ اس نیت سے دیتے تھے کہ ہم کو اس کے عوض زیادہ ملے یہ اگرچہ جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ اس لئے اس کو یہاں منع نہ فرمایا بلکہ فرمایا گیا کہ اس کا ثواب نہ ملے گا معلوم ہوا کہ شادی بیاہ کے نیوتے وغیرہ جائز ہیں بہتر نہیں یہ ہمارے واسطے حکم ہے حضور ﷺ کے لئے ایسے ہدیہ دینا حرام تھا۔
ع ۱۲ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (مدثر:۶) ہدیہ نذرانہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چاہئے۔ خیال رہے کہ جس ہبہ میں محض رب کی رضا مقصود ہو وہ صدقہ ہے اور جس میں بندہ کی رضا مقصود ہو اور بندے کو راضی کرنا رب کی رضا کے لئے ہو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہے ۵ خیرات وہ ہے جو فقیر کو فقیری کی بنا پر محض رب کو راضی کرنے کے لئے دی جاوے۔ فقیر کو ہدیہ دینا صدقہ ہے جیسے کہ امیر کو صدقہ دینا ہبہ ہے۔ صدقہ جاریہ امیر و غریب سب استعمال کر سکتے ہیں۔ صدقہ واجبہ صرف فقیر کھائیں۔ صدقہ نفلی فقیر ہی کے لئے موزوں ومناسب ہے۔ ۶ دونے سے مراد یہ کہ تمہارے دیئے سے زیادہ خواہ ایک گناہ زیادہ ہو یا دوگنا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں جن میں بہت زیادتی کا ذکر ہے ۷ تمہاری بقا کے لئے' جسمانی بقا کے لئے ظاہری رزق بخشا اور روحانی بقا کے لئے ایمان وتقویٰ کا باطنی رزق عطا فرمایا۔ جسمانی روزی دنیا کے کھیتوں باغوں سے بخشی ایمانی روزی مدینہ منورہ کی سرزمین سے پہنچائی۔ ۸ دوسری بار صور پھونکنے پر' یہ زندگی عمل کے لئے ہے وہ زندگی جزاء کے لئے ہوگی۔ یہ زندگی فانی ہے وہ زندگی جاودانی ہے' یہ زندگی جسمانی ہے وہ زندگی روحانی ہوگی۔ اس لئے اس زندگی کے بعد موت کا ذکر نہ فرمایا ۹ تمہارے عقیدے میں بھی تمہارا کوئی بت یہ کام نہیں کرتا کیونکہ کفار مکہ خالق رازق زندگی موت دینے والا صرف رب تعالیٰ کو مانتے تھے ۱۰ چنانچہ کفر اور گناہوں کی وجہ سے قحط سالی' بیماری' وبائی امراض' سیلاب' آگ لگنا' رزق میں بے برکتی ہوتی ہے اور بارش نہ ہونے سے دریائی جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔ سیپ میں موتی نہیں بنتے۔ غرضیکہ گناہوں سے خشکی اور دریائی مخلوق کو مصیبت آجاتی ہے۔ اور آج کل جنگوں میں خشکی اور سمندر سب جگہ ہی آفت ہوتی ہے بہرحال آیت بالکل صحیح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تکالیف انسان کے بعض گناہوں کی بعض سزا ہے اصل سزا تو آخرت میں ملے گی یا یہ مطلب ہے کہ اکثر گناہ رب معاف فرما دیتا ہے۔ بعض پر گرفت کرتا ہے۔ ۱۲ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدعملی سے کبھی جانوروں پر بھی مصیبت آجاتی ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں جیسے کبھی جانوروں بقیہ برصفحہ ۸۲۴

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝٤٤
کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر ۱ے اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری کر رہے ہیں ۲ے

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ
تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے فضل سے ۳ے بےشک وہ

لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝٤٥ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ
کافروں کو دوست نہیں رکھتا ۴ے اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی

وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا
اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے ۵ے اور اس لئے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے ۶ے اور اس لئے کہ

مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝٤٦ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
اس کا فضل تلاش کرو ۷ے اور اس لئے کہ تم حق مانو اور بےشک ہم نے تم سے پہلے کتنے

رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ
رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے ۸ے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے ۹ے پھر ہم نے مجرموں سے

أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝٤٧ اللَّهُ الَّذِي
بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ۱۰ے اللہ ہے کہ

يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ
بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل ۱۱ے پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا

يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۖ فَإِذَا
چاہے اور اسے پارہ پارہ کرتا ہے ۱۲ے تو تُو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے ۱۳ے پھر جب

أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝٤٨
اُسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں ۱۴ے

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ۝٤٩
اگرچہ اس کے اُتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے تھے ۱۵ے

فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ
تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین کو جلاتا (زندہ کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے ۱۶ے

(۱) کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے خود وہی پکڑا جائے گا۔ اس سے کافروں کے ناسمجھ بچے دوزخ میں اپنے ماں باپ کے کفر کی وجہ سے نہ جائیں گے (۲) معلوم ہوا کہ نیک کار مسلمان کو اس کی نیکی کی جزا ضرور ملے گی۔ اگر کسی کو اس کا ثواب بخش بھی دیا تب بھی خود محروم نہ ہوگا (۳) معلوم ہوا کہ عمل نیک کی جزا رب کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ عمل جزا کا سبب ہیں نہ کہ علت' لہٰذا کوئی بھی اپنی نیکیوں پر گھمنڈ نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے' بے ایمان کی کسی نیکی کا ثواب نہیں کیونکہ ایمان کا ذکر عمل سے پہلے ہے۔ (۴) بلکہ کافر سے ناراض ہے جس کی بنا پر اسے سخت سزا دے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی عدم محبت بغض کو لازم ہے (روح) یہاں ضد نقیض کو مستلزم ہے (۵) چونکہ دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابل بہت تھوڑی ہیں اس لئے رب تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کے متعلق چکھانا' ذائقہ دینا ارشاد فرماتا ہے (۶) اس زمانہ میں کشتیاں ہواؤں سے چلتی تھیں اس لئے قرآن کریم میں اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے' اب بھی مخالف ہوا سے جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ سمندروں میں طوفان آجاتے ہیں جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ غرضیکہ دریائی سفر کے لئے مناسب ہوا بہت ضروری ہے (۷) کہ دریا کا سفر کر کے تجارتیں کرو جس سے تمہیں روزی ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزی اگرچہ ہمارے کسب سے حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جس کا شکریہ لازم ہے (۸) یہاں قوم سے نسبی قوم' ملکی قوم' دینی قوم سب ہی مراد ہیں یہ سب کو عام ہے اس لئے کہ بعض رسول اس قوم و خاندان میں سے تھے جن کے وہ رسول بنے۔ جیسے حضرت صالح و ہود علیہما السلام۔ بعض وہ جو دوسری جگہ سے تشریف لا کر اس قوم میں نبی ہوئے جیسے حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام پھر جن لوگوں نے ان رسولوں کی اطاعت کر لی ان کے بھی رسول جنہوں نے مخالفت کی ان کے بھی نبی۔ اطاعت کرنے والے امت اجابت اور مخالفین امت دعوت کہلاتے ہیں۔ تمام جہان ہمارے حضور کی امت ہے (۹) یعنی معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رسول بغیر معجزہ کے نہ آئے' ہر نبی کے لئے کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور ہوتا ہے۔ (۱۰) اگرچہ کبھی دیر سے ہو مگر انجام مسلمانوں کی نصرت ہے اگر نیت میں اخلاص ہو رب فرماتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (اعراف: ۱۲۸) خیال رہے کہ مومنوں کی مدد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ جہاد میں ان کو کفار پر غلبہ ملنا۔ مناظرہ میں انہیں فتح نصیب ہونا' جب مومن مصیبت میں گرفتار ہوں تو رب کا انہیں اپنے پاس بلا لینا' دشمنوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑنا۔ لہٰذا امام حسین رضی اللہ عنہ منصور و مظفر ہیں۔ یزید پلید خائب و خاسر تھا اس لئے اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۱۱) سمندروں سے اٹھا کر لاتی ہیں رب تعالیٰ کے حکم سے (۱۲) یعنی اللہ تعالیٰ اتنا بادل بھیجتا ہے جو تمام میں چھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ٹکڑے ٹکڑے معلوم ہوتا ہے۔ ہوا ایک ہے مگر عمل مختلف (۱۳) اس طرح کہ بادل چھلنی کی طرح پانی گراتا ہے' بہت زیادہ بارش ہو چکنے کے بعد بادل ویسا ہی رہتا ہے اور واپس ہو جاتا ہے (۱۴) کیونکہ اس سے گرانی دور ہونے' ارزانی آنے کی امید ہوتی ہے تو چاہئے کہ حضور کی تشریف آوری پر بھی خوشی بقیہ بر صفحہ ۸۲۴

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ
بے شک وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر
اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾
ہم کوئی ہوا بھیجیں ۲ جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں ۳
فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا
اس لئے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے ۴ اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ
مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ
دے کر پھریں اور نہ تم اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ ۵ تو تم اُسی کو سناتے
اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں ۶ اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں
مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ
کمزور بنایا ۷ پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی ۸ پھر قوت کے بعد
بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾
کمزوری اور بڑھاپا دیا ۹ بناتا ہے جو چاہے اور وہی علم وقدرت والا ہے
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ
اور جس دن قیامت قائم ہو گی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک
سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
گھڑی ۱۰ وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے اور بولے وہ جن کو علم
وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا
اور ایمان ملا ۱۱ بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے
يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ
وہ دن اُٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے ۱۲ تو اُس دن ظالموں
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ
کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت ۱۳ اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے ۱۴ اور بے شک

ع ۵ / ۱۴ / ۸

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس کر کے اپنا ایمان درست کرنا چاہئے۔ (۲) معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور عذاب کی ہوا کو ریح کہا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے ریاح فرمایا تھا جہاں بارش کا ذکر تھا اور یہاں عذاب کے موقع پر ریح فرمایا (۳) یعنی کفار نعمت ملنے پر شاکر، تکلیف پر صابر نہیں بلکہ نعمت ملنے پر غرور اور تکبر کرتے ہیں، تکلیف پر بے صبرے ہو جاتے ہیں (۴) جو زندگی کا مقصد پورا نہ کرے وہ مردہ ہے اگرچہ جان رکھتا ہو اور جو زندگی کا مقصد پورا کرے وہ زندہ ہے اگرچہ بظاہر بے جان ہو لہٰذا زندہ کافر مردے اور وفات یافتہ شہید، زندہ ہیں۔ یعنی جیسے مردہ کو کوئی دوا مفید نہیں ایسے ہی ان کافروں کو کوئی نصیحت کارگر نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے سنتے نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد کافر ہیں اور نہ سننے سے فائدہ حاصل نہ کرنا مراد ہے (۵) یعنی جو بدنصیب دل کے اندھے ہیں اور ان کے نصیب میں ایمان نہیں وہ آپ سے ہدایت نہیں پاتے اس سے معلوم ہوا کہ جو شقی ازلی نہ ہو حضور اسے ہدایت دیتے ہیں جو کہے کہ حضور ہدایت نہیں دیتے وہ اپنے شقی ازلی ہونے کا اقراری ہے۔ (۶) اس آخری جزء سے معلوم ہوا کہ یہاں مردے سے مراد کافر ہیں نہ کہ میت، ورنہ اس کا مقابلہ مومن سے نہ ہوتا کیونکہ مومن کافر کا مقابل ہے مردہ کا نہیں مردوں کا سننا قرآن شریف سے بھی ثابت ہے رب فرماتا ہے۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ (الزخرف: ۴۵) نیز حضرت شعیب اور صالح علیہما السلام نے مردہ قوم سے خطاب فرمایا۔ اگر اس آیت کو بالکل ظاہری معنی پر رکھا جاوے تو لازم ہوگا کہ حضور اندھوں کو بھی ہدایت نہ دے سکیں۔ حالانکہ لاکھوں نابینا مسلمان ہیں۔ تو جیسے اندھوں سے مراد کفار ہیں ایسے ہی موتی یعنی مردوں سے مراد بھی کفار ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ آیات ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ (نحل: ۲۱) اور مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ (ھود: ۲۴) قرآن کو قرآن سمجھو۔ حضور نے جنگ بدر کے مقتول کافروں سے پوچھا کہ بتاؤ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ حق ہے یا نہیں؟ آج بھی حکم ہے کہ قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرو۔ ہر نمازی حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ غرضیکہ سماع موتی پر شرعی احکام مرتب ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ مردہ دفن کے بعد لوگوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ (۷) انسان کا بچہ تمام جانوروں کے بچوں سے زیادہ کمزور اور ناسمجھ پیدا ہوتا ہے۔ اور بہت عرصے کے بعد قوت پکڑتا ہے (۸) اس طرح کہ بچپن کے بعد جوانی بخشی پھر انسان کو قوت جسمانی کے ساتھ قوت عقلی ایسی بخشی کہ اس نے شیر چیتے وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ہوا پانی پر تصرف کرنے لگا۔ سبحان اللہ! (۹) کہ انسان بڑھاپے میں جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور عقلی طور پر بھی کہ تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بیوقوف ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کسی اور کے قبضے میں ہیں (۱۰) یا اس لئے کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی اور پل ہے یا اس لئے کہ ہر گزشتہ مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے یا اس لئے کہ آرام کا زمانہ کم معلوم بقیہ بر صفحہ ۸۲۴

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی ف۱ اور اگر تم ان

جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

کے پاس کوئی نشانی لاؤ ف۲ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر ف۳

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ

یوں ہی مہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر ف۴ تو صبر کرو

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۵ اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے ف۶

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ ۳۱ مَكِّيَّةٌ ۵۷ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳۴ رُكُوْعَاتُهَا ۴

سورۂ لقمان مکی ہے ف۷ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ف۸ ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے ف۹

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

وہ جو نماز قائم رکھیں ف۱۰ اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین

يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لائیں ف۱۱ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہی کا

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

کام بنا ف۱۲ اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں ف۱۳ کہ اللہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖۗ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے ف۱۴ اور اُسے ہنسی بنا لیں اُن کے لئے ذلت کا

مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

عذاب ہے ف۱۵ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے

كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کے کانوں میں ٹینٹ (روئی کا پھایا) ہے ف۱۶ تو اُسے دردناک عذاب کا مژدہ دو بے شک جو ایمان لائے

۱ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہیں نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے۔ کیونکہ حضور تو پہلے ہی سمجھے ہوئے ہیں، جیسے کہ قرآن لوگوں کے لئے ہدایت ہے نہ کہ حضور کے لئے۔ حضور تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہیں فرماتا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ یہ بھی معلوم ہوا کہ مثالیں دے کر سمجھانا سنت الٰہیہ ہے۔ ۲ صوفیاء فرماتے ہیں کہ گناہ کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ کہ مجرم اپنے گنہگار کو جانتا ہوا گناہ کرے اور سمجھانے پر کم از کم شرمندہ ہو جائے اس کی معافی انشاء اللہ ہو جائے گی۔ اس سے اوپر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جاوے۔ گناہ کرے، نادم نہ ہو، کبھی یہ سوچے بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے، دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ کرے یہ دل کی مہر کا باعث ہے اس کا علاج ناممکن ہے یہاں تیسرا درجہ مراد ہے ۳ معجزہ یا قرآن شریف کی آیت۔ ۴ معلوم ہوا کہ نبی یا ان کے غلاموں کو جھوٹا یا باطل ماننا دل پر مہر لگ جانے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۵ کیونکہ اللہ کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں، جو رب کے لئے امکان کذب مانے وہ مومن نہیں۔ ۶ یعنی کفار کی تکالیف اور اذیتیں آپ کو غصہ اور طیش نہ دلا دیں کہ آپ طیش اور جوش میں ان کے لئے بددعا فرما دیں اور سب کافر ہلاک ہو جاویں۔ اس معنی پر یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو تحمل چاہئے ۷ ساری سورہ لقمان مکی ہے سوا وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ (لقمان: ۲۷) سے لے کر دو آیات کی انتہاء تک اس سورۃ میں چار رکوع چونتیس آیتیں، پانچ سو اڑتالیس کلمے۔ دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں (خزائن) ۸ قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے حکیم بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو بھی اللہ کے صفاتی نام دے سکتے ہیں۔ دیکھو حکیم اللہ کا نام بھی ہے، اور قرآن شریف کا بھی۔ ۹ یعنی قرآن مومنوں کے لئے اعمال کا ہادی ہے اور صالحین کے لئے راہ جنت کا رہبر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں پر عبادات فرض نہیں۔ عبادات کی تمام آیات مسلمانوں کے لئے اتری ہیں ۱۰ معلوم ہوا کہ قرآن شریف سے پورا فائدہ وہ اٹھائے گا جو مومن بھی ہو پرہیزگار بھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن شریف حضور کے لئے ہادی نہیں۔ حضور تو پہلے ہی سے ہدایت پر ہیں۔ آپ ظہور نبوت سے پہلے مومن، متقی، پرہیزگار تھے۔ جب قرآن کریم کی پہلی آیت حضور پر آئی تو آپ نماز و اعتکاف میں تھے کہ اعتکاف اور نماز پہلے ہی سے جانتے تھے ۱۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے کیونکہ نماز کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے درست ہونے کی شرط ایمان ہے کیونکہ وھم کا واؤ حالیہ ہے یعنی نماز و زکوٰۃ اس حال میں ادا کریں کہ ایمان رکھتے ہوں۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ فرض ہونے پر دیا کرنا۔ کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی ۱۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کامیابی کے لئے نیک اعمال ضروری ہیں۔ اعمال سے بے پرواہ ہو کر کامیابی بقیہ برصفحہ ۸۲۴

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ
اور اچھے کام کئے اُن کے لئے چین کے باغ ہیں ف۱ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللّٰہ کا وعدہ ہے
حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ
سچا اور وہی عزت و حکمت والا ہے اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں ف۲ اور
اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ
زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے ف۳ اور اس میں ہر قسم کے جانور
دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾
پھیلائے ف۴ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا ف۵ تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اُگایا ف۶
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ
یہ تو اللّٰہ کا بنایا ہوا ہے مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا ف۷ بلکہ
الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ
ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ف۸ اور بے شک ہم نے لقمان کو ف۹ حکمت عطا فرمائی ف۱۰ کہ
اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ
اللّٰہ کا شکر کر ف۱۱ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ف۱۲ اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللّٰہ بے
غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا
پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا ف۱۳ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے
تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ
اللّٰہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے ف۱۴ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے
بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ
بارے میں تاکید فرمائی ف۱۵ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری ف۱۶ جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس
اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ
میں ہے ف۱۷ یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا ف۱۸ آخر مجھی (میرے) تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ
تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی
تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ف۱۹ تو اُن کا کہنا نہ مان ف۲۰ اور دنیا میں اچھی طرح اُن

منزل ۵

ف۱ قانون یہ ہے کہ جنت صرف نیک کاروں کو ملے۔ فضل یہ ہے کہ نیکوں کی طفیل گنہگار بھی جنت داخل ہوں۔ یہاں قانون کا ذکر ہے لہٰذا یہ آیت دوسری آیتوں کے خلاف نہیں ف۲ یعنی آسمان کے ستون ہی نہیں جو تم دیکھ سکو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ ف۳ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ پہاڑوں کو اسی لئے بنایا گیا کہ زمین حرکت نہ کرنے پائے۔ لنگر سے جہاز کا ٹھہرانا مقصود ہوتا ہے کہ جنبش نہ کرے۔ ف۴ بعض جانور پانی میں، بعض زمین پر، بعض ہوا میں مگر یہ سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے۔ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ بعض جانور کسی جگہ بعض کسی جگہ پیدا فرمائے ف۵ آسمان کی طرف سے یا آسمانی اسباب سے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ بارش آسمان سے نہیں آتی سمندر کے پانی کی بھاپ ہے۔ کیونکہ وہ بھاپ اوپر جا کر بارش بن کر برستی ہے اور آفتاب کی گرمی سے ہی بھاپ بادل بنتی ہے ف۶ معلوم ہوا کہ گھاس درخت وغیرہ سب میں نر و مادہ ہیں۔ نر درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے۔ تو مادہ درخت حاملہ ہو کر پھل دیتا ہے ف۷ یعنی اے کافرو! تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام مخلوق اللّٰہ نے پیدا فرمائی اور تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے بت کسی چیز کے خالق نہیں، تو پھر تم بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہو ف۸ کہ جان بوجھ کر غیر خالق کو خالق کے برابر مان کر اس کی بھی پوجا کرتے ہو ف۹ حضرت لقمان کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن باحور ابن ناحور ابن تارخ ہیں۔ یہ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ کی عمر ایک ہزار سال ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن عنقا ابن سرون ہیں۔ ایلیہ والوں میں سے تھے۔ سیاہ فام غلام تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل کے صالحین میں سے ان کے قاضی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ حق یہ ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے حکمت، علم معرفت یا دل کی روشنی کو کہتے ہیں۔ عقل و فہم کو بھی حکمت کہہ دیا جاتا ہے۔ یہاں حکمت کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ف۱۰ حضرت لقمان علیہ السلام کا علم لدنی اور عطائی تھا جو رب نے بلا واسطہ عطا فرمایا ف۱۱ اس کی ہر نعمت کا خصوصاً حکمت عطا فرمانے کا کہ یہ تمام نعمتوں سے افضل ہے یا اس کا شکریہ ادا کرو کہ تمہیں نبی کی صحبت میسر ہوئی ف۱۲ کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (ابراھیم: ۷) لہٰذا شکر میں بندہ کا ہی بھلا ہے۔ ف۱۳ یہاں کفر کفران سے بنا ہے بمعنی ناشکری یعنی بندوں کی ناشکری سے رب کا کوئی نقصان نہیں خود بندوں کا ہی نقصان ہے۔ ف۱۴ حضرت لقمان کے بیٹے کا نام انعم یا اشکم ہے (خزائن) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو دوسرے یہ کہ نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہئے۔ آپ نے اے بچے فرما کر خطاب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اعمال کی بقیہ برصفحہ ۸۲۵

منزل ۵

الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

کا ساتھ دے ۱ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا ۲ پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو ۳

مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ

پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اُسے

بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ

لے آئے گا ۴ بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ۵ اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ ۶ اور اچھی

بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ

بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر ۷ اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر ۸ بے شک یہ

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ

ہمت کے کام ہیں ۹ اور کسی سے بات کرنے میں ۱۰ اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں

فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ

اتراتا نہ چل ۱۱ بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ۱۲ اور میانہ

فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ

چال چل ۱۳ اور اپنی آواز کچھ پست کر بے شک سب آوازوں میں بُری آواز

الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

گدھے کی ۱۴ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی ۱۵ اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

ہیں یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ۱۶ اور جب اُن سے کہا جائے

اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ

اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اُتارا ۱۷ تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۱۸

۱ اس ایک جملہ میں ماں باپ کی خدمت و فرمانبرداری کا ذکر آ گیا ان پر مال خرچ کرنا' اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرنی' ان کی سختی برداشت کرنی' ان پر نرم رہنا یعنی اپنے مشرک و کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کر' مگر راستہ اچھوں کا اختیار کر ۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدمت و اطاعت ماں باپ کی ضرور کرے مگر راستہ اچھوں کا اختیار کرے اگر ماں باپ گمراہ یا فاسق ہوں تو انہیں نرمی سے ہدایت کرے۔ دوسرے یہ کہ وہی دین سچا ہے' جس میں اولیاء اللہ ہوں' کہ آج تک سوا اہل سنت والجماعت کے' وہابی' دیوبندی' مرزائی' شیعہ' چکڑالوی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہٰذا اسی کی پیروی چاہئے۔ تیسرے یہ کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے کوئی غیر مقلد نہ ہوا ۳ اب پھر حضرت لقمان کی تعلیم کا ذکر شروع ہوا ۴ حضرت لقمان کے فرزند نے پوچھا تھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کئے جائیں۔ تو رب تعالیٰ کیسے جانے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جاوے قیامت میں بندہ پر ظاہر کی جاوے گی۔ اس کا حساب ہوگا۔ سزا یا جزا ملے یا نہ ملے' حساب ضرور ہوگا یہ قانون ہے اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزلۃ: ۷) اور اللہ کا فضل یہ ہے کہ بعض کے گناہ نیکیاں بن کر پیش ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان: ۷۰) لہٰذا ان دونوں آیتوں میں تعارض نہیں۔ قانون اور ہے فضل کچھ اور ۵ لہٰذا وہ ہر جگہ تمہارے ہر حال سے خبردار ہے اعمال لکھنے والے فرشتوں کا مقرر فرمانا تو مجرم کا منہ بند کرنے کے لئے نہ کہ رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے ۶ معلوم ہوا کہ ان امتوں پر بھی نماز فرض تھی اگرچہ ان کا طریقہ ادا ہماری اسلامی نماز سے مختلف تھا۔ نماز

ع ۸ ۱۱

بڑی پرانی عبادت ہے۔ ۷ اس میں ترتیب ذکری ہے عالم واعظ پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسرے سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا۔ نیز ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہئے جو مسئلہ معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں۔ ۸ ہر تکلیف دہ چیز رنج و غم' بیماری' ناداری سب پر صبر کرو خصوصاً تبلیغ میں جو جہلاء سے تمہیں تکلیف پہنچے اس پر ملول ہو کر تبلیغ نہ چھوڑ دو۔ ۹ اور ان کے کرنے پر بڑا ثواب ہے' معلوم ہوا کہ تبلیغ بھی بڑی پرانی عبادت ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں کے علماء اور ہر جاننے والے معلوم مسائل کی تبلیغ کرتے ہیں ۱۰ یعنی ہر فقیر و امیر سے محبت سے میٹھا کلام کرو غریبوں سے منہ نہ موڑو۔ انہیں حقیر جان کر متکبرانہ طریقہ اختیار نہ کرو ۱۱ معلوم ہوا کہ اچھوں کی سی شکل بنانا' ان کی سی چال ڈھال اختیار کرنا اچھا ہے اور بروں کی شکل اختیار کرنی ان کے طریقے برتنا برا ہے۔ اس سے موجودہ مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہئے کہ اپنی چال ڈھال متکبر عیسائیوں کی سی بناتے ہیں۔ متکبرین کی نقل بھی بری ہے۔ متواضعین کی نقل اچھی ہے آج کل بالوں میں مانگ نکال کر ننگے سر ہاتھ یا پیر گھماتے ہوئے چلنا خاص مغرور و متکبرین کی چال ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا بقیہ بر صفحہ ۸۲۵

أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ

کیا اگرچہ شیطان ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا ہو ف۱ تو جواپنا منہ اللہ کی

وَجْهَهٗٓ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ وَ

طرف جھکا دے اور ہو نیکو کار ف۲ تو بے شک اُس نے مضبوط گرہ تھامی ف۳ اور

إِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۗ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا ف۴ اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ ف۵ اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ

ہم اُنھیں بتادیں گے جو کرتے تھے بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ہم اُنھیں کچھ برتنے

قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ

دیں گے ف۶ پھر اُنھیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ف۷ اور اگر تم اُن سے ف۸ پوچھو کس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ بَلْ

نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے ف۹ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ

اُن میں اکثر جانتے نہیں ف۱۰ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ ہی

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّ

بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ف۱۱ اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور

الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۗ إِنَّ

سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور ف۱۲ تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ف۱۳ بے شک

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٧﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ

اللہ عزت و حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا ف۱۴ بے شک

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

اللہ سُنتا دیکھتا ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں ف۱۵ اور دن کرتا

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ إِلٰٓى أَجَلٍ

ہے رات کے حصے میں ف۱۶ اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا

❶ یعنی تمہارے جاہل باپ دادوں کو شیطان بہکاتا تھا۔ جس سے وہ دوزخ کی طرف جارہے تھے۔ تمہارے پاس نبوت کا نور آچکا' اب تم شیطان کی پیروی کیوں کرتے ہو معلوم ہوا کہ شیطانی لوگوں کا اتباع دراصل شیطان کی پیروی ہے ❷ یہاں اسلام سے مراد عبادت ہے اور احسان سے مراد ایمان' یعنی ایمان لا کر نیک اعمال کر کے یا اسلام سے مراد عبادت اور احسان سے مراد حضور قلبی' یا اسلام سے مراد اللہ کو ماننا اور احسان سے مراد حضور کا ماننا یعنی جو اللہ کو مانے حضور ﷺ کو مانتے ہوئے کیونکہ حضور کا انکار کر کے اللہ کو ماننا بیکار ہے۔ ❸ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ پستی میں پڑے ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں جس نے آپ کا دامن تھام لیا وہ بلندی پا گیا جو آپ سے علیحدہ رہا پستی میں رہا۔ جیسے کنوئیں میں گرے ہوئے ڈول یا آدمی کو رسی کے ذریعے نکالتے ہیں ❹ یعنی آخر کار ہوتا وہی ہے جو رب تعالیٰ چاہتا ہے' یا سب کی انتہا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور حساب دینا ہے ❺ کیونکہ اس کے کفر کے متعلق آپ سے باز پرس نہ ہوگی کہ وہ کافر کیوں رہا' خود اس کا اپنا نقصان ہے رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (بقرہ:۱۱۹) نیز دوسری امتوں کی طرح آپ کے متعلق کوئی یہ شکایت نہیں کر سکے گا کہ آپ نے تبلیغ نہ فرمائی ❻ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کتنی بھی زیادہ ہو تھوڑی ہے' رب فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء:۷۷) مگر جب دنیا کا تعلق آخرت سے ہو جائے تو کثیر بن جاتی ہے ❼ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو عذاب تو اگرچہ ہوگا مگر عذاب غلیظ نہ ہوگا۔ یہ صرف کفار کے لئے ہے۔ عذاب غلیظ سے مراد یا تو ہمیشہ کا عذاب ہے یا رسوائی والا عذاب' یا دوزخ کے سخت طبقوں کا عذاب انشاء اللہ اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو کچھ عرصہ سب سے اوپر کے طبقہ میں رہے گا۔ جہاں ہلکا عذاب ہے ❽ ان کافروں سے جو خدا کے قائل ہیں کیونکہ بعض کفار مکہ دہریہ بھی تھے جو اللہ کی ہستی کے ہی قائل نہ تھے۔ رب فرماتا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا الدَّهْرُ (جاثیہ:۲۴) لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں۔ ❾ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو خالق و مالک مدبر عالم وغیرہ تمام صفات کے ساتھ مان لینا' ایمان کے لئے کافی نہیں۔ یہ سب باتیں شیطان بھی مانتا ہے۔ ایمان نبی کے ماننے کا نام ہے مشرکین عرب خدا کی ذات و صفات کو مانتے تھے مگر مشرک تھے کیوں؟ اس لئے کہ نبی کے منکر تھے ❿ یعنی ان میں بہت سے لوگ یہ باتیں مان کر بھی شرک کرتے تھے اور بعض ایمان لے آتے تھے یا آپ کی تشریف آوری سے پہلے بھی شرک نہ کرتے تھے۔ موحد تھے جیسے آپ کے آباؤ اجداد اور دوسرے موحدین۔ اس لئے یہاں اکثر فرمایا گیا۔ ⓫ آیت کے حصر سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی حقیقی غنی ہے نہ حقیقی محمود اور لائق حمد۔ جس کو غنا ملی اس کی عطاء سے' جس کی حمد ہوئی اس کے کرم سے' رب فرماتا ہے۔ أَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:۷۴) ⓬ شان نزول۔ یہود مدینہ نے حضور سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو تھوڑا علم دیا گیا اور قرآن یہ بھی فرماتا ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی اور یہ بھی فرماتا ہے کہ توریت میں ہر شے کا علم تھا۔ ان آیتوں بقیہ بر صفحہ ۸۲۵

مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

ہے ۱ اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے یہ اس لئے کہ اللہ ہی

الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ

حق ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں ۲ اور اس لئے کہ اللہ ہی بلند

الْكَبِیْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ

بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے ۳ تاکہ تمہیں وہ اپنی

مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِیَهُمْ

کچھ نشانیاں دکھائے ۴ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو ۵ اور جب اُن پر

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى

آپڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے ۶ پھر جب اُنھیں

الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اُن میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے ۷ اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۸ اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ

وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

آئے گا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے ۹ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۱۰

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ

تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے نام پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی ۱۱ بے شک

اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ

اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ ۱۲ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے

وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ

اور کوئی جان نہیں جانتی ۱۳ کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾

کس زمین میں مرے گی ۱۴ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے ۱۵

۱ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین حرکت کرتی ہے نہ آسمان۔ دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چاند تارے سورج گردش کر رہے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (انبیاء: ۳۳) لہٰذا نیا فلسفہ یعنی سائنس اور پرانا فلسفہ دونوں جھوٹے ہیں۔ وہ لوگ زمین یا آسمان کو صرف اس لئے متحرک مانتے ہیں کہ ان کے نزدیک آسمان کا پھٹنا' چرنا' غیر ممکن ہے اور فلسفہ جدید والے آسمان ہی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آسمان کوئی شے ہی نہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں' رب اور اس کے نبی سچے ہیں ۲ یہاں حق سے مراد باقی ہے اور باطل سے مراد فانی۔ یا حق سے مراد سچا ہے اور باطل سے مراد جھوٹا۔ یعنی اللہ باقی ہے یہ معبود فانی۔ یا اللہ سچا ہے اور یہ معبود جھوٹے۔ آگے اس کی دلیل آ رہی ہے کہ سچا معبود وہ ہے جو بلندی اور بڑائی والا ہو۔ بتوں میں نہ بلندی ہے نہ بڑائی۔ پھر وہ معبود کیسے ہوئے یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاء کرام کو پوجتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جاسکتا وہ بالکل حق ہیں اس لئے یہاں رب نے 'ما' فرمایا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمہارے پتھر درخت وغیرہ بت جھوٹے ہیں یا 'ما' مصدریہ ہے یعنی تمہارا ماسوا اللہ کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔ ۳ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کشتی دریا میں محض اللہ کے فضل و کرم سے چلتی ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزار ہا آفتیں موجود ہیں جو اس کی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہارے مال و اسباب لے کر کشتیاں دریا میں چلتی ہیں حالانکہ پانی پتلی چیز ہے بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ یا اللہ کے فضل سے شریعت کی کشتی طریقت کے دریا میں تیرتی ہے اور خیر سے پار لگتی ہے۔ ۴ سمندر کے دلکش نظارے اور بڑی نشانی قدرت تو یہ ہے کہ کشتی بخیریت کنارے لگ جاتی ہے اور سواریاں سلامتی سے خشکی پر اتر جاتی ہیں ۵ یعنی ہر مومن عاقل کے لئے' کیونکہ مومن ہی صابر و شاکر ہوتا ہے۔ اور مومن ہی اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور کرتا ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں خدا کو یاد کرنا۔ آرام میں اسے بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ مومن ہر حال میں رب کو یاد کرتا ہے۔ ۷ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کے متعلق ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی علیہ السلام نے سب کفار مکہ کو امن دے دیا سوائے چار شخصوں کے۔ عکرمہ ابن ابوجہل' عبداللہ ابن حنظل' قیس ابن سبابہ' عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح۔ ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت عکرمہ یہ اعلان سن کر جان بچا کر بھاگ گئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی کو باد مخالف نے گھیر لیا۔ سمندر میں طوفان بپا ہو گیا کشتی والوں نے کہا کہ اب تمہیں خدا کے سوا کوئی بت وغیرہ نہیں بچا سکتے۔ اسی اللہ سے دعا کرو عکرمہ بولے کہ جب سمندر میں خدا کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو خشکی میں بھی وہی بچانے والا ہے۔ خدایا اگر میری اب جان بچا دے تو میں تیرے حبیب تک کسی طرح پہنچ کر ایمان لے آؤں گا۔ اللہ نے فضل و کرم کیا وہاں سے بخیریت پار لگ گئے۔ حضرت عکرمہ تو آکر اسلام لائے باقی کشتی والوں نے یہ وعدہ پورا نہ کیا (روح و خزائن) اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہوگی اگرچہ بقیہ برصفحہ ۸۲۶

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ ۳۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — رکوعاتہا ۳ آیاتہا ۳۰

سورۃ سجدہ مکی ہے ؎۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ اَمْ
کتاب کا اُتارنا بے شک ؎۲ پروردگار عالم کی طرف سے ہے ؎۳ کیا
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ
کہتے ہیں اُن کی بنائی ہوئی ہے ؎۴ بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے ؎۵ کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے
مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا ؎۶ اس امید پر کہ وہ راہ پائیں ؎۷ اللہ ہے جس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے ؎۸ پھر عرش پر استوا
الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴
فرمایا ؎۹ اس سے چھوٹ کر (لاتعلق ہوکر) تمہارا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی ؎۱۰ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ
کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک ؎۱۱ پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا ؎۱۲ اس دن کہ
مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں ؎۱۳ یہ ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا ؎۱۴
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ
عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی ؎۱۵ اور پیدائش انسان
الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸
کی ابتدا مٹی سے فرمائی ؎۱۶ پھر اُس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے ؎۱۷
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی ؎۱۸ اور تمہیں کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ
اور دل عطا فرمائے ؎۱۹ کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے

منزل ۵

۱ سورہ سجدہ مکیہ ہے سوا اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا الــــخ (السجدہ: ۱۸) تین آیتوں کے۔ اس سورت میں تین رکوع تیس آیتیں تین سو اسی کلمات' ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ اور تمام صحابہ کرام امین ہیں' سچے ہیں کیونکہ ان تینوں منزلوں کو طے کر قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے اگر ان میں سے کوئی بھی امین نہ ہو تو قرآن مشکوک ہوگا۔ قرآن کی مختلف آیات مختلف صحابہ سے ملی ہیں لہٰذا ہر صحابی امین ہوئے' امیر معاویہ کاتب وحی تھے ۳ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم عالمین کے لئے آیا ہے کیونکہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس لئے رب تعالیٰ نے یہاں اپنے کو رب العالمین فرمایا۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ایسے ہی حضور ﷺ عالمین کے رسول ہیں فرمایا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان: ۱) ۴ کفار کو خود اپنی ایک بات پر قرار نہ تھا چنانچہ وہ قرآن مجید کو کبھی جادو' کبھی شعر' کبھی کہانت کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام کہتے تھے۔ یہ ہی ان کے بطلان کی کھلی ہوئی دلیل تھی' رب فرماتا ہے مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (ابراھیم: ۲۶) ۵ یعنی اس قرآن شریف کے الفاظ کا رب تعالیٰ کی طرف سے ہونا برحق ہے خیال رہے کہ حدیث شریف بھی رب کی طرف سے ہے مگر حدیث کے الفاظ حضور کے ہیں مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۶ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک حجاز میں یا سارے عرب میں کوئی نبی تشریف نہ لائے اور جو بنی اسرائیل کے نبی اور جگہ تشریف لائے وہ اہل حجاز کے نبی نہ تھے وہ بنی اسرائیل کے نبی تھے اور یہ لوگ بنی اسماعیل تھے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ (آل عمران: ۴۹) یا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا جس سے کفر و تاریکی بہت پھیل چکی تھی اس بیچ کے زمانہ کو فترت کہتے ہیں اور ان لوگوں کو اصحاب فترت کہتے ہیں۔ اگر چہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں مگر آپ کا ڈرانا اولاً اہل قرابت کو پھر اہل عرب کو پھر دوسروں کو۔ لہٰذا یہ آیت آپ کی نبوت کے عموم کے خلاف نہیں ۷ یہ امید ظاہری اعتبار سے ہے اور بندوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ حضور نے تو مومنوں کے درجات تک کی خبر دے دی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین جوانان جنت کے سردار۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (بقرہ: ۱۴۳) ۸ تا کہ مخلوق کو تعلیم دی جائے کہ اپنے کاموں میں جلد بازی نہ کیا کریں چھ دن سے مراد اتنا وقت ہے ورنہ اس وقت نہ سورج تھا نہ چاند نہ دن نہ رات ۹ یعنی عرش اعظم پر تجلی فرمائی۔ ورنہ لغوی استواء یعنی برابر ہونا یا سیدھا ہو کر بیٹھنا رب کی شان کے خلاف ہے ۱۰ اس میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ بغیر ایمان قیامت میں کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ مددگار بھی مقرر فرما دے گا۔ اور شفاعت کرنے والے بھی۔ وہ شفاعت باذن اللہ ہوگی ۱۱ اس طرح کہ زمین و آسمان کا انتظام فرشتوں کے سپرد فرما دیا اور ان کی

بقیہ بر صفحہ ۸۲۶

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ
کیا پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں ف١ تم فرماؤ
يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾
تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ ف٢ جو تم پر مقرر ہے ف٣ پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے ف٤
وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ
اور کہیں تم دیکھو جب مجرم ف٥ اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے ف٦ اے ہمارے رب
اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا
اب ہم نے دیکھا اور سُنا ف٧ ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا اور اگر ہم چاہتے
لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
ہر جان کو اُس کی ہدایت فرماتے ف٨ مگر میری بات قرار پاچکی کہ ضرور جہنم کو بھر دوں گا
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
ان جنوں اور آدمیوں سب سے ف٩ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے
هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا
تھے ف١٠ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ ف١١ ہماری آیتوں
يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ
پر وہی ایمان لاتے ہیں ف١٢ کہ جب وہ اُنھیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ف١٣ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے
رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ ۩ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ
اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ف١٤ اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے ف١٥
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ
اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ف١٦ ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں ف١٧ تو کسی جی
نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ اَفَمَنْ
کو نہیں معلوم ف١٨ جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ اُن کے کاموں کا ف١٩ تو کیا جو
كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں ف٢٠ جو ایمان لائے اور

ع ١١/١٤

① یعنی ان کفار کا آپ سے یہ پوچھنا ماننے کے لئے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرنے کے لئے ہے ② حضرت عزرائیل علیہ السلام، جن کے ذمہ سب کی جان نکالنا ہے، یہ تمام کی موت کے وقت اور موت کی جگہ سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ باتیں علوم خمسہ سے ہیں۔ جب حضرت عزرائیل کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضور کے علم کا کیا حال ہے ③ معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بیک وقت زمین کے مختلف حصوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب انسانوں کی جانیں صرف عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں باقی ان کے ساتھی فرشتے ان کا تعاون کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (انعام: ٦١) اور دوسری آیت اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (الزمر: ٤٢) کہ رب تعالیٰ حقیقی ممیت ہے۔ ④ قیامت میں حساب کتاب کے لئے میدان محشر یعنی شام کی زمین میں حاضر کئے جاؤ گے لیکن کوئی خوشی خوشی حاضر ہوگا اور کوئی مجبوراً گرفتار ہو کر کوئی سوار کوئی پیدل غرضیکہ حالات مختلف ہوں گے ⑤ یعنی مشرکین و کفار، کیونکہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتی ہے اور کامل مجرم کفار ہیں جن کا دل و دماغ جرم کفر و انکار کا مجرم ہے ⑥ خیال رہے کہ قیامت میں بارگاہ الٰہی میں سب ہی سر جھکائے ہوں گے۔ مگر کافر شرم و ندامت کی وجہ سے اور مومن متقی دربار کے ادب سے۔ یہاں شرمندگی کا سرنگوں ہونا مراد ہے ⑦ یعنی قبر سے اٹھنے کے بعد عالم غیب کی چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور فرشتوں کا کلام اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ نبیوں نے جو کچھ کہا تھا سچ کہا تھا۔ مگر یہ ماننا اب معتبر نہ ہوگا۔ نہ اس کے ماننے کو ایمان کہا جائے گا کیونکہ ایمان نام ہے نبی پر اعتماد کرنے اور ان کے ذریعے تمام غیوب کو ماننے کا ⑧ اس طرح کہ ہر شخص کو توفیق دے دیتے کہ وہ اپنی خوشی سے ان ہدایتوں کو اختیار کرے جو اس کے لئے مفید ہوں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ⑨ اس طرح کہ بعض انسان اور بعض جن اپنے اختیار سے کفر و شرک کریں اور دوزخ میں جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات کافر بھی دوزخ میں عذاب پانے جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ صرف کفار سے بھری جائے گی۔ گنہگار مومن دوزخ بھرنے کے لئے وہاں نہ جائے گا اس کا جانا عارضی ہوگا ⑩ اس لیے کہ تم اپنے پیغمبروں کی مخالفت کرتے تھے معلوم ہوا کہ آخرت کو بھولنا تمام گناہوں کی جڑ ہے ⑪ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ میں دائمی عذاب کفار کے لیئے خاص ہے دوسرے یہ کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو اس حال میں فوت ہو جائیں دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ دوزخ کفر و بدعملی کی سزا ہے ان سے یہ کچھ سرزد نہ ہوا۔ ⑫ یعنی اے کفار تم دنیا میں دوبارہ جا کر بھی مومن و متقی نہ ہوؤ گے۔ مومن تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جن میں یہ صفات ہوں ⑬ ایمان نصیب ہونے کے شکر کا سجدہ یا عظمت کبریائی کا سجدہ۔ بہرحال یہاں سجدہ سے مراد نماز نہیں اس لئے بقیہ بر صفحہ ٨٢٦

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى٘ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

اچھے کام کیئے ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ

رہے وہ جو بے حکم ہیں ف۱ ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ قِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

اُسی میں پھیر دیئے جائیں گے ف۲ اور اُن سے کہا جائے گا چکھو ف۳ اس آگ کا عذاب جسے تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ

جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم اُنھیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب ف۴ اس بڑے عذاب سے پہلے

الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ

جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے ف۵ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی

اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

گئی پھر اس نے اُن سے منہ پھیر لیا ف۶ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب

الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ

عطا فرمائی ف۷ تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو ف۸ اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لئے

اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۟ وَ

ہدایت کیا ف۹ اور ہم نے اُن میں سے کچھ امام بنائے ف۱۰ کہ ہمارے حکم سے بتاتے جب کہ اُنھوں نے صبر کیا اور

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے ف۱۱ بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دیگا قیامت کے دن

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَ لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۱۲ اور کیا اُنھیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا

سنگتیں (قومیں) ہلاک کر دیں کہ آج یہ اُن کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں ف۱۳ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں

يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ

تو کیا سنتے نہیں اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اُس سے

۳۲

۱ فسق کے معنی ہیں حد سے نکل جانا' گنہگار مومن تقویٰ کی حد سے کافر ایمان کی حد سے بالکل حضور کا گستاخ انسانیت کی حد سے خارج ہے' یہاں فسق دوسرے معنی میں استعمال ہوا یعنی کفر ۲ اس طرح کہ دوزخی بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اچھلیں گے کہ دوزخ کے منہ پر آ جائیں گے۔ قریب ہوگا کہ تڑپ کر باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گرز مار کر پھر نیچے گرا دیں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بھاگ کر نکلنا چاہیں گے کیونکہ وہاں سے بھاگنا کیسا ۳ یعنی ہمیشہ اپنے کفر کا مزہ چکھتے رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص سزا جو یہاں مذکور ہے گنہگار مومن کو نہ ہوگی انشاء اللہ نہ اسے دوزخ میں ہمیشگی ہوگی۔ کیونکہ وہ منکر نہ تھا۔ ۴ اس سے اشارۃً عذاب قبر بھی ثابت ہے کہ وہ ادنیٰ ہے اور عذاب قیامت سے پہلے ہے۔ خیال رہے

ع ۲ ۱۱ ۱۵

کہ قبر میں دوزخ کا عذاب ہوگا مگر دوزخ سے دور رہ کر اس طرح کہ وہاں سے دھواں اور گرمی آوے گی اور قیامت کے بعد دوزخ میں پہنچ کر عذاب ہوگا۔ لہٰذا قبر کا عذاب دوزخ کے داخلی عذاب سے کہیں ہلکا ہوگا۔ خیال رہے کہ کافر کو عذاب قبر ہمیشہ تا قیامت ہوگا مومن کا عذاب قبر عارضی ہوگا جو کسی کی دعا وغیرہ سے دور ہو جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں عذاب سے دنیاوی عذاب اور کفار سے کفار مکہ مراد ہیں کہ ان پر دنیا میں قحط' قتل وغیرہ آئے ۵ تاکہ کفار ان دونوں عذابوں کو سن کر کفر سے لوٹ جاویں' تاکہ وہ کافر دنیا کے یہ عذاب دیکھ کر ایمان لے آویں ۶ اس طرح کہ نہ تو قرآنی آیتوں میں غور کیا نہ ایمان لایا ۷ یعنی توریت شریف جو دنیا میں سب سے پہلے آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ آپ سے پہلے پیغمبروں کو صحیفے یعنی رسالے ملے تھے پہلے صاحب کتاب نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں ۸ یعنی آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے کلام فرمایا تھا۔ اس میں آپ شک وشبہ نہ کریں کیونکہ وہ ملاقات خواب میں نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات زندہ صالحین سے ملتے ہیں کلام کرتے ہیں' جواب دیتے ہیں سنتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی اور شب معراج میں حضور سے کلام بھی فرمایا بلکہ ہماری یہ مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں ۹ موسیٰ علیہ السلام کو یا کتاب توریت کو' اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں' وہ بھی ایک خاص وقت میں ۱۰ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد علماء وصالحین بنی اسرائیل میں پیدا فرمائے جو بنی اسرائیل کو ہدایت پر رکھیں ۱۱ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی علماء و اولیاء امت کے امام ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ جیسے خدارسی کے لئے نبی کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی نبی تک پہنچنے کے لئے امام کی ضرورت ہے تیسرے یہ کہ ایمان وتقویٰ' صبر سے دینی پیشوائیت نصیب ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ اماموں کی تعداد مقرر نہیں کہ بارہ یا چھ یا تین ہوں بلکہ جو ایمان' تقویٰ' صبر کا جامع ہو وہ دینی پیشوا ہے ۱۲ عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا کہ مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں بھیجے جائیں گے۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی کر دیا گیا مگر یہاں عذاب وثواب بقیہ بر صفحہ ۸۲۷

بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۲۷ وَ

کھیتی نکالتے ہیں ف۱ کہ اس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں ف۲ تو کیا انہیں سوجھتا نہیں اور

یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۲۸ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ

کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو ف۳ تم فرماؤ فیصلہ کے دن

لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۲۹ فَاَعْرِضْ

کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا ف۴ اور نہ انہیں مہلت ملے ف۵ تو ان سے منہ

عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۳۰ ع

پھیر لو ف۶ اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب ۳۳ مَدَنِيَّة ۹۰ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۷۳ رُكُوْعَاتُهَا ۹

سورۃ احزاب مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ف۷ اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا ف۸ بے شک

اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۱ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ

اللہ علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے ف۹

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۲ وَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ

اے لوگو اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے

وَكِیْلًا ۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ

کام بنانے والا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے ف۱۰ اور تمہاری ان

اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ

عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا ف۱۱ اور نہ تمہارے لے

اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے ف۱۲ اور اللہ

یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ

حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے ف۱۳ انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو ف۱۴

منزل ۵

ف۱ اس طرح کہ ہم ان کو بعد موت زندہ کریں گے ان چیزوں میں غور کر کے اپنے ایمان تازہ کریں ف۲ اس طرح کہ بعض کے پھل انسان کھاتے ہیں۔ جڑیں جانور غرضیکہ اس کی شان عجیب ہے ف۳ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرما دے گا کہ مسلمانوں کو فتح کافروں کو شکست دے گا۔ کفار مذاق اور دل لگی کے طور پر یہ سوال کرتے تھے۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے ف۴ اگر فتح سے مراد فتح مکہ ہو تو اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوگا کہ اگر کافر خاص قتل کے وقت جان بچانے کے لئے ایمان ظاہر کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا بلکہ اسے قتل کیا جاوے گا جیسے کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن بنی کنانہ قوم بھاگی تو خالد بن ولید نے انہیں گھیرا وہ گھبرا کر اسلام کا اظہار کرنے لگے مگر حضرت خالد بن ولید نے ان کا یہ اسلام نہ مانا اور انہیں قتل کر دیا (جمل وخزائن) اور اگر فتح کے دن سے قیامت کا دن مراد ہو تو آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ قیامت میں سارے کافر ایمان لائیں گے مگر قبول نہ ہوگا ف۵ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اگر بحالت جنگ یا بحالت قید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام لائیں، قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام نرا فریب ہے تو وہ ایمان قبول نہیں بلکہ ان کا قتل جائز ہے۔ جیسے ایک کافر بھاگنے کی انتہائی کوشش کر رہا تھا مگر جب پکڑا گیا تو کلمہ پڑھنے کے باوجود قابل قتل ہے۔ مسلمانوں نے پاکستان بنتے وقت مشرکین کی کلمہ گوئی سے بہت دھوکہ کھایا۔ نیز جو بارہا مسلمان و کافر ہوتا رہے یا کلمہ پڑھے اس کا قتل جائز ہے۔ ف۶ ان پر جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ حکم جہاد کی آیت سے منسوخ ہے یا ان کی طرف التفات نہ کرو تو آیت محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کی بے ہودگیوں کا جواب بے ہودگیوں سے نہ دیں ف۷ اس نداء سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کو فقط نام شریف سے پکارنا سنت الٰہیہ کے خلاف ہے حضور کو اچھے القاب سے پکارو۔ دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی نام شریف محمد و احمد ہیں آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاء کرام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور کو لقب شریف سے ف۸ حضور کے دل میں خوف خدا تو پہلے ہی سے کمال درجہ کا تھا۔ اس آیت میں اس خوف پر قائم رہنے کا حکم ہے کہ حاصل چیز کا حاصل کرنا غیر ممکن ہے ف۹ خواہ ظاہری وحی ہو یعنی قرآن خواہ مخفی وحی یعنی حدیث کیونکہ قرآن و حدیث اور حضور کے سارے الہام وحی الٰہی ہیں حضور کا ہر کام وحی کی اتباع ہے۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابوسفیان، عکرمہ، ابوالاعور اسلمی وغیرہ جنگ احد کے بعد خفیہ طور پر مدینہ منورہ آئے عبداللہ ابن ابی منافق کے گھر ٹھہرے۔ حضور سے امان حاصل کر کے یہ سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں عرض کیا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں بلکہ فرما دیں کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ منافقین نے مشرکین کی تائید اور سفارش کی حضور کو یہ بات

بقیہ برصفحہ ۸۲۷

(ع ۸ ۱۶)

هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ

یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے

فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ ؕ وَ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ

بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد یعنی تمہارے دوست اور تم پر ف۱ اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے

بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۵

صادر (واقع) ہوا ف۲ ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو ف۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے ف۴ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں ف۵ اور

اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں ف۶ بہ نسبت اور

الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ

مسلمانوں اور مہاجروں کے ف۷ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو ف۸

كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ

یہ کتاب میں لکھا ہے ف۹ اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے

مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ

عہد لیا اور تم سے ف۱۰ اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن

مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝۷ لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ

مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا ف۱۱ تاکہ سچوں سے ان کے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

سچ کا سوال کرے ف۱۲ اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان والو!

اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ

اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ف۱۳ جب تم پر کچھ لشکر آئے ف۱۴ تو ہم نے ان

رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝۹ اِذْ

پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے جب

ف۱ یعنی اگر لے پالکوں کے باپ تمہیں نہ معلوم ہوں تب بھی انہیں مربی کا بیٹا نہ کہو اسے بھائی کہہ کر اور اگر آزاد شدہ ہے تو مولیٰ کہہ کر پکارو۔ اے ہمارے دوست یا اے فلاں کے مولیٰ۔ چچازاد کا ترجمہ مولیٰ دوست کو بھی کہتے ہیں آزاد شدہ کو بھی اور آقا کو بھی ف۲ یعنی ممانعت سے پہلے جو تم زید ابن محمد کہہ چکے ہو یا خطاءً تمہارے منہ سے نکل جائے یا کسی کے بیٹے کو خطاءً تم اپنا بیٹا کہہ دو تو اس میں حرج نہیں تم پر گناہ نہ ہوگا ف۳ یعنی ممانعت کے بعد اگر تم دیدہ دانستہ لے پالکوں کے ان کے مربی کا بیٹا کہو گے تو گنہگار ہو گے ف۴ اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک' زیاد قریب' زیادہ حقدار' یہاں تینوں معنی درست ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں ربّ فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ (التوبہ: ۱۲۸) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا حکم' ہر مومن پر بادشاہ' ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ حضور تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہنچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی بلکہ حضور والد ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی اور وہی ازواج مومنوں کی والدہ ہیں جو قربت شریف سے فیضیاب ہو گئیں خواہ بیوی ہوں یا لونڈی۔ جو صرف نکاح میں آ کر علیحدہ ہو گئیں جیسے امیمہ جونیہ وہ ماں نہیں۔ خیال رہے کہ حضور کی ازواج کا مسلمانوں کی مائیں ہونا دو حکموں میں ہے۔ انتہائی ادب و تعظیم اور ان سے نکاح حرام ہونا۔ میراث و پردہ' اولاد کی حرمت' ان احکام میں وہ ماں نہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ (مجادلہ: ۲) کہ وہاں حقیقت کا حصر ہے لہٰذا ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنیں اور ان کے بھائی مسلمانوں کے ماموں نہیں ف۶ یعنی میراث نسبی قرابتداروں کو ملے گی ف۷ یعنی ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے اب میراث نہ ملے گی اس سے پہلے عقد مواخاۃ کے ذریعہ میراث ملتی تھی۔ اس آیت سے وہ حکم جاتا رہا۔ ف۸ اس طرح کہ کسی غیر وارث کو تہائی مال تک کی وصیت کر جاؤ غرضیکہ میت کا مال پہلے ذی فرض وارثوں کو پھر نسبی عصبات کے لئے اگر عصبہ نہ ہوں تو ذی فرض کو دوبارہ دے دیا جائے پھر ذی رحم عزیز کو پھر مولیٰ مولاۃ کو (تفسیر احمد و خزائن) ف۹ یعنی لوح محفوظ میں میراث کا حکم درج ہے ف۱۰ حضور سے کسی نبی کی پیروی کا عہد نہیں لیا گیا بلکہ ان سب سے حضور کی پیروی کا عہد لیا گیا ربّ فرماتا ہے وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ (آل عمران: ۸۱) ☆ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ (آل عمران: ۸۱) سب کی تصدیق وہ کرے گا جو سب سے آخر میں آئے وہ حضور ہی ہیں۔ یہاں عہد سے تبلیغ کا عہد مراد ہے یعنی تمام انبیاء سے عموماً اور اے سید انبیاء! آپ سے خصوصاً یہ عہد لیا گیا کہ ہمارے احکام کی تبلیغ کرنا کوئی حکم نہ چھپانا۔ مخلوق کو توحید کی دعوت دینا ف۱۱ اس عہد سے مراد یا تو وہی پہلا عہد یعنی عہد تبلیغ ہے تاکید کے لئے دوبارہ ارشاد فرمایا لہٰذا ''نبیین'' میں حضور بھی داخل ہیں یا اس عہد سے مراد ہمارے حضور ﷺ کی اطاعت کا عہد ہے جو دوسرے

ع ۱/۱۷ ۸

بقیہ برصفحہ ۸۲۷

جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ

کافر تم پر آئے تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے ف۱ اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل

بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ⑩ هُنَالِكَ ابْتُلِیَ

گلوں کے پاس آگئے ف۲ اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے (امید و یاس کے) ف۳ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ⑪ وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ

جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے ف۴ اور جب کہنے لگے منافق اور

الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫

جن کے دلوں میں روگ تھا ف۵ ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا ف۶

وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ

اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا اے مدینہ والو! ف۷ یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ف۸ تم گھروں کو واپس چلو اور

یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِیَ

ان میں سے ایک گروہ نبی سے اذن مانگتا تھا ف۹ یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ

بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ⑬ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا

بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا ف۱۰ اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں

ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوْا

پھر اُن سے کفر چاہتیں تو ضرور اُن کا مانگا دے بیٹھتے ف۱۱ اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی اور بے شک اس

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے ف۱۲ اور اللہ کا عہد پوچھا

مَسْـُٔوْلًا ⑮ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

جائے گا ف۱۳ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب

وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ⑯ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ

بھی دنیا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی ف۱۴ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

اگر وہ تمہارا بُرا چاہے یا تم پر مہر (رحم) فرمانا چاہے ف۱۵ اور وہ

منزل ۵

① یعنی بنی غطفان اور کفار نجد و اسد۔ غطفان تو وادی مدینہ کے اوپری جانب سے یعنی مشرقی طرف سے آئے جن کے سردار عینیہ ابن حصین فرازی اور عامر ابن طفیل تھے۔ ان کے ساتھ یہود بھی تھے اور کفار قریش مع بنی کنانہ وادی مدینہ کی نیچی جانب یعنی سمت مغرب سے آئے جن کے سردار ابو سفیان تھے ② غزوہ خندق کا واقعہ شوال ۴ ہجری میں پیش آیا جب حضور ﷺ نے مدینہ منورہ سے بنی نضیر کو ان کی ایک بڑی بدعہدی کی وجہ سے جلاوطن کیا۔ یہ یہود مکہ پہنچے اور قریش کو حضور سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ پھر یہی یہود قبائل غطفان قیس، غیلان وغیرہ کے پاس گئے اور جابجا دورے کئے۔ سارے کفار کو اس جنگ پر آمادہ کیا جب سب قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے تو بنی خزاعہ کے بعض لوگوں نے حضور کو ان تمام تیاریوں کی خبر دے دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے آس پاس خندق کھودنے کا انتظام فرمایا اور خود بہ نفس نفیس کھدائی کے کام میں شرکت فرمائی۔ ابھی خندق کھود کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ بارہ ہزار کا لشکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا مگر خندق دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ اہل عرب نے اس سے پہلے کبھی خندق نہ دیکھی تھی۔ غرضیکہ انہوں نے چوبیس دن تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رکھا۔ جس سے مسلمان سخت پریشان ہو گئے اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بھی بہت نازک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی کہ ان پر سخت ٹھنڈی اور تیز ہوا تاریک رات میں بھیجی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ طنابیں ٹوٹ گئیں۔ کھونٹے اکھڑ گئے، جانور بھاگ گئے آدمی زمین پر گر گئے۔ قدرتی فرشتے آئے جنہوں نے کفار کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور تمام کفار بھاگ گئے مگر یہ ہوا صرف کفار کے لشکر میں تھی۔ لشکر کے باہر کچھ نہ تھی۔ کفار اس کشمکش میں اپنا سامان ساتھ نہ لے جا سکے۔ بہت کچھ چھوڑ گئے جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ (خزائن و جمل وغیرہ) ③ تم سمجھے کہ اب دنیا سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا کیونکہ کفار نے پوری طاقت سے یلغار کر دی ہے یہ یاس و امید فطری طور پر تھی نہ کہ رب تعالیٰ کے وعدوں میں جھوٹ کے احتمال سے۔ اسی لئے اس گمان پر رب تعالیٰ نے عتاب نہ فرمایا اور ان تمام بزرگوں کو مومن فرماتے ہوئے ان کے صبر و استقامت کی تعریف فرمائی۔ لہٰذا اس سے روافض کوئی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ④ یعنی غزوۂ خندق میں مومنوں پر مصیبتوں پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ناداری، داخلی دشمنوں یعنی یہود مدینہ کا خطرہ خارجی دشمنوں کی یلغار اس کے علاوہ اپنی بے سروسامانی۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے بہادر سے بہادر کے دل چھوٹ جاتے ہیں مگر غلامان مصطفیٰ ﷺ ایسی آفات میں بھی ثابت قدم رہے۔ ⑤ خیال رہے کہ منافق تو دل میں پکے کافر تھے زبان سے مسلمان تھے اور یہ لوگ دل کے روگی شک میں رہتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام حق کبھی کہتے باطل ہے ⑥ معتب ابن قشیر نے کفار کے ہجوم کو دیکھ کر کہا کہ نبی ﷺ تو ہم کو روم و فارس کی فتح کی خوشخبریاں سناتے تھے اور ہمارا یہ حال کہ خوف کی وجہ سے اپنے ڈیرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے ساتھ اوروں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ ⑦ معلوم ہوا کہ مدینہ پاک بقیہ برصفحہ ۸۲۷

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ

اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار ف۱ بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں

الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾

اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ ف۲ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے ف۳

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ

تمہاری مدد میں گئی کرتے (کمی کرتے) ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم اُنھیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ

اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ

ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں ف۴ جیسے کسی پر موت چھائی ہو ف۵ پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے ف۶

سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ

تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں ف۷ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ف۸ تو اللہ

اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ

نے ان کے عمل اکارت کردیئے ف۹ اور یہ اللہ کو آسان ہے ف۱۰ وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر

لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ

ابھی نہ گئے ف۱۱ اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو اُن کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر

يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ

تمہاری خبریں پوچھتے ف۱۲ اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے ف۱۳ بے شک

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے ف۱۴ اس کے لئے کہ جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا

اور اللہ کو بہت یاد کرے ف۱۵ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾

اللہ اور اُس کے رسول نے ف۱۶ اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا ف۱۷

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا ف۱۸ تو اُن میں کوئی

❶ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ موت یقیناً آنی ہے اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ دوسرے یہ کہ اسباب اور جنگ سے بھاگنا موت کو ٹال نہیں سکتا۔ تیسرے یہ کہ جو خدا کو چھوڑ کر خدائی کو دوست بنائے وہ بڑا بیوقوف ہے اور جو خدا کی محبت میں خدائی کو چھوڑ دے وہ کامیاب ہے' انجام کی بھلائی پائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد اللہ کی مدد ہے۔ آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اگر رب تمہارا برا چاہے تو تمہارا کوئی مددگار نہیں جو اس کے عذاب سے بچالے۔ ❷ یہود نے منافقوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے سچے خیرخواہ ہیں اگر تم حضور کے ساتھ رہے تو ابوسفیان تمہیں تباہ کردیں گے اور اگر تم ہمارے پاس آگئے تو تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ منافقوں نے مسلمانوں کو خفیہ طور پر رغبت دی۔ جس قدر یہ منافق مسلمانوں کو ڈراتے تھے اسی قدر مومنوں کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے تھے۔ اور ان کا استقلال اور بڑھتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب مرنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ جناب مصطفیٰ کے قدموں میں دم نکلے ❸ اور وہ بھی محض ریاکاری یا مسلمانوں کو بہکانے
ع ۱۲/۱۸ اور ان کو بزدل بنانے کی کوشش کرنے کے لئے' لہٰذا ان کا جہاد میں آنا عبادت نہیں کفر ہے ❹ جیسے مرتے یا ڈوبتے وقت آنکھیں ایسی گھومتی ہیں جیسے آدمی پانی پر تیرے ❺ کہ ان کے چہروں کے رنگ ان کے دل کے خوف کا پتہ دیتے ہیں اور مومن پر اطمینان کے آثار ہوتے ہیں ❻ اس طرح کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور غنیمت ہاتھ آئے ❼ اور کہتے ہیں کہ ہم کو غنیمت کا حصہ زیادہ دو ہم نے بہادری کی تھی۔ تم ہماری وجہ سے غالب ہوئے۔ ❽ معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے دعویٰ محبت کرنا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کی شان یہ ہے کہ کلام کم کرے کام زیادہ کرے۔ اسی لئے رب نے بولنے کے لئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کے لئے اعضا دو دو دیئے ہیں ❾ منافقوں کی نیکیاں برباد کردیں'

معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں اور منافقوں کافروں کے تمام صدقات وخیرات اچھے کام برباد ہیں۔ جیسے بغیر بنیاد مکان۔ خیال رہے کہ یہاں برباد فرمانے سے مراد ہے بربادی کو ظاہر فرمانا۔ ورنہ ان کے اعمال تو اول سے ہی درست نہ تھے۔ ❿ چنانچہ رب تعالیٰ ایک آن میں عمر بھر کی نیکیاں رد فرما سکتا ہے اور ایک آن میں عمر بھر کے گناہ بخش دینے پر بھی قادر ہے ⓫ یعنی ان منافقوں کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ اگرچہ اس تیز ہوا اور فرشتوں کی مدد سے تمام کفار بھاگ چکے ہیں مگر ان کے دلوں کو اب تک اعتبار نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ بھاگے نہیں اب آیا ہی چاہتے ہیں ⓬ یعنی ان منافقوں کی بے ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اگر بفرض محال کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کردیں تو اب کی بار یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور لوگوں سے تمہاری ہار جیت کی خبریں پوچھ لیا کریں خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں۔ خیال رہے کہ یہ کلام بطریق فرض ہے ورنہ حضور ﷺ نے جنگ خندق کے بعد خبر دے دی تھی کہ اب آئندہ انشاءاللہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ایسے ہی ہوا ⓭ یعنی دوبارہ جنگ خندق ہونے پر ہمراہ بقیہ برصفحہ ۸۲۸

قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ
اپنی منت پوری کر چکا ف۱ اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے ف۲ اور وہ ذرا نہ بدلے ف۳ تاکہ اللہ سچوں کو ان
الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ
کے سچ کا صلہ دے ف۴ اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ
عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن
بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ
کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا ف۶ اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی ف۷ اور اللہ زبردست
اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
عزت والا ہے اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی ف۸ انہیں ان کے
صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ
قلعوں سے اُتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ف۹ ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو
فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ
قید ف۱۰ اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان ف۱۱ اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی
كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ
قدم نہیں رکھا ہے ف۱۲ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے ف۱۳ اگر
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ
تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو ف۱۴ تو آؤ میں تمہیں مال دوں ف۱۵ اور اچھی طرح
سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ
چھوڑ دوں ف۱۶ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو ف۱۷ تو بے شک اللہ
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ
نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے ف۱۸ اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت
مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾
کرے ف۱۹ اس پر اوروں سے دونا (دگنا) عذاب ہوگا ف۲۰ اور یہ اللہ کو آسان ہے ف۲۱

۱ اس طرح کہ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔ جیسے حضرت حمزہ اور معصب ابن عمیر رضی اللہ عنہم ۲ یعنی وہ ابھی تک شہید تو نہ ہوئے مگر جام شہادت کے ایسے منتظر ہیں جیسے دولہا اپنی شادی کی تاریخ کا ۳ معلوم ہوا کہ جو مردود کہے کہ صحابہ کرام حضور کے پردہ فرمانے کے بعد ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کردیا وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ یہ حضرات بالکل نہ بدلے۔ حضرت انس بن نضر نے جنگ احد میں سنا کہ حضور شہید کردیئے گئے تو بولے کہ اب جینے کا مزہ کیا جس راستہ پر حضور گئے ہیں میں بھی اسی راستہ پر جاؤں گا۔ یہ کہا اور تلوار اٹھائی بعد میں ان کی نعش مبارک ملی۔ ان کے جسم شریف پر ۸۳ زخم تھے رضی اللہ عنہ ۴ چنانچہ دنیا میں جو صلہ انہیں رب نے دیا وہ ہم آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ صدہا برس گزر جانے کے باوجود دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے زمانہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔ مگر ان کا ذکر خیر نہ مٹ سکا ۵ اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ بعض منافقین کو توبہ کی توفیق ملے گی اور بعض اپنے نفاق پر قائم رہ کر دنیا کی رسوائی و آخرت کے عذاب کے مستحق ہوں گے ۶ یعنی جنگ احزاب والے کفار جو تمنائیں دلوں میں لے کر آئے تھے نہ پاسکے اور منہ کی کھا کر شرمندہ و ناکام واپس ہوئے ۷ کہ مسلمانوں کو جنگ کرنی ہی نہ پڑی۔ ہوا کی سختی اور فرشتوں کی تکبیروں سے کفار تمام کے تمام بھاگ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے محبوب کو مکڑی کے کمزور جالے کے وسیلے سے دشمن سے بچالے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کردے ابابیل سے فیل ہلاک فرمادیئے۔ ۸ اس آیت میں غزوہ بنی قریظہ کا ذکر ہے جو ذیقعدہ ۵ ھ میں واقع ہوا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے مقابل دشمن کی مدد نہ کرنا۔ غزوہ خندق میں ان یہود نے اپنا یہ عہد توڑ دیا۔ جب حضور خندق سے بخیریت واپس آئے تو دوپہر کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں سر مبارک دھو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ نے ہتھیار کھول لئے ابھی تک فرشتوں نے ہتھیار نہ کھولے ہیں۔ رب کا حکم ہے کہ بنی قریظہ پر جہاد کیا جائے چنانچہ حضور نے مدینہ پاک میں اعلان فرمادیا کہ سب مسلمان بنی قریظہ پہنچ کر نماز عصر پڑھیں۔ چنانچہ سب لوگ تیار ہوگئے۔ بعض عصر پڑھ کر روانہ ہوئے اور بعض حضرات عشاء کے بعد وہاں پہنچے مگر عصر وہاں جا کر ہی پڑھی۔ کسی پر اعتراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی پر پکڑ نہیں۔ حضور نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا حضرت علی کو جھنڈا عنایت فرمایا اور بنی قریظہ کے محلات کا محاصرہ فرمالیا پچیس دن یہ محاصرہ رہا۔ آخر یہود نے تنگ آکر حضرت سعد ابن معاذ کا حکم مان لیا اور قلعوں سے اتر آئے۔ حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور جوان لوگ قتل کردیئے جائیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں خندق کھدوا کر بالغ مرد قتل کردیئے گئے جن کی تعداد چھ سو تھی اور بچے عورتیں قید کر لئے گئے جن کی تعداد سات سو تھی اور بنی قریظہ کی جائیدادیں و مال مسلمانوں بقیہ برصفحہ ۸۲۸

ع ۱۹

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی ؎۱ اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝۳۱ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

سے دونا (دگنا) ثواب دیں گے ؎۲ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ؎۳ اے نبی کی بیبیو

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ؎۴ اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو ؎۵ کہ

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲ وَقَرْنَ

دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو ؎۶ اور اپنے

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ

گھروں میں ٹھہری رہو ؎۷ اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ؎۸ اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ

قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ؎۹ اللہ تو یہی چاہتا

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے ؎۱۰ اور تمہیں ؎۱۱ پاک کرکے خوب

تَطْهِيْرًا ۝۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

ستھرا کردے ؎۱۲ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور

الْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

حکمت ؎۱۳ بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے

وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور سچیاں ؎۱۴ اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَ

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور

(۱) یعنی تم اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتی تو ہو مگر اس پر قائم رہو۔ یہاں بھی منکن کا من بیانیہ ہے کہ بعضیت کا نہیں۔ کیونکہ حضور کی تمام بیویاں اللہ رسول کی فرمانبردار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (۲) اس طرح کہ جس نیکی کا ثواب دوسروں کو ز مین مدینہ منورہ میں پچاس ہزار ملے گا تم کو اس کا ثواب ایک لاکھ یہ اس لئے ہے کہ ایک حصہ اجر تو اطاعت و تقویٰ کا اور دوسرا حصہ ثواب حضور کی خوشنودی، مزاج کا جو تم کو میسر ہے دوسروں کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج اس حکم میں حضور کی اولاد سے افضل ہیں کیونکہ ان کا اجر عملی اولاد سے بھی دگنا ہے (۳) یعنی جنت میں اس دوگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہاری لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی اور خاص روزی کی حقدار جس روزی کا کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوگی۔ (۴) بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی نہ ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیبہ طاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور کی ازواج کی مثل عالم میں کوئی عورت نہیں تو خود حضور کی مثل بھی کوئی نہیں ہو سکتا جو لوگ اپنے کو حضور کی مثل کہتے ہیں وہ اس آیت میں غور کریں (۵) یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ مضمون کی اہمیت بیان کرنے کو ہے جیسے باپ فرمانبردار بیٹے سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو فرمانبردار رہ۔ (۶) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت ضرورت ان ازواج مطہرات کو مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت تھی۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ وہ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں لیکن پھر بھی انہیں حکم دیا گیا کہ پس پردہ گفتگو کریں۔ بات لوچدار اور لہجہ نزاکت والا نہ ہو (۷) اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر پردہ فرض ہے اور بلا عذر گھر سے نکلنا حرام۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں حضور کی اہل بیت ہیں کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں رہنے کی نسبت ہے کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں۔ میراث جاری نہیں ہوتی۔ (۸) یعنی جیسے اسلام سے پہلے کی عورتیں آراستہ ہو کر اتراتی ہوئیں نکلتی تھیں، کاش اس آیت سے موجودہ مسلم عورتیں عبرت پکڑیں۔ یہ عورتیں ان امہات المومنین سے بڑھ کر نہیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت آدم و طوفان نوح علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اولیٰ کہلاتا ہے جو بارہ سو بہتر سال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضور کے درمیان زمانہ جاہلیت اخریٰ ہے جو قریبا چھ سو برس ہے واللہ ورسولہ اعلم (۹) یہاں نماز زکوٰۃ سے عبادات مراد ہیں اور حکم مت ماننے سے حضور کی خدمت مراد معلوم ہوا کہ حضور کی خدمت گزاری نماز وغیرہ عبادات کی طرح ضروری ہے۔ (۱۰) چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی۔ اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا (قصص: ۲۹) بقیہ بر صفحہ ۸۲۹

الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ
اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں ؎۱ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور
الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵ وَمَا كَانَ
یاد کرنے والیاں ؎۲ ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور نہ کسی
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
مسلمان مرد ؎۳ نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں ؎۴ تو انہیں اپنے
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ
معاملہ کا کچھ اختیار رہے ؎۵ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک
ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۳۶ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ
صریح گمراہی بہکا ؎۶ اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے اسے نعمت دی ؎۷ اور تم
عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ
نے اُسے نعمت دی ؎۸ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے ؎۹ اور اللہ سے ڈر ؎۱۰ اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے
مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا
وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ؎۱۱ اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا ؎۱۲ اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو ؎۱۳ پھر جب
قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
زید کی غرض اس سے نکل گئی ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی ؎۱۴ کہ مسلمانوں پر کچھ حرج
حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ
نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم
اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۳۷ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ
ہو کر رہنا ؎۱۵ نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر
لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
فرمائی ؎۱۶ اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے ؎۱۷ اور اللہ کا کام مقرر
مَّقْدُوْرَا ۨ ۳۸ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا
تقدیر ہے ؎۱۸ وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور

(۱) ان آیات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے دس مرتبے بیان ہوئے۔ یہاں اسلام سے مراد اللہ و رسول کی اطاعت، ایمان سے مراد درست اعتقاد اور قنوت سے مراد دلی فرمانبرداری، صبر سے مراد اللہ کی فرمانبرداریوں، نفس کی مخالفت پر قائم رہنا، اور مصیبتوں میں گھبرا نہ جانا ہے۔ خشوع سے مراد عبادتوں میں دل کا اعضاء کے ساتھ ہونا ہے۔ باقی اوصاف ظاہر ہیں۔ (۲) دل و زبان دونوں سے اللہ کی یاد۔ یا نماز کے علاوہ اور بھی اللہ کی یاد یا ہر حال میں سوتے جاگتے اللہ کی یاد یا نماز تہجد کی پابندی، یا علم دین میں مشغولیت ذکر کثیر ہے۔ غرضیکہ ذکر کثیر کی بہت صورتیں ہیں۔ (۳) (شان نزول) یہ آیت حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ ابن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور نے زید ابن حارثہ جو حضور کے لے پالک تھے، ان کے نکاح کے لئے زینب کو پیغام دیا جسے زینب اور ان حضرات نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینب وغیرھا راضی ہو گئے اور حضرت زید کا نکاح زینب کے ساتھ کر دیا گیا۔ (۴) معلوم ہوا کہ نبی کے حکم اور نبی کے مشورہ میں فرق ہے۔ حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا۔ مشورہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہوگا۔ اسی لئے یہاں قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فرمایا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران: ۱۵۹) (۵) معلوم ہوا کہ حضور کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کر دیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کے لئے ہوا۔ غرضیکہ حضور ہمارے دین کے مالک ہیں (۶) اس سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے جان و مال کے مالک ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔ دیکھو عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا نکاح کرے یا نہ کرے۔ مگر حضور کے حکم پر اسے اپنے نفس کا بھی اختیار نہیں (۷) یعنی زید ابن حارثہ جن پر اللہ نے بھی انعام کیا کہ انہیں ایمان و عرفان و تقویٰ دیا تم نے بھی ان پر انعام کیا کہ انہیں اپنا صحابی پالک بنایا ہر طرح ان کی ناز برداری کی، یا یہ کہ ایمان و عرفان، تقویٰ، صحابیت یہ سب اللہ کے بھی انعام ہیں اور آپ کے بھی (۸) اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ رسول نے ہم کو غنی کر دیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) (۹) حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکنے کے بعد ان کی آپس میں موافقت نہ ہوئی۔ ایک بار حضرت زید نے بی بی زینب کی سخت مزاجی کی شکایت کی جس کی وجہ ظاہر تھی کہ حضرت زینب حسینہ جمیلہ حضور کی پھوپھی زاد عالی خاندان تھیں۔ حضرت زید سیاہ فام اور مسکین تھے۔ مشہور تھا کہ وہ غلام ہیں اس لئے نباہ نہ ہوا۔ حضور نے حضرت زید کو مشورہ دیا کہ تم اپنی بیوی سے نباہ کرو علیحدہ نہ کرو۔ (۱۰) کہ اپنی بیوی کو الزام نہ لگاؤ یا اسے بدنام نہ کرو (۱۱) حضور پر وحی آ چکی تھی کہ زینب کا نباہ حضرت زید سے نہ ہوگا، آخر طلاق واقع ہو گی اور حضرت زینب بقیہ برصفحہ ۸۲۹

يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ

اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے ف۱ اور اللہ بس (کافی) ہے حساب لینے والا محمد ف۲

اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ

تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ف۳ ہاں اللہ کے رسول ہیں ف۴ اور سب نبیوں میں پچھلے اور

كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا

اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۵ اے ایمان والو

اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ

اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو ف۶ وہی ہے کہ درود بھیجتا

عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ

ہے تم پر ف۷ وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے ف۸ اور وہ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ

مسلمانوں پر مہربان ہے ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے ف۹ اور ان کے لئے عزت کا

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ

ثواب تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر ف۱۰ اور خوشخبری دیتا اور

نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ڈر سناتا ف۱۱ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ف۱۲ اور چمکا دینے والا آفتاب ف۱۳ اور ایمان والوں کو خوشخبری

بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ

دو کہ اُن کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے ف۱۴ اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو

وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ ف۱۵ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کارساز اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ

ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو ف۱۶ پھر اُنھیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ

اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

دو ف۱۷ تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو اُنھیں کچھ

ف۱ کہ عقیدت و اطاعت کا خوف انہیں کسی کا نہیں ہوتا ف۲ حضور کے ایک ہزار نام ہیں جن میں سے محمدؐ احمد ذاتی نام باقی صفاتی نام۔ لفظ محمد تعداد و حروف اور بے نقطہ ہونے میں اللہ کے نام سے بہت مناسب ہے۔ محمد کے سطحی عدد تین سو تیرہ ہیں۔ اتنے ہی رسول دنیا میں تشریف لائے (روح) بدری صحابہ کرام بھی اتنے ہی ہیں۔ ف۳ اس آیت میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ عرب والے پالک کو بھی بیٹا کہہ دیتے تھے اور اس کی بیوی سے نکاح حرام مانتے تھے ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کو رجل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حضور کے چند صاحبزادے بھی ہوئے جو بچپن میں وفات پا گئے۔ حضور ان کے والد ہیں مگر وہ رجال نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول ساری امت کے والد ہوتے ہیں بھائی نہیں ہوتے اس لئے رسالت کا ذکر والد کے ساتھ کیا۔ یعنی ساری امت کے روحانی والد ہیں کیونکہ لکن پہلی نفی کو توڑنے کے لئے آتا ہے اور مابعد کی چیز ثابت کرنے کے لئے۔ معنی یہ ہوئے کہ تم میں کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں ہاں اللہ کے رسول یعنی تمہارے روحانی والد ہیں اور ایسے والد کہ اب کوئی ان کے سوا ایسا والد نہ بن سکے گا کیونکہ وہ آخری رسول ہیں۔ ف۵ لہٰذا اس کے تمام احکام علم و حکمت سے ہیں۔ پالے کی بیوی کا حرام ہونا تو تمہاری اپنی رائے ہے اور اس کا حلال ہونا رب کا حکم ہے تو یقیناً رب کا حکم درست ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان ماننے تو وہ مرتد ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے۔ جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

رکوع ۵

منزل ۵

سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔ ف۶ یعنی ہمیشہ ہی اس کی تسبیح کرو یا خصوصیت سے صبح و شام کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ ف۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام خصوصاً صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کہ ان پر رب درود بھیجتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے آل و اصحاب پر حضور کے نام شریف کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے ف۸ (شان نزول) جب آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ (احزاب: ۵۶) نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ہم نیاز مندوں کو حضور کے طفیل رب نے کس عزت سے نوازا۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ کرام کو گمراہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ف۹ یعنی انہیں جانکنی کے وقت ملک الموت یا قبر سے نکلتے وقت فرشتے یا جنت میں داخل ہوتے وقت رضوان سلام کریں گے یا رب تعالیٰ بوقت لقا انہیں سلام فرمائے گا۔ یعنی تم امن و سلامتی سے رہو گے بقیہ بر صفحہ ۸۲۹

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

فائدہ دو ف۱ اور اچھی طرح سے چھوڑ دو ف۲ اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں

الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو ف۳ اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں ف۴

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھپیوں کی بیٹیاں ف۵ اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں ف۶

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ؗ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ف۷ اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے ف۸

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے ف۹ امت کے لئے نہیں ف۱۰

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ف۱۱ ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں ف۱۲

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ

یہ خصوصیت تمہاری اس لئے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو ف۱۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ف۱۴ پیچھے ہٹاؤ

مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو ف۱۵ اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا

اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں ف۱۶ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ

غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں ف۱۷ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے

قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ

دلوں میں ہے ف۱۸ اور اللہ علم و حلم والا ہے ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں ف۱۹

بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ

اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو ف۲۰ اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے

❶ اس طرح کہ اگر ان کا مہر مقرر نہ کیا تھا اور خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو انہیں جوڑا دینا واجب ہے ورنہ مستحب (خزائن) ❷ اس طرح کہ ان کے تمام حقوق ادا کر دو۔ حتیٰ کہ عدت کا خرچہ بھی تم دو اور اگر ان پر عدت نہ ہو تو ان کو نہ روکو۔ فوراً اور جگہ نکاح کر لینے دو۔ ❸ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ نکاح میں مہر مقرر کیا جاوے اور جلدی ادا کیا جاوے لیکن اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کیا گیا جب بھی نکاح درست ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا ❹ خواہ تم انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرماؤ جیسے حضرت صفیہ و جویریہ یا بطور لونڈی رکھو جیسے حضرت ماریہ قبطیہ۔ یہ سب آپ کو حلال ہیں۔ ❺ خیال رہے کہ حضور کے چچا بارہ ہیں اور پھوپھیاں چھ' چچا یہ ہیں۔ حارث' ابوطالب' زبیر' عبدالکعبہ' حمزہ' مقوم جن کا نام مغیرہ ہے' ضرار' عبدالعزیٰ جس کی کنیت ابولہب ہے۔ عباس۔ قثم' عیذاق' حجل ان میں حضرت عباس و حمزہ ایمان لائے پھوپھیاں یہ ہیں۔ ام حکیم جن کا نام بیضاء ہے۔ عاتکہ' برہ' اروی' امیمہ' صفیہ جن میں سے حضرت صفیہ مومن ہوئیں' عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے اور چچا زاد بہنیں آٹھ ہیں' صباعنہ' ام الحکم' ام ہانی' جمانہ' ام حبیبہ' آمنہ' صفیہ' اروی۔ حضور نے ان میں سے کسی سے نکاح نہ فرمایا (روح) ❻ حضور کی حقیقی خالہ اور ماموں کوئی نہ تھا اس لئے یہاں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے کنبہ' خاندان کی بیبیاں مراد ہیں یعنی بنی زہرہ کی لڑکیاں جو عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ ❼ اس طرح کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئیں کیونکہ حضور کے ساتھ تو سوا حضرت ابوبکر صدیق کے اور کسی نے ہجرت نہ کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضور کے لئے وہی چچا پھوپھی زاد لڑکیاں حلال تھیں جو ہجرت کر کے آئیں۔ اسی لئے ام ہانی سے نکاح نہ فرمایا کہ انہوں نے ہجرت نہ کی تھی۔ آپ کا انہیں پیغام نکاح دینا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا۔ یہ قید حضور کی خصوصیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ (روح البیان) ❽ اس طرح کہ بغیر مہر اور بغیر کسی شرط آپ کے نکاح میں آنا چاہے اور آپ قبول کریں جیسے میمونہ بنت حارث' خولہ بنت حکیم' ام شریک' زینب بنت خزیمہ (تفسیر احمدی) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر ایسی بیویوں کا مہر اور کوئی حق نکاح لازم نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے لئے کسی یہودیہ' نصرانیہ' اہل کتاب کی عورت سے نکاح حلال نہ تھا کیونکہ مومنہ کی قید لگا دی گئی (روح) یہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے ❾ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کو چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی بیوی سے حضور بغیر مہر نکاح کریں تو آپ پر اس کا مہر لازم نہیں۔ تیسرے یہ کہ احکام شرعیہ میں بھی حضور ﷺ ہم جیسے نہیں۔ کلمہ' نماز' روزہ' نکاح وغیرہ میں سب میں کچھ آپ کے ایسے خصائص ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ❿ کہ اگر مومن کسی عورت سے بغیر مہر نکاح کرے تو اسے مہر مثل دینا ہوگا ایسے ہی اس پر عدل واجب ہوگا ⓫ عَلَيْهِمْ سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مسلمانوں کے لئے ہیں یعنی باری اور تمام برتاؤ میں عدل واجب ہونا۔ مہر یقیناً لازم ہونا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے یعنی دس درہم' زیادہ کی حد نہیں بقیہ بر صفحہ ۸۳۰

إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾ ع ۴
مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ۱ اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ
اے ایمان والو ۲ نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو ۳ جب تک اذن نہ پاؤ ۴

لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا
مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ۵ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ
جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ ۶ بے شک اس میں

كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ
نبی کو ایذا ہوتی تھی ۷ تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے ۸ اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا ۹

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ
اور جب تم اُن سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو ۱۰ اس میں

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ
زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی ۱۱ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو ۱۲

اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ
اور نہ یہ کہ ان کے بعد ۱۳ کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک

عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ
بڑی سخت بات ہے ۱۴ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ
کچھ جانتا ہے ۱۵ اُن پر مضائقہ نہیں اُن کے باپ اور بیٹوں

وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا
اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں ۱۶ اور

نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ
اپنے دین کی عورتوں ۱۷ اور اپنی کنیزوں میں ۱۸ اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ

۱ یعنی یہ پابندی نکاح کے لئے ہے۔ لونڈی رکھنے پر کوئی پابندی نہیں چنانچہ اس آیت کریمہ کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ حضور کے نکاح میں آئیں اور ان کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو لڑکپن میں وفات پا گئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کسی یہودیہ نصرانیہ عورت سے نکاح حلال نہیں تاکہ وہ ام المومنین نہ بن جائے۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی آپ کی لونڈی ہو تو حرج نہیں ۲ یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں ان گھروں میں حضرت جبریل بھی اجازت کے بغیر نہ آتے تھے۔ حضرت ملک الموت بھی اجازت سے حاضر ہوئے۔ ان گھروں کی حرمت عرش اعظم سے سوا تھی اور اب قبر انور کا وہ حصہ جو جسم شریف سے ملا ہوا ہے کعبہ معظمہ عرش معلی سے افضل ہے۔ ۳ حضور کے نو حجرے تھے ہر بیوی کے لئے ایک۔ جواب سارے مسجد نبوی میں داخل ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے گھر کی ملک تھے بیویوں کے نہ تھے ہاں انہیں رہنے کا حق تھا۔ اس لئے دوسری جگہ ان گھروں کو بیویوں کی طرف نسبت فرمایا گیا کہ ارشاد ہوا فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (احزاب: ۳۳) ۴ (شان نزول) حضور ﷺ نے بی بی زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ شریف کی عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کی جماعتیں آتی تھیں کھا کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین حضرات کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور ان کی گفتگو کا سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ مکان شریف تنگ تھا اس سے گھر والوں کو خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ حضور دوسرے حجروں میں تشریف لے گئے وہاں سے واپس تشریف لائے جب بھی یہ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر انہیں خود خیال ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔ تب حضور دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ۵ یعنی دعوت ہو چکنے کے بعد بھی جب تک بلایا نہ جاوے حاضر نہ ہو۔ غرضیکہ کھانا پکنے کے بعد آؤ۔ پک جانے کے بعد بلانے پر آؤ۔

جن علاقوں میں رواج ہے کہ کھانا پک جانے پر بلانے کے لئے آدمی بھیجتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ ۶ یعنی کھانا کھا کر فوراً چلے جاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور کا آستانہ وہ آستانہ ہے جس کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے اور اس آستانہ شریف کے آداب فرشتے، جن، انسان، جانور غرض ساری خدائی بجالاتی ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز کام سے حضور کو تکلیف پہنچے تو وہ حرام ہو جاتا ہے بلکہ اگر کبھی حضور کو کسی کی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے۔ اسی لئے حضرت علی کے لئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام رہا۔ کیونکہ حضور کی ایذا کا باعث رہا۔ دیکھو کھانا کھا چکنے کے بعد باتیں کرنا حرام نہ تھا مگر حضور کی تکلیف کی بنا پر حرام ہو گیا ۸ کیونکہ وہ سرکار سراپا اخلاق ہیں۔ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اپنی ذات شریف پر تکلیف قبول فرماتے ہیں، مہمان کو جانے کو نہیں فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے ہاں اتنا نہ ٹھہرے کہ اسے بوجھ بن جائے ۹ یعنی اس وقت تمہارا حضور کے مکان سے نکال دینا ہی حق تھا اور حق سے شرم نہیں۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ حضور نے حق چھپایا۔ حضور کا ان حضرات کو نہ اٹھانا کمال تھا اور رب تعالیٰ کا انہیں اٹھا دینا حق تھا ۱۰ معلوم ہوا بقیہ بر صفحہ ۸۳۰

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
ہر چیز اللہ کے سامنے ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے و۱ درود بھیجتے ہیں و۲ اس غیب
عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾
بتانے والے (نبی) پر و۳ اے ایمان والو ان پر درود و۴ اور خوب سلام بھیجو و۵
اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ
بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے و۶ دنیا اور
الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے و۷ اور جو ایمان والے مردوں
وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾
اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں و۸ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا و۹
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ
اے نبی اپنی بیبیوں و۱۰ اور صاحبزادیوں و۱۱ اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ
کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں و۱۲ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو و۱۳ تو ستائی نہ جائیں و۱۴
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ
دلوں میں روگ ہے و۱۵ اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے و۱۶ تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ (حوصلہ) دیں گے و۱۷
ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ڔ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا
پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن و۱۸ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے
اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ
جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں و۱۹ اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے و۲۰
قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْــَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ
اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے و۲۱ لوگ تم سے قیامت کا پوچھتے

۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے۔ دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بلا تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں، جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شریف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لئے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی، سونے والا۔ پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں ۲ فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں۔ اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے، سجود اور درود ۳ احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لئے آل پاک کا ذکر بھی چاہئے لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق) ۴ درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب۔ نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آجاتا ہے اس لئے ان کے لئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں ۶ اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو۔ لہٰذا اگر حضور کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے اسی لئے حضرت علی کا خیبر میں نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پایا ۷ اللہ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ منزہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستائے۔ حضور کو ایذا دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے یا کسی قسم کا طعن کرے یا آپ کے ذکر خیر کو روکے۔ آپ کو عیب لگائے۔ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں ۸ یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل بقیہ برصفحہ ۸۳۰

السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے ف۱ اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس
تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾
ہی ہو ف۲ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے ف۳
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ
اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ف۴ جس دن اُن کے منہ
وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا
اُلٹ اُلٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا
الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
ہوتا ف۵ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے ف۶ تو اُنھوں نے ہمیں
السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا
راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب اُنھیں آگ کا دونا (دُگنا) عذاب دے اور اُن پر بڑی
كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى
لعنت کر ف۷ اے ایمان والو اُن جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ کو ستایا ف۸
فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
تو اللہ نے اُسے بری فرما دیا اس بات سے جو انھوں نے کہی ف۹ اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے ف۱۰ اے
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ
ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو ف۱۱ تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا ف۱۲
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی
عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
پائی ف۱۳ بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی ف۱۴ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ
تو اُنھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا ف۱۵ اور اس سے ڈر گئے ف۱۶ اور آدمی نے اُٹھا لی ف۱۷ بے شک وہ اپنی جان کو

ف۱ (شان نزول) مشرکین تو مذاق کی نیت سے اور یہود امتحان کے لئے حضور سے پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کس دن کس تاریخ کس سال واقع ہوگی۔ ان سب کی تردید میں آیت کریمہ اتری۔ یہود کا مقصد یہ تھا کہ اگر قیامت کی خبر حضور دے دیں تو ہم کہیں گے آپ سچے رسول نہیں کیونکہ توریت میں قیامت کو مخفی رکھا گیا اور نبی آخر الزمان کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ روح قیامت اور اصحاب کہف کی تعداد لوگوں کو نہ بتائیں گے۔ اور اگر نہ بتائیں تو ہم کہیں یہ کیسے رسول ہیں جو قیامت کو نہیں جانتے ف۲ یعنی قیامت بہت قریب ہے۔ پوچھو مت تیاری کرو۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کی خبر دی مگر اس کے اعلان سے منع فرمایا (تفسیر صاوی) اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ اس لئے حضور نے علامات قیامت اور قیامت کی تاریخ و دن تک بتا دی کہ وہ عاشورہ اور جمعہ کے دن واقع ہوگی۔ ف۳ اس لئے یہ کفار بجائے قیامت کی تیاری کرنے کے کھیل کود اور اسلام اور قیامت کا مذاق اڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ لعنتی ہونے کی علامت ہے ف۴ معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنا اور قیامت میں بے یار و مددگار ہونا کفار یا منافقین کے لئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان دونوں آفتوں سے بچائے گا ف۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام کفار کو آخرت میں اپنے کفر پر شرمندگی اور ندامت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ وہ ندامت فائدہ مند نہ ہوگی۔ کیونکہ توبہ و ندامت کی جگہ دنیا ہے تخم بے وقت بونا بیکار ہے اس سے پھل نہیں ف۶ لہٰذا ہم کو عذاب نہ دے' بجائے ہمارے ان سرداروں کو عذاب دے یہاں سرداروں سے مراد سرداران کفر ہیں جو دنیا میں لوگوں کو رغبت دے کر کفر کراتے تھے۔ اس میں اولیاء اللہ بزرگان دین کو داخل ماننا صریح بے دینی ہے ف۷ کیونکہ ہم صرف گمراہ ہیں اور یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے بھی ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے کسی فعل کو نظر اعتراض سے دیکھنا انہیں ستانا ہے جو مومن کی شان کے خلاف ہے ف۹ بنی اسرائیل سب کے سامنے ننگے نہاتے تھے' موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں پردہ سے غسل فرمایا کرتے تھے تو بنی اسرائیل بولے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی اندرونی بیماری ہے جس کے چھپانے کے لئے وہ ظاہر طور پر نہیں نہاتے۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام غسل فرمانے کھڑے ہوئے تو جس پتھر پر کپڑے رکھے وہ پتھر قدرت خداوندی سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگا۔ آپ کپڑے لینے کے لئے اس کے پیچھے چلے تب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ جسم مبارک پر کوئی داغ یا بیماری نہیں ہے اس آیت میں وہ واقعہ مراد ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غسل تنہائی و پردہ میں کرنا چاہئے یہ سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ نبی کو عیب لگانا کفار کی پرانی عادت ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے لوگوں کے اعتراض دور فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی بے عیبی دکھانے کے لئے پتھر میں دوڑنے کی طاقت بخشی۔ چوتھے یہ کہ بوقت ضرورت دوسرے کو ستر دکھانا جائز ہے۔ دیکھو آج بھی طبیب مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ دائی عورت کا ستر ضرورت پر دیکھ سکتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ستر شریف کا ان لوگوں کو دکھانا بقیہ بر صفحہ ۸۳۱

ع ۸
۵

كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ

مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۱ تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں

وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ

اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ۲ اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور

الْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾

مسلمان عورتوں کی ۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سُورَةُ سَبَإٍ ۳۴ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۵۴ رکوعاتها ۶

سورۃ سبا مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ

سب خوبیاں اللہ کو ۴ کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۵ اور

الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي

آخرت میں اسی کی تعریف ہے ۶ اور وہی ہے حکمت والا خبردار ۷ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا

الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ

ہے ۸ اور جو زمین سے نکلتا ہے ۹ اور جو آسمان سے اُترتا ہے ۱۰ اور جو اس میں چڑھتا

فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا

ہے ۱۱ اور وہی ہے مہربان بخشنے والا ۱۲ اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ

السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ

آئے گی ۱۳ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا ۱۴ اس سے غائب

عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ

نہیں ذرّہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں ۱۵ اور نہ زمین میں اور نہ اس سے

مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٣﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ

چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے ۱۶ تاکہ صلہ دے انہیں جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۱۷ یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۸

(۱) یہ دونوں لفظ ناراضگی کے نہیں بلکہ محبت و پیار کے ہیں جیسے عربی میں عقریٰ حلقی' وغیرہ کیونکہ اطاعت پر رحمت ہوتی ہے غضب نہیں ہوتا۔ گویا رب تعالیٰ ان پر خوش ہو کر فرما رہا ہے کہ بڑا ظالم ہے بیوقوف ہے کہ جو بوجھ آسمان و زمین نہ اٹھا سکے یہ ضعیف الخلقت اٹھانے کو تیار ہو گیا۔ ظاہر یہ ہے کہ امانت سے مراد خلافت نہیں کہ وہ تو حضرت آدم کے لئے پہلے سے ہی نامزد تھی بعض علماء نے فرمایا کہ ظلوم وجہول ان انسانوں کو فرمایا گیا جو خیانت کر بیٹھے۔ جیسے کافر ومنافق۔ اسی لئے اس سے اگلی آیت میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔ اس صورت میں یہ کلام عتاب کا ہے۔ (۲) لِيُعَذِّبَ میں لام انجام کا ہے نہ کہ غایت کا۔ یعنی اس امانت کو برداشت کرنے کا انجام یہ ہوا کہ خیانت کرنے والے کفار ومنافقین عذاب کے مستحق ہو گئے اور مومن ثواب کے (۳) جنہوں نے اس امانت میں خیانت نہ کی اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امانت الٰہی مومن و کافر کے چھانٹ کا ذریعہ بن گئی (۴) یعنی ساری حمد و خوبی رب کی ہے بلاواسطہ ہو یا واسطہ سے کیونکہ انبیاء' اولیاء کی تعریف بھی درحقیقت رب ہی کی تعریف ہے۔ جس نے ان کو یہ خوبیاں بخشیں (۵) اس طرح کہ تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں اور حقیقۃً اس کی مملوک کہ دوسروں کی ملکیت عارضی ومجازی ہے۔ حقیقی و دائمی اس کی ملکیت ہے' لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت چیزوں کے ہم بھی مالک ہیں۔ (۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں دنیا دار کی تعریف کوئی نہ کرے گا صرف رب کی حمد ہو گی۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے محبوبوں کی تعریف اللہ کی ہی تعریف ہے کیونکہ قیامت میں حضور کی بہت حمد ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا (الاسراء: ۷۹) مگر وہ حمد چونکہ بالواسطہ رب کی حمد ہے اس لئے اس آیت کا حصر درست ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار کی تعریف کرنا یا کفر یا فسق' مجبور کو معاف اور اللہ کے مقبولوں کی حمد یا عین ایمان ہے یا عبادت۔ کلمہ طیبہ میں حضور کی بھی حمد ہے جو عین ایمان ہے۔ نماز میں حضور کی بھی حمد ہے جو عبادت ہے۔ (۷) لہٰذا تمہارا حمد کرنا رائیگاں نہ جائے گا۔ تم کو اس کا ثواب عظیم ملے گا (۸) جیسے مردے' دفینے' کانیں' یا جیسے بارش کے قطرے دانہ اور تخم وغیرہ۔ غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے (۹) جیسے سبزہ' درخت' پانی وغیرہ کے چشمے' مختلف کانیں اور قیامت میں مردے' غرضیکہ زمین سے ہر چیز اس کے علم وقدرت سے نکلتی ہے (۱۰) جیسے پانی' اولے' برف کی بارشیں اور فرشتے' وحی الٰہی' کتابیں' تقدیریں' رزق وغیرہ سب اس کے علم وارادے سے اترتی ہیں (۱۱) جیسے بخارات' دھوئیں وغیرہ یا جیسے فرشتے اور مقبولوں کی دعائیں یا ان کی روحیں اور نیک اعمال سب اس کے علم میں ہیں۔ یعنی ایسی عظمت والا رب حقیر سے حقیر' اعلیٰ سے اعلیٰ سب کی خبر رکھتا ہے (۱۲) لہٰذا وہ حمد مطلق کے لائق ہے۔ یہ آیت گزشتہ آیت کی دلیل ہے (۱۳) یعنی ہم سب مخلوق پر یا ہم سب مسلمانوں پر' ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگوں پر قیامت نہ آئے گی۔ ہم قیامت سے پہلے فوت ہو جائیں گے کیونکہ وہ تو اصل قیامت کے ہی منکر تھے لہٰذا اگلے مضمون پر کوئی شبہ نہیں۔ (۱۴) عالم الغیب' ربی کا بدل ہے

بقیہ برصفحہ ۸۳۱

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

اور جنھوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ۱ ان کے لئے سخت عذاب دردناک میں

رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

سے عذاب ہے ۲ اور جنہیں علم ملا ۳ وہ جانتے ہیں ۴ کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶

کے پاس سے اترا ۵ وہی حق ہے اور عزت والے سب خوبیوں سراہے کی راہ بتاتا ہے ۶

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا

اور کافر بولے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں ۷ جو تمہیں خبر دے کہ جب

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى

تم پرزہ ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ ۸ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے ۹ کیا اللہ پر اُس

اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

نے جھوٹ باندھا یا اُسے سودا ہے ۱۰ بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں ۱۱ تو کیا انھوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ

اور پیچھے ہے آسمان اور زمین ۱۲ ہم چاہیں تو انھیں زمین میں

الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

دھنسا دیں ۱۳ یا اُن پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں ۱۴ بے شک اس میں نشانی

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۹ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ

ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لئے اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا ۱۵

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝۱۰ اَنِ اعْمَلْ

اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو ۱۶ اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا ۱۷ کہ وسیع

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ ۱۸ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام

ع ۹ / ۷

۱ کہ انہیں جادو، شعر کہہ کر لوگوں کو ان سے روکا ۲ اللہ کی آیتوں میں کوشش دو قسم کی ہے۔ ایک اچھی دوسری بری۔ انہیں سمجھنے یا سمجھانے کی کوشش، ان سے مسائل و اسرار نکالنے کی کوشش عبادت ہے مگر انہیں غلط ثابت کرنے ان میں تعارض دکھانے، انہیں جھٹلانے کی کوشش کفر ہے۔ یہاں یہ دوسری کوشش مراد ہے یا ضدی لوگوں کا ایک دوسرے کو ہرانے عاجز کرنے کے لئے قرآن کی آیتیں استعمال کرنا حرام ہے جیسا کہ آجکل عام مناظروں میں ہوتا ہے۔ اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں ۳ صحابہ کرام یا وہ علمائے توریت جو حضور پر ایمان لائے یا قیامت تک کے علمائے اسلام۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ علماء کرام کا درجہ بہت بڑا ہے، دوسرے یہ کہ علم وہی مفید ہے جو رب کی راہ دکھائے۔ ۴ اَلَّذِیْ یَرٰی کا مفعول ہے یعنی علماء قرآن کو حق جانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عالم حضور کو اور قرآن کو حق نہ جانے وہ عالم ہی نہیں، بڑا جاہل ہے۔ حضور کو جاننے کا نام ہی علم ہے ۵ نبوت و قرآن و حدیث و الہام او رسچی خوابیں (از روح) لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ قرآن تو آہستہ آہستہ آیا اسے اُنْزِلَ کیوں فرمایا گیا ۶ کافروں کو ایمان کی، مومنوں کو تقویٰ کی، عاشقوں کو لقاء یار کی، عارفوں کو دیدار کی راہ بتاتا ہے ۷ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو بشر یا رجل وغیرہ عام الفاظ سے یاد کرنا کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کریں جن سے کسی بادشاہ کو بھی یاد نہ کر سکیں۔ انہیں رسول اللہ، نبی اللہ، شفیع المذنبین کہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳) ۸ معلوم ہوا کہ ہیولیٰ باطل ہے اور اجزائے لا یتجزّیٰ حق ہیں۔ کیونکہ بالکل ریزہ ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ پھر ان ریزوں کے ٹکڑے نہ ہو سکیں۔ اور وہی جز لا یتجزّیٰ ہے اور اگر اس کا ٹکڑا ہو سکا تو کل ممزق نہ رہا ۹ یہ پیدائش، ہوگی تو انہیں اصل اجزا پر مگر شکل و صورت میں مختلف کہ کالے مومن وہاں گورے ہو جائیں گے اور گورے کافر کالے ۱۰ معلوم ہوا کہ نبی کو جنون کبھی نہیں ہو سکتا۔ پیغمبر گونگے اور بہرے ہونے سے محفوظ ہیں کیونکہ ان عوارضات سے تبلیغ کا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ ہاں عارضی طور پر غشی آ سکتی ہے، رب فرماتا ہے وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (اعراف: ۱۴۳) ۱۱ یعنی جو آپ کو معمولی آدمی کہے یا مجنوں یا جھوٹ بولنے والا تو وہ ایسا گمراہ ہے جو ہدایت سے بہت دور ہے تمام گمراہیوں میں بدتر گمراہی نبی کی اہانت ہے ۱۲ یعنی وہ ہر طرف سے اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ کے آسمان و زمین کے گھیرے میں ہیں۔ میرے ملک میں رہ کر میرے نبی کا مقابلہ کرتے ہیں ۱۳ جیسے قارون کو مع اس کے خزانوں کے دھنسایا گیا تھا ۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کا گرنا پھٹنا ممکن ہے بلکہ قیامت میں واقع ہوگا، خیال رہے کہ اس آیت سے وہابیوں کا امکان کذب کے مسئلے پر دلیل پکڑنا غلط ہے کیونکہ یہ آیت ظاہری معنی سے ان کے بھی خلاف ہے۔ کذب باری میں امتناع بالغیر کے وہ بھی قائل ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کے لئے نہیں جن سے عذاب نہ آنے کا وعدہ ہو چکا ہے ۱۵ کہ نبوت و سلطنت دونوں انہیں بخشیں اور وہ

بقیہ برصفحہ ۸۳۱

بَصِيْرٌ ﴿١١﴾ وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ
دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ ۱ اور

اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ
ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا ۲ اور جنوں میں سے ۳ وہ جو اس کے آگے کام کرتے ۴

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ
اس کے رب کے حکم سے ۵ اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ۶ ہم اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب

السَّعِيْرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ
چکھائیں گے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل ۷ اور تصویریں ۸ اور

جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ
بڑے حوضوں کے برابر لگن ۹ اور لنگردار دیگیں ۱۰ اے داؤد والو شکر کرو ۱۱ اور

قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا
میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے ۱۲ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا ۱۳

دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ
جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی ۱۴ پھر جب سلیمان

تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ
زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے ۱۵ تو اس خواری کے عذاب میں

الْمُهِيْنِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ
نہ ہوتے ۱۶ بے شک سبا ۱۷ کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی ۱۸ دو باغ دہنے (دائیں)

وَّ شِمَالٍ ؕ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ
اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ ۱۹ اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر ۲۰ اور

رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ
بخشنے والا رب ۲۱ تو اُنھوں نے منہ پھیرا ۲۲ تو ہم نے ان پر زور کا اہلا (سیلاب) بھیجا ۲۳ اور اُن کے باغوں

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ
کے عوض دو باغ انھیں بدل دیئے ۲۴ جن میں بکٹا (بدمزہ) میوہ اور جھاؤ اور کچھ

۱ چنانچہ آپ صبح کو اپنے پایہ تخت دمشق سے تخت شریف پر اڑتے اور دوپہر کا آرام ملک فارس کے شہر اصطخر میں فرماتے اور شام کو کابل میں آرام کرتے تھے (روح وخزائن العرفان) آپ تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے (روح) ۲ کہ جیسے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لوہا نرم ہو جاتا تھا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبا نرم فرما دیا گیا کہ آپ کے ارادے پر تانبا اپنی کان سے نکل کر پانی کی طرح بہتا تھا (روح) ۳ یوں تو تمام جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے لیکن کاریگری کرنے والے ان میں سے بعض تھے اس لئے یہاں بعضیت کا من فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ ان کے قبضے میں بعض جن تھے، بعض نہ تھے۔ ۴ کہ وہ جنات حضرت سلیمان کے سامنے تو دبے رہتے تھے اور کام کاج کئے جاتے تھے مگر غائب ہوتے ہی سرکشی کرتے تھے اس لئے رب تعالیٰ نے حضرت کی نعش مبارک کو چھ مہینے تک کھڑا رکھا تاکہ جنات کام کئے جاویں ۵ معلوم ہوا کہ آپ کی سلطنت جن وانس و ہوا پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت سارے عالم پر ہے۔ سلطنت اور نبوت میں بڑا فرق ہے۔ ہر مخلوق حضور کی امتی ہے، ہم بادشاہوں کے رعایا ہیں ان کے امتی نہیں ۶ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرے اس کو دوزخ میں اس نافرمانی کی بھی سزا دی جائے گی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے ساتھ ایک فرشتہ آتشیں گرز لئے رہتا تھا جو سرکشی کرنے والے جن کو مارتا تھا۔ یہ دوزخ کا عذاب تھا (روح) بہرحال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۷ رہنے کی عمارتیں اور عالیشان مسجدیں جن میں بیت المقدس شریف بھی داخل ہے چنانچہ شیاطین نے حضرت کے لئے شام، یمن میں شہر تدبیر او رقلعہ حرواج، مرواج، سلحین، سندھ اور قلتوم عمدان وغیرہ بنائے جو اب فنا ہو چکے ہیں یا ویران پڑے ہیں (روح) ۸ تانبہ بلور پتھروں سے پرندوں کی تصاویر، ایسے ہی فرشتوں انبیاء کرام کی تصاویر کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی ۹ کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھا سکیں۔ خیال رہے کہ جفان، جفنہ کی جمع ہے بہت بڑے پیالہ کو جفنہ کہتے ہیں۔ اس سے چھوٹا قصعہ، پھر صحفہ پھر میکلہ (روح) ۱۰ جو اپنی بڑائی بوجھ کی وجہ سے ہٹائی نہ جائیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھا جاوے، یہ دیگیں یمن میں تھیں ۱۱ آل داؤد سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد و برادران ہیں اور شکر سے مراد عملی و قولی ہر طرح کا شکر ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شکر بڑی عبادت ہے جو گزشتہ انبیاء کے دین میں جاری تھی۔ دوسرے یہ کہ جس قدر رب تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر زیادہ ہوں اسی قدر شکر زیادہ چاہئے دیکھو غنی پر زکوٰۃ بھی فرض ہے ۱۲ تم بھی انہیں شاکرین میں سے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور تھوڑے بندے بروں سے افضل ہیں خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ ایک مومن جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر ہو وہ ہی سواد اعظم ہے اس کی اتباع چاہئے۔ ۱۳ بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت سلیمان کی وفات بیت المقدس کی تعمیر سے نوسال بعد ہوئی، بعض نے فرمایا کہ تعمیر کے دوران میں ہوئی، غالب یہ ہے کہ تعمیر بقیہ برصفحہ ۸۳۱

34

سِدۡرٍ قَلِيۡلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا‌ ؕ وَهَلۡ نُجٰزِىۡۤ اِلَّا
تھوڑی سی بیریاں ۱ ہم نے انھیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اُسی کو جو

الۡـكَفُوۡرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ الۡقُرَى الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا
ناشکرا ہے ۲ اور ہم نے کئے تھے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ

قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرۡنَا فِيۡهَا السَّيۡرَ‌ ؕ سِيۡرُوۡا فِيۡهَا لَيَالِىَ وَاَيَّامًا
کتنے شہر ۳ اور انھیں منزل کے انداز ے پر رکھا ۴ اُن میں چلو راتوں اور دنوں

اٰمِنِيۡنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوۡا رَبَّنَا بٰعِدۡ بَيۡنَ اَسۡفَارِنَا وَظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ
امن و امان سے ۵ تو بولے اے ہمارے رب ہمیں سفر میں دُوری ڈال ۶ اور انھوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا ۷

فَجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ وَمَزَّقۡنٰهُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ‌ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
تو ہم نے انھیں کہانیاں کردیا ۸ اور انھیں پوری پریشانی سے پراگندہ کردیا ۹ بے شک اس میں ضرور نشانیاں

لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدۡ صَدَّقَ عَلَيۡهِمۡ اِبۡلِيۡسُ
ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لئے ۱۰ اور بے شک ابلیس نے انھیں اپنا گمان سچ کر دکھایا ۱۱

ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوۡهُ اِلَّا فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ
تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا ۱۲ اور شیطان کا

عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ مِمَّنۡ
ان پر کچھ قابو نہ تھا مگر اس لئے کہ ہم دکھادیں ۱۳ کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون

هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ‌ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ
اس سے شک میں ہے ۱۴ اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ۱۵ تم فرماؤ

ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ
پکارو انھیں جنھیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو ۱۶ وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں ۱۷

ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ
آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ ۱۸

وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا
اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ۱۹ اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے ۲۰

۱ جیسے عام طور پر جنگلوں میں خودرو بیریاں اگ جاتی ہیں جن کے پھل مزیدار نہیں ہوتے ۲ معلوم ہوا کہ انسان ناشکری سے خود مصیبت منگا لیتا ہے ۳ یعنی ہم نے شہر سبا اور علاقہ شام کے درمیان برابر شہر بسا دیئے تھے کہ راہ میں دراز جنگل نہ تھے تا کہ سبا والوں کو سفر وغیرہ میں آسانی ہو۔ ان قریٰ سے شام کی بستیاں مراد ہیں جہاں پھل پھول بہت ہوتے ہیں ۴ یعنی یمن کے شہر سبا سے شام تک ایسی نسبت اور انداز ے سے شہر رکھے گئے تھے کہ مسافر کو توشہ ساتھ لے جان کی ضرورت نہ پڑے۔ ناشتہ ایک شہر میں کرے تو دوپہر کے کھانے تک دوسرے شہر میں پہنچ جاوے' اور شام تک تیسرے شہر میں داخل ہو جاوے۔ یمن سے شام تک کا سفر آسانی سے کٹ جاوے ۵ کہ راتوں میں چوری' درندوں کی ایذا کا اندیشہ نہیں۔ دن میں بھوک کا کھٹکا نہیں۔ دن و رات میں امن و امان ۶ سبا کے مالداروں کو حسد ہوا کہ ہم میں اور فقراء میں' سفر میں فرق نہ رہا اگر آبادیاں دور دور ہوتیں تو ہم توشے' غلام کنیزیں ساتھ لے جایا کرتے سفر کا لطف اٹھاتے۔ ہمارے اور غریبوں کے سفروں میں فرق ہوتا۔ اس لئے یہ دعا کی ۷ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے جب دن برے آتے ہیں تو عقل بھی ماری جاتی ہے اور نقصان دہ چیزوں کی دعا کر لیتا ہے اسی لئے بہتر ہے کہ منقول دعا مانگے۔ اللہ رسول ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں ۸ اس طرح کہ سبا والوں کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں کہ آئندہ نسلیں عبرت کے لئے ان کی کہانیاں قصے کہا سنا کریں ۹ کہ ان شہروں کی تباہ کر کے شہر دور دور کر دیئے کہ وہاں کے قبیلے دور دور جا بسے۔ چنانچہ قوم غسان تو شام میں آباد ہوئی اور قوم ازد عمان میں خزاعہ تہامیہ میں آل خزیمہ عراق میں اوس و خزرج کے مورث اعلیٰ عمرو بن عامر مدینہ منورہ میں (خزائن العرفان) ۱۰ اگرچہ ان واقعات میں عبرت سب ہی کے لئے ہے مگر صابر و شاکر بندے اس سے زیادہ فائدہ

ع ۱۲ ۸

منزل ۵

اٹھائیں گے ۱۱ ابلیس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ میں انسانوں کو شہوت' حسد' حرص وغیرہ کے ذریعہ بہکاؤں گا۔ وہ اس قوم سبا بلکہ تمام کفار پر ظاہر کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ کفار کے بعض گمان بھی درست ہوتے ہیں ۱۲ یہاں مِنْ بیان کا ہے بعضیت کا نہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ سارے مسلمان ہدایت پر نہیں' بعض ہیں معنی یہ ہیں کہ سارے انسان ہدایت پر نہیں بعض ہیں۔ یعنی مومن۔ یا مِن بعضیت کا اور معنی یہ ہیں کہ مومن بعض مخلص و متقی ہیں بعض اس کے خلاف۔ اول فریق شیطان کے فریب میں نہ آیا دوسرا فریق آگیا (روح) ۱۳ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ عَلَیۡہِمۡ کا مرجع کفار ہیں اور علم سے مراد علم ظہوری ہے۔ یعنی شیطان کا پیدا فرمانا خلاف حکمت نہیں۔ نیز شیطان کو کفار پر خدائی اختیار نہیں ہیں جن لوگوں میں خود گمراہ ہونے کا مادہ ہے انہیں گمراہ کرتا ہے۔ آگ اس چیز کو جلاتی ہے جس میں جلنے کا مادہ ہے۔ اس لئے پتھر مٹی آگ سے نہیں جلتے ۱۴ منکرین قیامت کو بھی اپنے دین کی حقانیت کا یقین نہیں وہ شک میں ہی ہیں ۱۵ لہٰذا یہ تمام چیزیں لوگوں کے علم کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ تو ہمیشہ سے حفیظ ہے' علیم ہے' خبیر ہے۔ یہ کلمہ لِنَعۡلَمَ کا بیان ہے ۱۶ یعنی اے بت پرستو! اپنی مصیبتوں میں

بقیہ بر صفحہ ۸۳۲

لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ
یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ۱ تمہارے
رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ
رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا ۲ اور وہی ہے بلند بڑائی والا ۳ تم فرماؤ کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے
مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى
آسمانوں اور زمین سے ۴ تم خود ہی فرماؤ اللہ ۵ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور ہدایت پر ہیں
اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَ لَا نُسْـَٔلُ
یا کھلی گمراہی میں ۶ تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا ۷ تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ
تمہارے کرتکوں (کرتوتوں) کا ہم سے سوال ۸ تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا ۹
وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ
اور وہی ہے بڑا نیاؤ چکانے (درست فیصلہ کرنے) والا سب کچھ جانتا ۱۰ تم فرماؤ مجھے دکھاؤ ۱۱ تو وہ شریک جو تم نے اس سے
كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً
ملائے ہیں (ہرگز ایسا نہیں) ہشت ۱۲ بلکہ وہی ہے اللہ عزت والا حکمت والا اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا ۱۳ مگر ایسی رسالت سے جو تمام
لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ
آدمیوں کو گھیرنے والی ہے ۱۴ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۱۵ اور
یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ
کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ۱۶ تم فرماؤ تمہارے لئے
مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع
ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو اور نہ آگے بڑھ سکو ۱۷
وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِیْ
اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو
بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ
اس سے آگے تھیں ۱۸ اور کسی طرح تو دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ۱۹

ع ۹ / ۹ (النصف)

۱ قیامت میں پہلے تو مومن شفیع و مشفوع سب کو گھبراہٹ ہوگی مگر جب صالح مومنوں کو شفاعت کی اجازت مل جائے گی تو ان کے دل کی گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ خیال رہے کہ اس گھبراہٹ سے حضور علیہ السلام اور بعض صالحین محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء: ۱۰۳) ۲ یعنی اجازت شفاعت ملنے کے بعد شفاعت کرنے والے مومن خوشی میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تم سے رب نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے کہ شفاعت کی اجازت دی اور یہ شفاعت اور اجازت برحق ہے ۳ کہ تمام بلندیوں کی بلندی اضافی ہے، رب کی عظمت حقیقی جو کسی کے وہم و قیاس و گمان میں نہ آسکے مخلوق میں سب سے بلند عظمت حضور کی ہے۔ حضور سے بڑی عظمت والا ان کا رب ہے جس نے انہیں عظمت دی۔ (روح) ۴ کہ آسمان سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ نکال کر جسمانی روزہ دیتا ہے اور آسمان نبوت زمین ولایت سے روحانی روزی بخشتا ہے۔ ۵ اولاً تو کفار خود ہی یہ جواب دیں گے کہ وہ بھی اس کے قائل ہیں اور اگر وہ یہ جواب نہ دیں تو آپ خود جواب دے دیں ۶ یعنی ہم تم دونوں نہ ہدایت پر ہیں کیونکہ نقیضین جمع نہیں ہوسکتیں اور نہ دونوں گمراہی پر کیونکہ دونوں نقیضین اٹھ بھی نہیں سکتیں۔ یہاں اَوْ فرمانا شک کے لئے نہیں جو مومن اپنے ایمان میں شک کرے وہ کافر ہے بلکہ کفار سے اقرار کرانے کے لئے ہے کہ جو اللہ کو ایک مانے، اسے خالق مالک جانے وہ یقیناً ہدایت پر ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہ گمراہ ہے ۷ نہ کہ واقع میں، کیونکہ نبی گناہ سے معصوم ہیں ۸ کیونکہ ہم نے تم کو تبلیغ فرمادی۔ اب قبول نہ کرنا تمہارا اپنا قصور ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۹ قیامت میں اولاً سب بندے ایک جگہ جمع ہوں گے پھر مومن اور کافر کی چھانٹ کردی جاوے گی کہ رب فرماوے گا۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹) یہ چھانٹ رب تعالیٰ کا عملی فیصلہ ہوگا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرمادیا گیا۔ ۱۰ لہٰذا اس کا فیصلہ بالکل برحق ہوگا کیونکہ حاکم اپنی بے علمی کی وجہ سے غلط فیصلہ کرتا ہے ۱۱ یہاں دکھانے سے ظاہری دکھانا مراد نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام ان بتوں کو ملاحظہ تو فرماتے ہی تھے بلکہ کفار کو ذلیل کرنے کے لئے، شرک کے دلائل بیان کرنے کا حکم فرمایا جارہا ہے کہ ان بتوں کی الوہیت کے دلائل دکھاؤ بتاؤ ۱۲ ہرگز ان کی الوہیت ثابت نہیں کرسکتے۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ اور لوگ دنیا میں آئے، حضور بھیجے گئے ہیں لہٰذا ہم اپنے خود ذمہ دار ہیں اور حضور کا رب ذمہ دار ہے۔ جیسے کسی جگہ خود جانا، اور حکومت کا سفیر بن کر جانا۔ بہرحال دنیا میں آئے سب، مگر آنے کی نوعیت میں فرق ہے ایسے ہی نبی اور ہمارے کھانے پینے سونے جاگنے کی نوعیتوں میں فرق ہے پیغمبر کا ہر کام عبادت ہے۔ ۱۴ معلوم ہوا کہ حضور گزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے معراج میں سارے نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید بشارت اور ڈرانے کے لئے ہے۔ لیعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا عذاب ان دونوں کا مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ جنات کے لئے عذاب دوزخ تو ہے مگر جنت کا ثواب نہیں، اور دیگر مخلوق کے بقیہ برصفحہ ۸۳۲

یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ اِلْقَوْلَ ۚ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا

ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے اُن سے کہیں گے جو اونچے

لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ۳۱ قَالَ الَّذِیْنَ

(بڑے بنے ہوئے) تھے اگر تم نہ ہوتے ف۱ تو ہم ضرور ایمان لے آتے ف۲ وہ جو اونچے

اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰی

کھینچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے ف۳

بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ۳۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا

بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے ف۴ اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے ف۵

لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ

اُن سے جو اونچے کھینچتے تھے بلکہ رات دن کا داؤں (فریب) تھا ف۶ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ

نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

اللہ کا انکار کریں اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں ف۷ اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب

الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ

عذاب دیکھا ف۸ اور ہم نے طوق ڈالے ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ف۹ وہ کیا

یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۳۳ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ

بدلہ پائیں گے مگر وہی جو کچھ کرتے تھے ف۱۰ اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے

اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۳۴ وَقَالُوْا نَحْنُ

آسودوں (امیروں) نے یہی کہا ف۱۱ کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ف۱۲ اور بولے ہم

اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۳۵ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ

مال اور اولاد میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ف۱۳ تم فرماؤ بے شک میرا رب

یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے لیکن بہت لوگ

یَعْلَمُوْنَ ۳۶ ع وَمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

نہیں جانتے ف۱۴ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ف۱۵ اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں

۱ اور ہم کو ایمان لانے سے نہ روکتے (خزائن العرفان) ۲ کیونکہ ہم نے اسلام کی حقانیت کے دلائل دیکھ لئے تھے۔ فقط تمہارے بہکانے کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ معلوم ہوا کہ ایسے عذر بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ۳ ہرگز نہیں، تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی دوستیاں آخرت میں دشمنیوں سے تبدیل ہو جائیں گی وہی دوستی قائم رہے گی جو اللہ کے لے ہو جیسا کہ بہت جگہ قرآن نے اعلان فرمایا۔ ۴ یعنی گمراہ ہونے میں تم ہماری طرح مجرم ہو۔ لہٰذا ہمیں تمہیں یکساں عذاب ہونا چاہئے۔ یہ آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے کہ قیامت میں کوئی شفاعت نہ کرے گا' یعنی کفار کی بلکہ انہیں جن سے امید تھی وہ دشمن ہوں گے۔ بعض جہلاء یہ آیت مسلمانوں اور اولیاء اللہ و انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں کہ یہ گفتگو قیامت میں پیر مرید نبی امتی میں ہوگی مگر لطف یہ ہے کہ خود بھی اپنے پیروں کے مرید ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ بخاری میں ہے کہ خوارج کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔ ۵ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی کافر ہو گئے تھے۔ اس میں وہ فقراء کفار بھی داخل ہیں جو امیروں کی وجہ سے کافر ہوئے اور وہ جاہل کفار بھی جو علم والے کفار کی وجہ سے بہک گئے ۶ یعنی تم دن رات بہکانے کی تدبیریں کرتے رہے اور ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ غرضیکہ کفار ایک دوسرے کے عیب کھولیں گے ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ کا انکار اللہ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر اللہ کے منکر نہ تھے' حضور کے منکر تھے مگر اسے اللہ کا انکار قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ کفار اپنے بتوں کو رب کے برابر یا اس کی مثل سمجھتے تھے اس لئے مشرک ہوئے۔ رب فرماتا ہے کہ وہ بتوں سے کہیں گے اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (شعراء: ۹۸) ۸ اس سے معلوم ہوا کہ کفار اپنے پچھتانے کو چھپائیں گے

ع ۱۰ ۴

مگر رب نے ظاہر فرما دیا ۹ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمانوں کے گلے میں طوق نہ ہوں گے اگرچہ وہ دوزخ میں جا کر کچھ سزا پائیں گے کیونکہ یہ طوق کفار کے لئے عذاب مقرر ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے۔ گلے میں طوق ہونا کافر کی علامت ہوگی۔ گلا خالی ہونا مومن کی پہچان۔ رب فرماتا ہے۔ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ (الرحمٰن: ۴۱) غرض کہ گنہگار مومن کو دوزخ کی سزا عتاب کے طور پر ہوگی اور کافر کو عقاب و عذاب کے طریقہ پر ۱۰ معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کفر یا بدعملی نہ کی۔ دوزخ جنت کی طرح بغیر عمل نہ ملے گی۔ جنت بعض کو بغیر عمل ملے گی ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر مالدار ہی انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں اور فقراء ان کی اتباع۔ یہ قانون قیامت تک رہے گا کہ سردار مالدار گناہوں میں پیش پیش۔ فقراء نیکیوں میں آگے۔ الا ماشاء اللہ۔ آج بھی اس کی مثال دیکھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عثمان غنی کے خزانہ کی دولت بخشے۔ ۱۲ شان نزول۔ حضور کے زمانے میں دو شخص تھے تجارت میں شریک' ایک تجارت کے لئے شام کو گیا دوسرا مکہ معظمہ میں رہا جب حضور نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا اور یہ خبر شام میں پہنچی تو شام بقیہ برصفحہ ۸۳۲

زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۟ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ

مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی ۱ ان کے لئے دونا دوں (کئی گنا) صلہ ۲

بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِىْٓ

ان کے عمل کا بدلہ ۳ اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں میں ہرانے کی

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ

کوشش کرتے ہیں ۴ وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے ۵ تم فرماؤ بے شک

رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ

میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے ۶ اور

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ

جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا ۷ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ۸ اور جس

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا

دن ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں

يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ

پوجتے تھے ۹ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ بلکہ

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا

وہ جنوں کو پوجتے تھے ۱۰ اُن میں اکثر ۱۱ انہی پر یقین لائے تھے ۱۲ تو آج تم میں ۱۳ ایک

يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

دوسرے کے بھلے بُرے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا ۱۴ اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے ۱۵

ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے اور جب اُن پر ہماری

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر ایک مرد ۱۶ کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَ

باپ دادا کے معبودوں سے ۱۷ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا ۱۸ اور

۱ اس کے مال و اولاد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے کہ نیک اولاد کے ذریعہ مومن ماں باپ کے درجے بلند ہوتے ہیں اور مال کے صدقات وخیرات بلکہ مومن کے تمام اخراجات قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ ۲ اپنے اعمال کا بھی بدلہ اور اپنی نیک اولاد کا بھی بدلہ جنہیں نیک بنا کر یہ رب کی بارگاہ میں گیا۔ لہٰذا تمام امت کی نیکیاں حضور ﷺ کے بلندی درجات کا ذریعہ ہیں کہ یہ سارا باغ انہی کا لگایا ہوا ہے ۳ بالواسطہ یا بلاواسطہ خود اپنے عمل' بلاواسطہ اپنے ہیں اور نیک اولاد کے عمل بالواسطہ اپنے عمل ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴ اس طرح کہ اپنی چرب زبانی سے قرآنی آیات جھٹلانا چاہتے ہیں ۵ معلوم ہوا کہ ہار جیت کے لئے مناظرہ کرنا اور آیات پڑھنا کفار کا شیوہ اور جہنمی ہونے کا ذریعہ ہے۔ آیات الٰہی صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے پڑھی جاویں۔ اور سب سے بدتر وہ ہے جو قرآنی آیات اس نیت سے پڑھے کہ اس سے حضور کی تنقیص شان ثابت کی جائے۔ قرآن کو قرآن والے محبوب کی اہانت کا ذریعہ نہ بناؤ ۶ اس طرح کہ ایک ہی بندے پر کبھی فراخی فرماتا ہے کبھی تنگی ۷ یا فقط آخرت میں یا دنیا وآخرت دونوں میں کہ کبھی دنیاوی مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خرچ کرو تم پر خرچ کیا جاوے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ۸ یعنی جن کے ذریعہ تمہیں رزق پہنچتا ہے' جیسے خاوند کے ذریعہ بیوی کو' سلطان کے ذریعہ رعایا کو' مولیٰ کے ذریعہ غلاموں کو' مالداروں کے ذریعہ فقراء کو ان سب میں رب تعالیٰ اعلیٰ رازق ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ اس سے بہت سے رازق ثابت ہوئے' یہ تو شرک ہے' کیونکہ وہ سب مجازی رازق ہیں' رب تعالیٰ حقیقی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو شافع نافع وغیرہ صفات سے موصوف کر سکتے ہیں۔ ۹ قیامت میں اولاً سارے کافر یکجا جمع کئے جائیں گے۔ پھر ان میں سے ہر قسم کے کفار کو علیحدہ کیا جائے گا۔ سب کفار کو جمع فرما کر فرشتوں سے یہ سوال ان کفار کو شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا نہ کہ فرشتوں پر عتاب کے لئے ۱۰ کیونکہ اس پوجا میں وہ شیاطین کی اطاعت کرتے تھے۔ لہٰذا در پردہ وہ شیاطین کے پجاری ہوئے نہ کہ ہمارے ۱۱ یہاں اکثر بمعنی کل ہے کیونکہ سارے کفار شیاطین کے ماننے والے تھے یا ھم کا مرجع انسان ہیں۔ یعنی اکثر انسان شیاطین کو مانتے تھے۔ اور تھوڑے لوگ مومن تھے (روح) لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ سارے کفار شیاطین کو مانتے تھے پھر اکثر کیوں فرمایا۔ ۱۲ یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے' نہ کہ شرعی معنی میں ۱۳ اے کافرو اور شیطانو! یعنی نہ کافر کو شیطان نفع دیں نہ شیاطین کو کافر فائدہ پہنچائیں' نیز ایک دوسرے کو نقصان بھی نہ پہنچائیں گے۔ سب رب کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ سب کو فرشتے سزا و نقصان دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے ۱۴ اس سے پتہ لگا کہ مومن قیامت میں باذن الٰہی بعض بعض کو نفع پہنچائیں گے۔ کیونکہ یہاں یہ کفار کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (شعراء: ۸۹) اس کی تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں دیکھو۔ بعض صالحین گنہگار مسلمانوں کی شفاعت کریں گے ۱۵ یعنی کافروں سے رب فرماتا ہے،

بقیہ برصفحہ ۸۳۲

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾
کافروں نے حق کو کہا جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ف۱

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ
اور ہم نے انھیں کچھ کتابیں نہ دیں جنھیں پڑھتے ہوں ف۲ نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی

مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ
ڈر سنانے والا آیا ف۳ اور ان سے اگلوں نے جھٹلایا اور یہ اس کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے

مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ
انھیں دیا تھا ف۴ پھر انھوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا تم فرماؤ میں تمہیں ایک نصیحت

بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا
کرتا ہوں ف۵ کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو ف۶ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو ف۷ کہ

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ
تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں ف۸ وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے

شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
آگے ف۹ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تم ہی کو ف۱۰ میرا اجر تو اللہ ہی پر

اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ
ہے ف۱۱ اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ف۱۲ تم فرماؤ بے شک میرا رب حق پر القا فرماتا ہے ف۱۳

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا
بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ حق آیا ف۱۴ اور باطل نہ پہل کرے اور نہ

يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ
پھر (لوٹ) کر آئے ف۱۵ تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا ف۱۶ اور اگر میں نے راہ پائی

اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى
تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے ف۱۷ بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے اور کسی طرح تو دیکھے

اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا
جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے ف۱۸ اور ایک قریب جگہ سے پکڑ لئے جائیں گے ف۱۹

(۱) معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی کسی بات پر قرار نہ تھا کہ کبھی قرآن شریف کو بہتان کہتے تھے کبھی جادو کبھی شعر کبھی کہانت۔ یہ ہی حال آج بے دین فرقوں کا ہے کہ انہیں اپنی ایک بات پر قرار نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی کبھی نبی بنا کبھی کرشن، کبھی خدا، کبھی مسیح، کبھی حسین، کبھی حیض والی عورت (۲) اس سے معلوم ہوا کہ حجاز بلکہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر تشریف نہ لائے۔ لوگ اولاً دین ابراہیمی پر تھے پھر اکثر مشرک ہو گئے جس آسمان پر سورج ہے وہاں کوئی اور تارہ نہیں (۳) اسماعیل علیہ السلام کے بعد، لہٰذا اصحاب فترۃ کو صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا اور اس میں بھی حضور کی شان کا اظہار ہے زیادہ بگڑی جگہ بڑے مصلح کو بھیجا جاتا ہے۔ (۴) یعنی کفار قریش کو قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ کے مقابلہ میں قوت مال اولاد عمر کا دسواں حصہ بھی نہ ملا ہے۔ جب نبی کی مخالفت سے وہ قومیں تباہ ہو گئیں تو ان کفار کی کیا حقیقت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طاقت کے مقابل جسمانی قوت بیکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا کنکشن رب تعالیٰ سے ہوتا ہے (۵) جو ایک بات، ایمان و عرفان، خدارسی سب کے لئے کافی ہو گی (۶) محض حق طلبی کے لئے ضد سے خالی ہو کر، معلوم ہوا کہ نیکی کے لئے کھڑا ہونا، بیٹھنا، جمع ہونا بھی عبادت ہے۔ دینی مدرسے، دینی جلسے سب باعث ثواب ہیں۔ اس مقصد کے لئے خلوت جلوت سب ہی عبادت ہے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ سوچنے اور غور کرنے کے لئے بھیڑ سے تنہائی بہتر ہے۔ (۷) معلوم ہوا کہ حضور کے احوال طیبہ طاہرہ کو سوچنا بھی عبادت اور امر الٰہی ہے۔ اس سے ایمان میں تازگی ہوتی ہے بلکہ یہ عبادات کی اصل ہے کہ تمام عبادات حضور کی عظمت سے نصیب ہوتی ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو (۸) یعنی انہوں نے دعویٰ نبوت جنون سے نہیں کیا۔ ان کے معجزات سے ان کا صحیح

ع ۵
۱۱

ہونا معلوم ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نبی ہیں اور نبی کبھی دیوانہ نہیں ہو سکتے (۹) اس عذاب سے مراد یا تو دنیا کے وہ عذاب ہیں جو اسلامی جنگوں کی شکل میں آئے یا وہ عذاب جو موت کے وقت اور موت کے بعد ہوں گے یا قیامت کے عذاب (۱۰) مبارک ہو اپنے پاس سنبھال رکھو۔ یعنی میں نے تبلیغ پر کبھی اجرت طلب نہ کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ مطالبہ میں نے تبلیغ نبوت کے شکریہ میں کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے یعنی حضور کے قرابت داروں سے محبت کرنا۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوریٰ ۲۳) کیونکہ حضور کے قرابت داروں سے محبت ہمارے لئے ہی مفید ہے (روح) مگر اگلا مضمون پہلے معنی کی تائید کر رہا ہے۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ بلا معاوضہ تبلیغ کرنا سنت پیغمبر ہے (۱۲) یہاں گواہ سے مراد شرعی گواہ نہیں جو حاکم کے سامنے مدعی کی گواہی دے۔ رب تعالیٰ احکم الحاکمین ہے وہ گواہی کس کے دربار میں دے گا، بلکہ مراد مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ یعنی رب تعالیٰ میرے اور تمہارے اعمال کا ایسا مشاہدہ فرما رہا ہے جیسے گواہ واردات کا، یا یہ مطلب ہے کہ جیسے میں رب کی توحید اس کی ذات و صفات کا عینی گواہ ہوں ایسے ہی رب تعالیٰ میری نبوت و میرے صفات کا گواہ ہے بقیہ بر صفحہ ۸۳۲

اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا

اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی دور جگہ سے ف۱ کہ پہلے

بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ

تو اس سے کفر کر چکے تھے اور بے دیکھے پھینک مارتے ہیں دور مکان سے ف۲ اور روک کردی

بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ

گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں ف۳ جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا تھا ف۴

اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ ع

بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے ف۵

سُوْرَةُ فَاطِرٍ ۳۵ — ۴۳ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتہا ۴۵ رکوعاتہا ۵

سورۃ فاطر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب خوبیاں اللہ کو ف۶ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ف۷ فرشتوں کو رسول کرنے والا ف۸

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۭ

جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں ف۹ بڑھاتا ہے آفرینش (پیدائش) میں جو چاہے ف۱۰

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱۱ اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے

رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

اس کا کوئی روکنے والا نہیں ف۱۲ اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں ف۱۳

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ

اور وہی عزت و حکمت والا ہے ف۱۴ اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو ف۱۵

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ

کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے ف۱۶ کہ آسمان اور زمین سے تمہیں روزی دے ف۱۷ اس کے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ

معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو ف۱۸ اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں ف۱۹ تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول

(۱) یعنی اس وقت عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے مگر چونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اس لئے ان کا اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا (۲) یعنی ایسے ہی الاؤ تکا حضور کی شان میں بکواس بک دیتے ہیں جو حق سے بہت دور (۳) یعنی توبہ و ایمان لانا چاہیں گے مگر نہ لاسکیں گے۔ ان میں اور توبہ میں فاصلہ کر دیا جائے گا (۴) چنانچہ فرعون ڈوبتے وقت ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔ دوسری ہلاک شدہ قوموں نے ہلاکت کے وقت نبی کی تصدیق کی مگر نہ مانی گئی (۵) یعنی ایمان و ایمانیات پر یقین نہ کرتے تھے۔ اور جو یقین مومن کو دین پر حاصل ہوتا ہے وہ کافر کو نہیں ہوتا۔ اکثر کفار مرتے وقت کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ (۶) اس کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں (۷) بلا واسطہ یا بالواسطہ ہر حمد رب کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مخلوق خالق کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ کہ مخلوق کو دیکھو خالق کا پتہ لگاؤ (۸) معلوم ہوا کہ فرشتوں میں اعلیٰ درجہ والے وہ ہیں جو انبیاء کی خدمت میں پیغام الٰہی لاتے ہیں کیونکہ وہ نبیوں کے خدام ہیں۔ یہاں خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ (۹) اس طرح کہ بعض فرشتوں کے دو پر ہیں۔ بعض کے تین، بعض کے چار، روح البیان نے فرمایا کہ یہ پروں کی زیادتی ان کے مراتب کی زیادتی کی بنا پر ہے۔ ورنہ فرشتہ آن واحد میں آسمان و زمین کی مسافت طے کر لیتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ عدد کا بیان حصر یا زیادتی کی نفی کے لئے نہیں ہے۔ بعض فرشتوں کے بہت زیادہ پر ہیں۔ حضور نے حضرت جبریل کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ فرشتوں کے پر پرندوں کے پروں کی طرح نہیں۔ ان کی حقیقت اللہ رسول ہی جانتے ہیں۔ دیکھو چمگادڑ کے پر گوشت و خون ہیں وہ دوسرے پرندوں سے ممتاز ہے (۱۰) یعنی ان فرشتوں میں پروں کے علاوہ اور بھی تفاوت ہے۔ نیز رب تعالیٰ نے دیگر مخلوقات میں بہت فرق رکھا ہے۔ جنسیں، نوعیں، صنفیں، اور اشخاص ایک دوسرے سے فصلوں، عرضوں اور صفتوں میں فرق رکھتے

ع ۹/۶ ۱۲

ہیں (۱۱) لہٰذا اس کی قدرت ان موجودات میں منحصر نہیں بلکہ ہمارے خیال و وہم سے وراء ہے۔ یہاں شئی بمعنی ممکن ہے نہ بمعنی موجود۔ (۱۲) دینی رحمت یا دنیاوی، ایمان عرفان، رزق، بارش، دولت، صورت و سیرت سب ہی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا رب پر توکل کرو (۱۳) اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ الخ۔ (۱۴) لہٰذا اس نے جسے جو دیا حکمت سے دیا۔ اس کی عطا پر اعتراض کرنے والا جاہل ہے (۱۵) معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے اور حضور تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہیں تو آپ کی یاد بھی عبادت ہوئی خواہ اکیلے کی جائے یا جماعت میں جیسے میلاد شریف وغیرہ (۱۶) اس میں معتزلہ کا رد ہے جو بندے کو اپنے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال بھی رب کی مخلوق ہیں اگرچہ ان کے کاسب ہم ہیں (۱۷) کوئی نہیں، لہٰذا روزی کی طلب میں دل رب سے لگاؤ۔ دیگر چیزیں رزق کا سبب ہیں رازق نہیں (۱۸) لہٰذا رزق یا سبب رزق کی پوجا نہ کرو۔ مشرکین غلہ، زمین، سورج بادل کو پوجتے ہیں۔ اس طرح موسموں کی پرستش کرتے ہیں۔ کہ یہ سب رزق کے اسباب ہیں، یہ ہی حال مشرکین عرب کا تھا۔ (۱۹) تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ فقد کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی

بقیہ بر صفحہ ۸۳۳

مِنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۴ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ
جھٹلائے گئے اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں ۱ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ
اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٚ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۵
سچ ہے ۲ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی ۳ اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ۴
اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ
بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے ۵ تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو ۶ وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے ۷
لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ؕ ۶ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ
کہ دوزخیوں میں ہوں کافروں کے لئے سخت
شَدِیْدٌ ؕ۬ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ
عذاب ہے ۸ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب
كَبِیْرٌ ۷ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ
ہے ۹ تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اُسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا ۱۰
مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖؗ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ
اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ
حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۸ وَ اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ
جائے ۱۱ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اللہ ہے جس نے بھیجیں
الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ
ہوائیں ۱۲ کہ بادل اُبھارتی ہیں پھر ہم اُسے کسی مردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں ۱۳ تو اُس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۹ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ
ہیں اس کے مرے پیچھے ۱۴ یونہی حشر میں اٹھنا ہے ۱۵ جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو سب
الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ
اللہ کے ہاتھ ہے ۱۶ اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اُسے
یَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ
بلند کرتا ہے ۱۷ اور وہ جو بُرے داؤں (فریب) کرتے ہیں ۱۸ اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور

❶ لہٰذا وہ آپ کو تبلیغ کا اجر، کفار کو انکار کی سزا ضرور دے گا ❷ اس میں اشارۃً مسئلہ امکان کذب کا رد ہے۔ یہ بھی اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ وعید کا خلاف ہو سکتا ہے۔ وہ کذب نہیں بلکہ معافی ہے۔ نیز وعید مشیت پر موقوف ہے رب فرماتا ہے۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء: ۴۸) اگر کسی مجرم کو رب سزا نہ دے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب نے معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ سزا رب کے ارادے پر موقوف ہے۔ چونکہ سزا کا ارادہ نہ ہوا اس لئے اس کو سزا نہ ملی ❸ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا، رب کی ڈھیل سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ❹ غرور شیطان کا نام ہے۔ اس کے معنی ہیں فریبی دھوکا باز، صوفیاء فرماتے ہیں۔ جو مال اولاد حکومت عزت رب سے باغی بنا دے وہ غرور ہے ❺ کیونکہ تمہاری وجہ سے

ع ۱ ۱۴

وہ مردود ہو کر جنت سے نکالا گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب نے ہماری وجہ سے ہمارے دشمن شیطان کو ہمارے گھر یعنی جنت سے نکالا تو ہم کو بھی چاہئے کہ شیطان کو خدا کے گھر یعنی اپنے دل سے نکالیں۔ ❻ اور کبھی اس سے بے خطر نہ رہو اس نے بڑے بڑے عابدوں کو بہکا دیا ہے۔ عقائد و اعمال میں اس کے خلاف رہو ❼ معلوم ہوا کہ دنیا میں دو دھڑے ہیں۔ ایک روحانی دوسرا شیطانی۔ قیامت میں ہر گروہ اپنے سردار کے ساتھ ہوگا۔ شیطانی فرقہ شیطان کے ساتھ، رحمانی فرقہ اللہ کے محبوبوں کے ساتھ ❽ ہمیشہ کی رسوائی اور فرشتوں وغیرہ کا عذاب، جس سے انشاء اللہ گنہگار مومن محفوظ رہیں گے۔ ❾ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ایمان عمل پر مقدم ہے کہ بغیر ایمان عمل معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ نیک اعمال گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴) ❿ یہ آیت ابوجہل وغیرہ ان مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو کفر و گناہ کرتے اور ان حرکات پر فخر کرتے تھے۔ اپنی بدکرداریوں کو اچھا اور مسلمانوں کی نیک کاریوں کو برا سمجھتے تھے۔ اس میں آج کل کے وہ روافض، وہابی، چکڑالوی، مرزائی وغیرہ بھی داخل ہیں جو اپنی بے دینیوں کو دین اور بدعملیوں کو نیکی سمجھ کر ان پر فخر کرتے ہیں۔ یہ بدترین جرم ہے ⓫ اس میں نبی ﷺ کو خطاب ہے کہ آپ ان مردودوں کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ فرماویں۔ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کچھ بگڑتا نہیں ⓬ اس کی جگہ سے، کیونکہ ہوا کا بھی ایک مقام ہے جہاں سے آتی ہے۔ جو ہوا ہر وقت ہمارے پاس رہتی ہے یعنی ٹھہری ہوئی ہے وہ دوسری نوعیت کی ہوا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ ارسال کے معنی بھیجنا اور کھولنا اور چھوڑنا ہیں ⓭ مردہ شہر سے مراد خشک زمین ہے۔ اس میں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ بادل آتا کہیں سے ہے اور برستا کہیں۔ معلوم ہوا کہ قوی و قادر کے فرمان کے ماتحت ہے ⓮ اس طرح کہ اگر زمین میں تخم بویا ہو تو وہ اگ جاتا ہے اور اگر کچھ نہ بویا ہو تو قدرتی گھاس اور خود رو بیل بوٹے اگ آتے ہیں۔ جس سے زمین سبزہ زار ہو جاتی ہے۔ ⓯ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قیاس برحق ہے کہ رب نے اس عالم کے حالات پر اس عالم کے حالات کو قیاس کرنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ قطعی قیاس ایمان میں معتبر ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۳۳

مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اُنھیں کا مکر برباد ہو گا ف۱ اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے ف۲ پھر پانی

نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے ف۳ اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس

بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ

کے علم سے ف۴ اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے ف۵ یہ سب ایک کتاب میں ہے ف۶

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ

بے شک یہ اللہ کو آسان ہے ف۷ اور دونوں سمندر ایک سے نہیں ف۸ یہ میٹھا ہے خوب

فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ

میٹھا جس کا پانی خوش گوار اور یہ کھاری ہے تلخ ف۹ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو

لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

تازہ گوشت ف۱۰ اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا (زیور) ف۱۱ اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ

چیرتی ہیں ف۱۲ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو ف۱۳ اور کسی طرح حق مانو رات لاتا ہے

فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ

دن کے حصہ میں اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں ف۱۴ اور اُس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ف۱۵ ہر ایک

يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ

ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ف۱۶ یہ ہے اللہ تمہارا رب اُسی کی بادشاہی ہے ف۱۷ اور اس کے سوا جنھیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ

تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں ف۱۸ تم انھیں پکارو تو وہ

لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تمہاری پکار نہ سنیں ف۱۹ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں ف۲۰ اور قیامت کے دن وہ

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

تمہارے شرک سے منکر ہوں گے ف۲۱ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح ف۲۲ اے لوگو!

ع ۲ ۱۴

❶ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان کے تمام مکروفریب برباد جائیں گے اور آپ کا سورج چڑھا رہے گا۔ انشاء اللہ رب کا یہ کرم ہمیشہ ہی رہے گا ❷ یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر ان کی اولاد کو نطفہ سے یا اس طرح اولاً مٹی سے غذا بنائی پھر غذا سے خون پھر خون سے نطفہ پھر نطفہ سے انسان' غرضیکہ آیت کریمہ صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت میں دوسری قیامت کے دن اٹھنے کو ثابت فرمایا گیا۔ ❸ مرد' عورت' کالے' گورے' سعید' شقی' مومن' کافر' فاسق' متقی اللہ تعالیٰ نے ارواح کے بھی جوڑے پیدا فرمائے ❹ اس میں رب تعالیٰ کی وسعت علم کا ذکر ہے کہ وہ ہر بچہ کے حمل' پیدائش' عمر اور تمام حالات سے خبردار ہے بلکہ جنہیں رب تعالیٰ اپنا علم دے وہ بھی ان چیزوں کی خبر رکھتے ہیں۔ ❺ یا تو اول ہی سے عمر زیادہ اور یا کم رکھی جائے یا کسی کی دعا یا نیک عمل سے عمر بڑھ جاوے۔ یا کسی کی بد دعا یا بد عملی سے عمر گھٹ جاوے سب لوح محفوظ میں ہے۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر بڑھائی گئی کہ فرمایا۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (حجر:۳۸) ف سے معلوم ہوا کہ عمر کی یہ زیادتی اس کی دعا سے ہوئی ❻ اس سے معلوم ہوا کہ جن بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ سب کی عمریں وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں بلکہ یہ چیزیں کتاب لوح محفوظ میں انہیں بتانے ہی کو لکھی گئی ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے بھولنے کا خطرہ نہ تھا ❼ یعنی عمر وغیرہ تمام غیوب کا لوح محفوظ میں لکھ دینا یا کسی کی عمر گھٹا بڑھا دینا اللہ پر نہایت آسان ہے ❽ نہ مزے میں یکساں ہیں نہ فوائد میں کہ کھاری سے موتی نکلتے ہیں ❾ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے پانی دیکھنے میں یکساں ہے مگر مزے میں فرق ہے ایسے ہی دیکھنے میں سارے انسان یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر کوئی مومن ہے کوئی کافر۔ جب میٹھے و کھاری سمندر یکساں نہیں تو مومن و کافر انسان کیسے یکساں ہو سکتے ہیں۔ اور نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ❿ خیال رہے کہ مچھلی لغۃً گوشت ہے چونکہ تازہ تازہ کھائی جاتی ہے' رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے اس لئے اسے لحما طریا یعنی تازہ گوشت فرمایا۔ مگر عرف میں مچھلی کو گوشت نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے اگر کوئی شخص گوشت نہ کھانے کی قسم کھالے تو مچھلی کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ جیسے دعا کو قرآن نے صلوٰۃ فرمایا مگر عرف میں صلوٰۃ صرف نماز کو کہا جاتا ہے لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ⓫ جیسے مونگا' مرجان' اور موتی جو کہ کھاری سمندر سے نکلتے ہیں مگر تغلیباً دونوں کی طرف نسبت کیا گیا اور زیور اگرچہ عورتیں پہنتی ہیں لیکن چونکہ مردوں کے لئے پہنتی ہیں اس لئے پہننے کو مردوں کی طرف نسبت کیا گیا۔ خیال رہے کہ مرد کو موتی وغیرہ پہننا جائز ہے۔ سونا چاندی پہننا حرام ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ نعیمیہ میں دیکھو ⓬ کہ پانی پتلا رقیق ہے کشتی بھاری مگر نہیں ڈوبتی۔ یہ رب کی شان ہے۔ ⓭ دنیاوی فضل جیسے تجارتی کاروبار اور اخروی فضل جیسے ہمارے لئے حج و زیارت کے سفر' معلوم ہوا کہ جسے جو ملتا ہے رب کے فضل سے ملتا ہے ⓮ اس طرح کہ سردی میں رات بڑی دن چھوٹا۔ گرمیوں میں رات چھوٹی اور دن بڑا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے بقیہ بر صفحہ ۸۳۳

أَنتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللهِ ۚ وَاللهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝١٥ إِن يَشَأْ

تم سب اللہ کے محتاج ؎۱ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا وہ چاہے تو

يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝١٦ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ ۝١٧

تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ؎۲ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا

اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی ؎۳ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس

يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اُٹھائے گا ؎۴ اگرچہ قریب رشتہ دار ہو اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کو کام دیتا ہے ؎۵ جو

رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ

بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ؎۶ اور نماز قائم رکھتے ہیں ؎۷ اور جو ستھرا ہوا ؎۸ تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا

لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللهِ الْمَصِيرُ ۝١٨ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝١٩

ہوا ؎۹ اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور برابر نہیں اندھا اور انکھیارا (بینا) ؎۱۰

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝٢٠ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝٢١ وَمَا يَسْتَوِي

اور نہ اندھیریاں اور اُجالا ؎۱۱ اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ ؎۱۲ اور برابر نہیں

الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللهَ يُسْمِعُ مَن يَشَآءُ ۖ وَمَا أَنتَ

زندے اور مُردے ؎۱۳ بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے ؎۱۴ اور تم نہیں

بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝٢٢ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝٢٣ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

سنانے والے اُنہیں جو قبروں میں پڑے ہیں ؎۱۵ تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو ؎۱۶ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں

بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝٢٤ وَ

حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ؎۱۷ اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا ؎۱۸ اور

إِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم

اگر یہ ؎۲۰ تمہیں جھٹلائیں تو اُن سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں ؎۱۹ ان کے پاس ان کے رسول آئے

بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝٢٥ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ

روشن دلیلیں ؎۲۰ اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر ؎۲۱ پھر میں نے کافروں کو پکڑا

❶ یعنی ہر شخص ہر وقت ہر طرح اللہ تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔ اگر کوئی دوسرے بندوں کا حاجت روا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ رب کا وہ بھی حاجت مند ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ: ۷۴) ❷ اس طرح کہ تم نافرمان کافروں کی بجائے دوسری فرمانبردار قوم پیدا فرمادے۔ یا اس عالم کو فنا فرما کر دوسرا عالم پیدا کردے۔ ❸ یعنی قیامت میں کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں نہ پکڑا جاوے گا کہ مجرم چھوٹ جائے۔ کفر کے سردار جو تمام ماتحتوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے یہ گمراہ کرنے کی سزا ہوگی۔ ❹ یعنی بخوشی کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے پر تیار نہ ہوگا۔ ہاں رب کی طرف سے گمراہ کرنے والوں پر گمراہوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ ❺ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی حضور عالمین کو ڈر سنانے والے ہیں، مگر اس کا فائدہ صرف مسلمان اٹھاتے ہیں جن کی صفات آئندہ مذکور ہیں۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ❻ معلوم ہوا کہ ایمان و عبادت وہ قابل قبول ہے جو غیب پر اور غیب میں ہو۔ مرنے کے بعد سب کافر ایمان لے آئیں گے مگر بیکار کہ وہ ایمان بالشہادۃ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب کمال ہے۔ حضور کا ایمان بالشہادت کمال ہے کہ حضور نے تمام عالم غیب کا مشاہدہ فرمایا خصوصاً معراج میں ❼ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں۔ دل لگا کر پڑھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوف الٰہی نماز کی پابندی سے پیدا ہوتا ہے ❽ اس کا دل بدعقیدگیوں کی نجاست سے اور جسم بدعملیوں کی گندگیوں سے ❾ اے محبوب تم ان سے بے نیاز ہو اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو تمہارا کچھ نہیں بگڑتا ❿ دل کے اندھے اور سوجھلے یعنی کافر و مومن یا عالم و جاہل یا حضور کے بدگو اور نعت گو ⓫ یعنی کفر و اسلام۔ چونکہ کفر بہت تھے اور ایمان و اسلام صرف ایک، اس لئے تاریکی جمع اور نور واحد فرمایا گیا ⓬ یعنی حق و باطل یا جنت و دوزخ یا ثواب و عذاب یا آرام و تکلیف یا حضور کے سایہ میں رہنا اور حضور سے علیحدہ رہنا۔ خیال رہے کہ جب یہ چیزیں اور یہ لوگ برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ⓭ زندوں سے مراد مومن اور مردوں سے مراد کافر ہیں ⓮ اگر رب چاہے تو اپنے محبوبوں کو دور سے باریک آواز سنادے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین میل سے چیونٹی کی آواز سنادی اور اگر چاہے تو قریب سے توپ کی آواز نہ سنائے کہ کسی کو بالکل بہرا کردے چاہے تو مردوں کو سننے والا بنادے اور چاہے تو بعض زندوں کو بہرا کردے ⓯ یہاں مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد کفار ہیں ورنہ مردے سنتے ہیں۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر سلام کرنا سنت ہے ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے کیونکہ حضور زندہ اور دور و نزدیک کے حالات کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ حضرت صالح و شعیب علیہما السلام نے ہلاک شدہ قوم سے خطاب کیا اسی لئے دوسری جگہ اس کے بعد فرمایا گیا۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا (نمل: ۸۱) ⓰ لہٰذا نہ ماننے والے کفار کے متعلق آپ سے سوال نہ ہوگا کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (بقرہ: ۱۱۹) آیت کے یہ معنی نہیں کہ ڈرانے کے سوا آپ میں کوئی کمال نہیں۔ حضور شفیع المذنبین بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی اور

بقیہ برصفحہ ۸۳۳

كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

تو کیسا ہوا میرا انکار ۱ کیا تو نے نہ دیکھا کہ ۲ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا

مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ

تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ ۳ اور پہاڑوں میں راستے ہیں

بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ

سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے بھوجنگ (سیاہ کالے) ۴ اور آدمیوں

وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۗ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں ۵ اللہ سے اس کے بندوں میں ۶

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ

وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ۷ بے شک اللہ بخشنے والا عزت والا ہے بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں

كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

۸ اور نماز قائم رکھتے ہیں ۹ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۰ پوشیدہ اور ظاہر ۱۱ وہ ایسی

يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ

تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں ۱۲ تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ

فَضْلِهٖ ۗ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ

عطا کرے ۱۳ بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ۱۴

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ

وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی ۱۵ بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار

بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا ۱۶ اپنے چنے ہوئے بندوں کو ۱۷

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ

تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

میں سبقت لے گیا ۱۸ یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں

ع ۱۲ / ۱۵

۱ یعنی میرا عذاب جو مختلف صورتوں میں ان پر آیا۔ ۲ یہاں دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے۔ اور اس میں خطاب یا حضور سے ہے یا ہر سمجھدار انسان سے ۳ جیسے بغیر بارش درخت نہیں پھلتے ایسے ہی بغیر حضور کی نگاہ کرم کے اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے۔ شیطان کی عبادت کو نبوت کی بارش نہ پہنچی' خشک ہوگئی۔ ۴ اس طرح کہ پہاڑوں میں کہیں سفید پتھر کے راستے ہیں کہیں سیاہ کے کہیں سرخ کے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونہ ہیں۔ ایسے ہی دنیا میں شریعت و طریقت کے رنگ برنگے راستے ہیں۔ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' اور قادری' چشتی' نقشبندی' سہروردی یہ خدا رسی کے مختلف راستے ہیں ۵ یعنی انسان و جانور رنگ برنگے ہیں۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ خیال رہے کہ جیسے انسان کے چہروں کے رنگ مختلف ہیں' ایسے ہی دلوں کے رنگ بھی۔ کوئی دل سفید ہے' کوئی کالا۔ قیامت میں دل کے رنگ چہروں پر ظاہر ہوں گے۔ کہ مومن کے منہ اجالے' کافر کے منہ کالے' ۶ بندوں سے مراد ساری مخلوق ہے یا انسان ۷ اس سے معلوم ہوا کہ علماء دین بہت مرتبہ والے ہیں کہ رب نے اپنی خشیت و خوف کو ان میں منحصر فرمایا۔ جسے بھی خوف الٰہی نصیب ہوگا وہ سچے عالموں کے ذریعہ سے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر: ۹) مگر مراد علم والوں سے وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہوں۔ جن کے عقائد و اعمال درست ہوں۔ العلماء میں لام عہدی ہے ۸ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید بھی عبادت ہے بلکہ بہترین عبادت کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔ تلاوت قرآن بہر حال عبادت ہے۔ معنی کی خبر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔ خیال رہے کہ قرآن کریم برکت کے لئے پڑھنا یا وظیفہ کے طور پر پڑھنا ہر طرح ثواب ہے۔ بچوں کو قرآن پڑھانا اگرچہ عبادت و ثواب ہے۔ مگر اس پر تلاوت کے احکام جاری نہیں (روح) يَتْلُوْنَ مضارع فرما کر بتایا گیا کہ تلاوت ہمیشہ کرنی چاہئے۔ ۹ یعنی ہمیشہ پڑھتے رہیں اور درست طریقہ سے ادا کرتے رہتے ہیں ۱۰ اللہ تعالیٰ کی راہ میں' اس میں زکوٰۃ' صدقات' حج وغیرہ سب شامل ہیں۔ مما سے معلوم ہوا کہ سارا مال خیرات نہ کردے کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے بھی رکھے ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صدقے علانیہ کرنے چاہئیں اور کچھ خفیہ' فرض صدقہ علانیہ' نفلی خفیہ بہتر ہے۔ جیسے نماز جمعہ و عیدین علانیہ اور نماز تہجد خفیہ ہوتی ہے ۱۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادات دنیاوی نام و نمود کے لئے نہ کی جاویں۔ محض رضاء الٰہی اور آخرت کے نفع کے لئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے اعمال کی قبولیت کا یقین نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ مردودیت کا اندیشہ اور قبول کی امید چاہئے۔ اس لئے یہاں یرجون ارشاد ہوا۔ ۱۳ ایک کے دس یا سات سو یا اس سے بھی زیادہ دے۔ یا جزا کے سوا اپنا دیدار نصیب کرے جو محض اس کی عطا ہوگی ہمارے کسی عمل کا بدلہ نہیں ۱۴ مِنَ الْكِتٰبِ کا مِن بیانیہ ہے یا بعضیت کا۔ خیال رہے کہ حضور کی وحی صرف قرآن میں منحصر نہیں۔ حضور کے فرمان بھی وحی الٰہی ہیں ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب ہے کیونکہ یہ کتاب صرف تصدیق کرتی ہے۔ کسی کتاب یا نبی کی بشارت نہیں دیتی۔ ہمیشہ پچھلا اگلوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بقیہ برصفحہ ۸۴۳

يَدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَ
داخل ہوں گے وہ ف۱ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور
لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا
وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے ف۲ اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا
الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ
غم دور کیا ف۳ بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ف۴ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اُتارا
مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾
اپنے فضل سے ف۵ ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے ف۶ نہ ہمیں اس میں کوئی تکان لاحق ہو
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا
اور جنھوں نے کفر کیا ف۷ ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے کہ مرجائیں ف۸ اور نہ
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ
ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ف۹ ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو ف۱۰ اور وہ
يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا
اس میں چلاتے ہوں گے ف۱۱ اے ہمارے رب ہمیں نکال ف۱۲ کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے
نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ
تھے ف۱۳ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا ف۱۴ اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا ف۱۵
فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ
تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ف۱۶ بے شک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر
وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ
چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ف۱۷ وہی ہے جس نے تمہیں زمین
خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ
میں اگلوں کا جانشین کیا ف۱۸ تو جو کفر کرے اس کا کفر اسی پر پڑے ف۱۹ اور کافروں کو ان
كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا
کا کفر ان کے رب کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری ف۲۰ اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر

❶ یہ تینوں گروہ اگرچہ ان میں سے بعض پہلے ہی داخل ہو جاویں اور بعض کچھ سزا پا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مومن ناجی ہے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ دوزخ میں ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے ❷ ہاں ان جماعتوں کے مکانات' لباس وغیرہ میں بقدر درجات اختلاف ہوگا۔ اس کے لئے جنت کے طبقے مختلف ہیں۔ خیال رہے کہ دنیا میں مسلمان مرد پر سونا' ریشم پہننا حرام ہے وہاں انشاء اللہ یہ سب حلال ہوگا ❸ دنیا کے رنج و غم دور فرما دیئے۔ کہ اب نہ تو نیکیاں رد ہونے کا اندیشہ رہا نہ گناہوں پر پکڑ کا کھٹکا۔ نہ قیامت کا ہول باقی رہا نہ کوئی رنج و غم۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی' حمد الٰہی اور نعت مصطفوی وہاں بھی ہوگی ❹ یعنی ہمارا جنت میں پہنچنا اپنے کمال سے نہیں بلکہ عطائے ذوالجلال سے ہے۔ ہمارے اعمال قبول فرمانا' گناہ بخش دینا محض اس کا فضل وکرم ہے ❺ اس سے معلوم ہوا کہ جنت ملنا رب کے فضل سے ہے نہ کہ محض اپنے عمل سے۔ اس لئے کوئی پرہیزگار اپنے پرہیزگار ہونے پر ناز نہ کرے۔ نیز جنت کی خوراک پوشاک وغیرہ تو اعمال کا بدلہ ہیں مگر دیدار الٰہی خاص اس کے فضل سے ہے۔ وہ کسی عمل کا بدلہ نہیں ❻ بیماری' موت' جھگڑے فساد' تکالیف شرعیہ' نفس امارہ کی شرارتیں سب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں۔ ❼ کہ مرتے وقت تک کافر رہے

ع ۴/۱۶

اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر ہوئے اور جن کے نام کفار کی فہرست میں آ گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ❽ اور مر کر عذاب سے چھوٹ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ کر مرجاویں گے اور جسم کوئلے بن جائیں گے۔ پھر سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد انہیں جنت کے پاس رکھ کر وہاں کا پانی دیا جائے گا جن سے وہ ایسے اگیں گے جیسے دانے پانی سے ❾ یعنی جس عذاب میں ان کا داخلہ ہوگا اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں کمی نہ ہوگی۔ ہاں بعض کفار اول سے ہی ہلکے عذاب میں ہوں گے۔ جیسے ابوطالب' حاتم طائی' نوشیرواں وغیرہ۔ ❿ یعنی دوزخ میں پہنچ کر نہ مرنا عذاب ہلکا نہ ہونا' ہمیشہ دوزخ میں رہنا بڑے ناشکروں یعنی کافروں کی سزا ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ دوزخ میں نہ مرنا کفار کے لئے ہوگا گنہگار مومن وہاں جا کر مرجاویں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوسکتی ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ جنتی لوگ دوزخی مسلمانوں کو جب نکال کر لائیں گے تو وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہیں جنت کا پانی دیا جائے گا تو وہ ایسے بڑھیں گے جیسے دانہ پانی کے مقام پر اگتا ہے ⓫ یعنی دوزخ میں چیختے چلاتے ہوں گے۔ کبھی داروغہ دوزخ سے فریاد کرتے ہوں گے کبھی رب تعالیٰ سے دعائیں۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کو لعن طعن' کبھی آہ و فغاں' غرضیکہ ان کی چیخ و پکار بہت قسم کی ہوگی ⓬ اور دنیا میں واپس بھیج۔ کیونکہ دنیا کے سوا اور کوئی جگہ دار العمل نہیں۔ خیال رہے کہ جنتی تو جنت سے نکل کر گنہگار دوزخی مسلمانوں کو نکالنے دوزخ میں آئیں گے مگر دوزخی کفار ایک آن کے لئے بھی دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے ⓭ یہاں عمل سے مراد دلی عمل یعنی عقائد بھی ہیں اور بدنی

بقیہ برصفحہ ۸۳۳

خَسَارًا ۝۳۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

نقصان ولے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے

اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ

ہو وے مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا وے یا آسمانوں میں کچھ ان کا ساجھا ہے وے

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر ہیں وہ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۰ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کو وعدہ نہیں دیتے مگر فریب کا وہ بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ

اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

جنبش نہ کریں وے اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے وہ اللہ کے سوا

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۱ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے وہ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے وہ کہ اگر ان

جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا

کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے وللہ پھر جب ان کے پاس

جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۲ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ

ڈر سنانے والا تشریف لایا تو اس نے انہیں نہ بڑھایا مگر نفرت کرنا اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا وللہ اور برا داؤں وللہ

السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

اور برا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے وللہ تو کاہے (کس) کے انتظار میں ہیں مگر

سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ

اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا وللہ تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝۴۳ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے وللہ اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّمَا

سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا وللہ اور وہ ان سے زور میں سخت تھے اور

❶ جیسے بیمار کی غذا بیماری بڑھاتی ہے ایسے ہی کفار کے لئے معجزات' قرآنی آیات' کفر میں زیادتی کا باعث ہیں۔ ❷ بت' لہٰذا اس آیت کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں' مشرکین عرب' نبیوں' ولیوں کو مانتے ہی نہ تھے ❸ یہ سوال کفار سے اس لئے کیا گیا کہ وہ بھی اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے وہ خالق عالم رب تعالیٰ کو ہی کہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب میں یہ نہ کہا کہ زمین ہمارے فلاں بت کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ❹ اس طرح کہ انہوں نے رب کے ساتھ مل کر آسمان بنائے ہوں یا رب تعالیٰ کو آسمان بنانے میں مدد دی ہو۔ جب یہ کچھ بھی نہیں تو یہ بت خدا کے شریک کیسے ہو گئے اور تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ اطاعت' اتباع' عبادت میں بہت فرق ہے۔ اطاعت' یعنی حکم ماننا رب کی نبی ولی' ماں' باپ' سلطان اسلام سب کی ہو گی۔ مگر اتباع صرف حضور کی اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے۔ ❺ جس میں لکھا ہو کہ یہ معبودین باطلہ سچے ہیں یعنی ان کے پاس شرک کی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی ❻ یعنی ان کے بڑوں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ کہ یہ بت رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کریں گے' اسی بھروسہ پر ہیں۔ ❼ معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان۔ صرف تارے چاند' سورج چکر لگا رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (یٰس: ۴۰) زائل ہونے سے مراد جنبش کرنا ہے خواہ وہ حرکت مستقیمہ ہو' یا حرکت مستدیرہ۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی گردش مانتا ہے اور فلسفہ جدید بھی جو زمین کو متحرک مانتا ہے۔ ❽ اس طرح کہ انہیں اپنی جگہ سے ہٹنے نہ دے یا پھر ان کی جگہ پر لگا دے۔ ایسا کوئی نہیں ❾ کہ تمہاری شرک و بت پرستی کے باوجود رب تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے' ورنہ'' چاہئے کہ ان بدمعاشیوں کی وجہ سے یہ سب پھٹ جاویں اور عالم کا نظام گڑ بڑ ہو جاوے۔ روح البیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے لئے حلیم ہے مومنوں کے لئے

غفور' حلیم وہ ہے جو سزا جلد نہ دے۔ غفور وہ جو سزا بالکل نہ دے معافی دے دے ❿ حضور کی تشریف آوری سے پہلے قریش عرب نے سنا تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی نافرمانی کی تو بولے کہ خدا تعالیٰ ان قوموں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے رسولوں کا انکار کیا۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو ہم ان کی طرح نہ ہوں گے ہم رسول کی اطاعت کریں گے۔ اس آیت میں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ یہاں کوشش کی قسم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی قسم عصر کے بعد شام کے قریب خانہ کعبہ میں جا کر کھائی ⓫ یعنی ان سب سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔ یہاں احدیٰ بمعنی جمع ہے کیونکہ احد جب شائع ہو جاوے تو عموم کے لئے ہوتا ہے (روح البیان) اس لئے یہاں من الامم نہ فرمایا گیا ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر و غرور ایسی بری بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے انسان نبی کی پیروی سے محروم رہتا ہے۔ بارگاہ انبیاء میں عجز و انکساری ایمان کا ذریعہ ہے۔ کفار مکہ کے کفر کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے اپنے کو نبی سے بڑھ کر جانا۔ بولے کہ ہم مالدار ہیں' وہ مسکین اور اکثر نے اپنے کو نبی کی مثل بشر کہا۔ مولانا فرماتے ہیں ؎ جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے زابدال حق آگاہ شد بقیہ بر صفحہ ۸۳۴

كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ

اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے ف۱ آسمانوں اور نہ زمین میں

اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا

بے شک وہ علم وقدرت والا ہے ف۲ اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے پر پکڑتا ف۳ تو

تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا ف۴ لیکن ایک مقرر میعاد تک انھیں ڈھیل

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

دیتا ہے ف۵ پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں ف۶

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ ۴۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۳ رُكُوْعَاتُهَا ۵

سورۂ یٰسٓ مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى

یٰسٓ ف۷ حکمت والے قرآن کی قسم ف۸ بے شک تم ف۹ سیدھی راہ

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

پر بھیجے گئے ہو ف۱۰ عزت والے مہربان کا اُتارا ہوا ف۱۱ تاکہ تم اس قوم کو

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى

ڈرسناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں ف۱۲ بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ف۱۳ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کردیئے ہیں کہ وہ

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ

ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اُٹھائے رہ گئے ف۱۴ اور ہم نے اُن کے آگے

اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا

دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور اُنھیں اوپر سے ڈھانک دیا تو اُنھیں کچھ

يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

نہیں سوجھتا اور اُنھیں ایک سا ہے تم اُنھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ف۱۵ وہ

۱ رب تعالیٰ کا کسی مجرم کو جلد نہ پکڑنا رب تعالیٰ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مہلت دینے میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۲ یہ جملہ پہلے جملہ کی دلیل ہے۔ یعنی مجرم کا حاکم کے قابو سے نکل جانا یا حاکم کی غفلت و بے خبری کی وجہ سے ہوتا ہے یا اس کی کمزوری کی بنا پر رب تعالیٰ ان دونوں عیبوں سے پاک ہے ۳ تمام لوگوں کے ہر گناہ پر پکڑ فرماتا۔ معافی یا ڈھیل کا قانون نہ ہوتا ۴ معلوم ہوا کہ آفرینش میں اصل مقصود انسان ہے باقی

ع ۸ ۱۷

مخلوق تابع۔ لہٰذا جب انسان فنا ہوتا تو سب فنا ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی نحوست و وبال دوسری مخلوق پر بھی پڑتا ہے۔ دریا و ہوا کے جانور بھی مصیبت میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم: ۴۱) طوفان نوحی میں حیوان بھی فنا ہوئے ۵ مقرر میعاد سے ان کی موت یا قیامت یا دنیاوی عذاب آنے کا وقت مراد ہے ۶ لہٰذا بندوں کو بھی حلم و بردباری چاہیے۔ ۷ سورہ یٰسین کے بہت فضائل ہیں یہ قرآن کا دل ہے۔ ایک بار سورہ یٰسین پڑھنا دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اموات پر یٰسین پڑھو کہ اس سے جانکنی آسان ہوتی ہے ۸ خیال رہے کہ رب نے قرآن کریم کی حقانیت آسمان و زمین کی قسم فرما کر بیان کی۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (طارق: ۱۲) اور صاحب قرآن علیہ السلام کی حقانیت قرآن کی قسم سے۔ معلوم ہوا کہ حبیب اللہ کتاب اللہ سے اہم ہیں۔ اس لئے قرآن کا دیکھنے پڑھنے والا قاری ہوتا ہے اور حضور کا چہرہ دیکھنے والا صحابی بشرطیکہ صدیقی نگاہ سے دیکھے ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت ایسی اہم ہے کہ رب نے قرآن کی قسم فرما کر اس کا اعلان فرمادیا۔ قرآن کی قسم تم سچے رسول ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ رسول ایک ساتھ ہی ملتے ہیں۔ رب رسول سے اور رسول رب سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ رب نے اپنے لئے فرمایا۔ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ھود: ۵۶) اور حضور کے لئے فرمایا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۰ خیال رہے کہ سیدھی راہ پر شیطان بیٹھا ہے رہزنی کرنے کے لئے لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (اعراف: ۱۶) اور نبی پاک اور آپ کے خدام اسی راہ پر رہبری اور شیطان کو دفع کرنے کے لئے جلوہ گر ہیں۔ پولیس کی طاقت ڈاکو سے زیادہ چاہیے۔ لہٰذا حضور اور اولیاء اللہ کا علم وطاقت شیطان سے بہت زیادہ چاہئے۔ رب سیدھے راستے پر ہے۔ یعنی وہاں ملتا ہے۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ قرآن رب کی طرف سے آیا اور آہستہ آہستہ تیئس سال میں آیا اور اوپر یعنی بیت العزت سے آیا کیونکہ اترنا اوپر سے آنے کو کہا جاتا ہے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ رب تعالیٰ اوپر رہتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رب نے اوپر سے بارش اتاری ۱۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور نے ترتیب وار تبلیغ فرمائی پہلے اپنے عزیز و اقارب کو پھر اپنے ملک والوں کو پھر عام مخلوق کو یہاں دوسری درجہ کی تبلیغ کا ذکر ہے۔ دوسرے یہ کہ عرب میں حضور سے پہلے نبی تشریف نہ لائے۔ حضرت اسماعیل کے بعد حضور ہی جلوہ گر ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حضور بڑی شان کے مالک ہیں کہ صدیوں کی بگڑی بقیہ برصفحہ ۸۳۴

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ
ایمان لانے کے نہیں تم تو اُسی کو ڈر سناتے ہو جو نصیحت پر چلے ف۱ اور رحمٰن سے

بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى
بے دیکھے ڈرے ف۲ تو اُسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو ف۳ بے شک ہم مردوں کو جلائیں گے

وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۣؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ
اور ہم لکھ رہے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا ف۴ اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے ف۵ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی

مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا
کتاب میں ف۶ اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی ف۷ جب اُن کے پاس فرستادے ف۸

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ
(رسول) آئے جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے ف۹ پھر انھوں نے ان کو جھٹلایا ف۱۰ تو ہم نے تیسرے سے زور دیا ف۱۱

فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ
اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی ف۱۲ اور

مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا
رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم نرے جھوٹے ہو ف۱۳ وہ بولے

رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾
ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ف۱۴ اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ف۱۵

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ
بولے ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں ف۱۶ بے شک اگر تم باز نہ آئے ف۱۷ تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے بے شک ہمارے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ
ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی ف۱۸ انھوں نے فرمایا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ف۱۹ کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم

اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ
سمجھائے گئے بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو ف۲۰ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا آیا ف۲۱ بولا

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾
اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ نیگ (اجر) نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں

❶ اس طرح کہ قرآنی آیات اور آپ کے وعظ میں تامل و غور کرے، گوشِ ہوش سے سنے، اس سے عمل صالح مراد نہیں کیونکہ انسان اولاً حضور کی ذات و صفات میں تامل کرتا ہے پھر آپ کے وعظ و قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ پھر نیکیاں کرتا ہے۔ حضور کا ڈرانا ہمارے عمل پر مقدم ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ❷ اس طرح کہ عذاب آنے سے پہلے عذاب سے ڈرے۔ خدا کو نہ دیکھا ہے مگر اس سے ڈرے یا تنہائی میں جب لوگ اسے نہ دیکھتے ہوں رب سے ڈرے۔ خیال رہے کہ رحمان کا غضب بھی سخت خطرناک ہوتا ہے۔ حلیم کے غضب سے رب کی پناہ۔ اس لئے یہاں رحمٰن فرمایا گیا۔ (روح) ❸ اجر کریم سے مراد دنیا کی اور وہاں کی نعمتیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنت ملنے کا بڑا سبب خوف الٰہی اور حضور کی محبت کے ساتھ آپ کا اتباع ہے، رب تعالیٰ نصیب فرمادے ❹ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھتے ہیں ❺ صدقات جاریہ یا اچھے برے طریقے ایجاد کر لئے گئے جن پر بعد والے لوگ عمل کر رہے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اچھی بدعت ایجاد کرنا اچھا ہے اور بری بدعت ایجاد کرنا برا ہے۔ اس لئے ان کی بھی تحریر ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک ان رسوم پر عمل ہوتا رہتا ہے، موجد کو ثواب یا عذاب ملتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں بنی سلمہ مسجد نبوی شریف سے بہت دور آباد تھے۔ انہوں نے چاہا کہ اپنا محلّہ خالی کر کے مسجد شریف کے قریب آن بسیں تاکہ جماعت نماز میں آسانی سے شرکت کر سکیں حضور نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (خزائن) ❻ یعنی لوح محفوظ میں۔ اسے کتاب مبین اس لئے کہتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ کے سامنے ہے۔ ❼ یہاں شہر سے مراد انطاکیہ ہے یا رومیہ، انطاکیہ بارہ میل مربع آباد تھا۔ اس میں بہت چشمے اور پہاڑ تھے۔ نہایت مضبوط شہر پناہ سے محفوظ تھا (خزائن) وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ رومیہ بھی بہت بڑا اور خوبصورت شہر تھا جس میں ایک ہزار حمام اور ایک ہزار ہوٹل تھے۔ یہ شہر روم کے علاقہ میں واقع ہیں۔ (روح) ❽ مرسلین سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد صادق، وصدوق اور شمعون ہیں جو انطاکیہ یا رومیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے صادق صدوق تو پہلے گئے اور شمعون بعد میں۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں کا نام یحییٰ و یونس تھا۔ صادق و صدوق لقب تھا (خزائن و روح) ❾ عیسیٰ علیہ السلام کے دو حواری یوحنا یا یحییٰ اور یونس جنہیں صادق و صدوق کہا جاتا تھا، جب یہ دونوں شہر انطاکیہ میں پہنچے تو کنارہ شہر پر ایک بوڑھے آدمی کو بکریاں چراتا دیکھا۔ یہ حبیب نجار تھا۔ یہ بت تراشی کا کام کرتا تھا۔ اس لئے اسے نجار کہتے تھے۔ اس کا لقب اب صاحب یٰسین ہے کیونکہ سورۃ یٰسین میں اس کا ذکر یوں کیا ہے۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى (یٰس: ۲۰) ان دونوں نے حبیب نجار کو تبلیغ کی۔ اس نے پوچھا کہ تمہاری حقانیت کی دلیل کیا ہے یہ بولے کہ ہم

بقیہ برصفحہ ۸۳۴

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۲۲ ءَاَتَّخِذُ

اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ف۱ اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ف۲ کیا

مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ

اللہ کے سوا اور خدا ٹھہراؤں ف۳ کہ اگر رحمٰن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ

شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۲۳ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۲۴ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ

کام نہ آئے ف۴ اور نہ وہ مجھے بچاسکیں ف۵ بے شک جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں ف۶ مقرر میں تمہارے رب پر ایمان لایا

فَاسْمَعُوْنِ ۲۵ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۲۶

تو میری سنو ف۷ اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو ف۸ کہا کسی طرح میری قوم جانتی ف۹

بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۲۷ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى

جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا ف۱۰ اور ہم نے اس کے

قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۲۸ اِنْ

بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا ف۱۱ اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو

كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۲۹ يٰحَسْرَةً عَلَى

بس ایک ہی چیخ تھی جبھی وہ بجھ کر رہ گئے ف۱۲ اور کہا گیا کہ ہائے افسوس

الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۳۰ اَلَمْ يَرَوْا

ان بندوں پر ف۱۳ جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں ف۱۴ کیا انہوں نے نہ

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۳۱ وَاِنْ

دیکھا ف۱۵ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں ف۱۶ اور جتنے

كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۳۲ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ

بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے اور ان کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے

اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۳۳ وَجَعَلْنَا فِيْهَا

ہم نے اسے زندہ کیا ف۱۷ اور پھر اس سے اناج نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں

جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۳۴ لِيَاْكُلُوْا

باغ بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے بہائے ف۱۸ کہ اس کے

۱ قوم نے حبیب نجار کی تبلیغی گفتگو سن کر ان سے کہا کہ کیا تو بھی ان لوگوں پر ایمان لے آیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ فطرنی کے معنی ہیں مجھے نیست سے ہست کیا یا مجھے اپنے فضل سے اور ان بزرگوں کے فیض سے دین فطرت یعنی ایمان نصیب ہوا ۲ اس رب کی طرف تم کو جبرا پلٹنا ہے اور میں خوش خوش اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی لئے یہاں صیغہ مجہول اور جمع مخاطب ارشاد ہوا۔ جس میں اپنا ذکر نہیں ۳ معلوم ہوا کہ انطا کیہ والے خدا کے منکر یعنی دہریہ نہ تھے بلکہ مشرک تھے ورنہ ان سے ایسی گفتگو مفید نہ ہوتی ۴ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود بت وغیرہ کسی کی شفاعت نہ کرسکیں گے۔ جس سے پتہ لگا کہ رب کے محبوب بندے جن کو شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہ ضرور شفاعت کریں گے۔ شفاعت کے معنی یہ نہیں کہ رب جسے عذاب دینا چاہے اسے شفیع بچا لے۔ یہ تو رب کا مقابلہ ہے بلکہ جس کے متعلق رب کی شفاعت کی اجازت دے اس کی شفاعت ہوگی اس کا نام شفاعت بالاذن ہے کفار اپنے بتوں کی متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے۔ ایسی شفاعت ماننا صریح کفر ہے ۵ جبر یا دھونس سے' خیال رہے کہ بتوں کے لئے شفاعت و جبر دونوں کی نفی ہے اور مقبولان بارگاہ کے لئے صرف جبر کی نفی' شفاعت کا ثبوت۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۶ لہٰذا تم نری گمراہی میں ہو۔ یہ سنتے ہی اس سرکش قوم نے حبیب کو گھیر لیا اور انہیں پتھراؤ کرنے' لات گھونسے مارنے لگے۔ جب آپ کو یقین ہوگیا کہ میری شہادت اب یقینی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بولے ۷ اے رسولو! میں اس رب پر ایمان لایا جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ سن لو اور میرے ایمان کے گواہ رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کی دلیل ہیں۔ رب وہ جو رسول اللہ کا رب ہے' اسی لئے انہوں نے رَبِّكُمْ فرمایا۔ پھر حبیب شہید کر دیئے گئے ۸ یعنی روحانی طور پر شہداء کی طرح' کیونکہ جسمانی داخلہ بعد قیامت ہوگا۔ جزا کے لئے جنت میں جانا قیامت سے پہلے نہیں ہوسکتا۔ آدم علیہ السلام اور حضور ﷺ کا داخلہ' جنت معراج میں جزا کے لئے نہ تھا۔ یعنی حبیب نجار سے ان کے شہید ہوتے ہی فرشتوں نے یا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ۹ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات مومن کو اپنی قوم یاد رہتی ہے۔ وہ اس دنیا سے بالکل بے تعلق نہیں ہوجاتا۔ کیونکہ حبیب نجار نے جنت میں پہنچ کر تمنا کی کہ میری قوم مجھے اس حالت میں جان لیتی تاکہ وہ بھی میری طرح ایمان لے آتی ۱۰ کہ ایمان کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانہ کے سارے گناہ معاف کردیئے کیونکہ حبیب نے ایمان لاکر کوئی گناہ نہ کیا ۱۱ یعنی حضرت حبیب کی شہادت کے بعد اہل انطاکیہ کو ہلاک کرنے کے لئے جنگ بدر کی طرح فرشتوں کا لشکر نہ آیا بلکہ انہیں جبریل کی چیخ نے ہلاک کردیا کیونکہ بدر میں فرشتے کفار کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے۔ غازیوں کی ہمت و عزت افزائی کے لئے آئے تھے ۱۲ کہ ان کا کوئی دفن کرنے والا' بھی نہ رہا اور حضرت حبیب کی قبر شریف انطاکیہ میں بنی جو زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ ۱۳ انطاکیہ والوں پر یا مکہ والوں پر یا

بقیہ بر صفحہ ۸۳۴

مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِيْ

پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ کے بنائے نہیں ف۱ تو کیا حق نہ مانیں گے ف۲ پاکی ہے اُسے جس نے

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا

سب جوڑے بنائے ف۳ ان چیزوں سے جنھیں زمین اُگاتی ہے اور خود ان سے ف۴ اور اُن چیزوں سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۶ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ

جن کی انھیں خبر نہیں ف۵ اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں ف۶ جبھی وہ

مُّظْلِمُوْنَ ۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

اندھیروں میں ہیں اور سورج چلتا ہے ف۷ اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے ف۸ یہ حکم ہے زبردست علم والے

الْعَلِيْمِ ۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۳۹

کا ف۹ اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں ف۱۰ یہاں تک کہ پھر ہوگیا جیسے کھجور کی پرانی ڈال (ٹہنی) ف۱۱

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ

سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑلے ف۱۲ اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے ف۱۳

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۴۰ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ

اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے ف۱۴ اور ان کے لئے ایک نشانی یہ ہے کہ انھیں اُن کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم نے

الْمَشْحُوْنِ ۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۴۲ وَاِنْ نَّشَاْ

بھری کشتی میں سوار کیا ف۱۵ اور اُن کے لئے ویسی ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں ف۱۶ اور ہم چاہیں تو

نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۴۳ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ

اُنھیں ڈبو دیں تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں ف۱۷ مگر ہماری طرف کی رحمت اور

مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۴۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا

ایک وقت تک برتنے دینا ف۱۸ اور جب اُن سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو

خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۴۵ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ

تمہارے پیچھے آنے والا ہے ف۱۹ اس امید پر کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی اُن کے رب کی نشانیوں سے

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۴۶ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

کوئی نشانی ف۲۰ اُن کے پاس آتی ہے تو اُس سے منہ ہی پھیر لیتے ہیں ف۲۱ اور جب اُن سے فرمایا جائے اللہ کے دیے میں

(۱) یعنی یہ دانے اور پھل انہوں نے پیدا نہ کئے اگرچہ ان درختوں کے اسباب انہوں نے مہیا کئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مَا عَمِلَتْ میں ما موصولہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تا کہ یہ لوگ پھل اور وہ نعمتیں کھائیں جنہیں اپنے ہاتھوں تیار کرتے ہیں۔ جیسے شیرۂ انگور' شربت انار وغیرہ (روح) (۲) اس طرح کہ ہمارے حبیب پر ایمان لاویں۔ معلوم ہوا کہ مشرک اگرچہ ہزار طرح ظاہری شکر کرے مگر ناشکرا ہے' خدا کا شکر یہ ہے کہ اس کے حبیب کی اطاعت کرے (۳) اس سے معلوم ہوا کہ رب العالمین نے اپنی مخلوق میں جوڑے رکھے ہیں۔ میٹھا' کڑوا' ٹھنڈا' گرم' اچھا' برا' وغیرہ سب جوڑے ہیں بے جوڑ رب کی ذات ہے۔ فرماتا ہے وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (الذاریات: ۴۹) بلکہ بعض درخت میں نر و مادہ ہوتے ہیں جو پہچانے بھی جاتے ہیں (۴) اس طرح کہ کسی کو صرف لڑکے دیتا ہے کسی کو صرف لڑکیاں' اور کسی کو دونوں' معلوم ہوا کہ سب اس کی عطا کے محتاج ہیں (۵) بہت مخلوق وہ ہے جو پیدا شدہ بھی ہے مگر انسان کو ان کی خبر نہیں اور بہت وہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئی آئندہ ہوگی (۶) اس طرح کہ فضا بذات خود سیاہ و تاریک ہے۔ رب تعالیٰ اسے آفتاب کے ذریعہ نورانی سفید لباس پہنا دیتا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور عالم اپنے اصلی رنگ میں نظر آنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم سب اصل میں سیاہ تاریک ہیں۔ نور مصطفوی کے ذریعہ ایمان کی روشنی ملی ہے (۷) معلوم ہوا کہ آسمان و زمین ٹھہرے ہوئے ہیں' تارے ان میں تیر رہے ہیں۔ حرکت زمین و آسمان پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ سورج وغیرہ کی حرکت بھی ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک ہے (۸) اس ٹھہراؤ سے مراد یا قیامت ہے یا سورج کی منزلوں کی ابتداء اور انتہاء (۹) رب کے اندازوں میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ موسم' فصلیں سب ان اندازوں سے قائم ہیں (۱۰) چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جنہیں وہ اٹھائیس راتوں میں طے کر لیتا ہے۔ اگر تیس دن کا مہینہ ہو تو دو راتیں اگر انتیس دن کا ہو تو ایک رات چھپا رہتا ہے۔ اس کی بحث سورہ یونس میں ہو چکی (۱۱) مہینہ کی آخری راتوں میں چاند پتلا ٹیڑھا مائل بہ زردی ہو جاتا ہے جیسا اول تاریخوں میں تھا یہی انسان کا حال ہے کہ بڑھاپے میں بچپن کی طرح ناسمجھ' کمزور' بیوقوف ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ جو تغیر و تبدل سے پاک ہے (۱۲) اس طرح کہ رات میں طلوع ہو کر چاند کو بے نور کر دے اور چاند کی بادشاہی چھین لے یا چاند کی طرح تیز حرکت کرے بلکہ چاند جن منزلوں کو اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے سورج انہیں ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اگر سورج بھی چاند کی طرح تیز رفتار ہو تو فصلیں ٹھیک طرح تیار نہ ہو سکیں۔ (۱۳) اس طرح کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آجاوے تاکہ رات اتنی دراز ہو جاوے کہ دن کو آنے ہی نہ دے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خیال رہے کہ سورج و چاند کا جمع ہو جانا قیامت میں ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (القیامۃ: ۹) اسی طرح رات کا بہت دراز ہو جانا بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (۱۴) معلوم ہوا کہ ہر سیارہ کا مدار جدا ہے اور وہ تارا اس میں ایسا تیر رہا ہے جیسے دریا میں مچھلی۔

بقیہ بر صفحہ ۸۳۵

35

اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
سے کچھ اُس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں ف۱ کہ کیا ہم اُسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو
اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
کھلا دیتا ف۲ تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں ف۳ اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
وعدہ ف۴ اگر تم سچے ہو راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ف۵ کہ
تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى
انھیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ف۶ تو نہ وصیت کرسکیں گے ف۷ اور نہ اپنے
اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
گھر پلٹ کر جائیں اور پھونکا جائے گا صور ف۸ جبھی وہ قبروں سے ف۹ اپنے رب کی
اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜٚ
طرف دوڑتے چلیں گے ف۱۰ کہیں گے ہائے ہماری خرابی ف۱۱ کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا ف۱۲
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا ف۱۳ اور رسولوں نے حق فرمایا ف۱۴ وہ تو نہ ہو گی مگر
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا
ایک چنگھاڑ ف۱۵ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے تو آج کسی
تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ
جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا ف۱۶ بے شک جنت
الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى
والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں ف۱۷ وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں ہیں ف۱۸
الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ
تختوں پر تکیہ لگائے اُن کے لئے اس میں میوہ ہے اور ان کے لئے ہے اس میں جو مانگیں ف۱۹ اُن پر سلام ہوگا
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ
مہربان رب کا فرمایا ہوا ف۲۰ اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو ف۲۱ اے

ع ۱۸/۲

۱ مذاق اڑاتے ہوئے مسلمانوں کو یہ جواب دیتے ہیں ۲ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کفر اور کفار کا کام ہے۔ وہ کفار یہی کہتے تھے کہ غریبوں کو امیروں کے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ خدا انہیں خود بلا وسیلہ روزی دے سکتا ہے‘ حالانکہ قدرت اور ہے قانون کچھ اور‘ قانون یہ ہے کہ وسیلہ سے رب کی رحمت ملے ۳ مسلمان کفار مکہ سے کہتے تھے کہ تم جو اپنی کمائی میں سے کچھ حصہ اپنے گمان میں اللہ کے نام کا نکالتے ہو وہ حصہ مسکینوں فقیروں کو دو کہ اس کا مصرف فقراء ہیں تو وہ جواب یہ دیتے تھے جو آیت کریمہ میں مذکور ہوا۔ کہ فقراء کو مال دینا رب تعالیٰ کی مشیت و ارادے کے خلاف ہے۔ رب انہیں محتاج رکھنا چاہتا ہے ہم انہیں غنی کیوں کریں۔ ان کی یہ بکواس مذاق ٹھٹھا کے طور پر تھی یا بخل و کنجوسی کی وجہ سے یہ بہانہ بناتے تھے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہاں انفاق سے مراد زکوٰۃ یا شرعی صدقہ نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے زکوٰۃ کا حکم نہ آیا تھا۔ نیز کافر نہ زکوٰۃ کا اہل نہ صدقہ کا۔ مسلمانوں نے کفار کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے کہا تھا کہ تم خدا کے نام کا نکالا ہوا خود کھا جاتے ہو۔ ۴ قیامت اور حساب و جزا جن کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو‘ یہ سوال تحقیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے طور پر تھا ۵ صور کا پہلا نفخہ جس میں سب فنا ہو جائیں گے۔ ۶ اس طرح کہ صور پھونکتے وقت دنیا والے خرید و فروخت‘ کھانے پینے میں مشغول ہوں گے ۷ یعنی قیامت آنے پر لوگ اپنے سارے کام ناتمام چھوڑ دیں گے۔ نہ تو خود پورا کرسکیں گے نہ ہی دوسروں کو پورا کرنے کی وصیت کرسکیں گے۔ نہ بازار سے گھر آسکیں گے بلکہ تمام لوگ جہاں تھے وہاں ہی فنا ہو جائیں گے۔ ۸ دوسری بار سب کو زندہ کرنے کے لئے‘ پہلے نفخہ سے چالیس سال بعد یعنی اس قدر فاصلے پر ۹ یعنی جہاں وہ دفن ہوئے تھے اور اگر دفن نہ ہوئے تو جہاں کہیں ان کے اجزاء اصلیہ اس وقت موجود تھے‘ اس کی صورت یہ ہوگی کہ رب تعالیٰ اٹھانے سے پہلے ہر میت کے اجزا اصلیہ وہاں ہی جمع فرما دے گا جہاں وہ دفن ہوا یا جلایا گیا یا جہاں اسے شیر وغیرہ یا مچھلیوں نے کھایا ۱۰ شام کے علاقہ کی طرف جہاں قیامت قائم ہوگی‘ کوئی آہستہ کوئی تیز کوئی پیدل کوئی سواری پر جائے گا ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اٹھنا کفار کو غم کا باعث ہوگا صالحین کو خوشی کا جیسے موت غافل کے لئے چھوٹنے کا دن ہے‘ عاقلوں کے لئے ملنے کا دن‘ اس لئے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے‘ فرشتے ان سے کہتے ہیں سو جاؤ‘ دولھا کی طرح‘ اس لئے آگے جنتیوں کا ذکر علیحدہ آ رہا ہے ۱۲ یہ کفار کا کلام ہوگا۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں رب تعالیٰ عذاب قبر اٹھا دے گا۔ جس سے یہ کفار آرام سے سوتے رہیں گے۔ اب جب اٹھیں گے تو یہ کہیں گے (تفسیر خازن وخزائن) ورنہ کفار اپنی قبروں میں سوتے کہاں تھے سخت عذاب میں تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کفار قیامت کی سختی دیکھ کر قبر کے عذاب کو ہلکا کہیں گے (خزائن) بہرحال اس آیت سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی ۱۳ یہ کلام رب کا ہوگا یا فرشتوں کا یا مومن جن و انس کا ۱۴ معلوم ہوا کہ قیامت میں سب سے

بقیہ بر صفحہ ۵۳۵

اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا ۱ کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ

دشمن ہے ۲ اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے اور بے شک اس نے

مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ

تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا ۳ تو کیا تمہیں عقل نہ تھی یہ ہے وہ جہنم جس کا تم

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ

سے وعدہ تھا ۴ آج اسی میں جاؤ بدلہ اپنے کفر کا ۵ آج ہم اُن

نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

کے مونھوں پر مہر کردیں گے ۶ اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن کے کئے کی گواہی

يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

دیں گے ۷ اور اگر ہم چاہتے تو اُن کی آنکھیں مٹا دیتے ۸ پھر لپک کر رستہ کی طرف جاتے

فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

تو انہیں کچھ نہ سوجھتا اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ۹ نہ آگے بڑھ سکتے

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ ع وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا

نہ پیچھے لوٹتے اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اُسے پیدائش میں الٹا پھیریں ۱۰ تو کیا

يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

سمجھتے نہیں اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ۱۱ اور نہ وہ اُن کی شان کے لائق ہے ۱۲ وہ تو نہیں مگر نصیحت

وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

اور روشن قرآن ۱۳ کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو ۱۴ اور کافروں پر بات ثابت ہوجائے ۱۵

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا

اور کیا اُنھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے ۱۶ چوپائے اُن کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے

مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

مالک ہیں ۱۷ اور انہیں اُن کے لئے نرم کردیا ۱۸ تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں ۱۹ اور

۱ پیغمبروں کی معرفت تم کو حکم دیا گیا تھا کہ بت پرستی نہ کرنا خیال رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے۔ کہ اس کے بہکانے سے ہے۔ ۲ کیونکہ وہ تمہاری وجہ سے مردود ہوا۔ اب کس طرح وہ تمہارا دوست ہوسکتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ ۳ یعنی ہر پچھلے کافر کو غور کرنا چاہئے تھا کہ شیطان کی پیروی کی وجہ سے پہلی اُمتیں تباہ ہوچکیں۔ ان سے عبرت پکڑنا۔ لہٰذا آیت الکل صاف ہے۔ خیال رہے کہ یہ خطاب بھی کفار سے ہوگا کہ شیطان نے انہیں مختلف طریقے سے سمجھایا ۴ اب دوزخ کو دیکھ کر اس کی تصدیق کرلو، مگر یہ تصدیق مفید نہیں ۵ معلوم ہوا کہ نبی پر اعتماد کرنے کا نام ایمان ہے۔ کفار آخرت کو دیکھ کر ساری چیزیں مان جائیں گے۔ مگر وہ ماننا کارآمد نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھ پر اعتماد کیا نہ کہ نبی پر ۶ یہ ان کے لئے ہوگا جو اپنے جرموں کا انکار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صرف اپنے علم پر سزا جزا نہ دے گا بلکہ گواہی وغیرہ سے تحقیقات کرکے ۷ خیال رہے کہ کاتب اعمال فرشتے، خود نامہ اعمال اور زمین و آسمان کافر کے خلاف گواہی دیں گے۔ لیکن جب وہ انکار ہی کئے جائے گا تب خود اس کے اعضاء سے گواہی دلوائی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئے گی۔ باقی اعضاء سچ سچ عرض کردیں گے۔ اس کی زبان بڑی مجرم ہے لبوں پر مہر دائمی نہ ہوگی۔ اعضاء کی گواہی لے کر توڑ دی جاوے گی۔ اس لئے وہ دوزخ میں پہنچ کر شور مچائیں گے ۸ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمام کفار کے دلوں کی طرح آنکھیں بھی اندھی کردیں مگر نہیں کرتے۔ اس قدر کفر وعناد کے باوجود انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان پر بھی شکر لازم ہے۔ ۹ اس طرح کہ انہیں پتھر یا بندر، سور بنا دیتے وغیرہ جیسے پچھلی امتوں کے سرکشوں کے کیا گیا۔ خیال رہے کہ مسخ میں صرف صورت تبدیل ہوتی ہے۔ روح وہی رہتی ہے۔ لہٰذا اسے آواگون یا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ آریوں کے نزدیک آواگون میں روح بھی بدل جاتی ہے کہ نفس انسانی حماری بن جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے ۱۰ کہ بڈھے کو بچے کی طرح ناسمجھ اور کمزور کردیتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارا حال بدل دیں ۱۱ شان نزول۔ کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور کو شاعر کہتے تھے۔ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (انبیاء:۵) اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ عربی محاورہ میں جھوٹے مگر دلفریب کلام وخیالات کو شعر کہا جاتا ہے۔ یعنی ناول اور ناول گو کو شاعر کہتے ہیں جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو مگر عبارت بہت دلفریب ہو۔ یہاں علم بمعنی ملکہ وعادت ہے۔ یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں۔ یعنی گالی بکنے کا عادی نہ بنایا۔ نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے حضور کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ آپ کا پاک وستھرا ہونا ثابت ہے (خزائن، روح، مدارک، جمل وغیرہ) ۱۲ یعنی ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ یہ کہ شعر کا جاننا کہ علم شعر نبی کی شان کے خلاف ہے،

بقیہ برصفحہ ۸۳۵

لَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۚ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝٧٣ وَاتَّخَذُوا مِن
اُن کے لئے ان میں کئی طرح کے نفعے ف۱ اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں گے اور اُنھوں نے
دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝٧٤ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ
اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید اُن کی مدد ہو ف۲ وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے
وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ۝٧٥ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا
اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے ف۳ تو تم اُن کی بات کا غم نہ کرو ف۴ بے شک ہم جانتے ہیں
يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝٧٦ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن
جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اُسے پانی کی بوند
نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝٧٧ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ
سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے ف۵ اور ہمارے لئے کہاوت کہتا ہے ف۶ اور اپنی
خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝٧٨ قُلْ يُحْيِيهَا
پیدائش بھول گیا ف۷ بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ اُنھیں وہ زندہ
الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝٧٩ الَّذِي
کرے گا جس نے پہلی بار اُنھیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے ف۸ جس نے
جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ۝٨٠
تمہارے لئے ہرے پیڑ میں آگ پیدا کی جبھی تم اس سے سلگاتے ہو ف۹
أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ
اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا
مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝٨١ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن
کیوں نہیں ف۱۰ اور وہی بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس
يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝٨٢ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ
سے فرمائے ہو جا ف۱۱ وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۱۲ تو پاکی ہے اُسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ
شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝٨٣ ع
ہے ف۱۳ اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۱۴

۱ کہ ان کے دودھ گوشت پوست اون ناخون ہڈی پٹھے کام آتے ہیں ۲ خدا کے مقابلہ میں، کہ رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے مگر یہ بت عذاب نہ دینے دیں۔ یہ ماننا شرک ہے اس آیت کو نبیوں ولیوں سے کوئی تعلق نہیں ۳ یعنی کفار اپنے بتوں کا لشکر بن کر قیامت میں حاضر ہوں گے اور مع ان بتوں کے دوزخ میں جائیں گے۔ مگر کافر سزا پانے اور یہ لکڑی پتھر کے بت، چاند سورج عذاب دینے کے لئے ۴ کفار کے کفر یا آپ کے انکار یا ایذا پر غمگین نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب ہیں کہ رب آپ کو تسلی و تشفی دیتا ہے۔ ۵ شان نزول، یہ آیت عاص بن وائل یا ابو جہل یا ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو ایک گلی سڑی ہڈی لے کر حضور کی خدمت میں مناظرہ کے لئے آیا تھا اور اس ہڈی کو توڑتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ کیا خدا اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں ضرور زندہ اٹھائے گا۔ اور تجھے دوزخ میں پہنچائے گا۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے حضور کی تائید فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا تو دوزخ میں جائے گا۔ ۶ کہ گلی ہوئی ہڈی دکھا دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے ۷ کہ ہم نے اسے ایسی بکھری ہوئی مٹی سے بنایا تو کیا اب بنانا بھول گئے ایجاد سے اعادہ آسان ہے جب ہم پہلی بار بنا چکے تو اب بدرجہ اولیٰ بنا سکتے ہیں۔ ۸ یعنی رب تعالیٰ پیدا فرمانا جانتا ہے۔ یا مردوں کے بکھرے ہوئے اجزا کو جانتا ہے لہٰذا ساری مخلوق کو اس طرح دوبارہ پیدا کرے گا کہ کسی کا جزو بدن دوسرے میں نہ پہنچ سکے گا۔ جب اس کا علم بھی کامل ہے قدرت بھی کامل پھر تمہیں قیامت کے ماننے میں کیوں تامل ہے ۹ یوں تو ہر سرسبز درخت سوکھ کر جل جاتا ہے۔ لیکن عرب میں دو درخت پائے جاتے ہیں۔ مرخ اور عفار، مرخ نر ہے، عفار مادہ جب ان کی ہری شاخیں ایک دوسرے سے رگڑی جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے۔ حالانکہ ان میں اتنی تری ہوتی ہے کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔ دیکھو رب کی شان کہ پانی اور آگ ایک ہی جگہ جمع فرمادیئے (خزائن و روح) کیکر کا درخت گیلا بھی جلتا ہے۔ ریل کا کوئلہ بھیگ کر خوب جلتا ہے۔ ایسے ہی رب نے بشریت کے سبز درخت میں محبت و عشق کی آگ ودیعت رکھی ہے ۱۰ قرآن کریم میں جہاں اَلَیْسَ یا اَوَلَیْسَ آئے وہاں پڑھنے والے کو دل میں بلیٰ کہہ لینا چاہئے۔ اور یہاں تو خود قرآن شریف میں بلیٰ آگیا۔ ۱۱ کن فرمانے سے مراد ہے ارادہ خلق کا تعلق، نہ کہ کاف و نون فرمانا اور نہ کسی سے خطاب فرمانا لہٰذا اس پر آریوں کے یہ اعتراض نہیں پڑ سکتے کہ اگر سب چیزیں کن سے بنیں تو کن کس سے بنا ۱۲ اس میں پیدائش کے طریقہ اور رب تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے۔ اور فِی سِتَّةِ اَیَّامٍ میں مدت اور وقت پیدائش اور مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (حجر: ۲۶) میں اصل پیدائش کا ذکر ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳ ہر چیز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر کا نام ہے ملک اور باطن کا نام ملکوت ۱۴ مرنے کے بعد یا قیامت میں حساب و سزا و جزا کے لئے مومن خوشی سے جائیں گے کافر مجبوراً لے جائے جائیں گے

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ — ۵۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتها ۱۸۲ — رکوعاتها ۵

سورۃ صٰفّٰت مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ

قسم اُن کی کہ باقاعدہ صف باندھیں ف۱ پھر اُن کی کہ جھڑک کر چلائیں ف۲ پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں ف۳ بے شک

اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ

تمہارا معبود ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا ف۴ اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے اور مالک

الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَحِفْظًا

مشرقوں کا ف۵ اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا ف۶ اور نگاہ رکھنے کو

مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ

ہر شیطان سرکش سے ف۷ عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے ف۸ اور

يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾

اُن پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے ف۹ انہیں بھگانے کو اور اُن کے لئے ہمیشہ کا عذاب ف۱۰

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

مگر جو ایک آدھ بار اُچک لے چلا تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگا ف۱۱ تو اُن سے پوچھو ف۱۲

اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾

کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی ف۱۳ بیشک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا ف۱۴

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا

بلکہ تمہیں اچنبھا آیا اور وہ ہنسی کرتے ہیں ف۱۵ اور سمجھائے نہیں سمجھتے ف۱۶ اور جب کوئی نشانی

اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۖ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا

دیکھتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں ف۱۷ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ف۱۸ کیا جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾

ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اُٹھائے جائیں گے ف۱۹ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ف۲۰

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۚ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے ف۲۱ تو وہ تو ایک ہی جھڑک ہے جبھی وہ

۱ ان سے مراد یا وہ فرشتے ہیں جو بارگاہ الٰہی میں صف باندھ کر عبادت کرتے ہیں یا اس کے حکم کا انتظار۔ یا وہ نمازی لوگ جو صف باندھ کر جماعت نماز میں کھڑے ہوتے ہیں یا وہ غازیان اسلام جو بوقت جہاد صفیں باندھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز اور جہاد رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کی قسم فرمائی (روح وخزائن) ۲ یعنی وہ فرشتے جو بادلوں یا ہواؤں کو جھڑک کر چلائیں یا وہ علماء دین جو لوگوں کو سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے برائیوں سے روکیں، یا وہ غازی جو میدان جہاد میں گھوڑے دوڑائیں ڈانٹ ڈپٹ کر ۳ نماز میں یا وعظ کے وقت یا جہاد کرتے وقت، معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بڑی اعلیٰ عبادت ہے جو سفر وحضر میں نہ چھوڑی جائے بلکہ جہاد میں تو زیادہ عبادات چاہئیں کہ وہاں موت سامنے ہے۔ صحابہ کرام عین جہاد میں قتل وخون ہوتے ہوئے جماعت بھی نہ چھوڑتے تھے۔ بلکہ نماز خوف ادا کرتے تھے۔ افسوس ان پر جو بلا وجہ جماعت بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۴ رب نے اپنی وحدانیت اور اپنے صفات ان چیزوں کی قسم سے بیان فرمائے مگر حضور کی نبوت قرآن کی قسم بلکہ اپنی قسم سے بیان کی۔ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (یٰس: ۳) اور فرمایا۔ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (النساء: ۶۵) ۵ ہر روز سورج نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اس لئے مشارق جمع فرمایا گیا ۶ کیونکہ دیکھنے والے کو سارے تارے پہلے آسمان پر ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے نیلی چادر پر رنگ برنگ موتی بکھرے ہوئے ہیں اگرچہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں مگر زینت پہلے آسمان کی ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے آسمان صاف آئینہ کی طرح شفاف ہیں ۷ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمان پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو تارے میں سے آگ کا شعلہ نکل کر اسے گولی کی طرح لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے غیبی خبریں معلوم کرنا جائز نہیں کیونکہ تارے، روشنی، حفاظت، راستہ اور وقت کی علامتوں کے لئے بنائے گئے نہ کہ غیبی خبریں معلوم کرنے اور فال کھولنے کے لئے ۸ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں جو آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے ہیں شیطان چھپ کر سننے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں پہنچنا چاہتے ہیں تو مار کر ہٹا دیئے جاتے ہیں ۹ شہابوں، کی جو انگاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۱۰ یعنی شیاطین کو یہ دنیا میں عارضی عذاب ہے قیامت کے بعد وہ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جو دوزخ میں دیا جائے گا ۱۱ حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے حضور کی تشریف آوری کے بعد ان کا جانا بند ہو گیا جیسے کہ سورۃ جن میں مذکور ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری زمین اور زمان میں تغیر کا سبب بنی ۱۲ مشرکین مکہ سے، جو قیامت اور سزا و جزا کے انکاری ہیں۔ ۱۳ کفار مکہ فرشتوں کے قائل تھے انہیں خدا کی مخلوق اور اس کی لڑکیاں مانتے تھے۔ ان میں قوت وطاقت بھی مانتے تھے۔ یہ سوال ان کی سرزنش کے لئے ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو اس مٹی سے بنایا اور سارے انسانوں کو آدم علیہ السلام سے۔ روح البیان نے فرمایا کہ انسان کی بقیہ برصفحہ ۸۳۵

يَنظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا يَوْمُ

دیکھنے لگیں گے ف۱ اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی اُن سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے یہ ہے وہ فیصلہ کا

الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

دن جسے تم جھٹلاتے تھے ف۲ ہانکو ظالموں اور

وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ

ان کے جوڑوں کو ف۳ اور جو کچھ وہ پوجتے تھے ف۴ اللہ کے سوا ان سب کو

إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا

ہانکو راہ دوزخ کی طرف اور انہیں ٹھہراؤ اُن سے پوچھنا ہے ف۵ تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے

تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

کی مدد کیوں نہیں کرتے ف۶ بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں اور ان میں ایک نے دوسرے

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ

کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ف۷ تم ہمارے دہنی طرف سے بہکانے

الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم

آتے تھے ف۸ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے ف۹ اور ہمارا تم پر کچھ قابو

مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ

نہ تھا بلکہ تم سرکش لوگ تھے ف۱۰ تو ثابت ہوگئی ہم پر ہمارے رب کی بات

إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ

ہمیں ضرور چکھنا ہے ف۱۱ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے ف۱۲ تو اُس دن وہ سب

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾

کے سب عذاب میں شریک ہیں ف۱۳ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ف۱۴

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ

بے شک جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے (تکبر) کرتے تھے ف۱۵ اور کہتے تھے

أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ

کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ف۱۶ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں ف۱۷ اور اُنھوں نے رسولوں

❶ یعنی سارے عالم کا دوبارہ پیدا ہو جانا اور تمام مردوں کا جی اٹھنا صور کی آواز سے پل بھر میں ہو جاوے گا ❷ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ اور یہ نام اس دن کے کاموں کے لحاظ سے ہیں۔ چونکہ اس دن بدلہ دیا جاوے گا۔ انصاف کیا جاوے گا۔ لہٰذا وہ یَوْمِ الدِّیْن ہے اور چونکہ لوگوں کا فیصلہ یا ان میں فاصلہ وجدائی ہو جائے گی لہٰذا یَوْمُ الْفَصْل ہے۔ ❸ ظالم سے مراد کافر ہیں اور جوڑے سے مراد وہ شیطان جس نے انہیں بہکایا۔ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں جائے گا۔ یا ظالم سے مراد کافر اور جوڑے سے مراد اس کی جنس کا دوسرا کافر، مشرک مشرک کے ساتھ، دہریہ دہریہ کے ہمراہ ❹ اس میں حضرت عیسٰی و عزیر علیہما السلام داخل نہیں۔ کیونکہ ما سے مراد غیر عقل والی چیزیں ہوتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے پوجا کے پتھر، درخت سورج چاند بھی دوزخ میں جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بتوں نے کیا قصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے ❺ دیلمی نے بھی ابوسعید خدری سے روایت کی کہ لوگوں سے حضرت علی اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہوگا کیونکہ حضور نے فرمایا تھا لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (شوریٰ: ۲۳) لہٰذا یہ آیت اہل بیت کی عظمت کے بارے میں ہے (صواعق محرقہ) یا ان مشرکین سے یہ سوال ہوگا ❻ جیسے دنیا میں بعض کافر بعض کی مدد کرتے تھے یا مدد کا وعدہ کرتے تھے۔ رب ان کفار کا قول نقل فرماتا ہے۔ جو دنیا میں کہتے تھے نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ (قمر: ۴۴) بہر حال یہ آیت اولیاء اللہ کے لئے نہیں، اولیاء اللہ اور انبیاء کی مدد قیامت میں ضرور ہوگی، مگر مومنوں کی، رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (زخرف: ۶۷) حضور کی شفاعت برحق ہے۔ ❼ یہ گفتگو ماتحت کافروں کی اپنے سرداروں سے ہوگی، نہ کہ مسلمانوں کی انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے، حضرات انبیاء و اولیاء کنارہ جہنم پر کھڑے ہی نہ کئے جاویں گے۔ یہ حضرات تو بجلی کی طرح وہاں سے گزریں گے، اپنے غلاموں کو ہمراہ لے کر۔ لہٰذا موجودہ وہابیہ کی تفسیریں غلط ہیں ❽ یعنی تم لوگ اپنی مالی و جانی قوت سے ہم کو کفر کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ یہاں یمین سے مراد قوت ہے اور قوت میں جانی و مالی ہر طرح کی طاقت داخل ہے (خزائن و روح) اس سے معلوم ہوا کہ مجبوراً کافر بھی کافر ہے۔ مجبوری کی حالت میں لفظ کفر زبان سے نکالنے کی اجازت ہے نہ کہ دل سے کافر ہو جانے کی۔ ❾ یعنی دلی کافر تم خود تھے، ہمارا زور تمہارے دلوں پر نہ تھا۔ اس سے جبر کا مسئلہ حل ہو گیا ❿ ہم تو صرف تمہارے مددگار اور معاون تھے جس سے تم کفر میں خوب پختہ ہو گئے۔ اصل کفر کے تم خود مجرم ہو، لہٰذا تم بھی عذاب کے حقدار ہو۔ ⓫ گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی عذاب چکھنا ہے۔ یہاں چکھنا فرمانا کمی عذاب کے لئے نہیں بلکہ طعن کے لئے جیسے مجرم سے حاکم کہتا ہے، اب اپنے کئے کا مزہ چکھو۔ ⓬ تو ہمارے پاس گمراہی ہی مل سکتی تھی، تم ہمارے پاس آئے ہی کیوں، بھول سے آم نہیں ملتے، ⓭ سردار اور ماتحت، نفس عذاب میں

بقیہ بر صفحہ ۸۳۶

الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳۷ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝۳۸ وَمَا تُجْزَوْنَ

کی تصدیق فرمائی ف۱ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ اُولٰٓئِكَ

مگر اپنے کئے کا ف۲ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ف۳ ان کے لئے

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴۱ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝۴۲ فِيْ جَنّٰتِ

وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے ف۴ میوے ف۵ اور اُن کی عزت ہوگی چین کے باغوں

النَّعِيْمِ ۝۴۳ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۴۴ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ

میں ف۶ تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے ف۷ ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام

مَّعِيْنٍ ۝۴۵ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۴۶ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ

کا سفید رنگ پینے والوں کے لئے لذت ف۸ نہ اس میں خمار ہے اور نہ اُس سے ان

عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝۴۷ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝۴۸ كَاَنَّهُنَّ

کا سر پھرے ف۹ اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی ف۱۰ بڑی آنکھوں والیاں

بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۴۹ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝۵۰

گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ف۱۱ تو اُن میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ف۱۲

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝۵۱ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ

اُن میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا ف۱۳ مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے

الْمُصَدِّقِيْنَ ۝۵۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝۵۳

سچ مانتے ہو ف۱۴ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی ف۱۵

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝۵۴ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝۵۵

کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے ف۱۶ پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا ف۱۷

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝۵۶ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ

کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ف۱۸ اور میرا رب فضل نہ کرتا ف۱۹ تو ضرور میں بھی پکڑ کر

الْمُحْضَرِيْنَ ۝۵۷ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۝۵۸ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا

حاضر کیا جاتا ف۲۰ تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت اور ہم

۱ یعنی حضور نے تمام نبیوں کو سچا کر دیا' کیونکہ ان سب نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی۔ حضور کے تشریف لانے سے سب کی سچائی ظاہر ہوگئی۔ یا آپ نے سب نبیوں کو سچا کہا اور مخلوق سے کہلوایا' دیکھو! انہیں رسولوں کا چرچا ہے جنہیں حضور نے چمکا دیا ۲ یعنی جنت تو رب کے فضل سے ملے گی مگر دوزخ صرف عدل سے۔ لہٰذا مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں جائیں گے' مگر کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ۳ یعنی مومنین وصالحین۔ اس سے صرف انسان مراد ہیں کیونکہ فرشتے اور نیک جن جنتی نہیں ۴ یعنی تم لوگ جنت کے رزق کو کما حقہٗ نہیں جان سکتے۔ وہ تمہاری سمجھ سے وراء ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے وہ تمام نعمتیں حضور علیہ السلام کو معراج میں دکھا دیں۔ لہٰذا رب کی عطا سے حضور کے علم میں بھی ہیں ۵ معلوم ہوا کہ جنت میں غذا نہ دی جائے گی' میوے عطا ہوں گے۔ کیونکہ غذا بھوک دفع کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے' اور میوے صرف لذت کے لئے' وہاں بھوک نہ ہوگی۔ لہٰذا گندم وغیرہ وہاں نہیں' انگور وغیرہ ہوں گے۔ ۶ جنت کی نعمتوں میں بڑی نعمت عزت و اکرام ہوگا' کیونکہ بے عزتی کا رزق جانور کا سا رزق ہے۔ کسی جنتی کو یہ محسوس نہ ہوگا کہ میرا درجہ کم ہے ۷ معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے' دنیا میں ذکر کے حلقے گویا جنتیوں کے حلقے ہیں' مگر نمازیں صفیں بنا کر پڑھو' تاکہ فرشتوں کی صفوں کے مشابہ ہو جاؤ ۸ دنیا کی شراب بدبودار بدمزہ ہوتی ہے۔ ۹ دنیا کی شراب سے پیٹ میں درد' پیشاب میں جلن' سر میں چکر ہوتے ہیں۔ طبیعت مالش کرتی ہے۔ قے ہوتی ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے جس سے شرابی آپس میں لات گھونسے کرتے ہیں مگر جنت کی شراب طہور میں یہ کوئی بات نہیں ۱۰ معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہوگا۔ کوئی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے' مگر جنتی عورتیں حوریں ان سے بھی پردہ کریں گی۔ جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے' وہ دوزخی گھر ۱۱ کہ رنگت صاف' دلکش' دھول سے بالکل پاک (خزائن) ۱۲ یعنی جب جنتی آپس میں پیار و محبت کی باتیں کریں گے تو یکایک انہیں دنیا کے بعض گمراہ ساتھیوں کا خیال آئے گا اور کہیں گے کہ کیا چل کر دوزخ میں جھانک کر انہیں دیکھیں۔ کہیں گے ہاں چلو۔ تب اٹھ کے وہاں پہنچیں گے جہاں سے دوزخ صاف نظر آرہی ہوگی۔ ۱۳ پڑوسی یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا' جو قیامت کا منکر تھا مجھ سے مناظرہ کیا کرتا تھا ۱۴ قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب' سزا و جزا کو حق مانتے ہو۔ اس کا یہ سوال زجر و توبیخ کے لئے تھا ۱۵ مدین دین سے بنا۔ یعنی بدلہ و جزا یعنی تم عجیب بات کہتے ہو کہ سوکھی ہڈیوں کو سزا جزا ملے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ سزا جزا زندگی میں ملتی ہے نہ کہ مرنے کے بعد۔ بعد موت خدا تعالیٰ ہمیں کیسے سزا جزا دے گا۔ ۱۶ دوزخ میں' کہ اس میرے ساتھی کا کیا حال ہے' یہ کہہ کر یہ سب لوگ اٹھیں گے اور دوزخ میں جھانکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ بہت نیچی ہوگی اور جنت بہت اونچی۔ کیونکہ اوپر سے نیچے کو جھانکا جاتا ہے ۱۷ معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی نگاہ بہت تیز ہوگی کہ اتنی اونچی جنت سے بقیہ بر صفحہ ۸۳۶

نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا

پر عذاب نہ ہو گا ١ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے ٢ ایسی ہی بات کے لئے

فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا

کامیوں کو کام کرنا چاہیے ٣ تو یہ مہمانی بھلی ٤ یا تھوہر کا پیڑ ٥ بے شک

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾

ہم نے اُسے ظالموں کی جانچ کیا ہے ٦ بے شک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے ٧

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ

اس کا شگوفہ جیسے دیوؤں کے سر ٨ پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ

اس سے پیٹ بھریں گے ٩ پھر بے شک اُن کے لئے اس پر کھولتے پانی کی ملونی (ملاوٹ) ہے ١٠ پھر ان کی

مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ

بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے ١١ بے شک انہوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے تو وہ

عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾

انہی کے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں ١٢ اور بے شک ان سے پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے ١٣ تو دیکھو ڈرائے گئیوں کا کیسا انجام

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ

ہوا ١٤ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا ١٥

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾

تو ہم کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے ١٦ اور ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو ١٧ بڑی تکلیف سے نجات دی ١٨

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾

اور ہم نے اُسی کی اولاد باقی رکھی ١٩ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ٢٠

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾

نوح پر سلام ہو جہان والوں میں ٢١ بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ٢٢

① جنتی لوگ فرشتوں سے یہ سوال اس وقت کریں گے جب موت کو فنا ہوتے بکرے کی شکل میں ذبح ہوتے دیکھ لیں گے۔ جب اعلان ہو جائے گا کہ اب دائمی زندگی ہے' کسی کو موت نہ آوے گی۔ یہ سوال بھی پوچھنے کے لئے نہ ہو گا بلکہ انتہائی خوشی میں ہو گا' خوشی بڑھانے کے لئے۔ ② یہ کلام بھی ان جنتیوں ہی کا ہے' یعنی دنیاوی مال و اولاد حقیقی کامیابی نہیں۔ حقیقی کامیابی یہ ہے جو ہم کو نصیب ہوئی ③ یہ کلام رب تعالیٰ کا ہے جو آج فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی اے بندو! اس کامیابی کے لئے کوشش کرو جس کا حال تمہیں سنایا گیا ④ خیال رہے کہ جنت میں خاطر تواضع مہمانوں کی سی ہو گی۔ لیکن جنتی لوگ اپنی چیزوں کے مالک ہوں گے۔ انہیں مہمان فرمانا خاطر تواضع کے لحاظ سے ہے' نہ کہ مالک ہونے کے اعتبار سے' آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⑤ جو دوزخیوں کی غذا ہے' بدبودار' بدمزہ' سخت کانٹے دار جو زبان' تالو' پیٹ تک کو زخمی کر دے گا۔ ⑥ کافر کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ میں سرسبز درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس تمام کا انکار کر دیتے ہیں' تو زقوم کا ذکر بندوں کی جانچ ہے۔ ⑦ اور اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقہ میں پہنچتی ہیں' جو دوزخیوں کو کھلائی جاتی ہیں ⑧ یعنی سانپوں کے پھن' جیسے آج تھوہر کی شکل ہے۔ چونکہ کفار کا کفر دل میں تھا اور بداعمالیاں ظاہری جسم میں' اور وہ خود انسانی شکل میں شیطان تھے۔ اس لئے انہیں سزا بھی اسی قسم کی دی گئی۔ ⑨ دوزخیوں کو بھوک بھی اس غضب کی لگے گی کہ خدا کی پناہ وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ کیا کھا رہے ہیں' ایسے کانٹوں والی غذا کھانے پر مجبور ہوں گے' یا تو زقوم کے صرف پھل ہی کھائیں گے' یا پھل کی شاخیں سب ⑩ چونکہ یہ کانٹوں والا کھانا گلے میں پھنسے گا' نیز اس کے کھانے سے سخت پیاس لگے گی' کھانا اتارنے' پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جاوے گا کہ خدا کی پناہ ⑪ معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو تھوہر کھلانے' کھولتا پانی پلانے کے لئے ان کے رہنے کی جگہ سے علیحدہ لے جایا جاوے گا' پھر واپس لایا جاوے گا۔ ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کی تقلید ہلاکت کا سبب ہے جیسے نیکوں کی تقلید ہدایت کا ذریعہ' رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: 119) ⑬ لیکن انہوں نے اپنے جاہل باپ داداؤں کی تقلید نہ چھوڑی اور پیغمبروں کا کہنا نہ مانا۔ یہ ہی موجودہ کافروں کا حال ہے ⑭ کہ انہیں عذاب میں گرفتار کیا گیا۔ یہی حال ان لوگوں کا بھی ہونے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے ⑮ یعنی اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کے لئے' نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ کی قوم پر عذاب آیا۔ ⑯ اس طرح کہ ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے تمام کفار کو ڈبو دیا۔ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ ⑰ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ساڑھے چودہ سو برس کی تبلیغ میں آپ کے بعض گھر والے ایمان لائے جنہیں نجات ملی۔ دوسرے یہ کہ اولاد بھی اہل میں داخل ہے' بلکہ اولاد بیویاں بھی اپنے اہل میں ⑱ غرق سے یا قوم کی ایذا سے' معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے رحمت ہے۔ ⑲ اس سے معلوم ہوا کہ کشتی میں جو اور مسلمان تھے ان کی نسل نہیں چلی بقیہ بر صفحہ ۸۳۶

ع ۵

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾ وَإِنَّ

بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے ۱ پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ۲ اور بے شک

مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ

اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے ۳ جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر ۴ جب اس

لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾

نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ۵ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو ۶

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي

تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر ۷ پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا ۸ پھر کہا میں بیمار

سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا

ہونے والا ہوں ۹ تو وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے ۱۰ پھر اُن کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلا تو کہا کیا

تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾

تم نہیں کھاتے ۱۱ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے ۱۲ تو لوگوں کی نظر بچا کر اُنھیں دہنے ہاتھ سے مارنے لگا ۱۳

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ

تو کافر اس کی طرف جلدی کرتے آئے ۱۴ فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو ۱۵ اور اللہ نے

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي

تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو ۱۶ بولے اس کے لئے ایک عمارت چنو ۱۷ پھر اُسے بھڑکتی آگ

الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ إِنِّي

میں ڈال دو تو اُنھوں نے اس پر داؤں چلنا (فریب کرنا) چاہا ہم نے اُنھیں نیچا دکھایا ۱۸ اور کہا میں اپنے

ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾

رب کی طرف جانے والا ہوں ۱۹ اب وہ مجھے راہ دے گا ۲۰ الٰہی مجھے لائق اولاد دے ۲۱

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ

تو ہم نے اُسے خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی ۲۲ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا ۲۳ کہا اے میرے بیٹے

إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ

میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۲۴ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے ۲۵ کہا اے میرے باپ

نصف الآخر

(۱) یا تو مومن لغوی معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو امن دینے والے یا اصطلاحی معنوں میں تو یہ کلی مشکک ہے۔ انبیاء اعلیٰ درجہ کے مومن، عوام ان سے ادنیٰ (۲) یعنی مومنوں کے سوا دوسرے لوگوں کفار کو ڈبو دیا' یہ ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے (۳) قرآن مجید میں لفظ شیعۃ گیارہ جگہ آیا ہے' ہر جگہ بمعنی کافر قوم ہے۔ یہاں بھی اس معنی میں کیونکہ حضرت ابراہیم کافر قوم میں ہی پیدا ہوئے۔ خود فرماتے ہیں۔ اِنِّیٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ الـــخ (انعام: ۷۴) (۴) یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں' انہیں کے دین و ملت انہیں کے طریقہ عبادت پر ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد ہوئے اور اتنے دراز زمانے میں صرف دو رسول تشریف لائے حضور ہود و صالح علیہما السلام (۵) باپ سے مراد چچا آزر ہے' آپ کے والد تارخ موحد تھے۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو اور آپ کا یہ فرمان عتاب کے طور پر ہے۔ معلوم ہوا کہ دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن و کافر وطن' نسب' پیشے کے لحاظ سے ایک قوم کہے جا سکتے ہیں نہ کہ ملت کے لحاظ سے۔ ہماری دینی قوم صرف مسلمان ہیں' خواہ کسی ملک و شہر کے ہوں (۶) چاند تارے اور نمرود کے مجسمے جنہیں تم پوجتے ہو۔ (۷) کیا تمہیں وہ چھوڑ دے گا اور کفر و شرک پر عذاب نہ دے گا۔ یہ خیال غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ کافر کو نبی سے قرابتداری عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ (۸) قوم نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ کل شہر بابل سے باہر ہمارا میلہ ہے۔ وہاں ہمارے ساتھ چلئے اور رونق تماشہ ملاحظہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ آپ یہ سیر کرنے کے بعد ہم کو بت پرستی پر ملامت نہ کیا کریں۔ تب آپ نے آسمان کی طرف دیکھا' جس سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آئندہ کی خبریں معلوم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے' ان میں سے اکثر لوگ نجومی تھے۔ آپ کا یہ عمل شریف گویا توریہ ہے (۹) اِنِّیْ سَقِیْم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ میں بیمار ہوں' میرا دل تم سے رنجیدہ ہے اور بیماری غم میں مبتلا ہے یا آئندہ مجھے متعدی بیماری لگنے والی ہے۔ وہ لوگ متعدی بیماری سے بہت گھبراتے تھے جیسے آج کل بعض جہلاء چیچک ہیضہ کو اڑ کر لگنے والی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے ہیں۔ کلام شریف میں توریہ ہے جھوٹ نہیں۔ بوقت ضرورت توریہ جائز ہے۔ یعنی دو معنی والا کلام بول کر بعید معنی مراد لینا (۱۰) اور آپ کو ساتھ نہ لے گئے تاکہ آپ کی بیماری اڑ کر انہیں نہ لگ جائے۔ مسئلہ علم نجوم برحق ہے' اس سے نماز روزے کے اوقات کی جنتریاں بنانا حق ہے مگر غیبی خبریں لینا حرام ہے (۱۱) ان کے میلے میں چلے جانے کے بعد آپ بت خانہ پہنچے' دیکھا کہ بتوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہیں جو چڑھاوے کے طور پر مشرکین رکھ کر میلے گئے تھے۔ واپس ہو کر متبرک سمجھ کر کھاتے' تو آپ نے بتوں سے یہ فرمایا (۱۲) انتہائی غیظ و غضب میں آپ نے یہ کلام فرمایا' ورنہ آپ تو یہ جانتے تھے کہ یہ پتھر کیا بولیں گے (۱۳) اور مار مار کر سارے بت توڑ دیئے' تیشہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا' یہ خبر کفار کو پہنچی تو (۱۴) اور بولے کہ جنہیں ہم پوجتے ہیں انہیں تم نے کیوں توڑا (۱۵) جو بقیہ بر صفحہ ۵۳۶

افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ

کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے ف۱ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے ف۲ تو جب ان دونوں

أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ

نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا ف۳ اس وقت کا حال نہ پوچھ ف۴ اور ہم نے اُسے ندا فرمائی

ٱلرُّءْيَآ ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْبَلَٰٓؤُا۟

کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کردکھایا ف۵ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ف۶ بے شک یہ روشن جانچ ف۷

ٱلْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي ٱلْءَاخِرِينَ ﴿١٠٨﴾

تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ ف۸ اُس کے فدیہ میں دے کر اُسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اُس کی تعریف باقی رکھی ف۹

سَلَٰمٌ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ نَجْزِي ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُۥ مِنْ

سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ف۱۰ بے شک وہ ہمارے

عِبَادِنَا ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَٰهُ بِإِسْحَٰقَ نَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١١٢﴾

اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اُسے خوشخبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے

وَبَٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰٓ إِسْحَٰقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ

قرب خاص کے سزاواروں میں ف۱۱ اور ہم نے برکت اتاری ف۱۲ اس پر اور اسحٰق پر اور ان کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے

لِّنَفْسِهِۦ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنَٰهُمَا

والا ف۱۳ اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ف۱۴ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا اور اُنھیں

وَقَوْمَهُمَا مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَٰهُمْ فَكَانُوا۟ هُمُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٦﴾

اور اُن کی قوم کو بڑی سختی سے نجات بخشی ف۱۵ اور اُن کی ہم نے مدد فرمائی تو وہی غالب ہوئے ف۱۶

وَءَاتَيْنَٰهُمَا ٱلْكِتَٰبَ ٱلْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنَٰهُمَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾

اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی ف۱۷ اور اُن کو سیدھی راہ دکھائی ف۱۸

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي ٱلْءَاخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَٰمٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا

اور پچھلوں میں اُن کی تعریف باقی رکھی سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ف۱۹ بے شک

كَذَٰلِكَ نَجْزِي ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾

ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ف۲۰ بے شک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں ف۲۱

(۱) معلوم ہوا کہ پیغمبر کا خواب بھی حکم شرعی ہے بلکہ امت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ دیکھو اذان صحابہ کرام نے خواب میں دیکھی تھی۔ ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا کہ مومنوں کی خوابوں کا اجماع مثل اجماع امت کے ہے' کبھی مثل حدیث مشہور کے (۲) کہ بوقت ذبح تڑپوں گا بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ انشاء اللہ کہہ لینا سنت انبیاء ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بوقت ذبح بالکل نہ تڑپے۔ اپنے جد امجد کے قول کو پورا کر دیا (۳) معلوم ہوا کہ نبی کی خواب وحی ہے' اور ان کے خواب سے حکم شریعت منسوخ ہوسکتا ہے کیونکہ بلا جرم بچے کو قتل کرنا شرعاً حرام تھا مگر اس خواب سے ذبح اسمٰعیل آپ پر فرض ہوگیا۔ خیال رہے کہ یہ ذبح فرزندان کی شریعت کا حکم نہ تھا بلکہ خواب کو پورا کرنا تھا' جیسے حضرت یوسف کو سجدہ خواب پورا کرنے کو تھا۔ (۴) یہ واقعہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ شریف میں ہوا۔ آپ نے اسمٰعیل کے گلے پر چھری پھیر دی مگر چھری نے کام نہ کیا۔ حضرت اسمٰعیل کا بال بھی نہ کٹا (۵) اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا
ع ۳ ۷ عزم بالجزم نیکی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کی اس آمادگی ذبح کو ذبح قرار دیا گیا اور فرمایا گیا قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (الصافات: ۱۰۵) (۶) اس سے معلوم ہوا کہ حکم' ارادہ' رضا علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں' ایک دوسرے کو لازم نہیں' یہاں ذبح کا حکم تھا مگر نہ اس کا ارادہ تھا نہ رب کی رضا' حضرت آدم کو درخت سے روکا گیا مگر ان کے کھانے کا رب نے ارادہ ضرور فرمایا' اور آدم علیہ السلام سے خطا رب کے ارادہ سے ہوئی۔ اس نسیان میں ہزارہا حکمتیں تھیں۔ (۷) خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جانی' مالی' وطنی قربانیاں پہلے پیش فرما دی تھیں۔ یہ اولاد کی قربانی پیش کی کہ جس فرزند کو اپنی آخری عمر میں بہت دعاؤں کے بعد پایا' جو گھر کا اجالا' گود کا پالا' آنکھوں کا نور تھا' اسے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ لہٰذا سب سے سخت امتحان یہی ہوا (۸) یعنی جنتی دنبہ' اسے بڑا اس لئے فرمایا گیا کہ یہ بڑے مقبول کا فدیہ بنا۔ جو بڑوں سے تعلق رکھے وہ بھی بڑا ہوتا ہے (۹) معلوم ہوا کہ بڑے اہم واقعات کی یادگاریں قائم کرنا حکم شرعی ہے۔ بقرعید کی نماز' قربانی' تکبیر سب حضرت ابراہیم کی یادگاریں ہیں (۱۰) خیال رہے حج میں صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے' قربانی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی یاد' تکبیر تشریق بھی انہیں دونوں بزرگوں کی یادگار ہیں کہ حضرت جبریل نے دنبہ لاتے وقت پکارا اللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم نے دنبہ دیکھ کر فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حضرت اسمٰعیل نے ہاتھ کھلنے اور امتحان میں کامیابی پر فرمایا وللہ الحمد۔ ان کا مجموعہ آج تکبیر تشریق ہے۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق کیونکہ ان کی بشارت ذبح کے بعد ہے۔ (۱۲) کہ ابراہیم علیہ السلام کو دینی و دنیاوی برکتیں نصیب کیں' ہمارے حضور کا جد امجد بنایا' اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل شریف سے بہت نبی بنائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں ہوئے۔ اور صرف ہمارے حضور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اس پورے واقعہ سے پتہ لگا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بقیہ بر صفحہ ۸۳۶

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۱۲۳ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۱۲۴

اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے ۱ جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۱۲۵ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ

کیا بعل کو پوجتے ہو ۲ اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا ۳ اور

رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۱۲۶ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۱۲۷ اِلَّا

تمہارے اگلے باپ دادا کا ۴ پھر انھوں نے اُسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے ۵ مگر

عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۱۲۸ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۱۲۹ سَلٰمٌ

اللہ کے چنے ہوئے بندے اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا (تعریف) باقی رکھی ۶ سلام ہو

عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۱۳۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۱۳۱ اِنَّهٗ مِنْ

الیاس پر ۷ بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۸ بے شک وہ ہمارے

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۳۲ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۱۳۳ اِذْ نَجَّيْنٰهُ

اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے اور بے شک لوط ۹ پیغمبروں میں ہے جب کہ ہم نے اُسے اور اُس

وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۱۳۴ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۱۳۵ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۱۳۶

کے سب گھر والوں کو نجات بخشی ۱۰ مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی ۱۱ پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک فرمادیا ۱۲

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۱۳۷ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۳۸ ع

اور بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور رات میں ۱۳ تو کیا تمہیں عقل نہیں

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۱۳۹ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۱۴۰

اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے ۱۴ جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا ۱۵

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۱۴۱ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ

تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں ہوا ۱۶ پھر اُسے مچھلی نے نگل لیا ۱۷ اور وہ اپنے آپ کو

مُلِيْمٌ ۱۴۲ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۱۴۳ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهٖٓ

ملامت کرتا تھا ۱۸ تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ۱۹ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۱۴۴ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۱۴۵ وَاَنْۢبَتْنَا

دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ۲۰ پھر ہم نے اسے ۲۱ میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھا ۲۲ اور ہم نے اُس

ع ۴۵ ۸

النصف

۱ آپ کا نام حضرت الیاس بن یٰسین بن شیر بن فخاص بن عیزار بن ہارون علیہ السلام ہے۔ آپ بعلبک اور اس کے اطراف کے نبی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں' آپ موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ کے بعد ہوئے ہیں۔ یہ صحیح تر ہے۔ خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو آسمان میں حضرت ادریس وعیسیٰ علیہما السلام اور دو زمین پر حضرت خضر والیاس علیہما السلام (روح البیان) ۲ بعل اس شہر کے مشہور بت کا نام ہے۔ اس بت کی وجہ سے اس شہر کو بعلبک کہتے ہیں جو شام کے علاقہ میں ہے۔ یہ بت سونے کا تھا۔ بیس گز لمبا۔ اس کی آنکھوں میں یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اس مندر میں سو پجاری رہتے تھے اس بت کے پیٹ میں سے شیطان بولتا تھا جسے یہ پجاری یاد کرکے لوگوں کو سناتے اور سمجھاتے تھے (روح) ۳ یا تو خالقین سے مراد صورت اور نقشہ بنانے والے ہیں' یا ان کے عقائد کے لحاظ سے خالق' کیونکہ ان کے عقیدہ میں بعض چھوٹے رب تھے اور اللہ تعالیٰ بڑا اور ان سب کا حاکم۔ ۴ معلوم ہوا کہ مومن باپ داداؤں کے رب کی عبادت کرو۔ وہ لوگ رب کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ (بقرہ: ۱۳۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے باپ دادے مومن اور رب کے عابد تھے۔ تو فرمایا کہ جس رب کو وہ پوجتے تھے تم بھی اسی کو پوجو ۵ قیامت کے دن اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن عزت سے حاضر ہوگا ۶ چنانچہ آج تک الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر دنیا میں باقی ہے ۷ الیاسین بھی الیاس کی ایک لغت ہے۔ جیسے سینا اور سینین طور سینا ہی کے نام ہیں' غرضیکہ الیاسین الیاس کی جمع نہیں۔ اسی لئے آگے آرہا ہے۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الخ ضمیر واحد۔ ۸ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت خضر۔ سمندر پر اور حضرت الیاس خشکی پر منتظم ہیں۔ قریب قیامت وفات پائیں گے بعض بزرگوں سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ۹ آپ کا نام لوط ابن ہاران ہے' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ ملک شام میں سدوم اور آس پاس کی بستیوں کے نبی تھے ۱۰ ان کی صاحبزادیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو ۱۱ لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا۔ یہ کافرہ بھی اور خائنہ بھی ۱۲ ان پر غیبی پتھر برسا کر اور ان کی بستیوں کا تختہ الٹ کر ۱۳ اے مکہ والو! تم اپنے کاروباری سفروں میں دن رات ان بستیوں سے گزرتے ہو' ان کا اجڑا ہوا اور الٹا ہوا دیکھتے ہو عبرت پکڑو۔ ۱۴ آپ کا نام یونس بن متی ہے۔ آپ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' آپ کا لقب ذوالنون اور صاحب الحوت ہے' آپ بستی نینوا کے نبی تھے جو موصل کے علاقہ میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھی۔ آپ نے چالیس سال قوم کو تبلیغ کی مگر وہ شرک سے باز نہ آئے۔ تب آپ نے انہیں بحکم پروردگار تین دن کے بعد عذاب آجانے کی خبر دی اور خود اس بستی سے دور تشریف لے گئے ۱۵ راستہ میں دریا سامنے آیا۔ آپ اسے طے کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے۔ بیچ دریا میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاح بولے کہ اس کشتی میں کوئی غلام اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہے' جس سے کشتی ٹھہر گئی۔ قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام شریف نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہی اپنے بقیہ برصفحہ ۸۳۷

عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَّقْطِينٍ ﴿١٤٦﴾ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ

پر کدو کا پیڑ اُگایا ف۱ اور ہم نے اُسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ

يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١٤٨﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ

زیادہ ف۲ تو وہ ایمان لے آئے ف۳ تو ہم نے اُنھیں ایک وقت تک برتنے دیا ف۴ تو اُن سے پوچھو کیا تمہارے رب

الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ

کے لئے بیٹیاں ہیں اور اُن کے بیٹے ف۵ یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر

شَاهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَا إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ

تھے ف۶ سنتے ہو بے شک وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں ف۷ کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک

لَكَاذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

وہ ضرور جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہے کیسا حکم لگاتے

تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا

ہو ف۸ تو کیا دھیان نہیں کرتے ف۹ یا تمہارے لئے کوئی کھلی سند ہے تو اپنی

بِكِتَابِكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ

کتاب لاؤ ف۱۰ اگر تم سچے ہو اور اس میں اور جنوں میں رشتہ ٹھہرایا ف۱۱

نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ

اور بے شک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر لائے جائیں گے ف۱۲ پاکی ہے اللہ کو ان باتوں

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا

سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندے ف۱۳ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا

تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ

پوجتے ہو تم اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ف۱۴ مگر اُسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا

الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾

ہے ف۱۵ اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ف۱۶ اور بے شک ہم پر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں ف۱۷

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ

اور بے شک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں اور بے شک وہ کہتے تھے ف۱۸ اگر ہمارے

۱ کدو کی بیل کا سایہ گھنا ہوتا ہے اور اس پر گندگی وہاں مکھی بھی کم بیٹھتی ہے۔ نرم بھی ہوتی ہے۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ کدو بڑی مبارک ترکاری ہوتی ہے۔ حضرت یونس نے اس کے نیچے آرام فرمایا۔ ہمارے حضور کو کدو بہت مرغوب تھا۔ صحابہ کرام بھی اسے پسند فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ جو کدو آپ پر اگایا گیا' اس کی بیل زمین پر نہ پھیلی تھی بلکہ یہ درخت دیگر پودوں کی طرح اونچا تھا' جس کی سایہ میں آپ آرام فرماتے تھے اور بحکم خدا روزانہ ایک بکری آتی اور آپ کو دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم شریف پر بال جم گئے اور طاقت آ گئی پھر آپ اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے ۲ پہلے کی طرح پھر اس قوم کی طرف نینویٰ میں نہایت عزت و احترام سے بھیجا ۳ اس طرح کہ آثار عذاب دیکھ کر توبہ کر لی۔ پھر آپ کے تشریف لانے پر باقاعدہ آپ کی بیعت کی ۴ اس طرح کہ وہ لوگ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے ۵ یہ بنی جہینہ اور بنی سلمہ سے خطاب ہے جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے تھے۔ خیال رہے کہ اہل عرب لڑکوں سے محبت کرتے اور لڑکیوں سے بہت گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ انہیں زندہ گاڑ دیتے تھے۔ ۶ یعنی نہ تو تم نے فرشتوں کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھا' تا کہ تم کو ان کا لڑکیاں ہونا معلوم ہوتا۔ اور نہ کسی نبی نے فرمایا کہ وہ لڑکیاں ہیں پھر تم کیسے کہتے ہو۔ ۷ اور خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا سخت جرم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا اولاد و شریک سے پاک ہونا عقل سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جسے نبی کی تعلیم نہ پہنچے وہ بھی اس پر ایمان لائے ۸ یعنی اے بیوقوفو! تم کیسے احمق ہو۔ دنیا میں ہر شخص اپنی نسل چلنے بڑھاپے میں کام آنے کے لئے لڑکے چاہتا ہے نہ کہ لڑکیاں۔ اگر نعوذ باللہ خدا کو اولاد کی حاجت ہوتی تو وہ لڑکے چھوڑ کر لڑکیاں کیوں اختیار کرتا جن سے نہ نسل چلے اور نہ آفت میں کام آویں۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکے اچھے ہوتے ہیں اور لڑکیاں بری جیسا کہ

مشرکین عرب کہتے تھے ۹ کہ اولاد نسل چلنے کے لئے ہوتی ہے اور نسل کی ضرورت اسے ہے جسے موت آئے دیکھو چاند' سورج تاروں کی اولاد نہیں' تو رب تعالیٰ کو اولاد کی کیا ضرورت ہے ۱۰ یہاں کتاب سے مراد آسمانی کتاب ہے' کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب سے نہ تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر کوئی سند و دلیل لاؤ ۱۱ بعض مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے (خزائن) اس آیت میں اس کی تردید ہے۔ اور نسب سے مراد نسبی یا سسرالی رشتہ ہے' حالانکہ یہ دونوں رشتے ہم جنس سے ہو سکتے ہیں غیر جنس سے نہیں' اور عبدیت' ملکیت محبوبیت کے رشتے جو جنسیت نہیں چاہتے' وہ رب کے بندوں سے ہیں۔ کہ ہم سب اس کے مملوک اور نبی اس کے محبوب ہیں' سب خلق اس کی عابد ۱۲ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے۔ اگر یہ رب کے رشتہ دار ہوتے تو عذاب کیوں پاتے۔ ۱۳ یعنی مومن متقی بندے دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔ ۱۴ یعنی تمہاری اور بتوں کی کوششوں سے وہ ہی بہکتے ہیں جن میں کفر کا مادہ ہوتا ہے جن میں یہ مادہ موجود نہ ہو وہ نہیں بہک سکتے۔ صحبت ایک قسم کا آگ کا لقہ ہے۔ لقے سے وہی چراغ جلتا ہے جس میں تیل بتی پہلے سے موجود ہو۔ صحبت نیک کا بقیہ بر صفحہ ۸۳۷

عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾

پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ف۱

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

تو اس کے منکر ہوئے تو عنقریب جان لیں گے اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ف۲ ہمارے

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا

بھیجے ہوئے بندوں کے لیے کہ بے شک اُنہی کی مدد ہوگی ف۳ اور بے شک ہمارا ہی لشکر

لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ

غالب آئے گا ف۴ تو ایک وقت تم اُن سے منہ پھیرلو ف۵ اور اُنھیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ

يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

دیکھیں گے ف۶ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ف۷ پھر جب اُترے گا اُن کے آنگن میں

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ

تو ڈرائے گئیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی ف۸ اور ایک وقت تک اُن سے منہ پھیرلو اور انتظار

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

کرو کہ وہ عنقریب دیکھیں گے ف۹ پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو اُن کی باتوں سے ف۱۰

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور سلام ہے پیغمبروں پر ف۱۱ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے ف۱۲

سورۃ ص ۳۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۸۸ رکوعاتہا ۵

سورۃ ص مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا — اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾

اس نامور قرآن کی قسم ف۱۳ بلکہ کافر تکبر ف۱۴ اور خلاف میں ہیں ف۱۵

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾

ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں (قومیں) کھپائیں ف۱۶ تو اب وہ پکاریں اور چھوٹنے کا وقت نہ تھا ف۱۷

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ

اور اُنھیں اس کا اچنبا ہوا کہ اُن کے پاس اُنھیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ف۱۸ اور کافر بولے یہ جادوگر ہے

(۱) یعنی اگر ہمارے پاس آسمانی کتاب آتی تو ہم یہود ونصاریٰ کی طرح گمراہ اور سرکش نہ ہوتے بلکہ رب تعالیٰ کے عابد فرمانبردار ہوتے مگر جب ان کے پاس یہ رسول اور قرآن مجید تشریف لائے (۲) اس طرح کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا (۳) یعنی جہاد میں آخر فتح انبیاء اور ان کے غلاموں کی ہوگی۔ اسی لئے کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے۔ یا دلیل حجت میں فتح صالحین کی ہوتی ہے (۴) حزب اللہ اور جند اللہ وہ جماعت ہے جو اللہ کے کام کا ارادہ وتہیہ کرے۔ علماء ہوں یا غازی یا عام مومنین جو خدمت دین اپنے ذمہ لیں' انجام کار غلبہ انہیں کا ہے۔ میدان کربلا میں بہ ظاہر فتح یزید کی ہوئی۔ حضرت حسین شہید ہوئے مگر درحقیقت غلبہ وفتح حسین کی ہوئی یزید شکست کھا گیا۔ کیونکہ اس کی امارت خلافت کے ٹکڑے اڑ گئے۔ امام حسین کا منشا پورا ہوگیا یعنی اسلام کی حفاظت (۵) یعنی جہاد کا حکم آنے تک کفار سے بے توجہی کرو۔ ان سے جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (۶) عذاب الٰہی دنیا میں اور مرتے وقت پھر آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ سے عذاب قبر وعذاب دوزخ چھپا ہوا نہیں۔ حضور کے خچر نے عذاب قبر دیکھا' جس سے وہ بدکا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے (۷) یہ آیت ان کفار کے جواب میں ہے جو بطور مذاق کہتے تھے کہ عذاب الٰہی کہاں ہے' ہم پر آتا کیوں نہیں (۸) چنانچہ کفار مکہ پر قحط اور جنگوں میں شکست کے عذاب آئے جن سے وہ بھاگ نہ سکے۔ (۹) یعنی کفار کے مذاق وطعن کا ابھی جواب نہ دو۔ آئندہ عملی جواب دینا جبکہ تمہارے ہاتھوں سے یا غیب سے ان پر عذاب آوے۔ یہ آیت گزشتہ آیت سے مکرر نہیں کہ وہاں فرمایا گیا کہ ان کے مذاق کی پرواہ نہ کرو۔ مگر یہ آیت بھی جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (۱۰) جو سبحان یا تسبیح کا ورد کرے' انشاء اللہ اس کے عیوب فنا ہوجائیں گے اور نیک اخلاق نصیب ہوں گے۔ کیونکہ رب کے نام کا اثر ورد کرنے والے پر ہوتا ہے جیسے شافی کے ورد سے شفا اور غفور کے ورد سے مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ سبحان کے معنی ہیں عیوب سے پاک ہونا (۱۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام کہ علیہ السلام کہنا چاہئے جیسے موسیٰ علیہ السلام کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جاوے جیسے امام حسین علیہ السلام۔ کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور پر سلام بھیجنا یا نبی سلام علیک یا السلام علیک ایہا النبی جائز ہے' اس کا ماخذ یہ آیت ہے (۱۲) ہر بندے کو ہر حال میں' ہر طرح خدا کی حمد کرنی چاہئے۔ اور اپنا وعظ وکلام خدا کی حمد پر ختم کرنا چاہئے۔ (۱۳) یہاں ذکر بمعنی چرچا و شہرت وناموری ہے۔ قرآن کریم کی جتنی شہرت ہوئی اتنی کسی کی نہ ہوئی (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو عزت اللہ رسول کے مقابلہ میں استعمال کی جاوے وہ عذاب ہے اور جو عزت ان کی غلامی واطاعت سے ملے وہ دائمی ہے اور رحمت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) (۱۵) اس لئے آپ کی فرمانبرداری نہیں کرتے اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے (۱۶) یعنی بہت سی کافر قومیں نبی کے مقابل تکبر کی وجہ سے ہلاک ہوئیں (۱۷) کیونکہ عذاب بقیہ بر صفحہ ۸۳۷

ع ۵ ۹

كَذَّابٌ ۝٤ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝٥

بڑا جھوٹا کیا اُس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بے شک یہ عجیب بات ہے ف۱

وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ

اور اُن میں کے سردار چلے ف۲ کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو ف۳ بے شک

هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۖ إِنْ

اس میں اس کا کوئی مطلب ہے ف۴ یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی ف۵ یہ تو

هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧ أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي

نری نئی گڑھت ہے ف۶ کیا اُن پر قرآن اُتارا گیا ہم سب میں سے ف۷ بلکہ وہ شک

شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۝٨ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ

میں ہیں میری کتاب سے ف۸ بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے ف۹ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝٩ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

خزانچی ہیں ف۱۰ وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا اُن کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝١٠ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ

اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں ف۱۱ یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہی لشکروں میں سے جو

مِنَ الْأَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو

وہیں بھگا دیا جائے گا ف۱۲ ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم ف۱۳ اور عاد ف۱۴ اور چومیخا کرنے والا

الْأَوْتَادِ ۝١٢ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝١٣

فرعون ف۱۵ اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے ف۱۶ یہ ہیں وہ گروہ ف۱۷

إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤ وَمَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ف۱۸ اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر

صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝١٥ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا

ایک چیخ کی ف۱۹ جسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں

قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٦ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

جلد دے دے حساب کے دن سے پہلے ف۲۰ تم ان کی باتوں پر صبر کرو ف۲۱ اور ہمارے بندے

❶ شان نزول۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو کفار مکہ بہت گھبرائے۔ ولید بن مغیرہ پچیس سرداروں کو لے کر ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ ہماری اور اپنے بھتیجے محمد ﷺ کی صلح کرا دیں۔ ابو طالب نے حضور کو بلا کر فرمایا کہ آپ ان کے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں' یہ لوگ آپ کی مخالفت سے باز آجاویں گے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ کلمہ پڑھ لیں تو عرب و عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ سن کر سب کفار یہ یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ حضور نے بہت خداؤں کو ایک کر دیا۔ اتنی مخلوق کے لئے ایک خدا کافی نہیں۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری (خزائن و روح) ❷ ابو طالب کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے چلے۔ ❸ یعنی اگرچہ تم دلائل میں حضور سے عاجز آ گئے اور تم سے ان کی بات کا کوئی جواب نہ بنا مگر بے دلیل' اناپ شناپ بتوں کو پوجتے جاؤ۔ یہ کفار کا اپنی کھلی شکست کا اقرار ہے ❹ اس جملہ کی بہت تفسیریں ہیں۔ بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارۃً فرمائی۔ یعنی حضور جو تبلیغ اسلام میں اتنی محنت فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضور کی کوئی دنیاوی غرض اور لالچ ہے۔ ❺ کیونکہ نصرانی اہل کتاب ہونے کے باوجود تین خدا مانتے ہیں باپ' بیٹا' روح القدس۔ اگر توحید اچھی چیز تھی تو اہل کتاب اس کے قائل کیوں نہ ہوئے ❻ جس کا ثبوت پچھلی آسمانی کتابوں میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ شیطان بہت طرح بہکاتا ہے۔

ع ۱ ۱۴ ۱۰

❼ یہ کفار مکہ کا حضور پر حسد ہے کہ ہم اتنے مال و الے جتھے والے تھے۔ ہم کو کیوں نبوت نہ ملی۔ خیال رہے کہ نبوت کا حضور کو ملنا حضور کی حقانیت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ اگر کسی مالدار کو نبوت دی جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسلام کا اتنا بولا بالا مالی طاقت سے ہوا۔ اب اسلام کی یہ اشاعت محض حقانیت کے زور سے ہوئی نہ کہ دنیاوی سبب سے ❽ کہ کبھی قرآن کریم کو شعر کہتے ہیں' کبھی جادو' کبھی جھوٹ' کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام غرض انہیں اپنی بکواس پر خود یقین نہیں ❾ اگر عذاب دیکھ لیتے تو نہ حسد رہتا نہ کوئی شک' فرعون کی طرح ایمان لانے پر مجبور ہوتے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ آرام و راحت بھی بندہ کو سرکش کر دیتی ہے ❿ تاکہ وہ جسے چاہیں اسے نبوت ملے۔ نبوت تو خاص میرا عطیہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں محض وہبی ہے۔ ولایت کبھی محض وہبی ہوتی ہے کبھی کسبی حضرت مریم کی ولایت وہبی تھی دوسروں کی ولایت کسبی۔ رب فرماتا ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (یونس: ٦٣) ایمان و تقویٰ ذریعہ ولایت ہے ⓫ مقصد یہ ہے کہ کبھی دنیا کی نعمتیں خلاف اسباب عطا ہوتی ہیں۔ جاہل مالدار ہوتے ہیں۔ عاقل خوار تو نبوت کس طرح اسباب پر مبنی ہو سکتی ہے ⓬ یعنی یہ آپ کے دشمن بنا ہوا لشکر ہیں۔ آپ سے پہلے نبیوں کے مقابل ایسے ہی گروہ آئے۔ ⓭ جنہیں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ مگر قوم باز نہ آئی ⓮ جنہیں ہود علیہ السلام نے عرصہ تک تبلیغ فرمائی ⓯ کہ فرعون جب کسی پر ناراض ہوتا تو اس کے چاروں ہاتھ پاؤں میخوں سے بندھوا کر کوڑے لگواتا تھا۔ یا اسی طرح دھوپ میں چھوڑ دیتا تھا کہ وہ سوکھ کر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت آسیہ کو اس مردود نے چومیخا ہی کیا (روح)

بقیہ برصفحہ ۸۳۷

دَاوٗدَ ذَا الۡاَيۡدِۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحۡنَ

داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو ف۱ بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے ف۲ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے ف۳ کہ تسبیح کرتے ف۴

بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِشۡرَاقِۙ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيۡرَ مَحۡشُوۡرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدۡنَا

شام کو اور سورج چمکتے ف۵ اور پرندے جمع کئے ہوئے ف۶ سب اس کے فرمانبردار تھے ف۷ اور ہم نے

مُلۡكَهٗ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلۡ اَتٰٮكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِۘ

اس کی سلطنت کو مضبوط کیا ف۸ اور اسے حکمت ف۹ اور قول فیصل دیا اور کیا تمہیں اس دعوے والوں کی

اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَۙ ﴿۲۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ قَالُوۡا لَا

بھی خبر آئی ف۱۰ جب وہ دیوار کود کر داؤد کی مسجد میں آئے ف۱۱ جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا ف۱۲ انہوں نے عرض

تَخَفۡۚ خَصۡمٰنِ بَغٰى بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا بِالۡحَـقِّ وَ

کی ڈریئے نہیں ف۱۳ ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ف۱۴ تو ہم میں سچا فیصلہ فرمادیجئے اور

لَا تُشۡطِطۡ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِىۡ لَهٗ تِسۡعٌ وَّ

خلاف حق نہ کیجئے ف۱۵ اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے بے شک یہ میرا بھائی ہے ف۱۶ اس کے

تِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً وَّلِىَ نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكۡفِلۡنِيۡهَا وَعَزَّنِىۡ فِى

پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کردے ف۱۷ اور بات میں

الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدۡ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ

مجھ پر زور ڈالتا ہے داؤد نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک

كَثِيۡرًا مِّنَ الۡخُلَـطَآءِ لَيَبۡغِىۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں ف۱۸ مگر جو ایمان لائے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسۡتَغۡفَرَ

اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں ف۱۹ اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی ف۲۰ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے

رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرۡنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى وَ

میں گر پڑا ف۲۱ اور رجوع لایا تو ہم نے اُسے یہ معاف فرمایا ف۲۲ اور بے شک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور

حُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ

قرب اور اچھا ٹھکانا ہے ف۲۳ اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا ف۲۴ تو لوگوں میں

ف۱ جنہیں رب تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عبادت کی توفیق بخشی تھی آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ رات کو دو حصے میں عبادت کرتے، درمیانی ایک حصہ میں آرام فرماتے تھے۔ (خزائن العرفان) یہاں رب تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی عبادت پھر ان کی خطا، پھر اس سے توبہ کا ذکر فرمایا ف۲ ہر حال میں اپنے رب کی طرف ف۳ اس طرح کہ آپ کے حکم سے چلتے تھے۔ جیسے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا (روح) ف۴ آپ کے ساتھ پہاڑ اس طرح تسبیح کرتے تھے کہ آپ بھی سنتے تھے۔ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے ف۵ معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر وقت رب کی تسبیح و تحمید کرنی چاہئے لیکن صبح و شام بالخصوص ضرور کرنی چاہئے۔ اسی لئے نماز فجر و عصر کی پابندی ضروری ہے ف۶ کہ آپ کی تسبیح کے وقت پرندے بھی آپ کے گرد جمع ہو کر اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے اور آپ کی خوش الحانی پر وجد کرتے تھے۔ خوش آوازی بھی آپ کا معجزہ تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ عبادت کرنا بہت بہتر ہے اور نبی کی حکومت بے عقل و بے جان چیزوں پر بھی ہوتی ہے ف۷ پہاڑ اور پرندے سب آپ کے مطیع تھے خیال رہے کہ حضرت داؤد کی سلطنت پہاڑوں اور پرندوں پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت و رسالت ساری مخلوق پر ہے۔ یہ شان ہی اور ہے ف۸ اس طرح کہ جیسی آپ کی سلطنت مضبوط ہوئی ویسی کسی کی نہ ہوئی۔ چالیس ہزار زرہ بند سپاہی آپ کے محل کے پہرہ دیتے تھے (روح) ف۹ حکمت سے مراد فقہ اور قول فیصل سے مراد حکومت و قضا کا علم ہے ف۱۰ دو فرشتے جو انسانی شکل میں مدعی و مدعی علیہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں خصم فرمانا ظاہری صورت کے لحاظ سے ہے ف۱۱ جہاں داؤد علیہ السلام عبادت کرتے تھے اور وہیں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قاضی مسجد میں بیٹھ کر قضا کا کام کرسکتا ہے ف۱۲ کیونکہ دروازہ بند تھا اور یہ دونوں اندر پہنچ گئے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا خوف رب سے تھا۔ فرشتوں کی وجہ سے آپ سمجھ گئے تھے کہ ان کی آمد سے مجھے عتاب فرمانا مقصود ہے (روح) ف۱۳ کیونکہ آپ تو لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ والوں میں سے ہیں۔ آپ کی برکت سے دوسروں کے ڈر دور ہوتے ہیں۔ آپ خود کیوں ڈریں۔ ف۱۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فتویٰ حاصل کرنے کے لئے فرضی شکل بنانا جھوٹ نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی دوسرے یہ کہ نبی کی عظمت رب تعالیٰ اور ملائکہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت داؤد کو اس طرح متوجہ کیا گیا۔ جوان کے کسی فعل شریف پر اعتراض یا زبان طعن دراز کرے بے ادب ہے ف۱۵ یعنی بغیر کسی کی رو رعایت فرمائیے، جو حق ہے وہ فرمادیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے والا مفتی سے اور مقدمہ والا حاکم سے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ اس میں حاکم کی توہین نہیں ف۱۶ یعنی دینی بھائی ہے یا فرضی بھائی۔ فرض کیجئے کہ یہ میرا بھائی ہے جیسے کہا جاتا ہے، کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اسے منطق والے تخیل کہتے ہیں۔ یہ تصور کی قسم ہے۔ تصدیق نہیں۔ نہ یہ جملہ خبریہ ہے۔ لہٰذا اس میں صدق و کذب کا احتمال نہیں ف۱۷ واقعہ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بقیہ برصفحہ ۸۳۷

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

سچا حکم کر ۱ اور خواہش کے پیچھے نہ جانا ۲ کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی ۳ بے شک وہ جو

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾

اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ۴ ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے ۵

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے ۶ یہ کافروں کا گمان ہے ۷

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تو کافروں کی خرابی ہے آگ سے کیا ہم انہیں جو ایمان لائے ۸ اور اچھے کام کئے اُن جیسا کر دیں جو

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ

زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۹ یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں ۱۰ یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری

مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ

طرف اُتاری برکت والی ۱۱ تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں ۱۲ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا ۱۳

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾

کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ۱۴ جبکہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو ۱۵ کہ روکئے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا

فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾

کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلائے تو ہوا ہو جائیں تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے ۱۶ اپنے رب کی یاد کیلئے ۱۷

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا

پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے ۱۸ پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ ۱۹ تو ان کی پنڈلیوں اور

سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ۲۰ اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا ۲۱ اور اسکے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا ۲۲ پھر رجوع لایا

وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے ۲۳ اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو ۲۴ بیشک تو ہی بڑی دین والا ۲۵

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ

تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی ۲۶ جہاں وہ چاہتا ۲۷ اور دیو بس میں کر دیئے

رکوع ۱۲ / ۱۱

۱ فریقین کے بیانات سن کر فیصلہ کیا کرنا۔ محض اپنے علم پر نہ کیا کرنا۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ گواہی وقسم وغیرہ پر ہوتا ہے یہ ہی فیصلہ بالحق ہے۔ رب تعالیٰ قیامت میں محض اپنے علم پر فیصلہ صادر نہ فرمائے گا بلکہ گواہی' شہادت' تحریر وغیرہ پر۔ اس لئے حضور انور نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت پر نزول آیات کے بعد فیصلہ فرمایا ورنہ حضور کو حضرت عائشہ کی پاکدامنی پر یقین کامل تھا ۲ ہویٰ سے مراد لوگوں کی خواہشات نفسانیہ ہیں نہ کہ اپنی نفسی خواہش' کیونکہ ان بزرگوں کی نفسی خواہش رب کی رضا میں فنا ہو چکی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (نجم: ۴) اور فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ (یوسف: ۵۳) ۳ کیونکہ نفسانی خواہش کی پیروی دلائل فریقین میں نظر نہیں کرنے دیتی۔ لہٰذا حاکم کو چاہئے کہ فیصلہ کے وقت مخلوق کی الفت سے دل خالی کرے۔ محض رب کو راضی کرنے کے لئے فیصلہ کرے ۴ عقائد میں یا اعمال میں یا مقدمات کے فیصلہ میں ۵ اگر وہ قیامت کو یاد رکھتے تو غلط عقیدے یا غلط اعمال اختیار نہ کرتے' یا لوگوں سے رشوت لے کر ناجائز فیصلہ نہ کرتے ۶ بلکہ ان میں صدہا حکمتیں ہیں۔ کفار اور کفر' شیطان وطغیان بری چیزیں ہیں۔ مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس پیدائش میں ہزارہا حکمتیں ہیں وما بینهما میں سب چیزیں داخل ہیں ۷ جس چیز کا حساب وکتاب ہی نہ ہو' وہ عبث ہی ہوتی ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸ شان نزول۔ کفار قریش مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو جو نعمتیں تمہیں ملیں گی' وہ ہمیں بھی ملیں گی۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۹ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ تو کوئی عقلمند بادشاہ بھی نہیں کرتا کہ مجرم اور فرمانبردار کو یکساں کر دے۔ احکم الحاکمین کی تو بڑی شان ہے ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ متقی و فاسق برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ فرق مراتب ضروری ہے۔ تمام عالم کے علماء' اولیاء' صحابی کے قدم کے برابر نہیں ۱۱ خیال رہے کہ غیبی خیر کو برکت کہتے ہیں اور جس میں یہ غیبی خیر ہو وہ مبارک ہے۔ قرآن شریف بھی مبارک اور صاحب قرآن ﷺ بھی مبارک عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا (مریم ۳۱) مقبولین الٰہی میں دین و دنیا کی غیبی خیر ہوتی ہے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیتوں کو سوچنا اور سوچ کر نصیحت حاصل کرنا' اس میں تدبر کر کے دینی احکام نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔ صرف ان کا کام ہے جو دینی عقل رکھتے ہیں یعنی علماء خصوصاً مجتہدین۔ عوام کو چاہئے کہ علماء سے مسائل سیکھیں۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ صالح بیٹا رب کی خاص رحمت ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بیٹے تھے مگر صرف سلیمان کے عطا فرمانے کا ذکر فرمایا کیونکہ آپ نبی تھے اور حضرت داؤد کے علم کے وارث۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اولاد خاص عطاء رب ہے کسی عمل کا عوض نہیں۔ اس لئے وَوَهَبْنَا فرمایا۔ رب فرماتا ہے۔ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا الخ (شوریٰ: ۴۹) (روح) ۱۴ یعنی ہر حال میں خدا کو یاد کرنے والا۔ داؤد علیہ السلام کی عمر شریف سو برس ہوئی۔ آپ کی وفات اچانک ہوئی۔ بوقت وصال آپ سجدے میں تھے۔ ایسے مبارک درخت کے پھل بھی مبارک ہونے بقیہ برصفحہ ۷۸۳

كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا

ہر معمار اور غوطہ خور ف۱ اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ف۲ یہ ہماری عطا ہے اب تو

فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ

چاہے تو یا روک رکھ ف۳ تجھ پر کچھ حساب نہیں ف۴ اور بے شک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا

مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

ٹھکانا ہے ف۵ اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو ف۶ جب اُس نے اپنے رب کو پکارا ف۷ کہ مجھے شیطان نے تکلیف

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾

اور ایذا لگا دی ف۸ ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ف۹ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ف۱۰

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

اور ہم نے اُسے اُس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرمادیئے اپنی رحمت کرنے کو ف۱۱ اور عقل مندوں کی نصیحت کو

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ

اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اُس سے مار دے ف۱۲ اور قسم نہ توڑ ف۱۳ بے شک ہم نے اُسے صابر پایا

نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

قدرت اور علم والوں کو ف۱۴ بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے ف۱۵

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ

اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں ف۱۶ اور یاد کرو اسمٰعیل اور

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۗ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۗ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

الیسع ف۱۷ اور ذوالکفل کو ف۱۸ اور سب اچھے ہیں یہ نصیحت ہے ف۱۹ اور بے شک پرہیزگاروں

لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ

کا ٹھکانا بھلا بسنے کے باغ ان کے لئے سب دروازے کھلے ہوئے ف۲۰ اُن میں تکیہ لگائے ف۲۱

فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں ف۲۲ اور ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں ف۲۳ کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ

ع ۱۴ / ۱۲

❶ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنات میں کاریگر اور اعلیٰ درجہ کے دستکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ جنات کی پہنچ سمندر کی تہہ تک ہے۔ تیسرے یہ کہ ناری طاقت سے نوری طاقت زیادہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان کے بس میں سرکش جنات کر دیئے گئے۔ ❷ یعنی فسادی و سرکش جنات کو حضرت سلیمان نے بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنات آگ یا ہوا کی طرح ہماری گرفت میں نہیں آ سکتے مگر بزرگان کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ حضور کے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا۔ ❸ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب دیتا ہے اور وہ حضرات رب کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اس تقسیم میں مختار اور ماذون مطلق ہوتے ہیں' حضور فرماتے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں' رب فرماتا ہے اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) ❹ معلوم ہوا کہ آپ ان مقبول بندوں میں سے تھے جن پر کسی قسم کا حساب نہیں جو چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ جس کو جتنا چاہیں جب چاہیں دیں یا نہ دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ پر زکوٰۃ فرض نہ تھی' کسی پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم: ۳۱) میں زکوٰۃ سے مراد طہارت نفس ہے۔ ❺ یعنی حضرت سلیمان کی بارگاہ الٰہی میں عزت اور ان کے لئے آخرت کی نعمتیں اس دنیاوی ملک سے کہیں زیادہ ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہ الٰہی میں بڑے عزت و وجاہت والے ہوتے ہیں ❻ آپ کا نام شریف ایوب ابن آموص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام ہے آپ کی والدہ کا حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی زوجہ حضرت رحمت بن افراثیم بن یوسف علیہ السلام ہیں۔ افراثیم یوسف علیہ السلام کے فرزند حضرت زلیخا کے بطن شریف سے ہیں (روح وغیرہ) آپ کی عمر شریف ترانوے سال ہوئی' آپ پر صرف تین آدمی ایمان لائے (روح) ❼ یعنی سخت بیماری کے سات سال بعد بیماری کی تفصیل سورت انبیاء میں گزر چکی ❽ معلوم ہوا کہ شیطان میں بیمار کر دینے کی قوت ہے جیسے بعض کھانوں میں بیمار کر دینے کی تاثیر ہے لہٰذا اللہ کے مقبول بندوں میں بعطاء الٰہی شفا دینے کی بھی طاقت ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اندھے کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں' رب کے حکم سے' ان کی طاقت ناری مخلوق کی طاقتوں سے زیادہ ہے ❾ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاؤں کا دھوون بھی شفا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے وسیلہ شفا بنایا گیا۔ ❿ اطباء کہتے ہیں کہ اب بھی خارش میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے جو اس آیت سے ثابت ہے ⓫ اس طرح کہ ان کی زوجہ رحمت کو دوبارہ جوانی بخشی اور آپ کی فوت شدہ اولاد کو دوبارہ زندہ فرمایا اور اتنی ہی اولاد اور بھی دی۔ یہ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ سے معلوم ہوا ⓬ بیماری کے زمانہ میں حضرت رحمت آپ کی زوجہ ایک بار دیر میں حاضر خدمت ہوئیں۔ تو آپ نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ صحت یاب ہونے پر رب تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں جھاڑو مارو جس میں سو تیلیاں ہوں کیونکہ اس زمانہ میں قسم کا کفارہ بقیہ برصفحہ ۸۳۸

36

أَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ

نہیں اٹھاتیں ف۱ ایک عمر کی ف۲ یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے

مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَإِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

کہ کبھی ختم نہ ہوگا ف۳ ان کو تو یہ ہے ف۴ اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانا ف۵ جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی برا

الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾

بچھونا ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ ف۶ اور اسی شکل کے اور جوڑے ف۷

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ

ان سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہاری تھی ف۸ وہ کہیں گے انکو کھلی جگہ نہ ملیو آگ میں تو انکو جانا ہی

اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ

ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملیو ف۹ یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ف۱۰ تو کیا ہی برا ٹھکانا وہ بولے اے

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

ہمارے رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا عذاب بڑھا ف۱۱ اور بولے ہمیں کیا ہوا ہم

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے ف۱۲ کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا ف۱۳ یا آنکھیں ان کی طرف سے

الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ

پھر گئیں ف۱۴ بے شک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا باہم جھگڑا ف۱۵ تم فرماؤ میں ڈر سنانے والا

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

ہی ہوں ف۱۶ اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب ف۱۷ مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ف۱۸

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾

صاحب عزت بڑا بخشنے والا تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے ف۱۹ تم اس سے غفلت میں ہو

مَا كَانَ لِىَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰۤى اِلَىَّ

مجھے عالم بالا کی کیا خبر تھی ف۲۰ جب وہ جھگڑتے تھے ف۲۱ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے

اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا

کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا ف۲۲ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان

۱ معلوم ہوا کہ پردہ اور شرم و حیا جنت میں بھی ہوگا اور متقی سے پردہ کرنا بھی لازم ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے مگر پردہ ان سے بھی ہوگا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی اجنبی کو نہ دیکھے یعنی مرد عورت کو اور عورت مرد کو نہ دیکھے۔ جنت کے مکانات پردہ کے لئے ہوں گے نہ کہ حفاظت کے لئے ۲ یعنی تمام بیویاں حسن میں اور عمر میں یکساں ہیں۔ بلکہ دنیا کی بیویاں حوروں سے زیادہ حسینہ ہوں گی۔ اور سب تیس سال کی۔ ہمیشہ یہی عمر رہے گی ۳ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے موسم کے پابند نہ ہوں گے۔ ہر میوہ ہر وقت بکثرت موجود رہے گا۔ نہ وہاں کے باغوں میں کبھی خزاں آوے نہ پت جھڑ ہو۔ ۴ یعنی یہ جو کچھ ذکر ہوا مومن متقیوں کے لئے ہے اب اس کے مقابل سنو ۵ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے دوزخ ٹھکانا نہیں اس کی منزل ہے۔ ٹھکانا صرف کافروں کا ہے ۶ یہ سب دوزخیوں کے جسموں ان کے سڑے ہوئے زخموں اور نجاست کے مقامات سے بہے گی۔ سخت بدبودار بدمزہ یہ بھی ان کی خوراک ہوگی۔ اللہ کی پناہ ۷ یعنی ہر طرح کا عذاب جوڑے جوڑے ہوگا۔ کھانے کا عذاب پیپ اور تھوہڑ پینے کا عذاب کھولتا پانی اور خون۔ ایسے ہی کاٹنے کے لئے سانپ اور بچھو غرضیکہ ہر چیز میں جوڑے ہوں گے۔ ۸ کافروں کے سردار آگے آگے متبعین پیچھے پیچھے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ۹ غرضیکہ سردار تابعین کو اور تابعین سرداروں کو کوسیں گے یعنی طعن کریں گے۔ معلوم ہوا کہ آپس کی محبت و اتفاق جنت کی رحمت ہے نا اتفاقی دوزخ کا عذاب۔ ۱۰ کہ تم نے ہم کو بہکا کر کافر بنایا اور تم ہم کو یہاں لائے۔ ۱۱ یعنی متبعین کفار اپنے سرداروں کے متعلق بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولا! یہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی۔ ہم صرف کافر۔ لہٰذا انہیں ہم سے دوگنا عذاب دے۔ ۱۲ کفار آپس میں کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں دوزخ میں مسلمان نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کی باتیں بھی یاد کریں گے۔ ۱۳ یعنی ہم نے دنیا میں غلط طور پر ان کی ہنسی اڑائی تھی۔ وہ تو آج دوزخ میں نہ آئے اچھے مقام پر پہنچے ۱۴ یعنی وہ ہیں تو یہاں دوزخ میں مگر ہمیں نظر نہیں آتے۔ یا دنیا میں ہماری آنکھیں انہیں صحیح طور پر دیکھ نہ سکیں۔ ہم ان کے مراتب پہچان نہ سکے۔ ۱۵ یعنی کفار کی یہ گفتگو اور ان کے جھگڑے ضرور ہوں گے۔ رب کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں ۱۶ کافروں کو صرف نذیر ہوں مومنوں کو بشیر ہوں۔ ۱۷ جو کوئی یا قہار روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا کرے اس کے دل سے خلقت کا خوف دور ہو جائے گا ۱۸ چونکہ ہمارے سامنے صرف یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا گیا ورنہ وہ ہر ماسوی اللہ کا رب ہے۔ ۱۹ اللہ کا ایک ہونا یا میرا نبی ہونا یا قیامت جنت و دوزخ کا برحق ہونا عظیم الشان خبر ہے ۲۰ یعنی اگر میں صاحب وحی رسول نہ ہوتا تو مجھے عالم بالا کے ان واقعات کی خبر کیسے ہوتی جو انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا پتہ تاریخ اخبار وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں لگ سکتا۔ مگر ان واقعات کو جانتا ہوں۔ اور تمہیں بتاتا ہوں ثابت ہوا بقیہ برصفحہ ۸۳۸

ع ۴
۱۲

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ
بناؤں گا ؎۱ پھر جب میں اُسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ؎۲ تو تم اس کے
سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ
لئے سجدے میں گرنا ؎۳ تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ؎۴ مگر ابلیس نے اس نے غرور کیا ؎۵ اور
كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ
وہ تھا ہی کافروں میں ؎۶ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے جسے میں نے
بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ
اپنے ہاتھوں سے بنایا ؎۷ کیا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا ہی مغروروں میں ؎۸ بولا میں اس سے بہتر ہوں ؎۹
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ
تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا ؎۱۰ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت کیا) گیا ؎۱۱
رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ
اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے
اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
مہلت دے اُس دن تک کہ اٹھائے جائیں ؎۱۲ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے
الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
دن تک ؎۱۳ بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو ؎۱۴ گمراہ کردوں گا ؎۱۵ مگر جو ان میں ؎۱۶ تیرے چنے
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ
ہوئے بندے ہیں ؎۱۷ فرمایا تو سچ یہ ہے ؎۱۸ اور میں سچ ہی فرماتا ہوں ؎۱۹ بے شک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے ؎۲۰ اور
مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ
ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے ؎۲۱ تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا ؎۲۲ اور میں
الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾
بناوٹ والوں میں نہیں ؎۲۳ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ؎۲۴ اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے ؎۲۵

سورۃ الزمر ۳۹ مکیۃ ۵۹ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتہا ۷۵ رکوعاتہا ۸

سورۃ زمر مکی ہے ؎۲۶ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

منزل ۶

؎۱ خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا۔ اسی لئے انہیں بشر فرمایا۔ یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت (مباشرۃ بالید) ؎۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی۔ پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ؎۳ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا۔ مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی روح کے ساتھ مسجود لہ ہوا اور یہ سجدہ آپ کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آپ کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے، نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایک بار نہ ہوتا ؎۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ سجدہ تعظیمی، اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لَـهٗ نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مقربین ہوں یا مدبرات امر، زمینی ہوں یا آسمانی ؎۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے۔ شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔ ؎۶ اللہ کے علم میں مگر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہوگیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپ کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ؎۷ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی لہٰذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ؎۸ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی علیم و خبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں ؎۹ کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی ؎۱۰ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں ؎۱۱ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الٰہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (الرعد: ۱۴) آخرت کے بارے میں ہے لہٰذا بزرگوں کی دعا سے عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مردے جلائے ؎۱۲ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں ؎۱۳ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخہ ہے جب سب ہلاک ہوں گے تو شیطان بھی ہلاک ہوگا ؎۱۴ یعنی سب انسانوں کو اس کا مقصد یہ تھا کہ باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کی وجہ سے میں جنت سے بقیہ بر صفحہ ۸۳۸

رکوع ۱۴ ع

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ① اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ
کتاب اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ف۱ بے شک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب
بِالۡحَـقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ؕ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَ
حق کے ساتھ اُتاری ف۲ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ف۳ ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے ف۴ اور
الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ
وہ جنھوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے ف۵ کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں ف۶ کہ یہ ہمیں اللہ
زُلۡفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ فِىۡ مَا هُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ؕ ③ اِنَّ اللّٰهَ لَا
کے پاس نزدیک کردیں ف۷ اللہ ان میں فیصلہ کردے گا اس بات کا جس میں اختلاف کر رہے ہیں ف۸ بے شک اللہ راہ نہیں
يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ‏ ③ لَوۡ اَرَادَ اللّٰهُ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصۡطَفٰى مِمَّا
دیتا اُسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہے ف۹ اللہ اپنے لئے بچہ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا ف۱۰
يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ‏ ④ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ
پاکی ہے اُسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب ف۱۱ اس نے آسمان اور زمین
بِالۡحَـقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيۡلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ
حق بنائے ف۱۲ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے ف۱۳ اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا
وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ‏ ⑤ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ
ہر ایک ایک ٹھہرائی میعاد کے لئے چلتا ہے ف۱۴ سنتا ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے ف۱۵ اس نے تمہیں ایک
نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَاَنۡزَلَ لَـكُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِيَةَ
جان سے بنایا ف۱۶ پھر اسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا ف۱۷ اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ
اَزۡوَاجٍ ؕ يَخۡلُقُكُمۡ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِىۡ ظُلُمٰتٍ
جوڑے اُتارے ف۱۸ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح ف۱۹ تین اندھیریوں میں ف۲۰
ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصۡرَفُوۡنَ‏ ⑥ اِنۡ
یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے ف۲۱ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ف۲۲ پھر کہاں پھیرے جاتے ہو اگر
تَكۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنۡكُمۡ ۟ وَلَا يَرۡضٰى لِعِبَادِهِ الۡكُفۡرَ ۚ وَاِنۡ تَشۡكُرُوۡا
تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے ف۲۳ اور اپنے بندوں کی ناشکری اُسے پسند نہیں ف۲۴ اور اگر شکر کرو تو اُسے

۱ یعنی اس کتاب قرآن کریم یا اس سورت کے بھیجنے والا' عزیز و حکیم' لانے والا فرشتہ عزیز' لینے والے رسول عزیز ہیں' تو جو عمل کرے گا' وہ بھی دنیا و آخرت میں عزیز ہوگا۔ کلام کی عظمت کا پتہ' کلام والے کی عظمت سے چلتا ہے (روح) ۲ اگرچہ اتارنے والے حضرت جبریل ہیں' لیکن چونکہ ان کا کام درحقیقت رب تعالیٰ کا کام ہے اس لئے فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلے اونچے مقام پر تھا۔ کیونکہ اتارنا اوپر سے ہوتا ہے ۳ صوفیا فرماتے ہیں کہ بندہ عبادت میں جنت حاصل کرنے دوزخ سے بچنے کی بھی نیت نہ کرے۔ صرف رب کو راضی کرنے کی نیت کرے۔ کیونکہ یہ بندگی ہے تجارت نہیں ۴ دین کے بہت معانی ہیں یہاں معنی عبادت ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ مقبول عبادت وہ ہے جو خلوص سے ہو ۵ یہاں ولی سے مراد معبود ہیں جیسے کہ آگے نعبد سے معلوم ہوا اور اس میں مشرکین کی تردید ہے جو بت پرستی میں گرفتار تھے۔ اس سے اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ ۶ یعنی مشرکین عرب کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کو اپنا خالق یا حقیقی مالک سمجھ کر نہیں پوجتے ہیں خالق و مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں۔ مگر انہیں خالق تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے پوجتے ہیں۔ یہ ان کا شرک ہے۔ خیال رہے کہ کسی کو رب کے قرب کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں اس کا تو حکم ہے' رب فرماتا ہے۔ وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ (مائدہ: ۳۵) بلکہ بتوں کو خدا رسی کا وسیلہ جاننا شرک ہے اور وسیلہ کو معبود جاننا اس کی پوجا کرنا شرک' جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا عین ایمان ہے۔ آب زم زم کو وسیلہ قرب الٰہی سمجھ کر پینا ثواب ہے مگر بت کی طرف سجدہ کرنا' گنگا کا پانی احتراماً پینا شرک ہے یہ آیت کفار کے لئے ہے۔ اے مسلمانو' انبیاء اولیاء پر نہ چپکاؤ ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو خدا رسی کا وسیلہ ماننا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ وسیلہ کی پوجا کرنی شرک ہے' پوجا صرف اللہ کی ہونی چاہئے۔ کفار اپنے معبودوں کو چھوٹا الٰہ کہتے ہیں اور خدا کو بڑا الٰہ کہہ کر ان چھوٹوں کو جبریہ شفاعت کا ذریعہ سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب شرک ہے ۸ اس طرح کہ مومنوں کو جنت میں کافروں کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۹ یعنی کافر جب تک کافر ہے اسے ہدایت اعمال یا ہدایت جنت نہیں ملتی۔ ۱۰ اس میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بفرض محال رب اولاد چاہتا تو اپنی تجویز سے اس کا انتخاب کرتا نہ کہ مردود! تمہاری تجویز سے اور اس نے تو چنا نہیں۔ ۱۱ جو حقیقۃً ایک بھی ہو۔ سب پر غالب بھی ہو وہ اولاد سے پاک ہے۔ کیونکہ بیٹا باپ کا ہم جنس اور اس کی مثل ہوتا ہے۔ نیز مغلوب شخص بیٹا اختیار کرتا ہے۔ یا شہوت سے مغلوب یا موت سے ڈرنے والا یا دشمنوں سے جب رب تمام کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ ۱۲ بغیر کسی کی مدد کے ہزارہا حکمتوں پر مشتمل بنائے تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے۔ ۱۳ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو دراز فرما کر' رات کا ایک حصہ دن میں داخل فرما دیتا ہے اور سردیوں میں رات کو دراز فرما کر بقیہ برصفحہ ۸۳۹

يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ

تمہارے لئے پسند فرماتا ہے ف۱ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ف۲ پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

ہے تو وہ تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی تکلیف

ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ

پہونچتی ہے ف۳ اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول

مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ

جاتا ہے جس لئے پہلے پکارا تھا ف۴ اور اللہ کے لئے برابر والے ٹھہرانے لگتا ہے ف۵ تاکہ اس کی راہ سے بہکادے تم فرماؤ تھوڑے

قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا

دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے ف۶ بیشک تو دوزخیوں میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں ف۷ سجود میں

وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ

اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر

يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾ قُلْ يٰعِبَادِ

ہیں جاننے والے اور انجان ف۸ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ف۹ تم فرماؤ اے میرے بندو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۗ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَ

جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو ف۱۰ جنھوں نے بھلائی کی اُن کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے ف۱۱ اور

اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۗ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّيْٓ

اللہ کی زمین وسیع ہے ف۱۲ صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی ف۱۳ تم فرماؤ

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ

مجھے حکم ہے ف۱۴ کہ اللہ کو پوجوں نرا اس کا بندہ ہو کر ف۱۵ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾

گردن رکھوں ف۱۶ تم فرماؤ بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ف۱۷

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۗ قُلْ

تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نرا اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے چاہو پوجو ف۱۸ تم فرماؤ

ع ۹/۱۵

ف۱ معلوم ہوا کہ رضا کچھ اور ہے ارادہ کچھ اور۔ کفر پر رضا نہیں اس کا ارادہ ہے ف۲ یعنی کوئی کسی کا بوجھ بخوشی نہ اٹھائے گا کہ اصل مجرم بالکل ہلکا اور بری ہو جائے۔ ورنہ گمراہ کرنے والوں پر ان کا اپنا بوجھ بھی ہوگا اور دوسرے گمراہوں کا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت: ۱۳) مگر اس سے مجرم بری نہ ہو جائیں گے۔ بہر حال آیات آپس میں متعارض نہیں نہ احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ ف۳ یہاں انسان سے مراد یا ابوجہل ہے یا عام کفار۔ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے اور ضر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں۔ تنگدستی بیماری وغیرہ۔ ف۴ معلوم ہوا کہ راحت میں گزشتہ تکالیف کو یاد رکھ کر رب سے خوف کرنا مومنوں کی صفت ہے ف۵ جھوٹے معبود اس کا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔ کفار کی آیات مومنوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے ف۶ یعنی کافر اپنے کفر کے باوجود دنیا میں کچھ نفع حاصل کر لے آخر کار وہ دوزخی ہے ف۷ اس سے نماز تہجد کی افضلیت معلوم ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں قیام اور سجدہ اعلیٰ درجہ کے رکن ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی اور پرہیزگار کو رب سے خوف ضرور چاہئے۔ اپنی عبادت پر ناز اں نہ ہو ڈرتا رہے (شان نزول) یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض نے فرمایا کہ عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جو نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت اپنے کسی خادم کو بیدار نہ کرتے تھے۔ سب کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے ف۸ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے، ملائکہ عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم۔ عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا، یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے، غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد، بہر حال اس سے عالم افضل ہے۔ خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیوں سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں ف۹ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم و عقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکائے وہ جہالت اور بیوقوفی ہے ف۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال ایمان کے بعد ہیں۔ کافر کی نیکیاں بیکار ہیں جیسے جڑ کٹی شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ اس ڈرنے کی چار صورتیں ہیں۔ اس کے مستحق چار قسم کے حضرات، تقویٰ عوام اور ہے، تقویٰ خواص کچھ اور، اور تقویٰ خاص الخاص کچھ اور ہی ہے ف۱۱ حَسَنَةٌ مبتداء ہے، اور فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا خبر مقدم۔ یعنی متقی کو دنیا میں بھی بھلائی ملے گی صحت، رزق وسیع، آفتوں سے نجات وغیرہ اور آخرت میں بھی بھلائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق: ۳) ف۱۲ لہٰذا جس جگہ تمہیں رب کی عبادت کی آزادی نہ ہو وہاں سے ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ، جہاں عبادت کی آزادی ہو۔ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے۔ غرضیکہ سب کچھ چھوڑ دو۔ اللہ کی عبادت نہ چھوڑو ف۱۳ (شان نزول) یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی جو حضور کی ہجرت بقیہ برصفحہ ۸۳۹

إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ
پوری ہار اُنھیں جو اپنی جان اور اپنے گھر والے قیامت کے دن ہار بیٹھے ہاں ہاں یہی
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ
کھلی ہار ہے ۱ اُن کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور اُن کے نیچے پہاڑ ۲
ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا
اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ۳ اور وہ جو بتوں کی پوجا
الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾
سے بچے ۴ اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ۵ انہی کے لئے خوشخبری ہے ۶ تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو
الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ
جو کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں ۷ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی ۸
اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ
اور یہ ہیں جن کو عقل ہیں ۹ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی نجات والوں کے برابر ہو جائے گا تو کیا
تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
تم ہدایت دے کر آگ کے مستحق کو بچا لوگے ۱۰ لیکن جو اپنے رب سے ڈرے ۱۱ اُن کے لئے بالاخانے ہیں اُن پر بالا
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾
خانے بنے ان کے نیچے نہریں بہیں اللہ کا وعدہ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ۱۲
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ
کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا ۱۳ پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے ۱۴ پھر
يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ
اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی ۱۵ پھر سوکھ جاتی ہے تو تُو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اُسے ریزہ ریزہ
حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ
کر دیتا ہے ۱۶ بے شک اس میں دھیان کی بات ہے عقل مندوں کو ۱۷ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے
صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ
اسلام کے لئے کھول دیا ۱۸ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ۱۹ اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے ۲۰ تو خرابی ہے ان کی

۱ معلوم ہوا کہ کافروں میں بدتر کافر وہ ہے جو خود بھی کافر ہو اس کے گھر والے بھی کافر ہوں جیسے وہ مومن خوش نصیب ہے جو خود بھی متقی ہو اس کے گھر والے بھی متقی ہوں ابوبکر صدیق کی شان یہ ہے کہ خود صحابی ہیں' ماں باپ بھی صحابی' ساری اولاد صحابی پوتے صحابی' چار پشت کی صحابیت آپ کی خصوصیت ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ ۲ یعنی ہر چہار طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ہر طرف سے کفر میں گھرے تھے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ الـــخ (عنکبوت: ۵۵) ۳ تقویٰ اور خشیت وہ خوف ہے جو اطاعت کا ذریعہ بن جاوے۔ اسی خوف پر ایمان کا دارومدار ہے' ورنہ مطلقاً خوف خدا تو شیطان کو بھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (الحشر: ۱۶) ۴ اس طرح کہ عقیدۃً بھی اس سے دور رہے اور عملاً بھی۔ خیال رہے کہ طاغوت ہر وہ چیز ہے جو گمراہی و سرکشی پیدا کرے لہٰذا شیطان سرداران کفر' بت' سب ہی طاغوت ہیں۔ ان سب پر علیحدگی ضروری ہے۔ یہ طغیٰ سے بنا بمعنی سرکشی۔ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جو نبی کو طاغوت مانے وہ ازلی مردود ہے۔ وہ حضرات ہدایت کا سرچشمہ ہیں ۵ معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ اس کا معتبر ہے جو برے عقیدوں سے دور ہو ظلمت و نور ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ رب سے بھی تعلق ہو اور بے ایمانوں سے بھی ۶ مومنوں کو دنیا میں حضور کی خوشخبری ہے مرتے وقت فرشتوں کی' قبر میں ملائکہ کی' حشر میں فرشتوں

ع ۲
۱۲
۱۶

اور رضوان کی۔ یہ تمام خوشخبریاں حضور کی خوشخبری پر موقوف ہیں ۷ قول سے مراد حضور کے فرمان ہیں وہ تمام ہی احسن ہیں۔ یہ قید بیان واقعہ کی ہے نہ کہ بعضیت کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ حضور کے اس کلام پر عمل کرتے ہیں جو اس کے لئے احسن اور قابل عمل ہیں۔ جیسے زکوٰۃ کے حکم پر امیر لوگ عمل کرتے ہیں' جہاد کے حکم پر تندرست لوگ۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸ (شان نزول) یہ دونوں آیتیں ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئیں جب آپ ایمان لائے تو آپ نے حضرت عثمان' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید کو اپنے ایمان کی خبر دی اور انہیں بھی دعوت ایمان دی۔ یہ حضرات بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ سبحان اللہ مبارک ہے وہ درخت جس کے پھل ایسے ہوں (خزائن وروح) آیات کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق حضور سے سن کر اور یہ حضرات ابوبکر صدیق سے سن کر اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں ۹ معلوم ہوا کہ کامل عقل وہ ہے جس سے دین ملے۔ دنیا بنانے والی عقل کامل نہیں۔ ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے بخشش کی شفاعت نہ ہوگی' ہاں بعض کافروں پر شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا جیسے ابوطالب کو کہ انہوں نے اگرچہ ایمان اختیار نہ کیا مگر حضور کی بہت خدمت کی۔ وہ نہایت ہلکے عذاب میں دوزخ سے علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اسی لئے یہاں تـنـقـذ فرمایا۔ ۱۱ عملاً بھی عقیدۃً بھی۔ لہٰذا اس تقویٰ میں ایمان و عمل سب داخل ہیں ۱۲ معلوم ہوا کہ جن بندوں سے رب نے جن کا وعدہ فرمالیا ہے جیسے انبیاء کرام اور ان

بقیہ بر صفحہ ۸۳۹

ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا

جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہوگئے ہیں ف۱ وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے اُتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ

سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی ف۲ اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر

جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ

ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں ف۳ یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے

يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اس سے جسے چاہے ف۴ اور جسے اللہ گمراہ کرے ف۵ اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ قیامت کے دن بُرے عذاب کی ڈھال

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا ف۶ نجات والے کی طرح ہوجائے گا اور ظالموں سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو ف۷

مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ

ان سے اگلوں نے جھٹلایا تو انہیں عذاب آیا جہاں سے اُنہیں خبر نہ تھی ف۸ اور اللہ نے انہیں دنیا

الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَ

کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا ف۹ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا ف۱۰ کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے اور

لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ ج

بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح اُنہیں دھیان ہو ف۱۱

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

عربی زبان کا قرآن ف۱۲ جس میں اصلاً کجی نہیں ف۱۳ کہ کہیں وہ ڈریں اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا

مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

ہے ف۱۴ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن کے اکثر نہیں جانتے بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے ف۱۵ اور ان

مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع

کو بھی مرنا ہے ف۱۶ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ف۱۷

① کہ خود اللہ کا ذکر کرتے نہیں، نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ صوفیاء کے ذکر کو حرام، بعد نماز درود شریف و کلمہ شریف کو بدعت، یہ ذکر خیر کی محفلوں، میلاد شریف و ختم بزرگان کو شرک کہتے ہیں یہ خاص سختی دل کی پہچان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ زیادہ کھانے، زیادہ سونے، زیادہ بولنے سے سختی دل پیدا ہوتی ہے۔ کم کھاؤ کم بیمار پڑو گے۔ کم بولو کم گناہ کرو گے، درود شریف زیادہ پڑھو بے ایمان ہو کر نہ مرو گے (شاہ عبدالشکور سالمی) ② یہ چار صفتیں قرآن شریف کی ہیں، وہ بہترین کتاب، یکساں فصیح و بلیغ ہے اس کے دوہرے بیان ہیں۔ یعنی وعدے کے ساتھ وعید کا، رحمت کے ساتھ عذاب کا، ظلمت کے ساتھ نور کا ذکر ہے۔ یا مثانی کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھی جاوے اور دل نہ بھرے یا ہر بار نیا لطف دے یا زمانہ گزرنے سے ختم نہ ہو یا ثنا سے مشتق ہے کہ ہمیشہ اس کی تعریف ہو جیسے محمد حمد سے بنا کہ ہمیشہ ان کی حمد و ثنا ہو حمد کرنے والے ختم ہو جاویں ان کی حمد ختم نہ ہو ③ اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ اللہ کے ذکر خصوصاً تلاوت قرآن کریم سے ان پر ایسی ہیبت الٰہی طاری ہوتی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم کانپ جاتے ہیں مگر دل چین پاتے ہیں۔ دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ④ یعنی قرآن کا ہدایت دینا عام ہے مگر اس سے ہدایت پانا عام نہیں۔ ⑤ اس طرح کہ ان کی بدعملیوں کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے جانور میں ذبح کے بعد موت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⑥ یہ کفار کا حال ہوگا ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے گردن میں گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ ہوگا۔ انہیں اوندھا کر کے منہ کے بل دوزخ میں گرایا جاوے گا (خزائن العرفان) ⑦ اپنے کفر و بدعملیوں کی سزا بھگتو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین و کفار کے ناسمجھ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے، دوسرے یہ کہ کفار کو دنیا کی بدعملیوں کی سزا ملے گی۔ وہ اگرچہ شرعاً احکام کے مکلف نہیں مگر اس پر سزا ضرور پائیں گے ⑧ معلوم ہوا کہ غفلت بھی کفار کے عیوب میں سے ایک عیب ہے۔ یعنی سرکشی کرنا اور انجام سے بے خبر رہنا ⑨ کہ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں، کسی کو زمین میں دھنسایا، کسی پر پانی کا طوفان بھیجا۔ کسی پر پتھر برسائے ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بدعملی کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر یہ سزا آخرت کی سزا میں اثر انداز نہ ہوگی۔ وہ سزا پوری پوری علیحدہ ہے جیسے ملزم کے لئے حوالات میں رہنے کا زمانہ جیل کی مدت میں کمی نہیں کرتا ⑪ خیال رہے کہ قرآن کریم میں دلائل، مثالیں، بشارت، ڈرانا، عشق الٰہی، نعت مصطفوی سب ہی مذکور ہیں۔ کیونکہ قرآن ساری دنیا کے لئے آیا۔ کوئی دلائل سے مانتا ہے، کوئی خوف سے، کوئی لالچ سے، کوئی عشق و محبت سے، قرآن میں سب کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے بلکہ قرآن کا انگریزی وغیرہ نقوش میں لکھنا بھی منع ہے، جیسے قرآن کی زبان عربی ہے ویسے ہی اس کی تحریر بھی عربی ہونی چاہئے۔ نیز انگریزی نقوش میں ح، ہ، س، ص، ث کا فرق نہ ہو سکے گا حالانکہ ان حروف کے بدل جانے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں ⑬ نہ اس کی بقیہ برصفحہ ۸۳۹

وقف لازم

ع
۱۰
۱۷

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ
تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱ اور حق کو جھٹلائے ف۲ جب
جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْ جَآءَ
اُس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ف۳ اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف
بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ لَهُمْ مَّا
لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں ف۴ ان کے لئے ہے جو
يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۴ لِيُكَفِّرَ
وہ چاہیں اپنے رب کے پاس ف۵ نیکوں کا یہی صلہ ہے تا کہ اللہ ان
اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
سے اُتار دے ف۶ بُرے سے بُرا کام جو انھوں نے کیا ف۷ اور انہیں اُن کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر
الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ
جو وہ کرتے تھے ف۸ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ف۹ اور
يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے ف۱۰ اور جسے اللہ گمراہ کرے ف۱۱ اس کی کوئی ہدایت
مِنْ هَادٍ ۝۳۶ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ
کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی بہکانے والا نہیں ف۱۲ کیا اللہ عزت
اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝۳۷ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم اُن سے پوچھو آسمان اور زمین کس
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ
نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے ف۱۳ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ
ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے
اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ
یا وہ مجھ پر مہر (رحم) فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر (رحم) کو روک رکھیں گے ف۱۴ تم فرماؤ اللہ مجھے بس (کافی) ہے ف۱۵

۱ اس طرح کہ اللہ کے لئے اولاد یا شریک ثابت کرے پھر کہے کہ ہم کو رب نے یہی حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ قولی بھی ہوتا ہے' عملی بھی' اعتقادی بھی۔ مگر سب سے بڑا جھوٹ اعتقادی ہے ۲ صدق وحق سے مراد یا قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی ہر آیت حق ہے یا حضور ﷺ کیونکہ حضور کی ہر ادا حق' ہر کام حق' ہر کلام حق۔ باطل وہاں تک پہنچ سکتا ہی نہیں ۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اوروں کو جھٹلانا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں ٹھکانا صرف کفار کا ہے۔ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر جائے گا۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق بڑے درجہ والے ہیں۔ صواعق محرقہ میں بروایت ابن عساکر فرمایا کہ حضرت علی کی قراءت یوں ہے۔ وَالَّذِيْ صَدَّقَ بِهٖ اور حضرت علی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سچائی لانے والے حضور ﷺ ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں ۵ سبحان اللہ! اپنے حبیب کے لئے فرمایا کہ آپ کو رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى (اللیل: ۲۱) معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مظہر محبوبیت مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ۶ لِيُكَفِّرَ کا تعلق محسنین سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ بدلہ ان لوگوں کو ملے گا جو اس لئے نیکیاں کرتے ہیں کہ ان کی خطائیں معاف ہو جائیں نہ کہ ریا کے لئے (روح) ۷ اسلام لانے سے پہلے بے خبری کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد جو لغزشیں اور خطائیں ان سے سرزد ہوئیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ صدیق اکبر سے کون سے برے کام سرزد ہوئے ۸ یعنی حضرت صدیق کی اسلام سے پہلے والی ساری خطائیں معاف اور ساری نیکیاں قبول۔ بلکہ معمولی نیکیاں بھی قبولیت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں (روح) ۹ یہ سوال انکاری ہے اور بندے سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ اس میں حضور کو تسلی دی گئی کہ کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم آپ کو کافی ہیں ۱۰ شان نزول۔ کفار حضور کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ان کی برائی بیان نہ کیا کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچا دیں گے۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی۔ ایک بار حضور کے لئے دوسری بار خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ حضور نے انہیں وہ درخت کاٹنے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب اس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیوتا رہتا ہے' وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ نے بغیر پرواہ کئے درخت کاٹ دیا۔ اس کی جڑ میں ایک بدشکل آدمی تھا جو نکل کر بھاگ گیا ۱۱ اس طرح کہ اس کی بدعملیوں کے سبب اس میں گمراہی پیدا فرما دے۔ جیسے ذبح کے سبب رب تعالیٰ جانور میں موت پیدا فرما دیتا ہے ۱۲ ہدایت سے مراد نور ایمانی ہے جو رب کی طرف سے مومن کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ پیغمبر کی اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے اور بروں سے دور بھاگتا ہے۔ یہ نور خاص کرم الٰہی ہے جسے یہ نور نصیب ہو جائے وہ کبھی بہک نہیں سکتا۔ ۱۳ اس آیت میں وہ کفار مراد ہیں جو رب تعالیٰ کی ہستی کے قائل تھے اور اسے خالق و مالک مانتے تھے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۴۰

اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝٣٨ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

ہے بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں تم فرماؤ اے میری قوم اپنی جگہ کام

مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣٩ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

کیے جاؤ ۱ میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے ۲ کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٤٠ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اُسے رُسوا کرے گا ۳ اور کس پر اُترتا ہے عذاب ۴ کہ رہ پڑے گا ۵ بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کو ۶

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

حق کے ساتھ اُتاری ۷ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو اور جو بہکا وہ اپنے ہی بُرے کو

يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٤١ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ

بہکا ۸ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں ۹ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی

حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ

موت کے وقت ۱۰ اور جو نہ مریں اُنھیں ان کے سوتے میں ۱۱ پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا

قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اُسے روک رکھتا ہے ۱۲ اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۱۳

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٤٢ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے ۱۴ کیا اُنھوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی

اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝٤٣

بنا رکھے ہیں ۱۵ تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں ۱۶

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے ۱۷ اُسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٤٤ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

اُسی کی طرف پلٹنا ہے ۱۸ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

اُن کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ۱۹ اور جب اُس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے

(۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو اپنا قوم کہنا جائز ہے مگر اس سے مراد ملکی یا نسبی قوم ہوگی نہ کہ دینی قوم۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ نرمی سے چاہئے کہ ان خونخواروں کو قوم فرما کر تبلیغ فرمائی گئی۔ تیسرے یہ کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں اعملوا امر ہے مگر نہ وجوب کے لئے ہے نہ اباحت کے لئے بلکہ عتاب اور غضب کے اظہار کے لئے یعنی جو ہو سکے میرا کر لو (۲) کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ یہ جاننا یا تو دنیا میں ہوگا جہادوں کے موقعہ پر یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں عذاب الٰہی دیکھ کر (۳) رسوائی کے عذاب سے یا بدھ کے دن کا عذاب مراد ہے یا حشر کا عذاب۔ دوسری صورت میں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مسلمان کو رسوا نہ فرمائے گا۔ وہاں کی رسوائی کفار کے لئے خاص ہے۔ (۴) رب تعالیٰ کی طرف سے (۵) یعنی عذاب دوزخ جو کفار پر ہمیشہ ہمیشہ رہے گا (۶) نہ کہ تمہاری ہدایت کو کیونکہ تم نزول قرآن سے پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں۔ آپ قرآن کریم کے عارف پیدا ہوئے' دوسرے یہ کہ حضور نے قرآن کی کوئی آیت لوگوں سے چھپائی نہیں (۷) یہاں اَنْزَلْنَا نَزَّلْنَا کے معنی میں ہے کیونکہ انزال کے معنی ہیں ایک دم سب اتارنا اور حضور پر قرآن کریم ۲۳ سال میں اترا۔ یا اس اتارنے سے وہ اتارنا مراد ہے جو حضرت جبریل ہر رمضان میں ایک بار حضور کو سارا قرآن سنایا کرتے تھے' معلوم ہوا کہ حضور پر قرآن کئی بار نازل ہوا۔ اَنْزَلْنَا اور نَزَّلْنَا آیات میں تعارض نہیں (۸) اس سے معلوم ہوا کہ ہماری ہدایت یا گمراہی کا نفع نقصان خود ہم کو ہے' حضور اس سے غنی ہیں اگرچہ ہماری ہدایت سے ثواب حضور کو ملتا ہے لیکن وہ اس کے حاجت مند نہیں (۹) کیونکہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ مجرم اولاد کے گناہوں کی پوچھ ماں باپ سے جب ہوتی ہے جب وہ اس کی تعلیم میں

ع ۴
۱

کوتاہی کریں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۰) جان سے مراد روح ہے اور وفات سے مراد قبض روح یعنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ جسم سے روح کو قبض فرما لیتا ہے کہ وہ جسم کی پرورش نہیں کرتی (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کی حالت میں ایک روح نکل جاتی ہے جس سے ہوش وحواس قائم ہیں۔ یاد رہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک مقامی یا سلطانی' دوسری سیلانی۔ پہلی روح سے زندگی قائم ہے' دوسری سے ہوش وحواس پہلی روح موت کے وقت نکلتی ہے' دوسری نیند میں (۱۲) کہ اسے واپس نہیں بھیجتا بلکہ نیند میں موت دے دیتا ہے۔ (۱۳) اس طرح کہ لوگ مرتے وقت تک برابر سوتے جاگتے رہیں گے۔ اور بوقت موت دائمی نیند سو جائیں گے۔ (۱۴) اور سوچیں کہ جو سونے کے بعد جگا سکتا ہے وہ مرنے کے بعد زندہ بھی کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ بت وغیرہ شفیع من دون اللہ ہیں اور انبیاء صالحین شفیع من اللہ' شفیع من دون اللہ کو ماننا کفر ہے اور شفیع من اللہ کو ماننا ایمان۔ جیسے ولی اللہ اور ولی من دون اللہ (۱۶) کہ بت نہ شفاعت کے مالک ہیں نہ کسی کے نفع نقصان کے پھر ان کی پرستش کیسی (۱۷) کہ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے۔ جب اس نے بتوں کو اس کی

بقیہ بر صفحہ ۸۴۰

إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں تم عرض کرو ف۱ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا

نہاں (پوشیدہ) اور عیاں (ظاہر) کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اختلاف رکھتے تھے ف۲ اور اگر ظالموں کے لئے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے ف۳ سب

وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور اس کے ساتھ اُس جیسا تو یہ سب چھڑائی (چھڑانے) میں دیتے روز قیامت کے بڑے عذاب سے ف۴

وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ

اور انھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی ف۵ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں

مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٤٨﴾ فَإِذَا مَسَّ

کھل گئیں ف۶ اور ان پر آپڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے ف۷ پھر جب

الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا

آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے ف۸ تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اُسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے

أُوتِيتُهُ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾

ایک علم کی بدولت ملی ہے ف۹ بلکہ وہ تو آزمائش ہے مگر ان میں بہتوں (اکثر) کو علم نہیں ف۱۰

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوا

ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے ف۱۱ تو اُن کا کمایا ان کے کچھ

يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا

کام نہ آیا ف۱۲ تو ان پر پڑگئیں ان کی کمائیوں کی برائیاں ف۱۳ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں ف۱۴ عنقریب

مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥١﴾

ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے

أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ

کیا انھیں معلوم نہیں ف۱۵ کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے ف۱۶ بے شک

(۱) اس قل سے معلوم ہوا کہ دعا کے لئے زبان پاک چاہئے۔ دعا کے الفاظ بھی اعلیٰ ہوں اور زبان بھی کامل یعنی اے محبوب یہ دعا تم اپنی زبان سے ادا کرو۔ اور پھر تمہارے بتائے دوسرے ادا کریں۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاؤں وظیفوں کے اثر کے لئے کسی صاحب اثر کی اجازت چاہئے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ان سب سے یہ فائدہ حاصل ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء ماثورہ غیر ماثورہ سے افضل ہے۔ (۲) حضرت سعید ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے، قبول ہوگی۔ انشاء اللہ۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی سنانا سنت انبیاء ہے (۳) ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کفار کا دوزخ کا عذاب ایسا سخت ہوگا کہ اگر ان کے پاس اس دن تمام دنیا کے خزانے ہوں اور ان کے فدیہ سے وہ عذاب کم ہو سکے تو یہ لوگ وہ بھی دے دیں۔ (۴) تاکہ یہ مال دے کر رب کے عذاب سے بچ جاویں۔ یعنی کفار کا بخل صرف دنیا میں ہے، وہاں عذاب دیکھ کر بخل بھول جائیں گے۔ یہاں زکوٰۃ بھاری ہے وہاں سب دینے پر تیار ہوں گے۔ (۵) یعنی ایسے عذاب دیکھے جو ان کے خیال وگمان سے وراء تھے یا جن نیکیوں پر انہیں بھروسہ تھا وہ کام نہ آئیں کیونکہ قبول اعمال کی شرط ایمان ہے یا جن بتوں کا بھروسہ تھا وہ سب منہ پھیر گئے۔ غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں (۶) معلوم ہوا کہ کفار کے گناہ وہاں موجود ہوں گے اور نیکیاں ختم ہو چکی ہوں گی کیونکہ کفر نیکیاں برباد کر دیتا ہے (۷) یعنی جن عذابوں کا ذکر حضور سے سن کر وہ مذاق اڑاتے تھے وہ تمام عذاب سامنے آجائیں گے بلکہ مرتے وقت ہی بہت کچھ کھل جائیں گے (۸) آدمی سے مراد یا کافر ہے۔ یا غافل ہے۔ عاقل ہمیشہ رب کے آستانہ پر سر رکھتا ہے (۹) یعنی دولت کی فراوانی میری ہنرمندی کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ بہت ہنرمند فقیر اور بے ہنر امیر ہوتے ہیں (۱۰) دولت دنیا کافر کے لئے رب کی ڈھیل بلکہ عذاب ہے اور مومن کے لئے اس کے شکر کا امتحان، رب تعالیٰ کبھی مصیبت سے آزماتا ہے کبھی راحت سے (۱۱) چنانچہ قارون کا یہ قول خود قرآن کریم میں منقول ہے۔ فرعون وشداد وغیرہ بھی اسی بھول میں تھے۔ (۱۲) بلکہ مال ان کے لئے وبال بن گیا۔ جو چیز رب سے غافل کرے، وہ وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی کے خزانہ کا مال دے نہ کہ قارون کے خزانہ کا (۱۳) اس طرح کہ اس مال کے ذریعے سے ان پر گناہوں کے دروازے کھل گئے اور آخر کار مال انہیں لے ڈوبا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال عبادتوں کے دروازے کھولتا ہے، اور کافروں کا مال گناہوں کے دروازے (۱۴) یہ کفار مکہ میں سے جو حضور کے زمانہ میں موجود ہیں، ان کا بھی یہی حال ہوگا (۱۵) یعنی ضرور معلوم ہے۔ کیونکہ کبھی بے ہنر مالدار اور ہنرمند فقیر ہوتے ہیں۔ نیز ایک ہی آدمی کبھی غنی ہوتا ہے کبھی فقیر۔ معلوم ہوا کہ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے (۱۶) دنیا کی دولت بارش کے پانی کی طرح ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اور ایک ہی جگہ کبھی زیادہ کبھی کم۔ جیسے بارش ہمارے ہی قبضہ میں ہے ایسے ہی تمہاری دولتمندی وفقیری ہمارے ہی قبضہ میں ہے اس سے دھوکا نہ کھاؤ۔

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے تم فرماؤ اے میرے وہ بندو ۱ جنھوں

اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

نے ۲ اپنی جانوں پر زیادتی کی ۳ اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بےشک اللہ

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْۤا

سب گناہ بخش دیتا ہے ۴ بےشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۵ اور اپنے رب کی

اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

طرف رجوع لاؤ ۶ اور اس کے حضور گردن رکھو ۷ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمہاری مدد نہ ہو ۸ اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری طرف اُتاری گئی ۹

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

قبل اس کے کہ عذاب تم پر اچانک آ جائے ۱۰ اور تمہیں خبر نہ ہو

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ

کہ کہیں کوئی جان یہ کہے کہ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں ۱۱

وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ

اور بےشک میں ہنسی بنایا کرتا تھا ۱۲ یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا ۱۳

لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ

تو میں ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے کسی طرح مجھے

اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ

واپسی ملے کہ میں نیکیاں کروں ۱۴ ہاں کیوں نہیں بےشک تیرے پاس میری

اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

آیتیں آئیں ۱۵ تو تُو نے اُنھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافر تھا ۱۶ اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ

قیامت کے دن تم دیکھو گے اُنھیں جنھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۱۷ کہ اُن کے منہ کالے ہیں ۱۸

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مسلمان حضور کے بندے اور غلام ہیں۔ دوسرے یہ کہ عبد کو غیر اللہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت عبد کے معنی غلام ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (النور: ۳۲) صاحب درمختار کے شیخ کا نام عبدالنبی تھا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں۔ کُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ میں حضور کا عبد یعنی خادم تھا۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو ۲ یہاں یہ ہی ترجمہ بہتر ہے کہ اے میرے بندو یعنی نبی کے بندے' کیونکہ اگر اللہ کے بندے مراد ہوں تو یقول اللہ پوشیدہ ماننا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے قل آ چکا۔ نیز پھر اس میں کفار بھی شامل ہو جاویں گے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور انہوں نے زیادتی بھی کی ہے حالانکہ کفار خارج ہیں ۳ اس سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر' کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول اللہ کا بندہ اور غلام نہیں اور یہاں رسول اللہ کے بندوں غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اسلام کی برکت سے کفر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' دوسرے یہ کہ اسلام سے کفر کے زمانہ کے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ لہٰذا کافر اسلام لا کر بھی کفر کے زمانہ کا قرض ادا کرے گا۔ ذنوب اور ہیں' حقوق کچھ اور ۵ (شان نزول) نمبر ا بعض مشرکین نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جاویں تو کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن)۔ نمبر ۲ حضرت وحشی جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں' انہوں نے حضرت نبی پاک کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر میں ایمان قبول کر لوں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے تب یہ آیت آئی (روح) ۶ توبہ کرو' کافر اسلام لا کر' گنہگار گزشتہ پر نادم ہو کر' نیک کار یہ سمجھ کر کہ میری عبادت اس دربار کے لائق نہیں۔ غرضیکہ سب رجوع کریں ۷ کہ اخلاص کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرو ۸ اس سے دنیا کی سزائیں مراد ہیں یا قبر کی یا آخرت کی ۹ ماشاء اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یہاں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ سارا قرآن کریم ہی اچھا واجب العمل ہے۔ ۱۰ اس عذاب سے مراد جنگوں میں شکست' قحط' وباء وغیرہ ظاہری عذاب ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ موت مراد ہو کہ کافر کی موت بھی عذاب الٰہی ہے۔ غیبی عذاب مراد نہیں۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے حق میں کوتاہی کرنا رب تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہے۔ کیونکہ یہ کفار زیادہ تر حضور کے حق میں کوتاہی کرتے تھے۔ جسے رب کے حق میں کوتاہی قرار دیا گیا۔ اسی طرح حقوق مصطفوی پورے کرنے در حقیقت حقوق الٰہیہ پورے کرنا ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰) ۱۲ رب کے دین' اس کے نبی' اس کی کتاب کی' معلوم ہوا کہ یہاں کفار کا ذکر ہے ۱۳ حق قبول کرنے کی توفیق دیتا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت' کیونکہ کفار اعمال کے لئے دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے۔ یہ نہ کہیں گے کہ مولیٰ ہم یہاں ہی نیکیاں کئے لیتے ہیں۔ ۱۵ قرآن کریم کی آیات یا حضور کے معجزات یا دونوں' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ۱۶ اپنی قدرت واختیار سے کفر کر

بقیہ برصفحہ ۸۴۰

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ
کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں نہیں اور اللہ بچائے گا
اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ
پرہیزگاروں کو اُن کی نجات کی جگہ ف۱ نہ انھیں عذاب چھوئے اور نہ اُنھیں غم ہو ف۲ اللہ
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ لَّهُ مَقَالِيدُ
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ف۳ اور وہ ہر چیز کا مختار ہے ف۴ اُسی کے لئے ہیں
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ف۵ اور جنھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان
الْخَاسِرُونَ ﴿٦٣﴾ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ﴿٦٤﴾
میں ہیں ف۶ تم فرماؤ تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو ف۷ اے جاہلو! ف۸
وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ
اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ
شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا ف۹ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر
وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَ
اور شکر والوں سے ہو ف۱۰ اور اُنھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا ف۱۱ اور
الْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ
وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا ف۱۲ اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ
بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ
دیئے جائیں گے اور اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا ف۱۳
فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ
تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے ف۱۴
اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾ وَ
پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا ف۱۵ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے ف۱۶ اور

ع ۶ ۱۱ ۲

(۱) پرہیزگاروں سے مراد مومن متقی ہیں۔ نجات کی جگہ سے مراد جنت ہے۔ جہاں ہر مصیبت سے بچاؤ ہے (۲) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو کسی جہنمی کافر سے محبت نہ ہوگی اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو۔ ورنہ جنتی کو اس کے دوزخ میں رہنے کا غم وملال ہوتا اور جنت ملال کی جگہ نہیں (۳) کفر و ایمان' تقویٰ عصیان' رحمت و شیطان اس ہی نے پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں (۴) اسے یہ بھی اختیار ہے کہ کہ اپنے بعض بندوں کو مختار بنادے اگر مختار نہ کر سکے تو مجبور ہوا اس ہی لیے اس نے ہم کو اپنے گھربار کا بادشاہ کو ملک کا' حضور کو ساری خدائی کا مختار بنایا ہے۔ دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ ﷺ (رسائل نعیمیہ) (۵) یعنی رحمت' رزق بارش وغیرہ کا مالک وہ ہے۔ جب چاہے جتنا چاہے دے اس کو نہ کوئی روک سکتا ہے' نہ اس پر کسی کو اعتراض کا حق ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مفاتح ومقالید کے معنی ہیں۔ چابیاں۔ عندہ مفاتح الغیب اور مفاتح اول و آخر حرف م' ح ہے اور مقالید کا اول وآخر میم دال ہے جس سے محمد بنتا ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ حضور کی ذات اقدس تمام آسمانی زمینی خزائن الٰہیہ کی چابی ہے۔ (۶) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں ان کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ آخرت میں ان کی بخشش نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہوگا (۷) کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کو مان لیں' ہم آپ کے الٰہ کو مان لیتے ہیں' اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جائے گی۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے (۸) ان کفار کو جاہل اس لئے فرمایا گیا کہ انہیں نبی کے درجہ کی خبر نہیں کہ نبی کا شرک وبت پرستی کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دوالٰہ ہونا۔ کیونکہ ان کا رب حافظ ہے۔ نفس ان کے امارہ نہیں۔ شیطان ان سے مایوس ہو چکا۔ وہ کہہ چکا ہے۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (ص: ۸۳) جب ان کے حق میں کفر کے سارے اسباب ناممکن ہیں تو ان کا کفر بھی ناممکن (۹) اس میں حضور سے خطاب ہے' اور مراد سننے والے ہیں' اور اگر مراد نبی ہوں تو یہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہوتو پہلے اس کی پوجا میں کروں۔ (۱۰) اے مسلمانو شکر کرو' اور شاکرین کی جماعت میں رہو۔ ان کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یا اے محبوب! اس ہی طرح رب کی عبادت اور شکر پر قائم رہو۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی قدر نہ پہچاننے والا رب کی قدر نہیں جانتا کیونکہ کفار حضور ہی کی عزت وقدر کے منکر تھے' رب فرماتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ (انعام: ۹۱) (۱۲) حضور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ قیامت میں آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں بادشاہت وحکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور یہ ہی فرمائے گا۔ ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے (۱۳) اس سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے جو ہلاک کرنے اور بے ہوش کرنے کے لئے ہوگا۔ دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد ہوگا' زندہ کرنے اور ہوشیار کرنے کے لیے قرآن کریم میں پانچ نفخوں (پھونک) کا ذکر ہے۔ رب کا حضرت آدم میں روح پھونکنا۔ بقیہ برصفحہ ۸۴۰

اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ

زمین جگمگا اُٹھے گی اپنے رب کے نور سے ف۱ اور رکھی جائے گی کتاب ف۲ اور لائے جائیں گے

بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

انبیاء اور یہ نبی اور اُس کی اُمت کے اُن پر گواہ ہوں گے ف۳ اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور

یُظْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۴ اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا ف۵ اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ

یَفْعَلُوْنَ ۝۷۰ۧ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

کرتے تھے ف۶ اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ف۷ گروہ گروہ ف۸ یہاں تک کہ جب وہاں

جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ

پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے ف۹ اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے ف۱۰ کیا تمہارے پاس تم ہی میں

مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ

سے وہ رسول نہ آئے تھے ف۱۱ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے ف۱۲

هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۱

کہیں گے کیوں نہیں ف۱۳ مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا ف۱۴

قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

فرمایا جائے گا داخل ہو جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے ف۱۵ تو کیا ہی بُرا ٹھکانا

الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝۷۲ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ

متکبروں کا اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے اُن کی سواریاں ف۱۶ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی ف۱۷

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے ف۱۸ اور اس کے داروغہ اُن سے کہیں گے سلام

عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ۝۷۳ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

تم پر تم خوب رہے ف۱۹ تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے ف۲۰ اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ

اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا ف۲۱ کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں ف۲۲

(۱) محشر کی زمین جو اس زمین کے علاوہ ہوگی۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (ابراھیم: ۴۸) اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوگی۔ چاند سورج سارے بے نور ہوں گے۔ اس نور کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ دیکھ کر معلوم ہوگا (۲) لوح محفوظ سب کے سامنے رکھی جاوے گی یا ہر ایک کے نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیئے جاویں گے۔ مومنوں کو دائیں ہاتھ میں' کافروں کو بائیں ہاتھ میں (۳) قیامت میں انبیاء کرام مدعی کی حیثیت سے اور امت مصطفوی گواہوں کی حیثیت سے اور حضور شاہی گواہ کی شان سے کہ سارے عالم کا فیصلہ حضور کے جنبش لب پر ہوگا۔ سبحان اللہ کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ اللہ خیر سے دکھائے۔ (۴) کہ بے قصور کو پکڑ لیا جاوے یا نیک کار کو عذاب دیا جاوے گا (۵) کسی کی نیکی کا بدلہ کم نہ دیا جاوے گا۔ اور بدی کا بدلہ زیادہ نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ آیت نہ تو گناہوں کی معافی کے خلاف ہے اور نہ نیکی کا ثواب بڑھنے کے خلاف (۶) یعنی یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں۔ وہ تو علیم و خبیر ہے (۷) قیدیوں کی طرح نہایت سختی سے' اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہوگا۔ کوئی پیدل کوئی منہ کے بل' خدا بچائے (۸) کیونکہ دنیا میں کفار کی جماعتیں مختلف تھیں۔ ایسے ہی وہاں مختلف طریقے سے دوزخ کی طرف روانگی ہوگی۔ مختلف حالات سے۔ (۹) دوزخ کے ساتھ طبقوں کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں جو بند رہتے ہیں ہر دروازہ اس ہی وقت کھولا جائے گا جب وہاں داخلہ کے لئے کوئی جماعت پہنچے گی جیسے آج جیل کے دروازے بلا ضرورت کھولے نہیں جاتے۔ ضرورت پر کھولے جاتے ہیں۔ (۱۰) کفار کو کھڑا کر کے اولاً یہ گفتگو کریں گے۔ انہیں ذلیل کرنے کے لئے پھر سوال و جواب کے بعد دروازے کھولے جائیں گے (۱۱) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول ہمیشہ انسانوں میں آئے۔ دوسرے یہ کہ علماء کا پہنچنا گویا رسول ہی کا پہنچنا ہے کیونکہ تمام کفار نے رسول کو نہ دیکھا البتہ ان کو رسول کی تبلیغ پہنچ گئی۔ تیسرے یہ کہ جن لوگوں کو نبی کی تبلیغ نہ پہنچی' اگر وہ موحد ہوں تو انہیں دوزخ نہیں' لہٰذا حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں کہ انہیں نبی کی تبلیغ نہ پہنچی۔ اور وہ موحد تھے۔ (۱۲) ایمان قبول نہ کرنے کی صورت میں' معلوم ہوا کہ نبی کا ڈرانا عام ہے بشارت خاص (۱۳) یہ اقرار قیامت کے حساب سے فارغ ہونے کے بعد کا ہوگا۔ ورنہ قیامت میں کفار تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گے اس لئے پھر گواہی وغیرہ قائم کی جائے گی لہٰذا آیات میں کوئی اختلاف نہیں (۱۴) یعنی ہم ابلیس کے ساتھ رہے اور اس کے متعلق رب نے فرمایا۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ (ص: ۸۵) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۵) معلوم ہوا کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہیں خواہ کتنا ہی بڑا گنہگار ہو (۱۶) اس طرح کہ اپنی قبروں سے سواریوں پر جائیں گے۔ خیال رہے کہ اس میں سارے مومن داخل ہیں مومن کے نیک اعمال اس کی سواری ہوں گے۔ کسی کی سواری تیز کسی کی سست' جیسا عمل کا اخلاص' کوئی سوار پر اکیلا' کوئی دو' کوئی تین' جبکہ ایک عمل چند نے مل کر کیا ہو۔ (۱۷) صالحین کا ہر گروہ اپنے پیشوا کے ہمراہ جیسے شافعی' مالکی' حنفی' حنبلی یا چشتی قادری وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۴۰

رکوع ۴

نَشَاۤءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۞ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ
تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں (اچھے کام کرنے والوں) کا اور تم فرشتوں کو دیکھو گے ۱ عرش کے آس پاس
حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۲
وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞
اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ۳

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۵ رُكُوْعَاتُهَا ۹

سورہ مومن مکی ہے ۴ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں
حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ غَافِرِ الذَّنْبِ
یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا ۵ گناہ بخشنے والا ۶
وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ
اور توبہ قبول کرنے والا ۷ سخت عذاب کرنے والا ۸ بڑے انعام والا ۹ اس کے سوا کوئی معبود نہیں
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اسی کی طرف پھرنا ہے ۱۰ اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر ۱۱ تو اے سننے
فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۞ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ
والے تجھے دھوکا نہ دے ان کا شہروں میں اہلے گہلے (اتراتے) پھرنا ۱۲ ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں
الْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ
نے جھٹلایا ۱۳ اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں ۱۴
وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ
اور باطل کے ساتھ جھگڑے ۱۵ کہ اس سے حق کو ٹال دیں ۱۶ تو میں نے انہیں پکڑا پھر کیسا
كَانَ عِقَابِ ۞ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
ہوا میرا عذاب ۱۷ اور یونہی تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی ہے
كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۞ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
کہ وہ دوزخی ہیں ۱۸ وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں ۱۹ اور جو

❶ اے محبوب ﷺ قیامت کے دن جبکہ فرشتے دوبارہ زندہ کئے جاویں گے (روح) حلقے باندھ کر عرش اعظم کا ایسا طواف کریں گے جیسے حاجی کعبہ کا کرتے ہیں۔ ❷ بَیْنَھُمْ کی ضمیر انسانوں کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ فرشتوں کی طرف۔ کیونکہ وہاں فیصلہ انسانوں ہی کا ہوگا نہ کہ فرشتوں کا فرشتے نہ مکلف تھے نہ ان میں کوئی گنہگار۔ جنات کے لئے جنت کا فیصلہ نہ ہوگا۔ ان کے مجرم دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے نیک دوزخ سے بچ جائیں گے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل واضح ہے ❸ معلوم ہوا کہ جنت میں حمد الٰہی ہوگی مگر لذت کے لئے ہوگی نہ کہ تکلیفی طور پر۔ ❹ سورہ مومن کا نام سورۂ غافر بھی ہے ❺ اس قرآن میں عزت بھی ہے' علم بھی' قرآن جاننے والا بہترین علم والا ہے۔ قرآن کی خدمت کرنے والا دنیا و آخرت میں عزت والا ہے۔ چونکہ قرآن کریم آہستگی سے اترا لہٰذا تنزیل فرمایا گیا۔ ❻ ہمیشہ ہر شخص کے ہر قسم کے گناہ بخشنے والا کیونکہ نہ غافر میں کوئی قید ہے نہ ذنب میں۔ جیسے الحمد للہ میں ہے ❼ کافروں کی توبہ کفر سے' مومنوں کی توبہ گناہوں سے' کیونکہ کافر کی گناہ سے توبہ قبول نہیں۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ مجرم کا گناہ سے انکار کرنا بے حیائی ہے۔ گناہ کے بہانہ بنا کر معذرت کرنی ہلاکت ہے۔ گناہ کا اقرار کر کے اپنے کو مجرم جاننا' نادم ہونا توبہ ہے وہی یہاں مراد ہے (روح) ❽ کافروں پر کفر کی وجہ سے' خیال رہے کہ بندہ مطیع پر عتاب ہوتا ہے۔ بندہ نافرمان پر عذاب' حکومت کے باغی پر عقاب کفار حکومت الٰہیہ کے باغی ہیں۔ ❾ عارفوں پر دین و دنیا میں انعام کی بارشیں فرمانے والا۔ ❿ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو جبراً' موت مومن کے لئے محبوب کا بلاوا ہے' کافر کے لئے وارنٹ ⓫ یہاں جھگڑے سے مراد قرآن کا انکار کرنا اس پر طعن کرنا یا اسے جادو شعر' کہانت کہنا۔ علماء دین کا آیات قرآنیہ سے مسائل نکالنا اس میں علمی بحثیں کرنا' مشکل آیات کو حل کرنا جھگڑا نہیں بلکہ قرآن میں تدبر ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے آئمہ مجتہدین کے اختلافات اسی تدبر کا نتیجہ ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ (حشر: ۲) لہٰذا یہ آیت واضح ہے۔ ⓬ کیونکہ ان کا پوری آزادی سے سفروں میں پھرنا' تجارت سے نفع اٹھانا عارضی ہے' آخر کار گرفتار ہوں گے جیسے وارنٹ والا مجرم ⓭ اس کے باوجود انہیں لمبی عمریں' بہت مال۔ دنیاوی ٹیپ ٹاپ بخشی گئی۔ قوم نوح' قوم عاد' قوم ثمود وغیرہ کی تاریخ دیکھو ⓮ اور تبلیغ سے روک دیں' قید یا قتل کر کے۔ معلوم ہوا کہ ہر پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔ ہر نبی کے مقابل جھٹلانے والے ہوئے۔ اس ہی سے نبی کی شان ظاہر ہوتی ہے ⓯ جیسے فرعون نے جادو سے عصاء موسوی کا مقابلہ کیا۔ اس ہی طرح ہر زمانہ کے کفار ⓰ اور انبیاء کا نام مٹا دیں معجزہ کو جادو سے مشتبہ کر دیں ⓱ غور کر لو ان میں سے کوئی بچا نہیں۔ یہی حال ان کافروں کا ہونے والا ہے۔ کہ یا تو مسلمان ہو جائیں گے یا برباد۔ ایسا ہی ہوا۔ ⓲ یہاں کافروں سے مراد وہ ہیں جو علم الٰہی میں کافر ہو چکے ہیں' ان کی موت کفر پر ہونے والی ہے۔ ورنہ بہت

بقیہ بر صفحہ ۸۴۰

حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ

اس کے گرد ہیں ف۱ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ف۲ اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ

مانگتے ہیں ف۳ اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے ف۴ تو انہیں بخش دے

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا

جنھوں نے توبہ کی ف۵ اور تیری راہ پر چلے ف۶ اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے ہمارے

وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے

اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸

باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں ف۷ بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے ف۸

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ

اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے ف۹ اور جسے تو اُس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ

اور یہی بڑی کامیابی ہے ف۱۰ بے شک جنھوں نے کفر کیا اُن کو ندا کی جائے گی ف۱۱ کہ ضرور تم سے

اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو ف۱۲ جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے

فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

تو تم کفر کرتے ف۱۳ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا ف۱۴

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ

اب ہم اپنے گناہوں پر مُقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ف۱۵ یہ اس پر ہوا کہ

اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ

جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے ف۱۶ اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ف۱۷ تو حکم

لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ

اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند بڑا ف۱۸ وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ف۱۹ اور تمہارے لئے

ف۱ جو عرش اعظم کا طواف کرتے رہتے ہیں انہیں کروبین کہتے ہیں۔ ان کی تعداد رب ہی جانتا ہے۔ ف۲ یعنی اول تسبیح پھر تحمید کرتے ہیں۔ یوں کہتے ہیں۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ ف۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعا مغفرت کررہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مومن بڑی عزت والے ہیں کہ رب تعالیٰ کے قرب حضوری میں ملائکہ کی زبان سے حمد الٰہی کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔ اور ان کے لئے دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور ان کے لئے دعا خیر کیا کریں کیونکہ بدلہ نیکی کا نیکی ہے' رب فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن: ۶۰) چوتھے یہ کہ مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دعا کرنی سنت ملائکہ ہے اور رب کی رضا کا ذریعہ۔ پانچویں یہ کہ مقدس مقامات پر جا کر حمد الٰہی کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دعا مانگنی زیادہ قبول کے قریب ہے۔ حاجی کو چاہئے کہ کعبہ معظمہ اور سنہری جالی پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے ف۴ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی کرنی سنت ملائکہ ہے ف۵ کفر سے یا گناہوں سے' سبحان اللہ! توبہ کیسی پیاری عبادت ہے کہ اس کی قبولیت کی فرشتے دعائیں کررہے ہیں ف۶ معلوم ہوا کہ صرف زبانی توبہ کافی نہیں ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں اپنی مومن اولاد اور مومن بیوی کے ساتھ رہے گا ف۸ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس کے حق میں دعاء خیر کا حکم دیتا ہے' اپنے محبوب سے فرماتا ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (التوبہ: ۱۰۳) دوسرے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کراتا' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء: ۶۴) حضور تمام جہان کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ تیسرے یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں۔ فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا' سنہری جالی والا ان سے خوش ہو جاوے۔ ہم کو بھی چاہئے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل و اصحاب' ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں' ان کے چرچے کیا کریں' ان کے ذکر خیر سے کیا کریں۔ عرس بزرگان کا یہی مقصد ہے ف۹ اس طرح کہ گنہگاروں کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے۔ معلوم ہوا کہ گنہگاروں پر نظر کرم ہے۔ ف۱۰ اللہ ہر مومن کو نصیب فرمائے' سب کی طفیل مجھ گنہگار خطا کار کو بھی۔ آمین ف۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے جرم و گناہ قیامت میں اعلانیہ پکارے جاویں گے تا کہ ان کی رسوائی ہو۔ اور ان کی نیکیوں کا ذکر نہ ہوگا دوسرے یہ کہ مومن کی نیکیاں اعلانیہ دکھائی جائیں گی۔ اور ان کے گناہوں کا خفیہ حساب ہوگا ف۱۲ قیامت میں کفار اپنی جان سے بیزار ہوں گے۔ موت چاہیں گے مگر نہ آئے گی۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (النباء: ۴۰) ف۱۳ دنیا میں یعنی بقیہ برصفحہ ۸۴۰

السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ
آسمان سے روزی اُتارتا ہے ۱ اور نصیحت نہیں مانتا مگر جو رجوع لائے ۲ تو اللہ کی بندگی کرو
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ
نرے اس کے بندے ہوکر پڑے بُرا مانیں کافر ۳ بلند درجے دینے والا ۴
ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
عرش کا مالک ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ۵
لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ
کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے جس دن وہ بالکل ظاہر ہوجائیں گے ۶ اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا
مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ
نہ ہوگا ۷ آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی ۸ آج
تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
ہر جان اپنے کیے کا بدلہ پائے گی ۹ آج کسی پر زیادتی نہیں ۱۰ بے شک اللہ جلد حساب
الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ
لینے والا ہے ۱۱ اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے ۱۲
كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ
غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۱۳ اللہ جانتا
خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ
ہے چوری چھپے کی نگاہ ۱۴ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے ۱۵ اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے ۱۶
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ۱۷ بے شک اللہ ہی
هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ
سُنتا اور دیکھتا ہے ۱۸ تو کیا اُنھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ
انجام ہوا اُن سے اگلوں کا ۱۹ اُن کی قوت اور زمین

۱ یا یہ مطلب ہے کہ بارش نازل فرماتا ہے۔ جو روزی کا سبب ہے یا یہ کہ ہر شخص کی روزی آسمان میں ہے' جسے رب بذریعہ فرشتوں کے اتارتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (الذاریات: ۲۲) ۲ معلوم ہوا کہ روزی تو سب کے لئے مگر ہدایت سب کے لیے نہیں۔ افسوس کہ ہم کو روزی کی فکر ہے' ہدایت کی نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اس کو ملتی ہے جس کا رجوع رسول کی طرف ہو۔ کنوئیں سے پانی' سورج سے نور ملتا ہے' ہدایت کے آفتاب سے ہدایت ملتی ہے ۳ یعنی رب کو راضی کرنے کی سعی کرو۔ سب کی رضا کی فکر نہ کرو۔ رب راضی ہو جائے تو سب کی پرواہ نہیں ۴ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے نیچوں کے درجے اونچے فرماتا ہے۔ اور بلاوجہ اونچوں کو نیچا نہیں کرتا۔ بلندی نبی کو ملتی ہے ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو' رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) ۵ یہاں روح سے مراد وحی الٰہی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کو روح فرمایا گیا۔ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (شوریٰ ۵۲) یعنی جس کو چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ اس پر وحی بھیجتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں۔ وہ صرف عطاء ربانی ہے۔ ہاں بعض نبیوں کو دعا سے نبوت ملی۔ جیسے حضرت ہارون ولوط علیہما السلام۔ ۶ قبروں سے نکل کر اور کہیں چھپنے کی جگہ نہ پائیں گے ۷ خود ان کے خیال میں بھی۔ ورنہ رب سے آج بھی کچھ چھپا نہیں۔ لیکن کافر چھپا ہوا سمجھتے ہیں۔ ۸ جب سب بندے فنا ہو چکیں گے تو رب ندا فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے' اب کون ہے جو جواب دے پھر خود ہی جواب دے گا' کہ اللہ واحد قہار کا ۹ یہاں اعمال سے مراد وہ گناہ ہیں جو معاف نہ ہو گئے اور وہ نیکیاں جو برباد نہ ہو گئی ہوں کیونکہ ان نیکیوں کا بدلہ کچھ نہ ملے گا۔ لہٰذا یہ اپنے عموم پر ہے اور یہ آیت معافی گناہ والی اور ضبطی اعمال والی آیتوں کے خلاف نہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر: ۵۳) اور فرماتا ہے۔ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (حجرات: ۲) ۱۰ یہاں ظلم سے مراد یہ ہے کہ گناہ کی سزا زیادہ یا نیکی کی جزا کم دی جاوے۔ گناہ معاف فرما دیا' نیکی بڑھا دینا اس کا رحم و کرم ہے۔ ۱۱ کہ تمام مخلوق کا سارا حساب چار گھنٹہ کی مدت میں لے لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی اظہار عظمت میں صرف ہوگا۔ صدہا سال شفیع کی تلاش میں کٹیں گے۔ پھر حضور کے مقام محمود پر جلوہ گر رہنے اور نعت خوانوں کی نعت خوانی میں خرچ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (الاسراء: ۷۹) ۱۲ یا تو اس کے ظاہری معنی مراد ہیں کہ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوم میں آ پھنسیں گے کہ نہ باہر آویں نہ اپنی جگہ واپس جاویں مگر موت واقع نہ ہوگی۔ یا سخت صدمہ و رنج مراد ہے۔ ۱۳ ہمارے حضور سے کہا جاوے گا۔ قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ محبوب کہو' تمہاری سنی جاوے گی' شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ خیال رکھو کہ رب جس کی بھی سنتا ہے یا سنے گا حضور کے واسطہ سے' حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن انشاء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی اور مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی بقیہ برصفحہ ۸۴۱

ع ۱۱

قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ لَهُمْ

اُن سے زائد تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے اُن میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ف۱

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

کا کوئی بچانے والا نہ ہوا ف۲ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

پھر وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا ف۳ بے شک اللہ زبردست عذاب والا ہے اور بے شک ہم نے

مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ

موسیٰ کو ف۴ اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا ف۵ فرعون اور ہامان اور

قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا

قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے بڑا جھوٹا ف۶ پھر جب وہ اُن پر ہمارے پاس سے حق لایا

قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا

بولے جو اس پر ایمان لائے ف۷ اُن کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو ف۸ اور

كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ

کافروں کا داؤ نہیں مگر بھٹکتا پھرتا ف۹ اور فرعون بولا ف۱۰ مجھے چھوڑو میں موسیٰ کو

مُوْسٰی وَ لْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ

قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے ف۱۱ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے ف۱۲ یا

یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ

زمین میں فساد چمکائے ف۱۳ اور موسیٰ نے کہا ف۱۴ میں تمہارے اور اپنے رب کی

وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَ قَالَ رَجُلٌ

پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ف۱۵ اور بولا فرعون والوں

مُّؤْمِنٌ ۖۗ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ

میں سے ف۱۶ ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ف۱۷ کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو ف۱۸ کہ وہ

یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ

کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے ف۱۹ اور اگر

منزل ۶

(۱) بڑی مضبوط عمارتیں، نہریں، پل وغیرہ جن سے ان کی قوت مالداری اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے عذاب سے بچانے والے بہت بندے مقرر فرما دے گا۔ (۳) معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ فرعون نے چار سو سال دعویٰ خدائی کیا مگر بیمار تک نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے غرق ہوا۔ (۴) چونکہ موسیٰ علیہ السلام مثل سلطان کے تھے۔ اور حضرت ہارون مثل وزیر کے اس لئے یہاں حضرت ہارون کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز خصوصی معجزات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہوئے تھے (۵) اس سے معلوم ہوا کہ قارون بھی اولاً زکوٰۃ کے مسئلہ میں آپ کے مخالف ہوا پھر اصل نبوت کا منکر ہوگیا۔ پتہ لگا کہ کبھی ایک مسئلہ شرعی کی مخالفت کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے ایک رکن کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے جیسے سارے ارکان کا انکار کیونکہ قارون اولاً صرف زکوٰۃ کی فرضیت کا انکاری تھا مگر اس کا ذکر فرعون کے ساتھ ہوا۔ (۶) اس سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں، قارون اس سے خارج ہے، کیونکہ وہ اس مشورہ میں کبھی شامل نہ ہوا (۷) خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خاطر بنی اسرائیل کے بچے ذبح کرائے تاکہ آپ دنیا میں نہ آنے پائیں۔ مگر اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی کیونکہ اس نے ہی آپ کو پالا۔ اب لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے ذبح کرانا شروع کیا۔ کام ایک ہی ہے مگر مقصد میں فرق ہے (۸) اس طرح کہ فرعونیوں کا یہ داؤ بھی بیکار رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے دین کا رواج ہوگیا (۹) اپنی جماعت سے محض اپنی عزت و آبرو قائم رکھنے کو ورنہ وہ حضرت موسیٰ سے ڈرتا تھا۔ مقابلہ کے دن جوتے چھوڑ کر بھاگ چکا تھا (۱۰) فرعون کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ لوگ سمجھیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل تو کر سکتا ہے مگر لوگوں کے سمجھانے بجھانے سے قتل نہیں کرتا۔ ورنہ حقیقت میں وہ خود مجبور تھا۔ جو ظالم ہزارہا بے گناہ بچوں کو قتل کر چکا ہو اسے ایک جان لینی کیا مشکل تھی (۱۱) یعنی تمہیں میری پوجا سے روک دے اللہ واحد قہار کا عابد بنا دے (۱۲) اس طرح کہ اپنی جماعت تیار کر کے میرے مقابل آجائے معلوم ہوا کہ بے ایمان لوگ اصلاح کو فساد کہتے ہیں۔ (۱۳) فرعون کی دھمکیاں سن کر لوگوں کے اطمینان کے لئے فرمایا (۱۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے ایمانوں کی سختیوں کے جواب میں اپنی بڑائی بیان نہ کرنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ مومن کو اللہ پر توکل چاہئے۔ رب سب کے شر سے بچائے گا۔ تیسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو صفت ربوبیت سے یاد کرنا چاہئے۔ رب اپنے مربوب کی حفاظت فرماتا ہے۔ چوتھے یہ کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا بہت مفید ہے۔ کیونکہ ایک پیغمبر کے منہ سے نکلی ہوئی ہے (۱۵) فرعون کا چچازاد بھائی جس کا نام شمعان تھا، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر فرعونیوں سے چھپاتا تھا۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ بعض قبطی لوگ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے وقت کفار سے اپنا ایمان چھپانا جائز ہے جان بچانے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا مجبور مومن کفریات میں شرکت نہ کرے کیونکہ اس مومن نے حضرت موسیٰ

بقیہ بر صفحہ ۸۴۱

37

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال اُن پر ف۱ اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں
يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ
وعدہ دیتے ہیں ف۲ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو ف۳ اے میری قوم
لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ
آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو ف۴ تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون
اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَ مَاۤ اَهْدِيْكُمْ
بچائے گا ف۵ اگر ہم پر آئے فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور میں تمہیں وہی
اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ
بتاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے ف۶ اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم ف۷ مجھے تم پر اگلے
عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ
گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ف۸ جیسا دستور گزرا نوح کی قوم ف۹ اور عاد
ثَمُوْدَ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَ
ثمود اور ان کے بعد اوروں کا ف۱۰ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ف۱۱ اور
يٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا
اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی ف۱۲ جس دن پیٹھ دے کر بھاگو گے ف۱۳ اللہ
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾
سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں ف۱۴ اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں ف۱۵
وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ
اور بے شک اس سے پہلے ف۱۶ تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے ف۱۷ تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک
مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
ہی میں رہے ف۱۸ یہاں تک کہ جب اُنھوں نے انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا ف۱۹
رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ۙ الَّذِيْنَ
اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ف۲۰ وہ جو

۱ یہ ناممکن کو ناممکن پر معلق کرنا ہے لہٰذا کفر نہیں جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ (زخرف:۸۱) ۲ اس میں واجب کو واجب پر معلق کرنا ہے جس سے تاکید مقصود ہے۔ یعنی وہ ضرور سچے ہیں۔ اور تم پر ضرور آفت آئے گی۔ بعض اس لیے کہا کہ کچھ عذاب دنیا میں آئے گا اور کچھ آخرت میں ۳ کہ خدا پر جھوٹ باندھے نبی نہ ہو اور نبی بنے یا جھوٹا خدا بنے جیسے اے فرعون تو ۴ یعنی تم مصر کے بادشاہ بھی ہو اور بنی اسرائیل پر غالب بھی۔ تمہیں رب کا زیادہ شکر چاہئے تاکہ تمہاری حکومت و غلبہ قائم رہے ۵ اس سے متکلم خارج ہے جیسے اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وعظ کا طریقہ یہ ہی مفید ہے کہ واعظ اپنے کو بھی مجرموں میں داخل کر کے گفتگو کرے۔ جیسے کہ ہم آج بے نماز ہو گئے حالانکہ خود نمازی ہے تاکہ واعظ کی خیر خواہی واضح ہو جائے۔ ۶ یعنی میرا خیال تو یہ ہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے اگر تمہاری رائے نہیں تو نہ قتل کرو۔ اس سے فرعون کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ وہ کسی کی رائے ماننے والا کب تھا ۷ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا یا ستایا تو یا اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تو ۸ گروہوں سے مراد پچھلی امتیں ہیں جو اپنے انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینی بڑا جہاد ہے۔ یہ شخص مجاہد اعظم تھا۔ ۹ معلوم ہوا کہ فرعون اور فرعونی تاریخ سے واقف تھے اور گزشتہ قوموں کی ہلاکت کی انہیں خبر تھی، بے خبر نہ تھے۔ ایک قبطی یہ تاریخی واقعات بیان کر رہا ہے۔ اور لوگ خاموش ہیں۔ ۱۰ جیسے قوم لوط و شعیب وغیرہ۔ ۱۱ کہ بغیر نبی بھیجے انہیں ہلاک کر دے یہ بھی اس ہی مومن کا کلام ہے اس میں یہ بھی فرمایا گیا کہ فرعون رب نہیں۔ رب قادر و قیوم اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۲ یعنی قیامت کے دن جب فرشتے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے یا لوگ ایک دوسرے کو پکاریں گے یا اعراف میں کھڑا ہو کر فرشتہ پکارے گا کہ آج موت بھی ذبح کر دی گئی۔ اب جنتی ہمیشہ جنت میں اور دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ یہ بھی اس مومن کی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو قیامت سے ڈرا رہا ہے ۱۳ قبروں سے میدان محشر کی طرف یا حساب کے بعد محشر سے دوزخ کی طرف۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن تمام عقائد سے واقف ہے۔ ۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہوگا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرما دے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے عذاب میں ذکر کیا گیا ۱۵ اس طرح کہ اس کی بدعملیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دے جیسے ذبح کی وجہ سے موت۔ لہٰذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ گر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ خالق موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو سبب موت کا کسب کرے ۱۶ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تمہارے باپ داداؤں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے تشریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بقیہ برصفحہ ۸۴۱

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ف۱ بے کسی سند کے کہ انہیں ملی ہو ف۲ کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ

وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ

کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ف۳ اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے ف۴ متکبر سرکش کے سارے دل

جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾

پر اور فرعون بولا ف۵ اے ہامان میرے لئے اونچا محل بنا ف۶ شاید میں پہونچ جاؤں راستوں تک

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ

کاہے کے راستے آسمانوں کے تو موسیٰ کے ف۷ خدا کو جھانک کر دیکھوں ف۸ اور بے شک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے ف۹ اور

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ

یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر دکھایا گیا ف۱۰ اور وہ راستے سے روکا گیا ف۱۱ اور فرعون کا

فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ

داؤں ہلاک ہونے ہی کو تھا ف۱۲ اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں

سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ

بھلائی کی راہ بتاؤں ف۱۳ اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے ف۱۴ اور بے شک

الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ

وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ف۱۵ جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی ف۱۶ اور

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ

جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان ف۱۷ تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں

الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى

گے ف۱۸ وہاں بے گنتی رزق پائیں گے ف۱۹ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی

النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ ؕ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ

طرف ف۲۰ اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا

بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ

شریک کروں جو میرے علم میں نہیں ف۲۱ اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ف۲۲ آپ ہی ثابت

منزل ۶

(۱) اس طرح کہ انبیاء کے معجزات جھٹلاتے ہیں۔ جھگڑنے سے جھٹلانا مراد ہے (۲) یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف ہمیشہ بے سند بے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت الٰہیہ اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے (۴) کفر کی' جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کٹھ لگ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مہر والا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مہر والے گناہ کیوں کئے آیت بالکل واضح ہے (۵) حماقت کے طور پر ہامان سے (۶) اس طرح کہ پہلے پختہ اینٹیں بنا۔ پھر اینٹوں سے محل تیار کر جو بہت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دوسری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ (قصص: ۳۸) (۷) یعنی اس اونچے محل کو میں آسمان پر چڑھنے کا زینہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں (۸) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے' رب تعالیٰ نے کسی خاص جگہ پر ہے' نہ ہر جگہ' وہ جگہ سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے۔ نہ کہ روزی دینے والے کی۔ (۹) فرعون کی یہ بکواس بھی صرف اپنا بھرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بھیجنے والا سچا رب ہے' اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک میں خود ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہر حال اس مجبوری و مقہوری اس عبارت سے ظاہر ہے (۱۰) رسول کو جھٹلانا دعویٰ خدائی کرنا۔ برے کام میں مشغول رہنا اس کی اس حماقت کے سبب بنے۔ (۱۱) اسے شیطان اور نفس امارہ نے راہ حق سے روکا۔ ان بدعملیوں کی وجہ سے (۱۲) یعنی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جتنے داؤ چلائے سب میں ناکام رہا۔ آخر کار فتح موسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔ یہ سنت الٰہیہ قیامت تک جاری رہے گی (۱۳) یعنی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرتا ہوں تم میری اتباع کرو۔ ہدایت میرے پاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے نبی کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ ایسے ہی علماء دین و مشائخ کی اتباع نبی کی اطاعت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے زمانہ حیات میں بھی علماء کی اتباع کی جاوے چنانچہ غیر فقیہہ صحابی فقہاء کی اتباع کرتے تھے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ حیات میں اجماع امت کا اعتبار نہیں مگر قیاس فقہاء کا اعتبار ہے حضرت معاذ بن جبل کو حضور نے حاکم یمن بنا کر بھیجا تو پوچھا کس سے فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ سے' فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو عرض کیا اس کے رسول کی سنت سے' فرمایا گیا اگر اس میں بھی نہ پاؤ' عرض کیا ثُمَّ اَجْتَهِدُ بِرَاْيِيْ خود قیاس کروں گا اس پر حضور بہت خوش ہوئے (ترمذی وغیرہ) (۱۴) اس مرد مومن نے پہلی ہدایت یہ کی کہ دنیا کی برائی اس کی فنا ان کے ذہن نشین کرائی کیونکہ محبت دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی محبت دنیا میں فرعون خدا بنا اور مرزا قادیانی نبی بن بیٹھا۔ نعوذ باللہ منہ (۱۵) یعنی آخرت میں اگر آرام ہے تو دائمی اور اگر مصیبت ہے تو ہمیشہ کی اس لئے آگے نیک و بد اعمال کا ذکر فرمایا کہ یہ آخرت کے آرام و تکلیف کا ذریعہ ہیں۔ (۱۶) یعنی بقیہ بر صفحہ ۸۴۱

ع ۴ / ۹

النصف

أَنَّمَا تَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُۥ دَعْوَةٌ فِي ٱلدُّنْيَا وَلَا فِي ٱلْـَٔاخِرَةِ وَ

ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہو اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں ؀۱ نہ آخرت میں اور

أَنَّ مَرَدَّنَآ إِلَى ٱللَّهِ وَأَنَّ ٱلْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُونَ

یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے ؀۲ اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے

مَآ أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرٌۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقَىٰهُ

کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو گے ؀۳ اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں ؀۴ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو

ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُوا۟ ۖ وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ ٱلنَّارُ

اللہ نے اُسے بچا لیا ؀۵ ان کے مکر کی برائیوں سے ؀۶ اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا ؀۷ آگ

يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ

جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں ؀۸ اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا ؀۹ فرعون والوں کو

فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَإِذْ يَتَحَآجُّونَ فِي ٱلنَّارِ فَيَقُولُ ٱلضُّعَفَٰٓؤُا۟

سخت تر عذاب میں داخل کرو ؀۱۰ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے ؀۱۱ تو کمزور اُن سے کہیں گے

لِلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا۟ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا

جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے ؀۱۲ تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ

مِّنَ ٱلنَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا۟ إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ ٱللَّهَ قَدْ حَكَمَ

گھٹا لو گے وہ تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں ؀۱۳ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ

بَيْنَ ٱلْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِي ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ

فرما چکا ؀۱۴ اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ؀۱۵

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا۟ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم

ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں نہ لاتے

بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۚ قَالُوا۟ فَٱدْعُوا۟ ۗ وَمَا دُعَٰٓؤُا۟ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِي

تھے بولے کیوں نہیں بولے تو تم ہی دعا کرو ؀۱۶ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے

ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَيَوْمَ

پھرنے کو ؀۱۷ بے شک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ؀۱۸ دنیا کی زندگی میں اور جس دن

(۱) اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان جھوٹے معبودوں کی طرف سے کوئی داعی اور مبلغ نہیں آئے۔ رب کی طرف سچے پیغمبر اور مبلغ دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور علماء، وصوفیاء رب تعالیٰ کی دلیلیں ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ (فتح: ۲۸) سچا رب وہ ہے جس کی طرف سچے رسول بلا رہے ہیں۔ (۲) بعد موت سزا و جزا کے لئے لہٰذا اسے راضی کرو (۳) یعنی نزول عذاب کے وقت میری نصیحت یاد کرو گے اور پچھتاؤ گے۔ مگر اس وقت پچھتانا کام نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ولی اللہ یہ بھی جانتا تھا کہ قوم ایمان نہ لائے گی یہ بھی جانتا تھا کہ ان پر عذاب الٰہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کو علم غیب دیتا ہے۔ (۴) فرعونیوں نے بجائے نصیحت قبول کرنے کے اس مرد مومن کو دھمکانا شروع کیا کہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔ اس لئے اس نے یہ کہا کہ یہ دعا ہر مصیبت اور دشمن کے مقابلہ کے وقت پڑھنی چاہئے۔ بہت مفید ہے (۵) موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس قبطی مومن نے بھی نجات پائی اگرچہ وہ فرعون کی قوم سے تھا۔ نیز اس قبطی نے بھی نجات پائی جو بہروپیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل رہا کرتا تھا۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کی سی شکل بنانے کی وجہ سے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ حدیث' کی شرح میں ہے (۶) چنانچہ وہ مومن شمعان یا حزبیل فرعونیوں سے نکل کر پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ نماز کی نیت باندھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے آس پاس درندوں جانوروں کا پہرہ مقرر فرما دیا۔ فرعون نے ایک ہزار سپاہی اس کی تلاش میں بھیجے جو اس غار تک پہنچے۔ ان میں سے بعض کو درندوں نے پھاڑ ڈالا بعض
ع ۱۳
بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچے اور یہ واقعہ اس سے بیان کیا۔ فرعون نے ان سپاہیوں کو سولی دے دی تا کہ یہ راز ظاہر نہ ہو جائے (خزائن العرفان و روح البیان) (۷) کہ دنیا میں تو فرعون

منزل ۶

کے ساتھ ڈبو دیئے گئے۔ قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (۸) اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی پیشی صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عذاب قبر برحق ہے' دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہوگا بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے اس لئے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لئے دو عذابوں کا ذکر ہوا جہنم کی آگ پر پیش ہونا قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخلہ ہونا (۹) اس دن عذاب کے فرشتوں کو علانیہ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب مختلف ہوں گے سخت کافروں کا عذاب بھی سخت ہے ہلکے کافروں کا عذاب بھی ہلکا جیسا کہ اشد سے معلوم ہوا۔ (۱۱) فرعون اور فرعونی لوگ یا سارے کفار۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں یہ لڑائی جھگڑے کفار کے ساتھ خاص ہیں۔ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاویں لیکن یہ آپس کے لعن طعن نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ (۱۲) کہ تمہاری بدولت کافر بنے آج کچھ کام آؤ۔ ان کی یہ بکواس ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہوگی۔ (۱۳) یعنی ہم

بقیہ برصفحہ ۸۴۱

يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

گواہ کھڑے ہوں گے ۱ جس دن ظالموں کو اُن کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ۲ اور اُن کے لئے لعنت ہے ۳

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ

اور اُن کے لئے بُرا گھر اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ۴ اور بنی اسرائیل کو

اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ

کتاب کا وارث کیا ۵ عقل مندوں کی ہدایت اور نصیحت کو ۶ تو اے محبوب تم صبر کرو

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۷ اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو ۸ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح

وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ

اور شام اس کی پاکی بولو ۹ وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ۱۰ بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو

اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ

ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس ۱۱ جسے نہ پہنچیں گے ۱۲ تو تم اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہی

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ

سنتا دیکھتا ہے ۱۳ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

بڑی ۱۴ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۱۵ اور اندھا اور انکھیارا برابر

وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا

نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بدکار ۱۶ کتنا کم

مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے ۱۷ اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ

ایمان نہیں لاتے ۱۸ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا ۱۹ بے شک

الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں ۲۰ عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر ۲۱

ع ۶

۱ قیامت کے دن جبکہ فرشتے اور امت محمد ﷺ گزشتہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی سرکشی کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی مدد مرتے وقت اور قبر میں بھی فرماتا ہے کہ ایمان پر قائم رکھتا ہے۔ اس ہی کی مدد سے ایمان پر خاتمہ قبر کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ فرماتا ہے۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (ابراھیم: ۲۷) ۲ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی توبہ و معذرت وہاں بھی قبول ہوگی کافر کا ایمان مرتے وقت کی توبہ قبول نہیں مسلمان کی مرتے وقت کی توبہ قبول ہوگی۔ مومن کے لئے رحمت اور اچھا گھر ہوگا ۳ اس طرح کہ کافر دوزخی ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور فرشتوں، جنتی مسلمانوں بلکہ خود رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر پھٹکار پڑے گی۔ یہ لعنت بھی صرف کفار کے لئے ہے۔ گنہگار مومن اس سے محفوظ ۴ ھدیٰ سے مراد یا توریت ہے یا معجزات یا رہنمائی۔ تیسرے معنی نہایت موزوں ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو راہنما یا ہادی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو ہدایت نبی سے ملتی ہے۔ اور نبی کو براہ راست حق تعالیٰ سے جیسے تمام جہان کو روشنی سورج سے اور سورج کو روشنی رب تعالیٰ نے بلاواسطہ بخشی۔ پیغمبر ظہور نبوت اور کتاب کے نزول سے پہلے ہی ہدایت پر ہوتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پانے کے زمانہ میں بھی ہدایت پر تھے کہ فرعون کو چپت لگاتے رہتے تھے ۵ کتاب سے مراد توریت یا تمام وہ کتب و صحیفے ہیں جو بنی اسرائیل کو بواسطہ رسل ملے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث رسول ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی وارثت مالی تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت مالی نہیں کمالی ہے۔ ان سے کمال لو یہ میراث ہمیشہ ملتی رہے گی ۶ معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تعلیم سے عقلمند لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہاں عقل سے مراد وہی عقل ہے جو دین کی طرف رہنمائی کرے۔ ۷ وہ تمہارا دین ضرور غالب فرمادے گا رب نے یہ وعدہ پورا فرمادیا۔ ۸ یہاں گناہ کی نسبت حضور کی طرف کسب کی نہیں بلکہ تصیر کی ہے یعنی جن چیزوں کو آپ نے گناہ بنادیا جیسے کہا جاتا ہے کہ چوری اسلام کا گناہ ہے یعنی جسے اسلام نے گناہ قرار دیا۔ یا یہ نسبت ذمہ داری کی ہے۔ جیسے وکیل کہتا ہے میرا مقدمہ ۹ صبح شام سے مراد ہمیشہ ہے رب فرماتا ہے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (مریم: ۶۲) جنتیوں کو صبح و شام رزق ملے گا یعنی ہمیشہ یا اس سے مراد پانچوں نمازیں ہیں یا صبح و شام کے ذکر کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ۱۰ یعنی کفار قریش جو قرآنی آیات جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سے علماء کرام کی قرآنی صحیح تاویلیں اور علمی خدمات خارج ہیں۔ کہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا مٹانا ہے۔ ۱۱ جس نے انہیں حضور کی اطاعت سے محروم رکھا کہ ہم قوم کے سردار ہیں۔ کسی کی اطاعت کیوں کریں۔ خیال رہے کہ کافر کے مقابل جہاد میں مومن کا تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائی کے مقابل تکبر حرام ہے اور نبی کے مقابل تکبر کفر۔ شیطان نے تیسرا تکبر کیا مارا گیا۔ ۱۲ بلکہ ذلیل ہوں گے، ایسا ہی ہوا ۱۳ معلوم ہوا کہ حاسدوں کے مکر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے رب فرماتا ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (فلق: ۵) ۱۴ تمہاری دانست میں، بقیہ برصفحہ ۸۴۱

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اُس میں آرام پاؤ ف۱ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا ف۲ بے شک

اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾

اللہ لوگوں پر فضل والا ہے ف۳ لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے ف۴

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾

وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا ف۵ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو ف۶

كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ

یونہی اوندھے ہوتے ہیں وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ف۷ اللہ ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

تمہارے لئے زمین ٹھہراؤ بنائی ف۸ اور آسمان چھت ف۹ اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں ف۱۰

وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۖۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

اور تمہیں ستھری چیزیں روزی دیں ف۱۱ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ

جہاں کا ف۱۲ وہی زندہ ہے ف۱۳ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اُسے پوجو نرے اُسی کے بندے ہوکر ف۱۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ

سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں ف۱۵ کہ انہیں پوجوں جنہیں تم

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ٘ وَ اُمِرْتُ

اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۱۶ جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں ف۱۷ اور مجھے

اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں ف۱۸ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا

پانی کی بوند سے ف۱۹ پھر خون کی پھٹک سے ف۲۰ پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ ف۲۱ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

کہ اپنی جوانی کو پہنچو ف۲۲ پھر اس لئے کہ بوڑھے ہو ف۲۳ اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا لیا جاتا ہے ف۲۴

۱ اول رات میں سوکر آخر رات میں رب کی بارگاہ میں رو کر جسمانی اور روحانی آرام پاؤ۔ معلوم ہوا کہ رات کھیل تماشوں میں گزارنا گناہ ہے۔ بلکہ بلاوجہ جاگتے رہنا مناسب نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲ تاکہ اس میں کمائی کرو اور ہر کام اطمینان سے انجام دو۔ ۳ معلوم ہوا کہ جس کو جو ملا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملا نہ کہ اپنے ذاتی استحقاق سے ۴ خیال رہے کہ ہر نعمت کا شکر جداگانہ ہے۔ وقت کا شکر یہ ہے کہ ہر وقت جائز کام میں صرف کرے اور کچھ وقت اللہ کے ذکر اور دینی خدمت میں خرچ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی بری بھلی چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ جو کسی چیز کا خالق غیر اللہ کو مانے وہ اس آیت کا مخالف ہے جیسے معتزلہ کہ وہ اعمال کا خالق خود بندے کو مانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا فرمانا برا نہیں۔ شیطان برا ہے مگر شیطان کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۶ کہ رب کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا راستہ سیدھا ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ باقی راستے اوندھے ۷ اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات یا حضور کے معجزات ہیں، ان کے انکار کرنے سے مراد ان کا قبول نہ کرنا اور نہ ماننا ہے یا آیتوں سے مراد دلائل قدرت ہیں جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تو ان کے انکار سے مراد ان میں غور نہ کرنا ہے، یا ان چیزوں کو کسی اور کی مخلوق ماننا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اسلام سے محروم رہا وہ ہمیشہ اوندھے ہی کام کرے گا قلب ٹھیک ہو تو قالب درست ہوتا ہے۔ عقیدے درست ہوں تو اعمال خیر ہوتے ہیں ۸ جس میں کہ تم زندگی اور موت کے بعد ٹھہرو گے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے جیسے ہم کچھ دیر کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعے ہوا میں از یں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی زمین پر ہی رہیں گے اور زمین میں ہی دفن ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری خاطر زمین کو ٹھہرا دیا کہ بالکل جنبش نہ کرے۔ لہٰذا موجودہ سائنس کا زمین کو متحرک ماننا باطل ہے ۹ جو قبے کی طرح ہمیشہ تم پر سایہ کئے ہوئے ہے ۱۰ کہ تمہیں سیدھی قامت بخشی، جانوروں کی طرح نہ بنایا۔ تمہیں کھانے کے لئے ہاتھ بخشے تاکہ تمہارا سر رزق کے آگے نہ جھکے رازق کے آگے جھکے سبحان اللہ ۱۱ حلال و مزیدار چیزیں کہ بھوسہ جانور کھائیں۔ دانہ کی ہزار طرح کی غذائیں بنا کر تم کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال مزیدار رزق چھوڑ دینا فقیری نہیں بلکہ گناہ ہے گناہ چھوڑ دینا فقیری اور کمال ہے حضور نے مرغ بھی کھائے ہیں ۱۲ کہ بڑے چھوٹے اس کے حاجتمند ہیں، وہ سب سے بے نیاز غنی، خیال رہے کہ اللہ رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین ہیں۔ یعنی جس کا اللہ رب ہے اس کے لئے حضور رحمت ہیں ۱۳ حقیقی زندہ، ہمیشہ سے زندہ ہمیشہ تک زندہ صرف وہ ہے باقی مجازی عارضی زندہ ہیں۔ ایسے ہی حقیقی کارساز صرف وہ ہے۔ مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ۱۴ ظاہری باطنی شرک سے بچتے ہوئے ۱۵ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی کیونکہ حضور نے نبوت کے ظہور اور قرآن کے نزول سے پہلے بھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔ ۱۶ یہاں دعا کے معنی صرف پکارنا نہیں بقیہ بر صفحہ ۸۴۲

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

اور اس لئے کہ تم ایک مقرر وعدہ تک پہنچو ف۱ اور اس لئے کہ سمجھو ف۲ وہی ہے کہ جلاتا (زندہ کرتا) ہے

وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ اَلَمْ

اور مارتا ہے پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جبھی وہ ہو جاتا ہے ف۳ کیا تم

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَّذِيْنَ

نے اُنھیں نہ دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ف۴ کہاں پھیرے جاتے ہیں ف۵ وہ جنھوں

كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾

نے جھٹلائی کتاب اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا ف۶ وہ عنقریب جان جائیں گے

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ

جب اُن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے ف۷ کھولتے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾

پھر آگ میں دہکائے جائیں گے ف۸ پھر ان سے فرمایا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ

اللہ کے مقابل ف۹ کہیں گے وہ تو ہم سے گم گئے ف۱۰ بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ف۱۱

شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو ف۱۲ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

میں باطل پر خوش ہوتے تھے ف۱۳ اور اس کا بدلہ ہے جو تم اتراتے تھے ف۱۴ جاؤ جہنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ

میں ف۱۵ اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی بُرا ٹھکانا مغروروں کا ف۱۶ تو تم صبر کرو ف۱۷ بے شک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ وہ چیز جس کا اُنھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ

دیں ف۱۸ بہر حال اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا

ع ۸ ۱۲

۱ مقرر وعدے سے مراد یا موت ہے تب تو یہ پچھلے مضمون ہی کا بیان ہے یا قیامت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جیسے دنیا میں ایک خاص وقت تک رہتے ہو ایسے ہی عالم برزخ میں بھی خاص وقت تک ہی رہو گے وہاں بھی ہمیشگی نہیں ۲ کہ خالق وہ ہے جو ان سب کو حرکت دے رہا ہے جس کی قوت و ارادے سے سارے عالم میں انقلاب ہو رہے ہیں ۳ اس میں قدرت کا ذکر ہے اور پہلی آیت میں قانون کا۔ یعنی قانون ہے مٹی نطفہ وغیرہ سے بنانا۔ قدرت ہے فقط ارادہ سے پیدا فرمانا یا وہاں اجسام کی پیدائش کا ذکر ہے یہاں عالم امر کی پیدائش کا ذکر ۴ اس طرح کہ آیت قرآنیہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی کفار' اس آیت کو مجتہدین علماء کے اختلاف سے کوئی تعلق نہیں کہ ان کے اختلافات آیات کی تحقیق کے لئے ہیں۔ اسی لئے آگے ارشاد ہے۔ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ ۵ انہیں نفس امارہ اور شیطان حق سے باطل کی طرف پھیرتا ہے۔ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جائے ۶ اس سے انبیاء کرام کی کتابیں یا ان کے معجزات یا ان کے عقائد مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو تمام انبیاء ان کی کتب ان کے معجزات ان کے درجات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ۷ معلوم ہوا کہ یہ تینوں عذاب کفار سے خاص ہیں گنہگار مومن ان سے محفوظ رہے گا یعنی گلے میں طوق پاؤں میں زنجیر' گھسیٹ کر دوزخ میں پھینکا جانا۔ مرے ہوئے کتے کی طرح ۸ معلوم ہوا کہ کفار کو پہلے کھولتے پانی میں غوطہ دیا جائے گا۔ پھر دوزخ میں پہنچایا جاوے گا۔ یہ تمام کام فرشتے کریں گے ۹ بت یا چاند سورج وغیرہ یا ان کے سرداران کفر۔ غرضیکہ اس کو انبیاء سے کوئی تعلق نہیں۔ ۱۰ کہ یہ سب چیزیں دوزخ میں ہی موجود ہوں گی مگر ان کفار کی امداد نہ کر سکیں گی بلکہ سورج و پتھر وغیرہ تو اور عذاب دیں گے ۱۱ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کسی بت کی پوجا کرتے ہی نہ تھے۔ تب تو یہ اپنے شرک کا انکار ہے یا جن کی ہم پوجا کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے۔ ہم تو ان کی مدد کی آس لگائے تھے۔ آج معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ۱۲ کہ آج وہ اپنے شرک کو بھی بھول گئے۔ یا دنیا میں باطل کو حق سمجھ بیٹھے ۱۳ اس طرح کہ بت پرستی پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے ۱۴ معلوم ہوا کہ ناحق خوشی کفر ہے اور حق خوشی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس: ۵۸) لہٰذا ہولی دیوالی کی خوشی کفر ہے' عید کی خوشی عبادت' دیوتاؤں کے جنم دن منانا کفر ہے اور حضور کا عید میلاد منانا عبادت ۱۵ کفار کا ہر گروہ اس دروازے سے جائے جس کا وہ اہل ہے۔ جہنم کے مختلف طبقے ہیں ہر طبقے کے علیحدہ دروازے جنت کا بھی یہی حال ہے ۱۶ جو انبیاء و اولیاء و علماء امت کے مقابل غرور اور تکبر کرتے تھے' ان کے پاس بیٹھنے' ان کی اطاعت کو اپنی توہین سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بارگاہ میں تکبر کفر ہے۔ وہ نیچے ہونے کی جگہ ہے ۱۷ ان کفار کی ایذا پر اور ان پر جہاد نہ کرو یا ان کے عذاب میں جلدی نہ کرو۔ یہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ پہلی صورت میں یہ آیت منسوخ ہے دوسری میں محکم ۱۸ یہ اگر مگر رب کے علم کے لحاظ سے نہیں وہ تو علیم و خبیر ہے

بقیہ برصفحہ ۸۴۲

قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ
احوال تم سے بیان فرمایا ۱ اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا ۲ اور کسی رسول کو نہیں
لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ
پہنچتا کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے ۳ پھر جب اللہ کے حکم آئے گا
بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ
سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ۴ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے
الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ
چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ ۵ اور تمہارے لئے ان میں کتنے ہی فائدے ہیں ۶ اور
لِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
اس لئے کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو ۷ اور اُن پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے
تُحْمَلُونَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿٨١﴾ أَفَلَمْ
ہو ۸ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ۹ تو اللہ کی کونسی نشانی کا انکار کرو گے ۱۰ کیا اُنھوں
يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ
نے زمین میں سفر نہ کیا ۱۱ کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا ۱۲
قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا
وہ ان سے بہت تھے ۱۳ اور ان کی قوت اور زمین میں نشانیاں اُن سے زیادہ تو
أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
ان کے کیا کام آیا جو اُنھوں نے کمایا ۱۴ تو جب ان کے پاس اُن کے رسول روشن
بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا
دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے ۱۵ جو ان کے پاس دنیا کا علم تھا ۱۶ اور انہی پر الٹ پڑا جس
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ
کی ہنسی بناتے تھے ۱۷ پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک
وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ
اللہ پر ایمان لائے ۱۸ اور جو اس کے شریک کرتے تھے اُن سے منکر ہوئے تو ان کے

① قرآن شریف میں صراحۃً' خیال رہے کہ قرآن کریم میں بعض رسولوں کے نام صراحۃً آئے مگر ان کا واقعہ بالکل مذکور نہ ہوا جیسے حضرت لیسع علیہ السلام بعض کے واقعات تو مذکور ہوئے مگر نام نہ آئے جیسے حضرت حزقیل و خضر علیہ السلام بعض پیغمبروں کے نام بھی مذکور ہیں اور قصے بھی جیسے حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام۔ بعض کا

ع ۸/۱۴ بالکل ذکر نہیں جیسے حضرت دانیال وغیرہ مگر اجمالی ذکر سب کا ہے۔ خیال رہے کہ کل انیس پیغمبروں کا قرآن میں صریحی ذکر ہے ② یہاں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ قرآن میں بیان کرنے کی نفی ہے ورنہ حضور ہر پیغمبر کے حال کو جانتے ہیں رب فرماتا ہے كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ (ھود ۱۲۰) حضور نے معراج میں تمام پیغمبروں سے ملاقات فرمائی۔ حضور ان انبیاء سے گفتگو بھی فرماتے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ وَسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا الـــخ (زخرف: ۴۵) ③ شان نزول کفار مکہ دن رات نئے نئے معجزات حضور سے مانگتے تھے۔ دیکھے ہوئے معجزوں پر بس نہ کرتے تھے' کہتے تھے کہ سونے کے پہاڑ دو وغیرہ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ خیال رہے کہ سب معجزات رب کے اذن سے ہوتے ہیں کسی میں پیغمبر کو اختیار دیا جاتا ہے جیسے عصا کا سانپ کہ جب ڈالا سانپ بنا' کسی میں نہیں دیا جاتا جیسے نزول آیات قرآنیہ۔ ④ یعنی اب یہ لوگ عذاب یا موت دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے جب کہ ایمان لانا معتبر نہ ہوگا۔ ورنہ قبول ایمان کے لئے ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے۔ انہوں نے ہزارہا معجزے دیکھ لئے۔ ⑤ یعنی تمہارے استعمال کے بعض جانور وہ ہیں جن پر تم صرف سوار ہوتے ہو' کھاتے نہیں جیسے گھوڑا' خچر' بعض کو صرف کھاتے ہو سوار نہیں ہوتے جیسے بکری' مرغی' بعض کو کھاتے بھی ہو سواری میں بھی استعمال کرتے ہو۔ جیسے اونٹ' بیل' یہ حصر منع جمع کے لئے نہیں ⑥ ان کے دودھ' اون انڈے استعمال ہوتے ہیں ⑦ کہ ان پر لاد کر سامان تجارت لے جاؤ اور نفع کماؤ ⑧ خشکی میں جانوروں پر سمندر میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو' پانی کشتی کو غرق نہیں کرتا ⑨ ان سواریوں سے پتہ لگاؤ کہ جیسے سمندر کا سفر کشتی کے بغیر ناممکن ہے ایسے ہی دریائے معرفت کا سفر شریعت کی کشتی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ⑩ یعنی یہ نشانیاں ایسی ظاہر ہیں یا ظاہر ہوں گی کہ ان کے انکار کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ ان کا انکار نہ کرے گا مگر عقل کا اندھا لہٰذا رب کو ایک اور اس کے رسولوں' کتب کو برحق مانو ⑪ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین میں سفر کر کے کفار کی اجڑی بستیوں میں جانا عذاب الٰہی دیکھنے کے لئے جائز بلکہ بہتر ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے مزارات پر سفر کر کے جانا' وہاں اللہ کی رحمتیں دیکھنے کے لئے بھی بہتر ہے۔ حدیث شریف میں جو فرمایا گیا کہ سوا تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر نہ کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی اور مسجد میں سفر کر کے نہ جاؤ یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ہوتا ہے ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات اور یادگاروں کے ثبوت کے لئے قرآنی آیت یا حدیث ضروری نہیں صرف شہرت کافی ہے۔ دیکھو رب نے ان قوموں کے جغرافیائی پتے نہ بتائے بلکہ فرمایا کہ ان بستیوں کو دیکھ کر عبرت پکڑو۔ عرب والوں کو ان قوموں کے

بقیہ برصفحہ ۸۴۲

يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ

ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا ف۱ اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں

خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۠(۸۵)

گزر چکا ف۲ اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَكِّيَّۃٌ ۴۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۵۴ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ حٰم السجدہ مکی ہے ف۳ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

حٰمٓ ۚ(۱) تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ(۲) كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ

یہ اُتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ف۴ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں ف۵

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۙ(۳) بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

عربی قرآن عقل والوں کے لئے خوشخبری دیتا ف۶ اور ڈر سناتا تو اُن میں

اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (۴) وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا

اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں ف۷ اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی

تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ

طرف تم ہمیں بلاتے ہو ف۸ اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک (پردہ) ہے ف۹

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (۵) قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ

تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں ف۱۰ تم فرماؤ ف۱۱ آدمی ہونے میں تمہی جیسا ہوں ف۱۲ مجھے وحی

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَ وَیْلٌ

ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ف۱۳ تو اس کے حضور سیدھے رہو ف۱۴ اور اس سے معافی مانگو ف۱۵ اور خرابی ہے

لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۙ(۶) الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

شرک والوں کو ف۱۶ وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ف۱۷ اور وہ آخرت کے منکر

كٰفِرُوْنَ (۷) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ

ہیں بےشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے

غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۠(۸) قُلْ اَىٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ

بے انتہا ثواب ہے ف۱۸ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو ف۱۹ جس نے دو دن میں زمین

❶ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لائی تھی اس لئے قبول ہوگیا نہ کہ عذاب دیکھ کر جیسے اگر کافر علامات موت دیکھ کر ایمان لائے تو معتبر ہے اور موت یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تو غیر مقبول ہے ❷ یعنی قبول ایمان کا قانون یہ ہے کہ موت یا عذاب آنے پر معتبر نہیں۔ اگر کسی کا ایمان بعد موت بھی معتبر ہو جاوے تو وہ خاص رحمت ہے قانون نہیں جیسے ہمارے حضور نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ فرما کر انہیں ایمان دیا اور وہ مقبول ہوا۔ اب وہ صحابیہ مومنہ ہیں ❸ اس سورت کا نام سورت فصلت بھی ہے سورہ مصابیح بھی' سورہ سجدہ بھی ❹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم آہستگی سے تئیس سال میں نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن صفت جمال الٰہی کا مظہر اتم ہے اس لئے رحمت و کرم کا ذکر فرمایا۔ ❺ مثالیں' وعدے' وعید' ذات و صفات کی آیات تفصیل وار مذکور ہیں۔ ❻ معلوم ہوا کہ قرآن صرف عربی میں ہے لہٰذا اس کا ترجمہ قرآن نہ ہوگا۔ نہ اسے نماز میں پڑھ سکیں نہ اس کی تلاوت پر تلاوت قرآن کے احکام جاری ہوں۔ نہ ترجمہ سے سجدہ تلاوت واجب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا نہ کہ حضور کی ہدایت کے لئے۔ حضور تو پہلے سے ہی ہدایت یافتہ تھے ❼ یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کا سننا ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت خاموشی چاہئے۔ ❽ کفار یہ بکواس مذاق یا فخر کے طور پر کہتے تھے کہ ہم کفر میں ایسے پختہ ہیں کہ آپ کی تعلیم ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ جب دن برے آتے ہیں تو انسان عیب کو ہنر سمجھنے لگتا ہے۔ جیسے آج بعض غافل مسلمان نمازیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اپنے سینما بازی اور لغو پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ❾ ان کی یہ باتیں بالکل سچی تھیں جس کا قرآن کریم نے بھی جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ مگر یہ سچ بولنا کفر تھا معلوم ہوا کہ کبھی سچ بھی کفر ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا اَغْوَیْتَنِیْ خدایا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ سچ تھا مگر یہ بولنا کفر ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا یہ خلاف واقع تھا۔ نبی ظالم نہیں ہوتے مگر یہ بولنا توبہ و ایمان قرار پایا۔ صوفیاء نے اس سے بہت سے عشقی مسائل مستنبط فرمائے ❿ یعنی تم ایمانی کام کئے جاؤ ہم کفر کئے جائیں۔ یا جو تم سے ہو سکے ہمارا بگاڑ لو جو ہم سے ہو سکے گا تمہیں نقصان پہنچائیں گے ⓫ یہاں قل صرف حضور کے فرمانے کے لئے فرمایا گیا کسی اور کو حق نہیں کہ حضور کو بشر کہہ کر پکارے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳) جیسے کہ بعض پیغمبروں نے اپنے کو ظالم یا ضال کہہ کر فرمایا۔ اگر ہم انہیں ان الفاظ سے یاد کریں تو کافر ہو جائیں ⓬ کہ نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا۔ خالص بندہ ہوں۔ یہ حصر اضافی ہے الوہیت کے لحاظ سے۔ یہ مطلب نہیں کہ میں نہ رسول ہوں نہ شفاعت کرنے والا' نہ عالم کا مختار' صرف بشر ہوں تمہاری طرح۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر مثلکم کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی' یا شیطان و کفار۔ اب انہیں بشر کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ

بقیہ بر صفحہ ۸۴۲

فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ۚ ⑨

بنائی ۱ اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو ۲ وہ ہے سارے جہان کا رب ۳

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ

اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے ۴ (بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی ۵ اور اس میں

فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ⑩ ثُمَّ

اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ۶ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو ۷ پھر

اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ

آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا ۸ تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ⑪ فَقَضٰىهُنَّ

دونوں حاضر ہو ۹ خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے ۱۰ تو انہیں پورے

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ

سات آسمان کر دیا دو دن میں ۱۱ اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے ۱۲

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۗ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ

اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ۱۳ اور نگہبانی کے لئے ۱۴ یہ اس

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے ۱۵ پھر اگر وہ منہ پھیریں ۱۶ تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ⑬ اِذْ جَآءَتْهُمُ

ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی ۱۷ جب رسول ان کے

الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا

آگے پیچھے پھرتے تھے ۱۸ کہ اللہ کے سوا کسی کو

اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا

نہ پوجو ۱۹ بولے ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اُتارتا ۲۰ تو جو کچھ

بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ⑭ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا

تم لے کر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے ۲۱ تو وہ جو عاد تھے ۲۲ انہوں نے زمین میں

(۱) یعنی دو دن کی مدت میں، کیونکہ اس وقت سورج نہ تھا۔ ایک دن زمین بنائی دوسرے دن پھیلائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النازعات: ۳۰) (۲) حالانکہ ایسا قدرت والا رب کسی کی مدد کا حاجت مند نہیں۔ تم اپنے بتوں کو رب کا مددگار مانتے ہوئے رب کو محتاج مانتے ہو۔ (۳) جب سارے جہان والے اس کے پالے ہیں تو اس کے ہمسر کیسے ہو سکتے ہیں (۴) پہاڑ پیدا فرمائے تاکہ زمین جنبش نہ کرے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے، کیونکہ جہاز لنگر سے ٹھہر جاتا ہے (۵) زمین میں ظاہری برکت رکھی کہ قسم قسم کے حیوانات اور ان کی غذائیں زمین میں پیدا فرمائیں۔ باطنی برکت رکھی کہ اس ہی زمین میں انبیاء اولیاء پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ زمین آسمان سے افضل ہے کہ نبیوں کی جائے سکونت ہے (۶) دو دن زمین کی پیدائش کے، دو دن روزی کی پیدائش کے کل چار دن ہوئے۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ (روح) اس سے معلوم ہوا کہ رزق کی پیدائش مرزوق سے پہلے ہو چکی ہے پھر انسان رزق کی زیادہ فکر کیوں کرے۔ روح جسم سے چار ہزار سال پہلے پیدا ہوئی اور رزق روح سے چار ہزار برس پہلے پیدا ہوا (روح۔ ابن عباس) (۷) یعنی لوگ اگر پوچھیں تو یہ جواب دیدو تاکہ آپ کی نبوت کا ثبوت ہو (۸) معلوم ہوا کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے جو پانی کے جھاگ کی شکل میں وہاں تھی جہاں آج کعبہ معظمہ ہے۔ آسمان پانی کا بخار ہے جو دھوئیں کی شکل میں تھا (۹) یعنی فرمانبرداری کرو۔ ظاہر یہ ہی ہے۔ زمین و آسمان کو ہی یہ حکم دیا گیا۔ ان دونوں میں سمجھ وشعور ہے رب کو بلکہ نیک و بد بندوں کو پہچانتے ہیں۔ مومن کے مرجانے پر روتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ الخ (الدخان: ۲۹) (۱۰) یعنی تیرے حضور خوشی سے حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے ہمیشہ تیری اطاعت خوشی سے کریں گے۔ (۱۱) یعنی جمعرات و جمعہ میں یہ کل چھ دن ہوئے ہفتہ خالی رہا۔ (۱۲) یعنی ہر آسمان کے رہنے والے فرشتوں کو ان کے مناسب احکام جاری فرمائے چنانچہ بعض فرشتے ہمیشہ سے قیام میں ہیں۔ بعض رکوع میں بعض سجدے میں بعض قعدہ میں۔ ان عبادتوں کا مجموعہ اسلامی نمازی ہے (از روح) نیز کسی آسمان سے روشنی آرہی ہے، کسی سے رزق، کسی سے موت، خیال رہے کہ یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہے تشریعی یا تکلیفی نہیں۔ اسی لئے فرشتوں کو عبادات پر ثواب نہیں (۱۳) یہاں نچلے آسمان سے مراد پہلا آسمان ہے اور چراغوں سے مراد تارے ہیں (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے تقدیر اور غیب کے حالات معلوم کرنے درست نہیں کیونکہ تاروں کی خلقت اس مقصد کے لئے نہیں۔ حفظ کے معنی حفاظت ہیں۔ تارے آسمانوں کی حفاظت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے آسمان قائم ہے اور ان ہی کی وجہ سے شیاطین آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تارے مٹ جائیں گے۔ آسمان فنا ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور صحابہ وعلماء زمین کے تارے ہیں جن سے زمین کی رونق اور بقا ہے۔ ان کے فنا ہونے پر زمین فنا ہو جائے گی (۱۵) کہ جس آسمان پر جو فرشتہ یا حکم مقرر فرمایا اس میں رب کی لاکھوں حکمتیں ہیں (۱۶) کہ ایسا بلیغ بیان سن کر ایمان نہ لائیں (۱۷) چونکہ عاد وثمود بقیہ برصفحہ ۸۴۳

فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ
ناحق تکبر کیا ۱؎ اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور ۲؎
اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ
اور کیا اُنھوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے انھیں بنایا ان سے زیادہ قوی
قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ
ہے ۳؎ اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے اُن پر ایک
رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ
آندھی بھیجی سخت گرج کی ۴؎ اُن کی شامت کے دنوں میں ۵؎ کہ ہم اُنھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا
دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کے عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے ۶؎ اور ان کی
یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی
مدد نہ ہوگی ۷؎ اور رہے ثمود انھیں ہم نے راہ دکھائی ۸؎ تو انھوں نے سوجھنے پر اندھے
عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا
ہونے کو پسند کیا تو انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا ۹؎ سزا اُن کے
كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا
کئے کی ۱۰؎ اور ہم نے انھیں بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے
یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَی النَّارِ فَهُمْ
تھے ۱۱؎ اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے ۱۲؎ تو ان
یُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ
کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ پچھلے آملیں ۱۳؎ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان
وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَالُوْا
اوران کی آنکھیں اوراُن کے چمڑے سب اُن پراُن کے کئے کی گواہی دیں گے ۱۴؎ اور وہ اپنی
لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ
کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی ۱۵؎ وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور ناحق بھی۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق برا۔ مومن کا کافر کے مقابلہ میں تکبر کرنا انہیں ذلیل سمجھنا' اپنے کو ایمان کی وجہ سے عزت والا جاننا عبادت ہے۔ لیکن ولیوں' نبیوں اور اللہ کے مقبول بندوں کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھنا یا حرام ہے یا کفر (۲) قوم عاد میں معمولی آدمی اٹھارہ گز تھا۔ بڑی بڑی چٹانیں اکیلا آدمی اٹھالیتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت سے دفع کر دیں گے (۳) جب دین نہیں ہوتا تو انسان کو ایسی باتیں نہیں سوجھتیں۔ (۴) جس میں صرف تیز ہوا اور گرج تھی بارش نہ تھی ہوا اتنی ٹھنڈی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بڑے شہ زوروں کو معمولی چیز سے ہلاک کرتا ہے۔ نمرود کو مچھر سے' فیل کو ابابیل سے فنا فرما دیتا ہے (۵) معلوم ہوا کہ بعض دن بھی منحوس ہوتے ہیں۔ جن ایام میں عذاب آئے وہ منحوس ہیں جن دنوں میں نیک اعمال کی توفیق نہ ملے وہ بھی منحوس ہیں' حقیقت میں منحوس تو بندوں کے اعمال ہیں۔ قوم عاد پر عذاب ۲۲ شوال بدھ کے دن شروع ہوا اور آٹھ دن سات رات رہا یعنی ۲۹ شوال بدھ تک رہا (روح) (۶) یعنی کفار کو آخرت کا عذاب پورا پورا ہوگا' دنیاوی عذاب وہاں کے عذاب کو کم نہ کرے گا مومن کی دنیاوی تکالیف آخرت کی راحت کا سبب ہیں (۷) معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں۔ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے (۸) معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا کام رب تعالیٰ کا کام ہے قوم ثمود کو ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام نے راہ دکھائی تھی۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے راہ دکھائی۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ جب ہدایت کا فاعل رب تعالیٰ ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں مقصود پر پہنچا دینا اور اس ہدایت کے بعد گمراہی ناممکن ہے (۹) اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان پر چیخ ماری جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ چونکہ وہ چیخ مہلک آواز تھی لہٰذا اسے کڑک فرمایا گیا۔

ع ۲ / ۱۶

کیونکہ کڑک بھی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اولاً ان پر حضرت جبریل کی چیخ آئی ہو پھر آسمان سے بجلی گری۔ لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ (مومنون: ۴۱) ایک آیت میں ایک عذاب کا ذکر ہے' دوسری آیت میں دوسرے عذاب کا ذکر (۱۰) کفار پر تو عذاب ان کی بد عملیوں بدعقیدگیوں کی وجہ سے آیا مگر ان کے ناسمجھ بچوں اور جانوروں' وہاں کی زمین کو ان بدنصیبوں کی وجہ سے آیا (۱۱) یہ حضرات حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے ان کے صحابی تھے جن کی تعداد ایک سو دس تھی (روح) نجات کا طریقہ یہ تھا کہ عذاب آنے سے پہلے نبی اپنے مومنین کو لے کر اس بستی سے نکل جاتے تھے۔ ان کے نکلنے کے بعد وہاں عذاب آتا تھا۔ معلوم ہوا کہ صالحین کا کسی بستی میں ہونا عذاب سے امن کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا (فتح: ۲۵) اگر مکہ سے فقراء مومنین نکل جاتے تو ہم مکہ والوں پر عذاب بھیج دیتے۔ (۱۲) کہ انہیں فرشتے نہایت ذلت سے دوزخ کی طرف ایسے لے جائیں گے جیسے قصاب مذبح کی طرف جانوروں کو لے کر جاتے ہیں (۱۳) معلوم ہوا کہ کفار دوزخ کے کنارہ پر آگے پیچھے پہنچیں گے مگر دوزخ میں داخلہ ایک ساتھ ہوگا بقیہ برصفحہ ۸۴۳

اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَیْهِ
چیز کو گویائی بخشی ف۱ اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اوراُسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ
تمہیں پھرنا ہے ف۲ اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے ف۳ کہ تم پر گواہی
عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ
دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم
ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ
تو یہ سمجھے بیٹھے تھے ف۴ کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا ف۵ اور یہ ہے تمہارا
ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ
وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اوراس نے تمہیں ہلاک کردیا ف۶ تو اب رہ گئے
الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَ اِنْ
ہارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں ف۷ تو آگ ان کا ٹھکانا ہے ف۸ اور اگر
یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ
وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا نہ مانے ف۹ اور ہم نے اُن پر کچھ ساتھی تعینات کیے ف۱۰
فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَیْهِمُ
اُنھوں نے اُنھیں بھلا کردیا جواُن کے آگے ہے اور جوان کے پیچھے ف۱۱ اوران پر بات پوری
الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ
ہوئی ف۱۲ ان گروہوں کے ساتھ جو اُن سے پہلے گزر چکے جن اور آدمیوں کے ف۱۳
اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا
بےشک وہ زیاں کار تھے اور کافر بولے ف۱۴
تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾
یہ قرآن نہ سنو اوراس میں بیہودہ غل (شور) کرو ف۱۵ شاید یونہی تم غالب آؤ ف۱۶
فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِیَنَّهُمْ
تو بےشک ضرور ہم کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے ف۱۷ اور بےشک ہم اُن

ف۱ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ ہاتھ پاؤں بزبان فصیح ظاہر ظہور کلام کریں گے۔ دنیا میں بھی درخت بولتے ہیں جنہیں خاص بندے سنتے ہیں۔ ف۲ یعنی اب دوزخ میں داخل ہونا ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے اب دیکھ کر معلوم کرلو ف۳ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی ان کے اعضاء کا ہے۔ یعنی اے کافرو تم گناہ کے وقت سب لوگوں سے چھپتے تھے مگر رب سے نہیں چھپ سکے اس کے گواہ یعنی ہم تمہارے اعضاء موجود تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ کلام رب کا ہو۔ ف۴ اپنے عقیدوں میں یا اپنے عمل سے اگر رب کو ناظر جانتے تو گناہ کی جرأت نہ کرتے ف۵ بعض کفار عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہری اعمال کو تو جانتا ہے خفیہ اعمال نہیں جانتا جیسے کہ بعض فلاسفہ کا عقیدہ ہے کہ رب کلیات کو تو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا۔ ف۶ تم اس خیال سے گناہ پر دلیر ہوگئے اور آج دوزخ میں جارہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو بدکاریوں پر بھی عذاب ہوگا ف۷ اس طرح کہ عذاب پر شور پکار نہ کریں۔ دنیا میں، صبر اجر کا باعث تھا۔ آج یہاں انہیں صبر و بے صبری سب برابر ہیں۔ ف۸ یعنی اگر کفار دوزخ میں پہنچ کر صبر کریں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اور اگر بے صبری سے شور مچائیں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اللہ کی پناہ۔ ف۹ آج رب منا رہا ہے وہ نہیں مانتے، کل کفار رب کو منائیں گے رب نہ مانے گا ف۱۰ دنیا میں ان کے ساتھی شیطان اور برے انسان مقرر فرمائے گئے۔ معلوم ہوا کہ برا ساتھی رب کا عذاب ہے، اچھا ساتھی رب کی رحمت ف۱۱ کہ دنیا کے گناہوں کو اچھا کر دکھایا اور آخرت کا انکار کرایا ف۱۲ اس بات سے مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الخ (هود:۱۱۹) ف۱۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار جنات دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ سزا میں رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ کافر انسان اس قسم کے کفار کے ساتھ ہوں گے

ع ۱۷

جس قسم کا کفر کریں گے کہ مشرک مشرکوں کے ساتھ عیسائی عیسائیوں یہودی یہودیوں کے ساتھ۔ اگرچہ دنیا میں یہ لوگ مختلف زمان و زمین میں ہوئے ہوں۔ ف۱۴ سرداران کفر نے اپنے ماتحت کفار کو حکم یا مشورہ دیا کہ قرآن نہ خود سنو نہ دوسرں کو سننے دو کہ مسلمانوں یا نبی ﷺ کی تلاوت قرآن کے وقت گالیاں بکو، شور کرو، باجے بجاؤ جس طرح ہو سکے ان کی آواز دباؤ تاکہ قرآن تمہارے دلوں میں اتر نہ جائے اور تم اپنے دین سے نہ پھر جاؤ۔ معلوم ہوا کہ تاثیر قرآن کے کفار بھی قائل تھے۔ ف۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دشواری ہو مشرکین کا دستور ہے۔ لہٰذا نماز باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس ڈھول باجے بجانا، وعظ قرآن پر شور مچانا۔ حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح چند شخصوں کا مل کر بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے جو سننے میں حارج ہو۔ ف۱۶ اس طرح کہ حضور تمہارے شور کی وجہ سے تلاوت موقوف فرمادیں ف۱۷ اس طرح کہ ان مشورہ دینے والے کفار کو سخت سزا دیں گے انہیں کافر فرما کر بتایا گیا کہ یہ حرکت کفر ہے۔

أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ
کے بُرے سے بُرے کام کا انہیں بدلہ دیں گے ف۱ یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ ف۲ آگ

لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾
اس میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے ف۳ سزا اس کی کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ
اور کافر بولے ف۴ اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ دونوں جن

الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ
اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ف۵ کہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں ف۶ کہ وہ ہر نیچے سے

الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
نیچے رہیں ف۷ بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ف۸ پھر اس پر قائم رہے ف۹

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
اُن پر فرشتے اُترتے ہیں ف۱۰ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو ف۱۱ اور خوش ہو

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي
اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ف۱۲ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي
زندگی میں اور آخرت میں ف۱۳ اور تمہارے لئے ہے اس میں جو

أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ
تمہارا جی چاہے ف۱۴ اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو ف۱۵ مہمانی بخشنے والے مہربان کی

رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ
طرف سے ف۱۶ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے ف۱۷ اور نیکی

صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
کرے ف۱۸ اور کہے میں مسلمان ہوں ف۱۹ اور نیکی اور بدی برابر نہ

وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ
ہو جائیں گی ف۲۰ اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال ف۲۱ جبھی وہ کہ تجھ میں

ع ۱۸

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ عذاب شدید تو بدر کے میدان میں دیا گیا۔ اور حقیقی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا دشمن، قرآن کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے کہ ان کافروں نے قرآن کی آواز روکنی چاہی تو انہیں اللہ کا دشمن قرار دیا گیا۔ (۳) یا اس طرح کہ دوزخ کے جس حصے میں اولاً رکھے جائیں گے اسی میں ہمیشہ رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اگرچہ مقامات بدلتے رہیں گے۔ (۴) دوزخ میں جا کر کہیں گے، لیکن چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا (۵) بعض نے فرمایا کہ ان دونوں سے مراد قابیل اور ابلیس ہے کیونکہ قابیل نے قتل ناحق ایجاد کیا اور ابلیس نے شرک و کفر۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مردود علیحدہ آگ کے صندوقوں میں بند ہوں گے دوزخیوں کی نگاہ سے پوشیدہ (۶) خوب روندیں اور ان سے بدلہ لیں (۷) اور ہمارے روندنے سے خوب ذلیل ہوں یہاں نیچے سے مراد ذلت و خواری ہے (۸) اللہ کو رب ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام نبیوں کو بھی برحق مانا جائے جیسے اپنے والد کو باپ ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام پیاروں کا ادب و احترام کیا جاوے اور اس کے عزیزوں کو اپنا عزیز مانا جاوے کہ اس کی ماں اپنی دادی، اس کا بھائی اپنا چچا، نیز رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کیا جاوے۔ اس کی راحتوں پر شکر جو پیارے کی طرف سے آئے وہ پیارا ہے۔ (۹) مرتے دم تک، اس طرح کہ اس کے احکام بجا لائے، اخلاص سے عمل کرے رنج و خوشی، راحت و تکلیف میں اس کے دروازے سے نہ ہٹے (۱۰) دنیا میں ہر مصیبت کے وقت، جو ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں جنہیں سکینہ کہا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ الخ (التوبہ: ۲۶) موت کے وقت جس سے جان کنی کی سختی محسوس نہیں ہوتی اور قبر میں حشر میں بشارت دیتے ہیں۔ (۱۱) نہ آئندہ سے ڈرو نہ گزشتہ پر غم کرو، تمہاری دنیا بھی اچھی آخرت بھی اچھی تمہیں جنت عطا ہوگی۔ (۱۲) یہ بشارت مومن کو مرتے وقت ہی دے دی جاتی ہے جس سے اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس ہی لئے اولیاء کی وفات کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے بعض کو دنیا میں ہی یہ بشارت ملی (۱۳) یہ کلام بھی فرشتوں کا ہے (روح و خزائن) یعنی ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور مرتے وقت بھی، قبر میں بھی، آخرت میں بھی۔ معلوم ہوا کہ فرشتے مومن کی مدد کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ (التحریم: ۴) حضور بھی مشکل کشا حاجت روا ہیں۔ اللہ کے مقبولوں کی مدد برحق ہے (۱۴) یعنی جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت ملے گی جس کی تم خواہش کرو۔ یہاں نفس سے مراد نفس امارہ نہیں کیونکہ وہ تو فنا کر دیا جائے گا۔ اس لئے جنتی کوئی بری چیز چاہے گا ہی نہیں حتیٰ کہ مومن باپ کافر بیٹے کی نجات نہ چاہے گا۔ (۱۵) پہلے جملہ میں خواہش و تمنا کا ذکر تھا۔ یہاں منہ سے مانگنے کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں مطلب وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ (۱۶) جنتی لوگ خاطر تواضع کے لحاظ سے رب کے دائمی مہمان ہوں گے۔ (۱۷) اس میں اول نمبر حضور ﷺ مراد ہیں، ان کے صدقہ سے اولیاء و علماء جو تبلیغ کریں۔ بلکہ مؤذن تکبیر بقیہ بر صفحہ ۸۴۳

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا

اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست ۱ اور یہ دولت نہیں ملتی مگر

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۵ وَاِمَّا

صابروں کو ۲ اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا ۳ اور اگر تجھے

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

شیطان کا کوئی کونچا (تکلیف) پہنچے ۴ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا

الْعَلِيْمُ ۝۳۶ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا

جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ۵

تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو ۶ اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ۷

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ

اگر تم اس کے بندے ہو ۸ تو اگر یہ تکبر کریں ۹ تو وہ جو

عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝۳۸ السجدة

تمہارے رب کے پاس ہیں ۱۰ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور اکتاتے نہیں ۱۱

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی ۱۲ پھر جب ہم نے اس پر پانی

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ

اُتارا تروتازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اُسے جلایا ضرور مردے جلائے (زندہ کرے) گا

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ

بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے

اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

ہیں ۱۳ ہم سے چھپے نہیں تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا ۱۴ وہ بھلا یا جو

يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قیامت میں امان سے آئے گا ۱۵ جو جی میں آئے کرو ۱۶ بے شک وہ تمہارے کام

(1) شان نزول۔ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ حضور سے عداوت رکھتے تھے اور ایذا پہنچاتے تھے مگر حضور نے ان کے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک کئے۔ حتیٰ کہ ان کی صاحبزادی ام حبیبہ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوسفیان حضور کے جان نثار صحابی بن گئے۔ رضی اللہ عنہ (2) جو غصہ میں اپنے نفس کو روکنے پر قادر ہوں' خیال رہے کہ مجبوراً صبر کرنا اور ہے قدرت پا کر صبر و تحمل سے کام لینا کچھ اور' دوسرا صبر بہت اعلیٰ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں دربار یوسفی میں حاضر ہوئے تو ان کی بے حد تواضع فرمائی اور سب کے قصور معاف فرما دیئے۔ اللہ ایسے اخلاق نصیب کرے۔ (3) معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق اللہ کی بڑی نعمت ہیں۔ مال ملنا آسان ہے' اعمال اور کمال ملنا بہت دشوار (4) اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر ایسے موقعہ پر شیطان برائی پر ابھارے تو اعوذ باللہ پڑھو غصہ کے وقت اعوذ باللہ پڑھنا بہت مفید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر شیطان بہت بہکاتا ہے (5) کہ ان چیزوں کو دیکھ کر رب کی قدرت' اپنے عجز و نیاز کا پتہ لگاؤ۔ جب رات و دن چاند سورج کو ایک حال پر قرار نہیں تو تمہیں ایک حال پر کیسے رکھا جاوے۔ مصیبت میں گھبرا نہ جاؤ' آرام میں اترا نہ جاؤ (6) یہاں سجدے سے مراد سجدہ عبادت ہے نہ کہ سجدہ تعظیمی۔ ورنہ یہاں تعبدون نہ فرمایا جاتا۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت بہت سی احادیث سے ثابت ہے لیکن کسی آیت سے صراحتہً اور قطعاً ثابت نہیں۔ اسی لئے اس حرمت کے منکر کو کافر نہیں کہا جا سکتا البتہ تعظیمی سجدہ کرنے والا سخت گنہگار' فاسق ملعون مستحق عذاب نار و قہر قہار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ سورج کو تعظیمی سجدہ کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ عمل مشرکین کا ہے۔ جو عمل شرک کی علامت ہو وہ کفر ہے جیسے بت کو سجدہ (7) چاند سورج' آسمان و زمین' دن رات کو' عبادات کا مستحق خالق ہے نہ کہ مخلوق۔ (8) معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز اور نماز میں سجدہ بہت افضل عبادت ہے۔ یہ سجدہ تجود بندگی کی خاص علامت ہے۔ خیال رہے کہ یہ اگر مگر تاکید کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے یعنی تم یقیناً اللہ کے بندے ہو لہٰذا ضرور عبادت کرو۔ (9) آپ کی اطاعت اور اللہ کی عبادت کرنے سے' لہٰذا اس میں رب کے منکر کفار بھی داخل ہیں اور مشرکین بھی (10) یعنی مقربین ملائکہ۔ یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں۔ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ (11) مقرب فرشتوں میں بعض رکوع میں ہیں جو کروڑوں برس سے رکوع کر رہے ہیں۔ بعض اسی طرح سجدہ میں' بعض قیام میں' بعض تشہد میں جیسے کہ پہلے گزر چکا۔ (12) یہ ہی انسانوں کا حال ہے کہ جس کو نبوت کی بارش نہ لگے اس کے اعمال غیر مقبول اور وہ خود بے قدر رہا ہے۔ (13) کہ قرآن کریم کی غلط تاویلیں و تحریفیں کرتے ہیں' جیسے فی زمانہ مرزائی اللہ کا خوف نہیں کرتے۔ (14) ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد سارے کفار ہیں خواہ رب کے منکر ہوں یا مشرک' یا نبی کے منکر ہوں یا منافق یا مرتدین۔ سب جہنم میں دائمی طور پر رہنے کے لئے ڈالے جائیں گے۔ (15) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں امان ہوگی۔ رہا اطمینان قلبی وہ بعض مومنوں کو اول

بقیہ بر صفحہ ۸۴۳

بَصِيْرٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ
دیکھ رہا ہے ف۱ بے شک جو ذکر سے منکر ہوئے ف۲ جب وہ ان کے پاس آیا ف۳ اُن کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بیشک
لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ
وہ عزت والی کتاب ہے ف۴ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ف۵ نہ اس کے آگے سے
لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ
نہ اس کے پیچھے سے ف۶ اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا تم سے نہ فرمایا
لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا ف۷ کہ بے شک تمہارا رب
مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا
بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے ف۸ اور اگر ہم اُسے عجمی زبان کا قرآن کرتے ف۹
لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ
تو ضرور رکہتے ف۱۰ کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں ف۱۱ کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ف۱۲ تم فرماؤ وہ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ
ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے ف۱۳ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں
اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ
میں ٹینٹ (روئی) ہے ف۱۴ اور وہ ان پر اندھا پن ہے ف۱۵ گویا وہ دُور جگہ سے پکارے
مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
جاتے ہیں ف۱۶ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف
فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
کیا گیا ف۱۷ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی تو جبھی اُن کا فیصلہ ہو جاتا ف۱۸
وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
اور بے شک وہ ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو ف۱۹
وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾
اور جو بُرائی کرے اپنے بُرے کو اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ف۲۰

❶ یعنی جو چاہو کرو مگر یہ سمجھ کر کرو کہ ہم تمہیں اور تمہارے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیا' اور اس کا خیال رکھا تو انشاء اللہ کبھی گناہ کرو گے ہی نہیں' یونہی اگر مسلمان یہ خیال رکھے کہ مجھے میرے نبی دیکھ رہے ہیں تو کبھی جرم نہ کرے ❷ ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم۔ ان کے انکار کی بہت صورتیں ہیں۔ حضور کی اصل نبوت کا انکار' یا آپ کی کسی صفت کا انکار یا آپ کی اطاعت سے سرتابی ❸ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس تک نبوت یا قرآن کی خبر نہ پہنچی۔ اس کا یہ حکم نہیں۔ جیسے زمانہ فترت کے لوگ کیوں کہ بغیر جانے انکار نہیں ہو سکتا۔ ❹ عزیز سے مراد یا بے مثل ہے یا عظمت والی' یا بڑی نفع و برکت والی۔ قرآن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ قرآن کے اوراق' اس کی جلد' اس کا جزدان سب عزت والے ہیں۔ کہ ان کی بے ادبی حرام ہے۔ جس سینہ میں قرآن کریم ہو وہ سینہ اور سینہ والا بھی عظمت والا ہے۔ ❺ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ برحق ہیں' امین ہیں' پرہیز گار ہیں۔ اگر وہ مومن نہ ہوتے تو انہیں قرآن جمع کرنے اور اشاعت کرنے کا کام سپرد نہ کیا جاتا۔ جو کہے کہ صحابہ نے اس میں کمی بیشی کر دی' وہ کافر ہے۔ رب نے الفاظ قرآن کی حفاظت کے لئے حافظ' قراءت کے لئے قاری معانی قرآن کی حفاظت کے لئے علماء اور اسرار قرآن کی حفاظت کے لئے اولیاء پیدا فرمائے۔ یہ حضرات قرآن کی مضبوط فصیل ہیں' جو باطل کو قرآن تک نہیں پہنچنے دیتے۔ ❻ یعنی قرآن کریم ہر طرف سے محفوظ ہے۔ اس کے الفاظ' اسرار' احکام سب پر مضبوط پہرہ ہے۔ الفاظ تو بدل سکتے ہی نہیں۔ معانی وغیرہ بدل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر بدل نہیں سکتے۔ ❼ یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کا ویسے ہی حکم دیا جیسے اور سارے پیغمبروں کو دیا تھا۔ ورنہ احکام میں بڑا فرق ہے۔ نیز حضور کے القاب' حضور کے

ع ٥ ١٢ ١٩

منزل ٦

صفات تمام انبیاء سے بہت اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ❽ یہ گزشتہ قول کی تفسیر ہے یعنی اور رسولوں سے بھی کہا گیا تھا اور آپ سے بھی کہا جاتا ہے کہ رب غفار بھی ہے قہار بھی۔ مومنوں پر رحیم کافروں پر قہار۔ ❾ کفار کہا کرتے تھے کہ قرآن عربی میں کیوں آیا' کسی اور زبان میں کیوں نہ آیا۔ اس آیت میں ان کے اس سوال کا بہترین جواب ہے۔ ❿ یعنی ابھی تو کفار کہتے ہیں کہ قرآن شریف عربی میں کیوں آیا عجمی زبان میں کیوں نہ آیا۔ لیکن اگر عجمی زبان میں آتا تو کہتے کہ تعجب ہے نبی عربی اور کتاب عجمی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال نہ اب قرآن کو مانتے ہیں نہ پھر مانتے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ نبی اپنی قوم کی زبان میں بھیجے گئے اور کتاب نبی کی زبان میں اتاری گئی۔ یہ نہ ہوا کہ نبی کی زبان اور کتاب کی زبان اور' البتہ مرزا قادیانی نبی پنجابی تھے مگر ان کے الہام کبھی انگریزی کبھی اردو میں اور کبھی ایسی زبان جو مرزا صاحب خود بھی نہ سمجھ سکیں۔ یعنی دیسی نبی اور ولایتی الہام۔ ⓫ کہ عربی میں کیوں نہ آئیں جنہیں ہم سمجھتے۔ ہمارے لئے اس کتاب سے کیا فائدہ۔ ⓬ معلوم ہوا کہ قرآن اس لئے عربی میں آیا کہ قرآن والا محبوب عربی ہے اور ان کی زبان عربی ⓭ خیال رہے کہ قرآن کریم ہدایت اور روحانی شفا بقیہ برصفحہ ٨٤٣

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ
قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے ف۱ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا
اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ
اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے ف۲ اور جس دن انہیں
يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ﴿۴۷﴾
ندا فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک ف۳ کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں ف۴
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ
اور گم گیا اُن سے جسے پہلے پوجتے تھے ف۵ اور سمجھ لئے ف۶ کہ انہیں کہیں
مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ
بھاگنے کی جگہ نہیں آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اُکتاتا ف۷ اور کوئی بُرائی پہنچے
الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ
تو ناامید آس ٹوٹا ف۸ اور اگر ہم اُسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد
مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ
جو اُسے پہنچی تھی ف۹ تو کہے گا یہ تو میری ہے ف۱۰ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر
رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ
میں رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لئے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے ف۱۱ تو ضرور ہم بتادیں گے
كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا
کافروں کو جو انہوں نے کیا ف۱۲ اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے ف۱۳ اور جب ہم آدمی پر احسان
عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ
کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے ف۱۴ اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی
عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ
دعا والا ہے ف۱۵ تم فرماؤ بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے ف۱۶ پھر تم اس کے منکر ہوئے
مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي
تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو دور کی ضد میں ہے ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں

ف۱ یعنی تمام انبیاء و اولیاء قیامت کے علم کو رب کے حوالہ کرتے ہیں جو ان سے اس کا وقت پوچھے تو کہہ دیتے ہیں اللہ جانے' یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا علم رب کے بغیر بتائے کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ صاوی شریف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کا علم دیا مگر اس کے چھپانے کی تاکید فرمائی' کہ یہ اسرار الہیہ میں سے ہے' تفسیر روح البیان میں ہے کہ مشائخ صوفیا فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے محبوب کو علم قیامت بخشا الخ۔ حضور نے قیامت کی علامات' اس کا دن' تاریخ' مہینہ بتادیا کہ دسویں محرم جمعہ کو ہوگی اگر حضور کو قیامت کا علم نہ دیا گیا ہوتا تو علامات قیامت اور دن و تاریخ بتانے کے کیا معنی' البتہ یہ نہ بتایا کہ کتنے عرصہ کے بعد ہوگی' کہ یہ اسرار الہیہ میں سے ہے ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ پھل کے غلاف سے ظاہر ہونے سے پہلے اس کے حالات جانتا ہے کہ ناقص ہوگا یا کامل' اور مادہ کے حمل کی ساعتوں اور حالات سے خبردار ہے کہ بچہ کب پیدا ہوگا' کیسا ہوگا' کتنا جئے گا' کیا کھائے گا' کیا کرے گا' اگر شبہ کرو کہ یہ باتیں نجومی بھی بتادیتے ہیں اور بہت دفعہ اولیاء اللہ اور کشف والے بزرگ بتا دیتے ہیں اور بالکل صحیح نکلتی ہیں' تو جواب یہ ہے کہ پنڈتوں' نجومیوں کی خبریں محض اٹکل سے ہوتی ہیں' اکثر غلط' کبھی اتفاقاً صحیح' اولیاء اللہ کی خبریں بالکل سچی ہوتی ہیں' مگر یہ علم ان کا ذاتی نہیں' رب کے بتانے سے ہے (خازن وخزائن) ف۳ یہ ندا فرشتہ کے ذریعہ رب تعالیٰ کی ہوگی' مشرکین کو اور شریک سے مراد ان کے گھڑے ہوئے بت ہیں ف۴ یعنی آج ہم میں کوئی یہ گواہی دینے کو تیار نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے' ہم گواہ ہیں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے ف۵ اس ما سے مراد ان کے بت ہیں' لکڑی پتھر کے' ورنہ ان کے نبی تو ان کے خلاف دعویٰ فرمائیں گے ف۶ یہاں ظن بمعنی یقین ہے' معلوم ہوا کہ ہر جگہ ظن کے معنی گمان کے نہیں ہوتے' یہ بات بہت جگہ کام آوے گی ف۷ یہاں آدمی سے مراد کافر ہے اور خیر سے مراد دنیاوی اسباب و سامان ہے جیسے تندرستی و مالداری' اولاد وغیرہ۔ یعنی کافر دنیا کا بڑا حریص ہے اس کا دل دنیا سے بھرتا نہیں' ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی' اسباب دنیا کو خیر فرمانا ظاہر اعتبار سے ہے ورنہ یہ چیزیں کافر کے لئے نری شر ہیں ف۸ شر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں یعنی کافر تکلیف میں بہت جلد رب سے آس توڑ لیتا ہے اس لئے اکثر خودکشی کرلیتا ہے مومن ہمیشہ رب سے امید رکھتا ہے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: ۸۷) ف۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں راحت تھوڑی ہے تکلیف زیادہ کہ رحمت کو چکھنا مزہ دینا فرمایا' دوسرے یہ کہ مصیبت بندہ پر اپنی بدکرداری سے آتی ہے' رحمت رب کے فضل سے ف۱۰ میرا حق ہے۔ میرے ہنر و کمال کی وجہ سے ملی ہے۔ یعنی بھلائی کو اپنے کمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں' اور برائی کو رب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ یا یہ کہ اب یہ نعمت میری ہوچکی' مجھ سے کبھی نہ چھنے گی۔ مومن کا خیال ان دونوں کے برعکس ہے ف۱۱ یعنی اولاً قیامت آئے گی ہی نہیں۔ اور اگر بفرض محال آئے بھی جیسے کہ مسلمان کہتے ہیں' تو مجھے وہاں بھی آرام ہی ملے گا کیونکہ دنیا میں مجھے رب نے آرام دیا ہے ف۱۲ مقصد بقیہ برصفحہ ۸۴۳

الْاٰفَاقِ وَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَ لَمْ

دنیا بھر میں ف۱ اور خود ان کے آپے میں ف۲ یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ف۳ کیا

یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۵۳ اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ

تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ف۴ سنو انہیں ضرور اپنے

مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝۵۴

رب سے ملنے میں شک ہے ف۵ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ف۶

سُوْرَةُ الشُّوْرٰی ۴۲ مکیۃ ۶۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتہا ۵۳ رکوعاتہا ۵

سورۂ شوریٰ مکی ہے ف۷ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اور اس میں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ كَذٰلِكَ یُوْحِیْۤ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی

قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۳ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی

طرف ف۸ اللہ عزت و حکمت والا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ

الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝۴ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ

زمین میں ہے ف۹ اور وہی بلندی و عظمت والا ہے ف۱۰ قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے

فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ

شق ہو جائیں ف۱۱ اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ف۱۲ اور زمین والوں کے لئے

لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۵ وَ الَّذِیْنَ

معافی مانگتے ہیں ف۱۳ سن لو بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے ف۱۴ اور جنہوں نے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ اللّٰهُ حَفِیْظٌ عَلَیْهِمْ ۖؗ وَ مَاۤ اَنْتَ

اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں ف۱۵ وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور تم ان کے

عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۝۶ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ

ذمہ دار نہیں ف۱۶ اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا ف۱۷ کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی

اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَرِیْقٌ

اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں ف۱۸ اور تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں ایک گروہ

(۱) ان آیتوں سے مراد یا دنیا کی چیزیں ہیں یا گزشتہ عذاب والی قوموں کی اجڑی بستیاں (۲) ان کی ہستیوں میں لاکھوں صفتیں یا بدر میں شکست وغیرہ۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سارا عالم انسان میں موجود ہے غور وفکر کی ضرورت ہے (۳) قرآن کریم یا اسلام یا حضور ﷺ کہ جو کچھ حضور نے خبریں دی تھیں وہ بالکل درست ہوئیں (۴) عجیب لطف کی آیت ہے سبحان اللہ عالم کی تمام چیزیں رب تعالیٰ کی توحید علم وقدرت وحکمت پر گواہ ہیں اور رب تعالیٰ اس پر گواہ کہ ان کی سب چیزوں کا خالق و مالک میں ہوں خیال رہے کہ انبیاء اولیاء کی گواہی رب کی گواہی ہے تمام نبیوں ولیوں نے گواہی دی کہ خالق و مالک رب ہے حضور ﷺ رب کے گواہ ہیں اللہ تعالیٰ حضور کا گواہ۔ فرماتا ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (النساء: ۷۹) (۵) یعنی ان کافروں میں شک نہیں بلکہ یہ شک میں ہیں کہ ہر طرف سے شک نے انہیں گھیرا ہوا ہے۔ جس سے نکلنے کی انہیں کوئی راہ نہیں ملتی۔ اگر کشتی دریا میں ہو تو پار نکل جاتی ہے لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو ڈوب جاتی ہے یہی ان کا حال ہے (۶) رب کا علم وقدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے خود رب تعالیٰ گھیرنے گھرنے سے پاک ہے (۷) سورہ شوریٰ عام مفسرین کے نزدیک ساری مکیہ ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کی چاری آیتیں مدنیہ ہیں قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا (شوریٰ: ۲۳) ...... باقی مکیہ (۸) معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا ورنہ اس کا ذکر ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں لہٰذا ان کا تشریف لانا اس آیت کے خلاف نہیں یہاں تشبیہ نفس وحی میں ہے نہ کہ کیفیت وحی میں۔ یعنی ہم نے جیسے تم سے پہلے تمام نبیوں کی طرف وحی کی تھی ویسے تم پر بھی وحی کرتے ہیں پھر کفار خصوصاً اہل کتاب کو تمہاری وحی پر حیرت کیوں ہے یہ نہ فرمایا کہ یوں ہی آئندہ نبیوں کی طرف بھی وحی کریں گے کیونکہ آئندہ کوئی نبی آنے کا ہی نہیں۔ (۹) یعنی

ع ۱

تمام عالم اجسام رب ہی کا مخلوق ہے اور حقیقۃً اسی کا مملوک۔ مجازی ملکیت عارضی طور پر بعض بندوں کو مل جانا اس کے خلاف نہیں (۱۰) یعنی رب کی شان بھی بلند اور اس کی قدرت وحکمت بھی بلند لہٰذا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ صفتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بھی عظمت دی ہے۔ حضور تمام مخلوق سے عظیم ہیں۔ شیخ مریدین سے عظیم اور بادشاہ رعایا سے عظیم ہے (روح) (۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت وعظمت کا یہ عالم ہے کہ آسمان جیسی عظیم الشان مخلوق اس کی کبریائی کی ہیبت سے پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہے (۱۲) یعنی سارے فرشتے خواہ مقربین ہوں یا مدبرین امر رب کی تسبیح وحمد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نمازی مومن فرشتوں کی طرح عظمت والے ہیں۔ (۱۳) یعنی مسلمانوں کے لئے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو اس شفاعت کا اذن مل چکا ہے اور آج وہ مسلمانوں کی شفاعت کر رہے ہیں پھر حضور کی شفاعت میں کیوں تامل ہے تیسرے یہ کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو مقبول بندوں کی دعا سے دیتا ہے دیکھو رب مسلمانوں کو بخشنا چاہتا ہے تو فرشتوں سے کہہ دیا ہے کہ ان کے لئے بخشش مانگا کرو حضور کو راضی کرنا ہو تو اس کے غلاموں کو دعائیں دو۔ بقیہ برصفحہ ۸۴۴

38

فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً
جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں ف۱ اور اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر
وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا
کر دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے ف۲ اور ظالموں کا
لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٨﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ
نہ کوئی دوست نہ مددگار ف۳ کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لئے ہیں ف۴ تو اللہ
هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا
ہی والی ہے ف۵ اور وہ مردے جلائے (زندہ کرے) گا ف۶ اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۷ تم جس
اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي
بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ف۸ یہ ہے اللہ میرا رب میں
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
نے اس پر بھروسہ کیا ف۹ اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں ف۱۰ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا
جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ
تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے بنائے ف۱۱ اور نر و مادہ چوپائے ف۱۲
يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾
اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے ف۱۳ اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے
لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ف۱۴ روزی وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے
وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا
اور تنگ فرماتا ہے ف۱۵ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے ف۱۶ تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس
وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ
کا حکم اس نے نوح کو دیا ف۱۷ اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی ف۱۸ اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم
وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ
اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا ف۱۹ کہ دین ٹھیک رکھو ف۲۰ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو ف۲۱ مشرکوں

(۱) معلوم ہوا کہ قیامت میں پہلے سب جمع ہوں گے' بعد کو علیحدہ علیحدہ ہو کر جائیں گے' اس لئے اسے یوم حشر بھی کہتے ہیں' اور یوم فصل بھی (۲) معلوم ہوا کہ رزق سب کو ملے گا' مگر ہدایت سب کو نہ ملے گی' ہدایت کی فکر کرو (۳) یہاں ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافروں کا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہے جو انہیں عذاب الٰہی سے بچائے نہ آخرت میں ہوگا جو ان کی بات پوچھے۔ یہ بے کسی اور بے بسی بھی کفار کیلئے عذاب الٰہی ہے' جس میں وہ گرفتار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ (مائدہ: ۵۵) (۴) اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا مشرک و کافر کا کام ہے' جیسے اللہ کے دوستوں کو ولی بنانا مومن کا عمل' کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے' کسی بت کو قبلہ بنانا کفر ہے۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں فرق ہے۔ (۵) ولی سے مراد معبود' خالق اور حقیقی مددگار ہے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اللہ کے محبوبوں کو والی یا ولی فرمایا گیا' ان کی ولایت اللہ کی ہی ولایت ہے (۶) قیامت میں دوسرے نفخہ کے وقت یا رب مردے جلاتا ہے بذریعہ انبیاء کے عیسیٰ علیہ السلام سے مردے زندہ ہوئے' ہمارے حضور نے اپنے والدین اور بہت سے مردوں کو زندہ فرمایا (۷) سب کچھ سے مراد سارے ممکنات ہیں' محال و واجب اس میں داخل نہیں کیونکہ وہ شی نہیں۔ (۸) یعنی کافر و مومن کے درمیان اللہ عملی فیصلہ قیامت میں فرمائے گا۔ کہ مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ لہٰذا اس آیت میں چکڑالویوں کی کوئی دلیل نہیں وہ بھی کچہری میں مقدمات لے جا کر حاکم سے فیصلہ کراتے ہیں۔ اِخْتَلَفْتُمْ میں خطاب کفار سے ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن حق پر ہیں۔ کافر مخالفت کرتے ہیں (۹) علماء کا توکل ہے اسباب جمع کر کے مسبب اسباب پر نظر کرنی' صوفیاء کا توکل ہے اسباب سے منہ موڑ کر مسبب اسباب پر نظر کرنی حضور نے دونوں توکل کر دکھائے ہیں' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن (۱۰) یعنی میں نے رب پر توکل تو پہلے ہی کر لیا ہے اور اس کی طرف ہمیشہ رجوع کرتا ہوں جو کہیں سے ملے رب کی طرف سے سمجھتا ہوں اگرچہ تیر کمان سے نکلتا ہے مگر کمان والے کا بھیجا ہوا ہوتا ہے (۱۱) اس طرح کہ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح جن یا جانور سے نہیں ہوسکتا۔ جنت دوسرا مقام ہے جہاں حوریں بھی انسانوں کی بیویاں ہوں گی اگرچہ حوریں نہ انسان ہیں نہ حضرت آدم کی اولاد (۱۲) دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے ہیں' لکڑی پتھروں کے بھی' درختوں کے بھی' رب فرماتا ہے۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (الذاریات: ۴۹) (۱۳) نکاح کے ذریعہ' بغیر نکاح جو اولاد ہو وہ باپ کی نسل سے نہ ہوگی' نہ باپ کی میراث پائے (۱۴) یعنی آسمانی و زمینی خزانوں کی کنجیوں کا رب ہی مالک ہے لہٰذا یہاں لہٗ فرمایا عندہٗ نہ فرمایا کیونکہ رب مالک ہے خزانچی نہیں۔ حضور فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح خزائن الارض رب نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے سپرد فرمائیں لہٰذا اس آیت و حدیث میں تعارض نہیں (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں رزق کی وسعت بقیہ برصفحہ ۸۴۴

ع ۲

عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
پر بہت ہی گراں ہے وہ جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو ف۱ اور اللہ اپنے قریب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے

وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رجوع لائے ف۲ اور انھوں نے پھوٹ نہ ڈالی مگر بعد اس کے کہ انہیں

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
علم آچکا تھا ف۳ آپس کے حسد سے ف۴ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ایک مقرر

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ
میعاد تک تو کب کا ان میں فیصلہ کردیا ہوتا ف۵ اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ
ہوئے وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ف۶ تو اسی لئے بلاؤ ف۷ اور

اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ
ثابت قدم رہو ف۸ جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو ف۹ اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ
اللہ نے اُتاری ف۱۰ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ف۱۱ اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے ف۱۲

لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ
ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا کیا ف۱۳ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں ف۱۴ اللہ ہم

يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ
سب کو جمع کرے گا ف۱۵ اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے

مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کرچکے ہیں ف۱۶ اُن کی دلیل محض بے ثبات ہے ف۱۷ ان کے رب کے پاس اور

عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ
اُن پر غضب ہے اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے ف۱۸ اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾
کتاب اُتاری اور انصاف کی ترازو ف۱۹ اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو ف۲۰

(۱) معلوم ہوا کہ مشرکین کو آپ کی ذات بھاری نہیں' آپ کو امین' صادق الوعد کہتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ اسلام اور بتوں کی برائی بھاری ہے۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت تو اپنے اعمال سے بھی مل جاتی ہے مگر رب تعالیٰ کا چناؤ صرف اسی کے فضل سے نصیب ہوتا ہے۔ چناؤ سے مراد نبوت یا خصوصی ولایت ہے اس میں عمل کو دخل نہیں اس لئے چناؤ کے لئے مَنْ يَّشَآءُ فرمایا اور ہدایت کے لئے يُنِيْبُ (۳) یعنی اہل کتاب کا یہ دینی اختلاف کہ ان میں کوئی شرک مبتلا ہے کوئی کفر میں' یہ ان کا اپنا پیدا کیا ہوا ہے ان کے رسولوں کی یہ تعلیم نہیں (۴) ہر ایک مذہب اپنی ریاست چاہتا ہے اس لئے اختلاف ڈالتا ہے (۵) یعنی ان جھگڑالو لوگوں پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان کے عذاب کے لئے وقت مقرر ہوچکا ہے' جس سے پہلے عذاب نہ آئے گا۔ وہ عذاب یا تو صحابہ کرام کے فتوحات کے موقعہ پر یا ان کی موت کے وقت یا قیامت میں آئے گا (۶) یہاں کتاب سے مراد یا تو قرآن شریف ہے تو بَعْدِهِمْ کی ضمیر یہود و نصاریٰ کی طرف لوٹے گی اور وارث سے مراد اہل مکہ ہیں یعنی یہود و نصاریٰ کے بعد جس قوم میں قرآن بھیجا گیا وہ شک میں ہیں یا کتاب سے مراد تورات و انجیل ہے یعنی جو بعد میں یہودی و عیسائی آئے اور انہوں نے آپ کا زمانہ پایا وہ قرآن میں شک کرتے ہیں یا آپ کی نبوت میں (روح و خزائن) (۷) چونکہ ان میں اختلاف ہے لہٰذا آپ انہیں دعوت اسلام دیں (۸) تبلیغ پر ان کی ضد و حسد سے دل تنگ نہ ہوں معلوم ہوا کہ استقامت سنت انبیاء ہے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور تا قیامت ساری مخلوق کے نبی ہیں کیونکہ حضور کی دعوت میں زمین و زمان کی قید نہیں لگائی گئی' یہ بھی خیال رہے کہ حضور کافروں کو ایمان کی' مومنوں کو تقویٰ کی' صوفیوں کو عرفان کی ہمیشہ دعوت دیتے ہیں کوئی حضور کی دعوت سے باہر نہیں (۹) کیونکہ ہر چیز کے لئے آفت ہے دین کی آفت ھویٰ ہے (نفسانی خواہش) (۱۰) یعنی میں ظہور نبوت سے پہلے ہی قرآن اور تمام آسمانی کتب پر ایمان لا چکا ہوں حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں (۱۱) یعنی تمہارے مقدمات انصاف سے طے کروں' معلوم ہوا کہ حضور حاکم مطلق ہیں' اور حاکم کو فیصلہ میں انصاف چاہئے' خواہ کفار ہی کا فیصلہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ تم نے جو ظلم کے قوانین گھڑ لئے ہیں انہیں دور کروں' چنانچہ حضور نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا' قومی شرافت و رذالت' غریب پر ظلم و تعدی سب کچھ مٹا دیا (۱۲) تو چاہئے کہ ہم سب اس ہی کی عبادت کریں' اس میں نہایت لطف و کرم سے اپنی طرف مائل فرمایا گیا (۱۳) یہاں لکم میں لام علٰی کے معنی میں ہے' کیونکہ کافر کسی نیکی کی جزا نہ پائے گا ان کی نیکیوں کو رب نے برباد فرما دیا (۱۴) کیونکہ حق اتنا ظاہر ہوچکا ہے کہ مناظرہ کی ضرورت نہیں' حجت سے مراد مناظرہ ہے معلوم ہوا کہ ہٹ دھرم سے مناظرہ نہ کرنا بہتر ہے اور اگر حجت سے مراد تعلق یا سروکار ہو تو یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے (خزائن و روح) (۱۵) روز قیامت کہ اولاً سب مومن و کافر ایک میدان میں جمع ہوں گے' پھر مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے (۱۶) اس آیت میں ان یہود و نصاریٰ کی تردید ہے جو بقیہ برصفحہ ۸۴۴

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ

اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ف۱ اور جنھیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر

مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ

رہے ہیں ف۲ اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے ف۳ سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور

لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ ۖ وَ

دور کی گمراہی میں ہیں ف۴ اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے ف۵ جسے چاہے روزی دیتا ہے ف۶ اور

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي

وہی قوت و عزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے ف۷ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی

حَرْثِهِ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي

بڑھائیں ف۸ اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ف۹ ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے ف۱۰ اور آخرت

الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ

میں اس کا کچھ حصہ نہیں ف۱۱ یا ان کے لئے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے وہ دین نکال

مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَ

دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی ف۱۲ اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو یہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ف۱۳ اور

إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ

بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے ف۱۴ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سہمے ہوئے

مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہوں گے ف۱۵ اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۱۶

فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

وہ جنت کی پھلواریوں میں ہیں ف۱۷ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں ف۱۸ یہی

الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ

بڑا فضل ہے ف۱۹ یہ ہے وہ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۲۰ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ف۲۱ مگر قرابت

ع ۲ ۳

۱ ان کا یہ جلدی مچانا بھی دل لگی کے لئے ہے ۲ معلوم ہوا کہ قیامت سے متقی بھی ڈرتے ہیں گنہگار بھی، قیامت کا خوف علامت ایمان ہے بلکہ جتنا تقویٰ زیادہ، اتنا ہی خوف زیادہ، اللہ نصیب کرے ۳ کیونکہ قیامت کی اس نے خبر دی ہے جس کی زبان سے ہمیشہ حق ہی نکلتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مومن موت بھی جلدی نہیں مانگتا وہ عمر کو غنیمت جان کر اعمال کرتا ہے ۴ کہ ان کی ہدایت کی امید نہیں کیونکہ خوف قیامت ہی بندے کو ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے۔ جب قیامت ہی کا انکار ہے، تو خوف کس چیز کا، اور ایمان کیوں اختیار کیا جائے ۵ اللہ تعالیٰ کا لطف عام یعنی دنیاوی رزق ہر بندے پر ہے، ان الطاف کا شمار ناممکن ہے ہمارے ہر رونگٹے پر کروڑوں الطاف شاہانہ ہیں، ہم گناہ کرتے ہیں وہ روزی بند نہیں کرتا، ہم عیب کرتے ہیں وہ رسوا نہیں کرتا یعنی ایمان، عرفان، تقویٰ، ولایت، نبوت وغیرہ خاص خاص بندوں پر کرتا ہے ۶ اگر روزی سے مراد جسمانی روزی ہے تو معنی یہ ہیں کہ جسے جتنی چاہتا ہے دیتا ہے، ہنرمند کو غریب، بے ہنر کو مالدار کر دیتا ہے، معلوم ہوا کہ روزی اپنے کمال سے نہیں، عطاء ذوالجلال ہے اور اگر روحانی روزی سے ایمان و تقویٰ مراد ہے تو طلب بالکل ظاہر ہے کہ ایمان و تقویٰ عقل سے نہیں بلکہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ابو جہل جو عاقل تھا کافر رہا، سیدھے سادے بلال کو مومنوں کا سردار بنا دیا ۷ اس طرح کہ اپنے نیک اعمال سے نفع آخرت، یعنی اللہ کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہیے، ریا کے لئے اعمال نہ کرے ۸ اس طرح کہ اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے، نیک کام آسان کر دیں گے، اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے ۹ کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے، عزت و جاہ کے لئے عالم، حاجی بنے، غنیمت کے لئے غازی ۱۰ اتنا ہی جتنا اس کی تقدیر میں ہے لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۱۱ کیونکہ اس نے آخرت کے لیے اعمال کئے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ ریاکار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا، ثواب نہ ملے گا۔ اس لئے فی الآخرۃ کی قید لگائی ۱۲ اگر اَم کے معنی بلکہ ہوں، تو مطلب یہ ہوگا، کہ اے محبوب ان کفار کے لئے ان کے معبودین باطلہ ابلیس وغیرہ نے اللہ کے دین کے خلاف ناجائز و غلط دین بنا دیے ہیں، جن کی یہ پیروی کرتے ہیں، اور اگر اَم کے معنی یا ہوں، تو مطلب یہ ہوگا کہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ لوگ ایمان قبول کرتے ہیں، یا گھڑے ہوئے دینوں میں پھنسے رہتے ہیں، جو ان کے معبودوں نے بنائے ۱۳ یعنی چونکہ ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے کہ کفار کو حقیقی سزا قیامت میں دی جاوے گی۔ اس لئے بھی ان پر دوزخ کا عذاب نہیں بھیجتے ۱۴ ظالمین سے مراد کفار ہیں، اور دردناک عذاب سے مراد دائمی عذاب، رسوائی کا عذاب، نہایت سخت عذاب کافروں کے لئے خاص ہے، مومن اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر ان عذابوں سے محفوظ رہے گا۔ ۱۵ قیامت میں اول ہی سے مگر اس دن سہمنا کام نہ آئے گا ۱۶ یعنی جس قدر نیکیوں کا انہیں وقت اور موقعہ ملا۔ اسی قدر نیکیاں کیں۔ اگر کسی کو بالکل موقعہ نہ ملا تو وہ صرف ایمان کی بدولت جنت میں جاوے گا۔ جیسے وہ نومسلم جو ایمان لاتے بقیہ برصفحہ ۸۴۴

فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ
کی محبت و۱ اور جو نیک کام کرے و۲ ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں بے شک اللہ
غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ
بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا و۳ اور اللہ چاہے تو
اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ
تمہارے اوپر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے و۴ اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے و۵
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ
بے شک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول
عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ
فرماتا و۶ اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے و۷ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو و۸ اور دعا قبول فرماتا
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَ
ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے و۹ اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے و۱۰ اور
الْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ
کافروں کے لئے سخت عذاب ہے و۱۱ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا
لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ
تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے و۱۲ لیکن وہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبر
خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا
دار ہے و۱۳ انہیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اُتارتا ہے اُن کے نا اُمید ہونے پر و۱۴ اور اپنی
وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ
رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا اور اُس کی نشانیوں سے ہے
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان میں پھیلائے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر و۱۵
إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ
جب چاہے قادر ہے و۱۶ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی و۱۷ وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا و۱۸

۱ یعنی تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اسلامی قرابت کا لحاظ رکھو رب فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ: ۷۱) یا مجھ سے قرابت روحانی کی بنا پر محبت کرو کہ تم سب کی اصل ہوں ۲ نیک کام سے مراد محبت آل رسول ہے یعنی جو ان سے محبت کرے گا ہم اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہیں (خزائن و روح البیان) ۳ دعویٰ نبوت کر کے یا قرآن شریف کو کتاب اللہ کہہ کر ۴ جس سے آپ کے قلب اطہر کو ان کی بدگوئیوں سے بالکل ایذا نہ ہو یہاں ختم کے یہ معنی نہایت موزوں ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر ایسا نہ ہوگا قلب مبارک کو ہماری راہ میں کچھ ملال پہنچے گا یہ رنج بھی عبادت ہے ۵ اب کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارا سورج چمکے گا اور کفر کی تاریکی دور ہو جائے گی اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا دیکھو آج تک حرمین طیبین شرک و بت پرستی سے محفوظ ہیں اللہ محفوظ رکھے۔ ۶ ہر گناہ سے توبہ کرنی چاہئے توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے توبہ میں چند چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر شرمندگی آئندہ بچنے کا ارادہ پختہ چھوٹے ہوئے فرائض کی قضا حقوق عباد کی ادائیگی ایسی توبہ انشاء اللہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے ۷ اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں اور گناہ صغیرہ توبہ کے علاوہ اور طرح بھی معاف ہوتے ہیں کیونکہ یہاں قبول توبہ کے بعد سیئات کی معافی کا ذکر فرمایا رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴) اور فرماتا ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء: ۳۱) ۸ اگر ہم گناہ کرتے وقت یہ سوچ لیا کریں تو کبھی گناہ کی ہمت نہ کریں۔ ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اگر دعا قبول کرانی ہو تو صالح بنو تم اس کی مانو وہ تمہاری مانے دیکھو جلیل نے جو کہا خلیل نے مانا پھر خلیل اللہ نے جو کہا رب جلیل نے مانا دوسرے یہ کہ مجھ سے گنہگار کو چاہئے کہ اللہ کے پیاروں سے دعا کرائیں جن کی دعا کی قبولیت کا یہاں وعدہ ہے ۱۰ اس طرح کہ بھکاریوں کو طلب سے زیادہ دیتا ہے معلوم ہوا کہ دعا سے برکتیں ملتی ہیں ۱۱ کہ ان کی دعائیں بھی اکثر قبول نہیں فرماتا دنیا میں نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا آخرت میں سخت عذاب دے گا۔ ۱۲ کیونکہ دنیا میں نفس امارہ ساتھ ہے اگر اسے معاش کی فکر نہ ہو تو پھر عزت و جاہ کی طلب کرتا ہے اور جب سب عزت چاہنے لگیں تو فساد خونریزی لازم ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی افکار بھی اللہ کی رحمت ہیں ۱۳ لہٰذا جو جس کے لائق ہے وہ ہی اسے دیتا ہے حکیم کے پاس شہد بہت ہے مگر جس مریض کو گرمی ہوا سے نہیں دیتا کہ زیادہ بیمار نہ ہو جائے ۱۴ غیث مفید بارش کو کہتے ہیں نقصان دہ بارش غیث نہیں کہلاتی ۱۵ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ رب نے دنیا میں مخلوق کو بکھیرا ہوا ہے کوئی کہیں ہے کوئی کہیں اور کوئی کبھی ہوا اور کوئی کبھی مگر قیامت میں سب بکھرے ایک جگہ ایک وقت میں جمع کر دیئے جائیں گے ہم بکھیرنا بھی جانتے ہیں اور سمیٹنا بھی دوسرے یہ بقیہ بر صفحہ ۸۴۴

اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ﴿۳۰﴾ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۖۚ

اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں قابو سے نہیں نکل سکتے ف۱

وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ

اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار ف۲ اور اس کی نشانیوں سے ہیں

فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ؕ﴿۳۲﴾ اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ

دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں ف۳ وہ چاہے تو ہوا تھما دے کہ اس کی پیٹھ پر ٹھہری

عَلٰى ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍۙ﴿۳۳﴾ اَوۡ

رہ جائیں ف۴ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو ف۵ یا

يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ كَثِيۡرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ

انہیں تباہ کردے لوگوں کے گناہوں کے سبب اور بہت کچھ معاف فرمادے ف۶ اور جان جائیں وہ جو ہماری

فِىۡۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ

آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ف۷ تمہیں جو کچھ ملا ہے ف۸ وہ جیتی دنیا میں

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى

برتنے کا ہے ف۹ اور وہ جو اللہ کے پاس ہے ف۱۰ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ف۱۱ ان کے لئے جو ایمان لائے اور

رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۚ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ف۱۲ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں ف۱۳ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ف۱۴ اور

وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ ۚ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَ

جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں ف۱۵ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ف۱۶ اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ

نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے ف۱۷ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ

يُنۡفِقُوۡنَ ۚ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الۡبَغۡىُ هُمۡ يَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿۳۹﴾

میں خرچ کرتے ہیں ف۱۸ اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں ف۱۹

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى

اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے ف۲۰ تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر

۱ جو مصیبتیں تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہیں وہ پہنچیں گی، بچنا چاہتے ہو تو نیک بنو ۲ جو تمہیں رب کی مرضی کے خلاف تکلیف سے نجات دے' لہٰذا اس میں بزرگوں کی دعائیں وغیرہ داخل نہیں۔ ان کی دعاؤں سے بلائیں ٹل جاتی ہیں ۳ بڑی بڑی کشتیاں جن میں بادبان بندھے ہوتے ہیں' جو اس وقت عرب میں رائج تھیں۔ اس قدر وزنی ہونے کے باوجود پانی میں نہیں ڈوبتیں' یہ بھی اس کی قدرت کے گیت گا رہی ہے۔ ۴ اس زمانے میں کشتیوں کی روانی موافق ہوا سے ہوتی تھی ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر ہم موافق نہ چلائیں تو تم کیسے منزل مقصود تک پہنچو' یا اگر ہم مخالف ہوا چلا دیں تو تم کیسے پار لگو لہٰذا اس کا شکر کرو ۵ وہ مخلص مومن جو مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں اللہ کا شکر کرتے ہیں وہ ان کشتیوں سے پتہ لگاتے ہیں کہ زندگی کی کشتی دنیا کے دریا سے جب ہی بخیریت پار لگ سکتی ہے جب فضل و کرم کی ہوا چلتی رہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ نصف ایمان صبر ہے اور نصف شکر ۶ ہوا مخالف بھیج کر کشتیوں کو ڈبو دے اور ان میں جو مخلص و نیک بندے ہوں انہیں غرق سے بچا لے۔ ۷ دیکھ لیں کہ جیسے کشتی ڈوبتے وقت کوئی غرق سے بچا نہیں سکتا سارے اسباب ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت کے عذاب سے کوئی بچا نہ سکے گا۔ دنیا کے عذابوں کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگاؤ تاکہ ایمان نصیب ہو دنیا آخرت کا نمونہ ہے ۸ دنیاوی ساز و سامان اُوۡتِيۡتُمۡ سے معلوم ہوا کہ یہاں کی نعمتیں اپنی کمائی سے نہیں ملتیں عطائے ذوالجلال سے ہیں ۹ جو تمہارے جیتے ہی یا بعد موت تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔ ایسے بے وفا سے دل نہ لگاؤ' جو تمہارا نہیں تم اس کے کیوں بنے جاتے ہو ۱۰ آخرت کا ثواب صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اخلاص والے مقبول اعمال بھی اس میں داخل ہیں' یہ اعمال کبھی فنا نہیں ہوتے ۱۱ ثواب آخرت کی دو خوبیاں یہاں ذکر ہوئیں وہ خیر ہیں کیونکہ ان میں شر کی ملاوٹ نہیں' دنیا کی خیر ہزار ہا شر کے ساتھ ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ وہ ابد الآباد تک باقی ہیں کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گی ۱۲ (شان نزول) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی' جب آپ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اور عرب کے لوگوں نے اس پر آپ کو ملامت کی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آخرت کی بھلائی صرف متقی مومن کے لئے ہے دنیا کی طرح ہر ایک کو نہ ملے گی' دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق بشہادت قرآن مومن و متوکل ہیں نیز آپ بعد انبیاء سب سے افضل اور متقی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ (النور: ۲۲) اور فرماتا ہے۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى الَّذِىۡ الخ (الیل: ۱۷) مومن کو جیسے اللہ کی توحید' حضور کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی ابوبکر صدیق کی افضلیت' تقویٰ اعلم المومنین ہونے پر ایمان لانا ضروری کہ یہ سب چیزیں قرآن کریم سے ثابت ہیں ۱۳ گناہ بڑے وہ ہی ہیں جن پر دنیاوی یا اخروی سزا مقرر کی گئی ہو (روح) ۱۴ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل انسانی بھی برا جانتی ہے اور ہر ملت والے اس معیوب سمجھتے ہیں جیسے زنا' چوری وغیرہ ۱۵ اپنے مجرم سے درگزر کرتے ہیں نہ کہ شریعت کے مجرم سے کہ پہلی صورت اخلاق بقیہ بر صفحہ ۸۴۴

اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

پر ہے ۱ بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ۲ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا اُن پر

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ

کچھ مواخذہ کی راہ نہیں ۳ مواخذہ تو انہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم

النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کرتے ہیں ۴ اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ۵ اُن کے لئے دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ

ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا ۶ تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں ۷ اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا

اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل ۸ اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب

رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ

عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے ۹ اور تم انہیں دیکھو گے

يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ

کہ ۱۰ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لچے چھپی نگاہوں دیکھتے

خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ہیں ۱۱ اور ایمان والے کہیں گے بے شک ہار (نقصان) میں وہ ہیں ۱۲ جو اپنی جانیں

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِىْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا

اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے قیامت کے دن ۱۳ سنتے ہو بے شک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں ۱۴ اور اُن

كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ

کے کوئی دوست نہ ہوئے ۱۵ کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے ۱۶

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ

اس کے لئے کہیں راستہ نہیں ۱۷ اپنے رب کا حکم مانو ۱۸ اس دن کے آنے سے پہلے ۱۹

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ

جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ۲۰ اس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہوگی ۲۱ اور نہ تمہیں انکار کرتے

منزل ۶

ع

۱ اس طرح کہ اگر اپنا معاملہ ہو تو معاف کر دے، مگر دوسرے کا معاملہ ہو تو صلح کرا دے بہت ثواب پائے گا۔ ۲ یعنی ان کو جو ظلم کی ابتداء کریں یا لوگوں کو لڑائیں ۳ معلوم ہوا کہ مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا ظلم نہیں اور نہ اس پر سزا ہے مگر جن ظلموں کی سزا صرف حاکم دے سکتا ہو اسے دوسرا جزا نہیں دے سکتا۔ جیسے قاتل سے قصاص۔ ۴ یہاں سبیل سے مراد دنیاوی یا اخروی پکڑ اور سزا ہے ظلم سے مراد ستانا ہے، ستانا بہت عام ہے، جانی ظلم، مالی ظلم وغیرہ، غرض ظلموں کی بہت قسمیں ہیں پھر ان ظلموں کی سزائیں بہت ہیں، کسی ظلم کی سزا قتل، کسی کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا، کسی کی سزا قید و کوڑے وغیرہ، یہ آیت کریمہ ملکی انتظامات، فیصلہ حکام، معاملات کی جامع آیت ہے ۵ بغیر الحق صفت کاشفہ ہے کیونکہ سرکشی ہمیشہ ناحق ہی ہوتی ہے، کبھی حق نہیں ہوتی، خیال رہے کہ ظلم دو قسم کا ہے شخصی اور قومی یظلمون الناس میں شخصی ظلم مراد ہے جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، مار لینا، اور یبغون میں قومی ظلم مراد ہے، جیسے ملک و قوم سے غداری، بادشاہ اسلام سے بغاوت وغیرہ، دونوں قسم کے ظالموں سے بدلہ لینا چاہئے مگر پہلے ظالم کو معافی دے دینا حسن اخلاق ہے، دوسرے کو معافی دینا سخت ظلم ہے، دوسروں کے لئے فرمایا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶ اپنے مجرم کو اپنے ذاتی معاملات میں مثلاً قرض تھا معاف کر دیا، کسی نے گالی دی اس سے درگزر کر لی، کسی نے مارا اسے بخش دیا لیکن جس نے اسلام یا مسلم قوم سے غداری کی اسے ضرور شکنجے میں کسو اور عبرتناک سزا دو کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے ۷ کیونکہ اس میں نفس کا مقابلہ ہے اپنے مجرم سے بدلہ لینے کا نفس تقاضا کرتا ہے اسے مغلوب کرنا بہادری ہے، ہزار کافروں کو مارنا آسان ہے نفس امارہ کا مارنا مشکل ۸ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا کوئی مددگار نہیں، مومنوں کے مددگار رب کی طرف سے بہت ہیں اگر تم اپنے ولی و مددگار دنیا و آخرت میں چاہتے ہو تو ایمان و تقویٰ اختیار کرو، جو کہے کہ میرا مددگار آج یا قیامت میں کوئی نہیں، وہ اپنے کفر و گمراہی کا اقرار کر رہا ہے ۹ ظالموں سے مراد، مشرکین یا کفار ہیں، خیال رہے کہ کافر دنیا میں دوبارہ آنا چاہے گا۔ کفار کفر کرنے کے لئے ۱۰ اے مسلمانو قیامت سے فارغ ہو کر، یا دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالتے وقت، معلوم ہوا کہ کفار کا دوزخ میں ڈالا جانا علانیہ طور پر ہوگا، جس کا تماشا مومنین دیکھیں گے یہ بھی خیال رہے کہ حضور تو وہ واقعات آج بھی دیکھ رہے ہیں معراج میں سرکار نے دوزخ میں کفار کو سزا پاتے دیکھا حالانکہ ان کا داخلہ بعد قیامت میں ہوگا ۱۱ کہ کفار ڈر کے مارے آگ، وہ دوزخ کو ایسی چھپی نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے قتل کا ملزم جلاد کی تلوار کو دیکھتا ہے کہ یہ اب مجھ پر چلنے والی ہے۔ خدایا تیری پناہ ۱۲ پوری ہار میں جس نے اپنی ساری کمائی کھو دی، جنہوں نے دین کی خاطر اپنی دنیا بگاڑی تو وہ اچھے سودے کر گئے جیسے امام حسین اور ان کے رفقاء ۱۳ جان تو اس طرح ہاری کہ کفر کر کے دوزخ کے مستحق ہو بیٹھے اور گھر والوں کی ہار یہ کہ کفر کے باعث جنت کے گھر بار، حوروں سے محروم ہو گئے، جو ان کے لئے تھیں اگر ایمان لاتے تو پاتے ان کا حصہ مسلمان سنبھالیں گے، خیال رہے کہ ہر انسان کا ایک گھر جنت میں ایک دوزخ میں بنایا گیا ہے۔ بقیہ برصفحہ ۸۴۵

نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ
بے ف۱ تو اگر وہ منہ پھیریں ف۲ تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ف۳ تم پر تو نہیں

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ
مگر پہنچا دینا ف۴ اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں ف۵ اور اس پر خوش ہو جاتا ہے ف۶ اور اگر انہیں

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ
کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ف۷ تو انسان بڑا ناشکرا ہے ف۸ اللہ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا
ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ف۹ پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے

وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ
اور جسے چاہے بیٹے دے ف۱۰ یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں ف۱۱ اور جسے

مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ
چاہے بانجھ کر دے ف۱۲ بے شک وہ علم و قدرت والا ہے اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا ف۱۳ کہ اللہ اس سے کلام

اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ
فرمائے ف۱۴ مگر وحی کے طور پر ف۱۵ یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو ف۱۶ یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے

بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا
جو وہ چاہے ف۱۷ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ف۱۸ اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ف۱۹ ایک جان فزا چیز ف۲۰

مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ
اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام (شرع) کی تفصیل ف۲۱ ہاں ہم نے اُسے

نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ
نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں ف۲۲ اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
ہو ف۲۳ اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع
سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

۱ کیونکہ نامہ اعمال کی تحریر فرشتوں بلکہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی گواہی تمہارے خلاف ہوگی۔ ۲ اس طرح کہ یہ سب کچھ سن کر بھی ایمان نہ لائیں تمہاری اطاعت نہ کریں۔ ۳ تا کہ ان کی گمراہی کی آپ سے باز پرس ہو جیسے اسکول کا رزلٹ خراب آنے پر استادوں سے یا گلے کی بکری ضائع ہو جانے پر گلہ بان سے سوال ہوتا ہے تم ان سے غنی ہو ۴ یہاں حصر اضافی ہے یعنی آپ پر صرف تبلیغ لازم ہے منوانا لازم نہیں لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو تبلیغ کے سوا اور کوئی اختیار نہیں۔ حضور مسلمانوں کے دنیا میں دادرس آخرت میں فریادرس اور شفاعت کرنے والے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا سہارا ہیں ۵ آدمی سے مراد کافر یا غافل ہے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں راحت تھوڑی ہے کہ اسے چکھنا فرمایا گیا ۶ خوشی سے مراد ہے اترانا اکڑنا فخر کرنا یہ خوشی گناہ ہے شکر کی خوشی ثواب ہے ۷ معلوم ہوا کہ اکثر آفتیں ہمارے گناہوں کے سبب آتی ہیں۔ اگرچہ بعض مصیبت بلندی درجات کا سبب بھی ہوتی ہے ۸ کہ ان مصیبتوں کو دیکھ کر پچھلی راحتیں بھی بھول جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے کبھی آرام دیا ہی نہیں ۹ حقیقی شہنشاہ وہ ہے وہ جسے چاہے حکومت بخشے جیسے بادشاہوں کو ظاہری اور اولیاء اللہ کو باطنی سلطنت عطا فرمائی ۱۰ معلوم ہوا کہ اولاد محض عطا ربانی ہے بڑے قوی لوگ اولاد سے محروم دیکھے گئے کمزوروں کا گھر بیٹوں سے بھرا ہوا جسے چاہے بیٹے بیٹیاں دونوں دے جسے چاہے کچھ نہ دے جسے چاہے صرف بیٹے دے جسے چاہے صرف بیٹیاں ۱۱ خیال رہے کہ بزرگوں کی دعا سے اولاد ملنی بھی رب کی ہی عطا سے ہے جیسے طبیبوں کی دوا سے کبھی اولاد ہو جاتی ہے یہ سب اسباب ہیں حضور کی دعا سے حضرت طلحہ کا اولاد سے گھر بھر گیا۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) ۱۲ یہ سب صورتیں انبیاء کرام میں بھی پائی جاتی ہیں چنانچہ لوط و شعیب علیہما السلام کے صرف لڑکیاں تھیں۔ حضرت ابراہیم کے صرف لڑکے تھے ہمارے حضور کو لڑکے لڑکیاں دونوں عطاء ہوئے حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے کوئی اولاد نہیں (خزائن) ۱۳ بشر کی قید فرشتوں اور دوسری مخلوق کو نکالنے کے لئے ہے۔ ۱۴ یعنی کوئی شخص اس دنیا میں بے حجاب رب سے کلام نہیں کر سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب سے کلام کیا مگر حجاب سے ہمارے حضور نے بے حجاب رب سے کلام کیا مگر دوسری دنیا میں بلکہ عرش سے وراء پہنچ کر لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۵ بلا واسطہ فرشتہ خواب میں یا بیداری میں بطریقہ الہام حضرت ابراہیم کو خواب میں ذبح فرزند کا حکم دیا اور حضرت داؤد کو بیداری میں زبور کا الہام فرمایا ۱۶ جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام فرمایا کہ آپ حجاب میں رہے ۱۷ جو رب چاہے فرشتوں کی معرفت وحی بھیجے جیسے انبیاء کرام کو عام وحی ہوتی ہے ۱۸ (شان نزول) یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو وحی کے وقت رب تعالیٰ کو دیکھتے کیوں نہیں جیسے ہمارے موسیٰ علیہ السلام بوقت کلام دیکھا کرتے تھے حضور نے فرمایا کہ وہ دیکھتے نہ تھے صرف کلام سنتے تھے حضور کی تائید میں یہ آیت اتری (روح) ۱۹ جیسے اور نبیوں کو وحی بھیجتے تھے بقیہ برصفحہ ۸۴۵

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۹ رُكُوْعَاتُهَا ۷

سورۂ زخرف مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ
روشن کتاب کی قسم ف۱ ہم نے اُسے عربی قرآن اُتارا ف۲ کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ اَفَنَضْرِبُ
سمجھو ف۳ اور بے شک وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ضرور بلندی حکمت والا ہے ف۴ تو کیا ہم تم

عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝۵ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ
سے ذکر کا پہلو پھیر دیں ف۵ اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ف۶ اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے

نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝۶ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷
والے (نبی) اگلوں میں بھیجے ف۷ اور اُن کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کیے ف۸

فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸ وَلَئِنْ
تو ہم نے وہ ہلاک کردیے جو اُن سے بھی پکڑ میں سخت تھے ف۹ اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے ف۱۰ اور اگر تم

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ
اُن سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انہیں بنایا اس عزت والے

الْعَلِيْمُ ۝۹ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا
علم والے نے ف۱۱ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا ف۱۲ اور تمہارے لئے اس میں راستے

سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ
کیے کہ تم راہ پاؤ ف۱۳ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اُتارا ایک اندازے سے ف۱۴

فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۱ وَالَّذِيْ خَلَقَ
تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرمادیا یونہی تم نکالے جاؤ گے ف۱۵ اور جس نے سب

الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝۱۲
جوڑے بنائے ف۱۶ اور تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں ف۱۷

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ
کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھو ف۱۸ پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو ف۱۹ جب اس پر ٹھیک بیٹھ لو

منزل ۶

❶ روشن کتاب سے مراد قرآن شریف ہے جس نے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور دیگر لوگوں کے لئے بالعموم راہ ہدایت ظاہر کر دی اور حضور کے لئے تمام غیوب ظاہر فرما دیئے رب فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل: ۸۹) ❷ خیال رہے کہ قرآن کے سوا کوئی آسمانی کتاب عربی میں نہ آئی کیونکہ حضور کے سوا عرب میں اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا' ساری کتب عبرانی زبان میں بھیجیں' اب وہ زبان بھی مٹ گئی مگر قرآن کی وجہ سے عربی عام ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی زبان تمام زبانوں سے اشرف ہے' کہ اس زبان میں قرآن آیا' بعد مرنے کے سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے عربی میں ہی حساب قبر و حساب قیامت ہوگا' اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ ہمارے حضور کی زبان عربی تھی' غرضیکہ عربی زبان روحانی ہے باقی زبانیں جسمانی ❸ اے عرب والو! اور تمہارے ذریعہ اور لوگ سمجھیں' تم سب کے استاد ہو' سب تمہارے شاگرد۔ ❹ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن شریف پہلے سے لوح محفوظ میں ہے' وہاں سے نقل ہو کر تیئیس سال میں حضور پر اترا تو جن کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ قرآن سے واقف ہیں دوسرے یہ کہ قرآن تمام کتب سے عند اللہ اشرف و اعلیٰ ہے تیسرے یہ کہ خدائی صفات سے بعض ماسوا اللہ کو موصوف کر سکتے ہیں ❺ کہ تمہیں شرعی احکام نہ دیں' نزول قرآن بند فرما دیں جو آچکا ہے وہ اٹھا لیں' ایسا نہ کریں گے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے' قرآن کا رہنا تمہارے امن کا باعث ہے ❻ ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ تمہاری اصلاح کی جائے گی' معلوم ہوا کہ بندہ رب کو بھول جاتا ہے' رب نہیں بھولتا' حدیث شریف میں ہے کہ قرب قیامت قرآن شریف میں اٹھا لیا جائے گا' علماء کی وفات بھی مسلمانوں کے لئے مصیبت ہے ❼ معلوم ہوا کہ خلق کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کا بھیجنا عادت الٰہیہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد نبی نہیں آنے والا' کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ آئندہ بھی بھیجیں گے اب خلق کی ہدایت علماء و اولیاء کے ذریعہ ہوگی ❽ اس میں ان نبیوں کا ذکر ہے جو کفار کی طرف بھیجے گئے لہٰذا اس سے حضرت آدم و شیث علیہما السلام علیحدہ ہیں کفار کو پہلے تبلیغ فرمانے والے نوح علیہ السلام ہیں ❾ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ جو اہل عرب سے بڑھ کر قوت و دولت رکھتے تھے مگر ہلاک ہوئے ❿ تو انہیں چاہئے کہ عبرت پکڑیں' معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے' قیاس کا رب نے حکم دیا۔ ⓫ معلوم ہوا کہ خدا کو تمام صفات کے ساتھ ماننا ایمان نہیں جب تک کہ نبی کو نہ مانا جائے کفار مکہ سب کچھ ماننے کے باوجود اس لئے کافر ہے کہ حضور کے منکر تھے خیال رہے کہ یہاں وہ کفار مراد ہیں جو دہریہ نہ تھے خدا کی ہستی کے قائل تھے' شرک میں مبتلا تھے' ورنہ عرب میں دہریئے بھی تھے' زمانے کو مؤثر مانتے تھے خدا کے قائل نہ تھے' جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (جاثیہ: ۲۴) ⓬ جو چھپا ہوا ہے اور ٹھہرے ہوئے ہونے میں بستر کی طرح ہے' نہ تو لوہے کی طرح سخت اور نہ پانی کی طرح نرم' بچھونا فرمانے میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں ⓭ ایسے ہی رب نے سفر آخرت کے لئے راستے مقرر فرمائے جن میں سے بعض کھلے ہوئے ہیں انہیں شریعت

بقیہ بر صفحہ ۸۴۵

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ

اور یوں کہو پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا ف۱ اور یہ ہمارے بوتے (قابو) نہ کی تھی ف۲ اور

اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ

بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے ف۳ اور اس کے لئے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ف۴ بے شک

الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ

آدمی کھلا ناشکرا ہے ف۵ کیا اس نے اپنے لئے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں

بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ

کے ساتھ خاص کیا ف۶ اور جب اُن میں کسی کو خوشخبری دی جائے اُس چیز کی جس کا وصف رحمٰن کے لئے بتا چکا ہے

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی

تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے ف۷ اور کیا وہ جو گہنے (زیور) میں پروان چڑھے ف۸ اور

الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ

بحث میں صاف بات نہ کرے ف۹ اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا ف۱۰

الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾

کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے ف۱۱ اب لکھ لی جائے گی اُن کی گواہی ف۱۲ اور ان سے جواب طلب ہوگا

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ

اور بولے اگر رحمٰن چاہتا ہم اُنھیں نہ پوجتے ف۱۳ اُنھیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں

اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ

یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۱۴ یا اس سے قبل ہم نے اُنھیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ

مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى

تھامے ہوئے ہیں ف۱۵ بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان

اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ

کی لکیر پر چل رہے ہیں ف۱۶ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر

مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا

میں ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (امیروں) نے یہی کہا ف۱۷ کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم

ع ۵

❶ جس سے ہم ان سے نفع اٹھا لیتے ہیں اگر وہ ہمارے بس میں نہ کرتا تو کسی طرح ہم ان سے کام نہ نکالتے' دیکھو ہرن' نیل گائے' شیر' چیتے' بلا۔ چیونٹی' مکھی مچھر ہمارے بس میں نہیں نہ ہم ان سے خدمت لے سکتے ہیں ❷ رب تعالیٰ نے جانوروں میں طاقت اور جرأت جمع نہیں فرمائی' شیر وسانپ میں طاقت ہے۔ مگر جرأت نہیں' لہٰذا ہم محفوظ ہیں مکھی مچھر میں جرأت ہے مگر طاقت نہیں لہٰذا ہمیں نقصان نہیں پہنچاتے' اونٹ' بیل میں خدمت کی طاقت ہے مگر ہم سے مقابلہ کی ہمت و جرات نہیں' اس لئے ہماری خدمت کرتے ہیں عجیب قدرتی انتظام ہے ❸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خشکی کی سواری پر سوار ہوتے وقت اور کشتی میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جو کوئی یہ دعائیں پڑھ لیا کرے' سواری کی آفات سے محفوظ رہے گا ❹ یعنی مشرکین نے خدائے تعالیٰ کو خالق عالم مانتے ہوئے اس کے لئے اولاد ثابت کی کہ فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہا۔ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو' عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے ہیں' معلوم ہوا کہ اولاد باپ کی جز ہوتی ہے ❺ کیونکہ انسان کے سوا کوئی مخلوق رب کے لئے اولاد نہیں مانتی رب کا زیادہ احسان انسان پر ہے اور یہ ہی بہت ناشکرا ہے ❻ مشرکین عرب لڑکیوں کو بہت برا کہتے تھے' اس لئے انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے اس کے باوجود رب کے لئے بیٹیاں مانتے تھے۔ ❼ معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے' ہاں دینی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے' ابراہیم علیہ السلام' زکریا علیہ السلام نے بیٹوں کی دعائیں مانگیں' حضرت ابراہیم دعا مانگ کر کہتے۔ اسمع یا ئیل اے اللہ سن لے جب فرزند پیدا ہوئے تو اس کا نام اسی مناسبت سے اسماعیل رکھا' اسی دعا کی یادگار ❽ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں اور لڑکوں کو زیور پہننا منع ہے' کیونکہ زیور عورتوں کے لئے ہے' مردوں کا زیور علم و ہنر' تقویٰ وطہارت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ میں کلام پر قادر ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ ❾ عورت بحث میں جب دلیل دیتی ہے تو اکثر اپنے خلاف دلیل دے جاتی ہے (خزائن) ❿ یعنی کفار نے اس بکواس میں تین کفر کئے۔ ایک تو اللہ کے لئے اولاد ماننا' دوسرے اپنے لئے بیٹے اور رب کے لئے بیٹیاں ماننا' تیسرے فرشتوں کو عورتیں ماننا کہ اس میں فرشتوں کی توہین ہے' معلوم ہوا کہ فرشتوں کی توہین کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اپنا غلام و بندہ نہیں بن سکتی ⓫ کیونکہ فرشتوں کے صفات عقل سے تو معلوم ہو نہیں سکتے' اب دو ہی صورتیں ہیں' یا تو انہیں دیکھا ہو یا نبی کے ذریعہ خبر ملی ہو کسی نبی نے ان کی لڑکیاں ہونے کی خبر نہیں دی' تم نے انہیں دیکھا بھی نہیں' پھر یہ بکواس کیسے کرتے ہو ⓬ معلوم ہوا کہ کفار کے کفر و گناہ کی تحریر ہوتی ہے نیکیوں کی تحریر نہیں ہوتی' چونکہ کفار کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادے فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچے تھے' اس لئے اسے شہادت فرمایا ⓭ کفار ارادۂ الٰہی اور رضائے الٰہی میں فرق نہ کرتے تھے ارادہ' حکم' رضا ان سب میں فرق ہے۔ رب نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا۔ مگر وہاں نہ رضا بقیہ برصفحہ ۸۴۵

عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ

ان کی لکیر کے پیچھے ہیں ف۱ نبی نے فرمایا اور کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی

عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

راہ ہو اس سے ف۲ جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لیکر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے ف۳ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ف۴

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ

تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ف۵ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے

وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿۲۷﴾

فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا ف۶ اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دے گا ف۷

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ

اور اُسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھا کہ کہیں وہ باز آئیں ف۸ بلکہ میں نے انھیں اور ان

هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾ وَ لَمَّا

کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے ف۹ یہاں تک کہ اُن کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول شریف لایا ف۱۰ اور

جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَا

جب اُن کے پاس حق آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں ف۱۱ اور بولے کیوں نہ

نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ

اُتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر ف۱۲ کیا

یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی

تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ف۱۳ ہم نے اُن میں ان کی زیست کا سامان

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ

دنیا کی زندگی میں بانٹا ف۱۴ اور اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی ف۱۵ کہ ان میں

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾

ایک دوسرے کی ہنسی بنائے ف۱۶ اور تمہارے رب کی رحمت ف۱۷ ان کی جمع جتھا سے بہتر ف۱۸

وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں ف۱۹ تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں

ع ۸

❶ کہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے' تم منع کرو یا نہ کرو' ہم وہ ہی کریں گے جو باپ دادے کرتے تھے یہ کفر ہے۔ ❷ خیال رہے کہ یہاں اھدیٰ اسم تفضیل نہیں کیونکہ ان مشرکین کے عقاید ہدایت تھے ہی نہیں تاکہ یہ دین زیادہ ہدایت کہلا دے بلکہ وہ گمراہی تھی' یہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کے مقابل دنیا کا اجماع و اتفاق بے کار ہے۔ ❸ اگرچہ تم حق پر ہی سہی۔ مگر ہم تو اپنے باپ دادوں کو مانیں گے ❹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر انکار نبی عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی کفر کرے' دوسرے یہ کہ اپنے محبوب بندوں کا بدلہ رب لیتا ہے۔ اسی طرح محبوبوں کے خدام کو خدمت کا بدلہ رب دے گا۔ نبی کی اطاعت کرو رب سے بدلہ لو ❺ اس میں کفار سے خطاب ہے جو اپنے سفروں میں ان قوموں کی اجڑی بستیاں دیکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عبرت کے لئے عذاب والی قوموں کی بستیاں دیکھنی چاہئیں۔ لہٰذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے اس کے محبوبوں کے رونق والے شہر دیکھنے چاہئیں جہاں ان بزرگوں کی دھوم مچ رہی ہے ❻ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ کرنا' سنت ابراہیمی کے خلاف ہے' رب نے اس اعلان دین کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا۔ اور دھوکہ دینے کے لئے دین کو چھپانا جرم قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بڑے جری دلیر ہوتے ہیں' انہیں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری اتنی ہی ضروری ہے' جتنی اللہ کے پیاروں سے محبت و الفت' اگرچہ وہ کفار رشتہ دار ہی ہوں ❼ میری ہجرت گاہ کی' جہاں جا کر میں رب کی عبادت کروں' روح البیان نے فرمایا کہ سین تاکید کا ہے اور مضارع دوام استمراری کے لئے ہے یعنی ہمیشہ مجھے ہدایت دیتا رہتا ہے۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ پہلے ابراہیم علیہ السلام ہدایت پر نہ تھے بعد میں ہدایت ملی۔ انبیاء کرام ایک ساعت کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ جب آپ آج ہی فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں سے اور تم سے بیزار ہوں' رب کا عبادت گزار ہوں' پھر آپ کی ہدایت میں کیا شبہ رہ گیا؟ ❽ یعنی آپ کے بعد سارے پیغمبروں نے' اولیاء نے' مسلمانوں نے کفار سے یہ ہی کہا کہ ہم تم سے تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری سنت ابراہیمی ہے' تو اے کفار مکہ تم بھی ابراہیمی کہلاتے ہو تو ان کے فرمان پر عمل کیوں نہیں کرتے' اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ گمراہ باپ دادوں کی پیروی نہ کی جائے' وہاں ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صالح باپ دادوں کی پیروی ضرور کی جائے ❾ یعنی ان بدبختوں کے کفر و عناد کی وجہ یہ ہے کہ انہیں دنیا میں آرام و عیش ملے' جس میں وہ مشغول ہو کر غافل ہو گئے۔ ❿ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو بھی مبین فرمایا' قرآن شریف کو بھی اور حضور کو بھی مبین فرمایا' کیونکہ حضور عیوب کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی نبوت بالکل ظاہر ہے' آپ کے معجزات آپ کی حقانیت کی کھلی دلیل ہیں ⓫ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار تمام کفروں کی جڑ ہے' کفار نے پہلے حضور کا' قرآن کا انکار کیا۔ پھر سب کے منکر ہو گئے ایسے ہی حضور کو ماننا تمام ایمانیات کی اصل ہے' اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں' باقی چیزیں پھر بتاتے بقیہ برصفحہ ۸۴۵

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾

کے لئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے ف۱

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ

اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے ف۲ اور طرح طرح کی آرائش ف۳ اور

ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے ف۴ اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لئے ہے ف۵

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾

اور جسے رتوند آئے (شب کوری ہو) رحمٰن کے ذکر سے ف۶ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے ف۷

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں ف۸

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

یہاں تک کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا ف۹ اپنے شیطان سے کہیگا ہائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا ف۱۰

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي

تو کیا ہی برا ساتھی ہے ف۱۱ اور ہرگز تمہارا اس سے بھلا نہ ہوگا آج جب کہ تم نے ظلم کیا ف۱۲ کہ تم سب

الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ

عذاب میں شریک ہو ف۱۳ تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے ف۱۴

وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ

اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں ف۱۵ تو اگر ہم تمہیں لے جائیں ف۱۶ تو ان سے ہم ضرور بدلہ

مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

لیں گے ف۱۷ یا تمہیں دکھادیں ف۱۸ جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾

تو مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ف۱۹ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو ف۲۰

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔــلْ مَنْ اَرْسَلْنَا

اور بیشک وہ شرف ہے تمہارے لئے ف۲۱ اور تمہاری قوم کے لئے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا ف۲۲ اور ان سے

منزل ۶

۱ یعنی انہیں سونا، چاندی اتنا دے دیتے کہ وہ بجائے پہننے کے گھروں کی چھت و زینہ میں استعمال کرتے ۲ خیال رہے کہ اسلام میں مرد عورت سب کے لئے چاندی سونے پر تکیہ لگانا، اس کے بستر پر بیٹھنا سب کچھ حرام ہے عورتوں کو چاندی سونے کے صرف زیور پہننا حلال ہے۔ ۳ کیونکہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کی بارگاہ الٰہی میں مچھر کے پر کے برابر عزت نہیں اور کافر کی کتے کے برابر وقعت نہیں، لہٰذا ذلیل چیز ذلیل قوم کو دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور کفر کے باوجود دولت ملنا رب کا عذاب ہے۔ جس سے انسان زیادہ غافل ہو کر زیادہ گناہ کرتا ہے۔ ۴ جس کی بنیاد ہوا پر ہے، یعنی تمہاری سانس پر۔ جس محل کو ہوا پر چنا جاوے، سمجھ لو کتنا مضبوط ہوگا ۵ معلوم ہوا کہ آخرت دنیا سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور آخرت صرف متقی کو ملے گی، خواہ بذات خود متقی ہو یا کسی متقی کے تابع، جیسے مومن کے ناسمجھ بچے جو بغیر عمل صرف ماں باپ کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے، یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ حضور کے صدقے بخشے جائیں گے۔ ۶ اس طرح کہ قرآن کی ہدایتوں سے اندھا بن جائے کہ نہ انہیں دیکھے نہ ان سے فائدہ اٹھائے ۷ یہ شیطان اس شیطان کے علاوہ ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ برا ساتھی اللہ کا عذاب ہے، اچھا ساتھی نصیب ہونا اللہ کی رحمت ۸ یہ گمراہی کا آخری درجہ ہے جو تپ دق کے آخری درجہ کی طرح لاعلاج کہ گمراہ اپنے کو ہدایت پر اور ہدایت والوں کو گمراہی پر جانے، جب مریض اپنے کو صحت مند اور طبیب کو دیوانہ سمجھنے لگے تو پھر اس کا علاج کیسے ہو، رب محفوظ رکھے ۹ قیامت کے دن خیال رہے کہ قرین شیطان مرنے کے بعد چھوڑ دیتا ہے، پھر قیامت میں کافر کے ساتھ ہو جائے گا۔ اسے ساتھ لے کر دوزخ میں جائے گا اگر اللہ کے محبوبوں کی ہمراہی نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا رب فرماتا ہے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ الخ (النساء:۶۹) ۱۰ دنیا میں کہ میں نے تیری بات نہ مانی ہوتی، یا آج تو مجھ سے دور ہوتا مگر اب یہ تمنا بے کار ہوگی، اب اس کے ساتھ رہنا ہی پڑے گا ۱۱ کافر آج شیطان کو اس کی اصلی شکل میں دیکھے گا، جو نہایت خوفناک ہوگی تب یہ کہے گا ۱۲ یعنی اے کافر اس ساتھی سے تجھے آج فائدہ نہ پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں اس کے اچھے ساتھی فائدہ پہنچائیں گے ۱۳ تم اور تمہارے شیطان اور سرداران کفر سب عذاب میں شریک ہو۔ ۱۴ یہاں بہرے اندھے سے مراد دل کے بہرے اندھے ہیں، یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر وہ انکھیارے ہوں ۱۵ اس طرح کہ گمراہی اس میں نہیں بلکہ وہ گمراہی میں ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتا اگر کشتی دریا میں ہو تو پار لگ سکتی ہے۔ لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو پھر کیسے پار لگے ۱۶ یعنی وفات دیں، معلوم ہوا کہ حضور بعد وفات بھی زندہ ہیں مگر ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں، جیسے سورج غروب ہونے کے بعد بھی روشن ہے اگرچہ ہم سے چھپا ہے کیونکہ رب نے اسے لے جانا فرمایا جس میں جانے والا لوگوں کی نگاہ سے چھپ جاتا ہے مگر موجود رہتا ہے ۱۷ دنیا و آخرت میں، رب نے وعدہ پورا فرمایا، خلفاء راشدین بقیہ بر صفحہ ۸۴۶

ع ۱۰

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝٤٥

پوچھو ؎۱ جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ؎۲ کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو ؎۳

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ ؎۴ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بے شک میں

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٦ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝٤٧

اس کا رسول ہوں ؎۵ جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لایا جبھی وہ ان پر ہنسنے لگے ؎۶

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے ؎۷ وہ پہلے سے بڑی ہوتی ؎۸ اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٤٨ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

کہ وہ باز آئیں ؎۹ اور بولے کہ اے جادوگر ؎۱۰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر کہ اس عہد کے سبب

عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝٤٩ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ

جو اس کا تیرے پاس ہے ؎۱۱ بیشک ہم ہدایت پر آئیں گے پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت ٹال دی ؎۱۲ جبھی

يَنْكُثُوْنَ ۝٥٠ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ

وہ عہد توڑ گئے ؎۱۳ اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لئے

مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝٥١

مصر کی سلطنت نہیں ؎۱۴ اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں ؎۱۵ تو کیا تم دیکھتے نہیں

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ۬ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝٥٢ فَلَوْلَآ

یا میں بہتر ہوں اس سے کہ ذلیل ہے ؎۱۶ اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا ؎۱۷ تو اس

اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝٥٣

پر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن ؎۱۸ یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے ؎۱۹

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝٥٤ فَلَمَّا

پھر اس نے اپنی قوم کو کم عقل کر لیا تو وہ اس کے کہنے پر چلے بے شک وہ بے حکم لوگ تھے ؎۲۰ پھر جب

اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٥٥ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا

انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ؎۲۱ انہیں ہم نے کر دیا اگلی داستان

① اے محبوب ان انبیاء کرام سے بلاواسطہ دریافت کرو۔ چنانچہ حضرت جبریل نے شب معراج نماز مسجد اقصیٰ کے بعد حضور سے عرض کیا کہ انبیاء کرام سے حضور پوچھ لیں۔ حضور نے فرمایا' اس کی ضرورت نہیں ② اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں' بلکہ جواب بھی دیتے ہیں' کیونکہ حضور سے فرمایا گیا کہ آپ اپنے پہلے انبیاء سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے۔ جو سنے اور جواب دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء بعد وفات عالم کی سیر کرتے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں' نہ وہ مردہ نہ اپنی قبروں میں نظر بند۔ ③ یہ سوال انکاری ہے یعنی سارے انبیاء آپ سے یہ ہی عرض کریں گے کہ ہرگز نہیں' معلوم ہوا کہ تمام نبی اصل توحید میں مشترک ہیں فروع میں اختلاف ہے' خیال رہے کہ یہاں خود گزشتہ نبیوں سے پوچھنا مراد ہے' کیونکہ یہود و نصاریٰ تو یہی کہتے تھے' کہ ہمارے نبی اس پرستش کا حکم دے گئے ہیں اور انہوں نے توریت وانجیل میں لکھ بھی دیا تھا یہ بھی خیال رہے کہ حضور سے یہ نہ فرمایا گیا کہ ان انبیاء کی قبور پر جا کر پوچھو۔ پتہ لگا کہ وہ حضرات خود حضور سے ملنے آتے ہیں ④ نشانیوں سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے ۹ معجزے ہیں جن کا ذکر سورہ قصص وغیرہ میں گزر گیا ⑤ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام سب سے پہلے نبوت کی تبلیغ فرماتے رہے' کیونکہ نبوت تمام عقائد اسلامیہ کی اصل ہے نبی کو مان لیا' سب کچھ مان لیا' نبی کا انکار کیا' ہر عقیدے کا انکار کر دیا' اسی لئے ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ جو کوہ صفا پر کی تھی وہ یہ کہ بتاؤ میں کیسا ہوں' ﷺ ⑥ وہ سمجھے کہ آپ جادو سیکھ کر آئے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے ملک میں ہزارہا جادوگر ہیں مگر کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا وجہ یہ تھی کہ پہلے عصا اور ید بیضا دکھایا گیا۔ یہ معجزے اس زمانے کے جادو کے ہم شکل محسوس ہوئے' اس سے وہ ہنس پڑے ⑦ معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام ہے' کیونکہ فرعون کو معجزات موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے ⑧ اس طرح کہ ہر نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھ چڑھ کر تھی' ایک سے ایک اعلیٰ (خزائن) ⑨ یہ عذاب قحط سالی' طوفان' ٹڈی' خون' جوں وغیرہ کے چھوٹے عذاب تھے۔ ⑩ اس وقت انہوں نے یہ لفظ تعظیم کے لئے کہا' کیونکہ ان کے دلوں میں جادو کی بڑی عظمت تھی' وہ جادوگروں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ورنہ جب دعا کرا رہے ہیں تو ذلت کا لفظ کیسے بول سکتے ہیں ⑪ عہد سے مراد یا موسیٰ علیہ السلام کا مقبول الدعا ہونا ہے یا آپ کی نبوت (خزائن) اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے لئے محبوب بندوں سے دعا کرانی بڑی پرانی سنت ہے دوسرے یہ کہ کفار حتیٰ کہ فرعونی بھی مانتے تھے' کہ نبی حاجت روا' مشکل کشا' فریاد رس ہیں کہ بوقت مصیبت اپنی مشکل کشائی کے لئے نبی کے پاس آتے تھے جو ان چیزوں کا انکار کرے وہ فرعون سے زیادہ جاہل ہے۔ کیونکہ رب نے فرعون کے اس عمل کو کفر و شرک نہ قرار دیا' تیسرے یہ کہ بزرگوں کے پاس حاضری سے سخت کفار کی مشکلیں بھی حل ہو جاتی ہیں تو مسلمانوں کی بدرجہ اولیٰ چوتھے یہ کہ اضطراری و مجبوری حالت میں اللہ اور نبی کو مان لینا ایمان نہیں بقیہ برصفحہ ۸۴۶

وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ

اور کہاوت پچھلوں کے لئے ف۱ اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جائے جبھی تمہاری قوم اس سے

يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ

ہنسنے لگتے ہیں ف۲ اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ف۳ انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ

بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ ف۴ وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا ف۵ اور اسے ہم نے

مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِی

بنی اسرائیل کے لئے عجیب نمونہ بنایا ف۶ اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے

الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ

فرشتے بساتے ف۷ اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے ف۸ تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا ف۹

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

یہ سیدھی راہ ہے اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے ف۱۰ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

ہے ف۱۱ اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں لایا ف۱۲ اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ف۱۳

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾

اور اس لئے میں تم سے بیان کردوں بعض وہ باتیں ف۱۴ جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾

بیشک اللہ میرا رب اور تمہارا رب ف۱۵ تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے ف۱۶

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

پھر وہ گروہ آپس میں مختلف ہوگئے ف۱۷ تو ظالموں کی خرابی ہے ایک درد

عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً

ناک دن کے عذاب سے ف۱۸ کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا

اور انہیں خبر نہ ہو ف۱۹ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ف۲۰ مگر

ع ۱۱

۱ تاقیامت لوگوں کے لئے چنانچہ اب تک سرکش کو لوگ فرعون کہتے ہیں برائی سے اسے یاد کرتے ہیں معلوم ہوا کہ برا شہرہ اللہ کا عذاب ہے اور ذکر خیر اللہ کی رحمت ۲ جب یہ آیت کریمہ اتری اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیاء: ۹۸) یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں تو ابن زبعری وغیرہ بولے کہ یہ آیت صرف ہمارے معبودوں کے لئے ہے یا دوسری قوموں کے معبودوں کے لئے بھی، حضور نے فرمایا تمام جھوٹے معبودوں کے لئے تو وہ بولے کہ عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی پوجا عیسائی کرتے ہیں، حضرت عزیر کی پوجا یہود کرتے ہیں، فرشتوں کی پوجا مشرکین کرتے ہیں تو چاہئے کہ یہ آیت ان پر بھی صادق آئے اگر یہ حضرات دوزخ میں ہوں اور ہمارے معبود بھی تو کیا حرج ہے یہ کہہ کر خوب ہنسا۔ اس آیت میں ان کی اس کج بحثی کا ذکر ہے۔ ۳ جب ہماری پوجا کی وجہ سے ہمارے بت دوزخ میں جائیں گے تو یہ حضرات بھی نصاریٰ و یہود کی پوجا کی وجہ سے وہاں جانے چاہئیں معاذ اللہ ۴ کیونکہ ابن زبعری اور تمام کفار عرب جانتے ہیں کہ آیت کریمہ میں لفظ ما ہے جو بے جان بے عقل چیزوں پر بولا جاتا ہے اور یہ انبیاء کرام و فرشتے عقل والے ہیں وہ اس آیت میں کیسے داخل ہوگئے مگر محض جھگڑے کے لئے یہ بکواس کرتے ہیں ۵ یعنی نہ وہ خدا ہیں نہ خدا کے فرزند خالص بندے یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے ورنہ ان میں اور بہت سی صفات جمع ہیں، وہ روح اللہ ہیں، کلمۃ اللہ ہیں، رسول ہیں، نبی مرسل صاحب کتاب ہیں، حضور کے مبشر اعظم ہیں، اس آیت میں عیسائیوں کا بھی رد ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور یہود کا بھی رد ہے جو آپ کی نبوت کے منکر ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کی طرف داری اور تعریف کرنا سنت الٰہیہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی محبوب بندے کو لوگ خدا بھی مان لیں تو تم ان کی تردید میں اس بندے

منزل ۶

کی توہین نہ کرو اس کی عظمت باقی رکھو ۶ اپنی قدرت کاملہ کا کہ انہیں بغیر باپ پیدا کیا اور انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا ۷ جو ہماری عبادت کرتے اور زمین بھی آسمانوں کی طرح نور خانہ بن جاتی کہ یہاں کوئی گناہ نہ ہوتا، مگر یہ حکمت کاملہ کے خلاف تھا ۸ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قریب قیامت اترنا برحق ہے کیونکہ وہ علامت قیامت ہے، لیکن آپ کا وہ آنا ہمارے نبی کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہوگا، یعنی نبوت پر بھی فائز ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے، خالق کے نزدیک درجہ نبوت پر اور مخلوق کے لحاظ سے مجتہد اسلام۔ جیسے کوئی حاکم دوسرے حاکم کی کچہری میں گواہ بن کر پیش ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور سیدھے راستہ پر نہیں، رب نے اس کو ہی سیدھا راستہ فرمایا ۹ اس طرح کہ میرے رسولوں کی پیروی کر کے ان کی پیروی اللہ کی پیروی ہے، ورنہ براہ راست کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی پیروی نہیں کرسکتا، فرمان ماننا اطاعت ہے۔ کسی کی مثل کام کرنا اتباع اور پیروی ہے ۱۰ قیامت پر اعتقاد رکھنے سے یا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے سے، یا نبی کی اتباع و اطاعت سے ۱۱ کہ وہ تمہارے والد آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ہے بقیہ برصفحہ ۸۴۶

الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾

پرہیزگار ف۱ ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو ف۲

الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَ

وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے ف۳ داخل ہو جنت میں تم اور

أَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ

تمہاری بیبیاں ف۴ اور تمہاری خاطریں ہوتیں ف۵ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا ف۶

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾

اور اس میں جو جی چاہے ف۷ اور جس سے آنکھ کو لذت پہونچے ف۸ اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ف۹

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ

اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے ف۱۰ تمہارے لئے اس میں

كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ ف۱۱ بےشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ف۱۲

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا

وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا ف۱۳ اور وہ اس میں بے آس رہیں گے ف۱۴ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود

هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ

ہی ظالم تھے ف۱۵ اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کرچکے ف۱۶ وہ فرمائے گا

مَاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾

تمہیں تو ٹھہرنا ہے ف۱۷ بےشک ہم تمہارے پاس حق لائے ف۱۸ مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے ف۱۹

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ

کیا انھوں نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کرلیا ہے ف۲۰ تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں ف۲۱ کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم

وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ

ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں ف۲۲ تم فرماؤ بفرض محال

لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ

رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ف۲۳ پاکی ہے آسمانوں اور زمین

ع ۷ ۱۱ ۱۲

۱ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی قرابتداریاں اور دوستیاں قیامت تک کام آئیں گی مگر مومنوں کو لہٰذا نبی اور ولی کی قرابت ضرور کام آئے گی ۲ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے دوستوں اور مومن عزیزوں کے ساتھ جمع کر کے فرمائے گا اب تم ہمیشہ ساتھ رہو نہ تمہیں کچھ غم نہ جدائی وغیرہ کا کھٹکا' انشاء اللہ حضور کے عاشق حضور کے ساتھ ہوں گے ۳ یہ خطاب صرف مومن متقی سے ہوگا۔ یہاں ایمان سے مراد درستی عقائد ہے اور اسلام سے مراد اچھے اعمال ہیں یا ایمان سے مراد اچھے عقیدے ہیں اور اسلام سے مراد ان کا اعلان واظہار ۴ یعنی دنیا کی وہ مومن بیویاں جو تمہارے نکاح میں فوت ہوئیں' کیونکہ حوریں تو پہلے سے ہی جنت میں ہیں انہیں داخل کرنے کے کیا معنی اور کافرہ بیوی دوزخی ہے' جس عورت مومنہ کے چند نکاح ہوئے' وہ اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی' اس لئے حضور کی بیویاں دوسروں پر حرام ہیں کہ وہ حضور کے ساتھ جنت میں ہوں گی ۵ ایسی خاطر و تواضع جس کا اثر تمہارے چہروں پر نمودار ہوگا' غرضیکہ رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق دے گا ۶ اس طرح کہ غلمان سونے کے پیالوں میں شراباً طہوراً بھر کر پیش کریں گے' چونکہ جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے اس لئے غلمان ان حلقوں میں گردش کریں گے۔ ۷ کیونکہ جنتی بری چیز چاہے گا ہی نہیں کہ وہاں نفس امارہ نہ ہوگا ۸ خوبصورت باغ و نہریں اور حسین بیویاں بلکہ دیدار جناب مصطفیٰ ﷺ اور دیدار جمال پروردگار جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے' رب نصیب کرے۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا میں حضور کے لئے ترس گئے تھے' عشق الٰہی کی آگ میں جلتے بھنتے تھے ۹ اس طرح کہ نہ تمہیں فنا نہ ان نعمتوں کو فنا' دنیا کے پھل موسم میں ہی ہوتے ہیں مگر وہاں ہمیشہ رہیں گے رب فرماتا ہے۔ اُکُلُهَا دَائِمٌ (الرعد:۳۵) ۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت محض رب کے کرم سے ملے گی' اس لئے اسے وراثت فرمایا جو اپنی کمائی کی نہیں ہوتی' دوسرے یہ کہ اس وراثت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں' حقیقتاً ہوں یا حکماً ۱۱ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنت کے درخت سدا بہار ہیں' ان کے پھلوں میں کمی نہیں آتی' ایک پھل توڑا کہ دوسرا اس کی جگہ اسی وقت نمودار ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ وہاں کوئی چیز مضر نہ ہوگی کسی سے پرہیز نہ ہوگا' تیسرے یہ کہ باوجود خوب کھانے کے وہاں کچھ کمی نہ آئے گی اس لئے یہاں مِنْهَا فرمایا گیا ۱۲ مجرم سے مراد کافر ہے کیونکہ دوزخ میں ہمیشگی صرف کفار کو ہے ۱۳ نہ واقعہ میں نہ احساس میں' جس قدر شدت اول وقت ہوگی اسی قدر ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی ۱۴ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفار کا عذاب ہے' اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو اس کی آس نہ ٹوٹے گی' اسے امید رہے گی۔ ۱۵ کہ وہ خود سرکشی اور نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو نابالغی میں فوت ہو گئے وہ دوزخی نہیں واللہ ورسولہ اعلم ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں وسیلے کے منکر وہاں وسیلے کے قائل ہو جائیں گے ۱۷ یعنی تمہیں موت نہ آئے گی' ہمیشہ ایسے ہی رہو گے مالک کی طرف سے یہ جواب ایک ہزار برس کے بعد ہوگا۔ اس مدت میں دوزخی چیختے ہی رہیں گے (از روح) ۱۸ معلوم ہوا کہ نبی کے کام بقیہ بر صفحہ ۸۴۶

وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ

کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ف۱ تو تم انھیں چھوڑ دو کہ بیہودہ باتیں کریں اور

يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي

کھیلیں ف۲ یہاں تک کہ اپنے اُس دن کو پائیں جس کا اُن سے وعدہ ہے ف۳ اور وہی آسمان والوں

السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ

کا خدا اور زمین والوں کا خدا ف۴ اور وہی حکمت و علم والا ہے ف۵ اور بڑی برکت والا

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ

ہے وہ کہ اسی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ف٦ اور اسی کے پاس

السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

ہے قیامت کا علم ف۷ اور تمہیں اس کی طرف پھرنا اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا

دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ

اختیار نہیں رکھتے ف۸ ہاں شفاعت کا اختیار انھیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں ف۹ اور اگر تم

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيْلِهٖ

اُن سے پوچھو انھیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے ف۱۰ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ف۱۱ مجھے رسول

يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ

کے اس کہنے کی قسم ف۱۲ کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو اُن سے درگزر کرو ف۱۳ اور فرماؤ

سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

بس سلام ہے ف۱۴ کہ آگے جان جائیں گے

سورۃ الدخان ۴۴ مکیۃ ۶۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتہا ۵۹ رکوعاتہا ۳

سورۂ دخان مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں اُنسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اُتارا ف۱۵ بے شک ہم

مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ

ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ف۱۶ ہمارے پاس کے حکم سے

۱ یعنی چونکہ رب تعالیٰ تمام چیزوں کا رب ہے۔ لہٰذا اس کی تسبیح پڑھو اور اسے عیوب سے پاک مانو' اولاد بھی اس کے لئے عیب ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ساری مخلوق کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر ادب یہ ہے کہ اسے اچھی چیزوں کی طرف نسبت دو ۲ یعنی ان کی پرواہ نہ کرو ان کے کفر پر رنج و غم نہ کرو' لہٰذا آیت منسوخ نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور مومنوں اور اپنے غلاموں کو چھوڑتے نہیں اپنے دامن کرم میں رکھتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (حجر: ۸۸) ۳ اس سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت تک ان سے بے پرواہ رہو۔ معلوم ہوا کہ مومن کی قیامت تک حضور پروا کرتے ہیں' بعد موت سب عزیز و اقارب چھوڑ جاتے مگر وہ رحمت والے نہیں چھوڑتے ۴ بہت اعلیٰ ترجمہ ہے' اس ترجمہ پر نکرہ کی تکرار کا اعتراض نہیں ۵ لہٰذا اس کی ہر مخلوق میں حکمت ہے' بری چیزیں خود بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں۔ ۶ یعنی دائمی اور حقیقی ملکیت رب تعالیٰ کی ہے اس کے بعض بندے مجازی عارضی مالک ہیں' جیسے ہم اپنے گھربار کے بادشاہ تمام ملک کا' حضور ساری خدائی کے مالک رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) ۷ جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے' چنانچہ رب تعالیٰ نے ہمارے حضور کو قیامت کا علم دیا' اس کی مختصر تحقیق سورۂ لقمان کے اخیر میں ہو چکی ہے ۸ اس طرح کہ ان کے بت تو بالکل شفاعت کے مختار نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام عزیز علیہ السلام کو شفاعت کا اذن تو ہے مگر وہ ان کی شفاعت کریں گے نہیں کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں' لہٰذا آیت بالکل صاف ہے اس پر کچھ شبہ نہیں ۹ جیسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ علماء دین بلکہ عام مومنین بھی' یہ سب شفاعت کریں گے' شفاعت کی نفیس تحقیق اور شفاعت کی قسمیں ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۱۰ یہ جواب دینے والے مشرکین عرب ہیں نہ کہ دہریئے کہ وہ تو رب کو مانتے ہی نہ تھے' اس کے باوجود وہ کافر ہیں کیونکہ وہ حضور کو نہیں مانتے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات مان لینے سے ایمان نہیں ملتا جیسے شیطان کافر ہے اگرچہ نبوت کے سوا تمام چیزوں کا اقراری ہے۔ ۱۱ کہ اس اقرار کے باوجود رب کی توحید اور تمہاری نبوت کے انکاری ہیں ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو نبی کی ہر ادا محبوب ہے اسی لئے ان کے شہر' ان کے زمانہ' ان کی عمر' ان کے کلام کی قسم فرمائی' خیال رہے کہ رب کی قسمیں یقین دلانے کے لئے نہیں ہوتیں' بلکہ جن کی قسم فرمائی جائے ان کی محبوبیت یا اہمیت دکھانے کے لئے ہوتی ہے ۱۳ ان کے کفر پر ملول نہ ہو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو ہر کافر کو آخر تک کی جائے گی ۱۴ یہ سلام بیزاری اور متارکت و ترک تعلق کا ہے نہ کہ محبت کا' کیونکہ کفار کو سلام کرنا ممنوع ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے تجھے دور ہی سے سلام' خیال رہے کہ التحیات میں حضور کو سلام اظہار نیاز مندی کے لئے ہے' ایک دوسرے کو سلام تحیۃ کا ہے رب تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو سلام فرمانا عزت و اکرام کا۔ رب فرماتا ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (صافات: ۱۸۱) کافروں کو سلام نفرت و بے زاری ہے'

بقیہ برصفحہ ۸۴۷

إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾
بے شک ہم بھیجنے والے ہیں ف۱ تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتا جانتا ہے
رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿٧﴾ لَا
وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو ف۲
إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ
اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلائے اور مارے ف۳ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ف۴ بلکہ
فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾
وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ف۵ تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا ف۶
يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَّبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ
کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے
إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾
ہم ایمان لاتے ہیں ف۷ کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننا ف۸ حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لاچکا ف۹
ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ
پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ف۱۰ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں ف۱۱
إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾
تم پھر وہی کرو گے ف۱۲ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے ف۱۳ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ
اور بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا ف۱۴ اور اُن کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا ف۱۵ کہ اللہ
أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى
کے بندوں کو مجھے سپرد کردو ف۱۶ بے شک میں تمہارے لئے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ
اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ
کرو ف۱۷ میں تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں ف۱۸ اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس
أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ
سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ف۱۹ اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ ف۲۰ تو اُس نے اپنے رب سے

ف۱ نبی ﷺ کو تمام خلق کی طرف نبی بنا کر شفیع بنا کر جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔ ف۲ یعنی اگر تمہیں یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کا ہی رب ہے تو یہ بھی یقین کرلو کہ حضور تمام عالموں کے رسول ہیں کیونکہ وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ف۳ یعنی جسمانی زندگی و موت اسی کے قبضے میں ہے' روح جسم کی زندگی کا سبب ہے' اور ایمان یعنی حضور کی غلامی روحانی و دل کی زندگی کا سبب ہے ف۴ ہمارے جسمانی باپ دادے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے' روحانی باپ دادے حضور ﷺ اور حضور کے صحابہ ہیں ف۵ اب تک کفار یہ ہی فیصلہ نہ کرسکے کہ رب دو ہیں یا زیادہ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ' ایسے ہی انہیں یقین نہیں کہ حضور کون ہیں' کوئی کہتا ہے شاعر ہیں کوئی ساحر کوئی مجنون نعوذ باللہ لہٰذا ان کا شک میں ہونا بالکل ظاہر ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ف۶ جو قریب قیامت ظاہر ہوگا' مشرق و مغرب بھر دے گا اس دھوئیں سے مسلمان کو زکام سا محسوس ہوگا۔ اور کافروں کو مدہوشی ہوگی' یا وہ دھواں جو عرب میں نمودار ہو چکا حضور کے زمانہ میں کہ وہاں سخت قحط پڑا۔ جس کے سبب لوگ مردار کھا گئے' اور بھوک کی وجہ سے نظریں ضعیف ہو گئیں جب آسمان کو دیکھتے تو دھواں سا معلوم ہوتا (خزائن وغیرہ) ف۷ چنانچہ اس قحط سالی سے تنگ آ کر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دعا فرمائیں اگر قحط دور ہو گیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے (روح) ف۸ یعنی جھوٹ بول رہے ہیں ایمان نہ لائیں گے جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا۔ یا قیامت کے قریب دھواں دیکھ کر ایمان معتبر نہیں ف۹ معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا اس لئے قبول نہیں ہوتا کہ اس میں پیغمبر کی زبان پر اعتماد نہیں ہوتا بلکہ اپنی آنکھ یا عقل پر اعتماد ہے اور ایمان نام ہے پیغمبر پر اعتماد کا یہ ہی ایمان بالغیب ہے اور اگر قحط کا دھواں مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ حضور کے بڑے بڑے معجزات دیکھ کر ایمان نہ لائے تو دھواں دیکھ کر کیا ایمان لائیں گے (روح) ف۱۰ اس میں کفار کی حماقت کا ذکر ہے کہ وہ حضور کو دیوانہ بھی کہتے تھے' پھر معلم یعنی سکھایا پڑھایا ہوا بھی مانتے تھے' حالانکہ دیوانے سکھائے پڑھائے نہیں جاتے ف۱۱ خیال رہے کہ جو عذاب ہلاک کرنے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا' اور جو عذاب تنبیہ کے لئے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا قبول ہے' دیکھو فرعون پر خون' جوں' مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آتے رہے پھر بھی اسے ایمان لانے کی دعوت دی جاتی رہی لیکن غرق ہونے کے وقت ایمان لایا قبول نہ ہوا۔ کیونکہ پچھلے عذاب تنبیہ کے لئے تھے اور یہ عذاب ہلاکت کے لئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم قحط دور کئے دیتے ہیں' حضور کی دعا کی برکت سے' معلوم ہوا کہ کفار مکہ بھی حضور کو مشکل کشا سمجھتے تھے اس کا منکر ان سے بھی بدتر ہے ف۱۲ چنانچہ ایسا ہی ہوا' کہ قحط دور ہو جانے پر وہ لوگ ایمان نہ لائے ف۱۳ قیامت کے دن یا کفار کی موت کے وقت کیونکہ کافر کی موت پکڑ ہے۔ مومن کی موت یار کے گھر کا بلاوا۔ ف۱۴ انہیں نعمتیں سلطنت دے کر اور موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر' معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتیں رب کی آزمائش ہیں' بقیہ برصفحہ ۸۴۷

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ 39

دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا ف۱

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ

اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے ف۲ بے شک وہ لشکر ڈبویا جائے گا ف۳ کتنے چھوڑ گئے باغ

وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾

اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات ف۴ اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے

كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَ

ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا ف۵ تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے ف۶ اور

الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ

انھیں مہلت نہ دی گئی ف۷ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب

الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾

سے نجات بخشی ف۸ فرعون سے بے شک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ

اور بے شک ہم نے انھیں ف۹ دانستہ چن لیا ف۱۰ اس زمانہ والوں سے ف۱۱ اور ہم نے انھیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں

مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

جن میں صریح انعام تھا ف۱۲ بے شک یہ کہتے ہیں وہ تو نہیں مگر ہمارا ایک دفعہ کا

الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآىٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۶﴾

مرنا ف۱۳ اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے ف۱۴ تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ف۱۵

اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ؗ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ف۱۶ اور جو ان سے پہلے تھے ہم نے انھیں ہلاک کر دیا بے شک وہ

مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾

مجرم لوگ تھے اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ف۱۷

مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ

ہم نے انھیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ ف۱۸ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں بے شک

ع ۱۴/۱۹

۱ یعنی بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل جاؤ' یہ دسویں محرم جمعہ کی رات تھی' رات میں اس لئے نکالا تا کہ صبح کو فرعونی لوگ جمع ہو کر ان کے پیچھے نکلیں اور سارے بحر قلزم میں ڈوبیں' اگر دن میں نکلتے تو یہ مدعا حاصل نہ ہوتا ۲ یعنی تمہارے لئے جو بحر قلزم میں خشک راستے پیدا فرمائے گئے ہیں' تم ان راستوں کو عصا مار کر دریا کا پانی جاری فرما کر بند نہ کرو' ایسے ہی رہنے دو تا کہ فرعونی تمہاری طرح ان میں داخل ہو جاویں تو پھر پانی ان پر منطبق ہو جائے جس سے وہ ڈوب جائیں ۳ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کے وقت' موت' جگہ' کیفیت سے مطلع فرما دیا تھا۔ یہ سب چیزیں علوم خمسہ سے ہیں چونکہ فرعون کو پانی کی نہروں پر ناز تھا اس لئے اسے پانی میں ہی غرق کیا ۴ فرعونی باغات رشید سے اسوان تک تھے' بیس دن کی مسافت میں یہ باغات بہت گھنے بہت پھلدار تھے (روح) اس کے محلات بہت مزین و آراستہ تھے' جنہیں بعد میں بنی اسرائیل نے استعمال کیا ۵ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں' ہاں جہاں عذاب الٰہی آیا ہو وہاں رہنا منع ہے۔ قوم فرعون پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہٰذا مصر میں رہنا جائز ہوا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں' اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے یہ تواریخ کے خلاف ہے' تو اریخ جھوٹی ہیں قرآن سچا' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ (اعراف: ۱۲۹) سورہ الاعراف میں ہے۔ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا (اعراف: ۱۳۷) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہی بنی اسرائیل جو پہلے فرعون کی قید میں تھے مصر میں فرعون کی املاک کے مالک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کفار کا چھوڑا ہوا مال مسلمانوں کی ملک ہے جیسے پاکستان میں ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جائیدادیں ۶ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں (ترمذی۔ خزائن) مومن کی نماز کی جگہ' ذکر الٰہی کی جگہ' آسمان کے وہ دروازے جس سے اس کی عبادتیں جاتی تھیں سب روتے ہیں (روح) بلکہ مومن کی موت پر زمین کی مخلوقات آسمان کے فرشتے روتے ہیں' کہ اس کی عبادتیں ختم ہو گئیں' امام حسین کی شہادت پر آسمان سے خون برسا ۷ تا کہ کفر سے توبہ کر کے مومن ہو جائیں۔ ۸ ذلت کا عذاب یہ تھا کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے مردوں کو سڑک جھاڑنے اور خواری کے کاموں پر مقرر کیا تھا' ان کی عورتوں کو اپنے گھروں میں خدمت کے لئے رکھا تھا۔ آج ان سب کو ان ذلتوں سے نجات ملی' معلوم ہوا کہ دشمن سے نجات رب کی رحمت ہے ۹ یعنی ہم نے اس زمانے میں بنی اسرائیل کو تمام جہان سے افضل کیا تھا' کیونکہ وہ اولاد انبیاء تھے' بعض قبطی اگر چہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جن کا درجہ بہت بلند ہوا۔ فرعونی جادوگر اور حضرت آسیہ یہ تمام حضرات بڑے درجہ والے ہیں مگر بنی اسرائیل اولاد انبیاء ہونے کی بناء پر ان سے افضل تھے۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد ہونا

بقیہ بر صفحہ ۸۴۷

الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝٤٠ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى

فیصلہ کا دن ف۱ ان سب کی میعاد ہے ف۲ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ

شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝٤١ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ

آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی ف۳ مگر جس پر اللہ رحم کرے ف۴ بے شک وہی عزت والا

الرَّحِيمُ ۝٤٢ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝٤٣ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝٤٤ كَالْمُهْلِ يَغْلِي

مہربان ہے ف۵ بے شک تھوہر کا پیڑ گنہگاروں کی خوراک ہے ف۶ گلے ہوئے تانبے کی طرح

فِي الْبُطُونِ ۝٤٥ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝٤٦ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝٤٧

پیٹوں میں جوش مارتا ہے جیسا کھولتا پانی جوش مارے ف۷ اسے پکڑو ف۸ ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ ف۹

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝٤٨ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ

پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا

الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝٤٩ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ۝٥٠ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

عزت والا کرم والا ہے ف۱۰ بے شک یہ ہے وہ جس میں تم شبہ کرتے تھے ف۱۱ بے شک ڈر والے امان کی

فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝٥١ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝٥٢ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ

جگہ میں ہیں ف۱۲ باغوں اور چشموں میں ف۱۳ پہنیں گے کریب

وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝٥٣ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝٥٤ يَدْعُونَ

اور قناویز ف۱۴ آمنے سامنے ف۱۵ یونہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے ف۱۶ اس میں

فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝٥٥ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ

ہر قسم کا میوہ مانگیں گے ف۱۷ امن وامان سے ف۱۸ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ

الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝٥٦ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

چکھیں گے ف۱۹ اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا تمہارے رب کے فضل سے ف۲۰ یہی بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝٥٧ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝٥٨

کامیابی ہے تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا ف۲۱ کہ وہ سمجھیں ف۲۲

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ۝٥٩

تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں ف۲۳

ع ۱۳ / ۱۵

ع ۳ / ۱۷ / ۱۶

منزل ۶

❶ فصل کے معنی فیصلہ بھی ہیں۔ فاصلہ بھی چونکہ قیامت میں حق و باطل کا عملی فیصلہ ہوگا‘ یا مومن و کافر علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اس لئے اسے یوم فصل کہا جاتا ہے۔ ❷ یعنی تمام وعدے اور وعیدوں کے پورا ہونے کا دن روز قیامت ہے۔ جبکہ مومنوں کے وعدے کے مطابق جزا و ثواب دیا جاوے گا‘ اور کفار کو وعید کے مطابق سزا ہوگی‘ دنیا رب کی سزا و جزاء کی جگہ نہیں۔ ❸ یہ دونوں چیزیں کافروں کے لئے ہیں کہ نہ انہیں قرابت داریاں دوستیاں کام آئیں گی۔ نہ ان کی کوئی مدد کرے گا۔ مومن کو رب تعالیٰ یہ دونوں رحمتیں نصیب کرے گا۔ مومن کے بچے بھی کام آویں گے‘ انبیاء اولیاء ان کی مدد بھی کریں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں‘ جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے ❹ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر اللہ رحم کرے گا۔ اس کی اللہ کے بندے مدد کریں گے کیونکہ الا نے گزشتہ نفی کو توڑ دیا مرحوم بندے مومنین ہیں ❺ خیال رہے کہ دنیا میں رب تعالیٰ کی رحمانیت کا ظہور ہے‘ اس لئے دشمن دوست سب کو روزی دے رہا ہے۔ آخرت میں اس کی رحیمیت کی جلوہ گری ہوگی‘ کہ صرف مومنوں پر رحم فرمائے گا‘ دشمنوں پر عذاب کرے گا ❻ دوزخ کی تھوہر کی یہ کیفیت ہے کہ اگر اس کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جاوے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ ہو جاوے‘ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے‘ یہ تھوہر دوزخیوں کی غذا ہوگی۔ یہاں گنہگار سے مراد دلی گنہگار یعنی کافر ہیں۔ ❼ یعنی یہ زقوم منہ میں رہے تو نہایت بدمزہ ہو‘ اور پیٹ میں پہنچ کر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح تیز گرم ہو‘ چونکہ کفار دنیا میں حرام خور تھے‘ اس لئے انہیں یہ غذا دی گئی ❽ یعنی کافر کو‘ یہ فرشتوں سے کہا جائے گا میدان محشر میں حساب و کتاب کے بعد ❾ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو اس کی ذلت و رسوائی سے گھسیٹ کر نہ پھینکا جائے گا‘ یہ ذلت و خواری کفار ہی کا عذاب ہے ❿ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی دشمنوں سے استہزاء جائز ہے دوسرے یہ کہ استہزاء میں جو بات کہی جائے وہ خبر نہیں ہوتی اور نہ اس میں جھوٹ سچ کا احتمال ہو‘ حضور حوض کوثر میں منافقوں کے لئے فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں‘ چونکہ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ عرب میں میں بڑا عزت والا ہوں‘ اسے فرشتے طعنہ کے طور پر یہ کہیں گے ⓫ یہاں شبہ بمعنی انکار ہے یا بمعنی جھگڑا‘ یعنی تم قیامت کا انکار کرتے تھے یا اس کے متعلق مسلمانوں سے جھگڑتے تھے‘ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⓬ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی‘ قیامت میں بھی‘ اور قیامت کے بعد بھی کیونکہ وہ نبی کے دامن سے وابستہ ہیں (از روح) بلکہ آخرت کی امان دنیا کے امن کا نتیجہ ہے ⓭ پانی‘ دودھ‘ شراب طہور‘ شہد کے جاری چشمے جو ان کے گھروں میں ہوں گے‘ کیونکہ وہ دنیا میں شریعت وطریقت کے چشموں سے سیراب ہوتے رہے ⓮ یعنی ریشم کے مختلف لباس باریک و دبیز پہنیں گے‘ باریک ریشم کو سندس کہتے ہیں موٹے ریشم کو استبرق ⓯ یعنی حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے‘ کہ کسی کی طرف کسی کی پشت نہ ہو جیسے دنیا میں اللہ کے ذکر کے حلقے ہوتے ہیں ⓰ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا نکاح حوروں سے ہو چکا ہے‘ بقیہ برصفحہ ۸۴۷

سورۃ الجاثیۃ ۴۵ مکیۃ ۶۵ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | اٰیاتها ۳۷ رکوعاتها ۴

سورۃ جاثیہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿٢﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ

کتاب کا اُتارنا ہے ف۱ اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے ف۲ بے شک آسمانوں اور زمین

وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿٣﴾ وَفِیۡ خَلۡقِکُمۡ وَمَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ

میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ف۳ اور تمہاری پیدائش میں اور جو جو جانور وہ پھیلاتا ہے

اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ﴿٤﴾ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ

ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لئے ف۴ اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں ف۵ اور اس میں کہ اللہ

مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَتَصۡرِیۡفِ

نے آسمان سے روزی کا سبب مینہ اُتارا ف۶ تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش

الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿٥﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ

میں ف۷ نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے ف۸ یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے

بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٦﴾ وَیۡلٌ لِّکُلِّ

ہیں ف۹ پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات پر ایمان لائیں گے ف۱۰ خرابی ہے ہر بڑے

اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ﴿٧﴾ یَّسۡمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتۡلٰی عَلَیۡہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسۡتَکۡبِرًا

بہتان باندھنے گنہگار کے لئے ف۱۱ اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جمتا ہے ف۱۲ غرور کرتا

کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿٨﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰیٰتِنَا

گویا انہیں سُنا ہی نہیں تو اُسے خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی ف۱۳ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی پر

شَیۡئَۨا اتَّخَذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿٩﴾ؕ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ

اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے ف۱۴ اُن کے لئے خواری کا عذاب ف۱۵ اُن کے پیچھے

جَہَنَّمُ ۚ وَلَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ مَّا کَسَبُوۡا شَیۡئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ

جہنم ہے ف۱۶ اور اُنہیں کچھ کام نہ دے گا ان کا کمایا ہوا ف۱۷ اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا

اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿١٠﴾ؕ ہٰذَا ہُدًی ۚ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

رکھے تھے ف۱۸ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ راہ دکھانا ہے ف۱۹ اور جنھوں نے اپنے رب کی

❶ تم پر اے محبوب ۲۳ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ بقدر ضرورت جیسا کہ تنزیل سے معلوم ہوا ❷ لہٰذا قرآن میں حکمت بھی ہے عزت بھی' اس کا خادم دونوں جہان میں عزت پائے گا ❸ آسمان وزمین کی نشانیاں اگرچہ تمام لوگوں کے لئے ہیں لیکن چونکہ ان سے نفع صرف مومن اٹھاتے ہیں۔ اس لئے انہیں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❹ یقین و ایمان والے سوچتے ہیں کہ ہم کیا سے کیا ہو گئے اور کتنے چکر کھا کر اس حالت کو پہنچے ❺ دن رات کا آنا جانا ان کا گھٹنا بڑھنا' ان کا ٹھنڈا و گرم ہونا بتا رہا ہے کہ نہ قوموں کو ایک حالت میں قرار ہے نہ ہم کو لہٰذا آگے آنے والے سفر کی تیاریاں کرو' یہ جہان اس جہان کی دلیل ہے ❻ ظاہر آسمان سے ظاہری زمین پر ظاہری مینہ برسا کر خشک زمین کو سرسبز فرما دیا اور آسمان نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن کا مینہ مردہ دلوں پر برسا کر انہیں ایمان و عرفان سے سرسبز کر دیا لہٰذا وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے ❼ کہ ہوائیں کبھی گرم چلتی ہیں کبھی سرد' کبھی پورب کی کبھی پچھم کی یا دل کی زمین پر کبھی عشق و محبت کی ہوا چلتی ہے۔ کبھی غفلت و معصیت کی' پھر ہواؤں کی تاثیریں مختلف ہیں' کسی ہوا کی تاثیر سے ایمان کی کھیتی جل جاتی ہے کسی سے لہلہا جاتی ہے ❽ اس سے معلوم ہوا کہ سائنس' فلسفہ' علم ریاضی حاصل کرنا' عبادت ہے مگر اس کو اسلام کا خادم بنایا جاوے اور اس سے دلائل قدرت معلوم کئے جاویں ❾ یعنی اے محبوب ہم تو آپ پر قرآن پڑھتے ہیں' آپ ہمارے بندوں پر قرآن پڑھیں۔ ❿ معلوم ہوا کہ جسے قرآن اور حضور سے ہدایت نہ ملے اسے پھر کسی سے ہدایت نہیں مل سکتی' کیونکہ نہ قرآن کے بعد کوئی آسمانی کتاب ہے نہ حضور کے بعد کوئی نبی' حضور ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں یہ استفہام انکاری ہے۔ اس آیت میں حدیث سے مراد ان کفار کی اپنی باتیں ہیں نہ کہ حدیث رسول اللہ اور آیتوں سے مراد رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف حضور کی احادیث کریمہ سب کچھ شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آیات قرآنیہ احادیث نبویہ چھوڑ کر کون سی بکواس پر ایمان لائیں گے' ایمان لانے کی چیزیں تو یہ ہیں۔ لہٰذا آیت منکرین حدیث چکڑالویوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی کیونکہ اس کے معنی یہ نہیں کہ قرآن کے سواء کسی حدیث پر ایمان لاتے ہیں۔ ورنہ یہ اس کے خلاف ہوگی اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (النساء:۵۹) اور اس کے یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (بقرہ:۱۲۹) خیال رہے کہ اجماع و قیاس بھی آیات اللہ میں داخل ہے کہ ان کے ماننے کا حکم قرآن نے دیا' رب فرماتا ہے۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (النساء:۵۹) اور فرماتا ہے۔ وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی (النساء:۱۱۵) ⓫ (شان نزول) خرابی ہے ہر بڑے بہتان والے گنہگار کی۔ بعض نے فرمایا کہ یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی جو لوگوں کو عجمی قصے کہانیاں سنا کر قرآن کریم سننے سے روکتا تھا' اگرچہ نزول تو اس کے لئے ہے مگر اس وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حیلے بہانے بنا کر ایمان و قرآن سے روکے ⓬ کہ کفر اور ضد نہیں چھوڑتا' اس سے معلوم ہوا کہ تکبر و ہٹ دھرمی ایمان سے روکنے والی آڑ ہیں۔ بقیہ بر صفحہ ۸۴۷

بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ

آیتوں کو نہ مانا اُن کے لئے دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے ف۱ اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کردیا

لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو ف۲ اور اس لئے کہ حق مانو

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ف۳ اپنے حکم سے بے شک اس میں

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا

نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے ف۴ ایمان والوں سے فرماؤ درگزریں اُن سے جو اللہ

یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ

کے دنوں کی اُمید نہیں رکھتے ف۵ تاکہ اللہ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے ف۶ جو بھلا کام

صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

کرے تو اپنے لئے ف۷ اور بُرا کرے تو اپنے بُرے کو ف۸ پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۹ اور

لَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی ف۱۰ اور ہم نے اُنھیں ستھری

الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ

روزیاں دیں ف۱۱ اور اُنھیں اُن کے زمانے والوں پر فضیلت بخشی ف۱۲ اور ہم نے اُنھیں اس کام کی روشن دلیلیں دیں ف۱۳

فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

تو اُنھوں نے اختلاف نہ کیا ف۱۴ مگر بعد اس کے کہ علم اُن کے پاس آچکا آپس کے حسد سے ف۱۵ بے شک تمہارا

یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ

رب قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کردے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں ف۱۶ پھر ہم نے اس کام

عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾

کے عمدہ راستہ پر تمہیں کیا ف۱۷ تو اسی راہ پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو ف۱۸

اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ

بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے ف۱۹ اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں ف۲۰

۱ یعنی کفار کو سخت سے سخت عذاب ہے جو تمہارے وہم وگمان سے وراء ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگر عذاب ہوا تو عذاب الیم نہ ہوگا (ع ۱۱ / ۱۷) ۲ اس طرح کہ دریائی سفر سے تجارت کرو۔ غوطے لگا کر موتی عنبر نکالو۔ دیگر ممالک کے لوگ دریا کا سفر کرکے حج کریں، خدا کا شکر ادا کریں ۳ چاند تارے وغیرہ آسمانی چیزیں، درخت جانور نہریں وغیرہ زمین کی چیزیں مخلوق ہماری ہیں۔ مگر کام تمہارا کرتی ہیں تو تم کو چاہئے کہ کام ہمارا کرو۔ ۴ معلوم ہوا کہ دینی فکر رب کی اعلیٰ نعمت ہے، دنیاوی فکر جو رب سے غافل کرے عذاب ہے ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے محض زبانی ذکر سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ خالق میں فکر کفر ہے مخلوق میں فکر ایمان، جب دیگر مخلوقات کے احوال سوچنا عبادت ہے تو حضور کے اوصاف میں غور وتامل کرنا، قرآن کریم میں فکر وتدبر کرنا بدرجہ اولیٰ عبادت ہے جسے خدا یہ فکریں عطا فرمائے وہ دنیا کی فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ۵ یعنی مسلمانوں کو حکم دو کہ کفار ومنافقین کی تکلیف پر درگزر کریں ان سے تعرض نہ کریں (شان نزول) غزوہ بنی مصطلق میں مریسیع کنوئیں پر غازیان اسلام اترے، عبداللہ ابن ابی منافق بھی ساتھ تھا، اس نے اپنے غلام کو کنوئیں پر پانی لانے بھیجا، وہ دیر سے پانی لایا تو اس نے دیر کی وجہ پوچھی وہ بولا کہ حضرت عمر کنوئیں پر موجود تھے، حضور ﷺ اور ابوبکر کی مشکیں بھروا رہے تھے، جب تک مشکیں نہ بھر گئیں تب تک انہوں نے دوسروں کو پانی نہ لینے دیا۔ اس پر اس منافق نے حضور کی اور صدیق اکبر کی شان اقدس میں بکواس بکی، عمر فاروق کو جب خبر ہوئی تو آپ نے ابن ابی منافق کو قتل کا ارادہ فرمایا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح وخزائن) اس کے شان نزول کے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔ خیال رہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے ۶ یعنی تمہارا یہ صبر، تحمل کفار منافقین کے اچھے اعمال کا بدلہ بن جاوے اور آخرت میں انہیں نیکیوں کا کوئی عوض نہ ملے، یا رب چاہتا ہے کہ تم انہیں اس

بکواس کی سزا نہ دو پوری سزا بروز قیامت ہم دیں گے ۷ یعنی اپنے عمل سے، اپنا ہی فرض ادا ہوگا، کوئی کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا یا مطلب یہ ہے کہ اپنی نیکی کا ثواب اپنے کو ضرور ملے گا۔ اگرچہ دوسرے کو ثواب بخش دیا ہو لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں ۸ "علی" لزوم کے لئے ہے، کوئی شخص گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو نہیں بخش سکتا خود ہی سزا بھگتے گا، اگرچہ بہکانے والے اور گناہ کرانے والے کو بھی عذاب ہوگا، مگر بہکانے اور گناہ کرانے کا جو خود اس کا اپنا عمل ہے، لہٰذا آیت بالکل صاف ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں ۹ مومن خوشی سے جیسے مہمان عزیز میزبان کے گھر جاتا ہے کافر جبراً جیسے مجرم حاکم کے روبرو پیش کیا جاتا ہے بذریعہ پولیس، بہتر ہے کہ خوشی خوشی جاؤ ۱۰ یہاں کتاب، حکم، نبوت سے جنس مراد ہے یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو توریت و زبور وانجیل آسمانی کتابیں اور سلطنتیں بخشیں اور نبی بھیجے، خیال رہے کہ اسحٰق علیہ السلام کے بعد سارے پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے ۱۱ مقام تیہ میں من وسلویٰ اتارا اس کے علاوہ حلال رزق عطا فرمائے ۱۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے نبی کی اولاد ہونا فضیلت کا سبب ہے دوسرے یہ کہ کافر کے لئے خاندان نبوت بقیہ بر صفحہ ۸۴۸

بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

اور ڈر والوں کا دوست اللہ ۱ یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کیلئے ہدایت ورحمت ۲

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

کیا جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انھیں ان جیسا کر دیں گے

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَآءَ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۳ کہ ان کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا

مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى

ہی بُرا حکم لگاتے ہیں ۴ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا ۵ اور اس لئے کہ

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے ۶ اور اُن پر ظلم نہ ہو گا ۷ بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا

اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

خدا ٹھہرالیا ۸ اور اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا ۹ اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی

عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

آنکھوں پر پردہ ڈالا ۱۰ تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ۱۱

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ

اور بولے ۱۲ وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ ۱۳

وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

اور انھیں اس کا علم نہیں وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں ۱۴ اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھی

بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

جائیں ۱۵ تو بس اُن کی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ۱۶

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے ۱۷ پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا ۱۸ قیامت کے دن جس میں کوئی

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ

شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ۱۹ اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن

① دنیا میں بھی، مرتے وقت بھی، آخرت میں بھی اور جب اللہ مومن کا دوست ہو گیا تو اس کے سارے مقبول بندے فرشتے نیک انسان اس کے دوست ہو گئے۔ ② معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے تینوں فائدے یعنی دنیا میں آنکھیں کھولنا، آخرت میں جنت کی راہ دکھانا اور دونوں جہان میں رحمت ہونا صرف مسلمانوں کے لئے ہیں ③ یہاں برائیوں سے مراد کفر ہے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے یا کفر وگناہ دونوں، معلوم ہوا کہ مومن و کافر یکساں نہیں ④ (شان نزول) کفار مکہ

ع ۱۰ ۱۸

کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ہم تم سے اچھے ہوں گے جیسے یہاں ہیں ورنہ تمہارے برابر ضرور رہیں گے، کیونکہ ہم ایک قوم ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہا) اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر زندگی اور موت میں مختلف ہیں جو مومن اپنی صورت، سیرت، زندگی کافروں کی طرح بنائے وہ بیوقوف ہے۔ مومن کو مشرک سے ممتاز ہونا چاہئے۔ خیال رہے کہ مومن کی زندگی رب کی اطاعت میں کافر کی زندگی نافرمانی میں گزرتی ہے۔ مومن کی موت بشارت وکرامت پر، کافر کی موت ندامت پر ہوتی ہے۔ مومن کا حشر انشاء اللہ حضور کے ساتھ ہوگا۔ کافر کا حشر شیاطین کے ساتھ ⑤ کہ آسمان و زمین برابر نہیں بلکہ آسمان کے سارے حصے آپس میں برابر نہیں زمین کے سارے طبقے برابر نہیں۔ کعبۃ اللہ شریف کی زمین کچھ اور شان رکھتی ہے عام زمین کی اور حالت ہے۔ مسجد کی زمین عظمت والی، پاخانہ کی زمین گندی، جب زمین آپس میں برابر نہیں تو مومن وکافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو نبی کو عام انسانوں کے برابر جانتے ہیں ⑥ معلوم ہوا

ع ۵ ۱۹

کہ اس عالم کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کے عدل کے لئے ہے رحمت کا ظہور قیامت میں ہوگا اگر قیامت نہ ہو تو عالم پیدا فرمانے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا ⑦ اس طرح کہ مجرم کی سزا میں زیادتی کر دی جائے یا مطیع کا ثواب بلاوجہ کم ہو جائے، ہاں مجرم کی معافی مطیع کو زیادہ عطا فرما دینا اس کا رحم وکرم ہے ایسے ہی بعض لوگوں کی ضبطی اعمال ان کے اپنے قصور سے ہوگی نہ کہ رب کے ظلم سے، نعوذ باللہ۔ ⑧ مشرکین کچھ روز تک ایک پتھر پوجتے رہتے تھے جب اس سے اچھا دوسرا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک دیتے دوسرا پوجنے لگتے اس آیت میں ان کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ درحقیقت اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں، اپنے نفس کے محکوم ہیں ⑨ علم سے مراد یا تو رب کا علم ہے یعنی انہیں اللہ نے اپنے علم کی بنا پر گمراہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہ اس ہی کے لائق ہیں یا ان لوگوں کا علم ہے یعنی یہ لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو گئے، معلوم ہوا کہ بغیر رب کے فضل کے علم وہنر بیکار ہے، ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے نہ کہ محض اپنے علم سے ⑩ اس طرح کہ آدمی کی بدعقیدگیوں، بدعملیوں، عداوت رسول کی وجہ سے ان کے دل میں مہر لگادی، آنکھ، کان ڈھک دیئے ⑪ معلوم ہوا کہ جو ادھر سے محروم ہے اسے یہاں کچھ نہیں مل سکتا ⑫ وہ کفار جو خدا کے منکر ہیں یعنی دہریئے، آج بھی بعض دہریئے یہ ہی کہتے ہیں ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار خدا کے منکر تھے۔ وہ جو قرآن مجید میں ہے کہ مشرکین بھی رب کو خالق بقیہ برصفحہ ۸۴۸

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ
قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی اس دن ہار ہے ف۱ اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ف۲ ہر گروہ
تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ
اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا ف۳ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوشتہ تم
عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
پرحق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے ف۴ جو تم نے کیا ف۵ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے
الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا
کام کیے ف۶ ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا ف۷ یہی کھلی کامیابی ہے ف۸ اور جو
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا
کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے ف۹ اور تم
مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا
مجرم لوگ تھے اور جب کہا جاتا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۰ اور قیامت میں شک نہیں تم کہتے ہم
نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ
نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ف۱۱ ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں ف۱۲ اور ان پر کھل گئیں
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ
ان کے کاموں کی برائیاں ف۱۳ اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے ف۱۴ اور فرمایا جائے گا آج ہم تمہیں
كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ
چھوڑ دیں گے ف۱۵ جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے ف۱۶ اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ف۱۷
بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ
یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹا (مذاق) بنایا ف۱۸ اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا ف۱۹ تو آج نہ وہ
مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ
آگ سے نکالے جائیں اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے ف۲۰ تو اللہ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں آسمانوں کا رب اور زمین کا رب
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾
اور سارے جہاں کا رب اور اسی کے لئے بڑائی ہے ف۲۱ آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے

(۱) کفار ہارے ہوئے تو آج ہیں مگر قیامت میں ان کی ہار کا ظہور ہوگا (۲) خواہ مومن ہو یا کافر سب کی نشست یہ ہی ہوگی۔ بارگاہ الٰہی کے ادب کے طور پر سب کی نشست یہ ہی ہوگی۔ بارگاہ الٰہی کے ادب کے طور پر سب پر قیامت کا ہول طاری ہوگا' اس دن حضور سجدہ فرما کر شفاعت کریں گے تفسیری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال ہمارے حضور کا نہ ہوگا کیونکہ حضور سب کی اس حالت کا معائنہ فرمانے والے ہوں گے (۳) سب کو حکم ہوگا کہ اپنا نامہء اعمال پڑھو۔ معلوم ہوا کہ اس دن ان پڑھ کوئی نہ ہوگا۔ اور سب کی زبان عربی ہوگی۔ کیونکہ نامہء اعمال عربی میں ہے (۴) اس سے معلوم ہوا۔ کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کی طرف اور رب کے کام بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں' دیکھو اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھ رہے تھے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا میں تم کو ستھرا بیٹا بخشوں' حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے تھے' میں مردوں کو زندہ' کوڑھوں کو اچھا کرتا ہوں' وغیرہ' حالانکہ یہ کام رب کے ہیں لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور نے ہم کو ایمان دیا' عزت بخشی۔ حضور دوزخ سے بچاتے ہیں جنت دلواتے ہیں (۵) بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مومن سب کے تمام نیک و بد کام لکھے جاتے ہیں' بعض کا قول ہے کہ کفار کے صرف گناہ لکھے جاتے ہیں کیونکہ انہیں نیکی پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ دوسرا فرشتہ اس تحریر کا گواہ ہوتا ہے' اس صورت میں عمل سے مراد کفار کے گناہ ہیں' یہ بھی خیال رہے کہ کفار کا کفر بھی لکھا جاتا ہے' کہ کفر دل کا عمل ہے' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن کا عشق و محبت نہیں لکھا جاتا کہ یہ عمل نہیں بلکہ دلی کیفیت ہے' تمام اعمال کا بدلہ جنت ہو گا۔ عشق کا بدلہ محبوب حقیقی کا وصال (۶) حقیقتاً نیک کام کئے ہوں یا حکماً جیسے مومن کی ناسمجھ اولاد جو ماں باپ کی نیکیوں کی وجہ سے بخشی جاوے گی' خیال رہے کہ نیک عمل بقدر طاقت کرنے ضروری ہیں' اس لئے ان کی تعداد یا مقدار بیان نہ فرمائی' یہ بھی خیال رہے کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے' اس لئے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا اعمال کا بعد میں' اللہ نصیب کرے۔ آمین (۷) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص محض اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ رحمت الٰہی اس کی دستگیری نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے' کوئی شخص نیک اعمال سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ (۸) لہٰذا ہر شخص کو اس کامیابی کی کوشش کرنی چاہیے' دنیا کی کامیابی ناپائیدار ہے۔ (۹) اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جن تک نبی کی تعلیم پہنچی اور انہوں نے قبول نہ کی لیکن وہ لوگ جو فترت کے زمانہ میں گزر گئے اگر موحد تھے تو نجات پائیں گے اگر مشرک تھے تو پکڑے جائیں گے مگر ان سے یہ سوال نہ ہوگا کیونکہ ان تک آیات الٰہیہ پہنچی ہی نہیں۔ کفار کے بچوں اور پاگلوں سے بھی یہ سوال نہیں (۱۰) کہ اس کے وعدوں میں نہ جھوٹ کا احتمال ہے نہ امکان کذب یہ الوہیت کے ایسے ہی خلاف ہے جیسے موت (۱۱) یعنی عقل سے جانتے ہیں نہ تمہاری مانتے ہیں' ان کا یہ قول نبی کا فرمان جھٹلانے کے لئے ہے نہ کہ اپنی بے عملی کے اقرار کے لئے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے متعلق بقیہ بر صفحہ ۸۴۸

ع ۱۱ / ۲۰

سورۃ الاحقاف ۴۶ مکیۃ ۶۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتھا ۳۵ رکوعاتھا ۴

سورۃ احقاف مکی ہے ۱ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

حٰمٓ (۱) تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (۲) مَا خَلَقْنَا
یہ کتاب ۲ اُتارنا ہے اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے ۳ ہم نے نہ بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِينَ
آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ۴ مگر حق کے ساتھ ۵ اور ایک مقرر معیاد پر ۶ اور

كَفَرُوا عَمَّآ اُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ (۳) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُونَ مِنْ
کافر اس چیز سے کہ ڈرائے گئے منہ پھیرے ہیں ۷ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا

دُونِ اللّٰهِ اَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي
پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا ۸ یا آسمان میں اُن کا کوئی

السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُونِي بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ
حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب ۹ یا کچھ بچا کھچا علم ۱۰ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِينَ (۴) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ
تم سچے ہو اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے ۱۱ جو

لَّا يَسْتَجِيبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُونَ (۵)
قیامت تک اس کی نہ سنیں ۱۲ اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں ۱۳

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِينَ (۶) وَ
اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے ۱۴ اور ان سے منکر ہو جائیں گے ۱۵ اور

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا
جب اُن پر پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں ۱۶ تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں

جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۷) اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
یہ کھلا جادو ہے ۱۷ کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا ۱۸ تم فرماؤ اگر میں نے

فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۭ كَفٰى
اسے جی سے بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۱۹ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو ۲۰

۱ سوا چند آیتوں کے جیسے قُلْ اَرَءَيْتُمْ (احقاف ۴) اور فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ (احقاف ۳۵) اور وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ (احقاف: ۱۵) وغیرہ کے جو بعض کے نزدیک مدنیہ ہیں ۲ یعنی قرآن شریف چونکہ قرآن شریف زبانی آیا اور آہستہ آہستہ آیا اس لئے تنزیل فرمایا گیا چونکہ اوپر سے آیا اس لئے اتارنا ارشاد ہوا ۳ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ قرآن کریم میں عزت بھی ہے حکمت بھی کیونکہ اس کا اتارنے والا العزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ کتاب کتاب والے کی آئینہ دار ہوتی ہے قرآن کریم تمام آسمانی کتابوں میں زیادہ شاندار ہے ایسے ہی قرآن والے محبوب سارے نبیوں میں شان والے ہیں بڑی کتاب بڑے معلم پڑھایا کرتے ہیں ۴ جیسے کرہ آگ ہوا اور بادل بارشیں اور دیگر فضائی مخلوقات غرضیکہ سارا عالم اجسام میں داخل ہے چونکہ ہم کو یہ ہی عالم محسوس ہوتا ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا ورنہ عالم انوار عالم امر وغیرہ سب رب کے پیدا فرمائے ہوئے ہیں ۵ یہاں حق سے مراد حکمت اور نشانی قدرت ہے یعنی ان میں ہماری حکمتیں اور قدرت کے موجود ہیں یہ حق بمعنی ثابت نہیں کیونکہ سب کو فنا ہے لہٰذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اللہ حق ہے باقی باطل ہے کہ وہاں حق بمعنی واجب ثابت ہے ۶ میعاد مقرر سے مراد اس کی فنا کا وقت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے یا اس سے مراد روز قیامت ہے۔ جس دن سب فنا ہو جائیں گے ۷ معلوم ہوا کہ عذاب قبر یا قیامت یا کسی اور قطعی دینی چیز کا انکار کفر ہے ۸ معلوم ہوا کہ معبود وہ جو خالق ہو مشرکین عرب ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے مگر پھر بھی انہیں خدا کی مثل مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اس لئے ان سے یہ سوال فرمانا درست ہوا ۹ یعنی قرآن شریف اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید ہے۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی ایسی آسمانی کتاب دکھاؤ جس میں شرک کا ثبوت اور توحید کی تردید ہو ۱۰ گزشتہ انبیاء کرام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مشرکو شرک پر تمہارے پاس نہ تو عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ یعنی کتاب آسمانی کا فیصلہ یا انبیاء کرام کے ارشادات لہٰذا تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فرمان کتاب اللہ کی طرح واجب العمل ہیں۔ اگر صرف کتاب اللہ قابل اتباع ہوتی تو اس کے بعد دوسرے علم کا ان سے مطالبہ نہ ہوتا ۱۱ معلوم ہوا کہ شرک اکبر الکبائر یعنی تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے ۱۲ یعنی مشرکوں سے بڑھ کر نا سمجھ کون ہے کہ یہ تو پتھروں درختوں چاند سورج وغیرہ کو پوج رہے ہیں۔ مگر یہ چیزیں نہ ان کی پکار سنیں نہ ان کی فریاد کو پہنچیں یہاں سننے سے مراد ان کی فریاد سننا اور ان کی امداد کرنا ہے۔ اس کی یہاں نفی ہے ورنہ یہ تمام چیزیں کفار کے کفر وشرک سے خبردار وبیزار ہیں۔ قیامت میں ان کے شرک کی گواہی دیں گی ۱۳ اس آیت میں معبودوں سے مراد بت ہیں۔ کیونکہ جن انبیاء کی پوجا ہوتی ہے وہ حضرات تو پوجا سے خبردار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے۔ اس لئے وہ انبیاء کرام اپنی امتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے اور حضور تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا خبردار ہی دیتا ہے۔ ۱۴ معلوم ہوا کہ قیامت میں پتھروں لکڑیوں میں بقیہ برصفحہ ۸۴۸

بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨ قُلْ مَا كُنْتُ

اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ف۱ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۲ تم فرماؤ میں کوئی

بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

انوکھا رسول نہیں ف۳ اور میں نہیں جانتا ف۴ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ

جو مجھے وحی ہوتی ہے ف۵ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا ف۶ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن

عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

اللہ کے پاس سے ہو ف۷ اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی

مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ ع

دے چکا ف۸ تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو ف۹

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۚ

اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے ف۱۰

وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝١١ وَمِنْ قَبْلِهٖ

اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے ف۱۱ اور اس سے پہلے

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا

موسیٰ کی کتاب ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ کتاب ہے تصدیق فرماتی ف۱۲ عربی زبان میں

لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا

کہ ظالموں کو ڈر سنائے اور نیکوں کو بشارت ف۱۳ بے شک وہ جنہوں نے

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝١٣ اُولٰٓئِكَ

کہا ہمارا رب اللہ ہے ف۱۴ پھر ثابت قدم رہے ف۱۵ نہ ان پر خوف نہ ان کو غم ف۱۶ وہ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٤ وَوَصَّيْنَا

جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام ف۱۷ اور ہم نے آدمی

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۚ

کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے ف۱۸ اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے ف۱۹

❶ خیال رہے کہ حضور رب کی وحدانیت کے گواہ ہیں اور رب تعالیٰ حضور کی نبوت اور رسالت کا گواہ اسی لئے رب نے حضور کے دستِ مبارک پر معجزات ظاہر فرمائے ❷ اس میں نہایت نرمی سے کفار کو ایمان کی طرف مائل فرمایا گیا ہے' یعنی تم نے عمر بھر شرک و کفر کیا۔ لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ تو رب تمہارے سارے گناہ بخش دے گا' اس کی رحمت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ❸ معلوم ہوا کہ بدعت وہ ہے جو بے اصل ہو نہ وہ کہ جو بے مثل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بدعت نہیں یعنی اگرچہ بے مثل ہوں مگر بے اصل نہیں۔ مجھ سے پہلے بہت نبی تشریف لا چکے ہیں ❹ خیال رہے کہ ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایت وہ علم ہے جو اٹکل' قیاس' گمان وغیرہ سے حاصل ہو' اس لئے رب تعالیٰ کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا' حضور کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ ❺ اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے کیونکہ درایت کا علم ظنی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ عقل انسان غیب سے عاجز ہے' یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں' کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ (فتح: ۲) اور صحابہ کے لئے فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء: ۹۵) حضور کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے' اس لئے حضور قیامت میں سب کے گواہ ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (بقرہ: ۱۴۳) ❻ یعنی میں تمہارے کفر و ایمان کا ذمہ دار نہیں ہوں تاکہ تمہارے کفر کا قیامت کے دن مجھ سے سوال ہو' لہٰذا اس آیت میں حضور کی معذوری و مجبوری کا ذکر نہیں بلکہ حضور کے مستغنی ہونے کا ذکر ہے کہ مخلوق کے کفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ❼ خیال رہے کہ واجب کو واجب پر معلق کرنا تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے موجود کو موجود پر معلق کرنا تنجیز کا۔ ❽ گواہ سے مراد سیدنا عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ ہیں جو توریت کے بڑے عالم تھے' حضرت ہارون کی اولاد سے تھے' پہلے یہودی تھے بعد میں حضور کے صحابی ہوئے' آپ کا نام ابن حارث تھا حضور نے آپ کا نام عبداللہ رکھا' جب حضور مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ دیدار کے لئے حاضر ہوئے' چہرہ انور دیکھتے ہی لوٹ گئے شعر:۔ آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے ☆ تم ہمارے ہم تمہارے ہوگئے۔ قرآن کریم نے ان کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ انہیں حضور کا' قرآن کا' حقانیت اسلام کا' گواہ اعظم قرار دیا۔

❾ کوئی ظالم ظالم رہتے ہوئے ہدایت پر نہیں آ سکتا یا قیامت میں کافر کو جنت کی راہ نہ ملے گی' یا جس کے دل میں حضور کا حسد و عناد ہو اسے ایمان کی توفیق نہیں ملے گی۔ ❿ (شان نزول) کفار مکہ فقراء مسلمین کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر اسلام برحق ہوتا تو ہم سے پہلے ان غریبوں کو نہ ملتا بلکہ پہلے ہم کو نصیب ہوتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے اس لئے اس نے ہم کو دنیاوی دولت دی ہے ان کی تردید میں یہ آیت آئی ⓫ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسے قرآن کی ہدایت ملتی ہے وہ قرآن کا باطن دیکھتا ہے' جسے ہدایت نہیں ملتی وہ قرآن کا محض ظاہر دیکھ کر اسے جادو وغیرہ کہتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ شعر: ظاہر قرآن چو شخص آدمی است بقیہ بر صفحہ ۸۴۹

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ

اور اُسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے ف۱ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا ف۲ اور

اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ

چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے

عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ف۳ اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے ف۴ اور میرے لئے میری اولاد میں

ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۱۵ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ

اصلاح (نیکی) رکھ ف۵ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں ف۶ یہ ہیں وہ

نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ

جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے ف۷

الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۱۶ وَالَّذِیْ قَالَ

جنت والوں میں ف۸ سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا ف۹ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ

لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ

سے کہا اُف تم سے دل پک گیا (بیزار ہے) ف۱۰ کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں (قومیں)

قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖۚ

گزر چکیں ف۱۱ اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۲

فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۷ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ

تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ف۱۳ یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی

الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ

ان گروہوں میں ف۱۴ جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ

كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ

زیاں کار تھے ف۱۵ اور ہر ایک کے لئے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں ف۱۶ اور تاکہ اللہ ان کے کام انہیں پورے بھر

هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۱۹ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ

دے ف۱۷ اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے اُن سے فرمایا

۱ اس سے معلوم ہوا کہ حمل کی مدت انسان کے لئے کم از کم چھ ماہ ہے اور دودھ کی مدت دو سال' کل اڑھائی سال یعنی تیس مہینے' یہ ہی صاحبین کا قول ہے ان کی دلیل یہ ہی آیت ہے' امام اعظم کے نزدیک دودھ کی مدت ڈھائی سال ہے' دلائل کتاب فقہ میں دیکھو ۲ (شان نزول) یہ ساری آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی' آپ دو برس کچھ ماہ حضور سے عمر میں چھوٹے تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضور کے ہمراہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے راہ میں ایک منزل پر قیام کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے' وہاں قریب ہی ایک راہب رہتا تھا۔ صدیق اکبر اس کے پاس گئے اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے' آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ ہیں۔ راہب بولا یہ سچے نبی ہیں کیونکہ اس بیری کے سایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہ بیٹھا۔ یہ ہی نبی آخرالزمان ہیں۔ راہب کی بات صدیق اکبر کے دل میں اتر گئی اور آپ دل سے حضور پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے' حضور کی نبوت کے وقت صدیق کی عمر شریف کچھ ماہ کم اڑتیس سال تھی' جب چالیس سال کو پہنچے تو آپ نے وہ دعا مانگی جو آیت میں مذکور ہے' (خزائن) صدیق اکبر ۶ ماہ شکم مادر میں رہے اور ۲ سال دودھ پیا۔ ۳ کہ انہیں صحابی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق کے ماں باپ دونوں مسلمان اور صحابی ہیں' یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے۔ ۴ آپ کی دعا کامل طور پر قبول ہوئی۔ آپ نے وہ نیک اعمال کئے' جو امت رسول میں سے کسی کو میسر نہ ہوئے۔ آپ حضور کے غار کے ساتھی اور جامع قرآن اور آپ اسلام کے پہلے تاجدار مسلمانوں کے غمگسار ہیں' آپ کی غار والی نیکی تمام مسلمانوں سارے اعمال صالحہ سے افضل ہے تا قیامت کوئی مسلمان ایسی نیکی نہ کر سکے گا' اس غار کی خدمت پر حضرت عمر اپنے سب اعمال قربان کرنے کو تیار تھے' رضی اللہ عنہما ۵ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی ساری اولاد مسلمان اور صحابی تھے بلکہ بعض پوتے بھی صحابی ہیں' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہوئے۔ ایسے ہی ابوبکر صدیق چار پشت کے صحابی ہوئے کہ ماں باپ صحابی' خود صحابی' ساری اولاد صحابی کچھ نواسے اور پوتے صحابی۔ عبداللہ ابن زبیر صدیق اکبر کے نواسہ اور صحابی ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے صاحب زادہ ہیں' ابوبکر صدیق کی پڑپوتی فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیق امام جعفر کے نکاح میں آئیں' جن سے تمام سادات کرام کی نسل چلی' لہٰذا تمام سید حضرت علی مرتضیٰ کے پوتے صدیق اکبر کے نواسے ہیں' یہ ہے اولاد کی اصلاح' اور یہ ہے آپ کی اس دعا کی قبولیت' دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ۶ یعنی دل و زبان سے مومن ہوں اور ہمیشہ وہ کام کروں گا جن میں تیری رضا ہو۔ آپ نے یہ وعدہ پورا کر کے دکھا دیا ۷ جو قبل اسلام ان سے صادر ہوئی ہوں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق سے پہلے بھی بت' زنا' شراب وغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا۔ ۸ اس سے معلوم ہوا ابوبکر صدیق قطعی جنتی ہیں کہ رب کا ان سے وعدہ ہو چکا رضی اللہ عنہ' جو ان کے ایمان و تقویٰ مقبول بارگاہ ہونے میں شک کرے بقیہ بر صفحہ ۸۴۹

طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
جائے گا کہ تم اپنے حصّہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے ۱ اور انہیں برت چکے ۲ تو آج تمہیں
عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ
ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا ۳ سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے ۴ اور سزا اس کی کہ
بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ
حکم عدولی کرتے تھے ۵ اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو ۶ جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا ۷
وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا
اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد آئے ۸ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ
اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا
پوجو بے شک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ۹ بولے کیا تم اس لئے آئے کہ ہمیں ہمارے
عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ
معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو ۱۰ اگر تم سچے ہو اس نے فرمایا
اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ
اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے ۱۱ میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہونچاتا ہوں ۱۲ ہاں میری دانست میں تم
قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا
نرے جاہل لوگ ہو ۱۳ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا انکی وادیوں کی طرف آتا
هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ
بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا ۱۴ بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں درد
اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ
ناک عذاب ۱۵ ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے ۱۶ تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ
مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو ۱۷ اور بے شک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے ۱۸
فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ
اور اُن کے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے ۱۹ تو ان کے کام

۱ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں تم نے نیکیاں کی تھیں ان کے عوض تم دنیا میں آرام سے رہ لئے اب یہاں کیا چاہتے ہو‘ جیسے مومن سے کہا جائے گا کہ جو دنیا میں تو نے گناہ کئے تھے ان کے عوض دنیا میں تکلیف اٹھا چکا تو وہاں سے پاک و صاف ہو کر آیا اس صورت میں طیبات سے مراد کفار کے نیک اعمال ہیں‘ جو بظاہر طیب ہیں‘ دوسرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں سب اپنے نفس کے لئے خرچ کر چکے‘ ان میں سے آخرت کے لئے کچھ نہ جمع کیا۔ اس صورت میں طیبات سے مراد دنیاوی مال و متاع ہے‘ تیسرا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنی جسمانی طاقتیں دنیا جمع کرنے میں ہی صرف کیں آخرت کی فکر نہ کی اس صورت میں طیبات سے مراد جسمانی قوتیں ہیں۔ ۲ اب تمہارا حصہ یہاں کچھ نہیں‘ مومن اپنی چیز محض دنیا کے لئے نہیں برتتا‘ ہر شے سے آخرت کا حصہ نکالتا ہے۔ لہٰذا وہاں چین میں ہوگا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن وقت‘ مال‘ اولاد ہر چیز میں زکوٰۃ نکالتا ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب ہوگا‘ مگر رسوائی اور ذلت سے اللہ اسے محفوظ رکھے گا ۴ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق تکبر برا‘ کفار کے مقابلہ میں اپنے کو اور اپنے دین کو بڑا سمجھنا‘ کفر اور کفار کو حقیر جاننا حق تکبر ہے یہ عبادت ہے‘ ولی کے مقابلہ میں تکبر محرومی اور نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے غرضیکہ تکبر کی تین قسمیں ہیں ہر قسم کا علیحدہ حکم ہے ۵ جن بزرگوں نے ترک دنیا اختیار فرمائی ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اچھا کھا پہن سکتا ہوں لیکن میں اپنا عیش آخرت کے لئے رکھتا ہوں ۶ یعنی ہود علیہ السلام‘ جو قوم عاد سے ہی تھے‘ اپنی ہی قوم کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے‘ دوسرے ملک سے نہ آئے تھے۔ نہ دوسری قوم سے تھے‘ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنے کی اجازت تھی‘ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۷ جو ملک یمن کے علاقہ حضرموت کے نزدیک ایک ریتلے میدان میں واقع ہے ۸ جیسے حضرت ادریس و نوح علیہ السلام جو حضرت ہود سے پہلے گزرے اور حضرت ابرہیم اور اسحاق و اسماعیل علیہما السلام‘ جو حضرت ہود کے بعد گزرے ان کا بھی ذکر کرو‘ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا ذکر کرنا‘ ان کا ذکر سننا سنانا عبادت اور تبلیغ کا ذریعہ ہے‘ بزرگوں کے عرس منانے کا بھی یہ ہی مقصد ہے کہ اس ذریعے سے ان کے تذکرے لوگوں کو سنائے جائیں ۹ علیکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام خود اپنے متعلق قیامت کے خوف سے محفوظ ہیں۔ رب فرماتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ہاں اللہ کی عظمت وجلال کا خوف پیغمبروں کو اعلیٰ وجہ الکمال حاصل ہے کہ یہ قوت ایمان کی دلیل ہے‘ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ کوئی اعتراض‘ یہاں بڑے دن سے مراد قیامت کا دن ہے جو کفار کے لئے بڑے عذاب کا دن ہے‘ اور مومنوں کے لئے بڑی رحمت کا دن ۱۰ یعنی قیامت کا عذاب آج ہی لاؤ یا جس عذاب کے دنیا میں آنے کا ذکر کرتے ہو وہ آج ہی لے آؤ ۱۱ لہٰذا میں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ چیزیں اسرار الٰہیہ سے ہیں جن کا اظہار منع ہے‘ اس حصر سے لازم نہیں آتا کہ قیامت یا عذاب کے وقت کی خبر نبی کو نہ ہو جیسے رب فرماتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء: ۱۳۲) اللہ کافی وکیل ہے

بقیہ برصفحہ ۸۴۹

سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ

کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے ف۱ جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا

انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے ف۲ اور بیشک ہم نے ہلاک کر دیں

مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا

تمہارے آس پاس کی بستیاں ف۳ اور طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں ف۴ تو کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا

نہ مدد کی ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا ف۵ بلکہ وہ اُن سے گم

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا

گئے اور یہ اُن کا بہتان و افترا ہے ف۶ اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے

مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا

جن پھیرے ف۷ کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو ف۸ پھر جب

قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا

پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے ف۹ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ف۱۰

اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ

کہ موسیٰ کے بعد اُتاری گئی ف۱۱ اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ف۱۲ حق اور

وَاِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ

سیدھی راہ دکھاتی ف۱۳ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو ف۱۴ اور اس پر ایمان لاؤ

یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا یُجِبْ

کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ف۱۵ اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے ف۱۶ اور جو اللہ کے منادی

دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ

کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ف۱۷

اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ کھلی گمراہی میں ہیں کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان

رکوع ۴

(۱) عذاب دفع کرنے میں، یا یہ اعضاء انہیں فائدہ مند نہ ہوئے، کیونکہ ان لوگوں نے ان قوتوں کو معرفت الٰہی میں صرف نہ کیا تھا (روح) معلوم ہوا کہ مومن کے اعضاء اور بدنی قوتیں سب کام آئیں گی ان کی برکت سے عذاب دفع ہوں گے رب کی رحمتیں ملیں گی (۲) لہٰذا اے مکہ والو۔ تم عذاب کا مذاق نہ اڑاؤ، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو تمام قوموں سے پیچھے پیدا فرمایا کہ ہم اس سے عبرت پکڑیں، دوسرے لوگ ہم سے عبرت نہ لیں الحمد للہ! (۳) جیسے حجر والے اور قوم ثمود وغیرہ جن کی بستیاں عرب کے علاقوں میں تھیں، مکہ والوں کے سفروں کے راہ میں پڑتی تھیں، ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے (۴) آیات سے مراد گزشتہ قوموں کے قصے ہیں یا پیغمبروں کے معجزے، یا ان پر معمولی تکالیف یعنی ہم نے ان قوموں کو پہلے گزشتہ قوموں کے قصے سنائے، نبیوں کے معجزات دکھائے دنیاوی تکالیف بھیجیں تاکہ ایمان لاویں، مگر جب ان تمام چیزوں سے بھی نہ ڈرے تو عذاب بھیجا (۵) بت پرست کہا کرتے تھے کہ بت چھوٹے خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا خدا، ان بتوں کی پوجا سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہوگا۔ اور اگر کسی وقت بڑا خدا ہم سے ناراض ہوگیا تو یہ بت ہمیں اس کے عذاب بچالیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ سچے تھے تو ان کے بتوں نے انہیں عذاب سے کیوں نہ بچایا۔ اس آیت کو اولیاء اللہ انبیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے یہاں الٰہ ارشاد ہوا، خدا کے سوا کسی کو الٰہ یا معبود ماننا شرک ہے اور خدا کے محبوب بندوں کو ولی یا وسیلہ قرب الٰہی ماننا ایمان ہے، رب فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (مائدہ ۳۵) مقبول بندے مصیبتوں کے وقت بحکم الٰہی یقیناً امداد کرتے ہیں، قیامت میں پہلے شفاعت کرنے والے کی تلاش ہوگی۔ بعد میں دوسرا کام۔ (۶) خیال رہے کہ خدا کے دشمنوں کو اپنا شفیع یا مددگار یا قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے اللہ کے محبوبوں کو مددگار، شفیع، قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا عین ایمان۔ دیکھو کعبہ کی طرف سجدہ کرنا، آب زم زم کی تعظیم ایمان ہے، بت کے طرف سجدہ کرنا، گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے۔ رب فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰) لہٰذا یہ آیت نبی، ولی پر چسپاں کرنا پوری جہالت ہے (۷) حضور سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے، وہاں فرشتوں کا کلام سنتے تھے، حضور کے زمانہ میں ان کا وہاں جانا بند کیا گیا، ان پر شہاب مارے جانے لگے تب انہیں فکر ہوئی کہ دنیا میں کون آیا جس کی وجہ سے ہماری بادشاہت گئی، اس تلاش میں ان کی مختلف جماعتیں نکلیں علاقہ نصیبین کی جماعت جن میں سات یا نو جن تھے ملک عرب کی طرف آئے، جن کے نام یہ ہیں۔ سلیط، شاصر، ماصر، حاصر، حمسا، مینا، علیم، ارقم، اداس، یہ لوگ سوق عکاظ پر پہنچے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ یہ وقت فجر کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے پاس باغ میں جسے بطن، نخلہ کہا جاتا تھا۔ صحابہ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، ان جنات کے کانوں میں جب حضور کی قراۃ شریف کی آواز پہنچی، تو یہ سب ٹھہر کر خاموشی سے سننے لگے مگر یہ نماز فجر وہ تھی جو سرکار بطور الہام پڑھا کرتے تھے کیونکہ جنات کا یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے (۸) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھتے وقت خاموش رہنا اور سننا چاہئے، یہ بھی بقیہ برصفحہ ۸۴۹

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ
اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مردے جلائے (زندہ کرے) ف۱ کیوں نہیں بے شک
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ
وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۲ اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے
اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں ف۳ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا
اپنے کفر کا ف۴ تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ف۵ اور ان
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا
کے لئے جلدی نہ کرو ف۶ گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۷ دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾
دن کی ایک گھڑی بھر ف۸ یہ پہنچانا ہے تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیاتها ۳۸ — ۴۷ مدنیة ۹۵ — رکوعاتها ۴

سورۂ محمد ﷺ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَ
جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ف۹ اللہ نے ان کے عمل برباد کئے ف۱۰ اور
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر ف۱۱ اتارا گیا ف۱۲ اور
هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ
وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے ف۱۳ اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں ف۱۴ اور ان کی حالتیں سنوار دیں یہ اس
بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ
لئے کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے ف۱۵ اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو
مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا لَقِیْتُمُ
ان کے رب کی طرف سے ہے ف۱۶ اللہ لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے ف۱۷ تو جب کافروں سے

ف۱ یہاں دیکھنے سے مراد غور وفکر کرنا ہے نہ کہ آنکھ سے دیکھنا' مطلب یہ ہے کہ عادتاً ایجاد مشکل ہوتی ہے' ایجاد کے بعد دوبارہ بنانا آسان' جب کفار مکہ یہ مانتے ہیں کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں تو یہ کیوں نہیں مانتے کہ وہ مردے بھی جلا سکتا ہے' یہ تو معمولی سی بات ہے ف۲ شئی سے مراد ممکنات ہیں نہ واجب نہ محال۔ ف۳ اس طرح کہ دوزخ میں جاتے وقت پہلے انہیں کنارۂ جہنم پر کھڑا کر کے بذریعہ فرشتوں کے پوچھا جاوے گا کہ بولو دوزخ برحق ہے یا نہیں یہ سوال انہیں ذلیل کرنے کو ہوگا جو دوزخ میں جانے سے پہلے ہوگا اس لئے یُعْرَضُ فرمایا گیا ف۴ معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب کی بڑی وجہ ان کا کفر ہے' اس کے بعد ان کی بد عملیاں بھی' یا ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی وجہ کفر ہے اسی لئے گنہگار مومن کو اگر دوزخ میں پہنچایا بھی جائے گا تو عارضی طور پر لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ف۵ اولو العزم پیغمبر پانچ ہیں' نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ حضرت جماعت انبیاء میں خصوصی شان والے ہیں' ویسے سارے ہی رسول صبر والے اور شان والے ہیں' جن کے صبر دنیا میں مشہور ہیں۔ ف۶ عذاب طلب فرمانے میں کیونکہ عذاب تو لامحالہ ان پر آئے گا ہی ف۷ قیامت کے عذاب یا قبر کے عذاب یا نزع کے عذاب کو پہلے معنی زیادہ قوی ہیں ف۸ معلوم ہوا کہ جسمانی راحتیں روحانی عذاب کے مقابل ایک ساعت یا اس سے بھی کم ہیں تو عاقل کو چاہئے کہ جسمانی راحت آخرت کے مقابل اختیار نہ کرے ف۹ یعنی وہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی' ان کا عذاب دوسرے کافروں سے سخت تر ہے ف۱۰ جیسے بھوکوں کو کھانا کھلانا' قیدی چھڑانا' غریبوں کی مدد' خانہ کعبہ کی خدمت وغیرہ جن پر کفار مکہ ناز کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں' جیسے وضو کے بغیر نماز ف۱۱ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار جگہ حضور کا نام محمد لیا۔ باقی ہر جگہ آپ کو اوصاف سے یاد فرمایا ہے' ان چار میں سے ایک جگہ یہ ہے' چونکہ ایمان لاتے وقت مومن کو حضور کا نام لینا ضروری ہے' صرف وصف سے یاد کر لینا کافی نہیں' اسی لئے کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کہنا لازم ہے' نیز شاید کوئی کہہ دیتا کہ قرآن حضور محمد مصطفیٰ پر نہیں آیا۔ کسی اور نبی پر آیا ہے' ان وجوہ سے رب نے نام لے کر فرمایا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد: ۲) دوسری جگہ ارشاد ہوا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (فتح: ۲۹) تیسری جگہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران: ۱۴۴) چوتھی جگہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (احزاب: ۴۰) ف۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے تمام ان چیزوں کا ماننا ضروری ہے جو حضور رب کی طرف سے لائے' اگر ایک کا بھی انکار کیا کافر ہوا جیسے کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا' خواہ بذریعہ قرآن ہم تک پہنچی ہو' یا بذریعہ حدیث شریف' اسی لئے یہاں قرآن نہ فرمایا بلکہ مَا نُزِّلَ فرمایا' اگر کوئی تعداد نماز کا انکار کرے تو کافر ہے حالانکہ یہ قرآن میں نہیں ف۱۳ خیال رہے کہ یہاں دوسرے ایمان کا عطف پہلے ایمان پر ایسا ہے جیسے تمام فرشتوں پر حضرت جبرائیل کا عطف محض عظمت شان کی بنا پر ہے۔ کیونکہ حضور پر ایمان لانا ہی ایمان ہے' حضور کا انکار کر کے سب توحید وغیرہ سب باطل محض اور دوزخ کا راستہ ہے

بقیہ برصفحہ ۸۵۰

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارنا ہے ف۱ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کرلو تو مضبوط

الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ۟ۚ

باندھو پھر اس کے بعد چاہے احسان کرکے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو ف۲ یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے ف۳

ذٰلِكَ ۛؕ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لیتا ف۴ مگر اس لئے کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے ف۵

وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ف۶ اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا ف۷ جلد انہیں راہ دے گا

وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اُن کا کام بنادے گا ف۸ اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرادی ہے ف۹ اے

اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَ الَّذِيْنَ

ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا ف۱۰ اور تمہارے قدم جمادے گا ف۱۱ اور جنہوں نے

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ

کفر کیا تو اُن پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے ف۱۲ یہ اس لئے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُتارا ف۱۳

اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؗ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ

اگلوں کا کیسا انجام ہوا ف۱۴ اللہ نے اُن پر تباہی ڈالی ف۱۵ اور ان کافروں کے لئے بھی ویسی کتنی

اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا

ہی ہیں ف۱۶ یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی

مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

مولیٰ نہیں ف۱۷ بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۱۸ باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ

جن کے نیچے نہریں رواں ف۱۹ اور کافر برتتے ہیں ف۲۰ اور کھاتے ہیں

❶ یعنی جہاد میں جنگجو کفار کی رعایت نہ کرو، بلکہ اولاً تو انہیں خوب قتل کرو پھر جو بچیں رہیں کہ ہتھیار ڈال دیں انہیں قید کرلو پھر تمہیں اختیار ہے کہ احسان کرکے چھوڑ دو۔ یا مالی فدیہ لے کر آزاد کردو۔ ❷ خیال رہے کہ احسان وفدیہ کا حکم اس آیت سے منسوخ ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: ۵) اب کفار قیدیوں کو یا قتل کیا جاوے گا یا غلام بنایا جاوے گا، حضور نے فتح مکہ کے دن ابن خطل کو نہ فدیہ لے کر چھوڑا، نہ احسان فرما کر، بلکہ اسے قتل کرادیا، ابوبکر صدیق سے بھی ایک قیدی نے احسان یا فدیہ کی درخواست کی، آپ نے منظور نہ فرمائی (روح) یہ ہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے ❸ کہ جنگ ختم ہوجائے یا اس طرح کہ کفار اسلام قبول کریں، یا اطاعت، تو پھر نہ انہیں قتل کرو نہ قید ❹ کہ ان پر غیبی عذاب بھیج دیتا جیسے گزشتہ امتوں پر بھیجے، مگر اس صورت میں تم کو جہاد کا ثواب نہ ملتا، اس لئے رب نے تمہیں جہاد کا حکم دیا ❺ یعنی حکم جہاد اس لئے دیا گیا تاکہ کافروں کے ذریعہ مومنوں کی جانچ کی جاوے کہ کون کتنا بہادر ہے، مارنے والے غازی بنیں، مرنے والے شہید، معلوم ہوا کہ بہت سی عبادتیں کفار پر موقوف ہیں، کفر وکفار برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں ❻ اسلامی جہاد میں اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے، معلوم ہوا کہ ملک گیری کے لئے جنگ جہاد نہیں، جہاد میں خالص خدمت دین کی نیت چاہئے ❼ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی، جب مسلمان بہت شہید وزخمی ہوئے، فرمایا گیا کہ ان شہداء کی شہادت رائیگاں نہ جاوے گی ❽ کہ اس شہادت کی برکت سے انہیں جانکنی کی تکلیف بالکل نہ ہوگی، حساب قبر نہ ہوگا۔ شہید اپنے اہل قرابت کی شفاعت کرے گا۔ اور بلند درجوں اور جنت کی طرف راہ دکھائے گا، شہید قتل ہوتے ہی رب کے سامنے حاضر ہوجاتا ہے کہ کچھ تمنا کر، اسی لئے اسے شہید کہتے ہیں، یعنی رب کے حضور حاضر ❾ شہید جنت میں ایسا جاوے گا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے گھر بار بیوی، خادموں کو جانتا پہچانتا ہوگا یہ سَيَهْدِيْهِمْ کا بیان ہے ❿ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں، جب کہ رب غنی ہوکر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ استمداد سے کیسے بے پرواہ ہوسکتا ہے، اللہ کی مدد سے مراد اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد ہے، رب کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی دینا، انہیں درجات بخشنا ہے، معلوم ہوا کہ جہاد صرف دینی خدمت کے لئے چاہئے ⓫ جہاد کفار میں اور مناظرہ میں اور پل صراط پر غرضیکہ جہاد میں دینی اور دنیاوی بے شمار منافع ہیں ⓬ یہاں کفر کے دو نتیجے بیان ہوئے دنیا میں خواری و رسوائی۔ آخرت میں نیک اعمال خیرات وصدقات کی بربادی، خیال رہے کہ کافر کو دنیا میں اگر ظاہری عزت مل جائے تو وہ عارضی ہے اور مسلمانوں پر تکلیف آجائے تو وہ بھی اتفاقیہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ⓭ کہ انہوں نے حضور کے نبی ہونے کو ناپسند کیا، شرعی پابندیاں برداشت نہ کرسکے، اس لئے انہیں برا جانا، نفس کو آزاد رکھنا چاہا، آزاد بکری کو بھیڑیا کھاتا ہے۔ ⓮ کہ قوم ثمود عاد وغیرہ پر دنیا میں عذاب آئے، جن کی ویران بستیاں یمن کے علاقہ میں اب تک موجود ہیں،

بقیہ بر صفحہ ۸۵۰

كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ

جیسے چوپائے کھائیں ف۱ اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے ف۲ اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے قوت

قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ اَفَمَنْ

میں زیادہ تھے جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں ف۳ تو کیا جو

كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾

اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ف۴ اس جیسا ہوگا جس کے برے عمل اُسے بھلے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ

کے پیچھے چلے ف۵ احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں ف۶ جو کبھی نہ بگڑے

اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ

اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا ف۷ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے ف۸

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ

اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ف۹ اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں ف۱۰ اور اپنے رب

مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ

کی مغفرت ف۱۱ کیا ایسے چین والے ان کی برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ

اَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ

آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے ف۱۲ اور ان میں سے بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں ف۱۳ یہاں تک کہ جب

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تمہارے پاس سے نکل کر جائیں علم والوں سے کہتے ہیں ف۱۴ ابھی انہوں نے کیا فرمایا ف۱۵ یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا

دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ف۱۶ اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے ف۱۷ اور جنہوں نے راہ پائی

زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ

اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی ف۱۸ تو کاہے کے انتظار میں ہیں ف۱۹ مگر

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿١٨﴾

قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے کہ اس کی علامتیں تو آہی چکی ہیں ف۲۰ پھر جب وہ آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا ف۲۱

(۱) معلوم ہوا کہ جو شخص حلال حرام میں فرق نہ کرے جو سامنے آئے کھالے جانور کی طرح بلکہ جانور سے بھی بدتر ہے کہ وہ بے عقل ہیں یہ عقل والا ہے پھر بھی وہ سونگھ کر منہ میں ڈالتے ہیں اور یہ ویسے ہی' نیز جو صرف جسمانی راحت کے لئے کھائے وہ جانور ہی ہے' مومن رب کی عبادت کے لئے کھاتا ہے (۲) یعنی کفار کی روزی کا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے جیسے جانور کو کھلا پلا کر ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے روزی کھا کر کفر کیا (۳) (شان نزول) یہ آیت کریمہ ہجرت کی حالت میں نازل ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے دن مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو مکہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مجھے مشرکین نہ نکالتے تو میں تجھ سے کبھی نہ نکلتا' اس موقعہ پر یہ آیت آئی لہٰذا یہ آیت مکیہ ہے جو مدنیہ سورت میں مذکور ہے یا کہا جاوے کہ جو آیت راستہ میں ہجرت کی حالت میں اتری وہ بھی مدنیہ ہے' خیال رہے کہ ہجرت سے پہلے حضور کو مکہ معظمہ سے بہت محبت تھی۔ پھر مدینہ منورہ سے زیادہ محبت ہوگئی۔ نسیم الریاض میں ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ افضل تھا' بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے یہ ہی مذہب مالکی ہے (۴) اس سے سارے مسلمان مراد ہیں' جن کے عقائد و اعمال کتاب و سنت اجماع و قیاس مجتہدین سے ثابت ہیں' مومن کو اپنے دین کی حقانیت پر کامل یقین ہوتا ہے' کافر کو اپنے دین پر یقین نہیں ہوتا' کفار بیماری میں مسلمانوں سے دم و درود کراتے ہیں' مزارات اولیاء سے فیض لیتے ہیں' دیکھو بدایوں' کچھوچھہ مقدسہ اور اجمیر شریف جا کر بڑے بڑے کفار مزارات اولیاء پر حاضری دے کر فیض پاتے ہیں (۵) معلوم ہوا کہ کفار کے عقائد و اعمال نفسانی خواہشات سے گھڑے ہوئے ہیں' خواہ انہوں نے خود گھڑے ہوں یا ان کے پیشواؤں نے' ان کے پاس وحی کی دلیل نہیں' اس لئے کافر قبر میں اپنا دین بھول جاتا ہے' مومن کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ (۶) ہر گھر میں پانی کی ایک نہر ساری جنت میں بے شمار نہریں ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کہ پانی کی چند نہریں نہ ہوں گی۔ (۷) بخلاف دنیا کے یہاں کے پانی اور دودھ کچھ دیر رہنے سے بگڑ جاتے ہیں' مزا بدل جاتا ہے بو پیدا ہو جاتی ہے۔ وہاں کروڑوں برس سے یہ نہریں ہیں اور ابدالآباد تک رہیں گی' مگر نہ بگڑیں نہ بدلیں' جیسے سورج و چاند کہ لاکھوں برس سے کام کر رہے ہیں مگر کبھی مرمت کے لئے کارخانے نہ گئے نہ نور میں کچھ فرق آیا (۸) یعنی وہاں کی شراب صرف لذت کے لئے ہوگی نہ بدمزہ ہوگی نہ بدبودار' نہ نشہ دے' نہ سر میں درد پیدا کرے جیسے کہ دنیاوی شراب میں یہ ساری خرابیاں ہیں (۹) دنیا کی شہد کی طرح اس میں موم کی آمیزش نہ ہوگی نہ مکھی کے پیٹ سے نکلے' مصفّٰی کے معنی ہیں پیدائشی صاف' یہ معنی نہیں کہ پہلے مخلوط تھا پھر صاف کیا گیا (۱۰) دنیا میں ایک جگہ سارے پھل نہیں ہوتے' ہر زمانہ میں نہیں ہوتے' پھر سب کو موافق نہیں ہوتے مِنْ سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے باوجود بہت کثرت کے خزانہ قدرت میں سے بعض ہیں۔ لہٰذا مِنْ تبعیضیہ اور کل میں کوئی تعارض نہیں مِنْ بھی درست ہے' کل بھی درست (۱۱) گزشتہ خطاؤں' گناہوں کی معافی اور آئندہ ہر چیز کھانے کی عام اجازت کوئی شرعی پابندی نہیں۔ (۱۲) خیال رہے بقیہ برصفحہ ٨٥٠

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ
تو جان لو۱ کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں ۲ اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں ۳
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۧ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ
کی معافی مانگو ۴ اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا ۵ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ
سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ
اُتاری گئی ۶ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ
انھیں جن کے دلوں میں بیماری ہے ۷ کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر
مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ
مُردنی چھائی ہو ۸ تو اُن کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے ۹ پھر جب حکم ناطق ہو
الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ
چکا ۱۰ تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا ۱۱ تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر
تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ
آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو ۱۲ یہ ہیں وہ لوگ
الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنھیں حق سے بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں ۱۳ تو کیا وہ قرآن کو سوچتے
الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ
نہیں یا بعضے دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں ۱۴ بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾
کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی ۱۵ شیطان نے انھیں فریب دیا اور انھیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی ۱۶
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ
یہ اس لئے کہ اُنھوں نے کہا ان لوگوں سے جنھیں اللہ کا اتارا ہوا ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں
الْاَمْرِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ
گے ۱۷ اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے ۱۸ تو کیسا ہوگا جب فرشتے اُن کی روح قبض کریں گے

ع ۸ / ۶

❶ اے محبوب اس علم و یقین پر قائم رہو، یا حق الیقین سے جان لو ورنہ حضور تو توحید پہلے سے ہی جانتے مانتے تھے، یا عام بندوں کو سنانا مقصود ہے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں، کہ حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ ❷ ہم لوگوں نے سن کر توحید مانی اور حضور نے دیکھ کر ہم کو توحید کا علم الیقین ہے اور حضور کو حق الیقین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں رب کو بچشم سر دیکھا جیسے ابراھیم علیہ السلام نے مردہ زندہ ہونے کا واقعہ بچشم سر ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا ہمارے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان میں فرق عظیم ہے ❸ یہاں اس گناہ کو حضور کے دامن شفاعت کی طرف نسبت دی گئی جو حضور کے خاص خدام سے سرزد ہو جاوے لہٰذا یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کی دلیل ہے یا آیت کا مطلب کچھ اور ہے یعنی جس چیز کو آپ نے گناہ بنا دیا اور وہ آپ کی امت سے سرزد ہو جاوے تو اس کی معافی کی سفارش کرو، یہ ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زنا اسلام کا گناہ ہے، یا وکیل کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے، ورنہ پیغمبر گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ (ھود: ۸۸) رب نے شیطان سے فرمایا تھا اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) میرے خاص بندوں پر تجھے تسلط نہ ہوگا۔ تو ان سے گناہ سرزد نہ کرا سکے گا، نیز انبیاء کے نفس امارہ نہیں ہوتے، جب وہ شیطان اور نفس امارہ سے محفوظ ہیں تو ان سے گناہ کون کرائے ❹ اس میں امت مرحومہ کی عزت افزائی ہے کہ ان کی شفاعت فرمانے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو حضور سے کہلوا کر دیتا ہے، امت کو بخشتا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تا کہ ہم بخشیں، کوئی مسلمان حضور سے مستغنی نہیں، دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ❺ اے لوگو یا اے مسلمانو، یا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسری صورت میں کم جمع فرمانا عظمت کے لئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اے محبوب تم ہر وقت ہماری نظر کرم میں ہو، تم چلتے پھرتے ہو یا آرام کرتے ہو، ہم تمہیں دیکھتے ہیں اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (طٰہٰ: ۴۸) تم ہماری نظروں میں ہو ❻ حکم جہاد آنے سے پہلے بعض مسلمان شوق جہاد میں کہتے تھے کہ جہاد کا حکم کیوں نہیں آتا۔ تاکہ ہم اپنی قوت ایمانی کے جوہر دکھائیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حکم جہاد کی آیات محکم ہیں نہ منسوخ ہوئیں نہ ہو سکتی ہیں، جو جہاد کو منسوخ مانے وہ مرتد دجال ہے جیسے مرزا قادیانی، اگر آج پاکستان مرزا کی تعلیم پر عمل کر کے تیاری جہاد چھوڑ دے تو معاذ اللہ فنا ہو جائے، سچے نبیوں کی تعلیم زندگی بخش ہے، مگر مرزا کی تعلیم موت آور ہے ❼ نفاق کی بیماری، اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کی تمنا مومنوں کا کام ہے، اور جہاد سے گھبرانا منافقوں کی عادت، کہ آرزو کرنے والوں کو امنوا فرمایا اور ان لوگوں کو بیمار۔ ❽ یعنی حکم جہاد سن کر منافقوں کی آنکھیں ڈگمگاتی اور تیرتی ہیں جیسے موت کے وقت فرشتوں کو دیکھ کر مرنے والے کی آنکھیں تیرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ منافق کم ہمت اور مومن بہادر ہوتا ہے۔ ❾ یعنی ہر حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں خواہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ دل چاہے یا نہ چاہے،

بقیہ بر صفحہ ۸۵۱

وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا

اُن کے منہ اور اُن کی پیٹھیں مارتے ہوئے ف۱ یہ اس لئے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضگی ہے ف۲

رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور اس کی خوشی انھیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے ف۳ کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے

اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے بیر (دشمنی) ظاہر نہ فرمائے گا ف۴ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان

بِسِیْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

کی صورت سے پہچان لو ف۵ اور ضرور تم انھیں ف۶ بات کے اسلوب میں پہچان لوگے ف۷ اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۠

اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری

اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

خبریں آزمالیں ف۸ بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ف۹ اور رسول کی

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی ۙ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ

مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت اُن پر ظاہر ہو چکی تھی ف۱۰ وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے ف۱۱

وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا

اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا اے ایمان والو ف۱۲ اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم

الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ

مانو ف۱۳ اور اپنے عمل باطل نہ کرو ف۱۴ بے شک جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ

سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا

سے روکا ف۱۵ پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انھیں نہ بخشے گا ف۱۶ تو تم سستی نہ کرو

وَتَدْعُوْۤا اِلَی السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ یَّتِرَكُمْ

اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ ف۱۷ اور تم ہی غالب آؤ گے ف۱۸ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں

اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

نقصان نہ دے گا ف۱۹ دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے ف۲۰ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو وہ تم کو

ع ۳/۹

۱ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کافر کو مرتے وقت گرزوں سے مارتے ہیں، کافر پٹ کر مرتا ہے پھر بعد مرنے کے بھی پٹتا ہے۔ ۲ یعنی ان سب نے رب کو ناراض کرنے والے کام کئے حضور کی مخالفت اور اسلام مٹانے کی کوشش کی۔ ۳ یعنی چونکہ کفار نے رب کو راضی کرنے والے کام نہ کئے اس کی ناراضگی کے کام کئے لہٰذا ان کے صدقات و خیرات وغیرہ سب برباد ہو گئے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جن لوگوں سے راضی نہ ہوں، ان کے کاموں سے بھی راضی نہیں ہوتے کام کی قبولیت کام والے کی قبولیت کا نتیجہ ہے ۴ یعنی ابھی تو منافقین کا نفاق چھپا ہے مگر چھپا نہ رہے گا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور سے کوئی منافق چھپا نہ رہا حضور ہر منافق کو چہرے سے پہچان لیتے تھے (خزائن) ۵ اس طرح کہ قیامت کے دن کی طرح آج ہی ان کے منہ کالے، ہونٹ نیلے ہو جاویں اور ہر جگہ رسوا ہو جائیں، اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ ان کے علانیہ رسوا کرنے کی نفی ہے یہ بھی حضور کی رحمت ہے، خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر منافق کو پہچانتے تھے، آپ کے بتانے سے صحابہ بھی جانتے تھے ۶ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تھی۔ لہٰذا آیت لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (التوبہ: ۱۰۱) یا تو منسوخ ہے یا اس میں تغلیظ ہے جیسے کہ بدمعاش کے متعلق کہا جائے کہ اسے تم نہیں جانتے۔ یہ بڑا بدمعاش ہے، اسے تو میں ہی جانتا ہوں، حضور کے صدقہ سے آج بھی بعض مومن کافر اور مومن کو پہچان لیتے ہیں ۷ یعنی اگرچہ منافق اپنا نفاق چھپانے کے لئے کتنی ہی خوشامد کی باتیں کرے مگر اے محبوب تم اس کے لب و لہجہ سے ہی پہچان لوگے کہ یہ اوپرے دل سے کہہ رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جہاں اور علوم بخشے وہاں یہ علم بھی دیا کہ حضور ہر مخلص و منافق کی صورت دیکھ کر، لب کی جنبش ملاحظہ فرما کر پہچان لیتے تھے (خزائن) روح البیان نے فرمایا کہ اولیاء اللہ سچے جھوٹے مرید کو جانتے ہیں ۸ یعنی تمہارا اپنے منہ سے کہنا کہ ہم مخلص مومن ہیں، خبریں ہیں، ان خبروں کی تصدیق یا تکذیب تمہارے عمل کریں گے، خیال رہے کہ رب کا بندوں کو جانچنا اپنے علم کے لیے نہیں بلکہ مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ہے، معلوم ہوا کہ حضور کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہیں ۹ یعنی خود بھی کافر رہے دوسروں کو بھی کافر رکھا، اسلام سے روکا، معلوم ہوا کہ کافر گر کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ نادانی سے کافر رہنے والے کی سزا نرم ہے دیدہ دانستہ کفر کرنے والے سے یا تو اہل کتاب کفار مراد ہیں، یا منافقین یا عام کفار عرب، کیونکہ ان سب پر حضور کی نبوت ظاہر ہو چکی تھی ہزارہا معجزات دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱ یعنی رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے جیسے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ (بقرہ: ۹) یعنی رسول اللہ کو دھوکا دیتے ہیں ۱۲ اس ندا سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عبادات اسلامیہ فرض نہیں، پہلے ایمان لاؤ پھر روزہ نماز کرو، دوسرے یہ کہ مومنوں کے خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہونا ضروری نہیں، دیکھو اس خطاب میں حضور داخل نہیں ۱۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کے احکام ماننا بھی فرض ہیں، کیونکہ اطاعت رسول بقیہ برصفحہ ۸۵۱

40

يُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ إِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا

تمہارے ثواب عطا فرمائے گا ف۱ اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا ف۲ اگر اُنھیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب

وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کرے تم بخل کروگے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کر دیگا ف۳ ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ف۴

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ

تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے ف۵ اور اللہ بے نیاز ہے

الْفُقَرَآءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾ ع

اور تم سب محتاج ف۶ اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ف۷

سُوْرَةُ الْفَتْحِ ٤٨ مدنية ١١١ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتها ٢٩ رکوعاتها ٤

سورۂ فتح مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی ف۸ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے ف۹ تمہارے اگلوں کے

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾

اور تمہارے پچھلوں کے ف۱۰ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے ف۱۱ اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے ف۱۲

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾ هُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ

اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے ف۱۳ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے

قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا إِيْمَانًا مَّعَ إِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ

دلوں میں اطمینان اُتارا ف۱۴ تا کہ اُنھیں یقین پر یقین بڑھے ف۱۵ اور اللہ ہی کی مِلک ہیں تمام لشکر

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٤﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آسمانوں اور زمین کے ف۱۶ اور اللہ علم و حکمت والا ہے ف۱۷ تا کہ ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے ف۱۸ جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں اور

يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٥﴾ وَّ

ان کی بُرائیاں اُن سے اُتار دے ف۱۹ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے ف۲۰ اور

۱ یعنی اگر تم مومن متقی ہو، تو تمہارا ہر عمل سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، تمہارے لئے باعث ثواب ہوگا، سب عبادت میں شمار ہوگا ۲ سارے مال خیرات کرنے کا حکم نہ دے گا بلکہ بعض کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ۔ عام مومنوں کو سارا مال خیرات کر دینا منع ہے لہٰذا بعض مال خوشی سے خیرات کیا کرو ۳ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تم پر تمام مال کی خیرات فرض فرما دیتا تو تم میں سے اکثر لوگ نہ کر سکتے، جس سے تمہارے دلوں میں گندگی پیدا ہوتی اور تم بدنام بھی ہوتے، اس لئے رب نے کچھ حصہ خیرات کرنے کا حکم دیا ۴ اس جگہ جہاں خرچ کرنا فرض ہے جیسے زکوٰۃ اور جہاد کی بعض صورتوں میں ضرور خرچ کرو۔ اگر مال خرچ کرنا پڑے تو وہ خرچ کرو اور اگر جان خرچ کرنا پڑے تو وہ کرو۔ ۵ یعنی جو بخیل فرائض صدقات ادا نہیں کرتا، وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑتا، اپنی ہی بگاڑتا ہے کیونکہ بخل کا وبال اس پر ہی پڑے گا کہ دنیا میں بخل سے مال برباد یا بے برکت ہوگا آخرت میں یہ مال وبال بن جائے گا کہ بخیل کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اپنے مالک کو ڈسے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۶ خیال رہے کہ سارے بندے شاہ و گدا اللہ کے محتاج ہیں مگر بعض بندے بعض بندوں کے محتاج اور بعض ان کے محتاج الیہ، جیسے فقیر مالدار حاجت مند اور سارا جہان حضور کا محتاج لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ: ۷۴) حضور غنی ہیں بلکہ جس کو چاہیں غنی کر دیتے ہیں ۷ علماء فرماتے ہیں کہ تَوَلَّوْا سے کفار مکہ اور قَوْمًا غَيْرَكُمْ سے انصار مدینہ مراد ہیں دیکھ لو کہ سرداران قریش نے اسلام کی خدمت نہ کی، تو رب نے دین کی خدمت کے لئے انصار کو کھڑا کر دیا، دین ہمارا محتاج نہیں۔ ہم دین کے محتاج ہیں، دین ہم سے پہلے بھی تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا اگر رب ہمیں خدمت دین کی توفیق دے دے تو اس کی بندہ نوازی ہے ۸ پوری سورہ فتح کراع غمیم میں نازل ہوئی، جو مکہ معظمہ سے دو منزل پر واقع ہے، عسفان کے پاس اس کے نزول صلح حدیبیہ کے بعد حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت ہوا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے، اس سورت کے نزول پر صحابہ نے حضور کو مبارکبادیاں پیش کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ہم جماعت صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ گئے، وہاں عمرہ ادا کیا، سر منڈائے، صحابہ کرام کو اس خواب کی خبر دی جس سے وہ حضرت بہت خوش ہوئے اور حضور چودہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذیقعد ٦ھ کو روانہ ہوئے، راہ میں بہت سے معجزات صحابہ نے دیکھے، مقام عسفان پہنچ کر معلوم ہوا کہ کفار مکہ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر نزول اجلال فرمایا۔ ادھر کفار کی طرف سے کئی آدمی تحقیق حال کے لئے مسلمانوں کے پاس آئے، سب نے جا کر کفار کو یہ ہی کہا کہ حضور جنگ کرنے نہیں آئے، عمرہ کرنے آئے ہیں، اور حضور نے اپنی طرف سے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا۔ جس کا واقعہ آخر سورت میں آوے گا۔ آخر کار بہت ردو قدح کے بعد حسب ذیل شرطوں پر صلح ہوئی (۱) اس سال حضور واپس جائیں، سال آئندہ عمرہ کے لئے تشریف لاویں اور تین دن مکہ معظمہ میں قیام فرما کر لوٹ جاویں، کھلے ہتھیار نہ لاویں (۲) جو کافر مسلمان بقیہ برصفحہ ۸۵۱

يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ف١

الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ

جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں ف٢ انہی پر ہے بُری گردش ف٣ اور اللہ نے ان پر غضب

عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ

فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے ف٤ اور اللہ ہی کی ملک

جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٧﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ عزت وحکمت والا ہے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَ

حاضروناظر ف٥ اور خوشی اور ڈر سناتا ف٦ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ف٧ اور رسول کی تعظیم و

تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ

توقیر کرو ف٨ اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو ف٩ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں

اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا

وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے ف١٠ تو جس نے عہد توڑا اس نے

يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ

اپنے بڑے عہد کو توڑا ف١١ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾ ع سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ

بڑا ثواب دے گا ف١٢ اب تم سے کہیں گے جو گنوار (اعرابی) پیچھے رہ گئے تھے ف١٣ کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے

اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ

گھر والوں نے مشغول رکھا ف١٤ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں ف١٥ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں

قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا

میں نہیں ف١٦ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا بُرا چاہے

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ

یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے ف١٧ بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے

(١) یعنی یہ صلح حدیبیہ یا فتح مکہ مدینہ منورہ کے منافقین اور مکہ معظمہ کے سرکش ہٹ دھرم مشرکین کے لئے دنیا و آخرت کے عذاب کا ذریعہ ہے' خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کوئی منافق وہاں موجود نہ تھا یہ لوگ جنگ کے ڈر سے مدینہ منورہ سے ہی نہ آئے تھے' (٢) حدیبیہ کے سال جب مسلمان مدینہ منورہ سے بغرض عمرہ چلے تو منافقوں نے سوچا کہ یہ بغیر ہتھیار جا رہے ہیں۔ جنگ ضرور ہوگی یہ سب شہید ہو جائیں گے' اس لئے وہ لوگ بہانہ بنا کر مدینہ پاک رہ گئے۔ بیعت الرضوان میں صرف خالص مسلمان شریک ہوئے' اس آیت میں ان کا ذکر ہے (٣) اور ایسا ہی ہوا کہ منافق بیعت الرضوان سے محروم رہے۔ مسلمان پر ان کا نفاق اور بھی کھل گیا' آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوئے۔ (٤) عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ اگر حضور مکہ معظمہ فتح کر بھی لیں تو فارس و روم پر کیسے غالب آئیں گے' ان کی تو زبردست طاقت ہے' رب نے اس آیت میں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ غیبی لشکروں کا مالک ہے (٥) شاہد کے معنی ہیں محبوب حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ' گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ واردات پر حاضر تھا' محبوب کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے' حضور ان تینوں معنی سے
ع ١/١٠ ٩
شاہد کامل ہیں حضور کی محبوبیت انسانوں اور زمانوں سے محدود نہیں' خدا کے محبوب ہیں اور خدائی کے محبوب' لکڑیاں' پتھر' جانور بھی حضور کے فراق میں روتے تھے' نیز آج بھی بغیر دیکھے لاکھوں کروڑوں حضور کے عاشق ہیں' نیز حضور خالق کے دربار میں مخلوق کے گواہ ہیں کہ سب کے فیصلے حضور کی گواہی پر ہوں گے اور مخلوق کے سامنے خالق کے عینی گواہ۔ حضور نے جس کے جنتی یا دوزخی ہونے کی گواہی دی برحق دی (٦) حضور کی بشارت اور ڈرانے کی شہادت کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ گزشتہ نبی سن کر بشیر و نذیر تھے' اور دیکھ کر' حضور نے جنت دوزخ ملائکہ بلکہ خود رب کو بچشم سر معراج میں دیکھا (٧) اس میں تمام جہان سے الی یوم القیامۃ خطاب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور کی اطاعت واجب ہے دوسرے یہ کہ ہمارا ایمان حضور کی بشارت و شہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور کا ایمان (٨) اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو حضور کی کی جائے گی یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہو باقی جو احترام کے الفاظ ملیں وہ عرض کرو انہیں سجدہ' سر نہ کرو' باقی ہر قسم کی تعظیم کرو یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں' امام مالک مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی گھوڑے وغیرہ پر سوار نہ ہوئے (٩) یعنی پنجوقتہ نماز کی پابندی کرو۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چار نمازیں شامل ہیں (١٠) اس بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو حدیبیہ میں حضور نے تمام مہاجرین و انصار سے لی تھی اور یہ بیعت جہاد پر تھی نہ کہ اسلام پر' اس کا ذکر آگے آ رہا ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ خصوصاً بیعت رضوان والے بڑی ہی شان والے ہیں ان کی تعداد چودہ سو ہے' دوسرے یہ کہ حضور کو وہ قرب الٰہی حاصل ہے کہ حضور سے بیعت رب سے بیعت ہے' حضور کا ہاتھ رب کا ہاتھ ہے' تیسرے یہ کہ حضرت عثمان بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی' بقیہ بر صفحہ ٨٥١

اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ

کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے ف۱ اور اسی کو اپنے

ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ

دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا ف۲ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے ف۳ اور

مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾

جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر ف۴ تو بے شک ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ف۵ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب

يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا

کرے ف۶ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب

انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ

تم غنیمتیں لینے چلو ف۷ تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ

اللہ کا کلام بدل دیں ف۸ تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ ف۹ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا

قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا

ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو ف۱۰ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر

قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ

تھوڑی ف۱۱ ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ ف۱۲ عنقریب تم ایک سخت

اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا

لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے ف۱۳ کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں ف۱۴ پھر اگر تم فرمان مانو گے

يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا ف۱۵ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

تمہیں دردناک عذاب دے گا ف۱۶ اندھے پر تنگی نہیں ف۱۷ اور نہ لنگڑے پر

ف۱ بلکہ تمام کفار کے ہاتھوں شہید ہو جائیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس سفر میں حضور کے ساتھ جانے والے چودہ سو حضرات سب کامل مومن ہیں کہ رب نے انہیں مومنون فرمایا اب جو بدبخت ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ف۲ کہ کفر غالب آئے گا اور نعوذ باللہ اسلام مغلوب ہو جائے گا اور حضور کا خواب سچا نہیں ف۳ کہ تم عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے معلوم ہوا کہ بیعت الرضوان والے صحابہ میں سے کوئی عذاب کا مستحق نہیں ورنہ یہ تخصیص غلط ہوتی۔ ف۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسے خدا کا منکر دونوں یکساں عذاب کے مستحق ہیں دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب اور آپ کی خبر پر اعتماد نہ کرنا درحقیقت حضور کا انکار ہے کیونکہ اس آیت میں ان پر عتاب ہے جنہوں نے حضور کے اس خواب پر اعتماد نہ کیا ف۵ تو جس کا اللہ حافظ ہو اس کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے پھر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا تھا کہ مسلمان کفار سے دب جائیں گے ان کے حافظ و ناصر تو ہم تھے ف۶ یعنی رب تعالیٰ جس گنہگار کو چاہے بخشے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس نیک کار مومن کو چاہے گا سزا دے گا جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھ کر رب تعالیٰ پر ظلم کا بہتان لگایا نیز اس سے امکان کذب بھی ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے ف۷ خیال رہے کہ صلح حدیبیہ ٦ھ میں ہوئی اور فتح خیبر ۷ھ میں خیبر نہایت آسانی سے فتح ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ملیں مگر جنگ خیبر میں صرف انہیں کو جانے کی اجازت دی گئی جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اس آیت میں غیبی خبر ہے کہ اب عنقریب تم خیبر فتح کرنے جاؤ گے تو یہ حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ غنیمت کے لالچ میں تمہارے ساتھ جانا چاہیں گے تو تم انہیں یہ جواب دے دینا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جعفر مع اپنے ہمراہیوں کے جنگ خیبر کے موقعہ پر حبشہ سے پہنچے حضور نے انہیں بھی غنیمت سے حصہ دیا مگر یہ عطیہ سلطانی تھا لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ف۸ یہاں کلام اللہ سے مراد رب تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ خیبر میں صرف حدیبیہ والے جائیں اور وہاں کی غنیمت انہیں کا حصہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ف۹ یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی تمہیں جنگ خیبر میں جانے کی اجازت نہیں تم نہیں جا سکتے رب نے منع فرما دیا ہے۔ ف۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ان صحابہ کرام کے کام رب کی طرف سے تھے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے دوسرے یہ کہ صحابہ خصوصاً بیعت الرضوان والوں کو حاسد یا خائن کہنا منافقوں کا کام ہے وہ حضرات دین کی کسوٹی ہیں ف۱۱ یعنی یہ منافقین صرف دنیا کی باتیں سمجھتے ہیں دین کی باتیں نہیں سمجھتے۔ دین کے کام بھی دنیا کے لئے کرتے ہیں بیعت الرضوان میں شریک نہ ہوئے خیبر میں جانے کی تیاری میں ہیں محض مال کے لئے۔ ف۱۲ خیال رہے کہ قرآن کریم انہیں بار بار مخلفین فرما رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پیچھے رہ جانا سخت جرم تھا ان بدویوں میں سے بعض لوگ آئندہ سچی توبہ کرنے والے تھے بعض اپنے نفاق پر قائم رہ جانے والے ان میں فرق کرنے کے لئے یہ حکم ہو رہا ہے۔ ف۱۳ یہ یمامہ والے قبیلہ بنی حنیفہ کے لوگ ہیں جو مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر

بقیہ بر صفحہ ۸۵۲

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ ف۱ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۱۷

باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ف۲ اور جو پھر جائے گا اُسے دردناک عذاب فرمائے گا ف۳

ع ۱۰

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

بے شک اللہ راضی ہوا ف۴ ایمان والوں سے ف۵ جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ف۶

فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا

تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اُتارا ف۷ اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام

قَرِيْبًا ۱۸ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۱۹

دیا ف۸ اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں ف۹ اور اللہ عزت و حکمت والا ہے

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ

اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا ف۱۰ کہ تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی ف۱۱

وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ

اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے ف۱۲ اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو ف۱۳ اور تمہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۲۰ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ

سیدھی راہ دکھادے ف۱۴ اور ایک اور جو تمہارے بل (بس) کی نہ تھی ف۱۵ وہ اللہ کے قبضہ

بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۲۱ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ

میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں

كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۲۲ سُنَّةَ اللّٰهِ

تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے ف۱۶ پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ف۱۷ اللہ کا دستور

الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۲۳ وَ

ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے ف۱۸ اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے ف۱۹ اور

هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ

وہی ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادیٔ مکہ میں ف۲۰

۱ یہاں بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب مریض نہ کافر پر حملہ کر سکے اپنے بچاؤ کے لئے بھاگ سکے جیسا کہ ظاہر ہے ۲ یعنی ان رہ جانے والوں کو بھی چاہئے کہ ان کا یہ رہنا بھی اللہ و رسول کی اطاعت کے لئے ہو' گھر رہ کر بھی حتی المقدور غازیوں کے بال بچوں کی خدمت کریں ۳ یعنی جو اللہ و رسول کی اطاعت سے منہ موڑے گا یا جو کفر و نفاق پر رہے گا ۴ چونکہ حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کو رضا الٰہی کا تمغہ عنایت ہوا' اس لئے اسے بیعت الرضوان کہتے ہیں' اس بیعت کی وجہ سے یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا کہ کفار قریش سے فرمادیں کہ ہم لوگ جنگ کرنے نہیں آئے عمرہ کرنے آئے ہیں اور فقراء مسلمین کو جو مکہ معظمہ میں پھنسے ہوئے ہیں خوشخبری دے دیں کہ عنقریب مکہ معظمہ فتح ہو جائے گا' حضرت عثمان کا انتخاب اس لئے ہوا کہ کفار مکہ پر آپ کے بڑے احسانات تھے' وہ آپ پر حملہ نہ کرتے' چنانچہ عثمان غنی وہاں تشریف لے گئے' کفار مکہ نے کہا حضور سال آئندہ کے لئے آئیں' اس سال نہیں' ہاں آپ کے لئے کعبہ موجود ہے عمرہ کرلیں' عثمان غنی نے فرمایا میں اس کعبہ شریف کا طواف جب ہی کر سکتا ہوں جب کعبہ دل کے ہمراہ آؤں' غرضیکہ عمرہ نہ کیا ادھر مسلمانوں میں خبر پھیل گئی کہ عثمان غنی شہید کر دیئے گئے' عام جوش پھیلا' اس جوش کو ملاحظہ فرما کر حضور نے سب حضرات سے جہاد پر بیعت لی کہ اگر جنگ ہو جاوے تو پیچھا نہ پھیریں یہ بیعت ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے لی گئی۔ حضور نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یا اللہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یہ محمد رسول اللہ کا ہاتھ ہے۔ ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیعت الرضوان والے سارے ہی مخلص مومن ہیں کہ انہیں رب نے بالتخصیص مومن فرمایا' دوسرے یہ کہ ان سب سے اللہ راضی ہو چکا

منزل ۶

تیسرے یہ کہ اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت ہے کہ ارشاد ہوا اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ ۶ یعنی بیعت جہاد معلوم ہوا کہ بیعت ایمان کے سوا اعمال وغیرہ پر بھی ہونی چاہئے۔ ۷ اس طرح کہ نہ انہیں کفار مکہ کا خوف رہا نہ خرابی خاتمہ کا اندیشہ جب رب نے بازو پکڑ لئے پھر وہ کیسے گر سکتے ہیں نہ انہیں آئندہ فسق و فجور کا اندیشہ' وہ ہمیشہ کے لئے متقی مومن ہو چکے' قرآن گواہ ہے ۸ فتح خیبر جو صلح حدیبیہ کے چھ ماہ بعد ہوئی ۹ بغیر تکلیف و مشقت کے جیسا کہ خیبر میں ہوا رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جیسے دنیاوی انعام یعنی خیبر کی غنیمتیں تمام حدیبیہ والوں کو دی گئیں' ویسے ہی آخرت کی بشارتیں بھی ان سب کے لئے ہیں کیونکہ ان سے یہ دونوں وعدے کئے گئے تھے' ایک تو یہاں دے دیا' یہ انعام دوسرے کی علامت ہے۔ ۱۰ خیال رہے کہ رب نے ان غنیموں کو کثیر فرمایا اور دنیا کو متاع قلیل' کیونکہ وہ غنیمت انعام تھا' انعام تھوڑا بھی بہت ہے جیسے شاہی تمغہ یا یہ غنیمتیں محض دنیا نہ تھیں بلکہ دین سے ملحق تھیں لہٰذا کثیر جیسے صفر عدد سے مل کر ایک کو دس گنا کرتا ہے علیحدہ ہو تو کچھ نہیں ۱۱ جب مسلمان خیبر کے جہاد میں گئے تو خیبر والوں کے حلیف بنی اسد و غطفان نے چاہا کہ مسلمانوں کے پیچھے بقیہ برصفحہ ۸۵۲

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾
بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ف۱ وہ
هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ
وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور
مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ
رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے ف۲ اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں ف۳ جن کی
لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ
تمہیں خبر نہیں ف۴ کہیں تم انہیں روند ڈالو تو تمہیں اُن کی طرف سے انجانی میں کوئی ضرر پہنچے ف۵ تو ہم تمہیں ان کی
لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ
قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لئے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے ف۶ اگر وہ جدا ہو جاتے ف۷ تو
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ
ضرور ہم ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ف۸ جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اَڑ رکھی
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ
وہی زمانۂ جاہلیت کی اڑ (ضد) ف۹ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ
ایمان والوں پر اُتارا ف۱۰ اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا ف۱۱ اور وہ اس کے زیادہ سزاوار ف۱۲ اور
اَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
اس کے اہل تھے ف۱۳ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ
سچا خواب ف۱۴ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے ف۱۵ اگر اللہ چاہے امن وامان سے
مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا
اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے ف۱۶ بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں ف۱۷
فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ف۱۸ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

۱ یعنی ہم تمہارے حدیبیہ والے اور فتح مکہ والے کاموں سے راضی ہیں۔ تم نے بہت ٹھیک کیا۔ ۲ یعنی ان کفار مکہ کے جرم تو اس ہی قابل تھے کہ تم ان پر سخت حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کرتے' یا ان پر رب کا عذاب آ جاتا کیونکہ انہوں نے اللہ کے گھر سے اللہ کے محبوب کو روکا' قربانی کے جانور قربان گاہ تک نہ لے جانے دیئے' جس کی وجہ سے حدیبیہ میں ہی ذبح کیے گئے لیکن مکہ معظمہ میں فقراء مومنین کی موجودگی ان دونوں چیزوں سے مانع ہے کہ ان بے کس مسلمانوں کی وجہ سے نہ تم کو سخت حملہ کی اجازت دی گئی نہ عذاب الٰہی آیا ۳ مکہ معظمہ میں موجود ہیں جو مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے ۴ مکہ معظمہ میں بہتر مسلمان وہ تھے جو مجبوراً اپنا اسلام ظاہر نہ کر سکتے تھے دیکھو روح البیان ان میں حضرت عباس اور امیر معاویہ بھی تھے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر ۵ یا اس طرح کہ تم انہیں غیر مسلم سمجھ کر قتل کر ڈالو یا اس طرح کہ تمہارے تیروں سے وہ بھی مارے جاویں بغیر تمہارے قصد کے ۶ یعنی تم کو مکہ معظمہ پر سخت حملہ سے اس لئے روکا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو ایمان کی توفیق دے کر اپنی رحمت میں لے' چنانچہ سارے ہی مکہ والے مسلمان ہو گئے پھر انہیں سے اسلام کو
ع ۳ ۹ ۱۱
بڑی قوت پہنچی ۷ یعنی اگر موجودہ مومن کفار مکہ سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا جن کو اسلام کی توفیق پر ملنے والی ہے وہ ان کفار سے علیحدہ ہو جاتے جو کفر پر مرنے والے ہیں تو کفار پر عذاب الٰہی آ جاتا ۸ معلوم ہوا کہ نیکوں کے طفیل بدوں سے عذاب ٹل جاتا ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آ جاوے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳) میں اس کی تائید ہے تا قیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کی طفیل امن میں رہیں گے بلکہ صالحین کی قبروں کی برکت سے امن ملتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی وجہ سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر و عمر قطعی جنتی ہیں کہ آغوش مصطفوی میں سو رہے ہیں جب مومنوں کی برکت سے کفار پر عذاب نہیں آتا ہے۔ تو حضور مصطفیٰ کی برکت سے آغوش میں سونے والے مومنوں پر کیا کچھ نعمتیں نہ اتریں گی' اصحاب کہف کے دروازے پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کا فضل ہو گیا کیونکہ اولیاء کے قریب ہے ۹ کفار مکہ نے اس پر ضد کی کہ ہم اس سال آپ کو عمرہ نہ کرنے دیں گے' سال آئندہ کرنا یہ نری جہالت کی ضد تھی یہ ہی اس جگہ مراد ہے ۱۰ کہ انہوں نے سال آئندہ عمرہ کرنے پر صلح فرمائی اس سال ہی کرنے پر اصرار نہ فرمایا اگر مسلمان بھی ضد کرتے تو جنگ ہو جاتی جس میں اگرچہ فتح مسلمانوں کو ہوتی مگر ان حکمتوں کے خلاف ہوتا جو ابھی ذکر ہوئیں' اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات مخلص مومن تھے' کیونکہ یہ سکینہ سب پر اترا جو کہے کہ اس جماعت میں صرف حضرت علی مومن تھے وہ ان تمام آیات کا منکر ہے اگر وہ حضرات مومن نہ تھے تو پھر دنیا میں کوئی مومن نہیں ہم سب ان کے صدقہ سے مومن ہیں ۱۱ کہ یہ کلمہ تقویٰ یعنی ایمان و اخلاص ان سے جدا ہو سکتا ہی نہیں' اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر ہے کہ ان صحابہ کرام بقیہ بر صفحہ ۸۵۳

بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى

اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ف۱ کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے ف۲ اور اللہ کافی ہے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۲۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى

گواہ ف۳ محمد اللہ کے رسول ہیں ف۴ اوران کے ساتھ والے ف۵ کافروں پر سخت

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

ہیں ف۶ اور آپس میں نرم دل ف۷ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے ف۸ اللہ کا فضل

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ

و رضا چاہتے ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے ف۹ یہ

مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ

ان کی صفت توریت میں ہے اوران کی صفت انجیل میں ف۱۰ جیسے ایک کھیتی ف۱۱ اس نے اپنا پٹھا نکالا

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ

پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے ف۱۲ تاکہ اُن سے

بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ

کافروں کے دل جلیں ف۱۳ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں ف۱۴

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۲۹ ع

بخشش اور بڑے ثواب کا ف۱۵

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ ۴۹ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۸ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۂ حجرات مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ف۱۶ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا

اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ف۱۷ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے ف۱۸ اوران کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں

معانقة ۲

ع ۲ ۱۲

❶ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی شاندار مخلوق ہیں جن سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر دست قدرت کو بھی ناز ہے اسی لئے فرمایا کہ اگر ہماری شان دیکھنی ہے تو اس شاندار بندے کو دیکھو جس رب نے ایسے شاندار کو بنایا تو جان لو کہ وہ خود کیسا شاندار ہے ❷ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حضور نے تمام گزشتہ دینوں کو منسوخ فرما دیا۔ صحابہ کرام کو بہت شاندار فتوحات بخشیں صدہا سال تک دنیا بھر میں مسلمانوں کا راج رکھا اب بھی اگرچہ ہم کمزور ہیں مگر دین ہمارا ہی غالب ہے مسجدیں ہماری ہی آباد حج قربانیاں اسلام کی ہی شائع ولایت تا قیامت اسلام میں ہی ہے ❸ حضور توحید الٰہی کے گواہ اور رب تعالیٰ نبوت مصطفوی کا گواہ حضور کے معجزات رب کی گواہی۔ معلوم ہوا کہ توحید کی گواہی سنت رسول اللہ ہے اور نبوت محمدیہ کی گواہی سنت الٰہیہ ہے کلمہ طیبہ میں دونوں سنتیں جمع ہیں ❹ ساری مخلوق کی طرف کیونکہ رسالت بغیر قید ذکر ہوئی جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس کے حضور رسول ہیں آدم علیہ السلام کی ابوت سارے انسانوں کے لئے ہے مگر حضور کی نبوت ساری مخلوق کے لئے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں چار جگہ لفظ محمد آیا۔ اللہ کے حروف محمد کے حروف فرشتوں کے سردار۔ آسمانی کتابیں کتاب والے رسول چار ہی ہیں انسان کا خمیر بھی چار چیزوں سے ہے حضور کا نام رب نے محمد رکھا کیونکہ دنیا اور آخرت میں حضور کی حمد ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ مقام محمود حضور ہی کے لئے ہے قیامت میں لواء الحمد حضور کے ہاتھ ہوگا اس کی نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھیں ❺ حضور کے صحابہ خصوصاً ابوبکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں ❻ سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں جیسے شیر شکار پر خصوصاً حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھاگتا ہے ان کے دل میں کفار و منافقین سے کبھی الفت ہو سکتی ہی نہیں ❼ سارے صحابہ ایک دوسرے پر ایسے مہربان ہیں جیسے باپ بیٹے پر یا مہربان بھائی اپنے ماں جائے پر خصوصاً حضرت عثمان غنی خیال رہے کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں اس مہربانی و محبت کے خلاف نہیں وہ جنگیں نفسانی نہ تھیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو ❽ سارے ہی صحابہ کرام عبادت گزار شب بیدار ہیں خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ ان چار جملوں میں چار یار کی صفات بیان ہوئیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مدح سنت الٰہیہ ہے اور ان کی بدگوئی طریقہ ابلیس ہے ❾ سجدوں کے نشان سے وہ چہروں کا نور مراد ہے جو نمازی خصوصاً تہجد پڑھنے والے کے چہرے پر دنیا و آخرت میں نمودار ہے اور ہوگا سجدہ گاہ چودہویں شب کے چاند کی طرح چمکے گی اسی لئے چہرہ فرمایا پیشانی نہ فرمایا ❿ یعنی حضور کے صحابہ کی مدح و مناقب توراۃ و انجیل میں بھی ذکر کی گئیں اور خصوصیت سے ان کی یہ مثال ان دونوں کتابوں میں ذکر ہوئی تھی جو یہاں بیان ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جیسے حضور کی نعت شریف توریت و انجیل میں تھی ایسے ہی حضور کے صحابہ کے مناقب بھی تھے ⓫ صحابہ کرام کو کھیتی سے اس لئے تشبیہ دی کہ جیسے کھیتی پر زندگی کا دار و مدار ہے ایسے ہی ان پر بقیہ برصفحہ ۸۵۳

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ
ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو ف۱ کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بے شک
الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس ف۲ وہ ہیں جن کے دل اللہ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ
نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لئے ہیں ف۳ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ف۴ بے شک
الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾
وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ف۵
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ
اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے ف۶ تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ
بخشنے والا مہربان ہے ف۷ اے ایمان والو ف۸ اگر کوئی فاسق ف۹ تمہارے پاس کوئی خبر لائے
فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ
تو تحقیق کرلو ف۱۰ کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے
نٰدِمِيْنَ ﴿۶﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ
رہ جاؤ ف۱۱ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں ف۱۲ بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی
مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ
کریں ف۱۳ تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمہارے
قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ
دلوں میں آراستہ کردیا ف۱۴ اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی ف۱۵ ایسے ہی لوگ
الرّٰشِدُوْنَ ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ وَ
راہ پر ہیں ف۱۶ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور
اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ
اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں ف۱۷ تو ان میں صلح کراؤ ف۱۸ پھر اگر

❶ معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں' جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں' تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے' آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو' چچا' ابا' بھائی' بشر نہ کہو رسول اللہ شفیع المذنبین کہو ❷ (شان نزول) یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات پچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے ❸ معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور کا ادب دل کا تقویٰ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج: ۳۲) اللہ نصیب کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دل رب نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ❹ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے' جیسے اللہ کا ایک ہونا یقینی کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا' یہ بھی معلوم ہوا' کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے خیال و وہم سے بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا' تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ❺ (شان نزول) یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضور کی خدمت میں پہنچے' جب کہ محبوب دولت خانہ میں آرام فرما تھے' انہوں نے حجروں کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا۔ سرکار تشریف لے آئے' تب یہ آیت کریمہ اتری ❻ یعنی انہیں چاہئے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے' جب آپ خود ہی تشریف لاتے تو عرض معروض کرتے' معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساختہ ہیں' مگر حضور کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے' رب نے سکھائے' نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن و انس و فرشتے سب پر جاری ہیں' فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے' پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' خیال رہے کہ یہاں اکثر بمعنی کل ہے۔ ❼ یعنی ان سے جو بے ادبی ہوئی اس سے توبہ کریں تو ہم بخش دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ اس قانون کے نازل ہونے سے پہلے بھی ان پر یہ ادب و احترام لازم تھا اس لئے ان سے توبہ کرائی گئی حضور کا ادب فطری چیز ہے قانون بننے سے پہلے بھی ضروری ہے ❽ یہ آیت ولید بن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے صدقات وصول کرنے بھیجا زمانہ جاہلیت میں ولید اور اس میں پرانی عداوت تھی' مگر جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ ولید حضور کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آ رہے ہیں تو وہ لوگ استقبال کے لئے آئے' ولید سمجھے کہ مجھے قتل کرنے آ رہے ہیں' ولید فوراً واپس لوٹ گئے' اور حضور کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کیا' حضور نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا' تو انہوں نے ان تمام قبیلہ والوں کو آذانیں دیتے نماز پڑھتے پایا' اور فوراً صدقات حاضر کر دیئے' اس پر یہ آیت اتری ❾ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے یہاں ولید کو فاسق نہ فرمایا کوئی صحابی فاسق نہیں' نیز بدگمانی اور خطرہ و خوف گناہ نہیں' چہ جائیکہ فسق ہو بلکہ اسلامی قانون بتایا ❿ معلوم ہوا کہ ایک متقی کی خبر بقیہ برصفحہ ۸۵۳

بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ
ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو ۱ یہاں تک کہ وہ اللہ
اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ
کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کردو ۲ اور عدل کرو
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا
بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں ۳ مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں
بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۱۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
میں صلح کرو ۴ اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو اے ایمان
اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا
والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں ۵ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں ۶ اور نہ
نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ
عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں ۷ اور آپس میں طعنہ نہ کرو ۸
وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ
اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو ۹ کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ۱۰ اور
مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۱۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں ۱۱ اے ایمان والو
اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا
بہت گمانوں سے بچو ۱۲ بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے ۱۳ اور عیب نہ ڈھونڈھو ۱۴
وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ
اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ۱۵ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت
مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۱۲ یٰۤاَیُّهَا
کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ۱۶ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے
النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ
لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا ۱۷ کہ آپس میں

ع ۱۲

۱ ظلم کرے اور صلح پر آمادہ نہ ہو تو اے مسلمانو تم مظلوم کی حمایت میں ظالم سے جنگ کرو ۲ کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں سختی کے ساتھ راہ راست پر لانا مقصود ہے۔ مقصود حاصل ہو جانے پر جنگ بند کر دو ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باغی یعنی بادشاہ اسلام کی غلط فہمی سے مخالفت یا جنگ کرنے والا کافر فاسق نہیں، مومن ہے، دوسرے یہ کہ سلطان اسلام باغیوں سے جنگ کرے، تیسرے یہ کہ جنگ جہاد نہ ہوگی، نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہو نہ ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے جاویں۔ بلکہ ان کا زور توڑ کر ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا، جیسا کہ حضرت علی نے جنگ جمل وصفین میں اس آیت کی تفسیر فرمائی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کو شکست ہوتے ہی آپ نے حضرت صدیقہ کو مہربان ماں کی طرح مہمان بنایا اور نہایت احترام سے مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ اگر نفسانی جنگ ہوتی تو ایک وار میں معاملہ پار تھا، نیز حضرت امیر معاویہ سے جنگ کے زمانہ میں حضرت علی مرتضٰی کے حقیقی بھائی عقیل امیر معاویہ کے معزز مہمان کی حیثیت سے رہے جنہیں امیر معاویہ نے کئی بار ایک ایک لاکھ کا عطیہ پیش کیا اس کی تفصیل ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۴ یعنی لڑنے بھڑنے والے بھی مومن ہیں اور ہر مومن، مومن کا بھائی ہے، لہٰذا ان میں ہر طرح صلح کی کوشش کرو، خیال رہے کہ یہاں مومنوں کو مومن کا بھائی فرمایا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور تو عین ایمان ہیں ان کی نعلین پاک پر ہزاروں ماں باپ قربان لہٰذا حضور کو بھائی کہنا ہرگز جائز نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ (النور: ۶۳) ۵ (شان نزول) یہ آیت بنی تمیم کے متعلق نازل ہوئی جو فقراء مسلمین حضرت بلال، صہیب وعمار رضوان اللہ علیہم کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے، یا حضرت ثابت ابن قیس کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے ایک غریب صحابی سے فرمادیا تھا، او فلانی کے بیٹے، یہ لفظ عرب میں توہین کا تھا ۶ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا۔ رب فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (منافقون: ۸) دوسرے یہ کہ عظمت کا دارومدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (حجرات: ۱۳) تیسرے یہ کہ مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے ۷ یہ آیت حضرت ام المومنین صفیہ بنت حی کے حق میں نازل ہوئی کہ انہیں ایک بار حضرت حفصہ نے یہودی کی لڑکی کہہ دیا تھا۔ جس پر وہ روئیں، اور حضور سے شکایت کرنے لگیں حضور نے فرمایا تم نبی کی اولاد میں ہو اور خاتم النبیین کی زوجہ ہو (آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں) اور حضرت حفصہ سے فرمایا خدا سے ڈرو، نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہئے۔ نہ معلوم بارگاہِ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر یہ ہی اعتراض کیا تھا کہ میں آگ سے ہوں یہ خاک سے ۸ یعنی کوئی مسلمان کسی کو عیب نہ لگائے کہ یہ درحقیقت اپنے ہی کو عیب لگانا

بقیہ برصفحہ ۸۵۴

لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾

پہچان رکھو ف۱ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ف۲ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا

گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ف۳ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ف۴ اور ابھی

یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ

ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ف۵ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے ف۶ تو تمہارے

مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ

کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ف۷ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ف۸ پھر شک نہ کیا ف۹ اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ

راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں ف۱۰ تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا

بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ

دین بتاتے ہو ف۱۱ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب

شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ

کچھ جانتا ہے ف۱۲ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان

اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ

مجھ پر نہ رکھو ف۱۳ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی ف۱۴ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ

تم سچے ہو بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور

اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ف۱۵

سُوْرَۃُ قٓ ۵۰ مَكِّیَّةٌ ۳۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۴۵ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورۂ ق مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

❶ یعنی انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لیے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اترانے کے لیے ❷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار مدینہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور کے پیچھے پنج گانہ نماز سے نہ روکے اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہوگیا تو سرکار اس کی تیمارداری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہوگئی تو حضور اس کے دفن میں شریک ہوئے اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ❸ (شان نزول) یہ آیت بنی اسد کی اس جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو قحط کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آئے اور صرف زبان سے مسلمان ہوگئے دل میں کافر رہے ان کے آنے سے مدینہ منورہ میں اور گرانی ہوگئی، چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے کیونکہ یہ بہت تھے اور جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن وروح وغیرہ) ❹ بعض علماء فرماتے ہیں کہ دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور زبان سے اقرار کا نام اسلام ان کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے جن کے نزدیک ایمان و اسلام ایک ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسلام لغوی معنی میں ہے یعنی اطاعت کر لینا جیسے رب فرماتا ہے۔ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا (صافات: ۱۰۳) یہی قول قوی ہے لہٰذا منافق نہ مومن ہے نہ مسلم ❺ معلوم ہوا بغیر اعتقاد درست ہوئے کلمہ پڑھ لینا اللہ کے نزدیک بیکار

ع ۸ ۱۴ ہے ❻ اس طرح کہ دل سے مسلمان ہوجاؤ یا یہ معنی ہیں کہ ایمان لا کر اطاعت ظاہری کرو، ورنہ منافق کی عبادات ضائع ہیں جن کا کوئی ثواب نہیں ❼ بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے، بادشاہ اپنے نیازمندوں کے حقیر ہدیوں پر بے بہا انعام دیتے ہیں ❽ واؤ کے عطف سے معلوم ہوا کہ حضور پر ویسے ہی ایمان لانا ضروری ہے جیسے رب تعالیٰ پر لہٰذا حضور ہمارے ایمان ہیں ہماری طرح مومن نہیں، اس لئے رب العالمین حضور کو عام مومنوں میں داخل نہیں فرماتا ان کا علیحدہ ذکر فرماتا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (بقرہ: ۲۸۵) حضور رب کے مومن ہمارے ایمان ہیں ❾ اپنے ایمان میں لہٰذا یہ کہنا منع ہے کہ میں ان شاء اللہ مومن ہوں اپنے ایمان پر یقین چاہئے ❿ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سچے مومن ہیں کہ ان میں یہ تمام صفات کامل طور پر موجود ہیں، رب نے ان کے صدق کی گواہی دی ⓫ گزشتہ آیت کے نزول پر ان لوگوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں تب یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور سے عرض و معروض کرنا رب سے عرض کرنا ہے ان لوگوں نے حضور کو اپنا اخلاص بتایا تھا مگر ارشاد ہوا کہ کیا خدا کو بتاتے ہو۔ سبحان اللہ اگر رب کو دیکھنا ہے تو حضور کو دیکھو اگر رب سے کچھ کہنا ہے تو حضور سے کہو اگر رب کے ساتھ بیٹھنا ہے تو حضور کی بارگاہ میں بیٹھو مولانا فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا اونشیند در حضور اولیاء ⓬ یعنی تم اپنے ایمان کا اللہ رسول پر احسان نہ دھرو بلکہ اگر تمہیں بقیہ بر صفحہ ۵۸۴

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ
عزت والے قرآن کی قسم ف۱ بلکہ انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ف۲

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ
تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے ف۳ کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ
پھر جئیں گے یہ پلٹنا دور ہے ف۴ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے ف۵ اور ہمارے پاس

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ
ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ف۶ بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا ف۷ جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب

اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ
بے ثبات بات میں ہیں ف۸ تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہ دیکھا ہم نے اُسے کیسا بنایا اور

زَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿۶﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا
سنوارا ف۹ اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ف۱۰ اور زمین کو ہم نے پھیلایا ف۱۱ اور اس میں لنگر ڈالے (بھاری

رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى
وزن رکھے) ف۱۲ اور اس میں ہر بارونق جوڑا اُگایا ف۱۳ سوجھ اور سمجھ ہر رجوع

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۸﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا
والے بندے کے لئے ف۱۴ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اُتارا ف۱۵ تو اس سے

بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ﴿۱۰﴾
باغ اُگائے اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ف۱۶ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا گابھا ف۱۷

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾
بندوں کی روزی کے لئے ف۱۸ اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا ف۱۹ یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے ف۲۰

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّ
ان سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم اور رس والوں ف۲۱ اور ثمود اور عاد اور

فِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ
فرعون اور لوط کے ہم قوموں ف۲۲ اور بن والوں ف۲۳ اور تبع کی قوم نے ف۲۴ ان میں ہر ایک نے

❶ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس غلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے' جس نبی پر اترا وہ سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا' اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنہری تاج ہوگا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ❷ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ❸ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ❹ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ مٹی اور انسان میں بہت دور کا فاصلہ ہے۔ مٹی جمادات سے ہے اس پر نباتات اس پر حیوانات اس پر انسان پھر بلا واسطہ ہم مٹی سے انسان کیسے بنیں گے ❺ یعنی مردوں کے گوشت پوست ہڈی وغیرہ جو زمین کھا جاتی ہے اور اسے مٹی کر دیتی ہے وہ سب ہمارے علم میں رہتی ہے' پھر اس مٹی کو گوشت پوست بنا دینا ہمیں کیا مشکل ہے' جیسے تم آدمی سے مٹی بن جاتے ہو ایسے ہی مٹی سے آدمی بن جاؤ گے ❻ جس کتاب میں اس کے نام' مرنے کا وقت' اور کس مٹی نے کون سا عضو کھایا یہ سب کچھ لکھا ہے جن فرشتوں کے پاس یا جن نبیوں ولیوں کے علم میں وہ کتاب ہے انہیں ان سب باتوں کی خبر ہے کیونکہ یہ کتاب خدا کے علم کے لئے نہیں بلکہ خاص بندوں کو علم دینے کے لئے ہے ❼ حق سے مراد یا حضور ہیں یا حضور کے معجزات یا قرآن کریم یا قیامت یعنی یہ لوگ دلائل میں غور نہیں کرتے انہیں تو صرف جھٹلانا آتا ہے ❽ کہ کبھی حضور کو شاعر کہتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن' وہ خود ایک بات پر قائم نہیں۔ ❾ کہ آسمان بغیر ستون قائم ہیں اس پر چاند سورج تاروں کے بلب روشن ہیں نہ ان میں تیل ہے نہ بتی' اگر تمہیں بھی بغیر ظاہری اسباب زندہ کر دیں تو کیا بعید ہے ❿ فروج سے مراد خرابی کی پھٹن ہے ورنہ آسمان میں دروازے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ (قمر:11) ⓫ یعنی پانی پر اس طرح پھیلایا کہ پانی میں گھل کر فنا نہیں ہوتی ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے ⓬ اس پر پہاڑ قائم کئے تاکہ جنبش نہ کرے اور تم آرام سے رہو' سو معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ⓭ سبزوں پھلوں پھولوں کا معلوم ہوا کہ درختوں میں بھی نر و مادہ ہے آج سائنس بھی یہ مانتی ہے ⓮ معلوم ہوا کہ سارا عالم معرفت الٰہی کی کتاب ہے حضور اس کتاب کے پڑھانے والے ہیں' مومن پڑھنے والے' کتاب کا فائدہ استاد سے ہوتا ہے ⓯ یعنی بارش جس میں ہزارہا نفع ہیں اس سے ہر جاندار کی زندگی قائم ہے' اور اس کا فیض ایک سال تک رہتا ہے۔ خیال رہے کہ برکت کے معنی ہیں بندھی ہوئی نعمت جو جنبش نہ کرے ⓰ جو ہر سال بوئے اور کاٹے جاتے ہیں جیسے گندم' جو' چنے وغیرہ' خیال رہے کہ باغات کے پھل لذت کے لئے اور کھیت کے دانے بقاء زندگی کے لئے کھائے جاتے ہیں' مگر یہ دونوں بارش سے پیدا بقیہ برصفحہ ۸۵۴

كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِؕ بَلْ

رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا ف۱ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے ف۲ بلکہ

هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝۱۵ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ

وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں ف۳ اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور

نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ

ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے ف۴ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک

الْوَرِیْدِ ۝۱۶ اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ

ہیں ف۵ اور جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں ف۶

قَعِیْدٌ ۝۱۷ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝۱۸ وَ

کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ف۷ اور

جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ ۝۱۹

آئی موت کی سختی حق کے ساتھ ف۸ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا ف۹

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ ۝۲۰ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ

اور صور پھونکا گیا ف۱۰ یہ ہے وعدۂ عذاب کا دن ف۱۱ اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ

مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِیْدٌ ۝۲۱ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا

ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ف۱۲ بے شک تو اس سے غفلت میں تھا ف۱۳ تو ہم نے تجھ

عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۝۲۲ وَ قَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا

پر سے پردہ اٹھایا ف۱۴ تو آج تیری نگاہ تیز ہے ف۱۵ اور اس کا ہم نشین فرشتہ بولا یہ ہے

مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌؕ ۝۲۳ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝۲۴ مَّنَّاعٍ

جو میرے پاس حاضر ہے ف۱۶ حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو ف۱۷ جو بھلائی سے

لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ۝۲۵ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ

بہت روکنے والا ف۱۸ حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ف۱۹ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا تم دونوں اسے

فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ۝۲۶ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَ لٰكِنْ

سخت عذاب میں ڈالو ف۲۰ اس کے ساتھی شیطان نے کہا ف۲۱ ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہ کیا

❶ یعنی یہ تمام قومیں اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کے جھٹلانے بغیر عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی جرم کرے دیکھو فرعون نے دعویٰ
ع ۱۵/۱۵ خدائی کیا۔ بنی اسرائیل کے اسی ۸۰ ہزار بچے ذبح کئے مگر عذاب نہ آیا' جب موسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوا تب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا ❷ اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو عالم کا خالق و مالک مان کر قیامت کا انکار کرتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہم ان چیزوں کو ایجاد کر چکے تو اب دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے' دوبارہ بنانا ایجاد سے آسان ہے۔ ❸ یعنی ان کا انکار وہم و شبہ کی طرح کمزور ہے لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ لوگ تو بہت زور سے قیامت کے منکر تھے پھر اسے شبہ کیوں کہا گیا۔ ❹ نفسانی وسوسہ میں بدعقیدگی' بد خلقی' وسوسے' برے خیالات سب داخل ہیں انہیں رب تعالیٰ پہلے ہی سے جانتا ہے خیال رہے کہ مومن کے غیر اختیاری وسوسوں کی نہ پکڑ ہوگی نہ حساب' بدعقیدگی وغیرہ پر پکڑ بھی ہے اور حساب بھی۔ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ اپنے عقیدے و خیال درست رکھو ہم سب کچھ جانتے ہیں لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ❺ یعنی ہمارا علم و قدرت اس رگ سے زیادہ قریب ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر حصہ میں پہنچتا ہے پھر ہم انسان سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ مکانی قرب سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان و جگہ سے پاک ہے یہاں علم و قدرت مراد ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب کا قرب ہی ہمارے لئے حجاب کا باعث ہے جیسے جان زیادہ قرب کی وجہ سے نظر نہیں آتی خیال رہے کہ رب نے اپنے متعلق یہ فرمایا اور اپنے محبوب کے متعلق فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب: ۶) معلوم ہوا کہ رب ہم سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور حضور جان سے زیادہ قریب سبحان اللہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دور سے سننا دور سے دیکھنا اللہ کی صفت ہے یہ محض غلط ہے دور سے وہ سنے یا دیکھے جو دور ہو وہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ❻ یعنی ہر عاقل بالغ انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں ایک داہنے' ایک بائیں' دایاں نیکیاں لکھتا ہے' بایاں گناہ یہ دونوں فرشتے حافظین فرشتوں کے علاوہ ہیں' یہ فرشتے ان ہی لوگوں پر مقرر ہیں جو شرعاً مکلف ہیں یعنی عاقل و بالغ ❼ جو اس کی ہر بات لکھے اچھی بات داہنے طرف والا فرشتہ لکھتا ہے بری بات بائیں والا' سوا پیشاب' پاخانہ کی حالت کے' اس وقت یہ دونوں فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اسی لئے اس وقت بات کرنی منع ہے تاکہ اس کے لکھنے والے فرشتہ کو قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے بیمار کا کراہنا بھی لکھتے ہیں نیکی والا فرشتہ ایک کی دس لکھتا ہے برائی والا ایک کی ایک ہی لکھتا ہے اگر بندہ استغفار و توبہ کرے تو محو کرتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق و محبت فرشتوں کی تحریر میں نہیں آتے کیونکہ یہاں بولنے کا ذکر ہے' بندہ مومن کے مرنے کے بعد وہ دونوں فرشتے تا قیامت اس کی قبر پر تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں جس کا ثواب اس بندے کو ملتا ہے ❽ یعنی موت کی سختی قریب آ رہی ہے تیار رہو۔ مومن مرتے وقت جمال مصطفوی کا نظارہ کرتا ہے جس سے اسے یہ سختی محسوس نہیں بقیہ بر صفحہ ۸۵۵

كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ

ہاں یہ آپ ہی دُور کی گمراہی میں تھا ف۱ فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو ف۲ میں تمہیں

قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ

پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا ف۳ میرے یہاں بات بدلتی نہیں ف۴

وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ

اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں ف۵ جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ف۶

وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ

وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے ف۷ اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے

بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ

دُور نہ ہوگی ف۸ یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ف۹ ہر رجوع لانے والے نگہداشت والے کے لئے ف۱۰ جو

خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا

رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے ف۱۱ اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ف۱۲ ان سے فرمایا جائے

بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ

کہ جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ ف۱۳ یہ ہمیشگی کا دن ہے اُن کے لئے ہے اس میں جو چاہیں ف۱۴ اور

لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ

ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ف۱۵ اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں اُن

مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ

سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں ف۱۶ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ف۱۷ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ

اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے

وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

اور متوجہ ہو ف۱۸ اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖۗ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا

درمیان ہے چھ دن میں بنایا ف۱۹ اور تکان ہمارے پاس نہ آئی ف۲۰ تو اُن کی باتوں پر

۱ یعنی گمراہ یہ خود ہوا تھا میں نے تو فقط گمراہی کا مشورہ دیا تھا خیال رہے کہ نفس امارہ کو مشورہ دینے والا قرین شیطان ہے اور دل کو مشورہ دینے والا فرشتہ ہے ۲ قیامت میں کفار کہیں گے کہ مولیٰ ہم کو شیطان نے بہکا دیا ہم تو بے قصور ہیں شیطان اس سے برات ظاہر کرے گا ان دونوں سے یہ کہا جاوے گا کہ اب خاموش ہو جاؤ دوزخ میں داخل ہو۔ معلوم ہوا کہ کفار کو شیاطین سے جھگڑنے کی اجازت نہ ہوگی مگر مسلمان مظلوم اپنا عوض مانگے گا' رب فرماتا ہے۔ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر: ۳۱) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳ کہ انبیاء کرام اور ان کی کتابوں کے ذریعہ تم تک تمام وعدے وعید پہنچا دیئے تھے چونکہ کفار صرف وعید کے مستحق ہیں اس لئے یہاں وعید کا ذکر کیا گیا ۴ اس سے معلوم ہوا کہ دعا اور نیک کام سے اللہ کے نزدیک تقدیر نہیں بدلتی بلکہ وہ تبدیلی ہمارے علم کے لحاظ سے ہوتی ہے' دعا اور نیک عمل خود تقدیر میں داخل ہیں لہٰذا اس میں اور اس حدیث میں کہ دعا سے قضا بدل جاتی ہے تعارض نہیں نیز آیات کا نسخ ان کی تبدیلی نہیں بلکہ حکم کی انتہا کا بیان ہے لہٰذا نسخ آیات اس آیت کے خلاف نہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے وعدے وعید بدلتے نہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا' وہ جنتی ہیں' کفار دوزخی' لہٰذا آیت صاف ہے ۵ اس طرح کہ کسی بندے کو بغیر جرم سزا دوں' معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں ۶ رب تعالیٰ نے دوزخ و جنت دونوں کے بھرنے کا وعدہ فرمایا ہے تمام دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال کر دوزخ سے پوچھے گا کیا تو بھر گئی تو وہ یہ جواب دے گی ۷ یعنی ابھی نہیں بھری مجھ میں اور بھی گنجائش ہے۔ ۸ یعنی قیامت میں متقی لوگ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے وہاں سے ان کو جنت نظر آتی ہوگی۔ خیال ہے کہ واقعہ میں تو یہ لوگ جنت کے قریب لائے گئے مگر یہ محاورہ ایسا ہے جیسے مسافر کو کہتے ہیں کہ لاہور قریب آگیا یعنی ہم لاہور کے قریب آ گئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگوں سے جنت ایسی قریب ہوگی کہ بغیر حساب وہاں داخل ہو جائیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ متقی ومومن سے دنیا میں ہی جنت قریب ہے کہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے پہلے معنی زیادہ قوی ہیں واللہ ورسولہ اعلم ۹ دنیا میں رسولوں کی معرفت' کیونکہ رسول کا وعدہ رب کا ہی وعدہ ہے ۱۰ رجوع لانے والا وہ ہے جو گناہ پر قائم نہ رہے توبہ کرے۔ حفیظ وہ جو اپنے ہر کام میں شرعی حدود کی حفاظت کرے ۱۱ جس ڈر میں ہیبت اور تعظیم ہو اسے خشیت کہا جاتا ہے خشیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے بے دیکھے ڈرنے کے معنی یہ ہیں انبیاء کرام سے سن کر رب کی ہیبت رکھے ۱۲ یعنی ایسا دل ساتھ لایا جو مصیبت میں صابر آرام میں شاکر ہر حال میں رب کا ذاکر تھا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ قلب منیب اللہ کی بڑی نعمت ہے جو خوش نصیب کو ملتی ہے ۱۳ کہ نہ تو جنت میں تمہیں کوئی تکلیف ہو نہ موت آئے نہ جنت سے نکالے جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا داخلہ بہت عزت وعظمت کے ساتھ ہوگا یا خود رب تعالیٰ یہ فرمائے گا یا فرشتے یا رضوان وداروغہ' جنت ۱۴ اس طرح کہ یہی دن ہمیشہ رہے گا نہ رات آئے گی نہ کوئی حال بدلے گا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ دن ہمیشہ نہیں رہتا رات سے فنا ہو جاتا بقیہ برصفحہ ۸۵۵

يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

صبر کرو ف۱ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے

الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ

سے پہلے ف۲ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو ف۳ اور نمازوں کے بعد ف۴ اور کان لگا کر سنو

يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ

جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے ف۵ جس دن چنگھاڑ سنیں گے

بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا

حق کے ساتھ ف۶ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا ف۷ بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف

الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ

پھرنا ہے ف۸ جس دن زمین اُن سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے ف۹ یہ حشر ہے

عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

ہم کو آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں ف۱۰ اور کچھ تم ان پر جبر کرنے

بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

والے نہیں ف۱۱ تو قرآن سے نصیحت کرو اُسے جو میری دھمکی سے ڈرے ف۱۲

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۱ ۶۷ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۶۰ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورۂ ذاریات مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں ف۱۳ پھر بوجھ اٹھانے والیاں ف۱۴ پھر نرم چلنے والیاں ف۱۵ پھر حکم سے بانٹنے

اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ

والیاں ف۱۶ بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۱۷ ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف ضرور ہونا ف۱۸ آرائش والے

الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ

آسمان کی قسم ف۱۹ تم مختلف بات میں ہو ف۲۰ اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھا یا جانا ہو ف۲۱ مارے

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَسْــَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ

جائیں دل سے تراشنے والے جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں ف۲۲ پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب

ع ۱۶ ۱۷

❶ کفار جو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور قیامت وغیرہ کا انکار کرتے تھے اس سے حضور کے قلب کو تکالیف پہنچتی تھی رب نے اپنے محبوب کو صبر کا حکم دیا اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو تو یہ آیت منسوخ ہے اگر یہ معنی ہوں کہ ان کی بکواس کے بدلے تم سخت کلامی نہ کرو تو آیت محکم ہے ❷ تسبیح سے مراد نماز ہے اس آیت میں نماز فجر و عصر کا تاکیدی حکم دیا گیا کیونکہ اس وقت رات و دن کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ قبل غروب میں ظہر و عصر دونوں نمازیں شامل ہوں اور آگے من اللیل میں نماز مغرب و عشا تو پانچوں نمازوں کا اس آیت میں ذکر ہو گیا ❸ یعنی وقت مغرب و عشا تہجد خیال رہے کہ حضور پر تہجد فرض تھی امت پر سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کوئی نہ پڑھے تو سب سنت کے تارک ہوئے اور اگر بعض لوگ پڑھ لیں تو سب بری ہو گئے جیسے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ❹ معلوم ہوا کہ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل کرنا بہت بہتر ہے حضور ﷺ اور صحابہ کرام نماز جماعت کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج جاتا تھا (مسلم) حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَـمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھ لیا کرے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں (مسلم) (از خزائن العرفان) ❺ وہ قیامت کا دن ہے جب حضرت اسرافیل بیت المقدس کے صخرہ پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکاریں گے اور سب لوگ زندہ ہوں کر ان کے پاس حاضر ہو جائیں گے صخرہ کو قریب اس لئے فرمایا گیا کہ اس دن وہ جگہ آسمان سے قریب تر ہوگی یا وہاں کی آواز سب مردوں کے کانوں میں ایسے پہنچے گی جیسے قریب کی آواز معلوم ہوا کہ مردوں کو پکارنا شرک نہیں حضرت اسرافیل مردوں کو پکاریں گے، حضرت عزیر مرے ہوئے گدھے اور حضرت ابراہیم نے مرے ہوئے چار پرندوں کو پکارا۔ جن کے واقعات گزر چکے ❻ یعنی سارے مردے حضرت اسرافیل کی آواز سن لیں گے اس سے مراد دوسرا نفخہ ہے جو زندہ کرنے کے لئے ہوگا ❼ کہ اس آواز کے سنتے ہی سب مردے اپنی قبروں سے باہر آجاویں گے اور وہاں سے میدان محشر کی طرف چلیں گے سب سے پہلے ہمارے حضور بیدار ہوں گے حضرت جبریل آپ کو تاج و حلہ بہشتی پہنا کر براق پر سوار کر کے لئے جائیں گے حضور سارے حرمین طیبین کے مدفونین کے ساتھ روانہ ہوں گے (روح البیان) ❽ یعنی مارنا جلانا ہمارا کام ہے فرشتے درمیان میں وسیلہ ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے رب کے کاموں کے مظہر ہوتے ہیں جب رب تعالیٰ غنی ہو کر وسائل کے ذریعہ احکام دیتا ہے تو ہم محتاج ہونے کے باوجود وسیلوں سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں ❾ اور میدان محشر کی طرف دوڑتے ہوئے جائیں گے یعنی زمین شام میں کوئی سوار کوئی پیدل کوئی منہ کے بل ❿ یعنی کفار قریش کا آپ کو جھٹلانا، قیامت کا انکار کرنا، ہماری قدرت میں تردد کرنا ہم سے چھپا نہیں سب کو سزا دیں گے ⓫ کہ جبراً کافروں کو مسلمان بناؤ، یہ آیت بقیہ بر صفحہ ۸۵۵

الدِّیۡنِ ﴿١٢﴾ یَوۡمَ ہُمۡ عَلَی النَّارِ یُفۡتَنُوۡنَ ﴿١٣﴾ ذُوۡقُوۡا فِتۡنَتَکُمۡ ؕ ہٰذَا الَّذِیۡ
ہوگا ۱ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھوا پنا تپنا یہ ہے وہ
کُنۡتُمۡ بِہٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِیۡنَ
جس کی تمہیں جلدی تھی ۲ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں ۳ اپنے رب
مَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُحۡسِنِیۡنَ ﴿١٦﴾ ؕ کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ
کی عطائیں لیتے ہوئے ۴ بے شک وہ اس سے پہلے نیکو کار تھے ۵ وہ رات میں کم
الَّیۡلِ مَا یَہۡجَعُوۡنَ ﴿١٧﴾ وَ بِالۡاَسۡحَارِ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿١٨﴾ وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ
سویا کرتے ۶ اور پچھلی رات استغفار کرتے ۷ اور ان کے مالوں میں
حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ ﴿١٩﴾ وَ فِی الۡاَرۡضِ اٰیٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِیۡنَ ﴿٢٠﴾ وَ فِیۡۤ
حق تھا منگتا اور بے نصیب کا ۸ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ۹ اور خود تم
اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿٢١﴾ وَ فِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ
میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ۱۰ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے ۱۱ اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۱۲ تو
السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّکُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ ﴿٢٣﴾ ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ
آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ۱۳ ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو ۱۴ اے محبوب
ضَیۡفِ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ﴿٢٤﴾ ۘ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ
کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۱۵ جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام ۱۶ کہا سلام
قَوۡمٌ مُّنۡکَرُوۡنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِیۡنٍ ﴿٢٦﴾ ۙ فَقَرَّبَہٗۤ اِلَیۡہِمۡ
ناشناسا لوگ ہیں ۱۷ پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ (موٹا) بچھڑا لے آیا ۱۸ پھر اسے ان کے پاس رکھا
قَالَ اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿٢٧﴾ ۫ فَاَوۡجَسَ مِنۡہُمۡ خِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَ بَشَّرُوۡہُ بِغُلٰمٍ
کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں اُن سے ڈرنے لگا ۱۹ وہ بولے ڈریئے نہیں ۲۰ اور اُسے ایک علم والے
عَلِیۡمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُہٗ فِیۡ صَرَّۃٍ فَصَکَّتۡ وَجۡہَہَا وَ قَالَتۡ عَجُوۡزٌ
لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا
عَقِیۡمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوۡا کَذٰلِکِ ۙ قَالَ رَبُّکِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ﴿٣٠﴾
بانجھ انھوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرمادیا ہے ۲۱ اور وہی حکیم دانا ہے

۱ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا' بلکہ مذاق کے لئے اس کے مطابق انہیں جواب دیا گیا۔ کہ جس دن تم دوزخ میں پہنچو گے بس وہی دن عین انصاف کا ہوگا۔ یعنی اگر تم ایسی بحثوں میں پڑے رہے تو انجام یہ ہے ۲ یہ کلام بلاواسطہ رب تعالیٰ فرمائے گا' یا عذاب کے فرشتے یا مالک دوزخ۔ جہاں ارشاد ہوا کہ ہم ان سے کلام نہ کریں گے' وہاں رحمت و محبت کا کلام مراد ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳ آج دنیا میں بھی قبر میں بھی اور آئندہ محشر میں بھی اور محشر کے بعد بھی' دنیا میں مومن شریعت کے باغات' طریقت کے چشموں میں رہتا ہے اللہ کی عبادت میں حضور کی محبت میں وہ لذت پاتا ہے کہ سبحان اللہ اس کی قبر جنت کی کیاری بن جاوے گی' میدان محشر میں حضوکوثر کی ایک نہر موجود ہوگی جہاں یہ مزے سے پیتے ہوں گے' اس نہر پر مرتدین آویں گے' جنہیں فرشتے نکالیں گے' یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ اُصَیۡحَابِیۡ ۴ ان نیکیوں کا بدلہ بھی اور رب تعالیٰ کی خاص رحمت بھی' عطا سب کو شامل ہے ۵ کہ دنیا میں نیک کام کرتے تھے یا ان کی پیدائش سے پہلے ان کے نام نیکوں کی فہرست میں تھے۔ ۶ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے تھے بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اس سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر صبح کو استغفار پڑھتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات سونا بھی اچھا نہیں اور تمام رات جاگنا بھی بہتر نہیں' اول رات سو جاؤ آخر رات تہجد کے لئے جاگو پھر کچھ اور سوؤ' یہ ہی سنت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں انصار کی تعریف ہے جو عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اپنے گھر جاتے جو مسجد قبا کے پاس مدینہ سے تین میل دور ہے پھر کچھ سو کر تہجد پڑھتے' پھر فجر کی نماز مسجد نبوی میں آکر باجماعت پڑھتے تھے' اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (روح) ان کا یہ آنا جانا بھی عبادت تھا جیسے عالم کا سونا عبادت ہے۔ ۷ معلوم ہوا کہ وقت سحر استغفار اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے کہ صبح کے وقت کتے کے سوا کوئی نہیں سوتا فجر کی سنتوں کے بعد ستر بار استغفار اول آخر درود شریف ہر مصیبت کا دفعیہ ہے رزق کی برکت کا ذریعہ ہے ۸ اس میں چند صفات بیان ہوئے ایک یہ کہ ان مومنوں کے ہر مال میں غرباء کا حصہ ہوتا ہے۔ کھانا کپڑا پیسہ وغیرہ' دوسرے یہ کہ ہر قسم کے فقیر کو دیتے ہیں خواہ اسے جانیں پہچانیں یا نہیں تیسرے یہ کہ ان کی عطا سائل کے مانگنے پر موقوف نہیں بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور تلاش کر کے ان مساکین کو بھی جو شرم سے مانگ نہ سکیں' اور اس شرم کی وجہ سے وہ اکثر صدقات سے محروم رہتے ہوں' چوتھے یہ کہ وہ فقراء پر احسان نہیں دھرتے بلکہ ان کا اپنی کمائی میں حق سمجھتے ہیں ان کا احسان مانتے ہیں کہ انہوں نے قبول کر لیا خیال رہے کہ مال والوں کے مال میں فقیروں کا حق ہوتا ہے اور کمال والوں کے کمال میں بے ہنروں کا حصہ ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی عبادات میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے' ان کے ایک ایک سجدے کی برکت سے ہم جیسے کروڑوں کا بیڑا پار ہوگا۔ خیال رہے کہ یہاں صدقہ نفل مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ کا ذکر نہ ہوا ۹ یعنی مومنوں کے لئے زمین معرفت الٰہی کا دفتر ہے وہ اس زمین کے حالات کو دیکھ کر رب کی قدرت بلکہ بقیہ بر صفحہ ۸۵۶

ع ۲۲ ۱۸

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ

ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے ف۱ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف

قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً

بھیجے گئے ہیں ف۲ کہ اُن پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں ف۳ جو تمہارے رب کے

عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ

پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کئے رکھے ہیں ف۴ تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے ف۵

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾

نکال لئے ف۶ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا ف۷

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي

اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی ف۸ ان کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ف۹ اور موسیٰ

مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ

میں ف۱۰ جب ہم نے اُسے روشن سند لے کر فرعون کے پاس بھیجا ف۱۱ تو اپنے

بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ

لشکر سمیت پھر گیا ف۱۲ اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ ف۱۳ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال

فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ

میں کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا ف۱۴ اور عاد میں جب ہم نے اُن پر خشک

الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾

آندھی بھیجی ف۱۵ جس چیز پر گزرتی ف۱۶ اُسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی

وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ

اور ثمود میں ف۱۷ جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو ف۱۸ تو اُنھوں نے اپنے رب

رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے اُنھیں کڑک نے آلیا ف۱۹ تو وہ نہ کھڑے

مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ

ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے ف۲۰ اور اُن سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک وہ

(۱) یعنی اے فرشتو بشارت کے سوا اور کس کام کے لئے آئے ہو، معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے قرینہ سے جان لیا تھا کہ یہ حضرات کسی قوم پر عذاب بھی لائے ہیں، شاید ان میں وہ فرشتے بھی ہوں گے جو عذاب پر مامور ہیں، اس لئے آپ نے یہ سوال فرمایا (۲) لوط علیہ السلام کی قوم جو سدوم اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں آباد تھی، وہاں اولاً ان کو جرم کرتے خود مشاہدہ فرمائیں گے، پھر انہیں ہلاک کریں گے (۳) گارے سے بنانے کا اس لئے ذکر فرمایا، تاکہ معلوم ہو کہ ان پر اولے نہ برسیں گے، بلکہ پکی مٹی کے پتھر جو کارخانہ قدرت میں تیار ہوئے ہیں، ہر پتھر پر اس کا نام لکھا ہے، جس کو وہ لگنے والا ہے اس لئے مسومۃ فرمایا۔ (۴) اس نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی پتھر ہی تھے، ہر پتھر پر اس کا نام تھا جس کو لگنا تھا (۵) یعنی جب سدوم پر عذاب آیا تو وہاں سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے باہر بھیج دیئے گئے، جب اس شہر میں صرف کفار رہ گئے تو عذاب الٰہی آیا۔ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کی قبریں ہوں، وہاں بھی عذاب نہیں آتا، فرعون پر مصر میں رہتے ہوئے عذاب نہ آیا کہ وہاں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی قبریں تھیں، افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضرت صدیق و فاروق کو عذاب میں مانتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں حضرات حضور کے پہلو میں سو رہے ہیں (۶) معلوم ہوا کہ صالحین کی موجودگی میں فاسقوں پر عذاب نہیں آتا جب عذاب آنا ہوتا ہے تو صالحین کو نکال دیا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا (فتح: ۲۵) (۷) یعنی صرف لوط علیہ السلام کا گھر جس میں آپ اور آپ کی دو صاحبزادیاں مومنہ تھیں، بعض نے فرمایا کہ کل مومن تیرہ تھے۔ آپ نے بیس سال تبلیغ فرمائی (۸) یعنی قوم لوط علیہ السلام کی ہلاکت کے بعد بھی نشانی باقی رکھی، جس سے پتہ لگے کہ یہاں عذاب آچکا ہے، وہ نشانی خود یہ پتھر تھے، جو عرصہ تک وہاں دیکھے گئے، اور بدبودار پانی جو اس زمین سے بہتا تھا (۹) کہ وہ اس نشان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں اور کفر و گناہ نہ کریں (۱۰) یعنی موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی عقل والوں کے لئے عبرت ہے، نبی کی مخالفت سے بڑی طاقتور قومیں بھی ہلاک ہو گئیں، خیال رہے کہ سلطان مبین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں، جیسے عصا اور ید بیضاء وغیرہ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تمام اہل مصر کی طرف تھی، خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی، ان سب پر آیات کی اطاعت لازم تھی (۱۲) کہ خود ایمان لایا نہ کسی کو لانے دیا، یہاں لشکر سے مراد اس کے سارے پیروکار ہیں (۱۳) دیوانہ اس لئے کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہو کر مجھ جیسے جابر بادشاہ کا مقابلہ کرنے آئے ہیں، اگر ان میں عقل ہوتی تو ایسا نہ کرتے (روح) (۱۴) چنانچہ ڈوبتے وقت ایمان لایا جو قبول نہ ہوا۔ (۱۵) قرآن شریف میں ریح غضب کی ہوا کے لئے اور ریاح رحمت کی ہوا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۱۶) وہ ہوا آدمی، جانور، مال متاع، جس کو لگ جاتی، ہلاک کر ڈالتی، معلوم ہوا کہ انسان کے گناہوں کے سبب جانور بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں، گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں۔ (۱۷) صالح علیہ السلام کی قوم جو نہایت سرکش تھی، معلوم ہوا کہ بقیہ برصفحہ ۸۵۶

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾

فاسق لوگ تھے ۱ اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا ۲ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا

اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ۳ ہی اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ

زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ

بنائے ۴ کہ تم دھیان کرو ۵ تو اللہ کی طرف بھاگو ۶ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

لئے صریح ڈرسنانے والا ہوں ۷ اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح

مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

ڈرسنانے والا ہوں ۸ یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی

قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

بولے کہ جادوگر ہے ۹ یا دیوانہ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں ۱۰

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ

تو اے محبوب تم اُن سے منہ پھیرلو ۱۱ تو تم پر کچھ الزام نہیں ۱۲ اور سمجھاؤ ۱۳ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

دیتا ہے ۱۴ اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں ۱۵

مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

میں اُن سے کچھ رزق نہیں مانگتا ۱۶ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ۱۷ بے شک اللہ ہی

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا

بڑا رزق دینے والا ۱۸ قوت والا قدرت والا ہے ۱۹ تو بے شک ان ظالموں کے لئے عذاب کی ایک باری ہے

مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

جیسے ان کے ساتھ والوں کے لئے ایک باری تھی ۲۰ تو مجھ سے جلدی نہ کریں ۲۱ تو کافروں کی خرابی

كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِیْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں ۲۲

۱ فاسق گنہگار مسلمانوں کو بھی کہتے ہیں' کافر کو بھی' یعنی فسق اعتقادی بھی ہوتا ہے اور عملی بھی' یہاں فسق اعتقادی مراد ہے یعنی کفر ۲ بغیر وسیلہ فرشتوں کے آسمان بنائے گئے دست قدرت سے' ورنہ سب چیز کا خالق رب تعالیٰ ہے ۳ کہ زمین اس قدر وسیع ہے کہ باوجود گول ہونے کے فرش کی طرح بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے' نیز نہ تو لوہے کی طرح سخت ہے' جس پر چلنا پھرنا دشوار نہ پانی کی طرح پتلی کہ مخلوق اس میں ڈوب جاوے' یہ رب تعالیٰ کی قدرت کی بڑی دلیل ہے پھر اتنی بڑی زمین آسمان کی وسعت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے میدان میں کوڑی پڑی ہو ۴ جیسے زمین آسمان' دن رات' نر و مادہ' چاند سورج' گرمی سردی' بحر و بر میدان و پہاڑ' جن و انس' ایمان و کفر' سعادت و شقاوت' حق و باطل' موت و زندگی' دایاں بایاں' فقیری غنا' غرضیکہ ہر چیز کی ضد رکھی 'پاک ہے وہ جو جنس و ضد سے پاک ہے ۵ بلکہ اب سائنس کی تحقیق سے پتہ لگا کہ درخت اور پتھروں میں نر و مادہ ہیں' نر درخت سے ہوا لگ کر مادہ درخت سے جب چھوتی ہے تو پھل زیادہ آتا ہے اگرچہ نر درخت دور ہو' ان چیزوں کی بھی نسل ہے مگر نسل کا طریقہ جداگانہ ہے ۶ اس طرح سوا اللہ سے فرار کر کے اللہ سے قرار کرو' کفر سے بھاگو' ایمان کی طرف غفلت سے بیداری کی طرف' گناہ سے توبہ کی طرف' ناراضگی سے رضا کی طرف' غیر میں مشغولیت سے معزولیت کی طرف' غرضیکہ اس کی بہت تفسیریں ہیں ۷ یعنی تم سب لوگ میری طرف آؤ' کیونکہ حضور کے پاس حاضری رب کی طرف بھاگنا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الـــخ (النساء: ۶۴) ۸ خیال رہے کہ لَا تَجْعَلُوْا میں توحید کا سبق ہے اور اِنِّیْ لَكُمْ میں رسالت کا درس' لہٰذا اس آیت میں توحید و رسالت دونوں مذکور ہیں' یاد رکھو کہ اللہ و رسول کو ملانے کا نام ایمان ہے' ان میں جدائی سمجھنے کا نام کفر' اسی لئے قرآن کریم اکثر جگہ اللہ کے ساتھ حضور کا ذکر فرماتا ہے' حضرت حسان فرماتے ہیں ضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِیِّ بِاِسْمِهٖ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء: ۱۵۰) ۹ یعنی جیسے آپ کی قوم آپ کو ساحر شاعر کہتی ہے' ایسے ہی پچھلی قوموں نے اپنے رسولوں کے متعلق کہا تھا' تو جو ان کا انجام ہوا تھا۔ وہ ہی ان کا انجام ہوگا۔ یعنی آخرت میں عذاب' ہاں دنیاوی ظاہری آسمانی عذاب ان پر اس لئے نہ آئے کہ ہم نے تم سے وعدہ فرما لیا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳) ۱۰ یعنی کفار آپس میں ایک دوسرے کو کفر کی وصیت تو نہیں کر مرے ہیں کیونکہ ان کا زمانہ و جگہ اور تھی' ان کا وقت و مکان علیحدہ' کفر میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان سب کو بہکانے والا ایک ہی ہے' یعنی ابلیس' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کفر کی نوعیتیں بہت ہیں مگر سرکشی و بغاوت میں سارے کفار ایک ہیں ۱۱ ان کی بکواس کی پرواہ نہ کرو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے' منسوخ نہیں' یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو آخر دم تک کی جائے گی ۱۲ یعنی اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے' تو آپ پر کچھ اعتراض نہ ہوگا کیونکہ آپ نے تبلیغ فرما دی' معلوم ہوا کہ حضور مخلوق سے بے نیاز ہیں' مخلوق ان کی نیازمند ہے ۱۳ (شان نزول) بقیہ برصفحہ ۸۵۶

41

سورۃ الطور ٥٢ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — آیاتہا ٤٩ رکوعاتہا ٢

سورۃ طور مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾

طور کی قسم ف۱ اور اس نوشتہ کی ف۲ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت معمور ف۳

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ

اور بلند چھت ف۴ اور سلگائے ہوئے سمندر کی ف۵ بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور

لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِیْرُ

ہونا ہے ف۶ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ف۷ جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا ہلیں گے ف۸ اور پہاڑ چلنا سا

الْجِبَالُ سَیْرًا ؕ﴿۱۰﴾ فَوَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ

چلنا چلیں گے ف۹ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ف۱۰ وہ جو مشغلہ میں

خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ۘ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ

کھیل رہے ہیں ف۱۱ جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے ف۱۲ یہ ہے

النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا

وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں

تُبْصِرُوْنَ ۚ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ ؕ

سوجھتا نہیں ف۱۳ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو ف۱۴ سب تم پر ایک سا ہے

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ

تمہیں اسی کا بدلا جو تم کرتے تھے ف۱۵ بے شک پرہیز گار باغوں اور

نَعِیْمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ

چین میں ہیں ف۱۶ اپنے رب کے دین پر شاد شاد ف۱۷ اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے

الْجَحِیْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ

بچا لیا ف۱۸ کھاؤ اور پیو خوشگواری سے ف۱۹ صلہ اپنے اعمال کا ف۲۰ تختوں پر تکیہ

عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں ف۲۱ اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے ف۲۲ اور جو ایمان لائے

منزل ۷

❶ طور پہاڑ مصر و مدین کے درمیان وادی سینا میں واقع ہے' اس پہاڑ کا نام زبیر ہے لقب طور' یہاں ہی موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے' اس عظمت کی وجہ سے اس کی قسم ارشاد ہوئی' معلوم ہوا کہ جس پتھر و پہاڑ کو نبی سے نسبت ہو جائے وہ بھی عظمت والا ہے ❷ معلوم ہوا کہ خاص بندوں کی تحریریں رب کو پیاری ہیں کہ رب نے ان کی قسم فرمائی' رب فرماتا ہے۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ (القلم:۱) علماء کے فتویٰ اور نعت گوؤں کی نعت کی تحریریں' قرآن وحدیث کی کتابت و تفسیریں' سب اس میں داخل ہیں' یا اس سے مراد فرشتوں کی تحریریں ہیں یعنی لوگوں کے نامہ اعمال یا کاتب تقدیر فرشتے کی تحریر' یا لوح محفوظ کی تحریر' یا توریت و انجیل و قرآن کی تحریر' تحریر کے جو معنی کئے جاویں' اس مناسبت سے کھلے دفتر کے معنی کرنے چاہئیں۔ ❸ بیت معمور کے معنی ہیں آباد گھر' یہاں اس آیت میں اس سے مراد یا تو کعبہ معظمہ ہے' جو حاجیوں نمازیوں سے آباد رہتا ہے یا بیت المعمور جو ساتویں آسمان پر ہے' فرشتوں کا قبلہ جو حضور نے معراج میں ملاحظہ فرمایا یا مقبولوں کے دل ہیں جو رب کی یاد سے معمور و آباد ہیں' یا مسلمان کے وہ گھر جو اللہ کے ذکروں سے آباد ہوں (روح) ❹ اس سے مراد یا تو آسمان ہے جو دنیا کی چھت ہے' یا عرش جو جنت کی چھت ہے گھر کے ساتھ چھت کا ذکر بہت ہی موزوں ہے (خزائن و روح) ❺ اس سے مراد یہ ہی سمندر ہیں جن میں آج پانی ہے' قیامت میں اس پانی میں آگ لگا دی جاوے گی' یہ آگ لگا ہوا پانی دوزخ کی آگ کو اور بھی بھڑکا دے گا' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ❻ اس سے مراد یا عذاب قبر ہے یا عذاب قیامت' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ❼ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کو کوئی شے نہیں ٹال سکتی ہے نہ بدل سکتی ہے' رب فرماتا ہے۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ (قٓ:۲۹) ایسے ہی کفار پر عذاب آنا تقدیر مبرم ہے وہ ٹل نہیں سکتا ❽ کہ پہلے چکی کی طرح گھومیں گے پھر پھٹ جائیں گے' معلوم ہوا کہ آج آسمان نہیں گھومتے' بلکہ چاند تارے گردش کرتے ہیں ❾ کہ پہلے تو بادل کی طرح پھر دھنی ہوئی روئی کے ریزوں کی طرح' پھر غبار کی طرح اڑیں گے' یہ قیامت کا دن ہے ❿ رسولوں کو جھٹلانے والے کفار کی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جن لوگوں نے کسی نبی کی رسالت نہ پائی' جیسے حضور کے والدین ان کی نجات کے لئے صرف توحید کا عقیدہ کافی ہے' دوسرے یہ کہ کفار و مشرکین کے نا سمجھ بچے دوزخی نہیں' تیسرے یہ کہ گنہگار مسلمان کو اگرچہ سزا ملے' مگر اس کے لئے خرابی نہیں' نہ اس کی رسوائی ہو نہ دائمی عذاب ⓫ کفر و شرک کے مسئلہ میں یا دنیاوی کاروبار و غفلت میں معلوم ہوا کہ جو چیز رب سے غافل کر دے وہ کھیل کود اور برا مشغلہ ہے۔ ⓬ اس طرح کہ عذاب کے فرشتے ان کے ہاتھ گردنوں سے اور پاؤں پیشانی سے ملا کر باندھیں گے' اور انہیں گیند کی طرح دوزخ میں پھینک دیں گے' اور کہیں گے' معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان اگر دوزخ میں گیا تو اس کا داخلہ اس طرح نہ ہوگا ⓭ یہ کلام ان کفار سے ہوگا' جو حضور کو جادوگر کہتے تھے' معجزات دیکھ کر بولتے تھے' کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے'

بقیہ بر صفحہ ٨٥٦

وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ

اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی ف۱ اور اُن کے عمل میں انہیں

عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ

کچھ کمی نہ دی ف۲ سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں ف۳ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی

بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا

میوے اور گوشت سے جو چاہیں ف۴ ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہودگی

وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾

اور نہ گنہگاری ف۵ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے ف۶ گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے ف۷

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ

اور اُن میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ف۸ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے

اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

گھروں میں سہمے ہوئے تھے ف۹ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لُو (گرمی) کے عذاب سے بچالیا ف۱۰

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ ع

بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے ف۱۱ تو اے محبوب تم

بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ

نصیحت فرماؤ ف۱۲ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون ف۱۳ یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ف۱۴ ہمیں ان

بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾

پر حوادثِ زمانہ کا انتظار ہے ف۱۵ تم فرماؤ انتظار کیے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں ف۱۶

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کیا اُن کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں ف۱۷ یا کہتے ہیں

تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

انہوں نے یہ قرآن بنالیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ

سچے ہیں ف۱۸ کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں ف۱۹ یا

(۱) یعنی اگر مومنوں کی اولاد مومن ہو تو ہم اولاد کو جنت میں اس کے ماں باپ کے ساتھ رکھیں گے، علیحدہ نہ کریں گے، ایمان کی قید اس لئے لگائی گئی کہ مومن کی کافر اولاد اس کے ساتھ نہ ہوگی، اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے وسیلہ سے اولاد کے درجے بلند ہوجاتے ہیں۔ حضور کی اولاد نبی نہیں، مگر حضور کے ساتھ جنت میں ہوگی، وسیلہ ثابت ہوا، یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کے چھوٹے بچے جنتی ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتی آدمی اپنے بال بچوں کے ساتھ جنت میں رہے گا، اس طرح کہ اگر باپ کا درجہ ادنیٰ ہے اور اولاد کا اعلیٰ تو باپ کو ترقی دے کر اولاد کے پاس پہنچایا جائے گا۔ لہٰذا انشاء اللہ بی بی آمنہ خاتون حضرت عبداللہ اور حضور کی اولاد حضور کے ساتھ ہوں گے (۲) یعنی اعلیٰ و ادنیٰ جنتیوں کو ملانے کے لئے اعلیٰ کو ادنیٰ نہ کیا جاوے گا بلکہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیا جاوے گا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۳) یعنی ہر کافر اپنی بدکاریوں میں گرفتار ہوگا۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے، اگر ناسمجھ بچے کے ماں باپ میں سے کوئی مومن ہو، تو بچہ اس مومن کے ساتھ ہوگا (۴) یعنی جنتیوں کی نعمتیں دم بدم بڑھتی جائیں گی گھٹیں گی نہیں (۵) معلوم ہوا کہ جنت میں مومنین میں گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ رہے گی، کیونکہ گناہ نفس امارہ کراتا ہے اور وہ جنت میں فنا ہو چکا ہوگا۔ نیز وہاں شراب وغیرہ میں بھی یہ فساد نہ ہوگا۔ کہ پینے والا گناہ کرے یا اس سے عقل زائل ہو۔ (۶) یہ لڑکے جنتیوں کے نہ اپنے بیٹے ہوں گے نہ دنیا کے خدمتگار، بلکہ حوروں کی طرح جنت کی ایک مخلوق ہے جو اہل جنت کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی، فرشتے ان کے علاوہ ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو لڑکپن میں فوت ہوگئے وہ بھی جنتی لوگوں کے خدمتگار ہوں گے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جنتی کو خدمتگار ملیں گے، خواہ ادنیٰ جنتی ہو خواہ اعلیٰ (۷) یعنی صاف ستھرے موتی کی طرح جو کسی کے چھونے سے میلا نہ ہوا ہو، ہر جنتی کو کم از کم ایک ہزار غلمان عطا ہوں گے، جو ان کی مختلف خدمتیں کریں گے، اعلیٰ جنتی کے خدام اور زیادہ (۸) یعنی جنتی ایک دوسرے سے اس کے دنیاوی اعمال پوچھیں گے کہ تم نے کیا نیکیاں کیں، یہ پوچھ گچھ اظہار نعمت کے لئے ہوگی، نہ کہ اپنی شیخی کے لئے، جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے (۹) اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ جنتیوں کو ایک اپنے دنیاوی مشاغل یاد ہوں گے جن کا وہ تذکرہ کریں گے دوسرے یہ کہ خوف الٰہی تقویٰ کی جڑ ہے کہ نیکی کر کے بھی ڈرے، تیسرے یہ کہ دنیا کا خوف آخرت کی بے خوفی کا ذریعہ ہے (۱۰) یعنی ہم کو دنیا میں نیک اعمال کی توفیق بھی رب کی رحمت ہے پھر ان اعمال پر قائم رکھنا بھی اس کا فضل، پھر انہیں قبول فرما کر جنت دینا بھی اس کی مہربانی (۱۱) یعنی اس ہی نے اپنی مہربانی سے اپنی عبادت کی توفیق بخشی، یہ اس لئے کہا تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عبادت پر ہم کو فخر نہیں بلکہ رب کی رحمت کا شکر ہے (۱۲) ساری مخلوق کو، کافروں کو ایمان کی، مومنوں کو اعمال خیر کی، مطیعوں کو عرفان کی، غرضیکہ تمہاری نصیحت سے کوئی بے نیاز نہیں (۱۳) یعنی تمہاری غیبی خبریں کہانت سے نہیں بلکہ وحی سے ہیں، دیوانے کو اپنی بھی خبر نہیں ہوتی، تمہیں دونوں جہان کی خبر ہے، جس کی کوئی خبر نہ لے اس کی خبر آپ رکھتے ہیں یا مجنون بقیہ بر صفحہ ۸۵۷

خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ
آسمان اور زمین انھوں نے پیدا کئے وا بلکہ انھیں یقین نہیں وٰ۲ یا اُن کے پاس تمہارے رب کے

رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ؕ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ
خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) ہیں وٰ۳ یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں وٰ۴

فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ؕ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ
تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے کیا اُس کو بیٹیاں اور تم کو

الْبَنُوْنَ ؕ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ؕ﴿۴۰﴾ اَمْ
بیٹے وٰ۵ یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں وٰ۶ یا

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ؕ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ
اُن کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں وٰ۷ یا کسی داؤں (فریب) کے ارادہ میں ہیں وٰ۸ تو

كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ؕ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
کافروں ہی پر داؤں (فریب) پڑنا ہے وٰ۹ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ
شرک سے وٰ۱۰ اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ

مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۙ﴿۴۵﴾
بادل ہے وٰ۱۱ تو تم انھیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے وٰ۱۲

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ
جس دن اُن کا داؤں (فریب) کچھ کام نہ دے گا اور نہ اُن کی مدد ہو وٰ۱۳ اور بے شک

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾
ظالموں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے وٰ۱۴ مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں وٰ۱۵

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ
اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو وٰ۱۶ کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو وٰ۱۷ اور اپنے رب کی تعریف کرتے

تَقُوْمُ ۙ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾
ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو وٰ۱۸ اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے وٰ۱۹

ع ۲

(۱) یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بے پرواہ کیسے ہو گئے آیا یہ لوگ خود بخود بن گئے ہیں' ان کا خالق کوئی نہیں' یا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے خود خالق ہیں' اگر خود خالق ہوں تو رب کے برابر ہو گئے پھر انہیں عبادت کی ضرورت نہیں' اور ان میں سے کوئی بات نہیں یعنی یہ خالق بھی نہیں اور غیر مخلوق بھی نہیں' بلکہ رب کی مخلوق ہیں تو انہیں اپنے خالق کی عبادت کرنی چاہئے۔ (۲) رب کی خالقیت کا اگرچہ اس کا زبانی اقرار کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس کا عمل قول کے مطابق نہ ہو وہ عمل جھوٹا ہے وہ رب کو خالق مان کر عبادت بتوں کی کرتے تھے' اس لئے ان سے یہ خطاب ہوا ہے (۳) یہ کلام ان کی اس بکواس کی تردید ہے کہ حضور نبی کیوں ہوئے ہم کیوں نہ ہوئے' فرمایا گیا کہ رب کے خزانے تمہارے پاس نہیں کہ تم جسے چاہو نبی بناؤ' رب مالک و مختار ہے جو نعمت جسے چاہے دے تم اعتراض کرنے والے کون (۴) اور سن کر کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور کے بعد ان کا دین فنا ہو جائے گا (۵) عرب کے مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے' اور خود اپنے لئے لڑکی ناپسند کرتے تھے' حتیٰ کہ اگر لڑکی پیدا ہوتی' تو اسے زندہ دفن کر دیتے تھے' اس آیت میں اس کا ذکر ہے (۶) یہ آیت کفار کے اس کلام کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرداری و مالداری حاصل کرنے کے لئے نبوت کا دعویٰ فرما رہے ہیں' جواب دیا کہ اگر ان کی یہ غرض ہوتی تو وہ تبلیغ پر کوئی ٹیکس لگا دیتے اور تم سے اجرت طلب فرماتے' جب یہ نہیں ہے وہ تو دیتے ہیں کسی سے لیتے نہیں تو تمہاری یہ بکواس بھی غلط ہے (۷) یہ کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نہ قیامت ہو گی نہ سزا جزا' یعنی محبوب نے ان چیزوں کی خبر لوح محفوظ دیکھ کر اور وحی الٰہی کے ذریعہ دی' تم اس کی تردید کونسی وحی اور کونسا غیب جان کر کرتے ہو (۸) یعنی اے محبوب یہ لوگ صرف زبانی طور پر آپ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ دار الندوہ کمیٹی گھروں میں جمع ہو کر آپ کے قتل و ایذاء کی تدبیریں سوچتے ہیں (۹) رب نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا کہ برا چاہنے والے خود ہی ہلاک ہوئے حضور کا بال بیکا بھی نہ کر سکے' یعنی اے محبوب آپ کا حافظ و ناصر تو رب تعالیٰ ہے جو ان کے فریب سے آپ کو بچائے گا۔ ان کا مددگار کون ہے جس کی مدد سے وہ اللہ کا مقابلہ کر کے آپ کو قتل کریں۔ معلوم ہوا کہ حضور کا مقابلہ رب تعالیٰ کا مقابلہ ہے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اس کے حبیب ان کے شر سے محفوظ۔ بلکہ جو ان حبیب کی پناہ میں آ جاوے وہ محفوظ ہو جاوے' پٹہ والے کتے کو کوئی نہیں مارتا (۱۱) معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ایمان نہ ہو تو بڑے معجزہ سے بھی اسے ہدایت نہیں مل سکتی وہ جو کہتے تھے کہ آپ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں یہ اس کا جواب ہے (۱۲) اس آیت کی دو تفسیریں ہو سکتی ہیں' ایک یہ کہ اے محبوب کفار سے اس وقت تک جہاد نہ کرو جب تک آپ کو جہاد کا حکم نہ مل جائے' جس حکم سے ان کے ہوش اڑ جاویں' چھوڑنے سے مراد جہاد نہ کرنا' بے ہوشی کے دن سے مراد جہاد ہے یا بدر وغیرہ کے دن اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے' حکم جہاد کی آیات اس کی ناسخ' دوسرے یہ کہ آپ قیامت تک انہیں چھوڑے رہیے' ان سے بے تعلق رہیے' تب یہ آیت محکم ہے معلوم ہوا کہ حضور اپنے بقیہ بر صفحہ ۸۵۷

سُورَةُ النَّجْمِ ٥٣ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٦٢ — رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورۂ نجم مکی ہے و۱ — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (١) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (٢) وَمَا يَنْطِقُ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے و۲ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے و۳ اور وہ کوئی بات

عَنِ الْهَوٰى (٣) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (٤) عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى (٥)

اپنی خواہش سے نہیں کرتے و۴ وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنھیں کی جاتی ہے و۵ انھیں سکھایا سخت قوتوں والے و۶

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى (٦) وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (٧) ؕ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (٨)

طاقتور نے و۷ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا و۸ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا و۹ پھر خوب

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (٩) فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (١٠) ؕ

اتر آیا و۱۰ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم و۱۱ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو و۱۲ جو وحی فرمائی و۱۳

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (١١) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى (١٢) وَلَقَدْ رَاٰهُ

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا و۱۴ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو و۱۵

نَزْلَةً اُخْرٰى (١٣) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (١٤) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى (١٥)

اور انھوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا و۱۶ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس و۱۷ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے و۱۸

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (١٦) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (١٧) لَقَدْ

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا و۱۹ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی و۲۰ بے شک

رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (١٨) اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى (١٩) وَ

اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں و۲۱ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور

مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (٢٠) اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى (٢١) تِلْكَ اِذًا

اس تیسری منات کو و۲۲ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی و۲۳ جب تو یہ سخت

قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (٢٢) اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

بھونڈی (غلط) تقسیم ہے وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں و۲۴

مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اُتاری و۲۵ وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں و۲۶

(۱) یہ پہلی وہ سورت ہے جس کا حضور نے اعلان فرمایا، اور مشرکوں کے سامنے تلاوت فرمائی (خزائن العرفان) یہ سورت ماہ رمضان نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئی اس سورت کو سن کر جن وانس مومن وکفار نے سجدہ کیا جس کا واقعہ مشہور ہے (روح) (۲) نجم سے مراد یا تارا ہے اور ھویٰ سے مراد غروب کی طرف مائل ہونا، یا نجم سے مراد زمین پر پھیلے ہوئے بیل بوٹے ہیں اور ھویٰ سے مراد ان کا جنبش کرنا ہے، یا نجم سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ھویٰ سے مراد ان کا معراج سے واپس آنا ہے، تیسرے معنی زیادہ قوی اور لذیذ ہیں کیونکہ آگے حضور ہی کا ذکر آ رہا ہے۔ (خزائن وخازن وغیرہ) (۳) صاحب کے معنی ہیں ساتھی، حضور کو سب کا ساتھی فرمایا، کیونکہ حضور جان کے، ایمان کے ساتھی ہیں، جہاں سب ساتھ چھوڑ دیں قبر وحشر وغیرہ میں حضور وہاں ساتھ ہیں، رب نے حضور سے دو چیزوں کی نفی فرمائی، ضلال اور غویٰ یعنی حضور کا قلب برے خیالات اور حضور کا قالب ناپسندیدہ افعال سے ہمیشہ ہی محفوظ رہا، رب فرماتا ہے۔ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ: ۷) یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو عظیم الشان نشان ہدایت پایا تو آپ کے وسیلہ سے سب کو ہدایت دی (۴) یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے یعنی وہ بہک کیسے سکتے ہیں وہ فنا فی اللہ کے درجہ میں ہیں کہ آپ کا ہر کام ہر کلام رب کی طرف سے ہے وہ اپنی خواہش رب کے ارادے میں فنا کر چکے، جب بندہ اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے خدائی کام سرزد ہوتے ہیں، خدا کی طاقت سے وہ کام کرتا ہے۔ جیسے کوئلہ آگ میں فنا ہو کر آگ کا کام کرتا ہے۔ (۵) حضور نے حضرت زینب سے نکاح کیا، رب نے فرمایا کہ ہم نے نکاح کرایا حضور نے کنکر پھینکے، رب نے فرمایا ہم نے پھینکے، حضور کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی، رب نے فرمایا کہ ہم سے بیعت کی، معلوم ہوا کہ حضور کے سارے کلام اور کام رب کی طرف سے ہیں کیونکہ حضور نے یہ نکاح کیا، یہ بیعت آیات اترنے سے پہلے کئے تھے اس لئے حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے، خیال رہے کہ قرآن وحدیث سب وحی الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا، البتہ قرآن ظاہری وحی ہے اور حدیث خفی حضور کے وہ کام یا کلام شریف جن کے خلاف آیات قرآنیہ آئیں، جنہیں لغزش کہا جاتا ہے۔ وہ بھی درحقیقت رب تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں، اس لغزش اور اس کے خلاف آیت آنے میں صدہا حکمتیں ہیں، دیکھو آدم علیہ السلام کا گندم کھا لینا لغزش تھی، مگر یہ رب کی طرف سے تھی اس لغزش پر دنیا کا ظہور ہوا، اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں دیکھو۔ (۶) اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے رب فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۱) اور فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (نمل: ۶) وہ آیات اس آیت کی تفسیر ہیں، لہٰذا حضرت جبریل حضور کے استاد نہیں اس لئے وہ حضور کا ادب کرتے تھے (۷) یہ دونوں صفتیں رب تعالیٰ کی ہیں، یعنی قرآن کا نزول بھی رب کی طرف سے ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے حبیب کو سب کچھ سکھایا، حسن بصری کا یہ ہی قول ہے، (خزائن الروح) (۸) ان آیات میں حضور کی معراج جسمانی کا ذکر ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے بلند کناروں سے گزرتے ہوئے عرش بریں پر جلوہ گر ہوئے

بقیہ بر صفحہ ۸۵۷

الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا
حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی و۱ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال
تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ
باندھے و۲ تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے و۳ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی
لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ
سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے
وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ
اور پسند فرمائے و۴ بے شک وہ جو آخرت پر ایمان رکھتے نہیں ملائکہ کا نام
تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ
عورتوں کا سا رکھتے ہیں و۵ اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں
وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ
اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا و۶ تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد
تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ
سے پھرا و۷ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی و۸ یہاں تک ان کے علم کی
مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ
پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ
اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۙ
خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی و۹ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے و۱۰ اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا
بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ
صلہ عطا فرمائے و۱۱ وہ جو بڑے گناہوں و۱۲ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں و۱۳ مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے و۱۴
اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے و۱۵ تمہیں مٹی سے پیدا کیا

(۱) ہدایت سے مراد حضور ہیں یا قرآن شریف (۲) یہاں انسان سے مراد مشرک ہے اور اس کی تمنا سے مراد بتوں کی شفاعت ہے یعنی ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ بت ان کی شفاعت نہ کریں گے (۳) جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے اس نے شفاعت کی اجازت اپنے محبوب بندوں کو دی ہے نہ کہ بتوں کو (۴) معلوم ہوا کہ مومن کی شفاعت فرشتے بھی کریں گے' خیال رہے کہ سارے فرشتے اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں مگر سارے انسان پسندیدہ نہیں' یہاں پسندیدہ کی قید انسانوں کے لئے ہے۔ (۵) اب بھی ہندوؤں کے اکثر بتوں کے نام زنانہ ہیں' جن سے پتہ لگا کہ یہ بیماری ہمیشہ سے مشرکین میں چلی آئی ہے یعنی زن پرستی' ہندو تو اپنے ملک کو بھی عورت سمجھے ہوئے ہیں اسے بھارت ماتا کہتے ہیں۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کے نام عورتوں کے رکھے ہوئے تھے اس آیت میں اس کا بیان ہے (۶) یعنی اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابل ظن وتخمین حق نہیں بلکہ باطل ہے جیسے شیطان کا ظن حکم الٰہی کے مقابلہ میں اس کی ہلاکت کا باعث ہوا اور اگر ظن قیاس نص کے موافق ہو بالکل حق ہے رب فرماتا ہے۔ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ (بقرہ ۴۶) اور فرماتا ہے۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور: ۱۲) لہٰذا یہ آیت غیر مقلدوں کی دلیل نہیں بن سکتی قیاس کے انکار کے لئے (۷) یعنی اے محبوب مشرکوں سے بے توجہ اور بے تعلق ہو جاؤ معلوم ہوا کہ حضور مومن سے کبھی بے توجہ اور بے تعلق نہیں ہوتے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو (۸) یعنی مشرکین نہ آخرت کو مانتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کرتے ہیں' ان کی ہر کوشش دنیا کے لئے ہے ان کی بیماری لا علاج ہے ان کے علاج کی کوشش نہ کرو (۹) معلوم ہوا کہ ایک ہی عمل کی جزائیں مختلف ہوں گی جیسی عامل کی نیت ویسی جزاء (۱۰) یہاں برائی عام ہے دل کی برائی اور ہے بدنی برائی کچھ اور یعنی ہم بدعقیدہ کو بھی سزا دیں گے اور بدعمل کو بھی' غافل کو بھی ایسے ہی نیک عقیدہ نیک کار کو اعلیٰ درجہ کی جزا دیں گے (۱۱) حسنیٰ سے مراد جنت ہے یا وہاں کی نعمتیں یا رب کی رضا اور اس کا دیدار یا حضور کا قرب اس حسنیٰ میں بہت گنجائش ہے (۱۲) بڑے گناہ وہ ہیں جن کی سزا شریعت نے مقرر کی خواہ دنیا میں یا آخرت میں' نیز گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا گناہ کبیرہ ہے' اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ گناہ کبیرہ سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ گناہ صغیرہ معاف فرما دیتا ہے (۱۳) خیال رہے کہ ہر فحش گناہ ہے مگر ہر گناہ فحش نہیں فحش گناہ وہ جسے عقل انسانی برا سمجھے اور اس سے غیرت کرے' جیسے چوری زنا وغیرہ بعض نے فرمایا کہ فاحشہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت نے حد مقرر فرمائی (۱۴) یہ رک جانا خدا کے خوف سے ہو' اس رک جانے کا بڑا درجہ ہے' رب فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الخ (الرحمٰن: ۴۶) (۱۵) یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی نیکیوں پر فخر کرتے تھے اور فخر یہ کہ تھے کہ ہماری نمازیں ایسی ہیں ہمارے روزے ایسے ہم ایسے

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ

اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ ف۱ وہ خوب جانتا ہے

بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾

جو پرہیز گار ہیں ف۲ تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا ف۳ اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا ف۴

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ

کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ف۵ کیا اُسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے

مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾

موسیٰ کے ف۶ اور ابراہیم کے جو پورے احکام بجا لایا ف۷ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی ف۸

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش ف۹ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی ف۱۰

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَاۗءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

پھر اس کا بھرپور بدلا دیا جائے گا ف۱۱ اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ف۱۲ اور یہ کہ وہ ہی

اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ

ہے جس نے ہنسایا اور رلایا ف۱۳ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جِلایا ف۱۴ اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے نر

وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾

اور مادہ ف۱۵ نطفہ سے جب ڈالا جائے ف۱۶ اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا (دوبارہ زندہ کرنا) ف۱۷

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ

اور یہ کہ اسی نے غنیٰ دی اور قناعت دی ف۱۸ اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو

عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ہلاک فرمایا ف۱۹ اور ثمود کو تو کوئی باقی نہ چھوڑا ف۲۰ اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو ف۲۱ بے شک وہ ان سے

هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ

بھی ظالم اور سرکش تھے ف۲۲ اور اُس نے اُلٹنے والی بستی کو نیچے گرایا ف۲۳ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا ف۲۴ تو اے سننے

اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

والے اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں شک کرے گا ف۲۵ یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح ف۲۶ پاس آئی پاس آنے والی ف۲۷

ع ۶ ۷

۱ یعنی ابھی تمہیں کیا خبر کہ تمہارا انجام کیا ہوگا اور تم کس فہرست میں ہو دوزخیوں کی یا جنتیوں کی لہٰذا شیخی کیوں مارتے ہو۔ ۲ اس ہی کا جاننا کافی ہے تم اپنے تقویٰ وطہارت کا لوگوں میں کیوں اعلان کرتے ہو' لطف تو جب ہے کہ بندہ کہے کہ میں گناہ گار ہوں' رب کہے یہ پرہیزگار ہے جیسے ابوبکر صدیق ۳ (شان نزول) یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے اسلام کی طرف مائل تھا۔ یا مسلمان ہوگیا تھا مشرکوں نے اسے عار دلائی کہ تو باپ دادوں کے دین سے پھر گیا۔ مغیرہ بولا کہ عذاب الٰہی کے خوف سے پہلے میں نے حضور کا اتباع کیا وہ بولے کہ تو اسلام سے پھر جا اور اتنا مال ہم کو دے تو تیرا عذاب ہم اپنے ذمہ لے لیں گے' اس سے ولید مرتد ہوگیا۔ اور کچھ تھوڑا مال دیا اباقی سے انکار کر دیا (خزائن وروح) خیال رہے کہ اس وقت قتل مرتد کے احکام نہیں آئے تھے ۴ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیات ابوجہل یا عاص ابن وائل کے متعلق نازل ہوئیں جو اسلام کی بعض باتوں کو کسی وقت اچھا کہتے تھے پھر اس سے برگشتہ ہو جاتے تھے' تب آیات کے معنی یہ ہوں گے کہ اس بدنصیب نے تھوڑا اقرار کیا پھر اس سے پھر گیا ۵ اور عالم آخرت کے احوال دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ آخرت میں میرا بوجھ فلاں اٹھالے گا۔ ۶ اس سے مراد یا توریت شریف کی تختیاں ہیں یا موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے جو رسالوں کی طرح ان پر نازل ہوئے ۷ یعنی ابراہیم علیہ السلام رب کے وفادار دوست ہیں کہ رب نے جو حکم دیا وہ بجالائے جیسے فرزند کا ذبح اور اپنے آپ کو آگ نمرود میں پیش کر دینا' یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی وہ مضمون ہے جو آگے آ رہا ہے ۸ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اس طرح کہ مجرم کے جرم کا بدلہ دوسرے کو دے دیا جائے مجرم چھوٹ جائے' ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگ کسی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے' کہ قاتل کی بجائے اس کے بیٹے یا بھائی کو قتل کر دیتے تھے'

ابراہیم علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی (دیکھو تفسیر خزائن العرفان) ۹ یعنی فرائض بدنی دوسرں کی طرف سے ادا نہیں ہوسکتے' سعی سے اس ہی طرف اشارہ کیا گیا' ورنہ اپنی نیکیوں کا ثواب دوسرے کو بخش دینا جائز ہے بہت سی احادیث میں وارد ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی ملک اپنے اعمال ہی ہیں اس طرح کہ لِلانسان میں لام ملکیت کا ہو' لہٰذا دوسروں کے ثواب بھیجنے کی امید پر نیکی نہ چھوڑو۔ بعض نے فرمایا انسان سے مراد کافر ہے مطلب یہ ہے کہ کافر کے لئے ایصال ثواب درست نہیں ۱۰ یعنی نیک اعمال کی تحقیق فرمائی جائے گی کہ اخلاص سے کئے یا ریا سے اور کون عمل کس درجہ کا ہے' اور اس کی جزا کیا ہونی چاہئے' یہ تحقیقات فرشتوں کے ذمہ ہے یا معنی یہ ہیں کہ دکھائی جائیں گی اس طرح کہ بندہ اپنے کام قبر میں محشر میں جنت میں دیکھے گا۔ نامہ اعمال میں ان کی تحریر دیکھے گا۔ اور خود اعمال کو اچھی بری شکلوں میں ملاحظہ کرے گا ۱۱ اس طرح کہ گناہ کے بدلہ میں زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی لہٰذا یہ آیت گناہوں کی معافی اور ثواب میں زیادتی کے خلاف نہیں ۱۲ اس طرح کہ آخرت میں سب کو رب کی طرف جانا ہے کسی کو خوشی خوشی کسی کو مجبوراً ۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے بقیہ برصفحہ ۸۵۸

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾

اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں ف۱ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ف۲

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿٦٢﴾

اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ف۳ اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لئے سجدہ اور اس کی بندگی کرو ف۴

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتها ۵۵ رکوعاتها ۳

سورۃ قمر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا — اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا

پاس آئی قیامت ف۵ اور شق ہو گیا چاند ف۶ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں

سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ

یہ تو جادو ہے چلا آتا ف۷ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ف۸ اور ہر کام قرار پا چکا ہے ف۹ اور بے شک

جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾

ان کے پاس وہ خبریں آئیں ف۱۰ جن میں کافی روک تھی ف۱۱ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت ف۱۲ پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ نُكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ

تو تم ان سے منہ پھیر لو ف۱۳ جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا ف۱۴ نیچی آنکھیں

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُهْطِعِينَ إِلَى

کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی ہیں پھیلی ہوئی ف۱۵ بلانے والے کی طرف لپکتے

الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

ہوئے ف۱۶ کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے ف۱۷ ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا

فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿٩﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ

تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا ف۱۸ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی ف۱۹ کہ میں مغلوب

فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ

ہوں تو میرا بدلہ لے ف۲۰ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے ف۲۱ اور زمین چشمے کر کے بہا دی ف۲۲

عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ

تو دونوں پانی ف۲۳ مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی ف۲۴ اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور

منزل ۷

۱ یعنی قیامت کی مصیبت اللہ تعالیٰ ہی دور کر سکتا ہے ۲ یہاں تعجب سے انکار کا تعجب مراد ہے جو کفر ہے یعنی اے کافرو تم قرآن سے تعجب کرتے ہوئے منکر کیوں ہوتے ہو کہ اللہ نے انسان کو نبی کیسے بنا دیا ۳ معلوم ہوا کہ قرآن سن کر رونا محبوبوں کا طریقہ ہے اس پر ہنسنا کفار کی علامت ۴ بندگی سے مراد نماز ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ نہیں اسی لئے اس آیت پر سجدۂ تلاوت واجب ہے ۵ اس طرح کہ قیامت کی بڑی نشانی شق القمر ظاہر ہو گئی۔ ۶ اس آیت میں حضور کے ایک بڑے معجزہ شق القمر کا ذکر ہے۔ اس کا مفصل واقعہ ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو۔ مختصر یہاں عرض کر دیتے ہیں کہ علامہ احمد خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں فرمایا کہ ابو جہل نے اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو بلایا تاکہ وہ مکہ والوں کو اسلام سے روکنے میں اس کی مدد کرے حبیب مکہ معظمہ آیا تو ابو جہل نے حضور کی بہت شکایتیں کیں اس نے کہا کہ اچھا میں ان سے بھی مل کر دریافت کر لوں حضور کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں آپ سے ملنا چاہتا ہوں یہ رات کا وقت ہے چودھویں شب تھی حضور تشریف لے گئے حبیب نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیا دعوت دیتے ہیں حضور نے فرمایا اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی۔ حبیب بولا کہ آپ کے پاس معجزہ کیا ہے تو فرمایا جو تو چاہے حبیب نے کہا میں دو معجزے چاہتا ہوں ایک یہ کہ آپ چاند چیر دیں دوسرا مطالبہ پھر عرض کروں گا حضور نے فرمایا کہ اچھا صفا پہاڑ پر چل حبیب مع تمام سرداران قریش کے حضور کے ساتھ صفا پر گئے۔ حضور نے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کیا چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ان ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف دوسرا اس طرف بہت دیر کے بعد خوب دیکھا کر پھر جو اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے حضور نے پوچھا حبیب دوسرا مطالبہ کر وہ بولا کہ حضور خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے تب سرکار نے فرمایا کہ تیرے ایک لڑکی ہے لنگڑی لولی اندھی بہری جوان ہو چکی ہے تو چاہتا ہے کہ یا تو اسے شفا ہو جائے یا مر جائے جا اسے شفا ہو گئی اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے حبیب اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے ابو جہل نے کہا یہ سب جادو ہے۔ ۷ یعنی پچھلے نبیوں نے بھی جادو ہی کئے تھے اور حضور بھی جادو ہی کرتے ہیں حالانکہ جادو کبھی آسمان پر نہیں چلتا اور جادو میں نظر بندی ہوتی ہے حقیقت کچھ نہیں ہوتی ۸ یعنی ان ضدی کفار نے چاند چرتے دیکھ کر بھی حضور پر ایمان قبول نہ کیا جادو بتایا حالانکہ باہر کے آنے والے لوگوں نے بھی خبر دی کہ ہم نے فلاں شب چاند چرا دیکھا مگر یہ جادو ہی کہتے رہے محض خواہش نفسانی سے ۹ یعنی جس کے کفر پر مرنے کا ارادہ ہو چکا وہ کسی معجزے سے ایمان نہیں لا سکتا یا دین اسلام کا غلبہ ضرور ہوگا۔ اس کا وقت مقرر ہے کفار کچھ بھی کہیں ٹل نہیں سکتا ۱۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شریعت میں مشہور خبر کا اعتبار ہے کیونکہ عرب میں گزشتہ قوموں کی ہلاکت مشہور تھی ان کے مقامات بھی بقیہ بر صفحہ ۸۵۸

وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰیَةً

کیلوں والی پر ف۱ کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی ف۲ اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا ف۳ اور ہم نے اُسے نشانی

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا

چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا ف۴ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ

کے لئے آسان فرما دیا ف۵ تو ہے کوئی یاد کرنے والا ف۶ عاد نے جھٹلایا ف۷ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے

وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾

کے فرمان بے شک ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی ف۸

تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ

لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ (سوکھے تنے) ہیں ف۹ تو کیسا ہوا میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ

اور ڈر کے فرمان اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا ف۱۰ ثمود نے

ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ

رسولوں کو جھٹلایا ف۱۱ تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں ف۱۲ جب تو ہم ضرور گمراہ

ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ

اور دیوانے ہیں ف۱۳ کیا ہم سب میں سے اس پر ذکر اُتارا گیا ف۱۴ بلکہ یہ سخت جھوٹا اترونا (شیخی باز) ہے ف۱۵

اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ

بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترونا (شیخی باز) ف۱۶ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو ف۱۷

فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ ۚ

تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر ف۱۸ اور اُنہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے ف۱۹

كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَیْفَ كَانَ

ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا ف۲۰ تو اُس نے لیکر اس کی کوچیں کاٹ دیں پھر

عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ

کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ف۲۱ بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی ف۲۲ جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی

❶ معلوم ہوا کہ نجات میں نوح علیہ السلام اصل تھے اور باقی مومن ان کے طفیل، آپ کشتی کے موجد ہیں آپ نے یہ کشتی ساگوان لکڑی کی بنائی تھی ❷ یعنی وہ کشتی ہماری حفاظت کی وجہ سے محفوظ رہی ورنہ پانی کی طغیانی بہت تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ کفار بھی لکڑیوں وغیرہ سے کشتی کا کام لینا چاہتے تو بھی ہرگز نہ بچ سکتے کیونکہ وہ رب کی حفاظت میں نہ تھے ❸ ان سے مراد نوح علیہ السلام ہیں کیونکہ انہیں کا کفار نے انکار کیا تھا۔ یعنی یہ نجات اصل میں نوح علیہ السلام کو دی گئی ان کے طفیل ان کے اتباع کرنے والے مومنوں کو یہ معلوم ہوا کہ وسیلہ بڑی چیز ہے ❹ یعنی اسے کشتی کو بطور نشانی ہم نے عرصہ تک باقی رکھا، چنانچہ حضور کے بعض صحابہ نے اس کشتی کو دیکھا (روح و خزائن وغیرہ) یا قیامت تک کشتیاں اس عذاب کی یادگار ہیں کیونکہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام ہیں اس واقعہ کو قرآن میں نشانی کے لئے ذکر فرمایا، مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ❺ اس سے پتہ لگا کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسان ہے مسائل نکالنے کے لئے آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور تشریف نہ لاتے، اور رب حضور کو قرآن نہ پڑھاتا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۱) اور فرماتا ہے۔ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ: ۱۲۹) اسی لئے قرآن کے سوا کسی کتاب کے حافظ نہ ہوئے ❻ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کی تلاوت عبادت ہے، قرآن کی تعلیم اس کا سیکھنا عبادت، دوسرے یہ کہ قرآن یاد کرنے والے کی غیبی مدد ہوتی ہے اس امداد کی برکت سے یاد ہو جاتا ہے علماء کی بھی رب تعالیٰ ہی مدد فرماتا ہے تو وہ تفسیریں لکھ لیتے ہیں ❼ ہود علیہ السلام کو اس باعث ان پر عذاب آیا۔ ❽ اس سے معلوم ہوا بعض دن منحوس ہوتے ہیں منحوس دن وہ ہی ہے جس میں اللہ کی یاد نہ ہو یا عذاب الٰہی آئے۔ بعض انسان منحوس ہیں۔ بعض جگہیں منحوس، جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ ہی منحوس ہے بعض لوگ مہینے کے آخری بدھ کو منحوس کہتے ہیں اور یہ آیت پیش کرتے ہیں مگر یہ غلط ہے اس بدھ کی نحوست ان کے لئے تھی ❾ قوم عاد بڑی قد و قامت والی بہادر تھی رب فرماتا ہے۔ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ (فجر: ۸) مگر جب عذاب الٰہی آتا ہے تو نہ طاقت کام آتی ہے نہ قوت ❿ اس آیت میں رب تعالیٰ حفظ قرآن کی رغبت دے رہا ہے کہ تم اس کے حفظ کی ہمت کرو، ہم آسان فرما دیں گے، خیال رہے کہ ہر زمانہ میں اتنے لوگوں کا قرآن حفظ کرنا فرض ہے، جس سے قرآن شریف کا تواتر قائم رہے ⓫ صالح علیہ السلام کا انکار کیا مگر چونکہ ایک نبی کا انکار سارے نبیوں کا انکار ہے اس لئے نُذُر جمع فرمایا گیا ⓬ قرآن شریف میں نبی کو بشر یا تو رب نے کہا یا خود نبیوں نے اپنے کو یا کفار نے اب جو نبی کو بشر کہے وہ نہ خدا ہے نہ پیغمبر تیسرے گروہ ہی میں داخل ہے یعنی کافر ⓭ صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میری اطاعت نہ کی تو تم گمراہ اور بے عقل ہوا ان بدنصیبوں نے ان کے جواب میں یہ کہا کہ اگر ہم ان کی پیروی کریں تو بے عقل ہیں ⓮ یعنی ہم زور میں زر میں زیادہ ہیں اگر انسان کو نبوت ملتی تو ہم کو ملنی چاہئے تھی ⓯ یہ ان ہی کفار کا قول ہے یعنی انہیں رب تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا کیونکہ یہ غریب ہونے

بقیہ برصفحہ ۸۵۹

ع ۲۲

الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ

بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی ؀۱ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا

قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍؕ نَجَّیْنٰهُمْ

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ؀۲ بیشک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں

بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَاؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ

پچھلے پہر بچا لیا ؀۳ اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے ؀۴ اور بے شک اس نے

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ

انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا ؀۵ تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا ؀۶ انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا ؀۷

اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں (چوپٹ کر دیں) ؀۸ فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ؀۹ اور بیشک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے

مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

والا عذاب آیا ؀۱۰ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ؀۱۱ اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے ؀۱۲

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا

تو ہے کوئی یاد کرنے والا اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے ؀۱۳ انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں ؀۱۴

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓىٕكُمْ اَمْ لَكُمْ

تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی ؀۱۵ کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں ؀۱۶ یا

بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ

کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے ؀۱۷ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے ؀۱۸ اب بھگائی جاتی ہے

وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ

یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے ؀۱۹ بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے ؀۲۰ اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ؀۲۱ بیشک

الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں ؀۲۲ جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے ؀۲۳

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا

اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ؀۲۴ اور ہمارا کام تو

ع ۲ ۸ ۹

وقف لازم

۱ کہ انہیں کوئی دفن بھی نہ کر سکا۔ ان کی لاشیں ذلت سے خراب ہوئیں خیال رہے کہ مومن کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی عزت ہے کافر کو کبھی عزت نہیں، مومن کو فرشتے قبر میں کہتے ہیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ، یہ نہیں کہتے کہ نَمْ بِالسُّكُوْنِ یعنی عزت والا آرام کر۔ ۲ انہوں نے لوط علیہ السلام کا انکار کیا ایک ہی نبی کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے، گویا انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا ۳ اکثر عذاب الٰہی رات کے آخری حصے میں آئے کے بے خبری میں تمام اس طرح ہلاک ہوں کہ کوئی بھاگ نہ سکے، یہ ہی وقت مومنوں پر رحمتیں اترنے کا ہے اس لئے اس وقت تہجد پڑھنی چاہیے۔ ۴ نبی پر ایمان لانے والے رب کے شکر گزار بندے ہیں، اور رب کی نعمتوں کے مستحق، اس آیت سے معلوم ہوا کہ عذاب سے نجات ملنا رب کی رحمت ہے ہماری اپنی بہادری نہیں ۵ یعنی لوط علیہ السلام نے انہیں پہلے ہی اس عذاب کی خبر دے دی تھی۔ مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی ۶ یہاں شک بمعنی انکار ہے، کیونکہ کفار لوط علیہ السلام کے قطعاً منکر تھے، جیسے کبھی ظن بمعنی یقین بھی آ جاتا ہے ۷ کہ کفار نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ اپنے مہمان ہمارے حوالے کردو، مہمان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے ہاں آئے تھے، ۸ کہ حضرت جبریل نے اپنا بازو ان کے منہ پر مل دیا جس سے ان کی آنکھوں کی جگہ بھی مٹ گئی۔ وہ حیران ہو کر بھاگے، راستے نہ پا سکے تو لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے نکالا (روح) معلوم ہوا کہ فرشتے مومنوں کے لئے رحمت اور کفار کے لئے عذاب لاتے ہیں، رب کی رحمت کا وہ حق دار ہے جو اس کے نبی کا غلام ہو ۹ فرمان سے مراد لوط علیہ السلام کے ڈرانے والے وعظ ہیں یعنی ان کے وعظوں کی تصدیق اپنی آنکھوں سے دیکھ لو ۱۰ اس طرح کہ دنیاوی عذاب برزخی عذاب سے اور برزخی عذاب اخروی عذاب سے ملا ہوا ہے لہٰذا نفس عذاب دائم قائم ہے۔ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوتا ہے اگر عذاب قبر حق نہ ہو تو ان کا عذاب مستقر نہیں رہتا ۱۱ یہ کلام ان سے رب نے فرمایا بواسطہ فرشتوں کے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسان ہے نہ کہ اس سے مسائل مستنبط کرنے کے لئے اگر قرآنی اسرار آسان ہوتے تو اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ تشریف لاتے۔ مشکل کتاب بڑا عالم سکھاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ:۱۲۹) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کا حفظ کر لینا صرف رب کے آسان فرمانے سے ہوا ورنہ ناممکن تھا، ۱۳ یہاں دو کے لئے جمع ارشاد ہوئی، کیونکہ فرعون کی طرف حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہی بھیجے گئے تھے۔ ۱۴ یہاں آیت سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں، نہ کہ توریت شریف کی آیتیں، کیونکہ توریت شریف غرق فرعون کے بعد عطا ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نو معجزے دکھائے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۱۵ کہ قدرت والے کی پکڑ سے کوئی چھڑا نہیں سکتا ۱۶ یعنی اے مکہ والو! کیا تم ان قوموں سے زور، زر میں زیادہ ہو یا تم ان سے کفر میں کم ہو۔ خیال رہے کہ یہاں خیر سے مراد بھلائی نہیں، کیونکہ کوئی بقیہ بر صفحہ ۸۵۹

وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾

ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا ۱ اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کر دیئے ۲ تو ہے کوئی دھیان کرنیوالا

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ

اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے ۳ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ۴ بے شک

الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہیں ۵ سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ۶

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ ۵۵ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتها ۷۸ رکوعاتها ۳

سورۂ رحمٰن مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

الرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾

رحمٰن نے ۷ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا ۸ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا ۹

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَاءَ

سورج اور چاند حساب سے ہیں ۱۰ اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں ۱۱ اور آسمان کو

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ﴿٧﴾ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ﴿٨﴾ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ

اللہ نے بلند کیا ۱۲ اور ترازو رکھی ۱۳ کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو ۱۴ اور انصاف کے ساتھ

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿٩﴾ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيهَا

تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ ۱۵ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے ۱۶ اس میں

فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾

میوے اور غلاف والی کھجوریں ۱۷ اور بھس کے ساتھ اناج ۱۸ اور خوشبو کے پھول ۱۹

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٣﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾

تو اے جن وانس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ۲۰ اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری ۲۱

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ﴿١٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٦﴾ رَبُّ

اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے (لپٹ) سے ۲۲ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں

الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ

پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب ۲۳ تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے

① یہاں قدرت کا ذکر ہے نہ کہ قانون۔ یعنی ہم ایسے قادر مطلق ہیں کہ تمام جہاں کو پل بھر میں پیدا فرما سکتے ہیں اگرچہ قانون یہ ہے کہ آہستگی سے ہر چیز پیدا فرمائی جاوے ② تم جیسے کافر۔ معلوم ہوا کہ ہر کافر نفس کفر میں دوسرے کفار کے مشابہ ہے اگرچہ نوعیت کفر میں بہت فرق ہو' صرف نماز کا منکر خدا کے منکر کی طرح کافر ہے۔ ③ ع ۱۵ یہاں کتابوں سے مراد نامہ اعمال ہیں یعنی کفار وغیرہ جو کچھ کرتے ہیں ملائکہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بھی ہر نیکی بدی لکھی جاتی ہے مگر نیکی پر انہیں ثواب آخرت نہ ملے گا ④ یعنی لوح محفوظ میں تاکہ جن کی نگاہیں لوح محفوظ پر ہیں وہ ان عیوب سے مطلع رہیں' جیسے خاص فرشتے اور انبیاء اور بعض اولیاء ورنہ اس تحریر کی ضرورت نہ تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ کی تحریر تو سب سے پہلے ہو چکی تھی نامہ اعمال کی تحریر ہر ایک کے عمل کے بعد ہوتی ہے ⑤ اس طرح کہ دودھ وشہد وغیرہ کی نہریں ان کے باغوں ان کے گھروں میں ہوں گی یہ مطلب نہیں کہ وہ نہروں میں غوطہ زن ہوں گے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ⑥ یعنی ان کی مجلسیں جھوٹ غیبت اور تمام گناہوں سے پاک وصاف ہوں گی انہیں قرب الٰہی حاصل ہوگا' یہ قرب حضوری ہمارے حضور کو دنیا میں بھی حاصل تھا' فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس شب گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے ⑦ (شان نزول) جب آیت کریمہ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ (فرقان : ۶۰) اتری تو کفار بولے کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کون ہے ان کے جواب میں یہ آیت اتری کہ رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا' اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت ومحبت کی بناء پر فرمائی' مہربان استاد سعادت مند شاگرد کو سب کچھ پڑھا دیتا ہے' دوسرے یہ کہ حضور تمام انبیاء سے بڑے عالم ہیں' کیونکہ حضرت آدم کو رب نے چیزوں کے نام سکھائے حضرت سلیمان کو پرندوں کی بولی' حضرت داؤد کو زرہ بنانا' حضرت خضر کو علم باطنی سکھایا حضرت نوح کو کشتی بنانا (علیہم السلام) مگر ہمارے حضور کو قرآن سکھایا جس میں لوح محفوظ کے علوم کی تفصیل ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور تمام خلق سے زیادہ عالم ہیں کہ اور لوگ مخلوق کے شاگرد ہوتے ہیں حضور رب تعالیٰ کے' جب پڑھانے والا رب' پڑھنے والے محبوب رب' جو کتاب پڑھی وہ قرآن تو بتاؤ اب علم مصطفوی میں کمی کیسی' چوتھے یہ کہ حضور حضرت جبریل کے شاگرد نہیں ⑧ یعنی ہم نے اپنے حبیب کو الفاظ قرآن' معانی قرآن' احکام قرآن' اسرار قرآن' رموز قرآن خوب سکھا دیئے' حق یہ ہے کہ سکھا کر دنیا میں بھیجا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب پڑھا کر بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم بلا واسطہ مخلوق رب کا عطیہ ہے لہٰذا اس کی پیمائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا' جیسے سمندر کا پانی یا ہوا یا آفتاب کا نور کہ ان کی پیمائش کے لئے کوئی میٹر نہیں بنا' ہاں بجلی اور واٹر ورکس کا پانی اس سے ناپا جا سکتا ہے کہ اس میں انسان کی صنعت کو دخل ہے۔ اس کی باقی تقریر ہماری کتاب نئی تقریریں میں دیکھو' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو متشابہات قرآنیہ کا علم دیا گیا کیونکہ جب سارا قرآن رب نے سکھایا تو اس میں متشابہات بقیہ بر صفحہ ۸۵۹

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

دوسمندر بہائے ف۱ کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا ف۲ تو اپنے

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ف۳ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے ف۴ اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں ف۵ جیسے پہاڑ ف۶ تو اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو

کون سی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے ف۷ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت

الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي

اور بزرگی والا ف۸ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

آسمانوں اور زمین میں ہیں ف۹ اُسے ہر دن ایک کام ہے ف۱۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

جھٹلاؤ گے جلد سب کام نمٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ ف۱۱ تو اپنے رب کی کون نعمت جھٹلاؤ گے ف۱۲

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ

کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ ف۱۳ جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے تو اپنے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے پٹ کا کالا دھواں ف۱۴ تو پھر

تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ

بدلا نہ لے سکو گے ف۱۵ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول

فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ

سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری (بکرے کی رنگی ہوئی کھال) ف۱۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن

النصف
ع ۲۵ / ۱۱

❶ میٹھے وکھاری ایسے بنائے کہ بیچ میں بظاہر کوئی آڑ نہیں ہے' بہانے سے مراد جاری کرنا نہیں کیونکہ سمندر بہتے نہیں' اس سے مراد چھوڑنا ہے ❷ رب کی قدرت تو دیکھو کہ پانی آپس میں خلط ملط ہو جاتا ہے مگر سمندر میں میٹھے وکھاری پانی کے درمیان کوئی ظاہری آڑ نہیں اس کے باوجود کھاری میٹھے اور میٹھا کھاری سے مخلوط نہیں ہوتے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان میں دل ونفس رکھا' ایک دوسرے سے ممتاز' ایک ماں کے پیٹ سے لڑکا یا لڑکی پیدا کئے' ایک باپ کی پیٹھ سے مومن وکافر سعید وشقی پیدا فرما دیئے' ایک دوسرے سے ممتاز۔ ❸ یعنی بحیرہ روم وبحیرہ فارس سے موتی مونگے نکلتے ہیں' اس صورت میں تاویل کی ضرورت نہیں یا میٹھے وکھاری سے نکلتے ہیں تو معنی یہ ہیں ان کے بعض یعنی صرف کھاری سے' جیسے کہا جاتا ہے نر و مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ روح وقلب سے موتی مونگے نکلتے ہیں حضرت علی وفاطمہ زہرا سے حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین موتی مونگے کی طرح پیدا ہوئے۔ ❹ یہ آیت اس سورت میں اکتیس بار ارشاد ہوئی' تا کہ ہر دفعہ انسان اپنی ناشکری کا اقرار کرے ❺ یعنی جن چیزوں سے تم کشتی وجہاز بناتے ہو وہ بھی رب نے پیدا فرمائیں پھر کشتی بنانے کی عقل بھی رب نے دی۔ پھر کشتیوں کو تیرنے کی طاقت بھی رب نے بخشی ❻ صوفیاء فرماتے ہیں کہ طریقت دریا ناپیدا کنار ہے' شریعت اس دریا میں چلنے والے جہاز وکشتیاں۔ ہم لوگ اور ہمارا متاع ایمان وعرفان ان کشتیوں کی سواریاں ہیں' توفیق خداوندی موافق ہوا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ اس کشتی کے ناخدا ہیں اولیاء علماء ان کے خدام ہیں' جو ان جہازوں میں مختلف کام کرتے ہیں ہم لوگ ان بزرگوں کی مدد سے یہ دریا وسمندر پار کر رہے ہیں' اس جہاز میں ہم اور نبی ولی سب ہی سوار ہیں۔ مگر ہم پار لگنے کو۔ حضور پار لگانے کو ❼ اس آیت میں زمین پر بسنے والوں کی فنا کا ذکر ہے' دوسری آیت میں ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: ۱۸۵) جس سے معلوم ہوا کہ ہر جاندار کو موت ہے۔ آیات میں تعارض نہیں ❽ یعنی رب کی ذات وصفات باقی ہے سب مخلوق اور ان کی صفات کو فنا ہے' معلوم ہوا کہ صفات الٰہیہ واجب ہیں اس سے چند واجب لازم نہیں آتے کہ صفات باری رب کے غیر نہیں ❾ ہر مخلوق رب سے مانگتی ہے کوئی رب سے رب کو مانگتا ہے۔ کوئی رب سے مصطفٰی کو مانگے' کوئی دین کی دولت مانگے کوئی دنیا کی کوئی کونین کی' غرضیکہ سب اس کے بھکاری ہیں' بھیک مختلف رنگ کی ہے' خیال رہے کہ اللہ کے محبوب سے کچھ مانگنا' فقیر کا امیروں سے مانگنا رعایا کا حکام سے کچھ مانگنا یہ بھی درحقیقت رب سے مانگنا ہے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ❿ اس طرح کہ ہر وقت اور ہر آن اپنی قدرت کے آثار دکھاتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت وغیرہ۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنیچر کا دن آرام اور چھٹی کرتا ہے' اس سے ان کی بھی تردید ہوئی ⓫ یعنی اے جن وانس وہ وقت عنقریب آ رہا ہے کہ رب تعالیٰ تمام کام بند فرما دے گا۔ مخلوق کے حساب لے گا۔ یعنی قیامت' جن دن دنیاوی کاروبار سارے بند ہوں گے سب کئے ہوئے کاموں کا حساب دیں بقیہ برصفحہ ۸۵۹

لَا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ ۳۹ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۴۰

گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے ف۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ف۲

يُعْرَفُ ٱلْمُجْرِمُونَ بِسِيمَٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِٱلنَّوَٰصِى وَٱلْأَقْدَامِ ۴۱ فَبِأَىِّ

مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے ف۳ تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے ف۴ تو اپنے

ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۴۲ هَٰذِهِۦ جَهَنَّمُ ٱلَّتِى يُكَذِّبُ بِهَا ٱلْمُجْرِمُونَ ۴۳

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ف۵ یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں ف۶

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ ءَانٍ ۴۴ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۴۵ وَ

پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں ف۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ف۸ اور جو

لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ۴۶ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۴۷ ذَوَاتَآ

اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے ف۹ اس کے لئے دو جنتیں ہیں ف۱۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی

أَفْنَانٍ ۴۸ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۴۹ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ۵۰ فَبِأَىِّ

ڈالوں والیاں ف۱۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں ف۱۲ تو اپنے

ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۵۱ فِيهِمَا مِن كُلِّ فَٰكِهَةٍ زَوْجَانِ ۵۲ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا ف۱۳ تو اپنے رب کی کون سی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۵۳ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى

نعمت جھٹلاؤ گے اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ف۱۴ جن کا استر قناویز کا ف۱۵ اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے

ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۵۴ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۵۵ فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ

کہ نیچے سے چن لو ف۱۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں ف۱۷ کہ

ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۵۶ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا

شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ف۱۸ ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے ف۱۹ تو اپنے رب کی کون سی

تُكَذِّبَانِ ۵۷ كَأَنَّهُنَّ ٱلْيَاقُوتُ وَٱلْمَرْجَانُ ۵۸ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۵۹

نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں ف۲۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ۶۰ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۶۱

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی ف۲۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

① کیونکہ ان کے گناہ چہروں کی علامتوں سے ہی نمایاں ہوں گے' ہاں حساب وکتاب کے لئے سوال ہوگا۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں اب جو کہے کہ حضور ﷺ کو اس دن مومن اور منافق کی پہچان نہ ہوگی وہ اس آیت کا منکر ہے خیال رہے کہ یہاں دن سے مراد قیامت ہے جو قبر سے اٹھنے اور فیصلہ ہونے کے درمیان ہے ② خیال رہے کہ قیامت کے حالات کی دنیا میں خبر دے دینا اللہ کی رحمت ہے' تاکہ لوگ یہاں اطاعت الٰہی کر لیں۔ اس لئے اس ذکر کو نعمت فرمایا گیا لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ عذاب کی آیات کے بعد یہ جملہ کیوں ارشاد ہوا ③ کہ کفار کے منہ کالے ہونٹ نیلے ہوں گے اور مومن صالحین کے منہ اجالے' پیشانی چمکیلی ہوگی' جیسے دنیا میں اندرونی بیماری چہرے سے معلوم ہو جاتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نیک وبد چہروں سے ہی ظاہر ہو جاویں گے' پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ فرشتوں کا کفار سے پوچھنا مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ (المدثر: ۴۲) انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا ④ اس طرح کہ پاؤں پیچھے سے لاکر پیشانی سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور گیند کی طرح دوزخ میں لڑھکا دیئے جائیں گے' یہ دونوں عذاب کفار کے لئے ہوں گے گنہگار مومن اس سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ ⑤ ان عذابوں کی خبر دے دینا بھی رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت ہے' اس کا شکریہ ادا کرو ⑥ یعنی دوزخ کو دنیا میں کفار جھٹلاتے تھے معلوم ہوا کہ اس سے پہلی آیت میں بھی مجرمین سے کفار ہی مراد تھے ⑦ دوزخیوں پر بھوک کا عذاب مسلط ہوگا۔ کھانے کے لئے چیخیں گے' تو تھوہر کھلایا جاوے گا جو حلق میں چبھ جاوے گا۔ تب پانی کے لئے شور مچائیں گے پھر انہیں وہاں لے جایا جاوے گا جہاں کھولتے پانی کا چشمہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو کھانا پانی ان کے رہنے کی جگہ نہ دیا جاوے گا۔ بلکہ چشمے پر جا کر پئیں گے لہٰذا يَطُوْفُوْنَ فرمانا درست ہے ⑧ کہ تمہیں غیب کے

ع ۱۲

عذاب اپنے حبیب کی معرفت یہاں ہی بتا دیئے ⑨ یعنی جو مومن انسان قیامت کے حساب سے خوف کر کے گناہ چھوڑ دے۔ کیونکہ جنات اور جانوروں کے لئے جنت نہیں اگرچہ ان کا حساب ہوگا' فرشتوں کے لئے نہ حساب ہے نہ جنت ⑩ معلوم ہوا کہ خوف الٰہی اعلیٰ نعمت ہے کہ اس کی دو جنتیں ہیں ایک جنت اعمال کی جزاء دوسری رب کا انعام یا ایک جنت رب کے خوف کی دوسری اس کی اطاعت کی یا ایک جنت جسمانی راحتوں کی دوسری روحانی آرام کی' ان کی وسعت رب ہی جانتا ہے۔ ⑪ یعنی ایک جڑ میں بہت شاخیں' ہر شاخ میں بہت پھل پھول' چونکہ درخت کا حسن شاخ سے ہوتا ہے کہ پتے پھل پھول اس میں ہی ہوتے ہیں اس لئے شاخ کا ذکر فرمایا ⑫ پانی کی دو نہریں ایک تسنیم دوسری سلسبیل جو ایک مشک کے پہاڑ سے نکلتی ہے (روح) چونکہ ان لوگوں کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہتے تھے خوف الٰہی میں اس کا یہ بدلہ دیا گیا۔ ⑬ بعض وہ میوے جو دنیا میں دیکھے گئے' بعض وہ عجیب وغریب جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا بعض خشک بعض تر یا بعض خالص شیریں بعض مائل بہ ترشی' نہایت لذیذ چونکہ انہوں نے دنیا میں ہر نیکی کے جوڑے ادا کئے تھے فرض ونفل وغیرہ لہٰذا انہیں پھلوں کے بھی

بقیہ بر صفحہ ۸۶۰

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾

اوران کے سوا دو جنتیں اور ہیں ف۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں ف۲

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے ف۳ تو اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں ف۴ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾

جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی ف۵ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین ف۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان

یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے ف۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر ف۸ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا ف۹

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ ۵۶ مکیۃ ۴۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتها ۹۶ رکوعاتها ۳

سورۃ واقعہ مکی ہے ف۱۰ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾

جب ہولے گی وہ ہونے والی ف۱۱ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی ف۱۲ کسی کو پست کرنے والی ف۱۳ کسی کو بلندی

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً

دینے والی ف۱۴ جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر ف۱۵ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چُورا ہو کر ف۱۶ تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ

مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ

میں غبار کے باریک ذرّے پھیلے ہوئے ف۱۷ اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے ف۱۸ تو داہنی طرف والے ف۱۹ کیسے داہنی طرف

❶ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر اوپر گزرا ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے ادنیٰ کہ انہیں دونهما فرمایا (روح) یا ان دونوں سے یہ افضل یعنی ان دونوں سے زیادہ قریب الی العرش' دون بمعنی قریب' ان کا سامان یا قوت و زبرجد کا' وہ دونوں جنتیں مقربین کی ہیں یہ ابرار کی ❷ یعنی ان درختوں کے پتے سبز مائل بہ سیاہی جو انتہائی خوشنما رنگ ہے' نور نظر کے لئے بہت مفید ہے ❸ پانی کے جن میں مشک عنبر یا مشک و کافور کی خوشبو۔ ❹ اگرچہ کھجور و انار بھی میوے ہیں مگر ان کے اشرف ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا' امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کھجور و انار میوے میں داخل نہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے جو میوہ نہ کھانے کی قسم کھا کر کھجور یا انار کھائے تو حانث نہ ہوگا ❺ یعنی ایسی حوریں جن کی سیرت بھی اچھی' صورت بھی پاکیزہ' اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے۔ کہ رب نے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔ ہمیشہ نیک خصلت بیوی کو ترجیح دینی چاہئے' اگرچہ مومن کو اپنی دنیا کی مومنہ بیوی بھی عطا ہوگی' جو اس کے نکاح میں فوت ہوئی مگر وہ عورت جنت کی چیز نہیں' بلکہ وہ بھی وہاں ثواب حاصل کرنے گئی۔ اس لئے فیهن صرف حوروں کے لئے فرمایا گیا۔ عورتیں فیهن میں داخل نہیں ان کے لئے لهن فرمایا جا سکتا ہے۔ ❻ خیموں سے مراد جنتی گھر ہیں' جو ایک موتی کے خیمہ کی طرح ہیں۔ یعنی ہر مومن کی بیویاں حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں' کہیں باہر نہیں جاتیں' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہوگا' پردہ جنتی نعمت ہے۔ بے پردگی دوزخ کا عذاب کو وہاں عورت و مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے' دوسرے یہ کہ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ لازم ہے۔ ❼ یعنی جیسے ان دو جنتوں کی حوریں جن و انس کے چھونے سے محفوظ تھیں ایسے ہی ان دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ❽ بعض علماء نے فرمایا کہ عبقرا ایک شخص تھا جو بہت اچھے' اعلیٰ کپڑے بناتا تھا جس گاؤں میں وہ رہتا تھا اس گاؤں کا نام عبقر ہو گیا تھا۔ اہل عرب ہر خوبصورت اور نادر الوجود چیز کو عبقری کہہ دیتے تھے ان کی اصطلاح کے مطابق جنت کے بستروں کو عبقری فرمایا۔ ❾ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی تمام نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں۔ مگر دیدار الٰہی کسی عمل کا عوض نہیں' وہ محض فضل رب سے ہے' کیونکہ یہاں اعمال کی جزا میں دیدار کا ذکر نہیں ہوا بلکہ یہاں ارشاد ہوا کہ ہم بڑی بزرگی والے ہیں کچھ اور بھی دیں گے' جو تمہارے خیال و گمان سے وراء ہے یعنی اپنا دیدار ❿ سوا دو آیتوں کے اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ (واقعہ: ۸۱) اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (واقعہ: ۳۹) تفسیر خازن نے فرمایا کہ جو کوئی ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہو ⓫ یعنی جب قیامت آجاوے گی' چونکہ قیامت کا آنا یقینی ہے' اس لئے اسے واقعہ فرمایا گیا' خیال رہے کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ ایک نام واقعہ بھی ہے ⓬ یعنی دیکھ کر تو سب مان لیں گے مگر جو دنیا میں قیامت کے منکر رہے انہیں اس دن کا ماننا مفید نہ ہوگا ⓭ یعنی کفار کو دوزخ انہیں گرا کر ذلیل کرے گی۔ ان کفار میں تمام قسم کے کفار داخل ہیں خواہ رب کے بقیہ برصفحہ ۸۶۰

الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسَّابِقُونَ
والے ف١ اور بائیں طرف والے ف٢ کیسے بائیں طرف والے ف٣ اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت
السَّابِقُونَ ﴿١٠﴾ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِنَ
ہی لے گئے ف٤ وہی مقرب بارگاہ ہیں ف٥ چین کے باغوں میں اگلوں میں سے
الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ ﴿١٤﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مَوْضُونَةٍ ﴿١٥﴾ مُتَّكِئِينَ
ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے ف٦ جڑاؤ تختوں پر ہوں گے ف٧ ان پر تکیہ لگائے
عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ﴿١٦﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ
ہوئے آمنے سامنے ف٨ ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے ف٩ کوزے
وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ﴿١٨﴾ لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا
اور آفتابے اور جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب ف١٠ کہ اس سے نہ انہیں درد سر ہو اور نہ ہوش میں
يُنْزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾
فرق آئے ف١١ اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں ف١٢
وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾
اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی ف١٣ صلہ ان کے اعمال کا ف١٤
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ
اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ف١٥ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام ف١٦ اور داہنی
الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ ﴿٢٩﴾
طرف والے کیسے داہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں ف١٧ اور کیلے کے گچھوں میں ف١٨
وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَا مَقْطُوعَةٍ
اور ہمیشہ کے سائے میں ف١٩ اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں ف٢٠
وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ
اور نہ روکے جائیں ف٢١ اور بلند بچھونوں میں ف٢٢ بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا ف٢٣ تو انہیں بنایا کنواریاں ف٢٤ اپنے شوہر
أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَ ع ١ ٢٨/١٤
پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں ف٢٥ داہنی طرف والوں کے لئے ف٢٦ اگلوں میں سے ایک گروہ اور

١ یہ جملہ اظہار شان کے لئے ہے، دیکھو تو کیسے خوشحال ہیں کیسے مزے میں ہیں، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ٢ یعنی جو عرش اعظم کے بائیں طرف ہیں، یا جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہیں یا جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی بائیں جانب تھے ٣ دیکھو تو وہ کیسے برے حال میں ہیں ٤ یعنی جو دنیا میں نیکیوں میں آگے رہے وہ آج درجوں میں آگے ہیں، اس میں ہجرت پہلے کرنے والے صحابہ، پہلے اسلام لانے والے صحابہ، اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے، اور نیک اعمال میں پیش قدمی کرنے والے مسلمان داخل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ علماء باعمل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ جوانی میں عبادت کرنے والے، گناہوں سے بچنے والے ہیں، اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ سابقین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے، نہ داہنے ہاتھ میں نہ بائیں میں، نہ ان کا حساب ہوگا کیونکہ رب نے ان کا ذکر یمین و شمال والوں کے علاوہ فرمایا۔ خیال رہے کہ بچپن میں فوت ہو جانے والوں کو بھی نامہء اعمال نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے پاس اعمال ہی نہیں۔ ٥ عرش اعظم سے قریب یا جنت میں جناب مصطفیٰ ﷺ سے نزدیک یا بارگاہ الٰہی میں قرب حضوری والے ہیں ٦ یعنی امت محمدیہ میں سے اگلے لوگوں یعنی صحابہ کرام میں مقربین زیادہ ہیں، پچھلے مسلمانوں میں مقربین تھوڑے، شیعہ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں صرف دس بیس ہی مومن ہوئے۔ پھر بعد میں بہت شیعہ پیدا ہو گئے، وہ اس آیت کے منکر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت ساری گمراہ نہ ہوگی۔ قیامت تک ان میں اللہ کے مقبولین بھی رہیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اگلوں سے مراد اگلی امتیں ہیں۔ از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام اور پچھلوں سے مراد امت محمدیہ ہے۔ مگر یہ قول حدیث کے خلاف ہے کیونکہ جنتی لوگوں کی ایک سو بیس (١٢٠) صفیں ہوں گی۔ اسی (٨٠) صفیں امت محمدیہ کی چالیس صفیں باقی امتوں کی، تو زیادہ جنتی اس امت میں ہیں ٧ جن میں لعل۔ یاقوت جڑے ہوئے سونے چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے ٨ یعنی جنتی لوگ حلقہ بنا کر بیٹھا کریں گے۔ اسی لئے آج بھی درس اور ذکر الٰہی کے حلقے بنائے جاتے ہیں کہ جنتی حلقوں کے مشابہ ہو جاویں ٩ کہ نہ انہیں موت آوے اور نہ ان کا لڑکپن بدلے، یہ غلمان جنت میں ہی پیدا کئے گئے۔ حوروں کی طرف اہل جنت کے خدام ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے فوت شدہ بچے بھی اس زمرہ میں داخل ہو کر جنتی لوگوں کی خدمت کریں گے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہی قول ہے (روح) ١٠ یعنی جنتی لوگوں کو کسی کام کے لئے جنبش کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ ہر کام خدمتگار بچے کریں گے، معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں سے پردہ نہ ہوگا۔ ورنہ وہ اندر باہر کی خدمت نہیں کر سکتے جیسے دنیا میں بچوں سے پردہ نہیں ہوتا ١١ کیونکہ جنت میں نیند، موت، غشی، نشہ، بے ہوشی وغیرہ نہیں۔ نیز وہ شراب طہور ہے کہ اس میں لذت و سرور ہے۔ نشہ نہیں ١٢ مگر یہ گوشت آگ سے نہ پکایا جاوے گا۔ کیونکہ جنت میں آگ نہیں، قدرتی طور پر خود بھن جاوے گا، جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے غیبی دسترخوان کا کھانا بقیہ برصفحہ ٨٦٠

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ
پچھلوں میں سے ایک گروہ ف۱ اور بائیں طرف والے ف۲ کیسے بائیں طرف والے ف۳ جلتی
سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا
ہوا اور کھولتے پانی میں اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں ف۴ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی بے شک وہ اس
قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾
سے پہلے نعمتوں میں تھے ف۵ اور اس بڑے گناہ کی ہٹ (ضد) رکھتے تھے ف۶
وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾
اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اُٹھائے جائیں گے ف۷
اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬
اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ بے شک سب اگلے اور پچھلے ف۸ ضرور اکٹھے کیے جائیں گے
اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾
ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر ف۹ پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو ف۱۰
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾
ضرور تھوہر کے پیڑ میں سے کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ بھرو گے ف۱۱
فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا
پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اُونٹ پئیں ف۱۲ یہ ان کی
نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیْتُمْ
مہمانی ہے انصاف کے دن ف۱۳ ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے ف۱۴ تو بھلا دیکھو تو وہ
مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا
منی جو گراتے ہو کیا تم ف۱۵ اس کا آدمی بناتے ہو ف۱۶ یا ہم بنانے والے ہیں ف۱۷ ہم نے تم میں
بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ
مرنا ٹھہرایا ف۱۸ اور ہم اس سے ہارے نہیں ف۱۹ کہ تم جیسے اور بدل دیں ف۲۰
وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى
اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں ف۲۱ اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اُٹھان

(۱) یعنی ان داہنے والوں کے دو گروہ ہوں گے' کچھ اگلوں یعنی صحابہ کرام اور کچھ پچھلوں یعنی بعد والوں کے اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ میں بعض داہنے والے ہیں اور بعض بائیں والے کیونکہ وہ سارے جنتی ہیں رب فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء: ۹۵) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۲) یعنی کفار جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ عرش اعظم کی بائیں طرف کھڑے ہوں گے (۳) وہ عجیب ہی بدبخت لوگ ہیں یہ ما تعجب دلانے کے لئے ہے (۴) ان کو یہ عذاب دوزخ پر پہنچنے پر دیئے جائیں گے نہ کہ میدان محشر میں' خیال رہے کہ کافر کی قبر میں گرم لو اور دوزخ کا دھواں و تپش پہنچتے ہیں کھولتا پانی نہیں (۵) معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جائے' تو وہ زحمتیں ہیں۔ کہ ان کے سبب عذاب زیادہ ہوگا (۶) یعنی کفر پر ضد سے قائم تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بڑا ہے کہ اسے رب نے عظیم فرمایا' دوسرے یہ کہ مشرکین کے نا سمجھ بچے دوزخی نہیں کیونکہ وہ ضد سے کفر پر قائم نہیں' تیسرے یہ کہ بعض لوگوں کو بغیر عمل بھی جنت ملے گی کیونکہ رب نے یہاں دوزخی ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی مگر جنتی کے لئے کوئی وجہ عمل کی ذکر نہ فرمائی۔ تاکہ معلوم ہو کہ جنت میں داخلہ کے لئے عمل نیک شرط نہیں' رب فضل کرے تو گنہگار مومن کو بھی بخش دے (۷) یہ سوال انکار کے لئے کرتے تھے' یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ (۸) آدم علیہ السلام سے حضور کے زمانہ تک کے لوگ اگلے ہیں اور حضور کے زمانہ سے قیامت تک کے لوگ پچھلے' معلوم ہوا کہ محشر میں اٹھنا سب کو ہے اگرچہ دنیا میں ایک ساعت کے لئے آیا ہو (۹) قیامت میں پہلے سب اکٹھے ہوں گے پھر کافر و مومن علیحدہ چھانٹ دیئے جائیں گے۔ پہلے معنی سے قیامت کو روز حشر کہتے ہیں دوسرے معنی سے اسے یوم الفصل کہتے ہیں' رب فرماوے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹)

لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' میقات یا وقت مقرر کو کہتے ہیں یا جگہ مقررہ کو' اس لئے احرام باندھنے کی جگہ کو میقات کہا جاتا ہے۔ (۱۰) اس میں ان کفار مکہ سے خطاب ہے جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں ہے ورنہ ان میں بعض وہ لوگ بھی تھے' جو آئندہ ایمان لا کر صحابی بننے والے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زقوم صرف کافروں کو کھلایا جائے گا۔ (۱۱) یعنی زقوم تمہاری دائمی غذا ہوگی جس سے تم بھوک کا عذاب دفع کرنے کی کوشش کرو گے۔ وہ دوا یا میوے کے طور پر نہ کھاؤ گے (۱۲) جیسے تونس کے مارے اونٹ کہ پانی سے سیری و تسکین نہیں ہوتی' پیئے ہی جاتا ہے' ایسے ہی تمہیں اس سے سیری نہ ہوگی پیئے ہی جاؤ گے (۱۳) یعنی قیامت کے دن' جس کی انتہاء جنت و دوزخ کے داخلہ پر ہے لہٰذا آیات پر اعتراض نہیں (۱۴) قیامت کے بعد اٹھنے کو یا حضور کی تمام غیبی خبروں کی حقانیت کو' پہلے معنی قوی ہیں کہ آگے اس کا ذکر ہو چکا (۱۵) عورتوں کے رحم میں صحبت کے وقت' جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں (۱۶) خیال رہے کہ خلق کے معنی ہیں بنانا' پیدا کرنا' نیستی کو ہستی بخشنا۔ گھڑنا۔ آخری معنی سے بندے کی طرف بھی خلق کی نسبت ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا (عنکبوت: ۱۷) تم جھوٹ گھڑتے ہو اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ بقیہ برصفحہ ۸۶۱

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ

پھر کیوں نہیں سوچتے ف۱ تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو ف۲ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا

نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾

ہم بنانے والے ہیں ف۲ ہم چاہیں تو اسے روندن (پامال) کردیں ف۳ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ

اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ

کہ ہم پر چٹی پڑی ف۴ بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو

تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ف۵ یا ہم ہیں اُتارنے والے ف۶

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ

ہم چاہیں تو اُسے کھاری کردیں ف۷ پھر کیوں نہیں شکر کرتے تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن

تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ

کرتے ہو ف۸ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اسے

جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۲ ۱۵

جہنم کا یادگار بنایا ف۹ اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ ف۱۰ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ

تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں ف۱۱ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے ف۱۲ بے شک

لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾

یہ عزت والا قرآن ہے ف۱۳ محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں ف۱۴ مگر باوضو ف۱۵

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾

اُتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا ف۱۶ تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو ف۱۷

وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾

اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو ف۱۸ پھر کیوں نہ ہو جب جان گلے تک پہنچے

وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا

اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہو ف۱۹ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں ف۲۰ تم سے مگر

۱ یعنی اپنی پچھلی زندگی میں غور کر کے اگلی زندگی پر ایمان لاؤ، جو تمہیں مٹی سے انسان بنا سکتا ہے، وہ آئندہ بھی تمہیں مٹی بنا کر دوبارہ انسان بنا سکتا ہے۔ ۲ یعنی کھیتوں میں بیج تم ڈالتے ہو اور اسے اگانا ہماری قدرت سے ہے، سبحان اللہ ہم بگاڑنے والے وہ بنانے والا۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کو حارث نہیں کہہ سکتے، زارع کہہ سکتے ہیں، جیسے اسے طبیب نہیں کہہ سکتے۔ حکیم وشافی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حرث بمعنی محنت ہے زرع بمعنی قدرت، رب تعالیٰ محنت سے پاک ہے، ایسے ہی طبیب وہ جو طبابت کا پیشہ کرے، رب اس سے پاک ہے ۳ یعنی کھیت کو خشک گھاس بنادیں۔ جو ریزہ ہو کر ہوا میں اڑتی پھرے ۴ حسرت ورنج سے کہو کہ ہمارا تخم بھی واپس نہ ہوا اور محنت رائیگاں گئی، یہی حال اعمال کا ہے اگر اس پر قبولیت کی ہوا نہ چلے تو سب برباد ہے۔ ۵ خیال رہے کہ بعض ممالک میں بارش کا ہی پانی پیا جاتا ہے۔ سال بھر تک اس پر گزارہ کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ آیت ظاہر ہے۔ جہاں کنوؤں کا پانی پیا جاتا ہے، ان کے لئے بھی یہ آیت درست ہے کہ کنوئیں میں پانی بارش ہی سے ہوتا ہے۔ جس سال بارش نہ ہو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۶ بارش اتارنا فرشتوں کا کام ہے مگر چونکہ رب کے حکم سے ہے، لہٰذا فرمایا گیا کہ ہم اتارتے ہیں ۷ اجاج اس کھاری پانی کو کہا جاتا ہے جو پینے کے قابل نہ ہو۔ یعنی کڑوا جیسے شور سمندر کا پانی ۸ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں نر و مادہ مرخ جسے نر بھی کہتے ہیں، غنار جسے مادہ کہتے ہیں ان کی رگڑ سے آگ کا شعلہ پیدا ہوتا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے ۹ کہ دنیا کی آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ یاد کر لو۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ ہے ۱۰ اور اب تو سفر آگ سے ہو رہا ہے انجن وغیرہ آگ سے چل رہے ہیں، ممکن ہے اس میں خبر جو غیب کی ہو، رب سواریوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مسافر کو سفر میں آگ سے بہت فائدے ہوتے ہیں، آگ مسافر کے لئے رہبر بھی ہوتی ہے اور آگ سے ہی مسافر منزل پر کھانا تیار کر لیتے ہیں۔ آگ سے ہی سردی دفع کرتے ہیں ۱۱ یعنی صحابہ کرام کی قبور کہ اس میں وہ صحابہ سو رہے ہیں جو امت کی ہدایت کے تارے ہیں۔ حضور نے فرمایا اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ چونکہ صحابہ عظمت والے ہیں تو ان کی قبریں بھی عظمت والی ہیں۔ چونکہ یہ قسم بڑی اعلیٰ چیز کی ہے لہٰذا قسم بھی عظیم ہے (روح) ۱۲ کیونکہ یہ محبوبوں کی آخری خواب گاہوں یا مقربین کی عبادت کے اوقات کی قسم ہے۔ یہ دونوں رب کی بڑی پیاری ہیں کہ پیاروں سے تعلق رکھتی ہیں ۱۳ قرآن شریف خود بھی عزت والا ہے دوسروں کو بھی عزت دینے والا کہ جس کاغذ سیاہی کو اس سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت بڑھ جاتی ہے ۱۴ یعنی گندے جسم والا نہ چھوئے یا گندے دل والے اسے مس بھی نہ کریں گے، نور قرآن پاک دل، پاک سینہ میں رہتا ہے، پہلی صورت میں یہ نہی ہے، دوسری صورت میں نفی ۱۵ خیال رہے کہ جنبی، حائضہ ونفاس والی عورت قرآن کریم کو بغیر غلاف نہیں چھو سکتے۔ یہ لوگ اپنے پہنے ہوئے کپڑے کے گوشہ سے بھی چھو نہیں سکتے، بے وضو آدمی

بقیہ برصفحہ ۸۶۱

42

تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ

تمہیں نگاہ نہیں ف۱ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں کہ اُسے لوٹا لاتے اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ

تم سچے ہو ف۲ پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے ف۳ تو راحت ہے اور

رَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾

پھول ف۴ اور چین کے باغ ف۵ اور اگر داہنی طرف والوں سے ہو

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ

تو اے محبوب تم پر سلام ہو داہنی طرف والوں سے ف۶ اور اگر جھٹلانے والے

الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾

گمراہوں میں سے ہو ف۷ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا ف۸

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے ف۹ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو ف۱۰

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ ۵۷ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعَاتُهَا ۴

سورۃ حدید مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ لَهٗ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ف۱۱ اور وہی عزت و حکمت والا ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ف۱۲ جلاتا ہے اور مارتا ف۱۳ اور وہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

ہے وہی اوّل وہی آخر ف۱۴ وہی ظاہر وہی باطن ف۱۵ اور وہی سب کچھ

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

جانتا ہے ف۱۶ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے ف۱۷

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا

پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ف۱۸ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے ف۱۹ اور جو اس

منزل ۷

❶ ہماری شانوں میں غور نہیں کرتے یا ہمارے فرشتوں کو نہیں دیکھتے تُبْصِرُوْنَ یا بَصَارَت سے بنایا بصیرت سے۔ ❷ اس قول میں کہ رب تعالیٰ دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا بعض کفار کا عقیدہ تھا اور ہے کہ روح انسانی جسم انسانی سے نکل کر دوسرے جانوروں کی شکلوں میں دنیا میں آوے گی جسے آواگون کہتے ہیں۔ اس آیت سے ان لوگوں کی بھی تردید ہو سکتی ہے کہ اگر روح پھر لوٹ کر آ سکتی ہے تو تم نکلتی ہو روح کو نکلنے نہ دو واپس لوٹا لو جب تم واپس نہیں کر سکتے تو مان لو کہ تم بے بس ہو رب قوی قادر ہے۔ ❸ معلوم ہوا کہ مقربین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے' نہ دائیں ہاتھ میں نہ بائیں میں' ان کا حساب کوئی نہیں ایسے ہی بچے کہ ان کے پاس اعمال کوئی نہیں' یہ وہ لوگ ہیں جو بے حساب جنت میں جائیں گے کیونکہ یہاں مقربین کا ذکر دائیں بائیں والوں کے مقابلہ میں ہو رہا ہے سرکاری دربار میں عوام تو پاس لے کر جاتے ہیں مگر وزراء کو اس کی ضرورت نہیں ❹ کہ موت کے فرشتے اس کی وفات کے وقت جنت کے پھول سونگھاتے ہیں' ان کی خوشبو لے کر وہ وفات پاتا ہے۔ ❺ یعنی جنت کو وہ مقرب اپنی قبر سے دیکھتا ہے' قیامت کے بعد ان میں داخل ہوگا' شہداء کی روحیں مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہیں۔ مگر جسمانی داخلہ بعد قیامت ہوگا' صوفیاء فرماتے ہیں کہ مقربین کے لئے دنیا میں وصال کی خوشبو اور جمال یار کے پھول ہیں (روح) ❻ روح البیان نے فرمایا کہ جنتی آدمی کے مرتے وقت اس کے اہل قرابت کی روحیں استقبال کے لئے آتی ہیں' اسے سلام کرتی ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ اے یمین والے تجھے مرتے وقت یمین والوں کی طرف سے سلام ہوگا۔ خزائن العرفان نے فرمایا' کہ اے محبوب آپ یمین والوں کی طرف سے بے فکر رہیں' وہ بڑے آرام سے ہیں' آپ کو سلام بھیجتے ہیں قبول فرماؤ ❼ یہ وہ ہیں جنہیں شمال والا فرمایا تھا' یعنی کفار جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہوں گے ❽ یعنی دوزخی کفار کو ان کے مرتے وقت نہ استقبال کے لئے ان کے پہلے مرے ہوئے لوگوں کی روحیں آئیں نہ انہیں کوئی سلام کرے' یوں ہی بعد موت قبر میں اور کل قیامت میں ان کا حمایتی یا استقبالی کوئی نہیں ان کی خاطر تواضع دوزخ میں قیام وہاں کے کھولتے پانی اور کانٹے والی غذاؤں سے ہے' دنیا میں ہی دیکھ لو محبوبوں کے مزارات پر سلام کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے' تمام قبرستان میں لوگ عموماً فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں' مردودوں کی قبروں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا ❾ یعنی ان تینوں گروہوں کے جو حالات بیان ہوئے وہ سب برحق ہیں جن میں تردد کی گنجائش نہیں۔ ❿ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اسے رکوع میں پڑھا کرو۔ ⓫ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو بے عیب جاننا یا بے عیب کہنا یا اس کے بے عیبی پر دلالت کرنا پہلی تسبیح اعتقادی ہے دوسری قولی' تیسری قہری' یہاں تسبیح قولی مراد ہے' یعنی آسمان و زمین کی تمام جاندار و بے جان چیزیں رب تعالیٰ کی پاکی بولتی ہیں' بعض اولیاء نے ان کی تسبیح سنی بھی ہے حضور کے فیض سے ابوجہل نے بھی مٹھی کی کنکریوں کی تسبیح سن لی ⓬ اس طرح کہ حقیقی بادشاہ وہی ہے جسے چاہے عارضی طور پر بادشاہت عطا فرما دے

ع ۳ ۲۲ ۱۶

بقیہ برصفحہ ۸۶۱

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ
سے باہر نکلتا ہے ف۱ اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے ف۲ اور وہ تمہارے ساتھ

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
ہے تم کہیں ہو ف۳ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ف۴ اسی کی ہے آسمانوں اور

الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ
زمین کی سلطنت ف۵ اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع ف۶ رات کو دن کے حصے میں لاتا ہے اور

يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے ف۷ اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے ف۸ اللہ اور اُس کے

وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو ف۹ جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا ف۱۰ تو جو تم میں ایمان لائے

مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ
اور اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لئے بڑا ثواب ہے ف۱۱ اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ

الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ ف۱۲ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے ف۱۳ اگر تمہیں

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ
یقین ہو ف۱۴ وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اُتارتا ہے ف۱۵ تاکہ تمہیں اندھیریوں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹﴾ وَمَا لَكُمْ
سے اُجالے کی طرف لے جائے ف۱۶ اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ف۱۷ اور تمہیں

اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے ف۱۸

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ
تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا ف۱۹ وہ مرتبہ

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا
میں اُن سے بڑے ہیں ف۲۰ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا ف۲۱ اور ان سب سے

(۱) دانہ اور بارش سے نباتات' سمندر سے موتی' کان سے سونا' چاندی وغیرہ قیامت میں مردے وہ سب رب کے علم میں ہیں (۲) یعنی آسمان سے جو رحمتیں' بارشیں' فرشتے' آسمانی کتب اترتی ہیں ان کی بھی رب کو خبر ہے اور جو دعائیں' بندوں کے اعمال' نیک بختوں کی روحیں وہاں جاتی ہیں انہیں بھی جانتا ہے (۳) عوام کے ساتھ رب کا علم وقدرت ہے خواص کے ساتھ اس کی رحمت' دشمنوں کے ساتھ اس کا غضب ورنہ رب تعالیٰ کی ذات مکانی ہمراہی سے پاک ہے وہ جگہ میں ہونے سے پاک ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف: ۵۶) (۴) ان پر تم کو سزا و جزا دے گا۔ اگر بندہ یہ خیال رکھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے تو کبھی گناہ پر دلیر نہ ہوگا (۵) خیال رہے کہ جیسے رب کی سلطنت ہر جگہ ہے ایسے ہی حضور کی نبوت ہر جگہ کہ وزیر اعظم کی وزارت ساری سلطنت میں ہوتی ہے اس لئے رب نے اپنی صفت فرمائی رب العالمین اور حضور کی صفت بیان کی رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا۔ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان: ۱) (۶) اس طرح کہ تم اور تمہارے سارے اعمال رب کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اس پیشی کی تیاری کرلو۔ (۷) اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو بڑا' رات کو چھوٹا کر دیتا ہے' سردیوں میں اس کے برعکس یا کبھی نفس کی ظلمت دل میں اور کبھی دلی نور نفس میں داخل فرماتا ہے (۸) یعنی جب رب تعالیٰ تمہارے دلوں کے ارادے اور نیتوں پر مطلع ہے تو تمہارے دن رات کے ظاہر و پوشیدہ اعمال بھی جانتا ہے (۹) اے لوگو' اس آیت کا خطاب خود حضور انور سے نہیں کیونکہ حضور صرف مومن نہیں بلکہ ہمارے مومن بہ یعنی ہمارا ایمان ہیں' صوفیاء کے نزدیک حضور رب کے مومن ہیں' بندوں کے ایمان' اس لئے ان کا نام کلمے' اذان و نماز میں داخل ہے اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی آخر سورہ بقر میں دیکھو (۱۰) یعنی رب نے جیسے تمہارے پچھلوں کو موت دے کر ان کا مال تمہیں دیا' ایسے ہی تمہیں مار کر تمہارا مال دوسرے لوگوں کو دے گا تو بہتر یہ ہے کہ تم خود راہ الٰہی میں خرچ کر کے یہ مال اپنے ساتھ لو (۱۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے رب نے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا' دوسرے یہ کہ صحابہ کا ثواب ہمارے ثواب سے زیادہ کہ رب نے فرمایا منکم تم لوگوں میں' تیسرے یہ کہ صحابہ کا اجر ہمارے وہم سے وراء ہے کہ رب نے کبیر فرمایا۔ (۱۲) یعنی اے صحابہ کرام کی مبارک جماعت' یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم مخلص مومن نہ ہو تم نے رسول کو دیکھا ان کی تبلیغ سنی' معجزات دیکھے' قرآن اترتے دیکھا اس لئے آگے حضور کے معجزات کا ذکر آ رہا ہے' اگر صحابہ مومن نہیں (معاذ اللہ) تو پھر دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں' کیونکہ ہم کو ایمان ان کی معرفت ملا' حضور خالق ومخلوق کے درمیان وسیلہ اور صحابہ نبی وامت کے درمیان واسطہ' جیسے بجلی کا تار' پاور ہاؤس و قمقموں کے درمیان (۱۳) میثاق کے دن رب تعالیٰ یا بیعت کے وقت حضور ﷺ' دوسرے معنی ظاہر ہیں کہ پہلے حضور کی دعوت کا ذکر ہوا (۱۴) یہ اِنْ شک کے لئے نہیں بلکہ وجوب کے لئے ہے' جیسے رب فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کیونکہ سارے صحابہ یقیناً مومن ہیں (۱۵) حضور پر قرآنی آیات' یا معجزات' معلوم ہوا کہ حضور رب کے مظہر اتم ہیں کہ رب نے بقیہ بر صفحہ ۸۶۱

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ ع ١٦ / ١٧

اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ف۱ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے کون ہے جو اللہ کو

يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى

قرض دے اچھا قرض ف۲ تو وہ اس کے لئے دونے کرے ف۳ اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور ہے ف۴ ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ف۵

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

اُن سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ف۶ تم اُن میں ہمیشہ رہو

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ

یہی بڑی کامیابی ہے ف۷ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ

کہیں گے ف۸ کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ف۹ کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو ف۱۰ وہاں نور ڈھونڈو ف۱۱ وہ لوٹیں

فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ

گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی ف۱۲ جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت

وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا

اور اس کے باہر کی طرف عذاب ف۱۳ منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ف۱۴ وہ کہیں

بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ

گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں ف۱۵ اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے ف۱۶ اور جھوٹی طمع نے

الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا

تمہیں فریب دیا ف۱۷ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا ف۱۸ اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا تو آج

يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ

نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے ف۱۹ اور نہ کھلے کافروں سے ف۲۰ تمہارا ٹھکانا آگ ہے

هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ

وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا

ف۱ یعنی اے مسلمانو! اس اختلاف کی وجہ سے تم بعض صحابہ کی تنقیص نہ کرنا' ان کے درجے اگرچہ مختلف ہیں مگر ان سب کا جنتی ہونا بالکل یقینی ہے کیونکہ رب وعدہ فرما چکا ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا' جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے' قرآن سچا ہے' دوسرے یہ کہ جو صحابہ بوقت مشکل خادم رہے ان کا بڑا درجہ ہے لہٰذا بی بی خدیجہ صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ آڑے وقت کے ساتھی ہیں رب فرماتا ہے۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (التوبہ: ۴۰) ف۲ یعنی خوش دلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے' چونکہ اس صدقہ پر جنت کا وعدہ ہے اس لئے اسے قرض فرمایا' قرض حسن وہ ہے جو خوشدلی کے ساتھ دیا جاوے مقروض سے نفع نہ لے تقاضا نہ کرے ف۳ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بندہ اور مولیٰ میں نفع سود نہیں' رب نے قرض پر زیادہ عطا کا وعدہ فرمایا۔ خیال رہے کہ دونے سے مراد دگنا نہیں' بلکہ بہت زیادہ مراد ہے جس کی مقدار رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صدقہ کی برکت سے دنیا میں زیادتی آخرت میں ثواب و عزت ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقیر کا درجہ غنی سے زیادہ ہے کہ رب نے فقیر کے لئے طلب فرمایا اور غنی سے طلب فرمایا ف۴ یہ نور پیچھے نہ ہوگا یا اس لئے کہ پیچھے نور کی ضرورت نہیں' یا اس لئے کہ پل صراط پر پیچھے کفار گزر رہے ہوں گے' اگر یہ نور پیچھے بھی ہوتو وہ کفار فائدہ اٹھالیں گویا بیٹری کی طرح روشنی ہوگی اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے ف۵ اس نور سے جنتی لوگ صراط پر آسانی سے گزریں گے اور جنت میں اپنی جگہ پر بہ آسانی پہنچ جائیں گے۔ ف۶ یعنی پل صراط پر نور ملنا وہاں سے بخیریت گزرنا' وہاں دہشت و وحشت سے امن' یہ تمہاری حقیقی خوشی یا کامیابی نہیں یہ تو اصلی و حقیقی کامیابی کا پیش خیمہ ہے جو آگے آ رہی ہے یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں۔ خیال رہے کہ مومن کا دنیا میں مرتے وقت قبر میں میدان محشر میں آرام و خوشی و خرمی اس کے اعمال کا اصلی عوض نہیں' اصلی عوض انشاء اللہ جنت ہے جو ان سب کے بعد ہے ف۷ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہوگا' یا رب تعالیٰ کا یہ ہی ظاہر ہے کہ پل صراط پر خیریت سے گزر جانے پر یہ فرمایا جائے گا ف۸ خیال رہے کہ کفار مسلمانوں سے محشر میں جدا ہو جائیں گے۔ کہ فرمایا جاوے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰس: ۵۹) مگر منافق اس چھانٹ میں علیحدہ نہ ہوں گے' یہ مسلمانوں کے ساتھ محشر سے روانہ ہوں گے پل صراط سے گزرنے لگیں گے مگر مسلمانوں کی پیشانیاں سجدوں و ایمان کی وجہ سے منور ہوں گی' منافق محروم ہوں گے' تب یہ گفتگو ہوگی یہاں منافقوں کی مخلصین سے چھانٹ ہوگی' اللہ مخلصین کے ساتھ حشر نصیب کرے' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ پل صراط پر مومن و منافق ساتھ ساتھ کیوں گزر رہے ہیں اور یہ گفتگو کیسے ہو رہی ہے ف۹ پیچھے مڑ کر معلوم ہوا کہ پل صراط پر مخلصین آگے ہوں گے منافقین پیچھے' مخلصین کی پیشانیاں سجدوں کے اثر سے بیٹری کی طرح چمکیں گی ف۱۰ یعنی میدان محشر کی طرف جاؤ' جہاں سے ہم نور لائے ہیں وہاں سے ہی تم لے آؤ' یہ سن کر وہ واپس ہوں گے بقیہ برصفحہ ۸۶۲

تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا

کہ اُن کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا ف۱ اور ان جیسے نہ ہوں

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ

جن کو پہلے کتاب دی گئی ف۲ پھر ان پر مدت دراز ہوئی ف۳ تو ان کے دل

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿١٦﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ

سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں ف۴ جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٧﴾

اسکے مرے پیچھے ف۵ بے شک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان فرما دیں کہ تمہیں سمجھ ہو ف۶

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ف۷ اور وہ جنھوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ف۸

يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ

ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

وہی ہیں کامل سچے ف۹ اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ف۱۰ ان کے لئے ان کا ثواب

وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾

اور اُن کا نور ہے ف۱۱ اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ف۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ف۱۳ اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور

تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ف۱۴ اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي

کو بھایا ف۱۵ پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا ف۱۶ اور

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَ

آخرت میں سخت عذاب ہے ف۱۷ اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا ف۱۸ اور

ع ۹ ۱۸

❶ (شانِ نزول) ایک بار حضور ﷺ دولتخانہ سے باہر تشریف لائے‘ ملاحظہ فرمایا کہ مسلمان آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا کہ تم ہنستے ہو‘ ابھی تک تمہارے پاس امان نہ آئی‘ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی‘ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے‘ فرمایا اتنا ہی رونا (خزائن و روح) زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے خوفِ الٰہی عشقِ مصطفوی میں رونا دل بیدار کرتا ہے ❷ یعنی اے مسلمانو‘ تم اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو‘ اپنے کو ان سے ممتاز رکھو ❸ یعنی اہلِ کتاب کا حال یہ ہوا کہ جب زمانہ نبوی ان سے دور ہو گیا تو وہ غفلت میں مبتلا ہو گئے‘ الحمد للہ مسلمان اب بھی ہدایت پر قائم ہیں ان میں علماء اولیاء اللہ موجود ہیں۔ حالانکہ حضور کو پردہ فرمائے ہوئے قریباً چودہ سو برس گزر گئے‘ جو حضور نے فرمایا وہ حق ہے کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی ❹ یعنی اہلِ کتاب میں آج کافر زیادہ ہیں۔ مومن تھوڑے جیسے عبد اللہ بن سلام و کعب احبار وغیرہم ❺ جیسے خشک زمین بارش سے ہری بھری ہوتی ہے ایسے ہی غافل دل اللہ کے ذکر سے بیدار و نرم ہوتے ہیں‘ لہٰذا اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو تا کہ دل بیدار رہیں ❻ یہ مثالیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ان چیزوں کو دیکھ کر اپنے کو سنبھالو‘ خشک زمین کو سرسبز ہوتے دیکھ کر قیامت میں اٹھنے پر ایمان لاؤ ❼ خیال رہے کہ یہاں رب تعالیٰ نے صدقے کے بعد قرض ذکر فرمایا‘ یا تو اس لئے کہ صدقہ سے عام صدقہ مراد ہے جس میں صدقاتِ جاریہ بھی شامل ہیں جیسے کنوئیں‘ مسجدیں‘ مسافر خانے وغیرہ اور قرض سے وہ صدقہ مراد جس کا فقیر کو مانگ کر دیا جائے یا صدقہ سے صدقاتِ واجبہ مراد ہیں اور قرض سے صدقاتِ نفلیہ یا صدقہ سے خیرات دینا مراد ہے قرض سے نیتِ خیر کرنا ہے۔ بہر حال آیت میں تکرار نہیں ❽ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صدقہ و خیرات کا بدلہ یقیناً ملے گا‘ جیسے قرض ضرور ادا کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مومن فقراء اللہ کے محبوب ہیں کہ رب نے ان کے لئے قرض طلب فرمایا اور ان سے سلوک کرنے کو اپنے پر قرض قرار دیا۔ ❾ صادق وہ جس کی زبان سچی ہو‘ صدیق وہ جس کے خیال‘ لسان‘ ارکان سب سچے ہوں۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے۔ صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے‘ صادق وہ جو مخلوق سے سچ بولے‘ صدیق وہ جو اللہ و رسول سے سچ بولے صادق وہ جو نفسانیت سے پاک ہو‘ صدیق وہ جو انانیت سے صاف ہو‘ صادق وہ جو واقعہ کے مطابق کہے صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کہے کے مطابق ہو‘ یعنی جو وہ کہہ دے وہ رب کر دے۔ ❿ دنیا و آخرت میں‘ دنیا میں جسے یہ جنتی کہیں وہ جنتی ہو اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ جس چیز کو یہ حلال جانیں وہ حلال ہے‘ حدیث میں ہے مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ آخرت میں دوسری امتوں پر گواہ ہو ⓫ نیک اعمال کا اجر اچھے عقائد کا نور‘ فرائض کا اجر نوافل کا نور‘ خیال رہے کہ یہ اجر و نور محبوبوں کی دنیا میں بھی ملتا ہے‘ جس نور سے بندہ غیوب کا مطالعہ کرتا ہے ⓬ معلوم ہوا کہ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں وہ بہر حال دوزخی ہے‘ جس درخت کی جڑ کٹ چکی ہو اس کی شاخوں کو پانی دینا بیکار ہے ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ حیاتِ دنیا وہ زندگی ہے جو نفسِ امارہ کے لئے صرف کی جائے۔ بقیہ بر صفحہ ۸۶۲

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ
دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال ف۱ بڑھ کر چلو اپنے رب کی
رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ
بخشش اور اس جنت کی طرف ف۲ جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ ف۳ تیار ہوئی ہے ان کے لئے
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے ف۴ جسے چاہے دے اور اللہ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ
بڑے فضل والا ہے ف۵ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں
وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
اور نہ تمہاری جانوں میں ف۶ مگر وہ ایک کتاب میں ہے ف۷ قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا کریں ف۸ بے شک یہ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ
اللہ کو آسان ہے ف۹ اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو ف۱۰ اس پر جو تم
اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ
کو دیا اور اللہ کو بھاتا نہیں کوئی اترونا (شیخی بگھارنے والا) بڑائی مارنے والا ف۱۱ وہ جو آپ بخل کریں اور اوروں سے
النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾
بخل کو کہیں ف۱۲ اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ف۱۳
لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ
بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب ف۱۴ اور عدل کی ترازو اُتاری ف۱۵
لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ
کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں ف۱۶ اور ہم نے لوہا اُتارا ف۱۷ اس میں سخت آنچ (نقصان)
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ
اور لوگوں کے فائدے ف۱۸ اور اس لئے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے ف۱۹
اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا
بے شک اللہ قوت والا غالب ہے ف۲۰ اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا ف۲۱ اور اُن کی

ع ۳ / ۶ / ۱۹

۱ جیسے کانچ کا برتن جو ٹھیس لگتے ہی ٹوٹ جاوے یہ اس کے لئے جو دنیا پر اعتماد کرے ۲ یعنی اے مسلمانوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس طرح کہ استغفار نیک اعمال میں اوروں سے آگے نکل جاؤ معلوم ہوا کہ دینی امور میں غبطہ رشک ہوس حرص عبادت ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جنت کا کھلا اور سیدھا راستہ شریعت ہے جو عبادت کے قدم سے طے ہوتا ہے اور جنت کا پیچیدہ مگر قریب تر راستہ طریقت ہے جو عشق کے پروں سے طے ہوسکتا ہے۔ مگر طریقت والے شریعت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ۳ یعنی اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین پھیلا کر ایک دوسرے سے ملا دیئے جائیں تو جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں پھر اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا وہ تو ہمارے وہم وگمان سے باہر ہے ۴ معلوم ہوا کہ جنت محض عمل سے نہ ملے گی جب تک رب فضل نہ کرے ہاں بعض مومن محض فضل الٰہی سے جنت پالیں گے اور بعض اعمال کے ذریعہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے جنت نہیں ۵ چونکہ رب تعالیٰ خود عظیم ہے لہٰذا اس کا فضل وکرم بھی عظیم۔ ۶ زمینی مصیبت سے مراد قحط سالی مالی نقصانات ہیں جانی مصیبت سے مراد بیماری اولاد کی موت وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی کیونکہ یہ جگہ جنت نہیں ہے جہاں ہر طرح کا امن ہو پھر یہ مصیبت صابروں کے لئے ترقیء درجات کا سبب بنے گی بے صبروں کے لئے بربادیء اعمال کا ذریعہ ۷ یعنی تم پر دنیاوی مصیبتیں آنا محض اتفاقاً نہیں جسے بائی چانس کہہ کر ٹال دو بلکہ یہ سب کچھ پہلے ہی طے ہو چکا ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے ہاں بعض مصیبتیں بعض وجہوں سے آتی ہیں مگر یہ وجہیں بھی لوح محفوظ میں درج ہیں کہ فلاں بندہ فلاں کام کرے گا۔ جس کے باعث اس پر آفت آئے گی۔ لہٰذا بندہ نہ مجبور محض ہے نہ قادر مطلق یہ آیت مسئلہ تقدیر کے خلاف نہیں ۸ لہٰذا جن بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ آئندہ آنے والے واقعات کو جانتے ہیں کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں ہیں اور لوح محفوظ ان کے علم میں جیسے انبیاء کرام بعض اولیاء اللہ اور مدبرامر فرشتے ۹ لوح محفوظ میں سب چھوٹے بڑے واقعات لکھ دینا رب پر آسان ہے یا مصیبتیں بھیجنا۔ مصیبتیں ٹالنا رب پر آسان ہے ۱۰ یہاں غم سے مراد ناشکری کا غم ہے اور خوشی سے مراد شیخی وتکبر کی خوشی یہ دونوں چیزیں بری ہیں۔ صبر کے ساتھ غم اور شکر کی خوشی عبادت ہے۔ لہٰذا یہ آیت فَلْيَفْرَحُوْا کے خلاف نہیں اس لئے آگے مختال وفخور فرمایا۔ ۱۱ یہاں عدم محبت سے مراد ناراضگی ہے یعنی رب ان سے ناراض ہے۔ ۱۲ خود بھی کنجوس ہیں راہ الٰہی میں خرچ نہیں کرتے اور دوسرں کو بھی خرچ فی سبیل اللہ سے روکتے ہیں جیسے اس وقت یہود یا آج کل کے وہابی جو بیچارے صدقہ وخیرات ہی کو روکتے پھرتے ہیں۔ مردہ مسلمانوں کے دشمن ہیں ۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا دین تمہاری سخاوت کا محتاج نہیں سخاوت کا نفع خود تم کو ہی ملے گا ۱۴ کتاب یا صحیفہ نئی یا پرانی لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو نئی کتاب ہی ملی ہو ورنہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار میں کتابیں کل چار صحیفے کل سو یا ایک سو دس ۱۵ ترازو نوح علیہ السلام پر اتری۔ پھر سب

بقیہ برصفحہ ۸۶۲

فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ

اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی ؎۱ تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہتیرے

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا

فاسق ہیں ؎۲ پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے ؎۳ اور اُن کے پیچھے

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ

عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ؎۴ اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ

پیروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ؎۵ اور راہب بننا

ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ؎۶ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

کی ؎۷ پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا ؎۸ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا ؎۹

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں ؎۱۰ اے ایمان والو ؎۱۱ اللہ سے ڈرو

وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ

اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ؎۱۲ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا ؎۱۳ اور تمہارے لئے

نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾

نور کردے گا جس میں چلو ؎۱۴ اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؎۱۵

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ

یہ اس لئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو

فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

نہیں ؎۱۶ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے ؎۱۷

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ؎۱۸

۱ یعنی وہ ہی نبی ہوا جو حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام دونوں کی اولاد میں ہو۔ لہٰذا مرزا نبی نہیں' کہ وہ حضرت نوح کی اولاد تو ہے' مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام رسول ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لائے' حضرت آدم' شیث' ادریس' نوح' صالح' ہود' علیہم السلام ان سے اگلے نبی ہیں۔ لوط علیہ السلام آپ کے زمانہ کے نبی۔ پھر سارے پیغمبر آپ کی اولاد میں ہیں۔ ۲ یعنی ان بزرگوں کی ذریت میں کچھ تو مومن متقی ہوئے' اور زیادہ فاسق ۳ یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت رسول آئے' اثارھم میں ھم ضمیر ان دونوں کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ یہ انبیاء کرام ذریت میں تھے نہ کہ ذریت کے بعد ۴ یعنی ان سب رسولوں کے بعد عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے۔ جو بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں جیسے ہمارے حضور تمام نبیوں سے آخری رسول۔ عیسیٰ علیہ السلام کو یک دم پوری انجیل کتابی شکل میں عطا ہوئی' اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد صرف والدہ سے پیدا ہوئے' ورنہ انہیں ماں کی طرف نسبت نہ دی جاتی اور عیسیٰ ابن مریم نہ فرمایا جاتا۔ لڑکے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب: ۵) ۵ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری آپس میں ایک دوسرے پر ایسے رحیم و کریم تھے جیسے حضور کے صحابہ۔ جن کے بارے میں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: ۲۹) فرمایا گیا ۶ یعنی دنیا ترک کرنا عبادات کی سخت مشقتیں انہوں نے خود ایجاد کرلیں' چنانچہ عیسائیوں میں پہاڑوں میں رہنا خلوت نشینی' نکاح نہ کرنا' موٹا کھانا۔ موٹا پہننا بڑی عبادت تھی۔ ۷ یعنی جس عیسائیوں نے رب کو راضی کرنے کے لئے یہ مشقتیں ایجاد کیں' ان کی نیت بخیر تھی ۸ کہ بعد میں بہت عیسائی تثلیث میں پھنس کر مشرک و بت پرست ہو گئے' بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے ۹ یعنی

ع ۲۰

مومن عیسائیوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات کا ثواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقہ ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں بہت باعث ثواب ہے جیسے قرآن کریم کے تیس پارے رکوع بنانا۔ علم حدیث و فقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان وغیرہ۔ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کرکے اسے نہ نبھانا برا ہے کہ اس پر عتاب فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ ترک دنیا ہمارے دین میں منع ہے ۱۰ اس پوری آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے دل میں ہم نے نرمی اور آپس کی محبت و رحمت رکھی' پھر انہوں نے اسی نرم دلی اور خوف خدا کے باعث تارک الدنیا ہو جانا۔ یہاں کے عیش و آرام چھوڑ دینا اپنی طرف سے ایجاد کرلیا۔ جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر سب کچھ انہوں نے طلب رضاء الٰہی کے لئے کیا۔ لیکن بعض تو اس ترک دنیا ترک لذات وغیرہ بدعات حسنہ کو نبھا سکے اور اس پر قائم رہے مگر اکثر نہ نبھا سکے اور فاسق بن گئے مثلاً اکثر راہب ترک نکاح کرکے بدترین گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے۔ ترک دنیا کو تحصیل دنیا کا ذریعہ بنالیا۔ انجیل شریف سے بجائے دین حاصل کرنے کے دنیا حاصل کرنے لگے وغیرہ غرضیکہ تھوڑے تو اپنے مقصد پر قائم رہے اور بہت سے بدکار و فاسق بقیہ بر صفحہ ۸۶۲

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ ٥٨ مَدَنِيَّةٌ ١٠٥ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٢٢ رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورۂ مجادلہ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات ف۱ جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے ف۲ اور اللہ سے شکایت

اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝١ اَلَّذِیْنَ

کرتی ہے ف۳ اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے ف۴ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ف۵ وہ جو

یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ

تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں جگہ کہہ بیٹھتے ہیں ف۶ وہ ان کی مائیں نہیں ف۷ ان کی مائیں تو وہی ہیں

اِلَّا الّٰٓیْٔ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ

جن سے وہ پیدا ہیں ف۸ اور وہ بے شک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں ف۹

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝٢ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ

اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں ف۱۰ پھر وہی کرنا چاہیں جس

یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ

پر اتنی بڑی بات کہہ چکے ف۱۱ تو ان پر لازم ہے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ف۱۲ یہ ہے

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝٣ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ

جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے بردہ نہ ملے تو ف۱۳ لگاتار دو

شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ

مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ف۱۴ پھر جس سے روزے بھی نہ ہو

فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ

سکیں ف۱۵ تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا ف۱۶ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو ف۱۷ اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝٤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ

اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے ف۱۸ بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں

اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ

اللہ اور اس کے رسول کی ف۱۹ ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی ف۲۰ اور بے شک ہم نے روشن آیتیں

❶ (شان نزول) حضرت اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو کہہ دیا کہ تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو' اسلام سے پہلے یہ لفظ طلاق تھا۔ حضرت خولہ نے بارگاہ نبوی میں آکر عرض کی کہ میں بوڑھی ہوں' بچوں والی ہوں' مال میرے پاس نہیں' ماں باپ میرے وفات پاچکے اگر بچوں کو چھوڑوں تو مجھے تکلیف ہو۔ اگر نہ چھوڑوں تو انہیں تکلیف ہو کہاں سے کھلاؤں' کوئی ایسی صورت ہو کو شوہر سے میری جدائی نہ ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ❷ معلوم ہوا کہ پیغمبر سے بحث کبھی رب کو پیاری ہے اور کبھی ناپسند' یہ بحث مخالفت یا مقابلہ کی نہ تھی بلکہ کرم طلب کرنے کے لئے تھی۔ حضور کی امت حضور کی باندی غلام ہیں حضور سے عرض و معروض کر سکتے ہیں۔ ❸ اس طرح کہ اپنے دکھ درد آپ سے عرض کر رہی ہے۔ آپ سے فریاد کرنا رب سے فریاد کرنا ہے کیونکہ خولہ نے جو کچھ عرض کیا حضور سے عرض کیا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ سے شکایت کی۔ معلوم ہوا کہ رب سے ہر شکایت کرنی بری نہیں ہے۔ بے صبری کی شکایت بری ہے ❹ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سماع قبول سے اس بات کو سنتا ہے جو حضور سے عرض کی جاوے یا حضور کے واسطے سے رب سے۔ کیونکہ یہاں قبول کا سننا مراد ہے اور تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا میں حضور سے عرض کرنا اور تَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ میں حضور کے واسطے سے رب سے عرض کرنا مراد۔ حضور کا وسیلہ چھوڑ کر جو عرض کی جاوے وہ قبول نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (الرعد: ١٤) ❺ یوں تو رب تعالیٰ سب کی سنتا' سب کو دیکھتا ہے مگر جو حضور کے آستانہ پر آجائے اس کو رحمت سے دیکھتا ہے' اور اس کی رحمت سے سنتا ہے ❻ یعنی ان سے ظہار کر لیتے ہیں۔ ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی یا اس کے جزو شائع کو یا اس عضو کو جس سے کل مراد ہوتا ہے اپنی نسبی' یا رضائی محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا حرام ہے' جیسے کہے کہ تو یا تیرا نصف یا تیری گردن میری ماں کی ران کی طرح ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظہار صرف بیوی سے ہوگا۔ لونڈی سے نہ ہوگا۔ کیونکہ نساء فرمایا گیا۔ ❼ یعنی مظاہر کی بیوی اس کہنے سے نہ تو واقعی ماں بن گئی۔ نہ ماں کی طرح حرام ہوگئی یعنی طلاق واقع نہ ہوگی ❽ یعنی نسبی ماں جسے ماں کی جہت سے میراث ملے' وہ صرف وہ ہی ہے جس کے پیٹ سے یہ پیدا ہوا ہو۔ خیال رہے کہ رضاعی یعنی دودھ کی ماں حرمت و احترام میں ماں کے حکم میں ہے۔ حضور کی ازواج مطہرات حرمت و تعظیم میں مائیں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کہ یہاں حقیقت کا ذکر ہے وہاں حکم کا ❾ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیوی کو ماں کہنا گناہ ہے' دوسرے یہ کہ اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ خولہ بنت ثعلبہ اپنے خاوند اوس ابن صامت پر اس لفظ سے مطلقہ نہ ہوگئیں اگر بیوی کو ماں کہے تو ظہار بھی نہیں۔ ظہار میں تشبیہ شرط ہے۔ ❿ خواہ ایک بیوی یا چند کو جیسا کہ نساء جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی چار بیویوں سے کہے کہ تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو۔ تو سب سے ظہار ہوگیا ⓫ یعنی ظہار توڑنا اور اس کی حرمت اٹھا دینا چاہیں تو ظہار کا کفارہ دیں' جس کا ذکر یہ ہے بقیہ بر صفحہ ٨٦٢

بَيِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا
اُتاریں ف۱ اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا ف۲

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ
پھر انہیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتادے گا ف۳ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے ف۴ اور ہر چیز اللہ کے

شَهِيْدٌ ﴿۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا
سامنے ہے ف۵ اے سُننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۶ جہاں

يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے ف۷ اور پانچ کی تو چھٹا وہ

وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں ف۸ پھر

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ تَرَ
انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا ف۹ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۱۰ کیا تم نے اُنہیں نہ دیکھا

اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ
جنہیں بُری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی ف۱۱ اور

يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَ اِذَا جَآءُوْكَ
آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں ف۱۲ اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا
تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے ف۱۳ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں

اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا
اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر ف۱۴ انہیں جہنم بس (کافی) ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی بُرا انجام ف۱۵ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ
ایمان والو تم جب آپس میں مشورت کرو ف۱۶ تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ
نافرمانی کی مشورت نہ کرو ف۱۷ اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو ف۱۸ اور اللہ سے ڈرو جس کی

منزل ۷

① گزشتہ رسولوں پر ان کے معجزات یا اے محبوب آپ پر قرآن کی آیات اور ہزارہا معجزے جن سے آپ کی نبوت روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی اسی لئے انہیں مبینات فرمایا ② ایک وقت میں اٹھائے گا اور ایک جگہ جمع فرمائے گا ③ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اولاً قیامت میں سب کافر مومن جمع ہوں گے، چھانٹ بعد میں ہوگی، دوسرے یہ کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف منسوب ہوتے ہیں کیونکہ قیامت میں اعمال جتلانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ اللہ انہیں خبر دے گا۔ ④ دنیا میں، مگر آخرت میں ہر ایک کو اپنے سارے اعمال یاد آجائیں گے، یا یاد دلائے جائیں گے ⑤ جب حاکم خود واردات پر گواہ ہو تو مجرم کا بچنا ناممکن ہے، ⑥ (شان نزول) ایک دن ربیعہ اور حبیب عمرو کے بیٹے اور صفوان ابن امیہ باتیں کر رہے تھے، ان میں سے ایک بولا کیا رب ہماری ان باتوں کو جانتا ہے، دوسرا بولا بعض کو جانتا ہے، بعض کو نہیں، تیسرا بولا اگر بعض کو جانتا ہے تو سب کو جانتا ہے تب یہ آیت اتری (روح) ⑦ اس طرح کہ انہیں دیکھ رہا ہے ان کی ہر بات سنتا ہے، ورنہ رب تعالیٰ کا کسی جگہ میں ہونا غیر ممکن ہے، مقصد یہ ہے کہ خلوت، جلوت میں انسان اللہ کو اپنے ساتھ جانے، تاکہ گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے، یہ تصور کہ خدا میرے ساتھ ہے، تقویٰ اور توکل کی اصل ہے، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے۔ مگر رحمت کے لحاظ سے مومنوں کے ساتھ، غضب کے لحاظ سے کفار کے ساتھ۔ ⑧ یعنی جہاں اچھی بری مجلس میں یہ لوگ ہوں رب تعالیٰ ان کے ساتھ ہوگا خیال رہے کہ جیسے سورج کی دھوپ ہر گندی و ستھری جگہ پڑتی ہے مگر اس سے نہ دھوپ گندی ہو نہ سورج کی شان میں فرق آئے، یوں ہی رب کا علم و قدرت ہر اچھی بری جگہ ہے مگر اس سے نہ علم و قدرت برے ہوں، نہ رب کی شان میں فرق آئے ⑨ دنیا اور قبر میں مکمل حساب نہیں ہو سکتا کیونکہ بندہ کچھ اعمال کر چکا ہے کچھ کرنا باقی ہیں قبر میں اعمال جاریہ کے کچھ ثواب آنے باقی ہیں۔ اس لئے حساب کے واسطے قیامت کا دن مقرر ہے، اس ہی دن سب کو سارے اعمال کی خبر دی جائے گی، ⑩ ممکن غیر ممکن موجود غیر موجود، واجب وغیرہ سب کو اس کا علم گھیرے ہوئے ہے مگر قدرت سے ناممکن اور واجب خارج ہیں، دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔ ⑪ (شان نزول) کفار و منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے۔ اور مسلمانوں کی طرف اشارے کرتے جاتے تھے۔ تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ہمارے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے رنج ہوتا تھا، اس کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی گئی۔ حضور نے ان یہود و منافقین کو اس سے منع کیا۔ مگر وہ نہ مانے، ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) لہٰذا یہاں نجویٰ سے مراد وہ خفیہ باتیں ہیں، جن سے مسلمانوں کو تکلیف ہو ⑫ یعنی ان کی سرگوشیاں تین وجہ سے جرم ہیں، گناہ کی سرگوشیاں کرنا، مسلمانوں کو تکلیف دینا، حضور کی ممانعت کی مخالفت کرنا۔ لہٰذا وہ معصیت بھی ہے عدوان بھی۔ حضور کی مخالفت بھی ⑬ معلوم ہوا کہ حضور کو ان الفاظ سے یاد کرنا چاہئے اور ان الفاظ سے سلام کرنا چاہئے جن سے اللہ نے حضور کو یاد فرمایا۔ لہٰذا حضور کو باوا، چچا، بھیا، ابا وغیرہ نہ کہا

بقیہ بر صفحہ ۸۶۳

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا

طرف اٹھائے جاؤ گے وہ مشورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے ۱ اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے ۲

وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے ۳ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ

چاہئے ۴ اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو

فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ

تو جگہ دو ۵ اللہ تمہیں جگہ دے گا ۶ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو ۷ اللہ تمہارے

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا ۸ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی

خَبِيرٌ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ

خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو ۹ تو اپنی عرض سے پہلے

يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ

کچھ صدقہ دے لو ۱۰ یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ

اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۱ کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے

صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

دو ۱۲ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی ۱۳ تو نماز قائم رکھو

وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾

اور زکوٰۃ دو ۱۴ اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو ۱۵ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ

کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے ۱۶ وہ نہ تم میں سے نہ ان

وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ

میں سے ۱۷ وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں ۱۸ اللہ نے

۱ یعنی جو کمیٹیاں مشورے برے کاموں کے لئے ہوں وہ کمیٹیاں شیطانی اور مشورے ابلیسی ہیں لہٰذا جو کمیٹی مشورے دینی کام کے لئے ہوں وہ ایمانی ہیں کسی مجلس کو حرام و حلال کہنے سے پہلے اس مجلس کے کام دیکھ لو اچھے کام کی مجلس کو اچھا کہو برے کام کی مجلس کو برا لہٰذا میلاد شریف کی مجلس ایمانی مجلس ہے کہ ان میں ان کا ذکر خیر ہوتا ہے جن سے ایمان ملا ۲ وہ شیطان یا یہ مشورہ کرنے والا' معلوم ہوا کہ مومن کو ایذا دینے والا کام سخت برا ہے اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے ۳ اس میں مسلمانوں کو تسکین دی گئی کہ تم ان خبیثوں کے مشوروں سے مغموم نہ ہو یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے' جو تمہیں تکلیف پہنچے گی وہ رب کی طرف سے' جس میں ہزارہا حکمتیں ہوں گی ۴ توکل دو قسم کا ہے۔ توکل عام توکل خاص' اسباب چھوڑ کر رب پر نظر رکھنا توکل خاص ہے اسباب سے تعلق رکھ کر مسبب اسباب پر نظر توکل عام ۵ (شان نزول) اصحاب بدر کی حضور کی بارگاہ میں بڑی عزت تھی ایک دن کچھ بدری صحابہ حضور کی مجلس شریف میں پہنچے' جگہ بھر چکی تھی۔ انہیں جگہ نہ ملی انہوں نے سلام کر کے جگہ ملنے کا انتظار کیا' کسی نے انہیں جگہ نہ دی' حضور ﷺ نے اپنے پاس والوں کو اٹھا کر ان کی جگہ بنائی' اٹھنے والوں کو کچھ گراں گزرا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۶ جنت میں یا اپنی رحمت میں یا تمہاری قبروں کو وسیع کر دے گا۔ اس سے

ع ۲ چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے لئے جگہ چھوڑنا' ان کی تعظیم کرنا۔ مسجد میں بھی جائز بلکہ سنت ہے کہ یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہی ہوا اگر تلاوت قرآن کی حالت میں اللہ کا مقبول بندہ آ جائے تو قرآن کریم بند کر کے اس کی تعظیم کرے پھر قرآن شریف پڑھے۔ صحابہ کرام تو عین نماز کی حالت میں بھی حضور کا ادب کرتے تھے کہ حضور کے لئے امام پیچھے آ جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان بھائی کی تعظیم رب کو بڑی پیاری ہے کہ اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ۷ نماز کے لئے یا جہاد کے لئے یا کسی کو جگہ دینے یا کسی کی تعظیم کے لیے لہٰذا اگر واعظ سامعین سے کہے کہ اٹھ کر سلام پڑھو تو سب اٹھ کھڑے ہوں' اس آیت سے ثابت ہے ۸ علم سے مراد دین ہے معلوم ہوا کہ علماء دین بڑے درجہ والے ہیں دنیا میں آخرت میں ان کی عزت ہے رب تعالیٰ نے ان کی بلندی درجات کا وعدہ کیا انہیں دنیا و آخرت میں عزت ملے گی ۹ شان نزول' حضور ﷺ کی بارگاہ میں اغنیاء اپنی عرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء صحابہ کو کچھ عرض کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار صدقہ کر کے حضور سے دس سوال کئے' اس آیت پر صرف حضرت علی مرتضیٰ نے عمل کیا کسی اور کو موقعہ نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی (خزائن و روح البیان) خیال رہے کہ یہ پابندی حضور سے خفیہ عرض و معروض کرنے پر تھی' مجلس شریف میں حاضری وعظ شریف سننے یا علانیہ طور پر کچھ عرض کرنے پر یہ پابندی نہ تھی' علی مرتضیٰ کے سوا کسی صحابی کو اس مدت میں مشورہ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی' ورنہ حضرت ابوبکر و عثمان غنی تو اشارہ ابرو پر لاکھوں خیرات کر دیتے تھے ۱۰ اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ مگر استحباب باقی ہے معلوم ہوا کہ رب سے عرض و معروض کرنی ہو بقیہ بر صفحہ ۸۶۳

لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ف۱ بے شک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو

جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ

ڈھال بنالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا ف۲ تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے ف۳ ان کے مال

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ

اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام نہ دیں گے ف۴ وہ دوزخی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا

انھیں اس میں ہمیشہ رہنا ف۵ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے ف۶ جیسی

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا ف۷ سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ف۸

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلادی ف۹ وہ شیطان کے گروہ ہیں

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ

سنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ف۱۰ بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ

کرتے ہیں ف۱۱ وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں ف۱۲ اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول ف۱۳

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر ف۱۴ کہ دوستی کریں

يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ

ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ

بھائی یا کنبے والے ہوں ف۱۵ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ف۱۶ اور اپنی طرف

بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

کی روح سے اُن کی مدد کی ف۱۷ اور انھیں باغوں میں لے جائے گا ف۱۸ جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ

منزل ۷

۱ معلوم ہوا کہ منافق کی سزا اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے۔ ۲ یعنی منافقین اپنی جھوٹی قسموں کے ذریعہ اپنے مال و جان محفوظ رکھتے تھے ۳ پہلی آیت میں عذاب قبر مراد تھا اور یہاں عذاب آخرت لہٰذا تکرار نہیں ۴ یعنی منافقوں کی اولاد و اموال قیامت میں انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے، جن کی وجہ سے وہ آج منافق بنے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ان کی اولاد و مال کام دیں گے کیونکہ کام نہ دینا کفار کا عذاب ہے، نیک اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ گار ماں باپ کو بخش دے گا۔ ۵ معلوم ہوا کہ منافق بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے وہ کافر ہی ہیں ۶ یہ قیامت کے اول وقت میں ہوگا کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام: ۲۳) پھر بعد میں اپنے کفر وغیرہ کا اقرار کریں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، اس سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے گناہ کا انکار یا جھوٹے بہانے بازی ڈبل گناہ ہے اقرار گناہ عبادت ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (اعراف: ۲۳) اس سے ان کی محبوبیت ظاہر ہوئی ۷ کہ جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے دوست بنے رہے اور کفار کے بھی ہم بڑے ہی سیاست دان اور پالیسی باز ہیں، معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا منافقوں کا کام ہے ۸ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا خصوصاً جب کہ جھوٹی ہوں۔ منافقوں کی علامت ہے۔ روایات میں ہے کہ زیادہ قسموں سے روزی گھٹتی ہے۔ ۹ یعنی منافقین شاطرانہ چالوں سے ہی فرصت نہیں پاتے اللہ کی عبادت کب کریں ان کی نمازیں اور قسمیں بھی چالبازی کے لئے ہیں نہ کہ عبادت الٰہی کے لئے ۱۰ معلوم ہوا کہ بری نیت سے نیک کام کرنا شیطانی عمل ہے، منافقین چالبازی کے لئے نماز روزہ و زکوٰۃ ادا کرتے تھے، مگر انہیں شیطانی ٹولہ قرار دیا گیا ۱۱ معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی دانست میں اللہ کی مخالفت نہیں کرتا، کافر کفر بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ رب اس سے راضی ہے ہاں حضور کی مخالفت کرتے ہیں اسے رب نے اپنی مخالفت فرمایا ۱۲ یعنی قیامت میں تو یقیناً اور کبھی دنیا میں بھی یا اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں اگرچہ دنیا میں کچھ ظاہری عزت پالیں تو لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳ اس لئے کوئی نبی میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہ ہوئے اور جو انبیاء کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے وہ مجاہد نہ تھے اور ان کی شہادت ان کے غلبہ کا ذریعہ ہوئی کہ دین کا غلبہ ہوا۔ ۱۴ یعنی ساری ایمانی چیزوں پر، بعض ایمانی چیزیں فرما کر کل مراد لی گئیں ۱۵ یعنی مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور ان سے مطلقاً الفت نہیں ہوتی، اس کے ماں باپ بھائی بہن کافر ہوں تو اس کے دل میں ان سے الفت نہیں ہوتی محبت الٰہی دل میں دشمنان دین کی محبت نہیں آنے دیتی۔ شعر ۔ ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد اللہ تعالیٰ کامل ایمان نصیب کرے، اس آیت سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر مومن و کافر کو اپنا بھائی سمجھو ۱۶ صحابہ کرام کی زندگی اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی، ابوعبیدہ ابن جراح نے احد میں اپنے باپ جراح کو حضرت علی مرتضیٰ نے بدر میں عتبہ ابن ربیعہ کو قتل کیا، حضرت عمر بقیہ برصفحہ ۸۶۳

فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ

رہیں اللہ ان سے راضی ۱ اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے ۲ سنتا ہے

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۲﴾

اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

سورۃ الحشر مدنیۃ ۵۹ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۲۴ رکوعاتہا ۳

سورہ حشر مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱﴾ هُوَ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ۳ اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۴ وہی

الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ

ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ۵ اُن کے گھروں سے نکالا ۶ اُن کے پہلے

الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ

حشر کے لئے ۷ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے ۸ اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے اُنہیں اللہ سے بچا

اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ

لیں گے ۹ تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا ۱۰ اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي

کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں ۱۱ اور مسلمانوں کے ہاتھوں ۱۲ تو عبرت لو اے

الْأَبْصَارِ ﴿۲﴾ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ

نگاہ والو ۱۳ اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے اُن پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا ۱۴

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ

اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے ۱۵ یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے (جدا) رہے ۱۶

وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۴﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ

اور جو اللہ اور (اس کے رسول سے) پھٹا رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ۱۷ جو درخت تم نے

لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ

کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے ۱۸ یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لئے کہ

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی رضا بڑی نعمت ہے جو کسی کسی کو ملتی ہے دوسرے یہ کہ بزرگوں کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں' خواہ وہ صحابی ہوں یا اولیاء اللہ یا علماء' رب فرماتا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (البینۃ: ۸) جو اللہ سے ڈرے وہ اللہ سے راضی ہے اللہ اس سے راضی ۲ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اللہ کی جماعت ہیں اور تاقیامت جو ان کے ساتھ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے جو ان سے علیحدہ ہو وہ شیطانی جماعت میں داخل ہے۔ ۳ (شان نزول) یہ سورہ کریمہ یہود مدینہ میں سے بنی نضیر کے متعلق نازل ہوئی جب حضور انور مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہم غیر جانبدار رہیں گے نہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ سے لڑنے والوں سے ملیں گے' جنگ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو یہ لوگ حضور ﷺ کی بہت تعریفیں کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ وہی رسول ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی' جب احد کے دن مسلمانوں کو ظاہری ہزیمت ہوگئی تو یہ مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے لگے ان کا سردار کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر کفار مکہ سے حضور کے خلاف معاہدہ کیا' جس کا نتیجہ جنگ احزاب کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضور نے کعب ابن اشرف کو قتل کرا دیا بذریعہ محمد ابن مسلمہ کے اور بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا' منافقین نے بنی نضیر کی بہت ہمدردی کی مگر بیکار' اکیس روز محاصرہ رہا۔ پھر بنی نضیر تنگ ہو کر جلا وطنی پر راضی ہو گئے چنانچہ مدینہ منورہ خالی کر کے شام' اریحا' خیبر کی طرف چلے گئے' مسلمانوں کو ان کے شر سے امن ملا (خزائن) حضرت صفیہ بنت حیی بنی نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں جو حضور کے نکاح میں آئیں۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان و جن کے سوا کسی

منزل ۷

مخلوق میں کافر نہیں سب رب کے مطیع ہیں کیونکہ ما غیر عقل والوں کے لئے بولا جاتا ہے دوسرے یہ کہ ہر چیز بزبان قال رب کی تسبیح کرتی ہے جسے ہم نہیں سمجھتے مگر ان کی تسبیح کی تاثیر جداگانہ ہے سبزے کی تسبیح سے عذاب قبر دور ہوتا ہے ۵ یعنی بنی نضیر کو جو کافر بھی تھے بدعہد بھی' مسلمانوں کے دشمن بھی ۶ جو گھر مدینہ منورہ میں تھے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو ہر وقت پریشانی رہتی تھی ۷ حضور ﷺ نے یہود مدینہ بنی نضیر کو خیبر کی طرف جلا وطن کیا' یہ ان کا پہلا حشر تھا' عمر فاروق نے انہیں خیبر سے شام کی طرف نکالا۔ یہ ان کا دوسرا حشر تھا' کیونکہ انہوں نے سخت غداری کی تھی ۸ کیونکہ بنی نضیر بہت قوت و مال و جائیداد کے مالک تھے انہوں نے مدینہ منورہ میں بہت مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ ۹ کیونکہ یہ مضبوط قلعے ناقابل تسخیر ہیں ۱۰ اس طرح کہ ان کا سردار کعب بن اشرف اس کے رضاعی بھائی محمد ابن مسلمہ کے ہاتھوں مارا گیا' جس سے ان کی ہمتیں پست ہو گئیں' اس کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ مرعوب ہو کر گھبرا گئے ۱۱ یعنی بنی نضیر جلا وطنی کے وقت اپنے گھر خود اپنے ہاتھوں سے ڈھاتے ہیں تاکہ جو لکڑی وغیرہ کارآمد ہو ساتھ لے جاویں' یا تاکہ یہ مکانات مسلمانوں کے استعمال کے لائق نہیں رہیں'

بقیہ بر صفحہ ۸۶۴

الْفٰسِقِیْنَ ﴿۵﴾ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ
فاسقوں کو رسوا کرے اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے
مِنْ خَیْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ
گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ف۱ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے ف۲
وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۶﴾ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ
اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۳ جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو
الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ
شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں ف۴ اور یتیموں اور مسکینوں اور
ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ
مسافروں کے لئے ف۵ کہ تمہارے اغنیا کا مال نہ جائے ف۶ اور جو کچھ تمہیں
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو ف۷ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا
شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ
عذاب سخت ہے ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے ف۸ جو اپنے گھروں
وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ
اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ف۹ اور اللہ و
رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ
رسول کی مدد کرتے ف۱۰ وہی سچے ہیں ف۱۱ اور جنھوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں
مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ
گھر بنالیا ف۱۲ دوست رکھتے ہیں انھیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے ف۱۳ اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت
حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫
نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے ف۱۴ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں شدید محتاجی ہو ف۱۵
وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ
اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں ف۱۶ اور وہ جو اُن کے

(۱) یعنی بنی نضیر کے چھوڑے ہوئے مال تمہیں بغیر جہاد کے میسر ہوئے لہٰذا یہ غنیمت کی طرح تقسیم نہ ہوں گے' بلکہ خالص حضور کا حق ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرف فرمادیں' چنانچہ حضور نے یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرمائے انصار میں سے تین صاحبوں کو عطا فرمائے' سماک ابن خراشہ' یعنی ابودجانہ' سہل ابن حنیف حارث ابن صمہ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا جو مال ان کے بھاگ جانے کے بعد دارالسلام میں رہ جائے وہ غنیمت نہیں۔ حکومت اسلامیہ کی ملک ہے جہاں چاہے خرچ کرے' چنانچہ نبی ﷺ نے بنی نضیر کا مال غنیمت بنایا جو مال جنگ کے ذریعہ ہاتھ لگے وہ غنیمت ہے' مجاہدین میں اس تفصیل سے تقسیم ہوگا جو دسویں پارہ میں گزر چکی۔ (۳) وہ کمزوروں سے قوی لوگ ہلاک کرسکتا ہے ابابیل سے فیل مروا سکتا ہے (۴) یعنی حضور کے رشتہ دار بنی ہاشم بنی مطلب جو حضور کے خمس میں سے حصہ لیتے تھے' حضور کی وفات کے بعد انہیں قرابت کی بنا پر حصہ نہ ملے گا بلکہ فقر کی وجہ سے اس صورت میں یہ آیت غنیمت کے متعلق ہے یا وہ فے کا مال جو بغیر جہاد مل جائے اس صورت میں یہ پہلے جملہ کی تفصیل ہے (۵) خیال رہے کہ بنی نضیر کے مال بغیر جہاد مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' ایسے ہی خیبر بغیر جنگ قبضہ میں آیا۔ اس کے اموال فے بنے' اس سے معلوم ہوا کہ باغ فدک صرف فاطمہ زہرا کا حصہ نہیں بلکہ اس میں مساکین مسافروں وغیرہ سب کا حق ہے کیونکہ یہ فے ہے جو وقف ہوتا ہے باغ فدک فے کے طور پر حضور کا تھا۔ فے وہ کفار کا مال ہے جو بغیر جنگ ہاتھ آجائے اس لئے حضرت علی نے بھی فدک تقسیم نہ فرمایا (۶) (شان نزول) زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ غنیمت کا چوتھائی حصہ سردار لے لیتا' باقی تین حصے فوجی آپس میں اس طرح تقسیم کر لیتے تھے کہ مالدار لوگ زیادہ لیتے' تھوڑا سا غرباء کو دے دیتے' ایک بار صحابہ کرام نے حضور سے عرض کیا کہ اس غنیمت سے چوتھائی حضور قبول فرمالیں' باقی ہم لوگ رسم کے مطابق بانٹ لیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (۷) یعنی غنیمت سے جو حصہ حضور دیں۔ وہ لے لو۔ (۸) یعنی کفار کی متروکہ جائیداد خصوصیت سے ان مہاجرین کا حق ہے جو مکہ معظمہ سے نکالے گئے' ان کی جائیدادوں پر کفار مکہ نے قبضہ کرلیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کفار کے مال پر قبضہ کرلیں تو اس کے مالک ہو جائیں گے کیونکہ رب تعالیٰ نے ان مہاجر مسلمانوں کو فقراء فرمایا۔ جو اپنے املاک مکہ معظمہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ خیال رہے کہ (۱۰۰) مہاجر وہ تھے جنہیں کفار نے مکہ معظمہ سے نکالا باقی مہاجرین تو رضائے الٰہی کے لئے ہجرت کر کے آئے تھے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ (۹) یعنی ان مجبوروں کی ہجرت بھی اللہ رسول کی رضا کے لئے ہے (۱۰) یعنی ان مہاجرین کی ہجرت کا اصل مقصد اللہ و رسول کی مدد کرنا ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی مدد کرنا در پردہ رب کی مدد کرنا ہے کیونکہ مہاجرین حضور کی مدد کے لئے آئے تھے رب نے فرمایا میری مدد کے لئے آئے دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں' (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے' کیونکہ ان خلافتوں کو سارے مہاجرین و انصار نے حق کہا اور وہ

بقیہ بر صفحہ ۸۶۴

مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
بعد آئے ۱ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے
بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ
ایمان لائے ۲ اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ۳ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان
رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ
رحم والا ہے ۴ کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے
كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِيْعُ
کہتے ہیں ۵ کہ اگر تم نکالے گئے ۶ تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے
فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ
میں کسی کی نہ مانیں گے ۷ اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَ لَىِٕنْ قُوْتِلُوْا لَا
جھوٹے ہیں ۸ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی
يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾
مدد نہ کریں گے ۹ اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ۱۰ پھر مدد نہ پائیں گے
لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
بے شک اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے ۱۱ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ
يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ
لوگ ہیں ۱۲ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے ۱۳ مگر قلعہ بند شہروں میں ۱۴ یا دُھسُّوں
وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ
(شہر پناہ) کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ (جنگ) سخت ہے ۱۵ تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے دل الگ الگ ہیں ۱۶
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا
یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے اُنہوں نے
ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ
اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۱۷ شیطان کی کہاوت جب اُس نے

ع ۲

۱ قیامت تک کے مسلمان' ان کا عمل یہ ہے ۲ یعنی تمام صحابہ وانصار اور سلف صالحین کو اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لئے دعا نہ کرے' سلف کے لئے بھی کرے' دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام واہل بیت کے عرس' ختم' نیاز' فاتحہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لئے دعا ہے ۳ معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں ۴ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں' مہاجرین' انصار ان کے دعا گو مومن' لہٰذا روافض وخوارج ان تینوں سے خارج ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعا گو ہیں۔ اور ان کے سینے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لئے پاک ہیں۔ ۵ معلوم ہوا کہ منافق کفار کے بھائی ہیں مومن کے بھائی نہیں اگر چہ بظاہر کلمہ پڑھیں' وہ وقت پر کفار ہی کا ساتھ دیتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بھائی سمجھنا' بھائی کہنا منافقوں کا کام ہے ۶ مدینہ منورہ کے منافقوں نے یہود مدینہ بنی نضیر سے خفیہ معاہدے کئے تھے کہ اگر تم سے اور مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اگر مسلمان غالب آ کر تمہیں جلا وطن کر دیں تو ہم تمہارے ساتھ چلیں گے' اس آیت میں اس خفیہ معاہدہ کا راز فاش کیا گیا ۷ یعنی اگر ہمیں تمہاری مدد سے مسلمان بلکہ خود حضور انور ﷺ بھی منع کریں گے تب بھی ہم ان کی نہ مانیں گے' تمہارا ہی ساتھ دیں گے ۸ معلوم ہوا کہ منافق درحقیقت کسی کا ساتھی نہیں نہ اس کے وعدوں کا اعتبار نہ کفار کو اس پر اعتبار آتا ہے نہ مسلمانوں کو' یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کو ان کے خفیہ رازوں پر اطلاع دیتا ہے کیونکہ منافقوں کی یہ گفتگو نہایت راز داری کے ساتھ تنہائی میں ہوئی تھی۔ پھر جو رب نے کہا تھا وہی ہوا ۹ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بنی نضیر نکالے گئے کوئی منافق ان کے ساتھ نہ نکلا۔ یہود سے عموماً جنگیں ہوئیں۔ بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ منافقوں نے ان کی مدد نہ کی ۱۰ یعنی اگر بفرض محال یہ منافق یہود کی مدد بھی کریں تو ان کے ساتھ خود بھی بھاگ جائیں گے' پھر جب ان کے کفر کھل جانے پر ان کی خبر لی گئی تو ان کا مددگار کوئی نہ ہوگا کہ کفار تو پہلے ہی بھاگ چکے ہوں گے ۱۱ یعنی منافقین تمہارے سامنے خوف خدا ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں تمہارا ڈر ہے' یہاں خوف خدا سے مراد ان کا زبانی خوف ہے' ورنہ منافقوں کے دل میں خوف خدا مطلق نہ تھا ۱۲ منافق نہ اللہ کو جانیں نہ اس کے رسول کو پہچانیں' صرف اپنی غرض نکالنا جانتے ہیں۔ ۱۳ یعنی یہ منافقین و یہود مل کر بھی آپ سے آمنے سامنے مقابلہ میں جنگ نہیں کر سکتے۔ کافر کے دل میں ہمت نہیں ۱۴ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مدینہ منورہ کے اہل کتاب ومنافقین نے بھی کھلم کھلا مسلمانوں سے مقابلے کی ہمت نہ کی' بلکہ غزوۂ خندق کے بعد جب مسلمانوں نے ان کی بدعہدی کی بنا پر ان سے مقابلہ کیا تو اپنے کوچہ بند محلوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے پھر مجبوراً نکلے تو بنی قریظہ قتل اور بنی نضیر بقیہ برصفحہ ۸۶۴

لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

آدمی سے کہا کفر کر ف۱ پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا

الْعٰلَمِیْنَ (١٦) فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

رب ف۲ تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی

الظّٰلِمِیْنَ (١٧) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

سزا ہے ف۳ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے

لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (١٨) وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا

بھیجا ف۴ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ف۵ اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے ف۶

اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (١٩) لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ

تو اللہ نے اُنھیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں ف۷ وہی فاسق ہیں ف۸ دوزخ والے

النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ (٢٠) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا

اور جنت والے برابر نہیں ف۹ جنت والے ہی مراد کو پہنچے ف۱۰ اگر ہم یہ

الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ

قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے ف۱۱ تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ف۱۲ اور

تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ (٢١) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں ف۱۳ وہی اللہ ہے جس

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (٢٢) هُوَ

کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا ف۱۴ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے

اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ

اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ف۱۵ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا ف۱۶ حفاظت

الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (٢٣) هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا ف۱۷ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

پیدا کرنے والا ف۱۸ ہر ایک کو صورت دینے والا ف۱۹ اُسی کے ہیں سب اچھے نام ف۲۰ اُس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں

(١) منافق لوگ شیطان کی طرح کفار سے کفر کراتے ہیں پھر وقت پر منہ پھیر جاتے ہیں (٢) معلوم ہوا کہ خدا کا ہر ڈر تقویٰ نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈر جو اطاعت الٰہی کا ذریعہ بن جائے ورنہ شیطان بھی خدا سے ڈرتا ہے۔ مگر وہ متقی یا مومن نہیں، رب سے ڈر چار طرح کا ہے، گناہ کرنے پر سزا سے ڈرنا، نیکی کرکے نہ قبول ہونے سے ڈرنا، اس کی عظمت سے ڈرنا، اس کے وعدوں کے خلاف ہونے سے ڈرنا یا فقط ہیبت سے ڈرنا (٣) ایسے ہی ظاہری کفار کے ساتھ منافقین بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں جس سے محبت ہوگی اس کے ساتھ آخرت میں رہنا سہنا ہوگا، ان شاء اللہ حضور کے غلام حضور کے ہمراہ ہوں گے (٤) اس سے معلوم ہوا کہ ایک ساعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے۔ مگر فکر سے مراد سوچنا ہے، رب کی عظمت، حضور کے محامد، اپنے گناہ سوچنا، سب اس میں داخل ہیں یہ ہی مراقبہ کی اصل ہے، علی مرتضیٰ فرماتے ہیں، جو دنیا میں اپنا حساب کرتا رہے گا اس کے لئے آخرت کا حساب آسان ہوگا (٥) لیکن جب گناہ کرنے لگو تو سوچ لو کہ رب ہمارے اس گناہ کو دیکھ رہا ہے (٦) جیسے یہود و نصاریٰ اور منافقین جنہیں اللہ و رسول کے حقوق یاد نہ رہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا اور دین میں رہ کر رب کی یاد قبول نہیں، کیونکہ وہ کفار اپنے عقیدے کے مطابق رب کو یاد کرتے تھے، مگر رب نے فرمایا کہ یہ خدا کو بھول بیٹھے (٧) یعنی رب سے غافل ہونے کا اثر یہ ہوا کہ انہیں یہ بھی کبھی فکر نہیں ہوتی، کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ آخرت کی فکر نہ ہونا رب کا عذاب ہے (٨) عقیدے کے بھی فاسق عمل کے بھی بدکار۔ (٩) یعنی مومن و کافر خوش نصیب، بدنصیب فاسق و متقی درجے میں برابر نہیں، اگرچہ دنیا میں شکل و صورت میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ جب جنتی اور دوزخی برابر نہیں بلکہ جنتی بھی آپس میں برابر نہیں۔ بعض بعض سے اعلیٰ ہیں تو نبی اور امتی کیسے

ع ٥

برابر ہوسکتے ہیں۔ اس آیت سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے جو نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں (١٠) کہ زندگی اللہ کی رضا میں گزاری اور آخرت میں اس کی نعمتوں کے مستحق ہوئے۔ کفار دونوں جگہ نقصان میں رہے (١١) یہاں قرآن سے مراد کلام الٰہی ہے اور اتارنے سے مراد اس کلام کے اسرار و رموز پر مطلع کرنا ہے یعنی اگر ہم اسرار قرآن پر پہاڑ کو مطلع کردیتے تو وہ تاب نہ لاتا پھٹ جاتا۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن مجید کے ہزارہا نسخے لکڑی کی الماریوں میں رکھے رہتے ہیں وہ نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ یہ اوراق قرآن کا رکھنا ہے نہ کہ کلام الٰہی کا اتارنا (١٢) اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کا قلب شریف پہاڑ سے زیادہ قوی و مضبوط ہے۔ کہ اللہ کا خوف، اسرار الٰہی سے واقفیت علی وجہ الکمال حاصل ہے پھر اپنے مقائم پر قائم ہے۔ تجلی الٰہی کی طور پر پہاڑ تاب نہ لا سکا۔ مگر حضور نے عین ذات الٰہی کا نظارہ کیا۔ پلک بھی نہ جھپکا۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نجم: ١٧) نیز اس سے کفار کی سخت دلی ظاہر ہے کہ قرآن سن کر بھی عاجزی نہیں کرتے (١٣) اور خیال کریں کہ جب ہم اشرف المخلوقات ہیں تو چاہئے کہ ہمارے اعمال بھی اشرف و اعلیٰ ہوں۔ (١٤) یعنی جو چیزیں بندے کے لئے غیب و شہادت ہیں، رب ان سب بقیہ برصفحہ ٨٦٤

وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾

اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۱؎

ع ۷

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ ٦٠ مَدَنِيَّةٌ ٩١ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ — اٰيَاتُهَا ١٣ — رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۃ ممتحنہ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

اے ایمان والو ۲؎ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ ۳؎ تم انہیں خبریں

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ

پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا ۴؎ گھر سے جدا کرتے ہیں رسول

وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ

کو اور تمہیں ۵؎ اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ۶؎ اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ

میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو ۷؎ تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو ۸؎ اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور

مَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١﴾ اِنْ

جو ظاہر کرو ۹؎ اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا ۱۰؎ اگر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ

تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے ۱۱؎ اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں

بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٢﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ

گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ۱۲؎ ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد ۱۳؎

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ

قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا ۱۴؎ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک تمہارے لئے اچھی

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا

پیروی تھی ۱۵؎ ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں ۱۶؎ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

تم سے ۱۷؎ اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۸؎ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں

معانقہ ۱۴

۱ حقیقی عزت و غلبہ اور حقیقی حکمت رب کی ہے اس کی عطا سے بعض بندے بھی عزیز و حکیم ہیں رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ (منافقون: ۸) اور فرماتا ہے۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ: ۱۲۹) ۲ (شان نزول) مکہ مکرمہ سے ایک کافرہ عورت سارہ محتاجی سے تنگ آ کر مدینہ منورہ آئی۔ مسلمانوں نے اس کی بہت مدد کی' ایک صحابی حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسے دس دینار ایک چادر اور ایک خط مکہ والوں کے نام دیا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ تم پر حملہ آور ہونے والے ہیں فتح مکہ کے لئے تم لوگ اپنا انتظام کر لو' حضور ﷺ نے اس کی خبر صحابہ کو دی اور حضرت علی مرتضیٰ و دیگر اصحاب سے فرمایا کہ تم خاخ باغ میں جاؤ وہاں ایک مسافرہ عورت ہے جس کے پاس حاطب ابن بلتعہ کا خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ' اسے چھوڑ دو اور اگر عورت انکار کرے تو قتل کر دو۔ ان حضرات نے اس عورت کو اس باغ میں گرفتار کر لیا۔ اس نے اولاً تو انکار کیا پھر قتل کی دھمکی سے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ حضور نے حضرت حاطب کو بلا کر پوچھا کہ حاطب یہ کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرے بال بچے مکہ معظمہ میں بالکل بے کس ہیں میرا وہاں کوئی عزیز و اقارب نہیں' میں نے چاہا کہ کفار مکہ پر یہ احسان کردوں تا کہ اس کے عوض وہ میرے بچوں کی حفاظت کریں' کیونکہ ان پر عذاب یقیناً آئے گا۔ میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا۔ حضور نے ان کا عذر قبول فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے حاطب کے قتل کی اجازت چاہی مگر حضور نے فرمایا کہ حاطب بدر کے غازیوں میں سے ہیں۔ تب یہ آیت کریمہ اتری' اس سے نبی کریم کا علم غیب ثابت ہوا ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کفار مکہ مسلمانوں کے دشمن تھے مگر رب نے فرمایا میرے دشمن' دوسرے یہ کہ کافروں سے دوستی مطلقاً حرام ہے اگرچہ کافر اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی وغیرہ ہو۔ تیسرے یہ کہ کفار کو مسلمانوں کے راز سے خبردار کرنا غداری اور دین و قوم کی بغاوت ہے' چوتھے یہ کہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا رب نے انہیں مومن فرمایا ۴ حق سے مراد حضور ﷺ ہیں جن کا ہر کام ہر کلام حق ہے اور حق کی طرف سے ہے یا قرآن کریم یا دین اسلام مراد ہے (روح وغیرہ) ۵ یعنی کفار تمہیں مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کرتے ہیں' ورنہ کفار نے حضور کو مکہ معظمہ سے نکالنا نہ چاہا تھا شہید کرنا چاہا تھا۔ ۶ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم انہیں مدد دے رہے ہو' کتنی بری بات ہے ایمان کا دشمن جان کے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے' انہوں نے تمہیں مکہ سے صرف اس لئے نکالا کہ تم مومن ہو' ورنہ تمہارا کوئی قصور نہ تھا ۷ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جہاد جب ہی ہوگا' جب مجاہد کا دل مومن کی محبت' کافر کی عداوت سے پُر ہو اگر مجاہد کے دل میں کافر کی طرف تھوڑا سا میلان بھی ہوا' تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ۸ یعنی تم کفار کو وہ پیام بھیجتے ہو جس سے انہیں تم سے محبت ہو اور اس محبت سے وہ تمہارے مکہ میں رہ جانے والے بال بچوں کی حفاظت کریں' محبت کے پیام سے یہی مراد بقیہ بر صفحہ ۸۶۴

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ
دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے ف۱ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ ف۲ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا
لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ رَبَّنَا
کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا ف۳ اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں ف۴ اے ہمارے رب
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ف۵ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ
آزمائش میں نہ ڈال ف۶ اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب ف۷ بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک
لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَؕ وَ
تمہارے لئے اُن میں اچھی پیروی تھی اُسے جو اللہ اور پچھلے دن کا اُمید وار ہو ف۸ اور
مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ
جو منہ پھیرے ف۹ تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا قریب ہے کہ اللہ تم میں اور
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ
اُن میں جو ان میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کردے ف۱۰ اور اللہ قادر ہے اور اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّيْنِ
بخشنے والا مہربان ہے ف۱۱ اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا ف۱۲ کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی
انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں ف۱۳ اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں
الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ
لڑے ف۱۴ یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ اُن
تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
سے دوستی کرو ف۱۵ اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں ف۱۶ اے ایمان والو جب تمہارے پاس

۱ دنیا و آخرت میں ہم تمہارے دشمن ہیں معلوم ہوا کہ کفار سے دشمنی رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مسلمانوں سے محبت رکھنا ضروری ہے ۲ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے رسولوں، فرشتوں، کتابوں، جنت، دوزخ، حشر نشر وغیرہ تمام ایمانیات پر ایمان لائے لہٰذا موحد کفار سے بھی دوستی حرام ہے جیسے سکھ یا آریہ ۳ یعنی اس مسئلہ میں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے مشرک باپ یعنی چچا کے لئے دعاء مغفرت ایک خاص وجہ سے کی تھی، انہیں امید تھی کہ شاید وہ ایمان لے آئے گا۔ جب پتہ لگا کہ وہ کفر میں سخت ہے تو اس سے آپ علیحدہ ہو گئے لہٰذا ان کی اس دعا کو دوستی کفار کی دلیل نہ بناؤ ۴ یعنی میں تیرے لئے صرف دعا مغفرت ہی کر سکتا ہوں، اگر تو کافر رہا تو تجھ سے خدا کا عذاب دفع نہیں کر سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مومنوں گنہگاروں سے باذن پروردگار عذاب دفع کریں گے اور ان کی شفاعت سے عذاب دور ہوگا اس لئے یہاں فرمایا گیا لک حضور ﷺ نے جو حضرت فاطمہ سے یہ ہی فرمایا تھا، اس کا مطلب بھی یہ ہی تھا کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ تو میں تم سے عذاب الٰہی دفع نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ آیت مومنوں کے حق میں شفاعت نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی دیکھو خازن ۵ یہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں کی دعا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ یہ دعا مانگا کریں ۶ اس طرح کہ کفار کو ہم پر غلبہ نہ دے ورنہ وہ سمجھیں گے کہ اسلام باطل ہے اور کفر حق ہے، ہماری یہ مغلوبیت کفار کے لئے فتنہ بن جائے گی جس سے ان کا کفر اور بھی بڑھ جائے گا ۷ معلوم ہوا کہ دعا میں بار بار رَبَّنَا کہنا اچھا ہے، خیال رہے کہ گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور بعض نیک کار نیکی کر کے توبہ کرتے ہیں کہ خدایا تیری بارگاہ کے لائق نیکی نہ ہوئی ۸ معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگان دین کے راستہ پر ہو، ان کے سے کام کرے وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں ۹ انبیاء کرام کے راستے سے اور کفار سے دوستی کرے تو سمجھ لے کہ ہمارے دین کو اس کی ضرورت نہیں۔ ۱۰ (شان نزول) جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرام اپنے عزیز و اقارب کفار کی دشمنی میں بہت سخت ہو گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ عنقریب یہ کفار ایمان لا کر تمہارے بھائی بن جائیں گے اور اسلام کی زبردست خدمات انجام دیں گے، رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا، اور فتح مکہ میں سارے کفار قریش ایمان لائے، اور ابوسفیان، سہیل ابن عمرو، حکیم ابن حزام اور سرداران قریش نے دین کی بڑی خدمتیں انجام دیں ۱۱ لہٰذا رب تعالیٰ نے تمہاری یہ مخبری معاف فرما دی، اور آئندہ ان کفار کو بھی معافی دے دے گا، جو اب تک کافر ہیں۔ وہ مسلمان ہو جائیں گے ۱۲ (شان نزول) یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو کافر تو تھے۔ مگر انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے نہ جنگ کرنے والے کفار کو مدد دیں گے، مسلمانوں کو ان سے اچھے سلوک کی اجازت دی گئی، یا یہ آیت حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی۔ جب کہ ان کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ اسماء کے لئے مکہ معظمہ سے تحفے لے کر آئیں۔ حضرت اسماء نے بقیہ برصفحہ ۸۶۵

43

جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو ف۱ اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے ف۲

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ

پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو ف۳ نہ یہ انہیں حلال

لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ

نہ وہ انہیں حلال ف۴ اور اُن کے کافر شوہروں کو دے دو جو اُن کا خرچ ہوا ف۵ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان

تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

سے نکاح کرلو ف۶ جب ان کے مہر انہیں دو ف۷ اور کافرنیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو ف۸

وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ

اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو اُنھوں نے خرچ کیا ف۹ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ

اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں ف۱۰

فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا

پھر تم کافروں کو سزا دو تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو اُن کا خرچ ہوا تھا ف۱۱ اور

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں ف۱۲

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

اس پر بیعت کرنے کو ف۱۳ کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی ف۱۴ اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ

اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی ف۱۵ اور نہ وہ بہتان لائیں گی ف۱۶ جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت

وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

میں اٹھائیں ف۱۷ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ف۱۸ تو اُن سے بیعت لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

چاہو ف۱۹ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲۰ اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر

(۱) یعنی جو عورتیں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تحقیق کر لو کہ واقعی اسلام کی محبت میں آئی ہیں یا اپنے خاوندوں سے ناراض ہو کر ان کے نکاح سے نکلنے کے لئے یا منافقت کے طور پر مسلمانوں کو ایذا دینے کے لئے (شان نزول) یہ آیت حضرت عبدالرحمن ابن عوف کی بیوی ام کلثوم بنت عقبہ کے متعلق نازل ہوئی آپ حضرت عثمان غنی کی اخیافی یعنی ماں شریکی بہن تھیں، اروی ان دونوں کی والدہ تھیں (روح) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اعمال، علم سب کا امتحان لینا بہتر ہے (۲) یعنی ان مہاجرہ مومنہ عورتوں کا یہ امتحان تمہارے علم کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے وہ تو علیم و خبیر ہے (۳) خیال رہے کہ صلح حدیبیہ اس شرط پر ہوئی تھی، کہ جو مرد مکہ معظمہ سے کافر ہو کر مدینہ منورہ جائے اسے مسلمان واپس کر دیں اور جو مومن مدینہ منورہ سے کافر ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اسے مشرکین واپس نہ کریں۔ اس صلح میں عورتیں داخل نہ تھیں لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں عہد شکنی کی اجازت دے دی گئی کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ حضرت علی مرتضیٰ نے لکھا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ الخ رجل مرد کو کہتے ہیں (خزائن) (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان و مشرک کا آپس میں نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ مرد مومن ہو عورت مشرکہ یا برعکس، دوسرے یہ کہ اگر کافر کی کافرہ بیوی ایمان لا کر ہجرت کر جائے تو اس کافر کے نکاح سے نکل جاوے گی (۵) یعنی ان مومنہ مہاجرہ عورتوں کو ان کے کافر خاوندوں نے جو مہر دیا تھا، وہ تم انہیں مکہ معظمہ بھیج دو، یہ حکم صرف مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے والی عورتوں سے خاص تھا۔ اب یہ ضروری نہیں کہ مومنہ عورت کے کافر خاوند کو مہر واپس دیا جائے اور یہ حکم بھی اس صورت میں تھا کہ اس کافر خاوند نے اسے مہر دے دیا ہو اور اب مسلمانوں سے اس کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اگر نہ دیا تھا یا اب مطالبہ نہیں کرتا تو کچھ نہ دیا جائے گا (خزائن) (۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنہ عورت کافر کے نکاح سے نکل جاتی ہے، دوسرے یہ کہ اس پر عداوت واجب نہیں آج ہی ایمان لائی آج ہی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے ہاں اگر حاملہ ہو تو اس سے صحبت نہ کرے (خزائن وغیرہ) (۷) مہر دینے سے مراد اسے اپنے ذمہ لازم کر لینا ہے، کیونکہ صحبت کے لئے ادائے مہر شرط نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو مہر ان نومسلمہ کے خاوند کو واپس کیا گیا وہ اس مہر میں شمار نہ ہوگا۔ اسے اب نیا مہر دینا ہوگا۔ (۸) یعنی اگر تمہاری بیویاں مرتدہ ہو کر چلی جاویں، یا وہ مکہ معظمہ سے آئیں ہی نہیں تو انہیں طلاق دے دو، اپنی قید نکاح میں نہ رکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے مرتدہ ہو جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ یہاں مردوں سے فرمایا کہ انہیں روکے رہو ان کے نکاح پر جمے نہ رہو، یعنی طلاق دے دو (۹) یعنی اگر تمہاری بیویاں مرتدہ ہو کر مکہ معظمہ چلی جاویں۔ تو تم انہیں طلاق دے دو۔ اور ان کفار سے اپنا مہر وصول کر لو۔ (۱۰) (شان نزول) گزشتہ آیت نازل ہونے پر مسلمانوں نے نومسلمہ عورتوں کے مہر ان کے خاوندوں کو بھیج دیئے لیکن کافروں نے مرتدہ عورتوں کے مہر مسلمانوں کو ادا نہ کئے تب یہ آیت کریمہ بقیہ بر صفحہ ۸٦۵

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾ ع ٨

اللہ کا غضب ہے ١ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے ٢ قبر والوں سے ٣

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ١٠٩ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتھا ١٤ رکوعاتھا ٢

سورۂ صف مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ يٰاَيُّهَا

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ٤ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ

ایمان والو کیوں کہتے ہو ٥ وہ جو نہیں کرتے ٦ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ

تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ

بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ٧ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں ٨ پرا (صف) باندھ

صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿٤﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ

کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار) ٩ اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں

تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ

ستاتے ہو ١٠ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ١١ پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٥﴾ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى

نے ان کے دل ٹیڑھے کردیئے ١٢ اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا ١٣ اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن

ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا

مریم نے کہا ١٤ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ١٥ اپنے سے پہلی

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام

اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

احمد ہے ١٦ پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے ١٧ اور اس سے

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ

بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو ١٨ اور ظالم

١ اس قوم سے مراد سارے کفار ہیں۔ یا یہود جن پر بارہا دنیا میں اللہ کا غضب آیا۔ انہیں میں سے بعض لوگ سور اور بندر بنائے گئے ٢ یعنی یہود ثواب آخرت سے مایوس ہیں' اس لئے کہ انہیں حضور کی حقانیت توریت شریف سے معلوم ہے پھر آپ کا انکار کرتے ہیں تو وہ اپنے عقیدے سے خود کافر اور آخرت کے ثواب سے محروم ہیں۔ اس ناامید سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہود حضور ﷺ کو نبی برحق جانتے تھے اور اپنے کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے رب کی رحمتوں سے محروم سمجھتے تھے مگر ضد پر تھے۔ ٣ یعنی جیسے کافروں کے اٹھنے سے مایوس ہیں یا جیسے کافر مردے آخرت کے ثواب سے مایوس ہیں یا جیسے کفار مردوں کی مدد یا ان کے سننے سے مایوس ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر والوں سے مایوس ہو جانا کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتے کافروں کا عقیدہ ہے مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر والے صالحین بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں اب بھی حضور کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ ٤ جاندار یا بے جان سمجھ والی یا ناسمجھ کیونکہ ما عام ہے ٥ (شان نزول) بعض صحابہ حکم جہاد آنے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو خبر ہوتی کہ رب کو کون سا عمل پیارا ہے تو وہ ہی کرتے' اگرچہ اس میں ہمارے جان و مال کام آجاتے مگر جہاد کا حکم آنے پر کچھ گھبرائے اس پر یہ آیت کریمہ اتری ٦ اس آیت میں بہت سی صورتیں داخل ہیں لوگوں کو اچھی باتیں بتائے مگر خود عمل نہ کرے یعنی بے عمل واعظ لوگوں کو اچھائی بتائے مگر خود برائیاں کرے' جیسے بد عمل واعظ' کسی سے وعدہ کرے وہ پورا نہ کرے یعنی وعدہ خلاف وعدہ کرتے وقت ہی خیال کرے کہ یہ کام کروں گا ہی نہیں۔ صرف زبانی وعدہ کئے لیتا ہوں۔ یعنی دھوکہ باز۔ ان تمام باتوں سے یہاں روکا گیا ٧ اس سے معلوم ہوا کہ جائز وعدہ پورا کرنا ضروری ہے خواہ رب سے کیا گیا ہو' یا شیخ سے یا کسی بندے سے یا بیوی سے' اولیاء اللہ کی نذر پورا کرنا بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے' نیز معلوم ہوا کہ عالم واعظ کو باعمل ہونا چاہئے' ناجائز وعدے ہرگز پورے نہ کرے اگر اس پر قسم بھی کھائی ہو تو توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے ٨ کفار سے جہاد کرتے ہیں محض دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے نہ محض غنیمت کے لالچ میں نہ صرف ملک گیری کی ہوس میں یہاں مسلمانوں کا آپس میں لڑنا مراد نہیں یہ جنگ تو حرام ہے ٩ مقصود یہ ہے کہ اللہ کو بہادر مجاہد پسند ہیں۔ جو ڈٹ کر مقابلہ کریں' پیٹھ نہ دکھائیں' اس زمانہ میں جہاد میں صفیں باندھی جاتی تھیں' اس لئے یہاں صف کا ذکر ہوا۔ اب خندقوں میں بیٹھ کر جہاد ہوتے ہیں' اب یہ ہی رب کو پسند ہے' پسند تو مجاہد کی ادائیں ہیں' جو بھی ہوں' رانگا پلائی ہوئی عمارت سے مراد ہے ایک دوسرے سے مل کر مضبوطی سے ایسا کھڑا ہونا کہ جنبش نہ ہو' تمام مجاہدوں کے دل ایک ہوں' آپس میں اختلاف نہ ہو۔ تمام مجاہدوں کا ثابت قدم رہنا اس کی تفسیر وہ آیت ہے لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (انفال: ٤٥) ١٠ مجھے جھوٹی تہمتیں لگا کر معجزات کا انکار کرکے۔ یہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے' جبکہ انہوں نے جبارین کے مقابلہ میں جانے سے انکار کیا' اور آپ کو قسم قسم کے الزام بقیہ بر صفحہ ٨٦٥

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٧ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور ؎۱ اپنے مونھوں سے بجھا دیں ؎۲

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر ؎۳ وہی ہے جس نے اپنے رسول

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ

کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ؎۴ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ؎۵ پڑے بُرا مانیں

الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ

مشرک اے ایمان والو کیا میں بتا دوں وہ تجارت جو تمہیں درد

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ

ناک عذاب سے بچالے ؎۶ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١

اپنے مال و جان سے جہاد کرو ؎۷ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو ؎۸

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا ؎۹ اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٢ وَاُخْرٰى

اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے ؎۱۰ اور ایک نعمت

تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٣ يٰٓاَيُّهَا

تمہیں اور دے گا ؎۱۱ جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح ؎۱۲ اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ

ایمان والو دینِ خدا کے مددگار ہو جاؤ ؎۱۳ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا

مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ

کون ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں ؎۱۴ حواری بولے ؎۱۵ ہم دین خدا کے مددگار ہیں ؎۱۶ تو بنی اسرائیل

طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو

(۱) یعنی کافروں کو نیک اعمال کی ہدایت نہیں دیتا' کیونکہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا جو کافر ازلی ہوا سے ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ یا قیامت کے دن کفار کو راہ جنت کی ہدایت نہ دے گا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت ظالم ایمان قبول کر لیتے ہیں انہیں ہدایت مل جاتی ہے (۲) یعنی حضور ﷺ کو اسلام کی تبلیغ میں ناکام کر دیں' معلوم ہوا کہ حضور اللہ کا نور ہیں اس لئے آگے حضور کا ذکر آ رہا ہے' گویا اگلی آیت اس آیت کی تفسیر ہے' ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا کہ ان آیات میں نور اللہ سے مراد حضور ہیں (۳) معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور کا دین' حضور کا نام چمکتا رہے گا' دشمن کتنی ہی دشمنی کریں۔ آج بھی اس کا نظارہ ہو رہا ہے (۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ کا نور ہیں' کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتے۔ دیکھو' چاند سورج وغیرہ اللہ نے روشن کئے ہیں انہیں کوئی بجھا نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ حضور معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں اگر رب کو پہچاننا ہے تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے ایسی شان والے رسول کو بھیجا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی وہ مصنوع ہیں کہ دست قدرت کو بھی ان پر ناز ہے اس لئے فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اللہ ایسی شان والا ہے جس نے اپنے ایسے رسول کو بھیجا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اور دین حق حضور کے ساتھ لازم و ملزوم ہے کہ نہ حضور کے سوا کسی سے مل سکے اور نہ کسی وقت حضور سے جدا ہو سکے' حضور نبوت سے پہلے بھی ایک آن کے لئے ہدایت سے علیحدہ نہ ہوئے الساق کی ہے (۵) اسلام اب بھی غالب ہے اور قیامت تک غالب رہے گا۔ انشاء اللہ اگرچہ کسی وقت مسلمان مغلوب ہو جاویں' قرآن' توریت وانجیل اور تمام دینی کتابوں پر غالب ہے۔ حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں کے چرچا پر غالب ہے' حضور کی عزت تمام دینی پیشواؤں کی عزت پر غالب ہے۔ حضور کی مسجدیں تمام کلیساؤں۔ مندروں وغیرہا پر غالب ہیں۔ حضور کے شرعی احکام تمام دینوں کے احکام پر غالب ہیں' اللہ انہیں دائم قائم رکھے' اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (۶) (شان نزول) مومنوں نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ رب کو کونسا عمل پسند ہے تو وہ ہی کرتے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' جس میں ایسی تجارت کی طرف رہبری کی گئی' جس میں گھاٹے اور خسارہ کا احتمال نہیں' نفع ہی نفع ہے اللہ نصیب کرے (۷) چونکہ اس وقت جہاد کی سخت ضرورت تھی اس لئے ایمان کے بعد جہاد کا ذکر فرمایا' ورنہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے (۸) کہ یہ نیک اعمال رب سے تجارت ہیں' جیسے مالی تجارتوں میں نفع کی امید ہوتی ہے' ایسے ہی ان اعمال میں بڑے نفع کی قوی امید ہے انشاء اللہ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ حقوق العباد بھی کہ رب تعالیٰ اس کے حق والے کو جنت دے کر راضی کر دے گا۔ اور حق معاف کرا دے گا۔ (۱۰) یعنی بڑی کامیابی یہ ہے کہ تم دنیا میں نیکیاں کر کے جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہو جاؤ' یہاں امیر یا وزیر بن جانا بڑی کامیابی نہیں' دیکھو یزید کے مقابل امام حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہوئے اور فرعون کے مقابل موسیٰ علیہ السلام نمرود کے مقابل ابراہیم علیہ السلام بقیہ برصفحہ ۸۲۶

ع ۹

عَلٰی عَدُوِّهِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰهِرِيۡنَ ۱۴ ع ۱۰

ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے ف۱

سورة الجمعة ۶۲ مدنية ۱۱۰ — بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ — آياتها ۱۱ ركوعاتها ۲

سورۃ جمعہ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِيۡزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ف۲ بادشاہ کمال پاکی والا ف۳ عزت والا

الۡحَكِيۡمِ ۱ هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ

حکمت والا وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ف۴ کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں ف۵

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۗ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ

اور انہیں پاک کرتے ہیں ف۶ اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں ف۷ اور بے شک وہ اس سے پہلے

لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۲ وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ

ضرور کھلی گمراہی میں تھے ف۸ اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں ف۹ جو ان اگلوں سے نہ ملے ف۱۰ اور وہی

الۡحَكِيۡمُ ۳ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ

عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے ف۱۱ اور اللہ بڑے فضل

الۡعَظِيۡمِ ۴ مَثَلُ الَّذِيۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىةَ ثُمَّ لَمۡ يَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ

والا ہے ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی ف۱۲ پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی ف۱۳

الۡحِمَارِ يَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ

گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ف۱۴ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۵ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ هَادُوۡۤا

جھٹلائیں ف۱۵ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ف۱۶ تم فرماؤ اے یہودیو!

اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ اَوۡلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ

اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ف۱۷ تو مرنے کی آرزو کرو ف۱۸

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۶ وَلَا يَتَمَنَّوۡنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ؕ

اگر تم سچے ہو ف۱۹ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ف۲۰

۱ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے' ایک نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں' دوسرے نے کہا کہ خدا کے بیٹے ہیں' تیسرے نے کہا کہ آپ اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں پہلے دونوں فرقے کافر ہو گئے۔ تیسرا فرقہ مومن رہا۔ ہم نے حضور محمد ﷺ کو بھیج کر اس تیسرے فرقہ کی مدد کی' جن کی برکت سے یہ تیسرا فرقہ غالب ہوا۔ (خزائن وروح) ۲ زبان حال سے یا زبان قال سے' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں لیکن ان کی تسبیح کی تاثیروں میں فرق ہے ۳ قدوس وہ جو ہر عیب سے ایسا پاک ہو کہ کوئی عیب اس کی بارگاہ تک نہ پہنچ سکے' اس کا جھوٹ موٹ بالذات ناممکن ہو ۴ یعنی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اس لئے حضور کو امی کہتے ہیں' یعنی بے پڑھی جماعت میں بھیجے ہوئے رسول یا ام القریٰ مکہ میں ظاہر ہونے والے یا شاندار ماں کے نور نظر جس ماں کی طرح آج تک کوئی ماں نہ ہوئی۔ یا خود ماں کے شکم سے عالم و عارف رسول ۵ تا کہ لوگوں کو قرآن پڑھنا آ جائے اس لئے علیھم فرمایا' حضور قرآن پڑھتے ہیں یا ہمیں سکھانے کو ۶ معلوم ہوا کہ دل کی پاکی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے' ایمان و اعمال پاکی کے اسباب ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث آسان نہیں کہ ہر کوئی محض اپنی عقل سے سمجھ لے ورنہ ان کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے۔ ۷ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے حکمت سے مراد حدیث پاک' معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے حدیث کی بھی ضرورت ہے' نیز قرآن کو صرف اپنی عقل سے نہ سمجھو بلکہ حضور کی تعلیم سے سمجھو' ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے' رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا ۙ وَّيَهۡدِيۡ بِهٖ كَثِيۡرًا (بقرہ: ۲۶) ۸ یعنی عام اہل عرب گمراہ تھے اگرچہ ان میں بعض ہدایت پر بھی تھے جیسے ورقہ ابن نوفل اور زید ابن فضیل اور قیس ابن ساعدہ' یا جیسے حضور کے سارے آباؤ اجداد کہ ان میں کوئی مشرک نہ ہوا۔ سب مومن موحد تھے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے وقت عام لوگ جاہل تھے ۹ یعنی حضور کا فیض صرف صحابہ پر موقوف نہیں بلکہ تا قیامت رہے گا' لوگ ان کی نگاہ کرم سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے نہ نبوت کا سورج غروب ہوگا نہ اسے گرہن لگے گا نہ اس پر بادل آئے گا ۱۰ اس طرح کہ وہ لوگ صحابہ کے بعد ہوں گے یا صحابہ کے درجہ تک پہنچ نہ سکے' معلوم ہوا کہ کوئی غیر صحابی مومن خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتا' کیونکہ وہ فیض یافتہ صحبت نہیں' سبحان اللہ قرآن دیکھنے والا قاری' کعبہ دیکھنے والا حاجی' مگر حضور کا رخ انور دیکھنے والا (سر کی آنکھوں اور ایمان سے) صحابی ہے اس لئے قیامت تک غوث قطب حاجی قاری ہوں گے مگر صحابی نہ ہوں گے۔ خواب میں حضور کو دیکھنے سے صحابی نہیں ہو سکتا اور علیٰ ہذا القیاس خواب میں خدا تعالیٰ یا عالم ملکوت دیکھنے کا نام معراج نہیں' معراج صرف نبی سے خاص ہے اور نبی خدا سے خاص' بعض بزرگوں نے جو خدا کو دیکھا' یا جنت وغیرہ دیکھے تو وہ نبی نہیں ہو سکتے' نہ ان کا دیکھنا معراج کہا جا سکتا ہے ۱۱ ہدایت و ایمان' یا صحابیت اللہ کے فضل سے نصیب ہوتی ہے' یا خود حضور انور ﷺ اللہ کا فضل عظیم ہیں' ان کی غلامی' بقیہ بر صفحہ ۸۶۶

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ

اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ف۱ تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو

فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ

وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے ف۲ پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دیگا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ

جو تم نے کیا تھا ف۳ اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو ف۴

یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ

جمعہ کے دن ف۵ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو ف۶ اور خرید و فروخت چھوڑ دو ف۷ یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٩ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ

اگر تم جانو ف۸ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ ف۹

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝١٠

اور اللہ کا فضل تلاش کرو ف۱۰ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ف۱۱

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے ف۱۲ اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے ف۱۳ تم فرماؤ

عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝١١ ع

وہ جو اللہ کے پاس ہے ف۱۴ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے ف۱۵ اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ف۱۶

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ ٦٣ مَدَنِيَّةٌ ١٠٤ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتها ١١ رکوعاتها ٢

سورۃ منافقون مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں ف۱۷ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں ف۱۸ کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے

اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝١ اِتَّخَذُوْۤا

کہ تم اس کے رسول ہو ف۱۹ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں ف۲۰ اور انہوں نے

اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا ف۲۱ تو اللہ کی راہ سے روکا ف۲۲ بے شک وہ بہت ہی بُرے کام

(۱) ظالم سے مراد کافر ہے یعنی ہم کافر کو خوب جانتے ہیں اسے سخت سزا دیں گے اور اگرچہ کفر و ایمان دلی حالت کا نام ہے مگر ان کی علامات مقرر فرما دی ہیں جن سے مومن و کافر پہچانے جا سکتے ہیں (۲) لہٰذا موت سے بچنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ اسی کی تیاری کرو۔ (۳) تمہارے نامہ اعمال دکھا کر فرشتوں کی' بلکہ اعضاء کی گواہی دلوا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے کام رب کے کام ہیں کہ قیامت میں فرشتے کفار کو ان کے اعمال پر مطلع کریں گے مگر رب نے فرمایا کہ ہم کریں گے (۴) یعنی جمعہ کی پہلی اذان' خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ شریف میں نماز جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی بوقت خطبہ عہد صدیقی و فاروقی میں یہ ہی رہی' زمانہ عثمانی میں ایک اور اذان بڑھائی گئی یعنی اذان اول' صحیح یہ ہے کہ اس پہلی اذان سے تجارت وغیرہ حرام اور تیاری جمعہ واجب ہو جاتی ہے (۵) جمعہ کے دن کا نام عربی میں عروبہ تھا کعب ابن لوی نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ حضور ﷺ بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ منورہ پہنچے مکہ ہجرت کر کے' جمعرات تک قبا میں قیام فرمایا' جمعہ کے دن شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے' راستہ میں بنی سالم ابن عوف کی بطن وادی میں نماز جمعہ کا وقت ہو گیا' وہاں ہی نماز جمعہ ادا فرمائی' یہ پہلی نماز جمعہ ادا ہوئی وہاں اب مسجد ہے (۶) اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے مسجد میں آ جانا چاہئے' اور خطبہ سننا چاہئے کیونکہ رب نے اذان کے ساتھ نماز کا ذکر فرمایا اور سعی کے لیئے ذکر اللہ یعنی خطبہ کا ذکر فرمایا۔ خطبہ نہ سننا سخت محرومی ہے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لئے شہر شرط ہے (۸) بہتری سے مراد لغوی بہتری ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ بہتر ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حاضری واجب نہ ہو' صرف مستحب ہو (۹) معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز پڑھ چکنے کے بعد ظہر نہ پڑھے کیونکہ رب نے بعد نماز جمعہ پھیل جانے کا حکم دیا' جس پر نماز جمعہ فرض ہے اس پر ظہر فرض نہیں ورنہ چھ نمازیں فرض ہوں گی' بعض لوگ بعد نماز جمعہ ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں نفل سمجھ کر' نفل کی طرح ادا کرتے ہیں اس میں حرج نہیں (۱۰) یعنی بعد نماز جمعہ تمہیں دنیاوی کاروبار کی اجازت ہے۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں' خیال رہے کہ جمعہ کی نماز مرد آزاد' بالغ' عاقل تندرست شہری پر فرض ہے' اندھے' لنگڑے' دیہاتی' غلام' عورت' بچہ' دیوانہ' مسافر پر فرض نہیں (۱۱) یعنی نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں رب کو یاد کیا کرو۔ ذکر اللہ تمہارا مشغلہ ہونا چاہئے (۱۲) (شان نزول) ایک بار حضور ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تجارتی قافلہ مدینہ پہنچا' دستور کے مطابق طبل سے اس کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ تنگی و گرانی کا زمانہ تھا' حاضرین مسجد نے خیال کیا کہ اگر ہم دیر میں پہنچے تو سب مال فروخت ہو جائے گا ہم کو نہ مل سکے گا' اس خیال سے سب لوگ اٹھ گئے صرف بارہ آدمی رہ گئے' اس وقت یہ آیت اتری (۱۳) معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ بلکہ ہر خطبہ میں کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہے' خطبہ جمعہ کے درمیان بیٹھنا بھی سنت ہے (۱۴) یعنی نماز کا ثواب اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کی

بقیہ بر صفحہ ۸۶۴

يَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

کرتے ہیں ف۱ یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے ف۲ تو اُن کے دلوں پر مہر کردی گئی

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ

تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے ف۳ اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر

يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ

بات کریں تو تو اُن کی بات غور سے سنے ف۴ گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ف۵ ہر بلند آواز اپنے

كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى

ہی اوپر لے جاتے ہیں ف۶ وہ دشمن ہیں ف۷ تو ان سے بچتے رہو ف۸ اللہ انہیں مارے کہاں

يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا

اوندھے جاتے ہیں ف۹ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے

رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ف۱۰ ان پر ایک سا ہے تم

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ

ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو ف۱۱ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا ف۱۲ بے شک

اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا

اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ف۱۳ وہی ہیں جو کہتے ہیں ف۱۴ کہ ان

تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ

پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہوجائیں ف۱۵ اور اللہ ہی کے لئے ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ يَقُوْلُوْنَ

آسمانوں اور زمین کے خزانے ف۱۶ مگر منافقوں کو سمجھ نہیں ف۱۷ کہتے ہیں

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ

ہم مدینہ پھر کر گئے ف۱۸ تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے ف۱۹

الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ ع

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے ف۲۰ مگر منافقوں کو خبر نہیں ف۲۱

منزل ۷

۱ یعنی ان منافقوں کا نفاق سے آپ کی بارگاہ میں آنا، دھوکہ دینے کو ایمان ظاہر کرنا، لوگوں کو ایمان سے روکنا سب ہی برا ہے ۲ اور ان کے دل کا کفر لوگوں پر ظاہر ہو گیا، یہاں ظہور کفر مراد ہے ورنہ منافق کلمہ پڑھتے وقت بھی دل میں کافر تھے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳ یعنی منافقوں کو ان کی حرکتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے، اب ان کے دلوں میں ایمان کیسے داخل ہو، لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ بے قصور ہیں ۴ یعنی اے مسلمان یہ منافق صورت کے ایسے پاکیزہ اور زبان کے ایسے تیز ہیں، کہ تو انہیں دیکھ کر ان کی باتیں سن کر ان پر فریفتہ ہو جاوے، عبداللہ ابن ابی، اور اس کے ساتھیوں کی ظاہری شکلیں خوب اور زبانیں نہایت تیز تھیں۔ اب بھی دیکھا جا رہا ہے کہ جھوٹے لوگ تیز طرار بہت ہوتے ہیں ۵ جیسے لکڑی کی خوبصوت کڑیاں، دیکھنے میں اچھی ہیں مگر بے جان و بے شعور ہیں، ایسے ہی یہ لوگ ظاہری صورت و زبان میں اچھے مگر ایمان سے خالی، اور کڑی کی طرح دوسروں کے سہارے سے قائم ہیں ۶ کہ اگر کوئی مسلمان کوئی اعلان کرے تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ شاید ہماری منافقت کا اعلان ہو رہا ہے، شاید ہمارے متعلق کوئی آیت نازل ہو گئی، غرضیکہ ان کے دل دھڑکتے رہتے ہیں مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (ابراھیم: ۳۶) ۷ کہ زبانی دوست ہیں اور دلی دشمن، تمہاری خبریں کفار تک پہنچاتے رہتے ہیں، یہ لوگ کفار کے جاسوس، دین و قوم کے غدار ہیں ۸ اور ان کی چرب زبانی، کلمہ گوئی، قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ہر چمک دار چیز سونا نہیں، آج کل ہر بے دین قرآن لئے پھر رہا ہے ۹ عرب شریف میں یہ کلمہ اظہار غضب کے لئے بولا جاتا
ع ۸ / ۱۲ ہے۔ اس کا مقصد بد دعا نہیں اللہ تعالیٰ دعا و بد دعا کرنے سے پاک ہے۔ ۱۰ (شان نزول) غزوہ مریسیع میں جہجاہ غفاری اور سنان ابن وبر جہنی آپس میں لڑ پڑے، سنان عبداللہ ابن ابی منافق کا حلیف تھا، جہجاہ نے مہاجرین کو اپنے مدد کے لئے پکارا، اور سنان نے انصار کو، ابن ابی منافق نے اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مومنین کی شان میں بہت گستاخانہ بکواس کی اور اپنی قوم سے بولا کہ اگر تم لوگ ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں، اب تم انہیں کچھ نہ دینا اور بولا کہ مدینہ پہنچنے پر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے، حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ اس کی بکواس سے بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے۔ حضور کے سر پر تو معراج کا تاج ہے۔ ابن ابی بولا کہ میں تو ہنسی دل لگی کر رہا تھا۔ حضرت زید نے یہ خبر حضور کی خدمت میں پہنچائی، حضور نے ابن ابی کو بلا کر دریافت کیا تو وہ جھوٹی قسم کھا گیا اس کے ساتھی بولے کہ ابن ابی سچا ہے، زید ابن ارقم کو دھوکا ہو گیا ہو گا اس موقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں ابن ارقم کی تصدیق کی گئی اور ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی ۱۱ یہ ارشاد اسی وقت تھا جب منافقوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع نہ تھا پھر اس سے منع فرما دیا گیا لہٰذا اب منافقوں کافروں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا منع ہے ۱۲ یہاں ان کے لئے دعا کرنا نہ کرنا ان پر یکساں ہے کہ انہیں اس سے کچھ نفع نہیں، مگر تمہارے لئے یکساں نہیں بقیہ بر صفحہ ۸۶۷

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے

ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ۝٩ وَ

غافل نہ کرے ف۱ اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ف۲ اور

أَنفِقُوا۟ مِن مَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ أَحَدَكُمُ

ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو ف۳ قبل اس کے کہ تم میں کسی

ٱلْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَآ أَخَّرْتَنِىٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ

کو موت آئے ف۴ پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی ف۵ کہ میں صدقہ دیتا

وَأَكُن مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠ وَلَن يُؤَخِّرَ ٱللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَآءَ

اور نیکوں میں ہوتا ف۶ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ

أَجَلُهَا ۚ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝١١ ع

آجائے ف۷ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

سُورَةُ التَّغَابُن ۶۴ مدنیة ۱۰۸ — بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ — اٰیاتها ۱۸ رکوعاتها ۲

سورۃ تغابن مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۖ لَهُ ٱلْمُلْكُ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ ۖ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اُسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ف۸

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝١ هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر ف۹ اور

مِنكُم مُّؤْمِنٌ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٢ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَ

تم میں کوئی مسلمان ف۱۰ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور

ٱلْأَرْضَ بِٱلْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ۝٣

زمین حق کے ساتھ بنائے ف۱۱ اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی ف۱۲ اور اسی کی طرف پھرنا ہے

يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ

جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ف۱۳ اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو ف۱۴

❶ شریعت میں ذکر فرض سے مراد نماز پنجگانہ ہے اور طریقت میں مطلقاً ذکر جیسے نماز پنجگانہ، تلاوت، قرآن شریف، درود شریف وغیرہ، یعنی بال بچوں میں مشغول ہو کر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤ معلوم ہوا کہ نہ تو بال بچوں کو چھوڑو نہ اللہ کا ذکر، دست بکار، دل بیار رہے ❷ کہ فانی دنیا میں مشغول رہ کر آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو گئے، اس میں خطاب غافل مسلمانوں سے ہے اس لئے الذین اٰمنوا فرمایا گیا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ اپنی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر میں تر رکھو، جب بھی جان نکلے تو اللہ کے ذکر پر نکلے، تر لکڑی کو آگ نہیں جلاتی، تر زبان کو دوزخ کی آگ نہ جلائے گی ❸ یعنی اپنے مال سے زکوٰۃ اور تمام واجب صدقات نکالو، صوفیاء کے نزدیک اللہ کی ہر دی ہوئی چیز میں سے اللہ کے لئے خرچ کرنا چاہئے کچھ سانس اللہ کے لئے نکلیں کچھ قدم اللہ کے لئے چلیں کچھ نظریں اللہ کے لئے پڑیں، کچھ باتیں اللہ کے لئے بولی جاویں، غرضیکہ مَا رَزَقْنٰكُمْ عام ہے ❹ اس طرح کہ علامات موت نمودار ہو جاویں، زبان بند ہو جاوے کچھ کہہ نہ سکے، لہٰذا آیت بالکل واضح ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ❺ یعنی اپنے دل میں کہے اور سوچے کہ کچھ زبان یاری دیتی تھی صدقہ خیرات کے لئے وصیت کر دیتا۔ کہنے سے مراد دل میں حسرت و یاس سے کہنا ہے ❻ خیال رہے کہ نیکی کی یہ آرزو کرنا ثواب نہیں، یہ سچی تمنا نہیں، بلکہ جھوٹی ہوس ہے، لہٰذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ تندرستی میں صدقہ و خیرات کا ثواب موت کے وقت کے صدقہ سے دوگنا ہے ❼ یہاں وعدے سے وہ وعدہ مراد ہے جس کا فیصلہ ہو چکا، جسے قضاء مبرم کہتے ہیں، جن کے متعلق رب فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (یونس: ۴۹) لیکن قضا معلق میں تبدیلی واقعہ ہو سکتی ہے، آئی ہوئی موت ٹل جاتی ہیں، عمریں بڑھ جاتی ہیں، اس کے لئے رب فرماتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد: ۳۹) شیطان نے عرض کیا تھا فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (ص: ۷۹) رب نے فرمایا تھا۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (ص: ۸۰) ہر آیت برحق ہے۔ ❽ یعنی نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے نہ حمد میں۔ مخلوق میں سے جسے وہ چاہے بادشاہ بنا دے اور جسے چاہا محمود و محمد بنا دیا (صلی اللہ علیہ وسلم) ❾ یعنی دنیا میں آ کر بعض کافر ہو گئے اور بعض مومن رہے یا اللہ کے علم میں تھا کہ بعض کافر ہوں گے بعض مومن، ورنہ ہر بچہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے جو اسے میثاق کے دن حاصل تھا۔ قَالُوْا بَلٰى میں سب نے اطاعت کا عہد کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم: ۳۰) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❿ حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ بچہ کی نیک بختی و بدبختی اس وقت لکھ دیتا ہے جب کہ وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ فرشتہ تمام کے انجام سے خبردار ہے کہ کون مومن مرے گا۔ کون کافر ⓫ جن میں دینی و دنیاوی ہزارہا مصلحتیں ہیں، حق سے مراد مصلحتیں ہیں ⓬ یعنی تمام مخلوق میں انسان کو اچھی شکل بخشی، چاہیے کہ انسان اپنی سیرت بھی اچھی رکھے، اس سے معلوم ہوا کہ انسانی صورت بگاڑنا حرام ہے، لہٰذا ناک کان کاٹنا چہرے پر راکھ وغیرہ مل کر صورت بگاڑنا، مردوں بقیہ برصفحہ ۸۶۷

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ۱؎ کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی ۲؎ جنہوں
مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ
نے تم سے پہلے کفر کیا ۳؎ اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۴؎ یہ اس
بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا
لئے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول روشن دلیلیں لاتے ۵؎ تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے
فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٦﴾ زَعَمَ
تو کافر ہوئے ۶؎ اور پھر گئے ۷؎ اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا ۸؎ اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا کافروں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ
نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے ۹؎ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر
لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
تمہارے کوتکے (اعمال) تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے ۱۰؎ تو ایمان لاؤ اللہ اور
رَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ
اس کے رسول اور اس نور پر ۱۱؎ جو ہم نے اُتارا ۱۲؎ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جس دن
يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ
تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن ۱۳؎ وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا ۱۴؎ اور جو اللہ پر ایمان لائے
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اُتار دے گا ۱۵؎ اور اُسے باغوں میں لے جائے گا جن
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾
کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں ۱۶؎ یہی بڑی کامیابی ہے ۱۷؎
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ
اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ۱۸؎ وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں
فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٠﴾ ع مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ
رہیں ۱۹؎ اور کیا ہی بُرا انجام کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم

ع ۱۵

۱ یعنی جو چیزیں صرف خیال میں رہیں کبھی ان کا ظہور نہ ہوا۔ اس کی بھی خبر رکھتا ہے' خیال رہے کہ اختیاری برے ارادوں پر آخرت میں پکڑ ہوگی نہ کہ بے اختیاری برے خیالات پر ۲ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ رب سے خوف و امید حاصل ہوتی ہے ۳ جیسے قوم عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ ان کے حالات سے عبرت پکڑو ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار پر دنیا میں عذاب آنا آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا' دوسرے یہ کہ کفار کا دنیاوی عذاب آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے۔ اسی لئے اسے چکھنا فرمایا گیا۔ ۵ ایسے معجزات جن سے ان کی حقانیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ ہر نبی کو معجزے ضرور دیئے گئے' کسی کو ایک کسی کو زیادہ' ہمارے حضور کو سب سے زیادہ معجزے عطا ہوئے ۶ معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لئے نبی کو بشر کہنا کفر ہے' جیسے اللہ کو چراغ کہنا اور یہ آیت پڑھنا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ (النور: ۳۵) نیز عام محاورہ میں انہیں بشر کہہ کر پکارنا حرام ہے اور طریقہ کفار ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳) ۷ ایمان لانے سے نہ کہ ایمان سے' کیونکہ وہ لوگ پہلے ہی سے ایمان نہ لائے تھے ۸ اس طرح کہ ان کے کافر رہنے کی نہ رب تعالیٰ نے پرواہ کی نہ نبی نے' رب نے نہایت بے پروائی سے ہلاک فرما دیا ۹ قیامت میں سزا و جزا کے لئے' خیال رہے کہ قیامت کا انکار تمام کفر و گناہوں کی اصل ہے جب حساب کا خوف نہیں تو جو چاہے کرو ۱۰ چنانچہ ایک آن میں تمام مخلوق کو زندہ فرما دے گا' اور چند ساعتوں میں سب کا مکمل حساب و کتاب لے لے گا۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (ابراہیم: ۵۱) ۱۱ اس ترتیب ذکری سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سے پہلے حضور پر ایمان ہوگا۔ اس ہی لئے مسلمان کرتے وقت کلمہ پڑھاتے ہیں' قرآن نہیں پڑھاتے' چیزوں کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے قرآن نور ہے مگر قرآن کے لئے حضور نور ہیں رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (مائدہ: ۱۵) شرعی احکام قرآن سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور قرآن حضور کی تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۲ شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان اول پر' پھر حضور پر تئیس سال میں آہستہ آہستہ نازل فرمایا۔ لہٰذا اَنْزَلْنَا فرمانے اور نَزَّلْنَا فرمانے میں تعارض نہیں ۱۳ وہ قیامت کا دن ہے جس دن پہلے تو سب جمع ہوں گے پھر مومن و کافر علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے' اس لئے اسے حشر بھی کہتے ہیں اور یوم الفصل بھی ۱۴ اس طرح کہ کفار کی محرومی مسلمانوں کی کامیابی پورے طور پر ظاہر ہوگی' کفار اپنی ہار کا اقرار کر لیں گے ۱۵ یا تو اس طرح کہ اس کو دنیا میں گناہ سے بچنے کی توفیق دے گا' یا اس طرح کہ آخرت میں اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں کی برکت سے بری خصلتیں بھی جاتی رہتی ہیں اور گزشتہ گناہوں کی معافی بھی ہو جاتی ہے ۱۶ اس طرح کہ جنتی نہ مرے نہ وہاں سے جیتے جی نکالا جاوے ۱۷ لہٰذا چاہیے کہ اس بڑی کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے بڑے اچھے کام کریں' یعنی ایمان لائیں حضور کی بقیہ برصفحہ ۸۶۷

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

سے اور جو اللہ پر ایمان لائے ف۱ اللہ اس کے دل کو ہدایت فرما دے گا ف۲ اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا

جانتا ہے اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ف۳ پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو

عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ

کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے ف۴ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ

ایمان والے بھروسہ کریں ف۵ اے ایمان والو ف۶ تمہاری کچھ بیبیاں

وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَ

اور بچے تمہارے دشمن ہیں ف۷ تو ان سے احتیاط رکھو ف۸ اور اگر معاف کرو اور درگزر اور

تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۹ تمہارے مال اور تمہارے بچے

فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

جانچ ہی ہیں ف۱۰ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱۱ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ف۱۲

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

اور فرمان سنو اور حکم مانو ف۱۳ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ف۱۴ اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے

نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

بچایا گیا ف۱۵ تو وہی فلاح پانے والے ہیں اگر تم اللہ کو اچھا قرض

حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ

دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دونے کر دیگا اور تمہیں بخش دے گا ف۱۶ اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے ہر

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا ف۱۷

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ ۶۵ مدنیۃ ۹۹ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۱۲ رکوعاتہا ۲

سورۃ طلاق مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

---

۱ خیال رہے کہ بعد مصیبتیں ہمارے گناہوں کی شامت سے آتی ہیں مگر آتی اللہ کے حکم سے ہیں‘ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ: ۳۰) یہ بھی خیال رہے کہ دنیا کی مصیبتیں مومن کے لئے یا گناہ کا کفارہ ہیں‘ یا بلندی، درجات کا سبب۔ کفار کے لئے عذاب‘ لہٰذا آیات بالکل صاف ہیں ۲ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے تمام رسولوں اور آیات پر ایمان لائے‘ ہدایت دینے کے یہ معنی ہیں کہ رب اسے نیک اعمال کی ہدایت دے گا۔ یعنی بغیر ایمان نیک اعمال کی ہدایت نہیں ملتی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳ قرآن کریم پر عمل اللہ کی اطاعت ہے‘ حدیث شریف پر عمل رسول اللہ کی اطاعت‘ یا فرائض ادا کرنا اللہ کی اطاعت‘ سنت پر عمل حضور کی اطاعت‘ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ضروری ہے‘ کیونکہ دونوں اطاعتوں کو ایک ہی طریقہ سے فرمایا درمیان میں واوٗ ارشاد ہوا نہ کہ ف ۴ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی مخالفت سے رسول کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ان کے ذمہ صرف تبلیغ ہے جو وہ کر دیتے ہیں اور رب جانتا ہے کہ انہوں نے تبلیغ کر دی ۵ اس طرح کہ اگرچہ اسباب پر عمل کریں مگر اعتماد اور بھروسہ صرف رب تعالیٰ پر کریں۔ لہٰذا بیماری میں علاج کرنا‘ مصیبت میں حکام ظاہری یا حکام باطنی اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا توکل کے خلاف نہیں ۶ (شان نزول) بعض مسلمانوں نے مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیوی بچوں نے انہیں روکا‘ اور کہا کہ ہم

ع ۲ ۸ ۱۶ تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے وہ ہجرت سے باز رہے پھر کچھ عرصہ بعد ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے مہاجر صحابہ حضور کی صحبت شریف میں رہ کر علم و فضل میں بہت دور پہنچ چکے ہیں‘ انہیں اس پر افسوس ہوا اور چاہا کہ اپنے ان بیوی بچوں سے قطع تعلق کر لیں‘ جنہوں نے انہیں ہجرت سے روکا تھا‘ اس پر یہ آیت کریمہ اتری‘ جس میں آئندہ ایسے بیوی بچوں کی بات ماننے سے منع کیا گیا اور ترک تعلق سے بھی روکا گیا ۷ معلوم ہوا کہ جو بیوی بچے اللہ کی اطاعت نماز‘ حج‘ ہجرت سے روکیں وہ ہمارے دشمن ہیں‘ ان کی نہ ماننا چاہئے کیونکہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کو ان کے بال بچوں نے ہجرت سے روکا تھا حالانکہ ہجرت ان پر فرض تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا وہ قرابت دار جو اللہ و رسول سے روکے وہ دشمن ہے اور وہ اجنبی اور غیر جو ہم کو اللہ و رسول تک پہنچائے وہ ہمارا عزیز ہے۔ شعر: ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فداء یک تن بیگانہ کاشنا باشد ۸ کہ ان کے کہنے میں آ کر نیکی سے باز نہ رہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے مقابل کسی کی اطاعت نہیں ۹ یعنی گزشتہ پر انہیں سزا نہ دو‘ ان سے تعلق ترک نہ کرو ان کا خرچ بند نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کے قصور معاف کرنا رب تعالیٰ کو محبوب ہے جو مخلوق پر رحم کرے گا خالق اس پر رحم فرمائے گا۔ ۱۰ کہ کبھی ان کی وجہ سے انسان نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے ۱۱ یعنی بال بچے پالنے پر اور ان کی رکاوٹوں کے باوجود رب کی یاد کرنے پر تمہیں بڑا ثواب ملے گا‘ معلوم ہوا کہ فرشتوں کی بقیہ بر صفحہ ۸۶۷

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ

اے نبی ف۱ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو ف۲ اور

اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ

عدت کا شمار رکھو ف۳ اور اپنے رب اللہ سے ڈرو ف۴ عدت میں انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو ف۵

وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ

اور نہ وہ آپ نکلیں ف۶ مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں ف۷ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں ف۸

اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ

اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید

اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے ف۹ تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

کے ساتھ روک لو ف۱۰ یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو ف۱۱ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو ف۱۲

وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو ف۱۳ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اُسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّ يَرْزُقْهُ

رکھتا ہو ف۱۴ اور جو اللہ سے ڈرے ف۱۵ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا ف۱۶ اور اسے وہاں

مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو ف۱۷ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے ف۱۸

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ وَ الّٰٓـِٔيْ

بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے ف۱۹ اور تمہاری

يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو ف۲۰ تو ان کی عدت

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ

تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا ف۲۱ اور حمل والیوں کی میعاد ف۲۲ یہ ہے کہ وہ

(۱) اپنی امت سے فرمادیجئے' اس لئے طَلَّقْتُمْ صیغہء جمع ارشاد ہوا' (۲) (شان نزول) سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ رجوع کرلو' پھر اگر طلاق دینا ہی چاہو تو طہر میں دینا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) (۳) معلوم ہوا کہ مرد کو عدت کی شمار رکھنا چاہئے کیونکہ عورتیں حساب میں کچی ہوتی ہیں۔ خیال رہے کہ اگر عدت حیض سے ہو' اور عورت دعویٰ کرے کہ میری عدت گزر چکی خاوند انکار کرے تو عورت کی بات مانی جائے گی' بشرطیکہ وہ مدت عدت کے قابل ہو۔ (۴) خواہ مخواہ عورتوں کو عدت دراز کر کے تنگ نہ کرو' عدت دراز کرنے کی بہت صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں (۵) اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہوتی ہے اور سکونت کا گھر اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اگرچہ گھر کا مالک مرد ہے رب فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (احزاب: ۳۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت کے زمانہ میں مطلقہ عورت کو گھر سے نہ نکالا جاوے' اسے گھر میں رکھے' کھانے پینے کا خرچ دے اور عورت عدت میں دن رات میں کسی وقت گھر سے باہر نہ نکلے (۶) زمانہ عدت میں گھر سے باہر نہ دن میں نہ رات میں' یہ عدت طلاق کا حکم ہے' وفات کی عدت میں عورت دن میں نکل سکتی ہے' کمائی وغیرہ کے لئے (۷) اس طرح کہ چوری یا زنا کریں تو شرعی سزا کے لئے انہیں نکالا جائے گا ایسے ہی اگر عورت بدزبان ہو کہ خاوند پر زبان درازی کرتی ہو تو خاوند نکال سکتا ہے وہ ناشزہ کے حکم میں ہے ایسے ہی اگر مکان تنگ ہو خاوند فاسق ہو' طلاق بائنہ ہو چکی ہو' تو عورت نکل سکتی ہے (دیکھو کتب فقہ اور تفسیر خزائن العرفان) (۸) جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائیں جن کے اندر رہنا بندوں پر لازم ہے (۹) یعنی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد خاوند کے دل میں عورت کی طرف میلان پیدا فرمادے اور وہ رجوع کرے' لہٰذا ایک دم تین طلاقیں نہ دے دو تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے (۱۰) اس طرح کہ ان سے رجوع کرلو' یہ حکم اس طلاق میں ہے جو مغلظہ نہ ہو۔ طلاق مغلظہ کے بارے میں رب فرماتا ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ: ۲۳۰) غرضیکہ تین طلاقوں سے کم میں خاوند کو حق ہے کہ عدت کے اندر رجوع کرے' اگر تین طلاقیں دے دی ہوں تو رجوع نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی طلاق بائن میں رجوع کا حق نہیں دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے (۱۱) اس طرح کہ رجوع نہ کرو' عدت گزر جانے دو یا بقایا طلاق بھی دے دو معلوم ہوا کہ طلاقیں علیحدہ علیحدہ دینی چاہئیں' ایک دم تین طلاقیں دے دینا مکروہ لیکن اگر دے دیں تو واقع ہو جائیں گی۔ (۱۲) طلاق دینے پر اور رجوع کرنے پر یہ حکم ہے ورنہ بغیر گواہ بھی طلاق اور رجوع درست ہے اس سے معلوم ہوا کہ گواہ مسلمان متقی چاہئیں' کافر و فاسق کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ مِنْكُمْ اور ذَوَیْ عَدْلٍ سے معلوم ہوا اور کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں (۱۳) یعنی گواہی میں کسی کی رو رعایت نہ کرو' محض رضا الٰہی کے لئے گواہ بنو اور گواہی دو' اس سے معلوم ہوا کہ محض گواہی دینے پر اجرت لینا جائز نہیں' سورۂ بقر کے آخر میں اس کی بحث گزر چکی۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کفار پر جاری نہیں وہ صرف عقاید کے مکلف بقیہ برصفحہ ۸٦٧

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④

اپنا حمل جن لیں ١ اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا ٢

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اُتارا ٣ اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی بُرائیاں اتار دے گا

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ⑤ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

اور اسے بڑا ثواب دے گا ٤ عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر ٥

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولٰتِ حَمْلٍ

اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو ٦ اور اگر حمل والیاں ہوں

فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو ٧ پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ

تو انہیں اس کی اجرت دو ٨ اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو ٩ پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دشوار سمجھو) ١٠

فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ⑥ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ

تو قریب ہے کہ اُسے اَور دودھ پلانے والی مِل جائے گی ١١ مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے ١٢ اور جس

قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا ١٣ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا

نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۧ ⑦ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

مگر اُسی قابل جتنا اُسے دیا ہے ١٤ قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا ١٥ اور کتنے ہی شہر

قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ

تھے جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا ١٦

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ

اور انہیں بُری مار دی تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا ١٧ اور اُن کے

عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا

کام کا انجام گھاٹا ہوا ١٨ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ١٩ تو اللہ سے ڈرو

❶ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حاملہ مطلقہ کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں تو اس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ گرنا ہے اس لئے ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا اور اگر عورت کے سانپ یا کوئی اور جانور پیدا ہو تو بھی عدت پوری نہ ہوگی کہ نہ یہ اس کا بچہ ہے نہ اسے جننا کہا جاوے گا۔ بلکہ یہ فاسد غذا ہے جیسے کبھی پاخانہ سے سانپ کی طرح کیڑے خارج ہوتے ہیں' اس لئے اس پر نماز جنازہ نہیں ہوتی' اور اس کے بعد خون نفاس نہیں کہلاتا' ہاں جس بچہ کے اعضا پورے بن چکے ہوں' جان نہ پڑی ہو تو اس سے عدت پوری ہو جائے گی' کہ یہ وضع حمل ہے' مزید تحقیق کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کریں ❷ اس طرح کہ آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کی توفیق دے گا۔ ❸ یعنی طلاق و عدت کے مذکورہ احکام براہ راست رب نے دیئے' ان پر مضبوطی سے عمل کرو ❹ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ دینی و دنیوی نعمتیں ملنے کا سبب ہے اس سے آفتیں دور ہوتی ہیں دنیا میں رحمتیں آتی ہیں' اور آخرت میں رب کرم فرماتا ہے مگر خیال رہے کہ تقویٰ میں شرط یہ ہے کہ دنیا حاصل کرنے کے لئے نہ کیا جاوے۔ صرف اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔ ❺ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمانہ عدت میں عورت کو خاوند خرچہ' اور مکان دے گا' دوسرے یہ کہ مکان اپنی حیثیت کے لائق دے گا لیکن اگر خود اپنے مکان میں رکھے تو طلاق مغلظہ میں عورت اس سے پردہ کرے۔ لہٰذا جہاں رہتے ہو کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر پردہ خلط ملط ہو کر اس کے ساتھ رہو' طلاق رجعی میں پردہ کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے کہ خاوند رجوع کر لے ❻ یعنی عدت میں ان عورتوں کو رہنے سہنے کی تنگی نہ دو جس سے وہ مکان سے نکلنے پر مجبور ہو جاویں مکان کی تنگی یہ ہے کہ انہیں تنگ و تاریک جگہ دے یا یہ کہ ان کے ساتھ کسی سخت مزاج عورت کو رکھے جو اسے پریشان کرے ❼ کیونکہ

ع ١ / ١٧

منزل ۷

حاملہ کی عدت وضع حمل سے پوری ہوگی' خیال رہے کہ ہر طلاق والی عورت کو خرچہ عدت دینا واجب ہے حاملہ ہو یا نہ ہو یہ ہی امام اعظم کا قول ہے ❽ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے' دوسرے یہ کہ اگر ماں بعد عدت بچہ کو دودھ پلانا چاہے تو دوسری عورت کو بچہ نہ دیا جائے تیسرے یہ کہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اس کی پرورش دودھ وغیرہ کا خرچہ باپ پر لازم ہے جیسا کہ لکم سے معلوم ہوا خیال رہے کہ جب تک مطلقہ دوسرے سے نکاح نہ کرے تب تک بچہ کی مستحق ہے ❾ بچے کے ماں باپ۔ معلوم ہوا کہ بعد طلاق بھی بچہ کی پرورش میں ماں کا مشورہ لیا جاوے کیونکہ اسے بچے سے زیادہ الفت ہے ❿ اس طرح کہ ماں دودھ پلانے کی زیادہ اجرت مانگے باپ اس پر راضی نہ ہو ⓫ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسری دایہ خرچ کم لیتی ہو' ماں زیادہ تو باپ دوسری دایہ سے دودھ پلوا سکتا ہے ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند پر اپنی حیثیت کا خرچہ دینا لازم ہے اگر عورت فقیرہ ہو اور مرد غنی' تو غنی کا سا خرچہ دے' یعنی عدت میں مرد اپنی حالت کے مطابق عورت کو خرچ دے ⓭ یعنی غریب آدمی عدت کا خرچ اپنی بساط کے مطابق دے گا' بقیہ بر صفحہ ۸٦۷

اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۛۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ

اے عقل والو وہ جو ایمان لائے ہو بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت

ربع

ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ

اُتاری ہے وہ رسول ؎۱ کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے ؎۲ تا کہ انہیں جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے اندھیریوں سے اُجالے کی طرف لے جائے ؎۳ اور جو اللہ پر

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ایمان لائے ؎۴ اور اچھا کام کرے ؎۵ وہ اسے باغوں میں لے جائے گا ؎۶ جن کے نیچے نہریں بہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی ؎۷ اللہ ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ

سات آسمان بنائے اور انہی کی برابر زمینیں ؎۸ حکم ان کے درمیان اُترتا

بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

ہے ؎۹ تا کہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ؎۱۰ اور اللہ کا

ع ۵ ۱۸

قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

علم ہر چیز کو محیط ہے ؎۱۱

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ ۶۶ مدنیۃ ۱۰۷ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ تحریم مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو ؎۱۲ وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو ؎۱۳

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؎۱۴ بے شک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اُتار مقرر فرما دیا ؎۱۵ اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ

تمہارا مولیٰ ہے ؎۱۶ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی ؎۱۷ سے ایک راز کی

منزل ۷

۱ ذکر کے معنی نصیحت یاد دلانا۔ یاد کرانا۔ عزت عظمت ہیں' یہاں سارے معنی درست ہیں اور ہر معنی حضور پر صادق آتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں اور ذکر اللہ سے بے چین دل چین پاتے ہیں' قرآن گواہ ہے لہٰذا حضور دلوں کا چین ہیں۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸) اس لیے درود شریف اور نعت شریف اختلاج قلب کا بہترین علاج ہیں' جو ہمیشہ درود شریف کی کثرت کرے گا انشاء اللہ اسے یہ بیماری نہ ہوگی حضور اللہ کو یاد دلانے والے ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیۃ:۲۱) حضور کا نام شریف ذکر اللہ بھی ہے حضور ہماری عزت ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' حضور ذکر اللہ' نور اللہ' سب کچھ ہیں حضور کے جسم اطہر کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی روح اطہر لامکان سے اتری اس لئے انزل فرمایا ۲ یہاں حضور کی تشریف آوری کی دو حکمتیں بیان ہوئیں' قرآنی آیات کی تلاوت لوگوں کو سکھانا اور سب کو گمراہی سے ہدایت کی طرف' غفلت سے بیداری کی طرف' باطل سے حق کی طرف نکالنا' الفاظ قرآن بھی حضور ہی سے ملے اور فیوض قرآن بھی سرکار ہی سے حاصل ہوئے' خیال رہے کہ حضور کے یہ دونوں وصف نہ زمانہ سے مقید ہیں نہ مکان سے ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر اندھیرا ہے اسلام روشنی' دوسرے یہ کہ کفر ہزاروں قسم کا ہے مگر اسلام ایک ہی ہے کیونکہ رب نے کفر کے لئے ظلمات جمع فرمائی اور اسلام کے لئے نور واحد ارشاد فرمایا' تیسرے یہ کہ حضور ﷺ کفر سے ایمان کی طرف' جہل سے علم کی طرف' فسق سے تقویٰ کی طرف نکالتے ہیں' یہاں یخرج کا فاعل رسول ہیں جو قریب ہی مذکور ہوئے ۴ اس طرح کہ اللہ کی ذات' صفات اس کے رسولوں' اس کی آسمانی کتابوں وغیرہ تمام عقائد اسلامیہ کو دل سے مانے۔ بغیر نبوت صرف توحید ماننا دوزخ کا راستہ ہے' شیطان مشرک نہیں وہ پکا موحد ہے' مگر دوزخی ہے ۵ بقدر طاقت' اخلاص کے ساتھ ۶ خیال رہے کہ مومن مرتے وقت اور قبر میں جنت کا مشاہدہ کرتا ہے' مگر جنت میں جسمانی داخلہ بعد قیامت ہی ہوگا' ہاں شہداء کی روحیں فوت ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہیں ۷ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان عمل سے مقدم ہے' دوسرے یہ کہ نجات کے لئے ایمان کے ساتھ نیک اعمال کی بھی ضرورت ہے' تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کو چند جنتیں عطا فرما دے گا' نماز کی علیحدہ' زکوٰۃ کی علیحدہ' اپنی رحمت کی علیحدہ' چوتھے یہ کہ جنت میں ہمیشگی ہے۔ نہ وہاں موت نہ وہاں سے نکلنا ۸ معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں یا تو سات ولائتیں ہیں۔ جنہیں ہفت اقلیم کہا جاتا ہے یا سات طبقے' لیکن چونکہ یہ تمام طبقے مٹی کے ہیں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے' اس لئے قرآن کریم میں ارض کو واحد فرمایا جاتا ہے' آسمان مختلف چیزوں کے ہیں اور ایک دوسرے سے دور' لہٰذا انہیں سماوات جمع فرمایا جاتا ہے ۹ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام آسمان و زمین میں جاری ہیں' ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں اس کا حکم نافذ نہ ہو۔ ۱۰ یعنی جو رب تعالیٰ آج آسمان و زمین میں اپنے احکام نافذ فرما رہا ہے وہ کل قیامت میں بھی حساب کتاب لے گا سزا جزا دے گا ۱۱ لہٰذا اسے مردوں کا جلانا بقیہ برصفحہ ۸۶۸

حَدِيثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَ

بات فرمائی ف۱ پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی ف۲ اور اللہ نے اُسے نبی پر ظاہر کر دیا ف۳ تو نبی نے اُسے کچھ جتایا اور

أَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ

کچھ سے چشم پوشی فرمائی ف۴ پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا ف۵

قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿۳﴾ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ

فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا ف۶ نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو ف۷ تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ

وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

گئے ہیں ف۸ اور اگر ان پر زور باندھو ف۹ تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے ف۱۰

وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿۴﴾ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ف۱۱ ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں ف۱۲ کہ اُنھیں

أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ

تم سے بہتر بیبیاں بدل دے ف۱۳ اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں ف۱۴

سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ﴿۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ

روزہ داریں بیاہیاں اور کنواریاں ف۱۵ اے ایمان والو اپنی جانوں اور

أَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ

اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ ف۱۶ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ف۱۷ اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر

شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۶﴾

ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے ف۱۸ اور جو انھیں حکم ہو وہی کرتے ہیں ف۱۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

اے کافرو! آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم

تَعْمَلُونَ ﴿۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ

کرتے تھے اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے ف۲۰ قریب

رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اُتار دے ف۲۱ اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے

(۱) خیال رہے کہ حضور کی بیویاں اس قسم کے دن نو تھیں، پانچ قرشیہ۔ عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، ام سلمہ بنت امیہ، سودہ بن زمعہ، چار بیویاں غیر قرشیہ زینب بن جحش اسدیہ، میمونہ بنت حارث بلالیہ، صفیہ بنت حیی خیبریہ، جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن، حضور نے حضرت حفصہ سے دو باتیں راز کی فرمائیں ایک شہد یا حضرت ماریہ کو اپنے پر حرام فرمالینا، دوسرے یہ کہ میرے بعد حضرت ابوبکر و عمر خلیفہ ہوں گے (۲) یعنی حضرت حفصہ نے یہ دونوں باتیں حضرت عائشہ صدیقہ کو بتا دیں (۳) کہ اے محبوب حفصہ نے تمہاری دونوں راز کی باتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیں، آپ کی راز داری نہ کر سکیں (۴) یعنی حضور نے حضرت حفصہ سے یہ فرمایا کہ تم نے شہد کی حرمت کی خبر کیوں شائع کر دی یہ نہ فرمایا کہ دوسری بات بھی ظاہر کر دی، یہ حضور کی شان کریمی تھی کہ بعض کا ذکر نہ فرمایا (۵) حضرت حفصہ نے پوچھا کہ یا حبیب اللہ یہ خبر آپ کو کس نے دی وحی الٰہی سے خبر ہوئی یا حضرت عائشہ نے بتا دیا (۶) یعنی یہ خبر مجھے رب نے دی (۷) تو یہ تم پر واجب و ضروری ہے (۸) یہاں دل ہٹ جانے سے مراد فسق و فجور نہیں بلکہ ناپسندیدہ بات کو پسند کرنا ہے، کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں ہو سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ (الفتح: ۲۶) ان سے گناہ صادر ہو سکتا ہے مگر وہ اس پر قائم نہیں رہتے، فوراً توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس کی بہت مثالیں ہیں (۹) اس طرح کہ تم آپس میں مل کر وہ طریقہ اختیار کرو جو حضور کو ناگوار ہو۔ (۱۰) یعنی اے بیویو! اگر تم

ع ۱۹

نے ہمارے نبی کی خدمت و مدد نہ کی تو ان کے مددگار بہت ہیں ان کا مددگار خود اللہ تعالیٰ ہے حضرت جبریل، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ہیں اگرچہ حضرت جبریل بھی فرشتوں میں داخل ہیں مگر چونکہ وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ ہوا۔ خیال رہے کہ نبی مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں، جیسے بادشاہ رعایا کا مددگار اور مومن حضور کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے، لہٰذا اس آیت کی بناء پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور مسلمانوں کے حاجت مند ہیں، رب فرماتا ہے۔ إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد: ۷) (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں حضرت جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا جہاں غیر اللہ کی مدد کی نفی ہے وہاں حقیقی مدد مراد ہے، لہٰذا آیت میں تعارض نہیں (۱۲) خیال رہے کہ یہ ازواج مطہرات کو ڈرانے دھمکانے کے لئے طلاق دلوانا مقصود نہیں (۱۳) یعنی ایسی بیویاں انہیں عطا فرمائے گا جو تم سے زیادہ ان کی اطاعت شعار فرمانبردار ہوں گی، خیال رہے کہ حضور کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں، لیکن اگر معاذ اللہ انہیں طلاق ہو جاتی اور دوسری بیویاں نکاح میں آ جاتیں تو پھر ان سے وہ افضل ہوتیں لہٰذا آیت بالکل واضح ہے جیسے رب فرماتا ہے۔ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸) (۱۴) معلوم ہوا کہ عورت وہ اچھی جو اللہ کی مطیعہ ہو، اگرچہ غریب ہو، لہٰذا جہاں تک ممکن ہو دیندار بیوی اختیار کرو، مالدار کو مت ڈھونڈو۔ (۱۵) اس سے وہ بیویاں بہت اثر پذیر ہوئیں اور انہوں بقیہ برصفحہ ۸۶۸

الْاَنْهٰرُۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ

نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ۱ ان کا نور

يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے ۲ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کردے ۳

وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

اور ہمیں بخش دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے ۴ اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ

پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ ۵ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا

الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ

انجام ۶ اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے ۷ نوح کی عورت اور لوط کی

لُوْطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ

عورت ۸ وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار (لائق) قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انھوں نے ان سے دغا کیا ۹

يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

تو وہ اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام نہ آئے اور فرمادیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ ۱۰

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے ۱۱ فرعون کی بی بی ۱۲ جب اس نے عرض

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ

کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا ۱۳ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے

وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ

اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش ۱۴ اور عمران کی بیٹی مریم ۱۵ جس نے اپنی پارسائی

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ

کی حفاظت کی ۱۶ تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی ۱۷ اور اس نے اپنے رب کی باتوں

رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی ۱۸ اور فرمانبرداروں میں ہوئی ۱۹

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مومن اگرچہ گنہگار ہو۔ انشاء اللہ آخرت کی رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ اگر اسے سزا بھی دی جائے گی' تب بھی اس طرح کہ اس کی رسوائی نہ ہو' کیونکہ محبوب کا امتی ہے رسوائی کفار کے لئے مخصوص ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ متقی مومن قیامت میں حضور کے ساتھ ہوں گے' روح البیان نے فرمایا کہ قیامت میں بعض متقیوں کا حساب بالکل نہ ہوگا۔ بعض کا حساب پس پردہ ہوگا' رب ان سے حجاب نہ فرمائے گا۔ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ (۲) مومنوں کے ایمان کا نور' مطیعوں کی اطاعت کا نور' مخلصوں کے اخلاص کا نور' محبوں کے صدق ووفا کا نور' ساجدوں کی پیشانی یعنی سجدہ گاہ کا نور' پل صراط پر آگے بھی ہوگا داہنے بائیں بھی پیچھے نہ ہوگا تاکہ پیچھے آنے والے منافقین اس سے فائدہ نہ اٹھاسکیں (۳) یعنی خدایا پل سے پار لگنے تک یہ نور باقی رکھ تاکہ خیریت سے گزر جائیں' مومن یہ دعا اس وقت مانگیں گے جب دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور درمیان میں بجھ گیا معلوم ہوا کہ اولاً منافقوں کو نور ملے گا درمیان صراط پر بجھ جائے گا (۴) بعض مومنین پل صراط سے بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گے' بعض تیز ہوا کی طرح بعض تیز سوار کی طرح' بعض چوتڑوں پر گھسٹتے' یہ دعا اس آخری جماعت کی ہے (روح) دعاء مغفرت اس لئے کریں گے کہ وہ کفار کو دوزخ میں گرتا ہوا دیکھیں گے۔ (۵) کھلے کافروں پر تلوار سے اور چھپے کافروں یعنی منافقوں پر سخت کلامی اور مضبوط دلائل سے جہاد کرتے رہو کیونکہ منافقوں پر تلوار نہیں چلائی جاتی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور جمال والے ہیں' اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے کیونکہ حضور کو سختی کا حکم دیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ: ۴۴) فرعون سے نرم کلام کرنا' یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دینوں کافروں پر سختی کرنا سنت ہے ہاں جن کے ایمان کی امید ہو ان پر انتہائی نرمی کرو' کفار سے نرمی ایسی ہی جرم ہے جیسے مسلمانوں پر سختی اور زیادتی' سانپ جان کا دشمن ہے۔ یہ کفار ایمان کے دشمن' خیال رہے کہ حربی کفار کا اور حکم ہے ذمی ومستامن کفار کا کچھ اور (۶) معلوم ہوا کہ منافقین وکفار سب ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بلکہ منافقین نچلے درجے میں کہ ان کا کفر کھلے کافروں سے سخت تر ہے (۷) عذاب دیئے جانے میں اور مسلمانوں کی قرابت کام نہ آنے میں (۸) نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ یا والعہ تھا حضرت لوط کی بیوی کا نام واھلہ تھا (۹) کہ کافرہ رہیں واعلہ کہتی تھی کہ نوح علیہ السلام دیوانے' ہیں اور واہلہ کفار کی جاسوسی کرتی تھی' خیال رہے کہ کسی نبی کی بیوی زانیہ نہ ہوئی (۱۰) معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کی صحبت فائدہ نہیں پہنچاتی' نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر رہا' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے لئے نبی کا رشتہ یا نبی کا نسب کام نہیں آتا یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا میں محبت کرتا تھا۔ (۱۱) کہ مومن کو کفار کے گناہ کا اثر نہ ہوگا جب وہ ان سے بیزار ہو اگرچہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوں (۱۲) حضرت آسیہ بنت مزاحم کہ آپ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں' فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کیا کہ چار میخوں سے آپ کے ہاتھ پاؤں بقیہ برصفحہ ۸۶۸

سُوْرَةُ الْمُلْكِ ۶۷ مَكِّيَّةٌ ۷۷ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ الملک مکی ہے ف۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱

بڑی برکت والا ہے ف۲ وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ف۳ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ف۴

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ

وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی ف۵ کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے ف۶ اور

الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۚ مَا تَرٰى فِيْ

وہی عزت والا بخشش والا ہے ف۷ جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا ف۸ تو رحمٰن کے بنانے

خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۚ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳

میں کیا فرق دیکھتا ہے ف۹ تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے ف۱۰

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴

پھر دوبارہ نگاہ اٹھا نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی ف۱۱

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو ف۱۲ چراغوں سے آراستہ کیا ف۱۳ اور انھیں شیطانوں کے لیے مار کیا ف۱۴

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

اور ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا ف۱۵ اور جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ف۱۶ ان کے

جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ

لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی برا انجام ف۱۷ جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینکنا (چنگھاڑنا) سنیں گے کہ جوش

تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ

مارتی ہے ف۱۸ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی ف۱۹ جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا ف۲۰ اس کے داروغہ ان

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا

سے پوچھیں گے تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا ف۲۱ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف

نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا

لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اوتارا ف۲۲ تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں ف۲۳ اور کہیں گے اگر ہم

منزل ۷

❶ اس سورت کے بڑے فضائل ہیں، فرمایا کہ یہ سورت شفاعت کرے گی عذاب قبر سے نجات کا باعث ہے، ایک صحابی نے ایک جنگل میں زمین کے اندر سورہ ملک پڑھنے کی آواز سنی حضور سے عرض کیا، فرمایا کہ وہاں کسی مومن کی قبر ہے جو زندگی میں سورہ ملک پڑھا کرتا تھا اب بھی قبر میں پڑھ رہا ہے ❷ یعنی بڑے انعام و احسان فرمانے والا یا جس چیز پر اس کا نام لے دیا جاوے اس میں زیادتی و برکت ہو جائے، برکت سے مراد ہے زیادتی، رحمت ❸ عالم اجسام کو ملک اور عالم ارواح و عالم انوار وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں، نیز ظاہری قبضہ ملک کہلاتا ہے، اور باطنی قبضہ ملکوت یعنی سارے عالم شہود ہمارے قبضہ میں ہیں کہ اس پر ہم ظاہری و باطنی تصرف فرماتے ہیں (از روح) ❹ یعنی رب ہر ممکن چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے ناممکن چیزیں اور واجب کی ذات و صفات کو اس سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ رب جھوٹ بول سکتا ہے ❺ اس سے معلوم ہوا کہ موت وجودی چیز ہے کیونکہ محض عدمی چیز پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ پیدا کرنے کے معنی ہیں ہستی بخشا، اسی لئے حدیث میں ارشاد ہوا، کہ قیامت کے دن موت کو بھی موت آ جائے گی یعنی فنا کر دی جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ فنا وہ شے ہو سکتی ہے جو موجود ہو ❻ خیال رہے کہ اس عالم کے اعمال تخم ہیں اور اس دوسرے عالم کی سزا و جزا پھل، نیز رب تعالیٰ نے بعض کو جنت کے لئے بنایا بعض کو دوزخ کے لئے، دنیا میں ہر شخص کو انہی اعمال کی رغبت ہو گی جن کے لئے وہ بنا یہ قانون ہے، قدرت یہ بھی ہے کہ عمر بھر کے گنہگار و کافر کو ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر جنتی بنا دے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر ❼ سرکش مجرم کو سزا دے گا۔ کیونکہ عزیز و غالب ہے توبہ والوں کو بخشے گا، کیونکہ غفور و رحیم ہے ❽ تہ بہ تہ کہ اوپر والا آسمان نیچے والے کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ ایک دوسرے سے چمٹا ہوا ہو، لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں، ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، ❾ یعنی اس کی مخلوق میں کوئی چیز غیر مناسب نہیں، ہر چیز کو اسی طرح پیدا فرمایا جیسی ہونی چاہئے تھی، یہ نا سبت زمین و آسمان اور تمام مخلوق میں موجود ہے ❿ یعنی پھٹن، ٹوٹن، شکستگی نظر نہ آئے گی، ہاں آسمانوں میں دروازے ہیں جن سے فرشتے اترتے ہیں۔ معراج میں ان سے حضور تشریف لے گئے، مگر یہ دروازے رخنہ یافتہ نہیں کہلاتے لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آسمانوں میں دروازے نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا (النبا ۱۹) ⓫ یعنی عیب ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ ناکام واپس ہو گی کوئی عیب نہ دیکھے گی، اور حکمتیں ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ نئی حکمت معلوم کرے گی۔ ⓬ پہلا آسمان جو زمین سے زیادہ قریب ہے۔ دنیا کے لفظی معنی قریب ہیں دُنُوّ سے مشتق، لہٰذا آیت واضح ہے۔ ⓭ خیال رہے کہ سارے تارے پہلے آسمان پر نہیں، اس پر صرف چاند ہے لیکن چونکہ تمام آسمان شیشے کی طرح شفاف ہیں جس کی وجہ سے سارے پہلے آسمان پر معلوم ہوتے ہیں لہٰذا وہ سب پہلے آسمان کی زینت ہیں۔ ⓮ یعنی ان تاروں سے مختلف فائدے ہیں، یہ پہلے آسمان کی زینت، رات کے چراغ، مسافروں بقیہ بر صفحہ ۸۶۸۔

نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا كُنَّا فِيۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ﴿۱۰﴾ فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِهِمۡ

سنتے یا سمجھتے ۱ تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا ۲

فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ

تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو ۳ بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۴

لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَكُمۡ اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ

اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۵ اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو دلوں

بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ

کی بات جانتا ہے ۶ کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ۷ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار وہی

الَّذِيۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِيۡ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ

ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام (تابع) کردی ۸ تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ ۹

رِّزۡقِهٖ ؕ وَاِلَيۡهِ النُّشُوۡرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ

اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۱۰ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں

الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوۡرُ ﴿۱۶﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يُّرۡسِلَ

دھنسادے ۱۱ جبھی وہ کانپتی رہے یا تم نڈر ہو گئے ۱۲ اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تم پر

عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَيۡفَ نَذِيۡرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ

پتھراؤ بھیجے تو اب جانو گے کیسا تھا میرا ڈرانا ۱۳ اور بے شک اُن سے اگلوں نے

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ

جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار ۱۴ اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے نہ دیکھے پر پھیلاتے

وَّيَقۡبِضۡنَ ؔؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍۢ بَصِيۡرٌ ﴿۱۹﴾

اور سمیٹتے ۱۵ انہیں کوئی نہیں روکتا سوا رحمٰن کے ۱۶ بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے ۱۷

اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ جُنۡدٌ لَّـكُمۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ اِنِ

یا وہ کون سا تمہارا لشکر ہے کہ رحمٰن کے مقابل تمہاری مدد کرے ۱۸ کافر

الۡكٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِىۡ غُرُوۡرٍ ۚ ﴿۲۰﴾ اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ يَرۡزُقُكُمۡ اِنۡ اَمۡسَكَ رِزۡقَهٗ ۚ

نہیں مگر دھوکے میں ۱۹ یا کون سا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ اپنی روزی روک لے ۲۰

ع ۱۴

منزل ۷

۱ معلوم ہوا کہ جس عقل سے دین نہ سمجھا جاوے وہ بے عقلی ہے جو کان و آنکھ نبی کے احکام نہ سنیں اللہ کی آیات نہ دیکھیں، وہ بہرے اندھے ہیں اگرچہ دنیاوی امور میں کام آویں ۲ گناہ سے مراد دل کا گناہ یعنی کفر و شرک ہے خیال رہے کہ کفار کو کفر و شرک پر بھی سزا ملے گی اور شرعی احکام ادا نہ کرنے پر بھی کیونکہ وہ سزا میں احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ۳ یہ رب کا فرمان ہے یا اس وقت فرشتے کہیں گے۔ یعنی تم اللہ کی رحمت سے دور ہو ہر وقت پھٹکار و لعنت کے مستحق ۴ یعنی نبی کے فرمانے سے ان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا، ورنہ مرتے وقت عذاب دیکھ کر تو سب ہی ڈریں گے شیطان نے بھی کہا تھا اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ (حشر: ۱۶) مگر یہ خوف نجات کا ذریعہ نہیں ۵ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے سینے شریف سے بھنی ہوئی کلیجی کی خوشبو آتی تھی، آپ کا جگر خوف الٰہی میں بھن چکا تھا، حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نماز تہجد میں اتنا روتے تھے کہ آپ کے سینہ مبارک سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی، یہ ہے خوف خدا، اللہ تعالیٰ ان پاک بچوں کی طفیل ہم جیسے گنہگاروں کو بھی اپنا خوف نصیب کرے، آمین ۶ مشرکین مکہ آپس میں بکواس کرتے وقت کہتے تھے کہ آہستہ بولو محمد کا رب نہ سن لے، اس آیت میں ان کی تردید کی گئی کہ تمہارا کوئی کھلا چھپا کام ہم سے پوشیدہ نہیں، رب کی شان تو بہت بلند و بالا ہے، اس کے محبوب بندے حضرت سلیمان تین میل سے چیونٹی کی آواز سن لیتے تھے ۷ یعنی جس رب نے تمہیں، تمہارے اعمال، تمہارے خطرات کو پیدا فرمایا، اس پر تم یا تمہارے دلی خیالات کیسے چھپ سکتے ہیں۔ یہ گویا گزشتہ دعوٰی کی دلیل ہے ۸ اس طرح مناسب طور پر نرم فرما دی کہ تم رہو بھی، اس میں کھیتی باڑی بھی کرو، عمارتیں بناؤ، نہ تو لوہے کی طرح سخت نہ پانی کی طرح نرم و پتلی، سبحان اللہ ۹ حلال و طیب روزی کھاؤ، خواہ اپنی خواہ دوسرے کی کمائی ہوئی، جیسے میراث کا مال، صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسم کے لئے جسمانی روزی کھاؤ، روح کے لئے روحانی غذا استعمال کرو، اس سے معلوم ہوا کہ کھانا فرض ہے کیونکہ اس سے زندگی کی بقا ہے اور زندگی تمام عبادات کا مدار ہے، اس لئے مرن برت رکھنا بھوک ہڑتال کرنا حرام ہے، یہ بھی معلوم ہوا خدا کے دیئے میں سے کچھ کھاؤ، کچھ کھلاؤ، سب خود ہی کھانے کی کوشش نہ کرو ۱۰ قیامت میں حساب دینے کے لئے، لہٰذا ایسا کھانا نہ کھاؤ جو کل تمہارے لئے وبال ہو جائے اس لئے کھانے کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا۔ ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خصوصی عذاب آ سکتے ہیں، دوسری آیت میں جو ارشاد ہوا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ (انفال: ۳۳) اس سے عمومی عذاب مراد ہیں ۱۲ معلوم ہوا کہ رب سے بے خوفی کفار کا طریقہ ہے اور اس سے امید رکھنا مومن کی شان ہے۔ امن میں بے خوفی ہوتی ہے امید میں خوف بھی ہوتا ہے، یعنی خوف کرو تم پر گناہوں کی وجہ سے آسمانی پتھر ایسے برسیں جیسے قوم لوط پر برسے تھے، اللہ کی پناہ ۱۳ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لاؤ اور اس وقت ایمان لانا معتبر نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب چاہئے خیال رہے کہ یہاں مَنۡ فِى السَّمَآءِ فرما کر یہ بقیہ برصفحہ ۸۶۹

44

بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی

بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں تو کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ف۱ زیادہ راہ

اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ

پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے ف۲ سیدھی راہ پر ف۳ تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا

وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ

اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے ف۴ کتنا کم حق مانتے ہو ف۵ تم فرماؤ

هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے ف۶ اور کہتے ہیں

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ

یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ف۷ تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے ف۸ اور میں تو

اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ

یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ف۹ پھر جب اسے پاس دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ف۱۰ اور

قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ

ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے جو تم مانگتے تھے ف۱۱ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے

اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٢٨﴾

ساتھ والوں کو ہلاک کردے ف۱۲ یا ہم پر رحم فرمائے ف۱۳ تو وہ کونسا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ

تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا ف۱۴ تو اب جان جاؤ گے ف۱۵ کون کھلی گمراہی میں

مُّبِیْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿٣٠﴾

ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے ف۱۶ تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا

سُوْرَةُ الْقَلَمِ ٦٨ مَكِّيَّةٌ ٢ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ٥٢ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۂ قلم مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ وَ اِنَّ لَكَ

قلم ف۱۷ اور ان کے لکھے کی قسم ف۱۸ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ف۱۹ اور ضرور تمہارے لیے

❶ جیسے مشرکین جو بغیر سوچے سمجھے غلط عقیدوں اور غلط اعمال میں پھنسے ہوئے ہیں ❷ معلوم ہوا کہ کفار کے سارے اعمال اوندھے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے بغیر ہیں' مومن کے سارے اعمال درست ہیں کیونکہ ایمان کے ساتھ ہیں۔ کافر کا صدقہ و خیرات کرنا اوندھا چلنا ہے کیونکہ یہ اسے منزل پر نہیں پہنچا سکتا۔ مومن و کافر کے تمام اعمال کا یہ ہی حال ہے ❸ یعنی دنیا میں مومن تو سیدھی راہ پر ہے اور جا بھی سیدھا رہا ہے مگر کافر اوندھے رستے پر بھی ہے اور چل بھی اوندھا رہا ہے کیا یہ دونوں یکساں ہیں' ہرگز نہیں اسلام سیدھا راستہ ہے۔ پھر اسلام کو صحیح طور پر سمجھنا اور درست اعمال کرنا اس پر سیدھا چلنا ہے ❹ یعنی اے محبوب ان مشرکوں سے فرمادو کہ میں تمہیں جس رب کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں وہ' وہ رب ہے جس نے ایسی بے بہا نعمتیں بخشیں' اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کے کام ہوتے ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں ناک کان بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر وہ کام رب کا قرار پایا ❺ کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی' بلکہ مخالفت و مقابلہ میں استعمال کرتے ہو' کچھ تو انصاف کرو' اس آیت سے مسلمانوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہئے۔ ❻ یعنی رب تعالیٰ سب کا سہارا اور منتہی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صفات الٰہیہ کو قل سے بیان فرمایا گیا۔ یعنی اے محبوب آپ فرمادیں تاکہ پتہ لگے

ع ١٦ ٢

کہ خدا کی صفات ماننا جب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب کہ نبی کی تعلیم سے مانی جاویں' نبی کو چھوڑ کر توحید وغیرہ ماننا دوزخ کا راستہ ہے۔ ❼ یعنی اگر تم قیامت یا عذاب کی خبر دینے میں سچے ہو' تو بتاؤ' ان کا ظہور کب ہوگا اس شرط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ سوال محض دل لگی کے لئے تھا نہ کہ تحقیق کے لئے ❽ کسی مخلوق کو اندازے' تخمینے' حساب' جنتری' وغیرہ سے معلوم نہیں ہوسکتا' جب تک رب تعالیٰ الہام یا وحی کے ذریعہ نہ بتائے ❾ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم نہیں دیا کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وہاں بھی کہتے ہیں جہاں بتانا نہ ہو' حق یہ ہے کہ اللہ نے حضور کو قیامت کا علم دیا خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں' قیامت کی علامتیں ارشاد فرمائیں۔ اس کے آنے کا دن بتایا کہ جمعہ کو ہوگی ❿ یعنی علامات قیامت یا علامات موت' یا علامات عذاب دیکھ کر کفار کے چہرے بگڑ جائیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اور قیامت کے دن مومن کے چہرے شگفتہ ہوں گے' اب بھی بعض صالحین کو بوقت موت مسکراتا ہوا دیکھا گیا ⓫ نبیوں یا مومنوں سے اس کا مطالبہ کرتے تھے تو اب سامنے ہے' دل بھر کر دیکھ لو (اللہ کی پناہ) ⓬ کفار مکہ حضور کی اور صحابہ کی وفات کے منتظر رہتے تھے' یہاں فرمایا گیا کہ ہمارا وفات پا جانا تمہیں عذاب سے بچا نہیں سکتا' پھر تم کیوں اس کی آس لگائے بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی موت کا انتظار کفار کا شیوہ ہے ⓭ اس طرح کہ ہمیں درازعمریں دے' تاکہ ہم نیکیوں کا توشہ خوب جمع کرلیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی بھی رحمت ہے ⓮ یعنی اوپر کی شقیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ رب تعالیٰ ہم پر مہربان ہے کیونکہ ہم اس کے مطیع ہیں اور وہ رحمٰن بقیہ برصفحہ ٨٦٩

لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾

بے انتہا ثواب ہے ف۱ اور بے شک تمہاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے ف۲ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے ف۳ کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور

هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے ف۴ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا ف۵ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو ف۶

فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۙ﴿۱۱﴾

تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ف۷ ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ

بھلائی سے بڑا روکنے والا ف۸ حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو ف۹ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ف۱۰ اس پر کہ

ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾

کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے ف۱۱ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ف۱۲

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا

قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے ف۱۳ بیشک ہم نے انہیں جانچا ف۱۴ جیسا اس باغ والوں کو جانچا تھا ف۱۵ جب

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ

انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کے کھیت کاٹ لیں گے ف۱۶ اور انشاء اللہ نہ کہا تو اس پر تیرے رب کی طرف سے ایک

رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۙ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۲۱﴾

پھیری کرنے والا پھیرا کر گیا ف۱۷ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا جیسے پھل ٹوٹا ہوا ف۱۸ پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکارا

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾

کہ تڑکے اپنی کھیتی کو چلو اگر تمہیں کاٹنی ہے ف۱۹ تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے ف۲۰

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۙ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

کہ ہرگز آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں آنے نہ پائے ف۲۱ اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر قدرت سمجھتے

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

پھر جب اسے دیکھا بولے بے شک ہم راستہ بہک گئے بلکہ ہم بے نصیب ہوئے ف۲۲ ان میں جو سب سے غنیمت (زیرک) تھا

۱ اس لئے کہ تمام امت کی نیکیوں کا ثواب آپ کو ہے۔ کیونکہ یہ نیکیاں آپ نے سکھائی ہیں اور آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا' لہٰذا آپ کا ثواب بند نہ ہوگا' یا آپ کو جو ثواب ملے گا۔ اس میں کسی کا آپ پر احسان نہیں' بلکہ سب پر آپ کا احسان ہے ۲ حضور کا خلق قرآن ہے' یہ قرآن خاموش ہے اور حضور جیتے جاگتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق کماحقہ بیان نہیں کرسکتا' کیونکہ وہ عظیم ہیں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا کہ فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء: ۷۷) اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کرسکتا۔ فرماتا ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراھیم: ۳۴) جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کہے اسے شمار کرنے کی کس میں طاقت ہے۔ ۳ یعنی جو کچھ غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں' ان میں سے بہت کفار بھی دیکھ لیں گے اور اے محبوب آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ حضور تو سب کچھ آج بھی دیکھ رہے ہیں مگر یہاں ظہور کا دیکھنا مراد ہے ۴ تو جس کو بتائے اس کو بھی اس کے بتانے سے علم ہوگا جیسے کاتب تقدیر فرشتہ اور دابۃ الارض اور آدم علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ نے ضال اور مہدی کا علم دیا' نیز حضور کی ذات اخلاص و نفاق کی کسوٹی ہے جو انہیں مجنون کہے وہ گمراہ ہے جو تعریفیں کرے وہ ہدایت پر ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام ملائکہ اور شیطان کی عبادات کی کسوٹی ہوئے ۵ اس میں بظاہر حضور کو خطاب ہے لیکن درحقیقت مسلمانوں کو سنانا ہے اس سے معلوم ہا کہ کسی بے دین کی دینی اطاعت کرنا یا کفر ہے یا حرام الاعند الاکراہ ۶ (شان نزول) سرداران قریش حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر بولے کہ اگر آپ کو کوئی بیماری ہے' تو ہم اس کا علاج کرادیں' اگر دنیاوی عیش و عشرت کی خواہش ہے تو اس کا سارا سامان مہیا کردیں' اگر کچھ نہیں تو آپ صرف ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم بھی آپ سے تعرض نہ کریں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (تفسیر عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو دین میں پختہ ہونا چاہئے دین میں پلپلے پن کا نام مداہنت ہے ذاتی حالات میں اچھے برتاؤ کا نام اخلاق ہے' آج ہم دین میں نرم اور نفسانی معاملات میں سخت ہیں ۷ (شان نزول) یہ آیات ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئیں جو حضور کو مجنون کہتا تھا' قرآن کریم نے اس کے دس عیب بیان فرمائے آخر میں فرمایا کہ وہ حرامی ہے۔ معلوم ہوا کہ رب ستار العیوب ہے' لیکن جو اس کے محبوب کو عیب لگائے رب اس کی پردہ دری کردیتا ہے ۸ ولید بن مغیرہ اپنے اہل و عیال سے کہتا تھا کہ اگر تم اسلام لائے تو تمہیں اپنے مال سے محروم کردوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا ولید بن مغیرہ کا شیوہ ہے آج بھی بعض لوگ جوئے' سنیما' شراب سے نہیں روکتے' ہاں میلاد شریف' بزرگان دین کا ختم انہیں بہت کھٹکتا ہے' یہ ہے منع خیر ۹ یعنی بدمزاج اور بدزبان معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیب کفار کے ہیں مومنوں کو ان سے دور رہنا چاہئے' طبیعت نرم رکھیں' زبان نہایت شیریں ۱۰ یعنی حرام کا بچہ' حرامی' ولد الزنا' اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا' اور بولا کہ حضور ﷺ نے میرے دس بقیہ برصفحہ ۸۶۹

اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ لَوۡلَا تُسَبِّحُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾
بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے ۱؎ بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہم ظالم تھے ۲؎
فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَلَاوَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا
اب ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا ۳؎ بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم
طٰغِيۡنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَـنَا خَيۡرًا مِّنۡهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوۡنَ ﴿۳۲﴾
سرکش تھے ۴؎ اُمید ہے ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں ۵؎
كَذٰلِكَ الۡعَذَابُ‌ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ‌ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ
مار ایسی ہوتی ہے ۶؎ اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ۷؎ کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۸؎ بے شک
لِلۡمُتَّقِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۵﴾
ڈر والوں کے لئے ۹؎ ان کے رب کے پاس ۱۰؎ چین کے باغ ہیں ۱۱؎ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں ۱۲؎
مَا لَـكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اَمۡ لَـكُمۡ كِتٰبٌ فِيۡهِ تَدۡرُسُوۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَـكُمۡ
تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو ۱۳؎ کیا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے اس میں پڑھتے ہو کہ تمہارے لئے
فِيۡهِ لَمَا تَخَيَّرُوۡنَ‌ ﴿۳۸﴾ اَمۡ لَـكُمۡ اَيۡمَانٌ عَلَيۡنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ‌ ۙ اِنَّ
اس میں جو تم پسند کرو ۱۴؎ یا تمہارے لئے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت تک پہنچتی ہوئی ۱۵؎ کہ تمہیں
لَـكُمۡ لَمَا تَحۡكُمُوۡنَ‌ ﴿۳۹﴾ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ‌ ﴿۴۰﴾ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكَآءُ‌‌ ۚ
ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو ۱۶؎ تم ان سے پوچھو ان میں کون سا اس کا ضامن ہے ۱۷؎ یا ان کے پاس کچھ شریک ہیں ۱۸؎
فَلۡيَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۱﴾ يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّ
تو اپنے شریکوں کو لے کر آئیں اگر سچے ہیں ۱۹؎ جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی
يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَۙ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ
اللہ ہی جانتا ہے) ۲۰؎ اور سجدہ کو بلائے جائیں گے ۲۱؎ تو نہ کر سکیں گے ۲۲؎ نیچی نگاہیں کئے ہوئے ۲۳؎ ان پر خواری
ذِلَّةٌ‌ ؕ وَقَدۡ كَانُوۡا يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ وَهُمۡ سٰلِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرۡنِىۡ وَمَنۡ
چڑھ رہی ہوگی ۲۴؎ اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے ۲۵؎ جب تندرست تھے ۲۶؎ تو جو اس بات کو
يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ‌ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَۙ ﴿۴۴﴾
جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر چھوڑ دو ۲۷؎ قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی ۲۸؎

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے اور گناہ پر عذاب الٰہی دنیا میں بھی آ جاتا ہے، پیداوار کی زکوٰۃ واجب ہے ۲؎ کہ ہم نے اپنے مرحوم باپ کی رسم خیر بند کرنا چاہی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے اچھے مراسم زندہ رکھنے چاہئیں، ورنہ رب کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے، ختم بزرگان، ایصال ثواب، میلاد شریف، گیارہویں شریف بزرگوں کی مراسم ہیں ۳؎ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ تو نے مجھے یہ برا مشورہ دیا تھا، آخر کار بولے کہ ہم سب قصوروار ہیں ۴؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باپ دادوں کی نیک رسمیں بند کرنا خرابی کا باعث ہے اور سرکشی ہے، دوسرے یہ کہ اپنے جرم کا اقرار کر لینا توبہ ہے ۵؎ رب نے انہیں اس توبہ سے پہلے بھی بہتر باغ دیا، جس کا نام باغ حیوان تھا جس میں بہت پھل آتے تھے اس سے معلوم ہوا، کہ توبہ رب کی رحمت کی زیادتی کا سبب ہے (عمل) اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو اور وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ (بقرہ:۱۵۶) پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ پہلے سے بہتر ملے گا ۶؎ اے کفار مکہ، لہٰذا ہوش سے کام لو اپنا انجام سوچ لو ۷؎ معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آ جانا ان کے اخروی عذاب کو کم نہ کردے گا اور دنیا کا عذاب خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے، اللہ کی پناہ۔ ۸؎ اور اس قحط سے عبرت پکڑتے جیسے ضروان والوں نے باغ کی بربادی دیکھ کر فوراً توبہ کر لی ۹؎ یہاں متقین اور ڈر والوں سے مراد مومنین ہیں، تقویٰ کے بہت درجے ہیں، پہلا درجہ جسے تقویٰ عامہ کہتے ہیں وہ ہر مسلمان کو حاصل ہے کہ وہ رب سے صحیح معنی میں ڈرتا ہے تو ایمان لاتا ہے، دوسرا درجہ جسے تقویٰ خاص کہتے ہیں وہ نیک کار مومنوں کو حاصل ہے تیسرا درجہ جسے خاص الخاص کہتے ہیں وہ حضرات اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے پھر جیسا تقویٰ ویسی اس کی جزاء اور ویسے ہی جنت میں اس کے درجات، یہ آیت تمام قسم کے متقیوں کو شامل ہے اس لئے اس کی بہت تفسیریں ہیں۔ ۱۰؎ یعنی آخرت میں قبر سے اٹھنے کے بعد، آخرت کو عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اس لئے فرمایا کہ وہاں کسی کی ظاہری حکومت نہ ہوگی، رب فرماتا ہے۔ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۱۱؎ ایک ایک جنتی کو کئی کئی باغ دیئے جائیں گے، جہاں نہ بیماری ہوگی نہ موت، نہ دشمنی اور نہ کوئی مصیبت، حقیقی چین وہاں نصیب ہوگا، لِلۡمُتَّقِيۡنَ کے لام سے معلوم ہوا کہ وہ باغ اہل جنت کی ملک ہوں گے۔ ۱۲؎ معلوم ہوا کہ مجرم اور مسلم برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ فرق مراتب پر ایمان کا دارومدار ہے، خیال رہے کہ یہاں مجرم سے مراد کفار ہیں، کیونکہ انکا مقابلہ مسلم سے ہے ۱۳؎ (شان نزول) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر ہم مرنے کے بعد اٹھائے بھی گئے، تو بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے کیونکہ دنیا میں ہم امیر ہیں تم غریب اس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس نہ کرو، کھیت میں دانے اور بھوسہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر گاہنے کے بعد بھوسہ کی جگہ اور ہے اور دانوں کی جگہ اور ۱۴؎ یعنی اے کافرو تم یہ غیبی خبر کہاں سے دے رہے

بقیہ برصفحہ ۶۸۰

وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو ف۱ کہ وہ چٹی کے بوجھ
مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
میں دبے ہیں ف۲ یا ان کے پاس غیب ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں ف۳ تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو ف۴
وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ
اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا ف۵ جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا ف۶ اگر اس کے رب کی نعمت اس
نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ
کی خبر کو نہ پہنچ جاتی ف۷ تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا ف۸ تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب خاص
مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ
کے سزاواروں (حقداروں) میں کرلیا ف۹ اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں گے ف۱۰ جب
لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾
قرآن سنتے ہیں ف۱۱ اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں ف۱۲ اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہاں کے لئے ف۱۳

سُوْرَةُ الْحَاۗقَّةِ ۶۹ مَكِّيَّةٌ ۷۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتها ۵۲ رکوعاتها ۲
سورۃ حاقہ مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

اَلْحَاۗقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَاۗقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ
وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ف۱۴ ثمود اور عاد نے اس سخت صدمہ
بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا
دینے والی کو جھٹلایا ف۱۵ تو ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے ف۱۶ اور رہے عاد وہ ہلاک کئے
بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ ۙ
گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ف۱۷ وہ ان پر قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن
حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ﴿۷﴾
لگا تار ف۱۸ تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے ہوئے ف۱۹ گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تنے) ہیں گرے ہوئے ف۲۰
فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ
تو کیا تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو ف۲۱ اور فرعون اور اس سے اگلے اور اُلٹنے والی بستیاں ف۲۲

منزل ۷

ع ۳ (۲) ۱۹

۱ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تبلیغ نبوت پر کبھی مخلوق سے اجرت نہیں مانگتے انہیں رب اجر دیتا ہے' ہاں امت پر لازم ہے کہ ان کا شکریہ ادا کرے' درود شریف پڑھنا حضور کے قرابت داروں اور عرب والوں سے محبت مدینہ پاک کی تعظیم کرنا شکریہ ہے' اجرت نہیں شکریہ ادا کرنا سعادتمندی کی علامت ہے ۲ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں ایمان پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہ کنجوس ہیں بلکہ صرف ازلی بدبختی اس نعمت سے روکتی ہے ۳ یعنی یہ لوگ آپ سے بے نیاز نہیں کیونکہ ان کے سامنے لوح محفوظ نہیں جس سے علوم غیبیہ معلوم کر کے خود ہدایت پالیں اور قرآن کی طرح آسمانی کتاب تیار کرلیں' یہاں غیب سے مراد لوح محفوظ ہے اور لکھنے سے مراد آسمانی کتاب ہدایت کے لئے لکھنا ہے۔ ۴ آیات جہاد آنے کا اس صورت میں یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے یا رب کے عذاب آنے کا بعض کفار پر' اور توبہ کی توفیق ملنے کا بعض کو' تب یہ آیت محکم ہے ۵ معلوم ہوا کہ بزرگان دین حق کہ انبیاء کرام کی خطاؤں میں پیروی نہ کی جائے اور نہ ان خطاؤں کو سنت کہا جاسکتا ہے اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوا عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ یہ نہ فرمایا عَلَیْكُمْ بِحَدِیْثِیْ کیونکہ حدیث تو حضور کے ہر قول و فعل کو کہا جائے گا خواہ خصائص میں سے ہو مگر سنت صرف انہی کو کہا جائے گا جن کی پیروی کی جائے' اس لئے رب نے فرمایا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (انعام: ۹۰) خطائیں ہدی میں داخل نہیں' آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب آپ یونس علیہ السلام کی طرح قوم کے معاملہ میں جلدی نہ کریں ۶ یعنی اپنی قوم پر غم و غصہ کی وجہ سے' اس حالت میں انہوں نے قوم کے لئے دعا عذاب فرمائی' خیال رہے کہ یونس علیہ السلام کا یہ غم و غصہ رب کے لئے تھا نہ کہ اپنے لئے اس غصہ پر عتاب نہ ہوا بلکہ جلدی فرمانے پر محبوبانہ عتاب آیا ۷ یعنی رحمت الٰہی نے مچھلی کے پیٹ میں ان کی دستگیری کی کہ ان کی تسبیح و تہلیل و دعا کی برکت سے اس کے پیٹ کو آرام دہ روشن کمرہ بنا دیا اور وہاں سے باہر آنے پر ان پر سبزہ اگا دیا' ہرنی کو خدمت کے لئے مقرر فرما دیا (تفسیر عزیزی) ۸ ۔ کہ نہ ان پر کدو کا سبزہ اگتا نہ جانور خدمت کرتے یہ سب کچھ رب کی رحمت سے ہوا ۹ ۔ اس سے مراد اصلاح میں ترقی دینا ہے' ورنہ نبی تو ہر وقت صالح ہوتے ہیں یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی نبی تھے ۔ آپ کی نبوت منسوخ نہ ہوگئی تھی ۔ علماء فرماتے ہیں ۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں جانا آپ کی معراج تھی ۔ اور اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل تھا ۔ مولانا فرماتے ہیں ۔

شان من بالا و شان او نشیب رحمت حق راضی باشد حسیب
غرضیکہ انبیاء کرام کے عتاب میں لاکھوں رحمتیں ہوتی ہیں ۱۰

عرب میں بعض لوگ نظر بد لگانے میں مشہور تھے اگر وہ بھوکے ہو کر کسی کو تیز نگاہ سے دیکھ کر کہتے کہ ایسا ہم نے آج تک نہ دیکھا کیا ہی اچھا ہے تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا' کفار مکہ بہت لالچ دے کر انہیں لائے یہ حسب عادت تین دن بھوکے رہے' پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ بقیہ بر صفحہ ۸۷۰

بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ إِنَّا
خطا لائے تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا ف۱ تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا بے شک
لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً
جب پانی نے سر اٹھایا تھا ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا ف۲ کہ اسے تمہارے لئے یادگار کریں ف۳
وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝١٢ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝١٣ وَ
اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو ف۴ پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم ف۵ اور
حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝١٤ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ
زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیے جائیں ف۶ وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ
الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ۝١٦ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ
ہونے والی ف۷ اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہوگا ف۸ اور فرشتے اس کے کناروں
أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۝١٧ يَوْمَئِذٍ
پر کھڑے ہوں گے ف۹ اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے ف۱۰ اس دن تم
تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ۝١٨ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
سب پیش ہوگے ف۱۱ کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی ف۱۲ تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ف۱۳
فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ۝١٩ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ۝٢٠
کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو ف۱۴ مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہونچوں گا ف۱۵
فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٢١ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝٢٢ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝٢٣ كُلُوا
تو وہ من مانتے چین میں ہے ف۱۶ بلند باغ میں جس کے خوشے جھکے ہوئے ف۱۷ کھاؤ
وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝٢٤ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ
اور پیو رچتا ہوا ف۱۸ صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا ف۱۹ اور وہ جسے اپنا نامۂ اعمال بائیں
كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۝٢٥ وَلَمْ أَدْرِ مَا
ہاتھ میں دیا جائے گا ف۲۰ کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ نہ دیا جاتا ف۲۱ اور میں نہ جانتا کہ میرا
حِسَابِيَهْ ۝٢٦ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝٢٧ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۝٢٨
حساب کیا ہے ف۲۲ ہائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی ف۲۳ میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال ف۲۴

۱ دنیا میں اسی قوم پر عذاب آیا جس نے رسول کی نافرمانی کی' فقط خدا کی نافرمانی پر عذاب نہ آیا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (الاسراء:۱۵) یہاں ان کی ہلاکت کو نبی کی نافرمانی پر مبنی فرمایا کہ چونکہ انہوں نے رسول کی نافرمانی کی لہٰذا وہ ہلاک ہوئے ۲ خیال رہے کہ باپ دادوں پر احسان اولاد پر احسان ہے' کفار عرب خود کشتی میں سوار نہ ہوئے تھے مگر چونکہ یہ لوگ ان کی اولاد تھے جو اس کشتی میں سوار ہوئے' لہٰذا فرمایا گیا کہ تمہیں سوار کیا' حضور کی تشریف آوری ہم سب پر احسان ہے ۳ معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگار قائم کرنا بہتر ہے لہٰذا حضور کی پیدائش کی یادگار منانا اچھا ہے' عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ مولیٰ ہم پر غیبی دسترخوان نازل فرما۔ جو ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو۔ ۴ یعنی ان واقعات کو سن کر وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو انہیں یاد رکھیں اور عبرت پکڑیں۔ ۵ یہ آیت اور اس جیسی آیات صوفیاء کرام کے دم درود کی اصل ہیں' جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکا' رب نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی' قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ فیض دینے کے لئے پھونکنا سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے لہٰذا اب بھی مشائخ کرام کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں ۶ اس نفخہ سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے' جس سے تمام زندے مردہ ہو جائیں گے پھر سارے عالم میں انقلاب رونما ہو جائے گا ۷ قیامت قائم ہو جائے گی' یہ عام موت ابتداء قیامت ہوگی ۸ یعنی آسمان باوجود اس قدر مضبوط ہونے کے اس دن نہایت ضعیف وکمزور ہو گا ۹ یعنی آسمانی فرشتے آسمان پھٹنے پر کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے' پھر رب کے حکم سے زمین پر اتر کر اس کا احاطہ کر لیں گے ۱۰ یعنی آٹھ فرشتے یا ان کی آٹھ صفیں' اس سے پہلے حاملین عرش چار تھے قیامت میں آٹھ کر دیئے جائیں گے' اس سے پہلے حاملین عرش چار تھے قیامت میں آٹھ کر دیئے جائیں گے' اس کی حکمت رب جانتا ہے دنیا میں رب تعالیٰ کی چار صفتوں کا ظہور ہے' علم' قدرت' ارادہ' حکمت' قیامت میں ان چار صفات کے ساتھ اور چار صفات کا بھی ظہور ہوگا' اظہار' کمال' قدس' عدل (عزیزی) ۱۱ قیامت میں بندوں کی تین پیشیاں ہوں گی' پہلی دو پیشیوں میں عذر ومعذرت اور توبیخ وجھڑک ہو گی' تیسری پیشی میں نامہ اعمال تقسیم ہو جائیں گے' کسی کو داہنے ہاتھ میں' کسی کو بائیں ہاتھ میں ۱۲ یعنی کوئی شخص رب سے چھپ نہ سکے گا' سب کو حاضر بارگاہ ہونا پڑے گا' یا کوئی شخص اپنے نیک اعمال وبد اعمال اپنی قوت سے چھپا نہ سکے گا' ہاں رب تعالیٰ کی شان ستاری' ہم گنہگاروں کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کی مہربانی و عنایت ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳ جس سے اسے اپنے جنتی ہونے کا یقین ہو جائے ۱۴ یعنی خوشی کی وجہ سے اپنے اعمال نامے اپنے دوستوں' قرابت داروں سے پڑھوائے گا۔ جیسے آج خوشی کا خط آ جائے تو خود بھی پڑھتے ہیں اور لوگوں سے بھی پڑھواتے ہیں' معلوم ہوا کہ دنیا میں قرآن خود بھی پڑھنا چاہیے اور لوگوں سے بھی پڑھوا کر سننا چاہیے' کیونکہ اس میں لذت آتی ہے' خوشی ہوتی ہے یہ یار کا پیغام اور اس کا خط ہے ۱۵ یہاں ظن بمعنی یقین ہے بقیہ برصفحہ ۸۷۰

هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾

میرا سب زور جاتا رہا ف۱ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ف۲ پھر اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ ف۳

ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ

پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ف۴ اسے پرو دو ف۵ بے شک وہ عظمت

لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾

والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ف۶ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا ف۷

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾

تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ف۸ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ ف۹

لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا

اسے نہ کھائیں گے مگر خطا کار ف۱۰ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو ف۱۱ اور جنہیں تم

تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

نہیں دیکھتے ف۱۲ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ف۱۳ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں

قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾

کتنا کم یقین رکھتے ہو ف۱۴ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو ف۱۵

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾

اس نے اتارا ہے ف۱۶ جو سارے جہان کا رب ہے ف۱۷ اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ف۱۸

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنْكُمْ

ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے ف۱۹ پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے ف۲۰ پھر تم میں کوئی

مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ

ان کا بچانے والا نہ ہوتا ف۲۱ اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے ف۲۲ اور ضرور ہم جانتے ہیں

اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ

کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں ف۲۳ اور بے شک وہ کافروں پر حسرت ہے اور بے شک وہ

الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾

یقینی حق ہے ف۲۴ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ف۲۵

ف۱ یعنی دنیا میں کج بحثی، زبان درازی کا سارا زور ختم ہو گیا، معلوم ہوا کہ مومنوں کے دلائل کی قوت وہاں اور بھی زیادہ ہو جائے گی کیونکہ مومن جو کہتا تھا اس کا مشاہدہ ہو جائے گا ف۲ اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق سے باندھو ف۳ اس طرح کہ کنارہ جہنم پر کھڑا کر کے دھکا دیدو، خود گرے، دوزخ کی گہرائی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے ف۴ فرشتوں کے ہاتھ سے ستر ہاتھ، ان فرشتوں کے ہاتھ کی درازی ایسی ہے جیسے مکہ معظمہ اور کوفے کے درمیان کا فاصلہ (عزیزی از ابن عباس) ف۵ معلوم ہوا کہ گلے میں طوق زنجیروں میں بندھنا، دوزخ میں گھسیٹ کر پھینکا جانا کفار کے لئے ہوگا ف۶ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے خدا کا ماننا معتبر نہیں کیونکہ رب تعالیٰ سارے کافروں سے فرما رہا ہے کہ وہ خدا کو نہ مانتے تھے، حالانکہ بہت کافر رب کو مانتے تھے، رسول کے منکر تھے ف۷ یعنی نہ خود خیرات کرتا تھا، نہ لوگوں کو کہتا تھا ف۸ معلوم ہوا کہ مومن کے دوست بھی کام آئیں گے اور مال بھی، کیونکہ ان کا کام نہ آنا کفار کا عذاب ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (زخرف: ٦٧) ف۹ کیونکہ کافر دنیا میں ہر حلال و حرام کھا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کی پیپ کھانا بھی کفار کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اس سے محفوظ رکھے ف۱۰ عقیدے کے خطا کار یعنی کفار لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ف۱۱ یعنی ظاہری چیزیں، جیسے دنیا، اجسام، سارا عالم شہادت اور اعمال ظاہری ف۱۲ جیسے آخرت، ارواح، جنات فرشتے اور سارا عالم غیب، یا مقبولوں کے خفیہ اعمال جن کی خبر خدا کے سوا کسی کو نہیں ف۱۳ معلوم ہوا کہ سارا قرآن اللہ کی وہ باتیں ہیں جو اس نے اپنے رسول سے کہیں، دوسروں نے حضور کی طفیل سنیں، اس لئے قرآن میں بعض وہ آیات ہیں جن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں یعنی متشابہات اس سے حضور کی شان معلوم ہوئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور بڑے سخی ہیں کہ رب نے انہیں کریم فرمایا اور بڑا سخی وہی ہوگا جو رب کی تمام نعمتوں کا مالک ہو، لہٰذا حضور ہر چیز کے مالک ہیں، رب فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ١) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے ہر نعمت مانگنا جائز ہے کیونکہ فقیر کریم سے مانگا ہی کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کسی بھکاری کو رد نہیں فرماتے، کیونکہ یہ کریموں کی شان سے بعید ہے، رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ: ١٠) ف۱۴ کیونکہ نہ تو حضور شاعر ہیں، نہ کسی شاعر نے حضور کو یہ کلام بھیجا، یہ کفار کی اس بکواس کا رد ہے کہ حضور شاعر ہیں اور قرآن کریم شعر ہے، خیال رہے کہ ان کی مراد شعر سے ناول تھی یعنی جھوٹا اور آراستہ کلام نہ کہ وزن و قافیہ والا کلام، کیونکہ قرآن کریم منظوم نہیں ف۱۵ کاہنوں کے کلام میں ایسی ہدایت نہیں ہوتی، تم نے بارہا ان کی بکواس سنی ہے تم بیوقوف کیوں ہو گئے۔ ف۱۶ آہستہ آہستہ ۲۳ سال کے عرصہ میں بذریعہ حضرت جبریل ف۱۷ لہٰذا قرآن کریم سارے جہان کے لئے ہدایت ہے اور حضور سارے جہانوں کے رسول، وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ف۱۸ یعنی سارا قرآن تو کیا اگر ایک بھی غلط بات رب کی طرف منسوب

ع ۵ ع ۱۵

بقیہ بر صفحہ ۶۸۱

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۴ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۂ معارج مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے ف۱ جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ف۲ وہ ہوگا اللہ کی

اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ

طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے ف۳ ملائکہ اور جبریل ف۴ اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں ف۵ وہ عذاب

مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ

اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ف۶ تو تم اچھی طرح صبر کرو ف۷ وہ اُسے دور سمجھ

بَعِيْدًا ۝۶ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۸ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

رہے ہیں ف۸ اور ہم اُسے نزدیک دیکھ رہے ہیں ف۹ جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی ف۱۰ اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں

كَالْعِهْنِ ۝۹ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝۱۰ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

گے جیسے اون اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا ف۱۱ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے ف۱۲ مجرم آرزو کرے گا

يَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝۱۱ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝۱۲ وَ

کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی اور

فَصِيْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِيْهِ ۝۱۳ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝۱۴

اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے ف۱۳ اور جتنے زمین میں ہیں سب ف۱۴ پھر یہ بدلا دینا اسے بچا لے

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝۱۷ وَ

ہرگز نہیں ف۱۵ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا اور

جَمَعَ فَاَوْعٰى ۝۱۸ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝۱۹ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝۲۰

جوڑ کر سینت رکھا (محفوظ) کر لیا ف۱۶ بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص ف۱۷ جب اسے برائی پہنچے تو سخت گھبرانے والا

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝۲۱ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝۲۲ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور جب بھلائی پہونچے تو روک رکھنے والا ف۱۸ مگر نمازی جو اپنی نماز کے

دَآئِمُوْنَ ۝۲۳ وَالَّذِيْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۲۵

پابند ہیں ف۱۹ اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے ف۲۰ اسکے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے ف۲۱

❶ وہ نضر بن حارث تھا۔ جو کہا کرتا تھا کہ مولیٰ اگر قرآن سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا جسے قرآن کریم میں دوسری جگہ بیان کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ عذاب مانگنا کفار کا طریقہ ہے مومن کا کام ہے عذاب سے پناہ مانگنا ❷ نضر بن حارث اور ابوجہل وغیرہ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اس کے مستحق کون ہیں اس کے جواب میں یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں سوال سے مراد پوچھنا ہے، تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کرتے تھے کہ مولیٰ اگر اسلام سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا ان کے متعلق یہ آیت آئی اس صورت میں سوال بمعنی مانگنا اور دعا کرنا ہے مقصد یہ ہے کہ لوگ عذاب کی دعا کریں یا نہ کریں وہ تو بہر حال کفار پر آنے ہی والا ہے۔ کسی تدبیر سے ٹلے گا نہیں ❸ سات آسمانوں اور عرش و کرسی کا مالک ہے جہاں کسی کا دعویٰ ملکیت نہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ ہر بلندی و پستی کا رب ہی مالک ہے ❹ اس سے معلوم ہوا کہ تمام فرشتوں سے حضرت جبریل افضل ہیں کہ ان کا ذکر ملائکہ کے بعد خصوصیت سے کیا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا نام روح بھی ہے امین بھی کیونکہ وہ وحی لاتے ہیں جو مومنوں کے ایمان کی روح ہے نیز روح اللہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان کی پھونک سے پیدا ہوئے یہاں ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو بحکم الٰہی زمین پر آتے رہتے ہیں عابدین فرشتے جو صرف عبادت کرتے ہیں وہ مراد نہیں ❺ زمین سے آسمان یا اپنے مقام پر جاتے ہیں سب سے اوپر حضرت جبریل کا مقام ہے سدرۃ المنتہیٰ ❻ اور بعض کے لئے ایک ہزار برس اور بعض کے لئے ایک ساعت جیسے بیمار کو رات دراز معلوم ہوتی ہے۔ سونے والے کو معمولی معلوم ہوتی ہے اور جو محبوب سے وصال کرے اسے ایک ساعت محسوس ہوتی ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ❼ اور کفار کی سختی پر دل تنگ نہ ہو لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں۔ خیال ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جو محض رضاء الٰہی کے لئے کیا جائے اسی صبر پر اجر ملے گا ❽ یعنی عقل سے دور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت اور وہاں کے عذاب ناممکن ہیں لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار تو عذاب کے قائل ہی نہ تھے پھر دور سمجھنا کیا معنی ❾ کہ وہ عذاب عقل انسانی سے بھی قریب ہے اور زمانے کے لحاظ سے بھی نزدیک اس عذاب کے مقدمات مرتے ہی شروع ہو جاتے ہیں ہماری قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ❿ پہلے تو آسمان کا یہ حال ہوگا۔ پھر سرخ نری کی طرح ہو جائے گا۔ رب فرماتا ہے۔ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (الرحمٰن: ۳۷) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ⓫ یہ بات نہ پوچھنا کفار کے لئے ہوگا یا اول قیامت میں پھر شفاعت کبریٰ کے بعد بعض مومنین بعض مومنوں کی شفاعت کریں گے بات پوچھیں گے بگڑی بنائیں گے لہٰذا یہ آیت دوسری آیات کے خلاف نہیں ⓬ یعنی کفار ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر ہر ایک اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہوگا کہ دوسرے کا حال نہ پوچھے گا ⓭ معلوم ہوا کہ کفار کو اس دن اپنے کسی عزیز سے محبت نہ ہوگی چاہے گا کہ میرے بیوی بچے سب میرے بدلہ دوزخ میں پھینک دیئے جاویں اور میں

بقیہ برصفحہ ۸۷۱

وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ
اور وہ جو انصاف کا دن سچ جانتے ہیں ف۱ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب
رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَیْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ
سے ڈر رہے ہیں ف۲ بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ف۳ اور وہ جو
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ
اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ف۴ مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر
غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ
کچھ ملامت نہیں ف۵ تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ف۶ اور
الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ
وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں ف۷ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم
قَآىِٕمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ
ہیں ف۸ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ف۹ یہ ہیں جن کا
جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ
باغوں میں اعزاز ہوگا ف۱۰ تو ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ف۱۱ داہنے
الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾ اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ
اور بائیں گروہ کے گروہ کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے باغ
جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ
میں داخل کیا جائے ف۱۲ ہرگز نہیں بے شک ہم نے انہیں اس چیز سے بنایا جسے جانتے ہیں ف۱۳ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں
وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ
سب پچھموں کا مالک ہے ف۱۴ کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھے بدل دیں ف۱۵ اور ہم سے کوئی نکل کر
بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ
نہیں جا سکتا ف۱۶ تو انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگیوں میں پڑے اور کھیلتے ہوئے ف۱۷ یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں
یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ
جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے جھپٹتے ہوئے ف۱۸ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک

منزل ۷

۱ یعنی قیامت پر ایمان رکھتے ہیں‘ اس ایمان کی وجہ سے وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں خیال رہے کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے اگرچہ یہاں اس کا ذکر بعد میں ہوا کہ ایمان شرط ہے باقی اعمال مشروط ۲ اس طرح کہ نیک کام کرتے ہیں اور رب سے ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہے یا نہیں‘ یہ خوف اپنی کوتاہی کا ہے نہ کہ رب کے وعدوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے لہٰذا اس سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے ۳ انسان کتنا ہی متقی پارسا ہو مگر عذاب الٰہی سے ڈرتا ہے کہ خاتمہ کی خبر نہیں‘ بلکہ جن کے جنتی ہونے کی قرآن نے خبر دی وہ بھی حد درجہ خوف رکھتے تھے۔ رب سے خوف و امید ایمان کا رکن ہے ۴ اس طرح نہ کسی کو اپنا ستر دکھاتے ہیں‘ نہ کسی کا ستر دیکھتے ہیں زنا کا ذکر ہی کیا‘ غرضیکہ زنا کے اسباب سے بھی پرہیزگار پرہیز کرتے ہیں‘ اس بنا پر نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ الا بالضرورت‘ بخار روکنے کے لئے زکام روکو۔ ۵ معلوم ہوا کہ اپنی منکوحہ بیوی اور وہ مملوکہ لونڈی جس سے صحبت حلال ہے‘ ان سے پردہ نہیں‘ ایک دوسرے کا بدن دیکھ سکتے ہیں جس لونڈی سے صحبت حرام ہے اس کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ ممتوعہ عورت نہ بیوی ہے‘ نہ لونڈی‘ اس لئے نہ اس کے لئے طلاق ہے‘ نہ خلع نہ لعان نہ میراث۔ اگر بیوی ہوتی تو سب کچھ ہوتا اور لونڈی نہ ہونا ظاہر ہے۔ نیز ممتوعہ بیوی کا بچہ اپنے باپ اور باپ کے قرابت کو نہیں پہچانتا‘ ممکن ہے کہ جوان ہو کر اپنے باپ کی بیٹی یا بہن سے متعہ کرے۔ غرضیکہ متعہ ہزار ہا خرابیوں کا باعث ہے ۷ یعنی خالق و مخلوق کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتے‘ لہٰذا اپنے اعضاء سے ناجائز کام نہیں لیتے کہ اس میں رب کی خیانت ہے ۸ یعنی توحید و رسالت کی گواہی پر زندگی و موت‘ قبر و حشر میں قائم رہتے ہیں۔ اور دنیاوی حقوق کی گواہی دینے میں اپنی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے‘ بے خوف و خطر بے رو رعایت گواہی دے دیتے ہیں ۹ اس طرح کہ نماز صحیح پڑھتے ہیں‘ صحیح وقت پر پڑھتے ہیں‘ ہمیشہ پڑھتے ہیں اور نفلی نماز شروع کر کے پابندی کرتے ہیں‘ چونکہ نماز بہت اہم عبادت ہے اس لئے اس کا ذکر مکرر ہوا ۱۰ کہ جنت میں فرشتے بھی ان کی تعظیم کریں گے اور خود جنتی بھی ایک دوسرے کا ادب کریں گے‘ رب تعالیٰ ان کا احترام کرے گا‘ اپنے فضل و کرم سے ۱۱ معلوم ہوا کہ حضور کو ایمان و محبت کی نگاہ سے دیکھنا مومن اور صحابی بنا دیتا ہے۔ بغض و عداوت کی نگاہ سے دیکھنا کفر کا موجب ہے‘ آنکھ ایک ہے مگر اس کی نگاہیں مختلف‘ ماں کو دیکھنے کی اور نگاہ بیوی کو دیکھنے کی دوسری نگاہ‘ اس طرح اولاد‘ اور باپ اور دوستوں کو دیکھنے کی الگ الگ نگاہیں۔ لہٰذا جناب مصطفیٰ کو دیکھنے کے لئے بھی صدیقی نگاہ چاہئے۔ ابو جہلی نگاہ مضر ہے‘ دور بین سے دور کی چیز اور خورد بین سے چھوٹی چیز دیکھی جاتی ہے‘ اسی طرح محبوب بین نگاہ سے حضور کو دیکھا جاتا ہے مولانا نے کیا خوب کہا ہے

دیدہ مجنوں اگر بودے ترا جملہ عالم بے خبر بودے ترا

پھر اس نگاہ کو تیز کرنے کے لئے میرا اور سرمہ کی ضرورت ہے‘ اس نگاہ کو تیز کرنے کیلئے اولیاء اللہ کے دروں کی خاک اکسیر ہے۔ شعر: سرمہ کن در چشم خاک اولیاء ☆ تابہ بقیہ بر صفحہ ۸۷۱

يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ

رہے ہیں ف۱ آنکھیں نیچی کئے ہوئے ان پر ذلت سوار ف۲ یہ ہے ان کا وہ دن

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

جس کا ان سے وعدہ تھا

سُورَةُ نُوحٍ ۷۱ رکوع ۱ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۲۸ رکوعاتها ۲

سورۂ نوح مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ف۳ کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

دردناک عذاب آئے ف۴ اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں ف۵ کہ اللہ کی بندگی کرو ف۶ اور

وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا ف۷ اور ایک مقرر میعاد تک تمہیں مہلت

مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ

دے گا ف۸ بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا ف۹ کسی طرح تم جانتے ف۱۰ عرض کی ف۱۱

إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَ

اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا ف۱۲ تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا ف۱۳ اور

إِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو ان کو بخشے ف۱۴ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں ف۱۵ اور اپنے کپڑے

ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾

اوڑھ لئے ف۱۶ اور ہٹ (ضد) کی اور بڑا غرور کیا ف۱۷ پھر میں نے انہیں علانیہ بلایا ف۱۸

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ

پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا ف۱۹ اور آہستہ خفیہ بھی کہا تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو ف۲۰

إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ

وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر شرّاٹے کا (موسلادھار) مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد

(۱) جیسے جھنڈے والے لوگ اپنے گاڑے ہوئے جھنڈے کی طرف دوڑتے جاتے ہیں' ہر شخص چاہتا ہے کہ پہلے میں پہنچوں۔ (۲) معلوم ہوا کہ قبروں سے اٹھتے ہی کفار و مومنین میں فرق ہوگا جس سے ہر ایک پہچان لیا جائے گا کافر چہرے کے بل چلے گا۔ (۳) اس میں اول سے آخر تک صرف نوح علیہ السلام کا ذکر ہے' نوح علیہ السلام اس وقت تمام انسانوں کے نبی تھے' اس وقت انسان تھے ہی تھوڑے' آپ کا نام عبدالغفار یا یشکر ہے' لقب نوح' کیونکہ آپ نوحہ بہت کرتے تھے آپ چوتھے نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ نے ہی کفار کو تبلیغ کی' سب سے پہلے آپ ہی کی قوم پر عذاب آیا (۴) دنیا میں مرتے وقت' قبر میں اور آخرت میں یعنی عذاب سے پہلے ڈراؤ' عذاب آنے کا ڈرانا اور ان کا ڈرنا بیکار ہوگا (۵) معلوم ہوا کہ مومن کفار کو اپنی قوم کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ ان سے محبت والفت حرام ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ میں نرمی چاہئے (۶) بندگی سے مراد ایمان لانا ہے یعنی دلی بندگی' ورنہ کافر پر کوئی عبادت واجب نہیں تقویٰ سے مراد دلی خوف ہے اور اطاعت سے مراد ظاہری عبادت' لہٰذا یہ آیت ایمان و عرفان سب کو شامل ہے (۷) یعنی حقوق العباد نہ بخشے گا اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ کفر کے تمام گناہ ایمان لانے پر بخش دیئے جاتے ہیں' مگر حقوق نہیں بخشے جاتے' لہٰذا فرض ادا کرنا ہوگا' مظالم کا قصاص دینا ہوگا (۸) اس طرح کہ تم پر عمر بھر عذاب نہ بھیجے گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۹) یعنی اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب یقیناً آئے گا۔ مگر جلد نہ آئے گا۔ بلکہ اس کا جو وقت مقرر ہو چکا اس وقت ہی آئے گا تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاؤ (۱۰) اس تاخیر عذاب کی حکمت کو اور ایمان لے آتے اس تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاتے (۱۱) نوح علیہ السلام نے یہ دعا بہت عرصہ تبلیغ فرمانے کے بعد کی۔ جب آپ ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے' آپ نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی (۱۲) رات دن سے مراد ہر وقت تبلیغ کرنا ہے' یعنی مولیٰ میں نے انہیں ہر وقت ہر طرح تبلیغ کی' مگر ان بدنصیبوں نے اس تبلیغ کا الٹا اثر لیا کہ یہ کفر میں اور پختہ ہوتے چلے گئے خیال رہے کہ اس زیادتی کفر میں آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں' بلکہ ان کی اپنی طبیعتوں کا فتور تھا' جیسے بیمار کو کبھی اچھی غذا بیماری بڑھا دیتی ہے' غذا تو اچھی مگر بیمار کا معدہ خراب ہے یا سورج سے چمگادڑ اندھا ہو جاتا ہے (۱۳) اس دعا سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت والے ناموں سے پکارنا چاہئے' دوسرے یہ کہ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا چاہئے' تیسرے یہ کہ جس پر بددعا کرنی ہو اس کی شکایت کرنی چاہئے۔ اور وجہ دینی ہونی چاہئے' چوتھے یہ کہ صالحین کی صحبت سے بھاگنا محرومی کی علامت ہے' پانچویں یہ کہ گناہ پر اصرار بدنصیبی ہے' چھٹے یہ کہ نبیوں ولیوں کو خالی جاننا اور ان کے مقابل تکبر کرنا طریقہ کفار ہے ایسے لوگ ہمیشہ رب کی رحمت سے محروم ہیں' جو فقیر کسی دروازے پر جاتا ہے تو اپنے کو خالی اور گھر والے کو غنی سمجھ کر جاتا ہے۔ دیکھو فرمایا۔ واستکبروا استکبارا وہابیوں کو اس سے عبرت لینی چاہئے (۱۴) یعنی میرا ان کو بلانا اپنے نفع کے لئے نہ تھا صرف انہی کے نفع بقیہ برصفحہ ۶۸۷

ع ۹ / ۸ — وقف لازم

وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ

کرے گا ف۱ اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا ف۲ تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے

وَقَارًا ۚ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

کی امید نہیں کرتے ف۳ حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح بنایا ف۴ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک

طِبَاقًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ

پر ایک ف۵ اور ان میں چاند کو روشن کیا ف۶ اور سورج کو چراغ ف۷ اور اللہ نے تمہیں سبزے

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ

کی طرح زمین سے اُگایا ف۸ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا ف۹ اور دوبارہ نکالے گا ف۱۰ اور اللہ

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۠﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ

تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ف۱۱ کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو ف۱۲ نوح نے عرض کی

رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾

اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی ف۱۳ اور ایسے کے پیچھے ہولئے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا ف۱۴

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا

اور بہت بڑا داؤں کھیلے ف۱۵ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ف۱۶ اور ہرگز نہ چھوڑنا ودّ اور

سُوَاعًا ۙ۬ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۬ۚ وَلَا تَزِدِ

سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو ف۱۷ اور بے شک انہوں نے بہتوں کو بہکایا ف۱۸ اور تو ظالموں

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۬ۙ فَلَمْ

کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی ف۱۹ اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے ف۲۰ تو

يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى

انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا ف۲۱ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر

الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ

کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ ف۲۲ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے

وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر ف۲۳ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو

(۱) کیونکہ عبادت و استغفار سے دین و دنیا کی رحمتیں ملتی ہیں (۲) اس سے معلوم ہوا کہ استغفار و توبہ کے دنیاوی اور دینی بے شمار فوائد ہیں' استغفار کا بہترین وقت صبح صادق ہے رب فرماتا ہے۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الذاریات: ۱۸) اس سے بارشیں آتی ہیں مال و اولاد میں برکتیں ہوتی ہیں' جیسا کہ حضرت حسن سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں چند لوگ مختلف شکایات لائے کسی نے قلت بارش کی کسی نے بے اولاد ہونے کی' کسی نے کھیت میں پیداوار کم ہونے کی شکایت کی' آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا' اور اسی آیت سے استدلال فرمایا (۳) کہ رب تعالیٰ کے نبی پر ایمان نہیں لاتے تاکہ وہ تمہیں عزت و عظمت دولت بخشے۔ (۴) کبھی نطفہ' کبھی خون بستہ' کبھی گوشت کا لوتھڑا پھر کامل بچہ' پھر جوان' پھر بڈھا' کبھی امیر کبھی فقیر (۵) کہ ایک کے اوپر دوسرا' درمیان میں بڑا فاصلہ' اس سے یہ لازم نہیں آتا' کہ آسمان آپس میں چمٹے ہوئے ہیں (۶) چاند پہلے آسمان پر ہے اس کا آدھا حصہ منور ہوتا ہے' آدھا سیاہ۔ مگر تمام آسمانوں میں اس کی روشنی پہنچتی ہے' کیونکہ سب آسمان شفاف ہیں۔ لہٰذا فِيْهِنَّ فرمانا بالکل درست ہے۔ کیونکہ چاند کا نور سب آسمانوں میں ہے (۷) خود بھی روشن دوسروں کو بھی روشن کرنے والا' کہ چاند تارے سب اس سے منور ہیں' اسی لئے چاند کو نور اور سورج کو سراج فرمایا (۸) انسان کو سبزے سے اس لئے تشبیہ دی' کہ سبزہ ہر وقت نگرانی کا محتاج ہے' ایسے ہی انسان ہر وقت رب کی حفاظت کا محتاج' نیز سبزہ زمین کے سوا آسمانی امداد کا حاجت مند ہے بارش دھوپ وغیرہ' ایسے ہی انسان اعمال میں آسمانی مدد اور رحمت الٰہی کا محتاج ہے' نیز سبزہ کو ہر وقت آفات کا خطرہ رہتا ہے' ایسے ہی انسان پر ہر وقت خطرہ ہے (۹) تمہارے اجزائے بدن کو مٹی میں ملادے گا' خواہ دفن ہوکر' خواہ آگ میں جل کر یا دریا میں ڈوب کر' یا جانوروں کی غذا بن کر لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں روح اپنے ٹھکانہ پر بھیج دی جائے گی' غرضیکہ ہر شے اپنی اصل پر پہنچ گی (۱۰) قیامت کے دن سزا و جزا کے لئے' چونکہ مار کر زمین میں پہنچانا اور زندہ کر کے زمین سے نکالنا رب کو یکساں ہے' اس لئے یہاں ثم نہ فرمایا۔ واؤ ارشاد ہوا (۱۱) کہ جیتے جی اس پر رہو' مرے بعد اس میں رہو' نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح نرم (۱۲)۔ یعنی رب نے زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم فرمایا' پھر ان حصوں میں پھرنے کے لئے راستے بنائے جن میں چل کر تم دین و دنیا کے نفع کماؤ' تجارتیں حج کا وَجح و زیارت اور طلب علم کرو (۱۳) سب سے پہلے اپنی نافرمانی کا ذکر فرمایا' کیونکہ پیغمبر کی مخالفت تمام بدعقیدگیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مردود ہوا' نیز دنیاوی عذاب نبی کی مخالفت کے بغیر نہیں آتا۔ رب فرماتا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) نبی کی اطاعت تمام نیکیوں کی اصل ہے ان کی مخالفت تمام گناہوں کی جڑ ہے' شیطان اسی سے مردود ہوا (۱۴) یعنی میری قوم کے مالدار تو مال اور اولاد کی وجہ سے مجھ سے سرکش ہوئے' اور غرباء ان مالداروں کی پیروی کر کے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مخالفت کے باعث مال و اولاد عذاب بن جاتے ہیں' دوسرے یہ کہ سرکشوں کی پیروی سرکش بقیہ بر صفحہ ۸۷۲

بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع ٨ ١٠

ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو ف۱ اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی ف۲

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ٧٢ ٤٠ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتها ٢٨ رکوعاتها ٢

سورۂ جن مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

قُلْ اُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا

تم فرماؤ ف۳ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا ف۴ تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن

عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِىْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴿٢﴾

سنا ف۵ کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے ف۶ تو ہم اس پر ایمان لائے ف۷ اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے ف۸

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ ف۹ اور یہ کہ ہم

يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ

میں کا بے وقوف ف۱۰ اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا ف۱۱ اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ

آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے ف۱۲ اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

کے کچھ مردوں کی ف۱۳ پناہ لیتے تھے ف۱۴ تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا ف۱۵ اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا جیسا

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿٧﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا

تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا ف۱۶ اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اُسے پایا کہ

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے ف۱۷ اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں

لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِىْۤ

پر بیٹھا کرتے تھے ف۱۸ پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (لپٹ) پائے ف۱۹ اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم

اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِى الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ وَّاَنَّا مِنَّا

کہ زمین والوں سے کوئی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے ف۲۰ اور یہ کہ ہم میں

❶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے ورنہ آپ ان کے لئے دعاء مغفرت نہ فرماتے دوسرے یہ کہ نبی کا گھر دار الامن ہوتا ہے کہ جو مومن ان کے دامن میں پناہ لے اللہ ہی کے امن میں آ جائے گا ❷ معلوم ہوا کہ کنعان کی غرقابی بھی آپ کی اس دعا سے ہوئی یعنی جو ظالم و کافر میرے گھر میں بھی ہوں انہیں بھی ہلاک فرما دے جیسے میری بیوی واعلہ اور بیٹا کنعان ❸ اے محبوب ان کفار سے تاکہ معلوم ہو کہ تم جن وانس کے نبی ہو اور جب غیر جنس جنات تم پر ایمان لے آئے تو افسوس ان لوگوں پر جو انسان ہو کر ایمان نہیں لاتے ❹ بازار عکاظ کو جاتے ہوئے مقام نخلہ پر جو مکہ و طائف کے درمیان ہے نماز فجر میں نصیبین کے جنات نے میری قراۃ بغور سنی ❺ اپنی قوم میں جا کر بغرض تبلیغ اسلام۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنات نے نہ تو حضور سے ملاقات کی نہ کوئی کلام شریف سنا صرف حضور کو دیکھا آپ کا قرآن سنا اور مومن عارف صحابی بلکہ مومن گر بن گئے تو جو لوگ سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کے ایمان و عرفان کا کیا پوچھنا ❻ درستی عقاید کی بھی اور درستی اعمال کی بھی ہدایت سے دونوں ہدایتیں مراد ہیں۔ یہ جملہ بہت معانی رکھتا ہے ❼ یعنی قرآن پر ایمان لائے یا قرآن کے ذریعہ صاحب قرآن پر ایمان لائے کلمہ طیبہ اور سوال قبر میں ایمانیات میں سے صرف توحید و رسالت کا ذکر ہے قیامت اور ملائکہ وغیرہ کا نہیں جس سے معلوم ہوا کہ مدار ایمان یہی ہیں ان پر ایمان ہو گیا تو سب پر ہو گیا ہو سکتا ہے کہ بہ میں ب سببیت کی ہو اور معنی یہ ہوں کہ اس قرآن کے ذریعہ حضور پر ایمان لائے۔ ❽ یعنی آئندہ بھی ہم مومن رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کا خاتمہ ایمان پر ہوا معلوم ہوا کہ مومن کا حسن ظن صحیح ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دفعہ انشاء اللہ دل میں کہنا کافی ہے کیونکہ انہوں نے انشاء اللہ زبان سے نہ کہا ❾ معلوم ہوا کہ ان جنات نے حضور کو ایک نگاہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات معلوم کر لیں اے لقاء تو جواب ہر سوال ☆ لوح محفوظ است پیشانیء یار ❿ اس سے معلوم ہوا کہ سب جن مشرک نہ تھے بعض موحد بھی تھے جیسے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے بعض انسان موحد تھے جیسے حضور کے آباؤ اجداد ⓫ کہ بعض جنات رب کے شریک ٹھہراتے تھے اور بعض اس کے لئے بیوی بچے یہ دونوں جھوٹ ہیں ⓬ یعنی ہم بھی اب تک ان مشرکوں کی باتیں یہ سمجھ کر مانتے تھے کہ یہ لوگ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنات اس سے پہلے مشرک تھے اب مومن ہوئے ⓭ خیال رہے کہ جب رجال بغیر قید بولا جائے تو اس سے انسان مرد مراد ہوتے ہیں جن مردوں کو بغیر قید رجال نہیں کہا جاتا یہاں اسی لئے من الجن کی قید لگائی لہٰذا وہ آیت وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْۤ اِلَيْهِمْ (یوسف: ١٠٩) میں انسان مرد مراد ہیں نہ کہ جن بھی نبوت انسانوں سے خاص ہے کیونکہ وہاں رجال بغیر قید ارشاد ہوا۔ اس کا خیال ضروری ہے ⓮۔ کہ جب سفر میں کسی خطرناک جگہ ٹھہرتے تو کہتے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں یا بیماری و نظر بد دفع کرنے بقیہ بر صفحہ ٨٧٢

الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ
کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں ف۱ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز
لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا
زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں ف۲ اور یہ کہ ہم نے جب
الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾
ہدایت سنی اس پر ایمان لائے ف۳ تو جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کمی کا خوف اور نہ زیادتی کا ف۴
وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا
اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم ف۵ تو جو اسلام لائے انھوں نے بھلائی
رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا
سوچی ف۶ اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے ف۷ اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے
عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ
کہ اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے ف۸ تو ضرور ہم انھیں وافر پانی دیتے کہ اس پر انھیں جانچیں ف۹ اور جو
یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ
اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا ف۱۰ اور یہ کہ مسجدیں اللہ
لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ
ہی کی ہیں ف۱۱ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو ف۱۲ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا ف۱۳
كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ
تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں ف۱۴ تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک
اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ
نہیں ٹھہراتا ف۱۵ تم فرماؤ میں تمہارے کسی بُرے بھلے کا مالک نہیں ف۱۶ تم فرماؤ ہرگز مجھے
یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا
اللہ سے کوئی نہ بچائے گا اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا ف۱۷ مگر
بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ
اللہ کے پیام پہونچانا اور اس کی رسالتیں ف۱۸ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ف۱۹ تو بےشک ان کے لیے

(۱) روح البیان نے فرمایا کہ حضور سے پہلے جنات میں کافر، مشرک، موحد سب تھے اب ان میں شیعہ، سنی، خوارج، جبریہ، قدریہ، وغیرہ ہیں، انسانوں کی طرح۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے بھاگنا برا ہے مگر اللہ کی طرف بھاگنا اچھا، رب فرماتا ہے۔ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات: ۵۰) اللہ کی طرف بھاگنا یہ ہے کہ مصیبت کے وقت گناہوں یا بت خانوں یا شیطانوں کی طرف بھاگے میں نیک اعمال، مساجد اور بزدگان دین کی طرف بھاگے ان کی طرف بھاگنا گویا رب کی طرف آنا ہے، رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء ۶۴) (۳) تو اے دوستو تم بھی ہماری طرح ایمان لے آؤ، ہم نے نبی کا دیدار کیا تم ہمیں دیکھ تو، ہم صحابی ہوئے، تم تابعی بن جاؤ غرضیکہ اپنا ایمان بیان کرنا انہیں ایمان کی تبلیغ کے لئے ہے (۴) یعنی مومن کی نہ تو نیکیاں ضبط ہوں، نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی ہو بخلاف کفار کے کہ ان کے نیک اعمال برباد ہیں گناہ قائم، سبحان اللہ کیا حکیمانہ کلام ہے (۵) یعنی جنات میں بعض مومن موحد ہیں بعض کافر کیونکہ جو لوگ حضور کا قرآن شریف سن کر آئے تھے، تو سب ہی ایمان لا چکے تھے، ان میں کوئی کافر نہیں لہٰذا آیت صاف ہے (۶) اس سے معلوم ہوا کہ مومن جن جنت میں نہ جائیں گے اور کافر دوزخ میں جائیں گے، کیونکہ یہاں مومن جن کی جزاء میں جنت کا ذکر نہ کیا گیا، اس کی بحث سورہ احقاف میں گزر چکی (۷) معلوم ہوا کہ کفار جن کے لئے دوزخ ہے اور وہ آگ سے عذاب پائیں گے، جیسے انسان باوجود خاکی ہونے کے مٹی پتھر سے تکلیف پالیتا ہے (۸) یعنی اے محبوب فرما دو کہ اگر انسان مومن متقی بن جاویں تو انہیں دنیا میں ہر وقت بارش اور وسیع رزق عطا ہوں، چونکہ پانی پر رزق کا مدار ہے اس لئے پانی کا ذکر فرمایا (۹) یعنی اس وسیع روزی دینے میں ان کا امتحان ہو کر آئندہ شکر گزاری کرتے ہیں یا نہیں (۱۰) ایسے عذاب میں جو دم بدم زیادہ ہی ہوتا جائے گا کبھی نرم یا ہلکا نہ ہوگا، جیسے دنیا میں تکلیف پہلے زیادہ محسوس ہوتی ہے پھر کم (۱۱) ساری مسجدیں، خواہ مسجد حرام ہو یا اور کوئی، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ احکام وقف واحترام میں تمام مسجدیں برابر ہیں، اگرچہ اجر وثواب میں فرق ہے، دوسرے یہ کہ مسجد کسی کی ملک نہیں، نہ ہو سکتی وہ خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تیسرے یہ کہ شرک و بت پرستی ہر جگہ جرم ہے، مگر مسجد میں زیادہ جرم کہ اس میں مسجد کی بے ادبی بھی ہے۔ (۱۲) اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں کسی کو آواز دینا یا پکارنا منع ہے، ہم التحیات میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اس میں حضور کو ندا اور پکارنا ہے، مطلب یہ ہے کہ مسجد میں غیر خدا کی عبادت جرم ہے جیسا کہ کفار عرب خاص کعبہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ (۱۳) یہ جملہ یا تو رب کا قول ہے یعنی مجھ پر یہ بھی وحی کی گئی ہے کہ جب اللہ کا خاص بندہ یعنی میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو جنات کے شوق وذوق کا عالم تھا کہ ان کے ٹھٹھ لگنے کے قریب ہو گئے قریب اس لئے فرمایا کہ ان کے ٹھٹھ لگے نہیں کیونکہ جنات تھوڑے تھے یا اولاً جن تھوڑے تھے پھر اور آ کر زیادہ ہو گئے یا یہ واقعہ نخلہ سے واپس آتے وقت مقام حجون میں ہوا جب جنات زیادہ تھے (روح) یا یہ ان جنات کا کلام ہے جو انہوں نے بقیہ بر صفحہ ۸۷۲

ع ۱۹ / ۱۱

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ دیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ

تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور ف۱ اور کس کی گنتی کم ف۲ تم فرماؤ میں نہیں جانتا

اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ

آیا نزدیک ہے ف۳ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا ف۴ غیب کا جاننے والا تو

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا ف۵ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ف۶ کہ

يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ

ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے ف۷ تا کہ دیکھ لے کہ انھوں نے

اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

اپنے رب کے پیام پہنچا دیے ف۸ اور جو کچھ ان کے پاس سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ف۹

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ ركوعاتها ۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰياتها ۲۰

سورۂ مزمل مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ

اے جھرمٹ مارنے والے ف۱۰ رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے ف۱۱ آدھی رات یا اس سے کچھ کم

قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ

کرو ف۱۲ یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ف۱۳ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک

قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ

بھاری بات ڈالیں گے ف۱۴ بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے ف۱۵ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے ف۱۶ بے شک

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾

دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں ف۱۷ اور اپنے رب کا نام یاد کرو ف۱۸ اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ف۱۹

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ

وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب ف۲۰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ ف۲۱ اور کافروں

❶ کافر کے مددگار قوی ہیں یا مومن کے ❷ کافر کے مددگار زیادہ ہیں یا مومن کے یقیناً مومن کے مددگار زیادہ ہیں کہ ان کے مددگار نبی فرشتے' صالح مومن سب ہی ہیں' کافر کا مددگار کوئی نہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مددگار اور نبی کے خدمت گار بہت مقرر فرمائے ہیں' رب فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (تحریم: ۴) ❸ یعنی بغیر تعلیم الٰہی میں نہیں جانتا' لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (قمر: ۱) نہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا' ہم اور قیامت ملی ہوئی دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ ❹ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی' درایت کہتے ہیں اٹکل و قیاس سے جاننا۔ یعنی یہ علم وحی سے حاصل ہوا نہ کہ اٹکل و قیاس سے اس لئے آگے فرمایا جا رہا ہے۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن: ۲۷) رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (احقاف: ۹) اور فرمایا ہے۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (شوریٰ: ۵۲) ان سب میں درایت کی نفی ہے اور کبھی یہ الفاظ سوال پر اظہار ناراضگی کے لئے بولے جاتے ہیں' اور کبھی نہ بتانے کے لئے ❺ عالم کی چیزیں صفات الٰہی کی مظہر ہیں' مگر بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈالی ہے جیسے وجود حیات اور بعض کی خاص پر جیسے ملک علم اور بعض کی کسی پر نہیں' جیسے ازلی یا خالق ہونا' آئینہ آفتاب کی تجلی پا کر سورج نہیں بن جاتا' ایسے ہی بندہ تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں بن جاتا ❻ کہ انہیں خاص غیوب پر پوری اطلاع دیتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا کشف دیتا ہے' اگرچہ بعض اولیاء اللہ کو بھی علوم غیبیہ بخشے جاتے ہیں مگر نبی کے واسطہ سے' پھر بھی نبی کا علم ان کے علم سے اعلیٰ ہوتا ہے ❼ یعنی جب رب تعالیٰ علوم غیبیہ کی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور رسول اللہ ﷺ کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تا کہ شیاطین دور رہیں

ع ۲ ۹ ۱۲

اور کوئی غیبی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور رسول اللہ ﷺ کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تا کہ شیاطین دور رہیں اور کوئی غیبی وحی سن کر کاہنوں تک نہ پہنچا دیں ❽ یعنی یہ پہرہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وحی الٰہی صحیح طور پر اپنی جگہ پہنچ جائے یعنی نبی تک درمیان میں چوری نہ ہو ❾ یعنی یہ پہرہ چوکی اس غیبی خبر کی حفاظت کے لئے ہے' رب تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور اس کے فرشتے و رسول سب امین ہیں۔ ان کے علوم رب کی عطا سے ہیں' عدداً سے معلوم ہوا کہ چیزیں متناہی ہیں اور شمار کے لائق' کیونکہ گنتی محدود ہی کی ہو سکتی ہے۔ ❿ اے چادر اوڑھنے والے' ایک دفعہ حضور ﷺ چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حال میں اس ادا سے آپ کو پکارا گیا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دیگر نبیوں کو قرآن کریم میں ان کے نام شریف سے پکارا گیا مگر حضور کو آپ کی صفات شریف سے' دوسرے یہ کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہے اس کے معنی صوفیاء یہ فرماتے ہیں کہ اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق میں جانے والے محبوب یا اے عبادت و ریاضت کا لباس پہننے والے (از عزیزی) ⓫ یعنی رات کا بہت حصہ رب کی عبادات میں گزارو' کچھ وقت آرام کرو۔ ⓬ آدھی رات عبادت کرو' یا اس سے بقیہ برصفحہ ۸۷۲

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ

کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو ۱ اور مجھ پر چھوڑ دو ۲ ان جھٹلانے

اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّ

والے مال داروں کو ۳ اور انہیں تھوڑی مہلت دو ۴ بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور

طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ

گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب ۵ جس دن تھرتھرائیں گے زمین اور پہاڑ

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا

اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ بہتا ہوا بے شک ہم نے تمہاری طرف ۶ ایک رسول بھیجے ۷ کہ تم

عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝۱۵ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ

پر حاضر ناظر ہیں ۸ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ۹ تو فرعون نے اس رسول کا حکم نہ مانا ۱۰

فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝۱۶ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ

تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا ۱۱ پھر کیسے بچو گے اگر کفر کرو ۱۲ اس دن جو بچوں کو

الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝۱۷ اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۚ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝۱۸ اِنَّ

بوڑھا کر دے گا ۱۳ آسمان اس کے صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا بے شک

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۱۹ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

یہ نصیحت ہے ۱۴ تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۱۵ بے شک تمہارا رب جانتا ہے

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ

کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی ۱۶ اور ایک جماعت تمہارے

الَّذِيْنَ مَعَكَ ۗ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ

ساتھ والی ۱۷ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے ۱۸ اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا ۱۹

فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۗ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ

تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو ۲۰ اسے معلوم ہے کہ عنقریب

مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے ۲۱ اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش

۱ اور ان پر جہاد نہ کرو لہٰذا یہ آیت جہاد کے حکم سے منسوخ ہے یا کفار سے دور رہو ان سے میل ملاپ نہ رکھو محبت نہ رکھو تو محکم ہے ۲ یعنی کفار کو میرے حوالہ رکھو تم ان کی شفاعت نہ کرو میں جانوں میرا عذاب' معلوم ہوا کہ حضور مومن کو چھوڑتے نہیں انہیں اپنے دامن میں رکھتے ہیں ۳ کہ ان سے تمہارا بدلہ لوں گا' معلوم ہوا کہ اکثر مالدار ہی پیغمبروں کے مقابل آتے ہیں' غرباء زیادہ تر ایمان لے آتے ہیں ۴ جب تک حکم جہاد نہ آجائے کفار سے بدلہ نہ لو اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے یا ان کی موت تک انہیں مہلت و آرام میں رہنے دو مگر مسلمانوں کو مہلت نہ دو انہیں ہر قسم کے شرعی احکام کا حکم دو ۵ یہ سب ان بدبختوں کے لئے ہے جو اے محبوب تمہارے منکر ہیں' گنہگار مسلمان انشاء اللہ ان عذابوں سے محفوظ ہوں گے ۶ الیکم میں یا اہل مکہ سے خطاب ہے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام انسانوں سے یا تمام مخلوقات سے ہر صورت پر عجیب فوائد ہیں رسولاً سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے رسول ہیں رب فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان: ۱) اور فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۰۷) جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں ۷ اس سے معلوم ہوا کہ ہم میں اور رسول میں اول پیدائش ہی سے فرق ہے وہ یہ کہ ہم سب رب کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے ہوئے بھی ہیں اور بھیجے ہوئے بھی۔ جیسے کسی ملک میں دوسرے ملک کے عام باشندے کی آمد اور سفیر یا وزیر کی آمد ہم یہاں اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں اور حضور رب کی ذمہ داری پر اس لئے ان کا ہر کلام و کام رب کی طرف سے ہے' ہم نے یہاں آکر سیکھا' حضور سیکھ کر آئے حضور کے ذریعہ مخلوق و خالق کا تعلق قائم ہے جیسے سفیر کے ذریعہ دو ملکوں کا یا وزیر کے ذریعہ بادشاہ و رعایا کا ۸ شاہد گواہ اور حاضر' اور محبوب اور مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں' ہر صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ تم گناہوں سے بچو اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت کرو جو تمہارے ہر حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور تمہارے گواہ ہیں ۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ ہارون علیہ السلام وزیر تھے۔ ۱۰ اور رسول کی نافرمانی رب کی نافرمانی ہے ۱۱ معلوم ہوا کہ محض رب کی نافرمانی سے عذاب نازل نہیں ہوتا' جب تک کہ پیغمبر کی مخالفت نہ ہو' کیونکہ فرعون حضرت موسیٰ کی تبلیغ سے پہلے ہی کافر تھا مگر عذاب حضرت موسیٰ کی مخالفت سے آیا' رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء ۱۵) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت رب کی توفیق سے ملتی ہے' فرعون کے جادوگر ایک آن میں ایمان لے آئے' اور خود فرعون جس نے حضرت موسیٰ کی پرورش کی کافر رہا' اور آسیہ اور مشاطہ مومن ہو گئے ۱۲ یعنی اگر تم کافر مر گئے تو قیامت کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۱۳ یعنی اگر اس دن بچے ہوتے تو دہشت سے بڈھے ہو جاتے ۱۴ معلوم ہوا کہ قرآن غافلوں کے لئے نصیحت یا اگلی پچھلی باتیں یاد دلانے والا ہے' عاقلوں کے لئے نور' گمراہوں کے لئے ہدایت مومنوں کے لئے رحمت اور بیماریوں کے لئے شفا ہے' یہ تمام اوصاف آیات میں مذکور ہیں اور یہ یہ صفات قرآن نے حضور کے بیان کئے' بقیہ بر صفحہ ۸۷۳

فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ
کرنے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے ۱ تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو ۲
مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ
اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۳ اور اللہ کو اچھا قرض دو ۴
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ
اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے ۵ اسے اللہ کے پاس بہتر اور
اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾
بڑے ثواب کی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۶

ع ۱ / ۱۴

سورۃ المدثر ۷۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۵۶ رکوعاتہا ۲

سورۂ مدثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَ
اے بالاپوش اوڑھنے والے ۷ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ ۸ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو ۹ اور
الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي
بتوں سے دور رہو ۱۰ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو ۱۱ اور اپنے رب کے لئے صبر کئے رہو ۱۲ پھر جب صور
النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾
پھونکا جائے گا ۱۳ تو وہ دن کرّا (سخت) دن ہے کافروں پر آسان نہیں ۱۴
ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ
اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ۱۵ اور اسے وسیع مال دیا ۱۶ اور بیٹے
بَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ
دیئے سامنے حاضر رہتے ۱۷ اور میں نے اس کے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں ۱۸ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ہرگز
اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾
نہیں ۱۹ وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں ۲۰ بے شک وہ سوچا اور دل میں کچھ
فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾
بات ٹھہرائی ۲۱ تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی ۲۲ پھر نظر اٹھا کر دیکھا ۲۳ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا

۱ یعنی رب تعالیٰ نے حکم تہجد اس لئے منسوخ فرما دیا کہ وہ جانتا ہے کہ آئندہ بعض مسلمان بیمار ہوں گے بعض تاجر مسافر' بعض غازی مسافر' تہجد کی فرضیت سے ان پر بوجھ ہوگا ۲ نماز تہجد میں تمہیں جتنی قرات آسان ہو اتنی ہی کرو خیال رہے کہ اس آیت سے مقدار قیام منسوخ ہوئی نماز پنج گانہ سے تہجد کا اصل وجوب بھی منسوخ ہوگیا (خزائن) ۳ یعنی جب زکوۃ فرض ہو جائے تب دیا کرو کیونکہ سورہ مزمل مکی ہے اور زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی یہ ایسا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہو کر فرمایا وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم:۳۱) یعنی بعد بلوغ مجھے نماز کا حکم دیا (احمد یار خاں) ۴ قرض سے مراد زکوۃ واجبہ کے سوا دوسرے نفلی صدقات ہیں۔ یہ صدقے اچھی نیت خوش دلی سے دیئے جاویں' تاکہ ان کا اچھا بدلہ ملے۔ ۵ زندگی میں جو نیکی کرلو گے' اس میں نماز صدقات' مہمان نوازی صلہ رحمی وغیرہ سب کچھ داخل ہیں ۶ معلوم ہوا کہ ہر شخص کو دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ گنہگار گناہ سے معافی چاہے نیک کار نیکی کر کے استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قصور معاف فرمانے والا ہے ۷ یا اپنی امت کو چادر رحمت اوڑھا کر ان کی عیب پوشی کرنے والے' یا اے نبوت کا دثار یعنی بالائی لباس پہننے والے' خیال رہے کہ نبوت حضور کا دثار ہے اور ولایت حضور کا شعار یعنی اندرونی لباس ۸ یعنی ڈراؤ ہر شخص کو ہر زمانہ میں ہر طرح کیونکہ تمہاری نبوت وقت جگہ' قوم سب کو عام ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علیم و خبیر بنا کر رب نے پیدا کیا کیونکہ ابھی تک قرآن میں جہنم وغیرہ کا ذکر نازل نہ ہوا تھا مگر فرمایا گیا کہ انہیں ڈراؤ' اگر حضور ان چیزوں سے واقف نہیں تو ڈرائیں کیسے اس لئے حضور نے فرمایا کہ میں نذیر عریاں ہوں یعنی خطرہ کو دیکھ کر ڈرانے والا ۹ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی نجس کپڑا نہ پہنے کیونکہ ابھی نماز فرض نہ ہوئی تھی مگر لباس کی پاکی کا حکم دیا گیا ۱۰ ان کی تعظیم یا عبادت نہ کرو (شان نزول) حضور فرماتے ہیں کہ حرا پر مجھے ندا ہوئی کہ اے محبوب آپ اللہ کے رسول ہیں' دائیں بائیں دیکھا کوئی بولنے والا نظر نہ آیا' اوپر دیکھا تو فرشتہ دکھائی دیا مجھ پر رعب طاری ہوا' اور میں نے خدیجہ کبریٰ سے کہا کہ ہمیں چادر اوڑھا دو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۱۱ یعنی کسی کو نیوتہ کے طور پر نہ دو' جو جسے بخشش کرو' کرم کریمانہ کے طور کرو۔ خیال رہے کہ نیوتہ اور عوض کے طور پر ہدیہ دینا جائز ہے مگر حضور کی شان ارفع اور اعلیٰ ہے' اس لئے رب نے حضور کو اس سے منع فرمایا ۱۲ رب کے احکام پر قائم رہو یا کفار کی ایذا برداشت کرو ۱۳ دوسرا نفخہ جب کہ سب اٹھائیں جائیں گے ۱۴ حصر سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومنوں پر آسان ہوگا ان شاء اللہ ۱۵ (شان نزول) ماں کے پیٹ سے' اس وقت نہ اس کے پاس مال تھا نہ یار مددگار نہ اولاد' ولید بن مغیرہ مخزومی کو اہل مکہ وحید کہا کرتے تھے یعنی یکتا' اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی' یا وحید سے مراد حرامی ہے بغیر صحیح باپ ۱۶ چنانچہ ولید تین لاکھ دینار کا مالک تھا' طائف میں اس کا بہت بڑا باغ تھا' جس میں ہر قسم کے پھل تھے جو سارا سال رہتے (خزائن وعزیزی) ۱۷ ولید کے دس بیٹے تھے جنہیں نوکری یا تجارت کے لئے کبھی باہر جانے کی بقیہ بر صفحہ ۸۷۳

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ
پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا ہوا یہ نہیں مگر آدمی کا
الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ
کلام ۱ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں ۲ اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑے نہ لگی رکھے ۳ آدمی کی کھال
لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّ
اتار لیتی ہے اس پر (انیس ۱۹) داروغہ ہیں ۴ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے ۵ اور
مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
ہم نے ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو ۶ اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین
الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
آئے ۷ اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے ۸ اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ
کوئی شک نہ رہے ۹ اور دل کے روگی (مریض) اور کافر کہیں ۱۰ اس اچنبے کی بات میں
اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
اللہ کا کیا مطلب ہے ۱۱ یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے
يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَ ع ۱۵
چاہے ۱۲ اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۱۳ اور وہ تو نہیں مگر آدمی کے لئے نصیحت ۱۴ ہاں ہاں
الْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾
چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اُجالا ڈالے ۱۵ بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے
نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا
آدمیوں کو ڈراوا ۱۶ اُسے جو تم میں چاہے کہ آگے آئے ۱۷ یا پیچھے رہے ۱۸ ہر جان اپنی کرنی
كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۭ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾
(اعمال) میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے ۱۹ باغوں میں پوچھتے ہیں
عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾
مجرموں سے ۲۰ تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی ۲۱ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے ۲۲

۱ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں سے جادو سیکھا ہے پھر جادو کے زور سے ایسا دلکش قرآن بنایا ہے جو دل میں ایسا اثر کرتا ہے' خیال رہے کہ ولید خود بھی اپنے کو اس بکواس میں جھوٹا سمجھتا تھا کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ہی رہے باہر نہ رہے اور مکہ معظمہ میں نہ جادوگر تھے' نہ وہاں جادو کا زور تھا' پھر حضور انور نے کس سے جادو سیکھا اور کہاں سے سیکھا' کب سیکھا' اس کی ان باتوں پر خود اس کا ضمیر لعنت کرتا تھا ۲ یعنی ولید اپنی ان بکواسوں کی وجہ سے دوزخی ہو چکا' بس مرا اور دوزخ میں گیا کہ اسے قبر میں دوزخ کا عذاب پہنچے گا اور بعد قیامت وہ خود دوزخ میں دھنسے گا ۳ یعنی دوزخ نہ تو کسی مستحق کو چھوڑے' نہ دوزخی کے جسم پر گوشت پوست چھوڑے' سب کچھ جلا دے گی۔ پھر دوبارہ بنے گا' پھر جلا دے گی علی ہذا ۴ ایک سردار باقی اٹھارہ ماتحت' جن کی آنکھیں بجلی کی کوند کی طرح دمکتی ہیں' چونکہ دن رات میں گھنٹے چوبیس ہیں جن میں سے پانچ تو پانچ نمازوں کے باقی انیس بچے' اسی لئے وہ فرشتے انیس رکھے گئے' ہر گھنٹہ کے گناہوں پر علیحدہ فرشتہ سزا دے گا ۵ نہ انسان نہ جن' تاکہ جہنمیوں پر رحم نہ کھائیں کیونکہ ہم جنس ہم جنس پر ترس کھا جاتا ہے ۶ جب پچھلی آیت نازل ہوئی تو ابوجہل بطور مذاق اپنے ساتھیوں سے بولا کہ دوزخ کے فرشتے انیس ہیں۔ ایک ایک کو ہم دس دس لپٹ جائیں گے ابوالاسد بولا میں اکیلا ان میں سے دس کو کافی ہوں' باقی تم نپٹ لینا' یعنی یہ بدنصیب انیس کے عدد کی حکمت میں غور نہیں کرتے' مذاق اڑا کر اپنے کفر میں اور زیادتی کر لیتے ہیں ۷ کیونکہ توریت وانجیل میں بھی ان فرشتوں کی تعداد انیس ہی مذکور ہے اس آیت کو اپنی کتب کے موافق پا کر قرآن کو حق مانیں ۸ اس طرح کہ مومن ان فرشتوں کی تعداد پر بلا تامل ایمان لائیں' یہاں عقلی گھوڑے نہ دوڑائیں' جس سے ان کا ایمان اور کامل ہو جائے' اہل کتاب اپنی کتابوں میں اس کو دیکھ کر حضور کو سچا نبی مان لیں اور کفار اس تعداد پر عقلی گھوڑے دوڑا کر انکار کریں' مذاق اڑائیں' معلوم ہوا کہ حضور کے فرمان پر بلا دلیل ایمان لانا کمال ہے' یہاں بے عقلی عین عقل ہے۔ مصرع۔ عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ ۹ پہلے اہل کتاب سے مراد ان کے علماء اور مومنین سے مراد کامل ایمان والے تھے' یہاں اہل کتاب سے ان کے عوام جہلا اور مومنین سے ضعفاء مومنین مراد ہیں' لہذا آیت میں تکرار نہیں ۱۰ یعنی منافق' اس میں خبر غیب ہے کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں منافق ہوں گے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں کوئی منافق نہ تھا۔ یا مومن مخلص تھے یا کافر مجاہر آج بھی بعض ظاہری مسلمان چھپے کافر ہیں' ان جیسی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں ۱۱ اس نے دوزخ کے فرشتے کم وبیش کیوں مقرر نہ کئے' انیس کیوں رکھے ۱۲ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات سے سب کو ہدایت نہیں ملتی' سورج سے سب روشنی نہیں لیتے' چمگادڑ بھاگتا ہے' ان جیسی آیات کا مذاق اڑانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں' مان لینے والے ہدایت پر آ جاتے ہیں ۱۳ یعنی رب کی مخلوق کے اقسام' یا مخلوق کی تعداد یا فرشتوں کا شمار رب ہی جانتا ہے' خیال رہے کہ سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہیں' اور سب سے چھوٹی اور کم

بقیہ بر صفحہ ۸۷۳

45

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا

اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ۱ اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے ۲ اور ہم

نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی ۳ تو انھیں سفارشیوں کی سفارش ۴ کام

الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾

نہ دے گی ۵ تو انھیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں ۶ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں

فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا

کہ شیر سے بھاگے ہوں ۷ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیے

مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۖ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ

جائیں ۸ ہر گز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ۹ ہاں ہاں بے شک وہ نصیحت ہے تو جو چاہے

شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ

اس سے نصیحت لے ۱۰ اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے ۱۱ وہی ہے

التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

ڈرنے کے لائق ۱۲ اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

سورۃ القیٰمۃ مکیۃ ۳۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتہا ۴۰ رکوعاتہا ۲

سورۃ قیامہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَيَحْسَبُ

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں ۱۳ اور اس جان کی قسم جو اپنے اُوپر ملامت کرے ۱۴ کیا آدمی

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ

یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہر گز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے ۱۵ کیوں نہیں ہم قادر ہیں کہ اس کے پور ٹھیک

بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْــَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

بنادیں ۱۶ بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے ۱۷ پوچھتا ہے قیامت کا دن

الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَ

کب ہوگا ۱۸ پھر جس دن آنکھ چوندھیائے گی ۱۹ اور چاند گہے گا ۲۰ اور سورج اور چاند ملادیے جائیں

ع ۲ / ۲۵ / ۱۶

۱ یعنی صدقہ مقبول نہ دیتے تھے، ورنہ بہت کفار بڑی بڑی خیراتیں کرتے سبیلیں لگاتے، لنگر جاری کرتے ہیں مگر بالکل بیکار جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے ۲ یعنی کافروں کے ساتھ اسلام اور بانیء اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگاتے تھے ۳ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے، عمر بھر کا کافر مرتے وقت مومن ہوجائے تو مومن ہے ۴ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت نہ ہونا کفار کے لئے ہوگا، مومن کے لئے شفاعت ہوگی یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے بہت ہیں، جیسا کہ شافعین جمع سے پتہ چلا حضور کو شفیع المذنبین اسی لئے کہتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا سہرا حضور کے سر ہے ۵ خیال رہے کہ یہاں شفاعت کے نفع نہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے شفاعت ہوگی ہی نہیں، یہ مطلب نہیں کہ شفاعت تو ہو مگر فائدہ نہ دے ۶ اس طرح کہ قرآن اور حضور کا وعظ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے معلوم ہوا کہ جسے نبوت کی تبلیغ ہی نہ پہنچے وہ اس میں داخل نہیں ۷ یعنی یہ کفار حماقت و بیوقوفی میں گدھے کی طرح ہیں، یہ قرآن یا صاحب قرآن سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے جنگل میں شیر کو دیکھ کر گدھے بدکتے اور بھاگتے ہیں اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ انسان شکل میں یکساں ہیں مگر فطرت میں مختلف، کسی کی فطرت گدھے کی، کسی کی کتے کی، کسی کی شیر کی اور کسی کی فطرت فرشتوں سے اعلیٰ۔ پتھر اور جانور بھی ابوجہل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتے تھے جو تمام انسانوں کو یکساں مانے وہ پتھر و جانور سے بھی زیادہ بے عقل ہے دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے ان سردار ان قریش کو گدھوں سے تشبیہ دی جو دنیا میں بڑے عقلمند اور سردار مانے جاتے تھے، معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ و رسول نہ ملیں وہ عقل نہیں حماقت ہے اور جو عزت ان پر نچھاور نہ ہو وہ ذلت ہے یہی حال علم و مال وغیرہ کا ہے ۸ (شان نزول) کفار مکہ نے کہا تھا کہ ہم آپ پر تب ایمان لائیں گے جب کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے نام پر علیحدہ علیحدہ غیبی کتابیں آئیں جن میں لکھا ہو کہ اے فلاں ایمان لا حضور حق ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۹ یعنی کفار کی یہ حیلہ بازیاں ہیں ان کے دل میں خوف ہوتا تو کبھی آپ پر ایمان لانے میں تامل نہ کرتے، انہوں نے کنکروں، پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھ لیا، چاند پھٹتے، سورج واپس آتے دیکھا۔ ۱۰ ہر جگہ ہر وقت ہر شخص کے لئے، معلوم ہوا کہ قرآن اور حضور کا فیض غیر محدود ہے ۱۱ بغیر ارادۂ الٰہی کوئی نصیحت و اسلام قبول نہیں کرسکتا جب رب کی رحمت دستگیری کرتی ہے تب انسان کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ انسان مجبور ہے، کیونکہ انسان بااختیار اور باارادہ ہے مگر اس کا ارادہ اختیار رب کے ارادہ کے تابع ہے جب وہ چاہتا ہے تب یہ چلتا ہے ۱۲ یہاں ڈر سے مراد معبودیت و عبدیت کا خوف ہے، یہ خوف صرف رب سے ہوسکتا ہے، دوسری قسم کے خوف مخلوق سے بھی ہوسکتے ہیں، لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۱۳ چونکہ قیامت کا دن بہت اہم ہے، جس میں سوا رب کے کسی کی بادشاہت نہیں اور جس میں ساری خلقت کا فیصلہ ہوگا اس لئے اس کی قسم ارشاد فرمائی، اظہار اہمیت کے لئے بقیہ بر صفحہ ۸۷۴

الْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ اِلٰى

گے ف۱ اس دن آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں ف۲ ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں ف۳ اس دن تیرے رب ہی کی طرف جاکر

رَبِّكَ يَوْمَىٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿١٣﴾

ٹھہرنا ہے ف۴ اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتادیا جائے گا ف۵ بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے ف۶

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ

اور اگر اسکے پاس جتنے بہانے ہوں وہ سب لا ڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو

بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

حرکت نہ دو ف۸ بیشک اس کا محفوظ کرنا ف۹ اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ف۱۰ تو جب ہم اسے پڑھ چکیں ف۱۱ اس وقت

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَ

پڑھے ہوئے کی اتباع کرو ف۱۲ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے ف۱۳ کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی

تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَ

(دنیاوی فائدے کو) عزیز دوست رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو ف۱۴ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب

وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ

کو دیکھتے ف۱۵ اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ف۱۶ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ف۱۷

التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ

ہاں ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی ف۱۸ اور کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ف۱۹ اور وہ سمجھ لے گا کہ

بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىٕذِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ

یہ جدائی کی گھڑی ہے ف۲۰ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ف۲۱ اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے ف۲۲ اس نے

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى

نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ف۲۳ ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا ف۲۴ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ف۲۵ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر

لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً

تیری خرابی آ لگی اب آ لگی ف۲۶ کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا ف۲۷ کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی

مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ

کا کہ گرائی جائے ف۲۸ پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا ف۲۹ تو اس سے دو جوڑے بنائے

(۱) اس طرح کہ دونوں بے نور ہو کر مغرب سے طلوع ہوں گے' یہ ملانا بے نور ہونے اور مغرب سے طلوع ہونے پر ہوگا' یہ اجتماع خصوصی صرف قیامت میں ہے (۲) یعنی منکر قیامت کافر کہے گا کہ کہاں جاؤں جو عذاب سے بچوں' مومن تو دامن محبوب کے دارالامان میں ہوں گے (۳) کافر کو لیکن مومن کی پناہ رب کی رحمت ہوگی (۴) اس دن خدا کے سوا کسی کو حساب دینا نہیں' سب کو اس کے حضور کھڑا ہونا ہے (۵) یعنی جو نیکیاں جوانی میں کیں اور جو بڑھاپے میں' جوانی کے اعمال کا ثواب زیادہ ہے' بڑھاپے کا کم' یا جو مال آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑ آیا۔ یا جو نیکی فوراً کرلی' موقع پاتے ہی اور جو موخر کی' یہاں تک کہ نہ کر سکا (۶) معلوم ہوا کہ دنیا میں بھی قریباً ہر شخص اپنے گناہ جانتا ہے' آخرت میں تو سب کچھ یاد ہوگا۔ (۷) یعنی اگرچہ کفار قیامت میں اپنے گناہوں کا انکار کریں گے' یا بہانے بنائیں گے' مگر دل سب کے مانتے ہوں گے کہ ہم گنہگار مجرم ہیں' ہر شخص کو اپنی بدعملی قدرتی طور پر یاد ہوگی' نامۂ اعمال سامنے ہوں گے' فرشتوں بلکہ خود اس کے اپنے اعضاء کی گواہی ہوگی' کوئی بنائے نہ بن سکے گی' لہٰذا ضروری ہے کہ بہانہ نہ بنائے۔ جرم کا اقبال کرے (۸) (شان نزول) حضور ﷺ نزول قرآن کے وقت بھول جانے کے خوف سے سننے کی حالت میں پڑھتے بھی تھے جس سے دشواری ہوتی تھی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ درحقیقت جامع قرآن اللہ تعالیٰ ہے کہ اس نے حضور کے سینہ مبارک میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا' دوسرے یہ کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام مظہر ذات کبریا ہیں ان کا کام رب کا کام ہے کیونکہ حضور نے لوگوں کے سینوں اور ہڈیوں' پتھروں میں قرآن جمع کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرما کر ایک جگہ رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام صحیفوں کو کتابی شکل میں جمع فرمایا مگر ان تمام کاموں کو رب نے اپنا کام قرار دیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں ہر قبیلے کو اپنی اصطلاح میں قرآن پڑھنے کی اجازت تھی کیونکہ ایک دم سب کی زبانیں بدل نہ سکتی تھیں' زمانہ عثمانی میں صرف ایک قراۃ کی اجازت باقی رہ گئی' کہ قراۃ کا اختلاف فساد کا باعث تھا (۱۰) یعنی اولاً آپ کے سینہ مبارک میں قرآن جمع فرما دینا' پھر آپ کا اسے صحیح پڑھنا ہمارے ذمہ ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور رب کی طرف سے قرآن کے حافظ' قاری' عالم' صاحب اسرار ہیں۔ کسی چیز میں کسی مخلوق کے شاگرد نہیں دوسرے یہ کہ حضرت جبریل رب و محبوب کے درمیان پیغام رساں ہیں نہ کہ حضور کے استاد اس لئے حضور کے خادم ہیں بلکہ حضرت جبریل خادم نبی ہونے کی وجہ سے تمام فرشتوں سے افضل ہیں (۱۱) یعنی جب ہم آپ پر پڑھ چکیں' معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کا پڑھنا رب کا پڑھنا ہے کیونکہ حضور کے سامنے حضرت جبریل پڑھا کرتے تھے جسے رب نے فرمایا جب ہم پڑھ لیں (۱۲) اترتے ہوئے قرآن پر عمل کرو یا حضرت جبریل کی قراۃ کے مطابق آپ بھی قراۃ کریں' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے طریقہ تلاوت میں بھی اتباع ضروری ہے' اپنی طرف سے مخارج و طریقہ ادا ایجاد نہیں کر سکتے بقیہ برصفحہ ٨٧٤

ع ١٤

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع

مرد اور عورت ۱؎ کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا ۲؎

سُوْرَةُ الدَّهْرِ ۷۶ مدنیۃ ۹۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتہا ۳۱ رکوعاتہا ۲

سورہ دھر مدنی ہے ۳؎ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا

بیشک آدمی پر ۴؎ ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا ۵؎ بیشک

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖۗ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۲﴾

ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے ۶؎ کہ وہ اسے جانچیں تو اُسے سنتا دیکھتا کر دیا ۷؎

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

بے شک ہم نے اسے راہ بتائی ۸؎ یا حق مانتا یا ناشکری کرتا بے شک ہم نے کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہیں

سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ

زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ ۹؎ بیشک نیک پئیں گے اس جام میں سے ۱۰؎ جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا ایک

مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ

چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے ۱۱؎ اپنے محلوں میں اُسے جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے ۱۲؎

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں ۱۳؎ اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے ۱۴؎ اور کھانا کھلاتے

عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ

ہیں اس کی محبت پر ۱۵؎ مسکین اور یتیم اور اسیر کو ۱۶؎ ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم

مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾

سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے ۱۷؎ بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے ۱۸؎

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا

تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی ۱۹؎ اور ان کے صبر پر انہیں

صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا

جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیے ۲۰؎ جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں

ع ۱۸

۱ یعنی جو رب تعالیٰ ایسی قدرتوں والا ہے کیا وہ قیامت میں مردے زندہ نہ کرے گا' ضرور کرے گا ۲ یہ آیت پڑھ کر مومن کو کہنا چاہئے بلیٰ یعنی ہاں ۳ سورۃ دہر اس کا نام سورہ انسان بھی ہے یہ سورت بعض کے نزدیک مکیہ ہے جمہور کے نزدیک مدنیہ ۴ آدم علیہ السلام یا ہر انسان پر اس کی پیدائش سے پہلے ایک وقت وہ بھی گزرا ۵ زمانہ حمل میں یا اس سے بھی پہلے کوئی اسے جانتا نہ تھا' خیال رہے کہ ہمارے حضور کی اول سے ہی شہرت تھی' عیسیٰ علیہ السلام نے صدہا سال پہلے قوم کو خبر دی تھی اسمہ احمد ان کا نام احمد ہے' یہ نہ کہا کہ احمد ہوگا' حضرت آدم نے عرش اعظم اور جنت کے ہر پتہ پر حضور کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا' آپ کی طفیل سے دعا مانگتے تھے' لہٰذا یہاں انسان میں حضور داخل نہیں ۶ ماں باپ کے نطفہ سے باپ کی منی سے ہڈی پٹھے اور ماں کے نطفہ سے گوشت وخون' بال بنتے ہیں' اسی لئے نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے' خیال رہے کہ اس قانون سے حضرت آدم وعیسیٰ علیہما السلام اور حوا علیحدہ ہیں' ان کی پیدائش مطلقاً منی سے نہیں' نہ باپ کی نہ ماں کی' قانون اور ہے' قدرت کچھ اور ۷ تقریباً تمام انسان سنتے دیکھتے ہیں مگر کوئی شیطان کی سنتا ہے اور اسے دیکھتا ہے کوئی رحمٰن کی اور اس کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے نیز انسانوں کی سماعت و بصارت مختلف ہے' انبیاء کی سمع بصر اتنی قوی ہوتی ہے کہ دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں اور دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانچ میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' حضور کی نظر رب کو دیکھ کر بھی نہ جھپکی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (نجم: ۱۷) غرضیکہ سمع وبصر مختلف ہیں دیکھو' کسی کی ظاہری بصارت تیز ہوتی ہے۔ کسی کی کمزور پھر بصارت تیز کرنے کا سرمہ اور ہے اور بصیرت تیز کرنے کا سرمہ کچھ اور ۸ عقلی دلائل قائم فرما کر انبیاء کرام بھیج کر' اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیا۔ کسی نے قبول کیا کسی نے نہیں ۹ اس حصر سے معلوم ہوا کہ وہاں کی زنجیریں طوق اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ اس سے مومن گنہگار کو محفوظ رکھے گا' خیال رہے کہ کفار کو یہ زنجیریں وطوق جہنم میں لے جاتے وقت پہنائے جائیں گے (روح) میدان محشر میں ہاتھ بندھنا علیحدہ ہوگا ۱۰ یہ اٹھارہ آیات حضرت علی وحسنین وفاطمہ الزہرا اور بی بی فضہ (جو کہ ان کی خادمہ تھیں) کے حق میں نازل ہوئیں کہ ان بزرگوں نے حضرات حسنین کے بیمار ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی' ان کی صحت یابی پر تین روزے رکھے مگر ہر روز افطار کے وقت مسکین یا یتیم یا قیدی آ گئے' انہیں روٹیاں دے دیں' اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے ہے اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تاجدار ھل اتی کہا جاتا ہے اکثر علماء نے سورہ دہر کو مدنی کہا ہے کیونکہ قیدی مدینہ منورہ ہی میں تھے مکہ میں نہ تھے' بعض نے فرمایا کہ صرف یہ آیات مدنیہ ہیں' خیال رہے کہ ان روزوں کے وقت ان اہل بیت کے گھر میں تنگی بہت تھی' ہر روزہ پر اتنا جو قرض آتا تھا کہ فی کس ایک روٹی آ جائے جب شام کو افطار کرتے تو کوئی نہ کوئی سائل آ جاتا' یہ حضرات اپنی اپنی روٹیاں خیرات کر دیتے' اور خود بھوکے سو رہتے۔ ۱۱ حضرت علی مرتضیٰ' حسن' حسین' فاطمۃ الزہرا اور بی بی فضہ رضی اللہ عنہم اور ان کے صدقے بقیہ بر صفحہ ۸۷۴

شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا (١٣) وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا

گے نہ ٹھٹھر (سخت سردی) ف۱ اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے ف۲ اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیے گئے ہوں

تَذْلِيْلًا (١٤) وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ (١٥)

گے ف۳ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا ف۴ جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے

قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا (١٦) وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ

کیسے شیشے چاندی کے ف۵ ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا ف۶ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے

مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا (١٧) عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا (١٨) وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

جس کی ملونی ادرک ہوگی ف۷ وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں ف۸ اور ان کے آس پاس

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (١٩) وَ اِذَا رَاَيْتَ

خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے ف۹ جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے ف۱۰ اور

ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا (٢٠) عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ

جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت ف۱۱ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قناویز

وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (٢١) اِنَّ هٰذَا

کے ف۱۲ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے ف۱۳ اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ف۱۴ ان سے فرمایا

كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (٢٢) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے ف۱۵ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ف۱۶ بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اوتارا ف۱۷

تَنْزِيْلًا (٢٣) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (٢٤) وَ اذْكُرِ

تو اپنے رب کے حکم پر صابر رہو ف۱۸ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ سنو ف۱۹ اور اپنے

اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا (٢٥) وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا

رب کا نام صبح و شام یاد کرو ف۲۰ اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو ف۲۱ اور بڑی رات تک اس کی پاکی

طَوِيْلًا (٢٦) اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا

بولو ف۲۲ بے شک یہ لوگ پاؤں تلے کی (دنیاوی فائدے کو) عزیز رکھتے ہیں ف۲۳ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو

ثَقِيْلًا (٢٧) نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ

چھوڑ بیٹھے ہیں ف۲۴ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کیے ف۲۵ اور ہم جب چاہیں ان جیسے اور بدل

(۱) جنت میں سردی، گرمی وغیرہ کے موسم نہ ہوں گے، نہ سورج نہ چاند وغیرہ کی وہاں روشنی، وہاں نور الٰہی کی تجلی ہوگی، ہمیشہ صبح صادق کی طرح سہانا وقت رہے گا (۲) بہشتی درختوں کے سائے نزدیک ہوں گے (۳) تاکہ بیٹھے لیٹے ہر حالت میں خوشے توڑ سکیں، معلوم ہوا کہ جنتی درختوں کی بلندی اہل جنت کی خواہش کے مطابق ہوگی اور ان کے خوشے دائمی ہوں گے، کبھی ختم نہ ہو سکیں گے (۴) اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر کھایا پیا کریں گے حلقہ بنا کر ہی بیٹھا کریں گے، رب فرماتا ہے عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (حجر: ۴۷) اسی لئے حضور کی مجلس شریف حلقہ سے ہوا کرتی تھی کہ وہ جنتی مجلسیں تھیں، اب بھی ذکر کی، وعظ کی، کھانے کی مجلسیں گول حلقہ کی طرح چاہئیں تاکہ ان پاک مجلسوں کی نقل ہو جائے البتہ نماز میں صفیں چاہئیں کہ وہ عابد فرشتوں کی نقل ہے ملائکہ صف بستہ نماز ادا کرتے ہیں (۵) چاندی کی طرح سفید و مضبوط، ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ شیشے کی طرح صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی چیز نظر
آوے، سبحان اللہ کیونکہ دنیا کا شیشہ ریت ع ۱ ۲۲ ۱۹
سے بنتا ہے وہاں کا شیشہ جنت کی زمین سے بنا ہوگا، وہاں کی زمین چاندی کی ہوگی۔ (۶) یعنی جنت کے خدام جام بقدر ضرورت بھریں گے جنتی کو جتنی خواہش ہوگی اسی قدر جام بھرا جاوے گا تاکہ نہ تو خواہش باقی رہے نہ بچا ہوا پھینکا جائے (۷) بعض شربتوں میں ادرک کی ملاوٹ بعض میں کافور کی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۸) یہ چشمہ تمام مشروبات سے اعلیٰ ولذیذ ہوگا مقربین تو خاص یہی پئیں گے دوسرے جنتی لوگوں کے مشروبات میں اس کی آمیزش ہوگی (۹) ان غلمان و ولدان میں بعض تو جنتی مخلوق ہیں حوروں کی طرح اور کفار کے وہ بچے ہیں جو ناسمجھی کی حالت میں فوت ہوئے نہ خود نیک اعمال کر سکے۔ نہ ان کے ماں باپ مومن، ان کا بچپن دائمی ہوگا، کبھی جوان نہ ہوں گے۔ اندر باہر کی خدمت ان کے سپرد ہوگی، معلوم ہوا کہ جنتی کے گھروں میں اجنبی جوانوں کو بے پردہ جانے کی اجازت نہ ہوگی پردہ جنت میں بھی ہوگا رب فرماتا ہے، حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ (الرحمٰن: ۷۲) دنیا کا پردہ جنتی نعمت ہے، بے پردگی بے حیائی دوزخی عذاب (۱۰) یعنی یہ غلمان جنتی گھروں میں چلتے پھرتے ایسے معلوم ہوں گے جیسے مخملی فرش پر آبدار موتی بکھرے ہوں (۱۱) جنتی نعمتیں وہم و خیال سے بالا ہیں، معمولی جنتی کا ملک ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہوگا، غلمان و فرشتے سب خدمتگار ہیں (۱۲) سندس باریک ریشم اور استبرق دبیز ریشم کو کہتے ہیں یعنی بعض لباس باریک ریشم کے ہوں گے اور بعض موٹے ریشم کے یا کبھی باریک ریشم کے کبھی موٹے کے، خیال رہے کہ جنتی لباس سردی گرمی سے بچنے کے لئے نہ ہوں گے، کیونکہ وہاں سردی گرمی نہیں پردے اور زیبائش کے لئے ہوں گے (۱۳) یعنی ہر جنتی کے ہاتھوں میں تین کنگن ہوں گے، ایک سونے کا ایک چاندی کا، ایک موتی کا جو نہایت ہی خوشنما اور دیدہ زیب ہوں گے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، خیال رہے کہ دنیا میں جہاد ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں مردوں کو سونا چاندی پہننا حرام قرار دیا گیا، تاکہ ان کی زندگی سپاہیانہ ہو، جنت میں بقیہ برصفحہ ۸۷۵

تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا

دیں ف۱ بے شک یہ نصیحت ہے ف۲ تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ف۳ اور تم

تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾ يُدْخِلُ

کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے بے شک وہ علم و حکمت والا ہے ف۴ اپنی رحمت

مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾ ع ۹ ۲

میں لیتا ہے جسے چاہے ف۵ اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ف۶

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ ۷۷ مَكِّيَّةٌ ۳۳ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۵۰ رکوعاتها ۲

سورۂ مرسلات مکیہ ہے ف۷ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفَارِقَاتِ

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگا تار ف۸ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے والیاں ف۹ پھر حق ناحق کو خوب جدا

فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَإِذَا

کرنے والیاں پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں ف۱۰ حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو ف۱۱ بے شک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ف۱۲

النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَ

ضرور ہونی ہے پھر جب تارے محو کر دیئے جائیں ف۱۳ اور جب آسمان میں رخنے پڑیں ف۱۴ اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے

إِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَا أَدْرَاكَ

جائیں ف۱۵ اور جب رسولوں کا وقت آئے ف۱۶ کس دن کے لئے ٹھہرائے گئے تھے ف۱۷ روز فیصلہ کے لئے ف۱۸ اور تو کیا جانے وہ

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾

روز فیصلہ کیا ہے ف۱۹ جھٹلانے والوں کی اس دن خرابی ف۲۰ کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے ف۲۱ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ف۲۲ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾

والوں کی خرابی ف۲۳ کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا

إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾

ایک معلوم اندازہ تک ف۲۴ پھر ہم نے اندازہ فرمایا ف۲۵ تو ہم کیا ہی اچھے قادر اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

❶ کہ انہیں ہلاک کر کے دوسروں کو ان کی عمارتوں میں بسا دیں' چنانچہ سرداران قریش جنگوں میں مارے گئے اور مسلمان ان کے گھروں میں آباد ہوئے ❷ یعنی قرآن کریم ہمیشہ ہر جگہ ہر ایک کے لئے نصیحت ہے' اس کا نصیحت ہونا کسی وقت کسی قوم سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت عام ہے ❸ رب کا راستہ وہ عقاید یا جسمانی و قلبی اعمال ہیں جن کے ذریعہ سے رب مل جائے اس راستہ کی نشانیاں انبیاء کرام و اولیاء ہیں جس دین میں اولیاء اللہ ہیں وہ رب کا راستہ ہے اسی لئے اولاد یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ (بقرہ: ۱۳۳) پھر راستے دو ہیں ایک کھلا جو سیدھا دوسرا تنگ گلیاں پہلے کو شریعت دوسرے کو طریقت کہتے ہیں' شریعت پر ہر شخص باآسانی چل سکتا ہے مگر دیر سے پہنچتا ہے۔ طریقت پر صرف واقف کار کے ذریعہ جانا ہوتا ہے مگر جلد پہنچا دیتا ہے ❹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پتھر کی طرح بے اختیار نہیں۔ بلکہ اسے اختیار و ارادہ ملا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان اپنے ارادہ میں بالکل مستقل اور رب سے بے نیاز نہیں اس کا ارادہ رب کے ارادہ کے ماتحت ہے لہٰذا مختار مطلق نہیں' اسی عقیدے پر ایمان کا مدار ❺ بطریق عالمانہ اس رحمت کی چار نوعیتیں ہیں زندگی میں تقویٰ مرتے وقت اچھا خاتمہ' قبر میں کامیابی' حشر میں نجات' اور جنت یا رحمت سے مراد حضور کا دامن کرم ہے اور بطریق صوفیانہ رحمت سے مراد اللہ و رسول کی محبت وعشق ہے' یہ اسے ہی ملتی ہے جس پر خاص کرم ہو ❻ ظالمین سے مراد کفار ہیں اور دردناک عذاب سے مراد یا تو دائمی عذاب ہے یا ذلت و خواری کا عذاب' جس سے گنہگار مومن بچائے جائیں گے ❼ یہ سورۃ منیٰ شریف کے ایک پہاڑی غار میں نازل ہوئی' آج اس کا نام غار مرسلات ہے اس کے نزول کے بعد ایک سانپ نکلا صحابہ کرام نے اسے مارنے کی کوشش کی' مگر وہ چھپ گیا' حضور

نے فرمایا کہ وہ تم سے' تم اس سے بچ گئے (خزائن وغیرہ) ❽ یہ پانچوں صفات جو یہاں مذکور ہیں یا ہواؤں کی ہیں یا کامل نفوس کی جو بدن کامل کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوی اللہ کو اڑا دیتے ہیں پھر تمام اعضاء میں اس کا اثر پھیلاتے ہیں۔ اور سوا ذات حق سب کو فنا کر دیتے ہیں پھر اللہ کا ذکر القاء کرتی ہیں' بعض نے فرمایا کہ یہ پانچوں صفتیں فرشتوں کی ہیں اور بھی اس میں دو قول ہیں (خزائن) بعض نے فرمایا کہ یہ صفات آیات قرآنیہ کی ہیں (عزیزی) ❾ یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادل اٹھاتی ہیں ❿ ایک احتمال یہ ہے کہ پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ان فرشتوں کی جو لگا تار آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں پھر وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایسی تیزی سے دورہ کرتے ہیں جیسے ہوا کا جھونکا اور آپ کے حضور وہ ادب سے پر پھیلا دیتے ہیں پھر وہ آیات لاتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کریں پھر وہ فرشتے ذکر الٰہی آپ پر پیش کرتے ہیں' اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ حضور کے خدام فرشتوں کی بھی رب نے قسم فرمائی' دوسرے یہ کہ جب یہ فرشتے ایسے اعلیٰ ہوئے کہ تھوڑی

بقیہ بر صفحہ ۸۷۵

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ

کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ف۱ تمہارے زندوں اور مردوں کی ف۲ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے لنگر

شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾ انْطَلِقُوا

ڈالے ف۳ اور ہم نے تمہیں ف۴ خوب میٹھا پانی پلایا ف۵ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی چلو اس کی

إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾

طرف جسے جھٹلاتے تھے ف۶ چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ف۷

لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ

نہ سایہ دے نہ لپٹ سے بچائے ف۸ بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے ف۹ جیسے اونچے محل گویا

جِمَالَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٣٥﴾

وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں ف۱۰ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ف۱۱ یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے ف۱۲

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾ هَٰذَا يَوْمُ

اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں ف۱۳ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ

الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ

کا دن ف۱۴ ہم نے تمہیں جمع کیا اور سب اگلوں کو ف۱۵ اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو ف۱۶ اس

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾

دن جھٹلانے والوں کی خرابی بے شک ڈر والے سایوں اور چشموں میں ہیں ف۱۷ اور میووں میں جو ان کا جی چاہے ف۱۸

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾

کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ف۱۹ اپنے اعمال کا صلہ ف۲۰ بیشک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ف۲۱

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کچھ دن کھا لو اور برت لو ف۲۲ ضرور تم مجرم ہو ف۲۳

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے ف۲۴

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ف۲۵

(۱) کہ زمین میں ہر قسم کے انسان رہتے بستے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے ان کا اصل مقام زمین ہی ہے (۲) اس طرح کہ زندے زمین کی پشت پر اور مردے زمین کے پیٹ میں جمع ہیں، جن مردوں کو دفن نصیب نہ ہوا وہ زمین پر ہیں، زمین سے علیحدہ نہیں ہوگئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اس سے معلوم ہوا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے حرکت نہیں کرتی کیونکہ پہاڑوں کو لنگروں سے تشبیہ دی اور لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں (۴) اے انسانوں، خواہ مطیع ہو یا نافرمان (۵) زمین سے اس طرح کہ اس سے پانی کے چشمے، نہریں، دریا پیدا کئے، خیال رہے کہ بارش اگرچہ آسمان کی طرف سے آتی ہے لیکن وہ پانی بھی زمین ہی کا ہوتا ہے کہ بادل سمندر سے بنتے ہیں، اور سمندر زمین پر ہے، سمندر کا پانی اگرچہ کھاری ہے۔ مگر بارش کا پانی میٹھا (۶) تم دنیا میں دوزخ اور عذاب دوزخ کے انکاری تھے اب چل کر آنکھوں سے دیکھ لو، حق ہے یا نہیں (۷) یعنی دوزخ کے دھوئیں کی طرف چلو جو اتنا زیادہ ہے، کہ تین طرف پھیلتا ہے، اوپر اور دائیں بائیں، جیسا کہ دنیا
ع ۱/۲۱
میں بہت زیادہ دھویں کا حال ہوتا ہے۔ کہ وہ گیسوؤں کی طرح اوپر اور دائیں بائیں پھیلتا ہے، پھر یہ دھواں کفار کو اوپر اور دائیں بائیں سے گھیرے گا اس لئے اسے تین شاخ والا فرمایا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ کا دھواں میدان قیامت میں بھی پہنچے گا۔ جہاں کفار کو رکھا جائے گا۔ حساب کے لئے۔ جیسے مسلمانوں کے لئے میدان محشر میں حوض کوثر کی نہر آئے گی۔ جہاں مسلمان حساب دینے کی حالت میں پانی سے سیراب بھی ہوتے رہیں گے، اس نہر سے مرتدین کو بھگا دیا جائے گا جن
ع ۱۰/۲۲
کے متعلق حضور فرمائیں گے کہ اصیحابی، یہ مردود میرے اصحاب تھے، دوسرے یہ کہ کفار نے نفس امارہ، شیطان، برے ساتھیوں کی اطاعت کر کے دل، زبان، اعضاء سے خراب کام لئے، لہٰذا ان تینوں جرموں کی وجہ سے دھواں انہیں تین طرف سے گھیرے گا (۸) یعنی یہ سایہ میدان محشر میں نہ تو سورج کی گرمی سے بچائے گا۔ نہ آگ کی تپش سے، کیونکہ اس میں خود گرمی ہوگی، دنیا کے سایوں کی طرح ٹھنڈا اور گرمی سے بچانے والا نہ ہوگا (۹) بڑے بڑے شعلے جن کی بڑائی آگے مذکور ہے۔ (۱۰) یعنی شعلے بلندی میں محلوں کی طرح رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح کفار عرب زرد اونٹ پسند کرتے تھے، ان کی محبت میں دین سے غافل تھے، اسی لئے ان کے لئے یہ سزا تجویز ہوئی (۱۱) کہ قیامت میں بھی ان کی خرابی ہے اور بعد قیامت بھی رسوائی، اور ندامت بھی (۱۲) ایسی صحیح بات نہ بول سکیں گے، جو انہیں نفع دے اگرچہ جھوٹی بکواس کریں گے یا حساب کتاب کے بعد ان کی کج بحثی ختم ہو جائے گی (۱۳) کیونکہ ان کے پاس صحیح عذر ہوگا ہی نہیں، صرف جھوٹے حیلے کریں گے جن کا مکمل جواب پا کر خاموش ہو جائیں گے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، ان کا بولنا، شور، فریاد کرنا۔ دوسرے وقت دوسری قسم کا ہوگا، خاموش رہنا دوسرے وقت اور دوسری قسم کا خیال رہے کہ فَيَعْتَذِرُونَ کی ف عاطفہ ہے۔ نہ کہ جوابیہ اس لئے نون نہ گرا، یعنی ان کا خاموش رہنا اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس صحیح عذر ہوگا نہیں (۱۴) جب

بقیہ بر صفحہ ۸۷۵

سورۃ النبأ ۷۸ مکیۃ ۸۰ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیاتہا ۴۰ رکوعاتہا ۲

سورۂ نبا مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ

یہ آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں بڑی خبر کی ۱ جس میں وہ کئی

مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ

راہ ہیں ۲ ہاں ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے ۳ کیا ہم نے زمین

الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۙ﴿۶﴾ وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۙ﴿۷﴾ وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّجَعَلۡنَا

کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا ۴ اور تمہاری

نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾

نیند کو آرام کیا ۵ اور رات کو پردہ پوش کیا ۶ اور دن کو روزگار کے لیے بنایا

وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنۡزَلۡنَا

اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں (تعمیر کیں) ۷ اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور پھر

مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ

بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے

اَلۡفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ

باغ بے شک فیصلہ کا دن ۸ ٹھہرا ہوا وقت ہے ۹ جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۰ تو تم چلے

فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ۙ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ

آؤ گے فوجوں کی فوجیں ۱۱ اور آسمان کھولا جائے گا کہ دروازے ہو جائے گا ۱۲ اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو

الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ؕ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ۙ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيۡنَ

جائیں گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا بے شک جہنم تاک میں ہے ۱۳ سرکشوں کا

مَاٰبًا ۙ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَحۡقَابًا ۚ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا بَرۡدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ﴿۲۴﴾

ٹھکانا ۱۴ اس میں قرنوں (مدتوں) رہیں گے ۱۵ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو

اِلَّا حَمِيۡمًا وَّغَسَّاقًا ۙ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ؕ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا لَا يَرۡجُوۡنَ

مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ بیشک انہیں حساب کا خوف نہ

حاشیہ

❶ بڑی خطرناک خبر یعنی قیامت کی' یا بڑی خوشی کی خبر حضور کی نبوت یا بڑی عظیم الشان خبر' حضور کی ذات وصفات ونعت کی' حضور کی خبر کو اس لئے عظیم کہا کہ حضور کی صفات نہ جگہ سے محدود نہ وقت سے' نیز رب تعالیٰ نے حضور کی صفات کی خبریں دیں' نیز ساری مخلوق نے آپ کی نعت خوانی کی' نیز جو کوئی حضور کا نعت گو بن گیا وہ عظیم ہو گیا ❷ کوئی کافر حضور کو جادوگر کہتا ہے' کوئی شاعر کوئی مجنون' یا کوئی قیامت کا انکاری کوئی اقراری ❸ اپنے کفر کا نتیجہ' یا تو مرتے وقت یا قبر میں یا قیامت میں' یا زندگی ہی میں جنگوں میں شکست کھا کر ❹ مرد' عورت' کافر' مومن' عالم' جاہل' خوش نصیب' بدنصیب ❺ عوام کے لئے نیند قالب کا آرام ہے' اور خواص کے لئے قلب اور روح کی راحت ہے' کہ وہ نیند میں واصل باللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر کی خواب وحی ہے۔ خیال رہے کہ نیند میں قیامت کا ثبوت ہے۔ نیند میں بندہ اپنے کو رب کے سپرد کر دیتا ہے۔ نیند بڑے پہلوان کو بچھاڑ دیتی ہے' نیند بڑے عالم کا علم بھلا دیتی ہے' نیند سے انسان کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے ❻ معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ میں نیند اور رات و دن نہ ہوں گے' کیونکہ جنت میں تھکن نہیں کمائی کوئی نہیں' لہٰذا آرام کی ضرورت نہیں۔ دوزخ میں کسی کو آرام دینا نہیں ❼ سات آسمان جو نہ ٹوٹیں نہ گھسیں' جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ❽ فصل کے معنی فیصلہ ہیں یا فاصلہ پہلے معنی کا مقصد یہ ہے کہ قیامت میں مقبول ونامقبول نیکیوں' مغفور و نامغفور گناہوں' مردود ومحبوب انسانوں کا فیصلہ ہوگا۔ ابھی دنیا میں ان کے متعلق کسی چیز کا یقین نہیں کیا جاتا' دوسرے معنی کا مقصد یہ ہے کہ اس دن جسمانی رشتہ دار جن سے ایمانی رشتہ نہ ہو' جدا ہو جائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ (عبس: ۳۴) اور جن سے ایمانی رشتہ ہو' وہ اگرچہ دنیا میں علیحدہ رہے ہوں۔ مگر وہاں مل جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے

المرء مع من احب خیال رہے کہ یہ فیصلہ تو میثاق ہی کے دن ہو چکا ہے' جسے رب تعالیٰ اور اس کے مقبول بندے جانتے ہیں۔ قیامت میں اس فیصلہ کا ظہور ہوگا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں اور ان کے اعمال کی خبر دے دی۔ قرآن کریم نے بعض کے جنتی یا دوزخی ہونے کا اعلان فرمایا ❾ میقات وقت سے بنا' اس کے معنی ہیں مقرر شدہ طے شدہ وقت۔ جس میں تبدیلی نہ ہو سکے نہ کسی صورت سے ٹل سکے' قیامت کا ٹلنا یا مقدم موخر ہونا غیر ممکن ہے لہٰذا اسے میقات فرمایا۔ دوسری چیزیں دعا سے یا نیک اعمال سے ٹل بھی جاتی ہیں۔ اور بدل بھی جاتی ہیں' اس لئے انہیں میقات نہیں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے خاص بندوں کو دیا' فرماتا ہے۔ كُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ كِتٰبًا (النباء: ۲۹) قیامت بھی کل شے میں داخل ہے' نیز لوح محفوظ میں اشیاء کا لکھنا اپنے خاص بندوں کو بتانے کے لئے ہے ❿ یہاں صور کا دوسرا پھونکنا مراد ہے۔ جس سے سب زندہ ہو کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' قیامت کی ابتداء پہلے نفخہ سے ہوگی۔ انتہا جنتی دوزخی کے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے پر' اس سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا دم درود کرنا برحق ہے کہ فیض پہنچانے کے موقعہ پر پھونکا ہی جاتا ہے۔ حضرت جبریل بقیہ برصفحہ ۸۷۶

حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾

تھا اور انھوں نے ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ۲

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآىِٕقَ

اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب بیشک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے ۳ باغ ہیں

وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا

اور انگور اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی ۴ اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بیہودہ بات

لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

سنیں نہ جھٹلانا صلہ تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا ۵ وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ یَوْمَ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ۶ جس دن

یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ

جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے (صفیں بنائے) ۷ کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن

الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی ۸ وہ سچا دن ہے ۹ اب جو چاہے اپنے رب کی طرف

اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا

راہ بنالے ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آگیا جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس

قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَ یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۰ اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا ۱۱

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ — ۸۱ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیاتها ۴۶ — رکوعاتها ۲

سورۃ النازعات مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾

قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں ۱۲ اور آسانی سے پیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہونچیں ۱۳

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾

پھر کام کی تدبیر کریں ۱۴ کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی

۱ کیونکہ وہ قیامت کے منکر تھے' معلوم ہوا کہ مذکورہ عذاب صرف کفار کو ہوں گے ۲ یعنی ہر شخص کے سارے نیک و بد اعمال لوح محفوظ میں پہلے ہی لکھے جاچکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بندوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے' انہیں ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے' اگر رب کو بتانا منظور نہ ہوتا تو یہ لوح محفوظ میں لکھے ہی نہ جاتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو جاتے ہیں' کیونکہ کتاب میں لکھنا فرشتوں کا کام ہے نہ کہ رب کا' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لکھا۔ نیز جیسے ہم کو عالم شہادت سکھایا گیا' تاکہ ہم اس میں کاروبار کرسکیں' ایسے ہی جنہیں عالم غیب میں کاروبار کرنا ہے' رب نے انہیں اس عالم کا علم دے دیا۔ بغیر علم کاروبار نہیں ہوسکتا ۳ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ متقی لوگ جنت کے مالک ہیں۔ جیسا کہ لام سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ دائمی مالک ہیں جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ جنت کے صرف متقی مالک ہیں۔ جیسا کہ للمتقین کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ کامیابی دنیا نہیں بلکہ جنت ہے' دنیا میں کامیاب وہ ہے جو جنت کمالے' خیال رہے کہ متقی جسمانی وہ ہے جو نیک اعمال کرے اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اور دل متقی وہ ہے جس کے دل میں اللہ والوں کا ادب ہو اس کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ الخ (حج ۳۲) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ (حجرات: ۳) ۴ بیویاں' حوریں' اور اپنی دنیا کی مومن بیویاں' اور کفار کی مومن بیویاں جوان جنتیوں کے نکاح میں ہوں گی۔ یہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی ۵ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دنیا دارالجزاء نہیں' جزا کی جگہ جنت یا دوزخ ہے' دوسرے یہ کہ جو رب کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ کر مانے اس کی نجات ہے' تیسرے یہ

ع ۱ ع ۲ نصف الحزب

کہ مومن کو جزا بھی ملے گی اور عطا بھی۔ کافروں کو صرف جزا۔ اسی لئے وفاق فرمایا گیا۔ یہاں عطا کا ذکر بھی ہوا۔ خیال رہے کہ جنت کی نعمتیں صورتاً جزا ہوں گی۔ حقیقتہً رب کی عطاء جیسے کریم بہانہ بنا کر دیا کرتے ہیں' یا بعض نعمتیں جزا ہیں' جیسے حور وقصور وغیرہ' اور بعض عطاء جیسے دیدار رب غفور وغیرہ' یا اعمال کا بدلہ ایک کا ہزار گنا۔ یہ زیادتی عطاء ہے ۶ اس طرح کہ بغیر اجازت رب کے کوئی کلام نہ کرسکے گا جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ۷ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضرت جبریل خادم انبیاء ہونے کی وجہ سے تمام ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ انہیں فرشتوں سے علیحدہ بیان کیا گیا' دوسرے یہ کہ نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں سے مشابہ ہیں' وہ بھی صفت بستہ بارگاہ میں کھڑے ہوں گے ۸ یعنی رب تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف انہیں خاص ہوگا جو دنیا میں اچھی باتیں کرتے تھے' حمد ونعت بولتے تھے۔ اور آج انہیں اس کا اذن بھی ملے ۹ جس کا آنا برحق ہے اور اس دن ہر کام حق ہی ہوگا باطل نہ ہوگا۔ ۱۰ یا تو اپنے اعمال نامہ کی تحریر دیکھیں گے۔ کیونکہ اس دن کوئی بے پڑھا نہ ہوگا۔ اور سب کی زبان عربی ہوگی' یا خود اعمال کو ان کی شکلوں میں دیکھیں گے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے جیسے آج بھی آئندہ

بقیہ برصفحہ ۸۷۶

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝٨ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩

اُس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے ف۱ آنکھ اوپر نہ اٹھا سکیں گے

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝١٠ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝١١

کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹے پاؤں پلٹیں گے کیا ہم جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے

قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝١٢ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝١٣ فَإِذَا

بولے یوں تو یہ پلٹنا تو نرا نقصان ہے ف۲ تو وہ نہیں مگر ایک جھڑکی جبھی وہ کھلے

هُم بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝١٥ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ

میدان میں آپڑے ہوں گے ف۳ کیا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ف۴ جب اُسے اس کے رب نے

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٦ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝١٧ فَقُلْ

پاک جنگل طویٰ میں ندا فرمائی کہ فرعون کے پاس جا اس نے سر اُٹھایا اس سے

هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن تَزَكَّىٰ ۝١٨ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۝١٩ فَأَرَاهُ

کہہ کیا تجھے رغبت اس طرف ہے کہ ستھرا ہو اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے ف۵ پھر موسیٰ نے اُسے

الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ۝٢٠ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۝٢١ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۝٢٢ فَحَشَرَ

بہت بڑی نشانی دکھائی ف۶ اس پر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر پیٹھ دی اپنی کوشش میں لگا تو لوگوں کو

فَنَادَىٰ ۝٢٣ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۝٢٤ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَ

جمع کیا پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ف۷ تو اللہ نے اُسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب

الْأُولَىٰ ۝٢٥ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ۝٢٦ أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا

میں پکڑا ف۸ بیشک اس میں سیکھ ملتا ہے اُسے جو ڈرے ف۹ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل

أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ۝٢٧ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝٢٨ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ

یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور

أَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝٢٩ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۝٣٠ أَخْرَجَ مِنْهَا

اس کی روشنی چمکائی ف۱۰ اور اس کے بعد زمین پھیلائی ف۱۱ اس میں سے اس

مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝٣١ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝٣٢ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝٣٣

کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کو

(۱) قیامت میں کفار کے دل گھبراہٹ سے دھڑکتے ہوں گے، مومنوں کے دلوں کو چین ہوگا (۲) یا اس طرح کہ وہاں ہمیں پھر دنیا کمانی پڑے گی، یا اس طرح کہ ہم یہاں قیامت کے منکر ہیں، اور اگر وہ قائم ہوگئی تو ہمیں عذاب ہوگا، بہرحال ان کی یہ بکواس مذاق میں تھی مگر ان کے منہ سے بات سچی نکلی کہ واقعی قیامت ان کے لئے ندامت کا سبب ہے یا ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم قیامت میں اٹھے تو ہم کو پھر بچپن، جوانی بڑھاپے کی منزلیں طے کرنی پڑیں گی (۳) یعنی حضرت اسرافیل کے ایک نفخہ سے جو جھڑکی کی طرح ہوگا مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر یعنی زمین شام میں پہنچ جائیں گے (۴) موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو قیامت سے یہ مناسبت ہے کہ آپ بھی لاٹھی کو اچانک سانپ بنا دیتے تھے۔ صور پھونکنے پر بھی اچانک سارے بندے جی اٹھیں گے، نیز فرعون اس معجزے کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اگر آج بھی مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دکھایا جائے تو کفار مکہ ایمان لانے والے نہیں لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے قلب مبارک کو تسلی اور مسلمانوں کے دلوں کو تسکین دی گئی ہے، اس میں یا خطاب حضور کو ہے اور ھل قد کے معنی میں ہے یا خطاب مسلمانوں سے یا منکرین قیامت سے، اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ رب ان کے رنج و غم دور فرمانے کے لئے گذشتہ رسولوں کے تاریخی واقعات بیان فرماتا ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں کے ذکر سے رنج و غم دور ہوتے ہیں، خوشی، راحت حاصل ہوتی ہے، تیسرے یہ کہ علم تاریخ اچھا علم ہے بشرطیکہ درست ہو۔ چوتھے یہ کہ نبی کی مخالفت ہلاکت کا موجب ہے، فرعون جیسا جابر بادشاہ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے ہلاک ہوا، بجلی سے امیر وزیر سب ڈرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق پاور ہاؤس سے ہوتا ہے، ایسے ہی نبی کا تعلق رب تعالیٰ سے ہے، ان کی مخالفت سے ڈرو (۵) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تبلیغ میں بشارتیں اور خوشخبریاں زیادہ چاہئیں، تاکہ لوگ اطاعت کی طرف مائل ہوں دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، فرعون جیسے مجرم کو بھی توبہ کی دعوتیں دی گئی، تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ تک پہنچانا پیغمبر ہی کا کام ہے جیسا کہ اَهْدِيَكَ سے معلوم ہوا، چوتھے یہ کہ انبیاء کرام تبلیغی اور شرعی علوم میں کسی کے شاگرد نہیں ہوتے، انہیں سب کچھ رب ہی سکھاتا ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو رب نے تبلیغ اور وعظ کی بھی تعلیم دی۔ علم کامل تو پہلے ہی آنا فانا دے دیا تھا۔ پانچویں یہ کہ اللہ کی بڑی نعمت، خوف خدا ہے جو ایمان کامل سے نصیب ہوتا ہے جیسا کہ فَتَخْشٰى سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ رب جو کسی کو دیتا ہے بواسطہ پیغمبر دیتا ہے۔ جیسا کہ فقل سے معلوم ہوا (۶) یعنی عصا جس میں بہت سے معجزات تھے، سانپ بن جاتا تھا۔ کنوئیں میں رسی ڈول کا کام دیتا تھا اور گہرائی کے بقدر لمبا ہو جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے سوتے میں پہرہ دیتا تھا۔ رات کو مشعل کی طرح چمکتا تھا، بکریوں کی چوپائی کرتا تھا، پتھر پر لگ کر پانی کے چشمے نکالتا تھا، دریا میں لگ کر اسے پھاڑ دیتا تھا (تفسیر عزیزی) (۷) یعنی بت جو تمہارے بقیہ برصفحہ ۸۷۷

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾

پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ف۱

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ

اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی جائے گی ف۲ تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح

الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

دی تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے ف۳ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانا ہے ف۴ تم سے قیامت

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ

کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے ف۵ تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق ف۶ تمہارے رب ہی

مُنْتَهٰهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا

تک اس کی انتہا ہے ف۷ تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے ف۸ گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے

لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾

دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے ف۹

سورۃ عبس ۸۰ مکیۃ ۲۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — ایاتہا ۴۲ رکوعہا ۱

سورۂ عبس مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ﴿۳﴾

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ف۱۰ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ف۱۱ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾

یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے ف۱۲ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے ف۱۳ تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾

اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو ف۱۴ اور وہ جو تمہارے حضور ملکتا (ناز سے دوڑتا ہوا) آیا اور وہ ڈر رہا ہے ف۱۵

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ

تو اُسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں ف۱۶ یہ تو سمجھانا ہے ف۱۷ تو جو چاہے اُسے یاد کرے ف۱۸ ان

۱ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اپنے سارے اعمال کو بخوبی جانے پہچانے گا لہٰذا انبیاء کا یہ عرض کرنا کہ لَا عِلْمَ لَنَا ادب کے لئے ہوگا۔ نہ کہ بے علمی کی وجہ سے جیسے صحابہ کرام حضور کے دن پوچھنے پر عرض کرتے تھے۔ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۲ اس طرح کہ ہر کافر و مومن اسے دیکھے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نگاہ اتنی تیز ہوگی کہ میدان حشر سے دوزخ نظر آئے گا جو وہاں سے بہت دور ہوگا۔ لیکن مومن کا دیکھنا خوشی کے لئے ہوگا کہ میں اس سے بچ گیا' اور کافر کا دیکھنا غم کے لئے ہوگا کہ اسے وہاں جانا ہے' جیسے مجرم کا جیل دیکھنا' اور وزیر اعلیٰ کا یا دوسرے آدمی کا دیکھنا۔ بلکہ دنیا میں جس کو نیکیوں سے محبت ہو وہ جنتی ہے' جسے بروں اور برائیوں سے الفت ہو' وہ جہنمی ہے ۳ یعنی جو شخص انبیاء کی اطاعت سے سر پھیرے اور آخرت کے مقابل دنیاوی زندگی کو اختیار کرے وہ دائمی جہنمی ہے کیونکہ وہ کافر ہے' خیال رہے کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو نفسانی خواہشات میں خرچ ہو۔ اور جو زندگی آخرت کی تیاری میں صرف ہو' وہ دنیا کی زندگی نہیں اگرچہ دنیا میں زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی اور ہے۔ دنیا میں زندگی کچھ اور۔ دنیا کی زندگی فانی ہے مگر جو دنیا میں زندگی آخرت کے لئے ہے فنا نہیں۔ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (آل عمران: ۱۶۹) ۴ یعنی جو دنیا میں گناہ کرنے لگے' پھر رب کے سامنے کھڑے ہوئے اسے حساب دینے کو یاد کر کے گناہ سے ہٹ جاوے وہ جنتی ہے یا جو کوئی خوف قیامت کی وجہ سے نفس کو بری خواہشوں سے روکے وہ جنتی ہے۔ ھَوٰی سے مراد ناجائز خواہشیں ہیں۔ ۵ (شان نزول) کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن' اور تاریخ وغیرہ پوچھتے ہیں' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری جس میں حضور کو بتانے سے منع فرمایا گیا' ورنہ مسلمانوں کو حضور نے قیامت کا دن' تاریخ' مہینہ بتا دیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی اور قیامت کی بے شمار علامات بتا دیں ۶ اس کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ فِيْمَ سوالهم انت من ذکرها ان کا یہ سوال کس شمار میں ہے تم خود قیامت یاد دلانے والوں میں سے ہو' آپ آخری نبی آ چکے' اب قیامت ہی آنی باقی ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر سوال کا جواب دینا نہیں چاہئے' رب نے قیامت کی تاریخ پوچھنے والوں کا جواب نہ دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور سے سوال رب سے سوال ہے کیونکہ ان لوگوں نے حضور سے پوچھا تھا' رب نے یہ جواب دیا ۷ کہ رب کے بغیر بتائے کوئی شخص انداز حساب وغیرہ سے قیامت کو بتا نہیں سکتا ۸ یعنی قیامت سے ڈرانا آپ کا فرض منصبی ہے۔ قیامت کا بتانا آپ کو لازم نہیں' چونکہ ڈرانے کا فائدہ صرف مومن ہی اٹھاتے ہیں' اس لئے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ حضور عالمین کے لئے نذیر ہیں ۹ یعنی کفار قیامت دیکھ کر دنیا کی زندگی کو صرف رات بھر کی زندگی محسوس کریں گے جیسے آج مصیبت میں گرفتار آدمی کو راحت کا دراز زمانہ خواب و خیال معلوم ہوتا ہے ۱۰ غائب کا صیغہ فرمانے میں انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' یعنی ہمارے ایک محبوب ہیں جو اپنے ایک غلام سے ناراض ہوگئے۔ خیال رہے کہ یہاں کوتاہی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی تھی کہ درمیان کلام بقیہ برصفحہ ۸۷۷

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ

صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے ۱ ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے

بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾

نکوئی والے ۲ آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اُسے کاہے سے بنایا پانی کی

مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُ

بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا ۳ پھر اسے راستہ آسان کیا ۴ پھر اُسے موت دی ۵ پھر

فَأَقْبَرَهُ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ

قبر میں رکھوایا ۶ پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا تھا تو

الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا

آدمی کو چاہئے اپنے کھانوں کو دیکھے ۷ کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا ۸ پھر زمین کو

الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا

خوب چیرا ۹ تو اس میں اُگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون

وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ

اور کھجور اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب (گھاس) ۱۰ تمہارے فائدے کو اور تمہارے

لِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾

چوپایوں کے ۱۱ پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی

وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے ۱۲ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر

يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ

ہے کہ وہی اسے بس ہے کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۱۳ ہنستے خوشیاں

مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾

مناتے ۱۴ اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۱۵

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع

یہ وہی ہیں کافر بدکار ۱۶

ع ٥

۱ اس سے مراد وہ فرشتے جو قرآن کریم کو لوح محفوظ سے صحیفوں میں نقل کرتے ہیں' رب نے ان کی تعریف فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ جن کاغذوں پر قرآن لکھا جائے جن قلموں سے لکھا جائے' جو لکھیں' سب حرمت والے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے اونچا رکھو' ادھر پاؤں یا پیٹھ نہ کرو' گندا آدمی اسے نہ چھوئے جیسا کہ مکرمۃ' مرفوعۃ اور مطہرہ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام متقی ہیں۔ کیونکہ وہ حاملین قرآن ہیں۔ حاملین کو رب نے کرام بھی فرمایا اور بررہ بھی فرمایا ۲ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کاغذ تو نقوش قرآن کی جگہ ہے' زبان اور کان الفاظ قرآن کی جگہ اور دماغ معانی قرآن کی جگہ' عقل مومن اسرار قرآن کی اور صوفیاء کا دل جذبہ قرآن کی جگہ ہے' لہٰذا صحف مکرمہ اہل اللہ کے سینے ہیں' جو اسرار قرآن کے گنجینے ہیں' جیسے قرآن کا کاغذ اس کی جلد' اس کا غلاف سب کچھ احترام والا ہے' ایسے ہی اولیاء کے سینے' ان کی قبور تمام معظم و محترم ہیں کہ یہ اسرار قرآن کے صحیفے ان کے غلاف وغیرہ ہیں۔ ۳ اس طرح کہ بدن کے اعضاء ان کی قوتیں اندازے کے مطابق بخشیں' پھر روزی' زندگی و موت' مال و دولت عزت و عظمت سب کے اندازے لگائے اور ہر ایک کو اندازے سے عطا فرمائے ۴ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا یا زندگی میں مومن کے لئے راہ ہدایت آسان فرمائی ۵ مومن کی موت بھی اللہ کی نعمت ہے کہ اس موت کے ذریعہ وہ دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارا پا کر محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرتا ہے۔ مومن کی موت مصیبتوں سے چھوٹنے کا دن ہے اور کافر کی موت اس کی پکڑ کا وقت ۶ خیال رہے کہ سب سے پہلے ہابیل کی موت قابیل کے ہاتھوں واقع ہوئی' رب نے ایک کوے کے ذریعے اسے دفن کرنا بتایا' پھر آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتے اولاد آدم کے پاس آئے' اور جنتی کافور ہمراہ لائے' اور ان کے سامنے آپ

کا غسل و کفن و دفن کیا تاکہ یہ اسے سیکھ لیں' خیال رہے کہ قبر میں دفن بھی مردہ کی عزت افزائی ہے۔ چونکہ انسانی ابتداء خاک سے ہے تو چاہئے کہ اس کی انتہا بھی خاک پر ہو' نیز بری چیزوں کو جلایا جاتا ہے' قبر سے میت کی یادگار باقی رہتی ہے' اچھی چیز کو امانت کر کے زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ لوگ اس سے فیض حاصل کرتے ہیں' درخت کی جڑ زمین میں شاخیں زمین پر ہوتی ہیں' مکان کی بنیاد زمین میں عمارت اوپر ہوتی ہے۔ ایسے ہی مسلمان مردے زمین میں اور زندے زمین پر ہیں' مردے کو جلانے میں یہ فوائد نہیں اس لئے مردے کو دفن کرنا نعمتوں میں شمار فرمایا ۷ فلینظر الانسان میں صیغہ امر وجوب کے لئے ہے یا استحباب کے لئے' نظر آنکھ سے دیکھنے کو بھی کہتے ہیں اور دل سے سوچنے' غور کرنے کو بھی' آنکھ کی نظر وہی مفید ہے جو غور کے ساتھ ہو' انسان سے ہر آدمی مراد ہے کافر ہو یا مومن' فاجر ہو یا متقی اس نظر سے کافر کو ایمان' مومن کو عرفان ملتا ہے ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے' طعام میں ہر کھانا داخل ہے' غذا ہو یا پھل فروٹ' جب ہم کھانا پکانے والے کی تعریف کرتے ہیں تو کھانا بنانے والے کی بھی حمد و ثناء چاہئے ۸ جو تر و تازگی بارش سے ہوتی ہے وہ کنوئیں کے پانی سے بقیہ بر صفحہ ۸۷۷

سُورَةُ التَّكْوِيرِ ٨١ مَكِّيَّةٌ ٧ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٢٩ رُكُوْعُهَا ١

سورۂ تکویر مکیہ ہے ف۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ

جب دھوپ لپیٹی جائے ف۲ اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ

سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَ

چلائے جائیں اور جب تھلکی (گابھن) اونٹنیاں چھوٹی پھریں ف۳ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ف۴ اور

اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ

جب سمندر سلگائے جائیں ف۵ اور جب جانوں کے جوڑ بنیں ف۶ اور جب زندہ دبائی ہوئی سے

سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا

پوچھا جائے ف۷ کس خطا پر ماری گئی ف۸ اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں اور جب

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾

آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے اور جب جہنم بھڑکایا جائے ف۹ اور جب جنت پاس لائی جائے ف۱۰

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾

ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی ف۱۱ تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں ف۱۲

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

اور رات کی جب پیٹھ دے اور صبح کی جب دم لے ف۱۳ بے شک یہ عزت والے رسول

كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿٢١﴾

کا پڑھنا ہے ف۱۴ جو قوت والا ہے ف۱۵ مالک عرش کے حضور عزت والا ف۱۶ وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے ف۱۷

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ

اور تمہارے صاحب مجنون نہیں ف۱۸ اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارہ پر دیکھا ف۱۹ اور یہ

عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ

نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ف۲۰ اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں ف۲۱ پھر کدھر

تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ

جاتے ہو وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہاں کے لئے ف۲۲ اس کے لئے جو تم میں سیدھا ہونا

ف۱ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو قیامت کو آج دیکھنا چاہے وہ سورہ تکویر پڑھے (خزائن) ف۲ اس طرح کہ سورج میں روشنی نہ رہے مگر گرمی اور بھی زیادہ ہو جائے ف۳ یعنی قیامت کی دہشت و وحشت کا یہ حال ہے کہ اہل عرب اپنی دودھ والی اونٹنیوں سے بے خبر اور بے پروا ہو جاویں، عرب والے دودھ کی اونٹنی سے بہت محبت کرتے تھے ف۴ تاکہ ظالم جانور کا مظلوم سے بدلہ لے کر انہیں خاک کر دیا جائے ف۵ اس طرح کہ نیک بندے نیکوں کے ساتھ اور برے بروں کے ساتھ کر دیئے جاویں۔ یا روحیں جسموں سے جوڑ دی جاویں یا جنتیوں کا جنتی حوروں سے نکاح کر دیا جائے ف۶ یعنی سمندروں میں آگ لگ جائے اور پانی جلا کر فنا کر دیا جاوے۔ یہ بھی قیامت کے قیام پر ہو گا، آج بھی ایسے بم تیار ہو چکے ہیں جو سمندر میں آگ لگا دیں ف۷ تاکہ اس کے دفن کرنے والے کو قتل کی سزا دی جائے اور اگر مشرک ہے تو قتل اور شرک دونوں کی سزا دی جائے وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ وائدہ اور موءودہ دونوں دوزخ میں جائیں گی، اس سے مراد موءودہ ہے جو بالغہ ہو کر زندہ دفن کی گئی، جیسے کہ ہندوستان میں بعض مشرکہ عورتیں خود کو مردہ خاوند کے ساتھ جلوا دیتی تھیں نابالغہ بچی مراد نہیں لہٰذا آیات و حدیث میں تعارض نہیں ف۸ یعنی کفار عرب کی وہ ننھی بچیاں جنہیں یہ لوگ فقر وفاقہ یا عار یا عبادات کے لئے زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے سوال ہو گا کہ تجھے کس قصور میں تیرے ماں باپ نے قتل کیا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کفار کے ننھے بچوں کا قتل حرام ہے اگرچہ کفار حربی ہوں دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دن ننھے ناسمجھ بچوں کو بھی ایسی سمجھ دے گا کہ وہ اپنے بے گناہ قتل ہونے کی گواہی دیں گے، تیسرے یہ کہ جب حمل میں جان پڑ جائے تو اسے گرانا حرام ہے کہ یہ جان کا قتل ہے، چوتھے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے اس آیت سے استدلال کیا کہ کفار کے ننھے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کہ جب ان کا قتل ناجائز ہوا تو انہیں رب دوزخ میں کیسے بھیجے گا، پانچویں یہ کہ کفار اگرچہ اصحاب فترت ہوں مگر ظلم پر سزا دیئے جائیں گے، جیسے ظالم جانور سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا ف۹ یعنی اس کی بھڑک اور زیادہ کر کے اسے کفار کے جلانے کو تیار کیا جاوے ورنہ جہنم بھڑک تو آج بھی رہی ہے ف۱۰ اس طرح کہ جنتی جنت کے پاس پہنچائیں جائیں۔ جیسے مسافر منزل سے قریب پہنچ کر کہتا ہے کہ منزل قریب آ گئی یعنی میں منزل کے قریب آ گیا ورنہ جنت اپنی جگہ رہے گی وہ نہ لائی جائے گی ف۱۱ یعنی اس وقت ہر شخص کو اپنے سارے اعمال یاد آجاویں گے ف۱۲ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد وہ پانچ تارے ہیں جنہیں خمسہ متحیرہ کہا جاتا ہے، زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد، یہ اپنی رفتار میں تدویروں کی وجہ سے کبھی آگے دوڑتے معلوم ہوتے ہیں کبھی ٹھہرے ہوئے کبھی پیچھے لوٹتے، جیسا کہ علم ریاضی والوں پر ظاہر ہے رب نے ان رفتاروں کا یہاں ذکر فرمایا ف۱۳ رات کے آخری حصے اور صبح سے مراد یا ہر رات سویرا ہے چونکہ یہ صالحین کے رونے دھونے مناجات اور عرض حاجات کے اوقات ہیں اور وہ لوگ پیارے ان کا رونا دھونا پیارا، لہٰذا یہ وقت بھی پیارے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ یا وقت کو اللہ کے بقیہ بر صفحہ ۸۷۸

يَسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾

چاہے ۱ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے ۲ اللہ سارے جہان کا رب ۳

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ ٨٢ مَكِّيَّةٌ ٨٢ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ١٩ رُكُوْعُهَا ١

سورۂ انفطار مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیے

فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

جائیں ۴ اور جب قبریں کریدی جائیں ۵ ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا اور

اَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ

جو پیچھے ۶ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾

کیا پھر ٹھیک بنایا ۷ پھر ہموار فرمایا جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا ۸

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا

کوئی نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ۹ اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں ۱۰ معزز

كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَ

لکھنے والے ۱۱ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ۱۲ بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں ۱۳ اور

اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا

بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ۱۴ انصاف کے دن اس میں جائیں گے ۱۵ اور اس سے کہیں

بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

چھپ نہ سکیں گے اور تو کیا جانیں کیسا انصاف کا دن ۱۶ پھر تو کیا جانے کیسا انصاف

الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْــًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

کا دن ۱۷ جس دن کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی ۱۷ اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے ۱۸

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ ٨٣ مَكِّيَّةٌ ٨٦ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٣٦ رُكُوْعُهَا ١

سورۂ مطففین مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں چھتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

منزل ۷

۱ کہ وہی حضور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بارش عالم کے لئے رحمت ہے مگر عمدہ زمین ہی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے ۲ یعنی تم رب کے چاہے بغیر کچھ چاہ بھی نہیں سکتے، تمہارا ارادہ اور چاہنا رب کے ارادے کے تابع خیال رہے کہ ارادہ مشیت اور حکم میں بڑا فرق ہے ۳ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے، جیسا کہ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ کے استثناء سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ انسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، تیسرے یہ کہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت و ارادہ سے ہے مگر اس کے حکم اور اس کی پسندیدگی سے نہیں، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس سے منع فرماتا ہے، برے کاموں کی رغبت ابلیس لعین دیتا ہے ۴ کہ کھاری میٹھے سب رل مل جاویں جو قیامت میں ہوگا ۵ اور مردے زندہ کر کے نکالے جاویں ۶ یعنی جو کچھ صدقہ اور خیرات کر کے آگے بھیجے، اور جو کچھ جمع کر کے بطور میراث پیچھے چھوڑ آیا، یہ جاننا یا تو اپنے نامہء اعمال کو پڑھ کر ہوگا یا ہر نفس کو خود اپنے سارے اعمال یاد آ جائیں گے، رب فرماتا ہے۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ (الاسراء: ۱۴) ۷ کہ تیرے عضو، جسم میں ہر عضو وہاں ہی لگایا جہاں اسے لگنا چاہئے تھا ۸ کسی کو کالا کسی کو گورا۔ کوئی لمبا کوئی پست قد، کوئی عورت کوئی مرد ۹ یعنی اے کافرو تم نبی کے اس لئے منکر ہو کہ قیامت پر یقین نہیں کرتے اگر قیامت کو مانتے ہوتے تو پیغمبر پر ضرور ایمان لے آتے ۱۰ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسانوں کی جان و اعمال کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں، جان کی حفاظت کے لئے ساٹھ، اعمال کی حفاظت کے لئے چار، دو دن کے، دو رات کے، دوسرے یہ کہ فرشتے صرف انسانوں پر مقرر ہیں دیگر مخلوق پر نہیں، اسی لئے علیکم پہلے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اللہ کے کام اس کے بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ حافظ و ناصر رب تعالیٰ ہے مگر ارشاد ہوا کہ فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حفاظت فرماتے ہیں، ہمیں مصیبتوں سے بچاتے ہیں، چوتھے یہ کہ انسان کو بری جگہ نہ جانا چاہئے تاکہ ہماری وجہ سے ان فرشتوں کو وہاں نہ جانا پڑے ۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں عزت والے کریم ہیں دوسرے یہ کہ ان پر ہمارے چھپے، ظاہر کوئی عمل پوشیدہ نہیں، تب ہی تو وہ ہر عمل کو لکھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ کرام کریم کی جمع ہے کریم یا کرامت سے بنا یا کرم سے یعنی اللہ کے نزدیک معزز، یا اے مسلمانوں تم پر مہربان کہ تمہیں نظر نہیں آتے ورنہ تم پوشیدہ کام نہ کر سکتے، وہ تمہارے گناہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے، نیکی ایک کی دس، اور گناہ ایک کا ایک لکھتے ہیں، خیال نیکی کو لکھ لیتے ہیں، خیال گناہ کو نہیں لکھتے ۱۲ اس کرنے میں قلب و قالب، دل و دماغ سب اعضاء کے کام داخل ہیں، اگر صرف دل کے کام مراد ہوں تو وہ فرشتے ہمارے اچھے برے ارادے اور اچھے خیالات، سانس اور دل کے ذکر و فکر، مومن کا ایمان، منافق کا نفاق کیسے لکھیں، حالانکہ وہ فرشتے سب لکھتے ہیں، بقیہ برصفحہ ۸۷۹

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ﴿١﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ﴿٢﴾

کم تولنے والوں کی خرابی ہے ف۱ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں ف۲

وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ﴿٣﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ

اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں ف۳ کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ

مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿٤﴾ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿٥﴾ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٦﴾

انہیں اٹھنا ہے ف۴ ایک عظمت والے دن کیلئے ف۵ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ف۶

كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِىۡ سِجِّيۡنٍ ﴿٧﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا سِجِّيۡنٌ ﴿٨﴾

بے شک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے ف۷

كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿٩﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ

وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو

بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ﴿١٢﴾ اِذَا تُتۡلٰى

جھٹلاتے ہیں ف۸ اور اُسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش ف۹ گنہگار جب اس پر

عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ

ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں ف۱۰ کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا

مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿١٤﴾ كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ﴿١٥﴾

دیا ہے ان کی کمائیوں نے ف۱۱ ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں ف۱۲

ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ

پھر بیشک انہیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جسے تم

تُكَذِّبُوۡنَ ﴿١٧﴾ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِىۡ عِلِّيِّيۡنَ ﴿١٨﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا

جھٹلاتے تھے ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچا محل علیین میں ہے ف۱۳ اور تو کیا جانے

عِلِّيُّوۡنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشۡهَدُهُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ

علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے کہ مقرب ف۱۴ جس کی زیارت کرتے ہیں ف۱۵ بے شک نکوکار ضرور چین

نَعِيۡمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الۡاَرَآئِكِ يَنۡظُرُوۡنَ ﴿٢٣﴾ تَعۡرِفُ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ

میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں ف۱۶ تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے ف۱۷

❶ (یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی یا بحالت ہجرت راستہ میں نازل ہوئی) شان نزول:۔ عرب کے تاجر لینے کا پیمانہ اور رکھتے تھے دینے کا اور' جو کم تھا' جیسے ابوجہنیہ' ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (خزائن) ❷ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' دنیا میں لوگوں کی گالیاں کھاتا ہے' اس کا اعتبار اٹھ جاتا ہے کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا' رزق میں بے برکتی ہوتی ہے' آخرت میں اس کا یہ گناہ معاف نہ ہوگا کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا۔ نیز حرام رزق سے دل سیاہ خیالات خراب نیک اعمال برباد ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کم تولنے والا تاجر' چور' ڈاکو سے بدتر ہے کیونکہ یہ ترازو کے ذریعہ سے چوری کرتا ہے حالانکہ رب نے ترازو عدل کے لئے اتاری تھی گویا کہ یہ شریف بدمعاش ہے' کھلے مجرم سے چھپا مجرم زیادہ خطرناک ہے ❸ اس سے معلوم ہوا کہ بری نیت سے جائز کام بھی گناہ میں شمار ہوتا ہے کیونکہ خریدار کو اپنا حق پورا دینا گناہ نہیں' لیکن چونکہ آئندہ کم تول کر دینے کی نیت سے یہ لیا گیا ہے۔ لہٰذا اسے بھی گناہ میں شمار کیا گیا۔ چوری کی نیت سے مسجد میں آنا بھی گناہ ہے ❹ یا اس طرح کہ باٹ کم رکھتے ہیں' یا اس طرح کہ کم تولتے ہیں یعنی ڈنڈی مارتے ہیں یا اس طرح کہ ترازو میں پاسنگ رکھتے ہیں' نچلے پلڑے میں چیز اوپر والے میں باٹ رکھتے ہیں' یہ آیت سب کو شامل ہے ❺ یعنی انہیں قیامت کا یقین ہے کیونکہ اس میں ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اس حکم کے آنے سے پہلے کم تولنے کے عادی تھے' یا یہود و نصاریٰ کا یا ان مشرکین کا جو قیامت کے قائل تھے اور بتوں کو اپنا شفیع مانتے تھے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ سوال انکاری ہے۔ ❻ اپنی قبروں سے اٹھ کر رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی مجرم کی حیثیت سے کوئی گواہ کی' کوئی شفیع کی' کوئی وکیل کی' قیامت کی نوعیت میں فرق ہوگا ❼ یعنی نہایت ہولناک جگہ ہے ساتویں زمین کے نیچے وہاں ابلیس اور اس کے لشکر کا دفتر ہے' معلوم ہوا کہ بروں کے نامہ۔ اعمال بری جگہ میں رکھے گئے ہیں' اگرچہ ان کا کاغذ' روشنائی سب رب کی طرف سے ہے' قرآن کا ورق قابل تعظیم ہے' ناول تھیٹر کے اوراق جلا دینے کے لائق ❽ یعنی پوری' خرابی تو ان کی ہے جو قیامت کو مان کر مومن ہو کر گناہ کریں' خلاصہ یہ ہے کہ کافر گنہگار پوری خرابی میں ہے کہ عذاب سے کبھی چھٹکارا نہ پائے گا۔ اور گنہگار مومن کافر سے کم خرابی میں ہیں کہ سزا پا کر چھوٹیں گے ❾ معتد' بدعقیدہ ہے' اور اثیم بدعمل' کیونکہ قیامت کا منکر رب کے عدل' اس کی دائمی ملکیت' اس کی قدرت کا منکر ہے' یا معتد ظالم ہے اور اثیم عبادات کا چھوڑنے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی عقیدے کا انکار' کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے' یہ کفار گناہ کرنے کے لئے قیامت کے منکر تھے' آج وہابی حضور کے علم غیب کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ حضور ان کے پول کھولتے ہیں کہ فرمایا شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا' بعض آزاد لوگ علماء کے اس لئے دشمن ہیں کہ علماء ان کی نفسانی خواہشوں کے لئے آڑ ہیں۔ ❿ اس لئے قرآن کا ہمارے دلوں میں اثر نہیں ہوتا' کہانیوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہوتا' جیسے عام قصے کہانیوں کی کتابیں' معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان سے اور اسرار قرآن ایمان سے معلوم بقیہ برصفحہ ۸۷۹

النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي

نتھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے ف۱ اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر

ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا

چاہیے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ف۲ وہ چشمہ

يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ

جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں ف۳ بیشک مجرم لوگ ایمان والوں سے

آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا

ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے اور جب

إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

اپنے گھر پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے ف۴ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ

لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا

بہکے ہوئے ہیں ف۵ اور یہ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے ف۶ تو آج ایمان والے

مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ

کافروں سے ہنستے ہیں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ف۷ کیوں کچھ بدلہ ملا

الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

کافروں کو اپنے کئے کا ف۸

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ ٨٤ مکیۃ ٨٣ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ٢٥ رکوعہا ١

سورۃ انشقاق مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ

جب آسمان شق ہو اور اپنے رب کا حکم سنے ف۹ اور اُسے سزاوار ہی یہ ہے اور جب زمین

مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾

دراز کی جائے ف۱۰ اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے ف۱۱ اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے ف۱۲

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَنْ

اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا ف۱۳ تو وہ جو اپنا

(۱) رحیق مختوم شراب طہور کے علاوہ شراب ہے جو بوتلوں میں پیک کی ہوئی ہے، اور شراب طہور کی نہر ہو گی۔ شراب طہور تو دنیاوی شراب چھوڑنے کا عوض ہو گی اور یہ شراب عشق الٰہی و عشق مصطفوی پینے کا بدلہ ہو گی، دنیا میں عشاق نے اس عشق کی شراب پی تھی، جس پر شریعت کی مہر تھی، اس لئے انہیں وہاں بھی مہر لگی شراب ملے گی (۲) اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تین قسم کی شراب ہو گی شراباً طہوراً جس کی نہر ہر گھر میں پہنچے گی۔ رحیق مختوم جو بوتلوں میں پیک ہو گی، تسنیم جس کے چند قطرے رحیق مختوم میں خوشبو کے لئے ملائے جائیں گے وہ ابرار پئیں گے، اور مقربین خالص تسنیم نوش کریں گے (۳) یعنی عام جنتیوں کو تو تسنیم کے چند قطرے ڈال کر شراب طہور رحیق مختوم دی جاوے گی، مگر مقربین ہمیشہ خالص تسنیم پئیں گے کیونکہ ان کے گھروں میں تسنیم کے چشمے ہوں گے، تسنیم کی لذت و خوشبو مخلوق کے خیال سے وراء ہے انشاء اللہ پی کر پتہ لگے گا، رب نصیب کرے۔ (۴) یعنی دنیا میں کفار تین بڑے جرم کرتے تھے مسلمانوں پر ہنسنا' مسلمانوں کو

ع ۸ دیکھ کر آپس میں اشارہ بازیاں کرنا' اور گناہوں پر خوش ہونا' اس سے معلوم ہوا' کہ غیبت صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ آنکھ وغیرہ کے اشاروں سے بھی ہوتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار معاملات درست رکھنے کے بھی مکلف ہیں اگرچہ عبادات کے مکلف نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا بھی گناہ اور کافروں کا طریقہ ہے (۵) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو گمراہ کہنا کافروں کا کام ہے نیز ان کا مذاق اڑانا کفر ہے (۶) لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنی فکر کرے' دوسروں کی فکر میں اپنے انجام سے غافل نہ ہو (۷) یعنی جنتی لوگ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوئے کفار کو ملاحظہ کریں گے' اور ان پر ہنسیں گے یہ دنیا کی ہنسی کا بدلہ ہو گا۔ کہ کفار ان پر ہنستے تھے' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنتی کو دوزخی سے کوئی محبت نہ ہو گی نہ رحم آئے گا' جنتی باپ دوزخی کافر بیٹے کو دیکھ کر روئے گا نہیں بلکہ ہنسے گا۔ دوسرے یہ کہ جنت سات آسمانوں سے اوپر' دوزخ سات زمینوں کے نیچے اور کروڑوں میل گہرا ہے لیکن جنتی اپنے پلنگ پر بیٹھے ہوئے وہاں سے سب کچھ دیکھیں گے' لہٰذا اگر حضور گنبد خضراء سے تمام عالم کو ملاحظہ فرمائیں تو کوئی مضائقہ نہیں (۸) یعنی کفار سے کہا جائے گا کہ بولو تمہیں اپنے کئے کا بدلہ پورا پورا ملا یا نہیں' اپنے دنیا کے عمل یاد کرو' اور یہاں کی سزائیں دیکھو' پھر حساب لگاؤ (۹) پھٹ جانے کا اور فوراً پھٹ جاوے (۱۰) اس طرح زمین کے تمام نشیب و فراز یکساں کر دیئے جائیں اور تمام عمارات پہاڑ وغیرہ فنا کر دیئے جائیں (۱۱) اس طرح کہ اپنے اندر کے مردے اور تمام خزانے دفینے کانیں وغیرہ باہر نکال دے (عمل) یہ آیت اگر دم کر کے وضع حمل کے وقت گڑ کھلایا جاوے تو ولادت آسانی سے ہو' انشاء اللہ تعالیٰ (۱۲) اس حکم سے مراد اندر کی چیزیں نکال دینے کا ہے لہٰذا آیت میں تکرار نہیں (۱۳) قبروں سے اٹھ کر میدان محشر کی طرف دوڑنا' یا اے انسان تیرا ہر سانس تجھے موت سے اور رب کے ملنے سے قریب کر رہا ہے' یا اے انسان' تو مرتے وقت تک اور رب سے ملنے تک دوڑ دھوپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے رب سے ملنا آسان بقیہ برصفحہ ۸۷۹

أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ
نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا ف۱ اور اپنے گھر والوں کی
اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ
طرف شادشاد پلٹے گا ف۲ اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے ف۳ وہ عنقریب
يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ
موت مانگے گا ف۴ اور بھڑکتی آگ میں جائے گا ف۵ بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا ف۶ وہ
ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ فَلَاۤ اُقْسِمُ
سمجھا کہ اسے پھرنا نہیں ف۷ ہاں کیوں نہیں بے شک اُس کا رب اسے دیکھ رہا ہے تو مجھے قسم ہے
بِالشَّفَقِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸ لَتَرْكَبُنَّ
شام کے اُجالے کی اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں ف۸ اور چاند کی جب پورا ہو ف۹ ضرور تم منزل بہ
طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝۱۹ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ
منزل چڑھو گے ف۱۰ تو کیا ہوا انھیں ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے
لَا يَسْجُدُوْنَ ۝۲۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝۲۲ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
سجدہ نہیں کرتے ف۱۱ بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں ف۱۲ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی
يُوْعُوْنَ ۝۲۳ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۴ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
میں رکھتے ہیں ف۱۳ تو تم انھیں دردناک عذاب کی بشارت دو ف۱۴ مگر جو ایمان لائے اور اچھے
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۲۵
کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا ف۱۵

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ ۸۵ مَكِّيَّةٌ ۲۷ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۲ رُكُوْعُهَا ۱

سورہ بروج مکی اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں بائیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳
قسم آسمان کی جس میں برج ہیں ف۱۶ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ف۱۷ اور اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا
میں حاضر ہوتے ہیں ف۱۸ کھائی والوں پر لعنت ہو اس بھڑکتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر

ع ۱ ۲۵ ۹

۱ یعنی جن کو نامہء اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے' ان کا حساب آسان یعنی صرف اعمال کی پیشی' پھر بخشش ہوگی اور جن کو نامہء اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے وہ بغیر حساب جنتی ہیں یعنی مقربین جن کا ذکر پہلے گزر چکا' یہ بھی خیال رہے کہ بچے' دیوانے وغیرہ کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ یونہی دلی احوال' عشق الٰہی وغیرہ تحریر میں نہیں آتے' نیز بعض محبوبوں کے اعمال کی تحریر نہیں ہوتی' لہٰذا نامہ اعمال کا دیا جانا تمام بندوں کے لئے نہ ہوگا اکثر کو ہوگا بعض کو نہ ہوگا ایسے ہی اعمال کے وزن کا حال ہے اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نزدیک دایاں ہاتھ بائیں سے افضل ہے ۲ خیال رہے کہ وقت حساب اس کے گھر والے اور دوست' احباب اس کے ہمراہ نہ ہوں گے تاکہ اس کے گناہوں پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ میدان محشر میں ہوں گے' حساب دے کر بندہ انکے پاس خوشیاں مناتا اور اپنی کامیابی پر خنداں آئے گا ۳ اس طرح کہ کفار کے ہاتھ بندھے ہوں گے اور پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامے دیئے جائیں گے کیونکہ اچھے کام دائیں ہاتھ سے کئے جاتے ہیں' اور خراب کام بائیں ہاتھ سے' روٹی دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں استنجا بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں' چونکہ کفار کے اعمالنامے میں ان کے گندے عمل درج ہیں' لہٰذا دائیں ہاتھ سے پکڑنے کے لائق نہیں' نیز کفار نے دنیا میں اوندھے کام کئے لہٰذا انہیں اعمالنامے بھی اوندھی طرف یعنی پیٹھ کے پیچھے سے دیئے گئے ۴ یعنی موت کی دعا کرے گا۔ یا موت کو پکارے گا' یا موت کی تمناء آرزو کرے گا۔ تاکہ موت کے ذریعہ سے عذاب سے چھٹکارا پائے' کافر یہاں دنیا میں موت سے ڈرتا بچتا ہے وہاں موت کی آرزو کرے گا۔ ۵ یعنی دوزخ میں اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اور فترت والے اہل توحید کے نامہء اعمال بائیں ہاتھ میں نہ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کے لئے خاص ہے ۶ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور شیخی حرام ہے اسلام کی مخالفت کر کے خوش ہونا کفر ہے' یہ ہی دو خوشیاں یہاں مراد ہیں' رحمت الٰہی ملنے پر جائز خوشی منانا عبادت ہے ۷ یعنی کفار قیامت اور وہاں کے حساب وکتاب کے منکر ہیں اسی لئے وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۸ یعنی وقت مغرب کی قسم جب سورج تو چھپ جاتا ہے مگر اس کے نورانی آثار باقی رہتے ہیں اس وقت مومنین نماز مغرب پڑھتے ہیں' ذکر وفکر میں مشغول ہوتے ہیں' نیز رات کی قسم جو محبوبوں کے اپنے رب سے راز و نیاز کا وقت ہے اور ان نیک کاموں کی قسم جو اندھیری راتوں میں کئے جاتے ہیں' نماز تہجد' گریہ وزاری' آہ وبکا' توبہ استغفار' چونکہ یہ چیزیں رب کو پیاری ہیں۔ اس لئے ان کے اوقات بھی پیارے' اللہ تعالٰی اس قال کو حال بنائے ۹ علماء کے نزدیک ان تینوں کے ظاہری معنی مراد ہیں۔ چونکہ ان اوقات میں عموماً مسلمان اعلٰی کام کرتے ہیں لہٰذا رب نے ان کی قسم فرمائی۔ صوفیاء کے نزدیک یہ تینوں چیزیں بعد موت کے حالات ہیں' مرنے سے چالیس دن تک مردے کی روح کا تعلق اس عالم سے بھی ہوتا ہے' اور اس طرف سے بھی' گویا وہ شفق ہے یعنی شام' اس کے بعد عوام کی ادھر سے بے تعلق ہو جاتی ہے اور اس طرف متوجہ ہو جاتی بقیہ برصفحہ ۸۷۹

46

قُعُوْدٌ ﴿٦﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوْا

بیٹھے تھے ف۱ اور وہ خود گواہ ہیں ف۲ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اور انھیں مسلمانوں

مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿٨﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

کا کیا برا لگا یہی نا کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں سراہے پر ف۳ کہ اسی کے لئے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے ف۴ بے شک جنھوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے

وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿١٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

اور ان کے لئے آگ کا عذاب ف۵ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ۬ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿١١﴾ اِنَّ بَطْشَ

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی ہے ف۶ بے شک تیرے

رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾

رب کی گرفت بہت سخت ہے ف۷ بے شک وہ پہلے کرے اور پھر کرے ف۸ اور وہی ہے بخشنے والا اپنے نیک بندوں پر پیارا ف۹

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾

عزت والے عرش کا مالک ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی ف۱۰

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ

وہ لشکر کون فرعون اور ثمود ف۱۱ بلکہ کافر جھٹلانے میں ہیں ف۱۲ اور اللہ ان کے پیچھے سے

وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

انھیں گھیرے ہوئے ہے ف۱۳ بلکہ ف۱۴ وہ کمال شرف والا قرآن ہے ف۱۵ لوح محفوظ میں ف۱۶

سُوْرَةُ الطَّارِقِ ٨٦ مَكِّيَّةٌ ٣٦ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ١٧ رُكُوْعُهَا ١

سورۃ الطارق مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾

آسمان کی قسم ف۱۷ اور رات کو آنے والے کی ف۱۸ اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا ف۱۹

---

❶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پہلے ملک شام میں ایک جابر بادشاہ تھا۔ جس کی سلطنت ایک جادوگر کے زور جادو سے قائم تھی، جب جادوگر بڈھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری موت قریب آگئی ہے، کسی لڑکے کو میرے پاس بھیج دیا کر کہ جسے میں سکھا جاؤں، تاکہ میرے بعد تیرے ملک کو زوال نہ آئے بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا، جو اس کے پاس جا کر جادو سیکھنے لگا، اس لڑکے کے راستہ میں دین مسیحی کا ایک راہب رہتا تھا، لڑکا اس کے پاس بیٹھنے لگا، اس مقبول خدا راہب کے فیض صحبت سے لڑکے کا دل روشن ہوگیا، ایک دن راستہ میں ایک زبردست اژدہا ملا جس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ لڑکے نے یہ کہہ کر سانپ کو پتھر مارا کہ الٰہی اگر راہب کا دین سچا ہو تو اسے ہلاک کر، وہ سانپ مر گیا۔ جس سے لڑکے کا بہت شہرہ ہوگیا۔ اور یہ لڑکا ایسا مقبول الدعا ہوا کہ جو بھی بیمار اس کے پاس آتا، لڑکے کی دعا سے تندرست ہو جاتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا، بادشاہ کا وزیر اندھا ہوگیا۔ پھر لڑکے کی دعا سے اچھا بھی ہوگیا اور مومن بھی، جب بادشاہ کے دربار میں یہ وزیر پہنچا۔ تو بادشاہ نے تندرستی کا سبب پوچھا وہ بولا مجھے میرے رب نے اچھا کر دیا، بادشاہ بولا کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے اور تو یہ دین کہاں سیکھ آیا، اس نے لڑکے کا پتہ دیا، لڑکے کے ذریعہ اس راہب کا پتہ لگا، تو بادشاہ نے اس راہب اور وزیر کو تو آرے سے چروا دیا کیونکہ انہوں نے اسلام نہ چھوڑا لڑکے کو اسلام چھوڑنے کی رغبت دی، مگر لڑکا نہ مانا، تو اسے پولیس کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر بھجوا کر اوپر سے گرانے کا حکم دیا، وہاں پہنچ کر لڑکے نے دعا کی تو پہاڑ کانپا جس سے پولیس والے ہلاک ہوگئے اور لڑکا محفوظ رہا۔ پھر بادشاہ نے ڈبونے کا حکم دیا، پولیس جب اس کو لے کر کشتی میں دریا کے بیچ پہنچی تو لڑکے نے دعا کی تو پولیس ڈوب گئی لڑکا بچ رہا۔ آخر کار اس لڑکے نے خود باشادہ کو سکھایا کہ میں تیرے مارے نہ مروں گا۔ اگر مجھے مارنا ہے تو سب لوگوں کو جمع کر۔ پھر سب کے سامنے مجھے کھجور کے ڈنڈ پر سولی دے، اور یہ کہہ کر مجھے تیر مار بسم اللہ رب الغلام چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے دایاں ہاتھ دائیں کنپٹی پر رکھا اور جان دے دی، تمام لوگ یہ نظارہ دیکھ کر مومن ہوگئے، جس سے بادشاہ بہت غصہ ہوا۔ اس نے خندقیں کھدوا کر اس میں آگ جلائی، اور حکم دیا کہ جو اسلام نہ چھوڑے اسے اس بھڑکتی آگ میں ڈال دو کسی نے دین نہ چھوڑا۔ اور آگ میں پڑتے رہے۔ ایک عورت جس کی گود میں بچہ تھا، وہ کچھ جھجکی، شیر خوار بچے نے آواز دی کہ اماں تو نہ جھجک، تو حق پر ہے، یہ آگ نہیں نور ہے۔ پھر اس آگ کا شعلہ بھڑکا۔ اس بادشاہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو جلا دیا اس آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم، عزیزی، خزائن، خازن وغیرہ) اس واقعہ سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوئے۔ (۱) کہ کرامت اولیاء اللہ برحق ہے (۲) ولایت عمل پر موقوف نہیں۔ چھوٹے بچوں کو بھی مل جاتی ہے، بی بی مریم مادرزاد ولیہ تھیں (۳) بزرگوں کی صحبت کا فیض عبادات سے زیادہ ہے (۴) یہ کہ اولیاء کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے۔ جس دین میں ولی نہیں وہ دین باطل بقیہ برصفحہ ۸۸۰

نصف

ع ١ / ٢٢ / ١٠

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ۴ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۵

کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو ف۱ تو چاہیے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۶ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىٕبِ ۷ اِنَّهٗ

بنایا گیا ف۲ جست کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے ف۳ بے شک اللہ

عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۸ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىٕرُ ۹ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا

اس کے واپس کردینے پر قادر ہے ف۴ جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی ف۵ تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی

نَاصِرٍ ۱۰ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۱۱ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۱۲ اِنَّهٗ

مددگار ف۶ آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے ف۷ اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے ف۸ بے شک قرآن

لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۱۳ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۱۴ اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا ۱۵ وَّ

ضرور فیصلہ کی بات ہے ف۹ اور کوئی ہنسی کی بات نہیں بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں اور

اَكِیْدُ كَیْدًا ۱۶ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ۱۷

میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں ف۱۰ تو تم کافروں کو ڈھیل دو انہیں کچھ تھوڑی مہلت دو ف۱۱

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ ۸۷ — ۸ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۱۹ — رُكُوْعُهَا ۱

سورۃ الاعلیٰ مکی ہے ف۱۲ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں اُنیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۱ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۲ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو ف۱۳ جو سب سے بلند ہے ف۱۴ جس نے بنا کر ٹھیک کیا ف۱۵ اور جس نے اندازہ پر ف۱۶ رکھ کر

فَهَدٰى ۳ وَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۵ سَنُقْرِئُكَ

راہ دی ف۱۷ اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کر دیا ف۱۸ اب ہم تمہیں

فَلَا تَنْسٰۤى ۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰى ۷ وَ نُیَسِّرُكَ

پڑھائیں گے ف۱۹ کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے ف۲۰ بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو ف۲۱ اور ہم تمہارے لئے

لِلْیُسْرٰى ۸ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۹ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۱۰

آسانی کا سامان کردیں گے ف۲۲ تو تم نصیحت فرماؤ ف۲۳ اگر نصیحت کام دے ف۲۴ عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے ف۲۵

وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۱۱ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۱۲ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ

اور اس سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا ف۲۶ جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا ف۲۷ پھر نہ اس میں مرے

❶ اس طرح کہ عالم ارواح میں فرشتے ہماری نگرانی کرتے تھے، دنیا میں ماں کے پیٹ سے لے کر قبر میں جانے تک ہماری جان و جسم کی مختلف نگرانیاں کرتے ہیں، جان کی، اعمال کی، ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی، اور موت کے بعد قیامت تک جان کی نگرانی کرتے ہیں، ایسے ہی انبیاء اولیاء ہمارے ایمان اور نیکیوں کے محافظ ہیں، کہ ان کی برکت سے یہ نیکیاں خیریت سے منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہیں، ورنہ راستہ میں ڈکیتی ہو جائے، غرضیکہ یہ فرشتے اور مقبول بندے ہمارے محافظ ہیں، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ رب تعالیٰ قادر ہے کہ خود سب کی ہر طرح حفاظت فرمائے، مگر قانون یہ ہے کہ یہ کام اس کے خدام کریں، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں، دیکھو اللہ کا نام حافظ ہے، مگر فرشتوں کو حافظ بتایا گیا لہٰذا ع ۱ ۱۱ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول ہمارے حافظ و ناصر ہیں۔ تیسرے یہ کہ انبیاء، اولیاء فرشتے بحکم رب دافع بلا، مشکل کشا ہیں، کیونکہ وہ حافظ ہیں۔ جو بلائیں نہ آنے دیں، مشکلیں آسان کریں، حکومت محافظ کو بندوق وغیرہ طاقت دیتی ہے رب نے بھی ان حافظوں کو طاقتوں کو طاقت بخشی ہے ❷ منکرین قیامت کو، قیامت پر دو شبہے تھے، ایک یہ کہ بے شمار انسانوں کے جسمی اجزاء کا سمندر و خشکی میں پھیل جانے کے بعد جمع فرمانا، اور ان کی چھانٹ کہ کسی کے بدن کا کوئی جز دوسرے کے بدن میں نہ پہنچ سکے، ناممکن ہے دوسرے یہ کہ ان اجزاء کو پھر انسانی شکل دینا غیر ممکن ہے ان دونوں شبہوں کو اس آیت میں جمع فرمایا کہ تمہارے نباتاتی اور حیوانی اجزاء جن سے نطفہ بنا، پھر تمہارے جسم بنے، عالم میں متفرق تھے، ہم نے انہیں جمع فرما کر شکل انسانی بخشی، جس دانہ یا سبزی یا گوشت سے زید کا نطفہ بننے والا تھا وہ بکر کے باپ کے پیٹ میں نہ پہنچ سکا ایسے ہی آئندہ تمہیں دوبارہ بنایا جائے گا ❸ یعنی نطفہ جو مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینہ کی ہڈیاں میں سے ہوتا ہوا آتا ہے، ان ہڈیوں کی دیواریں اس ایک بوند پانی کو نہیں روک سکتیں، ورنہ نطفہ جسم کے ہر عضو سے نکلتا ہے اور ماں باپ کے ہر عضو سے بچے کا ہر عضو بنتا ہے، لہٰذا تحقیقات اس آیت کے خلاف نہیں ❹ رجع کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف لوٹانا، یعنی رب قیامت میں دنیا کی طرح تمہیں شکل و صورت دے گا، یا قبر میں پھر تم کو مٹی بنا دے گا یا دنیا میں و مالدار کو فقیر، زوردار کو کمزور حسین کو بدشکل، عالم کو بے علم اور اس کے برعکس بناتا رہتا ہے، لہٰذا مایوس نہ ہو، یا تم عالم نور سے دنیا کے ظلمت کدہ میں گرے ہو۔ وہ تمہیں دوبارہ وہاں پہنچانے پر قادر ہے، تم اپنی قوت سے نہیں پہنچ سکتے ❺ اس طرح کہ نیک و بدعقیدے، اچھے برے اعمال و ارادے اور نیتوں، چہروں کی رنگت، ہاتھوں کے کھلے پابند ہونے اور نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں اور پھر فرشتوں کے اعلان سے تمام اولین و آخرین کے سامنے ظاہر کیے جاویں گے پھر سب کی تحقیقات کی جائے گی، خیال رہے کہ آفت کو بلا اور امتحان کو ابتلا اس لئے کہا جاتا ہے، کہ اس سے کھرے کھوٹے، مخلص و غیر مخلص کا ظہور ہوتا ہے ❻ یعنی کافر آدمی کے پاس قیامت میں نہ زور ہوگا نہ مددگار، کیونکہ اس کے پاس دنیا میں جسمانی، مالی، یا حکومت وغیرہ کے زور تھے،

بقیہ برصفحہ ۸۸۱

فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾

ورنہ جیئے ف۱ بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر ف۲ نماز پڑھی ف۳

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا

بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو ف۴ اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ف۵ بے شک یہ

لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

اگلے صحیفوں میں ہے ف۶ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ ٨٨ مکیة ٦٨ ۔۔۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۔۔۔ آیاتها ٢٦ رکوعها ١

سورۃ الغاشیہ مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چھبیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ

بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی ف۷ جو چھا جائے گی ف۸ کتنے منہ اس دن ذلیل ہوں گے ف۹ کام کریں

نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَّيْسَ

مشقت جھیلیں جائیں ف۱۰ بھڑکتی آگ میں ف۱۱ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں ف۱۲ ان

لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾

کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ف۱۳ کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ف۱۴

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾

کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں ف۱۵ اپنی کوشش پر راضی ف۱۶ بلند باغ میں ف۱۷

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾

کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے ف۱۸ اس میں رواں چشمہ ہے ف۱۹ اس میں بلند تخت ہیں ف۲۰

وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾

اور چنے ہوئے کوزے اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین ف۲۱ اور پھیلی ہوئی چاندنیاں

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ

تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے ف۲۲ کیسا بنایا گیا ف۲۳ اور آسمان کو کیسا اونچا کیا

رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ

گیا ف۲۴ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے ف۲۵ اور زمین کو کیسے

❶ آرام کا جینا ورنہ دوزخ میں موت نہیں، نہ زندگی و موت کے علاوہ اور کوئی حالت ہے ❷ اس سے معلوم ہوا کہ دل کی پاکیزگی کے ساتھ رب کا نام لینے کی تاثیر کچھ اور ہی ہوتی ہے، اولیاء کے ذکر اللہ اور عوام کے ذکر اللہ میں فرق ہے، اسی لئے بزرگوں سے دعا دم کراتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی جو انہیں حاصل ہے وہ ہمیں حاصل نہیں، کارتوس ضرور مار کرتا ہے بشرطیکہ اچھی رائفل سے استعمال کیا جائے ❸ یعنی صدقہ دیا پھر عید گاہ کے راستہ میں تکبیریں کہتا ہوا گیا، پھر عید گاہ پہنچ کر نماز پڑھی اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے، کیونکہ نماز عید بعد ہجرت شروع ہوئی، یا جسم و جگہ کو خوب پاک کیا پھر تکبیر تحریمہ کہی، پھر نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ میں صرف اللہ اکبر کہنا، ضروری نہیں رب کا کوئی نام پاک لے جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تکبیر تحریمہ نماز کی شرط ہے، رکن نہیں، کیونکہ نماز کو تکبیر پر معطوف کیا گیا، صوفیاء کے نزدیک تزکیہ کا دل برے عقیدے، برے خیالات تصور غیر سے پاک کرنا ہے، دل کی صفائی یا وہبی ہے، یا کسبی، یا عطائی، وہبی تزکیہ پیدائشی ہوتا ہے، کسبی اپنے اعمال سے، عطائی کسی کی نظر سے، جیسے بادل اور سورج دور رہتے ہوئے بھی گندی زمین کو پاک کر دیتے ہیں، ایسے ہی اللہ والوں کی نظر دور سے بھی گندے دلوں کو پاک کر دیتی ہے ❹ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی چار قسم کی ہے۔ طغیانی، شیطانی، نفسانی، ایمانی، طغیانی زندگی وہ ہے جو اللہ و رسول کی مخالفت میں گزرے، جیسے فرعون یا ابوجہل کی زندگی نفسانی و شیطانی زندگی وہ جو نفس امارہ کی پرورش اور رب سے غفلت میں گزرے، جیسے عام غافلوں کی زندگی، ایمانی جو آخرت کی تیاری میں گزرے، جیسے صحابہ کرام کی زندگی، یہاں پہلی دو زندگیاں مراد ہیں، دنیاوی زندگی صفر کی مثل ہے اگر اکیلی رہے تو خالی، اور اگر کسی عدد سے مل جائے تو اس کو دس گنا بنا دے، اگر یہ آخرت سے مل جائے تو دس گناہ بلکہ سات سو گنا کر دے اللہ نصیب کرے آمین ❺ آخرت سے مراد آخری زندگی ہے جس کی ابتداء قبروں سے اٹھنے پر ہے، انتہاء کوئی نہیں، وہ پچھلی تین زندگیوں سے اعلیٰ ہے۔ یعنی دنیا میں آنے سے پہلے کی زندگی، دنیاوی زندگی، برزخی زندگی، یہاں آخرت کی زندگی دو وجہوں سے اعلیٰ فرمائی گئی، خیر و ابقی، خیر تو اس لئے ہے کہ وہاں کی راحتیں تکلیف سے مخلوط نہیں۔ کسی نعمت میں حاکم، حکیم عالم کی روک ٹوک نہیں، رب کی ناراضگی کا اندیشہ نہیں، ابقیٰ اس لئے ہے کہ اسے فنا نہیں وہاں فنا کرنے والی چیز یعنی موت بھی فنا ہو جائے گی، جس نیکی کا تعلق آخرت سے ہو جائے۔ وہ باقی بن جاتی ہے ❻ صحیفہ لغت میں ان اوراق کو کہتے ہیں، جن پر کلام الٰہی لکھا ہو، اصطلاح میں وہ آسمانی کلام ہے جو رسالہ کی شکل میں نبیوں پر آیا صحیفے آسمانی کل چار سو ہیں جن میں سے دس آدم علیہ السلام پر، پچاس شیث علیہ السلام پر، دس ابراہیم علیہ السلام پر اترے (تفسیر عزیزی) حاشیہ کشاف میں ہے، کہ کل صحیفے ایک سو دس ہیں، جن میں سے دس موسیٰ علیہ السلام پر اترے اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام پر کتاب توریت بھی اتری۔ دس صحیفے بھی، پہلی صحف موسوی سے مراد توریت شریف ہے۔ بقیہ برصفحہ ٨٨٣

ع ١٩ ١٢

سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾
بچھائی گئی ف۱ تو تم نصیحت سناؤ ف۲ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو ف۳ تم کچھ ان پر کڑوڑا (ضامن) نہیں ف۴

إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ
ہاں جو منہ پھیرے ف۵ اور کفر کرے تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا ف۶ بے شک

إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾
ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے ف۷ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے ف۸

سُورَةُ الْفَجْرِ ۸۹ مَكِّيَّةٌ ۱۰ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آيَاتُهَا ۳۰ رُكُوعُهَا ۱

سورۂ فجر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ﴿٤﴾
اس صبح کی قسم ف۹ اور دس راتوں کی ف۱۰ اور جفت اور طاق کی ف۱۱ اور رات کی جب چل دے ف۱۲

هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ ﴿٥﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾
کیوں اس میں عقل مند کے لئے قسم ہوئی ف۱۳ کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا ف۱۴

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُودَ
وہ ارم حد سے زیادہ طول والے ف۱۵ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا ف۱۶ اور ثمود

الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿٩﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ
جنھوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں ف۱۷ اور فرعون کہ چومیخا کرتا (سخت سزائیں دیتا) ف۱۸ جنھوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ
شہروں میں سرکشی کی ف۱۹ پھر ان میں بہت فساد پھیلایا ف۲۰ تو ان پر تمہارے رب نے عذاب،

سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا
کا کوڑا بقوت مارا ف۲۱ بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی ف۲۲ تو جب اسے اس

ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا
کا رب آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی ف۲۳ اور اگر

مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا بَلْ
آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا ف۲۴ یوں نہیں بلکہ

❶ زمین اگرچہ گول ہے، مگر فراخی کی وجہ سے پھیلی، یعنی بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، بظاہر ساری زمین یکساں ہے مگر اس کے جوہر مختلف ہیں، بنگال کی زمین اور، پنجاب کی اور، پھر کسی سے سونا نکلتا ہے، کسی سے دیگر دھاتیں، کہیں تیل کے چشمے، ایسے ہی انسان بظاہر یکساں ہیں، مگر درحقیقت مختلف ہیں، کسی دل سے گندگی نکلتی ہے، کسی سے معرفت الٰہی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ ❷ یعنی اے محبوب عالم کی چیزیں معرفت الٰہی کی کتاب ہیں' اور تم ان کے معلم' کہ لوگ تمہارے ذریعہ سے ان چیزوں میں غور کریں۔ اور رب کو پہچانیں' خیال رہے کہ استاد بغیر کتاب پڑھا سکتا ہے' مگر کتاب بغیر استاد نہیں سکھا سکتی' دیکھو رب نے قرآن کو کتاب فرمایا اور حضور کو نور' کہ کتاب اس کے بغیر مفید نہیں۔ مگر نور بغیر کتاب بھی مفید ہے' بہت حضرات نزول قرآن سے پہلے حضور پر ایمان لائے' جیسے حضور کے والدین' بحیرہ راہب وغیرہ' یا وہ صحابہ جو حضور کو دیکھ کر ایمان لائے اور فوراً شہید ہو گئے۔ مگر ایسا کوئی نہ ملے گا' جو حضور کے بغیر محض قرآن سے ایمان لایا ہو ❸ مذکر حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے مذکر' ذکر سے بنا۔ ذکر کے معنی ہیں۔ نصیحت' یاد دلانا' تذکرہ کرنا' خیر خواہی' شرف و عظمت و عزت' ہر معنی کے لحاظ سے حضور مذکر ہیں' حضور اللہ کی ذات و صفات یاد دلاتے' میثاق کا بھولا ہوا عہد یاد دلاتے گزشتہ انبیاء ان کی امتوں کو یاد دلاتے' حضور تمام خدائی کے سچے خیر خواہ ہیں اور ان کا ہر کلام و ہر کام مخلوق کے لئے نصیحت ہے' حضور کی برکت سے انبیاء' اولیاء' مومنین' حضور کے تعلق والے حضرات' بلکہ مکہ و مدینہ کے ذرات' غرضیکہ زمان و زمین کو شرف و عظمت ملی۔ یہ بھی خیال رہے کہ مذکر میں وقت' نوعیت وغیرہ کی قید نہیں' کیونکہ حضور سب کو ہمیشہ ہر طرح مذکر ہیں حضور کی ہر ادا تبلیغ ہے ❹ یعنی ان کی ہدایت کے آپ ذمہ دار نہیں۔ اگر سارے لوگ کافر رہیں۔ تو آپ کا کچھ نہیں بگڑتا' اگر سورج سے کوئی روشنی نہ لے' بادل سے فیض نہ لے تو اس سے سورج یا بادل کا نقصان نہیں ہے' یا یہ مطلب ہے کہ آپ انہیں جبراً مسلمان نہ کریں ❺ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کے احکام کا انکار کر کے' یا قرآن کے نزول یا اس کی بقا' یا اس کے احکام سے' یا حضور کی ذات یا صفات یا حضور کے فرمانوں سے منہ پھیرے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی اطاعت سب پر فرض ہے' کیونکہ مَن بغیر قید ذکر ہوا دوسرے یہ کہ قرآن کریم یا بندگان دین کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا منع ہے کہ یہ بھی پیٹھ پھیرنے کی ظاہری صورت ہے' اس سے بھی پرہیز چاہئے ❻ دوزخ کا دائمی عذاب' خیال رہے کہ کافر کے لئے پانچ عذاب ہیں دنیاوی' نزع کے وقت' قبر محشر' دوزخ کے عذاب ان سب میں بڑا عذاب دوزخ کا ہے۔ باقی چار چھوٹے' کیونکہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے' دوزخ میں سخت رسوائی بھی ہے' دوزخ میں ہر طرح کا عذاب ہے' کھانے' پینے' رہنے' سہنے' زہریلے جانور سب کا عذاب' ان تین وجہوں سے اسے بڑا عذاب کہا گیا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر ایک پر حضور کی اطاعت واجب ہے' اطاعت سے انکار کفر' کیونکہ مَن میں کوئی قید نہیں' دوسرے یہ کہ بقیہ بر صفحہ ۸۸۴

لَا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَ
تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ف۱ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے ف۲ اور
تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّاۤ اِذَا
میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو ف۳ اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو ف۴ ہاں ہاں جب
دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ
زمین ٹکرا کر پاش پاش کردی جائے ف۵ اور تمہارے رب کا حکم آئے ف۶ اور فرشتے قطار قطار ف۷ اور
جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ
اس دن جہنم لائی جائے ف۸ اس دن آدمی سوچے گا اور اب اسے سوچنے
الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ
کا وقت کہاں ف۹ کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی ف۱۰ تو اس دن اس کا سا عذاب
عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ
کوئی نہیں کرتا ف۱۱ اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا اے اطمینان والی
الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ
جان ف۱۲ اپنے رب کی طرف واپس ہو ف۱۳ یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ف۱۴ پھر میرے
فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾
خاص بندوں میں داخل ہو ف۱۵ اور میری جنت میں آ

سُوْرَةُ الْبَلَدِ ۹۰ مَكِّيَّةٌ ۳۵ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیَاتُهَا ۲۰ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ بلد مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَ وَالِدٍ وَّ
مجھے اس شہر کی قسم ف۱۶ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو ف۱۷ اور تمہارے باپ ابراہیم کی
مَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ
قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو ف۱۸ بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ف۱۹ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس
یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَیَحْسَبُ اَنْ
پر کوئی قدرت نہیں پائے گا ف۲۰ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا ف۲۱ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے

❶ (شان نزول) امیہ بن خلف کے پاس قدامہ بن مظعون یتیم تھے امیہ نے ان کا حق نہ دیا' نہ ان سے اچھا برتاؤ کیا' اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں' (روح وخزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یتیم کی پرورش اس کی اچھی تعلیم و تربیت' اعلیٰ درجہ کی عبادت اور دینی اور قومی فرض ہے دوسرے یہ کہ یتیم کی پرورش کے کفار بھی مکلف ہیں کہ امیہ بن خلف پر اس کوتاہی کی وجہ سے عتاب فرمایا گیا ❷ یعنی تم خود بھی کھانے کی خیرات نہیں کرتے' دوسروں کو بھی اس کی رغبت نہیں دیتے' بلکہ اس سے روکتے ہو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سخاوت محمود صفت ہے' بخل برا عیب ہے' دوسرے یہ کہ کھانے کی خیرات دیگر صدقات سے بہتر ہے کہ اس سے جان بچتی ہے' حتیٰ کہ جانوروں کو کھلانا بھی ثواب ہے بھوکے انسان کا پیٹ بھرنا تو سبحان اللہ تیسرے یہ کہ حیلے بہانوں سے صدقات روکنا' خیرات بند کرنا' کفار کا طریقہ ہے' اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہئے' چوتھے یہ کہ سخاوت کے مکلف کفار بھی ہیں کہ بخل پر انہیں عتاب فرمایا' مگر یہ تکلیف شرعی نہیں' اسی لئے ان کے اسلام لانے پر زمانہ کفر کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ❸ لما کے معنی ہیں جمع اور غلط کھانے سے مراد ہے استعمال کرنا' یعنی اپنے عزیز میت کے متروکہ مال پر حرام و حلال کا فرق کئے بغیر قبضہ کرتے ہو' کہ میت کا قرض' امانتیں' ادا نہیں کرتے' اس کی وصیت پوری نہیں کرتے' اس کے پاس جوئے' چوری' ڈکیتی' وغیرہ کا جو حرام مال ہو۔ اسے علیحدہ نہیں کرتے' اس کی بیوی اور لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے' غرضیکہ بغیر سوچے سمجھے میراث لینے کی کرتے ہو' اس آیت سے تین فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اسلام سے پہلے عرب میں ابراہیمی شریعت کے مطابق تقسیم میراث مروج تھی' جس میں یہ لوگ بے اعتدالیاں کرتے تھے۔ ورنہ یہ آیت مکیہ ہے اور اسلامی میراث کے احکام مدینہ منورہ میں آئے دوسرے یہ کہ حضور کی میراث تقسیم نہیں' ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی خلافت میں میراث پر غلط قبضہ کیا کہ حضور کا مملوکہ علاقہ خود لیا' حضور کے وارثوں کو نہ دیا اور صدیق و فاروق و عثمان غنی کے مفتوحہ علاقے ان کے وارثوں کے حوالے نہ کئے لہٰذا اس آیت کی زد میں علی مرتضیٰ بھی آ جائیں گے' نعوذ باللہ تیسرے یہ کہ میراث کی غلط تقسیم' لڑکیوں کو محروم کرنا کفار کا طریقہ ہے اور سخت عذاب کا باعث' اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو لڑکیوں کو میراث دیتے گھبراتے ہیں ❹ اس سے معلوم ہوا کہ مال کی محبت بری نہیں بلکہ بہت گہری محبت بری ہے' گہری محبت کی تین صورتیں ہیں' مال خرچ نہ کرے' جمع کر کے چھوڑ جاوے' سوتے جاگتے مال حاصل کرنے کی فکر میں رہے' آخرت سے بے پرواہ اللہ و رسول سے غافل ہو جاوے۔ ہر حلال و حرام ذریعوں سے مال حاصل کرے' خیال رہے کہ مال کی محبت حد کے اندر جائز ہے حد سے زیادہ بری' مگر اللہ و رسول کی محبت حد میں جائز' حد سے زیادہ بہت ہی اعلیٰ بلکہ اس کی کوئی حد ہی نہیں ❺ اس طرح کہ زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں' اور اس پر کوئی عمارت پہاڑ' غار وغیرہ باقی نہ رہیں' یہ پہلے نفخہ کے وقت ہوگا بقیہ بر صفحہ ۸۸۵

ع ۱۴ — وقف لازم

لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌؕ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِۙ ۝۸ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِۙ ۝۹ وَ

کسی نے نہ دیکھا ۱ کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں ۲ اور زبان اور دو ہونٹ ۳ اور

هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِۚ ۝۱۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ۖ۱۱ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُؕ ۝۱۲

اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی ۴ پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا ۵ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے ۶

فَكُّ رَقَبَةٍۙ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍۙ ۝۱۴ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍۙ ۝۱۵

کسی بندے کی گردن چھڑانا ۷ یا بھوک کے دن کھانا دینا ۸ رشتہ دار یتیم کو ۹

اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍؕ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا

یا خاک نشین مسکین کو ۱۰ پھر ہو ان سے جو ایمان لائے ۱۱ اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں

بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِؕ ۝۱۷ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِؕ ۝۱۸ وَ الَّذِیْنَ

کیں ۱۲ اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں ۱۳ یہ داہنی طرف والے ہیں ۱۴ اور جنھوں نے

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِؕ ۝۱۹ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ۠ ۝۲۰ ع

ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے ہیں ۱۵ اُن پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ۱۶

سُوْرَةُ الشَّمْسِ ۹۱ مَکِّیَّۃٌ ۲۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۱۵ رُکُوْعُهَا ۱

سورۂ شمس مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پندرہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۝۱ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَ

سورج اور اس کی روشنی کی قسم ۱۷ اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۱۸ اور دن کی جب اسے چمکائے ۱۹ اور

الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا ۝۴ وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۝۵ وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا ۝۶

رات کی جب اسے چھپائے ۲۰ اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم ۲۱ اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم ۲۲

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا ۲۳ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی ۲۴ بے شک مراد کو پہنچایا

زَكّٰىهَا ۝۹ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ ۝۱۱ اِذِ

جس نے اُسے ستھرا کیا ۲۵ اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا ۲۶ ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ۲۷ جب کہ

انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْیٰهَا ۝۱۳

اس کا سب سے بدبخت اٹھ کھڑا ہوا ۲۸ تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ کے ناقہ اور اس کی پینے کی باری سے بچو ۲۹

❶ یعنی کیا کافر کا گمان ہے کہ ہم اس کے اعمال و نیت و ارادے نہیں دیکھتے، اس سے معلوم ہوا کہ مال خرچ کرنے میں مصرف بھی اچھا چاہیے، اور نیت بھی خیر، صدقہ کے لئے اچھا مصرف ایسا ہے جیسے دانہ کے لئے اچھی زمین وکھاد اور نیت خیر ایسی ہے جیسے دانہ کے لیے پانی' دونوں کی مدد سے دانہ اُگتا ہے ❷ اگرچہ آنکھیں جانوروں کو بھی ملیں مگر انسان کی آنکھ جس قدر کام دیتی ہے' جانور کی آنکھ نہیں دیتی' انسان آنکھوں سے آنسو بہا کر گناہ معاف کرالیتا ہے، کعبہ دیکھ کر حاجی اور نبی کو دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے، اس آنکھ سے ماں، بیٹی، بیوی، دوست، دشمن کو مختلف نگاہوں سے دیکھتا ہے، اس آنکھ میں آسمان و زمین سمندر سب کچھ سما جاتے ہیں، نور نظر نہ آگ سے جلتا ہے، نہ برف سے ٹھنڈا ہوتا ہے شیشوں سے گزر جاتا ہے۔ آن کی آن میں آسمان و مشرق و مغرب کی سیر کر آتا ہے، اس میں غور کر کے ہم ہزار ہا عقائد کے مسائل حل کر سکتے ہیں، جیسے مسئلہ معراج، یا حضور کا حاضر ناظر ہونا یا اولیاء اللہ کی کرامت طے ارض، یعنی تیز رفتاری، صوفیا فرماتے ہیں، دو آنکھوں سے مراد، دماغ اور دل کی آنکھیں ہیں، دماغ کی آنکھ میں بصارت ہے اور دل کی آنکھ میں بصیرت، دماغ کی آنکھ سے عالم شہادت دیکھا جاتا ہے، دل کی آنکھ سے عالم غیب کا نظارہ کیا جاتا ہے، بصارت سے قرآن کے الفاظ دیکھے جاتے ہیں' بصیرت سے قرآن کے اسرار' بصارت سے حضور کی بشریت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے' بصیرت سے حضور کی نورانیت کا نظارہ ہوتا ہے۔ بصارت دنیاوی سرمہ سے تیز ہوتی ہے بصیرت خاک پائے اولیاء سے، جب بصارت کے ساتھ بصیرت کا نور کھل ہو جاتا ہے۔ تو یہ بصارت سارے عالم کی سیر کرتی ہے، جیسے بجلی کی تار لگ جانے سے آج ہم ہزار ہا میل کی آواز سن لیتے ہیں، بصارت، بصیرت کے بغیر کفر و الحاد تک پہنچاتی ہے، بصیرت سے مل جائے تو عجب کرشمے دکھاتی ہے۔ شعر

ع ۱۵

عقل زیر حکم دل یزدانی است چوں ز دل آزاد شد شیطانی است اب پڑھو اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ (البلد: ۸) ❸ خیال رہے کہ آنکھ دوسرے کو دیکھتی ہے، اپنے کو نہیں دیکھ سکتی، اور زبان اپنا حال بیان کر سکتی ہے دوسرے کا نہیں، ان کا آپس میں تقابل ہے دیگر ظاہری اعضا دو دو ہیں، مگر زبان ایک، تاکہ انسان کلام کم کرے، کام زیادہ کرے نیز اپنی زبان ایک رکھے دو زبانوں والا منافق ہوتا ہے، نیز زبان بھی ایک ہے۔ دل بھی ایک، تو چاہیے کہ دل و زبان ایک رہیں، زبان کو دو ہونٹ کے پھاٹک میں قید کیا، اس پر ۳۲ دانتوں کا پہرہ لگایا، تاکہ معلوم ہو کہ زبان کی آزادی نہیں اچھی، آزاد زبان خالق و مخلوق سے دور کر دیتی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ کسی کی زبان پر نفس امارہ بولتا ہے، کسی کی زبان پر شیطان کسی کی زبان پر فرشتہ، اور کسی کی زبان پر رب تعالیٰ بولتا ہے، غرضیکہ انسانی زبان رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی مظہر اتم ہے، اسی لئے اپنی خاص نعمتوں میں اس کا ذکر فرمایا، آیات قرآنیہ اور تمام دعائیں گویا کارتوس ہیں، زبان رائفل اچھی رائفل اچھے کارتوس بہترین مار کرتا ہے، پاک زبان سے قرآن و دعائیں زیادہ اثر کرتی ہیں، لہٰذا زبان پاک رکھو، تاکہ قرآن کا نور دیکھو، صوفیاء کرام کے نزدیک اسلام

بقیہ بر صفحہ ۸۸۷

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ۬ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

توانھوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ف۱ توان پران کے رب نے ان کے گناہ کے سبب تباہی ڈال کر

فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

وہ بستی برابر کردی ف۲ اور اس کے پیچھا کرنے کا اُسے خوف نہیں ف۳

سُوْرَةُ اللَّيْلِ ۹۲ مَكِّيَّةٌ ۹ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۱ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ لیل مکی ہے ف۴ اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ

اور رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے ف۵ اور اس کی جس نے نر و مادہ

الْاُنْثٰۤى ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ

بنائے ف۶ بے شک تمہاری کوشش ف۷ مختلف ہے ف۸ تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے

بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ وَ

اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کردیں گے ف۹ اور وہ جس نے بخل کیا ف۱۰ اور بے پرواہ بنا ف۱۱ اور

كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ

سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کردیں گے ف۱۲ اور اس کا مال اُسے کام نہ آئے گا جب

اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾

ہلاکت میں پڑے گا ف۱۳ بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے ف۱۴ اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں ف۱۵

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ

تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اُس آگ سے جو بھڑک رہی ہے ف۱۶ نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت ف۱۷ جس نے جھٹلایا اور

تَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا

منہ پھیرا ف۱۸ اور بہت اس سے دُور رکھا جائیگا ف۱۹ جو سب سے بڑا پرہیزگار ف۲۰ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو ف۲۱ اور کسی کا

لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾

اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ف۲۲ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے ف۲۳

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ف۲۴

❶ اگرچہ کونچیں کاٹنے والا ایک تھا قیدار لیکن چونکہ باقی لوگ یا اس کے مددگار تھے، یا اس راضی، لہٰذا سب کو کاٹنے والا فرمایا، اس سے معلوم ہوا، کہ گناہ کرنا، کرانا، راضی ہونا، سب جرم ہے ع ۱۵/۱۶ ، جیسے نیکی کرنا، کرانا، راضی ہونا سب ثواب ہے خیال رہے کہ یہ ناقہ قدرت الٰہی کی مظہر تھی، مگر چونکہ اونٹنی کی شکل میں تھی، لہٰذا ایک آدمی سے ذبح ہوگئی، یہ خلاف کے احکام ہیں، جیسے ہمارے حضور رب کا نور ہیں۔ بشکل بشر، لہٰذا کھاتے پیتے ہیں، یا عصاء موسوی سانپ بن کر کھاتا پیتا تھا، یا ہاروت، ماروت فرشتے تھے، مگر جب شکل انسانی میں آئے، تو کھاتے پیتے، بلکہ صحبت بھی کرسکتے تھے، اس لئے ان سے معصیت سرزد ہوئی ❷ اور بچے، بوڑھے، جانور، عمارتیں سب برباد کردیں، کیونکہ انسان اصل ہے باقی اس کے تابع، جب وہ ہی ہلاک ہوا، تو سب ہلاک ہوئے، اس سے معلوم ہوا، کہ دنیا میں کبھی گنہگاروں کی وجہ سے بے گناہ بھی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں، آخرت میں یہ نہ ہوگا ❸ یعنی رب کو کسی سے بدلہ لینے کا خوف نہیں، یا صالح علیہ السلام کو اب کسی بدلہ کا خوف نہ رہا۔ کیونکہ سارے کفار ہلاک کردیئے، معلوم ہوا کہ نبی کو مخلوق کی پرواہ نہیں، مخلوق کو ان کی حاجت ہے۔ ❹ (شان نزول) یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی' جب آپ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے بہت زیادہ قیمت دے کر خریدا' اور آزاد کیا' خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا' جو نہایت مخلص مومن تھے' اور کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں گرفتار تھے' جن میں حضرت بلال اور مالک بن فہیرہ بڑے اولیاء کاملین ع ۱/۱۷ اور شاندار ہیں۔ رضی اللہ عنہم' نیز مسجد نبوی کی زمین حضور نے ابوبکر صدیق ہی کے مال سے خریدی' چالیس ہزار اشرفیاں حضور پر اور دینی خدمات میں خرچ فرما کر' کمبل کا لباس پہنا' جس کو کانٹوں سے سیا (تفسیر عزیزی) ❺ یہاں یا تو عام رات و دن کی قسم ہے' کیونکہ رات موت کو اور دن قیامت کو یاد دلاتے ہیں' نیز رات انسان کے علم' ہوش' قوت و قدرت سب کو ڈھانپ لیتی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی نہیں نیز رات فاسق' صالح' غافل و ذاکر کو ظاہر کردیتی ہے' کیونکہ رات ہی میں چور' زانی' بدمعاش جرم کرتے ہیں' عشاق تہجد' میں روتے ہیں' چونکہ رات دن سے پہلے بھی ہے اور افضل بھی اس لیے رات کا ذکر پہلے ہوا' دن کا بعد میں' یا رات اور دن سے مراد حضرت بلال کے وہ دن راتیں ہیں جن میں وہ امیہ بن خلف کے گھر سخت مصیبتوں میں ذکر اللہ کرتے تھے' چونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری ہے' اس لئے حضرت بلال کی ان رات و دن کی قسم ارشاد فرمائی' یا رات و دن سے عشاق کی راتیں و دن مراد ہیں کہ ان کی راتیں فکر یار میں' دن ذکر یار میں کٹتے ہیں' لہٰذا ان کی قسم ارشاد فرمائی' یا رات سے مراد مومن کے غفلت کے اوقات ہیں' جن میں وہ خطا کرلیتا ہے دن سے مراد بیداری کے وقتے ہیں' جن میں توبہ' آہ فغاں کرتا ہے' چونکہ مومن کا گناہ گریہ وزاری' توبہ و شرمساری کا ذریعہ ہے' اس لئے اس کی قسم بھی ارشاد فرمائی' توبہ پیدا کرنے والا گناہ' تکبر پیدا کرنے والی عبادت بقیہ برصفحہ ۸۹۰

سُوْرَةُ الضُّحٰى ۹۳ مَكِّيَّةٌ ۱۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ ضحیٰ مکی ہے ف۱ — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَالضُّحٰى ۝۱ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳ وَ

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے ف۲ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا ف۳ اور نہ مکروہ جانا ف۴ اور

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے ف۵ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ف۶

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَوَجَدَكَ

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی ف۷ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی ف۸ اور تمہیں حاجت مند

عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰

پایا پھر غنی کر دیا ف۹ تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتے کو نہ جھڑکو ف۱۰

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

اور اپنے رب کی نعمت کا ف۱۱ خوب چرچا کرو ف۱۲

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ ۹۴ مَكِّيَّةٌ ۱۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ انشراح مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ف۱۳ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی

ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ

تھی ف۱۴ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ف۱۵ تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ف۱۶ بے شک دشواری

الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

کے ساتھ آسانی ہے ف۱۷ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو ف۱۸ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ف۱۹

سُوْرَةُ التِّيْنِ ۹۵ مَكِّيَّةٌ ۲۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ تین مکیہ ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳

انجیر کی قسم اور زیتون ف۲۰ اور طور سینا ف۲۱ اور اس امان والے شہر کی ف۲۲

❶ اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ کچھ دنوں کے لئے وحی بند ہوگئی۔ تو بعض بد باطن کفار بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور انہیں ناپسند فرمایا' ان کے جواب میں یہ سورہ شریف نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) سورہ والیل میں ابوبکر صدیق پر سے کفار کے طعن دفع فرمائے گئے تھے۔ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفع کئے گئے' غرضیکہ وہ سورت صدیقی تھی یہ سورت محمدی ہے' علیہ الصلوٰۃ والسلام (عزیزی) ❷ یا تو چاشت سے مراد عام دوپہر ہے' اور رات کے پردہ ڈالنے سے مراد شب کا آخری حصہ ہے' چونکہ ان وقتوں میں نماز چاشت وتہجد ہوتی ہے' نیز موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو پہلی تبلیغ' جادوگروں پر فتح' فرعون سے نجات' نیز حضور کو عطاء نبوت چاشت کے وقت ہوئی' اور موسیٰ علیہ السلام سے طور والا کلام اور حضور کو معراج رات میں ہوئی۔ اس لئے ان دونوں کی قسم ارشاد ہوئی' یا چاشت سے مراد حضور کا رخ روشن ہے' جس سے دل چمک گئے' اور رات سے مراد ان کی زلفِ عنبریں جس کے صدقہ میں سیاہ کاروں کی عیب پوشی ہوگی' یا چاشت سے مراد حضور کے ظاہری احوال کریمہ' جو روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور رات سے مراد حضور کے چھپے ہوئے اسرار واحوال جن کی خبر بغیر پروردگار کسی کو نہیں' یا چاشت سے مراد حضور کا زمانہ ہے جب کہ نبوت کا سورج ظاہر تھا' اور رات سے مراد حضور کے بعد کا زمانہ' خلافت راشدہ کے دور میں چاندنی رات تھی' بعد میں اندھیری رات ہے' جس میں علماء صوفیاء کی مشعلیں چمک رہی ہیں' یا چاشت سے مراد ظہور عظمت کا زمانہ ہے' اور رات سے مراد غربت اسلام کا زمانہ ہے' جو قریب قیامت ہوگا وغیرہ (عزیزی) ❸ یعنی گزشتہ زمانہ میں رب کی رحمت کا تعلق ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا' کیونکہ وَدَّعَ ماضی مطلق ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے نبی ہیں' اگرچہ نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا' دوسرے یہ کہ حضور میں خدائی طاقتیں ہیں' کیونکہ آپ کا کنکشن ہمیشہ رب سے ایسا ہے' جیسا مشین کا تعلق بجلی کی پاور سے ہوتا ہے' حضور میں اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت ہے' اس پر آیات واحادیث شاہد ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور کو رب تعالیٰ سے ایسی وابستگی ہے' جیسے لیمپ کے نور کو چمنی سے کہ جہاں لیمپ کا نور ہے وہاں چمنی کا رنگ جو حضور سے وابستہ ہے' وہ رب سے تعلق رکھتا ہے جو حضور سے علیحدہ ہے رب سے علیحدہ ❹ یعنی رب تعالیٰ آپ سے کبھی ناراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا' جو رب کی ناراضگی کا باعث ہوا' انبیاء کرام کی خطائیں رب کی عطائیں ہوتی ہیں' دیکھو ہماری کتاب قہر کبریا' ان پر رب کا عتاب محبوبانہ ہوتا ہے ❺ یعنی آپ کے لئے برزخی زندگی' دنیاوی زندگی سے بہتر ہے کہ اس میں آپ کو ہر وقت وصال اور ہر آن آپ کو معراج ہے' اس سے مسئلہ حیات النبی ثابت ہوا' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح برزخ میں بہترین جگہ ہے' اور بہتر جگہ حضور کا جسم اطہر اور قبر انور ہے۔ جو جنت بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے' یا آپ کی اخروی زندگی جو بعد قیامت شروع ہوگی۔ دنیاوی زندگی سے بقیہ برصفحہ ۸۹۱

ع ۱۱/۱۸

ع ۱/۸ ۱۹

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ﴿۵﴾

بیشک ف۱ ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا ف۲ پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا ف۳

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾ فَمَا

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۴ کہ انھیں بے حد ثواب ہے ف۵ تو اب کیا

یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾

چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے ف۶ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ف۷

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّیَّةٌ ۹۶ رکوعہا ۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتہا ۱۹

سورہ علق مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ

پڑھو ف۸ اپنے رب کے نام سے ف۹ جس نے پیدا کیا آدمی کو ف۱۰ خون کی پھٹک سے بنایا ف۱۱ پڑھو ف۱۲

وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾

اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ف۱۳ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ف۱۴ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا ف۱۵

كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ

ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے ف۱۶ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا ف۱۷ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف

الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ

پھرنا ہے ف۱۸ بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے ف۱۹ بھلا دیکھو تو اگر

كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۳﴾

وہ ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری بتاتا تو کیا خوب تھا ف۲۰ بھلا دیکھو تو اگر جھٹلایا اور منہ پھیرا

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ﳔ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾

تو کیا حال ہوگا ف۲۱ کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ف۲۲ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے

نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾

کیسی پیشانی جھوٹی خطا کار ف۲۳ اب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں ف۲۴

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ السجدة

ہاں ہاں اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ ف۲۵

ع ۸ / ۲۰

ع ۱۹ / ۲۱

❶ مشرکین انسان کو ساری مخلوق سے ادنیٰ مانتے ہیں، اس لئے پتھروں دریاؤں، چاند، سورج کی پوجا کرتے ہیں، موحدین کا خیال تھا، کہ جن و فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ جن طاقت میں، فرشتے رب کی اطاعت میں زیادہ ہیں، اس لئے رب تعالیٰ نے انسان کی افضلیت چھ تاکیدوں سے بیان فرمائی، چار قسمیں اور لام وقد اگر انسان اپنا درجہ پہچان لے، تو نہ بت پرستی کرے نہ گناہ، کیونکہ اعلیٰ ہستی کے مالک کو کام بھی اعلیٰ کرنا چاہیے، انبیاء کرام بھی اسی لئے تشریف لائے کہ انسان کو اس کا مرتبہ بتائیں من عرف نفسه فقد عرف ربه) کے یہی معنی ہیں ❷ تقویم کے معنی صورت بھی ہیں اور ترکیب بھی، یہاں دونوں معنی درست ہیں، رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا، اس لئے اس کو بشر کہتے ہیں، یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق، مباشرت بالید سے بنا، نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لئے تیار فرمایا، پھر اسے انوکھی صورت بخشی، قامت سیدھی، صورت جمیل کہ جنات فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا، صلی اللہ علیہ وسلم، کھانے کے لئے ہاتھ دیئے، تاکہ کھانے کے آگے نہ جھکے، صرف رب کے آگے جھکے، ہر عضو مناسب بخشا کہ نہ ناک ہاتھی کی طرح لمبی نہ پرندوں کی طرح غائب، وغیرہ، جسم ایسا بخشا کہ اس سے قیام، رکوع، سجدہ قعدہ ساری عبادتیں ہو سکیں، دوسری مخلوق میں یہ نہیں، اسی لئے حضرت جبریل جب حضور کو نماز پیش کرنے آئے، تو شکل انسانی میں آئے کہ جبریلی شکل میں پوری نماز پڑھنا غیر ممکن تھی، انسان جب بیٹھتا ہے تو محمد بنتا ہے، سر میم، کندھا ح، کمر میم، زانو دال، اگر تقویم بمعنی ترکیب ہو، تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے انسانوں کو اچھے اعضاء سے مرکب کیا، کہ اس کے اعضاء وہ کام کرتے ہیں جو جانوروں کے اعضاء نہیں کرتے، یہ آنکھ سے دیکھتا بھی ہے، اشارے بھی کرتا ہے، رو کر گناہ بھی بخشوا لیتا ہے، زبان سے چکھتا بھی ہے، بولتا بھی ہے، اس کا دل یار کا کاشانہ بھی ہے، اس کے اندر غضب، شہوت، وہم، خیال کے چار ملک آباد ہیں، جن پر عقل حکمران ہے، عقل کے وزیر نفس و قلب ہیں، عقل کی ہدایت کے لئے شریعت کی روشنی بخشی، عشاق کہتے ہیں، کہ رب نے جماعت انسانی کو اچھے برے لوگوں سے مرکب فرمایا جیسے گھر میں پاخانہ بھی ہوتا ہے آرام کمرہ بھی ایسے ہی اس جماعت میں فرعون بھی ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی کہ جماعت انسانی کی احسن تقویم ہے، جیسے پاخانہ آرام کمرہ کی مثل نہیں، اگرچہ دونوں اینٹ چونہ سے بنے ایسے ہی غیر نبی، نبی کی طرح نہیں ہے اگرچہ اعضاء یکساں ہیں ❸ یعنی انسان نے مذکورہ نعمتوں کی قدر نہ کی، اور کفر و بدعملی اختیار کی، تو ہم نے اسے جانوروں سے بدتر، کیڑوں مکوڑوں، گندگیوں سے کمتر کر دیا، کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا، معلوم ہوا کہ کافر جانور سے بدتر ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جانوروں کے لئے جگہ تھی مگر کفار کے لئے نہ تھی، یا یہ مطلب ہے کہ بڑھاپے میں انسان کو بچوں اور دیوانوں سے بھی کم بقیہ برصفحہ ۸۹۵

سُورَةُ الْقَدْرِ ۹۷ مکیۃ ۲۵ — اٰیاتھا ۵ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ قدر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں پانچ آیتیں ہیں ایک رکوع ہے

إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ف۱ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب

الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

قدر ہزار مہینوں سے بہتر ف۲ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ف۳

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ف۴

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ ۹۸ مدنیۃ ۱۰۰ — اٰیاتھا ۸ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ بینہ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں آٹھ آیتیں ہیں ایک رکوع ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے ف۵

حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾

جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے ف۶ وہ کون وہ اللہ کا رسول ف۷ کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ف۸

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں ف۹ اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَآ أُمِرُوْٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

ان کے پاس تشریف لائے ف۱۰ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ

الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ

لاتے ایک طرف کے ہوکر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ف۱۱ اور یہ سیدھا دین

الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

ہے ف۱۲ بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک ف۱۳ سب جہنم کی

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

آگ میں ہیں ف۱۴ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں ف۱۵ بیشک جو ایمان

ف۱ (شان نزول) ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ شمسون اسرائیلی ایک ہزار ماہ یعنی تراسی سال چار ماہ صائم الدہر، قائم اللیل رہا، تو ایک صحابی نے عرض کیا، کہ حضور ہم میں اس جیسا کون ہوسکتا ہے۔ قیامت میں وہ ہم سے افضل ہو گا، تب یہ سورۃ اتری، جس میں فرمایا گیا کہ ہم نے لوح محفوظ سے آسمان اول کے بیت العزت کی طرف قرآن شریف شب قدر میں اتارا، تو جو مسلمان اس رات میں عبادت کرے، اسے ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام رب کے کام ہیں، دیکھو قرآن اتارنا فرشتے کا کام ہے، مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے اتارا، دوسرے یہ کہ جس تاریخ میں کوئی اعلیٰ کام ہوجائے، وہ تاریخ تا قیامت افضل رہتی ہے، دیکھو شب قدر میں ایک دفعہ قرآن مجید آچکا، مگر یہ رات قیامت تک افضل ہے لہٰذا شب ولادت مصطفیٰ یا شب معراج وغیرہ ہمیشہ افضل ہیں، تیسرے یہ کہ رات دن سے افضل ہے، دیکھو معراج رات کو ہی ہوئی، اور نزول قرآن، فرشتوں کی پیدائش، جنت میں باغ لگانا، مادہ آدم علیہ السلام کا اجتماع شب قدر میں ہوا، (تفسیر عزیزی) قبول دعا کی ساعت ہر آخر رات ہی ہوتی ہے مگر دن میں صرف جمعہ میں ہے ف۲ یعنی اے مسلمان تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیسی رات ہے، اس کی تعریف کما حقہ، الفاظ سے بیان نہیں ہوسکتی، یا اے محبوب تمہیں درایۃً انکل وقیاس سے شب قدر کا پتہ نہ لگا، بلکہ وحی سے اس کی عظمت وقدر ومنزلت معلوم ہوئی، بہرحال اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو شب قدر کے مراتب کی خبر نہیں، قدر کے معنی ہیں، عزت مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (انعام:۹۱) یا اندازہ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:۲۱) یا تنگی وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ (الطلاق:۷) اس رات کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے، یا اس میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہرستیں و اندازے فرشتوں میں تقسیم ہوجاتی ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتادیئے جاتے ہیں، یا اس رات میں فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے، غالبًا یہ رات ستائیسویں رمضان ہے، کیونکہ یہاں لیلۃ القدر تین جگہ ارشاد ہوا، اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں۔ ۲۷ = ۳×۹، نیز اس سورت میں تیس کلمے ہیں ھی ستائیسواں لفظ ہے ہی یعنی پوری شب قدر از مغرب تا فجر، ان ہزار مہینوں سے مطلقًا افضل ہے، جو شب قدر سے خالی ہوں، لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شمسون اسرائیلی کے قصہ میں ہزار مہینوں ہی کا ذکر فرمایا تھا، اس لئے رب تعالیٰ نے بھی انہی کا ذکر کیا صدیوں یا برسوں نہ فرمایا، یہاں ہزار مہینوں سے مراد طویل مدت ہے، عربی میں ہزار سے آگے گنتی نہیں، اسے لئے ہزار فرمایا گیا، خیال رہے کہ خیر سے مراد یا تو اس رات کی قرب ومنزلت ہے یا یہ مراد ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب کا باعث ہے، اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ بقیہ بر صفحہ ۸۹۸

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ⑦ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ

لائے اوراچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ۱؎ ان کا صلہ ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے بہیں نہریں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں ۲؎

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ⑧

اللہ ان سے راضی ۳؎ اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے ۴؎

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ ۹۹ مدنیۃ ۹۳ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتھا ۸ رکوعھا ۱

سورۂ زلزال مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ① وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ② وَ

جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے ۵؎ اور

قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ④ بِاَنَّ رَبَّكَ

آدمی کہے اسے کیا ہوا ۶؎ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی ۷؎ اس لئے کہ تمہارے رب

اَوْحٰى لَهَا ؕ⑤ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ⑥

نے اسے حکم بھیجا ۸؎ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہوکر تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں ۹؎

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ⑦ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی

ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۧ⑧

کرے اسے دیکھے گا ۱۰؎

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ ۱۰۰ مکیۃ ۱۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتھا ۱۱ رکوعھا ۱

سورۃ العادیات مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ② فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ③

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی ۱۱؎ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر ۱۲؎ پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں ۱۳؎

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ④ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ⑤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ

پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں ۱۴؎ پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں ۱۵؎ بیشک آدمی اپنے رب کا بڑا

۱ یعنی وہ انسان جو دنیا میں تشریعی ایمان لائے، اور بقدر طاقت ہر قسم کے نیک عمل کئے، وہ ساری مخلوق، فرشتوں، جنات وغیرہ کائنات سے افضل ہیں، کہ انہیں کے لئے جنت ہے، انہیں کے لئے دیدار الٰہی، انہیں کے لئے حاملین عرش فرشتے دعائیں کرتے ہیں انہیں کے لئے مرنے پر آسمان وزمین روتے ہیں، خیال رہے کہ ہر
ع ۱/۸/۲۲ وہ عمل اچھا ہے جس سے وہ اچھا راضی ہو جاوے، یار غار کا حضور کی نیند پر جان فدا کرنا، علی مرتضیٰ کا خیبر میں نماز عصر قربان کرنا، ابو امیہ ضمری کا منہ سے کفر نکال دینا، عمل صالح ہے، اور منافقوں کا کلمہ پڑھنا، مسجد، ضرار بنانا عمل بد ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ عام مومن عام فرشتوں سے، خاص مومن، خاص فرشتوں سے افضل ہیں، دوسرے یہ کہ انسان کے عمل تمام مخلوق کے عمل سے بہتر ہیں، کہ جنت صرف انسان کے لئے ہے تیسرے یہ کہ کوئی مومن متقی کمین نہیں، اشرف الخلق ہے۔ اور کوئی کافر شریف نہیں ۲ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دنیاوی نعمتیں صالحین کی جزا نہیں' یہ تو بھتہ کی طرح کرم ہے' جیسا کہ عِنْدَ رَبِّهِمْ سے معلوم ہوا۔ دنیا میں مصیبتیں بھی آویں گی' دوسرے یہ کہ آخرت کی نعمتیں ایمان و عمل
ع ۱/۸/۲۲ کا عوض ہیں' اچھا کاٹنا چاہتے ہو' تو اچھا بوؤ' جیسا کہ جزاؤھم سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ دنیا منزل ہے جنت اصلی مقام' جیسا کہ عدن سے معلوم ہوا عدن کے معنی ہیں اصلی مقام' اسی لیے کان کو معدن کہتے ہیں' کہ وہ دھات کی اصلی قیام گاہ ہے' چوتھے یہ کہ جزا کے لئے جنت میں داخلہ کے بعد نہ وہاں سے نکلنا ہے نہ موت جیسا کہ خالدین سے معلوم ہوا' حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا قیام جنت اور حضور کا معراج میں وہاں داخلہ جزا کے لئے نہ تھا۔ لہٰذا وہاں سے یہ حضرات تشریف لے آئے ۳ یا تو جنت میں پہنچ کر وہاں اعلان ہوگا' کہ جنتیو' ہم تم سے راضی ہیں' کبھی ناراض نہ ہوں گے' اس اعلان سے جنتیوں کو جو سرور و فرحت حاصل ہوگی' وہ بیان سے باہر ہے' خیال رہے کہ یہاں رضا غضب کا مقابل نہیں' بلکہ بمعنی خوشنودی ہے' جس کا ظہور خاص جنت میں ہوگا ورنہ دنیا میں بھی نہ رب ان سے ناراض تھا' نہ وہ رب تعالیٰ سے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کی خوشنودی جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہوگی۔ عاشق کیلئے محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں' اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا' اسی رضا کے لئے حضرت خلیل نے فرزند کی' حضرت حسین نے اپنے نفس و اہل کی قربانی دی' اسی رضا کے لئے مسلمان مجاہد و شہید بنتے ہیں' دوسرے یہ کہ رب کی رضا اور اس کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں' یہ خاص کرم ہے' یا دنیا میں رب ان سے وہ رب سے راضی ہیں' رضا الٰہی کی علامات یہ ہیں' کہ بندہ کو اعمال خیر کی توفیق ملتی ہے' مخلوق کے دل سے اس کی طرف کھنچتے ہیں اور لوگوں میں اس کا ذکر خیر رہتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں' بندے کی رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ رنج و خوشی' عیش و مصیبت ہر حال میں رب سے راضی رہتا ہے' اس کے تشریعی سخت احکام بخوشی بجالاتا ہے' جب بیمار ڈاکٹر سے راضی ہے' تو اس کی کڑوی دوا' آپریشن سے بھی راضی' یہ نعمت کسی بقیہ بر صفحہ ۸۹۹

لَكَنُوْدٌ ﴿٦﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ﴿٧﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿٨﴾

ناشکرا ہے ف۱ اور بے شک وہ اس پر خود گواہ ہے ف۲ اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور کرّا (تیز) ہے ف۳

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿١٠﴾

تو کیا نہیں جانتا جب اُٹھائے جائیں گے ف۴ جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے ف۵

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿١١﴾

بے شک ان کے رب کو اُس دن ان کی سب خبر ہے ف۶

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۱ — ۳۰ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتہا ۱۱ — رکوعہا ۱

سورۃ القارعہ مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اَلْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی ف۷ اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی ف۸ جس دن آدمی

النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿٤﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے ف۹ اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی

الْمَنْفُوْشِ ﴿٥﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾

اون ف۱۰ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں ف۱۱

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ

اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں ف۱۲ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے ف۱۳ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا

مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۲ — ۱۶ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتہا ۸ — رکوعہا ۱

سورہ تکاثر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ ثُمَّ

تمہیں غافل رکھا ف۱۴ مال کی زیادہ طلبی نے ف۱۵ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ف۱۶ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ف۱۷ پھر

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿٦﴾

ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ف۱۸ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے ف۱۹ بیشک ضرور جہنم کو دیکھو گے ف۲۰

❶ یہاں آدمی سے مراد غافل یا کافر آدمی ہے نہ کہ انبیاء اولیاء رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا: ۱۳) اور انبیاء کرام کے متعلق فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (الاسراء: ۳) مطلب یہ ہے کہ غافل انسان رب کے ناشکرے ہو کر بعض تو رب کے قائل ہی نہیں جیسے دہریئے اور بعض رب کو مان کر اس کی نعمتیں دوسروں کی طرف سے سمجھتے ہیں، جیسے مشرکین، اور بعض لوگ نعمتوں کو اپنے کمال سے جانتے ہیں، اور بعض لوگ غور ہی نہیں کرتے، کہ ہمیں یہ کیوں ملیں، اور ان کا شکریہ کیا ہے، خیال رہے کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ احسان انسان پر ہوئے، اسی کو اشرف الخلق بنایا گیا، اسی کو تمام مخلوق کا مخدوم بنایا، اسی میں انبیاء و اولیاء پیدا ہوئے پھر بہت ناشکرا بھی انسان ہی ہوا۔ کہ خدائی کا اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور انبیاء کرام کا مقابلہ اسی نے کیا، شکر دل کا بھی ہوتا ہے، زبان کا بھی عملی بھی، پھر عملی شکر کی بہت قسمیں ہیں، ساری عبادتیں اور خدمت خلق عملی شکر کی قسمیں ہیں ایسے ہی ناشکری دلی بھی ہوتی ہے زبانی بھی، عملی بھی، عملی ناشکری کی بہت سی قسمیں ہیں، ان میں سے کوئی ناشکری کفر ہے کوئی فسق، ناشکری دلی بیماریوں میں سے ایک خطرناک بیماری ہے، جس کے ڈاکٹر شاکرین لوگ ہیں اور ان کی صحبت، ان کے حالات و کتب کا مطالعہ، اور دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھنا، دین میں اپنے سے اوپر خیال کرنا، نیز یہ سمجھنا، کہ اللہ کی نعمتیں ہماری ملک نہیں، بلکہ رب کی امانتیں ہیں، انہیں بے جا صرف کرنا امانت میں خیانت ہے، یہ اس بیماری کی دوائیں ہیں ❷ اِنَّهٗ کی ضمیر یا رب کی طرف لوٹتی ہے یا انسان کی طرف (بیضاوی و خازن) یعنی رب تعالیٰ انسان کی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ اس کی ہر حرکت دیکھ رہا ہے، یا انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے، کل قیامت میں اس کے اعضاء اس کے اعمال گواہی دیں گے، یا آج ہی انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ گناہ کرنے پر اس کا دل خود ملامت کرتا ہے اور وہ لوگوں سے چھپاتا ہے یا انسان دوسروں کے ان عیوب پر انہیں طعنہ دیتا ہے، جو اس میں خود بھی موجود ہوں، دوسروں کا نام لے کر اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے (عزیزی) ❸ یعنی غافل انسان مال کی محبت کی وجہ سے سخت دل ہے' کیونکہ مال کی محبت سختی دل کا باعث ہے' جیسے حضور کی محبت نرمی دل کا سبب ہے دیکھو یزید' فرعون' شداد' جانوروں سے زیادہ سخت دل تھے' محض محبت مال سے۔ یا غافل انسان مال کی محبت میں سخت دل ہے' دین میں نرم' اسی لئے عام طور پر لوگ دنیا کے لئے وہ مشقتیں جھیل لیتے ہیں' جو دین کے لئے نہیں جھیلتے' خیال رہے کہ محبت مال چار طرح کی ہے' حب ایمانی' جیسے حج وغیرہ کے لئے مال کی چاہت' حب نفسانی' جیسے اپنے آرام و راحت کے لئے مال سے رغبت' حب طغیانی' جیسے محض جمع کرنے اور چھوڑ جانے کے لئے مال سے محبت' حب شیطانی یعنی گناہ و سرکشی کے لئے مال کی محبت' یہاں آخری دو محبتیں مراد ہیں' پہلی محبتیں تو عبادت ہیں' حضرت سلیمان نے فرمایا تھا اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ (ص: ۳۲) حضور کو جہاد کے گھوڑوں سے بڑی محبت تھی' چونکہ مال بہت خیر کا ذریعہ ہے' اسی لئے اسے خیر فرمایا گیا' صوفیاء بقیہ برصفحہ ۹۰۱

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨

پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے ف۱ پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی ف۲

سورۃ العصر ۱۰۳ مکیۃ ۱۳ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۳ رکوعہا ۱

سورۃ عصر مکی ہے ف۳ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اس زمانہ محبوب کی قسم ف۴ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ف۵ مگر جو ایمان لائے ف۷ اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

کام کئے ف۶ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی ف۸ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ف۹

سورۃ الہمزۃ ۱۰۴ مکیۃ ۳۲ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۹ رکوعہا ۱

سورۃ ہمزہ مکیہ ہے ف۱۰ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں نو آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝٢ يَحْسَبُ

خرابی ہے اس کے لئے ف۱۱ جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے ف۱۲ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے ف۱۳

أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝٣ كَلَّا ۖ لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَا أَدْرَاكَ

کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا ف۱۴ ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا ف۱۵ اور تو نے کیا جانا ف۱۶

مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝٦ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝٧

کیا روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے ف۱۷ وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی ف۱۸

إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی ف۱۹ لمبے لمبے ستونوں میں ف۲۰

سورۃ الفیل ۱۰۵ مکیۃ ۱۹ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۵ رکوعہا ۱

سورۃ فیل مکی ہے ف۲۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اسمیں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝١ أَلَمْ يَجْعَلْ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ف۲۲ کیا ان کا داؤں

كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝٢ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝٣

تباہی میں نہ ڈالا ف۲۳ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں ف۲۴

ع ۱ ۸ ۲۷

❶ میدان محشر میں' اس طرح کہ وہاں سے مومن جنت کے نظارے کریں گے' کوثر کی نہر وہاں پہنچی ہوگی' جس سے پانی پیتے ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ (شعراء:۹۰) اور کفار وہاں ہی سے دوزخ کو دیکھ کر کانپتے ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ (شعرا:۹۱) اس دیکھنے سے سب کو علم الیقین حاصل ہوگا' پھر وہاں پہنچ کر حق الیقین' خیال رہے کہ بعض مقبولین دنیا میں بھی جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں' جیسے حضور نے نماز کسوف میں' یا حضرت طلحہ' زید' اور شہداء بدر نے ❷ یعنی اے کافرو' یا اے غافلو' میدان حشر یا دوزخ کے کنارہ پر تم سے فرشتے یا خود رب تعالیٰ نعمتوں کے متعلق سوال فرمائے گا کہ کہاں سے حاصل کیں' کہاں خرچ کیں' ان کا کیا شکریہ ادا کیا' چند مسائل خیال میں رکھو' ایک یہ کہ بعد موت تین وقت اور تین جگہ حساب ہوگا' قبر میں ایمان کا' حشر میں ایمان و اعمال کا' دوزخ کے کنارہ نعمتوں کے شکر کا' دوسرے یہ کہ یہ سوالات بعض مخصوصین سے نہ ہوں گے' جیسے انبیاء کرام' بعض اولیاء' بچے وغیرہ' ہم' رب فرماتا ہے۔ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (مومن:۴۰)۔ تیسرے یہ کہ حضرات انبیاء کرام سے ان کی قوم کے متعلق سوال ہوگا کہ انہوں نے آپ سے کیا برتاوا کیا' جیسے پیارا پیارے سے بوقت ملاقات خیریت پوچھتا ہے' چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاوے گا' ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ (مائدہ:۱۱۶)۔ یا حضور نے تمام انبیاء کرام کے حق میں گواہی لی جاوے گی وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (نساء:۴۱)' چوتھے یہ کہ یہ سوال ہر نعمت کے متعلق ہوگا' جسمانی یا روحانی' ضرورت کی ہو' یا عیش و راحت کی' حتیٰ کہ ٹھنڈے پانی' درخت کے سایہ' راحت کی نیند کا بھی' جیسے کہ حدیث شریف میں ہے' اور نعیم کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے۔

ع ۱ ۲ ۲۸

ع ۱ ۹ ۲۹

پانچویں یہ کہ بغیر استحقاق جو عطا ہو' وہ نعمت ہے' رب کا ہر عطیہ نعمت ہے' خواہ جسمانی ہو یا روحانی' اس کی دو قسمیں ہیں' کسبی' وہبی' جو نعمتیں ہماری کمائی سے ملیں وہ کسبی ہیں' جیسے دولت سلطنت وغیرہ جو محض رب کی عطا سے ہوں' وہ وہبی جیسے ہمارے اعضاء چاند' سورج وغیرہ کسبی نعمت کے متعلق تین سوال ہوں گے' کہاں سے حاصل کیں' کہاں خرچ کیں' ان کا شکریہ کیا ادا کیا' وہبی نعمتوں کے متعلق آخری دو سوال ہوں گے' چھٹے یہ کہ تفسیر خازن' عزیزی روح البیان وغیرہ میں ہے کہ یہاں نعیم سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم سے حضور کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے ان کی اطاعت کی یا نہیں' حضور تو تمام نعمتوں کی اصل ہیں' وہ جس کے دل میں آجاویں' اس کے لئے تمام نعمتیں رحمتیں ہیں' جس کے دل میں حضور نہ ہوں' اس کے لئے سب نعمتیں زحمتیں ہیں' دولت عثمانی رحمت تھی' دولت ابوجہل زحمت' ❸ (شان نزول) ایک دفعہ کلدہ بن امیہ حضرت ابوبکر صدیق سے بولا کہ تم تو تجارتی کاروبار میں بہت ہوشیار تھے' تم نے یہ کیا خسارہ اٹھایا کہ اسلام لا کر امیروں کی دوستی کے عوض غریبوں کی محبت' چند معبودوں کے مقابل ایک اللہ کی عبادت قبول کی' حضرت صدیق نے فرمایا کہ مومن متقی نقصان میں نہیں رہتا' تب بقیہ برصفحہ ۹۰۲

تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝٥ ع

کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ف۱ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ) ف۲

سورۃ قریش ۱۰۶ مکیۃ ۲۹ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۴ رکوعها ۱

سورۂ قریش مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چار آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ۝١ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوا

اس لئے کہ قریش کو میل دلایا ف۳ ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (رغبت دلائی) ف۴ تو انہیں چاہیے اس

رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ۝٤ ع

گھر کے رب کی بندگی کریں ف۵ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا ف۶ اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا ف۷

سورۃ الماعون ۱۰۷ مکیۃ ۱۷ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۷ رکوعها ۱

سورہ ماعون مکی ہے ف۸ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اسمیں سات آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝١ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝٢

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے ف۹ پھر وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ف۱۰

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ

اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ف۱۱ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے ف۱۲ جو اپنی

هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝٦ وَ

نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ف۱۳ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ف۱۴ اور

يَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝٧ ع

برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ف۱۵

سورۃ الکوثر ۱۰۸ مکیۃ ۱۵ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۳ رکوعها ۱

سورۂ کوثر مکی ہے ف۱۶ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں ف۱۷ تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو ف۱۸ بے شک جو

هُوَ الْأَبْتَرُ ۝٣ ع

تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ف۱۹

❶ یعنی وہ چڑیاں ابرہہ کے لشکر کو تاک تاک کر اس پر پتھر مارتی تھیں کہ جس پتھر پر جس کافر کا نام تھا وہی اس کے لگتا تھا۔ اور خود کو توڑ کر سر کو پھوڑ کر جسم کو چیر کر ہاتھی کو پھاڑ کر زمین میں سوراخ کر دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان چڑیوں کو پتھروں کی بھی پہچان تھی اور ہر کافر کی بھی کہ ڈاکیہ کی طرح ہر پتھر اس کے نام والے کافر پر پہنچاتی تھیں جانوروں میں بھی شعور اور کافر و مومن کی پہچان ہے حضرت سلیمان کی چیونٹی اور ہدہد کی دانائی تو قرآن کریم میں مذکور ہے شیر نے حضور کے غلام حضرت سفینہ کی حفاظت کی یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چڑیاں پتھروں پر لکھے ہوئے نام کو بھی جانتی تھیں۔ اور اتنی بڑی انسانی بھیڑ میں ہر کافر کو چھانٹ سکتی تھیں اور ایسا درست نشانہ لگاتی تھیں کہ ہر پتھر کافر کی کھوپڑی پر پڑتا تھا اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو حضور کی شفاعت کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ حضور اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے ❷ یعنی جیسے کھایا ہوا بھوسا گوبر یا لید بن کر ریزہ ریزہ ہو کر بے قدر و گندہ ہو جاتا ہے یہ ہی اس لشکر کا حال ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک مومن کا دل گویا کعبہ ہے نفس امارہ ابرہہ برے ساتھی اور دنیاوی جھگڑے ابرہہ کا لشکر و ہاتھی ہیں حضور کی ذات رحمت کا سمندر ہے جہاں سے توفیقات الٰہیہ کے ابابیل چلتے ہیں عبادات شرعیہ پتھر ہیں جن سے نفس امارہ کا ابرہہ مع لشکر تباہ ہوتا ہے اور کعبہ دل محفوظ رہتا ہے اس سورت سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولادت سے پہلے واقعات عالم کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اصحاب فیل کا واقعہ ولادت شریفہ سے پہلے کا ہے مگر فرمایا اَلَمْ تَرَ کیا تم نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے یہاں واقعہ کے آثار دیکھنا مراد نہیں کیونکہ حضو کے ظاہری ہوش سنبھالنے سے پہلے یہ آثار مٹ چکے تھے نہ لوگوں سے سننا مراد ہے کہ بلاوجہ مجازی معنی مراد نہیں ہوتے اور جب ولادت سے پہلے واقعات عالم کو دیکھ رہے تھے تو وفات کے بعد بھی ہر شے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں دوسرے یہ کہ حضور نے یہ واقعات تفصیل وار ملاحظہ فرمائے نہ کہ اجمالاً اسی لئے مافعل نہ فرمایا بلکہ کیف فعل فرمایا تیسرے یہ کہ حضور کے بعض معجزات ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے ان میں سے یہ فیل کا واقعہ بھی ہے چوتھے یہ کہ یہ واقعہ حضور کی عزت افزائی کے لئے ہوا اسی لئے فعل ربک فرمایا۔ فعل اللہ نہ فرمایا (عزیزی) ورنہ کعبہ معظمہ کی قوم قرامطہ اور ملاحدہ نے پھر یزید و حجاج نے بے حرمتیاں کیں مگران پر یہ عذاب نہ آیا (روح البیان) قوم عاد کے متعلق ارشاد ہوا۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (فجر: ٦) حالانکہ قوم عاد حضور سے ہزاروں سال پہلے ہلاک ہوئی ❸ نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں جو ہمارے حضور کے تیرھویں دادا ہیں حضور کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قریش چونکہ اولاد ابراہیم ہیں اور حرم کے باشندے کعبہ کے خادم زمزم کے منتظم ہیں اور آخر میں ہمارے حضور کے ہم نسب اسی لئے انہیں پہلے بھی دینی شرافت حاصل تھی اور اب بھی ہے قریش قرش بقیہ برصفحہ ۹۰۴

سورۃ الکٰفرون ۱۰۹ مکیۃ ۱۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتھا ۶ رکوعھا ۱

سورۃ کافرون مکی ہے ف۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اسمیں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ

تم فرماؤ اے کافرو! ف۲ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو ف۳ اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ

پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں ف۴ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا ف۵ اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

پوجو گے جو میں پوجتا ہوں ف۶ تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ف۷

ع ۱ ۲۴

سورۃ النصر ۱۱۰ مدنیۃ ۱۱۴ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتھا ۳ رکوعھا ۱

سورۃ النصر مدنی ہے ف۸ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اسمیں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ف۹ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

فوج فوج داخل ہوتے ہیں ف۱۰ تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو ف۱۱ اور اس سے بخشش چاہو

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے ف۱۲

ع ۱ ۲۵

سورۃ اللھب ۱۱۱ مکیۃ ۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتھا ۵ رکوعھا ۱

سورۃ لہب مکی ہے ف۱۳ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲

تباہ ہو جائیں ابولہب کے ف۱۴ دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ف۱۵ اُسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ف۱۶

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴

اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ ف۱۷ اور اس کی جورو ف۱۸ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ف۱۹

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ف۲۰

ع ۱ ۲۶

۱ (شانِ نزول) بعض سرداران قریش نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ کچھ باتیں آپ ہمارے دین کی مان لیں اور کچھ باتیں ہم آپ کے دین کی قبول کرلیں، یا ایک سال آپ ہمارے بتوں کو پوجیں اور ایک سال آپ کے رب کی ہم عبادت کریں، اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جاوے، حضور نے فرمایا معاذ اللہ میں شرک نہیں کر سکتا، تو وہ بولے اچھا آپ ہمارے بتوں کو تعظیماً چوم ہی لیں، تو ہم آپ کو سچا مان لیں گے، تب یہ سورت نازل ہوئی (خزائن، خازن، عزیزی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دینی صلح حرام بلکہ کفر ہے، نیز ناجائز و حرام پر صلح حرام ہے، نیز کفار کے بتوں، ان کے بڑے دنوں کی تعظیم کفر ہے، اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھانے یا ہولی، دیوالی پر چراغاں کرتے یا رنگ پھینکتے ہیں ۲ اس سے وہ کفار مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافر تھے اور کفر پر ہی مرنے والے تھے، جیسے ابوجہل، عاص بن وائل، امیہ بن خلف وغیرہ، جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول پر حرم شریف میں تشریف لے گئے جہاں کفار کا مجمع تھا، اور یہ اعلان یہ سورت تلاوت فرمائی، جس سے وہ لوگ آپ سے مایوس ہوگئے پھر حضور اور صحابہ پر ظلم توڑنے شروع کر دیئے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے دل میں کفار کی ہیبت نہ چاہئے، دوسرے یہ کہ کفار کو بلاشرعی عذر کے اچھے القاب سے یاد نہ کرے، تیسرے یہ کہ کافر کو کافر ہی کہنا اسلامی تہذیب ہے کہ حضور نے ان بدبختوں کو بھیا چچا کہہ کر نہ پکارا، بلکہ فرمایا، اے کافرو ۳ یعنی جب میں نے نبوت سے پہلے کبھی بت پرستی نہ کی تو اب ظہور نبوت کے بعد کیسے ممکن ہے کہ بتوں کو پوجوں، خیال رہے کہ کافر پتھروں، درختوں،

تاروں اور بعض بزرگوں کی تصویروں کی بھی پوجا کرتے تھے، اور خدا کی بھی عبادت کرتے تھے، مگر خلاف قانون اسلام یہاں ما فرما کر پہلی قسم کے معبودوں کی عبادت سے انکار فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ اسلام کے خلاف ہے کہ حضور نے ایسی مجبوری میں بھی اپنا دین نہ چھپایا، بلکہ اس کا اعلان فرمایا، اپنا دین، صورت، قول، عمل سے ظاہر کرنا چاہئے، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں، جو مسلمان ہو کر بھگوان داس کی سی شکل بناتے ہیں ۴ یعنی اے کافرو، تم رب تعالیٰ کے عابد نہیں، کیونکہ تم یا تو بتوں کی پوجا کرتے ہو، یہ رب کی عبادت نہیں، رب کی عبادت وہ ہے، جو حضور کی تعلیم کے مطابق ہو، دوسرے یہ کہ حضور کی سنت کا تارک جو اپنی تجویز سے نئی عبادتیں ایجاد کرے وہ ولی نہیں، شیطان ہے، جیسے آج کل کے بھنگی پوستی جو تارک نماز، بے روزہ ہیں، اور لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں، تیسرے یہ کہ جن بزرگوں کی طرف خلاف شرع چلے، عبادتیں منسوب ہیں، وہ غلط ہیں کہ فلاں بزرگ بارہ برس کنوئیں میں لٹکے رہے، کیونکہ وہ حضرات اس زمانہ کی نمازیں، جماعتیں نہیں چھوڑ سکتے تھے، چوتھے یہ کہ مسلمان خواہ اجنبی ہو، ہمارا بھائی ہے، کافر خواہ سگا بیٹا ہو، ہمارا کچھ نہیں، دیکھو یہاں کفار سے اس لئے صلح نہ کی گئی کہ ہمارا اور ان کا معبود علیحدہ ہے بقیہ بر صفحہ ۹۰۶

سُورَةُ الاخلاص ۱۱۲ مکیۃ ۲۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتها ۴ رکوعها ۱

سورۃ اخلاص مکی ہے ؀۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چار آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَ

تم فرماؤ ؀۲ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ؀۳ اللہ بے نیاز ہے ؀۴ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ؀۵ اور

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

نہ اس کے جوڑ کا کوئی ؀۶

سُورَةُ الفلق ۱۱۳ مکیۃ ۲۰ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتها ۵ رکوعها ۱

سورۃ فلق مکی ہے ؀۷ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے ؀۸ اس کی سب مخلوق کی شر سے ؀۹ اور اندھیری ڈالنے والے

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ

کے شر سے جب وہ ڈوبے ؀۱۰ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں ؀۱۱ اور حسد

شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ؀۱۲

سُورَةُ النَّاس ۱۱۴ مکیۃ ۲۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتها ۶ رکوعها ۱

سورۃ ناس مکی ہے ؀۱۳ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳

تم کہو ؀۱۴ میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ؀۱۵ سب لوگوں کا بادشاہ ؀۱۶ سب لوگوں کا خدا ؀۱۷

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ

اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے ؀۱۸ اور دبک رہے ؀۱۹ وہ جو لوگوں کے دلوں میں

صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

وسوسے ڈالتے ہیں ؀۲۰ جن اور آدمی ؀۲۱

۱ اس سورت کے بیس نام ہیں، اخلاص، تنزیہ، تجرید، نجاۃ وغیرہ (صاوی) اس سورت کے بڑے فضائل ہیں، اس کی تین بار تلاوت کا ثواب پورے قرآن کے ثواب کے برابر ہے، جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے، اگر گھر خالی ہو تو حضور کو سلام کرے اور ایک بار قل ھو اللہ پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے، (صاوی) بہت مجرب ہے۔ (شان نزول) کفار عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے متعلق مختلف سوال کرتے تھے، کہ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا، وہ کیا کھاتا پیتا ہے، اس کا نسب حسب کیا ہے وغیرہ، ان سب کے جواب میں یہ سورت شریفہ نازل ہوئی۔ (خزائن وغیرہ) ۲ کس سے فرماؤ یا ہم سے کہ حمد ہماری محمد جان تمہاری کہ ہم محمود ہوں تم حامد، تم کہو ہم سنیں، یا کافروں سے فرماؤ، کہ ہماری توحید تمہارے کہنے سے مانیں یا مومنوں سے فرماؤ، یا سارے انسانوں یا سارے جہان سے کیونکہ تم نبی عالمین ہو ۳ حقیقۃً کہ نہ اس کے اجزا ہیں، نہ کوئی اس کا سہیم و شریک نہ اس کی مثل، خیال رہے کہ عرب میں کفار بہت قسم کے تھے، دہریہ، مشرک، رب کی صفات کے منکر، رب کے لئے اولاد ماننے والے وغیرہ، اس سورت میں ان سب کی تردید ہے، اللہ میں دہریوں کی، احد میں مشرکین کا مکمل رد ہے، اگلی آیات میں بقیہ کفار کا رد ہے ۴ ہر چیز سے غنی کہ نہ کھائے نہ پیئے، نہ کسی کام میں کسی کا حاجت مند، اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ اکیلا اللہ اتنے بڑے جہان کو نہیں سنبھال سکتا، اس نے اپنی مدد کے لئے اپنے بعض بندے چن لئے ہیں انہیں اللہ کا بندہ مان کر اللہ یا شرکاء کہتے تھے اور ان کی بوجا کرتے تھے، انہیں کی تردید کے لئے ارشاد ہوا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء:۱۱۱) اسلام میں اولیاء اللہ اور فرشتے عالم کا انتظام کرتے ہیں، مگر رب کی کمزوری کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض اعزازی طور پر رب کی شان ظاہر کرنے کو ۵ کیونکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے، رب تعالیٰ جنس و مثل سے پاک ہے، نیز جو کسی سے پیدا ہو، وہ حادث ہوتا ہے، رب تعالیٰ ہمیشہ سے ہے، اولاد کی ضرورت بقاء نسل کے لئے ہوتی ہے، جس کا محتاج فانی ہے، جو ہمیشہ باقی ہو، اسے نسل سے کیا کام، اس میں مشرکین اور یہود، اور نصاریٰ کا رد ہے، مشرکین فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں کہتے تھے۔ یہود حضرت عزیر کو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ ۶ نہ ذات میں نہ صفات میں، کیونکہ وہ واجب ہے خالق ہے، باقی سب ممکن مخلوق اور حادث، اس کے صفات ذاتی قدیم، غیر محدود مخلوق کے صفات عطائی، حادث اور محدود ہیں، اس سے معلوم ہوا، کہ حضور کو عالم غیب یا حاضر ناظر ماننا شرک نہیں کہ اس میں رب کی ہمسری نہیں جیسے انسان کو سمیع، بصیر، حی، قادر ماننا، خیال رہے کہ یہ سورت توحید اور حمد الٰہی کی ہے، مگر قل فرما کر اس میں نبوت اور نعت مصطفوی کی جھلک بھی دے دی گئی، کیونکہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ مومن وہ ہے کہ جو رب کی یہ تمام صفات تمہاری تعلیم سے مانے، تم کو چھوڑ کر یہ سب ماننا ایمان نہیں، اگر نوٹ سے حکومت کی مہر دھودی جائے تو بازار میں اس کی کوئی قیمت نہیں، دیکھو شیطان موحد ہے مگر ملعون

بقیہ بر صفحہ ۹۰۸

دُعَاءِ خَتْمِ الْقُرْآنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ ۝ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً ۝ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اٰمِیْنَ ۝

سرٹیفکیٹ

ہم نے اس قرآن پاک اور ترجمہ وتفسیر کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' ہم تصدیق کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی یا کتابت کی غلطی نہیں ہے۔

قاری محمد رفیق

محمد عبد القادر نعیمی قادری

محمد زاہد لطیف نعیمی قادری

قاری اشفاق احمد خان

حافظ محمد عبد الجبار چشتی
رجسٹرڈ پروف ریڈ
حکومت پنجاب (پاکستان)

دُعَاءِ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً وَّبِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلِفِ اُلْفَةً وَّ بِالْبَآءِ بَرَكَةً وَّ بِالتَّآءِ تَوْبَةً وَّ بِالثَّآءِ ثَوَابًا وَّ بِالْجِيْمِ جَمَالًا وَّ بِالْحَآءِ حِكْمَةً وَّ بِالْخَآءِ خَيْرًا وَّ بِالدَّالِ دَلِيْلًا وَّ بِالذَّالِ ذَكَآءً وَّ بِالرَّآءِ رَحْمَةً وَّ بِالزَّآءِ زَكٰوةً وَّ بِالسِّيْنِ سَعَادَةً وَّ بِالشِّيْنِ شِفَآءً وَّ بِالصَّادِ صِدْقًا وَّ بِالضَّادِ ضِيَآءً وَّ بِالطَّآءِ طَرَاوَةً وَّ بِالظَّآءِ ظَفَرًا وَّ بِالْعَيْنِ عِلْمًا وَّ بِالْغَيْنِ غِنًى وَّ بِالْفَآءِ فَلَاحًا وَّ بِالْقَافِ قُرْبَةً وَّ بِالْكَافِ كَرَامَةً وَّ بِاللَّامِ لُطْفًا وَّ بِالْمِيْمِ مَوْعِظَةً وَّ بِالنُّوْنِ نُوْرًا وَّ بِالْوَاوِ وُصْلَةً وَّ بِالْهَآءِ هِدَايَةً وَّ بِالْيَآءِ يَقِيْنًا ۔ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَارْفَعْنَا بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَآءَتَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاٍ اَوْ نِسْيَانٍ اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَةٍ عَنْ مَّوَاضِعِهَا اَوْ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاْخِيْرٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ اَوْ تَاْوِيْلٍ عَلٰى غَيْرِ مَآ اَنْزَلْتَهُ عَلَيْهِ اَوْ رَيْبٍ اَوْ شَكٍّ اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوْءِ اِلْحَانٍ اَوْ تَعْجِيْلٍ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَسَلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ اَوْ وَقْفٍ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ اَوْ اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ تَشْدِيْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ اِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَا كَتَبَهٗ اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ وَّ رَهْبَةٍ عِنْدَ اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ اَوْ اٰيَاتِ الْعَذَابِ فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا وَّ فِي الْقَبْرِ مُوْنِسًا وَّ عَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا وَّ فِي الْجَنَّةِ رَفِيْقًا وَّ مِنَ النَّارِ سِتْرًا وَّ حِجَابًا وَّ اِلَى الْخَيْرٰتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا فَاكْتُبْنَا عَلَى التَّمَامِ وَارْزُقْنَا اَدَآءً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَحُبَّ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبَشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ مَّظْهَرِ لُطْفِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَبَدًا ۝

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

رموز اوقاف قرآن مجید

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے اسکے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کردی ہیں جن کو رموز اوقاف قرآن مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کوملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بہ صورت ۃ لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے۔ یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی، چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کو آیت کہتے ہیں۔

مـ یہ علامت وقف لازم کی ہے۔ اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو، مت بیٹھو۔ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے۔ تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا ز کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے، یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

صل قد یوصل کی علامت ہے۔ یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے جسکے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتة سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہئے۔ مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفة لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے۔ وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ٹھہر جانا چاہئے۔ بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے۔ اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اسی جگہ نہیں چاہئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ك کذلک کی علامت ہے، یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

بقایا جات

بقیہ صفحہ ۲

دوسرے سے استعانت بھی شرک ہوتی، تو یہاں یوں ارشاد ہوتا، اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ نَسۡتَعِیۡنُ یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی امور میں کبھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے، بیمار کا حکیم کے پاس جانا مظلوم کا حاکم سے فریاد کرنا، گنہگار کا جناب محمد ﷺ سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں، جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی حمد بھی بالواسطہ رب ہی کی حمد ہے، یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں، معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں، اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر کلمہ پڑھ کر مومن ہوتا ہے، لہٰذا صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں (۸) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی، دوسرے یہ کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: ۱۱۹) اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ گزرے اور اب بھی ہیں، تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی، بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ گمراہوں کی ہمراہی خدا کا غضب ہے نہ اس کے سے عقیدے رکھے نہ ان کی سی شکل وصورت بنائے نہ ان کی بری رسمیں اختیار کرے (۹) اَلۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ سے یہود اور، الضَّآلِّیۡنَ سے عیسائی مراد ہیں، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عداوت کے کفر سے محبت کا کفر نرم ہے، یہود عداوت پیغمبر کی وجہ سے کافر اور عیسائی محبت پیغمبر میں حد سے بڑھ کر کافر ہوئے مگر رب نے یہود کو مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ فرمایا، اور عیسائیوں کو گمراہ، دوسرے یہ کہ مومن کو چاہئے کہ عقائد، اعمال، سیرت، صورت ہر چیز میں یہود نصاریٰ اور تمام کفار سے علیحدہ رہے نہ ان کی سی صورت بنائے اور نہ ان کی رسمیں اختیار کرے نہ ان کے سے عقیدے اختیار کرے، کیونکہ یہ تمام چیزیں کفار کا راستہ ہیں مسائل:۔ (۱) ناجائز کام میں بسم اللہ پڑھنا منع ہے کہ اس میں رب کے نام کی توہین ہے (۲) ذبح کے وقت پوری بسم اللہ نہ پڑھے بلکہ یوں کہے 'بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ' کیونکہ وہ قہر کا کام ہے رحمت کا نام نہ لے (۳) خطبہ جمعہ میں حمد واجب ہے خطبہ نکاح میں اور دعاء اور مستحب کام میں حمد الٰہی مستحب، کچھ کھا پی کر حمد سنت مؤکدہ ہے، مقتدی امام کے پیچھے نہ الحمد پڑھے نہ سورۃ کیونکہ امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ بحکم قرآنی خاموش رہنا اور قرأت کا سننا فرض ہے اس مسئلہ کی پوری تحقیق جاء الحق حصہ دوم میں ہے سورہ فاتحہ پڑھ کر آہستہ آمین کہنا چاہئے کیونکہ آمین دعا ہے اور قرآنی حکم ہے اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً (اعراف: ۵۵)۔

بقیہ صفحہ ۳

کر ماننا معتبر نہ ہوگا (۵) نماز قائم رکھنے کے معنی ہیں ہمیشہ پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا، صحیح طریقہ سے پڑھنا، اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز مقدم ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز فرض واجب، سنت، سب ادا کرتا رہے اور خشوع وخضوع سے ادا کرے (۶) من سے معلوم ہوا کہ سارا مال خرچ نہ کرے کچھ راہ خدا میں دے اور کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے رکھے اس کی تفصیل حدیث شریف نے بیان فرمادی، رزقنا سے معلوم ہوا کہ مال حلال طیب اللہ کی راہ میں دے رب فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران: ۹۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ایک دفعہ ہی خیرات پر قناعت نہ کرے بلکہ خیرات کرتا رہے فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ سال میں ایک بار اور نفل جب چاہے۔ زکوٰۃ بھی حساب لگا کر تھوڑی تھوڑی دیتا رہے اس خرچ کرنے میں زکوٰۃ صدقات محفل میلاد میں خرچ گیارہویں شریف وغیرہ، غرضیکہ ہر کار خیر میں خرچ کرنا شامل ہے کہ وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے، ایصال ثواب اس کا ہدیہ ہے (۷) مَاۤ اُنۡزِلَ سے پورا قرآن اور شریعت کے سارے احکام مراد ہیں، اس میں حدیث شریف بھی داخل ہے کیونکہ وہ بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے اگر صرف قرآن ماننا کافی ہوتا تو اتنی دراز عبارت نہ ارشاد ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتب پر ایمان لانا فرض ہے مگر پچھلی کتب پر اجمالاً اور قرآن پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے (۸) آخرت سے مراد قبر، حشر، جنت، دوزخ وغیرہ سب کچھ ہے معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ آخرت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے صحیح ایمان مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اسی لئے هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ حصر سے فرمایا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت پر کامل ایمان جب ہوگا جب نیک اعمال بھی کرے، غافل مسلمان عملی طور پر کامل نہیں، اس لئے اس سے پہلے اعمال کا ذکر بھی فرمایا۔

بقیہ صفحہ ۴

کہ مومن اور کافر دونوں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں۔ صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کلی فساد کی جڑ ہے۔ سونا خالص اچھا ہے۔ مومن خالص مبارک۔ (۱۱) اگر الناس سے مراد صحابہ ہوں تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے، جو صحابہ کی طرح ہو۔ صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے اور اگر عام مسلمان مراد ہوں، تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے جو عام مومنین کا ہو۔ عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہئے، حدیث شریف میں ہے، جسے مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے محفل میلاد گیارہویں وغیرہ کو عام مسلمان اچھا سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے۔ جیسے روافض صحابہ کو، خوارج اہل بیت کو، غیر مقلد امام ابوحنیفہ کو، وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں، ان سب کو ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے۔ کہ رب نے انہیں جواب میں احمق فرمایا۔ تیسرے یہ کہ علماء کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ بے دینوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے

بقیہ صفحہ ۵

کا جھوٹ بولنا ممکن ماننا انتہا درجہ کی حماقت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو (۱۱) اس طرح کہ پہلے ایمان لاؤ پھر عبادت کرو۔ کیونکہ کافر عبادت کا مکلف نہیں یا یہ کہا جاوے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے کافرو اپنے رب پر ایمان لاؤ

بقیہ صفحہ ۶

سے ہے اور وہاں کی نعمتیں اعمال سے اور رب کا دیدار محض اللہ کے فضل سے نیز دخول جنت ایمان سے اور دخول اول اعمال سے ہے۔ یہ قانون ہے۔ فضل الٰہی اور چیز ہے (۹) یعنی دنیا میں یا جنت میں اس سے پہلے۔ جنت کے میوے شکل میں یکساں

اورلذت میں مختلف ہوں گے۔ (۱۰) اس میں دنیا کی بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی، مومنہ بیوی اپنے آخری مومن خاوند کے ساتھ ہوگی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں غیرجنس کے ساتھ نکاح جائز ہے کیونکہ حوریں، انسان اور حضرت آدم کی اولاد نہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہوں گی، دنیا میں نکاح کے لئے ہم جنس ہونا شرط ہے۔ (۱۱) کفار عرب کہا کرتے تھے کہ اگر قرآن مجید کلام الٰہی ہوتا تو اس میں مکھی مچھر وغیرہ کی مثالوں کا ذکر نہ ہوتا کہ ان کا ذکر اللہ کی شان کے خلاف ہے، اس کے جواب میں یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا جاننا یا ذکر کرنا برا نہیں اگر چہ وہ چیز خود بری ہو، جولوگ کہتے ہیں کہ شعر وغیرہ کا جاننا حضور کی شان کے خلاف ہے، وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ جب شعر کا جاننا خدا کی شان کے خلاف نہیں تو حضور کی شان کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے

بقیہ صفحہ ۷

مگر بغیر تقرر کے (۹) اس سے معلوم ہوا کہ عصمت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اس کے لئے اپنا استحقاق بیان کرنا جائز ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔ (یوسف: ۵۵) (۱۰) معلوم ہوا کہ تمام کے نام آدم علیہ السلام کو آ بھی گئے کیونکہ تعلیم سکھانے کو کہتے ہیں نہ کہ محض بتانے کو جیسے واعظ وعظ میں لوگوں کو مسائل بتادے تو لوگوں کو وہ مسائل آنا ضروری نہیں مگر سکھانے میں کوشش ہوتی ہے کہ شاگرد سیکھ بھی جائے۔

بقیہ صفحہ ۸

چونکہ آدم علیہ السلام جزا کے لئے اس وقت جنت میں نہ گئے تھے لہٰذا مکلف تھے اب وہاں تکلیف شرعی نہ ہوگی (۱۰) یہاں ظلم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم بمعنی خطاوار ہے، اب جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے، نبی یہ لفظ خود اپنے لئے فرمادیں تو یہ ان کا انکسار ہے، رب فرما دے تو وہ مالک ومختار ہے بندوں کو یہ کہنے کا حق نہیں (۱۱) شیطان کا اس وقت تک جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا اگر چہ وہاں سے نکال دیا گیا تھا مگر جانا آنا تھا۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے کہ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ پھر بھی وہاں شیطان کا داؤ چل گیا۔ نہ تو ہم معصوم ہیں نہ دنیا جگہ محفوظ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔ (۱۲) اِهْبِطُوْا میں خطاب اولاد آدم علیہ السلام سے ہے جو آپ کی پشت میں تھی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہم کو آدم علیہ السلام جنت سے باہر نہ لائے بلکہ ان کو ہم باہر لائے کیونکہ ان کی پشت میں کافر منافق سب ہی تھے۔ رب کا منشا یہ تھا کہ دنیا میں جا کر ان خبیثوں کو اپنی پشت سے نکال آویں، پھر یہاں آجاویں اگر آدم علیہ السلام یہاں رہتے تو یہ تمام مردودین یہاں ہی پیدا ہوں گے اور جنت ان کی جگہ نہیں اس لئے اهبطوا صیغہ جمع فرمایا آگے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ سے بھی یہی معلوم ہورہا ہے کیونکہ دشمنی وغیرہ آدم علیہ السلام میں نہ تھی ان کی اولاد میں تھی خیال رہے کہ آدم علیہ السلام سراندیپ پہاڑ پر ہند میں اور حوا جدہ شریف میں اتاری گئیں (۱۳) یعنی اپنی آخری عمر تک (۱۴) وہ کلمے حضور کے وسیلے توبہ کرنا تھے کیونکہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا تو وہ جنت سے باہر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ (۱۵) توّاب توبہ سے بنا۔ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ اگر یہ اللہ کی صفت ہوتو معنی ہیں غضب سے رحم کی طرف رجوع کرنا اور اگر بندے کی صفت ہوتو معنی ہیں نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا۔ لفظ ایک ہے نسبت سے معنی مختلف، ہماری توبہ میں تین چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر ندامت، آئندہ کے لئے نہ کرنے کا ارادہ۔ اپنے قصور کا اقرار۔

بقیہ بر صفحہ ۹

کی تلقین کرتے ہو۔ خود ایمان نہیں لائے یہ کیوں (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل واعظ یا عالم رب کو ناپسند ہے بہترین واعظ وہ ہے جس کا عمل قول سے زیادہ وعظ وتبلیغ کرے۔ اسے دیکھ کر لوگ متقی بن جائیں (۱۲) کبھی ظن یقین کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اسی معنی میں ہے کیونکہ قیامت وغیرہ پر یقین چاہئے صرف گمان کافی نہیں (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عام طور پر لوگ نماز سے غافل رہتے ہیں۔ حج، زکوٰۃ، روزہ شوق سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز کی پابندی ایمان و خشوع کی علامت ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱

جس سے آنا فانا چوبیس ہزار اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ طاعون بنی اسرائیل پر عذاب تھا۔ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہ جائے اور اگر اپنی جگہ میں طاعون آجائے تو وہاں سے نہ بھاگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور گناہ سے بلائیں، بیماریاں آتی ہیں۔ (۹) اس طرح کہ قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا اور موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے یہ واقعہ سفر میں پیش آیا۔ جہاں پانی بالکل نہ تھا۔ وہ پتھر اور عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی اس پتھر پر عصا مار کر پانی نکال لیتے تھے۔

بقیہ صفحہ ۱۲

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول بندوں کا کام رب کی طرف نسبت ہوجاتا ہے کیونکہ یہ عہد موسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے عہد لیا ایسے ہی کوہ طور حضرت جبریل نے اٹھایا تھا اور رب نے فرمایا کہ ہم نے اٹھایا کہ ان کا کام ہمارا کام ہے۔ (۹) کیونکہ ساری توریت ایک دم آگئی تمام احکام کی پابندی ان پر اچانک پڑ گئی اور انہیں اس کے قبول کرنے سے انکار ہوا۔ تو ان پر طور کھڑا کردیا کہ قبول کرو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا آہستہ آہستہ آنا رب کی رحمت ہے کہ آسانی سے احکام پر عمل ہوگیا۔ (۱۰) جو دنیاوی تکالیف ہدایت کا ذریعہ بن جائیں وہ رب کی رحمت ہیں کہ طور اٹھانے کو نعمتوں میں شمار فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ توریت کی حفاظت کی ذمہ داری یہود پر ڈالی گئی کہ فرمایا گیا خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ (بقرہ: ۶۳) وہ نہ سنبھال سکے، مگر قرآن کی حفاظت خود رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرلی۔ لہٰذا محفوظ رہا۔

بقیہ صفحہ ۱۳

ہوئی کہ گائے کی کھال میں سونا بھر دیا جاوے۔ ماں باپ کی خدمت کا بدلہ دنیا میں بھی اولاد کو ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔

بقیہ صفحہ ۱۴

گے، اس پر یہ آیت اتری۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی صفت بیان کرنے میں بخل سے کام لینا یا لوگوں کو اس سے روکنا یہود کا طریقہ ہے موجودہ وہابیوں کو اس سے عبرت پکڑنا چاہئے کہ وہ حضور ﷺ کی نعت اور حضور کے ذکر کو مختلف حیلے بہانوں سے روکتے ہیں

بقیہ صفحہ ۱۵

اسی لئے صالحات کو مطلق رکھا۔ (۱۱) یہ عہد یا توریت شریف میں لیا گیا یا میثاق کے دن خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل سے لیا گیا۔ اول ظاہر ہے۔ (۱۲) ماں باپ کے ساتھ زندگی میں احسان یہ ہے کہ ان کا ادب کرے ان کی جانی مالی خدمت کرے، ان کے جائز حکموں کو مانے۔ ان کی خدمت کے لئے نوافل ترک کرسکتا ہے، فرائض واجبات نہیں چھوڑ سکتا۔

اگر ماں باپ کسی گناہ یا کفر میں مبتلا ہوں تو ان کو اچھی تدبیر سے روکے۔ والدین کے مرنے کے بعد ان سے بھلائی یہ ہے کہ ان کی وصیتیں پوری کرے۔ ان کے دوستوں کا احترام کرے۔ فاتحہ، تلاوت قرآن، دیگر صدقات کا ثواب بخشتا رہے اور ان کے اچھے مراسم کو جاری رکھے۔ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی ضروری ہے کہ رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ (۱۳) اس ترتیب ذکری سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے ماں باپ کا حق پھر دوسرے قرابت داروں کا پھر غیروں کا۔ غیروں میں بے کس یتیم مقدم ہیں کہ وہ مسکین بھی ہیں اور بے کس بھی۔ پھر دوسرے مساکین۔ (۱۴) کہ انہیں گناہوں سے روکو اور نیک کام کی رغبت دو، اس میں دینی وعظ بھی داخل ہیں اور عام تبلیغ بھی شامل (۱۵) معلوم ہوا کہ دین موسوی میں زکوٰۃ اور نماز فرض تھی اس میں اسلامی نماز سے کچھ فرق تھا ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم حصہ مال کی زکوٰۃ فرض تھی۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ سارے بنی اسرائیل سرکش نہیں ہوئے تھے، کچھ قائم بھی رہے۔ وہی ہمارے حضور ﷺ کا زمانہ پا کر ایمان لے آئے اور کیوں نہ ہوتا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت ضرور مسلم رہے وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔ (بقرہ: ۱۲۸)

بقیہ صفحہ ۱۷

کی تعظیم ایمان کا رکن اعلیٰ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے کہ موجودہ بنی اسرائیل نے انبیاء کرام کو شہید نہ کیا تھا۔ مگر چونکہ وہ قاتلین کی اس حرکت سے راضی تھے اور قاتلین کو عظمت سے یاد کرتے تھے۔ لہٰذا انہیں بھی قاتلوں میں شامل کیا گیا۔ یہی حال نیک اعمال کا بھی ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کی گائے پرستی اصل میں بنی اسرائیل سے چلی ہے لہٰذا مسلمانوں کو گائے کی تعظیم کرنا، کفار کے معظم دنوں کی عزت کرنا حرام ہے کہ اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ (۱۳) یعنی درحقیقت تم موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں مانتے کہ ان کے معجزات ید بیضا دیکھنے کے باوجود تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

بقیہ صفحہ ۱۸

خبری صرف مسلمانوں کو دیتا ہے۔ ایمان کی ہدایت سارے انسانوں کو۔ دوسری جگہ ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ

(بقرہ: ۱۸۵)۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل، بلکہ سارے فرشتوں سے افضل ہیں اسی لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبریل غذائے روح یعنی وحی لاتے ہیں، اور حضرت میکائیل غذائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ سے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ خدا کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا کے پیاروں کی محبت رب کی محبت ہے فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱) یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب کے خدام بھی پیارے ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل خادم انبیاء ہیں۔ اسی لئے خدا کو اتنے پیارے ہیں کہ ان کا دشمن رب کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔ یہی حال انبیاء، اولیاء سے عداوت رکھنے کا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۹

کہ اکثر جادو کفر ہوتا ہے یا تو اس طرح کہ اس میں شرکیہ کلمے ہوتے ہیں، یا اس کی شرائط میں شرک ہوتا ہے تیسرے یہ کہ جادو سکھانا کفر نہیں جبکہ اس سے بچنے کے لئے اس کی برائی بیان کر کے سکھائے، ہاں اس پر عمل کرنے کے لئے سکھانا کفر ہے۔ جیسا کہ شیاطین سکھاتے تھے، دیکھو بچنے کے لئے کلمات کفریہ فقہا سکھا دیتے ہیں، کفر جاننا کفر نہیں کفر ماننا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ (۱۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں دوسرے یہ کہ کفار بھی نقصان نفسانی پہنچا دیتے ہیں۔ جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ (الاسراء: ۸۲) ایسے ہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران: ۴۹)۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ علم سحر بھی خدائی علموں میں سے ایک علم ہے جس کی بقا رب کو منظور ہے (عزیزی) اسی لئے اس کے سکھانے کے لئے ملائکہ بھیجے۔ مسئلہ:۔ جو جادو کفر ہے اس کا کرنے والا مرتد ہے اور جو جادو کفر نہیں مگر جادوگر لوگوں کو اس سے ہلاک کرتا ہے وہ ڈاکو کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:۔ جادو کو توڑنے کے لئے جادو سیکھنا کفر نہیں جبکہ اس میں کفریہ کلمات نہ ہوں۔ (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے جادو سیکھنا حرام ہے لہٰذا دفع نقصان کے لئے جائز ہے، دوسرے یہ کہ اہل کتاب بھی جانتے تھے کہ جادو بری چیز ہے اس سے آخرت کی محرومی ہے۔

بقیہ برصفحہ ۲۰

کے دوست ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے دشمن، اس میں فرق کرنا ضروری ہے۔ (۱۲) شان نزول یہود نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ آپ سارا قرآن ایک دم اتروا کر لائیں۔ ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ یہ سوال ایسا لغو ہے جیسا کہ تم لوگوں نے موسیٰ السلام سے کہا تھا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ فساد انگیز سوال منع ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں کی بارگاہ میں زیادہ پوچھ گچھ کرنا بے ادبی ہے، قول کم کرو عمل زیادہ کرو۔ زیادہ باتیں کرنے والے عمل میں صفر ہوتے ہیں۔ (۱۳) غیر ضروری یا فساد پیدا کرنے والے سوال کرنا بھی گناہ ہیں کیونکہ یہود نے حضور ﷺ سے یہی کہا تھا کہ آپ اچانک پوری کتاب کیوں نہیں لاتے، موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا تھا کہ آپ ہمیں رب کیوں نہیں دکھاتے، اس قسم کے سوالات منع ہیں۔ (۱۴) معلوم ہوا کہ حسد بڑی بری بیماری ہے، جس سے ایمان بھی ختم ہو سکتا ہے، شیطان کو حسد نے برباد کیا۔ رب تعالیٰ حسد سے بچائے۔ شان نزول، یہود نے جنگ احد کے موقعہ پر مسلمانوں سے کہا تھا کہا گر تم حق پر ہوتے تو شکست نہ کھاتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

بقیہ صفحہ ۲۱

دوسرے کے پیغمبر کا انکار کیا اور ایک دوسرے کی کتابوں کے منکر ہوئے، اس لئے ان پر یہ عتاب آیا۔ اب مسلمان تمام پیغمبروں کو برحق مان کر یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید کرتے ہیں لہٰذا اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اب آیت پر کوئی بھی اعتراض نہیں۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت مسجد میں قفل لگا رکھنا منع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسجد میں نماز سے روکنا منع ہے، کفار کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (التوبہ: ۲۸) اسی طرح کسی مسلمان کو شرعی مجبوری کی وجہ سے مسجد سے روکنا جائز ہے، جیسے

جنبی کو، منہ کی بدبو والے کو لہسن پیاز، حقہ کی بو جس کے منہ سے آ رہی ہو اس کو یہ نماز سے روکنا نہیں بلکہ ایذادہ چیز کو مسجد سے دور رکھنا ہے۔ جیسے کوڑے کو مسجد سے نکالنا۔

بقیہ صفحہ ۲۲

حضور ﷺ کسی نبی کی بشارت دینے والے نہیں بلکہ سب کی تصدیق فرمانے والے ہیں کیونکہ آخری نبی ہیں۔ (۱۱) یعنی دیگر انبیاء کرام کی امتیں ان کی تبلیغ کا انکار کریں گی۔ جس پر رب تعالیٰ تحقیقات فرمائے گا مگر ہمارے حضور ﷺ کے متعلق کوئی کافر بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی برتی۔ قیامت کے مقدمہ کی تحقیقات کا ذکر اس آیت میں ہے لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (بقرہ: ۱۴۳) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب جو دوزخ میں جائے تم سے یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے (۱۲) مطلب یہ ہے کہ کافر مومن سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ان سے اتفاق کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مومن ہو جاویں دوسرے یہ کہ معاذ اللہ ہم ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ ان دو صورتوں کے سوا اگر اتفاق ہو تو ان کی خود غرضی کی بناء پر ہوگا۔ جس کا بار بار تجربہ ہو چکا

بقیہ صفحہ ۲۳

اتباع جائز نہیں، بلکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یزید فاسق کے مقابل جان دے دی۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا۔ (۱۱) کہ سب مسلمان اپنی دینی ضرورتیں پوری کرنے کعبۃ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہاں پہنچ کر حج وعمرہ کرتے ہیں اور ادھر منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں دعا کرتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دفنائے جاتے ہیں، وہاں قتل و غارت سے امن ہے۔ مومن کو وہاں پہنچ کر انشاء اللہ عذاب الٰہی سے امن ہے۔ (۱۲) مقام ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا۔ وہ اب تک کعبہ شریف کے پاس موجود ہے۔ مصلّٰی بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کو سامنے لے کر طواف کے نفل ادا کرو۔ جیسا کہ آج بھی حاجی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم بوسی حاصل ہو جائے اس کی عظمت ہو جاتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں غیر اللہ کی تعظیم جائز ہے کہ مقام ابراہیم کا احترام نماز میں ہوتا ہے، لہٰذا عین نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم لگنے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور ﷺ کے ازواج و اصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا ہے۔ اس سے تبرکات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔ یہ سنت انبیاء ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع سجود دونوں تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہئے اور متولی صالح انسان ہیں۔ (۱۴) یعنی حرم شریف کو نمازیوں معتکفین اور طواف والوں کے لئے تمام ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک وصاف رکھو۔ پتہ لگا کہ طواف و نماز و اعتکاف بڑی پرانی عبادتیں ہیں جو زمانہ ابراہیمی میں بھی تھیں۔ (۱۵) خیال رہے کہ نیکی کر کے قبولیت کی دعا کرنا سنت خلیل ہے، لہٰذا بعد نماز جنازہ اور روزہ کے افطار کے وقت کی دعائیں بہتر ہیں کہ اس میں قبولیت کی دعا ہے

بقیہ صفحہ ۲۵

انبیاء میں گنایا ہے۔ (۹) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سارے نبیوں پر لائے، تعداد مقرر نہ کرے، کیونکہ انبیاء کرام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے درجوں میں فرق ہے۔ مگر نبوت میں فرق نہیں۔ (۱۰) اس طرح کہ بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں، یا اپنی طرف سے نبیوں کے مراتب میں فرق نہیں کرتے اللہ نے جو فرق رکھا ہے اسے مانتے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں کوئی عارضی نبی نہیں، سب اصلی ہیں، دوسرے یہ کہ سب نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ ہاں ان کے مراتب میں فرق ہے، بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔ رب فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ: ۲۵۳) مگر کوئی نبی کسی سے ادنیٰ نہیں وہ سب اعلیٰ ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۶

(۱۰) یعنی چونکہ تم کافر ہو، لہٰذا تمہیں ان پیغمبروں کے نیک اعمال فائدہ نہیں دے سکتے اور چونکہ تمہارا کفر ان کی رضا سے نہیں لہٰذا تمہارے شرک و کفر سے انہیں نقصان نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار مسلمانوں کے کام آئیں گے، حضور ﷺ نے ہماری طرف سے قربانی فرمائی اور جو کسی سے شرک کفر کرائے وہ اس کے کفر کا مجرم ہے لہٰذا اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۷

اور مطلع و نگہبان بھی۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (البروج: ۹)۔ لہٰذا مترجم کے یہ دونوں معنی بہت ہی مناسب ہیں (۸) تبدیلی قبلہ پر بہت سے ضعیف الاعتقاد اسلام سے پھر گئے، منافقین نے اسلام پر اعتراض شروع کر دیئے۔ پختہ اعتقاد والے قائم رہے، ان کا یہاں ذکر فرمایا گیا (۹) یہاں ایمان سے مراد نماز ہے یعنی جو لوگ تبدیلی قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے ان کی تمام نمازیں اور تمہاری بھی وہ نمازیں جو بیت المقدس کی طرف ہوئیں سب قبول ہیں۔ نماز دلیل ایمان ہے اس لئے اسے ایمان فرمایا گیا (۱۰) شان نزول۔ تبدیلی قبلہ کے بعد بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ جو صحابہ تبدیلی قبلہ سے پہلے وفات پا گئے ان کی نمازیں نیز ہماری پچھلی نمازوں کا کیا حال ہے جو بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ان نمازوں کا ثواب ملے گا۔ (۱۱) شان نزول۔ حضور ﷺ کو شوق تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے ایک دن نماز کی حالت میں حضور ﷺ بجائے زمین، آسمان کو ملاحظہ فرما رہے تھے انتظار وحی میں کہ اب تبدیلی قبلہ کا حکم آ جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں وہ نقشہ دکھایا گیا یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ تبدیلی قبلہ حضور ﷺ کی خواہش کی بناء پر ہے جب حضور کی خواہش سے کعبہ، قبلہ بن سکتا ہے تو اگر حضور ﷺ مجھ جیسے گنہگار کی بخشش چاہیں تو خدا ضرور بخش دے گا۔ (۱۲) یعنی آپ انتظار وحی میں عین نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ہم آپ کا یہ دیکھنا محبت سے دیکھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا نماز میں وحی کے انتظار میں آسمان کو دیکھنا مکروہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ کعبہ قبلہ بننے میں حضور کا محتاج ہے، جب کعبہ حضور کا محتاج ہوا تو تمام مخلوق رحمت الٰہی ملنے میں حضور ﷺ کی دست نگر ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی فرماتا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ: ۵)۔ (۱۴) یعنی ابھی نماز کی حالت میں اپنا منہ کعبہ کی طرف موڑو۔ (۱۵) معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے مگر دور والوں کے لئے سمت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے مکہ والوں کو عین کعبہ کی طرف جیسا کہ شطرہ سے

معلوم ہوا۔ (12) کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور ﷺ کے حالات طیبہ میں یہ بھی ہے کہ آپ امام القبلتین ہوں گے اگر چہ بظاہر انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل جانتے ہیں تو یہ تبدیلی قبلہ حضور ﷺ کی نبوت کی اعلیٰ دلیل ہے (14) یعنی اہل کتاب کی قسمت میں ایمان نہیں اور ان کے دل میں حضور ﷺ سے حسد ہے۔ معلوم ہوا کہ جس سینہ میں حضور ﷺ کا کینہ ہے وہ کبھی ہدایت پر نہیں آ سکتا اسے قرآن و معجزات دلائل عقلی و نقلی مفید نہیں ہو سکتے

بقیہ صفحہ ۲۸

کہ اس علامت کو دیکھ کر یہود و نصاریٰ ایمان لے آتے لیکن وہ الٹے اور حجت بازی کرتے ہیں (13) یعنی جس وقت بھی تم نکلو تو کعبہ ہی کو منہ کرو۔ یا سفر میں جہاں کہیں ہو تو کعبہ کو منہ کرو لہٰذا پہلے حیث میں جگہ کا عموم ہے اور یہاں مِنْ حَيْثُ میں وقت کی تعمیم ہے، یا پہلے مِنْ حَيْثُ میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں کی تعمیم ہے اور یہ مِنْ حَيْثُ دوسرے شہروں یا جنگل کی تعمیم کے لئے، یا پہلے مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ میں حضور سے خطاب ہے اور یہاں ہر مسلمان سے لہٰذا آیت میں تکرار بالکل نہیں کئی طرح فرق ہو سکتا ہے، (14) یعنی مشرکین مکہ کو اب یہ طعنہ دینے کا موقع نہ رہا کہ حضور ﷺ خود کو ابراہیمی کہتے ہیں مگر ابراہیمی قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے۔ (15) لہٰذا ان کے جہلاء اب بھی یہ طعنہ دیں گے کہ ان مسلمانوں کا کوئی اعتبار نہیں کبھی کسی کو قبلہ بناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسے لوگوں کی پروا نہ کرو۔ یہ تو طعنے دیتے ہی رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ دین پر عمل کرنے میں کسی کے طعن و تشنیع کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ جو شخص چھوٹی ہوئی سنت جاری کرے سو شہیدوں کا ثواب پائے گا کیونکہ شہید ایک مرتبہ زخم کھا کر فوت ہو جاتا ہے مگر یہ شخص ہمیشہ زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۹

ان میں سے جو دین کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو وہ بہت اعلیٰ درجہ والا ہے مگر یہ حیات ابدی ہر شہید کو عطا ہوتی ہے نبی کی زندگی ان سے بھی زیادہ قوی ہے کہ ان کا مال وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا۔ ان کی بیویاں نکاح نہیں کر سکتیں۔ (11) یعنی نہ زبان سے انہیں مردہ کہو نہ دل سے ان کے مردہ ہونے کا اقرار کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا (آل عمران: ۱۶۹) (12) یعنی شہداء کی زندگی احساس دنیاوی نہیں اسی لئے ان پر شرعی احکام مردے کے سے جاری ہوتے ہیں۔ جیسے قبر، دفن تقسیم میراث، ان کی بیویوں کا نکاح بعد عدت اور جگہ کر سکنا (13) یعنی اللہ کا ڈر۔ رمضان کی بھوک۔ زکوٰۃ کے ذریعہ کا مال کم ہونا۔ اولاد جو دل کا پھل ہے اس کا مر جانا۔ یہ سب مومن کا امتحان ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں (14) یعنی ایسے صابروں پر اللہ کی عام رحمتیں بھی ہیں اور خاص بھی (15) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ چیز عظمت والی بن جاتی ہے، صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے دوسرے یہ کہ معظم چیزوں کی تعظیم و توقیر دین میں داخل ہے اسی لئے صفا مروہ کی سعی حج میں شامل ہوئی۔ تیسرے یہ کہ برکت والے مقام پر اگر گناہ ہونے لگیں تو گناہوں کو مٹاؤ مگر ان مقامات کو معظم سمجھو کہ یہ دونوں پہاڑ باوجود بت رکھے جانے کے اسلام میں عظمت والے رہے (16) بلکہ سعی نہ کرنے میں گناہ ہے کیونکہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے، یعنی بت پرستوں کی بدمعاشی کی وجہ سے تم سعی نہ چھوڑو (17) شان نزول، زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ پہاڑوں پر دو بت اساف، نائلہ رکھے گئے تھے، کفار حج میں ان دو پہاڑوں کی سعی کرتے وقت ان بتوں کی قدم بوسی کرتے تھے، فتح مکہ پر یہ بت بھی یہاں سے ہٹا دیئے گئے مگر مسلمانوں کو صفا مروہ کی سعی گراں گزری کہ یہ فعل کفار سے مشابہ تھا۔ انہیں سمجھانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم یہ نہ دیکھو کہ یہاں بت رکھے گئے تھے بلکہ یہ دیکھو کہ ان پر حضرت ہاجرہ کے قدم پڑے، جن کی برکت سے یہ پہاڑ شعار اللہ بن گئے چونکہ ان بزرگوں نے اس سعی کو گناہ سمجھا تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ سعی گناہ نہیں بلکہ سعی واجب ہے کہ نہ کرنا گناہ ہے

بقیہ صفحہ ۳۰

انشاء اللہ حضور کے سہارے ہم گنہگار تیر جائیں گے۔ (13) یعنی آسمان کی طرف سے اس طرح کہ سمندر کا پانی سورج کی گرمی سے بھاپ بن کر اوپر گیا۔ وہاں جم کر بادل بنا اور پھر ٹھنڈک سے زمین پر ٹپک پڑا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، یا یہ معنی ہیں کہ پانی کا خزانہ اگر چہ سمندر ہے جو زمین پر ہے مگر پانی کا ٹکسال جہاں پانی بنتا ہے، وہ آسمان ہے لہٰذا بارش آسمان سے ہی آتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (الذاریات: ۲۲) (14) جیسے کہ زمین اپنی پیداوار میں آسمان کے پانی کی حاجت مند ہے۔ ایسے ہی مخلوق نگاہ پاک مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہے کہ کسی کی کوئی نیکی ان کے وسیلہ کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ ہمارے اعمال تخم ہیں اور رضا مصطفوی رحمت کی بارش (15) یہ کہ بادل ہوا وغیرہ تابع فرمان ہیں ہمیشہ تمہارے کام میں لگے ہیں، تم کو چاہئے کہ ہر حال میں اللہ و رسول کے تابع فرمان رہو۔ (16) اس سے معلوم ہوا کہ علم سائنس، علم ریاضی، ہیئت وغیرہ سیکھنا، رب کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے۔ بشرطیکہ ان علوم کو دین کا خادم بنایا جائے اس سے پتہ لگانا چاہئے کہ جب زمانہ کو قرار نہیں تو زمانہ کی چیزوں کی بھی قرار نہیں۔ قومیں اور اشخاص ترقی و تنزل کے منازل سے گزرتے رہیں گے

بقیہ صفحہ ۳۱

پالا ہوا جانور حرام نہیں حلال ہے جب وہ رب کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پانچویں یہ کہ کفار مومن کے بعد شرعی احکام کے مکلف ہوتے ہیں لہٰذا ہم کافروں کو شریعت پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے (9) جس چیز کو رب یا اس کے رسول نے حرام نہ فرمایا ہو وہ حلال ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب نے بے قید ان سب کو حلال طیب فرمایا (10) یعنی تم جو کہتے ہو کہ بحیرہ و سائبہ وغیرہ جانور حرام ہیں۔ انہیں خدا نے حرام نہ کیا تم رب پر بہتان باندھتے ہو اس سے باز آ جاؤ (11) اس سے معلوم ہوا کہ بلا دلیل کسی چیز کو حرام کہنا شیطان کی پیروی کرنا ہے جیسے کفار مکہ بحیرہ، سائبہ جانوروں کو بلا دلیل حرام کہتے تھے۔ اس سے وہابیوں کو عبرت لینی چاہئے کہ وہ بلا دلیل فاتحہ میلاد شریف وغیرہ کو حرام کہہ دیتے ہیں (12) گمراہ باپ دادوں کی پیروی کرنا شریعت کے مقابلہ میں حرام ہے بزرگان دین کی پیروی کرنا اور شرعی روشنی میں ان کی راہ چلنا بہت اعلیٰ چیز ہے رب فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ (التوبہ: ۱۱۹) اور فرماتا ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ حضور ﷺ فرماتے ہیں جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، اس لئے یہاں ارشاد ہوا وَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ

بقیہ صفحہ ۳۲

توریت چھپا لیں یا بدل دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ توریت کی آیتیں دنیاوی مال و متاع کی خاطر بدلتے یا چھپاتے ہیں۔ یہ ہے ذلیل قیمت خریدنا۔ (11) یا اس

طرح کہ یہ حرام غذائیں انہیں دوزخ میں پہنچائیں گی اور یا اس طرح کہ خود یہ غذائیں وہاں آگ کی شکل میں نمودار ہوں گی جسے یہ دوزخی لوگ کھائیں گے ⓬ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حشر میں رب کا کلام نہ فرمانا بھی عذاب ہوگا۔ یا کلام رحمت نہ فرمانا عذاب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ یہ تینوں عذاب ان چھپانے والے کافروں مجرموں کے لئے خاص ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان سے بچائے گا۔ ان سے کلام بھی کرے گا ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا انہیں دردناک عذاب بھی نہ دے گا ⓭ یعنی وہ ہدایت جس کے حاصل کرنے پر قادر تھے یا وہ ہدایت جو یثاق کے دن انہیں ملی تھی اور جس پر وہ پیدا ہوئے تھے ورنہ ان بدنصیبوں کے پاس ہدایت تھی ہی نہیں ⓮ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا توریت شریف۔ پہلی صورت میں اختلاف سے مراد ہوگا نہ ماننا اور دوسری صورت میں اس سے مراد ہوگا صحیح طور پر نہ ماننا کیونکہ یہود قرآن کو تو بالکل نہ مانتے تھے اور توریت کو ماننے کے دعویدار تھے، مگر صحیح طور پر نہ مانتے تھے، ورنہ حضور ﷺ پر ایمان لے آتے ⓯ اگر اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ صرف کعبہ کو منہ کر کے نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔ دل میں عقائد درست رکھو اس سے معلوم ہوا کہ ہر اہل قبلہ مومن نہیں بلکہ ان میں بعض مرتد بھی ہیں، جیسے مرزائی، اور رسول یا صحابہ کی توہین کرنے والے امام حنیفہ قدس سرہ کا فرمان ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس سے مراد وہ ہیں جن کے عقائد خراب نہ ہوں نہ کہ صرف کعبہ کو منہ کر کے نماز پڑھ لینے والے، جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے اور اگر اس میں یہود ونصاریٰ سے خطاب ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اب بیت المقدس کا مشرقی یا مغربی حصہ قبلہ نہ رہا اب ادھر منہ کرنا بھلائی نہیں، مسلمان بنو اور کعبہ کو منہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۳۳

⓳ کفار سے بدلہ لو اپنے نفس سے بدلہ لو۔ ظالم مسلمان سے بدلہ لو۔ اگر گناہ ہو جائے تو بعد میں نیکی کر لو۔ اس میں دنیاوی اور دینی زندگی ہے قصاص کے بغیر قوم مردہ ہے ⓴ جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر وصیت کرنا واجب تھی۔ کیونکہ اس وقت صرف وصیت پر مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ⓫ خیراً سے معلوم ہوا کہ اپنے مال میں وصیت ہوگی دوسرے کے مال میں نہیں

بقیہ صفحہ ۳۴

⓭ معلوم ہوا کہ مسافر کو اگرچہ روزہ قضا کر دینے کی اجازت ہے مگر روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ⓮ یعنی روزوں کے لئے ماہ رمضان اس لئے منتخب ہوا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم لوح محفوظ سے منتقل ہو کر آسمان اول پر لایا گیا۔ جہاں سے آہستہ آہستہ ۲۳ سال میں حضور ﷺ پر اترا۔ چونکہ یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ لہٰذا اس میں روزے رکھو۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں سوائے ماہ رمضان کسی مہینہ کا نام نہیں، جیسے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہیں اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہیں ⓯ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جس وقت کو کسی اشرف چیز سے نسبت ہو جائے وہ قیامت تک اشرف ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ اس میں نعمت تو ایک بار آچکی مگر جب وہ تاریخ یا مہینہ آئے تو اس نعمت کی یادگار منائی جائے۔ تیسرے یہ کہ اس وقت میں خوشی منانا عبادت کرنا محمود ہے لہٰذا عید میلاد النبی کی خوشی بہتر ہے۔ ⓰ قرآن شریف کے ۲۳ نام ہیں، جن میں سے ایک نام قرآن ہے۔ یعنی جمع کرنے والی کتاب۔ جس نے سارے انسانوں کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیا یا پڑھی ہوئی کہ اس کا نزول لکھ کر نہ ہوا۔ دوسرا نام فرقان ہے۔ یعنی کافر و مومن حرام حلال میں فرق کرنے والی کتاب۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کا مقدمہ ⓲ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا روزہ فرض ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی رمضان بھر بے ہوش رہا اس پر روزہ فرض نہیں کیونکہ اس نے ماہ رمضان پایا ہی نہیں اور جو ایک ساعت کے لئے ہوش میں آ گیا اس پر سارے روزے فرض ہو گئے ⓳ یعنی رمضان کی فرضیت سے قضا کی اجازت نہ جاتی رہی۔ اب بھی تم سفر و مرض کی وجہ سے قضا کر سکتے ہو۔ لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں

بقیہ صفحہ ۳۵

پھر آنکھ کھلی تو بیوی نے کھانا پیش کیا نہ کھایا اور کل پھر روزہ رکھ لیا۔ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے تب یہ آیت اتری اور صبح سے پہلے تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ ⓫ اس سے معلوم ہوا کہ رات آنے پر روزہ افطار کر دینا فرض ہے لہٰذا روزہ وصال یعنی بغیر افطار، روزہ پر روزہ ناجائز ہے اس حکم میں حضور داخل نہیں۔ حضور ﷺ کے لئے صوم وصال جائز تھا۔ ⓬ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اعتکاف میں صحبت کرنا حرام ہے خواہ اعتکاف نفلی ہو یا سنت یا فرض، دوسرے یہ کہ مرد کا اعتکاف صرف مسجد میں ہو سکتا ہے گھر وغیرہ میں نہیں ہو سکتا۔ اعتکاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا، یہ تین قسم کا ہے۔ فرض جس کی نذر مان لی جائے۔ یہ کم از کم ایک دن رات کا ہوتا ہے سنت، یہ رمضان کا آخری پورا عشرہ، ان دونوں اعتکافوں میں روزہ ضروری ہے، اعتکاف نفل، یہ ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے، اس میں روزہ لازم نہیں۔ جب مسجد میں آئے، اعتکاف کی نیت کرے۔ ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ حرام ذریعہ کی کمائی بھی حرام ہے، جیسے گانا، ناچنا، داڑھی مونڈنے، سینما کی اجرتیں، کہ یہ سب حرام ہیں

بقیہ صفحہ ۳۶

⓭ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا مٹانا نہیں ہے بلکہ کفر کا زور توڑنا ہے تا کہ اسلام کی اشاعت میں دشواری نہ واقع ہو ⓮ اس طرح کہ مسلمانوں کو رب کی عبادت کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے یا یہ مطلب ہے کہ مکہ معظمہ میں صرف مسلمان ہی رہیں جو ایک اللہ کی عبادت کریں دوسری قوم نہ رہے ⓯ معلوم ہوا کہ ظالم مسلمان کو قتل کیا جائے گا، جیسے ڈاکو قاتل باغی وغیرہ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے ف ۵ یعنی ۶ ھ میں کفار مکہ نے جب تمہیں عمرہ کرنے سے ماہ ذیقعدہ میں روکا اور تم سے جنگ کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ حرم اور ذیقعدہ ماہ حرام میں جنگ کرنا سخت جرم تھا تو اگر تم نے ان کے جواب میں اس وقت دفاعی جنگ کی تیاری کرتے ہوئے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی اور پھر ۷ ھ ذیقعد میں عمرہ قضا ادا کر لیا تو کوئی جرم نہیں اس آیت میں ان لوگوں کو جواب دیا گیا جو مسلمانوں کی حدیبیہ والی تیاری جنگ پر اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے حرم شریف اور ماہ ذیقعد میں جو ماہ محترم ہے جنگ پر آمادگی کیوں کی

بقیہ صفحہ ۳۷

تو رکے ہوئے ہوں اور میں عمرہ کر لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان غنی نے حضور ﷺ کے احصار کو اپنا احصار تصور فرمایا، یہ کمال ایمان تھا۔ آداب دانائی اور ہیں سوختہ جان را نائی کچھ اور ⓬ یعنی یہاں تمتع لغوی معنی میں ہے جو قران اور شرعی تمتع دونوں کو شامل ہے جو شخص تمتع اور قران کرے وہ شکریہ کی قربانی دے اور چونکہ یہ قربانی شکریہ کی ہے جرمانہ کی

نہیں لہٰذا اس جانور سے خود بھی کھا سکتا ہے اور ہر امیر غریب کو دے سکتا ہے (۱۴) ساتویں آٹھویں نویں ذی الحج (۱۵) یعنی تمتع یا قران کا جائزہ ہونا غیر مکی کے لئے ہے مکہ کے رہنے والے کے لئے تمتع ہے نہ قران کیونکہ اسے حج کے زمانے میں عمرہ کرنا ہی منع ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسجد حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضافات کا علاقہ مراد ہے لہٰذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو اس کا یہی حکم ہے کہ زمانہ حج میں عمرہ نہ کرے اہل سے مراد بیوی یعنی جس کی بیوی مکہ معظمہ میں رہتی ہو اس کو تمتع کرنا منع ہے۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے

بقیہ صفحہ ۳۸

معاملات سب باتوں میں غلطی کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے صدقہ سے تمہاری بگڑی بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ کی بڑی نعمت ہیں اس کا بڑا شکریہ ادا کرنا چاہئے (۱۲) یہاں اَفِیْضُوْا میں قریش سے خطاب ہے اور الناس سے عام حجاج مراد ہیں۔ یعنی قریشیو! تم بھی عرفات جایا کرو اور دیگر حاجیوں کے ساتھ وہاں سے ہی واپس پلٹا کرو (۱۳) معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے اور کفار عرب اپنے باپ داداؤں کا ذکر علانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی علانیہ کرنا چاہئے (۱۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف دنیا طلب کرنا بری چیز ہے ہر عبادت میں ہر دعا میں اللہ کی رضا کی تلاش کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے سخی تو مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں، رب ایسا کریم ہے کہ نہ مانگنے یا کم مانگنے پر ناراض ہوتا ہے۔ لہٰذا خوب مانگو، اور ہر وقت مانگو۔ خیال رہے کہ یہ آیت ان کافروں کے لئے ہے جو آخرت کے قائل نہ تھے۔ اس لئے صرف دنیا چاہتے تھے۔ لہٰذا ارشاد ہوا کہ انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ (۱۵) یہ دعا جامع الدعوات ہے کہ تھوڑے الفاظ میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں مانگی گئیں۔ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے

بقیہ صفحہ ۳۹

تو سیرت وصورت میں ہر طرح مسلمان ہو۔ گندے گلاس میں اچھا شربت نہیں پیا جاتا۔ مشرکوں کی سی صورت میں قرآن پڑھنا مناسب نہیں۔ اپنے ظاہر و باطن دونوں کو سنبھالو۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ مسلمان کا دوسرے مذاہب، یا دوسرے دین والوں کی رعایت کرنا شیطانی دھوکے میں آنا ہے۔ اونٹ کھانا اسلام میں فرض نہیں مگر یہودیت کی رعایت کے لئے نہ کھانا بڑا سخت جرم ہے۔ ہندوستان میں گائے کی قربانی ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے بند کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ یا کسی جگہ اذان بند کرنا یا اذان آہستہ آواز سے دینا سب اسی میں داخل ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۰

کہ اگر عام علماء یہود آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ ملول نہ ہوں۔ پہلے ہی سے یہ دستور رہا ہے۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ کہلائے گا جو باطل پر ہو۔ علماء حقانی جھگڑالو نہیں۔ پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو پولیس جھگڑالو نہیں بلکہ ڈاکو جھگڑالو ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہدایت ربانی دستگیری نہ کرے تو علم نرا جھگڑا اور فساد ہے۔ اگر رب کے فضل کے ساتھ ہو تو جھگڑے دفع کرنے والا ہے۔ کبھی علم بھی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسے شیطان کا علم۔ رب فرماتا ہے: وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (جاثیہ: ۲۳) (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستہ کی ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے۔ علم، نسب، قوم، نبی کی اولاد ہونا اس کے لئے کافی نہیں

بقیہ صفحہ ۴۱

کہ تم مسلمانوں کو ایک غلطی پر طعنہ دے رہے ہو اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ (۱۱) خلاصہ جواب یہ ہوا کہ عبداللہ ابن جحش نے غلط فہمی کی بنا پر یہ جنگ کی لہٰذا وہ گنہگار نہ ہوئے تم اپنی خبر لو۔ تم دیدہ دانستہ اتنے بڑے بڑے جرم کر کے مسلمانوں کی ادنیٰ غلطی پر اعتراض کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں پر جو اعتراض ہو رب اس کا جواب دیتا ہے۔ خود انہیں جواب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس سے صحابہ کی شان معلوم ہوئی

بقیہ صفحہ ۴۲

جو ہمیشگی سے کبیرہ بن جاتے ہیں (۱۰) یہاں ایک فعل چھپا ہوا ہے۔ یعنی ضروریات سے بچا ہوا خیرات کرو اگر یہ امر وجوب کے لئے ہے تو زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہے اور اگر استحباب کے لئے ہے تو اب بھی باقی ہے۔ کیونکہ نفلی صدقے دینا بھی ثواب ہے۔ (۱۱) یعنی اپنی ضرورت کو سوچ لو اور فاضل کو بھی۔ اگر تخمینہ میں غلطی ہو گئی تو معافی ہے۔ (۱۲) یتیم وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو، اگر اس کے پاس مال ہو اور اپنے کسی ولی کی پرورش میں ہو اس کے احکام اس آیت میں مذکور ہیں کہ ولی خواہ اس یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر اس پر خرچ کرے یا علیحدہ رکھ کر جس میں یتیم کی بہتری ہو۔ لیکن ملانا خراب نیت سے نہ ہو (۱۳) اگرچہ اس آیت کا نزول یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا۔ مگر لفظ اصلاح میں ساری نصیحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، اعمال، تربیت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ یوں سمجھو کہ یتیم سارے اولیاء بلکہ ساری مسلم قوم کی اولاد ہیں (۱۴) کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور بھائی کا مال بھائی کو جائز طریقہ سے کھانا جائز ہے۔ لہٰذا اگر ان کے آٹے نمک وغیرہ کا کچھ حصہ ملانے سے تمہارے شکم میں پہنچ گیا تو تم پر کوئی پکڑ نہیں (۱۵) شان نزول۔ یہ آیت مرثد غنوی کے حق میں اتری۔ جس کا زمانہ جاہلیت میں ایک عورت عناق سے تعلق تھا۔ یہ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے اور پھر خفیہ طور پر مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے کے لئے مکہ بھیجے گئے۔ عناق کو ان کے آنے کی خبر ہوئی۔ وہ آئی اور طالب وصال ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اسلام میں زنا حرام ہے، تو وہ بولی اچھا مجھ سے نکاح کرلو۔ آپ نے فرمایا، یہ بھی حضور ﷺ سے پوچھ کر۔ واپس آ کر آپ نے یہ مسئلہ حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری، خیال رہے کہ مشرکہ سے مراد اہل کتاب کے سوا تمام کافر عورتیں ہیں۔ کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے، باقی تمام کافر عورتوں سے حرام۔ ہاں اگر مسلمان عورت عیسائی ہو جائے تو اس سے بھی نکاح حرام ہے کہ وہ مرتد ہے، اہل کتاب نہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۳

بدترین جرم ہے، (۱۱) ایسی بے قصدی قسم کو قسم لغو کہتے ہیں نہ اس میں کفارہ ہے نہ گناہ اور اگر گزشتہ چیز پر جھوٹی قسم کھائے تو گناہ ہے کفارہ نہیں اسے قسم غموس کہتے ہیں اور اگر آئندہ پر قسم کھا کر توڑ دے تو کفارہ ہے اسے قسم منعقدہ کہتے ہیں، ان قسموں کا ذکر دوسری جگہ آئے گا (۱۲) مذہب حنفی میں کَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ سے یہ مراد ہے کہ دیدہ دانستہ جھوٹ پر قسم کھائے اگر کسی واقعہ پر سچ سمجھ کر قسم کھائی اور وہ غلط نکلا تو یہ قسم لغو ہے گناہ نہیں، امام شافعی کے نزدیک قسم لغو وہ ہے جو بلا قصد منہ سے نکل جائے، جیسے لکھنؤ والے بولتے ہیں۔ آیئے واللہ۔ جایئے واللہ۔ یہ واللہ شافعی مذہب میں قسم لغو ہے

بقیہ صفحہ ۴۴

ہوا ہبہ واپس نہیں لے سکتے زوجیت مانع رجوع ہے۔ مانع رجوع کل سات ہیں جن کو فقہاء نے دمع خزقہ میں جمع فرمایا۔ لفظ ز سے زوجیت مراد ہے، اسی طرح خاوند بیوی سے مہر بھی واپس نہیں لے سکتا۔ (۱۲) اس میں قوم کے سردار، ولی یا زوجین کے وارثوں کو خطاب ہے جو اختلاف کے موقع پر بیچ بچاؤ کرتے ہیں (۱۳) اس طلاق کا نام خلع ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے حق میں اتری۔ جنہوں نے اپنے خاوند ثابت بن قیس سے مہر کا باغ واپس دے کر طلاق حاصل کی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خلع طلاق ہے فسخ نکاح نہیں کیونکہ یہاں فدیہ دینے کا ذکر فرمایا۔ جو عورت کا کام ہے مرد کے کام کا ذکر نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شوہر کا کام وہی ہے جو اوپر گزرا یعنی طلاق۔ دوسرے یہ کہ عورت کا کام خلع میں صرف فدیہ دینا ہے، طلاق مرد ہی دے گا نہ کہ حاکم یا خود عورت، تیسرے یہ کہ خلع میں جو فدیہ طے ہو جائے وہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ مہر سے زیادہ ہو۔ لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے۔ چوتھے یہ کہ خلع مال عورت دے گی اگر کوئی اور شخص مال دے کر طلاق حاصل کرے عورت کو خبر بھی نہ ہو تو خلع نہیں، جیسا کہ پنجاب میں رواج ہے پانچویں یہ کہ خلع میں طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ کیونکہ فدیہ وہ مال ہے جو خاوند کو دے کر جان چھڑائی جائے اور طلاق رجعی میں عورت کی جان چھوٹتی نہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۶

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (احزاب: ۴۹) اس لئے کہ اس آیت میں خلوت وغیرہ کی قید نہ لگائی گئی اور یہ عدت غیر حاملہ کی ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱۲) نکاح اور اسباب نکاح سے۔ یعنی بناؤ سنگار سے بھی روکیں۔ یہ حکم نابالغہ، بالغہ اور بوڑھی تمام عورتوں پر شامل ہے جن کے خاوند مرگئے ہوں ان سب کی عدت یہی ہے (۱۳) اس سے اشارۃً دو مسئلے معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت پر عدت میں سوگ کرنا ضروری ہے۔ یعنی بناؤ سنگار چھوڑنا دوسرے یہ کہ اگر عدت میں عورت بناؤ سنگار کرے تو اس کے ورثاء بھی گنہگار ہیں۔ جو اسے منع نہ کریں۔ باوجود طاقت کے گناہ سے نہ روکنا بھی گناہ ہے (۱۴) یعنی زینت اور بناؤ سنگار، کیونکہ سنگار عدت میں کرنا منع ہے۔ جب عدت بھی گزر گئی تو حرمت بھی جاتی رہی، بشرطیکہ ناجائز سنگار نہ کریں اور بے پردہ نہ پھریں۔ جیسا کہ بالمعروف سے معلوم ہوا۔

بقیہ صفحہ ۴۷

نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے، طلاق کا اس کو ہی حق ہے عورت کو نہیں۔ نہ خلع میں نہ بغیر خلع۔ یعنی خلع میں مرد کی مرضی پر طلاق موقوف ہو گی۔ آج کل عوام نے جو خلع کے معنی سمجھے ہیں کہ عورت اگر مال دے دے تو بہرحال طلاق ہو جاوے گی خواہ مرد طلاق دے یا نہ دے، یہ غلط ہے (۱۲) یعنی طلاق کی صورت میں عورت کو تم زیادہ دینے کی کوشش کرو اس سے معاف کرانے کی کوشش نہ کرو کہ تم حاکم ہو حاکم دیتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے نہ کہ لیتا ہوا۔ (۱۳) یعنی طلاق کے بعد آپس میں حسد و کینہ نہ ہو، اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے (۱۴) اس نگہبانی میں ہمیشہ نماز پڑھنا باجماعت پڑھنا درست پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا سب داخل ہیں۔ یہ آیت اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کی تفسیر ہے (۱۵) بیچ کی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازیں، پانچ ہیں، کیونکہ بیچ کی نماز وہ کہلائے گی جس کے آس پاس برابر عدد ہوں اور عدد کم از کم دو ہیں، ایک تو عدد نہیں، تو نمازیں پانچ ہوئیں، عصر کی نماز کی تاکید دو وجہ سے ہے، ایک تو اس وقت دن و رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کاروبار چمکتے ہیں۔ سیر و تفریح ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۸

(۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ موت سے بچنے کے لئے وبائی مقام سے بھاگنا برا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات حضور ﷺ کی نگاہ میں ہیں، کیونکہ یہ واقعہ صدیقوں پہلے کا تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ کیا تم نے نہ دیکھا؟ یعنی دیکھا ہے (۱۳) ابن عربی نے فرمایا کہ جو موت سزاءً ہو اس کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور جو موت قضاءً ہو اس کے بعد زندہ کرنے کا قانون نہیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ داوردان والوں کی یہ موت عمر ختم ہونے سے پہلے واقع ہوئی۔ پھر اپنی عمر پوری کرنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا گیا۔ یہ لوگ حضرت حزقیل ابن یوذی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے پہلے خلیفہ یوشع بن نون علیہ السلام دوسرے کالب بن یوحنا تھے تیسرے حضرت حزقیل بن یوذی (روح البیان) (۱۴) حربی کافروں سے لڑو۔ اسلام کو فروغ دینے کے لئے لڑو۔ نہ صرف ملک گیری یا حصول مال کے لئے۔

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

(۱۵) بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حاجت مندوں کو بوقت ضرورت قرض دینا بھی ثواب ہے بلکہ بعض صورتوں میں قرض دینا صدقے سے بہتر ہے کیونکہ صدقہ تو غیر ضرورت مند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ہمیشہ حاجت مند ہی لیتا ہے۔ (۱۶) قرض حسن وہ کہلاتا ہے جس کا مقروض پر تقاضا نہ ہو۔ دیدے بہتر ورنہ معاف۔ اس میں چند شرطیں ہیں۔ دینے والے میں اخلاص ہو۔ خوشدلی سے دیا جاوے۔ مال حلال خرچ کرے۔ اس کے بدلہ میں جلدی نہ کرے۔ کبھی ہر صدقہ کو قرض حسن کہہ دیتے ہیں (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ رب کو فقیر بڑے پیارے ہیں کیونکہ امیروں سے قرض لیا اور فقیروں کو دے دیا۔ جس کے لئے قرض لیا جاوے وہ پیارا ہے۔ (۱۸) صدقہ سے دنیا میں بھی مال میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اور اجر و ثواب۔ اور ماں باپ کی خدمت ان نیکیوں میں سے ہے جن کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں جگہ ملتا ہے۔ (۱۹) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قبض و بسط ہر چیز میں ہوتا ہے۔ ولی، عالم، مالدار، بادشاہ ایک حال پر ہمیشہ نہیں رہتے شعر:

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

بقیہ صفحہ ۴۹

تین ہاتھ لمبا دو ہاتھ چوڑا، اس میں انبیاء کرام کی قدرتی تصویریں تھیں اور توریت کی تختیاں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے کپڑے نعلین شریف اور حضرت ہارون کا عمامہ شریف اور کچھ من کے ٹکڑے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا ہیں، اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات جنگ میں فتح کے لئے رکھے جاتے تھے (۱۳) معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو، اس کا انکار رب کی قدرت کا انکار ہے، چنانچہ وہ صندوق سکینہ فرشتے لائے اور طالوت کے سامنے رکھ دیا۔ جنگ کی حالت میں یہ صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح

بخشا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل میں یہ صندوق رہا۔ وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے جو قبول ہوتی تھی۔ جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے تھے، پھر بعد میں بنی اسرائیل میں وہابی نجدی خیالات کے پیدا ہوگئے جنہوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے، جب یہ صندوق طالوت کے سامنے آیا تو وہ مطمئن ہو گئے اور طالوت نے ستر ہزار اسرائیلی جوان چھانٹے۔ جنہیں جالوت کے مقابل جہاد میں لے گئے

بقیہ برصفحہ ۵۰

اور تھوڑی جماعت نے زیادہ اور طاقتور فوج کو شکست دے دی۔ (۱۳) یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور نبوت دونوں عطا فرمائیں اس طرح کہ آپ کا نکاح طالوت بادشاہ کی بیٹی سے ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جو جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کردوں گا۔ پھر طالوت کے بعد آپ سریر آراء سلطنت ہوئے (۱۴) جمل وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ حضرت ایشا، حضرت داؤد علیہ السلام کے والد مع اپنے تمام فرزندوں کے طالوت کے لشکر میں تھے، حضرت داؤد علیہ السلام ان سب میں کم عمر اور کمزور تھے، بیماری سے اٹھے تھے رنگ مبارک زرد تھا، طالوت نے شموئیل علیہ السلام سے عرض کیا کہ جالوت بہت شاہ زور ہے آپ رب سے دعا فرما دیں کہ یہ مارا جائے۔ تب وحی الٰہی آئی کہ اسے حضرت داؤد علیہ السلام قتل کریں گے، چنانچہ آپ گوپھن لئے ہوئے اس کے مقابل ہوئے۔ اس نے بہت متکبرانہ بکواس کی مگر آپ نے گوپھن کے ذریعہ ایک پتھر مارا جو اس کی کنپٹی پر پڑا اور مر گیا۔ (۱۵) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی برکت سے دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے اور مجاہدین کے ذریعے کفار کے زور کو توڑتا ہے (۱۶) معلوم ہوا کہ جہاد میں ہزارہا مصلحتیں ہیں اگر گھاس نہ کاٹی جائے۔ تو کھیت برباد ہو جاوے۔ اگر آپریشن کے ذریعے مواد نہ نکالا جائے تو بدن بگڑ جائے۔ اگر چور ڈاکو نہ پکڑے جائیں تو امن برباد ہو جاوے۔ ایسے ہی جہاد کے ذریعے مغرور اور باغی کفار کو دبایا نہ جاوے تو نیک بندے نہ جی سکیں، جہاد پر اعتراض کرنا حماقت ہے۔ (۱۷) یعنی گم شدہ تاریخی حالات اور علوم غیبیہ کی عطاء آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ کہ آپ نے نہ علم تاریخ حاصل کیا، نہ مورخین کی صحبت میں رہے، پھر ایسے درست حالات بیان فرمائے۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے رسول صاحب وحی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۵۱

مومنین بندے ان کے غلام اور کافر ان کے دشمن۔ لہٰذا کافر ظالم اور چور بن کر کھاتے ہیں (۱۲) اس آیت کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ حدیث شریف میں اس کے بڑے فضائل ارشاد ہوئے۔ جان و مال کی حفاظت اور ایمان پر خاتمہ کے لئے یہ اکسیر ہے۔ سوتے وقت پڑھ کر سوئے محفوظ رہے گا۔ ہر نماز کے بعد پڑھے جنتی ہوگا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔ (۱۳) اس سے دو مسئلے ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہوگی اذن کی ہوگی لہٰذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہو وہ بے ایمان ہے اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے دین ہے۔ خیال رہے کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔ انبیاء، اولیاء، علماء، مشائخ، حجر اسود، قرآن مجید، کعبہ، ماہ رمضان، مسلمانوں کے نابالغ بچے، شفاعت تین طرح کی ہوگی۔ میدان محشر سے نجات کے لئے، گناہوں کی معافی کے لئے، بلندی درجات کے لئے، پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گنہگار مسلمان۔ تیسری سے نیک کار (۱۴) یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال جانتا ہے۔ یا شفیع المذنبین لوگوں کے اگلے پچھلے گناہ جانتے ہیں کیونکہ علم کے بغیر شفاعت ناممکن ہے، طبیب جانتا ہے، کہ قابل علاج کون ہے اور لاعلاج کون شفیع المذنبین جانتے ہیں کہ قابل شفاعت کون ہے اور ناقابل شفاعت کون۔ لہٰذا یہ جزو حضور ﷺ کی نعت بھی ہے (روح البیان)۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے بندوں کو اپنا علم دیا ہے، ہر ایک کو بقدر وسعت (۱۶) کرسی سے مراد یا اللہ کا علم ہے یا اس کی قدرت یا عرش اعظم یا عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان، اسی کو علم ہیئت والے آٹھواں آسمان یا فلک البروج کہتے ہیں اور عرش کو نواں آسمان یا فلک اطلس

بقیہ صفحہ ۵۲

مردود کا عجز دکھانے کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت سے اس لئے معجزہ طلب کرنا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائز ہے اور اگر اس کی نبوت کا احتمال رکھتے ہوئے معجزہ مانگا تو کافر ہو گیا (۱۳) خیال رہے کہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ نہ کہا کہ آپ رب سے کہو کہ وہ سورج کو مغرب کی طرف سے نکالے اس لئے کہ وہ قرائن سے سمجھ چکا تھا کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے ابھی سورج ڈوب کر مغرب کی طرف نکلے گا اور میری خدائی کرکری ہو جائے گی، کیونکہ وہ آگ گلزار ہونے کا واقعہ دیکھ چکا تھا (روح المعانی) حضور نے سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دیا۔ جو والد نے فرمایا تھا۔ ان کے فرزند نے کر دکھایا (۱۳) یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے۔ بستی سے مراد بیت المقدس ہے۔ جبکہ اسے بخت نصر بادشاہ نے برباد کر دیا تھا اور عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں سے گزرے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں۔ تمام شہر میں پھرے کوئی آدمی نہ دیکھا۔ تب آپ نے یہ فرمایا اور دراز گوش سے اتر کر سو گئے۔ جان قبض کر لی گئی (۱۴) یا تو اس میں زندہ کرنے کی کیفیت و نوعیت کا سوال ہے یا یہ تعجب کے لئے ہے غرضیکہ انکار کے لئے نہیں۔ کیونکہ قیامت کا ماننا ایمان کا رکن ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۳

کر لو یہ وہی ہیں (۱۰) معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض دینے کے لئے، تو گزشتہ نبیوں، ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کے لئے (۱۱) چنانچہ آپ نے مور، مرغ، کبوتر، کوا پالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا ان کے اجزاء ایک دوسرے سے ملائے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء بحکم الٰہی اڑے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے مل کر زندہ ہو گئے (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر ضد کریں تو رب ان کی ضد پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان بالغیب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالشہادۃ بھی ہوتا ہے (۱۳) خواہ نفلی صدقہ کرے یا واجب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہٰذا تیجہ چالیسواں سب ہی شامل ہیں (خزائن العرفان) (۱۴) اگانے والا رب تعالیٰ ہے مگر یہاں دانہ کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی معلوم ہوا کہ سبب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ مع سامان چندہ

میں دیئے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال یکساں ہوتے ہیں مگر ثواب میں فرق یا اس لئے کہ اخلاص اور حسن نیت میں فرق ہوتا ہے یا اس لئے کہ مقبول بارگاہ کا تھوڑا عمل زیادہ ثواب کا باعث ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا صحابی ایک صاع جو خیرات کرے اور تم پہاڑ بھر سونا تو اس کے جو تمہارے سونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔ (۱۶) یعنی جو لوگ اپنے ہر مال میں سے ہر وقت کار خیر میں ہر قسم کا خرچ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ینفقون اور اموالھم سے عموم وقت وعموم حال معلوم ہوا۔

بقیہ صفحہ ۵۴

مطابق ملتا ہے اسی لئے ہمارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا صحابہ کے سوا سیر جو کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم کو ان کا سا اخلاص نصیب نہیں اسی طرح کسی مقبول ربانی فقیر کو صدقہ دینا فاسق فقیر کو صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جیسی زمین ویسا ہی بیج کی پیداوار صدقہ تخم ہے اور فقیر زمین (۱۳) یعنی جیسے بلند اور اچھی زمین میں کھیتی ضرور ہوتی ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی مومن کے صدقہ کا ثواب ضرور ملتا ہے، خواہ صدقہ معمولی ہو یا زیادہ۔ وہاں دل کی کیفیت دیکھی جاتی ہے نہ کہ فقط مال کی مقدار (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طاقتور زمین میں تخم اچھا اگتا ہے ایسے ہی بعض زمینوں میں نیکیاں کھلتی پھولتی ہیں۔ جیسے کہ مسجد نبوی میں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے (۱۵) یہ باطل صدقہ کی نفیس مثال ہے۔ جیسے اگر کسی کا لہلہاتا باغ اس کے بڑھاپے میں اجڑ جائے تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی باطل اور ریاکار کے صدقہ قیامت میں اس کے کام نہ آویں گے جب اسے سخت ضرورت ہوگی

بقیہ صفحہ ۵۵

آواز آتی ہے جہاں کی سوئی لگادی جائے۔ ایسے ہی قرآن وحدیث کا پڑھانے والا اگر بے دین ہے، تو قرآن سے کفر سکھائے گا (۹) معلوم ہوا کہ علم دین تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے، مال، عبادت، سلطنت سے اعلیٰ علم ہے چونکہ حضور ﷺ سب سے بڑے نبی لہٰذا حضور ﷺ سب نبیوں سے بڑے عالم ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو رب نے تمام چیزوں کا علم دیا تو یقیناً ہمارے نبی ﷺ کو ان سے بھی زیادہ علم عطا فرمایا۔ سرکار خود فرماتے ہیں۔ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ علم کا صدقہ سب سے بہتر

ہے (۱۰) شرعی نذر صرف اللہ ہی کے لئے ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں غیر لازم عبادت کو لازم کر لینا۔ ہاں اس نذر کو مصرف اولیاء اللہ کے غریب مجاور بھی ہو سکتے ہیں۔ لغوی نذر بمعنی نذرانہ مخلوق کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک لونڈی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو جنگ احد سے سلامت لائے تو میں دف بجاؤں گی۔ یہ نذر لغوی ہے۔ نذر شرعی کا پورا کرنا فرض ہے نذر لغوی کا پورا کرنا بہتر ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہئے (۱۱) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دنیا و آخرت میں رب نے بہت مددگار مقرر فرمائے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الخ (مائدہ:۵۵) بے یار و مددگار ہونا کفار کے لئے عذاب ہے (۱۲) خیال رہے کہ فرض صدقہ ظاہر کرکے دینا افضل ہے تاکہ اس پر بخل کا الزام نہ لگے اور نفلی صدقہ چھپا کر دینا افضل مگر چندہ کے موقع پر اس نیت سے ظاہر کر کے دینا تاکہ اور بھی دیں جائز بلکہ بہتر ہے، اگر صدقہ ظاہر کر کے دینا بالکل منع ہوتا تو صحابہ کرام کے خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقات روایات میں نہ آتے۔ (۱۳) صدقات سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، آفات دور ہوتی ہیں اسی لئے یہاں کچھ گناہ فرمایا۔

بقیہ صفحہ ۵۶

(۱۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ ان کے اعمال بڑے مقبول ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں۔ دنیا و آخرت کے رنج وغم سے آزاد ہیں، ان کا لقب عتیق ہے (۱۳) سود خوار ظاہر میں انسان حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے اپنے کو بناتا ہے لہٰذا اسی شکل میں قیامت میں ہوگا (۱۴) یعنی سود خوار قیامت میں ایسے مخبوط الحواس ہوں گے اور ایسے گرتے پڑتے کھڑے ہوں گے، جیسے دنیا میں وہ شخص جس پر بھوت سوار ہو کیونکہ سود خور دنیا میں لوگوں کے لئے بھوت بنا ہوا تھا۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ آسیب حق ہے اور وہ انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ دیوانہ کرنا، بیمار کرنا رب کا کام ہے۔ مگر یہاں جن کی طرف نسبت کیا گیا (۱۶) یہ لوگ سود کو اس قدر حلال و طیب جانتے تھے۔ کہ تجارت کو سود سے تشبیہ دیتے تھے یعنی تجارت مشبّہ اور سود کو مشبّہ بہ بناتے تھے (۱۷) قرض پر جو نفع لیا جائے وہ سود ہے، ایسے ہی متحد الجنس کو زیادتی سے فروخت کیا جائے وہ سود ہے۔ جیسے سیر گندم سوا سیر کے عوض بیچنا۔ سود کی بہت سی صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں۔ ہماری تفسیر نعیمی میں اس کا مطالعہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۵۷

بلکہ اب پورا قرض لینا جائز ہوگا (۱۴) مسئلہ قرض میں مدت معتبر نہیں، جب چاہے قرض خواہ مطالبہ کر لے۔ دین میں مدت کا اعتبار ہے کہ پہلے تقاضا نہیں کر سکتا، دست گرداں قرض ہے اور تجارتی قرض دین کہلاتے ہیں۔ یہ آیت قرض و دین دونوں کو شامل ہے کہ تنگ دست مدیون یا مقروض کو مہلت دینا ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ مقروض کو معافی دینا صدقہ ہے، مگر اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اس کے لئے یہ صورت کرے کہ تنگ دست مقروض کو زکوٰۃ دے۔ قبضہ کے بعد اس سے اپنا قرض وصول کرے (۱۵) یعنی تم اپنے مجبور مقروض کو معافی دو تاکہ روز قیامت اللہ تمہیں بھی معافی دے، تم بھی اس کے مقروض ہو رحم کرو تاکہ رحم کئے جاؤ۔ اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں (۱۶) یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی جاویں اور نہ گناہ زیادہ کئے جاویں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں، کہ سب سے آخر یہی آیت کریمہ اتری جس کے بعد حضور ﷺ اکیس دن یا نو دن یا سات دن دنیا میں تشریف فرما رہے۔ (۱۷) دین میں مدت مقررہ کا اعتبار ہے کہ وقت سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں۔ قرض میں مدت معتبر نہیں پہلے بھی مطالبہ کر سکتا ہے (۱۸) یہ امر استحبابی ہے، امر بھی استحباب کے لئے بھی ہوتا ہے بعض مستحب بلکہ بعض جائز کام بھی ایسے قطعی ہوتے ہیں، جن کا انکار کفر ہے، جیسے قرض لکھ لینے کا مستحب ہونا اور رمضان کی راتوں میں بیوی سے صحبت جائز ہونا۔ رب فرماتا ہے اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ (بقرہ:۱۸۷)

بقیہ صفحہ ۵۸

فتویٰ بتانے مسئلہ بتانے کی اجرت نہ لے کہ یہ حرام ہے، اس پر تبلیغ دین فرض ہے، لیکن فتویٰ لکھنے یا کچہری میں جانے کی اجرت لے سکتا ہے ایسے ہی گواہ گواہی پر اجرت نہ لے کہ حق گواہی دینا فرض ہے۔ مگر وقت صرف ہونے کی اجرت لے سکتا ہے۔ ایسی ہی آمد و رفت کا کرایہ لے سکتا ہے دوسرے یہ کہ کاتب و گواہ نقصان نہ دے کہ بوقت ضرورت تحریر نہ کرے یا گواہی نہ دے (۱۹) یعنی کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانا گناہ ہے۔ اس صورت میں یہ آیت

محکم ہے یا بغیر لکھت پڑھت قرض کا معاملہ کرنا گناہ ہے تو آیت منسوخ ہے کیونکہ اب یہ تحریر فرض نہیں

بقیہ صفحہ ۵۹

اس لئے رب نے رسول کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ اور مومنوں کا علیحدہ۔ ⓾ اسی طرح کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض نبیوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ ہاں انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے یا یہ معنی ہیں کہ ہم اصل نبوت میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو اصلی نبی جانیں اور بعض کو ظلی بروزی مرزائیوں کی طرح یا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی طرف سے نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ محض اپنی رائے سے بعض کو بعض سے افضل مان لیں، بہرحال یہ آیت اس کے خلاف نہیں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ: ۲۵۳) اسی طرح فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا حال ہے کہ ایمان سب پر ہے مگر مراتب میں فرق کرنا ضروری ہے ⓫ یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لہٰذا غریب پر زکوۃ نادار پر حج، بیمار پر نماز میں قیام فرض نہیں فرماتا۔ یہ آیت کریمہ بہت سے احکام کا ماخذ ہے ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ بدنی فرائض دوسرے کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب بدنی کام کو کہتے ہیں ثواب اعمال ضرور بخشا جا سکتا ہے اس کی یہاں نفی نہیں، ⓭ دعا کے وقت اللہ کو پکارنا اور رب یا اس نام سے پکارنا جو اپنے مقصد کے موافق ہو بہتر ہے۔ بیمار کہے یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضِ محتاج پکارے یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ گنہگار پکارے یَاغَفَّارَ الذُّنُوْبِ اسی لئے رب کے نام بہت ہیں، کیونکہ بندوں کی حاجات بہت ہیں۔ رَبَّنَا یَا اَللّٰهُمَّ زیادہ محبوب ہے۔ ⓮ جیسے بعض گناہوں کی توبہ میں خودکشی کرنا۔ ناپاک کپڑے کا جلانا، گندی کھال کاٹنا اور جرم کی سزا نہایت ہی سخت ہونا۔ جیسا کہ یہود وغیرہ پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے، اس لئے ان کو مانگنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۰

آیت پر کوئی اعتراض نہیں اور نہ یہ آیت دوسری آیات سے متعارض ہے ❼ ان کفار سے مراد نجران کے عیسائی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اللہ کی آیات سے مراد حضور ﷺ کا وہ کلام ہے جو آپ نے مناظرانہ انداز میں ان سے فرمایا۔ آیات وہ علامات ہیں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت معلوم ہوتی ہے ❽ یعنی اللہ وہ جو آسمان و زمین کی ہر چیز کو ہر وقت بغیر کسی کی تعلیم و اعلام کے جانے یہ وصف کسی بندے میں نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم غیب دیا بھی نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام: ۷۵)۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں وَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ سی لئے رب نے ہر چیز لوح محفوظ میں لکھ دی تاکہ اس کے ذریعے ان خاص بندوں کو علوم عطا فرمائے جائیں جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے، دیکھو رب تعالیٰ حی ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، ہم بھی حی ہیں، سمیع ہیں، بصیر ہیں مگر فرق وہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔ ❾ معلوم ہوا کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ رحم میں بچہ بنانا فرشتے کا کام ہے مگر چونکہ وہ رب کے حکم سے ہے اس لئے رب کا کام قرار پایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شکل و صورت انسان کے اعمال کا نتیجہ نہیں، رب کی مشیت سے ہے مگر آخرت میں اعمال کے مطابق صورت ہو تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران: ۱۰۶) ⓾ اس طرح کہ شرعی احکام انہی سے معلوم ہوتے ہیں اور مسائل فقہیہ کی وہی آیات دلیل ہیں عمل انہیں پر ہوتا ہے ⓫ یعنی یا تو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آتے جیسے مقطعات اور یا ظاہری معنی درست نہیں بیٹھتے جیسے آیات صفات، ⓬ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متشابہات کی تاویلیں کرنا فساد کے لئے حرام ہے اور دفع فساد کے لئے جائز ہے، جیسے بعض علماء کرام متشابہات کے کچھ معنی بتاتے ہیں مگر اس پر اعتماد نہیں کرتے تاکہ لوگ گمراہوں کی تاویل سے بچیں یہ گناہ نہیں

بقیہ صفحہ ۶۱

اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو ہم دکھا دیں گے کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں انہی بدبختوں کے جواب میں یہ آیت اتری ⓫ اس میں غیبی خبر ہے اور رب کے فضل سے کچھ دن بعد ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ مغلوب ہونے میں ان کفار کا قتل ہونا۔ وطن سے نکالا جانا۔ ان پر جزیہ مقرر ہونا۔ سب ہی شامل ہیں چنانچہ یہود مدینہ کے لئے یہ سب کچھ ہوا بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ بنی نضیر کو دیس نکالا دے کر خیبر بھیجا گیا اور ان پر جزیہ مقرر ہوا۔ ⓬ میدان بدر کی جنگ میں جو سترہ رمضان ۲ ھ جمعہ کے دن ہوئی جس میں کفار قریباً ایک ہزار تھے اور ان کے ساتھ بہت سامان جنگ تھا۔ مسلمان کل تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے اور اکثر نہتے تھے مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے چھ زرہ آٹھ تلواریں ستر اونٹ تھے۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو کامل فتح ہوئی اور کفار کو شکست فاش۔ لہٰذا یہ فتح اللہ کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی ہے ⓭ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کا سردار عتبہ ابن ربیعہ تھا۔ ان کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ اور بہت زیادہ ہتھیار وغیرہ تھے۔ اس کے باوجود کفار کو یہ محسوس ہوا کہ مسلمان ہم سے دوگنے ہیں ⓮ اس سے صحابہ کی کرامت کا ثبوت ہوا کہ وہ کفار کی نگاہ میں دوگنے نظر آئے

بقیہ صفحہ ۶۲

⓬ شان نزول، شام کے علماء یہود میں سے دو عالم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کی کتاب میں سب سے بڑی گواہی کس کی ہے اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی گواہی بڑی ہے، انبیاء کی گواہی ہر چیز کی گواہی رب کی گواہی ہے اور خود رب کا اپنی توحید کا اعلان فرمانا یہ رب کی گواہی ہے ⓭ معلوم ہوا کہ علماء بڑی عزت والے ہیں کہ رب نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ بنایا، مگر علماء دین جو علماء ربانی ہیں نہ وہ جو اخوان الشیاطین ہیں، علماء ربانی وہ ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں۔ جن کی صحبت سے خدا کی کامل محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس عالم کی صحبت سے اللہ کے خوف، حضور ﷺ کی محبت میں کمی آئے وہ عالم نہیں، ظالم ہے، خیال رہے کہ اولوالعلم میں انبیاء کرام، اولیاء عظام، علماء اعلام تمام حضرات شامل ہیں۔ ⓮ قرآنی اصطلاح میں اسلام دین محمدی کا نام ہے بلاقرینہ یہی معنی مراد ہوتے ہیں، رب فرماتا ہے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (حج: ۷۸) ہاں قرائن کے وقت اس کے معنی اطاعت کے بھی ہیں جیسے فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ (صافات: ۱۰۳) یا جیسے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا (یوسف: ۱۰۱) اگر اس کے معنی ہر جگہ اطاعت کے ہوں تو پھر کفار بھی اطاعت کر کے اللہ کے پیارے بن جاویں، یہ بھی معلوم ہوا کہ دین محمدی کے سوا تمام دین باطل ہیں بعض وہ ہیں جو پہلے سے ہی باطل تھے، جیسے مشرکین کا دین، بعض وہ جو پہلے حق تھے اب منسوخ ہو کر باطل ہو گئے، جیسے یہودیت، نصرانیت، سورج کے ہوتے کسی چراغ کی ضرورت نہیں، بغیر اسلام قبول کئے کوئی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں

بقیہ صفحہ ۶۳

تب یہ آیت اتری دوسری روایت میں ہے کہ یہود

کے عالی خاندان میں سے ایک شخص نے زنا کیا توریت میں زنا کی سزا سنگسار کرنا تھی ان لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس فیصلہ بھیجا اس خیال سے کہ شاید رجم کا حکم نہ دیں آپ نے رجم کا حکم دیا تو ان کے عالم بولے کہ زنا کی سزا رجم نہیں ہے آپ نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا توریت لاؤ۔ ابن صوریا یہود کا بڑا عالم تھا اس نے رجم کی آیت پر انگلی رکھ لی آگے پیچھے سے پڑھ دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام نے اس سے انگلی اٹھوائی تو رجم کا حکم نکل آیا۔ وہ دونوں رجم کر دیئے گئے، تب یہ آیت اتری، بہرحال کتاب سے مراد توریت ہے اور کتاب کے حصہ والوں سے مراد یہود کے علماء ہیں

بقیہ صفحہ ۶۴

میرے دوست وحلیف ہیں اگر حکم ہو تو ان سے اس جہاد میں مدد لی جائے اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی حرام ہے، ان سے جہاد میں مدد لینا سخت ضرورت کے وقت جائز ہے بلا وجہ نہیں۔ رب فرماتا ہے: وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا (النساء: ۸۹) (۱۲) اس آیت سے شیعوں کا تقیہ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف خوف کے وقت تک کفار سے اچھا برتاؤ کرنے کی اجازت دی گئی ہے مگر پھر کفار ہی میں رہنا اور ان سے دنیاوی نفع حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کے لئے وہ آیت ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا (النساء: ۹۷) مجبوری کی جگہ سے ہجرت کر جانا فرض ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مکہ میں تقیہ فرما کر قیام نہ فرمایا بلکہ وہاں سے ہجرت فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ ظاہری برتاؤ بھی صرف جائز ہے اگر نہ کرے اور شہید ہو جاوے تو بہت بہتر ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ نہ کیا جان دے دی، نیز ثابت ہوا کہ بوقت ضرورت کفار سے مدد لینا جائز ہے (۱۳) خیال رہے کہ کفر چھپانا ایمان ظاہر کرنا نفاق ہے اور ایمان چھپانا ضرورت کے موقعہ پر شرعی تقیہ ہے اور ایمان چھپا کر کفر ظاہر کرنا دھوکا دہی کے لئے شیعوں کا تقیہ ہے۔ یہاں دوسری قسم کی احتیاط کا ذکر ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ اپنے غضب سے ڈراتا ہے یعنی تیسری قسم کا تقیہ کیا تو مار کھاؤ گے

بقیہ صفحہ ۶۵

کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی دینی عزت کا باعث ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام اس لئے افضل ہوئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مومن اولاد تھے (۸) یعنی ابراہیمی اور آل عمران ایک دوسرے کے ساتھ متفق اور دینی مددگار ہیں تو اے یہود اگر تم سچے ابراہیمی ہوتے تو مومن ہوتے اور ایمان میں ہماری مدد کرتے لہٰذا تم اپنے اس دعوےٰ میں جھوٹے ہو معلوم ہوا کہ بزرگوں کی سچی اولاد وہ جو ان کے نقش قدم پر چلے۔ صحیح سید وہ ہے جو حضور ﷺ کے سے کام کرے (۹) یہاں عمران سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا عمران ابن ماثان ہیں اور ان کی بیوی حنہ بنت فاقوذا ہیں۔ قرآن کریم نے سوا حضرت مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا۔ دوسرے عمران ابن یصہیر ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں، ان دونوں عمرانوں میں اٹھارہ سو برس کا فاصلہ ہے (۱۰) حنہ لاولد تھیں بڑھاپے میں اولاد کے آثار نمودار ہوئے سمجھیں کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے، نذر مان لی کہ میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف لڑکے خادم ہوتے تھے اب بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیں تو وقف لغوی درست ہے۔ رب فرماتا ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ (التوبہ: ۱۲۲) (۱۱) آپ کا یہ عرض کرنا اظہار افسوس کے لئے تھا اور آپ کو لڑکی پیدا ہونے کا افسوس نہ تھا کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے بلکہ اپنی نذر پوری نہ ہو سکنے کا افسوس تھا۔ نہ یہ مقصود تھا کہ رب بے علم ہے اسے خبر دیں اس لئے ارشاد ہوا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ

بقیہ صفحہ ۶۶

(۹) معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر نفس کے لئے نہیں بلکہ رب کے لئے کہ وہ دیندار، صالح ہو تا کہ ہمیں قبر میں اس کی نیکیوں سے آرام پہنچے۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا ہے کیونکہ اس پکارنے والے فرشتے کو خبر تھی کہ آپ کو بیٹا ملے گا۔ اور وہ بیٹا نبی ہوگا اور ان صفات کا مالک ہوگا، یہ علوم غیبیہ ہیں بلکہ علوم خمسہ ہیں۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی خبر تھی کہ اس حمل میں لڑکا ہے اور وہ ان صفات سے موصوف ہوگا۔ علم غیب نبی اور علم غیب فرشتہ سب ثابت ہوئے۔ (۱۱) یعنی وہ کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وزیر خاص ہوگا۔ (۱۲) حصورا وہ جو قوت کے باوجود عورت سے رغبت نہ کرے۔ دنیا سے بے رغبتی کی بنا پر اس کے معنی نامرد نہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام نامردی سے محفوظ ہیں (۱۳) کہ میری عمر ایک سو بیس سال کی اور میری بیوی کی عمر اٹھانوے سال کی ہے۔ سوال سے مقصود یہ تھا کہ آیا ہم دونوں کو جوانی واپس دے دی جاوے گی۔ یا اس ہی طرح بڑھاپا ہوتے ہوئے فرزند ملے گا۔ ان کا مقصود یہی ہے لہٰذا حضرت زکریا علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں (۱۴) یعنی یونہی اس ہی حالت میں فرزند ملے گا کہ تم بوڑھے ہو گے اور فرزند بخشا جائے گا۔ اللہ ہر بات پر قادر ہے (۱۵) جس نشانی سے میں اپنی زوجہ محترمہ کا حاملہ ہونا پہچان لوں اور اسی وقت سے تیرے ذکر خاص میں مشغول ہو جاؤں

بقیہ صفحہ ۶۷

باپ یا ماں کے نطفہ سے نہ ہوئی، رب فرماتا ہے: اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران: ۵۹) (۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے۔ ورنہ آپ کی نسبت ماں کی طرف نہ ہوتی بلکہ باپ کی طرف ہوتی رب فرماتا ہے: لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب: ۵) مسیح کے معنی ہیں چھو کر اچھا کرنے والا اور مردے زندہ کرنے والا۔ یا بہت سفر کرنے والا۔ یہ آپ کا لقب ہے نام شریف عیسیٰ ہے (۱۰) اس طرح کہ اولاً آپ آسمان پر جائیں گے اور پھر قریب قیامت زمین پر اتر کر لوگوں سے کلام کریں گے۔ لہٰذا جیسے آپ کا بچپن میں کلام کرنا معجزہ ہے، ایسے ہی پکی عمر میں اس طرح کلام کرنا معجزہ ہے، اس سے آپ کا آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا بھی معجزہ ثابت ہوا (۱۱) ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی صفات بیان ہوئیں۔ کلمۃ اللہ ہونا، مسیح ہونا، صرف مریم کا بیٹا ہونا، کسی مرد کا بیٹا نہ ہونا، دنیا میں عزت والا ہونا کہ قرآن کے ذریعے سارے عالم میں ان کے نام کی دھوم مچا دی گئی۔ آخرت میں خصوصی عزت والا ہونا کہ قیامت میں انہی کے ذریعہ محمد ﷺ کا مخلوق الٰہی کو پتہ لگے گا۔ بارگاہ الٰہی میں بہت قرب و منزلت رکھنے والا ہونا وغیرہ، معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی نعت خوانی سنت الٰہیہ ہے رب تعالیٰ توفیق بخشے۔ (۱۲) یعنی تم کنواری ہی رہو گی اور فرزند پیدا ہو جاوے گا اللہ بڑا قدرت اور عظمت والا ہے

بقیہ صفحہ ۶۸

یا معنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا جو کچھ سال رواں کے لئے گندم لکڑی وغیرہ جمع کرو۔ وہ

48

سب مجھ سے پوچھ لو۔ یا ہر شخص عمر بھر میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا آج ہی سب کچھ میں بتا سکتا ہوں یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے، اب بتاؤ ہمارے حضور ﷺ کا علم کتنا ہے یہ تمام حضور کے سمندر علم کے قطرے ہیں معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کا معجزہ ہے، ⑩ جیسے اونٹ کا گوشت مچھلی اور کچھ پرندے دین موسوی میں حرام تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حلال فرمائے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نسخ تصدیق کے خلاف نہیں کہ آپ توریت کی تصدیق بھی کرتے ہیں اور اسے منسوخ بھی فرماتے ہیں دوسرے یہ کہ انبیاء کرام باذن الٰہی حلال وحرام فرمانے کے مختار ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں حلال کرتا ہوں ⑪ یعنی میں اتنی قدرتوں اور علم کے باوجود اللہ نہیں بلکہ بندہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء میں معجزات یا کرامات ماننا شرک نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم نے انہیں رب مان لیا، اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنا چاہیے۔ ⑫ یعنی ارادۂ قتل جو یہودیوں نے کرلیا تھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی ایذاء کا ارادہ کرنا بھی کفر ہے۔ ان کی تعظیم وخدمت، ایمان ہے ⑬ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے، دوسرے یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان کرنا چھپا کر نہ رکھنا سنت ہے، چوتھے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو گواہ بنانا محمود ہے ⑭ یہاں شاہدین سے مراد یا تو امت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جو قیامت میں نبیوں کی گواہی دے گی یا انبیاء کرام ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید کی سب سے پہلے گواہی دی ⑮ کہ ان قاتلین کے ایک آدمی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور انہوں نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی دے دی۔ مکر سے مراد خفیہ تدبیر ہے

بقیہ صفحہ ۶۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور نہ اس میں شک کرو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خالص بندے ہیں، اللہ یا اللہ کے بیٹے نہیں لہٰذا قادیانی اور عیسائی دونوں ہی بے دین ہیں ⑫ نواسوں کو بیٹا اور بیٹی کو اپنی نساء کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ اس موقعہ پر حضرات حسنین، فاطمۃ الزہرا، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے لئے گئے تھے بلکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیٹوں میں داخل تھے کہ چھوٹے بھائی تھے اور قاعدہ ہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنی اور اپنی اولاد ہی کی قسم کھاتا ہے، احباب، ازواج کی قسم نہیں کھاتا۔ یہ آیت کریمہ اہل بیت اطہار کی انتہائی عظمت بیان فرما رہی ہے۔ ابن عساکر نے بروایت امام جعفر صادق عن محمد باقر روایت کی کہ حضور ﷺ مباہلہ میں ان چار حضرات کے ساتھ خلفاء ثلاثہ اور ان کی اولاد کو بھی ساتھ لے گئے (روح المعانی) ⑮ اپنی جانوں کو بلانے کے معنی ہیں اپنے کو حاضر کردینا رب فرماتا ہے: فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ (مائدہ:۳۰) ⑯ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مناظرہ سے اوپر درجہ مباہلہ کا ہے یعنی مخالف دین کے ساتھ بددعا کرنی دوسرے یہ کہ مباہلہ دینی یقینی مسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مسائل میں

بقیہ صفحہ ۷۰

نے فرمایا: مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا (آل عمران:۶۷) اور فرمایا وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ (بقرہ:۱۰۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی تاریخ ذاتی ذریعہ ایمان بن جاتی ہے اور تاریخ سے غفلت بے ایمانی کا باعث ہوتی ہے یہود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی کہنا تاریخ سے جہالت کی وجہ پر تھا ⑩ یعنی حضور ﷺ کی نبوت اور حضور کے صفات عالیہ جس کا تم دیدہ دانستہ انکار کررہے ہو۔ خیال رہے کہ نبی کے ساتھ ہٹ دھرمی کا جھگڑا کفر ہے مگر جب نبی کوئی مشورہ فرمادیں تو ان کی رائے شریف سے اختلاف نہ کفر ہے نہ گناہ، رب فرماتا ہے: وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ (انفال:۵) یہاں جھگڑنے والوں کو مومن فرمایا گیا کیونکہ یہ اختلاف رائے تھا ⑪ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ لغوی معنی سے ہر پیغمبر کو مسلمان کہہ سکتے ہیں یعنی اللہ کا مطیع وفرمانبردار، رب فرماتا ہے: فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (صافات:۱۰۳) اصطلاح میں مسلمان صرف امت محمد ﷺ کا نام ہے رب فرماتا ہے: هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (حج:۷۸) دوسرے یہ کہ مسلمان ہونے کے لئے ہر باطل سے بیزار ہونا اور ہر بے دین سے متنفر ہونا شرط اول ہے۔ صلح کل مسلمان نہیں ہوسکتا اس لئے حنیف کو مسلماً سے پہلے بیان کیا، خالص سونا قیمتی ہے ایسے ہی خالص مسلمان بازار قیامت میں قیمتی ہے ⑫ یعنی اسلام کے ظہور سے پہلے جو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیرو رہے ہیں وہ سب اور نبی کریم ﷺ اور حضور پر ایمان لانے والے مسلمان سب ابراہیمی ہیں۔ تم ان سب سے خارج ہو۔ لہٰذا ابراہیمی نہیں، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے قرب ان کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ محض ان کی اولاد ہونے سے، کنعان حضرت نوح علیہ السلام سے قریب نہ ہوسکا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان سچے ابراہیمی ہیں اور ان کے پیروکار تمام ابراہیمی سنتیں اسلام میں موجود ہیں۔ حج، قربانی، ختنہ، داڑھی وغیرہ یہ سب ابراہیمی سنتیں ہیں اور ان یہود ونصاریٰ کے دین میں نہیں تو صرف مسلمان ابراہیمی ہوئے

بقیہ صفحہ ۷۱

کرو ⑨ خیال رہے کہ نبوت کا بنی اسرائیل سے خاص ہونا یہود کا بہتان تھا اس کا ذکر کتب الٰہیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرمادیا کہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے خاص کردی گئی۔ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت:۲۷) لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی مرزا نبی نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں، اللہ نے نبوت اولاد ابراہیمی سے خاص فرمادی ⑩ یعنی اللہ نے جس چیز میں قید نہ لگائی تم لگانے والے کون، نبوت میرا فضل ہے، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی نبی ہیں، ایسے ہی ولایت بھی اعمال پر موقوف نہیں کبھی عمل سے اور کبھی بغیر عمل عطاء رب سے ملتی ہے۔ حضرت مریم بچپن شریف میں ہی ولی تھیں۔ حالانکہ اس وقت تک کوئی عمل نہ کیا تھا ⑪ اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ خاص کردے اسے کوئی عام نہیں کرسکتا۔ ہمارے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ اللہ نے بند فرمادیا۔ تو اب جو دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔ ⑫ شان نزول، یہ آیت حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فخاص ابن عاذورا کے حق میں نازل ہوئی، عبداللہ ابن سلام کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا۔ جس کی نہ تحریر تھی نہ گواہی، مطالبہ کے وقت آپ نے اسی طرح ادا فرمادیا۔ فخاص کے پاس ایک شخص نے صرف ایک اشرفی امانت رکھی لیکن مانگتے وقت وہ اس سے انکاری ہوگیا حالانکہ یہ دونوں اس وقت یہودی تھے، عبداللہ ابن سلام

بعد میں اسلام لے آئے، اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری تعریف کے قابل صفت ہے، اگر چہ غیر مسلم میں ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہونہار کی علامتیں پہلے سے ہی معلوم ہو جاتی ہیں، ہندی میں کہاوت ہے ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات، یہ بھی معلوم ہو کہ خیانت بری چیز ہے

بقیہ صفحہ ۷۲

نے فرمایا ہے کہ مجھے رب مانو، یا ابو رافع یہودی اور سید نصرانی کے اس بکواس کی تردید ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پوجیں اور آپ کو رب مانیں حضور ﷺ نے فرمایا استغفر اللہ۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے رسول سے دشمنوں کے الزام دور فرماتا ہے، یہ ان کی انتہائی محبوبیت کی دلیل ہے (۱۳) عباد عبد کی جمع ہے عبد عابد کو بھی کہتے ہیں اور خادم کو بھی، یہاں عباد بمعنی پجاری ہے عبد یعنی خادم کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے، رب فرماتا ہے: مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ (النور: ۳۲) اس معنی سے عبد النبی اور عبد الرسول کہا جاتا ہے

بقیہ صفحہ ۷۳

کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔ (۱۰) اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لئے یہاں بلیٰ نہ کہوایا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بلیٰ کہا گیا۔ بلکہ اَقْرَرْنَا کہلوایا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شاہی گواہی شامل فرمائی میثاق کے دن تین عہد لئے گئے سب سے اپنی الوہیت کا نبیوں سے حضور کا علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا، یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے قرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کہلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کہلوانے چاہئیں، نکاح میں ایجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے بلکہ کہا جاوے گا، میں نے قبول کیا، ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں (۱۱) یہاں فاسق بمعنی کافر ہے حضور ﷺ کا انکار کفر ہے (۱۲) معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا تمام دین، دین اللہ کے سوا ہیں خواہ شرک ہو یا یہودیت یا مجوسیت، اسی طرح دعویٰ اسلام کرنے والوں میں جو فرقہ حضور سے پھرا ہو وہ دین الٰہی پر نہیں، خیال رہے کہ یہاں فاسق بمعنی کافر ہے یعنی فاسق اعتقادی اور یہاں محال کو محال پر معلق کیا گیا ہے جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (زخرف: ۸۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر بڑے سے بڑا آدمی حضور سے پھر جاوے وہ کافر و زندیق ہے، ان سرکار کی چوکھٹ کی غلامی کا نام ولایت ہے (۱۳) یعنی جنات، فرشتے اور تمام عاقل، جاندار اور غیر جاندار چیزیں، معلوم ہوا کہ بے جان چیزوں میں بھی سمجھ بوجھ ہے۔ (۱۴) یعنی کافر و منافق بھی مرتے وقت عذاب دیکھ کر ایمان لے آتے ہیں مگر یہ ایمان قابل قبول نہیں (۱۵) یعنی ابراہیمی صحیفے کہ یہ تمام بزرگ ان ہی پر عامل تھے ان میں سے ہر ایک کو کتب یا صحیفے نہ دیئے گئے (۱۶) خیال رہے کہ ہم اپنے نبی پر ایمان لائے اور اگلے تمام پیغمبروں پر بھی لیکن ان دونوں ایمانوں میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان بزرگوں پر اجمالی ایمان ہے۔ حضور ﷺ پر تفصیلی، دوسرے یہ کہ ان کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم نہیں، حضور ﷺ کی اطاعت لازم ہے (۱۷) یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں اس آیت سے حضور ﷺ کی عظمت و قدرت کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا۔ کہ سارے نبیوں کو مانو سب نے بلا چون و چرا مان لیا، مگر عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے اپنی امتوں سے کہا کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ وہ نہ لائے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی زیادہ اطاعت کی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا دین منسوخ ہونے سے ان کی نبوت منسوخ نہیں ہوتی ورنہ ان پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا

بقیہ صفحہ ۷۴

(۱۳) معلوم ہوا کہ کافر کی نہ گناہوں سے توبہ قبول ہو نہ نیکی قبول ہو سب کچھ مردود ہے، بغیر وضو نماز درست نہیں۔ بغیر ایمان اعمال صالح نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں توبہ سے مراد گناہوں سے توبہ ہے نہ کہ کفر سے۔ کیونکہ کفر سے توبہ کافر کی بھی قبول ہے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص تمام عمر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو اس آیت میں شامل ہے اور اگر کوئی ساری عمر کافر رہا۔ مرتے وقت مومن ہو کر مرا۔ تو اس آیت سے خارج ہے (۱۵) لھم کے مقدم ہونے سے حصر سے فائدہ حاصل ہوا۔ معنی یہ ہوئے کہ صرف کافروں کا مددگار کوئی نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مددگار نہ ہونا کفار کے لئے خاص ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے مددگار مقرر فرمائے گا۔ شفاعت کرنے والے مددگار ہی ہوں گے۔ آج جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درحقیقت اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۷۵

خصوصیات ارشاد ہوئیں۔ ا۔ سب سے پہلی عبادت گاہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔ ۲۔ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔ ۳۔ مکہ معظمہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ ۴۔ ہمیشہ سے حج صرف اسی کا ہوا۔ کبھی بیت المقدس کا نہ ہوا۔ (۹) اس میں بہت سی متبرک چیزیں ہیں۔ مقام ابراہیم، صفا مروہ، حجر اسود، رکن یمانی، عرفات، منیٰ وغیرہ ساری مخلوق کے لئے جائے امن ہے (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر سے پیغمبر کے قدم چھو جائیں وہ متبرک اور شعار اللہ اور آیت اللہ بن جاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ (بقرہ: ۱۵۸) ظاہر ہے کہ یہ دونوں پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم پڑ جانے سے شعائر اللہ بن گئے۔ مقام ابراہیم اس پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کی دیواروں کی اونچائی کے مطابق خود بخود اونچا ہوتا جاتا تھا۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ جو حرم شریف ہی میں جرم کرے اور قتل کا مستحق بنے، اسے امن نہ ہوگی۔ کیونکہ آیت کا منشا یہ ہے کہ جو مستحق قتل حرم سے باہر ہو جائے۔ پھر حرم میں پناہ لے وہ امن میں ہے۔ (۱۲) یہاں ناس سے مراد مسلمان ہیں کیونکہ کافر پر کوئی عبادت فرض نہیں سوا ایمان کے، اس سے معلوم ہوا کہ جنات اور فرشتوں پر حج فرض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وجوب حج کا سبب بیت اللہ ہے کیونکہ رب نے حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب فرمایا۔ لہٰذا عمر میں حج صرف ایک بار فرض ہو گا کیونکہ سبب حج ایک ہی ہے (۱۳) اس میں راستہ کا امن، تندرستی، سواری سب ہی داخل ہیں، معلوم ہوا کہ حج فرض ہونے کی شرط یہ استطاعت ہے جو یہاں مذکور ہوئی (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ فرض اعتقادی کا منکر کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج فرض اعتقادی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو حج کا انکار کر کے کافر ہو جاوے رب اس سے بے پرواہ ہے (۱۵) یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد توریت کی وہ آیات ہیں جن میں حضور ﷺ کی نعت ہے یا قرآن کریم کی آیات یا حضور ﷺ کے معجزات

بقیہ بر صفحہ ۷۶

پر کیا جاوے۔ ان کا رستہ چھوڑ کر اتفاق کرنا اتفاق نہیں بلکہ لعنت ہے۔ صحابہ کی لڑائیاں فرقہ بندی کی نہ تھیں، اجتہادی تھیں (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا ایک دوسرے کو یاد دلانا بہتر عبادت

ہے۔ لہٰذا محفل میلا دشریف اچھی چیز ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ (۱۴) حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا حضور ﷺ خود مسلمانوں کے بھائی نہیں باپ اپنی اولاد کو بھائی بھائی کر دیتا ہے خود ان کا بھائی نہیں بنتا۔ اسی لئے حضور ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، بھاوج نہیں۔ (۱۵) اس طرح کہ تم میں اپنا رسول بھیجا اور تم کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشی۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہمارے لئے دوزخ سے بچنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں اور رب کی اعلیٰ نعمت ہیں۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ پورا پورا عالم دین بننا فرض کفایہ ہے، ہر شخص پر فرض نہیں ہر شہر میں ایک عالم بن جاوے کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی چیزوں میں ایک خبر کی معتبر ہے کیونکہ ایک عالم جو مسئلہ بتائے قبول ہوگا اگرچہ بتانے والا ایک ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم دین پر تبلیغ ضروری ہے قولی بھی اور عملی بھی

بقیہ صفحہ ۷۸

نہیں کیونکہ عشاء کا وقت مستحب یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسابقت فی الخیرات اور چیز ہے حسد اور حرص کچھ اور ہے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنی ہی نیکی کرے وہ آخرت میں بخشش اور رحمت الٰہی کا حقدار نہیں کیونکہ نیکی کی درستی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضوء۔ جڑ کٹ چکنے کے بعد شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن کا مال اور اولاد اللہ کے فضل سے عذاب دفع کریں گے۔ جو مال راہ خدا میں خرچ کیا اور نیک اولاد کی برکت سے عذاب دور ہوگا کیونکہ اولاد و مال کا عذاب کو دفع نہ کرنا کفار کا عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہیں (۱۳) اس خرچ سے مراد یا تو یہود کے وہ خرچ ہیں جو اپنے پادریوں، جوگیوں پر خرچ کرتے تھے، یا کفار اور مشرکین کے سارے خیرات وصدقات ہیں یا ریاکار کے تمام وہ خرچ مراد ہیں جو دکھلاوے کے لئے کئے جاویں۔ چونکہ ان کے اعمال حقیقتاً اللہ کے لئے نہیں، لہٰذا ان پر آیت کی بیان ہوئی مثال بخوبی چسپاں ہے۔ یعنی جیسے برفانی ہوا کھیت کو تباہ کر دیتی ہے، ایسے ہی طغیانی ہوا اعمال کو کھیتی کو پامال کر ڈالتی ہے

بقیہ صفحہ ۷۹

ایک سال کی تیاری کرنے کے بعد وسط شوال ۳ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ جب حضور ﷺ کو خبر پہنچی کہ کفار احد پر آ گئے ہیں تو حضور ﷺ نے تمام صحابہ بلکہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو مشورہ کے لئے بلایا۔ بعض صحابہ اور اس منافق کی رائے ہوئی کہ جنگ مدینہ منورہ میں رہ کر مدافعانہ طور پر کی جائے۔ یہی حضور والا کی رائے عالی بھی تھی مگر بعض جوشیلے نوجوانوں کی رائے تھی، کہ میدان میں جا کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ آخر کار یہی طے ہوا اور نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس معہ جماعت صحابہ کے ۱۰ شوال ۳ھ یوم یکشنبہ کو میدان احد میں تشریف فرما ہوئے۔ ابن ابی منافق کی رائے نہ مانی گئی تھی وہ دل میں ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ۳۰۰ ساتھیوں سے کہا کہ جب گھمسان کا رن پڑے تو تم میدان سے بھاگ جانا تا کہ مسلمانوں کے دل اکھڑ جائیں۔ مسلمان مع ان منافقین کے ایک ہزار تھے۔ بعد میں سات سو رہ گئے۔ منافقوں کے بھاگ جانے کی وجہ سے حضور ﷺ نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیراندازوں کے ساتھ احد کے درہ پر مقرر فرمایا کہ اس طرف سے کفار کو آنے نہ دیں۔ رب کے فضل سے مسلمانوں کو بہت شاندار فتح ہوئی کفار بھاگ گئے۔ یہ پچاس حضرات سمجھے کہ اب فتح تو ہو ہی چکی، چلو ہم بھی غنیمت حاصل کریں۔ عبداللہ ابن جبیر نے منع بھی کیا مگر نہ مانے، درہ خالی ہو گیا۔ شکست خوردہ کفار یہ درہ خالی دیکھ کر پیچھے پلٹے اور اس درے سے مسلمانوں پر پیچھے سے آن پڑے۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں مال پر نظر نہ رکھی جائے ورنہ خرابی ہوگی۔ اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطاء اجتہادی معاف ہے جیسا کہ عبداللہ ابن جبیر کے ساتھیوں سے ہوا۔

بقیہ صفحہ ۸۰

کیا کرتے تھے۔ جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی (۱۰) اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اے محبوب تمہیں ان کفار پر بددعا کرنے کا اختیار یا حق نہیں، ورنہ گزشتہ انبیاء کرام کفار پر بددعا کر کے انہیں ہلاک نہ کراتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بددعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں (۱۱) یعنی سارا عالم اجسام جسے ملک کہتے ہیں مافی السموات سے علویات مراد ہیں اور مافی الارض سے سفلیات مراد ہیں۔ ارواح وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اجسام ہی ہمارے سامنے ہیں لہٰذا اکثر اسی کا ذکر ہوتا ہے (۱۲) یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے عذاب دے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نیکوکار کو بھی عذاب دے جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ کیونکہ یہ ظلم بھی ہے اور خلاف وعدہ بھی (۱۳) دونادون (دوگنا) کی قید اتفاقی ہے کیونکہ سود سوایا ڈیوڑھا بھی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ سود خواروں کو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے پکارا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سود لینے والے دینے والے سے زیادہ گنہگار ہیں۔ اسی لئے اس پر زیادہ زور ہے

بقیہ صفحہ ۸۱

ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ دو شخصوں میں بڑا پیار تھا۔ ایک جہاد کے لئے گیا دوسرے کے سپرد اپنا گھر بار کر گیا۔ ایک روز اس مجاہد کی بیوی نے اس انصاری سے گوشت منگایا۔ جب اس ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ چوم لیا۔ چومتے ہی سخت شرمندگی ہوئی، جنگل میں نکل گیا۔ منہ پر طمانچہ مارنا اور سر پر خاک ڈالنا شروع کیا۔ جب ثقفی اپنے گھر واپس آیا تو عورت سے اپنے اس انصاری دوست کا حال پوچھا۔ وہ بولی کہ اللہ ایسے دوست سے بچائے۔ ثقفی اس کو تلاش کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں لایا۔ اس کے حق میں یہ آیات اتریں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں واقعے اس کا شان نزول ہوں۔ (خزائن العرفان) (۱۲) یعنی اے کفار عرب ان زمینوں کی طرف سفر کرو جہاں پہلے کفار آباد تھے جنہوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب الٰہی آیا اور وہ تباہ کر دیئے گئے۔ ان کی اجڑی بستیاں دیکھ کر عبرت پکڑو اور حضور ﷺ پر ایمان لاؤ۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عذاب دیکھنا ہو تو عذاب والی بستیوں کو دیکھو، اور اگر اللہ کی رحمت کا پتہ لگانا ہو تو رحمت والی بستیوں کو دیکھو۔ جہاں اللہ کے پیارے سو رہے ہیں اور ان کے دم قدم سے رونقیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقصد کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا عرس وغیرہ میں سفر کرنا درست ہے

بقیہ صفحہ ۸۲

وعیسیٰ والیاس وخضر علیہم السلام۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا لفظ نہ فرمایا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ (۱۳) یعنی کیا اسلام سے پھر جاؤ گے، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جنگ احد میں حضور ﷺ کے شہید ہو جانے کی خبر اڑ گئی تو بعض منافق اور کفار نے بعض نو

مسلمانوں سے کہا کہ جن کے دم کی بہار تھی وہ وفات پا چکے۔ اب اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس پر فرمایا گیا کہ نبی کی وفات سے دین فنا نہیں ہو جاتا (۱۴) کیونکہ دین تو باقی رہے گا۔ اسلام کسی کا محتاج نہیں۔ سب اسلام کے محتاج ہیں۔ دیکھو سرداران قریش نے نخرے کئے تو وہ ایک طرف کر دیئے گئے اور مدینہ منورہ کے مساکین سے اسلام کی اشاعت کرادی گئی۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندۂ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ!

(۱۵) یعنی ان تمام صحابہ کو جنہوں نے اس وقت ثابت قدمی دکھائی معلوم ہوا کہ تمام ثابت قدم صحابہ اعلیٰ درجہ کے شاکر ہیں اور جن کے قدم اکھڑ گئے وہ بارگاہ رب سے معافی پا چکے ہیں۔ سب اللہ کے پیارے ہیں درجے مختلف ہیں (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا بہت برا ہے کہ اس سے موت ٹل نہیں سکتی اور ثابت قدمی سے انسان مر نہیں جاتا (۱۷) یعنی جو جہاد میں صرف غنیمت کا مال حاصل کرنے گیا اسے آخرت کا ثواب نہ ملے گا دنیا کے آرام اور راحتیں اس کے عمل کا بدلہ ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دنیا ضرور مل جاوے گی لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۸) یعنی اس کو دنیا بھی دیں گے اور دین بھی۔ کیونکہ اس میں دنیا عطا فرمانے کی نفی نہیں

بقیہ صفحہ ۸۳

مسلمان پر فرض ہے کہ کافر سے علیحدگی اختیار کرے اور ان کی رائے، مشورہ پر اندھا دھند عمل نہ کرے ورنہ دھوکا کھائے گا (۱۲) لہٰذا تم اس کی اطاعت کرو۔ ہر ایک اپنے مولیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو تم اس کی اطاعت کیوں نہ کرو (۱۳) اس آیت میں غیب کی خبر ہے جب ابوسفیان جنگ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال کیا کہ کیوں لوٹ آئے۔ سب مسلمانوں کو ختم کیوں نہ کر دیا، یہ اچھا موقعہ تھا۔ واپس ہونے پر آمادہ ہوئے کہ قدرتی طور پر ان تمام کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ مکہ چلے گئے۔ رب کا وعدہ سچا ہے۔ مسلمان سچے رہیں تو قیامت تک ان کا رعب کفار کے دل میں رہے گا۔ ہمارے برے کرتوت سے ہماری ہوا خیزی ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے: وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال: ۴۶) (۱۴) یعنی رب نے جو تم سے فتح کا وعدہ کیا تھا فرمایا تھا کہ: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۹) اور فرمایا تھا: فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ (انفال: ۶۶) وہ وعدہ احد میں پورا ہو چکا تھا کہ تم کفار پر غالب آ چکے تھے۔ پھر تم نے غنیمت حاصل کرنے کے لئے احد کا درہ چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ پڑے اور فتح شکست سے بدل گئی۔ یہ شکست تمہاری اپنی غلطی سے ہوئی۔ (۱۵) بزدلی اس طرح کہ مال غنیمت کی طرف راغب ہو گئے اور محبت مال بزدلی کا ذریعہ ہے اور جھگڑا اس طرح کیا کہ تمہارے سردار عبداللہ بن جبیر نے تم کو بہت منع کیا کہ درہ نہ چھوڑو۔ تم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی مخالفت کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے حالانکہ امیر کی اطاعت واجب ہے (۱۶) یعنی کفار کا بھاگ جانا اور تمہارا غالب آ جانا۔ کیونکہ جنگ احد میں پہلے کفار بھاگ چکے تھے مگر احد کا درہ خالی ہونے سے دوبارہ لوٹے جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

بقیہ صفحہ ۸۴

آئے اگر ہمارا اختیار ہوتا تو ہرگز نہ آتے جس کی تفسیر اگلی آیت فرما رہی ہے: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ الخ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام کرنے پر اگر تکلیف پہنچ جائے تو صابر رہنا مومن کی شان ہے اور بے صبری کی بکواس بکنا منافقوں کی پہچان ہے۔ (۱۲) ان کے دل میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کے فتح کے وعدے غلط ہیں اگر درست ہوتے تو ہم کو یہاں شکست کیوں ہوتی مگر مسلمانوں کے خوف سے یہ کہہ نہ سکتے تھے (۱۳) بکواس عبداللہ ابن ابی منافق نے کی تھی کہ ہم لوگ تو مجبوراً کفار مکہ سے لڑنے آ گئے تھے۔ نہ آتے تو نہ مارے جاتے (۱۴) کیونکہ جیسے موت کا وقت مقرر ہے ایسے ہی موت کی جگہ بھی متعین ہے۔ جہاں جہاں جیسے جیسے مرنا ہے، وہاں ہی مرے گا (۱۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنگ احد میں شرکت کرنا اور وہاں جنگ کرنا مومنوں کی علامت تھی اور وہاں نہ جانا، یا جا کر پیچھے سے لوٹ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھنا مشرکوں اور منافقوں کی نشانی تھی جیسے کہ عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں بلکہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتی ہیں کہ لوگ دھوکا میں نہ رہیں اسی لئے آگے ارشاد ہوا: وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

بقیہ صفحہ ۸۵

چٹے بٹے ہیں دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ کافروں کی سی باتیں بھی منہ سے نہ نکالا کریں۔ صورت، سیرت اعمال میں ان سے ممتاز رہیں۔ بے صبری کے الفاظ منہ سے نہ نکالنا چاہئے۔ (۹) معلوم ہوا کہ زیادہ اگر مگر کفار کی علامت ہے۔ مومن رب کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ یہ علامت ہمیشہ ہی موجود رہے گی (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر شاکر و صابر نہ ہونے سے غم و تکلیف زیادہ ہوتے ہیں صبر و شکر راحت قلبی کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں زیادہ مشغولیت بھی موت کو سخت بنا دیتی ہے۔ اور آخرت سے تعلق موت کو آسان کر دیتا ہے اسی لئے بزرگوں کی موت کو وصال یا عرس کہتے ہیں (۱۱) یعنی حقیقتاً موت و حیات دینے والا رب ہی ہے۔ ہاں مجازاً کبھی بندوں کی طرف نسبت کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران: ۴۹) میں اللہ کے حکم سے مردے جلا دیتا ہوں۔ (۱۲) اللہ کی راہ میں مرنا یہ ہے کہ اللہ کا کام کرتے کرتے موت آ جاوے۔ عبادت کرتے ہوئے ذکر کرتے ہوئے، علمی خدمت کرتے ہوئے مرنا سب اللہ کی راہ میں مرنا ہے اور سب کا نتیجہ مغفرت ہے (۱۳) یعنی کفار کی جمع کی ہوئی تمام دولت سے یہ اللہ کی راہ کی موت بہتر ہے۔ خیال رہے کہ کافر کی کمائی بہتر نہیں اسے بہتر کہا گیا ان کی سمجھ کے لحاظ سے یعنی جس دولت کو وہ اچھی چیز سمجھتے ہیں اس سے یہ بہتر ہے (۱۴) یہاں عبدیت کے تین مقاموں کا ذکر فرمایا گیا۔ بعض لوگ دوزخ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا: لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ بعض لوگ جنت کے لالچ سے اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد ہوا: وَرَحْمَةٌ بعض لوگ محض عشق الٰہی میں اسے پوجتے ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد ہوا: لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ (روح المعانی وخزائن العرفان) (۱۵) سبحان اللہ خود معافی دے کر رب اپنے حبیب سے ان کی سفارش فرما رہا ہے کہ تم بھی انہیں معافی دے دو اور پہلے کی طرح مقرب بارگاہ بنا لو۔ (۱۶) شان نزول۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اتری کہ آپ ان سے مشورہ فرما لیا کریں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لینے کا حکم فرمایا۔ (حاکم صواعق محرقہ) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔

بقیہ صفحہ ۸۶

سے ملتی ہے۔ نیکیاں تخم ہیں اور حضور ﷺ کی نگاہ کرم رحمت کا پانی۔ بغیر پانی تخم بیکار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادات بیکار ہوئیں لہٰذا کوئی متقی اور ولی حضور ﷺ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ⑮ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اس لئے کتاب وحکمت دو چیزیں فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن کی صحیح سمجھ صرف اپنے علم وعقل سے نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن سخت ترین علم ہے اسی لئے اس کی تعلیم کے لئے رب نے اپنے رسول کو بھیجا۔ بڑے استاد بڑی کتاب پڑھاتے ہیں، اور حضور ﷺ کو خود رب نے قرآن سکھایا کہ فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن ⑯ یعنی اگر جنگ احد میں تمہارے ستر مسلمان شہید ہو گئے تو اس سے پہلے جنگ بدر میں ان کفار کے ستر آدمی تمہارے ہاتھوں ہلاک اور ستر آدمی گرفتار ہوئے جب وہ اس مصیبت سے نہ گھبرائے اور ایک سال بعد پھر تم پر حملہ آور ہو گئے تو تم کیوں ہمت ہارتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کا حال سنا کر جوش دلانا اچھی چیز ہے۔ ⑰ شَیْءٌ قرآن کریم کی اصطلاح میں معلوم موجود، ممکن کو کہا جاتا ہے خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ میں شَیْءٍ بمعنی موجود ہے۔ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ میں شَیْءٍ بمعنی معلوم ہے۔ ممکن ہو یا واجب یا محال اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں بمعنی ممکن ہے لہٰذا اس سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت کرنا انتہائی حماقت ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے اس مسئلہ کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول میں مطالعہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۸۷

حیات شہداء کی بحث ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوم میں ملاحظہ کرو۔ ⑪ یہاں روزی سے مراد صرف روحانی روزی یعنی ثواب قبر نہیں وہ تو تمام مومنوں کو ہوتا ہے بلکہ جنت کے میوے اور وہاں کے عیش مراد ہیں کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور جو چاہے کھاتی پیتی ہیں۔ ⑫ یعنی جو مومن ابھی تک شہید نہیں ہوئے، آئندہ شہید ہو کر ان کے پاس پہنچنے والے ہیں، ان کے استقبال کی خوشیاں منا رہے ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں ⑬ اس پوری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو شہیدوں کا زندہ ہونا۔ دوسرے یہ کہ وہ شہداء پسماندگان کے خاتمہ کو جانتے ہیں اور اب بھی ان کے حالات سے خبردار ہیں کہ وہ زندہ ہیں، نیکیاں کر رہے ہیں اور آئندہ شہید ہو کر ہم سے ملیں گے۔ ورنہ خوشی کے کیا معنی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی مسلمان کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اسے مت ستا یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ حور دور سے سنتی دیکھتی اور ہر ایک کے انجام کو بھی جانتی ہے۔ پھر ہمارے حضور ﷺ کے علم کا کیا پوچھنا۔ حضور تو اعلم الاولین والآخرین ہیں۔ ⑭ اس سے معلوم ہوا کہ کفاروں کے اجر ضائع و برباد ہیں کیونکہ انہوں نے شرط قبول نہیں کی یعنی ایمان۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کا ثواب بہت ہے کیونکہ اوروں نے مال، وقت وغیرہ راہ الٰہی میں خرچ کیا اور شہید نے جان دی۔ جان سب سے اعلیٰ ہے تو اس کا ثواب بھی کامل ہے اور خدا تعالیٰ مومن کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ نیز معلوم ہوا کہ اس بارگاہ کے بے ادب مومن ہی نہیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بے ادبی کفر ہے اور بے ادب کافر، کیونکہ حضور ﷺ کی آواز پر اونچی آواز کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ⑮ شان نزول۔ جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ ابوسفیان پھر مدینہ پر چڑھائی کرنے آرہے ہیں حضور ﷺ نے ابوسفیان کے مقابلہ میں اپنی روانگی کا اعلان فرمایا۔ زخمی صحابہ بھی حضور ﷺ کے ہمراہ اسی حال میں روانہ ہو گئے۔ آٹھ میل جا کر مقام حمراء الاسد پر پتہ لگا کہ ابوسفیان مرعوب ہو کر مکہ چلے گئے۔ ان صحابہ کی تعریف میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا بلانا رب کا بلانا ہے اور حضور ﷺ کے پاس آنا رب کے پاس آنا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے بلایا تھا رب نے فرمایا: اِسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

بقیہ صفحہ ۸۸

مومن اس عمر میں نیکیاں بڑھائے گا اور کافر گناہ زیادہ کرے گا۔ اس سے ایک باریک مسئلہ معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ جب کفر کی نحوست کی وجہ سے عمر زیادہ اور مال کثیر مل جاتا ہے تو نیک اعمال کی برکت سے ضرور عمر و مال میں برکت ہو سکتی ہے۔ شیطان کو بہکانے کے لئے عمر دراز اور بہت قوت عطا ہوئی ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کا عذاب کفار سے خاص ہے۔ قیامت میں رب تعالیٰ گنہگار مسلمانوں کو وہاں کی رسوائی سے بچائے گا۔ حتیٰ کہ اس کے گناہوں کا حساب بھی خفیہ ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۸۹

ضروری ہے۔ کوئی مومن کسی درجہ پر پہنچ کر اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ⑥ حقوق کا ادا نہ کرنا بخل ہے خواہ انسانوں کا حق ادا نہ کرے، یا شریعت کا، یا اللہ تعالیٰ کا۔ لہٰذا زکوٰۃ نہ دینے والا۔ اپنے حاجت مند ماں باپ بچوں اہل قرابت پر خرچ نہ کرنے والے بخیل ہے۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ بخل صرف مال کا ہی نہیں ہوتا بلکہ علم میں ہوتا ہے کیونکہ ما عام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے جو ملا ہے رب تعالیٰ کے فضل سے ملا اپنے استحقاق سے نہیں ملا ⑧ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال سانپ بن کر قیامت میں مالک کے گلے میں پڑے گا اور یہ کہہ کر اسے ڈستا جاوے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں (خزائن) ⑨ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کے باوجود رب کی نعمتیں ملنا رب کا عذاب ہے کہ یہ شہد میں زہر ہے اور گناہ یا خطا پر فوراً عتاب یا پکڑ ہو جانا رب کی رحمت ہے کہ انسان جلد توبہ کر لیتا ہے ⑩ شان نزول۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کون ہے جو رب تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگ رہا ہے تو ہم غنی ہوئے اور اللہ تعالیٰ فقیر، اس پر یہ آیت کریمہ اتری ⑪ یعنی یہ یہود آج کے مجرم نہیں بڑے پرانے پاپی ہیں۔ سب جرموں میں گرفتار ہوں گے ⑫ اس طرح کہ بغیر جرم کسی کو سزا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو جاویں وہ دوزخی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا اور رب بغیر جرم دوزخ نہیں دیتا۔

بقیہ برصفحہ ۹۰

علماء متاخرین اسے جائز نہ کہتے ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی مسئلہ چھپانا حرام ہے۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں بلکہ انہیں چاہئے کہ اپنا لباس اپنی وضع علماء کی سی رکھیں تا کہ لوگ انہیں عالم سمجھ کر مسائل دریافت کر لیں۔ عالم کا غیر عالم کے لباس میں رہنا بہتر نہیں کہ خطرہ ہے کہ یہ بھی علم چھپانے میں داخل ہو جاوے

بقیہ صفحہ ۹۱

جس کے پورا فرمانے کے لئے رب سے عرض کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا جس سے حضور ﷺ جنتی ہونے کا وعدہ فرمالیں۔ وہ یقیناً جنتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں پیغمبر کے وعدے کا حوالہ دیا جاوے تا کہ قبول سے قریب تر ہو جاوے۔ لہٰذا رات کے آخری حصہ میں دعا قبول ہونے کا مصطفوی وعدہ ہے۔ تہجد میں اس کے حوالہ سے دعا مانگنی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کی رسوائی بڑا عذاب ہے اللہ اسے

سے بچائے۔ (۱۴) یعنی ہمیں تیرے وعدہ خلاف ہونے کا خطرہ نہیں۔ خطرہ اپنے متعلق ہے کہ ہم اس وعدہ والوں کے زمرہ میں رہیں یا نہ رہیں۔ اے مولیٰ ہمیں ان میں ہی رکھ۔ (۱۵) خیال رہے کہ دعا میں پانچ بار ربنا کہنے پر قبولیت کی امید قوی ہے کہ ان آیات میں پانچ بار ربنا فرمایا گیا، اسی پر قبولیت کا وعدہ ہوا۔

بقیہ برصفحہ ۹۲

منافقوں نے طعنہ دیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں جسے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز کی شرط یہ ہے کہ میت امام کے سامنے ہو۔ (۱۱) کہ ساری مخلوق کا حساب چند گھنٹوں میں فرما لے گا۔ مگر اس کے باوجود قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ باقی دن حضور ﷺ کی نعت خوانی اور اظہار عظمت مصطفیٰ ﷺ ہوگی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

بقیہ صفحہ ۹۳

اگر چند بیویاں حلال نہ ہوں تو عورتوں کی کھپت کہاں ہوگی۔ نیز اس میں نسل کی زیادتی اور تعداد کی کثرت ہے آج کثرت تعداد پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں۔ مگر ایک عورت کو چند خاوند رکھنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے بچہ کی نسل مشتبہ ہو جاوے گی خبر نہ ہوگی کہ یہ بچہ کس کا ہے کون پرورش کرے (۱۲) جو حقوق زوجیت ادا کرنے اور عدل و انصاف پر قادر نہ ہو یا نہ کرے اسے چند بیویاں رکھنا حرام ہے۔ لیکن یہ کام جرم ہے نکاح حلال ہوگا اولاد حلال کی ہوگی (۱۳) لونڈی کی کوئی حد نہیں۔ جتنی چاہو رکھو۔ نیز لونڈی کے حقوق مولیٰ پر لازم نہیں نہ وہ زوجیت کے حقوق کی مستحق ہے۔ (۱۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہر کی مستحق خود عورت ہے نہ کہ اس کے ولی۔ دوسرے یہ کہ خاوند پر لازم ہے کہ عورت کا قبضہ کرا دے۔ مہر تین طرح کا ہوتا ہے مہر معجل، مہر موجل اور مہر غیر مصرح ان تینوں کے علیحدہ احکام ہیں مہر معجل میں عورت وطی سے پہلے ہی مطالبہ کر سکتی ہے

بقیہ صفحہ ۹۴

اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ حضرت اوس کی بیوی بچے حضور ﷺ کی بارگاہ میں فریادی ہوئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری پھر بعد میں يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ (النساء:۱۱) آیت اتری اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا مال حضور ﷺ نے اس طرح تقسیم فرمایا کہ ۸/۱ ان کی بیوی کو ۳/۲ لڑکیوں کو باقی چچاؤں کو (روح) (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا بیٹی کو نہ دینا صریحی ظلم اور قرآن کے خلاف ہے دونوں میراث کے حق دار ہیں۔ (۱۳) جو میراث سے محروم ہو گئے ہیں۔ محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح فرما کر ان مساکین رشتہ داروں کی دعوت کر دی جو میراث سے محروم ہو گئے تھے۔ اس سے میت کے تیجہ، دسویں، چالیسویں کا ثبوت ہوا کہ اس میں یہ بھی مصلحت ہے (یہ آیت ان تمام فاتحہ کا ماخذ ہے)۔ (خزائن العرفان) (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ اگر چچا کی وجہ سے دادا کی میراث سے پوتا محروم ہو گیا تو دادا کو چاہئے کہ اسے وصیت کر کے مال کا مستحق بنا جاوے اور اگر دادا نے ایسا نہ کیا تو وارثوں کو چاہئے کہ اپنے حصہ میں سے اسے کچھ دے دیں۔ اس میں مسلمانوں نے بہت سستی کی ہے مگر خیال رہے کہ نابالغ اور غیر موجود وارث کے حصہ میں سے نہ دیا جائے (۱۵) یعنی یتیموں کے ولی اور وصی کے ذمہ یتیموں کی پرورش ہے یہ سمجھ کر پرورش کریں کہ اگر ہمارے بچے یتیم رہ جائیں تو کوئی انہیں پرورش کرے تو وہ کیسی پرورش چاہتے ہیں۔ ایسی ہی پرورش وہ دوسرے کے یتیم کی کریں۔ یہ آیت کریمہ اخلاق کی بہترین تعلیم ہے۔ ہمیشہ دوسرے کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے ساتھ چاہتے ہو۔ جو اپنے لئے پسند نہ کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۹۵

ہونا جائز وصیت مراد نہیں (۱۳) یہاں قرض سے مراد انسانوں کا قرض ہے اللہ کا قرض مراد نہیں لہٰذا اگر میت کے ذمہ زکوٰۃ رہ گئی ہو تو وہ وصیت پر مقدم نہ ہو گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے مگر وصیت کی اہمیت دکھانے کے لئے پہلے وصیت کا ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ واؤ اور او ترتیب نہیں چاہتے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے حصے عقل و قیاس سے مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے معلوم کرنے میں عقل عاجز ہے۔ یا نص چاہئے یا اجماع مجتہدین جو نص کی قائم مقام ہے (۱۶) بیوی کے چھوڑے ہوئے مال میں اس کا جہیز خاوند کا دیا ہوا مال، چڑھایا ہوا زیور، خاوند کے ذمہ مہر سب داخل ہیں۔ ان میں یہی احکام جاری ہوں گے (۱۷) یعنی ان کے پیٹ کی اولاد خواہ تمہارے نطفے سے ہو یا دوسرے خاوند کے نطفے سے لڑکی ہو یا لڑکا۔ ولد مذکر مونث دونوں کو شامل ہے۔ ابن صرف بیٹے کو اور بنت بیٹی کو کہتے ہیں اور یہاں ولد میں پوتے پوتی بھی شامل ہیں۔ (۱۸) یعنی نسب والی اولاد۔ لہٰذا اس میں نواسا نواسی شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ نسب دادا سے ہوتا ہے نہ کہ نانا نانی سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

بقیہ صفحہ ۹۶

احکام یا تمام احکام میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو وارث ماننے والا دوزخی ہے کیونکہ وہ اللہ کا بھی مخالف ہے اور اس کے رسول کا بھی (۱۲) اگر احکام خدا اور رسول کو غلط جانتا ہے تو وہ کافر ہے۔ ابدالا باد دوزخ میں رہے گا۔ اور اگر انہیں حق جان کر ان پر عمل نہیں کرتا تو بہت روز تک دوزخ میں رہے گا کہ وہ فاسق ہے (۱۳) جب فاحشہ معرفہ ہو کر آئے تو اس سے مراد زنا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہاں الفاحشہ سے مراد زنا ہے۔ (۱۴) یعنی ان کو گواہ بنا لو۔ اس صورت میں تو عام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ یا ان سے گواہی ادا کراؤ تب اس میں حکام سے خطاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام بیویوں کے متعلق ہیں لونڈیوں کے لئے یہ حکم نہیں اس لئے نِسَآئِكُمْ فرمایا گیا۔

بقیہ صفحہ ۹۷

کے لئے دعا مغفرت کرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح کافر پر نماز جنازہ نہیں اسے مرحوم یا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہنا حرام ہے (۱۱) جیسا کہ اسلام سے پہلے اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ مال کے ساتھ میت کی بیوی کے وارث بن جاتے تھے کہ جہاں چاہے اس کا نکاح کراتے نہ چاہے نہ کراتے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت ناپسند ہو تو اسے اس لئے طلاق نہ دینا کہ یہ خلع کرے یا کچھ مال دے یا مہر واپس کرے سخت مکروہ ہے۔ خلع اس صورت میں ہونا چاہئے جب عورت کو مرد سے نفرت ہو اور علیحدگی چاہے۔ اس کی تفصیل فقہ میں ہے۔ (۱۳) سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت اس کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے نفرت کرے مگر طلاق نہ دے یہ خواہش کرے کہ عورت کچھ مال دے تو طلاق دوں جیسا کہ آج کل عام حالت ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اہل عرب اپنی بیوی کو طلاق دیتے تھے پھر رجوع کر لیتے، ایسا ہی کرتے رہتے تھے۔ نہ بساتے تھے، نہ آزاد کرتے تھے، ان کے متعلق یہ آیت آئی۔

غرضیکہ جب عورت کی طرف سے قصور ہو اور وہ مرد کو ستاتی ہو اس لئے اسے طلاق دینا پڑے تو خلع جائز ہے۔ اگر مرد کا قصور ہو تو مال لینا منع ہے

بقیہ صفحہ ۹۸

لہٰذا خالہ پھوپھی حرام ہیں مگر ان کی اولاد حلال۔ کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا، نانا کی اولاد ہیں مگر بھائی بہن کی تمام اولاد حرام کیونکہ بھائی بہن اصول قریبہ یعنی ماں باپ کی اولاد ہیں (۱۵) ڈھائی سال کی عمر میں جس عورت کا دودھ تھوڑا سا بھی پی لیا جاوے وہ عورت اس کی اولاد اور اصول سب اس بچہ پر حرام ہیں (۱۶) خیال رہے کہ دودھ کے رشتہ کی حرمت نسب کی طرف ہے۔ شعر:

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند
واز جانب شیر خوار زوجان و فروع

(۱۷) جس عورت سے نکاح کر لیا اس کی ماں حرام ہو گئی خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو (۱۸) یہ قید اتفاقی ہے اپنی بیوی کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو، وہ حرام ہے اگرچہ ہماری پرورش میں نہ ہو۔ مگر یہ سوتیلی لڑکی صرف ہمارے لئے حرام ہے ہماری ولاد کے لئے حال اور ہمارے لئے بھی جب حرام ہے جبکہ بیوی سے صحبت کر لی اور اگر بغیر صحبت طلاق دی یا وہ فوت ہو گئی تو اس کی بیٹی حلال ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ملاحظہ کرو۔ (۱۹) معلوم ہوا کہ اپنے پالک یعنی متبنیٰ کی بیوی حلال ہے۔ (۲۰) ہر وہ دو عورتیں جن کا رشتہ ایسا ہو کہ جو بھی ان میں سے مرد ہو تو عورت اس پر حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جیسے دو بہنیں، خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی وغیرہ۔

بقیہ صفحہ ۹۹

کا مہر ان کے مالکوں کو دینا گویا خود ان لونڈیوں ہی کو دینا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۴) معلوم ہوا کہ لونڈی سے بھی نہ متعہ حلال ہے نہ زنا۔ مُسَافِحَاتٍ، سے متعہ حرام ہوا اور مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لونڈیوں سے زنا کرا کر اس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔ (۱۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کنواری لونڈی اگر زنا کرائے تو اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں یعنی آزاد کی آدھی سزا۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ لونڈی زنا کرائے تو اسے رجم نہیں ہوگا کیونکہ رجم کا آدھا نہیں ہو سکتا (۱۶) یہاں مُحْصَنٰتِ سے مراد آزاد کنواری عورتیں ہیں نہ کہ شادی شدہ عورتیں۔ کیونکہ شادی شدہ آزاد عورت کی سزاء زنا سنگسار کرنا ہے وہ آدھا نہیں ہو سکتا۔ کنواری کی سزا سو کوڑے جس کا نصف پچاس (۱۷) یعنی بہتر تو یہی ہے کہ لونڈی سے نکاح نہ کرو کیونکہ تمہاری اولاد لونڈی کے مولیٰ کی غلام ہو گی۔ ہاں اگر زنا کا خطرہ ہو تو کر لو۔ خیال رہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں تین شرطیں ہیں۔ دو ناکح میں اور ایک منکوحہ میں۔ ناکح میں آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھنا اور زنا کا خطرہ ہونا۔ منکوحہ میں اس کا مومنہ ہونا، کافرہ نہ ہونا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں۔ اس کے دلائل کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔ یہ بھی خیال رہے کہ زنا کے خطرے کے وقت نکاح فرض ہے اگر قدرت ہے ویسے سنت ہے اور جوز وجیت کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو اسے نکاح کرنا منع ہے حتیٰ کہ نامرد کی بیوی حکومت کے ذریعہ کچھ شرائط کے ماتحت نکاح فسخ کرا سکتی ہے

بقیہ صفحہ ۱۰۰

اپنے فرائض منصبی پورے کرو۔ تمہیں تمہارا ثواب ملے گا۔ یعنی تم خاوند کی اطاعت پاک دامنی اختیار کر کے جہاد کا ثواب پا سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر گھر میں پردے سے رہنا فرض ہے (۱۵) یعنی اگر وہ فضل فرمائے تو تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اللہ کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا فضل مانگنا بہترین دعا اور جامع دعا ہے کیونکہ اس کا فضل ہر چیز کو شامل ہے

بقیہ صفحہ ۱۰۱

عورت کا کوئی علاج نہیں (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ افسر اپنے ماتحت کو سزا دے سکتا ہے مگر ماتحت افسر کو سزا نہیں دے سکتا خاوند بیوی کو ادب کے لئے مار سکتا ہے مگر بیوی خاوند کو نہیں مار سکتی۔ یہی حال استاد شاگرد، پیر مرید اور باپ بیٹے وغیرہ کا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ افسر پر ماتحت کا قصاص نہیں شاگرد استاد سے، بیٹا باپ سے، بیوی خاوند سے امتی نبی سے قصاص نہیں لے سکتا۔ قصاص میں یک گونہ برابری ہے۔ (۱۳) یعنی جب رب تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرما لیتا ہے تو تم بھی عورت کی معذرت قبول کر لیا کرو اور توبہ کے بعد اسے تنگ نہ کیا کرو (۱۴) اے خاوند اور بیوی کے ولیو۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرا دینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت اچھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صلح کے لئے پنچ مقرر کر دینا اعلیٰ چیز ہے اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صلح کے لئے ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا پنچ مقرر فرمایا (۱۵) معلوم ہوا کہ غیر خدا کو حکم اور حاکم بنانا جائز ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف نہیں اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام:۵۷) کیونکہ وہاں حکم سے مراد حقیقی یا تکوینی حکم ہے (۱۶) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ماں باپ کا حق تمام رشتہ داروں سے زیادہ ہے اسی لئے رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور تمام قرابت داروں سے پہلے ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کی خدمت ہر طرح کی جاوے۔ بدنی بھی اور مالی بھی

بقیہ صفحہ ۱۰۲

کہ رب اپنے فضل سے عذاب میں کمی اور ثواب میں زیادتی فرمائے گا۔ یہ دونوں فضل کی قسمیں ہیں۔ مگر یہ دونوں فضل مومن کے لئے ہیں۔ (۱۳) ہر نبی اپنی امت کے نیک و بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہو گی اور حضور ﷺ اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ مگر ان کی گواہیوں میں فرق ہو گا کہ آپ کی امت تو آپ سے سن کر ہو گی۔ اور آپ کی گواہی چشم دید ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور ﷺ کی گواہی پر وہ اعتراض نہ کر سکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں (۱۴) یعنی ان کے عقیدے اور اعمال دونوں خراب ہوئے۔ عقیدے کی خرابی کَفَرُوْا میں اور عمل کی خرابی عَصَوُا الرَّسُوْلَ میں مذکور ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عقیدہ اور اعمال دونوں کو درست کرے ورنہ آگے چل کر مصیبت پڑے گی۔ (۱۵) جیسا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دلوا کر مٹی کر دیئے جاویں گے۔ ایسا ہی کفار کی تمنا ہو گی کہ میں بھی مٹی کر دیا جاتا۔ رب فرماتا ہے: وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا (النباء:۴۰)۔

بقیہ صفحہ ۱۰۳

دوست ہے (۱۲) یعنی تمہیں ان کے داؤں سے محفوظ رکھے گا اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہٖ تعالیٰ حضور ﷺ کے صحابہ گمراہی سے محفوظ رہے۔ بلکہ جن پر صحابہ کرام کی نظر عنایت ہو جائے وہ رب کے

فضل و کرم سے گمراہی سے بچا رہتا ہے (۱۳) شان نزول۔ رفاعہ ابن زید اور مالک ابن حشم وغیرہ یہودی زبان موڑ کر حضور ﷺ سے کلام سلام کرتے تھے اور منہ سَمِعْنَا کہتے تھے دل عَصَیْنَا منہ سے وَاسْمَعْ کہتے تھے۔ دل میں غَیْرَ مُسْمَعٍ کہہ کر کوستے تھے اس طرح اپنی بد باطنی کا ثبوت دیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔ (۱۴) اس طرح کہ رَاعِنَا رَاعِیْنَا بن جاتا جس کے معنی ہیں چرواہا۔ یارُعُوْنَت بمعنی حماقت سے مشتق۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس لفظ میں برے معنی کا احتمال بھی ہو وہ اللہ ورسول کی شان میں بولنا حرام ہے (۱۵) اس طرح کہ یہ بدباطن یہود حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایسی گستاخیاں کرکے جاتے اور پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ اگر حضور ﷺ سچے نبی ہوتے تو ہماری اس تدبیر کو سمجھ جاتے کہ ہم منہ سے کچھ بولتے ہیں اور دل میں کچھ اور ہے ہم رَاعِنَا اور معنی سے بولتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے علم پر طعن کرنا درحقیقت دین اسلام پر طعن ہے اور یہودیوں کا طریقہ ہے کہ اسے رب نے طعن فی الدین قرار دیا۔ موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ (۱۶) یعنی بجائے رَاعِنَا کے اُنْظُرْنَا بولتے جس میں برے معنی کی گنجائش نہ ہوتی۔ (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے ادب میں ہمارا ہی فائدہ ہے اور بے ادبی میں ہمارا ہی نقصان۔ اس سے اس سرکار کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سورج کی تعریف کرو یا برائی وہ نور ہی ہے

بقیہ صفحہ ۱۰۴

ہم ٹھیک راستہ پر ہیں یا محمد ﷺ کعب بولا کہ تم ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری (۱۳) یعنی علم کا، نہ کہ عمل کا، کیونکہ کعب بن اشرف یہود کا پادری تھا۔ معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ علم و عمل اللہ دونوں نصیب فرماوے۔ عمل کے بغیر علم وبال ہے (۱۴) طاغوت، طغٰی سے بنا بمعنی سرکشی جو رب سے سرکش ہو اور سرکش بنائے وہ طاغوت ہے خواہ جنی شیطان ہو یا انسانی شیطان۔ قرآن کریم نے سرداران کفر کو بھی طاغوت کہا۔ جو نبی کی طاغوت کہے وہ بے دین ہے جیسے حسین علی واں بھچرانوالہ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے انبیاء، اولیاء، چھوٹے بچے وغیرہ باذن الٰہی مددگار ہوں گے۔ ملعونوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ جو کہے کہ کوئی مددگار میرا نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ (مائدہ: ۵۵) اور فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ: ۲)

بقیہ صفحہ ۱۰۵

جاوے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عثمان ابن طلحہ جو کعبہ کے کلید بردار تھے ان سے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چابی لی گئی۔ پھر دوسرے صحابہ نے خواہش کی کہ یہ خدمت ہمارے سپرد کی جائے اور چابی ہم کو عنایت ہو اس پر یہ آیت اتری اور چابی حسب سابق عثمان ابن طلحہ کو عطا ہوئی اور آج تک انہی کی اولاد میں یہ چابی ہے۔ عثمان ابن طلحہ یہ امانتداری ملاحظہ کرکے ایمان لے آئے مگر تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے فرمایا کہ صحیح تر یہ ہے کہ عثمان ابن طلحہ ۸ ھ میں یعنی فتح مکہ سے قریباً دو سال پہلے اسلام لا چکے تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال نزول اگرچہ خاص موقعہ پر ہوا مگر حکم عام ہے (۱۵) علماء فرماتے ہیں کہ حاکم پانچ باتوں میں مدعی مدعٰی علیہ کے درمیان برابری کرے اپنے پاس آنے جانے کی اجازت میں۔ نشست میں کہ دونوں کو یکساں دے۔ توجہ میں کہ دونوں کی طرف یکساں کرے۔ کلام سننے میں فیصلہ دینے میں کہ حق کا فیصلہ دے (۱۶) لہٰذا اے حاکمو خیال رکھو کہ تمہارا بھی کوئی حاکم ہے جو تمہارے فیصلوں کو دیکھ رہا ہے تمہاری باتیں سن رہا ہے کل تمہیں بھی اس کے دربار میں پیش ہونا ہے

بقیہ صفحہ ۱۰۶

ان کے قوانین پر فریفتہ ہونا سخت جرم ہے، مجبوری کی معافی ہے (۸) معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہوتے ہوئے امریکہ، لندن والوں کے قانون کو اچھا سمجھنا منافقانہ طریقہ ہے۔ (۹) یعنی وہ بشر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا اور اس کے وارث جب خون کا بدلہ مانگیں تو بدلہ نہ دلوایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رب نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو سراہا۔ (۱۰) چنانچہ بشر کے وارثوں نے بہانہ بنایا کہ حضور بشر آپ سے منحرف نہ تھا بلکہ صلح کلی تھا سب میں اتفاق چاہتا تھا اس لئے کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہتا تھا (۱۱) کیونکہ منافقوں کو شریعت میں قتل نہیں کیا جاتا بشر کے وارثوں کو صرف سمجھا دو (۱۲) یعنی اگرچہ تم بھی دنیا میں آئے اور نبی بھی، مگر دونوں آمدوں کی منشا میں فرق ہے تم نبی ورسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے وہ تم پر حکومت کرنے کے لئے جہاز میں مسافر اور کپتان دونوں سوار ہیں۔ مگر مسافر پار لگنے کو کپتان پار لگانے کو۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں کپتان تنخواہ لے کر۔ کشتی اسلام میں تم پار لگنے کو سوار ہو، نبی پار لگانے کو لِيُطَاعَ کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول کی اطاعت چاہئے اور ہر فعل کا اتباع

بقیہ صفحہ ۱۰۷

منہ سے نکل گیا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد قریبی ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت اس انصاری پر مرتد ہونے کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ اس قانون بننے اور اس آیت کے نزول سے پہلے تھا قانون کے احکام اس کے بن جانے کے بعد جاری ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان شخص ایسا کرے تو مرتد ہے (۷) اہل عرب پر، جن میں مخلص و منافق سب شامل ہیں (۸) جیسا کہ بنی اسرائیل پر توبہ کے لئے مجرم کا اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دینا یا دیس نکالے کا حکم دیا جاتا تھا اس سے اسلامی ہجرت اور جہاد مراد نہیں وہ دونوں تو اسلام میں بھی ہیں لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں (۹) یعنی ایسے سخت احکام صرف مخلص مومنین صحابہ ہی مانتے، منافقین و کفار نہ مانتے، لہٰذا اس آیت سے شیعہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ صحابہ کرام نے جس بہادرانہ طریقہ سے حضور ﷺ پر جاں نثاری کی وہ دنیا جانتی ہے (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ایمان میں پختگی پیدا کرتی ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے (۱۱) اس سے ولایت اور قرب الٰہی کی راہ مراد ہے۔ کیونکہ وہ مخلص مومن تو پہلے ہی تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نیک اعمال سے بھی ولایت مل جاتی ہے جسے ولایت کسبی کہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ ولی اللہ ہیں کیونکہ ان سب نے حضور ﷺ کی اطاعت کی بلکہ گر منافقین بھی یہ اطاعت کر لیتے تو وہ بھی ولی بن جاتے۔ (۱۲) شان نزول، حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ کی جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز بہت غمگین و رنجیدہ ہوکر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں کیا حال ہوگا۔ وہاں حضور ﷺ کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور ﷺ جنت کے اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں کہیں اور جگہ میرے لئے تو جنت وحشت کی جگہ بن جاوے گی، تب یہ آیت

اتری ⑫ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جاویں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ورنہ رب فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ چاہئے کہ صابر اللہ بن جاویں۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور خود ہی بن جانا اور چیز ⑬ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے چاہنے والے امتی کا حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں رہنا ایسا ہوگا جیسے سلطان کے خدام خاص کا سلطان کے ساتھ کوٹھی میں رہنا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسی درجہ میں حضور ﷺ کے برابر ہو جاوے گا۔ ⑮ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت میں حضور ﷺ کا قرب جنت کی بڑی نعمت ہوگی۔ دوسری یہ کہ ہر مدعی محبت عاشق رسول نہیں۔ یہ تو اللہ کو ہی خبر ہے۔ ⑯ یعنی جہاد میں دشمن کی گھات سے بچو۔ ہتھیار اپنے ساتھ رکھو اور موقعہ کے مطابق تھوڑے یا بہت ان کے مقابلہ میں جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اور سامان رکھنا توکل کے خلاف نہیں ⑰ یعنی منافقین، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے،

بقیہ صفحہ ۱۰۸

چھڑایا۔ ⑪ شیطان کو راضی کرنے پر یا کفر پھیلانے یا محض ملک گیری کے لئے لڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی جنگ ان میں سے کسی چیز کے لئے نہ ہونی چاہئے صرف رضاء الٰہی کے لئے ہو۔ شعر:

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

بقیہ صفحہ ۱۰۹

یعنی دنیاوی مصائب ہمارے گناہوں کی شامت سے آتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ (شوریٰ: ۳۰) اللہ کے مقبولوں کو مصیبت ان کے درجے بلند کرنے کے لئے آتی ہے لہٰذا مصیبت کی وجہ میں فرق ہے ⑬ یعنی اولین و آخرین سارے انسانوں کے آپ نبی ہیں۔ از آدم تا یوم قیامت سب انسان آپ کے امتی ہیں۔ اسی لئے رب نے نبیوں سے حضور ﷺ کی اطاعت و ایمان کا عہد لیا اور معراج میں سب نبیوں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی

بقیہ صفحہ ۱۱۰

خود اپنی رائے پر نہ اڑو ورنہ گمراہ ہوگے کیونکہ قرآن و حدیث ان امن و خوف کی باتوں سے زیادہ اہم ہے۔ جب ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ اولوالامر علماء پر پیش کرو تو یہ آیات و حدیث بھی پیش کرو۔ ⑩ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی گمراہ نہیں۔ کسی نے کسی وقت شیطان کی پیروی نہیں کی۔ سب اللہ کے فضل سے شیطان سے محفوظ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ یکساں درجہ والے نہیں بعض بہت ہی استقامت والے ہیں۔ بعض ان کے بعد ہیں ⑪ یعنی بدر صغریٰ کے موقعہ پر ابوسفیان سے وہ جنگ کرو جس کا ایک سال پہلے احد میں وعدہ ہو چکا ہے، اگر لوگ گراں سمجھیں تو اے محبوب تم اکیلے جاؤ۔ فتح تمہاری ہوگی۔ چنانچہ حضور ﷺ ستر صحابہ کے ساتھ گئے۔ کفار مرعوب ہو کر مقابل نہ آئے ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ بدر صغریٰ میں جنگ کے لئے جانا سب پر فرض نہ تھا جو ستر صحابہ وہاں گئے وہ ثواب کے مستحق ہوئے جو نہ گئے وہ گنہگار نہ ہوئے ⑬ کہ انہیں (کفار کو) مقابلہ کی ہمت ہی نہ پڑے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا عسی فرمانا بھی یقینی حتمی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بڑے بہادر ہیں کہ رب نے آپ کو اکیلے جنگ کا حکم دیا۔ ⑭ معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کرنا ثواب ہے اور بری سفارش گناہ کسی کو مصیبت سے چھڑانے کے لئے سفارش کرنا ثواب ہے اور کسی ظالم کو چھڑانے یا ظلم کرانے کے لئے سفارش حرام ہے۔ ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا بھی حرام ہے اور گناہ کی رغبت دینا۔ گناہ کا مشورہ دینا یہ سب جرم ہیں یہی حال نیکی کا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۱

کہ کفار سے محبت کبھی ارتداد کا سبب بن جاتی ہے ⑥ یہ منافق کلمہ پڑھ کر تم میں نہیں آئے بلکہ تمہیں لینے آئے تھے کہ تم سے میل جول کر کے کفر میں داخل کریں۔ دیکھ لو اب وہ مکہ بھاگ گئے مشرکین سے مل گئے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کو کافر کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے ⑦ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر، مرتد، بدمذہب کو دوست بنانا حرام ہے اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو جیسے اس زمانے کے منافق تھے ⑧ اس طرح کہ مکہ سے پھر واپس آوے مگر اخلاص کے ساتھ اور یہ ہجرت ان کے خلوص ایمان کی دلیل ہو اور اگر اس سے منہ پھیریں کہ ہجرت نہ کریں، ایمان نہ لائیں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ ان کی ظاہری کلمہ گوئی کا اعتبار نہ کرو ⑨ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اصل کافر کے لئے یہ اسلام یا جزیہ یا قید یا قتل ہے۔ مگر مرتد کے لئے یا اسلام یا قتل ⑩ معلوم ہوا کہ دینی امور میں مشرک سے مدد نہ لی جائے البتہ بوقت ضرورت الضرورات تبیح المحذورات پر عمل کرنا چاہئے۔ ⑪ یعنی ایسے نیوٹرل اور غیر جانبدار لوگوں کو قتل نہ کرو جو نہ تم سے لڑیں نہ اپنی کافر قوم کی تمہارے مقابلہ میں مدد کریں نہ تم سے مل کر ان سے جنگ کریں بہرحال اس استثناء کا تعلق وَاقْتُلُوْهُمْ سے ہے نہ کہ ولیا سے کیونکہ کافر کو دوست بنانا جائز نہیں خواہ وہ حربی ہو یا ذمی، مستامن ہو یا معاہد، اس سے معلوم ہوا کہ معاہدہ پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ کافر سے کیا جاوے رب فرماتا ہے: وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (الاسراء: ۳۴) ⑫ یعنی جن کفار سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے ان سے نہ لڑو۔ اپنا عہد پورا کرو یہ استثناء صرف قتل سے ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ انہیں دوست بناؤ۔ ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مسلمانوں کی قوت ایمانی کفار کے دلوں میں رعب کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی اور اس کے کرم سے ہے۔ ⑭ پچھلی آیت میں ان کفار کا ذکر تھا جن سے پہلے ہی معاہدہ ہو چکا ہے کہ اب عہد نہ توڑو اور ان سے نہ لڑو۔ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو ہم سے معاہدہ اور صلح کرنا چاہیں۔ اب تک ان سے صلح نہ تھی لہٰذا آیت میں تکرار نہیں یا یہ حصہ پچھلے حصہ کی تفصیل و تفسیر ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۲

کر دیا تو صرف کفارہ واجب ہے دیت نہیں کیونکہ اس کی قوم کافر ہے اور یہ مومن، مومن کی وارثت کافر کو نہیں ملتی ⑩ دائمی معاہدہ ہو جیسے ذمی کافر یا عارضی معاہدہ جیسے مستامن۔ اگر ان میں سے کوئی مسلمان کے ہاتھ سے خطاً مارا جائے تو جو مسلمان کی قتل خطا کی جزا تھی وہی اس کی ہوگی۔ یعنی دیت اور کفارہ ⑪ خیال رہے کہ قتل کے کفارہ میں کافر غلام آزاد نہ کیا جاوے گا۔ باقی دیگر کفارات میں ہر طرح کا غلام آزاد کر سکتے ہیں۔ جیسے روزے کا ظہار کا کفارہ (حنفی) ⑫ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی توبہ علیحدہ ہے۔ توبہ کے لئے صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ دینا کافی نہیں۔ ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ اجتہادی غلطی پر جو مومن کا قتل واقع ہوا اس کا یہ حکم نہیں جیسے حضرت امیر معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا کیونکہ وہاں فریقین نے ایک دوسرے کو مباح الدم سمجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو باغی جانا اور امیر معاویہ نے حضرت علی

رضی اللہ عنہ کو قتل عثمانی کے بدلہ لینے میں سستی کرنے والا سمجھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا: فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ (حجرات: ۹) امیر معاویہ نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا (الاسراء: ۳۳) بہر حال امیر معاویہ سے لغزش ہوئی دونوں اللہ کے پیارے ہیں۔ جیسے کوئی مسلمان کو غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دے تو وہ قتل قتل عمد نہیں۔ ایسے ہی یہ ہوا (۱۴) یہ قتل کی قانونی سزا ہے لیکن اگر مقتول معاف کر دے رب تعالیٰ رحم فرما دے تو ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ عدل اور ہے فضل کچھ اور (۱۵) جہاں خلود کے ساتھ ابداً ہو گا وہاں اس کے معنی ہمیشگی کے ہوں گے اور ابد کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے۔ یہاں بمعنی مدت دراز ہے مسلمان کے لئے جہنم میں ہمیشگی نہیں۔ خیال رہے کہ مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے۔ جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جھگڑے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے۔ جس کی سزا بہت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۳

(۱۱) شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مکہ معظمہ کے ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی جو بظاہر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ہجرت فرض تھی اور یہ ہجرت کر بھی سکتے تھے مگر نہ کی۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کے ساتھ رہنا اور بلا وجہ ہجرت نہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ ان سے مرتے وقت فرشتے یہ گفتگو کریں گے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کو بلا مجبوری مکہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اگرچہ کعبہ معظمہ وغیرہ سب کچھ تھا مگر دولہا کے نکل جانے سے برات بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جس عالم کے پاس علم و عمل سب کچھ ہو مگر نبی کریم ﷺ سے تعلق نہ ہو اس عالم سے دور بھاگو۔

بقیہ صفحہ ۱۱۴

میں مر جائے وہ قیامت کے دن علماء و حفاظ کے زمرہ میں اٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاجی راستے میں فوت ہو جائے وہ حاجی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ پانچویں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور ﷺ سے خالی نہ ہو۔ اس وقت مکہ کا چھوڑنا عبادت تھا رہنا حرام تھا۔ معلوم ہوا کہ ساری بہار حضور ﷺ کے دم سے ہے۔ (۸) یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت اور نفل میں قصر نہیں۔ نماز مغرب و فجر و وتر میں قصر نہیں جیسا کہ من الصلوٰۃ کے مِن سے معلوم ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر پڑھنے میں گناہ نہیں۔ نہ پڑھنے سے آیت خاموش ہے۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا فجر کے فرض چار پڑھنے والا۔ یہ اللہ کا صدقہ ہے اسے قبول کرو۔ (۹) سفر میں خوف کی قید اتفاقی ہے کیونکہ اس زمانہ میں سفر خوف سے خالی نہ تھے۔ اب اگر خوف نہ بھی ہو جب بھی قصر واجب ہے جیسا کہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران: ۱۳۰) سود دگنا، تگنا نہ کھاؤ، اس کے یہ معنی نہیں کہ سوایا یا ڈیوڑھا کھا لیا کرو (۱۰) شان نزول۔ غزوۂ ذات الرقاع میں نبی ﷺ نے ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ با جماعت ادا فرمائی مشرکوں کو بہت رنج ہوا کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقعہ ملا مگر ہم چوک گئے بعض کفار بولے کہ مت گھبراؤ عنقریب ان کی عصر کی نماز کا وقت آ رہا ہے۔ وہ نماز تو مسلمانوں کو جان و مال و اولاد، ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے جب مسلمان اس کے لئے کھڑے ہوں تو تم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دیا۔ تب حضرت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیات نازل ہوئیں (۱۱) یعنی جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جاوے تو آپ نمازیوں کی دو جماعتیں کر دیں۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے دوسری دشمن کے مقابل رہے۔ دوسری رکعت میں یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جاوے اور وہ جماعت آپ کے پیچھے آ جاوے۔ پھر وہ اپنی ایک ایک بقیہ رکعت پڑھ لیں (۱۲) یعنی خود یہ لوگ جو آپ کے ساتھ رکعت پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں۔ بلکہ مع اسلحہ کے نماز پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار لیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ جیسے تلوار، خنجر یا آج کل بندوق وغیرہ اور جب خود نماز پڑھنے والے ہتھیار ساتھ رکھیں تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی ہے وہ بدرجہ اولیٰ ہتھیار ساتھ رکھے گی۔ لہٰذا دونوں جماعتیں ہتھیار ساتھ لئے رہیں (۱۳) یعنی دونوں سجدے کر کے ایک رکعت یا مغرب میں پہلی جماعت دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکے (۱۴) یعنی دشمن کے مقابل، خواہ دشمن قبلہ کی جانب میں ہو یا کسی اور سمت میں

بقیہ صفحہ ۱۱۵

معلوم ہوا کہ غازی کی ہمت بندھانے کے لئے کفار کی بہادری اور جرأت کا ذکر کرنا جائز ہے۔ (۱۰) شان نزول۔ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے متعلق نازل ہوئی جس نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں رکھ کر ایک یہودی کے گھر امانۃً رکھ آیا۔ تلاش کرنے پر زرہ اور بوری یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی۔ یہودی نے کہا کہ طعمہ رکھ گیا ہے۔ طعمہ کی قوم اپنی برادری کی حمایت میں یہ کوشش کرنے لگی کہ یہودی کا جرم ثابت ہو۔ طعمہ بری ہو جاوے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس کی قوم نے جھوٹی گواہی دی کہ طعمہ بے قصور ہے۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حضور ﷺ کے فیصلے دو چیزوں پر مبنی ہوتے تھے۔ کتاب اللہ اور نور نبوت، لہٰذا حضور ﷺ کے فیصلے ایسے اٹل تھے۔ جن کی اپیل ناممکن تھی۔ بعد میں علماء و قاضیوں کے فیصلے کتاب اللہ اور شہادتوں وغیرہ ہی پر ہوں گے لہٰذا کسی حاکم کا فیصلہ یقینی نہیں، قابل اپیل ہے۔ (۱۲) اس میں بظاہر خطاب حضور ﷺ سے ہے لیکن درحقیقت تک کے حکام کو سنانا مقصود ہے کہ فیصلہ کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ صحیح ملزم کو بغیر رو رعایت سزا پوری دیا کریں۔ دیکھو طعمہ بظاہر مومن تھا اور یہودی کافر تھا مگر فیصلہ اس موقعہ پر یہودی کے حق میں ہوا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ سارے صحابہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہاں رب کے فضل سے گناہ پر قائم نہیں رہتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ کہ رب تعالیٰ نے طعمہ کے حمایتیوں کو کافر نہ فرمایا خائن فرمایا (۱۳) ظاہر یہ ہے کہ اس میں طعمہ سے خطاب ہے کہ تو اپنے ان گناہوں کی معافی چاہ اور اگر حضور انور ﷺ سے خطاب ہے تو اس بنا پر کہا ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ نے چاہا کہ گواہی پر فیصلہ فرما دیں۔ جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے۔ فرمایا گیا کہ اس ارادے سے توبہ فرماویں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت فرماویں جنہوں نے طعمہ کی غلط حمایت کی کہ رب ان کی یہ خطا معاف فرما دے۔ اور آئندہ ایسی قومی حمایت سے بچائے جو گناہ کا باعث ہو یا ان کی گواہی قبول فرما لینے کے ارادہ سے معافی چاہیں ان کی گواہی پر جرح قدح

فرماویں کیونکہ حسنات الابرار سیات المقربین، حاکم کا مدعی کی گواہی قبول کرنا برا نہیں

بقیہ صفحہ ۱۱۶

اور نبی کریم ﷺ کی مکمل حفاظت کا بیان ہے۔ یعنی نہ آپ سے غلط فیصلہ کرا سکیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو علم غیب دیا آپ کو معصوم بنایا اور نہ درست فیصلہ کرنے پر آپ کو دنیاوی نقصان پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ:٦٧) (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی رب کی طرف سے اور حدیث بھی۔ قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں۔ اور حدیث کا صرف مضمون رب کا ہے، الفاظ حضور ﷺ کے اپنے ہیں (۱۳) معلوم ہوا کہ کوئی حضور کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دھوکا وہ کھائے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگر چہ گواہی پر ہوتا ہے اگر چہ گواہی جھوٹی ہو۔ اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو سکھا دیئے

بقیہ صفحہ ۱۱۷

کو عورت مان کر پوجتے ہیں (۹) حضور ﷺ کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے، شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے۔ (۱۰) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے من عبادک کہا جو انہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ (۱۱) خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر، زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ (۱۲) اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم، گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہئے۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہئے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری، ڈاڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا۔ (۱۴) یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں وَلِيًّا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں، ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہئے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۸

باقی نہیں۔ چونکہ صرف محسوس چیزوں تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے۔ اس لئے ان ہی کا ذکر ہوا۔ (۱۳) شان نزول۔ عرب میں دستور تھا کہ میت کی بیوی اور یتیم لڑکیوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ نیز اگر یتیم خوبصورت ہوتی تو میت کے اولیاء تھوڑے مہر پر خود نکاح کر لیتے اور اگر بدصورت و مالدار ہوتی تو نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی اور سے کرنے دیتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیات آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغہ لڑکی کو نساء کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنا مشرکین عرب کا دستور ہے اور یہ ظلم عظیم جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق العبد ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی تفصیل دوسرے احکام کی نہ فرمائی، نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے یعنی دوسرے مسائل کے مفتی انسان مگر ان کا فتویٰ دینے والا خود اللہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲۰

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا اچھا ہے۔ (۱۰) حضور محمد مصطفیٰ ﷺ پر یعنی قرآن شریف، چونکہ قرآن کریم کا نزول آہستہ ہوا، لہٰذا یہاں نزل فرمایا اور آگے انزل ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر ایمان لانا قرآن پر ایمان سے مقدم ہے۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف قرآن شریف پر ہی ہو گا۔ ان کتب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ رب کی ہیں (۱۲) یعنی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا یہ کہا جاوے کہ ان میں سے ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ لہٰذا جس نے حضور ﷺ کو نہ مانا اس نے اللہ کو بھی نہ مانا۔ فرشتوں، رسولوں، قیامت، کسی کو نہ مانا، اس صورت میں واؤ اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے

بقیہ صفحہ ۱۲۱

(۱۱) یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ رکھا جاوے گا، جس سے اسے محبت ہو گی۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲۲

ہو جاتی ہے۔ مگر پہلی دو صورتوں میں معاف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو صرف تیسری وجہ سے سزا دے گا وہ پہلی دو وجھوں سے پاک ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲۳

توریت کی طرح ایک کتاب ایک دم لایئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۱۱) خیال رہے کہ ان یہودیوں کا موسیٰ علیہ السلام سے کہنا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو عشق الٰہی کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتباری کی وجہ سے تھا۔ اسی لئے اس مطالبہ کی بنا پر ان پر یہ عذاب آیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا طلب دیدار کرنا عشق الٰہی کی بنا پر تھا۔ معلوم ہوا کہ نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں' قابیل نے بھائی کو ستایا۔ بے ایمان ہوا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے ان بھائی اور والد کو دکھ دیئے مگر ایماندار رہے۔ کیونکہ قابیل کا وہ کام ایک عورت کی محبت سے تھا۔ اور ان کا یہ کام یعقوب علیہ السلام کی محبت میں تھا۔ (۱۲) یعنی توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ (۱۳) جب انہوں نے توبہ کی اس میں موجودہ یہودیوں کو تلقین ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ ہم معاف کر دیں گے

بقیہ صفحہ ۱۲۴

فقط روحانی۔ رب فرماتا ہے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ (یوسف:١٠٠) اگر روحانی بلندی مراد ہوتی تو یہاں بَلْ نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ روحانی بلندی شہید ہونے میں ہے نہ کہ شہید نہ ہونے میں (۱۴) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی کیونکہ آپ کی وفات سے پہلے سارے اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ ابھی یہودی آپ پر ایمان نہیں لائے دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی اس آمد پر سارے یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس طرح کہ سب مسلمان ہو جائیں گے (۱۵) یعنی قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے خلاف

گواہی دیں گے۔ اور جو یہودی ان پر ایمان لا چکے ہوں گے ان کے ایمان کی' خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو زمین میں حضرت خضر والیاس اور دو آسمان میں۔ حضرت عیسیٰ وادریس' حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تشریف لائیں گے امت محمدی کے آخری ولی ہوں گے امام مہدی اور اصحاب کہف ان کی خدمت کریں گے نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ (روح البیان) چالیس سال زمین پر قیام فرمائیں گے اور حضور کے روضہ میں دفن ہوں گے (حدیث)

بقیہ صفحہ ۱۲۵

ذکر فرمانے کی نفی ہے نہ کہ علم دینے کی۔ حضور ﷺ کو سارے پیغمبروں کا علم دیا گیا۔ ان سب نے معراج کی رات حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی رب فرماتا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ (ھود:۱۲۰) خلاصہ یہ کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے تفصیلی حالات قرآن میں بیان فرما دیئے اور بعض کے اب تک بیان نہ فرمائے اس کے معنی یہ نہیں کہ آئندہ بھی بیان نہ کریں گے لہٰذا وہابی اس سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ (۱۳) اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں بہت شان والے ہیں کہ ان کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا۔ کہ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو خاص عظمتیں بخشی ہیں' ایک نبی کی خصوصیت تمام نبیوں میں ڈھونڈنا غلطی ہے۔ دیکھو ہر نبی کلیم اللہ نہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۲۷

ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو (۱۱) اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ حضور کی آمد مقدم ہے' اور قرآن کی موخر۔ اسی لئے پہلے حضور پر ایمان لاتے ہیں پھر قرآن پڑھتے ہیں رب نے حضور کو نور بھی فرمایا ہے اور برہان بھی' برہان عقل سے اور نور حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱۲) بہ کی ضمیر برہان کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی جو اللہ پر ایمان لا کر اللہ کی رسی جو رب کی برہان ہیں یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کا دامن مضبوطی سے تھامے وہ رحمت الٰہی کا مستحق ہے کنویں میں گرا ہوا رسی کو تھام کر اوپر آتا ہے' رسی سے باندھا ہوا ہی اوپر چڑھتا ہے' خیال رہے کہ رسی کا ایک کنارہ کھینچنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ کھنچے والے کے ہاتھ میں۔ ایسے ہی حضور کا ایک تعلق رب سے ہے دوسرا سارے عالم سے رب فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ (آل عمران: ۱۰۳) (۱۳) کلالہ وہ ہے جو اپنے مرے بعد باپ و اولاد نہ چھوڑے (۱۴) یہ آیت حضرت جابر کے سوال کے جواب میں آئی آپ بیمار ہوئے حضور آپ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے آپ بے ہوش تھے۔ سرکار نے وضو فرما کر باقی پانی کا چھینٹا ان پر دیا۔ آپ ہوش میں آ گئے اور پوچھا کہ میں لاولد ہوں میرے بعد میرے مال کا کیا ہوگا تب یہ آیت آئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر تم اس بیماری میں مرو گے نہیں' چنانچہ انہیں صحت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ سرکار لوگوں کی موت و زندگی سے خبردار ہیں۔ اور آپ کا دھوون شفا ہے

بقیہ صفحہ ۱۲۸

چھیڑیں۔ (۱۲) شان نزول ایک بار شریح ابن ہند مدینہ منورہ آیا۔ حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کر کے جاتے وقت مدینہ والوں کے مال مویشی ہانک لے گیا۔ مسلمانوں کو بہت رنج ہوا اگلے سال حج کے ارادہ سے ہدی کے جانور لے کر مکہ معظمہ چلا۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ اس سے چار سال کا بدلہ لیں اور یہ تمام جانور چھین لیں۔ حضور نے منع فرمایا ۔حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بدلے میں ہم شرعی حدود نہ توڑیں (۱۳) یہ امر اباحت کے لئے ہے مگر یہ اباحت ایسی قطعی ہے کہ اس کا منکر کافر ہے' کیونکہ احرام سے فارغ ہو کر شکار کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ ہر قطعی چیز کا انکار کفر ہے خواہ فرض یا واجب یا مستحب۔ (۱۴) کفار مکہ نے حضور اکرم ﷺ کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روکا مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ تم اس کے بدلہ میں انہیں کعبہ سے مت روکو خیال رہے کہ اب کافر کو روکا جائے گا کفر کی وجہ سے رب فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (التوبہ:۲۸)

بقیہ صفحہ ۱۲۹

نام اتمام' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ اسی لئے اَکْمَلْتُ کے ساتھ دِین اور اَتْمَمْتُ کے ساتھ نِعْمَتِیْ فرمایا (۱۳) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صرف اسلام خدا کو پیارا ہے یعنی دین محمدی' باقی سب دین مردود۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ اصول دین میں زیادتی کم نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فرعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لئے دِیْنَکُمْ فرمایا مذھبکم نہ فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ دین کامل ہو چکا۔ سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا قادیانی بے دین ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا کو پیارا نہیں' جڑ کٹ جانے کے بعد پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔ (۱۴) یعنی اگر کسی مسلمان کو حلال چیز میسر نہ آئے اور بھوک پیاس سے جان پر بن جائے تو وہ جان بچانے کی بقدر حرام چیز کھا پی سکتا ہے۔ بشرطیکہ گناہ نہ کرے' یعنی زیادہ نہ کھائے اسمیں وہ بیمار بھی داخل ہے جس کی حرام کے سوا کوئی دوا نہ ہو (۱۵) یعنی بحالت مجبوری و اضطرار جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت حرام چیز کھا لینا جائز ہے' اگر تم اس اندازے میں غلطی کرو اور ایک آدھ لقمہ زیادہ کھا جاؤ۔ تو ہم غفور رحیم ہیں معاف فرما دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں (۱۶) یعنی کون سے جانور حلال ہیں جن کو شکار کر کے کھایا جاوے' خیال رہے کہ دریائی جانور سب حرام سوائے مچھلی کے خشکی کے بے خون والے جانور سب حرام سوائے ٹڈی کے' خون والے چرندے کیل والے حرام ہیں' پرندے شکاری پنجہ والے حرام ہیں۔ طیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ نیز لذیذ چیزیں چھوڑنا تقویٰ نہیں' حرام سے بچنا تقویٰ ہے نہ کہ حلال کو حرام کر لینا (۱۸) خواہ درندہ ہو جیسے کتا اور چیتا یا شکاری پرندہ جیسے شکرہ' باز' شاہین وغیرہ' جب وہ ایسے سدھائے جائیں کہ کتا اور چیتا تو بغیر دیئے ہوئے اس کا گوشت نہ کھائیں اور باز اور شکرہ اشارہ پر لوٹ آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلی کی ماری ہوئی مرغی حرام ہے۔ (۱۹) یعنی تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتے جب شکار کر کے لا دیں اور اس میں سے کچھ نہ کھائیں تو اگرچہ جانور مر گیا ہو' حلال ہے اور اگر کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو حرام ہے' کہ یہ اس نے اپنے لئے شکار کیا۔ تمہارے لئے نہ کیا (۲۰) یعنی ان شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ دیا کرو

بقیہ صفحہ ۱۳۱

کی نعمت یاد کرنا حکم ربانی ہے۔ محفل میلاد شریف میں بھی اللہ کی بڑی نعمت کی یاد کی جاتی ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت رب کی سب سے بڑی نعمت ہے' نیز نعمت کی یاد رب کا شکر ہے رب نے فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:۱۱) اور فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم: ۷)

(۱۱) خیال رہے کہ طبیبوں سے دوا' اور بزرگوں سے دعا کرانا' توکل کے خلاف نہیں کہ یہ اسباب پر عمل ہے (۱۲) انبیاء کرام کے ذریعہ سے یہ عہد لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے' کیونکہ یہ عہد نبیوں نے لیا تھا مگر رب نے فرمایا ہم کہ ہم نے لیا (۱۳) نقیب نقب سے بنا۔ بمعنی کھودنا۔ اور کریدنا یہاں اس سے تحقیق اور تفتیش کرنا مراد ہے' یعنی قوم کے حالات سے باخبر رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی سرداری و نمبرداری اہل کو دینا جائز ہے' اس سے بہت سے سیاسی مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے بیعت العقبہ میں بارہ انصاریوں کو نقیب مقرر فرمایا تھا' جو مدینہ کے مسلمانوں کا دینی انتظام کریں اور ان کی اصلاح کرتے رہیں

بقیہ صفحہ ۱۳۲

اگرچہ ان میں کبھی سیاسی خودغرضیوں کی بنا پر ظاہری اتفاق ہو جاتے ہیں لیکن دل سب کے علیحدہ رہتے ہیں' ان کی نااتفاقی مرنے کے بعد بھی نہیں جاتی کہ ولایتی عیسائیوں کے قبرستان اور' مگر دیسیوں کے اور (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ آسمانی کتب کے احکام سے واقف تھے' یہ بھی جانتے تھے کہ کون سے احکام اصلی ہیں اور کون سے جعلی' کسی کے چھپے بھید وہی ظاہر کر سکتا ہے جو بھید سے واقف ہو' لیکن حضور کو ان کتابوں کے درست کرنے کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ نے آیت رجم وغیرہ کو درست فرما بھی دیا

بقیہ صفحہ ۱۳۳

بعض جاہل فقیروں کا یہی عقیدہ ہے یہ سمجھنا کفر ہے قرآن کریم نے ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا (۸) یہود کا عقیدہ تھا کہ ہم چالیس دن دوزخ میں رہیں گے' یعنی بچھڑے کی پوجا کی مدت' اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تم بیٹوں کی طرح رب کو پیارے ہو' تو تمہیں یہ سزا بھی کیوں ملے گی۔ تمہارے ان دونوں عقیدوں میں تعارض ہے (۹) یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے جسے چاہے سزا دے یہ مطلب نہیں کہ جس بے قصور کو چاہے بلا جرم عذاب دے دے۔ جیسا دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ۔ (النساء: ۴۰) اور بے قصور کو سزا دینا عدل کے خلاف ہے (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ساری اہل کتاب امتوں کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضور سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق الٰہی کے نبی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے بہت عرصہ پہلے انبیاء کرام کا آنا بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضور کی ولادت ۵۶۹ء میں ہوئی' اس درمیان میں دنیا میں کوئی نبی تشریف نہ لائے۔ خیال رہے کہ اسی درمیانی زمانہ کا نام فترت ہے' اس زمانہ کے لوگوں کو صرف عقیدہ' توحید کافی تھا۔ جیسے حضور کے والدین۔ یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے اس عرصہ میں نہ آنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے بہت گہرے اندھیرے کو سورج ہی دور کرتا ہے

بقیہ صفحہ ۱۳۴

حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا' اور ایسا روکھا جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا سب کچھ حضور اکرم ﷺ پر قربان کر دیا۔ جیسے حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار ہیں (۱۳) یہاں ملک سے مراد قابو اور اختیار ہے' نہ کہ عرفی ملکیت' کیونکہ کوئی شخص نہ اپنی جان کا مالک ہوتا ہے نہ نبی کا' مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف اپنے اور اپنے بھائی پر قابو ہے اور کسی پر نہیں۔ اس سے بنی اسرائیل کی سرکشی معلوم ہوئی کہ ان کے نبی بھی ان سے مایوس تھے

بقیہ صفحہ ۱۳۵

(۱۰) یعنی مجھے قتل کرنے کا گناہ' یہاں گناہ کی نسبت ہابیل کی جانب' فاعل کی طرف نہیں' گناہ تو قابیل کا تھا' یعنی قتل ہابیل بلکہ سبب کی طرف نسبت ہے یعنی وہ کام میرے سبب سے گناہ ہے رب فرماتا ہے جیسے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (مومن: ۵۵) یا فرماتا ہے لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ (فتح ۲) یہاں ذنب کی نسبت حضور کی طرف نسبت سببی ہے' یعنی آپ کی وجہ سے جو لوگوں نے گناہ کیے (۱۱) یعنی تیرے پچھلے گناہ' مجھ پر حسد کرنا' والد کی نافرمانی کرنا حرام عورت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا' خدائی فیصلہ کو نہ ماننا (خزائن) (۱۲) کیونکہ تم حکم شریعت کا انکار کر کے اور فیصلہ ربانی کو نہ مان کر کافر ہو چکے ہو (۱۳) اس طرح کہ قابیل نے ہابیل کا سر ایک پتھر پر رکھا اور دوسرے پتھر سے کچل دیا' اور یہ طریقہ اسے شیطان نے سکھایا تھا۔ یہ قتل مکہ معظمہ یا بصرہ میں واقع ہوا' اس وقت ہابیل کی عمر بیس سال کی تھی (۱۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان نے سب سے پہلا جرم قتل کا کیا' دوسرے یہ کہ حسد بڑی بری چیز ہے' حسد ہی نے شیطان کو برباد کیا' تیسرے یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا فساد عورت کی وجہ سے ہوا' عورت فتنہ کی جڑ ہے۔ شعر۔

جھگڑے کی بنیادیں تین!
زن ہے زر ہے اور زمین

(۱۵) قابیل کے سامنے دو کوے آپس میں لڑے' ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا' پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کریدی غار کر کے مرے ہوئے کوے کو اس میں رکھا اور مٹی اوپر سے ڈال دی

بقیہ صفحہ ۱۳۶

پہلے توبہ کر لیں (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے ساتھ انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہئے کیونکہ اعمال تو اتقواللہ میں آ گئے تھے پھر تلاش وسیلہ کا حکم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنا چاہئے تاکہ وسیلہ حاصل ہو۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متقی مومن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ اس حکم میں حضور اکرم ﷺ داخل نہیں۔ کیونکہ آپ سب کا وسیلہ ہیں۔ آپ کا وسیلہ کون ہو سکتا ہے۔ (۱۳) یعنی حضور کے منکر ہوئے۔ حضور کا انکار ہر کفر کو شامل ہے حضور ﷺ کے انکار سے رب کا بھی انکار ہو سکتا ہے' اسی لئے یہ آیت وسیلہ کے بعد آئی۔

بقیہ صفحہ ۱۳۸

(۹) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کے پاس نئی کتاب نہ تھی کیونکہ توریت موسیٰ علیہ السلام پر آئی اور آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں نے اس توریت پر حکم جاری کئے' خیال رہے کہ نبی تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول ان میں سے تین سو تیرہ' مگر آسمانی کتابیں صرف چار ہیں' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توریت کے جو احکام اللہ رسول قرآن یا حدیث میں بغیر تردید ذکر فرمائیں۔ وہ ہم پر بھی لازم ہیں (تفسیر ابی سعود) (۱۰) اس سے معلوم ہوا۔ کہ کتاب الٰہی کی حفاظت عالموں پر فرض ہے الفاظ کی حفاظت ہو یا معانی کی یا احکام کی

بقیہ صفحہ ۱۳۹

تعارض نہیں جو اللہ کے احکام کو سچ نہ سمجھے وہ کافر بھی ہے ظالم بھی اور فاسق بھی' اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ کچہریوں کو عدالت اور حاکموں کو عادل کہنا جائز نہیں کیونکہ ان میں اسلامی قوانین جاری نہیں (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام آسمانی کتابوں کے ماہر ہیں کیونکہ رب نے آپ کو توریت کا گواہ فرمایا اور گواہی بغیر علم ممکن نہیں' (۱۵) اس

آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی حاکم، کفار کے مقدمات میں قرآنی فیصلہ کرے گا۔ اور انہیں قرآنی سزائیں دے گا کہ ان کے چور کے ہاتھ کاٹے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے علماء یہود کو توریت کی آیت رجم دکھا کر جو رجم کرایا اس کی وجہ یہ تھی، کہ اس وقت آپ ان کے حاکم نہ تھے بلکہ حکم تھے۔

بقیہ صفحہ ۱۴۰

مدد کرنا۔ یا ان سے مدد لینا حرام ہے، دوسرے یہ کہ کفار سے محبت رکھنا منافقوں کی علامت ہے، تیسرے یہ کہ جب اہل کتاب سے محبت حرام تو مشرکین سے بدرجہ اولیٰ حرام، کیونکہ یہ ان سے بدتر ہیں۔ (۱۰) یعنی اسلام کے مقابلہ میں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن حقیقت میں آپس میں ان کا سخت اختلاف ہے، رب فرماتا ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (مائدہ: ۶۴) اور فرماتا ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (حشر: ۱۴) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۱) چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی کاتب رکھا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا کہ یہ بڑا قابل کاتب ہے، اس کے بغیر حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مر گیا تو کیا کرو گے (خازن) اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت میں کفار کو کلیدی آسامیاں نہ دی جائیں

بقیہ صفحہ ۱۴۱

حضرت عبداللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا اور قسمیں کھالیں کہ ہمارا بائیکاٹ کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۴۲

(۹) شان نزول۔ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار ایمان کرنے لگی۔ لیکن دل میں ان کے کفر تھا۔ ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب کو اچھی صحبت سے بھی فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے پاس وہ جیسا آتا ہے ویسا ہی جاتا ہے، پیشاب سے بھرا ہوا ڈول کنوئیں سے کچھ نہ لائے گا۔ جب یہ لوگ نبی کی صحبت سے فائدہ حاصل نہ کر سکے تو دوسری صحبتوں کا کیا ذکر ہے، (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر اتنا مہربان ہے، کہ انہیں دشمنوں کی خفیہ سازشوں سے خبردار فرماتا ہے (۱۲) یہاں گناہ سے مراد توریت کی وہ آیات چھپانا ہے، جن میں حضور کی نعت کی تھی۔ اور زیادتی سے مراد توریت میں اپنی طرف سے بڑھا دینا ہے حرام خوری سے مراد وہ رشوتیں ہیں جو یہ لے کر توریت کے احکام بدل دیتے تھے

بقیہ صفحہ ۱۴۳

تو رب نے فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آتے (۱۰) یعنی اگر اہل کتاب مسلمان ہو جاتے تو ان کے گزشتہ سارے گناہ مٹا دیئے جاتے اور وہ جنت کے مستحق ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حقوق نہیں مٹتے وہ ادا ہی کرنے پڑتے ہیں (۱۱) اس طرح حضور اکرم ﷺ کو مان لیتے، کیونکہ توریت و انجیل میں اس کا حکم ہے، (۱۲) یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار میں برکتیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ کی اطاعت سے رزق میں وسعت ہوتی ہے (۱۳) یعنی سارے اہل کتاب یکساں نہیں، بعض اعتدال پسند ہیں وہ تو آپ پر ایمان لے آتے ہیں، جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ بعض بہت متعصب انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا

بقیہ صفحہ ۱۴۴

کہ پہلے یہ لوگ بخت نصر بادشاہ کے پنجہ ظلم میں پھنسے رہے۔ جس نے بنی اسرائیل کو سخت ذلیل کیا اور بہت ایذائیں پہنچائیں پھر ایک فارسی بادشاہ کے ذریعے انہیں نجات ملی۔ خیال رہے، کہ انبیاء کرام کو شہید کرنے والوں کی اولاد کی توبہ قبول ہوئی، نہ کہ خود قاتلین کی، نبی کے قاتل کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور توہین پیغمبر کی توبہ شرعاً قبول نہیں ہوتی (۱۳) اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا، مگر ناکام رہے، خیال رہے کہ کثیر، صموا کا فاعل نہیں اس کا فاعل ضمیر، ھم ہے کثیر اس کا بدل البعض ہے ورنہ صموا جمع نہ آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار تو سارے ہی بہرے گونگے ہو گئے تھے مگر دوسری بار سب نہیں اکثر ہوئے، کیونکہ یہاں کثیر فرمایا پہلے نہ فرمایا

بقیہ صفحہ ۱۴۵

کھانے کے لئے چل رہے ہیں، تمام بیماریاں کھانے سے ہیں (۱۱) یعنی بذات خود نفع نقصان کے مالک نہیں رب کی عطا سے عیسیٰ دافع بلا اور مشکل کشا ہیں، مردے زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو اچھا۔ (۱۲) یعنی باطل زیادتی نہ کرو کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت ہی کا انکار کر دیا۔ اور عیسائیوں نے انہیں خدا مان لیا، اس سے معلوم ہوا کہ دین میں حق زیادتی جائز ہے، جیسے حضور اکرم ﷺ کے بعد اجماع و قیاس کا اضافہ اور اچھے اعمال کی ایجاد

بقیہ صفحہ ۱۴۷

متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ترک دنیا حرام ہے۔ تصوف کے معنی یہ نہیں کہ حلال چیزیں چھوڑ دی جائیں۔ تصوف حرام سے بچنے سے حاصل ہوتا ہے (۹) حلال وہ چیزیں جو حرام نہ ہوں۔ طیب وہ جو گندی نہ ہوں۔ تھوک رینٹ وغیرہ حرام نہیں حلال ہیں مگر طیب نہیں نیز لذیذ مزیدار چیزیں طیب ہیں یعنی خوب مزیدار چیزیں کھاؤ مگر حلال ہوں حرام نہ ہوں۔ (۱۰) یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ (۱۱) مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھالی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا (۱۲) یعنی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھالی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام کو آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے

بقیہ صفحہ ۱۴۹

ہے۔ (۱۱) ہدی اور ماہ محرم سے بھی دینی دنیاوی امور وابستہ ہیں کہ اس کے گوشت سے غریبوں او رامیروں کا گزارہ ہے اور اس سے ایک رکن اسلامی ادا ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵۰

نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا گوشت دودھ حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری ایک

بحیرہ' یہ وہ اونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اس کے نر ہو۔ اس کا کان چیر دیتے تھے۔ دوسری سائبہ' یہ وہ اونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہو جاوے یا فلاں سفر سے بخیریت آ جاوے تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ یعنی بجار' تیسری وصیلہ' یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہو جاتے اور آخر میں نر مادہ جوڑا ہوتا' چوتھے حامی' یہ وہ اونٹ تھا جس سے دس بار گیا بھ حاصل کر لیا جاتا تو اسے چھوڑ دیتے ۹ کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے مگر سب کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور کھاتے تھے۔ کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔ ۱۰ معلوم ہوا کہ فقط قرآن کی طرف آنا کافی نہیں بلکہ قرآن والے محبوب کی طرف بھی رجوع ضروری ہے۔ یعنی قرآن کے ساتھ حدیث شریف کو بھی مانے' ہاتھ میں قرآن ہو اور دل میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ جب ہدایت ملتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵۱

معلوم ہوا کہ مالی معاملات اور اکثر امور میں میں دو کی گواہی چاہئے۔ زنا میں چار کی گواہی ضروری ہے۔ رمضان کے چاند میں ایک کی خبر کافی ہے۔ جب ابر ہو۔ کبھی ایک گواہی اور جگہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا (یوسف:۲۶) ۱۳ چنانچہ جب پیالہ مکہ معظمہ میں ملا تو بدیل کے وارثوں میں سے دو آدمیوں نے قسم کھائی کہ یہ پیالہ ہمارے مورث کا ہے اور ہم سچے ہیں۔ ۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ ایک معاملہ میں دو شخص مدعی ہو سکتے ہیں اور ان دونوں پر گواہی قائم کرنا واجب ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدعی نفی پر بھی گواہی لازم ہے کیونکہ بدیل کے وارثین نفی کرنے والے ہی تو تھے۔ مگر رب نے ان پر بھی گواہی لازم فرمائی۔ بدیل کا واقعہ شان نزول میں بیان ہو چکا۔ ۱۵ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ایسی گواہیاں اس لئے لی جاویں تاکہ آئندہ لوگ اپنی رسوائی اور سزا کے خوف سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔

بقیہ صفحہ ۱۵۲

حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا ہوا' شفا ہے حضرت ایوب کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا۔ رب فرماتا ہے ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (ص:۴۲) ۹ یعنی قبر میں دفن شدہ مردوں کو زندگی بخشتے تھے۔ چنانچہ آپ نے صدہا سال پیشتر فوت ہوئے حضرت سام بن نوح کی قبر پر جا کر انہیں زندہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوبوں کی کرامت اور معجزے سے ان کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے۔ لہٰذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی کو صحیح سلامت نکالا ہو تو کیا بعید ہے۔ اس برات کے دولہا کا نام کبیر الدین ہے۔ لقب دریائی دولہا۔ اب انہیں شاہ دولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہے۔ ۱۰ اس طرح کہ یہود آپ کے قتل کے درپے ہو گئے اور سولی دینے کے ارادہ سے آپ کو قید کر دیا۔ رب نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور وہ دشمن خائب و خاسر رہ گئے۔ ۱۱ آپ کے زمانہ میں طب کا بہت زور تھا۔ آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا جو اس زمانہ میں رائج تھا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا تو اسی قسم کا آپ کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آجکل سائنس کا زور ہے' اسے ایسی ایجاد عطا ہوتی جو ان تمام ایجادوں سے اعلیٰ ہوتی ۱۲ جب وحی کی نسبت غیر نبی کی طرف ہو تو اس سے مراد دل میں ڈالا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ (قصص:۷) اور فرماتا ہے وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ (نحل:۶۸) وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ ۱۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنا ایمان و اسلام چھپانا نہیں چاہئے' ظاہر کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو بھی گواہ بنانا بہت اعلیٰ ہے اور افضل ہے کہ یہ رب کے گواہ ہیں ۱۴ حواری حور سے بنا' بمعنی خالص سفیدی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے خاص صحابہ کو حواری کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خالص اور مخلص مومن تھے۔ ان میں بعض دھوبی بعض مچھیرے بعض رنگریز تھے۔ یہ بارہ حضرات تھے ۱۵ ابھی یہ لوگ آداب سے ناواقف تھے۔ حضرت روح اللہ کو محض نام سے پکارا اور حق تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ ناواقفوں پر ان باتوں کی پکڑ نہیں ہوتی۔

بقیہ صفحہ ۱۵۳

فرما کر علم مراد لیا گیا اور مطلب اس کا یہ ہے کہ میں تیرے علم کو بغیر تیرے بتائے نہیں جان سکتا رب فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ (الجن:۲۷) لہٰذا اس آیت سے نبی کے علم کی نفی نہیں ہو سکتی۔ وہ اعلم الخلق ہوتے ہیں۔ ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا قول و فعل رب کے حکم سے ہوتا ہے۔ ان کی تبلیغ رب کے حکم سے اور ہماری تبلیغ نبی کے حکم سے ہے۔ اس لئے وہ حضرات رسول ہوتے ہیں دوسرے لوگ رسول نہیں اگرچہ تبلیغ کریں اور سارے وہ ہی کام کریں جو نبی کرتے ہیں۔ ۱۲ اس میں عیسائیوں کے عقیدے کا رد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب کہتے تھے۔ فرمایا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ ہے، ہم دونوں مربوب ہیں

بقیہ صفحہ ۱۵۴

کے ساتھ کسی چیز میں برابر کیا جائے۔ جیسے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں یا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا مان کر انہیں رب کے برابر کرتے تھے۔ کیونکہ اولاد باپ کے ہم جنس ہوتی ہے۔ نیز مشرکین اپنے معبودوں کو رب کا بندہ مان کر بھی بعض صفات میں انہیں رب کے برابر مانتے تھے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس برابری کے عقیدے کے بغیر شرک کا تصور نہیں ہو سکتا۔ مومن اپنے نبی ولی کے لئے برابری کا وہم بھی نہیں کر سکتا۔ انہیں رب کا محض بندہ مانتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا حماقت ہے۔ ۱۴ اس طرح کہ تمہارے جد امجد حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور تمہیں ان کی نسل سے یا اس طرح کہ تمہیں نطفہ سے' نطفہ خون سے' خون غذا سے اور غذا مٹی سے بنائی۔ اس جگہ جسم کی پیدائش کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ مٹی پانی سے بنی اس لئے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (انبیاء:۳۰) ۱۵ جس معیاد کے پورا ہونے پر تم کو موت آوے گی۔ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو مردے زندہ فرمائے اور ان میں سے بعض زندہ بھی رہے انہیں حضرت کی دعا سے دوبارہ عمر عطا ہوئی۔ یہاں قانون کا ذکر ہے اور وہ رب کی قدرت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۶ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنے کا ۱۷ کہ ہر جگہ اس کی عبادت ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ جن و انس کے سوا کسی مخلوق میں مشرک کافر نافرمان نہیں۔ سب رب کے مطیع ہیں۔ ۱۸ لہٰذا ان سب کا تم سے حساب لے گا۔

بقیہ صفحہ ۱۵۵

دیکھنا بھی بہتر ہے کہ رب کی اطاعت کا شوق پیدا ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا باعث رحمت ہے۔

(۱۵) اولاً تو وہ خود ہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ وہ اس کے معتقد ہیں۔ اور اگر وہ یہ نہ کہیں تو تم خود یہ جواب دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بات خود بتانی ہو اسے پہلے مخاطب سے پوچھ کر بتانا زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ اور وہ بات خوب یاد رہتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵۶

معجزات اتارے۔ یہ سب رب کی گواہیاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی گواہی دینا سنت رسول اللہ ہے اور حضور کی گواہی دینا سنت الٰہیہ ہے۔ ہمارے حضور کا گواہ خود رب ہے۔ اس لئے کلمہ شہادت میں دونوں گواہیاں جمع فرما دی گئیں تاکہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جاوے (۱۵) یعنی اگر اللہ تعالیٰ میرا گواہ نہ ہوتا تو مجھ پر اپنی آخری کتاب کیوں اتارتا۔ اس کا مجھ پر قرآن اتارنا ہی میری نبوت کی گواہی ہے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت اور قرآن کی ہدایت کسی زمان و مکان اور کسی قوم سے خاص نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو قرآن نہ پہنچے اس کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے جیسا کہ اصحاب فترۃ کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ لوگ مَنْۢ بَلَغَ سے خارج ہیں

بقیہ صفحہ ۱۵۷

قرآن سے محبت ہو (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر کو دیکھنے والی نگاہ اور ہے۔ اور حقیقت کو مشاہدہ کرنے والی اور نگاہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اعراف: ۱۹۸) حضور کو نگاہ ظاہری سے دیکھنا صحابی نہیں بناتا۔ (۱۲) شان نزول۔ یہ آیت ان تمام مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جو نہ خود ایمان لاتے تھے نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو حضور کی مجلس میں آنے سے بھی روکتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے متعلق آئی جو مشرکین کو حضور کی ایذا سے روکتے تھے۔ مگر خود بھی صراحۃً ایمان نہیں لاتے تھے۔ (خزائن العرفان)

بقیہ صفحہ ۱۵۸

دی جائے گی جس پر سارے اعمال آجاویں اور سارا مال و زر لاد دیا جاوے۔ مگر میزان میں مومن کے گناہ ہلکے اور کافر کے بھاری ہوں گے۔ (۱۳) دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں گزر جاوے اور جو زندگی آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے میں صرف ہو وہ دنیا میں زندگی تو ہے مگر دنیا کی زندگی نہیں لہٰذا انبیاء و صالحین کی زندگی دنیا کی نہیں بلکہ دین کی ہے۔ غرضیکہ غافل اور عاقل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔ (۱۴) اللہ تعالیٰ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال کے سوائے دنیا کی ہر چیز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں (۱۵) شان نزول۔ ابوجہل کا ایک دوست اخنس ابن شریق ابو جہل کو تنہائی میں لے گیا اور اس سے پوچھا۔ سچ بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں۔ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ ابوجہل بولا کہ ہیں تو وہ بالکل سچے۔ ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نکلا ہی نہیں۔ مگر میں اس لئے نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصی کی اولاد میں تمام شرافتیں جمع پہلے ہی ہیں۔ اب اگر نبوت بھی ان میں پہنچ گئی تو باقی قریشیوں کے لئے کیا بچا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ ہم تو اس کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے (خزائن) رب نے فرمایا کہ اے حبیب! یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے' مجھے کہتے ہیں (۱۵) کیونکہ آپ کو تو صادق' امین' عقیل و فہیم مانتے تھے اور مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور کے کمال کا انکار کرے وہ مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہے۔

میتوانی منکر یزدان شدن
منکر شان نبی نتواں بدن

اللہ کا انکار اس لئے کیا گیا کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں۔ حضور کا انکار کیسے کرے گا نہیں اور ان کے معجزات کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ سبحان اللہ! رب نے کس انداز سے اپنے حبیب کو تسکین دی کہ یہ تو مجھے اور میری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں تمہیں تو نہیں جھٹلاتے

بقیہ صفحہ ۱۵۹

کتابیں حضور کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ ہوتے تو رب نے انہیں لکھا ہی کیوں۔ لکھنے کا منشاء یہ تو ہے نہیں کہ رب کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ تو لامحالہ اس لئے لکھا کہ دوسروں کو بتایا جائے۔ (۱۳) یعنی جیسے گونگا' بہرا' جب اندھیرے میں پھنس جائے تو ہدایت نہیں پا سکتا کہ اندھیرے کی وجہ سے آنکھیں بیکار ہوگئیں۔ اور کسی کی آواز سے اور اپنی پکار سے بھی ہدایت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ نہ خود بول سکتا ہے۔ نہ کسی کی سن سکتا ہے۔ (۱۴) صراط مستقیم اولیاء' انبیاء کا راستہ ہے جس فرقہ میں اولیاء نہ ہوں وہ صراط مستقیم نہیں۔ رب فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

بقیہ صفحہ ۱۶۰

مراد ہوں۔ (۱۵) یعنی کوئی نہیں لا سکتا۔ طبیب کی دوا' بزرگوں کی دعا بھی رب کی مرضی سے ہی اثر کرتی ہے۔ یہ چیزیں اسباب ہیں (۱۶) ظالم سے کافر مراد ہیں۔ یعنی عذاب الٰہی صرف کافروں کو ہلاک کرنے کے لئے آتا ہے۔ جانوروں یا بعض بے قصور لوگوں کا اس میں مر جانا ان کے لئے عذاب نہیں بلکہ صالحین کے اس کے عوض درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ اس عذاب سے مراد ظاہری عذاب ہے جو گزشتہ امتوں پر آتے تھے۔ عذاب باطنی جیسے نااتفاقی' قحط' قتل و غارت۔ یہ گناہوں سے بھی آجاتے ہیں (۱۵) رب کی رحمت کی خوشخبری دینا' عذاب سے ڈرانا حضور کی بھی صفت ہے۔ مگر آئندہ آنے والے نبی کی خوشخبری دینا انبیاء کرام کی صفت تھی' ہمارے حضور کی صفت نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ خیال رہے کہ جب بشارت نذارت کے ساتھ جمع ہو تو اس سے رحمت کی خوشخبری مراد ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۶۱

آپ جیسے اخلاق مجسم کے کرم کریمانہ سے بعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غرباء و مساکین سے الفت سنت انبیاء ہے۔ (۱۱) یعنی ہمیشہ سے کفار کا یہ دستور رہا کہ مسلمانوں کے فقر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اسلام سچا اور کفر جھوٹا ہے تو مسلمان فقیر اور کفار مالدار کیوں ہیں (۱۲) یعنی ایمان و ہدایت مالداری پر موقوف نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کس میں شکر کا مادہ ہے اور کس میں نہیں۔ شاکر کو ہدایت دے دیتا ہے۔ (۱۳) اس آیت میں قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔ جو بھی اس سرکار کے دربار میں دل سے حاضر ہوا اگلی بشارت کا مستحق ہے۔ ہمارے پاس سورج کا آنا یہ ہے کہ وہ طلوع ہو جائے اور ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا دیں۔ حضور ہمارے پاس آگئے لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ ہم غفلت کی آڑ پھاڑ کر حضور تک پہنچ سکتے ہیں (۱۴) بھکاری تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف مانگ لیتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ (النساء: ۶۴) دوسرے وہ جو سخی کو دعائیں دیتے ہیں' ان کے لئے ارشاد ہوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب: ۵۶) تیسرے وہ جو منہ سے کچھ نہیں کہتے صرف سخی کے سامنے آجاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت ہے

بقیہ بر صفحہ ۱۶۲

ذکر اگلی آیت میں ہے۔ اس آیت سے نبی کے علم

49

غیب کی نفی پکڑنا غلط ہے ورنہ منکرین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ ہرادنیٰ اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ اور یہ لکھنا اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا لہٰذا لکھ لیا۔ بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لیے ہے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے۔ اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔ اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے اور غیب کی کنجیاں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ (لقمان: ۳۴) چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا۔ (۱۳) لوح محفوظ کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرت پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہوگی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ اند محفوظ از خطاء

(۱۴) وہ روح سیلانی ہے جس سے بیداری ہوش و حواس قائم ہے۔ وہ نیند میں جسم سے نکل جاتی ہے۔ لیکن روح سلطانی یا روح مقامی جس سے زندگی قائم ہے، وہ موت کے وقت خارج ہوگی۔

بقیہ صفحہ ۱۶۴

اسے بہکا دے اور غلط راستہ پر لگا دے ساتھی اسے پکارتے ہوں۔ اور وہ ان کی نہ مانتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گمراہ رشتہ دار ہمارے ساتھی نہیں بلکہ راہ مار ہیں اور صالح مسلمان اگرچہ اجنبی ہو مگر وہ روحانی اور ایمانی ساتھی ہے۔ اس ایک اجنبی پر ہزاروں بے دین رشتہ دار قربان

بقیہ بر صفحہ ۱۶۵

آپ کی والدہ نے آپ کو ایک محفوظ تہ خانہ میں پرورش کیا۔ آپ قریباً سات سال تک اس میں رہے۔ جب باہر تشریف لائے اور قوم کو دیکھا کہ وہ چاند و تاروں کی پوجا کرتے ہیں تو آپ نے بطور انکار یہ کلام فرمایا۔ خیال رہے کہ آپ کے اس کلام میں تاروں وغیرہ کی الوہیت کا اقرار نہیں ہے کہ یہ شرک ہے اور انبیاء کرام معصوم ہیں بلکہ ان سے انکاری سوال ہے کہ آیا میرے رب یہ ہیں (۱۰) اسی کو منطقی لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا ادلتی بدلتی رہتی ہے اور ہر بدلنے والی چیز نو پید ہے او رنو پید کو خالق کی ضرورت ہے۔ لہٰذا دنیا خالق کی حاجت مند ہے۔ سبحان اللہ اس لڑکپن میں یہ عقل و دانائی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے عالم ہوتے ہیں (۱۱) یعنی مجھے رب نے اول ہی سے ہدایت یافتہ بنایا ہے لہٰذا میں گمراہوں میں سے نہیں ہوں (۱۲) شمس مؤنث حقیقی نہیں ہے اس لئے اسے مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں شمس کے لئے بازغۃ مؤنث اور ھذا مذکر ارشاد ہوا اور ھذا کو مذکر لانا لفظ رب کے ادب کے لئے ہے (۱۳) تُشْرِكُوْنَ صیغہ جمع مخاطب فرمانے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ جو کوئی ان آیات سے ان جناب کی طرف شرک منسوب کرے وہ خود جاہل اور بے دین ہے۔ (۱۴) حنیف کے معنی ہیں تمام جھوٹے دینوں سے صاف۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جو تمام جھوٹے دینوں سے بیزار اور متنفر ہو۔ یہی سنت ابراہیمی ہے۔

بقیہ بر صفحہ ۱۶۶

نیک کاروں کی نیکی کا نتیجہ ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ نبوت کے ذریعہ نیکی ملتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں۔ (۱۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ تمام عالم سے افضل ہوئے تو جو بھی ہوگا عالم میں ہی ہوگا پھر وہ ان کی مثل کیسے ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ نبی فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں عالمین سے مراد غیر نبی ہیں۔ لہٰذا اس سے نہ تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ حضرات ہمارے حضور سے افضل ہوں اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ خود اپنے پر افضل ہوں۔ جو کسی غیر نبی کو نبی کی طرح مانے وہ گمراہ ہے (۱۵) بزرگی دی او رنبوت و رسالت بخشی۔ بعض اس لئے فرمایا کہ تمام نبی نہ تھے ایسے ہی بعض انبیاء کے قرابت دار کافر تھے

بقیہ صفحہ ۱۶۷

کوئی خدمت نبی پاک کی معمولی عطا کا معاوضہ نہیں بن سکتی۔ (۱۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کبھی اپنی نبوت کو گزر اوقات کا ذریعہ نہیں بناتے۔ اپنے کسب سے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچا کر نوابوں کی سی زندگی گزاری۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اور قرآن ساری خلقت کے لئے ہدایت ہے خواہ فرشتے ہوں یا جنات۔ انسان، جانور، درخت، پتھر، غرضیکہ جس کا رب اللہ ہے۔ حضور اس کے نبی ہیں (۱۱) شان نزول۔ یہ آیت یہود کے ایک بڑے عالم مالک ابن صیف کے متعلق نازل ہوئی جو حضور سے مناظرہ کرنے آیا۔ پھر ناکام ہو کر ایسا مبہوت ہو گیا کہ بولا اللہ نے کسی انسان پر کچھ وحی نہ بھیجی جس پر خود اس کی قوم ناراض ہوگئی کہ تو نے ہمارا بھی بیڑہ غرق کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر کبھی خدا کو پہچان سکتا ہی نہیں۔ خدا کی قدر وہی جان سکتا ہے جو نبی کی قدر جانے (۱۲) مالک ابن صیف تھا بڑا موٹا، خوب پلا ہوا، حضور نے پہلے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے توریت کی یہ آیت دیکھی ہے کہ اللہ موٹے پادری کو پسند نہیں کرتا وہ بولا۔ ہاں حضور نے فرمایا کہ تو موٹا پادری ہے۔ بحکم توریت تو مردود ہے۔ مالک ابن صیف کو غصہ آگیا اور بولا کہ اس نے کسی بشر پر کوئی کتاب اتاری ہی نہیں۔ یہاں الزام کے طور پر اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر ایسا ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر توریت کس نے اتاری تھی۔ خیال رہے کہ موٹے پادری سے مراد وہ پادری تھے جو حرام خوری کر کے خوب موٹے تازے ہو جاتے تھے (۱۳) یہاں لوگوں سے مراد صرف بنی اسرائیل ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام صرف انہیں کے نبی تھے۔ خیال رہے کہ ایک جگہ توریت کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل: ۸۹) فرمایا گیا۔ کیونکہ جب توریت اتری تھی تو لِكُلِّ شَيْءٍ تھی مگر جب حضرت موسیٰ سے وہ زمین پر گر گئی تو ہدایت باقی رہ گئی بیان كُلِّ شَيْءٍ اٹھا لیا گیا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۴) توریت کا کچھ حصہ ظاہر کرنے کو منتخب کیا کچھ چھپا رکھنے کو کیونکہ توریت شریف صرف پادریوں کے قبضے میں تھی۔ قرآن مجید کی طرح عام لوگوں کے پاس نہ تھی۔ قرآن کا تو بچہ بچہ حافظ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے توریت کی حفاظت بنی اسرائیل کے ذمے فرمائی تھی۔ لہٰذا اس میں خلط ملط ہو گیا۔ لیکن قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی لہٰذا محفوظ رہا۔ (۱۶) یعنی آج حضور کے ذریعہ تمہیں وہ علوم دیئے جا رہے ہیں جو تم سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے تھے۔ ان کی

قدر کرو ⑰ یعنی اگر مالک ابن صیف اب یہ نہ کہے کہ توریت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری تھی تو تم خود فرما دو کہ اللہ نے اتاری تھی ⑱ یعنی ان کے نہ ماننے پر غم نہ کرو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ فرماؤ۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ⑲ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آنے والی ہے نہ نیا نبی۔ کیونکہ قرآن نے کسی نبی یا کتاب کی خوشخبری نہ دی۔ صرف گزشتہ کی تصدیق فرمائی ⑳ خیال رہے کہ نماز کی حفاظت کمال ہے نہ کہ صرف پڑھ لینا۔

بقیہ صفحہ ۱۶۸

اور فرماتا۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ (طور: ۲۱) ⑩ یعنی جن شیاطین نے تم سے وعدے کئے تھے کہ قیامت میں ہم تمہیں بخشوائیں گے۔ آج تم خوب بت پرستی کر لو وہ آج غائب ہو گئے۔ نہ دعویدار تمہارے ساتھ ہیں نہ ان کی مدد ⑪ اب اس پر دلیل قائم فرمائی جا رہی ہے۔ کہ ہم کسی کی مدد کے حاجت مند نہیں۔ غنی اور بے پرواہ ہیں۔ جو ہم کو حاجت مند سمجھ کر ہمارا ولی کسی کو مانے وہ مشرک ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء ۱۱۱) یعنی جب ہم دانہ گٹھلی چیر کر کر پودے نکال سکتے ہیں۔ تو دوسرے کاموں میں غیر کے حاجت مند کیوں ہوں گے ⑫ جان دار سبزہ کو بے جان دانہ سے۔ جان دار انسان کو بے جان نطفہ سے جاندار مرغ کو بے جان انڈے سے ایسے ہی عالم کو جاہل سے، ولی کو کافر سے، مومن کو منافق سے پیدا فرماتا ہے ایسے ہی اس کے برعکس بھی ہے۔ یہ سب اس کی حکمت قوی کی دلیل ہے۔ ⑬ صبح کے وقت مشرق کی طرف روشنی دھاگے کی طرح نمودار ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خط نے تاریکی چاک کر دی۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ایسے ہی کفر کی ظلمت پھاڑ کر اس میں نبوت کا نور پھیلانے والا ہے ⑭ اس طرح کہ چاند سے قمری مہینے اور سورج سے شمسی مہینے بنتے ہیں۔ چاند سے اسلامی عبادات او رسورج سے موسموں نمازوں کا حساب لگتا ہے غرضیکہ ان میں عجیب قدرت کے کرشمے ہیں ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی بھی اعلیٰ علم ہے کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے۔ رب نے آسمانی اور زمینی چیزوں کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے ⑯ کہ تاروں سے سمت اور وقت کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے خشکی اور دریا کے سفر طے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صحابہ کرام کے ذریعے ہدایت ملتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صحابہ کرام کو تارے فرمایا

بقیہ صفحہ ۱۶۹

بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔ ⑪ مشرکین عرب، چاند، سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الٰہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ⑫ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت، دیکھو، چاند، سورج تارے، قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہوسکتا ہے۔ ⑬ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا، آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا لڑکی مخلوق کیسے ہوسکتی ہے ⑭ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہوسکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔ کا سب ہم ہیں ⑮ سب کے رزق، موت، عمل، اجل، سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ (النساء: ۷۱) کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام، حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی، ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں

بقیہ صفحہ ۱۷۰

سرداران قریش کی برائیاں بھری پڑی ہیں۔ رب نے فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الخ۔ (انبیاء: ۹۸) اور فرمایا عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القلم: ۱۳) وغیرہ، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے مٹ نہ سکے، تو اس کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ بتوں کی برائی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ واعظ و عالم اس طریقہ سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے۔ اور فساد و مار پیٹ تک نوبت پہنچے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہو کہ اسے نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہوگا تو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ کبھی ضد سے انسان اپنا دین بھی کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے۔ پھر حضور کی ضد میں اس کی شان میں بھی بے ادبی کرتے تھے ⑪ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا کفار کا طریقہ ہے۔ شیطان نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے قسم ہی کھائی تھی۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (اعراف: ۲۱) ⑫ شان نزول۔ کفار مکہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ حضرت موسیٰ، عیسیٰ وصالح کے معجزات بیان فرماتے ہیں۔ اگر ہم کو ہماری منہ مانگی نشانیاں دکھا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آویں فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ بولے کہ صفا پہاڑ سونے کا ہو جائے یا ہمارے بعض مردے جی کر آپ کی گواہی دے دیں۔ یا فرشتے ہمارے سامنے آ جائیں۔ فرمایا اگر ان میں سے کچھ دکھا دوں تو ایمان لے آؤ گے۔ وہ قسمیں کھا کر بولے کہ ضرور آپ نے ارادہ فرمایا کہ دعا کریں۔ حضرت جبریل نے آ کر عرض کیا کہ اے محبوب! آپ جو دعا کریں گے قبول ہوگی۔ لیکن اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ابھی ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر زندہ رہے تو شاید ان میں کوئی ایمان لے آوے۔ تب حضور نے دعا کا ارادہ چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر خازن و روح البیان وغیرہ) ⑬ یعنی جب یہ شق القمر اور آفتاب کی واپسی دیکھ کر ایمان نہ لائے تو اب کیا ایمان لائیں گے۔ یہ سب ان کے جھوٹے وعدے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۷۱

یا آپ۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں کچھ رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لیں گے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا درست ہے کہ اے کافر و قرآن تمہاری طرف بھی آیا کیونکہ ان کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے ⑫ یعنی آسمانی کتاب کی سچی سمجھ نصیب کی جیسے عبداللہ ابن اسلام وغیرہ یا یہ مطلب ہے کہ عام علماء اہل کتاب آپ کو حق جانتے ہیں اگرچہ اقرار نہ کریں کسی دنیاوی وجہ سے۔ ⑬ یعنی حقیقت یہ ہے کہ جن پوپ پادریوں کو یہ کفار اپنا حکم بنانا چاہتے ہیں وہ بھی دل سے آپ کو حق مانتے ہیں۔ اگرچہ زبان سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں ⑭ یا تو رب کی بات سے مراد وہ فیصلہ الٰہی ہے جو کفار و مومن کے متعلق ہو چکا یا اس سے تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں۔ یا قرآن شریف۔ جو کچھ بھی مراد ہو مقصود بالکل ظاہر ہے۔ ⑮ یعنی قرآن کتاب برحق ہے اسے قیامت

تک کوئی بدل نہیں سکتا۔اس آیت کو نسخ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ نسخ میں کوئی بندہ آیت کو نہیں بدلتا بلکہ خود رب تعالیٰ اگلے حکم کی مدت ختم فرما دیتا ہے۔جیسے قابل طبیب مریض کے حال میں تبدیلی ملاحظہ کر کے خود اپنا نسخہ بدلتا رہتا ہے۔اگر مریض خود نسخے میں تبدیلی کرے تو مجرم ہے۔(۱۶) لہٰذا دینی امور میں صرف اللہ رسول کی پیروی کرو۔ان کے مقابل کسی کی پیروی نہ کرو۔علماء امت اور مجتہدین کی پیروی درحقیقت اللہ رسول کی ہی پیروی ہے کہ یہ حضرات ان ہی کے احکام سناتے ہیں (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے مقابل اپنے باپ داداؤں کی پیروی کرنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔اس ظن سے مراد بھی بدگمانی ہے۔اسے قیاس مجتہد سے کوئی تعلق نہیں۔لہٰذا اس سے غیر مقلد دلیل نہیں پکڑ سکتے۔(۱۸) یعنی اپنے اندازے سے چیزوں کو حرام یا حلال کہتے ہیں۔حالانکہ وہ حلال جسے اللہ رسول حلال فرما دیں اور حرام وہ جسے اللہ رسول حرام فرما دیں

بقیہ صفحہ ۱۷۲

موت کہ اس سے روح مردہ ہو جاتی ہے لہٰذا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى میں کفار ہی مراد ہیں (۱۶) نور کو واحد اور ظلمت کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ ہدایت تو ایک ہے مگر کفر بہت ہیں۔اس ساری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے نبی کریم ﷺ پر نجاست پھینکی تھی جس سے حضور علیہ السلام کو بہت تکلیف ہوئی۔امیر حمزہ شکار کو گئے تھے۔واپسی پر جب انہیں پتہ لگا تو طیش میں آ گئے اور تیر و کمان لئے ہوئے اسی حالت میں ابوجہل کے پاس پہنچے۔قریب تھا کہ کمان سے اس کا سر پھاڑ دیتے ابوجہل بہت خوشامد کرتا ہوا بولا کہ محمد ﷺ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں تم انہیں کچھ نہیں کہتے۔آپ فرمانے لگے کہ تم سے بڑھ کر بیوقوف کون ہے کہ خود پتھر کی مورت بناؤ اور اسے خود پوجنے لگو۔یہ کہہ کر حضور کی خدمت میں آ کر ایمان سے مشرف ہو گئے اس موقعہ پر یہ آیت اتری (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اپنے گناہ کو اچھا نہیں سمجھتا لہٰذا مومن رہتا ہے۔لیکن کافر اپنی بدکرداریوں کو اچھا جانتا ہے' اس پر ناز کرتا ہے اس لئے وہ لائق مغفرت نہیں۔شان نزول۔یہ آیت حضرت امیر حمزہ اور ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی۔امیر حمزہ تو ایمان لے آئے اور ابوجہل کفر میں ہی گرفتار رہا۔لہٰذا یہ دونوں برابر نہیں۔یہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے سرداروں کا بگڑنا قوم کو ہلاک کرنا ہے۔رب فرماتا ہے وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (الاسراء:۱۶) اسی طرح قوم کے پیشواؤں کا سنبھل جانا قوم کو سنبھال دینا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی طرف غریب زیادہ مائل ہوتے ہیں مالدار اکثر فسق کرتے ہیں

بقیہ صفحہ ۱۷۳

دوسرے یہ کہ ان کی یہ ملکیت آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ جنت میں ہر قسم کی سلامتی ہوگی۔مرض' موت کسی کی مخالفت کا خطرہ نہ ہوگا اس لئے اسے دارالسلام کہتے ہیں چوتھے یہ کہ جنت حاصل ہونے کا سبب نیک اعمال ہیں جیسا کہ بما کی ب سے معلوم ہوا لیکن یہ اکثر یہ قاعدہ ہے۔دیوانہ اور بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔بغیر اعمال کے جنتی ہے۔بلکہ حضور کے اعمال طیبہ طاہرہ میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے۔سخی کے مال میں فقیروں کا حصہ ہوتا ہے۔رب فرماتا ہے۔ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (معارج:۲۵) (۱۰) قیامت میں اولاً سب اکٹھے ہوں گے اس لئے اسے حشر کہتے ہیں بعد میں اچھے بروں کی چھانٹ ہو جاوے گی اس لئے اسے یوم الفصل کہا جاتا ہے۔سب کو اٹھانے سے مراد یا یہ ہے کہ مومن و کافر کو اکٹھا اٹھائے یا انسان و جن کو اکٹھا یا سعید و شقی کو اکٹھا (۱۱) یہ ان سرکش جنات سے خطاب ہے جنہوں نے انسان کو بہکایا۔مومن جنات تو اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ جنات انسانوں کے دلوں میں برے خطرے پیدا کرتے ہیں۔کہ گمراہی کی راہ دکھاتے ہیں۔خصوصاً شیطان اور اس کی ذریت۔(۱۲) یعنی انسانوں نے جنات سے فائدہ اٹھایا کہ جنات نے انہیں برے راہ دکھائے اور بدعملیوں کو ان کے لئے آسان کیا اور جنات نے انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔اس طرح کہ انسانوں نے ان کی پوجا کی۔لہٰذا فائدے سے مراد دنیاوی فائدہ ہے جو درحقیقت نقصان ہی ہے (۱۳) یعنی موت یا قیامت۔موت ہر شخص کا علیحدہ وقت ہے اور قیامت سب کا وقت لہٰذا لنا فرمانا بالکل درست ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۷۴

کے اسباب جمع کرو۔کیونکہ نہ ہم مجبور ہیں نہ جھوٹی خبر دینے والے۔نہ تم طاقت ور کہ ہم سے مقابلہ کر کے بچ سکو لہٰذا مقابلہ نہ کرو بلکہ خوف کرو (۱۰) اس میں کفر یا گناہ کی اجازت نہیں بلکہ یہ اظہار غضب کے لئے فرمایا گیا۔رب فرماتا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (کہف:۲۹) (۱۱) اگرچہ آج بھی فیصلہ ہو چکا کہ مومن جنتی ہے اور کافر دوزخی لیکن عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا یا عذاب آتے وقت۔وہی یہاں مراد ہے

بقیہ صفحہ ۱۷۵

کے نام پر چھوڑی ہوئی پیداوار میں سے بت خانوں کے پجاریوں اور بتوں کے خدام کو دیتے تھے (۱۰) جنہیں وہ لوگ بحیرہ' سائبہ' حامی کہتے تھے کہ ان جانوروں کو وہ بتوں کے نام پر ایسا چھوڑ دیتے تھے جیسے آج ہندو سانڈ بجار کو بعض موجودہ روافض گھوڑے کو کہ اس پر سواری وغیرہ نہ کرتے تھے' کچھ کام نہ لیتے تھے آج کل ضلع گجرات میں یہ بیماری پھیل رہی ہے کہ بعض جہلا نے حضرت امام حسین کے نام پر گھوڑا چھوڑ دیا ہے جو صرف محرم میں جلوس نکالنے اور ساتھ میں سینہ کوٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔(۱۱) اس میں کفار کی چند بدعملیوں کا ذکر ہے۔ایک تو اپنے بعض کھیتوں کو بتوں کے نام پر وقف کرنا کہ اس کی پیداوار صرف مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور وہ آمدنی صرف وہ کھائیں جوان بتوں کے خدام ہیں دوسرے جانور چھوڑ دینا بتوں کے نام پر جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ جن سے کوئی کام نہ لیا جاوے نہ کسی کھیت سے انہیں ہٹایا جائے یہ دونوں کام تو شرک ہیں۔مگر ان چیزوں کا کھانا حرام نہیں۔اس لئے جہاد میں صحابہ کرام ان تمام چیزوں پر قبضہ کر کے استعمال فرماتے تھے۔تیسرے بتوں کے نام پر ذبح کرنا۔یہ کام بھی شرک ہے اور اس کا کھانا بھی حرام کیونکہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے۔(۱۲) کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ بحیرہ' سائبہ' اونٹنی کا بچہ اگر زندہ پیدا ہوا تو صرف مرد کھا سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہوا تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔اس آیت میں ان کے اس عقیدے کا ذکر ہے اور اس پر سخت وعید ہے (۱۳) شان نزول۔قبیلہ ربیعہ اور مضر عام طور پر لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔لڑکوں کو زندہ رکھتے تھے۔دوسرے قبیلے لڑکوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔یہ عمل دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔حماقت تو دیکھو کہ کتے بلے پالے جاتے تھے انسان کے بچے ہلاک کئے جاتے تھے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ جب حمل میں جان پڑ جاوے تو گرانا حرام ہے کہ یہ بھی اولاد کا قتل ہے اس سے قبل ضرورت شرعی کی بنا پر جائز ہے (ردالمحتار)

بقیہ صفحہ ۱۷۶

پر دلیل مانگتے ہیں اور خود حرمت کی دلیل نہیں پیش کرتے۔ یہ اصول قرآن کے صریح خلاف ہے۔ دیکھو رب نے ان جانوروں کے حرام ماننے والوں سے دلیل مانگی۔ (11) شان نزول۔ ایک بار مالک بن عوف جشمی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ ان چیزوں کو منع کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائے۔ تم نے ان میں سے بعض کو بلا دلیل حرام کر دیا۔ اچھا بتاؤ جن جانوروں کو تم حرام کہتے ہو ان کی حرمت نر کی طرف سے آئی ہے یا مادہ کی طرف سے۔ مالک ابن عوف اس سوال کا جواب نہ دے سکا اور حیران ہو گیا۔ اس کی تائید میں یہ آیت اتری (خزائن العرفان) (15) یعنی تم سے رب نے براہ راست فرمایا نہیں اور پیغمبر کے ذریعے ان جانوروں کی حرمت آئی نہیں تو اب حرام ہونے کی کیا سبیل رہی۔ لہٰذا تمہارا یہ قول نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور جو اللہ پر بہتان باندھے وہ سب سے بڑا ظالم ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ان آیات سے موجودہ وہابیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو بلا دلیل حلال چیزوں کو حرام کہہ دیتے ہیں

بقیہ صفحہ ۱۷۷

کی مشیت سے ہے مگر ہر کام اس کی رضا سے نہیں (12) معلوم ہوا کہ گناہوں کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت عذاب کا سبب ہے۔ انہوں نے کفر کیا اور کہا کہ کفر سے رب راضی ہے اس لئے سخت عذاب کے مستحق ہوئے

بقیہ صفحہ ۱۷۸

ہے تقویٰ یہ ہے کہ ہر حال میں رب سے خوف کرے۔ ریاکار کھلے فاسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ شعر

تن اجلا من کالا بگلے کے سے بھیک
اس سے تو کانگہ بھلا کہ اوپر نیچے ایک

رب تعالیٰ صحیح تقویٰ نصیب فرماوے۔ آمین! (11) جو مسلمان قتل کا مستحق ہو جاوے۔ جیسے مرتد زانی قاتل اسے قتل کرنا حق ہے مگر یہ حق حاکم کو پہنچتا ہے۔ ہر مسلمان قتل نہیں کر سکتا۔ (12) اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نابالغ بچے کو یتیم کہہ سکتے ہیں بالغ یتیم نہیں جیسا کہ حَتّٰى يَبْلُغَ سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ یتیم وہ انسان کا بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ مگر جانوروں میں یتیم وہ بچہ جس کی ماں فوت ہو گئی ہو۔ موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو۔ تیسرے یہ کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال میں ہر وہ تصرف کر سکتا ہے جس میں یتیم کا نفع ہو۔ وہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جس میں یتیم کا نقصان ہو۔ اس سے صدہا مسائل نکل سکتے ہیں یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں (15) اس طرح کہ کم نہ تولو زیادہ تول کر دینا یا خود کم تول کر لینا ممنوع نہیں۔ یعنی دوسرے کا نقصان نہیں کرنا چاہئے خود اپنے پر نقصان برداشت کرنا کبھی محمود ہے

بقیہ صفحہ ۱۷۹

فرماتا ہے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں یہ بھی خیال رہے کہ شریعت چار چیزوں کا نام ہے۔ قرآن' حدیث' اجماع امت' قیاس مجتہد (12) یعنی عربی میں قرآن اس لئے اتارا تاکہ تمہیں یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ ہمارے عرب میں کوئی نبی نہ آیا جو کتابیں توریت و انجیل آئیں وہ عبرانی زبان میں تھیں جس کو ہم سمجھ نہ سکتے تھے۔ پھر ہدایت پر کیسے آتے اب تمہیں کوئی عذر باقی نہ رہا۔ تم یہود و نصاریٰ کے محتاج نہ رہے (13) شان نزول۔ کفار عرب کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ توریت و انجیل یہود و نصاریٰ پر اتریں مگر وہ بے عقل ہدایت حاصل نہ کر سکے۔ اگر ہم پر کتاب آتی تو ہم بہت نفع اٹھاتے کیونکہ ہم ان کی طرح بے وقوف نہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کے جواب میں آئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی عقل پر اعتماد نہ چاہئے۔ رب کے فضل پر بھروسہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ شیخی مارنے والے بھی کافر ہی رہے ایمان نہ لائے۔ اس لئے کہ انہوں نے عقل پر بھروسہ کیا۔ (13) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم دلیل بھی ہے ہدایت بھی رحمت بھی۔ جیسے نبی کریم ﷺ ان تمام صفات سے موصوف ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن دنیا میں ہر ایک کے پاس اور ہر ایک کے لئے آیا جیسے نبی کریم ﷺ ہر ایک کے پاس پہنچے (14) یعنی سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو نبی کے معجزات اور ان کی کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کہ اسے دائمی عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کفر تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے (15) اس طرح کہ انہیں نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا اور نہیں نہ ماننے والا کفر میں برابر ہیں۔ جھٹلانا تو یہ ہے کہ انہیں جھوٹا کہے۔ نہ ماننا یہ ہے کہ نہ انہیں جھوٹا کہے نہ سچا۔ ان کی فرمانبرداری نہ کرے۔ دونوں کافر ہیں۔ (12) یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقع پر یا برزخ میں عذاب قبر یا آخرت میں عذاب دوزخ۔

بقیہ صفحہ ۱۸۰

مقبول ہے۔ دیکھو رب نے ابراہیم علیہ السلام سے کفار کا یہ طعن دفع فرمایا کہ آپ معاذ اللہ مشرک تھے۔ (13) معلوم ہوا کہ بدنی عبادات نماز وغیرہ مالی عبادات سے افضل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ذکر قربانی سے پہلے کیا (14) یعنی میری زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ حیات دینی ہے۔ حیات دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کرے اور دنیاوی کاروبار میں صرف ہو۔ اللہ کے لئے زندگی وہ ہے جو رب کے کاموں کے لئے وقف ہو۔ جئے تو دین کی خدمت اور رب کی یاد میں۔ مرے تو رب کی اطاعت کرتا ہوا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنے تقویٰ طہارت کو لوگوں پر ظہار کرنا ریا نہیں بلکہ اس کا اعلان ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو علم تھا کہ ہماری آئندہ زندگی اور ہماری وفات حق پر ہوگی۔ یہ علوم خمسہ غیبیہ میں سے ہے (15) معلوم ہوا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں۔ حضرت جبرئیل و میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا۔ پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے (16) شان نزول۔ ولید بن مغیرہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ اگر اس میں کچھ گناہ ہوا تو میں اپنے ذمہ لے لوں گا۔ آپ بری الذمہ ہوں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔

بقیہ صفحہ ۱۸۱

بعض پر دوپہر کو آرام کرنے کے وقت' عذاب آنے سے پہلے کوئی اس کی علامت بھی نہ ہوتی تھی۔ اچانک آ جاتا تھا ورنہ وہ آرام میں مشغول نہ ہوتے (12) اس سے معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر توبہ یا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ ایمان یاس قبول نہیں' توبہء یاس جو گناہوں سے ہو' قبول ہے (13) یعنی ان امتوں سے پوچھا جاوے گا کہ تمہیں تمہارے رسولوں نے تبلیغ کی یا نہیں اور رسولوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تمہاری قوم نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ مگر یہ سوال

وجواب ہمارے حضور کے متعلق نہ ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (بقرہ: ١١٩) اور نہ کوئی بد باطن کافر یہ کہہ سکے گا کہ حضور نے تبلیغ نہیں فرمائی۔ (١٢) یعنی قیامت میں ہمارا کفار سے اور ان کے انبیاء کرام سے پوچھ گچھ فرمانا قانونی کاروائی کے لئے ہوگا نہ اس لئے کہ ہم کو اصل واقعہ کی خبر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ تہمت میں لوگوں سے دریافت فرمانا قانونی کاروائی تھی۔ امت کی تعلیم کے لئے

بقیہ صفحہ ١٨٢

باتیں غلط ہیں۔ نہ آگ افضل ہے اور نہ افضل سے پیدا ہونے والا افضل۔ معلوم ہوا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا شیطان کا کام ہے (١١) جنت سے' اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے زمین کے نیچے نہیں۔ کیونکہ اترنا اوپر سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت سے شیطان کا جنت میں رہنا سہنا بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی چھپ چھپا کر وہاں جایا کرتا تھا۔ ہمارے حضور ﷺ کی تشریف آوری سے اس کا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا۔ (١٢) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان مردود ہونے سے پہلے جنت میں رہتا تھا۔ ورنہ وہاں سے نکالے جانے کے کیا معنی نیز اس کی عزت بھی تھی ورنہ اب ذلیل کرنے کا مطلب کیا۔ مطلب مشہور ہے کہ وہ فرشتوں کا استاد تھا اسی لئے اسے معلم الملکوت کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم (١٣) اس سے معلوم ہوا کہ مدمقابل کی ہر بات اور ہر دلیل کا جواب نہیں دینا چاہئے۔ رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ مردود کر کے نکال دیا۔ تکبر کا انجام ذلت ہے۔ (١٤) دوسرے نفخہ تک' تاکہ مجھے موت نہ آئے کیونکہ وہ وقت موت کا ہوگا ہی نہیں۔ (١٥) یعنی پہلے نفخہ تک تجھ مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہوگا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمالی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہوگئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہوگئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث او

رتقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ (١٦) اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہوگئی (١٧) یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا نیکی سے روکوں گا بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے ھُم کہا۔ (١٨) یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چہار طرف سے ہی آتا ہے۔ (١٩) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ (سبا: ١٣) شیطان بیماری ہے اور نبی ﷺ علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہئے

بقیہ صفحہ ١٨٣

رب سے حیا ہے (١٤) گندم چکھتے وقت رب کا منع نہ فرمانا بعد میں منع فرمانا ان حکمتوں کی بنا پر ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے (١٥) مگر تم بھول گئے اور دوست دشمن میں فرق نہ کر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی شخص کامیاب رہ سکتا ہے جو دوست دشمن میں تمیز کرے۔ (١٦) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ توبہ واستغفار ہمارے دادا کی میراث ہے۔ ہم کو ضرور کرنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ خطا کو اپنی طرف نسبت کرنی چاہئے۔ اور نیک کام کو رب کی طرف۔ یہ سنت نبوی ہے۔ شیطان نے اپنی گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا کہ بولا فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ (اعراف: ١٦) تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ وہ مردود ہوا۔ (١٧) اس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں حضرات یہ دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ الخ (اعراف: ٢٣) جنت میں پہلے ہی سے مانگ چکے تھے۔ پھر دنیا میں تشریف لا کر کئی سو سال روتے رہے۔ پھر رب کی طرف سے کچھ دعائیہ کلمات انہیں القاء ہوئے۔ جن سے توبہ قبول ہوئی اور وہ دعائیہ

کلمے حضور ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنا تھا۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ (بقرہ: ٣٧) جن لوگوں نے ان کلمات سے رَبَّنَا ظَلَمْنَا مراد لیا وہ اس آیت کے بظاہر خلاف ہے کیونکہ یہ کلمات تو وہ دونوں زمین پر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے

بقیہ صفحہ ١٨٤

و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے (١٣) یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الٰہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے (١٤) عدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط وتفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی وقومی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادت کا ذکر ہے اور مسجد' مصدر میمی بمعنی سجدہ ہے۔ سجدہ سے مراد نماز ہے اور اُدْعُوْا سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد بہتر ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری اکثر واجب کبھی غیر واجب۔ (روح البیان) (١٥) یہاں وَادْعُوْا میں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں بمعنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو (١٦) جیسے تم پہلے نیست تھے پھر ہست کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر ہست کرے گا مقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ختنہ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے

بقیہ صفحہ ١٨٥

خلاف نہیں۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر لمبی کر دی گئی۔ رب نے فرمایا اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (اعراف: ١٥) جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو سکتی ہے تو صالحین کی دعا یا نیک اعمال سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بگڑی تقدیریں بن سکتی ہیں۔ (١٥) یعنی نبی کریم ﷺ کیونکہ حضور ہی تمام انسانوں بلکہ تمام خلق کے نبی ہیں۔ لہٰذا یہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ یا رسل سے مراد سارے پیغمبر ہیں۔ بہرحال اس میں میثاق کے دن کے عہد و پیمان کا ذکر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی ربوبیت کا اقرار سب سے کرایا ایسے ہی حضور کی نبوت کا اقرار سب سے لیا (١٦) تقویٰ سے مراد نیک اعمال اختیار کرنا اور

اصلاح سے مراد برائیوں سے بچنا ہے یا تقویٰ سے مراد آئندہ اچھے کام کرنا اور اصلاح سے مراد گناہوں کا کفارہ وغیرہ دے کر اپنے کو درست کر لینا ہے۔ لہٰذا تکرار نہیں

بقیہ صفحہ ۱۸۶

تھی تو تم میں کفر اور کفار کی تقلید تھی۔ نیز تم بھی اپنے بچوں کے کافر کن تھے۔ نیز نفس کفر میں ہم تم دونوں شریک تھے۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت: ۱۳) (۱۲) یعنی تم اپنے کئے کا مزہ چکھو ہم اپنے کئے کا۔ کفر و بد عملی، پیغمبروں کی اہانت، مسلمانوں کو ستانا ہم تم دونوں ہی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو اس ہی حال میں فوت ہو گئے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کسب شر نہ کیا

بقیہ صفحہ ۱۸۷

بولو سچ ہوا یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ڈرانے کو بھی وعدہ کہہ دیا جاتا ہے۔ یعنی وعید وعدہ سے تعبیر کر دی جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے وعید رب ہی کے وعدے وعید ہیں کیونکہ ان سے براہ راست کلام کرنے والے پیغمبر تھے (۱۳) پکارنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں یا دوسرا فرشتہ جس کی یہ ڈیوٹی ہوگی اور ظالمین سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلی آیت سے پتہ لگ رہا ہے

بقیہ بر صفحہ ۱۸۸

سکیں گے۔ کیونکہ دوزخیوں کے منہ بگڑ چکے ہوں گے۔ یہ دوزخی جنتیوں کو نام لے کر پکاریں گے کہ ہمیں پانی دو ہمیں کھانا دو، ہم جل گئے ہیں ہم پر پانی ڈالو۔ اس پر جنتی لوگ وہ جواب دیں گے جو آگے آ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے اور دوزخ نیچے کیونکہ افیضوا اضافہ سے ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے منتقل ہونے کے ہیں۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو دوزخی کافر سے بالکل محبت نہ ہوگی نہ رحم آوے گا۔ اگرچہ اس کا باپ یا بیٹا یا دوست ہو کہ مانگنے پر بھی ادھر پانی نہ پھینکے گا خیال رہے کہ یہاں حرام سے مراد شرعی حرام نہیں کیونکہ وہاں شرعی احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ مراد کامل محرومی ہے۔ رب فرماتا ہے وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (الانبیاء: ۹۵) یہاں بھی حرام بمعنی محروم ہے۔ (۱۵) اس طرح کہ اپنی نفسانی خواہشوں سے جسے چاہا حرام کہا جسے چاہا حلال اور مومنوں کا مذاق اڑایا۔ (۱۶) کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول گئے اور بال بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کے حبیب سے محبت کا رشتہ قائم نہ کر سکے

بقیہ صفحہ ۱۸۹

(۱۴) یہاں ڈھانکنے سے مراد زائل کرنا ہے یعنی رات کی اندھیری دن کی روشنی کو اور پھر آئندہ دن کی روشنی رات کی اندھیری کو دور کر دیتی ہے۔ ڈھانکنے کے عرف معنی مراد نہیں کہ موجود تو ہو مگر غلاف میں چھپی ہوئی کیونکہ دن کے وقت رات نہیں ہوتی او ررات کے وقت دن نہیں ہوتا ورنہ دو ضدیں جمع ہوں گی۔ (۱۵) کہ دن رات کا ایسا سلسلہ قائم فرمایا جو کبھی ٹوٹتا نہیں اور چاند سورج نہ کبھی ٹھہریں نہ خراب ہوں نہ مرمت کے لئے کسی کارخانہ میں بھیجے جاویں۔ انسان اپنی چیز بگاڑ سکتا ہے رب کی چیز کو نہیں۔ (۱۶) یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا ہی ہے عالم خلق اور عالم امر، عالم امر تو وہ چیزیں ہیں جو فقط امر کن سے بنیں جیسے فرشتے، ارواح وغیرہ اور عالم خلق وہ جو کسی مادے سے بنا۔ جیسے عالم اجسام جو مٹی پانی وغیرہ سے بنے۔ عالم امر کو ملکوت بھی کہتے ہیں اور عالم اجسام کو ملک۔ اسی لئے رب کو مالک الملک والملکوت کہا جاتا ہے۔ (۱۷) عالم اللہ کے سوا کو کہتے ہیں کبھی ہر نوع کو علیحدہ عالم کہا جاتا ہے۔ جیسے عالم انسان، عالم حیوانات، عالم اشجار وغیرہ۔ اس لحاظ سے عالم کو جمع فرمایا جاتا ہے۔ جیسے علم اور علوم جنس ہے مگر قسموں اور نوعیتوں کے لحاظ سے جمع بولا جاتا ہے (۱۸) معلوم ہوا کہ دعا اور ذکر اکثر آہستہ ہونا چاہیے یہ سب مانتے ہیں کہ دعا اور ذکر آہستہ بھی جائز ہے اور علانیہ بھی۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بہتر کیا ہے۔ حق فیصلہ یہ ہے کہ اگر اظہار میں ریا کا اندیشہ ہو تو آہستہ بہتر ہے اور اگر دوسروں کو بھی ذکر و دعا کی رغبت دینا مقصود ہو تو علانیہ افضل ہے۔ رب فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ (بقرہ: ۲۷۱) اور فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ (بقرہ: ۲۰۰) اگر اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا منع ہوتا تو اذان، حج کا تلبیہ جہری نمازوں میں قرات، تکبیر تشریق اونچی آوازوں سے نہ ہوا کرتیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو (۱۹) اس سے اشارۃً معلوم ہوا ذکر بالجہر میں حد سے زیادہ جہر کرنا بھی ناپسند ہے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ امام ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرات نہ کرے اسی وجہ سے لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانا بہتر نہیں کہ اس میں ضرورت سے زیادہ جہر ہے۔ یہ مسائل اس آیت سے مستنبط ہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (الاسراء ۱۱۰) (۲۰) حد سے بڑھنے کی بہت صورتیں ہیں۔ ناجائز دعائیں مانگنا جیسے خدایا مجھے نبی بنا دے یا مجھے کبھی موت نہ آئے جہاں آہستگی بہتر ہو وہاں علانیہ ذکر یا دعا کرنا جیسے جہاد وغیرہ میں، جب کفار پر چھپ کر حملہ کرنا ہو۔ دعا میں غیر ضروری قیدیں لگانا۔ خدایا مجھے جنت کا سفید محل دے جس میں پچاس درخت انگور کے ہوں وغیرہ (۲۱) کفر و فسق و گناہ نہ کرو کہ اس سے دنیاوی مصیبتیں آتی ہیں فساد پھیلتے ہیں بخل سے قحط زنا سے وبا آتے ہیں (۲۲) یعنی اب جبکہ حضور ﷺ کی برکت سے زمین میں ایمان تقویٰ عدل و انصاف قائم ہو گیا تو تم کفر و شرک ظلم و ستم نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اگرچہ فساد پھیلانا بہر حال برا ہے مگر جہاں اصلاح ہو چکی ہو وہاں فساد پھیلانا زیادہ برا ہے۔ (۲۳) معلوم ہوا کہ دعا و عبادات میں خوف و امید دونوں چاہئے ان شاء اللہ جلد قبول ہوگی

بقیہ صفحہ ۱۹۰

اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (یوسف: ۱۰۹) نیز نبوت صرف انسانوں میں ہے کوئی جن یا فرشتہ نبی نہیں ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت ہمیشہ اعلیٰ خاندان کے اعلیٰ افراد کو عطا ہوئی تاکہ انہیں کوئی نظر حقارت سے نہ دیکھ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے دامن سے داغ غلامی دھونے کے لئے سات برس کی قحط سالی بھیجی اور تمام دنیا کو ان کا غلام بنا دیا۔ ایک نبی کے احترام کے لئے تمام دنیا کو مصیبت میں مبتلا فرما دیا۔

بقیہ صفحہ ۱۹۱

جواب دیتی تھی۔ لہٰذا یہاں آنے سے مراد جنگل سے بستی میں آنا ہے۔ (۱۳) یعنی بت، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی ناجائز رسموں کی پابندی کفار کا طریقہ ہے۔ سارے عالم کے لوگ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں جھوٹے ہیں اور پیغمبر سچے وہاں کثرت رائے کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (۱۴) یعنی ہم تم کو تمہاری پاک سیرت و صورت او رتمہارے معجزے دیکھ کر سچا نہیں مانیں گے۔ بلکہ عذاب دیکھ کر سچا مانیں گے کچھ ہے خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔

بقیہ بر صفحہ ۱۹۲

او رپیدا ہوتے ہی اپنے برابر بچہ جنا۔ یہ دیکھ کر جندع تو ایمان لے آیا مع اپنے خاص لوگوں کے،

باقی اپنے وعدے سے پھر گئے اور کفر پر قائم رہے۔ اب یہ اونٹنی اس جگہ رہتی بستی رہی (روح) (11) اس سے معلوم ہوا کہ اگر حلال چیز کا کھانا نقصان دے تو اس سے پرہیز کرے۔ اونٹ کا گوشت حلال ہے لیکن چونکہ اس اونٹنی کو ذبح کرنے پر عذاب الٰہی آنے کا خوف تھا لہٰذا اس سے بچنا لازم ہوگیا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے مضر ثابت ہوا۔ بعض بزرگوں کے تالاب کی مچھلیاں وغیرہ یہ چیزیں حرام نہیں بلکہ نقصان دہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا ایسا ہے جیسے بلغمی مزاج والے کا بادی چیزوں سے پرہیز کرنا۔ (12) اس طرح کہ قوم عاد کو ہلاک کر کے تم کو بسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا عبادت ہے۔ میلاد شریف بھی عبادت ہے۔ کہ اس میں حضور ﷺ کی یاد ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ (13) قوم ثمود نے گرمیوں کے لئے بستی میں محل بنائے تھے اور سردی کے موسم کے لئے پہاڑوں میں گرم مکانات تعمیر کئے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی دولت مند لوگ کرتے ہیں۔ ان کی عمریں اتنی لمبی ہوتی تھیں کہ مکانات ان کی موجودگی میں فنا ہو جاتے تھے۔ (روح البیان) (14) یعنی زمین میں کفر و گناہ نہ کرو کہ اس سے رب کے عذاب آتے ہیں اور فساد پھیلتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ چوری، ڈکیتی، شراب، جوا وغیرہ چھوڑ دو (15) یعنی جو واقع میں تو بڑے نہ تھے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے۔ متکبر اور مستکبر جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس کے یہ ہی معنی ہوتے ہیں اور جب رب تعالیٰ کے لئے ارشاد ہو تو اس کے معنی ہیں بہت ہی بڑا جو ہمارے خیال و قیاس سے باہر ہے

بقیہ صفحہ ۱۹۳

کی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ نبی بنائے گئے (10) یعنی اغلام، جس کی تفسیر اگلی آیت میں ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے۔ کفر اگرچہ بدترین گناہ کبیرہ ہے مگر اسے رب نے فاحشہ نہ فرمایا کیونکہ نفس انسانی اس سے گھن نہیں کرتی۔ بہتیرے عاقل اس میں گرفتار ہیں۔ مگر اغلام تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے متنفر ہیں سوائے سور کے (11) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اغلام بازی قوم لوط کی ایجاد ہے اسی لئے اسے لواطت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں سے اغلام حرام قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے تیسرے یہ کہ ان احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ یہ معاملات ہیں ہاں وہ عبادات کے مکلف نہیں (12) اس طرح کہ اپنی بیویوں کو منہ نہیں لگاتے تھے یا ان کے قابل نہیں رہے۔ کیونکہ لوطی مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ (13) اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے دن برے آتے ہیں تو اوندھی سوجھتی ہے۔ کسی بستی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا رہنا اس جگہ امن رہنے کا ذریعہ ہے اور ان کا وہاں سے نکل جانا عذاب کا ذریعہ۔ وہ لوگ خود انہیں نکال کر اپنے عذاب کا سامان کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ سدوم بڑا شہر تھا۔ لہٰذا جس حدیث میں ہے کہ جمعہ قریہ جواثی میں پڑھا گیا، اس سے مراد شہر جواثی ہے کیونکہ جمعہ گاؤں میں جائز نہیں جن لوگوں نے لفظ قریہ دیکھ کر فرمایا کہ جواثی گاؤں تھا اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ ان کی یہ دلیل غلط ہے

بقیہ صفحہ ۱۹۴

خطاب ہوا اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی حالات معلوم کرنا قوموں کے بننے بگڑنے سے عبرت پکڑنا حکم الٰہی ہے۔ ایسے ہی بزرگان دین خصوصاً حضور ﷺ کی سوانح عمری شریف کا مطالعہ بہترین عبادت ہے کہ اس سے تقویٰ، رب کا خوف عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ (12) جیسے بارش سے زمین کا ہر رقبہ سرسبز نہیں ہوتا کچھ محروم بھی رہتا ہے۔ ایسے ہی نبی کی تعلیم سے سارے انسان ہدایت پر نہیں آتے بعض محروم رہتے ہیں۔ بلکہ نبوت کی بارش سے دل کے حال کا ظہور ہوتا ہے۔ قدرت نے جیسا تخم سینے میں ودیعت رکھا ہے اسی کا ظہور ہوگا۔ (13) دنیاوی حکام بھی حاکم ہیں مگر مجازی۔ جن کے حکم میں غلطی ہو سکتی ہے۔ رب تعالیٰ حاکم حقیقی ہے۔ جس کے حکم میں نہ غلطی کا احتمال ہے۔ نہ اس کے حکم کی کہیں اپیل ہے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل برحق ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۹۵

قوم کی ہلاکت کے بعد جب آپ اس محفوظ جگہ سے منتقل ہوئے جہاں آپ محدود تھے تو ان بے جان نعشوں پر گزرے اور ان سے یہ کلام کیا (روح البیان وغیرہ) اس ف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام ان کی وفات کے بعد کا ہے۔ (13) اس سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں، کیونکہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ان کی ہلاکت کے بعد کلام فرمایا۔ حضور نے ابوجہل وغیرہ سے بعد ان کی ہلاکت کے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر کلام فرمایا (14) یعنی تم لوگ اس قابل نہیں کہ تم پر رنج و غم کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت یا موت پر غم کرنا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے تلک یا گاندھی کی موت پر سیاہ کپڑے پہنے، یا اس کے مرثیے لکھے، یہ سب ناجائز ہے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ نے، ابوجہل کی موت کی خبر پا کر سجدہ شکر ادا کیا، کسی کی موت پر خوشی نہیں بلکہ دنیا فتنہ سے خالی ہوگئی، اس پر خوشی ہے۔ گلے ہوئے عضو کٹ جانے پر رنج و غم کیسا۔

بقیہ صفحہ ۱۹۶

میں مشغول رہنا، غفلت قلب کی علامت ہے۔ زیارت قبور اسی لئے مسنون ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ (14) اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کے حالات پڑھنا عبرت کے لئے بہت بہتر ہیں ایسے ہی انبیاء کرام، اولیاء اللہ کے حالات معلوم کرنا، تاکہ عبادت کا شوق ہو، بہت ضروری ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۹۷

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو بچپن میں مکہ والوں ہی میں رکھا اور حلیمہ دائی کے ہاں بہت ہی کمسنی میں رہے تاکہ کسی بد بخت کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ چنانچہ فرعون نے ہارون علیہ السلام پر الزام نہ لگایا۔

بقیہ صفحہ ۱۹۸

کر ہار گئے۔ یہ مقابلہ اسکندریہ کے علاقہ میں ہوا تھا۔ (13) دریا کے کنارے کھجور کے درختوں میں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ سولی کا موجد فرعون ہے۔ اب اسلام میں ڈاکو کی سزا سولی ہے

بقیہ صفحہ ۱۹۹

میں غلہ کم، باغوں میں پھل بہت کم کر دیئے تاکہ توبہ کریں (15) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کو منحوس جاننا اور نیک اعمال کو نحوست سمجھنا کفار کا کام ہے۔ ہمارے گناہ منحوس وہ حضرات مبارک ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ (مریم: ۳۱) بلکہ ان لوگوں کے تبرکات بھی مبارک اور برکت والے ہوتے ہیں

بقیہ صفحہ ۲۰۰

ہے۔ وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔ (11) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا کافروں کو بھی فائدہ دے جاتی ہے تو ہم گنہگار مومنوں کو کیوں نہ فائدہ دے گی۔ (12) یعنی ان کا یہ دفع عذاب عارضی ہوتا تھا۔ ہم تو جانتے تھے کہ یہ لوگ کافر رہیں گے اور ڈوب کر ہلاک ہوں گے۔ (13) موسیٰ علیہ السلام کا یا مظلومین بنی اسرائیل کا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا بدلہ کفار سے رب خود لیتا ہے۔ اور مظلوم کا بدلہ قدرت لیتی ہے، اگرچہ کچھ دیر ہو۔ (14) دریائے قلزم میں۔ عربی میں یم

بہت گہرے دریا کو کہتے ہیں، جس کی تہ آسانی سے نہ معلوم ہو سکے۔ (۱۵) یعنی دیدہ دانستہ ان میں غور نہ کرتے تھے۔ یہاں بے خبری سے عرفی بے خبری مراد نہیں ورنہ رب تعالیٰ بے خبر کو عذاب نہیں دیتا۔ نیز ارشاد ہوا۔ کذبوا اور جھٹلانا اس کا کام ہو سکتا ہے جو خبردار ہو۔ (۱۶) یعنی بنی اسرائیل کو پورے مصر و شام کا مالک بنا دیا۔ فرعون کے غرق ہو جانے کے بعد۔ یہاں زمین سے مراد ہے مصر و شام کی زمین۔ اور پورب پچھم سے مراد اس کا پورا علاقہ ہے۔ اور وراثت سے مراد فرعون کے بعد مالک ہونا۔ لہٰذا اس آیت پر وہ اعتراضات نہیں ہو سکتے جو نادان لوگوں نے بے سمجھی میں کئے (۱۷) دینی برکت بھی اور دنیاوی برکت بھی کہ شام کے علاقہ میں پھل فروٹ، سبزہ بہت کثرت سے ہے۔ اور وہ جگہ انبیاء کرام کی قیام گاہ اور ہمارے حضور ﷺ کے معراج کا زینہ ہے کہ وہاں سے آسمانی معراج شروع ہوئی۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے تمام وہ وعدے پورے فرمائے جو آپ نے بنی اسرائیل سے کئے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے رب پورے فرماتا ہے۔ (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل بہت عرصہ کے بعد مصر میں آباد ہوئے۔ جب فرعونی عمارتیں، باغات برباد ہو چکے تھے ان کی عمارتوں کو استعمال نہ کیا۔ خیال رہے کہ یہ بربادی ویرانی کی وجہ سے ہوئی۔ ورنہ شہر مصر پر عذاب الٰہی نہ آیا تھا۔ (۲۰) دریا سے مراد بحر قلزم ہے نہ کہ دریائے نیل، قلزم مکہ معظمہ اور مصر کے درمیان ایک شہر ہے۔ طور کے قریب، اس شہر سے یہ دریا گزرتا ہے اس لئے اسے قلزم کہتے ہیں یہ پار لگنا دسویں محرم جمعہ کے دن ہوا، اس لئے اس دن روزہ رکھنا سنت ہے

بقیہ صفحہ ۲۰۱

(۱۱) واقعہ یہ ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تیس روزے رکھ چکنے کے بعد تورات لینے کو جانے لگے تو آپ کو اپنے دہن مبارک میں کچھ بو محسوس ہوئی۔ تو آپ نے مسواک کر لی۔ جب بارگاہ الٰہی میں پہنچے تو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ تمہیں خبر نہیں کہ ہم کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ اچھا اب دس روزے اور رکھیں۔ (۱۲) موسیٰ علیہ السلام نے طور پر تورات لینے کے لئے جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا عارضی خلیفہ بنایا۔ جیسے حضور ﷺ نے ایک جہاد میں جاتے وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ میں اپنا نائب فرمایا۔ اس میں بلا فصل خلافت کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے مستقل خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ ان سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ (۱۳) یعنی بعض بنی اسرائیل سرکش ہیں۔ ان کی رائے پر عمل نہ کرنا۔ ان کی اصلاح کرنا خیال رہے کہ حضرت ہارون کا خلیفہ موسیٰ علیہ السلام بننا ایسا تھا جیسا وزیر اعظم کا بادشاہ کا خلیفہ بننا۔ ورنہ ہارون علیہ السلام مستقل نبی تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ قوم بت پرستی میں مشغول ہوگئی۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ اَللّٰهُ خَلِيْفَتِىْ عَلٰى اُمَّتِىْ اس کی برکت ہے کہ آج تک مسلمان اسلام پر قائم ہیں (روح) (۱۴) موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا شوق دیدار میں تھی۔ اور بنی اسرائیل نے جو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ ہم کو خدا دکھاؤ یہ سرکشی اور موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتمادی کی بنا پر تھا۔ لہٰذا آپ کی یہ آرزو کمال پائی اور ان کی یہ آرزو باعث عتاب بنی (۱۵) کیونکہ دیدار الٰہی کا دروازہ حضور ﷺ کے ہاتھ شریف سے کھلے گا۔ جب وہ دیکھ لیں گے پھر دوسرے دیکھ سکیں گے۔ چنانچہ قیامت میں ہر مومن کو دیدار ہوگا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے اور ہمارے حضور کو اپنے دیدار سے نوازا (۱۶) یعنی رب نے اپنی صفات کی تجلیوں میں سے ایک ہلکی سی تجلی طور پر ڈالی۔ کیونکہ تجلی ذات پہاڑ پر نہ ڈالی گئی تھی اس تجلی کی حقیقت کو ہماری عقل نہیں پا سکتی۔ (۱۷) معلوم ہوا کہ نبی پر بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے، عارضی طور پر، لہٰذا صحابہ کا طلب قرطاس کے موقعہ پر عرض کرنا اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ اسی مسئلہ پر مبنی تھا۔ صحابہ کا مقصود یہ تھا کہ آیا حضور بیماری کی غشی میں یہ کلام فرما رہے ہیں، یا واقعی اس آیت سے مجذوب فقیروں کے جذب کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ وہ حضرات ولایت موسوی پر ہوتے ہیں۔ اور جذب کی حالت میں شرعی احکام کے مکلف نہیں رہتے۔ موسیٰ علیہ السلام نویں ذی الحجہ جمعرات سے بے ہوش ہوئے اور دسویں ذی الحجہ جمعہ کو ہوش میں آئے۔ اس مدت میں آپ نے کوئی شرعی عمل نہ فرمایا۔ جب مصری عورتیں جمال یوسفی پر فریفتہ ہو کر بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور یہ جرم قرار نہ دیا گیا تو ان مستان جمال الٰہی کا کیا پوچھنا۔ غرضیکہ مجذوب فقیروں کے جذب کی اصل یہ آیت ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۰۲

کے قبضہ میں تھا۔ اس لئے ان کا زیور کہا گیا۔ ورنہ وہ زیور فرعون کا تھا۔ (۱۲) اس طرح کہ سامری نے اس بچھڑے کے منہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی۔ (۱۳) یعنی بنی اسرائیل جانتے تھے کہ رب وہ ہے جو قادر مطلق، علیم، خبیر اور ہادی ہو اور بواسطہ نبی مخلوق سے کلام فرمائے۔ پھر بھی وہ بچھڑے کو رب مان بیٹھے (۱۴) حضرت جبریل کی گھوڑی ٹاپ کی مٹی اگرچہ طیب و طاہر تھی مگر فرعونی سونا گندہ تھا۔ لہٰذا بچھڑے کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے۔ اسی طرح خبیث انسان کے علم سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ سونا طیب و طاہر ہوتا تو اس کی آواز سے لوگوں کو ہدایت ملتی، گمراہ نہ کرتے۔ قرآن و حدیث روحانی ریڈیو کی پیٹی ہے۔ اگر دل کا کنکشن حضور سے ہے تو قرآن سے ہدایت ملے گی اور اگر دل کا تعلق ابلیس سے ہے تو عالم پڑھائے گا قرآن مگر سکھائے گا طغیان۔ اللہ دل کا تعلق درست رکھے۔ جو ڈبہ انجن سے کٹ جائے اس کا کچھ کرایہ نہیں، نہ کچھ قدر و قیمت۔

بقیہ صفحہ ۲۰۳

سامری بہت ذلیل و خوار ہو کر مرا، آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اتنا غصہ آیا تھا کہ حالت جذب پیدا ہوگئی تھی اور جو کچھ صادر ہوا، اسی حالت میں جذب ہوا، اس حالت کے دور ہوتے ہی ادب و احترام سے تختیاں اٹھا لیں۔ معلوم ہوا کہ بے خودی میں اگر عظمت والی کتاب ہاتھ سے گر جائے تو گناہ نہ ہوگا

بقیہ صفحہ ۲۰۴

ساری قوم کی طرف سے عرض کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امت کے مختار مطلق ہوتے ہیں کہ ان کی توبہ بارگاہ الٰہی میں پیش فرماتے ہیں۔ (۱۰) یعنی اے موسیٰ آپ کی دعا کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی۔ آپ تمام قوم کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگ رہے ہیں مگر آخرت کی بھلائی سب کو نہ ملے گی بعض کو ملے گی (۱۱) ہاں دنیا کی رحمت، رزق وغیرہ تمام مخلوق، مومن و کافر کو عطا ہوگی۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا رد نہیں۔ بلکہ کچھ ترمیم کے ساتھ قبول فرمانا ہے (۱۲) یعنی اے موسیٰ علیہ السلام یہ شان تو امت محمدیہ کے پرہیزگاروں اور متقیوں کی ہے کہ دنیا و آخرت میں وہ میری خاص رحمتوں اور مخصوص عنایتوں میں ہوں گے ان کے لئے یہ تمام فضائل لکھ دیئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے نیک اعمال تو پچھلی امتوں کو بتائے مگر ان کی بدعملیاں ظاہر نہ فرمائیں کیونکہ یہ امت اگرچہ گنہگار ہے مگر محبوب کی امت ہے (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے اوصاف حمیدہ تورات و انجیل میں مذکور تھے۔ جس کی وجہ سے ہمارے حضور ﷺ کو سارے بنی اسرائیل جانتے پہچانتے

تھے۔ بلکہ حضور کی امت، حضور کے صحابہ کے فضائل بھی ان کتب میں تفصیل وار مذکور تھے۔ اس جگہ رب نے حضور کے سات فضائل موسیٰ علیہ السلام کو سنائے۔ وہ نبی ہیں امی یعنی ماں کے شکم سے علم والے ہیں، اچھی باتوں کا حکم فرمانے والے، بری باتوں کو حرام فرمانے والے، مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء صاحب الجود والعطاء ہیں۔ جیسا کہ یَضَعُ عَنۡهُمۡ الخ سے معلوم ہوتا ہے (۱۳) چنانچہ انجیل میں ہزار ہا تبدیلیوں کے باوجود اب بھی ایسی آیتیں موجود ہیں جن میں حضور ﷺ کی خوشخبریاں ہیں۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی یوحنا کی انجیل باب '۱۴' آیت ۱۶ میں یہ ہے اور باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا، کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ مددگار پر حاشیہ میں ہے، وکیل یا شفیع، ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شفیع سوا ہمارے حضور کے اور کوئی نہیں آیا۔ جن کا دین منسوخ نہیں۔ پھر ۲۹۔۳۰ آیت میں ہے۔ اس کے بعد میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے، اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں، اس کتاب کے ۱۶ ویں باب کی ۷ آیت میں ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آوے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (خزائن العرفان) (۱۵) یعنی جو حلال و طیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہوگئیں تھیں وہ نبی آخر الزمان انہیں حلال فرمادیں گے۔ اور خبیث و گندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے خیال رہے کہ خدا نے صرف چند چیزوں کو حرام فرمایا سور اور مردار وغیرہ۔ باقی تمام خبائث حضور نے حرام فرمائے۔ کتا بلی وغیرہ (۱۶) یعنی وہ رسول ان خبیث و گندی چیزوں کو حرام کریں گے جن میں سے بعض پچھلی شریعتوں میں حلال تھیں۔ جیسے شراب وغیرہ، معلوم ہوا، رب نے حضور کو حرام و حلال فرمانے کا اختیار دیا۔ یہاں حرام فرمانے والا حضور کو قرار دیا۔

بقیہ صفحہ ۲۰۵

اور اس سے موسیٰ علیہ السلام کی ساری جماعت مراد ہے۔ نہ وہ خاص مومنین جو چین میں آباد تھے۔ چونکہ یہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں تھے، اس لئے ہر قبیلہ کو امتیاز کے لئے علیحدہ کیا گیا اور میدان تیہ میں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ بنا دیں (۱۰) معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتیں اس کے محبوبوں سے مانگنا جائز ہے کہ پانی دینا رب کا کام ہے مگر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مانگا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا (۱۱) اس میں موسیٰ علیہ السلام کے بڑے معجزے کا ذکر ہے کہ لاٹھی مار کر پتھر سے بارہ چشمے مقام تیہ میں نکال دیئے۔ مگر ہمارے حضور نے انگلیوں سے پانچ چشمے جاری فرما دیئے۔ (۱۲) من ایک میٹھا حلوہ تھا جو رات کو شبنم کی طرح جم جاتا تھا۔ چونکہ یہ نعمت بلا محنت ملتی تھی اس لئے من یعنی رب کا احسان و عطیہ کہلاتی تھی۔ اور سلوٰی قدرتی پرندوں کے نمکین کباب۔ (۱۵) کہ انہوں نے مَن و سلوٰی کی قدر نہ جانی، دوسری غذائیں مانگیں نیز کچھ شکر یہ ادا نہ کیا جس سے من و سلوٰی اترنا بند ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی نحوست سے اللہ کی نعمتیں چھن جاتی ہیں (۱۶) اس شہر سے مراد بیت المقدس ہے جو انبیاء کرام کا شہر ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس شہر میں رہنا سہنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ مدینہ والے خوش نصیب ہیں کہ دیار محبوب میں رہتے ہیں۔ ان کے شہر میں مرنا بھی رحمت ہے (۱۷) یہ شہر بیت المقدس یا مقام اریحا تھا۔ اریحا میں قوم جبارین رہتی تھی۔ عمالقہ جن کا سردار عوج بن عنق تھا (روح) یعنی تم کو عام اجازت ہے کہ ان کافروں کے باغات اور کھیتیاں کھاؤ پیو۔ تم کو نہ شرعاً ممانعت ہوگی نہ کسی اور کی طرف سے، کیونکہ غازی مسلمان حربی کفار کی ہلاکت کے بعد ان کے مال کھاسکتے ہیں۔ یا بیت المقدس کی ہر چیز خرید کر کھاؤ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۰۶

سی ہوگئیں مگر نفس ناطقہ اور روح انسانی ہی رہی۔ لہٰذا اس سے آریہ آواگون کے مسئلہ پر دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ آواگون میں روح اور نفس میں تبدیلی مانی پڑتی ہے۔ روح کی تبدیلی ناممکن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، بعض قوموں کا سور بن جانا اسی قبیل سے ہے (۱۲) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر بخت نصر، سنجاریب، اور رومی عیسائی بادشاہوں کو مسلط فرمایا، جو اپنے زمانوں میں یہود کو سخت ایذائیں پہنچاتے رہے۔ پھر مسلمان سلاطین ان پر مقرر ہوئے۔ پھر انگریزوں کی غلامی میں رہے اور اب اگر چہ فلسطین میں یہود کی سلطنت قائم ہوگئی ہے مگر انشاء اللہ یہ سلطنت عارضی ہوگی اور یہ سلطنت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہوگی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی پہلوان کے مقابل اکھاڑے میں کھڑا کر دیا جائے تا کہ شکست کا مزہ اور ذلت کا لطف اٹھائے۔

بقیہ صفحہ ۲۰۷

اکھیڑا (۱۳) یہ دیکھ کر سب اسرائیلی سجدے میں گر گئے، مگر اس طرح کہ دایاں رخسارہ زمین پر رکھا اور بائیں آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ کہیں گر نہ جائے چنانچہ یہود اب تک ایسے ہی سجدہ کرتے ہیں۔ پیشانی زمین پر نہیں رکھتے (خزائن العرفان) (۱۵) جب پوری توریت ایک دم موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس لائے تو وہ اس کی پابندیاں دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور قبول سے انکار کر دیا۔ تب ان پر طور یا فلسطین کا کوئی پہاڑ جس کا سایہ ایک کوس میں تھا، جڑ سے اکھیڑ کر ان پر سائبان کی طرح کر دیا گیا اور کہا گیا کہ قبول کرو ورنہ تم پر گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ اترنا بھی اللہ کی رحمت ہے اس طرح عمل آسان ہوا۔ آزاد طبیعت ایک دم سارے احکام کی پابندی نہیں کر سکتی۔ (۱۶) اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور اولاد کی پشت سے ان کی اولاد اس طرح قیامت تک ہونے والے لوگ چیونٹیوں کی شکل میں پھیلائے گئے۔ (۱۷) یعنی بعض کو بعض پر گواہ بنایا، اس طرح کہ اولاً ان کے دلوں میں توحید کے دلائل قائم فرمائے جس سے انہوں نے توحید کا اقرار کیا۔ پھر ایک دوسرے کو اس پر گواہ بنالیا گیا

بقیہ صفحہ ۲۰۸

کر ہلاک کیا گیا۔ علم وہی نافع ہے جو ایمان کا ذریعہ ہو۔ (۱۱) یعنی تا قیامت نبی کے دشمن آیات الٰہیہ کے منکروں کا حال ان کتوں کا سا ہوگا۔ یہ نہ سمجھو کہ بلعم بن باعورا ایک ہی تھا جو مر گیا تھا، بلکہ تا قیامت ایسے بلعم ہوتے رہیں گے۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ عقل اور علم جب ہی درست کام کرتے ہیں جب اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ شیطان کا علم و عقل اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا کہ فضل شامل حال نہ تھا۔ رب کے گمراہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اپنے ارادے کی وجہ سے رب اس میں گمراہی پیدا کر دے۔ جیسے قتل کے وقت رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے۔ لہٰذا اس گمراہی میں بندہ مجرم ہے۔ جیسے قتل میں قاتل سزا کا مستحق ہے (۱۳) معلوم ہوا کہ کفار جن جہنم میں جائیں گے۔ لیکن ان کے جنت میں جانے کی صریح آیت نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ نیک جن جانوروں کی طرح مٹی بنا دیئے جائیں گے۔ ان کا ثواب یہی ہے کہ عذاب سے بچ جاویں

بقیہ صفحہ ۲۰۹

(۱۰) آسمان و زمین کے علاوہ اور تمام مخلوق میں جہاں تک ہمارے علم کی رسائی ہے، جیسے چاند تارے، نباتات، پہاڑ، درخت وغیرہ بلکہ خود ہماری

ہستی (١١) اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری وقت سمجھے' اور کسی نیکی کو آئندہ کے لئے نہ چھوڑے۔ لمبی امیدیں کفار کی غفلت ہے (١٢) معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبی' جسے حضور سے یا قرآن سے ایمان نہ ملا اسے کہیں سے نہیں مل سکتا۔ جو حضور کے دروازے سے محروم ہے' وہ رب ہی کے گھر سے محروم ہے (١٣) اس طرح کہ اس کی گمراہی اللہ کے علم میں آ چکی ہو یا اس کی بدکاریوں کے باعث رب نے گمراہی کی مہر اس کے دل پر کر دی ہو' وہ ہدایت پر نہیں آ سکتا۔ اور جس کی گمراہی عارضی ہو' وہ صحبت نیک وغیرہ سے ہدایت پر آ جاتا ہے۔ جیسے کوئلہ سفید نہیں ہو سکتا مگر عارضی سیاہی ڈھل سکتی ہے۔ (١٤) معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کا کسی بندے کو چھوڑ کر اس سے بے پرواہ ہو جانا عذاب ہے کہ بندہ کفر و شرک طغیانی کرتا رہے کوئی پکڑ نہ ہو اور بندہ کی معمولی بات پر گرفت ہو جانا' اس کی رحمت ہے۔ آدم علیہ السلام کی ایک بے قصد خطا پر گرفت فرمائی۔ یہ اس کا کرم خاص تھا۔ (١٥) شان نزول۔ ایک بار یہود نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ فرمائیں قیامت کب آئے گی۔ ہم کو قیامت کی تاریخ کا پتہ ہے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی (روح' خزائن) یہود نے حضور کا امتحان لینے کی غرض سے یہ جھوٹ بولا تھا کہ ہمیں اس کی خبر ہے

بقیہ صفحہ ۲۱۰

بعض علوم غیب عطائی طور پر وہ بھی مانتے ہیں۔ (١١) یہاں خیر سے مراد دنیا کی راحتیں' خوشیاں' ظاہری طور پر دشمنوں پر فتح مندی وغیرہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (بقرہ: ۲۶۹) جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔ اور حضور کو حکمت بانٹنے والا بنایا۔ (١٢) لیکن مجھے دنیاوی تکالیف وغیرہ تو پہنچتی رہتی ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ مجھے ذاتی طور پر علم غیب ایک چیز کا بھی نہیں۔ اگر اس سے علم غیب کی عطا کا انکار کیا جاوے تو لازم آوے گا کہ حضور کو ایک چیز کا بھی علم نہیں۔ اور یہ قطعی نصوص کے خلاف ہے۔ (١٣) کیونکہ میرے ڈرانے اور بشارت سے صرف مومن ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں (١٤) اے قریشیو! تم سب کو ایک جان یعنی قصی سے پیدا کیا اور قصی کی جنس سے اس کی بیوی بنائی' تا کہ قصی کو سکون و راحت نصیب ہو (١٥) یعنی قصی اور اس کی بیوی دونوں نے۔ (١٦) اچھے بچے ملنے پر تیری عبادت اور شکریہ ادا کریں گے (١٧) بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں قریش سے خطاب ہے کہ تمہیں اس نے قصی کی اولاد بنایا۔ اور قصی نے اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبد مناف' عبدالعزیٰ' عبد قصی' عبدالدار رکھا۔ (١٨) یشرکون کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کا نہیں بلکہ عام مشرکین ماں' باپ کا حال بیان ہو رہا ہے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ نبی شرک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نبی کی اطاعت واجب اور مشرک کی مخالفت لازم۔ اگر کوئی نبی بھی ہو اور مشرک بھی تو اجتماع ضدین ہوگا۔ اللہ نے انبیاء کو گناہوں سے معصوم فرمایا۔ پھر ان سے شرک کیسے سرزد ہو سکتا ہے۔ (١٩) یہاں خلق بمعنی گھڑنا اور بنانا ہے نہ کہ بمعنی پیدا کرنا۔ یعنی یہ بت' خود مشرکین کے ہاتھ سے گھڑے ہوئے ہیں' پھر پوجا کے لائق کیسے ہو گئے چونکہ مشرکین ان بتوں کو عاقل سمجھتے تھے۔ اس لئے عاقلین کا صیغہ ارشاد ہوا۔ یعنی یخلقون' ورنہ وہ بے جان اور بے سمجھ ہیں۔ اسی لئے انہیں ما فرمایا گیا جو غیر عاقلوں کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (٢٠) یعنی وہ تمہاری مدد تو کیا کریں گے' خود انہیں اگر کوئی توڑ دے' یا کتا اٹھا لے جائے' تو اپنے کو بچا نہیں سکتے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ کی قبور کی تعظیم ایسی ہے جیسے کعبہ معظمہ کی توقیر اور حجر اسود' یا مقام ابراہیم کی تعظیم و توقیر' یا قرآن شریف کا احترام۔ کیونکہ یہ رب کی طرف نسبت رکھتی ہے۔ لہٰذا ان کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انہیں معبود کوئی نہیں جانتا۔

بقیہ صفحہ ۲۱۱

دیکھنے سے جنتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اس نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا محمد رسول اللہ کو نہ دیکھا' اور یہ ہی آیت پڑھی (روح) (٩) یعنی اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف فرما دو اور جو تمہاری ذات سے جہالت کا برتاؤ کرے' اس سے بے توجہی اور درگزر فرماؤ نہ کہ اللہ رسول کے دشمنوں سے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اس میں اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔ جس سے دشمن بھی دوست بن جاویں (١٠) اسطرح کہ تمہیں غصہ دلائے اور اپنے دشمن سے لڑنے پر آمادہ کرے تو اعوذ باللہ پڑھ لیا کرو۔ خیال رہے کہ اعوذ باللہ دفع غصہ کے لئے بڑی اکسیر ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ کیونکہ حضور کو اللہ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہے' بلکہ آپ کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

بقیہ صفحہ ۲۱۲

غازیوں کا اختلاف ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں تقسیم غنیمت کا حضور کو اختیار دیا گیا اور حضور نے برابر تقسیم فرما دیا۔ (١٠) مال غنیمت کی نسبت اللہ کی طرف عزت افزائی کے لئے ہے' اور حضور کی طرف اختیارات کی بنا پر (روح البیان) یعنی یہ مال بہت طیب و طاہر ہے کیونکہ رب کا عطیہ ہے اور اس کے احکام میں حضور مختار ہیں' جو چاہیں حکم دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے' جیسے اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا اللہ رسول نے ہمیں غنی کر دیا

بقیہ صفحہ ۲۱۳

نہیں حضور جہاں چاہیں ہم کو لے چلیں' ہم تیار ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو سمندر میں کود جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ پر توکل کرو اور چلو' فتح تمہاری ہوگی۔ حضور نے جنگ سے ایک دن پہلے زمین پر خط کھینچ کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا اور یہاں فلاں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (٩) اس سے معلوم ہوا کہ یہ کراہت اور جھگڑا ایمان کے خلاف نہیں تھا۔ اسی لئے انہیں رب نے مومن فرمایا۔ یہ کراہت طبعی ناپسندی کے معنی میں ہے نہ کہ مقابلہ کی کراہت۔ لہٰذا قرطاس کے موقعہ پر جو حاضرین بارگاہ میں اختلاف ہوگا وہ بھی خلاف ایمان نہیں رائے دینے کا اختلاف کفر نہیں۔ مخالفت کا جھگڑا کفر ہے اسی طرح حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے کہ جب حضور سے اختلاف رائے کفر نہیں ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف رائے کفر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی بحث ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو (١٠) یعنی کفار قریش کا مقابلہ انہیں ایسا ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا (١١) ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اور ابو جہل کا لشکر (١٢) جنگ بدر کے موقعہ پر مسلمان مدینہ منورہ سے جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے۔ بلکہ ابوسفیان کے قافلہ کی نیت سے نکلے تھے کہ اسے روک لیا جائے اور اس کا سامان مال و دولت چھین لیا جاوے جس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہتھیار خریدیں گے' مگر وہ قافلہ دوسرے راستہ سے نکل گیا اور کفار مکہ جنگ کے لئے آگئے۔ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ سے ابوسفیان کا یہی قافلہ مراد ہے (١٣) اس طرح کہ جنگ بدر واقع ہو جس میں سرداران قریش مسلمان بچوں کے ہاتھوں مارے

جاویں اور بہت سامان مسلمانوں کو ملے' بہت سے کفار قیدی ہو کر تمہارے ہاتھ لگیں اور آخر کار ایمان لاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دنیاوی مصائب کا انجام بڑا شاندار ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۱۴

فرشتو! اس جہاد میں شرکت کی وجہ سے تمہاری شان بہت بلند ہوگئی کہ تم کو ہماری معیت نصیب ہوگئی۔ خیال رہے کہ جیسے صحابہ میں بدر کے صحابہ تمام سے افضل ہیں' ایسے ہی فرشتوں میں وہ فرشتے افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے (۱۱) معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعہ جہاد میں مسلمانوں کو ثابت قدمی' دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے ایسے ہی حضور کے وسیلہ سے اللہ کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ (۱۲) کہ وہ قدرتی طور پر مسلمانوں سے ڈریں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل سے مومن کے دل میں کفار کا خوف نہیں آتا۔ بلکہ کفار کو مومن کی ہیبت ہوتی ہے' ایمان مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ (۱۳) اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار کو جوڑوں پر مارو۔ اس آیت میں نبوت کے فن کا ثبوت ہے جس میں دشمن کے ہر جوڑ پر چوٹ مارنا سکھایا جاتا ہے۔ (۱۴) معلوم ہوا کہ جہاد میں مسلمانوں کو کافر پر اس لئے غصہ چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ اس وقت اپنی ذاتیات کو دخل نہ دیا جائے۔ غرضیکہ جہاد ملکی جنگ نہ ہو بلکہ دینی جنگ ہو۔ دنیاوی جنگ فساد ہے۔ دینی جنگ جہاد۔ (۱۵) یعنی بدر کی شکست کا عذاب' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کے دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کو ہلکا نہ کریں گے وہ اس کے علاوہ ہوگا دوسرے یہ کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابل بہت تھوڑی ہے اس لئے اسے فرمایا گیا یہ چکھو

بقیہ صفحہ ۲۱۵

اللہ و رسول پر اس میں احسان نہیں۔ (۱۱) یہ غیب کی خبر ہے جو رب نے پوری فرما دی حضور کے زمانے اور صحابہ کرام کے عہد خلافت میں تھوڑے مسلمان بہت کافروں پر غالب آئے۔ جنگ یرموک میں جو عہد فاروقی میں ہوئی' عیسائی سات لاکھ تھے' مسلمان چالیس ہزار مگر فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ اب بھی اگر مجاہدین اخلاص سے جہاد کریں تو اللہ تھوڑوں کو بہت پر فتح دیتا ہے۔ (۱۲) اللہ تعالیٰ کا ساتھ مکانی نہیں بلکہ کرم کے ساتھ ہے۔ علم الٰہی کا ساتھ ہونا۔ مومنوں سے خاص نہیں۔ اللہ کا علم تو ہر چیز کے ساتھ ہے۔ غرضیکہ اللہ کا غضب کافروں کے ساتھ ہے اور اس کا کرم مومنوں کے ساتھ' اس کا علم سب کے ساتھ (۱۳) خیال رہے کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی بھی واجب ہے۔ حضور کی بھی اور حضور کی نیابت میں علماء دین کی بھی' ماں باپ وغیرہ کی بھی۔ مگر اتباع صرف حضور ہی کا ہوگا۔ اطاعت صرف فرمان میں ہوتی ہے' اتباع قول و فعل سب میں یعنی جو حضور کو کرتے دیکھو وہ کرو ہر حدیث کی بھی اتباع نہیں۔ حضور کی خصوصیات ہم نہیں کر سکتے۔ جیسے نو بیویاں رکھنا۔ امر کی اطاعت واجب ہے مشورہ میں اختیار ہوتا ہے (۱۴) یعنی رسول اللہ سے' ضمیر اپنے قریبی مرجع کی طرف لوٹتی ہے۔ اور وہ رسولہ ہے معلوم ہوا کہ رسول سے پھرنا اللہ سے پھرنا ہے اس لئے عنہ میں واحد کی ضمیر لائی گئی حالانکہ اس سے پہلے اللہ و رسول دونوں کا ذکر ہے۔ (۱۵) جیسے منافقین کہ منہ سے کہہ دیتے حضور سن لیا۔ مگر عمل نہیں کرتے۔ کافر سے ممتاز رہے

بقیہ صفحہ ۲۱۶

دیں (۱۰) یعنی تم کو مدینہ منورہ میں جگہ بخشی اور انصار کے مال میں تمہارا حصہ کیا۔ پھر جہاد میں غنیمت عطا فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ پاک میں رہنا اللہ کی نعمت ہے اور غنیمت اعلیٰ درجہ کی طیب روزی ہے۔ (۱۱) امانت میں مال' راز' عزت و آبرو سب قسم کی امانتیں داخل ہیں۔ یعنی کسی کا مال نہ مارو۔ کسی کے خفیہ راز جو تم سے کہے گئے فاش نہ کرو۔ ایک دوسرے کو ذلیل نہ کرو (۱۲) شان نزول یہ آیت ابولبابہ صحابی کے بارے میں آئی جنہوں نے مدینہ کے یہود بنی قریظہ پر نبی کریم ﷺ کا ایک راز فاش کر دیا بنی قریظہ اپنے مکانات میں محصور ہو گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان سے مشورہ کر لیں۔ ابولبابہ کو بھیجا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ سعد بن معاذ کیا فیصلہ کریں گے تو انہوں نے اپنے حلق پر انگلی پھیر کر اشارہ کر دیا کہ سب کو قتل کا حکم دیں گے۔ پھر ابولبابہ شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کی خیانت کی اور اپنے کو مسجد کے ستون سے بندھوا دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کھلوں گا جب تک حضور مجھے خود نہ کھولیں۔ جب حضور کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا تو فرمایا کہ اگر لبابہ میرے پاس آ جاتے تو میں ان کے لئے دعاء مغفرت کر دیتا۔ مگر جبکہ وہ مسجد میں پہنچ گئے ہیں تو اب میں اس وقت تک ان کو نہ کھولوں گا جب تک رب تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ فرمائے۔ سات روز تک یہ بندھے رہے' آٹھویں دن توبہ قبول ہوئی۔ لوگوں نے بشارت پہنچائی تو فرمایا مجھے حضور ہی کھولیں تو کھلوں گا اس واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی قوم کے راز دوسری قوم تک پہنچانا سخت جرم ہے۔ (۱۳) یعنی رب کی طرف سے آزمائش ہے۔ ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ اپنے مال و اولاد کو آخرت کا توشہ بناؤ کہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اولاد کو نیک و صالح بنا کر جاؤ کہ تمہیں مرنے کے بعد دعا خیر سے یاد کریں

بقیہ صفحہ ۲۱۷

رب چاہے تو مکڑی کا جالا مضبوط قلعہ کا کام دے۔ (۵) اس طرح کہ حضرت جبریل کے ذریعہ آپ کو ان کی ساز باز کی اطلاع دے دی اور مکڑی کے جالا کے ذریعہ آپ کو بچا لیا۔ (۶) شان نزول۔ نضر بن حارث کہتا تھا کہ قرآن شریف انسانی کلام ہے' اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام گھڑ لیں۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری یہ اس کی محض بکواس تھی۔ قرآن کریم نے تو سارے کفار عرب کو اپنے مقابلہ کے لئے للکارا' سارے فصحاء ایک آیت بھی قرآن کریم کی طرح نہ بنا سکے۔ (۷) شان نزول۔ نضر بن حارث اور اس کے ساتھ اپنے ماتحتوں میں اپنی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر طور پر انہیں سنا کر یہ دعا کرتے تھے کہ لوگ سمجھیں کہ ان لوگوں کو اپنی حقانیت اور قرآن کے غلط ہونے کا پورا یقین ہے۔ تب ہی ایسے جزم سے ایسی دعا کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (۸) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہیں اس لئے ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں آتا۔ کیونکہ عذاب نہ آنے کی وجہ حضور کی موجودگی ہے' رب فرماتا ہے' اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اعراف: ۵۶) اور فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (انبیاء: ۱۰۷) حضور اللہ کی رحمت ہیں اور سب سے قریب ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صدیق اکبر فاروق اعظم کی قبروں میں عذاب نہیں کیونکہ حضور ان کے پاس ہیں اور وہ آغوش مصطفیٰ میں سو رہے ہیں۔ جو انہیں عذاب میں مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ (۹) یعنی ان کے محلوں میں مکانوں میں فقراء مسلمین بھی ہیں۔ جو دعا مغفرت کر رہے ہیں' یا ان کفار کی پشتوں میں مومن اولاد بھی ہے جو آئندہ پیدا ہو کر استغفار پڑھا کرے گی۔ اگر یہ لوگ ہلاک کر دیے جاویں تو وہ اولاد

کیسے پیدا ہوئیاان میں سے بعض لوگ ایمان لاکر استغفار پڑھا کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں دو امان ہیں۔ حضور کی ذات اور استغفار حضور نے تو پردہ فرما لیا' استغفار قیامت تک رہے گی (۱۰) یعنی ان لوگوں پر عذاب ضرور آئے گا کیونکہ انہوں نے یہ گناہ مذکور کئے ہیں۔ اگرچہ عذاب کی نوعیت کچھ اور ہو۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے کفار کو شکست دی۔ آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا عذر مسجد سے روکنا سخت جرم ہے۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ کوئی کافر اور فاسق ولی نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ کے چار درجے ہیں' اس لئے ولایت کے بھی چار درجے ہوئے۔ کفر سے بچنا' گناہوں سے بچنا' مشکوک چیزوں اور شبہات سے بچنا' غیر اللہ سے بچنا۔ غیر اللہ وہ جو رب سے غافل کرے۔ اگر نماز ودیگر عبادات ریا کے لئے ہوں تو وہ غیر اللہ ہیں اور اگر کھانا رب کے لئے ہو تو وہ غیر نہیں۔ مگر بعض لوگ ہر بھنگی چرسی کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بعض لوگ بے دینوں کو ولی جانتے ہیں۔ یہ بھی دھوکہ ہے

بقیہ صفحہ ۲۱۸

کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ یعنی جہاد میں مال کی نیت سے نہ جائیے۔ نیت اشاعت اسلام کی ہو لہٰذا قرآن کی آیات اور آیت و حدیث میں تعارض نہ رہا۔ مقصد یہ ہے کہ دین خوب چمک جاوے اور کسی کافر کو مسلمان پر جبر کرکے اعمال صالح سے روکنے کی جرات نہ رہے۔ تلوار قرآن کا راستہ صاف کر نے کے لئے اور قرآن تلوار کو غلط چلانے سے روکنے کے لئے (۱۲) اس کی مدد کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اولیاء انبیاء کی مدد رب ہی کی مدد ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۱۹

اپنی کمی دیکھ کر گھبرا جاتے اور وقت پر میدان میں نہ پہنچتے۔ مگر ہم چاہتے تھے کہ اچانک جنگ ہو جاوے اور دنیا فتح اسلام کا نظارہ کرلے (۱۱) اس لئے اس نے تم کو اور کفار مکہ کو بغیر پہلے طے کئے ہوئے بھڑا دیا اور پھر تم کو وہ فتح دی جو قیامت تک بطور یادگار قائم رہے گی (۱۲) یعنی بدر کا واقعہ دلیل حقانیت اسلام ہے۔ اب مومن آنکھوں دیکھ کر ایمان پر قائم رہے گا اور کافر دیکھ بھال کر صرف ضد و عناد سے کافر رہے گا۔ یہاں زندگی سے مراد ایمان ہے اور ہلاکت سے مراد کفر ہے (۱۳) اللہ سنتا تو سب کی ہے مگر مانتا سب کی نہیں۔ مانتا ان کی ہے جو رب کی مانتے ہیں۔ دیکھو جنگ بدر میں حضور نے فتح اسلام کی دعا مانگی۔ رب نے کیسی قبول فرمائی۔ (۱۴) حضور نے خواب میں ان کفار کو بہت تھوڑا دیکھا اور صحابہ کو وہ خواب سنائی تو ان کے دل مضبوط ہوئے خیال رہے کہ حضور کو صرف وہ کافر دکھائے گئے جو کفر پر مرنے والے تھے لہٰذا حضور کا خواب بالکل درست تھا۔ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ بدر کے دن مسلمانوں کی آنکھ نے بھی کافروں کو تھوڑا ہی محسوس کیا۔ (۱۶) یعنی تم میں کوئی جنگ کی رائے دیتا' کوئی اس کے خلاف' معلوم ہوا کہ اختلاف اگرچہ پیغمبر سے ہو کفر نہیں' نہ مذموم ہے۔ اطاعت حکم کی ضروری ہے (۱۷) تم کو بزدلی اور اختلاف رائے سے بچالیا۔ یہ تھوڑا دکھانے کی حکمت کا بیان ہے۔ (۱۸) چنانچہ مسلمانوں کو ایسا معلوم ہوا کہ کافر ستر یا اس سے بھی کم ہیں اور ابوجہل وغیرہ کفار کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان دس بیس سے زیادہ نہیں۔ اگر مسلمان کفار کی نگاہ میں زیادہ دکھائی دیتے تو وہ بغیر جنگ کئے بھاگ جاتے اور اسلام کی شوکت ظاہر نہ ہوتی۔ پھر جنگ شروع ہوچکنے کے بعد کفار کو مسلمان بہت ہی زیادہ نظر آنے لگے۔ جس سے ان پر رعب چھا گیا۔ سبحان اللہ (۱۹) اسلام کا غلبہ کفر کی مغلوبیت

بقیہ صفحہ ۲۲۰

اور میری یہ ساری جماعت تمہارے ساتھ ہے۔ جنگ جب شروع ہوئی تو اس کا ہاتھ حارث ابن ہشام کے ہاتھ میں تھا۔ اس مردود نے جب فرشتے اترتے دیکھے تو اپنا ہاتھ حارث کے ہاتھ سے چھڑا کر بھاگنے لگا۔ حارث نے پکارا کہ کہاں جاتا ہے وہ بولا جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے دوست انسان کو مصیبت میں پھنسا کر الگ ہٹ جاتے ہیں اس لئے ان کی پیروی نہ چاہیئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان انسان وغیرہ کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے۔ یہی طاقت فرشتوں میں بھی ہے مگر وہ نوری ہیں یہ ناری ہے (۱۳) میں تو تم کو یہاں تک پہنچانے آیا تھا۔ اب تم جانو اور مسلمان۔ یہ میدان جنگ ہے اور یہ تم اور وہ (۱۴) معلوم ہوا کہ خدا کا ہر خوف ایمان کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ وہ خوف جو اطاعت پیدا کرے۔ قدرت کا خوف تو شیطان کو بھی ہے (۱۵) منافقین اور کچھ ضعیف الاعتقاد نو مسلم جب میدان بدر میں پہنچے اور انہوں نے کفار کی کثرت اور ان کے سامان جنگ کی فراوانی دیکھی تو ڈر گئے اور مرتد ہو کر یہ بولے (۱۶) یعنی ان مسلمانوں کو اسلام پر اتنا ناز ہے کہ اتنے تھوڑے اور بے سامان ایسی بڑی جماعت کے مقابلے میں آگئے۔ (۱۷) یہ کلام رب کا ہے جو ان مرتدین کی تردید میں ارشاد ہوا۔ (۱۸) یہاں لَوْ تَرٰیٓ میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے اور کفار سے وہ سارے کافر مراد ہیں جو بدر میں مارے گئے۔ ملائکہ سے مراد حضرت عزرائیل اور ان کے تمام خدام فرشتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب جان نکالتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۲۱

ہوئیں۔ جن سے نبی ﷺ نے اس شرط پر صلح فرمائی تھی کہ نہ حضور سے جنگ کریں نہ جنگ کرنے والوں کی مدد کریں۔ مگر انہوں نے مشرکین مکہ کی ایک جنگ کے موقعہ پر حضور کے مقابلہ میں مدد کی۔ بعد میں کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہوگئی۔ پھر عہد کیا۔ لیکن بعد میں پھر کفار کی مدد کی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اول کفر ہی بڑا عیب ہے لیکن جب اس کے ساتھ بد عہدی بھی ہو تو اور بھی سخت ترین عیب ہے۔ مومن پر بھی اپنا عہد پورا کرنا لازم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (الاسراء: ۳۴) (۱۳) اس طرح کہ انہیں آئندہ تم سے لڑنے کی ہمت نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ہر وہ جائز طریقہ استعمال کرنا درست ہے۔ جو کفار کی ہمت توڑے۔ ان کے جانور ہلاک کرنا' ان کے باغات وکھیتوں میں آگ لگانا' ان کی جائیدادوں کو برباد کرنا وغیرہ۔ بچوں' عورتوں کا قتل شریعت میں جائز نہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۲۲

نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ) کے خلاف نہیں عیسیٰ علیہ السلام نے مصیبت کے وقت فرمایا تھا۔ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (الصف: ۱۴) (۱۱) یعنی انصار مدینہ کے دو گروہوں اوس وخزرج کے درمیان صدیوں سے ایسی عداوتیں پڑی ہوئی تھیں کہ کسی تدبیر سے دور نہ ہو سکتی تھیں۔ تمہاری برکت سے اللہ نے ان کے سینے کینہ سے پاک وصاف فرما دیئے۔ یہ آپ کا خاص معجزہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپس کا اتفاق رب کی نعمت ہے۔ (۱۲) اے محبوب تمہارے ذریعہ' خیال رہے کہ دریا کا رخ پھیر دینا۔ پہاڑ جگہ سے ہٹا دینا آسان ہے۔ مگر بگڑی قوم کو بنانا۔ بچھڑوں کو ملانا بہت مشکل ہے۔ یہ کام حضور نے مدینہ منورہ آتے ہی کر دکھایا۔ اور صرف دس سال کی تھوڑی مدت میں عرب جیسے بگڑوں کو بنا دیا۔ شعر

بد خلق تھے وہ نیک ہوئے لڑتے تھے ہمیشہ وہ ایک ہوئے
جھگڑے تونے آ کر میٹ دیئے تیری فہم وذکا کا کیا کہنا

(۱۳) معلوم ہوا کہ مخلوق پر اعتماد کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں کیونکہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور یہ مومنین کافی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کو اللہ کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا شرک نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے (کہ اللہ رسول بھلا کرے) کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ اے نبی تمہیں اللہ اور یہ اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر نازل ہوئی۔ یہ ہی عبداللہ ابن عباس کا فرمان ہے۔ لہٰذا یہ آیت مکیہ ہے اور مَنِ اتَّبَعَكَ لفظ اللہ پر معطوف ہے (روح البیان) حضرت عمر کے ایمان سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ حضور نے ان کی دعا بدھ کو مانگی اور آپ جمعرات کو ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر ۲۶ سال تھی

بقیہ صفحہ ۲۲۳

اگرچہ کیسی ہی خطا کرے۔ نبی کریم ﷺ کا اپنے صحابہ سے مشورہ فرمانا اور صدیق اکبر کی رائے پر قیدیوں سے فدیہ قبول فرما لینا اجتہاد کے جواز کا اعلان کر رہا ہے اگر اجتہاد بالکل منع ہوتا تو حضور ﷺ یہ مشورہ ہرگز نہ کرتے (۱۱) اخذتم میں ان صحابہ سے خطاب ہے جو فدیہ لینے پر راضی تھے۔ حضور ﷺ اس سے خارج ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر عذاب آتا تو عمر فاروق بچ جاتے کیونکہ ان کی رائے عالی فدیہ کے خلاف تھی۔ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جو عمر فاروق کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ خیال رہے کہ صحابہ کرام کی یہ خطا بہت ہی عطا کا ذریعہ بنی کہ جو لوگ اس قید سے چھوٹ کر گئے ان میں سے آخر کار بہت ایمان لے آئے۔ سارے عالم کا ظہور حضرت آدم کی ایک خطا کے صدقہ میں ہوا۔ ان بزرگوں کا ایمان لانا، صحابی بننا، اسلام کی خدمات کرنا، ابوبکر صدیق کی اسی خطا کا صدقہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس آیت میں ناممکن پر معلق فرمایا گیا جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ (زخرف: ۸۱) ورنہ صحابہ پر عذاب آنا ناممکن تھا۔ کیونکہ رب کا وعدہ سچا ہے اور وہ ان سے وعدہ مغفرت فرما چکا ہے۔ لہٰذا یہ آیت رحمت کی ہے۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جو فدیہ کفار بدر سے لیا گیا تھا وہ حلال طیب ہے۔ لہٰذا فدیہ لینا جرم نہ تھا۔ بلکہ انتظار وحی نہ فرمانے پر عتاب ہوا پھر قانون بھی وہی بنا جو عمل یہاں کیا گیا۔ رب فرماتا ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (محمد: ۴) اگر یہ فدیہ لینا جرم ہوتا تو جو مال حاصل کیا گیا تھا وہ حرام ہوتا کیونکہ گناہ سے کمایا ہوا مال حرام ہوتا ہے۔ جیسے چوری او رجوئے کا مال (۱۳) اوپر کی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے لئے ہوئے فدیہ سے ہاتھ روک لئے اور اسے استعمال کرنا نہ چاہا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ (۱۴) شان نزول۔ جنگ بدر میں کفار کے ساتھ حضرت عباس بھی آئے تھے اور ان کے ذمہ لشکر کفار کے ایک دن کا کھانا تھا جس کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لائے۔ مگر اتفاقاً جس دن ان کے کھانا دینے کی باری تھی اسی دن جنگ ہو گئی او رکھانے کا موقعہ نہ آیا اور حضرت عباس گرفتار ہو گئے۔ جب قیدیوں پر فدیہ لازم کیا گیا۔ تب آپ نے عرض کیا کہ یہ سونا میرے فدیہ کے حساب میں لگا لیا جاوے۔ حضور نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا۔ فدیہ علیحدہ دو۔ حضرت عباس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا عباس، مکہ کی گلیوں میں بھیک مانگ کر گزارا کرے۔ تو حضور نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو آپ چلتے وقت میری چچی ام الفضل کو دے آئے تھے جسے ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ رب کے بتانے سے تو حضرت عباس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کرلیا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) فتح مکہ کے دن آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا

بقیہ صفحہ ۲۲۴

ہر طرح مدد کی یہ سچے پکے مومن ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی خدمت سچے ایمان کی علامت ہے۔ تیسرے یہ کہ سارے انصار سچے مومن ہیں۔ چوتھے یہ کہ مہاجرین کی مدد کرنے کا بڑا درجہ ہے اور انصار کی جماعت بڑی ہی شان والی ہے۔ پانچویں یہ کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں۔ کفر نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے۔ اسی لئے اس جماعت کا نام انصار ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ ہے۔ (۱۱) اس آیت سے تمام مہاجرین و انصار کا سچا مومن ہونا اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا متقی ہونے کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ تمام صحابہ عادل ہیں، فاسق کوئی نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ اس پر باقی نہیں رہتے

بقیہ صفحہ ۲۲۵

گے۔ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ دیگر ممالک کے کفار سے جزیہ بھی قبول کرلیا جاتا ہے۔ مگر مشرکین عرب سے صرف اسلام قبول ہے (۸) دنیا میں قتل و غارت کا عذاب، آخرت میں دوزخ کا عذاب اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ دنیا میں مسلمانوں کا کفار کے ہاتھوں قتل یا قید ہو جانا رب کی طرف سے امتحان ہے۔ جو بلندی مراتب کا ذریعہ ہے، عذاب نہیں (۹) جیسے بنی بکر قبیلہ نے حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل ان کے دشمنوں کی مدد کی۔ وہ بھی اس عہد توڑنے والوں میں داخل ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۲۶

اس لئے ان پر اعتماد کرنا مومن کی شان نہیں۔ عاقل ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا۔ مسلمان پر بھی لازم ہے کہ اللہ رسول کے حکم کے مقابلے میں کسی کے دباؤ کا اعتبار نہ کرے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ اگر ماں، باپ، پیر، استاد یا آفیسر نماز سے منع کریں تو نہ مانو۔ اس ہی طرح کسی قرابت کا بھی لحاظ نہیں۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار اپنے اصول کے پابند اور وعدے کے پکے بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا، اکثرھم یہاں فسق سے مراد بد عہدی ہے۔ (۱۱) یعنی دنیاوی آمدن کے لالچ میں ایمان نہ لائے اور ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ کی وجہ سے تم لوگوں سے عہد شکنی کر بیٹھے اللہ کی آیتوں سے مراد یا قرآن کی آیات ہیں یا حضور سے معاہدہ۔ جس کے پورا کرنے کا حکم آیات قرآنیہ میں ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۲۷

بدلہ لینا ضروری ہے۔ (۱۲) یعنی بعض اہل مکہ بعد کو توبہ کر کے ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو سفیان، عکرمہ اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب حضرات ایمان لے آئے۔ رب تعالیٰ کی یہ خبر بھی سچی ہوئی۔ (۱۳) سبحان اللہ! بہت نفیس ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا جاننا اللہ تعالیٰ کا جاننا ہے۔ ان جہادوں کے ذریعے مخلص و منافق کو مسلمان پہچانیں گے۔ ورنہ رب تو علیم و خبیر ہے

بقیہ صفحہ ۲۲۸

فرماتا ہے کہ جو کوئی ان پر اعتراض کرے خود جواب دیتا ہے ۔ سبحان اللہ یہ قرب الٰہی کی انتہاء ہے۔ (۸) معلوم ہوا کہ حضور کی فرمانبرداری تمام عبادات سے اعلیٰ ہے کہ مہاجرین کو ان مکہ والوں سے افضل قرار دیا گیا۔ جو مکہ میں رہ کر خانہ کعبہ کی خدمت میں رہے۔ کیونکہ مکہ والے کعبہ کے پاس رہے اور مدینہ والے مہاجر کعبہ والے کی خدمت میں رہے کعبے کو دیکھنے والا حاجی ہوتا ہے۔ اور کعبہ والے کو دیکھنے والا صحابی بنتا ہے۔ لاکھوں حاجی ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ (۹) معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عبادت' کعبہ کی خدمت' حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ معتبر نہیں۔ سب عبادتوں میں ایمان کی شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی اور بغیر ایمان کوئی عبادت نہیں ہوتی (۱۰) جہاد کی تین صورتیں ہیں۔ فقط جان سے جہاد جو مساکین کرتے تھے۔ فقط مال سے جو غنی مگر معذور مومن کا عمل تھا کہ غازی کو جوڑا گھوڑا وغیرہ دے دیتے تھے۔ جان و مال دونوں سے کہ غنی قادر مسلمان دوسرے مسکین غازیوں کو سامان بھی دیتے' خود بھی میدان میں جاتے۔ یہ آیت کریمہ ان تینوں مجاہدوں کو شامل ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں اگرچہ دونوں اللہ کے پیارے ہیں (۱۱) دوسرے مسلمانوں سے' نہ کہ محض کافروں سے' کافروں کا اللہ کے ہاں درجہ ہی کہاں ہے تاکہ یہ کہا جاوے کہ کافروں سے زیادہ مجاہد کا درجہ ہے۔ کافر کتے بلے سے زیادہ ذلیل ہے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی میں جانوروں کو سوار کرنے کی اجازت تھی مگر کافر کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی رب تعالیٰ کفار کے لئے فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ (البینۃ:۶) (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو خوشی سنانا حضور کا کام ہے اسی لئے آپ کا نام بشیر ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم خوشی سناتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں بخشش اور جنت کی نعمتیں صرف اپنے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ نیک اعمال تو اس کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ اللہ نصیب کرے۔

بقیہ صفحہ ۲۲۹

رہے ان کی معافی ہوگئی ان پر رب نے سکینہ اتارا۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ ان آیات کا منکر ہے۔ نیز یہ بھاگ جانے والے ہی واپس ہوئے اور انہوں نے ہی معرکہ فتح کیا لہٰذا یہ فتح گزشتہ کا کفارہ ہوگئی۔ (۱۳) یعنی فرشتے جو مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے جنگ حنین میں آئے تھے اس جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہ کی تھی۔ جنگ تو صرف بدر میں کی تھی۔

بقیہ صفحہ ۲۳۰

جزیہ نہ دے گا۔ اسلام یا قتل کا مستحق ہوگا۔ دونوں کی دلیل یہ ہی آیت ہے (۱۱) یہ جزیہ عجم کے تمام مشرکین پر بھی ہوگا۔ خیال رہے کہ جزیہ حق حفاظت ہے۔ چونکہ سلطان اسلام کفار کی حفاظت کرتا ہے' کفار کے آرام و آسائش کا انتظام کرتا ہے' اس کے عوض ان سے کچھ مال لیا جاتا ہے۔ جیسے آج حکومتیں ٹیکس لیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے جانوروں کی زکوٰۃ وغیرہ بہت سی قسم کے مال لئے جاتے ہیں (۱۲) شان نزول۔ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہم آپ کو کیسے مانیں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ آپ عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان) (۱۳) یعنی ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ صرف ان کے منہ کی بکواس ہے۔ (۱۴) یعنی مشرکین عرب جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ ان اہل کتاب نے نبیوں کو خدا کا بیٹا بتایا تھا پھر فرق کیا رہا۔ لیکن چونکہ اہل کتاب اس شرک کے باوجود ایک پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس لئے انہیں اہل کتاب کہا گیا اور ان کے احکام ہلکے ہوئے (۱۵) یہ کلام اظہار غضب وعتاب کے لئے ہے نہ کہ بددعا کے لئے۔ رب تعالیٰ بددعا سے پاک ہے (۱۶) معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گی گویا اسے رب بنا لیا گیا اور اللہ کے فرمان کے ماتحت علماء' اولیاء' صالحین کی اطاعت عین رسول کی اطاعت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:۵۹) عیسائی' یہودی رب کے مقابل اپنے پادریوں' جوگیوں کی بات مانتے تھے اور اپنے گناہ ان سے معاف کراتے تھے۔ اس لئے یہ فرمایا گیا۔ مسلمان کسی ولی پیر کے متعلق یہ معاملہ نہیں کرتے (۱۷) انہیں بھی خدا بنا لیا کہ انہیں خدا کا بیٹا مان لیا۔ بیٹا باپ کی جنس ہوتا ہے۔ (۱۸) یعنی توریت و انجیل میں بھی انہیں یہ حکم دیا گیا تھا

بقیہ صفحہ ۲۳۱

اس کی طرف سے کروٹ پھیر لیتا تھا۔ پھر پیٹھ دکھا کر چل دیتا تھا۔ لہٰذا ان ہی تین اعضاء کو داغا جائے گا۔ (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے لئے جوڑ کر رکھا جائے وہ برا نہیں۔ لہٰذا وقف مال میں زکوٰۃ نہیں۔ خواہ لاکھوں روپیہ ہوں۔ خیال رہے کہ اپنے لئے جوڑنے میں اپنی ذات کے لئے' اپنی اولاد کے لئے' اپنے عزیز واقارب کے لئے جوڑنا سب ہی داخل ہیں۔ جب اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ رب کے ہاں قمری مہینوں کا اعتبار ہے کیونکہ محترم مہینے قمری ہی تھے۔ اسی لئے ہماری تمام عبادتیں زکوٰۃ' روزے' حج' قمری مہینوں سے ہوتے ہیں (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا بعض دفعہ سال میں تیرہ مہینے بنا دینا گمراہی ہے۔ سال کے بارہ مہینے چاہئیں اور مہینہ کے دن ۲۹ یا ۳۰ ہوں۔ ان لوگوں نے موسم کی پابندی کے لئے یہ تمام حرکات کیں۔ (۱۵) تین تو ملے ہوئے ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم اور ایک علیحدہ یعنی رجب' یہ اسلام سے پہلے ہی محترم مانے جاتے تھے' اسلام میں بھی۔ مگر اب ان مہینوں میں جہاد کرنا حرام نہیں رہا۔ ہاں ان کا احترام اب بھی باقی ہے کہ ان میں عبادات کی جاویں' گناہ سے بچا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہینے' تمام دن' تمام ساعتیں درجے میں برابر نہیں تو انسان آپس میں برابر کیسے ہو سکتے ہیں

بقیہ صفحہ ۲۳۲

عالم ﷺ نے یہ غزوہ بڑے اہتمام سے کیا۔ اس موقعہ پر قحط سالی۔ مسلمانوں پر سخت تنگی تھی۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ اس غزوہ میں عثمان غنی نے دس ہزار مجاہدوں کو سامان جہاد۔ دس ہزار اشرفیاں۔ نوسو اونٹ' سو گھوڑے مع سامان دیئے اور اس غزوہ میں ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کا سارا مال' عمر فاروق نے آدھا مال حاضر کیا۔ حضور ﷺ نے علی المرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا اور خود تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں عبداللہ ابن ابی منافق مع تمام منافقوں کے ثنیۃ الوداع تک جا کر واپس لوٹ آیا۔ اس غزوہ میں تبوک کا کنواں جس میں پانی بہت تھوڑا تھا حضور کی کلی کی برکت سے پانی سے بھر گیا جو تمام غازیوں اور ان کے جانوروں کو کافی ہوا۔ اس غزوہ میں جنگ نہ ہوئی بلکہ ہرقل بادشاہ روم پر مسلمانوں کا رعب طاری ہوگیا۔ اکیہ پر جو دومۃ الجندل کا حاکم تھا اور ایلہ کے حاکم پر جزیہ مقرر فرما کر حضور نے واپسی

فرمائی۔ اس غزوہ کے بعد حضرت کعب ابن مالک اور ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیع کا بائیکاٹ کیا گیا تھا جس کا ذکر آگے آرہا ہے (۱۳) اس طرح کہ یہ سب فانی ہے اور آخرت باقی لہٰذا یہ تھوڑا ہے اور آخرت بہت (۱۴) اس طرح کہ تم کو قحط سالی وغیرہ دوسری آفتوں کے ذریعے ہلاک کردے گا معلوم ہوا کہ گناہ دنیاوی آفتوں کا سبب ہیں جیسے کہ نیک اعمال رحمت کا باعث ہیں (۱۵) جو حضور کے مطیع دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والے ہوں گے جیسے اہل یمن اور اہل فارس (روح) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ نیز اسلام کی اشاعت ہم پر موقوف نہیں۔ ہم سے پہلے بھی اسلام تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا (۱۶) تو اللہ تعالیٰ غیب سے ان کی مدد فرمائے گا۔ جیسے ہجرت کے موقع پر کی تھی۔ لہٰذا فقد کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی دلیل ہے اور آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں (۱۷) سبحان اللہ بہت پاکیزہ ترجمہ ہے۔ یعنی یہاں فعل کی نسبت سبب کی طرف ہے کیونکہ کفار حضور کی ہجرت کا سبب تھے ورنہ ہجرت رب تعالیٰ کے حکم سے ہوئی (۱۸) خیال رہے کہ حضور کو مکہ مکرمہ سے باہر لے جانے والا رب ہے نہ کہ مشرکین۔ وہ تو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن چونکہ اس ہجرت کا سبب یہ کفار تھے اس لئے انہیں فاعل قرار دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اَخْرَجَهٗ کی ضمیر سے حال ہے تو معنی یہ ہوئے کہ مشرکین نے اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں کے ایک تھے یعنی ابوبکر صدیق کو بھی نکالا۔ (۱۹) نبی ﷺ اور حضرت صدیق جو حضور کے یار غار ہیں۔ لفظ یار غار اس آیت سے حاصل ہوا۔ آج بھی دلی دوست اور باوفا یار کو یار غار کہا جاتا ہے۔ (۲۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت قطعی ایمان قرآنی ہے لہٰذا اس کا انکار کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدیق اکبر کا درجہ حضور کے بعد سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب نے حضور کا ثانی فرمایا۔ اس لئے حضور نے انہیں اپنے مصلے پر امام بنایا۔ آپ چار پشت کے صحابی ہیں۔ والدین بھی' خود بھی' ساری اولاد بھی' اولاد کی اولاد بھی صحابی' جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خلافت صدیق اکبر کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنا چکا پھر انہیں تیسرا یا چوتھا کرنے والا کون ہے وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں' حشر میں بھی دوسرے ہوں گے

(۲۱) مجھ پر غم نہ کھاؤ کیونکہ صدیق اکبر کو اس وقت اپنا غم نہ تھا خود تو سانپ سے کٹوا چکے تھے حضور پر فدا ہو چکے تھے اگر اپنا غم ہوتا تو حضور کو کندھے پر اٹھا کر گیارہ میل پہاڑ کی بلندی پر نہ چڑھتے اور اکیلے غار میں اندھیرے میں داخل نہ ہوتے سانپ سے نہ کٹواتے۔ ان کا یہ غم بھی عبادت تھا اور حضور کا تسکین دینا بھی عبادت چنانچہ رب تعالیٰ نے ان دونوں ہستیوں کو مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈوں کے ذریعے بچایا (۲۲) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (شعراء ۶۲) میرے ساتھ میرا رب ہے یعنی تمہارے ساتھ رب نہیں میرے ساتھ ہے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی میرے ساتھ بھی ہے اور تمہارے ساتھ بھی جس کے ساتھ رب ہو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ابوبکر صدیق کے ساتھ تھا اور رہا جیسے حضور کے ساتھ

بقیہ صفحہ ۲۲۳

قسمیں کھانا رزق گھٹاتا ہے۔ اس آیت میں غیبی خبریں ہیں۔ یعنی مدینہ منورہ پہنچنے پر یہ منافقین قسمیں کھا کر معذرتیں کریں گے اور ایسا ہی ہوا۔ (۱۱) یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم بڑا گناہ اور قسم کھانے والے کی ہلاکت کا باعث ہے۔ منافقوں کی علامت ہے۔ (۱۲) یہ کلمہ محبت و کرم کا ہے جیسے پیاروں سے دوران گفتگو کہا جاتا ہے اللہ تیری عمر بڑھائے اللہ تجھ کو ایمان دے اس لئے کہ حضور کا اجازت دینا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے اجازت دینے کی ممانعت نہ کی گئی تھی (۱۳) معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تو پہلے بھی تھی۔ البتہ ان کی پردہ پوشی فرمائی تھی۔ فرمایا جا رہا ہے کہ آپ نے انہیں رسوا کیوں نہ فرمایا۔ آپ انہیں جہاد سے رہ جانے کی اجازت نہ دیتے پھر وہ نہ جاتے تو رسوا ہوتے۔ نیز علم سے ظہور علم مراد ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ (محمد: ۳۰) (۱۴) غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین بیماری آزاری کے بہانے بنا کر حضور سے گھر رہ جانے کی اجازت چاہنے لگے۔ حضور نے اجازت دے دی۔ اس کے متعلق یہ آیات ہیں۔ حضور کی یہ اجازت بے علمی کی بنا پر نہ تھی بلکہ دیگر مصلحتوں پر (۱۵) اللہ پر ایمان رکھنے میں رسول اللہ پر ایمان رکھنا بھی داخل ہے کیونکہ ایمان سے مراد ایمان صحیح ہے وہ وہی ہے جو رسول کے ساتھ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ کو منافق بھی مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافق کی علامت تھی (۱۶) یعنی جہاد کے موقعہ پر بہانہ بنا کر رہ جانے کی اجازت مانگنا منافقین کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان نہ لانا درحقیقت رب کا انکار ہے کیونکہ منافق اللہ کو تو مانتے تھے حضور کے منکر تھے مگر ارشاد ہوا۔ کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے (۱۷) اس طرح کہ اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان پر انہیں یقین نہیں۔ نہ اس کے عکس کا یقین ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بولے کہ شاید اسلام برحق ہے اور اگر کفار کو فتح ہو گئی تو بولے کہ شاید یہ لوگ برحق ہیں ورنہ انہیں فتح کیوں ہوتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ انہیں اللہ و رسول کے وعدوں پر یقین نہیں حضور کی خبروں پر اطمینان نہیں معلوم ہوا کہ جو حضور کے علم غیب یا آپ کی خبروں کی حقانیت میں تردد کرے وہ منافق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دلی اطمینان عطا فرماتا ہے۔ جتنا ایمان قوی اتنا ہی اطمینان قوی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: ۲۸) (۱۸) یعنی منافقین ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جانے کو تیار تھے لیکن اچانک بیماری لاچاری کی وجہ سے رک گئے لیکن جھوٹے ہیں کیونکہ انہوں نے سفر جہاد کی کوئی تیاری پہلے سے ہی نہ کی۔ ان کی نیت اول سے نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے

بقیہ صفحہ ۲۲۴

تکلیف سے بچ جانا نقصان ہے اور تکلیف برداشت کرنی فائدہ ہے جو راہ حق میں زیادہ خرچ کرے وہ نفع میں ہے اور جو کم خرچ کرے وہ نقصان میں ہے۔ وہاں کا معاملہ یہاں کے برعکس ہے (۱۳) اگر لنا میں لام نفع کا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر رنج و راحت ہمارے لئے فائدہ مند ہے (۱۴) غنیمت یا شہادت کا۔ معلوم ہوا کہ مومن کی مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ اس پر صابر رہ کر بڑا ثواب حاصل کرتا ہے۔ شہادت وغیرہ اس کی قسمیں ہیں۔ مومن کی مثال یہ ہے کہ مار آئے تو غازی' مر گئے تو شہید لٹ گئے تو روزہ لوٹ لائے تو عید۔ بہر حال نفع ہی نفع ہے (۱۵) اس طرح کہ تمہیں کفر پر موت آئے اور تم عذاب قبر اور عذاب حشر میں گرفتار ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ثمود و عاد کی طرح تم پر غیبی عذاب آوے۔ اس لئے کہ خاص طور پر مسخ و خسف اب نہیں آ سکتے ہیں۔ حضور کی تشریف آوری سے عام غیبی عذاب بند ہوئے ہیں نہ کہ خاص عذاب چنانچہ قرب قیامت بعض لوگوں کی صورتیں مسخ بھی ہوں گی اور بعض

زمین میں دھنسائے جائیں گے۔

بقیہ صفحہ ۲۳۵

بھی نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی جنس سے میلان رکھتا ہے۔ منافق مسلمانوں میں ایسا ہے جیسے طوطی کے ساتھ کوا ۱۰ شان نزول۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ حرقوص ابن زہیر تمیمی نے جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا۔ کہا کہ یارسول اللہ آپ انصاف کریں۔ عمر فاروق نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا گیا اور ارشاد ہوا کہ اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے بڑھ کر نمازی اور قرآن خواں ہوں گے مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (خوارج۔ وہابی) اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ ۱۱ معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع پر حضور سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص علامت ہے' ایسا آدمی حضور پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا۔ یہ کتے سے بدتر ہے کہ کتا مالک کی مار کھا کر بھی اس کا دروازہ نہیں چھوڑتا ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا' دوزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ جو اللہ دیتا ہے حضور کے ذریعے سے دیتا ہے ۱۳ مال ملے یا نہ ملے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہم کو کافی ہے یہ مومن کی علامت ہے

بقیہ صفحہ ۲۳۶

سے ہم کافر نہیں ہوتے۔ یا حضور کو ایذا دینے کے لئے گناہ کرنا کفر ہے۔ ۱۴ شان نزول۔ یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو اکیلے میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر جھوٹی قسمیں کھا جاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہ کیا ۱۵ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ۔(۱) عبادات میں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں ایمان کا کمال ہے۔ حضور کے نام پر رب کی عبادت کرنا ثواب ہے جیسے (۲) حضور کے نام کی قربانی یا حج کرنا کہ یہ ان کی رضا کا ذریعہ ہے۔ حضور نے اپنی امت کے نام کی قربانی فرمائی تھی ۱۶ اس طرح کہ ان کے احکام کو ناحق جان کر خلاف کرے۔ لہٰذا اس سے وہ گنہگار مسلمان خارج ہیں جو اللہ رسول کے احکام کو حق جان کر اپنے کو گنہگار جانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اول چیز کفر ہے اور دوسری چیز کفر نہیں ۱۷ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور رسوا ہونا کافروں کے لئے ہے' گنہگار مومن اگر دوزخ میں جائے گا تو عارضی طور پر صاف ہونے کے لئے۔ جیسے گندا سونا بھٹی میں رکھا جاتا ہے صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ بھٹی میں جاتا ہے وہاں ہی جلنے کے لئے۔ کفار دوزخ کے کوئلے ہیں اور گنہگار مسلمان گندا سونا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ مخالفت بھی کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت کا وہ ہی درجہ ہے جو اللہ کی مخالفت کا ہے۔ حضور کی مخالفت دینی یا دنیاوی امور میں سے کسی میں ہو کفر ہے

بقیہ صفحہ ۲۳۷

خرچ بھی راہ خدا میں خرچ ہے۔ ۱۰ فاسق سے مراد فاسق اعتقادی ہے یعنی کافر' نہ کہ فاسق عملی کہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ فسق کی تین قسمیں ہیں جن میں فسق اعتقادی بدترین قسم ہے ۱۱ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر پر ہیں۔ ۱۲ جیسے قوم عاد و ثمود بہت زیادہ اور رشہ زور تھے۔ مگر پیغمبر کی مخالفت نے ان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ تم بھی اپنا انجام سوچ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی طاقت روحانی طاقت کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہے۔ ستر ہزار جادوگر اکیلے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل شکست کھا گئے تمام جہان کی طاقتیں پیغمبر تو کیا ایک ولی کی طاقت کے مقابل فیل ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۳۸

ہے۔ مرتے وقت ایمان کی سلامتی بخشتا ہے۔ قبر میں نور اور آسان جواب عطا فرماتا ہے۔ قیامت میں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں عطا فرمائے گا میزان میں نیکیاں بھاری' گناہ ہلکے فرما دے گا اور حساب قیامت میں آسانی کرے گا۔ یہ پانچ عطائیں پانچ نمازوں کی برکت سے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے (روح البیان) ۱۰ کہ رب جسے دے اسے کوئی چھین نہیں سکتا اور جسے نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ انبیاء و اولیاء اس کی بارگاہ میں دعا کر کے اس سے دلواتے ہیں۔ اس کے مقابل کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ ۱۱ یہاں مومن سے وہ مومن مراد ہیں جنہیں ایمان پر خاتمہ نصیب ہو جاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ مومن کے پاس نیک اعمال نہ ہوں۔ نیک اعمال تو اول ہی سے جنتی ہونے اور جنت کے بلند درجات پانے کا ذریعہ ہیں۔ گنہگار مومن آخر کار جنتی ہوگا۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کے لئے خاص ہے۔ مومن کے ناسمجھ بچے ماں باپ کے تابع ہیں ۱۲ جو موتی سرخ یاقوت' زبرجد وغیرہ کے ہوں گے ان کی عمدگی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۳۹

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ (مائدہ:۵۵) ۱۱ شان نزول۔ یہ آیت ثعلبہ ابن حاطب کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے غریب تھا۔ حضور سے عرض کیا کہ میری امیری کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تیرے لئے غریبی ہی اچھی ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں امیر ہو جاؤں تو بہت شکریہ ادا کروں گا حضور نے دعا فرما دی۔ اللہ نے اس کی بکریوں میں ایسی برکت دی کہ مدینہ میں نہ رہ سکیں۔ ثعلبہ انہیں لے کر جنگل میں چلا گیا۔ جماعت کی نماز سے محروم ہو گیا پھر زکوٰۃ سے انکاری ہو گیا اور جب حضور کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے اس کی زکوٰۃ لینے اس کے پاس گئے تو بولا زکوٰۃ کیا بھاری ٹیکس ہے جاؤ میں سوچ لوں تو دوں گا۔ اس کی یہ شکایت حضور کی بارگاہ میں پیش ہوئی پھر وہ زکوٰۃ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا مگر حضور نے قبول نہ فرمائی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں زکوٰۃ لایا قبول نہ ہوئی۔ خلافت عثمانی میں کافر ہو کر مرا۔ ۱۲ یعنی وقت موت تک کیونکہ موت کے بعد عالم برزخ میں نہ کوئی کافر رہے گا نہ منافق سب ایمان لے آئیں گے اگرچہ وہ ایمان قبول نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثعلبہ کا نفاق پر مرنا قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا بار بار زکوٰۃ لے کر حاضر ہونا بھی نفاق کے طور پر تھا نہ کہ اخلاص کی بنا پر اسی لئے حضور ﷺ اور خلفائے کرام نے وہ مال قبول نہ فرمایا۔ اگر توبہ کے طور پر ہوتا تو ضرور قبول ہو جاتا کہ توبہ کفر کی بھی قبول ہو جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۴۰

ہے فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (یونس:۵۸) ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے نیک اعمال پر دلیری پیدا ہوتی ہے اور کفر و نفاق کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منافق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بہت بھاری ہیں۔ رب فرماتا ہے فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى (اللیل:۱۰) جس کو گناہ آسان معلوم ہوں نیک کام بھاری۔ سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۱۳ غزوہ تبوک

50

کے موقعہ پر موسم گرما بہت گرم تھا۔ اور وہ جگہ بھی بہت گرم تھی زمان و زمین کی گرمی جمع ہوگئی تب ان لوگوں نے یہ کہا (۱۴) دوزخ کی آگ کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی سوا دو چیزوں کے' مومن کی آنکھ کے آنسو سے جو خوف الٰہی یا عشق مصطفوی میں بہے' مومن کے جسم کا گرد وغبار جو راہ الٰہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد' یا طلب علم' حج وغیرہ کے سفر میں۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس غزوہ تبوک کے موقعہ پر ابو خیثمہ نے سفر سے دوپہر کے وقت واپس آ کے دیکھا کہ ان کے باغ میں ٹھنڈا پانی' گرم روٹی' خوبصورت بیویاں حاضر ہیں۔ فرمایا کہ انصاف کے خلاف ہے کہ حضور تبوک کے تپتے ہوئے رہتے میں ہوں اور میں باغ میں ٹھنڈا پانی اور گرم روٹیاں استعمال کروں۔ گھر میں نہ گھسے اسی حالت میں تلوار لے کر چل پڑے اور حضور کے قدموں میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے صدقے میں ہم جیسے لاکھوں گنہگار بخشے جائیں گے (۱۵) یہ دونوں امر بمعنی خبر ہیں یعنی منافقین دنیا میں تھوڑا ہنسیں گے اور اور آخرت میں زیادہ روئیں گے کیونکہ مسلمانوں کی تکلیف پر ہنسنا سخت گناہ ہے اس کے لئے امر کیسے آ سکتا ہے۔ دوزخی ہزاروں سال آنسوؤں سے پھر خون سے روئیں گے پھر روئیں گے حتیٰ کہ آنکھیں خشک ہوں گی

بقیہ صفحہ ۲۴۱

ہے۔ (۶) کہ ان چیزوں میں ایسے مشغول ہو جائیں کہ رب کی یاد نہ کر سکیں معلوم ہوا کہ جو مال و اولاد رب کی یاد سے روکے وہ باطل ہے۔ (۷) یعنی مرتے وقت تک ان چیزوں کی مشغولیت انہیں رب کی طرف متوجہ نہ ہونے دے' رب کی پناہ (۸) بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ ایمان کے بعد جہاد کا درجہ ہے اور جہاد اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ رب نے اسے ایمان کے بعد ذکر فرمایا مگر حق یہ ہے کہ نماز سب سے اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ جہاد اس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ یہ آیت اس خصوصی موقعہ کے لحاظ سے ہے جب جہاد کی سخت ضرورت تھی (۹) معلوم ہوا کہ مجبور لوگوں کا اجازت لے کر رہ جانا منع نہیں (۱۰) وہ بچے' عورتیں' بیمار' ناچار لوگ جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں' ان کے ساتھ ہمیں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ (۱۱) کہ آئندہ بھی ایمان نہ لا سکیں گے اور یہ مہر ان کے کفر ونفاق کے باعث ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بعض بد عملیاں دل پر کفر کی مہر لگ جانے کا باعث ہوتی ہیں (۱۲) یہاں معیت سے زمانے اور کیفیت کی معیت مراد نہیں ہے کیونکہ حضور کا ایمان تمام خلق کے ایمان سے پہلے ہے اور سب کے ایمان سے اعلیٰ ہے۔ صرف موافقت ایمان مراد ہے۔ یعنی اس طرح اخلاص و جذبہ سے ایمان لائے جیسے ہمارے حبیب ایمان لائے ہیں۔ بلقیس نے کہا تھا۔ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ (النمل: ۴۴) معلوم ہوا کہ حضور ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کے موافق ہو صحیح ہے جو خلاف ہو باطل ہے

بقیہ صفحہ ۲۴۲

مسلمان جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں وہ مدینہ میں رہ کر اللہ رسول کی خیر خواہی میں مجاہدین کے بچوں کی خدمت کریں (۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سے بھیک مانگنا مومن کے لئے عزت ہے دوسرے یہ کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا عبادت ہے۔ (۱۰) شان نزول۔ بعض صحابہ جہاد میں جانے کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور سے سواری مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں تمہیں سواری کیسے عطا فرمائی جاوے۔ وہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان لوگوں پر جہاد میں شرکت نہ کرنے پر کچھ عتاب نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں لا اجد فرمانا معذرت کے لئے ہے سائل کو رد کرنے کے لئے نہیں۔ حضور کی زبان پر رد کرنے کے لئے کبھی لا نہ آیا (حدیث) یہ بھی خیال رہے کہ یہاں لا اجد فرمانا ظاہری اعتبار سے ہے۔ ورنہ حضور خزانہ الٰہیہ کے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) اس معذرت میں امت کو معذرت کرنے کی تعلیم ہے۔ لہٰذا دیوبندی وہابی اس سے سند نہیں پکڑ سکتے (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا۔ رونا بھی عبادت ہے۔ اسی طرح گناہ کر کے پچھتانا' رونا بھی عبادت ہے (۱۲) یعنی سواری اور سامان جہاد پر قدرت رکھتے ہیں۔ یہ غنی ہونا اس جہاد میں شرط ہے جو ہماری جگہ سے دور ہو اور اگر خود ہمارے وطن میں جہاد کی ضرورت پڑ جائے تو غریب وفقیر سب پر فرض ہے بشرطیکہ تندرست ہو اور سامان جہاد ہتھیار اس کے پاس ہوں خواہ اپنے یا مانگے ہوئے (۱۳) معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہاں جب ان کی بھی ضرورت پڑ جائے تب ان پر بھی فرض ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۴۳

(۱۳) اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تمہارا ان کی جھوٹی قسموں پر اعتبار کر کے راضی ہو جانا انہیں فائدہ مند نہیں' ورنہ جس سے حضور ﷺ راضی ہو جاویں اس سے اللہ تعالیٰ یقیناً راضی ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان دھوکہ سے کافروں پر اعتماد کرے تو گنہگار نہیں۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں پر عتاب نہ فرمایا گیا (۱۴) معلوم ہوا کہ علم وحکمت بمقابلہ گاؤں کے شہر میں زیادہ ہوتے ہیں اور جہالت و بے عملی گاؤں میں زیادہ اہل عرب کو کہتے ہیں اَلْعِلْمُ فِی الْاَمْصَارِ وَالْجَهْلُ فِی الْقُرٰی علم شہروں میں ہے اور جہالت گاؤں میں' کیونکہ وہاں اہل علم کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔ (۱۵) کیونکہ دیہات میں علم کی روشنی نہیں پہنچتی اور اچھی صحبت میسر نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اعرابی کو امام بنانا ٹھیک نہیں (روح) (۱۶) خیال رہے کہ ملک عرب میں رہنے والے کو عربی کہتے ہیں جس کی جمع عرب آتی ہے' اور جنگل میں بسنے والے دیہاتیوں کو اعرابی کہتے ہیں جس کی جمع اعراب ہے' یہاں یہ دوسرے معنی مراد ہیں (۱۷) یعنی یہ لوگ صدقہ خیرات اور حج میں خرچ تو کرتے ہیں مگر ٹیکس کی طرح صحیح سمجھ بوجھ کر۔ معلوم ہوا کہ وہ صدقہ قبول کے لائق ہے جو خوشدلی سے کیا جائے (۱۸) یعنی وہ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں۔ شان نزول۔ یہ آیت قبیلہ اسد غطفان وتمیم کے دیہاتیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اس میں غیبی خبر دی گئی ہے کہ تم پر نہیں بلکہ ان پر گردش آئے گی اور وہ ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کا بدخواہ ذلیل وخوار رہتا ہے۔ جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے (۱۹) اس آیت میں یا تو قبیلہ مزنیہ والے مراد ہیں' یا اسلم وغفار اور جہینہ کے لوگ' اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کا کرم شامل حال ہو تو دور والے فیض پا لیتے ہیں' ورنہ نزدیک والے بھی محروم رہتے ہیں۔ ابوجہل مکہ میں رہ کر کافر رہا اور یہ لوگ حضور ﷺ سے دور رہتے ہوئے بھی مومن' متقی پرہیزگار ہوئے سبحان اللہ وہاں قرب روحانی قبول ہے (۲۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ اور قیامت کا ماننے والا وہی ہے جو حضور ﷺ پر ایمان لائے کیونکہ دوسرے گنوار بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے تھے مگر انہیں منکرین میں شامل کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے' ایمان جڑ ہے اور نیک

اعمال شاخیں۔ خیال رہے کہ اللہ اور قیامت کے ایمان میں تمام ایمانیات داخل ہیں۔ لہٰذا قیامت، جنت دوزخ، حشر، نشر سب ہی پر ایمان ضروری ہے جیسے ہم کہتے ہیں نماز میں الحمد پڑھنا ضروری ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ

دعا سے بندوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ ان کے لئے دعا کرو (۱۵) بعض مفسرین نے اس سے نماز جنازہ کا ثبوت دیا (روح) (۱۶) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات کریمہ اور حضور ﷺ کی دعا مومن کے دل کا چین ہے

اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات قرآن کریم کی گواہی سے متقی پرہیزگار ہیں، اور ان بزرگوں نے مسجد نہایت اخلاص سے بنائی۔ ان کی تعمیر قبول ہوئی۔ اب جو ان انصار کے ایمان یا تقویٰ میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے

بقیہ صفحہ ۲۴۴

پھر آخرت میں وہ دونوں عذاب آخرت کے عذاب کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن حضور ﷺ نے کچھ منافقوں کو نام بنام پکار کر مسجد سے نکالا۔ یہ رسوائی بھی ان کا عذاب ہوئی (۱۱) یہاں برے عمل سے مراد غزوہ تبوک سے رہ جانا ہے (۱۲) شان نزول۔ یہ آیت کریمہ ان مخلص مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے بعد توبہ کی اور نادم ہوئے یہاں تک کہ بعض حضرات نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے بندھوا دیا کہ جب تک حضور ﷺ اپنے دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم نہ کھلیں گے۔ حضور ﷺ نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو اس وقت تک نہ کھولوں گا، جب تک رب تعالیٰ نہ کھلوائے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے انہیں کھولا۔ انہوں نے کھلنے کے بعد عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! ہمارے یہ مال ہماری اس لغزش کا سبب ہوئے۔ ہم ان مالوں کو صدقہ کرتے ہیں، آپ قبول فرمائیں اور ہمارے لئے دعا کریں ہم کو پاک فرمائیں، تب اگلی آیت نازل ہوئی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (التوبہ: ۱۰۳) (خزائن العرفان) (۱۳) اور اپنے دست مبارک سے فقراء کو دو تاکہ تمہارے ہاتھ شریف کی برکت سے ان کے صدقات زیادہ قبول ہوں، صحابہ کرام اپنے صدقات حضور ﷺ سے خیرات کراتے تھے۔ اب بھی مسلمان ایصال ثواب کے وقت پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ کرتے ہیں، پھر دوسروں کے لئے، یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے۔ پنجاب میں کچھ پڑھ کر کسی بزرگ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثواب آپ کی ملک کیا آپ فلاں کو بخش دیں، یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے بہر حال ہر مسلمان حضور کا محتاج ہے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ پاکیزگی حضور ﷺ کی نگاہ کرم سے ملتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ فرمایا کہ اس صدقہ کے ذریعے تم انہیں پاک کردو یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ حضور ﷺ کی

بقیہ صفحہ ۲۴۵

ضرار کے حکم میں ہے (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ کفار مرتدین، منافقین کی وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے وہ مسجدیں اسلامی مسجدیں نہیں، اور نہ ان کا وقف درست ہے۔ نہ ان کا مسجدوں جیسا احترام ہوگا۔ اگر کوئی کافر مسلمان کو روپیہ کا مالک کردے پھر وہ مسلمان اپنی طرف سے اس روپیہ کی مسجد بنا دے تو درست ہے کیونکہ ملکیت بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ تفسیر مدارک میں فرمایا کہ جو مسجد فخر یا ریا یا رضاء الٰہی کے سوا کسی اور غرض سے یا حرام کمائی سے بنائی جائے وہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مسجد اخلاص اور حلال کمائی سے بنائے (۱۱) اس سے مراد مسجد قبا شریف ہے جو پرانے مدینہ میں واقع ہے، نئے مدینہ سے تین میل دور۔ اس مسجد شریف کی بناء خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی اور جب تک حضور ﷺ وہاں قیام فرما رہے اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر نئے مدینہ میں تشریف لے جانے کے بعد ہر سنیچر (ہفتہ) کو مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس مسجد سے مسجد نبوی شریف مراد ہے مگر قول اول قوی ہے۔ (۱۲) اس سے پتہ لگا کہ صالحین کی مسجد بھی دیگر مساجد سے افضل ہوتی ہے کیونکہ مسجد قبا کی برتری اس سے بیان کی گئی اس میں ستھرے لوگ ہیں (۱۳) شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مسجد قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی اس کے نزول پر حضور ﷺ نے ان صاحبوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اولاً ڈھیلوں سے پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ خزائن العرفان نے فرمایا کہ ڈھیلوں سے استنجا حضور ﷺ کی سنت ہے، سرکار نے اسے کبھی نہ چھوڑا۔ اگر نجاست مقعد سے بڑھ کر بقدر درہم پھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے ورنہ سنت مستحب (۱۴) اپنے ایمان کی یا اپنے اعمال کی یا اس مسجد شریف کی۔ اس سے مراد مسجد قبا والے انصار ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۴۶

اچھا ہے (۱۱) یعنی یہ لوگ بھی جنت کے حقدار ہیں۔ اگر کسی مومن کو جہاد نصیب نہ ہو تو یہ عبادات کرے (روح) اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ توبہ تمام عبادات پر مقدم ہے۔ (۱۲) مذکورہ بالا نیک اعمال مومن مخلصین کی علامات ہیں۔ مومن کے لئے خود نیک ہونا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے اور تبلیغ صرف علماء ہی پر لازم نہیں بلکہ ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ وَالنَّاهُوْنَ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو ہر قسم کے نیک عمل کرنے چاہئیں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ وَالْحٰفِظُوْنَ سے معلوم ہوا۔ کبھی ایک قطرہ پانی جان بچا لیتا ہے اور کبھی ایک چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دو اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کرلو۔ (۱۳) شان نزول۔ حضور ﷺ نے ابو طالب کی وفات کے وقت جب انہوں نے کلمہ طیبہ زبان سے ادا نہ کیا تو فرمایا چچا میں تمہارے لئے دعا مغفرت کروں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کر دیا جائے تب یہ آیت اتری۔ ابو طالب کی وفات نبوت کے دسویں سال یعنی ہجرت سے تین سال پہلے ہوئے بعض مومنین نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ اپنے کافر باپ دادوں کے لئے دعا مغفرت کریں، تب یہ آیت نازل ہوئی حضور ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت کی اجازت چاہی جو دے دی گئی مگر جب دعا مغفرت کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا گیا اور یہ آیت اتری یہ تیسرا قول محض غلط ہے۔ حضور ﷺ کی والدہ مومنہ محترمہ تھیں۔ اگر کافر ہوتیں تو ان کی قبر کی اجازت نہ دی جاتی۔ دعائے مغفرت سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ بالکل بے گناہ تھیں۔ مغفرت گنہگار کے لئے مانگی جاتی ہے۔ اسی لئے بچے کے جنازہ پر اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی بھی کہ مولا میری اولاد میں ایک مسلم جماعت رکھ اور اس مسلم جماعت میں نبی آخر الزمان پیدا فرما۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

مِّنْهُمْ (بقرہ:۱۲۹) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشرک کافر کو مرحوم۔ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہنا حرام ہے۔ (۱۰) ماں باپ اور قرابتدار

بقیہ صفحہ ۲۴۷

حضور ﷺ کی خدمت میں دعا بارش کے لئے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی بارش آئی' جس سے پانی کی فراوانی ہوئی۔ (خزائن) معلوم ہوا کہ غزوہ تبوک والے سارے صحابہ کا جنتی ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس میں شک کرے وہ اسی آیت کا منکر ہے۔ (۱۲) اور گھبرا کر حضور ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ گھبراہٹ جبلت بشری کی بنا پر تھی' نہ کہ بے صبری کی وجہ سے (۱۳) اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ان کے اخلاص ووفاداری کی نگہبانی فرمائی (۱۴) معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ' گناہ نہیں جب تک عزم بالجزم نہ ہو۔ (۱۵) یہ تین حضرات کعب بن مالک بلال بن امیہ مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اور حضور ﷺ کے واپس تشریف لانے پر ان حضرات نے منافقوں کی طرح کوئی بہانہ نہ بنایا' بلکہ اپنے قصور کا اقرار کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان کے مکمل بائیکاٹ کا حکم دے دیا کہ کوئی مسلمان ان سے کلام وسلام نہ کرے' ان کے سلام کا جواب نہ دے' حتیٰ کہ یہ حضرات اپنی بیویوں کے پاس بھی نہ جا سکتے تھے۔ اس حکم کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہچانتا ہی نہیں پچاس راتیں ان پر اسی حالت میں گزریں۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس آیت میں یہ ہی ذکر ہے۔ (۱۶) اور انہیں مدینہ کی وسیع زمین میں ایسی جگہ نہ ملی جہاں وہ ایک ساعت کے لئے آرام کریں (۱۷) کیونکہ انہیں اے محبوب آپ کے ناراض ہونے کا صدمہ ہے' اور پھر کوئی بات پوچھنے والا نہیں' جسے اپنے غم کی کہانی سنائیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطا کار بندے کے لئے بائیکاٹ بہترین اصلاح ہے' رب نے حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب فرمایا تو ان سے کلام بند کر دیا۔ ہمارے حضور ﷺ نے ایک دفعہ اپنی ازواج پاک سے چندروز کے لئے بے تعلقی رکھی ہم کو بھی حکم ہے کہ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (النساء: ۳۴) اپنی بیویوں کی اصلاح کے لئے کچھ روز ان سے بے تعلق ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ جو جس کے لئے چاہیں حرام یا حلال فرمائیں۔ سلام کا جواب دینا فرض ہے' مگر بائیکاٹ کے زمانہ میں حضرت کعب کے سلام کا جواب دینا حرام ہو گیا' حضرت کعب کی بیوی باوجود نکاح قائم رہنے کے ان پر حرام ہو گئی۔ تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں رہنا عبادت ہے' مگر جب کہ مدینہ والا محبوب راضی ہو۔ مسلمانوں کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں رہنا جرم اور میدان تبوک پہنچ جانا فرض ہو گیا۔ اگر وہ راضی ہوں تو ہمارے سینہ کو مدینہ بنا دیں۔ ناراض ہوں تو مدینہ کی زمین بھی ہمارے لئے مدینہ نہ رہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَسَلِّمْ

بقیہ صفحہ ۲۴۸

جھوٹے ترجموں کے پیچھے پڑ گئے۔ رب فرماتا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔ اور بقدر ضرورت فقہ سیکھنا فرض عین ہے لہٰذا روزے' نماز' پاکی' پلیدی کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے کہ یہ عبادات سب پر فرض ہیں اور تاجر پر تجارت کے مسائل' ملازم پر نوکری کے مسائل سیکھنا فرض' امام شافعی فرماتے ہیں کہ علم دین سیکھنا نفل' نماز سے افضل ہے (خزائن) (۱۶) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکمل علم دین سیکھنا عین فرض نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہئے۔ تیسرے یہ کہ دینی چیزوں میں ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک عالم کے بتائے ہوئے مسائل مسلمانوں کو ماننے چاہئیں (۱۷) سب سے پہلے اپنے نفس امارہ سے جہاد کرنا چاہئے کہ سب سے قریب تر کافر یہ ہے پھر دوسرے کفار سے' صوفیاء کرام قریبی کافر سے یہی مراد لیتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ جہاد ترتیب وار کرو جیسا حضور ﷺ نے کیا (۱۸) اس آیت سے تمام نرمی کی آیات منسوخ ہیں' اس آیت میں ہر قسم کی مضبوطی وسختی داخل ہے۔ یعنی اپنے دل مضبوط رکھو اور مصیبت میں گھبرا نہ جاؤ۔ اپنے پاس سامان جہاد اعلیٰ درجہ کا بقدر طاقت رکھو۔ کفار سے گفتگو نہایت بہادرانہ کرو۔ بدلے کا موقع آئے تو ایسا بدلہ لو جو انہیں یاد رہے۔ اگر مناظرہ کرنا پڑے تو بھی نہایت مضبوطی سے کرو۔ صرف زیادہ تعداد کافی نہیں کسی نے اسکندر سے کہا کہ دارا کی فوج دس لاکھ ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ قصائی بکروں کی زیادہ بھیڑ سے نہیں گھبراتا۔ (۱۹) یعنی جہاد میں تقویٰ اختیار کرو کہ یہ مومن کا بڑا ہتھیار ہے

بقیہ صفحہ ۲۴۹

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے اور حضور ﷺ کو بھی رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فرمایا گیا ہے' ساتویں یہ کہ حضور ﷺ کی رحمت سارے جہان کے لئے ہے مگر رافت صرف مسلمانوں کے لئے۔ خیال رہے کہ اگر عزیز پر وقف کیا جائے تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کو جانوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں' ان کے ذمہ کرم پر تمہارے تمام گناہ ہیں' یہ معنی روح البیان نے ارشاد فرمائے۔ بعض قرأت میں اَنْفَسِكُمْ کی ف پر زبر ہے' جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ نفیس ترین جماعت میں تشریف لائے کہ عربی' قریشی' مطلبی' ہاشمی ہیں ﷺ اور آپ کے تمام آباء واجداد مومن ہیں نیز ان کی امت تمام امتوں سے افضل' ان کے ماں باپ تمام نبیوں کے ماں باپ سے افضل' ان کا مدینہ منورہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل غرضیکہ افضلیت اور نفاست ان کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ میں ہے' رہائش مدینہ میں مگر تشریف آوری ہر مسلمان کے سینہ میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر پھر جیسے سورج کا عام فیض یعنی روشنی تو ہر جگہ ہے مگر خاص فیوض خاص جگہ چنانچہ وہ کھیتوں میں دانہ پکاتا ہے چمن پھول کھلاتا ہے باغوں میں پھل پکاتا ہے' بدخشاں کے پہاڑوں میں لعل ویاقوت بناتا ہے ایسے ہی حضور ﷺ کا عام فیض یعنی تبلیغ ہر ایک کو پہنچا مگر ایمان صرف مومنوں کو ملا۔ عرفان عام اولیاء اللہ کو قطبیت اور غوثیت کا جام خاص اولیاء کو صحابیت مخصوص جماعت کو۔ حضور ﷺ کی وفات سے حضور ﷺ کی ولادت یعنی ظہور ختم ہوا تشریف آوری ختم نہ ہوئی۔ آپ ہمیشہ کے لئے آ گئے جیسے سورج کے غروب سے اس کا ظہور ختم ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں کیونکہ ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرانی نہیں آ سکتی۔ جیسے حضور ﷺ کی رسالت ہر وقت ہے ایسے ہی آپ کی خبرداری ہر ساعت (۱۲) یعنی اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی خیر کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ رسول رحمت اپنی امت کی خیر پر حریص ہیں (۱۳) نبی پاک اللہ کی بے نیازی کے مظہر اتم ہیں (۱۴) ان ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے گزشتہ نبیوں نے بھی ان کا میلاد شریف پڑھا۔ لہٰذا میلاد

سنت انبیاء بھی ہے۔ (۱۵) حکمت والی کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا لوح محفوظ یعنی جو آیات حضور ﷺ محمد مصطفیٰ ﷺ تم کو سناتے ہیں وہ نہ جادو ہیں نہ شعر نہ کہانت بلکہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی آیات ہیں یا یہ قرآن شریف کے اجزاء ہیں جس کے ہر کلمے میں ہزار ہا حکمتیں ہیں۔ اس کا کوئی حکم بیکار نہیں۔ (۲) جب حضور ﷺ نے باذن الٰہی اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ بولے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبوت جیسا عہدہ ایک انسان کو ملے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح) ان بے وقوفوں نے لکڑی' پتھروں کو تو خدا مان لیا مگر حضور ﷺ کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے

بقیہ صفحہ ۲۵۰

نیکوں نے دنیا میں انصاف کیا کہ رب کی اطاعت کی۔ اس کا بدلہ انہیں ملے گا یا اللہ تعالیٰ انہیں انصاف سے بدلہ دے گا۔ نہ ان کے ثواب میں کمی کرے نہ عذاب میں زیادتی۔ یہ انصاف رحمت کے خلاف نہیں' ظلم کے خلاف ہے (۱۳) اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ کھولتا ہوا پانی' کچ لہو دردناک عذاب صرف کفر کی سزا ہے۔ فاسق مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے (۱۴) اس سے اشارۃً فرمایا گیا کہ کافروں کے نا سمجھ بچے جو فوت ہو گئے ہوں' انہیں عذاب نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا (۱۵) یہاں ضیاء سے مراد جلال والی گرم روشنی ہے' اور نور سے مراد جمال والی ٹھنڈی روشنی' یا ضیاء سے مراد ذاتی روشنی۔ چاند سورج سے نور لیتا ہے یا ضیاء سے مراد ایسی تیز روشنی ہے جو تمام چراغوں کو بجھا دے نور سے مراد ہلکی خوشگوار روشنی ہے۔ جو چراغ نہ بجھائے (۱۶) سورج کے لئے بارہ برج' منزلیں مقرر کیں۔ حمل' ثور' جوزا' ربیع کے لئے سرطان' اسد' سنبلہ' گرمی کے لئے میزان۔ عقرب' قوس' خریف کے لئے جدی' دلو' حوت' سردی کے لئے۔ اور چاند کے لئے اٹھائیس منزلیں۔ ہر برج کی منزلیں۔ سورج یہ بارہ برج ایک سال میں طے کرتا ہے' اور چاند انتیس یا تیس دن میں یہ اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے۔ (۱۷) موسم' کھیت کی پیداوار وغیرہ اور نمازوں کا حساب سورج سے اور حساب حج' روزے وغیرہ چاند سے معلوم کرو۔ (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ چاند کے مہینے اللہ کے اپنے مہینے ہیں اور شمسی مہینوں سے افضل ہیں' کہ ان کی جنتری آسمان پر ہے اسی لئے اکثر اسلامی کام چاند کے حساب سے ہوتے ہیں جیسے زکوٰۃ عید' روزے وغیرہ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے شمسی مہینوں سے کام لے لیا کریں مگر اپنے حساب میں چاند کے مہینوں کا حساب رکھا کریں (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم ہیئت بڑے مفید علم ہیں۔ اس سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ ان سے دینی علوم میں مدد لی جائے (۲۰) مقدار اور کیفیات میں دن رات کا بدلتا رہنا' کبھی ٹھنڈے' کبھی گرم' کبھی لمبے' کبھی چھوٹے' رات کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے' دن بعد میں۔ اور رات دن سے افضل ہے کہ رات مناجات عاشقاں کا وقت ہے۔ دن محنت و فراق کا زمانہ ہے۔ ہر رات میں ساعت اجابت ہوتی ہے۔ مگر دنوں میں صرف جمعہ میں۔ یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن اجابت کی ساعت ہوتی ہے

بقیہ صفحہ ۲۵۱

کرم سے قبول نہیں فرماتا۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ سرکش اور غافل کو لمبی عمر ملنی رب کا عذاب ہے' جیسے صالحین کی لمبی عمریں رب کی رحمت ہیں کہ کافر لمبی عمر میں گناہ زیادہ کرے گا اور مومن نیکیاں بڑھائے گا (۱۴) یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے' اس لئے آگے انہیں مسرفین فرمایا گیا۔ یعنی کافر مصیبت کے وقت تو کھڑے اور بیٹھے ہم کو یاد کرتا ہے اور ہم سے دعائیں کرتا ہے اور آرام کے وقت ہم کو بھول جاتا ہے۔ مگر مومن ہر حال میں رب کو یاد رکھتا ہے۔ آرام میں شکر کے ساتھ۔ تکلیف میں صبر کے ساتھ۔ خوشی پر الحمدللہ پڑھتا ہے۔ غم پر اناللہ غرضیکہ یاد اللہ ہی کو کرتا ہے۔ (۱۵) اس کی دعا کی وجہ سے یا ویسے ہی اپنے فضل و کرم سے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں البتہ آخرت میں ان کی کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ رب فرماتا ہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (الرعد: ۱۴) لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں (۱۶) یعنی مصیبت دور ہونے پر پھر پہلے کی طرح کفر و گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور اپنی تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے۔ مومن اس مصیبت کو یاد رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ شکر کرتا رہتا ہے (۱۷) معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں رب کو یاد کرنا اور آرام میں اسے بھول جانا طریقہ کفار ہے' مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر مومن کی صفت ہے۔ (۱۸) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اگرچہ کیسا ہی گناہ کرے مگر حد میں رہ کر کرتا ہے۔ کافر کتنا ہی چھوٹا گناہ کرے مگر حد سے نکل کر کرتا ہے۔ ایمان لانا حد میں رہنا ہے اور ایمان سے نکلنا حدِ بندگی سے نکلنا ہے

بقیہ صفحہ ۲۵۲

خبردار تھے۔ ظہور نبوت کے بعد تبلیغ شروع فرمائی اس لئے حضور ﷺ نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا رب کے عابد اور نمازی پہلے سے ہی تھے۔ بلکہ جب پہلی وحی آئی تو حضور ﷺ اعتکاف اور عبادات میں مشغول تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے جھوٹ بولنے' فسق و فجور کی عادت ہوتی تو اس سے پہلے ہی کلام گھڑ کر رب کی طرف نسبت کر دیا کرتا (۱۱) اس طرح کہ جھوٹی آیتیں لوگوں کو سنائے اور رب کی طرف ان کی نسبت کرے' یا غیر خدا کی پوجا کرے' بلکہ ہر کفر اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے نیز جھوٹی حدیثیں گھڑنا بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ (۱۲) چنانچہ تجربہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوئے اور خراب حال میں مرے جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا حال اور ہمارے زمانہ میں غلام احمد قادیانی کا انجام گواہی دے رہا ہے۔ (۱۳) اس طرح کہ ان کی عبادت سے کچھ فائدہ نہ ان کے نہ پوجنے سے کچھ نقصان۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے' لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگ پتھروں' چاند' سورج کو پوجتے تھے اور ان چیزوں سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ (۱۴) یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور جنت دوزخ کے قائل نہ تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے کیونکہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر شفیع مانتے تھے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء: ۹۸) نیز وہ غیر شفیع کو شفیع مانتے تھے۔ اسلامی شفاعت سے تین طرح فرق کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مشرک تھے (۱۵) یعنی ان بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر ہوتی تو رب تعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الٰہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۵۳

ہوئے ایک یہ کہ اللہ کو پکارنا' اس سے دعا مانگنا عبادت ہے مگر جب ایمان کے ساتھ ہو۔ کافر کے یہ کام بھی کفر میں شمار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان اضطراری معتبر نہیں۔ ایمان اختیاری کا اعتبار ہے۔ کیونکہ کفار مضطر ہو کر ایمان اختیار کرتے تھے جب اضطرار ختم ہو جاتا تو ان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا۔ اسی لئے مرتے وقت کافر کا ایمان معتبر نہیں۔ گنہگار مومن کی توبہ قبول ہے فرعون کا ایمان بوقت غرقابی اسی لئے قبول نہ ہوا۔ (۱۷) یعنی وہ خود بھی اپنے کو ناحق سمجھتے ہیں ورنہ فساد کبھی حق کا ہوتا ہی نہیں۔ لہٰذا یہ قید

اتفاقی نہیں احترازی ہے۔ (۱۳) اس میں غیبی خبر ہے کہ تمہارے فسادات سے اسلام رک نہ سکے گا بلکہ اس سے تم پر ہی وبال پڑے گا' ایسا ہی ہوا' سورج کو پھونکیں مارنے سے سورج نہیں بجھتا' پھونکنے والا ہی تھکتا ہے

بقیہ صفحہ ۲۵۴

ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو نماز ایسی پڑھے کہ تو رب کو دیکھ رہا ہے ورنہ ایسی پڑھ کہ رب تجھے دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ! (۱۰) حسنیٰ سے مراد جنت ہے اور زیادہ سے مراد دیدار الٰہی کیونکہ یہ کسی عمل کی جزا نہیں۔ یا حسنیٰ سے مراد اعمال کی جزا اور زیادہ سے مراد زیادتیاں۔ جیسے ایک کا دس گنا یا اس سے بھی زیادہ (۱۱) بلکہ مومن کے منہ انشاء اللہ اجیالے ہوں گے' اولیاء اللہ کے منہ چمکیلے' انبیاء کرام اور خاص محبوبوں کے چہرے سورج سے زیادہ منور ہوں گے۔ لہٰذا چہروں سے مرتبوں کی پہچان بھی ہو جائے گی۔ (۱۲) نہ موت پا کر نکلیں نہ زندہ رہ کر' معلوم ہوا کہ جو شخص جزا و ثواب کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا وہ وہاں سے نکالا نہ جائے گا۔ آدم علیہ السلام اور معراج میں ہمارے حضور ﷺ ثواب و جزا کے لئے جنت میں تشریف نہ لے گئے تھے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ آیت حدیث معراج کے خلاف نہیں' (۱۳) یہاں برائیوں سے مراد عقیدے کی برائیاں ہیں نہ کہ اعمال کی۔ کیونکہ جو سزا بیان ہو رہی ہے وہ کفار کی ہے۔ بدعملی سے مومن کافر نہیں ہو جاتا (۱۴) کیونکہ وہاں دل کی حالت چہرے سے ظاہر ہو گی جیسے دنیا میں بعض اندرونی بیماریاں چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہیں (۱۵) معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو بچانے والے ہوں گے۔ کیونکہ بچانے والوں کا نہ ہونا' کفار کا عذاب ہے۔ پیغمبر اور نیک اولاد و مشائخ و علماء محشر میں سب مسلمانوں کے کام آویں گے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر چہروں ہی سے معلوم ہو جاویں گے رب فرماتا ہے یُعۡرَفُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ بِسِیۡمٰهُمۡ (الرحمٰن: ۴۱) اور فرماتا ہے تَبۡیَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ (آل عمران: ۱۰۶) لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ حضور ﷺ کو مرتدین کی پہچان نہ ہو گی بلکہ مومنوں میں بھی گنہگار و نیک کار چہروں سے ممتاز ہوں گے (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کالا منہ صرف کافروں کا ہو گا جنہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے گنہگاروں کے منہ پر غبار ہو گا اور دیگر آثار سیاہی کے علاوہ جیسا کہ پیشہ ور بھکاری کے منہ پر گوشت نہ ہو گا اور بیویوں میں انصاف نہ کرنے والے کی ایک کروٹ نہ ہو گی۔ بخیل کے کندھوں پر اس کا مال کالے سانپ کی شکل میں سوار ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (۱۸) اس سے پتہ لگا کہ قیامت میں اولاً سارے کافر و مومن اکٹھے کھڑے ہوں گے۔ پھر مومن کفار سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ ارشاد ہو گا۔ وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ (یٰس: ۵۹) مومنوں کو چاہئے کہ دنیا میں بھی شکل و صورت و سیرت میں کفار سے ممتاز رہیں

بقیہ صفحہ ۲۵۵

ہے' اس طرح کہ میرا دامن پکڑ لو۔ میرا دامن کونین میں امن کا ذریعہ ہے (۱۳) یعنی اللہ کی عبادت حق اور بتوں کی پوجا گمراہی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال کو بھی گمراہی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ بدعقیدگی کی علامت ہوں' ورنہ گمراہی عقیدے کا نام ہے' ہدایت کا مقابل (۱۴) یہاں فاسقوں سے مراد وہ فاسق اعتقادی کفار ہیں جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے' اور رب کی بات سے مراد اللہ کا یہ فرمان ہے۔ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ یعنی ہم ان سے دوزخ بھریں گے (۱۵) کیونکہ ان کا نام رب تعالیٰ کے ہاں کفار کی فہرست میں آ چکا ہے۔ وہ اپنے اختیار خوشی سے ہمیشہ بری باتیں ہی اختیار کریں گے (۱۶) یعنی واقع میں نہ کہ ان کے عقیدے میں' کیونکہ مشرکین عرب قیامت کے قائل نہ تھے اور سورۃ یونس مکیہ ہے اس میں خطابات مشرکین مکہ سے ہو رہے ہیں (۱۷) اس طرح کہ ہر ایک کے اصلی اجزاء پر دوبارہ بدن قائم فرمائے گا۔ اگرچہ اس وقت شکل و صورت میں فرق ہو گا۔ لیکن چونکہ اصلی اجزا وہی ہوں گے اس لئے اس بنانے کا نام اعادہ ہوا جیسے آج ہم ایک بوڑھے آدمی کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جو فلاں کے گھر پیدا ہوا تھا حالانکہ اس وقت شکل اور تھی' اور اب اور لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

بقیہ صفحہ ۲۵۶

یا اِنَّا اَعۡطَیۡنَا کے برابر ہو جیسا کہ سورت کی تنکیر سے معلوم ہوتا ہے' ثابت ہوا کہ قرآن بے مثل ہے' ایسے ہی قرآن والے محبوب بے مثل ہیں' بلکہ ان کی ازواج مطہرات بھی بے مثل ہیں رب فرماتا ہے لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (احزاب: ۳۲) اگر کفار نے ایک آیت بھی اس کی مثل بنائی ہوتی تو آج تک اسے شائع کرتے معلوم ہوا کہ نہ بنی' نہ بن سکتی ہے (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ خدائی مصنوع اور انسانی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل انسان سے بن سکے وہ انسانی چیز ہے ورنہ خدائی مصنوع ہے۔ بجلی و گیس انسانی چیزیں ہیں جگنو خدائی مصنوع ہے' دوسرے یہ کہ ماسوا اللہ کو مدد کے لئے بلانا جائز ہے (۱۴) یا تو اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ کفار نے قرآن کا بے سوچے سمجھے انکار کر دیا محض اندھی تقلید میں' یا یہ مطلب ہے کہ ایسی کتاب اعظم کا انکار کیا جس کے علوم و حکمتوں کو عقل انسانی نہیں گھیر سکتی۔ (۱۵) یعنی قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بھی معجزہ ہے اور غیبی خبریں دینے میں بھی۔ ان بدنصیبوں نے قرآنی خبروں کے وقوع کا انتظار تو کیا ہوتا۔ (۱۶) ایسے ہی ان کا انجام بھی ہو گا یا ہونا چاہئے' اور اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے۔ یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کرنا۔ جو قیاس کا انکار کرے اور وہ ان آیات کا منکر ہے (۱۷) اس میں غیبی خبر ہے کہ موجودہ مکہ والے نہ تو سارے ایمان لائیں گے نہ سارے ایمان سے محروم رہیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی مفید چیز سے بھی تمام لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ سورج سے چمگادڑ اور بارش سے شور زمین فائدہ نہیں اٹھاتی (۱۸) یعنی قرآن کے منکرین بعض غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بعض حسد و عناد میں' پہلوں کو ہدایت مل سکے گی۔ دوسروں کو نہیں کیونکہ یہ مفسدین ہیں (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کی نیکیاں' ہم گنہگار مسلمانوں کا بیڑہ پار کر دیں گی۔ حضور کی نیکیاں کفار کے کام نہ آئیں گی کیونکہ اس مضمون کو تکذیب پر معلق کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور ہماری شفاعت فرمائیں گے

بقیہ صفحہ ۲۵۷

کریم ﷺ بعد وفات بھی تمام عالم کو کف دست کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ہر ایک کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں (۱۳) یہاں دکھانے کے مقابلہ میں نہ دکھانا ارشاد نہ فرمایا بلکہ وفات دینا ارشاد ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور ﷺ وفات کے بعد دنیا سے بے خبر ہیں۔ (۱۴) مجبوراً موت کے بعد' خیال رہے کہ رب کی طرف اختیاری طور پر رجوع کرنا باعث ثواب ہے' اضطراری رجوع تو کافروں کو بھی ہو گا (۱۵) یہاں وہ امتیں مراد ہیں جن پر دنیا میں عذاب آئے یعنی بغیر رسول بھیجے رب نے کسی امت کو ہلاک نہ فرمایا اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (الاسراء: ۱۵) لہٰذا جن امتوں میں رسول نہ آئے'

جیسے فترت والے لوگ' ان پر دنیا میں بھی عذاب نہ آیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہمیشہ رسول اعلیٰ اونچے خاندانوں میں تشریف لائے (بخاری شریف) ادنیٰ لوگ ان کے تابع رہے لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر قوم میں اس قوم کا نبی تشریف لایا۔ معاذ اللہ' دیکھو ہمارے حضور ﷺ ہاشمی ہیں' سب کے رسول ہیں ⓰ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری خوش نصیبوں کے لئے رحمت ہوتی ہے۔ بدنصیبوں کے لئے عذاب جیسے چمگاڈر کے لئے سورج کا نکلنا مصیبت ہے یا بارش بعض پھل و گھاس کے لئے خشک و خراب ہو جانے کا باعث ہے ⓱ شان نزول۔ جب آیت کریمہ وامـا نرینک نازل ہوئی تو کفار عرب از روئے مذاق بولے کہ وہ عذاب کب ہوگا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ⓲ اے رسول اور اے مسلمانو! کیونکہ کفار حضور ﷺ سے بھی یہ سوال کرتے تھے اور مسلمانوں سے بھی ⓳ یعنی میں بغیر رب کی عطا کے اپنے لئے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں' ورنہ حضور ﷺ تو عالم کے نفع ونقصان کے باذن پروردگار مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں مردے زندہ اور اندھے' کوڑھی کو اچھا کر سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا میری قمیص لے جاؤ ⓴ یعنی لوح محفوظ میں ہر امت کی ہلاکت کا وقت لکھا ہوا ہے۔ جس کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ جانتے ہیں۔ ㉑ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی مگر تقدیر معلق میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رب فرماتا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد: ۳۹) حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ برس کے سو برس ہوگئی نیک اعمال اور صدقہ سے عمر اور مال بڑھتا ہے' اس لئے دعائیں مانگنے کا حکم ہے خیال رہے کہ موت کا آگے پیچھے نہ ہونا قانون ہے اور آگے پیچھے ہو جانا قدرت' قانون کے پابند ہم ہیں۔ رب تعالیٰ نہیں اس لئے یہاں یستاخرون اور یستقدمون کو جمع فرمایا۔ یعنی لوگ اپنی مرضی سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے' عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے ذبح کرکے پھر جلانا۔ عزیر علیہ السلام کا سو برس مردہ رہ کر جی اٹھنا ستر اسرائیلیوں کا مر کر پھر زندہ ہونا رب کے حکم سے تھا وہاں اس کی قدرت کا ظہور ہے۔ یہ سارے واقعات صراحۃً قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں

بقیہ صفحہ ۲۵۸

کی شفا ہے رب فرماتا ہے شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (الاسراء: ۸۲) لہٰذا قرآن سے دم درود' تعویذ کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم جیسے روحانی بیماریوں کا علاج ہے ایسے جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ اگر کسی کو الو گدھا کہہ دیا جائے تو وہ غصہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جانوروں کے نام میں یہ تاثیر ہے تو رب کے نام میں بھی دفع مرض کا اثر ضرور ہے ⓱ یہاں قرآن کریم کی چار صفات مذکور ہیں چونکہ ان صفات سے فائدہ صرف مسلمان ہی اٹھاتے ہیں اس لئے انہی کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ قرآن کریم تو سارے عالم کے لئے ہدایت و شفا ہے۔ ⓲ بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور ﷺ ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم۔ رب فرماتا ہے۔ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا (النساء: ۱۱۳) اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ﷺ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: ۱۰۷) ⓳ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول میں خوشی منانا عبادات کرنا بہتر ہے' کیونکہ رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنی چاہئے اور حضور ﷺ تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں' یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے ⓴ یعنی یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے جس کا ثواب بے حساب ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۵۹

مقبول بندے' اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور اس کے مردود اولیاء من دون اللہ' رب فرماتا ہے اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُ (بقرہ: ۲۵۷) ان مقبولوں میں بعض تو تقویٰ طہارت وغیرہ سے مقبول ہو جاتے ہیں یہ ولایت کسبی ہے۔ بعض مادرزاد ولی ہوتے ہیں یہ ولایت عطائی دیکھو بی بی مریم مادرزاد ولیہ تھیں۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مسجود ملائکہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہ کرم سے ولی بن جاتے ہیں' اسے ولایت وہبی کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر کہ آناً فاناً مومن صحابہ شہید ہوئے۔ یا حبیب نجار جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں آناً فاناً ولی ہو گئے یہ آیت تینوں قسم کے ولیوں کو شامل ہے' جہاں ولی کی برائی ارشاد ہوئی وہ' ولی من دون اللہ ہیں ⓫ ولی دو قسم کے ہیں' ولی تشریعی' ولی تکوینی' ولی تشریعی ہر نیک مسلمان ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہو۔ تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو' ولی تشریعی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے' اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے' غوث قطب' ابدال وغیرہ اس جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر و رنج سے یا دنیا کے مضر خوف و غم سے محفوظ ہیں ⓬ جتنا انہیں موقع ملے خیال رہے کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض حضرات ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ یہاں پہلی قسم کا ذکر ہے لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۴ سال کی عمر میں تقویٰ اختیار نہ کیا تھا مگر ولی تھیں۔ اور آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے ⓭ اس طرح کہ خلق کے منہ سے خود بخود نکلتا ہے کہ یہ ولی ہے جیسے حضور ﷺ غوث پاک یا خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہم' یہ ولی کی بڑی علامت ہے مقبولیت فی الخلق قبول خالق کی علامت ہے ⓮ اس طرح کہ وفات کے وقت اور قبر سے اٹھتے وقت فرشتے ان کی ولایت کی گواہی دیں گے اور صاحب قبر کی کامیابی پر بشارتیں' قبروں سے اٹھتے وقت جنت کا مژدہ اور رضا الٰہی کی خوشخبری سنائیں گے ⓯ لہٰذا اولیاء اللہ کے جو مراتب مقرر فرمائے گئے اور ان سے جو وعدے کئے گئے سب برحق ہیں' اللہ کی شان ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر گیارھویں پارے دسویں سورۃ کے گیارھویں رکوع میں ہے' رب تعالیٰ کو گیارھویں بڑی پسند ہے ⓰ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دین حق وہ ہے جس میں اولیاء ہوں دوسرے یہ کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ مخلوق کے منہ سے اس کو ولی کہلایا جائے لہم البشریٰ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ لوگ اسے ولی اور جنتی کہیں۔ تیسرے کہ نبوت تو حضور ﷺ پر ختم ہوگئی مگر ولایت قیامت تک رہے گی۔ اولیاء آتے رہیں گے کیونکہ ان کا آنا اسلام کی حقانیت کی زندہ دلیل ہے۔ جس شاخ پر پھل پھول لگیں اس کی جڑ زندہ ہوتی ہے اور اس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کو شرعی احکام پر عمل کرنے میں کسی مخلوق کا خوف مانع نہیں ہوتا ⓱ اے محبوب ﷺ کیونکہ سورج کو سیاہ

کہہ دینے سے سورج سیاہ نہیں ہو جاتا بلکہ سیاہ کہنے والا سیاہ رو ہوتا ہے۔ (18) معلوم ہوا کہ رب کی سلطنت غیر محدود ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کی رسالت غیر محدود۔ وزیر اعظم کی وزارت سلطنت کی تمام حدود میں ہوتی ہے۔ حضور ﷺ مملکت الٰہیہ کے وزیر اعظم کی مثل ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کسی کو وزیر بنانے سے پاک ہے رب کا وزیر کوئی نہیں مملکت کے وزراء ہیں (19) یعنی ان مشرکین کے پاس شرک کی کونسی دلیل ہے کوئی نہیں جیسا کہ آگے بیان ہو رہا ہے

بقیہ صفحہ ۲۶۰

معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نبی ﷺ گزشتہ انبیاء کرام کے حالات سے واقف پہلے ہی سے تھے۔ قرآن کریم میں ان واقعات کا ذکر لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے سچے قصے پڑھنا سننا عبادت ہے تاریخ کا مطالعہ بہتر ہے' خیال رہے کہ نوح علیہ السلام دنیا میں چوتھے نبی ہیں' آپ کا نام یشکر اور لقب نوح ہے کیونکہ آپ خوف الٰہی سے نوحہ و گریہ بہت کرتے تھے آپ آدم ثانی ہیں' آپ کے وقت میں بہن بھائی کا نکاح حرام ہو (13) جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے' اس لفظ سے ان کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ خیال رہے کہ لفظ قوم' ہم پیشہ ہم وطن، ہم زبان اور اپنی برادری سب پر بولا جاتا ہے (14) نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ ورنہ وہ قوم آپ کو سخت سے سخت ایذا تو دیتی ہی تھی۔ (15) لہٰذا میں تمہاری ایذا رسانی کے سبب حق کی تبلیغ نہ چھوڑوں گا۔ معلوم ہوا کہ ایک استقامت ہزار ہا کرامت سے افضل ہے۔ (16) اس طرح کہ مجھے مٹانے کی تمام تدبیریں کر لو تا کہ بعد کو نہ پچھتاؤ کہ فلاں ایذا نہ پہنچائی' یا قتل کی فلاں تدبیر نہ کی (17) یہ ہیں لا خوف علیھم کے معنی کہ اکیلے ہیں مگر کسی کا خوف دل میں نہیں۔ اگر قادیانی نبی تو کیا ولی بھی ہوتا تو افغانستان تبلیغ کرنے ضرور جاتا' اور مخلوق کے خوف سے حج سے نہ رکتا۔ خیال رہے کہ خوف دو طرح کا ہے۔ ایک نفرت والا دوسرا اطاعت والا۔ جیسے سانپ سے خوف اور بادشاہ سے خوف' اللہ کے پیاروں کو پہلی قسم کا خوف تو مخلوق سے ہوتا ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کا سانپ سے خوف' دوسری قسم کا خوف نہیں ہوتا (18) جس کے فوت ہو جانے کا مجھے افسوس ہو۔ معلوم ہوا کہ بے غرض و عظ بہت اعلیٰ ہے

بقیہ صفحہ ۲۶۱

کا اس زمانے میں زور تھا (11) کیونکہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر جادو نہیں کام کرتا۔ اگر کوئی جادو سیکھ کر دعویٰ نبوت کر دے اور پھر جادو کو بجائے معجزہ کے استعمال کرنا چاہے تو جادو یا تو کام کرے گا نہیں' یا الٹا کرے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ تو اگر میں جادوگر ہوتا اور پھر دعویٰ نبوت کرتا۔ تو میرا معجزہ میری تائید نہ کرتا (12) فرعون اور اس کے بنائے بتوں کی پوجا اور فرعون کی اطاعت و فرمانبرداری۔ (13) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر بدگمانی کفر ہے۔ فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بدگمانی کی کہ آپ مصر کی بادشاہت چاہتے ہیں اور بادشاہت حاصل کرنے کے لئے نبوت کو بہانہ بنا رہے ہیں' جیسے قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کو اپنی واولاد کی گزر اوقات کا ذریعہ بنایا' کہ فقیر تھا بعد میں چندہ بٹور کر اور بہشتی مقبرہ کی قبریں فروخت کر کے نواب بن گیا۔ اب تک اس کی اولاد اسی جھوٹی نبوت کی آڑ میں شاہانہ زندگی بسر کر رہی ہے' دوسرے یہ کہ نبی پر اعتماد نہ کرنا اور اپنی عقل و علم پر اعتماد کرنا کفر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوگ ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی آنکھ پر ایمان تھا نہ کہ نبی کے فرمان پر (14) موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے' مسئلہ' جادوگر سے جادو کرانا' اسے باطل کرنے کے لئے جائز ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ القوا اور نبی کے مقابلے کے لئے جادو کرانا کفر ہے' ویسے ہی کرانا حرام ہے خصوصاً جب کہ اس سے کسی کو ایذا پہنچائی جائے۔ (15) آپ کا یہ فرمان جادو باطل کرنے کے لئے تھا۔ اس میں جادو کی اجازت نہیں بلکہ عملی تبلیغ ہے لہٰذا اب اعتراض نہیں ہو سکتا جیسے رب نے کفار سے فرمایا کہ تم بھی قرآن جیسی سورت بناؤ

بقیہ صفحہ ۲۶۲

بچیں' وہ ہلاک ہو جائیں۔ (14) اس سے معلوم ہوا کہ رہنے سہنے کے گھروں میں' گھریلو مسجد بنانا' جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے' سنت انبیاء ہے کہ مسلمان گھر کا کوئی حصہ پاک و صاف رکھیں' نماز کے لئے' اس میں عورت اعتکاف کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں کچھ نماز پڑھنی چاہئے۔ فرض مسجد میں ہوں' سنت نفل گھر میں (15) گھروں میں چھپ کر' کیونکہ اس وقت ان لوگوں کو اعلانیہ نماز پڑھنے کی طاقت نہ تھی۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ (16) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گھر بنانا بھی سنت انبیاء اور عبادت ہے۔ بشرطیکہ فخر کے لئے نہ ہو' ضرورت پوری کرنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ خوف کے وقت چھپ کر گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس زمانہ میں ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس رخ پر انہیں گھر بنانے کا حکم دیا گیا۔ چوتھے یہ کہ مصیبت کے وقت خوشخبریاں دینا سنت پیغمبر ہے۔ پانچویں یہ کہ دین موسوی میں نماز فرض تھی۔ اس وقت زکوٰۃ کا حکم اس لئے نہ دیا گیا کہ بنی اسرائیل غریب و مساکین تھے۔ جب ان کے پاس مال آیا تو پھر ان پر مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ نکالنی فرض ہوئی (17) اس سے معلوم ہوا کہ غافل کے لئے مال غفلت کا باعث ہے۔ خیال رہے کہ یہ لام انجام کا ہے' ورنہ رب نے یہ مال بدمعاشی کے لئے نہ دیا تھا۔ شکر کے لئے دیا تھا مگر اس بدنصیب کے لئے فساد کا باعث بنا۔ انجام خراب ہوا۔ (18) یعنی فرعونیوں کے مال کا انجام گمراہ گری ہے۔ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو ایمان سے روکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دلوں میں کبھی کسی کے مال کا لالچ پیدا نہیں ہوتا۔ (19) اس طرح کہ ان کے دلوں میں ایمان قبول کرنے کی گنجائش نہ رہے جسے مہر لگ جانا کہا جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل کی سختی بڑا عذاب ہے' اس سے اللہ بچائے اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھ سے آنسو نہ بہے' دل اچھوں کی طرف مائل نہ ہو

بقیہ صفحہ ۲۶۳

سے خطاب فرمائے ہیں اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ اور **خلفک** سے مراد یا تو وہ بنی اسرائیل ہیں جو پار لگ چکے تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں چنانچہ سنا گیا کہ اب تک کسی عجائب خانہ میں فرعون کی لاش رکھی ہے' جسے دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے ہیں (12) اس طرح کہ ان واقعات کو سن کر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ عذاب والی قوموں کے حالات پڑھنے' سننے' سنانے' ان سے عبرت حاصل کرنی عبادت ہے۔ (13) کہ انہیں مصر اور فرعون کی چیزوں کا مالک بنا دیا۔ انہیں شام' القدس' اردن' کی سرسبز و شادات زمینوں میں آباد کیا (14) تیہ کے میدان میں من و سلویٰ اور شام کے علاقہ میں لذیذ اور حلال پھل۔ مگر ان

سے شکریہ ادا نہ ہوا۔ ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ معرفت نہ ہو وہ علم رب کا عذاب ہے اور حجاب' رب فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (حاشیہ: ۲۳) اور جو علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو وہ رحمت ہے' رب فرماتا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ: ۱۱۴) ⑯ یہاں فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے کیونکہ قولی فیصلہ قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں ہو چکا ہے' وہاں فیصلہ اس طرح ہوگا کہ نیکوں کو جنت اور بدوں کو دوزخ عطا ہوگی ⑰ حضور ﷺ کے واسطے سے' آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے سننے والو! اگر تمہیں ان قصوں میں کچھ تردد ہو تو علماء یہود سے پوچھ لو وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ پھر پتہ لگا لو کہ حضور سچے رسول ہیں کیونکہ آپ تاریخ پڑھے بغیر ایسی غیبی اور سچی خبریں دے رہے ہیں' ان آیات میں حضور سے خطاب نہیں ہوسکتا۔ ⑱ ان کتاب پڑھنے والوں سے مراد عبداللہ بن سلام جیسے علماء یہود ہیں جو حضور ﷺ پر ایمان لا چکے تھے رضی اللہ عنہم ورنہ یہودی علماء تو کبھی حضور ﷺ کی تصدیق کرنے پر تیار نہ تھے۔ ⑲ حق سے مراد یا حضور ﷺ ہیں یا قرآن کریم' یا دین اسلام

بقیہ صفحہ ۲۶۴

مشیت الٰہی میں داخل ہے۔ ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی وہیئت اعلیٰ علوم ہیں۔ اس سے رب کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ ⑬ گویا یہ لوگ گزشتہ امتوں کی طرح عذاب الٰہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ کلام بطور تمثیل ہے ورنہ کفار مکہ نہ اپنے کو عذاب کا مستحق جانتے تھے اور نہ عذاب کے انتظار میں تھے۔ اس قسم کے محاورے عرب میں بھی رائج تھے اور ہمارے ہاں بھی ہیں

بقیہ صفحہ ۲۶۵

حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ برس کے سو برس ہوگئی ⑨ حق سے مراد حضور ﷺ ہیں' دوسری جگہ حضور ﷺ کو برہان یعنی دلیل تیسری جگہ حضور ﷺ کو نور فرمایا گیا۔ حضور ﷺ یہ سب کچھ ہیں۔ حضور ﷺ کے حق ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ حق کے بھیجے ہوئے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ان کے قول وفعل حق ہیں جیسے آم کے درخت سے جامن پیدا نہیں ہوسکتا ایسے ہی حضور ﷺ سے باطل سرزد نہیں ہوسکتا۔ یا حق کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ ایمان ہیں' ان کا مقابل شرک وکفر ہے' یا یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے مقابل کو فنا ہے' اور حضور ﷺ کو حضور ﷺ کے دین کو بقا ہے کیونکہ حضور ﷺ فنا فی اللہ کے درجہ میں ہیں' یا حق سے مراد قرآن کریم ہے کہ اس کی ہر ہر بات حق ہے یا اس سے مراد اسلام ہے کہ اس کے عقائد اعمال حق ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۶۶

بقدر عمل ہر مومن کو درجے عنایت فرمائے گا۔ یا نیکی کی برکت سے آئندہ اور زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے گا۔ ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اپنے اور اپنے غلاموں کے متعلق عذاب کا خوف نہیں' حضور ﷺ کو ان کے مراتب بتا دیئے گئے اور معراج میں دکھا دیئے گئے۔ ہاں حضور ﷺ کو رب کا خوف یعنی اس کی ہیبت کمال درجے کی ہے۔ یہ خوف ایمان کا رکن ہے۔ ⑭ سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے مگر مومن کو خوشی سے اور کافر کو مجبوراً یہاں جبری رجوع مراد ہے اس لئے صرف کفار سے خطاب ہے ⑮ وہ روزی دینے' موت دینے' بعد موت اٹھانے پر قادر ہے۔ شے سے مراد ممکنات ہیں نہ کہ واجب اور ناممکن ⑯ شان نزول۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو استنجا اور مجامعت کے وقت برہنہ ہوتے ہوئے رب سے شرماتے تھے' یا ان منافقوں کے متعلق آئی جو حضور ﷺ کے سامنے اپنے منہ چھپاتے تھے کہ حضور ﷺ ہم کو دیکھ نہ لیں۔ مگر اول ظاہر ہے کہ یہ آیت مکی ہے مکہ میں منافق نہ تھے ⑰ لہٰذا رب سے چھپنے کے لئے ستر چھپانے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ حیاء وغیرت کے لئے ستر پوشی کرو۔ خیال رہے کہ تنہائی میں بھی ننگا ہونا منع ہے۔ اس لئے نہیں کہ رب سے چھپا جاوے بلکہ اس لئے کہ اس میں شرم وحیا کا اظہار ہے' رب کا حکم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق دفن تھے' میں بے حجاب اندر چلی جاتی تھی۔ کہ ایک میرے شوہر ﷺ مدفون تھے اور ایک میرے والد۔ مگر جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تب سے میں بغیر حجاب اندر نہ گئی۔ کیونکہ حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے' حیا فرمایا' حجاب نہ فرمایا۔ غرض کہ حیا اور ہے حجاب کچھ اور۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر میں مدفون بندے زائرین کو دیکھتے جانتے اور پہچانتے ہیں اور یہ کہ ان سے شرم وحیا بھی کرنی چاہئے اور ان کا ادب بھی۔

بقیہ صفحہ ۲۶۷

لہٰذا یہ آنا جانا دونوں ہی اللہ کی رحمت ہیں۔ ⑩ وہ اب نہ آئیں گی۔ یہ سمجھ کر وہ مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے بجائے شکر کے بد اعمالیاں کرتا ہے' جیسا آج دیکھا جا رہا ہے کہ امیر لوگ شفا پانے پر کنجر نچاتے ہیں' شادی بیاہ میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ⑪ معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی منع ہے۔ شکریہ کی خوشی عبادت ہے' رب فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس: ۵۸) شیخی میں نظر اپنی ذات پر ہوتی ہے اور شکریہ میں توجہ رب کی طرف ہوتی ہے شیخی غفلت اور شکریہ کی خوشی جذبہ اطاعت پیدا کرتی ہے' رب شیخی سے بچائے شکر کی خوشی ہمارے نصیب کرے ⑫ اس طرح کہ راحت میں نفس کو فخر کرنے سے روکا اور مصیبت میں گھبراہٹ سے' یا جنہوں نے اللہ کی اطاعت پر صبر کیا کہ اس پر قائم رہے' غرضیکہ صبر ہر حال میں ہونا چاہئے

بقیہ صفحہ ۲۶۸

(خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر اکیلا ہو تو خالی ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جائے۔ تو اسے دس گنا بنا دیتا ہے' عثمان غنی اور ابوجہل کی دنیا میں فرق ظاہر ہے ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی رب تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں جیسے نماز کے لئے وضو شرط جواز ہے ایسے ہی اعمال کے لئے ایمان شرط قبول ہے ⑭ اس سے مراد وہ علماء یہود ہیں جو ایمان لا کر حضور کے صحابی بنے' جیسے عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی۔ روشن دلیل سے مراد حقانیت اسلام کے عقلی دلائل ہیں اور گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اہل کتاب جن کو یہ نعمتیں میسر ہوں' ان کی طرح ہوسکتے ہیں جو محض ضد اور عناد سے اسلام سے دور ہیں ہرگز نہیں ⑮ اس گواہ سے مراد عبداللہ بن سلام اور وہ علماء یہود ہیں جو قرآن کی حقانیت پر ایمان لائے' ⑯ معلوم ہوا کہ صرف ایمان پر بھروسہ نہ کرے' بلکہ ہمیشہ رب پر دھیان رکھے' گناہ کر کے اس کی مغفرت پر اور نیکی کر کے اس کے فضل وکرم سے قبول فرمانے پر۔ نیکی تخم ہے اور اس کی رحمت بارش کا پانی۔ تخم بارش کا محتاج ہے اور ہمارے اعمال اس کے کرم کے حاجت مند ہیں

بقیہ صفحہ ۲۶۹

کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ⑩ یعنی انہوں نے اپنے کو ایسا کرلیا کہ حق سننے' دیکھنے پر قادر نہ رہے۔ جیسے کوئی اپنی آنکھ پھوڑ کر اندھا' بہرہ بن جاوے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں قدرتی طور پر یہ قدرت نہیں' ورنہ وہ مجرم نہ

ہوتے (۱۱) یعنی بتوں کی معبودیت' اور ان کی شفاعت' جس کے وہ معتقد تھے۔ مگر وہاں یہ کچھ بھی نہ ہوگا (۱۲) یعنی آخرت میں گنہگار لوگ بھی نقصان میں رہیں گے لیکن کفار زیادہ نقصان میں ہوں گے کیونکہ آخر کار عذاب الٰہی سے گنہگار کا چھٹکارا ہو جائے گا۔ کفار کا چھٹکارا کبھی نہ ہوگا (۱۳) یعنی جنتی وہ لوگ ہیں جن میں تین اوصاف ہوں ایمان' نیک اعمال' اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع' راحت میں شاکر ہو کر مصیبت میں صابر ہو کر رب کی طرف رجوع کرتے ہیں (۱۴) یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ (الروم: ۵۲) اور اس کی تفسیر ہے وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ (الروم: ۵۳) معلوم ہوا کہ وہاں موتی اور اندھے' بہرے سے وہ کفار مراد ہیں جو کفر پر مرنے والے ہیں

بقیہ صفحہ ۲۷۰

سے عجز و نیاز۔ (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنین سے محبت سنت انبیاء ہے اور ان سے نفرت طریقہء کفار ہے۔ دوسرا یہ کہ مومن فقراء کا دور ہو جانا عذاب الٰہی کا باعث ہے (۱۴) تاکہ تم میرے فقر کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ امیری کا (۱۵) ظاہری معنی میں یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے نفی علم غیب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ خیال رہے کہ بغیر غیب کے جانے مانے ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ایمان علم کی اعلیٰ قسم ہے غیب جانے بغیر ایمان کیسا؟ اللہ کی ذات' قیامت' سب غیب ہے۔ لہٰذا اس آیت میں دعویٰ علم غیب کی نفی ہے' نہ کہ علم غیب کی' یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ خیال رہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتا ہے انہیں ضبط کی طاقت بھی دیتا ہے (۱۶) تاکہ تم میری بشریت کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ یہ ان کے اس قول کا رد ہے کہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا اس سے معلوم ہوا کہ نبوت انسانوں سے خاص ہے۔ فرشتہ نبی نہیں ہوتا' رب فرماتا ہے اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (یوسف: ۱۰۹)

بقیہ صفحہ ۲۷۱

اڑانا عبادت ہے' آیت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ ہم دنیا میں تمہارے غرق پر' آخرت میں تمہارے حق پر ہنسیں گے اور خوش ہوں گے

بقیہ صفحہ ۲۷۳

کہ کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفر چھوڑ' ایمان قبول کرو' یا مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر رب کی عبادت کرو' جیسے بے وضو سے کہا جائے کہ نماز پڑھ' یعنی وضو کر پھر نماز پڑھ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مشرک عبادت کا مکلف نہیں (۱۴) سارے رسولوں نے اپنی قوموں سے یہ ہی فرمایا۔ کیونکہ خالص نصیحت وہ ہی کر سکتا ہے۔ جو بے غرض ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں۔ کہ اس نے نبوت کے بہانہ سے اپنا اور اپنی اولاد کا پیٹ پالا۔ بے غرض نصیحت کرنے والا یقیناً سچا خیر خواہ ہوتا ہے (۱۵) اس طرح کہ ایمان لا کر کفر سے توبہ کرو' اور نیک اعمال کر کے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔ یعنی زبانی توبہ اور عملی توبہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۲۷۴

نجات رب کی رحمت سے ملتی ہے۔ اس لئے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا فرمایا گیا (۱۲) معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے انکار کے عذاب الٰہی نہیں آتا۔ اگرچہ انسان دعویٰ خدائی کرے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے۔ کیونکہ قوم عاد کے پاس صرف ایک نبی ہود علیہ السلام تشریف لائے تھے اور فرمایا گیا جمع کا صیغہ رُسُلَهٗ یعنی انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا۔ اس لئے کے سارے رسولوں کا دعویٰ ایک ہی ہے یعنی ایمان بالتوحید' لہٰذا ایک کا انکار سب کا انکار ہوا (۱۳) دنیا میں لعنت تو توبہ کی توفیق نہ ملنا اور عذاب کا آنا' بدنام ہونا اللہ کے بندوں کا ناراض ہونا ہے' قیامت کی لعنت منہ کالا ہونا۔ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنا اور فرشتوں کے ہاتھ گرفتار ہونا ہے

بقیہ صفحہ ۲۷۵

الٰہی آجاتا تھا۔ اس لئے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ایسے ہی ان جنگلوں کے جانور یا لکڑیاں حرام نہیں' مگر نقصان دہ ہوتی ہیں' جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے بچتے ہیں' جیسے کہ طبیب کسی کو گائے کے گوشت یا ارد کی دال سے منع کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے عذاب والی جگہ کے پانی پینے سے منع فرمایا۔ بلکہ اس سے گوندھے ہوئے آٹے کو بھی پھینکوا دیا۔ حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ نقصان کی وجہ سے (۱۳) یعنی اسے زخمی نہ کرو' اسے ذبح نہ کرو۔ اگر کسی کھیت سے کھائے تو اسے نہ نکالو اس اونٹنی کا یہ لوگ دودھ پیتے تھے' اس کا دودھ ساری قوم کو کافی ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ ہزار تھے' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے معجزے کا احترام چاہئے' اس کی بے حرمتی پر عذاب الٰہی آنے کا خطرہ ہوتا ہے' پاکستان میں ایک بھینس کے بچہ ہوا جس کی پیشانی پر محمد لکھا ہوا تھا۔ گجرات میں مرغی کے انڈے پر محمد اور احمد لکھا ہوا دیکھا گیا۔ بعض پتھروں میں حضور کے نام لکھے دیکھے گئے' ایسا ایک پتھر میرے پاس بھی ہے ان تبرکات کو مٹانا نہ چاہئے۔ بلکہ ان کا احترام ضروری ہے۔ کہ یہ نبی کے معجزے ہیں' ان کی بے حرمتی لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ میں داخل ہے (۱۴) انہوں نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے' دوسرے روز سرخ' تیسرے روز کالے' ایسا ہی ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول آئندہ کے حالات بہ تعلیم الٰہی جانتے ہیں (۱۵) معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام کو تعلیم الٰہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مرے گی' یہ علوم خمسہ میں سے ہے (۱۶) یہاں معیت سے ایمانی ہمراہی مراد ہے نہ کہ وقت کی ہمراہی' کیونکہ نبی کا ایمان امت کے ایمان سے پہلے ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ نے ان سب بزرگوں کو پہلے ہی وہاں سے نکال دیا' ان کے پیچھے کفار پر عذاب آیا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے

بقیہ صفحہ ۲۷۷

صادق کا وقت محبوبوں پر رحمت آنے کا وقت ہے اور مردودوں پر عذاب آنے کا وقت ہے اس لئے اس وقت استغفار پڑھنا۔ عبادات کرنا افضل ہے (۱۴) لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کی ہلاکت بہت جلد چاہتا ہوں' تب فرشتوں نے عرض کیا کہ سویرا قریب ہی ہے آپ اسے دور نہ سمجھیں (۱۵) یعنی ان پانچ بستیوں کا تختہ الٹ دیا۔ ان میں بڑا شہر سدوم تھا۔ ان کی کل آبادی چار لاکھ تھی۔ جبریل علیہ السلام نے ان شہروں کے نیچے ہاتھ ڈال کر اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ وہاں کے مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں۔ اور ایسا اچانک اٹھایا کہ برتنوں کا پانی تک نہ چھلکا۔ سونے والے جاگ نہ سکے (۱۶) معلوم ہوا کہ بدکاری بہت ہی فحش اور سخت گناہ ہے۔ کہ قوم لوط پر اتنا سخت عذاب آیا۔ جتنا اوروں پر نہ آیا۔ اسی لئے اسلام میں قتل کی سزا قتل' مگر زنا کی سزا رجم ہے (۱۷) یعنی جہاں وہ پتھر پڑے تھے وہ جگہ ان کفار مکہ سے دور نہیں' ان کے راستہ میں پڑتی ہے' یا وہ عذاب ان پر بھی آسکتا ہے۔ صرف آپ کی ذات انہیں عذاب

سے بچائے ہوئے ہے رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۳)

بقیہ صفحہ ۲۷۸

یعنی میرا ہاتھ رب کے ہاتھ میں ہے۔ تم کو چاہئے کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو تا کہ رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے، معلوم ہوا کہ رب سے براہ راست تعلق صرف پیغمبر کا ہوتا ہے، ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ اللہ تک پہنچ سکتے ہیں

بقیہ صفحہ ۲۷۹

ہلاکت جان کے عذاب۔ یہ ساتوں عذاب فرعونیوں پر آئے ⓯ چونکہ فرعون اور فرعونی لوگ بنی اسرائیل پر غالب تھے اس لئے یہاں انہی کا ذکر ہوا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلوں کے بھی نبی تھے۔ نیز اگلا مضمون فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ (ھود: ۹۷) قبطیوں کے متعلق تھا۔ اس لیے انہی کا یہاں ذکر فرمایا

بقیہ صفحہ ۲۸۰

یا قیامت میں بعض سعید ہوں گے، بعض شقی، منہ اجیالا ہونا داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ ہونا ہاتھ کھلے ہونا وہاں سعید کی پہچان ہوگی۔ اس کے برعکس بد بخت کی پہچان۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے دیوانہ وغیرہ بھی انہیں دو جماعتوں میں داخل ہیں، کیونکہ رب نے ان کیلئے کوئی تیسری قسم بیان نہ فرمائی ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں عارضی طور پر جائیں گے مگر ان کی آوازیں گدھے وغیرہ کی سی نہ ہوں گی۔ یہ کفار کے لئے خاص ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۸۱

کی نماز ثابت ہے، کیونکہ صبح و شام کی نمازیں دن کے کناروں کی نمازیں ہیں۔ ایسے ہی ظہر و عصر اور عشاء کی نماز زلفاً میں داخل ہے

بقیہ صفحہ ۲۸۲

ہیں۔ ⓬ تاکہ کفار کا برا برتاؤ دیکھ کر آپ کے قلب پاک کو ایذا نہ ہو اور برداشت کی قوت پیدا ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والوں کے ذکر سے دل کو چین ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے ہیں کہ پروردگار ان کی دل جمعی کا انتظام فرماتا ہے۔ ان کا دل گھبرانے نہیں دیتا۔ ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کے لئے ہے، عقائد وغیرہ کی ہدایت سارے انسانوں کے لئے۔ ⓮ یہ حکم انتہائی غضب کے اظہار کے لئے، معلوم ہوا کہ امر بھی وجوب کے سوا دیگر معنی کے لئے بھی آتا ہے، اس

آیت میں بدکاری کرنے کی اجازت نہیں دی گئی

بقیہ صفحہ ۲۸۳

پیشانی زمین پر رکھنا تو آپ نے گیارہ تارے اور چاند، سورج کو انسانی شکل میں ملاحظہ فرمایا تھا جس کی پیشانی ہوتی ہے یا یہاں سجدہ سے مراد تواضع اور عاجزی و انکساری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ⓾ اس سے معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص کو نہ سنائی جاوے۔ خصوصاً عداوت رکھنے والے اور ناسمجھ آدمی کو خواب کی اول تعبیر کا اعتبار ہوتا ہے۔ ⓫ یعنی تمہیں ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر کریں گے، اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ جانتے تھے کہ ہلاک نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ خواب برحق ہے، اس کی تعبیر ہو کر رہے گی۔ ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانہ میں یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان کی موت کا یقین کر چکے تھے، کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی تھی کہ اے یوسف تمہیں نبوت اور علم وغیرہ عطا ہوگا تو حضرت یوسف علم و نبوت حاصل کئے بغیر کیسے وفات پا سکتے تھے۔ بعض علماء کرام نے اس آیت سے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے، کیونکہ نبوت کے لئے چناؤ صرف یوسف علیہ السلام کا ہوا۔ واللہ اعلم ⓭ یعنی میری ساری اولاد پر نعمت پوری فرماوے گا اور سلطنت سے نوازے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی یا ولی ہیں، بعض علماء نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے تمام بھائی نبی ہوئے۔ اللہ و رسولہ اعلم

بقیہ صفحہ ۲۸۴

جانے سے مراد ہے باپ کی خدمت کر کے انہیں راضی کر لینا ورنہ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ یہ اللہ پر امن ہے نیز کسی کو ستا کر کسی کا حق مار کر توبہ کرنے سے انسان صالح نہیں بن سکتا، حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ❽ کیونکہ بے گناہ کو مارنا سخت گناہ ہے۔ یہ یہودا نے کہا تھا جو ان سب میں رقیق القلب تھے ❾ یعنی آج تک آپ نے کبھی یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ سیر و تفریح کرنے جنگل نہ بھیجا، حالانکہ بھائی، بھائی کا قوت بازو ہوتا ہے اگرچہ سوتیلا ہو ⓾ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو جائز کھیل کھیلنا جائز ہے ایسے ہی جنگلی میوے جن کا کوئی مالک نہ ہو کھانا جائز ہیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کسی باغ کے مالک نہ تھے ⓫ شاید بھیڑیئے سے مراد خود بھائی ہی ہوں۔ کیونکہ یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کا گوشت کوئی جانور تو کیا قبر کی مٹی بھی نہیں کھا سکتی، لہٰذا بھیڑیئے کے کھانے سے مراد خود بھائیوں کا انہیں ہلاک کر دینا ہے اور اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ یہ مراد ہو کہ تم ان کے رتبہ سے غافل ہو ⓬ چنانچہ آپ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ جنگل کی طرف بھیج دیا اور چلتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قمیص جو نمرود کی آگ میں جاتے وقت آپ کے گلے میں تھی تعویذ بنا کر یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی، اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات گلے میں ڈالنا حفاظت کے لئے جائز ہے ⓭ آپ جب تک یعقوب علیہ السلام کی نظر میں رہے اس وقت تک تو بھائی بہت پیار و محبت سے اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے اور جب ان کی نظر سے اوجھل ہوئے تو یوسف علیہ السلام کو زمین پر پٹک دیا، اور ہر ایک نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ یوسف علیہ السلام جس کے پاس جاتے وہی مارتا، جب بہت ظلم کر چکے تو یہودا نے کہا کہ تم بدعہدی کر رہے ہو تم سے قتل کرنے کی نہ ٹھہری تھی، تب وہ اس سے باز آئے ⓮ چنانچہ ان لوگوں نے کنعان سے تین کوس دور بیت المقدس کے علاقہ میں یوسف علیہ السلام کو ایک ایسے کنوئیں میں ڈالا جو اوپر سے تنگ تھا نیچے سے کشادہ۔ ڈالتے وقت آپ کی قمیص اتار لی اور آپ کے دونوں ہاتھ باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ آدھے کنوئیں تک پہنچے تھے کہ چھوڑ دیا۔ جبریل امین فوراً کنوئیں میں پہنچے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر لے لیا اور ابراہیم علیہ السلام کی قمیص جو تعویذ کی شکل میں گلے میں پڑی تھی اتار کر پہنا دی، جس سے اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی ⓯ یہاں وحی سے مراد یا تو الہام ہے یا حضرت جبریل کا کلام کیونکہ اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے اور وحی نبی پر آتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول کا کلام رب کا کلام ہے کہ حضرت جبریل نے بات کی اور رب نے کہا کہ ہم نے فرمایا ⓰ یعنی ایک وقت ایسا آوے گا کہ تم تخت شاہی پر جلوہ گر ہو گے اور یہ بھائی تمہارے حاجتمند ہو کر تمہارے پاس آویں گے اور تم انہیں آج کے واقعات یاد دلاؤ گے، اور یہ شرمندہ ہوں گے، رب فرماتا ہے آپ نے اس وقت فرمایا۔ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ (یوسف: ۸۹) الخ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے یوسف علیہ السلام کو آئندہ واقعات کا پورا علم بخشا اور علم غیب عطا فرمایا، آپ اس کنوئیں میں تین دن رہے اس زمانے میں فرشتے اس کنوئیں کی زیارت کرنے آتے تھے،

اور آپ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے' اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی اسی ۸۰ سال کے بعد والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کنوئیں میں اللہ کا ذکر بہت فرماتے تھے۔

بقیہ صفحہ ۲۸۵

آپ کے خریدنے کی ہر شخص کو خواہش تھی (11) اس عورت کا نام راعیل بنت رعاییل تھا' لقب زلیخا بروزن حسینۂ یا تصغیر سے (12) حسن یوسفی کی جھلک کنعان کے کنوئیں پر اور طرح کی تھی' لہٰذا اس وقت قیمت چند درہم لگے' مگر بازار مصر میں اور طرح کی تھی کہ ایک نظارے کے لئے ہزاروں دینار لگے' زنانِ مصر کے سامنے اور طرح کی کہ ہاتھ کٹ گئے' قحط زدوں کے سامنے اور طرح کی تھی کہ پیٹ بھر گئے' جیسے سورج کی تجلی صبح کے وقت اور طرح ہوتی ہے دوپہر کو اور طرح کی شام کو اور طرح' بادل میں اور طرح کی' یونہی حسن محمدی دنیا میں اور طرح تھا' معراج میں اور طرح قبروں میں اور طرح' حشر میں اور طرح (13) اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو کافروں کے گھر رکھ کر پرورش کرائی' معلوم ہوا کہ کافر کے ہدایا قبول کرنے جائز ہیں' ان کے گھر ضرورۃً دعوت کھانا حلال ہے' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حرام غذا سے بچاتا ہے۔ (14) یعنی مصر کی زمین میں انہیں رہنے سہنے' چلنے پھرنے کا موقعہ عنایت فرمایا کہ عزت کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں' مصر کا علاقہ ۴۰ میل لمبا ۴۰ میل چوڑا تھا (15) احادیث سے مراد خوابیں اور تاویل سے مراد ان کی تعبیر ہے' آپ علم تعبیر میں امام اول ہیں' اور بلا واسطہ معلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم بخشا معلوم ہوا کہ ایمان جڑ ہے اور علم اس کا پھل' قوت ایمانی سے علم لدنی ملتا ہے (روح) (16) کہ بعض مصیبتیں رب کی رحمتیں ہوتی ہیں' یوسف علیہ السلام کا مصیبت اٹھا کر مصر پہنچنا اللہ کی نعمتوں کا دروازہ ثابت ہوا (17) یعنی جوانی کو' جوانی ۱۸ سال سے شروع ہو کر چالیس سال پر ختم ہوتی ہے' چالیس برس سے ساٹھ برس تک ادھیڑ عمر' پھر ساٹھ سے ایک سو بیس برس تک بڑھاپا' اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب عمریں لمبی ہوتی تھیں' یہاں اشدہ سے مراد بیس سال ہے

بقیہ صفحہ ۲۸۶

دروازوں کے قفل اور رکنڈیاں صرف آپ کے اشارے پر کھلتے گئے ورنہ چابیاں زلیخا کے پاس تھیں (8) چونکہ عزیز مصر واقع میں آپ کا مالک نہ تھا کیونکہ آپ تو آزاد تھے ظلماً بیچے گئے تھے' اس لئے اس کو یوسف علیہ السلام کا سید نہ کہا گیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ آزاد کی بیع باطل ہے' دوسرے یہ کہ بیع باطل سے جو چیز خریدی جاوے' اس کی پھر بیع بھی باطل ہے کیونکہ قافلہ والوں نے آپ کو بیع باطل سے خریدا' خریدنا باطل ہوا' اور فروخت کیا تو فروخت کرنا بھی باطل ہوا۔ (9) زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو ارادۂ زنا کی تہمت لگائی' زنا کی نہ لگائی' اگر آپ نے واقعی ارادہ کر لیا ہوتا تو زلیخا سچی ہوتی' مگر قرآن کریم نے اور گواہ نے اسے جھوٹا کہا' معلوم ہوا کہ آپ سے ارادۂ گناہ بھی صادر نہ ہوا۔ ان کی جناب اس سے پاک ہے۔ (10) خود زلیخا نے سزا اس لئے تجویز کی تاکہ عزیز مصر طیش میں آ کر یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرا دے اور وہ آپ سے محروم ہو جاوے (11) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ارادۂ زنا صرف زلیخا سے صادر ہوا جیسا کہ هِيَ رَاوَدَتْنِي کے حصر سے معلوم ہوا یوسف علیہ السلام سے ارادہ بھی صادر نہ ہوا۔ ورنہ حصر باطل ہو جاتا اور آپ کا یہ فرمانا جھوٹ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مجرم کی شکایت حاکم کے سامنے کرنا۔ اور اپنے پر سے تہمت دور کرنا سنت انبیاء ہے' حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ تہمت کی جگہ سے بچو (12) اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ایک کی گواہی معتبر ہے' کیونکہ قرآن کریم نے بغیر تردید یہ واقعہ نقل فرمایا' اب بھی خبر واحد دیانات میں قبول ہے یہی حال احادیث احاد کا ہے' اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان معلوم ہوئی' کہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بچے نے گواہی دی اور محبوبہ' محبوب کو تہمت لگی تو رب تعالیٰ نے خود گواہی دی (13) واقعہ یہ ہوا کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے یہ کہا کہ میں آپ کو کیونکر سچا تسلیم کروں' تو آپ نے زلیخا کے ماموں کے شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو' اس بچہ کی عمر صرف چار مہینہ تھی' گہوارے میں جھول رہا تھا' وہ بچہ فوراً بول پڑا اور وہ کہا جو قرآن شریف نے یہاں نقل فرمایا۔ خیال رہے کہ چند شیر خوار بچوں نے کلام کیا ہے' یوسف علیہ السلام کا یہ گواہ' ۲۔ ہمارے حضور ﷺ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی حمد الٰہی کی' ۳۔ عیسیٰ علیہ السلام' ۴۔ بی بی مریم' ۵۔ یحییٰ علیہ السلام' ۶۔ ابراہیم علیہ السلام' ۷۔ اس عورت کا بچہ جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی اور وہ بیگناہ تھی۔ ۸۔ خندق والی مصیبت زدہ عورت کا بچہ' یعنی صاحب اخدود' ۹۔ حضرت آسیہ کی کنگھی کرنے والی کا بچہ' ۱۰۔ مبارک یمامہ' جس نے پیدا ہوتے ہی حضور کی حضور کے حکم سے گواہی دی' ۱۱۔ جریج راہب کا گواہ بچہ' اس آیت سے معلوم ہوا کہ علامات اور نشانیوں سے مقدمہ کے فیصلہ میں مدد لینی چاہئے' کیونکہ بچے نے کہا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوتا تو زلیخا آپ کے پیچھے نہ بھاگتی' اور نہ آپ کو پکڑتی اور نہ کرتا پیچھے سے پھٹتا (14) یعنی ساری عورتوں کا مکر مردوں کے مکر سے بڑا ہے کہ ان کی تہمت لگائی ہوئی جلد مان لی جاتی ہے' یا یہ کہ عورت کا فریب شیطان کے فریب سے بڑا ہے کہ شیطان چھپ کر فریب دیتا ہے اور یہ سامنے آ کر' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عورت مطلقاً فریبی اور مکار ہے' اگر بعض اللہ کی بندیاں مقبول بارگاہ الٰہی ہوئیں تو وہ مردوں کے فیض سے' جیسے پانی فطرۃً ٹھنڈا ہے' مگر آگ کے فیض سے گرم ہو جاتا ہے' کیونکہ یہ کلام اگرچہ عزیز مصر کا ہے مگر رب نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا گویا اس کی تائید کی' شیطان کا مکر کمزور ہے اور عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کا جال ہے جس کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے' دوسرے یہ کہ عورت کا فساد تمام فسادوں سے زیادہ ہے' سب سے پہلا قتل ہابیل کا عورت کی وجہ سے ہوا۔ تیسرے یہ کہ بمقابلہ ابلیس کے عورت کا فریب سخت تر ہے۔ کیونکہ رب نے شیطان کے بارے میں فرمایا إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (النساء: ۷۶) شیطان کا مکر کمزور ہے عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ تمہارا مکر بڑا ہے' چوتھے یہ کہ ہر عورت کا یہ حال نہیں ہے۔ بعض مومنہ صالحہ عورتیں فرشتوں سے افضل ہیں رب نے بی بی مریم کے بارے میں فرمایا وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (آل عمران: ۴۲) اور حضور کی ازواج کے بارے میں فرمایا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (احزاب: ۳۲) (15) یعنی نہ تم اس کا غم کرو نہ کسی سے یہ واقعہ بیان کرو میری عزت ولاج رکھو تم سچے ہو

بقیہ صفحہ ۲۸۷

کہ آپ نے جیل کی تکلیف اختیار کی مگر ان میں سے کسی کی بات نہ مانی (13) یہ کلام یوسف علیہ السلام کا انتہائی عجز و انکسار پر مبنی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود معصوم ہونے کے ہر وقت اپنے کو رب کا حاجت مند جانتے تھے' لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو محفوظ نہ سمجھے' ہمیشہ خطرناک جگہ سے پرہیز کرے' رب کی پناہ مانگتا رہے (14) معلوم ہوا کہ

معصیت کے مقابلہ میں مصیبت آسان ہے' اللہ معصیت سے بچائے' اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے پھندوں سے بچا کر جیل خانہ میں رکھا اور اسے احسان و انعام شمار کیا۔ گناہ سے بچالینا اس کا فضل ہے' (۱۵) یعنی پہلے ان کی رائے تھی کہ اس واقعہ کا کوئی اثر نہ لیا جاوے مگر کچھ عرصہ بعد اسی میں مصلحت دیکھی کہ یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا جاوے تاکہ لوگوں کو آپ کے قصوروار ہونے کا یقین ہو' لیکن ان کے دل مانتے تھے کہ آپ بے قصور ہیں' اس وقت صرف دو تین روز کے لئے جیل خانہ بھیجا تھا' شاہ مصر کی تین جیلیں تھیں۔ بجن قتل' بجن عافیت' بجن عذاب' بجن قتل چالیس گز نیچے زمین میں تھی کہ مجرم کو اوپر سے گرایا جاتا تھا۔ وہ گرتے گرتے مرجاتا تھا۔ بجن عذاب بھی زمین دوز تھی' اس میں اندھیرا اور سانپ بچھو تھے۔ بجن عافیت زمین پر تھی جس میں مجرم رکھے جاتے تھے' آپ کو بجن عافیت میں رکھا گیا۔

بقیہ صفحہ ۲۸۸

ہے۔ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر: ٦) دوسرے یہ کہ تبلیغ میں الفاظ نرم اور اور دلائل قوی استعمال کرنے چاہئیں۔ تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان کی تلقین کرنا سنت ہے' آپ نے معلوم کرلیا تھا کہ باورچی عنقریب پھانسی چڑھے گا تو اسے یہ تلقین فرمائی' (۱۲) معلوم ہوا کہ مشرکوں کے اکثر بت صرف خیالی گھڑی ہوئی صورتیں ہیں' حقیقت کچھ نہیں' جیسے ہندوؤں کے ہنومان' کرشن' گنیش وغیرہ کچھ نہیں۔ محض خیالی چیزیں ہیں کہ کسی کا منہ بندر کا' کسی کا ہاتھی کا' یہ کوئی چیزیں نہیں ہیں جو مسلمان انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرے وہ بیوقوف ہے پہلے ان کا وجود تو ثابت کرلو (۱۳) یعنی ان بتوں کے رب ہونے پر وحی الٰہی نہیں آئی' نہ کسی نبی نے فرمایا' سند سے مراد یہ ہی دو چیزیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں صرف قیاس کافی نہیں' نبوت کی سند ضروری ہے (۱۴) حکم سے حقیقی یا تکوینی حکم مراد ہے حکم تشریعی میں مخلوق بھی حاکم ہوسکتی ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رب کے سوا کسی کو کسی طرح کا حاکم نہ مانو' رب فرماتا ہے۔ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا (النساء: ٣٥) یہ حصر حقیقی حکم کے لحاظ سے ہے حکم تشریعی میں انبیاء کرام مختار ہوتے ہیں' دیگر احکام میں بادشاہ اور حکام کو اختیارات ہوتے ہیں (۱۵) اس وقت اکثر مصر والے ستارہ پرست تھے' موحد کوئی نہ تھا' وہاں پہلے توحید کے مبلغ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں

بقیہ صفحہ ۲۸۹

چکا تھا (۱۲) یعنی بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت اس تعبیر سے خبردار ہوں' یا آپ کے فضل و کمال اور علم سے واقف ہوجائیں وہ ابھی تک آپ کو پہچان نہ سکے' کہ آپ کیسے موتی ہیں لعل ہیں'

بقیہ صفحہ ۲۹۰

جنہیں واقعہ سے تعلق ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خود ان عورتوں نے بھی یوسف علیہ السلام کی خواہش کی تھی یا آپ سے زلیخا کی سفارش کی تھی اسی لئے فرمایا گیا رَاوَدْتُّنَّ تم سب نے جی لبھایا (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ مصر کے لوگ اللہ کو بھی مانتے تھے اور ہوسکتا ہے کہ یہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر موحدہ' مومنہ بن چکی ہوں' کیونکہ یہ کلام مسلمانوں کا سا ہے (۱۱) یعنی سب لوگوں پر' ورنہ خاص خاص پر تو اس دن ہی یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ظاہر ہوچکی تھی' اللہ کی شان ہے کہ پہلے تو یوسف علیہ السلام اپنی خلاصی کی کوشش فرمارہے تھے' اور آج بادشاہ اور ساری سلطنت کے لوگ خوشامد سے آپ کو باہر تشریف لانے کی درخواست کر رہے ہیں (۱۲) یہ حضرت زلیخا کی توبہ کا اعلان رب نے فرمایا کیونکہ اپنے قصور کا اقرار توبہ ہے لہٰذا اب زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے' کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مربیہ' صحابیہ اور ان کی زوجہ پاک تھیں' رب نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ وہ توبہ کرچکی تھیں' توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے' زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہونا مسلم و بخاری وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے حضور نے مرض وفات میں اپنی ازواج سے فرمایا اِنَّ کُنَّ اَنْتُنَّ صَوَاحِبَ یُوْسُفَ صواحب صاحبہ کی جمع ہے بمعنی زوجہ' رب فرماتا ہے وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (انعام: ١٠١) یعنی تم یوسف علیہ السلام کی زوجہ زلیخا کی طرح ہو۔ معلوم ہوا حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہیں' صواحب جمع فرمانا اسی لئے ہے کہ مشبہ جمع ہے جیسے صحابہ کو کہا جاتا ہے شموس الہدیٰ' یا اقمار ایمان' (۱۳) تب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان تمام عورتوں نے آپ کی پاکدامنی کا اقرار کرلیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ صبر رب کی بڑی نعمت ہے یہ خود تو کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ اور سانچ کو آنچ نہیں آتی۔ مکار کا انجام خراب ہوتا ہے' ہر عالم و واعظ کو چاہئے کہ ان عورتوں اور زلیخا کو برائی سے یاد نہ کرے' یہ سب توبہ کرچکی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲۹۱

ہوں گے آخرت میں کہیں اس سے زیادہ ملے گا' پھر دنیا فانی ہے اور آخرت باقی (۹) یوسف علیہ السلام نے ان فراخی کے سات سال میں غلہ کی کاشت کرا کر بے شمار انبار جمع کرلئے زمانہ قحط آگیا بارش بند ہوگئی' پہلے سال لوگوں نے اپنے پچھلے ذخیرے کھائے دوسرے سال بازار سے غلہ خالی ہوگیا تو سب لوگ روپیہ پیسہ دے کر یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدنے لگے تیسرے سال جواہر' زیور' مال مویشی کے عوض یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدا چوتھے سال اپنے غلام باندیاں دے کر غلہ لے گئے' پانچویں سال اپنی تمام غیر منقولہ جائیدادیں یوسف علیہ السلام کو دے کر غلہ خریدا' چھٹے سال اپنے بچے فروخت کر کے غلہ خریدا' ساتویں سال خود اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کردیا' اور سب آپ کے غلام بن گئے' وہاں کی ساری عورتیں یوسف علیہ السلام کی لونڈیاں اور سارے مرد آپ کے غلام ہوگئے' یوسف علیہ السلام نے ان سب کو آزاد فرمایا اور ان کے تمام مال و متاع جائیدادیں واپس فرمادیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی کے دامن سے غلامی کا دھبہ دور کرنے کے لئے اور بچھڑے ماں باپ ملانے کے لئے یہ قحط بھیجا تھا۔ پیغمبر کی عزت ایسی عظیم ہوتی ہے کہ اس کے لئے عالم کو پریشان کیا جاسکتا ہے' چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے بھائی بھی غلہ لینے آئے' بنیامین کو ساتھ نہ لائے (۱۰) کیونکہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالے ہوئے چالیس سال یا قریباً اسی سال کا عرصہ ہوچکا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام وفات پاچکے ہوں گے' انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم نبی زادے ہیں' ہم بارہ بھائی تھے ایک کو بھیڑیا کھا گیا اب گیارہ ہیں آپ نے پوچھا' گیارھواں بھائی کہاں ہے تو بولے وہ ہمارے غمزدہ باپ کا سہارا ہے' اسے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ (۱۱) لہٰذا تمہارے بھائی بنیامین کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی' یوسف علیہ السلام نے ان سب کی بہت خاطر تواضع فرمائی تھی

بقیہ صفحہ ۲۹۲

تھا کہ اس وقت مصر والوں کو پتہ نہ تھا کہ یہ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں' یہ لوگ خوبصورت جوان تھے

اور پہلی بار بادشاہ کے منظور نظر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں مشہور بھی ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظر حق ہے اور اس میں اثر ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر کرنا سنت پیغمبر ہے (۱۵) یعنی یہ مشورہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر ہے اور تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی تفسیر خازن نے فرمایا کہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ بنیامین اس حیلہ سے یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہیں' اس طرح کہ وہ لوگ دوٗ دو ہو جائیں' اور بنیامین اکیلے رہ جائیں تو انہیں یوسف علیہ السلام رکھ لیویں اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے واقف تھے' (۱۶) یعنی حکم تکوینی صرف اللہ کا ہے کوئی اس کا شریک نہیں' دنیا کے حکام مجازی طور پر قانونی حکم کے رب کی طرف سے مختار ہیں' لہٰذا اس آیت پر کچھ اعتراض نہیں' رب فرماتا ہے کہ اگر خاوند و بیوی میں کچھ جھگڑا ہو جاوے تو فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا (النساء: ۳۵) ایک حکم مرد کی طرف سے ایک عورت کی طرف سے بھیجو' وہ آیت اس کے خلاف نہیں

بقیہ صفحہ ۲۹۳

کہ مال کی ضمانت یا کفالت جائز ہے اور لفظ زعیم سے ضمانت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ضامان بن جانے کا رواج ہے۔ اس کا ماخذ یہ آیت کریمہ ہے (۱۳) کیونکہ ہم دوبارہ مصر آچکے ہیں۔ ہمارا تقویٰ و طہارت آزما لیا' ایسے متقی لوگ چور نہیں ہوتے' ہم تو چوری کا چارہ بھی اپنے اونٹوں کو نہیں دیتے۔ گھر سے اپنے لئے کھانا' سواریوں کے لئے چارہ لے کر چلتے ہیں (۱۴) یعنی اگر تمہارے پاس چیز نکل آئے تو تم اپنی سزا خود تجویز کرو' اس سے معلوم ہوا کہ کسی جرم پر سزا آپس میں طے کر لینا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ سزا خلاف شرع نہ ہو' (۱۵) یعنی دین یعقوبی میں چوری کی سزا یہ ہے کہ مالک مال چور کو جب تک چاہے اپنا غلام بنا کر رکھے مگر وہ اس کو فروخت کرنے کا حق نہ رکھتا تھا صرف اس سے خدمت لیتا تھا (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے درست ہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو روکنے کا ایک حیلہ ہی اختیار فرمایا اور یہ بالکل جائز حیلہ تھا کسی پر ظلم نہ تھا' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ایک حیلہ کی تعلیم فرمائی تھی کہ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الخ (ص: ۴۴) اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار دو۔ (۱۷) خیال رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس حیلہ میں نہ تو جھوٹ بولا کیونکہ آپ کے خادم نے کہا تھا کہ تم چور ہو نہ کہ آپ نے اور خادم بے خبر تھا' نہ آپ نے بھائی کو چوری کا بہتان لگایا' بلکہ جو کچھ کیا گیا خود بنیامین کے مشورہ سے کیا گیا' اسی لئے رب نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا کَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یہ تدبیر یوسف کو ہم نے سکھائی کہ انہوں نے اس معاملہ میں پہلے بھائیوں سے قانون پوچھ لیا اور بنیامین کا روکنا آسان ہو گیا' راز بھی فاش نہ ہوا ورنہ مصر کا قانون چور کو مارنا' اور اس سے دوگنا مال وصول کرنا تھا۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کے کام در پردہ رب کے کام ہوتے ہیں' ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' دیکھو بنیامین کو روکنے کا یہ حیلہ یوسف علیہ السلام نے کیا' مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب کچھ انہیں ہم نے سکھایا۔

بقیہ صفحہ ۲۹۴

ان حضرات کا دل میں یہ سوچنا ہی توبہ تھا۔ اب جو انہیں برا کہے وہ ظالم ہے۔ (۱۳) یعنی مصر ہی میں رہوں گا تاوقتیکہ یا تو ابا جان مجھے کنعان آنے کی اجازت دے دیں' یا بادشاہ مصر بنیامین کو چھوڑ دے اب میں ان کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔ یہ یہودا کا کلام ہے' جو ان سب میں عمر میں بڑے تھے' بعد میں یہ ہی یعقوب علیہ السلام کے پاس یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لے کر گئے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ گفتگو روبیل کی ہے' جو عقل میں ان سب سے بڑے تھے۔ (۱۴) یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی' اس لئے آگے فرماتے ہیں کہ ہم غیب کے نگہبان نہیں' رب جانے واقعہ میں وہ چور ہیں کہ نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے پاس مال برآمد ہو جانے پر بھی دیکھنے والا یقین سے اسے چور نہیں کہہ سکتا۔ حاکم بھی تحقیق کے بعد ہاتھ کاٹنے کا حکم دے۔ محض مال برآمد ہو جانے پر ہاتھ نہ کٹوا دے

بقیہ صفحہ ۲۹۵

انہوں نے بھی عرض کیا تھا کہ وہ بخیریت ہیں (روح وخزائن العرفان) نیز یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر بھی خود آپ ہی دے چکے تھے۔ (۹) یعنی بنیامین جہاں ہیں وہاں یوسف علیہ السلام ہیں' معلوم ہوا کہ آپ اصل حال سے خبردار ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاش محبوب کے لئے سفر کرنا سنت انبیاء ہے یعقوب علیہ السلام نے بچوں کو تلاش یوسف کے لئے سفر کا حکم فرمایا' لہٰذا بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر خواہ ان کی زندگی میں ہو یا بعد وفات عُرس وغیرہ پر جائز ہے۔ (۱۰) یہاں کافر سے مراد ناشکرے اور بے صبر لوگ ہیں' رب فرماتا ہے وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (بقرہ: ۱۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی قبول دعا یا حصول مدعا میں دیر لگے تو آدمی تنگدل نہ ہو (۱۱) یہ تیسری بار بھائیوں کی حاضری ہے جس کا مقصد غلہ حاصل کرنا بھی تھا اور تلاش یوسف علیہ السلام بھی' کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے اس کا حکم دیا تھا (۱۲) کچھ اون اور کچھ ردی کھوٹے درم جسے تاجر قبول نہ کریں' بعض روایات میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ایک خط بھی تحریر فرما کر فرزندوں کے حوالہ کیا۔ جس میں بادشاہ مصر یعنی یوسف علیہ السلام کی طرف بہت دردناک مضمون تحریر فرمایا یہ مضمون روح البیان وغیرہ میں درج ہے' (۱۳) یہاں صدقہ سے مراد کھوٹی پونجی لے کر غلہ دینا ہے' جیسے کہ حدیث شریف میں مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ فرمایا گیا۔ شرعی صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ مراد نہیں کیونکہ انبیاء کرام شرعی صدقہ نہیں کھاتے اور اگر یہ مراد ہوتی تو اپنی کھوٹی پونجی کا ذکر نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ صدقہ کبھی مہربانی پر بولا جاتا ہے بلکہ ہر وہ کام جس پر ثواب ملے' صدقہ ہے' جیسے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ کہا گیا ہے (۱۴) بھائیوں کا یہ حال سن کر یوسف علیہ السلام پر گریہ طاری ہو گیا' اور آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہو گئے (خزائن العرفان) پھر آپ نے حسب ذیل سوال فرمایا (۱۵) یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنا اور بنیامین کو بھائی سے اکیلا کر دینا' ورنہ ان بزرگوں نے بنیامین کو براہ راست کوئی تکلیف نہ دی تھی (۱۶) یعنی اپنے اور میرے انجام سے بے خبر تھے' یہ فرمان مہربانی کے طور پر ہے' نہ کہ عتاب کے طور پر' یہ فرما کر آپ مسکرائے' آپ کے دانتوں کا نور دیکھ کر بھائیوں نے آپ کو پہچانا اور بولے (۱۷) یہ حضرات پہلے دو بار میں دربار یوسفی میں پہنچ کر بھی یوسف علیہ السلام کے پاس نہ پہنچے' انہیں نہ پا سکے آج اپنی بے کسی دکھائی' عجز و انکسار اختیار کیا تو یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے' دربار محمدی کا بھی یہی حال ہے' رب فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ الخ (انعام: ۵۴) وہاں بھی جاءک سے یہی آنا مراد ہے

بقیہ صفحہ ۲۹۶

یہ تو بجلی کی چمک کی طرح ہے' کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ (۹) یعنی چونکہ آپ کو ہر وقت یوسف علیہ السلام کا خیال

رہتا ہے اس لئے یہ خیال بندھ گیا' ورنہ انہیں وفات پائے عرصہ گزر چکا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ضال کے معنی صرف گمراہی نہیں' اور بہت سے معنی بھی ہیں ⑩ یعنی یہودا یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی' یہ ہی یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص لائے تھے' اور انہوں نے ہی کہا تھا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ان کی مرضی تھی کہ آج یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خبر بھی میں ہی پہنچاؤں تاکہ یہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے' یہودا کی خوشی کا یہ حال تھا کہ سر اور پاؤں سے ننگے اسی ۸۰ کوس تک بھاگتے چلے آئے مصر سے جو کھانا راستہ کے لئے لائے تھے۔ وہ بھی راہ میں پورا نہ کھایا (خزائن العرفان) ⑪ اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں پر بزرگوں کے تبرکات ڈالنا چھڑکنا سنت پیغمبر ہے مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا' یا پیر کی قمیص' تہبند رکھنا اس آیت سے مستنبط ہوسکتا ہے' کیونکہ یہ تبرکات بڑی بڑی مشکل حل کردیتے ہیں ⑫ یعنی میں جانتا تھا کہ وہ زندہ اور بخیریت ہیں بلکہ ان کی ہر حالت سے خبردار تھا ⑬ قالوا کے جمع فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر مصر سے صرف یہودا نہ آئے تھے' بلکہ دسوں بھائی آئے تھے مگر پہلے خوشخبری یہودا نے سنائی تھی' چونکہ ظلم کی معافی کے لئے شرط یہ ہے کہ مظلوم معاف کرے' اس لئے ان صاحبوں نے یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی یعنی ہم کو آپ بھی معاف فرمادیں' اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کی درخواست فرمادیں ⑭ اس وقت دعا نہ فرمانا اس لئے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو قبولیت کے لئے اکسیر ہے یا وقت سحر کا انتظار تھا۔ یا ملاقات یوسف علیہ السلام کا اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ⑮ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد اور تمام اہل و اولاد کے لانے کے لئے دو سو سواریاں اور بہت سامان بھیجا تھا۔ چنانچہ کل بہتر افراد کنعان سے مصر روانہ ہوئے' جب مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے چار ہزار فوج لے کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ مصر کے تمام باشندے اس شاندار جشن کے نظارہ کے لئے نکل پڑے اس وقت یعقوب علیہ السلام یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے' ملاحظہ فرمایا کہ تمام جنگل زرق برق سواروں' ریشمی پھریروں سے بھرا پڑا ہے' پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں' یہودا نے عرض کیا' کہ آپ کے نور نظر یوسف علیہ السلام اور ان کا لشکر ہے جو آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہیں' جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اوپر دیکھئے' تمام وہ فرشتے اس نظارہ کے لئے حاضر ہیں جو آپ کے ساتھ غم میں رویا کرتے تھے۔ یہ دسویں محرم جمعہ کا دن تھا' جب باپ بیٹے قریب ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ تجھ پر سلام ہو اے رنج و غم مٹانے والے' پھر دونوں لپٹ کر خوب روئے ' (خزائن العرفان) ⑯ یہاں ماں سے مراد یوسف علیہ السلام کی خالہ لیہ ہیں جو اس وقت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں' یہ ملاقات شہر سے باہر خیمہ میں ہوئی' جو یوسف علیہ السلام نے استقبال کے لیے تیار کرایا تھا۔ ⑰ پہلے کنعان والوں کو شاہان مصر سے خوف رہتا تھا' اس لئے وہ مصر نہ آتے تھے اسی لئے آپ نے یہ فرمایا اور مصر کا یہ داخلہ پہلی ملاقات کے چند روز بعد ہوا۔

بقیہ صفحہ ۲۹۷

۱۲۰ سال ہوئی' جب یوسف علیہ السلام نے علامات وفات ملاحظہ فرمائے' تو یہودا کو اپنا جانشین کر کے اپنی اولاد ان کے سپرد فرمائی اور یہ دعا مانگی ⑧ کیونکہ سب سے پہلے نبوت اور سلطنت آپ ہی میں جمع ہوئی آپ چار پشت سے نبی ہوئے' آپ کے ہاتھ میں تمام دنیا کی روزی دی گئی آپ ہی علم تعبیر کے امام مانے گئے ⑨ اس میں عام مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ وہ اپنے حسن خاتمہ کی دعا کیا کریں اور دعا سے پہلے حمد الٰہی کیا کریں' اور ہر دعا میں آخرت کی دعا ضرور مانگا کریں۔ صرف دنیا کی دعاؤں پر کفایت نہ کیا کریں' اس میں اختلاف ہے کہ زلیخا یوسف علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئیں یا بعد میں' اکثر علماء کا قول ہے' کہ کچھ دن بعد فوت ہوئیں' آپ کو اہل مصر نے درمیان نیل میں دفن کیا۔ پھر جب چار سو برس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے تو ایک بڑھیا کے بتانے پر یوسف علیہ السلام کا تابوت شریف اپنے ہمراہ لیا' بڑھیا نے موسیٰ علیہ السلام سے جنت کا وعدہ لے کر یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ بتایا یوسف علیہ السلام بنی اسرائیل کے پہلے نبی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے آخر نبی ہیں ⑩ یعنی باوجودیکہ آپ بایں جسم شریف وہاں موجود نہ تھے' علماء تاریخ کے ساتھ آپ کو بیٹھنے کا موقعہ نہ ملا پھر ایسے پرانے واقعات کی اس طرح صحیح خبریں دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑪ کیونکہ انبیاء کرام نبوت اور تبلیغ پر کسی سے کچھ اجرت لینے سے معصوم و محفوظ ہیں ⑫ شان نزول' یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو خالق رزاق مان کر بتوں کو پوجتے تھے اور اپنے تلبیہ میں کہتے تھے' تیرا کوئی شریک نہیں' سوائے ایک شریک کے' یعنی لا الہ بھی کہتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے' اور اللہ کو ایک مان کر اس کے بیٹے بیٹیاں مانتے تھے'

بقیہ صفحہ ۲۹۸

بلکہ بعض وقت ثواب ہے' اللہ تعالیٰ سے ناامیدی بری ہے' اسباب سے ناامیدی اعلیٰ درجہ کا توکل ہے ⑨ یعنی ان انبیاء کی قوم کے کفار نے گمان کیا کہ نبیوں کی ارشاد فرمائی ہوئی عذاب کی خبریں غلط تھیں' یہ گمان نہ تو نبیوں نے کیا اور نہ ان پر ایمان لانے والوں نے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی کے آنے میں اگر دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہئے ⑩ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگان دین کے قصے ایمان و تقویٰ سکون قلب حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں' دوسرے یہ کہ عقلمند وہ ہی ہے جو ان قصوں سے عبرت حاصل کر کے مومن ہو جاوے۔ کافر خواہ کتنا ہی چالاک ہو' بے وقوف ہے' جو گائے بھینس صرف گوبر پیشاب کرے' دودھ نہ دے' وہ ذبح کے قابل ہے جو عقل صرف دنیا بنائے دین حاصل نہ کرے وہ ہلاکت کے لائق ہے ⑪ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کے بعد کوئی اور نبی و کتاب نہیں آنے والی' کیونکہ قرآن میں کسی کی بشارت نہیں' تصدیق ہے' بشارت آئندہ کی ہوتی ہے' یعنی قرآن کا ایک نفع تو گزشتہ نبیوں کو ہوا۔ کہ اس کی برکت سے تمام دنیا میں ان کی تصدیق ہوگئی' ایک نفع اے محبوب آپ کو ہوا کہ یہ آپ کے لئے تمام علوم غیبیہ کی تفصیل ہے جو لوح محفوظ میں ہے' اور ایک نفع سارے مومنوں کو ہوا کہ انہیں قرآن کے ذریعہ سے ہدایت اور رحمت ملی' خیال رہے کہ قرآن کی ایک ہدایت و رحمت تو عام لوگوں کو ملی یعنی راہنمائی اور غیبی عذابوں سے نجات اور ایک ہدایت و رحمت صرف مسلمانوں کو ملی یعنی مقصود تک پہنچنا اور جنت کا استحقاق' لہٰذا آیت صاف ہے

بقیہ صفحہ ۲۹۹

رب کی قدرتیں معلوم کرنے کے لئے جائز ہے لیکن غلط مسائل سائنس جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں' ان پر اعتقاد کر لینا خرابی ایمان کا باعث ہے غرضیکہ سائنس کو قرآن و حدیث کا خادم بناؤ۔ مقابل نہ بناؤ ⑪ کھٹے میٹھے' کالے سفید' چھوٹے بڑے' گرم سرد' خشک تر' اس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں میں بھی

رب نے جوڑے رکھے ہیں‘ علم جہل‘ ہدایت گمراہی‘ ایمان کفر وغیرہ یہ سب جوڑے ہی ہیں پھل کے درختوں کا زمین چیر کر اوپر نکلنا‘ اور درمیان میں چیر کر جڑ کی رگوں کا پھیلانا قدرتی بات ہے (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا عالم معرفت الٰہی کا دفتر ہے مگر سمجھ دار کے لئے‘ دوسرے یہ کہ فکر اور غور وخوض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے‘ ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے (۱۳) اس طرح کہ کوئی حصہ شور ہے کوئی قابل زراعت کوئی پتھریلا ہے کوئی ریتلا‘ کوئی سفید ہے کوئی سیاہ پھر ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں مخلوط نہیں ہوتے (۱۴) ایسے ہی انسانوں کا حال ہے کہ سب شکل وصورت میں آدمی ہیں‘ ایک ہی قرآن سب کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ مگر پھر کوئی مومن ہے کوئی کافر‘ کوئی غافل ہے کوئی عاقل کوئی نبی ہے کوئی ولی وغیرہ وغیرہ (۱۵) یعنی اے محبوب اگر آپ کو اس پر تعجب ہے کہ یہ کفار اتنے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ کو جادوگر کہتے ہیں نبی نہیں مانتے تو اس سے بڑھ کر قابل تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ میری قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود مجھے دوبارہ عالم بنانے پر قادر نہیں مانتے‘ غرض یہ ہے کہ آپ ان کے انکار پر تعجب نہ کریں نہ افسوس‘ ان کی تو عادت ہی یہ ہے‘

بقیہ صفحہ ۳۰۰

یعنی حمل گر جانا ہے ہر جانور کے حمل کی مدت علیحدہ ہے (۱۰) اور یہ اندازہ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے تا کہ اس اندازہ کا علم ان بندوں کو بھی ہو جاوے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے‘ اس تحریر کا یہ مقصد ہے (۱۱) یعنی جو چیزیں تمہارے لئے غیب ہیں یا حاضر وہ سب کو جانتا ہے‘ ورنہ اللہ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں خیال رہے کہ غائب وہ جو کسی حس سے چھپا ہو‘ جیسے رنگ ناک سے غائب اور خوشبو‘ بدبو آنکھوں سے پوشیدہ لیکن غیب وہ جو تمام حواس اور بداہت عقل سے پوشیدہ ہو۔ غائب کا مقابل حاضر اور غیب کا مقابل شہادت ہے‘ یہ بھی خیال رہے کہ سارے غیب وشہادت کا علم رب کی خصوصی صفت ہے کہ کسی کو عطاء نہ ہوئی‘ بعض غیب وشہادت کا علم وہ ہے جو مخلوق کو بھی دیا گیا۔ لہٰذا یہاں دونوں الف لام استغراقی ہیں اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۲) ذکر بالجہر رب کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے غافل دل اور دوسرے غافلوں کو جگانے‘ عالم کی چیزوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے۔ (۱۳) کہ ہر انسان کے ساتھ ساٹھ یا کم وبیش فرشتے حفاظت کے لئے رہتے ہیں‘ اور ہر بالغ عاقل کے ساتھ دو فرشتے داہنے بائیں نامہ اعمال لکھنے کے لئے رب فرماتا ہے۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ (ق:۱۷) فجر کی نماز کے بعد رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں‘ اور عصر کے بعد دن کے فرشتے روانہ ہو جاتے ہیں۔ نیز فجر وعصر میں رات و دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں‘ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (الاسراء: ۷۸) (۱۴) معلوم ہوا کہ محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں‘ اسی لئے اگر ایک آدمی کو بھی سلام کرنا ہو تو اسے السلام علیکم جمع کی ضمیر سے بولتے ہیں‘ تا کہ فرشتوں کو بھی یہ سلام ہو جاوے یہ فرشتے جنات و دیگر آفات سے انسان کو بچاتے ہیں (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی شامت سے عذاب آتا ہے‘ شیطان کا حال تباہ ہوا نافرمانی کی وجہ سے بلعم باعور نافرمانی سے برباد ہوا۔ قوم داؤد علیہ السلام گناہ کی وجہ سے بندر‘ سور بن گئی۔

بقیہ صفحہ ۳۰۱

رب تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتی ہے تو افسوس ہے کہ بندہ نہ کرے وہ اس پر چھائیں سے بھی بدتر ہوا (۱۲) ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اللہ کے دوست ولی اللہ ہیں انہیں ماننا ایمان کی نشانی ہے اور ولی من دون اللہ‘ اللہ کے وہ دشمن ہیں جنہیں کفار اپنا مددگار مانتے تھے‘ اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ (بقرہ: ۲۵۷) انہیں ماننا کفر ہے قرآن میں جہاں ولی من دون اللہ کی برائی بیان ہوئی وہاں یہی مراد ہے‘ یا ان جیسی آیتوں میں ان کفار سے خطاب ہے‘ جنہوں نے اولیاء اللہ کو بجائے اولیاء اللہ ماننے کے اللہ مان لیا‘ جیسے یہود ونصاریٰ کہ انہوں نے نبیوں کو رب یا رب کا فرزند مانا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۳) کفر بہت ہیں‘ ایمان صرف ایک لہٰذا ظلمات جمع اور نور واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہان کے کفار ایک مومن کے برابر نہیں ہو سکتے

بقیہ صفحہ ۳۰۲

مگر اندھا ہے آنکھوں کا منشا اس نے پورا نہ کیا‘ مومن اگرچہ نابینا ہو مگر وہ انکھیارا ہے کہ دل روشن رکھتا ہے (۱۹) خیال رہے کہ عقل وہی ہے جو راہ ھدیٰ کی رہبری کرے اور عقلمند وہ ہے جو اس ہدایت کو قبول کرے۔ ابو جہل بے وقوف تھا اور حضرت بلال عقلمند‘ (۲۰) اللہ کے عہد سے یا تو میثاق کے دن کا عہد مراد ہے یعنی توحید و رسالت کا اقرار یا مخلوق سے تمام وہ عہد جو اللہ کے نام کے ساتھ کئے جاویں‘ اس صورت میں شیخ‘ ماں‘ باپ‘ زوجین اور تمام اہل حقوق کے حقوق اس میں داخل ہوں گے

بقیہ صفحہ ۳۰۴

کر کے‘ لہٰذا یہ آیت گنہگار مومن کو شامل نہیں‘ وہ کسی فرض کا منکر نہیں‘ بعض کا تارک ہے اور ترک پر بھی نادم ہے (۱۲) اس طرح کہ پیغمبر‘ علماء‘ اولیاء کی اطاعت نہیں کرتے اور بتوں کی‘ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جوڑنے والے رشتوں کو توڑتے ہیں اور توڑنے والے کو جوڑتے ہیں (۱۳) کفر اور گناہ کر کے‘ کیونکہ زمین پر عذاب وغیرہ آنا بندوں کے گناہوں کا باعث ہے‘ (۱۴) معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں پر فخریہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے‘ اور شکریہ کا خوش ہونا طریقہ مومنین‘ رب فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس: ۵۸) (۱۵) خیال رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو دنیاوی مشاغل اور رب سے غفلت میں گزرے‘ اس کی ہر جگہ برائیاں ہیں اور اسی کے لیے فنا ہے‘ مگر جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلہ تعالیٰ اخروی زندگی ہے‘ یہی حیات طیبہ ہے‘ اسے کبھی فنا نہیں‘ رب فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ مومن و کافر فاسق و پرہیزگار کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے‘ بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں بعض جیتے جی مرے ہوئے ہیں بعض مر کر بھی زندہ ہیں (۱۶) یعنی ہمارے مانگے ہوئے معجزے کیوں ظاہر نہ ہوئے‘ جیسے احد پہاڑ کو سونا بنا دینا اور مکہ مکرمہ میں نہریں بہا دینا وغیرہ‘ حالانکہ منہ مانگے معجزے پر عذاب آ جاتا ہے‘ اگر ایمان نہ لایا جائے

بقیہ صفحہ ۳۰۴

امید نہ رکھنی چاہئے‘ جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ الٰہی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان مردودوں کے مطالبہ کے وقت اظہار معجزے کی خواہش نہ کرنا چاہئے‘ دوسرے یہ کہ کافر کا کفر‘ گمراہ کی گمراہی رب کے ارادہ سے ہے‘ لیکن رب کی رضا سے نہیں‘ رضا اور ارادہ اور امر میں بڑا فرق ہے‘ اللہ نے ذبح اسماعیل علیہ السلام کا حکم دیا‘ مگر نہ اس کا ارادہ کیا نہ اسے چاہا‘ نہ اس سے راضی تھا ایسے ہی ان کفار کو ایمان کا حکم دیا اور ان کے ایمان سے راضی بھی ہے مگر نہ اس کا ارادہ کیا‘ نہ اسے چاہا‘ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہ چاہا کہ ان کفار کو مجبور کر کے ان کے بغیر راضی ہوئے انہیں ہدایت دے دے کہ یہ ہدایت ثواب کا باعث

نہیں ہدایت بندے کے اپنے اختیار سے چاہیے ⑩ قتل قید قحط سالیاں آپس کی جنگیں جو مکہ معظمہ میں واقع ہوں۔ ⑪ یعنی مکہ معظمہ سے باہر جنگیں ہوں۔ جن کا اثر ان لوگوں تک پہنچے ⑫ آپ کو فتح و نصرت کا یا قیامت کا

بقیہ صفحہ ۳۰۵

تمام عقائد میں حضور ﷺ مامور ہیں اگرچہ اعمال میں فرق ہے کہ بعض وہ چیزیں حضور پر واجب یا حرام ہیں جو امت پر نہیں اس کی نفیس بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ⑰ یعنی جیسے گزشتہ رسولوں کے صحیفے اور کتابیں ان کی زبان میں دی گئیں ایسے ہی آپ کو قرآن کریم عربی میں عطا ہوا۔ کہ آپ کی اصلی زبان عربی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن قرآن نہیں نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز ہے نہ بے غسل کا اسے پڑھنا ممنوع ⑱ معلوم ہوا کہ عالم گنہگار کا عذاب جاہل گنہگار سے زیادہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۰۶

کی تلاش اور حضور کی نعت گوئی میں صرف ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (الاسراء:۷۹) ⑩ جیسے عاد و ثمود وغیرہ جنہوں نے اپنے نبیوں کے قتل کی تدبیریں کیں اس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا معاملہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے آپ سے پہلے پیغمبروں سے بھی ان کی قوم نے ایسے ہی کیا تھا ⑪ لہٰذا اس کے بغیر ارادہ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اے محبوب آپ مطمئن رہیں یہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ⑫ یا تو دنیا میں جان لیں گے مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر یا موت کے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا محشر میں چونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اس لئے فرمایا یعلم عنقریب جان لیں گے آخری صورتوں میں سارے کفار مراد ہیں اول صورت میں صرف کفار مکہ۔ ⑬ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے جیسا کہ اس کی توحید کے حضور گواہ اسی لئے رب پر اعتراضات کو حضور دفع فرماتے ہیں اور حضور پر اعتراضات کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی معجزات قرآنی آیات اور عالم کی چیزوں کا حضور کے تابع فرمان ہونا دوسرے یہ کہ جو حضور کو رسول نہ مانے یا آخری نبی نہ مانے یا حضور کے دین کو غیر منسوخ نہ مانے وہ کافر ہے ⑭ اس سے علم کی افضلیت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کی گواہی اپنے ساتھ بیان فرمائی

اور یہاں علماء سے یہود و نصاریٰ کے وہ تمام علماء مراد ہیں جنہوں نے حضور کی حقانیت کی گواہیاں دیں ⑮ سورہ ابراہیم مکیہ ہے سوائے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ (ابراھیم:۲۸) دو آیتوں کے اس سورہ میں سات رکوع باون آیات آٹھ سو اکسٹھ کلمات تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں

بقیہ صفحہ ۳۰۷

علماء سے وعظ کرانا محمود ہے کہ وہ واعظین اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں دوسرے یہ کہ جن دنوں کو اللہ کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جاوے وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں یہاں ایام اللہ سے مراد یا تو قوم عاد و ثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں یا بنی اسرائیل پر من وسلویٰ اترنے کی اور فرعون کے غرق ہونے کی اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل ہوتی ہے ⑪ یعنی کفار پر عذاب آنے کی تاریخیں اور ابرار کو انعامات ملنے کی تاریخیں اللہ کی نشانیاں ہیں مگر صابروں شاکروں کے لئے ⑫ یا اس طرح کہ ان باتوں کا ذکر و تذکرہ کیا کرو یا اس طرح کہ جب وہ تاریخیں آئیں تو عبادات کیا کرو۔ چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اولاً فرض تھا اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی یادگاریں منانا بڑی تاریخوں میں عبادات کرنا سنت انبیاء ہے ⑬ فرعون کے ظلموں کو عذاب یا بمعنی لغوی فرمایا گیا یعنی سخت تکلیف یا بمعنی اصطلاح یعنی بنی اسرائیل کے جرموں کی سزا جو رب نے دی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر کافر و ظالم حکام کا تسلط ہونا رب کا دنیاوی عذاب ہے اور ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہے اور اچھے احکام رب تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال کا نتیجہ ہیں

بقیہ صفحہ ۳۰۸

⑪ معلوم ہوا کہ نبی کا بلانا خود رب کا بلانا ہے کیونکہ ان قوموں کو براہ راست رب نے نہ بلایا تھا بلکہ ان کے رسولوں نے بلایا تھا۔ مگر فرمایا گیا کہ تمہیں رب بلاتا ہے اس لئے رسول کی اطاعت رب کی اطاعت ہے ⑫ یعنی کفر کے زمانہ کے بعض گناہ اسلام لانے کی برکت سے بخش دے کچھ گناہ اس لئے فرمایا کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جب تک کہ خود بندہ معاف نہ کرے ⑬ کفر کی جڑ پیغمبر کو اپنی مثل جاننا ہے شیطان بھی اسی سے کافر ہوا اور دیگر قومیں بھی اسی سے ہلاک ہوئیں جب تک کہ دل میں پیغمبر کی عظمت نہ ہو اس وقت تک ان کے دین کا وقار ہرگز قائم نہیں ہو سکتا ⑭ باپ دادوں کی یہ پیروی حرام ہے یعنی شریعت اور حکم رسول کے مقابلہ میں اور بزرگان دین کی پیروی ایمان کا رکن ہے رب فرماتا ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) بلکہ راہ حق کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ مقبولین بارگاہ کا راستہ ہو ⑮ یعنی جو معجزات تم نے دکھائے وہ تو کچھ شمار ہی میں نہیں ہماری تسلی ان سے نہ ہوئی جو معجزے ہم مانگ رہے ہیں وہ دکھاؤ۔ ⑯ یہ ہی لفظ کافروں کے منہ سے نکلے تو کفر ہے نبی کے منہ سے نکلے تو ان کا کمال ہے خیال رہے کہ نبی کو بشر یا تو رب نے فرمایا یا خود نبی نے اپنے کو یا کفار نے ان تینوں کے سوا کسی نے انہیں بشر نہ کہا اب جو انہیں بشر کہہ کر پکارے وہ نہ رب ہے نہ نبی تو لامحالہ بے ایمان ہی ہے رب فرماتا ہے۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا (التغابن:۶)

بقیہ صفحہ ۳۰۹

دوزخیوں کا خون و پیپ اس کا پانی ہوگا جسے یہ پئے گا۔ یہ سرداران کفر کا حال ہوگا۔ جنہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا۔ ⑪ یعنی دوزخی کے ہر رونگٹے میں اسباب موت داخل ہوں گے مگر پھر بھی موت نہ آوے گی اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کو فنا نہیں اور دوزخی کافروں کو کبھی عذاب سے نجات نہیں جو اس کا منکر ہے وہ اس آیت کا انکاری ہے ⑫ یہاں کفار کے اعمال سے ان کے وہ کام مراد ہیں جنہیں وہ نیکی سمجھ کر کرتے تھے جیسے غریبوں کی دستگیری کنویں کھدوانا سبیل اور مسافر خانے بنوانا وغیرہ نہ کہ نماز و روزہ کیونکہ وہ یہ نہ کرتے تھے ⑬ اس لئے کہ نیک کام پانی ہے اور اچھا عقیدہ جڑ ہے جڑ کٹ جانے پر پانی دینا کام نہیں آتا

بقیہ صفحہ ۳۱۰

کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات جنت دوزخ حشر نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں صرف اسلئے کہ نبی کا منکر تھا جس پر مدار ایمان ہے وہ نبوت کا عقیدہ ہے اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے ⑫ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں اور جن سے انہیں آس تھی وہ ایسا کورا جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا

51

بقیہ صفحہ ۳۱۱

گے' اِذۡ نُسَوِّیۡکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (شعراء ۹۸) اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو شرک نہیں' کفار کا بتوں کو مختار ماننا شرک اور مومن کا پیغمبروں کو رب کا بندہ مان کر رب کی عطا سے عالم کا مختار ماننا عین ایمان ہے' جیسے حاکم یا بادشاہ کو اپنی مملکت میں مختار ماننا' اسی لئے گنگا کی تعظیم شرک ہے' آب زم زم کی عظمت ایمان' بت کی طرف سجدہ شرک ہے' کعبہ کی طرف سجدہ ایمان (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو نماز و روزہ و زکوٰۃ کی تبلیغ نہ کی جاوے گی۔ انہیں صرف ایمان کی تبلیغ ہوگی۔ کیونکہ رب نے حکم دیا کہ مومنوں کو نماز' زکوٰۃ صدقہ وخیرات کی تبلیغ فرمائی جاوے'

بقیہ صفحہ ۳۱۲

محفوظ رہے اور اگر مطلقاً اولاد مراد ہو تو معنی ہوں گے کہ میری ساری اولاد شرک میں گرفتار نہ ہو' ان میں مومن ضرور رہیں' رب نے ان کی دعا قبول فرمائی' قیامت تک سارے سید گمراہ نہیں ہو سکتے' ان میں مومن ضرور رہیں گے' کیونکہ یہ حضرات اولاد ابراہیم ہیں۔ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہو گا۔ (صواعق محرقہ) (۱۳) یعنی یہ بت لوگوں کی گمراہی کا سبب ہے' ورنہ بت بے جان ہیں' بولتے نہیں (۱۴) میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف فرما' یہ دعا آپ نے قیامت تک کے مومنوں کے لئے فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ مومن پیغمبر کی امان میں رہتے ہیں' کیونکہ وہ نبی کے غلام بن جاتے ہیں۔ لہٰذا رب ان پر کرم فرماتا ہے (۱۴) تو چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق دے اور بعد ایمان ان کے سارے گناہ بخش دے' لہٰذا اس آیت میں کافر کے لئے دعائے مغفرت نہیں۔ (۱۵) یعنی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کا وہاں ٹھہرانا درحقیقت ان کی اولاد کا وہاں ٹھہرانا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عرب کی اصل ہیں' کہ اہل عرب آپ کی اولاد ہیں جس وقت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو مکہ معظمہ میں چھوڑ گئے تھے' اس وقت وہاں آبادی کوئی نہ تھی' بے آب و دانہ جنگل تھا۔ آپ کی دعا سے وہاں یہ رونقیں لگیں اس کا مفصل واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ الٓمٓ میں مطالعہ فرماؤ (۱۶) اگر چہ اس وقت تک آپ نے خانہ کعبہ تعمیر نہ فرمایا تھا۔ لیکن تعمیر نوحی کے نشانات باقی تھے' اور وہ جگہ مقرر تھی' اسی لئے یہ فرمایا۔ محرم کے معنی عزت وحرمت والا ہے' یا یہ معنی ہیں کہ وہاں خارجی آدمی کو بغیر احرام داخلہ حرام ہے۔ یا وہاں شکار حرام ہے یا وہاں دجال کا جانا حرام

ہے' یا وہ جگہ طوفان نوحی سے محفوظ رہی (روح البیان) (۱۷) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مکہ معظمہ میں قیام کا مقصود صرف عبادت ہے اسی لئے رب نے وہاں کھیتی باڑی نہ رکھی' تاکہ وہاں کے لوگوں کو دنیاوی الجھنیں نہ ہوں دوسرے یہ کہ تمام عبادات میں نماز افضل ہے کہ آپ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں نماز دوسری جگہ کی نماز سے بہتر ہے (۱۸) معلوم ہوا کہ پیغمبر کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے آج تک مکہ مکرمہ شہر ہے وہاں کی زمین کھیتی باڑی کے لائق نہیں پھر بھی وہاں کے لوگ بھوکے نہیں مرتے' دنیا کماتی ہے وہ کھاتے ہیں' عام طور پر مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی طرف جھکتے ہیں' جو فرمایا وہ ہوا۔ (۱۹) چنانچہ رب تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے قریب طائف اور وادی فاطمہ کے جنگل پھلوں سے بھر دیئے' جن کی وجہ سے مکہ شریف کے بازار ہر قسم کے پھل سے بھرپور رہتے ہیں جو پھل وہاں مل جاتے ہیں وہ اور جگہ مشکل سے ملتے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۱۳

(۱۳) یعنی عمل کی مہلت دے' اس طرح کہ ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے کیونکہ دنیا ہی عمل کی جگہ نہ کہ آخرت' وہ تو جزا کی جگہ ہے' (۱۴) شعر

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آج وہ مناتے ہیں ہم نہیں مانتے' کل ہم منائیں گے وہ نہ مانیں گے' رب تعالیٰ آج ان کی اطاعت کی توفیق دے (۱۵) یہاں سَکَنۡتُمۡ سے مراد عارضی طور پر سفر میں ٹھہرنا ہے' اہل عرب اپنے سفروں میں عاد وثمود کی زمینوں پر گزرا کرتے تھے' وہاں منزل بھی کیا کرتے تھے' ورنہ وہ بستیاں اجڑی ہوئی پڑی تھیں۔ وہاں آبادی نہ ہوئی' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور مع صحابہ قوم ثمود کے جنگل پر گزرے۔ تو فرمایا یہاں نہ ٹھہرو' ان کے کنوئیں کا پانی نہ پیو' جہاں عذاب الٰہی آجاوے وہاں پھر آبادی کیسی' نوح علیہ السلام کا طوفان کفار کے لئے عذاب تھا مسلمانوں کے لئے رحمت۔ اسی لئے طوفان کے بعد زمین پر رہنا بسنا درست ہوا۔ اگر چہ طوفان ساری زمین پر آیا تھا

بقیہ صفحہ ۳۱۴

حصے میں حضور کی شان کا اظہار ہوگا۔ کبھی شفیع کی تلاش' پھر مقام محمود پر حضور کی جلوہ گری' پھر تمام عالم کا' پھر خالق عالم کا حضور کی نعت پڑھنا اتنا بڑا دن اس کام میں صرف ہوگا۔ اگر قیامت صرف حساب کے لئے ہوتی' تو پچاس ہزار برس کا دن نہ ہوتا صرف چار گھنٹہ کا ہوتا۔ قیامت کا اصل مقصود اظہار شان مصطفیٰ ﷺ ہے' نہ کہ صرف حساب (۱۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سارا قرآن تبلیغ کے لئے آیا۔ کسی آیت کا چھپانا جائز نہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن سارے لوگوں کے لئے آیا۔ کسی وقت اور کسی جگہ سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت سب کو عام ہے' (۱۱) یعنی آیات قرآنیہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں ہیں' آیات الٰہیہ سے منہ موڑ کر دوسرے دلائل سے توحید ماننا نجات کے لئے کافی نہیں (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ڈرانا سب کو عام ہے مگر ڈرنا ہر ایک کے نصیب میں نہیں قسمت والے اس سے نصیحت پذیر ہوں گے' بدنصیب نہ ہوں گے' اس لئے بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ' فرمایا گیا۔ اور یہاں اُولُوا الۡاَلۡبَابِ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس عقل سے خوف خدا حاصل ہو۔ وہی عقل ہے۔ (۱۳) یعنی اس کلام شریف کا نام قرآن بھی ہے اور کتاب بھی قرآن اس لئے کہ یہ پڑھا ہوا اترا۔ کتاب اس لئے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا۔

بقیہ صفحہ ۳۱۵

بندوں کے کام رب کے کام قرار پاتے ہیں (یعنی بندوں کے کام رب کے کام قرار پائے) قرآن کا اتارنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے اتارا۔ تیسرے یہ کہ لوح محفوظ اوپر ہے نیچے نہیں کیونکہ نزول اوپر سے اترنے کو کہا جاتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی قرآن اتارتا ہے اور وہی محفوظ رکھتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے (۱۴) یعنی قرآن کے الفاظ اس کے معانی' اس کے احکام سب رب نے محفوظ فرما دیئے مگر الفاظ تو اس طرح کہ اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور معانی واحکام اس طرح کہ اگر چہ بعض لوگ تحریف کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام مٹنے نہیں پاتے وہ بعینہٖ موجود رہیں گے' اسی لئے رب نے حضور کی حدیثوں کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماء ومشائخ کا سلسلہ قائم فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن کی معنوی حفاظت کا ذریعہ ہے (۱۵) معلوم ہوا کہ ہر زمانہ اور ہر زمانہ والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ رسول تشریف لائے' ہمارے حضور سارے عالم کے لئے ہیں' چراغ ہر گھر کا علیحدہ ہے مگر سورج سب کا ایک ہے۔ (۱۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جس دل پر ایمان کی مہر لگ جاوے۔ وہاں نبی کی

تو ہین' مذاق' کفر داخل نہیں ہونے پاتا' جہاں یہ مہر نہ ہو وہاں ہر چیز پہنچ جاتی ہے' دوسرے یہ کہ ہر شے کا خالق رب ہے' اگرچہ اسباب کے کسب کرنے والے ہم ہیں' کفار کفر کا کسب کرتے تھے تو ان کے دل میں اس دل لگی کا خلق رب کی طرف سے ہوا' جیسے کسی کو قتل ہم کریں تو رب اس کی موت پیدا فرما دے' لہٰذا آیت صاف ہے (۱۵) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس دل میں نبی کی عداوت ہو اسے ایمان کی توفیق نہیں ملتی' جب ایمان ملنے والا ہوتا ہے تو پہلے نبی کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ جب دل میں عناد ہو' تو کوئی معجزہ اسے کارگر نہیں ہوتا

بقیہ صفحہ ۳۱۶

ہم مالک نہیں ہیں' مثال میں ہر طرح مساوات ضروری نہیں (۱۴) شان نزول۔ جب حضور ﷺ نے نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کو وہاں کھڑے ہونے کا از حد اشتیاق ہوا۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے چاہا کہ اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب مکان لے لیں تا کہ نماز میں اول وقت حاضر ہو کر صف اول میں جگہ لیا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو' رب تعالیٰ نیتوں سے واقف ہے' تم کو اجر دے گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری' معنی یہ ہیں کہ جو نمازی اگلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو بہ مجبوری پچھلی صف میں جگہ پاتے ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہیں (روح وخزائن) (۲۰) بعض منافقین جماعت کی صف آخر میں کھڑے ہوتے تھے تا کہ رکوع میں پیچھے والی عورتوں کو تاکنے کا موقعہ ملے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح) (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ نماز پنجگانہ کے لئے جلدی مسجد میں پہنچنا اور صف اول میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا افضل ہے خیال رہے کہ نماز جنازہ میں صف آخر افضل ہے اور بقیہ نمازوں میں صف اول بہتر۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا (۱۹) یعنی آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی سے بنایا جو پہلے گارا تھی' پھر سوکھ کر کھنکھناتی ہوئی بن گئی (۱۷) اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہے دوسرے یہ کہ شیطان انسان' کے مسامات میں نفوذ کر جاتا ہے' کیونکہ اس کی پیدائش ایسی آگ سے ہے جو نفوذ کر سکے

بقیہ صفحہ ۳۱۷

تو نبی کی دعا کا کیا پوچھنا (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دراصل صرف انسان کا دشمن ہے' انسان کی وجہ سے اوروں کا بھی دشمن ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی وجہ سے نکالا گیا۔ اس کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے' نیز یہ کہ تقیہ کرنا۔ جھوٹ بولنا' اتنا بڑا گناہ ہے کہ ابلیس نے بھی نہ کیا لہٰذا تقیہ باز جھوٹا آدمی شیطان سے بدتر ہے (۱۲) پتہ لگا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں' کیونکہ گناہ کرانے والے یا شیطان ہے یا نفس امارہ' انبیاء کے نفوس امارہ نہیں ہوتے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (یوسف: ۵۳) اور شیطان ان سے گناہ کرا سکتا نہیں جو نبی کو معصوم نہ مانے وہ شیطان سے بدتر ہے (۱۳) یعنی تیرے اغوا اور بہکانے سے بچ جانا اور میری اطاعت پر ثابت قدم رہنا وہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچا دیتا ہے' صوفیاء کے نزدیک اعمال کا اخلاص صراط مستقیم ہے۔ کیونکہ ریا شرک خفی ہے (۱۴) اسی سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء کاملین محفوظ' یعنی کسی نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا' اور بعض اولیاء سے کوئی گناہ نہیں ہوا۔ جیسے حضرات خلفاء راشدین اور بعض اولیائے کاملین (۱۵) اس طرح کہ خود تیری بھی فرمانبرداری کریں' یا تیرے اتباع کرنے والوں کی پیروی کریں' یہ آیت سب کو شامل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو شیطان مجبوراً گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی اپنی خوشی سے' اس لئے اتبعک فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تمام انبیاء و اولیاء شیطان سے پناہ مانگتے رہے' کیونکہ اگرچہ وہ شیطان کے تسلط سے معصوم یا محفوظ ہیں' مگر وسوسہ سے کوئی امن میں نہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کو نماز میں وسوسے آتے ہیں' کیونکہ شیطان کفار سے فارغ ہو چکا ہے۔ (۱۶) اس طرح کہ جو کافر ہو گئے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے' اور جو مومن ہو کر بدعملی میں گرفتار ہوں گے' وہ عارضی طور پر وہاں قیام کریں گے (۱۷) دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ۔ ہر مجرم اپنے جرم کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ طبقے میں ہوں گے جہنم' لظی' حطمہ' سعیر' سقر' جحیم اور ہاویہ

بقیہ صفحہ ۳۱۸

کئے جاویں گے' یا اسی طرح بوڑھے رہیں گے اور بیٹا ہو جاوے گا۔ غرض کہ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ بلکہ فرزند پیدا ہونے کی نوعیت کا سوال ہے یا اس سوال کا منشا اظہار تعجب ہے۔ (۱۳) یعنی آپ دونوں ایسے ہی بڑھے رہیں گے' اور بیٹا عطا ہو گا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکے تھے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا۔ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (لقمان: ۱۳) اے میرے بچے شرک نہ کرنا' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الحال وہ شرک کر رہا تھا (۱۴) معلوم ہوا کہ یہ سوال انکار کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نوعیت پوچھنے کے لئے تھا نیز آپ مایوس نہ تھے' رب سے مایوسی نبی کی شان کے خلاف ہے (۱۵) یعنی اب تم اس کے بعد کیا کرو گے' شاید آپ نے علامات سے پہچان لیا کہ یہ فرشتے صرف بشارت کے لئے نہیں آئے' کچھ اور بھی کریں گے اس لئے یہ سوال فرمایا (۱۶) عذاب نازل کرنے کے لئے' مگر تحقیقات کے بعد' جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے (۱۷) معلوم ہوا کہ آل بیوی بچوں سب کو کہا جاتا ہے بلکہ متبعین بھی آل میں داخل ہیں' کیونکہ لوط علیہ السلام کی مومن اولاد اور سب متبعین کو نجات ملی (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے کام اس کے محبوب بندوں کی طرف نسبت کئے جا سکتے ہیں۔ عذاب نجات سے دینا رب کا کام ہے' مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے' بچالیں گے' لہٰذا مومن یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ بحکم پروردگار عذاب سے بچائیں گے' یا کہ یا رسول اللہ مجھے دوزخ سے بچالو

بقیہ صفحہ ۳۱۹

اگرچہ دین میں اختلاف ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی قوم کے والد کے مثل ہوتے ہیں نہ کہ بھائی کی طرح (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی جان خدا تعالیٰ کو بڑی پیاری ہے کہ رب نے حضور کے سوا کسی کی جان کی قسم نہ فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر اگرچہ بظاہر ہوش میں ہو مگر بے ہوش ہے' جس عقل و ہوش سے اچھے برے کاموں کی تمیز نہ ہو سکے وہ بے عقلی اور بے ہوشی ہے' اور ایسا آدمی بھٹک ہی رہا ہے' یہاں اس سے یا تو کفار مکہ مراد ہیں یا قوم لوط' اول زیادہ ظاہر ہے' اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہے (۱۵) یعنی سورج نکلتے وقت ان کو حضرت جبریل نے ایک چیخ مار کر ہلاک فرما دیا (۱۶) اس طرح کہ جبریل علیہ السلام اس خطہ کی زمین کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اوندھا کر کے پھینک دیا' اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اوندھا کرنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا۔ (۱۷) اس آیت سے اشارۃً زانی کو رجم یعنی سنگسار کرنا معلوم ہوتا ہے' یہ بھی پتہ لگا کہ لواطت یا زنا بدترین جرم ہیں کہ قوم لوط پر تمام

قوموں سے زیادہ خطرناک عذاب آیا' خیال رہے کہ لواطت پر مذہب حنفیہ میں حد مقرر نہیں حاکم جس طرح چاہے' لوطی کو ہلاک کرے۔ قتل سے یا غرق سے یا جس طرح چاہے (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور دین' عقل و فراست اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ اس سے تقویٰ و طہارت نصیب ہوتی ہے' بے عقل' غافل' کافر ایسے واقعات کو اتفاقی یا آسمانی تاثیرات سے مانتا ہے مگر عاقل مومن ان کو مخلوق کی بد عملی کا نتیجہ جان کر رب کا خوف دل میں پیدا کرتا ہے' جیسا کہ آج بھی دیکھا جا رہا ہے

بقیہ صفحہ ۳۲۰

بقیہ صفحہ ۳۲۰

کیونکہ رب تعالیٰ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سورۃ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاوے گی' جیسے کہ مثانی سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ سورۃ فاتحہ ہجرت سے پہلے بھی نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی۔ کیونکہ مثانی کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں' یعنی بار بار اترنے والی' پانچویں یہ کہ قرآن بڑی عظمت والی کتاب ہے' اس لئے اس کی صفت عظیم فرمائی گئی۔ لہٰذا قرآن کی طرف پشت' پاؤں کرنا ممنوع ہے' بے وضو' بے غسل' اسے چھونا حرام (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہئے کہ کفار اور کافر کے مال و متاع کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے' وہ کتے کی مثل ہیں' دوسرے یہ کہ مومن اگرچہ مسکین ہو' مگر اس کی عزت کرے اور اس کے لئے نرم رہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی آغوش کرم ہر مومن کے لئے کھلی ہے (۱۵) شان نزول۔ مکہ معظمہ میں یہود کے سات قافلے بہت مال و متاع لے کر تجارت کے لیے آئے۔ بعض مومنین کے دل میں حسرت ہوئی کہ کاش یہ مال مسلمانوں کا ہوتا۔ کیونکہ مسلمان اس وقت بہت تنگ دست تھے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جن میں بظاہر حضور سے خطاب ہے' لیکن بباطن ہر مسلمان سے' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہئے کہ مسلمانوں کے لئے نرم رہے (۱۹) یہاں بانٹنے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور قرآن سے مراد یا تورات و انجیل ہیں کہ ان لوگوں نے ان کتب کی بعض آیات باقی رکھیں' بعض بدل دیں' یا قرآن سے قرآن شریف ہی مراد ہے کہ ان میں سے کسی نے اسے شعر کہا کسی نے کہانت کہا' کسی نے جادو بتایا اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس طرح اتاری' جس طرح یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل اتاری تھیں۔ (۱۱) یہ سوال عذاب و عتاب کے لئے ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں' کہ رب نے اپنی قسم فرمائی تو ان کے ذریعہ سے' کہ تمہارے رب کی قسم (۱۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ حرام ہے' اپنے دین کا اعلان چاہئے' سیرت و صورت سے اس کا اظہار کرے دوسرے یہ کہ حضور ﷺ نے کوئی حکم چھپایا نہیں' سب کچھ ظاہر فرما دیا' رب فرماتا ہے۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (مائدہ: ۶۷) جو کہے کہ حضور کو حکم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین کریں' مگر صحابہ کے خوف سے نہ کیا وہ کافر ہے کہ ان آیات کا منکر ہے

بقیہ صفحہ ۳۲۱

قانون ہے' اور بغیر نطفہ پیدا فرمانا قدرت ہے' رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ لہٰذا (آل عمران: ۵۹) آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں' نطفہ سے مراد ماں باپ دونوں کا نطفہ ہے' باپ کے نطفہ سے ہڈی ہے اور ماں کے نطفہ سے گوشت بال وغیرہ' اسی لئے نسب باپ سے ہے (شان نزول) یہ آیت ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی' جو ایک بار ایک مردہ کی گلی ہوئی ہڈی اٹھا لایا' اور کہنے لگا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر یہ آیت اتری' جس میں فرمایا گیا کہ جو رب پہلے ایک بوند پانی سے انسان کو پیدا فرما سکتا ہے' وہ گلی ہوئی ہڈی میں بھی جان ڈال سکتا ہے (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جانور حلال نہیں' بعض حرام' جن سے کھانے کے علاوہ دوسرے نفع حاصل ہوتے ہیں' جیسے گدھا' خچر' گھوڑا وغیرہ دوسرے یہ کہ حلال جانور کا بھی ہر حصہ کھایا نہیں جاتا' جیسا کہ منھا سے معلوم ہوا چنانچہ دبر' ذکر' خصیے' پتہ' مثانہ' خون وغیرہ حرام ہیں۔ جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے' بعض جانور ایسے ہیں۔ جن سے کسی قسم کا نفع لینا حلال نہیں' جیسے سور (۱۳) اہل عرب کی دولت جانور تھے' جنہیں یہ لوگ صبح کو گھر سے جنگل لے جاتے' اور شام کو جنگل سے گھر لاتے اور اس کو بہت اچھا محسوس کرتے تھے

بقیہ صفحہ ۳۲۲

سے افضل کیونکہ کھیتی سے زندگی قائم ہے' باغ لذت اور مزہ کے لئے ہوتے ہیں' اس لئے کھیت کا پہلے ذکر فرمایا دوسرے یہ کہ زیتون کھجور اور انگور دوسرے میووں سے افضل ہیں' اسی لئے ان کو خصوصیت سے ذکر فرمایا تیسرے یہ کہ دنیا میں رب نے سارے پھل پیدا نہ فرمائے' سارے تو جنت میں ہی ہوں گے' دنیا میں ہر پھل میں سے بعض پیدا فرمائے اسی لئے من کل فرمایا گیا۔ چوتھے یہ کہ فقط ذکر سے فکر افضل ہے فکر سے انسان ولی بن جاتا ہے (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا سارا نظام ہمارے لئے ہے' رب کو ان کی حاجت نہ تھی' تو ہم کو بھی چاہئے کہ کچھ کام رب کے لئے کیا کریں تاکہ کچھ تو اس کا شکر ادا ہو (۱۰) یعنی چاند تارے' سورج وغیرہ تمہاری خاطر اپنی ڈیوٹیاں اس طرح دے رہے ہیں' کہ نہ کبھی تھکیں نہ چھٹی لیں' خیال رہے کہ ان رات و دن' چاند تاروں وغیرہ سے جیسے جسمانی زندگیاں وابستہ ہیں' ایسے ہی ایمانی زندگیاں بھی وابستہ ہیں' کہ انہی سے روزے' نماز' زکوٰۃ' حج وغیرہ ادا ہوتے ہیں' غرضیکہ یہ ظاہری باطنی انعامات اپنے میں لئے ہوئے ہیں (۱۵) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر ذرہ معرفت الٰہی کا دفتر ہے' لیکن عقل کی ضرورت ہے' دوسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک وہی عقل اچھی ہے جو رب کو پہچانے' جو عقل رب تک نہ پہنچائے وہ بے عقلی ہے' تیسرے یہ کہ علم طب' ریاضی وغیرہ اعلیٰ علوم ہیں' اگر ان سے رب کی قدرتوں میں غور کیا جاوے (۱۶) صوفیاء کے مشرب میں اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی زمین میں ایمان' اخلاص' عشق الٰہی' محبت مصطفوی کے رنگ برنگے پھل پھول پیدا کئے' یوں ہی اس دل میں کفر' نفاق' فسق' بے ادبی کے رنگ برنگے کانٹے لگائے اس سے رب کی قدرت کا پتہ لگاؤ (۱۷) یہاں یاد سے مراد وہ یاد ہے' جو غور و فکر کے ساتھ ہو' جیسا کہ ذال کے شد سے معلوم ہوا۔ ذکر اور ہے۔ تذکر کچھ اور (۱۸) جس میں کشتیاں' جہازوں کے ذریعے پہنچ کر کھانے کے لیے مچھلیاں' پہننے کے لئے موتی مونگے نکال لیتے ہیں' دریا میں جا کر بخیریت وہاں سے نکل آنا اس لئے کہ رب نے اسے تمہارا تابع کر دیا کہ تمہیں غرق نہیں کرتا (۱۹) عربی لغت میں مچھلی کے گوشت کو بھی لحم کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح اس کے خلاف ہے' اس لئے جو لحم کھانے کی قسم کھائے وہ مچھلی کھا سکتا ہے' کیونکہ قسم کا مدار عرف پر ہے (۲۰) یعنی سمندر سے موتی مرجان نکلتے ہیں' جنہیں تمہاری عورتیں تمہارے لئے پہنتی ہیں اور تم بھی موتی کے بٹن وغیرہ استعمال کرتے ہو (۲۱) صوفیاء کے نزدیک طریقت سمندر ہے شریعت کشتی' یا قرآن و حدیث سمندر ہے فقہ اس کی کشتی' کہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث ہلاکت کا باعث ہے' اس سمندر کو امام کی کشتی میں

طے کرو۔ (۲۲) یعنی کشتیوں کے ذریعے تم دریاؤں میں سفر کر کے تجارتیں چمکاتے ہو۔ بعض لوگ اس راستہ سے حج کرتے ہیں' بعض لوگ کشتیوں کے ذریعہ مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے' دریا سے موتی مونگا نکالتے ہیں' یہ سب فضل تلاش کرنے میں شامل ہے' اس کا شکر یہ لازم ہے

بقیہ صفحہ ۳۲۳

اعمال بھی درست رکھو جو ظاہر ہیں' صورت بھی مسلمانوں کی سی بناؤ اور سیرت بھی اور ظاہری گناہوں سے بھی بچو' باطنی سے بھی اللہ توفیق دے' (۱۴) یعنی خواہ کافر متکبر ہو یا مومن اللہ کو ناپسند ہیں' خیال رہے کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور باطل بھی' اسی لئے اللہ کا نام ہے متکبر' لیکن استکبار ہمیشہ ناحق غرور کو کہتے ہیں' جہاد میں کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائیوں سے تکبر وغرور حرام ہے' اللہ ورسول کے سامنے تکبر کفر وارتداد ہے' یہاں یہ تیسرا تکبر مراد ہے' کفار عرب کو اسی تکبر کی بیماری تھی' بارگاہ الٰہی میں عجز وانکسار قبول ہے (۱۵) شان نزول' یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔ جس نے جھوٹے قصے کہانیاں یاد کر رکھی تھیں اور لوگوں سے کہتا تھا۔ کہ قرآن بھی جھوٹے قصوں کا مجموعہ ہے اور مجھے بھی کہانیاں بہت سی یاد ہیں (۱۶) اساطیر اسطورہ کی جمع ہے اسطورہ چھوٹی کہانیوں کو بھی کہتے ہیں اور لغو بیہودہ قصوں کو بھی' جن سے فائدہ کوئی نہ ہو۔ کفار عرب قرآن کریم کے قصوں کو انہیں معانی سے اسطورہ کہتے تھے۔ یعنی جھوٹی اور بے کار کہانیاں نعوذ باللہ (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو گناہوں کی کامل سزا نہ ملے گی' بہت کی معافی ہو جاوے گی۔ (۱۸) یعنی سردار کفار پر اپنے گناہوں کا بھی بوجھ ہوگا اور ان متبعین کفار کا بھی جو ان کے بہکانے سے گمراہ وبدکار ہوئے ایسے ہی علماء ومشائخ کو اپنے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان متبعین کا بھی جو ان کی ہدایت سے نیک بنے (۱۹) اس سے معلوم ہوا۔ کہ گمراہ کرنے والا' سارے تابعین کا بوجھ اٹھائے گا مگر وہ خود بھی بوجھ میں ہوں گے۔ مگر بخوشی نہ اٹھائے گا' مجبوراً اٹھانا پڑے گا (۲۰) اس سے مراد یا تو نمرود بن کنعان ہے۔ جس نے بہت اونچا محل بنوایا' تا کہ آسمان والوں خصوصاً رب تعالیٰ سے جنگ کرے' اس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی' رب کی قدرت سے ایسی ہوا چلی۔ جس سے عمارت گر گئی اور بہت لوگ اس سے دب کر مر گئے' یا اس سے مراد عام پچھلی امتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بطور مثال بیان فرمایا کہ کفار مکہ کے فریب اس قسم کے ہیں جیسے پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں سے کئے' اور ان میں وہ ناکام ہوئے جیسے کوئی بڑی اونچی عمارت بنائے اور وہ عمارت گر جاوے' جس میں وہ خود ہی دب جاوے

بقیہ صفحہ ۳۲۴

تو ان میں سے کوئی تو حضور کو جادوگر کہتا تھا کوئی دیوانہ' کوئی شاعر' معاذ اللہ' اور جب صحابہ سے ملتے تھے تو صحابہ کرام حضور کے اوصاف حمیدہ اور قرآن کریم کے فضائل بتاتے تھے' اس واقعہ کا اس میں ذکر ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جمال یار تو ایک ہے۔ مگر دیکھنے والوں کی نگاہیں مختلف ہیں۔ (۱۲) پہلی بھلائی سے مراد ایمان' اور نیک اعمال ہیں اور دوسری بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے بلکہ دنیا میں اچھی زندگی' فتح وکامیابی اور اللہ کی بڑی نعمتیں عمدہ رزق (۱۳) اس لئے کہ وہاں موت نہیں کوئی تکلیف نہیں اللہ کی ناراضگی نہیں' آپس کی نااتفاقی نہیں' اس خیر کو حاصل کرنے کے لئے اعمال بھی خیر چاہئیں (۱۴) یعنی دنیا میں تو ہم جو چاہیں وہ تم کرو۔ جنت میں جو تم چاہو گے ہم کریں گے' خیال رہے کہ دنیا میں ہمارے ساتھ نفس امارہ بھی ہے اور دل بھی' نفس بری خواہشیں کرتا ہے اور دل اچھی خواہشیں' اس لئے یہاں ہماری ہر بات ماننے کے قابل نہیں' مگر جنت میں نفس امارہ نہ ہوگا۔ لہٰذا وہاں جنتی اچھی خواہشیں ہی کرے گا۔ اسی لئے وہاں ہماری ہر بات مانی جاوے گی (۱۵) معلوم ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے' متقی وہ جس کا خاتمہ تقویٰ پر ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نکالنے کے وقت بہت فرشتے حاضر ہوتے ہیں' ملک الموت اور ان کے خدام' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے سارے عالم میں بیک وقت موجود ہوتے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۲۵

بچنا بہت ضروری ہے (۱۳) یعنی کسی نبی سے سب لوگوں نے ہدایت حاصل نہ کی' سورج سے سب نور حاصل نہیں کرتے' چمگادڑ محروم رہتا ہے' بارش سے ہر زمین سرسبز نہیں ہوتی' بنجر زمین بے فیض رہتی ہے تو اے محبوب اگر بعض بدبخت پر ایمان نہیں لاتے تو آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی اور قہر ربانی کا مشاہدہ کرنا ہو تو کفار کی بستی دیکھو لہٰذا' اگر رحمت الٰہی کا نظارہ کرنا ہو' تو اولیاء اللہ کے آستانے دیکھو' وہاں کے نظارے کرو' نیز بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر کرنا بہتر ہے جب کفار کی اجڑی بستیوں کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ تاریخ وجغرافیہ سیکھنا ثواب ہے کہ اس سے رب کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے' لیکن یہ جب ہی ہے کہ تاریخ وجغرافیہ صحیح ہو اور صحیح نیت سے پڑھے (۱۶) (شان نزول) حضور جانتے تھے کہ سب کافر ایمان نہ لائیں گے' بعض کے دوزخی ہونے کی خبر بھی دے دی تھی' اس کے باوجود آپ کی کوشش یہ تھی کہ سارے ہی ایمان لے آویں' ان بعض کے ایمان نہ لانے پر حضور کو صدمہ ہوتا تھا' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' خیال رہے کہ حضور کا یہ حرص فرمانا' حضور کا کمال تھا' رحمۃ للعالمین ہونے کا ظہور تھا اس حرص پر بھی آپ کو ثواب ملے گا کہ یہ تبلیغ کی قسم ہے محبوب کا حسن بے اختیاری ہے اس آیت کو حضور کی بے علمی یا کم علمی پر دلیل بنانا بڑی حماقت ہے (۱۷) یعنی جسے گمراہ رہنے اور گمراہی پر مرنے کے لئے پیدا فرما دے اس کے ایمان نہ لانے میں آپ پر کوئی باز پرس نہیں' خیال رہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے گمراہ ہیں' ان کی یہ گمراہی اور ان کا یہ برا اختیار دونوں اللہ کے علم میں آچکے لہٰذا بندہ مجبور نہیں باذن الٰہی مختار ہے

بقیہ صفحہ ۳۲۶

کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے' کوئی نبی بغیر معجزہ نہ تشریف لائے' اس ہی طرح کوئی پیغمبر کتاب الٰہی یا صحیفہ آسمانی سے خالی نہیں تھے' خواہ نئی کتاب ہو یا پرانی بہرحال یہ آیت بہت سے مسائل کا ماخذ ہے (۱۲) اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے' کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عزت ونصیحت ہے' گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ حضور کی یادگار ہے' دوسرے یہ کہ قرآن تبلیغ کے لئے اترا نہ کہ چھپانے کے لئے تیسرے یہ کہ حضور ﷺ نے کوئی حکم قرآن چھپایا نہیں۔ سب شائع فرما دیئے' چوتھے یہ کہ قرآن میں فکر وتدبر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے لہٰذا قاری سے عالم افضل ہے اور تلاوت قرآن سے تدبر قرآن اعلیٰ ہے کیونکہ نزول قرآن کا اصل مقصد تفکر ہے (۱۳) یعنی نبی ﷺ اور صحابہ کرام کو ستانے کی خفیہ تدبیریں سوچتے رہتے ہیں (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں پر اب بھی غیبی عذاب آسکتا ہے' بلکہ آیا بھی ہے اور آوے گا بھی' ہاں عام عذاب آنا حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گیا۔ یہ گفتگو اس عذاب میں ہے جو

خلاف عادت الٰہیہ ہے' جیسے آسمان سے پتھر برسنا۔ صورتیں مسخ ہونا' رہا ظاہری عذاب' جیسے جنگ میں شکست یہ تو آتے ہی رہیں گے

بقیہ صفحہ ۳۲۷

ہیں' جیسے سورج کا نور اور چراغ کی روشنی وغیرہ (۱۴) مشرکین عرب مصیبتوں میں صرف رب سے دعائیں مانگتے تھے' اور راحت وسکون میں بت پرستی کرتے تھے' ان کا حال اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ خیال رہے کہ مصیبت میں طبیب' یا حاکم' یا نبی' یا پیر کے پاس دعا' یا دوا' یا فریاد کے لئے جانا اس کے خلاف نہیں کہ یہ مدد الٰہی کے مظہر ہیں (۱۵) یعنی جن بتوں کی ذلت وخباثت وہ نہیں جانتے' انہیں معبود سمجھ بیٹھے ہیں (۱۶) کفار اپنے کھیت' جانوروں وغیرہ میں سے کچھ حصہ بتوں کے نام پر نامزد کر دیتے تھے' کہتے تھے هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا یہ شرک ہے' لیکن اگر مسلمان اپنی کمائی سے کچھ حصہ فقراء' مساکین' بزرگوں کی فاتحہ کے لئے مقرر کر دے تو مباح ہے' رب فرماتا ہے وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (معارج:۲۵)

بقیہ صفحہ ۳۲۸

ہونا ہے' یا ان کے عذاب کا مقررہ وقت' یا قیامت کے مختلف عذابوں کے مختلف وقت ہیں (۱۴) یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے یعنی علم الٰہی جس میں تبدیلی ہرگز ممکن نہیں ہو سکتی' لیکن تقدیر معلق جسے محو و اثبات بھی کہتے ہیں وہ ادلتی بدلتی رہتی ہے' رب فرماتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ (الرعد: ۳۹) حدیث شریف میں ہے کہ نیک اعمال سے عمر بڑھ جاتی ہے' آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر شریف بجائے ساٹھ سال کے سو برس ہو گئی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۵) یعنی بیٹیاں اور شریک کہ دونوں چیزیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے' مگر رب کے لئے مانتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ (۱۶) شان نزول' کفار کہتے تھے کہ اگر محمد ﷺ سچے ہوں اور قیامت واقعی آئے تو بھی ہمیں جنت ہی ملے گی وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى (حم السجدہ: ۵۰) اس بکواس کی تردید میں یہ آیت اتری' ورنہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے' یعنی کام جہنم کے کر کے جنت کے امیدوار ہیں' جو بو کر گندم کاٹنے کی آس لگائے ہوئے ہیں۔ (۱۷) یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا' لہٰذا آیت کا حصر درست ہے (۱۸) یہاں اعمال سے مراد کفر وشرک اور گناہ ہیں' کیونکہ کفر وشرک بھی دل کا عمل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو نیکی سمجھ کر کرنا کفر ہے اور گناہ سمجھ کر کرنا فسق' جو پہلے جرم سے ہلکا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص برائی کو اچھائی ثابت کرے' وہ شیطان ہے' ایسے ہی جو اچھائی کو برا بتائے وہ بھی ابلیس ہے (۱۹) اس ولایت سے مراد دنیا کی جھوٹی دوستی ہے' اور جن آیات میں فرمایا گیا کہ ظالمین کا کوئی ولی نہیں' اس سے مراد سچی دوستی آخرت کی ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ہے (۲۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم صرف تلاوت کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ یہ شفا بھی ہے' ہدایت بھی ہے' رب کا قانون بھی ہے' اس کی رحمت بھی ہے غرضیکہ مومن کو تخت پر بھی کام آتا ہے اور تختہ پر بھی' دوسرے یہ کہ قرآن کریم اس کے لئے ہدایت' رحمت وغیرہ ہے جو قرآن کو حضور ﷺ کی معرفت سے قبول کرے' اسی لئے ارشاد ہوا کہ تم لوگوں پر روشن کرو۔ حضور کا توسل چھوڑ کر قرآن گمراہ کرتا ہے رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرۃ:۲٦)

بقیہ صفحہ ۳۲۹

علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز نہیں مگر شہد کے تابع ہو کر (روح) (۱۰) یعنی جہاں چاہے رہے' جو چاہے کھائے' پھل پھول' چنانچہ یہ مکھی پھل اور پھول کی تلاش میں بہت دور نکل جاتی ہے۔ لیکن اپنا گھر نہیں بھولتی' بے تکلف لوٹ آتی ہے' (۱۱) رب کی راہوں سے مراد وہ رستے ہیں' جو رب نے اسے بتا دیئے سمجھا دیئے' (۱۲) رنگ برنگے شہد سفید' پیلا' سرخ' سبز' سیاہ شہد کے رنگوں کا اختلاف چوسے ہوئے پھولوں کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے ہے' نیز جوان مکھی کا شہد سفید' ادھیڑ کا پیلا' بوڑھی کا سرخ ہوتا ہے' شہد کی مکھی مختلف پھولوں' پھلوں کے رس چوس کر لاتی ہے' اور اپنے گھر میں اگل دیتی ہے۔ (۱۳) مثنوی شریف میں فرمایا کہ شہد کی مکھی چمن سے پھولوں کا رس چوس کر حضور پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہے' اس کی برکت سے اس شہد میں شفا ہے' کیونکہ درود شریف شفا ہے' یہ درود شریف قدرتی طور پر اس مکھی کو سکھایا گیا ہے' اس درود شریف کی مٹھاس شہد میں ہے تو جیسے درود شریف کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رس میٹھے بن جاتے ہیں' انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے ہماری پھیکی عبادات میں مقبولیت کی شیرینی آوے گی' (۱۴) جیسے رب تعالیٰ مختلف پھولوں کے رس شہد کی مکھی کے ذریعہ شہد میں جمع فرما دیتا ہے اگر وہ قادر کریم قیامت میں بکھرے ہوئے اجزاء جمع فرما کر مردوں کو زندہ فرما دے تو کیا بعید ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کے کام رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں' کیونکہ جان قبض کرنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم جان قبض کرتے ہیں (۱۶) انسان پر یہ حالت ٦۰ برس کی عمر کے بعد آتی ہے' جب کہ تمام قوتیں بیکار' اور حواس ناکارہ ہو جاتے ہیں' سب پڑھا لکھا' بھول جاتا ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ متقی مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی' وہ بڑھاپے میں زیادہ عقل والا ہوتا ہے' ہاں خاص مومنوں کو بھی اللہ کی طرف توجہ کامل ہو جاتی ہے۔ جس سے یہ جہان بھول جاتا ہے۔ (خزائن) (۱۷) خیال رہے کہ انسانی عمر کی ۵ منزلیں ہیں' سات برس تک طفولیت یعنی لڑکپن' چودہ برس تک صبا یعنی بچپن' تیس سال تک شباب یعنی جوانی' پھر کہول یعنی ادھیڑ عمر' پھر بڑھاپا' اپنی ان حالتوں کو دیکھ کر پتہ لگاؤ کہ ہم کسی اور کے ہاتھ میں ہیں' مرنے کے بعد جب تک چاہے گا ہمیں مردہ رکھے گا اور جب چاہے گا زندہ فرما دے گا

بقیہ صفحہ ۳۳۱

بھی استعمال ہوتی ہیں (۱۱) اوڑھنے بچھانے کی اعلیٰ چیزیں کمبل' نمدے' غالیچے' اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان جانوروں کے بال وکھال پاک ہیں' ان کا استعمال جائز ہے (خزائن العرفان) خیال رہے کہ سوائے سور اور انسان کے باقی تمام جانوروں کے بال و کھال یا ذبح کر لینے سے' یا پکا لینے سے پاک ہو جاتے ہیں (کتب فقہ) خیال رہے کہ بکری بھیڑ کے بالوں کو صوف اور اونٹ کے بالوں کو دہر کہا جاتا ہے' (۱۲) جیسے سفر کے مکانات معمولی اور کمزور بنائے جاتے ہیں اور رہنے سہنے کا گھر پختہ اور مضبوط' اسی طرح ہمارے یہ دنیاوی اجسام سفر کے کمزور مکانات ہیں' جو ایک کانٹے کی بھی برداشت نہیں کر سکتے' اور جنت میں ایسے مضبوط جسم ملیں گے کہ سبحان اللہ' کیونکہ وہ دائمی ہوں گے' لہٰذا ان جسموں کو دائمی نہ جانو (۱۳) جیسے درخت' بادل' پہاڑ کے غار' مکانات کی چھتیں وغیرہ' یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سایہ دیتی ہیں' ایسے ہی حضرات اولیاء وانبیاء کرام مخلوق کو اپنے سایہ میں رکھتے ہیں (۱۴) چونکہ اہل عرب جنگوں اور گرمیوں میں پہاڑوں کے غاروں میں زیادہ پناہ لیا کرتے تھے' اس لئے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا (۱۵) یعنی سوتی لباس' چونکہ عام عرب میں گرمی زیادہ ہوتی ہے' اس لئے صرف گرمی کا یہاں ذکر ہوا۔ ورنہ لباس سردی' گرمی دونوں سے بچاتا ہے۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جانوروں کو پر یا بال بخشے' جو سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے ہوتے ہیں' انسان بشر تھا یعنی ظاہری چمڑے والا کہ اس پر نہ زیادہ بال نہ پر' لہٰذا اس کے لئے لباس بنایا۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۳۲

کیونکہ اس کا جرم بھی زیادہ ہے' خود گمراہ ہونا اور دوسرے کو گمراہ کرنا' خیال رہے کہ یہ جتنوں کو گمراہ کرے گا اتنوں کا عذاب دیا جاوے گا' چنانچہ اس کی آگ زیادہ تیز ہوگی' اس کے سانپ بچھو زیادہ زہریلے اور تمام دوزخیوں کا خون و پیپ اس کی غذا ہوگی (۱۸) اس سے مراد یا تو ہر قوم کے نبی ہیں' یا ہر کافر' مجرم کے ہاتھ پاؤں وغیرہ' اول قول زیادہ قوی ہے' جیسا کہ اس آیت کے آخر سے معلوم ہو رہا ہے' خیال رہے کہ انبیاء کرام کی یہ گواہی اپنی کافر قوم کے خلاف ہوگی' جیسا کہ علیٰ سے معلوم ہوا۔

بقیہ صفحہ ۳۳۳

دلا چکے ہو' خیال رہے کہ ہر وعدہ پورا کرنا ضروری ہے' لیکن قسم والا وعدہ پورا کرنا بہت ہی ضروری ہے' اسی لئے اس کے خلاف کرنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ ناجائز وعدہ ہرگز پورا نہ کرے اگرچہ اس پر قسم کھالی ہو۔ (۱۰) مکہ معظمہ میں ایک عورت ریطہ بنت سعد بن تیم تھی' جس کو وہم کی بیماری تھی' وہ روزانہ دوپہر تک سوت کاتتی' اپنی لونڈیوں سے بھی کتواتی تھی' پھر خود ہی وہم کی وجہ سے اسے توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی' اس آیت میں اس کا تذکرہ ہے (۱۱) اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے پھر جب دوسری قوم کو اس سے زیادہ مالدار اور قوت والا پاتے تو پہلے حلف کو توڑ کر اس سے حلف کر لیتے گویا اپنی قسموں کو بدعہدی کا ذریعہ بناتے تھے' جیسے آج ممبری کے ووٹ کے وقت رائے دہندگان کا حال ہوتا ہے' کہ قسمیں کھا کر پھر جاتے ہیں (۱۲) یعنی ایک قوم کے حلف کے بعد دوسری طاقتور قوم کا تمہیں دکھا دینا تمہاری آزمائش ہے جس سے سچے جھوٹے میں فرق ہوتا ہے (۱۳) خیال رہے کہ قیامت میں کفار کے گناہ علانیہ ظاہر کئے جائیں گے اور ان کی نیکیوں کا کوئی ذکر ہی نہ ہوگا' مگر مسلمانوں کی نیکیاں علانیہ ظاہر کی جائیں گی' گناہوں کی یا تو معافی ہو جائے گی یا ان کا حساب خفیہ لیا جاوے گا تا کہ مجرم کی رسوائی نہ ہو (۱۴) یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا اور قولی فیصلہ بذریعہ انبیاء کرام دنیا میں بھی کر دیا گیا ہے لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں' جن میں ارشاد ہے کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ (طارق: ۱۴) (۱۵) اس طرح کہ سب کو اسلام کی توفیق دے دیتا اور سارے لوگ مسلمان ہو جاتے مگر یہ حکمت کے خلاف تھا' جیسے دنیا امیر' غریب' بیمار تندرست' کالے اور گوروں سے قائم ہے' ایسے ہی آخرت کی بہار کافر و مومن سے ہے کہ جنت' دوزخ دونوں بھر جاویں اور رب کا قہر و رحم ظاہر ہو (۱۶) اس طرح کہ ایمان و ہدایت کی توفیق عطا فرما دے یا انسان کے دل میں برائی کی طرف میلان پیدا کر دے کہ انسان اپنے اختیار سے کفر و گناہ کرے' بہر حال یہ آیت انسان کے اختیار کے خلاف نہیں۔ (۱۷) یہ سوال حساب و کتاب کے لئے ہوگا نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے' کہ وہ تو خود علیم و خبیر ہے (۱۸) یعنی جھوٹ اور فریب کے لئے قسم نہ کھاؤ کہ اب ایمان کیسے لائیں' ہم تو قسم کھا چکے ہیں کہ کافر رہیں گے' اس صورت میں یہ خطاب کافروں سے ہے' یا یہ معنی ہیں کہ نیک اعمال سے رکنے یا گناہ کرنے کے لئے قسم کو بہانہ نہ بناؤ کہ ہم تو قسم کھا چکے ہیں۔ نیکی کیسے کریں

بقیہ صفحہ ۳۳۴

نسخ نہ ہوتا۔ تو آج تورات و انجیل کیوں منسوخ ہوتیں۔ نسخ رب کے بے علمی کی دلیل نہیں' بلکہ ہمارے حالات کی تبدیلی نسخ کا سبب ہے (۱۵) یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ جس وقت جو حکم نازل فرمایا' اس وقت وہی موزون تھا۔ اگر طبیب نسخوں میں تبدیلی کرتا ہے' تو بیماری کی حالت کا اندازہ کر کے۔ (۱۶) (شان نزول) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب سخت احکام نازل ہوتے تھے۔ تو مسلمان نہایت بہادری سے ان پر عمل کرتے تھے مگر ان پر دشواری ہوتی تھی' کچھ روز بعد نرم احکام آ جاتے تھے' تو کفار کہتے تھے کہ حضور اپنے صحابہ سے مذاق کرتے ہیں' سب کچھ اپنی طرف سے کہتے ہیں' اگر یہ کلام رب کا ہوتا تو جو نرم حکم آج آیا ہے' وہ اس سے پہلے ہی کیوں نہ آ گیا۔ کیا رب جانتا نہ تھا کہ اس منسوخ حکم سے کام نہ چلے گا۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری

بقیہ صفحہ ۳۳۵

مسئلہ مرتد کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں' اور یہ اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے' اللہ کے پیاروں کی خطا' دوسروں کے لئے عطاء اور ان کے کفر اوروں کے لئے ایمان بن جاتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں' ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ کفر گیرد ملتی ملت شود (۱۱) اس سے روافض کا تقیہ ثابت نہیں ہوتا' کیونکہ یہ جان بچانے کے لئے کفر صرف منہ سے بولنا ہے' اور تقیہ میں دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ بولنا ہے' اسی لئے ایسے مجبور کو حکم ہے کہ فوراً اس جگہ سے بھاگ جاوے اور مجبوری دور ہوتے ہی اپنے ایمان کا اعلان کر دے۔ (۱۲) خیال رہے کہ دنیاوی زندگی کو آخرت کے لئے پیارا جاننا مومن کا کام ہے کہ وہ اس زندگی کو آخرت کا توشہ جمع کرنے کا ذریعہ بناتا ہے اور آخرت کے مقابلہ میں پیارا جاننا کفار کا کام ہے' حضرت عمار نے اسی لالچ میں کفر منہ سے بولا کہ حضور کی صحبت اور زیادہ نصیب ہو جاوے

بقیہ صفحہ ۳۳۶

نبی ﷺ کے حق میں انصاف سے رائے قائم نہ کی کہ انہیں بجائے نبی رسول کہنے کے شاعر اور جادوگر کہا (۱۱) بظاہر یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو' طیب وہ جو بدمزہ نہ ہوں' لذیذ اور مزیدار ہو۔ یعنی تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ کھانے چھوڑ دے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دے' یا حلال وہ جو خود حرام نہ ہو' طیب وہ جسے انسان خود حرام نہ کرے لہٰذا سود حرام ہے اور رشوت وغیرہ کی کمائی خبیث ہے طیب نہیں' لیکن اگر حلال چیز کو بت کے نام پر لگا دیا تو نہ وہ حرام ہے۔ نہ خبیث' بلکہ حلال طیب ہے' اس کو حرام نہ جانو' کیونکہ یہ آیت اس عقیدے کی تردید میں آئی ہے کہ بحیرہ' سائبہ وغیرہ جانور حرام ہیں' جن کا ذکر آگے آ رہا ہے

بقیہ صفحہ ۳۳۷

عام گنہگار مسلمان کیونکہ حرام کو حلال جاننا کفر ہے (۲) یعنی گزشتہ پر شرمندہ ہوں اور آئندہ اس سے دور رہیں (۳) یعنی دینی پیشوا' معلم خیر' توحید والوں کے رئیس تحقیق والوں کے پیشوا' مشرکین کے دشمن

بقیہ صفحہ ۳۳۸

جمعہ کی پابندیاں صرف ان پر ہیں' جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ (۱۰) موسیٰ علیہ السلام نے یہود سے فرمایا تھا کہ تم اپنی عبادات کے لئے جمعہ چن لو اور فرمایا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن خاص کر لو' عام یہود نے سنیچر کی رائے دی تھی' تھوڑے سے لوگ جمعہ پر متفق ہوئے لہٰذا ان کو سنیچر کا دن خاص کر دیا گیا' کہ اس دن شکار نہ کریں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی رائے کی موافقت کی' وہ تو ان پابندیوں پر قائم رہے' باقی لوگ پابندی نہ کر

سکے اور اس دن میں شکار کر بیٹھے' جس کی وجہ سے وہ بندر' سور بنا دیئے گئے (روح' خزائن العرفان) اس مسخ کا واقعہ سورہ اعراف میں گزر چکا' یہ ان کا اختلاف تھا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ پیغمبر کا حکم ماننا ضروری ہے' رائے ماننا ضروری نہیں' دوسرے یہ کہ پیغمبر کی رائے بڑی مبارک اور برکت والی ہوتی ہے۔ اس کی مخالفت سے کبھی مصیبت آجاتی ہے (۱۱) یعنی ساری مخلوق کو اسلام کی طرف بلاؤ' اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ سارے انسانوں کے رسول ہیں اور قیامت تک آپ کی تبلیغ جاری ہے۔ صحابہ کرام کو بلاواسطہ حضور نے تبلیغ فرمائی' بعد والوں کو علماء کے واسطہ سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اللہ کا راستہ ہے' اس کے سوا باقی تمام دین شیطان کا راستہ ہیں' رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹) (۱۲) حکمت تو یقینی دلائل ہیں' اور نصیحت' رغبت دینا۔ ڈرانا۔ گزشتہ قوموں کے واقعات سنانا (۱۳) جس شخص کے لئے جیسا مناظرہ مفید ہو ویسا کرو' یا ہدایت کی نیت سے مناظرہ کرو' نہ کہ فساد کے لئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے دینوں سے دین کے لئے مناظرہ کرنا اچھا ہے' دوسرے یہ کہ خواص کے لئے دلائل ہیں' عوام کے لئے حکایت رغبت اور ڈرانا ہے۔ اور مناظرہ جھگڑالو کے لئے ہے' لوگ تین طرح کے ہیں' تو تبلیغ بھی تین طرح کی ہے (روح البیان) (۱۴) یعنی تبلیغ اور مناظرہ سے لوگوں کی فطرت یا تقدیر نہ بدل جاوے گی' سب لوگ ایمان نہ لائیں گے' ہاں آپ کا فریضہ ادا ہو جاوے گا' ہدایت تو رب کے فضل سے ملتی ہے' (۱۵) (شان نزول) جنگ احد میں کفار نے بعض مسلمان شہداء کے ناک' کان کاٹے' امیر حمزہ کے ساتھ بھی یہ ہی کیا۔ حضور کو یہ ملاحظہ فرما کر بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے قسم کھائی' کہ میں ایک حمزہ کے بدلہ میں ستر کافروں کو قتل کر کے ان کا مثلہ (ناک' کان کاٹنا) کروں گا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔ اور قسم کا کفارہ دیا۔ مسئلہ ہر ایک کو سزا جرم کے برابر دو۔ مسئلہ مقتول کے کان' ناک کاٹ کر اس کی شکل بگاڑنا حرام ہے' (معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے) (۱۶) یعنی اگر بقدر جرم بھی مجرم سے بدلہ نہ لو' تو یہ صبر ہے' اور صبر بدلہ لینے سے اچھا ہے' مگر یہ احکام ذاتی معاملات کے لئے ہیں۔ دینی' قومی' ملکی مجرم کو معاف کرنا جرم ہے (۱۷) یہ تو ہمیشہ انبیاء کرام سے فریب کرتے رہے' اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے بچائے گا۔ پھر آپ کو ان پر مسلط فرما دے گا۔ یہ تمام وعدے پورے ہو کر رہے (۱۸) معلوم ہوا کہ جو اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے' اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۳۹

یعنی بیت المقدس تک کا ذکر ہے اور لِنُرِیَہٗ میں آسمانی معراج کا اور اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں لامکانی معراج کا اور فرشی معراج کو عرشی معراج کی دلیل یا تمہید قرار دیا کہ اگر تم اس فرشی معراج کو مان لو تو اگلی آسمانی اور لامکانی معراج کا انکار نہ کر سکو گے' اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بے شک وہ محبوب بندہ ہی سننے دیکھنے والا ہے' یعنی ان آیات کے دیکھنے اور بلاواسطہ رب کے دیدار کلام کی تاب صرف اسی میں ہے' لہٰذا معراج صرف اسے ہی کرائی گئی (۹) توریت شریف یکدم کوہ طور پر بلا کر خیال رہے کہ توریت شریف چھٹی رمضان کو' اور انجیل شریف تیرھویں رمضان اور ابراہیمی صحیفے یکم رمضان کو عطاء ہوئے (تفسیر نعیمی وغیرہ) (۱۰) معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے اور توریت صرف اس قوم کے لئے ہدایت تھی قرآن کریم کے لئے ارشاد ہوا ھُدًی لِّلنَّاس (۱۱) یہاں وکیل سے مراد کچہریوں کے وکیل نہیں بلکہ یا تو مراد معبود ہے یا حقیقی مشکل کشا کارساز ورنہ مجازی مشکل کشا اور کارساز بندے بھی ہوتے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں اندھوں کو انکھیارا' کوڑھیوں کو اچھا کر سکتا ہوں' یوسف علیہ السلام کی قمیص نے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن کر دیں۔ کیسی مشکل کشائی اور کارسازی کی (۱۲) یعنی یہ سب لوگ ان کی اولاد تھے' جو طوفان کے وقت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھے خیال رہے کہ صرف اولاد نوح علیہ السلام کی نسل چلی اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں (۱۳) نوح علیہ السلام کا نام یَشْکُر تھا۔ آپ خوف الٰہی میں گریہ وزاری کرتے تھے اس لئے آپ کا لقب نوح' نوحہ کرنے والا ہوا (۱۴) توریت میں موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ (۱۵) یعنی زمین شام میں تم دو دفعہ بڑے فساد پھیلاؤ گے' پہلی بار توریت کی مخالفت شعیا علیہ السلام کا قتل اور ارمیا علیہ السلام کو قید کر دینا ہے' دوسری بار زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا قتل اور عیسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل ہے' (روح) (۱۶) یعنی جالوت' یا بخت نصر بادشاہ یا سنجارب' اس سے معلوم ہوا' کہ بدعملی کی وجہ سے بادشاہ ظالم مقرر ہوتے ہیں' کیونکہ ظالم بادشاہ بھی عذاب الٰہی ہوتا ہے۔ شیاء علیہ السلام کے قتل کر دینے پر یہ ظالم بادشاہ بنی اسرائیل پر آئے۔ (۱۷) یعنی تمہیں تلاش کر کے قتل کیا۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کا بدلہ خود لیتا ہے (۱۸) یعنی جب تم نے توبہ کی تو رب نے تمہیں اتنی دولت وقوت بخشی کہ پھر تم نے ان ظالموں سے بدلہ لینے کے لئے ان پر حملہ کیا۔ معلوم ہوا کہ توبہ و نیکی کی برکت سے دولت وعزت ملتی ہے (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں کبھی لام بمعنی علیٰ بھی آتا ہے' یعنی نقصان کے لئے اس سے بہت سے مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں' یہاں بھی لام بمعنی علیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم برے کام کرو گے تو اس کا وبال خود تم پر ہو گا' یہ نہ ہو گا کہ کرو تم اور بھرے کوئی' ہاں دوسرے کی برائی کا وبال اپنے پر بھی پڑتا ہے' جب ہم نے اس سے کرایا ہو (۲۰) یعنی جب تم نے دوسرا فساد پھیلایا کہ یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا تو تم پر روم و فارس کے بادشاہ مسلط کر دیئے' چنانچہ ہردوس شاہ روم جب بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں خون بہتا دیکھا۔ پوچھا کہ کس کا خون ہے' یہودی بولے قربانی کا وہ بولا تم جھوٹے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے ستر ہزار یہودی مار دیئے' تب یہودی بولے یہ یحییٰ علیہ السلام کا خون ہے' یحییٰ علیہ السلام کا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد ہوا (روح)

بقیہ صفحہ ۳۴۰

انہیں ہر چیز معلوم ہے (۱۷) حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ہر شخص کی نیک بختی اور بدبختی کی تختی اللہ نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہر شخص کی قسمت جانتے ہیں۔ اور اگر قسمت سب سے چھپانے کی چیز ہوتی تو اس کی تحریر ہر ایک کے گلے میں کیوں لٹکائی جاتی' حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں بچے کی عمر' نیک بختی بدبختی' رزق' غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا (۱۸) معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہو گی' کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا' عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو (۱۹) جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ

بقیہ صفحہ ۳۴۱

موجود ہے تریاق بھی' شیطان بھی ہے راہ نما بندے بھی (۱۵) اسی لئے دنیا کی نعمتیں فاسق و متقی' مومن و کافر سب کو مل رہی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ دنیا و

دین کی نعمتیں صرف ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے ملتی ہیں۔ بندہ شیخی نہ مارے ⓫ یعنی جیسے دنیا میں سب یکساں نہیں' درجے سب کے مختلف ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں سب یکساں نہیں درجے مختلف ہوں گے' جو آخرت کے اختلاف مراتب کا انکار کرے وہ درحقیقت چشم بصیرت سے دنیا میں غور نہیں کرتا' پیغمبروں کی ہر نیکی کا وہ درجہ ہوگا جو ہماری بڑی سے بڑی نیکیوں کا نہیں ہوسکتا۔ صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے بہتر ہے

بقیہ صفحہ ۳۴۲

وعید ہے ⓬ اس سے معلوم ہوا کہ سینما' جوا' شراب خوری' اور ناجائز جگہ پر خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی سزا سخت ملے گی جیسے اچھی جگہ خرچ کرنا ثواب ہے ایسے ہی بری جگہ خرچ کرنا گناہ ہے ⓭ (شان نزول) حضرت بلال' صہیب' سالم و خباب رضی اللہ عنہم وغیرہم فقہاء صحابہ کرام کبھی حضور ﷺ سے کچھ ضروریات کے لئے سوال کرتے تھے اگر کبھی حضور کے پاس کچھ نہ ہوتا تو سرکار خاموش رہتے' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمہارے عزیزوں یا کسی مسکین کو مالی ضرورت درپیش ہو اور تم اس وقت اس کی مدد نہ کرسکو تو ان سے نرم بات کردو' نرم بات سے مراد یا تو دعاء خیر ہے یا آئندہ کے لئے اچھا وعدہ' غرضیکہ مجبوری میں سائل کو جھڑکو نہیں' رب فرماتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ:۱۰) ⓮ یعنی بخیل و کنجوس نہ بنو کہ ضروریات پر بھی خرچ نہ کرو' یا حق والوں کے حق ادا نہ کرو ⓯ (شان نزول) ایک یہودی عورت اور مسلمان بی بی میں اس پر گفتگو ہوئی' کہ موسیٰ کلیم اللہ زیادہ سخی تھے یا حضور ﷺ۔ یہودیہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنی ضروریات سے بچا ہوا سارا مال خیرات فرمادیتے تھے۔ مسلمہ بی بی نے بطور آزمائش حضور کی خدمت میں اپنی بچی بھیجی اور عرض کیا مجھے قمیض کی ضرورت ہے عطا ہو' اتفاقاً حضور کے پاس اس وقت صرف وہی قمیض مبارک تھی جو زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ ہی اتار کر عطا فرمادی اور خود دولت خانے میں تشریف فرما ہوگئے' یہاں تک کہ اذان ہوگئی' صحابہ کرام نماز کے لئے جمع ہوئے' مگر سرکار تشریف نہ لائے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت صدقہ پر مقدم ہیں' ان سے بچے تو خیرات کرے یہ شریعت کا حکم ہے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ حضور کی بارگاہ میں حاضر کردینا یہ سلطان عشق کا فتویٰ تھا۔

بقیہ صفحہ ۳۴۳

یا شیخ واستاذ سے' یا کسی قرابت دار عزیز سے یا اجنبی سے' اس میں ہر جائز عہد داخل ہے ⓭ دیتے وقت ناپ تول پورا کرنا فرض ہے کچھ نیچا تول دینا مستحب' حضور نے ارشاد فرمایا زِنْ وَاَرْجِحْ تول دو اور کچھ نیچا تول دو' لیتے وقت پورا تول یا ناپ کرلو' نیچا نہ لو' اس کا انجام اچھا ہے کہ برکت بھی ہے اور لوگوں میں نیک نامی بھی' جس سے تجارت چمکتی ہے ⓮ معلوم ہوا کہ بغیر علم فتویٰ دینا مسائل بیان کرنا حرام ہے کہ وہ بھی اس آیت میں داخل ہے۔ ⓯ یعنی دل کے برے ارادے یا برے عقیدوں پر پکڑ ہوگی' ہاں دل کے وسوسے جو بے اختیار دل میں آجاویں وہ معاف ہیں' لہٰذا آیات' اور حدیث میں تعارض نہیں ⓰ یعنی ان ظاہری باطنی اعضاء کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو' یہ سوالات رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ مجرم سے اقرار جرم کرانے کو ہوں گے۔ ⓱ معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کی چال اور متکبرین کی سی بیٹھک وغیرہ سب ممنوع ہے' ہمارے چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں تواضع انکساری چاہئے' گفتگو نرم' چلنا آہستگی سے' وقار کے ساتھ ہو۔ اس پر بہت سے مسائل متفرع ہیں' جن میں فقہاء نے ہاتھی کی سواری' شیر کی کھال کی پوستین پہننے سے منع فرمایا' ان کا ماخذ یہ آیت ہے

بقیہ صفحہ ۳۴۴

لئے سبزے کی تسبیح سے میت کے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اگرچہ خود کفن اور قبر کی مٹی بھی تسبیح پڑھ رہی ہے اس ہی لئے قبروں پر پھول و سبزہ ڈالتے ہیں' ایسے ہی کافر و مومن کی تسبیح کی تاثیر میں فرق ہے' بلکہ خود مومنوں میں ولی اور غیر ولی کی عبادات میں فرق ہے ⓫ (شان نزول) جب آیت تَبَّتْ یَدَآ (تبت:۱) نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی جمیلہ پتھر لے کر وہاں آئی جہاں حضور انور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضور کو نہ دیکھا' ابوبکر صدیق کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں' وہ میری ہجو کرتے ہیں صدیق اکبر نے فرمایا کہ وہ شعر گوئی نہیں کرتے وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لائی تھی' ابوبکر صدیق نے حضور سے دریافت کیا کہ اس نے حضور کو نہ دیکھا کیا وجہ ہوئی' سرکار نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل فرمادیا' اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ⓬ خلاصہ یہ ہے کہ کفار تک آپ کا نور و فیض نہیں پہنچتا' اس لئے وہ ہدایت پر نہیں آتے' اگر یہ آڑ اٹھ جائے اور آپ ان تک پہنچ جائیں تو انہیں ایمان و عرفان سب کچھ مل جائے۔ شعر

کفر و اسلام کے جھگڑے تیرے چھپنے سے بڑھے
تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

⓭ جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے' اس کے بغیر ذہن الٹا کام کرتا ہے جیسا آج کل دیکھا جارہا ہے' ہر کتاب نور سے پڑھی جاتی ہے' قرآن کا نور تقویٰ ہے' ہر مفسر کو متقی ہونا چاہئے' اللہ توفیق دے

بقیہ صفحہ ۳۴۵

السلام کا کام ہوگا۔ مگر رب نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تمہیں بلائے گا' ایسے ہی بہت دفعہ بندہ رب کے کاموں کے متعلق کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے' حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بیٹا دوں گا ⓭ معلوم ہوا کہ آخرت میں تمام عبادات ختم ہوجائیں گی مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہوگی' لیکن یہ حمد تکلیفی نہ ہوگی بلکہ روحانی غذا ہوگی' جیسے دنیا میں سانس لینا کافروں کو اس وقت حمد الٰہی کرنا فائدہ مند نہ ہوگا ⓮ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں' کیونکہ اس کے مقابل دنیا اور برزخ کی زندگی تھوڑی ہے یا قیامت کی دہشت کی وجہ سے ان کو اپنی لمبی عمریں چھوٹی معلوم ہوں گی' بعد کو وہ اپنی عمر اور عمر کے سارے واقعات یاد کریں گے (روح البیان) ⓯ یہ مختصر سی آیت عقائد' عبادات' معاملات کے لاکھوں مسائل کو شامل ہے' اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین عرب مسلمانوں سے بدکلامیاں کرتے تھے' مسلمانوں نے حضور کو بارگاہ میں شکایت کی' اس وقت یہ آیت کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ ان کی جاہلانہ باتوں کا جواب جاہلانہ طور پر نہ دیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (التوبہ:۷۳) ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں واغلظ سے سخت دلیل مراد ہو تو مطلب ہوگا کہ دلیل قوی دو' مگر بات بے ہودہ منہ

سے نہ نکالو' خیال رہے کہ اس میں کلمہ طیبہ' تلاوت قرآن مسائل بیان کرنے' لوگوں سے نرم اور میٹھی باتیں کرنی' جس سے دل پر اثر پڑے سب ہی داخل ہیں (۱۹) اس طرح کہ تمہیں غصہ دلواتا اور بھڑکاتا ہے کہ ترکی بہ ترکی جواب دو' جس سے لڑائی فساد کی نوبت آ جائے' ایسے موقع پر ضبط سے کام لو' اخلاق محمدی کا نمونہ بنو

بقیہ صفحہ ۳۴۶

کہ معجزات دکھائے' خیال رہے کہ جو قوم منہ مانگے معجزے مانگے اور پھر ایمان نہ لائے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے' لہٰذا ان معجزوں کا نہ دکھانا بھی رب کی رحمت تھی (۱۰) کہ اس اونٹنی کو ناحق قتل کیا اور یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے' لہٰذا انہوں نے اونٹنی پر بھی ظلم کیا اور اپنے پر بھی (۱۱) عنقریب آنے والے عذاب سے' یعنی منہ مانگے معجزے' آئندہ عذاب الٰہی آنے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں (۱۲) یعنی رب تعالیٰ کا علم اور قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے' نہ کہ خود رب تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۴۷

پتھر سے تکلیف ہو سکتی ہے' دوسرے یہ کہ انہیں انسان و جنات کو دوزخ دیا جائے گا جو شیطان کی پیروی کریں' لہٰذا کفار کے بچے جہنمی نہیں (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں' یعنی اس کا لشکر' حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو آواز مرضی رب کے خلاف نکلے' وہ شیطانی آواز ہے خواہ گانے بجانے کی آواز ہو' یا جھوٹے وعظ یا غلط تفسیروں کی (۱۱) جس کھانے یا صحبت پر بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔ اس میں شیطان کا حصہ ہے' ایسے ہی بچے کا نام عبدالشمس وغیرہ نہ رکھو (۱۲) مشرکین کو کفر و شرک پر نجات کی امید دلانا بخیل مسلمانوں کو بخل پر مالداری کی امید دلانا اور برے خرچوں پر ناموری کی ڈھارس بندھانا سب شیطانی وعدے ہیں۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء محفوظ۔ معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ کر تو سکے مگر کرے نہیں' نبوت کے لئے عصمت لازم ہے' مگر ولایت کے لئے حفاظت لازم نہیں' جسے رب چاہے محفوظ رکھے جیسے خلفاء راشدین وغیرہم۔ (۱۴) کہ اپنے خاص بندوں کو تیرے تمام فریبوں سے محفوظ رکھے گا (۱۵) معلوم ہوا کہ دریا کا سفر مبارک ہے' اگر دین یا دنیاوی فوائد کے لئے ہو جیسے حج یا تجارت وغیرہ اور بلا ضرورت منع ہے' لہٰذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں (۱۹) مشرکین عرب جب دریا میں مخالف ہوا یا طوفان میں پھنس جاتے تو صرف رب سے دعائیں مانگتے اور اس کو پکارتے تھے کسی بت کو نہ پکارتے تھے' پھر وہاں سے نجات پا کر جب خشکی پر آتے تو پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے' اس آیت میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے

بقیہ صفحہ ۳۴۸

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (بقرہ: ۴۷) اور فرمایا۔ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران: ۳۳) (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنا لینا چاہئے۔ شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو' اگر کوئی صالح امام نہ ہوگا' تو اس کا امام شیطان ہوگا اس آیت میں تقلید اور بیعت' مریدی سب کا ثبوت ہے (۱۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہوگا سب لوگ تحریر پڑھ لیا کریں گے اگرچہ دنیا میں بعض لوگ جاہل بھی تھے دوسرے یہ کہ تمام لوگوں کی زبان اس دن عربی ہوگی' کیونکہ نامۂ اعمال کی تحریر عربی زبان میں ہے۔ لیکن کسی کو ترجمہ کرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ حساب قبر بھی عربی میں ہوگا (۱۲) یعنی دنیا میں جس کا دل اندھا رہا' ہدایت قبول نہ کی' وہ آخرت میں نجات اور جنت کی راہ دیکھنے سے اندھا ہوگا۔ بلکہ وہاں اس کا اندھا پن زیادہ ہوگا کہ دنیا میں ہدایت کا امکان تھا آخرت میں یہ امکان بھی نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق: ۲۲) ظاہری آنکھیں اس دن سب کی تیز ہوں گی۔ (۱۳) (شان نزول) بنی ثقیف کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری تین باتیں منظور فرما لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں' اولاً ہم نماز میں جھکیں گے نہیں' یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے' دوم ہم اپنے بتوں کو نہ پوجیں گے' مگر سال میں ایک دفعہ ان کے چڑھاوے' نذرانے وصول کر لیا کریں گے' سوم ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے یہ بھی کہنے لگے' آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں' جو دوسرں کو نہ بخشی ہو۔ اور اگر کوئی عرب آپ سے اس کی وجہ پوچھے تو فرما دیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے۔ حضور نے یہ باتیں نامنظور فرمائیں اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔ جس میں حضور کی استقامت کی تعریف فرمائی گئی معلوم ہوا کہ حضور کو رب نے قدرتی طور پر استقامت بخشی ہے (۱۴) معلوم ہوا کہ کفار لغزش دینے کے قریب تھے' آپ لغزش پانے کے قریب نہ تھے' اسی لئے صیغہ جمع کا فرمایا (۱۵) یعنی آپ قریب جھکنے کے ہو جاتے (۱۶) یہ آیت ایسی ہے' جیسے رب تعالیٰ کا فرمان اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (زخرف: ۸۱) اگر رب کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا' نہ رب کی اولاد ممکن نہ اسے حضور کا پوجنا ممکن' ایسے ہی نہ حضور کا کفار کی طرف قریب المیلان ہونا ممکن نہ آپ پر دنیاوی و دینی عذاب الٰہی آنا ممکن۔ اس آیت میں بھی لَو ہے اور یہاں بھی' اس سے معلوم ہوا کہ جاننے والے کا گناہ نہ جاننے والے سے سخت تر ہے

بقیہ صفحہ ۳۴۹

عبادت میں داخل ہونا' عبادت سے فارغ ہونا خشوع و خضوع کے ساتھ ہی ہو (تفسیر خزائن العرفان) مسلمان جب کہیں جاوے یہ دعا پڑھ کر داخل ہو (۱۲) لشکر' خدام' دلیل ایسی عطا فرما جس سے تیری طرف سے دشمن پر غلبہ نصیب ہو' اس سے معلوم ہوا کہ جس سے رب راضی ہو اس کے لئے اچھے مددگار مقرر فرما دیتا ہے (۱۳) یعنی حضور تشریف لائے نور آیا' اندھیرا گیا' اسلام آیا' کفر گیا' قرآن آیا شیطان گیا' خیر آئی شر گئی' ہدایت آئی گمراہی گئی' مگر یہ سب کچھ اس دولہا کے دم قدم سے ہوا جس کے دم کی یہ ساری بہار ہے سب کچھ وہ ہی لائے ﷺ (۱۴) فتح مکہ کے دن جب حضور کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے ہاتھ شریف میں ایک چھڑی تھی' یہ آیت پڑھتے اور بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گر جاتا۔ حالانکہ سب بت لوہے اور رانگ سے جڑے ہوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود حق ہیں' جس کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ حق ہے جو ان سے بے تعلق ہے وہ باطل ہے اگر نماز کو حضور سے تعلق نہ ہو تو وہ نماز باطل ہے اور اگر دنیاوی کاروبار حضور سے وابستہ ہوں تو حق ہیں (۱۵) روحانی شفاء کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے اس کی غذائیں اور دوائیں اس ہی عالم کی چاہئیں' جیسے کہ جسم عالم خلق کی چیز ہے اس کی دوائیں غذائیں اسی عالم کی ہیں' چونکہ قرآن اور صاحب قرآن کے فرمان عالم امر ہی کے ہیں لہٰذا یہ ہی روحانی غذائیں ہیں' ناپاک کپڑے پر سارا قرآن پڑھ کر دم کرو' پاک نہ ہوگا' کیونکہ جب ناپاکی اس دنیا کی ہے تو پانی بھی یہاں کا چاہئے' اور کافر کو سات سمندروں میں غسل دو پاک نہ ہوں صرف کلمہ شریف سچے دل سے پڑھ

لینے سے پاک ہوگا' کیونکہ کفر کی ناپاکی اس دنیا کی ہے تو اس کا پانی بھی وہاں کا ہی چاہئے' یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ قرآن ہر ظاہری باطنی بیماری کے لئے شفا ہے لہٰذا اس کا دم اس کا تعویذ گنڈا سب جائز ہوا ⑭ دیکھ لو آج بھی بعض لوگ وہ کھانا نہیں کھاتے' جس پر قرآن شریف پڑھ دیا جاوے' ان کے لئے تو قرآن شریف نقصان ہی کا باعث ہوا ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں لمبی دعائیں مانگنا اور اگر قبولیت میں دیر ہو تو مایوس ہو جانا کافر یا غافل کی علامت ہے' مسلمانوں کو چاہئے کہ ان تینوں عیبوں سے پاک و صاف رہیں خیال رہے کہ یہاں انسان سے کافر یا غافل مراد ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۵۰

باپ دادوں کو زندہ فرمادیں کہ وہ آکر تمہاری گواہی دیں' یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے ہونے چاہئیں' امیہ بولا کہ میں تو آپ پر جب ایمان لاؤں گا کہ آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں' ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) معلوم ہوا کہ مقابلہ کے لئے معجزہ مانگنا طریقہ کفار ہے' اور ایمان کے لئے مانگنا درست ہے۔ ⑨ کہ قیامت میں آسمان گر جائے گا تو آج ہی گرا دو ⑩ جو ہمارے سامنے آکر تمہاری تصدیق کریں ⑪ اس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی مکمل کتاب آپ کو دے جائے' ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں' اس کے ہاتھ سے کتاب ملتی ہوئی بھی ملاحظہ کریں' یہ ساری بکواس محض نہ ماننے کی نیت سے دل لگی اور مذاق کے طور پر تھی' اگر یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جاتے تو بھی وہ ایمان نہ لاتے ⑫ اس جواب کا منشاء یہ نہیں کہ حضور ان میں سے کوئی مطالبہ بھی پورا نہ فرما سکتے تھے' بلکہ منشا یہ ہے کہ تمہارے یہ مطالبے منظور نہیں' کیونکہ اگر ان میں سے کوئی معجزہ دکھایا گیا اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے' جیسا کہ عادت الٰہیہ ہے' یعنی حضور کو ان سب پر قدرت ہے مگر دکھانے کی اجازت نہیں آگ نے جناب خلیل کو جلایا نہیں' چھری نے جناب اسماعیل کو ذبح نہیں کیا کیونکہ اجازت نہ تھی' حضور کے اختیار قدرت کا یہ حال ہے کہ حضور نے کنکروں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا کر دکھائے فرشتے بارہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' جو صحابہ نے دیکھے بہر حال نہ کرنا اور ہے نہ کر سکنا کچھ اور' خیال رہے کہ حضور خود اپنے کو بشر فرمائیں تو آپ کا یہ کمال ہے اگر ہم برابری کے دعویٰ سے بشر کہیں تو کافر ہو جائیں' پیغمبروں نے اپنے کو ظالم' ضال فرمایا ہے' ہم کو یہ حق نہیں کہ ان کے حق میں یہ لفظ استعمال کریں

بقیہ صفحہ ۳۵۱

جسم کی نوعیت اس جسم سے جدا ہوگی' یہ کیسے ہوسکتا ہے' خیال رہے کہ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق اڑانے اور انکار کرنے کے لئے تھا ⑫ یعنی بغیر مادہ اور بغیر کسی مثال کے' تو اگر وہ تمہیں بھی بغیر نطفہ کے پیدا فرما دے' تو کیا حرج ہے ⑬ خیال رہے کہ محشر میں جسم انسان کے اصلی اجزاء وہ ہی ہوں گے جو دنیا میں تھے اسی طرح روح بھی وہ ہی ہوگی' لیکن ترکیبی اجزاء اور ہوں گے' اس لئے گورے کافر وہاں کالے ہوں گے' اور کالے مسلمان گورے' کافروں کے جسم بہت بڑے' اس لئے یہاں مثل فرمایا۔ روح اور جزاء اصلیہ کے لحاظ سے وہی ہوں گے اور اجزاء ترکیبیہ کے لحاظ سے مثل ⑭ ہر چیز کا ایک وقت ہے' بیماری' شفا' کامیابی' قبولیت دعا' تمام اپنے وقت پر ہوں گی' قبولیت میں جلدی نہ کرنی چاہئے' رب سے دعا مانگو اس کو مشورہ نہ دو' اسی طرح کفار کا انبیاء سے مطالبہ کرنا کہ ابھی عذاب لے آؤ۔ یہ مطالبہ وقت سے پہلے تھا ⑮ یعنی اے کافرو اگر تم لوگ رب کی نعمتوں کے مالک ہوتے تو کسی کو ایک شمہ نہ دیتے' صرف اپنے پر خرچ کرتے اور یہ خرچ بھی بڑی احتیاط سے کرتے کہ کہیں ختم نہ ہو جاوے' اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو اپنی تمام نعمتوں کا مالک بنا دیا۔ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) اور حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں' لہٰذا یہ آیت حضور کی غیر مختاری کی دلیل نہیں بن سکتی ⑯ یہاں انسان سے مراد کافر' غافل کنجوس انسان ہے نہ کہ سارے' حضور ﷺ کی سخاوت کی مثل تو دنیا بھر میں ناممکن ہے'

بقیہ صفحہ ۳۵۲

کے اسرار و تفسیر بھی حضور ہی سے ملے گی' تفسیر بالرائے حرام ہے اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی اور جاء الحق کے مقدمہ میں دیکھو ⑫ اس آیت میں کفار کو کفر کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا' بلکہ رب نے اپنے اور اپنے محبوب کی بے نیازی ظاہر فرمائی' کہ تمہارے ایمان سے ہمارا بھلا نہیں' اور تمہارے کفر سے ہمارا کچھ بگڑتا نہیں' تمہارا ہی بھلا برا ہے' ⑬ اس سے معلوم ہوا کہ علماء اہل کتاب پہلے سے ہی حضور کی آمد کے منتظر اور قرآن کریم کے نزول کے معترف تھے اور حضور کو دیکھ کر' قرآن سن کر ایمان لے آئے' جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہ' اے مسلمانو تم بھی ان کی پیروی میں سجدہ کرو' یہ سجدہ یا سجدہ شکر تھا' یا سجدہ عظمت الٰہی۔ ⑭ یعنی جو وعدہ ہماری کتب میں کیا گیا تھا نبی آخر الزمان کی آمد اور قرآن کے نزول سے پورا ہوا اور ہماری کتابیں سچی ہوئیں ⑮ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن پر رونا سنت ہے' دوسرے یہ کہ قرآن کریم دل میں نرمی اور خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے ⑯ (شان نزول) ایک بار حضور ﷺ نے بہت دراز سجدہ فرمایا۔ جس میں آپ بار بار فرماتے تھے یا اللہ یا رحمٰن ابوجہل بولا کہ ہم کو تو دو معبودوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں' اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جس میں فرمایا گیا کہ نام دو ہیں مگر نام والا ایک ہی ہے ⑰ ننانوے سے بھی زیادہ نام جن کے معنی بہت پاکیزہ ہیں۔ چونکہ مانگنے والوں کی حاجات مختلف تھیں تو رب کے نام بھی مختلف ہوئے۔ تاکہ ہر بھکاری اپنی حاجت کے مطابق نام لے کر دعا کرے' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو برے ناموں سے یاد کرنا منع ہے اسے رام' پربھو' پرماتما نہ کہو' خیال رہے کہ خدا رب کا نام نہیں بلکہ مالک کا ترجمہ ہے جیسے خالق کا ترجمہ پالنہار' یہ جائز ہے

بقیہ صفحہ ۳۵۳

لازم آتا ہے لہٰذا اس کے لئے اولاد ماننا صدہا کفریات کا سبب ہے ⑬ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ تبلیغ میں اپنے فرض منصبی سے زیادہ کوشش فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں' دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ حضور پر ایسا مہربان ہے کہ ماں باپ بھی اپنی اولاد پر ایسے مہربان نہیں ہوتے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر حالت قلبی کی ہر وقت خبر گیری فرماتا ہے ⑭ انسان' جانور' کھیتی باڑیاں' باغ' باغیچے' اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو رب نے بیکار پیدا نہ فرمایا' بعض چیزیں بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں کفار برے مگر کفار کا پیدا کرنا برا نہیں اگر کافر نہ ہوتے تو میدان جہاد کی زینت مسلمانوں کو غزوہ اور غنیمت و شہادت کیسے نصیب ہوتے' کفر کے وجود

سے مومن کی بہت سی عبادات قائم ہیں اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ کرو' جہاں شیطان کے پیدا فرمانے کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں (۱۲) کون ہے جو حلال چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور حرام سے بچتا ہے اور کون ہے جو اس میں فرق نہیں کرتا خیال رہے کہ رب کا امتحان لینا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ اپنے بندوں پر ظاہر فرمانے کے لئے ہے تا کہ قیامت میں کوئی اعتراض نہ کر سکے (۱۳) یعنی قیامت میں روئے زمین پر کھیت و باغ وغیرہ کچھ نہ رہیں گے تو ایسی فانی چیز سے دل کیا لگانا

بقیہ صفحہ ۳۵۴

بنی اسرائیل کے اولیاء ہیں۔ ان کا بے آب و دانہ اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے' دوسرے یہ کہ کرامت ولی سے سوتے میں بھی صادر ہو سکتی ہے' اسی طرح بعد موت بھی' ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامت اولیاء ہے (۵) یعنی لوگ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف کریں گے دیکھیں کون صحیح بتاتا ہے (۶) اپنے الہام سے یا عیسیٰ علیہ السلام کے بعض حواریوں کے فیض صحبت سے (۷) یعنی ہم نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا اور بادشاہ کے سامنے انہیں مقابلے میں گفتگو کرنے کی ہمت دی (۸) یہاں دعا بمعنی پوجنا ہے نہ کہ بمعنی پکارنا' یہ مطلب نہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکاریں گے نہیں' دینی و دنیاوی کاموں کے لئے دن رات پکارا جاتا ہے' ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو پکارا ہم ہر التحیات میں حضور کو پکار کر سلام کرتے ہیں (۹) یعنی انہوں نے دقیانوس سے کہا کہ تیرے بنائے ہوئے بتوں کو نہ پوجیں گے' (۱۰) جب بادشاہ سے یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپس میں یوں گفتگو کرنے لگے (۱۱) یعنی اس کافر قوم میں نہ رہو۔ چلو کہیں گوشہ میں جا چھپیں' جہاں ان کے فتنہ سے بچ کر رب کی عبادت کیا کریں' ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو گوشۂ عافیت ضرور دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے زمانہ میں خلقت سے علیحدگی اپنے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ کر کے کفار میں رہنا حرام ہے وہاں سے موقع ملتے ہی نکل جانا چاہئے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً (النساء:۹۷) دیکھو اصحاب کہف نے تقیہ نہ کیا (۱۳) یعنی تمہارے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے رب تمہاری مشکلیں آسان فرما دے گا۔ (۱۴) معلوم ہوا کہ حضور نے اصحاب کہف کو دیکھا ہے' ان کے آرام فرمانے کے رخ کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ جیسا کہ معراج کے واقعات میں مذکور ہے۔ (۱۵) یعنی ان کا غار جنوب رخ میں واقع ہوا ہے کہ سورج نکلتے وقت بائیں اور غروب کے وقت داہنے ہو جاتا ہے اور ان پر کسی وقت دھوپ نہیں پہنچتی یہ ہی تفسیر زیادہ قوی ہے

بقیہ صفحہ ۳۵۵

کر دیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا جسے عزیر علیہ السلام کو رب نے سو برس وفات یافتہ اور ادھر سے بے خبر رکھا۔ تا کہ ان کے معجزے کا ظہور ہو' ورنہ اللہ کے مقبول سوتے ہیں اور بعد وفات اس عالم سے خبردار ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ:۱۲۸) حضور فرماتے ہیں میری آنکھیں سوتی دل نہیں سوتا اس ہی لئے نیند سے حضور کا وضو نہ جاتا تھا کہ بے خبری نہ ہوتی تھی' سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے' بہت سے نبی حج وداع میں شریک ہوئے اس لئے یہاں قرآن فرما رہا ہے وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لہٰذا وہابیوں کا یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں (۱۲) کیونکہ یہ حضرات سورج نکلتے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور آفتاب ڈوبتے وقت اٹھے تھے' وہ سمجھے کہ آج ہی ہم سوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کرنا جائز ہے کیونکہ ان بزرگوں نے تخمینہ اور اجتہاد سے ہی مدت بیان کی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبہ ظن پر جو حکم لگایا جائے اس پر یقین نہ کرنا چاہئے ان بزرگوں نے اپنی حجامتیں بڑھی ہوئی' ناخن لمبے دیکھے تو تردد کرنے لگے کہ ایک دن میں اتنی حجامت کیسے بڑھ گئی تو بولے کہ اللہ جانے ہم کتنا سوئے (۱۳) دقیانوسی سکہ جو یہ حضرات اپنے ساتھ غار میں لے گئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ توشہ یا پیسہ ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں (۱۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر سے خرید و فروخت جائز ہے دوسرے یہ کہ کافر کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کے لئے حرام نہیں' کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر برسوں کھانا کھایا' ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابوطالب کے گھر کھانا کھایا' ہاں بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ کھایا' تیسرے یہ کہ مزیدار ستھرا کھانا۔ تقویٰ کے خلاف نہیں (۱۵) انہیں تھوڑی بھوک صرف اس لئے لگائی گئی کہ اس کے ذریعہ ان کی کرامت ظاہر ہو۔ اور لوگ کرامت اولیاء پر ایمان لائیں ورنہ جو رب انہیں اتنا عرصہ بغیر غذا کے سلا سکتا ہے وہ اب بھی بھوک روکنے پر قادر تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان پر بغیر غذا کے زندہ رہنا کچھ مشکل نہیں یہ تو اصحاب کہف کے لئے بھی ثابت ہے۔ (۱۶) خیال رہے کہ وَلْيَتَلَطَّفْ کا دوسرا لام قرآن کریم کے پہلے آدھے میں ہے اور ط دوسرے نصف میں۔ (۱۷) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب اپنے ایمان کے اعلان کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایمان چھپانا جائز ہے مگر کفار میں رہنا سہنا حرام۔ موقعہ پاتے ہی وہاں سے نکل جائے لہٰذا اس سے تقیہ کا ثبوت نہیں ہوتا' دوسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسا ناپسند کرنا چاہئے جیسے آگ میں گرنے کو' تیسرے یہ کہ کوئی متقی پرہیزگار اپنے ایمان و تقویٰ پر بھروسہ نہ کرے' رب کا فضل مانگتا رہے اور دیکھو اصحاب کہف کو خطرہ تھا کہ آج ہم مجبوراً کفر میں مبتلا کئے گئے تو شاید پھر کفر سے ہمارے دل لگ جائیں اور اسلام کی طرف نہ واپس ہوں اور آخرت خراب ہو' یہ مراد ہے لَنْ تُفْلِحُوْٓا سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۸) یعنی اصحاب کہف کو جگانے انہیں بھوک لگانے اور بازار میں بھیجنے میں یہ حکمتیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا کھانا پینا بھی کبھی لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ گنبد بنانا درست ہے کیونکہ رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا جو علامت جواز ہے

بقیہ صفحہ ۳۵۶

قریباً دس دن بڑھ جاتے ہیں۔ تو تین سال میں قریباً ایک ماہ بڑھے گا اور ۳۶ سال میں ایک سال کا فرق ہوگا۔ یہ تقریبی فرق ہے ہر سو برس میں تین سال کا فرق ہوتا ہے (۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ کا سننا' دیکھنا ایسا قوی ہے کہ تم کو اس سے تعجب ہو جاوے اَبْصِرْ اور اَسْمِعْ تعجب کے وزن ہیں (۱۴) یعنی زمین و آسمان والوں کا اللہ کے سوا کوئی مددگار حقیقی نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جنہیں وہ مددگار سمجھے بیٹھے ہیں دھوکے میں ہیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ (مائدہ:۵۵) (۱۵) حقیقی حکم اسی کا ہے اس کے سوا جو حاکم ہیں وہ مجازی ہیں لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ الخ (النساء:۳۵) (۱۶) معلوم ہوا' کہ تلاوت قرآن عبادت ہے خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے (۱۷) جو رب کے مقابل ہو کر اس کی بھیجی ہوئی تکلیف ومصیبت کو ٹال دے' لہٰذا یہ آیت اس آیت

کے خلاف نہیں اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران: ۴۹) کیونکہ بزرگوں کا مصیبتوں کو ٹال دینا اللہ کے حکم سے ہے ۱۸ معلوم ہوا کہ اچھوں کے ساتھ رہنا اچھا ہے اگر چہ وہ فقراء ہوں اور بروں کے ساتھ رہنا برا ہے اگر چہ وہ مالدار ہوں' یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح وشام خصوصیت سے رب کا ذکر کرنا بہت افضل ہے' رب فرماتا ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (الدھر: ۲۵) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو صالح' غریب بڑے پیارے اور محبوب ہیں کیونکہ ان کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں اور محبوب ٹوٹے دلوں کی آس ہیں ۱۹ (شان نزول) سرداران قریش نے عرض کیا تھا' کہ ہم اسلام تو قبول کریں گے لیکن ان فقراء و مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہم کو شرم آتی ہے اگر آپ ان غریبوں کو اپنی مجلس شریف سے علیحدہ کر دیں تو صرف ہم ہی نہیں بلکہ بہت خلقت ایمان قبول کر لے گی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے مخلص مسلمان بہت سے ریاکاروں سے بہتر ہیں عطر تھوڑا اچھا پیشاب بہت سا بھی اچھا نہیں' اللہ تعالیٰ اس عطر کے ہمراہ رکھے ۲۰ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ کرم ہمیشہ اپنی امت کے صالحین پر ہے خواہ وہ کہیں اور کسی زمانے میں ہوں حضور کی نگاہ میں ہیں' اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی ثابت ہوتا ہے

بقیہ صفحہ ۳۵۷

اس باغ کے علاوہ اور بہت مال سونا چاندی وغیرہ تھا یا انگور' کھجور کے سوا اور بھی میوے کا مالک تھا ۱۷ یعنی یہ شیخی خورہ کافر اور اس کا پڑوسی مومن آپس میں آمنے سامنے مناظرانہ گفتگو کرتے تھے تو یہ شیخی کے طور پر مومن کو ذلیل کرنے کے لئے بولا۔ لہٰذا یہ کلام جرم ہوا

بقیہ صفحہ ۳۵۸

انگور کی وہ چھتیں جن پر انگور کی بیل پھیلی ہوتی ہے گری پڑی تھیں اور کھجور کی جڑیں اکھڑی پڑی تھیں' ایسا برباد ہو چکا تھا کہ اب پانی وغیرہ دینے سے آباد نہیں ہو سکتا تھا ۱۹ معلوم ہوا کہ یہ اس کی توبہ ہو گئی' کیونکہ دنیا کی زندگی میں جرم پر ندامت توبہ ہے' یہاں یہ ذکر نہ ہوا کہ آیا وہ توبہ قبول ہوئی یا نہیں' اور اسے وہ باغ پھر ملا یا نہیں' ظاہر ہے کہ توبہ تو قبول ہو گئی' مگر باغ نہ ملا' جیسا کہ اگلی آیت میں آرہا ہے ۱۹ یعنی نہ تو اس کے حمایتی اس کا برباد شدہ باغ درست کر سکے نہ خود وہ' کیونکہ اب اس کے پاس اتنی طاقت نہ رہی تھی نہ جانی نہ مالی۔ بدلہ لینے سے مراد

دوسرا باغ لگاتا ہے ۲۰ یعنی ایسے واقعات دیکھ کر انسان کو عین الیقین بلکہ حق الیقین سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے

بقیہ صفحہ ۳۵۹

کہ ایمان لا کر نماز پڑھے' اور اس پر شراب حرام ہے' کہ ان دونوں قسم کی نافرمانیوں پر اسے عذاب ہو گا' اگر چہ شرعاً وہ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں' خیال رہے یہاں صغیرہ سے مراد چھوٹے گناہ ہیں اور کبیرہ سے مراد بڑے گناہ' جیسے غیر عورت سے بوس و کنار صغیرہ گناہ ہے اور زنا کبیرہ گناہ ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہو گا' سب پڑھ سکیں گے اور سب عربی سے واقف ہوں گے' کیونکہ کتاب کی تحریر عربی میں ہوگی' بلکہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے کہ قبر میں سوالات عربی میں ہوتے ہیں اور سارے لوگ عربی میں جواب دیتے ہیں' اور قیامت میں سب اعمالنامے پڑھ لیں گے' خیال رہے کہ یہاں حاضر سے مراد ان اعمال کی تحریری حاضری ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار کی خود بدکاریاں مختلف دہشت ناک شکلوں میں حاضر ہوں ۱۳ اس طرح کہ بغیر کئے گناہ تحریر فرما دیئے جائیں۔ یا کسی کو جرم سے زیادہ سزا دی جائے غرضیکہ کفار کے لئے عدل اور مومن پر اللہ کا فضل ہو گا۔ خیال رہے کہ فضل عدل کے خلاف نہیں' بلکہ ظلم عدل کے خلاف ہے۔ ۱۴ تحیۃ و تعظیم کا سجدہ آدم علیہ السلام کو مسجود لہ بنا کر' یہ نہیں کہ سجدہ عبادت کا ہو اور مسجود لہ رب تعالیٰ ہو مسجود الیہ آدم علیہ السلام کیونکہ یہ لِاٰدَمَ کے لام کے خلاف ہے۔ ۱۵ چونکہ ابلیس فرشتوں میں رہتا تھا' اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے' جیسے انسان کے آدم علیہ السلام' اس کا پہلا نام عزازیل تھا۔ گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہو۔ یعنی دھوکہ باز ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے شیطان رب کا مطیع بندہ تھا' اب نافرمان ہوا ۱۷ معلوم ہوا کہ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنَ اللّٰهِ شیطان اور اس کی ذریت ہے' اور صالحین اولیاء اللہ ہیں' اولیاء اللہ اور ہیں' اولیاء من دون اللہ اور' جہاں اولیاء من دون اللہ کا ذکر ہے' وہاں پر یہ ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ (بقرہ: ۲۵۷) یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی تفسیر ہے' جن میں اولیاء من دون اللہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے

بقیہ صفحہ ۳۶۱

اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۱۲ وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا' بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے' مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۱۳ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے' بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہٰذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۱۴ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرین سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی' معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے ۱۵ معلوم ہوا کہ شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا' اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے

بقیہ صفحہ ۳۶۲

سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے معجزوں' کرامتوں کی برکت سے ڈوبی ہوئی کشتیاں تر جاتی ہیں' اگر خضر علیہ السلام اوپر کا تختہ توڑتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے کہ آپ سواریوں کو ڈبو دیں گے ۱۳ یعنی مجھے یقین ہے کہ کشتی ٹوٹ جانے سے آپ نہ ڈوبیں گے' لیکن کشتی کے دوسرے سوار ڈوب جائیں گے اور دوسروں کو ڈبونا اچھا کام نہیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ آپ ڈوب جائیں گے' بلکہ فرمایا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں گے ۱۳ مجھے آپ کا عہد لینا اور اپنا یہ وعدہ کچھ بھی یاد نہ رہا شریعت میں بھول چوک پر گناہ نہیں' لہٰذا آپ بھی درگزر فرمائیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو بھول چوک ہو جاتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیر کو چاہئے کہ لوگوں کو دھڑا دھڑ مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔ بلکہ مرید صادق کا امتحان کرے (روح) ۱۵ جو خوبصورت' بلند قامت تھا' اس کا نام جیسور تھا' بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام اسے دیوار کی آڑ میں لے گئے' اور اس کا سر گردن سے اوکھیڑ لیا ۱۶ یعنی بے گناہ' کیونکہ ابھی وہ نابالغ تھا۔ شریعت کا مکلف نہ تھا' بغیر نفس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر باہوش سمجھ دار بچہ کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام زکیہ کے بعد بغیر نفس نہ فرماتے ۱۷ پہلے امراً فرمایا تھا' یہاں نکراً فرمایا کیونکہ ٹوٹی کشتی جڑ سکتی ہے مگر مرا آدمی زندہ

نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ پہلے سے زیادہ سخت ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۶۳

لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے ارادت فرمایا یعنی میں نے چاہا ورنہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا (۱۵) اور عیب دار کشتی کو چھوڑ دیتا۔ لہٰذا آپ نے کشتی عیب دار کر دی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے، یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے کی چیز میں بلا اس کی اجازت تصرف کرنا جائز ہے، اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاوے تو اس سے بغیر پوچھے کچھ حصہ گرا دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ اس بادشاہ کا نام جلندی بن کرکر تھا جو اندلس کی بستی قرطبہ کا بادشاہ تھا۔ کشتی کے مزدور اس سے بے خبر تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو رعایا کی چیز جبراً لینا غصب میں داخل اور حرام ہے۔ مالی جرمانے حرام اور ان کی نیلام خریدنا حرام ہے کہ یہ غیر مالک کی فروخت ہے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کو لوگوں کے انجام اور سعادت و شقاوت کا پتہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت خضر کو اس بچے کی شقاوت کی خبر تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں وَ لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح: ۲۷) (۱۷) معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ہی صیغہ جمع کا استعمال ہو سکتا ہے، کیونکہ فاردنا میں جمع سے مراد خضر علیہ السلام اور رب تعالیٰ ہے (۱۸) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک نیک بیٹی عطا کی جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس بیٹی کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے (روح) اس جیسور نامی بچے کی ماں کا نام سہوی اور باپ کا نام زبیر تھا۔ خیال رہے کہ خوف کفر پر قتل کر دینا اب کسی ولی یا عالم کو جائز نہیں۔ یہ حضرت خضر کی خصوصیات میں سے تھا (۱۹) جن کے نام احرم اور حریم تھے۔ ان کے آٹھویں باپ کا نام کاشح تھا جو صالح اور سیاح تھا۔ سونا، چاندی اس دیوار کے نیچے دفن تھا جس کے وارث یہ بچے تھے۔

بقیہ صفحہ ۳۶۴

آیت سائنس کے خلاف نہیں، زمین و آسمان گول ہیں، سورج کسی وقت درحقیقت ڈوبتا نہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے (۱۷) یعنی محسوس یہ ہوا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی طرف سردی اتنی ہوتی ہے کہ وہاں پانی برف کی دلدل بن گیا ہے یہاں دن رات ایک سال کا ہوتا ہے۔ آفتاب ڈوبتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ جیسے سمندر کے مسافر کو سورج پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے (۱۳) معلوم ہوا کہ بعض بندے رب کی طرف سے مختار ہوتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ذوالقرنین کو دونوں چیزوں کا اختیار دیا۔ جسے چاہیں سزا دیں جسے چاہیں بخشیں۔ (۱۴) یعنی جو کفر پر قائم رہے گا اور ہماری تبلیغ کے باوجود ایمان نہ لائے گا اسے ہم قتل کریں گے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ کافر و مرتد کو جو دنیا میں سزا مل جاتی ہے یہ آخرت کی سزا میں شمار نہ ہوگی۔ وہاں کی مستقل سزا علیحدہ ہے (۱۶) یعنی اس سے کام آسان لیں گے اور اجرت اچھی دیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن ہر آسانی کا مستحق ہے (۱۷) یعنی وہاں سے واپس ہو کر مشرق کی طرف چلے، ممالک فتح کرنے کے لئے یا چشمہ آب حیات کی تلاش میں، بلکہ روایات میں ہے کہ آپ کو چشمہ آب حیات میسر نہ ہوا خضر علیہ السلام کو میسر ہوا۔ بعض نے کہا کہ سکندر بھی اگرچہ وہاں پہنچ گئے مگر مصلحتاً نہ پیا۔ (از خزائن) (۱۸) یعنی مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں انسانی آبادی ختم تھی، ورنہ زمین گول ہے، ہر جگہ آفتاب کا مشرق ہے (۱۹) یعنی نہ وہاں کوئی درخت یا عمارت تھی، نہ ان لوگوں کے جسم پر کپڑا۔ زمین وہاں کی اتنی نرم تھی کہ اس پر کوئی عمارت بن نہ سکتی تھی، یہ لوگ دن چڑھے غاروں میں چھپ رہتے اور سورج ڈھلے نکل کر کام کاج کرتے۔ مچھلی پر گزارہ کرتے تھے (۲۰) یعنی سامان جنگ، بے شمار لشکر، سامان سلطنت، یا حکمرانی کی قابلیت سکندر کے پاس اس قدر تھی کہ اس کو ہم ہی جانتے ہیں، تمہارے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا

بقیہ صفحہ ۳۶۵

انشاء اللہ کی وجہ سے دوسرے دن انہیں دیوار ویسے ہی ٹوٹی ملے گی۔ جیسے کل چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ اسے گرالیں گے اور اس طرف آ جائیں گے، بڑا فساد مچائیں گے، سوا بیت المقدس، مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ کے باقی ہر جگہ پہنچیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہو گئے (خزائن) (۱۵) زیادہ تعداد کی وجہ سے (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت نکلیں گے (۱۷) اس طرح کہ دوزخ کافروں کو سامنے نظر آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مومنوں کو دوزخ کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ ان سے چھپی رہے گی۔

بقیہ صفحہ ۳۶۶

اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کارآمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے (۹) یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جائیں گے، ان کے لئے میزان ہوگی ہی نہیں، یا یہ کہ تولے تو جائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے، مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں، ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) (۱۱) فردوس، جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے، سب سے اونچا، اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مہمانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہوگی، ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک (۱۲) جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں، جنت میں ایسا نہ ہوگا، وہاں ہر جگہ اچھی ہوگی (۱۳) شان نزول۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اسی پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم، اس کی حکمت ہے، (۱۴) یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی ﷺ حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ (۱۵) حضور ﷺ آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں، دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (مائدہ: ۱۵) میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا

کہ اپنے کو تو اضعاً بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ (النور: ٦٣) بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔ (۱۶) یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں' جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے' سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر' حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم۔ ضال خطا وار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں' اس بے مثالیت کو يُوْحٰۤى اِلَیَّ نے بیان فرمایا (۱۷) یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہوگا (۱۸) حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے' وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی ہفتہ میں ایک بار پوری سورۃ کہف پڑھے تو ایک ہفتہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن)

بقیہ صفحہ ۳۶۷

كَذٰلِكَ یعنی اسی حالت بڑھاپے میں آپ کو فرزند عطا ہوگا (۱۴) یعنی آپ اور آپ کی بیوی صاحبہ بڈھے ہی رہیں گے اور بیٹا عطا ہوگا آپ کی جوانی واپس نہ ہوگی (۱۵) لہٰذا جو نیست کو ہست کر سکتا ہے' وہ بڑھاپے میں اولاد بھی بخش سکتا ہے کوئی تعجب نہیں (۱۶) جس سے مجھے اپنی زوجہ کے حاملہ ہونے کی خبر ہو جائے اور میں اس وقت سے تیرے شکر میں مشغول ہو جاؤں (۱۷) یعنی آپ کی زبان صرف ذکر اللہ کرے گی۔ لوگوں سے کلام نہ کرے گی۔ معلوم ہوا کہ آپ کو گنگ کی بیماری نہ ہوگی کیونکہ انبیاء کرام اس بیماری سے محفوظ ہیں اس لئے سویاً فرمایا۔ (۱۸) یعنی آپ مسجد میں اپنے خاص مصلے سے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آئے' جہاں نمازی آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے' یہ واقعہ دعا اور بشارت سے بہت عرصہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ زکریا علیہ السلام کی دعا بی بی مریم کے لڑکپن میں ہوئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کی عمر بیس یا تیرہ سال تھی۔ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ کے ہم عمر ہیں صرف چھ ماہ بڑے ہیں (روح)

بقیہ صفحہ ۳۶۸

اولاد' ایمان' عزت' جنت دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں سے پردہ نہیں کہ وہ انسان نہیں۔ دیکھو حیوانات سے پردہ نہیں ہے۔ (۱۳) کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے بیٹا عطا ہو' تاکہ رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہو (۱۴) لہٰذا اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی (خیال رہے کہ تقدیر معلق میں تبدیلی ہو جاتی ہے مگر مبرم میں نہیں) یہ کہہ کر حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس سے آپ حاملہ ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم میں تاثیر ہے۔ نیز اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں' نہ ماں کے نہ باپ کے' دوسرے یہ کہ آپ ایک حیثیت سے بشر اور دوسری حیثیت سے روح ہیں۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ آپ فرشتہ کی پھونک سے پیداء ہوئے' لہٰذا آپ کی پھونک میں مردہ زندہ کرنے' بیمار اچھا کرنے' مٹی میں جان ڈالنے کی تاثیر تھی۔ چوتھے یہ کہ اصل کا اثر فرع میں بھی آتا ہے۔ حضرت جبریل کا اثر آپ میں تھا۔ وہ روح الامین ہیں تو آپ روح اللہ (۱۵) شہر ایلیا سے ٦ میل دور بیت اللحم کے جنگل میں آپ راتوں رات چھپ کر نکل گئیں کیونکہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہو گئے تھے اور آپ کسی سے یہ راز شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکتی تھیں۔ ہمارے حضور سے شب معراج جبریل نے عرض کیا کہ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش ہے (نسائی' بیہقی از روح البیان) میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ (۱۶) یہ درخت خشک تھا۔ پتے' شاخیں' کچھ نہ تھیں' صرف ڈنڈ رہ گیا تھا اسی لئے قرآن کریم نے جذع النخلۃ فرمایا نخل نہ فرمایا۔ آپ اس جڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' درد کی شدت تھی (۱۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے اور وضع حمل میں دراز فاصلہ تھا۔ فوراً وضع حمل نہ ہوا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ سوائے یوسف نجار کے کسی اور کو اس حمل کی اطلاع نہ تھی حضرت مریم سے ایک دن حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا کہ جب میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۶۹

نہ کہ پالنے میں مطلب یہ ہے کہ اے مریم! کیا تم ہم سے مذاق کر رہی ہو کہ ایسی بات کہتی ہو (۱۴) یعنی انجیل شریف' معلوم ہوا کہ آپ نزول انجیل سے پہلے انجیل سے خبردار تھے' جیسے کہ ہمارے حضور نزول قرآن سے پہلے قرآنی احکام سے باخبر تھے اسی لئے آپ وحی آنے سے پہلے عابد' زاہد' پاکباز تھے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں رسالت ملی۔ لہٰذا آپ کی نبوت رسالت سے پہلے ہے (روح) (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ نبی عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم کا فرمانا ہے مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ (شوریٰ: ۵۲) اس میں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی' یعنی آپ عقل سے نہ جانتے تھے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اللہ کی توحید' اپنی رسالت' نیک اعمال' معاملات کی کیسی نفیس تقریر فرمائی (۱۶) یعنی ہر جگہ لوگوں کو برکتیں پہنچانے والا' ان کے لئے نافع اور معلم خیر ہوں۔ معلوم ہوا کہ نبی کی ذات شریف اور نام سے برکتیں نصیب ہوتی ہیں (۱۷) یعنی بدن اور نفس کی پاکی کیونکہ انبیاء پر مالی زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور عیسیٰ علیہ السلام نے تو کبھی مال جمع ہی نہ کیا' ان پر زکوٰۃ کیسی۔ خیال رہے کہ یہاں جینے سے مراد زمین پر جینا ہے ورنہ آسمان میں آپ پر نماز فرض نہیں (۱۸) معلوم ہوا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ورنہ آپ فرماتے کہ ماں باپ سے بھلائی کرنے والا' اس لئے آپ کو قرآن میں عیسیٰ بن مریم فرمایا گیا ہے (۱۹) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بدعقیدگی' بدعملی' بدخلقی' سخت دلی سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ بدعقیدہ بدعمل بدبخت ہوتے ہیں۔ (۲۰) معلوم ہوا کہ نبی' ولادت' زندگی' وفات' حشر ہر جگہ اللہ کے امن میں رہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرات اپنے انجام سے خبردار ہوتے ہیں' جو کہے کہ حضور کو اپنی بھی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ ان آیتوں کا منکر ہے خیال رہے کہ آپ نے سب سے پہلے اپنی عبدیت کا ذکر فرمایا کیونکہ لوگ عنقریب آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے

والے تھے اس کی تردید کی۔ نیز آپ نے اپنی ماں کی پاکدامنی کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسا ستھرا بیٹا طیبہ طاہرہ ماں کے شکم سے ہی ہوسکتا ہے کیونکہ ناجائز بچہ بلکہ حرامی کی نسل میں کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔ نبوت تو بہت اعلیٰ ہے ورنہ الزام لگا تھا ماں کو اور آپ نے تعریف کی اپنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے فضائل بیان کرنے رب کی نعمت کے اظہار کے لئے سنت پیغمبر ہے' ۞ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بغیر باپ پیدا ہوئے ورنہ آپ باپ کی طرف نسبت کئے جاتے رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ (احزاب: ۵) ۞ یعنی سچی بات فرمانے والے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ۞ کہ یہود تو عیسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتے تھے اور عیسائی خدا کا بیٹا' ان کی تعلیم بھول گئے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سکندر کے بابل فتح کرنے سے ۵۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر میں نبی ہوئے اور ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ آپ کے بعد بی بی مریم چھ برس زندہ رہیں حضرت مریم ہیرروس بادشاہ کے خوف سے آپ کو مصر لے گئیں' آپ مصر میں بارہ برس کی عمر شریف تک رہے۔ پھر ہیرروس کے مرجانے پر آپ کو شام واپس لایا گیا

بقیہ صفحہ ۳۷۰

ہوتے ہیں مگر نبی کے امتی اور تابعدار ہوتے ہیں ۞ یعنی کفر کر کے شیطان کی پوجا نہ کر۔ خیال رہے کہ کافر و مشرک اپنے کفر و شرک میں شیطان کی عبادت کر کے اس کا بندہ یا مطیع ہوتا ہے۔ یہاں بندہ بمعنی بندگی کرنے والا ہے نہ کہ بمعنی مخلوق۔ کہ اس معنی سے خود شیطان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے ۞ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اور نافرمان کی اطاعت نافرمان بنادیتی ہے۔ نعمت سے محروم کر کے مشقت و عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے ۞ اگر تو میرے دامن میں پناہ نہ لے' معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دامن عذاب الٰہی سے پناہ کی جگہ ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ کافر باپ یا کافر بیٹے کو ابا جان یا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے' ان کے شرعی حقوق پدری بھی ادا کرنے ضروری ہیں لیکن دل سے انہیں اپنا دوست نہ سمجھے اور انہیں ہدایت کرتا رہے۔

بقیہ صفحہ ۳۷۱

زوجہ بی بی صفورا کو مدین سے مصر لاتے ہوئے نبوت بخشی گئی۔ ندا یہ تھی یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ (قصص: ۳۰) ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب ہے' مصر آتے ہوئے یا ایمن کے معنی برکت والی جانب ۞ بلاواسطہ جبریل کلام فرمایا۔ اسی لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہوا۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو راز کی باتیں رب نے فرمائیں وہ سب حضور کو بتادیں اور جو حضور سے معراج میں راز و نیاز فرمائے وہ کسی کو نہ بتائے بلکہ ارشاد فرمایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (النجم: ۱۰) معلوم ہوا کہ سب باہر کے دوست ہیں حضور درون سرا ہیں ۞ معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام کو نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عطا ہوئی اس سے اللہ کے پیاروں کی عظمت کا پتہ لگا کہ ان کی دعا سے وہ نعمت ملتی ہے جو بادشاہوں کے خزانوں میں نہ ہو۔ تو اگر ان کی دعا سے اولاد یا دنیا کی دیگر نعمتیں مل جائیں تو کیا مشکل ہے ۞ جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند اور آپ کے جدامجد ہیں ۞ آپ نے رب سے اور مخلوق سے جو وعدے کئے تمام پورے کئے۔ سارے نبی سچے وعدے والے ہوتے ہیں مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وصفت میں بہت مشہور تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں آتا ہوں' آپ یہاں ٹھہریں تو آپ اس کے انتظار میں تین دن اسی جگہ ٹھہرے رہے' ذبح کے وقت صبر کا وعدہ پورا فرمایا ۞ سب اولاد و خدام کو اور ساری قوم جرہم کو ۞ معلوم ہوا کہ اپنے بال بچوں کو نماز کا حکم دینا رب کو بڑا پیارا اور سنت انبیاء ہے۔ جو خود تو نمازی ہو مگر اپنی اولاد کو نمازی نہ بنائے اس کی پکڑ کا اندیشہ ہے ۞ ادریس علیہ السلام کا نام شریف اخنوخ ہے' آپ نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں اور شیث علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ نوح علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے نوح بن مک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس) بن برد بن سلوس بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام' ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے لکھا' سلے کپڑے پہنے' ترازو پیمانے بنائے' ہتھیار باندھے' قابیل کی اولاد سے جہاد کیا۔ علم حساب ایجاد فرمایا (خزائن و روح)

بقیہ صفحہ ۳۷۲

کفار کا حصہ بھی لے گا۔ مگر عطائی جنت بغیر عمل ملے گی۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ قوم جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی ۞ روح البیان نے فرمایا کہ اس آیت میں حضرت جبریل کا وہ کلام رب نے نقل فرمایا جو انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ ایک بار کفار نے حضور سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا۔ کل بتائیں گے مگر چالیس دن یا پندرہ دن بالکل وحی نہ آئی۔ پھر جب جبریل امین وحی لے کر آئے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اتنی دیر میں کیوں آئے۔ انہوں نے عرض کیا بندۂ مامور ہوں۔ جب حکم ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں۔ ۞ سامنے سے مراد آخرت' پیچھے سے دنیا' درمیان سے مراد ازل سے ابد تک کی خبریں اور حالات ہیں ۞ اس سے معلوم ہوا کہ خوشی و غم ہر حال میں ہمیشہ عبادت کرنی کمال ہے' اور یہی محبوب ہے۔ صرف خوشی یا صرف غم میں عبادت کرنی کمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۞ رب کی شان' کہ کفار نے بھی اپنے کسی بت کا نام اللہ نہ رکھا تھا فرمایا جا رہا ہے کہ جب نام میں بھی کوئی رب کا شریک نہیں تو کام میں کیسے شریک ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سے پہلے کسی نبی یا ولی کا نام محمد نہ رکھا۔ حضور کا یہ مبارک نام بھی اچھوتا رہا

بقیہ صفحہ ۳۷۳

علامت ہے۔ ایسے انسان سے دور بھاگو۔ اور تقویٰ و طہارت کے باوجود دنیاوی تکالیف آنی رب کی رحمت کی علامت ہے۔ ایسوں کے پاس بیٹھو۔ ۞ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا گرفتاری کے وقت' یا مرتے وقت یا قبر میں یا محشر میں' ان سب میں محشر کا عذاب سخت ہے کہ وہاں عذاب بھی ہے اور رسوائی بھی۔ ۞ ظاہر ظہور طور پر دیکھ کر ورنہ بعض کفار دل سے آج بھی جانتے ہیں کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں مگر اس کا ظہور اس دن ہوگا ۞ یا دنیا میں اس طرح کہ انہیں ہدایت پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے گا۔ یا روز قیامت کہ اس دن علم الیقین سے عین الیقین بخشے گا کہ جو کچھ دنیا میں سن کر جانا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیں گے

بقیہ صفحہ ۳۷۴

یہ کہ فرشتوں کے کام کو رب اپنا کام قرار دیتا ہے کہ دوزخیوں کو ہانکنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا ہمارا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ کافر میدان محشر میں پیاسے ہوں گے مومنوں کے لئے حوض کوثر کی ایک نہر میدان محشر میں آئے گی جس سے مرتدین روک دیئے جائیں گے ۞ اس میں یا تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے' یا کفار کے لئے مطلق شفاعت کی نفی ۞ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے خیال رہے کہ ہمارے حضور کو دنیا میں رب نے شفاعت کی اجازت دے دی ہے' وہاں سجدہ فرما کر اذن حاصل کرنا کلام کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے ہوگا۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ بارگاہ شاہی کا ادب یہ ہوتا ہے کہ اس سے اجازت

لے کر بات کی جائے (۱۸) یعنی رب کے لئے اولاد ثابت کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمادے تو آسمان پھٹ جائیں۔ پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اپنی غلام نہیں بن سکتی' کیونکہ اولاد کا والدین پر حق ہوتا ہے اور غلام کا آقا پر کوئی حق نہیں فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے جو کسی کا غلام تھا تو بیٹا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اس لئے رب نے ان کفار کی تردید میں اپنی مخلوق کی عبدیت کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر بندگی میں فرق ہے۔ بعض وہ بندے ہیں جو رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور ﷺ وہ بندے ہیں کہ رب انہیں راضی کرنا چاہتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۷۵

حد سے زیادہ اعمال فرماتے ہیں (۱۱) کیونکہ قرآن کریم سے وہی فائدہ اٹھائے گا' ورنہ قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے نصیحت ہے لہٰذا آیت پر آریوں کا اعتراض نہیں ہوسکتا۔ (۱۲) یعنی سارا عالم اجسام' چونکہ زمین ہم سے قریب ہے اور آسمان دور' لہٰذا زمین کا ذکر پہلے فرمایا کہ ہم اس کے تفصیلی حالات سے خبردار ہیں۔ (۱۳) عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور استوٰی اس پر بیٹھنے کو' اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے۔ لہٰذا یہ آیت متشابہات میں سے ہے یعنی جو استوٰی رب کی شان کے لائق ہے نہ کہ ہماری طرح بیٹھنا۔ (۱۴) بھید وہ جسے ہم جانیں دوسرا شخص نہ جانے' اور اخفٰی وہ جسے ہم بھی نہ جانیں جیسے ہمارے آئندہ کے اعمال جو ہم کریں گے' یا بھید ہمارے خفیہ اعمال جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور اخفٰی ہمارے دل کے وسوسے و خیال یا بھید ہمارے اسرار جن کی ہمیں خبر ہے اور اخفٰی اللہ تعالیٰ کے اسرار جن تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا' مقصود یہ ہے کہ تم علانیہ بھی گناہ نہ کرو اور چھپ کر بھی' کیونکہ ہم کو ہر چیز کی خبر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علانیہ خدا کا ذکر نہ کرو' اذان' حج کا تلبیہ' تکبیر تشریق سب ہی بلند آواز سے ہوتی ہیں۔ ہاں بندہ ذکر بالجہر یہ سمجھ کر نہ کرے کہ رب آہستہ ذکر سنتا ہی نہیں' بلکہ اپنا دل بیدار کرنے' سوتوں کو جگانے اوروں کو رغبت دینے کے لئے کرے۔ (۱۵) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام بہت ہیں کیونکہ اس کے صفات بہت' نام صفات کے مظہر ہیں۔ نیز بندوں کی حاجات بہت ہیں لہٰذا اس کے نام بھی بہت تاکہ ہر حاجت مند اپنی حاجت کے مطابق نام سے پکارے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ بی بی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت صرف آپ کی بیوی صفورا تھیں جنہیں اہل فرمایا گیا اور اہل مذکر ہے اس لئے امکثوا مذکر فرمایا۔ لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج یقیناً داخل ہیں۔ (۱۷) معلوم ہوا کہ وہ آگ صرف موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی' حضرت صفورا نے نہ دیکھی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آگ بغیر اجازت لی جا سکتی ہے۔ شاید اس لئے فرمایا کہ آپ کو آگ لانے کا یقین نہ تھا

بقیہ صفحہ ۳۷۶

دو شاخیں تھیں اور اس کا نام نبعہ تھا۔ اس سوال فرمانے کا منشاء یہ تھا کہ اس لاٹھی کو یہاں ہی سانپ بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو دکھا دیا جائے تاکہ فرعون کے پاس یہ معجزہ ظاہر ہونے پر خود موسیٰ علیہ السلام کو خوف نہ ہو۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ عشق و ادب میں جب مقابلہ ہو تو عشق غالب آتا ہے کیونکہ ادب کا تقاضا ہے کہ بات چھوٹی کی جاوے مگر عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب سے لمبی گفتگو کرو تاکہ دیر تک ہمکلامی قائم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ لاٹھی ہے مگر سوال سے زیادہ جواب عشق کے باعث تھا۔ (۱۱) یعنی وہ لاٹھی موٹائی میں اژدہا اور رفتار میں باریک سانپ کی طرح تیز ہوگئی۔ رب فرماتا ہے۔ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (اعراف: ۱۰۷) اور فرماتا ہے كَاَنَّهَا جَآنٌّ (قصص: ۳۱) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا یہ معجزہ رب کی طرف سے تھا مگر اس کے لئے وہ خاص لاٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ شرط تھا کہ آپ کے ہاتھ میں دوسری لاٹھی اور دوسرے کے ہاتھ میں یہی لاٹھی سانپ نہ بن سکتی تھی۔ اسی لئے فرمایا۔ خذ تم پکڑو معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں قدرتیں اس کے محبوبوں کے ہاتھوں سے ملتی ہیں۔ (۱۳) یعنی دائیں ہتھیلی بائیں بغل میں ڈال کر نکالئے' سورج کی طرح چمکے گی۔ کسی مرض سے نہیں' بلکہ بطور معجزہ' جب دوبارہ وہاں ہی ڈالو گے تو اصلی حالت پر آجائے گی۔ (۱۴) یعنی پیغمبر ہو کر' معلوم ہوا کہ آپ سارے مصروالوں کے رسول تھے خواہ سبطی ہوں یا قبطی (۱۵) کہ میں نبوت کا بار اٹھا سکوں۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ گونگا یا بہرہ نبوت کے لائق نہیں کیونکہ تبلیغ بغیر کان اور زبان کے نہیں ہوسکتی۔ طلاقت زبان رب کی بڑی نعمت ہے۔ (۱۷) موسیٰ علیہ السلام نے بچپن شریف میں انگارا منہ میں رکھ لیا تھا جس کی وجہ سے زبان شریف میں لکنت ہوگئی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ آپ فرعون کی گود میں کھیل رہے تھے آپ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر منہ پر تھپڑ مارا۔ فرعون غصہ ہوا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا بی بی آسیہ نے فرمایا کہ یہ ناسمجھ بچہ ہے' یہ تو آگ اور سونے میں فرق نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فرعون نے ایک طشت میں آگ اور دوسرے میں یاقوت سرخ آپ کے سامنے رکھے۔ آپ نے آگ والے طشت میں ہاتھ ڈال کر انگارہ منہ میں ڈال لیا۔

بقیہ صفحہ ۳۷۷

پیارا رب کا پیارا ہے۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ محبوبیت و مقبولیت خلق بھی بعض انبیا کا معجزہ ہے۔ ہمارے حضور ہمیشہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں۔ یہ محبوبیت بھی حضور کا معجزہ ہے (۱۱) معلوم ہوا کہ دوسروں کو ان کے ماں باپ پالتے ہیں مگر اپنے محبوبوں کا خود رب تعالیٰ انتظام فرماتا ہے۔ حضور سے فرمایا۔ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا تم ہماری نگاہوں میں رہتے ہو۔ (۱۲) موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران تھا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہی تھا مگر وہ عمران اور ہیں (۱۳) فرعون نے شہر کی دائیاں طلب کیں جو موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کریں مگر آپ نے کسی کا دودھ قبول نہ فرمایا۔ تب مریم نے فرمایا کہ مصر میں ایک دائی اور بھی ہے جس کا دودھ نہایت اعلیٰ ہے چنانچہ حضرت یوحائذ کو بلایا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ رب نے وعدہ پورا فرمایا (۱۴) اس طرح کہ فرزند انہیں مل جائے اور فرعون کے ہاں سے کھانا اور معقول تنخواہ بھی مقرر ہو جائے (۱۵) موسیٰ علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر شریف میں ایک قبطی کو طمانچہ مارا تھا جس سے وہ مر گیا اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین چلے گئے یہاں وہ وقت آپ کو یاد دلایا گیا (۱۶) مدین مصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر ہے جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں آٹھ یا دس سال رہے اور شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت صفورہ سے نکاح کیا۔ (۱۷) اپنی چالیس سال کی عمر شریف پر' جس عمر شریف میں عام طور پر نبوت عطاء فرمائی گئی۔ (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی پیدائش کے مقصد مختلف ہیں انبیاء کرام رب کے لئے پیدا ہوئے اور دیگر لوگ رب کی عبادت کے لئے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ۵۶) اور فرق ہے رب کی عبادت کے لئے ہونے میں اور رب کے لئے

ہونے میں۔ (١٦) کیونکہ اللہ کا ذکر ہر مشکل آسان فرمادیتا ہے (٢٠) مگر ہمارے رسول کو حکم ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (التوبہ: ۷۳) کیونکہ حضور خود رحیم ہیں اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے تھے۔ یا یہ وجہ ہے کہ فرعون نے آپ کو پرورش کیا تھا اس لئے وہ نرمی کا مستحق تھا (٢١) یہ امید مخلوق کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لئے۔ رب تو جانتا تھا کہ فرعون کافر ہی مرے گا۔

بقیہ صفحہ ۳۷۸

فرماتا ہے۔ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الذاریات: ۴۹) یا یہ ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا گرم اور سرد خشک اور تر' مضر اور مفید' جیسے انسانوں میں کافر' مومن' عالم' جاہل (١٥) یہ دونوں حکم اباحت کے لئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ہم نے تمہارے لئے بنائیں تمہیں چاہئے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو (١٦) معلوم ہوا کہ بعد موت سب زمین میں ہی جائیں گے۔ یا براہ راست اس میں دفن ہوں گے یا اس طرح کہ جل جاویں' یا انہیں شیر وغیرہ کھائے۔ پھر ان کے اجزاء اصلیہ زمین میں رہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ جو سمندر میں ڈوب جائیں اور انہیں مچھلیاں کھالیں وہ بھی زمین میں ہی گئے کیونکہ سمندر کا پانی بھی زمین پر ہے۔ اس لئے انسان کو قدرتی طور پر زمین سے محبت ہے۔ کہ یہ زمین اس کی معاش و معاد ہے۔ جنت کا راستہ یہاں سے ہی نکلتا ہے۔ (١٧) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فعل رب کے فعل ہیں کہ معجزات تو موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے (١٨) اس طرح کہ معجزوں کو جادو بتایا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر۔ معلوم ہوا کہ جسے نبی کے ذریعہ ہدایت نہ ملے اسے کہیں سے ہدایت نہیں مل سکتی۔ (١٩) اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کا دل مانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں کیونکہ جادوگر کسی بادشاہ کو اس کے ملک سے نہیں نکال سکتے ورنہ فرعون کے ملک میں بہت جادوگر تھے۔ ان سے فرعون کبھی نہ ڈرا اور نہ کسی سے ایسی گفتگو کی' وہ سب اس کے غلام بن کر رہتے تھے

بقیہ صفحہ ۳۷۹

خیال اور آنکھ پر اثر ہوتا ہے' جیسا کہ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ سے ظاہر ہوا دوسرے یہ کہ جادو کا اثر نبی کے خیال اور آنکھ پر بھی ہوسکتا ہے۔ ہمارے حضور کے حافظہ پر جادو کا اثر ہوگیا تھا۔ یہ اثر ایسے ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر' یہ نبوت کے خلاف نہیں۔ (١٥) ظاہر یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی آپ کو بھی ایسا محسوس ہوا کہ لاٹھیاں اور رسیاں چل رہی ہیں کیونکہ جادو کا اثر نبی کے خیال پر ہوسکتا ہے۔ (١٦) حضرت موسیٰ کو ان کے جادو کا خوف نہ ہوا بلکہ خوف اس کا ہوا کہ اب میرا معجزہ اور جادو خلط ملط ہو جاویں گے۔ حق باطل سے ممتاز نہ ہوگا' کیونکہ میری لاٹھی بھی سانپ بنے گی اور انہوں نے بھی سانپ ہی بنا کر دکھا دیئے۔ (١٧) اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سانپوں سے ڈر نہ ہوا تھا' بلکہ اپنے غالب ہونے کا اور معجزہ اور جادو کے خلط کا خوف تھا۔ (١٨) اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا عصا سب کچھ نگل گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہوگی تو کھائے گی' پئے گی۔ مگر ہوگی لاٹھی۔ یہ کھانا' پینا اس کی اس شکل کا اثر ہوگا۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے' یہ کھانا' پینا' نکاح' وفات' اسی بشریت کے احکام ہیں' اور معراج کی سیر' وصال کے روزوں میں بھوک و پیاس نہ لگنا وغیرہ نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ دیکھو ہاروت و ماروت فرشتے جب شکل انسانی میں دنیا میں بھیجے گئے تو وہ کھاتے پیتے تھے بلکہ ان میں عورت کی خواہش بھی تھی اس کے باوجود وہ نوری فرشتے تھے

بقیہ صفحہ ۳۸۰

عقیدوں سے اور بدن برے اعمال سے' وہ اول سے ہی جنت کا مستحق ہے اور جس کا دل تو پاک رہا مگر اعمال برے کرتا رہا وہ معافی یا سزا پانے کے بعد جنت میں پہنچے گا۔ اس کے بعد فرعون نے ان تمام بزرگوں کو سولی دے دی' فرعون نے سب سے پہلے انہیں کو سولی دی (١٥) موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے بددعا فرمائی' رب نے قبول فرمائی۔ چالیس سال کے بعد اس کی قبولیت کا ظہور ہوا' اور یہ حکم ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبھی دعا کا اثر دیر سے بھی ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۸۱

میں پڑ گئے۔ (١٥) چونکہ سامری ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا اس لئے اس کی طرف گمراہی کو نسبت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ ہدایت دے سکتے ہیں (١٦) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے غصہ اور افسوس کرنا پیغمبر کی سنت ہے' اور اس پر ثواب ہے' بلکہ برائی دیکھ کر غصہ نہ کرنا جرم ہے (١٧) یہاں حسنا سے مراد توراۃ شریف ہے۔ توراۃ شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں' ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔ اس میں نور تھا۔ ہدایت تھی بنی اسرائیل کے لئے عزت تھی۔ (١٨) یعنی میں ابھی چند روز گزرے کہ تمہارے پاس سے گیا ہوں۔ صرف چالیس دن طور پر قیام کیا ہے۔ اتنی تھوڑی مدت میں تم نے توحید کا سبق بھلا دیا۔ شرک میں مبتلا ہوگئے تو میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہوگا۔ یا تم نے دیدہ دانستہ یہ جرم کیا اور غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے

بقیہ صفحہ ۳۸۲

استاذ' باپ' نبی پر قصاص نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون پر بلا قصور یہ سختی کردی مگر قصاص نہ لیا گیا' نہ رب نے انہیں معافی مانگنے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی آپس کی جنگ میں چھوٹوں کی دخل دینے کا حق نہیں۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے اس واقعہ پر قیاس آرائی کرے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جنگوں کا حال ہے کہ مسلمان اس میں بحث نہ کریں حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیم عدل کے لئے تھا (١٥) خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے غضب کے جوش اور حالت بے خودی میں حضرت ہارون کی داڑھی پکڑ لی۔ کچھ تحقیقات نہ فرمائی تھی۔ (١٦) یعنی میں نے حضرت جبریل کو دیکھا یا ان کی گھوڑی کی خاک کی تاثیر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ اگرچہ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ظہور آئے تھے کہ ان کی گھوڑی فرعون کے گھوڑے نے بھی دیکھ لی تھی۔ لیکن گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اگتی لوگوں نے نہ دیکھی صرف سامری نے دیکھی۔ ادھر اور کسی کا دھیان نہ گیا۔

بقیہ صفحہ ۳۸۳

اس آیت کے خلاف ہے (١٢) قیامت میں کفار کا تخمینہ ہوگا۔ آخرت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر کفار دنیاوی عیش و آرام کو بہت تھوڑا محسوس کریں گے۔ (١٣) شان نزول' حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ قیامت میں پہاڑوں کا کیا حال ہوگا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں حضور کا ایسا درجہ ہے کہ حضور سے سوال ہو تو رب تعالیٰ جواب دیتا ہے روح البیان نے فرمایا کہ دنیا میں کل بڑے پہاڑ چھ ہزار چھ سو تیس ہیں (١٤) اس طرح کہ صور کی پہلی آواز پر پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ پھر ہوا میں اون کی طرح اڑیں گے' پھر ریزہ ریزہ ہوکر ذرات کی طرح زمین پر گر جائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ مختلف

آیتوں میں پہاڑوں کے مختلف حالات بیان ہوئے

بقیہ صفحہ ۳۸۴

بھی نہ جانا (13) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ آدم علیہ السلام نے عمداً گندم نہ کھائی بلکہ وجہ ممانعت سمجھنے میں خطا ہوگئی۔ لہٰذا وہ گنہگار نہیں' دوسرے یہ کہ ہم جیسوں کے لئے بھول چوک معاف ہے مگر انبیاء کرام پر اس سے بھی عتاب ہو جاتا ہے' ان کی عظمت شان کی وجہ سے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ تھی۔ پھر بھی ابلیس کا داؤ چل گیا تو ہم کس شمار میں ہیں (15) عقیدۃً اور قولاً اور عملاً اس نے رب کے حکم کو غلط سمجھا

بقیہ صفحہ ۳۸۵

حجتیں' تو نے ان میں غور نہ کیا۔ (15) اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گناہ کا عذاب دنیا و آخرت میں پڑتا ہے یونہی نیکی کا فائدہ دونوں جہانوں میں ملتا ہے۔ جو مسلمان پنجگانہ نماز باجماعت کی پابندی کرے اسے رزق میں برکت' قبر میں فراخی نصیب ہوگی۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ جو جماعت کا تارک ہوگا۔ اس کی کمائی میں برکت نہ ہوگی۔ چہرے پر صالحین کے آثار نہ ہوں گے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت ہوگی۔ پیاس و بھوک میں جان کنی اور قبر کی تنگی میں مبتلا ہوگا۔ حساب سخت ہوگا (16) لہٰذا جو اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے وہ دنیا میں عبادات و ریاضات کی مشقت برداشت کرے۔

بقیہ صفحہ ۳۸۶

پھر آپ کے دست مبارک پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو اس سے پہلے کسی کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہوئے تھے' ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ (15) یعنی اے محبوب اگر ہم بغیر نبی بھیجے کفار پر عذاب بھیج دیتے تو یہ لوگ شکایت کرتے کہ مولیٰ ہم میں کوئی رسول بھیجا ہوتا۔ پھر اگر ہم اس کی اطاعت نہ کرتے تو عذاب کے مستحق ہوتے اب انہیں اس شکایت کا بھی موقعہ نہیں (16) بدر و احزاب وغیرہ میں جو عذاب مشرکین پر آئے وہ حضور کی تشریف آوری کے بعد آئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (15) شان نزول' مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ ہم زمانے کے انقلاب کے منتظر ہیں کہ مسلمانوں پر کب آئیں اور یہ ہلاک ہوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بقیہ صفحہ ۳۸۷

احادیث سے بہت سے عقائد کے مسائل معلوم ہوئے۔ (13) اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ (13) یہ آیت کفار کی اس بکواس کا جواب ہے کہ اگر حضور سچے نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں اور اگر ہم جیسے بشر نہیں ہیں تو آپ وفات کیوں پائیں گے۔ خیال رہے کہ جیسے قرآن کے الفاظ ظاہر ہیں اور اسرار باطن۔ صرف الفاظ کافر بھی دیکھ لیتا ہے مگر اسرار صرف مومن ہی جانتا ہے ایسے ہی نبی کی بشریت ظاہر اور خصوصیت باطن ہے۔ کفار نے صرف ظاہر کو دیکھا صحابہ نے باطن کا مشاہدہ کیا۔ نبی کی بشریت دیکھنے والا اصحابی نہیں ہوتا ورنہ ابوجہل بھی صحابی ہوتا۔ (15) یعنی ہر مخلوق کے لئے فنا اور موت ضروری ہے موت نبوت کے منافی نہیں خواہ آچکی ہو یا آنے والی ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وفات ہونی ہے لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ وفات پا چکے (16) کہ ان مخالفوں کو ہلاک فرما دیا۔ اور ان بزرگوں کو بعد وفات دائمی زندگی بخشی

بقیہ صفحہ ۳۸۸

الافاضل نے فرمایا ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت نے پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا پیا۔ سولھواں دن پہلا رمضان کا تھا' تب افطار کیا اور آخر دم تک بہت معمولی غذا کھائی (15) ان فرشتوں کے لئے تسبیح و تہلیل ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس۔ جیسے ہم سانس لیتے ہوئے بات بھی کر لیتے ہیں ایسے ہی وہ فرشتے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کے لئے دعائیں اور کفار پر لعنت کر لیتے ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

بقیہ صفحہ ۳۸۹

بے نیازی کے خوف کو۔ رب سے ڈرنا رکن ایمان ہے جو انبیاء' اولیاء' فرشتے سب کو حاصل ہے بلکہ جتنا ایمان قوی اتنا ہی خوف زیادہ (13) یعنی ان فرشتوں میں بفرض محال' جیسے رب فرماتا ہے' اگر خدا کے بیٹا ہو تو پہلے میں اسے پوجوں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ کہنے والا ابلیس ہے۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے منہم فرمایا گیا۔

بقیہ صفحہ ۳۹۰

گناہوں سے توبہ' نماز کی ادائیگی۔ لڑکی کی شادی جب کفو مل جائے۔ میت کی تجہیز و تکفین۔ یہ جلدی محبوب ہے دیگر چیزوں میں جلد بازی بری (15) یعنی اسلام کی حقانیت کفر کے بطلان پر کھلے دلائل قائم کئے جائیں گے اور اس کے روشن نشانات دکھائے جائیں گے جیسے کمزور مسلمانوں کا قوی کفار پر غالب آنا۔ دن بدن اسلام کا عروج کفر کا زوال۔ باوجودیکہ مسلمان بے سروسامان ہیں کفار ساز و سامان والے (16) شان نزول۔ نضر ابن حارث کہا کرتا تھا کہ جس عذاب سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ آتا کیوں نہیں۔ کب آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جلدی کرنی رب سے جلدی کرنی ہے کہ نضر نے حضور سے ہی یہ کہا تھا اور رب فرماتا ہے مجھ سے جلدی نہ کرو۔ (14) یہ اس جلدی کا بیان ہے لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی تفسیر ہے

بقیہ صفحہ ۳۹۲

ہوئے ایک یہ کہ دینی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں' کسی کا احترام نہیں اگرچہ وہ رشتے یا عمر میں بڑا ہو۔ دوسرے یہ کہ دین میں تقیہ جائز نہیں۔ تیسرے یہ کہ دین میں کثرت رائے کا اعتبار نہیں۔ اگر تمام دنیا کہے کہ رب دو ہیں وہ جھوٹے ہیں پیغمبر سچے ہیں (2) قوم نے یہ اس لئے کہا کہ انہیں اپنے حق پر ہونے کا یقین کامل تھا۔ توحید ان کے نزدیک بہت عجیب شے تھی (13) کیونکہ عبادت کے لائق وہ ہے جو قدیم ازلی ابدی ہو خالق ہو۔ چاند' تارے' مورتیاں اور نمرود میں یہ دونوں صفتیں موجود نہیں پھر وہ معبود کیسے ہوگئے۔ اطاعت و عبادت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت ہر بڑے کی ہوسکتی ہے۔ عبادت سب سے بڑے یعنی خالق کی ہوسکتی ہے۔ (13) یہاں گواہی سے شرعی گواہی مراد نہیں کیونکہ خود مدعی گواہ نہیں ہوسکتا آپ اس وقت توحید کے مدعی تھے۔ (15) معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ دبنے کے لئے پیدا نہیں ہوتے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج جیسے فریضہ سے محروم نہ رہتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ کید کبھی اچھے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی خفیہ تدبیر' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کبھی تقیہ نہیں کرتے۔ تقیہ تو ابلیس کا کام ہے رب فرماتا ہے۔ وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (اعراف:21) (16) اس قوم کا سالانہ میلہ لگتا تھا۔ اس دن وہ سارا دن جنگل میں رہتے۔ رنگ رلیاں کرتے تھے۔ شام کو جب واپس آتے تو پہلے مندر میں جا کر بتوں کو پوجتے' پھر اپنے گھروں کو جاتے' اتفاقاً اس مناظرہ کے دوسرے دن میلہ تھا۔ وہ بولے کہ اچھا آپ کل چل کر ہمارا میلہ دیکھ لیں۔ پھر کچھ گفتگو کریں۔ دوسرے دن آپ تو معذرت فرما کر شہر میں رہ گئے اور وہ سب

لوگ باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کے پیچھے مندر کے سارے بت توڑ دیئے اور بسولہ (تیشہ) بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا

بقیہ صفحہ ۳۹۳

کا باعث بن جاتی (۱۱) اس طرح کہ آپ کو آگ سے بچالیا اور نمرود کو مچھر سے ہلاک کر دیا۔ (۱۲) معلوم ہوا کہ اگر مومن دنیا میں اچھی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا گھر آگ میں بنائے' رب تعالیٰ اسے گلزار کرے گا۔

بقیہ صفحہ ۳۹۴

خطا پر مجتہد گنہگار نہیں ہوگا' دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام سے خطا اجتہادی ہوئی مگر اس پر کوئی عتاب نہ آیا۔ پانچویں یہ کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹ سکتا ہے۔ نص اجتہاد سے نہیں ٹوٹ سکتی۔ چھٹے یہ کہ نبی خطاء اجتہادی پر قائم نہیں رہتے۔ رب تعالیٰ اصلاح فرما دیتا ہے۔ ساتویں یہ کہ شریعت داؤدی میں کھیت کے نقصان کا حکم تھا۔ ہماری شریعت میں اگر چرواہا ساتھ نہ ہو' بکریوں والے پر ضمان نہیں (۱۵) اس طرح کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے ساتھ ایسی تسبیح کرتے تھے کہ سننے والے ان کی تسبیح سنتے تھے۔ ورنہ شجر و حجر اللہ کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۹۵

یہ آپ سے خطاء اجتہادی ہوئی۔ کہ آپ نے رب کے حکم کا انتظار نہ فرمایا اور نینوا بستی سے روانہ ہو گئے۔ بحر روم میں پہنچے کشتی میں سوار ہوئے بیچ سمندر میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ہے۔ قرعہ ڈالا۔ آپ کا نام نکلا۔ آپ نے فرمایا واقعی میں ہی ہوں۔ اور خود سمندر میں چھلانگ لگادی۔ مچھلی آپ کو نگل گئی (۱۶) رات کی' دریا کی' مچھلی کے پیٹ کی اندھیریاں (۱۷) اگر یہ لفظ نبی کے لئے کوئی دوسرا بولے تو کافر ہوگا۔ ان کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا کمال ہے۔ یہاں ظلم کے معنی خلاف اولیٰ کا کام سرزد ہو جانا ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے کسی حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ اس آیت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کے ورد سے اڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اثر رکھتے ہیں (۱۸) کہ چالیس دن کے بعد مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے پر ڈالا۔ اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہے کیونکہ پیغمبر کا مسکن رہا۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں روشنی اور ہوا ملی۔

بقیہ صفحہ ۳۹۶

یا معنی یہ ہے کہ جو شقی ازلی ہیں' وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہیں (۱۴) یعنی کفار کا ہلاک ہوتا رہنا اس وقت تک ہوگا جب تک کہ یاجوج اور ماجوج نکلیں۔ یہ اَهْلَكْنَا کی انتہاء ہے۔ اور بھی اس کے مطلب بیان کئے گئے ہیں (۱۵) یاجوج ماجوج انسانوں کے دو قبیلے ہیں۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ نو حصے یہ ہیں اور دسواں حصہ باقی سارے انسان جب وہ نکلیں گے تو سارے دریاؤں کا پانی پی جائیں گے۔ (۱۶) سخت دہشت وحشت کی وجہ سے' اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن ایسی دہشت سے محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (نمل: ۸۹)

بقیہ صفحہ ۳۹۷

اپنا حصہ بھی لیں گے اور کفار کا بھی کیونکہ رب تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی ہے۔ (۱۴) یعنی قرآن کریم مومنوں عابدوں کو ہدایت و رہبری کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اسے صاحب قرآن ﷺ کی تعلیم و تفہیم کے ماتحت سمجھا جاوے۔ محض عقل سے سمجھ کافی نہیں (۱۵) خیال رہے کہ رب نے اپنے لئے رب العالمین فرمایا اور حضور کے لئے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ معلوم ہوا کہ جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے' اس کے لئے حضور رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے' تام ہے' کامل ہے' شامل ہے' عام ہے' عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے ہے' دونوں جہان میں دائمی موجود ہے (روح) پھر حضور کی رحمت عامہ رزق وغیرہ ہر کافر و مومن کو پہنچتی ہے اور رحمت خاصہ ایمان وعرفان وغیرہ صرف مومنوں کو۔ رب فرماتا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۱۲۸) اگر کوئی شخص خود ہی اس رحمت کو اپنے لئے عذاب بنائے' تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ بارش سے بعض سبزے جل جاتے ہیں۔ سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اس میں سورج و بارش کا قصور نہیں۔

بقیہ صفحہ ۳۹۹

پر اعتراض نہیں (۱۱) اس سے پتہ لگا کہ اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کی حمایت کے لئے علم ہوتے ہوئے کفار سے جھگڑنا اچھا ہے۔ علم کلام صحیح طور پر پڑھنا پڑھانا درست ہے کہ وہ اللہ کے لئے علم کے ساتھ منکرین سے جھگڑنا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ جو باطل پر ہو۔ حق والا جھگڑالو نہیں' بلکہ وہ حق کا حمایتی ہے۔ اگر ڈاکو و پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہے پولیس برحق (۱۲) یہ آیت ابوجہل وغیرہ کفار کے متعلق اتری' جو مسلمانوں سے مسئلہ توحید پر کج بحثی کیا کرتے تھے' یہاں علم سے مراد فطری علم ہے اور ہدایت سے مراد استدلالی علم ہے۔ کتاب سے مراد وحی کا علم ہے۔ یعنی ان کی فطرت اور نظر خراب ہے' وحی سے دور ہیں۔ پھر سمجھ بوجھ کہاں سے آوے۔

بقیہ صفحہ ۴۰۱

منکر نہ تھے' حضور کے منکر تھے۔ حضور کا دوست رب کا دوست ہے۔ حضور کا دشمن رب کا دشمن۔ (۱۱) معلوم ہوا کہ آگ کے کپڑے' کھولتے' پانی کا غسل' کھولتا پانی پینا' لوہے کے گرزوں سے مار پڑنا' کفار کا عذاب ہے۔ رب تعالیٰ مومنوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ بعض گنہگار مومن دوزخ میں اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہونے جائیں گے۔ جیسے آگ میں گندا اور میلا سونا

بقیہ صفحہ ۴۰۲

کرام ایک آن کے لئے بھی شرک نہیں کرتے' وہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا' انہیں صاف ستھرا رکھنا' وہاں کی زینت کرنا سنت ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ: ۱۸) یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز' طواف' اعتکاف' بڑی پرانی عبادتیں ہیں اور مسجد کا متولی نیک آدمی چاہئے (۱۴) چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ کے بندو۔ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی (روح' خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دور سے غائبانہ ندا جائز ہے' لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں یا رسول اللہ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے حضرت ساریہ کو پکارا۔ حالانکہ وہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ یا اس میں حضور کو حکم ہے آپ لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان فرما دیں (۱۵) معلوم ہوا کہ کعبہ جانا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی پکار کا اثر تا قیامت رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ان کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچ جاوے اور موجود و معدوم سب سن لیں۔ یہ کرامت بعض اولیاء سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ خانہ کعبہ پانچ بار بنا۔ آدم علیہ السلام نے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے۔ قریش نے حضور کی نبوت سے پندرہ برس پہلے۔ پھر حضور کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے پھر

حجاج بن یوسف نے۔آج حجاج کی تعمیر موجود ہے (روح) (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج کرنا سواری کے حج سے افضل ہے۔تکلیف سے حج میسر ہونا آرام کے حج سے افضل ہے۔دور سے وہاں پہنچنا وہاں کے حج سے افضل ہے (روح) (۱۵) حج میں دینی نفع بھی ہیں اور دنیاوی بھی' تجارتی کاروبار' کرایہ سیر وغیرہ دنیوی نفع ہے اور مغفرت' گناہوں سے صفائی اور عبادت دینی نفع

بقیہ صفحہ ۴۰۳

جائز ہے کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہو جاؤ یا دودھ وغیرہ پیو۔بعد ذبح بھی ان کے گوشت کھاؤ' ان کی کھال اون وغیرہ استعمال کرو' خیال رہے کہ ذبح سے پہلے بلا ضرورت ہدی پر سوار نہ ہو اور دودھ نہ پیئے۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی دوسری امتوں پر قربانیاں تھیں۔یہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ہابیل اور قابیل نے بھی قربانی پیش کی تھی' رب فرماتا ہے۔اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا (مائدہ:۲۷)

بقیہ صفحہ ۴۰۴

ہوتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے' کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے' کسی کے پاؤں پر پٹی بندھی ہے۔صحابہ کرام کفار سے بدلہ لینے کی اجازت چاہتے تھے۔مگر حضور فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ابھی مجھے جہاد کی اجازت نہیں ملی۔مدینہ منورہ پہنچ کر یہ آیت کریمہ اتری اور صحابہ کرام کو جہاد کی اجازت دی گئی۔(خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اذن الٰہی جہاد جائز نہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے پہلے ایک قبطی کو مارا تو اس پر نادم ہوئے حالانکہ کافر کو مارنا ثواب ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۰۶

کرتا کہ لوگ غور کر سکیں۔جب وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا۔تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں' ان کی شفاعت کی امید ہے۔کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔تب یہ آیت اتری۔یہی روایت درست ہے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔خیال رہے کہ اس وقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے۔بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا۔لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے (۱۳) چنانچہ مشرکین و کفار اس واقعہ سے اور شبہ میں پڑ گئے' کہ جب حضور نے بتوں کی تردید کی تو بولے کہ حضور اپنی بات سے پھر گئے۔معاذ اللہ۔مگر مومنوں کو کوئی تردد نہ ہوا کیونکہ مسلمانوں کو شیطان کی اس آواز سے کوئی دھوکا نہ ہوا تھا۔خیال رہے کہ شیطان کی آواز واقع میں حضور کی آواز سے مشابہ نہ ہوئی تھی کیونکہ حضور کی ہر چیز بے مثل ہے بلکہ باوجود فرق کے کفار دھوکا کھا گئے اپنی غلطی سے۔اسی لئے قرآن نے فرمایا۔اَلْقَى الشَّيْطٰنُ (حج:۵۲) لہٰذا اس آیت سے حضور کی بے مثالی پر اعتراض نہیں پڑ سکتا۔

بقیہ صفحہ ۴۰۸

رب فرماتا ہے۔اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (الاسراء:۳) (۱۳) شان نزول' بدیل ابن ورقہ' بشر ابن سفیان وغیرہم نے کہا تھا کہ تم لوگ عجیب ہو کہ جس جانور کو تم مارو اسے حلال کہتے اور جسے خدا تعالیٰ مارے اسے حرام۔ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔(خزائن العرفان) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل ہر آسمانی دین میں تھے تو تم صرف مسلمانوں پر یہ اعتراض کیوں کرتے ہو۔خیال رہے کہ ہر جانور کو رب ہی موت دیتا ہے مگر جس جانور کا خون رب کے نام پر بہایا جاوے وہ حلال ہے' اس کے سوا حرام

بقیہ صفحہ ۴۱۰

کیونکہ تم محبوب کی امت ہو۔ (۱۱) جیسی پچھلی امتوں پر تھی۔تمہارے لئے نہایت آسان احکام بھیجے۔تمام زمین تمہارے لئے مسجد بنائی مٹی سے تیمم جائز کیا۔سفر میں قصر کر دیا۔ (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ امت مصطفوی کا نام پہلی کتابوں میں بھی مسلمان ہی تھا۔دوسرے یہ کہ مسلم صرف امت مصطفوی کو ہی کہا جا سکتا ہے دوسروں کو لغۃً بولا گیا ہے۔رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹) اور فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء:۶۵) ہمارے علاوہ جن بزرگوں کو مسلم فرمایا گیا تھا وہ لغۃً تھا (۱۳) اس جگہ علیٰ' نقصان کے لئے نہیں اور گواہی سے مخالف گواہی مراد نہیں بلکہ گواہی تو امت کے مطابق ہوگی۔مگر ساتھ ہی امت کی توثیق بھی ہوگی کہ یہ امت عادلہ ہے' فاسقہ نہیں اس لئے علیٰ فرمایا گیا۔قیامت میں یہ امت تمام نبیوں کے حق میں گواہی دے گی کہ مولیٰ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی۔یہ تو میں جھوٹی ہیں جو کہتی ہیں کہ ہم تک تیرے رسول نہ پہنچے پھر حضور اس امت کی گواہی دیں گے۔کہ یہ مسلمان سچی گواہی دے رہے ہیں (۱۴) تاکہ تم قیامت میں گواہی کے قابل ہو کیونکہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

بقیہ صفحہ ۴۱۱

ہی رکھ کر مختلف رنگ بدلتا ہوا انسان بنایا (۱۴) خیال رہے کہ مذکورہ تبدیلیاں چالیس چالیس دن کے بعد ہوتی ہیں۔چلہ بڑی برکت والی چیز ہے (۱۵) کہ اس میں روح پھونکی' اور سمیع و بصیر بنایا۔سبحان اللہ

بقیہ صفحہ ۴۱۲

(۱۶) کہ ان کے بال' کھال' ہڈیاں سب ہی تمہارے کام آتی ہیں (۱۵) اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کے بعض اعضاء حرام ہیں۔جیسے خون' پتہ' فرج خصیہ وغیرہ۔کیونکہ ''منہا'' میں ''من'' بعضیت کے لئے ہے۔یعنی تم ان جانوروں کے بعض اعضاء کو کھاتے ہو۔یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خارجی نفع تو ہر جانور سے ہے مگر ان میں سے حلال بعض ہی ہیں (۱۶) یعنی ہم تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کراتے ہیں۔تم خود سوار نہیں ہو سکتے۔خیال رہے کہ سب جانوروں پر سواری نہیں ہوتی۔صرف اونٹ بیل وغیرہ پر ہوتی ہے (۱۷) اس وقت تمام انسان آپ کی قوم تھے کیونکہ انسان بہت تھوڑے تھے۔لہٰذا آدم و نوح علیہما السلام اس وقت کے تمام انسانوں کے نبی تھے (۱۸) یعنی ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو' کیونکہ کافر پر اسلام سے پہلے کوئی عبادت فرض نہیں (۱۹) معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا آدمی سمجھنا اور ان کے فضائل خصوصی پر نظر نہ کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔اور ہمیشہ کافر اسی وجہ سے کفر کرتے رہے۔

بقیہ صفحہ ۴۱۳

ہلاکت کے مستحق ہیں (۱۹) جیسے ہود و صالح علیہما السلام اکثر پیغمبر اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے۔ (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام عقاید میں متفق اور عملی عبادات میں مختلف تھے جو کام کسی نبی کی شریعت میں ہو وہ شرک نہیں ہوتا۔کیونکہ کوئی نبی شرک کی تعلیم دینے کے لئے تشریف نہ لائے۔ (۲۱) اس سے پتہ لگا کہ ہمیشہ مالدار' سردار' دنیاوی عزت والے لوگ پیغمبروں کے مخالف ہوئے۔غرباء و مساکین زیادہ مومن ہوئے اب بھی یہی دیکھا جا رہا ہے کہ عموماً غرباء ہی دینی کام زیادہ کرتے ہیں

بقیہ صفحہ ۴۱۵

کافر کہنے لگے (۱۵) یعنی انہوں نے رائے کو دین بنا لیا۔اور اس پر خوش ہو گئے۔جیسا کہ ''لَدَيْهِمْ'' سے

معلوم ہوا (١٢) ان کی موت آنے تک' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں (١٣) یعنی کفار دھوکا کھا گئے۔ وہ سمجھے کہ اگر کفر برا ہوتا اور ہم سے رب ناراض ہوتا تو ہم کو کفر کے باوجود مال و اولاد کیوں دیتا اور عموماً مسلمان غریب کیوں ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کفر اچھا ہے۔ یہ دھوکا اب بھی غافل وکافر کھا جاتے ہیں (١٤) کہ وہ اس مال واولاد کی کثرت کو رب کی رحمت سمجھ بیٹھے حالانکہ یہی چیز ان کے لئے عذاب تھی۔ (١٥) اس طرح کہ نیکیاں کرتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں۔ بلکہ مومن کا جتنا درجہ بلند ہوتا ہے' اتنا ہی خوف زیادہ۔ (١٦) اس طرح کہ ان سب کو حق مان کر عمل کرتے ہیں (روح) لہٰذا اس میں عمل بھی داخل ہے

بقیہ صفحہ ٤١٦

وغیرہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ھویٰ اور رائے میں بڑا فرق ہے۔ ھویٰ نفسانی خواہشوں کو کہا جاتا ہے اور رائے ایمانی رائے کو کہتے ہیں۔ حق' ھویٰ کے مطابق نہیں ہوتا' ایمانی رائے کے مطابق ہوتا ہے (١٢) اس لئے کہ کفار شرک' کفر' ظلم چاہتے ہیں اگر قرآن کریم میں ایسے احکام آ جاتے اور لوگ ان پر عمل کر کے کفر' شرک' ظلم' فسق کرتے تو یقیناً عذاب کا نزول ہوتا

بقیہ صفحہ ٤١٧

پھیلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصلی جگہ زمین ہے اگرچہ بعض حضرات عارضی طور پر آسمان پر ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام' مگر یہ رہنا عارضی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کا پہلے جنت میں رہنا' یا حضور کا معراج میں آسمان پر جانا (١١) اس طرح کہ جلانے اور مارنے میں کوئی اس کا شریک نہیں' عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا' رب کے اذن سے تھا۔ آپ اس کے سبب ظاہری تھے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (١٢) سردی' گرمی' زیادتی' کمی' روشنی' تاریکی یہ تمام تبدیلیاں رب کی طرف سے ہیں (١٣) یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا مگر قیامت نہ آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء گزشتہ کی تعلیم کچھ نہ کچھ ان تک پہنچی تھی۔ اور انہیں بعض باتیں یاد تھیں (١٤) یہ ان کفار کا مقولہ ہے جو خدا کے قائل تھے۔ بعض ان میں دہریہ بھی تھے جو کہتے تھے۔ وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (جاثیہ: ٢٤) یہ ان کا جواب نہیں لہٰذا آیات میں تعارض نہیں

بقیہ صفحہ ٤١٨

کفار پر دنیاوی عام غیبی عذاب نہیں آ سکتا۔ رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ٣٣) تو ان پر یہ عذاب آنا تو ایسے ناممکن ہے جیسے معبود دو ہونا (١١) آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب بھیجیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں' رب نے حضور کو یہ سب دکھا بھی دیا' عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہٰذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ غیبی پتھر برسنا' صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مطابق وعدۂ الٰہی نہ آ سکتا تھا۔ (١٢) یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو' بھلائی سے برائی کو' نور سے ظلمت کو' دلائل سے ان کے اعتراضات کو' رحم وکرم' سے ان کی سختی کو' اخلاق سے ان کی کج خلقی کو' علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی سختی کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم' نرم تبلیغ' جہاد' سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طبیب کا مریض کو اپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے (١٣) اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شریک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزا دیں گے (١٤) اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہئے کیونکہ ''رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ'' دعا ہے' ''قُلْ'' میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے

بقیہ صفحہ ٤١٩

(الرعد: ١٤) یعنی آخرت میں کفار کی دعائیں برباد ہوتی ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ شیطان نے اپنے لئے دراز زندگی مانگی جو کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی (١٥) یہ وہ متقی مسلمان ہیں جو نیک کار ہونے کے باوجود اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور رب سے معافی مانگتے ہیں۔ (١٦) یعنی میرے بعض بندے باوجود متقی پرہیزگار ہونے کے اپنے کو گنہگار سمجھ کر ہماری بارگاہ میں دعائے مغفرت کرتے تھے۔ تو ان کا اور ان کی دعاؤں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں اپنے ایمان کے وسیلے سے دعا کرنی چاہئے' جیسا کہ ''آمنا'' سے ظاہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولیٰ ہم مجرم ہیں مگر باغی نہیں۔ مومن ہیں۔ ہمارے ایمان کی برکت سے ہم کو بخش دے۔ (١٧) اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ہنسی اڑانا' کفر بلکہ اشد کفر ہے کہ اس سے دل غافل ہو جاتا ہے۔ پھر بندہ رب کی یاد نہیں کرتا۔ یہ جرم معاف نہیں ہوتا' رب تعالیٰ اس کا بہت سخت بدلہ دیتا ہے۔ یہ آیت ان کفار قریش کے بارے میں اتری جو حضرت عمار و یاسر و بلال رضی اللہ عنہم فقراء کا مذاق اڑاتے تھے۔

بقیہ صفحہ ٤٢٠

(١٨) یہ آیت حنفیوں کی دلیل ہے کہ اس زنا کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔ ایک سال کے لئے جلا وطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ جن احادیث میں ایک سال جلا وطنی کا حکم بھی ہے۔ وہ تعزیری سزا ہے کہ اگر قاضی مناسب سمجھے تو یہ بھی دے دے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ آیت میں حد شرعی کا ذکر ہے۔ حدیث میں تعزیر کا (١٩) اس میں حکام سے خطاب ہے کیونکہ شرعی احکام' حکام ہی جاری کر سکتے ہیں۔ یہاں زانیہ زانی سے مراد وہ ہیں جو محصن نہ ہوں کیونکہ محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا ہے۔ محصن وہ ہے جو آزاد ہو' مسلمان ہو' بالغ ہو' اور نکاح صحیح سے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔

بقیہ صفحہ ٤٢١

کو سزا سے بچانے کا کام دیں گی۔ ان قسموں سے مرد پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ (١١) اس تہمت لگانے میں (١٢) خیال رہے کہ کسی مسلمان پر نام لے کر لعنت کرنا' یا غضب کی بددعا کرنا منع ہے سوائے لعان کے اگرچہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو مگر لعنت کا مستحق نہیں۔ (١٣) اس کا نام لعان ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے اہل ہوں اور عورت اس کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یا تو لعان کرے' یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار۔ اگر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس پر حد قذف اسی کوڑے واجب ہوں گے۔

بقیہ صفحہ ٤٢٢

کیا ویسا بدلہ ملے گا (٩) وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ہے جس نے یہ طوفان گڑھا اور اسے مشہور کیا (١٠) دنیا وآخرت میں' دنیا میں تو اسی کوڑے اور گواہی کا رد ہونا۔ تا قیامت مسلمانوں کی ملامت اور

آخرت میں دوزخ کا عذاب۔ معلوم ہوا کہ بڑوں کی گستاخی پر بڑا عذاب آتا ہے۔ ۸ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردد کرتے ہوئے خاموش رہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اور مخلص مومنوں کو تردد نہ ہوا اور نہ معاذ اللہ وہ بھی اس عتاب میں داخل ہوتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا جسے رب نے مبین فرمایا۔ لہٰذا حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ ۹ یعنی ظاہر و باطن جھوٹے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہراً جھوٹے نہ رہتے اگرچہ درحقیقت پھر بھی وہ اور ان کے سارے گواہ جھوٹے ہوتے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰ اس میں صرف ان لوگوں سے خطاب ہے جو تہمت میں شریک ہو گئے یا تردد کرتے ہوئے خاموش رہے یعنی تم کو توبہ کی مہلت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اسی لئے تم عذاب سے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کو تردد بھی نہ ہوا' ورنہ وہ حضرات بھی معاذ اللہ اس عتاب میں داخل ہو جاتے' نعوذ باللہ ۱۱ اس طرح کہ نہ تم نے کچھ برائی دیکھی' نہ دیکھنے والے سے سنی' صرف بدگمانی سے کہا ۱۲ اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ ہوئے۔ لہٰذا یہ درست ہے کہ صحابہ سارے عادل ہیں۔ رب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء: ۹۵) اور فرماتا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (مائدہ:۱۱۹) ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اس سے جنت کا وعدہ فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے۔ ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عتاب ہوا۔ جیسے حضرت حسان وغیرہ ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ تہمت عائشہ صدیقہ کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے اسے بہتان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عتاب ہوا لہٰذا عصمت عائشہ حضور پر کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ لیکن اس حکم سے حضور علیہ السلام مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ حضور کے گھر کا معاملہ تھا۔ یہ عتاب دوسروں پر ہے۔ حضرت عائشہ کے متعلق نبی علیہ السلام کو بالکل توقف نہیں تھا۔ لیکن حضور وحی آنے تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے علم کی بناء پر ام المومنین کی عصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے اہل بیت کی طرفداری کی۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق بھی خاموش رہے بلکہ خود ام المومنین نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔

بقیہ صفحہ ۴۲۳

سے خارج نہیں کرتا یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خطاکار بھائی سے بھی بھلائی کرنی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مخلوق پر مہربانی کرنے سے رب مہربان ہوتا ہے ۱۱ جب یہ آیت حضور نے ابوبکر صدیق کو سنائی تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ رب میری مغفرت کرے۔ یہ کہہ کر حضرت مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا گیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

بقیہ صفحہ ۴۲۴

دے ۱۰ یعنی کسی کے خالی مکان میں نہ جاؤ' ہاں جب مکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ تو جاؤ ۱۱ نہ برا مناؤ اور نہ اجازت لینے پر اصرار کرو' روح البیان نے فرمایا کہ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ میں کبھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ کسی کا دیکھنا پسند نہیں کرتی بعض لوگ اس حال میں اندر آجاتے ہیں۔ تب یہ آیات کریمہ اتریں ۱۲ شان نزول۔ پچھلی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے حضور سے ان مسافر خانوں کے متعلق پوچھا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یا شام کے راستہ میں بنے ہیں کہ کیا ان میں بھی بغیر پوچھے اندر داخل نہیں ہو سکتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس سے مراد مسافر خانے اور منزلیں ہیں۔ ۱۳ کیونکہ وہ وقف ہیں تمہیں وہاں ٹھہرنے' غسل کرنے' آرام کرنے کا حق ہے ۱۴ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ ان مقامات میں بھی بری نیت سے نہ جاؤ جو چوری کرنے یا غیر محرم عورتوں کو تکنے کے لئے جائے گا سزا پائے گا۔

بقیہ صفحہ ۴۲۵

۱۴ بہت بوڑھے مرد بشرطیکہ صالح' نیک ہوں اور بالکل شہوت کے قابل نہ ہوں خیال رہے کہ خصی اور نامرد اور بدکار ہیجڑے سے پردہ واجب ہے۔ مومنہ عورتیں ان کے سامنے نہ ہوں۔ ۱۵ یعنی وہ چھوٹے بچے جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکے سے پردہ چاہئے۔ ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے زیور کی آواز بھی اجنبی نہ سنے' تو خود عورت کی آواز کا کیا پوچھنا اسی لئے عورت کو اذان دینا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کو گانا' لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے۔ ۱۷ معلوم ہوا کہ عورت بجنے والا زیور اول تو پہنے ہی نہیں اور اگر پہنے تو اتنا آہستہ پاؤں سے چلے کہ اس کی آواز نامحرم نہ سنے۔ حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجن پہنتی ہوں۔ (خزائن) ۱۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہ سے انسان ایمان سے نہیں نکل جاتا کہ رب تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ان احکام مذکورہ میں کوتاہی کر چکے تھے۔ توبہ کا حکم دیا لیکن انہیں مومن فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا مل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسلمان توبہ کرے' خواہ گنہگار ہو یا نہ ہو ۱۹ مرد یا عورت' کنوارے یا غیر کنوارے' یہ امر استحبابی ہے اور ضرورت کے وقت وجوب کے لئے اگر زنا کا خطرہ ہو۔ معلوم ہوا کہ لونڈی و غلام مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے ۲۰ جو نکاح کے لائق ہوں۔ یا نیک و صالح ہوں' نالائقوں کا نکاح نہ کرو جو تمہیں اور اپنی بیویوں کو پریشان کریں ۲۱ اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں بمعنی خادم' لہٰذا عبدالنبی' عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت تنزیہی جیسے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ كُنْتُ اَنَا عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ ۲۲ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نکاح غنا کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی کر دیتا ہے۔ عورت خوش نصیب ہوتی ہے۔ ۲۳ یعنی جو ناداری' غریبی کی وجہ سے نکاح نہ کر سکیں وہ اغلام' متعہ' جلق' مشت زنی سے بچیں کہ سب کام حرام ہیں۔ ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا ہے۔ شہوت ٹوٹتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۲۶

میں جہاں اس کے پھل اچھے ہوتے ہیں اور روغن خوب صاف ستھرا نکلتا ہے۔ جو خوب روشنی دیتا ہے۔ ۱۳ یعنی اس روغن زیتون کی صفائی اس حد تک ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر آگ دکھائے ہی چمک اٹھے گا۔ ۱۴ یعنی بجلی کا قمقمہ خود بھی روشن ہوا اور اس پر دوسرے انڈوں کی روشنی پڑ رہی ہو ایسے ہی حضرت کا سینہ مبارک تو طاق ہے اور حضور کا دل فانوس اور

حضور کی نبوت جو درخت وحی سے روشن ہے وہ نور پر نور ہے۔ یعنی حضور خود بھی نور ہیں اور نبوت وقرآن کا اترنا نور پر نور آتا ہے۔ (خزائن) ۱۵ اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ فیاض کی طرف سے فیض یکساں آرہا ہے۔ مگر لینے والوں کے ظرف مختلف ہیں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق حاصل کرتا ہے جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر قمقمے جس پاور کے ہوں گے اسی قدر چمکیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہدایت یافتہ ہونا ہمارا اپنا کمال نہیں' رب کی عطا ہے لہٰذا اس پر شکر کرے' فخر نہ کرے۔ ۱۶ یعنی یہ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہیں نہ کہ اے محبوب تمہیں سمجھانے کو۔ آپ تو سمجھے ہوئے بھیجے گئے ہیں ۱۷ گھروں سے مراد اللہ کے گھر ہیں۔ یعنی مسجدیں۔ خانہ کعبہ بھی اس میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ مسجد میں افضل ہے ۱۸ اس طرح کہ ان کی عمارت دوسری عمارتوں سے اونچی ہو۔ نیز ان کو پاک وصاف رکھا جائے۔ ان مسجدوں کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ ان میں دنیاوی کاروبار نہ کئے جائیں غرضیکہ یہ آیت آداب مسجد کی اصل ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۲۷

تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم کھانا کھاتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہ تو ذروں کے علم کا حال ہے پھر آفتاب نبوت کا کیا کہنا ۱۵ یعنی آسمانوں کی ساری مخلوقات اور زمین کی تمام مخلوقات' سوائے کفار کے رب کی پاکیزگی بولتے ہیں ۱۶ یعنی زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں اڑنے کی حالت میں ۱۷ معلوم ہوا کہ ہر جانور اختیاری تسبیح پڑھتا ہے جو رب نے بطور القا انہیں سکھائی۔ اضطراری تسبیح مراد نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حیوان کی تسبیح جدا ہے' جسے وہ قدرتی طور پر جانتا ہے۔ جیسے ہر جانور کی غذا الگ جسے وہ فطری طور پر جانتا ہے کتا گھاس نہیں کھاتا' بکری گوشت نہیں کھاتی۔ ۱۸ اس میں بدعمل اور بدعقیدہ انسان کو تنبیہ ہے کہ جانور تو اللہ کی یاد کریں اور تو اشرف المخلوقات ہو کر بدکاری کرے۔ کتنی شرم کی بات ہے ہم تیرے کام جانتے ہیں ۱۹ خیال رہے کہ جہاں تک سلطان کی سلطنت ہوتی ہے وہاں تک وزیر اعظم کی وزارت حضور ﷺ سلطنت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں' تو جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں۔ اس لئے رب کی صفت ہے رب العالمین' حضور کی صفت ہے رحمۃ للعالمین ۲۰ اور وہاں پہنچاتا ہے جہاں بارش کا حکم ہو چکا ہے

بقیہ صفحہ ۴۲۸

مرتد فرماتے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ رب کی بارگاہ ہے' ان کے ہاں حاضری رب کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور کی طرف بلایا گیا تھا' جسے رب نے فرمایا' اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا۔ نیز حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ جس کی اپیل ناممکن ہے حضور کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے ۱۵ یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ کے حبیب کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدمہ میں وہ سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آجاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے پیروکار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۲۹

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کفار مکہ نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہمیشہ اعلان جنگ دیتے رہے' جس سے صحابہ کرام ہر وقت خطرے میں رہتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب ہم کو امن ہوگا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۲ خلافت سے مراد نیابت رسول اللہ ہے۔ رب ظاہری نیابت' ظاہری خلفاء راشدین کو مرحمت فرمائے گا۔ اور خلافت باطنی تمام اولیاء اللہ کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین صالحین متقی ہیں کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ متقیوں سے تھا اور انہیں رب نے خلافت دی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔ ۱۳ جیسے بنی اسرائیل کو ہلاکت فرعون کے بعد مصر و شام کی خلافت مرحمت فرمائی۔ ۱۴ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ عہد صدیقی و فاروقی میں روس و فارس کے ملک فتح ہوئے اور مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔ عہد صدیقی دو برس' تین ماہ خلافت فاروق دس سال چھ ماہ اور خلافت عثمانی بارہ سال' خلافت حیدری چار سال نو ماہ امام حسن کی خلافت چھ ماہ ہوئی

بقیہ صفحہ ۴۳۰

وغیرہ سے شرم وحیا و حجاب ہے' ان کے چہرے ہاتھ' پاؤں کے علاوہ اور اعضا دیکھنا درست نہیں ۱۴ یعنی بوڑھی عورتیں جنہیں حیض آنا بند ہو چکا ہو اور اولاد کے قابل نہ رہیں یہ عمر اکثر پچپن سال ہوتی ہے۔ اس زمانے میں عورتیں عموماً گوشہ نشینی اختیار کرلیتی ہیں۔ اس لئے انہیں قواعد فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ حکم صرف بوڑھی عورتوں کے لئے ہے ۱۵ یعنی ایسی بوڑھیوں کو اجازت ہے کہ سر پر دوپٹہ' چادر نہ رکھیں لیکن پنڈلی وغیرہ کھولے رکھنے کی انہیں بھی اجازت نہیں۔ زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۳۱

کرنی۔ یعنی رب تعالیٰ نے تمہیں یہ سلام اس لئے سکھایا کہ یہ دعا زندگی ہے۔ جس سے ایک دوسرے کے دل خوش ہوتے ہیں ۱۱ یعنی کامل مومن وہ ہیں جن میں آئندہ ذکر کئے ہوئے اوصاف ہیں کہ وہ عقاید کے پکے اور اعمال کے نیک ہوں۔ ۱۲ یعنی اگر حضور نے ان کو جمعہ وعید میں یا جہاد و تدبیر جنگ کے مشوروں کے لئے جمع فرمایا ہو تو بغیر حضور سے اجازت لئے واپس نہ ہوں۔ ۱۳ معلوم ہوا کہ حضور کی مجلس پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے بے اجازت نہ جائے۔ اس لئے اب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقت وداع الوداعیہ سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس وقت قیامت کا نمونہ ہوتا ہے۔ ۱۴ یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کی مجلس شریف سے جاتے ہیں اور منافق یونہی بغیر پوچھے ہوئے اٹھ جاتے ہیں' یہ اجازت چاہنا ایمان کی علامت ہے اور جہاد میں رہ جانے کی اجازت چاہنا منافقت کی پہچان ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (التوبہ: ۴۵) ۱۵ اس سے دربار رسول کا ادب معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے کر اور جائیں بھی اذن حاصل کر کے جیسا کہ غلاموں کا مولا کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے ۱۶ معلوم ہوا کہ سلطان کونین ﷺ کے دربار کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے بلکہ اس نے ادب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' وہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کئے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار مختار ہیں خواہ اجازت دیں یا نہ دیں

بقیہ صفحہ ۴۳۲

مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۲ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔ ۱۳ اور اللہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو خالق ہو۔ لہٰذا بت پرستوں کا بتوں کو خالق نہ مان کر الٰہ ماننا ان کے نظریہ سے بھی غلط ہے۔ ۱۴ یعنی یہ بے جان پتھر

تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے۔ یہ تو اپنی جان سے مضر چیز دفع نہیں کر سکتے بعض لوگ یہ آیت قبور اولیاء پر منطبق کرتے ہیں مگر یہ محض غلط ہے۔ بتوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔ کوئی مسلمان ولی کی قبر کو پوجتا نہیں۔ احترام و پرستش میں بڑا فرق ہے کعبۃ اللہ' قرآن کریم کا ادب واحترام کیا جاتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ مکھی نہیں اڑا سکتے' ان کا ادب کیسا

بقیہ صفحہ ۴۳۳

کبھی حضور کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی کہتے کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ کبھی شاعر کہتے' کبھی کاہن' وہ خود اپنے قول سے جھوٹے تھے۔ (۱۲) یعنی آپ پر ایسی باتیں چسپاں کرنے والے گمراہ ہیں اور آئندہ راہ پانے کے نہیں۔ انہیں راہ ہدایت نہیں ملتی۔ (۱۳) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر کے ظاہری کھانے پینے کو دیکھنا' باطنی کمالات پر نظر نہ رکھنا کافروں کا طریقہ ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی شکایت اپنے حبیب سے کرتا ہے۔ یہ محبوبیت کے اظہار کے لئے ہے' چوتھے یہ کہ جس کی نظر انبیاء کے کمالات کو نہیں پا سکتی اسے نہ خدا کے کمالات معلوم ہو سکتے ہیں' نہ اسے کسی طرح ہدایت مل سکتی ہے۔ رب نے فیصلہ فرما دیا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا (الاسراء: ۴۸) جیسے مسجد میں وہی آ سکتا ہے جو پاک ہو' ایسے ہی رب کی بارگاہ تک وہ پہنچ سکتا ہے جس کا دل پاک ہو جسم کی پاکی کے لئے کنوئیں وغیرہ کا پانی ہے اور دل کی پاکی کے لئے محبت مصطفیٰ ﷺ کا پانی درکار ہے (۱۴) یعنی ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کو یہ چیزیں ظاہر ظہور طور پر بخش دیں مگر یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے کیونکہ پھر لوگوں کو ایمان بالغیب کیونکر حاصل ہوگا۔ (۱۵) یعنی یہ لوگ صرف آپ کے منکر نہیں بلکہ میرے کلام' میری قیامت اور میرے بھی منکر ہیں

بقیہ صفحہ ۴۳۴

اگر آپ نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں' بازار میں کیوں جاتے ہیں ان کی یہ بکواس قابل توجہ نہیں۔ دنیا میں سارے انبیاء کھاتے پیتے بھی تھے اور بازار بھی جاتے تھے اس سے نبوت پر کیا اعتراض ہے۔ (۱۰) مگر نبی کے بازار جانے اور ہمارے بازار جانے میں فرق عظیم ہے ہم محض نفس امارہ کے لئے وہاں جاتے ہیں وہ رضائے الٰہی کے لئے اور ان کا وہاں کاروبار کرنا بھی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو اس سے تجارت کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہماری عبادات اور نبی کی عبادات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جہاز کے مسافر پار لگنے کے لئے جہاز میں بیٹھتے ہیں اور جہاز کا کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کی کشتی میں نبی اور امتی سب سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کو' نبی پار لگانے کو (۱۵) یہ آیت ابو جہل' ولید بن عقبہ' عاص بن وائل اور نضر بن حارث وغیرہ سرداران قریش کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضرت بلال' ابوذر غفاری' عمار بن یاسر وغیرہم رضی اللہ عنہم فقراء صحابہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر ہم ایمان لائیں تو یہ فقراء ہم سے درجے میں افضل ہوں گے کیونکہ یہ ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں' یا ان جیسے ہو جائیں گے۔ گویا یہ حضرات ان بدنصیبوں کے لئے فتنہ بن گئے۔ اس کے شان نزول میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں جو تفسیر خزائن العرفان میں مذکور ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۳۵

کی تعداد نچلے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ ہوگی۔ (خزائن العرفان' روح) (۱۳) یعنی اس دن خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ دن کافروں پر سخت اور مومنوں پر نہایت ہی آسان ہوگا۔ مومنوں کو اتنا دراز دن ایسا معلوم ہوگا جیسے چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت۔ (۱۵) شان نزول۔ یہ آیت عقبہ بن حیط کے متعلق نازل ہوئی جس نے اولاً کلمہ پڑھ لیا تھا پھر ابی بن خلف کے کہنے سے مرتد ہو گیا۔ حضور نے اس کے قتل کی خبر دی چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہوگی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے الفت' بروں سے نفرت۔ اس لیے کفار ان دونوں پر کف افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت ضعف ایمان۔ (۱۷) معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے۔ ان کی مدد فرمائیں گے لہٰذا دنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن کی مدد قیامت میں کام آئے۔ (۱۸) حضور ﷺ نے دنیا ہی میں رب سے یہ شکایت کی' یا قیامت میں فرمائیں گے۔ (۱۹) کہ کسی نے اسے جادو کہا۔ کسی نے کہانت کسی نے شعر

بقیہ صفحہ ۴۳۶

بے نیاز ہے۔ الله الصمد (۹) یہاں قوم سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں آیتوں سے مراد توراۃ شریف کی آیات اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ابھی فرعون کے پاس پہنچے ہی نہ تھے۔ بلکہ آیات سے مراد قدرت کی نشانیاں ہیں' جو رب کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ قانون قدرت یہ ہے کہ نبی کو جھٹلائے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔ (۱۱) کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا۔ تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۲) اس طرح کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے قصے سنائے گئے یا کشتی والوں نے ان کفار کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا اور عبرت پکڑی (۱۳) یعنی کافروں کے لئے رب فرماتا ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان: ۱۳) (۱۴) عاد ہود علیہ السلام کی قوم ہے' اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم۔ کنوئیں والے شعیب علیہ السلام کی قوم جن کے گھر کنوئیں کے آس پاس تھے۔ اس کنوئیں کو وزنی پتھر سے ڈھک دیتے تھے اور وقت مقررہ پر کھول کر پانی لیتے تھے (۱۵) گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات' ڈر اور امید کی آیات' جن سے سننے والوں کو عبرت ہو۔ (۱۶) وہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جن پر پتھر برسے اور جو الٹ دی گئیں۔ اہل عرب تجارت کے لئے ملک شام جاتے تھے۔ راستہ میں یہ اجڑی ہوئی' الٹی ہوئی بستیاں دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات کے ثبوت کے لئے شہرت ہی کافی ہے۔ کیونکہ ان مقامات کا یہ حال اور ان کا ٹھکانہ اہل عرب کو شہرت سے معلوم تھا نہ کہ آیات قرآنیہ سے۔

بقیہ صفحہ ۴۳۷

لگ جاتا ہے کہ اب رات قریب آگئی۔ (۱۳) کہ جس قدر سورج چڑھتا گیا اندھیرا دور ہوتا گیا۔ رات چھپتی گئی۔ اس آہستگی میں بھی رب کی حکمت ہے۔ (۱۴) اس طرح کہ رات برے بھلے آدمی اور اچھے برے اعمال کو چھپا لیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پردہ سے مراد شرعی پردہ نہیں۔ لہٰذا رات میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ رات کے اندھیرے میں ننگے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (۱۵) نیند عوام کے لئے جسم کا آرام ہے' اور خواص کے لئے روح کا آرام' کہ وہ خواب میں اللہ رسول کی زیارت کر لیتے ہیں (۱۶) کہ دن میں کام کاج کرو' رزق کی تلاش کرو' ایسے ہی مر کر قیامت میں اٹھو گے (۱۷) قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور غضب و قہر کی ہوا

کورتح سے تعبیر فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں ریاح سے مرادرحمت کی ہوائیں جو بارش لاتی ہیں' مخلوق کوآرام پہنچاتی ہیں' جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہورہا ہے۔ (۱۸) آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے۔ اس طرح کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بنایا۔ اور پھراس بھاپ کواوپر اٹھا کر جمایا۔ پھر ٹپکایا۔ سبحان اللہ! (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ نیز اس پانی سے جو بارش کے پانی کی طرح مطلق ہو (۲۰) خیال رہے کہ بارش کی برکت سے کنووں' تالابوں' دریاؤں میں پانی آتا ہے۔ اس لئے خشک سالی میں یہ تمام خشک ہو جاتے ہیں اور بعض جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے' لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں

بقیہ صفحہ ۴۳۸

پوچھ کہ رب محمود ہے اور حضور احمد ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نعت اللہ سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ حامد ہے اور حضور اس کے محمد ہیں ﷺ۔ لہٰذا یہاں خطاب مسلمانوں سے ہے اور خبیر سے مراد نبی ﷺ ہیں۔ (۷) اللہ کے لئے نماز پڑھو۔ یہاں سجدہ سے مراد پوری نماز ہے چونکہ سجدہ نماز کا اعلیٰ رکن ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عبادت کے مکلف ہیں' عنداللہ ان پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھیں۔

بقیہ صفحہ ۴۳۹

سے دور رہتے ہیں۔ خیال رہے کہ شرک کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ بدترین عقیدگی ہے۔ باقی بدعقیدگیاں اس کے ماتحت اور اس کے تابع ہیں (۱۲) غیر محترم انسان کو قتل کرنا' اسی طرح محترم جان کو حق پر قتل کرنا جائز ہے۔ لہٰذا کافروں کو جنگ میں مارنا حلال ہے۔ مسلمان ڈاکو' زانی کو مارنا درست ہے۔ (۱۳) اگر یہ گناہ حلال جان کر کیے تو کافر ہوا۔ اور کافر دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اگر حرام جان کر کئے تو بہت مدت تک میں دوزخ میں رہے گا۔ پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ آگے توبہ کے ساتھ ایمان لانے کا بھی ذکر ہے۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ قتل سے بھی توبہ ہو سکتی ہے مگر حق اللہ میں' حق عبد میں بندے سے معافی حاصل کرنی ضروری ہے۔ یا یہ کہو کہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا' ان سے معافی چاہنا قتل کی توبہ ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ عمل بدل جاویں۔ گزشتہ پر شرمندگی' آئندہ گناہوں سے بچنا' توبہ کے دو بازو ہیں (۱۶) یا اس طرح کہ توبہ کی برکت سے آئندہ نیکیوں کی توفیق دے گا۔ اور بندہ رب کے فضل سے گناہوں کے بقدر بلکہ ان سے زیادہ نیکیاں کر کے کفارہ گناہ گزار کر مرے گا۔ یا اس طرح کہ قیامت میں اس کو ہر گناہ پر نیکی دے گا اپنی بندہ نوازی سے۔ مگر یہ گناہ کا عوض نہ ہوگا بلکہ گناہ کی تبدیلی ہوگی۔ جیسے پارس سے تانبہ سونا بن جاتا ہے' یا نمک سے شراب سرکہ ہو جاتی ہے

بقیہ صفحہ ۴۴۰

جیسے یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں' ایسے ہی ان کے منکر کفار تمام کافروں سے بدتر اور ان کی مطیع امت تمام امتوں سے بڑھ کر ہے (۱۳) یعنی لازمی اور دائمی عذاب یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر یا قبر میں یا میدان محشر میں یا دوزخ میں پہنچنے پر (۱۴) سورہ شعراء مکیہ ہے آخری چار آیتوں کے سوا۔ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (شعراء: ۲۲۴) سے آخر تک وہ مدنی (۱۵) روشن کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ چونکہ قرآن کا کتاب اللہ ہونا بالکل ظاہر تھا کہ تمام عرب اس کے مقابلہ سے عاجز آ چکے تھے اس لئے اسے روشن فرمایا گیا۔ (۱۶) اس میں محبوب ﷺ کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی حضور کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی کا ذکر ہے۔ حضور امت پر کریم او رب تعالیٰ حضور پر کریم۔ یعنی اے محبوب! کیا تم ان کے ایمان قبول نہ کرنے کے غم میں اپنی جان دے دو گے ہرگز غم نہ کرو۔ خیال رہے کہ حضور کو تا قیامت ہمارے گناہوں پر صدمہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (توبہ: ۱۲۸) (۱۷) جب کفار مکہ حضور پر ایمان نہ لائے تو حضور کو ان کا کافر رہنا از حد شاق گزرا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا کہ ان کے کفر پر غم نہ کریں۔ آپ اپنا کام یعنی تبلیغ کر چکے۔ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ آیت سے مراد یا تو کوئی آسمانی آفت ہے یا عالم غیب کا ظاہر فرما دینا جس سے یہ لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ایسے مجبوری ایمان کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (روح وغیرہ)

بقیہ صفحہ ۴۴۱

گی یہ دل میں تنگی اور نہ اسے تم پر قابو ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر گونگے' بہرے' دل تنگ نہیں ہوا کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر رب تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہوتی ہے۔ رب اپنے محبوب ﷺ سے فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (۱۱) یہ معلوم ہوا کہ رب اپنے پیاروں کے ساتھ اور ان کے پاس ہوتا ہے' اگر رب کو ڈھونڈنا ہو تو ان محبوبوں کے دروازوں پر جاؤ۔ (۱۸) اس فرعون کا نام ولید بن مصعب تھا۔ کنیت ابو العباس اس کی عمر چار سو ساٹھ سال ہوئی (روح) اس کے نام و عمر میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ (۱۹) اگرچہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں ہی رسول تھے لیکن چونکہ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے اس لئے رسول واحد ارشاد ہوا یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام مصر روانہ ہوئے۔ آپ پشمینہ کا جبہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ دست مبارک میں عصا تھا۔ عصا کے کنارے پر زنبیل تھی۔ جس میں سفر کا توشہ تھا۔ اولاً حضرت ہارون کے پاس تشریف لے گئے انہیں اپنی رسالت کی خبر دی اور خوشخبری دی کہ تم بھی نبی کر دیئے گئے فرعون کے پاس چلنے کو فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر گھبرائیں اور بولیں کہ فرعون تم کو قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نہ رکے۔ صبح کے وقت فرعونی دربار میں پہنچے اور رب کا پیغام دیا۔ (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ فرعون پر بنی اسرائیل کو چھوڑنا واجب ہو گیا تھا۔ (۲۰) تیس سال تک' کہ اتنے عرصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کا کھانا' کپڑا' مکانات' استعمال فرماتے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کی کمائی مخلوط ہو۔ حلال و حرام دونوں سے' اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار کا کھانا حلال ہے۔ اگر یہ چیزیں حرام ہوتیں تو رب تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی بچاتا۔ ہمارے حضور نے اول عمر شریف سے کوئی حرام چیز نہ کھائی (۲۱) یعنی قبطی کو قتل کیا۔ (۲۲) کہ ہماری نعمت کا شکریہ تو ادا نہ کیا' ہمارے آدمی کو مار دیا (۲۳) یعنی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مردود قبطی میرے ایک گھونسہ سے مر جائے گا' خلاصہ یہ کہ میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا' بلکہ مارنا ادب سکھانے کے لئے تھا (۲۴) اور مصر چھوڑ کر مدین چلا گیا۔

بقیہ صفحہ ۴۴۲

ثبوت معجزات سے ہوتا ہے اور کتاب الٰہی کا ثبوت نبی کے فرمان سے۔ ہمارا قرآن چونکہ حضور کا معجزہ بھی ہے اس لئے یہ اس حیثیت سے حضور کی نبوت کا ثبوت ہے' اور کتاب ہونے کی حیثیت سے حضور کی زبان مبارک سے ثابت ہے (۱۳) ناظرین فرما کر بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی صرف ہتھیلی چمک جاتی تھی' ہاتھ شریف کی پشت جو خود آپ کی طرف ہوتی تھی' بدستور رہتی تھی۔ (۱۴) یعنی موسیٰ علیہ السلام اتنے روز تک جو غائب رہے کہیں جادو سیکھنے گئے تھے۔ خوب

سیکھ کر آئے ہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ کہیں اس کے درباری ایمان نہ لے آئیں۔ (۱۵) فرعون نے آج پہلی بار ان لوگوں سے مشورہ کیا۔ اس سے پہلے وہ ہر کام اپنی رائے سے کرتا تھا (روح) (۱۶) تاکہ وہ ملک مصر کے جادوگروں کو جمع کریں۔ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کریں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ ایسے کرشمے نبوت کی دلیل نہیں ہوتے' یہ تو ہمارے جادوگر بھی کر لیتے ہیں مگر وہ نبی نہیں' معاذ اللہ۔

بقیہ صفحہ ۴۴۳

نہیں کہ فرعون ان جادوگروں کو ایمان لانے کی اجازت دینے والا تھا۔ خیال رہے کہ اس موقعہ پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا۔ یہ اسی وعدہ الٰہی کا ظہور تھا کہ فرعون تم سے کچھ نہ کہہ سکے گا۔ ورنہ اس کے نزدیک جادوگروں سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا (۱۲) رب کا وعدہ پورا ہوا کہ فرعون نے جادوگروں کو تو سولی دی مگر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ کہہ سکا۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ مومن کی موت عید ہے کہ اس کے ذریعہ وہ رب سے ملتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کو عرس یعنی شادی کہتے ہیں' کہ وہ محبوبوں کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ کافر کی موت ایسی ہے جیسے بھاگے ہوئے ملزم کی گرفتاری۔ سبحان اللہ! ایمان لاتے ہی جادوگروں کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہ رہا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۴) کیونکہ سب سے پہلے نیکی کرنے کا ثواب زیادہ ہے کہ پھر جو لوگ دیکھا دیکھی یہ نیکی کریں گے' ان سب کا ثواب اس موجد کو ہوگا۔ ان کا اجر بھی کم نہ ہوگا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ ان جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت ملتے ہی ایمان کا انتہائی درجہ مل گیا۔ ایک ہی دن میں مومن۔ صوفی' صحابی' صابر' شہید ہو گئے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت در کتب دیں از نظر!

بقیہ صفحہ ۴۴۴

میں نجات کا ذریعہ ہے (۱۶) اس طرح کہ جب فرعونی بیچ سمندر میں آ گئے اور بنی اسرائیل نکل گئے تو ان تمام پانی کے پہاڑوں کو آپس میں مل جانے کا حکم دے دیا گیا (۱۷) اس زمانے کے مومنوں کو تو دیکھ کر اور بعد کے لوگوں کو ان کے قصے سن کر' بلکہ فرعون کی لاش دیکھ کر' کیونکہ اس کی لاش بعد میں محفوظ رکھی گئی۔ رب فرماتا ہے۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً (یونس: ۹۲) (۱۸) اہل مصر میں صرف تین حضرات ایمان لائے۔ حضرت آسیہ فرعون کی زوجہ۔ حضرت خربیل آل فرعون کا مومن اور بی بی مریم بنت ناموشا۔ جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ (۱۹) معلوم ہوا کہ حضور کو تو حضرت ابراہیم کی خبر پہلے سے ہے۔ قرآن کریم میں ان خبروں کا بیان فرمانا' لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ (۲۰) آپ کا یہ سوال سرزنش کے لئے ہے' ورنہ آپ کو تو معلوم تھا کہ یہ لوگ بت پرست ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۴۵

کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ تمام قوموں میں آپ کی آج تک عزت ہے۔ سارے اہل کتاب اپنے کو ابراہیمی کہتے ہیں اور ہند کے مشرک انہیں کرشن کا نام دے کر تعریفیں کرتے ہیں۔ مشرکین عرب بھی اپنے کو ابراہیمی کہتے تھے۔ (۱۳) یعنی اپنے فضل و کرم سے جنت دے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنت رب کے فضل سے ملتی ہے' نہ کہ محض اپنے عمل سے' جیسے وارث کا مال وارث کو ملتا ہے اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ یہی جنت کا حال ہے۔ سبحان اللہ۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہر جنتی' دوزخی کافر کے حصہ پر بھی قبضہ کرے گا۔ یہ قبضہ گویا وراثت ہے (۱۴) یعنی میرے چچا آزر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہو جائے۔ یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آزر نے آپ سے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ الخ (التوبہ: ۱۱۴) (خزائن العرفان) ورنہ مشرک کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ اسی لئے اسے مرحوم و مغفور کہنا حرام ہے (۱۵) آپ کی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انشاء اللہ ابراہیم علیہ السلام کے غلام کے غلام در غلام بھی قیامت کی رسوائی سے محفوظ ہیں۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ قیامت میں مال' اولاد کام نہ آنا' کفار کے لئے ہے۔ مومن کو دونوں چیزیں کام آئیں گی' انشاء اللہ' جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے۔ مومن کی اولاد شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا (۱۷) یعنی جو سلامت دل لے کر رب کے حضور حاضر ہوا اس کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی۔ سلامتی دل سے مراد دل کا بدعقیدگیوں سے پاک ہونا۔ صوفیاء کے نزدیک قلب سلیم وہ ہے جسے محبت و عشق الٰہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔ (۱۸) مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں کہ مومن ان تینوں جگہ سے جنت کا ملاحظہ کرتا ہے (۱۹) اس طرح کہ کافر مرتے وقت برزخ میں اور محشر میں دوزخ کو اپنے قریب دیکھے گا۔ (۲۰) معلوم ہوا کہ قیامت میں جھوٹے معبود اپنے پرستاروں سے غائب ہو جائیں گے۔ اور حضرات انبیاء' اولیاء اپنے متبعین سے قریب رہیں گے' ان کی شفاعت کریں گے۔ ان کی آس بندھائیں گے اور مدد فرمائیں گے۔ (۲۱) تم سے اپنا' اس طرح کہ چاند' سورج اور تمہارے بت دوزخ میں تم کو اور زیادہ تکلیف دیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۴۶

معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غرباء نے ہی انبیاء کی اطاعت پہلے کی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو کمین کہنا' رذیل سمجھنا کفار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں' سب شریف ہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ (۱۵) یہ بے علمی بے تعلقی کے معنی میں ہے۔ یعنی دنیاوی پیشے اور کاروبار سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آپ تو ان لوگوں کے پیشہ اور کاروبار سے خبردار تھے۔ ان میں رہتے تھے۔ آپ تو ماں کے پیٹ' باپ کی پیٹھ کے بچوں کی سعادت و شقاوت سے بھی خبردار تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح: ۲۷) (۱۶) یعنی رب تعالیٰ جو انہیں سزا جزا دینے والا ہے وہ تو انہیں رذیل و کمین کہتا نہیں تم انہیں رذیل کہنے والے کون ہو۔ (۱۷) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غرباء فقراء کے ساتھ مجلس سنت انبیاء ہے' دوسرے یہ کہ رب کی اطاعت میں کسی کی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ (۱۸) ان مساکین و غرباء کی طرفداری سے اور وعظ و تبلیغ سے (۱۹) یہ بددعا آپ نے بہت عرصہ کے بعد قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر اور اس کی سرکشی سے تنگ آ کر کی تھی۔

بقیہ صفحہ ۴۴۷

خلاف ہو جاؤ تو اس پر بہت ظلم کرتے ہو۔ قتل' درے مارنا' بے رحمی سے ہلاک کرنا۔ (۱۵) یعنی ان حرکتوں کو چھوڑ دو اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان لانے اور ظلم سے بچنے کے کفار بھی مکلف ہیں۔ دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی اطاعت کے کتنی ہی نیکی کی جاوے وہ تقویٰ نہیں (۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو دنیاوی نعمتیں مل جانا بڑے عذاب کی تمہید ہے۔ یہ نعمتیں ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ قوم عاد بڑی مالدار اور بڑی اولاد والی تھی۔ (۱۷) دنیا میں عذاب آنے کا دن' یا قیامت کا دن' اس دن کو عظیم اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں عظیم عذاب آنے والا تھا (۱۸) ہم تمہاری بات کسی طرح نہ مانیں گے۔ یہ اپنی سختی کفر کا خود اقرار ہے۔ (۱۹) یعنی اعلیٰ عمارتیں بنانا' ایسے گناہ کرنا ہم سے پہلے لوگ بھی کرتے رہے ہیں' یا تمہاری طرح وعظ' تم سے پہلے بھی کئے گئے ہیں مگر اب تک قیامت نہ آئی۔ (۲۰) یعنی ہم کچھ بھی کریں ہم پر کبھی عذاب نہیں آسکتا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ یہ قول اللہ تعالیٰ پر امن ہے اور امن کفر ہے امید و خوف ایمان کے رکن ہیں (۲۱) ہوا کے عذاب سے

بقیہ صفحہ ۴۴۸

پئے۔ اونٹنی اپنی باری کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ (۱۷) معلوم ہوا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج بھی ہدی اور قربانی کا احترام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کا گوشت نقصان دے اس سے بچنا چاہئے' کیونکہ مضر چیز سے بچنا لازم ہے (۱۸) خیال رہے کہ اس دین میں اونٹ حلال تھا' اس کا ذبح جائز تھا۔ مگر خاص اس اونٹنی کا ذبح بھی حرام قرار دے دیا گیا اور گوشت بھی اس لئے کہ یہ نقصان کا باعث تھا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے نقصان دہ ثابت ہوا ہے تو لوگ اس سے بچتے ہیں اس کی اصل یہی ہے

بقیہ صفحہ ۴۴۹

بیوی اہلبیت میں داخل ہے ورنہ یہاں استثناء متصل نہ فرمایا جاتا۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ لواطت سخت تر جرم ہے کہ اس پر بہت سخت عذاب آیا۔ لہٰذا قاضی کو لازم ہے کہ لوطی کو سخت عذاب دے۔ اونچے مکان سے گرا کر مار ڈالنا یا تلوار سے قتل وغیرہ (۱۵) یعنی قوم لوط کا جنہیں کہ رب تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ سے ڈرایا تھا۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بغیر ڈرائے کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اور بغیر رسول کے جھٹلائے عذاب نہیں آتا۔ (۱۶) یعنی لوط علیہ السلام کی وسیع تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ کچھ ان کے گھر کے اور کچھ دوسرے لوگ۔ (۱۷) ایکہ' درختوں کے اس جھنڈ کو کہتے ہیں جو جنگل میں واقع ہو۔ ان کے نبی شعیب علیہ السلام تھے (۱۸) اس لکم' سے معلوم ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام صرف ایکہ والوں کے نبی تھے۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام باوجود آپ کے پاس رہنے کے آپ کے امتی نہ ہوئے کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے اور اہل مصر سے تھے (۱۹) اِتَّقُوا اللّٰهَ میں ایمان اور' اطیعون میں سارے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے ایمان لاؤ پھر میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۵۰

اسی لئے تنزیل فرمایا۔ (۱۱) حضرت جبریل کا لقب روح الامین ہے کیونکہ وہ وحی پر امانتدار ہیں اور وحی روح ہے (۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ معانی قرآن کا نزول دل پر الفاظ قرآن کا نزول کان شریف پر ہوا۔ لہٰذا قرآن کی فہم حضور کی طرح کسی کی نہیں ہوسکتی (۱۳) معلوم ہوا کہ قرآن کے ترجمے قرآن نہیں' بلکہ خود اگر عربی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کر دیا جائے وہ بھی قرآن نہیں ہوگا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہوگی۔ ان کا پڑھنا جنبی کو حرام نہ ہوگا۔ ان کے پڑھنے پر تلاوت قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبریل نے حضور کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھنا ممنوع ہے کہ اس میں ع' ء' غ' وغیرہ کا فرق نہ ہو سکے گا۔ اردو کے قرآن کی تلاوت ایسی ہے جیسے کعبہ کے فوٹو کا حج کرنا (۱۴) ضمیرہ' سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا نبی کریم ﷺ حضور کی نعت شریف اگلی کتابوں میں تھی بلکہ حضور کے صحابہ کا بھی ذکر تھا۔ جیسا کہ سورہ فتح میں ہے (۱۵) مکہ معظمہ کے کفار نے مدینہ منورہ کے علماء یہود کے پاس اپنے نمائندے تحقیق کے لئے بھیجے ان سے حضور ﷺ کے متعلق دریافت کریں۔ ان علماء نے کہا کہ یہ زمانہ نبی آخرالزمان کا ہے' ان کی صفات توریت میں موجود ہیں اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ نیز عبداللہ بن سلام اور کعب احبار جیسے علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ اس میں حضور کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ بہت بلند ہے کہ رب نے انہیں قرآن کی حقانیت کی گواہی کے لئے چنا

بقیہ صفحہ ۴۵۱

تبلیغ فرمائی پھر عام لوگوں کو۔ ترتیب تبلیغ یہ ہی اعلیٰ ہے۔ (۱۶) اس طرح کہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرماؤ' ان کے عذر قبول کرو' ان کے حق میں دعاء خیر کرو۔ اگر آپ کا جرم کریں تو بخش دو اگر میرا قصور کریں تو شفاعت کر کے معاف کرا دو۔ ان پر آفت آئے تو دور کر دو' ان کی مشکلیں آسان کر دو۔ ان کی فریادیں سنو' داد رسی کرو' غرضیکہ وہ کرو جو تمہاری شان کے لائق ہے' وہ نہ کرو جس کے وہ لائق ہیں (۱۷) اس رحمت میں انشاء اللہ قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔ کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو ☆ تم ایسے رحمۃ للعالمین ہو (۱۸) اس طرح کہ تم پر ایمان نہ لائیں اس میں خطا کار مسلمان داخل نہیں کیونکہ ان کے گناہوں سے حضور بے علاقہ نہیں۔ ان کی شفاعت فرمائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ (النساء ۶۴) کے (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں کیونکہ حضور نے یہ آیت آنے کے بعد بھی جہاد کے اسباب اور مجاہدین کو جمع فرمایا۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب پر عمل ہو' خالق پر نظر ہو۔ (۲۰) نماز تہجد کے لئے یا ہر نماز و دعا کے لئے' معلوم ہوا کہ ہمیشہ رب کی نظر اپنے حبیب پر ہے جو حبیب کے قدم سے لپٹ جاوے وہ بھی منظور نظر الٰہی ہو جاوے (۲۱) یعنی جب تم آخر رات تہجد پڑھنے والے صحابہ کے حالات کی تفتیش کے لئے مدینہ پاک کی گلیوں میں گردش فرماتے ہو' ہم ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یا جب آپ کا نور حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں پاک شکموں میں گردش کر رہا تھا۔ ہم دیکھتے تھے۔ یا جب بحالت نماز تم قیام' رکوع' سجود میں گردش کرتے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں یا بحالت نماز تمہاری آنکھ شریف کی گردش ملاحظہ فرماتے ہیں کہ تمہاری آنکھ آگے پیچھے یکساں ملاحظہ کرتی ہے مگر دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ سورۃ مکیہ ہے۔ ہجرت سے قبل نماز تہجد والوں کی تفتیش حال کے لئے گردش فرمانا ثابت نہیں۔ حضور کا یہ دورہ مدینہ منورہ میں تھا۔ ایسے ہی جماعت سے نماز کا اہتمام بھی مدینہ پاک میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباؤ اجداد مومن' موحد' حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا

بقیہ صفحہ ۴۵۲

فخر کرنا کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے پرہیز چاہئے۔ (۵) چنانچہ کفار کو خود اپنے ایمان و اعمال پر اعتقاد نہیں ہوتا۔ اگر دنیاوی آرام پائیں تو سمجھیں کہ ہمارا یہ دین سچا ہے اور اگر کوئی تکلیف آئے تو کہنے لگیں کہ یہ دین غلط ہے اگر سچا ہوتا تو ہم پر مصیبت کیوں آتی رب فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (حج: ۱۱) (۶) دنیا میں ان پر سخت عذاب' راہ حق نہ ملنا' مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا قید ہونا' ان کے دل کا مطمئن نہ ہونا ہے اور مرتے وقت

فرشتہ کا ہیبت ناک شکل میں آنا' جانکنی کا سخت ہونا۔ پھر قبر کی تنگی۔ وہاں کا اندھیرا۔ گرمی وغیرہ پھر آخرت میں میدان حشر کی دھوپ سخت حساب پھر دوزخ کے ہر طرح کے عذاب یہ لفظ سوء العذاب سب کو شامل ہے۔ لھم سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمان اس برے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (۱۷) اس طرح کہ نہ تو ان کی نیکیاں قبول ہوں' اور نہ ان کے گناہوں کی معافی ہو۔ گنہگار مسلمانوں کا یہ حال نہیں۔ غرضیکہ کفار دنیا و آخرت کے نقصان میں ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (العصر: ۳) یعنی بغیر ایمان گھاٹا ہی گھاٹا ہے

بقیہ صفحہ ۴۵۳

(۱۶) خصوصیت سے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھی رسول تھے۔ (۱۷) پہلے دو معجزے' بعد میں باقی اور (۱۸) یعنی عصا اور ید بیضا کا جادو ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ (۱۹) اس یقین کی وجہ سے وہ فرعونی ہر مصیبت پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے مدد مانگتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر زبانی اقرار کئے ہوئے محض دل سے نبی کو سچا جان لینا ایمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو سارے کفار مکہ سچا جانتے تھے' مگر زبان سے انکار کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نبی کی بارگاہ میں تکبر و غرور کرے گا' اسے کبھی ہدایت نہ ملے گی وہ جگہ عجز و انکساری کی ہے۔ (۲۰) کہ پہلے ان پر عارضی عذاب آئے خون' جوئیں' قحط وغیرہ کے۔ پھر سمندر میں ڈبو دیئے گئے (۲۱) کہ بغیر کسی استاد سے پڑھے ہوئے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا' سیاست مدنی' علم قضا' پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم اور حضرت سلیمان کو چوپاؤں' پرندوں کی بولیاں بتائیں۔ داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سو ستر برس بعد میں پیدا ہوئے (روح) خیال رہے کہ کسی کو علم بیان ملتا ہے کسی کو علم عیاں' انبیاء کرام کو علم عیاں ملتا ہے۔ (روح)

بقیہ صفحہ ۴۵۴

اچھا چرچا بھی اللہ کی نعمت ہے۔ (۱۲) یعنی مجھے ایسے عمل کرنے پر قائم رکھ یا زیادہ اعمال کی توفیق دے کیونکہ حضرات انبیاء ہمیشہ سے نیک و صالح ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب سے توفیق خیر مانگنی سنت انبیاء ہے (۱۳) یہ دعا ہم جیسے گنہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ لہٰذا آیت سے حاصل چیز کا حاصل کلام کرنا لازم نہیں آتا۔ (۱۴) یعنی یہاں نہیں دیکھتا ورنہ اللہ والے تمام روئے زمین کو دیکھتے ہیں۔

آصف بن برخیا نے شام سے یمن کے تخت بلقیس کو دیکھ لیا اور اٹھا لائے۔ غائبین کے یہ ہی معنی ہیں۔ یعنی یہاں سے غائب ہے نہ کہ میری نگاہ سے (۱۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پرندے آپ کے دربار سے بغیر آپ کی اجازت لئے کہیں نہ جاتے دوسرے یہ کہ آپ کو اختیار تھا کہ اس قصور پر پرندوں کو سزا دیں کہ وہ بغیر اجازت دربار سے چلے گئے۔ عذاب شدید سے مراد اس کے پر اکھیڑنا اسے قید کر دینا وغیرہ ہے کیونکہ قتل کا ذکر آگے آ رہا ہے (۱۶) غیر حاضری کا کوئی معقول عذر پیش کرے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو (۱۷) یعنی دیر تک غیر حاضر نہ رہا جلدی دربار شریف میں حاضر ہو گیا (۱۸) یعنی یمن جا کر نہ دیکھی۔ آپ وہاں گئے نہیں۔ خیال رہے کہ عالم کشف میں نبی سے کوئی چیز نہیں چھپتی۔ سارے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں' اس لئے اس نے بِمَا لَمْ تُحِطْ کہا یعنی آپ نے اس کا احاطہ نہ فرمایا۔ وہاں تشریف لے جا کر سیر فرما کر لم تر' نہ کہا (۱۹) اس عورت کا نام بلقیس بنت شرجیل بن مالک بن ریان تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ بلقیس جنیہ عورت کے شکم سے پیدا ہوئی جو شرجیل کی زوجہ تھی۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

بقیہ صفحہ ۴۵۵

نیاز کا مقام ہے۔ (۱۴) یعنی ہر کام تمہارے مشورہ سے کرتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشورہ اچھی چیز ہے کہ رب تعالیٰ نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا (۱۵) یعنی اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم جنگ کو بھی تیار ہیں کیونکہ ہم بہت طاقتور اور جنگجو ہیں۔ بزدل نہیں۔ (۱۶) یعنی ہم مشورے کے تابع نہیں تیرے حکم کے تابع ہیں۔ تو ہم سے مشورہ نہ کر' ہم کو حکم دے بلقیس نے محسوس کیا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں اور حضرت سلیمان سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ لہٰذا

بقیہ صفحہ ۴۵۶

توراۃ شریف یا ابراہیمی صحیفے۔ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمان کے شاگرد رشید تھے۔ علم کتاب سے مراد علم باطن یعنی علم تصوف ہے کیونکہ ظاہری علم' ولایت اور یہ طاقت نہیں پیدا کرتا۔ روح البیان نے فرمایا کہ معتزلہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ حضرت جبریل تھے کیونکہ وہ فرقہ کرامت ولی کا منکر ہے۔ اس فرقہ کی پیروی میں پنجاب کے بعض بے دین وہابیوں اور دیوبندیوں نے بھی یہ ہی کہا ہے۔ (۱۴) اس آیت سے ولی کی قوت کی' رفتار' ولی

کا حاضر و ناظر ہونا' معلوم ہوا کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آناً فاناً اتنا وزنی تخت بغیر چھکڑے یا گاڑی کے لئے آئے خیال رہے کہ لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام نہیں ہیں۔ بلکہ علم من الکتاب سے معلوم ہوا کہ قوت ملکی سے وہ تخت نہ آیا' بلکہ قوت روحانی بشری سے آیا۔ نہ صرف حضرت سلیمان کی دعا سے وہ تخت آیا۔ جیسا کہ اَنَا اٰتِیْکَ سے معلوم ہوتا ہے جب ولی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولی رسول اللہ کی قوت کیسی ہو گی۔ پھر نبی' پھر نبی خاتم النبیین کی طاقت کا کیا حال ہے (۱۵) کہ اس نے میرے شاگردوں میں ایسے اولیاء پیدا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔ (۱۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ کبھی بندے سے نعمت لے کر آزماتا ہے کبھی دے کر' دوسرے یہ کہ اللہ کے مقبول بندے نعمتوں کو بھی آزمائش ہی سمجھتے ہیں۔ کبھی فخر نہیں کرتے

بقیہ صفحہ ۴۵۷

کو حق پر کہتا تھا (۱۱) یعنی خود کیوں عذاب مانگتے ہو توبہ سے پہلے' خیال رہے کہ حسنہ سے مراد توبہ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم پر عذاب آئے گا تو توبہ کر لیں گے۔ (۱۲) اس طرح کہ کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ۔ بدکاری سے توبہ کر کے نیک کار بن جاؤ۔ ورنہ کافر کی استغفار قبول نہیں۔ (۱۳) کیونکہ قوم صالح پر ان کی بدکاریوں کی وجہ سے بارش بند ہو گئی تھی انہوں نے اس کا الزام مومنوں پر لگایا (۱۴) معلوم ہوا کہ کفر منحوس چیز ہے جس سے دنیا میں عذاب آ جاتے ہیں۔ (۱۵) کیونکہ انبیاء و مومنین برکت والے ہوتے ہیں۔ جن کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہیں منحوس کہنا پرلے درجہ کا فتنہ و فساد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ بارش کا بند ہو جانا تمہاری آزمائش کے لئے ہے۔ رب کبھی دے کر جانچتا ہے کبھی لے کر تب فتنہ بمعنی آزمائش ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (تغابن: ۱۵) (۱۶) یعنی قوم ثمود کے شہر حجر میں نو آدمی تھے۔ یہاں رہط بمعنی شخص ہے' بذیل بن عبدالرب' غنم بن غنم' باب بن مہرج' مصدع بن مہرج' عمیر بن کردبہ عاصم بن مخرمہ' سبیط بن صدقہ' سہال بن صفی' قدار بن سالف' قدار ان کا سردار تھا۔ اسی نے ناقہ کو قتل کیا۔ یہ بستی حجاز و شام کے درمیان تھی۔

بقیہ صفحہ ۴۵۸

ہے۔ بغیر ایمان صرف اہل بیت ہونا کافی نہیں (۱۳)

یعنی ان پچھلی امتوں کی ہلاکت پر خدا کا شکر کریں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ (۱۵) یہ حضرات حضور ﷺ حضور کے صحابہ و اہل بیت اطہار ہیں۔ یعنی یہ بھی کہا کرو۔ الحمد للہ اور یہ بھی کہا کرو۔ یا نبی سلام علیک کیونکہ حضور اللہ کے بندہ مصطفیٰ ہیں۔ انہیں سلام کرنے کا حکم ہے اس لئے نماز کے شروع میں الحمد للہ اور آخری میں کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی اور حضور کے طفیل اللہ کے سارے چنے ہوئے بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۵۹

کی روشنی دیتا ہے اور زمین سے تمام پیداوار پھل' دانہ' غذائیں' دوائیں یا ان تمام پیداوار میں زمین و آسمان کی امداد شامل ہے کہ زمین کی مٹی آسمانی بارش و نور سے یہ سب کچھ بنتی ہیں۔ یا زمین نفس سے جسمانی غذائیں' بیداری' نیند' راحت و مصیبت اور آسمان نبوت سے روحانی غذائیں ایمان و اعمال عطا فرماتا ہے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جھوٹا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے' ہاں اس کی حقانیت کے احتمال سے دلیل مانگنا' کہ شاید یہ برحق ہو' کفر ہے' اگر کسی نے دعویٰ نبوت کیا' دوسرے نے اس سے دلیل مانگی یہ سمجھ کر کہ شاید سچا ہو' تو یہ دلیل مانگنے والا کافر ہو گیا۔ لہٰذا فتویٰ فقہی' اس آیت کے خلاف نہیں

بقیہ صفحہ ۴۶۰

چنانچہ ان کفار پر مسلمانوں کے ہاتھوں پہلا عذاب میدان بدر میں آیا۔ (۱۲) یہاں ناس سے مراد عام لوگ ہیں' جن میں مومن و کافر سب داخل ہیں' فضل سے مراد دنیاوی رحمت ہے' دنیاوی نعمتیں عوام کو عطا فرمائی گئیں' ایمان و تقویٰ خاص مسلمانوں کو دیا گیا' اور عذاب کا فوراً نہ آنا خاص کافروں کو (۱۳) بلکہ اس کے فضل کا الٹا اثر لیتے ہیں کہ خود عذاب جلد چاہتے ہیں (۱۴) بہت سے کفار دل سے تو حضور کو سچا جانتے تھے' مگر زبان سے انکار کرتے تھے رب نے فرمایا ہم ان دونوں کی کیفیتوں کو جانتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل میں آپ سے حسد ہے' منہ پر آپ کی توہین' ہم دونوں چیزیں جانتے ہیں دونوں پر سزا دیں گے (۱۵) خیال رہے کہ لوح محفوظ کو مبین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام علوم غیبیہ ان لوگوں پر ظاہر کرتی ہے' جن کی وہاں نظر ہے' اگر لوح محفوظ کسی پر ظاہر نہ ہوتی تو اسے مبین نہ فرمایا جاتا' بلکہ یہ تحریر اسی لئے ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ وہ لوگ سب علوم حاصل کریں' جن کی اس کتاب پر نظر ہے' ورنہ رب تعالیٰ کو اس تحریر کی حاجت نہیں' وہ بھول وغیرہ سے پاک ہے۔ اس آیت کریمہ میں انبیاء و اولیاء کے علم غیب کا اعلیٰ ثبوت ہے بلکہ بہ عطاء الٰہی فرشتے بھی جانتے ہیں کیونکہ ان کی نظر لوح محفوظ پر ہے

بقیہ صفحہ ۴۶۱

اس سے مراد کوئی انسانی عالم نہیں جیسا کہ فی زمانہ چکڑالویوں نے سمجھا ورنہ اس کا لوگوں سے کلام کرنا عجیب نہ ہوتا (۱۰) یہاں امت سے مراد ہر نبی کی وہ جماعت ہے جن کی طرف وہ بھیجے گئے (۱۱) وہاں جہاں حسب و کتاب ہونا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ محشر میں کفار کی بدکاریوں کا حساب علانیہ ہوگا۔ رسوائی کے لئے' انشاء اللہ مومنوں کے گناہوں کا حساب تنہائی میں اور نیکیوں کا حساب علانیہ ہوگا (۱۲) مطلب یہ ہے کہ تم نے بغیر سمجھے بوجھے قیامت اور آیات الٰہی کا انکار کر دیا' اگر تم ادنیٰ تامل بھی کرتے تو ایمان لے آتے' لہٰذا یہ بے علمی وہ نہیں جس کی وجہ سے انسان معذور سمجھا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد غور و تامل نہ کرنا ہے (۱۳) یعنی تم نے یہ بھی غور نہ کیا کہ تم پیدا کس لئے کئے گئے اور کام کیا کر رہے ہو' ہر چیز کے بنانے کا کچھ مقصد ہوتا ہے تم نے اپنی پیدائش کے مقصد میں غور نہ کیا۔ (۱۴) معلوم ہوا کہ کفار پر قیامت میں وقت آئے گا جب بول نہ سکیں گے اور دوسرے وقت بولیں گے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۵) اسی لئے رات کو تاریک رکھا' کیونکہ تاریکی یا کم روشنی سونے میں مدد دیتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رات کو آرام کرنا بھی عبادت ہے اگر نیت خیر سے ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنا چاہئے' عبادت و ریاضت روح کا حق ہے' آرام نفس کا حق ہے' دونوں حق ادا کرنے کا حکم ہے' مگر جیسے دن میں کچھ آرام کیا جاتا ہے' ایسے ہی رات میں کچھ عبادت کرنی چاہئے۔ اگر نماز تہجد نصیب ہو جائے تو زہے قسمت

بقیہ صفحہ ۴۶۲

تھے۔ وہ دوزخ میں عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کا عذاب صرف اپنی بدکاریوں کی بنا پر ہوگا' جیسا کہ یہاں اِلَّا کے حصر سے معلوم ہو رہا ہے خیال رہے کہ دوسرے کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی اپنے ہی عمل کی سزا ہے یعنی بہکانا (۱۲) چونکہ مکہ معظمہ حضور کی جائے پیدائش اور حج کی جگہ اس لئے اس کی یہ عزت افزائی کی گئی' ورنہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے (۱۳) اس طرح کہ مکہ مکرمہ میں شکار کرنا' گھاس کاٹنا حرام ہے' یا وہ شہر عزت و حرمت والا ہے' (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کسی درجہ پر پہنچ کر نیک اعمال سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا' جب حضور کو اطاعت و عبادت کا حکم ہے تو ہم تم کس شمار میں ہیں' خیال رہے کہ یہاں مسلم بمعنی فرمانبردار ہے نہ کہ بمعنی مومن' کیونکہ حضور تو عین ایمان ہیں' ہم لوگ مومن ہیں اور حضور مومن بہ' حضور ہی کے ماننے کا نام ایمان ہے' لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ہمارے بھائی ہیں' کیونکہ ہر مسلمان بھائی ہے (۱۵) تاکہ میرے قرآن پڑھنے سے تمہیں ہدایت ملے۔ (۱۶) جس کا ثواب اسے ضرور ملے گا' اگرچہ ہدایت دینے والے کو بھی ہدایت دینے کا ثواب ہوگا۔ لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب سے منع نہیں فرماتی (۱۷) لہٰذا تمہاری گمراہی سے میرا کچھ نقصان نہیں' معلوم ہوا کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں ہم سب حضور کے نیازمند ہیں (۱۸) ان نشانیوں سے مراد حضور کے وہ معجزات ہیں جو آئندہ ظاہر ہونے والے تھے۔ جیسے شق القمر' سورج کا واپس لوٹنا' کنکروں' پتھروں کا کلمہ پڑھنا وغیرہ۔ یا وہ غیبی چیزیں جن کا ظہور ہونے والا تھا۔ جیسے بدر و حنین میں کفار کی شکست مسلمانوں کی فتح یا کفار پر قحط وغیرہ آفتوں کا آنا

بقیہ صفحہ ۴۶۳

خفیہ طور پر' موسیٰ علیہ السلام اتنے روز تک روئے بھی نہیں۔ اور سوا آپ کی بہن مریم کے آپ کی پیدائش کی کسی کو خبر بھی نہ ہوئی' حتیٰ کہ پڑوسی بھی بے خبر رہے (خزائن) (۱۶) یعنی چند روز کے بعد تمہارے پڑوسیوں کو خبر ہو جائے گی اور وہ فرعون کو مخبری کریں گے' تب تم یہ تدبیر کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اولیاء کاملین سے تھیں۔ اور اولیاء اللہ کو رب تعالیٰ کی طرف سے علم غیب ملتا ہے' چنانچہ حضرت یوحائذ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا۔ پھر وہ واقعات در پیش آئے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحائذ کو حسب ذیل باتیں بتا دی گئی تھیں' موسیٰ علیہ السلام ابھی وفات نہ پائیں گے موسیٰ علیہ السلام کو تم خود پرورش کرو گی' موسیٰ علیہ السلام رسول بنائے جائیں گے' یہ سب باتیں علوم غیبیہ میں سے ہیں' معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو آل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے اٹھایا تھا۔ جنہیں آل فرعون کہا گیا' لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں۔ خیال رہے کہ یوحائذ نے

شام کو صندوق دریا میں ڈالا اور صبح کو فرعون کے ہاں پہنچا (١٩) لیکون کا لام انجام کا ہے' جیسے کہا جاتا ہے' چور چوری کرتا ہے' جیل جانے کے لئے' چور کی نیت یہ نہیں ہوتی مگر انجام یہ ہوتا ہے ایسے ہی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کے لئے اٹھایا تھا نہ کہ دشمن بنانے کے لئے مگر انجام یہ ہوا۔ خیال رہے کہ یہاں ھُم میں حضرت آسیہ یعنی فرعون کی بیوی داخل نہیں' بلکہ فرعون اور اس کے متبعین مراد ہیں' (٢٠) موسیٰ علیہ السلام کو لاوارث بچہ سمجھنے میں' وہ ولی یا وارث والے تھے۔ یا وہ لوگ بڑے مجرم تھے ان کو سزا دینے والا اب خود ان کے گھر پہنچ گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام

بقیہ صفحہ ٤٦٤

جاؤ' بہت اہتمام سے اس کی پرورش کرنا۔ سبحان اللہ (خزائن) (١٣) یعنی مشاہدہ کر کے جان لے' ورنہ انہیں یقین تو پہلے بھی تھا' اب عین الیقین ہو گیا۔ (١٤) اللہ کے وعدوں میں شک کرتے ہیں' امکان کذب کے قائل ہیں موسیٰ علیہ السلام دودھ چھوڑنے تک اپنی والدہ یوحائذ کے پاس رہے' اور فرعون روزانہ ایک اشرفی (آج کل پاکستانی روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے) آپ کو دیتا تھا (١٥) معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم لدنی تھا۔ جو بلاواسطہ استاد آپ کو عطا ہوا جیسا کہ اٰتَیْنٰهُ فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ علم عطاء نبوت سے پہلے دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں حکم وعلم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت تو مدین سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطاء ہوئی' یہ وہ علم و حکمت ہے جو نبوت سے پہلے عطا ہوا (١٦) یعنی موسیٰ علیہ السلام اول سے ہی صالح' نیک' متقی' پرہیزگار تھے اس کے صلہ میں ہم نے انہیں یہ علم وحکمت بخشی اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام ظہور نبوت اور کتاب الٰہی ملنے سے پہلے ہی متقی' صالح' رب کے عابد ہوتے ہیں' ہمارے حضور پر جب قرآن کی پہلی آیت اتری تو اس وقت آپ غار حراء میں اعتکاف اور رب کی عبادت میں مشغول تھے' بتاؤ حضور کو یہ عبادت اور اعتکاف کس نے سکھایا' دوسرے یہ کہ نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم کامل ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے' علماء کو چاہئے کہ اعمال صالحہ کیا کریں (١٧) آپ فرعون کے قلعہ سے شہر مصر میں داخل ہوئے کیونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارہ یا شہر سے باہر تھا۔ یا آپ مصر سے شہر منصف یا شہر عین شمس میں تشریف لائے' منصف تو مصر کی حد میں واقع تھا اس کا نام اس زبان میں صافہ تھا' اور عین شمس مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا (روح وخزائن) (١٨) یعنی دوپہر کے وقت جب عام طور پر راستے اور کوچہ وبازار خالی ہو جاتے ہیں لوگ آرام کرتے ہوتے ہیں۔ (١٩) یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ سامری تھا۔ بظاہر آپ کی قوم سے تھا مگر انجام کار آپ کی بارگاہ کا مردود ہوا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب ہوا۔ یعنی قبطی قوم سے تھا یہ قبطی اس اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اس قبطی کا نام فاتون تھا اور فرعون کا باورچی تھا۔ اس اسرائیلی سے یہ کہہ رہا تھا کہ بیگار میں لکڑیاں مطبخ تک پہنچا دے۔ اسرائیلی منع کرتا تھا۔ (روح) قرآن مجید میں شیعہ کافر گروہ یا کافر قوم کو کہا گیا ہے۔ یہ لفظ گیارہ جگہ قرآن میں آیا ہے۔ فرماتا ہے وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ (صافات: ٨٣) کافر گروہ میں اللہ نے ابراہیم جیسے نبی کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (انعام: ٧٤) اسی رکوع میں یہاں آگے آ رہا اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ

بقیہ صفحہ ٤٦٥

عزت کے ساتھ ہوا ہے۔ چونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارے پر تھا اور یہ شخص وہاں سے آیا تھا اس لئے یہاں اَقصیٰ فرمایا گیا یا یہ مطلب ہے کہ فرعونی پولیس تو سیدھی سڑک سے آنے لگی اور یہ اللہ کا بندہ گلی در گلی آپ کے پاس آیا تا کہ پولیس سے پہلے آپ تک پہنچ جائے (١٠) یعنی فرعون کے درباری آپ کی گرفتاری اور قصاص کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ آپ فوراً مصر شہر یا فرعون کی سلطنت کی حدود سے نکل جاویں

بقیہ صفحہ ٤٦٦

جمع ہوتا تھا جسے شہر والے پیتے پلاتے تھے۔ (١١) کیونکہ آپ نے ایک ہفتہ سے کچھ نہ کھایا تھا' شکم شریف پیٹھ سے لگ گیا تھا۔ اور ادھر یہ واقعہ ہوا کہ شعیب علیہ السلام نے صاحبزادیوں سے آج جلد واپس آ جانے کا سبب پوچھا تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا۔ انہوں نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ' انہیں بلا لاؤ۔ (١٢) معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت لڑکی اجنبی کو بلا سکتی ہے مگر شرم وحیاء کے ساتھ' شعیب علیہ السلام کے کوئی فرزند نہ تھا جو باہر کے کام کرتا اس لئے صاحبزادیوں کو ان کاموں کی تکلیف دی جاتی تھی (١٣) موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر آمادہ نہ تھے اور نہ انہوں نے کچھ طے کیا تھا۔ لیکن حضرت شعیب کا شوق ملاقات اور کسی مونس وغم خوار کے پاس پہنچ جانے کی خواہش آپ کو ادھر جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ آپ چل دیئے۔ حضرت صفورا آگے تھیں' آپ پیچھے۔ ہوا سے کپڑا ساق پر سے ہٹ جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے فرمایا کہ تم میرے پیچھے چلو' اور زبان سے راستہ بتاؤ۔ اس طرح آپ شعیب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے' کھانا تیار تھا فرمایا کھا لو۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان کی تواضع ہمارے خاندان کی سنت ہے۔ آپ نے قبول فرمایا۔ (١٤) قبطی کا قتل اور فرعون کا ارادہ قصاص' اور آپ کا وہاں سے آ جانا (١٥) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرعون اس ارادہ قصاص' میں ظالم تھا۔ آپ پر قصاص واجب نہ تھا۔ یہ جگہ فرعون کی حکومت سے خارج تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد یعنی ایک آدمی کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک ہی صاحبزادی نے فرمایا تھا کہ تمہیں ہمارے والد بلا رہے ہیں جو آپ نے قبول فرمائی۔ دوسرے یہ کہ بوقت ضرورت متقی آدمی کو اجنبیہ کے ساتھ احتیاط اور تقویٰ کے ساتھ چلنا جائز ہے (١٦) بڑی صاحبزادی حضرت صفورا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجیت سے مشرف ہوئیں (١٧) علماء فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب کی صاحبزادیوں کا یہ انتخاب اور حضرت آسیہ کا موسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کا انتخاب' صدیق اکبر کا فاروق اعظم کو خلافت کے لئے انتخاب بہت مبارک ثابت ہوئے (١٨) حضرت شعیب علیہ السلام نے بی بی صفورا سے پوچھا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کیسے معلوم ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ وزنی پتھر جسے دس آدمی بھی نہ اٹھا سکیں' انہوں نے اکیلے اٹھا لیا۔ یہ تو ان کی قوت ہے اور ہم کو دیکھ کر سر نیچا جھکا لیا اور راستے میں ہم کو آگے چلنے کی اجازت نہ دی' یہ ان کی امانت و دیانت ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے

بقیہ صفحہ ٤٦٧

صرف ان کی بیوی صفورا تھیں۔ لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں (٨) آپ راستہ میں تھے کہ ایک رات اندھیری' سخت سردی تھی۔ آپ راستہ بھول گئے بیوی صاحبہ کو درد شکم تھا کہ اچانک آپ کو دور سے آگ دکھائی دی۔ یہ جنگل وادی طویٰ تھا اور یہ آگ طور پہاڑ کی طرف سے نظر آ رہی تھی۔ (٩) آپ زوجہ پاک کو ہمراہ نہ لے گئے کہ وہ اس وقت چلنے کے قابل نہ تھیں۔ سبحان اللہ رب کا منشاء یہ تھا کہ کلیم اللہ کو اکیلے بلا کر تنہائی میں خاص کلام کیا جائے (١٠) راستہ کی یا کسی قریب کی بستی کی' کیونکہ آگ کے پاس کوئی آدمی بھی ہوگا۔ اور اگر صرف

آگ ہوئی' کوئی آدمی وہاں نہ ہوا تو ⓫ معلوم ہوا کہ جنگل کی آگ بغیر پوچھے ہوئے بھی لے سکتے ہیں کیونکہ آگ معمولی چیز ہے اس سے کوئی منع نہیں کرتا ⓬ تو وہ بجائے نار کے نور دیکھا جو عناب کے درخت سے نمودار تھا۔ درخت بالکل صحیح سالم تھا نہ جلا نہ دھواں نکلا ⓭ یہ درخت عناب کا تھا یا بیری یا ببول یا زیتون یا درخت عوسج جو بڑا ہو کر عرقہ کہلاتا ہے۔ اسے شجر یہود بھی کہتے ہیں۔ جس کی یہودی بہت تعظیم کرتے ہیں (روح) ⓮ یہ درخت نہ بول رہا تھا۔ بلکہ رب فرما رہا تھا۔ درخت اس کلام کا مظہر تھا اسی طرح جن اولیاء نے انا اللہ کہا وہ خود نہ کہہ رہے تھے۔ کہنے والا رب تھا یہ اس کلام کے مظہر تھے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

چوں روا باشد انا اللہ از درختے
کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

(مثنوی شریف)

⓯ رب تعالیٰ کا یہ کلام بلاواسطہ فرشتہ تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے۔ یعنی بغیر واسطہ رب سے ہمکلام ہونے والے رسول ہیں۔ اگرچہ معراج میں رب نے ہمارے حضور سے کلام بھی فرمایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (نجم: ۱۰) اور آپ کو اپنا دیدار بھی کرایا۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (النجم: ۱۱) مگر چونکہ یہ کلام و دیدار دوسرے عالم میں تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ نہیں ⓰ یعنی جسامت میں تو اژدہا کی طرح موٹا' مگر رفتار میں اور لہرانے میں باریک سانپ کی طرح' اسی لئے گویا سانپ فرمایا گیا ورنہ عصا سانپ ہی بن گیا۔ نظر بندی نہ تھی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ⓱ سانپ سے ڈرکر' یہ ڈرنا ایذاء کا تھا اور طبعی طور پر تھا لہٰذا یہ آیت لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے خلاف نہیں۔ ⓲ یہاں بھی اور فرعون کے ہاں بھی۔ وفات کے وقت بھی حشر میں بھی۔ غرضیکہ دین و دنیا میں ہر جگہ کیونکہ یہ جملہ اسمیہ دوامیہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۶۸

توکل کے خلاف نہیں ⓬ اس طرح کہ تم فرعون پر' تمہاری قوم بنی اسرائیل' فرعونیوں پر غالب آئے گی۔ ⓭ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ آپ کہیں جادو سیکھنے گئے تھے۔ دس سال میں جادو سیکھ کر آئے ہیں اب ملک مصر پر حکومت چاہتے ہیں۔ اس کے لئے نبوت کو بہانہ بنایا ہے۔ ⓮ کہ میرے سوا اللہ کوئی اور بھی ہے یا نبوت بھی کوئی چیز ہے۔ ⓯ یعنی ظالم کا انجام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ تو ظالم ہے اگر تو نے آج میری بات نہ مانی تو آئندہ زمانہ تجھے منوا لے گا۔ مبارک ہے وہ جو بزرگوں کے کہنے سے درست ہو جائے۔ منحوس ہے وہ جسے زمانہ درست کرے ⓰ یعنی رب گواہ ہے کہ میں ہدایت پر ہوں اور تو ظالم۔ تیرا انجام خراب ہے اسے صاف نہ فرمایا

بقیہ صفحہ ۴۶۹

بتادیں مگر جو معراج میں تم سے خصوصی کلام فرمایا وہ کسی کو نہ بتایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (نجم: ۱۰) ⓮ یعنی اس جسم شریف سے' ورنہ سارے اگلے پچھلے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں اور مشاہدہ میں ہیں (تفسیر صاوی) رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ الخ (الفیل: ۱) خلاصہ یہ کہ اے حبیب ﷺ! آپ اس جسم شریف سے وہاں موجود نہ تھے' نہ علماء سے ملاقات کی پھر ایسے درست واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں ⓯ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سی امتیں آئیں اور ان کی عمریں دراز ہوئیں۔ درازیء مدت کے باعث لوگ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھول گئے۔ خیال رہے کہ گزشتہ انبیاء کے دین ان کے کچھ عرصہ کے بعد مٹ جاتے تھے۔ یہ ہمارے حضور ہی کی شان ہے کہ اتنی دراز مدت گزرنے کے باوجود حضور کا دین قائم ہے قرآن ویسے ہی موجود ہے۔ اللہ قائم و دائم رکھے

بقیہ صفحہ ۴۷۰

ہوا کہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن سے بڑھ کر کتاب ناممکن ہے اور حضور کا اس کی پیروی کرنا بھی ناممکن' خیال رہے کہ بعض لوگ کفار سے اس شرط پر مناظرہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ہار جائیں گے تو کافر ہو جائیں گے' یہ حرام ہے کیونکہ ہمارا ہار جانا غیر ممکن نہیں ہے ممکن ہے۔ اپنے کفر کو ایک ممکن شے پر معلق کرنا ہوا۔ اس آیت کو ہم لوگ اپنے طریقہ کے لئے سند نہیں بنا سکتے۔ ⓭ خیال رہے کہ یہاں' تو جان لو فرمانا نہ تو خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے' نہ حضور کی نسبت سے کیونکہ رب تعالیٰ تو جانتا تھا کہ یہ لوگ قرآن کی مثل نہ لاسکیں گے اور حضور جانتے تھے کہ یہ لوگ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑے ہیں بلکہ یہ سب کچھ عوام لوگوں کے لئے ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ توریت کی عبارت معجزہ نہ تھی بلکہ اس کی ہدایت معجزہ تھی اسی لئے یہاں اَهْدٰى مِنْهُمَا فرمایا گیا اور قرآن کریم کی عبارت بھی معجزہ ہے اور ہدایت بھی۔ قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہوا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (بقرہ: ۲۳) ⓯ اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش دو قسم کی ہے۔ حق کے موافق اور حق کے مخالف۔ دوسری قسم کی خواہش پر عمل کرنا کبھی حرام کبھی کفر ہے۔ پہلی قسم کی خواہش کی پیروی کرنا ثواب ہے۔ اسی لئے یہاں بغیر ھدی کی قید لگائی۔ بعض مقبول بندے ایسے بھی ہیں جن کی خواہش حق کے موافق ہوتی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی بہت سی آیات آئیں۔ حضور ﷺ ظہور نبوت سے پہلے رب کے عابد و ساجد تھے۔ وہ حضور کی خواہش تھی جو حق کے مطابق تھی۔ غرضیکہ نفس مختلف ہیں۔ ان کی خواہشیں اور خواہشوں کے احکام بھی جداگانہ ⓰ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں ربط و تعلق ضروری رکھتی ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ ان کا تعلق ظاہر نہ ہو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کی ہدایت کے لئے ایسا کلام اتارا جو ایک دوسرے کے متصل ہے خلاف نہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے مسلسل کلام اتارا۔

بقیہ صفحہ ۴۷۱

قبول نہیں ہوتی۔ ابو طالب نے حضور کی ایسی خدمتیں کی ہیں کہ سبحان اللہ مگر ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ جنتی نہ ہوئے خیال رہے کہ ابوطالب کے ایمان میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے (روح البیان نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہیں۔ حضور نے حجۃ الوداع میں اپنے والدین کریمین کے ساتھ انہیں بھی زندہ فرما کر ایمان بخشا۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جن جہنمیوں کو اپنے دست قدرت میں لے کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا بغیر شفاعت' یہ وہ لوگ ہوں گے' جن کا ایمان شرعی نہ تھا' عنداللہ مومن تھے۔ بہرحال ابو طالب کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہیں مگر ان کی بدگوئی نہ کی جائے۔ وہ جناب مصطفیٰ ﷺ کے سچے خادم ہیں ⓫ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ حضور کی تسکین خاطر کے لئے آئی۔ ابو طالب کے ایمان قبول کئے بغیر وفات پا جانے پر حضور کو صدمہ تھا اس لئے آپ سے یہ فرمایا گیا۔ یہاں محبت کے مقابل مشیت ارشاد ہوا۔ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا جس سے آپ محبت کریں۔ کیونکہ آپ تو رحمت عالم ہیں۔ سب سے رحم کی بنا پر محبت کرتے' بلکہ ہدایت وہ پائے گا جو آپ سے سچی محبت کرے جیسے کہ ہر وہ شخص ہدایت نہیں پاتا جس سے رب محبت کرے کیونکہ وہ ربوبیت کی محبت ہر بندے سے کرتا ہے۔ بلکہ ہدایت وہ پائے گا جس کی ہدایت رب چاہے اسی

لئے یہ نہ فرمایا کہ يَهۡدِیۡ مَنۡ يُّحِبُّ' اس سے
معلوم ہوا کہ مقبول عبادت ہمارے ملک نہیں بلکہ
رب تعالیٰ کی چیزیں ہیں لہٰذا وہ نہ دنیا میں ہیں اور نہ
فانی ہیں بلکہ وہ ما عند اللہ میں داخل ہیں (۱۱) جن کی
تقدیر میں ہدایت ہے۔ (۱۲) حارث بن عثمان بن
نوفل بن عبد مناف نے عرض کیا تھا کہ ہم جانتے ہیں
کہ آپ کا دین سچا ہے لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم
ایمان لے آویں تو اہل عرب ہم کو نکال دیں گے۔
ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔ (۱۳) یعنی انہیں یہ
غور کرنا چاہئے کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار ہے مگر
یہ مکہ والے امن میں ہیں اور باوجود یکہ مکہ معظمہ میں
پیداوار کچھ نہیں مگر ہر طرف سے رزق کھنچ کر یہاں
پہنچتا ہے۔ جب کعبہ کے دامن میں رہنے کی برکت
سے انہیں امن اور رزق مل رہا ہے تو اگر یہ کعبہ والے
محبوب ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائیں تو
اس سے بڑھ کر امن اور روزی پائیں گے کعبہ حرم
اجسام ہے' حضور حرم ایمان ہیں' جہاں ذات
وصفات کے پھل آتے ہیں (۱۴) مقصود یہ ہے کہ نبی
کی اطاعت سے امن اور نبی کی مخالفت سے ہلاکت
ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے الٹا سمجھ لیا کہ حضور کی
اطاعت سے بدامنی اور مخالفت سے امن ملے گا۔
تاریخ اس کے برعکس ہے۔ گزشتہ قوموں کا حال
دیکھ لو۔ (۱۵) جن کے کچھ آثار باقی ہیں جنہیں تم اپنے
سفروں میں دن رات دیکھتے ہو (۱۶) کہ مسافر وراہ
گیر دوران سفر میں کچھ دیر ان میں ٹھہر جاتے ہیں پھر
چلے جاتے ہیں وہ خالی پڑے رہتے ہیں یہ مطلب
نہیں کہ ہلاک شدہ قوم ان مکانوں میں کچھ روز
رہیں (۱۷) یعنی ان کا کوئی وارث ہی نہ رہا۔ جو ان کی
ہلاکت کے بعد ان کے مکانوں کو آباد کرتا

بقیہ صفحہ ۴۷۲

کو شرک کی بھی سزا ملے گی اور نبی کی مخالفت کی بھی۔
مرسلین کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ یہ سوال ہر نبی کی
امت سے ہوگا (۱۴) یعنی کفار کو یاد نہ رہے گا کہ ہم سے
رسولوں نے کیا فرمایا تھا اور ہم نے انہیں کیا جواب دیا
تھا۔ یہ ایک وقت ہوگا دوسرے وقت اس کے خلاف
ہوگا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۵) معلوم ہوا کہ
کافر کرا اپنے دین کو بھول جاتا ہے۔ اسی لئے وہ قبر
میں ہر سوال کے جواب میں لا ادری کہتا ہے غرضیکہ
ایمانی تعلقات قیامت میں بھی قائم رہیں گے۔
نفسانی تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور مومن کو اپنا
دین قبر میں حشر میں ہر جگہ یاد رہے گا۔ وہ اپنے رب کو'
اپنے نبی کو بلکہ اپنے شیخ اور استاد کو بھی پہچانے گا۔

بقیہ صفحہ ۴۷۳

دوسرے یہ کہ دن رات اللہ کی رحمت ہیں مگر جب کہ
آتے جاتے رہیں' اگر رک جاویں تو عذاب
ہیں۔ (۱۲) اس تقریب ذکری سے معلوم ہوا کہ رات
پہلے ہے دن بعد میں۔ اسی لئے اسلام میں آفتاب
ڈوبنے سے تاریخ بدلتی ہے تاریکی پہلے روشنی بعد
میں۔ جہل پہلے ہے علم پیچھے' نیستی پہلے ہستی بعد
میں۔ (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ انسان روزی کو اپنی
کمائی کا نتیجہ نہ سمجھے' رب کا عطیہ جانے' کوشش اس
عطیہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ کمائی کوئی بھی محبوب ہے۔ اعضاء کو بیکار نہ
چھوڑے یہ بھی معلوم ہوا کہ کمائی کے لئے دن اور
آرام کے لئے رات مقرر کرنی بہتر ہے۔ رات کو
بلاوجہ نہ جاگے۔ دن میں بیکار نہ رہے۔ اگر معذوری
کی وجہ سے دن میں سوئے' اور رات کو کمائے تو حرج
نہیں۔ جیسے رات کی نوکریوں والے ملازم وغیرہ (۱۴)
اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کے گناہ'
بدعقیدگی کا حساب علانیہ ہوگا۔ اس لئے فرمایا۔
''ینادی'' تاکہ رسوائی ہو۔ مسلمانوں کے نیک
اعمال کا حساب علانیہ' گناہوں کا حساب خفیہ ہوگا تا
کہ رسوائی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ کفار کا مذاق اڑانا
جائز ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمانا میرے شریک کہاں
ہیں۔ انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۴۷۴

بڑی بہادر تھیں اور نمرود والے بڑے مالدار تھے مگر
عذاب الٰہی سے بچ نہ سکے۔ (۱۰) یہ ایک وقت میں
ہوگا۔ دوسرے وقت پوچھ گچھ ہوگی۔ یا یہ مطلب
ہے کہ رب کو پوچھنے کی ضرورت نہیں' پوچھنا ان کو
شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا قیامت میں ہر کافر خود
اپنے چہرے سے پہچانا جائے گا ہر شخص مومن و کافر کو
چہرہ سے پہچان لے گا (۱۵) قارون اپنی آخری عمر میں
ایک دفعہ سنیچر (ہفتہ) کے دن بہت جاہ وجلال سے
اس طرح نکلا کہ خود سفید رنگ کے خچر پر سوار تھا۔
سونے کی زین پر ارغوانی جوڑا پہنے تھا۔ اس کے
ساتھ اس کے نوے ہزار لونڈی غلام عمدہ لباسوں
سے آراستہ جلو میں تھے جو حریر کے لباس پہنے ہوئے
تھے' گھوڑوں پر سوار تھے۔ غرضیکہ بہت شاندار جلوس
کے ساتھ نکلا۔ (۱۶) بنی اسرائیل کے ضعیف مومنین'
ان کی یہ تمنا بشری تقاضے سے تھی جو کفر یا گناہ کبیرہ
نہیں۔ خیال رہے کہ دنیاوی نعمتوں میں غبطہ کرنا
بھی منع ہے' دینی امور میں غبطہ حلال' حسد مطلق حرام
ہے خواہ دنیاوی نعمتوں میں ہو یا اخروی میں۔ غبطہ
کے معنی ہیں کسی کی نعمت دیکھ کر اپنے لئے بھی اس کی
تمنا کرنی جسے رشک کہتے ہیں حسد یہ ہے کہ دوسرے
سے نعمت کا زوال اور اپنے لئے اس کا حصول چاہے

بقیہ صفحہ ۴۷۵

کو عطا ہوگی جو دنیا میں راضی برضا الٰہی رہے اور اپنے
نفس کے لئے برائی کے طلبگار نہ ہوئے نہ زمین میں
فساد پھیلاتے رہے۔ (۱۰) معلوم ہوا کہ نفسانی بڑائی
چاہنا فساد کا ذریعہ ہے۔ دینی بڑائی کی کوشش کرنا
عبادت ہے رب فرماتا ہے۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا
(فرقان: ۷۴) (۱۱) معلوم ہوا کہ کبھی دنیا میں اگرچہ
ظالم وفاسق کو عروج عارضی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رب
کے مقبولوں کا عروج دائمی ہوتا ہے۔ باطل بادل ہے'
حق سورج' باطل پانی کی جھاگ ہے' حق تہہ کا
موتی (۱۲) یعنی جو قیامت میں ایمان اور نیک اعمال
لے کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا اس کو ایسی بھلائی
ملے گی جو خیال وگمان سے بالاتر ہے ایک بھلائی کا
بدلہ کم از کم دس گنا' زیادہ کی انتہا نہیں۔ پھر وہ دائمی
ہے جس کو فنا نہیں۔ اور دیدار الٰہی اور لقاء جمال
مصطفوی اس کے علاوہ ہے' غرضیکہ اس کا کما حقہٗ بیان
ناممکن ہے۔ (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ
کہ گناہ کا بدلہ خود گنہگار کو ملے گا ایک کے گناہ میں
دوسرا گرفتار نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ گناہ میں رب تعالیٰ
زیادتی نہ فرمائے گا کہ یہ خلاف عدل ہے۔ ایسے ہی
کسی کو بغیر گناہ نہ پکڑے گا۔ لہٰذا کفار کے چھوٹے
بچے جو لڑکپن میں فوت ہوگئے' دوزخ میں نہ جائیں
گے (۱۴) یہ آیت کریمہ مقام جحفہ میں نازل ہوئی جبکہ
حضور ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جا رہے
تھے اور آپ کو ابھی شہر مکہ چھوڑنے کا ملال تھا' اس
آیت میں وعدہ فرمایا گیا کہ ہم آپ کو پھر مکہ معظمہ
واپس فرمائیں گے نہایت شان وشوکت کے ساتھ۔
چنانچہ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور حضور نے مکہ
معظمہ فتح کیا (خزائن)

بقیہ صفحہ ۴۷۶

نازل ہوئی' جو کفار مکہ کی سختی پر کبھی دل تنگ ہو جاتے
تھے۔ جس میں فرمایا گیا کہ گھبراؤ نہیں' یہ تمہارے
ایمان کا امتحان ہے' کیونکہ یہ آیت مکی ہے (۱۳) اس
سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا بقدر قوت ایمانی کے
امتحان لینا' قانون الٰہی ہے۔ بیماری' ناداری'
غربت' مصیبت' یہ سب رب کی آزمائشیں ہیں جن
سے مخلص ومنافق ممتاز ہو جاتے ہیں۔ مومن راضی
برضا رہتا ہے۔ (۱۴) کہ کوئی اللہ کا بندہ آرے سے
چیرا گیا۔ بعض لوہے کی کنگھیوں سے پرزے پرزے

کئے گئے بعض کو آگ میں ڈالا گیا۔ بعض کو حکم دیا گیا کہ اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرو مگر وہ حضرات استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے ⑮ یہاں علم کا ترجمہ دیکھنا نہایت ہی مناسب ہے اسے علم ظہور کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کا علم تو قدیم ہے۔ مگر دیکھنا ظہور کے بعد ہی ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ کے جاننے سے اللہ کے مقبول بندوں کا جاننا مراد ہے۔ آگ میں جا کر سونے کا میل دور ہو جاتا ہے۔ ⑯ یعنی یہ آزمائشیں تمہارے سچا جھوٹا ہونے کی علامات ہیں۔ خیال رہے کہ یہ علامات ہمارے علم کے لئے ہیں نہ کہ رب کے علم کے لئے۔ ان آزمائشوں کا مقصد یہ ہے کہ کل قیامت میں کسی کی سزا یا جزا پر دوسروں کو اعتراض نہ ہو۔ مثلاً امام حسین کو جب اہل جنت کی سرداری دی جائے تو دوسرا یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں سرداری کیوں نہ ملی کربلا نے ان کا استحقاق ظاہر کر دیا ⑰ کفر و شرک اور کفر کے ساتھ گناہ' اس میں توجہ کفار کی طرف ہے نہ کہ مومن گنہگار کی طرف ⑱ اس طرح کہ ہم ان سے بدلہ لینے پر قادر نہ ہوں' یا اس طرح کہ وہ کسی اور کی مملکت یا کسی دوسرے الٰہ کی پناہ گاہ میں پہنچ جاویں

بقیہ صفحہ ۴۷۷

ہوا سے نیکوں میں داخل کرنے کے کیا معنی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صالحین کا ساتھ چاہے وہ نیک اعمال کرے۔ وہاں نسبت سے معیت حاصل نہ ہوگی بلکہ عمل سے ہوگی ⑪ یعنی جیسے مومن عذاب الٰہی کے خوف سے گناہ چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی وہ ضعفاء بے وقوف کفار کی ایذاء کے خوف سے ایمان چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ منافقین یا ضعفاء مومنین ہیں۔ پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور منافقین مدینہ منورہ میں تھے مکہ معظمہ میں نہ تھے۔ یا اس میں آئندہ کی خبر ہے۔ ⑫ فتح یا غنیمت یا دنیاوی مال وغیرہ۔ ⑬ اس طرح کہ ہم تمہاری طرح کلمہ پڑھتے' اعمال کرتے تھے ⑮ یعنی تم مسلمانوں کے ساتھ نہیں کہ تمہارے دل میں ایمان نہیں۔ معلوم ہوا کہ ساتھ رہنا دل کا معتبر ہے نہ کہ فقط جسم کا۔ ابو جہل حضور سے دور تھا اور اویس قرنی حضور سے قریب تھے اگرچہ ظاہراً معاملہ برعکس تھا۔ ⑯ یہاں علم بمعنی اطلاع اور خبر دینا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ سے علیم و خبیر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور مسلمانوں کو منافقین کا علم دے دیا تھا۔ جو کہے کہ حضور مومنین و منافقین سے خبردار نہ تھے وہ اس آیت سے بے خبر ہے یا اس کا منکر ہے کیونکہ ظاہر کر دینے سے مراد دنیا میں ظاہر فرما دینا ہے

بقیہ صفحہ ۴۷۸

ہوئے بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خلق کے معنی گھڑنا اور بنانا بھی ہیں۔ یہاں تَخْلُقُوْنَ بمعنی بنانا گھڑنا ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان اَخْلُقُ لَكُمْ (آل عمران: ۴۹) اور رب کا فرمانا اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (مومنون: ۱۴) اسی معنی میں ہے۔ ⑬ یعنی تمہارے اعتقاد میں بھی کیونکہ وہ لوگ ان بتوں کو خالق و رازق مانتے تھے۔ انہیں صرف اپنا سفارشی جان کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے آپ کے جواب میں یہ نہ کہا کہ یہ تو ہمارے رزق کے مالک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو اللہ کا بندہ مان کر' اس میں کسی طرح خدا کی برابری مانی جاوے' یہ بھی شرک ہے شرک کی پوری بحث ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ ⑭ اس پر ایمان لا کر اس کی اطاعت و عبادت کر کے۔ معلوم ہوا کہ ایمان و عبادت رزق کی برکت کا سبب ہے ⑮ خیال رہے کہ حقیقی شکر رب تعالیٰ کا ہے اور مجازی شکر دوسرے محسنوں کا۔ رب فرماتا ہے۔ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ (لقمان: ۱۴) مگر عبادت خدا کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ عبادت حقیقی ہی ہو سکتی ہے وہاں مجاز بنتا ہی نہیں۔ لہٰذا کوئی دوسرا مجازی الٰہ یا مجازی معبود نہیں۔ ⑯ جیسے نوح علیہ السلام' صالح علیہ السلام' ہود علیہ السلام کی قومیں اور ان کا جو انجام ہوا' اس کی بھی تمہیں خبر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو تاریخی حالات کی کچھ نہ کچھ خبر تھی

بقیہ صفحہ ۴۷۹

بچا لیا سبحان اللہ! اس کی تفسیر دوسری آیات ہیں ⑫ کیونکہ اتنی زیادہ اور اتنی تیز آگ کا پل بھر میں ٹھنڈا ہونا' اور وہاں گلشن و باغ لگ جانا اور یہ سب کچھ ایک پلک جھپکنے سے پہلے ہو جانا' اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر کر رہا ہے۔ مگر مومنوں کے لئے ⑬ یعنی تمہاری ان معبودوں سے دوستی عارضی ہے۔ بعد موت تم ان کے دشمن ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو جو اللہ سے محبت ہے وہ بعد موت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ گھٹتی نہیں۔ یا بت پرستوں کی آپس کی دوستی عارضی ہے۔ بعد موت ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومنین کی دوستیاں موت سے ختم نہیں ہوتیں بلکہ بڑھ جاتی ہیں۔ اور آخرت میں کام آتی ہیں۔ ⑮ معلوم ہوا کہ عاقبت میں دنیاوی دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ ایمانی دوستی قائم رہے گی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (زخرف: ۶۷)

بقیہ صفحہ ۴۸۰

سیٹیاں بجانا' شراب پینا' ایک دوسرے کا مذاق اڑانا۔ معلوم ہوا کہ درستی اخلاق کے کافر بھی مکلف ہیں کہ اس پر ان کو حاکم اسلام سزا دے سکتا ہے ⑮ یعنی ہماری یہ باتیں اچھی ہیں۔ اگر بری ہیں تو عذاب لاؤ۔ یہ سب کچھ مذاق کے طور پر انہوں کہا تھا ⑯ یعنی اس قوم پر عذاب بھیج دے انہیں ہلاک کر دے۔ کفار کی ہلاکت مومن کی مدد ہے۔ رب نے بذریعہ ملائکہ انہیں ہلاک کیا۔ پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے یہ حضرات مظہر ذات کبریا ہیں۔ ⑰ جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے ⑱ حضرت اسحٰق اور ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت شریف کی' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ولادت کی خوشخبری دینا سنت ملائکہ ہے محفل میلاد شریف کا مقصد بھی یہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک فرزند اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے ⑲ یعنی بستی سدوم والوں کو' جہاں لوط علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

بقیہ صفحہ ۴۸۱

انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ⑬ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لئے امید کا' کافر کے لئے خوف کا دن ہے' مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ⑮ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آ جاتے ہیں ⑯ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے' اور ان کی نافرمانی کئے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جس کی آواز سے زمین میں زلزلہ آ گیا۔ اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ (حجر: ۸۳) میں تعارض نہیں ⑰ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری' جس سے زلزلہ آ گیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ⑱ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ⑲ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود

مشرک نہیں' لوگوں کو مشرک بناتا ہے۔ (۲۰) یعنی قوم ثمود و عاد وعقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا' ساری عقل دنیا پر خرچ کردی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے

بقیہ صفحہ ۴۸۲

سے مدد مانگتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک ان کے بت مصیبتوں میں کام آنے والے نہ تھے۔ مگر انہوں نے کبھی اس پر غور نہ کیا کہ جسے مصیبت میں پکارتے ہو اس کو آرام میں پکارو۔ یہاں اس کی شکایت کی جارہی ہے۔ ہمارا مصیبت میں حکام یا پولیس سے امداد لینا' یا آفات میں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام کا سہارا پکڑنا اس میں داخل نہیں کہ ہم انہیں رب کی مشکل کشائی حاجت روائی کا مظہر سمجھتے ہیں یہ استعانت شرک نہیں۔ اگر مجرم گنہگار نبی کے آستانہ پر جاکر فریادی ہو تو شرک نہیں۔ مولانا جامی فرماتے ہیں ۔

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

(۱۲) ان جیسی آیات میں بعض فضلاء' دیوبند' عربی کے معنی پکارنا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یارسول اللہ' یا غوث وغیرہ کہنا شرک ہے مگر خود ہر حاجت پر امیروں' حکیموں' حاکموں کو پکارتے ہیں۔ نماز سب پڑھتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ لہٰذا یہاں یدعون کے معنی پوجنا بہت موزوں ہیں (۱۳) یعنی ان کفار مکہ پر اس قدر کفر وعناد کے باوجود جلد عذاب نہ آنا' ہماری بے خبری کی وجہ سے نہیں' بلکہ اس کی بہت حکمتیں ہیں کہ ان میں سے بعض خود اور بعض کی اولاد ایمان لانے والی ہے (۱۴) نہ کہ آپ کے لئے' اے محبوب آپ تو پہلے ہی سے جانتے پہچانتے پیدا فرمائے گئے (۱۵) یہاں حق سے مراد حکمت ہے' لہٰذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اللہ کے سوا سب باطل ہے۔ وہاں باطل سے مراد فانی ہے (۱۶) چونکہ آسمان وزمین کی پیدائش میں غور کرکے معرفت الٰہی صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ ورنہ یہ سب کے لئے عبرت ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۸۳

اس لئے اسے بھی مانتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو توریت وانجیل کو تو مانے قرآن کریم کو نہ مانے وہ درحقیقت رب تعالیٰ کو نہیں مانتا بلکہ اپنی خواہش نفسانی کو مانتا ہے۔ (۱۰) یعنی جیسے گزشتہ انبیاء پر کتابیں اتاریں ایسے ہی تم پر قرآن اتارا جب مسلمان ان پر اعتراض نہیں کرتے تو اہل کتاب قرآن اتارنے پر کیوں معترض ہیں (۱۱) آئندہ زمانے میں جبکہ آپ مدینہ پاک پہنچیں گے' کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور کتاب دینے سے مراد کتاب کا علم نافع عطا فرمانا ہے۔ اس سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام اور دیگر علماء یہود ہیں جو اسلام سے مشرف ہیں (۱۲) مشرکین مکہ میں سے بھی کچھ لوگ فی الحال ایمان لے آتے ہیں اور آئندہ تو سب ہی ایمان لے آئیں گے (۱۳) کافر سے مراد وہ ضدی کافر ہیں جو جان بوجھ کر محض حسد سے حضور کا انکار کرتے تھے۔ جیسے علماء یہود یا مشرکین مکہ (۱۴) یعنی نبوت سے پہلے آپ پڑھتے لکھتے نہ تھے بعد نبوت رب تعالیٰ نے دونوں علم آپ کو عطا فرمائے پڑھنا بھی اور لکھنا بھی' لہٰذا یہ آیت ان احادیث کے خلاف نہیں جن سے حضور کا لکھنا پڑھنا ثابت ہے جیسے صلح حدیبیہ میں کچھ تحریر فرمانا۔ (۱۵) اس طرح کہ کفار مکہ تو کہہ دیتے کہ چونکہ حضور ﷺ اول سے ہی عالم فاضل لکھے پڑھے تھے اب آپ نے اپنے زور علم سے قرآن بنا لیا اور علماء اہل کتاب یہ کہتے کہ ہماری کتب میں نبی آخرالزمان کی علامات یہ لکھی ہیں کہ وہ پڑھے لکھے نہ ہوں گے اور آپ تو لکھے پڑھے ہیں لہٰذا آپ سچے رسول نہیں (معاذ اللہ) اب جبکہ آپ لکھے پڑھے نہیں تو کسی کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں خیال ہے کہ لکھا پڑھا ہونا کچھ اور ہے عالم ہونا کچھ اور۔ (۱۶) یعنی وہ نبی ﷺ روشن آیتوں والے ہیں جو اہل کتاب کے سینوں میں محفوظ ہیں کیونکہ اہل کتاب اول ہی سے حضور کو جانتے پہچانتے ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہما) یا وہ قرآن روشن آیت ہے جو عالموں' حافظوں کے سینوں میں تاقیامت روشن رہے گا کہ سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب اس شان کی نہ ہوئی (از خزائن العرفان) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علماء اور حفاظ کا بڑا ہی درجہ ہے کہ ان کے سینے قرآن کریم کے گنجینے ہیں جس کاغذ پر قرآن لکھا جاوے وہ عظمت والا ہے تو جس سینے میں قرآن ہو وہ بھی عظمت والا۔ قرآن کے کاغذ کو گندا آدمی نہیں چھو سکتا تو قرآن والے سینے کو گندا شیطان انشاء اللہ نہ چھوئے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن میں کبھی تحریف نہیں ہوسکتی کیونکہ تبدیلی اور تحریف کاغذ میں ہوسکتی ہے سینوں میں نہیں ہوسکتی (۱۷) کفار مکہ جو کفر وسرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں (۱۸) اس سے مراد وہ معجزات ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے ورنہ حضور کے معجزات تمام پیغمبروں سے زیادہ ہیں (۱۹) حضور کے معجزات تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بغیر اختیار ہر وقت آپ سے صادر ہوتے ہیں جیسے جسم پاک کا سایہ نہ ہونا یا پسینہ مبارک سے مشک وعنبر کی خوشبو۔ بعض وہ جن کے ظاہر کرنے میں حضور کو اختیار نہ دیا گیا' جیسے قرآنی آیات بعض وہ جو حضور کے اختیار سے صادر ہوتے جیسے کنکر پتھروں سے کلمہ پڑھانا' چاند پھاڑنا' سورج لوٹانا۔ یہاں دوسرے قسم کے معجزات مراد ہیں

بقیہ صفحہ ۴۸۴

میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے بدعملی نہ کی (۱) یعنی اے مکہ کے مسلمانو! اگر تم مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے کھلے بندوں میری عبادت نہیں کرسکتے' کفار تمہیں روکتے ہیں' تو ہماری زمین بہت فراخ ہے یہاں سے ہجرت کرجاؤ اور ایسی جگہ رہو جہاں تمہیں عبادات کی آسانی اور آزادی ہو۔ ہجرت کامل وہی ہے' جو عبادت کی آزادی کے لئے ہو نہ کہ محض جسمانی حفاظت یا آرام کے لئے۔ (۲) معلوم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کرنی فرض ہے جہاں عبادات کی آسانی نہ ہو' وہاں ہی تقیہ کرکے رہنا حرام ہے اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی۔ اگر خلافت صدیقی وفاروقی میں عرب شریف ایسا دارالکفر بن گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر فرمانے' اصلی قرآن دکھانے اور صحیح عبادت کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتے تھے تو آپ پر وہاں سے ہجرت کرنا فرض تھا تقیہ کرکے وہاں رہنا حرام (۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر زندہ مخلوق کو موت ہے خواہ انسان ہو یا جن وفرشتہ اور ہر ماسوا اللہ کو فنا ہے خواہ جاندار ہو یا نہ ہو اسی لئے یہاں نفس فرمایا اور فنا کے ذکر پر نفس نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ (الرحمٰن: ۲۶) دوسرے یہ کہ موت سب کو ہے مگر موت کا بقا سب کو نہیں۔ انبیاء شہداء کو موت آنی ہے پھر زندگی دائمی ہے اس لئے ذائقہ فرمایا (۴) اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بلندی ہے جس قدر نیکیاں زیادہ اسی قدر اس کا مقام اونچا اور بلند۔ (۵) یعنی عاملوں کے لئے اچھا ثواب ہے' اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاملوں کو جنت عدل سے ملے گی اور بعض غیر عاملوں کو رب کے فضل سے' جیسے مسلمانوں کے شیر خوار بچے اور دیوانے جو بغیر عمل فوت ہو جاویں اور وہ نومسلم جو اسلام لاتے ہی فوت ہو جاوے اور وہ حضرات جو اس زمانے میں ایمان لائے تھے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے اور اسی زمانے میں فوت ہوگئے۔

بقیہ صفحہ ۶۸۵

ہوکر بقاء باللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(بقرہ:۱۵۴) اس لئے آج ہم کلمہ میں کہتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں ﷺ۔ اگر حضور زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔ جب کلمہ نہ بدلا تو یقیناً کلمے والا بھی نہ بدلا غرضیکہ جسمانی زندگی کو موت ہے ایمانی زندگی موت سے پاک ہے ⓫ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے ہوا مخالف ہوتی ہے تو ⓬ یہاں اخلاص اور دین اصطلاحی معنی میں نہیں کیونکہ وہ کفار بے دین تھے' بے دین کے پاس اخلاص کہاں۔ مطلب یہ ہے کہ اس آفت میں صرف اللہ سے دعا کرتے ہیں بتوں کو نہیں پکارتے معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفر میں بھی کچے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب کسی ہندو کی جانکنی سخت ہوتی ہے تو اس کے قرابتدار مسلمان کو بلا کر کلمہ پڑھواتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ رسول کا نام مشکل کشا ہے اور اس وقت ہمارے بت کام نہیں آ سکتے۔ ⓭ مشرکین مکہ جب دریا کے سفر کو جاتے تو اپنے بت اپنے ساتھ لے جاتے اور جب طوفان میں پھنس جاتے تو سارے پتھر پھینک دیتے اور اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ پھر جب بخیریت کنارے پر اترتے تو بت پرستی شروع کر دیتے تھے اس آیت میں ان کی اس حماقت کا ذکر ہے۔ ⓮ خیال رہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں یعنی مصیبت میں رب کی یاد کرنے والے۔ بعض عیش میں اور بعض ہر حال میں۔ تیسری قسم کے لوگ عاقل ہیں پہلے دونوں غافل۔ کفار پہلی قسم کے غافل تھے کہ مصیبت میں رب کی یاد کرتے تھے آرام میں کفر۔ ⓯ کفار مکہ نے یا حرم شریف کے رہنے والے مشرکوں نے۔ ⓰ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہیں حرم شریف کا باشندہ بنایا جس کا سب احترام بھی کرتے ہیں اور وہاں لوٹ مار قتل و غارت سے امن بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس زمین میں رہنا بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے' خوش نصیب ہے وہ مومن جسے مدینہ طیبہ میں قبر نصیب ہو جاوے' اللہ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے

بقیہ صفحہ ۶۸۶

اس جنگ کے وقت روم کا بادشاہ ہرقل تھا (روح) ⓾ یعنی آئندہ جنگ میں رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے ⓫ بضع تین سے لے کر نو تک کو کہا جاتا ہے یہاں نو برس مراد ہیں چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے کفار مکہ سے کہا کہ ہمارے نبی نے ہم کو خبر دی ہے کہ عنقریب رومی فارسیوں پر غالب آ جائیں گے۔ ابی ابن خلف کافر نے انکار کیا آخر حضرت صدیق اور ابی میں سو سو اونٹ کی شرط ہوگئی کہ اگر نو برس میں رومی فارسیوں پر غالب آ جاویں تو سو اونٹ ابوبکر صدیق کو ابی دے اور اگر غالب نہ آئیں تو ابی کو ابوبکر صدیق دیں اللہ تعالیٰ نے اس دن رومیوں کو فارس پر فتح دی جبکہ حضور ﷺ نے حدیبیہ میں صلح فرمائی چنانچہ ابوبکر صدیق نے سو اونٹ ابی بن خلف کے وارثوں سے وصول کئے اس سے معلوم ہوا کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ اگر کافر حربی کا مال مسلمان کو مل جائے تو وہ مسلمان کو حلال ہے جیسے ربوا وغیرہ یہی قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہے (خزائن العرفان) ⓬ یعنی اولاد یعنی اولاد فارس کا روم پر غالب آنا پھر روم کا فارس پر غالب آنا' اللہ کے ارادے سے ہے۔ ⓭ شکر یہ کی خوشی جو عبادت ہے نہ فخر و تکبر کی خوشی جو باعث عذاب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین سے اہل کتاب غنیمت ہیں۔ مشرکین کے مقابلہ میں ان کی فتح چاہنا بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا محمود ہے لہٰذا میلاد کی خوشی اعلیٰ عبادت ہے ⓮ یعنی اس دن مسلمانوں کو بھی کفار کے مقابل کامیابی حاصل ہوگی اور ادھر روم کے غلبہ کی خبر جاوے گی تو مسلمانوں کو دگنی خوشی ہوگی۔ ⓯ جیسے ابی بن خلف وغیرہ کفار جو اس وقت کہتے ہیں کہ رومی فارسیوں پر غالب آ سکتے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے وعدوں میں غلطی کا امکان نکالنا کفر ہے' امکان کذب ماننا جہالت ہے۔ ⓰ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو آج غالب آ گیا وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا اور جو آج مغلوب ہے وہ ہمیشہ مغلوب ہی رہے گا ⓱ کہ ہم خود کبھی بیمار ہیں کبھی تندرست' کبھی عیش و آرام میں کبھی تکلیف میں کبھی مالدار کبھی فقیر۔ یہ ہی قوموں کا حال ہے بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے

بقیہ صفحہ ۶۸۷

کیوں انکاری ہوتے ہو ⓫ مطیع تو خوشی خوشی سے اور نافرمان جبراً لہٰذا بہتر یہ ہے کہ خوشی خوشی رب کی طرف جاؤ مصرع یا رخنداں رود بجانب یار ⓬ معلوم ہوا کہ قیامت میں کیسی ہی شدت ہو مگر مومن کی آس نہ ٹوٹے گی۔ اسے نبی کی شفاعت رب کی رحمت سے امید ہوگی آس ٹوٹنی کافروں کے لئے خاص ہوگی کیونکہ ان کے جھوٹے معبودین شفاعت نہ کریں گے ہمارے نبی شفاعت کریں گے ⓭ معلوم ہوا کہ سفارش نہ کرنی جھوٹے معبودوں کے لئے ہے۔ اللہ کے نبی' اولیاء' مخلوق کی شفاعت کریں گے ⓮ کافر اپنے بتوں کی الوہیت کا مرتے وقت ہی منکر ہو جاتا ہے' اللہ رسول کو مان لیتا ہے مگر یہ ماننا کام نہیں آتا۔ اور قیامت میں اول اول تو کہیں گے کہ ہم مشرک تھے ہی نہیں۔ پھر اس کا اقرار کریں گے لہٰذا اس آیہ کا دوسری آیتوں سے تعارض نہیں ⓯ مومن و کافر قیامت میں ایسے الگ الگ ہوں گے کہ آئندہ پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ(یٰس:۵۹) ⓰ مہمانوں کی طرح' مگر وہ جنت کے مالک ہوں گے۔ یہ آیت علیحدہ ہونے کی تفسیر ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۸۸

مرد روزی کمانے کے لئے ہے' عورت مرد کو آرام دینے کے لئے۔ عورتوں کا کمانا' مردوں کا گھر کی خدمت کرنا فطرت کے خلاف ہے۔ اسی لئے عورتوں کو حیض و نفاس وغیرہ ایسے عوارض دیئے گئے' جن میں انہیں گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ ⓾ کہ قدرتی طور پر خاوند و بیوی میں آپس میں محبت ہوتی ہے اگرچہ پہلے اجنبی ہوں بلکہ نکاح سے دو خاندان اور کبھی دو ملک مل جاتے ہیں اس لئے اسے نکاح کہتے ہیں یعنی ملانے والی چیز۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو بیوی کے عزیزوں سے اور عورت کو خاوند کے عزیزوں سے محبت ہونا اللہ کی رحمت ہے نااتفاقیاں اللہ کا عذاب ⓫ کہ جانوروں میں نر و مادہ ہیں مگر ان میں وہ الفت و محبت اور معاشرت نہیں جو انسانوں میں ہے حالانکہ جماع اور اولاد جانوروں میں بھی ہے ⓬ اس طرح کہ تمہاری عقلیں اب تک معلوم نہ کر سکیں کہ مٹی اور آسمان کس چیز سے بنے ہیں ⓭ کہ انسان کے سوا تمام جانور غذا' بولی شکل میں یکساں ہیں۔ انسان ان چیزوں میں مختلف ہے پھر سب کو اسلام نے یکساں بنا دیا کہ سب کا کلمہ' نماز' رسول' کعبہ ایک ہو گیا غرضیکہ انسان کو رنگ' بو' بولی' شکل و صورت نے بکھیرا اور حضور ﷺ نے ایک کیا۔ ⓮ اس طرح کہ رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے بنایا تاکہ دن بھر تھک کر رات کو آرام کر لو۔ چونکہ جنت میں کمانا اور تھکنا نہ ہوگا لہٰذا نہ وہاں رات ہوگی نہ نیند ⓯ کہ اس سونے اور جاگنے سے مرنا اور مر جانے کے بعد قیامت میں اٹھنا معلوم کر لیں اور اس پر ایمان لائیں۔

بقیہ صفحہ ۴۸۹

رب تعالیٰ کو ان بندوں سے خوف ہے کہ اگر یہ بگڑ گئے تو میری سلطنت نہ چل سکے گی۔ اس لئے یہاں خوف کا ذکر فرمایا اس دھونس کی شفاعت کی قرآن کریم نے تردید فرمائی ہے۔ عزت و محبت کی شفاعت بعض بندوں کے لئے ثابت ہے۔ ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تقلید' ظن' گمان کا اعتبار نہیں' عقاید یقینی تحقیقی چاہئیں۔ ⓮ اس طرح کہ اس کی شامت نفس کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دی' ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا یعنی اسے گمراہ ہونے کا حکم نہیں دیتا ⓯ دنیا و آخرت میں عذاب آنے کے وقت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے ⓰ اے محبوب ﷺ' تاکہ تمہیں دیکھ کر لوگ سیدھے ہو جائیں یا اے مسلمانو ہمیشہ سیدھے رہو یا اے کافرو سیدھے ہو جاؤ ⓱ اس طرح کہ کسی بدمذہبی کی تم میں ملاوٹ نہ ہو اور بدمذہب کی طرف میلان نہ ہو۔ خالص سونا قیمتی' خالص ایمان قابل قدر ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۹۰

اس طرح کہ ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یا ویسے ہی یا جن مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ⓬ یعنی بعض کفار مصیبت میں توبہ کرنے کے بعد مومن ہو جاتے تھے اور بعض کفر و شرک کرنے لگتے تھے۔ رب فرماتا ہے فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ (لقمان: ۳۲) اس لئے یہاں فریق فرمایا گیا۔ ⓭ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور تکلیف میں اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن وہ ہے جو ہر حال میں رب کو یاد کرتا ہے ⓮ یعنی اے مشرکو! اگر تمہارے پاس اس کفر و شرک کی دلیل ہے تو پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے اور کافر وغیرہ کو رسوا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں یہ سمجھ کر دلیل مانگنا کہ شاید یہ سچا ہو' کفر ہے لہٰذا فقہا کا فتویٰ اس آیات کے خلاف نہیں ⓯ یعنی فخر کا خوش ہونا جو برا ہے نہ کہ شکر خوشی جو عبادت ہے۔ رب تعالیٰ نے نعمتوں کے ملنے پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے کہ فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس: ۵۸) اور فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ: ۱۱) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ⓰ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت اس کے فضل سے آتی ہے اور مصیبت ہمارے گناہوں سے'

یہ بھی معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب سے ناامید ہو جانا کفار کا طریقہ ہے مسلمان کبھی مایوس نہ ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر: ۵۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے نیک اعمال سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں ایسے ہی گناہوں سے آفتیں آتی ہیں۔ ⓱ کہ بعض لوگ بہت علم و ہنر کے باوجود غریب ہوتے ہیں اور بعض بالکل بے علم و بے ہنر دولتمند۔ معلوم ہوا کہ رزق رب کے ہاتھ میں ہے

بقیہ صفحہ ۴۹۱

کی وجہ سے ہم پر بارش ہو جاتی ہے۔ کثرت زنا سے قتل و غارت ہوتی ہے زکوٰۃ نہ دینے سے بارش رکتی ہے کم تولنے سے حاکم ظالم مقرر ہوتے ہیں۔ سود خوری سے زلزلے وغیرہ آتے ہیں (روح) ⓭ زمین سے مراد عذاب والی قوموں کی زمینیں ہیں جو مکہ والوں کے سفر میں آتی تھیں اور دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے' نہ کہ فقط آنکھوں سے اشارہ کر لینا ⓮ یہاں اکثر سے مراد سارے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اجڑے مکانوں کی طرف سفر کر کے جانا تاکہ خوف الٰہی پیدا ہو عبادت ہے۔ ایسے ہی بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی تاکہ رب سے امید اور عبادت کا ذوق ہو یہ بھی عبادت ہے۔ اس سے زیارت قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے ⓯ اے مسلمان! یعنی ایمان لا چکنے کے بعد عبادتیں کرو۔ کوئی مسلمان عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یا اے محبوب! تم اپنا چہرہ دین کی طرف قائم رکھو تاکہ تمہاری بدولت سب کے منہ ادھر ہو جائیں کیونکہ جدھر تم دیکھتے ہو ادھر خدا بھی دیکھتا ہے' ساری خدائی بھی ⓰ وہ موت کا وقت ہے یا قیامت کا دن ⓱ اس طرح کہ موت کے بعد تمہیں سارے عزیز چھوڑ دیں گے یا قیامت میں مومن' کافر نیک کار' بدکار چھنٹ جائیں گے

بقیہ صفحہ ۴۹۲

منائیں کیونکہ دنیا و دین کی تمام بہاریں حضور کے دم سے وابستہ ہیں آپ رحمت کی عالمگیر بارش ہیں ⓯ کیونکہ بہت جلد گھبرا جانا' جلد ناامید ہو جانا انسان فطرت ہے۔ لہٰذا یہ آیت صرف کافروں کے لئے نہیں بلکہ عام ہے۔ ⓰ یہاں زمین کی موت سے مراد اس کی خشکی ہے اور زندگی سے مراد اس کی سرسبزی و شادابی۔ ہر صفت کے معنی موصوف کے لحاظ سے ہوتے ہیں

بقیہ صفحہ ۴۹۳

ہوتا ہے اور تکلیف کا زمانہ زیادہ۔ غرضیکہ وہ لوگ اس دن اٹکل و قیاس سے یہ باتیں کریں گے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ دنیاوی راحتوں پر ناز نہ کرو یہ تو ایسے گزرتی ہیں جیسے ہوا کا جھونکا۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر دنیا کی زندگی کا اندازہ لگانے میں غلطی کریں گے۔ ⓫ انبیاء کرام اور فرشتے یا علماء و صالحین ⓬ یہاں جاننا ماننے کے معنی میں ہے۔ یعنی تم دنیا میں قیامت کو نہ مانتے تھے اور انبیاء کرام و علماء کے فرمانے پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومنوں کو دنیاوی اور برزخی قیام اور ان جگہوں میں رہنے سہنے کا صحیح اندازہ ہوگا کیونکہ مومن کفار کی یہ غلط فہمی دور کریں گے ⓭ خیال رہے کہ عذر توبہ سے عام ہے' ہر توبہ عذر ہے' ہر عذر توبہ نہیں۔ یہ کہنا کہ میں نے جرم نہ کیا یا مجبوراً کیا مجھے فلاں مجبوری تھی عذر ہے توبہ نہیں اور یہ کہنا کہ معافی دے دو' اب نہ کروں گا توبہ بھی ہے عذر بھی (روح) ⓮ معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ انشاء اللہ گنہگار مومن اس سے محفوظ رہیں گے۔ مومن کے گناہوں کا حساب آسان ہوگا۔ یعنی گناہوں کی پیشی پھر معافی۔ جرح نہ ہوگی کہ کیوں کئے۔ اور اگر جرح ہوئی تو معافی مانگنے سے بلاسزا یا کچھ عارضی سزا دے کر معافی ہو جائے گی

بقیہ صفحہ ۴۹۴

کا یقین رکھنا ایسا ہے جیسے جو بو کر گندم کاٹنے کا یقین کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہدایت محض رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے اس کے لئے اپنا علم و عقل کافی نہیں۔ بڑے بڑے عاقل کافر ہو جاتے ہیں اور ناسمجھ مومن بن جاتے ہیں اللہ اپنا فضل ہی کرے۔ جنت کے لئے قلب و قالب دونوں کو درست کرو ⓭ معلوم ہوا کہ باجے' تاش' شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز' کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی میں اتری۔ اسی طرح ناجائز ناول' گندے رسالے' سینما کے ٹکٹ' تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لہو الحدیث ہیں۔ شان نزول۔ یہ آیت نضر ابن حارث ابن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جاتا وہاں سے عجمیوں کے ناول اور قصے کہانیوں کی کتابیں خریدتا۔ مکہ والوں سے کہتا تھا کہ تم کو محمد مصطفیٰ عاد و ثمود کی کہانیاں سناتے ہیں میں تم کو رستم' اسفندیار اور شاہان عجم کی کہانیاں سناتا ہوں ⓮ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہو الحدیث میں داخل ہے' حرام ہے۔ دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز

کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔ حتیٰ کہ اگر زن وفرزند یار کے ذکر میں آڑ بنے تو لہو ہے اس آڑ کو پھاڑ دو۔ روح البیان نے فرمایا کہ باجا حرام لغیرہ ہے۔ لہو ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ دیکھو غازی کے نقارے جائز ہیں کیونکہ لہو نہیں۔ اسی طرح قوالی لہو کے طور پر ہو تو حرام ہے جیسے آج کل کی عام قوالیاں (15) معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے والے کا عذاب بہت زیادہ ہے تمام گمراہوں کا وبال اس پر پڑے گا۔ دیکھو نضر ابن حارث ابن کلدہ پر کس قدر عتاب فرمایا گیا۔ (16) مسئلہ قرآن کریم ذوق وشوق سے سننا چاہئے۔ اس کی تلاوت کے وقت دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنا' تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ تلاوت قرآن کا سننا فرض کفایہ ہے جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں' کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہ کرنی چاہئے۔ خیال رہے کہ تلاوت قرآن کے احکام اور ہیں تعلیم قرآن کے احکام کچھ اور

بقیہ صفحہ ۴۹۵

اصلاح سے پہلے عقائد کی درستی کی جاوے کہ آپ نے اپنے فرزند کو پہلے یہ نصیحت کی کہ شرک نہ کرنا۔ چوتھے یہ کہ شرک بمعنی کفر آتا ہے کیونکہ آپ فرزند کو کفر سے روک رہے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ شرک تو نہ کرنا باقی کفر کرتے رہنا۔ پانچویں یہ کہ مومن سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ کفر نہ کرو۔ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ چھٹے یہ کہ گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا' ان کے اقوال نقل کرنا سنت الہیہ ہے۔ (15) یہ جملہ معترضہ ہے جو حضرت لقمان کی تعلیم کے ذکر کے درمیان ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی سعادتمندی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں جب بھی ان کا حق پدری ومادری اولاد پر ہے۔ (16) حمل کا ضعف' پھر دردزہ کی کمزوری' پھر جننے کی مشقت' اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے کہ باپ نے مال سے بچے کو پالا' ماں نے اپنے خون سے' علماء فرماتے ہیں کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے اور حق اطاعت وفرمانبرداری یا حق مالی باپ کا زیادہ۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے اور فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے (17) بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے' بعد میں نہ پلایا جائے۔ جہاں ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (احقاف: ۱۵) یعنی تیس ماہ فرمایا گیا وہاں حمل کے چھ ماہ بھی اس میں شمار ہیں (18) کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور ماں باپ ہمارے مربی۔ حضرت سفیان ابن عینیہ نے فرمایا کہ اللہ کے شکر کے لئے پنجگانہ نماز پڑھو۔ ماں باپ کے شکریہ کے لئے نمازوں میں ان کے لئے دعا مغفرت کرو رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ الخ (نوح: ۲۸) (19) یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ کر۔ کیونکہ کسی کی شرکت کا علم بندے کو نہیں۔ وہ رب وحدہ لاشریک ہے۔ (20) معلوم ہوا کہ رب کی نافرمانی میں ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں یعنی ان کے کہنے سے کفر نہ کرے فرائض عبادات نہ چھوڑے

بقیہ صفحہ ۴۹۶

چاہئے۔ بلاوجہ تیز چلنا بھی اس میں داخل ہے کہ تکبر ہے (12) اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم' حسن' خوش آوازی' نسب' وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال' جائیداد' لشکر' نوکر چاکر' وغیرہ یعنی نہ ذاتی کمال پر فخر کر نہ بیرونی فضائل پر اترا۔ کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں رب کی ہیں' جب چاہے لے لے (13) نہ بہت تیز رفتار چلو نہ بہت سست کہ پہلی صفت چھچھوراپن ہے اور دوسری صفت تکبر وغرور ہے (14) یعنی اگر اونچا بولنا کمال ہوتا تو چاہئے تھا کہ گدھا بڑا کامل ہوتا کیونکہ وہ بہت اونچا بولتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اس میں اشارۃً یہ ارشاد ہوا کہ بلند آواز اگر اللہ کے ذکر کی ہو تو اچھی ہے اور مصیبت کی ہو تو بہت بری کیونکہ گدھا شہوت میں چیختا ہے اسی وقت لاحول پڑھی جاتی ہے اور مرغ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت دعا مانگنے کا حکم ہے۔ (15) ظاہری اور باطنی نعمتوں میں بہت گفتگو ہے' یا تو اچھی صورت ظاہری نعمت ہے اور اچھی سیرت باطنی نعمت ہے' یا ظاہر اعضاء کی درستی ظاہری نعمت ہے' عقائد کی درستی باطنی نعمت ہے' یا اسلام و قرآن ظاہری نعمت ہیں اور عرفان باطنی نعمت یا شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی یا حضور کی اتباع ظاہری نعمت ہے اور حضور کی محبت باطنی نعمت وغیرہ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے ساتھ طریقت کی بھی بڑی اہمیت ہے شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت' شریعت کے بقاء کے لئے علماء اور طریقت کے لئے صوفیاء' اولیاء اللہ پیدا فرمائے گئے۔ شریعت حضور کے جسم شریف کا حالات کا نام ہے طریقت حضور کے قلب مبارک کے احوال کا لقب ہے (16) شان نزول یہ آیت نضر ابن حارث اور امیہ ابن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو بڑے جاہل تھے اور نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق کج بحثی کیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل عالم سے مسئلہ پوچھے اس سے مناظرہ نہ کرے کہ یہ طریقہ کفار ہے (17) قرآن اور حدیث' کہ یہ دونوں اللہ کی اتاری ہوئی ہیں قرآن کے الفاظ اور معنی سب اللہ نے اتارے ہیں' حدیث کے مضامین رب نے حضور کے ذہن شریف میں اتارے ہیں جسے حضور نے اپنے الفاظ سے بیان فرمایا لہٰذا اس آیت سے چکڑالوی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ (18) معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسوم اختیار کرنی کفار کا طریقہ ہے اور صالح باپ دادوں کے طریقے اختیار کرنے اچھے ہیں' رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: ۱۱۹) لہٰذا اس آیت سے تقلید شرعی کو کچھ تعلق نہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۹۷

میں تعارض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے علم کے مقابل یہ تمام علوم تھوڑے ہیں' اگرچہ فی نفسہ زیادہ ہیں اس کی تائید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم ہوں اور ساتوں سمندر روشنائی اور تمام جن وانس فرشتے لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ ختم ہو جاوے گا مگر اس کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ یہ سوال و جواب ہجرت کے بعد کا ہے کیونکہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ (13) اس میں اللہ کی حمد اور حضور کی نعت دونوں شامل ہیں حضور کی نعت بھی اللہ کی باتیں ہیں اگرچہ بندے کے منہ سے نکلیں۔ بلکہ جو باتیں رب قبول کرے وہ اللہ کی باتیں ہیں۔ (14) شان نزول۔ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ رب نے ہم کو دنیا میں بہت طریقوں سے پیدا فرمایا۔ کبھی نطفہ کبھی مضغہ۔ کبھی کچھ کبھی کچھ تو قیامت میں ہم سب کو ایک دم کیسے پیدا فرمائے گا (روح) اس میں فرمایا گیا کہ یہاں بہت آہستگی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بناء پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار ہوگا لہٰذا غائب کو حاضر پر قیاس نہ کرو (15) معلوم ہوا کہ علم ریاضی ہئیت وغیرہ سیکھنا تا کہ اس سے قدرت معلوم ہو سکے قدرت والے کی معرفت حاصل کی جائے بہت بہتر ہے رات ودن کا گھٹنا بڑھنا اور اس کی وجہ ریاضی سے معلوم ہوتی ہے۔ اس علم سے نماز و روزے کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں (16) اس طرح کہ سردیوں میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے اور گرمیوں میں اس کے برعکس کیونکہ وقت کے بعض اجزاء کبھی دن

میں داخل ہوتے ہیں اور کبھی رات میں

بقیہ صفحہ ۴۹۸

سورہ لقمان مکیہ ہے (٨) اے مومنو اور کافرو! اپنے رب سے ڈرو اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن ایمان پر قائم رہیں نیک اعمال کی کوشش کریں۔ (٩) یہ کافروں کے لئے ہے مومنوں کی مومن اولاد انشاء اللہ کام آئے گی رب فرماتا ہے۔ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ (زخرف:٦٧) اور فرماتا ہے۔ اَلۡحَقۡنَا بِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَ مَاۤ اَلَتۡنٰہُمۡ مِّنۡ عَمَلِہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ (طور:٢١) اسی لئے مومنوں کی چھوٹی اولاد کو جنت ملے گی باپ کے ایمان و اعمال کی وجہ سے بلکہ مومن کا مال و اہل قرابت بھی کام آویں گے کہ زکوٰۃ و خیرات وہاں بہت نفع دے گی۔ مسلمانوں کی نبی، ولی، علماء، مشائخ شفاعت کریں گے، چھوٹے بچے ماں باپ کو بخشوائیں گے غرضیکہ مومن کے احکام اور ہیں (١٠) قیامت ضرور آئے گی۔ خیال رہے کہ قیامت کا دن مسلمانوں کے لئے وعدے کا دن ہے کافروں کے لئے وعید کا دن۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے (١١) دنیا کی زندگی کو باقی سمجھ کر رب سے غافل ہو جانا بڑی ہی غفلت ہے یہ تو پانی کے بلبلے کی طرح خالی غلاف ہے جس کی کچھ حقیقت نہیں خیال رہے کہ اولیاء انبیاء کی دنیاوی زندگی دنیا کی زندگی نہیں بلکہ آخرت کی زندگی ہے کہ وہ حضرات اس میں توشہ آخرت جمع کر لیتے ہیں لہٰذا یہ آیت ہم جیسے غافلوں کو بیدار کرنے کے لئے ہے (١٢) شان نزول۔ حارث ابن عمرو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو فرمائیے کہ قیامت کب ہوگی۔ میں نے کھیت بویا ہے فرمائیے بارش کب ہوگی۔ میری عورت حاملہ ہے فرمائیے بیٹا ہوگا یا بیٹی۔ اور فرمائیے کہ کل میں کیا کروں گا اور فرمائیے کہ میں کہاں مروں گا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (١٣) تدریؔ درایتؔ سے بنا درایت عقل و حساب، اندازے سے جاننے کو کہتے ہیں یعنی یہ وہ پانچ غیب ہیں جو عقل کے حساب سے اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتے صرف وحی الٰہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور چونکہ اس قسم کی وحی کی اشاعت کرنے کی اجازت نہیں اس لئے عوام کو یہ باتیں نہیں بتائی جاسکتیں لہٰذا یہ آیت شان نزول کے بالکل مطابق ہے کوئی مخالفت نہیں (١٤) یہ بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ ملک الموت ہر شخص کی موت کی جگہ جانتے ہیں سارہ و حضرت مریم کو حضرت جبریل نے فرزند کی خوشخبری دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی۔ یہ سب رب کی تعلیم سے تھا نہ کہ قیاس و انکل و گمان سے۔ غرضیکہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ علوم نہ دیئے۔ رب فرماتا ہے۔ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (جن:٢٧) (١٥) حضور کا جنگِ بدر میں ایک دن پہلے ہر کافر کے قتل کی جگہ بتانا یا جنت سے حور کا پکارنا کہ اس سے نہ لڑو یہ ہمارے پاس آنے والا ہے یا کاتب تقدیر فرشتے کا سب کچھ لکھ جانا ماں کے پیٹ میں یہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہے لہٰذا آیات کریمہ کے خلاف نہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۹۹

علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں لگادیں۔ لہٰذا حقیقی انتظام فرمانے والا رب تعالیٰ ہے اور مجازی و ظاہری منتظم اس کے فرشتے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (النازعات:٥) ایسے ہی دنیا کے ظاہری انتظامات بادشاہوں اور حکام کے سپرد ہیں اور باطنی انتظامات تکوینی اولیاء اللہ سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی غوث ہے کوئی قطب اور ان کی ڈیوٹیاں بھی مختلف ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کے انتظامات ہیں (١٢) ہر انتظام اور ہر تدبیر یعنی قیامت میں بھی حق تعالیٰ ہی کا انتظام ہوگا۔ فرشتے جو کچھ انتظام کریں گے وہ رب ہی کے حکم سے کریں گے (١٣) قیامت کا دن کسی کافر کو پچاس ہزار برس کا محسوس ہوگا کسی کو ایک ہزار برس کا اور مومن کو ایک نماز فرض کے وقت سے بھی کم لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں (١٤) یہ خالق اور تمام تدبیریں فرمانے والا وہ ہی رب ہے جو غیب و شہادت کا علیم و خبیر ہے۔ (١٥) چنانچہ جس کو جو شکل و صورت بخشی بالکل ٹھیک بخشی اور جسم کا جو عضو جہاں لگایا مناسب لگایا۔ سبحان اللہ! (١٦) اگرچہ جانور بھی مٹی سے ہیں مگر انسان کے مٹی سے ہونے میں رب کی عجیب قدرت کا ظہور ہے اس لئے اسے خصوصیت سے ذکر فرمایا، ہمارے مٹی سے ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ ہمارے جدامجد آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں یا یہ کہ ہم نطفہ سے ہیں اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے (١٧) یعنی منی کے ایک قطرے سے منی بے قدر بھی ہے نجس بھی کہ اس کے نکل جانے پر انسان مسجد میں آنے اور قرآن چھونے کے قابل نہیں رہتا (١٨) حتیٰ کہ ماں کے پیٹ میں اسے مکمل درست کر کے اس میں روح پھونکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے کام رب تعالیٰ کے کام ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا روح پھونکنا فرشتہ کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب ہم کرتے ہیں۔ (١٩) اگرچہ آنکھ، کان دل جانوروں کو بھی عطا ہوئے مگر یہ انسان کے اعضاء بہت اشرف ہیں کیونکہ انسان آنکھ کان سے آیات الٰہیہ سنتا دیکھتا ہے اور اس کا دل یار کا تجلی گاہ ہے جس سے وہ تمام مخلوق سے اشرف ہے اسی لئے خصوصیت سے انسان کے ان اعضاء کا ذکر فرمایا

بقیہ صفحہ ۵۰۰

یہاں سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے ورنہ جہاں سجدہ سے نماز کا سجدہ مراد ہوتا ہے وہاں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ (١٤) پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اور علماء دین کی پیروی کرنے سے (١٥) اس طرح رات کے آخری حصہ میں جب سب لوگ سوتے ہیں تو یہ نماز میں کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ اس وقت ان کے بستر خالی ہوتے ہیں کیونکہ وہ مصلے پر ہوتے ہیں اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز سو کر اٹھ کر پڑھے دوسرے یہ کہ نماز بستر پر نہ پڑھے گھر کی مسجد یا مصلے پر پڑھے۔ واللہ اعلم ورسولہ (١٦) اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے، دعا کرنی چاہئے، تیسرے یہ کہ دعا کے وقت قبولیت کی امید اور رد کا خوف چاہئے مگر امید غالب چاہئے، اگر دعا میں یہ باتیں جمع ہو جائیں تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔ چوتھے یہ کہ عبادت میں ریا نہ چاہئے صرف رب کے لئے کی جائے اس سے قبولیت کی امید اور رد ہونے کا ڈرنا ہونا چاہئے حضور کی رضا رب کی ہی رضا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَحَقُّ اَنۡ یُّرۡضُوۡہُ (التوبہ:٦٢) (١٧) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حلال مال سے خیرات کرے۔ دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے کچھ اپنے لئے رکھے۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ خیرات کرتا رہے، ایک بار کی خیرات پر کفایت نہ کرے، یہ مسائل مِنۡ، اور مَا اور یُنۡفِقُوۡنَ کے مضارع ہونے اور رزق کے رب کی طرف نسبت فرمانے سے معلوم ہوئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مال، حال کمال سب میں سے خیرات کرے۔ ما سب کو عام ہے۔ (١٨) انہیں حضور شامل نہیں کیونکہ آپ نے معراج میں تمام جنت کی سیر فرمائی۔ بلکہ اس میں ہم جیسے لوگ مراد ہیں اور علم سے پورا پورا علم تفصیلی مراد۔ ورنہ حضور کے ذریعہ ہم کو جنت کی نعمتوں کا کچھ نہ کچھ اجمالی علم ضرور ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ غرضیکہ اس آیت سے نہ تو

حضور کے علم کی نفی ہوتی ہے نہ ہمارے ایمان کا انکار یعنی کوئی مومن پورے طور پر ان نعمتوں کو نہیں جانتا ⑲ یہاں جنت کسبی کا ذکر ہے جو اعمال کے ذریعہ رب تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ جنت وہبی اور عطائی کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کے نا سمجھ بچے یا جن کو نیک اعمال کا موقعہ نہ ملے وہ جنت میں نہ جائیں یا گنہگار مومن جنت میں داخل نہ ہو۔ غرضیکہ آیات میں تعارض نہیں ⑳ شان نزول۔ یہ دونوں آیتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نازل ہوئیں جبکہ آپ سے ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط نے فخر یہ کہا تھا کہ میں جتھا والا' بہادر' مالدار' زیادہ عمر والا ہوں تم بچے ہو' مسکین ہو تو آپ نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تجھے ناز ہے ان میں کوئی چیز ناز کے قابل نہیں تو کافر ہے بدعمل ہے' انسان کا کمال ایمان و تقویٰ سے ہے۔ نہ کہ مال و جتھے سے۔ مومن کافر' متقی فاسق برابر نہیں۔ اس پر یہ آیات آئیں (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کو عام انسانوں کے برابر مانے وہ کافر ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (حشر:۲۰) یہاں فاسق کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ دوسری جگہ گنہگار مسلمان کو فاسق فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ (حجرات:۶) معلوم ہوا کہ یہ لفظ دونوں معنوں میں آتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۰۱

کا فیصلہ نہ ہوا۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ مومن و کافر میں رب تعالیٰ فاصلہ کر دے گا اور ان کے ٹھکانے مختلف بنا دے گا ⑬ کفار مکہ اپنے سفروں میں پچھلی برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیوں سے گزرتے تھے اور ان کو تاریخ اور پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت سے یہ معلوم تھا کہ یہاں فلاں قوم آبادی تھی یہاں فلاں۔ یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے رب کی نافرمانیاں اور اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی جس پر وہ ہلاک ہوئے۔ یہاں اسی کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ لوگوں کی بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقبول بندوں کی خانقاہوں میں جانا' ان کے پاکیزہ حالات زندگی میں غور کرنا عبادت ہے۔ عرس کا یہی منشا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۰۲

بہت ناگوار گزری۔ عمر فاروق نے ان سب کے قتل کا ارادہ فرمایا۔ حضور نے منع فرما دیا کہ یہ لوگ امان لے کر آئے ہیں عمر فاروق نے ان کفار کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(روح البیان وخزائن وغیرہ) ⑤ شان نزول۔ ابو معمر حمیری فہری کی یادداشت بہت اچھی تھی اس لئے اہل عرب کہتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں مگر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ یہ اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ تو ایسا بدحواس کیوں ہے تو بولا کہ مجھے خبر نہ رہی کہ دوسرا جوتا پہن لیتا۔ میں سمجھا کہ دونوں جوتے پہنے ہوئے ہوں تب لوگ سمجھے کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا۔ نیز منافقین کہا کرتے تھے کہ حضور کے دو دل ہیں' ایک ہمارے ساتھ ہے دوسرا صحابہ کرام کے ساتھ ان سب کی تردید میں یہ آیت اتری۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان یا مومن ہی ہو سکتا ہے یا کافر ہی کیونکہ اس کا دل ایک ہے لہٰذا منافقوں کو صلح کلی اور دورنگی چال چھوڑ دینی چاہئے۔ ⑪ شان نزول' اہل عرب منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور مظاہر کی بیوی کو اس کی ماں قرار دیتے تھے کہ ان کو بیٹے یا ماں کی سی میراث دیتے اور منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' ظہار کے معنی ہیں اپنی بیوی کو ماں بہن سے تشبیہ دینا۔ ⑫ جس کی حقیقت کچھ نہیں کسی کو باپ بھائی یا بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ باپ بیٹے نہیں بن جاتے نہ ان کی بیویاں حرام ہوں نہ ان کی مائیں حلال ہوں اور نہ انہیں میراث ملے ⑬ شان نزول' حضرت زید ابن حارثہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے زرخرید تھے۔ ام المومنین نے انہیں حضور کو ہبہ کر دیا حضور نے انہیں آزاد فرما دیا۔ مگر یہ آزاد ہو کر بھی اپنے والد کے پاس نہ گئے حضور کے پاس رہے حضور انہیں محبت میں بیٹا فرماتے تھے۔ لوگ بھی انہیں زید ابن محمد کہتے تھے۔ حضرت زینب بنت جحش زید کی بیوی تھیں۔ زید نے انہیں طلاق دی حضور نے زینب سے نکاح فرما لیا۔ اس پر منافقین و کفار نے طعنے دیئے کہ حضور نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ⑭ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ تھے ورنہ انہیں عیسیٰ ابن مریم نہ کہا جاتا مریم ان کی ماں ہیں اور رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (احزاب:۵)

بقیہ صفحہ ۵۰۳

نبیوں سے لیا گیا۔ لہٰذا "نبیین" سے مراد دیگر نبی ہیں نہ کہ حضور ⑫ نبیوں سے' یا ان پر ایمان لانے والوں سے اس تبلیغ کے متعلق سوال فرمائے یا نبیوں سے کفار کے متعلق سوال کرے کہ انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ⑬ جو اس نے جنگ احزاب کے دن

کیا جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد واقع ہوا ⑭ تمام مشرک واہل کتاب یعنی قریش' غطفان اور یہود بنی قریظہ اور بنی نضیر وغیرہم

بقیہ صفحہ ۵۰۴

کو اب یثرب کہنا برا ہے' منافقوں کا طریقہ ہے اور اللہ رسول کے وعدوں میں جلدی کرنی مومن کی شان سے بعید ہے ان کے وعدے سچے ہیں اگرچہ بعض میں دیر لگے اب مدینہ منورہ کو طیبہ' طابہ' مدینہ وغیرہ پیارے الفاظ سے یاد کیا جاوے۔ کیونکہ یثرب کے معنی ہیں مصیبت کی جگہ۔ یہاں فرمایا گیا کہ منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگ اہل مدینہ کو اہل یثرب کہتے ہیں جن بزرگوں نے مدینہ پاک کو یثرب لکھا ہے اس میں تاویل کرنی چاہئے یا تو ان بزرگوں کو ممانعت کی حدیث پہنچی نہیں یا انہوں نے اطراف مدینہ کو یثرب فرمایا ہے نہ کہ شہر مدینہ کو۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس علاقہ میں قوم عمالقہ آئی تھی جن کا سردار یثرا ابن عبیل ابن مہلا بیل ابن عوص ابن عملاق ابن لا دو ابن ارم تھا اس لئے یثرب کہتے تھے یا یہ ثرب سے بنا' بمعنی مصیبت۔ اسی سے ہے تثریب ⑧ منافقوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ کفار کا دباؤ زیادہ ہو گیا ہے' اب یہاں نہ ٹھہرو اپنے گھروں کو واپس چلو۔ چنانچہ تمام منافق میدان خندق سے لوٹ گئے وہاں ٹھہرا رہنا مخلص کی علامت ہوئی۔ بھاگ جانا منافق کی پہچان ⑨ بنی سلمہ اور بنی حارثہ قبیلوں نے بہانے بنا کر واپسی کی اجازت حضور سے مانگی۔ پہلا گروہ تو بغیر اجازت ہی واپس چلا گیا یہ دوسرا اجازت لینے کی کوشش میں لگا ⑩ رب تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو بھاگنے والوں میں شمار فرمایا اور یکساں مجرم قرار دیا ⑪ یعنی اگر بالفرض ان کے گھر ایسے غیر محفوظ ہوتے کہ جو چاہے ان میں گھس جاوے۔ پھر دشمن ان کے گھروں میں گھس کر ان سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو یہ لوگ فوراً مرتد ہو جاتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ⑫ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضور ﷺ رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں۔ اسی طرح اپنے شیخ سے عہد گویا حضور سے عہد ہے۔ اس آیت سے اشارۃً بیعت کا ثبوت ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح:۱۰) بیعت کی حقیقت یہ ہی ہے کہ کسی مقبول الٰہی کے ذریعے رب سے عہد و

بیان کرے اور ان عہدوں کو پورا کرے۔ یہ ایسے ہی ضروری ہیں جیسے رب کے عہد کا پورا کرنا یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے جنگ کے بعد آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم احد میں تو بھاگ گئے تھے مگر اب کبھی دشمن کے مقابل سے نہ بھاگیں گے لیکن آج اس عہد سے پھر گئے (۱۳) یعنی جیسے قیامت میں اور چیزوں کا حساب و کتاب سوال و جواب ہوگا ایسے ہی ان سے اپنے عہد و پیمان کا بھی حساب ہوگا۔ (۱۴) یعنی اس بھاگ جانے میں تم پر جہاد سے فرار کا گناہ تو ہو جاوے گا مگر کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اگر تمہاری تقدیر میں آج موت یا قتل لکھا ہے تو ضرور پہنچے گا۔ اور اگر آج تمہاری موت نہیں ہے تو کچھ دن بعد ضرور مروگے تو تھوڑی سی موہومہ زندگی کے لئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھاتے ہو۔ (۱۵) یہاں برائی سے مراد ان کی موت یا قتل ہے جو انہیں ناگوار ہے اور رحمت سے مراد زندگی اور امن ہے جو انہیں رحمت معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ مومن تو شہادت کی موت کو رحمت اور جہاد سے بھاگنے کے بعد کی زندگی کو عذاب جانتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۰۵

بھی جاتے تو صرف ریاکاری کے لئے جنگ میں شرکت کرتے۔ یہ بھی کلام تقدیر اور فرض پر مبنی ہے۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ حضور کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ رب نے حضور کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زور صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر ہو اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے۔ ۲۔ اس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے۔ ۳۔ اس کو چھپایا نہیں جاتا۔ ۴۔ اس کی تعریف کرنے والے سے صانع خوش ہوتا ہے۔ ۵۔ اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبی اکرم میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔ (۱۵) علماء فرماتے ہیں کہ جس مومن میں یہ تین وصف جمع ہو جائیں، حضور کی اتباع، اللہ سے امید اور رب کا ذکر کثیر وہ دنیا و آخرت میں عیش میں رہے کیونکہ اسے مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر نصیب ہوتا ہے (۱۶) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تم پر نو یا دس راتوں میں کفار کے لشکر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ جب مسلمانوں نے یہ لشکر دیکھے تو ان کے ایمان اور زیادہ قوی ہو گئے کہ حضور کی رسالت کو انہوں نے آنکھوں دیکھ لیا۔ (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ صبر کرکے صابروں کا درجہ حاصل کرتا ہے اور اللہ رسول کی تصدیق سے اس کی ایمانی قوت زیادہ ہو جاتی ہے (۱۸) جیسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ، سعید، حمزہ اور حضرت مصعب ابن عمیر کہ ان بزرگوں نے رب سے عہد کیا تھا کہ اگر جہاد کا موقع ہم کو ملا تو ثابت قدم رہیں گے۔ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی نیکیاں ایسی کامیاب ہیں کہ ان کی قبولیت کا پروانہ رب نے دیا۔

بقیہ صفحہ ۵۰۶

کے ہاتھ آیا۔ ریحانہ بنت شمول گرفتار ہو کر آئیں جو آزاد کر کے حضور کے نکاح میں داخل کی گئیں۔ اس غزوہ میں پندرہ سو تلواریں تین سو زرہ دو ہزار نیزے پانچ سو ڈھالیں اور بے شمار مال مویشی، زمین مسلمانوں کو حاصل ہوئیں (روح وخزائن) (۹) معلوم ہوا کہ کافروں کے دل میں مومن کے ایمان کا قدرتی رعب ہوتا ہے جس قدر قوت ایمانی زیادہ اتنا ہی رعب زیادہ بلکہ بعض مومنوں کا رعب جانوروں کے دل میں بھی تھا۔ حضرت سفینہ کے سامنے شیر دم ہلاتا ہوا کتے کی طرح آیا (۱۰) ان کے بالغ مردوں کو قتل اور بچوں عورتوں کو قید (۱۱) معلوم ہوا کہ کفار کی متروکہ جائیداد حکومت اسلامیہ کے ملک ہے اس کی اجازت سے مسلمان اپنے تصرف میں لائیں (۱۲) یعنی زمین بنی قریظہ کے علاوہ اور بہت زمین بھی تم کو عطا فرمانے کا ارادہ الٰہی ہو چکا ہے جہاں تک ابھی تمہارے قدم نہ پہنچے ہیں۔ اس زمین سے مراد یا تو خیبر کی زمین ہے جو بنی قریظہ کے بعد ہی مسلمانوں کے قبضہ میں آئی یا عام فتوحات جو عہد صحابہ میں ہوئیں۔ یا قیامت تک فتوحات جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں گی رب نے اپنا وعدہ پورا فرمایا (۱۳) (شان نزول) حضور کی ازواج پاک نے آپ سے دنیاوی سامان اور خرچ بڑھانے کا مطالبہ کیا تھا جو حضور پر گراں گزرا کیونکہ سرکار کے گھر زہد و قناعت تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں حضور کی ازواج کو وہ اختیار دیا گیا جو آئندہ مذکور ہے خیال رہے کہ اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریشی خاندان کی حضرت عائشہ، حفصہ، رملہ یعنی ام حبیبہ بنت ابوسفیان، ام سلمہ بنت ابی امیہ، سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ، زینب بنت جحش اسدیہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ، صفیہ بنت حیی، خیبریہ جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہم (خزائن العرفان) (۱۴) یعنی اگر تم دنیاوی عیش و آرام چاہتی ہو تو مجھ سے طلاق لے لو اور اگر اللہ رسول سے قرب چاہتی ہو تو ہمارے ہاں کی تنگی ترشی سے راضی رہو۔ قناعت و صبر اختیار کرو (۱۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت کو طلاق کا اختیار دینا طلاق نہیں جب تک وہ طلاق اختیار نہ کرے دوسرے یہ کہ جس عورت کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی جائے اسے جوڑا دینا مستحب ہے اور جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور خلوت سے پہلے طلاق دی جائے اسے جوڑا واجب ہے یہاں پہلی صورت مراد ہے (۱۶) خیال رہے کہ جس عورت کو نبی ﷺ قبل زفاف طلاق دے دیں وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جیسے امیمہ جونیہ کہ اس نے دوسرے سے نکاح کیا، مگر جو شرف تقرب سے مشرف ہوئیں وہ نکاح نہیں کر سکتیں مگر تحقیق یہ ہے کہ جو بیویاں حضور کے پردہ فرمانے کے بعد رہ جائیں وہ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتیں، مطلقہ کر سکتی ہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ (احزاب ۵۳) اگر مطلقہ بھی کہیں نکاح نہ کر سکے تو طلاق بے کار ہوگی۔ حضور کی ازواج احترام میں مسلمانوں کی مائیں ہیں، نہ کہ سارے احکام میں (۱۷) معلوم ہوا کہ حضور کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے جسے حضور مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی۔ جو حضور سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ (۱۸) مِنْكُنَّ کا مِن بیانیہ ہے۔ نہ کہ تبعیضیہ کیونکہ حضور کی ساری ازواج مطہرات نیکوں کی سردار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج کی نیکیوں کا اجر و ثواب سارے عالم کی نیکیوں کے ثواب سے زیادہ۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ میرے صحابی کے چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونے کی خیرات سے افضل ہے (۱۹) یہاں فاحشہ مبینہ سے مراد خاوند کی نافرمانی ہے کیونکہ الفاحشہ سے مراد زنا یا اغلام ہوتا ہے اور فاحشہ سے مراد عام گناہ (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں کیونکہ سزا کا دگنا ہونا اسی لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں اور یہ عتاب ایسا ہے جیسے رب نے میثاق کے دن انبیاء کرام سے فرمایا تھا۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران: ۸۲) لہٰذا اس آیت سے

روافض دلیل نہیں پکڑ سکتے (۲۱) معلوم ہوا کہ بڑے مرتبہ والوں کی جرم پر سزا زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان پر رب کا احسان زیادہ ہے لہٰذا علماء وسادات کرام کو برے اعمال سے بہت بچنا چاہئے۔

بقیہ صفحہ ۵۰۷

اور فرمایا لَعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ (قصص:۲۹) اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا۔ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَکٰتُهٗ عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ (ھود:۷۳) اور رب نے فرمایا قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ (ابراھیم:۱۱) اور فرمایا۔ وَقَالَ نِسۡوَةٌ (یوسف ۳۰) غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے لہٰذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ (۱۱) حق یہ ہے کہ حضور کی ازواج واولاد سب اہل بیت میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهۡلُ بَیۡتِیۡ اور ازواج پاک خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (آل عمران:۱۲۱) کیونکہ نبی علیہ السلام حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اَهۡلِكَ فرمایا (۱۲) اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بداخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی ازواج واولاد گناہوں سے پاک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا علی مرتضٰی سے جنگ کرنا گناہ نہ تھا اجتہادی غلطی تھی کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں دوسرے یہ کہ ازواج یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں (۱۳) یعنی اے بیبیو! تمہارا گھر قرآن وحدیث کی کان ہے جہاں سے نبوت کا آفتاب چمک رہا ہے تم کو چاہئے کہ تمہارے اعمال سب سے زیادہ ہوں۔ (۱۴) (شان نزول) جب حضور کی ازواج کے فضائل مذکورہ آیات میں نازل ہوئے تو حضرت اسماء بنت عمیس اور اور دیگر مومنین کی بیویوں نے عرض کیا کہ اگر ہم میں کچھ خوبی ہوتی تو ہمارے حق میں بھی آیات اترتیں اور ہمارا ذکر بھی قرآن کریم میں ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح البیان)

بقیہ صفحہ ۵۰۸

آپ کے نکاح میں آئیں گی تاکہ جہالت کا یہ قانون ٹوٹے کہ پالک کی بیوی حرام ہے مگر آپ نے یہ امور غیبیہ ان پر ظاہر نہ فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خبر سب کچھ ہے بعض کا اظہار نہیں فرماتے۔ (۱۲) یعنی آپ کو خطرہ تھا کہ اگر زینب سے نکاح کیا تو لوگ طعنہ دیں گے کہ اپنی بہو سے نکاح کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ طعنہ سے بچنا اور اپنی عزت کی حفاظت کی کوشش کرنا سنت رسول ہے۔ (۱۳) معلوم ہوا کہ دینی مصلحت پر دنیاوی مصلحتیں قربانی کر دینی چاہئیں کیونکہ اگرچہ اس نکاح میں طعنہ کا خطرہ تھا مگر ایک دینی مسئلہ ظاہر فرمانا تھا۔ اس لئے کسی طعنہ وغیرہ کی پرواہ نہ کی گئی۔ (۱۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ دیکھو حضرت زینب سے نکاح حضور نے کیا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے کرایا۔ جب ماں باپ اپنی اولاد کا نکاح خراب عورت سے نہیں کرتے تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نکاح بری عورتوں سے کیسے کیا ہوگا۔ (۱۵) یعنی آپ کے اس نکاح سے قیامت تک کے لئے مثال قائم ہو جائے گی کہ مسلمانوں کو اپنے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں تامل نہ ہوگا کیونکہ نہ تو پالک ہمارے بیٹے ہوتے ہیں اور نہ ان کی بیویاں ہماری بہو۔ چنانچہ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد خود حضرت زید کو اس نکاح کا پیام لے کر حضرت زینب کے پاس بھیجا گیا۔ زید نے سر جھکا کر شرم وادب سے یہ پیام پہنچایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ اس بارے میں میں کچھ رائے نہیں رکھتی جو میرے رب کو منظور ہو میں اسی پر راضی ہوں (۱۶) یعنی اے محبوب! تم لوگوں کے طعنہ کی پرواہ نہ کرو جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس پر کسی کو طعنہ کرنے کا کیا حق ہے (۱۷) اس آیت میں کفار اور یہود کے اس طعنہ کا جواب ہے کہ مسلمانوں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے' حضور کی بیویاں زیادہ کیوں؟ فرمایا گیا کہ انبیاء کرام کے کچھ خصوصی احکام بھی ہوتے ہیں۔ حضور سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی بھی بہت بیویاں تھیں چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں (خزائن) اور باندیاں ان کے علاوہ بلکہ آریوں اور ہندوؤں کے دیوتاؤں کے بھی بیویاں تھیں۔ چنانچہ کنھیا کی ایک ہزار تھیں۔ رام چندر کے باپ جسرتھ کی دو بیویاں تھیں۔ (۱۸) یعنی نبیوں کے نکاح رب کے حکم سے ہوتے ہیں اور اس میں ہزار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ان کے نکاح تبلیغ دین کا ذریعہ ہیں اس لئے آگے تبلیغ کا ذکر ہے

بقیہ صفحہ ۵۰۹

(۱۰) شاہدٌ مشاہدہ سے ہے یا شہود سے یا شہادۃ سے یعنی ہم نے تمہیں دونوں جہان کا مشاہدہ کرنیوالا بنا کر بھیجا یا تمام جگہ میں حاضر بنا کر بھیجا کہ ہر جگہ تمہارا علم وتصرف جاری ہے۔ جیسے سورج' کہ ہر جگہ نور دیتا ہے یا سارے مومنوں و کافروں کا گواہ بنا کر بھیجا کہ قیامت میں آپ سب کے عینی گواہ ہوں گے یا دنیا میں لوگوں کے جنتی دوزخی ہونے کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں۔ حسن حسین جوانان جنت کے سردار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ تمام کے دلوں میں حاضر یعنی محبوب بنا کر بھیجا کہ تمام مخلوق کے محبوب ہو اور دائمی محبوب ہو' اس لئے آپ کے فراق میں لکڑیاں' اونٹ روئے اور آج بغیر دیکھے کروڑوں عاشق موجود ہیں اور رہیں گے (۱۱) خیال رہے کہ سارے نبی اللہ کے گواہ بھی تھے اور اس کی رحمتوں کے بشیر بھی اس کے عذابوں کے نذیر بھی۔ مگر ان لوگوں کی گواہی بشارت وغیرہ سن کر تھی حضور کے یہ اوصاف دیکھ کر کہ حضور نے جنت اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی اور عینی گواہی پر تمام سمعی گواہیوں کی تکمیل ہو جاتی ہے کہ پھر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے حضور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی۔ رب نے فرمایا۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ (مائدہ:۳) سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ حضور کے ہوتے مرزا قادیانی کی ضرورت نہیں (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور رب کی ذات کی طرف خلق کو دعوت دیتے ہیں۔ صرف داعی الی الصفات نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری خلق کے داعی نبی ہیں۔ کیونکہ یہاں بغیر قید آپ کی رسالت مذکور ہوئی۔ (۱۳) آسمان کا سورج دل کی رات اور قبر کی رات کو دن نہیں بنا سکتا۔ مدینہ منورہ کا یہ سچا سورج وہاں بھی اجالا بخشتا ہے کہ اس کی تجلی سے قبر میں روشنی' دل میں نور پیدا ہوتا ہے (۱۴) اس طرح کہ تمام مومنین سے حضور کے مومن بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ ان کو خاتم الانبیاء کی غلامی نصیب ہوئی' ان کے اعمال آسان ثواب زیادہ مقرر ہوا۔ (۱۵) جب تک جہاد کی آیات نہ آویں' اس کے بعد ظاہری کفار پر تلوار سے جہاد فرماویں اور منافقوں پر زبانی جہاد یعنی ان کی رسوائی فرماویں گے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے (خزائن العرفان) (۱۷)

معلوم ہوا کہ اگر خلوت سے پہلے خاوند فوت ہوجاوے تو بھی عدت ہے۔ مگر ایسی طلاق میں عدت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے لہٰذا اگر عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت کرنی ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

بقیہ صفحہ ٥١٠

یہ ہی حنفیوں کا مذہب ہے ● کہ اگرچہ لونڈی کے مالک پر حق نکاح لازم نہیں مگر حق پرورش ضروری ہے' لہٰذا یہ آیت حنفی مذہب کے خلاف نہیں۔ ایسے ہی مولیٰ پر لازم ہے کہ لونڈی کو عذاب نہ دے' طاقت سے زیادہ کام نہ لے ● یعنی آپ کے نکاح کی یہ خصوصیات کہ بغیر مہر وبغیر عدل اور بغیر پابندی تعداد ازواج آپ کو نکاح حلال ہے یہ اس لئے ہوا کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو ● روح البیان نے فرمایا کہ تیس عورتیں وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس حضور کو ہبہ کئے مگر حضور نے قبول نہ فرمائے اور تیرہ بیویوں سے اس ترتیب سے نکاح فرمائے۔ خدیجہ' پھر سودہ پھر عائشہ پھر حفصہ پھر ام سلمہ پھر ام حبیبہ پھر جویریہ پھر صفیہ پھر زینب بنت جحش پھر میمونہ پھر زینب بنت خزیمہ پھر قبیلہ بنی ہلال کی ایک بی بی پھر بنی کلاب کی ایک عورت رضی اللہ عنہن ● اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر باری اور عورتوں میں مساوات لازم نہیں۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ مگر اس کے باوجود حضور ازواج مطہرات میں بہت ہی عدل و انصاف فرماتے تھے تا کہ لوگ سبق حاصل کریں۔ ● یعنی جن بیویوں کو آپ طلاق رجعی دیدیں یا ان کو حق نکاح سے علیحدہ فرمادیں یا ان کی باری ساقط فرمادیں پھر آپ کا دل ہو اس کی طرف التفات فرمانے کو تو بھی آپ کو اجازت ہے ● یعنی جب ان بیویوں کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کے ذمہ مذکورہ حقوق واجب نہیں۔ جو کسی کو بخشیں وہ عطیہ خسروانہ ہے تو ان کے دل مطمئن ہوجاویں گے اور کسی بیوی صاحبہ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ● اے مسلمانو ہم کو خبر ہے کہ تمہارے دل بعض بیویوں کی طرف زیادہ مائل ہیں لیکن عدل وانصاف سے کام لو۔ کسی بیوی کا حق نہ مارو۔ ● یعنی ان نو بیویوں کے بعد جن کو آپ نے اختیار دیا تھا مگر انہوں نے اللہ رسول کو اختیار کیا۔ علماء فرماتے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بیویوں کا نصاب چار ہے ایسے ہی حضور کے لئے نو تھا۔ ● یعنی آپ ان موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق نہ دیں کیونکہ تخییر کے موقع پر ان سب نے آپ کو اختیار کیا آپ بھی انہیں اختیار فرمادیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ یہ پابندی اس آیت سے منسوخ ہوگئی۔ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ (احزاب: ٥٠) لہٰذا حضور کو پھر اور نکاح کی اجازت دیدی گئی مگر حضور نے کیا نہیں۔ ﷺ۔

بقیہ صفحہ ٥١١

کہ حضور کی ازواج پاک اگرچہ مسلمانوں کی مائیں ہیں مگر پردہ واجب' لہٰذا پیر کی' استاد کی بیوی مرید اور شاگرد سے پردہ کرے۔ جب ان پاکباز بیویوں کو ان پاکیزہ جماعت صحابہ سے پردہ کرایا گیا تو اب مسلمانوں کو بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ ● کہ اس میں شیطان کو وسوسہ اور کسی انسان کو شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ● یہ حکم عام ہے۔ ہماری جس ادا سے حضور کو تکلیف پہنچے وہ حرام ہے۔ ● یعنی حضور کی وفات کے بعد ● یعنی یہ گناہ کبیرہ قطعی حرام ہے کہ اس میں شک کرنا کفر ہے ● لہٰذا اگر کسی نے ان ازواج پاک سے حضور کی وفات کے بعد نکاح کرنے کا وہم بھی کیا وہ بھی سخت سزا پائے گا ● کہ عورتیں ان عزیز واقارب کے سامنے ہوں اور ان سے بات کریں۔ کیونکہ یہ لوگ ذی رحم بھی ہیں اور محرم بھی ● یعنی مومنہ عورت کا مومنہ عورت سے پردہ نہیں معلوم ہوا کہ کافرہ عورت سے پردہ ہے۔ ایسے ہی فاسقہ بدکار عورتوں سے پردہ لازم ہے۔ (کتب فقہ) اس لئے یہاں نساء هن فرمایا ● بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے غلام سے مولاۃ پردہ نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی فرمان تھا اسی لئے آپ نے اپنے غلام ذکوان سے فرمایا کہ تم مجھے قبر میں اتارنا اور جب تم قبر سے باہر نکلو تو تم آزاد ہو۔ مگر جمہور کا یہ قول ہے کہ اس سے بھی پردہ ہے۔ لہٰذا یہاں لونڈیاں مراد ہیں

بقیہ صفحہ ٥١٢

ہوئی جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایذا دیتے اور ستاتے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جانوروں کو بھی ستانا حرام ہے۔ انسان خصوصاً مومن اور بالخصوص حضور کے اہل بیت تو بہت شان والے ہیں (خزائن)۔ ● اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کو ایذا دینا کبھی حق ہوتا ہے کبھی ناحق۔ قصور پر سزا دینا حق ہے بغیر قصور ناحق۔ مگر نبی کو ایذا دینا ناحق ہی ہوگا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے یہاں بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا کی قید لگائی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو ناحق ستانا فسق ہے کفر نہیں مگر پیغمبر کو دکھ دینا سخت کفر ہے۔ اس لئے یہاں اسے بہتان فرمایا اور پچھلی آیت میں اسے لعنت وعذاب کا سبب قرار دیا۔ ● اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صاحبزادیاں زیادہ ہیں اگر فقط فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی صاحبزادی ہوتیں تو جمع کا صیغہ نہ فرمایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج واولاد پر پردہ لازم تھا۔ اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہیں کیونکہ پردہ جنت کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ (الرحمٰن: ٧٢) جنت میں سارے ہی پرہیزگار ہوں گے مگر پردہ وہاں بھی ہوگا بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورتیں مرد ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہوں گے ● حضور کی صاحبزادیاں کل آٹھ تھیں۔ چار حقیقی بی بی خدیجہ کے شکم سے' زینب' رقیہ' کلثوم' فاطمہ زہرا' زینب ابو العاص کے نکاح میں تھیں' رقیہ اور کلثوم حضرت عثمان کے نکاح میں آگے پیچھے۔ فاطمہ زہرا علی المرتضیٰ کے نکاح میں۔ تمام صاحبزادیاں حضور کی زندگی شریف میں وفات پاگئیں سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے۔ چار سوتیلی صاحبزادیاں' برہ' سلمہ' عمرہ' درہ ہیں جوام سلمہ کی صاحبزادیاں ہیں رضی اللہ عنہم (روح) ● یعنی جب ضرورۃً گھر سے باہر نکلنا پڑے تو دوپٹہ کے علاوہ چادر بھی اوڑھ لیا کریں جس کا ایک حصہ چہرہ پر ہو ● کہ یہ عورتیں آزاد ہیں لونڈیاں نہیں کیونکہ لونڈیاں بے پردہ چہرے کھول کر باہر نکلتی تھیں ● منافقین لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے۔ لہٰذا حکم دیا گیا کہ آزاد عورتیں اپنے کو ممتاز کر کے نکلا کریں' اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح اور مردوں کو عورتوں کی طرح وضع قطع رکھنا حرام ہے کہ جب آزاد عورت کو لونڈی سے ممتاز ہونا چاہئے تو مرد سے بدرجہ اولیٰ ممتاز ہونا ضروری ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو سزا دی تھی جو آزاد عورتوں کی طرح برقعہ اوڑھ کر نکلی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لونڈی پر پردہ لازم نہیں۔ ● یعنی فاسق و فاجر برے خیال رکھنے والے آوارہ لوگ۔ خیال رہے کہ اس قسم کے لوگ' کفار' منافق ہی تھے۔ صحابی کوئی فاسق نہیں ● جو مدینہ منورہ میں لشکر اسلامی کے متعلق جھوٹی خبریں اڑاتے ہیں کہ مسلمان ہار گئے کفار جیت گئے یا مسلمان بہت مارے گئے وغیرہ وغیرہ تا کہ غازیوں کے بال بچوں اور مدینہ منورہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کو پریشانی وصدمہ ہو۔ ● انہیں قتل کرنے یا جلاوطن کردینے کی اجازت دے دیں گے ● اور مدینہ منورہ ان سے خالی کرالیا جاوے گا پھر وہ اس قدر یہاں ٹھہر سکیں گے جتنی دیر مدینہ خالی کرنے

میں لگے۔ (١٩) یعنی پھر ان کا یہ حال ہوگا کہ ان کی موجودہ امن ختم کر دی جاوے گی۔ خیال رہے کہ منافقوں کو قتل کرنے، جلاوطن کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگرچہ مسلمان جانتے تھے کہ یہ منافق ہیں۔ (٢٠) کہ پچھلی امتوں کے منافق ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ انہیں سزا دی جاتی تھی (٢١) یعنی رب کے کام ہمیشہ حکمت سے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے کام حکمت سے خالی ہوں

بقیہ صفحہ ٥١٣

ان کا ایمان بچانے کے لئے تھا۔ (١٠) معلوم ہوا کہ اللہ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے وجاہت والے عزت والے ہوتے ہیں۔ جو انہیں رب کے سامنے ذلیل جانے وہ خود ذلیل ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آل عمران: ٤٥) بلکہ ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو بھی رب عزت بخشتا ہے۔ (١١) معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا، جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آ چکا تھا۔ زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے اسی لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کے لئے ایک زبان وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور ٣٢ دانتوں کے پہرے میں مقید تا کہ پتہ لگے کہ زبان کو بے قید نہ رکھو (١٢) تم کو اور زیادہ نیکیوں کی توفیق بخشے گا۔ فرائض کی پابندی سے سنتوں کی توفیق ملتی ہے سنتوں کی پابندی سے مستحبات ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے لہٰذا یہاں شرط و جزا دونوں ایک نہیں (١٣) اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گزرے (١٤) امانت سے مراد یا تمام احکام شرعیہ ہیں عبادات و معاملات وغیرہ یا اس سے مراد عشق الٰہی کی آگ۔ یہ اس آگ کی بھڑک ہے کہ اطاعت ساری مخلوق کرتی ہے مگر عشق الٰہی صرف انسان کے سینہ میں ودیعت کیا گیا۔ خیال رہے کہ اگرچہ ساری مخلوق خدا کی مطیع اور خدا کی ذاکر ہے مگر یہ اطاعت ان کے لئے شرعی حکم نہیں جس کے کرنے پر ثواب نہ کرنے پر عذاب ہو۔ لہٰذا ان کی عبادتیں شرعی نہیں، نہ امانت میں داخل ہیں۔ (١٥) یہ انکار سرکشی کا نہ تھا بلکہ معذرت کا تھا کیونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر امانت کا اٹھانا لازم نہ کیا گیا تھا اختیار دیا گیا تھا (١٦) کہ اگر ادا نہ کر سکے تو عذاب پائیں گے اور عرض کرنے لگے کہ ہم تکوینی طور پر تیرے مطیع ہیں تشریعی احکام نہ اٹھائیں گے ہم ثواب و عذاب نہیں چاہتے (١٧) اس طرح کہ آدم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ آسمان و زمین پہاڑ وغیرہ نے تو یہ امانت نہ اٹھائی تم قبول کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں

بقیہ صفحہ ٥١٤

یعنی قسم عالم الغیب رب کی قیامت آئے گی لہٰذا آیت واضح ہے (٥) قیامت کے متعلق منکروں کو یہ اعتراض تھا کہ انسانوں کے اجزا بکھرنے کے بعد اس طرح کیسے جمع ہوسکیں گے کہ کسی کا کوئی جزو بدن دوسرے کے بدن میں نہ پہنچنے پائے۔ اس آیت میں اس اعتراض کا نفیس طریقہ سے جواب دیا گیا کہ تم نے مخلوق کی پراگندگی کو دیکھا۔ خالق کی قدرت و علم کا اندازہ نہ کیا کہ ہر بدن کے ہر ذرہ کو وہ جانتا ہے (٦) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم کا ہر واقعہ اور ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے، دوسرے یہ کہ لوح محفوظ اللہ والوں سے پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے۔ (٧) یہ قیامت کی دوسری دلیل ہے کہ جب تم اپنے نوکر کو کچھ مال دے کر حساب لیتے ہو، تو مطیع کو انعام، مجرم کو سزا دیتے ہو تو ہم اپنے مقبولوں کو انعام اور ثواب کیوں نہ دیں۔ اس انعام کی تقسیم کے دن کا نام قیامت ہے۔ سبحان اللہ (٨) یعنی جنت میں رزق، کہ وہ بغیر محنت کے نہایت عزت و احترام سے عطا فرمایا جاوے گا۔ خیال رہے کہ قانون یہ ہے کہ نیک اعمال سے جنت ملے گی۔ مگر اس کا فضل یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیک کاروں کی طفیل جنت دیدے

بقیہ صفحہ ٥١٥

خصوصیات انہیں عطا فرمائیں جو آگے مذکور ہیں (١٩) اس طرح کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح و تہلیل کریں تو تمام پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ اس طرح تسبیح کریں جو سننے میں آوے ورنہ تمام چیزیں ویسے بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں (٢٠) کہ آپ کے ہاتھ شریف میں آکر موم یا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ آپ جو چاہتے بغیر گرم کئے اور بغیر ٹھوکے پیٹے بنا لیتے، یہ اس لئے ہوا کہ ایک فرشتہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ بہت ہی اچھے ہیں کاش آپ بیت المال سے اپنی روزی نہ لیتے۔ آپ نے دعا کی اے مولیٰ مجھے روزی کا سامان غیب سے عطا فرما۔ تا کہ میں بیت المال سے کچھ نہ لیا کروں۔ تب آپ کو یہ معجزہ ملا پھر آپ زرہ بنا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔ (٢١) یعنی ہم نے ان کو بغیر استاد کے زرہ بنانی سکھائی جس کے حلقے یکساں ہوں اور ہر قد و قامت کے مطابق مختلف قسم کی بنایا کریں

بقیہ صفحہ ٥١٦

تو مکمل ہو چکی تھی رنگ و روغن باقی تھا کہ آپ کی وفات قریب آگئی تو آپ نے دعا کی کہ مولیٰ مسجد کی تکمیل باقی ہے۔ تب آپ کو حکم ہوا کہ نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہوگئے۔ لاٹھی کی ٹیک لگا لی۔ اسی حال میں روح شریف قبض کر لی گئی اور لاٹھی کے سہارے ایک سال تک کھڑے رہے۔ جنات کو اس لئے شبہ نہ ہوا کہ آپ پہلے بھی کئی کئی دن تک نماز پڑھتے رہتے تھے اس لئے وہ برابر کام میں لگے رہے۔ ایک سال کے بعد دیمک نے لاٹھی کھالی جس سے لاٹھی گر گئی اور آپ کا جسم اقدس بھی زمین پر آ گیا۔ تب جنات بھاگ گئے۔ اس وقت تعمیر کا کام مکمل ہو چکا تھا (١٠) اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے اجسام وفات کے بعد گلنے اور مٹنے سے محفوظ ہیں۔ دیکھو دیمک نے آپ کی لاٹھی کھائی مگر جسم شریف میں فرق نہ آیا۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کیسے کھا سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد وفات پیغمبر دینی ضرورت کی وجہ سے ان کے کفن دفن میں دیر ہو جانی جائز ہے کہ آپ کا جسم شریف تکمیل مسجد کے لئے ایک سال تک بغیر کفن و دفن رہا۔ لہٰذا اگر حضور کے کفن دفن میں تاخیر خلافت کی وجہ سے کر دی گئی تو جائز تھی (١١) جنات کو دعویٰ تھا کہ ہم علم غیب جانتے ہیں آج انہیں پتہ لگا کہ یہ غلط ہے۔ (١٢) مسجد کی تعمیر و تکمیل جوان شیاطین کے لئے عذاب جان تھی۔ آپ کی عمر ترپن سال ہوئی۔ ١٣ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور چالیس سال سلطنت فرمائی۔ اس آخری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار سے مسجد تعمیر کروا سکتے ہیں کہ کافر راج مزدور سے کام لیں۔ دیکھو بیت المقدس کی تعمیر شیاطین کے لئے عذاب فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (التوبہ: ١٨) (١٣) سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو سبا ابن یشجب ابن یعرب ابن قحطان ابن عامر ابن شالخ ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھا (١٤) جو شہر مآرب میں تھی۔ مآرب صنعاء سے تین منزل پر واقع تھا۔ اس سبا کی بلقیس ملکہ یمن تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آئیں (روح) (١٥) اس طرح کہ ان کے شہر سے دور تک دو رویہ باغات چلے گئے تھے ان باغوں میں پھلوں کی

ایسی کثرت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر باغ سے گزرتا تو میووں سے ٹوکرا بھر جاتا تھا (خزائن العرفان) (۲۰) جس کی آب و ہوا بھی اچھی اور مچھر کھٹمل سانپ بچھو وغیرہ سے پاک وصاف اس شہر کی پاکیزگی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس طرف سے گزر جاتا تو اس کے کپڑوں بالوں کی جوئیں مر جاتیں (خزائن العرفان) (۲۱) بڑے سے بڑا گناہ بھی توبہ سے معاف فرما دیتا ہے (۲۲) اس طرح کہ ان میں تیرہ نبی بھیجے گئے جنہوں نے ان لوگوں کو رب تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں۔ وہ ایمان نہ لائے اور بولے کہ ہم کو اللہ نے کوئی نعمت نہ دی (۲۳) بڑا بھاری سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغات تباہ ہو گئے۔ مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور وہ علاقہ ایسا برباد ہوا کہ عرب میں اس کی مثال دی جاتی ہے (۲۴) معلوم ہوا کہ ناشکری زوال نعمت کا سبب ہے قوم سبا کتنی عیش میں تھی رب کی ناشکری کے سبب سب کچھ کھو بیٹھی

بقیہ صفحہ ۵۱۷

اپنے جھوٹے معبودوں کو پکار کر دیکھو۔ یہ تمہاری فریادرسی نہیں کر سکتے۔ اس میں کفر کی اجازت نہیں بلکہ ان کے عقیدے کی برائی کا بیان ہے۔ (۱۷) معلوم ہوا کہ کسی چیز پر مالک نہ ہونا بتوں کے لئے ہے۔ انبیاء و اولیاء رب کی عطاء سے رب کی ہر چیز کے مالک ہیں رب فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ (آل عمران ۴۹) بلکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مصیبت میں حضور کے آستانہ پر جاؤ فرماتا ہے وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ (النساء ۶۴) الخ۔ بہرحال یہ آیت بتوں کے لئے ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے لئے (۱۸) کہ یہ بت نہ خلق میں رب کے شریک ہیں نہ ملکیت میں نہ تصرف کرنے میں (۱۹) کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی دنیا و آخرت میں مدد نہ کر سکیں گے بلکہ آخرت میں ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الٰہی ضروری ہے لہٰذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور صرف مومنوں کی مدد کریں گے

بقیہ صفحہ ۵۱۸

لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ ڈرانا عالمین کے لئے اور جنت کی خوشخبری صرف انسانوں کے لئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جب حضور تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ رب الناس ہے تو اور رب کی ضرورت نہیں (۱۵) بلکہ وہ اپنی جہالت سے یا تو آپ کی نبوت کے منکر ہیں جیسے عام کفار یا آپ کی ختم نبوت اور کافۃ للناس کے انکاری جیسے اس وقت مسیلمہ کذاب کے ماننے والے اور آج قادیانی (۱۶) ان کا یہ سوال ہنسی دل لگی کے لئے تھا کہ قیامت کب آئے گی اس لئے جواب نہ دیا گیا۔ حضور نے مسلمانوں کو قیامت کا دن، قیامت کا مہینہ، تاریخ، علامات سب کچھ بتا دیں کہ محرم کا مہینہ، عاشورہ کا دن، بروز جمعہ واقعہ ہوگی اور علامات قیامت یہ ہوں گی (۱۷) اس دن سے مراد یا قیامت کا دن ہے یا ان کی موت کا دن۔ خیال رہے کہ موت کا دن بزرگوں کی دعا سے ٹل جاتا ہے بلکہ شیطان کی دعا سے بھی اس کی عمر لمبی بخشی گئی۔ فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (حجر: ۳۷) حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس سال بڑھا کر کے سو سال فرما دی گئی۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تم اپنی منشا سے اپنی موت سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہم بڑھا دیں تو بڑھا دیں (۱۸) یہ مشرکین مکہ کا قول ہے ورنہ اہل کتاب تورات و انجیل کو مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم کو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (۱۹) قیامت میں اپنا فیصلہ سننے کے لئے جبراً کھڑے کئے جائیں گے۔ مومن بخوشی کھڑے ہوں گے۔

بقیہ صفحہ ۵۱۹

والے نے مکہ والے شریک کو خط لکھا کہ تو مجھے حضور کے حالات کی خبر دے۔ مکہ والے نے لکھا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر صرف غرباء ہی نے ان کی بات مانی ہے جب یہ شامی مکہ معظمہ آیا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا وعظ سن کر ایمان لایا اور عرض کیا کہ میں گواہ ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے یہ کیسے جانا۔ عرض کیا کہ میں پچھلی کتابوں کا عالم ہوں۔ ہمیشہ رسولوں کی اطاعت پہلے غریبوں نے کی ہے۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) (۱۳) تو جیسے ہم دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ عیش میں ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں ہوگا۔ یہ الزاماً کہتے تھے ورنہ وہ آخرت کی سزا و جزا کے قائل نہ تھے (۱۴) کہ دنیا کی تنگی و فراخی اعمال یا ایمان کا نتیجہ نہیں۔ آخرت کا عیش اور تکلیف اعمال کا نتیجہ ہوں گے۔ کھیت میں دانا بھوسہ ایک ساتھ رہتے ہیں مگر گاہنے کے بعد بھوسے کی جگہ اور ہے دانہ کا مقام اور۔ دنیا کھیت ہے۔ (۱۵) اے کافرو! معلوم ہوا کہ کافر باپ کی مومن یا ولی اولاد اسے عذاب سے نہیں بچا سکتی

بقیہ صفحہ ۵۲۰

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) معلوم ہوا کہ دوزخی مسلمانوں سے طعن کے خطابات نہ ہوں گے۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور کو مرد، آدمی، بشر، بھائی وغیرہ کہنا کافروں کا کام ہے (۱۷) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے باپ دادوں کے رسم کو شرعی احکام کے مقابل ترجیح دینا کفار کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس دل میں حضور کا ادب و وقار نہ ہو اس دل میں قرآن کریم کا وقار کبھی نہیں قائم ہو سکتا (۱۸) یہ لوگ اگر حضور کا درجہ جان جاتے تو قرآن کریم کو بہتان کبھی نہ کہتے۔ اس لئے حضور نے پہلی تبلیغ میں یہ ہی فرمایا کہ بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں

بقیہ صفحہ ۵۲۱

جس نے گواہی دے کر میری تائید فرمائی۔ حضور کو معجزات دینا، قرآن کریم میں آپ کی نبوت و کمالات کا اعلان فرمانا رب کی گواہی ہے۔ لہٰذا کل شئی سے مراد حضور کی تمام صفات کمالیہ ہیں لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب رب گواہ ہوا تو حاکم کون ہے جو اس کی گواہی پر فیصلہ کرے۔ یہ گواہی عرفی ہے جو تائید و تقویت کے لئے ہو شرعی نہیں جو فیصلہ کے لئے ہو (۱۳) میرے دل میں اب بھی اور نزول قرآن کریم سے پہلے بھی۔ حضور کو خود رب تعالیٰ نے حق کی تعلیم دی۔ حضور کسی کے شاگرد نہیں (۱۴) حق سے مراد قرآن ہے یا اسلام یا نبی کریم ﷺ کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل بلکہ زندگی کا ہر شعبہ حق ہے۔ حضور سراپا حق جیسے سونے کی کان سے سونا ہی نکلتا ہے۔ ایسے ہی حضور سے حق ہی صادر ہوتا ہے (۱۵) رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حرمین الشریفین میں شرک و بت پرستی ان شاء اللہ قیامت تک نہیں ہوگی اور خانہ کعبہ میں اب کبھی بت نہ آئیں گے (۱۶) اس میں حضور نے اپنا ذکر فرمایا مگر مراد دوسرے ہیں یعنی جو بہکا وہ اپنی شامت نفس سے بہکا اور جس نے ہدایت پائی وہ میری وحی کے ذریعہ سے۔ نیز کسی کے بہکنے کا وبال دوسرے پر نہ ہوگا خود بہکنے والے پر ہوگا (۱۷) یعنی مجھے اور سارے عالم کو ہدایت میری وحی کے ذریعہ ملتی ہے۔ (۱۸) کفار مرتے وقت یا قبر سے اٹھتے وقت یا بدر کے دن (خزائن) (۱۹) جہاں بھی ہوں نہایت آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ رب کی پکڑ بہت قریب ہے

بقیہ صفحہ ۵۲۲

علت بیان کرنے کے لئے ہے۔ یعنی آپ ان کے جھٹلانے پر غم نہ کریں۔ کیونکہ ہمیشہ سے کفار نبیوں کو جھٹلاتے رہے ہیں اور انبیاء صبر کرتے رہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خوش کرنا آپ کے غم دور کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲۳

وہ جو کہا جاتا ہے کہ قیاس ظنی ہے اور عقائد میں معتبر نہیں وہ قیاس ہے جس کی علت ظنی ہو ۱۲ اس آیت میں کسی کو عزت دینے کی نفی نہیں۔ رب کی عطا سے پیغمبروں اور ان کے غلاموں کی بھی عزت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون ۸) مقصد یہ ہے کہ عزت حاصل کرنے کے لئے رب کے دروازے پر آؤ ۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو بلند فرماتا ہے کہ وہ آسمان کے اوپر بارگاہ خاص میں پہنچتے ہیں۔ یا کلمہ طیبہ نیک اعمال کو اونچا کرتا ہے کہ بغیر کلمہ نیکی قبول نہیں۔ یہاں پاکیزہ کلام سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا تسبیح و تہلیل ۱۸ جیسے دار الندوہ (کمیٹی گھر) میں مشرکین مکہ کا جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے قتل یا قید کی تدبیریں سوچنا، اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (انفال: ۳۰) ان کفار کو دنیا میں قتل یا قید، قحط وغیرہ کی سزا ہوگی اور مرنے کے بعد قبر کا اور قیامت کے بعد آخرت کا عذاب ہوگا

بقیہ صفحہ ۵۲۴

کہ دن کے اجزا رات میں اور رات کے اجزا دن میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۵ جو نہ کبھی چھٹی لیتے ہیں نہ بگڑ کر مرمت ہونے جاتے ہیں۔ یہ تسخیر تم لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ ۱۶ معلوم ہوا کہ چاند سورج تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین، وہ تو ٹھہرے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی حرکت کا قائل ہے اور فلسفہ جدید یعنی سائنس بھی غلط جو زمین کی حرکت مانتی ہے۔ مقرر میعاد سے مراد قیامت ہے ۱۷ ذٰلکم میں اشارہ حسیہ نہیں ہے۔ رب کی ذات حواس میں آنے سے وراء ہے یعنی وہ شانوں والا رب ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ۱۸ وہابی اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ جن نبیوں، ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سنتے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کا مالک نہیں نہ حاجت روا۔ اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار کے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور بتوں کی آیت انبیاء اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں۔ مگر ان بیوقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور کا زمانہ تھا۔ بتاؤ صحابی نبیوں ولیوں کو مصیبت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے کیونکہ تدعون حال ہے تمہاری تفسیر پر تمام صحابہ مشرک ہوئے۔ نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر۱) ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب: ۳۷) حضور فرماتے ہیں میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ اب بتاؤ کیا حضور چھلکے کے مالک نہیں اور کیا حضور قیامت میں ہمارے کام نہ آویں گے۔ نعوذ باللہ ۱۹ پتھر، درخت، پانی، چاند، سورج وغیرہ ۲۰ کیونکہ وہ بے جان جمادات ہیں ۲۱ یہ بتوں کے متعلق فرمایا گیا۔ انبیاء اولیاء بعد وفات سنتے ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لئے حضور کو سلام کیا جاتا ہے ۲۲ یعنی دونوں جہانوں کے حالات اور مومن و مشرک کا انجام جیسے ہم بتاتے ہیں ایسے کوئی نہ بتائے گا۔ خیال رہے کہ یہاں بتانے کی مثل مراد ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی مثل۔ وہ تو مثال و تشبیہ سے پاک ہے فرماتا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ:۱۱)

بقیہ صفحہ ۵۲۵

لاکھوں صفات کے جامع ہیں۔ یہ حصر اضافی ہے۔ ۱۷ نیکوں کو ثواب کی خوشخبری دینے والا بدوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔ یہاں بشارت سے مراد کسی نبی کی بشارت نہیں وہ تو تصدیق کے ساتھ ہوتی ہے۔ ۱۸ بخاری شریف میں ہے کہ نبی ہمیشہ اونچے خاندان میں آتے ہیں۔ دوسرے خاندان ان کے تابع ہوتے ہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ ہر اونچی نیچی قوم میں اس قوم سے نبی آئے یہاں نذیر عام ہے جس میں نبی، عالم واعظ سب داخل ہیں۔ ۱۹ لہٰذا آپ ان کفار کے جھٹلانے سے غمگین نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ حضور کے دل کو رب تعالیٰ خوش رکھتا اور تسکین دیتا ہے۔ ۲۰ وہ معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو ۲۱ جیسے حضرت شعیب و ادریس و ابراہیم علیہم السلام صحیفے لائے اور موسیٰ داؤد علیہما السلام کتب لائے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کرام کے صحیفے اور کتابیں معجزہ ہو کر نہ آئی تھیں جیسے ہمارا قرآن ہمارے حضور کا معجزہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲۶

اگر کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب قرآن کریم کے بعد آنے والی ہوتی تو قرآن کریم میں اس کی بشارت ضرور ہوتی لہٰذا قادیانی جھوٹا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے جو دعویٰ نبوت کریں گے حالانکہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۱۲ یعنی قرآن کریم کا عالم، حافظ محافظ، مفسر، حضور کی امت کے عالموں حافظوں، اولیاء وغیرہ کو بنایا۔ اس میں اس امت کی عزت افزائی ہے کہ اسے قرآن کی خدمت نصیب کی اور اسے تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث نبی اور نائب رسول اور وارث قرآن ہیں ۱۷ معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت میں قرآن کریم کی خدمت کرنے والے باقی سے افضل۔ حضور نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ قرآن کی خدمت بڑی نعمت ہے، اللہ نصیب فرمائے ۱۸ یہ تینوں جماعتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ مخلص باعمل مومن، سابقین میں داخل ہے۔ اور ریاکار مسلمان مقتصدین میں اور شکر نہ کرنے والا ظالمین میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا سابق تو سابق ہے ہی۔ مقتصد کی نجات ہے۔ ظالم کی مغفرت۔ نیز فرمایا کہ سابق بے حساب جنت میں جاویں گے اور مقتصد سے آسان حساب لیا جاوے گا اور ظالم کچھ پریشانی کے بعد جنت میں جاوے گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حق الیقین والے سابق۔ عین الیقین والے مقتصد اور علم الیقین والے ظالم ہیں غرضیکہ اس میں ۱۱ تفسیریں ہیں

بقیہ صفحہ ۵۲۷

عمل بھی۔ یعنی اب ایمان بھی لے آئیں گے اور نیک اعمال بھی کریں گے ۱۴ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ کفار کے چھوٹے فوت شدہ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے، بلکہ جنتیوں کے خدام ہوں گے۔ کیونکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا وقت بھی نہ ملا ۱۵ معلوم ہوا کہ فترت والے لوگ جن کے پاس نبی نہ پہنچا دوزخ میں نہ جائیں گے۔ ان کی نجات کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے ۱۶ ظالم سے مراد کافر ہیں۔ معلوم ہوا کہ قیامت اور اس کے بعد کفار کا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومن کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۱۷ لہٰذا وہ جانتا ہے کہ اگر تم اب بھی دنیا میں جاؤ تو کفر ہی کرو گے۔ نیم کے درخت میں آم نہیں لگتے۔ ۱۸ اس طرح کہ تمہارے باپ دادے سب کچھ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ اور تم ان کی تمام املاک کے وارث بن

گئے۔ (۱۹) یعنی آخرت میں کفر کی سزا صرف اس کافر کو ملے گی۔ اگرچہ دنیا میں جب عذاب آتا ہے تو اس بستی کے جانور تک ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ کافر نیک اعمال بھی کر کے رب کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیزاری کا سبب یعنی کفر موجود ہے جیسے بیماری کے ہوتے ہوئے عمدہ غذا بھی بیماری بڑھاتی ہے

بقیہ صفحہ ۵۲۸

(۱۳) یعنی کفار مکہ نے بجائے حضور کی اطاعت کے آپ کے ساتھ داؤں چلانا شروع کر دیئے۔ (۱۴) یہ قانون الٰہی ہے کہ ظالم خود اپنے داؤں میں آ جاتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود گرتا ہے۔ دیکھو بدر میں کفار مسلمانوں کو مارنے آئے تھے۔ خود مارے گئے۔ (۱۵) جیسے یہ لوگ اپنے شام' عراق' یمن کے سفروں میں دیکھتے رہتے ہیں۔ (۱۶) خیال رہے کہ انبیاء کے معجزات جیسے عصا کا سانپ بننا' بے باپ کے پیدا ہونا۔ آگ میں نہ جلنا یہ بھی سنت اللہ ہی ہے۔ تبدیلی سنت نہیں۔ (۱۷) اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے کے لئے عذاب والی بستیوں میں سفر کر کے جانا جائز ہے۔ لہٰذا اس کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے شہروں میں جانا بھی جائز۔ دوسرے یہ کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے اس کے لئے عینی گواہی یا آیت وحدیث کی ضرورت نہیں کفار میں مشہور تھا کہ یہ بستی فلاں کافر قوم کی ہے۔ یہ ہی ثبوت قرآن کریم نے کافی مانا۔ لہٰذا تبرکات کے ثبوت کے لئے آیت ضروری نہیں

بقیہ صفحہ ۵۲۹

قوم کو ٹھیک فرمایا۔ سخت مجرم قوم کے لئے بڑے عاقل حاکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۱۳) اگر ھم کی ضمیر مکہ والوں کی طرف ہے تو اکثر سے کثرت اضافی مراد نہیں کیونکہ حضور کی برکت سے اکثر اہل مکہ ایمان لائے' تھوڑے کفر پر مرے اور اگر سارے انسانوں کی طرف ہو تو کثرت اضافی ہے کہ انسانوں میں مومن تھوڑے اور کافر زیادہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سباء: ۱۳) سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ کی تفسیر شروع الم میں ہو چکی۔ (۵) شان نزول' یہ آیت کریمہ ابو جہل اور اس کے دو مخزومی دوستوں کے متعلق نازل ہوئی کہ اگر میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کا سر کچل دوں گا جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو بڑا پتھر لے کر حضور کی طرف چلا۔ جب حضور کے قریب پہنچا تو اس کے ہاتھ گردن سے چپک گئے اور پتھر ہاتھ میں لپٹ گیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر ولید ابن مغیرہ بولا کہ یہ کام میں کروں گا۔ جب وہ پتھر لے کر چلا تو اندھا ہو گیا۔ حضور کو نہ دیکھ سکا تیسرا بولا کہ پتھر مجھے دو۔ وہ لے کر چلا تو اچانک بدحواس ہو کر الٹا بھاگا اور بولا ایک بڑا سانڈ بیل میرے آگے تھا۔ اگر میں آگے بڑھتا مجھے مار ڈالتا۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے (خزائن و جمل) (۵) یعنی تمہیں یکساں نہیں تمہیں بہرحال تبلیغ کا ثواب ملے گا وہ فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں

بقیہ صفحہ ۵۳۰

اندھے کوڑھے کو شفا دیتے ہیں باذن پروردگار حبیب نے اپنا بیمار لڑکا پیش کیا۔ جوان کے دم سے شفایاب ہوا۔ اور حبیب ایمان لے آئے۔ یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ ان دونوں بزرگوں کے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا اور بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور ایمان لائے۔ (۱۰) بادشاہ نے جس کا نام یمناطیس او رلقب شلاحن تھا اور اس کے تمام درباریوں نے کہ' بادشاہ نے ان دونوں حواریوں کو قید کر دیا (۱۱) اس طرح کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو یوحنا اور یونس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو آپ نے تیسرے حواری شمعون کو وہاں بھیجا۔ شمعون نے نہایت تدبیر سے بادشاہ تک رسائی پائی اور اس کے خاص حواریوں میں سے ہو گئے اور اپنی حسن تدبیر سے پہلے دونوں حواریوں کو قید سے آزاد کرا کر بادشاہ کے دربار میں حاضر کرایا' بادشاہ نے ان دونوں سے کرامت طلب کی۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مردہ زندہ کیا۔ پھر ان تینوں نے اسے تبلیغ کی جس سے بادشاہ اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے مگر اکثر لوگ کافر رہے جو عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے (۱۲) انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا۔ خود ان حضرات کا اپنے کو بشر فرمانا ان کا کمال ہے (۱۳) یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو ایمان نہ لائے تھے۔ روح البیان نے فرمایا کہ بادشاہ بھی اپنے ایمان کا اعلان نہ کر سکا قوم کے خوف سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کا انکار نبی کا انکار ہے اور نبی کا انکار رب کا انکار ہے۔ انطا کیہ والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔ (۱۴) عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تبلیغ کے لئے' چونکہ قوم کا انکار سخت ہوا اس لئے ان بزرگوں نے قسم کھا کر اپنی سچائی ظاہر کی (۱۵) اور یہ ہم کہہ چکے کہ دلائل سے بلکہ کرامت دکھا کر اپنی حقانیت تم پر ظاہر کر دی۔ اب اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو اپنی ہلاکت کے خود ذمہ دار ہو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں نے ایسے خطرناک موقعہ پر بھی تقیہ نہ کیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ تقیہ سے پاک تھے تو حضور کے اہل بیت اظہار تقیہ کیسے کر سکتے ہیں اس سے روافض کو عبرت حاصل کرنی چاہئے (۱۶) کیونکہ جب سے تم یہاں آئے ہو تب سے بارش نہ ہوئی خیال رہے کہ ان کے کفر و عناد کی وجہ سے بارش رک گئی تھی جس کو ان بدنصیبوں نے ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دیا۔ خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔ (۱۷) دین کی تبلیغ سے' لہٰذا تم یہاں سے چلے جاؤ یا اپنی تبلیغ بند کر دو (۱۸) اس طرح کہ ہم صرف گالی گلوچ یا ایک دو پتھر مارنے پر قناعت نہ کریں گے بلکہ تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے سنگساری کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں گے (۱۹) یعنی تمہارا کفر و نافرمانی بارش بند ہو جانے کا سبب ہے (۲۰) اس طرح کہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے ہم کو ستاتے اور دکھ پہنچاتے ہو (۲۱) حبیب ابن مری نجار جو پہلے ہی ان بزرگوں پر ایمان لا چکے تھے۔ اور کنارہ شہر جو یہاں سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا ایک غار میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے جب انہیں پتہ لگا کہ قوم نے ان بزرگوں کو گھیر لیا ہے۔ تو وہ گوشہ عبادت چھوڑ کر بھاگتے ہوئے یہاں پہنچے۔ روح البیان نے فرمایا کہ حبیب ابن مری سکندر رومی کی اولاد میں سے تھے۔ یہی وہ حبیب ہیں جن سے مدینہ منورہ آباد ہوا کہ ایک سفر میں اس سرزمین سے گزرے جو اس وقت میدانی تھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ خاتم النبیین کے قیام کی ہے۔ ان کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے جن میں سے چار ہزار علماء و حکماء تھے جو سب یہاں آباد ہو گئے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حبیب ہی کی اولاد میں سے تھے اور ابو ایوب انصاری کا مکان وہی تھا جہاں حبیب نے خیمہ لگایا تھا۔

بقیہ صفحہ ۵۳۱

عام بندوں پر' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں (۱۰) معلوم ہوا کہ پیغمبر یا پیغمبر کی کسی چیز کا مذاق اڑانا یا نگاہ حقارت سے دیکھنا کفر ہے' ان کی نعلین کی بھی عزت چاہئے (۱۵) کفار مکہ نے اپنے سفروں میں یعنی ضرور دیکھا ہے مگر عبرت نہ پکڑی (۱۶) تا کہ نیک اعمال کریں تو نہیں چاہئے کہ عمر کو غنیمت جانیں اور جو کما سکتے ہیں کما لیں۔ اس آیت میں آواگون کی نفیس تردید ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ رجعت ماننے والے

شیعہ مرتدین اس آیت کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قریب قیامت حضرت علی پھر دنیا میں آئیں گے۔ (۱۴) جیسے بارش سے خشک زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی نبوت کی بارش سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں اور صور سے مردہ جسم زندہ ہوں گے (۱۵) یعنی بارش سے غذائیں' میوے' چشمے بنتے ہیں' ایسے ہی نبوت سے شریعت کی غذا' طریقت کے میوے اور اولیاء علماء کے چشمے بنتے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۳۲

مگر آسمان خود ساکن ہے۔ (۱۵) اس کشتی سے مراد نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جو سامان اور انسانوں سے بھری ہوئی تھی اور ان انسانوں کی پشت میں یہ لوگ تھے کیونکہ اولاد اپنے باپ دادوں کی پشت میں ہوتی ہے (۱۶) یعنی نوح علیہ السلام کے بعد سے قیامت تک کشتیاں و جہاز بنتے رہیں گے۔ ان سب کی اصل کشتیء نوح ہے۔ خیال رہے کہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام' ہیں اس کی تحقیق بارہویں پارہ میں ہو چکی (۱۷) یعنی ان کشتیوں کا دریا سے پار ہو جانا ہمارے کرم سے ہے اگر ہم چاہیں تو غرق کر دیں جیسا کہ دن رات دیکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا تم اپنی صنعت پر نہ اتراؤ ہمیشہ رب سے کرم مانگو۔ دریا میں ڈوبتے وقت کوئی مدد بھی نہیں پہنچتی (۱۸) وقت سے مراد لوگوں کی عمریں ہیں یعنی سمندر و خشکی کے سارے اسباب صرف زندگی میں کارآمد ہیں۔ بعد موت تمہارے لئے سب بیکار۔ لہٰذا ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ (۱۹) یا تو سامنے والے عذاب سے مراد گزشتہ امتوں کے عذاب ہیں اور پیچھے آنے والے عذاب سے خود ان پر آنے والے جن کے آنے کا اندیشہ ہے۔ یا پہلے عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے۔ اور پچھلے عذاب سے آخرت یا قبر کا عذاب۔ (۲۰) قرآن کریم کی آیت یا حضور کا معجزہ یا دنیاوی وہ چیزیں جو رب تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارزانی' گرانی وغیرہ (۲۱) اس طرح کہ ان میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ آیات الٰہیہ میں غور کرنا عبادت ہے اور غور نہ کرنا نافرمانی ہے

بقیہ صفحہ ۵۳۳

پہلے پیغمبروں کی نعت خوانی ہوگی جو قبروں سے اٹھتے ہی سب لوگ سنیں گے۔ پھر شفیع کی تلاش و جستجو' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو آج نعت خوانی یا وسیلہ یا بزرگوں کی امداد کے منکر ہیں (۱۵) صور کا دوسرا نفخہ یہ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ کی تفسیر ہے' تکرار نہیں۔ یا چنگھاڑ سے مراد حضرت اسرافیل کی وہ آواز ہے جو پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیں گے اے گلی ہڈیو! بکھرے بالو! اکھڑے ہوئے جوڑو' حساب کے لئے جمع ہو جاؤ۔ بہر حال آیت مکرر نہیں (۱۶) یہ خطاب کفار سے ہوگا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے نا سمجھ فوت شدہ عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کہ ان کی کوئی بد عملی نہیں دوسرے یہ کہ مومن کو عمل کی جزا بھی ملے گی اور رب کا فضل بھی رب فرماتا ہے۔ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق: ۳۵) (۱۷) صدہا قسم کی نعمتیں' رب کی دعوتیں' بہشتی درختوں کی فضائیں' حسینان جنت کا قرب' رب کا دیدار اور حضور کا ساتھ (خزائن) رب نصیب کرے (۱۸) ان ازواج میں دنیا کی مومنہ منکوحہ بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوریں لونڈیوں کی حیثیت سے نہ ہوں گی بلکہ بیوی کی حیثیت سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (الدخان: ۵۴) (۱۹) چونکہ جنت میں نفس امارہ فنا کر دیا جائے گا اس لئے کوئی جنتی بری چیز کی خواہش نہ کرے (۲۰) رب تعالیٰ جنتیوں کو سلام بھیجے گا خواہ بلا واسطہ یا فرشتوں کے واسطہ سے' مگر یہ سلام دعا کا نہ ہوگا۔ رب تعالیٰ دعا مانگنے سے پاک ہے' اپنی رضا اور جنت والوں کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوگا۔ اس سلام سے مومنوں کو دیدار الٰہی کا شوق ہوگا جو پورا کیا جائے گا (۲۱) مجرموں سے کفار مراد ہیں۔ یعنی اے کافرو مسلمانوں سے علیحدہ کھڑے ہو' مومن عرش کی داہنی جانب کفار بائیں طرف' یا اے دوزخی کافرو! ہر قسم کا کافر دوسری قسم کے کافر سے علیحدہ جہنم میں رہے گا۔

بقیہ صفحہ ۵۳۴

نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید' اگر شعر کا جاننا برا ہوتا تو نہ حضور جانتے نہ رب۔ (۱۳) یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں وہ قرآن اور نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعر سے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر و قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے۔ بلکہ ان کی مراد دلفریب جھوٹی کہانیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ بعض آیتوں میں وزن شعری بن گیا ہے مگر وہ اتفاقاً ہے ارادۃً نہیں جیسے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا (آل عمران: ۹۲) ایسے ہی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (الصف: ۱۳) ایسے ہی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) وغیرہ۔ اسی طرح حضور کے بعض کلام میں وزن و قافیہ ہے مگر بلا ارادہ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ وغیرہ۔ لہٰذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور اشعار و نظم لہجے سے پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے تھے۔ لہٰذا علم کی نفی نہیں بلکہ ملکہ کی نفی ہے۔ (۱۴) اس طرح کہ اس کا دل ایمانی زندگی سے زندہ ہو۔ (۱۵) اسلام کے دلائل پورے واضح ہو جاویں یا وعدہ عذاب پورا ہو جاوے (۱۶) ہاتھ سے مراد قدرت کاملہ ہے۔ یعنی تمام جانور ہم نے صرف اپنی قدرت سے بنائے۔ ان کے بنانے میں کسی شریک سے مدد نہ لی۔ فرشتوں کا ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا رب ہی کے حکم سے ہے لہٰذا یہ رب ہی کا بنانا ہے۔ آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے بغیر فرشتے کے ذریعہ کے بنایا کہ فرمایا۔ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص: ۷۵) اسی لئے انہیں بشر کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی بنائی ہوئی ذات مباشرت بالید سے مشتق ہے۔ (۱۷) یعنی جانور بنائے ہم نے' اور برتتے تم ہو اس کا شکریہ ادا کرو۔ (۱۸) کہ زور والے ہاتھی اونٹ وغیرہ کو انسان کے بچے لئے پھرتے ہیں۔ یہ رب کی قدرت ہے (۱۹) جیسے ہاتھی صرف سواری کے کام آتا ہے اور مرغ وغیرہ صرف کھانے کے' اونٹ' بیل وغیرہ کھائے بھی جاتے ہیں اور سواری بھی دیتے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۳۶

اصل چکنی مٹی ہے جس میں چمٹنا یا لپٹنا پایا جاتا ہے لہٰذا انسان کی فطرت میں لپٹ ہے خواہ دنیا سے لپٹے یا دین سے خواہ شیطان سے یا حبیب رحمٰن کے قدم اور دامن سے (۱۵) یعنی اے محبوب تمہیں ان کے انکار پر تعجب ہے اور کفار آپ کے تعجب پر ہنستے ہیں۔ آپ کا تعجب عبادت ہے ان کا ہنسنا کفر (۱۶) اور جو آپ کے سمجھائے بھی نہ سمجھے وہ کبھی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ حضور ہدایت اور فہمائش کی آخری منزل ہیں (۱۷) یعنی وہ آپ کے عظیم الشان معجزے چاند پھٹنا' سورج لوٹنا' کنکر' پتھروں کا کلمہ پڑھنا دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے مذاق کرتے ہیں (۱۸) حالانکہ جادو آسمان پر نہیں چلتا اور جادو سے شے کی حقیقت نہیں بدلتی۔ معجزے میں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر سارے جادوگروں کے سانپ نگل گیا' مگر وہ سانپ اسے نہ کھا سکے کیونکہ یہ عصا واقع میں سانپ بن گیا لہٰذا کھانے پینے لگا' وہ سانپ واقع میں رسیاں تھیں جو سانپ نظر آ رہی تھیں (۱۹) یعنی ہرگز نہیں۔ یہ سوال انکار کے لئے ہے۔ اس نیت سے سوال بھی کفر ہے۔ (۲۰) اگلے باپ داداؤں کا اٹھنا انہیں بہت مشکل معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت پرانے مرے ہوئے

تھے (۲۱) اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی ذلت کفار کے ساتھ خاص ہے' مومن گنہگار اگرچہ سزا پاوے مگر رب تعالیٰ اسے وہاں ذلیل نہ کرے گا

بقیہ صفحہ ۵۳۷

سب شریک ہوں گے۔ اگرچہ عذاب کی کیفیت میں فرق ہوگا کیونکہ یہ لوگ دنیا میں کفر میں شریک تھے (۱۳) یعنی ہم کفار کو اور ان کے ساتھیوں کو یوں ہی سزا دیتے ہیں' انہیں معاف نہیں کرتے' معافی و رحم و کرم مومنوں کے لئے ہے۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے۔ (۱۵) یعنی توحید و رسالت کو نہ مانتے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا یہ تمام واقعہ کفار کا بیان ہوا کہ نہ کہ مومنین اور بزرگان دین کا۔ وہابیوں کو یہ آیت دیکھ کر تفسیر کرنی چاہئے۔ (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ ان کے کلام میں شعر سے مراد نظم نہ تھی کیونکہ حضور نے کبھی نظم نہ پڑھی بلکہ مراد جھوٹا کلام ہے۔ اہل عرب ہر ناول جیسے دلچسپ کلام کو شعر کہہ دیتے تھے۔ یہ آیت سورۃ یٰسین کی اس آیت کی تفسیر ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ (یٰس: ٦٩) لہٰذا سورہ یٰسین کی اس آیت سے حضور کی لاعلمی ثابت کرنا غلط ہے۔ (۱۷) یعنی حضور شعر نہیں کہتے' حق فرماتے ہیں' معلوم ہوا کہ شعر سے مراد حق کا مقابل یعنی باطل اور جھوٹ ہے' نہ کہ نظم اور قصیدہ

بقیہ صفحہ ۵۳۸

اتنے نیچے جہنمیوں کو دیکھ لیں گے' اور ان سے کلام بھی کریں گے' نور کے لئے دور و نزدیک سب یکساں ہیں (۱۸) اس طرح کہ دنیا میں مجھے گمراہ کر دے جس سے میں عذاب کا مستحق ہو جاؤں (۱۹) معلوم ہوا کہ ہدایت اپنے کمال یا علم سے نہیں ملتی' محض عطاء رب ہے جو نبی کے ذریعہ سے نصیب ہوتی ہے (۲۰) یعنی تیرے ساتھ دوزخ میں میں بھی ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کا سنگ نصیب ہو جانا' اور بروں سے بچ جانا اللہ کا خاص کرم ہے' جسے نصیب ہو

بقیہ صفحہ ۵۳۹

صرف آپ کی نسل چلی۔ اسی لئے نوح علیہ السلام کا لقب آدم ثانی ہے۔ ساری دنیا میں آپ کے تین لڑکوں کی اولاد ہے' چنانچہ عرب' فارس' روم سام کی اولاد' اور سوڈان' سندھ' ہند' نوبہ' حبشہ حام کی اولاد' اور ترک' یاجوج ماجوج یافث کی اولاد (روح) یافث کے سات بیٹے تھے' ترک' خزر' صقلاب' تاریس' منسلک' کماری' صین۔ حام کے بھی سات فرزند تھے۔ سندھ' ہند' زنج' قبط' حبش' نوب' کنعان' سام کے پانچ فرزند تھے' ارم' ارفخشد' عالم' یقر قارخ (روح البیان) (۲۰) چنانچہ آپ کے بعد انبیاء کرام آپ کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ اب بھی ان کا ذکر خیر جاری ہے۔ معلوم ہوا کہ بعد وفات ذکر خیر دنیا میں رہنا اللہ کی رحمت ہے۔ لوگ اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ مساجد' کنوئیں' پل' مسافر خانہ وغیرہ اسی لئے لوگ بناتے ہیں۔ کتابیں لکھی جاتی ہیں اسی لئے رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی تصنیفات قبول کرے اور اس کو توشہ آخرت بنائے۔ (۲۱) فرشتے جنات' جانور انسان تا قیامت انہیں سلام عرض کرتے رہیں گے۔ جو شخص یہ آیت سلام الخ صبح و شام پڑھ لیا کرے' زہریلے جانوروں سے امن میں رہے' اور اگر کشتی میں سوار ہوتے وقت پڑھ لے تو ڈوبنے سے محفوظ رہے (۲۲) لہٰذا نیک کاروں کا ذکر خیر بھی باقی رہتا ہے' فرشتے انہیں سلام بھی کرتے رہتے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۴۰

میری مار سے نہیں بچ سکے وہ خدا کی مار سے تمہیں کیا بچا سکیں گے (۱۶) لہٰذا عبادت کا مستحق وہ ہے یا یہ مجبور بت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اعمال کے کاسب ہم ہیں' خالق رب تعالیٰ ہے۔ (۱۷) چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی تیس گز اونچی پتھر کی عمارت بناؤ۔ جس میں بے شمار لکڑی جلا کر' دوزخ بنا کر' ابراہیم علیہ السلام کو اس میں زندہ ڈالدو۔ معلوم ہوا کہ زندہ کو جلانا کفار کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں اس سے سخت منع فرمایا گیا۔ (۱۸) کہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بنا دیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ چاہے تو نار ابراہیم کو نور بنا دے اور چاہے تو فرعون کے لئے بحر قلزم کو آگ لگا دے (۱۹) یعنی آگ سے نجات پا کر فرمایا کہ اب مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ایسی جگہ جاؤں گا جہاں عبادت کی آزادی ہو (۲۰) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کہیں جانا رب کی طرف جانا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف تشریف لے گئے تھے مہاجر ہو کر اور فرمایا کہ میں رب کی طرف جا رہا ہوں۔ یہاں ہدایت سے مراد ہجرت گاہ کی طرف رہبری ہے (۲۱) آپ نے یہ دعا شام پہنچ کر بہت مال و زر ملنے کے بعد مانگی۔ جب آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ نیک بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے (۲۲) حضرت اسمٰعیل کی جو حضرت ہاجرہ کے شکم سے پیدا ہوں گے' ولادت فرزند سے پہلے اس کی خبر دے دینا علم غیب بلکہ علوم خمسہ میں سے ہے' معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے علوم خمسہ کی خبر دیئے جاتے ہیں (۲۳) اور حضرت اسمٰعیل کی عمر شریف تیرہ برس ہو گئی (روح) (۲۴) اس طرح کہ تمہارے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں' یا رب نے مجھے تمہارے ذبح کا حکم دیا۔ آپ نے یہ خواب مکہ معظمہ میں بقرعید کی آٹھویں شب دیکھی' پھر نویں شب' پھر دسویں شب' تب خاص بقرعید کے دن بوقت صبح فرزند سے یہ فرمایا (۲۵) خیال رہے کہ ادائے فرض رائے پر موقوف نہیں ہوتی۔ اسمٰعیل علیہ السلام اگر معاذ اللہ اس وقت انکار بھی کرتے تب بھی حضرت ابراہیم ان کے ذبح میں تامل نہ فرماتے' آپ کا یہ رائے لینا اس لئے تھا کہ حضرت ابراہیم کا ذبح کرنا بھی عبادت ہو اور حضرت اسمٰعیل کا ذبح ہونا بھی ان کی عبادت ہو۔ کیونکہ بغیر نیت کے عبادت نہیں ہوتی۔

بقیہ صفحہ ۵۴۱

قانون کے وراء حکم دیتا ہے وہ فوراً اس پر عمل کر لیتے ہیں۔ پھر وہ کبھی قانون سے وراء دعائیں مانگ لیتے ہیں' رب ان کی مان لیتا ہے۔ بچے کے ذبح کا حکم قانون سے وراء تھا' خلیل نے مان لیا پھر خلیل کی یہ دعا کہ مولا مجھ کو مردے زندہ کر کے دکھا دے یا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کہ مجھ کو اپنا دیدار دکھا دے۔ یہ سب قانون سے وراء دعائیں جو رب نے مان لیں (۱۳) خیال رہے کہ عید الفطر میں اس کی خوشی ہے کہ ہم کو رمضان کی عبادات کی توفیق ملی۔ اسی لئے وہ چھوٹی عید کہلاتی ہے کہ ہم چھوٹے ہمارے عبادت چھوٹی۔ مگر بقرعید میں اسی کی خوشی ہے کہ جناب خلیل و ذبیح امتحان میں کامیاب ہوئے۔ وہ بڑے ان کی یادگار بڑی۔ (۱۴) اس طرح کہ حضرت اسحٰق کی اولاد میں بعض مومن ہوئے بعض کافر۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ زندہ سے مردہ پیدا فرماتا ہے (۱۵) اس طرح کہ تمام بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم سے نجات دی (۱۶) فرعون اور تمام قبطیوں پر (۱۷) یعنی تورات شریف جو موسیٰ علیہ السلام کو بلا واسطہ عطا ہوئی' ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے (۱۸) کہ اول ہی سے انہیں شرک و کفر گناہ سے محفوظ رکھا' باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش بڑے فاسق و کافر کے گھر میں ہوئی (۱۹) یہ جملہ انشاء بمعنی خبر ہے' یعنی مخلوق ان دونوں بزرگوں کو سلام بھیجتی رہے گی اور ان کا ذکر خیر کرتی رہے گی' یا خالق کی طرف سے وہ دونوں ہمیشہ امن و سلامتی میں رہیں گے (۲۰) معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دیگر ثوابوں کے علاوہ دنیا میں ذکر خیر اور امن و سلامتی بھی عطا ہوتی ہے (۲۱) خیال رہے کہ ایمان کی کشتی میں امتی اور نبی دونوں ہی سوار ہوتے

54

ہیں۔مگر امتی تو پار لگنے کے لئے اور نبی پار لگانے کے لئے۔سوار ہونے کی نوعیت میں فرق ہے ہم مومن ہیں انبیاء کرام ایمان والے

بقیہ صفحہ ۵۴۲

مولا سے بھاگا ہوا ہوں کہ بغیر انتظار وحی آیا ہوں۔ یہ کہہ کر خود دریا میں چھلانگ لگا دی (روح) ⑭ آپ کو قرعہ نے دھکیلا نہ کہ کسی آدمی نے' ہماری شریعت میں قرعہ سے ایسے احکام جاری نہیں کر سکتے۔یہ ان کی شریعت تھی یا حکم خاص تھا ⑮ امانت کے طور پر نہ کہ غذا کے طریقہ پر نبی کا جسم کیڑے قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی تو مچھلی کیسے کھاتی۔دیکھو دیمک نے حضرت سلیمان کی لاٹھی کھائی پاؤں نہ کھایا۔اس لئے یہاں التقمہ فرمایا' اکلہٗ نہ فرمایا ⑱ کہ میں کیوں بغیر وحی چلا آیا' یہ علامت قبول توبہ ہے ⑲ آپ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء: ۸۷) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ اللہ کے ذکر کی برکت سے آفتیں ٹلتی ہیں' مشکلیں آسان ہوتی ہیں' دوسرے یہ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں ان میں تا قیامت تاثیر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ آیت آج تک حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔⑳ اس طرح کہ نہ آپ کو موت آئی نہ مچھلی کو۔ کیونکہ قیامت میں اٹھنے کے بعد موت کسی کو نہ آسکے گی۔معلوم ہوا کہ کسی کو بالکل موت نہ آنا ممکن ہے اس لئے یہاں اس موت نہ آنے کو ایک ممکن چیز پر موقوف فرمایا گیا ㉑ چالیس دن کے بعد مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔اس طرح کہ مچھلی دریا کے کنارے پر آئی اور اپنے منہ سے آپ کو اگل گئی۔آپ دسویں محرم جمعہ کے دن مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لائے۔㉒ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔جہاں آپ کو مچھلی نے اگلا وہاں کوئی سایہ نہ تھا

بقیہ صفحہ ۵۴۳

بھی یہی حال ہے۔ابوجہل میں ہدایت کی تیل و بتی موجود نہ تھی' حضور سے ایمان نہ لے سکا ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر رب تعالیٰ کا کرم ہو' وہ گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اسی لئے انبیاء کرام کو معصوم اور بعض اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے ⑯ یعنی جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو' ان کا اقرار یہ ہے کہ ہم رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب کے مقامات علیحدہ ہیں جہاں رہ کر اس کی بتائی ہوئی عبادت کرتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام و عبادت جدا ہے۔کوئی ہمیشہ رکوع میں ہے' کوئی ہمیشہ سجدہ میں۔کوئی قعدہ میں' یا یہ کہ ہر فرشتہ کا درجہ علیحدہ ہے' ملائکہ مقربین کا مقام اور ہے' مدبرات امر کا مقام اور ⑰ یا صفیں باندھ کر اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز و جہاد میں صفیں بنانا چاہئے کہ اس میں فرشتوں کی مشابہت ہے۔⑱ کفار مکہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے

بقیہ صفحہ ۵۴۴

دیکھ کر توبہ کرنا کام نہیں آتا۔ جیسے بے وقت بیج بونا پھل پیدا نہیں کرتا ⑱ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ انسان نبی نہیں ہو سکتا۔نبوت فرشتے کو ملنی چاہئے۔اگرچہ پتھروں کو خدا مان لیتے تھے

بقیہ صفحہ ۵۴۵

⑪ شعیب علیہ السلام کی قوم جو جھاڑیوں میں یا ایک بستی میں رہتی تھی ⑫ جو پیغمبروں کے مقابل آئے اور ہلاک ہوئے۔معلوم ہوا کہ مادہ روح کے مقابل نہیں ٹھہرتا جیسے اندھیرا اجالے کے مقابل ⑱ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے جھٹلائے عذاب کبھی نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے۔وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) ⑲ صور کا پہلا نفخہ جب کہ سب ہلاک ہو جائیں گے ⑳ شان نزول۔نضر بن حارث بطور تمسخر کہا کرتا تھا کہ عذاب جلد لائیے اس کے متعلق یہ آیت ہے۔㉑ حکم جہاد آنے تک ان کی بکواس کا کوئی جواب نہ دو۔کفار کے مقابل صبر کی تمام آیات جہاد کے حکم سے منسوخ ہیں

بقیہ صفحہ ۵۴۶

ننانوے بیویاں تھیں' اور آپ نے ایک عورت کو اور بھی نکاح کا پیغام دیا جس کو ایک اور شخص پیغام دے چکا تھا۔اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔بعض نے فرمایا کہ وہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی۔ آپ نے اس سے طلاق حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا جیسا کہ اس زمانہ میں عام رواج تھا چونکہ شان نبوت بہت بلند ہے' اس لئے رب تعالیٰ نے آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔سبحان اللہ (خزائن العرفان) اس عورت کا نام نشاوع بنت شائع تھا اس کے خاوند کا نام اوریا ابن خبانا تھا (روح) ⑱ اسے زیادتی فرمایا' ظلم نہ فرمایا۔کیونکہ کسی کو کسی چیز کی فروخت کی رغبت دینی ظلم نہیں' زیادتی سے مراد خلاف مستحب ہے ⑲ چونکہ یہ فتویٰ تھا فیصلہ نہ تھا اس لئے آپ نے دوسرے شخص کا بیان نہ لیا جیسے حضور سے ہندہ زوجہ ابوسفیان نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ مجھ کو خرچہ نہیں دیتے تو فرمایا کہ ان کی جیب سے نکال لیا کرو حالانکہ ابوسفیان غائب تھے۔صرف ایک کے بیان پر فتویٰ دینا جائز ہے ⑳ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کچھ لغزش ہو جائے تو ان پر زبان طعن دراز نہ کرے بلکہ سائل کی طرح سوال کرے ان کا پورا احترام کرے (خزائن) ㉑ آپ کا یہ سجدہ توبہ کا تھا ہم اس جگہ شکر کا سجدہ کریں کہ آپ کی توبہ قبول ہوئی ㉒ مغفرت لغزش سے تھی نہ کہ گناہ سے۔انبیاء کرام گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں ㉓ دنیا و آخرت میں' معلوم ہوا کہ مقبولوں سے اگر کوئی لغزش ہو جائے' تو اس سے ان کے مراتب و درجات میں کمی نہیں ہوتی۔آدم علیہ السلام گندم کھانے پر بھی خلیفۃ اللہ تھے' بلکہ یہ لغزش ان کی خلافت الٰہیہ کے ظہور کا ذریعہ بنی ㉔ اپنا نائب بنایا کہ نبوت کے ساتھ سلطنت عامہ بھی بخشی

بقیہ صفحہ ۵۴۷

چاہئیں۔معلوم ہوا کہ اچانک موت مقبولین کے لئے رحمت ہے جو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔غافلوں کے لئے زحمت کہ وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ⑮ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بعد نماز ظہر ایک ہزار گھوڑے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تھے بہت ہی اعلیٰ قسم کے اور قیمتی تھے ⑯ کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کا ذریعہ ہیں اور جہاد عبادت ہے تو اس کے اسباب بھی محبوب ⑰ یعنی ان گھوڑوں سے محبت دنیاوی وجہ سے نہیں محض اللہ کے لئے ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں نماز سے غافل ہو گئے' جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ یہ شان نبوت کے خلاف ہے ⑱ چھپ جانے والے گھوڑے تھے نہ کہ سورج کیونکہ یہاں سورج کا ذکر بالکل نہیں ہوا۔یعنی آپ نے گھوڑوں کی دوڑ دیکھنے کے لئے انہیں اتنا دوڑانے کا حکم دیا کہ نگاہ سے اوجھل ہو گئے ⑲ یعنی بس دیکھ لیا۔واپس لے آؤ ⑳ پیار و محبت سے گھوڑوں پر ہاتھ پھیرا' یا گھوڑوں کے عیب و خوبیاں معلوم کرنے کو' نہ کہ انہیں ذبح فرمایا جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔کیونکہ گھوڑے بے قصور تھے۔نیز اس میں مال برباد کرنا اور آلات جہاد کو ختم کرنا ہے یہ بھی نبوت کی شان کے خلاف ہے۔(روح و فتوحات) معلوم ہوا کہ گھوڑا اشرف جانور ہے اور جہاد کے لئے اس سے محبت کرنی سنت انبیاء ہے ㉑ اس طرح کہ انہیں ایک اہم موقعہ پر انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہا۔معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی خطائیں بھی

رب کی طرف سے بلندی درجات کا ذریعہ ہوتی ہیں ⓬ حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں باندیاں تھیں (روح وغیرہ) آپ نے ایک دن فرمایا کہ آج میں نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر ایک حاملہ ہو کر لڑکا جنے گی جن میں سے ہر ایک مجاہد غازی ہوگا۔ مگر رب کی شان کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی۔ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے۔ جو راہ خدا میں جہاد کرتے یہاں جسد سے مراد ناقص اور بے جان بچہ ہی ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بہت زیادہ قوت مردی بخشتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات پورے عدل و انصاف پر قادر ہوتے ہیں۔ ⓭ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی معافی دے دے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مستحب کام کے بھول جانے پر بھی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں ⓮ یعنی سلطنت عامہ کی مصیبت سوا میرے کسی نبی کو نہ دینا۔ اسی لئے لا ینبغی فرمایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ مملکت میرے لئے معجزہ ہو اور معجزہ خاص ہوتا ہے۔ ⓯ معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ حمد الٰہی ضرور کرنی چاہئے اور جیسی دعا کرے ویسی ہی حمد الٰہی کرے۔ وہاب سے مراد سلطنت اور حکومت کی لیاقت علم و کمال بخشنے والا ہے۔ ⓰ یعنی آپ کا حکم ہوا پر بھی جاری تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ ہمارے حضور کے حکم سے بارش برسی ⓱ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راج ہے کہ وہ بعطاء الٰہی جو چاہتے ہیں' وہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں مخلوق رب کی ہیں' مملوک ان کی۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے شہر میرا ملک ہیں

بقیہ صفحہ ۵۴۸

نہ تھا۔ کفارہ قسم ہمارے اسلام میں ہی ہے۔ رب فرماتا ہے قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم: ۲) ⓬ کیونکہ اس وقت قسم کا کفارہ نہ تھا یا پورا کرنا یا توڑنا۔ ⓭ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے مقبولوں کو اپنی قدرت اور اپنا علم بخشا ہے۔ جس سے وہ عالم کی خبر رکھتے ہیں' اور عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو۔ ⓮ اس طرح کہ ان کے دل دنیا سے بے نیاز ہیں اور آخرت کی یاد اور اللہ کے ذکر سے معمور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور آخرت کی فکر بڑی نعمت ہے جسے مل جائے۔ ⓯ اس طرح کہ وہ خالص ہمارے ہیں اور ہم ان کے' جو ہم سے ملنا چاہے وہ ان کی معرفت ملے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے کل قول و فعل رب کے پسندیدہ ہیں' اس لئے پیغمبر کے کسی کام پر طعنہ کرنا کفر ہے ⓰ آپ کا نام یسع ابن اخطوب ہے' آپ الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ پھر نبی بنائے گئے (روح) ⓱ ذوالکفل حضرت یسع کے چچا زاد بھائی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں' شام میں آپ کا قیام تھا (روح) ⓲ یعنی اللہ کے تمام بندوں کا ذکر اللہ کا ذکر ہے جبکہ عظمت کے ساتھ ہو اور اس ذکر سے ہزاروں نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقبولوں کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: ۲۸) بلکہ حضور سے پتھر' کنکروں کو بھی چین ہوتا ہے ⓳ دنیا میں ایمان و تقویٰ کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں۔ وصال کے وقت اور قبروں میں جنت کی کھڑکیاں ہوا کے لئے کھلی ہیں اور آخرت میں جنت کے دروازے داخلہ کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ انہیں کھلوانے کا انتظار نہ کرنا پڑے گا ⓴ اپنے جڑاؤ زرنگار تختوں پر' یعنی انہیں کچھ کام نہ ہوگا۔ صرف آرام ہوگا۔ کام تو دنیا میں کر چکے ㉑ اپنے خدام غلاموں سے یعنی انہیں خود اٹھ کر کوئی چیز لانی نہ پڑے گی۔ خدام حاضر کریں گے۔ شراب سے مراد یا تو پینے کی چیزیں ہیں جیسے دودھ' پانی' شہد یا شراباً طہوراً نہ کہ دنیا کی شراب ㉒ خود اپنی دنیا کی وہ بیویاں جوان کے نکاح میں فوت ہوئیں اور حوریں اور کفار و مشرکین کی مومنین جنتی بیویاں

بقیہ صفحہ ۵۴۹

کہ سچا نبی اور صاحب وحی ہوں ⓫ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں' اور ان کے جھگڑنے سے مراد رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنا ہے۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا (بقرہ: ۳۰) معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا رب سے جھگڑنا برا نہیں بلکہ اس کا ناز ہے (روح) بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں فرشتوں کے جھگڑے سے مراد ان کا آپس میں جھگڑنا ہے انسانوں کے بعض نیک اعمال لے جانے کے متعلق' جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو اپنی اچھی صورت میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد! فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ! تو علیم و خبیر ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھا' جس کا اثر میں نے اپنے دل میں پایا۔ اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں۔ پھر پوچھا کہ اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں۔ اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نماز کے بعد کچھ ٹھہرنا۔ جماعت کی نماز کے لئے پیدل چلنا' سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔ ایسے شخص کی زندگی بھی اچھی موت بھی اچھی۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاوے گا (دارمی' ترمذی' خزائن العرفان) ⓬ مجھے یہ تمام وحی اس لئے ہوتی ہے کہ میں نبی نذیر بشیر ہوں۔ بغیر علم غیب نبوت کے کام انجام نہیں پاتے۔ یا مجھے صرف یہ وحی ہوئی کہ میں نبی ہوں۔ مرزا قادیانی کی طرح یہ وحی نہ آئی کہ خدا' خدا کا بیٹا یا خدا کی بیوی ہوں

بقیہ برصفحہ ۵۵۰

نکالا گیا۔ تو ان کی کروڑوں اولاد کو جنت میں نہ جانے دوں گا۔ اغوا سے مراد عقائد خراب کرنا' نیک عمل سے روکنا ⓯ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شیطان نے تقیہ نہ کیا' جھوٹ نہ بولا' بلکہ جو کرنا تھا وہ صاف کہہ دیا۔ البتہ شیطان نے تقیہ آدم علیہ السلام سے کیا کہ خیر خواہ بن کر باتیں بنائیں ⓰ یعنی انسانوں میں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شیطان صرف انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام صرف انسانوں میں ہوئے۔ اکثر اولیاء اللہ بھی انسان ہی ہوئے اگرچہ بعض مومن جن بھی ولی یا صحابی ہیں ⓱ پتہ لگا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کرا دے ⓲ جو ہم ارشاد فرماتے ہیں اس کا بیان آگے آرہا ہے ⓳ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا احتمال قطعاً نہیں۔ رب کا جھوٹ ایسا ہی ناممکن ہے جیسا رب کا شریک۔ اس کی ذات عیبوں سے پاک ہے ⓴ اور تیری ذریت سے' جیسے کافر جنات اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور کافر جن دوزخ میں جائیں گے اور وہاں کی آگ سے ایسے ہی سزا اور تکلیف پائیں گے جیسے ہم مٹی پتھر سے تکلیف پاتے ہیں۔ لہٰذا آیت کریمہ پر یہ اعتراض نہیں کہ شیطان ناری ہے اسے آگ سے کیا تکلیف ہوگی ㉑ کافر انسانوں سے' کیونکہ مومن گنہگار سے دوزخ بھری نہ جائے گی ㉒ تاکہ تم پر اسلام و ہدایت کا بوجھ پڑے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نے تبلیغ ہمیشہ بلا عوض کی اب بھی تبلیغ پر اجرت لینا منع ہے۔ ㉓ یعنی میری تمام

خوبیاں رب کی عطاء سے ہیں۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہوں۔ چاند خود ہی حسین ہے اسے زیور سے حسن حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ عالم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے خود گھڑ کر نہ بتائے کہ یہ بھی تکلف میں داخل ہے (۲۰) معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور حضور کی نبوت زمان و مکان سے خاص نہیں، حضور ساری خدائی کے دائمی نبی ہیں (۵) موت کے بعد یا قیامت میں یا دنیا میں ہی جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر قرآن کی غیبی خبریں اپنی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ (۶) سوا دو آیتوں کے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ (الزمر: ۵۳) اور آیت اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ (الزمر: ۲۳)

بقیہ صفحہ ۵۵۱

دن کا ایک حصہ رات میں شامل فرما دیتا ہے۔ یہ ہے لپیٹنا (۱۱) معلوم ہوا کہ چاند، تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین۔ یہ سب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی باطل اور فلسفہ جدید بھی۔ پھر ان سب کی گردش مقرر نظام پر ہے۔ سورج ایک حد پر پہنچ کر لوٹ پڑتا ہے۔ یا ان کی گردشیں ہمیشہ نہ رہیں گی۔ قیامت آنے پر تمام نظام درہم برہم ہو جائیں گے۔ بقا صرف رب کے لئے ہے (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی رحمت و مغفرت اس کے غضب اور پکڑ پر غالب ہے، اس لئے سزا جلدی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ رب کا بخشنا عزت کے ساتھ ہے۔ اگر کروڑوں مجرموں کو بخش دے تو نہ اس کا کچھ بگڑتا ہے نہ اس سے کوئی کچھ پوچھ سکتا ہے (۱۴) عالم اجسام میں سب انسانوں کو آدم علیہ السلام سے، اور حقیقۃً سارے عالم کو نور محمدی سے بنایا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مگر یہاں پہلے معنی ظاہر تر ہے۔ جیسے کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ (۱۵) آدم علیہ السلام کی زوجہ بی بی حوا کو بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کی اصل ہے۔ اسی لئے اس سے افضل و اشرف ہے اس کی اور بھی چند تفسیریں کی گئیں ہیں۔ مثلاً انسان کو روح سے بنایا اور روح سے اس کے جوڑے دل کی پیدائش فرمائی (۱۶) اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ نر و مادہ مل کر آٹھ جوڑ ہوئے۔ نر مادہ سے مل کر ایک جوڑا۔ مادہ نر سے مل کر دوسرا جوڑا (روح) رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی (النجم: ۴۵) (۱۷) اولاً نطفہ، پھر خون کی پھٹک، پھر پارہ گوشت، پھر مکمل بچہ ۔ (۱۸) ماں کے پیٹ، رحم اور اس کی جھلی کی اندھیریاں جن میں بچہ رہتا ہے۔ انہیں پردوں میں ہوا بھی پہنچتا ہے اور غذا بھی۔ انڈے میں بچہ کئی دن تک زندہ رہ کر باہر آتا ہے۔ وہاں بغیر کھڑکی کے ہوا پہنچاتا ہے۔ سبحان اللہ (۲۱) ہر جگہ ہر حال میں حقیقی بادشاہت اسی کی ہے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بادشاہت تو بہت انسانوں کو ملی ہے (۲۲) خیال رہے کہ سلطنت، اطاعت، حکم، مدد، مجازی طور پر بندوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن معبودیت رب کے سوا کسی کی صفت نہیں۔ اس میں مجاز بنتا ہی نہیں۔ بعض لوگ بادشاہ تو ہیں مگر الٰہ کوئی نہیں (۲۳) کیونکہ تمہاری عبادت و شکر سے رب کی ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی اور تمہاری نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ غنی وہ ہے محتاج تم ہو (۲۴) یہاں بندوں سے مراد مومن و کافر سارے بندے ہیں۔ ناشکری کسی کی پسند نہیں کیونکہ اس میں بندوں کا نقصان ہے

بقیہ صفحہ ۵۵۲

سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے جن میں حضرت جعفر طیار بھی تھے یعنی انہیں اتنا اجر ملے گا جو ان کے حساب میں نہ آج آ سکتا ہے نہ آئندہ آ سکے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر وزن سے ملے گا صبر کے سوا کہ اس کا اجر بغیر وزن ہے۔ صبر کا وزن ہی نہ ہو گا صابرین کے لئے میزان نہیں (خزائن العرفان) (۱۴) اور میرے صدقہ و طفیل میں تم کو بھی حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی عبادت، عبادت ہے اور وہی نیکی نیکی ہے جو حضور کی معرفت اور حضور کے وسیلے سے ملے۔ کفار کے صدقات و خیرات اسی لئے باطل ہیں کہ حضور کی طفیل سے نہیں کئے گئے (۱۵) رب کا نرا بندہ ہونا اخلاص کا انتہائی درجہ ہے۔ یہ حضور کو حاصل ہے۔ (۱۶) معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت میں سب سے پہلے رب کی عابد و عارف ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور عابد، حضور ولادت شریف سے پہلے بھی عالم ارواح میں عابد تھے۔ دنیا میں آ کر بچپن شریف سے آخر تک عابد رہے ﷺ (۱۷) شان نزول۔ کفار مکہ حضور سے عرض کرتے تھے کہ کیا آپ اپنی قوم کے سرداروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ دوزخی ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (۱۸) اس میں شرک کی اجازت نہیں بلکہ انتہائی غضب کا اظہار ہے جیسے مہربان باپ نافرمان بیٹے سے تنگ آ کر کہے کہ جا خوب بدمعاشیاں کر۔

بقیہ صفحہ ۵۵۳

کے بعض تبعین، ان کا دوزخی ہونا ایسا ہی ناممکن ہے، جیسے رب کا شریک۔ رب سچا، اس کے وعدے سچے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کے درجات اوپر نیچے ہیں، جتنا تقویٰ اعلیٰ اتنا ہی درجہ اعلیٰ (۱۳) آسمان کی طرف سے، یعنی بلندی سے یا آسمانی سبب سے یعنی سورج کی گرمی سے (۱۴) چنانچہ جب بارش نہ ہو تو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں پانی کے چشمے سوکھ جاتے ہیں (۱۵) جن کی رنگتیں، لذتیں، اثر مختلف ہیں۔ ایسے ہی نبوت کی بارش نے شریعت و طریقت کے چشمے بہائے جن سے لاکھوں قسم کے روحانی پھل پیدا ہوئے (۱۶) کہ کھیتی سبز ہونے کے بعد پک کر پیلی پڑتی ہے۔ پھر کاٹ کر بھوسہ دانہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے (۱۷) ایسے ہی دنیا کی بہاریں اور انسان کی زندگی ہے اولاً خوشنما پھر سب فنا۔ لہٰذا اس کی سبزی پر اعتماد نہ کرو۔ (۱۸) معلوم ہوا کہ نور ہدایت ان سب نوروں کے علاوہ ہے۔ یہ ہی نور کلمہ اور قرآن ملنے کا ذریعہ ہے۔ اس نور کا نام توفیق خداوندی ہے۔ (۱۹) یہ قلبی نور کسی کا تو چراغ کی طرح ہے جس سے وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی کا گیس کی طرح، کسی کا تاروں کی طرح، جیسے اولیاء اللہ وصحابہ کرام اور کسی کا سورج کی طرح جس سے زمانہ فیض پاتا ہے۔ جیسے حضور کا نور بلکہ حضور تو نور بنا دینے والے ہیں۔ ان کی صفت ہے سِرَاجًا مُّنِیْرًا (۲۰) جن کے دل اللہ کے ذکر سے نرم نہیں ہوتے۔ بزرگوں کی نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ اس سے ان کے دل اور زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ جیسے آفتاب سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک زیادہ سخت۔ اللہ بچائے (خزائن)

بقیہ صفحہ ۵۵۴

کوئی آیت فصاحت سے خالی ہے، نہ اس میں اختلاف۔ نہ اس کی غیبی خبریں غلط نہ اس کے لانے والے محبوب میں کوئی عیب ہے (۱۳) اسی طرح مومن ایک اللہ کا ماننے والا بندہ ہے۔ مشرک ہزاروں کا غلام، دو گھر کا مہمان بھوکا اور چند آقاؤں کا غلام پریشان ہوتا ہے کہ کس کس کو راضی کرے اور اپنی حاجت کس سے کہے۔ ایک کا غلام مزے میں رہتا ہے۔ ایسے ہی مومن راحت میں ہے۔ کافر دنیا میں بھی پریشان ہے آخرت میں بھی (۱۵) حقیقۃً ایک آن کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے ورنہ قرآن کریم شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (بقرہ: ۱۵۴) (۱۶) خیال رہے کہ موت کی دو صورتیں ہیں، روح کا جسم سے الگ ہونا اور روح

کا جسم میں تصرف چھوڑ دینا۔ پرورش ختم کر دینا۔ انبیاء کی موت پہلے معنی میں ہے۔ یعنی خروج روح عن الجسم' اور عوام کی موت پہلے دوسرے دونوں معنی سے ہے۔ لہٰذا نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ جس بناء پر ان کا دفن کفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح ان کے جسم کی پرورش و تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے ان کے جسم گلتے نہیں او رزائرین کو پہچانتے' ان کا سلام سنتے' ان کی فریادی رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں (۱۵) اس طرح کہ انبیاء کرام تبلیغ کے مدعی ہوں گے' ان کی سرکش قوم مدعیٰ علیہ' حضور کی امت نبیوں کی گواہ۔ حضور اپنی امت کے گواہ۔ حضور کی گواہی پر انبیاء کرام کی ڈگری' کفار کو عذاب۔

بقیہ صفحہ ۵۵۵

پھر اپنے بتوں کو بعض چیزوں میں رب کے برابر مان کر ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔ لہٰذا مشرک تھے۔ رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (انعام:۱) اور وہ خود قیامت میں بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء: ۹۸) (۱۳) ان مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اگرچہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو ہمارے بت نہیں ٹال سکتے مگر ساتھ ہی کہتے تھے کہ وہ خدا پر دھونس دے کر اس سے ٹلوا سکتے ہیں کیونکہ رب کو ان کی مدد کی ایسی ضرورت ہے جیسے بادشاہ کو وزراء کی ان کے اس عقیدے کا رد اس آیت میں ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (الاسراء:۱۱۱) لہٰذا اس آیت کا انبیاء کرام اور ان کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی مدد بھی رب ہی کی مدد ہے کہ اس کے ارادے سے ہے لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (انفال: ۶۴) یعنی آپ کو اللہ اور آپ کی اطاعت کرنے والے مومن کافی ہیں

بقیہ صفحہ ۵۵۶

اجازت نہ دی۔ تو وہ شفاعت کیسے کر سکتے ہیں۔ (۱۸) مومنوں کی خوشی سے کافروں کو مجبوراً۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے مومن کی موت محبوب کا وصال ہے' کافر کی موت فراق (۱۹) یعنی توحید کے ذکر سے ان کے دل بگڑتے ہیں جس کا اثر چہروں پر ظاہر ہوتا ہے (۲۰) رب کے سوا سے مراد کفار کے بت ہیں نہ کہ انبیاء واولیاء

بقیہ صفحہ ۵۵۸

کے کافر رہا۔ لہٰذا تو قصور وار ہے (۱۵) کہ اس کے لئے شریک یا اولاد ثابت کی۔ یا اس کے رسولوں کو جھوٹا کہا۔ رسول کو جھوٹا کہنا رب کو جھوٹا کہنا ہے کہ رب انہیں سچا کہہ رہا ہے۔ جھوٹے کی تصدیق بھی جھوٹ ہے (۱۸) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منہ کالا ہونا کافروں کے لئے ہوگا۔ گنہگار مومن اگرچہ کچھ دن کے لئے دوزخ میں رکھا جائے گا مگر خدا اس کا منہ کالا نہ کرے گا کہ اس میں امت حبیب کی رسوائی ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں کافر و مومن میں بالکل ظاہر فرق ہوگا۔ بغیر پوچھے پتہ لگ جائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قیامت میں حضور کافر و مومن کو نہ پہچانیں گے غلط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (الرحمٰن: ۴۱)

بقیہ صفحہ ۵۵۹

حضرت جبریل کا بی بی مریم کے گریبان میں پھونکنا عطاء فرزند کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کے پرندوں میں پھونکنا انہیں زندگی بخشنے کے لئے۔ ذوالقرنین کا آگ میں پھونکنا لوہا گلانے کے لئے 'اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا (روح) (۱۳) حضرت جبریل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل' علیہم السلام کہ ان کی فنا نفخہ سے نہ ہوگی۔ بلکہ نفخہ کے بعد حکم الٰہی سے۔ یا شہداء' یا موسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوہ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں' یا جنت کی حوریں' رضوان اور دوزخ کے فرشتے اور وہاں کے سانپ۔ بچھو۔ (خزائن العرفان' روح البیان وغیرہ) (۱۵) دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد' چالیس سال سے مراد اتنا وقت ہے' ورنہ اس وقت سورج فنا ہو چکا ہوگا (۱۶) یعنی اپنی قبروں سے اٹھ کر کھڑے ہوں گے۔ حیران یا آنکھیں اٹھا کر دیکھیں گے کہ اب کیا ہوتا ہے' پھر میدان محشر کی طرف چلیں گے۔ مسلمانوں کی قبروں پر سواریاں حاضر ہوں گی جن پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مریم ۸۵) (خزائن) سب سے پہلے حضور بیدار ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو حلہ ملے گا (روح) اور حضور قبر سے ہی ستر پوش اٹھیں گے (مرات)

بقیہ صفحہ ۵۶۰

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (الاسراء: ۷۱) جس کا کوئی امام نہ ہوگا اس کا امام شیطان ہوگا لہٰذا مومن کو چاہئے کہ اکیلا نہ رہے جماعت کے ساتھ رہے' رب فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: ۱۱۹) (۱۸) جنت کے دروازے تو حضور کے لئے کھل جائیں گے مومن حضور کے پیچھے پہنچیں گے تو دروازے کھلے پائیں گے اس لئے یہاں واؤ ارشاد ہوا۔ وفُتحت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کے قریب ایک درخت کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہیں۔ جنتی ایک چشمہ سے غسل کریں گے۔ دوسرے سے پئیں گے۔ غسل سے ظاہر پینے سے باطن صاف و پاک ہو جائیں گے فرشتے دروازہ جنت پر استقبال کریں گے۔ (خزائن) (۱۹) کہ دنیا میں رسول کے دامن سے وابستہ رہے۔ دنیا میں وہی خوب رہا جوان کے دامن میں رہا (۲۰) جو جنت میں جزا کے لئے گیا وہ کبھی وہاں سے نہ نکلے گا (۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ مومن جنت میں اپنی جگہ بھی لے گا اور کافر کی جگہ بھی۔ جیسے کافر دوزخ میں اپنی جگہ بھی لے گا اور مومن کی بھی۔ ہر شخص کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی گئی ہے' یہ آیت اس کی تفسیر ہے۔ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (انبیاء: ۱۰۵) زمین سے مراد جنت کی زمین ہے (۲۲) ادنیٰ مومن کی جنت تمام روئے زمین سے دس گنا زیادہ ہوگی' اعلیٰ مومن کا کیا پوچھنا

بقیہ صفحہ ۵۶۱

سے کافر مومن ہو کر جنتیوں کے سردار بن چکے۔ (۹) آج چار فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں قیامت میں آٹھ اٹھائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (الحاقہ: ۱۷)

بقیہ صفحہ ۵۶۲

تم نے نبی کو اپنے سے بیزار کیا' آج رب تم سے بیزار ہے۔ (۱۳) اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (بقرہ: ۲۸) یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے۔ پھر زندہ ہوئے۔ پھر مرے۔ پھر قیامت میں اٹھے۔ (۱۵) اس کا جواب یہ ہوگا کہ اب نہ تمہاری توبہ قبول ہے نہ تمہارے لئے دوزخ سے نکلنے کی کو صورت۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو پھر وہاں سے نکال دیا جاوے گا۔ مومنوں کی شفاعت سے (۱۹) یعنی تمہارے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی وجہ تمہارا کفر ہے اور پیغمبروں کی بات نہ سننا۔ اپنے سرداران کفر کی بات سن کر مان لینا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ دعٰی اللہ میں ایمان کے سارے ارکان داخل ہیں۔ اللہ کی عبادت نبی کی اطاعت (۱۵) یہاں دعا کو شرک کا مقابل ٹھہرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دعا بمعنی عبادت ہے۔ اور غیر خدا کی عبادت۔ شرک دعا بمعنی پکارنا کسی بندے کو پکارا جائے شرک نہیں۔

نمازی التحیات میں حضور کو پکار کر سلام عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ (۱۸) یعنی تکوینی حکم صرف اللہ کا ہے یا قیامت کے دن صرف اللہ کا حکم ہوگا۔ تمام دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت ختم ہو چکی ہوگی۔ دنیا میں حضرات انبیاء کرام باذن رب شرعی حاکم ہیں۔ بعض اولیاء اللہ رب کے حکم تکوینی کے مظہر ہو جاتے ہیں کہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے (۱۹) تاکہ تم ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بناؤ۔ دنیا کی ہر چیز معرفت رب کی کتاب ہے

بقیہ صفحہ ۵۶۳

جائے گی۔ کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آنا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے (۱۳) کنکھیوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھنا مراد ہے۔ اس پر بھی پکڑ ہے کیونکہ بری نگاہ دل میں شہوت کا تخم بوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو نگاہ بغیر قصد پڑ جاوے، وہ معاف ہے، مگر عمداً دیکھنے پر پکڑ ہے۔ فرماتے ہیں اَلْاُوْلٰی لَکَ وَالثَّانِیَۃُ عَلَیْکَ (۱۴) معلوم ہوا کہ بعض دل کی پوشیدہ چیزوں پر بھی حساب و عذاب ہوگا۔ جیسے برے عقیدے اور برے ارادے، وہاں غیر اختیاری برے خیالات پر پکڑ نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (بقرہ:۲۸۶) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۵) لہٰذا سارے شرعی احکام برحق ہیں۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں جو فیصلے آخرت میں ہوں گے برحق ہوں گے (۱۶) کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں نہ بولیں نہ سنیں (۱۸) کہ اس کا سننا ہمارے بولنے پر موقوف نہیں۔ جب ہم کو بولنا نہ آتا تھا تب بھی وہ ہماری سنتا تھا۔ مصرع۔ لطف تو نا گفتہ ما می شنود۔ (۱۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آیات الٰہیہ دیکھنے کے لئے سفر کرنا بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا (نمل:۶۹) الخ۔ دوسرے یہ کہ جب کفار کی بستیوں میں جانا آنا عذاب دیکھنے کے لئے عبادت ہے تو محبوبوں کی بستیوں رحمت دیکھنے کے لئے بھی عبادت ہے

بقیہ صفحہ ۵۶۴

علیہ السلام کے قتل کا مشورہ نہ دیا۔ لہٰذا اس آیت کو روافض کے تقیہ سے کوئی تعلق نہیں، روافض کا تقیہ یہ ہے کہ دنیاوی نفسانی خواہش کے لئے کفار میں رہنا، ان کی حمایت کرنا، انہیں دھوکا دینا، اور دنیا حاصل کرنا جیسا کہ وہ اہل بیت کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ جان کے خطرہ کے وقت منہ سے کفر بک دینا بشرطیکہ دل میں ایمان رہے، جائز ہے (۱۷) یہ سوال انکار اور سرزنش کے لئے ہے۔ یعنی ایسا نہ کرو، یا ایسا نہ کر سکو گے معلوم ہوا کہ نبی کی حمایت مومنوں کی صفت ہے۔ (۱۸) جس سے تمہارے دلوں نے بھی ان کی حقانیت مان لی۔ اگر چہ تم اس کا اقرار نہ کرو۔ یہ کلام درحقیقت تبلیغ بھی ہے جس میں صاف بتایا گیا کہ تمہارا رب فرعون نہیں بلکہ وہ ہے، جس نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا

بقیہ صفحہ ۵۶۵

تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں باقی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بینات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے شیر خوار بچے کی بات کرنا خوابوں کی تعبیر بغیر پڑھے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ (۱۸) کہ تم نے انہیں جادوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے متعلق شک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے (۱۹) کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات مانا ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے (۲۰) معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا کوئی سچی بات پا نہیں سکتا نہ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے

بقیہ صفحہ ۵۶۶

گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں (۱۲) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ عمل ضروری ہے (۱۸) خیال رہے کہ جنت اللہ کے فضل سے ملے گی۔ وہاں کا داخلہ ایمان کے ذریعہ ہے وہاں کے درجات اعمال کے ذریعہ۔ مومنوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت اور وہاں کے درجات پائیں گے (۱۹) یعنی اتنا ملے گا کہ حساب میں نہ آئے یا وہاں کے کھانے پینے کا کوئی حساب نہ ہوگا۔ جیسے دنیا کے ہر کام کا حساب ہے۔ یا حساب بمعنی گمان یعنی انہیں بے گمان روزی ملے گی (۲۰) موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرف جو جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں مالی فرمانا ایسا ہے جیسے عرب والے کہا کرتے ہیں۔ مالی اَرَاکَ حَزِیْنًا مجھے کیا ہوا کہ تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ یعنی تجھے کیا ہوا۔ (روح) (۲۱) یہ قید بیان واقعہ کے لئے ہے کیونکہ خدا کے شریک پر نہ کوئی دلیل قائم ہے، نہ کسی کو اس کا علم واقعی ہے لوگ محض اپنے وہم سے شرک کرتے ہیں (۲۲) معلوم ہوا کہ نبی کی طرف بلانا درحقیقت رب کی طرف بلانا ہے کیونکہ اس مومن نے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بلایا تھا کہ ان کی پیروی کرو۔

بقیہ صفحہ ۵۶۷

بھی چو طرفہ سے آگ میں ہیں تمہاری آگ میں سے اپنے پر کس طرح لیں (۱۳) دوزخی، دوزخ میں اور جنتی جنت میں جا چکے۔ اب عذاب ہلکا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جو تکلیف اول داخلہ کے وقت ہوگی وہ ہی ہمیشہ رہے گی دنیا کی طرح عادت پڑنے کے بعد کم محسوس نہ ہوگی۔ (۱۵) معلوم ہوا کہ جہنمی کفار دوزخ میں پہنچ کر بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہو جائیں گے اگر چہ دنیا میں اس کے منکر تھے۔ اسی لئے وہ دوزخ کے فرشتوں سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ (۱۶) ہم کافروں کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے معلوم ہوا کہ کافروں کے لئے دعا مغفرت کرنی منع ہے (۱۷) یعنی آخرت میں کفار کی دعا قبول نہ ہوگی۔ دنیا میں ان کی دعا کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ ان کی، بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں (۱۸) اس طرح کہ ان کے دلائل قوی کریں گے۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب کریں گے۔ ان کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ خیال رہے کہ کبھی مسلمانوں کا مغلوب ہو جانا عارضی طور پر امتحان کے لئے ہوتا ہے۔ پھر انجام کار غلبہ مومنوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران:۱۳۹)

بقیہ صفحہ ۵۶۸

ورنہ رب کی قدرت سب چھوٹی بڑی چیز پر یکساں حاوی ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یٰس:۸۲) آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے آسمان و زمین ایجاد فرمادیئے تو انہیں دوبارہ پیدا فرمانا کیا مشکل ہے (۱۵) معلوم ہوا کہ دینی قیاس نہ کرنا جرم ہے۔ کفار نے اپنی دوبارہ پیدائش کو آسمان و زمین کی پیدائش پر قیاس نہ کیا اس لئے یہ عتاب فرمایا گیا۔ (۱۶) یہ اندھے اور انکھیارے کا بیان ہے۔ یعنی یہاں

اندھے سے مراد کافر اور انکھیارے سے مراد مومن ہے (۱۷) قیامت کا نام ساعت بھی ہے کیونکہ وہ مومن کو ایک گھڑی سی معلوم ہوگی۔ یا اس لئے کہ قیامت کا قیام اچانک پل بھر میں ہو جاوے گا۔ (۱۸) حالانکہ قیامت پر ہزارہا دلائل قائم ہیں۔ ہمارا روزانہ سو کر جاگنا قیامت کی دلیل ہے۔ خشک کھیتوں کا بارش سے ہرا بھرا ہو جانا قیامت کی برہان ہے۔ یہاں بہت لوگوں سے مراد قیامت کے منکر کافر ہیں اور کثرت سے کثرت اضافی مراد ہے کیونکہ کافر زیادہ ہیں مومن تھوڑے (۱۹) یعنی میری عبادت کرو میں قبول کروں گا۔ جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے' یا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ یا مجھے پکارو میں جواب دوں گا یا مجھ سے بھیک مانگو میں عطا کروں گا' بہر حال دعا کرنی ہے۔ رب سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنی بھی عبادت ہے کہ اس کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ اس عبادت یا دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہے جو قابل قبول ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (فاطر:۱۰) (۲۰) اس طرح کہ رب کی عبادت میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مسجد میں آنے' فقراء کے ساتھ کھڑے ہونے میں اپنی ذلت تصور کرتے ہیں جیسے عام سرداران قریش کا حال تھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۲۱) معلوم ہوا کہ رسوائی اور ذلت صرف کفار کے لئے ہوگی۔ اور گنہگار مومن اگرچہ جہنم میں جائے مگر اس کی رسوائی اور ذلت نہ ہوگی اس کا حال کسی کو معلوم نہ ہوگا

بقیہ صفحہ ۵۶۹

بلکہ پوجنا ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں اسلام کا ذکر ہے۔ نیز اس سے پہلے بھی پوجنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ (انعام:۵۶) اسلام میں غیر خدا کی پوجا شرک ہے نہ کہ محض پکارنا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کریں۔ (۱۷) یہاں روشن دلیلوں سے مراد وہ دلائل توحید ہیں جو رب تعالیٰ نے حضور کو پہلے سے سمجھا دیئے تھے' نہ کہ صرف آیات قرآنیہ (روح) کیونکہ حضور اول ہی سے دین فطرت پر قائم' رب کے عابد وساجد تھے لہٰذا آیت کے معنی یہ نہیں کہ جب قرآن اترا تو میں نے بتوں کی عبادت چھوڑی۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی چاند سورج تاروں کو ڈوبتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ رب کیسے ہو سکتے ہیں (قرآن کریم) (۱۸) یعنی اس کی اطاعت وفرمانبرداری کروں' اس میں ساری عبادات داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اول سے ہی عبادات سے واقف

ہیں۔ (۱۹) اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر ان کی نسل کو نطفے سے یا اس طرح کہ مٹی سے غذا بنائی غذا سے نطفہ اور نطفہ سے انسان۔ بہر حال آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ انسان کے خمیر میں اگرچہ پانی ہوا آگ بھی ہے۔ مگر یہ چیزیں مٹی کے تابع ہیں۔ جیسے روٹی پکانے کے لئے پانی سے آٹا گوندھا جاتا ہے۔ (۲۰) کہ نطفہ ماں کے رحم میں چالیس دن کے بعد قطرہ خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن کے بعد پارہ گوشت پھر بچہ (۲۱) ناسمجھ' کمزور' روح البیان نے فرمایا کہ چھ سال کی عمر تک انسان طفل کہلاتا ہے۔ پھر صبی' انسان کی عمریں اور ان کے نام ہم پہلے تفصیل وار ذکر کر چکے ہیں (۲۲) جوانی ۱۸ سال سے تیس سال تک کی عمر کا نام ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ عمر شباب کی ہے اکیس سال کی عمر اشد کی (روح) (۲۳) پچاس سال سے آخر عمر تک کا نام بڑھاپا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اسی برس تک بڑھاپا پھر ہرم یعنی سٹھاپا جبکہ انسانی عقل کٹ جاتی ہے۔ اسے اردو میں سٹھ جانا۔ پنجابی میں سترہ بہترہ ہو جانا کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم (۲۴) بڑھاپے سے پہلے یا جوانی سے بھی پہلے موت آجاتی ہے۔ یہ بھی رب کی قدرت ہے کہ بعض قوی لوگ جلد مر جاتے ہیں اور کمزور دیر تک جیتے رہتے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۷۰

مقصد یہ ہے کہ کفار پر بعض عذاب آپ کی حیات شریف میں آئیں گے جیسے بدر وحنین کے عذاب اور بعض آپ کی وفات کے بعد جیسے زمانہ صحابہ خصوصًا عمر فاروق کے زمانے کی فتوحات کے عذاب جو جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ میں آئے۔ ظاہری آنکھوں سے حیات شریف میں دکھانا ہے ورنہ حضور اب بھی سارے عالم کو دیکھ رہے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۷۱

تاریخی واقعات ان کے مقامات صرف شہرت سے معلوم تھے اس سے صدہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ نسب' وقف' تبرکات کا ثبوت صرف شہرت سے ہو سکتا ہے اس کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت نہیں (۱۳) یعنی ان کفار کی تعداد بھی تم سے بہت زیادہ تھی اور مال و دولت بھی تم سے کہیں بڑھ کر۔ ان کی چھوڑی ہوئی نشانیاں عمارات وغیرہ تم سے کہیں زیادہ۔ مگر انبیاء کی مخالفت سے جب ان پر عذاب آیا تو ان کی یہ تمام چیزیں انہیں بچا نہ سکیں تو تم کس بل بوتے پر سید الانبیاء کا مقابلہ کرتے ہو۔ (۱۴) ایسے ہی ان کفار کو ان کے مال جماعتیں رب کے عذاب سے نہ بچا سکیں گی۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے اور قطعی قیاس عقائد میں بھی کام آتا ہے۔ یعنی مشترک علت کی وجہ سے حکم مشترک کرنا (۱۵) معلوم ہوا کہ پیغمبر کے مقابلہ میں خوشی منانا بھی کفر ہے۔ جیسے پیغمبر کی محبت میں خوشی منانا عبادت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر سے اپنے کو بڑا عالم ماننا کفر ہے' وہاں نہ علم دیکھا جاتا ہے نہ عقل' وہاں اطاعت دیکھی جاتی ہے (۱۶) یہاں علم سے مراد یا تو ان کے مشرکانہ عقیدے ہیں جو لغۃً علم ہیں' اصطلاحاً جہالت' یا ان کے عقلی علوم جو نبی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ جیسے آج سائنس والے کہتے ہیں کہ آسمان کچھ نہیں یا زمین گھومتی ہے یا معراج ناممکن ہے کہ ان میں قرآن وحدیث کی مخالفت ہے (۱۷) دنیا میں رب کا عذاب جس کو وہ عقل کے خلاف جانتے تھے۔ (۱۸) یعنی اب عذاب دیکھ کر ایمان لائے یہ ایمان بالغیب نہ ہوا جو ضروری ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۷۲

وہ کون ہے۔ (۱۳) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہم میں اور نبی میں وحی الٰہی کا فرق ہے کہ وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔ اس وحی کے فرق نے نبی کو امتی سے ایسا ممتاز فرما دیا جیسے ناطق نے انسان کو دیگر حیوانات سے' جیسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسان و جانوروں میں فرق ہی کیا صرف ناطق کا فرق ہے ایسے ہی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم میں اور رسول میں فرق ہی کیا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے عقیدہ توحید اور رسول کے عقیدہ توحید میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ انہوں نے وحی سے توحید جانی مانی۔ ہم نے ان کے بتانے سے۔ ان کا استاذ رب تعالیٰ ہے ہمارے استاذ وہ حضرات ہیں۔ (۱۴) یعنی وہ عقیدے واعمال کرو جو رب تک پہنچا دیں' اس کا نام صراط مستقیم ہے یہ وہی ہے جو نبی لے کر دنیا میں تشریف لائے (۱۵) کفار کفر سے معافی مانگیں گنہگار گناہ سے۔ نیک کار نیکی کر کے بھی معافی مانگیں کہ مولا تیرے دربار کے لائق نیکی نہ ہو سکی (۱۶) ایسے مقام پر شرک سے مراد کفر ہے لہٰذا آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کے لئے تو خرابی ہے دیگر کفار کے لئے نہیں (۱۷) اس طرح کہ ایمان اختیار نہیں کرتے' ایمان جانی زکوٰۃ ہے کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی۔ یا زکوٰۃ کو

واجب نہیں سمجھتے یا آئندہ جو زکوٰۃ کا حکم آنے والا ہے اسے یہ فرض نہ سمجھیں گے ورنہ کافر پر زکوٰۃ دینی فرض نہیں (۱۸) جو کبھی ختم نہ ہو یعنی جنت کی دائمی نعمتیں یا جو مسلمان نیک اعمال کرتا ہو پھر بوڑھا یا اپاہج و مجبور ہو جاوے تو اس کو ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے (خزائن) یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد کے باعث مومن کو قبر میں بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ (۱۹) اس طرح کہ اس کے رسول کو نہیں مانتے کیونکہ مشرکین عرب خدا کے منکر نہ تھے۔

بقیہ صفحہ ۵۷۳

کی اجڑی بستیاں مکہ والوں نے دیکھی تھیں' نیز عاد و ثمود اپنے پیغمبروں کے ہم قوم تھے اس کے باوجود کفر کے سبب ہلاک ہو گئے۔ انہیں پیغمبر کا رشتہ کام نہ آیا اس لئے خصوصیت سے ان دو قوموں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور کی تشریف آوری سے عام آسمانی عذاب آنا بند ہو گیا۔ لیکن خاص لوگوں پر آسکتا ہے بلکہ آخر زمانہ میں آئے گا۔ لہٰذا یہ ڈرانا بالکل درست ہے اور اس آیت سے مسئلہ امکان کذب ثابت نہیں ہوتا (۱۸) یعنی ان قوموں کے رسول ہر طرح سے انہیں تبلیغ کرتے تھے اور ہر تدبیر سے انہیں ہدایت دیتے تھے (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ مشرک و کافر صرف ایمان کے مکلف ہیں' ایمان لانے کے بعد احکام شرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں کیونکہ رسولوں نے انہیں صرف ایمان کا حکم دیا (۲۰) یعنی اگر رب تعالیٰ کسی کو نبی بناتا تو فرشتے کو بناتا۔ نہ کہ ہم جیسے انسان کو۔ کیونکہ نبوت انسانیت سے اعلیٰ درجہ ہے یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے (۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ کفار رسولوں اور ان کی کتابوں کا انکار کرتے تھے مگر یہ انکار رب کا انکار قرار دیا گیا (۲۲) جو یمن کے علاقہ میں شہر احقاف میں آباد تھے۔ ان کے رسول ہود علیہ السلام تھے

بقیہ صفحہ ۵۷۴

اور دوزخ کے کنارہ پر جمع ہو کر وہ ہو گا جو یہاں مذکور ہے (۱۴) یعنی ہر عضو یہ کہے گا کہ مجھ سے اس نے یہ گناہ کیا تھا۔ سب سے پہلے دایاں ہاتھ بولے گا (روح) (۱۵) معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر کی زبان جھوٹ بولے گی۔ باقی سارے اعضاء سچ بولیں گے۔ پھر وہ زبان ہی ان اعضاء سے شکایت کرے گی جو یہاں مذکور ہے لیکن اس کے باوجود سارے اعضاء دوزخ میں جائیں گے' کیونکہ وہ زبان کے ساتھی اور جرم میں شریک تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ قائم کرنا گواہی وغیرہ لینا حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ کبھی یہ کام مجرم کی زبان بندی کے لئے بھی ہوتے ہیں لہٰذا حضور ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تہمت کے معاملہ میں گواہ وغیرہ سے تحقیق کرنا حضور کی بے علمی کی دلیل نہیں۔

بقیہ صفحہ ۵۷۶

کہنے والے' اور ہر وہ مومن جو اللہ کی مخلوق کو کسی نیکی کی طرف بلائے۔ معلوم ہوا کہ رب کو اس کی بولی بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے جو دعوت خیر دے اگرچہ اس کی آواز موٹی اور باتیں معمولی ہوں۔ اللہ نصیب کرے۔ (۱۹) نیکی سے مراد دل کی نیکی بھی ہے یعنی معرفت الٰہی اور بدن کی نیکی بھی یعنی تمام عبادات۔ ایک جملہ میں تمام شریعت و طریقت داخل ہے (۱۹) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی مسلمان اپنا دین نہ چھپائے قول' عمل' صورت' سیرت سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے۔ تقیہ کرنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بلکہ یقین سے اپنے کو مومن جانے (۲۰) یعنی اچھے برے عقیدے' اچھے برے اعمال برابر نہیں' اچھے برے اقوال برابر نہیں۔ اچھے برے برتاوے برابر نہیں۔ اچھی چیزوں کا انجام اچھا ہے بری کا انجام برا۔ پھر نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ (۲۱) یعنی اپنے ذاتی معاملات میں برائی کو بھلائی سے دفع کرو' غصہ کو صبر سے' جہالت کو علم سے' کسی کی بدسلوکی کو معافی سے' کج خلقی کا خوش خلقی سے جواب دو' یا یہ مطلب ہے کہ کفر کو تلوار سے دفع کرو

بقیہ صفحہ ۵۷۷

سے ہی حاصل ہو گا اور بعض کو آخر میں۔ بہر حال آخر کار سارے مومنوں کو اطمینان نصیب ہو گا۔ (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی غضب کیلئے بھی ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ (کہف: ۲۹) کیونکہ اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ جو تمہارے جی میں آئے اس کی رب نے اجازت دے دی۔

بقیہ صفحہ ۵۷۸

تو صرف مومنوں کے لئے ہے مگر داعی الی اللہ اور ظاہری جسمانی بیماریوں سے شفاء سارے عالم کے لئے ہے۔ اس سے دم درود' اس کا تعویذ مومن و کافر دونوں کو شفا بخشش ہے جیسا کہ تجربہ ہے (۱۴) کہ دل کے کفر کی وجہ سے قرآن کریم کو قبول کا سننا نہیں سنتے (۱۵) جس کی وجہ سے وہ قرآن کریم میں شک و شبہ ہی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن سے نفع وہ حاصل کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن سکھاتے ہیں۔ (۱۶) یعنی جیسے دور دو والا پکارنے والے کی آواز سنتا ہے مگر بات نہیں سمجھتا' ایسے ہی یہ لوگ قرآن کی صرف آواز سنتے ہیں' سمجھتے کچھ نہیں' رب کی شان ہے کہ مکہ میں رہنے والا ابو جہل دور تھا اور یمن میں رہنے والے اویس قرنی قریب تھے۔ (۱۷) کہ بعض نے مانا' بعض نے نہ مانا۔ (۱۸) یعنی ہمارا فیصلہ یہ ہو چکا کہ کفار کو دوزخ کا عذاب بعد قیامت دیا جائے گا لہٰذا ان پر ابھی یہ عذاب نہیں آتا' یا ہمارا قانون یہ ہے کہ اے محبوب تمہاری تشریف آوری کے بعد ان پر غیبی عذاب عام طور پر نہ آئے گا۔ (۱۹) اسے جزاء ضرور ملے گی' اگرچہ دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچ جاوے۔ لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں۔ (۲۰) بلکہ رب تعالیٰ کفار سے عدل فرمانے والا اور مسلمانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۷۹

یہ ہے کہ آخرت کی بھلائی نیک اعمال کی جزا ہو گی' لہٰذا وہاں ان کے بد اعمال دکھا کر اقرار کرا کے جہنم میں پھینکا جاوے گا (۱۳) سخت عذاب سے مراد ہمیشہ کا عذاب اور رسوائی و ذلت کا عذاب ہے۔ (۱۴) یہاں بھی انسان سے مراد کافر ہے' منہ پھیرنے سے مراد رب کو بھول جانا۔ نعمت پر اترا جانا۔ اور زیادہ گناہ کرنا ہے۔ شعر' ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا' ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی' جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ راحت میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے' جو رب کو ناپسند ہے' یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں' بلکہ راحت میں دعا نہ مانگنے پر عتاب ہے (۱۶) خیال رہے کہ واجب پر معلق کرنا تاکید کے لئے ہوتا ہے نہ کہ شک کے لئے جیسے ناممکن پر معلق کرنا استحالہ کے لئے ہوتا ہے' آیت کا مطلب یہ ہے' کہ یقیناً قرآن رب کی طرف سے ہے' اور تم اس کے منکر ہو یقیناً بڑے ضدی اور سخت عذاب کے مستحق ہو' رب فرماتا ہے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ (احزاب: ۳۲) یعنی اے نبی کی بیویو! تم یقیناً متقی ہو اور یقیناً تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہو

بقیہ صفحہ ۵۸۰

فرشتے حضور کو راضی کرنے کے لئے ان کی امت کو دعائیں دیتے ہیں' ہم کو چاہئے کہ حضور کے صحابہ حضور کے بال بچوں کے لئے دعا گو رہیں' تا کہ بھیک ملے (۱۴) اس لئے رب نے فرشتوں کو تمہارا دعا گو بنایا سبحان اللہ (۱۵) ولی سے مراد معبود ہیں لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اولیاء اللہ اور ہیں' اولیاء من دون اللہ کچھ اور (۱۶) یعنی ان کا سوال تم سے نہ ہوگا وہ تمہارے محتاج ہیں تم ان سے غنی ہو' کیونکہ غنی کے محبوب ہو (۱۷) کیونکہ تم عربی ہو مکہ میں آئے' لہٰذا قرآن بھی عربی ہے' اور مکہ میں آیا ہے' معلوم ہوا کہ قرآن وہاں ہی رہے گا جہاں قرآن والا رہے گا (۱۸) یعنی فی الحال مکہ والوں کو ڈراؤ اور آئندہ تمام جہان کو۔ رب فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (فرقان:۱) اولاً حکم ہوا کہ اپنے اہل قرابت کو ڈراؤ' پھر اس آیت میں اہل مکہ کو ڈرانے کا حکم دیا پھر تمام جہانوں کو' غرضیکہ اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا' کہ حضور کی نبوت صرف حجاز کے لئے مخصوص تھی

بقیہ صفحہ ۵۸۱

یا تنگی محض ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں یہ رب کا کرم ہے (۱۶) کہ کون امیری کے لائق ہے' کون فقیری کے سزاوار' لہٰذا اس پر اعتراض نہ کرو (۱۷) خیال رہے کہ نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور آپ نے ہی پہلے کفار کو تبلیغ کی' آپ ہی کی نافرمان امت پر پہلے عذاب آیا اسی لئے آپ کا نام شریف خصوصیت سے لیا گیا (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ عقائد تمام آسمانی دینوں میں یکساں ہیں' اعمال میں فرق ہے' عقاید کو دین اور اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے' اس لئے یہاں دین فرمایا (۱۹) ان پانچ رسولوں کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بہت پایہ اور مرتبہ کے رسول ہیں ورنہ تمام پیغمبروں کو یہ ہی حکم تھا (۲۰) یعنی اپنی اپنی امتوں کا دین ٹھیک کرو' اور ٹھیک رکھو (۲۱) کیونکہ جماعت اللہ کی رحمت ہے' جماعت مسلمین سے علیحدہ ہونا عذاب' یعنی اصولی عقاید میں اختلاف نہ پیدا ہونے دو۔ اگرچہ انبیاء کے اعمال شرعیہ وعبادات میں فرق ہے' رب فرماتا ہے۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (مائدہ:۴۸)

بقیہ صفحہ ۵۸۲

مسلمانوں کو بہکانے کے لئے قرآن کے متعلق جھگڑے کرتے تھے' کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہے' ہماری کتاب تم سے پہلے آئی۔ لہٰذا ہم تم سے بہتر ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا اللہ میں جھگڑا کرنا ہے کہ فرمایا گیا فی اللہ (۱۷) جس کا سر نہ پاؤں کہ اگر صرف پرانا ہونا حقانیت کی دلیل ہوتی تو چاہئے تھا کہ آدم علیہ السلام کا دین ہی حق ہوتا' اور باقی تمام دین ناحق اور بہن سے نکاح کرنا درست ہوتا (۱۸) ان کی کج بحثی کرنے والے یہود ونصاریٰ پر' غضب تو دنیا میں بھی ہے اور سخت عذاب آخرت میں ہوگا۔ (۱۹) یہاں میزان سے مراد یا حضور ہیں' آپ کو ترازو اس لئے فرمایا کہ حضور کی ذات اندازۂ ایمان معلوم ہونے کا ذریعہ ہے' ہر ایک کو بقدر ایمان حضور سے محبت ہوگی۔ (۲۰) (شان نزول) مشرکین عرب مذاق کے طور پر پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب ہوگی' ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔ یہاں لعل شک کے لئے نہیں بلکہ تحقیق وتاکید کے لئے ہے یعنی قیامت بہت قریب ہے کیونکہ آخری نبی آخری کتاب آخری دین آچکا۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں رب فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قمر:۱) یہ بھی خیال رہے کہ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی

بقیہ صفحہ ۵۸۳

ہی فوت ہو گیا (۱۷) اس طرح کہ بعد موت قیامت سے پہلے جنت کی پھلواریاں ان کی قبروں میں ہوں گی' اور بعد قیامت وہ خود جنت کی پھلواریوں میں ہوں گے' اللہ نصیب کرے اپنے حبیب کے طفیل سے گلدستہ میں پھول کے ساتھ گھاس بھی شاہی تخت پر پہنچ جاتی ہے۔ حضور کے ساتھ ہم گنہگار بھی وہاں پہنچ جائیں تو کیا عجب ہے۔ (۱۸) غرضیکہ دنیا میں جو رب چاہے تم کرو آخرت میں جو تم چاہو گے رب کرے گا (۱۹) معلوم ہوا کہ جنت محض اپنے عمل سے نہیں رب کے فضل سے نصیب ہوگی (۲۰) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا کام رب کا کام ہے دیکھو بشارت حضور دیتے ہیں مگر رب نے فرمایا کہ ہم دیتے ہیں دوسرے یہ کہ ایمان عمل سے مقدم ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے' تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں' چوتھے یہ کہ ایک ہی نیکی پر اکتفا نہ کرے' جس قدر ممکن ہو کر گزرے' دانہ پھینکے جاؤ نہ معلوم کونسا اگ جاوے (۲۱) (شان نزول) جب انصار نے حضور کے بہت سے مصارف' اور مال کی کمی محسوس کی' تو آپس میں بہت سال مال جمع کیا' اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے' کہ حضور کی بدولت ہمیں ایمان ملا' قرآن ملا' رحمٰن ملا' حضور کے مصارف زیادہ ہیں' ہم یہ حقیر نذرانہ بارگاہ میں حاضر ہیں' شرف قبولیت بخشا جاوے' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے وہ مال واپس فرما دیئے یہ آیت مدنیہ ہے

بقیہ صفحہ ۵۸۴

کہ بعد موت انسان کے پرزے ریزہ ریزہ ہو کر ہواؤں میں اڑ جاتے ہیں مگر ان اڑتے ہوئے ریزوں کو جمع کرنے پر قادر ہیں' کہ قیامت میں کسی کا کوئی ریزہ دوسرے کے جسم پر نہیں پہنچ سکتا۔ (۱۶) کیونکہ جو پہلے بغیر مثال کے ایجاد کر چکا اب دوبارہ بنانا اسے کیا دشوار ہے (۱۷) اس آیت پر آریہ کہتے ہیں کہ ہر مصیبت کسی گناہ سے پہنچتی ہے تو دودھ پیتے بچوں کی بیماریاں اور تکالیف ان کی پہلی جون کے گناہ سے پہنچتی ہیں کیونکہ اس وقت تو وہ گناہ کر نہیں سکتے' اس ترجمہ سے ان کا اعتراض اٹھ گیا۔ کہ یہاں کسی خاص مصیبت کی طرف اشارہ ہے' ورنہ مصیبت کبھی بلندی درجات کے لئے بھی آجاتی ہے (۱۸) یعنی یہ مصیبت جو تم پر آئی وہ تمہاری کوتاہی کی وجہ سے آئی' اس کے معنی یہ نہیں کہ ہر مصیبت گناہوں کی وجہ سے آتی ہے ورنہ پیغمبروں اور بچوں اور جانوروں پر مصیبت کبھی نہ آیا کرتی کہ یہ بے گناہ ہیں۔ لہٰذا اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے انبیاء کرام' ناسمجھ بچے وغیرہم کو اس سے کوئی تعلق نہیں' خیال رہے کہ چھوٹے بچے اور دیوانہ لوگ آیات قرآنیہ کے مخاطب نہیں ہوا کرتے' لہٰذا اس میں ان سے خطاب نہیں' نہ اس سے آریوں کا مسئلہ تناسخ ثابت ہو سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۸۵

میں داخل ہے اور دوسری صورت بے دینی ہے (۱۶) (شان نزول) یہ آیت کریمہ انصار کے حق میں نازل ہوئی' جنہوں نے حضور کی دعوت قبول کی' ایمان و اطاعت اختیار کی' معلوم ہوا کہ حضور کی دعوت قبول کرنی رب کی دعوت قبول کرنی ہے۔ (۱۷) یعنی وہ جلد بازی یا خود رائی سے کام نہیں لیتے' خیال رہے کہ احکام شرعیہ میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ان پر بہر حال عمل کیا جائے گا باقی دینی قومی' شخصی کاموں میں مشورہ بہت مفید ہے' امامت' خلافت' جہاد' بیاہ شادی وغیرہ میں مشورہ ہونا چاہئے' دیکھو ہماری کتاب نئی تقریریں (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں سارا مال خرچ کرنا لازم نہیں' عوام کے لئے یہی مناسب ہے کہ کچھ مال خیرات کریں' کچھ رکھیں۔ ہاں جو صدیق اکبر جیسا نفس مطمئنہ

رکھتے ہوں وہ سارا مال بھی خیرات کردیں تو سبحان اللّٰہ اسی لئے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں مِن فرمایا گیا (19) پچھلی آیتوں میں معافی کا ذکر تھا اس میں بدلہ لینے کا معلوم ہوا کہ معافی اعلیٰ ہے اور بدلہ لینا اچھا۔ کافر حربی سے ظالم سے بدلہ لینا امن کے قیام کا ذریعہ ہے (20) برائی سے مراد تکلیف رسانی ہے نہ کہ گناہ کیونکہ برائی کا بدلہ لینا گناہ نہیں

بقیہ صفحہ ۵۸۶

(14) یعنی جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ان کے لیے دوزخ کا دائمی عذاب ہے خیال رہے کہ عذاب جنس ہے جس میں لاکھوں قسم کے عذاب شامل ہیں آگ کا عذاب بھوک کا پیاس کا ذلت وخواری کا غرضیکہ دوزخ عذابوں کا مجموعہ ہے رب محفوظ رکھے۔ (15) یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قرابت داروں کے متعلق ان کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے (16) اس طرح کہ اس کی بدکاریوں بے ادبیوں کی وجہ سے رب تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے ذبح کی وجہ سے مذبوح میں رب موت پیدا فرمادیتا ہے۔ (17) کہ نہ دنیا میں اچھے کام کی توفیق پائیں نہ آخرت میں جنت کی راہ نام ونمود کے لئے ہزارہا روپیہ حرام کاموں میں پھونکیں اللہ کے نام پر دینے میں انہیں موت آئے (18) اس کے حبیب کی اطاعت کرکے حضور کی ماننا رب کی ماننا ہے (19) اس سے مراد موت یا قیامت کا دن ہے اور دن بمعنی وقت ہے نہ کہ رات کا مقابل (20) اس وقت نیکیوں کی تمنا کرو گے مگر نصیب نہ ہوگی ابھی وقت ہے کچھ بولو۔ آج وہ منا رہا ہے تم نہیں مانتے کل تم مناؤ گے وہ نہ مانے گا (21) اگر کفر پر مر گئے اور اگر ایمان پر خاتمہ ہوا تو رب کا کرم اس کے حبیب کا دامن پناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کے دامن کی پناہ میں رکھے

بقیہ صفحہ ۵۸۷

اس میں اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ آئندہ بھی وحی بھیجا کریں گے (20) قرآن کریم کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور یہ ایمان کی جان ہے (21) یہاں درایت کی نفی ہے یعنی آپ ایمان اور کتاب کو اٹکل و قیاس سے نہ جانتے تھے مطلقاً علم کی نفی نہیں کیونکہ حضور ﷺ وحی آنے سے پہلے عابد زاہد متقی پرہیزگار تھے بلکہ پہلی وحی اعتکاف وعبادت کی حالت میں آئی نیز نبی کسی وقت ایمان سے بے خبر نہیں ہوتے عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا (مریم ۳۰) یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل جب پہلی وحی لائے تو حضور نے یقینی طور پر یہ بھی جان لیا کہ یہ جبریل ہیں اور یہ بھی کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ قرآن ہے یہ بھی کہ یہ رب کے بھیجے ہوئے ہیں اسی لئے نہ تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے یہ باتیں کررہے ہو یا قرآن سنا رہے ہو اگر آپ کو ان تمام باتوں کا علم نہ ہوتا تو یہ آیت حضور کے لئے مشکوک رہتی حالانکہ قرآن میں شک کفر ہے۔ رب فرماتا ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ (بقرہ: ۲) ورقہ بن نوفل کے پاس جانا انہیں ایمان بخشنے کے لئے تھا نہ کہ اپنی تسلی کے لئے۔ (22) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن نور و روشنی ہے دوسرے یہ کہ اس سے سب ہدایت نہیں پاتے بلکہ وہ جسے رب ہدایت دے تیسرے یہ کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں حضور نزول قرآن سے پہلے ہدایت پر تھے جیسا کہ مَن نشآئیے معلوم ہوا (23) اس سے معلوم ہوا کہ باذن پروردگار حضور ہدایت دیتے ہیں اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (قصص: ۵۶) میں مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت رب نہ چاہے اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے ہدایت ہی ملتی ہے گمراہی دور ہوتی ہے مگر قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے اور گمراہی بھی يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (بقرہ: ۲۶) قرآن اس کو ہی ہدایت دیتا ہے جس کے دل میں صاحب قرآن کا نور ہو

بقیہ صفحہ ۵۸۸

کہتے ہیں بعض گلی کوچے انہیں طریقت کہا جاتا ہے (14) اس طرح کہ ہر جگہ وہاں کی ضرورت کے مطابق اتارا۔ بنگال میں بارش زیادہ پنجاب میں کم برسات میں زیادہ دوسرے موسموں میں کم ایسے ہی آسمان نبوت سے ہدایت وعرفان کی بارش کی جس سے ایمان کی کھیتیاں سرسبز رہتی ہیں (15) قبروں سے محشر کی طرف نفخہ ثانیہ پر صور کی آواز بارش کی طرح ہوگی اور تمام مردے دانہ کی طرح اگیں گے (16) جسمانی وروحانی۔ جسمانی جوڑے جیسے نر و مادہ کالا و گورا۔ کھٹا میٹھا وغیرہ روحانی جوڑے جیسے نیک بخت و بد بخت مومن و کافر فاسق و متقی نفس و قلب وغیرہ (17) جن پر سوار ہوکر تم دریا و خشکی کے سفر طے کرتے ہو ایسے ہی سفر آخرت کے لئے سواریاں بنائیں شریعت وطریقت کے مسائل ہمارے نیک اعمال سب اس سفر کی سواریاں ہیں علماء و اولیاء ان کے رہبر و کپتان ہیں جیسے مسافر جہاز کے کپتان سے بے نیاز نہیں ایسے ہی مسلمان علماء و اولیاء سے بے پروا نہیں (18) دریا کے سفر میں کشتی کی پشت پر خشکی کے سفر میں سواریوں کی پشت پر (19) دل و زبان دونوں سے۔ معلوم ہوا کہ ہر نعمت پر رب کی یاد چاہئے یہ یہ بھی شکر کی ایک قسم ہے

بقیہ صفحہ ۵۸۹

تھی نہ ارادہ۔ کفار کہتے ہیں کہ چونکہ ہم رب کے ارادے سے کفر کررہے ہیں لہٰذا رب ہمارے کفر سے راضی ہے اگر راضی نہ ہوتا تو ارادہ نہ کرتا۔ (14) حالانکہ عقائد میں اٹکل تخمینہ یوں ہی سنی سنائی باتیں کافی نہیں۔ (15) ایسا بھی نہیں کیونکہ عرب شریف میں قرآن کریم کے سوا کوئی کتاب الٰہی نہ آئی اور کسی کتاب الٰہی میں کفر کی اجازت ہوسکتی بھی نہیں (16) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسم ورواج کی پابندی کرنا بدترین جرم ہے جیسے آج بعض جاہل مسلمان شادی بیاہ کے حرام رسومات صرف اپنے پرانے جاہل باپ دادوں کی پیروی میں مضبوط پکڑے ہوئے ہیں (17) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی غلامی اکثر فقراء نے کی مالدار بہت کم مطیع ہوئے اب بھی دین غرباء سے قائم ہے عالم حافظ مشائخ مساکین میں ہی عام طور پر پائے جاتے ہیں

بقیہ صفحہ ۵۹۰

ہیں۔ (12) معلوم ہوا کہ نبی کو عظیم نہ سمجھنا اہل دنیا کو عظیم جاننا کفار کا کام ہے سب سے زیادہ عظمت والے نبی پھر ان کے غلام ہیں رب فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸) یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شہر کو قریہ کہا جاتا ہے کیونکہ کفار نے مکہ اور طائف کو قریہ کہا۔ لہٰذا جمعہ صرف شہر میں ہوگا۔ جواثی قریہ یعنی بڑا شہر تھا (شان نزول) کافر کہتے تھے کہ اگر قرآن انسان پر اترنا ہی تھا تو ولید بن مغیرہ پر آتا جو مکہ کا بڑا آدمی ہے یا عروہ بن مسعود ثقفی پر جو طائف کا امیر ہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی (13) یعنی نبوت ورسالت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں میں نہیں جسے ہم چاہیں نبوت دیں یہ تو ہمارے کرم سے ملتی ہے (14) جسے چاہا دے دیا۔ جسے چاہا امیر کیا جسے چاہا فقیر بنایا جب وہاں کوئی سوال نہیں کرسکتا کہ فلاں امیر کیوں ہوا فلاں غریب کیوں تو نبوت کی عطاء پر سوال کیوں ہے سبحان اللہ۔ (15) دولت وقوت ودیگر دنیاوی نعمتوں میں بعض کو بہت اونچا کیا ایسے ہی دینی نعمتوں کا

حال ہے ● کہ کفار مالدار' غریبوں کی ہنسی اڑاتے ہیں لہٰذا یہ لام انجام کا ہے' جیسے کہا جاتا ہے چور نے چوری کی تاکہ جیل جائے یا یہ معنی ہیں کہ امیر غریب کو مسخر تابعدار کرکے ان سے اپنا کام لیں' ان کے کام نکلیں غریب کی پرورش ہو ● دنیا میں ہدایت ایمان' عرفان' نبی کی غلامی' آخرت میں جنت اور وہاں کی نعمتیں ● کیونکہ دنیا کا مال و اولاد وغیرہ سب فانی ہیں وہ رحمت ہمیشہ باقی ● یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کفار کا مال وعیش دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے' تو ہم کفار کو بہت مال دیتے

بقیہ صفحہ ۵۹۱

کے زمانہ میں بڑی فتوحات ہوئیں ● آپ کی حیات شریفہ میں۔ ورنہ حضور بعد وفات بھی سارے عالم کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں' دیکھو ہماری کتاب جاء الحق' معراج اور حج وداع میں گزشتہ انبیاء حضور کے پاس حاضر ہوئے ● ظاہری وحی جیسے قرآن اور باطنی وحی یعنی حدیث شریف' ان پر مضبوطی سے عمل کرو۔ دراصل یہ حکم ہم کو ہے۔ ● یعنی تم سیدھے رستہ پر چل سکتے ہو جو تمہیں ڈھونڈے وہ اسلام کا سیدھا راستہ اختیار کرے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (حود:۵۶) ● معلوم ہوا کہ حضور کی ساری امت حضور کی قوم ہے اور سارا عالم حضور کی امت ہے تو سارا عالم حضور کی قوم ہے اور ہر نبی اپنی قوم کی زبان جانتے ہیں' لہٰذا حضور ساری زبانیں جانتے ہیں کیونکہ یہ سب ان کی قوم کی زبانیں ہیں' رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراھیم:۴) آیت کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم آپ کی اور آپ کے غلاموں کی عزت کا ذریعہ ہے' جو عزت چاہے وہ قرآن کی خدمت کرے ● اے مسلمانو کہ تم نے قرآن کریم کا حق ادا کیا یہ سوال روز قیامت ہوگا

بقیہ صفحہ ۵۹۲

● موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے معلوم ہوا کہ مومن کی دعا کفار کی بھی مشکلات حل کردیتی ہے ● اس طرح کہ ایمان لانے کا وعدہ پورا نہ کیا ● جو چالیس فرسخ لمبی چالیس فرسخ چوڑی ہے (روح) اسکندریہ سے شام تک طول نیل سے اسوان تک عرض چونکہ اسے مصر ابن سلام ابن نوح علیہ السلام نے بسایا اس لئے اس کا نام مصر ہوا ● دریائے نیل سے تین سو ساٹھ نہریں نکالی گئی تھیں جن میں بڑی خلیجان' طولون' دمیاط' تنیس چار نہریں تھیں' جو قصر شاہی کے نیچے بہتی تھیں' وہ ان پر پھول کر خدا بن گیا ● معلوم ہوا کہ نبی کو ذلت کے الفاظ سے یاد کرنا یا اپنے کو نبی سے اعلیٰ کہنا فرعونی کفر ہے ایسے گستاخوں کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ اس سے اسماعیل اور اسماعیلی فرقے کو عبرت پکڑنا چاہئے۔ حضرات انبیاء تمام جہان سے اعلیٰ و افضل ہیں ● کیونکہ ان کی زبان شریف میں لکنت ہے۔ جو بچپن شریف میں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے ہے۔ وہ پرانے خیال میں تھا۔ رب نے آپ کو شفا بخش دی تھی' آپ کی طور والی دعا سے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (طٰہٰ: ۲۷) ● یعنی اگر رب نے موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنایا ہے تو انہیں سونے کے کنگن کیوں نہ پہنائے جیسے میں اپنے سرداروں کو پہناتا ہوں۔ ● جنہیں ہم دیکھتے ہیں ورنہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرشتے رہتے تھے ● جو دنیا کی ٹیپ ٹاپ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی شان نہ پہچان سکے۔ ● اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ناراضگی رب تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث ہے' ایسے ہی نبی کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا ذریعہ ہے نبی راضی تو رب راضی

بقیہ صفحہ ۵۹۳

پھر ہو تمہارا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ ● انجیل شریف کی آیتیں یا اپنے معجزات' مردے زندہ کرنا' اندھے' کوڑھی اچھے کرنا' غیب کی خبریں بتانا کہ تم گھر میں یہ کھا کر یہ بچا کر آئے ہو ● انجیل شریف اور اپنے حکیمانہ وعظ و نصیحت' عیسیٰ علیہ السلام بے مثل حکیمانہ کلام فرماتے تھے ● یہاں یا تو بعض بمعنی کل ہے' جیسے کل بمعنی بعض بھی بولا جاتا ہے' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ (بقرہ:۲۶۰) یا مراد دینی امور ہیں جو توریت میں مذکور تھے ● یعنی جیسے رب تعالیٰ تمہارا رب ہے۔ میرا رب بھی ہے' میرا اب یعنی باپ نہیں' خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ربوبیت الٰہیہ کو پہلے اپنی طرف نسبت فرمایا' پھر دوسروں کی طرف' کیونکہ انبیاء کرام تمام مخلوق کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہوتے ہیں ● یعنی اللہ کی عبادت کرنی سیدھا راستہ ہے' میری عبادت کرنا ٹیڑھا راستہ جو دوزخ میں پہنچائے گا ● اس طرح کہ بعض نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا' بعض نے خدا کا بیٹا بعض نے خدا کا حلول مانا ● یعنی ان اختلاف کرنے والوں میں جو ظالم و کافر ہیں وہ عذاب کے مستحق ہیں' جو حق پر ہیں' کہ انہیں رب کا بندہ مانتے ہیں وہ ثواب کے مستحق۔ ● خیال رہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے اور قیامت کی نشانیاں بہت پہلے سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ مگر قیامت کا آنا اچانک اور آناً فاناً ہوگا' لوگ بالکل بے خبر ہو کر اپنے کام کاج میں مشغول ہوں گے کہ قیامت آجائے گی' یہاں اس آنے کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (نحل:۷۷) ● یعنی دنیا کی دوستیاں' قرابتیں قیامت میں دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی' مومن باپ کافر بیٹے کا دشمن ہو جائے گا' بلکہ کافر کے اعضاء بھی کافر کے دشمن ہو جائیں گے' اور اس کے خلاف گواہی دیں گے' دنیا فانی ہے' تو دنیا کی دوستی بھی فانی

بقیہ صفحہ ۵۹۴

رب کے کام ہیں' دنیا میں حق لانے والے نبی ہیں مگر رب نے فرمایا کہ ہم حق لائے ہیں ● اکثر اس لئے فرمایا کہ ان میں سے بعض ایمان لانے والے بھی تھے' معلوم ہوا کہ دینی چیزوں سے کراہت کرنا کفار کا کام ہے ● حضور کو ایذا پہنچانے کا جس کی وہ دن رات تدبیریں سوچتے ہیں' لہٰذا یہ استفہام اقراری ہے ● کہ آپ کو ان کے مکروفریب سے محفوظ رکھیں گے' رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا' دیکھو ہجرت کی رات کیا ہوا۔ جو دشمنوں میں گھرا ہو وہ اس آیت کا وظیفہ کرے' انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ مجرب ہے ● معلوم ہوا کہ تحریر یا گواہی انسان کی ذہن دوزی کے لئے ہے رب کے علم کے لئے نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بالغ مکلف کا ہر قول و فعل لکھا جاتا ہے' خواہ مومن ہو یا کافر' بعض علماء نے فرمایا کہ کافر کی صرف بدیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ اس پر گواہ ہوتا ہے' ان کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ خفیہ سازشیں یہ کر رہے ہیں' ہم انہیں لکھ رہے ہیں ● (شان نزول) نضر ابن حارث نے حضور سے عرض کیا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری' نضر خوش ہوا کہ قرآن میں میری تصدیق آگئی' حضور نے فرمایا کہ اس میں تیری تردید ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بیٹا باپ کی جنس سے ہوتا ہے' لہٰذا خدا کا بیٹا خدا ہوتا' دوسرے یہ کہ ناممکن کو ناممکن پر معلق کر سکتے ہیں' دیکھو نہ رب کے لئے اولاد ممکن ہے نہ حضور کا اس کی عبادت کرنا ممکن' تیسرے یہ کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے رب کی عبادت نور محمدی نے کی' فرمایا گیا اگر رب کے بیٹا ہوتا' تو سب سے پہلے میں اس کا عابد ہوتا۔

بقیہ صفحہ ۵۹۵

فرشتوں کو سلام اعزاز و تکریم کا ہے' غرضیکہ سلام کی بہت نوعیتیں ہیں (۱۵) اس رات سے مراد یا شب قدر ہے' ستائیسویں رمضان یا شب معراج یا شب برات' پندرھویں شعبان' اس رات میں پورا قرآن لوح محفوظ سے دنیاوی آسمان کی طرف اتارا گیا پھر وہاں سے تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضور پر اترا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس رات میں قرآن اترا وہ مبارک ہے' تو جس رات میں صاحب قرآن دنیا میں تشریف لائے وہ بھی مبارک ہے۔ (۱۶) اس رات میں سال بھر کے رزق' موت' زندگی' عزت و ذلت' غرض تمام انتظامی امور لوح محفوظ سے فرشتوں کے صحیفوں میں نقل کر کے ہر صحیفہ اس محکمہ کے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے۔ جیسے ملک الموت کو تمام مرنے والوں کو فہرست وغیرہ' اس سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ پر فرشتوں کو سال بھر پہلے مطلع کر دیا جاتا ہے تو اگر حضور کو اطلاع تام دے دی گئی تو اعتراض کیا ہے

بقیہ صفحہ ۵۹۶

انہیں پا کر غافل نہ ہو جانا چاہئے (۱۵) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اخلاق و نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں' اور خالق و مخلوق کے نزدیک بڑی تعظیم و توقیر کے مستحق' اس آیت سے بہت سے مسائل نکل سکتے ہیں' جو انہیں ذلیل کہے وہ خود خوار و ذلیل ہے (۱۶) اپنی غلامی و قید سے آزاد کر کے میرے سپرد کرو۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں نبی کے ذریعہ ہم کو ملتی ہیں خیال رہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن شام تھا۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے وہ مصر پہنچے' یہاں وہ مہمان یا مسافر کی حیثیت سے تھے آپ نے فرمایا کہ انہیں میرے سپرد کرو' تاکہ میں انہیں ان کے وطن شام لے جاؤں۔ (۱۷) بلکہ میری اطاعت کرو' مجھ پر ایمان لاؤ کیونکہ آپ فرعونیوں کے بھی نبی تھے (۱۸) اپنے معجزات عصا' ید بیضا وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ معجزات ثبوت نبوت کے لئے ہوتے ہیں (۱۹) فرعونیوں نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی' اس پر آپ نے یہ فرمایا (۲۰) اور میرے قتل کے ارادے سے باز آ جاؤ مجھ سے دشمنی نہ کرو کہ اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے' مگر وہ باز نہ آئے

بقیہ صفحہ ۵۹۷

عزت کا باعث ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس لئے افضل تھے کہ وہ اولاد انبیاء تھے مگر یہ نسبی شرافت مومن کے لئے ہے' کافر کے لئے نبی زادہ ہونا عبث ہے' کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا مگر ہلاک ہوا (۱۱) آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ بنی اسرائیل حضور کی اولاد یا حضور کی امت سے افضل ہیں اب حضور کی امت ہی تمام سے بڑھ کر ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' رب فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (آل عمران: ۱۱۰) اور فرماتا ہے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (احزاب: ۳۲) (۱۲) جیسے بنی اسرائیل کے لئے دریا چیرنا' من و سلویٰ اتارنا' بادل کا سایہ فرمانا وغیرہ' چونکہ نعمتیں بھی رب کی آزمائش ہیں' اس لئے انہیں یہاں بَـلٰٓـؤًا فرمایا (۱۳) یعنی فرعونیوں کی طرح کافر آخرت اور وہاں کی جزا و سزا کے انکاری ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ اس کی طرح سرکش اور اس ہی کی طرح سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ اس کلام سے کفار کا منشا قیامت کا انکار تھا۔ ورنہ اسلام بھی ایک ہی موت مانتا ہے۔ (۱۴) یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ ایک موت ماننا کفر نہیں (۱۵) یعنی اگر مرنے کے بعد اٹھنا حق ہے تو ہمارے مرے باپ دادوں کو زندہ کر دو' یہ گفتگو ایسی ہی احمقانہ ہے جیسے کوئی نئے پودے کے متعلق کہے کہ اگر اس کا پھل دینا برحق ہے تو ابھی اس سے پھل نکال لو' ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے (۱۶) یمن کے بادشاہ کا لقب تبع ہوتا تھا' یہ تبع حارث ابن حمال حمیری تھے' جو خود مومن تھے مگر ان کی قوم سخت سرکش' شہ زور کفار تھی' جو کفر کے سبب ہلاک ہوئی' اس تبع نے مدینہ منورہ بسایا' اس تبع نے حضور کو غائبانہ خط لکھ کر لوگوں کو سپرد کیا تھا' کہ جب حضور جلوہ گر ہوں تو میرا یہ خط پیش کر دیا جائے' چنانچہ ابو ایوب انصاری کے مکان میں جب حضور فروکش ہوئے تو ابو یعلیٰ نے وہ خط پیش کیا (۱۷) یعنی اگر حشر و نشر' سزا و جزا کچھ نہ ہو تو عالم کا پیدا فرمانا عبث ہوا' کھیل کود و عبث کا ہی حساب و کتاب نہیں ہوا کرتا (۱۸) اس لئے بنایا' کہ لوگ ایمان لا کر ہماری اطاعت کریں اور ہم مطیع کو ثواب' مجرم کو عذاب دیں

بقیہ صفحہ ۵۹۸

یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں نکاح کے لئے جنسیت ضروری ہے مگر جنت میں نہیں کیونکہ حوریں انسان نہیں ہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہیں چونکہ حوروں کی آنکھ نہایت ہی حسین ہوگی۔ اس لئے انہیں حور عین فرمایا گیا (۱۷) اپنے خدام کو حاضر کرنے کا حکم دیں گے اس لئے یَدْعُوْنَ فرمایا نہ کہ یَسْئَلُوْنَ (۱۸) نہ میوے ختم ہونے کا اندیشہ نہ اپنی زندگی ختم ہونے کا کھٹکا سب کو خلود ہے (۱۹) یعنی دنیا میں جو موت آ چکی اب انہیں موت نہ آوے گی' اگرچہ دوزخی کفار کو بھی موت نہ آوے گی مگر ان کی زندگی موت سے بدتر ہوگی۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (اعلیٰ: ۱۳) (۲۰) معلوم ہوا کہ دوزخ سے بچنا محض فضل الٰہی سے ہے نہ کہ اپنی بہادری سے' ایمان و تقویٰ بھی اس کی مہربانی سے نصیب ہوتا ہے۔ (۲۱) یعنی عربی میں قرآن اس لئے آیا کہ تمہاری زبان عربی ہے۔ یا تمہاری زبان شریف کے ذریعہ لوگوں کو قرآن میسر ہوا۔ اگر تمہارا واسطہ نہ ہوتا تو یہ عرشی نعمت ان فرشیوں کو کیسے نصیب ہوتی' اب بھی تمہاری برکت سے لوگوں کو قرآن کی فہم نصیب ہوتی ہے (۲۲) بِلِسَانِكَ کے تین معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تمہاری زبان عربی میں قرآن کریم کو عرب والوں کے لئے آسان کیا یعنی قرآن عربی میں آیا جو عرب والوں کے لئے آسان ہے' عجمیوں کے لئے مشکل' یہ اہل عرب پر ہمارا احسان ہے یا تمہاری زبان پر قرآن کو آسان کیا کہ دوسرے لوگ قرآن حفظ کرنے اس کی تجوید سیکھنے اس کے علوم حاصل کرنے میں بڑی محنت کرتے ہیں مگر تمہیں یہ سب کچھ بغیر محنت و مشقت حاصل ہے یا تمہاری زبان کے ذریعہ سے لوگوں پر قرآن کو آسان کیا کہ جو قرآن کو تمہاری تعظیم سے سمجھے اس کے لئے قرآن آسان ہے اور تمہارے بغیر یہ قرآن سخت دشوار ہے' کسی کی سمجھ میں قطعاً نہیں آ سکتا۔ حضور کے بغیر بتائے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کا ترجمہ بھی انسان نہیں کر سکتا (۲۳) یعنی کفار تو اس انتظار میں ہیں کہ اے محبوب تم پر اور مسلمانوں پر آفت آسمانی آ جاوے۔ یا تمہاری وفات کے بعد دین اسلام ختم ہو جاوے۔ ان کا یہ انتظار نفسانی و شیطانی انتظار ہے وہ اپنے اس خواب کی تعبیر کبھی نہ دیکھیں گے اور تم اس کا انتظار فرماؤ۔ کہ عنقریب اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور کفار مغلوب ہوں گے تمہارا ڈنکا ہر جگہ بجے گا تمہارا یہ انتظار رب کی طرف سے یعنی رحمانی ہے جو ضرور پورا ہوگا الحمد للہ حضور کا انتظار پورا ہوا۔ جو آج تک نظر آ رہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۹۹

(۱۳) دنیا میں بھی مرتے وقت بھی' آخرت میں بھی' چنانچہ نضر ابن حارث باندھ کر قتل کیا گیا (روح) (۱۴) اس طرح کہ لوگوں سے کہتا ہے کہ محمد مصطفیٰ تم کو فرعون و ہامان کے قصے سناتے ہیں' میں تمہیں رستم و اسفندیار کی کہانیاں سناتا ہوں' میرا قرآن ان کے

قرآن سے بہتر ہے' نعوذ باللہ ● کہ قبر میں عذاب بھی پائیں اور ذلیل بھی ہوں' کہ فرشتے انہیں جھڑکیں ملامتیں کریں۔ اس میں اشارۃً عذاب قبر کا ثبوت ہے' دوزخ کے عذاب کا آگے ذکر آرہا ہے ● یعنی کفار کو پہلے قبر کا عذاب ہوگا آگے چل کر دوزخ کا ● یعنی کفار کو ان کا مال و اعمال و اولاد غرض کوئی کمائی کام نہ آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن کو ہر چیز کام آوے گی۔ کہ اولاد شفاعت کرے گی اور خیرات کیا ہوا مال فائدہ پہنچائے گا۔ ● وہ بت جن کی پوجا کرتے تھے یا سرداران کفر۔ مومن کو انشاء اللہ بزرگان دین کی شفاعت پہنچے گی' جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے اس آیت کا مومنوں سے کوئی تعلق نہیں ● یعنی سارا قرآن خواہ اس کے قصے ہوں یا احکام سب کچھ تمام لوگوں کے لئے ایمان و عرفان کے رہبر ہیں

بقیہ صفحہ ۶۰۰

سے ہونا بیکار ہے' دیکھو وہ بنی اسرائیل جو اولاد انبیاء ہیں اب مردود و خائب و خاسر ہیں حضور کا انکار کر کے ● یعنی آپ کی بعثت آپ کی حقانیت کی روشن دلیلیں بنی اسرائیل کو بخشیں کہ ان کی کتب میں آپ کی صفات حمیدہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ● اس طرح کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے وہ سب آپ کے منتظر تھے تشریف لانے پر بہت سے منکر ہو گئے۔ ● اس سے معلوم ہوا کہ علم جھگڑے کو مٹانے والا ہے مگر جب عالم میں حسد ہو تو جھگڑے بڑھا دیتا ہے۔ شیطان کا علم اسے لے ڈوبا حضرت آدم پر حسد کی وجہ سے ● رب کا قولی فیصلہ تو دنیا میں بھی ہو چکا ہے مگر عملی فیصلہ کہ جھوٹے کو دوزخ میں جھونکا جاوے سچے کو جنت میں پہنچایا جاوے۔ یہ آخرت میں ہی ہوگا اس لئے قیامت کو یوم فصل کہا جاتا ہے۔ ● یعنی بنی اسرائیل کے بعد تمہیں دین روشن عطا فرمایا' شریعت کے معنی ہیں کھلا ہوا صاف راستہ جس پر چل کر بے تکلف منزل مقصود پر پہنچا جا سکے۔ اس راستہ میں ہم چل رہے ہیں۔ حضور چلا رہے ہیں اس لئے یہاں ارشاد ہوا کہ اس راستہ پر تمہیں ایسے مقرر کیا جیسے جہاز کے لئے کپتان ● کفار قریش اور تمام کفار کی کوئی دینی رائے نہ مانو اَھوَاء سے مراد دینی رائے ہے لہٰذا اس آیت پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا' خیال رہے کہ ہر کافر دین حق سے جاہل ہے ● اس سے بظاہر خطاب حضور سے ہے درحقیقت ہم لوگوں سے۔ کفار کی کثرت دولت سے مسلمان مرعوب نہ ہو جاویں یہ سب بیکار ہے دیکھو قارون کو نہ اس کے مال نے بچایا۔ نہ دوستوں نے' سب وبال ہو گئے ● صرف دنیا میں کیونکہ ہر ایک اپنی جنس کی طرف مائل ہے آخرت میں یہ دوستی ٹوٹ جاوے گی رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (زخرف: ۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ کافر مومن کا کبھی دوست نہیں ہو سکتا' مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک ہو جاتے ہیں اس پر اعتبار نہ کرو

بقیہ صفحہ ۶۰۱

و مالک جانتے ہیں۔ اس آیت میں دہریوں کے علاوہ دوسرے مشرکوں کا ذکر ہے' لہٰذا آیت میں تعارض نہیں۔ ● یعنی دہریوں کی یہ بکواس تعلیم نبی کی بناء پر نہیں نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے' محض اپنے اٹکل پچو قیاس سے کہتے ہیں' خیال رہے کہ مصیبت کے وقت زمانہ کو برا کہنا سخت ممنوع ہے۔ ● اس سے مراد قرآن کریم کی وہ آیتیں ہیں جن میں قیامت کے ثبوت کے قوی دلائل بیان ہوئے ہیں ● یعنی ابھی ہمارے باپ دادوں کو زندہ کردو۔ یہ مطالبہ بے جا تھا۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے ● اس طرح کہ بے جان نطفہ کو جاندار بناتا ہے پھر جب تک چاہے زندہ رکھتا ہے' جب چاہے موت دے دیتا ہے ● اولاً جمع فرمائے گا' پھر صالح و بدکار کی چھانٹ فرما دے گا۔ کہ صالح علیحدہ کھڑے ہوں گے بدکار علیحدہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ● اس لئے اس پر ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ شرعی امور میں جہالت عذر نہیں بے علم کو بھی سزا ملے گی تو بے علم کیوں رہا

بقیہ صفحہ ۶۰۲

گمان غالب رکھنا یا نبی کو چھوڑ کر اور دلائل سے ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں' ایمان یہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام ایمانی چیزوں کو اس لئے مانے کہ نبی نے ان کی خبر دی نبی کے مقابل نہ عقل کی مانے نہ کسی عاقل کی' ہماری عقل غلطی کر سکتی ہے مگر ان کا کلام غلط نہیں ہو سکتا ● اس طرح کہ ان کے بد اعمال نہایت بری شکلوں میں ان کے سامنے نمودار ہو گئے جن سے وہ آج بھاگتے اور نفرت کرتے ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے یا برائیوں سے مراد گناہ و کفر کی سزائیں ہیں جو دنیا میں چھپی ہوئی تھیں' آج ظاہر ہو رہی ہیں' اللہ بچائے ● روح البیان نے فرمایا کہ حاق عذاب کے لئے استعمال ہوتا ہے رحمت کے گھیرے کو حوق یا حیق نہیں کہا جاتا ● اس طرح کہ ہمیشہ عذاب دوزخ میں رکھیں گے' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کو اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں داخل فرمادے مگر اسے وہاں چھوڑے گا نہیں' خیال رہے کہ خدا تعالیٰ بھول سے پاک ہے لہٰذا یہاں بھول کا نتیجہ یعنی چھوڑنا مراد ہے ● یہاں بھی بھولنے سے مراد نہ ماننا اور تیاری نہ کرنا ہے نہ وہ بھول چوک جس کی معافی کا اعلان ہو چکا ہے کیونکہ کافر دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کرتا ہے ● معلوم ہوا کہ قیامت میں مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے' گنہگار مومنوں کو نیک کار جنتی دوزخ سے نکال لائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ● آیتوں سے مراد نبی کے معجزات' کلام الٰہی کی آیات سب ہی ہیں معلوم ہوا کہ کسی دینی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے ● تم اس میں ایسے پھنسے کہ آخرت کو چھوڑ بیٹھے' خیال رہے کہ دل دنیا میں ہو تو کوئی مضائقہ نہیں' مگر دنیا دل میں ہو تو ہلاکت ہے' کشتی میں دریا آجائے تو ڈوب جاتی ہے ● یعنی کفار کو نہ تو معافی دے کر دوزخ سے نکالا جاوے گا۔ اور نہ ان سے یہ کہا جاوے گا کہ اب نیکیاں کرکے اور کفر سے توبہ کرکے رب کو منالو اسے راضی کرلو۔ آج دنیا میں رب انہیں منا رہا ہے۔ وہ نہیں مانتے' کل قیامت میں وہ کفار رب کو منانا چاہیں گے وہ نہ مانے گا۔ شعر

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں' اگر مان گیا

لہٰذا مومن کو چاہئے کہ دنیا میں اللہ و رسول کو راضی کرے ● حقیقی بڑائی رب کی ہے پھر جسے وہ بڑا کردے وہ بڑائی والا ہے' جیسے انبیاء' اولیاء و خاص مومنین۔

بقیہ صفحہ ۶۰۳

احساس و شعور ہوگا جس سے وہ کفار کے خلاف گواہی دیں گے دوزخ میں انہیں عذاب دیں گے جیسے کہ موذن کے ایمان کی گواہی وہاں تک کے پتھر لکڑی گواہی دیں گے' جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے ● بت یہ نہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری پوجا نہ کرتے تھے ورنہ پھر ان کے دشمن کیوں ہوتے بلکہ عرض کریں گے کہ ہم نے انہیں اپنی پوجا کا حکم نہ دیا تھا ● تبلیغ کے لئے' معلوم ہوا کہ کفار کو قرآن سنانا پڑھانا جائز ہے' اس نیت سے شاید یہ ایمان لے آویں' قرآن مسلمانوں کو تو عمل کے لئے سنایا سکھایا جاوے' کفار کو ایمان کے لئے ● کہ دلوں پر اثر تو بہت کرتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں' معلوم ہوا کہ قرآن کی تاثیر کے کفار بھی قائل تھے ● یعنی حضور

نے قرآنی آیات خود بنالی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رب کا کلام ہے یہ ایسی بے ہودہ بکواس تھی جسے وہ خود بھی غلط مانتے تھے' کیونکہ قرآن کریم نے بار ہا یہ اعلان فرمادیا تھا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو تم سب مل کر ایک آیت ہی بنالاؤ (۱۹) یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا عذاب الٰہی آنے کا سبب ہے یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ایسا جاننے والا کبھی افتراء جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا (۲۰) یعنی جب میں سچا ہوں اور تم مجھے جھوٹا کہتے ہو' تو تم سزا کے مستحق ہوئے تم اپنی فکر کرو۔ کیونکہ رب تمہیں بھی دیکھ رہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۰۴

☆ کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی است۔ یہ ہی قرآن والے محبوب کا حال ہے کہ کوئی غلاف کو دیکھ کر انہیں محض بشر کہتا ہے کوئی اندرون غلاف پر نظر رکھ کر انہیں محبوب خدا مانتا ہے (۱۲) مصدق کے معنی ہیں سچا کہنے والی یا سچا کر دکھانے والی' قرآن کریم نے تمام آسمانی کتابوں کو ساری دنیا سے سچا کہلوایا۔ یا قرآن نے تشریف لا کر ان کتابوں کو سچا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کی تشریف آوری کی خبر دی تھی' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آوے گی نہ نبی کیونکہ قرآن صرف تصدیق فرمارہا ہے۔ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا (۱۳) خیال رہے کہ یہاں بشارت ڈرانے کے ساتھ ہے لہٰذا اس کے معنی ہیں اللہ کے ثواب کی بشارت نہ کہ آئندہ کسی نبی یا کتاب کی بشارت (۱۴) اللہ کو رب ماننے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے سارے رسولوں' کتابوں وغیرہ کو مانے اگر کسی کو اپنا والد تسلیم کیا گیا تو اس کے سارے عزیزوں کو اپنا بزرگ یا عزیز مان لیا کہ والد کا باپ اپنا دادا ہے اس کا بھائی اپنا چاچا' اس کی بیوی اپنی ماں' تو جو کوئی رب کو ماننے کا دعویٰ کرے مگر اس کے رسول کا انکار کرے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے وہ رب کو مانتا ہی نہیں (۱۵) اس طرح کہ ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نصیب کرے (۱۶) ان خوش نصیبوں کو مرتے وقت دنیا چھوٹنے کا غم نہیں اور قیامت میں عذاب کا خوف نہیں۔ اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کی تفسیر سورۃ یونس میں بھی گزر گئی (۱۷) بما کی ب سببیہ ہے یعنی نیک اعمال کے سبب جنت میں جائیں گے' ورنہ جنت در حقیقت رب کے فضل سے ملے گی عمل تو فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ وسبب ہے (۱۸) بھلائی میں جان و مال ہر طرح کی خدمات داخل ہیں' ماں باپ اگرچہ کافر ہوں مگر ان کی خدمت اولاد پر لازم ہے کیونکہ رب نے والدین مطلق فرمایا (۱۹) معلوم ہوا کہ حق الخدمت ماں کا زیادہ ہے کیونکہ ماں نے بچہ کو خون پلا کر پالا اور باپ نے زر پلا کر' یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں اگر بچہ کی پرورش نہ بھی کر سکے جب بھی حق مادری اس کا ضرور ہے کیونکہ یہاں پیٹ میں رکھنے اور جننے کو وجہ بتایا گیا' نیز اگر ماں خاوند سے اجرت لے کر بچہ کو پالے جب بھی اس کا حق ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو فرعونی اجرت پر پرورش کیا

بقیہ صفحہ ۶۰۵

وہ اس آیت کا منکر ہے' دیکھو اصحاب کہف کے غار پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں ہیں اور وہ جنت میں جاوے گا تو جو مومن غار میں یار کو لے کر بیٹھے جس کا زانو قرآن والے کی رحل ہو' اس کے مراتب کا کیا پوچھنا (۹) اس طرح کہ دنیا ہی میں حضور نے ابو بکر صدیق کو جنت میں اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ فرمالیا بلکہ انہیں ہمیشہ کے لئے قبر میں اپنے ساتھ سلا لیا۔ (۱۰) اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کافر اور ماں باپ کا نافرمان نالائق ہے اور اس کے ماں باپ مومن (۱۱) یعنی بہت سی قومیں مر چکیں ان میں سے کوئی زندہ ہو کر واپس نہ ہوئی (۱۲) وہ ضرور قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ پر فرض ہے کہ اولاد کو راہِ راست پر لگائیں ورنہ ان کی بھی پکڑ ہوگی (۱۳) ان کی اصل بھی کچھ نہیں۔ غرضیکہ بادلیل ماں باپ کی بات رد کرتا رہا (۱۴) یعنی ایسے کافروں کا حشر پچھلے کافروں کے ساتھ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں ہر شخص اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ اچھوں کے ساتھ حشر نصیب کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اولاد اپنے مومن ماں باپ کے ساتھ قیامت میں نہ ہو گی۔ بلکہ کفار کے ساتھ ہو گی۔ کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ یہ اولاد پچھلے جن و انس کفار میں شامل ہو گی' قیامت میں ایمانی رشتہ معتبر ہو گا نہ کہ محض خونی رشتہ' کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا نسبی بیٹا تھا مگر رہا کفار کے ساتھ' انہیں کے ساتھ ہلاک ہوا۔ انہیں کے ساتھ دوزخ میں گیا۔ (۱۵) معلوم ہوا کہ قیامت میں بروں کے ساتھ حشر ہونا بھی نقصان کا باعث ہے (۱۶) میدان قیامت میں ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جگہ پر کھڑا ہو گا یا جنت دوزخ میں کہ جنتی کے جتنے اعمال اعلیٰ اتنا ہی درجہ اونچا اور دوزخی کے جتنے اعمال خراب اتنا ہی اس کا طبقہ نیچا

بقیہ صفحہ ۶۰۶

اس کے باوجود ہم بعض بندوں کو حاکم و دکیل مانتے ہیں (۱۲) یعنی میری رسالت کا مقصد شرعی احکام تم تک پہنچانا ہے نہ کہ اسرار غیبی آشکارا کرنا۔ (۱۳) عذاب سے ڈرنے کے بجائے الٹا عذاب جلدی مانگتے ہو۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مخالف نرا جاہل ہے اگرچہ بہت پڑھا لکھا ہو (۱۴) احقاف میں عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی' جب عذاب کالے بادل کی شکل میں نمودار ہوا تو یہ لوگ خوش ہوئے کہ اب خوب بارش ہو گی تو ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ (۱۵) یہ کلام ہود علیہ السلام کا ہے' یعنی بے وقوفو یہ بارش کا بادل نہیں بلکہ عذاب کا بادل ہے' اس پر خوشیاں نہ مناؤ بلکہ توبہ کرو' مجھ پر ایمان لاؤ' پھر آپ نے آنے والے عذاب کی تفصیل فرمائی' معلوم ہوا انبیاء کرام چیزوں کی حقیقتوں سے بھی خبردار ہیں اور آئندہ واقعات پر بھی مطلع (۱۶) آپ نے آنے والے عذاب اور نوعیت عذاب کا تفصیلی ذکر فرمایا تاکہ اب بھی یہ لوگ ایمان قبول کر لیں کیونکہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر ہے' مگر ان کے نصیب میں ایمان نہ تھا وہ اب بھی مذاق ہی کرتے رہے۔ (۱۷) چنانچہ اس آندھی نے ان سب کفار کو ہلاک کر دیا' ان کے مال ہوا میں روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرتے تھے ہود علیہ السلام نے مومنوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا یہی ہوا اس کے اندر آ کر نہایت نرم اور خوشگوار ہو جاتی تھی (روح۔ خزائن) یہ ہود علیہ السلام کا عظیم الشان معجزہ تھا' ہود علیہ السلام اس عذاب کے بعد ڈیڑھ سو سال زندہ رہے (۱۸) یعنی اے مکہ والو جتنا مال' قوت' عمر' قوم عاد کو دی گئی تمہیں نہ ملی' پھر تم کس چیز پر اکڑتے ہو' نبی کے مقابل زور کام نہیں آتا' وہاں زاری کام آتی ہے (۱۹) تاکہ ان قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کریں' انہوں نے اللہ و رسول کے مقابلہ میں یہ طاقتیں صرف کیں

بقیہ صفحہ ۶۰۷

معلوم ہوا کہ بعض صالحین قدرتی طور پر مسائل حقہ پر عامل ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود قرآن سننے پر خاموشی اختیار کی' حالانکہ یہ خاموشی حکم الٰہی ہے' جس کی انہیں خبر نہ تھی (۹) یعنی یہ لوگ قرآن کریم سن کر خود ایمان لے آئے اور حضور نے انہیں اپنی طرف سے اس جن قوم کا نقیب مقرر فرمایا حکم کے مطابق اپنی قوم کے پاس پہنچے اور اپنی قوم کو دعوت ایمانی دینے لگے (۱۰) یعنی قرآن شریف' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی ہر آیت قرآن ہے کیونکہ ان جنات نے سارا قرآن نہ سنا تھا' چند آیات ہی سنی تھیں۔ (۱۱) جس میں وعظ و نصیحت کے ساتھ شرعی احکام بھی ہیں

جیسے توریت شریف میں تھے انجیل وزبور میں صرف نصیحتانہ وعظ تھے احکام شرعیہ کثرت سے نہ تھے اس لئے انہوں نے انجیل وزبور کا ذکر نہ کیا (12) توریت و انجیل وزبور کی اس لئے یہاں صرف توریت کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ عام لفظ بولا' معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں کسی نبی یا آسمانی کتاب آنے کی بشارت نہیں کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبی' اس لئے مصدق کے ساتھ مبشر نہ فرمایا (13) ظاہری بھی اور باطنی بھی' یعنی شریعت اور طریقت کی جامع کتاب ہے۔ (روح) (14) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ذات الٰہی کی طرف سارے عالم کو دعوت دیتے ہیں' پچھلے انبیاء داعی الی الصفات تھے (15) اسلام سے پہلے کے گناہ حقوق العباد کے سوا اس لئے کچھ گناہ ارشاد فرمایا (16) اس سے پتہ لگا کر جنات کے لئے جنت نہیں' ان کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے' وھو قول ابی حنیفۃ' کیونکہ ان جنات نے صالحین کی جزا صرف نجات بتائی۔ اور رب نے تردید نہ فرمائی' ایسی کوئی آیت نہیں جس میں جنات صالحین کا جنتی ہونا صراحۃً مذکور ہو' لیکن کفار و بدکار جنات دوزخ میں ضرور جائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اعراف: ۱۷۹) اور کیوں نہ ہو کہ جنت تو آدم علیہ السلام کی میراث ہے ان کی اولاد کو ہی ملنی چاہئے' دیدار الٰہی صرف مومن انسانوں کے لئے ہے نہ جنات کے لئے نہ فرشتوں کے لئے' خیال رہے کہ مومن متقی جنات کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ وہ مومن انسانوں کی طرح جنتی ہوں گے دوسرے یہ کہ جنت میں تو نہ جائیں گے ہاں وہاں کی ہوا وغیرہ پائیں گے اعراف پر رہ کر' تیسرے یہ کہ وہ جانوروں کی طرح فنا کر دیئے جائیں گے' تیسرا قول زیادہ قوی ہے' دیکھو ہمارا فتاویٰ (17) یعنی سرکش و کافر جن اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا ضرور پکڑا جاوے گا' معلوم ہوا کہ کفار جن کو دوزخ میں عذاب دیا جاوے گا اگرچہ جنات شرعی احکام کے مکلف نہیں مگر اعمال کی جزا میں فرق ہے

بقیہ صفحہ ۶۰۸

(10) اس سے پتہ لگا کہ ایمان سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ مگر نیکیاں نہیں مٹتیں' وہ سب باقی رہتی ہیں۔ خیال رہے کہ سیئات گناہوں کو کہتے ہیں۔ حقوق العباد دوسری چیز ہیں۔ لہٰذا ایمان لانے سے زمانۂ کفر کے قرض وغیرہ معاف نہیں ہوں گے' نومسلم کو کفر کے زمانہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے (11) شیطان کے یا نفس امارہ کے برے سرداروں کے' لہٰذا ان کے سارے کام باطل ہوئے۔ (19) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' خیال رہے' کہ اجماع امت اور قیاس مجتہدین سنت سے ملحق ہے یا حق سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل شریف برحق ہے۔ حق حضو سے ایسا وابستہ ہے جیسے نور سورج سے' یا خوشبو پھول سے (20) کفار سے کافروں کی مثالیں اور مومنوں سے مومنوں کی مثالیں۔ بیان فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ کفار کی خصلتوں سے بچیں اور مومنین کے طریقے اختیار کریں

بقیہ صفحہ ۶۰۹

جنہیں یہ لوگ اپنے سفروں میں دن رات دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھنے کے لئے وہاں سفر کر کے جانا جائز ہے تاکہ خوف خدا نصیب ہو' لہٰذا مقبولوں کی بستیوں میں سفر کر کے جانا وہاں ان کی محبوبیت کے نظارے کرنا بھی جائز ہے (15) انہیں ان کی اولاد ان کے اموال سب کچھ برباد کئے (16) یعنی ان موجود کفار کا بھی یہ ہی انجام ہو سکتا ہے' اگر یہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ (17) یہاں مولیٰ بمعنی دوست یا مددگار ہے یعنی کفار کا دوست یا مددگار کوئی نہیں نہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے جھوٹے مددگار نہ دوست و آشنا عذاب آنے پر سب بھاگ جاتے ہیں' مومن کے مددگار اللہ تعالیٰ بھی ہے' اور اس کے مقبول بندے بھی' رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (مائدہ: ۵۵) (18) یا تو خود اچھے کام کرے یا اچھوں کے تابع ہو جیسے مسلمانوں کے نا سمجھ بچے (19) جنت میں نہر ہے بحر یا دریا نہیں' چند وجہ سے ایک یہ کہ نہر قبضہ میں ہوتی ہے. بحر قبضہ میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ نہر میں حسن ہوتا ہے۔ بحر ٹیڑھی حسن سے خالی' تیسرے یہ کہ نہر صرف مفید ہوتی ہے مگر بحر سیلاب سے نقصان بھی پہنچا دیتی ہے' چوتھے یہ کہ نہر گھروں میں لائی جاسکتی ہے' بحر نہیں آتی' یہاں انہار جمع اس لئے فرمایا گیا کہ جنت میں چار نہریں ہوں گی' دودھ کی' شراب طہور کی' شہد خالص کی اور پانی کی جن کا حسن ہمارے خیال سے باہر ہے (20) کفار دنیا کی نعمتیں کچھ روز برت کر چھوڑ جاتے ہیں مومن دنیاوی نعمتوں کو آخرت کا وسیلہ بنا کر ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ اس کے صدقے و خیرات قبر میں بھی اسے فائدہ پہنچاتے ہیں۔ کھا پی کر جو رب کی عبادت کی وہ محشر میں بھی کام آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے

بقیہ صفحہ ۶۱۰

کہ دوزخ میں ہیشگی اور کھولتا ہوا پانی پلانا کفار کے لئے ہوگا' مومن گنہگار ان چیزوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگا۔ یہ کھولتا پانی اور تکلیف دہ غذائیں اس کی سزا ہیں کہ کفار دنیا میں ہر حرام چیز جائز سمجھ کر کھا جاتے ہیں مومن اگر حرام چیز کھاتا پیتا بھی ہے' تو اسے حرام سمجھ کر اپنے کو مجرم جانتے ہوئے' اگر حلال جان کر کھائے تو کافر ہے (13) یعنی بعض منافق تمہارے وعظ میں شرکت کرتے ہیں اور تمہارا کلام بظاہر غور سے سنتے ہیں' تاکہ لوگ انہیں مخلص مسلمان سمجھیں (14) علماء صحابہ جیسے عبداللہ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہم رضوان اللہ علیہم پوچھتے ہوئے کہتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضور کے کلام کو سمجھنا چاہتے ہیں' غرضیکہ ان کا مجلس میں آنا' کلام سننا' یہ پوچھنا سب کچھ تقیہ ہے (15) یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق یا اہانت کے لئے ہے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے کلام کا مذاق اڑانا کفر و نفاق ہے' یا یہ سوال تردید کے لئے ہے' یعنی انہوں نے ابھی کیا کہا کچھ بھی نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کلام کی توہین کفر ہے (16) یعنی ان کے کفار و نفاق کی وجہ سے اب ان کے دل کا حال یہ ہو گیا کہ حق قبول کرنے کے لائق نہ رہا' جیسے زہر کھائے بعد رب کا موت پیدا فرما دینا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (17) خیال رہے کہ قرآن کریم میں اھواء ان خواہشوں کو فرمایا جاتا ہے' جو دین کے خلاف ہوں' حق خواہش اللہ کی رحمت ہے (18) یعنی آپ کے وعظ شریف' آپ کی صحبت پاک کی برکت سے مسلمانوں کے ایمان' تقویٰ' ہدایت میں زیادتی ہوتی ہے' وعظ ایک ہے مگر منافقوں کے لئے نقصان دہ' مومنوں کے لئے فائدہ مند' سورج کا نور ایک ہے مگر چمگادڑ کو مضر' دیگر مخلوق کو مفید' خیال رہے کہ یہاں زیادتی سے مراد کیفیت کی زیادتی ہے۔ نہ کہ مقدار کی۔ کیونکہ ایمان میں زیادتی مقداری ناممکن ہے اس کی بحث ہماری کتاب انشراح بخاری حاشیہ بخاری میں ملاحظہ کرو (19) یعنی جو منافق و کفار آپ کے لئے وعظ سے ہدایت نہ لے سکے اب وہ کس ہادی کے منتظر ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی تو آنے والا نہیں۔ قیامت ہی آنے والی ہے جو سب کو ہدایت دے دے گی سارے کافروں کو مومن بنا دے گی' مگر اس وقت کا ایمان مفید نہیں (20) حضور کی تشریف آوری قیامت کی علامت کبریٰ ہے آخری نبی آچکے اب قیامت ہی ہے' نیز چاند پھٹ جانا اور حضور کے دیگر معجزات علامات قیامت ہیں (21) قیامت آنے پر سب لوگ

سمجھ جائیں گے، مگر یہ سمجھنا بیکار ہوگا

بقیہ صفحہ ۶۱۱

حضور کی بارگاہ میں عقل قربان کر دیتے ۱۰ یعنی جہاد کا قطعی فیصلہ ہوگیا اب منسوخ بھی نہ ہوگا خواہ منافق راضی ہوں یا ناراض، ۱۱ ہر طرح کہ مار آئے تو غازی، مرجائے تو شہید، لٹ جائے تو روزہ، لوٹ لائے تو عید ۱۲ اے منافقو اگر ہم تم کو سلطنت دے دیں تو تم رشوتیں لے کر ایک دوسرے پر ظلم کر کے آپس میں لڑ بھڑ کر زمین پر فساد پھیلا دو گے، کیونکہ تم دنیا کے حریص، دین میں سست ہو ۱۳ یہ تمام عیوب منافقوں کے ہیں جو جہاد سے جان چراتے تھے اور غنیمت تقسیم ہوتے وقت سب سے آگے ہوتے تھے ۱۴ یعنی جن کے دلوں میں نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اترتی ہے قفل کھلے تو ہدایت داخل ہو ۱۵ اس سے مراد یا کفار اہل کتاب ہیں جو پہلے حضور کو مانتے تھے اپنی کتب کے ذریعہ پھر حضور کی تشریف آوری کے بعد آپ کے منکر ہو گئے، یا وہ منافقین ہیں جو حضور کا وعظ سن کر بھی ہدایت پر نہ آئے ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس انسانوں کو دو طرح دھوکا دیتا ہے، ایک یہ کہ برے اعمال کو ان کی نگاہ میں اچھا کر کے دکھاتا ہے، دوسرے یہ کہ اسے سمجھاتا ہے کہ ابھی تیری عمر زیادہ ہے عیش کر، مرنے کے قریب توبہ کر لینا۔ مومن عاقل ہر سانس کو آخری سانس سمجھ کر نیک کام میں جلدی کرتا ہے۔ پہلا فریب دوسرے فریب سے سخت تر ہے ۱۷ قالوا کا فاعل یا منافقین ہیں یا اہل کتاب کفار جن کا ذکر ہو رہا ہے اور کرھوا کا فاعل کھلے کفار و مشرکین ہیں ایک کام سے مراد حضور کی مخالفت ہے یعنی منافق و اہل کتاب مشرکین سے کہتے ہیں کہ اگرچہ تمہارا دین اور ہے اور ہمارا دین کچھ اور، لیکن اسلام کے مٹانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ سب مل کر اسلام کو مٹالیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلہ میں تمام کفار ایک ہیں، انہوں نے غزوۂ خندق میں یہ کر کے دکھا بھی دیا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی، اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ (حشر:۱۱) ۱۸ لہٰذا ان سب کو سزا دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ایمان پر قائم رہیں تو تمام دنیا کے کفار ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے

بقیہ صفحہ ۶۱۲

کا علیحدہ حکم دیا گیا دوسرے یہ کہ اللہ کی اطاعت صرف فرمان میں ہے رسول کی اطاعت فرمان میں بھی ہے ان کے افعال طیبہ میں بھی اس لئے دو جگہ اطاعت کا ذکر ہوا، بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، ایسے ہی ایمان کی برکت سے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا، مسلمان جو چاہے کرے ان کے متعلق یہ آیت آئی ۱۴ معلوم ہوا کہ نیک عمل شروع کرنے کے بعد نہ توڑے، نفل نماز جب شروع کر دی جاوے تو اس کا توڑنا حرام ہے، فقہا فرماتے ہیں کہ ہر نفل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے، ان کی دلیل یہ آیت ہے اور حضور کا وہ عمل کہ اپنے نفلی عمرہ کا احرام باندھا مگر ادا نہ کر سکے اور حدیبیہ میں کفار سے صلح ہو گئی تو سال آئندہ قضا کی ۱۵ یا اس طرح کہ لوگوں کو ایمان سے روکا یا مومن کو نیک اعمال سے روکا، معلوم ہوا کہ نیکی سے روکنا بڑا جرم ہے موجودہ وہابیوں کو عبرت چاہئے جو ہمیشہ بھلائی سے لوگوں کو روکتے ہیں گناہ سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے ۱۶ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص زندگی بھر کافر رہا۔ مرنے سے کچھ پہلے ایمان لے آیا وہ مغفور ہے اور اگر عمر بھر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو دوزخی ہے، اللہ محفوظ رکھے ۱۷ یعنی اے مسلمانوں کفار کے مقابلہ میں سستی نہ دکھاؤ اور بلا ضرورت کفار سے صلح کی درخواست نہ کرو جس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو لہٰذا نہ تو آیت منسوخ ہے اور نہ وہ آیت وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ (انفال:۶۱) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کفار خود صلح کی پیشکش کریں اور صلح میں تمہاری مصلحت ہوگی یا تمہیں صلح کی ضرورت ہو تو ان سے صلح کر لو۔ ۱۸ اگر تم مومن ہو دوسری جگہ رب کا ارشاد ہے۔ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:۱۳۹) وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ۱۹ ہر وقت خصوصاً جہاد میں رب تمہارے ساتھ ہے تم اس پر توکل کرو اپنی کمی سے نہ ڈرو، اگر تم شہید ہوئے تو بھی جیتے اگر فتح پا گئے تو بھی جیتے ۲۰ دنیا کی زندگی وہ ہے جو غفلت میں گزرے یہ زندگی بہت جلد گزرنے والی ہے اس میں مشغولیت نقصان دہ ہے، جو زندگی اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت میں گزرے وہ دینی ہے

بقیہ صفحہ ۶۱۳

ہو کر مدینہ منورہ جاوے اسے ہمارے حوالے کر دیا جاوے لیکن جو مسلمان مرتد ہو کر ہم میں آ جاوے ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اگر ہمارے حلیف آپس میں لڑیں تو کوئی اپنے حلیف کی مدد نہ کرے۔ حضور نے یہ شرائط منظور فرمائیں، اس صلح کا نتیجہ بہت اچھا ہوا، اور یہ صلح ہی فتح مکہ کا سبب بنی، اس صلح کو رب نے فتح فرمایا ۹ یعنی فتح مکہ کے سبب سارے مکہ والے اسلام قبول کر کے تمہارے امتی بن جاویں اور اسلام کی برکت سے تمہارے توسل سے ان کے گناہ معاف ہوں، لہٰذا صلح ان کے اسلام کا ذریعہ ہے اور اسلام مغفرت کا ذریعہ۔ ۱۰ سورۃ محمد میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہاں حضور کے گناہ سے امت کے وہ گناہ مراد ہیں، جن کی شفاعت حضور کے ذمہ ہے، جیسے وکیل مقدمہ کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے یعنی جس کی پیروی میں کر رہا ہوں، اسی لئے یہاں لک فرمایا گیا یعنی تمہارے طفیل تمہارے وسیلہ سے ۱۱ اس طرح کہ اس فتح کی برکت سے تمہارا دین تمام دنیا میں پھیلا دے اور تمہیں نبوت کے ساتھ سلطنت و بادشاہت بھی عطا فرما دے لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲ اس طرح کہ تمہیں اپنی طرف سے رعایا پروری، ملک رانی بادشاہت کے طریقے سکھا دے۔ ملکی انتظام بہت مشکل چیز ہے رب تعالیٰ نے جن پیغمبروں کو سلطنت بخشی انہیں اس کی تعلیم اپنی طرف سے دی ۱۳ چنانچہ رب نے فتح مکہ اور غزوہ حنین میں ایسی مدد فرمائی کہ سبحان اللہ، حضور نے کفار کے فقط ملک نہ جیتے بلکہ ان کے دل بھی جیت لئے کہ سارے کفار مکہ اور سارے قبیلہ ہوازن والے کفار ایمان لے آئے ۱۴ کہ اس صلح کے سبب مکہ والوں کے جوش کچھ ٹھنڈے ہوئے ۱۵ یہاں پہلے ایمان سے مراد دلی اطمینان ہے اور دوسرے اطمینان سے مراد یقین قلبی ۱۶ یعنی آسمانی فرشتے، زمین کے جانور، ہوا، پانی وغیرہ سب اللہ کے لشکر ہیں۔ جس سے چاہے اپنے حبیب کی مدد کرے، چنانچہ بدر میں فرشتوں اور غزوۂ خندق میں ہوا کے ذریعے حضور کی مدد کی ۱۷ اس لئے رب نے پہلے اپنے حبیب کو خواب دکھائی پھر فتح دی، اس ترتیب میں اس کی ہزارہا حکمتیں ہیں ۱۸ تاکہ مسلمان اس فتح پر خدا کا شکر اور شکر کی برکت سے جنت میں جاویں فتح مکہ شکر کا سبب اور شکر جنت میں جانے کا ذریعہ۔ ۱۹ یعنی صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، پھر فتح مکہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے معافی کا ذریعہ بن جائیں ۲۰ جو دنیا میں مفید آخرت میں نافع ہے، دیکھ لو ان صحابہ کرام کا دنیا میں غلغلہ ہے اور آخرت میں انتہائی عزت و احترام

بقیہ صفحہ ۶۱۴

چوتھے یہ کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ

ہے' خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ پانچویں یہ کہ بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت ہے' مگر مردوں کے لئے عورت کو کلام سے بیعت کیا جاوے (۱۱) یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے' ورنہ جو اللہ سے بیعت کریں وہ کیسے پھر سکتے ہیں' رب نے میثاق کے دن گروہ انبیاء سے بھی بیعت لے کر یہ ہی فرمایا تھا کہ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران: ۸۲) ورنہ نہ تو انبیاء کرام کے پھر جانے کا خطرہ تھا نہ ان صحابہ کے پھر جانے کا اندیشہ (۱۲) الحمد للہ کہ بیعت رضوان والے تمام صحابہ نے وفاداری و حق گزاری کا نمونہ قائم فرما دیا۔ وہ سب ہی اجر عظیم کے مستحق ہوئے' جیسا کہ آئندہ بیعت کے بیان میں آوے گا۔ (۱۳) (شان نزول) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو اطراف مدینہ میں رہنے والے قبیلے غفار' مفزینہ جہینہ اشجع' اسلم کے لوگ قریش مکہ کے خوف سے حضور کے ہمراہ نہ گئے۔ بہانے بنا کر رہ گئے وہ سمجھے کہ جنگ ضرور ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا' ان کے متعلق آیت کریمہ نازل ہوئی' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بیعت رضوان میں شریک ہی نہ ہونے دیا' اس بیعت میں جاں نثار صحابہ ہی شریک ہوئے (۱۴) یعنی ہماری عورتیں بچے اکیلے تھے' ان کا کوئی نگرانی کرنے والا نہ تھا' اس لئے ہم آپ کے ساتھ نہ گئے تھے (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ دعا کرانا اور ہے' دعا لینا کچھ اور' دعا لینا یہ ہے کہ کوئی ایسی خدمت کی جائے کہ خود بخود دل سے دعا نکلے' جیسے یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے والد کو خوش کر کے عرض کیا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا (یوسف: ۹۷) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منافقوں کا حال بخوبی روشن تھا کہ رب تعالیٰ انہیں وقت سے پہلے یہ خبر دے رہا ہے' خیال رہے کہ اس آیت میں ان منافقین یا ضعفاء کے دعا کرانے کا ذکر ہے نہ کہ دعا لینے کا' دعا کرانا کوئی کمال نہیں' قرآن کریم میں حضور کی جن دعاؤں کی قبولیت کی نفی ہے یہ وہ دعائیں جو کرائی گئیں (۱۶) یعنی یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں دل میں کچھ رکھتے ہیں' ان کا آپ کے ساتھ نہ جانا اپنے بال بچوں کے خوف سے نہ تھا بلکہ کفار مکہ کے خوف سے تھا' انہیں آپ کے خواب پر اعتماد نہ تھا معلوم ہوا کہ حضور کی خبروں خوابوں پر اعتماد نہ کرنا منافقوں کا کام ہے (۱۷) مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے مال و اولاد پر آفت آنے والی ہوتی تو تم یہاں رہ کر آفت دفع نہ کر دیتے اور اگر نہ آنے والی ہوتی تو تمہارے جانے سے وہ ہلاک نہ ہو جاتے' پھر تم کیوں ایسی نعمت عظمیٰ یعنی بیعت الرضوان سے محروم رہے۔

بقیہ صفحہ ۶۱۵

مرتد ہوئے' خلافت صدیقی میں سے ان سے سخت تر جنگ ہوئی۔ جس میں بہت صحابہ شہید ہوئے' مسیلمہ جہنم رسید ہوا' اتنے حفاظ صحابہ شہید ہوئے کہ قرآن کریم کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی۔ تب قرآن کریم جمع کیا گیا تاکہ کتابی شکل میں بھی آ جاوے (۱۴) کیونکہ وہ لوگ مرتدین ہوں گے مرتد سے جزیہ نہیں لیا جاتا ان کے لئے قتل ہے یا اسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر و ارتداد ہے کہ یمامہ والے مسیلمہ کو نبی ماننے کی بنا پر مرتد مانے گئے نیز معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے (۱۵) خیال رہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور کے زمانہ میں کسی جہاد کے لئے انہیں دعوت نہیں دی گئی کیونکہ فرما دیا گیا تھا قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا اور حضرت علی کے زمانہ میں کسی کافر یا مرتد سے جہاد نہ ہوا' صرف باغیوں یا خارجیوں سے جنگیں ہوئیں' لہٰذا اس آیت میں صرف زمانہء صدیقی کے جہاد مراد ہیں جو مرتدین وغیرہم سے ہوئے (صواعق محرقہ وغیرہ) لہٰذا یہ آیت خلاف صدیقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے' یہ بھی خیال رہے کہ صرف اسلام یا قتل مرتد کے لئے ہے مشرک کے لئے نہیں' اس سے جزیہ بھی لے سکتے ہیں لہٰذا اس آیت میں قتل مرتدین مراد ہے جو عہد صدیقی میں ہوا۔ مشرکین عرب سے اگرچہ جزیہ نہ لیا جاوے گا' لیکن انہیں غلام بنا کر رکھا جا سکتا ہے صرف قتل یا اسلام مرتدین کے لئے اور مرتدین سے جنگ ابوبکر صدیق نے کی یعنی جنگ یمامہ' خیال رہے کہ خولہ بنت جعفر حنفیہ کو صدیق اکبر نے لونڈی بنا کر حضرت علی کے حوالہ کیا اس لئے کہ وہ عورت تھیں مرتد مرد کو غلام نہیں بنایا جاتا (۱۶) معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر یا جنگ یمامہ میں آپ کے ساتھ چھوڑنے والا سخت عذاب کا مستحق ہے کیونکہ تولیتم دونوں کو شامل ہے (۱۷) (شان نزول) جب پچھلی آیت اتری تو اپاہج معذور لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارا کیا حکم ہے ہم جہاد نہیں کر سکتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

بقیہ صفحہ ۶۱۶

مدینہ پر حملہ کر کے ان کے گھر بار لوٹ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب ڈالا کہ انہیں اس کی ہمت نہ ہوئی' اس آیت میں یہ واقعہ مذکور ہے (۱۲) یا خود خیبر والوں کے دل میں رعب ڈال دیا کہ باوجود ستر ہزار ہونے کے بھاگ کر قلعوں میں چھپ گئے (۱۳) یعنی یہ غنیمتیں تا قیامت صحابہ کے سچے عادل ہونے کی دلیلیں ہوں کہ جیسے یہ غنیمت سارے حدیبیہ والوں کو ملی ایسے ہی جنت ان سب کو ملے گی' صرف چار پانچ کو نہیں جیسا کہ روافض نے سمجھا' روافض کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان والوں میں صرف پانچ چار صحابہ مؤمن تھے باقی منافق تھے تو چاہئے تھا کہ خیبر میں صرف چار پانچ ہی جاتے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مومنین ہدایت پر تھے اور ہدایت پر رہے ان میں سے کوئی ہدایت سے نہ ہٹا جو اس کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے (۱۵) فتح مکہ یا فارس و روم کی فتوحات جو عہد فاروقی میں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں جو اس وقت مسلمانوں کی ظاہری حالت کے لحاظ سے وہم و خیال سے بالاتر تھیں یہ آیت خلافت فاروقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ عہد فاروقی کی شاندار فتوحات رب کے فضل و کرم سے ہوئیں ورنہ مسلمانوں کے بل بوتے سے باہر تھیں (۱۶) یعنی مکہ والے خیبر والے اور بنی اسد و غطفان نے آپ سے لڑنے کی ہمت نہ کی اگر یہ ہمت کرتے بھی اور تمہارے مقابلہ میں آتے تو مارے جاتے اور فتح تمہاری ہی ہوتی۔ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ حیدر مشکل کشا نے جو بہادری کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس کی روشن دلیل ہے اس فتح کا پورا واقعہ تفسیر روح البیان میں دیکھو (۱۷) بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی مسلمان صحیح مسلمان ہو کر رب کی رضا کے لیے جنگ کریں تو بدر و حنین کے نظارے نظر آ سکتے ہیں (۱۸) کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنین کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ گزشتہ امتوں کے حالات سے ظاہر ہے (۱۹) یعنی یہ کبھی نہ ہو گا کہ رب تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد بلا وجہ نہ فرمائے اگر کبھی مسلمان شکست کھا جائیں تو یا ان کی اپنی غلطی ہو گی یا اس میں رب کی خاص حکمت اور یہ شکست عارضی ہو گی لہٰذا اس آیت پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ بہت دفعہ مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں (۲۰) یعنی فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور مکہ معظمہ با آسانی فتح ہو گیا تم کو

55

بھی کشت وخون کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی' اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ قوت سے فتح ہوا نہ کہ فقط صلح سے' یا مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تم سے اور تم کو کفار سے روک دیا' حضرت انس فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن اسی ۸۰ کفار مکہ ہتھیار بند تنعیم پہاڑ سے اترے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو' مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے حضور کو بارگاہ میں پیش کیا حضور نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا' اس آیت میں اس کا ذکر ہے

بقیہ صفحہ ۶۱۷

سے دنیا میں وفات کے وقت' قبر میں' حشر میں تقویٰ جدا نہ ہو سکے گا (۱۲) اَحَقُّ اسم تفضیل ہے جو مفضل علیہ چاہتا ہے۔ مفضل علیہ یا تو تمام نبیوں کے صحابہ ہیں یا قیامت تک کے ہم جیسے مومنین یا فرشتے وغیرہ یعنی یہ صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام فرشتوں سے بڑھ کر کلمۂ تقویٰ کے حقدار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ تمام خلق سے افضل ہیں' بعد انبیاء اور کوئی غیر صحابی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کانوا سے مراد تھے یا ہیں (۱۳) کیونکہ رب تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اپنے محبوب کی صحبت قرآن کریم کی خدمت' دین کی حفاظت کے لئے چنا ہے' اگر ان میں کچھ بھی نقصان ہوتا تو اس پاکوں کے سردار محبوب کی ہمراہی کے لئے ان کا چناؤ نہ ہوتا' موتی ہر ڈبیہ میں نہیں رکھا جاتا اس کے لئے خاص قیمتی ڈبہ ہوتا ہے' خیال رہے کہ یہاں کلمۂ تقویٰ سے مراد یا کلمہ طیبہ ہے یا وفاداری یا ہر قسم کی ظاہری و باطنی پرہیزگاری' وھو الظاھر' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی فاسق نہیں تمام متقی و عادل ہیں جو انہیں فاسق کہے وہ اس آیت کا منکر ہے رب تعالیٰ جس کے ساتھ تقویٰ پرہیزگاری لازم کر دے اسے جدا کرنے والا کون (۱۴) حضور کی اس خواب سے مراد وہی خواب ہے جس کا ذکر سورۃ فتح کے شروع میں ہو چکا۔ اس خواب کی سچائی بہت جلد مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ ۷ھ میں امن سے عمرہ کیا اور ۸ھ میں مکہ معظمہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے (۱۵) اگلے سال' خلاصہ یہ ہے کہ خواب کی تعبیر میں دیر ہونا خواب کی سچائی کے خلاف نہیں' یوسف علیہ السلام کا خواب چالیس سال بعد ظاہر ہوا (۱۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی سارے حرم شریف کو مسجد حرام کہہ دیتے ہیں' یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی بال نہیں منڈاتے' دوسرے یہ کہ حج وغیرہ میں بال منڈانا کتروانے سے افضل ہے کہ رب نے پہلے منڈوانے کا ذکر فرمایا۔ (۱۷) یعنی اس خواب کے دیر سے ظاہر ہونے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ یہ خواب اور یہ دیر فتح مکہ کا ذریعہ بنی (۱۸) یعنی حرم شریف میں داخلہ سے پہلے فتح خیبر تمہارے نصیب میں لکھی چنانچہ مسلمانوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی خیبر فتح کیا پھر آئندہ سال عمرہ قضا کیا

بقیہ صفحہ ۶۱۸

مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا مدار ہے اور جیسے کھیتی کی ہمیشہ نگرانی کی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحابہ کرام کی نگرانی فرماتا رہے گا۔ نیز جیسے کھیتی اولاً کمزور ہوتی ہے پھر طاقت پکڑتی ہے ایسے ہی صحابہ کرام اولاً بہت کمزور معلوم ہوتے تھے پھر طاقتور ہوئے (۱۲) ایسے ہی صحابہ کرام کی جماعت رب کی بڑی پیاری بھلی معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الٰہیہ ہے (۱۳) معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے سب کافر ہیں' قرآن کریم نے کسی اسلامی فرقے پر صراحۃً کفر کا فتویٰ نہ دیا سوا دشمن صحابہ کے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی الفت و محبت نصیب فرمائے آمین (۱۴) خیال رہے کہ منھم میں من بیانیہ ہے من تبعیضیہ نہیں' کیونکہ سارے صحابہ مومن و صالح ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء: ۹۵) رب نے سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا (۱۵) معلوم ہوا کہ صحابہ کا ثواب تمام مسلمانوں کے ثواب سے زیادہ ہے' حضور نے فرمایا کہ صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے معلوم ہوا کہ حضور ازل سے ہی ہدایت اور دین سے متصف ہیں اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے یا اس طرح کہ وہ تمہارے لئے ہدایت اور دین لے کر آئے اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے ہی ہدایت مل سکتی ہے اور حضور سے ہر قسم کی ہدایت ہی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے۔ گمراہی بھی يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (بقرہ: ۲۶) مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے دوائے شفا ملتی ہے۔ (۱۹) (شان نزول) بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور پر پیش قدمی کو تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو' دوسرے یہ کہ راستہ چلنے' بات کرنے کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں لا تقدموا مطلق ہے' تیسرے یہ کہ بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے ان کا ماخذ یہ آیت ہے (۲۰) یعنی دربار رسول میں تمہاری ہر قول و حرکت نشست و برخاست کی ہم نگرانی فرمارہے ہیں خبردار محبوب کی بے ادبی نہ ہونے پائے (۲۱) (شان نزول) یہ آیت حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی' جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے' انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو' حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے' بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہوئے' حضور نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے ثابت بن قیس سے پوچھا' وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو وہ جنتی ہیں

بقیہ صفحہ ۶۱۹

بغیر تحقیق بھی قبول کر لینی جائز ہے' لہٰذا خبر واحد معتبر ہے (۱۱) اگر صرف ولید کے کہنے پر مسلمان اس قبیلہ پر حملہ کر دیتے تو سخت شرمندہ ہوتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ حاکم ایک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے اور کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ پچھتانا پڑے گا (۱۲) اگر تم ان کے حضور جھوٹ بولو گے' تو تمہارا جھوٹ چھپ نہ سکے گا' یہ دل کی گہرائیوں کی خبر رکھتے ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بارگاہ میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے دوسرے یہ کہ نعت لکھنے پڑھنے والوں عرض و معروض کرنے والوں کو چاہئے' کہ اپنا سچا درد دکھ عرض کریں وہاں مبالغہ نہ کریں (۱۳) یعنی ہمارے محبوب تمہاری ہر رائے نہیں مانتے' تا کہ تم مصیبت میں نہ پڑ جاؤ جیسے رب تعالیٰ ہماری ہر دعا قبول نہیں فرماتا یا حاذق حکیم بیمار کی ہر رائے نہیں مانتا ورنہ بیمار مصیبت میں پڑ جاوے (۱۴) اس کی برکت سے تم ان محبوب کی حکم عدولی نہیں کرتے' اور تم نے ولید کی خبر پر اس قوم پر حملہ نہیں کر دیا معلوم ہوا کہ ایمان پیارا معلوم ہونا' اللہ کی بڑی رحمت ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کمال ایمان اپنی کوشش سے نصیب نہیں ہوتا فضل ربانی ہے (۱۵) جس کے باعث تم نافرمانی سے متنفر ہو' معلوم ہوا کہ گناہ نہ کرنا' بڑا کمال

نہیں۔ بلکہ گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے' اور ان کے صدقے سے بعض محبوب بندوں کونصیب ہوتا ہے (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر وفسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں' ان کے دلوں میں ایمان تقویٰ رشد و ہدایت ایسی رچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بو (۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں' جنگ و جدال گناہ ہے' مگر دونوں فریق کومومن فرمایا گیا' اس لئے حضور نے امام حسن کی یہ بزرگی بیان فرمائی' کہ وہ مسلمانوں کے دوگروہ میں' صلح کا باعث ہوں گے' حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اس قسم کی تھی کہ امیر معاویہ نے امام برحق حضرت علی کی غلطی سے مخالفت کی (۱۸) (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف لے جارہے تھے' انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا' وہاں ابن ابی منافق بھی بیٹھا تھا' خچر نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک بند کرلی' عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ حضور کے خچر کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر ہے' اس پر ابن ابی کی قوم ناراض ہوئی' اور دونوں جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں صلح کرادی۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرانا حضور کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے

بقیہ صفحہ ۶۲۰

ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کچھ شکایت کی تھی جس کی توبہ اس طرح کی کہ بحکم پروردگار انہیں سجدہ کیا (روح) لہٰذا اگر کسی مسلمان کوعیب لگایا ہو یا غیبت کی ہوتو اس کی عاجزی سے معافی مانگے (۹) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو کتا' گدھا' سور وغیرہ نہ کہو' دوسرے یہ کہ جس گنہگار نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعنہ نہ دو' تیسرے یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو' او کانے' او ٹنٹے' او لنگڑے' اندھے کہہ کر نہ پکارو۔ اگرچہ یہ بیماریاں اس میں ہوں' چوتھے یہ کہ جولقب نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اسے تکلیف نہ ہوتی ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے اعمش' اطرح وغیرہ (خزائن العرفان) (۱۰) یعنی ایسی حرکتیں فسق ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو' ان سب حرکتوں سے علیحدہ رہو (۱۱) اس سے وہ فرقہ عبرت پکڑے جو صحابہ کرام کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گالی دینا اسی برس کی خالص عبادت سے افضل ہے' یہ لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں (۱۲) یعنی مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ برے پہلو پر محمول نہ کرو' اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ معنی کفر کے ہوں ایک معنی ایمان کے تو اسے اس بنا پر کافر نہ کہو اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہہ دیتے ہیں (۱۳) خیال رہے کہ بعض گمان فرض ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا کہ وہ اپنے فضل سے مجھ گنہگار کو بخش دے گا بعض گمان مستحب ہیں جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا بعض گمان حرام ہیں جیسے رب پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا یا نیک مسلمان پر بلا وجہ بدگمانی (۱۴) یعنی مسلمان کے چھپے عیب تلاش نہ کرو جنہیں رب نے اپنی ستاری سے چھپالیا ہے کیونکہ تم میں بھی بہت سے چھپے عیب ہیں' تم دوسروں کا پردہ رکھوتا کہ تمہارا پردہ رہے' بہتر ہے کہ خود اپنے عیب ڈھونڈو اور توبہ کرو (۱۵) خیال رہے کہ کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے' غیبت جائز بھی ہے اور ناجائز بھی' ناجائز ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کی غیبت کی وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ خاص شخص ہو تیسرے یہ کہ وہ عیب اس میں موجود ہو اگر نہ ہو تو بہتان چوتھے یہ کہ وہ عیب علانیہ نہ ہو پانچویں یہ کہ اس عیب کے بیان کرنے کی کوئی شرعی ضرورت درپیش نہ ہو لہٰذا کافر کی غیبت جائز غیر معین شخص کی غیبت جائز' ظاہری علانیہ شرابی یا فاسق کی غیبت جائز جس کو سب جانتے ہوں کہ وہ فاسق ہے' محدثین کا راویان حدیث کے عیوب بیان کرنا یا کسی شاگرد کی استاد سے شکایت کرنا یا کسی شریر کے شر سے کسی کو بچانے کے لئے اس کے عیب پر مطلع کردینا جائز ہے کہ ان میں ضرورت شرعی موجود ہے (۱۶) غیبت کو مرے بھائی سے تشبیہ دی چند وجہ سے' ایک یہ غیبت گناہ ہے مگر بے لذت بے فائدہ جیسے مرے بھائی کا گوشت کھانا' زنا اور سود گناہ ہیں مگر زنا میں لذت اور سود میں کچھ مالی فائدہ تو ہے دوسرے یہ کہ غیبت نہایت گھناؤنا اور گندا کام ہے جسے سے نفس انسانی نفرت کرتا ہے۔ (۱۷) یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم وحوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو

بقیہ صفحہ ۶۲۱

سچا ایمان نصیب ہو جائے تو تم پر اللہ و رسول کا احسان ہے کہ تمہیں اس کی توفیق بخشی۔ ے

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گماشتت

(۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوص کا حضور پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور کا احسان ہے' کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور کے طفیل ہی ملیں' اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن ومتقی ہو جاوے تو حضور پر کچھ احسان نہیں' اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا' خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان جتایا دوسری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ (آل عمران: ۱۶۴) معلوم ہوا کہ حضور اور ایمان لازم وملزوم ہیں' یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں (۱۴) یعنی جو علیم وخبیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے' خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے' رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا حکم ہے جیسے رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا (آل عمران: ۱۹۳)

بقیہ صفحہ ۶۲۲

ہوتے ہیں ایسے ہی مسائل شریعت کی غذا طریقت کے میوے' آسمانی نبوت (ﷺ) کی بارش فیض سے ہے جس سے ایمان کی بقا ہے (۱۷) چونکہ کھجور تمام میوہ جات سے افضل ہے اس لئے اس کا علیحدہ ذکر فرمایا ورنہ باغ میں یہ بھی داخل ہے (۱۸) بارش بندوں کی جانی وایمانی روزی کا ذریعہ ہے کہ بارش میں غور کر کے اللہ کی قدرت اور حضور کی رحمت کا پتہ لگائیں کہ جیسے بغیر بارش تخم نہیں اگتا ایسے ہی بغیر فیض نبوت عبادت قبول نہیں ہوتی (۱۹) آسمانی بارش سے خشک شہر کو ہرا بھرا کر دیا اور ایمانی وروحانی بارش سے مردہ دل زندہ کر دیئے (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ قیاس جائز ہے اور کبھی عقائد بھی قیاس سے ثابت

کیئے جاتے ہیں (۲۱) یہ علاقہ عدن میں ایک کنواں تھا جس کے پاس ایک بستی تھی' اس بستی کا نام بھی رس تھا یہاں کا بادشاہ علیس تھا جس کے مرنے کے بعد شیطان اس کے جسم میں داخل ہوکر بولنے لگا یہ لوگ اس کی پوجا کرنے لگے' حضرت حنظلہ ابن صفوان کو نبی بنا کر ان میں بھیجا گیا' قوم نے انہیں سخت ایذائیں دے کر قتل کر دیا تب ان پر عذاب الٰہی آیا کہ کنوئیں کا پانی زمین میں دھنس گیا۔ یہ لوگ اور ان کے جانور پیاس سے بہت پریشان ہوئے آخر کار زمین میں دھنسا دیے گئے (روح وخزائن) (۲۲) لوط علیہ السلام کی امت یعنی علاقہ سدوم والے لوگ' امت کو بھی قوم کہا جاتا ہے ورنہ لوط علیہ السلام سدوم کے رہنے بسنے والے نہ تھے' آپ وہاں مہاجر تھے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۲۳) شعیب علیہ السلام کی قوم' چونکہ ان کی بستی بیری کی جھاڑیوں میں واقع تھی اس لئے انہیں بن والا کہا گیا ان کا واقعہ سورہ حج میں گزر گیا (۲۴) تبع حمیری شاہ یمن جس کا مفصل واقعہ سورہ دخان میں گزرا

بقیہ صفحہ ٦٢٣

ہوتی جیسا کہ روایات میں ہے' موت کی سختی سب کو ہے مگر اس کی سختی کا احساس سب کو نہیں (۹) یہ کلام کافر یا غافل سے ہوگا فرشتے فرمائیں گے بھاگنے سے مراد موت سے گھبرانا' دنیا میں پھنسا رہنا ہے مومن تو موت کو یار کے ملنے کا پل یا زینہ سمجھتا ہے مرتے ہی جمال مصطفوی کا نظارہ نصیب ہوتا ہے' اس لئے اس کی موت کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے (۱۰) دوسری بار تاکہ مردے اٹھیں چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر فرمایا ورنہ یہ آئندہ ہونے والا ہے (۱۱) کافروں کے لئے اور رحمت کا دن ہے فرمانبرداروں کے لئے۔ یار سے ملنے کا دن ہے عاشقوں کے لئے۔ یہاں کفار سے خطاب ہے (۱۲) یہ بھی کفار کے لئے ہے کہ انہیں قیامت کے دن ایک فرشتہ تو ایسے ہانکے گا جیسے جانوروں کو چرواہا دوسرا فرشتہ یا اس کے بدن کے اعضاء اس کے خلاف گواہ۔ یہ دونوں فرشتے نہایت ذلت سے اسے میدان محشر میں لے جائیں گے' مومن اپنی قربانی کی سواری پر اس طرح جاوے گا جیسے کہ دولہا' رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مریم: ۸۵) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۱۳) یعنی تو قیامت کا منکر تھا اس لئے تو نے اس دن کی تیاری نہ کی یہاں غفلت بمعنی بے خبری نہیں کیونکہ انبیاء نے دنیا میں تشریف لا کر قیامت کی خبر دے

دی ہے (۱۴) اس طرح کہ تمام چھپی چیزوں کو تیرے سامنے کر دیا اب تو سب چیزوں کا اقراری ہے اگر نبی کے فرمان سے مان لیتا تو آج ایمان پاتا (۱۵) معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی شخص اندھا' کانا' ضعیف البصر نہ ہوگا سب انکھیارے ہوں گے (۱۶) اس کافر کا نامہ اعمال جس میں اس کے گناہ لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ کفار کی نیکیاں تو دنیا میں ہی برباد ہو چکیں۔ (۱۷) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو فرشتے کفار کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں وہی انہیں دوزخ میں ڈالیں گے دوسرے یہ کہ کفار کو دوزخ میں پہنچایا نہ جاوے گا بلکہ اوپر سے پھینکا جاوے گا۔ اللہ کی پناہ' گنہگار مومن اگر دوزخ میں گیا پھر بھی اسے پھینکا نہ جائے گا اس لئے یہاں كَفَّارٍ عَنِيدٍ فرمایا گیا (۱۸) جیسے اس زمانہ کے وہابیہ کہ امور خیر کو ہزار حیلوں سے روکتے ہیں' شر کے روکنے کی پرواہ نہیں کرتے ان کے فتوے ہمیشہ صدقات و خیرات اور ذکر رسول روکنے کے لئے ہوتے ہیں' شراب خوری' جوا' سینما بازوں کی طرف توجہ نہیں' رب تعالیٰ عقل دے (۱۹) کافر اپنی حد سے نکل کر رسول کی ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے کہ کفر ہے اور اللہ کی توحید رسول کی رسالت کا انکار کرتا ہے مگر اپنے دین پر بھی اسے پورا یقین نہیں ہوتا' معمولی آفت میں مسلمانوں سے دعا کراتا ہے۔ حضور کو کبھی شاعر کبھی جادوگر کہتا ہے' قبر میں فرشتوں کو اپنا دین صحیح نہ بتا سکے گا اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۲۰) جو عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی' یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ مسلمان کو سزا بھی نرم ہوگی اور عذاب میں ہمیشگی بھی نہ ہوگی (۲۱) قرین وہ شیطان ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور مرتے وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے ہمیشہ اسے برے مشورے دیتا ہے

بقیہ صفحہ ٦٢٤

ہے۔ (۱۵) دیدار الٰہی جو ان کے خیال وگمان سے بھی باہر ہے یہ نعمت تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہوگی رب نصیب کرے (۱۶) یعنی پچھلی امتیں ان عرب والے کفار سے زیادہ بہادر تھیں جنہوں نے شہروں میں بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے مگر عذاب کے وقت کام نہ آئے (۱۷) یعنی جب ان پر عذاب آیا تو بچنے کی جگہ اور پناہ کے ٹھکانے ڈھونڈتے پھرے مگر پناہ نہ ملی۔ (۱۸) معلوم ہوا کہ وعظ ونصیحت وعبرت سے فائدہ وہ ہی اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو اور قبول کرنے والے کان' حاضر

دل سے جو نیک کام کیا جاوے اس میں برکت ہوتی ہے (۱۹) اتوار سے ہفتہ تک' اتوار کو پیدائش کی ابتداء ہوئی جمعہ کو تکمیل' زمین دو دن میں بنی' زمینی چیزیں دو دن میں آسمان دو دن میں' خیال رہے کہ یہاں وقت خلق کا ذکر ہے اور کن فیکون میں قدرت کاملہ کا تذکرہ (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو چھ دن میں پیدا فرمانا کمزوری یا تھکن کی بنا پر نہ تھا کہ ایک دن میں صرف ایک آسمان ہی بنا بلکہ اس آہستگی میں ہزارہا حکمتیں تھیں' اور بندوں کو تعلیم تھی کہ ہم قادر ہو کر جلدی نہیں کرتے تم مجبور ہونے کے باوجود کیوں جلد بازی کرتے ہو' یہود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تھک گیا تھا ایک دن آرام فرمایا' یعنی ہفتہ کے دن' اس میں ان کی تردید ہے خیال رہے کہ سات دن میں ایک دن کاروبار بند رکھنا اس آیت سے ماخوذ ہے

بقیہ صفحہ ٦٢٥

محکم ہے' حکم جہاد سے منسوخ نہیں کیونکہ جہاد میں کفار کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاتا۔ رب فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (بقرہ: ۲۵۶) صرف کفر کا زور توڑا جاتا ہے۔ (۱۲) لہٰذا آپ کافروں کو میرے عقاب سے' غافلوں کو میرے عذاب سے اور مطیعوں کو میرے عتاب سے ڈراؤ۔ آیت بالکل صاف ہے۔ (۱۳) یعنی ان ہواؤں کی قسم جو خاک اور گرد وغبار اڑاتی ہیں' اس میں چار ہوائیں شامل ہیں' پروا' پچھوا' جنوبی' شمالی (۱۴) یعنی جو ہوائیں گھٹائیں یا بدلیاں اٹھائیں' جن میں لاکھوں ٹن پانی ہے چونکہ یہ رحمت کی ہوائیں ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا (۱۵) ان کشتیوں کی قسم جو دریا میں سہولت سے تیرتی ہیں' سواریوں اور سامان کو پار لگاتی ہیں (۱۶) یعنی فرشتوں کو وہ جماعتیں جو بارش' رزق' موت' اولاد وغیرہ تقسیم کرتی ہیں' جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں فرشتے تقسیم کرتے ہیں' اگر حضور کو قاسم رزق اللہ کہا جاوے تو نہ حرام ہے نہ شرک' خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوائیں تقسیم کرتے ہیں' میکائیل بارشیں' عزرائیل موت' اسرافیل احکام (علیہم السلام) (روح) (۱۷) یہاں وعدے میں وعید بھی داخل ہے یعنی حشر نشر سزا جزا۔ بلکہ تمام وہ آئندہ کی خبریں جن کا نبی کی معرفت تم سے وعدہ یا وعید کیا گیا' سب سچے ہیں' ان کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں (۱۸) کہ قیامت میں مطیعون کو جنت تو بہ والوں کو محبت اولیا کو قربت عارفوں کو وصل الٰہی' طالبوں کو وجدان اور

غافلوں کو عذاب۔ میزان ضرور ملنا ہے (۱۹) یعنی اس آسمان کی قسم جو رنگ برنگے تاروں سے مزین ہے' یا اس آسمان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جو رنگ برنگے صحابہ کی زینت سے آراستہ ہے۔ (۲۰) کوئی مشرک دو معبود مانتا ہے' کوئی پچاس' کوئی تین سو ساٹھ' کوئی حضور کو ساحر کہتا ہے' کوئی شاعر تمہیں خود اپنے قول پر قرار نہیں (۲۱) کفار مکہ جب کسی کو اسلام کی طرف مائل دیکھتے یا جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تو اس کو بہکاتے کہ ان کے پاس کیا دھرا ہے وہ تو ساحر ہیں' شاعر ہیں وغیرہ' اس آیت میں اس کا ذکر ہے کہ جس کے نصیب میں ایمان ہے وہ تو ان باتوں سے بہکے گا نہیں اور جو تقدیر کا ہی مارا ہوا ہے وہ بہک جاوے گا۔ معلوم ہوا کہ جسے حضور سے کچھ نہ ملے وہ شقی ازلی ہے ان کے پاس سب کچھ ہے تم لینے والے بنو (۲۲) کوئی جہالت کے نشہ میں مخمور ہے' کوئی علم کے' کوئی دولت کے نشہ میں کوئی اقتدار اور عزت و جاہ کے' اللہ ان سب نشوں سے بچائے

بقیہ صفحہ ٦٢٦

حشر و نشر جنت و دوزخ کو مان لیتے ہیں' زمین سے شریعت اور طریقت کے ہزارہا مسائل حل ہو جاتے ہیں زمین خشک ہو کر پھر سرسبز ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی مر کر جینا ہے' زمین میں جو بوؤ گے وہی کاٹو گے معلوم ہوا کہ وہاں حساب و کتاب ہے زمین میں عجز و انکسار ہے اسی لئے اس میں باغات و کھیت ہیں معلوم ہوا کہ فقیر کا کام صبر و رضا ہے وغیرہ (۱۰) تمہاری پیدائش' اعضاء کی عجیب ترتیب دنیا میں تمہارے حالات کا بدلنا' سب کچھ ہو کر کچھ نہ رہنا بتا رہا ہے کہ تم کسی اور کے قبضہ میں ہو' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عرش و فرش' بحر و بر' کوہ و جبل' شیطان رحمت و رحمٰن سب کچھ تجھ میں ہے اگر تو غور کرے جس نے اپنے کو پہچان لیا رب کو جان لیا (۱۱) دنیاوی رزق' سورج' بارش وغیرہ یا مطلب یہ ہے کہ تمام رزقوں کے اصل خزانے آسمانوں میں ہیں' وہاں سے منتقل ہو کر زمین پر آتے ہیں صوفیاء فرماتے ہیں کہ رزق جسمانی اور رزق روحانی سب کچھ آسمان میں ہے وحی بھی آسمان سے ہی آتی ہے (۱۲) کہ جنت آسمانوں میں ہے یا لوح محفوظ آسمان میں ہے جس میں سب کچھ تحریر ہے (۱۳) یہاں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرما کر قرآن کی حقانیت بیان فرمائی اور سورہ یٰسین میں قرآن کی قسم فرما کر حضور کی حقانیت بیان کی (۱۴) معلوم ہوا کہ قرآن عربی زبان میں ہے قریش کی لغت میں اترا' لہٰذا قرآن کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان پر قرآن کے احکام جاری ہوں (۱۵) یہ دس بارہ فرشتے جو بشکل مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (۱۶) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سلام بڑی پرانی سنت ہے دوسرے انبیاء کے دین میں بھی تھی۔ دوسرے یہ کہ آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے خواہ سارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر یہ ہے کہ یہاں سب نے سلام کیا (۱۷) آپ نے دل میں فرمایا کہ میں ان سے واقف نہیں' منکر بمعنی اجنبی ہے' اسی لئے قبر کے فرشتوں کو منکر و نکیر کہا جاتا ہے کہ وہ اجنبی ہوتے ہیں (۱۸) معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا سنت ابراہیمی ہے اور مہمان کی تواضع کرنا سنت ہے اگرچہ اس سے واقفیت نہ ہو (۱۹) یہ ممکن ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں گے مگر جب جبکہ وحی لے کر نہ آئے ہوں ورنہ وقت اداء وحی معرفت ضروری ہے ورنہ وحی ظنی ہو جائے گی (۲۰) کیونکہ اس زمانہ میں جو کسی سے لڑنے آتا تھا' وہ اس کے گھر کھانا نہ کھاتا تھا (۲۱) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو علوم خمسہ عطا فرماتا ہے۔

بقیہ صفحہ ٦٢٧

بدکار لوگوں کے قصوں سے ایمان ملتا ہے تو نیک کاروں کے قصے بھی ترقی ایمان کا ذریعہ ہیں (۱۸) اونٹنی کے ذبح کے بعد صالح علیہ السلام نے انہیں خبر دی کہ اب تم تین دن جیو گے' بدھ' جمعرات' جمعہ' ہفتہ کو ہلاک ہو جاؤ گے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو لوگوں کے موت کے وقت اور جگہ اور موت کی نوعیت کا سب پتہ ہوتا ہے۔ (۱۹) جو حضرت جبریل کی آواز تھی' جس سے ان کے سینے پھٹ گئے' چونکہ وہ آواز بہت ہولناک تھی' اس لئے اسے کڑک فرمایا گیا (۲۰) حضرت جبریل سے یا صالح علیہ السلام سے

بقیہ صفحہ ٦٢٨

جب پچھلی آیت میں اعراض کا حکم دیا گیا' تو صحابہ کرام کو غم ہوا وہ سمجھے کہ اب وحی نہ آئے گی' بلکہ عذاب الٰہی کفار پر نازل ہوگا' کیونکہ رب نے اپنے محبوب کو کفار سے بے توجہی' اور اعراض کا حکم دے دیا' تب یہ آیت کریمہ اتری (۱۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تبلیغ کسی حال میں نہ چھوڑنی چاہئے دوسرے یہ کہ وعظ و نصیحت صرف مومنوں کو مفید ہے یا انہیں جن کے نصیب میں ایمان ہو' ہر زمین میں تخم نہیں اگتا۔ (۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اختیاری جس پر سزا' جزا مرتب ہو صرف جن و انسان کے لئے ہے' عبادت اضطراری ساری مخلوق کرتی ہے' رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (الاسراء: ۴۴) مگر ان عبادات اختیاری پر جزا نہیں' جنات کی سزا دوزخ ہے اور جزا دوزخ سے نجات (حنفی) (۱۶) کہ مجھے روزی دیں' یا میری مخلوق کو' یا خود اپنے کو' کیونکہ سب کا رازق میں ہوں' خلاصہ یہ ہے کہ جن و انس کی پیدائش کا اصل مقصد روزی کمانا نہیں بلکہ عبادت ہے روزی عبادت کے تابع ہے' جیسے بادشاہ نوکروں کو اپنی خدمت کے لئے رکھتا ہے تنخواہ خدمت کی طفیل ملتی ہے اگر وہ خدمت چھوڑ دیں' تو تنخواہ کے مستحق نہیں' رب کی رحمت ہے کہ نکموں کو بھی رزق دیتا ہے' (۱۷) جیسے دنیا کے بادشاہ رعایا سے ٹیکس چاہتے ہیں' اپنی روزی اور ملک کے انتظام کے لئے' لہٰذا وہ رعیت کے حاجتمند ہوتے ہیں۔ سلطنت الٰہیہ غنی ہے (۱۸) کہ سب کو روزی دیتا ہے' خیال رہے کہ روزی عامہ تو عام مخلوق کو دیتا ہے' جیسے سورج کی روشنی' ہوا' زمین کا فرش' آسمان کا سایہ اور روزی خاصہ مخصوص بندوں کو دیتا ہے' جیسے ایمان' عرفان' ولایت' ہدایت' نبوت' وغیرہ' اگر روزی بندے کے کسب پر موقوف ہوتی' تو ماں کے پیٹ میں بچہ کو نہ ملتی (۱۹) لہٰذا قوی کے مقابلہ میں رب کی پناہ لو' شیطان ہمارا دشمن قوی ہے' رب کی پناہ ہی اس سے بچا سکتی ہے (۲۰) ذنوب کنوئیں کے ڈول کو کہتے ہیں' جو کبھی اس طرف پانی ڈالتا ہے' کبھی اس جانب' یعنی ہر کافر قوم کے عذاب کی باری اور وقت ہے جب وقت آ جاتا ہے عذاب آ جاتا ہے (۲۱) کہ وقت عذاب سے پہلے عذاب نہ مانگیں (۲۲) وہ دن یا بدر کے عذاب کا ہے یا ان کی موت کا یا قیامت کا

بقیہ صفحہ ٦٢٩

(۱۳) یعنی مومنوں کو دنیا میں صبر کا بڑا ثواب تھا' مگر تمہارے لئے اب صبر کرنا بھی فائدہ مند نہیں' چیخو چلاؤ یا خاموش رہو' برابر ہے (۱۵) دل سے جیسے کفر و شرک' یا اعضاء سے جیسے گناہ' لہٰذا نیکیاں کرنے والا کافر بھی دوزخی ہے کہ وہ دل کے کفر کا مجرم ہے (۱۶) مسلمان اگرچہ گنہگار ہے مگر ایک معنی سے متقی ہے کیونکہ برے عقاید سے بچا ہوا ہے لہٰذا وہ بھی یا شفاعت کے پانی سے دھل کر یا کچھ سزا بھگت کر یقیناً جنت میں جاوے گا' نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ آیت و حدیث میں (۱۷) جنت میں رب کی دین دو طرح کی ہوگی' نیکیوں کا بدلہ اور خسروانہ انعام' اعمال کا بدلہ بھی اس کے کرم سے ملے گا' اس لئے انعم فرمایا (۱۸) یا تو اول ہی سے جیسے پرہیزگار مومن یا بخشا ہوا گنہگار' یا دوزخ سے نکال کر جیسے وہ گنہگار مومن جو دوزخ سے پاک و صاف ہو کر نکالے

گئے ۱۹ ہمیشہ کھاؤ اور ہر طرح کھاؤ' کوئی چیز نقصان نہ دے گی' کسی نعمت سے روک ٹوک نہ ہو گی' کیونکہ تم نے دنیا میں شریعت کی روک ٹوک کی پابندی کی' دنیا کی شرعی قیدیں آخرت کی آزادی کا ذریعہ ہیں ۲۰ بلاواسطہ یا بالواسطہ جیسے مسلمانوں کے ناسمجھ بچے ماں باپ کے تابع ہو کر متقی مومن ہیں۔ ۲۱ معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی کام نہ ہو گا کیونکہ تکیہ لگانا آرام میں ہوتا ہے' مگر بیکاری نہ ہو گی' عیش و عشرت دیدار یار کے مشاغل ہوں گے' بیکاری بری ہے آرام اچھا ۲۲ خیال رہے کہ دنیا میں انسان کا نکاح غیر انسان سے نہیں ہو سکتا' جانوروں یا جنات سے نکاح نہیں' مگر جنت میں غیر جنس سے نکاح ہو گا' کیونکہ حوریں نہ انسان ہیں' نہ اولاد آدم مگر انسان کے نکاح میں ہوں گی

بقیہ صفحہ ۶۳۰

کے معنی ہیں مستور یعنی چھپایا ہوا نہ حضور مخلوق سے چھپے ہیں نہ مخلوق حضور سے چھپی۔ مخلوق کیا چھپتی آپ سے تو خالق بھی نہ چھپا ۱۴ یہاں شاعر سے مراد آج کل کے عرفی شاعر نہیں یعنی اشعار اور منظوم کلام بنانے والا کیونکہ کبھی حضور نے شعر نہ فرمایا' بلکہ شاعر سے مراد ناول گو ہے' جو بات اس طرح بنا کر بیان کرے کہ سچی معلوم ہو' رب فرماتا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (یٰس:۶۹) ۱۵ کہ جیسے گزشتہ شاعروں کے نام دنیا سے مٹ گئے حضور کے بعد ان کا نام بھی چھپ جائے گا نعوذ باللہ۔ وہ تو ایسے سچے سورج ہیں کہ جس پر ان کی تجلی پڑ جائے' وہ زندہ جاوید بن جاوے' دیکھو لو حضور غوث پاک امام حسین رضی اللہ عنہما ۱۶ تم پر عذاب آئے گا چنانچہ یہ بد باطن کفار حضور کی حیات شریف میں ہی بڑی ذلت و خواری سے مارے گئے ۱۷ یعنی اے محبوب آپ ان کی بکواس پر رنج نہ فرماویں یہ سرکش و بے عقل ہیں اگر کچھ عقل رکھتے تو اپنی ایک بات پر قائم رہتے انہیں خود اپنی بات پر بھی قرار نہیں' کبھی آپ کو شاعر کہتے ہیں کبھی مجنون' حالانکہ شاعر بڑا عاقل ہوتا ہے اور مجنوں بے عقل' تو ایسوں کی بکواس پر کیا رنج کرنا ۱۸ کیونکہ اللہ کی چیز کی پہچان یہ ہی ہے کہ اس کی مثل انسان سے نہ بن سکے' جیسے چاند و سورج یا چیونٹی و جگنو لہٰذا جب قرآنی آیات تم سے نہ بن سکی تو مان لو یہ رب کا کلام ہے ۱۹ یعنی وہ خود سوچ لیں کہ اگر وہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا اپنے کو انہوں نے خود پیدا کر لیا ہو تب تو وہ کسی کی عبادت نہ کریں کہ کوئی ان کا خالق نہیں اور اگر انہیں کسی نے پیدا کیا ہے کوئی ان کا مالک و رازق ہے تو چاہئے کہ اپنے مالک و خالق کو پوجیں' سبحان اللہ کس نفیس طریقہ سے سمجھایا گیا ہے

بقیہ صفحہ ۶۳۱

غلاموں کو ان کی زندگی میں مرے بعد تا قیامت کبھی نہیں چھوڑتے' کیونکہ چھوڑنا کفار کے لئے ہے ۱۳ یعنی جہادوں میں مسلمانوں کی مدد ہو گی فرشتوں وغیرہ سے' کفار کی مدد نہ ہو گی' یا قیامت قبر نزع کے وقت ان کی مدد نہ ہو گی' مسلمانوں کی مدد انبیاء اولیاء کریں گے' جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے ۱۴ قیامت سے پہلے موت و قبر کا عذاب' اس آیت سے عذاب قبر ثابت ہے یا حکم جہاد سے پہلے سات سال کی قحط سالی کا عذاب جو مکہ کے کافروں پر آیا۔ ۱۵ ان پر عذاب آنے والا ہے جیسے ذبح سے پہلے بکروں کو خبر نہیں ہوتی کہ ہم ذبح ہونے والے ہیں ۱۶ حکم جہاد سے پہلے جہاد نہ کرو' اس صورت میں یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے یا کفار کو مہلت دینے پر رنج نہ فرماؤ ۱۷ آپ کو کفار کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے' یا آپ ہماری حفاظت میں ہیں آپ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو سکے گا' شیطان کی آپ تک پہنچ نہیں' یا اے محبوب آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور آپ کی ہر محبوبانہ ادا کو ہم محبت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں' اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (شعراء: ۲۱۸) صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو رب تعالیٰ کی نظر کرم میں آنا چاہے وہ محبوب کے قدموں سے وابستہ ہو جائے محبوب کے کپڑوں و نعلین غرضیکہ اس کی ہر چیز کو محبت سے دیکھتا ہے' ان کے نوکروں چاکروں کو بھی ۱۸ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نماز کے اول سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنی چاہئے اور جب سو کر اٹھو تو تسبیح پڑھو اور ہر مجلس سے اٹھتے وقت تسبیح و حمد بجا لاؤ۔ کیونکہ کھڑا ہونا ان سب کو شامل ہے۔ ۱۹ یعنی تہجد کی نماز اور فجر کی سنتیں پڑھو' صوفیاء فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز معراج کی یاد ہے کہ معراج بھی آخر شب میں چپکے سے ہوئی کہ کسی انسان کو اطلاع نہ دی گئی' تو چاہئے کہ تہجد پڑھنے والا نہایت خاموشی سے بغیر کسی کو جگائے ادا کرے' اور فجر کی سنتیں کچھ اندھیرے میں پڑھے' پھر کچھ استغفار اور ذکر الٰہی کرے' اجالا ہونے پر فجر کے فرض پڑھے' جیسا کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ سے معلوم ہوا

بقیہ صفحہ ۶۳۲

کہ حضرت جبریل تو سدرہ پر رک گئے مگر حضور آگے بڑھ گئے یہ ہی قول حسن کا ہے' یہ تفسیر کبیر و روح البیان و خزائن العرفان میں ہے ۹ یعنی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ نور الٰہی سے قریب ہوئے یا نور کبریا حضور سے قریب ہوا ۱۰ وہ جلوہ نور الٰہی اپنے حبیب کی طرف' یا حضرت جبریل کی طرف پہلے معنی قوی ہیں ۱۱ اس میں محبوب اور نور رب العالمین میں انتہائی قرب بتانا مقصود ہے اہل عرب انتہائی نزدیک بیان کرتے ہیں تو یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا' صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوش محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی کمانیں ملا کر دائرہ بنا لیتے ہیں اور بیچ میں محبوب کو لے کر گلے لگاتے ہیں یعنی رحمت الٰہی نے اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا گلے لگایا جیسے پیارا پیارے سے گلے ملتا ہے' یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے' خیال رہے کہ دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت نظارہ یہ تھا کہ چہار طرف رحمت خدا نور خدا بیچ میں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ تھے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ آیتوں میں تمام ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع تھیں نہ کہ حضرت جبریل کی طرف کیونکہ حضور اللہ کے بندے ہیں نہ کہ حضرت جبریل کے' نیز وحی فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ حضرت جبریل ۱۳ یعنی معراج کی رات اس قرب خاص میں بلاواسطہ جبریل رب نے اپنے حبیب سے وہ خاص باتیں کیں جو کسی وہم و گمان میں بھی نہیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب خاص میں اپنے محبوب کو سارے علوم غیبیہ بخشے' اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے ۱۴ یعنی حضور کی آنکھ نے رب کا جمال دیکھا اور دل نے تصدیق کر دی کہ واقعی صحیح دیکھا کوئی غلطی نہ ہوئی اگر حضور نے فقط دل سے خدا کو دیکھا ہوتا تو دل اس کا مصدق نہ ہوتا' دیکھنے والا اور ہوتا ہے تصدیق کرنے والا دوسرا' نیز موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضور پر اس وقت غشی نہ آئی بلکہ آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر دیدار یار کیا' دل ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے کلام الٰہی سمجھتا رہا آنکھ کی تصدیق کرتا رہا' حضرت عائشہ صدیقہ دیدار الٰہی کا انکار فرماتی ہیں کیونکہ انہیں وہ احادیث نہ پہنچیں' اس لئے انہوں نے دیدار نہ ہونے پر کوئی حدیث پیش نہ کی بلکہ آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (انعام: ۱۰۳) سے دلیل پکڑی حالانکہ اس آیت لا تدرک کے معنی یہ ہیں کہ آنکھیں دنیا میں رب کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ دوسرا عالم تھا'

جہاں حضور نے دیکھا پھر حضور نے نظارہ کیا اور اک نہ کیا ادراک گھیرنے سے ہوتا ہے۔ (15) یعنی اے مشرکو تم جسمانی معراج اور دیدار الٰہی کا انکار کیوں کرتے ہو' رب دے' محبوب لے تم جلنے والے کون۔ (16) یہاں دوبارہ سے مراد بار بار دیکھنا ہے۔ حضور' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض کرنے پر نمازیں کم کرنے کے لئے بار بار بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے اور ہر بار رب کا جمال دیکھا۔ بلکہ آج رات موسیٰ علیہ السلام کی تمنا پوری ہوئی' طور والی آرزوئے دیدار آج بر آئی' کہ آئینہ رخسار مصطفیٰ میں یار کے نظارے انہیں بھی میسر ہوئے اس لئے انہوں نے امت پر نمازیں کم کرانے کی آڑ اختیار کی' امت کا بہانہ تھا کام اپنا بنانا تھا (17) حضور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس یعنی اس سے بہت آگے گئے تھے' ایک بیری کا درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے اور اس کی شاخیں ہر آسمان پر موجود ہیں بلندی میں ساتویں آسمان سے بھی دور ہے چونکہ فرشتے اور شہداء کی روحیں اس سے آگے نہیں بڑھتیں اس لئے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے یہ جبریل علیہ السلام کا مقام ہے (18) جو جنت کا ایک درجہ ہے جہاں آدم علیہ السلام کا قیام تھا (روح) (19) یعنی اس سدرہ کو فرشتوں اور انوار نے گھیرا ہوا تھا مگر محبوب کسی طرف متوجہ نہ ہوئے (20) اس سے معلوم ہوا کہ طاقت مصطفیٰ طاقت حضرت موسیٰ سے زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفات دیکھ کر بیہوش ہو گئے اور حضور نے رب کی ذات کو دیکھا نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا یعنی محبوب رب کے دیدار کے طالب رہے نہ سدرہ دیکھا نہ وہاں کے انوار کے نظارے میں مشغول ہوئے' رب کے جویاں رہے اور جب رب کو دیکھا تو جھجکے نہیں (21) حضور نے معراج کی شب صرف جمال الٰہی ہی نہ دیکھے بلکہ تمام فرشتے دیکھے' جنت دوزخ دیکھے (22) یعنی اے مشرکو تم لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کو دن رات دیکھتے ہو کیسے بے جان بے شعور ہیں' رب کو چھوڑ کر اس کے حبیب سے منہ موڑ کر ان کی پوجا کیوں کرتے ہو (23) مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور خود لڑکیوں سے گھبراتے تھے بلکہ بعض لوگ انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے فرمایا گیا جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ خدا کے لئے تجویز کرتے ہو تمہاری عقل ماری گئی ہے (24) یعنی جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ یہ فقط وہمی چیز ہیں' آج کل ہندوؤں کے دیوتا اور بت بھی محض وہمیات کی پوٹ' ہیں کہ کسی بت کا جسم انسان کا منہ پر سونڈ۔ کسی کے چوتڑ پر دم' ایسی مخلوق کبھی نہ ہوئی محض وہم کی گڑھت ہے افسوس ان مسلمانوں پر جو انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں (25) ایسی مخلوق کی کسی نبی نے خبر نہ دی ایسے ہی کرشن کنیش' ہنومان وغیرہ کا حال ہے کہ نہ کسی پیغمبر نے ان کی خبر دی نہ کسی آسمانی کتاب نے محض وہمی وخیالی صورتیں ہیں جو ہندوؤں کا خدا بن گئیں۔ (26) یعنی یہ بت وہمی چیزیں ہیں ان کی پوجا نفس امارہ کی پیروی ہے

بقیہ صفحہ ۶۳۴

خوش کرے جسے چاہے غمگین کرے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب غافل کو دنیا میں ہنساتا ہے آخرت میں رلائے گا۔ یا قیامت میں جنتی کو ہنسائے گا دوزخی کو رلائے گا یا بادل کو رلاتا ہے چمن کو ہنساتا ہے یا مخلص کو بشارت سے ہنساتا ہے ڈرا کر رلاتا ہے یا عارفین کے دل ہنساتا ہے آنکھ کو رلاتا ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں (13) یعنی دنیا میں موت دیتا ہے آخرت میں زندگی بخشے گا یا تمہارے باپ دادوں کو موت دی اور تمہیں زندگی بخشی جس سے تم ان کی جائیداد کے مالک بنے یا کفار کو کفر کی موت دی' مومن کو ایمان کی زندگی بخشی یا عارفوں کے دل اپنے مشاہدے سے زندہ کئے غافلوں کے دل مردہ فرمادیئے' یا بعض محبوبوں کے دل زندہ کئے نفس امارہ مار دیئے' اور بھی بہت تفسیریں ہیں (15) انسان اور دیگر حیوانات کے (16) یعنی اس کی قدرت ہے کہ سانچہ ایک ہے مگر اس میں بننے والے برتن مختلف ہیں کہ ایک رحم ایک ہی نطفہ مگر کبھی اس سے لڑکا بنتا ہے کبھی لڑکی۔ (سبحان اللہ) (17) چونکہ رب تعالیٰ نے قیامت میں زندہ فرمانے کا وعدہ فرما لیا ہے تو یہ اس کے ذمہ کرم پر ضروری اور لازم ہو گیا یہ وجوب خود اس کا اپنا ہے (18) یعنی امیروں کو غنا' فقیروں کو صبر وقناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری قناعت عطا فرمائی' بعض امیروں کو غنا کے ساتھ قناعت بھی دی' ہوس سے بچایا (19) قوم عاد دو ہیں پہلی عاد جن کے نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے یہ ہلاک ہوئے' تیز آندھی سے' یہ عاد ابن ارم کی اولاد تھے' دوسری عاد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھی جن سے آپ نے مقام اریحا میں جنگ کی (روح) ان کے واقعات پہلے ذکر ہو چکے (20) یہ صالح علیہ السلام کی قوم ہے جو حضرت جبریل کی چیخ سے ہلاک ہوئی' اس میں کوئی باقی نہ بچا' ان کے صرف قصے رہ گئے (21) یعنی قوم نوح قوم عاد وثمود سے پہلے ہلاک ہو چکی تھی۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے قوم نوح ہلاک ہوئی غرق ہو کر۔ (22) کیونکہ انہوں نے ساڑھے نو سو برس نوح علیہ السلام کو ستایا اور انہیں انتہائی دکھ دیئے' کئی بار آپ کو مردہ سمجھ کر چھوڑا (روح) (23) یعنی لوط علیہ السلام کی قوم جن کی بستیوں کو حضرت جبریل علیہ السلام نے الٹ دیا تھا۔ اس لئے ان بستیوں کو موتفکہ کہتے ہیں (24) کہ ان پر اتنے پتھر برسائے کہ زمین ڈھک گئی۔ اس لیے غشا فرمایا (25) اس میں مسلمانوں کے لئے خطاب ہے یعنی ان قوموں کو ہلاک کیا' تمہیں اپنے محبوب کی غلامی نصیب کر کے دین ودنیا کی نعمتوں سے نوازا (26) یہ قرآن شریف اگلی کتابوں کی طرح ڈرانے والا ہے یا یہ رسول ﷺ اگلے رسولوں کی طرح نذیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل دین میں تمام رسول برابر ہیں' مسائل فرعیہ میں آپس میں مختلف ہیں (27) یعنی قیامت قریب آگئی کیونکہ آخری رسول اور آخری کتاب آچکی اب قیامت ہی کا انتظار کرو

بقیہ صفحہ ۶۳۵

مشہور تھے دوسرے یہ کہ گزشتہ لوگوں کے حالات معلوم کرنا ان سے عبرت حاصل کرنا اچھا ہے لہٰذا تاریخ اچھا فن ہے (11) یعنی کفار مکہ کو پچھلی امتوں کی تباہی کے حالات معلوم تھے اگر ان پر غور کر لیتے تو نبی کا انکار نہ کرتے مگر غور نہیں کرتے (12) یعنی قرآن کریم انتہائی فصیح' بلیغ' حکیمانہ تعلیم پر مشتمل ہے لیکن جس کے نصیب میں ایمان نہ ہو اسے کیسے ملے (13) یعنی ان کے کفر پر رنج نہ کرو اس صورت میں یہ آیت محکم ہے یا ان پر جہاد نہ کرو اس صورت میں یہ حکم جہاد سے منسوخ ہے۔ (14) اس طرح کہ اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کے صخرہ پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکاریں گے جس سے سب جی اٹھیں گے (15) بے شمار مخلوق ہر طرف سے ایسی دوڑے گی جیسے ٹڈی دل آتا ہے (16) اس آواز کی طرف بھاگتے ہوں گے (17) یعنی میدان محشر کی طرف چلتے ہوئے اپنے دل میں کفار یہ کہیں گے کیونکہ اس وقت منہ سے کوئی نہ بولے گا' اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہوگا مومنوں پر ہلکا ہوگا' کفار گھبرائیں گے مومن صالح خوش ہوں گے رب فرماتا ہے۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (نمل: ۸۹) (18) نوح علیہ السلام کو ڈرایا دھمکایا کہ اگر تم نے تبلیغ بند نہ کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے وغیرہ (19) بہت عرصہ صبر کرنے کے بعد لہٰذا یہاں ف صرف بعدیت کے لئے ہے فوراً کے لئے نہیں یا دھمکانے سے ان کا آخری دھمکانا مراد ہے' بہر حال آیت پر اعتراض نہیں (20) اس سے دو

مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی ہلاکت کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی مقبول بارگاہ کے ستائے دنیا میں عذاب نہیں بھیجتا فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) (۲۱) جو مسلسل چالیس دن تک برستا رہا' ایک منٹ کے لئے بھی نہ رکا (۲۲) یعنی زمین بجائے پانی نگلنے کے اگلنے لگی اور ساری زمین پانی کا چشمہ بن گئی کہ ہر جگہ سے پانی ابلتا تھا (۲۳) آسمان وزمین کے پانی اس طرح مل گئے کہ زمین کا پانی پہاڑوں سے اوپر چڑھ کر بادل کے قریب پہنچ گیا (۲۴) پانی چڑھنے کی جو حد ارادۂ الٰہی میں مقرر تھی وہاں تک پہنچ گیا

بقیہ صفحہ ٦٣٦

کی وجہ سے نبوت کے اہل نہیں' اب جو یہ دعویٰ نبوت کررہے ہیں جھوٹے ہیں اور نبوت کے بہانے سے مالداری وسرداری چاہتے ہیں معلوم ہوا کہ نبی پر بدگمانی کفار کا طریقہ ہے (۱۶) یعنی عذاب الٰہی دیکھ کر خود فیصلہ کرلیں گے کہ جھوٹا کون ہے مگر اس وقت فیصلہ فائدہ مند نہ ہوگا۔ (۱۷) قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے یہ معجزہ مانگا' تو رب نے اطلاع دی کہ معجزہ تو آجائے گا لیکن پھر جو ایمان نہ لائے وہ ہلاک ہوگا (۱۸) کیونکہ نہ یہ رہیں گے نہ ان کی ایذا (۱۹) یعنی کنوئیں کا پانی ایک دن تم سب پیو' ایک دن یہ پیئے گی' اس کی باری میں تم پانی نہ لینا۔ ان کی بستی میں ایک ہی کنواں تھا جس کا پانی شام تک ختم ہوجاتا تھا' رات میں پھر بھر جاتا تھا' اونٹنی اپنی باری کا سب پانی پی لیتی تھی اور اتنا دودھ دیتی تھی کہ ساری قوم کو کافی ہوتا تھا (۲۰) جس کا نام قیدار بن سالف تھا۔ (۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا کرانا اس سے راضی ہونا سب ایک درجہ کے گناہ ہیں اونٹنی کو ایک آدمی نے قتل کیا' مگر عذاب سب پر آگیا۔ کیونکہ سب نے رائے دی تھی۔ اور قتل کرایا تھا (۲۲) حضرت جبریل علیہ السلام کی ایک جھڑک' جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے' آج بھی بجلی کی کڑک بادل کی گرج سے لوگ مرجاتے ہیں

بقیہ صفحہ ٦٣٧

کافر اچھا نہیں' یہ نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی ہندوؤں سے اچھے ہیں۔ بلکہ یہ کہو مشرک عیسائیوں سے بدتر ین ہیں۔ (۱۷) براءۃ پروانہ راہداری یا پاسپورٹ یا ویزا کو کہتے ہیں۔ یعنی کیا کسی آسمانی کتاب میں تمہیں رب کی طرف سند مل گئی ہے کہ تم کفر کئے جاؤ تمہاری پکڑ نہ ہوگی (۱۸) یعنی سارے کفار اسلام کے مقابلہ میں اپنے اختلاف چھوڑ کر ایک ہو چکے ہیں

ہم مسلمانوں اور نبی ﷺ سے اپنے بتوں کا بدلہ لیں گے یہ ابوجہل نے بدر کے دن کہا تھا (۱۹) بدر کے دن حضور انور ﷺ نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت کی اور ایسا ہی ہوا کہ کفار کی تمام جماعتیں شکست کھا کر بھاگ گئیں' یہ آیت بعض علماء کے نزدیک مدنی ہے بعض نے فرمایا کہ مکی ہے اول قول قوی ہے۔ (۲۰) بدر کی یہ شکست کفار کا پورا عذاب نہیں' پورا عذاب تو قیامت میں ملے گا (۲۱) خیال رہے کہ قیامت کفار کے لئے سخت مومن کے لئے تو دیدار جمال یار کا دن ہے۔ اسی لئے یہاں کفار کے عذاب کے ساتھ یہ فرمایا گیا (۲۲) دنیا میں بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی کہ دنیا میں انہیں راہ حق نہیں ملتی' قبر میں نکیرین کے سوالات کے جواب نہ بن سکیں گے آخرت میں جنت کی راہ نہ پاسکیں گے (۲۳) معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگرچہ کچھ روز کے لئے دوزخ میں میں رکھے جائیں گے مگر اس ذلت سے محفوظ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کا عذاب بیان ہوا (۲۴) اس میں دہریوں کا رد ہے جو عالم کی چیزوں اور یہاں کے واقعات کو زمانہ کے اثر سے مانتے تھے

بقیہ صفحہ ٦٣٨

بھی آگئے ہیں۔ (۹) تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ انسان سے مراد حضور ﷺ ہیں اور بیان سے مراد تمام مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم ہے یعنی ہم نے انہیں سارے غیبی علم بخشے (۱۰) یعنی چاند وسورج کی رفتاریں' رب نے مقرر فرمادیں' جس اندازے سے وہ اپنے بروج منزلیں طے کرتے ہیں لوگ ان کی رفتار سے قمری وشمسی مہینوں وسالوں کا حساب لگاتے ہیں (۱۱) ہروقت اس کے مطیع وفرمانبردار ہیں یا واقعی سجدے کررہے ہیں اگرچہ ان کے سجدے ہماری عقل وسمجھ میں نہ آویں (۱۲) کہ آسمان دیکھنے میں بھی زمین سے اونچا ہے اور مرتبے میں بھی کہ وہاں سے فیض آتے ہیں وہاں ہی فرشتوں کا قیام ہے وہاں ہی ہماری روزی' وہاں کفر وشرک اور گناہ نہیں ہوتے وہاں سے احکام الٰہی جاری ہوئے ہیں' خیال رہے کہ جزوی طور پر آسمان زمین سے افضل ہے مگر کلی طور پر زمین آسمان سے افضل کہ وہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کا مقام ہے (۱۳) یعنی دنیا میں ترازو پیدا کی تاکہ لین دین میں عدل وانصاف ہو یا آخرت میں وزن اعمال کے لئے ترازو پیدا فرمائی کہ اس میں بندوں کے نیک وبد اعمال تولے جاویں۔ خیال رہے کہ ترازو اولاً نوح علیہ السلام پر اتری پھر سب نے استعمال کی رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

وَالْمِيْزَانَ (الحدید: ۲۵) (۱۴) یعنی تولتے وقت آخرت کی ترازو کا خیال رکھو اور حق والوں کو پورا ناپ تول کردو' خیال رہے کہ کچھ زیادہ تول دینا اور کچھ کم تول کرلینا رحم ہے (۱۵) اس طرح کہ پاسنگ والی ترازو سے وزن نہ کرو لہٰذا یہ آیت پچھلی سے مکرر نہیں (۱۶) مخلوق سے مراد زمینی یا دریائی ساری مخلوق ہے جیسے جن وانس ودریائی جانور' فرشتے آسمانی مخلوق ہے یعنی زمین کو یہاں والی مخلوق کے نفع کے لئے فرش کی طرح بچھایا (۱۷) اگرچہ کھجور بھی میوہ ہے مگر اشرفیت کی وجہ سے اسے علیحدہ بیان فرمایا' کیونکہ یہ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء کی غذا شریف ہے' بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ کھجور میوہ نہیں بلکہ غذا ہے (۱۸) پیدا فرمایا تاکہ بھوسے میں اناج محفوظ رہے اور اناج تم کھاؤ بھس تمہارے جانور' صوفیاء فرماتے ہیں روحانی غذائیں اناج ہیں جسمانی غذائیں بھس جونفس کی خوراک ہے (۱۹) جو روحانی لوگوں کی روحانی غذا یا روحانی پھل ہے (۲۰) چونکہ آسمان وزمین دانہ بھوسے و میزان وغیرہ کا تعلق جن وانس دونوں سے ہے اس لئے ان نعمتوں کا ذکر فرما کر دونوں سے خطاب کیا کہ تم کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ہمارا احسان مانو' شکریہ ادا کرو' فرشتے اور دیگر مخلوق میں کوئی ناشکرا ہے ہی نہیں لہٰذا اس میں ان سے خطاب بھی نہیں ہوا (۲۱) یہاں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں کہ رب نے ہر قسم کی مٹی جمع فرما کر اسے ہر قسم کے پانی سے گوندھا۔ پھر سکھایا' جب خشک ہوکر کھنکھنانے لگی تب روح پھونکی (۲۲) جان سے مراد ابلیس ہے کہ اس کی پیدائش دوزخ کی آگ سے ہے جس میں دھواں وغیرہ نہیں پھر تمام جنات کو اس کے ذریعہ' وہ ابوالجن ہے (۲۳) دونوں پورب پچھم سے مراد گرمی وسردی کے مشرق ومغرب ہیں یعنی شرقی وغربی جانب کے کنارے جہاں سے سورج لوٹ پڑتا ہے ان سے آگے نہیں بڑھتا

بقیہ صفحہ ٦٣٩

گے (۱۲) اس آیت میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جنات کے لئے بھی جنت ہے۔ کیونکہ جنت کی نعمتیں بیان فرما کر جن وانس سے خطاب فرمایا کہ تم کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے مگر یہ دلیل کمزور سی ہے اس لئے یہ خطاب تو دریا اور کشتیاں پیدا فرمانے اور وہاں سے مونگا موتی نکالنے پر بھی ہورہا ہے حالانکہ ان چیزوں سے جنات فائدہ نہیں اٹھاتے صرف انسان فائدہ اٹھاتے ہیں (۱۳) نکل

جانے کا حکم عاجز کرنے کا ہے چونکہ جن و انس ہی میں کفار و گناہ گار ہوتے ہیں اس لئے ان سے ہی خطاب ہے اور چونکہ جنات انسانوں سے پہلے پیدا ہوئے لہٰذا جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی اے مجرم جن و انس اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم رب سے بچ جائیں گے تو آج ہمارے ملک سے نکل کر دکھا دو۔ نہ تم آج کہیں بھاگ سکتے ہو نہ کل قیامت میں۔ (۱۴) یعنی ایسی آگ جس کے سارے اجزا جلانے والے ہیں اور ایسا دھواں جس میں نام کو روشنی نہیں یعنی آگ دھوئیں سے خالص ہوگی اور دھواں آگ سے نکھرا ہوا خدا کی پناہ (خزائن) آج خبر دے دی تاکہ اس سے بچنے والے اعمال کرلو (۱۵) ظالم سے مظلوم اپنا بدلہ لینے پر دوزخ میں قادر نہ ہوگا یا ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکے گا۔ (۱۶) اس طرح کہ آسمان کا رنگ سرخ ہوگا۔ اور جگہ جگہ سے چیرا ہوا ہوگا۔ خیال رہے کہ قیامت میں آسمان و زمین ہوں گے مگر موجودہ آسمان و زمین سے بدلے ہوئے رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ (ابراھیم: ۴۸)

بقیہ صفحہ ۶۴۰

جوڑے ہی دیئے گئے جوڑے اعمال کے بدلہ جوڑے پھل۔ (۱۶) کیونکہ جنت میں کوئی کام کاج نہیں صرف آرام ہے وہاں ایسے حلقے بنا کر بیٹھیں گے جیسے دنیا میں اللہ کا ذکر کرنے کے حلقے ہوتے ہیں (۱۵) دبیز ریشم کا جب استر کا یہ حال ہے تو ابرا کیسی شان کا ہوگا۔ ابرا استر سے اعلیٰ ہوتا ہے (۱۶) اس طرح کہ کھڑے بیٹھے لیٹے توڑ کر کھالو خود بخود جھکیں گے انھیں گے (روح) (۱۷) حوریں اور چونکہ عورت کا سب سے بڑا کمال تقویٰ و شرم و حیا ہے اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا گیا (۱۸) جنتی حوریں اپنے شوہروں سے کہیں گی کہ ہمیں تجھ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں شکر ہے خدا کا جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بیوی بنایا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ شرم و حیا حور کی صفت ہے۔ دوسرے یہ کہ اجنبی عورت کا متقی پرہیز گار مرد سے بھی پردہ ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے مگر ان سے بھی پردہ ہوگا پردہ اللہ کی وہ نعمت ہے جو جنت میں بھی ہوگی بلکہ جنت کے مکانات در و دیوار صرف پردے کے لئے ہوں گے نہ کہ چوروں سے حفاظت و سردی گرمی و بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے کہ وہاں یہ نہیں (۱۹) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حوریں پیدا ہو چکی ہیں جنت کی تمام نعمتوں کی طرح وہ بھی موجود ہیں دوسرے یہ کہ اگرچہ آدم علیہ السلام جنت میں رہے وہاں کی نعمتیں کھائیں مگر حوروں کی طرف التفات نہ فرمایا کیونکہ حوریں صرف جزا کے طور پر ملیں گی۔ تیسرے یہ کہ حوریں جنات کو بھی عطا ہوں گی مگر یہ قول ضعیف ہے اور دلیل کمزور (۲۰) یعنی جنتی حوریں حسن و صفائی میں یاقوت و مونگے کی طرح ہیں حدیث شریف میں ہے کہ حور کی پنڈلی کا مغز اوپر سے نظر آئے گا جیسے شیشے کی صراحی کے باہر سے اندر کی شراب سرخ (۲۱) پہلے احسان سے مراد کلمہ طیبہ اور نیک اعمال ہیں۔ دوسرے احسان سے مراد جنت اور وہاں کی نعمتیں ہیں یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی اس کا بدلہ آخرت میں اچھا ہے یا دنیا میں جو کوئی تم سے بھلائی کرے تم بھی اس سے بھلائی کرو تا کہ آخرت میں اس کا اچھا بدلہ دیکھو اس میں ماں باپ اہل قرابت کے ساتھ ہر بھلائی شامل ہے

بقیہ صفحہ ۶۴۱

منکر ہوں یا اس کے رسول کے (۱۴) عام مومنوں کو عام بلندی۔ خاص مومنوں اولیاء اللہ علماء کرام کو خاص بلندی اور حضور ﷺ کی انتہائی عظمت کا ظہور بھی اس دن ہی ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کہ جو دنیا میں اونچے بنتے تھے انہیں ذلیل کرے گی اور جو دنیا میں تواضع و انکسار کرتے تھے انہیں اونچا کرے گی (۱۵) جس سے تمام عمارتیں گر جائیں گی اور تمام اندرونی چیزیں باہر آجائیں گی۔ (روح) (۱۶) جیسے خشک ستو اول روئی کے گالے کی طرح ہوں گے پھر ستو کی طرح۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں (۱۷) یا تو آپس میں ٹکرا کر ایسے ہو جائیں گے یا صور کی آواز کے صدمے سے۔ آج بھی بارود کے دھماکے سے پہاڑ پھٹ جاتے ہیں (۱۸) اے سارے انسانو ان تین میں سے دو جماعتیں جنتی ہیں۔ اصحاب یمین اور سابقین ایک جماعت دوزخی یعنی اصحاب شمال جن کا ذکر آگے آرہا ہے (۱۹) یعنی جو عرش اعظم کی دائیں جانب ہوں گے یا جن کے نامہء اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ مومن ہیں۔ یا جو آدم علیہ السلام کے دائیں جانب تھے میثاق کے دن

بقیہ صفحہ ۶۴۲

(۱۳) جیسے در یتیم جس کو کسی نے نہ چھوا ہو۔ وہ نہایت صاف و چمکدار ہوتا ہے ایسے ہی وہ حوریں ہیں (۱۴) خود اپنے اعمال کا بدلہ یا جن کی طفیل وہ جنت میں گئے۔ ان کے اعمال کا عوض جیسے مومنوں کے نا سمجھ بچے یا دیوانے مسلمان (۱۵) یعنی وہاں کوئی کسی کی عیب جوئی غیبت وغیرہ نہ کرے گا۔ ہاں کفار کو جنتی برا کہیں گے۔ مگر یہ برا کہنا محبوب ہے۔ (۱۶) کہ جنتی ایک دوسرے کو فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے رب تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (یٰس: ۵۸) (۱۷) معلوم ہوا کہ جنت کے پھلوں میں اعلیٰ درجہ کے بیر بھی ہیں جن میں گٹھلی نہیں اور ان کا گودا خوشبودار مکھن کی طرح دنیا میں بعض بیر ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ خیال رہے کہ بیری کا درخت بڑا برکت والا ہے۔ حضرت جبریل کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہی ہے جہاں شاندار بیری ہے۔ بیری کے فضائل ہماری کتاب اسرار الاحکام (رسائل نعیمیہ) میں دیکھو (۱۸) جو جڑ سے چوٹی تک پھل سے بھرے ہوئے۔ پھلوں کا گودا میٹھے مکھن کی طرح لذیذ نہایت خوشبودار (۱۹) جنت میں ہمیشہ صبح صادق کا سہانا وقت رہے گا۔ نہ دھوپ نہ گرمی کیونکہ وہاں سورج نہیں لہٰذا یہاں سایہ کے عرفی معنی مراد نہیں۔ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ درخت طوبیٰ کے سایہ میں سو سال سوار دوڑ سکتا ہے وہاں اس درخت کا پھیلاؤ مراد ہے۔ اگر سورج ہوتا۔ تو اس درخت کا سایہ اتنا وسیع ہوتا۔ (۲۰) کہ ایک پھل توڑتے ہی فوراً اس جگہ دوسرا پھل پیدا ہو جائے گا۔ نہ وہاں موسم کی شرط ہے نہ کسی حفاظت کی ضرورت ہر قسم کا پھل ہمیشہ کثرت سے ہوگا رب نصیب کرے (۲۱) یعنی پھلوں کے استعمال سے کسی کو روک ٹوک نہ ہوگی نہ شرعی رکاوٹ نہ طبی پابندی نہ کسی بندے کی طرف سے ممانعت ہر ایک کے پاس بہت کثرت سے میوے ہوں گے معلوم ہوا کہ جنت میں مرض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ بھی نعمتوں سے روکتا ہے۔ (۲۲) بچھونوں سے مراد آرام کے بستر ہیں نہ کہ سونے کے کیونکہ جنت میں نیند نہیں یعنی ان کے بستر عالی شان اونچے جڑاؤ تختوں پر ہوں گے یا انہیں رفیع الشان بیویاں عطا ہوں گی فرش سے مراد بیوی۔ اس لئے آگے بیویوں کا ذکر ہو رہا ہے (۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ حوریں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور باوجود لاکھوں سال کے اپنے حسن و شباب میں اس ہی حال پر ہیں جیسے آفتاب و چاند ہزار ہا سال سے ہے مگر اس کے نور میں کوئی فرق نہیں آیا خیال رہے کہ دنیاوی بیوی بھی جنت میں جوان باکرہ حسینہ جمیلہ ہوگی ان کی جوانی و حسن لازوال ہوگا (۲۴) اگرچہ دنیا میں بوڑھی یا بدشکل تھیں مگر وہاں کنواری و خوبصورت ہوں گی اور ان کا کنوار پن و حسن و جوانی

کبھی ختم نہ ہوگا معلوم ہوا کہ بدن انسان کے اجزاء اصلیہ تو وہ ہی ہوں گے جو دنیا میں تھے مگر ہئیت ترکیبیہ بدلی ہوئی ہوگی (۲۵) تینتیس سال کی عمر ساٹھ ہاتھ لمبائی سات ہاتھ چوڑائی' آدم علیہ السلام کے قد کی مثل (روح) (۲۶) یعنی یہ تمام نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو محشر میں عرش کی دائیں طرف رہے' یا جن کے داہنے ہاتھ میں نامہ ءاعمال دیئے گئے

بقیہ صفحہ ۶۴۳

اَخۡلُقُ لَكُمۡ مِّنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ (آل عمران: ۴۹) پہلے معنی کے لحاظ سے خدا کے سوا کسی کی طرف خلق کی نسبت نہیں ہوسکتی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' یعنی خالق ہم ہیں' اگر پیدائش تمہارے قبضہ میں ہوتو تم اپنی مرضی کے مطابق بچے پیدا کرلیا کرتے (۱۷) (روح البیان نے فرمایا) کہ قرآن میں رب نے بعض جگہ اپنے کو جمع کے صیغہ سے ارشاد فرمایا۔ تعظیم اور ذات و صفات کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے۔ بندہ ہمیشہ رب کے لئے واحد کا صیغہ بولے کبھی جمع نہ بولے کہ اس میں شرک کا دھوکہ ہے یہ نہ کہے کہ اے اللہ آپ یہ کر دیجئے' یہ کہے کہ تو یہ کردے (۱۸) یعنی تمہاری پیدائش بھی ہمارے قبضہ میں ہے اور موت بھی کہ کسی کو بچپن میں مار دیتے ہیں کسی کو بڑھاپے میں' ہر ایک کی موت وزندگی کا اندازہ لوح محفوظ میں ہے (۱۹) یعنی ہم دن رات مخلوق کو پیدا بھی کر رہے ہیں' مار بھی رہے ہیں' ہر آن قدرت کے کروڑوں کرشمے دکھا رہے ہیں مگر نہ ہمیں اس سے تھکن ہوتی ہے نہ آرام کی ضرورت نہ کسی قسم کی ہار۔ ہم نے لوگوں کی عمریں مختلف رکھیں' ہزارہا مصلحتوں کی بنا پر نہ کہ اپنی کمزوری سے (۲۰) کہ تم کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوم آباد کر دیں گے (۲۱) کہ تمہیں مسخ کر کے بندر' گدھا وغیرہ بنا دیں' جیسے تم سے پہلے ہوا معلوم ہوا کہ اب بھی مسخ و خسف کے عذاب آ سکتے ہیں بلکہ قریب قیامت آئیں گے' حضور کی تشریف آوری کے بعد عام مسخ و خسف بند فرما دیئے گئے' لہٰذا آیت وحدیث میں تعارض نہیں

بقیہ صفحہ ۶۴۴

اپنے کپڑے کے پلو سے چھو سکتا ہے' نیز بے وضو بغیر چھوئے قرآن پڑھ سکتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا لوگوں کو پڑھنا بھی حرام ہے۔ ہاں وہ لوگ تلاوت قرآن کے سوا اور ہر طرح کا ذکر الٰہی کر سکتے ہیں (۱۶) یعنی قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ تیس سال کی مدت میں اتارا گیا' اس طرح کہ حضرت جبریل آئے اور کچھ سنا گئے دیگر کتب کی طرح لکھا ہوا نہ اترا۔ رب العالمین فرما کر اشارہ کیا کہ یہ قرآن عالمین کے لئے آیا ہے ہمیشہ کے لئے آیا۔ (۱۷) یہاں حدیث سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس میں ہر قسم کی باتیں ہیں' احکام' مثالیں' قصے' شریعت طریقت کے احکام' سستی کرنے سے مراد یا نہ ماننا ہے یا ماننے میں دیر لگانا' یا اسے حقیر جاننا (۱۸) یہاں رزق بمعنی حصہ ہے یعنی اس قرآن سے بعض لوگ ہدایت لیں گے بعض زیادہ گمراہ ہو جائیں گے' تم نے اس کے جھٹلانے کو اپنا حصہ بنا کر گمراہی اور بڑھائی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ بڑا بدنصیب وہ ہے جس کا حصہ قرآن شریف کو جھٹلانا ہو (۱۹) یعنی اے لوگو اگر تم میں کچھ بل بوتا ہے تو کسی کو مرتے ہوئے دیکھ کر اس کی جان واپس کیوں نہیں کر لیتے' جب تم اتنے کمزور بے بس ہو تو قادر مطلق رب تعالیٰ پر ایمان لاؤ' اس طرح کہ اس کے رسولوں کو مانو (۲۰) یعنی ہمارا علم وقدرت اس سے قریب ہے یا یہ کہ ہمارے فرشتے ملک الموت اور ان کے خدام اس سے قریب ہیں' ورنہ رب تعالیٰ قرب مکانی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کا قرب رب کا قرب ہے۔ جو رب کے بندوں کے پاس ہے وہ رب کے پاس ہے

بقیہ صفحہ ۶۴۵

(۱۳) یعنی جب تک چاہے تمہیں زندہ رکھتا ہے' جب چاہے گا مار دے گا یا قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ (۱۴) یعنی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے کہ کچھ نہ تھا اور وہ تھا اور سب سے آخر ہے کہ کچھ نہ رہے گا مگر وہ رہے گا ازلی ابدی ہے۔ خیال رہے کہ یہ اولیت و آخریت زمانی نہیں کہ رب تعالیٰ زمانہ سے پاک ہے' یا اسباب کی ابتداء رب سے ہے اور مسببات کی انتہا رب پر ہے یا عارفین کی سیر روحانی کی ابتداء اس سے ہے اور انتہا اس ہی پر ہے' انتہا کا کمال یہ ہے کہ ابتداء پر پہنچ جاوے جیسے دائرہ کا پرکار اس کی اور بھی تفسیریں ہیں (۱۵) یعنی رب تعالیٰ دلائل سے ایسا ظاہر ہے کہ بچہ بچہ ذرہ ذرہ اسے جانتا ہے' مگر اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں' خیال رہے کہ جنت میں رب کا دیدار ہوگا۔ مگر ادراک نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ باطن ہے غرضیکہ اس کا جلوہ ظاہر ہے ذات باطن (۱۶) ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر ایک کو ہر طرح جانتا ہے' شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے مدارج کے خطبے میں فرمایا کہ یہ پانچوں صفات حضور کے بھی ہیں کہ حضور اول مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے' نور محمدی سب پر ظاہر۔ حقیقت محمدیہ تک کسی عقل کی رسائی نہیں حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو (۱۷) اس آیت میں پیدا کرنے کی مدت کا ذکر ہے اور دوسری آیت كُنۡ فَيَكُوۡنُ میں قدرت کا تذکرہ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' اس پیدائش کا پہلا دن اتوار تھا' آخری دن جمعہ جیسا کہ تمام تفاسیر میں ہے (۱۸) یعنی عرش اعظم کو اپنا تجلی گاہ بنایا وہاں سے احکام نافذ فرمائے' خیال رہے کہ عرش اعظم پیدائش میں زمین و آسمان سے پہلے ہے لیکن اس پر تجلی فرمانا ان کی پیدائش کے بعد' وہ ہی یہاں مذکور ہے لہٰذا اس آیت اور احادیث میں تعارض نہیں (۱۹) بارش کے قطرے' دانے خزانے مردے وغیرہ

بقیہ صفحہ ۶۴۶

اپنی پہچان حضور کی معرفت کرائی (۱۶) نکالنے کا فاعل حضور ہیں اور اندھیریوں سے مراد ہر قسم کا کفر یا گناہ ہے' نور سے مراد ایمان یا نیکی ہے۔ یعنی رب نے یہ آیات و معجزات اس بندے ﷺ پر اس لئے اتارے تاکہ وہ محبوب تم سب کو کفر سے ایمان کی طرف معصیت سے نیکیوں کی طرف' گمراہی سے ہدایت کی طرف نکالے' اس لئے آگے ارشاد ہوا۔ اِنَّ اللّٰه اگر یخرج کا فاعل رب تعالیٰ ہی ہوتا تو آگے انہ ارشاد ہوتا (روح) اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ (ابراھیم: ۱) یا وہ آیت وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا (التوبہ: ۱۰۳) معلوم ہوا کہ حضور کفر سے نکالتے ہیں ایمان دیتے ہیں (۱۷) اے مسلمانو' اس لئے اس نے تمہیں اپنے حبیب کی امت بنایا (۱۸) اس میں صحابہ کرام کو ان کے طفیل سارے مسلمانوں کو خیرات وصدقہ کی رغبت دی گئی ہے' یعنی سب کچھ اللہ کا ہے تم عارضی مالک ہو تو اللہ کی راہ میں کیوں خرچ نہیں کرتے (۱۹) (شان نزول) یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی (خزائن) آپ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا' سب سے پہلے راہ خدا میں خیرات کی' سب سے پہلے حضور کی خدمت کی اگرچہ نزول خاص ہے مگر حکم عام لہٰذا اس میں سارے سابقین صحابہ داخل ہیں' جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا' اور کسی مسلمان کا عمل صحابہ کی طرح نہیں ہوسکتا کیونکہ صحابہ کو حضور کی خدمت کا موقعہ ملا' اور ان کے اعمال کی قبولیت کی سند رب کی طرف سے آگئی (۲۱)

معلوم ہوا کہ زمانہ اور وقت کے اعتبار سے اعمال کا ثواب زیادہ یا کم ہوتا ہے' رمضان میں نماز وصدقہ' اور روزہ کا درجہ زیادہ ہے۔

بقیہ صفحہ ٦٤٧

(١١) روح البیان نے فرمایا کہ محشر سے چلتے وقت منافقوں کو نور دیا جاوے گا ان کے ظاہری نیک اعمال کا' اس نور میں وہ چلیں گے مگر جب پل صراط پر پہنچیں گے تو مومنوں کا نور باقی رہے گا' مگر منافقوں کا نور بجھ جاوے گا۔ تب وہ مومنوں کو پکاریں گے' کہ ہمارا نور تو بجھ گیا' اب تم اپنا چہرہ ہماری طرف کرو' تا کہ تمہاری چمکتی پیشانیوں سے ہم بھی فائدہ حاصل کریں تب مومن انہیں یہ جواب دیں گے (١٢) جس کا نام اعراف ہے اس میں اور بھی قول ہیں (روح وخزائن) (١٣) یعنی اس دیوار کے دو رخ ہوں گے۔ ایک رخ جنت کی طرف یہ باطنی ہے اور ایک رخ دوزخ کی طرف۔ ادھر رحمت ادھر عذاب (١٤) یعنی دیوار کے پیچھے سے منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کہ ہمیں ساتھ لے لو (١٥) اس طرح کہ تمہارے ظاہر ہمارے ساتھ رہے اور تمہارے دل کفار کے ساتھ (١٦) حضور کی نبوت اسلام کی حقانیت میں یا آج کے اس دن میں' خیال رہے کہ منافق کبھی اسلام کو سچا کہہ دیتے تھے کبھی کفر کو' جس کی فتح ہو جاتی اس کو حق مان لیتے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے۔ (١٧) یعنی تم سمجھے کہ کافر و مومن سب سے ملنا فائدہ مند ہے' دونوں کو راضی رکھنا سیاسی چال ہے یا تم نے آخر تک سمجھا کہ اسلام ایک عارضی دین ہے پھر ہم کو کفار ہی سے کام پڑنا ہے لہٰذا ان سے نہ بگاڑو' یا تم محض دنیاوی لالچ میں مسلمانوں سے ملتے رہے۔ غرضیکہ امانی میں بہت احتمال ہیں' خیال رہے کہ جھوٹی طمع کو امید کہا جاتا ہے اور سچی طمع کو طمع' امید بری ہے طمع دینی اچھی ہے' رب سورہ اعراف میں فرماتا ہے لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (١٨) یعنی مرتے وقت تک تم منافق رہے۔ معلوم ہوا کہ مرنے سے پہلے کفر و نفاق سے توبہ قبول ہو جاتی ہے' علامات موت اور فرشتے عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں (١٩) جو دے کر تم عذاب سے بچ جاؤ' اس سے معلوم ہوا کہ مخلص و مومن کا فدیہ کفار بنیں گے کیونکہ فدیہ نہ ہونا کفار و منافق کے لئے ہے (٢٠) خیال رہے کہ لوگ چار قسم ہیں' مخلص مومن' مجاہر کافر' منافق جس کے دل میں کفر زبان پر ایمان ہو' ساتر جس کے دل میں ایمان زبان پر کفر ہو' منافق و کفار کا حشر ایک ساتھ ہوگا' ساتر کے متعلق ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ فرماویں۔

بقیہ صفحہ ٦٤٨

اس صورت میں اس زندگی کے سارے کام لغو اور کھیل ہیں مگر جو زندگی توشہ آخرت جمع کرنے کا ذریعہ بنے وہ حیات دنیا نہیں بلکہ حیات آخرت ہے' شیطان کی نیکیاں دنیا تھیں' حضرت آدم علیہ السلام کی خطا بھی دنیا نہیں' وہ مقبول توبہ اور بلندی درجات کا ذریعہ بنی' خیال رہے کہ لہو ولعب وہ ہے جس میں مشغولیت زیادہ ہو' مگر نتیجہ کچھ نہ ہو (١٤) خیال رہے کہ قومی اور مالی شیخی و فخر دنیا ہے۔ دینی فخر دین ہے' ایسے ہی آرام نفس کے لئے مال بڑھانا دنیا ہے دینی خدمت کے لئے مال جمع کرنا دین ہے جیسے جہاد یا حج کے لئے۔ (١٥) یعنی دنیا کی مثال اس ہرے بھرے کھیت کی طرح ہے جو پہلے خوشنما اور بھلا معلوم ہو۔ پھر تھوڑی ناموافق ہوا یا دھوپ یا بارش سے برباد ہو جائے۔ جیسے کھیتی کے لئے بہت سی آفات ہیں ایسے ہی دنیا کے لئے' خیال رہے کہ کسانوں کو کفار اس لئے فرمایا کہ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ یہ بھی دانہ زمین میں چھپاتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ظاہری رونق پر کافر اتراتا ہے' مومن رب پر توکل کرتا ہے۔ (١٦) ایسے ہی دنیا دار بہت مشقت سے کسی درجہ پر پہنچتا ہے اور موت کی ایک ہچکی آتے ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چل دیتا ہے۔ ایسی بے وفا چیز پر کیا اترانا (١٧) اس غافل کے لئے جو طالب دنیا ہو کر جیا اور مرا (١٨) اس کے لئے جس نے دنیا کو آخرت کمانے کا ذریعہ بنایا۔ کسی میں رب سے غافل نہ رہا۔ اللہ توفیق دے۔

بقیہ صفحہ ٦٤٩

پیغمبروں نے استعمال فرمائی۔ یا اس کے استعمال کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کو نعمت دینا سب کو دینا ہے' کیونکہ ترازو حضرت نوح کو بذریعہ حضرت جبریل دی' مگر فرمایا۔ سب کو دی (١٦) کہ معاملات میں کسی کا حق نہ ماریں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت اعمال کی ترازو ہے جس سے اچھے برے' ہلکے بھاری' اعمال تولے جاتے ہیں (١٧) اس طرح کہ آدم علیہ السلام جنت سے لوہے کے پانچ اوزار لائے' اہرن' ہتھوڑا' سوئی' پھاوڑا' لگن' (روح) خزائن العرفان نے فرمایا کہ لوہا' آگ' پانی' نمک آسمان سے آئے ہیں (١٨) آنچ سے مراد جنگی ہتھیار ہیں' منافع سے مراد صنعت و حرفت کے اوزار لوہے سے تیر تلوار نیزے بھالے بندوق' توپ' گولے بنتے ہیں' نیز اس سے ہر کاریگر کے اوزار تیار ہوتے ہیں' بلکہ مردہ کا کفن سوئی سے سلتا ہے۔ جو لوہے کی ہے (١٩) کہ اسے راضی کرنے کو جہاد میں لوہے کا اسلحہ استعمال کرتا ہے' خیال رہے کہ اللہ کی مدد سے مراد اس کے بندوں کی مدد ہے (٢٠) اسے' اس کے رسولوں' اس کے دین کو تمہاری مدد کی حاجت نہیں' تمہیں غازی یا شہید بنانے کے لئے حکم جہاد دیا (٢١) چونکہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے کفار کے مبلغ ہیں' اور ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ماجد' اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ رسولوں میں یہ بزرگ بھی داخل تھے

بقیہ صفحہ ٦٥٠

بن گئے (١١) اے یہود و نصاریٰ جو اپنے رسولوں پر ایمان لائے یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے' نہ کہ شرعی اصطلاحی معنی میں (١٢) حضور محمد ﷺ پر کہ ان کے بغیر مانے تمام رسولوں کا ماننا بے کار ہے' ایمان کا مدار یہ ہی ہے (١٣) معلوم ہوا کہ جو اہل کتاب ہمارے حضور پر ایمان لے آوے اسے دگنا ثواب ملتا ہے۔ ایک اپنے رسول پر ایمان لانے کا دوسرا حضور پر ایمان لانے کا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (١٤) یعنی پل صراط پر تمہیں نور دے گا' جس سے تم آسانی سے وہ مشکل راستہ طے کر لو گے' (١٥) معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے کفر کے زمانہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں باقی رہتی ہیں (١٦) یعنی اگر تم حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو تمہیں کچھ اجر نہ ملے گا' اس میں اہل کتاب کے اس وہم کا رد ہے کہ اگر ہم حضور پر ایمان لائیں تو ہمیں دگنا اجر اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر ملے گا (١٧) یعنی وہاں تمہارے حساب کتاب کام نہ دیں گے اس کا فضل اور چیز ہے مسلمان ہونے پر دوگنا اجر دے گا۔ نہ ہونے پر کچھ نہ دے گا (١٨) اس آیت میں بنی اسرائیل کے اس خیال کی بھی تردید ہے۔ کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے۔ چونکہ نبی ﷺ بنی اسماعیل سے ہیں۔ لہٰذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ فرمایا گیا کہ نبوت اللہ کا فضل ہے جسے چاہے بخشے۔

بقیہ صفحہ ٦٥١

(١٢) معلوم ہوا کہ کفارہ دینے سے پہلے وطی اور وطی کے اسباب بوس و کنار وغیرہ حرام ہے' خیال رہے کہ چونکہ یہاں غلام میں ایمان کی قید نہیں لہٰذا کفارہ ظہار میں مومن و کافر غلام آزاد کر سکتے ہیں (حنفی)
(١٣) یا اس طرح کہ اس کے پاس غلام کی قیمت نہ ہو' یا غلام نہ ملتے ہوں۔ جیسے آج کل تو وہ روزے رکھے۔ (١٤) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ

کفارہ ظہار کے روزے لگاتار رکھے۔ بیچ میں کوئی روزہ نہ چھوٹے نہ درمیان میں رمضان شریف ہو نہ وہ ممنوعہ پانچ تاریخیں' نہ کسی اور وجہ سے روزہ چھوڑے' اگر ان میں سے کوئی وجہ ہوئی اور تسلسل ٹوٹ گیا تو نئے سرے سے روزے رکھے' دوسرے یہ کہ ان روزوں سے پہلے اور درمیان میں صحبت اور صحبت کے اسباب بوس و کنار وغیرہ حرام ہیں' اگر درمیان میں کچھ کر لیا تو پھر دوبارہ روزے رکھے۔ (۱۵) بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے یا تو روزہ ہی نہ رکھ سکے یا روزوں کا تسلسل نہ کر سکے تو کھانا دے' خواہ ہر مسکین کو سوا دو سیر گندم دے دے یا دو وقت پیٹ بھر کر کھلا دے روزانہ ایک فقیر کو اگر ایک دن ساٹھ مسکینوں کو کھلا دیا تو ایک دن ہی ادا ہوا۔ اب انسٹھ دن اور دے۔ (کتب فقہ) (۱۶) معلوم ہوا کہ روزوں کی طرح کھانا دینے میں مس سے پہلے ہونا ضروری نہیں اگر دوران روزہ میں صحبت کر لی تو دوبارہ روزے رکھے اور اگر کھانا دینے کے دوران میں جماع کر لیا تو بقیہ ہی پورے کرے' کیونکہ یہاں مس سے پہلے ہونے کی قید نہیں (۱۷) اور زمانہ جاہلیت کے خیالات چھوڑ دو' اب ظہار کو طلاق نہ مانو (۱۸) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی حدود توڑنا کفار کا کام ہے' دوسرے یہ کہ دردناک عذاب صرف کافروں کے لیے ہے۔ گنہگار مومن کو اگر عذاب ہوا بھی تو ان شاء اللہ الیم نہ ہوگا (۱۹) اس سے بھی دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ براہ راست رب کی مخالفت کوئی نہیں کرتا' دوسرے یہ کہ اللہ کے پیاروں کے دشمن کو اعلان جنگ بھی ہے' اور اعلان مغلوبیت بھی۔ جیسا کہ حدیث شریف اور اس آیت سے معلوم ہوا (۲۰) گزشتہ قومیں تو غیبی عذاب بھیج کر ذلیل کی گئیں' یہ کفار دوسری طرح رسوا کئے جائیں گے

بقیہ صفحہ ۶۵۲

جاوے کیونکہ رب نے انہیں ان الفاظ سے یاد نہ کیا' اس لئے اہل قرابت بھی حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہتے تھے۔ بھائی والد نہ کہتے تھے' بشر بھی انہیں الفاظ میں سے ہے' جس سے رب نے یاد نہ فرمایا نیز سلام میں ادب کا لحاظ رکھے' یہود حاضر ہو کر کہتے تھے' السام علیک' سام موت کو کہتے ہیں (۱۰) (شان نزول) یہود آپس میں کہتے تھے کہ اگر حضور سچے رسول ہیں تو ہم پر اس گستاخی کی وجہ سے عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم تو بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہتے ہیں' ان کے جواب میں یہ آیت آئی (۱۱) یعنی ہر چیز کا ایک وقت ہے' ان کے عذاب کا بھی وقت مقرر ہے' اگر کسی جرم پر فوراً عذاب نہ آئے تو یہ معنی نہیں کہ وہ جرم جرم نہیں' رب کے اس حکم سے بہت لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے (۱۲) اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مسلمان صلاح مشورے خلط وملط مسلمانوں ہی سے رکھیں' کفار سے نہ رکھیں' انہیں اپنا مشیر' مخلص نہ بنائیں' رب فرماتا ہے۔ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا (آل عمران: ۱۱۸) اور آپس میں مشورے بھی اچھے کریں برے نہ کریں (۱۳) یعنی مسلمانوں کی خلوت میں جلوت کی طرح پاکیزہ چاہئے۔ اکیلے میں بھی حضور کا ادب و احترام ملحوظ رکھے مبارک ہے وہ عالم جو اپنی تنہائی میں حضور کے فضائل سوچے' بدنصیب ہے وہ جس کا وقت حضور کی اہانت میں سوچنے میں گزرے (۱۴) تلاوت قرآن' علم دین کی تعلیم مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم' بری باتوں سے روکنا' جہاد کی تدبیریں سوچنا سب اس میں داخل ہیں۔ ایسی مجلسیں نورانی ہیں' ان میں شرکت عبادت ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض مشورے واجب ہیں' بعض مستحب' بعض حرام' بعض کفر۔

بقیہ صفحہ ۶۵۳

یعنی نماز پڑھنی ہو تو صرف وضو کافی مگر رب کے محبوب سے کچھ عرض کرنا ہو تو صدقہ دینا واجب تھا۔ حضور سے کلام کرنا بھی اعلیٰ عبادت ہے (۱۱) اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کے حکم سے فقراء ومساکین علیحدہ تھے' صرف مقدور والوں کو یہ حکم تھا' یہ بھی پتہ لگا کہ صدقہ کا حکم وجوبی تھا نہ کہ محض استحبابی (۱۲) یعنی کیا تم کو یہ صدقہ کی پابندی گراں ہے' اچھا ہم اس پابندی کو اٹھائے دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صحابی کی دلجوئی فرماتا ہے کہ معافی کا اعلان ہو گیا۔ (۱۳) یہاں توبہ سے مراد یہ حکم واپس لے لینا ہے کیونکہ کسی صحابی نے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی تھی تاکہ ان کی توبہ قبول فرمائی جاتی (۱۴) معلوم ہوا کہ حضور سے ہم کلامی تمام عبادات سے افضل ہے' جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ تمام مسلمانوں سے اعلیٰ ہے اس لئے حکم ہوا کہ اس نعمت کے شکریہ میں آئندہ زندگی نماز وعبادت میں گزارو' قرآن پڑھنے والا قاری' کعبہ کو دیکھنے والا حاجی' حضور کو دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے۔ اور صحابی تمام اولیاء سے اعلیٰ وافضل ہیں' خیال رہے کہ صدیقی نظر سے حضور کو دیکھنا صحابی بناتا ہے نہ کہ ابوجہل کی نظر سے دیکھنا (۱۵) یعنی اے جماعت صحابہ اب ہم نے وجوب صدقہ کا حکم تو ختم کر دیا مگر یہ حکم اب بھی ہے کہ جو میرے محبوب سے ہمکلامی کا شرف پائے ان کی بارگاہ میں باریاب ہو' وہ اس نعمت کے شکریہ کا پکا متقی و پرہیزگار رہے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ مدینہ مطہرہ کی حاضری کے بعد یکدم گناہ چھوڑ دیتے ہیں بڑے متقی و پرہیزگار بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ اس حاضری کی نعمت کا شکریہ ہے' یہ اس آیت پر عمل ہے' ایسے لوگ دین و دنیا میں کامیاب ہیں' ان زائرین کی آنکھوں کی زیارت بھی عبادت ہے۔ شعر:

جن نیناں نے دلبر دیکھیا او نیناں تک لیاں
تو ملیوں تاں ساجن ملیا ہن آساں لگ گیاں

(۱۶) (شان نزول) یہ آیت منافقوں کے متعلق آئی جو یہود سے دوستی رکھتے تھے' ان کی خیر خواہی کرتے تھے۔ مسلمانوں کے رازوں سے انہیں مطلع کرتے رہتے تھے' معلوم ہوا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں (۱۷) (شان نزول) یہ آیت عبداللہ ابن نبتل منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی باتیں یہود کو پہنچاتا' ایک دن اس سے حضور نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے پیچھے ہمیں کیوں گالیاں دیتے ہو' وہ اور اس کے ساتھی قسم کھا گئے کہ ہم ایسا نہیں کرتے' تب یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح) معلوم ہوا کہ منافق قومی مسلمان ہیں۔ مذہبی کافر۔ کسی طرف بھی پورے طور پر نہیں (۱۸) معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا اور اپنے ایمان ثابت کرنے کے لئے قسمیں کھانا منافقوں کا کام ہے۔ کھرے سونے کے بیوپاری کو قسم کی ضرورت نہیں پڑتی' آج کل عام دیوبندی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں یہ وہ ہی منافقوں کا طریقہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۵۴

نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو' مصعب ابن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ ابن عمیر کو بدر میں قتل کیا۔ ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پکارا کہ آ باپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں مگر حضور نے منع کیا۔ بعد میں عبدالرحمٰن ایمان لے آئے' یہ ہے اس آیت کی تفسیر (۱۷) روح سے مراد قرآن کریم ہے یا حضرت جبریل یا غیبی مدد' خیال رہے کہ دنیا میں صحابہ کرام یا مسلمانوں پر تکالیف آنا اس آیت کے خلاف نہیں وہ تکالیف گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں' نیکوں کے درجات بلند ہونے کا ذریعہ' ایک ہی طاعون کفار کے لئے عذاب ہے مومنوں کے لئے رحمت' اس پر صبر کی توفیق ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے (۱۸) یعنی ایسے مخلص مومنوں کو دنیا میں یہ

انعام ہے کہ انہیں ایمان پر استقامت نصیب ہوگی۔ جیسے سکہ سے اس کے گہرے نقش نہیں مٹتے ایسے ہی ان کے دل سے ایمان زائل نہ ہوگا' اور آخرت میں یہ انعام ملے گا کہ اللہ ان کا وہ اللہ کے' جب اللہ ان کا ہوگیا تو اللہ کی سب چیزیں جنت اور وہاں کی نعمتیں بھی ان کی ہوگئیں۔ اللہ نصیب کرے' آمین

بقیہ صفحہ ۶۵۵

(۱۲) اس طرح کہ ان کے ہاتھوں سے بچے ہوئے مکانات مسلمان گراتے ہیں تاکہ جنگ کے لئے میدان صاف ہو جائے یا ان کی جگہ دوسرے مکانات قابل رہائش بنائے جاویں (۱۳) اور جانو کہ مضبوط قلعوں پر اعتماد کرنے والوں کا یہ نتیجہ ہے اور اللہ پر توکل کرنے والوں کا یہ انجام یا سمجھ لو کہ دنیا کا انجام یہ ہے (۱۴) تمہارے ہاتھوں انہیں قتل یا قید کراتا' جیسے بنی قریظہ کا حشر اہوا (۱۵) یعنی اس جلاوطنی کے سبب ان کا عذاب آخرت ہلکا نہ ہوا۔ وہ پورا پورا ملے گا۔ (۱۶) اس طرح کہ پہلے حضور سے معاہدہ کیا پھر مشرکین مکہ سے مل گئے' اور غزوۂ خندق میں کفار مکہ کی پوری پوری مدد کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مخالفت رب کی مخالفت ہے (۱۷) لہٰذا اے مسلمانو! تم سیدھے راستے پر قائم رہنا اللہ و رسول سے کئے ہوئے عہد پورے کرنا اس واقعہ سے عبرت پکڑو (۱۸) (شان نزول) جب بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ لئے ہوئے تھے تو حضور نے ان کے باغات وغیرہ کاٹ ڈالنے اور جلا دینے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس سے گھبرا کر باہر آجاویں یا انہیں صدمہ ہو۔ بعض مسلمانوں نے درخت کاٹ دیئے بعض نے کہا کہ نہ کاٹو یہ مال غنیمت ہے جو آخر ہمارے ہاتھ آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں ان دونوں جماعتوں کی تعریف فرمائی گئی کہ کاٹنے والے بھی سچے ہیں نہ کاٹنے والے بھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کا ہر حکم ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے مگر رائے شریف ماننا ضروری نہیں۔ دوسری رائے دینا میں بھی جائز ہے کہ حضور نے درخت کاٹنے کی رائے دی تھی' دوسرے یہ کہ ہر مجتہد کو ثواب ملتا ہے اگرچہ قول ایک ہی کا مطابق واقعہ کے ہو' تیسرے یہ کہ جہاد میں کفار کا مال برباد کرنا انہیں مغموم کرنے کے لئے جائز ہے

بقیہ صفحہ ۶۵۶

سب سچے ہیں (۱۲) اس آیت میں انصار کی انتہائی مدح و ثنا ہے یہ حضرات دو قبیلے تھے' بنی اوس و بنی خزرج' اوس اور خزرج حارثہ ابن ثعلبہ کے بیٹے تھے جن کی اولاد میں یہ حضرات تھے' دار سے مراد مدینہ منورہ ہے' یعنی ان خوش نصیب لوگوں نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کی اور ایمان قبول کرلیا (۱۳) یعنی مہاجرین کی آمد سے دل تنگ نہ ہوئے بلکہ خوشی خوشی انہیں اپنا دائمی مہمان بنا لیا۔ اپنے مکانات باغات میں انہیں نصف کا حصہ دار کرلیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہاجرین سے محبت کرنا کمال ایمان کی نشانی ہے کہ رب نے انصار کی تعریف میں یہ فرمایا (۱۴) یعنی مہاجرین کو جو غنیمت وغیرہ سے زیادہ اموال دے دیئے جاویں تو انصار اس پر رشک نہیں کرتے' حضور کے فیض صحبت سے ان کے دل ملکی بن چکے تھے' حسد و رشک اور حرص سے پاک ہو چکے ہیں (۱۵) (شان نزول) اس طرح کہ خود بھوکے رہ کر مہاجر بھائی کو کھلا دیتے ہیں' یہ آیت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور کی بارگاہ میں ایک مسکین بھوکا حاضر ہوا' حضور نے فرمایا جو اسے مہمان بنائے' اللہ اس پر رحمتیں نازل کرے' ابوطلحہ اسے اپنے گھر لے گئے' گھر میں بچوں کے لئے تھوڑا کھانا تھا' باقی کچھ نہ تھا' آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو بہانہ سے بھوکا سلا دینا اور رات کو کھاتے وقت بہانہ سے چراغ گل کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھے اور دکھانے کے لئے جھوٹ موٹ ان کے ساتھ کھاتے رہے' سب نے بھوکے رات گزار دی' اس بھوکے کا پیٹ بھر دیا ان کے حق میں یہ آیت کریمہ اتری۔ جب صبح سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ رب تم سے راضی ہوا۔ (۱۶) یعنی جس کا نفس لالچ سے پاک و صاف رکھا گیا وہ بہت کامیاب ہے' جیسے تمام صحابہ خصوصاً انصار' معلوم ہوا کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں دنیاوی لالچ کے لئے نہ تھیں بلکہ اختلاف رائے کی بنا پر' اس کے لئے ہماری کتاب ''امیر معاویہ پر ایک نظر'' دیکھیں

بقیہ صفحہ ۶۵۷

جلاوطن کر دیئے گئے۔ رب نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہاں صرف مدینہ کے کتابیوں کا ذکر ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ عہد نبوی میں' مشرکین اور عہد فاروقی میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے مقابل آئے اور ان سے بڑے معرکہ کی لڑائیاں ہوئیں (۱۵) یعنی اگر یہود و منافقین آپس میں لڑیں تو بہت سختی سے لڑیں' مگر رب کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے مقابلہ میں بزدل ہیں (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں مصلحتاً ایک ہو جاتے ہیں' ان پر مسلمانوں کو اعتماد نہ چاہئے' نیز کفار آپس میں حقیقتاً ایک نہیں' ان میں بہت دشمنی ہے' جیسا کہ آج تک دیکھا جا رہا ہے' انگریز' جرمن' ہندو اور سکھ' یہودی اور عیسائی' ان میں ایسے اختلافات ہیں کہ قیامت تک نہیں مٹ سکتے۔ (۱۷) یعنی ان کا حال کفار مکہ کا سا ہے' جو بہت ساز و سامان کے مالک تھے مگر بدر میں غریب مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہوئے' رب چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے۔

بقیہ صفحہ ۶۵۸

کو جانتا ہے' ورنہ رب کے لئے کوئی چیز غیب نہیں' ہر معدوم و موجود اس پر ظاہر ہے ان چیزوں کا غیب ہونا ہمارے لحاظ سے ہے خیال رہے کہ غیب اور غائب میں بڑا فرق ہے' غیب وہ جو ہر ایک سے ہر طرح پوشیدہ ہو کہ نہ حواس سے معلوم ہو سکے نہ بداہتہً عقل سے' غائب وہ جو کسی سے کسی طرح پوشیدہ ہو (۱۵) ملک ملکوت کا سچا دائمی حقیقی مالک ظاہری عالم کو ملک کہتے ہیں باطنی و پوشیدہ عالم کو ملکوت جیسے عالم انوار یا عالم امر وغیرہ (۱۶) اپنے فرمانبرداروں کو دنیا میں نفس و شیطان سے امن دینے والا' آخرت میں عذاب دوزخ سے' خیال رہے کہ اللہ بھی مومن ہے۔ حضور بھی مومن اور عام مسلمان بھی مومن' مگر ان مومنوں کے معنی میں بڑا فرق ہے جیسے لفظ مومن کو دیکھ کر ہم رب کو اپنا بھائی نہیں کہہ سکتے' ایسے ہی حضور کو مومن کہہ کر اپنا بھائی کہنا حرام ہے (۱۷) یعنی اپنی بڑائی بندوں پر ظاہر فرمانے والا۔ تکبر بندے کے لئے عیب ہے' رب کا کمال ہے' بندے کا کمال عجز و انکساری ہے' ہاں رب کے شکر کے لئے اس کی نعمتیں ظاہر کرنا تکبر نہیں بلکہ شکر ہے (۱۸) بندوں کو ظاہری شکل و صورت بخشا خلق ہے باطنی اوصاف بخشا بَرء' یا اندازہ لگانا خلق ہے نیست کو ہست فرمانا بَرء' لہٰذا رب تعالیٰ خالق بھی ہے باری بھی (۱۹) ہر مخلوق کو ایسی صورت دیتا ہے جو اس کے لائق ہے (۲۰) ایک نام ذاتی ہے' اللہ' باقی نام صفاتی' کل نام ننانوے (۹۹) ہیں بعض روایات کی رو سے ایک ہزار مگر ہر نام بہت اعلیٰ معنی والا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ رب کو معمولی ناموں سے یاد کرنا سخت جرم ہے جیسے پر بھو وغیرہ

بقیہ صفحہ ۶۵۹

ہے کیونکہ حضرت حاطب نے یہ ہی تو کیا تھا (۹) یعنی

رب تعالیٰ تمہارے دلی میلان اور بدنی اعمال سے خبردار ہے' تم اپنے دل کفار کی محبت سے پاک و صاف رکھو (١٠) اس میں حضرت حاطب پر کرم کا عتاب ہے' خیال رہے کہ کافر سے دینی محبت کرنی کفر ہے قومی محبت گمراہی اور شخصی محبت گناہ' لفظ ضل ان سب کو شامل ہے' ہاں کافر اولاد سے غیر اختیاری میلان قلبی جرم نہیں حضرت نوح علیہ السلام کا کنعان کے متعلق عرض کرنا کہ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ (ھود: ۴۵) یہ اس چوتھی قسم میں داخل تھا لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں (١١) یعنی کفار کی عداوت کا یہ حال کہ تم ان کے ساتھ کتنے ہی اس قسم کے سلوک کرو' لیکن انہیں جب موقعہ ملے گا- تمہاری دشمنی میں کمی نہ کریں گے' جیسے سانپ کہ مالک کا دودھ پی کر زہر پلاتا ہے اور کاٹتا (١٢) یعنی کفار کے ہاتھ تمہیں قتل کرنے میں' ان کی زبانیں تمہیں برا کہنے میں' ان کے دل تمہاری عداوت میں کمی نہیں کرتے' سانپ تمہاری جان کا دشمن ہے کافر تمہارے ایمان کا دشمن لہٰذا کافر سانپ سے زیادہ خطرناک ہے (١٣) یعنی اے مسلمانو! تمہاری کافر اولاد وقرابتدار قیامت میں تمہیں نفع نہ دیں گے جن کی خاطر تم گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہو' اس سے وہ کافر اولاد مراد ہے جس کے آباء مومن ہوں مومنوں کی مومن اولاد ضرور کام آئے گی اور شفاعت کرے گی جنت میں ساتھ رہے گی' رب فرماتا ہے- اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (زخرف: ۶۷) اور فرماتا ہے- اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (طور: ۲۱) غرضیکہ جن سے صرف جانی رشتہ ہے وہ علیحدہ ہو جائیں گے اور جن سے ایمانی رشتہ ہے وہ مل جاویں گے- اس لئے قیامت کو حشر بھی کہتے ہیں یعنی جمع کرنے والا دن' اور یوم الفصل بھی کہتے ہیں یعنی جدا کرنے والا روز' دونوں نام درست ہیں- (١٤) اس طرح کہ مومن ماں باپ کو جنت میں اور کافر اولاد کو دوزخ میں بھیجے گا اور مومن کو کافر قرابتدار سے بالکل الفت و محبت نہ ہوگی (١٥) اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار سے ایسی نفرت کرو' جیسے ابراہیم علیہ السلام کرتے تھے' خیال رہے کہ مسلمانوں پر تو حضور کی پیروی مطلقاً لازم ہے' دیگر انبیاء کرام کی پیروی خاص اعمال میں ہے' وہ بھی اس وقت جبکہ اللہ و رسول نے حکم دیا ہو لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱) کیونکہ یہاں خاص صورتوں میں خاص پیروی کا حکم ہے اور وہاں مطلقاً پیروی کا (١٦) حضرت سارہ ولوط علیہما السلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات' خیال رہے کہ یہاں ہمراہی سے ایمانی ہمراہی مراد ہے- قیامت تک ایمان رکھنے والے مومن انشاء اللہ انبیاء کرام کے ساتھ ہیں- (١٧) یعنی ہم کو تم سے سخت نفرت ہے- ہم عقائد اعمال و صورت و سیرت میں تم سے علیحدہ ہیں' کفار سے یہ نفرت رکن ایمانی ہے (١٨) معلوم ہوا کہ تقیہ کرنا یا کفر ہے یا حرام' سنت انبیاء یہ ہے کہ اپنا ایمان اپنے قول و فعل سے ظاہر کرے-

بقیہ صفحہ ٦٦٠

نہ تو ان کے تحفے قبول کئے نہ انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی اور حضور سے اس کے متعلق دریافت کیا' تب یہ آیت آئی' حضرت اسماء کو قتیلہ کے تحفے قبول کرنے' ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اجازت دی گئی- قتیلہ ابوبکر صدیق کی بیوی تھیں' جنہیں آپ نے طلاق دے دی تھی' ان کے شکم سے حضرت اسماء پیدا ہوئیں- (روح) (١٣) خیال رہے کہ محبت اور چیز ہے اچھا برتاؤ کچھ اور محبت تو کسی کافر سے جائز نہیں اچھا برتاؤ بعض کفار سے جائز ہے جیسے ذمی یا مستامن کفار' حق یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں' اب بھی ذمیوں' مستامنوں اور جن کفار سے صلح ہو ان سے ایسے اچھے برتاوے کئے جاویں کہ وہ لوگ ہمارے اخلاق کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہو جاویں خصوصاً جب کہ کفار اپنے ملک کے مسلمانوں سے اچھا سلوک کرتے ہوں (روح و ہدایہ وغیرہ) (١٤) ایسے کفار سے اچھا برتاوا یہ ہی ہے کہ انہیں قتل یا قید کرو' سانپ کے ساتھ اچھا برتاوا یہ ہی ہے کہ اس کا سر کچل دو (١٥) یہاں دوستی سے مراد اچھا برتاوا ہے نہ کہ دلی محبت رب فرماتا ہے- لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مجادلہ: ۲۲) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (١٦) معلوم ہوا کہ حربی کفار سے کسی قسم کا سلوک جائز نہیں عذر اور ضرورت کا حکم جدا ہے

بقیہ صفحہ ٦٦١

نازل ہوئی (١١) یعنی جن مسلمانوں کی بیویاں مرتدہ ہو کر مکہ معظمہ چلی گئیں اور کفار مکہ نے ان کے مہر واپس نہ کئے تو اب جب کبھی جہاد میں مال غنیمت ہاتھ آئے اس میں ان مسلمانوں کو ان کے مہر دے دو' یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا یا صرف ان کے لئے تھا جن سے حدیبیہ میں صلح ہوئی تھی (١٢) فتح مکہ کے دن جبکہ اولاً مردوں نے حضور سے بیعت کی پھر عورتوں نے' (١٣) خیال رہے کہ حضور نے عورتوں سے بیعت صرف زبان و کلام سے لی نہ ان کا ہاتھ چھوا- نہ کپڑا' اس لئے یہاں ہاتھ شریف کا ذکر نہ ہوا اور مردوں کی بیعت کے متعلق فرمایا گیا یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (فتح: ۱۰) کیونکہ وہاں مصافحہ ہوتا تھا (١٤) یعنی اسلام پر قائم رہیں گی کبھی کفر نہ کریں گی' ورنہ وہ عورتیں فی الحال مومنہ تھیں' گویا یہ استقامت اسلام پر بیعت ہے (١٥) جیسے زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو قتل یا زندہ دفن کر دیتی تھیں' یا بچہ میں جان پڑ جانے کے بعد حمل ساقط نہ کریں گی (١٦) اہل عرب اس بیوی سے بہت نفرت کرتے تھے جس کے اولاد نہ ہو' یا صرف لڑکیاں ہوں' تو عورتیں اپنے خاوندوں کے خوف سے پرایا بچہ لے کر کہہ دیتی تھیں کہ جب تو سفر میں تھا تو میرے یہ بچہ پیدا ہوا یا اگر اس کے لڑکی ہوئی تو دوسری عورت کا لڑکا خود لے لیتیں اور اپنی لڑکی اسے دے دیتیں اور کہتیں لڑکا میں نے جنا ہے' یہاں اس سے ممانعت ہے (١٧) اس طرح کہ پرایا بچہ لے کر اپنا بنا دیں خاوند کو دھوکا دینے کے لئے (١٨) یعنی آپ کا ہر حکم مانیں گے مشورہ میں انہیں اختیار ہوگا کہ قبول کریں یا نہ کریں معروف سے مراد حضور کا ہر حکم ہے کیونکہ حضور بری بات کا بھی حکم نہیں دیتے (١٩) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مرشد کسی کو مرید کرتے وقت عمومی توبہ کے ساتھ خاص ان گناہوں سے بھی توبہ کرائے جن میں مرید گرفتار ہے' مثلاً بے نماز یا سود خوار سے سود خواری' ترک نماز سے خصوصاً توبہ کرائے' اور آئندہ کے لئے اس پر قائم رہنے کا حکم دے' دوسرے یہ کہ بیعت لے چکنے پر اپنے مرید کے لئے دعا مغفرت کرے کہ خدایا اس کے گذشتہ گناہ بخش دے- تیسرے یہ کہ خود توبہ کرنے کا اور حکم ہے اور کسی اللہ کے بندے کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا دوسرا حکم (٢٠) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا سنت ہے کیونکہ یہ مومنہ عورتیں حضور کے ہاتھ پر اس کی بیعت کرتی تھیں کہ ہم آئندہ گناہوں سے بچیں گی یہ ہی مشائخ کی بیعت کا منشا ہے' بیعت چار قسم کی ہے' بیعت اسلام' بیعت خلافت' بیعت تقویٰ' بیعت توبہ' آج کل کی بیعت توبہ یا تقویٰ کی بیعت ہے اس بیعت کا ماخذ یہ آیت اور اس جیسی دوسری آیات ہیں

بقیہ صفحہ ٦٦٢

لگائے' مقصد یہ ہے کہ اے محبوب بنی اسرائیل تو اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو بھی دکھ دیتے تھے' اگر آپ کو ایذا دیں تو ان سے کیا بعید ہے (١١) اور

رسولوں کی اطاعت و تعظیم واجب ہے (١٢) یعنی جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو رب نے ان کی توفیق کا راستہ بند فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت دل پر مہر لگ جانے کا سبب ہے' اللہ بچائے (١٣) یہاں فاسق سے مراد ازلی بد بخت ہیں' جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا ہے' ایسوں کو ہدایت کیسے ملے گی' اس کی بحث بار بار ہو چکی۔ (١٤) معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے' ورنہ ان کو ماں کی طرف نسبت نہ کیا جاتا رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ (احزاب:۵) (١٥) معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں ہمارے حضور سارے عالم کے رسول یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے کیونکہ آپ نے بنی اسرائیل کو اپنی قوم نہ فرمایا کہ قوم باپ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (١٦) اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے صرف آپ کی بشارت دی' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سواء حضور کے اور نبی نہ آیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا نام پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا (١٧) خیال رہے کہ حضور کی ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو ستر برس بعد ہوئی' آپ نے حضور کو احمد اس لئے فرمایا کہ قیامت میں لواء الحمد حضور کے ہاتھ ہوگا' عالم ارواح میں حضور احمد کے نام سے مشہور تھے' عالم اجسام میں محمد کے نام سے معروف ہوئے حضور احد سے امکان کی میم کی وجہ سے ممتاز ہوئے (روح) خیال رہے کہ ساری حمدیں اللہ کے لئے ہیں اس کے باوجود حضور محمد ہیں اور اللہ تعالیٰ محمود' کیونکہ رب تعالیٰ عالم کا محمود ہے' حضور رب کے محمد ہیں۔ رب کی حمد زیادہ ہے (١٨) یعنی عیسائی بڑے ظالم ہیں کہ انہیں حضور اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اللہ کے لئے بیوی بچے بتا رہے ہیں' اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں

بقیہ صفحہ ٦٦٣

کامیاب رہے رب فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (الاعلیٰ: ١٤) (١١) دنیا میں ہی علاوہ اخروی نعمتوں کے اگرچہ یہ نعمت اس سے پہلے ہے لیکن چونکہ وہ نعمتیں زیادہ شاندار ہیں اس لئے ان کا ذکر پہلے فرمایا (١٢) اس میں اشارۃً صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کا ذکر ہے کیونکہ اس فتح سے مراد فارس و روم کی فتح بھی ہے اور یہ فتوحات عہد فاروقی و عثمانی میں زیادہ تر ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ وہ خلافتیں برحق ہیں' ان کی فتوحات رب کو پیاری ہیں جن کی بشارت دی جا رہی ہے (١٣) اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں حضور کے ساتھ جہاد کرو۔ اور حضور کے بعد خلفاء راشدین کے ساتھ رہو۔ دین پھیلاؤ ایسے ہی قیامت تک مجاہد رہو (١٤) معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت انبیاء ہے' یہ شرک نہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے خلاف نہیں (١٥) عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین کو حواری کہا جاتا ہے' یہ بارہ حضرات تھے جو آپ پر اولاً ایمان لائے' ان میں سے بعض کپڑے صاف کرنے والے تھے (١٦) اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کو نصاریٰ اس واسطے بھی کہا جاتا ہے ہے کہ ان کے مورثوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ جیسے کہ ہمارے حضور کے مددگار صحابہ کا نام انصار ہوا' اگر غیر خدا سے مدد لینا حرام ہوتا۔ تو یہ دونوں نام شرک ہو جاتے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی مدد کرنا در پردہ اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے' کیونکہ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ مگر فرمایا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں

بقیہ صفحہ ٦٦٤

نصیب والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ شعر: بریں نازم کہ ہستم امت تو☆ گنہگارم ولیکن خوش نصیبم (جامی) (١٢) یعنی یہود جنہیں توریت شریف کے احکام کا مکلف کیا گیا۔ علماء یہود جنہیں توریت شریف کا علم دیا گیا (١٣) اس طرح کہ توریت پر عمل نہ کیا۔ یا اس طرح کہ علماء یہود نے حضور کی وہ نعت شریف چھپا دی جو توریت میں مذکور تھی (١٤) جیسے کتابیں اٹھانے والا گدھا۔ صرف بوجھ اٹھاتا ہے' کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے ہی یہ بے عمل علماء یہود توریت کے الفاظ یاد کر لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے' یہ ہی حال آج کے بے دین عالموں کا ہے یا بے ایمان واعظوں کا (١٥) یعنی یہ مثالیں بے ایمان عالموں کی ہیں' نہ کہ بے علم مسلمانوں کی' اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا بڑا ظلم ہے (١٦) یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ ایمان پہلے' بعد میں اعمال۔ (١٧) (شان نزول) یہود کہتے تھے کہ ہم اللہ کے پیارے اس کے دوست ہیں کیونکہ نبیوں کی اولاد ہیں تم خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرو' ہمارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے' ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی (١٨) معلوم ہوا کہ دیدار یار کے لئے موت کی تمنا جائز ہے' حدیث شریف میں ہے کہ دنیاوی مصیبت سے تنگ آ کر موت کی تمنا نہ کرو' لہٰذا حدیث اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں (١٩) اپنے اس دعویٰ میں کہ تم اللہ کے پیارے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ کیونکہ موت رب سے ملنے کا ذریعہ (٢٠) چنانچہ آج تک دیکھا جاتا ہے کہ یہود اور ہندو موت سے بہت ڈرتے ہیں' جہاں وباء پھیلے تو بیماروں کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں' ان کے اس ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے عذاب کا یقین ہے' خیال رہے کہ بعض مومنوں کو موت کی ہیبت ہوتی ہے یہ دوسری چیز ہے

بقیہ صفحہ ٦٦٥

سعادت وغیرہ (١٥) خیال رہے کہ جو چیز رب کے ذکر سے غافل کرے وہ لہو ہے یہاں اس طبل کو لہو فرمایا گیا جو آمد قافلہ کی اطلاع کے لئے بجایا گیا تھا (١٦) یہاں رزق حاصل ہونے کے اسباب کو رازق فرمایا گیا اس لئے رازقین بصیغہ جمع ارشاد ہوا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ (١٧) معلوم ہوا کہ نفاق سے حضور کی بارگاہ میں آنا گناہ ہے کہ رب تعالیٰ نے منافقوں کی یہ حاضری ان کے عیوب میں شمار فرمائی جیسے کفار کا حضور کے چہرۂ انور کو دیکھنا گناہ ہے' ایمان کے ساتھ اس بارگاہ میں حاضری' انہیں دیکھنا بہترین عبادت ہے جو مومن کو صحابی بنا دیتی ہے' عمل ایک ہے مگر نیت کے اختلاف سے احکام مختلف ہیں (١٨) یعنی ہم دل سے مانتے جانتے ہیں (١٩) یعنی جو بات ان کے منہ سے نکلی ہے وہ بالکل درست ہے۔ (٢٠) یعنی وہ خود اپنے کو اس قول میں جھوٹا سمجھتے ہیں' یا ان کا اپنے اس قول کو گواہی بتانا جھوٹ ہے' گواہی وہ ہے جو دل سے دی جائے یہ لوگ صرف زبان سے کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوی ایسی نازک ہے کہ کبھی انسان بات سچی کہتا ہے مگر جھوٹا ہوتا ہے' وہاں صرف زبان نہیں دیکھی جاتی۔ دل کی گہرائیوں پر نظر ہے' وہاں زبان سے شیخی مارنے کی ضرورت ہی نہیں' رب فرماتا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النجم:٣٢) بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (٢١) معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مومن ہونے کا ثبوت دینا منافقوں کا کام ہے مومن کو اس کی ضرورت نہیں' اسے لوگ بغیر قسم کے ہی مسلمان جانتے مانتے ہیں۔ آج بھی بعض لوگ منبروں پر کھڑے ہو کر قرآن اٹھاتے ہیں کہ ہم وہابی نہیں پختہ سنی ہیں' اس کی اصل یہ ہی منافقوں کا عمل ہے (٢٢) یعنی یہ منافق زبان سے تو یوں کہتے ہیں مگر ان کا عمل یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان لانے یا ایمان پر قائم رہنے سے روکتے ہیں ان کے دل میں طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہیں

بقیہ صفحہ ٦٦٦

تمہیں دعا کرنے کا ثواب ملے گا بعض علماء نے فرمایا کہ مشرک کے لئے دعاء مغفرت کرنا حرام ہے مگر منافق کے لئے نہیں کیونکہ ان پر کچھ اسلامی احکام جاری ہیں۔ خیال رہے کہ حضور کی یہ دعا قبول نہ ہونا حضور کی انتہائی تعظیم ہے مطلب یہ ہے کہ جو مردود اپنے آپ کو اس سے بے نیاز جانے اور آپ اپنی رحمت سے اس کے لئے دعا کریں ہم نہ بخشیں گے، ہم تو صرف اسے بخشیں گے جو آپ کا نیاز مند ہو، خیال رہے کہ دعا کرانا اور ہے دعا لینا کچھ اور، صحابہ کرام حضور کی دعا لیتے تھے اور منافق کبھی کبھی ریاکاری سے حضور سے دعا کراتے تھے۔ (13) یہاں فاسق سے مراد منافق ہے یعنی جس بے ادب کے دل میں آپ کا ادب واحترام نہ ہوا سے کبھی ہدایت نصیب نہ ہوگی (14) یعنی اے محبوب میں انہیں بخشوں کیسے، یہ تو آپ کے صحابہ کے دشمن ہیں اور لوگوں کو ان کی خدمتیں کرنے سے روکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا دشمن کبھی نہ بخشا جائے گا، صحابہ کی خدمت ایمان کی سند ہے۔ (15) اور غریبی سے تنگ آ کر حضور سے جدا ہو جاویں، آپ کا ساتھ چھوڑ دیں (16) وہ آپ کے غلاموں کو غنی کر دے گا، رب نے یہ وعدہ ایسا پورا فرمایا کہ سبحان اللہ، صحابہ کرام کو مالا مال کر دیا (17) منافقوں کو ابھی تک صحابہ کرام کی پختگیٔ ایمان کا حال معلوم نہیں کہ وہ کسی طرح بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے اور ان کا رزق بندوں پر نہیں رب پر ہے وہ رب پر متوکل ہیں (18) غزوہ مریسیع سے واپس ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو (19) ان بدنصیبوں نے اپنی جماعت کو عزت والا کہا اور مسلمانوں کو ذلیل سمجھا (20) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر مومن عزت والا ہے کسی مسلم قوم کو ذلیل جاننا یا اسے کمین کہنا حرام ہے دوسرے یہ کہ مومن کی عزت ایمان و نیک اعمال سے ہے، روپیہ پیسہ سے نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کی عزت دائمی ہے فانی نہیں اس لئے مومن کی نعش اور قبر کی بھی عزت ہے، چوتھے یہ کہ جو مومن کو ذلیل سمجھے وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے، غریب مسکین مومن عزت والا ہے مال دار کافر کتے سے بدتر ہے (21) چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد ابن ابی منافق نہایت ذلت سے مرگیا اور آج تک اس پر لعنت ہو رہی ہے، ان کے دروازے کا نکالا ہوا مرے بعد بھی چین نہیں پاتا

بقیہ صفحہ ٦٦٧

کو عورت کی شکل یا عورتوں کو مردوں کی شکل بنانا حرام ہے، رب نے جو صورت بخشی وہ ہی اچھی ہے، بلکہ کافر کو قتل کے بعد بھی مثلہ نہ کیا جاوے، یعنی ناک کان نہ کاٹے جاویں (13) آخر کار سب کو رب تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے، لیکن کوئی خوشی سے جاتا ہے کوئی ناخوشی سے بہتر یہ ہے کہ انسان خوش خوش جائے (14) یعنی رب تعالیٰ تمہاری نیتوں، دل ارادوں کو بھی جانتا ہے اور اعمال کو بھی۔ یا تمہارے ظاہری و پوشیدہ کاموں سے خبردار ہے

بقیہ صفحہ ٦٦٨

فرمانبرداری کریں (18) درحقیقت یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے کیونکہ آیات الٰہی کا جھٹلانا ہی کفر ہے، رب کا انکار یا رسول اللہ کا یا قیامت کا، یا فرشتوں کا انکار، رب کی آیات کا انکار ہے۔ جو کفر ہے۔ خیال رہے کہ ایک رسول کا انکار اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا انکار ہے (19) اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور سخت عذاب صرف کفار کے لئے ہے، گنہگار مومن خواہ کیسا ہی گنہگار ہو ان شاء اللہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا، نیز رب تعالیٰ اسے رسوا نہ کرے گا۔ اپنے حبیب کے نام کی لاج کے لئے اس کے عیب چھپائے گا۔

بقیہ صفحہ ٦٦٩

عبادت سے انسانوں کی عبادت افضل ہے۔ کیونکہ فرشتوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں، اسی لئے فرشتے جنت کے حقدار نہیں (12) اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر بقدر طاقت تقویٰ و پرہیزگاری لازم ہے، رب فرماتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (بقرہ: ۲۸٦) رہی وہ آیت اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران: ۱۰۲) وہ یا تو اس آیت سے منسوخ ہے یا یہ آیت اس کی تفسیر (13) اللہ تعالیٰ کا، اس کے رسول کا، اور رسول کے تابعین علماء و سلاطین اسلام کا (14) زکوٰۃ، صدقات، بلکہ بال بچوں پر اس نیت سے خرچ کرنا کہ حضور کا حکم ہے، سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے (15) اس طرح کہ اس نے بخل کی وجہ سے صدقات و خیرات بند نہ کئے۔ (16) خوش دلی سے خیرات کرنا قرض حسنہ کہلاتا ہے، چونکہ اس کی جزاء ضرور ملے گی، لہٰذا یہ گویا قرض ہے اور چونکہ جزاء خرچ سے کہیں زیادہ ملے گی، لہٰذا یہ حسن ہے۔ کبھی اس قرض کو بھی حسنہ کہہ دیتے ہیں جس کو معاف کر دیا جائے، اس سے معلوم ہوا کہ عبد اور مولیٰ میں سود نہیں ہوتا، کیونکہ رب نے قرض فرما کر زیادتی کا وعدہ فرمایا کہ وہ حقیقت میں قرض ہی نہیں۔ سب کچھ مولیٰ کا ہے (17) وہ رب نہ تو تمہاری خیرات سے بے خبر ہے، نہ تمہارے اخلاص سے غافل، نہ اس کے خزانوں میں کچھ کمی، پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ خیرات کا بدلہ نہ ملے یا کم ملے۔

بقیہ صفحہ ٦٧٠

ہیں (15) اس طرح کہ طلاق سنی دے یعنی ہر طہر میں ایک طلاق اور طلاق کی عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالے اور عدت بڑھانے کی کوشش نہ کرے اور طلاق یا رجوع پر شرعی گواہ بنائے غرضیکہ طلاق میں شریعت کی حدود کا خیال رکھے (16) اس طرح کہ اگر طلاق کے بعد پچھتائے تو رجوع کا موقع ہوگا یا اس مرد کو اچھی بیوی اور اس عورت کو اچھا خاوند عطا فرمائے گا یا دین و دنیا کے غموں سے آزاد فرما دے گا یا زندگی، موت، قیامت کی تنگی سے بچائے گا (17) (شان نزول) حضرت عوف ابن مالک کے فرزند سالم ابن عوف کو مشرکین قید کر کے لے گئے، حضرت عوف نے بارگاہ نبوی میں اپنے فقر و فاقہ اور بیٹے کی گرفتاری کی شکایت کی حضور نے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو اور ولاحول شریف کثرت سے پڑھو انہوں نے ایسا ہی کیا چند روز بعد ہی بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو دیکھا بیٹا آ گیا اور سو اونٹ ہمراہ لایا، کفار غافل ہو گئے تھے یہ ان کا اتنا عظیم مال بھی ساتھ لیتا آیا (روح) خزائن العرفان نے فرمایا کہ چار ہزار بکریاں لایا تھا، حضرت عوف نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا یہ مال مجھے حلال ہے فرمایا ہاں کفار حربی کا مال ہے اس پر یہ آیت کریمہ اتری، معلوم ہوا کہ تقویٰ سے غموں سے نجات اور غیبی روزی اور روزی میں برکت ملتی ہے اس آیت کے ورد وعمل سے دست غیب نصیب ہوتا ہے (18) دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور جسے اللہ کافی ہو اسے دوسرے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے اس کے دروازے پر آتے ہیں۔ (19) لہٰذا تم توکل کرو یا نہ کرو، ملے گا وہ ہی جو مقدر ہے، تو توکل چھوڑ کر ثواب سے محروم کیوں ہوتے ہو (20) (شان نزول) اس میں کہ ان کی عدت کیا ہے، صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو معلوم ہوگئی، جنہیں حیض نہ آتا ہو ان کی عدت کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (21) بچپن کی وجہ سے ان کی عدت بھی تین مہینے ہیں (22) خواہ انہیں طلاق ہوئی ہو یا ان کا خاوند فوت ہوا ہو، ان کی عدت وضع حمل ہے

بقیہ صفحہ ٦٧١

خیال رہے کہ اگر باپ فقیر ہو، تو ماں پر بچہ کا دودھ

پلانا واجب ہے (١٤) لہٰذا غریب پر مالداری کا خرچ واجب نہیں فرماتا۔ (١٥) یعنی غریب آدمی رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بقدر طاقت حقوق ادا کرے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے غنی فرمادے گا' اگر چاہے (١٦) کہ دنیا میں ان کے کفر و گناہوں کی وجہ سے ان پر عذاب بھیجے اور آخرت میں سزا کا مستحق ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ غریب متقی بشارت کے مستحق ہیں اور امیر فاسق عذاب کے' خیال رہے کہ یہاں قریہ سے مراد بستی والے ہیں (١٧) معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت ہلکے ہیں اس لئے ان کے متعلق چکھنا ارشاد ہوا اور ان عذابوں سے ان کا عذاب آخرت کم نہ ہوگا (١٨) کہ انہیں موت و قبر میں عذاب سخت دیا گیا بفضلہٖ تعالیٰ مومن اس خسارہ سے محفوظ ہے اور رہے گا (١٩) اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو بعد قیامت ہوگا لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔

بقیہ صفحہ ٦٧٢

ساری مخلوق کا حساب لینا کچھ مشکل نہیں۔ نیز یہ حساب اس کے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کا منہ بند کرنے کو ہے (١٢) (شان نزول) حضور ﷺ جب کبھی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے' تو وہ آپ کی خدمت میں شہد پیش فرماتی تھیں' اس وجہ سے وہاں قیام زیادہ فرماتے تھے' یہ زیادہ ٹھہرنا حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہا کو گراں گزرا اور رشک ہوا' ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب جب ہم میں سے کسی کے پاس حضور تشریف لاویں تو ہم عرض کریں کہ آپ کے منہ شریف سے مغافیر کی بو آتی ہے' چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا حضور نے فرمایا کہ ہم نے مغافیر تو کھایا نہیں شہد پیا ہے اچھا میں شہد کو اپنے پر حرام کرتا ہوں۔ یعنی چونکہ شہد کی وجہ سے حضرت زینب کے ہاں زیادہ ٹھہرتا ہوں جو تمہیں ناگوار ہے تو میں شہد حرام کئے لیتا ہوں' بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اپنے پر ماریہ قبطیہ کو حرام فرمالیا تھا۔ کچھ بھی ہو اس موقعہ پر یہ آیات اتریں۔ (١٣) اس سے معلوم ہوا کہ قسم کھالینے سے چیز قسم کھانے والے پر حرام ہو جاتی ہے کہ جب وہ چیز استعمال کرے گا کفارہ لازم ہوگا' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا شہد یا ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پر حرام فرمالینا محض ازواج کو راضی کرنے کے لئے تھا نہ کہ بے علمی کی وجہ سے کیونکہ اپنے منہ کی بو غیب نہیں وہ تو محسوس ہوتی ہے' لہٰذا وہابی اس آیت سے حضور کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے (١٤) اس نے آپ کی ان دونوں مبارک بیویوں کا یہ قصور معاف فرمادیا اور آپ کے لئے اس قسم کا کفارہ بیان فرمادیا جس سے آپ کی ساری امت پر آسانی ہوگئی (١٥) اس سے معلوم ہوا کہ حلال کو حرام کرلینا قسم ہے مگر حرام کو حلال کرلینا قسم نہیں مثلاً کہا کہ اگر میں یہ کروں تو مجھ پر میری بیوی حرام یہ قسم ہے اور اگر کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو سور کھاؤں یہ قسم نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کا کفارہ صرف اس دین میں ہے' پچھلی شریعتوں میں یہ نہ تھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو کفارہ کا حکم نہ دیا بلکہ قسم پوری کرنے کا حیلہ بنایا کہ اپنی بیوی کو جھاڑو ماردیں (١٦) اے پیغمبر اور ان کے گھر والو اس لئے تمہارے گھر کے انتظامات خود فرماتا ہے۔ اور تمہارے گھر کے آداب مسلمانوں کو سکھاتا ہے (١٧) یہ بیوی حضرت حفصہ ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے خانگی معاملات بھی رب طے کرتا ہے' حضور نے حضرت حفصہ سے فرمایا تھا کہ شہد یا ماریہ قبطیہ کو حرام فرمالینے کی خبر کسی کو نہ دینا اپنے تک ہی رکھنا

بقیہ صفحہ ٦٧٣

نے حضور کی خدمت واطاعت کو تمام نعمتوں سے اعلیٰ وافضل سمجھا۔ (١٦) اس طرح کہ خود بھی نیک رہو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی نیک بننے کی ہدایت کرو' معلوم ہوا کہ بیوی بھی اہل میں داخل ہے (١٧) آدمی سے مراد کافر اور پتھر سے مراد ان کے بت ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر تبلیغ ضروری ہے اور پہلے اپنے بال بچوں کو تبلیغ کرے۔ (١٨) جن کے دل میں بالکل رحم نہیں اور ان کی پکڑ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا (١٩) معلوم ہوا کہ سارے فرشتے معصوم ہیں' ہاروت و ماروت جب شکل انسانی میں آئے تب ان سے گناہ سرزد ہوئے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' جیسے عصاء موسوی سانپ بن کر کھانے لگتا تھا (٢٠) سچی توبہ جس کا اثر یہ ہو کہ برے اعمال چھوٹ جائیں نیک کاموں کی عادت پڑ جائے' خیال رہے کہ توبہ کی حقیقت گزشتہ پر ندامت' آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہے' توبہ بہت قسم کی کفر سے توبہ' فسق سے توبہ' حقوق العباد سے توبہ وغیرہ۔ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے' جیسے تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں نہیں لوٹتا (از خزائن العرفان) (٢١) معلوم ہوا کہ توبہ گناہوں کی معافی اور جنت کے استحقاق کا ذریعہ ہے' کریم کا امید دلانا بھی وعدہ ہے

بقیہ صفحہ ٦٧٤

بند ہوا دیئے اور سخت دھوپ میں ڈال دیا (١٣) معلوم ہوا کہ جنت میں وہ گھر زیادہ درجہ والا ہے جس میں بندے کو قرب الٰہی زیادہ ہو عرب کہتے ہیں اَلْجَارُ قَبْلَ الدَّار گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھو (١٤) اس طرح کہ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمادے۔ معلوم ہوا کہ دینی خطرے پر اپنی موت کی دعا کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتے مقرر فرمادیئے جنہوں نے آپ پر سایہ کرلیا اور ان کا جنتی گھر انہیں دکھادیا۔ جس سے آپ ان تمام مصیبتوں کو بھول گئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ مع جسم آسمان پر اٹھالی گئیں (روح) حضرت آسیہ جنت میں ہمارے حضور کے نکاح میں ہوں گی (١٥) خیال رہے کہ قرآن شریف میں ۲۷ جگہ حضرت مریم کا نام آیا اور آپ کے سوا کسی عورت کا نام قرآن میں نہیں (١٦) کہ آپ کو کسی مرد نے نہ چھوا۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (آل عمران: ۴۷) (١٧) اس طرح کہ حضرت جبریل نے آپ کے سینے پر پھونک ماری' جس سے آپ حاملہ ہوگئیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے مقبولوں کا کام درحقیقت رب کا کام ہے' کیونکہ پھونک حضرت جبریل نے ماری' رب نے فرمایا ہم نے پھونکا۔ دوسرے یہ کہ فیض دینے کے لئے دم کرنا سنت ملائکہ ہے مشائخ کے دم درود کی اصل یہ آیت کریمہ ہے' تیسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش روح الامین کی پھونک سے ہے آپ کی پھونک سے مردے زندہ بیمار اچھے ہو جاتے ہیں (١٨) یعنی تمام آسمانی کتابوں صحیفوں پر ایمان لائیں اور شرعی احکام پر عمل کیا (١٩) کیونکہ آپ تقویٰ طہارت میں مردوں سے کم نہ رہیں اس لیے قانتین جمع مذکر ارشاد ہوا خیال رہے کہ پانچ بیبیاں بڑے کمال والی ہیں حضرت آسیہ مریم، فاطمہ، خدیجہ، عائشہ رضی اللہ عنہن

بقیہ صفحہ ٦٧٥

کے لئے ہدایت اور جب کوئی کافر جن ملائکہ کا کلام سننے آسمان پر جانے کی کوشش کرتا ہے تو ان میں سے ایک آگ نکال کر ایسا ہلاک کرایا یا زخمی کردیتی ہے جیسے شکار کو گولی۔ (١٥) اس سے معلوم ہوا کہ کافر جنات دوزخ میں جائیں گے اگرچہ ان کی پیدائش آگ سے ہے مگر آگ کا عذاب پائیں گے جیسے ہم مٹی کے ڈھیلے سے زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں۔ (١٦) اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے ایک فرمان کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ یہاں ہر کافر کو كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ میں داخل فرمایا' کیونکہ نبی رب کی طرف

56

سے فرمانروا ہے۔ (١٧) کہ وہ جگہ بھی تکلیف دہ وہاں کا کھانا پانی بھی تکلیف دہ' سانپ بچھو' تکلیف دہ ساتھی بھی ایذاء رساں' غرضیکہ ہر تکلیف جمع ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ مقام صرف کفار کا ہے' مومن گنہگار کا وہاں کچھ دن رہنا ہے۔ ایسا ہوگا جیسا مسافر کا منزل پر ٹھہرنا۔ (١٨) کھولتی ہانڈی کی طرح یا ریل کے انجن کی مثل' مگر یہ آواز صرف دوزخی سنیں گے وقت اور رہنے کی حالت میں' جنتی اگرچہ پل صراط پر گزریں گے مگر اس کی یہ دہشت ناک آواز نہ سنیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا (انبیاء: ١٠٢) (١٩) معلوم ہوا کہ دوزخ میں احساس ہے' وہ غضب بھی کرتا ہے بلکہ کلام بھی کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گیا تو وہ جواب دے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے (٢٠) معلوم ہوا کہ کفار دوزخ میں فوج در فوج جائیں گے' ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنس کے ہمراہ ہوگا' اگر گنہگار مسلمان دوزخ میں جائے گا تو اکیلا کہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہوگی' تاکہ امت رسول کی رسوائی نہ ہو (٢١) یعنی نبی بلاواسطہ' یا نبی کے جانشین علماء جن کا پہنچ جانا یا ان کی تبلیغ کا پہنچ جانا خود نبی ہی کا پہنچ جانا ہے (٢٢) چونکہ کفار قرائن سے سمجھ لیں گے کہ اب انبیاء کی تشریف آوری کا انکار' فرشتے سے مار کھانے کا ذریعہ ہے اس لئے سچ بول دیں گے' محشر کی طرح یہاں جھوٹ نہ بولیں گے (٢٣) معلوم ہوا کہ جن لوگوں تک نبی کی تعلیم بالکل نہ پہنچی' صرف انہیں شرک پر عذاب ہوگا۔ باقی کسی چیز پر نہیں' جیسے فترت والے لوگ جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے فوت ہو گئے' کسی نبی کی تعلیم انہیں نہ پہنچ سکی

بقیہ صفحہ ٦٧٦

بتایا کہ بت ڈرنے کے لائق نہیں' ڈرو اس سے جس کی بادشاہی آسمانوں میں ہے یہ مطلب نہیں کہ رب آسمان پر رہتا ہے وہ تو جگہ سے پاک ہے (١٤) کہ قارون کو زمین میں دھنسایا اور قوم لوط پر آسمانی پتھر برسائے (١٥) اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو گرنے سے رب ہی روکے ہوئے ہے' ورنہ بھاری چیز گر جاتی ہے (١٦) يُمْسِكُهُنَّ میں هن کا مرجع یا تو طیر' پرندوں کی جماعت ہے یعنی چڑیاں۔ ہوا میں اڑتے ہوئے کبھی پر کھولتی ہیں اور کبھی بند کر لیتی ہیں۔ مگر نہیں گرتیں' معلوم ہوا کہ انہیں ہوا میں محض پر نہیں روکتے بلکہ ہم روکے رہتے ہیں' وہ تو گوشت پوست کا مجموعہ ہیں جو نیچے گر جانا چاہئے' آج ہوائی جہازوں کو بھی رب ہی گرنے سے بچاتا ہے نہ کہ مشین و انجن' اس لئے بارہا یہ تباہ ہو کر گر جاتے ہیں یا اس کا مرجع آسمان ہیں یعنی آسمان اتنے بھاری اجسام نہ کسی چیز میں لٹکے ہیں نہ کسی شئے پر دھرے ہیں مگر نہیں گرتے کیونکہ انہیں ہم ہی روکے ہوئے ہیں (١٧) یعنی چڑیاں ہوا میں اڑنے کی حالت میں پر پھیلاتی اور سمیٹتی ہیں' اگر یہ پھیلانا انہیں گرنے سے روکتا تو چاہئے تھا کہ یہ سمیٹتے وقت گر جائیں' مگر نہیں گرتیں' حالانکہ بوجھل چیز گر جاتی ہے (١٨) قرآن کریم میں جہاں ارشاد ہوا کہ تمہارا مددگار کوئی نہیں اس سے مراد حق تعالیٰ کے مقابلہ مدد ہے کہ رب تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے بچا لے یہ سب آیتوں کی تفسیر ہے اور مدد والی آیتوں سے مدد بالاذن کا ثبوت ہے (١٩) وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم پر عذاب نہیں آئے گا اور اگر آیا تو ہمارے جھوٹے معبود ہمیں بچالیں گے' یہ دونوں فریب شیطان نے دیئے (٢٠) اس طرح کہ بارش یا دھوپ روک لے جو پیداوار کا سبب ہے' تو دوسرا یہ چیزیں نہیں دے سکتا

بقیہ صفحہ ٦٧٧

ہے۔ (٢١) یعنی موت کے وقت' کیونکہ ہر کافر مرتے وقت حقانیت اسلام مان لیتا ہے مگر اس وقت کا ماننا کام نہیں آتا (٢٢) یعنی تمہارے کنوؤں' دریاؤں کے پانی' جو تمہارے قبضہ میں دیا گیا ہے۔ یا تمہاری آنکھ منہ پیٹ کا پانی خشک ہو جائے یا تمہارے عشق الٰہی و محبت مصطفوی کا پانی خشک ہو جائے جو تمہارے اعمال کی مٹی میں مل کر مرشد کی نگاہ سے تمہیں عارف وغیرہ بناتا ہے تو پھر کس میں طاقت ہے جو تمہیں یہ پانی بخشے (١) اس سورۃ کا نام سورہ قلم ہے یا سورہ نون' یہ مکیہ ہے' قلم سے مراد یا تو وہ قلم ہے جس نے لوح محفوظ پر تا قیامت سارے واقعات لکھ دیئے جس کا طول آسمان و زمین کے برابر ہے یا کراماً کاتبین کے قلم جس سے وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں' یا علماء دین کے قلم جن سے وہ حضور کی نعت' رب کی حمد' دینی مسائل و فتاویٰ لکھتے ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ قلم حضور ﷺ کی زبان مبارک ہے جو کن کی کنجی ہے اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھیں (٢) کراماً کاتبین کے لکھے کی قسم' یا علماء دین کی تحریر کی قسم جس سے وہ دین کی خدمت کرتے ہیں۔ (٣) یا اپنے رب کی نعمت کی وجہ سے مجنون نہیں' کیونکہ نبوت اور جنون کا اجتماع ناممکن ہے نبی پر جہان کے ایمان کا بوجھ ہے وہ مجنون ہوں تو عالم تباہ ہو جائے' جیسے انجن کا ڈرائیور' قیمتی موتی قیمتی ڈبیہ میں رکھا جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ٦٧٨

عیوب بیان فرمائے نو کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی تجھے خبر ہے سچ بتا میں حرامی ہوں یا حلالی' سچ کہنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا' تب اس کی ماں بولی' کہ تیرا باپ نامرد تھا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا' تو اس سے پیدا ہوا (خزائن و روح و تفسیر صاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے عناد ہو اور حضور کی بدگوئی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے (١١) یعنی اس کی تمام اکڑ مال اور اولاد کے بل بوتے پر ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کا بدلہ خود لیتا ہے ایک کے بدلے دس سناتا ہے۔ (١٢) یہ ولید خبیث قرآن کریم سن کر کہتا تھا کہ یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں ان پر کان نہ دھرو (١٣) یعنی قیامت میں ولید کا منہ سور کا سا ہوگا' جس پر خاص داغ ہوگا' تمام اہل محشر پہچان لیں گے کہ محبوب کے بدگو کا منہ یہ ہے' ولید بدر سے پہلے مر گیا تھا (١٤) یعنی ہم نے مکہ والوں پر حضور کی دعا سے سخت قحط بھیجا' جس میں وہ مردار تک کھا گئے (١٥) اس باغ کا نام ضروان تھا جو ملک یمن میں صنعاء سے دو کوس فاصلہ پر تھا' اس کا مالک ایک سخی آدمی تھا' جب پھل توڑنے کا وقت آتا تو منادی کر کے فقراء کو جمع کر لیتا' بہت حصہ فقراء کو تقسیم کر دیتا کھیت کی پیداوار میں بھی دسواں حصہ مساکین کو دیتا تھا' جس سے اس کے مال میں بڑی برکت تھی' اس کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے' جو کنجوس تھے انہوں نے باغ پکنے پر آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے کنبے بہت ہیں پھل تھوڑے ہیں' اگر ہم بھی باپ کی طرح سخاوت کریں گے' تو فقیر ہو جائیں گے' چلو صبح تڑکے ہی پھل توڑ لیں' کسی فقیر کو خبر نہ ہونے دیں' ان آیات میں یہ قصہ مذکور ہے' یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا' آپ کے آسمان پر جانے کے قریب (١٦) یعنی صبح ہی دنیا کے کام میں مشغول ہو جائیں گے بغیر ذکر خدا کئے اور اپنے باپ کی نیک رسم بند کر دیں گے انہوں نے مال سے رب کے نام کا حصہ نہ نکالا یہ بھی گناہ ہے برائی کرنے پر قسم کھائی یہ بھی گناہ' انشاء اللہ نہ کہا یہ بھی قصور کہ اپنے پر اعتماد ہے (١٧) رات میں باغ پر آفت ناگہانی آئی جو سب کچھ تباہ کر گئی (١٨) جس میں کوئی پھل باقی نہ رہا' مگر انہیں کچھ خبر نہ ہوئی۔ (١٩)

اس سے معلوم ہوا کہ صبح سویرے ہی بغیر اللہ کا ذکر کئے ہوئے دنیاوی کام میں لگ جانا غافلوں کا کام ہے‘ عاقل مومن کو چاہئے کہ صبح سویرے پہلے اللہ کی یاد کرے پھر دنیاوی کام شروع کرے۔ جس کی ابتداء اچھی ہے اس کی انتہاء بھی اچھی ہے اسی لئے اسلام میں فجر کی نماز اور بعد نماز تلاوت و ذکر وغیرہ ہے۔ ۲۰ تا کہ کوئی فقیر نہ سن لے اور خیرات لینے کے لئے حسب دستور باغ میں پہنچ جائے۔ ۲۱ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام کو جائے تو خدا کا ذکر کرتے ہوئے اور نیک ارادے سے جائے‘ ان کے ارادے برے تھے جس کا انجام برا ہوا ۲۲ وہ لوگ پہلے تو سمجھے کہ ہم بہک کر دوسری جگہ آ گئے ہیں ہمارا باغ ایسا اجڑا ہوا نہ تھا پھر غور سے دیکھ کر بولے کہ نہیں ہم راہ نہیں بھولے بلکہ باغ ہی برباد ہو چکا ہے

بقیہ صفحہ ۶۷۹

ہو کہ آخرت میں تم مسلمانوں سے اچھے رہو گے وہ کونسی آسمانی کتاب اتری جس میں یہ لکھا ہے ۱۵ یعنی اے بیوقوفو کیا ہم تمہارے متعلق قسم اٹھا چکے ہیں کہ تم خواہ کچھ بھی کرو تمہیں جنت ہی دیں گے‘ جس قسم سے مجبور ہو کر تمہیں جنت ہی دی جائے‘ معلوم ہوا کہ گناہ کر کے جنت کی امید رکھنا کفار کا طریقہ ہے‘ گناہوں پر ندامت رحمت الٰہی سے امید چاہیے ۱۶ کفر کے باوجود جنت اور اللہ کی رحمت ۱۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مومنوں کی جزاء کے بفضل پروردگار پیغمبر ضامن ہیں۔ کفار کی جزاء کا ضامن کوئی نہیں مومن و کافر کے اعمال میں یہ ہی فرق ہے کافر لاوارث ہے مومن ولی و وارث والا ہے۔ ۱۸ جو انہیں ہم سے جنت دلوادیں وہ اگرچہ کفر ہی کرتے رہیں۔ ۱۹ یعنی وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں محض ضد میں یہ باتیں کرتے ہیں۔ ۲۰ یعنی ایسی شدت ہوگی کہ گھبراہٹ میں لوگوں کی پنڈلیاں کھل جائیں گی‘ یا رب تعالیٰ اپنی ساق قدرت لوگوں پر ظاہر فرما دے گا ۲۱ یہ سجدہ تکلیفی نہ ہوگا‘ کیونکہ قیامت میں کوئی مکلف نہیں بلکہ یہ سجدہ مخلص و منافق کی پہچان کے لئے ہوگا‘ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں وہی سجدہ کر سکے گا جو دنیا میں عبادت گزار اور فرمانبردار رہا ہوگا ۲۲ قیامت میں کفار کا ہر گروہ اپنے باطل معبود کے ساتھ دوزخ میں بھیج دیا جائے گا مومن و منافق کھڑے رہ جائیں گے۔ ۲۳ شرم و ندامت سے یا تجلی الٰہی کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے (روح و عزیزی) معلوم ہوا کہ مومن دیدار الٰہی کریں گے‘ منافق نہ کر سکیں گے ۲۴ منہ کالے ہو جائیں گے بلکہ تمام جسم پر ذلت و خواری کے آثار نمودار ہوں گے جس سے ان کا نفاق ظاہر ہو گا رب کی پناہ ۲۵ کہ موذن حی علی الصلوۃ پکارتا تھا۔ مگر یہ حاضر نہ ہوتے تھے معلوم ہوا کہ جماعت بھی واجب ہے اور مسجد میں حاضری بھی لازم‘ بلا عذر گھر میں نماز پڑھ لینا یا اکیلے پڑھ لینا منافق کی علامت ہے‘ جس کی یہ سزا ہے۔ ۲۶ معلوم ہوا کہ مجبوری و بیماری میں جماعت اور مسجد کی حاضری معاف ہے‘ جس پر پکڑ نہیں نیز تندرستی میں عبادت نہ کرنا محرومی ہے۔ ۲۷ معلوم ہوا کہ کافر کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اسے دینی آزادی دی جاتی ہے‘ رب فرماتا ہے۔ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ:۲۵۶) ۲۸ کہ انہیں باوجود کفر و گناہ کے دنیاوی نعمتیں بخشیں گے جس سے یہ اور زیادہ غافل ہو کر گناہ کریں گے معلوم ہوا کہ جو مال و دولت غفلت پیدا کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ بچائے

بقیہ صفحہ ۶۸۰

تلاوت قرآن فرما رہے تھے‘ انہوں نے بار بار یہی کہا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی نظر بد سے محفوظ رکھا‘ اس پر آیت آئی‘ معلوم ہوا کہ بدنیتی سے حضور کا چہرہ انور دیکھنا کفر ہے‘ اعتقاد سے رخ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے‘ یہی حال قرآن شریف کا ہے‘ بدنیتی سے اس کا پڑھنا کفر ہے نیک نیتی سے عبادت ۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بد حق ہے‘ دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظر بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا‘ جن کی بری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی‘ اللہ نے اپنے حبیب کو ان کے شر سے محفوظ رکھا یہ آیت نظر بد سے بچنے کے لئے اکسیر ہے ۱۲ یعنی کفار آپ جیسے کامل عقل کو اپنی بے عقلی سے دیوانہ کہتے ہیں‘ خیال رہے کہ سارے عالم کو عقل کا ایک حصہ تقسیم ہو کر ملا۔ حضور کو نو حصے عقل عطاء فرمائی ۱۳ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم‘ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا (طلاق: ۱۰) اور فرماتا ہے‘ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸) معلوم ہوا کہ حضور سے بے چین دل چین پاتے ہیں‘ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہمیشہ ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں ۱ قیامت کا ایک نام حاقہ بھی ہے یعنی اس کا آنا برحق و یقینی ہے وما ادراک سے بتایا گیا کہ قیامت کی دہشت و ہولناکی انسانی اندازے و تخمینے میں نہیں آ سکتی اے محبوب آپ کو بذریعہ وحی بتائی گئی یہاں درایۃً کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۵ قارعہ بھی قیامت کا نام ہے کیونکہ اس دن لوگوں کو سخت صدمہ ہوگا‘ یعنی قوم عاد و قوم ثمود قیامت کے منکر ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں تو کفار مکہ بھی اپنا انجام سوچ لیں ۱۰ حضرت جبریل علیہ السلام نے جھڑک دی۔ ان کی آواز کی یہ تاب نہ لا کر ہلاک ہو گئے جیسے بعض لوگ توپ کی آواز یا بادلوں کی گرج سے مر جاتے ہیں‘ خیال رہے کہ حضرت جبریل کی آواز سے وہاں کی زمین لرز گئی‘ اور لوگ مر گئے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (اعراف:۷۸) ۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے قوی قوموں کو معمولی چیزوں سے ہلاک فرمایا‘ تا کہ اس کی قدرت معلوم ہو‘ ابابیل سے فیل ہلاک کئے‘ مچھر سے نمرود کو ہلاک کیا‘ قوم عاد کی ہلاکت کا واقعہ تفصیل وار پہلے ذکر ہو چکا ۱۸ ۲۲ شوال چہار شنبہ تک ۱۹ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھایا جیسے کمزور کو قوی پچھاڑ دے ۲۰ یعنی قوم عاد بہت دراز قد تنومند تھی جب وہ ہلاک ہوئی تو ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے کھجوروں کے کٹے ہوئے ڈنڈ‘ پھر تیز ہوا نے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں۔ ۲۱ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ اگلی پچھلی چیزوں کو ملاحظہ فرماتی ہے کیونکہ قوم عاد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو حالانکہ یہ واقعہ بہت پہلے کا ہے۔ ۲۲ قوم لوط کی بستیاں جن کا تختہ الٹ دیا گیا‘ یہ کل پانچ تھیں‘ صعید‘ صعدہ‘ عمرہ‘ دوا‘ سدوم (روح)

بقیہ صفحہ ۶۸۱

یعنی مجھے دنیا میں یقین تھا کہ قیامت میں میرا حساب ہوگا‘ اسی لئے میں نے اس کی تیاری کر لی تھی‘ حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود کر لیا تھا۔ ۱۲ قیامت میں بھی چین و آرام میں ہوگا‘ اور جنت میں پہنچ کر بھی ۱۷ کھڑے بیٹھے لیٹے‘ ہر طرح آسانی سے لئے جا سکیں گے ۱۸ یہاں کے کھانے پینے نہ بدہضمی کریں‘ نہ شریعت کے لحاظ سے منع‘ نہ کسی کا بار احسان ہے‘ خود تمہارے اپنے نیک اعمال کا بدلہ ہے بخلاف دنیا کے کھانے پینے کے ۱۹ خیال رہے کہ مکلف نیک مسلمانوں کے لئے جنت خود اپنے اعمال کا بدلہ ہے‘ اور مسلمانوں کے ناسمجھ فوت شدہ بچے اور بعض مجھ جیسے گنہگاروں کے لئے ماں باپ یا کسی نیک کے اعمال کا بدلہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں‘ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کے

نیک اعمال فائدہ مند ہیں' قبر و آخرت عمل کی جگہ نہیں (۲۰) یہ کفار کا حال ہوگا' کہ ان کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے ہوئے (۲۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد موت ہر شخص پڑھ سکتا ہے' اس لئے ہر جاہل بھی اپنا نامہء اعمال پڑھ لے گا' دوسرے یہ کہ بعد موت ہر ایک کی زبان عربی ہو گی' کہ نامہء اعمال عربی میں ہوں گے' اور سمجھ لئے جاویں گے سلطنت الٰہیہ کی سرکاری زبان عربی ہے' اسی لئے سوالات قبر آخرت کے حسابات سب عربی میں ہوں گی' اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی (۲۲) یعنی کاش مجھے اپنے حساب و کتاب کی خبر ہی نہ ہوتی' ایسا حساب جاننے سے نہ جاننا بہتر تھا (۲۳) یعنی مجھے ایسی دائمی موت آ جاتی' جس کے بعد زندگی نہ ملتی' تاکہ میں یہ رسوائی اور عذاب نہ دیکھتا (۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال قیامت میں کام آئے گا' صدقہ وخیرات' بلکہ جو میراث چھوڑی اس کا بھی انشاء اللہ اجر ملے گا۔ کافر کا نہ صدقہ خیرات کام آئے نہ دوسرا مال' کیونکہ یہ حسرت کافر کرے گا اور کافروں کے عذاب سے اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے گا

بقیہ صفحہ ۶۸۲

کر دیتے (۱۹) یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی بات بھی ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم انہیں اس طرح ہلاک کر دیتے' ان کی ایسی ترقی نہ ہوتی (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت کا انجام برا ہوتا ہے' جیسا کہ مرزا قادیانی کا ہوا' سفر میں مرا' پاخانہ میں موت واقع ہوئی' لوگوں نے اس کی میت پر گندگی ڈالی' تمام دعوے جھوٹے ہوئے ان سے عبرت پکڑو (۲۱) لیکن ہوا یہ کہ ان کا سورج دم بدم ترقی پر ہے اور خدا کی خدائی ان کی فرمانبردار ہے کہ اشارے پر چاند پھٹا' سورج لوٹا' بادل برسا' کنکر پتھروں نے کلمہ پڑھا۔ معلوم ہوا کہ وہ سچے ہیں' ان کی پیاری ادائیں سچی ہیں (۲۲) نہ کہ حضور کے لئے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے پڑھے پڑھائے عالم و عامل ہیں' معلوم ہوا کہ قرآن حضور کے لئے ہادی نہیں' باقی سارے عالم کا ہادی ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاوے' قرآن اسے اعمال کی ہدایت دیتا ہے ایمان کی ہدایت حضور سے ملتی ہے (۲۳) جو آخر تک جھٹلاتے ہی رہیں گے' کوئی دلیل ان کے لئے کارگر نہ ہوگی' ایسوں کی گمراہی پر رنجیدہ نہ ہونا چاہیے (۲۴) یعنی قیامت حق ہے' باطل نہیں' یقینی ہے مشکوک نہیں' یا اس دن کفار کو بھی حق

الیقین نصیب ہو گا علم الیقین' عین الیقین' حق الیقین' یہ علم کے تین درجہ ہیں (۲۵) اس شکریہ میں کہ اس نے تمہیں سید المرسلین' خاتم النبیین بنایا

بقیہ صفحہ ۶۸۳

بچ جاؤں' مومنوں کی دینی محبتیں باقی رہیں گی کام بھی آئیں گی۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے (۱۴) یعنی کافر اپنے قرابت داروں ہی کو فدیہ میں دینا نہ چاہے گا' بلکہ اس کی تمنا تو یہ ہوگی کہ میرے اپنے پرائے عزیز وغیرہ ساری دنیا کے لوگ میرے عوض دوزخ چلے جاویں اور میں بچ جاؤں (۱۵) یعنی ایسا ہرگز نہ ہوگا اسے اپنے جرم کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی نام لے لے کر آج بلا رہی ہے کہ اے فلاح ادھر آ' میں تیری جگہ ہوں' معلوم ہوا کہ دوزخ میں سمجھ بوجھ زبان وغیرہ ہے اور وہ پہچانتی ہے کہ کون کافر ہو کر مرے گا۔ کون مومن ہو کر جیسے جنت سے حور عین' اس عورت پر عتاب کرتی ہے' جو اپنے جنتی خاوند سے لڑتی ہے' حور کہتی ہے کہ اس سے نہ لڑ یہ تیرے پاس مہمان ہے ہمارے پاس آنے والا ہے (۱۶) مال جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا' معلوم ہوا کہ عند اللہ کفار شرعی احکام کے مکلّف ہیں جن پر انہیں سزا دی جائے گی (۱۷) اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے کہ نہ تو وہ مصیبت پر صبر کر سکتا ہے نہ راحت میں شکر (۱۸) یہ آیت ہلوعا یعنی بے صبرے ہونے کی تفسیر ہے یعنی انسان کی بے صبری اس طرح ہے کہ جب اسے تھوڑی برائی پہنچے تو گھبرا کر اللہ کا دروازہ چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے کچھ بھی بھلائی مالی وغیرہ پہنچے تو اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا وہ ڈرتا ہے کہ خیرات سے ہی فقیر ہو جاؤں گا' مال سنبھال کر رکھو کہ مصیبت کے وقت میرے کام آوے اللہ پر توکل نہیں کرتا (۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی کمال ہے پڑھ کر چھوڑ دینا برا' اگر کوئی شخص تہجد شروع کر دے تو پھر ہمیشہ پڑھے' وہ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ میں داخل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی نماز کی برکت سے دنیاوی عیوب حرص ہوس وغیرہ سے بچالے گا نماز بڑی پیاری عبادت ہے (۲۰) خواہ شریعت کا مقرر کیا ہوا حصہ جیسے زکوٰۃ وفطرہ' یا اپنا مقرر کیا ہوا حصہ' معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے صدقہ نفلی کی مقدار خرچ کا وقت مقرر کرنا اچھا ہے جیسے ہر گیارہویں تاریخ کو گیارہ آنے کا صدقہ (۲۱) یعنی نماز کے پابند مسلمان اپنے مال کی خیرات بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور ان فقیروں کو بھی جو مانگنے سے شرم کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے

صدقات سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نمازی ایسوں کو تلاش کر کے دیتے ہیں

بقیہ صفحہ ۶۸۴

بنی زابتداء تا انتہا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ہدایت نہ ہو تو نبی کی صحبت سے بھی نہیں ملتی۔ نبی کی صحبت رحمت کی بارش ہے' بارش اسی تخم کو اگائے گی' جو بویا گیا ہوگا بارش خاردار کو باردار نہیں کر سکتی' یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام دل میں تب ہی اثر کرتا ہے' جب کہ متکلم کا وقار دل میں موجود ہو' ان کفار کے دلوں میں حضور کا وقار نہ تھا۔ وعظ سے فائدہ نہ اٹھا سکے' اسی لئے حضور نے تبلیغ اول میں پہلے اپنی معرفت کرائی فرمایا کَیْفَ اَنَا فِیْکُمْ (۱۲) (شان نزول) یہ آیت ان کفار کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھتے اور حضور کو گھور گھور کر دیکھتے تھے اور غریب مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم بھی ضرور جائیں گے' اور حضور کے وعظ شریعت کا مذاق اڑاتے تھے (خزائن) (۱۳) یعنی انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے' صرف نطفہ سے پیدا ہو جانا جنتی ہونے کا سبب نہیں' جنت کا ذریعہ تو ایمان اور نیک اعمال ہیں' گندا نطفہ قابل تعظیم کیسے ہو سکتا ہے (۱۴) سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور اتنے ہی مغرب' کیونکہ ہر روز سورج نئی جگہ طلوع وغروب ہوتا ہے اس لئے انہیں جمع فرمایا (۱۵) یعنی اے محبوب آپ کو ان کے عوض اچھے خدام وغلام عطا فرما دیں' چنانچہ رب نے حضور کو انصار جیسی محبوب وپاکیزہ جماعت مرحمت فرمائی جو فرشتوں سے بھی افضل واعلیٰ ہیں (۱۶) لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ ہم کسی کافر سے دب کر مجبوراً اسے جنت دے دیں' اس کی تعظیم و اکرام کریں (عزیزی) (۱۷) یعنی ان کے لہو ولعب اور ایمان نہ لانے پر غم نہ کرو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۸) محشر کی طرف دوڑتے جائیں گے' کوئی پیدل' کوئی اوندھے منہ چہرے کے بل انشاء اللہ مومن سواریوں پر ہوں گے' جیسا کہ احادیث شریفہ میں ہے

بقیہ صفحہ ۶۸۵

کے لئے تھا (۱۵) تاکہ میری تبلیغ ان کے کان میں نہ پہنچ جاوے' یہ ایسے مردود ہیں (۱۶) تاکہ مجھے نہ دیکھ سکیں' یعنی میری صورت تک سے بیزار ہیں' چمگاڈر سورج سے گھبراتا ہے (۱۷) یعنی انہوں نے ایمان قبول کرنے میں اپنی بے عزتی سمجھی' معلوم ہوا کہ نبی کے مقابل تکبر وغرور ایمان سے محروم رکھتا ہے' اللہ

بجائے وہ جگہ عجز کی ہے (۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ
تبلیغ علانیہ اور خفیہ ہر طرح کرنی چاہئے۔ لہٰذا لاؤڈ
سپیکر پر وعظ کہنا درست ہے کہ یہ تبلیغ جہری ہے' اور
جلوس نکالنا درست ہے کہ یہ علانیہ اور چل پھر کر تبلیغ
ہے۔ (۱۹) ایک ایک کو علیحدہ تبلیغ کی غرضیکہ کوئی کسر
اٹھا نہ رکھی (۲۰) ایمان لا کر کیونکہ بغیر ایمان لائے
استغفار پڑھنا بے کار ہے

بقیہ صفحہ ۶۸۶

کر دیتی ہے (۱۵) مجھے ستانے اور مومنوں کو بہکانے
کے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر
قوم سے بہت دکھ اٹھائے (۱۶) امیروں نے غریبوں
سے کہا کہ نوح علیہ السلام کی وجہ سے اپنے بتوں کی
پوجا نہ چھوڑو۔ (۱۷) اگرچہ قوم نوح کے بت بہت تھے
مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عزت والے تھے'
ود مرد کی شکل کا سواع عورت کی شکل کا یغوث شیر
کی یعوق گھوڑے کی' نسر کرگس (گدھ) کی شکل
پر' انہیں بتوں کی پوجا عرب میں پہنچی' آج ہمارے
ہاں کے ہنود' مرد' عورت' بندر' سانپ وغیرہ شکلوں
کی پوجا کرتے ہیں' ان کی اصل بھی وہ ہی بت پرستی
ہے (۱۸) ان بتوں نے یا سرداران کفر نے بہتوں کو
بہکا دیا' ان کی گمراہی متعدی بیماری کی طرح پھیل
گئی' آئندہ بھی رہے گی' اس سے معلوم ہوا کہ
پانچوں بت قوم نوح کے صالحین نہ تھے' کیونکہ
صالحین گمراہ نہیں کیا کرتے وہ ہدایت دیتے
ہیں' انہیں گمراہ کن نہیں کہا جا سکتا (۱۹) یعنی اب انہیں
ایمان کی توفیق ہی نہ دے' انہوں نے مجھے بہت ستایا
۔ معلوم ہوا کہ کسی کے کفر پر مرنے کی دعا کرنا گناہ
نہیں' موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے بارے میں
عرض کیا وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا (یونس:
۸۸) (۲۰) یعنی قوم نوح پانی سے آگ میں پہنچائی گئی
کہ ان کے جسم طوفان نوح میں رہے' ان کی روحیں
دوزخ میں' بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں
ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس آیت
سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب
قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں' مردے کا جسم کہیں ہو
عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی
عذاب قبر میں گرفتار ہوئی (۲۱) معلوم ہوا کہ کافر کا مدد
گار کوئی نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اَنْصَارٍ (بقرہ ۲۷۰) البتہ مومن کے مددگار رب نے
بہت مقرر فرما دیئے ہیں' فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ
مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ
ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (تحریم: ۴) دیکھ لو اس قوم کے مومن نوح
علیہ السلام کی مدد سے طوفان سے بچ گئے (۲۲) کوئی
کافر انسان باقی نہ بچے' اس بددعا سے ابلیس اور کافر
جن خارج ہیں' کیونکہ وہ زمین پر نہیں بستے' آپ کو
خبر تھی کہ شیطان قیامت تک بچے گا۔ نیز آپ
جنات کے نبی نہ تھے' پھر انہیں اس بددعا میں کیوں
شامل فرماتے (عزیزی وروح) (۲۳) معلوم ہوا کہ
پیغمبر نور نبوت سے آئندہ نسلوں کی بدبختی اور نیک
بختی سے خبردار ہوتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے
عرض کیا کہ اب ان کی پشت سے مومن نہ پیدا ہوں
گے یہ علوم خمسہ ہیں جو رب نے انہیں بخشا پھر
ہمارے حضور کے علم کا کیا پوچھنا

بقیہ صفحہ ۶۸۷

کے لئے جنات کی نیاز پکاتے تھے' غرضیکہ بہت
طرح جنات کی پناہ لیتے تھے (عزیزی) اس سے
معلوم ہوا۔ کہ جنات کی پناہ لینا حرام ہے کہ اس سے
ان کی سرکشی بڑھتی ہے' نبی ولی کی مدد لینا جائز کہ ان
بزرگوں میں اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا (۱۵) یعنی
جنات کے تکبر وغرور بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی
کہ بعض انسانوں نے اپنے سفر وحضر میں ان کی پناہ
لینی شروع کر دی' تو یہ جنات سمجھے کہ واقعی ہم میں
بہت قدرت ہے کہ اشرف الخلق یعنی انسان بھی
ہمارے حاجت مند ہیں' یہ انسان ان جنات کی
زیادتی طغیان کا باعث بنے (۱۶) موسیٰ علیہ السلام یا
عیسیٰ علیہ السلام کے بعد' حالانکہ خاتم النبیین اب
تشریف لائے (۱۷) یعنی اب جو ہم آسمان پر فرشتوں
کی غیبی خبریں سننے جاتے ہیں تو آسمان کو پہرہ دار
فرشتوں اور شہاب کی گولی کارتوس سے بھرا ہوا
پاتے ہیں۔ جو ہمیں وہاں سے روکتے ہیں' اس سے
معلوم ہوا کہ حضور کی ولادت سے پہلے جنات بے
تکلف آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی باتیں سنتے
تھے' حضور کی آمد سے ان کی یہ آمد و رفت بند
ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے پہلے یا تو بالکل
شہاب تھے ہی نہیں' یعنی تارے ٹوٹا نہیں کرتے
تھے' یا تھے تو مگر بہت کم' اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا
بند نہ ہوا تھا۔ حضور کی تشریف آوری سے جنات کو
آسمانوں سے روکا گیا۔ حضور کی تشریف آوری سے
عالم میں انقلاب آ گیا۔ حضور عرش وفرش کے بادشاہ
بنا کر بھیجے گئے (۱۸) اور فرشتوں کا کلام سن کر نجومیوں
تک پہنچاتے تھے' جس سے نجومی زمین والوں کو غیبی
خبریں دیتے تھے (۱۹) اس سے پتہ لگا کہ حضور کی
تشریف آوری سے جنات کا آسمان پر جانا بند ہوا۔
جس سے نجومی پنڈتوں کی غیبی خبریں قطعاً غلط ہونے
لگیں' پہلے ان کی کچھ باتیں ٹھیک بھی ہو جاتی
تھیں' جو فرشتوں کی تھیں (۲۰) اس نبی اور قرآن کو بھیج
کر ہم نہیں کہہ سکتے' تم خود ہی فیصلہ کر لو' ظاہر ہے کہ
حضور اولین وآخرین کے لئے رحمت ہیں۔ اب
آپ کی موجودگی میں کسی کو آسمان سے غیبی خبریں
لانے کی ضرورت نہیں۔ ان جناتی خبروں میں
بڑے فتنے تھے' تو لا محالہ ہمارا آسمان سے روکا جانا
اللہ کی رحمت ہے

بقیہ صفحہ ۶۸۸

اپنی قوم سے کیا۔ (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی
میں خاص لذت ہے جیسے جسمانی غذاؤں میں لذت
ہوتی ہے' ایسے ہی اس روحانی غذا میں ہے' یہ بھی
معلوم ہوا کہ یہ لذت ذکر انسان' جنات بلکہ
حیوانات کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ شجر وحجر بھی محسوس
کرتے ہیں' اس سے صوفیاء کا وجد ثابت ہوا۔ (۱۱)
حضور ساری مخلوق سے پہلے رب کے عابد ہیں' اور
باوجود اس کے مشرکین میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کا
دامن شرک و کفر' معاصی اور عیوب سے پاک رہا'
اخلاص لوگوں پر ظاہر کرنا چاہئے' تا کہ لوگ اس پر
عمل کریں' اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی (۱۲) اس میں
مشرکین سے خطاب ہے (روح) یعنی تم چونکہ مشرک
ہو' اس لئے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک
نہیں۔ (۱۳) اگر بفرض محال میں رب کی نافرمانی
کروں اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ عَصَيْتُهٗ۔ (هود: ۶۳) ورنہ حضور تو خود ہم جیسے
کروڑوں کی پناہ ہیں۔ (۱۴) یعنی تبلیغ نبوت ورسالت
میرا فرض ہے' یا یہ مطلب ہے کہ میں اگر رب کے
احکام کی تبلیغ کروں' تو یقیناً میرے لئے پناہ اور امن
ہے' اور میں نفع پہنچا سکتا ہوں (روح) (۱۵) معلوم ہوا
کہ عذاب کا استحقاق اللہ رسول کی نافرمانی پر ہے' اگر
صرف اللہ کی نافرمانی ہو تو عذاب نہیں آتا' رب فرماتا
ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا
(الاسراء ۱۵) اس لئے جس وقت تک نبوت کے
احکام نہ پہنچے وہ کسی کام سے جہنمی نہیں ہو سکتا' صرف
توحید کا عقیدہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے اسی لئے
فرعون ونمرود بغیر نبی کی مخالفت کے معذب نہیں
ہوئے یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہاں نافرمانی سے مراد
عقاید میں نافرمانی ہے' کیونکہ خلود اسی کے لئے ہے

بقیہ صفحہ ۶۸۹

کچھ کم وبیش' آپ کو اختیار ہے' معلوم ہوا کہ نماز تہجد
بقدر رغبت پڑھے' اس کی زیادتی کمی کا بندہ کو اختیار
ہے' کہ کم از کم دو رکعت پڑھے زیادہ آٹھ یا

بارہ' خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز تہجد واجب یا فرض تھی (۱۳) معلوم ہوا کہ نماز میں تلاوت قرآن نہایت اطمینان سے کرنی چاہیے۔جس سے حروف صحیح ادا ہوں۔ مد شد وغیرہ ظاہر کرنا فرض ہے خیال رہے کہ ایک رات میں قرآن کریم ختم کرنا اس کو منع ہے جو قرآن صاف نہ پڑھ سکے یا بے رغبتی اور سستی سے پڑھے (۱۴) یعنی عنقریب احکام کی آیات نازل فرمائیں گے جو لوگوں پر بھاری پڑیں گی اس لئے آپ ابھی سے انہیں بھاری احکام کا عادی بنائیں (۱۵) یعنی رات کو نماز کے لئے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے گراں ہے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز سو کر پڑھنی چاہیے (۱۶) تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے۔جیسا خشوع و خضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا (۱۷) یعنی دن میں آپ کو تبلیغی مشاغل بہت ہیں' لہٰذا ہم سے باتیں کرنے کے لئے رات کا وقت زیادہ موزوں ہے (۱۸) قرآن شریف پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو' یا نمازوں کے علاوہ اور وقتوں میں بھی رب کا نام لیا کرو۔تسبیح و تہلیل کیا کرو (۱۹) یعنی نماز کے علاوہ بھی آپ کی زندگی شریف کا رنگ یہ ہو کہ دست بکار' دل بیار' آپ کے دل میں رب کے سوا کچھ نہ ہو۔لہٰذا اس آیت سے ترک دنیا ثابت نہیں ہوتی یہ اسلام میں منع ہے (۲۰) تمام عالم کا رب ہے کیونکہ سب کچھ پورب پچھم کے ہی درمیان ہے (۲۱) کہ اسباب پر عمل کرو مگر بھروسہ صرف رب پر کرو' لہٰذا اسباب توکل کے خلاف نہیں' دیکھو رب نے ہجرت سے پہلے جہاد فرض نہ کیا کہ اس وقت اسباب جہاد نہ تھے

بقیہ صفحہ ۶۹۰

جن پر آیات شاہد ہیں' مومن تب ہی کامیاب ہوگا' جب کہ نور قرآن و نور نبوت سے مستفیض ہو' جیسے کہ نور نظر اور نور چراغ دونوں سے ہدایت ملتی ہے۔ (۱۵) شریعت' طریقت' حقیقت معرفت' سب رب کے راستے ہیں (۱۶) یعنی کبھی آدھی رات' کبھی تہائی کبھی اس سے کم و بیش (۱۷) یعنی اے محبوب تمہارے ساتھی مومن دو گروہ ہیں۔ایک گروہ تو آپ کی طرح آدھی یا تہائی یا دو تہائی رات عبادت کرتا ہے اور دوسری جماعت ساری رات عبادت میں گزارتی ہے کیونکہ اس وقت سب پر تہجد فرض تھی مگر تعین وقت میں اختیار تھا' اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مومنوں کی ایک جماعت تو آپ کے ساتھ تہجد ادا کرتی ہے' اور دوسری جماعت غافل رہتی ہے' صحابہ میں غافل کوئی نہیں' لہٰذا آیت واضح ہے (۱۸) اور جانتا ہے کہ کون دن رات کے کتنے حصے میں عبادت کرتا ہے سب کو جزا دے گا' اصل ڈیوٹی کی بھی اور ٹائم کی بھی (۱۹) کیونکہ اس وقت گھڑیاں وغیرہ نہ تھیں اس لئے بعض مسلمان تمام رات نماز پڑھتے کہ نصف یا تہائی رات سے کم نہ ہو جائے مسلمانوں کے پاؤں پر ورم آ گئے' تب یہ آیات نازل ہوئیں جو پچھلی آیات کی ناسخ ہیں (۲۰) یعنی رات کا لمبا قیام معاف فرمایا' اب نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے' ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات (۲۱) یعنی نماز تہجد آئندہ بیماروں' مسافروں' غازیوں پر بھاری پڑے گی۔اس لئے رب نے تہجد کی فرضیت منسوخ فرما دی یہ مطلب نہیں کہ آج تم میں نہ کوئی بیمار ہے نہ مسافر' وہ حضرات بہر حال تہجد ادا کرتے تھے انہیں کوئی چیز نماز سے روکتی نہ تھی

بقیہ صفحہ ۶۹۱

ضرورت نہ پڑتی تھی ہر وقت اس کے پاس ہی رہتے تھے ان میں سے تین ایمان لائے خالد' ہشام' عمارہ' یا ولید بن ولید (روح) (۱۸) اسے ریاست وعزت بخشی' چنانچہ ولید اپنی قوم کا چودھری تھا' لوگوں کے فیصلے کرتا تھا اور سب اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے (۱۹) یعنی ولید اتنا حریص ہے کہ اس مال وجاہ پر صبر نہیں کرتا' زیادتی کی کوشش میں ہے' چاہتا ہے کہ باوجود ناشکرا ہونے کے اس کو برکت ملے' یہ نہ ہوگا۔اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال وعزت میں کمی شروع ہو گئی' آخر کار بڑی خواری سے مرا۔(خزائن و روح) (۲۰) صعود دوزخ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بلندی پچاس سال کی راہ ہے (۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نعت رب کی حمد سوچنا ایمان ہے' اپنے گناہ رب کے انعام سوچنا عبادت ہے' مگر اللہ کے پیاروں میں عیب سوچنا' ان میں بے علمی کے دلائل بتانا کفر ہے اور ولیدی فکر ہے' پہلا فکر حسانی فکر ہے (۲۲) ایک بار ولید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ حم سجدہ کی کچھ آیتیں سنیں اور قوم میں آکر قرآن کریم کی بہت تعریف کی' جس سے قوم بھڑک گئی ابوجہل نے کہا کہ میں ولید کو ٹھیک کروں گا ولید کے پاس آکر بولا کہ قریش کہتے ہیں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ ان سے کچھ مال حاصل کرے' قریش تیرے لئے کچھ چندہ کرنے کو تیار ہیں' ولید غصہ میں بھر کر بولا کہ کیا لوگوں کو خبر نہیں کہ میں بڑا مالدار ہوں' اور اصحاب رسول نے تو کبھی سیر ہو کر کھانا بھی نہ کھایا۔وہ مجھے کیا دیں گے' پھر ابوجہل کے ساتھ قریش کے پاس آکر بولا کہ کیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہیں' وہ بولے نہیں' کیا شاعر ہیں وہ بولے نہیں' کیا کاہن ہیں بولے نہیں کیا جھوٹے ہیں وہ بولے نہیں لوگوں نے کہا اچھا تو ہی بتا وہ کیا ہیں' تو کچھ سوچ کر بولا کہ وہ تو جادوگر ہیں ان کے جادو کی وجہ سے لوگ ان کے ہو جاتے ہیں۔ (۲۳) معلوم ہوا کہ حضور کو صدیقی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے جس سے صحابیت حاصل ہوتی ہے اور ابوجہلی نگاہ سے دیکھنا بے ایمانی ہے' دیکھو یہاں رب نے ولید کی بے ایمانی ایک یہ بھی بیان کی کہ وہ مردود میرے محبوب کو نظر بد سے دیکھتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۹۲

تعداد مخلوق انسان (۱۴) قرآنی آیتیں یا دوزخ کے حالات یا ان فرشتوں کی تعداد انسانوں کی نصیحت کے لئے ہے۔ (۱۵) خیال رہے کہ چاند عجیب مخلوق ہے جس سے نظام عالم قائم ہے اور رات کا آخری حصہ عاشقان الٰہی کے گریہ وزاری کا وقت ہے۔صبح توبہ واستغفار کی ساعت' اس وجہ سے رب تعالیٰ نے ان تینوں کی قسم فرمائی' یا چاند سے مراد حضور ہیں اور رات جانے سے مراد ظلمت نفس کا دور ہونا اور صبح آنے سے مراد نور ایمان کا دل میں آنا ہے' یہ دونوں چیزیں حضور کا فیض ہیں (۱۶) یعنی دوزخ سے ڈر کر لوگ ایمان وتقویٰ وعرفان اختیار کرتے ہیں' یہ خوف ہی انسان کو سیدھا کرتا ہے (۱۷)۔ایمان کی طرف آئے کفر سے بھاگے یعنی دوزخ کا ذکر اسے فائدہ پہنچائے گا جس میں یہ صفت ہو (۱۸) یعنی قرآن شریف ہر بشر کو ڈرانے والا خواہ بشر ایمان و نیک اعمال کر کے آگے ہو جائے یا بے ایمانی و بد عملی کر کے پیچھے رہ جائے قرآن شریف سب کو ڈرا رہا ہے۔معلوم ہوا کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے (۱۹) یعنی قیامت میں ہر شخص اپنی بد عملی کے باعث ایسا قید ہوگا جیسے مرہون چیز' قرض خواہ کے پاس' سوا ان صالحین کے جو عرش کے دائیں جانب ہوں' وہ آزاد ہوں گے (۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی تمام قوتیں ایسی قوی ہو جائیں گی کہ باوجود انتہائی فاصلہ کے جہنمیوں کے حالات دیکھ لیں گے' اور ان سے بات کر لیں گے' جیسے دنیا میں بعض مقبول بندے سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔حضرت سلیمان نے بہت دور سے چیونٹی کی آواز سن لی (۲۱) یہ سوال دوزخیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا ورنہ جنتی جانتے ہوں گے کہ یہ لوگ کفر کے باعث دوزخ میں رکھے گئے' خیال

رہے کہ گنہگار مومن جو دوزخ میں ہوں گے جنتی لوگ ان سے یہ سوال نہ کریں گے ان کی تو شفاعت کریں گے اور انہیں باذن الٰہی دوزخ سے نکال لے جائیں گے لہٰذا آیت واضح ہے (۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ کفار عذاب آخرت کے حق میں عبادتوں کے مکلف ہیں کہ انہیں نماز نہ پڑھنے' زکوٰۃ نہ دینے پر بھی عذاب ہوگا' شریعت میں وہ اس کے مکلف نہیں' اس لئے نو مسلم پر زمانہ کفر کی نمازوں کی قضا نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہم نماز پڑھنے والی جماعت سے نہ تھے' یعنی مومن نہ تھے مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں

بقیہ صفحہ ۶۹۳

(۱۴) اس سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں جو ہمیشہ اپنی خطا پر نادم رہے یا ہر وہ انسان جو دوسروں کو گناہ پر ملامت کرے جیسے عالم شیخ بادشاہ عادل' نیک باپ وغیرہ' یا ہر وہ جو اپنے کو ملامت کرے' یا نفس لوامہ ایک نفس کا نام ہے' جو ہر شخص میں موجود ہے جو نفس امارہ کو ملامت کرتا ہے (۱۵) (شان نزول) عدی بن ربیعہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر میں قیامت دیکھ بھی لوں جب بھی نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہڈیاں پھر جمع ہوں' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان وروح) لہٰذا آدمی سے مراد عدی ہے' یا ہر وہ کافر جو منکر قیامت ہو (۱۶) یعنی کافر تو ہڈیاں جمع ہونے پر تعجب کر رہے ہیں' ہم تو انسان کے پورے اور بال رونگٹے بھی جمع فرمائیں گے' ہڈی کا کیا پوچھنا (۱۷) یعنی ان کفار کے یہ سوال بدی و بدکاری کی بنا پر ہیں نہ کی شبہ کی وجہ سے' آپ کی نبوت و قیامت پر بے شمار دلائل قائم ہیں' یا فجور سے مراد انکار ہے اور امام سے مراد قیامت' یعنی یہ لوگ دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کرتے ہیں (۱۸) کس دن' کس تاریخ' کس مہینہ میں قیامت ہوگی حضور نے مسلمانوں کو یہ سب کچھ بتادیا کہ جمعہ کے دن دسویں محرم کو قائم ہوگی (۱۹) کفار و فساق کی آنکھیں عذاب الٰہی دیکھ کر (۲۰) اس طرح بالکل سیاہ ہوجائے گا'

بقیہ صفحہ ۶۹۴

(۱۳) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا بیان نزول قرآن کے کچھ بعد بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ حضرت جبریل صرف قرآن کے الفاظ لاتے تھے معانی قرآن اور اس کے احکام' اسرار بلاواسطہ رب سے عطا ہوتے تھے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب کے شاگرد ہیں لہٰذا دنیا میں کوئی آپ جیسا عالم نہیں ہو سکتا' کیونکہ سب لوگ مخلوق سے علم لیتے ہیں حضور نے خالق سے علم لیا (۱۴) اے کافر و تم دنیا کی بہت محبت سے آخرت کو بھول یا چھوڑ بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ محبت دنیا بری چیز ہے جبکہ آخرت بھول جاوے (۱۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کفار و مومنین چہروں سے پہچان لئے جائیں گے دوسرے یہ کہ مومنوں کے لئے دیدار الٰہی برحق ہے' ضرور ہوگا یہ مسئلہ آیات و احادیث سے ثابت ہے (۱۶) کالے اور بدنما دل کا حال چہروں پر نمودار ہوگا جیسے آج دل و جگر کی بیماری چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے (۱۷) سخت عذاب اور رسوائی' غرضیکہ قبر سے اٹھتے ہی ہر ایک کو اپنے انجام کا پتہ لگ جائے گا بلکہ مرتے وقت ہی (۱۸) تمام جسم سے کھینچ کر کیونکہ جان کا نکلنا پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہوتا ہے (۱۹) کہ مرنے والے کی جان آسانی سے نکلے' یا اسے شفا ہو' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ دم درود' جھاڑ پھونک برحق ہے (۲۰) معلوم ہوا کہ غافل کے لئے موت چھوٹنے کا ذریعہ ہے کہ وہ اپنے بال بچوں' گھر بار سے چھوٹتا ہے اور عاقل کے لئے ملنے کا ذریعہ کہ وہ حضور سے ملتا ہے' اسی لئے ان کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے جیسے ریل کسی کو چھڑاتی ہے کسی کو ملاتی ہے (۲۱) یعنی بعد موت کفن میں پاؤں لپیٹے جائیں گے یا بوقت موت سختی پر سختی ہوگی' جان کنی اور گھر بار چھوٹنے کی' خیال رہے کہ بعض عاشقوں کو بوقت وفات حضور انور کا دیدار کرایا جاتا ہے' جس سے شدت محسوس نہیں ہوتی جیسے مصری عورتوں کو جمال یوسفی میں محو ہونے کی وجہ سے ہاتھوں کے کٹنے کی شدت محسوس نہ ہوئی' یا آج کلورافارم سنگھانے سے اپریشن کی تکلیف نہیں ہوتی لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں (۲۲) کفار کو ذلت کے ساتھ مومنوں کو عزت کے ساتھ ایسا پہنچایا جاوے گا جیسے پیارا پیارے کے پاس (۲۳) یعنی کفار پر یہ عذاب اس لئے ہوں گے کہ وہ دنیا میں نہ ایمان لائے نہ نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عنداللہ عبادات لازم ہیں (۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے منہ پھیرنا ادھر پشت کرنا طریقہ کفار ہے اور نہ ماننے کی علامت' اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے (۲۵) اپنے کفر و عناد پر شیخی مارتا ہوا' معلوم ہوا کہ متکبرانہ چال کفار کی علامت ہے' مسلمان اس سے بچے' عجز و انکساری کی چال چلے رب فرماتا ہے۔ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا (فرقان: ۶۳) (۲۶) چنانچہ جنگ بدر میں ابوجہل بہت ذلت و خواری سے دو بچوں کے ہاتھ مارا گیا' معلوم ہوا کہ ابوجہل فرعون سے بدتر ہے کہ اس کی خواری چار دفعہ بیان ہوئی' کفر پر مرنا' قبر کی سختی' قیامت کی گرفتاری' دوزخ کی ذلت و خواری (خزائن) (۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کے تمام رشتے مرنے پر ٹوٹ جاتے ہیں' مگر رب کی عبدیت اور حضور کی غلامی کا رشتہ دنیا و آخرت میں کبھی نہ ٹوٹے گا' اسی لئے قبر میں حضور کی پہچان کراتے ہیں' ماں باپ کی نہیں اور ہم اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں ہمارا باپ تھا' مگر حضور کے لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے رسول ہیں' نیز دنیاوی قانون مرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں مگر حضور کے قانون باقی رہتے ہیں کفن' دفن' غسل و نماز حضور کے قانون ہیں' یعنی انسان دنیا و آخرت میں ہمارے قانون سے آزاد نہیں ہو سکتا' ہر جگہ قانون کا پابند ہے (۲۸) یعنی انسان گندے' ذلیل و بے قدر پانی سے پیدا ہوا (۲۹) اس کے اعضاء کامل کر دیئے اس میں روح پھونکی اب اگر اچھا بنے تو پاک ہے' ورنہ ناپاک کا ناپاک ہی ہے

بقیہ صفحہ ۶۹۵

سے ان کے گنہگار غلام' اللہ ہمیں ان کی غلامی نصیب کرے (۱۲) معلوم ہوا کہ جنتی نہریں' جنتیوں کے تابع فرمان ہوں گی جدھر چاہیں گے ادھر بہیں گی (۱۳) کسی غیر ضروری عبادت کو خاص شرط کے ماتحت لازم کر لینے کو منت کہا جاتا ہے۔ منت پوری کرنی واجب ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ابرار لوگ رب کے واجبات کے علاوہ خود اپنی واجب کی ہوئی نذروں کو بھی پورا کرتے ہیں (۱۴) یعنی اس قدر نیک اعمال کرنے کے باوجود قیامت اور رب کا خوف کمال درجے کا رکھتے ہیں کہ نیکی کرتے ہیں پھر ڈرتے ہیں (۱۵) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنا مرغوب طبع کھانا خیرات کرنا چاہئے' اسی لئے فاتحہ میں میت کا مرغوب کھانا خیرات کرتے ہیں' نیز اپنی زندگی' تندرستی میں خیرات کرتے ہیں جبکہ خود کو بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تندرستی کا صدقہ افضل ہے (۱۶) اسیرا' سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے جہاد نہ تھا' اور بغیر جہاد کے قیدی نہیں آسکتے' اسلام میں کسی مجرم کے لئے قید مستقل سزا نہیں (۱۷) اس بناء پر بعض احتیاط والے فقیر کو خیرات دے کر دعا کے لئے بھی نہیں کہتے کہ کہیں یہ شکریہ نہ بن جائے۔ بعض علماء و مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی کوئی دنیاوی عوض کی امید نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ علم روحانی غذا ہے اس

کی خیرات بھی محض رضاالٰہی کے لئے کرنی چاہئے مگر شاگرد اور مرید کو شکریہ اور خدمت ضروری کرنی چاہئے احسان کا بدلہ احسان ہے (١٨) اس بنا پر ہم تمہیں یہ صدقہ دے رہے ہیں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے رب سے چاہتے ہیں (١٩) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی فاطمہ' حسن' حسین و بی بی فضہ رضی اللہ عنہم یقیناً جنتی ہیں (٢٠) معلوم ہوا کہ شکر سے صبر افضل ہے کیونکہ قرآن مجید نے شکر کی جزا زیادتی نعمت قراردی کہ فرمایا لَئِنْ شَکَرْتُمْ اور صبر کی جزاء یہاں تو جنت و سامان جنت بتائی' دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے' جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کیا کمی' خیال رہے کہ صبر چار طرح کا ہے اطاعت پر صبر معصیت سے صبر' صدمہ اولیٰ پر صبر آفات و مصائب میں صبر' اہل بیت رسول میں یہ چاروں صبر پوری طرح موجود ہیں۔ حضرت حسین تو صابروں کے سردار ہیں

بقیہ صفحہ ٦٩٦

جہاد نہیں اس لئے وہاں زیور پہنائے گئے (١٢) دنیا میں عشق الٰہی بھی دل کی شراب طہور ہے اور بزرگوں کا دیدار' ان کے پاؤں کا دھوون وغیرہ شراباً طہوراً ہے کہ اس سے جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ آخرت میں شراب طہور کا ایک چشمہ ہوگا' اس شراب میں بدبو نشہ نہ ہوگا (١٥) یعنی یہ تمام نعمتیں تمہاری دنیاوی فرمانبرداریوں کا بدلہ ہیں' یہ کلام ان سے ہوگا جنہیں جنت کسب سے ملی' بعض لوگ عطائی یا وہبی طور پر جنتی ہوں گے' جیسے مسلمانوں کے بچے یا وہ گنہگار جو دوسروں کی طفیل جنتی ہوں گے یا وہ مخلوق جو جنت پر کرنے کے لئے پیدا ہوگی (١٦) اس طرح کہ ہم نے قبول فرمائی' اور اپنے دیدار و ہم کلامی سے تمہیں نوازا' خیال رہے کہ رب کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہوگا' یہ عشق الٰہی کا نتیجہ اور محض فضل ربانی ہوگا (١٧) تاکہ تمہاری ہمکلامی و پیغام رسانی کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے اور لوگوں پر احکام کا ایک دم بوجھ نہ پڑ جائے' نزول قرآن کریم تیئس سال میں مکمل ہوا (١٨) اور تبلیغ پر مشقتیں برداشت فرماتے رہو' یا رب کی بھیجی ہوئے مصیبتوں پر صبر کرو' یا شریعت کے احکام کی پابندی کرو' غرضیکہ اس آیت کا مکی ہونا لازم نہیں (١٩) (شان نزول) بعض علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ حاضر ہوئے' عتبہ بولا کہ اگر آپ دین کی تبلیغ بند کردیں' تو میں اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دوں' اور بغیر مہر حاضر کردوں' ولید بولا کہ میں آپ کو اتنا مال دوں کہ آپ راضی ہو جائیں' اس پر یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں یہ آیت مکیہ ہے (٢٠) یعنی نماز فجر و عصر و مغرب کی پابندی کرو' صبح میں فجر' شام میں عصر و مغرب آگئیں' ذکر سے مراد نماز ہے۔ کیونکہ ہر نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے (٢١) نماز مغرب و عشاء کی پابندی کرو۔ ان دو جملوں میں پانچوں نمازیں آگئیں (٢٢) یعنی فرائض کے علاوہ نوافل بھی پڑھا کرو۔ نوافل میں تہجد بھی داخل ہے یا نماز کے علاوہ اور طرح بھی اللہ کا ذکر کیا کرو' بہر حال یہ امر جوب کے لئے نہیں (٢٣) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت جب دین چھوڑ کر ہو تو بری ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر دین کے لئے وسیلہ بنائی جاوے تو اچھی ہے دنیا صفر ہے اور دین عدد صفر اکیلا ہو تو کچھ نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو دس گنا کردیتا ہے' ایسے ہی دنیا اگر دین میں مل جائے تو سبحان اللہ' جیسے حضرت عثمان کا مال اور انبیاء کی اولاد۔ (٢٤) اس سے مراد قیامت کا دن ہے' جو کفار پر بہت بھاری ہوگا' اس سے یہ غافل ہیں (٢٥) اس طرح کہ کمزور پیدا ہوئے پھر قوی و توانا ہوئے' ہمارے کرم سے

بقیہ صفحہ ٦٩٧

خدمت کے باعث قسم کے لائق ہوگئے تو وہ صحابہ جو سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا (١١) یعنی ان ہواؤں کا چلنا یا فرشتوں کا آیات قرآنیہ لانا' ڈرانے اور حجت الٰہی پورا کرنے کے لئے ہے۔ کل قیامت میں کوئی اپنی بےخبری کا بہانہ نہیں کرسکتا (١٢) قیامت اور وہاں کی جزاء سزا جس کی خبریں حضور نے دیں (١٣) ان کا نور مٹا کر پھر جھاڑ دیئے جائیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں' وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ (انفطار: ۲) (١٤) شگاف پڑ جاویں اور آسمان پھٹ جاوے' اس سے پہلے آسمان پر رخنہ نہ تھا رب فرماتا ہے مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ (ق: ٦) یا آسمان کے دروازے کھل جاویں جن سے فرشتے نازل ہوں' رب فرماتا ہے وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا (النباء: ١٩) پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے (١٥) یعنی ریزہ ریزہ ہوکر ایسے اڑ جائیں جیسے آج ہوا میں غبار (١٦) اور وہ حضرات امتوں پر گواہی دینے کے لئے جمع کیے جائیں (١٧) یعنی یہ گواہیاں اور فیصلے دنیا میں نہ ہوئے قیامت پر ملتوی تھے اس دن سب کچھ ہوگا۔ (١٨) اس سے معلوم ہوا کہ حساب کتاب' ثواب وعذاب قیامت میں ہوگا' دنیا میں نہیں کیونکہ رب کے عذاب و ثواب دائمی ہیں اور دنیا میں دوام نہیں' نیز اس کے عذاب میں خالص تکلیف ہے اور ثواب میں خالص آرام' دنیا میں خالص تکلیف و آرام ناممکن ہے نیز سب کا سارا حساب دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ ان سب کا اجتماع دنیا میں کبھی نہیں ہوتا' بعض اہل حقوق یا بعض اعمال ابھی باقی ہیں جب سارے ظالم و مظلوم جمع ہوں اور سارے اعمال ہو چکے ہوں وہ قیامت ہی کا دن ہے (١٩) یعنی اے سننے والے قیامت کی ہولناکی و دہشت وغیرہ تیرے خیال و گمان سے وراء ہے۔ (٢٠) جھٹلانے والوں سے مراد کفار ہیں خواہ وہ توحید کے منکر ہوں یا رسالت کے یا کسی اور اسلامی عقیدے کے' اس سے معلوم ہوا کہ پوری خرابی اس دن کفار ہی کی ہوگی مومن گنہگار کی خواری' خرابی نہ ہوگی' دوزخ میں اس کا جانا گناہوں کے میل سے صاف ہونے کے لئے ہوگا۔ جیسے گندے سونے کا آگ میں جانا (٢١) یعنی اے کفار مکہ اگرچہ تم پر گزشتہ امتوں کی طرح دنیاوی عذاب نہ آئے' لیکن آخرت میں تم اور وہ کفار ایک ساتھ رہو گے کیونکہ عقیدہ و اعمال میں یکساں ہو اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمان اپنے محبوبوں انبیاء' اولیاء صحابہ کے ساتھ ہوں گے (٢٢) ہر جنس کو اس کی ہم جنس کے ساتھ رکھتے ہیں (٢٣) یعنی جب دنیا میں عذاب آئے تو کفار پر خرابی آئی' کہ ان کو توبہ کی مہلت نہ دی' لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں کہ پہلے قیامت مراد تھی' یہاں عذاب دنیا آنے کا دن (روح) (٢٤) یعنی اپنی گزشتہ پیدائش پر غور کرکے ہماری قدرت پر ایمان لاؤ کہ تمہیں ناپاک قطرے سے بنایا۔ اس قطرے کو وقت مقررہ تک نو ماہ یا کم و بیش ماں کے رحم میں رکھا (٢٥) یعنی جیسا تمہارا ماں کے پیٹ میں رہنا اندازے سے تھا' ایسے ہی دنیا میں رہنا اندازہ سے ہے جو ہم نے مقرر فرما دیا۔ کوئی اس اندازہ سے کم یا زیادہ نہیں جی سکتا

بقیہ صفحہ ٦٩٨

رب تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائے گا' ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا یا فاصلہ کا دن ہے کہ مومن و کافر میں علیحدگی کردی جائے گی' جیسے گاہنے کے بعد بھوسے اور گندم میں علیحدگی کردی جاتی (١٥) کہ ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جمع ہے اور مومن اپنے ہم جنس مومنوں کے ساتھ' یا تمام اولین و آخرین ایک میدان میں جمع ہیں' اسی لئے اسے یوم الجمع اور یوم الحشر کہتے ہیں (١٦) اور اپنے کو عذاب سے بچالو۔ یہ امر ان کی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے ہے' چونکہ دنیا میں یہ کفار انبیاء کرام کے مقابلہ میں مختلف داؤ چلا

کرتے تھے اس لئے یہ فرمایا جائے گا (۱۷) یعنی دنیا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے سایہ میں زندگی گزارتے ہیں مرتے وقت فرشتوں کے پروں، حوروں کے دامن کے سایہ میں قبر میں قرآن اور صدقہ کے سایہ میں، محشر میں عرش اعظم کے سایہ میں، پل صراط پر حضور کی دعا کے سایہ میں، جنت میں طوبیٰ کے سایہ میں، ایسے ہی یہ لوگ دنیا میں شریعت کے پیالے علماء کے ہاتھوں اور طریقت کے چھلکتے ہوئے جام مشائخ کے ہاتھوں سے پیتے ہیں (۱۸)۔ اور جنت میں کوثر و سلسبیل کے جام غلمان کے ہاتھوں پیتے ہیں دنیا میں تو جو رب چاہتا تھا یہ لوگ کرتے تھے اور آخرت میں جو یہ چاہیں گے رب دے گا کسی قسم کی طبی یا شرعی پابندی اور روک ٹوک نہ ہوگی (۱۹) خوشنما، خوش ذائقہ، زود ہضم جس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا (۲۰) بلاواسطہ یا بالواسطہ نیک اعمال کا بدلہ، کیونکہ مومن کی نا سمجھ اولاد بھی جنتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان کسی وقت بھی عمل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا (۲۱) ایک کا بدلہ دس یا اس سے بھی زیادہ، اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر ایک کو نیکی کا بدلہ نہ ملے گا، صرف محسن کو ملے گا، کفار محسن نہیں (۲۲) خیال رہے کہ دنیا میں مومنوں کو کھانے کی اجازت دینا ایسا ہے، جیسے فرمانبردار خادم کو غذا دینا، جنت میں مومنوں کو کھانا دینا ایسا ہوگا، جیسے مہمان کی خاطر، دنیا میں کفار کو غذا دینا ایسا ہے جیسا کہ پھانسی کے مجرم کو تاریخ سے پہلے غذا دی جاتی ہے (۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا کھانا پینا بھی جرم ہے کیونکہ کھا پی کر کفر کرتے ہیں، لہٰذا مومن کا کھانا پینا نیکی ہے کہ وہ کھا پی کر نیکیاں کرتا ہے، نیز مومن براتی ہے حضور دولہا، برات میں براتیوں کا کھانا مہمانی کے طور پر ہوتا ہے، مگر اجنبی کا کھانا چور کی طرح (۲۴) یعنی جب کفار سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہو کر نماز پڑھو، تو نہ اسلام لاتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں، کیونکہ بغیر اسلام لائے کافر کو نماز کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے، اس کے ترک پر کفار کو بھی عذاب ہوگا (۲۵) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

بقیہ صفحہ ۶۹۹

نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھونک کر روح ڈالتے تھے، رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی، پھونکنا مؤثر ہے (۱۱) مومن علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں الگ الگ پیشواؤں کے ساتھ حاضری دیں گے۔ کافر مختلف جماعتوں میں مختلف پیشواؤں کے ہمراہ۔ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (الاسراء: ۷۱) (۱۲) آسمان میں بے شمار دروازے ہیں، جن میں سے بعض خصوصی ہیں، بعض عمومی، ہر شخص کے رزق اترنے، اعمال چڑھنے کا علیحدہ دروازہ ہے جو اس کی موت پر بند کردیا جاتا ہے حضور کی معراج کے لئے خاص دروازہ تھا۔ جو حضرت جبریل نے معراج میں حضور کے لئے کھلوایا، اسی لئے دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے، معلوم ہوا کہ آپ نئے دروازے سے گئے تھے، عمومی دروازے بہت قسم کے ہیں، جیسے توبہ کا دروازہ جو ہر وقت کھلا رہتا ہے، قریب قیامت بند ہوگا۔ یہاں ان دروازوں سے مراد وہ دروازے ہیں جو خاص قیامت کے دن کھولے جائیں گے، جن سے قیامت کے منتظمین فرشتے اتریں گے، یہ دروازے لوگوں کو محسوس ہوں گے، اسی لئے ارشاد ہوا فَكَانَتْ اَبْوَابًا (۱۳) یعنی خود دوزخ کافروں کی تاک میں ہے یا وہاں کے فرشتے، پہلی صورت پر ثابت ہوا کہ دوزخ میں حواس ہیں، وہ اپنے مستحق اور غیر مستحق کو پہچانتا ہے۔ بلکہ دنیا میں تمام حیوانات و جمادات میں سمجھ بوجھ ہے، وہ سنتے بولتے ہیں، ان کی بولی اولیاء اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ ستون حنانہ کا رونا کلام کرنا خود صحابہ نے سنا، دوسرے معنی پر ثابت ہوا کہ دوزخ کے فرشتے جانتے ہیں کہ کون کافر مرے گا، کون مومن، حضور کا علم تو ان سے زیادہ ہے، لہٰذا حضور بھی سب کچھ جانتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ جنتی اور وہاں کے حور وغلمان وفرشتے مومنوں کے منتظر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب جنتی کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ، یہ تیرے پاس مہمان ہے، ہمارے پاس آنے والا ہے۔ (۱۴) طاغی، طغی سے بنا، بمعنی حد سے بڑھ جانا، شریعت نے عقائد و اعمال کی حدیں مقرر کردی ہیں، جو ان سے آگے بڑھے وہ طاغی ہے، عقاید میں حد سے بڑھنے والا کافر ہے۔ اعمال میں حد سے بڑھنے والا فاسق، پہلا طاغی مراد ہے، یعنی کافر جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے، خیال رہے کہ نیک اعمال میں حد سے بڑھنا کبھی محمود ہوتا ہے۔ صدیق اکبر نے تمام مال خیرات کردیا۔ نیز جن چیزوں کی اللہ نے حد نہیں رکھی جیسے حضور کے محامد، ان میں جتنی بھی زیادتی کی جائے طغیان نہیں، جیسے سمندر کے پانی، سورج کی روشنی کی حد نہیں، ایسے حضور کے اوصاف کی حد نہیں (۱۵) احقاب حقب سے بنا، حقب کے معنی ہیں لمبی مدت، عرب میں یہ لفظ ہیشگی کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے اردو میں کہہ دیتے ہیں کہ جنت لاکھوں برس رہے گی۔ یعنی ہمیشہ، یا حقب ستر ہزار سال کا، سال بارہ ماہ کا، مہینہ تیس دن کا، چونکہ احقاب جمع ہے جس کی انتہا نہیں، اس لئے اس میں ہیشگی کے معنی پیدا ہوگئے یا احقاب کا تعلق آگ سے ہے یعنی مدتوں تک گرم جگہ رہیں گے پھر ٹھنڈی جگہ پر منتقل کردیئے جائیں گے، یہ ہی تبادلہ ہوتا رہے گا۔ غرضیکہ یہ آیت خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا کے خلاف نہیں

بقیہ صفحہ ۷۰۰

حالات خواب میں شکلوں میں نظر آتے ہیں (۱۱) جب کافر دیکھے گا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دے کر خاک کردیئے گئے۔ تو یہ تمنا کرے گا کہ میں بھی خاک کردیا جاتا اور عذاب نہ پاتا (۱۲) یعنی جان نکالنے والے فرشتوں کی قسم جو کفار کی جان سختی سے اور مومنوں کی جان نرمی سے نکالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو سکرات کی شدت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ اسے جمال مصطفوی دکھایا جاتا ہے، جیسے زنان مصری کو جمال یوسفی میں محویت کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا درد محسوس نہ ہوا۔ یا قانون یہ ہے، کہ مومن کی جان آسانی سے نکالی جاوے۔ اگرچہ بعض مومنوں کی جان کنی سخت ہوتی ہے بعض گناہوں کی وجہ سے، تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جاویں، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (۱۳) یعنی ان فرشتوں کی قسم جن کی صفت یہ ہے کہ اپنی خدمت پر وہ مامور ہیں جلد پہنچتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے رب کو اس لئے پیارے ہیں کہ وہ اس کی اطاعت میں سبقت کرتے ہیں، سبقت کی چند صورتیں ہیں، حکم کی وجہ دریافت نہ کرے، بحث مباحثہ میں وقت ضائع نہ کرے، تمام کاموں پر اللہ کی اطاعت مقدم کرے، رب کی اطاعت خوش دلی اور جوش سے کرے بوجھ نہ سمجھے، بعض انسان بھی اس صفت سے موصوف ہیں۔ جیسے انبیاء کرام، اولیاء عظام، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات عمل قالب ہے، اور دلی جوش اس کی روح، خوش دلی سے تھوڑا عمل بہت ہے اور بد دلی سے زیادہ عمل بیکار (۱۴) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عابد سے دنیا کا منتظم افضل ہے کیونکہ مقرب فرشتے محض عبادت کرتے ہیں اور مدبرات امر دنیا کا انتظام بھی کرتے ہیں مگر درجہ انہیں کا زیادہ ہے کہ ان کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ رب کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا

کام بغیر وسیلہ خود اس کے حکم سے ہو جائے، مگر قانون یہ ہے کہ ہر کام وسیلہ سے ہو کیونکہ دنیا کا ہر کام مدبرات امر فرشتوں کے سپرد ہے، تکوینی اولیاء اللہ فرشتوں کی طرح عالم کے انتظام تکوینی کو سنبھالے ہوئے ہیں، تیسرے یہ کہ بعض نام اللہ اور مخلوق کے درمیان مشترک ہیں، جیسے علی سمیع، بصیر انہیں میں سے مدبر بھی ہے کہ رب بھی مدبر ہے اور فرشتے بھی مدبر الامر لہٰذا انبیا کو حاکم یا مالک کہہ سکتے ہیں

بقیہ صفحہ ۷۰۱

پوجنے کے لئے میں نے بنائے ہیں۔ وہ تو چھوٹے رب ہیں اور میں ان سب سے بڑا ہوں کیونکہ وہ میری نقل ہیں، میں اصل ہوں، یا جس خدا کا ذکر موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں اگر ہو تو وہ چھوٹا رب ہے میں بڑا ہوں دیکھ لو اس خدا کے کارندے موسیٰ علیہ السلام مسکین آدمی ہیں اور میرے کارندے ہامان وغیرہ شاندار ہیں ۸ اس طرح کہ دنیا میں اسے خون، جوں، مینڈک وغیرہ پھر غرق کے عذابوں میں مبتلا کیا، آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ چونکہ وہ عذاب بھی یقینی ہے، اس لئے اسے بھی ماضی سے تعبیر فرمایا ۹ معلوم ہوا کہ اگلوں کے مصائب سے عبرت پکڑنی بہت ضروری ہے اس سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے ۱۰ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ رات اگرچہ زمین کے سایہ کا نام ہے مگر وہ سایہ سورج سے حاصل ہوتا ہے اور سورج آسمان پر ہے لہٰذا رات آسمان سے ہی ہے، دوسرے یہ کہ آسمان چاند، سورج، لاکھوں میل کے فاصلہ سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں کہ تمہاری زندگی ان سے وابستہ ہے، ایسے ہی انبیاء اولیاء دور سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں تیسرے یہ کہ سورج چمک کر بھی تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے، کہ دن نکال دیتا ہے اور ڈوب کر رات بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی انبیاء اولیاء زندگی اور بعد وفات ہر طرح تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے وہ چمکتے سورج ہیں جو نہ ڈوبے نہ گہے۔ ۱۱ خیال رہے کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے ہوئی مگر پھیلائی آسمان کے بعد گئی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں

بقیہ صفحہ ۷۰۲

سوال عرض کر دیا، یہ آداب مجلس کے خلاف تھا۔ حضور کی کبیدگی خاطر شریف بالکل حق تھی، مگر عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں، ان کے ایسے قصور معافی کے لائق ہیں، اس لئے انہیں نابینا فرمایا، یعنی جو آپ کے عشق میں آداب سے نابینا ہے، رب نے حضور کے عاشق کی طرفداری فرمائی اس میں بھی حضور ہی کی شان کا اظہار ہے کہ ان کے عاشق کی غلطیاں معاف ہیں ۱۱ یعنی اس کا آپ کے پاس آنا عبادت ہے، عبادت پر خوش ہونا چاہئے نہ کہ ناراض، نیز وہ نابینا بڑی مصیبت سے آپ تک پہنچا، آنکھیں تھیں نہیں، کسی سے آپ کا پتہ پوچھ نہ سکتا تھا اور نہ کافر ستاتے، نیز وہ نابینا بوجہ نابینا ہونے کے آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار دیکھ نہ سکا، نیز جو آپ کے عشق میں نابینا ہو گیا اس پر آداب مجلس، اجازت لے کر کلام کرنا وغیرہ سب کچھ معاف ہے۔ قوانین عاقلوں کے لئے ہیں جو عشق میں عقل کھو چکے، ان کے لئے نہیں۔ مصری عورتوں نے جمال یوسفی دیکھ کر اپنے آپ کو زخمی کر لیا گنہگار نہ ہوئیں ۱۲ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے، کہ اس حالت میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پکار کر عرض کیا کہ جو رب نے آپ کو سکھایا ہے مجھے بھی سکھایئے۔ ان کا درمیان میں قطع کلامی کرنا خاطر اقدس پر گراں گزرا۔ جس کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے اور سرکار اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے بغیر عبداللہ کو جواب دیئے اس موقع پر یہ آیات اتر ۱۳ آپ سے، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے پرواہ جاننا بدترین کفر ہے۔ سب حضور کے محتاج ہیں، یہ کفار اپنے کو رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے، حضور سے بے پروا سمجھتے تھے اس پر عتاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرداران قریش جو اپنے کو آپ سے بے پروا سمجھتے ہیں آپ ان کی پروا کیوں کرتے ہیں، آپ ان مساکین کی پروا کریں جو اپنے کو ہمیشہ آپ کا نیازمند جانتے ہیں ۱۴ یعنی اس کے ایمان سے اس ہی کو فائدہ ہے اگر کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپ کا حرج نہیں ۱۵ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس آنا اور آنے میں دقت اٹھانا، دل میں خوف ہونا بڑی عبادت ہے ۱۶ یعنی یہ آیات قرآنیہ گزشتہ عہد و پیمان، یا آئندہ واقعات کو یاد دلانے والی ہیں یا نصیحت ہیں، تذکرہ کے تینوں معنی ہیں۔ نصیحت کے معنی خیرخواہی ہیں، انسان اپنے خیرخواہ کے فرمان پر بے تامل عمل کرتا ہے، جیسے حکیم اور ماں باپ، تو بندے کو چاہئے کہ رب کے احکام پر بھی بلا توقف عمل کرے ۱۷ یعنی جو چاہے اس قرآن سے اگلی یا پچھلی باتیں یاد کرے یا جو چاہے اس سے نصیحت لے، یا جو چاہے اسے حفظ کرے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ رب جس کی ہدایت چاہے وہ ہی قرآن سے ہدایت لیتا ہے

بقیہ صفحہ ۷۰۳

نہیں ہوتی، کیونکہ بارش کا پانی عرق ہے جو بہت دور سمندر سے آتا ہے اوپر سے گرتا ہے مگر نہ زمین کا دانہ باہر نکل پڑتا ہے۔ نہ زمین میں گڑھے پڑتے ہیں، ایسے ہی اپنے اعمال اس وقت تک کام نہیں آتے جب تک کہ ولایت اور نبوت کا فیضان نہ ہو، غذا جسمانی میں بھی غور کرو اور غذا روحانی میں بھی ہمارے اعمال دانہ ہیں فیضان نبوت رحمت کی بارش ۹ جس سے دانہ کا کمزور پودا نمودار ہوتا ہے اگر رب تعالیٰ زمین کو چیر نہ دیتا تو کمزور کونپل باہر کیسے نکلتی ۱۰ خیال رہے کہ "قضب" بھی چارہ کو کہتے ہیں اور "اب" بھی، لیکن قضب وہ چارہ ہے جس کی جڑیں انسان کھائیں اور پتے جانور کھائیں۔ جیسے شکر قندی گاجر وغیرہ لیکن اب وہ جس کی جڑیں اور پتے سب جانور کھائیں ۱۱ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سب کچھ ہم نے تمہارے لیے کیا تو تمہیں بھی چاہیے کہ کچھ ہمارے لئے کرو ۱۲ قیامت کے اول وقت ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا، انبیاء کرام نفسی نفسی فرمائیں گے، جب حضور شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا، حتی کہ چھوٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں اول وقت کا ذکر ہے لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۱۳ جیسے دنیا کی بیماری، غصہ، سکون، مالداری، غریبی، تعجب، حیرت وغیرہ چہرے سے معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت میں ایمان و کفر، پرہیزگاری و گنہگاری چہرے سے معلوم ہوگی بلکہ عام مومنین و اولیاء اللہ انبیاء کرام کے چہروں میں فرق ہوگا۔ چہرہ رب تعالیٰ کی کتاب ہے اس لئے چہرے پر مارنا اور چہرہ بگاڑنا منع ہے ۱۴ یعنی گزشتہ نیکیوں کی بناء پر ان کے منہ اجیالے ہوں گے، اور قیامت کی موجودہ عزت افزائی کی بناء پر ہنستے ہوں گے اور آئندہ راحتوں کے خیال سے خوشیاں مناتے ہوں گے یہ ہنسی غفلت کی نہ ہوگی ۱۵ کفار پر کیونکہ رب تعالیٰ مومن کا منہ کالا نہ کرے گا ۱۶ قیامت میں کفار کے چہروں پر کفر کی وجہ سے سیاہی اور ان کی بدعملیوں کی وجہ سے گرد ہوگی، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ کفار دنیا میں عبادات کے مکلف نہیں مگر آخرت میں ان پر پکڑ ضرور ہوگی، رب فرماتا ہے۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر:

۴۳) دوسرے یہ کہ کفر و ایمان کی طرح نیک و بداعمال بھی چہروں پر نمودار ہوں گے پیشہ ور بھکاری کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا' بیویوں میں عدل نہ کرنے والوں کی ایک کروٹ ساقط ہوگی تیسرے یہ کہ ہر شخص کو قیامت میں چہروں کے آثار سے ہر ایک کی پہچان ہوگی جو کہے کہ حضور کو کافر و مومن کی پہچان نہ ہوگی وہ اس آیت کا انکاری ہے۔

بقیہ صفحہ ۷۰۴

پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ بھی پیارے ہیں مکہ معظمہ صفا مروہ پہاڑ، مقام ابراہیم اس لئے پیارے ہیں کہ انہیں محبوبوں سے نسبت ہے، یا رات سے مراد معراج کی رات اور صبح سے مراد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی صبح، چونکہ ایک بار ان میں بڑے اہم واقعات ہو چکے ہیں، اس لئے ہمیشہ ستائیسویں رجب اور بارہویں ربیع الاول قابل قسم ہو گئی، جیسے شب قدر، ماہ رمضان ہمیشہ کے لئے عظمت والے ہو گئے یا رات اور صبح سے مراد نفس انسانی کے حالات ہیں، غفلت رات ہے بیداری دن، گمراہی رات ہے ہدایت دن، رب کی نافرمانی رات ہے اطاعت دن، چونکہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے اس لئے ان کی قسمیں ارشاد ہوئیں (۱۴) یعنی قرآن شریف، توریت وانجیل کی طرح لکھا ہوا نہیں اترا بلکہ پڑھا ہوا اترا ہے کہ حضرت جبریل نے حضور کو آ کر زبانی سنایا اس لئے اسے قرآن کہتے ہیں۔ یعنی پڑھی ہوئی کتاب، خیال رہے کہ قرآن سب سے پہلے حضرت جبریل نے پڑھا اور سب سے پہلے حضور نے اس پر عمل کیا، یہ قرآن کلام تو اللہ کا ہے پڑھا ہوا جبریل کا عمل کیا ہوا نبی اور مسلمانوں کا ہے، خیال رہے کہ حضرت جبریل بھی اللہ کے رسول ہیں اور حضور بھی لیکن ان رسالتوں میں کئی فرق ہیں ایک یہ کہ حضرت جبریل صرف نبیوں کے لئے رسول ہیں اور حضور ساری مخلوق کے لئے دوسرے یہ کہ حضرت جبریل کی رسالت حضور کی وفات سے ختم ہو گئی مگر حضور کی رسالت ابدلآباد تک قائم رہے گی تیسرے یہ کہ حضور بااختیار رسول ہیں حضرت جبریل بے اختیار، جیسے ڈاکیہ اور سفیر، اس لئے حضرت جبریل حضور کی امت ہیں نہ کہ اس کے برعکس (۱۵) ذی قوۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کی تمام قوتوں کا اجمالی ذکر فرمایا، یعنی وہ جسمانی قوت والے بھی ہیں اور روحانی قوت والے بھی۔ اس طرح کہ ان کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ قرآن کے ایک لفظ کو بھی نہیں بھولتے، زبانی قوت کا یہ عالم ہے، کہ ہر لفظ صحیح ادا کر کے پہنچا دیتے ہیں، نیز ہر انسان کو پہچانتے ہیں کہ غیر نبی پر وحی نہیں پہنچاتے، لہٰذا اس ذی قوۃ سے قرآن کریم کی حفاظت بیان ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذی قوت بنایا کہ انہوں نے جیسا جبریل سے سنا ویسا ہی پہنچایا، جیسے حضرت جبریل ہر فرد بشر کو جانتے ہیں ویسے ہی حضور ہر فرشتے کو پہچانتے ہیں، اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت جبریل سے یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو حالانکہ یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور اگر نہ پہچاننا ہوتا۔ تو آیت اقراء حضور کے نزدیک مشکوک رہتی، اور یہ ناممکن ہے (۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل تمام فرشتوں سے افضل اور سب سے زیادہ عزت والے ہیں، اس لئے کہ انبیاء کرام خصوصاً حضور کے خادم ہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام تمام مومنین سے افضل اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ بلکہ بعد رسل تمام خلق سے افضل ہیں کہ حضور کے خادم خاص ہیں، خیال رہے کہ عزت و محبت کسبی بھی ہوتی ہے وہبی بھی، آپ کا وفادار خدمت گزار نوکر بھی آپ کو عزیز و محبوب ہے اور اپنا بیٹا بھی مگر نوکر کی عزت کسبی ہے بیٹے کی وہبی اور قدرتی عبادت گزار مومن کسبی معزز و محبوب ہے حضرات انبیاء کرام و مخصوص اولیاء پیدائشی محبوب، پھر محبوب کی ہر چیز طبعاً محبوب، بچہ کے کپڑے اور اس کے دوست یار پیارے ہیں، لہٰذا جبریل امین رب کو اس لئے محبوب و عزیز ہیں کہ وہ محبوب پیغمبروں کے خدمت گزار ہیں (۱۷) یعنی حضرت جبریل کی سب فرشتے اطاعت کرتے ہیں اور وہ وحی الٰہی پر امین ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی حقانیت کے لئے حضرت جبریل کا امین ہونا ضروری ہے تا کہ قرآن میں ان کی طرف سے کمی بیشی کا احتمال نہ ہو، اس ہی طرح نبی کا امین ہونا، پھر ان صحابہ کا امین ہونا ضروری ہے، جنہوں نے جمع قرآن کی خدمت کی تا کہ جیسا قرآن کا آسمان سے آنا درست ثابت ہوا ایسے ہی زمین پر اس کا درست رہنا صحیح ہو تو جو شخص کسی صحابی کو امین نہ جانے وہ اس آیت کو مشکوک جانتا ہے، جو ان صحابی سے ملی، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ تمام صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں حضور ہر زمانہ اور ہر جگہ میں رسول ہیں، حضور مال و احوال کے سخی و کریم ہیں، ہر طرح قوت والے ہیں کہ ان کی آنکھ، کان ہاتھ، پاؤں وغیرہ میں خدائی طاقت ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے رب کے نزدیک ایسے عزت والے ہیں کہ جو ان کا سچا غلام ہو جائے وہ بھی رب کے ہاں عزت والا۔ مطاع ہیں کہ رب بھی ان کی مانتا ہے اور ساری خدائی ان کے زیر فرمان ہے رب کی امانتوں کے امین ہیں، جب ان کی زبان شریف سے قرآن پڑھا گیا تو قرآن بن گیا، جو زبان قرآن کو قرآن بنا دے وہ خود کیسی ہوگی (۱۸) معلوم ہوا کہ نبی دیوانگی سے محفوظ ہوتے ہیں۔ گونگا، بہرا پن، دیوانگی تبلیغ کے مانع ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اعتراض حضور پر ہوا اس کا رب جواب دیتا ہے۔ اور جو اعتراض رب پر ہوا اس کا جواب حضور دیتے ہیں۔ وہاں قل ارشاد ہوتا ہے کیونکہ حضور رب کے اور رب ان کا گواہ ہے، گواہ دعویٰ کا ذمہ دار اور باخبر ہوتا ہے (۱۹) یعنی حضور نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی شکل میں مشرقی کنارہ آسمان پر دیکھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (۲۰) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا' دوسرے یہ کہ حضور نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا' ظاہر ہے کہ بخیل نہ ہونا سخی ہونا' اس ہی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے' غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے' یا مراد گزشتہ و آئندہ زمانہ کے غیبی حالات ہیں یا عالم غیب کی خبریں' پہلی صورت میں دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ عالم کو شرعی مسائل چھپانا نہ چاہئیں' دوسرے یہ کہ حضور نے کوئی مسئلہ نہ چھپایا جو لوگ حدیث قرطاس سے اعتراض کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نے تبلیغ مکمل نہ فرمائی' نیز یہ کہ حضور نے بعض صحابہ سے دب کر بعض مسائل بیان نہ کئے' یہ عقیدہ اس آیت کے بھی خلاف ہے اور اس آیت کے بھی یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (مائدہ: ۶۷) نیز لازم آتا ہے کہ دین مکمل نہ پہنچا' حالانکہ رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (مائدہ: ۳) دوسری تفسیر کی بنا پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب دیئے اور حضور نے صحابہ کرام کو بتائے (۲۱) (شان نزول) کفار بھی کہتے تھے کہ کوئی جن یا شیطان حضور کو یہ کلام سنا جاتا ہے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی (۲۲) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے خیرخواہ ہیں یا سب کی عزت یا سب کی اگلی یا پچھلی باتیں یاد دلانے والے ہیں' یا قرآن کریم' لہٰذا اس آیت کی دس تفسیریں ہو سکتی ہیں

بقیہ صفحہ ۷۰۵

یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جو تم کرتے ہو یا کرو گے وہ سب جانتے ہیں جیسا کہ مترجم قدس سرہ کے ترجمہ سے ظاہر ہے' کیونکہ وہ فرشتے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں' روزانہ کی لکھی ہوئی ڈائری لوح محفوظ کے مطابق کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رب نے ان فرشتوں کو ہمارے متعلق وسیع علم غیب دیا' اور ہمارے حضور کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے ⑬ رہے گنہگار مومن' وہ اللہ کے ارادہ پر موقوف ہیں' سزا دے یا معاف فرمادے' نیک کاروں کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کی طفیل نیک کاروں میں شمار ہے' لہٰذا آیات کا آپس میں تعارض نہیں۔ دیکھو مومن کا بچہ مومن ہے باپ کے سبب سے ⑭ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے انشاء اللہ دوزخی نہیں کیونکہ وہ بدکار نہیں' واللہ ورسولہ اعلم۔ ⑮ اس سے معلوم ہوا کہ سزا جزا کے لئے جنت و دوزخ میں جسمانی داخلہ قیامت کے بعد ہوگا۔ فوت ہوتے ہی شہیدوں کی روحیں جنت میں جاتی ہیں۔ نہ کہ جسم آدم علیہ السلام جنت میں جزاء کے لئے نہ رہے تھے بلکہ ٹریننگ کے لئے ⑯ اے انسان تو کیا جانے کہ قیامت کیا ہے اگر تو لاکھ غور کرے مگر کما حقہٗ اس دن کی وحشت اور دہشت کو نہیں پہچان سکتا' یا اے نبی' آپ اپنی عقل ورائے سے نہیں جان سکتے کہ قیامت کیا ہے' یہ تو ہم نے اپنی وحی اور معراج کے مشاہدے سے آپ کو بتا دیا۔ خیال رہے کہ نبی کی نگاہ اگلی پچھلی' حاضر غائب تمام چیزوں کو دیکھتی ہے ⑰ یعنی کوئی کافر کسی کی شفاعت نہ کرسکے گا (خازن) یا کوئی مومن کسی کافر کی حاجت روائی نہ کرسکے گا لہٰذا اس آیت سے شفاعت کی نفی نہیں ہوتی شفاعت باذن اللہ ہوگی' یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قیامت میں مالک احکام یعنی حاکم صرف رب تعالیٰ ہے' انبیاء و مرسلین حاکم نہیں' حاکم کی بارگاہ میں شفیع ہیں' وکیل و گواہ فیصلہ کے مالک نہیں ہوا کرتے' اس آیت میں ملک کی نفی ہے ⑱ یعنی دنیا میں بعض انسان مجازاً' ظاہری یا باطنی حکام ہیں' مگر قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی مجازی حاکم بھی نہ ہوگا۔ لہٰذا اس دن سے ڈر کر اعمال اچھے کرو

بقیہ صفحہ ۷۰۶

ہوتے ہیں ⑪ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دل کو میلا کرتے ہیں' اور گناہوں کی زیادتی دل کے زنگ کا باعث ہے جیسے نیک اعمال خصوصاً بزرگوں کی صحبت دل کی صفائی کا ذریعہ ہیں ⑫ یعنی قیامت میں کفار رب کے دیدار سے محروم ہوں گے' معلوم ہوا کہ مومنوں کو دیدار الٰہی ہوگا' کیونکہ دیدار سے محرومی کفار کا عذاب ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں ہر شخص کو عشق الٰہی اور اس کے دیدار کی تمنا ہوگی اس لئے دیدار سے محرومی سخت عذاب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ مومنوں کو رب کا دیدار ہوگا مگر یہ دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں صرف فضل ربانی ہوگا' اس فضل کے لئے نماز فجر و عصر کی پابندی کرنی چاہئے۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی وہ ہی کرسکے گا جس نے دنیا میں دل کی آنکھ سے جمال مصطفائی کا نظارہ کیا ہوگا' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق' خیال رہے کہ کلام الٰہی سب سے ہوگا مگر مومنوں سے رحمت کا کلام' کافروں سے غضب کا لیکن دیدار الٰہی صرف مومنوں کو ہوگا۔ پھر کافروں سے رب محجوب نہ ہوگا بلکہ کفار محجوب ہوں گے ⑬ یعنی نیکوں کے نام علیین میں لکھے ہیں' یا نیکوں کے نامہء اعمال علیین میں رکھے ہیں علیین کے معنی ہیں اونچی شان والا یا اونچے درجے والا دفتر۔ معلوم ہوا کہ جس کتاب میں اللہ والوں کے نام لکھے جائیں اس کا درجہ اونچا ہوجاتا ہے۔ علیین ساتویں آسمان کے بھی اوپر عرش کے نیچے واقع ہے ⑭ **یشھد** یا شہود سے بنا' یا شہادت سے' یا مشاہدہ سے یعنی علیین کے پاس مقرب فرشتے حفاظت یا عبادت کے لئے حاضر رہتے ہیں معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر عبادت کرنے کا بڑا درجہ ہے' یا قیامت میں فرشتے نہایت ادب سے وہاں حاضر ہوں گے تاکہ باادب بارگاہ الٰہی میں پیش کریں' یا فرشتے اس پر گواہی دیں گے یا مقرب بندے اس علیین کا مشاہدہ کررہے ہیں' انہیں خبر ہے کہ کون مومن کسی درجہ کا ہے ⑮ مقرب سے مراد یا تو مقرب فرشتے ہیں جو ہمیشہ اللہ کی عبادت میں رہتے ہیں' یا مقرب انسان جنہیں قرب الٰہی حاصل ہے یعنی مقرب انسان علیین کا مشاہدہ کرتے ہیں انہیں جنتی دوزخی لوگوں کا تفصیل وار علم ہے' تفسیر عزیزی میں ہے کہ بعض صالحین کی روحیں علیین میں ہیں بعض کی ارواح زمزم میں' بعض کی آسمان و زمین کے درمیان رہتی ہیں ⑯ اپنی ساری املاک کو' یا رب کے جمال کو' یا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کو' یا دوزخیوں کو' اور ان کے عذاب کو باوجودیکہ دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے اور جنت سات آسمانوں کے اوپر ہے۔ معلوم ہوا کہ جنتیوں کی نگاہیں اور تمام قوتیں نہایت تیز ہوں گی' اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے بعض مقبول بندوں کو قوت دے کہ سارے عالم کو دیکھ لیں تو کیا حرج ہے ⑰ اے مسلمان تو جنتیوں کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی و رونق ان کی وفات کے وقت یا حشر میں یا جنت میں پہچانے گا۔ یا اے محبوب آپ تمام جنتیوں کے چہروں پر نعمتوں کی رونق پہچان رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور از آدم علیہ السلام تا روز قیام تمام جنتیوں کے چہروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں' اور پہچانتے ہیں۔ حضور نے معراج میں اور نماز کسوف میں خود جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا

بقیہ صفحہ ۷۰۷

نہیں' بہت جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے جیسے دنیاوی محبوب سے ملاقات بہت محنت سے ہوتی ہے' رب تو حقیقی محبوب ہے

بقیہ صفحہ ۷۰۸

ہے وہ گویا رات ہے' قبر سے اٹھنے کے بعد کا وقت ظہور اعمال کا وقت ہے' وہ گویا چاند مکمل ہونے کا زمانہ ہے' (تفسیر عزیزی) ⑩ س سے خطاب یا تو حضور سے ہے یعنی اے محبوب تم ہمیشہ درجات میں ترقی کرتے رہو گے کہیں تمہاری ترقی کی انتہا نہ ہوگی اور کیوں نہ ہو حضور رب تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہیں اور رب تعالیٰ کی بھی یہ ہی صفت ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن ۲۹) لہٰذا حضور کی بھی صفت ہے کہ ہمیشہ مراتب طے فرماتے ہیں' جیسے سورج کا عکس' آئینہ سورج کے صفات رکھتا ہے' مگر پھر وہ عین سورج نہیں' یا صحابہ کرام کو خطاب ہے کہ پہلے بھی تو مدارج طے کرتے ہوئے اس حد تک پہنچے ہو آئندہ بھی موت قبر برزخ اور حشر کی منزلیں طے کرو گے۔ ⑪ (شان نزول) ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت اقرا شریف کی تلاوت فرمائی' آپ نے اور تمام صحابہ کرام نے سجدہ تلاوت کیا جو مشرکین وہاں موجود تھے ویسے ہی بیٹھے رہے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ تلاوت فرض ہے۔ محض سنت نہیں۔ کیونکہ عتاب فرض کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (حنفی) دوسرے یہ کہ کفار پر بھی عبادات فرض ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادات کریں۔ انہیں فرائض چھوڑنے پر عتاب یا عذاب ہوگا کہ رب نے یہاں ان کفار پر عتاب فرمایا۔ جنہوں نے اس موقع پر سجدہ تلاوت نہ کیا ⑫ اللہ تعالیٰ کو' قرآن کریم کو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو' تیسری بات قوی ہے کیونکہ حضور کو جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آجاتا ہے ⑬ بغض وحسد اور عناد کیونکہ حضور کی توہین اسی کی زبان

سے نکلتی ہے جس کے دل میں ہزار ہا فساد ہوتے ہیں
اور جس کا اندرونی معاملہ نہایت خراب ہوتا ہے‘
حضور کے کمالات کا انکار اپنی بدکاریوں کا اظہار ہے‘
جیسے سورج کی نورانیت کا انکار اپنے اندھے ہونے
کا اقرار ہے (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون
دوزخی ہے کون جنتی‘ کیونکہ اس کے بغیر معین اشخاص
کو بشارت اور ڈر نہیں سنا سکتے (۱۵) یعنی مومنوں کو
جنت میں دائمی ثواب دیا جاوے گا‘ معلوم ہوا کہ
جنت اور وہاں کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں فنا نہیں یا
مسلمانوں کو دنیا میں تا قیامت اجر ملتا رہتا ہے۔ ان
کے صدقات جاریہ سے لوگ فائدے اٹھاتے
رہتے ہیں‘ ان کی اولاد اور دوسرے مسلمان ان کے
لئے ایصال ثواب اور دعائے خیر کرتے رہتے
ہیں (۱۶) یعنی بارہ برج۔ چونکہ آسمان اور اس کے
برج دنیا کے نظام کی بقا کا ذریعہ ہیں کہ موسموں کا
اختلاف‘ دانے اور پھل کا پکنا‘ آفتاب کے ان
بروج میں جانے سے تعلق رکھتا ہے‘ اس لئے رب
نے ان کی قسم فرمائی (۱۷) وعدہ کا دن یا قیامت کا دن یا
ہر ایک کی موت کا دن ہے‘ قیامت میں نظام عالم
درہم برہم ہوگا۔ یا عالم ایمان کا نظام قیامت سے
وابستہ ہے کہ لوگ اس دن کے خوف سے ایمان و
اعمال صالح اختیار کرتے ہیں‘ اس لئے اس کی قسم
ارشاد ہوئی قیامت کا وعدہ رب نے اپنے بندوں
سے اور تمام نبیوں نے اپنی امتوں سے کیا اس لئے
یوم موعود فرمایا گیا‘ نیز اللہ تعالیٰ نے قیامت میں
مسلمانوں سے جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
شفاعت کبریٰ کا‘ مقام محمود وغیرہ کا‘ صالحین ابرار
سے اپنے قرب کا‘ کفار و فجار سے عذاب کا وعدہ
فرمایا‘ اس لئے اسے یوم موعود فرمایا گیا (۱۸) شاہد و
مشہود کی کل تیرہ تفسیریں ہیں‘ اس لئے کہ لفظ یا شہود
سے بنا‘ یا مشاہدہ سے‘ یا شہادت سے‘ اگر شہود سے ہو
تو شاہد بمعنی حاضر ہے اور مشہود وہ جگہ جہاں
حاضری دی جائے‘ جمعہ شاہد ہے۔ جو مسلمانوں کے
پاس خود حاضر ہو جاتا ہے۔ عرفات کا دن مشہود ہے‘
جس میں تمام حاجی عرفات کے میدان میں حاضری
دیتے ہیں۔ اگر شہادت سے ہو تو شاہد گواہ‘ مشہود
جس کی گواہی دی گئی حضور شاہد ہیں اور تمام انبیاء اور
ان کی امتیں مشہود‘ یا ہمارے اعضا شاہد ہیں‘ ہم مشہود‘
خانہ کعبہ‘ سنگ اسود‘ ماہ رمضان‘ قرآن سب شاہد
ہیں‘ اور ہم مشہود کہ یہ چیزیں قیامت میں ہمارے
گواہ ہیں یا ہمارے خلاف گواہ ہیں‘ اگر مشاہدہ سے
ہے تو شاہد دیکھنے والا۔ مشہود وہ جسے دیکھا جائے‘
حضور شاہد کہ معراج میں رب کی ذات‘ اس کے
جمال کو دیکھا‘ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مشہود‘
بہر حال اس کی بہت تفسیریں ہیں۔

بقیہ صفحہ ۷۰۹

ہے عیسائیوں میں آج ولی کوئی نہیں وہ دین منسوخ
ہے، ایسے ہی وہابی، روافض، قادیانیوں میں اولیاء
اللہ نہیں۔ کیونکہ وہ باطل ہیں (۵) یہ کہ تقیہ حرام ہے
چھٹے یہ کہ اہل اللہ سے بعد وفات بھی ہدایت ملتی ہے
(۲) یعنی قیامت میں سارے کفار ایک دوسرے کے
خلاف گواہی دیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ
گناہ سخت نقصان دہ ہے (۳) اس سے دو مسئلے معلوم
ہوئے ایک یہ کہ کفار مومن کے ایمان کی وجہ سے
دشمن ہیں۔ کوئی مومن، مومن رہتے ہوئے کفار کو
خوش نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ
الْيَهُوْدُ (بقرہ: ۱۲۰) دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے
اخلاق ایسے بلند ہونے چاہئیں کہ کفار کو کوئی اخلاقی
عیب نکالنے کا موقعہ نہ ملے، صرف ایمان کی وجہ
سے مخالف رہیں، تیسرے یہ کہ مومن کی علامت یہ
ہے کہ کافر اس سے ناخوش رہیں، مومن خوش رہیں
، جس سے کافر بھی خوش ہوں، وہ کامل مومن نہیں
، بلکہ مداہن فی الدین ہے (۴) یعنی اللہ ہر چیز
کا مشاہدہ فرما رہا ہے، جیسے گواہ واردات پر حاضر ہو
کر مشاہدہ کرتا ہے لہٰذا اس سے کوئی چیز چھپی نہیں،
خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سامنے اپنی
توحید حضور کی رسالت کی گواہی دی، کہ اپنے متعلق
فرمایا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (آل عمران: ۱۸)
اور رسالت محبوب کے متعلق فرمایا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا (النساء: ۷۹) سبحان اللہ خود مدعی خود گواہ اور
خود ہی سب کا مدعا۔ مصرع۔☆ خود کوزہ و خود کوزہ
گر و خود گل کوزہ☆ (۵) یعنی وہ خندق والے جنہوں
نے ان مومنوں کو جلایا ان کے لئے دنیا میں خندق کی
آگ کا عذاب ہے، اور آخرت میں دوزخ کا۔ یا جو
کفار آج مومنوں کو ستا رہے ہیں، ان کے لئے قبر
میں آگ کا اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یا
آئندہ جو مسلمانوں میں فتنہ پھیلائیں، ان کے لئے
یہ عذاب ہیں، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ
کہ قتل سے بھی توبہ ہو سکتی ہے، اگر کافر بحالت جنگ
مومن کو قتل کرے، پھر مسلمان ہو جائے تو قصاص۔ یا
خون بہا واجب نہیں، اگر مومن، مومن کو ظلماً مارے
اس کی توبہ کے لئے قصاص یا دیت ضروری ہے
، دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں فتنہ پھیلانے والا بڑا
مجرم ہے عالم کو چاہیے کہ ایسا غیر ضروری مسئلہ نہ
بیان کرے جس سے فتنہ ہو۔ حضور نے خانہ کعبہ
منہدم کر کے ٹھیک نہ بنایا کہ فتنہ نہ ہو (۶) اس سے تین
مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان، اعمال پر مقدم
ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے، دوسرے یہ کہ ایمان
کے بعد اعمال نیک کی بھی ہر ایک کو ضرورت ہے
، تیسرے یہ کہ نیکوں کو جنت کا ملنا محض اپنے عمل سے
نہیں بلکہ رب کے فضل سے ہے، لیکن بدکاروں کو
دوزخ ملنا محض ان کی بدکاری سے ہے نہ کہ رب کے
ظلم سے، کیونکہ پچھلی آیت میں فلھم عذاب جہنم
فرمایا ف جزائیہ کے ساتھ اور یہاں لھم فرمایا۔ بغیر
ف جزائیہ کے (۷) کہ اس کی پکڑ سے مجرم زور، زر
سفارش یا موت وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں چھوٹ سکتا
، اس کی پکڑ سے چھوٹنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے
یعنی اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کر
کے آستانہ پر زاری (۸) یعنی رب تعالیٰ بندوں کو دنیا
میں عمل کرنے اور آخرت میں سزا و جزا کے لئے
زندہ فرماتا ہے، یا دوزخ میں بار بار عذاب دے گا۔
یا دوزخ میں دوزخیوں کو ابتداء عذاب دے اور پھر
اس کا جسم بار بار بنا کر دوبارہ، سہ بارہ عذاب دے گا
۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (۹) ودود مبالغہ کا
صیغہ ہے اسم فاعل کا مبالغہ ہے یا اسم مفعول کا۔ یعنی
رب تعالیٰ اپنی مخلوق کا پیارا ہے کہ تمام مخلوق اس سے
محبت کرتی ہے مگر بعض کی محبت ظاہر ہے جیسے مومنین
اور بعض کی دب گئی ہے جیسے کفار۔ یا رب تعالیٰ اپنی
مخلوق سے محبت دائمی فرماتا ہے، اسی لئے انہیں
روزی دیتا ہے، ان کی ہدایت کے لئے انبیاء
بھیجے (۱۰) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، یا اے قرآن
پڑھنے والے مسلمان، یا مکہ کے کافرو، اس سے چند
مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سچی تاریخی خبریں معلوم
کرنا عبرت حاصل کرنے کے لئے جائز بلکہ ثواب
ہے، دوسرے یہ کہ جب کفار کے عذاب کی خبریں
معلوم کرنا ثواب ہے تو انبیاء کرام اولیاء اللہ کی
تواریخ پڑھنا، پڑھانا، سننا سنانا بھی ثواب ہے، تاکہ
ان کی پیروی اور عبادات الٰہی کا شوق پیدا ہو، عرس
، گیارہویں وغیرہ کا یہی منشا ہے کہ مجتمع کر کے لوگوں
کو ان بزرگوں کے سچے حالات زندگی سنائے
جائیں (۱۱) کہ فرعون اور قوم ثمود کو رب تعالیٰ نے
بڑی نعمتیں بخشیں، مگر ان لوگوں نے رب کی نافرمانی
کی، فرعون پانی سے اور قوم ثمود ہوا سے برباد و ہلاک
ہوئے، معلوم ہوا کہ جس مال و عزت سے رب کی
بندگی کی توفیق ملے وہ رحمت ہے اور جو سرکشی کا باعث

بن جاوے وہ عذاب ہے (۱۲) اسی لیے وہ ان آیات اور گذشتہ تاریخی حالات سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ معلوم ہوا کہ قرآن اور تمام ایمانیات سے وہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے دل میں حضور کی الفت اور تصدیق ہو، دل میں حضور کا نور پہلے آتا ہے، پھر قرآن اثر کرتا ہے۔ قرآن کریم رحمت کی بارش ہے بارش سے وہی تخم اگتا ہے۔ جو زمین میں بویا گیا ہو۔ (۱۳) یعنی اگر کفار مکہ کو قرآنی چیزوں پر اعتقاد نہیں تو خود اپنی زندگی میں غور کریں کہ وہ ہر حال میں رب کی قدرت میں گھرے ہوئے ہیں' اس کے ارادے بغیر نہ سو سکتے ہیں نہ جاگ سکتے ہیں نہ کھا پی سکتے ہیں' خیال رہے کہ مومن تو اللہ کی رحمت کے گھیرے میں ہیں اور کافر اللہ کے قہر و غضب کے گھیرے میں (۱۴) یعنی یہ کلام جادو' شعر' کہانت' انسانی کلام نہیں بلکہ یہ قرآن ہے' عزت والا' لوح محفوظ میں ہے (۱۵) یہاں کلام الٰہی کے تین صفات کا ذکر ہے قرآن ہونا' مجید ہونا' لوح محفوظ میں ہونا۔ قرآن کے معنی ہیں ملانے والا۔ یعنی بندوں کو رب سے' امتی کو نبی سے' بندوں کو بندوں سے' زندوں کو مردوں سے ملانے والا ہے' کہ قرآن کریم نے عالمگیر برادری پیدا فرما دی۔ یا قرآن کے معنی ہیں ملنے والا' یہ پیارا' زندگی' موت قبر' حشر' میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے سب چھوٹ جائیں مگر یہ نہ چھوٹے' مجید کے معنی ہیں عزت والا' کہ خود ایسا عظمت والا' کہ بغیر غسل اس کا پڑھنا حرام' بغیر وضو اس کا چھونا منع' اس کی طرف پیٹھ' جوتے کرنا منع ہے اور دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کا لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل' جس مہینے میں آیا' جس رات میں نازل ہوا۔ جس جگہ آیا وہ ماہ یعنی رمضان' شب قدر' عرب شریف سب سے افضل ہیں' جس عربی زبان میں آیا وہ تمام زبانوں سے افضل' جس نبی پر آیا وہ تمام رسولوں کا سردار' جس دماغ اور سینے میں رہے' وہ تمام سینوں اور زبانوں سے افضل' اب جو حضور کو اپنی مثل کہے وہ بے دین ہے۔ (۱۶) خیال رہے کہ قرآن کریم پہلے لوح محفوظ میں تھا' پھر حضور کے سینہ مبارک میں آیا' جو مثل لوح محفوظ ہے' جسے رب نے کینہ' ارادہ گناہ' بھول وغیرہ سے محفوظ رکھا' پھر یہ قرآن حافظوں کے سینوں' علماء کے دماغوں میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کوئی آسمانی کتاب اس طرح حفظ نہ کی گئی جیسے قرآن حفظ کیا گیا (۱۷) (شان نزول) ایک بار ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے' حضور نے انہیں دودھ روٹی عطا فرمائی' ابوطالب کھا رہے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا' جس سے تمام فضا جگمگا گئی' ابو طالب گھبرا کر بولے' یہ کیا' حضور نے فرمایا کہ یہ نشان قدرت ہے اور یہ تارا ہے جس سے شیطان مارے جاتے ہیں' ابوطالب کو سخت تعجب ہوا۔ اور حضور کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی (۱۸) یعنی آسمانی تاروں کی قسم جو رات میں چمکتے ہیں' آنے سے مراد لوگوں کو نظر آنا ہے' چونکہ آسمان اور تارے رب تعالیٰ کی قدرتوں کے مظہر ہیں' اس لئے ان کی قسم فرمائی گئی' آسمان بندوں کی روزی کا خزانہ ہے' رب کے قوانین جاری ہونے کی جگہ' شرک و کفر' گناہ وغیرہ سے پاک وصاف ہے' اس لئے آسمان کی قسم ارشاد ہوئی' تارے روشنی دیتے ہیں' وقت اور سمت بتاتے ہیں پھلوں میں رنگت' رس' بو پیدا کرتے ہیں اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی' غرضیکہ ان کی قسم ان کے اظہار شان کے لئے ہے (از تفسیر عزیزی) صوفیانہ طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہیں کہ آسمان کی طرح عالم کو مختلف فیوض پہنچا رہے ہیں آپ کی نبوت و رحمت آسمان کی طرح تمام خلق کو گھیرے ہوئے اور آسمان کے پانی کی طرح تمام لوگوں کے نیک اعمال آپ کی نگاہ کرم پر موقوف ہیں اور طارق سے مراد حضور کے صحابہ ہیں' جو تاروں کی طرح مخلوق کے ہادی ہیں' زمین کی بقا کا ذریعہ ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (۱۹) کہ تارے کی روشنی آسمانوں کو چھوڑ کر زمین پر پہنچتی ہے اور اس میں سے شہاب نکل کر شیطان کو پھوڑتا ہے' گولی کی طرح' ایسے ہی صحابہ کی روشنی تہہ خانوں' تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچ کر دلوں کو نورانی کرتی ہے کسی کو ان کے درجات کا کما حقہ علم نہیں

بقیہ صفحہ ۱۰۷

جو ختم ہو گئے روحانی و ایمانی طاقت نہ تھی، مومن کی قوتیں وہاں اور زیادہ ہو جائیں گی، اس کی قوت' رفتار، گفتار، بینائی، قوت سامعہ سب بڑھ جاویں گی، کہ پل صراط کو آن میں طے کر لے گا، بڑے فاصلے کے باوجود، دوزخی کافروں کا حال جنت سے دیکھ لے گا گفتگو سن لے گا، کلام کر لے گا یہی مددگاروں کا حال ہے کہ مومن کے مددگار نبی، ولی، چھوٹی اولاد، ماہ رمضان، قرآن شریف سے کچھ ہوں گے، غرضیکہ جس قوت اور مدد کی بنیاد دین پر تھی وہ قائم رہے گی، جس کی بنیاد، دنیا پر تھی فنا ہو جائے گی (۵) اس طرح کہ سمندر کا پانی بھاپ بن کر پھر آسمان کی طرف سے پانی بن کر واپس ہوتا ہے، یا فرشتے اس طرف واپس جاتے ہیں، یہ انسانوں کی روحیں، یا اعمال ادھر واپس ہوتے ہیں، یا قسم ہے آسمان نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی طرف لوگوں کے اعمال اور خود لوگوں کا رجوع ہے، خیال رہے کہ جیسے آسمان ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے، ساری زمین سے اونچا ہے، ایسے ہی سب مخلوق میں حضور اعلیٰ ہیں، ہمیشہ حضور سے فیض آ رہے ہیں۔ اور جیسے زمین ہمیشہ آسمان کی محتاج ہے کہ بغیر سورج کی روشنی بارش کے سبزہ نہیں اگاتی ایسے ہی سارا عالم حضور کا ہمیشہ محتاج ہے۔ کہ بغیر ان کی نظر کے کوئی عمل قبول نہیں، سب کا رجوع حضور کی طرف ہے (۸) دانہ لیتے وقت، سبزہ نکالتے وقت، کان، دفینے دیتے وقت، مردہ کو اپنے اندر لیتے وقت اور قیامت میں مردوں کو نکالتے وقت، غرضیکہ زمین کے اس کھلنے پر زمینی مخلوق کی موت و زندگی وابستہ ہے یا مومنوں کے دل، جو آسمان نبوت کے فیض لیتے وقت شگفتہ ہو کر کھلتے ہیں، جن میں ایمان و عرفان وغیرہ کے باغ لگتے ہیں (۹) فصل بمعنی فاصلہ ہے، یا بمعنی فیصلہ، یعنی حق و باطل میں فیصلہ کن کلام، یا کافر و مومن میں جدائی کرنے والی کتاب، خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے آسمان و زمین کی قسم سے قرآن کی حقانیت بیان کی اور سورہ یٰسین میں قرآن کی قسم سے حضور کی رسالت بیان کی۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (یٰسین: ۳) ایسے ہی قرآن کو فیصلہ کن فرمایا، اور حضور کو حاکم مطلق حتیٰ یحکموک معلوم ہوا کہ جیسے آسمان و زمین دونوں کی مدد سے جسمانی روزی ملتی ہے ایسے ہی قرآن اور حضور کی مدد سے روحانی روزی نصیب ہوتی ہے، جیسے کتب طب پر طبیب کی مدد سے، اور تعزیرات پاکستان پر حاکم کی مدد سے عمل ہوتا ہے، ایسے ہی حضور کی مدد سے قرآن سے فیصلہ ہوتا ہے (۱۰) چنانچہ کفار نے اسلام، قرآن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبانی، مالی، بدنی، سنانی، تدبیریں کیں، لیکن ان کی تمام تدبیریں اسلام کی ترقی کا باعث بنیں، انہوں نے اعتراض کئے رب نے جواب میں حضور کے اوصاف، قیامت وغیرہ کے دلائل دیئے، ان کے اعتراض تو فنا ہو کر رہ گئے، نعت کی آیات قیامت تک جگمگاتی رہیں گی، جنگوں میں اسلام کی فتح، کفر کی شکست حقانیت اسلام کی دلیل بن گئی (۱۱) اس طرح کہ ان پر جہاد نہ کرو، چنانچہ ظہور نبوت سے چودہ برس بعد تک کفار پر جہاد نہ کیا گیا۔ صرف سمجھایا گیا، یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے۔ (۱۲)

سورۃ طارق میں ذکر تھا' کہ ہر نفس پر فرشتہ حافظ ہے' اس میں ذکر ہے کہ اے محبوب تم پر ہم حافظ ہیں' کہ تم قرآن بھول نہیں سکتے' گناہ کر نہیں سکتے سورہ طارق کی آخری آیت میں تھا کہ کفار اپنی زندگی مکر وفریب میں گزارتے ہیں' سورہ اعلیٰ کی پہلی آیت میں ذکر ہے' کہ آپ اپنی زندگی رب کی تسبیح میں گزاریں (13) تسبیح کے معنی ہیں پاک کرنا پاک کہنا' پاک سمجھنا' اگر اس میں حضور سے خطاب ہے تو معنی یہ ہے کہ اے محبوب کفار و مشرکین نے میری ذات اور میرے نام کو عیب لگائے کہ میرے لئے اولاد' شریک ٹھہرائے تم ان دھبوں کو دور کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے بی بی مریم کو اتہام کی نجاست سے حضرت عیسیٰ وسلیمان علیہما السلام کو دنیا بھر کے الزامات کی گندگی سے' رب کے نام کو مشرکین کے لگائے ہوئے عیوب سے پاک فرماتے ہیں' اس طرح ہمارے دل میں دماغ' ایمان واعمال کو پاکی حضور ہی سے ملے گی' اور اگر عام بندوں سے خطاب ہے تو معنی یہ ہوں گے' کہ رب کو ہر عیب سے پاک سمجھو زبان سے اس کی بے عیبی بیان کرو (14) خیال رہے کہ اس آیت میں تسبیح کا حکم بغیر قید کے ہے' لہٰذا ہر طرح تسبیح پڑھنی درست ہے' خواہ ندا سے جیسا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ یا بغیر ندا جیسے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ایسے ہی درود میں صَلُّوْا وَ سَلِّمُوْا مطلق ہے لہٰذا ہر طرح کا درود شریف درست ہے' ندا سے ہو یا بغیر ندا' جیسے کھانے پینے کا حکم مطلق ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا (15) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خیر و شر چھوٹی بڑی چیز کا رب خالق ہے' دوسرے یہ کہ ہر چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے' کفر وطغیان' فسق و شیطان خود برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس میں صدہا حکمتیں ہیں (16) اس طرح کہ ہمارے اعضاء حالات' صفات' روزیاں' زندگی و موت اندازے سے رکھیں' جو اندازے لوح محفوظ میں لکھ دیئے' یہ اس عالم کے لئے ہیں' مگر جنت کی نعمتیں بے حساب و بے انداز ہوں گی۔ رب فرماتا ہے۔ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ (مومن: ۴۰) کیونکہ دنیا تجارت کی جگہ ہے وہ مہمانی کی جگہ' مہمان کی خاطر تواضع حساب یا قیمت سے نہیں ہوتی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (17) تکوینی وطبعی ہدایت جس سے ہر جانور اپنی غذاء' دواء' طریقہ زندگی پہچانتا ہے' بعض جانور ایسے گھر بناتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے انسان کا چھوٹا بچہ بے پرواماں کو روکر بلاتا ہے' پیغمبر کی صحبت یافتہ جانور ہدایت والے ہوتے ہیں' کہ ان کی برکت سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ سارے ملک یمن کو ہدایت ملی جو حضور کے صحابہ کو ہدایت پر نہ مانے وہ بڑا بے وقوف ہے' یا یہ مطلب ہے' کہ ہر فرشتے کو رب نے اپنے اس مقرر کردہ اندازے کی خبر دی' جس سے اس فرشتے کا تعلق ہے' چنانچہ حضرت عزرائیل کو سب کی زندگی و موت کا اندازہ ہے حضرت میکائیل کو سب کے رزق کا اندازہ ہے ورنہ عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے اور حضور تو ساری مخلوق سے زیادہ عالم' تو حضور کو بھی اندازے بتادیئے' جیسا کہ احادیث میں ہے یا یہ معنی ہیں کہ قبر و حشر کے متعلق اندازے لگائے' کہ اتنے دوزخی ہیں اتنے جنتی' پھر ہر ایک کو اسی طرف راہ دی' جس کے لئے وہ بنا ہے' یا ہر مخلوق کی عبادت و تسبیح مختلف اندازوں سے مقرر کی' پھر اسے اپنی تسبیح وعبادت کی ہدایت دی' خیال رہے کہ سبزے اور جانوروں کی عبادتیں بھی مختلف ہیں' ان کی تاثیریں جداگانہ یا انسانوں کو ہدایت و گمراہی کے مختلف اندازوں میں رکھا' پھر ہر ایک کا دل اس طرف مائل کیا جس کے لئے وہ پیدا ہوا (18) یہ ہی حال دنیا اور اس نعمتوں کا ہے' کہ سبزہ کی طرح خوشنما ہیں' مگر بہت جلد فنا ہونے والی (19) قرآن مجید کے الفاظ اس کے مضامین، احکام، اسرار جو ناپیدا کنار ہیں، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علم رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، کہ رب نے دنیاوی مال دینے کا تذکرہ نہ فرمایا، بلکہ علم عطا فرمانے کا احسان فرمایا، اس علم کی برکت سے آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے، دوسرے یہ کہ حضور تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں کہ انہیں رب نے پڑھایا بڑے استاذ سے بڑے ہی شاگرد پڑھ سکتے ہیں، تیسرے یہ کہ حضرت جبریل حضور کے استاذ نہیں، وہ صرف پیغام لانے والے خادم ہیں، اسی لئے حضرت جبریل حضور کا ادب کرتے تھے، چوتھے یہ کہ حضور کا علم بہت اعلیٰ ہے جب شاگرد بھی کامل، استاد بھی اعلیٰ کتاب بھی مکمل تو علم ناقص کیسے ہوسکتا ہے۔ پانچویں یہ کہ کوئی حضور کے برابر عالم نہیں ہوسکتا کہ حضور حق تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور تمام مخلوق حضور کی شاگرد، رب فرماتا ہے۔ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (بقرہ: ۱۲۹) چھٹے یہ کہ انبیاء کرام کے بھول ونسیان بھی رب کی طرف سے ہوتے ہیں جن میں ہزار ہا حکمتیں ہوتی ہیں، سارے عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے ایک نسیان کی برکت سے ہے لہٰذا ہماری اور ان کی بھول میں بڑا فرق ہے، ہماری بھول نفسانی یا شیطانی ہے، ان کی بھول رحمت رحمانی حدیث انسی الخ میں متشبہ صرف بھول میں ہے (20) یعنی اپنی کمزوری کی بنا پر نہیں بھول سکتے، اگر رب چاہے تو بھولیں، لیکن رب نے چاہا نہیں لہٰذا آپ بھولے نہیں، (تفسیر خازن وخزائن العرفان) رب فرماتا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ (القیامۃ: ۱۷) اور بھول بھی کیسے سکتے ہیں، کمزور حافظہ والے کی روایت حدیث معتبر نہیں، تو روایت قرآن کیسے معتبر ہوسکتی ہے، نیز حضرت ابو ہریرہ کو حضور نے دعا دے دی، تو وہ کبھی نے بھولے، جو دوسروں کی بھول کو دور کردے وہ خود کیسے بھول سکتا ہے، جہاں کہیں نماز وغیرہ میں حضور کو نسیان ثابت ہے وہ ظاہری نسیان ہے اور رب کی مشیت سے ہے جس میں ہزار ہا حکمتیں ہیں ورنہ حضور کمزوری حافظہ، نسیان کی بیماری سے پاک ہیں (21) انسان کے اعمال ونیت کو یا ظاہری پوشیدہ اعمال کو، یا اے محبوب تمہاری ظاہری پوشیدہ صفات کو جہاں تک کسی کے وہم وعقل کی رسائی نہیں، پہلی تفسیر سے معلوم ہوا کہ انسان کو ظاہر و باطن دونوں ٹھیک کرنے چاہئیں، جسمانی زندگی۔ قلب و قالب دونوں ٹھیک ہونے سے قائم ہے، ایمانی زندگی صورت و سیرت درست ہونے سے وابستہ ہے، دوسری تفسیر سے معلوم ہوا کہ مومن کو کچھ نیکیاں ظاہر کرنی چاہئیں، کچھ چھپ کر، نماز جمعہ وعید علانیہ پڑھو، تہجد خفیہ، تیسری تفسیر سے پتہ چلا کہ شخصیت محمدی سب پر ظاہر، حقیقت محمدیہ بجز رب کسی کو معلوم نہیں آج تک پتہ نہ لگا کہ سورج کی روشنی کس پاور کی ہے تو حضور کی پاور کون جانے (22) اس طرح کہ دنیا کے تمہارے سارے کام آسان ہوجائیں گے، اس آسانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور نے بغیر ظاہری اسباب وکام کر دکھائے، جو ہماری عقل سے وراء ہیں، یا اے محبوب تمہاری برکت سے مخلوق کی مشکلیں آسان فرمادیں گے، اسی لئے صحابہ کرام ہر مشکل میں حضور کی خدمت میں فریاد کرتے تھے اور حضور کے تبرکات سے شفا حاصل کرتے تھے محشر میں بھی سب مخلوق مشکل آسان کرانے کے لئے حضور کے آستانہ پر جاوے گی، شفاعت چاہے گی، یوسف علیہ السلام کی قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوئیں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے تبرکات کی برکت سے بنی اسرائیل کو

لڑائیوں میں فتح نصیب ہوتی تھی ایوب علیہ السلام کی ایڑی کے پانی سے شفا ہوئی ، یہ تمام چیزیں قرآن کریم میں مذکور ہیں، حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا شدہ پانی (آب زمزم) شفا ہے، مدینہ کی خاک شفا ہے، غرضیکہ محبوبوں کے تبرکات بھی حل مشکلات ہیں وَ نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى کے مظہر (۲۳) ذکر تذکیر سے بنا، تذکیر کے معنی ہیں یاد کرانا ، یاد دلانا ، نصیحت خیر خواہی یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو تمام شرعی احکام و عقاید یاد کرا دو ، یا انہیں میثاق کے عہد و پیمان گزشتہ یا آئندہ قیامت تک کے واقعات یاد دلاؤ ، یاد وہی دلاتا ہے جسے سب کچھ خود یاد ہو ، یا مخلوق کی خیر خواہی کرو، خیال رہے کہ ذکر میں زمان یا مکان یا کسی خاص مخلوق کی قید نہیں، تو معنی یہ ہوئے ، ہر ایک کو ہر وقت ، ہر جگہ یاد دلاؤ قیامت تک حضور کی تذکیر کا سلسلہ قائم رہے گا ، علماء کے وعظ حضور کی تذکیر ہیں ، نیز حضور کی تذکیر قولی بھی ہے عملی بھی ، حضور نے بزرگوں کی یادگاریں منانے کا حکم دیا، عاشورہ کا روز حج کے ارکان ، قربانی بزرگوں کی یادگاریں ہیں معلوم ہوا کہ عید میلاد ، عید معراج ، عرس ، اعلیٰ چیزیں ہیں، کہ سب تذکیر کی قسمیں ہیں (۲۴) اور نصیحت کام تو ضرور دے گی ، آپ کو ثواب کا ، اکثر سننے والوں کو ہدایت کا ، لہٰذا ضرور نصیحت کرو، خیال رہے کہ موجودہ شرط پر معلق کرنا تاکید کے لئے ہوتا ہے ، جیسے اگر تو میرا بیٹا ہے تو عالم بن رب فرماتا ہے اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ (احقاف : ۱۰) اور حضرت یوسف کے گواہ نے کہا تھا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ الخ (یوسف ۲۷) حضور فرماتے ہیں اگر میری امت میں اولیاء ہوئے تو عمر اُن میں سے ہیں ، یعنی اولیاء ضرور ہیں ، اور فاروق رضی اللہ عنہ ضرور ان میں سے ہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں تبلیغ بہر حال کی جائے (۲۵) یعنی کفار مکہ میں بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں خوف الٰہی کا تخم ہے ، وہ عنقریب آپ پر ایمان لائیں گے بعض ازلی بدنصیب ہیں وہ کافر مریں گے ، اور ایسا ہی ہوا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خشیت ، اس خوف الٰہی کو کہتے ہیں جس سے اطاعت کا جذبہ پیدا ہو ، یہ ہی ایمان کا مدار ہے ، دوسرے یہ کہ کسی تبلیغ سے سارے لوگ ہدایت نہیں پاتے ، سورج سے سب نور نہیں لیتے ، تیسرے یہ کہ نیک بخت کی پہچان یہ ہے کہ اس کا دل حضور کی طرف جھکے اگرچہ گنہگار ہو ، چوتھے یہ جو حضور کے دروازے سے محروم رہا ، وہ بڑا بدنصیب ہے اسے کبھی بھی ہدایت نہ ملے گی اسے رب نے اشقٰی فرمایا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب کا خوف نصیحت سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ خوف کے بعد نصیحت ، جیسا کہ دیانند نے کہا (۲۶) (شان نزول) روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح اور ایک منافق کی برائی میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی میں پیش کی ، کہ وہ میرا پڑوسی ہے۔ اس کے درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے ، اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے ، تو بہت سختی سے اٹھالیتا ہے۔ حضور نے اس کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے ، اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا ، اس نے انکار کیا ، حضرت عثمان غنی نے ایک باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا ، اس پر یہ آیت اتری ، اس صورت میں یہ آیت مدنی ہو گی واللہ و رسولہ اعلم (۲۷) دوزخ کی آگ میں جو دنیا کی آگ سے سخت تر ہے ، یا ہاویہ کی آگ میں جو دوزخ کے اوپر کے طبقے کی آگ سے زیادہ تیز ہے ، جس میں منافقین ، فرعونی لوگ ، مائدہ والے رکھے جائیں گے ، خیال رہے کہ دوزخ کی آگ ایک ہے ، مگر یکساں نہیں ، کسی طبقہ میں سخت تیز ، کسی میں کم تیز ، جیسے سورج کی گرمی ، کسی وقت کسی جگہ تیز گرم ، دوسری جگہ دوسرے وقت کم ، یا آگ کہ کیکر وغیرہ کی لکڑیوں میں مختلف ہوتی ہے ، صوفیا کے نزدیک یہ آگ دنیا میں غفلت کی آگ ہے ، آخرت میں حجاب کی آگ

بقیہ صفحہ ۷۱۱

(۷) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قیامت کی خبر آ چکی ہے' کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے عقاید اسلامیہ سے پورے واقف تھے' ان میں قیامت بھی ہے (۸) قیامت میں کافروں کے دلوں پر غشی' چہروں پر سیاہی چھا جائے گی' مسلمانوں کے دلوں پر خوشی' چہروں پر روشنی چھا جائے گی (۹) جو دنیا میں اللہ والوں کے روبرو اکڑتے تھے' وہاں ہر طرح ذلیل ہوں گے' قبروں سے پیٹ کے بل چل کر محشر میں پہنچیں گے' وہاں منہ کالے' دونوں ہاتھ بندھے' گلے میں طوق' ہر دروازے پر بھیک مانگیں گے' مگر درکارے جائیں گے' ایک دوسرے پر لعنت کریں گے (۱۰) قیامت کے دن' اس طرح کہ تا ختم قیامت آگ کے پہاڑ چڑھیں گے' اتریں گے' رب فرماتا ہے۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (مدثر : ۱۷) ان کے سونے چاندی کے پترے بنا کر ان کی پسلیاں' پیشانیاں' داغی جاویں ان کے جانور سینگ گھونپیں' پاؤں سے روندیں' یا دنیا میں کہ مرتے وقت تک دنیاوی کاروبار' محنت و مشقت میں ایسے مشغول رہیں' کہ خدا یاد نہ آئے' یا دنیا میں ظاہری نیکیاں کریں' مگر آخرت میں پھل نہ پائیں' جیسے جوگیوں' سادھوؤں کی ترک دنیا' اور تکالیف اٹھانا' یا جیسے بے دین مسلمانوں کے روزے نماز اور کتب وغیرہ لکھنا کہ انجام خواری ہے' کیونکہ دامن مصطفوی سے وابستگی نہیں۔ بغیر پاور بجلی کی فٹنگ عبث ہے۔ بغیر روح جسم بے کار' بغیر عشق مصطفوی عبادت برباد (۱۱) کیونکہ انہوں نے دنیا میں روزہ رمضان' گرمیوں کے حج اور جہاد کی تپشیں نہ جھیلیں' لہٰذا اس آگ کی گرمی جھیلیں' جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے (۱۲) کیونکہ انہوں نے دنیا میں پانی کے متعلق شرعی پابندیاں برداشت نہ کیں' شرابیں پیں' تمام حرام و حلال چیزیں ہر طرح نوش کیں سونے چاندی کے برتنوں میں بائیں ہاتھ سے کھڑے کھڑے پانی پیا' رمضان میں دن کے وقت شربت پئے' لہٰذا آج یہ پانی پئیں (۱۳) ضریع عرب میں ایک خاردار زہریلی گھاس ہے' جو جانور کے پیٹ میں آگ سی لگا دیتی ہے' نہایت بدمزہ سخت نقصان دہ' لہٰذا اس کا ترجمہ آگ کے کانٹے نہایت موزوں ہے' یعنی پیٹ میں آگ لگا دینے والے کانٹے' خیال رہے کہ اس آیت میں حصر اضافی ہے' یعنی اس طبقے والوں کی غذا صرف ضریع ہے' دوسرے طبقہ والوں کی غذا زقوم یعنی تھوہر اور غسلین یعنی کچلہو ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں چونکہ کفار دنیا میں سود' سود' جوئے وغیرہ حرام کمائیوں کی پروانہ کرتے تھے' شریعت کی پابندیاں توڑ کر کھاتے تھے لہٰذا انہیں یہ کھانے دیئے جائیں گے' لھم کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ صرف کفار کو دی جائے گی' گنہگار مومن اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں جائے گا' مگر انشاء اللہ اس غذا سے محفوظ رہے گا (۱۴) کیونکہ کفار نے دنیا میں کھانے یا شیطانی کھائے یا نفسانی' ایمانی' روحانی' کھانے نہ کھائے' لہٰذا اس کی یہ سزا ملی' شیطانی کھانا وہ جو گناہ کرنے کے لئے کھایا جائے نفسانی کھانا وہ جو جانوروں کی طرح محض نفس پروری کے لئے کھایا جائے' رب فرماتا ہے۔ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ (محمد : ۱۲) روحانی یا ایمانی کھانا وہ جو رب کی عبادت کے لئے کھایا جائے' یہ کھانا بھی عبادت ہے اس لئے رمضان سحری و افطار' غازی کے غذا سب

عبادت ہے (۱۵) یہاں چہروں سے مراد چہرے والے ہیں' یعنی انسان' مطلب یہ ہے' کہ قیامت میں مومن متقی چین میں ہوں گے' نہ انہیں سورج کی گرمی ستائے نہ زمین کی تپش' نہ انہیں خوف ہو نہ غم' نہ رب کا عتاب ہو نہ فرشتوں کی لعن طعن' نہ قیامت کی گھبراہٹ' کیونکہ یہ حضرات دنیا میں بے چین رہے' دنیا میں خوف خدا کی بے چینی قیامت کے چین کا ذریعہ ہے (۱۶) اس سے اشارۃً معلوم ہوا' کہ مومن دنیا میں اپنی نیکیوں پر راضی یا نازاں نہیں ہوتا' کیونکہ انجام کی خبر نہیں' محشر میں مقبولیت کی تحریر دیکھ کر راضی خوش ہو گا' اور جن کو دنیا میں نیکی کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ وہ اللہ کی دین' نبی کی شفاعت پر خوشیاں منائیں گے' یا یہ مطلب ہے کہ مومن کے نیک اعما نہایت اچھی شکلوں میں اس کے ساتھ ہوں گے ' جن کو دیکھ کر انہیں دلی شادمانی ہو گی (۱۷) یعنی جنت میں جو شان کے لحاظ سے بھی بلند ہے ' مکان وجگہ کے لحاظ سے بھی اونچی' چونکہ مومن دنیا میں عاجز و مسکین بن کر رہے' نخوت اور غرور سے دور رہے' اس کے عوض رب تعالیٰ انہیں' بلندی اور شان عطا فرمادے گا (۱۸) نہ تو ناجائز بات سنیں' جیسے جھوٹ' غیبت' نہ تکلیف دہ' جیسے طعن وتشنیع' نہ بے فائدہ بات' نہ دوزخیوں کی چیخ پکار۔ جس سے عیش مکدر ہو' چونکہ جنتی لوگ دنیا میں گانے بجانے کی آوازوں سے دور رہتے تھے۔ اس کے بدلے میں یہ نعمت ملی (۱۹) پانی کا' شہد کا' دودھ کا شراب طہور کا۔ یہاں چشمہ سے جنس چشمہ مراد ہے۔ لہٰذا یہ نہ تو اس کے خلاف فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ (الرحمٰن: ۵۰) اور نہ اس کے خلاف تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خیال رہے کہ یہ جاری چشمے جنتی لوگوں کے صدقات جاریہ مسجدیں کنوئیں' نیک اولاد وغیرہ کا بدلہ ہے (۲۰) جن کی بلندی سوگز ہے مگر جب جنتی ان پر چڑھنا یا ان سے اترنا چاہیں گے' تو وہ خود بخود نیچے آجائیں گے روح وغیرہ (۲۱) کوزے تو چشموں کے کنارے چنے ہوئے اور قالین گھروں میں بچھے ہوئے جو آرام دہ اور نہایت ہی خوشنما ہیں (۲۲) (شان نزول) جنت ودوزخ کے حالات سن کر کفار مکہ نے کہا کہ زہریلی گھاس کھا کر دوزخی جی نہیں سکتے' اور جنت اور جنت کے تخت اوپر نیچے نہیں آ جاسکتے' اور اتنی پرانی جنت کا تمام سامان پرانا ہو کر خراب کیوں نہیں ہو گیا تو ان کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں (۲۳) اونٹ قدرت کی عجیب صنعت ہے' اس میں چند چیزیں بہت عجیب ہیں' اول یہ کہ جانور زینت کے لئے پالے جاتے ہیں' یا کھیتی باڑی کے لئے' یا بوجھ لادنے' یا سواری کے لئے' یا دودھ یا گوشت کے لئے' اونٹ میں یہ چھ باتیں موجود ہیں' دوسرے یہ کہ یہ ریتے کا جہاز ہے' جو کانٹے اور معمولی چیزوں کو کھا کر گزارہ کر لیتا ہے' دس پندرہ دن بغیر کھانے پانی کے نکال لیتا ہے' تیسرے یہ کہ اونٹ میں اطاعت' اور عشق کمال درجے کا ہے' چنانچہ ایک بچہ اس کو جہاں چاہے لے جائے' عشق کی مستی میں طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا کر بہت راہ طے کر جاتا ہے' چوتھے یہ کہ یہ حج کا آلہ اور انبیاء کرام کی سواری ہے پانچویں یہ کہ اس کا پیشاب' دودھ' اون' بہت بیماریوں کی دوا ہے (عزیزی وخازن وغیرہ) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اطاعت وعشق اونٹ سے سیکھو' کہ اونٹ میں یہ دونوں چیزیں کامل طور پر موجود ہیں' جو یار کے ذکر پر وجد ومستی میں نہ آئے اور جو حضور کے ہر غلام کی فرمانبرداری نہ کرے' وہ اونٹ سے بدتر ہے۔ لہٰذا اونٹ سے ہر مومن و کافر کو سبق ملتا ہے اور یہ بہت کارآمد جانور ہے (۲۴) کہ آسمان پر اس کے تارے اس تیزی سے حرکت کرتے ہیں مگر کوئی تارا اس سے جھڑتا نہیں' ایسے ہی جنتی انسانوں کے تخت اگرچہ تیز حرکت کریں گے مگر ان کے کوزے نہ گریں گے' صوفیا فرماتے ہیں' کہ باوجود اس کے آسمان ہم سے بہت دور ہے مگر ہزار ہا فیض وہاں سے آرہے ہیں' ایسے ہے اگرچہ مدینہ منورہ دور ہے مگر سارے فیض وہاں سے آرہے ہیں' لاکھوں کوس سے سورج گندی زمین کو پاک کر دیتا ہے' ایسے ہی مدینہ کا سورج ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتا ہے۔ یا جیسے تم کسی صورت سے آسمان تک نہیں پہنچ سکتے' ایسے ہی کوئی شخص نبی کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتا یا جیسے آسمان کے تارے دریا و خشکی میں مسافروں کو ہدایت دیتے ہیں' ایسے ہی آسمان نبوت کے تارے' یعنی صحابہ کرام مسافر آخرت کے لئے ہادی ہیں نیز کوئی شخص اڑ کر آسمان تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے ہی عابد وزاہد ہو کر نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا' نیز کوئی شخص آسمان کی چھت سے نہیں نکل سکتا' ایسے ہی کوئی شخص زندگی میں' قبر میں' حشر میں' حضور کی رحمت ونبوت سے نہیں نکل سکتا' خدا تعالیٰ رب العالمین ہے' حضور رحمۃ اللعالمین (۲۵) جو نہ ہوا سے اڑتے ہیں۔ نہ زلزلہ سے گرتے ہیں' زمین کو بھی جنبش نہیں کرنے دیتے' ان میں سے لعل' ہیرے' دریا' نمک وغیرہ ہزار ہا قسم کی چیزیں نکلتی ہیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ روحانی پہاڑ ہیں جو کبھی راہ حق سے نہیں بھٹکتے' اپنے معتقدین کو قائم رکھتے ہیں' ایمان وعرفان کے سرچشمے ہیں' جن کا سلسلہ تا قیامت قائم رہے گا

بقیہ صفحہ ۷۱۲

کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں' کیونکہ منہ پھیرنا' کفر کرنا' ان سے نا پایا گیا' تیسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں۔ کیونکہ جو تولی اور کفر کرے وہ دوزخی ہے' ان سے یہ چیزیں سرزد نہ ہوئیں' چوتھے یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے' کہ اس پر عذاب اکبر ہو گا (۸) مرتے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا قیامت میں جبکہ انہیں خود بھی یقین ہو جائے گا کہ ہمارا مددگار رب کے سوا کوئی نہیں' ورنہ اس وقت بھی وہ رب کے قبضہ میں ہیں خیال رہے کہ سب کو رب کی بارگاہ میں جانا ہے' کوئی خوشی سے جائے گا۔ جیسے دولہا برات کے ساتھ' سسرال میں جاتا ہے۔ کوئی ناچار ہو کر' جیسے پھانسی کا ملزم گرفتار ہو کر' یہاں دوسرا پھرنا مراد ہے' کیونکہ روئے سخن کفار کی طرف ہے' جنہیں عذاب اکبر ہونے والا ہے (۹) یہاں حساب سے مراد قیامت کا حساب ہے جو عقائد و اعمال سب کا ہو گا' قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے' اس لئے یہاں ثم ارشاد ہوا۔ کیونکہ وہ حساب مرنے' قبر میں جانے' اٹھنے کے بہت عرصہ بعد ہے' علینا سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حساب لینا رب کا قانون ہے' اگر کرم فرمائے تو بغیر حساب ہی بخش دے۔ لہٰذا یہ آیت بغیر حساب والی آیت کے خلاف نہیں' خیال رہے کہ اس حساب کے لئے قیامت کا دن منتخب ہوا' نہ دنیا میں لیا گیا' نہ قبر میں' کیونکہ حساب مکمل ہر چیز کا ہو گا۔ دنیا میں انسان مرتے وقت تک عمل کرتا رہتا ہے' نیز ہر ایک آدمی کبھی اچھا ہوتا ہے کبھی برا۔ لہٰذا یہاں مکمل حساب نہیں ہو سکتا ورنہ حساب لینے کے بعد والے اعمال رہ جائیں گے' قبر میں بھی' مومن کے صدقات جاریہ' زندوں کے ایصال ثواب تا قیامت پہنچتے رہتے ہیں' نیز ابھی حق والے جن کا بدلہ دلوانا ہے' یا جن سے بدلہ دلوانا ہے ابھی زندہ ہیں' لہٰذا قبر میں بھی مکمل حساب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ حساب صرف قیامت میں ہو گا (تفسیر عزیزی میں مکمل بحث مطالعہ کریں) (۱) فجر سے مراد یا تو صبح کی نماز ہے کیونکہ اس وقت رات ودن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں' یا صبح صادق کا وقت کہ اس وقت تمام مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے' نیز وہ صبح قیامت کا نمونہ ہے' تمام سونے والے جگ جاتے ہیں یا یکم محرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا

57

ہے، یا کیم ذی الحجہ کی صبح ، یا حضور کی ولادت پاک کی صبح ،جس میں آسمان نبوت پر مکہ کا سورج چمکا جس کی برکت سے کفر کی رات گئی۔ایمان کا دن نکلا ،معلوم ہوا کہ جس وقت کو اللہ کے مقبولوں سے نسبت ہو جائے ،وہ عظمت والا ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی ،صوفیاء کرام فرماتے ہیں ،کہ انسان کی غفلت رات ہے جو خود اپنے نفس امارہ کی اصلی حالت ہے ،اور متوجہ الی اللہ ہونا دن ہے جو مدینہ کے سورج کی توجہ سے ہوتا ہے ،خیال رہے کہ رات خود زمین کا اپنا سایہ ہے،دن سورج کا نور ہے ، یا اولیاء اللہ کا دنیا میں شاغل ہونا قبض ہے ،جو گویا رات ہے ،اوران کا مشغول باللہ ہونا دن یا فجر ہے ،غرضیکہ فجر کی چھ تفسیریں ہیں، چار عالمانہ، دو صوفیانہ (۱۰) بقر عید کی پہلی دس راتیں ،کہ اس زمانہ میں حج کے ارکان ادا کئے جاتے ہیں ،یا رمضان کی آخری دس راتیں ،جن میں اعتکاف وشب قدر ہے، یا محرم کی پہلی دس راتیں ۔جن میں انبیاء کرام کے بڑے بڑے واقعات ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے اوقات بھی اللہ کو پیارے ہیں ،اور پیاروں سے نسبت رکھنے والی راتیں بھی محبوب (۱۱) یعنی جوڑے اور اکیلے کی قسم ،مخلوق میں جوڑے ہیں ،رب اکیلا ہے ،مخلوق کی صفات میں جوڑے ہیں ،علم ،جہل ،قدرت ضعف ، گناہ ،نیکی ،زندگی ،موت وغیرہ ۔رب کی صفات صرف اچھی اور بلند ہیں ۔یا ہم لوگوں کے کام اچھے برے ہیں ۔ حضور کے کام صرف اچھے کہ ان سے گناہ سرزد ہونا غیر ممکن ہے ، یا چار نمازیں جوڑے ہیں اور نماز مغرب وتر وطاق لہٰذا یہ آیت حمد الٰہی بھی ہے ، نعت مصطفوی بھی ،خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ذات ،صفات ،افعال میں وتر ہے ،ہم لوگ شفع ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات وصفات میں شفع ،اعمال طیبہ میں وتر کہ اچھے کام ہی کرتے ہیں (۱۲) اس رات سے یا معراج کی رات مراد ہے جو اندھیری بھی تھی ،اور اس میں انبیاء فرشتے چلے پھرے تھے ،حضور آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے تھے ، یا شب قدر ،جس میں رحمت کا نزول ہے یا مزدلفہ کی رات جس میں حجاج ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتے ہیں ،پھر منیٰ کو چلے جاتے ہیں ، یا عام راتیں جن میں لوگ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں (۱۳) یعنی عقل والے جانتے ہیں کہ ان مذکورہ وقتوں کو اللہ والوں سے نسبت ہے ،اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی ،معلوم ہوا کہ برکت والے ہیں وہ وقت جو اللہ کی یاد یا اللہ والوں کی صحبت میں گزریں (۱۴) اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ،معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ اگلے پچھلے تمام واقعات کا مشاہدہ کرتی ہے ،حضور نے معراج میں ان لوگوں کا عذاب ملاحظہ فرمایا ،جو اس وقت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے (۱۵) خیال رہے کہ قوم عاد دو ہیں عاد اول یا قدیمہ' عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں' انہیں عاد ارم بھی کہتے ہیں ۔ یہ عدن کے قریب رہتے تھے' دوسرے عاد اُخریٰ' جو حضر موت کے قریب احکاف میں رہتے تھے جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے۔ عاد اولیٰ کا اجمالی قصہ صرف دو جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے النجم میں اور یہاں' اس عاد اول میں شداد ہوا ۔ جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا ،اس نے عدن کے قریب جنت بنائی ۔ جو تین سو برس میں تیار ہوئی ۔ شداد کی عمر نو سو برس ہوئی (۱۶) جو بڑے قد آور خوبصورت نوجوان تھے ،ان میں کا چھوٹا آدمی بارہ گز تھا ۔ یا جنت ارم کی طرح کوئی بستی پیدا نہ ہوئی ،جو سونے چاندی کی اینٹوں ،مشک وعنبر کے گارے سے تیار ہوئی ، یاقوت وزبرجد کے ستون تیار ہوئے ،سچے موتیوں پر نہریں تیار کی گئی ۔ بجائے سنگریزوں کے آبدار موتی لال و یاقوت بچھائے گئے (۱۷) قوم ثمود قوم عاد کے چچازاد تھے ،حجاز وشام کے درمیان آباد تھے ،حجر سے وادی قریٰ تک سترہ سو بڑے شہر آباد کئے تھے ،سنگتراشی میں استاذ تھے بہت قد آور مالدار تھے ۔حضرت صالح علیہ السلام ان میں نبی ہو کر تشریف لائے ،آپ کی مخالفت کی وجہ سے کفار ثمود ہلاک ہوئے (۱۸) فرعون نے چار مومنوں کو چو میخا کیا یعنی دھوپ میں تپتی زمین پر ہاتھ پاؤں پھیلا کر لٹایا اور ہتھیلیوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں ،جن میں سے حضرت آسیہ بھی ہیں اور آپ کی مشاطہ خربیل کی بیوی جس کو چومیخا کیا اور اس کے تین بچوں کو اس کے سینہ پر ذبح کیا ۔اس لئے فرعون کو ذی الاوتاد فرمایا (۱۹) قوم عاد وثمود توحید کی حد توڑ کر شرک میں مبتلا ہوئے ،اور فرعون بندگی کی حد سے گزر کر خدا بنا ،طغی کے معنی ہیں حد سے نکل جانا ،اس لئے سیلاب کو طغیانی کہا جاتا ہے (۲۰) فساد سے مراد دوسرے کو بہکانا ،کثرت فساد سے مراد یا تو بہت عرصہ تک بہکانا ہے ،یا بہت طرح فتنے برپا کرنا ،معلوم ہوا ،کہ رب تعالیٰ جرم پر فوراً پکڑا نہیں فرماتا ،خیال رہے کہ نفس امارہ اولاً مال وعیاشی کی رغبت دیتا ہے ،پھر عزت حاصل کرنے کی ،پھر دوسروں کو ذلیل کرنے کی ،یہ تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں ،شریعت نے زکوۃ صدقے کا حکم دیا ،تا کہ محبت مال دل میں نہ آئے ،جماعت سے نماز لازم کی ،تا کہ دل میں غرور پیدا نہ ہو ،غرباء کے ساتھ کھڑے ہو کر بندگی کرے ، پیشانی زمین پر رگڑے (۲۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیاوی عذاب اگرچہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہو ،مگر اخروی عذاب کے مقابل معمولی ہیں ،دوسرے یہ کہ کفار پر یہ عذاب آخرت کے حساب میں وضع نہ ہوں گے ،وہ عذاب پورا ہو گا کیونکہ رب نے اان عذابوں کو عذاب نہ فرمایا ، بلکہ عذاب کا کوڑا فرمایا ،جو کسی حساب میں نہیں ہے (۲۲) قرآن کریم میں کبھی انسان سے مراد انسان کی ذات ہوتی ہے کبھی مومن انسان ، کبھی نبی ،کبھی ولی ،کبھی غافل ،کبھی کافر ، یہاں یا تو غافل انسان مراد ہے یا کافر ،جو بے صبرا ناشکرا ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ،اسے نبی ولی سے کوئی تعلق نہیں ۔ (۲۳) خود میرے اپنے کمال کی بنا پر یعنی شکر کے طور پر نہیں' بلکہ فخریہ کہتا ہے' یا یہ کہ اب یہ عزت میری ملک ہوگئی' مجھ سے جدا نہ ہوگی' اگر شکر کے طور پر ہوتا' تو عتابانہ طور پر ذکر نہ ہوتا (۲۴) رب کی شکایت سب سے کرتا ہے' نیز رب کے احسانات چھپاتا ہے' اس کی بھیجی ہوئی تکلیفوں پر شور مچاتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ غریبی کو اپنی ذلت سمجھتا ہے حالانکہ یہ کبھی رب کی نعمت ہوتی ہے ۔ امیری کبھی عذاب' اکثر انبیاء کرام' اولیا' علماء مساکین ہوئے' خیال رہے قدر کے معنی قدرت' اندازہ' عزت اور تنگی ہیں

بقیہ صفحہ ۷۱۳

دوسرے نفحہ پر زمین لوہے کی طرح سخت اور میدہ کی روٹی کی طرح چکنی وصاف ہوگی ،رب فرماتا ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ الخ (ابراهیم: ۴۸) (۶) فرب کے آنے سے مراد اس کے احکام کا آنا ہے ، کیونکہ رب آنے جانے سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان سے منزہ ہے اور حکم سے مراد حساب وکتاب کا حکم ،اور لوگوں کا فیصلہ ہے نہ کہ شرعی احکام (۷) میدان محشر میں ہر آسمان کے فرشتوں کی علیحدہ قطار یا دوزخ کے ہر طبقہ اور جنت کے تمام طبقوں کی علیحدہ قطاریں یا مقرب فرشتوں یا مدبرات امر کی علیحدہ علیحدہ قطاریں ہوں گی ،وہاں کا انتظام کرنے ،گواہی دینے ،جنتی لوگوں کا استقبال کرنے ،حضور کی نعت خوانی کرنے کے لئے ،غرضیکہ عجیب ہیبت ناک اور خوش منظر موقع ہو گا (۸) یعنی دوزخ محشر والوں کے سامنے کی جاوے گی ۔ یا اپنی جگہ سے ہٹا کر میدان محشر کے قریب عرش کی بائیں طرف قائم کی جاوے گی ،اسے دیکھ کر سب نفسی نفسی پکاریں گے' سوا ہمارے حضور کے کہ آپ امتی امتی فرمائیں گے' حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ کی ستر ہزار بارگیں ہوں گی ہر باگ پر

ستر ہزار فرشتے ہوں گے، جو کھینچ کر لائیں گے، معلوم ہوا، کہ جنت اپنی جگہ ہی رہے گی، یا دوزخ اپنے معہود مقام پر ہی رہے گی، مگر محشر والے میدان محشر سے اسے نزدیک دیکھیں گے ⑨ یعنی کافر اس دن اپنے گزشتہ اعمال سوچے گا، پچھتائے گا، توبہ کرے گا، کافر اس دن اپنے پیغمبر کی نصیحت قبول کرلے گا، انہوں نے سچ کہا تھا، اب مجھے اجازت ہو تو نیکیاں کرلوں، مگر اس وقت نہ توبہ مفید، نہ نصیحت قبول کرنا فائدہ مند، کیونکہ وقت نکل چکا، بے وقت بویا ہوا کھیت پھل نہیں دیتا، وہ جگہ عمل کی نہیں نتیجہ عمل کی ہے ⑩ یہاں زندگی سے مراد یا دنیاوی زندگی ہے یا اخروی زندگی، پہلی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں دنیاوی زندگی میں کچھ نیکیاں کما کر آگے بھیج دیتا دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ کاش میں نے اس دائمی زندگی کے لئے کچھ بھیج دیا ہوتا، ساری عمر فانی زندگی کے لئے کمائی کی، خیال رہے کہ کفار کے لئے یہ پچھتانا بھی عذاب ہوگا، دنیا میں نیک کار مومن کا نادم ہونا ترقی درجات کا سبب ہے، گنہگار مومن کا پچھتانا توبہ ہے مگر کافر کا قیامت میں پچھتانا محض عذاب ہے ⑪ یعنی کافر کو قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی عذاب وقید نہ دے گا، کیونکہ فرشتے، آگ سانپ، بچھو وغیرہ اسے جسمانی عذاب دیں گے اللہ تعالیٰ اسے دلی اور روحانی عذاب میں مبتلا فرمائے گا کہ اس کے دل میں گھبراہٹ اور روح کو بے حد بے چینی ہوگی۔ ایک قرات میں یعذب اور یوثق مجہول کے صیغہ پر ہے، یعنی قیامت میں کافر کی طرح کسی انسان کو عذاب وقید نہ دی جائے گی، اس صورت میں آیت کے دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ سخت گنہگار مومن کا عذاب بڑے نیک کار کافر کے عذاب سے ہلکا ہوگا کہ کافر باغی ہے، گنہگار مومن مجرم، دوسرے یہ کہ کافر کو قیامت میں دنیا کے عذابوں سے سخت تر عذاب ہوگا، جیسے مومن کو آخرت میں دنیا کی راحتوں سے اعلیٰ راحت دی جائے گی، اس لئے دنیا کافر کی جنت ہے۔ مومن کی حوالات، اگرچہ یہاں کافر تکلیف میں ہو اور مومن آرام میں ⑫ (شان نزول) یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق یا عثمان غنی یا حبیب بن عدی انصاری کے حق میں نازل ہوئی مگر حق یہ ہے کہ آیت عام ہے (خازن) نفس سے مراد یا دل ہے یا جان یا خود انسان مطمئنہ سکون وقرار واطمینان والی جان ہے مضطر یہ کے مقابل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر مومن نفس ہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جسے ایمان کے ساتھ ایقان بھی نصیب ہو، مجاہد نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ وہ ہے۔ جو راضی بقضاء ہو، ابن عطا نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جو بغیر دیدار یار صبر نہ کرسکے بعض نے فرمایا کہ مطمئنہ وہ جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوکر دنیا و مافیہا کے غم سے آزاد ہو جائے (تفسیر صاوی) ⑬ یہ مخلص مومن سے بوقت موت کہا جائے گا یا قبر سے اٹھتے وقت، یا حساب وکتاب سے فارغ ہوکر جنت میں جاتے وقت (تفسیر مدارک) خیال رہے کہ رب کی طرف لوٹنے سے مراد ہے اس کی رحمت وقرب حضوری میں حاضر ہونا، نفس انسانی کے تین درجے ہیں، نفس امارہ جو انسان کو برائی کی رغبت دیتی ہے نفس لوامہ جو گنہگار کو گناہ کے بعد ملامت کر کے توبہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ نفس مطمئنہ جو اللہ والوں کو ذکر یار سے، اور آخرت میں دیدار یار سے مشرف ہوکر سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے (عزیزی) ⑭ تو دنیا میں اللہ کی بھیجی مصیبتوں پر صابر راحتوں پر شاکر رہ کر راضی برضا رہا، رب تیرے گناہوں کے باوجود تجھ سے راضی ہے تیری تھوڑی عبادت پر بڑا ثواب دے گا ⑮ دنیا میں اللہ والوں کے ساتھ ذکر کر کے حلقوں میں داخل ہو، یا وہ دین اختیار کر جو اللہ والوں کا ہے، یا مر کر صدیقین، شہداء صالحین کی جماعت میں شامل ہو، کیونکہ تجھے ان سے محبت تھی، اور ہر شخص اپنے محبوبوں کے ساتھ ہوگا یا قبر سے اٹھ کر نیکوں کی جماعت کے ساتھ محشر میں جا، یا محشر سے فارغ ہوکر اللہ والوں کے ساتھ جنت میں جا، اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں کا ساتھ رب کی بڑی نعمت ہے، جو خوش نصیب کو میسر ہوتی ہے۔ دیکھو رب نے اس نعمت کا جنت سے پہلے ذکر فرمایا۔ لکڑی کے سہارے لوہا تر جاتا ہے پھول کے ساتھ گھاس گلدستہ میں بندھ کر توقیر پاجاتی ہے، اصحاب کہف کے کتے کو اولیاء کی صحبت سے دائمی زندگی اور عظمت مل گئی۔ ⑯ یعنی مکہ معظمہ کی جو سب سے پرانا شہر ہے، جسے خلیل اللہ نے بسایا، جس میں کعبۃ اللہ مقام ابراہیم وغیرہ ہے، جہاں ہمیشہ سے حج ہوتا ہے، جہاں ہر متنفس کو امن وامان ہے، جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے، معلوم ہوا کہ حضور کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ حرمت ملی کہ رب نے ان کی قسم فرمائی تو جو صحابہ کرام حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ⑰ حل یا حلول سے ہے، یا حلال سے، یعنی اے محبوب تم اس مکہ معظمہ میں عارضی طور پر تشریف فرما ہو ورنہ تم کو یہاں رکھا نہ جاوے گا' تاکہ تمہاری زیارت کعبہ کی وجہ سے نہ کی جاوے یا آئندہ شاہانہ شان سے تشریف فرما ہونے والے ہو' یا تم حلال ہوکر مکہ معظمہ میں تشریف لانے والے ہو' فتح مکہ کے دن' خیال رہے کہ اس وقت مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی گئی' کہ وہ محبوب کی قیام گاہ ہے' اب چونکہ مدینہ منورہ حضور کی دائمی قیام گاہ ہے۔ لہٰذا بہت عظمت والا ہے' صوفیا فرماتے ہیں کہ عشاق رسول کا دل وجگر وہ شہر ہے، جس میں حضور جلوہ گر ہیں' یا اس شہر میں دیدار یار کا بازار لگا ہے' جہاں عشق مصطفوی کے سودے ملتے ہیں' ان کی قسم ارشاد فرمائی۔ خیال رہے کہ جیسے مختلف شہروں میں مختلف چیزوں کی منڈیاں ہیں کسی سینہ میں کفر وطغیان کی منڈی ہے' کسی میں ایمان وعرفان کی' کسی میں عشق مصطفوی کی منڈی ہے' یہاں ان سینوں کی قسم ہے' جہاں عشق کی منڈی ہے' یہ بھی خیال رہے کہ جیسے سورج کا نور لاکھوں شیشوں میں بیک وقت آسکتا ہے ایسے ہی حضور کی تجلی لاکھوں سینوں میں بیک وقت جلوہ گر ہے اور جیسے لیمپ کی بتی کا نور گھر کے ہر گوشہ میں ہے ساتھ یہ چمنی کا رنگ ہر جگہ ہے' ایسے ہی جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے' جہاں رنگ مصطفوی نہیں' وہاں نور خدائی سے محرومی ہے' لہٰذا ارشاد ہوا وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد: ۲) ثم ان سینوں میں جلوہ گر ہو' اس سے معلوم ہوا کہ حضور محبوب اکبر ہیں' جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ بھی رب کی محبوب ہے' لہٰذا اولیاء کا سینہ رب کو پیارا ہے' کہ اس کی قسم فرمائی ⑱ یہاں والد سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں' اور ولد سے مراد ان کی اولاد' اس صورت میں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام مخلوق میں انسان اشرف ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی۔ دوسرے یہ کہ باپ کا درجہ ماں سے زیادہ ہے کہ رب نے باپ کی قسم فرمائی نہ کہ ماں کی' یا باپ سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں حبیب اللہ پھر خلیل اللہ بہت عظمت والے ہیں' یا والد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد آپ کی امت' جیسے باپ اولاد کی اصل ہے ایسے ہی حضور ساری امت کی اصل' جیسے باپ اولاد کو تربیت دینے والا تعلیم دلانے والا اور پالنے والا ہے' ایسے ہی حضور اپنی امت کو پالنے اور تربیت دینے والے ہیں' جیسے بیٹا کسی درجہ میں پہنچ کر باپ کے برابر نہیں ہوسکتا' ایسے ہی امتی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا' جیسے

باپ کا رشتہ مر کر بھی نہیں ٹوٹتا' ایسے ہی امتی مر کر بھی امتی رہتا ہے' جیسے باپ کے تمام رشتہ دار اپنے عزیز ہیں' کہ باپ کی ماں دادی' اس کا بھائی چچا' ایسے ہی حضور کے صحابہ' اہل بیت' اولیاء علماء ہمارے لئے باعث عزت و فخر ہیں' جیسے باپ اپنے ہر کالے' گورے' عالم' جاہل اولاد کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے ایسے ہی حضور نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا' حضور نے انسانوں میں عالمگیر برادری پیدا فرما دی' اس صورت میں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نبی امتی کے روحانی باپ ہیں' بھائی نہیں' اسی لئے ان کی بیویاں امتی کی بھاوج نہیں، بلکہ مائیں ہیں، ان سے نکاح حرام ہے، دوسرے یہ کہ ان کی ہمسری کا دعویٰ کفر ہے، ہمیشہ ان کا بندہ بے زر رہنا لازم ہے ۱۹ اس طرح کہ انسان کو تکوینی مصیبتوں اور تشریعی تکلیفوں میں ایسا گھیر دیا، جیسے برتن میں پانی کہ انسان کو بے سمجھ پیدا فرمایا، ہزار ہا بیماریاں اس پر مسلط فرمائیں، روزی کمانا اس کے ذمہ کیا، علاوہ کھانے کے کپڑے اور مکان کا حاجت مند بنایا، فرشتوں، جنات جانوروں میں سے کسی پر یہ بوجھ نہ ڈالے، پھر دنیا و دین کی لاکھوں ذمہ داریاں انسان پر رکھیں، پھر جانکنی کی شدت، قبر کی وحشت، حساب قیامت کی دہشت آگے ہے، اللہ بیڑا پار لگائے خیال رہے کہ ان مصیبتوں، تکلیفوں میں رب تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں، ہمارا نفس امارہ مست گھوڑا ہے اگر اس کے منہ میں ان تکالیف کی لگام نہ ہو، تو ہم کو ہلاک کر دے، ان تکالیف کے باوجود دعویٰ خدائی انسان ہی نے کیا، جھوٹے نبی انسان ہی بنے، ظلم وکشت و خون انسان ہی کرتا ہے مقبولان بارگاہ کے نفوس امارہ نہیں، ان کے لئے یہ تکلیفیں ترقی درجات کا باعث ہیں، غرضیکہ ہم وہ گندا لوہا ہیں، جو بھٹی میں تپ کر، ہتھوڑے کی چوٹ کھا کر ہی ستھرا ہوتا ہے، وہ حضرات وہ خالص سونا ہیں جو بھٹی کی گرمی پا کر زیور کی طرح قرب محبوب حاصل کرتے ہیں، خیال رہے کہ ان تمام مصیبتوں میں اللہ کا ذکر بہترین علاج ہے، ظاہری ٹیکہ لگا دینے سے آپریشن کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی، ذکر اللہ کے ٹیکہ سے مصیبتوں کی تکالیف کا پتہ نہیں لگتا، زنان مصر حسن یوسف میں جب محو ہوئیں، تو انہیں اپنے ہاتھ کٹنے کی خبر تک نہ ہوئی ۲۰ (شان نزول) یہ آیت اسید بن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی، جو بڑا پہلوان تھا، اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اگر چمڑہ پاؤں تلے دبا لیتا اور دس آدمی اسے کھینچتے تو چمڑہ پھٹ کر ٹکڑے ہو جاتا، مگر اس کے پاؤں تلے سے نہ نکل سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبلیغ اسلام فرمائی، جنت کی بشارت سنائی دوزخ سے ڈرایا، تو وہ بولا، دوزخ کے فرشتے میرا کیا کریں گے، ان سب کو میں اکیلا کافی ہوں تب یہ آیت آئی (روح وخزائن) خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی طور پر اولاً ماں باپ، پھر استاد، پھر حکام و بادشاہ کے بس میں رکھا، تا کہ ان سب کی قدرتیں رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل بنیں، ایسے ہی روحانی طور پر ہم کو شیخ، عالم، اولیاء، فرشتوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت اور ان کے بس میں رکھا، تا کہ یہ قدرتیں رب کی قدرت اور ہماری اپنی بے بسی کی دلیل بنیں، جو انبیاء، و اولیاء، فرشتوں کی قدرتوں کا انکار کرے، وہ درحقیقت کفار کا سا عقیدہ رکھتا ہے، جب ہم جسمانی پرورش میں بندوں کے حاجت مند ہیں، تو روحانی پرورش میں بھی مقبول بندوں کے محتاج ہیں ۲۱ (شان نزول) یہ آیت یا تو ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی، جس نے حضور کی عداوت اور اسلام سے لوگوں کو روکنے کے لئے رشوتیں دیں مگر اسلام کا زور نہ رکا، تو کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہنے لگا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہی مال اللہ کی رحمت ہے، جو اچھی جگہ خرچ ہو جائے، بری جگہ خرچ کیا ہوا مال دنیا میں افسوس، آخرت میں شرمندگی کا باعث ہے، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو ممبری، وزارت حاصل کرنے یا شادی بیاہ کی ناجائز رسموں میں بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں، یا یہ آیت اسید بن کلدہ کے متعلق اتری جس نے حضور سے فخریہ عرض کیا تھا کہ میں نے خدمت خلق میں بہت پیسہ خرچ کیا، میں سخی، فیاض ہوں، تب اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوگا، کہ جس صدقہ وخیرات میں رضاء الٰہی مقصود نہ ہو، صرف دنیا کا دکھلاوا، رسموں کی پابندی ہو، وہ مال کی بربادی ہے، دیکھو رب نے اس خرچ کو مال کی بربادی فرمایا

بقیہ صفحہ ۷۱۴

وہدایت کی زبان قرآن شریف ہے، اور حضور کے عمل و قول دونوں لب ہیں جیسے بغیر لبوں کی مدد سے زبان دل کا راز نہیں کھول سکتی، ایسے ہی بغیر عمل و قول مصطفوی قرآن سے اسرار الٰہیہ کھل نہیں سکتے ۲ یعنی ماں کے دودھ بھرے پستانوں کی کہ بچے کو ان کا چوسنا، اور بھوک کے وقت رو رو کر ماں کو بلانا سکھایا، معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی رو رو کر مانگنی چاہیے، اور رب سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہیے، جب اس نے ہمیں ایسی بے بسی میں روزی حسب ضرورت بخشی، تو کیا اب نہ دے گا ضرور دے گا، یا رب نے انسان کو خیر وشر کے راستے دکھائے خیر کا راستہ اختیار کرنے کے لئے دکھایا، شر کا راستہ بچنے کے لئے، یا شریعت و طریقت کے راستے دکھائے، شریعت سے جسم کی پاکی ہے، طریقت سے دل کی صفائی یہ دونوں راستے رب تک پہنچتے ہیں، معلوم ہوا کہ دین وہ سچا، جس میں شریعت و طریقت دونوں ہوں ۵ یعنی انسان نے ان مذکورہ نعمتوں کے شکریہ میں وہ نیکیاں نہ کیں، جو نفس پر گراں ہیں، جن کا ذکر آگے آرہا ہے، حالانکہ بادشاہ کی تنخواہ لے کر اس کی بھاری بھاری خدمتیں انجام دیتا ہے، یہاں رب نے انسان کی بیوفائی ناشکری کی شکایت اپنے حبیب سے کی، اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں میں جلدی کرنی چاہیے، جیسا کہ اَقۡتَحَمَ سے معلوم ہوا اور نیکیاں جنت کا تنگ و دشوار راستہ ہیں جیسا کہ عقبہ سے معلوم ہوا ۶ یعنی اے مسلمان تجھے کیا خبر کہ جنت کا وہ دشوار راستہ کیا ہے، معلوم ہوا کہ آخرت کی چیزیں بغیر وحی کی رہبری کے اپنی عقل و سمجھ سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ عقل دنیا کی چیز ہے، دنیا ہی کو سمجھ سکتی ہے، یا اے محبوب تمہیں کیا خبر کہ وہ عقبہ کیا ہے، اس صورت میں یہ کلام اگلے مضمون کی اہمیت دکھانے کے لئے ہے، نہ کہ حضور کے علم کی نفی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم ان تمام اعمال پر نبوت سے پہلے ہی عامل تھے، جن کا ذکر آئندہ ہو رہا ہے، جنہیں رب نے عقبہ فرمایا، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو اس کا علم نہ ہو ۷ اپنے غلام کو آزاد کر دینا، یا دوسرے کے غلام کو آزاد کرا دینا، یا مکاتب کا بدل کتابت ادا کر کے آزاد کرا دینا، یا مقروض کو قرض سے رہائی دینا، مظلوم قیدی کو قید سے چھڑانا۔ مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دلانا، سب کچھ اس میں داخل ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو نفس امارہ کی قید سے آزاد کرنا، اپنے کو دنیا کے جھنجھٹ سے دور کرنا، نیک اعمال کر کے اپنے کو دوزخ سے آزاد کر لینا بھی اس میں داخل ہے، مومن میت کے ذمہ اگر روزے، نماز رہ گئے ہوں، تو ان کا فدیہ (حیلہ اسقاط) کر کے اسے آخرت کی گرفتاری سے چھڑانا، بھی اس میں شامل ہے، بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ ہے کہ میت مجبور و لاچار ہے، اس آیت سے ایصال ثواب، ختم فاتحہ، تیجہ، دسواں چہلم وغیرہ کا ثبوت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے کہ ان سب میں میت کی گردن کو عذاب الٰہی سے چھڑانا ہے ۸ بھوک کے دن سے مراد قحط سالی کا زمانہ ہے کہ اس وقت خود اپنے

کوکھانے کی رغبت و حاجت بہت ہوتی ہے ،محتاجوں کوکھانے کی تکلیف ہوتی ہے،معلوم ہواکہ حاجت کے وقت پیاری چیز خیرات کرنا بہت اجر کا باعث ہے ،یا ماہ رمضان مراد ہے ،معلوم ہواکہ رمضان شریف میں کھانے کی خیرات کا بہت ثواب ہے (۹) انسانوں میں وہ بچہ یتیم ہے،جس کا باپ مر جائے ،جانوروں میں وہ بچہ یتیم ہے،جس کی ماں مر جائے ،موتی وہ یتیم ہے جوسیپ میں اکیلا ہو،جب ہی اچھا پھل ملتا ہے ،جب تخم اچھا ہو بروقت بویا جائے ،اچھی زمین میں کاشت ہو،حلال کھانا اچھا تخم ہے،قحط کا زمانہ ،کاشت کا مناسب موسم ،قرابت دار اچھی زمین ہے ،اس صدقے کے بہت اجر ہیں ،قرابت عام ہے،نسبی ہو یا سسرالی (۱۰) یعنی نہایت تنگ دست جس کے پاس نہ تو رہنے کے لئے مکان ہو،نہ بچھانے کے لئے بستر ،کھلی زمین میں فرش خاک پر گزارہ کرتا ہو،اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ مسکین وہ جس کے پاس کچھ نہ ہو ،فقیر وہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو،یا خاک نشین سے مراد غازی یا بے وسیلہ مسکین ہے،یا وہ فقیر جو بھیک نہ مانگے ،اپنے فقر کو چھپائے کہ ان کو صدقہ دینا افضل ہے (۱۱) اس طرح کہ پہلے ہی سے مومنین صالحین کی جماعت میں سے ہو،کیونکہ ایمان نیک عمل کی شرط ہے اور شرط مشروط سے پہلے ہوتی ہے، اسی لئے کَانَ ارشاد ہوا،یا مطلب یہ ہے کہ کوئی کافر زمانہ کفر میں مذکورہ نیکیاں کرے ،پھر مومن ہو جائے ،تو اس کی وہ نیکیاں کارآمد ہیں ،پہلی صورت میں ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے ،دوسری صورت میں ترتیب واقعی کے لئے ،اس آیت سے معلوم ہوا ،کہ ہر مومن مسلمانوں کے راستہ پر رہے ،علیحدہ راستہ اختیار نہ کرے ،اور اپنے کو مسلمانوں میں سے ایک جانے ،شان و شوکت کا مالک نہ سمجھے ،عبادات مسلمانوں کے ساتھ کرے ،جماعت کی عبادت قبول ہے جیسا کہ من الذین سے پتہ لگا (۱۲) صبر کی فروعیں شمار سے باہر ہیں ،کیونکہ دنیاوی تکالیف حد سے وراہیں ،ہر تکلیف پر علیحدہ صبر ہے ،مگر صبر تین قسم کا ہے ،عبادات پر صبر ہمیشہ عبادت کرنا ،عبادت کی سختی برداشت کرنا ،گناہوں سے صبر کہ باوجود نفس کے تقاضے کے گناہ نہ کرنا ۔مصیبتوں میں صبر ،گھبرانہ جانا ،شجاعت ،سخاوت ،ریاضت ،صبر ہی کی قسمیں ہیں ،صبر بڑی افضل شئے ہے ،اس لئے صبر کا حکم نماز سے پہلے دیا گیا ،کہ فرمایا اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ، (بقرہ: ۱۵۳) صبر کا بدلہ ذات ذوالجلال ہے ،کہ ارشاد ہوا ۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرہ: ۱۵۳) تواصوا باب تفاعل سے ،معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے ،اور بقدر طاقت تبلیغ کرنی چاہیے (۱۳) کسی کا کل یا بعض حق مار لینا ظلم ہے ،پورا حق دینا عدل ہے ،حق سے زیادہ یا بلا استحقاق دینا رحم ،رحم اپنے نفس پر یہ ہے ،کہ اپنے کو دوزخ سے بچایا جائے ،جنت والے اعمال کئے جاویں اپنی اولاد پر یہ رحم ہے ،کہ انہیں دین و دنیا کی کامیاب زندگی سکھائی جاوے ،عزیزوں ،دوستوں پر رحم یہ ہے کہ انہیں اچھی باتوں کا حکم ،بری باتوں سے منع کیا جاوے ،ذاتی دشمنوں پر رحم یہ ہے کہ انہیں معافی دے دی جاوے ،قومی ،دینی دشمنوں پر رحم یہ ہے کہ ان کے شر سے دنیا کو بچایا جاوے ،کہ ان کی دشمنی کو ،یا خود ان کو فنا کر دیا جاوے ،گلے عضو کو کاٹ دینا ،کھیت سے زہریلی گھاس نکال دینا رحم ہے ،غرضیکہ رحم و مہربانی میں بہت وسعت ہے (۱۴) جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی داہنی طرف تھے یا قیامت میں عرش کے داہنی جانب ہوں گے' یا جن کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے' یا وہ جنت میں ہوں گے جو عرش کے داہنی طرف ہے' یا اصحاب میمنہ کے معنی ہیں' یمن و برکت والے لوگ' برکت کے معنی ہیں نعمت کا دائمی نفع' تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنے اعمال سے دنیا' نزع' قبر و حشر' ہر جگہ ہمیشہ نفع اٹھائیں گے' یا ان کے اعمال سے خلقت ہمیشہ نفع اٹھاتی ہے' یا برکت ان کے دم قدم سے وابستہ ہے' کہ ان میں سے بعض اپنے خاندان کے لئے' بعض اپنی قوم کے لئے' بعض اپنے ملک کے لئے' بعض ساری دنیا کے لئے باعث برکت ہیں' غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں (۱۵) جتنی تفسیریں میمنہ کی گزر چکیں اس کے مقابل تمام تفسیریں یہاں مَشْئَمَۃ کی ہوں گی' یعنی بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے' یا عرش اعظم کے بائیں طرف کھڑے ہونے والے وغیرہ' یا وہ منحوس لوگ ہیں' کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کی قدر نہ کی' یا اپنے نیک اعمال سے آخرت میں فائدہ نہ اٹھایا' معلوم ہوا کہ کفر نحوست ہے ایمان برکت خیال رہے کہ بعض اعمال بھی نحوست ہیں' جیسے عشاء کی نماز سے پہلے سونا' فجر کے وقت سوتا رہنا' ماں باپ کی نافرمانی' کھانے کے بعد جھاڑو دینا' پیاز کے چھلکے جلانا وغیرہ (۱۶) اس طرح کہ دوزخ کی چھت میں نہ روزن ہے نہ سوراخ' جس سے باہر سے ہوا یا روشنی آئے' یا اندر کا دھواں باہر نکلے (۱۷) اس سورت میں سات قسمیں مذکور ہیں' پہلے سورج اور اس کی روشنی کی قسم' چونکہ سورج سے عالم کا نظام' جانداروں کی عمریں' کھیتوں' باغوں' دانوں و پھلوں کا پکنا وابستہ ہے' اس لئے پہلے اس کا ذکر ہوا۔صوفیاء کے نزدیک سورج حضور ہیں۔اور شریعت و طریقت حضور کی روشنی' خیال رہے کہ حضور کو چند وجوہ سے سورج کہا گیا' ایک یہ کہ دنیا میں وقت سورج کا فیض رہتا ہے' دن میں بلاواسطہ' رات میں چاند تاروں کے واسطہ سے' ایسے ہی حضور کا فیض عالم میں ہمیشہ رہا۔ اور رہے گا۔ ظہور سے پہلے انبیاء کرام کے ذریعہ سے اور پردہ فرمانے کے بعد علماء و اولیاء کے ذریعہ سے' حضور سورج ہیں' انبیاء تارے' علماء امت ذرے' دوسرے یہ کہ چاند تارے' گیس بجلی وغیرہ رات میں روشنی تو کرسکتے ہیں' مگر رات کو بھگا نہیں سکتے' سورج رات کو دفع کرکے دن نکال دیتا ہے' ایسے ہی دل سے کفر کی رات صرف حضور کے ذریعہ سے دفع ہوسکتی ہے' کفار ہزار ہا نیکیاں کرنے پر بھی مومن نہیں ہوتے' تیسرے یہ کہ سورج ہزار ہا میل دور سے ناپاک زمین کو خشک کرکے پاک کردیتا ہے۔ ایسے ہی حضور ہزار ہا میل سے ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتے ہیں۔ویزکیھم' چوتھے یہ کہ رات بھر کی برف و اوس کو پانی بنا کر بہا دیتا ہے' حضور کی نگاہ کرم دور ہی سے ہمارے دلوں سے گناہ و غفلت کی برف نکال دیتی ہے' حضور ہی نے کعبہ سے بت نکالے' کعبہ دل سے بھی بت وہی نکالتے ہیں' پانچویں یہ کہ سورج نکلنے پر لوگوں کی غفلت دور ہوجاتی ہے' چوروں سے امن نصیب ہوتا ہے' جس دل میں حضور کی تجلی ہو' وہاں نہ غفلت ہو' نہ شیطان کا کھٹکا' چھٹے یہ کہ شاہ و گدا' امیر و فقیر کو سورج کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر نبی ولی' نیک کار گنہگار کو حضور کی حاجت ہے' ساتویں یہ کہ سورج سے سب تارے نور لیتے ہیں' سورج نے براہ راست رب سے نور لیا۔ ایسے ہی حضور سے سب فیض پاتے ہیں حضور نے رب سے سب کچھ لیا' آٹھویں یہ کہ سورج کی تجلی ایک ہی ہے مگر مختلف تاروں میں مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں' ایسے ہی حضور کا نور قادریوں' چشتیوں' سہروردیوں' نقش بندیوں کے سینوں میں مختلف قسم کی تجلی دے رہا ہے' خیال رہے کہ حضور کی تجلی دو قسم کی ہے ظاہری و باطنی ,تجلی ظاہری کا نام شریعت ہے جو ہمارے قالب کو درست کرتی ہے تجلی باطنی کا نام طریقت ہے، جو ہمارے قلب کو سنبھالتی ہے ۔ وضحھا میں ان دونوں ہی تجلیوں کی طرف

اشارہ ہے، یا سورج سے مراد انسان کی روح ہے، اور چمک و روشنی سے مراد جسم میں اس کے اثرات (۱۸) اس طرح کہ جب سورج ڈوبے تو چاند نکلے، جیسے چودھویں شب میں، یا سورج کے طلوع کے بعد چاند طلوع ہو، اور غروب کے بعد غروب ہو، جیسے یکم ماہ کو، چاند کا یہ اتار چڑھاؤ انسانی زندگی، اور قوموں کی ترقی و تنزل کی خبر دے رہا ہے، یا سورج سے مراد حضور ہیں اور چاند سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، کیونکہ آپ بعد نبی تمام خلق سے افضل ہیں، جیسے سورج کے بعد چاند، نیز آپ حضور کے خلیفہ بلافصل اور حضور کے بعد وفات پاکر حضور کے ساتھ دفن ہونے والے ہیں، پیچھے آنے کے یہ معنی ہیں کہ اس سے آپ کی افضلیت اور خلافت بلافصل ثابت ہوئی، یا شمس سے مراد حضور اور قمر سے مراد حضور کی امت کے اولیاء و علماء ہیں، جو تا قیامت امت کو حضور کا پیغام پہنچاتے رہیں گے یا شمس سے مراد روح انسانی ہے اور قمر سے مراد اس کا دل، جس پر روح کی تجلی پڑتی ہے، اور دل میں ایمان و عرفان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، یعنی مومن کے دل کی قسم جب وہ روح کے پیچھے ہو نفس امارہ، یا شیطان کے پیچھے نہ ہو، دل زمین کی طرح ہے، کہ کبھی اس پر روح کرتی ہے، کبھی نفس امارہ (۱۹) یعنی سورج کو ظاہر کرے، اس طرح کی صبح صادق کا نور دیکھ کر لوگ طلوع آفتاب کو قریب سمجھیں، اور دھوپ دیکھ کر سورج کا طلوع معلوم کر لیں، وجود خارجی میں سورج دن کی علت ہے، لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ سورج سے دن چمکتا ہے، نہ کہ دن سے سورج (۲۰) خیال رہے کہ دن رات سے عمریں ختم ہوتی ہیں، ان ہی سے عالم میں انقلاب آتے ہیں، ان ہی سے موت وحشر کا پتہ لگتا ہے، ان ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر صحت بیماری، مالداری، ناداری آتی ہی رہیں گی، اس لئے رب تعالیٰ نے دن و رات کی تقسیم فرمائی صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو وقت رب کی یاد میں گزرے، وہ دن ہے، جو غفلت میں کٹے وہ رات، اولیاء اللہ پر بسط کا وقت دن ہے، قبض کا وقت رات، لیکن اس دن کی قسم ہے جو سورج یعنی نور محمدی کو واکر کے دل پر چمکا دے، کفار جوگیوں وغیرہ کی عبادت دن نہیں، مومن کی عبادت دن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت و عبادت میں فرق ہیں جو نیکی حضور کے توسل سے کی جائے، وہ عبادت ہے، اس پر ثواب ہے، اس کے بغیر عادت ہے، جس پر کوئی ثواب نہیں (۲۱) چونکہ آسمان زمین کو گھیرے ہوئے ہے، اور زمین پر بارش دھوپ وغیرہ تمام رحمتیں آسمان ہی سے آتی ہیں، آسمان رب کی قدرتوں، رحمتوں کا مظہر ہے، اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی، یا آسمان سے مراد نبوت محمدیہ ہے جو ساری خلق کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک گھیرے ہے اور رب کی ساری رحمتیں حضور کے ذریعہ بندوں تک پہنچتی ہیں، ساری خدائی ہر وقت، ہر چیز میں حضور کی محتاج ہے، اس لئے اسے آسمان فرمایا گیا (تفسیر عزیزی) (۲۲) زمین قدرت الٰہی کی مظہر ہے، اس لئے اس کی قسم فرمائی کیونکہ انسان حیوانات، سبزہ، پھل وغیرہ اس کے ظاہر سے، اور دھاتیں، لعل، مٹی کا تیل وغیرہ کے چشمے اس کے اندر سے نکلتے ہیں نیز زمین بظاہر یکساں ہے، مگر اثرات، باطنہ مختلف ہیں، نیز تمام انبیاء و اولیاء کی جائے قرار ہے، اس بناء پر آسمان سے افضل ہے، نیز لاکھوں برس سے پیداوار دے رہی ہے، مگر کبھی پیداوار دینے سے انکار نہیں کرتی، اس میں عجز و انکسار ہے، اس لئے اس پر باغ و بہار ہے، آگ میں غرور ہے، اس لئے وہ ان سے محروم ہے، نیز ایک بارش سے مختلف اثرات لیتی ہے، کہ کہیں چشمے بنتے ہیں کہیں سبزے وغیرہ، صوفیاء کے نزدیک مومنوں کے دل گویا زمین ہیں، جو ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لیتے رہتے ہیں، ان دلوں میں زمین کی تمام مذکورہ بالا صفات موجود ہیں (۲۳) نفس سے مراد آدم علیہ السلام یا تمام انسانوں کا نفس ہے چونکہ انسان اشرف الخلق ہے، اسی لئے اس کی قسم ارشاد فرمائی عربی میں نفس ذات روح، دل جان، خون، سانس، وغیرہ کو کہتے ہیں، یہاں یا تو دل مراد ہے یا جان یا ذات، چونکہ شکل انسانی تمام شکلوں سے بہتر ہے اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی، یا روح انسانی اولاً کمالات سے خالی، مگر بے انتہا کمالات کے لائق، یا انسانی دل ورق سادہ کی طرح ہے کہ جیسا لکھنے والا مل جائے ویسے ہی اس پر نقش ہو جائیں، یا انسان کا نفس امارہ بھی ہے، اور لوامہ بھی، مطمئنہ بھی، اس لیے ان چیزوں کی قسم ارشاد ہوئی، خیال رہے کہ نفس کے جو معنی کئے جاویں، اسی کے مطابق سَوّٰهَا کے معنی کئے جائیں گے (۲۴) یعنی انبیاء کرام کو قدرتی طور پر نیک و بد سے اطلاع دی، اسی لئے وہ حضرات نبوت سے پہلے ہی معصوم ہوتے ہیں، یا ہر انسان کو بذریعہ پیغمبر اچھے برے کی اطلاع دی، تاکہ اچھے کام کرے، برے کاموں سے بچے، یا کسی کا دل بدکاری کی طرف کسی کا دل نیک کاری کی طرف مائل کیا، کہ وہ اپنے اختیار سے کام کریں (۲۵) زَکّٰی باب تفعیل سے ہے، جس کے معنی ہیں خوب ستھرا کیا اور ہمیشہ ستھرا کرتا رہا، نفس کے لاکھوں عیوب ہیں، مگر وہ سب تین قسم کے ہیں۔ بدعقیدگی، بدعملی، غفلت، ان سب عیوب سے نفس کو ستھرا رکھے، بدعقیدگیوں سے صفائی اچھے عقائد سے حاصل ہوتی ہے بدعملیوں سے صفائی توبہ اور نیک اعمال سے، غفلت سے صفائی اپنے گناہوں کے یاد رکھنے قبور کی زیارت اور صالحین کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے، خیال رہے کہ دوسرے دینوں میں نفس کی پاکیزگی کے لئے دنیا چھوڑ دینے کی تعلیم دی جاتی ہے، جس پر سب لوگ عمل نہیں کر سکتے، اور جو عمل کرتے ہیں، وہ بجائے تزکیہ کے گناہوں میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ رب کی بخشی ہوئی قوت کو استعمال نہ کرنا فطرت کا مقابلہ ہے، لہٰذا اسلام کی تعلیم بہت اعلیٰ ہے (۲۶) کفر یا گناہ میں شیطان پہلے مستحب چھڑاتا ہے پھر سنت، پھر واجب، پھر فرض، پھر عقیدے، چور کو پہلے دروازے پر روکو، دشمن کو سرحد عبور نہ کرنے دو، بچہ کو پیسہ کی چوری پر سزا دے دو، خیال رہے کہ انسان تزکیہ نفس کی کوشش کرتا ہے حضور کے فیض سے تزکیہ ملتا ہے رب تزکیہ کا خالق ہے، یا تزکیہ کبھی اپنے کسب سے ملتا ہے کبھی کسی کے فیض نظر سے، کبھی محض رب کی عطاء سے، اس لئے اس آیت میں تزکیہ انسان کی طرف منسوب ہوا، دوسری آیات میں حضور کی طرف ویزکیھم اور کبھی رب تعالیٰ کی طرف بل اللہ یزکی من یشاء، یہ تین نسبتیں تین لحاظ سے ہیں۔ لہٰذا آیات پر نہ تو کوئی اعتراض ہے نہ آیات میں تعارض ہے (۲۷) صالح بن عبید علیہ السلام کو، یہ قوم ثمود بن عامر ابن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھی، ان کی سترہ سو بستیاں تھیں، جو حجاز و شام کے درمیان وادی قری سے حجر تک پھیلی ہوئی تھیں (عزیزی) (۲۸) اس کا نام قیدار بن سالف تھا، جس نے آٹھ شخصوں کی مدد سے اونٹنی کو ہلاک کیا، قیدار ایک عورت عزہ پر عاشق تھا، اس کے کہنے پر یہ کیا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت بڑا فتنہ ہے کہ پہلا قتل ہابیل کا عورت ہی کی وجہ سے ہوا۔ دوسرے یہ کہ کفار جرموں میں مختلف ہیں، بعض کم مجرم، بعض بڑے مجرم، تیسرے یہ کہ جن جانوروں کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جائے، وہ عظمت والے ہیں ان کی اہانت بڑی بدبختی ہے، سامری کا بچھڑا مستحق اہانت و ہلاکت تھا، کہ اسے کفار سے نسبت تھی، یہ اونٹنی واجب التعظیم حضور نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ

سے فرمایا، کہ پچھلی امتوں میں ناقہ صالح کا قاتل سخت بد بخت تھا اور اس امت میں تمہارا قاتل بڑا بد بخت ہوگا، (صاوی، عزیزی) کیونکہ وہ اونٹنی حضرت صالح کی مظہر نبوت تھی، اور حضرت علی حضور کے مظہر ولایت ہیں، چونکہ اس اونٹنی کا بچہ بھی ضائع ہو گیا تھا۔ اس لئے اس قوم پر عذاب آ گیا، اور حضرت علی کی نسل تا قیامت باقی ہے، لہٰذا یہ امت ہلاک نہ ہوئی، سادات کرام دنیا کے لئے امان ہیں (عزیزی) (٢٩) یعنی اس کو قتل کر کے اس کی باری کے پانی پر ناجائز قبضہ نہ کرو، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حلال چیز منع فرما دینے سے حرام ہو جاتی ہے، اونٹ حلال ہے، مگر وہ اونٹنی حرام ہوئی، دوسرے یہ کہ نقصان دہ چیز سے پرہیز لازم ہے، اگرچہ حلال ہو بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار، لکڑیاں مضر ثابت ہوئیں، ان سے مسلمان بچتے ہیں، اس کی اصل یہ آیت ہے، تیسرے یہ کہ جانور کا حق مارنا، اس پر ظلم کرنا بھی جرم ہے، چوتھے یہ کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی عظمت والی ہے، کہ اسے اللہ کی اونٹنی کہا گیا کہ وہ کسی شخص کی مملوک نہ تھی، کسی بندے کا کام نہ کرتی تھی، جیسے کعبہ یا مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، نیز اس کی پیدائش قانون ولادت کے خلاف تھی، جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے، لہٰذا جس مومن کے دل پر شیطان، نفس امارہ، دنیا کا قبضہ نہ ہو اس میں غیر اللہ کو دخل نہ ہو، وہ دل اللہ کا دل ہے، بلکہ جو بندہ اللہ کا ہو رہتا ہے تو اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، اللہ کے ہو جاتے ہیں، کہ ان سے خدائی طاقت ظاہر ہوتی ہے، رب فرماتا۔ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (انفال: ١٧) اور فرماتا ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (فتح: ١٠) علماء فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جنت میں جائے گی، جیسے اصحاب کہف کا کتا۔ اور ہمارے حضور کا دراز گوش

بقیہ صفحہ ٧١٥

سے افضل ہے آدم علیہ السلام کا گندم کھالینا' ابلیس کی تمام عبادات سے افضل ہے (٦) انسانوں میں یا تمام حیوانات میں یا ساری مخلوق میں' مگر خالق جوڑ سے پاک ہے' خلقت جوڑ والی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ خنثیٰ مشکل واقع میں نر ہے یا مادہ' علیحدہ چیز نہیں' اسی طرح خچر نر ہے یا مادہ' کیونکہ رب نے صرف نر مادہ پیدا فرمائے' نہ کہ تیسری قسم (٧) اے ابوبکر صدیق' اور امیہ بن خلف' یا اے قرآن پڑھنے والو' یا اے انسانو پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں کہ یہ آیات ابوبکر صدیق پر رحمت' امیہ بن خلف پر عتاب کے لئے اتریں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق مومن برحق' صحابی اور بڑے متقی ہیں' کہ انہیں رب نے کفار سے مختلف قرار دیا' دوسرے یہ کہ انسان کو بے کار نہ رہنا چاہئے' کوشش کرتا رہے' جسم کی مشین کو معطل نہ کر ڈالے' تیسرے یہ کہ تمام انسان یکساں نہیں' مومن و کافر' متقی و فاسق' دنیا دار' دیندار مختلف ہیں' ان کے اعمال و کوششیں جدا گانہ' جو ان سب کو ایک کرنا چاہے' وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے' ان میں ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا (٨) ابوبکر صدیق کی کوشش اور ہے' امیہ بن خلف کی کوشش کچھ اور' عقل کی کوشش اور ہے' روح کی کچھ اور' ہر چیز اپنے اصل میں جانے کی طرف کوشاں ہے' نفس امارہ کا وطن آگ ہے' روح کا وطن جنت کا گلزار' خیال رہے کہ انسان جانی' مالی لاکھوں اعمال کرتا ہے مگر یہ تین قسم کے ہیں' محض خیر' محض شر' ایک لحاظ سے خیر ایک لحاظ سے شر' اگر کام بھی اچھا ہو کرنے والی کی نیت بھی خیر ہو' عقیدہ بھی درست تو عمل بالکل خیر ہوتا ہے' جیسے حضرت بلال کو صدیق اکبر کا آزاد فرمانا' جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (٩) یعنی وہ ابوبکر صدیق جنہوں نے اپنا بہترین مال (فسطاس غلام) اللہ کی راہ میں دیا، اور روز ازل سے متقی ہوئے، کہ دنیا میں آکر بھی گناہ نہ کیا، اور جنہوں نے ہر اچھی بات یعنی حضور کے ہر قول و فعل کو قولاً' عملاً، اعتقاداً سچ جانا، ہم ان کے لئے دنیا، نزع، قبر، حشر میں ہر طرح کی آسانیاں مہیا کر دیں گے بلکہ ان کی طفیل عالم کی مشکلیں آسان کر دیں گے، حضور کی وفات کے بعد اسلام و مسلمین کی مشکلیں، انہی حل مشکلات صدیق اکبر کی طفیل حل ہوئیں، یا یہ مطلب ہے کہ جو شخص ہر طرح کا مال حقداروں کو دے اور زیادہ طعن و تشنیع، ایذاء رسانی سے بچے، تمام ایمانیات کی تصدیق کرے، اسے دنیا میں مرتے وقت قبر، حشر میں آسانیاں ہوں گی، غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے، خیال رہے کہ صدقہ مال کا بھی ہوتا ہے، اعمال کا بھی، کمال کا بھی لہٰذا یہ آیت صرف امیروں کے لئے نہیں، بلکہ امیر و غریب سب کے لئے ہے، اسی لئے رب نے اعطٰی کو مطلق فرمایا، مال کی قید نہ لگائی (١٠) امیہ بن خلف جس نے اپنا مال ہمیشہ مخالفت دین میں خرچ کیا۔ معلوم ہوا کہ حرام جگہ خرچ کرنا سخاوت نہیں، بلکہ اول درجہ کا بخل ہے (١١) اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز جانا، معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے نیاز جاننا امیہ بن خلف کا طریقہ ہے، اور اپنے کو ہمیشہ حضور کا محتاج جاننا سنت صدیقی ہے۔ ان کا تو کعبہ معظمہ بھی حاجت مند ہے۔ کہ حضور کی رضا پر قبلہ بنا، اور حضور کے ہاتھوں بتوں سے پاک ہوا (١٢) زندگی میں بھی کہ ایسے کاموں کی طرف رغبت ہوگی، جو دوزخ کا ذریعہ ہیں، زندگی غفلت میں گزارے گا، مرتے وقت بھی کہ جانکنی کے ساتھ گھر بار چھوٹنے، آگے عذاب قبر و حشر کا صدمہ ہوگا، قبر میں بھی کہ حساب قبر میں اسے دشواری ہوگی، قبر تنگ ہو گی، حشر میں بھی، حساب میں بھی، کہ حساب اس کا سخت ہوگا، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (١٣) چنانچہ امیہ بن خلف بدر میں بے کسی کی موت مارا گیا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ عام مومنوں کی موت کو وفات اور خاص مومن کی موت کو عرس کہہ سکتے ہیں، مگر کافر و غافل کی موت کو ہلاکت کہتے ہیں، مومن اپنی زندگی کا مقصد پورا کر کے مرتا ہے جیسے نیک کار ملازم نیک نامی کے ساتھ ریٹائر ہو کر پنشن پاتا ہے مگر کافر اپنی زندگی کا مقصد پورا کئے بغیر ایسا مرتا ہے جیسے نالائق نوکر بدنامی کے ساتھ نکال کر جیل بھیجا جاتا ہے، دوسرے یہ کہ کافر و غافل کا مال موت کے وقت کام نہیں آتا۔ مگر مومن کا مال، اولاد وغیرہ سب کچھ کام آئے گا کیونکہ مال کا کام نہ آنا کفار کا عذاب ہے (١٤) یعنی ہمارے ذمہ صرف اچھا برا راہ دکھانا ہے، نہ کہ کسی کو مجبور کر کے اچھا بنانا، ورنہ فرشتوں کی طرح انسان بھی جزا و ثواب کا حقدار نہ ہوتا، جیسے دنیاوی اچھائی برائی کی ہدایت کے لئے آنکھ، کان، ناک، زبان بخشی، جس سے پھول و کانٹے، میٹھے، کڑوے ٹھنڈے گرم میں فرق کر سکے، پھر سورج کے نور، اطباء یونان کے ذریعہ ہدایت بخشی، ایسے ہی روحانی اچھائی برائی سمجھانے کے لئے عقل سلیم بخشی اور انبیاء اولیاء علماء پیدا فرمائے (١٥) لہٰذا دنیا بھی ہم ہی سے مانگو اور آخرت بھی، بعض لوگ صرف دنیا مانگتے ہیں، بعض صرف آخرت اور بعض دونوں، پہلے لوگ اشقی ہیں، تیسرے لوگ اتقی، دوسرے درمیانے، چونکہ دونوں جہان آباد رکھنا ہے، لہٰذا اشقی اور اتقی لوگ پیدا فرمائے، خیال رہے کہ انبیاء کرام و اولیاء سے دین و دنیا مانگنا ایسا ہے، جیسے دنیاوی حکام و حکیموں سے داد و دوا مانگنا نہ شرک ہے نہ گناہ، بلکہ حکم خداوندی ہے چونکہ آخرت دنیا سے افضل ہے کہ وہ باقی ہے، دنیا فانی، اور آخرت مقصود ہے دنیا وسیلہ ہے، آخرت میں کوئی نافرمان نہ ہوگا، دنیا میں لاکھوں ہیں، آخرت کے ہزاروں منکر ہیں، دنیا کا کوئی منکر نہیں، ان وجوہ سے

آخرت کا ذکر پہلے فرمایا، دنیا کا بعد میں، دنیا باغ لگانے یا مکان بنانے، یا اولاد پالنے یا تحصیل علم کا زمانہ ہے، جو مشقت میں گزرتا ہے، آخرت پھل کھانے، آرام پانے کا زمانہ ہے، وہاں انشاء اللہ چین ہوگا (١٦) جو خاص امیہ بن خلف کے لئے تیار کی گئی ہے، جیسا کہ آئندہ حصر سے معلوم ہو رہا ہے، یا ہاویہ کی آگ جس سے دوزخ کے باقی طبقے پناہ مانگتے ہیں، اس میں صرف بدترین کفار رہیں گے، بائیس سال کی راہ سے کافروں کو کھینچے گی (١٧) امیہ بن خلف جو بڑا ہی بدنصیب ہے کہ حضور کے معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن بڑے خوش نصیب ہیں، ایسے ہی حضور کو دیکھ کر کافر رہنے والے بڑے بدنصیب، یا اس نے بلال جیسے ولی کو ستایا، ولی کے دشمن کو رب نے اعلان جنگ دیا (حدیث) لہٰذا وہ بڑا بدنصیب ہے، معلوم ہوا کہ ولی کا دشمن بڑا بدبخت ہے اگرچہ اس کے پاس مال و اعمال کا ذخیرہ ہو (١٨) یعنی اسلامی احکام یا قرآن کریم، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے جھوٹا جانا، اور عمل سے انکی مخالفت کی، غرضیکہ قلب و قالب کا مجرم ہوا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ گنہگار مومن سخت آگ کا مستحق نہیں، کہ اس کا دل انکاری نہیں، دوسرے یہ کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے دل و جسم کے دونوں جرم نہ کئے، تیسرے یہ کہ قرآن شریف اور بزرگوں کی طرف پیٹھ کرنا نہ چاہیے، کہ یہ بھی تولی میں شمار ہے (١٩) ان آیتوں میں ابو بکر صدیق کے بہت مناقب ارشاد ہوئے ایک انکا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا، یا اس طرح کہ دنیا میں نہ کوئی گناہ سرزد ہوا نہ ہوگا۔ قبر حشر میں دوزخ سے اتنا فاصلہ کہ وہاں کی گرمی تو کیا آواز بھی نہ آئے۔ رب فرماتا ہے لا یسمعون حسیسھا یا اس طرح کہ ان کی اولاد بلکہ تا قیامت ان کے ماننے والوں کو دوزخ سے نجات ہوگی (٢٠) یہ حضرت ابو بکر صدیق کی دوسری منقبت ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ساری امت محمدیہ میں ابو بکر صدیق بڑے متقی و پرہیزگار ہیں کیونکہ اتقی مطلق ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ بعد انبیاء ابو بکر صدیق کا بڑا پرہیزگار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہٰذا افضلیت صدیق قطعی ہے، اس کا منکر گمراہ ہے، اس لئے رب نے انہیں اولوا الفضل فرمایا، ولا یاتل اولوا الفضل منکم اور حضور نے انہیں اپنے مرض وفات میں تمام صحابہ کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تیسرے یہ

کہ جو شخص یا تاریخ حضرت صدیق کا عیب بیان کرے، وہ جھوٹی ہے، کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے (٢١) اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ ابو بکر صدیق کے تمام صدقات و خیرات قبول ہیں، کیونکہ یہاں یؤتی مضارع فرمایا گیا، جو دوام تجددی چاہتا ہے، حضرت صدیق نے اپنا سارا مال غزوہ تبوک کے موقعہ پر خیرات کر دیا۔ حضور ان کا مال ایسا خرچ کرتے تھے جیسے باپ سعادت مند بیٹے کا مال بے تامل خرچ کرتا ہے مسجد نبوی کی زمین ابو بکر صدیق نے وقف کی، جس پر آج گنبد خضراء جنت کی کیاری' منبر رسول وغیرہ واقع ہے' حضرت بلال اور بہت سے غلاموں کو آزاد کیا' دوسرے یہ کہ ابو بکر صدیق کے ہر صدقہ میں اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے جس کی رب گواہی دے رہا ہے، تیسرے یہ کہ صدقہ و خیرات سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ یہاں تزکّی سے شرعی زکوٰۃ مراد نہیں، کہ وہ تو بعد ہجرت فرض ہوئی اور سورہ والیل مکیہ ہے، دل کی طہارت اور فضائل کی زیادتی مراد ہے، بلکہ بزرگوں کے دیئے ہوئے مال، پانی، خشک روٹیوں کے کھانے سے دل منور ہو جاتے ہیں، حضور کے پاؤں کے دھوون سے شفا حاصل ہوتی تھی (٢٢) (شان نزول) بعض کفار مکہ نے کہا تھا، کہ شاید حضرت بلال یا امیہ بن خلف کا ابو بکر صدیق پر کوئی احسان ہوگا، جس کے بدلہ میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا، کہ حضرت صدیق پر تم میں سے کسی کافر یا حضرت بلال کا احسان نہیں، یہ مطلب نہیں کہ ان پر رب تعالیٰ یا حضور صلی علیہ وسلم کا احسان نہیں جن سے روئے سخن ہے، وہ ہی یہاں مراد ہیں، اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے فضائل کی اہمیت کم کرنا کفار کا طریقہ ہے، جیسے آج قادیانی، دیو بندی، وغیر ہم کا دستور ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں سے کفار کے طعن دفع کر کے ان کی عظمت ظاہر کرنا سنت الٰہیہ ہے، تیسرے یہ کہ راہ خدا میں چیز گراں خریدنا، خسارہ نہیں نفع ہی نفع ہے (٢٣) یعنی ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کو صرف رضا الٰہی کی تلاش میں آزاد کیا، اس چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ابو بکر صدیق کی وہ شان ہے، کہ ان کے اخلاص و حسن نیت کا رب تعالیٰ گواہ ہے، دوسرے یہ کہ نیک کام جنت حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کی نیت سے نہ کرے، صرف رب کو راضی کرنے کی نیت سے کرے، جب وہ راضی ہو گیا تو سب کچھ ہو

گیا، تیسرے یہ کہ بندہ کو چاہیے، کہ جیسے روزی کی تلاش کرتا ہے، اس سے زیادہ رب کی رضا ڈھونڈے، جیسے روزی کے دروازے مختلف ہیں، ایسے ہی رضاء الٰہی کے دروازے مختلف (٢٤) یعنی عنقریب رب تعالیٰ ابو بکر صدیق سے راضی ہو جائے گا، یہ مطلب نہیں کہ آج ناراض ہے، بلکہ دنیا والوں پر اپنی رضا ظاہر فرما دے گا، دیکھ لو آج صدیق اکبر کو اپنے محبوب کے دامن میں جگہ دی، کل قیامت میں ان کا حشر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہوگا، پھر جنت میں حضور کا قرب، یا یہ مطلب ہے کہ عنقریب ابو بکر صدیق رب سے راضی ہو جائیں گے، انہیں اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ ابو بکر صدیق آج رب سے راضی نہیں، سبحان اللہ اپنے حبیب کے لئے فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ: ٥) اور ابو بکر صدیق کے لئے فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ (اللیل: ٢١) طرز کلام دونوں مقبولوں سے یکساں ہے۔

بقیہ صفحہ ٧١٦

افضل ہے کہ دنیا میں آپ کے فضائل قال سے معلوم ہوئے' وہاں حال سے معلوم ہوں گے' جن کا کوئی انکار نہ کر سکے گا' یوسف علیہ السلام کی قدر مصر میں معلوم ہوئی' حضور کی عظمت کما حقہ' قیامت میں ظاہر ہوگی' وہاں آپ کے لئے مقام محمود' شفاعت کبریٰ تمام نبیوں کے حق میں آپ کی گواہی ہوگی' حوض کوثر' وسیلہ عطاء فرمایا جاوے گا۔ یا ہر آخری گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی سے افضل ہے، کہ ہر آن آپ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور آپ کا چاند عروج میں رہے گا، آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کے توسل اور آپ کی وجہ سے لوگوں کی آخرت دنیا سے بہتر ہوگی، جو آپ کو چھوڑ دے گا، وہ آخرت میں ذلیل ہوگا (٦) یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے،، چنانچہ رب نے دنیا میں آپ کو بے شمار معجزے بخشے، حتیٰ کہ آپ سرتاپا، معجزہ ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو، اور آپ کے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا، آپ کو بہت اولاد اور بے شمار امت بخشی، اولین و آخرین کے علوم دیئے، آپ کا ذکر بلند فرمایا، برزخ میں آپ کی پہچان کو لوگوں کی کامیابی کا مدار ٹھہرایا، قیامت تک آپ کے روضہ انور پر فرشتے اور جن و انس سلامی بنائے، آخرت میں شفاعت عامہ، مقام محمود، وسیلہ حوض کوثر وغیرہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا، اس آیت کے نزول پر حضور نے فرمایا، رب کی قسم ہے کہ میں

اس وقت تک راضی یعنی خوش نہ ہوں گا، جب تک میرا ایک امتی دوزخ میں رہا، خیال رہے کہ یہاں صرف نبوت، یا محبوبیت کا عطا فرمانا مراد نہیں کہ وہ تو نزول والضحٰی سے پہلے مل چکی تھیں، اور نہ صرف حوض کوثر یا خیر کثیر یا عالم کثرت مراد ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ تو عطا ہو چکے، رب نے فرمایا اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) بلکہ ان کے علاوہ نعمتیں مراد ہیں، جو ہمارے وہم و خیال سے وراء ہیں، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام انبیاء رب کے محب و طالب ہیں، وہ سب رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں، حضور رب کے مطلوب و محبوب ہیں کہ رب انہیں راضی فرمانا چاہتا ہے، اس لئے اسلام کے بہت سے احکام محض حضور کی رضا کے لئے نازل ہوئے، جیسے تبدیلی قبلہ، یا قیدی کفار کو فدیہ لے کر چھوڑنا وغیرہ، دوسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں، کیونکہ کوئی فرزند اپنے ماں باپ کے دوزخ میں رہنے پر راضی نہیں ہوتا اور حضور کو رب تعالٰی راضی فرما دے گا (روح البیان) لہٰذا رب ان کو دوزخ میں ہرگز نہ بھیجے گا، تاکہ محبوب کو ایذا نہ ہو، تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی حضور کے محبوب غلاموں کو جنت ضرور دے گا کہ اس میں حضور کی رضا ہے ۷ اس طرح کہ جب حمل شریف دو ماہ کا تھا، تو والد ماجد حضرت عبداللہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، نہ کچھ مال چھوڑا نہ گھر یا جائیداد، حضرت عبدالمطلب اور آمنہ خاتون نے آپ کو پرورش کیا، جب عمر شریف چار یا چھ سال تھی تو والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتون کی مقام ابواء میں رحلت ہو گئی آٹھ سال کی عمر ہوئی تو دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے اور اپنے فرزند ابوطالب کو جو حضور کے حقیقی چچا تھے، آپ کی پرورش کی وصیت فرما گئے۔ ابوطالب نے بے مثال خدمت و پرورش کی آیت کا مطلب یہ ہے ۔ کہ ہم نے آپ کی محبت عبدالمطلب اور ابوطالب کے دل میں ڈال دی، جس سے انہوں نے کمال شفقت سے آپ کو پالا، یہ پرورش درحقیقت ہماری طرف سے تھی، یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں، کہ ہم نے آپ کو در یتیم، بے مثل و بے نظیر پایا، تو اپنے قرب خصوصی میں آپ کو جگہ بخشی اور دشمنوں میں رہ کر آپ کی پرورش فرمائی، پھر رسالت و محبوبیت سے نوازا (خزائن و خازن و عزیزی وغیرہ) ۸ عربی میں ضال کے پانچ معنی ہیں، کافر و گمراہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (الفاتحہ: ۷) بے خبر ناواقف فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ (شعراء: ۲۰) وارفتہ محبت اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ (یوسف: ۹۵)

گھرا ہوا یا گم شدہ یعنی ضَلَّ الماء فی اللبن نشان ہدایت جیسے اونچا درخت یا بلند عمارت جو مسافر کے لئے رہبر ہو، یہاں پہلے معنی نہیں ہو سکتے، کیونکہ رب نے فرمایا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی (نجم: ۲) کفار مکہ نے بھی حضور کو شاعر ساحر، مجنون کہا، کسی نے آپ کو گمراہ یا گنہگار نہ کہا، دوسرے معنی بھی یہاں نہیں بنتے، کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے نہ عقاید سے بے خبر تھے نہ نیک اعمال سے، بحالت اعتکاف و عبادت آپ پر پہلی وحی آئی، معراج کو جاتے ہوئے نبیوں، فرشتوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی، حالانکہ امام مقتدیوں سے زیادہ عالم ہونا چاہیے علماء فرماتے ہیں کہ یہاں یا چوتھے معنی مراد ہیں، یعنی آپ کفار میں گھرے ہوئے تھے، رب نے آپ کو ہدایت پر رکھا، یا آپ وہ نشان ہدایت ہیں، جسے تمام عالم دیکھ کر ہدایت پاتا ہے۔ لہٰذا ھدٰی کا مفعول حضور نہیں بلکہ عام مخلوق ہے، صوفیا کے نزدیک ضلال سے مراد جذب ہے، اور ہدایت سے مراد سلوک، جذب سے سلوک اعلیٰ ہے، موسیٰ علیہ السلام کا دیدار جلوہ الٰہی سے غشی میں آ جانا، جذب تھا خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (اعراف: ۱۴۳) اور معراج میں حضور کا عین ذات دیکھ کر تبسم فرمانا سلوک ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نجم: ۱۷) یعنی رب تعالٰی نے آپ کو عشق الٰہی میں وارفتہ و مجذوب پایا تو درجہ سلوک عطا فرمایا ۹ یعنی رب نے آپ کو شاہی خاندان یا مالداروں میں پیدا نہ فرمایا، بلکہ مسکینوں میں اور مسکینی حالت میں پیدا فرمایا، تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے، کہ اسلام کا عروج مال یا حکومت سے ہوا، پھر بی بی خدیجہ، پھر ابوبکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مالوں کے ذریعہ غنی کر دیا، جیسے باپ سعید اولاد کے مال سے یا بادشاہ رعایا کے مال سے غنی ہو جاتا ہے، لہٰذا درجہ حضور ہی کا اعلیٰ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بی بی خدیجہ و صدیق اکبر بڑے خوش نصیب ہیں اور بڑے غنی ہیں کہ رب نے انہیں اپنے حبیب کے لئے غنی فرمایا خود وہ حضرات بہت خوش نصیب تھے کہ انہیں اس خدمت کا موقعہ ملا، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مرید یا شاگرد یا بیٹا سعید ہے، جس کا مال پیر، استاد، باپ پر خرچ ہو، یا اس طرح غنی کر دیا، کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں، بلکہ عرش و فرش کا آپ کو مالک بنا دیا رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) اور فرماتا ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں، اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں، تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ

چلیں، غرضیکہ حضور جیسا غنی نہ ہوا ہے نہ ہوگا جسے رب غنی کرے اس کے غنی کا کیا کہنا، رب نے روئے زمین کے بادشاہوں کو فقیر فرمایا، وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو غنائے نفس بخشا، تاکہ آپ کی وسعت نظر میں سونا ٹھیکری کی طرح بے قدر ہے حضور جس پر نظر فرماتے ہیں غنی کر دیتے ہیں، جیسا کہ احادیث میں ہے، بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ ہم نے تم کو عیالدار پایا، تو غنی کر دیا، تاکہ تم اپنی ساری عیال کو پرورش کرو یعنی عیال عول سے ہے نہ کہ عیلہ سے، سارا جہان حضور کا عیال ہے، حضور کے دروازے سے پل رہا ہے خیال رہے کہ جماعت انبیاء میں چار نبی تونگر گزرے، ابراہیم، سلیمان، داؤد، یوسف علیہ السلام باقی انبیاء مساکین، چونکہ ہمارے نبی تمام انبیاء کی صفات کے جامع ہیں، لہٰذا آپ مسکین بھی تھے۔ اور تونگر بھی کیونکہ اے محبوب آپ بھی یتیم رہ چکے ہیں، آپ کو یتیموں کے دکھ، درد اور ان کی شکستگی قلب کی خبر ہے، خیال رہے کہ قہر کے معنی ہیں غلبہ، ناجائز دباؤ، سختی و ظلم پہلے معنی محمود ہیں، اس معنی سے رب کو قہار یا قاہر کہتے ہیں، آخری معنی مذموم ہیں، ناجائز دباؤ اور ناجائز سختی میں تمام قسم کی زیادتیاں داخل ہیں، یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانا انہیں جھڑکنا یا ظلماً مارنا وغیرہ سب ہی حرام ہے، عرب کے کفار یتیموں کے مال پر قبضہ کر کے انہیں محروم کر دیتے تھے، جیسے ہندوستان کے مسلمان یتیم بچوں کو ان کی میراث سے محروم کرتے ہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ میت نے اگر نابالغ اولاد چھوڑی ہو، تو مشترکہ مال سے میت کے ختم، فاتحہ کرنا حتی کہ کفن کے اوپر کی چادر اور مصلے جو خیرات کر دیئے جاتے ہیں دینا سب حرام ہے کہ اس میں یتیموں کا حق ہے ۱۰ خیال رہے کہ مال کا منگتا غنی کے دروازے پر جاتا ہے اور کمال کا منگتا کامل کے در پر مال کا منگتا شیخ کے، دوا کا منگتا حکیم کے دروازہ اور داد کا منگتا حاکم کے دروازہ پر، حضور کا دروازہ وہ دروازہ ہے جہاں سارے منگتوں کا بھلا ہے کیونکہ یہاں سائل میں کوئی قید نہیں پھر یہ تمام دروازے داتاؤں کے مرے پر بند ہو جاتے ہیں مگر حضور کا دروازہ ہر منگتے کے لئے ہمیشہ کھلا رہے گا، کہ حشر میں بھی حضور ہی سے سارا عالم شفاعت کی بھیک مانگے گا۔ کیونکہ یہاں زمانہ کی بھی قید نہیں جیسے مہربان باپ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے، کہ اس کے بیٹے کے دروازے فقراء کے لئے کھلے ہوں ایسے ہی رب اسی سے خوش ہے کہ اس کے محبوب کے دروازے پر بھکاریوں کی بھیڑ ہو،

لفظ سائل سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور سے ہر قسم کی دینی دنیاوی نعمتیں مانگنا جائز ہے، حضور مجھے جنت اولاد، ایمان دے دو، دوزخ سے بچالو وغیرہ، کیونکہ رب نے عالم کو حضور کا سائل قرار دیا، اس لئے صحابہ نے حضور سے شفاء، جنت، اولاد مانگی ہے، جانوروں نے داد فریاد مانگی، دوسرے یہ کہ رب نے حضور کے خزانے بھر دیئے، ورنہ سائلوں کو وہاں نہ بھیجا جاتا، فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا (النساء: ۶۴) الخ ڈپو میں پہلے، کھانڈ حکومت کی طرف سے جمع کر دی جاتی ہے، پھر کارڈ والوں کو وہاں بھیجا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ ہر جگہ سے حضور سے مانگنا جائز ہے، مدینہ پاک حاضر ہونے کی قید نہیں، چوتھے یہ کہ عالم طلباء کو، مشائخ مرید صادق کو، غنی بھکاری کو نہ جھڑکیں کہ یہ سب سائلین ہیں، کبھی سائلین کے لباس میں کوئی مقبول بندہ بھی ہوتا ہے، جو ہمارے امتحان کے لئے آتا ہے (۱۱) خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تین قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں، ظاہر نعمتیں، جن کے عام اعلان کا حکم دیا، جیسے نبوت وشفاعت وغیرہ کہ ان کے ماننے پر لوگوں کا ایمان موقوف ہے، نعمت خفیہ جن کے خاص اظہار کی اجازت دی گئی ہے، جن کی پہچان سے لوگوں کو عرفان ملتا ہے، نعمت سریہ جو رب تعالیٰ کا مخصوص انعام ہے جس کے اظہار کی بالکل اجازت نہیں، یہ اسرار الٰہی میں سے ہے، فرماتا ہے۔ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (النجم ۱۰) یہاں پہلی دو قسم کی نعمتیں مراد ہیں، چونکہ جو کچھ حضور کو رب نے فرمایا، اپنے فضل سے دیا، اس لئے اسے نعمت فرمایا، یعنی انعام (۱۲) زبان سے، عمل سے، حال سے رب کی کی نعمتیں ظاہر کرو کہ یہ رب کا شکر ہے اور اس پر لوگوں کا ایمان وعرفان موقوف ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو صورت و سیرت اسلامی رکھنی چاہیے، کہ اس میں رب کی نعمت یعنی اسلام کا اظہار ہے، جب مسجد، مندروں، گرجاؤں سے ممتاز چاہیے، تو مسجد والے مسلمان بھی مندر والے ہندوؤں اور گرجا والے عیسائیوں سے ممتاز چاہیں۔ دوسرے یہ کہ میلاد شریف، گیارہویں شریف، عرس بزرگان بہترین اعمال ہیں، کہ ان میں حضور کی ولادت اور اولیاء اللہ کا چرچا ہے یہ حضرات اللہ کی نعمت ہیں، تیسرے یہ کہ حضور کی نعت گوئی بہترین عبادت ہے کہ حضور کے محامد ہمارے لئے رب کی نعمتیں ہیں، ان کا چرچا رب کی نعمتوں کا چرچا ہے اللہ نصیب کرے (شان نزول) حضور نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا، کہ مولیٰ تو نے آدم علیہ السلام کو خلعت، موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ بخشی، مجھے کیا بخشا، اس کے جواب میں یہ سورت آئی، (روح البیان) (۱۳) سینہ کشادہ کرنے سے مراد یا سینہ چاک کرنا ہے یا سینہ کھولنا، یا وسیع فرمانا، اگر پہلے معنی مراد ہوں تو خیال رہے کہ حضور کا سینہ مبارک ۳ یا ۴ بار چاک کر کے قلب مبارک دھویا گیا اول بی بی حلیمہ دائی کے ہاں، تاکہ دل میں کھیل کود کی رغبت نہ ہو، پھر شروع شباب میں، تاکہ جوانی کی غفلت نہ آنے پائے، پھر عطاء نبوت کے قریب تاکہ دل بار نبوت کو برداشت کر سکے، پھر معراج کی رات تاکہ عالم ملکوت کے نظارہ اور دیدار الٰہی کا تحمل ہو سکے، یہ ظاہری شرح صدر رہے، اور اگر کھولنا مراد ہے تو خیال رہے کہ دل کے دو دروازے ہے، ایک روح کی طرف دوسرا نفس کی طرف، پہلا وسیع ہے دوسرا تنگ، فرمایا گیا کہ ہم نے آپ کے دل کا وہ دروازہ کھول دیا، جو روح کی طرف ہے، اب اس دل میں نفس اور شیطان کے فسادات آ سکتے ہی نہیں، لہٰذا آپ معصوم ہیں، اگر تیسرے معنی مراد ہوں تو مطلب یہ ہوگا، کہ ہم نے آپ کا سینہ ایسا وسیع کیا، کہ اس میں علوم غیبیہ، اسرار الٰہیہ، معرفت وہدایت کی گنجائش ہوگی، دنیا سے تعلق رب سے غافل نہیں کرتا رب سے تعلق دنیا سے بے خبر ہونے دیتا، تمام عالم کو آپ بے تکلف سنبھالیں گے، دیکھو آج بھی ہر آن کروڑوں سلام، درود، امت کے اعمال پیش ہو رہے ہیں، سب کو جواب عطا ہو رہا ہے، شفاعتیں جاری ہیں، وغیرہ، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ حضور کا سینہ خزینہ الٰہی کا کھلا ہوا دروازہ ہے کہ جس کو جو ملے گا، حضور سے ملے گا، اور جو رب تک پہنچے گا وہ حضور کے ذریعہ ہی پہنچے گا، دروازہ کا یہی کام ہے، یا آپ کا سینہ غلافوں سے کھلا ہوا آئینہ ہے، جس میں عالم غیب وشہادت منعکس ہو رہے ہیں، اس آیت میں اس ہی طرف اشارہ ہے، یا یہاں شرح بمعنی فتح ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور معصوم ہیں، جیسا کہ شرح کی پہلی تفسیر سے معلوم ہوا ہے، دوسرے یہ کہ حضور کو علوم غیبیہ عطا ہوئے، جیسا کہ شرح کی تفسیر صوفیانہ سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ شرح صدر اللہ کی بڑی نعمت ہے، اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس کی دعا کی تھی رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (طٰہٰ: ۲۵) چوتھے یہ کہ حضور اللہ کے پیارے ہیں کہ رب نے بغیر مانگے حضور کو یہ نعمت بخشی، دوسروں کے سینے یا نیک اعمال سے صاف ہوتے ہیں یا اچھی صحبت سے۔ مگر حضور کا سینہ بلا واسطہ رب نے صاف کیا اور جیسے صاف آئینے میں جب سورج کا عکس پڑتا ہے تو وہ آئینہ سورج کا سا کام کرتا ہے ایسے ہی جب سینہ پاک مصطفیٰ ﷺ کو رب نے صاف فرما کر اپنی ذاتی تجلی ڈالی تو حضور سے ربانی فیوض جاری ہوئے۔ آئینہ سورج نہیں مگر سورج کا سا کام کرتا ہے، ایسے ہی حضور خدا نہیں مگر خدائی کام کرتے ہیں (۱۴) حضور کو کفار عرب کی پستی دیکھ کر دکھ ہوتا تھا، رب نے وعدہ فرمالیا کہ اسی عرب سے آپ کے ذریعہ ایسے آب دار موتی نکالوں گا جن سے قیامت تک دنیا روشن رہے گی، یا حضور کو خانہ کعبہ کی بے حرمتی سے دکھ ہوتا تھا، رب نے خبر دے دی کہ تمہارے ذریعہ کعبہ ہمیشہ کے لئے بجائے بت خانہ کے خانہ خدا بن جائے گا، عرب کی پستی، کعبہ کی حالت، تمہاری عظمت شان دکھانے کے لئے ہے، سورج کی قدر اندھیرے سے ہوتی ہے، یا تا قیامت امت کی بدعملیاں ملاحظہ فرما کر قلب پاک کو دکھ تھا، رب نے شفاعت دے کر حضور کے قلب کو تسلی دی، معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت کے سارے حالات سے خبر دار ہیں، ورنہ آپ کو دکھ نہ ہوتا، کیونکہ اس زمانہ میں سارے صحابہ متقی تھے، صوفیا فرماتے ہیں کہ بوجھ سے مراد نبوت، شفاعت، تبلیغ، نعمت الٰہیہ کی تقسیم، قرآن کی تبلیغ وتفہیم کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے جو حضور پر گراں تھا، اور اس بوجھ کے اتارنے سے مراد حضور کو ایسے جان نثار صحابہ عطا فرمانا جنہوں نے ان سارے کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹایا، لہٰذا یہ آیت حضور کی نعت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے، خیال رہے کہ ذمہ داریاں ایماندار کے لئے بوجھ ہیں، اور بے ایمان، غدار کے لئے عیش کا سامان، اس بوجھ کو ملاحظہ فرما کر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ الخ (طٰہٰ ۲۵) حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ (ص: ۳۵) یوسف علیہ السلام زمانہ قحط سالی میں ایک وقت صرف چند لقمے کھاتے تھے، فاروق اعظم نے اپنی خلافت میں گھی کھانا، چھوڑ دیا تھا، لہٰذا بوجھ فرمانے میں حضور کی امانتداری کا اظہار ہے نہ کہ آپ کی توہین یا یہ مطلب ہے اپنے بعد اسلام و قرآن فنا ہو جانے کا اندیشہ وغم، تھا ہم نے وعدہ فرما لیا کہ آپ کی امت میں تا قیامت علماء اولیاء پیدا کئے جائیں گے، جس سے دین محفوظ رہے گا، آپ کا یہ غم دور ہو گیا، معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ اور علماء دین حضور کا ایسا ہاتھ بٹانے والے ہیں، جیسے لائق بیٹا باپ کا، اس لئے رب نے جمع قرآن و جمع حدیث، علوم دینیہ بنانے کا کام ان بزرگوں سے لیا،

یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو نبوت کی ذمہ داریوں سے دلی تنگی ہوتی تھی، تو ہم نے آپ کو سکینت، ہمت، جرأت، استقلال، دل کی وسعت کی نعمتیں بخش کر یہ بوجھ اتار دیا، خیال رہے کہ سکون قلبی تین قسم کا ہے وہبی، کسبی، اور عطائی، وہبی سکون انبیاء خاص اولیاء کو رب کی طرف سے بلا واسطہ ملتا ہے، کسبی ذکر، نیک اعمال، خدا کے خوف سے نصیب ہوتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: ۲۸) اور عطائی سکون و جرأت اچھی صحبت سے میسر ہوتا ہے، گیارہ برس کے بچوں نے ابوجہل کو مار دیا، موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں نے فرعون سے کہہ دیا نہایت لاپروائی سے کہ فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ (طٰہٰ: ۷۲) یہ نبی کے فیض صحبت سے حاصل ہوا، سکون قلبی مرتے وقت، قبر میں، حشر میں ہر جگہ کام آتا ہے، یہ رب کی بڑی نعمت ہے، رب نصیب کرے ⑮ چند طرح نمبر ۱ انبیاء کرام سے، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی خدمت کا عہد لیا، نمبر ۲ سب کے ذکر فقط فرش پر ہی تمہارا ذکر، فرش وعرش جنت میں نمبر ۳ اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام رکھا۔ کلمہ اذان، نماز، خطبہ ہر جگہ انبیاء کرام کو نام سے پکارا تمہیں اچھے اچھے القاب سے نمبر ۴ تمہارے ذکر کو اپنے ذکر کا تکملہ قرار دیا، کہ تمہارے ذکر کو چھوڑ کر رب کا ذکر مفید نہیں نمبر ۵ ہر وقت ہر جگہ تمہارا ذکر جاری رکھا، سارے بازار کبھی نہ کبھی بند ہو جاتے ہیں، مگر تمہارا بازار کبھی بند نہ ہوگا، خیال رہے کہ رفعنا ماضی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تمہارا ذکر ہمیشہ سے بلند ہے، پھر چونکہ ہم نے بلند کیا ہے اس لئے اسے کوئی نہیں بند کر سکتا، جیسے کوئی شخص چاند سورج کو نہیں بجھا سکتا کہ یہ اللہ کے روشن کئے ہیں، ایسے ہی تمہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا نیز اوروں کو دولت وسلطنت وغیرہ سے بلندی ملتی ہے، مگر تمہیں بلندی بلا واسطہ رب سے ملی، خیال رہے کہ ہم پر تین زمانے آتے ہیں، نمبر ۱ دنیا میں آنے سے پہلے کا، نمبر ۲ دنیا میں آنے اور یہاں رہنے کا وقت نمبر ۳ دنیا سے جانے کے بعد، ہم پہلے اور تیسرے زمانے میں گم نام ہوتے دوسرے میں کچھ نامور، مگر حضور ان تینوں زمانوں میں نامور ہیں، کیونکہ نمونہ ذات الٰہیہ ہیں، نمونہ کبھی نہیں چھپایا جاتا، رفعنا ہر زمانے کے لئے ہے ⑯ یہ آیت یا تو حضور کی نعت ہے یعنی اے محبوب، آپ کو جو دشواریاں پیش ہیں، اسباب کی کمی اور ذمہ داریوں کی فراوانی، ان کے ساتھ بڑی آسانیاں بھی عنقریب ظاہر ہوں گی، خیال رہے کہ حضور پر دشواریاں ڈالنا بھی حضور کے اظہار شان کے لئے ہے کہ تمام مقابل مات کھائیں، حضور کا سورج چمکے، تو بے اختیار زبان سے نکلے (مصرع) ---- مصطفیٰ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام ---- اور یا آئندہ امت کی ڈھارس بندھانے کے لئے کہ کسی دشواری پر گھبرا نہ جائیں، حضور کے واقعات کو مشعل راہ بنائیں، یا اس آیت میں قانون قدرت کا بیان ہے، اس میں دو قانون ارشاد ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں تنگی ترشی اور سختی ضرور پیش آئے گی، دوسرے یہ کہ ہر سختی کے ساتھ نرمی اور ہر تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہوگی، اس صورت میں اس سے مراد یا تو حقیقی ہمراہی ہے، یعنی ہر مصیبت کے اندر راحت ہے، سخت گرمی میں ہزار رہا امراض کا دفعیہ ہے اور کھیتوں کے لئے مفید ہے، بے موسم بارشیں بیماریوں کا علاج ہیں، اور دانوں کو ٹھنڈا کر کے کھانے کے قابل بناتی ہیں، نزلہ، زکام، دماغی امراض کا دفعیہ ہے، دست و بخار ہزار بیماریوں سے بچاؤ۔ حکیم کے ہر نشتر میں شفا ہے، کڑوی دوا میں مصلحت ہے، رب تو احکم الحاکمین ہے یا مع سے مراد مجازی ہمراہی ہے یعنی ہر مصیبت کے بعد متصل ہی راحت ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے ساتھ ہفتہ ہے یہ قانون زمین وآسمان اور ہر طرح کی مخلوق پر جاری ہے، اندھیرے کے بعد اجالا ہے، سخت گرمی کے بعد سردی، خزاں کے بعد بہار ہے، ایسے ہی انشاء اللہ خسارہ کے بعد نفع ہے، بیماری کے بعد شفاء شکست کے بعد فتح رونے کے بعد ہنسی، عبادت کے بعد قبولیت، توبہ کے بعد بخشش۔ فراق کے بعد وصال، عشق کے بعد محبوبیت، لہٰذا رب سے امید رکھو، امید بہترین عبادت ہے، خیال رہے کہ مصیبت اس بھٹی کی طرح ہے، جو گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی، اور سونے کو زیور بنا کر محبوب کے وصال کے لائق کر دیتی ہے، ایسے ہی مصیبت گنہگاروں کو گناہوں کی میل سے صاف کرتی ہے، نیک کار کے مراتب بڑھاتی ہے اور محبوبوں کا قرب زیادہ کرتی ہے ⑰ اس آیت میں یا تو تاکید کے لئے تکرار فرمائی گئی یا ایک خاص نعمت کی طرف اشارہ فرمایا گیا، کہ دونوں جگہ عسر کو معرفہ اور یسر کو نکرہ فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ ایک تنگی کے بعد دو سہولتیں ہیں، یا تو دنیا ہی میں یا ایک دنیا میں، اور دوسری مرتے وقت، یا قبر میں یا حشر میں، کہ رب تعالیٰ صابر مومنوں کو ان مقامات میں آسانی بخشے گا کیونکہ جب نکرہ مقرر ہو، تو دوسرے نکرہ سے پہلے کا غیر مراد ہوتا ہے، جیسے میرے پاس ایک آدمی آیا، اور ایک آدمی نے کہا، معلوم ہوا کہ آنے والا اور ہے اور کہنے والا دوسرا ⑱ کیونکہ نماز کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ خصوصاً نماز تہجد کے بعد، یا معنی یہ ہے، کہ جب تم تبلیغ سے فارغ ہو تو دوسرے کام میں کوشش کرو، کیونکہ بیکار رہنا ممنوع ہے ⑲ اس طرح کہ دست بکار اور دل بیار ہو، یا اپنی عبادات کے عوض جنت بھی نہ چاہو، صرف رضا، رب کے طلب گار ہو، یا دنیا میں دل نہ لگاؤ کہ فانی ہے رب سے دل لگاؤ کہ وہ باقی ہے، دریا میں کشتی ہو تو نجات ہے اور کشتی میں دریا آ جائے تو ہلاکت ہے دل دنیا میں رہے، دل میں دنیا نہ رہے، وہ یار کے رہنے کی جگہ ہے، خیال رہے، رب سے محبت کی وہ خصوصی نشانیاں ہیں، ایک اس کے محبوب بندوں اور محبوب چیزوں سے محبت، دوسرے کسی حال میں اس سے ناراض نہ ہونا۔ ⑳ انجیر و زیتون کی اس لئے قسم فرمائی گئی۔ کہ ان میں ظاہری وباطنی خوبیاں جمع ہیں' چنانچہ انجیر غذا بھی ہے' میوہ بھی' اور بہترین دوا بھی' کہ اس میں فضلہ بالکل نہیں' اس کی لکڑی کا دھواں مچھر و کیڑے مکوڑوں کو مار دیتا ہے اور زیتون کے درخت کی عمر تین ہزار سال ہے خشک پہاڑوں میں ہوتا ہے' پرورش اور پانی کا محتاج نہیں' خود رو ہے' اس کا تیل نہایت صاف روشنی دیتا ہے اور سالن کی جگہ کھایا جاتا ہے' نیز حضرت آدم وحوا' جنت سے انجیر کے پتے جسم پر لپیٹے دنیا میں آئے اور زمین کی ہرنی کو یہ پتے کھلا دیئے جس سے اسے حسن اور مشک نصیب ہوا (روح) موسیٰ علیہ السلام سے رب نے پہلا کلام جو فرمایا وہ غالباً درخت انجیر ہی کے ذریعہ فرمایا۔ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ (قصص: ۳۰) زیتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کا درخت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس درخت کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی' بعض لوگ بزرگوں کے جنگل کی تعظیم کرتے ہیں ان کی اصل یہ آیت ہے' رب نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمایا تھا'' فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى'' (طٰہٰ: ۱۲) اے موسیٰ اپنے جوتے اتار دو' تم بزرگ جنگل میں ہو۔ عشاق فرماتے ہیں کہ انجیر سے مراد حضور کے الفاظ طیبہ ہیں' جو میٹھے مفید اور ہمیشہ کار آمد ہیں۔ اور زیتون سے مراد حضور کے خیالات جو ہمیشہ نافع ہیں یا انجیر سے مراد ابوبکر صدیق ہیں جو سراپا رحمت ہیں اور زیتون سے مراد عمر فاروق' جن کی خلافت اسلام کے لئے بڑی مفید ہے' یا انجیر سے مراد شریعت ہے اور زیتون سے مراد طریقت ㉑ طور پہاڑ کو کہتے ہیں اور سینا سرسبز جنگل

کو اب اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام رب سے ہم کلام ہوئے چونکہ اس پہاڑ اور جنگل کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے اس لئے اس کی عظمت ظاہر فرمائی گئی' خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام طالب تھے اور تورات مطلوب' اس لئے وہ کتاب لینے طور پر گئے' مگر حضور مطلوب ہیں اور قرآن کریم طالب' اس لئے قرآن حضور کے پاس آیا' جب حضور مکی تھے' تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں' جب حضور مدنی ہوگئے' تو آیات بھی مدنیہ ہوئیں' مکہ اور مدینہ کا ہر گلی کوچہ طور سینا ہے۔ عشاق کہتے ہیں کہ حضور کا سینہ فیض کا گنجینہ طور سینا ہے' جہاں ہر وقت رب کی تجلی ہوتی ہے' یہ ہی سینہ حقیقت' اور معرفت کا گنجینہ ہے' یا عثمان غنی طور سینین کہ آپ جامع قرآن ہیں آپ کے ذریعہ لوگوں نے رب کا کلام سنا' آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے کیونکہ حدیبیہ میں حضور نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ فرمایا اور حضور کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۞ مکہ معظمہ کی' چونکہ انجیر وغیرہ مذکور چیزیں مکہ والوں سے غائب تھیں' مکہ معظمہ سامنے تھا' اس لئے وہاں ہذا نہ فرمایا' یہاں فرمایا' عام شہروں میں خاص خاص علاقوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں' لیکن مکہ معظمہ میں تمام جہاں کی ضرورتیں' کہ یہ ہر ملک کے سامان کی منڈی ہے' ہر جگہ کا سکہ اور آدمی یہاں ملتا ہے' اس لئے یہ بڑا شہر ہے' امین کے معنی ہیں امن والا' کہ یہاں انسان بلکہ شکاری جانوروں' خود رو درختوں کو بھی امان ہے' یا امین کے معنی ہیں امانت والا' کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور امانت کچھ عرصہ رہے' پھر آپ نے مدینہ بسایا' امین فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا' کہ مکہ حضور کی وجہ سے قسم فرمانے کے لائق ہوا۔ کیونکہ حضور کے سوا باقی تمام متبرک چیزیں کعبہ' عرفات' منیٰ وغیرہ وہاں ہی رہیں' خیال رہے کہ مکہ معظمہ میں حضور سے کلام الٰہی ہوا۔ حضور کو قرآن ملا' حضور کو معراج ملی' جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو' اس لئے طور کے بعد مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا' عشاق کے مشرب میں امانت والا شہر قلب پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جہاں دیدار یار کا بازار لگا ہے، جہاں سب کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں، جہاں اللہ کی تمام نعمتوں کے سودے ملتے ہیں، بشرطیکہ عقیدت ومحبت کی نقدی لائے، یا اس سے حضرت علی مرتضیٰ مراد ہیں، جو مدینہ علم کے دروازہ ہیں، جن کے ذریعہ تا قیامت اولیاء اللہ کو ولایت کے سودے ملیں گے، خیال رہے کہ چیز بنتی ہے کارخانوں میں، مگر ملتی ہے بازار میں، اللہ کی نعمتیں بنتی ہیں کارخانہ، قدرت میں، مگر ملتی ہیں ان بازاروں سے

بقیہ صفحہ ۷۱۷

کر دیا، کہ حسن، عقل اور زور دے کر چھین لئے، معلوم ہوا کہ یہ چیزیں ہماری نہیں، بلکہ رب تعالیٰ کی ہیں، الا الذین سے معلوم ہوا۔ کہ مومن متقی کو بڑھاپے کی بدحواسی سے محفوظ رکھا جاتا ہے ۞ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ایمان، اعمال پر مقدم ہے، ایمان کے بغیر کوئی نیکی درست نہیں، دوسرے یہ کہ نیکی ہمیشہ کرنی چاہیے، صرف ایک بار پر کفایت نہ کرے، تیسرے یہ کہ ہر قسم کی نیکی کرے کسی کو معمولی سمجھ کر چھوڑے نہیں کیونکہ رب نے ایمان کو عمل پر مقدم کیا، اور عملوا کو ماضی دائمی فرمایا، صالحات جمع ارشاد ہوئی، خیال رہے کہ مومنوں کی چھوٹی اولاد کو ان کے والدین کے ایمان وعمل کام آئیں گے ایسے ہی ہم جیسے گنہگار کسی نیک کار کی طفیل بخشے جائیں گے، لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں، بخشا ہوا عمل گویا حکماً خود اس کا ہی عمل ہے، جس کو بخشا گیا ۞ یعنی دائمی، اس طرح کہ نیک کار بندہ کو بڑھاپے، بیماری، سفر میں اتنی ہی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، جتنی وہ جوانی تندرستی، اقامت میں کرتا تھا، اور اس کے مرنے کے بعد اس کے کاتبین فرشتے اس کی قبر پر تا قیامت عبادت کرتے ہیں جس کا ثواب اس صاحب قبر کو ملتا رہتا ہے (عزیزی وروح) ۞ یعنی اے کافرو! اپنے پر اتنے اتار چڑھاؤ دیکھ کر قیامت کا کیسے انکار کرو گے، جو رب تم کو ایک بار نیست سے ہست کر سکتا ہے، وہ دوبارہ بھی کر سکتا ہے، یا اے محبوب اب کون ہے جو تمہارے دین کو جھٹلائے، اتنے دلائل دیکھ کر (روح) معلوم ہوا کہ دلائل قدرت میں غور وفکر کرنا عبادت ہے، کفار چونکہ حضور کو دنیاوی امور میں امین، صادق الوعد مانتے تھے، آپ کے دین کے منکر تھے، اس لئے یہاں دین کا ذکر فرمایا ۞ ہے اور ضرور ہے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب نے اپنے بعض بندوں کو بھی حاکم بنایا ہے۔ بادشاہ ملک کا ظاہری حاکم ہے، انبیاء و اولیاء اندرونی حکام، ہمارے حضور ملک وملکوت کے حاکم، جیسا کہ حاکمین جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ رب کے سوا کوئی احکم الحاکمین نہیں، کیونکہ احکم الحاکمین وہ ہے جس کی حکومت ہمیشہ سے ہو، ہمیشہ تک رہے، جس کی حکومت ساری مخلوق پر ہو، جس کی حکومت سے کوئی مر کر بھی نہ نکل سکے، جس کی حکومت میں ناحق فیصلہ نہ ہو سکے، جس کی حکومت سے کوئی بھاگ نہ سکے، یہ صفات رب تعالیٰ کے سوا کسی کی حکومت میں نہیں، ہمارے حضور رب کی حکومت کے مظہر اتم ہیں دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ (رسائل نعیمیہ) ۞ (شان نزول) ظہور نبوت کے قریب حضور کو چھ ماہ تک سچی خوابیں آئیں، پھر حضور جبل نور کے غار حرا میں چلے گئے یعنی علیحدگی میں عبادت الٰہی' سترہ رمضان دوشنبہ کے دن سحر کے وقت اسی غار میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اقراء حضور پڑھئے جواب دیا کہ ہم پڑھنے والے نہیں، تین بار اسی طرح عرض و جوابات کے بعد جبریل امین نے حضور کو سینے سے لگایا پھر سورہ اقراء کی پانچ آیتیں مالم یعلم تک سنائیں (روح البیان وغیرہ) اس سے چند فائدے حاصل ہوئے نمبر ا بزرگوں کے چلے اور چلوں میں ترک دنیا، ترک حیوانات برحق ہے رب نے حضور کو قرآن اور موسیٰ علیہ السلام کو تورات چلے کرا کر عطا فرمائی، نمبر ۲ کسی کا کسی کو توجہ دینا، سینے سے لگا کر فیض دینا برحق ہے، کہ حضرت جبریل نے حضور کو سینے سے لگا کر فیضان الٰہی بخشا، نمبر ۳ حضور ظہور نبوت سے پہلے عارف باللہ عابد وزاہد تھے، اسی لئے قرآن نے فرمایا ھدی للناس یا ھدی للمتقن یہ نہ فرمایا۔ کہ ہم حضور کے ہادی ہیں۔ معراج کو جاتے ہوئے نبیوں کو نماز پڑھائی، حالانکہ نماز لا مکان میں پہنچ کر عطا ہوئی نمبر ۴ حضور پہلے سے ہی جبریل امین کو جانتے پہچانتے تھے، کہ حضور اس وقت نہ ان سے ڈرے، نہ پوچھا کہ تم کون ہو، اگر آپ جبریل کو نہ پہچانتے تو آپ کو ان آیات کا کلام الٰہی ہونا مشکوک ہوتا، یہ شان نبوت کیا، شان ایمان کے بھی خلاف ہے ۞ اس آیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اپنے رب کے نام کو پڑھو یعنی اس کی تلاوت کرو، تب اس سے چند فائدے حاصل ہوں گے، ایک یہ کہ ذکر اللہ باقی عبادات سے افضل ہے کہ رب نے پہلے اسی کا حکم دیا، دوسرے یہ کہ ذکر اللہ کے لئے بزرگوں کی اجازت مفید ہے، بغیر اجازت ذکر اللہ میں خاص تاثیر نہیں پیدا ہوتی، دیکھو حضور پہلے سے ہی ذکر اللہ کرتے تھے، مگر الہام الٰہی اور اپنے جذبہ محبت سے آج رب نے اپنے ذکر کی اجازت صراحۃً دی، تاکہ آئندہ اس کی نئی تاثیریں ظاہر ہوں، اور تا قیامت مسلمان بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور کی اجازت سے ذکر کیا کریں، صحابہ بلاواسطہ، دوسرے مومن بالواسطہ، دیکھو اگر گھر میں بجلی کی فٹنگ ہو چکی ہو مگر کنکشن نہ ملا، تو روشنی نہیں ہوتی، قرآن اور سارے ذکر روحانی بجلی کے بلب اور رحمت کے پنکھے ہیں مگر فائدہ جب دیں گے جب

حضور سے کنکشن ملے گا، تیسرے یہ کہ دوسرے نیک اعمال کی طرح ذکر اللہ بھی عبادت ہے، جیسے بیمار کو بعض دوائیں کھلائی جاتی ہیں، بعض پلائی جاتی ہیں بعض لگائی اور بعض دکھائی جاتی ہیں، بعض صرف سنائی جاتی ہیں، مریض کو سبزہ دکھانا، خوشخبریاں سنانا، شفا کا سبب ہے، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں، جو ذکر اللہ کو عبث و بیکار کہتے ہیں دوسرے یہ کہ اے محبوب اپنے رب کے نام سے پڑھو، اور تلاوت قرآن کیا کرو، تو اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن شریف سے پہلے اعوذ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ جو اچھا کام بغیر بسم اللہ کیا جاوے وہ ناقص ہے، خیال رہے کہ بارش کا پانی برکت والا ہے، جس سے پیداوار میں برکت ہوتی ہے وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا (ق:٩) ہوا یوں ہی اللہ والوں کے دم قدم میں برکت ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا (مریم:٣١) اللہ کے نام میں برکت ہے فرماتا ہے۔ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ (الرحمٰن:٧٨) نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام سے پار لگی، حضرت سلیمان نے بسم اللہ کے ساتھ بلقیس کو خط لکھا، تو ملک یمن قبضہ میں آیا (١٠) سارے آدمیوں کو یا تم کو اے سید عالم صلی اللہ وسلم جو خلاصہ مخلوق ہو، اور جس پیدائش پر دست قدرت کو ناز ہے (١١) اس طرح کہ مٹی سے غذا، غذا سے خون، خون سے نطفہ اور نطفے سے پارہ گوشت بنایا، اس سے انسانی جسم کی ساخت کی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، خیال رہے کہ یہاں قانون خلقت کا ذکر ہے، جس سے حضرت آدم عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں، کہ وہاں قدرت کا اظہار ہے یا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر غذا سے خون بنتا رہتا ہے خون سے گوشت جس سے جسم بڑھتا ہے اس میں حضرت آدم و عیسیٰ علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ اس آیت میں اشارۃً فرمایا جارہا ہے کہ جیسے رب تعالیٰ روح کے ذریعہ ادنیٰ وگندے خون سے اعلیٰ و پاک انسان بناتا ہے، ایسے ہی اے محبوب تمہارے ذریعہ ہم ان ہی مکہ والوں میں سے جو ابھی کفر کی گندگی میں مبتلا ہیں، ایسے اعلیٰ درجہ کے ستھرے بندے بنائیں گے، جن سے شریعت و طریقت کے چشمے جاری ہوں گے (١٢) یہ دوبارہ پڑھنے کا حکم یا تو تاکید کے لئے ہے، یا پہلی قرات سے نماز میں تلاوت مراد تھی اور اس سے مراد نماز کے علاوہ تلاوت ہے، یا اس سے مراد تھا ثواب کے لئے تلاوت، اور یہاں مراد ہے لوگوں کو سکھانے کے لئے تلاوت، یا وہاں کبھی کبھی تلاوت کرنا مراد دہنا، یہاں ہمیشہ تلاوت کرنا مراد، خیال رہے کہ ہماری تلاوت صرف ثواب کے لئے ہے، حضور کی تلاوت ثواب کے لئے بھی ہے اور تعلیم امت کے لئے بھی تمام عبادات میں یہ فرق ہے، جہاز میں مسافر پار لگنے کے لئے سوار ہوتے ہیں مگر کپتان پار لگانے کے لئے (١٣) جو مخلوق کو بلا غرض ان کے بغیر استحقاق بلاعوض بے شمار نعمتیں دیتا ہے، نیز دنیا میں جو کوئی کسی کو کچھ دیتا ہے، وہ بھی رب کی مہربانی سے غرضیکہ وہ بالذات کریم ہے دوسرے مجازی کریم (١٤) قلم کے معنی ہیں تراشنا، کاٹنا، تقلیم الاظفار، ناخن تراشنا، چونکہ قلم بھی ہر طرف سے کاٹا تراشا جاتا ہے، اس لئے قلم ہے، یہاں قلم سے مراد یا تو عام قلم ہیں جن سے علم لکھا جاتا ہے چونکہ قلم علم کی قید ہے اس سے دل کی بات، اگلے پچھلے حالات، معلوم ہوتے ہیں، اس سے دین و دنیا کے کام وابستہ ہیں، اسی لئے اس کا ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ علم و قلم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، کتابت اس کا خاص کرم ہے، قلم اشرف شے ہے ۔خصوصا علماء کا قلم جس سے دینی خدمات کی جائیں، ایسے قلم اور ان کا برادہ نجس جگہ پھینکنا منع ہے، خیال رہے کہ پہلے آدم علیہ السلام نے پتوں پر لکھا، پھر ادریس علیہ السلام نے ٹھیکریوں پر، پھر رب نے فرشتوں، اپنے نبیوں، ولیوں کو اس قلم کے ذریعہ ماکان و ما یکون کا علم سکھایا، معلوم ہوا کہ نبی تمام مخلوق سے بڑے عالم ہیں، کہ انہیں رب نے لامکانی مدرسہ میں لوح محفوظ کا علم سکھایا' بڑی کتاب' بڑے مدرسہ میں' بڑے استاد سے' بڑے شاگرد ہی پڑھتے ہیں یا قلم سے مراد کاتب تقدیر فرشتے کا وہ قلم ہے جس سے وہ ماں کے پیٹ میں بچے کی تقدیر لکھتا ہے، یعنی رب نے اس قلم کے ذریعہ فرشتوں کو، اور بندگان خاص کو لوگوں کی تقدیر پر مطلع فرمایا، روح البیان نے فرمایا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کا قلم ہیں، جس کے ذریعہ مخلوق کو علم عطا ہوئے اور جو ان کی زبان سے نکلے وہ اٹل ہے (١٥) یعنی پہلے انسان حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے یا انسانیت کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون بلکہ تمام علوم قرآنیہ عطا فرمائے، لیکن کسی مدرسہ یا استاذ کے ذریعہ نہیں بلکہ بلاواسطہ (تفسیر خازن و معالم التنزیل) یا مطلقا انسان کو علم سکھایا کسی کو طب کا، کسی کو سائنس کا کسی کو علم دین وغیرہ دیا، کچھ استاذ کے ذریعہ کچھ تجربہ سے، کچھ بطریقہ الہام یا اپنے محبوبوں کو اپنی ذات و صفات کے علوم بخشے، جو سینہ بہ سینہ پہنچتے ہیں، جس کی کتاب شیخ کا چہرہ ہے اور شیخ کی نظر حصول کا ذریعہ (١٦) خیال رہے کہ مدنی آیات میں کَلَّا نہیں آیا، نیز اول پندرہ پاروں میں کلا نہیں (عزیزی) یہاں انسان سے مراد کافر یا غافل آدمی ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء و صالحین، یطغی، طغی سے بنا، بمعنی حد سے نکل جانا، جیسے دریا کا پانی حد میں رہ کر بہت مفید ہے کہ اس سے نہریں، نالے نکلتے ہیں، کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے، اور اپنی حد سے نکل کر بہت نقصان دہ کہ بستیاں غرق کر دیتا ہے، ایسے ہی انسان اپنی حد میں رہ کر اشرف الخلق ہے، اگر انسانیت کی حد سے نکل جاوے تو شیطان سے بدتر ہے" قدرت نے انسان کے لئے جیسے طبی حدیں مقرر فرمائی ہیں کہ انہیں توڑنے والا یا بیمار ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے، ایسے ہی شرعی حدیں مقرر فرمادی ہیں، عقائد کی حد توڑنے والا کافر ہو جاتا ہے، اعمال کی حدود توڑنے والا فاسق اور بدکار، آزادی اچھی ہے مگر بے قیدی بری شریعت نے ہماری زندگی، موت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کی حدیں مقرر فرمادی ہیں (١٧) یعنی جو انسان اپنے کو اللہ رسول، اولیاء، علماء سے بے نیاز سمجھ لیتا ہے، وہ ہی سرکش ہو جاتا ہے، جو اپنے کو ہستیوں کا نیاز مند سمجھتا ہے، وہ کبھی اپنی حدود سے نہیں نکلتا اور سرکشی نہیں کرتا، کفر و معاصی کی اصل وجہ انبیاء و اولیاء سے استغناء ہے، جو ان بزرگوں سے بے نیاز ہوا، وہ رب سے بے نیاز ہو گیا، ورنہ جن کفار کے متعلق یہ آیت آئی، وہ اپنے کو براہ راست رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے، خیال رہے کہ بمقابلہ دیگر مخلوق کے انسان زیادہ محتاج ہے، جانور صرف کھانے کے حاجت مند ہیں، انسان کھانے، کپڑے، مکان، سب کا حاجت مند، پھر جانور صرف سبزہ وغیرہ کھالیتے ہیں، مگر انسان کی غذا میں بیسیوں جھگڑے، جانوروں کی بیماریاں تھوڑی، علاج آسان، انسان کی بیماریاں زیادہ علاج مشکل، یہ زیادہ محتاجیاں اس لئے ہیں کہ انسان مستغنی ہو کر سرکش نہ ہو جائے، اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جیسے زمین آسمان سے کبھی بے نیاز نہیں، کبھی بارش کبھی دھوپ، کبھی ہوا کبھی اچھے موسم کی محتاج ہی رہتی ہے ایسے ہی ہم کبھی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، کافر کلمہ میں، مومن نیک اعمال میں، متقی مقبولیت میں، مرتے وقت حسن خاتمہ میں، قبر میں کامیابی، امتحان میں، محشر میں شفاعت میں حضور کے محتاج ہیں، دوسرے یہ کہ دنیا والوں سے بے نیازی اچھی چیز ہے، مگر اللہ و رسول کا محتاج رہنا باعث فخر ہے، تیسرے یہ کہ اپنے میں غور

وفکر کرنا عبادت بھی ہے، گناہ بھی، بلکہ کبھی کفر بھی، اپنے گناہوں رب کی رحمتوں میں غور وفکر عبادت ہے، اپنے اندر رب کی صفتوں میں غور وفکر عرفان ہے، اپنے میں برائی دیکھ کر اللہ و رسول سے غنی ہو جانا طغیان ہے چوتھے یہ کہ علم مال سے افضل ہے، رب نے مال کی برائی اور علم کی فضلیت بیان فرمائی (۱۸) یعنی ہر شاہ و گدا کو دنیا کے ہر حال میں، پھر مرتے وقت پھر قبر میں پھر حشر میں، رب تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور پڑے گا، پھر وہ رب سے بے نیاز کیسے ہوگیا۔ امیر کا اپنے کو رب سے غنی جان لینا حماقت ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ کوئی خوشی سے رب کی طرف رجوع کرتا ہے، کوئی بنا خوشی سے، پہلے رجوع اجر کا ذریعہ ہے تشریعی رجوع عبادت ہے، ورنہ تکوینی رجوع تو کفار بھی کر لیتے ہیں، یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مستغنی مجرم تو رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو، تجھے ہر وقت رب کی طرف رجوع وتوبہ کا موقع ہے، توبہ کرلے، خیال رہے کہ کفر سے توبہ غرغرہ سے پہلے تک ہوسکتی ہے، گناہوں سے توبہ غرغرہ پر بھی ہو جاتی ہے۔ (۱۹) (شان نزول) یہ آیت ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی اس نے حضور کو بیت اللہ شریف میں نماز سے روکا تھا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ اگر میں حضور کو یہاں نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کی گردن کچل دوں گا۔ (معاذ اللہ) حضور وہاں نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ مردود اس برے ارادے سے بڑھا، مگر فوراً الٹے پاؤں پیچھے بھاگا، لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق اور خطرناک پرندے ہیں، حضور نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کردیتے، یہاں اَلَّذِیْ یَنْھٰی سے ابوجہل مراد ہے اور عَبْدًا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نماز میں اپنی بندگی کا اظہار ہوتا ہے، نیز ملازم جب کار سرکار میں ہو تو اس کا مقابلہ حکومت کا مقابلہ ہوتا ہے اسی لئے یہاں عبدًا ارشاد ہوا، لہٰذا آیت کریمہ میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے اور ابوجہل پر انتہائی غضب، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ یہ آیت حکم نماز آچکنے کے بعد یعنی معراج کے بعد کی ہے، گزشتہ آیات سے ۱۳ برس بعد کی، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے یہی شرعی نماز مراد ہے، جو معراج میں فرض ہوئی، دوسرے یہ کہ جب کعبہ معظمہ میں بت تھے تب بھی حضور اسی کا طواف، اسی کی طرف نماز ادا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر مقابر اولیاء اللہ پر ناجائز چیزیں ہوتی ہوں تو وہ مقامات متبرک ہی رہیں گے،

تیسرے یہ کہ مسلمان کو نماز سے روکنا ابوجہل کا کام ہے۔ مسئلہ چند موقعوں پر نماز سے روکنا جائز ہے، مکروہ وقت میں نماز سے، مغصوبہ زمین میں نماز سے، خاوند بیوی کو تہجد ونوافل سے، مالک غلام کو، اور اجیر خاص کو نوافل سے روک سکتا ہے۔ جب کہ ان کی خدمت میں خلل پڑتا ہو، مگر فقہاء فرماتے ہیں، کہ جو کراہت کے وقت نماز پڑھنے لگے، تو اسے نماز سے نہ روکو، بعد میں مسئلہ سمجھا دو، تاکہ اس آیت کی زد میں نہ آجاؤ۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو مسجد سے روکنا گویا نماز ہی سے روکنا ہے کیونکہ ابوجہل نے حضور کو حرم شریف سے منع کیا تھا، نہ کہ نفس نماز سے، مگر رب تعالیٰ نے اسے نماز سے منع کرنا قرار دیا۔ مسئلہ:۔ چند شخصوں کو مسجد سے روکا جاسکتا ہے، ناسمجھ بچہ یا دیوانہ کو جسے پیشاب پاخانہ کی تمیز نہ ہو، جس کے منہ سے کچے پیاز یا لہسن یا حقہ کی بو آ رہی ہو، جس کے جسم پر بدبودار زخم ہو، وہ بدمذہب جس کے مسجد میں آنے سے فساد ہو، دیکھو حضور نے فتح مکہ کے بعد مشرکین کو حج وطواف سے روک دیا، بلکہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا (۲۰) یعنی اے محبوب ذرا دیکھو تو، یا اے قرآن پڑھنے والو غور تو کرو کہ اگر بوجہل ہدایت پر ہوتا، یا دوسروں کو بھی ہدایت کرتا، تو اس کا کیا درجہ ہوتا، کہ وہ مومن ہوتا پھر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جاتا۔ حضور کا عزیز ہو کر رب کا پیارا بن جاتا، بیت اللہ شریف میں رہتا، ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ پاتا، قوم کا سردار تھا، اس کی وجہ سے اس کے ماتحت لوگ بھی ایمان لے آتے تو سب کا ثواب اسے ملتا۔ خیال رہے کہ ہدایت کے بہت معنی ہیں جیسا مہدی اور جیسا اس کا مقابل، ویسے ہی اس کے معنی ہیں، یہاں طغیان کے معنی ہیں مقابل ہے، لہٰذا اس سے مراد عجز و نیاز اور دل کی نرمی، یہ چیزیں اللہ کی بڑی نعمت ہیں کھیت و باغ نرم زمین میں ہی لگتے ہیں، سنگلاخ میں نہیں لگتے، جہاں کچھ بونا ہوتا ہے اس زمین کو ہل وغیرہ سے اور بھی نرم کر لیتے ہیں، جس دل میں اللہ ایمان و عرفان کا تخم بونا چاہتا ہے اسے نرمی اور عجز بخشتا ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گزشتہ لوگوں کے طغیان وعرفان اور ایمان میں غور کرنا بھی عبادت ہے، کہ اس سے ہدایت نصیب ہوتی ہے، میلاد شریف وعرس بزرگان کا یہ ہی منشا ہے، دوسرے یہ کہ حضور کے زمانہ والوں کو ایمان کے ذریعہ جو درجے نصیب ہوسکتے تھے وہ بعد والوں کو ممکن نہیں، اب کوئی صحابی نہیں بن سکتا، تیسرے یہ کہ بڑا بدنصیب وہ ہے جسے رب تعالیٰ اچھا موقعہ دے اور وہ اس سے

فائدہ نہ اٹھائے (۲۱) یعنی اگر ابوجہل مرتے دم تک آپ کو جھٹلانے اور آپ کی فرماں برداری سے منہ موڑنے پر قائم رہا، تو اس کا برا حال ہوگا، کیونکہ جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں، ایسے ہی حضور کو دیکھ کر بھی کافر رہنے والے کفار تمام کفار سے بدتر ہیں۔ کچہری میں حاکم کے سامنے جرم کرنے والا بڑا مجرم ہے۔ کہ اس نے جرم بھی کیا، عدالت کی توہین بھی حاکم کی بے ادبی بھی، خیال رہے کہ ابوجہل حضور کو جھٹلاتا بھی تھا اور آپ کی نافرمانی بھی کرتا تھا، پھر ان کذب فرمانا یا تو خاتمہ کفر کے لحاظ سے ہے، یا ڈرانے دھمکانے کے لئے، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر بھی حضور کی اطاعت فرض ہے، جس پر انہیں سزا ملے گی، کیونکہ یہاں کَذب کے ساتھ تَوَلّٰی بھی فرمایا گیا دوسرے یہ کہ فاسق و بدکار مسلمان بھی سزا کا مستحق ہے۔ کیونکہ رب نے تَوَلّٰی کو بھی سزا کا باعث قرار دیا (۲۲) اور جب حاکم علیم وخبیر بھی ہو، حکیم بھی قدیر بھی، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وفادار کو انعام اور غدار کو سزا نہ دے، اگر انسان یہ خیال رکھے تو گناہ کی جرات نہ کرے (۲۳) یعنی اگر ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا، تو ہم قیامت میں اسے قبر سے محشر تک، یا محشر سے دوزخ تک، یا بدر کے میدان میں قتل کے بعد پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، چنانچہ جنگ بدر ختم ہونے پر حضرت عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر کاٹ کر اس کی ناک کان میں سوراخ کرکے ان میں ناتھ ورسی ڈال کر پیشانی کے بال رسی میں باندھ کر مرے ہوئے کتے کی طرح گھسیٹتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں لائے (روح البیان وعزیزی) چونکہ پیشانی جسم انسانی کا اشرف و اعلیٰ عضو ہے، غرور، تکبر، عجز و انکسار اسی میں رہتے ہیں، اس لئے غرور کو سرکشی یا گردن کشی کہا جاتا ہے، لہٰذا خصوصیت سے پیشانی کا ذکر فرمایا، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ایذا رسانی تمام جرموں سے بدتر ہے، کہ رب نے یہ ذلت وخواری کی سزا کسی اور جرم کی نہ فرمائی، اور یہاں بھی فرمایا کہ اگر ابوجہل حضور کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا۔ تو اسے یہ سزا دی جائے گی، یعنی اگر باز آگیا تو اگرچہ کافر ہے مگر یہ سزا نہ دی جائے گی، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے محبوبوں کا بدلہ خود لیتا ہے، تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے کام اپنی طرف نسبت فرماتا ہے۔ دیکھو پیشانی کے بالوں سے گھسیٹنا یا

فرشتوں کا کام ہے، یا حضرت ابن مسعود صحابی کا، مگر رب نے فرمایا۔۔۔۔ کہ ہم گھسیٹیں گے (سبحان اللہ) (۲۳) (شان نزول) جب ابو جہل نے حضور کو کعبہ معظمہ میں نماز سے روکا، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھڑک دیا۔ اس پر وہ بولا، کیا مجھے آپ جانتے نہیں، مکہ معظمہ میں سب سے بڑا جتھے والا، مجلس والا میں ہوں، اگر چاہوں تو آپ کے مقابل نوجوانوں سے جنگل بھر دوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، (خزائن وغیرہ) اس میں فرمایا گیا کہ وہ اپنے ہم مجلس جتھے کو بلا لے۔ ہم اپنے زبانیہ فرشتوں کو بلالیں گے، زبانیہ زبن سے بنا بمعنی پکڑنا ۔گرفتار کرنا، زبانیہ فرشتوں کی وہ جماعت ہے جو کفار کو محشر سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالے گی، (عزیزی روح وغیرہ) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ آپ کا دشمن رب کا دشمن ہے دیکھو ابو جہل نے حضور سے مقابلہ کیا، تو حضور نے نہ فرمایا، کہ ہم جماعت صحابہ کو بلالیں گے، بلکہ رب نے فرمایا کہ ہم زبانیہ فرشتوں کو بلالیں گے، دوسرے یہ کہ تمام فرشتے حضور کے خدام ہیں، کیونکہ زبانیہ فرشتے حق تعالیٰ کی ریزرو فوج ہے جو حضور کی خدمت کے لئے آنے کو تیار ہے، صرف حضور کی شان ظاہر کرنے کو، ورنہ کفار کی ہلاکت کے لئے ایک ہی فرشتہ کافی ہے، تیسرے یہ کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں فلیدع امر ہے مگر وجوب کے لئے نہیں، اظہار غضب کے لئے ہے (۲۵) خیال رہے کہ سجدے بہت قسم کے ہیں، سجدہ عبادت، نماز کا سجدہ، سجدہ شکر، سجدہ تلاوت، سجدہ سہو، سجدہ دعا وغیرہ۔ یہاں یا تو سجدہ عبادت مراد ہے، یعنی آپ ابو جہل کی بکواس کی پرواہ نہ کریں، حرم شریف میں نمازیں پڑھا کریں، ہم آپ کے محافظ و ناصر ہیں، یا سجدہ شکر مراد ہے، یعنی آپ اس کا سجدہ کریں کہ ہم آپ کے حافظ اور ہمارے فرشتے آپ کے خدام ہیں، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ بہترین عبادت ہے، کہ اس میں بندہ زمین پر اپنا سر رکھ کر اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے اور زبان سے رب کی عظمت کا اقرار اسی لئے ہر رکعت میں سجدے دو ہیں قیام و رکوع ایک ایک، دوسرے یہ کہ حضور کی عبادتیں عفو سیئات کے لئے نہیں، قرب الٰہی کے لئے ہیں

بقیہ صفحہ ۷۱۸

بزرگ چیزوں سے نسبت بڑی ہی مفید ہے کہ شب قدر کی یہ فضیلت قرآن کی نسبت سے ہے، اصحاب کہف کے کتے کو ان بزرگوں سے منسوب ہو کر دائمی زندگی، عزت نصیب ہوئی، دوسرے یہ کہ تمام آسمانی کتابوں سے قرآن شریف افضل ہے، کیونکہ تورات وانجیل کی تاریخ نزول کو یہ عظمت نہ ملی (۳) یعنی شب قدر میں شام سے صبح تک سارے مقرب فرشتے یا سدرہ یا عبادت کرنے والے بے شمار فرشتے اور روح الامین حضرت جبریل یا روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا روح محمدی یا فرشتوں کی خاص روحانی جماعتیں، یا وہ روح فرشتہ جس کی بے شمار زبانیں ہیں جن سے مختلف لغات میں حمد الٰہی کرتا ہے۔ اور اس رات تمام زبانوں سے مومنین کے لئے دعائے مغفرت روئے زمین پر خصوصاً مسجدوں اور مومنین عابدین کے گھروں میں اترتے رہتے ہیں (روح وغیرہ) تاکہ آج بجائے سدرہ کے زمین پر مسلمانوں کے ساتھ عبادت کریں، اور مسلمانوں کی دعاؤں پر آمین کہیں، نیز صالح مومنوں سے یہ فرشتے فیض پائیں نیز یہ فرشتے اس رات کی برکتیں حاصل کریں (تفسیر عزیزی) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین آسمان سے افضل ہے، کہ مقرب فرشتے اس رات قرب الٰہی حاصل کرنے زمین پر آتے ہیں دیکھو جبریل علیہ السلام دعائیں مانگنے مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے (حدیث) دوسرے یہ کہ بزرگوں کے قرب میں دعا وعبادت زیادہ قبول ہوتی ہے، کہ یہ فرشتے قبور انبیاء وصالحین کے قریب عبادت کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں، بنی اسرائیل نے جب توبہ کرنی چاہی، تو حکم ہوا کہ شہر بیت المقدس میں سجدہ کرتے جاؤ، وہاں جا کر توبہ کرو، قبول ہو گی، (قرآن کریم) تیسرے یہ کہ شب قدر وغیرہ معظم وقتوں کے برکات زمین پر زیادہ ظاہر ہوتی ہے، جسے حاصل کرنے فرشتے یہاں آتے ہیں، چوتھے یہ کہ بعض فرشتے صرف آسمان پر رہتے ہیں، بعض صرف زمین پر، بعض زمین و آسمان میں دن رات آتے رہتے ہیں، بعض وہ جو صرف شب قدر میں زمین پر آتے ہیں، پانچویں یہ کہ اگرچہ ساری شب قدر افضل ہے مگر اس کا آخری حصہ زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت سارے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس سے پہلے تو اترتے رہتے ہیں، چھٹے یہ کہ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر اور روح محمدی اعلیٰ علیین میں جلوہ گر ہے، وہاں سے ہی سارے عالم کا مشاہدہ فرما رہی ہے، مگر متبرک اوقات خصوصاً شب قدر میں زمین پر رونق افروز ہو کر تمام دنیا کے حالات دیکھتے ہیں، جیسا کہ روح کی چوتھی اور پانچویں تفسیر سے معلوم ہوا (۴) یعنی ساری رات شب قدر شیاطین اور آفات و عذاب الٰہی سے سلامت و محفوظ ہے، بخلاف دوسری راتوں کے کہ ان کے اول میں جنات وشیاطین کا پھیلاؤ، درمیان میں غفلت، آخر میں رحمت ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بزرگوں کے دم قدم کی برکت سے عذاب سے امن ہے شیطانوں کا دفع ہونا ہے کہ شب قدر میں فرشتوں اور مقدس روحوں کی برکت سے سلامتی ہے، یہ سب کچھ طلوع فجر تک ہوتا ہے۔ (۵) یعنی عرب کے یہود ونصاریٰ اور مشرکین اور ضد میں اتنے پختہ تھے کہ کسی صورت میں اپنا دین چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے' اولاً تو اہل عرب قدرتی طور پر سخت دل اور سرکش ہیں' دوسرے اس خطہ میں اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی رسول نہیں آئے' جس سے ان کی جہالت اور زیادہ ہو گئی' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اگرچہ اہل کتاب اور مشرکین سب ہی کافر ہیں مگر چونکہ اہل کتاب کو کسی پیغمبر سے نسبت ہے اس لئے ان کے احکام نرم ہیں' دیکھو یہاں اہل کتاب کا ذکر پہلے ہے' ان کا ذبیحہ اور عورتیں حلال ہیں' اگر یہ ایمان قبول کریں' تو انہیں دوگنا ثواب ہے جب پیغمبر سے نسبت کفار کو اتنا فائدہ دے دیتی ہے' تو جس مومن کو حضور سے خصوصی نسبت ہو جاوے اس کا کیا پوچھنا' دوسرے یہ کہ حضور نے ایسی قوم کو درست فرمایا' کہ جس کی اصلاح بظاہر ناممکن تھی۔ تیسرے یہ کہ آسمانی کتابوں پر عمل ان کے نسخ سے پہلے ہدایت تھا' نسخ کے بعد گمراہی ہو گیا' جیسے طبیب کا پرانا نسخہ جواب مریض کو مضر ہے (۶) روشن دلیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ آپ توحید الٰہی تمام دینی امور بلکہ خود اپنی آپ دلیل ہیں۔ یعنی اے محبوب اہل عرب اپنی ہدایت میں آپ کے منتظر تھے' یا اے محبوب اس خطہ میں آپ کے سوا کوئی دوسرا ہدایت نہ دے سکتا تھا۔ یہاں اگر کوئی جلالی پیغمبر جلوہ گر ہوتا' تو ان سے مایوس ہو کر انہیں تو بد دعا سے ہلاک کرا دیتا اور سرزمین کو ویران کرا دیتا' جیسے ثمود وعاد کا حال ہوا تم نے انہیں مومن صحابی بنایا' اور مکہ و مدینہ میں بہاریں لگا دیں' خیال رہے کہ دلیل وہ جس سے دعویٰ ثابت کیا جاوے اور روشن دلیل وہ جس پر جرح قدح نہ ہو سکے' جیسے سورج کے لئے دھوپ' یا آگ کے لئے دھواں' یا گواہوں میں سرکاری گواہ' چونکہ حضور سراپا معجزہ ہیں' پھر آپ کا عرب جیسے ملک میں پاک باز' راست گو رہنا' بغیر کسی کی شاگردی کے' غیب و شہادت پر علیم وخبیر ہونا' رب کی الوہیت' خود حضور کی نبوت کا روشن ثبوت ہے' اس لئے حضور کو بینہ

فرمایا (۷) حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' یہاں یہ نہ فرمایا کہ کس کی طرف رسول' معلوم ہوا کہ حضور ساری خدائی کے رسول ہیں' رسول اور وکیل دونوں دوسرے کا کام کرتے ہیں' مگر وکیل اپنی ذمہ داری پر' رسول بھیجنے والے کی ذمہ داری پر کہ رسول کا کلام و کام اپنا نہیں ہوتا' بھیجنے والے کا ہوتا ہے' حضور کا ہر کلام و کام بلکہ ہر ادا رب کی طرف سے ہے' کیونکہ اس کے رسول ہیں' اور ہر حالت میں رسول ہیں لہٰذا حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' حضور کی مدح رب کی حمد ہے' خیال رہے کہ رسول کی تنوین تعظیمی ہے' یعنی شاندار رسول جو ہمیشہ سے رسول ہیں' حضرت آدم آب و گل میں تھے' کہ وہ نبی تھے' ہمیشہ تک رسول کہ انسان مر کر بادشاہ کی حکومت سے نکل جاتا ہے۔ مگر حضور کا امتی رہتا ہے' اس لئے قبر میں ان کی پہچان کرائی جاتی ہے' حضور سے پہلے یہ سوالات قبر نہ تھے' ہر حالت میں رسول کہ سوتے جاگتے پھرتے رسول ہیں' اسی لئے حضور کی عادات پر عمل ہمارے لئے عبادت ہے' سب کے رسول کہ قیامت میں اپنا کلمہ پڑھانے والے سارے رسول حضور کا پڑھیں گے۔ من اللہ سے یہ بتایا کہ ان کی رسالت تمہارے دونوں سے نہیں' تاکہ تم انہیں ریٹائر یا خارج کر سکو' بلکہ وہ رب کی طرف سے رسول ہیں' جیسے تم چاند و سورج کو بجھا نہیں سکتے' ایسے ہی انہیں گھٹا نہیں سکتے (۸) یعنی قرآن شریف جو تمام پچھلے صحیفوں کا جامع ہے' اور ہر طرح پاک ہے کہ پاک جگہ سے پاک فرشتوں کے ذریعہ پاک نبی پر آیا' پھر ہمیشہ پاک زبانوں' پاک سینوں' پاک ہاتھوں میں رہے گا' نیز ملاوٹ' ردو بدل سے محفوظ ہے' خیال رہے کہ حضور کی تلاوت معجزہ ہے، کہ آپ نے بغیر کسی سے سیکھے قرآن پڑھا پڑھایا، سمجھا اور سمجھایا ہماری تلاوت معجزہ نہیں کہ ہم حافظ، قاری، عالم شیخ سے اس کی تلاوت قرأت احکام و اسرار سیکھتے ہیں، نیز حضور کی تلاوت کے ذریعہ فرشیوں کو عرشی قرآن ملا (۹) کہ گزشتہ و آئندہ واقعات احکام، اسرار جو کچھ بھی قرآن میں ہے، بالکل درست اور ناقابل تبدیل ہے (۱۰) یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے سارے اہل کتاب متفق تھے کہ حضور کی آمد پر ایمان لائیں گے، مگر جب حضور رونق افروز ہوئے، تو بعض ایمان لائے اور بعض انکاری ہو گئے، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ جن اہل کتاب کو کتاب کے صرف الفاظ یا معانی ملے تھے، انہیں ایمان نصیب نہ ہوا۔ مگر جن کو کتاب کا نور و اسرار ملا وہ ایمان لے آئے، یہ ہی قرآن شریف کا

حال ہے، کہ صرف الفاظ یا معنی پڑھ لینے سے ایمان نہیں ملتا۔ یہ تو آریہ، عیسائی بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسے ہی حضور کی صرف بشریت دیکھنے والے کو ایمان نہیں، ملتا بشریت تو شیطان و ابو جہل نے بھی دیکھی تھی، بلکہ ان جناب کی نورانیت دیکھنے والا مومن ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ بعض اہل کتاب کو کتاب کا علم کسبی ملا تھا، اور بعض کو علم لدنی محض کسبی علم والے کافر رہے، لدنی علم والے ایمان لائے، صرف کنوئیں کے پانی سے کھیت مکمل نہیں ہوتا، جب تک کہ بارش نہ پڑے، تیسرے یہ کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے سخت تر ہے، دیکھو رب تعالیٰ نے یہاں خصوصیت سے اہل کتاب پر عتاب فرمایا، اگرچہ مشرکین کا بھی یہی حال ہے چوتھے یہ کہ نبی سے ہر شخص کو فیض نہیں ملتا، بعض محروم بھی رہتے ہیں، سورج سے چمگادڑ نور نہیں لیتا (۱۱) یعنی اہل کتاب کو حضور کے ذریعہ وہی حکم دیئے گئے، جو تورات و انجیل میں بھی تھے، اللہ کی عبادت کرنا، اچھے عقیدے رکھنا، اور بے دینوں سے علیحدگی، نماز و زکوۃ کی پابندی، اگرچہ ان کے طریقہ ادا میں کچھ فرق ہے، مگر اصول وہی ہے، پھر یہ اہل کتاب حضور سے بدکتے اور بھڑکتے کیوں ہیں، خیال رہے کہ عقاید خالص اسلامی ہونا، اخلاص فی الدین ہے اور کفار سے دلی بیزاری، صورت و سیرت و اعمال میں ان سے علیحدگی حنیفیت ہے، نماز ہمیشہ پڑھنا، صحیح وقت پر، صحیح طریقہ سے اور دل لگا کر پڑھنا نماز کا قائم کرنا ہے، جو بھی کام رب کو راضی کرنے کے لئے کیا جاوے، وہ عبادت ہے اگرچہ نماز و زکوٰۃ بھی اس میں داخل ہیں، مگر چونکہ یہ دونوں زیادہ اہم ہیں، اس لئے ان کا ذکر علیحدہ ہوا (۱۲) جو آدم علیہ السلام سے اب تک جاری و ساری ہے، اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کفار عبادات کے بھی مکلف ہیں، کہ اسلام لا کر نماز و زکوٰۃ ادا کریں، جیسا کہ امروا سے معلوم ہوا، دوسرے یہ کہ دین میں عقاید و اعمال دونوں ہی ضروری ہیں کہ رب نے اخلاص و نماز وغیرہ سب کو دین قیم فرمایا، خیال رہے کہ بعض یہود و نصاری نے اصل عبادات کو چھوڑ کر رہبانیت و ترک دنیا کو اختیار کر لیا تھا، جیسے آج دتے شاہی، نوشاہی، بھنگی چرسی فقیر اور بعض نے خیال کیا تھا، کہ اعمال کی کوئی ضرورت نہیں، جیسے آج مرجیہ اور بعض روافض، ان دونوں کی تردید اس آیت میں ہے (۱۳) یعنی مشرکین اور اہل کتاب چونکہ اصل کفر میں برابر ہیں، لہٰذا اصل سزا یعنی دوزخ کی ہمیشگی میں بھی برابر ہوں گے، اگرچہ نوعیت کفر میں فرق ہونے کی

وجہ سے نوعیت عذاب میں فرق ہوگا، کہ کوئی دوزخ کے اونچے طبقے اور ہلکے عذاب میں ہوگا، اور کوئی نیچے طبقہ کے سخت عذاب میں، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، خیال رہے کہ اہل کتاب کو اپنے علم و خاندان انبیاء ہونے پر فخر تھا، اور مشرکین مکہ کو خدمت کعبہ اور اولاد ابراہیمی ہونے پر ناز، اس آیت میں دونوں کے خیالات کی تردید ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے کفر کی سزا دوزخ میں ہمیشگی ہے، اللہ کا منکر، نبی کا منکر، قرآن کا انکاری، اور صحابہ اہل بیت کا دشمن، اس عذاب میں یکساں ہیں، نیز علم و نسب مومن کے لئے کار آمد ہے کافر کے لئے بے کار (۱۴) خیال رہے کہ کفار کا دوزخ میں داخلہ اگرچہ قیامت کے بعد ہو گا، مگر چونکہ یقینی ہے، یا چونکہ کفر اس داخلہ کا سبب یقینی ہے، کفر میں داخلہ گویا دوزخ میں داخلہ ہے، اسی لئے یہاں ارشاد ہوا کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہیں یہ بھی خیال رہے کہ بعض کفار دوزخ سے علیحدہ رہیں گے جیسے ابو طالب اور بعض دوزخ کے ٹھنڈے طبقے میں ہوں گے مگر چونکہ زیادہ تر کفار آگ ہی میں ہوں گے نیز ان دونوں گروہوں کو بھی آگ ہی کا عذاب ہوگا کہ ٹھنڈے طبقہ میں آگ کی دوری سے ٹھنڈک ہے اسی لئے سب کفار کے لیے ارشاد ہوا۔ کہ وہ آگ میں ہیں کہ سب کفار کو آگ ہی کا عذاب ہے، کسی کو آگ سے قرب کا عذاب کسی کو آگ سے دوری کا عذاب (۱۵) یعنی سارے اہل کتاب باوجود عالم ہونے، اور اولاد انبیاء ہونے کے اور سارے مشرکین مکہ باوجود خادم کعبہ ہونے اور اولاد ابراہیم ہونے کے ساری مخلوق کتے و سور، نجاسات وغیرہ سے بدتر ہیں، کہ ان ہی کے لئے دوزخ ہے، ان ہی پر اللہ و ساری مخلوق کو لعنت ہے، ان کو کشتی نوح علیہ السلام میں جگہ نہ تھی، تمام جانوروں کے لئے تھی، کیونکہ یہ حکومت الٰہیہ کے باغی ہیں، اور کوئی مخلوق باغی نہیں، خیال رہے کہ یہاں مخلوق سے مراد اس زمانہ کی مخلوق ہے۔ شیطان و فرعون تو پہلے کی مخلوق ہیں اور دجال آئندہ کی مخلوق، لہٰذا آیت واضح ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرزائی، شیعہ، وہابی، مرتدین سید نہیں کہ سید سردار ہوتا ہے، اور یہ لوگ بدترین خلق ہیں، نیز سید لائق احترام ہے یہ واجب اہانت

بقیہ صفحہ ۷۱۹

کسی کو ملتی ہے (۲) یعنی یہ رضا ان خوش نصیبوں کو ہے' جن کے دل میں خوف خدا ہے' خیال رہے کہ خوف ایذاء کا بھی ہوتا ہے جیسے سانپ' بچھو سے خوف اور ظلم کا بھی' جیسے ظالم حاکم کا ڈر ان کا نتیجہ نفرت ہے'

اور خوف محبت والا بھی ہوتا ہے' جیسے کریم سلطان کے دربار کی ہیبت' یا بچے کے دل میں مہربان باپ کا ڈر' اس کا نتیجہ اطاعت ہے' رب تعالیٰ سے خوف تیسری قسم کا چاہئے یہ خوف بقدر ایمان ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان کامل اسی قدر خوف خدا زیادہ' جس کے دل میں رب کا ڈر ہوگا' اس کے دل میں مخلوق کا خوف نہ ہوگا' بلکہ مخلوق اس سے ڈرے گی' اس آیت سے معلوم ہوا' کہ ہر ولی و بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں' یہ لفظ صحابہ سے خاص نہیں' من خشی عام ہے (۵) اس آیت کی دو تفسیریں ہیں' ایک یہ کہ قیامت کے قریب عام زمین پر سخت زلزلہ آوے گا' جس سے زمین پھٹ کر اپنے اندر کے دفینے' خزانے' سونے چاندی کی کانیں نکال پھینکے' تب تو بوجھ سے مراد دفینے وغیرہ ہیں' دوسرے یہ کہ قیامت کے دن دوسرے نفخہ پر صور کی آواز کے صدمہ سے زمین میں سخت زلزلہ ہوگا' اور زمین پھٹ کر اپنے اندر کے مدفون جن و انس کی نعشیں نکال دے گی' خیال رہے کہ جن و انس اپنی زندگی میں زمین پر بوجھ ہیں' بعد دفن زمین کا بوجھ' اسی لئے انہیں ثقلین کہا جاتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ زمین کا زلزلہ کبھی کسی چیز کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے' جیسے حضور کی ولادت پر کسریٰ کے محل میں زلزلہ کبھی رحمت کے لئے جیسے حضور کے سفر شام کے موقعہ پر بحیرہ راہب کے عبادت خانہ میں زلزلہ، کبھی عذاب کے لئے جیسے عام زلزلے، قیامت کا یہ زلزلہ مسلمانوں کے لئے رحمت کفار کے لئے عذاب ہوگا (۶) یعنی اس زلزلہ کے وقت جو لوگ موجود ہوں گے۔ وہ حیرت سے کہیں گے، کہ زمین کو کیا ہو گیا، ایسا عام زلزلہ کبھی نہ ہوا تھا، اگر یہ زلزلہ لاوہ، یا گندھک کے جوش سے ہوتا تو ساری زمین کو نہ ہوتا، خاص خاص جگہ ہوتا، غرضیکہ فلسفہ کے سارے قاعدے ٹوٹ جائیں گے، یا دوسرے نفخہ کے زلزے کے بعد جب لوگ زندہ ہو کر زمین میں زلزلہ کے آثار و شگاف دیکھیں گے، تو حیرانی سے یہ کہیں گے، خیال رہے کہ انسان قبروں سے نکل کر کچھ کلام کریں گے، جو جگہ جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے، مثلاً کفار کہیں گے مَنۢ بَعَثَنَا مِنۢ مَّرْقَدِنَا (یٰس ۵۲) یا مسلمان کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ (یٰس: ۵۲) وغیرہ، مگر محشر کی طرف جاتے ہوئے سب خاموش ہوں گے، فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ: ۱۰۸) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں (۷) یعنی زمین کا ہر چپہ لوگوں کے ان نیک و بد اعمال کی گواہی دے گا۔ جو اس پر کئے گئے، اسی لئے حکم ہے، کہ اونچی آواز سے اذان دو، بعض ذکر با لجہر کرو، تا کہ دور تک کی زمین تمہاری گواہی دے، جب آج سائنس کے کرشمے سے فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلی فون کی ڈبیہ بول رہے ہیں تو اگر کل قیامت میں زمین بولے تو کیا دشواری ہے، خیال رہے کہ قیامت میں سات گواہ ہوں گے زمین آسمان، وقت، خود ہمارے ہاتھ پاؤں، کاتب اعمال فرشتے، اعمالنامہ، اللہ تعالیٰ (روح البیان) (۸) یعنی زمین کی گواہی کفار کے خلاف نہ تو عداوت سے ہوگی کیونکہ زمین ماں کی طرح انسان کی اصل ہے، اور ماں اولاد کی دشمن نہیں ہوتی، نہ خباثت نفس سے، کیونکہ زمین نفس اور نفسانی خباثتوں سے پاک ہے، محض حکم الٰہی سے ہوگی، لہٰذا بالکل حق و صحیح ہوگی، خیال رہے کہ جیسے زمین میں پانی وغیرہ جذب کر لینے کی صلاحیت ہے ایسے ہی ہمارے قول و عمل کھینچ کر لینے کی بھی صلاحیت ہے، آج سب کچھ جذب کر رہی ہے قیامت میں بیان کر دے گی جیسے ریکارڈ بھرتے وقت ہر آواز جذب کر لیتا ہے، پھر مشین کی سوئی لگتے ہی بول پڑتا ہے، نیز زمین سعادت و شقاوت بھی جذب کر لیتی ہے، کہ مقبولوں کی جگہ متبرک ہو جاتی ہے، مردودوں کی جگہ منحوس، حضور نے قوم ثمود کی زمین میں ٹھہرنے سے منع فرما دیا تھا حرمین طیبین کی زمین تا قیامت برکت والی ہے، آج سائنس نے ثابت کر دیا کہ ابتداء عالم سے اب تک کی ساری آوازیں ہوا میں محفوظ ہیں اور گزشتہ لوگوں کی آوازیں سننے کی کوشش ہو رہی ہے، تو اگر زمین ہمارے اعمال، کلام، سعادت، نحوست، محفوظ رکھے اور کل قیامت میں بیان کر دے تو کیا تعجب ہے (۹) یعنی قیامت کے دن مردے قبروں سے نکل کر مختلف حالات میں محشر کی طرف جائیں گے، کوئی سواری پر تیز یا ست، اور کوئی پیدل، کوئی منہ کے بل، کوئی اندھا کوئی انکھیارا کوئی کالا، کوئی گورا، یا محشر کے حساب سے فارغ ہو کر کوئی عرش کے داہنے راستے سے جنت کو جائے گا۔ کوئی بائیں راہ سے دوزخ کو، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں جنتی دوزخی پہچانے جائیں گے، جو کہے کہ حضور کو بھی ان کی پہچان نہ ہو گی، وہ ان جیسی آیات کا منکر ہے، آج حکومتیں ان ہی کو سول سرجن مقرر کرتی ہیں جنہیں بیمار و بیماریوں کی پہچان ہو، اس پہچان کے لئے ہزار رہا آلات ایجاد کئے گئے ہیں، تو کیا رب نے شفاعت کبریٰ اس کے ہاتھ دے دی ہے جسے شفاعت کے مستحق و غیر مستحق کی پہچان نہ ہو، کیا حضور اپنی امت سے یہ فرما دیں گے کہ مجھے خبر نہیں تم کون ہو، مومن یا کافر، ہر گز نہیں (۱۰) اس آیت کا مطلب یا یہ ہے کہ جو مسلمان ذرہ بھر نیکی کرے گا، اس کی جزا دیکھے گا، اور جو کافر ذرہ بھر برائی کرے گا، اس کی سزا بھگتے گا، لہٰذا یہ اَشْتَاتًا کی تفصیل ہے، چونکہ مومن کے گناہ بفضلہٖ تعالیٰ مغفور ہیں، اور کافر کی نیکیاں ضبط اس لئے ان دونوں کا ذکر نہیں ہوا۔ یا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر مومن و کافر اپنے ہر نیک و بد عمل کی تحریر اپنے نامۂ اعمال میں دیکھے گا، مومن گناہوں کی مغفرت کے ساتھ، کافر نیکیوں کی ضبطی کے ساتھ، لہٰذا یہ آیت نہ شفاعت و بخشش کے خلاف ہے، نہ ضبطی کی آیات کے مخالف، یہاں چند چیزیں خیال رکھو، ایک یہ کہ من سے مراد صرف وہ انسان ہیں جن کے اعمال جزا و سزا کے لائق ہیں، جانور، جن، فرشے، خارج ہیں، کیونکہ یصدر الناس میں انسانوں ہی کا ذکر ہوا۔ نیز فرشتوں اور جانوروں کے عمل جزا و سزا کے لائق نہیں، جنات کو اگرچہ گناہوں پر سزا ہے، مگر نیکیوں پر جنت نہیں، دوسرے یہ کہ بھلائی برائی کرنے کی چند صورتیں ہیں، خود کرے، کسی سے وکالتاً کرائے عمل ایجاد کرے، کہ دوسرے اس پر عمل کریں۔ تیسرے یہ کہ خیر ہر وہ جائز کام ہے، جو اچھی نیت سے کیا جاوے، شر ہر وہ ناجائز کام ہے، یا وہ جائز کام جو بری نیت سے ہو، لہٰذا یہ آیت سارے قرآن کی جامع ہے، ۔ سورہ والعادیات بقول حضرت بن مسعود مکیہ اور بقول حضرت ابن عباس مدنیہ ہے، رضی اللہ عنہم (۱۱) عادیات عدو سے بنا، بمعنی دوڑنا، حد سے نکل جانا، اسی لئے دشمن کو عدو کہتے ہیں کہ وہ محبت کی حد سے نکل گیا، یعنی غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم جو جہاد میں اپنی سرحد سے نکل کر کفار کی حدود میں داخل ہوتے ہیں، اس س چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سورہ عادیات غالباً مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے نہ جہاد تھا، نہ غازیوں کے گھوڑے، اگر مکیہ ہو تو کہا جاوے گا، کہ یہاں آئندہ کی خبر ہے، دوسرے یہ کہ غازی کی شان بہت اعلیٰ ہے کہ رب نے ان کے گھوڑوں بلکہ گھوڑوں کی سانس، ٹاپ، غبار وغیرہ کی قسم ارشاد فرمائی، تیسرے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے نے اپنی پشت پر غازی کو لیا، تو اس کی شان اونچی ہو گئی، تو جب ابو بکر صدیق نے ہجرت کی رات جناب مصطفیٰ کو اپنے کندھے پر لیا، اور علی مرتضیٰ نے حضور کو مقام صہبا میں اپنے زانو پر سلایا، عائشہ صدیقہ نے حضور کی وفات کے وقت حضور کے سر مبارک اپنے سینہ پر لیا، بلکہ وہ آمنہ خاتون و حلیمہ دائی جنہوں نے حضور کو اپنی گودوں میں کھلایا، ان کی کیا شان ہوگی، چوتھے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے کی سانس برکت والی

58

ہے، کہ اس کی قسم ارشاد ہوئی، تو ذاکر کی سانس بھی برکت والی ہے، جس سے شفا ہوتی ہے، صوفیاء کرام کے مشرب میں آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قسم ہے ان اللہ والی جماعتوں کی جو نفسانی و شیطانی حدود سے نکل کر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رحمانی حدود میں داخل ہوتے ہیں ⑫ یعنی جب یہ گھوڑے پتھریلی زمین پر چلیں، تو ان کی نعل کی رگڑ سے شعلہ نکلے، یہ پتھر یہ شعلہ بھی رب کو اتنا پیارا ہے کہ اس کا بھی قسم میں ذکر کیا، معلوم ہوا کہ مقبولوں سے دور کی نسبت بھی عزت کا سبب ہے صوفیانہ طریقہ پر یہ ہے کہ پتھر جیسے سخت دل کو بھی اگر اللہ والوں کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو اس میں بھی چمک پیدا ہو جاتی ہے ⑬ اس طرح کہ رات بھر سفر کر کے اندھیرے منہ کفار پر حملہ کر دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ صبح کے وقت جہاد بابرکت ہے بلکہ اس وقت کے ہر دینی و دنیاوی کام میں برکت ہوتی ہے ⑭ معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت کا غبار بھی رب کو پیارا ہے کہ وہ اللہ کی راہ کا غبار ہے، خوف خدا کا آنسو راہ خدا کا جہاد دوزخ کی آگ بجھانے کے لئے اکسیر ہے ⑮ یعنی غازیوں کے وہ گھوڑے اس حملہ میں کفار کے لشکروں میں بے خوف گھس جاتے ہیں، یہ گھسنا بھی رب کو پیارا ہے، ایسے ہی جو مومن بدکاروں میں پھنسا ہونے کے باوجود دین پر قائم رہے وہ مقبول ہے

بقیہ صفحہ ۷۲۰

کے نزدیک نعمت سے ایسی محبت بری ہے جو دل کو بھر دے کہ منعم کی محبت کی جگہ نہ رہے، وہی یہاں مراد ہے، اندرون دل صرف یار کی محبت ہو، وہاں اغیار نہ ہوں، باقی محبتیں دل کے باہر رہیں، کشتی پانی میں رہے سلامت ہے، اگر پانی کشتی میں آ جاوے تو ڈوب جاوے گی ④ یہ سوال انکاری ہے یعنی انسان قیامت کو جانتا ہے مگر تیاری نہیں کرتا۔ مومن تو جانتا بھی ہے مانتا بھی ہے، کافر جانتا ہے اگرچہ مانتا نہیں کیونکہ کفار مکہ حضور کو سچا جانتے تھے، حسد سے انکاری تھے، چونکہ قیامت میں جانور بھی اٹھیں گے، اور ان کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے۔ نیز اٹھتے وقت انسان جانوروں کی طرح بے تعقل ہوں گے اس لئے یہاں ما فرمایا گیا۔ قبروں سے مراد عالم برزخ ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⑤ اس طرح کہ دل کا ایمان، کفر، نفاق حضور سے محبت یا عداوت چہروں پر نمودار ہوگی۔ حضور سے شفاعت چاہتے وقت اور حضور کو مقام محمود پر دیکھ کر اہل سنت کے چہرے خوشی سے دمکتے ہوں گے، معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے، یا اس طرح کہ کفر و ایمان مختلف شکلوں میں کافر و مومن کے سامنے ہوں گے، یا اس طرح کہ کفر و ایمان کی تحریریں سامنے ہوں گی، خیال رہے کہ دل کے بے اختیاری خطرے و وسوسے کی نہ تحریر ہے نہ ان پر سزا و جزا، لیکن اختیاری ارادوں وغیرہ کی تحریر بھی ہے، ان پر سزا و جزا بھی ہے، کفر ایمان اختیاری چیزیں ہیں، اسی لئے ان کی تحریر بھی ہے، ان پر سزا و جزا بھی، ان کی صورتیں بھی ہوں گی، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⑥ اگرچہ رب کو ہمیشہ سے ہی خبر ہے مگر اس خبر کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ بندوں کو سزا و جزا دی جاوے گی، جو لوگ دنیا میں اس کے علم کے منکر تھے وہ بھی وہاں مان لیں گے۔ لہٰذا وہاں سینوں کی باتوں کا کھولنا رب کے علم کے لئے نہیں، بلکہ بندوں پر اظہار کے لئے ہوگا ⑦ یعنی قیامت جب کہ ہول و ہیبت سے تمام انسانوں کے دل دہل جائیں گے، قیامت کا ایک نام قارعہ بھی ہے، خیال رہے کہ قیامت کے غم سے حضرات انبیاء و اولیاء محفوظ ہوں گے، رب فرماتا ہے۔ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء: ۱۰۳) لیکن یہ ہیبت عوام و خواص سب کو ہوگی، اسی ہیبت میں اس دن لوگ شفاعت کرنے والے محبوب کو بھول جائیں گے، دیگر انبیاء کرام کے آستانوں پر جائیں گے بلکہ خود حضرات انبیاء بھی حضور کا پتہ نہ بتا سکیں گے، حالانکہ دنیا میں سب کو معلوم تھا کہ حضور شفیع المذنبین ہیں، یہ ہیں القارعہ کے معنی ⑧ اس میں قرآن پڑھنے والے مسلمان سے خطاب ہے، یعنی اے مسلمان اگرچہ قرآن اور صاحب قرآن نے قیامت کے ہول کا ذکر ہر طرح کر دیا، مگر کما حقہ تجھے اس کا علم نہیں ہو سکتا، یہ تو دیکھ کر ہی ہوگا۔ لہٰذا اس دن کی تیاری کر، اور اگر حضور سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ اے محبوب قیامت کی ہولناکی و دہشت ایسی ہے کہ آپ بھی عقل و قیاس سے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے، اگرچہ آپ کی عقل و دانش تمام خلق سے زیادہ ہے، آپ کو اس کا علم وحی الٰہی اور کشف سے ہوا، لہٰذا اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں، حضور نے علامات قیامت، خود قیامت، بلکہ دوزخ و جنت اور وہاں کے عذاب و ثواب معراج وغیرہ میں ملاحظہ فرمائے ⑨ یعنی قیامت کے پہلے نفخہ کے وقت لوگ گھبرا کر ہر طرف ایسے بھاگیں گے، جیسے شمع گل ہو جانے پر جمع شدہ پتنگے منتشر ہو جاتے ہیں، اس صورت میں اگلی آیت کا مضمون واضح ہے، لوگوں کا پناہ لینے کے لئے بھاگنا اور پہاڑوں کا ریزے ہو کر اڑ جانا پہلے نفخہ کے وقت ہوگا یا دوسرے نفخہ کے وقت لوگ اپنی قبروں سے محشر کی طرف ہر سمت سے ایسے دوڑیں گے جیسے شمع جلنے پر ہر طرف پتنگے دوڑتے ہیں اس صورت میں اگلے مضمون میں پہلے نفخہ کے حال کا ذکر ہے، خیال رہے کہ اگرچہ قیامت میں جنات، حیوانات بھی اٹھائے جائیں گے مگر چونکہ انسان کا اٹھانا اصل مقصود ہے، اس لئے اسی کا ذکر ہوا یہاں انسان میں چھوٹے، بڑے، بھلے برے سب لوگ داخل ہیں، چونکہ یہ اٹھنا اور جمع ہونا بے نظمی سے اور تھوڑی سی دیر میں ہوگا، اور سب پر خاموشی طاری ہوگی، کسی میں شیخی و بڑائی نہ ہوگی، اس لئے پتنگوں سے تشبیہ دی گئی ⑩ یعنی پہلے نفخہ پر صور کی آواز کے صدمے اور دھمک سے رنگ برنگے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں ایسے اڑتے پھریں گے، جیسے رنگ برنگی اون کے ریزے دھنتے وقت ⑪ یعنی قیامت میں جس کی نیکیاں ترازو میں بھاری ہوں گی وہ جنت کے دائمی و خالص عیش میں ہمیشہ رہے گا، یہاں چند مسائل کا خیال رکھو، ایک یہ قیامت کی میزان اور نامۂ اعمال کا وزن حق ہے، دوسرے یہ کہ یہ وزن صرف انسانوں کے لئے ہے، جن کے لئے جنت و دوزخ ہے، فرشتوں، جانوروں کے اعمال کا وزن نہیں کہ ان کے لئے جنت ہے نہ دوزخ، کافر جنات کے لئے اگرچہ دوزخ ہے، مگر مومن جنات کے لئے جنت نہیں، لہٰذا ان کے اعمال کا بھی وزن نہیں، تیسرے یہ کہ صرف ان اعمال کا وزن ہوگا، جن کی تحریر نامۂ اعمال میں ہو چکی ہے، لہٰذا بچوں، پاگلوں کے اعمال، ایسے ہی عشق الٰہی، محبت مصطفوی کا وزن نہیں، کہ ان کی تحریر نہیں، چوتھے یہ کہ وہاں اعمال کا وزن کمی و بیشی پر موقوف نہیں، بلکہ اخلاص و محبت پر ہے، حضور کا ایک سجدہ دنیا بھر کی تمام عبادات سے افضل ہے، پانچویں یہ کہ بے گناہ مقبولین کے لئے، اور جن کفار کے پاس کوئی نیکی نہیں، ان کا وزن نہیں، کیونکہ یہ وزن باٹ سے نہیں بلکہ نیکیوں کا بدیوں سے ہے، رب فرماتا ہے۔ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا (کہف: ۱۰۵) میزان ہم جیسے مسلمانوں کے لئے ہے اور ان کفار کے لئے جن کے پاس ظاہری نیکیاں بھی ہوں، مگر ان کی نیکیوں میں بالکل بوجھ نہ ہوگا، چھٹے یہ کہ وہاں وزن عدل کے لئے ہے فضل کے لئے نہیں، جن پر رب کا فضل ہوگا بے وزن و بے حساب جنت میں پہنچیں گے، خریدار کو تول کر دیتے ہیں مگر بھکاری کو بغیر ناپے تولے بھیک دی جاتی ہے۔ پیاروں کو دعوت میں بے ناپے تو[لے] کھلایا جاتا ہے ساتویں یہ کہ مومن کی نیکیاں ترا[زو] میں تو وزنی ہوں گی، مگر خود مومن پر بالکل ہلکی

لئے جب وہ جنت کو مع ان نیکیوں کے، چلے گا تو اس پر بوجھ کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ بعض نیکیوں پر خود سوار ہوگا جیسے قربانی مگر کافر کے گناہ ترازو میں بھی وزنی اور اس کے کندھے پر بھی بوجھل، دیکھو پانی کے حوض میں بیٹھنے والے پر پانی کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا ۔مگر مشک بھرلو۔ تو اس میں وزن ہوتا ہے، آٹھویں یہ کہ ہر قسم کے اعمال کا علیحدہ وزن ہوگا اسی لئے موازین جمع ارشاد ہوا (۱۲) یعنی جس کی نیکیاں ہلکی ہوں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، یا اس طرح ہلکی ہوں کہ ان میں بالکل ہی وزن نہ ہو جیسے کفار کے صدقہ و خیرات وغیرہ، یا ان میں وزن تو ہو، مگر گناہوں سے کم، جیسے بعض گنہگار مسلمانوں کی تھوڑی نیکیاں، خیال رہے کہ قیامت میں وزنی پلہ اونچا ہوگا اور ہلکا پلہ نیچا، دنیا کے برعکس (روح البیان) اور جس کے دونوں پلے برابر ہوں گے ان پر رب کرم فرمائے گا (۱۳) دوزخ کے نچلے طبقہ میں جس کا نام ہاویہ ہے، جہاں عذاب بہت سخت ہے، جس سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں، یا ہاویہ لغوی معنی میں ہے، یعنی گہرا طبقہ، ہوئی بمعنی گرنا خیال رہے کہ ہاویہ طبقے میں صرف بعض کفار رہیں گے۔ (شان نزول) ایک بار بنی عبد مناف اور بنی سہم میں خاندانی بڑائی پر مناظرہ ہوا۔ ہر ایک نے کہا کہ ہم تم سے مال، پیشہ، مہمان نوازی، عزت و تعداد میں زیادہ ہیں، بنی عبد مناف کی تعداد زیادہ نکلی، بنی سہم بولے، کہ زندے مردے ملا کر شمار کرو، ہمارے مردے مل کر ہم تم سے زیادہ ہیں۔ یہ کہہ کر دونوں قبرستان گئے۔ اور قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے، کہ یہ ایسی شان کا مالک تھا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (از تفسیر عزیزی، روح البیان) (۱۴) موت کے ذکر، قبر کی فکر، آخرت کے اندیشہ سے، یا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے، یا حضور کی یاد سے، خیال رہے کہ جو چیز اللہ و رسول سے غافل کرے۔ وہ لہو ہے وہ الہا لہو سے بنا (۱۵) تکاثر کثرت سے بنا اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی کا اظہار، یا طلب، اشہار بطور شکر تو عبادت ہے مگر بطور فخر یعنی شیخی گناہ ہے، خواہ علم پر شیخی ہو یا مال پر، یا عزت و اعمال پر اور زیادہ طلبی دین کی تو اچھی ہے مگر دنیا کی ہوس بری، خصوصاً جب کہ رب سے غافل کردے، یہاں تکاثر سے یہی مراد ہے (۱۶) یعنی تم مرتے دم تک حرص و ہوس یا شیخی میں گرفتار رہتے ہو، چونکہ قبر بھی انسان کی ایک منزل ہی ہے، اصل ٹھکانہ تو جنت یا دوزخ ہے، اس لئے زرتم فرمایا گیا، حضور نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین جاتے ہیں مال، اہل قرابت، اعمال پہلے دونوں لوٹ آتے ہیں، اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں، اپنا مال وہی ہے جو بندہ کھا کر ہضم کرلے، یا پہن کر پھاڑ لے، یا خیرات کر کے آگے بھیج دے، یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم یہاں تک شیخی مارتے ہو کہ مرے باپ دادوں پر فخر کرتے ہو، ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ فخر کے لئے زیارت قبور ممنوع ہے۔ زیارات قبور یا اپنی موت یاد کرنے کے لئے ہو یا فاتحہ خوانی کے لئے یا صاحب قبر سے فیض حاصل کرنے کے لئے، حصول فیض کے لئے سفر کرنا بھی درست ہے، اسی لئے مدینہ پاک، بغداد شریف وغیرہ کی طرف سفر کیا جاتا ہے، یا اے کفار تم لوگ شیخی کے لئے اپنے دفن شدہ باپ دادوں کا بھی ذکر کرتے ہو، معلوم ہوا، کہ نمبرداروں، چودھریوں، کی نسبت پر فخر منع ہے، ہاں بزرگان دین صالحین کی نسبت پر فخر بجا ہے ہم کو فخر ہے کہ ہم حضور کی امت اور غوث پاک کے مرید ہیں (۱۷) جب تم پر قحط وغیرہ کے عذاب آئیں گے یا جب تم پر مسلمانوں کو فتح دی جاوے گی، تب تم خواہ مخواہ مسلمان بنو گے، بہتر ہے کہ آج بخوشی ایمان لے آؤ، تاکہ تمہارا درجہ بلند ہو یا مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر مگر اس وقت کا جاننا کام نہ آوے گا (۱۸) اپنی قبروں میں پہنچ کر، یا قیامت میں اٹھ کر اور عذاب الٰہی دیکھ کر، مگر اس وقت کا جاننا ماننا مفید نہیں، حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ آیت کے نزول پر ہم کو عذاب قبر کی حقانیت کا یقین ہوگیا ۔کیونکہ یہاں پہلی آیت میں عذاب قبر کا ذکر ہے، دوسری آیت میں عذاب حشر کا (روح البیان) خیال رہے کہ دنیا برزخ کے مقابلہ میں خواب ہے اور برزخ آخرت کی نسبت سے خواب، مسلمانوں کو دنیا میں آخرت کا علم الیقین ہے، برزخ میں عین الیقین ہوگا، اور قیامت میں حق الیقین، لہٰذا یہاں غافل مسلمانوں سے بھی خطاب ہو سکتا ہے ۔(۱۹) یعنی اے کافرو اگر تم عذاب قبر' حساب' حشر وغیرہ کو اپنی زندگی میں مان لیتے یا اے غافل مسلمانو' اگر تم موت کی تلخی' قبر کی وحشت' حشر کی پیشی وغیرہ پر دھیان رکھتے تو دنیا کی محبت میں اللہ سے ہرگز غافل نہ ہوتے' لہٰذا یہاں لو کی جزا پوشیدہ ہے' خیال رہے کہ سن کر یقین علم الیقین ہے' دیکھ کر یقین عین الیقین ہے' اور داخل ہو کر یقین' حق الیقین' جیسے مکہ معظمہ کو سن کر ماننا' پھر دور سے دیکھ کر ماننا' پھر وہاں داخل ہو کر وہاں کی سیر کر کے ماننا ہم لوگوں کا ایمان علم الیقین والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حق الیقین بلکہ عین الیقین' صحابہ کرام بلکہ بعض اولیاء اللہ کو ایمانیات کا عین الیقین حاصل ہوتا ہے' وہ دنیا میں رہ کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ' بلکہ حضور کی ملاقات بھی کرتے ہیں (۲۰) مرنے کے بعد قبر میں مومن کو تو دوزخ دکھا کر فوراً چھپادی جاتی ہے پھر ہمیشہ کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تاکہ خوشی زیادہ ہو' کافر کو قبر میں پہلے تو جنت دکھا کر چھپا دیتے ہیں' پھر ہمیشہ کے لئے دوزخ کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے تاکہ اسے حسرت ہو' مگر جن لوگوں سے حساب قبر نہیں' وہاں دوزخ دکھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' جیسے انبیاء کرام' شہداء' مومن بچے' وغیرہ ہم

بقیہ صفحہ ۷۲۱

حضرت صدیق کی تائید میں یہ سورت نازل ہوئی' (عزیزی) لہٰذا یہ سورت صدیق اکبر کے فضائل میں سے ہے (۴) عصر' نماز عصر کو بھی کہتے ہیں' وقت عصر کو بھی' زمانہ کو بھی' یعنی نماز عصر کی قسم' جو بیچ کی نماز ہے' جس میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں' یا وقت عصر کی قسم جب دن سامان سفر کرتا ہے' رات کی آمد ہوتی ہے یا مطلقاً زمانہ وہ وقت کی قسم' جس سے عمریں ختم ہوتی ہیں' سلطنتیں بدلتی ہیں' عالم کے حالات میں تبدیلی ہوتی ہے' یا اس وقت وزمانہ کی قسم جس میں عشاق فراق میں' گنہگار توبہ میں' بدکار استغفار میں روتے ہیں' اور صالحین عبادات میں مشغول ہوتے ہیں' مگر بہترین ترجمہ یہ ہے کہ ظہور محبوب کے زمانہ کی قسم جو تمام زمانوں سے افضل و با برکت ہے' جس میں مومنین دیدار یار سے صحابی بنتے نظر آتے ہیں' یا حضور کے زمانہ نبوت کی قسم جو قیامت بلکہ ابدالآباد تک ہے یا حضور کے زمانہ فیض کی قسم جو ازل سے ابد تک ہے' کہ گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کو حضور ہی سے فیض ملا' اسی لئے حضور کا لقب رحمۃ للعالمین ہے (از روح وغیرہ) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور رب کے محبوب اکبر ہیں۔ کہ رب نے ان کے زمان و مکان، عمر کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ جس وقت یا جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے۔ وہ بھی محبوب و معظم ہے۔ لہٰذا حضور کے صحابہ اہل بیت محبوبان بارگاہ الٰہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا زمانہ خیر القرون ہے' اس وقت برکتیں رحمتیں بہت تھیں' جو کہے کہ اس وقت صرف دو چار آدمی ایمان لائے' اور آج مومن لاکھوں ہیں' وہ حضور کے زمانہ کو بدترین مانتا ہے (۵) کہ اپنی اصل پونجی عمر کو کفر گناہ' غفلت' دنیا طلبی' کھیل کود میں برباد کر رہا ہے۔ اسے آخرت بنانے کا ذریعہ نہیں بنا تا۔

انسان تاجر ہے' زندگی اس کی دکان' اور اعمال دکان کے سودے ہیں' اگر اچھے ہیں تو ان کا خریدار خدا تعالیٰ ہے اور جنت ان کی قیمت اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (توبہ:111)' اگر برے ہیں تو شیطان خریدار ہے اور دوزخ ان کی قیمت' جیسا سودا ویسے خریدار' شراب کی دکان پر شرابی' اور تسبیح و مصلّٰی کی دکان پر نمازی خریدار ہوتے ہیں' نیز تھوڑی پونجی کا نفع و نقصان بھی تھوڑا ہوتا ہے بڑی کا بڑا' انسان کی زندگی تمام مخلوقات کی زندگیوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ولایت' قرب الٰہی' جنت کما سکتا ہے' فرشتے' جنات جانوروں کی زندگیاں ایسی نہیں' لہٰذا اگر انسان نفع کمائے تو غوث و قطب بنے' نقصان اٹھائے تو دوزخ میں جوتے کھائے' لہٰذا آیت بالکل حق ہے کہ انسان بڑے ہی خسارہ میں ہے (6) وہ نقصان میں نہیں' بلکہ نفع میں ہیں فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (الروم:39) پھر جیسا ایمان قوی ایسا ہی نفع زیادہ' اس نفع کا مزہ شہید کربلا سے پوچھو' جنہوں نے سب کچھ لٹا کر سب کچھ کمایا صوفیاء فرماتے ہیں کہ غافل کے ہر سانس پر عمر گھٹ رہی ہے' جیسے سوراخ والے گھڑے کا ہر قطرہ بہہ کر برباد ہو رہا ہے' اور گھڑا خالی ہو رہا ہے' مومن صالح کا ہر سانس خزانہ الٰہی میں جمع ہو کر بڑھ رہا ہے' جیسے قرع انبیق سے عرق کے قطرے ٹپک کر بوتلوں میں جمع ہو کر بیماروں کے لئے شفا اور پنساری کے لئے نفع کا باعث ہے۔ اسی لئے شہدا ان سانسوں کے ختم ہونے پر مرتے نہیں۔ بلکہ ابدالآباد کی زندگی حاصل کرتے ہیں بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ زندگی کا نفع بندگی ہے' ورنہ شرمندگی' اگر فرشتے' جنات وغیرہ بھی مومن ہیں۔ مگر یہاں انسان مومن ہی مراد ہیں' کیونکہ جنت صرف انسان کے ایمان کا نتیجہ ہے (7) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے' بغیر ایمان کوئی نیکی مقبول نہیں' دل بادشاہ ہے باقی تمام اعضاء رعایا' بادشاہ خراب ہو' تو ملک خراب ہے' دل بدعقیدہ ہو' تو نیکیاں برباد ہیں' دوسرے یہ کہ کوئی مومن نیکیوں سے بے پرواہ نہ ہو' پھل وہی کھائے گا' جو جڑ اور شاخوں کو محفوظ رکھے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن ہر قسم کی نیکیاں کرے' جیسا کہ صالحات کے عموم سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ ظاہری باطنی بہت سے اعضاء ہیں' ہر عضو کے علیحدہ کام ہیں' ہر کام تین طرح کا ہے' مباح' ثواب' گناہ' مباح و ثواب کا کام کرو' گناہ سے بچو' چوتھے یہ کہ ہمیشہ نیکیاں کرو' جیسا کہ عملوا کے اطلاق سے معلوم ہوا' کسان کھیتی کٹنے تک اس کی نگرانی و خدمت کرتا ہے' مومن مرتے وقت نیکیاں کرے' دشمن شیطان سے یہ کھیت محفوظ رکھے (8) یعنی ایمان و نیک اعمال کا ہر ایک کو تاکیدی حکم ہمیشہ دیا' یا مرتے وقت تک لوگوں کو نیکیوں کی وصیت کی' جیسے حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو اور ہمارے حضور نے آخری سانسوں میں اپنی امت کو نماز اور غلاموں سے اچھے برتاوے کی وصیتیں فرمائی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پہلے خود نیک بنے' پھر دوسروں کو ہدایت کرے جیسا کہ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ ہمیشہ تبلیغ کرے' جیسا کہ تواصوا کے اطلاق سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہئے' جسے جو مسئلہ معلوم ہو' لوگوں کو بتادے' صرف علماء پر تبلیغ نہیں' جیسا کہ تواصوا کے فاعل کے عموم سے پتہ لگا چوتھے یہ کہ ہر حال میں تبلیغ کرے صرف جلسہ یا اسٹیج پر موقوف نہ ہو' پانچویں یہ کہ نماز روزے کی طرح تبلیغ بھی ضروری ہے' چھٹے یہ کہ عوام دل و زبان سے علماء زبان و قلم سے' حکام زور و طاقت سے تبلیغ کریں' جیسا کہ تواصوا کے عموم سے معلوم ہوا (9) صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا ٹھہرانا' اصطلاح میں نفس کو شرعی حدیں توڑنے سے روکنا صبر ہے' مست گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑو' تاکہ سیدھا چلے دائیں بائیں کھڈ میں نہ ڈال دے' ایسے ہی نفس کو شریعت کی لگام دے کر سیدھا رکھو' خوشی میں فخر' رنج میں گھبراہٹ سے روکو' عبادتوں سے اکتانہ جاؤ' لہٰذا صبر کی تین قسمیں ہیں' اور یہ آیت بہت جامع ہے (10) (شان نزول) اخنس بن شریق' ولید ابن مغیرہ' امیہ بن خلف وغیرہ سرداران کفر اپنے مال پر ناز اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے تھے' ان کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی (تفسیر عزیزی وغیرہ) (11) دنیا میں مرتے وقت بھی' اور قبر و حشر میں بھی' ویل کے معنی ہیں خرابی و افسوس اور دوزخ کا ایک طبقہ جہاں عذاب بہت سخت ہے' معلوم ہوا' کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان صحابہ کی بدگوئی بدترین کفر ہے (12) ہمز' ہامز کی جمع ہے' لمز' لامز کی' ہمز و لمز میں چند طرح کا فرق ہے' سامنے برا کہنا ہمز ہے' پیچھے برا کہنا لمز' زبان سے برا کہنا ہمز ہے اشاروں سے برا کہنا لمز' بلا واسطہ کسی کو برا کہنا ہمز ہے' اس کی کسی چیز کو برا کہنا لمز' صراحۃً برا کہنا ہمز ہے' رمز و اشارہ سے برا کہنا لمز' خیال رہے کہ حضور کی گستاخی کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں' کھلی گستاخی کرنا جیسے اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ شان اقدس میں ایسا لفظ بولنا۔ جس کے برے معنی بھی ہوں' جیسے راعنا تیسرے دھوکہ دہی کے لئے بدنیتی سے تعریف کرنا' جیسے منافقوں کا عرض کرنا' کہ آپ رسول اللہ ہیں' پہلی قسم ہمز ہے' آخری دو قسمیں لمز' اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام' اور مدینہ منورہ کی ادنیٰ توہین بے ایمانی ہے' خیال رہے کہ حمد الٰہی سنت رسول ہے اور نعت مصطفائی سنت الٰہیہ ہے۔ اور توہین پیغمبر سنت شیطان' ساری عبادتیں ختم ہو جائیں گی' مگر حضور کی نعت قبر و حشر میں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا محمود ہے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کے بھی محمود ہیں' خالق کے بھی محمود' اسی لئے آپ کا نام شریف محمد ہے' یعنی بہت سراہے ہوئے (13) مال جمع کرنا' گن گن کر رکھنا چند صورتوں میں برا ہے' ایک یہ کہ حرام ذریعوں سے جمع کرے' حرام خور کی نہ دعا قبول نہ عبادت میں لذت' دوسرے یہ کہ جمع شدہ مال سے شرعی حقوق ادا نہ کرے' تیسرے یہ کہ جمع مال میں ایسا مشغول ہو' کہ رب کو بھول جاوے' چوتھے یہ کہ مال کو دفع آفات کا ذریعہ سمجھے' رب پر توکل نہ کرے' بارش کا پانی بقدر ضرورت روکو' باقی جانے دو' ایسے ہی مال سے ضرورتیں پوری کرو' کچھ آگے جانے دو' صوفیاء فرماتے ہیں' کہ کافر کا مال کمانا بھی جرم' جمع کرنا بھی جرم' مومن کے لئے یہ دونوں کام عبادت ہیں' برات کا کھانا دولہا سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ہے' اجنبیوں کا آنا بھی جرم ہے' کھانا بھی جرم' دنیا برات ہے' حضور دولہا' مومن براتی' کفار دشمن (14) یعنی محبت مال میں ایسا بدمست ہے کہ گویا سمجھ چکا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا' اور وہ اس کی بدولت موت و اسباب موت سے محفوظ رہے گا' ورنہ مشرکین عرب موت کے منکر نہ تھے' خیال رہے کہ جو مال نفسانی یا شیطانی راہ میں خرچ ہو' وہ فانی ہے' مگر جو رحمانی راہ میں خرچ ہو' وہ باقی اور جاودانی ہے' رب فرماتا ہے۔ وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (بقرہ:276) ایسے ہی جو جان اللہ کی راہ میں جائے اسے بقا ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (بقرہ:154) (15) یعنی بدباطن دوزخ میں پہنچایا نہ جائے گا' ڈالا نہ جائے گا بلکہ کنارہ دوزخ سے ذلت کے ساتھ پھینکا اور پٹخا جاوے گا' اور اس طبقہ میں پہنچے گا' جہاں کی آگ صرف کھال ہی نہیں جھلسائی' بلکہ ہڈیاں' پسلیاں جلا کر ریزہ ریزہ کرتی ہے' مگر جان نہ نکلے گی۔ کیونکہ یہ بدبخت دنیا میں اللہ کے پیاروں کو گرانا چاہتا تھا۔ اس کا بدلہ یہ ملا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہ آیات کفار کے متعلق ہیں' کیونکہ گنہگار مومن دوزخ میں پٹخے یا پھینکے نہ جائیں گے' دوسرے یہ کہ

آخرت میں سزا یا جزا عمل کے مطابق ہوگی' تیسرے یہ کہ جو مظلوم اپنا بدلہ خود نہ لے تو رب تعالیٰ اس کا بدلہ لیتا ہے' کیونکہ ان محبوبوں نے ان کفار سے اپنا بدلہ نہ لیا' تو رب تعالیٰ لے گا' چوتھے یہ کہ روافض' ابوجہل اخنس بن شریق وغیرہ کفار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کو عیب لگاتے ہیں ان کی سزا بھی ان جیسی ہی ہے (١٦) اے کافر کیونکہ تو نے حضور کو نہ جانا' جس نے انہیں نہ مانا اس نے نہ خدا کو پہچانا' نہ ایمان کی کسی چیز کو' ابوجہل وغیرہ نے قرآن سنا' مگر ایمان نہ پایا' کیونکہ قرآن والے کو نہ مانا' یا اے قرآن پڑھنے والے کیونکہ تو نے دنیا کی آگیں یا سورج کی گرمی یا بخار کی حرارت دیکھی ہے' جو مادی ہیں' اور وہ آگ مادہ سے وراء ہے' لہٰذا ان آگوں سے اس آتش کا پورا پتہ نہیں لگ سکتا' خیال رہے کہ یہاں خطاب حضور سے نہیں حضور نے تو شب معراج میں دوزخ کے ہر طبقہ کی سیر فرمائی (١٧) دوزخ کی آگ کو اللہ کی آگ اس لئے فرمایا' کہ وہ اسباب سے وراء ہے' بلاواسطہ رب کے حکم سے بھڑک رہی ہے' جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا گیا' ورنہ ساری آگیں اللہ کی ہیں جیسے سورج بغیر تیل بتی روشن ہے' ایسے ہی وہ آگ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ اور وہاں کی تمام چیزیں پیدا ہو چکی ہیں' ہاں مجرموں کا داخلہ بعد قیامت ہوگا (١٨) یعنی دوزخ کی آگ کافر کے ظاہر و باطن کو جلائے گی' حتیٰ کہ دل کو بھی' دنیا کی آگ دل کو نہیں' جلاتی' وہاں آگ پہنچنے سے پہلے ہی جان نکل جاتی ہے' دل گرمی برداشت نہیں کرتا' دوزخ میں دل جلے گا' مگر جان نہ نکلے گی کیونکہ اس دل میں اللہ والوں کی عداوت' کفر' حسد بھرا تھا' اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے دل کو وہ آگ نہ جلائے گی' کہ اس میں ایمان تھا' بلکہ پیشانی کی سجدہ گاہ بھی محفوظ رہے گی' بعض بزرگوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی' (١٩) یعنی ان کے دلوں میں آگ ہوگی اور سانس وغیرہ کے ذریعہ نہ ٹھنڈی ہوا پہنچے نہ خارجی ٹھنڈک' تاکہ تپش میں کمی نہ ہو جیسے دنیا میں ٹھنڈی ہوا یا برف وغیرہ کی ٹھنڈک سے اندرونی تپش بجھاتے ہیں' یا انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے' نہ روزن ہو نہ کھڑکی' وہ بھٹی کی طرح بند ہوگی' جس کی گیس و تپش فولاد کو گلا دے' چونکہ دنیا میں ان کے دلوں میں حضور کی حسد کی آگ بھڑکتی تھی۔ اس لئے وہاں وہ آگ دہکائی جاوے گی' خیال رہے کہ رب نے انسانوں کی اندرونی آگیں دو طرح کی پیدا کی ہیں' حسد کی آگ' عشق کی آگ' حسد کی آگ ایمان و عبادات کا خاتمہ کر دیتی ہے' عشق کی آگ محبوب کے سوا سب کچھ جلا ڈالتی ہے' ذبح اسماعیل اور شہادت کربلا میں آتش عشق کی جلوہ گری تھی' شیطان کی مردودیت' یزید کا ظلم آتش حسد کی بنا پر ہو (٢٠) یعنی ان کفار کو دوزخ کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے' آتشین لوہے کے ستونوں سے بندشیں مضبوط کر دی جائیں گی' یا خود کفار کو آتشین ستونوں سے باندھا جاوے گا (٢١) خیال رہے کہ پچھلی صورت میں حضور کے دشمنوں کے اخروی عذاب کا ذکر تھا' اس سورت میں خانہ کعبہ کے دشمنوں کے دنیاوی عذاب کا تذکرہ ہے' چونکہ حضور کا درجہ کعبہ سے زیادہ ہے اور حضور کے دشمن کعبہ کے دشمنوں سے زیادہ عذاب کے مستحق ہیں۔ اس لئے پہلے دشمنان رسول کا ذکر ہوا۔ اب دشمنان کعبہ کا (٢٢) ابرہہ اور اس کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کا جو یمن کے دارالخلافہ صنعا سے کعبہ ڈھانے مکہ معظمہ آئے تھے' اور کعبہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر وادی محسر میں اترا' جہاں ابابیل کے کنکروں سے ہلاک ہوا۔ واقعہ:۔ شاہ حبشہ نے ابرہہ بن صباح اشرم کو یمن کا گورنر بنا کر وہاں کے دارالخلافہ صنعا میں بھیجا' ابرہہ نے دیکھا' کہ یمن والے اپنی نذر و نیاز و تحفے کعبہ معظمہ بھیجا کرتے تھے' اس سے اسے حسد ہوا' اور کعبہ کے مقابل صنعاء میں سنگ مرمر کا ایک جڑاؤ گھر بنایا جس کا نام قلیس رکھا' اہل یمن سے اس کا طواف وغیرہ کرانا شروع کیا' زبیر بن عمرو مکی نے وہاں پہنچ کر موقعہ پا کر قلیس میں پاخانہ بھر دیا' پھر مکہ معظمہ کے ایک مسافر قافلہ نے قلیس کے پاس آگ جلائی' جس کی چنگاری اڑ کر قلیس میں جا پڑی' اور وہ جل گیا' جس پر ابرہہ بھن گیا' اور بارہ ہاتھی اور بڑا لشکر لے کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ معظمہ پہنچا' وادی محسر میں اترا' کیونکہ اس کا بڑا ہاتھی محمود اس سے آگے نہ بڑھا' ابرہہ کے لشکریوں نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لئے تھے' آپ ابرہہ کے پاس گئے وہ بہت تعظیم سے پیش آیا آپ نے فرمایا' میرے اونٹ واپس دلوا دے' وہ بولا میں سمجھا تھا کہ آپ کعبہ بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہیں' آپ نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ رب کا ہے اسے وہی بچائے گا۔ آخر جدہ کی طرف سے سبز رنگ کی چھوٹی چڑیاں نمودار ہوئیں ہر ایک کے پاس مسور کے برابر تین پتھر تھے' ایک چونچ میں ایک ایک پنجوں میں' ان پر یہ پتھر برسے جن سے یہ سب ہلاک ہوئے' یہ واقعہ ١٧ محرم کو ہوا (روح البیان وعزیزی وغیرہ) (٢٣) کہ باوجودیکہ ابرہہ کے ساتھ بڑا لشکر اور ساز و سامان تھا اور کچھ عرب والے بھی اس کے ساتھ مل گئے' کہ طائف والوں نے ابرہہ کو مکہ کا راستہ دکھایا' اور خود مکہ والے مکہ خالی کر کے پہاڑوں' غاروں میں جا چھپے' اور کعبہ اکیلا رہ گیا۔ مگر رب نے اسے بچایا۔ ایسے ہی اے محبوب تم اگرچہ اکیلے ہو اور تمہارے مقابل بہت ابرہہ ہیں' مگر رب تمہیں محفوظ رکھے گا' کہ وہ کعبہ اجسام ہے' تم کعبہ ارواح' وہ کعبہ قرآن ہے' تم کعبہ ایمان' وہ سروں کا کعبہ ہے تم دلوں کے کعبہ' خیال رہے کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے مگر عمر کم' اخباروں کی عمر ایک دن' ریلوے ٹائم ٹیبل کی عمر چھ ماہ جنتری اور کیلنڈر کی عمر ایک سال' یونیورسٹی کے نصاب کی عمر تین سال' مگر قرآن کی عمر ہمیشہ ہے۔ ابرہہ کی عمر تھوڑی' کعبہ کی عمر دائمی' ابوجہل کی عمر کو فنا' جناب مصطفیٰ کی عمر تا ابد ہے (٢٤) جو جدہ کی طرف سے سمندر سے مختلف جماعتوں میں آئیں' ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہجرت کے موقعہ پر مکڑی کے جالے' کبوتری کے انڈوں کے ذریعہ کفار سے بچایا' اور احزاب کے دن بے شمار لشکر کفار سے ہوا کے ذریعہ' بدر کے دن ابوجہل کے شر سے دو بچوں کے ذریعہ' اسی طرح رب نے اسلام کو صدہا ابرہہ جیسے دشمنوں سے معمولی ذریعوں سے بچایا

بقیہ صفحہ ٧٢٢

سے بنا' بمعنی غلبہ' اسی لئے اس دریائی جانور کو بھی قرش کہتے ہیں' جو دیگر جانوروں کو کھا جاتا ہے' اسے کوئی نہیں کھاتا (عزیزی وغیرہ) (٤) کہ مکہ معظمہ پہاڑوں سے گھرا ہوا' ریگستانی علاقہ تھا' جہاں پیداوار بالکل نہ تھی' زمانہ حج کی آمدنی ان لوگوں کو سال کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے قریش بسلسلہ تجارت سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام جاتے تھے' ان قافلوں سے قریش کو بہت رغبت تھی' اور چونکہ قریش مذکورہ عظمتوں کے مالک تھے' اس لئے راستوں میں ان پر ڈکیتی نہ ہوتی تھی' اور جہاں ٹھہرتے تھے' وہاں ان کی خاطر تواضع' نذرانے تحفے خوب ہوتے تھے' نیز یہ لوگ ان سفروں کی وجہ سے سفر کے عادی' تجربہ کار' ملکوں سے خبردار ہو گئے تھے۔ اسی لئے ان کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ اسلام اور فتوحات خوب ہوئیں' اور بخوبی حکمرانی کر سکے یہ سفر ان کے لئے بہت بابرکت ہوئے' اس لئے ان سفروں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا (٥) یعنی اے قریش مکہ جب لوگ تمہاری خدمت اس لئے کرتے ہیں کہ تم کعبہ کے خادم ہو' تو تم کو بھی چاہئے کہ کعبہ کے رب کی عبادت کرو (عزیزی) اس سے معلوم

ہوا کہ جس کو رب دینی عزت دے' وہ دین کی خدمت کرے' جیسے علماء مشائخ' سادات' کہ یہ حضرات حضور کے نام پر عیش کر رہے ہیں' تو ان کی نمک حلالی بھی کریں' خیال رہے کہ یہ سورت مکیہ ہے' اور غالباً معراج سے پہلے نازل ہوئی' جب نماز روزہ وغیرہ کوئی عبادت نہیں آئی تھی' لہٰذا یہاں عبادت سے مراد اللہ' رسول کا نام جپنا یعنی کلمہ پڑھنا' اور حضور کا چہرہ محبت سے دیکھنا ہے جو اسلام کی پہلی عبادات اور تمام عبادات سے اہم ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار بھی عبادات شرعیہ کے مکلف ہیں' کہ ایمان لائیں' اور عبادت کریں' دوسرے یہ کہ بحالت کفر کوئی نیکی صحیح عبادت نہیں' کیونکہ کفار مکہ طواف' حج' عمرہ' حجاج کی خدمت کرتے تھے' مگر انہیں کالعدم قرار دیا گیا' تیسرے یہ کہ کعبہ معظمہ مظہر ذات ذوالجلال ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا رب ہے' مگر اس کی ربوبیت کو اس کی اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہئے' یوں کہو کہ اے مصطفیٰ کے رب اے کعبہ معظمہ کے رب' پانچویں یہ کہ اگرچہ کعبہ بھی دوسرے گھروں کی طرح پتھر لکڑی' درودیوار وچھت سے بنا ہے' لیکن ان کی طرح نہیں' قرآن اگرچہ دوسری کتابوں کی طرح کاغذ روشنائی سے چھپا' مگر ان کی مثل نہیں' ایسے ہی پیغمبر اگرچہ کھاتے پیتے ہیں' مگر ہم سے ممتاز ہیں ❻ اس طرح کہ مکہ مکرمہ کی پہاڑی وبنجر علاقہ میں کعبہ معظمہ کے ذریعہ انہیں روزی دی' یا جب مکہ والوں نے مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کیا' تو رب نے ان پر بارش اور غلہ کی درآمد بند کردی' پھر جب انہوں نے کھولا' تو بارشیں ہوئیں' درآمد شروع ہوگئی اور انہیں بھوک سے امن ملی' اس سے معلوم ہوا کہ بھوک میں روٹی اللہ کی نعمت ہے اس کا شکر لازم ہے یا مکہ والوں کو روحانی بھوک سے نجات دی کہ حضور ﷺ کے ذریعہ روحانی غذائیں ایمان وعبادات بخشیں۔ ❼ اس سے معلوم ہوا کہ حرم شریف میں امن ہے یا مکہ والوں کو مرض جذام کے خوف سے محفوظ رکھا' کہ یہ بیماری وہاں کبھی نہ ہوگی' نیز وبائی امراض سے وہاں امن ہے' یا حرم شریف کی برکت سے مکہ والوں کو قتل وغارت سے محفوظ رکھا کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے' یا حضور کے صدقہ سے انہیں قبر و آخرت کے خوف سے امن بخشا کہ ایمان قبول کریں' جنت جائیں' سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے ❽ سورہ ماعون اگلی نصف مکیہ ہے' ابوجہل یا عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی اور آخری نصف مدنیہ ہے' جو عبداللہ ابی بن سلول وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی '(شان نزول) مکہ معظمہ میں جب کوئی مال دار مرنے لگتا۔ تو ابوجہل وغیرہ اس کے پاس جا کر کہتے کہ اپنی یتیم اولاد اور اپنا مال ہمارے سپرد کر جا' تاکہ ان کی پرورش ونگرانی اچھی طرح کریں' مرنے والا یہ کر دیتا' اس کے بعد یہ مال پر قبضہ کر لیتے اور میت کے یتیموں کو دھکے دے کر نکال دیتے تھے۔ چنانچہ ان ستم رسیدوں میں سے ایک یتیم حضور کے پاس فریادی ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے' اور فرمایا۔ کہ کیا تمہیں رب کا خوف' قیامت کا ڈر نہیں' وہ لوگ قیامت کا مذاق اڑانے لگے' حضور مغموم ہوکر واپس ہوئے' تب اس سورت کا اگلا حصہ نازل ہوا (عزیزی) ❾ دین سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔ یا قیامت کا دن' جھٹلانے سے مراد قولی و عملی جھٹلانا ہے' یعنی اے محبوب غور تو کرو' ابوجہل وغیرہ کی خرابی پر' کہ اسلام جیسی پاک ملت کو' یا قیامت جیسی ظاہر چیز کو قولاً وعملاً جھٹلاتا ہے' کہ زبان سے ان کا انکاری ہے اور یتیموں کو ستا کر عملاً جھٹلاتا ہے۔ چونکہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے' اس لئے پہلے اسی کا ذکر ہوا۔ ❿ کہ یتیم کا مال کھا جاتا ہے' اور اس پر سختی کرتا ہے اگر وہ قیامت میں اپنی بےبسی کا خیال رکھتا' تو یتیم وبے کس پر سختی نہ کرتا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یتیم پر ظلم انکار قیامت کی علامت ہے' اسی لئے اس کے ساتھ اس کا ذکر ہوا' دوسرے یہ کہ معاملات کے کفار بھی مکلف ہیں۔ سلطان اسلام انہیں ظلم چوری وغیرہ سے جبراً روکے گا۔ آخرت میں بھی ان پر سزا ہوگی ⓫ یعنی نہ خود خیرات دیتا ہے۔ نہ لوگوں سے دلاتا ہے۔ بلکہ روکتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حیلے بہانے بنا کر صدقہ وخیرات سے روکنا ابوجہلی طریقہ ہے' اس سے وہابی عبرت پکڑیں' جو میلاد شریف' گیارہویں شریف' محرم وغیرہ کی خیراتوں سے مسلمانوں کو روکتے ہیں' جوئے اور شراب سے نہیں روکتے ⓬ یہ آیات مدینہ میں عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئیں جو عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دکھلاوے کو کبھی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے' بےدلی سے ویل دوزخ کے ایک طبقہ کا بھی نام ہے اور خرابی اور افسوس کو بھی ویل کہتے ہیں' چونکہ یہ منافق نمازی کافر بھی تھے اور دھوکہ باز بھی' لہٰذا ان کا عذاب کھلے کافروں سے سخت ہے' نمازیوں سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز کا صرف قالب بنا دیں۔ خیال رہے کہ ارکان نماز جو ہمارے قالب سے ادا ہوں اور شرط جواز ہیں وہ قالب نماز ہیں اور خشوع وخضوع جو ہمارے قلب کا کام ہے' اور شرط قبول ہے' قلب نماز ہے۔ اس کے بغیر نماز عبث' جیسے پاور کے بغیر بجلی کی فٹنگ عبث و بیکار' مگر یہ خشوع کسی پاور ہاؤس سے ہی مل سکتا ہے' رب نصیب کرے' اس سے معلوم ہوا کہ غلط نماز دنیاوی و اخروی خرابیوں کا باعث ہے' مسلمان کی درست نماز نمازی کو درست کر دیتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (عنکبوت:۴۵) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ⓭ نماز سے بھولنے کی چند صورتیں ہیں' کبھی نہ پڑھنا' پابندی سے نہ پڑھنا' بلاوجہ مسجد میں نہ پڑھنا' صحیح وقت پر نہ پڑھنا' بلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا' نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا' شوق سے نہ پڑھنا' سمجھ بوجھ کر ادا نہ کرنا' کسل وسستی' بےپروائی سے پڑھنا' اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں' کہ آستین چڑھا کر' رومال کاندھے یا سر پر لٹکا کر' بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا منع ہے' کہ یہ سستی اور بےپروائی کی علامت ہے' خیال رہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے' اسلام کا قانون ہے' بندے کے لئے ثواب ہے' لہٰذا اسے ہر طرف نسبت کر سکتے ہیں' اللہ کی نماز' اسلام کی پابندی یا بندے کی نماز' یہاں تیسری قسم کی نسبت ہے ⓮ یعنی منافقین اللہ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کو دکھانے کے لئے عبادتیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کے سامنے تو نمازیں پڑھ لیتے ہیں' اکیلے میں نہیں پڑھتے۔ خیال رہے کہ دکھلاوے میں دو چیزیں قابل غور ہیں' کسے دکھانا اور کیوں دکھانا' حضور کو دکھانے کے لئے نیکی کرنا ریا نہیں' حضور کو راضی کرنے سے تو نیکی زیادہ قبول ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (توبہ:۶۲) اور فرماتا ہے قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ (توبہ:۹۹) اسی لئے صحابہ کرام حضور کو راضی کرنے کی نیت سے عبادات کرتے تھے' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن اور سلطنت مصطفیٰ' ایسے ہی تعلیم کے لئے عمل دکھانا تبلیغ ہے' ریا نہیں۔ حضور نے اونٹ پر طواف کیا' دوسروں کو رغبت دینے کے لئے۔ عمل اعلانیہ کرنا ترغیب ہے ریا نہیں' دفع اتہام کے لئے علانیہ عمل کرنا ریا نہیں' فرائض علانیہ ادا کرو' عام نفل خفیہ' ہاں اس لئے نیکی دکھانا کہ لوگ اسے کچھ دیں' عزت کریں' یہ ریا شرک خفی ہے' ریا کی تین صورتیں ہیں' اصل عمل میں ریا کہ لوگوں کے

سامنے نماز پڑھے' اکیلے میں نہ پڑھے' وصف عمل میں ریا' کہ سامنے اچھی طرح پڑھے' اکیلے میں معمولی' ارادہ میں ریا کہ نماز تو ہر حالت میں یکساں پڑھے مگر اظہار پسند کرے' ان تینوں کے احکام علیحدہ ہیں (۱۵) ماعون 'معن سے بنا' بروزن فاعون' معن کے معنی ہیں قلت یا حقارت' زکوٰۃ کو بھی اسی لئے ماعون کہتے ہیں کہ اس کی مقدار تھوڑی ہے' یعنی چالیسواں حصہ' یا دیگر دینوں کی زکوتوں سے کم ہے' معمولی برتنے کی چیزوں کو بھی ماعون کہا جاتا ہے' جیسے سوئی' نمک' آگ' پانی وغیرہ یعنی منافقین کی عبادتیں بھی خراب ہیں اور معاملات بھی گندے' کہ اپنے پڑوسیوں کو معمولی برتنے کی چیزیں عاریۃً بھی نہیں دیتے' آگ' پانی' نمک پر ان کی جان نکلتی ہے' یا یہ لوگ اپنی ضرورت سے بچی چیزیں جو ان کے لئے بیکار ہیں' کسی کو نہیں دیتے' اگرچہ خراب ہی ہو جاویں' اس آیت سے وہ پاکستانی زمیندار عبرت پکڑیں' جو اپنا فالتو غلہ بازار میں نہیں لاتے یا برباد ہو جاتا ہے یا چوری چوری بھارت بھیج دیا جاتا ہے (۱۶) سورت کوثر جمہور علماء کے نزدیک مدنیہ ہے' بعض نے فرمایا مکیہ ہے' (شان نزول) جب حضور کے صاحبزادے قاسم کا انتقال مکہ معظمہ میں اور حضرت ابراہیم کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا۔ تو عاص بن وائل وغیرہ کفار نے کہا' کہ حضور ابتر یعنی منقطع النسل ہوگئے آپ کے بعد نہ آپ کا نام رہے گا نہ دین' ان کی تردید اور حضور کی تسلی خاطر کے لئے یہ سورت شریفہ نازل ہوئی' (تفسیر روح البیان وغیرہ) (۱۷) کوثر بروزن فوعل مبالغہ کا صیغہ ہے کثرت سے بنا' کثیر زیادہ' اکثر بہت زیادہ' کثار بہت ہی زیادہ' اور کوثر بے حد زیادہ' جو خلق کی عقل و فہم سے وراء ہے' اس سے مراد یا تو حوض کوثر ہے' جس کی وسعت ایک ماہ کا راستہ ہے' یاقوت و موتیوں پر جاری ہے اس کے کنارے پر ایک ایک موتی کے بے شمار خیمے سرسبز درختوں کی قطاریں ہیں' اس کے کوزے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں' جس کی ایک نہر جنتیوں کے گھروں میں ہے دوسری نہر میدان محشر میں ہوگی' جس سے مرتدین روکے جائیں گے۔ یا حضور کی کثیر اولاد یا بہت امت مراد ہے' جو دنیا کے ہر گوشہ و کونہ میں پھیلی ہوئی ہے یا حضور کے بے پایاں علم یا عمل' یا حضور کی بہت خوبیاں و اوصاف یا شفاعت کبریٰ یا عالم کثرت مراد ہے (عزیزی وغیرہ) عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کوثر سے مراد بہت خیر ہے' اس میں حوض کوثر بھی داخل ہے (بخاری) یہاں چند باتیں خیال میں رکھو' ایک یہ کہ اس مضمون کو انّ سے شروع فرمایا' کیونکہ کفار عرب حضور کی اس ملکیت کے منکر تھے' جیسے آج بعض بدباطن منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کے پاس کچھ نہیں' وہ کیا دیں گے رب سے مانگو' دوسرے یہ کہ رب سب کچھ حضور کو دے چکا' حضور لے چکے' تمام نبیوں' فرشتوں نے حضور ہی سے کمالات پائے' فرماتے ہیں' اللہ دیتا ہے ہم تقسیم کرتے ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کو یہ سب کچھ خود رب نے دیا' دنیا نے حضور سے لیا ہے' دیا نہیں' تیسرے یہ کہ کوئی شخص حضور سے کچھ چھین نہیں سکتا' کیونکہ یہ رب کا عطیہ ہے' جیسے کوئی سورج کو بجھا نہیں سکتا' چوتھے یہ کہ حضور تمام دنیا کے مالک ہیں' کیونکہ دنیا تھوڑی ہے' اور جو حضور کو دیا' وہ بہت ہی زیادہ ہے' دنیا تو حضور کی ملک کا ادنیٰ حصہ ہے (۱۸) یعنی نماز پنج گانہ کی پابندی کرو' یا اس عطا خسروانہ کے شکریہ میں نوافل پڑھو' یا نماز بقر عید ادا کرو' اور نماز بقر عید کے بعد قربانی کرو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پابندی نماز رب تعالیٰ کی نعمتوں کا بہترین شکریہ ہے' دوسرے یہ کہ قربانی اسلامی شعار ہے' اس کے بدلہ میں قیمت وغیرہ نہیں دی جاسکتی' تیسرے یہ کہ قربانی صرف مکہ معظمہ والوں یا حاجیوں کے لئے خاص نہیں' جیسا کہ بعض بیوقوفوں نے سمجھا ہے کیونکہ مدینہ پاک میں سرکار کو قربانی کا حکم ہو رہا ہے' چوتھے یہ کہ سورت مدنیہ ہے کیونکہ قربانی بعد ہجرت واجب ہوئی' جو لوگ اسے مکیہ کہتے ہیں' ان کا خیال ہے کہ نحر سے مراد مطلقاً ذبیحہ ہے کہ کفار تو بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں' تو رب کے نام پر ذبح کرو' مگر قول اول قوی ہے (۱۹) کہ نہ اسے ایمان نصیب ہو' نہ ذکر خیر نہ برکت نہ کوئی اور بہتری' نہ آخرت میں اس کی بخشش' چنانچہ عاص بن وائل' اگرچہ صاحب اولاد تھا' مگر رب نے اس کی اولاد کو ایمان کی توفیق دے کر احکما اسے منقطع النسل بنادیا' اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے حضور کی بدگوئی کو اپنا شعار بنالیا' وہ اکثر لاولد ہو کر مرے

بقیہ صفحہ ۷۲۳

(۵) یعنی میں اپنی آئندہ زندگی میں بھی کبھی بت پرستی نہ کروں گا۔ کیونکہ انسان چار وجہ سے گمراہ ہوتا ہے' یا دین حق سے بے خبری۔ حضور پیدائشی عارف ہیں' یا نفس امارہ کی شرارت سے' حضور کا نفس امارہ نہیں' یا شیطان کے بہکانے سے حضور شیطان سے محفوظ ہیں۔ یا بری صحبت سے' حضور کی صحبت سے دوسرے رنگتے ہیں۔ حضور اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں' لہٰذا یہاں گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دنیاوی معاملات میں نرم ہو' مگر دین میں نہایت سخت ہو' کہ کفار اس سے مایوس ہوں (روح البیان) دوسرے یہ کہ حضور کو اپنے مستقبل کی خبر تھی کہ میں کبھی کفر و شرک و فسق نہیں کرسکتا' تیسرے یہ کہ مسلمان کو چاہئے کہ اپنے متعلق کفار کو مایوس کردے (۶) یعنی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جس رب تعالیٰ کی میں عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت کبھی نہ کرو گے' بلکہ فاسق و کافر ہو کر مرو گے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لوگوں کے اچھے برے خاتمہ کی خبر دی ہے کہ کون ہے کہ کون کفر پر مرے گا' اور کون ایمان پر' یہاں روئے سخن ان کفار سے ہے جو کفر پر مرنے والے تھے (۷) یعنی اے کافرو تم کو کفرو طغیانی و سرکشی بے ایمانی ایسی لازم ہوچکی ہے' جیسے آگ کو گرمی یا پاخانہ کو نجاست کہ تم سے کفر کبھی جدا نہیں ہوسکتا' اور مجھے میرا ایمان و عرفان قرب الٰہی ایسا لازم ہوچکا' جیسے سورج کو نور کہ مجھ سے یہ صفات کبھی جدا نہیں ہوسکتیں' اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے اور آیت محکم ہے منسوخ نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ اے کافرو مجھے تمہارے کفر سے کوئی تعلق نہیں' تم پڑے کافر رہو اور تمہیں میرے دین و ایمان سے کوئی تعلق نہیں' اس صورت میں یہ آیت جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہے۔ کیونکہ جہاد میں اگرچہ کفر مٹایا نہیں جاتا۔ مگر کفر کا زور ضرور توڑ دیا جاتا ہے' جو سوتے وقت یہ سورت پڑھ لیا کرے' اسے انشاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا۔ (۸) اس سورت کا نام سورہ فتح بھی ہے اور سورہ وداع بھی' کیونکہ اس میں اشارۃً حضور کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ (تفسیر عزیزی) یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی' بعض نے فرمایا کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں اتری مگر اول زیادہ صحیح ہے (روح) اس سورت کے نزول کے دو سال بعد حضور کی وفات ہوئی۔ (خازن و مدارک) (۹) مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کی مدد ہے' خواہ فرشتوں کے ذریعہ ہو یا مسلمان غازیوں کے واسطے سے' اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے' جو دیگر فتوحات اور عام اہل عرب کے اسلام لانے کا باعث ہوئی' اگرچہ فتح مکہ آئندہ ہونے والی تھی مگر چونکہ یقینی تھی' اس لئے جاء ماضی کے صیغہ سے ارشاد ہوا (۱۰) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صحابہ صرف ۵ یا ۷ نہیں۔ بلکہ ہزاروں ہیں کہ انہیں رب نے افواج فرمایا'

دوسرے یہ کہ فتح مکہ اور بعد فتح ایمان لانے والوں کا ایمان قبول ہوا۔ اس میں ابوسفیان، امیر معاویہ، حضرت وحشی وغیرہ سب ہی شامل ہیں، یہ سب لوگ صحیح الایمان تھے، رب نے ان کے داخل دین ہونے کی گواہی دی، تیسرے یہ کہ یہ لوگ بعد میں دین پر قائم رہے کیونکہ ان کا دین میں داخل ہونا اس آیت سے ثابت ہے، مگر دین سے نکل جانا کسی شخص سے ثابت نہیں، نیز اگر یہ لوگ مرتد ہونے والے ہوتے تو رب تعالیٰ ان کے ایمان کو اس شاندار طریقہ سے بیان نہ فرماتا۔ اس سے وہ روافض عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ سوائے پانچ حضرات کے باقی تمام اصحاب منافقت سے ایمان لائے، اور حضور کے بعد مرتد ہو گئے، خیال رہے کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، اصحاب بدر تین سو تیرہ، خلفاء راشدین چار، جیسے تعداد انبیاء و رسل و مرسلین۔ نیز مکہ فتح ہوتے ہی آپ دیکھیں گے کہ اہل عرب ہر طرف سے فوج درفوج آپ کی خدمت میں آ کر کلمہ پڑھیں گے، اس سے پہلے ایک ایک، دو، دو آدمی ایمان لاتے تھے، چنانچہ بعد فتح مکہ بنی اسد، بنی فزارہ، بنی مرہ، بنی کنانہ، بنی ہلال، بنی تمیم، قبیلہ ابوالقیس، بنی طے کے لوگ، یمن، شام، عراق، طائف سے، سارے مکے والے جوق در جوق آئے اور اسلام لائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اس سورت میں غیبی خبریں دی گئی ہیں، جو پوری ہوئیں، دوسرے یہ کہ حضور کو اپنی زندگی کی خبر تھی کہ فتح مکہ اور ان واقعات کو بغیر دیکھے ختم نہ ہوگی، اس لئے حضور نے فتح مکہ کے بعد پہلے سال حج نہ کیا، کہ اپنی زندگی کا یقین تھا، تیسرے یہ کہ زمانہ نبوی شریف میں بڑی سعادت مندی یہ تھی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا جائے ⑪ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ چیزیں آپ دیکھ لیں، تو رب کی تسبیح و تہلیل اور امت کے لئے دعائے مغفرت میں زیادہ مشغول ہو جاویں، کیونکہ آپ کی وفات قریب ہوگی یہ دونوں چیزیں آپ کی وفات کی علامت ہیں، کیونکہ آپ کے بھیجنے کا منشا پورا ہو چکا، پھر آپ کو دنیا دارالمحن میں کیوں رکھا جاوے، اپنے ہی چاہنے والے رب کے پاس پہنچو گے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان بڑھاپے میں موت کے قریب دنیا سے تعلق کم کردے، عبادات و ریاضت زیادہ کرے، سفر سے پہلے سامان سفر تیار کرے، دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار یا تو تعلیم امت کے لئے ہے، یا اپنے امتی گنہگاروں کے لئے ہے، ورنہ حضور گناہوں سے پاک وصاف ہیں ⑫ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ بعض روایات میں ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی، اس کے بعد اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدہ: ۳) اتری، اس کے نزول کے بعد حضور (۸۰) اسی دن دنیا میں تشریف فرما رہے، پھر آیت کلالہ نازل ہوئی اس کے بعد پچاس دن حیات شریف رہی، پھر وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ (بقرہ: ۲۸۱) اتری، جس کے بعد حضور کی حیات شریف سات دن رہی، غرضیکہ روایات مختلف ہیں (خزائن العرفان) ⑬ (شان نزول) جب آیت کریمہ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (شعراء: ۲۱۴) اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے، اور اپنے تمام اہل قرابت کو آواز دے کر، وہاں جمع فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی، تو ابولہب جل کر بولا، کہ تم ہلاک ہو جاؤ، کیا تم نے اسی لئے ہم کو یہاں جمع کیا، اس بدبخت کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، (فائدے) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کے بدگویوں کو حضور نے جواب دیا، اور حضور کے بدگویوں کو رب نے جواب دیا، دشمنان خدا کی جوابدہی سنت رسول ہے، اور دشمنان رسول کو جواب دینا سنت الٰہیہ ہے، دوسرے یہ کہ جس قسم کی بکواس کفار نے حضور سے کی، اسی قسم کا جواب رب نے دیا، معلوم ہوتا ہے کہ حضور رب تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں تیسرے یہ کہ قرآن کریم نے تمام مجرموں کی سزائیں بیان فرمائیں، جن میں سب سے زیادہ سخت سزا حضور کے بدگو کی ہے کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق کبھی فرمایا زنیم کبھی فرمایا۔ ابتر کبھی فرمایا تبت یدا کبھی فرمایا لن یغفر اللہ لھم ایسی سخت سزائیں کسی مجرم کی ذکر نہ ہوئیں ایسے ہی جیسے انعام حضور کے ادب پر دیئے گئے، ایسے بھی عبادت پر نہ دیئے گئے، دیکھو۔ ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ، چوتھے یہ کہ بڑی شرافت، عزت و نسب والے و مال والے حضور کی مخالفت سے ذلیل وخوار ہو گئے، تو دوسروں کا کیا پوچھنا ⑭ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا، عبدالمطلب کا بیٹا تھا جو بنی بنت ہاجرہ کے شکم سے تھا، حضور کا علاتی چچا تھا، کیونکہ حضرت عبداللہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے شکم سے تھے، جو عبدالمطلب کی دوسری بیوی تھیں، اس کی کنیت ابولہب تھی بہت خوبصورت و مالدار تھا، اس کے بیٹیوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں حضور کی صاحبزادیاں رقیہ و کلثوم تھیں، اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے ان صاحبزادیوں کو طلاق دلوادی، عتبہ کو شیر نے پھاڑ ڈالا منہ سونگھ کر (عزیزی مدارج وغیرہ) دونوں ہاتھ ہلاک ہونے سے مراد اس کی ذات کی ہلاکت ہے ⑮ اگرچہ ابولہب کی ہلاکت جنگ بدر کے ایک ہفتہ بعد ہوئی، کالے دانہ کی بیماری سے مرا، جسے عربی میں عدساء کہتے ہیں، اہل عرب اسے متعدی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے تھے۔ اس لئے تین دن تک اس مردود کی لاش پڑی رہی، پھول پھٹ کر بدبو دینے لگی، تب حبشی مزدوروں سے پھنکوائی گئی (تفسیر بیضاوی) مگر چونکہ یہ ہلاکت یقینی تھی اس لئے یہاں ماضی سے ارشاد ہوا، خیال رہے کہ تَبَّتْ بددعا ہے اور وَتَبَّ خبر لہٰذا مکرر نہیں، رب کے کلام میں بددعا اظہار غضب کے لئے ہوتی ہے ⑯ (شان نزول) ابولہب نے اس سورت کی گزشتہ دو آیتیں سن کر کہا کہ اگر بقول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر عذاب آیا بھی تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ دے دوں گا، تب یہ آیت اتری۔ مالہٗ سے مراد اس کی وارثت کا مال ہے اور ماکسب سے اپنا کمایا ہوا مال مراد ہے۔ یا ماکسب سے جاہ و عزت مراد ہے یعنی ابولہب کو اس کی دولت وعزت و اولاد عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گی، جیسے قارون کو اس کا مال عذاب سے نہ بچا سکا ⑰ یعنی ابولہب مر کر قبر میں اور قیامت کے بعد دوزخ میں داخل ہو کر آگ کا عذاب پائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ ابولہب کا دوزخی ہونا یقینی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں، کہ اس کا ایمان عقلاً ناممکن ہو جاوے، تاکہ وہ ایمان کا مکلف نہ رہے کیونکہ جہنمی ہونے کو کفر لازم نہیں، بہت سے مومن گنہگار بھی دوزخ میں عذاب پائیں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ یہاں اجمالی ایمان کافی ہے (روح البیان) ⑱ ام جمیلہ بنت حرب ابن امیہ، یعنی ابوسفیان کی بہن، اس کا نام عوراء تھا، کنیت ام جمیلہ، یہ بھی دوزخ میں جائے گی، کیونکہ وہ بھی حضور کی سخت دشمن ہے، کہ جنگل سے کانٹے کا بوجھ سر پر لاتی، اور حضور کے راہ میں بچھاتی ہے، تاکہ حضور کے نازک قدموں میں چبھیں، اور حضور کو تکلیف پہنچے، اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے آپس کے نکاح درست ہیں، اگرچہ اسلامی قاعدے سے نہ کئے گئے ہوں۔ کیونکہ رب نے ام جمیلہ کو ابولہب کی بیوی فرمایا۔ لہٰذا کافر کی اولاد حلالی ہے

اور میراث پائے گی ۱۹ یعنی ام جمیلہ حضور کی عداوت میں اتنی سخت ہے کہ باوجود مالدار ہونے کے خود جنگل جاتی ہے، وہاں سے خاردار درختوں کی شاخوں کا گٹھا اپنے سر پر لاتی ہے، جنہیں وہ حضور کے راستہ میں بچھاتی ہے۔ اپنی لونڈیوں، خادمہ سے یہ کام نہیں لیتی، معلوم ہوا کہ یہ بھی اس خبیثہ پر دنیاوی عذاب تھا کہ جس سر میں حضور کی عداوت ہو، اس پر یہاں بھی کانٹے اور آخرت میں بھی کانٹے، جیسے آج صحابہ سے عداوت رکھنے والے سینے ماتم کے بہانہ پیٹے کوٹے جاتے ہیں، یہاں بھی کٹتے ہیں، آخرت میں بھی آتشیں زنجیروں سے کٹیں گے ۲۰ یعنی ام جمیلہ مرے گی بھی اسی طرح کہ کانٹوں کے گٹھے کا رسہ اس کے گلے میں پڑ جاوے گا، اس پھانسی سے مرے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، کہ ایک دن یہ بوجھ لا رہی تھی، اور سخت دھوپ و گرمی تھی، تھک کر آرام کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی، ایک فرشتہ نے رب کے حکم سے اس گٹھے کو نیچے کھینچا، جس سے گٹھا تو پیچھے گرا، اور یہ اس کے گلے میں پھانسی لگ گئی وہاں ہی ذات سے مرگئی جیسے آج بعض بد بخت چاقو اور زنجیر کے ماتم میں پیٹتے پیٹتے مرجاتے ہیں، معلوم ہوا کہ حضور کا دشمن نہ دنیا میں چین پائے نہ قبر میں، اور نہ آخرت میں

بقیہ صفحہ ۷۴۴

ہے، کیونکہ نبوت سے انکاری ہے۔ ۷ (شان نزول) ۷ ہجری میں، صلح حدیبیہ کے بعد روسا رؤسا یہود نے لبید بن اعصم یہودی سے کہا کہ تو اور تیری لڑکیاں جادوگری میں یکتا ہیں، حضور پر جادو کر، لبید نے حضور کے ایک یہودی غلام سے حضور کی شکستہ کنگھی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے، اور موم کا ایک پتلا بنایا، اس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں، ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں، یہ سب کچھ اس پتلے میں رکھ کر بیر رواں میں پانی کے نیچے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا، اس کا حضور کے خیال شریف میں یہ اثر ہوا، کہ دنیاوی کاموں میں بھول ہوگئی، چھ ماہ تک یہ اثر رہا۔ پھر جبریل امین یہ دونوں سورتیں فلق و ناس لائے، جن میں گیارہ آیتیں ہیں، اور حضور کو اس جادو کی خبر دی، حضرت علی مرتضیٰ کو اس کنوئیں پر بھیجا گیا، آپ نے جادو کا یہ سامان پانی کی تہہ سے نکالا حضور نے یہ سورتیں پڑھیں، ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی تھی، تمام گرہ کھل گئیں، اور حضور کو شفا ہوگئی اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جادو اور اس کی تاثیر حق ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہوسکتا ہے، جیسے تلوار، تیر اور نیزہ کا، یہ اثر خلاف نبوت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر فیل ہوئے، کیونکہ وہاں جادو سے معجزہ کا مقابلہ تھا، بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی، اس جادو نے اثر کیا۔ کہ ان کو خیال ہوا کہ یہ لاٹھیاں رسیاں چل رہی ہیں، رب فرماتا ہے۔ یُخَیَّلُ اِلَیۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰی (طٰہٰ:۶۶)، حضور انور کے خیال پر یہی اثر ہوا۔ تیسرے یہ کہ دفع جادو کے لئے دعائیں جائز، تعویز و منتر کرنا جائز ہے، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نبی کی عقل کو جادو سے محفوظ رکھتا ہے، تاکہ تبلیغ دینی میں رکاوٹ نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ بال اور ٹوٹی کنگھی باہر نہ پھینکنا چاہئے، محفوظ جگہ ڈالے کہ اس پر جادو بہت ہوتا ہے ۸ یعنی جیسے رب تعالیٰ صبح کے ذریعہ رات کو دفع فرماتا ہے، ایسے ہی وہ دعاؤں کے ذریعہ بیماریوں کو دفع فرماتا ہے، معلوم ہوا، کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت کے مطابق صفات سے اسے یاد کرے ۹ انسان ہو یا حیوان، یا جن یا بے جان مخلوق، یہ بہت جامع دعا ہے ۱۰ یعنی چاند جب گرہن میں سیاہ ہوجاوے، یا آخر مہینہ میں غائب ہو، کیونکہ ان اوقات میں جادو زیادہ کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات بھی نحس ہوتے ہیں۔ ان سے رب کی پناہ مانگے رب فرماتا ہے۔ فِيۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ (قمر:۱۹) ۱۱ یعنی لبید کی جادوگر لڑکیاں، جنہوں نے حضور کے بال تانت دھاگے پر گرہیں لگا کر پھونکیں ماریں، اس سے معلوم ہوا کہ جادوگر کے دم میں اثر ہے، تو ضرور اللہ کا نام پڑھ کر دم کرنے میں تاثیر ہے، لہٰذا آیت قرآنیہ بیماریوں پر پڑھ کر گنڈے بنانا، ان میں گرہیں لگانا جائز ہے، حضور بیماروں پر دم فرماتے تھے ۱۲ حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے، منغبط وہ ہے جو اپنے لئے بھی دوسروں کی سی نعمت چاہے، حسد مطلقاً برا ہے غبط دینی امور میں جائز ہے، حسد ہی پہلا وہ گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے ہوا اور زمین میں قابیل سے ہوا۔ ان کا انجام سب کو معلوم ہے، اس سے معلوم ہوا، کہ جادو اور حسد سب سے بدتر جرم ہیں کہ عام شروں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا ۱۳ اس کا شان نزول سورت فلق میں گزر چکا ہے ۱۴ اے محبوب اپنی زبان مبارک سے تاکہ دعا کی تاثیر کے ساتھ زبان شریف کی تاثیر بھی جمع ہو جاوے، اور تمہاری اجازت سے دوسرے مسلمان کہیں، کیونکہ بغیر رائفل کارتوس مار نہیں کرتا، بغیر پاک زبان دعا کیسے اثر کرے۔ دعاؤں کی تاثیر کے لئے خود پاک بنو، یا پاکوں سے دعا کراؤ، یا ان سے اجازت لو ۱۵ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے، مگر چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، خیال رہے کہ رب وہ جو ہر وقت ہر جگہ بلا غرض پالے، اس کی پرورش عالم ارواح، دنیا قبر، آخرت ہر جگہ ہے، اب یعنی باپ، وہ جو چند روز صرف جسم کو اپنی غرض سے پالے، لہٰذا اللہ تعالیٰ رب ہے اب یعنی باپ نہیں، چونکہ انسان بچپن میں صرف پرورش ہی پاتا ہے اس لئے پہلے اس صفت کا ذکر فرمایا ۱۶ سب کا حقیقی حاکم و مالک، چونکہ انسان جوانی میں مست ہو کر بے راہ ہو جاتا ہے اس وقت اس پر قانونی گرفت کی ضرورت ہے، اس لئے یہاں الہ الناس فرمایا ۱۷ سارے لوگوں کا حقیقی معبود و مقصود، چونکہ انسان بڑھاپے میں عبادت میں مشغول ہوتا ہے، اس لئے آخر میں رب تعالیٰ کی الوہیت و معبودیت کا ذکر فرمایا ۱۸ یعنی شیطان جو انسان کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے، برے خیال کو وسوسہ کہا جاتا ہے، اچھے خیالات کو الہام، وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے، اس پر لاحول پڑھنی چاہیے، اور الہام فرشتے کی معرفت رب کی طرف سے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے، نفس امارہ کے غلبہ میں وسوسے زیادہ ہوتے ہیں، نفس مطمئنہ کے غلبہ میں الہام زیادہ ۱۹ اس طرح کی غفلت کے وقت شیطان بہت وسوسہ ڈالتا ہے، اور ذکر اللہ کے وقت دبکا رہتا ہے، مگر دبک کر بھی اپنا کام کئے جاتا ہے، نماز میں ایسے وسوسے ڈالتا ہے، کہ رب کی پناہ، خیال رہے کہ شیطان ہمارا، ایسا دشمن ہے، جو ہمیں نظر نہیں آتا، یعنی وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اسے نہیں دیکھتے، لہٰذا اس طاقت والے رب کی پناہ مانگو، جو اسے دیکھتا ہے، اور وہ رب کو نہیں دیکھتا قوی دشمن سے قوی رب کی پناہ لو ۲۰ یعنی زبان و آواز سے نہیں بہکاتا، بلکہ براہ راست دل پر اثر ڈالتا ہے، بری چیز کو اچھی کر دکھاتا ہے، دشمن ہے مگر دوستی کے لباس میں آتا ہے رب کی پناہ، پھر جیسا انسان ویسا ہی اسے وسوسہ ڈالتا ہے ۲۱ یہ وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا ذکر ہے کہ وہ جنوں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی، بہت گمراہ کن انسان خیرخواہ بن کر ہمارے پاس آتے ہیں۔ اگر ان کی ایک بات مان لو تو آئندہ زیادہ منانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر پہلے ہی انہیں درکار دیا جاوے تو ہٹ جاتے ہیں، ان سے غافل نہ رہنا چاہیے دولت ایمان کے ڈاکو بہت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب کو بستر پر پہنچ کر یہ دونوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے اپنے تمام جسم شریف پر ہاتھ پھیرتے تھے، ہر مسلمان کو یہ عمل کرنا چاہیے۔

فہرست قرآن مجید

مرتب: حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمتہ اللہ علیہ

مضمون	پارہ	سورت	آیت
حضور ﷺ آخری نبی ہیں			
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ	۲۲	الاحزاب	۴۰
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	۶	المائدۃ	۳
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	۱	البقرۃ	۸۹
اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا	۲۲	الاحزاب	۴۵
حضور ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں			
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ	۲۲	سبا	۲۸
لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا	۱۸	الفرقان	۱
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً	۱۷	الانبیاء	۱۰۷
اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا	۹	الاعراف	۱۵۸
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ	۳۰	الکوثر	۱
حضور ﷺ نور ہیں			
قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ	۶	المائدۃ	۱۵
مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ	۱۸	النور	۳۵
اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ ۔ سِرَاجًا مُّنِیْرًا	۲۲	الاحزاب	۴۵/۴۶
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِــٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ	۱۰	التوبۃ	۳۲
یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِــٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ	۲۸	الصف	۸
حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں			
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا	۲۸	الطلاق	۱۰
اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ	۱۳	الرعد	۲۸
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ	۳۰	الغاشیۃ	۲۱
وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ	۲۹	القلم	۵۲
حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں			
قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ	۴	النساء	۱۷۴
هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	۲۶	الفتح	۲۸

مضمون	پارہ	سورت	آیت
حضور ﷺ حاضر وناظر ہیں			
اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا	۲۶	الفتح	۲۸
وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا	۲	البقرۃ	۱۴۳
وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا	۵	النساء	۴۱
لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ	۱۱	التوبۃ	۱۲۸
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	۵	النساء	۶۴
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ	۹	الانفال	۳۳
اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا	۲۹	المزمل	۲۵
وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ	۴	آل عمران	۱۰۱
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا	۴	آل عمران	۱۰۳
حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا ہے			
فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ	۲۹	الجن	۲۹
وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ	۴	آل عمران	۱۷۹
وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ	۵	النساء	۱۱۳
مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ	۷	الانعام	۳۸
وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ	۱۴	النحل	۸۹
تَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ	۱۱	یونس	۳۷
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ	۲۷	الرحمن	۱/۲
وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ	۳۰	التکویر	۲۴
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ	۷	الانعام	۲۴
حضور ﷺ کا ادب رکن ایمان ہے			
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ	۲۶	الفتح	۹
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا	۲۶	الحجرات	۲
لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	۲۶	الحجرات	۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ	۲۲	الاحزاب	۵۳
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ	۱۸	النور	۶۳
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	۵	النساء	۶۵
اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ	۲۲	الاحزاب	۳۶
وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا	۹	الاعراف	۱۵۷
وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ	۶	المائدة	۱۲
اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ	۹	الانفال	۲۴
حضور ﷺ کی گستاخی کفر ہے			
لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا	۱	البقرة	۱۰۴
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا	۲۶	الحجرات	۲
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ	۱۰	التوبة	۶۶
يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ	۱۰	التوبة	۶۱
اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	۲۲	الاحزاب	۵۷
فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ	۲۳	ص	۷۷
نبی سیف زبان ہوتے ہیں			
فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا	۱۶	طه	۹۷
قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ	۱۲	يوسف	۴۱
رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ	۱۱	يونس	۸۸
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا	۱	البقرة	۱۲۶
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	۱	البقرة	۱۲۹
رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ	۱۳	ابراهيم	۳۷
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ	۲۹	نوح	۲۶
جس کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والا ہے			
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ	۱۴	الحجر	۷۲
لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ	۳۰	البلد	۱
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ	۳۰	التين	۳
وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى	۳۰	الضحى	۱/۲
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ	۴	آل عمران	۱۱۰
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	۲	البقرة	۱۴۳
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ	۲۲	الاحزاب	۳۲

مضمون	پارہ	سورت	آیت
رب تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے			
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا	۲	البقرة	۱۴۴
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى	۳۰	الضحى	۵
فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم			
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ	۱	البقرة	۱۳۷
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ	۱	البقرة	۱۳
وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	۲	البقرة	۲۱۸
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ	۲۶	الحجرات	۷
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	۵	النساء	۱۱۳
اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا	۶	المائدة	۷
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	۱	البقرة	۱۲۹
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	۱	البقرة	۱۲۹
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ	۲۸	الجمعة	۳
هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى	۲۸	المنافقون	۷
لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ	۱۱	التوبة	۱۱۷
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ	۴	آل عمران	۱۵۵
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ	۴	آل عمران	۱۵۲
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى	۲۷	الحديد	۱۰
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	۲۶	الفتح	۲۹
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ	۲۶	الفتح	۲۹
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ	۲۸	الحشر	۸
وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ	۲۸	الحشر	۹
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا	۹	الانفال	۴
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ	۲۲	سبا	۴
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ	۲۶	الحجرات	۳
اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى	۲۶	الفتح	۲۶
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ	۱	البقرة	۲
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ	۳۰	البينة	۸
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ	۱۱	التوبة	۱۰۰

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فضائل اہل بیت النبی ﷺ			
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ	۲۲	الاحزاب	۳۳
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا	۳	آل عمران	۶۱
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا	۲۵	الشوری	۲۳
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ	۲۲	الاحزاب	۵۶
وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ	۱۶	طه	۸۲
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا	۴	آل عمران	۱۰۳
يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ	۵	النساء	۵۴
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ	۹	الانفال	۳۳
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى	۳۰	الضحی	۵
اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ	۳۰	البینة	۶
وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ	۲۳	الصفت	۲۴
ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں			
لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ	۲۲	الاحزاب	۳۳
وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ	۴	آل عمران	۱۲۱
فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ	۲۰	القصص	۸
وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اٰنَسَ	۲۰	القصص	۲۹
فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّيْ اٰنَسْتُ	۱۶	طه	۱۰
فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ	۱۷	الانبیاء	۷۶
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ	۱۲	هود	۷۳
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي	۲	البقرة	۱۹۶
فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ	۲۴	الزمر	۳۳
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ	۱۰	التوبة	۴۰
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ	۲۸	التحریم	۴
هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ	۲۲	الاحزاب	۴۳
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا	۲۶	الاحقاف	۱۵
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ	۸	الاعراف	۴۳
وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ	۱۸	النور	۲۲
وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ	۳۰	اللیل	۱۷/۱۸

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ	۳	البقرة	۲۷۴
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	۲۶	الفتح	۲۹
اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ	۲۳	الزمر	۱۸
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى	۲۰	القصص	۶۰
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ	۲۶	الحجرات	۳
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ	۲۷	الحدید	۱۰
فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ	۱۰	الانفال	۶۴
اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ	۲	البقرة	۱۸۷
عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ	۲۸	التحریم	۵
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى	۱	البقرة	۱۲۵
وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ	۲۸	الصف	۱۳
هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ	۱۰	الانفال	۶۲
فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ	۳	البقرة	۲۶۱
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ	۲۱	الاحزاب	۲۳
اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ	۲۳	الزمر	۹
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ	۲۷	الحدید	۷
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى	۳۰	الاعلی	۱۰
فضائل حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا	۲۹	الدهر	۷
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ	۲۸	المجادلة	۱۲
فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا			
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ	۲۲	الاحزاب	۳۲
فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا	۵	النساء	۴۳
اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ	۱۸	النور	۱۱
اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ	۱۸	النور	۲۶
خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ	۶	المائدة	۵۴
فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ	۶	المائدة	۵۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
سَتُدْعَوْنَ إِلٰى قَوْمٍ أُولِيْ بَأْسٍ	۲۶	الفتح	۱۶
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا	۱۸	النور	۵۵
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ أُولٰٓئِكَ هُمُ	۲۸	الحشر	۸
امت مصطفیٰ بہترین امت ہے			
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا	۲	البقرة	۱۴۳
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ	۵	النساء	۱۱۵
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى	۵	النساء	۱۱۵
وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ	۴	آل عمران	۱۰۳
فضائل اولیاء اللہ			
أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	۱۱	یونس	۶۲
إِنْ أَوْلِيَآؤُهٗٓ إِلَّا الْمُتَّقُوْنَ	۹	الانفال	۳۴
کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں			
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ	۳	آل عمران	۳۷
وَهُزِّيْٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ	۱۶	مریم	۲۵
قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ	۱۹	النمل	۴۰
تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ	۱۵	الکهف	۱۸
فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ	۱۵	الکهف	۷۱
إِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْأَرْضِ	۱۶	الکهف	۸۴
بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں			
أُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ	۲۳	ص	۴۲
إِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَأَلْقُوْهُ	۱۳	یوسف	۹۳
فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا	۱۶	مریم	۲۶
إِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ	۲	البقرة	۲۴۸
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُوْلِ	۱۶	طه	۹۶
مومنوں کے مددگار بہت ہیں			
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا	۵	النساء	۷۵
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ	۲۸	التحريم	۴
مَنْ أَنْصَارِيْٓ إِلَى اللّٰهِ	۳	آل عمران	۵۲
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ	۶	المائدة	۵۵
يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ	۱۰	الانفال	۶۴
وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى	۶	المائدة	۲

مضمون	پارہ	سورت	آیت
إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ	۱۹	الشعراء	۸۹
فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ	۱۹	الشعراء	۱۰۰/۱۰۱
وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا	۱۵	بنی اسرائیل	۸۰
وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ	۱	البقرة	۸۷
فَأَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ	۱۶	الکهف	۹۵
بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں			
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ	۲۵	الشورٰی	۴۴
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا	۱۵	الکهف	۱۷
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ	۲۵	الشوری	۴۶
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا	۲۰	العنکبوت	۲۲
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ	۲۱	الروم	۲۹
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	آل عمران	۹۱
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ	۳	البقرة	۲۷۰
وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا	۵	النسآء	۵۲
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ	۱۷	الحج	۷۱
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ	۲۲	الاحزاب	۶۵
مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ	۲۴	المؤمن	۱۸
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ	۲۴	المؤمن	۲۱
وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا	۶	النسآء	۱۷۳
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا	۵	النسآء	۱۴۵
وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا	۱۰	التوبة	۷۴
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَآءَ	۱۵	بنی اسرآئیل	۹۷
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ	۱۲	هود	۲۰
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ	۱۲	هود	۱۱۳
وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	۲۱	الاحزاب	۱۷
وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۲۵	الشوری	۸
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	المعران	۹۱
وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا	۵	النسآء	۱۲۳
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ	۱۷	الحج	۷۱
لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ	۷	الانعام	۵۱
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا	۱	البقرة	۱۰۷

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ	۷	الانعام	۷۰
وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ	۲۴	حم السجدۃ	۱۶
مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۱	البقرۃ	۱۲۰
وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ	۱۰	التوبۃ	۷۴
مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ	۲۱	السجدۃ	۴
مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ	۱۳	الرعد	۳۷
وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	آل عمران	۹۱
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ	۱۳	هود	۲۰
مردے سنتے ہیں			
وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ	۸	الاعراف	۷۹
(حضرت صالح علیہ السلام)			
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ	۹	الاعراف	۹۳
(حضرت شعیب علیہ السلام)			
محبوبین بعد وفات مدد کرتے ہیں			
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ	۳	آل عمران	۸۱
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	۱۷	الانبیآء	۱۰۷
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ	۲۲	سبا	۲۸
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى	۱	البقرۃ	۸۹
محبوبان خدا دور سے دیکھتے، سنتے اور مدد کرتے ہیں			
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا	۱۹	النمل	۱۹
اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ	۱۳	یوسف	۹۴
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ	۱۹	النمل	۴۰
وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ	۳	آل عمران	۴۹
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا	۸	الاعراف	۲۷
قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ	۲۱	السجدۃ	۱۱
وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ	۷	الانعام	۷۵
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ	۱۲	یوسف	۲۴
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ	۳	آل عمران	۴۹

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ	۱	البقرۃ	۶۰
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا	۱۶	مریم	۱۹
لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۲۶	الفتح	۲۵
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ	۲۷	الذّٰریٰت	۳۵
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ	۹	الانفال	۳۳
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا	۲	البقرۃ	۲۴۸
بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول ہوتی ہے			
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ	۳	آل عمران	۳۸
وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ	۱	البقرۃ	۵۸
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	۵	النسآء	۶۴
بزرگ مقامات کا ادب کرو			
وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	۱	البقرۃ	۵۸
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ	۱۶	طه	۱۲
لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ	۳۰	البلد	۱
لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ	۳۰	البلد	۲
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ	۳۰	التین	۳
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى	۱	البقرۃ	۱۲۵
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	۲	البقرۃ	۱۵۸
یادگاریں قائم کرنا			
فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا	۱۱	یونس	۵۸
وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ	۱۳	ابراهیم	۵
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا	۷	المائدۃ	۱۱۴
وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	۶	المائدۃ	۷
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ	۳۰	القدر	۱
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ	۲	البقرۃ	۱۸۵
عذاب قبر برحق ہے			
اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا	۲۹	نوح	۲۵
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا	۲۴	المؤمن	۴۶
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ	۱۰	الانفال	۵۰
مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ	۲۵	الجاثیۃ	۱۰
وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ	۲۷	طور	۴۷

مضمون	پارہ	سورت	آیت
تقلید ائمہ ضروری ہے			
فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا	۱۷	الانبیاء	۷
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ	۵	النساء	۸۳
وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا	۱۱	التوبة	۱۲۲
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ	۱۱	التوبة	۱۱۹
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	۱	الفاتحه	۶
وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ	۲۱	لقمن	۱۵
وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	۱۷	الحج	۷۸
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ	۵	النساء	۱۱۵
تقیہ حرام ہے			
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ	۳	آل عمران	۶۴
يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	۶	المائدۃ	۶۷
وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا	۱	البقرۃ	۱۴
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	۲۸	المنافقون	۲
اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً	۵	النساء	۹۷
وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ	۸	الاعراف	۲۱
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا	۱۷	الانبیاء	۵۲
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ	۱۱	یونس	۱۰۴
متعہ حرام ہے			
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	۵	النساء	۲۴
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	۲۹	المعارج	۳۱
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ	۱۸	النور	۳۳
حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی			
وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا	۱۵	بنی اسرائیل	۶۰
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ	۲۷	النجم	۸-۹
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا	۲۲	الاحزاب	۴۵
سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى	۱۵	بنی اسرائیل	۱
لواطت حرام ہے			
اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ	۸	الاعراف	۸۰
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا	۸	الاعراف	۸۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ	۲	البقرۃ	۲۲۲
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	۱۸	المومنون	۷
نمازیں پانچ ہیں			
فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ	۲۱	الروم	۱۷
حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ	۲	البقرۃ	۲۳۸
ہم سب حضور ﷺ کے غلام ہیں			
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى	۲۲	الاحزاب	۳۶
مرتد کی سزا قتل ہے			
فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	۱	البقرۃ	۵۴
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ	۵	النساء	۸۹
تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ	۲۶	الفتح	۱۶
نفی کا مدعی بھی دلیل دے			
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ	۲۰	النمل	۶۴
فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ	۸	الانعام	۱۵۰
حدیث کی بھی ضرورت ہے			
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	۳	آل عمران	۳۲
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	۱	البقرۃ	۱۲۹
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ	۵	النساء	۸۰
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ	۲۸	الحشر	۷
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ	۹	الاعراف	۱۵۷
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ	۵	النساء	۶۵
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ	۶	المائدۃ	۱۵
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا	۱	البقرۃ	۲۶
وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	۲۵	الشوریٰ	۵۲
مردوں کو پکارنا			
وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا	۳	البقرۃ	۲۶۰
وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ	۹	الاعراف	۹۳

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ	۸	الاعراف	۷۹
نزول عیسیٰ علیہ السلام، علامت قیامت ہے			
وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ	۲۵	الزخرف	۶۱
حضور ﷺ مومنوں کے گھروں میں جلوہ گر ہیں			
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ	۱۸	النور	۶۱
یغوث اور یعوق وغیرہ گمراہ کر بت تھے نہ کہ اولیاء			
وَلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ	۲۹	نوح	۲۳
وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا	۲۹	نوح	۲۴
چھاتی ماتھا پیٹنا طریقہ کفار ہے			
يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا	۲۳	یٰس	۵۲
يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ	۶	المائدۃ	۳۱
اولیاء من دون اللہ شیطان ہے			
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ	۳	البقرۃ	۲۸۷
اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ	۸	الاعراف	۲۷
لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	۸	الاعراف	۲۷
اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ	۸	الاعراف	۳۰
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	۱۴	النحل	۶۳
اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ	۱۵	الکہف	۵۰
نیکوں کے طفیل بروں پر کرم			
وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا	۱۶	الکہف	۸۲
وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ	۲۷	الطور	۲۱
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ	۲۷	الطور	۲۱
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	۵	النسآء	۶۹
مومنوں کے لئے شفاعت ہے			
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ	۱۱	التوبۃ	۱۰۳
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ	۳	البقرۃ	۲۵۵
لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ	۳۰	النبا	۳۸
لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهٗ	۱۶	طٰہٰ	۱۰۹
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ	۵	النسآء	۶۴
رب بمعنی مربی بندہ کو کہا جاتا ہے			
اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ	۱۲	یوسف	۵۰

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ	۱۲	یوسف	۴۲
كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا	۱۵	بنی اسرائیل	۲۴
اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ	۱۲	یوسف	۲۳
کفار کیلئے شفاعت نہیں			
لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ	۳	البقرۃ	۲۵۴
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ	۲۹	المدثر	۴۸
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ	۲۴	الزمر	۴۳
مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ	۲۴	المؤمن	۱۸
فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ	۱۹	الشعرآء	۱۰۰
لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ	۱۶	مریم	۸۷
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ	۲۸	المنافقون	۶
عبد بمعنی خادم			
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ	۱۸	النور	۳۲
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى	۲۴	الزمر	۵۳
کفار بہرے، گونگے، اندھے، مردے ہیں			
صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ	۱	البقرۃ	۱۸
وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي	۱۵	بنی اسرائیل	۷۲
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ	۱۴	النحل	۲۱
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ	۲۴	حم السجدۃ	۴۴
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ	۲۶	محمد	۲۳
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ	۲۰	النمل	۸۰
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ	۲۴	حم السجدۃ	۴۴
نبی ﷺ و قرآن ہدایت دیتے ہیں			
وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	۲۵	الشوریٰ	۵۲
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ	۱۵	بنی اسرائیل	۹
لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى	۱۳	ابراھیم	۱
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ	۴	آل عمران	۱۶۴
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا	۱۱	التوبۃ	۱۰۳
ایصال ثواب حق ہے			
وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ	۱۱	التوبۃ	۹۹
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ	۲۶	الذّٰریٰت	۱۹

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ	٢٧	الطور	٢١
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	٥	النسآء	٦٩
نبی بے عیب اور معصوم ہوتے ہیں			
اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ	١٥	بنی اسرائیل	٦٥
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ	٢٣	ص	٨٣
اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا	١٣	یوسف	٥٣
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى	٢٧	النجم	٢
لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ	٨	الاعراف	٦١
اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ	٨	الانعام	١٢٤
لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ	٢٩	الحاقة	٤٤
لَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ	١٥	بنی اسرائیل	٧٤
مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	١٢	یوسف	٣٨
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ	١٢	هود	٨٨
لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ	١	البقرة	١٢٤
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ	٣	آل عمران	٣٣
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ	٢١	الاحزاب	٢١
بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے نہیں کرسکتا			
وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى	٢٧	النجم	٣٩
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	٣	البقرة	٢٨٦
نبیوں کے درجوں میں فرق ہے			
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ	١٣	یوسف	٧٦
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ	٣	البقرة	٢٥٣
اصل نبوت میں انبیاء برابر ہیں			
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ	٣	البقرة	٢٨٥
وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	٦	النساء	١٥٢
بتوں کے نام چھوڑا گیا جانور حلال ہے اگر اللہ کے نام پر ذبح ہو جائے			
مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا	٧	المائدة	١٠٣
فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا	١٠	الانفال	٦٤
قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا	٨	الانعام	١٤٥
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ	١٤	النحل	١١٦

مضمون	پارہ	سورت	آیت
تھان کی بھینٹ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے			
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ	٢	البقرة	١٧٣
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	٦	المائدة	٣
رب کے بتائے بغیر کسی کو علم غیب نہیں			
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ	٢٠	النمل	٦٥
وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ	٢٦	الاحقاف	٩
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ	٩	الاعراف	١٨٨
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ	٢١	لقمٰن	٣٤
لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ	٧	المائدة	١٠٩
بے ارادہ الٰہی کوئی کچھ نہیں کرسکتا			
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا	٩	الاعراف	١٨٨
وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	١٣	یوسف	٦٧
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا	١	البقرة	١٠٧
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ	١	الفاتحه	٤
مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	١٣	یوسف	٦٨
ذکر میلاد شریف سنت الٰہی ہے			
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	١١	التوبة	١٢٨
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ	٦	المائدة	١٥
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	٤	آل عمران	١٦٤
هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى	١٠	التوبة	٣٣
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا	٢٨	الجمعة	٢
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ	١٦	مریم	١٦
مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي	٢٨	الصف	٦
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ	٢٠	القصص	٧
قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	٦	النسآء	١٧٤
علم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے			
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا	١	البقرة	٣١
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ	٣	آل عمران	١٨
وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا	١٦	طه	١١٤
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ	٢٣	الزمر	٩

59

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ	۱۱	التوبة	۱۲۲
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ	۱۵	الكهف	۶۶
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ	۵	النسآء	۱۱۳
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ	۲۷	الرحمن	۱/۲
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا	۱۵	الكهف	۶۵
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ	۱۹	النمل	۱۶
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	۲۲	فاطر	۲۸
اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	۱۹	الشوریٰ	۱۹۷
فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا	۱۷	الانبیآء	۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا	۳	البقرة	۲۶۹
انبیاء کو بشر کہنا طریقہ کفار ہے			
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	۱۴	الحجر	۳۳
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۱۸	المؤمنون	۲۴
لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	المؤمنون	۳۴
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یٰس	۱۵
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۶
رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے			
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا	۵	النسآء	۸۷
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا	۵	النسآء	۱۲۲
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۳	آل عمران	۹
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۴	آل عمران	۱۹۴
لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۶۱
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۶۱
اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا			
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ	۹	الانفال	۳۳
لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۲۶	الفتح	۲۵
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ	۲۷	الذّٰریٰت	۳۵
وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا	۲۹	نوح	۲۷
اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	۱۷	الحج	۳۸
وسیلہ اولیاء ضروری ہے			
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ	۱۵	بنی اسرائیل	۵۷

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى	۱	البقرة	۸۹
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا	۲	البقرة	۱۴۴
فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ	۱	البقرة	۳۷
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	۹	الاعراف	۱۳۴
وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	۹	الاعراف	۱۳۴
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا	۱۱	التوبة	۱۰۳
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا	۶	المائدة	۳۵
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ	۳	آل عمران	۳۸
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ	۱	البقرة	۶۱
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا	۱۵	الكهف	۲۱
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ	۴	آل عمران	۱۶۴
اصل اشیاء میں اباحت ہے			
خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	۱	البقرة	۲۹
قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا	۸	الانعام	۱۴۵
لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ	۲۸	التحریم	۱
لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ	۷	المائدة	۱۰۱
وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ	۸	الانعام	۱۱۹
وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً	۸	الانعام	۱۴۰
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ	۸	الانعام	۱۴۲
قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ	۸	الانعام	۱۵۰
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ	۸	الاعراف	۳۲
لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ	۷	المائدة	۸۷
موت معنی روح کا نکلنا سب کو ہے			
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ	۲۳	الزمر	۳۰
اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ	۴	آل عمران	۱۴۴
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ	۴	آل عمران	۱۸۵
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ	۲۷	الرحمن	۲۶
اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ	۱۷	الانبیآء	۳۴
قرآن سے بعض گمراہی لیتے ہیں			
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا	۱	البقرة	۲۶
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ	۶	المائدة	۶۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
نَهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا	۲۵	الشوریٰ	۵۲
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ	۲۹	المدثر	۳۱
حضور ﷺ ہدایت دیتے ہیں			
وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	۲۵	الشوریٰ	۵۳
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا	۲۲	الاحزاب	۴۶
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ	۴	آل عمران	۱۶۴
لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	۱۳	ابراهیم	۱
موت بمعنی روح کا جسم کی پرورش چھوڑ دینا خاص اولیاء اللہ کو نہیں وہ زندہ ہیں			
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ	۲	البقرة	۱۵۴
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ	۴	آل عمران	۱۶۹
مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ	۲۲	سبا	۱۴
وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ	۲۲	الاحزاب	۵۳
وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ	۲۵	الزخرف	۴۵
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا	۴	آل عمران	۱۷۰
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ	۲۱	السجدة	۲۳
بزرگوں کی دعا سے بانجھ اور بوڑھی کو بھی بیٹا ملنا			
قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ	۳	آل عمران	۴۰
قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ	۱۴	الحجر	۵۴
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ	۲۳	الصّٰفّٰت	۱۰۰
ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا	۱۲	هود	۷۲
اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ	۳	آل عمران	۳۶
يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ	۱۶	مریم	۷
حضرات انبیاء کرام شرعی احکام کے مالک بنائے گئے ہیں			
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ	۲	البقرة	۱۵۴
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ	۴	آل عمران	۱۶۹
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ	۹	الاعراف	۱۵۷
وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	۱۰	التوبة	۲۹
وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ	۹	الاعراف	۱۵۷
اللہ تعالیٰ اور رسول کو ملانا ایمان ہے			
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	۵	النسآء	۵۹
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ	۲۲	الاحزاب	۷۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ	۱۰	التوبة	۶۲
اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ	۱۰	التوبة	۷۴
كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	۱۰	التوبة	۸۰
وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى	۵	النسآء	۱۰۰
فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ	۱۱	التوبة	۱۰۵
لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	۲۶	الحجرات	۱
وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ	۱۰	التوبة	۵۹
وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	۲۱	الاحزاب	۲۹
سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ	۱۰	التوبة	۵۹
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ	۲۲	الاحزاب	۳۷
اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	۲۲	الاحزاب	۳۶
اللہ تعالیٰ رسول کو الگ کرنا کفر ہے			
وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ	۶	النسآء	۱۵۰
مدہوش و مجذوب پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے			
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى	۵	النسآء	۴۳
وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ	۹	الاعراف	۱۵۰
وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا	۹	الاعراف	۱۴۳
وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ	۱۲	یوسف	۳۱
بیعت ہونا ضروری ہے قیامت میں پیشوا کے ساتھ حشر ہوگا			
يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	۱۲	هود	۹۸
يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ	۱۵	بنی اسرائیل	۷۱
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ	۲۶	الفتح	۱۰
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ	۲۶	الفتح	۱۸
اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ	۲۸	الممتحنة	۱۲
علیہ السلام صرف رسولوں کے لئے ہے			
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ	۲۳	الصّٰفّٰت	۱۸۱
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ	۲۳	الصّٰفّٰت	۷۹
فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ	۲۷	الواقعة	۹۱
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ	۲۳	الصّٰفّٰت	۱۰۹
السلام علیکم عام مسلمانوں کے لئے ہے			
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ	۱۳	الرعد	۲۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا	۲۴	الزمر	۷۳
تکوینی احکام بعض بندوں کے سپرد ہیں			
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا	۳۰	النّٰزعٰت	۵
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ	۲۳	ص	۳۶
قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ	۱۶	طٰهٰ	۹۷
هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ	۱۶	مریم	۲۵
وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ	۳	آل عمران	۴۹
شیعہ کافر اور فسادی قوم کو کہتے ہیں			
اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ	۲۰	القصص	۴
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا	۸	الانعام	۱۵۹
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا	۷	الانعام	۶۵
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	۲۱	الروم	۳۱
مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا	۲۱	الروم	۳۲
كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ	۲۲	سبا	۵۴
وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ	۲۷	القمر	۵۱
وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ	۲۳	الصّٰفّٰت	۸۳
ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ	۱۶	مریم	۶۹
محبوبان خدا اللہ تعالیٰ کے ملک کے مالک و متصرف ہیں			
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي	۳	آل عمران	۲۶
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ	۲۳	ص	۳۶
وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ	۲۳	ص	۳۷
اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ	۳۰	الکوثر	۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ	۱۷	الانبیاء	۸۱
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ	۱۶	الکہف	۸۴
رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ	۱۳	یوسف	۱۰۱
وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا	۵	النسآء	۵۴
وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ	۳	آل عمران	۴۹
اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ	۳	آل عمران	۴۹
يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ	۲۲	سبا	۱۳
عورتوں پر پردہ ضروری ہے			
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى	۱۸	النور	۲۷
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ	۱۸	النور	۳۰
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ	۱۸	النور	۳۱
وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ	۱۸	النور	۵۹
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ	۲۲	الاحزاب	۵۹
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ	۲۲	الاحزاب	۳۲
فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ	۲۷	الرحمن	۵۶
حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ	۲۷	الرحمن	۷۲
وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳
وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا	۲۲	الاحزاب	۵۳
قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱
اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ	۱۸	النور	۶۰
لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ	۲۸	الطلاق	۱
فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ	۴	النسآء	۱۵

مجدد دین امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جب جب شیطانیت نے دین اسلام کے حلیے کو بگاڑنے کی کوشش کی کہ لوگ باد جود اسلام کو دل سے چاہنے کے اس سے دور ہوتے چلے جائیں اور باد جود اس پر عمل کرنے کے صراط مستقیم سے ہٹنے لگیں کہ اُن کے سامنے اسلام کی ایسی شکل رکھ دی گئی جو حقیقت میں اسلام سے بہت دور تھی۔ تب تب اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے بندوں کا انتخاب فرمایا جنہوں نے کفر والحاد کے اندھیرے میں گم ہوتے اس سیدھے راستے کو خوب روشن کردیا کہ مخلوق خدا راہ ھدیٰ کی معرفت پائے اور گمراہ کن اندھیروں میں بھٹکنے سے بچ جائے جب یہ شیطانیت غلامانِ مصطفیٰ کی کوششوں سے ہر طرف سے ناکام ہوگئی تو اس نے سوچا کہ بجائے کنارے کے توڑنے کے بنیاد کو ہلایا جائے اور بجائے شاخوں کے کاٹنے کے جڑ کو کاٹ دیا جائے اور یہ جڑ کیا تھی محبت محمد مصطفیٰ ﷺ تھی کیونکہ مدینے کی سرکار کے تیرنظر کے شکار کو پھانسنے کے لیے یہ شیطانی جال بالکل بے کار تھے۔ سرکار مدینہ ﷺ کی زلفوں کے یہ قیدی شیطانی بہکاوے میں آنے کے نہیں خواہ کتنی ہی وزنی دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ عاشق کے لئے دلیل بے کار ہے۔

بہرکیف اس محبت وعشق صاحب قرآن کو خود حدیث وقرآن سے دلائل دے کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور ایسے ایسے نظریات وعقائد انتہائی معصومانہ انداز میں اختراع کئے گئے جن کو اپنانے سے غیر محسوس انداز میں عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ دل سے غائب ہوجائے۔

ایسے دور میں جبکہ اسلامی نظریات کو وقت کی نزاکت ومصلحت کے تابع بنایا جارہا تھا اور احادیث وآیات کی من مانی تشریحات کی جارہی تھیں۔ مسلمانوں سے شدت اور غیر مسلموں سے مروت کا طریقہ اپنایا جارہا تھا کہ کہیں محفل میلاد منانے پر مسلمانوں کو کافر ومشرک بتایا جارہا تھا اور کہیں ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی کو بند کرنے کا فتویٰ دیا جارہا تھا کبھی خلافت کو بچانے کے لئے کفار سے بھیک مانگی جارہی تھی اور کبھی انگریزوں سے لڑنے کے لیے مسلمانوں کو ہندوؤں کی امامت میں جمع کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ حضور علیہ السلام کے اس فرمانِ عالیشان "الکفر ملۃ واحدۃ" کو بھول کر ہندو مسلمان کو ایک ہندوستانی قوم بنانے کی کوشش کی جارہی تھی اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو نبی پاک ﷺ کی محبت اور بزرگان دین سے عقیدت کی پاداش میں بات بے بات کافر ومشرک بنایا جارہا تھا احادیث پاک وآیات قرآن میں اُن کی ساری محنت وکاوش صرف اس لیے تھی کہ کسی طرح نبی پاک ﷺ کی شان اور عظمت بزرگان کو گھٹانے کا پہلو نکالا جاسکے۔

ایسے پرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی امامت اور بے دینوں کی شامت کے لیے جس کو چنا ان کا نام گرامی امام احمد رضا خان بریلوی تھا۔ انہوں نے بتائید پروردگار عالم تمام فتنوں کا رد بلیغ فرمایا اور ناقابل تردید دلائل سے اہل سنت کا احقاق وگمراہ فرقوں کا ابطال فرمایا اور سلف صالحین کے عقائد کو اجاگر کیا جس پر آپ کی کتابیں شاہد ہیں۔

ولادت :۔ اعلیٰ حضرت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ ہجری بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام المختار ہے لیکن آپ کے دادا مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے خود اسی نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمالیا ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ☆ تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

اعلیٰ حضرت نسباً پٹھان قبیلے بڑھیچ سے تعلق رکھتے تھے شجرہ نسب اس طرح ہے احمد رضا خان، ابن مولانا نقی علی خان، ابن مولانا رضا علی خان ابن مولانا حافظ کاظم علی خان ابن محمد اعظم خان ابن محمد سعادت یار خان ابن محمد سعید اللہ خان۔ محمد سعید اللہ خان قندھار افغانستان سے مغلیہ دور میں لاہور تشریف لائے پھر یہاں سے دہلی آگئے۔

تعلیم : ۔رب کریم جب اپنے کسی بندے کو کسی خاص کام کے لیے چنتا ہے تو اُس میں اس کی صلاحیتیں بھی ودیعت فرما دیتا ہے ان صلاحیتوں کے آثار بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت کی شخصیت میں نمایاں تھے آپ کا حافظہ کمال کا تھا بہت کم عمری ہی میں تمام علوم مروجہ پر عبور حاصل کر لیا۔ ابتدائی کتابیں حضرت مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں ۔ اکثر علوم دینیہ اور عقلیہ ونقلیہ کا اکتساب اپنے والد گرامی سے کیا۔ بعض علوم کی تکمیل مولانا عبدالعلی رامپوری شاہ آل رسول مارہروی اور شاہ ابوالحسین نوری مارہروی سے کی۔ ۱۲۹۵ ہجری میں آپ نے والدین کے ساتھ حج ادا کیا اور بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری دی۔ عالم اسلام کے متعدد جلیل القدر علماء وشیوخ اس موقع پر موجود تھے۔ آپ ان سے فیض یاب ہوئے حدیث ،فقہ، اصول اور تفسیر کی اسناد حاصل کیں۔ حافظہ اور قابلیت کا حال یہ تھا کہ آپ نے بہت سے علوم بغیر استاد محض کتب بینی سے حاصل کئے اور ان میں کمال حاصل کیا۔

ایک دفعہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ لے کر حاضر ہوئے جس کے حل کے لیے وہ دنیا کے بڑے بڑے ریاضی دانوں سے رابطے کر رہے تھے اتفاقاً انہوں نے اس کا ذکر سید سلیمان اشرف صاحب سے کیا۔ جو اس یونیورسٹی میں شعبہ دینیات کے صدر تھے انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰ حضرت کے پاس جانے کا مشورہ دیا چونکہ دماغ پر مغربی اثرات تھے اس لیے کوئی خاص اہمیت نہ دی اور حیران ہوئے کہ ایک عالم دین اتنے پیچیدہ سائنسی مسئلے کو کیسے حل کر سکتا ہے۔ بہرحال جب اعلیٰ حضرت کے پاس حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے اُسی وقت وہ مسئلہ حل کر دیا تو وہ فوراً پکار اٹھے یہ ہستی صحیح معنوں میں نوبل پرائز کی حقدار ہے۔ فقہ میں آپ کا تبحر علمی آپ کے فتاویٰ رضویہ سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس موضوع پر بھی قلم اُٹھایا تحقیق کا حق ادا کیا۔ آپ کے تصنیفی کاموں میں جسے سب سے زیادہ مقبولیت عام حاصل ہوئی وہ آپ کا ترجمہ قرآن مجید کنزالایمان شریف ہے۔ جس کو دیکھ کر اہل علم پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسلامی علوم وفنون میں جو مہارت آپ کو حاصل تھی اس دور میں شاید ہی کسی اور کو ہو۔ ایک ایک سطر سے عشق واحترام نبوت کی خوشبو پھوٹتی ہے ان علمی کاموں کے علاوہ آپ نے نعتیہ شاعری بھی کی جس میں آپ کی قادرالکلامی وسعت تخیل کو بڑے بڑے شاعر دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے آپ کا یہ شعری مجموعہ حدائق بخشش کی صورت میں موجود ہے۔

آپ کی علمی خدمات سے صرف اہل ہند ہی فیضیاب نہیں ہوئے بلکہ علماء عرب نے بھی آپ کی جلالت علمی کا اعتراف کیا۔ جب ۱۳۲۳ ہجری میں آپ نے دوسری بار حج کی سعادت حاصل کی تو علماء عرب نے آپ کا بے حد احترام واکرام کیا اور بعض نے آپ سے سندیں واجازتیں حاصل کیں۔ علماء حرمین کی گذارش پر آپ نے دو مشہور کتابیں لکھیں'' الدولتہ المکیہ '' جو حضور اکرم ﷺ کے علم کے موضوع پر ہے دوسری '' الکفل الفقیہ '' جو نوٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں ہے۔

بیعت : ۔ ۱۲۹۴ ہجری میں آپ والد ماجد کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ شیخ نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کی انتہائی قدر افزائی فرمائی۔

آپ کی خدمات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے دین اسلام میں پیدا شدہ بدعات کا خاتمہ کیا اور ہر باطل فرقے ونظریے کا ابطال کیا۔ مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفوی ﷺ کی شمع روشن کی اور مسلمانوں کو کفار سے خاص طور پر ہندوؤں سے ممتاز کیا اور یہ بات ثابت کی کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں جن کا کسی دوسری قوم میں ادغام نہیں کیا جا سکتا کہ قومیت کی بنیاد عقائد ونظریات پر ہے نہ کہ وطن یا زبان پر۔ اور اسی بنیاد پر آگے چل کر پاکستان کی عمارت قائم ہوئی جیسا کہ تاریخ سے بخوبی ثابت ہے۔

وصال : ۔ آپ کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ ہجری بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ ہجری بروز جمعۃ المبارک بوقت نماز جمعہ ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بریلی شہر کے محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر اسلام کے ساتھ واقع ہے آپ کا عرس ہر سال ۲۴ ۔ ۲۵ صفر کو منعقد ہوتا ہے۔

مفکر اسلام مفسر قرآن حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمتہ اُن شہسواران اسلام میں سے ہیں جن پر قوم مسلم کو ہمیشہ فخر رہا آپ کی ذات وقت کی ان مقتدر ہستیوں میں سے تھی جن کو قوم کی پیشوائی اور نباض امت ہونے کا سہرا سجتا ہے۔ آپ علم ایمانی اور معرفت روحانی کے امام تھے آپ نے اپنی ساری زندگی اپنے قلم وزبان تفکر وتدبر سے دین اسلام کی ایسی خدمت فرمائی کہ رہتی دنیا تک عوام وخواص اس سے فیضیاب ہوتے رہیں گے اور آپ کی عملی وفکری زندگی آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ اسلامی رہے گی۔ انشاءاللہ

شجرہ نسب:۔ حضرت حکیم الامت خاندانی اعتبار سے والد کی طرف سے یوسف زئی پٹھان شجرہ نسب حضرت بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے قریشی خاندان سے تھے۔ آپ کا ددھیال اور ننھیال دونوں طرف علمی گھرانے تھے آپ کی پرورش انتہائی مہذب اور علمی ماحول میں ہوئی۔

آپ کے پانچویں دادا حضرت خان علیہ الرحمتہ گردیزی افغانستان سے ہجرت کر کے یوپی (اتر پردیش) کے شہر بدایون کی ایک بستی اجھیانی میں مقیم ہوئے اور آپ کے دادا محترم مولانا منور خان علیہ الرحمتہ اپنے علاقے کے معززین میں شمار ہوتے تھے۔ فارسی اپنی وطنی مادری زبان ہونے کے علاوہ فارسی کے زبردست عالم تھے۔ حکیم الامت کے والد محترم مولانا محمد یار خان اپنے وقت کے جید عالم زاہد شب زندہ دار بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے اس دور میں اپنے اہتمام سے اپنے علاقے میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی اور پھر تاعمر اس کی امامت وخطابت فی سبیل اللہ بلا معاوضہ فرمائی۔ وہاں لوگوں کی غربت کا یہ حال تھا کہ مسجد کے پانی کا انتظام بھی نہ کیا جاسکتا تھا لوگ دور دور سے گھوڑوں کے ذریعے مسجد کا پانی بھر کر لاتے جو کافی مشقت ومصیبت کا باعث تھا۔ آپ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ اب وقت ہے اگر کچھ آخرت کا سرمایہ جمع کرنا چاہتی ہو تو اپنا زیور بیچ کر مسجد کا کنواں بنوادو۔ اس اللہ کی بندی نے ذرا دیر نہ لگائی اور اپنا سارا زیور اپنے معزز خاوند کو دے دیا اس زیور کی قیمت میں رب تعالیٰ نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ کنویں کے علاوہ پوری وضوگاہ بھی تعمیر ہوگئی۔ آپ کو مسجد سے والہانہ عشق تھا۔

ولادت:۔ حضرت حکیم الامت اپنے والدین کے پانچ بہنوں کے ساتھ اکلوتے بیٹے تھے آپ کے والد محترم نے چوتھی بیٹی پیدا ہونے پر بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتے ہوئے منت عرض کی کہ یا اللہ اگر مجھے بیٹا عطا ہو تو میں اس کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گا۔ یہ دعا قبول ہوئی اور مولیٰ تعالیٰ نے انہیں فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ والد نے اپنی منت کے مطابق کبھی بھی اپنے اس اکلوتے بیٹے سے دنیا کا کام نہ لیا بلکہ ہر طرح اسلام کی خدمت کے لئے تیار کیا۔ آپ کی ولادت اسلامی سال کے پانچویں مہینے جمادی الاول کی چار تاریخ بروز جمعرات سن ہجری ۱۳۱۴ھ اور سن عیسوی ۱۸۹۴ء مارچ کی پہلی تاریخ بوقت فجر ہوئی۔

تعلیم:۔ آپ اپنی عمر کے تین سال گیارہ ماہ اور ایک دن کے تھے تو آپ کی بسم اللہ شریف یعنی تعلیم شروع ہوئی۔ بدایون کے ایک بہت بڑے بزرگ عبدالقدیر میاں صاحب علیہ الرحمتہ نے آپ کی بسم اللہ شریف کی تعلیم مکمل فرمائی۔ اس وقت موسم بہار کی پہلی بارش ہلکی ہلکی ہو رہی تھی پیر کا دن بوقت نماز ظہر۔ آپ نے قرآن مجید، فارسی اور عربی کی ابتدائی کتب کی تعلیم گھر پر ہی اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ آپ اپنی عمر کے ساتویں برس بدایون کے مدرسے میں داخل ہوئے اس کے بعد یکے بعد دیگرے تین مدرسوں میں تعلیم مکمل فرمائی ہندوستان کے ایک پرانے شہر مینڈھو پور، مراد آباد شریف، میرٹھ۔

پہلا فتویٰ ۱۹۱۲ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں لکھا اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ آخری سال کے طالب علم تھے۔ یہ فتویٰ بارہ

ربیع الاول کو اپنے استاد اور پیرومرشد حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا گیا جو بہت پسند فرمایا گیا پھر آپ کو اسی دن جامعہ کا مفتی بنا دیا گیا۔

بدایون کے مدرسہ شمس العلوم کے بعد آپ کا تیسرا دور طالب علمی مینڈھو پور کے مدرسے میں گذرا جس کے تعلیمی ماحول اور انتظام کے بارے میں لوگوں میں اچھی رائے پائی جاتی تھی۔ یہ مدرسہ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ خود حکیم الامت فرمایا کرتے تھے کہ دیوبندی اساتذہ کے پاس ایک عرصہ تک پڑھنے کے بعد میں یہ سمجھنے لگ گیا تھا کہ علمی تحقیق کا کمال تو بس اسی گروہ میں پایا جاتا ہے لیکن خوش قسمتی سے صدر الافاضل مراد آبادی سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اعلیٰ حضرت کا رسالہ ''عطایا القدیر فی احکام التصویر'' مطالعے کے لیے دیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

حکیم الامت کے والد چونکہ مسلکاً پکے سنی حنفی تھے انہیں آپ کا مینڈھو پور کے مذکورہ مدرسے میں پڑھنا ناگوار محسوس ہونے لگا ایک دفعہ سالانہ چھٹیوں میں گھر آئے تو گھر والوں کے احساسات کا اندازہ ہوا آپ کے ایک چچازاد بھائی مراد آباد میں ملازم تھے۔ چند روز گھر رہ کر واپس جارہے تھے وہ آپ کو اپنے ساتھ مراد آباد لے گئے وہاں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی سے ملاقات کروائی ملاقات میں سوال و جواب کا سلسلہ رہا جہاں آپ صدر الافاضل مراد آبادی کے علمی تبحر سے متاثر ہوئے وہاں صدر الافاضل نے بھی نوعمر طالب علم کی قابلیت خداداد و علمی استعداد کو تاڑ لیا صدر الافاضل نے فرمایا بھئی مولانا علم کے ساتھ حلاوت علم بھی ہو تو استقامت عطا ہوتی ہے اور انشراح صدر کی دولت ملتی ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ حلاوت علم سے کیا مراد؟ صدر الافاضل نے فرمایا حلاوت علم تو حضور علیہ السلام سے نسبت قائم رکھنے سے ہی حاصل ہوتی ہے لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ اس گفتگو نے آپ کے دل و دماغ پر انتہائی گہرے اثرات چھوڑے صدر الافاضل نے آپ کی قابلیت اور تعلیمی پیاس کو دیکھتے ہوئے کانپور سے علامہ مشتاق احمد کانپوری کو جو اپنے وقت میں معقولات کے بہت اچھے استاد و امام سمجھے جاتے تھے۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد بلوایا اور اس دور میں ان کا وظیفہ ۸۰ روپے ماہانہ مقرر کیا۔ عجیب پرلطف کیفیت تھی کہ استاد کے مدنظر یہ چیز کہ یہ وہ طالب علم ہے جس کے لیے ہمیں کانپور سے بلایا گیا ہے اور شاگرد کو یہ احساس کہ یہ علامہ زماں استاد صرف مجھے پڑھانے کے لیے یہاں بلائے گئے ہیں۔

کچھ عرصے بعد علامہ مشتاق احمد کانپوری کو بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مستقل میرٹھ جانا پڑ گیا انہوں نے صدر الافاضل سے یہ کہہ کر اجازت لی کہ میں احمد یار خان کو اپنے ہمراہ میرٹھ لے جاؤں گا۔ صدر الافاضل کی اجازت کے بعد یہ لوگ میرٹھ چلے گئے یہ حکیم الامت کی تعلیم کا آخری دور تھا آپ کے ساتھ علامہ عبدالغفور ہزاروی بھی علامہ مشتاق احمد صاحب کے زیر تعلیم رہے۔

بیعت:۔ حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں اپنے استاد گرامی صدر الافاضل کے ہاتھ پر بیعت ہوئے یہ سلسلہ بیعت کچھوچھہ شریف ہندوستان سے جاملتا ہے۔

حصول تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد ہی میں آپ کو تدریس کے فرائض سونپے گئے۔ بعد ازاں صدر الافاضل کے حکم سے دھوراجی کاٹھیاواڑ کے مدرسہ مسکینیہ چلے گئے کچھ عرصہ بعد تدریس کے لئے واپس مراد آباد تشریف لے آئے پھر بحکم استاد مختلف جگہوں پر تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آخر کار گجرات پاکستان سے پیر سید ولایت شاہ صاحب نے جو انجمن خدام الصوفیہ کے سرپرست تھے اور ان کے بیٹے سید محمود شاہ صاحب جامعہ حزب الاحناف لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ انہوں نے سید ابوالبرکات شاہ صاحب کے ذریعے قبلہ مفتی صاحب سے درخواست کی کہ وہ گجرات میں انجمن خدام الصوفیہ کے زیر انتظام دار العلوم میں تدریس کے فرائض سنبھال لیں۔ چنانچہ آپ گجرات تشریف لے آئے اور آخر تک یہیں رہے۔ گجرات میں آپ نے جامع مسجد غوثیہ چوک پاکستان کی بنیاد رکھی۔ اس میں درس قرآن مجید کا سلسلہ جاری فرمایا جس کا شہرہ بہت جلد علاقے میں پھیل گیا اور ہزاروں لوگ درس قرآن سے مستفیض ہونے لگے۔ گجرات میں مدرسہ غوثیہ نعیمیہ کی بھی بنیاد رکھی۔ جہاں کے

فارغ التحصیل طلباء میں بڑے بڑے علماء ہیں جنہوں نے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اپنے علاقے میں اسلام کی بہت خدمت کی۔

تصنیفات: ۔ درس وتدریس سے جووقت بچتا وہ تصنیف میں صرف ہوتا بلکہ آپ نے اپنی تمام مصروفیات کے لیے ترتیب وقت اس طرح معین کر لیا تھا کہ لوگ آپ کے چلنے پھرنے سے گھڑیاں ملاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی مختصر زندگی میں اس قدر وسیع کام کیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنے تمام امور دنیاداری بطریق احسن انجام دینے کے بعد بھی اتنی فرصت کیسے پاتا ہے کہ اس میں اتنی بڑی بڑی ضخیم کتابیں انتہائی مشکل اور اہم ترین موضوعات پر لکھ سکے۔ حضرت حکیم الامت کی دین اسلام کی سب بڑی خدمت آپ کی تصنیفات ہیں آپ کی تصنیفات جن کی اشاعت ہوچکی ہے درج ذیل ہیں۔

تفسیر نعیمی! تفسیر نعیمی اردوزبان میں اس سے زیادہ عام فہم مفصل اور مستند تفسیر نہیں لکھی گئی ہر پارہ ایک جلد پر مشتمل ہے اور ہر جلد چھ سات سوصفحات پر مشتمل ہے۔ بلکہ بعض جلدیں ایک ہزار صفحات سے بڑھ گئیں ہیں۔ اس میں آپ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی عقیدت میں گیارہ چیزیں درج فرمائیں۔ ا۔عربی آیت پاک ۲۔لفظی ترجمہ اپنا ۳۔اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کا ترجمہ ۴۔تعلقات آیات ۵۔نزول وشان نزول ۶۔تفسیر نحوی ۷۔تفسیر عالمانہ ۸۔فوائد آیات ۹۔آیت سے فقہی مسائل کا استنباط ۱۰۔اعتراضات وجوابات ۱۱۔تفسیر صوفیانہ۔ مرشد واستاد حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی کی نسبت سے اس کا نام تفسیر نعیمی رکھا۔ اپنی حیات مبارکہ میں آپ اس تفسیر کے گیارہ پارے ہی لکھ پائے۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے خلف الرشید اور چھوٹے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا اور اب تک تفسیر نعیمی کے ۱۸ پارے مکمل ہو چکے ہیں اور آگے تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہمت ومہلت عطا فرمائے کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں آمین۔

جاء الحق! آپ مشہور عالم تصنیف ہے جس میں دور حاضر کے باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے اور اہلسنت وجماعت کی حقانیت کے ناقابل تردید دلائل دیئے گئے ہیں۔ جس کا نام قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے خود جاء الحق رکھا اور فرمایا کہ آپ کی یہ تصنیف قیامت تک باقی رہے گی اور اس کا کوئی جواب نہ لکھ سکے گا اگر کوئی قلم اٹھائے گا تو باطل ہی ہوگا۔

علم القرآن: قرآن فہمی کے لیے بہترین کتاب ہے جس میں ترجمہ قرآن مجید کے اصول بیان کئے گئے ہیں تاکہ مدعا کلام سمجھنے میں غلطی نہ ہو اور گمراہی کا سبب نہ بنے یہ کتاب کوزے میں دریا ہے اس کے متعلق ابوالحقائق شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی نے فرمایا کہ یہ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ آپ کی کرامت ہے۔

نور العرفان: قرآن مجید کے حاشیہ پر مختصر تفسیر اسی کے لکھنے پر آپ کو ملک کے نامور علماء کرام اور تحریک پاکستان کے حامی جید علماء کی تنظیم نے حکیم الامت کا لقب دیا۔ جن میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب، علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحب، قبلہ سید محمد حسین صاحب ابن سید پیر علی پوری، حضرت قبلہ بابوجی گولڑہ شریف، قبلہ قاری احمد حسین رہتکی کے نام قابل ذکر ہیں۔

مرات شرح مشکوۃ ۸ جلد! احادیث کے مجموعوں میں مشکوۃ شریف کی اہمیت کو کون نہیں جانتا آپ نے اس کی شرح ایسے دلنشین انداز میں لکھی ہے کہ ایک ایک سطر سے شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ ظاہر ہوتی ہے اور بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ بہت عام فہم انداز میں فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصنیفات میں علم المیراث، شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، مواعظ نعیمیہ، معلم تقریر، اسلامی زندگی، حضرت امیر معاویہ، رحمت خدا بوسیلہ اولیا، اسرار الاحکام درس القرآن، کلام المقبول فی طہارت نسب رسول، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں، رسالہ

نور، سلطنت مصطفیٰ، ایک اسلام، دیوان سالک یہ آپ کا نعتیہ شاعری پر مشتمل دیوان ہے آپ شاعری میں اپنا تخلص سالک استعمال فرماتے تھے۔

حکیم الامت کی بعض تصانیف تقسیم ہند کے وقت ضائع ہوگئیں بعض مختلف وجوہات کی بنا پر شائع نہ ہوسکیں جن میں حاشیہ حمد اللہ، حاشیہ صدرا، رسالہ تصوف وغیرہ شامل ہیں۔علاوہ ازیں حضرت کی نعیم الباری شرح بخاری (عربی) بھی شائع نہ ہوسکی جس کے کچھ حصے ضائع ہوگئے ہیں بہر حال کوشش کی جاری رہی ہے کہ اس کی تدوین کر کے شائع کیا جائے حضرت کی تصانیف اس وقت پوری دنیا میں مشہور ہیں اور مسلمان ان کی خدمات سے فیض یاب ہورہے ہیں۔آپ کی شخصیت اور خدمات کا ذکر اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں بھی کیا گیا ہے۔آپ کی شخصیت پر تحقیق کرنے پر میسور یونیورسٹی ہندوستان نے پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری کی ہے۔اس کے علاوہ جنوبی افریقہ، امریکہ اور پاکستان میں آپ کی تصنیفات کے انگریزی ترجمے کی کئے جارہے ہیں۔جن میں سے کچھ شائع ہوچکے ہیں خصوصاً آپ کی تفسیر نور العرفان کا انگریزی ترجمہ جنوبی افریقہ سے شائع ہوا ہے۔افغانستان میں آپ کی تفسیر نور العرفان کا پشتو اور فارسی ترجمہ کیا جارہا ہے۔

حکیم الامت بدایونی کے فرق باطلہ سے چند مناظرے

حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات طیبہ میں تقریباً سات مناظرے باطل فرقوں سے کئے اور باطل کو مکمل اور مدلل شکست دی اور شکست کی تحریر حاصل کی گئی۔(۱) پیلی بھیت کے ایک آریہ پنڈت راؤ برھم چاری سے پیلی بھیت میں ہوا اس پنڈت نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج دیا۔لوگ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہوئے انہوں نے حضرت مفتی احمد یار خان کا انتخاب فرمایا آپ بالکل نوعمر تھے جب کہ پنڈت تجربہ کار بوڑھا تھا لوگوں کی حیرت کے باوجود آپ نے اس پنڈت کو شکست دی اور اس سے تحریر لے لی گئی۔جو آج تک مراد آباد میں محفوظ ہے۔دوسرا مناظرہ امرتسر میں غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری سے ہوا اس مناظرے کے صدر علامہ عبد الغفور ہزاروی تھے اس میں مد مقابل کو شکست فاش ہوئی جس کی تحریر لے لی گئی۔تیسرا مناظرہ مرزائی خادم چیمہ وکیل سے ہوا اس مناظرے کو دیکھ کر بہت سے لوگ جوش عقیدت میں آکر آپ سے بیعت ہوگئے اس کی تحریر لے لی گئی جو غالباً لالہ فضل پگانوالا کے پاس تھی۔چوتھا مناظرہ صوفی عبد الرحمٰن دیوبندی سے ہوا انہوں نے دیوبندیت سے توبہ کی تقریباً تین سال اس پر قائم رہے پھر منحرف ہوگئے۔پانچواں مناظرہ انہی صوفی صاحب کے مشہور شاگرد عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی خطیب کالری دروازہ گجرات سے مسلک اہلسنت و مسلک دیوبندیت کے حق و باطل ہونے پر ہوا یہ مناظرہ لالہ فضل پگانوالا کے مکان پر ہوا اس میں دیوبندی مناظر عنایت اللہ کو زبردست شکست ہوئی انہوں نے تحریراً دیوبندیت سے تائب ہونے کا اقرار کیا اس تحریر کا اشتہار بعنوان جھگڑے کا خاتمہ شائع کیا گیا۔شاہ صاحب پندرہ سال سنی عقیدے پر قائم رہے پھر کسی کے ورغلانے سے منحرف ہوگئے۔چھٹا مناظرہ مولوی غلام اللہ خان سے ضلع چکوال کے کسی علاقہ میں ہوا۔ساتواں مناظرہ ایک شیعہ مناظر سے سیالکوٹ میں ہوا بحمدہ تعالیٰ تمام مناظروں میں اہلسنت کو عظیم فتح حاصل ہوئی۔

آپ کا دور ویسے تو علمی لحاظ سے بہت عروج کا دور تھا۔اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل اور دیگر علماء اہلسنت کی محنتوں سے جو باغ کھلا تھا اس کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی انہی محسنین اہلسنت کے فیض نظر سے ہندوستان کے ہر علاقے میں بڑے بڑے جید علماء نظر آتے تھے مگر ان میں چند وہ نابغۂ عصر ہستیاں تھیں جن کی آپ بہت قدر فرماتے اور بہت احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ان میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی، قاری احمد حسین رہتکی، حضرت علامہ مفتی محمد امین الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہم قابل ذکر ہیں۔خصوصاً مفتی محمد امین الدین بدایونی علیہ الرحمۃ عمر میں آپ سے چھوٹے ہونے کے باوجود علمی تبحر، تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے آپ ان سے بہت محبت و احترام فرماتے۔مفتی محمد امین الدین صاحب آپ کے استاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ وطنی بھی تھے۔لہٰذا دونوں میں ایسی بے

تکلفی تھی کہ کسی اور کے ساتھ نہ دیکھی گئی۔ مفتی امین الدین صاحب بدایونی تقسیم ہند کے وقت پاکستان تشریف لے آئے تھے انہوں نے اپنی حیات کے آخری ایام کامونکی منڈی ضلع گوجرانوالہ میں گذارے اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت حکیم الامت انتہائی سادہ طرز زندگی رکھتے تھے بعض دفعہ پہلی ملاقات کے لئے آنے والے حیرت زدہ رہ جاتے کہ کیا یہ وہی شخصیت ہیں جن کی علمی عظمت وتصنیفات کا شور دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ کسی جلسے میں تشریف لئے گئے پابندی وقت کی وجہ سے کچھ پہلے پہنچ گئے چونکہ طبیعت میں تکلف نہ تھا لہذا کسی نے نہ پہچانا اور خود آپ کے استقبال کے لئے آپ کو راستے سے ہٹایا گیا بعد میں پتہ چلا کی جن کے استقبال کا شور ہے وہ یہی شخصیت ہیں۔ لباس میں اکثر شلوار قمیض کبھی کبھی اچکن شیروانی اکثر عمامہ کبھی ٹوپی قد پانچ فٹ نو انچ تھا۔ تلاوت کلام مجید ومطالعہ احادیث بہت مرغوب تھا فرماتے تھے کہ تلاوت سے روح کی قوت اور مطالعہ احادیث سے قوت کشف بڑھتی ہے۔ دیگر کتب میں کشف المحجوب، ذکر خیر (تذکرہ توکل شاہ صاحب انبالوی) دلائل الخیرات شریف کا ورد۔

آپ نے سات حج ادا فرمائے اولاد میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔

آپ کی وفات تین رمضان المبارک بروز اتوار بعد نماز ظہر ۱۳۹۱ھ ہجری بمطابق ۱۹۷۱ء عیسوی کو ہوئی۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۲۴ اکتوبر کو گجرات (پاکستان) میں منایا جاتا ہے۔

دعاؤں کا طالب

محمد عبدالقادر خان قادری نعیمی

نعیمی کتب خانہ گجرات (پاکستان)

عرض ناشر

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (الحجر:۹) خداوند قدوس کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نور ہدایت کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لے لی اور انسانوں کے کمزور کندھوں پر اس کی حفاظت کا بوجھ نہ ڈالا۔ ورنہ وہ ضرور سخت خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج قرآن مجید فرقان حمید نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندہ معجزے کی صورت میں بعینہ موجود ہے۔ اور اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ حفاظت رحمٰن کا اعلان کر رہا ہے اور یہ بات متلاشی حق پر حق ظاہر کر دینے کے لئے بہت کافی ہے۔ پھر بھی اگر کسی کی دانست میں قرآن مجید کا اس شان سے محفوظ ہونا کوئی ایسی غیر معمولی بات نہیں کہ صداقت اسلام کی دلیل بن سکے تو ضرور وہ شخص بصیرت حقائق کی صلاحیت سے خالی ہے۔

اے دلائل پر غور کرنے والے غور سے سن! کہ ایسی حفاظت ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ ایسی ہستی کی طرف سے ہو کہ بیابان میں اڑنے والا کوئی پتا یا ریگستان میں پڑا ہوا ریت کا کوئی ذرہ یا سمندروں میں اُٹھنے والی کوئی لہر نہ ہلے اپنی جگہ سے مگر اس کے علم میں اور اس کی مشیت سے۔

اے تلاش حق میں چلنے والے غور سے سن! یہ کائنات تغیر سے عبارت ہے یہاں ہر چیز ہر آن تبدیل ہو رہی ہے چیزیں عدم سے وجود اور وجود سے عدم کی طرف رواں دواں ہیں اور اُن کا یہ سفر طوعاً یا کرھاً جاری وساری ہے۔ بعض چیزیں آہستگی تغیر کی وجہ سے شاید وقتی طور پر غیر تغیر پذیر نظر آئیں لیکن اہل بصیرت جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے نا قابل زوال اور نا قابل تسخیر نظر آنے والی چیزیں وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ حوادث زمانہ کے تھپیڑے کھا کر ایسے تبدیل ہوئیں کہ اُن کا حلیہ ہی بگڑ گیا بلکہ وہ ایک دوسری ہی چیز بن گئیں۔

غور کرو کہ کونسی چیز ہے جو نہیں بدلتی قومیں، حکومتیں، معاشرے، تہذیبیں وتمدن زبانیں، تصورات، نظریات، ادیان، حالات دنیا میں کسی چیز کو قرار نہیں کیوں اس لئے کہ اس ثبات وقرار کو انسانوں نے چاہا حالانکہ اُن کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا مگر یہ کہ اللہ چاہے وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ (التکویر:۲۹)

اگر حفاظت قرآن بھی صرف انسانوں کی چاہی ہوئی ہوتی تو کبھی نہ ہو سکتی کہ یہ بات ان کے بس کی ہے نہیں چونکہ یہ خداتعالیٰ کی چاہی ہوئی تھی اس لئے یہ حفاظت ایسے ہوئی کہ سبحان اللہ باوجود اس کے کہ اسلام پر جو حوادث آئے اگر کسی اور دین پر آتے تو شاید اس کی اصل صورت داستانوں اور کتابوں سے بھی غائب ہو جاتی۔ کفر والحاد کی اندرونی وبیرونی ایسی ایسی آندھیاں چلیں کہ جس میں بڑے بڑے پہاڑ خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں۔ مگر یہ شمع جلتی رہی تو عقل سلیم رکھنے والے کسی بھی شخص پر یہ بات ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ اس کی حفاظت وہ ہستی کر رہی ہے کہ زمانے کے حوادث اس کی صفات کے اظہار میں ہیں۔ کمان سے چھوٹے ہوئے تیر بھی اس کے اختیار میں ہیں۔ مگر چونکہ اللہ نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے یہاں اس کی قدرتوں کا اظہار اور احکام کا نفاذ اسباب کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کے بھی اسباب پیدا فرمائے اور لطف یہ کہ جن بندوں کو حفاظت دین کا سبب بنایا وہ دنیا کے ظاہری مال واسباب سے خالی تھے۔ بفرمان حدیث "بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغربا" اسلام غریبوں سے شروع ہوا پھر غریبوں میں لوٹ جائے گا پس غریبوں کو مبارک ہو۔ حفاظت الفاظ قرآن کے لئے حافظین کو ذریعہ بنایا اور معانی قرآن کے لئے علماء ربانیین کو پیدا فرمایا کہ ہدایت مخلوق کے راستے مفقود نہ ہو جائیں۔

انہی ربانی انتخاب والے خوش بخت لوگوں میں حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تمام زندگی خدمت قرآن مجید کے لئے وقف کر دی اور اہل ہند پر بلکہ اردو زبان سے استفادہ کرنے والے ہر اُس شخص پر اُن کا بہت بڑا احسان ہے جو قرآن فہمی کا ذوق رکھتا ہے یا اس پرفتن دور میں مغز قرآن اور روح ایمان کا نور حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہے۔

ہماری انتہائی خوش بختی ہے کہ ہم حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر القرآن نور العرفان کی اشاعت کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں کہ اس خزانہ بہائے بیش کو بہتر انداز میں پیش کیا جاسکے۔ ہم نے اس کی صحت عبارت نفاست طباعت کا معیار بہتر رکھنے کے لئے حتی الامکان کوشش کی ہے اور خاص طور پر حوالے آیات کی سورۃ اور آیت کی نشاندہی کر دی ہے اور فائدے کے نمبروں کو بہت واضح کر دیا ہے تاکہ قاری کو دشواری نہ ہو۔ اس سلسلے میں اپنے بہت ہی محترم دوست قاری اشفاق احمد خان صاحب کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا انہوں نے اس کام میں خاص دلچسپی لیتے ہوئے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچوایا بلکہ صفحات کی زیبائش میں بھی ان کے مشورے مفید ثابت ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ جناب زاہد لطیف نعیمی صاحب جنہوں نے تصحیح میں میرے ساتھ بہت محنت کی اللہ انہیں بھی اس کی جزا دے۔

سب سے بڑھ کر جناب حضرت صاحبزادہ محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب جنہوں نے میرے اس کام میں میری ہمت بندھائی اور خصوصی دلچسپی لی ورنہ شاید مجھ سے اتنے بڑے کام کی ہمت نہ ہوسکتی انہوں نے میرے کام کو آسان بناتے ہوئے ادارہ ضیاء القرآن کے قرآن مجید کا غلطیوں سے مبرا متن عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون کی انہیں اچھی جزا عطا فرمائے۔

ہم نے اس قرآن مجید وتفسیر کی تصحیح میں بہت محنت کی ہے لیکن پھر بھی سہو ونسیان کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر غلطی نظر سے گزرے تو ضرور با حوالہ اطلاع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

طالب دعا

محمد عبد القادر خان ابن مفتی اقتدار احمد خان

ابن مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ)

نعیمی کتب خانہ گجرات (پاکستان)

مفسرقرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز تصانیف

جاء الحق اول، دوم

اہل سنت و جماعت کے عقائد کا نہایت ہی مستند اثبات قرآن وحدیث اور اکابرین امت کی آراء سے استشہادات، شکوک وشبہات اور اعتراضات کا رد بلیغ نا قابل تردید دلائل، سنجیدہ، عام فہم سلیس انداز میں تحریر۔

تفسیر نعیمی ۱۹ جلد

عصر حاضر کی مقبول ترین اور مستند تفسیر اردو زبان میں مکمل گئی سب سے مبسوط اور مفصل تفسیر تمام اہم تفاسیر کے مضامین اہل سنت کے عقائد کا اثبات تمام آیات کی صوفیانہ تفسیر سادہ اور سلیس زبان میں نہایت دیدہ زیب اور ہر پارے کی ایک الگ جلد۔

مرأۃ شرح مشکوۃ مکمل سیٹ (۸ جلد)

احادیث کے مجموعوں میں مشکوٰۃ شریف کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے حکیم الامت مفتی احمد خان یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاہکار قلم سے نکلی ہوئی مقبول عام شرح سادہ اور سلیس اردو زبان میں۔

شان حبیب الرحمن

آیات قرآن حکیم سے نبی اکرم ﷺ کی شان کا بیان ہے جس میں یہ بتا تا گیا ہے کہ رب کریم نے اپنے محبوب بندے اور رسول ﷺ کو کون کون سی شانیں عطا فرمائی ہیں۔ حکیم الامت نے موضوع کو اچھی طرح نبھایا ہے اور شان محمدی ﷺ کی وضاحت کا حق ادا کر دیا ہے عشاق نبی ﷺ کے لئے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔

رسائل نعیمیہ

رسائل نعیمیہ میں حکیم الامت کے آٹھ مختصر رسائل اور چھوٹی کتب کو یکجا کر دیا گیا ہے تا کہ قارئین کو آسانی ہو اس مجموعہ کے مطالعہ سے دینی اور اخلاقی موضوعات پر وافر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

مواعظ نعیمیہ

ان مجموعہ مواعظ میں حکیم الامت مفتی احمد یار حان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ معرکتہ الآراء چند واعظ جمع کر دیے گئے ہیں جو آپ نے مختلف مجالس میں بر جستہ ارشاد فرمائے تھے دین سے محبت کرنے والے ہر شخص کے لئے یہ انمول تحفہ ہیں

فتاوٰی نعیمیہ (۴ جلد)

بعض نہایت اہم موضوعات پر حکیم الامت کے چند فتوے جو مختصر اور جامع ہونے کے باوجود اہل علم کے لئے بہت مفید ہیں

علم القرآن

مغز قرآن روح ایمان جان دیں...... ہست حب رحمۃ للعالمین ﷺ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے والوں اور شوق رکھنے والوں کے لئے لاجواب کتاب ہے جو قرآن مجید کے معانی سمجھنے میں بہترین رہنما ہے۔ جس میں قرآنی اصطلاحات اور ان میں فرق کو بہت واضح کر کے بیان کیا گیا ہے تا کہ مدعائے کلام سمجھنے میں غلطی نہ ہو اور گمراہی کا سبب نہ بنے یہ کتاب عوام کے علاوہ محققین کے لئے بھی کوزے میں دریا ہے

اسلامی زندگی

یہ مبارک رسالہ مروجہ رسموں کی گندگی مٹانے والا مسلمانوں کو سچی رسمیں سکھانے والا ہے اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے تاکہ وہ موجودہ معاشرے کی غلط رسومات سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو محفوظ کر سکے۔

رحمت خدا بوسیلہ اولیاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے مقبول بارگاہ بندے خواہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمانوں کا وسیلہ عظمیٰ ہیں اس رسالے میں قبلہ مفتی صاحب نے وسیلہ اولیاء کے متعلق ناقابل تردید دلائل پیش کئے ہیں جن کے مطالعہ سے تمام شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔ الحمدللہ

حضرت امیر معاویہ

اس رسالہ میں صحابہ کبار اہل بیت اطہار کے درجات اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحیح مناقب وحالات نہایت تحقیق سے بیان کئے گئے ہیں اور اس کے متعلق اولیاء کرام کا نہایت مدلل فیصلہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے تمام شکوک وشبہات کافور ہو جاتے ہیں

سلطنت مصطفیٰ ﷺ

اس رسالہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو جو اختیار کائنات میں حاصل ہیں ان کا بیان ہے اور معترضین کے اعتراضات کا مدلل اور دندان شکن جواب ہے جس کے مطالعہ سے شان رفیع کے بارے میں علم ہوتا ہے۔

علم المیراث

میراث ایک دقیق اور پیچیدہ فن ہے حضرت حکیم الامت نے اسے آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

سفر نامے

جلد اول اور دوئم سفر نامہ حجاز کی مکمل روداد ہے اور نہایت ایمان افروز واقعات اور کیفیات کا بیان ہے۔

معلم تقریر

قبلہ مفتی صاحب کی فن خطابت پر ایک گراں قدر تصنیف ہے جس میں خطباء اور طلباء کی رہنمائی کی گئی ہے۔

العطایا الاحمدیہ

فی

فتاویٰ نعیمیہ 5 جلد

مصنف: شیخ التفسیر صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی

خلف الرشید حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

جس میں عصر حاضر کے بہت سے اہم مسائل جن میں خرید، فروخت، تجارت، سود، دار الحرب، دار الاسلام، نکاح، طلاق، ناسخ منسوخ، قانون شہادت و دیگر عقائد کے بے شمار مسائل شامل ہیں۔ انتہائی مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے جس کو پڑھنے کو بعد تشنگی باقی نہیں رہتی اس کے ساتھ ساتھ مسلک حنفی کی مضبوطی اور خوبی کو بھی بہت اچھے انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

عوام الناس کے علاوہ فقہ کے طالب علموں کے لئے نہایت ہی مفید کتاب

تصنیفات

صاحبزادہ مُفتی اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

خلف الرشید حکیم الامت مُفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر نعیمی پارہ ۱۲ تا ۱۹	تفسیر القرآن
العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ	فقہ حنفی کا مدلّل ترین فتاویٰ (۵ جلد)
خطبات نعیمیہ	جمعہ و عیدین و دیگر خطبات مع ضروری مسائل
نظریات اقبال	علامہ اقبال پر تنقید اور انکی فکری غلطیوں کی نشاندہی
درودِ تاج پر اعتراضات و جوابات	درود تاج پر نجدیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب
راہ جنت بجواب راہِ سنت	سرفراز خاں گکھڑوی کی کتاب "راہ سنت" منہ توڑ جواب
از بلا (اردو ، انگریزی)	رَدِّ عیسائیت میں لاجواب کتاب (بطرز ناول)
المصادر التربیہ	۰۰۰،۸ عربی مصادر کا خزانہ مع مشتقات و نحوی اصولوں کی وضاحت
تنقیدات علیٰ مطبوعات	مشہور اور مستند کتابوں میں چند ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو کتابت کی غلطیوں، تصحیح کنندگان کی چشم پوشی، بعد کی ملاوٹ یا بعض جگہ خود مولف غلط فہمی کی وجہ سے انتہائی شدید قسم کی غلطیاں ہوگئیں ہیں جن کی وجہ سے عوام الناس سخت غلط فہمی یا گمراہی پھیلنے کا خدشہ ہے۔